UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226625

UNIVERSAL
LIBRARY

TIGHT BINDING BOOK

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷.۵ ۱۳ ع ف Accession No. ۴۲۱۸۹

Author صفی اللہ

Title منہج الکریم تفسیر القرآن

This book should be returned on or before the date last marked below.

ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شيء وهدى وبشرى للمسلمين

فيض الكريم تفسير قرآن عظيم

از تاليفات جامع المنقول والمعقول حاوى الفروع والاصول علامه زمان محقق دوران

خاتمة المجتهدين مولانا ضبغة الامام العلما قاضى الاسلام قاضى الملك رحمة الرحمن وارضوان

در مطبع عزيزى مدراس طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہو اُس ذات پاک کو کہ جس نے اپنے بندے پر ایسی کتاب مجید نازل کی جس نے
سب کو سیدھی راہ بتائی اور نادانوں کو جہل کی تاریکی سے نکال کے روشنائی اللہ کی
معرفت کی دکھلائی اُسکی آیات بینات فصاحت و بلاغت کے لاف مارنے والوں کو
داغ عاجزی کا دیا اور معاندوں کو ذلت و خواری کی آتش میں جلایا اور صلوٰۃ وسلام
اس سالار مرسلین پر کہ جنکی سعی سے کفر کی جمعیت پھوٹی اور تیغ سے انکے حکم کے شرک کی
بنیاد قوی اُنکی ہدایت سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھلے اور تاریک دلوں میں انوار کے
غنچے کھلوا دیئے اُنکے توریت اور انجیل پر قلم نسخ کا کھینچا اور انکے معجزوں کا آوازہ سارے

جہان مین پہنچا اور اُنکے آل اطہار پر جو فضیلت کے سید اُنکے شہسوار ہین اور اصحاب کبار پر
جن کی کوشش سے اسلام کے ارکان پائدار ہین حمد و نعت کے بعد کہتا ہی بندۂ ضعیف گنہگار
صبغۃ اللہ بن محمد غوث بن محمد ناصر الدین حشرہم اللہ فی زمرۃ الابرار سبحان اللہ اُس
خالق کے سخن کی کیا شان ہی جسکے معانی اور الفاظ کے وصف مین دانا کی عقل حیران ہی
اُسکا ہر ایک حرف اسرار و حقایق کے چمن کی بہار ہی اور ہر ایک لفظ لطایف و دقایق کا
گلزار ہی وہی اللہ کی جل شین ہی جس نے اسکو استوار کیا کبھی اُسے خلل نہین اور وہی فصیل کیا کبھی
ہی حق و باطل مین ہرگز اُس مین تمیز نہین اُسکے عجایب کی نہایت نہین اور اُسکو مکرر پڑھنے سے
خاطر پر ملالت نہین آتی کے عالمون کو اللہ تعالے نے عزت کے ساتھ جنھون نے قرآن شریف کو جاننے کیواسطے
کئی کتابین تفسیر کی تصنیف کین اور اُسکو حاصل کرنیکے واسطے بہت سے علوم استنباط کئے
اور اسی زبان مین سب علوم کو لکھنے لگے پس عربی زبان نے اسقدر رواج پایا جو کوئی اُسکو
نہ سیکھے اُسکو عالم نہین کہتے ہند کے اکثر سلاطین زبان فارسی بولتے تھے اسلئے وہان کے اکثر اہل اسلام
کو تحصیل فارسی کا شوق ہوا اور سب اپنے کاروبار اسی زبان مین لکھنے لگے اور اسی زبان مین بہت
سی کتابین اور تفسیر اور دوسرے علوم مین لکھین نیز اسکے ہندی زبان مین کوئی کتاب تصنیف کرنا
سبک ٹھہرا یہان تک قصیدے اور اشعار اور جھوٹے قصے کہانیان اکثر لکھا کرتے ہین سو تفاق کے لوگون
کو یہہ توفیق کہان جو عربی علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوان اور یہہ بھی شوار ہو گیا کہ فارسی مین اچھی
لیاقت بہم پہنچاوین کیونکہ روزی کی فکر مین پریشان گردان ہین قطع نظر اسکے اگر حاصل بھی
کرین تو زبان کی مہارت مین ایک عمر صرف ہو باوصف اسکے بھی اکثر لوگ درجہ کمال کو نہین پہنچتے اس لئے

اکثر لوگ علم سے بے بہرہ اور دین کی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں الحق اپنے ملک کی بھاکھا میں کسی فن کو لکھنا عوام کی معرفت کا
سبب ہوتا ہے علی الخصوص عورتیں کہ انکو ہندی زبان کے سوا دوسری زبانوں سے شناسائی نہیں فضیلت دستگاہ مولوے
محمد باقر آگاہ جعل اللہ الجنۃ مثواہ نے چند کتابیں دینی علوم کی ہندی زبان میں بنائیں کہ جس سے ایک عالم کو فایدہ
عظیم ہوا ان ایام میں حکام کی رغبت اردو زبان کی طرف دیکھ کے بہت سی کتابیں ہندی میں لوگوں نے تصنیف کیں پھر یہ
عاصی بھی ہندی زبان میں چند کتاب بناتا مگر کوئی ایسی تفسیر کہ جسکے دیکھنے سے خاطر کو تشفی ہو سو نظر نہ آئی اس لیے یہ عاصی
ایک تفسیر ہندی کہ جس میں شان نزول اور ضروری باتیں کو رہوں لکھنا شروع کیا جناب الٰہی میں التجا یہ ہے کہ اسکی اتمام
کی توفیق دیوے اور اسکے دیکھنے والوں کو نیک راہ بتاوے **مقدمہ** تمام قرآن شریف لوح محفوظ سے
اکیسویں شب ماہ رمضان کے مہینے میں شب قدر کو پہلے آسمان پر اترا بعد اسکے تیئیس برس کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا بحسب ضرورت
نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں جب آیتیں اترتیں تو اسکو خرمے کی شاخوں پر کہ جسکو عربی میں عسیب
کہتے ہیں اور چمڑوں پر اور کاغذوں پر اور تختیوں پر اور چوڑے ہاڑوں پر لکھا کرتے تھے تمام ایک جگہ جمع نہ تھا
پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سنہ گیارہ ہجری تھی مسیلمہ کذاب سے جو دعوی نبوت کا کیا تھا اور اس کے
ساتھ بہت سے عرب تھے جمع ہو کے جنگ ہوئی سو صحابہ میں سے ستر آدمی تک شہید ہوئے ایک روز عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لیکر گئے اور کہا اس جنگ میں قاریان بہت سے شہید ہوئے آیندہ جنگوں میں قاریان
مارے گئے تو بہت سی آیتیں قرآن شریف کی جاتی رہینگی بہتر یہ ہے کہ قرآن کو جمع کریں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کام نہیں کیے اسکو میں کیونکر کروں عمر رضی اللہ عنہ کہے واللہ یہ کام بہت خوب ہے
غرض بحث تکرار کر کے دونوں صاحبوں کی رائے متفق ہوئی کہ اسکو جمع کرنا سو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کاتب الوحی تھے بلوائے اور انسے جو عمر رضی اللہ عنہ کہے سو تقریر کیے اور فرمائے
تم جوان ہوشیار ہو اعتماد کی آدمی تیسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت وحی اتری تو صاحب لکھا کرتے تھے قرآن شریف کو
جمع کرنیکے واسطے بھی ہمارے شریک ہو جائیے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر مجھکو کوئی پہاڑ اٹھا لو کہ کے تکلیف دیتے تو مجھ پہ
اتنا گراں نہ ہوتا جیسا یہ مجھ پر گران نظر آیا پھر میں بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کام نہیں کیے سو آپ کیسا کرتے ہو
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائے واللہ یہ خوب کام ہے پھر مجھ میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بحث ہوئی آخر اللہ تعالے

میرے دلمین بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح اس بات کا دھیان ڈالا پھر مین آیتونکو جو متفرق اور پراگندہ تھین جمع کرنے
لگا اور جب کبھی آیت لکھی ہوئی نہ ملی تو لوگون سے جو حافظ قرآن تھے تحقیق کرکے لکھتا غرض زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تمام متفرق
آیتون کو جمع کئے اور وہ مسودہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا انکے وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پھر انکے بعد دست
اور کافرون کی جنگون مین انکو صاف کرنیکی فرصت نہ ہوئی اسمین عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی اور وہ مسودہ ام المومنین حفصہ
رضی اللہ عنہا کے پاس رہگیا سنہ پچیس ۲۵ ہجری مین کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما جو ارمینیہ اور
آذربیجان کو فتح کرنے گئے تھے اور وہان لشکر عراق کے اور شام کے جمع تھے سو دیکھے قرآن شریف کی قرأتین مختلف رہنے سے
انمین قضیہ ہو رہا ہے شام والے کہتے تھے ہمکو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی سند ہوئی ہے اور عراق والے کہتے تھے ہمکو ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے یونہی تحقیق ہوئی ہے پھر ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے دلمین اس اختلاف سے بہت اندیشہ
پیدا ہوا اور ملک فتح کرکے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہے یا امیر المومنین لوگونکو قرآن شریف کی تلاوت مین
بڑا اختلاف پڑ گیا ہے یہود و نصارا کے کتب مین جیسا اختلاف ہوا ہماری کتاب مین ہونیکے قبل اسکا بندوبست کیا چاہئے پھر
عثمان رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورت کرکے بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو قرآن شریف تھا سو منگوائے
بی بی نے بھیجنے کیواسطے راضی نہ ہوئین پھر انکو کہلا بھیجے کہ اسکو آپ بھیجدو ہم نقل لیکے پھر آپکے پاس بھجوا دینگے بی بی نے
اسکو بھیجا سو زید بن ثابت کو اور وہ انصار مین تھے اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص بن امیہ اور عبدالرحمن بن حارث کو اور وہ قریش مین تھے
مصحف لکھنے کا حکم فرمائے اور کہے جب زید بن ثابت اور تم لوگونکا لغت مین اختلاف آوے تو قریش کی لغت پر لکھو کیونکہ
قرآن شریف قریش کی لغت پر نازل ہوا ہے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بارہ شخص کو قریش اور انصار کے
قرآن لکھنے کیواسطے مقرر کیا از انجملہ ابی بن کعب اور مالک بن ابی عامر اور کثیر بن افلح اور انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہم دوسرے لوگونکا نام معلوم نہوا اور بعضے روایتون مین آیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ پوچھے سب مین خوشخط کون ہے
تو کہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو مشی تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان پھر کہے قرآن کے الفاظ کو درست کون ادا
کرتا ہے کہے سعید بن العاص کہتے ہین کہ انکا لہجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لہجے سے بہت مشابہ تھا سو عثمان رضی اللہ عنہ
فرمائے سعید الفاظ کو بولا کرے اور زید اسکو لکھے انہی دوسرے لوگونکو انکی مدد اور نسخے متعدد لکھنے کیواسطے مقرر
کئے ہون اور اکثر لوگ جو زبانے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کم سن تھے انکو مقرر کئے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر سال ایکبار رمضان کے مہینے مین جبرئیل علیہ السلام کو قرآن شریف سُنایا کرتے تھے اور جس سال مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وفات ہوئی اُس سال جبرئیل کو دو بار سنانے سو اُس سُنانے کو عرضۂ اخیرہ کہتے ہین پھر صحابہ جو کہ سنتے تھے اُس عرضۂ اخیرہ کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سُنے اُنکے سُننے مین جو آیتین منسوخ التلاوت تھین نکل گئین خلاف اُنکے جو پیش از عرضۂ اخیرہ کے
سُنے تھے اُنکی تلاوت مین کہین کہین منسوخ آیتین رہ گئی تھین القصہ عثمان رضی اللہ عنہ چند مصحف لکھا کے اطراف مین روانہ کئے
اور حکم فرمائے کہ اسکے سوا کسی کے پاس کچھ آیتین یا سورتین یا مصحف ہو تو اسکو خرق کرے سو بعضے نواح مین خرق کو
خارج سے سمجھکے پھاڑ دئے اور اکثر اسکو جلا دئے مشہور یہہ ہی کہ ملکون پر روانہ کئے سو پانچ مصحف اور بعضے
کہتے ہین سات مصحف لکھوا ایک مکہ کو روانہ کیئے اور ایک شام کو اور ایک یمن کو اور ایک بحرین کو اور ایک بصرہ کو اور ایک کوفہ کو
اور مدینہ مین اپنے پاس ایک مصحف رکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تلاوت مین وہ مصحف ہا کرتا تھا اب ملک وہ مصحف مدینہ مین
موجود ہی اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کا مسودہ جو منگوائے تھے اسکو پھیر اُنکے پاس بھیجدیئے معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت مین
مروان جو مدینہ کا حاکم ہوا تھا سو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ مسودہ طلب کیا اُنھون نے اسکو نہ دیا پھر اُنکے انتقال کے بعد
مروان نے بی بی کے برادر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر تقید کرکے منگوایا اور اوسکو جلا دیا

فائدہ

قرآن شریف کی تفسیر رائے سے کرنا حرام ہی لیکن اسے سوا تاویل کرنا جایز ہی تفسیر اسکو کہتے ہین کہ قرآن کے الفاظ کے معنی ظاہر
کرنا اور اس لفظ سے مراد کیا ہی سو بیان کرنا تو اسمین جزم کر دینا ہی کہ اس لفظ سے مراد یہی ہی دوسری نہین اب اسمین گواہی اللہ تعالے
کہ اس لفظ سے یہی اراد ہی اللہ تعالے کے ارادے پر سکو تو اطلاع نہین پھر اس بات کا جاننا موقوف ہی سُننے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ
رضی اللہ عنہم سے جو قرآن نازل ہوتے وقت حاضر تھے اور مشاہدہ کیئے اس حالت کو پھر جو کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے
حاصل نہ کرے اور انسی صحیح نقل ہوتے ہوئے سکو جو سمجھ ہی اسکو نہ جان کے اپنے طرف سے کوئی معنی بیان کرے تو وہ تفسیر اسے سمجھی
اور جھوٹی شہادت اللہ تعالے پر اس سبب سے وہ حرام ہوئی اور تاویل اسکو کہتے ہین کہ جملے وغیرہ مین جو چند احتمال ممکن ہین اُنمین سے کسی احتمال کو بیان کرنا
یا ایک احتمال کو دوسرے پر ترجیح دینا سو یہہ جایز ہی کیونکہ اسمین اللہ تعالے پر شہادت نہین لیکن یہہ بھی ہر کسیکو جایز نہین بلکہ جو علما ماہرین
قرآن کے علوم اور آلات سے اور جانتے ہین معانی کو خطابات کے تو اسکو تاویل کرنا جایز ہی بشرطیکہ اُنکی وہ تاویل کتاب اور سنت اور اجماع کے
خلاف نہ ہووے

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ وھی سبع آیات

سورۂ فاتحہ مکی ہی سات آیت کا معلوم ہوتا ہی جو سورۂ حجر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش از ہجرت کے نازل ہوئی ہی اسکو مکی

کہتے ہین اور جو کہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی اسکو مدنی کہتے ہین خواہ کہین نازل ہون بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رب بیفاعلہ
کو ہی حمد صاحب ساری جہان کا عالمین جمع ہی عالم کی اُس سے مراد تمام مخلوقات ہین اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ بہت مہربان نہایت رحم والا مالک انصاف کے دن کا انصاف کے دن سے مراد قیامت کا روز ہی کہ کسیکو
اس روز ملک نہین سوائے اللہ تعالی کے دیکھیے یہان اللہ صاحب نے اپنی ناموں سے پانچ نام ذکر کئے اللہ رب رحمن رحیم
مالک سو اس مین اشارہ ہی کہ گویا اللہ تعالی یون فرماتا ہی بندے کو مین نے پیدا کیا سو مین اللہ ہون پھر اسکو اقسام کی نعمت اور
ہزارہا الطاف سے پرورش کیا سو مین رب ہون پھر بندہ میری نافرمانی کرنے لگا اور مین اسکو ڈھانپا سو مین رحمن ہون
پھر مین نے اسکی نافرمانی پر نعمتین نہین چھین لین سو مین رحیم ہون پھر ان نافرمانیون پر جزا دینا ضرور ہی سو مین جزا کے دن کا مالک ہون
اِيَّاكَ نَعْبُدُ تجھی کو ہم بندگی کرین وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور تجھی سے مدد چاہین اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ چلا ہمکو راہ سیدھی اس سے مراد راہ حق اور اسلام کی طریقت ہی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
راہ انکی جن پر تونے فضل کیا اللہ تعالی نے جن پر فضل کیا سو وہ لوگ انبیا اور فرشتے اور صدیقین اور شہدا اور
انکے تابعدار ہین غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ نہ جن پر غصہ ہوا وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور نہ بہکنے والے جن پر
غصہ ہوا اس سے مراد یہود ہین یا مطلق کافر اور بہکنے والے سو نصاری ہین یا منافقین معلوم ہے کہ آمین جو کہتے ہین
وہ قرآن مین داخل نہین لیکن سنت ہے سورہ تمام ہوے بعد دم لیکے آمین کہنا اور اسکی معنی قبول کر اور مذہب امام شافعی کا
ہی نماز جہریہ مین سورہ فاتحہ پڑھے بعد آمین پکار کے کہنا اور امام حنیفہ کا مذہب آمین آہستہ کہنا ہی بخاری اور مسلم روایت کیے
ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ ملایک بھی آمین
کہتے ہین پھر جسکی آمین فرشتون کی آمین کے ساتھ برابر ہو تو اسکے اگلے گناہ بخشے جائینگے اور ترمذی روایت کیے ہین ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کیا تجھکو خبر نہ دون ایک سورت کی
کہ ویسی سورت نہ توریت مین اُتری اور نہ انجیل مین پھر ابی نے کہا خبر دو یا رسول اللہ سو حضرت فرمائی سورت فاتحہ
ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہی جو مجھ کو دیا گیا یعنی سورہ الحجر مین جو آیت آئی ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا
مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ سو وہ یہی سورت ہے اور اسکو سبع مثانی کہنے کی یہ وجہ ہے کہ اس سورت کی

سات آیت ہین اور نماز کی ہر رکعت مین مکرر پڑھتے ہین **سورۃ البقرۃ مدنیۃ وھی مائتان وسبع وثمانون آیۃ** سورہ بقرہ مدنی ہی دو سو ستاسی آیتین ہین یہ پہلی سورت ہے جو مدینہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ** یہہ حروف جو سورتون کی ابتدا مین آتے ہین سو اللہ تعالی کے اسرار ہین سکا علم اللہ تعالی کو ہی ہے **ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ** اس کتاب مین کچھہ شک نہین ذالک کا لفظ عربی مین کسی چیز کی طرف اشارہ کے واسطے آتا ہی سو اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کے کے فرمایا انھی یہہ کتاب یعنے قرآن جو پڑھتا ہی اسمین کچھہ شک نہین مقرر اللہ کے یہان سے آیا ہی کہتے ہین کہ اللہ صاحب نے وعدہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مین تجھہ پر ایک کتاب اتارونگا کہ اسکو پانی نہین بھگاتا اور پھیرنے سے کہنہ نہین ہوتا جب قرآن نازل ہوا تو فرمایا یہہ وہی کتاب ہے کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے بنی اسرایل سے وعدہ کیا تھا کہ مین بنی اسمعیل سے ایک نبی بھیجونگا اور اس پر کتاب نازل کرونگا پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کو تشریف لاے اور وہان یہود یان بہت تھے سو اللہ تعالی یہہ سورت نازل کیا اور کہا فرمایا کہ مین نے جو وعدہ تم سے کیا تھا سو وہ یہی کتاب ہے **هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ** راہ بتاتی ہی ڈر والون کو جو سچ مانتے ہین بن دیکھے متقی اسکو کہتے ہین جو نہایت سے بچ رہتا ہی اور اللہ تعالی کے ماموارت کو ادا کرتا ہی اور یہہ کتاب پرہیزگارون کو راہ بتاتی ہی فرمایا اس لیے کہ متقی اس سے نفع پاتے ہین جو اللہ سے ڈرے تو اسکو کوئی نصیحت نفع نہ دیگی اور غیب اسکو کہتے ہین جو انکو سے پوشیدہ ہے جب غیب پر ایمان لاے تو اس مین ایمان فرشتون پر اور گذشتہ انبیا پر اور قیامت وحساب وکتاب وصراط اور میزان اور جنت اور دوزخ تمام داخل ہوے **وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ** اور درست کرتے ہین نماز یعنی نمازون کو انکے اوقات پر ارکان اور ہیئت کے ساتھہ خشوع اور خضوع سے ادا کرتے ہین **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ** اور ہمارا دیا کچھہ خرچ کرتے ہین یعنے مال اللہ تعالی کی راہ مین کرتے ہین دینا فرض ہو یا نفل **وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ** اور جو سچ مانتے ہین جو کچھہ اترا تجھہ پر یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس سے مراد تمام قرآن اور شریعت ہے **وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ** اور جو کچھہ اترا تجھہ سے پہلے یعنے توریت اور انجیل وغیرہ کتب جو اگلے پیغمبرون پر اترے اللہ تعالی سب کتب جو نازل کیا سو ایک سے چار ہین انمین شیث علیہ السلام پر سات صحیفے اور ابراہیم علیہ السلام پر تین صحیفے اور موسی علیہ السلام پر توریت نازل ہونے کے اگے

دس صحیفے جملہ سو صحیفے ہوے باقی رہے چار انمین توریت موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر
اور زبور داود علیہ السلام پر اور قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا معلوم رہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر اور اگلے پیغمبرون پر جو کچھ نازل ہوا تمام پر مجمل ایمان لانا سب لوگون پر فرض عین ہی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے پر ہم مامور ہین اسلئے جو کچھ حضرت پر نازل ہوا اسکو بتفصیل جاننا بھی فرض ہی لیکن
فرض کفایہ ہی وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اور آخرت کو وے یقین جانتے ہین یعنی آخرت کا ہونا سچ جانتے
ہین اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اونھون نے پائی ہی راہ اپنے رب کی وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وہی مراد کو پہنچے یعنی دوزخ سے چھوٹے اور بہشت کو پائے معلوم رہے اللہ صاحب نے
اس سورت کی شروع مین چار آیت مومنون کے حق مین اُتارا اور اُنکے خوب صفات کہدیا پھر بعد دو آیت کافرون کے
حق مین کہا اُسکے بعد تیرہ آیت منافقون کی شان مین نازل کیا سو کافرون کے حق مین فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وے جو منکر ہوے سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ برابر ہی تو انکو
ڈراوے یا نہ ڈراوے لَا يُؤْمِنُوْنَ وے نہ مانینگے کفر کی معنی کاف کے زبر سے لغت مین ڈھانپنا اور کاشتکار
بیش سے لغت چھپانے اور ناشکری کرنے مین مستعمل ہی اور اہل شرع پاس اُسکی معنی اُس سے منکر ہونا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم لائے ہین کے یقیناً معلوم ہوا ہی اور کفر کے چار قسم ہین ایک کفر انکار کا وہ اللہ تعالیٰ کو اصلاً نہ جاننا اور نہ اسکا
زبان سے اقرار کرنا فرعون کا کفر اسی قسم کا تھا دوسرا کفر جحود اور شرارت کا وہ اللہ تعالیٰ کو دل سے جاننا اور زبان
سے اقرار نہ کرنا کفر ابلیس اور یہود کا اسی قسم کا ہی تیسرا کفر عناد کا وہ اللہ تعالیٰ کو دل سے جاننا اور زبان سے اقرار
کرنا لیکن اُسکو اختیار نہ کرنا اُمیہ بن الصلت اور ابی طالب کا کفر اسی قسم کا تھا چوتھا کفر نفاق کا وہ زبان سے اقرار
کرنا اور دل سے یقین نہ کرنا اُبی بن سلول کا کفر اسی قسم کا تھا اور ان چار قسم مین کوئی قسم پر مرے تو اسکو چھٹکارا
نہین اور یہہ آیت نازل ہوی حق مین چند لوگون کے جن کی شقاوت علم الٰہی مین مقرر ہو چکی تھی جیسا ابوجہل اور ابولہب
وغیرہ سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کہہ دیا کہ انکے ایمان کی تو امید نہ رکھ اور اسکا سبب کہا کہ خَتَمَ اللّٰهُ
عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مہر کر دی اللہ نے انکے دلون پر وَعَلٰى سَمْعِهِمْ اور اُنکے کان پر یعنے انکے دلون پر
اور کانون پر مُہر ہو چکی ہی کچھ حق بات کہی تو اوسکو نہین سمجھتے اور نہ سُنتے وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اور ہوگی انکی آنکھون پر پردہ یعنی ان لوگون کی آنکھون پر اللہ تعالی نے پردہ ڈالا ہی سو اللہ تعالی کی توحید کی نشانیون
کو دیکھتے نہین وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ انکے لئے بڑی مار ہی اب اللہ تعالی منافقون کے حق مین فرمایا وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ اور ایک لوگ وے ہین جو کہتے
ہین ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور انکو یقین نہین یہہ آیت اور اسکے بعد کے چند آیتین احوال مین عبد اللہ
بن اُبی بن سلول اور معتب بن قشیر اور جد بن قیس وغیرہ منافقون کے نازل ہوین کہ یہہ لوگ ظاہر مین ایمان لائے تھے اور دل
مین اپنے کفر پر تھے سو یہہ لوگ کافرون سے بھی بدتر ہوے کیونکہ کفر تھا سو تھا اس پر جھوٹھ اور حسد اور بغض اور عداوت
بڑھگئی اس لئے اللہ تعالی انکی مذمت بہت سی آیتون مین بیان کیا اور فرمایا وہ لوگ منہہ پر بولا کرتے ہین کہ ہم
اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے لیکن حقیقت مین وے لوگ مومن نہین کیونکہ باطن مین کفر بھرا ہوا ہی يُخَادِعُونَ
اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا دغابازی کرتے ہین اللہ سے اور ایمان والون سے وے لوگ کفر کو چھپا رکھکر اسلام
ظاہر کئے تا اسلام کے سبب انکے مال لوٹے اور خون بہوئے نہ جائین سو گویا اللہ سے دغابازی کرنے لگے وَمَا يَخْدَعُونَ
إِلَّا أَنْفُسَهُمْ اور کسی کو دغا نہین دیتے مگر آپ کو یعنی وہ جو دغا کرتے ہین اسکا وبال انھین پر ہی دنیا مین فضیحت
اور آخرت مین عذاب وَمَا يَشْعُرُونَ اور نہین سمجھتے کہ اس دغا کا وبال انھین پر ہے فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ
انکے دلونمین آزار ہی یعنی نفاق اور شک ہی فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا پھر زیادہ دیا اللہ نے انکو آزار کیونکہ
اللہ تعالی آیتین ایک کے بعد ایک نازل کیا اور وے لوگ جو آیت آئی تو اسکا انکار کرتے تو انکا کفر اور نفاق بڑھتا
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ اور انکو دکھ کی مار ہی اس پر کہ جھوٹھ کہتے تھے
یعنی وے ہم ایمان لائے کر کے جو جھوٹھ کہتے ہین اس لئے اُن پر مار ہی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا
فِي الْأَرْضِ اور جب کہئے انکو یعنی منافقون کو فساد نہ ڈالو زمین مین انکا فساد ڈالنا یہہ تھا کہ مسلمانون مین اور
مشرکون مین لڑائی لگاتے اور کافرونکی اعانت اور مومنون کی دغا مین رہتے قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ
کہین ہمارا کام تو اصلاح ہی اُن کے دلونمین کفر رہنے سے فساد کو سمجھا کرتے کہ وہ صلاح ہی پھر اللہ تعالی نے انکی رد
فرمایا أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ سُن رکھو وہی ہین بگاڑنے والے
پر نہین سمجھتے آپ بگاڑنے والے ہین کیونکہ انکو تو یہہ گھمنڈ ہی کہ آپ جو کفر چھپا رکھے ہین سو اسمین صلاح ہے

آیا نہین سمجھتے کہ انکے لئے اللہ تعالی نے عذاب مقرر رکھا ہو وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا اور جب کہیئے انکو یعنی منافقین کو ایمان مین آؤ کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ جسطرح ایمان لائے سب لوگ یعنی ایمان دل سے خلوص کے ساتھ لاؤ جیسا مہاجرین اور انصار لائے ہین یا لوگ سو مراد عبداللہ بن سلام وغیرہ اہل کتاب ہین جو ایمان لائے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ کہین کیا ہم اسطرح مسلمان ہون جیسے مسلمان ہوے ہین بیوقوف مسلمانون کو سفیہ کہے کیونکہ منافقون کا ایسا اعتقاد تھا کہ یہہ لوگ جو مسلمان ہوتے ہین سو انکی عقل مین خلل ہی اور منافقون نے یہہ جو کہے سو اپنے دوستون کے روبرو کہے مومنون کے روبرو نہین پھر اللہ تعالی انکی مخفی حالتون سے خبر دیا کیونکہ اگر علانیہ مسلمانون کے روبرو یہہ کہین تو وہ نفاق نہین بلکہ صریح کفر ہی اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ سنتا ہے وہی ہین بیوقوف وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ پر نہین جانتے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا اور جب ملاقات کرین مسلمانون سے کہین ہم مسلمان ہوے یعنے تم جیسا خالص مومن ہو ہم بھی ویسا ہی ہین وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ اور جب اکیلے جاوین اپنے شیطانون پاس شیطانون سے مراد انکے سردار اور کاہن جو سرکشی مین شیطان کو اپنا غلام بناے تھے اور وے پانچ شخص تھے کعب بن اشرف یہودی مدینہ مین اور ابو برده بنی اسلم مین اور عبد الدار بنی جہینہ مین اور عوف بن عامر بنی اسد مین اور عبد اللہ بن السوداشام مین قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ کہین ہم ساتھ ہین تمھارے اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ ہم تو ہنسی کرتے ہین یعنے ہم محمد اور انکے اصحاب کے پاس جو ایمان ظاہر کرتے ہین محض ہنسی کیواسطے ہی واحدی وغیرہ مفسرین شان نزول ان آیتون کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہو کہ ایک روز عبداللہ ابن ابی بن سلول منافق اور اسکے ساتھ والے بعضے لوگ کہین جاتے تھے سو راہ مین دیکھے چند اصحاب رضی اللہ عنہم تشریف لاتے ہین عبداللہ بن ابی اپنے ساتھ والون کو بولا دیکھو ان بیوقوفون کو تمھارے سے کیسا پھیر تا ہون پھر جا کر ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا مرحبا صدیق کو بنی تیم کے سردار اور مسلمانون کے پیر اور غار مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق اور خرچ کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسطے اپنا جان و مال بعدہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا مرحبا بنی عدی بن کعب کے سردار اور فرق کرنے والے حق و باطل مین اللہ تعالی کی راہ مین قوی

اور خرچ کرنے والے اپنی جان و مال کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بولا مرحبا چچیرے بھائی اور داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بنی ہاشم کے سردار علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمائے ای عبد اللہ تو اللہ سے ڈر اور نفاق نہ رکھ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں منافق بڑا بد ہے عبد اللہ بن ابی بولا ابو الحسن ایسا مت فرماؤ ہمارا ایمان تمہارا سا ایمان ہے اور ہماری تصدیق تمہاری سی تصدیق ہے جب سب چلے گئے عبد اللہ بن ابی نے اپنے لوگوں سے کہا دیکھو میں نے کیا کیا پھر سب اسکی تحسین آفرین کئے اور اللہ صاحب نے اسکی مذمت میں ان آیتوں کو نازل کیا اور اوپر کی آیتیں اسی کی تمہید کیواسطے ذکر کیا اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ اللہ ہنسی کرتا ہے اُنسے یعنی انکی ہنسی کی جزا دیتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ منافقوں کے لئے بہشت کا دروازہ کھولیگا وے جب وہاں پہنچینگے دروازہ بند کریگا اور انکو دوزخ کی طرف لیجاوے گا وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ اور بڑھاتا ہے انکو انکی شرارت میں بہکے ہوئے یعنی انکو انکی سرکشی میں چھوڑتا ہے اسی میں متحیر رہیں اُولٰئِكَ وہی ہیں یعنے منافقین الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى جنھوں نے خرید کی راہ کے بدلے گمراہی یعنے ایمان اور ہدایت کو چھوڑ کر کفر اور گمراہی اختیار کئے خرید و فروخت میں نقد دے کر اسکے بدلے اسباب لیا کرتے ہیں دونوں میں ایک طور کی مناسبت ہوئی اسواسطے شرا اور تجارت کے الفاظ کو ذکر کیا فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ سو نفع نہ لائی انکو سوداگری وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ اور نہ پائی راہ یعنی انکو سوداگری میں نفع نہ ملا اور انکو تجارت کی راہ معلوم نہ ہوئی تجارت میں تو اصل مال باقی رہکر افزود ہوتا ہے منافقوں نے ایمان جو اصل تھا اسکو کھو دیئے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا انکی مثال جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ اللہ تعالیٰ پہلے منافقوں کی صفت بیان کیا اب اُنکے لئے ایک مثال دیا کیونکہ مثال دیوین تو لوگوں کے دلمیں بات بہت تاثیر کرتی ہے اور احوال اس چیز کا خوب معلوم ہوتا ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ قرآن میں مثالیں اکثر دیتا ہے فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ پھر جب روشن کی اُسکے گرد کو یعنے آتش نے سلگانے والے کے گرد روشنی کی

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ لے گیا اللہ انکی روشنی وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ
اور چھوڑا انکو اندھیرون مین نظر نہین آتا ابن جریر نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہی کہ یہہ مثال منافقون کی ہی انھون کا حال جیسا ایک شخص اندھیری رات مین آتش کو بیابان مین سلگایا
اوسکی روشنائی مین تمام اطراف کو دیکھا اور ڈر والی چیز سے اپنے کو بچایا اسی بیفکری مین ناگاہ آتش
بجھگئی اب وہ شخص اندھیرے مین متحیر ہے اور اندیشہ بڑھگیا سو منافقون کا حال ایسا ہی ہے وے ایمان
ظاہر کیے اُس سے انکو جان و مال کا امن ہوا عورت بچون سے گئے مسلمانون کے ساتھ نکاح کیے اور غنیمتون
مین شریک ہوے یہہ تو انھون کا نور ہی جب مرے تو یہہ امن جاچکا اور اوّل سے زاید اندھیرے مین پھنسے اور
خوف دوچند ہوگیا پھر اللہ تعالی نے منافقون کی صفت مین فرمایا صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ بہرے ہین
گونگے اندھے یعنی وے منافقین حق بات کو قبول نہین کرتے جب بات قبول نہ کرین تو گویا اُسکو
نہین سنتے جب نہین سنتے تو گویا بہرے ہوے اور زبان سے حق بات نہین کرتے تو گویا گونگے ہین
اور نہ اونکو عقل کی آنکھ ہی کہ اس سے حق و باطل کا امتیاز کرین جب سیکو عقل کی آنکھ نہی تو گویا اوسکو
آنکھ ہی نہین پھر وہ اندھا ہے فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ سو وے نہین پھرتے یعنے ہدایت جو بیچے ہین یا
گمراہی جو خرید کیے ہین اب اس سے پھرتے نہین اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ یا جیسے مینہہ پڑتا آسمان سے
یعنے منافقین کی یہہ مثال ہے کہ چند لوگون کو مینہہ ملا یا فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ اس مین
یعنے اس مینہہ مین ہی اندھیری اور گرج اور بجلی يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ
حَذَرَ الْمَوْتِ ڈالتے ہین انگلیان اپنے کانون مین مارے کڑک کے ڈر سے موت کے وَاللّٰهُ
مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور اللہ گھیر رہا ہے منکرون کو یعنے اللہ تعالی کافرون کے حال سے دانا
ہی اور اُن پر قادر ہی وے اللہ تعالی کی قدرت مین سے سرک نہین سکتے يَكَادُ الْبَرْقُ
يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ قریب ہی کہ بجلی اچک لے اُنکی آنکھین كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ
جس بار چمکتی ہے اُن پر چلتے ہین اُس مین وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا اور جب اندھیرا پڑا اُن پر
کھڑے رہے اللہ تعالی نے اِس مثال مین فرمایا کہ منافقون کا حال اُنکے کفر و نفاق مین کیسا ہی جیسے ایک قوم

انکو بیابان مین شب کے وقت مینہہ ملایا اوسمین اندھیرے ہین اندھیرارات کا اور اندھیرا مینہہ کا اور اندھیرا ابر کا پھر یہہ اندھیرا ایسا ڈھانکا کہ اُسمین چلنا ممکن نہین اور ایسا گرجتا ہی کہ لوگ گھبراہٹ سے کانون مین انگلیان رکھتے ہین اور بجلی بھی ایسی چمک ہی ہے کہ اُسکی چمک سے آنکھون کی روشنی جاکر اندھے ہوجاتے ہین سو اللہ تعالیٰ منافقون کا معاملہ قرآن کے ساتھ ایسا ہی ہوکر کے مثال دیا مینہہ قرآن ہی جیسا مینہہ سے بدن کی زندگی ہے قرآن سے دلون کی زندگی ہی اور اندھیرے کفر اور شرک اور نفاق ہین جو قرآن مین مذکور ہین اور گرج وعید کی آیتین جو قرآن مین آئی ہین اور آتش اور بجلی ہدایت اور خوشخبریان جنت کی ہین جو قرآن مین مذکور ہین سو کافر اور منافق کے پاس قرآن پڑھینگے تو کانمین انگلیان رکھتے تھے تا جنت اور دوزخ اور دُر کی باتین سُنکر دلمین ایمان کا میل نہ ہو اور بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ مثال اسلام اور منافقون کی ہی مینہہ اسلام ہے اور اندھیری بلا اور محنتین ہین جو لاحق ہوا کرتی ہین اور گرج وعید ہی آخرت کی اور بجلی جنت کا وعدہ ہی سو منافقین کانون مین انگلیان رکھتے ہین یعنے اسلام مین کچھ بلا اور سختی دیکھین تو ہلاک کے اندیشے سے بھاگتے ہین اللہ کا فرون کو گھیرے ہی انکو بھاگنا نفع نہین دیتا قریب ہی بجلی انکی آنکھ کو اچکلے یعنے اسلام کے دلایل انکو اسلام پر مضطر کرتے ہین لیکن اُنکے لئے شقاوت جو مقرر ہوچکی ہی اُنکی مانع ہوتی ہی جیسی باران مین منافقین کو بجلی کی چمک دکھتی ہی تو چلتے ہین یعنے حکم راحت کا نکلے یا غنیمت ملے تو اپنی رغبت ظاہر کرتے ہین اور جب تاریکی پڑی تو ٹھہرتے ہین یعنے حکم شدت کا یا جہاد کا نکلے تو کنارہ کرتے ہین وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اور اگر چاہے اللہ لیجاوے اُنکے کان اور آنکھین یعنے جیسا کہ اُنکی عقل کے کان اور آنکھ گئے ہین ویسا ہی اللہ چاہے تو اُنکے ظاہر کے کان آواز سے گرج کے اور ظاہر کی آنکھ بجلی کی چمک سے لیجاوے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنے وہ جو چاہے سو کرے کوئی اس سے مقابلہ کرنے والا نہین اللہ تعالیٰ مومن اور کافر اور منافق کے اوصاف بیان کرچکا

ورد

ع ۳

اب سبکو خطاب کرکے فرماتا ہی يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جس نے بنایا تمکو اور تم سے اگلون کو لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ شاید تم پرہیزگاری کرو یعنے تم بندگی کرو اس اُمید پر کہ تم پرہیزگارون مین داخل ہو الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ

الْاَرْضَ فِرَاشًا جس نے بنایا تمھارے لئے زمین کو بچھونا وَالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو عمارت یعنی
آسمان کو بطور قبّے کے تم پر بنایا وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اُتارا آسمان سے پانی یعنی مینھہ فَاَخْرَجَ
بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ پھر نکالا اُس سے میوے کھانا تمھارا فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا
وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سو نہ ٹھہراؤ اللہ کے برابر کوئی اور تم جانتے ہو یعنے تمکو علم اور عقل ہے اور جانتے ہو
بُت لایق پرستش کے نہین اور تمام کا خالق وہی اللہ تعالیٰ ہے اور اُسکا کوئی برابر نہین پھر کسواسطے تم بتونکو
اِلٰہ کہتے ہو وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا اور اگر تم شک مین ہو اُس سے
جو اُتارا ہمنے اپنے بندے پر پہلے آیتون مین ربوبیت کو ثابت کیا اور خالق آپ ایک ہی اور اُسکا کوئی
برابر اور ضد نہین اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اور قرآن اپنا کلام ہونے پر دلیل ذکر کیا اور فرمایا
یہہ قرآن ہم جو اپنے بندے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ہے اُسمین تمکو اگر کچھ شک ہو تو فَاْتُوْا
بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ پھر تم لاؤ ایک سورۃ اس قسم کی وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اور بلاؤ اپنے حمایتیون کو اللہ کے سوائے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو یعنے
تم جو دعا کرتے ہو قرآن اللہ کا کلام نہین اور محمد اسکو آپ ہی بولا کرتا ہے تو تم بھی فصاحت و بلاغت کی
لاف مارتے ہین ویسی ایک سورت کہو اور جس کسیکو چاہتے ہو پھر انسان ہو یا جن یا بُت جسکو تم خدا کہتے
ہو اپنی مدد کے واسطے حاضر کرو فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا پھر اگر نہ کرو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور البتہ نہ کرسکو گے
اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور کُفّار کی عاجزی مقرر ہوئی اور وے اسکا مثل
لا نہ سکے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے امر مین شک ہوتا تو ایسے مبالغہ سے سخن ہرگز
نہ کہتے اور اندیشہ رہتا کہ اگر کوئی اُسکا مثل کہے تو اپنی بات دروغ ہوگی اور نخوت والے لوگ
جب ایسا سخن سُنتے تو اُنکی جدّوجہد بڑی ہوتی ہے تا اسکے مثل کہین اگر قادر ہوتے تو البتہ کہتے پھر جب
نہین کہے تو معلوم ہوا کہ وے ایسا کہنے سے عاجز ہوے اور بیشک معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا نکلا اور وے لوگ بڑی فصاحت و بلاغت والے تھے اور قرآن اُنکے سخن کی جنس سے تھا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور بجھانے اور حضرت کا امر باطل کرنے پر بہت سی کوشش کرتے تھے

باوجود اسکے کسی سے معارضہ نہ ہوسکا زبان کے مقابلے سے گذر کر تلوار پکڑی اور بہت سی ذلت اٹھائی
آخر اپنے دوستون مین کہدیئے کہ اسکا مثل ہو نہین سکتا بیشک یہہ اللہ کا کلام ہے جب حال ایسا ہوا تو
اب تم عناد چھوڑ دو اور ایمان لاؤ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ تو بچو اُس
سے جس کی چھپٹیان ہین آدمی اور پتھر اکثر مفسرون نے کہا ہے وہ پتھر گندھک کے ہین گندھک کے پتھرون
مین گرمی بڑی رہتی ہے اور جلد سلگتے ہین اور بدبو اور دھوان بہت رہتا ہے اور بدن سے چمٹ جاتا ہے اسلئے
اللہ تعالی نے اُن پتھرون کو عذاب کے واسطے مقرر کیا ہے اور طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حاکم اور بیہقی
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین اور بعضے کہتے ہین پتھرون سے مراد بت ہین
جن کو کفار اپنا سفارشی اور حمایتی کہتے ہین اور انکی بندگی کرتے سو اللہ تعالی نے انہین پتھرون کو عذاب
کے واسطے مقرر کیا اور بعضے کہتے ہین اس سے مراد مطلق پتھر ہے أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ
تیار ہے منکرون کے واسطے وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ اور خوشی سنا انکو جو یقین لائے اور کام نیک کئے کہ انکو ہین باغ
بہتین نیچے انکے نہریان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنتین سات ہین جنت الفردوس
اور جنت عدن اور جنت نعیم اور دار الخلد اور جنت الماوی اور دار السلام اور علیون اور
ان ہر ایک مین مرتبے اور درجے بہت ہین مختلف لوگون کے مرتبون کے موافق اور مسروق سے
روایت ہے کہتے کہ جنت کی جو نہریان بہتی ہین گڑہون مین نہین بلکہ اوپری جاری ہین كُلَّمَا رُزِقُوا
مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا جس بار ملے انکو وہان کوئی میوہ کھانے کو قَالُوا هَذَا الَّذِي
رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ کہین یہہ وہی ہے جو ملا تھا ہمکو آگے یعنے دنیا مین اللہ تعالی جنت کے پھلون کی صورت
دنیا کے پھلون کے مشابہ رکھتا کہ دیکھتے ہی لوگون کو خواہش ہو کیونکہ اسطے کہ مالوف چیز پر نفس کا
میل ہوتا ہے جو مالوف نہین اُسکی طرف رغبت زیادہ نہین ہوتی وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا
اور لے آوینگے اون کے پاس ایک طرح کا میوہ یعنے وہ میوہ اُن کے پاس لے آوینگے دنیا کے میوون کا
سا رہیگا صورت اور رنگ مین لیکن مزہ مختلف ہوگا بعضے کہتے ہین ملا تھا ہمکو آگے یعنے جنت مین

حسن بصری سے منقول ہو کہ لوگون کے پاس رکابی مین میوہ رکھکر لائینگے اُسکے کھانیکے بعد دوسرا آئیگا دیکھینگے تو اوّل جو آیا تھا ویسی ہی صورت کا ہوگا لوگ کہینگے یہہ وہی ہے جو آگے لائے تھے اور بہشتے کہینگے کھاؤ رنگ ایک ہی پر مزہ علاحدہ ہے وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ اور اُنکو ہین وہان عورتین ستھری یہہ عورتین وہان جو ہونگی حورون اور انسانون سے ہین اور ستھری یعنے حیض اور بول اور براز اور میل وغیرہ سے پاک رہینگی اور مزاج مین غصّہ اور بداخلاق نہ ہونگی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر شخص کو جنت مین دو عورتین ہونگے نہایت حسین گوشت کے اندر سے پنڈلی کا گودہ دکھیگا وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور اُنکو وہان ہے ہمیشہ رہنا یعنے بہشت مین داخل ہوے بعد نہ نکلے اور نہ وہان سے نکالے جاوینگے إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً ثمن ۱ مقرر اللہ کچھ شرماتا نہین کہ بیان کرے مثال ایک مچھر کی عادت ہی کوئی چیز معلوم نہ ہو تو اُسکو معلوم چیز سے مثال دیتے ہین تا خوب سمجھ مین آوے اسی پر کتب الٰہی مین اور فصحا کی عبارات اور حکما کے اشارات مثالین بہت سی آئی ہین پھر جب قرآن مین مکھی اور مکڑی وغیرہ کی مثال مذکور ہوئی یہود شرارت سے کہے یہہ کیا ادنی چیزون کی مثال دیتا ہی اللہ تعالیٰ کی شان تو یہہ نہین کہ اِن چیزون کا ذکر کرے اگر یہہ اللہ کا کلام ہوتا تو اسمین ایسی چیزین مذکور نہوتین پھر مشرکین اُنکا سخن سُنکر کہنے لگے ہم عبادت نہین کرتے ایسے خدا کی جس نے ایسی ہلکی چیزون کا ذکر کر رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ اِس آیت کو نازل کیا فَمَا فَوْقَهَا فوق کی معنی عربی مین اوپر اور نیچے دونون آئے ہین جب اوپر کا معنی لیوین تو ترجمہ یون ہوتا ہی یا اس سے اوپر یعنے جو چیز مچھر سے بڑی ہے جیسا مکھی مکڑی یعنے اللہ تعالیٰ مچھر کی مثال سے شرماتا نہین ہے تو اُس سے بڑی چیز کی مثال کیون نہین دیگا اگر نیچے کا معنی لیوین تو ترجمہ یون ہوگا یا اس سے کم یعنے جو چیز مچھر سے بھی چھوٹی ہو تو اللہ تعالیٰ شرماتا نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو مچھر کے پر کی مثال دیئے اور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا مچھر کے پر کے برابر

بھی ہوتی تو کافرون کو اس مین ایک گھونٹ پانی نہ پلاتا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ
اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ پھر جو یقین رکھتے ہین سو جانتے ہین کہ وہ ٹھیک ہی انکے رب کا کہا
یعنے مثال وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا
اور جو منکر ہین سو کہتے ہین کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے اب اللہ اسکا فایدہ کہتا ہی یُضِلُّ
بِهٖ کَثِیْرًا گمراہ کرتا ہی اس سے بہتیرے یعنی کفار کو کیونکہ وے اسکی تکذیب کرتے ہین
پھر گمراہی انکی بڑھگئی وَیَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا اور راہ پر لاتا ہی اس سے بہتیرے یعنے
مومنین اسکی تصدیق کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ حق ہے وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ
اور گمراہ نہین کرتا مگر انھین کو جو بیحکم ہین اس جگہ فاسق سے مراد کافرین ہین یا منافقین یا یہود
سبب انکی گمراہی کا انکا کفر اور حق کو چھوڑ دینا اور باطل پر مصر ہونا ہے خدا تعالی نے مثال
کی حکمت کو انکی بصیرت سے پوشیدہ کیا مثال کا انکار اور مسخری کیئے سو انکی گمراہی بڑھگئی اور
فقہ مین فاسق اسکو کہتے ہین جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہووے یا گناہ صغیرہ پر اصرار کرے اور
طاعت اسکے گناہون پر غالب آوے اور فسق کے سبب سے مسلمان ایمان سے نہین نکلتا اَلَّذِیْنَ
یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ جو توڑتے ہین قرار اللہ کا مضبوط کیئے پیچھے
اس عہد سے مراد یا وہ عہد ہے جو اللہ تعالی نے سب سے لیا میثاق کے دن الست بربکم کہکے یا
وہ عہد ہے جو یہود کے اخبار سے توریت مین لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور
انکی نعت اور صفت نہ چھپانا پہلا عہد یعنے اللہ تعالی کی ربوبیت کا اقرار کرنا عقل اس پر دلالت
کرتی ہے اور دوسرا عہد علما کی وساطت ظاہر ہوتا ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالی کے عہد تین
ہین ایک وہ عہد ہی جسکے لینے پر عقل دلالت کرتی ہے یعنی سب بنی آدم اللہ کی ربوبیت کا اقرار
کرین دوسرا وہ عہد جو فرشتون کی وساطت سے پیغمبرون سے لیا کہ دین کو قایم کرین اور اس
مین کچھ فرق نہ کرین تیسرا وہ عہد جو پیغمبرون کی وساطت سے عالمون سے لیا کہ حق بات کو بتلاوین
اسکو نہ چھپاوین وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ اور توڑتے ہین جو چیز اللہ نے

فرمائی جوڑنے اس سے مراد قطع رحم ہے یعنی قرابت کو قطع کرنا جسکے جوڑنے کا اللہ نے حکم کیا ہی سو
قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کاٹی حضرت کی دشمنی دلمین گانٹھی یا مراد کسی چیز کو قطع
کرنا جس پر اللہ راضی نہین جیسے قطع رحم یا مومنونکی دوستی سے نفرت یا کسی پیغمبر کی یا کسی کتاب الٰہی
کی تکذیب یا ترک کرنا جماعت یا دوسرے تمام خوبیان کو کہ جس سے اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان
موا صلت منقطع ہوتی وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ اور فساد کرتے ہین ملک مین یعنے گناہ کرتے
ہین اور لوگون کو ایمان لانے سے روکتے ہین أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ انھین کو آپ نقصان
كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ تم کسطرح منکر ہو اللہ سے وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ
اور تھے تم مردے پھر اوسنے جلایا تمکو یعنے تم نطفہ تھے باپ کی پشت مین تمکو کچھ جس نتھا پھر مان کے
شکم مین زندہ کیا بعد اسکے دنیا مین لایا ثُمَّ يُمِيتُكُمْ پھر تمکو مارتا ہی یعنے جب عمر تمام ہوچکے
ثُمَّ يُحْيِيكُمْ پھر جلاویگا تمکو یعنے صور پھونکنے کے روز یا اس روز اور قبر مین مرنے کے بعد بھی
ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ پھر اُسی پاس اُلٹے جاؤگے یعنے حساب دینے کو اور اعمال کا بدلا لینے کو غرض
تم اپنا حال کیا تھا سو جانتے ہو اور اللہ تعالیٰ دلائل جو قایم کیا ہی اسکو دیکھتے ہو اور جو جو نعمتین تمھارے لیے
مقرر ہین اسکو پاتے ہو باین ہمہ اللہ سے منکر ہونا بڑی تعجب کی بات ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ
لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وہی ہے جس نے بنا دیا تمھارے واسطے جو کچھ زمین مین ہی سب یعنے
تم کسطرح منکر ہو اللہ سے وہ تو تمھاری منفعت واسطے سب کچھ جو زمین مین ہے جھاڑ پہاڑ اناج
پانی جانور وغیرہ پیدا کیا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ پھر قصد کیا آسمان بنانے کا فَسَوَّاهُنَّ
سَبْعَ سَمَاوَاتٍ تو ٹھیک بنایا انکو سات آسمان اس آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول
زمین کو بنایا بعد آسمان کو اور والنازعات کی سورت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول آسمان صاف کیا اسکے
پیچھے زمین درست بچھایا اور دو نو آیت مین موافقت ہونے کے واسطے تاویل یون کرتے ہین کہ
زمین کا جرم بنانا مقدم ہے آسمان کے جرم پر اور زمین کا ہموار کرنا مقدم ہے آسمان کے صاف
کرنے پر اس تاویل پر والنازعات مین بعد ذلک جو آیا ہے اس سے اشارہ آسمان کے جرم کی طرف ہے

ع

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور وہ ہر چیز سے واقف ہی وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً اور جب کہا تیرے رب نے فرشتون کو مجھکو بنانا ہی زمین
مین ایک نائب معلوم رہے جس آیت کے شروع مین اذ قال اور اوسکے مانند آتا ہی تو وہان اذکر
یا محمد کا لفظ مقدر لیتے ہین ترجمہ یون ہوتا ہے یاد کر ای محمد کہ جب کہا اور بعضے اذ کے معنی چھوڑ دیتے
ہین اسوقت ترجمہ یون ہوگا اور کہا تیرے رب نے اور ملایکہ کو جسم لطیف نورانی ہے وے قادر
ہین جیسی شکل چاہین ونسی لینے پر اور یہہ جو اللہ تعالیٰ کہا سو آسمان وزمین کے تمام فرشتون کو کہا
اور سجدے کا حکم جو ہوا سو بھی تمام کو ہوا بعضے مفسرون نے کہا ہی کہ یہہ خطاب اور حکم فقط زمین کے
فرشتون کو تھا کیون کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا کیا اور فرشتے اور جنون کو بھی پیدا کیا
ملائکہ کو رہنے کی جگہہ آسمان پر دیا اور جنون کو زمین پر رکھا وے ایک مدت تک زمین پر خوبی
سے رہے اسکے بعد اُن مین حسد وعداوت پیدا ہوئی آپس مین لڑائی شروع کئے پھر اللہ تعالےٰ
نے اُنکی تنبیہ کے واسطے فرشتون کی ایک جماعت کو روانہ کیا جنکو جان کہتے تھے اور بہشت کی نگہبانی
اُنپر مقرر تھی اور اس جماعت کا بڑا ابلیس تھا اس کا نام عزازیل سب سے بڑھکر علم رکھتا تھا سب سے زیادہ
عبادت کرتا تھا اور بارگاہ الٰہی کا مقرب وے آکے جنون سے جنگ کئے جن بھاگ جاکر
جزیرے پہاڑ بیابان مین پناہ لئے اور جماعت جان کے ملک مین بسی اور اللہ تعالیٰ ابلیس کو
جنت کی داروغگی پر سلطنت زمین کی اور پہلے آسمان کی بھی دیا پھر ابلیس کبھی زمین پر اللہ کی
عبادت بجالاتا اور کبھی آسمان پر اور کبھی بہشت مین سو اسکو غرور پیدا ہوا دلمین کہنے لگا مین سب
ملائکہ سے افضل ہون نہین تو اللہ تعالیٰ مجھے اتنی سلطنت نہ دیتا اس غرور پر اللہ تعالیٰ نے
اُسکو اور اُسکے ساتھ والون کو فرمایا مین زمین مین اپنا ایک خلیفہ بناتا ہون پہلا قول وہی
اصح ہی خلیفہ کا معنی نایب اور ایک کے بعد ہونے والا اور اس خلیفہ سے مراد آدم علیہ السلام
ہین جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ زمین پر بنایا پھر انکے بعد دوسرے انبیا کو اپنا خلیفہ کرتا گیا
تا زمین کو معمور کرین اور لوگون کو اللہ کے احکام سکھاوین اور اس خلیفہ بنانے کی اللہ تعالیٰ کو

کچھ حاجت نہین وہ بے نیاز ہی محض لوگون کے لئے مقرر کیا کیونکہ ہر شخص اللہ تعالی کے فیض کو
حاصل کرنے اور اُسکے احکام کو سیکھنے کی لیاقت نہین رکھتا اس لئے اللہ تعالی انکی زینت کے
واسطے ایک شخص کو واسطہ بناتا ہی تا اسکی معرفت سے کامل بنین اور بعضے کہتے ہین زمین پر
خلیفہ بنانے سے غرض اللہ تعالی کا خلیفہ نہین بلکہ خلیفہ اول کے رہنے والون کا کیونکہ انکے بعد ہوا
قَالُوْا بولے یعنے فرشتے اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا کیا تو رکھیگا اس مین جو شخص فساد
کرے وہان وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ اور بہائے خون یہہ جو ملائکہ عرض کئے سو اللہ تعالی پر اعتراض
کر کے نہین بلکہ انکو حیرت ہوئی کہ ایسے مفسدون کو پیدا کرنا زمین کی اصلاح کیواسطے کیسا ہوگا
اور اللہ کی حکمت اس مین کیا ہے سو معلوم کرنے کو عرض کئے اور یہہ احوال انسان کا فرشتے جو کہ
شاید کہ اللہ تعالی نے انکو خبر دیا یا وے قیاس کئے جنون کے احوال سے وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
اور ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان یعنے ہم کہتے ہین سبحان اللہ وبحمدہ وَنُقَدِّسُ لَكَ اور یاد کرتے
ہین تیری پاک ذات کو قَالَ کہا اللہ نے اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ مجھکو معلوم ہی جو
تم نہین جانتے یعنے اس خلیفے کے بنانے مین حکمت جو ہی تمکو معلوم نہین مین جانتا ہون احادیث مین
آیا ہی کہ اللہ تعالی آدم کو بنانے کیواسطے عرش اٹھانے والے فرشتون سے ایک فرشتے کو حکم
کیا کہ جا کر زمین کی مٹی لے آ فرشتہ نے جب مٹی اٹھانا چاہا زمین کہی جس نے تجھے بھیجا اسی کی تجھکو قسم
تو میری کچھ مٹی آج نہ لے کہ کل کو اسمین دوزخ کا حصہ ہوگا پھر وہ فرشتہ چلا گیا اللہ تعالے
نے پوچھا کسواسطے تو میرا حکم بجا نہ لایا وہ بولا زمین مجھے تیری قسم دی سو مین تیری قسم دیکر کہی
گئی سو چیز کو رد کرنا بڑی بات سمجھا پھر اللہ تعالی نے دوسرے فرشتہ کو بھیجا اُسنے بھی ایسا
ہی کہا پھر تیسرے کو بھیجا اُسنے بھی ایسا ہی کیا غرض جتنے ملایک تھے انتون کو بھیجا وے سب
ایسا ہی کئے آخر ملک الموت کو حکم کیا زمین نے اسکو بھی قسم دی اُسنے بولا تیری بات نہ مانونگا
جسنے مجھے بھیجا اسکی اطاعت کرنا مجھکو ضرور ہے اور ساری زمین پر سے ایک مٹھی مٹی لیگیا
اللہ تعالی نے فرمایا تجھکو میری عزت کی قسم تو جو لایا اس سے ایک خلقت بناتا ہون اور اونکا

وع ۲

روح قبض کرنے کے لئے تجھی کو مسلط کرتا ہون اور مٹی جو ساری زمین پر سے اٹھائی اس سبب سے
بنی آدم اچھے بُرے گورے کالے اس اس زمین کی خاصیت پر نکلے پھر اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کو
بہشت کی ایک ندی مین چند مدت ڈالا آخر وہ بدبو کیچر چکنی مٹی سی ہوا پھر اللہ تعالیٰ اپنے
دست قدرت سے اسکا پتلا بنا کر چالیس برس تک بہشت کے دروازہ پر سکھایا اس پُتلے
کی نئی صورت دیکھ کر ملایک تعجب کرنے لگے کیونکہ اس قسم کی صورت وے کبھی نہین دیکھے تھے
اور ابلیس اس مورت پر سے گذرتا اور کہتا کسی بڑے کام کیواسطے یہہ بنی ہوا اور بجا کر دیکھا تو
پیٹ اسکا خالی تھا اور آواز آتی تھی پھر ابلیس اُسکے منہہ کی طرف سے اندر جاکے نیچے سے نکلا
اور اپنی جماعت سے بولا اس سے تم کچھ اندیشہ نکرو کہ وہ اپنے نفس کا مالک نہ رہیگا اور ملایکہ سے
پوچھا کہ اگر خدای تعالیٰ اس کو تم پر بڑائی دیوے تو تم کیا کروگے وے کہے ہم پروردگار کی
اطاعت کرینگے ابلیس اپنے دلمین بولا اگر مین اس پر مسلط ہون تو اسکو ہلاک کرونگا اگر وہ میرے
پر مسلط ہو تو مین اسکی اطاعت نہ کرونگا بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے روح کو حکم کیا کہ آدم کے جسد مین
جاوے روح دیکھی کہ راستہ بہت تنگ ہی تب عرض کی ای پروردگار اس جسد مین کیونکر گھسون
پروردگار بولا سختی سے جا اور نکلتے وقت سختی سے نکل پھر روح تالو کی راہ سے داخل ہوی
اور آنکھون تک جب آئی آدم دیکھنے لگا کہ تمام بدن مٹی کا ہی پھر نتھنے تک آئی آدم علیہ السلام
چھینکے اس مین زبان تک پہنچی آدم الحمد للہ کہے اللہ تعالیٰ فرمایا ای ابو محمد رحم کرے تجھ پر تیرا
پروردگار ہم نے تجھکو پیدا کیا جب روح گردن تک پہنچی تو جنت کے پھولون کو دیکھنے لگا
جب پیٹ مین داخل ہوئی کھانیکی اشتہا ہوی گرگون تک پہنچی اُچھل کر پھلونکو لینا چاہا پر نہ اٹھسکا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان بنا ہی جلدی کا جب پنڈلیون اور پانون تک پہنچی پورا آدمی ہوکے
کھڑا ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے ناخن کا لباس آدم کو پہنایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اور
سکھائے آدم کو نام سارے ثُمَّ عَرَضَهُمْ پھر دکھایا وہ یعنے وہ چیزین کہ جسکا نام سکھایا
تھا عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فرشتون کو فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ پھر کہا بتاؤ مجھکو

اِن کے نام اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ اگر تم ہو سچے فرشتون کا یہہ امتحان اس لئے کیا کہ جب
اللہ تعالی نے فرمایا مین زمین پر خلیفہ بناتا ہون فرشتے آپس مین کہے اللہ تعالی کسی کو بناوے پر
ہمارے سے بہتر نہو گا اگر ہو تو بھی ہمکو علم اس سے زیادہ ہو اور ہم جو دیکھے ہین سو وہ نہین دیکھا ہے
پھر اللہ تعالی آدم کی فضیلت ظاہر ہونیکے واسطے یہہ امتحان کیا قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا بولے تو سب سے نرالا ہی ہمکو معلوم نہین مگر جتنا تو نے سکھایا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ
الْحَکِیْمُ مقرر تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار قَالَ کہا یعنے اللہ تعالی نے یَا اٰدَمُ اَنْبِئْہُمْ
بِاَسْمَآئِہِمْ ای آدم بتا دے انکو نام انکے فَلَمَّآ اَنْبَاَہُمْ بِاَسْمَآئِہِمْ پھر جب اسنے
بتا دیے انکو اُنکے نام قَالَ بولا یعنے پروردگار اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ کیا مین نے نہ کہا تھا تمکو مجھکو معلوم ہین پوشیدے آسمانون اور زمین کے وَاَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ اور مجھے معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو
ظاہر جو کئے اس سے مراد انکا قول ہی جو کہے اتجعل فیہا من یفسد فیہا اور جو چھپائے
سو وہ جو کہے ہم اس سے بہتر ہین اور دانا یا ظاہر کئے وہ جو فرشتے کہے ہم پروردگار کی اطاعت
کرینگے اور چھپائے وہ جو ابلیس دلمین رکھتا تھا نافرمانی وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اور جب ہم نے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو
سجدہ کر پڑے مگر ابلیس جب آدم نے انکو نام بتا دیے اور جو معلوم نتھا اسکی تعلیم کی تو انکے معلم
ہوے انکی فضیلت کے اقرار کیواسطے اور استاد کے حقوق ادا ہونے کو اور اونکے حق مین
جو باتین کہے سو اسکی معذرت کیواسطے حکم سجدے کا کیا اور بعضے کہتے ہین حکم سجدے کا پیش از
آدم تیار ہونیکے تھا کیونکہ اللہ تعالی دوسری جگہہ فرمایا ہی فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ
فَقَعُوْا لَہٗ سَاجِدِیْنَ یعنے پھر جب ٹھیک بناونگا اسکو اور پھونکونگا اس مین اپنی روح تو گرو
اسکے واسطے سجدے مین پھر یہہ حکم اُنکی آزمایش اور آدم کی فضیلت کیواسطے تھا اور سجدہ
لغت مین عاجزی سے سر جھکانیکو کہتے ہین اور شرع مین سر زمین پر رکھنا عبادت اور امر الٰہی کی

بجا لانیکے قصد سے یہان سجود کے شرعی معنی مراد ہو تو حقیقت مین سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور آدم گویا انکے قبلہ تھے جیسا اب نماز مین قبلہ کی طرف سجدہ کرتے ہین ویسا ہی ملایکہ آدم کی طرف سجدہ کئے اور اس مین آدم کی بزرگی تھی اگر لغت کے معنی یعنے تواضع مراد ہو تو آدم کو سجدہ کئے سو سجدہ تحیت کا ہو جیسا یوسف کے بھائیون نے یوسف کو سجدہ کئے تھے اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ قبول نہ رکھا اور تکبر کیا وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اور وہ تھا منکرون مین کا یعنے اللہ تعالیٰ کے علم مین اول ہی مقرر ہوا تھا کہ وہ کافرون مین ہو اور شقاوت اسکے ٹھہر چکی ہو وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ اور کہا ہم نے ای آدم بس تو اور تیری عورت جنت مین آدم بہشت مین جا کے رہنے لگے تو انکے ساتھ اُنس کیواسطے کوئی ہم جنس نتھا سو ایک روز سوتے تھے اللہ تعالیٰ نے انکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوا کو پیدا کیا آدم ہوشیار ہو کے دیکھے تو اُنکے سرھانے حوا بیٹھے ہین نہایت خوبصورت آدم پوچھے تو کون ہو کہی تمھاری عورت ہون تم ہم ملکر بسنے کیواسطے اللہ تعالیٰ مجھے پیدا کیا ہے اور آدم جو بہشت مین گئے سو بہشت وہی بہشت جو آخرت کو جاوینگے اور بعضے کہتے ہین یہ بہشت باغ تھا فلسطین کی زمین پر یا فارس اور کرمان کے درمیان آدم کی امتحان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا اور کھاؤ اوسمین فراغت سے حَيْثُ شِئْتُمَا جون چاہو وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور نزدیک نہ جاو اس درخت کے یعنے اس درخت سے نہ کھاؤ وہ درخت گیہون کا تھا اور بعضے کہتے ہین انجیر کا اور بعضے کہتے ہین انگور کا فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پھر تم گنہگار ہو گے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا پھر پھسلا دیا اُنکو شیطان نے اس سے یعنی جنّت سے ابلیس نے چاہا کہ بہشت مین جا کے آدم اور حوا کو فریب دیوے جنت کے پہرے والے اسکو جانے سے منع کئے پھر سانپ کے پاس آیا وہ بہت خوبصورت جانور تھا اسکے چار ون پانون اونٹ کے سے تھے اور جو بہشت کا پاسبان تھا ابلیس کے اور اُسکے درمیان بہت دوستی تھی

سو اس سے کہا مجھکو بہشت مین لے چل سانپ ابلیس کو اپنے منھ مین چھپا کر لے گیا دوسرے پہرے والون کو اس بات کی اطلاع نہ ہوئی پھر آدم کے پاس جاکے رونے لگا پوچھے تو کسواسطے روتا ہے اور سمجھے نہین کہ وہ ابلیس ہے بولا تمھارے ہی واسطے مین روتا ہون اب تم مرجاؤگے اور یہہ نعمتین تم سے چھوٹ جاوینگی یہہ کہہ کے وہ تو چلا گیا پر ان کے دل مین اس بات کی خلش رہی دوسرے بار پھر آکے بولا ای آدم مین تجھو ایک درخت بتلاتا ہون جہان تو اسکو کھاوے تو سدا بستے رہے اور قسم کھایا کہ مین تمھاری خیر خواہی سے کہتا ہون پھر حوّا اس درخت کو کھائی اور آدم کو بھی کھلائی اللہ تعالیٰ نے کہا ای آدم کیا مینے تجھکو اس درخت سے منع نہین کیا تھا اور تجھے کھانا فراغت سے تھا جو اسکو کھایا آدم کہے ای پروردگار حوّا مجھے فریب دی اور مین سمجھا کہ تیرے نام کی قسم کوئی جھوٹ نہ کھائیگا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ پھر نکالا ان دونون کو وہان سے جس آرام مین تھے یعنے بہشت کی نعمتون مین وَقُلْنَا اهْبِطُوْا اور کہا ہمنے تم سب اترو یعنے آدم اور حوّا بعضے کہتے ہین مراد اس سے آدم اور حوّا اور شیطان اور سانپ ہین پھر آدم ہند مین سرندیپ پر اور حوّا جدے مین اور ابلیس ایلہ مین بصرے کے قریب اور سانپ اصفہان مین گر پڑے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو یہہ خطاب بافقط آدم اور حوّا کو ہے اسوقت مراد آدم کی اولاد ہوگی یعنی تمھاری اولاد ایک دوسرے کی دشمن رہیگی یا آدم اور حوّا اور ابلیس اور سانپ کو خطاب ہے اور عداوت انسان اور سانپ اور شیطان مین ہمیشہ ہے روایت کئے ہین ابو داود و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو نہ مارینگا سانپون کو اس اندیشہ سے کہ وے بدلا لینگے تو وہ ہم سے نہین جب سے ہم اُنکے دشمن ہوے پھر اُنسے دوستی نہ کرے اور مسلم ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ مدینہ مین کئی جن ہین اسلام لاکر پھر تم اگر اُنسے کسی کو دیکھوگے یعنے وہ سانپ کی صورت لیکر نکلا سو دیکھین تو تم اسکو تین روز تک اعلام کرو اُسکے بعد اگر نظر آوے تو اسکو مار ڈالو وہ شیطان ہے ان دونون حدیثون کو دیکھتے علما کہتے ہین سانپون کو مارنا مندوب ہے مگر گھرون مین جو سانپ رہتے ہین انکو تین روز اعلام کرنا اگر اسکے

نظر آوے تو اسکو مارنا اعلام یون کرنا کہ مین تجھکو نوح اور سلیمان علیہما السلام کے عہد کی قسم دیتا ہون
تو تمکو نمودمت ہو اور ایذا مت دے وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ
اور تمکو زمین مین ٹھہرنا ہی اور کام چلانا ایک وقت تک یعنی مرے تک فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ
كَلِمَاتٍ پھر سیکھ لیا آدم نے اپنے رب سے کئی باتین یعنی اللہ تعالی آدم کے دل مین بہشت سے نکلنے بعد
کئی باتین ڈالا اگر ویسا کہے تو اُسکی تقصیر معاف ہوگی وہ کلمے یہہ ہین ربنا ظلمنا انفسنا فان لم
تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اسکے سوا اور سورے طور کے کلمہ بھی حدیثون مین آئے ہین
فَتَابَ عَلَيْهِ پھر متوجہ ہوا اُسپر یعنی اللہ تعالی اُنکی تقصیر معاف کیا إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
مقرر وہی ہی معاف کرنیوالا مہربان قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ہمنے کہا تم اترو یہان سے سارے
پہلے کہہ دیا اترو پھر اب جو کہتا ہی سو تاکید کے واسطے ہی یا پہلے کہا سو بہشت سے نکلنے اور زمین پر بسنے
اور انمین عداوت ہونے کو اور اب کہا سو بہشت سے نکلنے اور احکام الٰہی کی تکلیف دینے کے واسطے ہی
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
پھر کبھی پہنچے تمکو یعنی آدم کی اولاد کو میری طرف سے راہ کی خبر یعنے شریعت تو جو کوئی چلاوے میری
پر یعنے اللہ پر ایمان لایا اور اُسکے حکم کی اطاعت کیا تو نہ ڈر ہوگا اسکو اور نہ غم وَالَّذِينَ كَفَرُوا
اور جو منکر ہوے وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جھٹلاے ہمارے نشانیان یعنی ہمارے کتابین یا قرآن أُولَٰئِكَ
أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وے ہین دوزخ کے لوگ وہی اس مین رہ پڑے یعنی وے
دوزخ مین سدا رہینگے وہان سے نہ نکلینگے يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ ع
عَلَيْكُمْ اے بنی اسرائیل یاد کرو میرا احسان جو مین نے کیا تم پر بنی اسرائیل یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو
کہتے ہین یعقوب کا لقب اسرائیل تھا اس کی معنی عبداللہ ہین اور نعمت کو یاد کرنے سے مراد نعمت کا شکر کرنا ہی
اور بعضی کہتے ہین وے نعمتین جو اُنکے آباو اجداد کو دیا انکو جیسا دریا مین پیرایا اور فرعون سے بچایا اور اسکو اور
اسکی قوم کو غرق کیا اور انکے سرون پر ابر کا سایہ کروایا اور من اور سلوا اُنپر اُتارا سو اسکے اور بہت
سی نعمتین دین وَأَوْفُوا بِعَهْدِي اور پورا کرو میرا اقرار یعنے میرا حکم بجالاو اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم جو تمھاری کتابون مین ہی اس پر عمل کرو اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ مین پورا کرون قرار تھا را یعنے بہشت مین لیجاونگا وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ اور میرا ہی ڈر رکھو۔ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور مانو جو کچھ مین نے اُتارا سچ بتاتا تمھارے پاس الی کو یعنے قرآن جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ہون اور وہ تمھارے پاس کی توریت کی سچائی پر گواہی اسپر ایمان لاؤ توریت مین جو حدانیت اور رسالت اور دعائین اور اللہ کی عبادت کرنا اور گناہون سے بچنا اور گذشتہ لوگون کے قصے ہین قرآن مین بھی اُسیکے مطابق ہے مگر بعضے احکام دونونمین مختلف ہوے سو اوقات کے اور لوگون کے سبب سے اُسوقت کے لوگون کے لئے وے احکام مناسب تھے اسوقت کے لوگون کے واسطے یے احکام مناسب ہین وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ اور مت ہو تم پہلے منکر اُسکے یعنی قرآن کے اسکا حاصل تم اہل کتاب تھے تم پر واجب تھا کہ سب سے پہلے قرآن پر ایمان لاؤ نہ کہ اُسکے منکر ہو جاؤ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور نہ لو میری آیتون پر مول تھوڑا یعنے دنیا کے ذرا سے فایدے کے واسطے تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف جو توریت مین تم کو ہین اسکو مت بدلاؤ اور پوشیدہ مت کرو یہود کے علما اپنی قوم والون سے ہر سال نذر نیاز لیا کرتے تھے جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرین اور لوگ حضرت پر ایمان لاوین تو اپکی منفعت جاتی رہیگی کہ حضرت کی صفت کو بدل دیے اور نام مبارک کو پوشیدہ کیے سو حکم ہوا ایسا نکرو دنیا کی نعمتین کتنی ہی بہت ہون پر آخرت کی نعمتون کی نسبت کچھ نہین وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ اور مجھی سے ڈرتے رہو وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور مت ملاؤ صحیح مین غلط یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو صفت توریت مین صحیح ہے اس مین اپنی طرف سے کچھ اختراع کر کے نہ لکھو وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور مت چھپاؤ حق کو جان کر وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور کھڑے کرو نماز یعنے پانچون نمازون کو انکے وقت پر ادا کیا کرو وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دیا کرو زکوٰۃ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اور جھکو ساتھ جھکنے والون کے یعنے مسلمان جو نماز پڑھتے ہین اُنکے ساتھ تم بھی نماز پڑھا کرو نماز پڑھنے کو رکوع بولا کیونکہ یہود کے

ربع الجزء ۱ ورد ۳

یہان نماز مین رکوع نہین سو انکو حکم کیا کہ نماز مین جو لوگ رکوع کرتے ہین انکے ساتھ تم نماز پڑھو
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ کیا حکم کرتے
ہو لوگون کو نیک کام کا یعنے ایمان کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور بھولتے ہو آپ کو یعنے تم وہ نیک
کام نہین کرتے ہو اور تم پڑھتے ہو کتاب یعنے توریت اور اسمین لوگون کو نصیحت کرکے آپ کرنے
والون کے حق مین جو وعید آئی ہی تمکو معلوم ہی اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم نہین بوجھتے یعنی کیا تمکو عقل
نہین جو ایسا کام کرتے ہو یہہ آیت نازل ہوئی مدینہ کے یہود کے علما کے حق مین کیونکہ وے اپنے
قرابت والون کو جو مسلمان ہوگئے تھے کہا کرتے تھے تم اسلام پر قایم رہو وہ حق ہی اور آپ ایمان نہین لاتے
تھے پھر یہہ آیت انکی مذمت مین اُتری اس سے غرض یہہ ہی کہ اپنی نفس کی اول درست کرکے بعد لوگون
کی درستی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے روایت ہی انس رضی اللہ عنہ سے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرماے مین نے شب اسرا مین چند لوگون کو دیکھا اُنکے ہونٹون کو آتشی مقراضون سے کترتے تھے مین نے
پوچھا جبرئیل سے یہہ کون لوگ ہین کہے یہہ تمھاری اُمت کے واعظ ہین لوگون کو نیک کام کا حکم کرتے
تھے اور خود غافل تھے اور وے پڑھتے تھے کتاب اور روایت کئے ہین بخاری اور مسلم اسامہ بن زید رضی اللہ
عنہما سے وے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے قیامت کے دن کسی کو لاکر آگ ڈالینگے
سو اسکی آنتڑیان ٹوٹ جاوینگی پھر اسکو دوزخ مین پھرائینگے جیسا گدھا چکی لیکر پھرتا ہی اسے دیکھینگے
کو دوزخ کے لوگ جمع ہووینگے اور اسکا نام لیکر بولینگے ای فلانے تجھکو کیا ہوا تو تو لوگون کو نیک کام
کا حکم کرتا تھا اور بد کام سے منع کرتا تھا وہ کہیگا مین تمکو نیک کام کا حکم کرتا تھا اور آپ اسکو نہین کرتا تھا
اور بد کام سے تمکو منع کرتا تھا اور آپ اسکو کرتا تھا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ
اور قوت پکڑو محنت سہنے سے اور نماز سے یہہ حکم مومنون کو ہی یعنے تم اپنے مقصد حاصل ہونے پر
اعانت چاہو صبر اور نماز سے یعنی صبر کروگے اور نماز پڑھوگے تو تمھارے مقصد حاصل ہووینگے۔
امام احمد وغیرہ روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام اہم درپیش ہوتا تو
نماز پڑھتے اللہ صاحب نے نماز کا حکم فرمایا کیونکہ نماز اقسام کی عبادتون کو جامع ہے جیسے طہارت

اور ستر عورت اور متوجہ ہونا کعبہ کی طرف اور عبادت پر قایم ہونا اور اعضا سے عاجزی ظاہر کرنا
اور دل مین اخلاص کرنا اور شیطان سے لڑائی کرنا اور جن سے مناجات مانگنا اور تلاوت قرآن اور
کلمہ شہادتین پڑھنا اور مومنون کو دعا کرنا اور پیغمبر پر درود بھیجنا اور شہوتون سے نفس کو باز رکھنا
بعضے کہتے ہین یہہ حکم یہود کو ہی ہے جب اللہ تعالیٰ یہود کو حکم کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ
اور انکی شریعت پر چلو اور دنیا کے مال وجاہ کو ترک کرو سو اب انکے معاش کی کیا راہ تو فرمایا محنت
سہارو اور اگر اسکے ساتھ نماز پڑھا کروگے تو تم پر ترک کرنا ریاست اور جاہ کو حب اور مال کا آسان
ہوگا وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اور البتہ وہ یعنی نماز یا استعانت بھاری ہے اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ
مگر انھین پر جنکے دل پگھلے ہین یعنے انکے دل عبادت پر لگے ہین مراد اس سے وے مومن ہین جو
اللہ سے ڈرا کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ نماز پڑھنے سے ثواب ملیگا اور اسکے ترک کرنے پر عذاب
ہی اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ جنکو خیال ہے کہ انکو ملنا ہی اپنے رب سے یعنے پروردگار
کی ملاقات آخرت مین ہونیکا انکو خیال ہی وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اور مقرر انکو اسی طرف
اُلٹے جانا یعنے مرے بعد جی اٹھنا ہی پھر اللہ تعالیٰ اعمال کی جزا دیگا اور نماز ان لوگون پر آسان ہی
کیونکہ انکو نماز کی عادت ہوئی ہی اور اللہ تعالیٰ کے جزا دینے کی امید ہی اور عذاب کا اندیشہ ہی
اس لئے نماز کی مشقتین ان پر آسان ہوین اور اسکے کرنے پر انکو لذت حاصل ہوتی تھی يٰبَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ اے اسرائیل کی اولاد یاد کرو ع ۶
احسان میرا جو مین نے تم پر کیا یعنے میرے احسان کا شکر ادا کرتے رہو وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔ اور مین نے تمکو بڑا کیا جہان کے لوگون پر یعنے انکے زمانے کے لوگون پر
اور فضیلت دیا سو انکے اباواجداد کو دیا جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانے مین تھے اور جو انکے
بعد ہوے اور اپنے دین کو تغیر نہ دیکے اس پر قایم رہے پھر انکو علم وایمان اور عمل دیا اور انمین
ہی پیغمبر اور سلاطین پیدا کیا آباواجداد کو جب یہہ فضیلت ہوئی تو انکی اولاد کو بھی بزرگی ہوئی وَاتَّقُوْا
يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا اور بچو اس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے

ایک ذرہ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ اور قبول نہو اسکی طرف سے سفارش وَلَا يُؤْخَذُ
مِنْهَا عَدْلٌ اور نہ لین اسکے بدلے مین کچھ یعنے کچھ پیسے لیکے چھوڑ دین سو نہین وَلَا هُمْ
يُنْصَرُونَ اور انکو مدد پہنچے یعنے کسی کی مدد ہو کر اللہ کے عذاب سے پار نہین ہو سکتے اس آیت
سے معتزلہ دلیل لیتے ہین کہ گناہ کبایر والون کو قیامت مین شفاعت نہ ہوگی اہل سنت جماعت
اسکا جواب دیتے ہین کہ یہہ آیت مخصوص کافرون کے حق مین ہی دلیل اس پر دوسری آیتین و احادیث
ہین کہ گناہ گارون کے واسطے شفاعت ہوگی یا یہہ آیت یہود کے رد پر اُتری ہی وے کہا کرتے تھے
ہم کیسا ہی گناہ کرین پر پکڑے نہ جاوینگے ہمارے باپ دادا جو پیغمبر ہین ہمکو چھڑا لینگے سو انکے
حق مین یہہ آیت نازل ہوئی یا یہہ ہی کہ شفاعت نہ کرینگے مگر اللہ تعالی کے اذن سے وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ
مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ اور جب چھڑایا ہم نے تمکو فرعون کے لوگون سے قبط اور عمالقہ کی قوم سے جو مصر کا
حاکم ہوا اسکو فرعون کہتے ہین جیسا کہ شام اور قسطنطنیہ کا جو حاکم ہوا اسکو قیصر کہتے ہین اور موسی علیہ السلام
کے وقت فرعون جو تھا اس کا نام ولید وہ بیٹا مصعب کا وہ بیٹا ریان کا چار سو برس سے زیادہ اسکی
عمر تھی يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ چکھاتے تھے تمکو بری مار فرعون بنی اسرائیل کو اپنے غلام بنا کے
اُنکے ہاتھ سے تمام کام لیا کرتا تھا تھوڑون کے ہاتھ سے گھر بنوایا کرتا اور تھوڑون سے پتھر چھڑواتا اور
تھوڑون سے اینٹان تیار کرواتا غرض تمام خدمتین اُنسے لیا کرتا اور جو کوئی کام نہین کر سکتا اُس سے
ہر روز خراج لیتا جو کوئی آفتاب غروب نہ ہوے تک پیسے حاضر نکرے ایک مہینا اسکو طوق زنجیر
کرکے قید مین رکھتا يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ ذبح کرتے تھے اپنے بیٹے وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ
اور جیتے رکھتے اپنی عورتین اس کا سبب یہہ تھا فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس سے آتش نکل کے مصر کو
گھیر لی ہی اور دہان جتنے قبطیان تھے سبھو کو جلا دیا اور بنی اسرائیل کو نہ چھوا فرعون اس خواب سے گھبرایا اور
خواب کی تعبیر کاہنونسے پوچھا وے کہے بنی اسرائیل مین ایک لڑکا ہوگا تجھے اور تیری قوم والون کو
ہلاک کریگا اُس سے تیری سلطنت جاتی رہیگی فرعون جنانے والی دائیون کو بلوا کے تاکید کیا کہ بنی
اسرائیل مین کسی کے گھر لڑکا پیدا ہو تو اسی دم اسکو مار ڈالو اور لڑکی پیدا ہو تو اسکو باقی رکھو اور

وائیون پر تفتیش کے واسطے لوگون کو مقرر کیا بارہ ہزار یا ستر ہزار لڑکے موسی علیہ السلام کی جستجو مین مارے گئے پھر ایسا ہوا کہ بنی اسرائیل مین بوڈھے بہت سے مرنے لگے قبط کے امیرون نے فرعون کے پاس جاکر کہا بنی اسرائیل مین موت بہت آغاز ہوئی بوڈھے بہت مرتے ہین اور بچون کو توذبح کرتا ہی آخر چند روز مین تمام خدمتین ہم لوگون پر پڑینگی پھر فرعون حکم کیا کہ ایک سال کے بچون کو ذبح کرو اور ایکسال کے بچون کو چھوڑ دو چھ سو سال مین موسی کے بھائی ہارون علیہ السلام پیدا ہوے اور قتل کئے تھے سو سال خود موسی علیہ السلام تولد پاے ولادت کے بعد کا احوال دوسری سورت مین آئیگا وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ اور اُس مین آزمایش تھی تمھارے رب کی بڑی بلاء کا معنی لغت مین سختی اور آزمایش اور نعمت ہین اور یہان اگر ذلکم سے اشارہ فرعون کی حرکات یعنی ذبح وغیرہ کی طرف لین تو بلا سے سختی اور محنت مراد ہی یعنے فرعون یہہ ظلم جو کیا کرتا تھا اُمین تم پر بڑی سختی اور محنت تھی اگر اشارہ انکی نجات کی طرف لین تو بلا سے نعمت مراد ہی یعنے اللہ تعالی کی مکروہ نجات دیا سو وہ تم پر بڑی نعمت ہوئی اور اس آیت مین خدا تعالی تنبیہ کرتا ہی کہ خوبی یا خرابی جو بندے کو ہوتی ہی سو اللہ تعالی کی طرف سے آزمایش ہی پھر بندے کو لازم ہی کہ خوبی ہو تو اللہ کا شکر کرے خرابی ہو تو صبر کرے

وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ اور جب ہمنے چیرا تمھارے پیٹھنے کے ساتھ دریا فرعون کے ہلاک کا وقت جب قریب پہنچا اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو حکم کیا تم اپنی قوم بنی اسرائیل کو لیکے شب کے وقت مصر سے نکلو پھر موسی اپنی قوم کو حکم کئے آج اپنے گھرون مین تمام شب چراغین روشن رکھو اور قبطیون سے زیور مانگ لو پھر شب کو موسی اپنی قوم کے چھے لاکھ بیس ہزار جنگی آدمیون سے نکلے پھر بیس برسکی عمر والا چھوڑ ہی کرکے اور ساٹھ برسکی عمر والا بوڈھا ہی کرکے اس حساب مین داخل نہین یعقوب علیہ السلام مصر مین جب آئے تو مرد عورت سب انکے بہتر آدمی تھے نکلتے وقت انکی نسل اتنی پھیلی غرض تمام مصر سے روانہ ہوے ایراول پر انکے ہارون تھے اور چنڈاول پر موسی اور اس شب کو قبطیون کے کنواری لڑکیان تمام مرگئین سو سے انکے گاڑنے مین لگے پھر فرعون کو خبر ہوئی کہ بنی اسرائیل بستی سے بھاگ گئے فرعون نے لوگون سے کہا شکبہ انکا پیچھا کرینگی حاجت نہین صبحکو جب مرغ بانگ دیوے تب نکلو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اس شب کو مرغ بانگ نہ دیے پھر فرعون صبح کو ایک کرور ساٹھ لاکھ کی جمعیت لیکر نکلا اُنمین فقط ایک رنگ مشکی گھوڑے

ایراول پر موسی اور چنڈاول پر ہارون تھے

ستر ہزار تھے دوسرے رنگو نکا تو شمار نہیں اور بعضے لکھتے ہین فقط مشکی گھوڑے لاکھ بھر تھے اور فرعون بھی مشکی
پر سوار تھا اور ایراول پر اُسکے ہامان تھا اور فرعون کے روبرو لاکھ تیر انداز اور لاکھ بھالے والے اور
لاکھ عصا بردار تھے اور موسی علیہ السّلام جو چلے سو راستہ بھول گئے پھر موسی علیہ السّلام بوڈھون کو بلاکے
پوچھے تو کہے یوسف علیہ السلام مرتے وقت اپنے بھائیون سے عہد لئے تھے تم مصر سے نکلتے وقت مجھ بھی نکالنا
اسلئے راہ ہمکو دکھتی نہین انکا تابوت نکال کے لے چلین تو راستہ نکلیگا پھر یوسف کہان مدفون تھے سو
دریافت کرنے لگے آخر ایک عورت جو بہت بوڈھی تھی کہنے لگی نیل کی ندی کے بیچ ہی موسی دعا مانگے پانی
سرک گیا پھر اُنکا تابوت سنگ مرمر کا تھا نکال کے لے چلے دریا پاس جب پہنچے دیکھے پانی بڑے جوش مین ہے
اور فرعون پیچھے سے آپہنچا بنی اسرائیل گھبرا کے موسی سے کہے اب کیا کرنا چاہیئے فرعون آن پہنچا ہم سے قریب
ہوتے ہی قتل کرتا ہی اور سامنے دریا ہی اگر ہم اسمین جاوین تو ڈوب جاوینگے ای موسی تم جو وعدہ کئے تھے سو کیا ہوا
پھر موسی پر وحی اتری دریا کو عصا سے مار پھر ماتے ہی دریا کا پانی ٹھہر گیا اور اسمین بارہ راستے ہوے اور تمام
بنی اسرائیل دریا سے پار ہوے اسی قصے کی طرف اللہ تعالی نے اشارہ کیا اور فرمایا فَاَنْجَيْنٰكُمْ پھر بچا دیا ہمنے
تمکو یعنی فرعون سے وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور ڈبایا فرعون کے لوگون کو سو فرعون جب سمندر کے کنارے پہنچا دیکھا
دریا مین راہ پھٹی ہی لوگون کو بولا دیکھو دریا میری ہیبت سے پھٹگیا ہی اب بھگوڑے غلامون کو پکڑنے کے لئے
دریا کے اندر چلو فرعون کے لوگ گھبرا کے کہے تو تو رب ہے اول تو دریا مین جا جیسا موسی گئے پھر ہامان نے فرعون کو
منع کیا فرعون اسی تردد مین تھا کہ جبرئیل علیہ السلام مادیان پر بیٹھکے روبرو آئے فرعون کے لشکر مین کوئی
مادیان نتھی سو جبرئیل اپنی مادیان دریا مین ڈھکیلے اُنکی مادیان کو کوئی نہ دیکھا پھر مادیان کی بو سے فرعون کا
گھوڑا بھی دریا مین کودا اور فرعون اسکو تھام نہ سکا اسکے پیچھے دوسرے گھوڑے بھی کود دے اور میکائیل
گھوڑے پر بیٹھکے سب کے پیچھے سے ہانکنے لگے تا کوئی قبطیون سے باقی نرہے جب تمام دریا مین آگئے اور جبرئیل
کی مادیان دریا کے باہر ہوئی فرعون کی ایر اول دریا سے نکلنا چاہی کہ اس اثنا مین دریا کو حکم ہوا انکو لے
پھر دریا ملگیا اور فرعون اور اسکی قوم تمام ہلاک ہوئی اور یہہ دریا قلزم کی دریا ہے دونون کناروں مین
چوڑائی چار گز کی تھی وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور تم دیکھتے تھے یعنی وے لوگ جو ہلاک ہوے سو

تمھارے روبرو ہوے اور تم اسکو اپنے آنکھون سے دیکھے معلوم رہے یہہ بڑی نعمت ہی جو اللہ صاحب نے بنی اسرائیل
کو دیا اور اس مین بڑی دلیل ہی اُس معبود حقیقی کے وجود اور موسی علیہ السلام کی نبوت پر ایسا معجزہ دیکھنے
پر بھی بچھڑے کو بناکے اسکی پرستش شروع کئے اور بولے اللہ کو دیکھے بغیر ہم سچ نہ مانینگے سو بنی اسرائیل
کی عقل تیز نہ تھی اور دل کے بھی کھوٹے تھے پیروی موسی کی خوب نہین کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا معجزہ قرآن جو ہمو دلالت اسکی اعجاز پر عقلی ہی ذکی لوگ اسکو سمجھتے ہین سو اس امت مرحومہ کی ذکاوت
اور عقل کا سبب تھا کہ اس عقلی معجزے کو دیکھ کے ایمان لائے اور پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بخوبی کئے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً اور جب وعدہ کیا ہمنے موسی سے
چالیس رات کا ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ پھر تمنے بنالیا بچھڑا اُسکے پیچھے وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ
اور تم بے انصاف ہو قصہ اسکا یہہ ہی کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالی جب قبطیون سے نجات دیا اور قبطیون کو
غرق کیا بنی اسرائیل کے پاس کتاب اور شریعت کچھ نہ تھی سو اللہ تعالی موسی سے وعدہ کیا کہ مین توریت
نازل کرتا ہون پھر موسی قوم کو کہے مین اللہ کے وعدہ پر چلّہ مین بیٹھتا ہون اور تمھارے لئے کتاب
لاتا ہون جسمین تمام چیزون کا بیان ہو اور اسسے چالیس روز کی رخصت لیکے اپنے بھائی ہارون کو
نیابت دیکے طور سینا کو گئے اور موسی کو لیجانے کے واسطے جبرئیل علیہ السلام آئے سو سامری کی
نظر آیا اور دیکھا جبرئیل کے گھوڑے کا قدم جہان پڑے وہ جگہ سبز ہوا کرتی ہی سو گھوڑے کے قدم کے نیچے
کی مٹی اٹھا رکھا تھا اور وہ سُنار تھا سامرہ کے قبیلے والا ظاہر مین مسلمان دلسے کافر تھا اور اوسکی قوم
گائی کی پرستش کیا کرتی تھی سو سامری نے بنی اسرائیل کو کہا تم جو فرعون کی قوم کا زیور لائے ہو تمکو حلال
نہ ہو گا گڑا کھود کے اسکو گاڑ دو موسی آئے بعد جو حکم کرتا ہی کرینگے پھر بنی اسرائیل اُسکی بات مانکے
زیور زمین دفن کئے بعد سامری نے اُس زیور کو نکال کے تین روز کے عرصہ مین گائی کا بچھڑا مرصع
بنایا اور جو مٹی اٹھا رکھی تھی اس بچھڑے کے منہہ مین ڈالی وہ پکارنے اور چلانے لگا سامری بنی
اسرائیل کو بولا تمھارا خدا اور موسی کا خدا یہی ہی موسی بھولکے اسکو ڈھونڈنے گئے موسی قوم سے جو
وعدہ کئے تھے اُس پر کچھ دن بڑھ گئے تھے اس کا سبب دوسری سورت مین مذکور ہو گا سو بنی اسرائیل

کو سامری کی بات پسند آئی آٹھ ہزار آدمی نے بچھڑے کی عبادت شروع کی اور بعضے کہتے ہین ہارون کے ساتھ بارہ ہزار آدمی رہ گئے باقی تمام بنی اسرائیل گوسالے کی پرستش کرنے لگے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پھر معاف کیا ہمنے تمکو اسپر بھی شاید تم احسان مانو عفو کسطرح سے ہوا سو پچھلی آیت مین فرماتا ہی وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ اور جب دی ہمنے موسی کو کتاب یعنے توریت اور چکوتی یعنے دے جس سے حق و ناحق اور حلال حرام معلوم ہووے بعضے فرقان سے موسیٰ کے معجزے مراد لیتے ہین کہ جس سے موسی کی حقیقت اور فرعون کا بطلان معلوم ہوا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ شاید تم راہ پاؤ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اور جب کہا موسی نے اپنی قوم کو یعنے وے لوگ جو بچھڑے کو مانتے تھے يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ اے قوم تمنے نقصان کیا اپنا یہہ بچھڑا بنا لیکر فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ اب رجوع کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ سو مار ڈالو اپنی جان ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یہہ بہتر ہی تمکو اپنے خالق کے پاس بنی اسرائیل جو مرتد ہوے اُنکے گناہ کا توبہ تھی کہ اپنی جان دینا اس طرحسے کہ جو بچھڑے کی پرستش نہین کئے تھے وے لوگ قتل کرین انکو جو پرستش کئے تھے تا شرک کے گناہ سے پاک ہوجاوین اور حیات ابدی پاوین پھر موسیٰ علیہ السلام انکو یہہ حکم سنا دئے تو کہے اللہ کے حکم ہم بجا لاتے ہین سو تمام اپنے خیمون کے روبرو گوٹھ باندھ کر بیٹھے پھر ایسا حکم ہوا جو کوئی اپنی چادر کھولیگا یا قاتل کی طرف انکھ اُٹھا کے دیکھیگا یا مار کو اپنی ہاتھ یا نون پر اوڑلیگا تو وہ ملعون ہی اور توبہ اوسکی متقبل نہین پھر لوگ خنجر تلوار لیکر آے دیکھے کسیکا بیٹا کسیکا باپ کسیکا بھائی کسیکا قرابت والا کسی کا آشنا ہی قتل نہ کرسکے اور موسی کو کہے ہم اپنے لوگون کو آپ کیونکر قتل کرین پھر اللہ تعالیٰ ابر کی سیاہ ٹکری بھیجا تا انکو گھیر لیوے اور ایک دوسرے کو نہ دیکھے پھر صبح سے شام تک قتل کئے اس مین بہت سے لوگ مارے گئے یہہ دیکھ کو موسی اور ہارون علیہما الصلوۃ والسلام اللہ سے دعا مانگے اور گریہ وزاری کرنے لگے یا الہ العالمین بنی اسرائیل تمام ہلاک ہوے اب کچھ تو باقی رکھ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اب ہاتھ رکھیدو اور ابر کی ٹکری جاتی رہی دیکھے ہزارون مرے پڑے ہین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ مردون کا شمار

تھا موسیٰ کو بُرا لگا تب اللہ تعالیٰ وحی بھیجا ای موسیٰ کیا تو راضی نہین مین قاتل اور مقتول دونون کو بہشت
مین داخل کرونگا پھر جو مرا سو شہید ہوا اور جو رہگیا سو اسکی گناہ معاف ہوے اسی کی طرف اللہ صاحب نے
اشارہ کرکے فرمایا فَتَابَ عَلَيْكُمْ پھر متوجہ ہوا تم پر یعنے اللہ تعالیٰ نے جو حکم کیا سو تم مانے اسواسطے
اللہ تعالیٰ تمپر متوجہ ہوا اور تمھارے گناہون کو بخشدیا اور توبہ قبول کیا اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
برحق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان اب اللہ صاحب بنی اسرائیل کی دوسری ایک شرارت بیان
فرماتا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسٰى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً اور جب تم نے کہا ای
موسیٰ ہم یقین نکرینگے تیرا جب تک ندیکھین اللہ کو سامنے اس کا قصہ یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام
کو فرمایا گوسالے کی عبادت جو کئے سو اسکی معذرت کیواسطے بنی اسرائیل کے چند لوگون کو تم اپنے ساتھ
لیکے آو موسیٰ اپنی قوم کے چُنے ہوے ستر آدمی کو حکم کئے روزہ رکھکے اور نہا دھوکے چلو پھر سب کو لیکے
اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر طُور سینا کو گئے پھر وے لوگ موسیٰ علیہ السلام سے کہے آپ اللہ تعالیٰ سے چاہو تا ہم
اپنے پروردگار کا سخن سنین موسیٰ قبول کئے جب پہاڑ کے پاس پہنچے تو اس پر ابر کا کھام سا اُترا کہ اس سے
تمام پہاڑ پوشیدہ ہوا موسیٰ ابر مین گئے اور قوم کو بھی اندر بلوالئے پھر سب سجدے مین گرے اور موسیٰ
علیہ السلام سے جب اللہ تعالیٰ سخن کرتا تھا تو انکے منہہ پر ایک نور چمکتا کہ کسی انسان کو اسکے دیکھنے کی
طاقت نہین رہتی سو موسیٰ اپنے اور قوم کے بیچ مین پردہ باندھے پھر اللہ تعالیٰ موسیٰ کو احکام بولا اور
قوم کے سننے مین یہہ آیا مین اللہ ہون کوئی معبود نہین سوا میرے مین تمکو بقوت نکالا مصر کی زمین سے
سو میری ہی عبادت کرو دوسرے کی عبادت نکرو جب موسیٰ کو فراغت ہوئی اور ابر جاتا رہا قوم کی طرف
دیکھے قوم کہی ہم اسکو یقین نہ کرینگے جب تک اللہ کو اپنی آنکھ سے ندیکھین فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ
پھر لئی تمکو بجلی یعنے اُن ستر آدمی پر بجلی پڑکر یا اسکے گرگراٹ سے سب مرگئے وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ
اور تم دیکھتے تھے یعنے وہ ایک کے بعد دوسرا مرتا تھا سو اسکو دوسرے دیکھتے تھے ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ
مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پھر اُٹھا کھڑا کیا ہمنے تمکو مرگئے پیچھے قوم کا ہلاک ہونا دیکھکے موسیٰ رونے
اور زاری کرنے لگے اور کہے یا الٰہی مین بنی اسرائیل کے چنے ہوے لوگون کو لایا تو ان سبھون کو

ہلاک کیا اب مین قوم کو کیا کہون پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کے پیچھے ایک سب کو زندہ کیا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ شاید تم احسان مانو وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ اور سایہ کیا ہنے تمپر ابر کا یہہ سایہ جو ہوا سو تیہ مین یعنے بیابان مین تھا کیونکہ بنی اسرائیل جب مصر کو چھوڑکے نکلے اور فرعون اور اسکی قوم ہلاک ہوئی پھر بنی اسرائیل مصر مین نہین گئے سیدھی شام کی راہ لئے انکے ساتھ خیمے وغیرہ کچھ نہ تھے سو موسیٰ کے پاس آکے شکایت کرنے لگے پھر اللہ تعالیٰ پتلا ابر سفید رنگ کا انکے سایہ کے واسطے بھیجا تا دھوپ مین اُنپر سایہ کرے اور شب کے چاندنی نہ ہو تو انکے لئے نور کا ایک تھام کھڑا ہونا اور کپڑے اُنکے میلے پرانے نہین ہوتے وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ اور اُتارا تم پر من اور سلوا تیہ مین کھانیکے لئے کچھ تھا سو اللہ تعالیٰ نے اُن پر من کو اُتارا اکثر لوگون نے کہا من ترنجبین کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین من جو اترتا تھا گوند کے مانند تھا جما ہوا اوس پر برف کی مثال پڑتا اور اسکا مزہ شہد کی طرح تھا ہر آدمی کیواسطے دو پیڑی کے مقدار پھر بنی اسرائیل نے موسیٰ کو کہے ہم میٹھا کھاتے کھاتے مرگئے اللہ سے ہمارے لئے گوشت مانگو پھر اللہ تعالیٰ اُنکے لئے ہر روز ابر کی ایک ٹکری بھیجتا اس سے ایک کوس کے طول اور وتنا ہی عرض اور ایک نیزے کی بلندی کے موافق صبح صادق سے آفتاب نکلنے تک ہر روز سلوا جو ایک قسم کے جانور ہین برستے تھے پھر ہر آدمی رات دن کا اپنے کھانے کے موافق اٹھا لیتا اور شنبہ کے روز نہین برستا لیکن جمعہ کے دن دو روز کا قوت اٹھا لیتے پھر ہنے کہے انکو كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ کہا وستھری چیزین جو دین ہمنے تمکو اور انکو حکم تھا گوشت حاجت سے زیادہ نہ لین کل کے واسطے نہ رکھین پھر حکم کے خلاف کئے اور گوشت حاجت سے زیادہ لیکر اٹھا رکھے وَمَا ظَلَمُونَا اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ پر اپنا ہی نقصان کرتے رہے کیونکہ جب گوشت حاجت سے زیادہ لئے اور حکم کا خلاف کئے گوشت سڑ بھکر بدبودار ہوا اور اسمین کیڑے پڑگئے بخاری نے روایت کئے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے مرد سے خیانت کبھی نہ کرتی وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ اور جب کہا ہمنے داخل ہو اس شہر مین یعنے تیہ سے نکلے بعد شہر مین داخل ہو اس شہر سے مراد بیت المقدس ہے یا اریحا شہر جبارین کا

وہ عاد کی قوم تھی جو بچ گئی اور انکو عالقہ کہتے تھے انکا بڑا عوج بن عنق تھا فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا اور کھاتے پھرو اُس مین جہان چاہو محظوظ ہو کر یعنے من مانے سو کھاؤ تمکو اُسمین کچھ رکاوٹ نہین وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور داخل ہو دروازے مین جھکے ہوے اور قریہ جو مذکور ہوا اُس سے مراد بیت المقدس ہے یہان دروازے سے مراد باب الحطہ جو اُس کے ایک دروازہ کا نام ہی مقصود ہوگا اگر قریہ سے اریحا مراد ہو تو اسکے سات دروازے تھے سو کوئی ایک دروازے سے جانا وَقُولُوا حِطَّةٌ اور کہو گناہ اُتر جاے یعنی ہم اللہ سے گناہ معاف ہونا مانگتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حطہ سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا ہے کہ جسکے کہنے سے گناہ معاف ہوتے ہین نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ بخشین ہم تمکو تمھاری تقصیرین وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ اور زیادہ بھی دینگے نیکی والون کو اللہ صاحب اُنکے جھکے ہوے جانے اور حطہ کہنے کو گناہ گارون کے حقین توبہ کیا تھا اور نیکی والون کو اُنکی نیکی بڑھنا فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ پھر بدل لی بے انصافون نے اور بات سوا اُسکے جو اُنکو کہدی تھی ٹھٹھے سے وہ نہ کہکے اسکو بدل دیے بخاری وغیرہ روایت کیے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے بنی اسرائیل کو کہے تھے تم جھکے ہوے دروازون مین جاؤ اور حطہ کہو پھر وے ویسا نہ جاکے سرین پر چلتے گئے اور کہے حنطہ فی شعیرۃ یعنی گیہون کا دانہ جو مین فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ پھر اتارا ہمنے بے انصافون پر عذاب آسمان سے اُنکے حکمی بعضے کہتے ہین کہ وہ عذاب طاعون تھا سو ایک ساعت کے عرصے مین ستر ہزار یا چوبیس ہزار آدمی اُنکے مرے وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے بنی اسرائیل جب تیہ مین تھے تشنہ ہوے اور موسیٰ سے پانی مانگا پھر موسیٰ اللہ تعالی سے پانی مانگے سو حکم ہوا فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ تو کہا ہمنے مار اپنے عصا سے پتھر کو موسیٰ کا یہ عصا بہشت کے درخت کا تھا عوسج کی یا مرسین کی لکڑی کا دس ہاتھ کا طول مین موسیٰ کے قد کے برابر اور اُسکے دو شاخ تھین تاریکی مین روشن ہوتے اُسکو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے سو شعیب کو پہنچا تھا پھر موسیٰ علیہ السلام کو دیئے اور پتھر کو مار کر کے حکم ہوا سو وہ پتھر طور سے اٹھا لائے تھے اسکے

ع ۷

چار منہ تھے ہر منہ سے تین فوارے نکلتے تھے اور بعضے کہتے ہین وہ ایک پتھر تھا آدم اسکو بہشت سے
اپنے ساتھ لائے تھے اور شعیب کے پاس تھا سو موسیٰ کو دئے اور بعضے کہتے ہین وہ پتھر جو موسیٰ کے کپڑون
کو لیکر بھاگا تھا وہ ایک چوڑا پتھر تھا اسکا ایک سرا تھا آدمی کے سر کے مانند موسیٰ کو حکم ہوا تھا اس
پتھر کو اُٹھا کر رکھو اس سے اپنی ایک قدرت بتاؤنگا اور وہ تیرا معجزہ ہوگا اور بعضے کہے ہین پتھر
معین نتھا جس پتھر کو چاہے اسکو مارتے تھے فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا پھر بہہ نکلے
اُس سے بارہ چشمے بنی اسرائیل بارا بھائی کی اولاد تھے سو موسیٰ عصا سے مارین تو بارہ چشمے نکلتے
ہر ایک بھائی کی اولاد کے واسطے ایک چشمہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ پہچان لیا ہر قوم
نے اپنا گھاٹ یعنی ہر بھائی کی اولاد کے واسطے چشمہ جو نکلتا سو اُسی سے وہ پیا کرتے دوسرے لوگ
وہان نہ پیتے كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ کھاؤ اور پیو روزی اللہ کی یعنے ہم انکو حکم کئے
مَن اور سلوٰی کھایا کرو اور چشمون کا پانی پیا کرو وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور نہ پھرو
ملک مین فساد مچاتے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى اور جب کہا تم نے ای موسیٰ لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى ثمن
طَعَامٍ وَّاحِدٍ ہم نٹھہرینگے ایک کھانے پر یعنی من وسلوٰی کھاتے کھاتے ہم چھک گئے ہمکو دوسرے
کھانیکی خواہش ہے دو چیز تھین انکو ایک ہی کھانا بولے کیونکہ ہر روز اگر کوئی ایک ہی طرح کے
کھاوے اور اسکو نہ بدلے تو عرف مین ایک ہی کہتے ہین بولتے ہین فلانیکے یہان ایک ہی کھانا رہتا ہے
یعنے بدلتا نہین اگرچہ وہ اقسام کے کھانے رہین فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ سو مانگ ہمارے واسطے اپنے
رب سے يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَ
بَصَلِهَا نکال دے ہمکو جو اگتا ہے زمین سے اسمین کی بھاجی اور ککڑی اور فوم اور مسور اور پیاز ابن عباس
کہے ہین فوم کا معنی روٹی اور عطا کہے فوم ہو گیہون اور کلبی کہے فوم لہسن قَالَ بولا یعنی اللہ تعالےٰ
بولا یا موسیٰ بولا اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ کیا تم چاہتے ہو
ایک چیز جو ادنا ہے بدلے ایک چیز کے جو بہتر ہے کیونکہ من وسلوٰی کھانیسے مزاج اعتدال پر رہتا ہے
اور اسکو حاصل کرنیکے لئے کچھ محنت تم پر نہین اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ اُترو

کسی شہر مین تو ملے تمکو جو مانگے ہو سو مصر سے مراد مطلق شہر ہی اور بعضے کہتے ہین مصر سے مراد بستی مشہور جس کا نام مصر ہی جسکو بنی اسرائیل چھوڑ کر نکلے تھے پہلا قول اصح ہی کیونکہ بنی اسرائیل مصر سے نکلے بعد پھر اُسمین نہ گئے سیدہی شام کی راہ لئے وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ اور ڈالی گئی اُنپر ذلت اور محتاجی اللہ صاحب بے یہود کا کفران نعمت دیکھ کر اُنکو یہہ سزا دی اسی واسطے اکثر یہود ذلیل و محتاج ہین اور جو مالدار ہین تو وہ بھی صورت اپنی ذلیل اور محتاج کی بناتے ہین اُنپر جزیہ زیادہ نہ لگے اور بعضے کہتے ہین محتاجی سے مراد دلکی محتاجی ہی ملت والون مین مال جمع کرنے پر اتنا حریص کوئی نہین جیسے یہود ہین وَبَآءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور کمالائے غصہ اللہ کا یعنی اللہ تعالیٰ کے غضب ہونیکے لایق ہوئے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اسکا سبب یعنے اس ذلت اور محتاجی اور غضب کا سبب یہہ کہ وے تھے نہ مانتے حکم اللہ کے یعنی معجزونکو جو اللہ تعالیٰ نے مخصوص اُنکے لئے دکھایا جیسا دریا کا پیرنا اور ابر کا سایہ کرنا اور من وسلوا اترنا اور پتھر سے پانی کا فوارہ نکلنا نہ مانے یا اللہ تعالیٰ انجیل اور قرآن جو نازل کیا سو اُنکو نہ مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو توریت مین تھی چھپا دیئے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور خون کرتے نبیون کا ناحق یہود یون نے شعیب اور ذکریا اور یحییٰ کو قتل کیا روایت کئے ہین ابو داؤد طیالسی اور ابن ابی حاتم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہے بنی اسرائیل صبح کیوقت تین سو نبی کو قتل کئے ہین تو شام کو اپنی ساگ کی دکان لگائے ہین اور یہود کا یہہ کام فقط اپنی لذتون اور دنیا کی محبت کیواسطے تھا اسی پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ یہہ اس سے کہ بیحکم تھے اور حد پر نہ رہے یعنی اس قتل اور کفر کا سبب یہہ تھا کہ وے اللہ کے حکم کو بجا لاتے نہ تھے اور حرام کام کیا کرتے تھے سو یہہ کرتے کرتے آخر اللہ کی آیتون کے کافر ہوے اور انبیا کو قتل کئے

ع ۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مقرر کہ جو لوگ ایمان لائے یعنے سابق کے انبیا پر یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے قبل حضرت کے بعثت کے چند نصرانیون کی صحبت مین جو تھے اُنکی عبادت اور اُنکا زہد و تقویٰ بیان کئے اور پوچھے اُنکا کیا حال ہوگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے دوزخی ہین سلمان کو یہہ بیشے سے نہایت درد ہوا پھر اللہ تعالیٰ یہہ آیت

نازل کیا حضرتنے سلمان کو بلا کر فرمائے تمھارے نصاری کیواسطے یہہ آیت نازل ہوئی پھر حضرت فرمائے
میری بعثت کا احوال سننے کے آگے دین عیسی پر جو کوئی موا تو اسکا بھلا ہوا اور جو میری بعثت سنا اور
ایمان لایا تو وہ خراب ہوا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـُٔوْنَ اور جو لوگ یہودی ہوے
اور نصارا اور صابیان موسی علیہ السلام کے دین پر جو چلے اُسکو یہودی کہتے ہین انکا نام یہود رکھنے کا
سبب یون ہو کہ وہ کہے اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ یعنے ہم رجوع کئے تیری طرف سو ہدنا سے لفظ بنا کر
انکا نام یہود رکھے یا هاد کے لفظ سے نکالے ہین ہاد کی معنی توبہ کیا سو وہ بچھڑے کی پرستش سے توبہ
کئے سو انکا نام اس سے نکال کے یہود کہے یا یعقوب کے بڑے فرزند کا نام یہودا تھا پھر سبکو اسی نام کی طرف
نسبت کرکے یہودی کہے یا اسکو تہوّد کے لفظ سے نکالے ہین تہوّد کے معنی حرکت کیا سو وہ توریت پڑھتے
وقت ہلا کرتے اور کہتے جب اللہ تعالی موسی پر توریت نازل کیا آسمان اور زمین سب حرکت کیے اسواسطے ہم بھی
حرکت کرتے ہین پھر انکا نام اسی سے نکال کے یہود کہے اور لفظ نصارا کا جمع ہو نصرانی کا اور نصرانی کے آخر
کو یا جو آیا ہو اس سے ارادہ مبالغہ کا معنی ہو سو حواریان کہے ہم اللہ کے انصار ہین اسلئے انکا نام نصارا
رکھے یا وہ لوگ عیسی علیہ السلام کے ساتھ ایک قریئے مین جسکا نام نصران تھا یا ناصرہ سو اُسی نام سے انکا
نام رکھا گیا یا عیسی علیہ السلام کے اُس قریئے مین تولد پانے سے اُنکو ناصری پکارتے تھے پھر انکے تابعدارکو
ناصری کی طرف نسبت دیکے نصرانی کہے اور صابئین ایک قوم ہین نصارا کہے یا یہود کے یا اُنکا مذہب نصاری
اور مجوس کے بین بین ہو یا انکا دین اصل مین نوح علیہ السلام کا دین تھا یا وہ ملایک پرست ہین یا ستارہ پرست
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جو کوئی یقین لایا اللہ پر اور پچھلے دن یعنے قیامت کے روز پر وَعَمِلَ
صَالِحًا اور کام کیا نیک یعنی ان لوگون سے جو کوئی اپنے دین پر رہیگا آگے منسوخ ہونیکے اور مبدا اور
معاد پر ایمان لایا ہوگا اور اپنی شریعت کے مطابق نیک کام کریگا تو فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
انکو ہی انکی مزدوری یعنی انکے اعمال کا ثواب اپنے رب کے پاس سو اللہ انکو بہشت مین لیجائیگا وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ انکو ڈر ہے اور نہ وے غم کھاوین یعنی کفار پر آخرت مین
جو عذاب ہوگا سو انکو اس سے کچھ خوف نہین وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ

اور جب ہمنے اقرار تمسے اور اٹھایا تمپر پہاڑ موسیٰ علیہ السلام جب تو ریت لاے بنی اسرائیل اسکے احکام
سُنکر کہے یہہ احکام بہت سخت ہین ہم اسکو قبول نہ کرینگے پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم کیا فلسطین کے پہاڑون
سے ایک پہاڑ جڑھ سے اکھاڑکر اُنکے اوپر کھڑا کرو پھر جبرئیل نے انکے لشکر کے برابر کا پہاڑ اکھاڑکے
انکے سرون پر آدمی کے قد کی مقدار فرق سے سایہ کی طرح پکڑا اور موسیٰ علیہ السلام کا لشکر اُترا اُس
میدان ایک گو طول مین ایک گو عرض مین تھا اور بنی اسرائیل کو کہے خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ
بِقُوَّةٍ پکڑو جو ہمنے دیا تمکو زور سے یعنی توریت جو ہمنے دی اس پر بجد ہو کے عمل کرو وَاذْكُرُوْا مَا
فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اور یاد کرتے رہو جو اسمین ہے شاید تمکو ڈر ہو یعنی اسکو یاد کرو اور اسمین جو
احکام مذکور ہین اسپر عمل کرو اور اسکے پند و نصایح مین تامل کرو تو دنیا کے عذاب سے بچوگے اور آخرت کے
عذاب سے چھوٹوگے نہین تو یہہ پہاڑ تمپر گراکے سبکو کچلتا ہون تب بنی اسرائیل دیکھے کہ اب بچاؤ کی کچھ
صورت نہین ناچار اسکے احکام کو قبول کئے اور سجدے مین ہی رہکے پہاڑ کی طرف دیکھنے لگے سو یہود کے
یہان سجدہ مین یہی طور باقی رہا کہ وے آدمی پیشانی پر سجدہ کرتے ہین اور کہتے ہین ہمارے ایسا ہی سجدہ
کرنے سے ہمپر کا عذاب ٹل گیا ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر تم پھر گئے اسکے بعد یعنی تم عہد سے
ٹل گئے اور اسکو وفا نہ کئے فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ
سو اگر نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر تو تم خراب ہوتے یعنی دنیا کی نعمتین تمسے دور ہوتین اور آخرت
مین عذاب ہوتا وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا
قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ اور جان چکے ہو جنھون نے تم مین سے زیادتی کی شنبہ کے دن مین تو ہمنے کہا انکو
ہو جاؤ بندر پھٹکارے اس کا قصہ یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر شنبہ کے روز شکار کرنا حرام
کیا تھا سو داود علیہ السلام کے زمانہ مین شہر ایلہ کے کسی قریے مین شنبہ کے دن مچھلیان ایک جگہہ
جمع ہوتین اتنی کثرت سے کہ پانی نہین دکھتا شنبہ کا دن جاتے ہی تمام مچھلیان چلی جاتین پھر شیطان
لوگون کے دل مین یہہ بات ڈالا کہ مچھلی پکڑنا شنبہ کے دن منع ہے دوسرے دنون مین تو منع نہین اگر کچھ
تدبیر کرکے انکو دوسرے دن پکڑین تو مضایقہ نہین پھر چند لوگ دریا کے کنارے بڑے بڑے گڑھے

کھودے اور دریا سے ان گڑھونمین نالے کئے سو جمعہ کے دن ان نالون کو کھول دیتے پانی کی موج سے مچھلیان بہت سی آکر ان گڑھون مین جمع ہوتین پھر وہان سے نکلنے نہ پاتین جب اتوار کا دن ہوتا ان مچھلیون کو پکڑ لیتے ایک مدت تک ایسا ہی معمول رہا کچھ عذاب اُنپر نہ اترا پھر ڈھیٹھ ہوکے کہنے لگے ہم ایسا سمجھتے ہین کہ شنبہ کا دن ہمپر حلال ہوا پھر اُسدن پکڑ کر کھائے نمک لگا کے سکھائے اور بیچے اور اُس قریہ مین ستر ہزار آدمی کے قریب تھے سو بعضے مچھلی نہ پکڑے اور پکڑنے والون کو منع کرنے لگے بعضے مچھلی نہ پکڑے اور منع بھی نہ کئے اور بعضے اُس دن کی حرمت کچھ باقی نرکھے غرض منع کئے سو لوگ بارہ ہزار آدمی تھے تعدی کرنے والونکو کہے تم شنبہ کے دن تعدی کرتے ہو ہم تمھارے ساتھ ملکر نہین رہتے پھر شہر کے بیچ مین ایک دیوار کھینچ کے جدا ہوے ایک روز منع کرنے والے گھرون سے جو نکلے تو دیکھے تعدی کرنے والون کا کچھ نشان معلوم نہین ہوتا پھر دیوار پر چڑھکر دیکھے تو نظر آیا کہ وے سب بندر بنگئے ہین انکو دم نکلی ہوا چھل رہے ہین پھر تین دن رہکے مرگئے اور اُنکی نسل باقی نرہی فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا پھر ہمنے وہ دہشت رکھی اس شہر کے روبرو والونکو اور پیچھے والون کو یعنی ہم اس عقوبت کو عبرت کا سبب کئے اُس زمانہ کے لوگ اور اُسکے بعد کے لوگون کے واسطے یا اُس شہر کے نزدیک کے شہر والون کے لئے اور دور کے شہر والون کے واسطے یا اُس شہر کے لوگ اور اوسکے اطراف کے لوگون کے لئے وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ اور نصیحت رکھے ڈر والون کو

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا بَقَرَةً اللہ فرماتا ہی تمکو ذبح کرو ایک گائی اس قصہ کا شروع واذقتلتم نفسا فادارأتم فیھا کی آیت ہی لیکن اُس سے اسکو جدا کرکے مقدم کیا تا انکی دوسری ایک نمت جو حکم کی مسخری اور اسکو جلد بجا نہ لاکے اسمین بحث کئے سو معلوم ہو اس قصہ کی تفصیل یہہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص بڑا مالدار تھا اسکا کوئی وارث نہ تھا مگر ایک بھتیجا نہایت محتاج سو وہ بھتیجا دیکھا کہ اپنا چچا مرتا نہین اسکو جان سے مارڈالا اور اسکو اٹھاکر دوسرے قریہ کے دروازہ پر ڈالدیا اور اس قریہ والون پر قتل کی تہمت کیا اور اپنے ساتھ چند بدمعاشون کو جمع کرکے موسیٰ علیہ السلام کے

پاس آیا اور خون کا دعوی کرنے لگا اور موسی علیہ السلام سے سجدہ ہو کے کہا کہ اللہ کے پاس دعا مانگو
تا معلوم ہو اسکو کون مارا ہے موسی علیہ السلام جناب الٰہی مین التجا کئے سو حکم ہوا ایک گائی ذبح کر کے
اس مردے کو اس سے مارے تو مردہ زندہ ہو کے اپنے قاتل کا نام کہیگا قَالُوا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا
بولے کیا تو ہمکو پکڑتا ہی ٹھٹھے مین یعنے تم ہمسے کیا مسخری کرتے ہو ہم تو چاہتے ہین کہ قاتل کون ہی سو معلوم
ہو اور تم کہتے ہو گائی ذبح کرو گائی کاٹنے سے قاتل کیونکر ظاہر ہو گا یہہ جو بولے سو موسی علیہ السلام کے
قول کو باور نہ کئے اور اس حکم کو سبک جانے قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ کہا
یعنی موسیٰ نے پناہ اللہ کی اُس سے کہ مین ہون نادانون سے کیونکہ اللہ تعالی کے احکام مین ٹھٹھا کرنا حماقت
اور نادانی ہے پھر قوم کو معلوم ہوا گائی کا ٹنا مقرر ہو چکا ہی اس سے ٹلنا امکان نہین دریافت
کرنے لگے کہ وہ گائی کیسی ہو اگر اول ہی کیسی ایک گائی ذبح کرتے تو مقصود حاصل ہوتا لیکن وہ قوم
تشدد کی اللہ تعالی نے بھی تشدد کیا اور اُسمین ایک حکمت تھی کہ بنی اسرائیل مین ایک نیکدل تھا اسکو
ایک لڑکا تھا چھوٹا اور اسکے پاس ایک گائی تھی اُس شخص کے مرنیکا وقت پہنچا تو گائی کو جنگل مین
لیجا کے چھوڑا اور کہا یا اللہ میرا لڑکا بڑا ہوے تک یہہ گائی تیرے حوالے کرتا ہون پھر وہ شخص
مر گیا اور وہ گائی جنگل مین چرتی پھرتی اور انسان کو جو دیکھتی تو بھاگ جاتی اور وہ لڑکا جوان ہوا
سو بڑا نیکبخت ہوا شب کے تین حصے کر کے ایک حصے مین نماز پڑھا کرتا دوسرے حصے مین سوتا تیسرے
حصے مین ماں کی خدمت کیا کرتا اور دن کو جنگل مین جا کے لکڑیان توڑ لاتا اسکو بیچتا قیمت جو ملتی سو
اسکے بھی تین حصے کر کے ایک حصہ خیرات کرتا ایک حصہ آپ کھاتا اور ایک حصہ ماں کو دیتا ایکدن
اسکی ماں کہی تیرا باپ تیرے واسطے ایک گائی جنگل مین اللہ کے حوالے چھوڑا ہے تو وہان جا کے ابراہیم
اسمعیل اور یعقوب کے اللہ سے مانگ تا وہ تیری گائی تجھے دیوے اس گائی کا پتہ مین کہہ دیتی ہون اس کا رنگ پوست کے
نیچے سے آفتابکی شعاع کا سا چمکتا ہی پھر وہ لڑکا جنگل مین جا کے دیکھا گائی چرتی ہے اسکو پکار کے کہا ابراہیم
اور اسحق اور یعقوب کے اللہ کی قسم دیتا ہون تو آ پھر وہ گائی دوڑتی آ کے اسکے روبرو کھڑی رہی
اسکے گلے مین رسّی ڈال کے لیچلا پھر وہ گائی اللہ کے حکم سے بات کی اور کہی ای جوان ماں کے فرمانبردار

تو مجھ پر سوار ہو کے چل تجھے آرام ہوگا وہ لڑکا کہا میری والدہ مجھے کہی تیری گردن پکڑ کے لاؤن
سوار ہونیکا حکم نہ کی گائی بولی واللہ اگر تو میرے اوپر سوار ہوتا تو پھر مین تیرے ہاتھ نہ لگتی چل اب تو
اگر پہاڑ کو کہے کہ میرے ساتھ چل تو چلیگا کیونکہ تو مان کا فرمانبردار ہے پھر بہ اُس گائے کو مان کے
پاس لے آیا مان کہی تو محتاج ہے رات کو نماز پڑھنا اور دن کو لکڑیان لانا تجھ پر محنت ہی اس گائے
کو لیجا کے بیچ بولا کس قیمت کو بیچون کہی تین دینار کو لیکن قیمت ٹھہری بعد بن پوچھے میرے مت دے
اسوقت گائی کی قیمت تین دینار ہی تھی پھر بازار کو لے گیا اللہ تعالیٰ اسکے پاس فرشتے کو بھیجا تا
اپنی قدرت بندون کو معلوم کراوے اور وہ جوان مان کی فرمانبرداری مین کیسا ہی امتحان ہوئے
سو فرشتے نے پوچھا اس گائی کی قیمت کیا ہی بولا تین دینار مگر میری مان کو اطلاع کرنا شرط ہے
فرشتہ بولا تجھے چھے دینار دیتا ہون مان کو نہ بول جوان بولا اس گائی کے برابر تو سونا دیگا تو بھی
بے اطلاع مان کے نہ دونگا پھر آکے مان کو اطلاع کیا بولی چھے دینار کو میری اطلاع سے بیچ پھر فرشتہ وہ
قیمت سنکے بولا کہ مین بارہ دینار کو لیتا ہون مگر تو مان کی اجازت نہ لینا جوان اُسکی بات نہ مانکے
مان کو اطلاع کیا مان بولی وہ فرشتہ ہی تیری آزمائش کے واسطے آدمی کی صورت مین آتا ہی
اب وہ آیا تو پوچھ کیا ہم گائی کو بیچین یا نہ بیچین پھر فرشتے سے پوچھا فرشتہ بولا اپنی مان سے کہہ اس گائی
کو رکھو چھوڑ بنی اسرائیل مین ایک قتل ہوگا اسکے واسطے اسکو تیرے پاس سے موسیٰ بن عمران مول لیگا
جب تک اسکا چمڑا بھر کر سونا نہ دین تو مت بیچ پھر اس گائی کو نہ بیچ کے رکھا قَالُوا بولے یعنے
بنی اسرائیل اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ پکارہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کردے
ہمکو وہ کیسی ہے قَالَ کہا موسیٰ اِنَّهُ يَقُوْلُ وہ رب فرماتا ہی کہ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا
فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ وہ ایک گائی ہی نہ بوڑھی نہ بن بیاہی عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ میانہ ہی
انکے بیچ مین یعنی وہ گائی نہ بڑی عمر کی رہے جو جنتی نہین اور نہ کم عمر جو ہنوز گابھ نہین ہوتی اسکی
عمران دونون کے بیچ رہا چاہئے فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ اب کرو جو تم کو حکم ہی یعنی اس عمر
کی گائی لیکر ذبح کرو اور پوچھا پاچھی مت کرو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا

کہے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہمکو کیسا ہے اسکا رنگ قَالَ کہا موسی نے اِنَّهٗ
يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝ وہ یعنے رب فرماتا ہی کہ وہ ایک
گائے ہی زرد ڈھڈا رنگ اسکا خوش آتی دیکھنے والون کو یعنی اس گائے کی صورت اور رنگ دیکھین تو
پیاری دکھتی ہی اور بعضے صفرا کا معنی سیاہ کہتے ہین قَالُوا بولے اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا
مَا هِيَ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو بیان کر دے کہ ہمکو کہ کس قسم مین ہی وہ اِنَّ الْبَقَرَ
تَشٰبَهَ عَلَيْنَا مقرر گایون مین شبہ پڑا ہی ہمکو وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ اور ہم
اللہ نے چاہا تو راہ پا لینگے روایت کیے ہین ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے بنی اسرائیل اگر انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی وہ گائے انکو ملتی
قَالَ کہا یعنے موسی اِنَّهٗ يَقُوْلُ وہ یعنی رب فرماتا ہی اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ
وہ ایک گائے ہی محنت والی نہین جو ناگرتی ہو زمین کو وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ اور نہ جو پانی دیتی ہو کھیت
کو یعنی اس گائے سے نہ زمین ناگرے ہون اور نہ پانی کھینچے ہون مُسَلَّمَةٌ بدن سے پوری ہی اسمین کچھ
عیب نہو لَا شِيَةَ فِيْهَا رنگ دوسرا کچھ نہین اسمین قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ بولے یعنی بنی
اسرائیل اب لایا تو ٹھیک بات یعنی گائے کے اوصاف پورے بیان کیا اب ایسی گائے کو تلاش کرتے ہین پھر
گائے کہین نہ ملی مگر اُس جوان کے پاس وہ بولا مین اسکو نہ دونگا جب تک اسکا چمڑا بھر کے سونا نہ دوگے
پھر دے اُس مقتول کا تمام مال دیکے وہ گائے خرید کے فَذَبَحُوْهَا پھر اسکو ذبح کیے وَمَا كَادُوْا
يَفْعَلُوْنَ اور چاہتے نہ تھے کرنے یعنی اس گائے کی قیمت گران رہنے سے اور فضیحت کے اندیشے سے
انکی مرضی ذبح کرنے پر نہ تھی لیکن لاچاری سے ذبح کیے وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا اور جب
تمنے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ
اور اللہ کو نکالنا ہی جو تم چھپاتے تھے یعنی قاتل کون ہی سو چھپاتے تھے اسکو اللہ نے ظاہر کیا فَقُلْنَا
اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا پھر ہمنے کہا مارو اُس مردے پر اُس گائے کا ایک ٹکڑا ابن عباس وغیرہ کہے ہین
اس گائے کی کونی ہڈی سے مارے اور بعضے کہتے ہین دُم کی ہڈی سے اور بعضے کہتے ہین زبان ورد

اور بعضے کہے سیدہی ران سو مارتے ہی وہ مردہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا مجھے فلانا مارا اور وہین مرگیا پھر اس قاتل کو میراث سے محروم کیئے اور اُسکے بدلے مین اسکو بھی قتل کیئے حدیث مین آیا ہی کہ اس گائے کے قصے کے بعد قاتل کبھی وارث نہوا کَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ اُسیطرح جلا دیگا اللہ مردے اور دکھاتا ہی تمکو اپنی قدرت کے نمونے شاید تم بوجھو ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پھر سخت ہوگئے تمھارے دل اسکے بعد یعنی ان معجزون کو دیکھنے کے بعد دل ہین جیسے پتھر یا اون سے بھی سخت تر یہہ خطاب ہے یہود کو اور انکے دل سخت ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وے حقباتکو قبول نہین کرتے پتھر سے تشبیہ دیا لوہے سے ندیا کیونکہ لوہا آتش مین ڈالنے سے نرم ہوتا ہی اور داؤد علیہ السلام کے ہاتھ مین لوہا نرم ہوتا تھا بخلاف پتھر کے کہ وہ ہرگز نرم نہین ہوتا اور اونکے دل پتھر سے بھی بڑھگئے سو اسکا بیان فرماتا ہی وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ اور پتھرون مین تو وے بھی ہین جنسے پھوٹے ہین ندیان اس پتھر سے مراد مطلق پتھر ہے اور بعضے مفسرون نے کہا کہ اس پتھر سے مراد وہ کہ جب موسی اپنے عصا سے مارتے تو اُس سے بارہ چشمے نکلتے تھے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ اور اُنمین تو وے بھی ہین جو پھٹتا ہے اور نکلتا ہی اس سے پانی یعنے اس سے پانی نکلتا ہے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور اونمین تو وے بھی ہین جو گر پڑتے ہین اللہ کے ڈر سے یعنی پتھرون کو بھی اسقدر ڈر اللہ تعالی کا ہوتا ہی اے یہود تمہارے دل تو اتنے سخت بن گئے ہین کہ ہرگز نرم نہین ہوتے اور اللہ کے حکم کو نہین مانتے اور کوئی یہہ گمان نکرے پتھر تو جماد ہے اسکو سمجھ نہین کیسے ڈریگا کیونکہ اللہ تعالی پتھر کو سمجھ دیتا ہی اور اسکے جیمین اپنا ڈر ڈالتا ہی تو وہ اللہ سے ڈرتا ہی بغوی کہتے ہین مذہب اہل سنت و جماعت کا یہہ ہے کہ اللہ تعالی جانورون کو اور جمادات کو بھی سمجھ دیا ہی اللہ تعالی کے سوائے دوسرے کو اسپر اطلاع نہین اور وہ نماز اور تسبیح کیا کرتے ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرمایا وان من شیء الا یسبح بحمدہ یعنے کوئی چیز نہین مگر اسکی خوبیان پڑھ رہی ہے اور فرمایا الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صافات کل قد علم صلوتہ وتسبیحہ یعنے تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو یاد کرتے ہین جو کوئی

آسمان اور زمین مین اور پرندے پر کھولے ہر ایکنے جان رکھا ہی اپنی نماز اور تسبیح اور فرمایا الم تران
اللہ یسجد لہ من فی السمٰوات ومن فی الارض والشمس والقمر الایہ یعنے تو نے نہ دیکھا
کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہی جو کوئی آسمانون مین ہے اور جو کوئی زمین مین اور سورج اور چاند اب مومن
پر اسکو سچ جاننا اور اسکا علم اللہ کے طرف تفویض کرنا ضرور ہے دیکھئے درخت کے اوپر کوئی چیز
آرہی آجاوے اور اسکو بڑھنے کی جگہ نہ رہے تو درخت تیڑا ہوکے نکلتا ہے اگر اللہ تعالی نے اسکو
شعور نہ دیا ہو تو کاہی کو ایسا نکلتا روایت کئے ہین مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مکہ مین ایک پتھر تھا میرے مبعوث ہونیکے آگے مجھ پر سلام کرتا تھا اب
مین اوس پتھر کو جانتا ہون اور روایت کئے ہین ترمذی علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہے مکہ مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مین ایکبار تھا سو جھاڑ اور پہاڑ جو حضرت کے روبرو ہوتے حضرت کو سلام کرتے اور
حضرت خرمہ کے پیڑ کے پاس خطبہ پڑہا کرتے تھے بعد منبر بنانے کے وہ پیڑ رویا یہہ قصہ مشہور ہی اور
صحیحین وغیرہ مین مذکور ہے اس کے سوا بہت سی روایات اس بیان مین آئے ہین وَمَا اللّٰهُ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے اللہ صاحب اونکے ڈرانے کے واسطے ۶ نصف رکوع
یہہ فرمایا یعنی اللہ تعالی ان سنگدل لوگون کے اعمال پر واقف ہی انکو بیسبب چھوڑیگا بلکہ آخرت مین
سزا دیگا اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ اب کیا تم توقع رکھتے ہو کہ وے یعنی یہود مانینگے
تمہاری بات وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ
مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اور ایک لوگ تم مین کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اسکو بدل
ڈالتے بوجھ لیکر اور انکو معلوم ہے ان لوگ سے مراد وے یہود ہین جو زمانہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
تھے اللہ کے کلام کو بدل ڈالتے تھے یعنے توریت مین نبی کی جو تعریف تھی اسکو بدل ڈالے اور
رجم کی آیت کا انکار کئے اور بعضے کہتے ہین یہہ وہ لوگ ہین کہ جنکو موسی علیہ السلام پسند کرکے
طور کو لیگئے تھے سو وہ جب اللہ کا سخن سنکے اپنی قوم کے پاس آئے تو انمین جو سچے تھے جسقدر
سنے تھا اتنا ہی بیان کئے اور تھوڑے جھوٹ بات بناکے کہے کہ اللہ نے آخر کو یہہ فرمایا کہ اگر تمکو

طاقت ہو تو ان احکام کو بجا لاؤ اور اگر چاہو تو نہ بجا لاؤ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا اور جب ملتے ہین مسلمانون سے کہتے ہین ہم مسلمان ہوئے یہہ حال بیان فرماتا ہی منافق یہود کا کہ جب وے مسلمانون کے پاس آتے تو کہتے کہ محمد یقیناً اللہ کے رسول ہین اور توریت مین بشارت اُنکی آئی ہی اور تم حق پر ہو وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ اور جب اکیلے ہوتے ہین ایک دوسرے پاس قَالُوْٓا کہتے ہین یعنی منافقون کو انکے بڑے جیسے کعب بن الاشرف اور کعب بن اسد اور وہب بن یہودا کہتے ہین اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ تم کیون کہدیتے ہو اُنسے یعنی مومنون سے جو کھولا ہے اللہ نے تمپر یعنے توریت مین اسکا بیان کیا ہی کہ محمد اللہ کے رسول ہین لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ کہ جھگڑین اُسی سے تمھارے رب کے آگے یعنے تمھارا رب اپنی کتاب مین نازل کیا ہی کرکے انکو جو کہے ہووے اسکیوا اپنی دلیل گردانکے تمپر غالب آوینگے اور کہینگے تم تو اقرار کرچکے محمد رسول ہین پھر کسواسطے اُنکی پیروی نہین کرتے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تمکو سمجھ نہین آپ اُنکی انکار مین اللہ صاحب نے فرمایا اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ کیا اِتنا بھی نہین جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو چھپاتے ہین اور جو ظاہر کرتے ہین وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ اور ایک اُمّین یعنی یہودیون مین اَن پڑھ ہین یعنے لکھنا پڑھنا نہین جانتے لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ خبر نہین رکھتے کتاب کی مگر بناوٹ کی باتین یعنی اُن نادانونکو توریت سے خبر نہین مگر اپنے سردارون سے بناوٹی بات سُنکر یاد رکھے ہین وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اور اُن پاس نہین مگر اپنے خیال یعنے سچی بات وے جانتے ہی نہین فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ سو خرابی ہے اُنکی جو لکھتے ہین کتاب اپنے ہاتھسے ویل کی معنی عذاب اور خرابی ہے عرب کا محاورہ تھا کہ جب کوئی خرابی مین پڑتا تو اسکو ویل ہو کرکے کہتے روایت کیے ہین احمد اور ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ویل نام ہے دوزخ کے ایک بیابان کا کافر اسمین چالیس برس تک اترتا جاوے تو اُسکا انتہ نہ لگے اور ابن جریر نے عطا ابن یسار سے روایت کیے ہین کہ ویل ایک بیابان کا نام ہے دوزخ مین

اگر دنیا کے پہاڑ اسپر ڈال دین تو اسکی گرمی سے پگل جاوین ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ
پھر کہتے ہین یہہ ہی اللہ کے پاس سے لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا کہ مول لیوین اسپر مول تھوڑا یہہ
آیت یہود کے حقین ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لاے یہود کے سردارونکو اندیشہ
ہوا کہ اگر ہم صفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توریت مین جو مذکور رہے سچ کہدین تو ہماری ریاست باقی
نہین رہتی اور آمدنیون کی جو ہمکو ہی سو بند ہوجاوینگی نادانون کو ایمان لانیسے کیسا منع کرنا توریت
مین حضرت کی شکل کا بیان تھا اسکو بدل دئے توریت مین یون تھا اس نبی کا لمبا چہرہ خوب بال سرمہ گون
آنکھ میانہ قد سو اسکے بجاے لکھدئے دراز قد گالے دیدے سیدھے بال پھر جو کوئی انسے نبی کی شکل پوچھتا تو
آپ جو لکھ دئے تھے سو پڑھتے اور کہتے اللہ توریت مین نبی کی یہہ شکل لکھا ہو محمد کی تو یہہ شکل نہین فَوَيْلٌ
لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ سو خرابی ہے انکو اپنے ہاتھ کے لکھے سے وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ
اور خرابی ہے انکو اپنی کمائی سے یعنی وہ مال جو سفلون کو بناوٹ کی باتین کہہ کے دغا سے حاصل
کئے ہین وَقَالُوا اور کہے یعنے یہود لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ہمکو آگ نلگیگی
مگر کئی دن گنتی کے یہود کہتے تھے دنیا کی مدت سات ہزار برس کی ہے سو ہمکو ہر ایک ہزار برس کے
واسطے ایک روز جملہ سات روز دنیا کے سات روز کے برابر ہمکو عذاب دینگے بعد اسکے عذاب
موقوف ہوگا سو اُسی پر یہہ آیت نازل ہوی اسکو ابن اسحٰق اور ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین دوسری ایک روایت مین یون آیا ہے کہ یہود کہتے تھے ہم بچھڑے کی پرستش
چالیس روز کئے تھے سو ہم کو آگ چالیس روز لگے گی اور روایت کئے ہین ابن جریر اور ابن المنذر اور
ابن ابی حاتم اور واحدی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے اہل کتاب دیکھے کہ دوزخ کے دونون
کنارون مین چالیس کا راستہ ہی سو کہے عذاب نہوگا دوزخ والون کو مگر چالیس پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو انکو آنکی لگام دیکے
لیجاوینگے جب سقر کو یعنی آخری طبقہ کو پہنچے اور عذاب اُن گنتی کے روزون کا جو وے کہتے ہین تمام ہوگا تو انکو دوزخ کے داروغے کہینگے
ای اللہ کے دشمنو تم کہتے تھے ہمکو آگ نلگیگی مگر گنتی کے کئی دن سو وے دن آخر ہوے اور تم یہان رہ پڑے ہو پھر انہون کی صعوبہاے
پرسش کی طرف سے کہنیسے ہوے چراوینگے قُلْ ہمکہہ تو انکو أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ

عَهْدًا کیا لیکے ہو اللہ کے یہان سے اقرار یعنی تمکو عذاب نہ دیگا تو البتہ خلاف نکریگا اللہ اپنے
وعدہ کا اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یا جوڑتے ہو اللہ پر جو جانتے نہین بَلٰى مَنْ
كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ کیون نہین جسنے کمایا گناہ اور گھیر لیا اوسکو اسکا گناہ سو وہی ہین لوگ دوزخکے اُسمین رہینگے
ابی ہریرہ اور ابن عباس اور مجاہد اور عکرمہ سے روایت آئی ہو کہ اس آیت مین گناہ سے مراد کفر اور شرک
ہی کیونکہ گناہ کا گھیر لینا کافر کی شان مین ہی ہوتا ہی مومن اگرچہ گناہ بہت کرے پر دل کی تصدیق اور زبان کے
اقرار کے سبب سے گناہ اسکو گھیر نہین لیتے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور جو یقین لاے اور عمل کئے نیک وے لوگ ہین جنت کے وے اسی مین رہینگے
ع ۱ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور جب لیا ہمنے اقرار بنی اسرائیل کا یعنی توریت مین لَا
تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ بندگی نہ کریو مگر اللہ کی یعنی بندگی کے لایق وہی ہی دوسرا کوئی لایق نہین
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور مان باپ سے سلوک نیک یعنی اُنپر رحم کرنا اور اُنسے سلوک کیا کرنا اور حکم
اُنکا جسمین امر الٰہی کی مخالفت نہو ماننا اور اُنکے اخراجات روانہ کرنا اور اُنکو نہ ستانا اگرچہ کافر ہین بلکہ
کافر ہون تو بھی انکی ساتھ نیک سلوک کرنا اور اُنکو نرمی سے ایمان کی دعوت کرنا اور ایسا ہی فاسق ہون
تو بھی اُنسے نیک سلوک کرنا اور بدکارون سے نرمی کے ساتھ منع کرنا اللہ نے اپنی بندگی کے بعد مان باپ
کا سلوک ذکر کیا کیونکہ منعم کا شکر بجالانا واجب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو پیدا کیا اور عدم سے وجود مین
لایا اور اقسام کی نعمتین اسکو مرحمت کیا تو سب سے اول اُسیکا شکر واجب ہوا پھر ہر ہر عضو سے جو شکر ہوتا
اسکو بجالانا فرض ہوا اور ماں باپ بچہ پیدا ہونیکا سبب ہوے پالے تربیت کئے سو اُنکا حق بھی ثابت ہی پس
اُنکا شکر بھی ادا کرنا واجب ہوا وَذِي الْقُرْبٰى اور قرابت والے سے قرابت والون سے
احسان کرنا مان باپ کے واسطے سے ہی تو وہ بھی مان باپ کے احسان کا بعد اپڑا وَالْيَتٰمٰى اور یتیمون سے
جس بچے کا باپ مرجاوے تو اسکو یتیم کہتے ہین پھر جب بالغ ہوا تو اسکو یتیم نہ کہینگے یتیم پر احسان کرنا
جو واجب ہوا تین چیز کے واسطے ایک تو اُسکا بچپن دوسرا اسکے باپ کا گذر جانا تیسرا اسکو پالنے والا

کوئی نہین اور وہ تو اپنا کام آپ نہین کرسکتا وَالْمَسٰكِيْنِ اور محتاجون سے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور کہیو لوگون کو بھلی بات یہہ خطاب یا ان یہود کے حقین ہی جو زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اس واسطے آیت کے شروع مین غایب کا صیغہ بولا اور اب حاضر کا صیغہ کہا اس تقدیر پر مراد اس جملہ سے یون ہی جب کوئی تمسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و شمایل کا سوال کرے تو تم انکے حقین سچ بات کہیو اور اسکو چھپا و مت یا یہہ خطاب بھی موسیٰ کے زمانہ کے یہود کو ہی اور انسے عہد جو لیا گیا تھا اسیکا تتمہ ہی یعنے انسے یہہ بھی اقرار لئے کہ لوگون سے بھلی بات کہنا یعنے نیک کام کرنا حکم کرنا اور برے کام سے منع کرنا لوگون سے نرمی کے ساتھ بات کرنا سب سے خوش اخلاق کرنا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور کھڑی رکھیو نماز اور دیتے رہیو زکوۃ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ پھر تم پھر گئے یعنے اس اقرار پر نہ چلے اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ مگر تھوڑے تم مین کہ وہ عہد کو نبھاے جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور تم منہ موڑنے والے ہو یعنی تم یہودیون کو عادت ہو گئی ہے کہ عہد کئے بعد اسکے مطابق نکرنا اور اس سے منہ موڑ لینا وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ اور جب لیا ہمنے اقرار تمھارا کہ نہ کروگے خون آپسمین اس آیت مین بھی خطاب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیون کو ہے یا سابق کے یہودیون کو وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اور نہ نکال دوگے اپنون کو اپنے وطن سے یعنے ایک دوسرے کو اسکے وطن سے نہ نکالے دوسرونکو نکال دینے کی تعبیر اپنون کو کرکے کہا کیونکہ سبھونکا دین یا قوم ایک ہی تھی جب دوسرے کو نکالا تو گویا اپنے تئین نکالا یا اپنون کو نکال دینے سے مراد یہہ ہے کہ تم کام ایسا نہ کرو کہ جسکے سبب سے تمکو وطن سے نکال دین بعضے مفسرون نے کہا ہی خون نکرنے سے مراد تم ایسا کام نہ کرو کہ جسکے سبب سے سدا کی زندگی کا آرام تمکو نہ ملے جسکو آخرکی زندگی کا آرام نہ ملا تو حقیقت مین وہ قتل ہوا اور وطن سے نکالنے سے مراد تم ایسا کام نکرو کہ جسکے باعث تم سدا بسنے کے گھر سے یعنی بہشت سے نکالے جاؤ سو حقیقت مین وطن سے نکلنا وہی ہوا تم اَقْرَرْتُمْ پھر تم نے اقرار کیا یعنی وہ عہد جو تم سے لیا سو حق ہی وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اور تم گواہ ہو اپنے تئین اے یہود اس عہد کا تم بھی اقرار کئے ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ پھر تم یہہ دیا ہو کہ خون کرتے ہو آپسمین وَتُخْرِجُوْنَ

فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو انکے وطن سے تَظٰهَرُونَ
عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ چڑھائی کرتے ہو اُنپر گناہ اور ظلم سے وَإِن يَأْتُوكُمْ أُسَارٰى
تُفَادُوهُمْ اور اگر وے آوین تم پاس کسی کے قید مین پڑے تو انکی چھڑوائی دیتے ہو یعنے مال دیکے
اپنے قیدیکو چھڑوا دیتے ہو وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ اور وہ بھی حرام ہے تمپر انکا نکال دینا
یہہ حکم متعلق ہے اوپر کے جملہ سے یعنی وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ خلاصہ آیت کا یہہ ہے کہ اللہ
تعالی نے توریت مین بنی اسرائیل سے اقرار لیا تھا تم آپس مین خون نکرنا ایک دوسرے کو وطن سے
نکال نہ دینا بنی اسرائیل کسی کے اسیر ہون تو اس کی قیمت کچھ ہی ٹھہرے وہ دیکے انکی رہائی کرنا
اور انکو بند سے آزاد کرنا سو مدینہ مین یہود کے دو فرقے تھے بنی قریظہ اور بنی نضیر اور مدینہ کے
رہنے والے بنی قیلہ جن کا نام اسلام مین انصار ہوا وے بھی دو قبیلے تھے اوس اور خزرج ان
دونون قبیلے والون مین جاہلیت کے وقت بیر تھا ہمیشہ دونون قبیلون مین جنگ ہوا کرتی تھی
بنی قریظہ کو اوس کے قبیلے کی ساتھ دوستی تھی اور بنی نضیر کو خزرج کے ساتھ جب دونون قبیلے
والون مین جنگ شروع ہوتی تو یہود کا ہر فرقہ اپنے دوستو کی کمک کیا کرتا پھر جو غالب آتا
اپنے مخالفون کو وطن سے نکال دیتا اور انکے گھرون کو ویران کرتا اور جب کوئی بند مین آتا تو
اوسکو مال دیکے چھڑواتے پھر عرب اُنپر طعن کرتے کہ تم کسواسطے قیدیون کو چھڑواتے ہو تو وے
کہتے ہم کو ایسا ہی حکم ہے اگر کوئی اُنپر اعتراض کرتا کہ پھر قتل کسواسطے کرتے ہو تو کہتے ہمارے
دوستون کو ذلت نہونا کرکے محض انکی خاطر سے ہم جنگ کرتے ہین اب اللہ تعالی یہود کو سرزنش
کرتا ہی کہ تمسے تو توریت مین چار چیز کا اقرار لیا تھا جنگ نہ کرنا وطن سے نکال نہ دینا اور اونکے
دشمنون کی پشتی نکرنا اور قیدی کو چھڑوا دینا أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ
بِبَعْضٍ پھر کیا مانتے ہو تھوڑی کتاب اور منکر ہوتے ہو تھوڑی سے یعنی قیدی کو چھڑادینیکا حکم تو
مانتے ہو پھر دوسرے تین حکمون کو کیون نہین مانتے فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا
خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا پھر کچھ سزا نہین اسکی جو کوئی تم مین یہہ کام کرتا ہی مگر رسوائی دنیا کی

زندگی مین بنی قریظہ کی رسوائی اسطور پر ہوئی کہ انکی عورت بچے بندین آئے اور انکو قتل کئے اور بنی نضیر
کی رسوائی یون ہوئی کہ انکو شہر بدر کئے تا وے لوگ شام کے علاقہ اذرعات اور اریحات مین جاکے
رہین وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ اور قیامت کے دن پہنچاے جاوین
سخت سے سخت عذاب مین یعنی دوزخ مین انکو بڑا سخت عذاب دیگا کیونکہ انکی نافرمانی بھی سخت ہے
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ بے خبر نہین تمہارے کام سے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا ورد
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وہی ہین جنھون نے خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر یعنی دنیا کی لذت
اور طمع سے آخرت کو برباد کئے دنیا کی لذتین اور آخرت کی نعمتین دونون مل کے حاصل ہونا امکان نہین
جو دنیا کی لذتین حاصل کرنے لگا تو آخرت اسکے ہاتھ سے جاتی رہیگی فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
سو نہ ہلکا ہوگا اُنپر عذاب وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور نہ انکو مدد پہنچیگی یعنی کسیکی سفارش سے وے
عذاب سے چھوٹینگے سو نہین ان آیتون مین یہود کی عہد شکنی اور دوزخ مین انکا رہ پڑنا ذکر کیا اب
فرماتا ہی کہ یہہ حرکتین جو یہود سے سرزد ہوئین انکی نادانی سے نتھین کیونکہ ہم نے انکو کتاب دی تھی
اور انکے طرف پیغمبرون کی تار لگایا تھا محض انکی شرارت ہی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ع ۱۱
اور تحقیق ہمنے دی ہی موسیٰ کو کتاب یعنی توریت وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اور پے درپے
بھیجے اسکے پیچھے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے عیسیٰ کے زمانہ تک ایک کے پیچھے ایک پیغمبر ہوتا
آیا اور سب کا عمل توریت پر ہی تھا مگر عیسیٰ چند احکام نئے توریت کے مخالف لائے اور مشہور پیغمبران
موسیٰ کے بعد یوشع ہین اور اشموئیل اور داؤد اور سلیمان اور ارمیا اور حزقیل اور الیاس اور
یونس اور زکریا اور یحییٰ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور دئے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو
معجزے نمودار جیسا مردہ کو زندہ کرنا اور اندھے بہرے گونگے کوڑھی کو درست کرنا اور غیب کی خبرین بولنا یا بینات سے
مُراد انجیل ہی عیسیٰ کا نام سریانی زبان مین یشوع عرب اپنی عادت کے موافق اس مین تصرف کرکے عیسیٰ کہے وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ
اور قوت دی ہمنے اسکو روح پاک سے مُراد روح القدس سے جبریل علیہ السلام ہین انکو قدس یعنی پاک کہا کیونکہ وے کبھی
گناہ نہین کئے بعضون نے کہا ہی روح جبریل قدس اللہ یعنی روح اللہ جبریل کا نام روح ہوا انکی لطافت سے کیونکہ

وے روحانی ہین نور سے پیدا ہوے یا وے انبیا پر وحی لے آتے کہ جس سے دلون کو زندگی ہوتی ہو سوانکا نام روح ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جبریل سے عیسیٰ کو قوت دی جبریل کو حکم کیا کہ عیسیٰ کے ساتھ رہا کرین اور عیسے جہان کہین پھرین تو وے بھی وہان پھرین پھر عیسیٰ کے آسمان پر گئے تک جبریل علیہ السلام ان سے جدا نہوے اور بعضی کہتے ہین روح وہ ہی جو اللہ تعالیٰ عیسی مین پھونکا اور قدس اللہ عیسیٰ کے روح کو اپنا روح بولا انکی عزت بڑھانے اور تعظیم کرنیکے واسطے جیسا بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کہا ویسا ہی روح اللہ کہا یا قدس کی معنی پاک سو عیسی کے روح کو پاک بولا کیونکہ وہ پیدائش کے وقت شیطان کے ٹوٹنے سے پاک رہے اور بعضی کہتے ہین کہ روح القدس اللہ تعالیٰ کا ایک اسم اعظم ہے کہ جس سے عیسے مردون کو زندہ کیا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین وہ انجیل ہو کہ جس سے دلونکی زندگی حاصل ہوتی ہو اس معنی سے قرآن شریف کو بھی روح کہتے ہین مروی ہو کہ یہود جب ذکر عیسی علیہ السلام کا سنے تو کہے ای محمد تم عیسیٰ کی تعریف کرتے ہو پر تم نہ ویسا عمل کئے اور نہ دوسرے انبیا کی خبرین جو کہے سو ویسا کئے اگر سچے ہو تو عیسیٰ کئے سو کا مونکو تم بھی کرو سو اللہ تعالیٰ انکی رد مین یون فرمایا اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ پھر بھلا جب تم پاس لایا کوئی رسول جو نچاہا تمھارے جی نے تم تکبر کرنے لگے یعنی کوئی رسول تمھاری خواہش کے موافق کچھ چیز نہ لایا تو تم سرکشی کئے اور اُسکے حکم کو نہین مانے فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو مار ڈالتے یہود کی عادت تھی کہ جب کوئی رسول آوے تو اسکو جھٹلاتے اور قابو پنے تو اسکو قتل کرتے جیسے زکریا اور یحیی کو قتل کئے عیسی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کئے عیسی کو بھی قتل کرنیکا تہیہ کئے لیکن اللہ تعالیٰ انکو آسمان پر لے گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کئے اور کھانے مین زہر ملا کر دئے پر اللہ تعالیٰ حضرت پر اسکی تاثیر پوری نکیا وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور کہے یعنی یہودیون نے ہمارے دلون پر غلاف ہو سو محمد جو حکم لے آتے ہین تمکو معلوم نہین ہوتا اور ابن عباس سے روایت ہو کہ غلف کا معنی ظرف اصل مین غُلُف تھا لام کے پیش سے اسکو تخفیف کر کے غلف لام کے سکون سے کہے یعنی ہمارے دل علم کی ظرف ہین تمھارے سے علم کی تحصیل کرنیکے محتاج نہین یا دل ہمارے جو بات سنتے ہین اُسکو یاد کر لیتے ہین مگر

تمھاری بات کو یاد نہین کرتے اگر اُسمین خوبی رہتی تو البتہ اسکو یاد کرتے بَل لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ
یون نہین بلکہ لعنت کیا ہے انکو اللہ نے اُنکے انکار سے لعنت کا معنی جھڑک دینا اور خوبیون سے دور کرنا
ہے سو اللہ تعالیٰ انکو لعنت کرنے سے انکے دل حق بات کو قبول کرنیکے لایق نہین رہے فَقَلِيلًا
مَّا يُؤْمِنُونَ سو کم یقین لاتے ہین اس جملہ کے دو معنے ہوتے ہین ایک معنی یہہ کہ ان یہودیون مین سے
کم لوگ اسلام لاتے اکثر اُنکے کافر رہتے ہین برخلاف دوسرے کافرون کے کہ اُنسے بہت لوگ
اسلام لائے دوسری معنی یہہ ہی یہودیان تھوڑے احکام کو توریت کے مانتے ہین اور اکثر چیزون کو
نہین مانتے اب اس پر اللہ صاحب نے دلیل فرمائی وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ اور جب انکو پہنچی کتاب اللہ کی طرف سے سچا بتاتی اُنکے پاس والی کو کتاب سے
مُراد قرآن شریف اور اُنکے پاس والی سو توریت ہی سو قرآن شریف سے توریت کا سچا پن ثابت
ہوا وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اور پہلے سے فتح مانگتے تھے کافرون پر
یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکے آگے کچھ مہم درپیش ہووے تو کہتے یا اللہ نبی آخر الزمان
جسکی صفتین ہم توریت مین پاتے ہین اسکی برکت سے ہمکو فتح دے اور کافرون سے کہتے ایک نبی کے
آنیکا وقت قریب پہنچا ہے وہ نبی آوے تو ہمارے سخن کی تصدیق کریگا اور ہم اسکے شریک رہکے تمکو
قتل کرینگے جیسا عاد اور ارم کا قتل ہوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ پھر جب پہنچا انکو
یعنی یہودیون کو جو پہچان رکھا تھا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تو اُس سے منکر ہوئے انکا یہہ منکر
ہونا نادانی سے نہین تھا محض حسد اور اپنی ریاست کی منقصت کے اندیشے سے تھا فَلَعْنَةُ اللّٰهِ
عَلَى الْكَافِرِينَ سو لعنت ہے اللہ کی منکرون پر اس جگہ اللہ صاحب نے یون نفرمایا لعنت ہے اللہ
کی یہود پر حالانکہ مقصود وہی تھا کیونکہ علی الکافرین لانے سے اشارہ کیا کہ اُن پر لعنت جو ہے سو سبب انکے
کفر کے ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ بُرے مول بیچا اپنی جانون کو یعنی دے یہود اپنی جانے
واسطے بُری چیز پسند کیے حق کے بدلے باطل کو اختیار کیے أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا
أَن يُنَزِّلَ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ کہ منکر ہوے اللہ کے اتارے کلام سے

اس ضد پر کہ اُتارے اللہ اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندون مین سے یعنی وہ یہود قرآن شریف سے جو اللہ کا اُتارا کلام ہی کافر ہوے سو بری چیز ہے اور اس منکر ہونیکا سبب ضد اور عداوت ہی اللہ سے کہ جس نے اپنے فضل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اُتارا فَبَآءُو بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ سو کمالا ے یعنی یہودیون نے اس تجارت سے غصہ پر غصہ یعنی ان پر اللہ تعالیٰ پہلے سے غصہ مین تھا سو اب تو غصہ زیادہ ہوا پہلا غصہ اسلئے کہ وے توریت سے بے ادبی کئے اور اسکو بدل دیئے یا بچھڑے کی پرستش کئے یا عیسیٰ کے اور انجیل کے منکر ہوے دوسرا غصہ اسواسطے کہ وے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہوے وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور منکرون کو عذاب ہے ذلت کا گنہ گارون کے واسطے جو عذاب ہے انکو گناہ سے پاک کرنے کے واسطے ہی اور کافرونکو جو عذاب ہوگا سو انکی اہانت کے واسطے اللہ تعالیٰ یہود کے کفر کی دلیل قایم کرچکا کہ یہودی جس کتاب سے فتح مانگتے تھے جب اتری اس سے منکر ہوے سو انکے کفر کی علامت ہو کہ اس سے وے دوزخ مین رہ پڑنے کے لایق ہوے پھر اب انکے کفر کی دوسری دلیل بیان کرتا ہی کہ وے اپنی کتاب کو بھی کہان مانتے ہین سو فرمایا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور جب کہیے انکو مانو اللہ کا اُتارا یعنے قرآن شریف یا جو اللہ نے اتارا قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا کہین یعنی یہود ہم مانتے ہین جو اتارا ہم پر یعنی توریت وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ اور وے نہین مانتے جو اُسکے سوا ہی یا نہین مانتے جو پیچھے آیا اُس سے وَهُوَ الْحَقُّ اور وہ اصل تحقیق ہی یعنی قرآن جو توریت کے پیچھے آیا سو وہی حق ہے مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ سچ بتاتا اُن پاس والی کو قُلْ کہا ہی محمد فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ پھر کیون مارتے رہے ہو اللہ کے پیغمبرون کو پہلے سے اگر تم ایمان رکھتے تھے یعنی توریت مین تو قتل سے منع کیا ہی تم توریت کو مانتے تھے تو پیغمبرون کا خون کسواسطے کئے اور اس آیت مین خطاب ہے اُن یہود کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین تھے اگرچہ وے قتل نہ کئے لیکن وے اپنے آبا و اجداد کے کام پر راضی تھے اور اُن کے دلون مین بھی ویسا ہی کرنیکا عزم تھا اُس اسطے انکو خطاب کیا اب اور بھی ایکدلیل اُنکے کفر پر قایم کی کہ توریت مین اللہ کی تاکید توحید کرنے اور شرک سے دور رہنے پر بہت سی آئی ہین سو وے لوگ موسیٰ علیہ السلام کے وقتین ہارون کے سامنے مشرک بنگئے سو فرمایا وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور آچکا تم پاس موسیٰ صریح معجزے لیکر

ثمن

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ پھر تمنے بنا لیا بچھڑا اسکے پیچھے اور تم ظالم
ہو یعنے بے انصاف ہو جانا تمھاری عادت ہو وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ
اور جب ہم نے لیا تمھارا اقرار اور اوچکا کیا تمپر پہاڑ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا پکڑو
جو ہمنے تمکو دیا زور سے اور سنو یعنی ہمنے انکو کہا احکام جو نازل کئے ہین انکو قبول کرو اور بجا لاؤ قَالُوْا
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بولے سُنا ہم نے اور نہ مانا یعنی یہود کہے تیری بات کو ہمنے کان سے سُنا اور دل سے
نہ مانا اہل معانی کہتے ہین وے یہہ بات زبان سے نہ بولے لیکن جب احکام کان سے سُنے اور اُن کے برخلاف
عمل کئے تو عمل کو قول سے تعبیر کیا وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ اور رچ رہا اُنکے
دلون مین وہ بچھڑا مارے کفر کے یعنی بنی اسرایل کے دلونمین اس بچھڑے کی محبت اور اسکی پرستش
ایسی کھپ گئی تھی جیسا کپڑا رنگ کو پیتا ہے اتنی محبت ہونیکا سبب اُنکا کفر ہے کہتے ہین موسیٰ علیہ
السلام انکے بچھڑے کو جلا کر سوہان کرکے اسکا بورا تمام ندی مین ڈالدیئے اور بنی اسرائیل کو حکم کئے اس
ندی کا پانی پیو سو جسکے دلمین بچھڑے کی محبت تھی اسکی مونچھون پر سونے کا برادہ ظاہر ہوا قُلْ بِئْسَمَا
يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ای محمد تو انکو کہہ بُرا کچھ سکھاتا ہے تمکو ایمان تمھارا
اگر تم ایمان والے ہو یعنی ای یہود تم جو دعوی کرتے ہو کہ ہم ایمان لاتے ہین توریت پر اور جو اُترا
ہمپر سو ایمان تمھارا ایسی ہے بچھڑے کی پرستش کرنا تو وہ بُرا ایمان ہو اور یہود جو دعوی کرتے تھے
ہم دوزخ مین نہینگے مگر گنتی کے چند روز سو اس دعوی کے بطلان پر ایک ایسی قطعی دلیل کہا کہ
ہر کسیکو معلوم ہووے اور انکا دعوا جھوٹھا ہو جاوے پھر فرمایا قُلْ محمد تو کہہ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ
الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تمکو ملا ہی گھر آخرت یعنی بہشت اللہ کے یہان الگ سوائے اور لوگون کے
تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر سچے کہتے ہو کیونکہ بہشت مین جانیکا جسکو یقین ہو تو وہ البتہ بہشت کا
مشتاق رہیگا اور وے نعمتین جلد ملنے کی آرزو کریگا اور اُنکو حاصل کرنا بغیر موت کے ممکن نہین تو البتہ موت
جلد آنے کی آرزو کریگا تم اپنے دعوی مین سچے ہو تو تم موت کی آرزو کرو وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اور یہہ آرزو کبھی نکرینگے جس واسطے آگے بھیج چکے ہین ہاتھ اُنکے یعنی وے لوگ ایسے کام کرچکے ہین کہ جن سے بہشت جانہین سکتے اپنی کتاب کو تحریف کئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاے اور بہت سی گناہ اور کفر کے کام اُنسے سرزد ہوے سو وہ ہرگز موت کی آرزو نکرینگے انسان جو کچھ صنایع وبدایع کرتا ہی اور دوسرون پر غالب ہوتا ہی سو سب ہاتونکی سبب سے ہی اسلئے اللہ تعالیٰ فرمایا بھیج چکے ہین ہاتھ اُنکے اور اُس سے نفس ارادہ کیا بیہقی روایت کئے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب پہلی آیت اُتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودیون کو جمع کئے اور فرمائے تم کہتے ہو ہم دوزخ مین نرہینگے مگر کئی ایک دن اور بہشت مین نجائیگا مگر یہودی سو تم اگر اس دعوی مین سچے ہو تو ایکبار زبان سے کہدو کہ اللہ ہمکو موت دے قسم ہے اُسکی جسکے دست قدرت مین میری جان ہی تم مین سے کوئی یہہ دعا نکریگا مگر اُس کا تھوک اسکے حلق مین اٹک کے مریگا یہودیون نے ڈر کر یہہ دعا نہ مانگے پھر یہہ آیت ولن یتمنوہ کی اتری اور اس آیت مین ایک خبر غیب کی ہی کہ اس مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا معجزہ ہے کیونکہ حضرت فرماے دے ہرگز یہہ آرزو نکرینگے سو ویسا ہی یہود موت کی آرزو کئے اگر کوئی اعتراض کرے کہ شاید وے آرزو کئے ہون لیکن ہمکو معلوم نہو گا تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اگر وے آرزو کئے ہوتے تو البتہ منقول ہوتا کیونکہ مسلمانون کے مخالف لوگ ہزار درجے تھے اگر اس دعوی کا خلاف ظاہر ہوتا تو وہی یہود اسکو شہرت دیتے پر کسی سے منقول نہ ہوا کہ وے آرزو کئے قطع نظر اسکے آج کے دن بھی اگر کوئی یہودیون کو کہے کہ تم موت کی آرزو کرو تو وے نہین کرتے پھر اگر کوئی کہے آرزو کرنا دل سے متعلق ہی دل کی بات پر تو کسی کو اطلاع نہین شاید وے دل سے آرزو کئے ہون اور ہمکو معلوم نہو تو اُسکا جواب یہہ ہو آرزو کرنا دل کا کام نہین بلکہ زبان سے کہنا کہ مجھے اس چیز کی آرزو ہی اگر دل کا کام ہوتا تو وہ معجزہ کیسے قابل نہوتا بالفرض اگر دل کا کام ہی کرکے کہین تو وے کہتے ہم تو دل سے موت کی آرزو کرچکے اب تمھاری بات سچ نہوی اور یہہ بات بھی البتہ اُن سے منقول ہوتی اگر کوئی کہے تم یہودیون پر اعتراض کرتے ہو وہ بھی اُسکے تمھارے پر یہہ اعتراض کرین تو ہوسکتا ہی ہم جواب دینگے یہودی دو چیز کا دعوی کرتے تھے ایک تو یہہ کہ ہم گنتی کے روز دوزخ مین رہینگے دوسرا یہہ کہ بہشت مین کوئی

نجا دیگا مگر یہودی مسلمان ان دونوں بات کا ملکر دعوی نہین کرتے مسلمان کہتے ہین اللہ جتنے دن چاہیگا ان
کو عذاب دیگا اور مسلمان اپنے بد کاموں سے ہمیشہ اندیشہ مند رہتے ہین تو اُنپر اعتراض کا لگاؤ نہین ہوتا
اور جو مسلمان کامل ہوتے ہین انکو موت سے کمال محبت رہتی ہے پروردگار کی ملاقات کی نہایت آرزو
رکھتے ہین اسی محبت مین جہاد کیوقت پروانہ کی مانند دشمنون پر گرتے ہین اور اللہ کی راہ مین اپنی جان
دیتے ہین انہین کی شان مین اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا
الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا یعنے ایمان والون
مین کتنے مرد ہین کہ سچ کر دکھایا جسپر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے اُنمین کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور
کوئی ہے اُنمین راہ دیکھتا اور بدلا نہین ایک ذرہ اور فرمایا ومن الناس من يشري نفسه ابتغاء
مرضات الله اور کوئی شخص بیچتا ہے اپنی جان تلاش کرتا ہے خوشی اللہ کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
دعا کرتے تھے یا اللہ اپنی راہ مین مجھے شہادت دے اور اپنے پیغمبر کے شہر مین مجھے موت نصیب کر اور
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رستم کو جو عجم کا سپہ سالار تھا ایسا خط لکھے تھے میرے ساتھ جو لوگ
ہین موت کو دوست رکھتے ہین جیسا تم دوست رکھتے ہو شراب کو غرض صحابہ کا احوال اور سلف
صالح کا احوال جو کوئی دیکھے تو معلوم کریگا کہ انکو موت سے کمال محبت تھی اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ موت کی آرزو کرنا جایز ہے امام مالک اپنی کتاب موطا مین روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ
عنہ ایسی دعا کئے یا اللہ میری عمر زیادہ ہوئی اور قوت کم ہو گئی اور رعیت منتشر ہوی اب مجھے اپنے
پاس کھینچ اسکے سوائے دوسرے صحابہ بھی موت کی آرزو کئے ہین لیکن بہت سی حدیثون مین موت کی
دعا نہ مانگنا کر کے آیا ہے جیسی حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بخاری وغیرہ روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماے کچھ مضرت ہو جسے تم موت کی آرزو ہرگز نکرنا اگر آرزو کیا چاہتے ہو تو یون
کہیو یا اللہ جب تک میرا جینا بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور مرنا بہتر ہے تو مجھے موت دے ان دونون
باتون مین ظاہرا اختلاف ہو لیکن حقیقت مین اختلاف نہین کیونکہ دنیا کی مضرت یا بیماری یا دشمن یا اور
کوئی ایسی سبب سے موت مانگنا ممنوع ہے اور مکروہ ہے اسواسطے کہ ایسی سبب کے نظر کرتے موت مانگنا

قضاء الٰہی پر راضی نہونے کی دلیل ہو اگر دین میں کچھ فتنہ ہونیکا اندیشہ ہو یا خدا کی راہ میں شہادت پانے کی آرزو ہو تو وہ مکروہ نہیں اور منع اس سے نہیں آیا ویسا ہی اللہ کی ملاقات کے شوق سے موت کی تمنا کرے تو بھی مکروہ نہیں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالمون یعنی کافرون کو سو انکو اسکی سزا دیگا وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ اور قسم ہے البتہ محمد تو دیکھیگا انکو یعنی یہودیون کو سب لوگون سے زیادہ حریص جینے پر وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اور شریک پکڑنے والون سے یہ جملہ پہلے جملہ سے لگا ہوا ہے اسکا معنی یون ہے اور تو دیکھیگا ان یہودیون کو حریص جینے پر شریک پکڑنے والون سے بھی یعنی مشرک جو آخرت میں جی اُٹھنے کے منکر ہیں سو وہ اور لوگون کی نسبت زندگی کی نہایت آرزو رکھتے ہیں لیکن اُن لوگون کی آرزو کرنا عجب نہیں کیونکہ وے دنیا کی زندگی کے سوا اور کچھ امید نہیں رکھتے اور تم باوجود کتاب رکھنے کے اور معاد کے اور وہان جزا ملنی کا اقرار کرتے پر تم جینے پر حریص رہنا تعجب ہے اور تمکو اسپر بڑی سرزنش کرے تو سزاوار ہے بعضے کہے ہیں یہ جملہ علیحدہ ہے پہلے جملہ سے تعلق نہیں رکھتا اس صورت میں معنی یون ہوگا اے محمد کون سے کئی ایک لوگ ہیں کہ وہ بھی جینے پر حریص ہیں اس صورت میں اب مراد مشرکون سے مجوس ہیں يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ایک ایک انسے چاہتا ہے کہ عمر پاوے ہزار برس احدہم کی ضمیر یا یہود اور مشرکون کے تمام اقسام کی طرف پھرتی ہے یا فقط مشرکون کی طرف اس اخیر صورت میں یہودیون کا عمر کی زیادتی چاہنا بطریق اولےٰ ثابت ہوتا ہے اور معنی یون ہوگا یہود جینے پر بڑے حریص ہیں انکی حرص مجوسیون سے جو ہزار برس جینے کی آرزو رکھتے ہیں بڑھگئی اللہ صاحب مخصوص ہزار برس بولا کیونکہ مجوسیون کی عادت یہہ تھی کوئی چھینکے تو اسکو کہتے ہزار برس جیتا رہ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ اور کچھ اسکو سرکا نہیں عذاب سے اتنا جینا یعنی اتنا جینے پر بھی مدت اُس پر سے ٹل جاوے سو نہیں وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور اللہ دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں

وژد

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ محمد تو کہہ جو کوئی ہوگا دشمن جبریل کا

ع

سو اسنے تو یہہ اتارا ہی یہہ یعنی قرآن شریف تیرے دلپر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دلپر اللہ کے حکم سے
سچ بتاتا اس کلام کو جو آگے ہی یعنی توریت وغیرہ کو اور راہ دکھاتا اور خوشی سناتا ایمان والون کو اس
جگہ عبارت مین شرط کو بیان کیا اس کا جواب مقدر ہے اکثر مفسرین یون تقدیر کرتے ہین جو کوئی ہوگا
دشمن جبریل کا تو وہ کافر ہے کیونکہ اس فرشتہ سی دشمن ہونیکو کچھ سبب نہین مگر حسد اس بات کا کہ
اس نے قرآن کو تجھپر اتارا اور وہ تو اللہ کے حکم سے اتارا ہی اور وہ کتاب تو اگلے کتابون کو بھی
کرتی ہی اور راہ دکھاتی ہی ویسی کتاب کا جو کوئی منکر ہوا تو وہ تمام کتابون کا اور پیغمبرون کا بھی منکر
ہی اور جو کتابون اور پیغمبرون سے منکر ہوا وہ کافر ہے یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ایسا لکھا ہی اور فرمایا اور
امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابو نعیم اور بیہقی کتاب الدلائل
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ یہود کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئی اور کہی یا ابا القاسم چند باتین ہین انکو نبی کے سوا دوسرا کوئی جانتا نہین ہم تجھسے پوچھتے ہین ان
باتون سے ہمکو خبر دو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا پوچھتے ہو سو پوچھو لیکن مجھے اقرار کرو کہ اگر مین
تمکو ان چیزو نکی خبر دیون اور وہ تمھاری دانست کے مطابق ہو دین تم میری متابعت کرنا سے
قبول کرلئے اور کہے چار چیزون کا ہم سوال کرتے ہین فرمائے کہ توریت اترنیکے قبل اسرائیل نے اپنے
پر کون سا کھانا حرام کئے تھے اور خبر دو مرد کی مستی کا پانی کیسا ہی اور عورت کا پانی کیسا اور عورت
اس سے کیسی ہوتی ہی اور مرد کیسا اور خبر دو نبی امی کی نیند سے کہ وہ کیسی ہی اور خبر دو کونسا فرشتہ
انکا متکفل ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسے اقرار لئے کہ جب مین ان چیزون کی تمھین خبر دون تو تم میری
متابعت کرنا یہودیون نے قبول کئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو قسم ہی اسکی جس نے موسیٰ پر
توریت اتاری تم جانتے نہین کہ اسرائیل بیمار ہوے بیماری انکی طول کھینچی تو انہون نے نذر کیا کہ اگر اللہ تعالے
مجھے اس بیماری سے شفا دیوے تو مین اپنا مرغوب پینا اور مرغوب کھانا اپنے پر حرام کرونگا سو اونٹ کا گوشت
اور اونٹ کا دودھ انکا مرغوب تھا اسکو اپنے پر حرام کیا یہود بولے یہہ سچ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
یا اللہ تو گواہ رہ پھر فرمائے تمکو قسم ہی اسکی جسکے سوای کسی کی بندگی نہین تمکو معلوم نہین مرد کی منی

پانی سفید گاڑھا رہتا ہے اور عورت کا پانی زرد پتلا پھر جو اوپر ہوا تو اللہ کے حکم سے بچہ ویسا ہی ہوتا ہے
اگر مرد کا پانی اوپر آوے تو لڑکا ہوگا اللہ کے حکم سے اگر عورت کا پانی اوپر آوے تو لڑکی ہوگی اللہ کے
حکم سے یہود یوں نے کہے آپ سچ فرماتے ہو حضرت کہے اللہ تو گواہ رہ پھر فرمائے انکو قسم ہو اسکی جسنے موسیٰ
پر توریت اتاری کیا تمکو معلوم نہیں نبی امی کی آنکھ سوتی ہے اور دل نہیں سوتا وے کہے سچ ہو حضرت
فرمائے اللہ تو گواہ رہ بولے اب خبر دو کہ تمھارا متکفل کونسا فرشتہ ہو سو معلوم ہووے بعد ہم تمھاری
متابعت کرینگے یا نہ کرینگے حضرت فرمائے ہمارا متکفل جبریل ہو کسی نبی کو اللہ تعالیٰ بھیجا نہیں مگر اس کا متکفل
جبریل ہی ہوتا ہو کہے اب ہم تمھاری متابعت نہیں کرتے دوسرا فرشتہ ہوتا تو البتہ متابعت کرتے اور
تصدیق کرتے حضرت پوچھے کیا واسطے جبریل کی تصدیق نہیں کرتے ہو تب کہے وہ فرشتہ ہمارا دشمن ہے
اسی پر یہہ آیت قل من کان عدوا لجبریل کی کا تا ہم لا یعلمون تک نازل ہوئی اور
بعضی روایتون مین آیا ہو کہ سوال جو کرتا تھا سو یہودی کا نام عبداللہ بن صوریا تھا اور روایت کیے
ہین ابن ابی شیبہ مصنف مین اور اسحق بن راہویہ اپنی مسند مین اور ابن جریر اور ابن حاتم شعبی سے کہے کہ عمر
رضی اللہ عنہ مدینے مین یہودیون کے پاس انکی توریت پڑھنے کے دن جایا کرتے سو یہودیون نے بولے
تمھارے تمام لوگون مین تم سے زیادہ عزیز ہمپاس کوئی نہین کیونکہ تم تمھارے یہان آیا کرتے ہو عمر رضی اللہ
عنہ کہے مین جو آتا ہون سو محض اسلئے آتا ہون کہ دیکھو اللہ کی ایک کتاب دوسری کتاب کو کیسا سچ
کرتی ہو توریت قرآن کو سچ کرتی ہو اور قرآن توریت کو سچ کرتا ہو پھر ایکدو زنی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لیجاتے تھے اور مین یہودیون سے باتین کرتا تھا سو انکو یہ بولا تمکو خدا کی قسم اور اس کتاب کی قسم جو تم پڑھتے
ہو کیا تمکو معلوم نہین محمد اللہ کے رسول ہین وے کہے سچ ہین تب مین بولا تم انکو اللہ کے رسول ہین
کر کر جا کر ایمان نہ لاؤ تو تم خراب ہوگے بولے ہم خراب ہووینگے کیونکہ ہم انسے سوال کیے تھے کہ
تمھاری نبوت کا متکفل کونسا فرشتہ ہو تو کہے جبریل اور جبریل ہمارا دشمن ہے جنگ اور سختی اور بلا
کے واسطے اترتا ہو مین نے پوچھا تمھارا دوست کونسا فرشتہ ہو تو بولے میکائیل مینہ اور رحمت لیکے
اترتا ہو مین بولا اللہ پاس ان دونون کا مرتبہ کیسا ہو تو بولے ایک اللہ کے سیدھے طرف اور دوسرا

دوسری طرف ہے یہ نے کہا ایسا ہے تو جبریل کو دوست نہیں کہ میکائیل سے عداوت کرتا اور میکائیل
کو دوست نہیں کہ جبریل کے دشمنوں سے دوستی کرتا اور ہمیں اسبات کی گواہی دونگا کہ جبریل اور میکائیل
اور انکا پروردگار دوست ہوتے ہیں اُسکے جو انسے دوستی رکھا اور دشمن ہوتے ہیں اسکے جو دشمن ہوا
پھر بعد اسکے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور چاہا کہ اس قصہ کی خبر دوں سو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے پرکئی آیتیں اوتری ہیں سو تمکو سناتا ہوں پھر حضرت نے من کان
عدوا لجبریل پڑھا للکافرین تک اس حدیث کی سند صحیح ہے مگر شعبی نے عمر رضی اللہ عنہ کو
نہیں دیکھا اور کس سے سنا سو بھی نہ کہا لیکن عبد سے دوسرے لوگ بھی روایت کیے ہیں سمجھو کی روایت
کو ملا کر دیکھیں تو اس حدیث کو تقویت ہوتی ہے اور ابن جریر اجماع نقل کرتا ہے کہ یہ آیتیں اس قصہ
میں اترین اور پہلی روایت میں اور اس روایت میں بھی تامل کریں تو مخالفت نہیں شاید کہ یہودیوں
نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جب ذکر کیے تو آیت اسوقت نازل نہیں ہوی تھی پھر جب عمر
رضی اللہ عنہ سے یہہ ذکر ہوا تو دو آیتیں دو مقدموں میں اترین اور یہودیوں کے جبریل سے عداوت
کرنے کے سبب کو ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کیا ہے کہ یہودیوں کو اُنکے
کسی نبی نے خبر دی کہ بخت نصر بیت المقدس کو ویران کریگا اور یہودیوں کو قتل کریگا سو یہود کسیکو
بھیجے تا اسکو قتل کرے بخت نصر اُن دنوں میں جوان تھا مگر بہت ضعیف جبریل علیہ السلام اسکو
قتل کرنے سے منع کیے اور کہے اگر اللہ تعالی تمھاری ہلاکی اُسکے ہاتھ پر رکھا ہے تو تم اسکو قتل نہ کرسکوگے
اگر وہ نہیں ہے تو ناحق اسکا خون کیوں اسلیے کرتے ہو پھر یہود اسکو چھوڑ دیے بخت نصر بڑا ہو کے
یہودیوں سے جنگ کیا اور انکو قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اُس روز سے یہود جبریل کے دشمن

ہوے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ
لِّلْكٰفِرِيْنَ جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا اور اسکے فرشتوں کا اور رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل
کا تو اللہ دشمن ہے اُن کافروں کا جب پہلی آیت میں فرمایا جبریل سے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن
اُتارا کرکے اُسیسے جو کوئی دشمن ہو تو وہ شخص اللہ کا بھی دشمن ہونا ضرور ہے کیونکہ خود اللہ تعالی

اُسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اس آیت میں فرمایا جو کوئی ان میں سے ایک کا دشمن ہو تو وہ تمام کا دشمن ہو اور اللہ اُسکا دشمن ہے جو انہوں کا دشمن ہو تو انکا کچھ بگاڑتا نہیں اور انکی عداوت اُسکو دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ گرفتار کریگی اور جبریل میکائیل تو فرشتوں میں داخل ہیں باوجود اسکے انکا مخصوص نام ذکر کرنا انکی شرف و بزرگی کے واسطے ہے۔ اور جبریل کو اول ذکر کیا بعد میکائیل کو کسواسطے کہ جبریل کو میکائیل پر فضیلت ہو اور جبریل وحی اتارتے ہیں کہ جس سے روح کی غذا ہو اور میکائیل مینہہ کہ اُس سے بدن کی غذا جو غذا روح کی ہو سو وہ افضل ہے بدن کی غذا سے اور جبریل اور میکائیل کا معنی اللہ کا بندہ ایل کا معنی اللہ اور جبر اور میک کا معنی بندہ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ اور ہمنے اتارین تیری طرف آیتین واضح اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہیں کہ عبد اللہ بن صوریا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بولا ای محمد ہم جانتے سو کوئی بات تم نہ لائے اور اللہ تعالیٰ تمپر کچھ واضح آیتین نہیں اتارین پھر اللہ تعالیٰ اسکی جواب میں یہہ آیت اُتارا یعنے یہہ آیتین واضح جو ہمنے تجھ پر اتارین اور تو ان آیتونکو راف دن اُنپر پڑھا کرتا ہے اور تو تو اُمّی ہے کچھ پڑھا نہیں اور اُنکے ہاتون میں جو مخفی ہے اُسکو سچ بتا دیا کرتا ہے سو کیا یہہ انکو بس نہیں کرتا وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ اور منکر نہون گے اُنسے یعنی اُن آیتون سے مگر وے جو بحکم ہیں یعنی ہماری اطاعت سے باہر ہیں روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کو اپنے پر ایمان لانیکا جو اقرار اللہ تعالیٰ لیا تھا سو بیان کئے تو مالک بن صیف یہودی بولا ہم سے تمپر ایمان لانے کا اللہ نے کچھ عہد نہ لیا یہ اُنکے اس انکار پر اترا اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا اور جس بار باندھینگے ایک اقرار تو نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ پھینکدینگے اُس اقرار کو یعنی توڑینگے اس کو ایک جماعت انمیں سے یعنی یہودیون سے یہہ استفہام اَوَكُلَّمَا میں جو آیا سو استفہام انکاری ہے اور واو جو آیا ہے عطف کے واسطے ہے مقدر پر تقدیر یون ہے اکفروا بہا وکلما عاھدوا اور نبذہ فریق منہا کا جملہ جواب ہے کلما کا حاصل معنی یون ہے تیرے پر جو آیتین اتارین کیا اسی کے منکر ہین سمجھتا ہے

اُنمین تو وے لوگ ہین جب کوئی عہد کرین اسکو توڑا کرتے ہین اللہ تعالیٰ ایک جماعت کرکے فرمایا کیونکہ
بعضون نے اس عہد کو نہ توڑا جیسے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ اکثر وے
یقین نہین رکھتے یعنی اُنمین کی ایک جماعت تو وہ ہو کہ عہد توڑنے کا فر ہوی اور اُنمین اکثر نہ مانکے کافر
ہوے وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور جب پہنچا اُنکو رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
کی طرف سے مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ سچ بتاتا اُن پاس والی کو یعنی توریت کو نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ پھینکدی ایک جماعت نے کتاب پانیوالون مین اللہ
کی کتاب یعنی توریت اپنی پیٹھ کے پیچھے یعنی وے لوگ جب توریت پر عمل نہین کئے اور اُسکی طرف
کچھ التفات نہین کیا تو گویا اسکو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینکدیا سفیان سے منقول ہو کہ یہودیونے توریت کو
سونا لگایا اور حریر اور دیباج کے کپڑون مین لپیٹ کے رکھے لیکن اُس مین جو حلال تھا اسکو حلال نجانے
اور جو حرام تھا اُسکو حرام نہ کیے كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ گویا اُنکو خبر نہین یعنی تو نہی ہو کر کے اُنکو علم ہو
پروے عناد سے جاہل بن گئے ہین وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ اور پیچھے
لگے ہین اُس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت مین سلیمانکی ابن جریر وغیرہ سدی سے روایت کیے
ہین کہ سلیمان علیہ السلام سحر کی اور کہانت کی تمام کتابونکو جمع کرکے اپنی کرسی کے نیچے دفن کئے تھے
شیطانون کو یہہ طاقت نتھی کہ سلیمان کی کرسی کے نزدیک جاوین جب سلیمان کی وفات ہوئی اور
وے علما جنکو یہہ بات معلوم تھی مر گئے شیطان یہودیون کے پاس انسان کی صورت مین آکر بولا
ایک بڑا گنج جسکا نظیر نہین مین تمکو دکھلاتا ہون سو وہ شیطان کرسی سے دور کھڑا ہو کے بتایا پھر ہاتھی
زمین کھودے تو کتابین نکلین شیطان بولا کہ سلیمان اسکی قوت سے جن اور انسان پر غالب تھے تب یہودیون
مین چرچا ہوا کہ سلیمان ساحر تھا جب سلیمان کا ذکر قرآن شریف مین پیغمبرونکی ساتھ ہوا تو یہود اسپر
انکار کئے اور بولے وہ تو ساحر تھا پھر یہہ آیت اتری اور روایت کئے ہین سفیان بن عیینہ اور سعید بن
منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ شیطان
اللہ تعالیٰ کے یہان کی چغلیان دریافت کرنیکو اسطے آسمان پر جاتے اور وہان کی ایک بات مین

مین اپنے طرف سے ہزار جھوٹ ملا دیتے اور خلق کو اُسکی تعلیم کرتے تو لوگ اِن باتون کو جمع کرکے کتابین بنایا کرتے
سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اسپر مطلع کیا سلیمان اُن تمام دفترون کو جمع کرکے اپنی کرسی کے نیچے
دفن کئے جب سلیمان کا انتقال ہوا شیطان کہنے لگے سلیمان کا خزانہ اِس کرسی کے نیچے ہے اسکو نکالیو کہ ایسا
خزانہ کسی کو حاصل نہو گا پھر اُسکو نکالے تو اسمین سحر وغیرہ لکھا تھا لوگ اُسکی تعلیم کرنے لگے پھر سلیمان
علیہ السلام کے عذر مین اللہ تعالی نازل کیا واتبعوا ما تتلوا الشیطین الآیہ اور نسائی اور ابن
ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا روایت کئے ہین کہ سلیمان علیہ السلام کے منشی آصف کو
اللہ تعالی کا اسم اعظم معلوم تھا اُنکو سلیمان جو جو باتین تعلیم کرتے اسکو لکھکے سلیمان کی کرسی کے نیچے دفن
کرتے جب سلیمان علیہ السلام کا وفات ہوا شیطان اسکو نکالے اور اُسکے سطرون کے بیچمین سحر اور کفر
لکھے اور کہے سلیمان اسی پر عمل کیا کرتے تھے یہہ دیکھ کر جاہل یہود سلیمان کی تکفیر کرنے اور گالیان دینے لگے
اور اُنکے علما سکوت اختیار کئے اسی پر اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا واتبعوا ما تتلوا
الشیاطین الآیہ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ اور کفر نہین کیا سلیمان نے یعنی سلیمان نے سحر نہ سیکھا اور
نہ اسپر عمل کیا اللہ تعالی سحر کو کفر بولا تا معلوم ہووے کہ سحر کرنا کفر ہے اور سلیمان تو نبی ہے ایسا کام کیون
کریگا وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا لیکن شیطانون نے کفر کیا یعنے وے سحر کو لکھنا اور اسکو عمل
مین لانا شروع کئے تو وہی کافر ہوے يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ لوگون کو سکھاتے سحر یعنی سحر کی کتابین
جو لکھے تھے لوگون کو سکھلاتے تا وے گمراہ ہوون اب سحر کا معنی اور اسکا حکم لکھتا ہون سنیئے جو چیز
نادر ہو اور اُسکا سبب مخفی رہے اسکو لغت مین سحر کہا کرتے ہین اور شرع والونکی پاس جس چیز کا سبب
مخفی رہے اور اس چیز کی حقیقت ظاہر نہونے سے اسکے برخلاف خیال مین آوے اور اس عمل مین جناب باری
جلشانہ کی طرف التجا نہ لاوین اور اسکے اسماے سے مدد نہ چاہین اور ان اعمال کو اللہ تعالی کی قدرت کی طرف
نسبت نکرکے شیاطین اور کواکب وغیرہ سے منسوب کرین تو اسکو سحر کہتے ہین اور ضرور ہے اسکے کرنیوالے
کو شیطانون کے ساتھ شرارت اور خبث نفس مین مناسبت ہووے نہین تو شیاطین اسکی اعانت اور مدد
نہ کرینگے امام فخر الدین رازی وغیرہ سحر کی آٹھ قسم لکھے ہین اُن قسمون مین بعضے تو اہل شرع کے پاس

سحر کے اقسام مین داخل ہین اور بعضے داخل نہین پہلی قسم سحر کی جو قدیم زمانہ مین تھا کیدانی اور کسدانی کرکے دو قوم تھین بابل کے شہر مین اسکو کیا کرتے اور ابراہیم علیہ السلام انہین قوم کی ہدایت کیواسطے مبعوث ہوئے تھے وہ دونون قوم ستارونکی پرستش کرتے اور کہتے یہہ عالم ستارون کی تدبیر سے ہوا کرتا ہی نیکی بدی سعادت نحوست تمام اسی سے ہے اور یہہ سحر یون ہوتا ہی کہ جتنے اجسام ہین افلاک ہون یا عناصر یا مولید ہر ایک کی ایک روح ہی کہ اس جسم کا مدبر ہی وے ساحر ان ارواح کو اپنا مسخر کرتے تھے جب ارواح اسکے مسخر ہوئے تو گویا وہ شخص تمام جہان کا مالک ہوگیا ان ارواح کو مسخر کرنیکے واسطے انکی تعظیم اور پرستش کرنا ضرور ہے نہین تو وے اُسکے مسخر نہونگے وہ لوگ اس سحر کو ہاروت ماروت سے حاصل کئے تھے سحر کے قسمون مین وہ بڑا قسم تھا چنانچہ بابل مین تانبے کی بط بنائے تھے اگر اس شہر مین کوئی جاسوس یا چور آوے تو وہ بط آواز کرتی اور ایک نقارہ بنائے تھے کسیکی کچھ چیز چوری جاوے اور اس نقارہ پر چوب ماریں تو آواز نکلتی کہ وہ چیز فلان شخص نے چوری کی ہے اور فلان جگہ ہے اسی قسم کے بہت سی چیزین بابل مین بنائی تھین اس قسم کے سحر کو طلسم کہتے ہین دوسری قسم یہہ ہے کہ اپنی خیال اور وہم کیواسطے سے کرتے ہین سو یہ ہی کہ کسی چیز کا تصور کرکے اپنے خیال کو اسکے حاصل کرنیکے واسطے متوجہ کرتے ہین پھر انکے خیال کے موافق وہ حاصل ہوتا ہی اسکو حاصل کرنیکے واسطے بہت سی ریاضت اٹھانا ضرور ہے اپنے کو لذتون اور خواہشون سے باز رکھنا اور لوگون سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور کھانا پینا کم کرنا تاکہ انکی روح کو عالم ملکوت کی طرف کشش ہو اور بدن پر روح غالب آوے اور جب اپنے خیال کو کسی کام کی طرف متوجہ کرے تو وہ کام حاصل ہوجاوے کسیکو مارنا چاہے تو فی الفور وہ مرجاوے پھر اسکو چیرکے دیکھے تو دل نہین رہتا ساحر نے سحر کے زور سے اسکا دل کھینچ لیا ہی اس قسم کے سحر کو بعضے جوگی ریاضت کرکے حاصل کرتے ہین اور بعضون کے روح کو ریاضت کم کرنیکے باعث سے تاثیر قوی نہین ہوتی تو وہ شخص اول تصویر بناکے اپنے روبرو رکھتا ہی اور اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے تو تاثیر ظاہر ہوتی ہے اس قسم کے سحر کے ساتھ دوسری قسم بھی ملے تو تاثیر قوی ہوتی ہے تیسرا قسم جنون اور شیطانون کو اپنا سحر کرنا انہون کو اپنا مسخر بنانیکے لئے انکا پوجا کرنا اور نر سو ہنومان بھوانی وغیرہ جو انکے بڑے ہین انسے التجا کرنا اور اُنکے نام سے قربانی

کرنا نذر نیاز انکے گذرانا اور انکے مناسب بھوگ وگھلوہ چلانا ضرور ہی پھر جب وہ مسخر ہوے تو انکے وساطت سے کام عجیب وغریب کام کیا کرتے ہین اس قسم کا سحر آسان ہی تھوڑا منتر اور پوجا کرنیسے حاصل ہوتا ہی اسی قسم مین داخل ہی یہ بات مردکی روح کو کہ جس کا نام ہندی مین پیر ہی پوجا کرکے اپنا مسخر کرتے ہین - چوتھی قسم لوگون کے خیال کو فاسد کرنا پھر وہ کبھی لوگونکی نظر بند کرنے سے حاصل ہوتا ہی اسکو کرنیکے واسطے خبیث روح کی شیطان کی اعانت ضرور پڑتی ہی اسکو نظر بند کہتے ہین اور کبھی ہاتھ کی جلدی سے اور لوگونکا خیال دوسری طرف لگانے سے حاصل ہوتا ہی شعبدہ باز اسکو اکثر کیا کرتے ہین لوگونکو ایک تماشا دکھاتے دکھاتے دوسرا ایسی جلدی سے کرتے ہین کہ لوگون کو وہ نظر نہین آتا انکا خیال پہلی چیز کی طرف رہتا ہی اسکو ہاتھ پھیر کہتے ہین اسکی مثال جیسی کشتی کوئی آسمین بھیجکے کنارہ کی طرف دیکھے تو خیال مین ایسا دکھتا ہی کہ کشتی ٹھہری ہی اور کنارہ چلتا ہی اور جیسی آتش لگتی جلد اسکو کوئی پھرے تو آتش کا ایک ہی پرنظر آتا ہی اگر شعبدہ باز جلدی نکرے اور ڈھول وغیرہ بجائے لوگونکا خیال دوسرے طرف لگا دیوے تو اس کا راز البتہ لوگون پر ظاہر ہوگا پانچوین قسم سحر کی نادر عمل ہین کہ جسکو ہندسی قواعد وغیرہ سے ترکیب دیتے ہین جیسی تصویر دوسو رکی بناتے ہین اور اسکے اندر کل ایسی لگاتے ہین کہ اُسکے بل سے وہ حرکت کرتے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کرتا ہی اور تصویر سوار کی بنا کے اسکے ہاتھ مین نرسنگا دیتے ہین جب ایک گھنٹہ گذرے تو وہ نرسنگا پھونکتا ہی چین والے اور اہل فرنگ تصویرین ایسی بناتی ہین گویا ہنستی ہین یا روتی ہین وہ بھی اسی قسم مین داخل ہین اور فرعون کے وقت موسی سے مقابلہ کرنیکے واسطے ساحر جو آئے تھے سو انکا سحر بھی اسی قسم کا تھا کیونکہ وے چمڑون اور ریسمون کے سانپین بنا کر اسمین پارہ بھر دئے تھے اسکو آفتاب کی گرمی پہنچتے ہی پارہ حرکت کرنے لگا پھر وہ سانپین دوڑنے لگے اور گھڑیال اور راگ کے صندوق چراہل فرنگ بناتے ہین اور دخانی گاڑیان جو اب نئی نکالی ہین اور جسمین ثقیل کے علم کے قواعد سے بوجھ کھینچتے ہین وے سب اسی قسم مین داخل ہین فی الحقیقت یہہ سحر کی قسم مین داخل نہین کیونکہ جو کوئی اُس ہنر سے واقف ہو تو وہ بھی ویسا تیار کرتا ہی لیکن اسکی بابت کہ یہ مطلع ہونا دشوار ہے ظاہرا دیکھنے والون کو ایسا ہی نظر آتا ہی علی الخصوص اگلے زمانہ مین یہہ صنایع بدایع بہت نادر تھے اسلئے اسکو سحر کے اقسام مین داخل کئے ہین چھٹی قسم سحر کی دوائیونکی خاصیت جانکے کسیکو کچھ چیز کھلا دینا پلا دینا کہ اس سے وہ مثلاً دیوانہ ہو جاوے ویسا ہی دوائیون کو گنجون مین یا مذیون مین

ڈالا کرتے ہین یا قبرون مین گاڑدیتے ہین کہ اسکی تاثیر نمود ہوتی ہو اس قسم کے سحر کو ہندی مین توتکا کہتے ہین
یہہ بھی فی الحقیقت سحر کے اقسام مین داخل نہین ساتوین قسم سحر کی وہ کہ پھیرنا ہو وہ یون ہو کہ لوگون کے پاس اپنی
بڑائی کرنا کہ مین منتر وغیرہ جانتا ہون اور جنات کو حاضر کرتا ہون اور جن سیر کے مطیع ہین پھر لوگ علی الخصوص
جو کم عقل ہین اسکی بات سچ سمجھ کے اُسکے معتقد ہوجاتا ہے اور دلمین اسکا خوف آجاتا ہے جب اندیشہ اُسکو
غالب ہوا تو اسکی حواس کی قوت کم ہوتی ہو پھر اسکو ساحر جدھر چاہے ادھر پھیرتا ہو یہہ قسم بھی حقیقت مین
سحر کے اقسام مین داخل نہین آٹوین قسم جعلی کماکے مکر و فریب کی باتین کرکے لوگون کا دل پھیرنا ہے یہ بھی
فی الحقیقت سحر کی اقسام مین نہین سحر سے کچھ تاثیر ہوتی ہے یا نہین اسمین اختلاف ہو اہل سنت وجماعت کا
مذہب یہہ ہو کہ اسکو البتہ تاثیر ہے سحر کی قوت سی ہوا مین اُڑنا اور آدمی کو جانور بنا دینا اور بیمار کردینا
اور مار ڈالنا اور دو کے درمیان عداوت ڈال دینا اور دوستی زیادہ کردینا ہوسکتا ہو مگر انکی تاثیر کا
خالق اللہ تعالی ہے جب ساحر عمل کرتا ہو اُسوقت تاثیر بخشدیتا ہے اسکی تاثیر افلاک یا ستارون سے نہین سحر کا حکم
امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہہ ہے کہ جس سحر مین کسی مخلوق کی پرستش ہو جیسے چاند سورج ستارے
شیطان جن نرسو پری بھوانی وغیرہ یا انکو سجدہ کرین یا انکی تعظیم اللہ تعالی کی تعظیم کی سی ہو یا اسمین کسی
پیغمبر کی یا فرشتے کی منقصت ہو تو وہ سحر کفر ہے اسکا کرنے والا کافر ہے ایسا ہی اگر کوئی اعتقاد کرے
کہ سحر کی تاثیر ستارون وغیرہ سے ہو تو وہ شخص بھی کافر ہوتا ہو پھر ساحر کو توبہ کا حکم کرنا وہ توبہ کیا توبہ
نہین تو اُسکو قتل کیا جائے اور جس سحر مین یہہ نہین ہے جیسے شعبدے اور دوا ئیونکی خاصیتین اور مکر کی
باتین وغیرہ تو اُسکا کرنا کسی کے ضرر کیواسطے حرام ہے لیکن اسکے کرنے سے آدمی کافر نہین ہوتا اور
سحر کرنا بالاتفاق حرام ہے جس نے سحر کرنا جایز سمجھا وہ کافر ہے اور سحر کرنا جیسا حرام ہے اُسکا سیکھنا بھی
اکثر علما کے پاس حرام ہے اگر لوگون کا سحر دفع کرنیکے واسطے یا سحر اپنے کو بچانے کیواسطے سیکھا تو بعضونکے نزدیک جایز ہے بشرطیکہ اُسکے
سیکھنے مین گھر کے اعتقاد کرنیکی احتیاج نہووے ایسا ہی کہانت سیکھنا اور کاہن کے پاس کچھ پوچھنے کو
جانا اور کہانت کرنا اور تنجیم اور رمل اور شعبدہ سب حرام ہین اور ان کامون کیواسطے پیسے دینا یا لینا
بھی حرام ہے اور مذہب حنفیہ کا یہہ ہے کہ سحر کرنے سے کافر ہوجاتا ہو اسکو قتل کیا جائے تو یہ اُسکا

مقبول نہین اور خانیہ مین یون لکھا ہو کہ اگر کسی ساحر کو یہہ اعتقاد تھا کہ سحر کی تاثیر جو ہوتی ہے سو آپ ہی کرتا ہو پھر اس عقیدے سے باز آکے توبہ کیا اور اعتقاد کیا کہ سب کا خالق اللہ سبحانہ ہو تو اسکی توبہ مقبول ہوگی اور اسکو قتل نکرینگے اگر کہتا ہو کہ سحر اپنے تجربہ اور امتحان کی رو سے ہوتا ہو اور اسکو تاثیر ہے کرکے اعتقاد نہین کرتا تو وہ کافر نہین اسکو قتل بھی نکرینگے اگر ساحر اپنے سحر کا انکار کرتا ہو اور کیون کرتا سو بھی معلوم نہین ہوتا اور اُسکا اقرار بھی نہین کرتا ہو پھر اُسکا سحر کرنا ثابت ہوا تو اسکو قتل کرینگے اور اس سے توبہ نہ چاہینگے اور فقیہ ابواللیث حنفی سے کہا ہو کہ ساحر نے سپڑ لینے کے آگے توبہ کیا تو مقبول ہو اسکو قتل نکرین گے اگر سپڑے بعد توبہ کیا تو مقبول نہین اسکو قتل کرین گے وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ اور جو اترا دونون فرشتون پر بابل مین ہاروت اور ماروت پر اس جملہ کا عطف یُعَلِّمُونَ السِّحْرَ پر ہے تو معنی یون ہوگا سکھاتے لوگون کو جو اترا دونون فرشتون پر یا تلاوت پر ہے اب معنی یون ہے پیچھے لگے اُسکے جو اترا دونون فرشتون پر یعنی انکو اُس سحر کی تعلیم بطور الہام ہوئی اور بابل ایک شہر ہو کوفہ کے علاقہ مین صوبہ عراق کا اور ہاروت وماروت دونون فرشتون کے نام ہین سریانی زبان مین انکا قصہ مفسرین اسطور سے لکھتے ہین کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ مین بنی آدم کے بداعمال جب آسمان پر بہت سے جانے لگے تو اُسکو دیکھکے فرشتے کہنے لگے ای پروردگار آدم اور انکی اولاد کو تونے پسند کرکے زمین پر جو اپنا خلیفہ بنایا سو تیری نافرمانی کیا کیا کر رہے ہین تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمکو اگر مین زمین پر اتاردون اور انکی مزاج مین شہوت اور غصہ جو رکھا ہون سو تمھارے مین مرکب کردون تو تم بھی ویسا ہی گناہ کروگے فرشتے عرض کئے تجھی کو پاکی ہے ہماری مزاج مین شہوت اور غصہ رکھتے تو بھی ہم سے ہرگز گناہ نہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھلا دو دو فرشتون کو پسند کرکے لاؤ مین انکو زمین پر بھیجتا ہون دیکھین کیسی اطاعت کرتے ہین پھر فرشتون نے دو فرشتون کو جو عبادت اور صلاحیت مین ممتاز تھے پسند کرکے لائے اللہ تعالیٰ انمین شہوت اور غصہ مرکب کرکے فرمایا تمام دن زمین پر جاکے لوگون کے قضیئے چکایا کرو اور میرا شریک کسیکو نہ ٹھہراؤ اور زنا نکرو اور شراب نہ پیو اور شام ہوتے ہی پھر آسمان پر اسم اعظم پڑھکے آیا کرو پھر یہہ بموجب حکم کے ہر روز اترکے فیصلے کرنے اور سر شام آسمان پر جاتے چند روز کے بعد ایک عورت جسکا نام زہرہ اور عرف بیدخت تھا نہایت خوبصورت

قضیہ اپنا رجوع کی اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ وہ عورت فاحشہ تھی اور اسکو اسم اعظم سیکھنے کا
بہت شوق تھا اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ زہرہ کے ستارہ نے عورت کی صورت بنکے انکے پاس
آزمایش کو آئی غرض اسکے حسن وجمال کو دیکھکے یہہ دونون فریفتہ ہوے ایک فرشتے نے دوسرے کو بولا اس عورت کو
دیکھکے میرا دل بیقرار ہوا تیرا حال کیا ہوا اُس نے بولا میرا حال بھی تجھ سا ہی پھر یہہ دونو اسکو اپنے پاس بلوائے
وہ نہ آئی اور بولی میرا دین کچھ اور تمھارا دین کچھ مین تمسے ہم بستر کیونکر ہونگی اور میرا شوہر بڑا جلادہے
اگر مجھے تمھارے پاس دیکھے گا تو میرا خون کریگا اگر تمکو میری دوستی منظور ہو تو مجھے اسم اعظم سکھاؤ اور
میرے شوہر کو قتل کرو اور بت کو سجدہ کرو کہے یہہ تینون باتین ہم سے نہونگے دوسرے بار پھر آئی اور
اور اسیطرح کی گفتگو انمین ہوئی اُس روز بھی چلی گئی تیسرے روز اپنے ساتھ شراب کا پیالہ لے آئی
اور بولی اگر تم وہ تینون کام نہین کرتے ہو تو اس جام کو پیو پھر ایک فرشتے نے بولا یہہ کیونکر ہوسکتا ہی
اللہ تعالی نے تو اس سے بھی منع فرمایا دوسرا بولا اللہ غفور رحیم ہے پھر دونون تجویز کئے کہ بت کو
سجدہ کرنا شرک ہو اور خون کرنا بھی بدکام ہے اور اسم اعظم اللہ تعالی کا اسرار ہے اسکو سکھانا
مناسب نہین سب سے سہل شراب پینا ہی پھر شراب پیے اُسکی نشہ مین اسم اعظم سکھا دئے اور اُس سے
ہم بستر ہوے پھر اُسکے شوہر کو مار ڈالے اور بت کو سجدہ کئے بعضے روایتون مین آیا ہی کہ اُس سے
زنا کرنے کے قبل وہ آسمان پر چڑھگئی اور بعضو نہین آیا ہے کہ وہ عورت اپنے ساتھ ایک بچہ لائی تھی
سو وے اُسکو قتل کئے اور بعضو نہین آیا ہی کہ وہ عورت خون کرنیکے واسطے امرنہ کی بلکہ یہہ دونون
جب جانے کہ ایک مرد انکو اُس عورت سے ہم بستر ہوتے دیکھا انکے دل مین خوف آیا کہ وہ مرد انکا راز
فاش کریگا اُس اندیشہ سے اسکو قتل کئے جب شراب کا نشہ اُترا اور آسمان پر جانا چاہتے انکے پر
یاری نہ دئے اور اسم اعظم بھول گئے اور معلوم ہوا کہ جن چیزون کو اللہ تعالی نے منع کیا تھا اُنسے
سرزد ہوئین انکو ندامت ہوی توبہ عاجزی کرنے لگے اور ادریس علیہ السلام کے پاس آکے کہے
اللہ کے یہان ہمارے واسطے سفارش کرو اللہ تعالی انکی سفارش سے دونون فرشتون کو اختیار دیا
کہ دنیا کے عذاب کو قبول کرتے ہو یا آخرت کے عذاب کو پھر وے دونون دنیا کا عذاب قبول کئے

اللہ تعالیٰ بابل کے کوے مین انکو اُلٹے لٹکایا اور بعضی روایتون مین مذکور ہے کہ انکے سر اور بدن کے بالون کو لوہے کی زنجیرون سے باندھکر کوے مین لٹکا دیا اور اس کوے مین آتش کو روشن کیا اور مقرر کیا کہ آسمان سے ایک کے بعد ایک فرشتہ اترکے انکو آتشی کوڑون سے مارتا رہے اور فرشتہ ایک کوڑا مارکے ہاتھ نہین اٹھائے تک دوسرا فرشتہ اُترتا ہے اور تشنگی سے اُنکی زبان باہر نکلگئے ہین اور انکے منہ کے قریب پانی کا بہتر چشمہ رکھا ہے کہ انکے منہ اس تلک نہ پہنچے قیامت تک انکو ایسا ہی عذاب دیگا اور اس عورت کو مسخ کرکے ستارہ کیا بعضی روایتون مین آیا ہے کہ وہ شہاب ہوکے بجھ گئی اور بعضون سے معلوم ہوتا ہے کہ زہرہ ستارہ مشہور وہی ہے قاضی عیاض اور امام فخرالدین رازی اور قاضی ناصرالدین بیضاوی وغیرہ متکلمین اس قصہ کا انکار کرتے ہین کہتے ہین کہ قرآن شریف کی آیتون سے اس قصہ کی طرف کچھ اشارہ بوجھا نہین جاتا اور یہ قصہ کئی وجہ سے اصول عقاید اور دین کے قواعد کے برخلاف ہے پہلی بات یہ ہے فرشتے گناہون سے معصوم ہین گناہ کبیرہ اُنسے کیونکر صادر ہووے دوسری بات یہ کہ یہ فرشتے خود عذاب مین گرفتار ہین لوگونکو سحر سکھانیکی فرصت انکو کیسا ہوگی اور اس عذاب کے ملاحظہ کرتے پر بھی انسانون کو کہان طاقت کہ انسے اختلاط کرین اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ درست ہووے تیسری بات وہ عورت فاحشہ کو باوجود خباثت کے اسم اعظم کے زور سے آسمان جانا ممکن نہین اللہ تعالےٰ کے اسما کی دعوت کو بہت شرایط ضرور ہین چوتھی صورت مسخ ہونا عذاب کی نشانی ہے اور منظور سے اہانت اُس فاحشہ عورت کو آسمان پر جگہ دینا اور ایسا روشن ستارہ اسکو بنانا جسکی روشنی ہمیشہ زمین پر چمکتی رہے اور اسکی کمال عزت پر دلالت متصور نہین ہے پانچوین بات زہرہ مشہور ستارہ ہے ساتھ سیارون نہین سے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف مین اسکی قسم کھاکے فرمایا فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس یعنے قسم کھاتا ہون جسکی قسم کرتے سو ستارونکی جو چلتے چلتے آفتاب کی شعاع کے نیچے دبک جاتے ہین بالاتفاق ان ستارون سے مراد زہرہ مشتری مریخ زحل عطارد ہین سو انکی خلقت آدم علیہ السلام کے آگے سے ہوا اور اس قصہ کی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ستارہ اسکے بعد پیدا ہوا چھٹی بات فرشتون سے نقل کئے ہین کہ وے جناب الٰہی مین عرض کئے کہ اگر ہمارے مین شہوت پیدا کیا تو بھی ہم تیری نافرمانی

سو اس سے لازم آتا ہو کہ فرشتے اللہ تعالی کے سخن کی تصدیق نہین کئے یہہ تو ایمان کے برخلاف ہو ان
خلون سے معلوم ہوا کہ یہہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین حقیقت یہہ ہو کہ سحر کا بھی بڑا علم ہو جناب
باریکو منظور ہوا کہ اپنے بندونکو اسکی تعلیم کرے انبیا علیہ السلام کی شان نہین کہ جس علم کا ضرر بہت ہو اور
نفع کم اسکو تعلیم کرین انکا کام تو یہہ ہو کہ خلق کو خالق تعالی کی طرف بلاوین اور انکو ملکوت اعلی کی طرف متوجہ
کرین اس علم کے جاننے سے لوگون کو خالق سے غفلت ہوتی ہو اور مخلوقات کی تاثیر انکے دلونمین جگہہ کرتی ہو اسلئے
دو فرشتونکو اتارا تا لوگون کو اسکی تعلیم کرین اسمین حکمت یہہ منظور ہو کہ لوگونکو انبیا کے معجزونمین اور اولیا کی
کرامات مین اور جادوگرون کے سحر اور طلسم اور نیرنجات اور شعبدونمین فرق معلوم ہو اور لوگونکو سحر کی دفع پر
قدرت حاصل رہے اور اس ارادے سے سحر کوئی سیکھے یا سکھلاوے تو اسکے جواز مین علما کے پاس اختلاف ہو
شاید اسوقت جایز تھا اسلئے وہ فرشتے اسکی تعلیم کیا کرتے تھے اور فقط تعلیم ہی نہین کرتے تھے بلکہ اسکے ساتھ
لوگونکو منع بھی کر دیتے اور کہدیتے کہ ہم تو آزمانے کو ہین تو کافر مت ہو اور مفسرین اور محدثین جو قصہ کرکے ہین
سو غلط ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے ثابت نہین فی الحقیقت وہ قصہ یہود یون سے منقول ہو شاید کہ وہ مجمد رموز ہو یعنی عقل
اور نفس مطمئنہ کو دو فرشتے ہین کہکے تعبیر کیا اور نفس امارہ کو زہرہ قرار دیا اور موت کی سبب سے نفس مفارقت کرکے
آسمان پر جانا بولا متکلمین کا قول یہی ہے اور محدثین کہتے ہین یہہ قصہ بہت طریقون سے منقول ہو اسانید انکے صحیح ہین
اسکو بے اصل کہنا مقبول نہین حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباریمین لکھے ہین کہ اس قصہ کو امام احمد بن
حنبل نے اپنی مسند مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین اور اسکی سند حسن ہو اور طبری نے اپنی تفسیر مین اس قصہ کو
بہت سے طریقون سے روایت کیا ہو کہ سب طریقونکو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ اس قصہ کی اصل ہو اور حافظ
جلال الدین سیوطی تفسیر بیضاوی کے حاشیہ مین لکھا ہو کہ اس قصہ کو امام احمد اپنی مسند مین اور ابن حبان اپنی جامع
صحیح مین اور بیہقی شعب الایمان مین اور ابن جریر اور عبد بن حمید دونون اپنی تفسیر مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
مرفوع اور علی مرتضی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے موقوف روایت کئے ہین
متعدد سندون سے کہ بعضے انکے صحیح ہین اور خطیب شربینی اپنی تفسیر مین اپنے استاد شیخ الاسلام زکریا انصاری
سے اور اونہون اپنے استاد حافظ عسقلانی سے بھی ایسا ہی نقل کیا اور بولا کہ حافظ عسقلانی نے کہا کہ اس قصہ کی

سندین بہت سی رہنے سے اُسکی صحت کا علم حاصل ہوتا ہی انتہی اور تمام حدیثون کو جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر درمنثور مین بتفصیل لکھا ہی ہمنے اختصار کے واسطے اُسکو یہان ذکر نکیا اور اون حدیثون کے مطلب مین کہین زیادتی اور کہین کمی ہی پر سب کا خلاصہ جیسا لکھا جاوے تو اتنی بات بالاتفاق نکلتی ہو کہ دو فرشتون کو اللہ صاحب نے آزمایش کیواسطے شہوت سے مرکب کرکے زمین پر بھیجا اور اُنکو لوگون کے قضیے چکانیکا حکم کیا کئی روز فیصلے کئے آخر ایک خوبصورت عورت پر عاشق ہوکے گناہ کئے اللہ تعالیٰ انکو اُس گناہ کے بدلے بابل کے کوے مین اُلٹے لٹکا دیا اور انکو سحر سکھانے کیواسطے مبتلا کیا پھر جو کوئی سحر سیکھنے کی خواہش کرکے اُنکے پاس جاتا ہی تو وے اسکو منع کر دیتے اور ڈراتے ہین جب بجد ہوے تو تعلیم کرتے ہین اور اُس عورت کو مسخ کیا جب اصل قصہ حدیثون کی رو سے ثابت ہوا تو اعتراض جو متکلمین کئے ہین اسکو دفع کرنا ممکن ہی بلکہ خلاصہ سب حدیثونکا جو ہمنے ذکر کیا اسپر اکثر اعتراض کا لگاؤ نہین پہلے اعتراض کا دفعیہ یون ہو کہ ملایکہ جب تلک صرف اپنی ملکیت کی صفت پر رہین عصمت انکی باقی ہے جب انمین شہوت اور غصہ پیدا کیا تو ملکیت کی صفت سے نکل گئے اب انسے عصمت کی توقع بھی نرہی دوسری بات کا جواب یہ اب مین گرفتار رہکے سحر کی تعلیم کرنا فرشتون کے حوصلے سے بعید نہین علی الخصوص اکید و بات کہدینے سے وہ علم حاصل ہوتو اسکا بتا دینا دشوار نہین دوزخ مین گنہگار لوگ انواع عذاب مین پڑے ہوے جھگڑا جو کرینگے سو قرآن کی آیتون سے ثابت ہے اور انسان کا اُنسے اختلاط کرنا ممکن نہین کرکے جو کہے سو اکثر مردم کے حال پر نظر کرتے صحیح ہی لیکن بعضے جو شیخ اور قوی دل رہتے ہین انکو ایسی چیزین دیکھنے سے کچھ بیجا اسی نہین ہوتی ایسے آدمی سحر کی تعلیم کے واسطے اونکے پاس جاوین تو بعید نہین چنانچہ بعضے روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کوئی اُنپاس نہین جاتا اور وے لوگونکی آنکھ سے پوشیدہ رہتے ہین مگر جو سحر سیکھنے کے ارادہ سے جاتا ہی تو اُسیکو انکا سُراغ ملتا ہی ہمنے فرض کیا کہ انسانون کو انسے اختلاط نہین ہوتا لیکن جایز ہے کہ انسانون کے اور انکے درمیان جن اور شیطان واسطہ کارہون یہ اُنسے سحر سیکھکے لوگونکی تعلیم کرین تو کون مانع ہی چوتھی بات کا جواب وہ عورت اگرچہ فاحشہ ہو لیکن اسکو اسم اعظم کے سیکھنے کا شوق تھا اور اسکو حاصل کرنیکے واسطے زنا کو وسیلہ کی تو اس مین دو فعل ایک قبیح اور ایک حسن جمع ہوے اس بدفعلی پر اسکو جزا مسخ کی ہوی اور نیک اعتقاد کے بدلے ستارہ بن گئی اور ستارے کی صورت اگرچہ دوسری صورتون کی نسبت کرشرافت اور عظمت رکھتی ہی

لیکن انسانی صورت کو دیکھتی ہے تو اس صورت کے دیکھتے البتہ اسکو مسخ ہونیسے حقارت حاصل ہوئی
پانچوین بات کا جواب ستارۂ زہرہ کی خلقت آدم علیہ السلام کے قبل ہی کرکے جو کہتے ہین اسپر کچھ دلیل نہین اور
یہہ قصہ ادریس علیہ السلام کے زمانہ مین ہوا ہی اور وہ نوح علیہ السلام کے طوفان کے قبل تھا اہل یونان وغیرہ
ستارونکی رصد باندھنے انکا احوال جو لکھے ہین سب نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد ہی اس سے یقین نہین ہوتا کہ وہ
آدم کے قبل سے ہی اور قرآن مین صراحۃً اسکا نام مذکور نہین ہوا خاص کرکے مذکور ہی وہ شامل ہی ہر ستارے کو
جو آفتاب کی تحت الشعاع مین آوے ہمنے تسلیم کیا کہ وہ آدم علیہ السلام کے قبل سے ہی لیکن ہم نہین کہتے کہ وہ مسخ
ہوکر زہرہ ستارہ ہوئی بلکہ مراد یہہ ہی کہ اس عورت کی روح زہرہ ستارے کی روح کے ساتھ متصل ہوئی چھٹی
بات کا جواب یہہ ہی کہ ملایکہ جو کہے سو جناب باریکے سخن کو جھٹلانے اور اعتراض کی راہ سے نہ کہے بلکہ اسکو آپ اطاعت
کرنے اور گناہ نکرنے پر جو جزم تھا اسکو بیان کئے اور انکے اذہان مین یہہ تھا کہ کسی مخلوق مین شہوت اور غضب
مرکب ہے تو لازم نہین کہ اس سے گناہ صادر ہووے پھر اپنی فہم کے حوصلے پر کہے کہ ہم سے تو گناہ نہوگا یون کہنے سے اللہ تعالے
کے سخن کی تکذیب نہین نکلتی واللہ اعلم بالصواب وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ اور وہ نہ سکھاتے کسیکو
حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ جب تک کہتے کہ ہم تو نہین مگر آزمانیکو سو تو مت کافر ہو
لیعنے وے کہتے تو سحر مت سیکھ کیونکہ اگر تو سیکھیگا تو اسپر عمل کریگا جب عمل کیا تو کافر ہوگا بعضے روایات مین
آیا ہی کہ اسکو ساتھ بار منع کر دیتے ہین اور عطا اور سدی سے روایت ہی کہ پھر اوس آدمی نے اگر اصرار کیا تو کہتے ہین
کہ اس اکھ مین پیشاب کر یعنے بجز دبول کرنیکے اس سے ایک نور نکلکے آسمان پر چلا جاتا ہی وہ نور اُسکا ایمان تھا جو جاتا رہا
اور اوسکے عوض کوئی چیز سیاہ دھوین کی سی آسمان پر سے اترکے اسکے کانون مین گھس جاتی ہی وہ اللہ تعالی کا غضب ہے
اور یہہ روایت کیا ہی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے کہ ہاروت و ماروت زمین پر جو اُترے ہین کوئی آدمی
سحر کی تعلیم کیواسطے اُنکے نزدیک جاوے تو اسکو بہت سختی سے منع کرتے ہین اور کہتے ہین ہم تو آزمایش کے لئے ہین
تو کافر مت ہو جا ایسا کہنے کا باعث یہہ ہے کہ وے نیکی بدی اور کفر ایمان سب جانتے ہین انکو معلوم ہے
کہ سحر کرنا کفر ہے جب کوئی انکی نصیحت نہ مانے تو اسکو کہتے ہین فلانے مقام مین جا جب وہان جاتا ہی تو شیطان
اسکو سحر کی تعلیم کرتا ہے جب وہ آدمی سیکھ چکا تو اس سے ایک نور نکلکے آسمان پر چلا جاتا ہے فَيَتَعَلَّمُوْنَ

مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ پھر سیکھتے ہین جس چیز سے جدائی ڈالتے ہین مرد مین
اور اوسکی عورت مین لیکن لوگ اسسے سیکھتے ہین سحر کہ وہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی کا سبب
ہوتا ہی سحر کے تاثیرات بہت سی ہین لیکن اللہ صاحب نے اسکو ذکر فرمایا اسلئے کہ مرد عورت مین محبت کا
رہنا انسان کی طبیعت کا مقتضی اور چلی ہی عورت اپنی قرابت والے مان باپ بھائی بند سبکو ترک کرکے مرد کی
رضا جوئی مین رہتی ہے جب اُسکی تاثیر سے طبیعت مبدل جاوے تو دوسری تاثیرات بطریق اولی ہونگی اور
یہہ جدائی ڈالنا بہت برا کام ہے اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف اور عالم کے فساد کا سبب اسلئے ابلیس اس کام کو
بہت پسند کرتا ہی روایت کئے ہین مسلم اپنی جامع صحیح مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ ابلیس ہر روز صبح کو اپنا تخت پانی پر رکھوکے لوگون کو اغوا دینے اپنی فوج کو روانہ
کرتا ہی پھر جسنے کوئی کام فساد کا بڑھکے کیا ہی تو اسکو اسکے پاس بڑی قدر و منزلت ہوتی ہی پھر تو کوئی آکے
کہتا ہی مین فلانے کو اغوا دیکے فلانا کام کروایا شیطان کہتا ہی تو کچھہ نکیا پھر ایک آکے کہتا ہی مین اتنا کیا کہ فلانے
مین اور اوسکی عورت مین جدائی ڈالا تو ابلیس بہت خوش ہوتا ہی اور اسکو اپنے پاس بلاکے چھاتی سے لگاتا ہے
اور کہتا ہی تو نے بہت خوب کام کیا انتہی اور ہاروت و ماروت کی سحر کی تاثیر بہت سریع ہی جیسا کہ سابق سحر کے
اقسام مین اسکا حال بیان کرچکا حدیث سے جو انکی سحر کی تاثیر ثابت ہوئی سو لکھتا ہون روایت کیا ہی ابن جریر
اور ابن ابیحاتم اور حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن مین اور حاکم بولا کہ وہ حدیث صحیح ہی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا
سے کہے کہ ایک عورت دومۃ الجندل کی رہنے والی جو سحر سیکھی تھی اور ہنوز اسپر عمل نہین کی تھی سو اسکا علاج
پوچھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈھتی ہوی میرے پاس آئی اُسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات ہوچکا تھا
سو اپنا قصہ اسطرح سے بیان کی کہ میرا شوہر مجھکو چھوڑکے چلا گیا پھر میرے پاس ایک بڈھیا آئی مین اُس سے اپنے
شوہر کی شکایت کی اُس نے بولی مین کہون کام اگر تو کریگی تو تیرا مرد آئیگا غرض شبکو دو سیاہ کتے لیکے آئی
اور ایک پر آپ ارہوئی اور دوسرے پر مجھے بٹھاکے لیچلی پھر ایک لمحہ مین ہم بابل کو پہنچے مین دیکھی دو شخص لٹکے
لٹکتے ہین وے مجھے پوچھے تو کیون یہان آئی وہ عورت تو مجھکو تعلیم کر رکھی تھی سو مین جلد بولی سحر سیکھنے کو آئی ہون
وے بولے ہم تو آزمایش کیواسطے ہین تو مت کافر ہو اور چلی جا مین نہ مانی تب کہے اس تنور مین جاکے پیشاب کر مین تنور کے

پاس گئی سو ڈر کے پھر آئی اور بولی مین اسمین پیشاب کی پوچھے تو کیا دیکھی مین بولی کچھ نہین نظر آیا بولے تو وہان پیشاب نکی ہوگی اپنے شہر کو جا اور کافر مت ہو پھر مین سکھانے پر بجد ہوی وے بولے اس تنور مین پیشاب کرکے آیین وہان جاتے ہی پھر ڈر گئی اور میرے بدن کے بال کھڑے ہوگئے پھر انکے پاس آکے بولی مین اسمین پیشاب کی ہون پوچھے تو کیا دیکھی تو مین کہی کچھ دکھا نہین بولے تو جھوٹھ کہتی ہے اب بھی کچھ مضایقہ نہین تو اپنے گھر کی راہ لے اور کافر مت ہو پھر وہ سحر سیکھنے پر اصرار کی بولے اسی تنور مین پیشاب کرین جاکے پیشاب کی سو دیکھی ایک سوار لوہے کا بکتر پہنا ہوا میرے دل سے نکل کے آسمان پر چلا گیا پھر مین آکے انسے یہہ احوال کہی بولے اب ہمکو یقین ہوا ہم جو کہے سو کام تو نے کی سوا تیرا ایمان تھا سو تیرے دل سے نکل گیا اب جا سحر سیکھ چکی مین اپنے ساتھ والی عورت سے بولی کہ تو دے کچھ نہ سکھائے اور مجھے کچھ معلوم نہوا وہ عورت بولی ہو تو سیکھ چکی ہی اب جو چاہے سو کرے دیکھ اس گیہون کو زمین مین بو اور کہہ کہ اگے پھر و نہین جھاڑ نکلا پھر کہی خوشے نکلو خوشے پیدا ہوے بولی خشک ہو خشک ہوگئے پھر بولی دانے جدا ہو دانے جدا ہوے پھر بولی آٹا ہو آٹا ہوا بولی روٹی پکو روٹی پکی جب مین دیکھی کہ جو کہون سو ہوتا ہی مجھے ندامت ہوی واللہ اے ام المومنین مین ابھی کچھ سحر نہین کی ہون اور آیندہ بھی کبھی کچھ نکرونگی اب میرا ایمان گیا کسطرح آویگا بی بی عایشہ اسکو کچھ جواب ندیئے اسوقت صحابہ رضی اللہ عنہم بہت تھے سو ان سب سے پوچھی کوئی اسکو تدبیر نہ بتایا سبکو یہی اندیشہ ہوا کہ ہمکو معلوم نہین سو کیسے کہا کیا جواب دین مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما یا اُن پاس کوئی تھا اس عورت کو بولا اگر تیرے ماں باپ دونون زندہ ہین یا ایک زندہ ہے تو اُنکی خدمت کر تجھے بس ہے کہ شاید ایمان پھر آویگا اور روایت کیا ہی ابن المنذر نے اوزاعی کے طریق سے ہارون بن رُباب سے کہا کہ مین عبد الملک بن مروان کے پاس گیا تھا دیکھا تو اُسکے پاس ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے لوگ مجھ سے بولے یہہ شخص ہاروت و ماروت سے ملاقات کیا ہی پھر اس سے کیفیت دریافت کیا اُسکی آنکھ سے اشک نکلنے لگے اور بولا میرا باپ میرے لڑکپن مین موا اور میری مان مجھے پیسا جیساب دیا کرتی تھی جو کچھ دیتی اسکو مین اُڑا دیتا اور مان نہین پوچھتی کہ تو نے ان پیسون کو کیا کیا ایک مدت اسی طرح گذری جب مین بڑا ہوا تو اس سے پوچھا میرا باپ اتنا مال کہان سے جمع کیا تھا بولی بیٹا تجھے جتنا درکار ہے اتنا لے لیکن

مت پوچھ کہ کہاں سے یہہ مبلغ آیا ہے اسمین تیری بھلائی ہے پھر مین کد کرنے لگا اُس نے مجھے ایک گھر
مین لیجا کر دکھائی کہ یہہ تیرے باپ کا خزانہ ہے جتنا چاہتا ہے اتنا خرچ کر اور اسکا سبب مت پوچھ پھر
مین اصرار کرنے لگا لاچار ہوکے بولی تیرا باپ ساحر تھا سحر کے زور سے یہہ تمام مال حاصل کیا پھر مین چندے
صرف کیا لیکن مجھے فکر ہوی کہ چند روز کے عرصہ مین یہہ مال خرچ ہو جائیگا پھر گذر اُنکی کیا راہ بہتر یہہ ہی کہ مین
بھی وہ سحر سیکھون اُن سے پوچھا میرے باپ کا دوست کون تھا بولی فلانا شخص وہ دوسرے شہر مین رہتا تھا
مین سفر کا اسباب مہیا کرکے اُسکے پاس گیا اُس نے پوچھا تو کون ہے مین بولا فلانا ہون تیرے فلانے دوست
کا لڑکا وہ شخص میری بہت خاطر داری کیا اور بولا تیرا باپ تیرے لئے مال بہت سا چھوڑ گیا تھا کہ تیری زندگی
تک کفایت کرے مین بولا مین سحر سیکھنے کو آیا ہون وہ بولا اُسکا سیکھنا تیرے حق مین بہت بُرا ہی ہر گز
تو اُسکا خیال نکر مین اُس سے بجد ہوا وہ مجھے تسمین دینے لگا کہ اسکو مت سیکھ جب مین بہت اصرار کرنے لگا
تو لاچار ہوکے بولا اب تو جا اور فلانے روز آ پھر مین اسکے وعدے کے دن حاضر ہوا پھر مجھے قسمین دیکے منع
کرنے لگا مین نے اُسکا کہا نہ مانا میرا جدو کہ دیکھکے بولا تجھے ایک جگہ لیجاتا ہون تو وہان اللہ تعالی کا کچھ
نام مت لے پھر مجھے ایک تہ خانہ مین لیچلا پھر مین زمین کے نیچے تین سو سیڑہی سے زیادہ اُترا مگر دن کی
روشنی ویسی ہی تھی جب اُسکے نیچے پہنچا تو دیکھا ہاروت و ماروت زنجیرون مین معلق لٹکے ہین اور اُنکی آنکھ
ڈہالون کی سی ہین اور سر بھی بہت بڑا ہے اور انکو پر ہین انکے دیکھتے ہی میری زبان سے نکل آیا لا الہ الا
اللہ وے دونون پر مارکے بہت چلاے اور بہت روئے ایکساعت کے بعد خاموش ہوے پھر مین بولا
لا الہ الا اللہ پھر ویسا ہی کئے اور ایک ساعت کے بعد خاموش ہوے مین تیسرے بار بھی بولا تو ویسا ہی
کئے پھر خاموش ہوے اور مین چپکا ہو رہا بعد میری طرف دیکھکے بولے کیا تو آدمی ہے مین بولا ہان پھر مینے
پوچھا اللہ کا نام لینے سے تم کیون ایسی بیقراری کئے تو بولے جب سے ہم عرش کے نیچے سے نکلے ہین اس
نام کو نہین سُنے پھر پوچھے تو کسکی امت مین ہے بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین ہون پوچھے
کیا محمد مبعوث ہو چکے تو مین بولا ہان پوچھے سب لوگ ایک ہی حاکم کے تابع ہین یا انمین اختلاف ہے
مین بولا ایک ہی کے تابع ہین یہہ سنتے سے خفا ہوے پوچھے لوگون کے معاملے آپس مین کسطرح پر ہین مین بولا

بدطور پر ہین یہہ سُنکے خوش ہوے پھر پوچھے آبادی طبریہ کے تالاب تک پہنچی یا نہین تو مین بولا نہین پھر اس سے خفا ہوے پھر مین پوچھا لوگ ایک حاکم پر جمع ہین کرکے بولنے سے تم خفا ہوے اور لوگون کے معاملے آپس مین بدہین کہنے سے خوش ہوے پھر آبادی طبریہ کے تالاب تک نہین پہنچی کہنے سے خفا ہوے اسکا باعث کیا ہی تو کہے جب تک لوگ ایک ہی شخص کے تابع رہینگے تو قیامت نزدیک نہین اور لوگون کے معاملے جب بدہوے تو مجکو امید ہوی کہ قیامت نزدیک ہی اس سے ہم خوش ہوے جب تک آبادی طبریہ کے تالاب تک نہ پہنچے قیامت نہ آویگی سو آبادی وہان تک نہین پہنچی کرکے سُننے سے ہم ناخوش ہوے پھر مین اُسسے بولا مجھے کچھ وصیت کرو تو بولے اگر تجھے طاقت ہو تو شکو عبادت کیواسطے جاگتا رہ کیونکہ بڑا مشکل امر درپیش ہے انتہی جب اللہ تعالی فرمایا کہ سحر کو تاثیر ہے تو منظنہ ہوا کہ کوئی سمجھے اسمین فی نفسہ تاثیر ہے تو اِس گمان کو دفع کرنیکے لئے بولا وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ اور وہ یعنے جادوگر اُس سے یعنی سحر سے بگاڑ نہین سکتے کسی کا مگر اللہ کے اذن سے کیونکہ اسباب کی تاثیر بالذات نہین بلکہ ارادہ الہی ہوے سحر سے جب کچھ تاثیر ہو تو جانئے کہ اللہ کے قضا اور اسکی قدرت اور مشیت سے ہے وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ اور سیکھتے ہین جس سے انکو نقصان ہے یعنی آخرت مین وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور نفع نہین دیتا انکو یعنے سحر کیونکہ انکا ارادہ سحر کے سیکھنے سے اوسپر عمل کرنا اور لوگونکو ضرر پہنچانا ہے یا اس علم کا سیکھنا منجر عمل کی طرف ہوتا ہے اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جس علم کے سیکھنے مین ضرر ہو تو اسکا سیکھنا حرام ہے امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم مین لکھا ہی علم دو قسم پر ہی ایک محمود دوسرا مذموم پھر محمود شرعی ہی یا غیر شرعی شرعی وہ ہی جو حاصل کیا جاتا ہی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اور اسمین عقل کی تیزی کو یا تجربے کو یا سماع کو دخل نہین غیر شرعی وہ جو حاصل ہوتا ہی عقل سے جیسے ہندسہ اور حساب وغیرہ یا تجربے سے جیسے طب یا سماع سے جیسے لغت جو شرعی ہے سو محمود ہی اور غیر شرعی جو وسیلہ اور سبب پڑا ہی شرعی حاصل کرنیکا یا اُسمین منفعت جانکر ہو تو وہ بھی محمود ہی اگر مضرت ہونیکا اندیشہ ہی تو وہ مذموم اور حرام ہی پھر علم محمود یا فرض عین ہی یا فرض کفایہ یا مستحب ہے یا فضیلت یا مباح فرض عین وہ ہی کہ جسکا جاننا ہر شخص پر فرض عین ہی سو پہلا واجب مکلف پر سیکھنا کلمہ شہادتین ہی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

جس علم مین ضرر ہو اسکا سیکھنا حرام ہے اور مذموم اور غیر محمود کی تعریف

محمد رسول اللہ اور اسکا معنی سمجھنا اسکو بدلایل حاصل کرنا واجب نہین بلکہ تصدیق اور مضبوط اعتقاد
کہ جسمین شک اور اضطراب کو داخل نہو کافی ہی اگرچہ بتقلید حاصل ہو پھر اسکے بعد نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ
کہ جن کا کرنا فرض عین ہے اور جن چیزونکا ترک کرنا فرض ہے اسکو سیکھنا اور جس چیز کا اعتقاد کرنا فرض ہی
پھر جب مال ہو تو اسکے احکام سیکھنا فرض ہوتا ہی اور حج فرض ہی جب حج کرنا اسپر فرض ہو چکا تو اسکے ارکان
وغیرہ سیکھنا فرض ہوتا ہی اور جن چیزون کا کرنا مستحب ہے انکا جاننا بھی مستحب ہے اور فرض کفایہ وہ علم ہی کہ جسکے
جاننے پر امور دنیا کا قوام ہوتا ہی اگر وہ علم جاننے والا کسی شہر مین نہو تو شہر کے تمام لوگ گناہ گار ہونگے
اگر ایک شخص نے حاصل کیا تو کفایت کرتا ہی اور دوسرون کے ذمہ سے فرض ساقط ہوتا ہی اور فرض
کفایہ مین جو شرعی ہی سو چار قسم پر ہی پہلا اصول ہی وہ جاننا قرآن کا اور حدیث اور اجماع امت اور صحابہ
کے آثار دوسرا فروع جو ان اصول کے معانے سے علماؤنے سمجھ کے نکالے ہین اگر وہ فروع دنیا کے
مصلحتون سے تعلق رکھتا ہو وہ علم فقہ ہی اگر آخرت کے مصلحتون سے متعلق ہی تو وہ علم تصوف ہی تیسرا مقدمات
اور آلات مین یعنی اصول کا جاننا اپر موقوف ہی وہ علم نحو صرف اشتقاق لغت معانی بیان بدیع
یہ علوم انکے ذات کی نظر کرتے شرعی نہین لیکن ہماری شریعت عربی زبان مین آئی ہی جبتک کوئی
ان علوم کو نہ جانے وہ زبان معلوم نہین ہوتی اسواسطے ان علوم کا جاننا بمنزلہ آلہ یعنے ہتیار کے ہوا
اور لکھنا سیکھنا بھی آلات مین داخل ہی چوتھا متممات ہین یعنے انکو حاصل کرنیسے اصول پورے ہوتے ہین وہ
علم قرات اور حروف کے مخارج اور تفسیر اور ناسخ منسوخ اور عام خاص اور نص اور ظاہر اور انکو استعمال کرنیکی
راہ کہ جسکو اصول فقہ کہتے ہین جاننا اور حدیثون کے راویون کے نام اور صحابہ کا احوال دریافت کرنا اور
غیر شرعی طلب ہے کہ جسپر بدن کی صحت موقوف ہو اور حساب کہ جسپر معاملات اور وصیت اور میراث کی تقسیم
موقوف ہی انکے سوا اور بھی بہت سے علم ہین کہ جسپر امور دنیا کا قوام ہے جیسی فلاحت اور حیاکت اور سیاست
وغیرہ انکا جاننا بھی فرض کفایہ ہی اور وہ علم جو فضیلت کا باعث ہو اور جاننا اسکا فرض نہین جیسی حساب کے
دقایق اور طب کی مخفی باتین اور انکے سوا ای دوسرے علوم کہ جسپر امور دنیا کا قوام موقوف نہین
لیکن اسکے جاننے سے علم ضرور یکو قوت زیادہ ہوتی ہی اور علم جو مباح ہے سو علم تاریخ اور ہندسہ اور ہیئت

اور شعر کا علم کہ جسمین قبیح بات ہندو کے شعر مین اگر بد باتین ہین یا کسی مومن کی ہجو ہے یا زن معینہ کی یا امرد کی تشبیب ہی یا مے مین مبالغہ حد سے زاید ہی تو ویسا شعر کہنا اور پڑھنا حرام ہی اور علم جو مذموم ہی علم سحر اور طلسمات اور شعبدہ اور تلبیسات اور شعر قبیح وغیرہ اور یہ علوم جو مذموم ہوے سو انکی ذات کے دیکھتے نہین بلکہ تین سبب سے ہی اگر کوئی ایک سبب اُسمین پایا جاوے تو بندوں کے حق مین وہ علم مذموم ہوتا ہی۔ پہلا سبب اسکے جاننے سے آپکو یا غیر کو ضرر پہنچے سحر اور طلسمات کی حرمت اسی لئے ہی۔ دوسرا سبب اکثر احوال مین ضرر پڑھتا ہی جیسا نجوم کا علم اُسکی ذات کے دیکھتے مذموم نہین کیونکہ نجوم یا حساب ہی روز و ماہ اور بیان ہے ستارون کی چال کا اسکی طرف تو قرآن شریف مین بھی اشارہ ہی الشمس والقمر بحسبان سورج اور چاند کو ایک حساب ہے والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم اور چاند کو ہم نے اندازہ کین منزلین یہانتک کہ پھرا رہا جیسی ٹہنی پرانی یا اسباکو دیکھکے حوادث پر دلیل پکڑتے ہین جیسا طبیب نبض دیکھکے بیماری پر استدلال کرتا ہی وہ تو عادت آلہی کی معرفت ہی جو جاری کیا لیکن وہ علم مذموم ہونیکا باعث یہہ ہے کہ اُسکا جاننا اکثر لوگون کے حق مین مضر پڑھتا ہی انکو کوئی کہہ دیوے ستارونکی اس حرکت سے یہہ بات ہوگی تو انھون کے دلمین آتا ہی کہ وہی موثر ہین اور سب کاروبار جہانکا انھین کی تدبیر ہوا کرتا ہی پھر ان ستارون کی عظمت اُسکے دلمین جگہ کرتی ہی اُسکے دلکی التفات اُنہین کی طرف ہوتی ہے اور نیکی بدی اُنہین کے جہت سے ہی کرکے دیکھتا ہی اور اُسکے دل سے اللہ تعالی کا نام محو ہوتا ہی کیونکہ جسکے یقین مین ضعف ہوتا ہی تو اسکی نظر وسایط پر اور اسباب پر جو قریب پڑتی ہین ہوتی ہی اور مسبب الاسباب کی طرف نہین دیکھتا اور جو شخص عالم استوار ہی تو دیکھتا ہی کہ سورج اور چاند اور ستارہ تمام اللہ کے حکم کے مسخر ہین دوسری وجہ نجوم کی حرمت کی یہہ ہے کہ اُسکے احکام محض اٹکل سے ہوا کرتے ہین اُسمین ظن بھی حاصل نہین ہوتا یقین کا تو کیا دخل ایسے پر حکم کرنا جہل ہوا کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے نجوم کا علم ادریس علیہ السلام کو عطا کیا تھا اب وہ مندرس ہوا پھر منجم جو کہتا ہے سو اتفاقا کبھی سچ ہو جاتا ہی اور اکثر خلاف ہوا کرتا ہی کیونکہ تاثیرات جو کہے ہین انکے حاصل ہونے کو شروط اور موانع رہتے ہین کہ بشر کو اُسپر اطلاع ممکن نہین تیسری وجہ یہہ کہ اسمین کچھ حاصل نہین محض بیفائدہ چیز ہے اللہ صاحب

جو مقدر کر چکا سو ہونا ہی اس سے احتراز کرنا ممکن نہین انسان کو اپنی عمر کی پونجی کو کہ اُس سے شریف تر
کوئی چیز نہین فضولی مین بیفایدہ ضایع کرنا بڑا خسارہ ہی اِن وجہ سے علم نجوم حرام ہوا تیسرا سبب مذموم
ہونیکا خوض کرنا ایسے علم مین کہ اُسمین اپنے تئین کچھ فایدہ نہین جیسا دقیق علوم پڑھنا پیش از جلی علوم کے
اور جیسا بحث کرنا اسرار الٰہی سے کہ جسکی راہ سوائے انبیا اور اولیا کے دوسرے کو معلوم نہین سو ایسے علم
کا بحث کرنا مذموم ہی اور اس سے باز رہنا واجب ہے علم کلام اور منطق دونون علم محمود ہین یا مذموم اسمین
اختلاف ہی متقدمین کے پاس حرام تھا چنانچہ امام نووی اور ابن الصلاح انکی حرمت پر نص کئے ہین کیونکہ
علم کلام مین عقاید کے دلایل جو قرآن و حدیث مین مذکور ہین اسپر اکتفا نکرکے عقلی دلایل سے اسکو ثابت کرنا ہی اور باطل
مذہب والونکی بات لکھکے انکے ساتھ جھگڑنا پھر کہین تو محض بیہودہ باتین ہین اور کہین تو ایسی چیزین خوض کرتے ہین
کہ اُسمین دین کی باتون کا دخل نہین اسلئے سابق کے علما اُسکو بدعت اور بیفایدہ جانکے نہین سیکھتے تھے متاخرین کے
نزدیک علم کلام پڑھنا جایز ہوا کیونکہ اہل بدعت بہت ہو گئے اور قرآن و حدیث مین شبہے ڈالکے اکثر لوگونکو
گمراہ کرنے لگے اُنکے شبہون کو دفع کرنیکے واسطے علم کلام کو جاننا محمود ٹھہرا اسقدر کہ اگر کوئی بدعتی اپنی
بدعت کی طرف بلانیکا قصد کرے تو اُسکے دفع کیواسطے جتنا ضرور ہو اُتنا جاننا فرض کفایہ ہوا اور اسی علم کلام
کے دلایل کو ترتیب دینے کی راہ علم منطق مین مذکور ہی جب علم کلام کا جاننا بقدر حاجت فرض کفایہ ہوا تو علم
منطق بھی جو اسکے لئے بمنزلہ آلہ کے ہی سیکھنا فرض کفایہ ٹھہرا علم فلسفی کو علوم مین شمار نہین کرتے کیونکہ علم مستقل
نہین بلکہ وہ مشتمل ہے چار چیز پر ایک تو ہندسہ اور حساب ہے اِسکا حکم مذکور ہوا اور اُسے منع نہین مگر جو شخص
انکو حاصل کرنیسے علوم مذمومہ کا راغب ہوویگا اسکا اندیشہ ہو تو اُسکے حق مین حرام ہوتے ہین دوسرا
منطق اسکا حکم بھی مذکور ہوا تیسرا الٰہیات ہی اور اسمین بحث کرتے ہین اللہ کی ذات اور صفات سے یہہ علم
کلام مین داخل ہی اور فلاسفہ اُسمین کچھ نئی طرح اختراع نہین کئے بلکہ وے ایک مذہب اختیار کئے ہین کہ بعض اسکا
کفر ہے اور بعض بدعت چوتھا طبیعیات ہے اسکے بعضے بحث شرع کے مخالف ہین وہ جہل ہی علم نہین اور بعضے
بحث تعلق رکھتے ہین اجسام کے صفات سے اور اُنکے استحالت اور تغیر سے یہہ بحث مناسبت رکھتا ہی طب سے لیکن
طب کے طرف احتیاج ہی اور اسکی جان جانیکی طرف کچھ احتیاج نہین وَلَقَدْ عَلِمُوا اور مقرر جان چکے ہین وے

ہو وکہ لَمَنِ اشْتَرٰىهُ جو کوئی اُسکا خریدار ہو یعنی جو کوئی سحر کو اختیار کیا مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اُسکو آخرت مین کچھ حصہ نہین یعنی اُسکے نصیب مین جنت نہین وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اور بہت بُری چیز ہے جسپر بیچا اپنی جانکو یعنی اُنکی جانکو دیندار ہی کے سبب آخرت مین جو حظ تھا اُسکو سحر اور کفر اختیار کرکے کھو دیا لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر اُنکو سمجھ ہوتی پہلی آیت مین اُنکو علم ثابت کیا اب اُسکی نفی کیا کیونکہ جب کہے جانے کہ جو کوئی سحر کا خریدار ہو تو اسکو آخرت مین حصہ نہین باوجود اس علم کے جب وے اُسکا خلاف کئے اور سحر مین مشغول ہوے اللہ کی کتاب پر عمل کرنا چھوڑ دئے اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا سو عناد کی راہ سے ترک کئے تو علم سے نکل گئے وے اور جاہل دونون برابر ہین جو کوئی علم پر عمل نکرے تو گویا اُسنے علم کو سیکھا ہی نہین یا علم جو پہلے ثابت کیا اس سے مراد عقل ہو اور جو نفی کیا سو تفکر کرنا یعنی سحر کی قباحت کو غور سے سوچتے تو اسکو اختیار نکرتے یا ثابت کیا سو علم اجمالی ہے اور نفی کیا سو علم یقینی یعنی اُنکو اُسکی قباحت کا یقینی علم ہوتا تو اسکو نکرتے یا ثابت کیا سو علم عذاب مترتب ہونیکا اور نفی کیا سو عذاب کی حقیقت جاننا وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ اور اگر وے یقین لاتے اور پرہیز رکھتے تو بدلا تھا اللہ کے یہان سے بہتر یعنے وے یہود اگر ایمان لاتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر اور ڈرتے اللہ کے عذاب سے اور کفر اور سحر چھوڑتے تو البتہ اُنکو اللہ تعالی کے یہان سے بہتر ثواب ملتا اُس سے انہون نے جو حاصل کئے لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر اُنکو سمجھ ہوتی یعنی اللہ کے یہان کا ثواب بہتر ہے سو اُنکو سمجھ ہوتی تو ہرگز سحر کو نہ اختیار کرتے

ع ۱۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اے ایمان والو تم نہ رکھو راعنا اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سخن کرتے تو کہتے راعنا یا رسول اللہ اُسکا معنی ہماری مراعات کرو ہمارے سخن کی طرف متوجہ ہو یا ہماری مراعات کرو اور سخن آہستہ فرماؤ تا اسکو ہم سمجھین یہودان یہ لفظ کہنے کا سبب ابن جریر اور ابن المنذر نے سدی سے روایت کئے ہین کہ دو یہودی مالک بن صیف اور رفاعہ بن زید جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تو باتونمین کہا کرتے راعنا سمعک واسمع غیر مسمع پھر مسلمان سمجھے کہ شاید یہہ لفظ تعظیم کا ہے کہ یہ اپنے انبیا کو کہا کرتے تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

اس لفظ سے خطاب کرنے لگے اور یہہ لفظ یہود کی زبان مین گالی تھی یہود اسکو مسلمانون سے سنکر خوش ہوے
اور آپسمین کہے ہم محمدؐ کو گالی خفیہ دیا کرے تھے اب علانیہ کہہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکے کہتے یا محمد راعنا
اور گالی کا ارادہ کرکے ہنستے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو انکی زبان معلوم تھی یہود سے وہ لفظ سنکے انکا غرض
سمجھے اور کہے اے اللہ کے دشمنون تمپر اللہ کی لعنت اگر دوسری بار یہہ لفظ کوئی شخص تمھارے مین کا کہتا ہوا سنون
تو اُسکو مار ڈالونگا یہود کہے تم بھی تو وہی لفظ کہا کرتے ہو پھر تمکو منع کرنیکا موجب کیا تب اللہ تعالی نے مؤمنونکو
فرمایا کہ ایسا لفظ مت کہا کرو یہود کو اُسکے سُننے سے گالی دینے کا ذریعہ ملتا ہے وَقُولُوا انْظُرْنَا
اور کہو انظرنا اِسکا معنی ہمارے طرف دیکھ یا ہماری بات سن یا آہستہ بات کر تاہم سمجھین روایت کیا ہے
ابو نعیم نے دلایل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے یہہ آیت نازل ہوی بعد مومنون نے کہے اگر کسیکو راعنا
بولتے سنو تو اسکی گردن مارو پھر یہود اس لفظ کے کہنے سے باز آئے وَاسْمَعُوا اور سنتے رہو یعنی
تمکو جو حکم ہوتا ہے اُسکو سنکے قبول کرو یہود جو کہے تھے ہم سنے اور نہ مانے ویسا مت کہو یا سنتے رہو تمکو جو حکم
ہوا ہے اُسپر ہوکے اور راعنا کہنے سے جو منع آیا پھر اسکو نہ کہنا اِس آیت مین اللہ صاحب نے مسلمانون کو امر کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کیا کرو اور اُنکے خطاب کے واسطے ایسا لفظ اختیار کرو کہ جس سے
کچھ بے ادبی نہ نکلے اور ایسی بات جس مین یہود وغیرہ کی خوشنودی ہو پیغمبر کے خطاب مین مت کہو وَ
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور منکرون کو یعنی اُنکو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے ہین
اور گالی دیتے ہین دکھ کی مار ہے یعنے دوزخ ہے مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ دل نہین چاہتا اُن لوگون کا
جو منکر ہین کتاب والون مین اور شرک والون مین یہہ کہ اُترے تمپر کچھ نیک بات تمھارے رب سے یہود کی ایک
جماعت تھی کہ مومنون سے دوستی ظاہر کرتی اور کہتی ہم تمھاری خوبی چاہتے ہین سو اللہ صاحب نے انکی تکذیب کیواسطے
یہہ آیت اُتاری اول کافرونکو عام ذکر کرکے پھر انکی دو قسم بیان فرمایا ایک تو اہل کتاب دوسرے مشرک
یعنے بت پرست وغیرہ اور نیک بات سے مراد یا وحی ہے یعنی وے لوگ تمھارا حسد کرتے ہین اور تمپر کچھ وحی اُترنیکی
آرزو نہین کرتے یا مراد علم اور نصرت سے بغوی نے اِس آیت کے نزول کا سبب یون لکھا ہے کہ انصار نے

اپنے خلفا یہود جیسے انکو کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ وے بولے ہم جس دین پر ہیں اُس سے تمہارا یہہ دین نیک نہیں ہم آرزو کرتے ہیں کہ وہ بہتر ہو وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ خاص کرتا ہی اپنی رحمت سے جسکو چاہے رحمت سے مراد نبوت ہی یا اسلام یعنی اللہ تعالیٰ نبوت اور رسالت سے خاص کرتا ہی جس بندکو چاہے اور ایمان اور ہدایت کی راہ بتلاتا ہی جسکو چاہے وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور اللہ بڑا فضل رکھتا ہی یعنی جو خوبیاں بندوں کو پہنچتے ہیں دین اور دنیا میں محض اسکا فضل ہی بندے اسکا استحقاق نہیں رکھتے کسیکا حق اللہ تعالیٰ پر کچھ نہیں اور کوئی امر اسپر واجب نہیں اسکی حکمت جس بات پر مقتضی ہو ویسا ہی کرتا ہی مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ جب نسخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا منسوخ کے نازل ہونیکا سبب یہہ ہی کہ کافروں نے کہنے لگے محمدؐ اپنے اصحاب کو ایک حکم کرتا ہے پھر اُس سے منع کرکے دوسرا حکم کرتا ہے آج ایک بات کرکے کل اُس سے پھر جاتا ہی سو یہہ نہیں مگر اپنے دلسے کرتا ہے اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں فرمایا واذا بدلنا ایۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اتارتا ہی کہتے ہیں تو تو جھوٹ بناتا ہی پھر اللہ تعالیٰ نے منسخ کی آیت اُتارا اور نسخ کی حکمت بیان کیا اور فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی لغت میں نسخ کی دو معنی ہیں ایک نقل کرنا اور پھیرنا اس معنی سے کہتے ہیں کتاب کو نسخ کیا یعنی اسکی نقل لیا یہہ معنی یہاں مراد نہیں دوسری معنی زایل اور موقوف کرنا وہی معنی اس جگہ مراد ہی اور شرعاً انکی اصطلاح میں اس سے یوں تعبیر کرتے ہیں کہ ایک حکم شرعی کو دوسری شرعی دلیل سے جو اُسکے بعد ہی موقوف کرنا اور نسخ مسلمانوں کے پاس جایز ہے اور واقع ہوا ہی اور نسخ نہیں ہوتا مگر احکام میں اوامر و نواہی میں اخبار میں نسخ نہیں اور قرآن کا نسخ کئی وجہ پر ہے ایک حکم آیت کا منسوخ ہونا اور تلاوت اسکی باقی رہنا جیسی آیت وصیت کی قرابت والوں کو منسوخ ہوی میراث کی آیت سے اور مرد ہو اسو عورت ایک برس تک عدہ بیٹھنا موقوف ہوا چار مہینے دس روز کے عدہ سے دوسرا تلاوت موقوف ہونا اور حکم باقی رہنا جیسی آیت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم شیخ اور شیخہ یعنی محصن اور محصنہ جب زنا کرے تو تم انکو رجم کرو عقوبت ہو اللہ کی طرف سے اور اللہ زبردست ہی حکمت والا رجم کا حکم باقی ہے لیکن اُس آیت کی تلاوت

۹ ثلاثہ ارباع ورد

منسوخ ہوئی تیسرا حکم اور تلاوت دونون موقوف ہونا جیسی ابوداود نے ناسخ منسوخ کی کتاب مین اور ابن المنذر
اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور ابوذر ہروی فضایل کی کتاب مین ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے
روایت کئے ہین کہ صحابہ مین ایک شخص شب کی نماز مین ایک سورت پڑھنا چاہا سو اسکو پڑھ نہ سکا دوسرا
چاہا وہ بھی نہ پڑھ سکا تیسرا چاہا وہ بھی نہ پڑھ سکا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیئے تو حضرت فرمائے اس سورت کی
تلاوت اور احکام سب موقوف ہوے انتہی اور احکام جو منسوخ ہوتے ہین کہین اُس حکم کے بدلے دوسرا حکم ہوتا ہے جیسا
قبلہ اول بیت المقدس کی طرف تھا پھر وہ منسوخ ہو کے کعبہ کی طرف ہوا اور کبھی اسکے بدلے دوسرا حکم نہین ہوتا
جیسی آیت نجوی کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مخفی بات کرنا چاہے تو حضرت کے پاس اول صدقہ
دھر دینا بعد اسکے سخن کرنا پھر یہہ حکم منسوخ ہوا اور اسکے بدلے دوسرا حکم نہین آیا یہود اور نصاری نسخ کا انکار
کرتے ہین اور کہتے ہین ایک حکم اول کرکے پھر اسکو منسوخ کرنا یا جہل ہے یا عبث کیونکہ اللہ تعالی اول ایک حکم
کرکے پھر اسکو جو موقوف کیا اول اس حکم مین جو حکمت تھی کیا اسکو معلوم نتھی پھر بعد معلوم ہوی اسلئے
تازہ حکم کیا تو اس مین جہل لازم آتا ہے اگر اسمین کچھ حکمت نہین تو اسکو منع کرنا عبث ہی اور
محال ہے کہ اللہ تعالی عبث حکم کرے اسکا جواب یہہ ہے اللہ تعالی مالک ہے جو چاہے سو حکم کرے اور جو چاہے
منع کرے حکمت اور مصلحت کا اعتقاد کرنا اسکو اپنے مانند عاجز سمجھنا ہے اگر ہم مصلحت کو
اعتبار کرین تو کہینگے حکمت و مصلحت نظر کرتے زمانے اور جگہہ کے اور لوگون کے مختلف ہوا کرتی ہے جیسی دوا ایک
موسم مین اسکو کھاتے ہین دوسرے موسم مین کھا دین تو ضرر دیگی ویسا ہی احکام اللہ تعالی کے علم ازلی مین تھے
کہ فلانے وقت تک یہہ حکم باقی رہنا بندون کے لئے مصلحت ہے پھر اسکے بعد یہہ حکم موقوف ہونا مصلحت ہے اس تقدیر
نسخ ہونے سے جہل لازم نہین ہوتا یہود کا انکار کرنا محض عناد کی راہ سے ہی توریت کے نسخے جو ترجمہ ہوا ہے موجود ہین بہت
سے احکام کا نسخ اب اُنمین پایا جاتا ہی آدم کو حکم تھا اپنے فرزندون سے بھائی اور بہن جو توام نہون نکاح کر دینا
بعد اُسکے وہ حکم نرہا اور اللہ صاحب نے ابراہیم کو حکم کیا تو اپنے بیٹے کو میری راہ مین قربانی کر جب ابراہیم علیہ السلام
نے لڑکے کو زمین پر لٹاکے ذبح کرنا چاہے فرشتے نے کہا اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑہا اور اسے ذبح مت کر اور اسکے
بدلے ایک گوسپند قربانی کر اور شنبہ کا دن اگلے پیغمبرون پر حلال تھا موسی علیہ السلام نے اسکو تعطیل مقرر کیا اور اللہ تعالی نے

بنی اسرائیل کو امر کیا جبارین کو قتل کرکے تم بیت المقدس مین داخل ہو جب وے لوگ نہ مانے بیت المقدس
مین داخل ہونا اُنپر حرام کیا اور گوشت اور چربی اول اُنپر حلال کیا تھا جب بچھڑے کو پوجنے لگے تو اُنکے لئے چربی حرام
کیا اور شنبہ کی تعطیل کو نصارا نے موقوف کئے اور ختنہ کرنیکا تاکید حکم جو توریت مین ہی اسکو بھی موقوف کئے غرض اس
قبیل کے بہت سے احکام توریت اور انجیل مین منسوخ ہوے ہین اُنکے ذکر کرنیکی یہہ جگہ نہین اور نسخ کے احکام وغیرہ بہت سے
ہین اصول فقہ مین معلوم کرلو اَوْ نُنْسِهَا یا بھلا دیتے ہین اُس آیت کو یعنی تیرے دل سے اُسکو محو کر دیتے ہین تو
نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا لے آتے ہین اُس سے بہتر یعنی اُسمین تکو نفع بہت ہو اور آسان اور ثواب بڑھکے بہتر سے یہہ
مراد نہین کہ ایک آیت دوسری آیت سے بہتر ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ کا کلام سبھی بہتر ہے اَوْ مِثْلِهَا یا اُسکے برابر یعنی تکلیف مین اور ثواب مین
اور منفعت مین اِسکے برابر ہو اسوقت اُسکے موقوف کرنے کی حکمت امتحان ہی بندون سے پھر ایک حکم منسوخ
ہوکے دوسرا اُس سے آسان ہوتا ہی تو مومنون کو اُسپر عمل کرنا آسان ہوتا ہی جیسی تہجد کی نماز اول فرض تھی
اُس مین لوگون کو نہایت مشقت تھی بعد اُسکی فرضیت منسوخ ہوئی تو وے مشقت سے چھوٹ گئے اور جب ایک
آسان حکم منسوخ ہوکے دوسرا اُس سے مشکل آتا ہی تو ثواب بڑھکے ملتا ہی جیسے روزے اول چند روز معین بس بھر
مین تھے پھر وے منسوخ ہوکے ایک پورے مہینے کے روزے مقرر ہوے سو اگرچہ اس مین مشقت بڑھکے ہی لیکن اسکا ثواب
کامل اور بہت ہے اور جو حکم منسوخ ہوکے دوسرا اُسکے مثل ہوتا ہے تو مشقت مین کچھہ تفاوت نہین جیسی زمین بیت المقدس
کی طرف متوجہ ہونا موقوف ہوکے کعبہ کی طرف توجہ کا حکم ہوا سو ادھر منھ کرکے کھڑے ہونے مین مصلی پر کچھہ کم مشقت
نہین اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کیا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہی ایک
آیت کو موقوف کرکے اسکی مثل یا اُس سے بہتر لے آنا اُسکو مشکل نہین کیونکہ احکام جو مشروع ہوے اور آیات نازل
جو ہوے سو بندونکی مصلحت اور اُنکی نفوس کی تکمیل کیواسطے ہوا اور یہہ بات زمانہ کے اور شخص کے دیکھتے مختلف ہوا کرتی
ہے جیسی معالج کے اسباب ایک وقتین نفع دی سو چیز دوسرے وقتین ضرر دیتی ہے اَلَمْ تَعْلَمْ کیا تجھکو معلوم
نہین اس آیت مین اور اوپر کی آیت مین خطاب ہے اُن لوگون کو جو نسخ کے منکر ہین اس تقدیر مین الم کا ہمزہ انکار
کے واسطے ہوگا بعضے کہتے ہین خطاب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مراد اُس سے امت ہے پس ہمزہ تقریر کیواسطے
ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ مقرر اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمانونکی اور زمین کی

یعنی آسمان و زمین مین تصرف کرنا اللہ ہی کو ہے غیر کو نہین جو چاہے سو کرے امر کرے یا ہی نسخ کرے یا تبدیل
وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ اور تمھارے واسطے نہین اللہ کے سوا کوئی حمایتی
اور مدد والا أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ
کیا تم بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے سوال ہو چکے موسیٰ سے پہلے یعنے
موسیٰ سے انکی قوم سوال جو کی تھی کہ اللہ کو سامھنے بتا دو اور اسکے سوا اور سرکہت سی سوال کئے تھے ویسا تم بھی سوال
کرتے ہو اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے مومنونکو منع کیا ہے سوالات سے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت معجزون سے اور
روشن دلایل سے ثابت ہوتے پر بھی سوال کرنا محض عناد ہے اس آیت کی شان نزول کو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور
ابن ابیحاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا روایت کیئے ہین کہ رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے
کہے اے محمد ہمارے واسطے ایک کتاب لکھی ہوئی لاکے پڑھو یا تم اپنے ساتھ نہرین جاری کرو تا ہم تمھاری پیروی
کرین اور تمھاری تصدیق کرین پھر یہہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ
ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ اور جو کوئی لیوے کفر کو ایمان کے بدلے تو وہ بھولا سیدھی راہ سے اس آیت نازل ہونیکا
سبب یہہ ہے کہ یہود نے حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو جنگ احد کے بعد بولے اگر تم حق پر ہوتے
تو تمکو نہ ہزیمت ہوتی ہمارے دین مین آؤ تمھارے دیکھتے ہم سیدھی راہ پر ہین عمار رضی اللہ عنہ کہے عہد تو ٹا تمھارے
یہان کیسا ہے یہود بولے بہت بدسوا عہد ہے مین اللہ سے عہد کیا ہون کہ جبتک محمد کا منکر نہون یہود کہے یہہ
شخص تو صابی ہوا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہے مین راضی ہون اللہ سے کہ رب ہے اور محمد سے کہ رسول ہے اور اسلام
سے کہ دین ہے اور قرآن سے کہ پیشوا ہے اور کعبہ سے کہ قبلہ ہے اور مومنون سے کہ بھائی ہین پھر یہہ دونون جب آکر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کئے حضرت فرمائے تم خوب کہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا اول چاہتا ہے بہت کتاب والونکا یعنی یہود کا کسی طرح
تمکو یعنی مومنون کو پھیر کر مسلمان ہونیکے پیچھے کافر کردین حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ حسد کر کر
اپنے اندر سے یعنی یہہ حسد اپنی طرف سے کرتے ہین اللہ تعالیٰ نے انکو اسکا امر نہین کیا مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُمُ الْحَقُّ بعد اسکے کہ کھل چکا انپر حق یعنے توریت مین مذکور ہوا کہ محمد اور انکا دین حق ہے اور انکو یقین

ے صابی وہ ہے جو کسی نبی کا منکر ہو
نہ ہو یہان مراد یہ ہے کہ ہم
نصاریٰ کی طرح نہین کہ
اس نبی کا منکر ہون
جو ہمارے نبی کے بعد آیا
ہے ۱۲
یہ حذیفہ رضی اللہ عنہ
اور عمار رضی اللہ عنہ
صحابی ہین
جنابہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے
خاص صحابی ہین ۱۲
یہ دونون صحابی
کہ کر گئے ۱۲

کچھ شک نہین فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا سو تم درگذرو اور خیال مین نہ لاؤ حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم اس حکم سے مراد یا قتال اور جزیہ ہی جو آیتین فَاقْتُلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الایہ کے آیا ہی یا حکم سے مراد عذاب ہے یعنی قتل اور سبی بنی قریظہ کو اور جلاوطن بنی نضیر کو ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ یہہ آیت یعنی فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا منسوخ ہی قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ کی آیت سے اور ایک جماعت مفسرین اور فقہا کی کہتی ہی کہ یہہ آیت منسوخ نہین کیونکہ حکم عفو کا اور صفح کا مطلقاً نہین بلکہ ایکوقت مقرر تک یعنی اللہ کا حکم ہوتک ہی جہان کہین ایسا حکم ہو تو اسکو نسخ نہ کہینگے یہہ خلاف نظر کرتے اصطلاح کے ہان دونون قول کا مرجع یہی ہی کہ یہہ حکم عفو اور صفح کا جہاد کے حکم نازل ہونیکے قبل تھا جہاد کی آیت نازل ہوئی بعد یہہ حکم باقی رہا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ مقرر اللہ ہر چیز پر قادر ہی وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور کھڑے رکھو نماز وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ اور دیتے رہو زکوٰۃ اللہ صاحب نے اول تو مومنون کو فرمایا تم یہود سے عفو کرو درگذرو اب حکم کرتا ہی اسکا جس مین صلاح اور خوبی ہی مسلمانونکی یعنی نماز پڑھا کرنا اور زکوۃ دیا کرنا اسلام کے ارکان سے ان دو چیزون کے بجالانے مین لوگ اکثر سستی کرتے ہین اسلئے انکو ذکر کیا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ اور جو آگے بھیجوگے اپنے واسطے بھلائی یعنی جو نیک عمل بجالاوگے اور اللہ کے حکم کی اطاعت کروگے تو تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ وہ پاوگے اللہ کے پاس یعنی اللہ اس پر ثواب اور اجر دیگا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اللہ تمھارے کام دیکھتا ہی یعنی اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین وَقَالُوْا اور کہے یعنی یہود اور نصاریٰ اس آیت کے نزول کا سبب ایسا لکھے ہین کہ نجران کے نصاریٰ اور مدینہ کے یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین جمع ہوکر باہمدیگر بحث و تکرار کئے یہود کہے بہشت مین نجاوینگے مگر ہم اور ہمارا دین ہی حق ہی اور نصاریٰ کہے بہشت مین نجاوینگے مگر ہم اور ہمارا دین ہی حق ہے لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ہرگز نجاوے جنت مین مگر جو ہونگے یہود یا نصاریٰ یعنی یہود کہے بہشت مین نجاینگے مگر یہود اور نصاریٰ کہے بہشت مین نجاینگے مگر نصاریٰ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یہہ آرزوین ہین باندھ لین ان لوگون نے یعنی یہہ انکی باطل خواہش ہی بیجا اسکی آرزو کر رہے ہین قُلْ تو کہہ اے محمد هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ لاؤ دلیل اپنی یعنی مخصوص

تمھین کو جنت جو ہو اُسکی دلیل لاؤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو اپنے دعوی مین
کیونکہ بہشت مین جانا غیب کی بات ہو اُسکے ثبوت کیواسطے دلیل چاہئے جس بات پر دلیل نہو وہ بات صحیح نہین
بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کیون نہین جسنے سونپا منھ اپنا اللہ کیواسطے یعنی اللہ کے حکم بجا لایا منھ کو
مخصوص ذکر کیا کیونکہ انسان کے ظاہر اعضا مین اشرف ہو جب اسکو اللہ کے تابع کیا تو سب اعضا کو تابع کیا جب انسان
نے منھ کو زمین پر سجدے مین رکھا تو تمام اعضا سجدے مین آتے ہین وَهُوَ مُحْسِنٌ اور وہ نیکی پر ہو یعنی عمل خلوص کے
ساتھ کرتا ہو فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اُسی کو ہی مزدوری اُسکی اپنے رب کے پاس یعنی نیکی کا ثواب اسکو ملیگا
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہ ڈر ہو اُنپر یعنی آخرت مین وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ اُنکو غم جب یہود مدینہ کے
اور نصاریٰ نجران کے باکید یگر تکرار کیے یہود بولے تمکو دین کچھ معلوم نہین ہے عیسیٰ اور انجیل کے منکر ہو نصاریٰ بولے
تمکو دین کچھ معلوم نہین ہے موسیٰ اور توریت کے منکر ہو پھر اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ
النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ اور یہود کہے نہین نصارا کچھ راہ پر وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ ع ۱۴
عَلٰى شَيْءٍ اور کہے نصارا یہود نہین کچھ راہ پر وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اور وے سب یعنی یہود اور نصارا
پڑھتے ہین کتاب اُنکی کتاب مین اختلاف نہین توریت کو ہی دیتی ہے عیسیٰ اور انجیل کی سچائی پر اور انجیل کو ہی
دیتی ہے موسیٰ اور توریت کی سچائی پر پھر وے لوگ کتاب کی تلاوت کرنا اور اسکے خلاف کہنا ولالت کرتا ہو اُنکے کفر
پر اور بطلان دعوی پر كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ اسی طرح کہے اُن لوگون نے
جن پاس علم نہین اُنہین کی سی بات یعنی یہود اور نصاریٰ یکدوسرے کی جیسی تکذیب کیے ویسا ہی بت پرست لوگ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے حق مین کہے کہ وے کچھ راہ پر نہین فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اب اللہ حکم کریگا اُنمین قیامت کے دن جس بات مین جھگڑتے تھے سو سر فرقہ
جس عذاب کا مستحق ہو اُسدن اُسکو وہ عذاب دیگا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ
يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ اور اُس سے ظالم کون ہو جسنے منع کیا اللہ کی مسجدون مین کہ پڑھے وہان
نام اُسکا وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اور کوشش کیا اُنکے اجاڑنے کو یہہ آیت نازل ہوئی رومی نصاریٰ کے حق مین
جو بیت المقدس کو ویران کیے اور اس مین خنزیر ذبح کیے اور نجاست وہان ڈالنے لگے مدت تک وہ مسجد ویران

جب اسلام کا دور آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ایلیا کا شہر جسکو اور شلیم کہتے ہین فتح ہوا
اس مسجد کو آباد کیے بعضے کہتے ہین یہہ آیت نازل ہوی مکہ کے مشرکون کے حق مین جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو حدیبیہ کے صلح مین مکہ مین جانے سے منع کیے اور اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ خاص ہی لیکن
حکم عام ہے جو کوئی کسی مسجد کو ویران کرے یا اسکو معطل ڈالنے کی سعی کرے تو وہ بڑا ظالم ہی اُولٰٓئِكَ
ایسوکو یعنی منع کرنے والون مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ اُنکو نہین پہنچتا کہ جاوین
اُن مین یعنی مساجد مین مگر ڈرتے ہوئے یعنی نصارا کو بیت المقدس سے بے ادبی کرنیکے سبب سے اُس سے منع کر دیا اب
اسلام ہوے بعد مسلمانون کی سطوت کے اندیشے سے وہان جانہین سکتے مگر ڈرتے ہوے پھر کیا مجال کہ اُن پر غالب
آوین یا اسکو ویران کرین یہہ بشارت تھی جو اللہ تعالی نے مسلمانون کو پیش از اسکے فتح کے دی جو لوگ
مسجد سے مراد مسجد الحرام لیتے ہین ڈرو وہ ہی جو فتح مکہ کے بعد موسم مین ندا کروائے اِس سال کے پیچھے حج کرنے
بیت اللہ کا کوئی مشرک اور طواف نکرے کوئی برہنہ پھر اُسکے بعد کوئی کافر مکہ مین نہ آیا مگر بھیس بدل کے اندیشہ کے
ساتھ کافر مسجد مین جانا جایز ہی یا نہین علما کا اس مین اختلاف ہی ابو حنیفہ کہتے ہین جایز ہے اور مالک کہتے ہین
جایز نہین شافعی کہتے ہین مسجد الحرام مین جانا جایز نہین دوسری مسجدونمین اگر مسلمان اجازت دیوے تو جایز ہے
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ اُنکو دنیا مین ذلت ہی یعنے اُنکو قتل کرنا اور بند مین لینا یا جزیہ لگانا وَلَهُمْ
فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور اُنکو آخرت مین بڑی مار ہے یعنی دوزخ بسبب کفر اور ظلم کے
وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور اللہ کی ہی مشرق اور مغرب سو جسطرف
منہہ کرو وہان ہی اللہ اس آیت کے نزول مین اختلاف ہی ابن عباس سے روایت ہی کہ صحابہ کی ایک جماعت مسافرت
کیے اسطے نکلی ابر کی سبب سے قبلہ معلوم نہوا ایک جہت ٹھہر کر نماز پڑھی بعدہ ابر جاتا رہا تو معلوم ہوا کہ قبلہ اُس جہت
نہ تھا جب سفر سے پھر کر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیے پھر یہہ آیت نازل ہوی بعضے کہتے ہین
کہ یہہ آیت نازل ہوی مسافر کے حق مین سو اسکو سنت نماز سواری مین پڑھنا اور جانور جدھر پھرے ادھر منہہ کرنا
جایز ہے بعضے کہتے ہین کہ قبلہ جب کعبہ ہوا لوگ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونا ترک کیے تو یہود نے طعن کیا کہ
مومنون کا قبلہ متعین نہین کبھی ادھر منہ کرتے ہین کبھی ادھر پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے کہتے ہین کہ

اول اللہ صاحب نے اختیار دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جدہر چاہے اور ہر منہہ کرے پھر اس حکم کو منسوخ کرنیکے
لئے فول وجھك شطر المسجد الحرام کی آیت نازل کی اور آیت کا معنی یون ہو کہ مشرق اور مغرب
اور جو کچھ اس کے مابین ہو سب اللہ کی ملک اور اسکے بندے ہین سب پر اسکی اطاعت لازم ہو جو امر کرے
اسکو بجالانا اور منع کرے اس سے باز رہنا وہ جدہر متوجہ ہو کر کے امر کرے وہی قبلہ ہو کیونکہ قبلہ کچھ بالذات قبلہ نہین
بلکہ اللہ تعالی کے قبلہ مقرر کرنیکے سبب سے قبلہ ہوا سو تم جدہر منہہ کرو وہی قبلہ ہو اس صورت مین وجہ اللہ کا معنی
قبلۃ اللہ کا ہوا اور بعضے کہتے ہین فثم وجہ اللہ کا معنی پھر وہان اللہ جانتا ہو اور بعضے کہتے ہین وہان اللہ کی
رضامندی ہو اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ برحق اللہ کنجایش والا ہو یعنی اللہ مخیر تمام خلق کو بس ہے عَلِيْمٌ وہ خبردار ہے
تمھارے اعمال اور نیات کو خوب جانتا ہو اس آیت سے یہہ حکم نکلا کہ اگر کسی پر قبلہ مشتبہ ہووے اور اجتہاد کرکے ایک
جہت کی طرف نماز پڑھے تو اُس پر اعادہ نہین ایسا ہی غریق دریا مین تختے پر رہے یا کسی کو کوئی مشکین باندھ کر
سو قبلے کی طرف متوجہ نہین ہو سکتا تو وہ جس جہت مین ہے اسی جہت مین نماز پڑھے تو اس پر بھی اعادہ نہین
وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا اور کہتے ہین اللہ رکھتا ہے فرزند یہہ آیت نازل ہوی مدینہ کے یہود مین
جو عزیر کو اللہ کا بیٹا کہتے ہین اور نصاریٰ مین جو مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین اور عرب کے مشرکون مین جو ملایکہ کو اللہ
کی لڑکیان کہتے ہین سو انکو اللہ صاحب نے پانچ وجہ سے رد کیا سُبْحٰنَهٗ وہ سب سے نرالا ہے یہہ پہلی وجہ ہے
یعنی اللہ فرزند رکھنے سے منزہ ہو کیونکہ فرزند رکھنا چاہتا ہو باپ مین اور فرزند مین مشابہت رہنا اور لازم
کرتا ہو احتیاج اور جلد فنا ہونا اللہ تو سب سے نرالا ہے پھر اُسکو فرزند ہونا محال ہو بَلْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ بلکہ اُسکا مال ہے جو کچھ ہو آسمانون مین اور زمین مین یہہ دوسری وجہ ہے یعنی جو کوئی تمام جہان کا
مالک ہے اور عزیر اور مسیح اور ملایکہ یہہ بھی اُسکی مخلوق ہین تو اُسکے فرزند ہونا محال ہین كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ
سب اسکے فرمانبردار ہین یہہ تیسری وجہ ہے یعنی تمام لوگ اُسکے حکم اور مشیت مین ہین کسی کو مقدور نہین
اسکی مشیت اور تکوین کے برخلاف کرے اگر اسکے فرزند ہوتے تو البتہ باپ کے ہمسر ہوتے یہہ تو محال ہے
بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نیا نکالنے والا آسمان اور زمین کا یہہ چوتھی وجہ ہے یعنے اللہ نے تو آسمان
اور زمین کو نیا ایجاد کیا سابق مین اسکے مثل نتھا جو ایسا ایجاد کرنے والا ہے البتہ وہ کسی کا باپ نہوگا

کیونکہ والد ولد کا عنصر اور مادہ پڑا ہے کہ ولد اُس سے منفصل ہوا اللہ تو سب اشیا کو پیدا کرنے والا ہی ہے علی الاطلاق ہووہ منزہ ہی نقصان کی صفات سے تو البتہ والد ہوگا وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اور جب حکم کرتا ہی ایک کام کو یہی کہتا ہی اُسکو کہ ہووہ ہوتا ہی یعنے اللہ تعالی کسی چیز کو ایجاد کرنا چاہتا ہی تو بجز واسکے ارادے کی وہ چیز وجود مین آتی ہی وہان توقف اور امتناع کو راہ نہین یہہ پانچوین وجہ ہی کہ اُنکے قول کے فساد پر دلالت کرتی ہی کیونکہ فرزند کرنا ہلت سے ہوتا ہی اللہ تعالی کا فعل اِس سے غنی ہی وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور کہنے لگے جنکو علم نہین ابن عباس کہتے ہین ان لوگون سے مراد یہود ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مدینہ مین تھے اور مجاہد کہتے ہین مراد نصاری ہین اور قتادہ کہتے ہین کہ عرب کے مشرکین ہین غرض کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ کیون نہین بات کرتا ہمسے اللہ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ یا آوے ہمکو کوئی علامت جو تیری صداقت پر نشان دیوے كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ اسیطرح کہہ چکے ہین اُنسے اگلے اِنہین کی سی بات یعنی اگلے امت کے کافرین جو باتین کئے ہین سو اب کے لوگ بھی ویسی ہی بات کرتے ہین یہود موسی علیہ السلام سے سوال کئے کہ اللہ کو روبرو بتادے اور اُسکا کلام سنادے اور عیسی علیہ السلام سے سوال کئے کہ ہم پر آسمان سے خوان اتارا سکے سوا اور بھی باتین کہ جسکا سوال کرنا لایق نہین تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ایک سے ہین دل بھی انکے یعنے اِسوقت کے اور اگلے زمانے کے کافرون کا دل کفر اور عناد مین باہمدیگر مشابہت رکھتا ہی قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ہمنے بیان کردین نشانیان اُن لوگون کو جنکو یقین ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیان جیسے شق القمر اور سخن کرنا پتھر کا اور چل کے آنا درخت کا اور جاری ہونا پانی کا چشمہ انگشتان مبارک سے اِس کے سوا بہت سے معجزے ہم دکھا چکے ہین اُن لوگون کو جو یقین حاصل کرنا چاہے نہ اُن کو جو محض سرکشی اور عناد سے سوال کرتے ہین اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ہمنے تجھکو بھیجا ٹھیک بات لیکر خوشی اور ڈر سنانے کو حق سے مراد یا راستی ہی یا قرآن یا اسلام اور شریعت کے احکام خوشی سنانے والا اطاعت کرنے والون کو جنت اور اجر عظیم کی اور ڈرانے والا نافرمانون کو دوزخ اور عذاب سے وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ اور تجھ سے پوچھ نہین دوزخ والون کی یعنی لوگون کو خبر سنا دینا تیرا کام ہی تیری

ورد ۱۰

کئے بعد اگر وے ایمان نہ لاوین تو تجھسے اسکی پرسش نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا کاش مجھ کو شعور ہوتا کہ میرے ماں اور باپ کیا کئے پھر یہہ آیت نازل ہوئی اور حضرت کو کافرون کے احوال سے سوال کرنے کی ممانعت آئی لیکن یہہ روایت ضعیف ہی اور مختار یہہ ہے کہ یہہ آیت اہل کتاب کے کافرون کے حق مین نازل ہوئی وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ اور ہرگز راضی نہونگے تجھسے یہود اور نہ نصاریٰ جب تک تابع نہو تو اُنکے دین کا یعنے یہود تجھسے راضی نہونگے جب تک تو یہودیت کو نہ اختیار کرے اور نہ نصارا جب تک تو نصرانیت کو نہ اختیار کرے اِس کے نازل ہونیکا سبب یہہ ہے کہ یہود اور نصارا حضرت سے مصالحت چاہتے اور طمع باندھتے کہ اگر ہمکو مہلت دین تو ہم تابع ہو وینگے پھر اللہ صاحب نے یہہ آیت نازل کی کہ تو انکی اسلام کی آرزو مت کر کیونکہ تو جب تک انکا دین اختیار نہ کریگا یہہ تجھسے راضی نہو وینگے تو تیرے دین کے تابع ہونا کہان نہین قُلْ تو کہہ ای محمد اُنکے جواب مین اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى مقرر جو راہ اللہ دکھاوے وہی راہ ہے یعنی اللہ نے جو اسلام کی راہ جو بتائی ہے وہی راہ حق ہے اسکے سوای دوسری کوئی راہ نہین اور اہل کتاب جو اپنی متابعت کرنا چاہتے ہین سو وہ آرزو ہے انکے نفسون کی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ اور کبھی تو چلا اُن کی پسند پر یعنی اُنکی بیہودہ بات پر جو تجھے بلاتے ہین اس جگہ اگرچہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لیکن مراد حضرت کی امت ہی بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اُس علم کے جو تجھکو پہنچا یعنی دین صحیح جو دلایل سے ثابت ہوا مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ تو تیرا کوئی نہین اللہ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ جنکو ہمنے دی ہی کتاب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہہ آیت شان مین اہل کتاب کے اتری جو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کشتی مین حبش سے آئے تھے وہ چالیس شخص تھے نصارا کے بتیس شخص حبش کے اور آٹھ شخص شام کے رہبون ہے اور بعضے کہتے ہین مطلق اہل کتاب کے حق مین نازل ہوی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسے عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی غیرہما يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُنکو یعنی کتاب کو پڑہتے ہین جو حق ہے پڑہنے کا یعنی جیسی نازل ہوئی ویسا ہی پڑہتے ہین اس مین تغیر اور تحریف نہین کرتے اور نعت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ہی اسکو بدل نہین دیتے اُولٰئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وے اُس پر ایمان لاتے ہین یعنی جو کتاب کو پڑھتے ہین حق پڑھنے کا وہی لوگ اس کتاب کی تصدیق کرتے ہین جب اُسکی تصدیق کئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق بھی اُس مین موجود ہی وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ اور جو منکر ہو گا اُس سے یعنی اُس کتاب سے اور اُسکو بدل دیگا فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ سو اُنہین کو نقصان ہی کیونکہ انکی جگہ دوزخ مین ہی اول اللہ صاحب نے بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا اور اُن پر جو جو نعمتین دین اُسکو مفصل ذکر فرمایا اور انکی بد ذاتی اور شرارت جو اپنے نبی سے کی تھی کھول دیا اب پھر انکی تنبیہ کرنے اور انکو جو نعمتین دی تھین وہ یاد دلانے کو فرماتا ہی یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اے اسرائیل کی اولاد یاد کرو احسان میرا جو مین نے تمپر کیا اور وہ کہ بڑائی تمکو عالم پر یعنی اُسوقت کے عالم پر وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا اور بچو اُس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص کے ایک ذرہ وَّلَا یُقْبَلُ مِنْھَا عَدْلٌ اور نہ قبول ہو اسکی طرف سے بدلا وَّلَا تَنْفَعُھَا شَفَاعَۃٌ اور نہ کام آوے اُسکو سفارش یہہ آیت اگرچہ عام ہے لیکن اس سے مراد خاص ہی یعنے شفاعت کام نہ آویگی جبکہ وہ مستحق ہو چکا فقط عذاب ہی کا یا وہ شفاعت جسکا اذن نہ ہو یاد ہے یہود کو جو کہتے تھے اپنے آبا اجداد سفارش کرکے عذاب سے بچا لینگے وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ اور نہ انکو مدد پہنچے یعنے انکا کوئی مددگار ہو کے اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہین وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ اور جب آزمایا ابراہیم کو اسکے رب نے کئی باتونمین پھر اُس نے وے پوری کین ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا سورۂ انعام مین اللہ تعالی فرماتا ہے واذ قال ابرھیم لابیہ ازر اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو بعضے کہتے ہین آزر باپ تھے چچا تھے باپ کا نام تارخ تھا چچا کو باپ کہنے کے اصطلاح پر باپ فرمایا اور بعضے کہتے ہین تارخ نام تھا عرف آزر اور ابراہیم کی پیدائش سوس شہر مین ہوئی اہواز کا ضلع بعضے کہتے ہین بابل مین اور بعضے کہتے ہین کوثی مین کوفہ کا ضلع بعضے کہتے ہین حیران مین لیکن انکے والد نمرود کے ملک بابل کو لے گئے ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور شرف کی سب لوگ اقرار کرتے تھے یہود و نصارا انکی بزرگی کے قایل تھے اور انکی طرف اپنے نسب کا سلسلہ جو پہنچا تھا اس سے فخر کرتے تھے اور عرب کا نسب بھی جو

ع ۱۵

ثمن

انکی طرف پہنچا تھا اور ابراہیم بنائے سو وہ گھر یعنے کعبہ کی خدمت جو کرتے تھے اِس سے بڑا فخر کرتے تھے
اسلام کے آئے بعد ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت اور شرف زیادہ ہوئی سو اللہ تعالی ابراہیم سے چند چیزین
نقل کیا کہ اُس سے مشرکین اور یہود و نصارا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو قبول کرنا اور اُنپر ایمان لانا اور
انکی تصدیق کرنا لازم آتا ہی کیونکہ ابراہیم پر جو اللہ تعالی نے واجب کیا ہو وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے
خصایص ہین فقط جزئی احکام مین اختلاف ہو اور ابتلا کے معنی آزمانا اور امتحان کرنا جب کسے فرماتے سے مین
آزمایا تو اس سے دو چیز کا ارادہ کرتے ہین ایکتے آزمانے والے کو اس شخص کا حال معلوم ہونا دوسرا وہ شخص
خوب ہے یا خراب ہے سو لوگون کو معلوم ہونا اللہ تعالی جب بندون کو آزمایا تو اُنکا حال اللہ تعالی کو معلوم ہونا
غرض نہین کیونکہ اللہ تعالی کو اُنکا سب حال معلوم ہے کچھ چیز اس سے پوشیدہ نہین آزمانے سے غرض یہہ ہے
کہ بندون کو اُس کا احوال معلوم ہووے کہ وہ بھلا ہی یا بُرا اور یہہ کلمے جن سے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا اُس مین
اختلاف ہی عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتا ہی کہ وہ تیس چیزین ہین شرایع اسلام کے سورت برات کی آیت تین
یعنے التائبون العابدون آخر تک دس کا ذکر ہی توبہ کرنا عبادت کرنا حمد کرنا سیاحت کرنا
رکوع کرنا سجدہ کرنا امر معروف کرنا نہی منکر کرنا اللہ تعالی کے حدود کی محافظت کرنا اور ایمان اور سورت
احزاب کی آیت مین ان المسلمین والمسلمات آخر تک دس کا ذکر ہے اسلام اور ایمان اور قنوت
اور صدق اور صبر اور خشوع اور صدقہ دینا اور روزہ رکھنا اور شرمگاہ کو زنا اور لواطت اور سحاق سے بچانا اور
دل وزبان سے ہمیشہ اللہ تعالی کا ذکر بہت سا کرنا اور سورت المومنین کی آیت مین یعنی الذین ہم علی صلوتہم
یحافظون آخر تک دس کا ذکر کیا ایمان اور تصدیق قیامت کی دن کی اور ہمیشہ خوف اندیشہ عذاب الہی
سے اور خشوع نماز مین اور نماز کے آداب اور سنن اور مستحبات کی محافظت کرنا اور لغو اور عبث اور مسخرگی سے
احتراز کرنا اور دل کی خوشی سے زکوۃ دینا اور شرمگاہ کو اپنی منکوحہ اور مملوکہ کے غیر سے بچانا اور عہد کو وفا
امانت کو ادا کرنا اور شہادت پر قایم رہنا اِن دس چیزون کا ذکر سورت سأل سائل مین بھی مذکور ہے
اِن تیس خصلتون مین اگرچہ بعضے مکرر ہین پر انکے قیدون کو اور تخصیصات کو لحاظ کرین تو حکم مین جدی
خصلت کے ہوتے ہین اور طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ اللہ تعالی نے آزمایا سو دس خصلت ہین

فطرت سے پانچ تو سر مین مونچھون کو کترنا اور غرارہ کرنا اور ناک مین پانی لینا اور مسواک کرنا اور سر کے بالون مین مانگ نکالنا اور پانچ جسد مین ناخن نکالنا اور بغل کے بال چننا اور موی زہار مونڈھنا اور ختنہ کرنا اور پیشاب کرکے پانی سے طہارت کرنا بخاری اور مسلم روایت کیے ہین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پانچ چیز ہین فطرت مین کے ختنہ کرنا اور استحداد یعنی موی زہار ترشانا اور مونچھ کترنا اور ناخن لینا اور بغل کے بال چننا اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دس چیز ہین فطرت مین مونچھ کترنا اور داڑی چھوڑنا اور مسواک کرنا اور ناک مین پانی لینا اور ناخن نکالنا اور براجم یعنی انگلیون کے گرہین دھونا اور بغل کے بال چننا اور موی زہار ترشانا اور انتقاض الماء یعنی پیشاب کرکے پانی سے پاک کرنا حدیث کا راوی مصعب کہتا ہے دسوین چیز کو مین بھول گیا شاید کہ غرارہ ہو حدیث مین آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اول اُن مین کے ہین جو ختنہ کیے اور اول اُن مین کے ہین جو ناخن ترشے اور اول اُن مین کے ہین جنکے سفید بال نکلے پھر جناب الٰہی مین عرض کیے کہ ای رب یہہ سفید بال کیا ہین بولا وقار ہے یعنی بزرگی کہے ای رب مجھے وقار زیادہ کر اور قتادہ نے کہا ہے وہ باتین حج کے مناسک ہین اور حسن بصری نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا ساتھ چیزون سے ستارے اور چاند اور سورج جس مین ابراہیم نے تامل کیا اور جانا کہ پروردگار سب کا ایک ہی ہمیشہ باقی اور آتش کہ چیر صبر کیے اور ترک وطن اور ذبح اپنے فرزند کا اور ختنہ کرنا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اِن تمام پر صبر کیا اور مجاہد کہتا ہے کہ وہ کلمے وہی ہین جو یہان اِس آیت کے بعد فرماتا ہے کہ انی جاعلك للناس اماما الآیات بعید نہین کہ کلمات سے مراد یہہ سب تکلیفات ہون جو اللہ تعالے نے اُنپر لازم کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے اُن تمام کو پورا کیا یعنی جو جو باتین اللہ تعالی امر کیا اُن تمام کو بجا لائے اور اُس پر خوب طرح سے قایم ہوے ابراہیم کے قبل کوئی نبی نے اِن تکلیفات سے مامور نہ ہوا قال فرمایا رب نے انی جاعلك للناس اماما مین کرونگا تجھکو سب لوگون کا پیشوا اپنے نیکیون مین تیری پیروی کرین اور تیرے طریقہ پر چلین امامت ابراہیم علیہ السلام کی عام اور ہمیشہ ہے کیونکہ اُنکے بعد کوئی نبی نہوا مگر اُنکی اولاد مین اور مامور ہوا اُنکی متابعت کرنے پر قال بولا ابراہیم ومن ذریتی

اور میری اولاد میں بھی یعنی میری اولاد میں بھی پیشوا کر کہ لوگ اُنکی متابعت کریں قَالَ کہا رب نے
لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ نہیں پہنچتا میرا عہد یعنی نبوت یا امامت بے انصافوں کو اللہ تعالےٰ
نے اس آیت میں اشارہ کیا کہ تیری اولاد میں نیک بد سب ہونگے جو نیک ہیں انکو امامت دیونگا اور جو بد ہیں انکو نہ دیونگا۔
اِس آیت سے معلوم ہوا کہ فاسق امامت کے لایق نہیں فاسق کو حاکم کرنا یا اسکو خدمت قضا کی یا افتا کی یا
احتساب کی یا اور کوئی خدمت دینا جایز نہیں وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ اور
جب ٹھہرایا ہمنے یہہ گھر یعنے کعبہ رجوع ہونیکی جگہہ لوگونکی یعنی اطراف سے لوگ اگر دہان جمع ہون وَاَمْنًا
اور پناہ کی جگہ یعنی وہان جو پناہ لیوے اُسکے متعرض نہونا اِس سے امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اگر کوئی جنایت کرکے
کعبہ مین چھپے تو اُسکو پکڑنا جایز نہین لیکن اُسکو ایسا روکنا چاہئے کہ وہ عاجز ہوکے آپ ہی نکلے بخاری اور مسلم
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ
پڑھے سو فرمائے اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا جس روز سے کہ آسمان و زمین پیدا کیا پھر اللہ کے حکم سے
حرام ہے قیامت تک اور وہان جنگ کرنا کسی کو میرے قبل حلال نہوا اور میرے تئین بھی حلال نہوا مگر ایک دن کی
ایک ساعت سو وہ اللہ کی حرمت سے حرام ہے قیامت تک نہ قطع کرے وہانکے کانٹے اور نہ ہنکاوے وہان کے
شکار کو اور نہ اُٹھاوے وہان سے پڑی چیز کو مگر جو اسکی تعریف کرتا ہو یعنے اٹھائی ہوئی چیز کے مالک کو ہمیشہ دریافت
کرتا رہے اور نہ اکھیڑے اُسکین کی گھانس وغیرہ عباس رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ مگر اذخر کہ لوہارون کے اور
گھر دکھ اور قبور کے واسطے ضرور ہے حضرت فرمائے مگر اذخر اور مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ وہان حد قایم کرنا مطلق
جایز ہے کیونکہ عاصی نے خود اپنی حرمت کو توڑا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی اور
رکھو ابراہیم کے مقام کو نماز کی جگہ مقام ابراہیم سے مراد پتھر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کعبہ بنانیکے وقت
اسپر کھڑے ہوئے تھے اور اسپر ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان ہے جہان کہین کہ اب موجود ہے
اُسکے پاس نماز پڑھنا مستحب ہے روایت کیے ہین بخاری انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہے فرمائے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ موافقت کیا مین پروردگار کی تین بات مین یا موافقت کی میری پروردگار نے تین بات مین
میں نے کہا کاش ہی مین بولا یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ کرلین تو بہتر ہے سو اللہ تعالیٰ نے

نازل کیا واتخذوا من مقام ابراهیم مصلے اور مین بولا یا رسول اللہ آپکے یہان اچھے بڑے لوگ تمام آتے ہین اگر امہات المومنین کو چھپایا کرین تو بہتر ہے پھر اللہ تعالی نے آیت حجاب کی نازل کی اور مین نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بی بی پر غصہ ہوئے سو مین انکو جاکے بولا اگر تم ان حرکتون سے باز آئین تو خوب ہے نہین تو اللہ تعالی اپنے رسول کیواسطے تم سے خوب عورتین بدلدیگا سو اللہ تعالی نازل کیا عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن الآیہ بعضے کہتے ہین مراد اس نماز سے وہ نماز ہے جو طواف کے بعد دو رکعت گذارتے ہین اور اس دو رکعت کو بعضے فقہا واجب کہتے ہین امام شافعی کے اصح مذہب مین یہہ دو رکعت طواف کے مستحب ہین بعضے کہتے ہین مقام ابراہیم سے مراد تمام حرم ہے اور بعضے کہتے ہین حج کے موقف ہین اس تقدیر پر نماز سے مراد دعا ہوگی وعہدنا الی ابرٰهیم واسمٰعیل ان طهرا بیتی اور امر کردیا ہمنے ابراہیم اور اسمعیل کو کہ پاک رکھو گھر میرا یعنے کعبہ کو بتون سے اور نجاست سے اور اس سے جو لایق نہین ہے للطائفین واسطے طواف کرنیوالون کے یعنے اس کے گرد پھرنے والے والعٰکفین اور اس مین عبادت واسطے بیٹھنے والون کے والرکع السجود اور رکوع سجود والون کے واذ قال ابرٰهیم اور جب کہا ابراہیم نے رب اجعل هذا بلدا امنا اے رب کر اسکو یعنی مکہ کو یا حرم کو شہر امن کا یعنی لوگونکو اس مین امن رہے ابراہیم علیہ السلام یہہ دعا مانگے کیونکہ اس شہر مین کچھ زراعت نتھی پھر اگر امن بھی نہ ہو تو اطراف سے وہان کچھ چیز نہ آئیگی پھر رہنا وہان کا دشوار ہوگا اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی اور اسکو امن والا شہر کیا کوئی جبار اسکے خراب کرنیکا ارادہ کرے تو اسکو ہلاک کرتا ہے جیسا اصحاب الفیل وغیرہ کو ہلاک کیا یہان ایک اشکال ہے کہ حجاج نے مکہ کے لوگون سے جنگ کیا اور اس پر منجنیق مارے پھر امن کہان ہے اسکا جواب دیتے ہین کہ حجاج مکہ کو ویران کرنے اور وہان کے لوگ کو ہلاک کرنے کے ارادے سے آیا نہین تھا اسکی غرض یہہ تھی کہ ابن الزبیر کو پکڑے اور انکو خلافت سے معزول کرے مدینہ والون نے جنگ کے ممکن نتھا اس لئے انسے جنگ کیا جب اسکا مقصود حاصل ہوا تو کعبہ کی مرمت اور اسکی تعظیم کی وارزق اهله من الثمرات من امن منهم باللہ والیوم الاخر اور روزی دے اس کے لوگونکو میوہ مین سے جو کوئی انمین ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ابراہیم علیہ السلام نے میوے دینے کی دعا مانگی کیونکہ

اس بیابان مین مین زراعت نہتی پھر دعا مانگی تا میوے اطراف سے وہان آوین اللہ تعالے ابراہیم کی دعا کو قبول کیا کہ ہمیشہ اطراف سے وہان پھل آیا کرتے ہین اور دعا خاص مومنون کے واسطے کی کیونکہ اول امامت کے واسطے جو دعا مطلق مانگی تو اللہ تعالے نے انکو فرمایا ظالمون کو میرا عہد نہ ملیگا پھر اُس کا لحاظ کرتے اب عا مخصوص مومنون کے واسطے کی اللہ تعالی انکو معلوم کروایا کہ دنیا مین رزق دینے مومن اور کافر سب کو برابر ہین اور فرمایا۔

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا فرمایا رب نے اور جو کوئی منکر ہے اُسکو بھی فایدہ دونگا تھوڑے دنون یعنی اُسکے حیات تک وہ حیات اگرچہ دراز ہو لیکن آخر منقطع ہوتی ہی تو تھوڑی ہی ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ پھر اُسکو قید کر بلاونگا دوزخ کے عذاب مین وہ بُری جگہ پہنچے وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ اور جب اٹھانے لگا ابراہیم بنیادین اُس گھر کی اور اسمعیل اہل سیر وغیرہ لکھتے ہین کہ اللہ تعالی زمین کو پیدا کرنیکے قبل دو ہزار برس کے کعبہ کی جگہ پیدا کیا سو پانی پر تھی کف کی سی سفید رنگ پھر اسکے نیچے زمین کو برابر کئے آدم علیہ السلام زمین پر جب اترے تو انکو وحشت ہوئی جناب باریمین عرض کئے اللہ تعالے بیت المعمور کو اتار کے کعبہ کی جگہ رکھا اسکی بنا یاقوت کی تھی اور دو دروازہ تھے زمرد کے ایک دروازہ شرقی اور دوسرا غربی اور آدم کو اللہ تعالے نے فرمایا ای آدم مین نے تیرے واسطے گھر کو اتارا تو اُسکا طواف کر جیسے عرش کی گرد طواف کرتے ہین اور تو وہان نماز پڑھ جیسی عرش کے گرد نماز پڑھتے ہین اور حجر اسود کو بھیجا اسکا رنگ سفید تھا جاہلیت مین اسکو حایض عورتین چھونے لگین تو اُسکا رنگ سیاہ ہوا پھر آدم ہند سے مکہ کو پیادہ آئے اللہ تعالی نے انکے ساتھ ایک فرشتے کو بھیجا تا کعبہ انکو بتا دے پھر آدم علیہ السلام آکے اس گھر کا حج کئے اور مناسک بجا لائے ابن عباس کہتے ہین آدم چالیس بار ہند سے پیادہ جا کر حج کئے غرض نوح علیہ السلام کے طوفان تک وہ گھر ویسا ہی تھا طوفان کیوقت اللہ تعالی اُس گھر کو اٹھا کے چوتھے آسمان پر رکھا اُس مین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین نکلے بعد بھی اُس مین داخل نہین ہوتے اور جبرئیل علیہ السلام حجر اسود کو لیجا کے جبل ابوقبیس مین پوشیدہ کئے تا طوفان سے غرق نہووے طوفان کے بعد کعبہ کی جگہ خالی تھی ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک پھر ابراہیم علیہ السلام کے دونون فرزند اسمعیل اور اسحق پیدا ہوے بعد اللہ تعالے امر کیا کہ وہ گھر جس مین اللہ کا ذکر ہوا کرے بنا دے ابراہیم علیہ السلام

اس گھر کی جگہ پوچھے تو اللہ نے ایک ابر کا ٹکڑا کعبے کے مقدار کے برابر بھیجا ابراہیم علیہ السلام اسکے سایہ میں چلے آخر کعبہ کی جگہ برابر آکے ابر کا ٹکڑا کھڑا ہوا اور ابراہیم کو ندا آئی کہ ابر کا سایہ جتنا ہے اتنا ہی گھر بنانا اور اس سے کچھ کم و زیادہ نہ کرنا بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالے نے بھیجا تا کعبہ کی جگہ بتاوے پھر ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام ملکے کعبہ کی بنا شروع کئے ابراہیم بناتے اور اسمعیل پتھر اٹھا کے دیتے ابن عباس سے روایت ہے کہ کعبہ پانچ پہاڑ کے پتھروں سے بنایا طور سینا اور طور زیتا اور جبل لبنان کہ شام میں ہے اور جودی وہ جزیرے میں ہے اور جبل حرا وہ مکہ میں ہے جب حجر اسود کی جگہ پہنچی ابراہیم نے اسمعیل کو کہا ایک خوب پتھر ڈھونڈ کے لاؤ تا لوگوں کے نشان کیواسطے اسکو لگاؤں اسمعیل ایک پتھر لیکے آئے ابراہیم کہے اس سے خوب پتھر لاؤ جبریل نکلے ابو قبیس پہاڑ نے پکار کے کہا ای ابراہیم تمھارے واسطے میرے پاس ایک امانت ہے اسکو لو پھر حجر اسود کو نکالے اسکے موقع میں اب جہاں گڑا ہے رکھے بعضے کہتے ہیں کعبہ کو اول آدم علیہ السلام نے بنایا پھر بعد طوفان کے ابراہیم بنائے بعضے کہتے ہیں اول ملائکہ بنائے بعدہ ابراہیم علیہ السلام بنائے پھر عمالقہ بنائے بعد جرہم بعدہ قریش مبعث کے قبل اور نقشہ جو ابراہیم کیوقت تھا اس میں کچھ تغیر کئے اور اس بنا میں نبی صلی اللہ علیہ السلام بھی شریک تھے بعد ابن الزبیر اپنی خلافت میں جڑ سے توڑ کر اور ابراہیم علیہ السلام کے وقت کے نقشہ کے برابر بنائے پھر حجاج بن یوسف ابن الزبیر کی بنا سے کچھ توڑ کے قریش جو بنائے تھے ویسا ہی کیا وہی حجاج کی بنا پر آج تک موجود ہے مگر چند بار مرمت کی گئی اور ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام بناتے وقت یہہ کہتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ای رب قبول کر ہمسے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ ای رب اور کر ہمکو حکم بردار اپنا وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت حکم بردار تیری ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام اپنی ذریت واسطے دعا کے کیونکہ ذریت ہی شفقت کرنیکے سزاوار ہیں اور انبیا کی اولاد جب درست چال پر رہیں تو انکے تابعدار بھی درست چال پر چلینگے اور بعضے اولاد کیواسطے دعا مانگے کیونکہ اول اللہ تعالی فرما چکا ہے لا ینال عهدی الظالمین بعضے کہتے ہیں امت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور سکھلا ہمکو دستور حج کرنیکے مناسک منسک سے ہے نسک کی معنی بڑی عبادت کرنا حج کا موں کو مناسک کہنا مشہور ہوا کیونکہ اس میں بہت مشقت اور کام عادت کے برخلاف ہیں جیسی شکار نہ پکڑنا اور

سیاہا لباس نہ پہنا اور ناخن نہ لینا اور بال نہ نکالنا اسکے سوا اور چیزین بھی ہین پھر اللہ تعالیٰ انکی یہہ دعا
ورد قبول کی اور جبریل کو بھیجا تاج کے تمام رسوم انکو تعلیم کرے وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
اے ہمکو معاف کر تو ہی ہمارا صل معاف کرنیوالا مہربان انبیا گناہون سے معصوم ہین باوجود اسکے توبہ چاہیے سو اپنی
نفس کو توڑنے اور اپنی اولاد کو ارشاد کرنے یا توبہ چاہیے اُس گناہ سے جو پیش از نبوت کے سہو اُن سے سرزد ہوا تھا یا بندہ
اللہ تعالیٰ کی اطاعت کتنی ہی کرے لیکن بعضے اوقات مین کچھ قصور ہو جاتا ہی سہو سے یا فضل ترک کرنے سے سو اس قصور سے
توبہ چاہیے رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اے رب ہمارے اور بھیج انمین ایک رسول اُنھین مین کا
روایت ہے کہ جب یہہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمھاری دعا ہم نے قبول کیا اور وہ نبی آخر زمانے مین آویگا
سب علما کا اس پر اتفاق ہی کہ اس نبی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین تمام
انبیا جو ہوے سو اسحق کی اولاد مین تھے اور انسے کوئی مکہ مین نہ ہوا یہہ دعا تو مکہ کے باشندے اور اسمعیل کی ذریت کیواسطے
تھی اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین کوئی نبی مبعوث نہ ہوا سوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تو یقین ہوا کہ نبی سے
مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین احمد اور ابن جریر وغیرہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مین اللہ کے یہان ام الکتاب مین خاتم النبیین تھا اور آدم کا ہنوز پتلا زمین پر پڑا
ہوا تھا اور مین اپنے اول امر سے تمکو خبر دیتا ہون مین دعا ہون ابراہیم کی یعنی یہہ جو دعا مانگے بھیجے انمین ایک
رسول اور بشارت ہون عیسی کی یعنی سورت صف مین جو مذکور ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی
اسمہ احمد اور انجیل مین بھی ہی کہ مین جاتا ہون اب دوسرا بارقلیط تمھارے واسطے آتا ہی اور خواب
ہون اپنی والدہ کا جو دیکھی یعنی خواب دیکھی کہ اس سے ایک نور روشن ہوا کہ جس سے شام کی حویلیان اسکو روشن
نظر آئین يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ پڑھے انپر تیری آیتین یعنی تو جو اسکو وحی کرتا ہی توحید اور نبوت کے دلایل
اور احکام وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاوے انکو کتاب یعنے قرآن اور پکی باتین بعضے کہتے ہین
حکمت سے مراد معارف اور احکام ہین کہ جس سے نفس کامل ہوتا ہی بعضے کہتے ہین وہ علم اور عمل ہے آدمی حکیم
نہ ہوگا جب تک اس مین علم اور عمل دونون نہ ہون اور بعضے کہتے ہین جو بات تجکو نصیحت کرے یا بزرگی
کی طرف بلاے یا قبیح سے منع کرے وہ حکمت ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ قرآن کو فہم کرنا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ

فقہ جاننا اور بعضی کہتے ہین سنت نبوی جاننا ہو وَيُزَكِّيهِمْ اور انکو پاک کرے یعنی شرک سے اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ مقرر تو ہی ہو زبردست حکمت والا وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ اِبْرٰهِيمَ اِلَّا ع ۱۶
مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ اور کون پسند رکھے دین ابراہیم کا مگر جو بیوقوف ہو اپنے جی سے یعنی ابراہیم کے دین کو
اور شریعت کو ترک نکریگا مگر جو احمق ہو کیونکہ یہود اور نصاریٰ اور عرب کے مشرک سب ابراہیم کے طرف اپنا
نسب پہنچتا ہو کر کے فخر کرتے ہین اور اس نبی کی بعثت کو ابراہیم نے خواہش کیا اور اسکی شریعت ابراہیم کی ملت
کے مطابق ہے جو کوئی اس رسول پر ایمان لانے سے انکار کیا تو اسنے ابراہیم کی ملت سے انکار کیا اور جو ابراہیم کی
ملت کا انکار کیا تو وہ نادان ہے بغوی نے کہا کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ تھا کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ
عنہ اپنے دو بھتیجے مہاجر اور سلمہ کو کہے تم جانتے ہو کہ اللہ تعالے نے توریت مین لکھا ہی اسمعیل کی اولاد سے ایک نبی
بھیجونگا اُس کا نام احمد ہے جو ایمان لایا اُس پر تو راہ پایا اور جو ایمان نہ لایا تو وہ ملعون ہی پھر سلمہ ایمان لایا
اور مہاجر نہ لایا تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے اس حدیث کو مین نے
کسی حدیث کی کتاب مین اور مسند تفسیر مین نہین پایا وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهُ
فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ اور ہمنے اسکو پسند کیا دنیا مین یعنی اسکو رسالت دی اور وہ یعنی ابراہیم
آخرت مین نیکون مین ہے یعنی جن کو مرتبہ ہی بلند اس آیت مین اللہ تعالی خطاب کیا انہون کی جو ترک کرتے
ہین ابراہیم کی ملت کو کیونکہ جس کو اللہ کے یہان سے دونون جہان کی بزرگی ملے اور قیامت کے دن اسکی استقامت
اور صلاح ثابت ہووے تو اسکی پیروی کرنا ضرور ہی اسکو ترک نکریگا مگر سفیہ اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ
جب اسکو کہا اسکے رب نے حکم بردار ہو قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ بولا یعنی ابراہیم حکم مین آیا یہان
کے صاحب ابن عباس سے روایت ہے کہ جب ابراہیم تہ خانہ سے نکلے ستارون چاند سورج کو دیکھکے اللہ کی وحدانیت
اور انکے حادث ہونے پر مطلع ہوے تو اللہ تعالے اُس وقت انکو خطاب کیا کہ اسلم یعنے اپنے نفس کو اللہ کی طرف سپرد
اور اپنے کامونکو اسکے طرف مفوض کر تو انھون نے کہا مین نے مفوض کیا وَوَصّٰى بِهَا اِبْرٰهِيمُ بَنِيهِ
وَيَعْقُوبُ اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹون کو اور یعقوب یعنے یعقوب اپنے فرزندون کو بھی یہی وصیت
کر گیا مقاتل کہتا ہے ابراہیم کے چار فرزند تھے اسمعیل انکی ماں ہاجر قطیہ اور اسحق انکی ماں سارہ اور مدین
مدیان

ا۔ رہدان انکی ماں قیطورا بنتی لیقین کی بعضی آٹھ فرزند کہے ہین یہہ چار اور قیسان اور یزمران اور یشبق شوح انکی ماں بھی وہی قیطورا ہے اور بعضی چودھ کہتے ہین یہہ آٹھ اور ماری اور سرح اور باقس اکیسان اور سروح اور آسم ان چھ کی ماں مجوی تھی توریت کے نسخے جو علمویان ترجمہ کئے ہین انمین آٹھ ہین جو اول مذکور ہوئے ان چھیہ کا داخلہ نہین اور ناموں کے تلفظ مین بھی ہر ہر نسخے مین اختلاف ہی اور یعقوب کے فرزند بارا ہین روبیل شمعون لاوی یہودا یساخر اور زابلون ان چھیون کی ماں لیا اور دان اور نفتالی ان دونون کی ماں بلہا کنیز اور جاد اور اشیر ان دونون کی ماں زلفا کنیز اور یوسف اور بنیامین ان دونوکی ماں راحیل بلبنیج اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ ای مبٹو اللہ نے چن کر دیا ہے تمکو دین یعنی دین اسلام جو وہ برگزیدہ ہے فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ پھر نہ مرو مگر مسلمانی پر اس مین منع کیا اسلام کو ترک کرنے سے اور امر کیا کہ موت تک اسی پر ثابت رہنا یعنی اسلام پر ہمیشہ رہو یہان تک کہ اسی پر مرو فضیل ابن عیاض سے منقول ہے کہ معنی وانتم مسلمون کا تم گمان نیک کرو اللہ کے ساتھ اس معنی پر دلالت کرتی ہے حدیث بخاری اور مسلم کی جابر رضی اللہ عنہ سے کہے مین سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت کے تین روز کے آگے فرماتے مرے کوئی تمسے مگر وہ گمان نیک رکھے اپنے رب کے ساتھ اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ کیا تم حاضر تھے جسوقت پہنچی یعقوب کے موت اس کے نازل ہونیکا سبب بعضی وغیرہ یون کہتے ہین کہ یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے یعقوب نے اپنے مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کیا تھا کہ تم یہودیت پر ثابت رہو اب ہم اسکو کیسا تسلیم کرین پھر اللہ تعالی نے انکی تکذیب کے واسطے یہہ آیت نازل کی حافظ جلال الدین سیوطی کہے ہین مین نہین جانتا کس نے اس حدیث کو نکالا ہی اور ام کا لفظ جو آیا ہی سو انکار کیواسطے ہی یعنی ای یہود تم تو یعقوب کی موت کیوقت حاضر نہین تھے پھر پیغمبرون پر افترا کیون کرتے ہو اور یہودیت کی طرف انکی نسبت کاہی کو لگاتے ہو کیونکہ مین امر نہین کیا ابراہیم کو اور انکی اولاد کو مگر دین اسلام پر چلنے اور وے بھی اپنی اولاد کو دین اسلام پر چلنے کی وصیت کر گئے اب بیان کرتا ہی وصیت کا جو یعقوب نے اپنی اولاد کو کی اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ جب کہا اپنے بیٹون کو تم کیا پوجوگے میرے بعد یعنی میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے کہتے ہین اللہ تعالی نے کسی نبی کی روح قبض نہ کی مگر یہہ کہ اسکو اختیار دیا موت اور حیات مین جب یعقوب علیہ السلام کو

اختیار دیا تو دیکھیے کہ مصر والے بعضے بت پرست ہین اور بعضے آتش پرست سو یعقوب کے مجھکو مہلت دو تا میں
اولاد کو وصیت کرون پھر سب کو جمع کرکے کہے میرے موت کی گھڑی آپہنچی سو میرے بعد تم کسکی عبادت کروگے
قَالُوْا کہے انکی اولاد نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ہم بندگی
کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے رب کی اسمعیل کا نام پہلے ذکر کیا کیونکہ انہون
اسحق سے عمر مین بڑے تھے اور اسمعیل یعقوب کے چچا تھے پھر انکو آبا مین داخل کیا کیونکہ عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور خالا کو ماں
عرب کے سوائے دوسرے قومون مین بھی یہی عادت جاری ہے اِلٰهًا وَّاحِدًا وہی ایک رب نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم
اُسی کے حکم پر ہین تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ وہ یعنی ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور انکی اولاد ایک
جماعت تھی گذر گئی یعنی اے یہود تم ابراہیم کا اور اُنکی اولاد کا ذکر چھوڑ دو لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا
كَسَبْتُمْ اُنکا ہے جو کما گئے اور تمھارا ہے جو تم کماؤ یعنے ایک کو دوسرے کی کمائی کام نہین آتی اُنکو نفع نہ دیگی
مگر جو وے عمل کئے ہونگے بھی نفع نہ دیگی مگر جو تم عمل کرتے ہو تم جو فخر کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا انبیا ہین وہ فخر کام نہ آویگا
وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور تم سے پوچھ نہین اُنکے کام کی یعنی ہر فریق کو اُنکے عمل سے پوچھینگے نہ دوسرے
کے عمل سے وَقَالُوْا اور کہے یعنی اہل کتاب یہہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کیے ہین ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہ عبد اللہ بن صوریا کا نام یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بولا ہدایت نہین مگر ہم جس پر ہین
سو ہمارے تابع ہو تا راہ پاؤگے اور نصاریٰ بھی ایسا ہی کہے پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ
نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ہو جاؤ یہود یا نصاریٰ تو راہ پر آؤ یعنے یہود کہے تم یہود ہو جاؤ اور نصاریٰ کہے تم نصاریٰ ہو جاؤ
قُلْ تو کہہ ای محمد بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بلکہ ہم نے پکڑی راہ ابراہیم کی
جو ایکطرف کا تھا اور نہ تھا شرک والون مین یعنی کسی کی پیروی کرنا ضرور ہو تو ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کرنا
سزاوار ہے کیونکہ اُسکی فضیلت کے سب قایل ہین حنیف مشتق ہے حنف سے اسکا معنی میل کرنا یہان حنیف کا معنی وہ جو
تمام باطل دینون سے میل کرکے دین حق کو اختیار کرتا ہو اور جو شخص ختنہ کرے اور حج کو قایم کرے اسلام کے ساتھ تو
اسکو عرب حنیف کہتے ہین اور اللہ نے جو کہا ابراہیم مشرکون مین نہ تھا اس مین تعریض ہے یہود و نصاریٰ اور
عرب کے مشرکون پر جو ابراہیم کی ملت کی پیروی کا دعوی کرتے تھے حالانکہ اللہ تعالے کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے

اب اللہ تعالیٰ مومنون کو ایمان کی راہ سکھانے ارشاد کیا قُولُوا تم کہو ای مومنو یہود و نصاری کو جو
جو اپنی ملت کی پیروی کرو کہتے ہین آمَنَّا بِاللّٰہِ ہم نے یقین کیا اللہ پر وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا اور جو اترا ہم
پر یعنی قرآن شریف قرآن کا ذکر مقدم لایا کیونکہ ہمارے نسبت کرتے وہ پہلی کتاب ہے یا یہہ کہ اُس پر ایمان لانا
سبب ہے دوسرے کتابون پر ایمان لانیکا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ اور جو اترا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اسباط پر اسباط جمع سبط کا ہے پوتے کو
کہتے ہین یہان اس سے مراد یعقوب کے پوتے ہین یعنی انکے فرزندون کی اولاد جو پیغمبر ہوئے اسباط بنی اسرائیل مین
جیسی قبیلہ عرب مین یا مراد یعقوب کے بارہ فرزند ہین جنکے نام ہم آگے ذکر کیے ابراہیم اور اسحٰق کی نسبت تو
پوتے ہوئے اِس لئے اسباط بولا امین سے یوسف علیہ السلام کی نبوت مین اختلاف نہین دوسرے فرزند نبی تھی یا نہین
سو اختلاف ہے قول اصح یہہ ہے کہ وہ نبی تھے اور ابراہیم علیہ السلام پر جو نازل ہوئے سو وہ دس صحیفے تھے اور
اسمعیل وغیرہ پر اگرچہ صحیفے نازل نہ ہوئے لیکن انکو ابراہیم کے صحیفون پر عمل کرنیکا حکم تھا اور بتفصیل ان صحیفون کو
جاننے پر مامور تھے تو اُنپر بھی صحیفے گویا نازل ہوئے وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی اور جو ملا موسیٰ کو
اور عیسیٰ کو یعنی توریت جو موسیٰ کو ملی اور انجیل جو عیسیٰ کو ملی وَمَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ
اور جو ملا سب نبیون کو اپنے رب سے یعنی ہم ایمان لائے توریت اور انجیل پر اور دوسرے تمام کتب پر جو نبیون
کو ملین اور وے تمام حق ہین اور ہدایت اور نور اور وہ سب اللہ کے یہان سے ہین اور انبیا تمام حق پر تھے کا نُفَرِّقُ
بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ہم فرق نہین کرتے ایک مین ان سب سے یعنی یہود و نصاری بعضونکو مانتے ہین اور بعضون کو
نہین مانتے ویسا ہم نہین کرتے بلکہ اُن سبھون کو ہم مانتے ہین وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اُسی اللہ کے حکم پر
ہین فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا پھر وے بھی یعنی یہود و نصاری اگر یقین لاوین
جسطرح پر تم یقین لائے ہو تو راہ پاوین وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا ھُمْ فِیْ شِقَاقٍ اور اگر پھر جاوین تو اب وہی
ہین ضد پر اور جھگڑنے پر فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ سو اب بس ہے تیری طرف سے اُنکو اللہ اس آیت
مین اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت کا یہود و نصاری پر اور محافظت کا انکی دشمنی سے اور اس مین
ایک غیب کی بڑی خبر ہے اور معجزہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا نبی قریظہ کو قتل کیے

اور انکے عورت بچے اسیر ہوے اور بنی نضیر کو جلاوطن کیے اور خیبر کو انکے ہاتھ سے چھین لیے اور نصارا کا بادشاہ قیصر مسلمانوں کے ہاتھ سے بہت سی ہزیمت پایا اور انکا عبادت گاہ بیت المقدس اور تختگاہ قسطنطنیہ کہ ان دونوں پر حاکم رہے اسکو لقب قیصر کا تھا مسلمانوں نے چھین لیا اور انکے بہت سی ممالک مسلمانوں کے تصرف میں آئے وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور وہی ہے اللہ سنتا جانتا صِبْغَةَ اللَّهِ رنگ اللہ کا یعنے دین اللہ کا اختیار کرو دین کو رنگ سے تعبیر کیا کیواسطے کہ دین کا اثر دیندار پر ظاہر ہوتا ہے جیسا اثر رنگ کا کپڑے پر ظاہر ہوتا ہے یا اسواسطے کہ نصارا کے یہاں جاری ہے کہ پیدا ہوے بعد ساتھ روز کو زرد پانی میں جس کا نام معمودیہ ہے اسکو غوطہ دیتے ہیں اور بولتے ہیں عنتہ سے جو پاکی حاصل ہوتی ہے اس پانی میں غوطہ دینے سے وہی حاصل ہوتی ہے اور کوئی شخص نیا نصرانی ہونا چاہا تو اسکو بھی اُسی پانی میں غوطہ دیا کرتے ہیں جب ایسا کیے تو کہتے ہیں اب پکا نصرانی ہوا سو اللہ تعالی مومنوں کو امر کیا تم کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور رنگا ہمکو اللہ نے ایمان سے اور پاک کیا پورا پاک کرنا نہ تمھاری پاکی کی طرح پھر اس رنگ کی مناسبت کیواسطے رنگ سے تعبیر کیا اس کو علم بلاغت میں مشاکلہ کہتے ہیں یعنے صبغۃ اللہ کا معنی اللہ کی فطرت کہتے ہیں اور یعنے اللہ کی سنت یعنے کہتے ہیں اُس سے مراد ختنہ ہے جس سے بدن خون آلود ہوتا ہے وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر یعنی کسی کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر نہیں یعنے کوئی دین اللہ کے دین سے خوب نہیں وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ اور ہم اُسی کی بندگی پر ہیں قُلْ تو کہہ اے محمد اہل کتاب اس کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ یہودنے مسلمانوں سے کہے ہم اہل کتاب ہیں اور ہمارا قبلہ مقدم ہے اور عرب بت پرست رہنے سے اُنمیں کوئی نبی نہوا محمد بھی اگر نبی ہوتے تو ہم اہل کتاب میں ہوتے پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور فرمایا انکے رد میں کہہ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ کیا تم جھگڑتے ہو ہم سے اللہ میں یعنی اللہ تعالی کی شان میں یعنے اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت دیا اور تمکو نہ دیا کرکے جو باتیں کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اگر اللہ کسی پر وحی نازل کرتا تو ہم لوگوں میں سے کسی پر نازل کرتا اور سمجھتے ہو کہ نبوت کے لایق آپ ہیں یہہ دعوی تمھارا باطل ہے بطلان کی دلیل فرمایا کہ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ اور وہی ہے رب ہمارا اور رب تمہارا یعنے اللہ کے بندے ہونے میں ہم اور تم سب برابر ہیں اپنی رحمت پہنچاتا ہے جس کو چاہے وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ اور ہمکو عمل ہمارے اور تمکو عمل تمھارے یعنی ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا ملیگی یہہ بحث کیا

یہود کو چپکا کرنے اور الزام دینے تقریر یون ہی اللہ تعالیٰ نبوت کرامت کرتا ہی سو وہ محض یا اللہ کا فضل و
احسان ہی تو اس مین سب برابر ہین یا جو شخص طاعتون پر مواظبت کیا اور اخلاص سے اپنے تین آراستہ کرکے نبوت
کا مستعد ہوا سو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیضان ہوتا ہی تو تمکو جیسے نیک اعمال ہین ہمکو بھی ویسی ہین وَ
نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ اور ہم اسی کے ہین یعنے ہم اسی کی خالص عبادت اور طاعت کرتے ہین پھر ہم پسند
آنے کے لایق اور اولی ہوے اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ
كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اسکی اولاد یہودی تھی یا نصاری
قُلْ کہہ ای محمدؐ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ کیا تم بڑے خبردار ہو یا اللہ کیونکہ اللہ تو فرما چکا ابراہیم اور انکی
اولاد نہ یہودی تھے نہ نصرانی کیونکہ یہودیت موسیٰ کے وقت سے نکلی اور نصرانیت عیسیٰ کے زمانہ سے تو تمہارا جھوٹھ
صاف معلوم ہوا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ اُس سے ظالم کون جسنے
چھپائی گواہی جو تھی اُس پاس اللہ کی یعنی ابراہیم اور انکی اولاد مسلمان جو تھے اس کا علم یہود کو ہی اور محمدؐ کی نعت
اور صفت اُنکے کتابون مین موجود تھی سو اُسکو چھپاوے اور اُسکا انکار کرے پھر جو کوئی اللہ کے یہان سے
آئی سو بات کو چھپاوے تو اُس سے ظالم زیادہ کوئی نہین وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ
اور اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے یعنے تمکو اُسکی جزا دیگا تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ وہ
ایک جماعت تھی گذر گئی یعنے ابراہیم اور اونکی اولاد لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ
مَا كَسَبْتُمْ انکا ہوا جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور تم سے پوچھ نہین اُنکے کام کی اہل کتاب اپنے آبا پر اعتماد
پکڑنا اور انبیا کی طرف اپنا نسب پہنچا کے فخر کرنا اور وے اپنے سفارشی ہین کرکے
بے باک ہونا انکی طبیعت مین گڑھ گئی ہے سو اس سے زجر اور توبیخ کے واسطے اس کو مکرر
فرمایا بعضے کہتے ہین پہلی آیت مین خطاب اہل کتاب کو تھا اور اس آیت مین ہم مومنون کو ہی

الجزء الثانی عشر ۱۲

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ اب کہینگے بیوقوف لوگ سفہا جمع سفیہ کی ہے سکو کہتے
جسکی عقل مین نقصان ہو دین کے کام مین یا دنیا کے بلکہ دینی امور مین نقصان عقل جو رکھتا ہو اسکو سفیہ کہنا
سزاوار ہے اور لوگ سے یہود مراد ہین کیونکہ وے نسخ کے منکر تھے قبلہ کے تحویل سے مومنون پر طعن کرنے
لگے پہر طعن کرنے کے آگے اللہ تعالی نے غیب کی خبر دی مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا
کاہے پر پھر گئے مسلمان اپنے قبلہ سے جسپر تھے اس قبلہ سے مراد بیت المقدس ہے قُلْ تو کہہ مجھی لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ اللہ کی ہے مشرق اور مغرب یعنے جہات سب اللہ کے ہین اور خلق تمام اُسکے بندے سو کسی مکان کو
اور کسی جہت کو اُس کی ذات مین ایسی خصوصیت نہین جسکے سبب سے وہ قبلہ بنے اللہ تعالی مختار ہے جس جہت کی
طرف چاہے متوجہ ہونے کا امر کرے اُسکے حکم پر کوئی اعتراض نہین کرسکتا يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ
مُسْتَقِيمٍ چاہے جسکو چاہے سیدھی راہ سو کبھی بیت المقدس طرف منہہ کرنیکا حکم کیا اور کبھی کعبہ کی طرف
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا اور اسیطرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل یعنی جیسا ہم نے تمھارے قبلہ کو
معتدل کیا کیونکہ کعبہ زمین کے وسط مین ہے اور ابراہیم کی بنا ویسا ہی ہمنے تمکو امت معتدل اور پسندیدہ کیا لِتَكُونُوا
شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ تاکہ ہو گواہ لوگون پر یعنی قیامت کے دن تم گواہ ہوگے انبیا کے کہ وہ دنیا مین اپنی امت
کو دعوت کیے وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا اور رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو تمپر گواہ یعنی
اللہ صاحب نے تمکو امت معتدل کیا اسلئے کہ تم تامل کرو اور دلایل جو تمھارے لئے قایم کیا اسکو دیکھین اور
کتاب جو اتارا اسکو جانین اللہ تعالی کسی پر ظلم نہ کیا انبیا کو بھیجا پند و نصیحت کیے لیکن کافرون نے شقاوت سے
اپنی شہوتون کی پیروی کرکے اُسکی آیتون سے اعراض کیے سو تمکو قیامت کے دن گواہی کے لئے لے آوینگے مردی ہے
کہ اللہ تعالی اولین اور آخرین کو ایک ہی مدین پر جمع کریگا اور سابق کے امتون کے کافرون سے پوچھیگا کیا
تمھارے پاس رسول نہین آئے تو وے انکار کرینگے اور کہینگے ہمکو کوئی بشارت سنانیوالا اور ڈرانے والا
نہین آیا پھر اللہ تعالی انبیا کو کہیگا تم اپنی امت کو رسالت پہنچائے سو اُسپر گواہ لے آوو سے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت کو گواہی کے واسطے لاوینگے وے گواہی دینگے کافر کہینگے تم تو ہمارے بعد آئے وے ہمکو
رسالت پہنچائے سو تم کو کیسا معلوم ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کہیگی اللہ تعالی ہمین رسول بہیجا

اور اُن پر کتاب اُتاری اور انبیا اپنی امت کو رسالت پہنچائی کرکے اس کتاب مین خبر دی اللہ جو خبر دیا سو سچ ہی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکے انکی امت کا حال پوچھینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی عدالت اور راستی پر گواہی دینگے اِس حدیث کو بغوی نے بلا اسناد لکھا ہی اور اسکے مطلب کو بخاری اور ترمذی اور بیہقی کتاب البعث مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیے ہین وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا ہم نے نہین ٹھہرایا قبلہ کی جہت وہ جس پر تو تھا یعنی تو اول کعبہ کی جہت کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا اسی کو قبلہ کی جہت نہین ٹھہرایا اس معنی سے معلوم ہوتا ہی کہ قبلہ کی جہت کعبہ ہی تھا اِس کا قصہ یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مین تھے اُسکی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے لیکن ایسی جہت مین ٹھہرے ہوتے کہ اُس سے بیت المقدس کی طرف بھی منہہ ہوتا جب مدینہ کو تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونیکا حکم ہوا سولھہ یا سترا مہینے اُسکی طرف نماز پڑہا کرتے تھے یا معنی یون ہین تو جس قبلہ کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا یعنی بیت المقدس اُس سے ہم تجھکو نہین پھیرے اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ مگر اِسی واسطے تاہم معلوم کرین کون تابع ہی رسول کا اور کون پھر جاویگا اُلٹے پانون یعنی دین مین شک کرکے کون کافر بن جاتا ہی مروی ہی کہ جب قبلہ تحویل ہوا چند لوگ یہودی ہوگئے اور کہنے لگے محمد اپنے آبا کے دین کی طرف پھر گیا اگر کوئی کہے اللہ تعالی سب چیزون کو پیش ازانکے موجود ہونیکے جانتا ہی پھر اِس آیت مین کیون کہا تاہم معلوم کرین کیا اُسکو معلوم نتھا اُسکا جواب یہہ ہے کہ اس جگہ علم سے مراد اُنکے ظہور کا علم ہے کہ جس علم پر ثواب اور عقاب مترتب ہوتا ہی کیونکہ علم آلہی مین سابق جو علم غیب ہے اُس سے ثواب و عقاب کا تعلق نہین بندہ عاصی کہتا ہی کسی شخص کو کچھ کام کی ترغیب دینا چاہتے ہین تو اُسکو کہتے ہین یہہ کام تو کرتا ہی یا نہین سو مین جانون کہنے والے کو اگرچہ معلوم رہتا ہی کہ یہہ کام وہ کریگا یا نہ کریگا لیکن ترغیب کیواسطے اس طور کا کلام کرتے ہین اللہ تعالی اگرچہ سب جانتا ہی لیکن ترغیب کے واسطے اس اسلوب کا سخن فرماتا ہی واللہ اعلم وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ اور یہہ بات یعنی قبلہ کی جہت سے منہہ پھیرنا بھاری ہوئی مگر اُن پر جنکو راہ دی اللہ نے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ اور اللہ ایسا نہین کہ ضایع کرے تمھارا ایمان اِس آیت کے نزول کا سبب بخاری وغیرہ براَبن عازب سے روایت کیے ہین کہ قبلہ تحویل ہونیکے قبل جو لوگ

مرگئے اور ہمارے پدر انکے حق مین ہم کیا کہین سو نہین جانے پھر اللہ تعالیٰ یہہ آیت و ماکان اللہ لایہ نازل کیا
اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ البتہ اللہ لوگون پر شفقت رکھتا ہی مہربان قَدْ نَرٰى
تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ہم دیکھتے ہین پھیر پھیر جانا تیرا منہہ آسمان مین یعنی قبلہ کعبہ کیطرف ہونیکا
تیرا مشتاق ہونا اور وحی کی انتظار مین منہہ آسمان کیطرف پھیرا کرنا ہم نے جانا یہہ آیت تلاوت مین اگرچہ
متاخر ہی لیکن معنی کی نسبت مقدم اور قصہ کا آغاز ہی اس قصہ کو بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہ مختلف طریقے
روایت کئے ہین یہان سب کے مضمون کو جمع کرکے خلاصہ لکھتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے مین
تشریف رکھا کرتے تھے تو کعبہ کی سمت جس مین مواجہ بیت المقدس کے صخرے کا ہو کھڑے ہوتے جب ہجرت کرکے
تو اللہ تعالیٰ نے امر کیا نماز بیت المقدس کی طرف پڑھا کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین یہہ اول حکم ہی قرآن
کا جو منسوخ ہوا غرض سولہ یا سترہ مہینے تک نماز اسی جہت مین پڑھا کئے یہود کہنے لگے محمد دین کے کامون مین
اگرچہ ہماری مخالفت کرتے ہین پر قبلہ مین ہمارے تابع ہین اس سے ہمکو نہایت تعجب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جبرئیل کو کہے مجھے بڑی تمنا ہی کہ اللہ تعالیٰ یہود کے قبلہ سے دوسری طرف پھیرنیکا حکم کرے جبرئیل کہے مین بھی
تم سا ایک بندہ ہون مجھکو اختیار نہین جو حکم ہوتا ہی اسکو بجا لاتا ہون آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم آسمان کیطرف اکثر دیکھا کرتے کہ شاید جبرئیل اسکا حکم لاوین رجب کے مہینے مین بدر کی جنگ سے نیکے دو مہینے
آگے یہ آیتین اتریں فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا سو البتہ پھیرینگے تجکو جس قبلہ کیطرف تو راضی ہی
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اب پھیر منہہ اپنا مسجد الحرام کی طرف اس مسجد کا نام مسجد الحرام
اس لئے ہوا کہ وہان جنگ کا حرام ہی اور اسکے متعرض ہونا ظالمون پر حرام اور اس جگہ مسجد الحرام سے مراد عین کعبہ
ہے اور عین کعبہ کی طرف متوجہ ہونا نماز مین قادر پر شرط ہی پھر اگر کعبہ کا معاینہ ہو تو عین کعبہ کی توجہ یقیناً
رہنا چاہیے اور معاینہ نہین تو ظناً رہنا ابو حنیفہ کا مذہب یہہ ہے کہ اگر معاینہ نہین تو جہت قبلہ کی بس ہے
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہہ اسی کی طرف یہہ خطاب
امت کو ہی کہ تم کہین ہو بر مین یا بحر مین مشرق مین یا مغرب مین اپنا منہہ اسی کی طرف کرنا بخاری نے ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہی کہ ایک روز قبا مین لوگ صبح کی نماز پڑھتے تھے ایک شخص بنی سلمہ کا آیا اور بولا نبی صلی اللہ علیہ

آیت اتری اور کعبہ کیطرف متوجہ ہونیکا حکم کئے ہین پھر لوگ شام کیطرف جو متوجہ تھے کعبہ کیطرف پھر گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون سی نماز مین پھرے اس مین اختلاف ہی بخاری براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے جو حدیث روایت کیے ہین اسکا ظاہر یہ ہی کہ وہ ظہر کی نماز تھی محمد بن سعد اپنی طبقات مین روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر بن البراء بن معرور کے والد کے یہان بنی سلمہ مین گئے تھے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اس مین ظہر کی نماز کا وقت آن پہنچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیکے دو رکعت نماز پڑہے کہ وہین کعبہ کی طرف متوجہ ہونیکا حکم ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسطرف پھر گئے اور اُس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہوا واقدی نے کہا یہی بات ہمارے پاس زیادہ ثابت ہی جب قبلے کی تبدیل ہوئی یہود کہنے لگے محمد اپنے دل سے اختراع کرتا ہی کبھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑہتا ہی کبھی کعبہ کی طرف اگر ہمارے ہی قبلہ پر ثابت رہتا تو ہم سمجھتے کہ ہم جس نبی کا انتظار کرتے ہین وہ محمد ہی ہے پھر اللہ تعالی نے نازل کیا وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ اور مقرر جنکو ملی ہی کتاب البتہ جانتے ہین کہ یہی حق ہے انکے رب کی طرف سے یعنے کعبہ کی طرف منہہ کرنا حق جانتے ہین کیونکہ انکی کتابون مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین لکھا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف متوجہ ہونگے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ اور اللہ بیخبر نہین اُن کامون سے جو کرتے ہین یعنی یہود جو کرتے انسے اللہ غافل نہین اُنکی جزا دنیا اور آخرت مین دیگا وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ اور اگر تو لاوے کتاب والون پاس ساری نشانیان نہ چلینگے تیرے قبلہ پر یعنے یہود و نصاری تیری پیروی جو نہین کرتے سو شبہے کی جہت سے نہین بلکہ یہہ انکا عناد اور مکابرہ ہی اُس پر دلیل قطعا نفع نہ دیگا وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور نہ تو مانے انکا قبلہ یہہ جو فرمایا یہود کی طمع کو قطع کرنے کیواسطے تھا وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ اور نہ انمین ایک مانتا ہی دوسرے کا قبلہ یعنے وہ یہود اور نصاری تیری مخالفت مین متفق ہین پر قبلہ کی شان مین باہم خلاف کرتے ہین یہود بیت المقدس کے صخرے کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور نصاری مطلع شمس کی طرف اور تمھارا قبلہ کعبہ ہی ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا نہین پڑتا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اور کبھی تو چلا انکی پسند پر بعد اس علم کے جو تجکو پہنچا تو بیشک تو بھی ہے بے انصافون مین اس آیت مین اگرچہ خطاب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لیکن اُس سے مراد آپکی امت ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی پسند پر کبھی نہ چلینگے یا انہیں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہی بر سبیل فرض و تقدیر اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ
كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جن کو ہمنے دی ہی کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کے علما پہچانتے ہین اُسکو یعنے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو یعنی تو جو اللہ کا رسول ہی وہ بات انکو خوب معلوم ہی اس مین
کچھ شک و شبہہ انکو نہین تعلبی سدی صغیر کے طریق سے کلبی سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے بعدہ عمر عبد اللہ بن سلام کو پوچھو اللہ تعالےٰ نے یہہ جو فرمایا اسکو پہچانتے ہین جیسا پہچانتے
ہین اپنے بیٹون کو سو وہ کیسی معرفت ہی عبد اللہ بن سلام کہے ای عمر مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچانا جیسا میرا
بچہ لوگون کے بچون مین ہو تو پہچانتا ہون لیکن مجھو اپنے فرزند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت زیادہ ہی عمر کہے وہ کیسا
تو عبد اللہ بن سلام کہے مین گواہی دیتا ہون کہ محمد برحق اللہ کے رسول ہین اور اللہ تعالی انکی نعت ہماری کتاب
مین بیان کیا اور میری عورت کیا کی سو مجھے معلوم نہین یعنی حقیقت مین وہ بچہ اپنی ہی نسل کا ہی یا نہین سو مجھے معلوم
نہین عمر کہے وفقك الله یا ابن سلام یعنی اللہ تجھو توفیق دیوے ای ابن سلام بعضے مفسرین یعرفونہ کی ضمیر
تحویل قبلہ کی طرف پھیرتے ہین اور بعضے قرآن کی طرف وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ
اور ایک فرقہ اُنمین یعنی اہل کتاب مین چھپاتے ہین حق کو جانکر اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ
حق وہی جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک کرنیوالا یعنی وہ اللہ کے یہان کی ہونے مین شک نہین یہہ خطاب بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین کیونکہ آپکے ایسا شک ہرگز نہوگا یہہ خطاب ہی اُمت کے لئے ہی یا وہ بات حق ہونے مین کسی
کو شک نہین اس کی تنبیہ کیا ہی وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا اور ہر کسی کو ایک طرف ہی کہ منہہ کرتا ہی اُسکی ۲ ع
طرف یعنی ہر ملت والے کو ایک قبلہ ہی کہ وہ اوہر متوجہ ہوا کرتا ہی یا مسلمانون کے ہر بستی والے کو کعبہ کی ایک طرف منہہ
کرنا ہی فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ سو تم سبقت چاہو نیکیون مین یعنی اللہ تعالی کے احکام ماننے مین اور اسکی طاعت
مین جلدی کیا کرو اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا جس جگہ تم ہوگے لاویگا اللہ لیکھے
یعنی مومنین اور یہود سب کو قیامت کے دن اکٹھے کرکے اُنکے اعمال کی جزا دیگا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
بے شک اللہ ہر چیز پر کرسکتا ہی مر بعد جی اُٹھانیکا پرہیزگارون کو ثواب دیگا بدکارون کو عقاب وَمِنْ حَیْثُ

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جس جگہ سے تو نکلے ای محمد سفر ہو یا حضر سو اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف وَاِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ اور مقرر یہی یعنی کعبہ کی طرف متوجہ ہونا تحقیق ہی تیرے رب کیطرف سے یعنی اُس مین کچھ شک نہین سو تو اُس پر محافظت کرو وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ بیخبر نہین تمھارے کام سے وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جہان سے تو نکلے تو منہ کر مسجد الحرام کیطرف وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ اور جس جگہ تم ہو کرو اُسی کیطرف منہ اللہ صاحب نے کعبہ کیطرف منہ کرو کرکے تین بار مگر فرمایا کیونکہ یہہ پہلا حکم تھا جو نسخ ہوا اسمین خاطر دن پر شبہہ آنیکا اندیشہ اور فتنہ کا خوف اور شیطان کا دلونمین وسوسہ ڈالنیکا محل تھا اسلئے حکم کی تاکید اور شبہون کو دور کرنیکے واسطے اور توضیح بیان کے لئے مکرر فرمایا اور ہر جگہہ اُس آیت کے ساتھ ایک علاحدہ حکم متعلق کیا پہلی آیت کے ساتھ کہا قبلہ کی بات حق ہی کرکے اہل کتاب جانتے ہین اور توریت اور انجیل مین اسکا مشاہدہ کر چکے ہین اور دوسری آیت کے ساتھ اپنی گواہی ظاہر کیا کہ قبلہ کا امر حق ہی اللہ تعالی کی شہادت اہل کتاب کے علم کا غیر ہی اور تیسری آیت کے ساتھ علت بیان کیا کہ یہود کو تہمت لگاؤنہ رہے یا مکرر لایا اسلئے کہ انسان یا مسجد الحرام مین رہیگا یا مسجد الحرام سے نکلکے شہر مین رہیگا یا شہر سے نکلکے دوسرے شہر کو جائیگا پہلی آیت پہلی حالت دوسری آیت دوسری حالت پر تیسری آیت تیسری حالت پر محمول ہی لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ کہ نرہے لوگون کو تم سے جھگڑنیکی جگہہ لوگون سے مراد یہود اور مشرکین ہین یعنی قبلہ کو جو پھیرا سو اُس سے یہود کا لگاؤ دور ہوا کیونکہ اگر نہ پھیرتے تو یہود کہتے توریت مین ایک نبی جو آنیوالا ہی اُسکا قبلہ کعبہ ہے اور محمد ہمارے دین کا منکر ہی پر ہمارے ہی قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور مشرکونکا لگاؤ بھی دفع ہوا کیونکہ وے کہتے کہ محمد دعوی کرتا ہی کہ مین ابراہیم کی ملت پر ہون پھر قبلہ مین ابراہیم کی مخالفت کیون تا ہی اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ مگر جو اُن مین بے انصاف ہین یعنی جھگڑا کسی کو نہین رہتا مگر معاند اور بے انصاف کو وے کہینگے کعبہ کی طرف نہین پھرا مگر اپنی قوم کا دین اسکو پسند آیا اور اپنی شہر کا دہیان ہوا یا یون کہینگے قبلہ مین تو اپنے آبا کی پیروی کیا شاید اُنکا دین بھی رفتہ رفتہ اختیار کریگا فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ سو اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو یعنی وے لوگ تمھارے قبلہ مین طعن کرینگے اُن سے مت ڈرو اُن سے تمھارا کچھ نہ بگڑیگا اور مجھ سے ڈرو میرے حکمون کی بجالاؤ اُنکا خلاف نہ کرو وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ

ورد ۱۳

اور اسواسطے کہ پورا کروں تمپر اپنا فضل وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اور شاید تم راہ پاؤ یعنی میں نے تم کو جو یہ امر کیا سو اپنی نعمت تمپر پوری کرنے اور تمکو ہدایت دینے کے ارادے سے تھا نعمت پوری کرنے سے مراد ابراہیم کی ملت پوری حاصل ہونا یا اسلام پر مرنا اور بہشت مین جانا وہان اللہ کا دیدار ہونا بخاری ادب المفرد مین اور ترمذی سنن مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پوری نعمت بہشت مین جانا ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پوری نعمت اسلام پر مرنا ہی كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ جیسا بھیجا ہمنے تمکو رسول تمھین مین کا کما کاف تشبیہ کیواسطے ہی اس کا ترجمہ ہندی مین جیسا ہی اور تشبیہ کیواسطے کوئی لفظ ہونا جو اسکے ساتھ متعلق ہووے سو یعنی اتمام نعمتی متعلق لیتے ہین یعنی مین نے اپنا فضل قبلہ کی امر مین یا آخرت کے امر مین جیسا پورا کیا ویسا ہی تمپر رسول بھیجکے فضل پورا کیا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ فاذکرونی اذکرکم سے متعلق ہی یعنے جیسا مین تمکو رسول بھیجکے یاد کیا ویسا ہی تم مجھکو یاد کرو اور یہہ آیت خطاب ہے اہل مکہ اور عربون کو اور رسول سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور عربون کو انھین مین کا رسول بھیجنا اُن پر اللہ تعالی کی بڑی نعمت اور انکی عزت اور شرف کا سبب ہے يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا پڑھتا تمھارے پاس آیتین ہماری یعنی قرآن وَيُزَكِّيكُمْ اور تمکو پاک کرتا ہی یعنے شرک کی نجاستون سے وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاتا تمکو کتاب اور حکمت کتاب سے قرآن مراد ہے اور حکمت سے حدیث اور فقہ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ اور سکھاتا تمکو جو تم نہ جانتے تھے یعنے علوم اور معارف الہی کہ جسکا جاننا بدون وحی کے ممکن نہین نظر و فکر کو وہان کیا دخل فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تو تم یاد کرو مجھکو مین یاد کرون تمکو اللہ تعالی کو یاد کرنا یا زبان سے ہے مثلاً قرآن کی تلاوت کرنا اور اسکی تسبیح اور تہلیل کرنا یا دل سے اس طور پر کہ اسکی ذات کے مراقبہ مین مستغرق ہونا ایسا ذکر اہل سلوک اور اشغال والون کے نصیب ہے یا اس طور پر کہ اسکے دلایل اور آیات کو اور صنایع اور بدایع کو تامل اور تفکر کرنا یہہ بات سبکو حاصل ہوسکتی ہی اور اللہ تعالی جو یاد کرتا ہی اس سے مراد مغفرت اور ثواب دینا اور اسکی رضامندی ہی ابو الشیخ اور دیلمی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی معنی یون فرماتے ہی مجھے یاد کرو میری طاعت سے مین تمکو یاد کرون اپنی مغفرت سے یعنے میری طاعت کروگے تو تمکو بخشدونگا اور ابن لال اور دیلمی اور ابن عساکر ابی ہند داری سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہی اللہ تعالی نے

فرمایا میرا ذکر کر و طاعت سے مین تمکو یاد کرونگا اپنی مغفرت سے سو جو کوئی مجھے یاد کریگا اور میرا مطیع ہوگا تو مجھ پر اُسکا حق ہی کہ مغفرت سے اسکو یاد کرون اور جو مجھے یاد کریگا اور وہ میری عصیان کر رہا ہی تو مین اسکو عداوت اور دشمنی سے یاد کرونگا اور بعضے یون کہتے ہین مجھے یاد کرو نعمت اور فراخی مین تو مین تمکو یاد کرونگا شدت اور بلا مین بخاری اور مسلم وغیرہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اللہ تعالی فرمایا مین اپنے بندے کے خیال کے ساتھ ہون جو میرے سے رکھتا ہی اور جب مجھے یاد کرے تو مین اسکے ساتھ ہون اگر مجھ اپنے جی مین یاد کریگا تو مین اسکو اپنے جی مین یاد کرونگا اگر دربار مین یاد کریگا تو مین اُسکے دربار سے بہتر دربار مین یاد کرونگا اور اگر میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوگا تو اسکی طرف مین ایک ہاتھ نزدیک ہونگا اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ نزدیک ہوگا تو مین اس سے ایک باہم نزدیک ہونگا اور اگر وہ میرے پاس چلتا آویگا تو مین اسکے پاس دوڑ کے آونگا یہہ حدیث اللہ تعالی کی صفات کی حدیثون مین ہی قرب اور بالش اور ہاتھ اور چلنا اور دوڑنا اللہ تعالے کی ذات پر محال ہے سو سلف کا مذہب یہہ ہے کہ اسکے معنون کو خدا تعالی پر سپرد کیجئے خلف کے قول پر اسکی تاویل اسکی نعمتون کی نزدیکی اور اللہ تعالی کا الطاف واحسان ہی وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ اور احسان نو میرا اور ناشکری مت کرو شکر حاصل ہوتا ہی اُسکی طاعت سے اور ناشکری گناہ سے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ع ای ایمان والو قوت پکڑو صبر اور نماز سے صبر اور صلوۃ دو چیز ہی فرمایا کیونکہ یہہ دونون سب عبادتون کے اصل ہین صبر سے مراد یہہ ہی کہ امر آلہی مین اپنی جان پر محنت آوے اسکو سہنا اور عبادتون کی ادا کرنے پر مشقت اُٹھانے اور اپنے تئین گناہون سے اور شہوتون سے باز رکھنا بعضے صبر سے مراد روزہ کہتے ہین اور بعضے جہاد إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ بیشک اللہ ساتھ ہی صبر کرنے والون کے یعنے وہ انکی اعانت کرتا ہی اور انکی دعائین قبول کرتا ہی وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ اور نہ کہو جو کوئی مارا جاوے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین بَلْ أَحْيَاءٌ بلکہ وہ زندے ہین وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ لیکن تمکو خبر نہین بدر کے جنگ مین مسلمان جب شہید ہوئے لوگ کہنے لگے کہ وے مارے پڑے اور انکی لذتین اور نعمتین منقطع ہوین تو انکے شانمین اللہ صاحب یہہ آیت نازل کیا شہدا جو زندہ ہین فرمایا انکی حیات کس طور پر ہے اکثر مفسرین کہے ہین انکی حیات جسد سے نہین اور نہ حیوانات کی حس وحیات کی سی لیکن انکی حیات ایک امر ہے

کہ اسکو عقل درک نہین کرتی وحی سے معلوم ہوتی ہو مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شہدا کی ارواح حواصل مین سبز پرندون کے ہو بہشت کی نہرون کے پاس جہان چاہین وہان جاکے چرتے ہین اور شب کے آکے عرش کے نیچے قندیلون مین رہتے ہین امام مالک اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شہدا کی ارواح سبز پرندون کی شکم مین رہتے ہین اور جنت کے پھل کھایا کرتے ہین ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہو مفسرون کے اس قول پر اعتراض ہوتا ہو کہ انسان کے بعد اسکی روح باقی رہتی ہو اور اسکو ادراک بھی ہو چنانچہ مذہب جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی ہو اور آیات اور احادیث اسی پر ناطق ہین اس تقدیر پر حیات مین سب اموات شریک ہین پھر شہدا کی خصوصیت کیا ہو اسکا جواب یہہ ہو کہ شہدا کو دوسرون کی بہ نسبت زیادتی ہو شہدا جنت کے پھل پھلاری کھایا کرتے ہین بخلاف دوسرون کے کہ وے فقط آسایش مین رہینگے ابن عادل کہتا ہو کہ شہدا کی حیات انکے جسد سے ہے اگرچہ ہم اسکو نہ دیکھین اور حافظ جلال الدین سیوطی بھی اسی قول کو ترجیح دیتے ہین اور اس پر یہہ دلیل کہتے ہین کہ سب کے ارواح کو حیات بالاجماع ثابت ہو اگر شہدا کی حیات جسد کے ساتھ نہوتی تو وے اور دوسرے برابر ہوتے انتہی پہلے اعتراض کا ہم جواب دیئے ہین اس سے یہہ بات دفع ہوجاتی ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو کچھ ایک ڈر اور بھوک سے اور نقصان سے مالون کے اور جانون کے اور میوون کے ڈر سے مراد دشمن کا ڈر اور بھوک سے قحط اور قوت نہ ملنا اور مالون کا نقصان خسارہ ہونا ضایع جانا اور جان کا نقصان قتل ہونا مرنا پھلون کا نقصان بار آور نہ ہونا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ہو کہ خوف سوا اللہ کا ڈر بھوک رمضان کا روزہ مال کا نقصان زکوٰۃ اور صدقہ دینا اور جان کا نقصان بیماری اور پھلون کا نقصان اولاد کا مرنا ہے امام احمد اور ترمذی اور بیہقی شعب الایمان مین ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جب کسی کا بچہ مرجاتا ہو تو اللہ تعالی فرشتون سے پوچھتا ہو کیا تم میرے بندے کے فرزند کی روح کو قبض کیے وے کہتے ہین ہان کہتا ہو کیا تم اوسکے دل کے پھل کو توڑے ہو تو کہتے ہین ہان پھر پوچھتا ہو میرا بندہ کیا کہا کہتے ہین اُسنے تیری حمد کہی اور استرجاع کیا پھر اللہ تعالی فرماتا ہو میرے بندے کے لئے بہشت مین

ایک گھر بناؤ اور اُسکا نام بیت الحمد رکھو ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث حسن ہی وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ
اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اور خوشی سُنا اُن محمد ثابت رہنے
والون کو یعنی اُس بُرائی پر جو اُنکو پہنچتی ہے کہ جب کچھ مصیبت پہنچتی ہی تو کہتے ہین ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اُسکی
طرف پھر جانا ہی مصیبت شامل ہی ہر چیز کو جس سے ایذا ہو طبرانی ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن کو جو ناپسند چیز پہنچے تو وہ مصیبت ہے اس حدیث کی سند ضعیف ہے
لیکن اسکے شواہد ہین انکے دیکھنے ضعف باقی نہین رہتا اور مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہا مین
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہون فرماے کسی بندہ کو کچھ مصیبت پہنچی اس پر وہ کہے انا للہ وانا الیہ
راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا یعنی یا اللہ میری مصیبت مین
مجھے اجر دے اور ایک بدلا اُس سے بہتر مجھے دے تو اللہ تعالیٰ اُسکو اُس مصیبت کا ثواب دیتا ہی اور اُس سے
بہتر اسکو بدلا دیتا ہی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا شوہر ابوسلمہ جب فات پایا تو مین نے یہہ دعا مانگی
اور مجھے چنبھا تھا کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ہوگا انکے بدلے اللہ تعالیٰ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سا شوہر
دیا ابن جریر وغیرہ سعید بن جبیر سے نقل کئے ہین کہ اِس امت کو استرجاع کہنا جو ملا کسی امت کو نہ ملا اگر کسی
کو ملتا تو یعقوب علیہ السلام کو ملتا جب اُنہی یوسف جدا ہوے یعقوب یہی کہے یا اسفا علی یوسف یہان
معلوم کیجئے کہ زبان سے اِنا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کو صبر نہ کہینگے صبر وہ ہی کہ بندہ اِسکو دل سے
اور زبان سے کہے اور دیکھے کہ آپ کس کام کیواسطے پیدا ہوا ہی اور کہان جاویگا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتون کو یاد
کرنا معلوم ہو کہ وہ بندہ سے جو نعمت چھین لیا اُسکے مانند بہت سی نعمتین باقی رکھا ہی اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ایسے لوگ اُنہین پر بخشش ہین اپنی رب کی اور مہربانی صلوٰۃ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے جو ہو اسکا معنی وہ مغفرت جو تعظیم کے ساتھ ہوتی ہی اور صلوات جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہی کہ ان پر
بہت سی صلواتین ہین وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اور وے ہین راہ پر کیونکہ وے قضاء الٰہی پر راضی ہوے
اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ بے شک صفا اور مروہ جو ہین نشان اللہ تعالیٰ کے صفا مروہ
نام ہین پہاڑ کے مکہ مین انمین کے درمیان سعی کرتے ہین یعنے دوڑتے ہین اور شعایر جمع شعیرۃ کا ہی اسکی معنی لغت مین

علامت یہان شعایر سے مراد حج کے مناسک ہین جنکو اللہ تعالی اپنی طاعت کے نشانیان کیا ہی۔ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ
اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا پھر جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے تو گناہ نہین اسکو
کہ طواف کرے یعنے دوڑے اُن دونون مین حج کی معنی لغت مین قصد کرنا ہی شرع مین بیت اللہ کا قصد کرنا
مخصوص مناسک کے کامون کے لئے عمرے کا معنی لغت مین زیارت کرنی ہے اور شرع مین بیت اللہ کی زیارت
کرنی بروجہ مخصوص اس آیت کی شان نزول کو سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر عامر
شعبی سے نقل کئے ہین کہ صفا پر ایک بت تھا اسکا نام اِسَاف اور مروہ پر ایک دیوتی تھی اُسکا نام نائلہ جاہلیت
کے لوگ طواف کئے بعد اُن دونون پہاڑونکے درمیان دوڑتے تھے اور بتون کی تعظیم کرتے جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مکہ کو تشریف لیگئے اور بتون کو توڑ دئے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ صفا مروے کے درمیان اُن دو بتون
کے لئے سعی کرتے تھے وہ حج کے مناسک سے نہین پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے روایتون مین آیا ہی اساف
نام ایک مرد کا تھا اور نائلہ نام عورت سے کعبہ کے اندر زنا کیا اللہ تعالی ان دونون کو مسخ کرکے پتھر
بنا دیا جب ایک مت گذر گئی اور وے لوگ جو اس حال کو جانتے تھے مر گئے کفار انکی پرستش کرنے لگے الغرض صفا
مروے کے درمیان مین سعی کرنا حج اور عمرے کے مناسک مین داخل ہی اور وہ شرع کے حکم سے ثابت ہی لیکن
امام احمد کہتے ہین کہ وہ سنت ہی اور ابو حنیفہ کہتے ہین واجب ہی اگر کوئی اسکو ترک کرے تو جانور کا ذبح کرنا
لازم ہوگا اور امام مالک اور امام شافعی کے پاس حج وعمرے کے ارکان مین وہ بھی ایک رکن ہے
امام شافعی اور ابی سعد وغیرہما نے حبیبہ بنت ابی تجراۃ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماے سعی کرو کیونکہ اللہ تعالی تم پر سعی فرض کیا ہی دارقطنی نے کہا کہ اسکی سند صحیح ہی امام مالک اور امام احمد بخاری
اور مسلم اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی وغیرہ عروہ بن الزبیر سے روایت کیے ہین کہے مین نے بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا کو کہا اللہ تعالی فرماتا ہی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا سو کوئی صفا مروے کے درمیان نہ دوڑے تو کچھ مضایقہ نہین بی بی عائشہ کہے
ای میری بہن کے بیٹے تو نے بُری بات کہی مسلم کی ایک روایت مین یون آیا ہی بی بی عائشہ کہے جو آدمی صفا
مروے کے درمیان طواف نکرے تو اللہ تعالی نہ اُسکا حج پورا کریگا نہ عمرہ تو جو کہا وہ بات اگر مراد ہوتی تو اللہ تعالی

یون فرماتا فلاجناح علیہ ان لا یطوف بھما لیکن یہہ آیت انصار کی شان مین اتری وے اسلام لانے کے قبل مناۃ کے نام سے جس کی وے پرستش کرتے تھے حج کا احرام باندھتے پھر جو مناۃ کے نام سے احرام باندھتا تو صفا مروہ کی درمیان طواف کرنا گناہ سمجھتا جب یے لوگ اسلام سے مشرف ہوے کہے یا رسول اللہ ہم جاہلیت مین صفا مروہ کا طواف کرنا گناہ سمجھتے تھے پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے زہری یہہ حدیث ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کو بولا وہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا یہہ آیت بڑے علم کی ہے اور بولا مین نے عالمون سے سنا تھا کہتے تھے عربون مین سے جو عرب صفا مروہ کے درمیان طواف نہین کرتے تھے اسلام لانے کے بعد کہنے لگے ان دونون پتھرون کے درمیان طواف کرنا جاہلیت کی رسم ہے اور تھوڑے انصار کہنے لگے ہم کو حکم ہوا کہ کعبہ کا طواف کرین صفا مروہ کی طواف کا حکم نہین ہوا پھر اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا ابو بکر بن عبد الرحمن کہے شاید یہہ آیت ہر دو فریق کی شان مین اتری وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ تعالی قدر دان ہے سب جانتا تطوع کا معنی طاعت کا کام کرنا فرض ہو یا نفل یا جو اللہ نے فرض کیا اس سے زیادہ کرے حج ہو یا عمرہ یا طواف یا کوئی اور نیکی اور شکر کا معنی لغت مین اپنے تئین کوئی انعام دیکے تو اسکو اظہار کرنا یہہ معنی اللہ تعالی کی شان مین بن نہین سکتا سو اللہ تعالی مسلمانون پر تلطف کی نظر سے یہہ لفظ بولا اس سے مراد ثواب دینا ہے نیکیو نکا إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ ہم نے اتارے صاف حکم اور راہ کی نشان اس جگہ لوگ سے مراد یہود کے علما ہین جو بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت مین نہین اور رجم کی آیت کا انکار کئے سو اہت سی چیزین کو پوشیدہ کر دیا مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ بعد اسکے ہم انکو کھول چکے لوگون کے واسطے کتاب مین یعنی توریت مین ہم انکو ایسا صاف کہہ دئے کہ جسمین کچھ اشکال اور شبہہ نہ رہے پر وے اسکو چھپاتے أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ انکو لعنت کرتا ہے اللہ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ اور لعنت کرتے ہین سب لعنت کرنے والے یعنی اللہ تعالی سے سوال کرتے ہین کہ اُنپر لعنت کرے لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دور پڑنا لعنت کرنے والون سے تمام مخلوقات ہین جن و انس کے سوا یہہ قول ابن عباس کا ہے جن نے کہا مراد اُنسے اللہ کے سب بندے ہین اور عکرمہ سے مروی ہے کہ اِنسے مراد ہر شئی ہے یہان تک کہ چارپائے اور خفسا اور مجھو مجاہد اور ضحاک سے یون مروی ہے کہ انسے

زمین پر کے دواب یعنے چارپائی مراد ہین اور یہہ آیت اگرچہ یہود کی شان مین اُتری لیکن اس سے ہر شخص مراد ہی جو دین کے امر کو چھپاوے کیونکہ لفظ عموم پر دلالت کرتا ہی لفظ کے عموم کو ہی اعتبار ہی نہ خصوص سبب کو اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو علم دینی ہو اُسکو ظاہر کرنا فرض ہی بخاری اور مسلم نے اعرج سے روایت کیے ہین کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہے تم کہتے ہونگے کہ ابوہریرہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایت کرتا ہی اللہ کی قسم اگر قرآن مین ایک آیت نہوتی تو مین کسی کو کچھ حدیث کبھی نہ کہتا بعد اسکے یہہ آیت پڑھنے لگے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ الایہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا اگر جنھون نے توبہ کی یعنے وے جو پوشیدہ کرتے تھے اُس سے باز آئے دل سے مسلمان ہوئے وَاَصْلَحُوْا اور درست کیے یعنی اس کام کو جو اُنکے اور اللہ تعالی کے درمیان تھا وَبَیَّنُوْا اور بیان کردیئے اُس چیز کو جو چھپاتے تھے فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ سو انکو معاف کرتا ہون اور توبہ قبول کرتا ہون وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور مین ہون بہت معاف کرنیوالا مہربان اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ مقرر جو لوگ کافر ہوئے اور مرگئے کفر پر یعنی وے مرے تک توبہ نہ کیے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اُنہین پر لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور لوگون کی سب کی پہلی لعنت دائمی تھی کیونکہ توبہ سے موقوف ہوئی یہہ لعنت جو کیا ہمیشہ رہیگی کیونکہ بعد توبہ کرنے کی جگہ نہ رہی ابن جریر نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہی کہ یہہ لعنت قیامت کے دن ہوگی اللہ تعالی کافر کو کھڑا کرکے آپ لعنت کریگا بعد فرشتے لعنت کرینگے بعد دوسرے لوگ لعنت کرینگے اور لوگون سے مراد یہان مومن ہین چنانچہ ابن مسعود اور قتادہ سے یہی منقول ہی بعضے مطلق لوگ مراد لیتے ہین مومن ہون یا کافر سو قیامت کے دن کافر بھی ایک دوسرے کو لعنت کرینگے چنانچہ اللہ تعالی فرمایا یلعن بعضکم بعضا اور فرمایا کلما دخلت امۃ لعنت اختھا خٰلِدِیْنَ فِیْھَا رہ پڑے اُسی مین یعنی لعنت مین یا آتش مین لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ نہ ہلکا ہوگا عذاب وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ اور نہ اُنکو فرصت ملیگی بعضے یون ترجمہ کیے ہین اور نہ اُنکی طرف رحمت کی نظر کریگا وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ اور الہ تمھارا اکیلا الہ ہی یعنی اُسکا مثل اور شریک نہین اس آیت کی نزول کا سبب یہہ ہی کہ کفار کہنے لگے یا محمد تو اپنے رب کی صفت بیان کر تب اللہ تعالی نے اس آیت کو اور سورہ اخلاص کو اُتارا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ کسی کو پوجنا نہین اُسکے سوا بڑا مہربان رحم والا ابوداود و ترمذی اسماء بنت یزید رضی اللہ

عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتون مین ہے والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم اور آل عمران کا شروع الم اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مقرر آسمان وزمین کا بنانا وکیع اور ابن جریر وغیرہ ابی الضحیٰ سے نقل کئے ہین کہ جب آیت والٰھکم الٰہ واحد اُتری تو مشرکین تعجب سے کہنے لگے کہ محمدؐ نے جو کہا کہ الٰہ ایک ہی اس بات مین سچا ہو تو کچھ دلیل لاوے پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا ان فی خلق السموات والارض الآیہ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یہہ نشانیان عقلمندون کے لئے دلیل ہین جانیو کہ اللہ تعالیٰ اس آیت مین صانع کی وحدانیت پر استدلال کی کیفیت کہہ دیا اور انکو اپنی آیتون مین تفکر کرنا اور اپنے صنایع عجیبہ اور افعال متقنہ مین نظر کرنے کی خاطر اشارہ کیا کہ جس مین وحدانیت کی دلیل روشن ہی کیونکہ اگر دو خدا ہوتے تو عالم کا انتظام درستی سی نہوتا اور اُن دونون کے کام صفت کمال مین مساوی رہنا محال ہوتا اِس سے ثابت ہوا کہ عالم کا خالق اور مدبر ایک ہی ہے قادر مختار اور اللہ تعالیٰ اپنے عجائب مخلوقات سے اس آیت مین آٹھ نوع بیان کیا کہ ہر ایک کو بغور دیکھین اس خالق کی وحدانیت پر بڑی دلیل ہی پہلی نوع آسمان زمین ہین آسمانون مین جو آیتین ہین سب پر عیان ہین دیکھو تو کیا بلند عمارت بے ستون ہوا مین معلق کھڑی ہے اور اُس مین سورج اور چاند اور ستارے بھی ہین ہر ایک کی گردش مختلف ہو اور زمین کو پانی پر کس متانت سے قایم کیا ہی اور اقسام کے رنگ کی مٹی اور انواع کی قابلیتین اس مین رکھا ہے اور جمادّ و پہاڑ جل پھول دریا معدن جواہر اُس مین پیدا کیا ہے اور آسمان ساتھ ہین اور زمین بھی ساتھ ہین لیکن اللہ صاحب نے آسمانون کو سموات کرکے جمع کا لفظ فرمایا اور زمین کو ارض کرکے مفرد بولا سو اس کی وجہ شاید یہہ ہو کہ اس مقام مین اپنی وحدانیت کی دلیل قایم کرنا منظور تھا دلیل محسوس چیزون سے جب بنتی ہے تو یقین کا فایدہ دیتی ہے زمین کے ساتھ طبقے محسوس نہین اسلئے اسکو مفرد کہا اور سات آسمان بھی اگرچہ محسوس نہین لیکن سورج اور چاند اور ستارے بڑے چھوٹے جو دکھتے ہین اور انکی گردشون کا اختلاف آسمانون کے تعدد پر دلالت کرتا ہی اسلئے تعدد بمنزلہ محسوس کے ہوا قاضی ناصر الدین بیضاوی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ آسمان کے طبقے انکے ذات کے دیکھتے ہر ایک مین فاصلہ موجود ہے اور حقیقت مین مختلف ہین اسلئے سموات فرمایا بخلاف زمین کے

ع ۴

کہ وہ ایسے نہین حافظ جلال الدین سیوطی اس کو رد کیا اور کہا کہ یہہ قول فلاسفہ کا ہی اہل سنت و جماعت کے یہان زمین آسمان مین جیسا فاصلہ ہے ویسا ہی دو زمین کے درمیان فاصلہ پانسو برس کی راہ کا ہی اور امام بغوی نے اسکی وجہ یہہ لکھا ہی کہ آسمان کی جنس مختلف ہی ایک دوسرے کے جنس سے نہین اس لئے اسکو جمع لایا اور سات زمین ایک ہی جنس کے ہین یعنی تراب اسلئے اسکو مفرد فرمایا ابو حیان نے کہا بلاغت والون نے یہہ نکتہ لکھا ہی کہ ارض کو جمع کرکے ارضون کہنا زبان پر ثقیل ہی اسواسطے اللہ تعالے نے ارضون کہنے کے موقع مین ومن الارض مثلھن کرکے فرمایا یعنی ایسے کلمے ہین کہ انکا مفرد زبان پر لانا ثقیل نہین اور اسکی جمع ثقیل ہی تو اللہ انکے جمع کو قرآن مین نہین ذکر کیا اور بعضون کی جمع ثقیل نہین پر مفرد ثقیل ہی تو قرآن مین اسکی جمع کہا مفرد نہین کہا جیسی اَلْبَاب جمع لب کی ہی سو لب قرآن مین مذکور نہین بخلاف البابکے بہت سی جگہ واقع ہی اب دوسری نوع کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہی وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اور رات دن کا بدلتے آنا انکا بدلتے آنا یہہ ہی رات جاکے دن آتا ہی اور دن جاکے رات آتی ہی عطا سے یون منقول ہی کہ رات دن مختلف آنا کسی وقت نور کسی وقت تاریکی اور کوئی بڑی اور کوئی چھوٹی اور رات کا اول فرمایا کیونکہ رات مقدم ہی اور اصل اس جہان کی تاریکی ہی ہے روشنائی نہین ہوتی مگر سورج یا چاند کے نکلنے سے انمین دلیل یہہ ہی کہ اللہ تعالی معیشت کیواسطے دن کو مقرر کیا اور آرام و راحت کیواسطے رات کو پھر تیسری نوع کی طرف اشارہ کرتا ہی وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور کشتی جو لیکر چلتی ہی دریا مین جو چیزین کام آوین لوگون کو یعنی تجارت کرنا اور منافع حاصل کرنا ان مین دلیل یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے کشتی کو انسان کے لئے مسخر کیا اسکو پانی پر چلاتا ہی باوجود بھاری ہونے کے وہ ڈوبتی نہین اگر باد مراد ہو تو مہینون کی راہ گھڑیون مین طی کرتی ہی اور مخالف بادا ہو تو کھڑی کی راہ کو مہینے لگتے ہین اور دخانی کشتیان جو اب نئے نکلین ہین انکو نظر کرین تو خالق کی عظمت پر دلالت کرتی ہین ہوا ہر چند مخالف رہے وے اپنی مقصد کی طرف روان ہین اور کشتی کے لئے دریا کو مسخر کیا پانی کی اس زور مین اور موجون کی اضطراب مین لکڑیون کے چند ٹکرون کا نگہبان اللہ کے سوے دوسرا کوئی نہین یہان چوتھے نوع کی طرف اشارت ہے وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ اور وہ جو اتارا اللہ نے آسمان سے پانی یعنی مینہہ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا پھر جلایا اُس سے زمین کو مرگئی پیچھے یعنی خشک ہوی بعد زمین سے کچھ اُگے اور اسپر مینہہ نہ پڑے تو گویا مرگئی اور جو فرمایا آسمان سے مینہہ اُتارا اس مین اہل سنت کے قول کی تائید ہوتی ہی

کہتے ہین مینہہ کو اللہ تعالی ایک دریا سے برساتا ہے جو عرش کے نیچے ہی بھر پانی آسمان پر سے ابر مین گرتا ہی اور وہان سے برستا ہی بعضے کہتے ہین آسمان سے مراد ابر ہے جو چیز بلندی مین رہے اور انسان پر سایہ کرے تو عرب کے محاورہ مین اسکو مجازاً آسمان کہتے ہین مینہہ مین جو دلیل ہے سو ظاہر ہے کیونکہ حیوان اور نبات تمام کی زندگی مینہہ سے ہی اور اسکو کس انداز سے برساتا ہی سب پر عیان ہے اب پانچوین نوع کی طرف اشارہ ہی وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ اور پھیرے اُس مین یعنی زمین مین سب قسم کے جانور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ اس جگہ جانور سے مراد وہ جو زمین پر حرکت کرتے ہین خواہ انسان ہون یا حیوان اس مین دلیل یہہ ہی کہ تمام انسان کی اصل ایک ہی آدم ہوتے پر انکی صورت اور شکل اور رنگ اور بات اور طبیعت اور اخلاق مین کسقدر تفاوت ہی اسی پر دوسرے جانورون کو قیاس کرین تو معلوم ہوتا ہی یہان چھٹی نوع کیطرف اشارہ کیا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ اور پھیرنا باؤن کا کبھی شمالی باؤ چلتی ہی کبھی جنوبی پھر کبھی مشرقی ہوتی ہی کبھی مغربی شمالی باؤ کو عربی مین شمال کہتے ہین اور جنوبی کو جنوب اور مشرقی کو قبول اور صبا بھی کہتے ہین اور مغربی کو دبور اور ریح العقیم کہتے ہین اور جس باؤ کے بہنے کی جہت مختلف ہو تو اُس کو نکبا کہتے ہین اُس مین جو دلیل ہے سو بھی ظاہر ہے کسی باؤ سے مینہہ برستا ہی اور کبھی سے چھوٹ جاتا ہی کوئی گرم ہوتی ہی کوئی سرد اور کبھی زور سے چلتی اور کبھی نرم باوجود اسکے کہ اسکا جسم لطیف ہی اسکو اس قدر زور و قوت ہے جھاڑون کو جڑ سے نکالتی اور مضبوط عمارتون کو ڈہا دیتی ہے اور اُس سے حیوانون کی زندگی بھی ہے اگر ایک لحظہ باؤ بند ہو تو دم رک کے مرجاتے ہین اور باؤ نہ ہو تو دنیا بھی بدبودار ہو جاویگی یہان ساتوین نوع کی طرف اشارہ ہے وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اور ابر جو فرمانبردار ہے درمیان آسمان اور زمین کے ابر جو فرمانبردار ہے یا اللہ تعالی کا یا باؤ کا کیونکہ باد اللہ تعالی کے اذن سے ابر کو جدھر چاہے ادھر پھیرتی ہے اور اس مین دلیل یہہ ہے کہ ابر مین اتنا پانی رہتے پر بھی وہ آسمان و زمین کے درمیان معلق کھڑا رہتا ہے لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ البتہ دلایل ہین عقلمند لوگون کو یعنی اللہ تعالی کی وحدانیت کے دلایل ہین کیونکہ وے اپنی عقل سے تامل کرین تو اللہ تعالی کی بڑی قدرت اور حکمت اُن سے ظاہر ہوتی ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین اللہ کے سوا ہمتایان یعنی مشرک لوگ بتون کو یا اپنے بزرگون کو جنکی اطاعت کرتے تھے اللہ کا مثل ٹھہراتے ہین يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ محبت رکھتے ہین انکی یعنی انکی تعظیم کرتے ہین

۱۴ ورد

اور اُن سے خضوع اور عاجزی ظاہر کرتے ہین اور اُنکی طاعت کی طرف رغبت کرتے ہین جیسی محبت اللہ کی یعنی وے بتون سے ایسی محبت رکھتے ہین جیسے مومن اللہ کی محبت رکھتے ہین زجاج نے اپنی تفسیر مین یون لکھا ہی کہ وے اللہ سے جو محبت رکھتے ہین بتون سے بھی ویسی ہی محبت رکھتے ہین کیونکہ وے انکو اللہ کا شریک جو ٹھہرائے اللہ کو اور بتون کو برابر سمجھے پہلی تفسیر والا کفار کی محبت اللہ کے ساتھ ثابت نہین کیا دوسرے تفسیر والے نے کفار کی محبت بھی اللہ سے ثابت کیا لیکن اُس محبت مین بتون کو شریک کیا اللہ تعالی نے مشرکون کی جس تعظیم و محبت کے سبب عیب رکھا نادان مسلمان بھی اپنے پیر شہید سے یہی معاملہ کرتے ہین اور انکی تعظیم و اطاعت اللہ تعالی کی مانند کرتے ہین کوئی پیرون اور شہدون اور قبرون کو سجدہ کرتا ہی اور بعضے تو انہین کو بیواسطۂ الٰہی اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہین وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ اور ایمان والے اُس سے زیادہ محبت ہی اللہ کی یعنی وے اللہ کی محبت پر ثابت و دایم رہتے ہین اللہ کے سوائے دوسرے کو پسند نہین کرتے اور مشرکون کی محبت ایک فاسد غرض پر ہوتی ہی تھوڑا خلاف مرضی ہو تو اس محبت کو ترک کرتے ہین کفار قریش ایک پتھر کا پوجا کرتے تھے دوسرا اچھا اُس سے بہتر ملتا تو پہلے کو پھینک کے دوسرے کو اختیار کرتے اور بعضے کچھ حاجت درپیش ہو تو اسکو بیچکے کھا جاتے تھے بنو حنیفہ عربستان مین ایک قوم تھی جاہلیت مین حلوے کا بت بنا کے پوجتے تھے جب قحط سالی ہوئی تو اسکو کھا گئے وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا اور کبھی دیکھین بے انصاف یعنے بے جا فعل کو ہمتا پکڑے ہین إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اسوقت کو جب دیکھینگے عذاب کہ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا مقرر زور سارا اللہ کو ہے وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ اور مقرر اللہ کی مار سخت ہی یعنے اللہ کا شریک بنانیوالے ٹھہرانے والے آخرت مین اللہ کا عذاب دیکھینگے تو سمجھینگے تمام قوت اللہ ہی کو ہے اور اسی کی مار بڑی سخت ہے اور لو کا جواب محذوف ہی تقدیر کلام کی یون ہے کبھی بے انصاف دوزخ کے عذاب کا حال جانتے تو نہایت نادم ہوتے بتون اور روساکو اللہ کا ہمتا نہ ٹھہراتے إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا جب الگ ہو جاوینگے جنکے ساتھ ہوے تھے اپنے ساتھ والون سے پہلے اتبعوا سے مراد روسا ہین اور دوسرے اتبعوا سے مراد انکے پیرو یعنی اللہ تعالی قیامت کے دن جب روسا اور انکے تابعین کو جمع کریگا تو روسا الگ ہو جاوینگے اور کہینگے کہ ہم تابعین کو نہین بگاڑا وَرَأَوُا الْعَذَابَ اور دیکھین عذاب وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ

اور توٹ جاوین انکے سب علاقے اپنے قرابت اور محبت انکے درمیان دنیا مین جو تھی وہ سب باقی نہ رہیگی۔
وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا اور کہینگے ساتھ پکڑنیوالے یعنی پیرو لوگ کہینگے لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ
كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا کاش کہ ہمکو دوسری بار اُنکے جانا ہوتا یعنے دنیا مین تو ہم الگ ہو جاوین اُنسے یعنے روسے
جیسے یہ الگ ہوگئے ہمسے كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ اسطرح دکھاتا ہے اللہ اُنکو
کام اُنکے افسوس دلانیکو یعنے اللہ تعالیٰ نے جیسا انکو عذاب بتایا ویسا ہی انکے بدکام انکو دکھلا دیگا تا انکو کمال
ندامت ہو وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ اور انکو نکلنا نہین آگ سے ع ۵
يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا لوگو کھاؤ زمین کے چیزون مین جو حلال ہے ستھرا یہہ آیت ثقیف اور خزاعہ
اور عامر بن صعصعہ اور بنی مدلج کے حق مین جو بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ وغیرہ جانورون کو اپنے پر حرام کئے
تھے نازل ہوئی یہی مشہور قول ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت شان مین اُنکے نازل ہوئی جو اپنے پر اچھا کھانا اور
اچھا کپڑا حرام کئے تھے یہہ بات ضعیف ہے کیونکہ اُن لوگون کی شان مین سورۂ مایدہ کی آیت یا ایہا الذین
آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم نازل ہوئی اور حلال وہ جسکو شرع مباح کردے
اور طیبت وہ کہ جس مین شبہہ نہ ہو وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اور نہ چلو قدمون پر شیطان
کے یعنی شیطان کی راہ مت اختیار کرو کیونکہ تم حرام مین یا شبہے مین پڑوگے یا حلال کو حرام کروگے یا حرام کو
حلال جانوگے خطوات سے بعضون نے چھوٹے گناہ مراد لئے ہین اور بعضے گناہ کی تمذین کرنا کہے ہین إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُبِينٌ مقرر وہ تمھارا دشمن ہے ظاہر یعنے اسکی عداوت ظاہر ہے تمھارے باپ آدم کو بہشت سے
نکالا إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وہ تو حکم نہین کرتا تمکو مگر بُرے کام اور بے حیائی کا سُو وہ
کام جو شرع مین قبیح ہو اور فحشا جس کی قباحت حد سے زاید ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ سوء وہ گناہ جس مین حد نہین اور فحشا جس مین حد ہے اور سدی نے کہا فحشا زنا ہے اور بعضے کہتے ہین فحشا
بخل ہے وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور یہہ کہ جھوٹ بولنا اللہ پر جو تمکو معلوم نہین جیسے حرام کو
حلال کرنا اور طیبات کو حرام وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ اور جب انکو کہئے چلو اُس پر
جو نازل کیا اللہ نے یہہ علاحدہ جملہ ہے آگے کے جملہ پر معطوف نہین اور لہم کی ضمیر کا مرجع وہ ناس نہین ہے جو

مذکور ہوئے بلکہ انکے غیر جماعت ہین ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو اسلام کی طرف دعوت کئے اور اللہ تعالیٰ کے نعمت و عذاب سے انکو ڈرائے تب رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف کہنے لگے یا محمد ہمارے باپ دادا جو راہ چلتے تھے ہم اسیکو اختیار کرینگے کیونکہ وے ہم سے بہتر تھے اور ہم سے زیادہ دانا اُس پر اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا بعضے کہتے ہین یہہ آیت اپنے ماقبل سے متصل ہے اور کفار قریش اور عرب کے مشرکون کے حق مین اُتری اور ہم کی ضمیر کا مرجع وہ ناس کا لفظ ہے جو ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً مین گذرا قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کہین بلکہ ہم چلینگے اُسپر جسپر دیکھا اپنے باپ دادونکو اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ کیا اگرچہ اُنکے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہون کچھ اور نہ راہ کی خبر یہہ جو فرمایا کہ وے عقل نہین رکھتے وہ فقط دین کے کامون مین ہے کیونکہ وے اپنے دنیا کے کامون مین پکے تھے سو یہان لفظ عام ہے اور معنی خاص اور اَوَلَوْ کا واو ہمزہ جو آیا انکار کا اور واو حالیہ ہے یا واو عطف کا اور لو کا جواب محذوف ہے یعنے اگر انکے باپ دادا بے عقل ہون تو بھی وے انکی پیروی کرینگے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً اور مثال یعنی صفت اِن کافرون کی جیسی مثال ایک شخص کی کہ چلاتا ہے ایک چیز کو جو سنتی نہین مگر پکارنا اور چلانا یعنی خالی آواز جس کی معنی معلوم نہین اور ینعق کا لفظ نعق سے مشتق ہے نعق اُس آواز کو کہتے ہین جو چرواہا بکریون کو بلانیکے لئے آواز کرتا ہے آیت کا مطلب یہہ ہے کہ کفار وعظ سنتے ہین لیکن اس مین تفکر نہین کرتے سو وے جانور سے ہین جو چرواہے کی آواز سنتے ہین پر اُسکا معنی نہین سمجھتے یہہ مثال اُس پر ہے کہ بھیڑ آواز سنتے ہین اور معنی نہین جانتے ویسا ہی کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتے ہین لیکن اُس سے نفع نہین پاتے اور بعضے مطلب یون بیان کرتے ہین تو نکو پکارنے مین کافرون کی مثال ایسی ہے جیسا ایک شخص جب چلاتا ہے اس کو اس چلانے مین بدون مشقت کے کچھ حاصل نہین سو کافرون کو بتون کے پکارنے مین مشقت کے سوے اور کچھ حاصل نہین صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ بہرے گونگے اندھے ہین اُنکو عقل نہین حق کو سنتے نہین سو وے بہرے ہین اور حق بات کہتے نہین سو وے گونگے ہین اور ہدایت کی راہ کو دیکھتے نہین سو وے اندھے ہین يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا

رزقنٰکم ای ایمان والو کھاؤ ستھری چیزین جو تمکو روزی دی ہم نے یہان کھانے کا حکم جو کیا سو اباحت کا حکم ہے اور کبھی واجب ہوتا ہی جیسے حفظ نفس کے لئے کھانا اور کبھی مندوب ہوتا ہی جیسے مہمان کی ساتھ کھانا اور طیبات ایسی چیزین جو حلال ہون اور شبہے سے خالی امام احمد اور مسلم اور ترمذی وغیرہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ طیب ہے قبول نہین کرتا مگر طیب کو اور اللہ تعالیٰ مومنون کو اُس چیز کا امر کیا جو رسولون کو کیا رسولون کو خطاب کرکے فرمایا یاایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم ای رسولو کھاؤ ستھری چیزین اور عمل کرو نیک تم جو عمل کرتے ہو اسکو مین جانتا ہون مومنون کو خطاب کرکے فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا کلوا من طیبات ما رزقنٰکم بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مرد کا حال بیان کئے جسکے سر کے بال سفر دراز کی سبب سے پراگندہ اور غبار آلود ہون آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاکے یارب یارب کہتا ہے لیکن اُسکا کھانا حرام ہے اور پینا حرام اور لباس حرام اور پرورش پایا حرام سے تو اسکی دعا کاہی کو قبول ہوگی اِس حدیث کا حاصل یہ ہے دعا مقبول ہونیکے لئے اکل حلال شرط ہے نہین تو دعا مقبول نہوگی اگرچہ اس نے مشقت اٹھاکے اللہ کی راہ مین سفر کیا ہو اور بعضے کہتے ہین طیبات سے ستھرا کسب مراد ہی ابن سعد نے نقل کیا ہی کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ایک روز کہے مین شہد کھاؤن اور مسور کھایا اس سے شکم نفع کیا کوئی کھایا امیر المومنین اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مین فرمایا ہے کلوا من طیبات ما رزقنٰکم یعنی اللہ تعالےٰ تو اچھی چیزین کھاؤ کرکے امر کیا پر آپ کیا واسطے نفیس غذا تناول فرمائے عمر بن عبد العزیز کہے افسوس تو آیت کو اُس جگہ پر نہ رکھا آیت مین طیبات سے مراد ستھرا کسب ہے نہ ستھرا کھانا واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اُسی کے بندے ہو یعنی اگر تم مخصوص اُسی کی عبادت کرتے ہو اور نعمتین دینے والا وہی ہے اسکا اقرار کرتے ہو تو اسکا شکر کرو کیونکہ اُسکی بندگی بدون شکر کے تمام نہین ہوتی ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہوتا ہی جبکہ وہ ایک لقمہ کھاتا ہی تو اللہ کا شکر کرتا ہی یا ایک گھونٹ پیتا ہی تو اللہ کا شکر کرتا ہی طبرانی مسند شامیین مین اور بیہقی شعب الایمان مین ابو الدرداء

رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی انی والانس والجن فی نبأ عظیم اخلق ویعبد غیری وارزق ویشکر غیری یعنے میرے اور جن وانس کے درمیان بڑا نادر معاملہ ہے مین پیدا کرتا ہون عبادت ہوتی ہی اور کی مین رزق دیتا ہون شکر کرتا ہی اور کا اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ حرام نہین کیا تمپر مگر مردار یعنی مردار کو کھانا جو جانور بدون شرعی ذبح کے مرجاوے اُسکو میتہ کہتے ہین اسکی نجاست اور حرمت پر تمام اُمت کا اتفاق ہے مگر اِس عموم سے مچھلی اور ملخ کو شرع استثنا کی ہوے از خود مرین تو بھی کھانا انکا درست ہی وَالدَّمَ اور لہو اس لہو سے مراد خون مسفوح ہے یعنے وہ خون جو رگون مین جاری ہوتا ہی چنانچہ سورۂ انعام مین اللہ تعالیٰ او دما مسفوحا کرکے فرمایا مسفوح کی قید سے کلیجی اور تلی نکل گئی کیونکہ وہ مسفوح نہین اور گوشت پر اور ہڈیون پر جو خون باقی رہجاتا ہی وہ مسفوح ہی لیکن حرارت جاتی رہنے سے اور قلیل رہنے سے اُنکے ہاسوا شافعیہ کے پاس بھی نجس ہی لیکن معفو عنہ ہی گوشت کو بغیر دھونے کے کھانا روا ہی اسکا معفو عنہ ہونا نجاست کا منافی نہین امام نووی شرح مہذب مین اور سبکی جو کہتے ہین وہ پاک ہی اس سے مراد معفو عنہ ہی مولانا شاہ عبد العزیز جو لکھتے ہین امام شافعی کے یہان بدون دھوے کے کھانا روا نہین انتہی خلاف مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ کے یہان گوشت پر رہ جاتا سو خون مسفوح نہین پھر وہ پاک ہی اور اسکا کھانا حرام نہین وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ اور گوشت سور کا جانور مین مقصود گوشت رہتا ہی دوسرے چیزین اوسکے تابع ہین اسلئے اللہ تعالیٰ گوشت کرکے فرمایا اور اس سے اُسکے تمام اجزا مراد ہین وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ اور جس پر نام پکارا اللہ کے غیر کا یعنی ذبح کیا گیا اللہ کے غیر کے نام پر تفسیر فتح العزیز مین اس کا ترجمہ یون کیا ہی مگر وہ جانور کہ پکارے ہون اوپر شہرت دیئے ہون اُس جانور کے حق مین کہ اللہ کے غیر کے واسطے ہے خواہ غیر بت ہو یا خبیث روح کہ اُسکے نام سے جھوک دیتے ہین یا جن کر گھر پر یا سر پر مسلط رہتا ہی جانور کو بھوگ دیتے ہین ہاں کے لوگون کی ایذا سے باز نہین آتا یا تو پر مسلط ہو کے چلنے نہین دیتا خواہ پیر یا پیغمبر کر جن کے نام سے جانور زندہ مقرر کرکے دیتے ہین غرض یہ سب حرام ہین صحیح حدیث مین آیا ہی ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی جو کوئی جانور کو ذبح کرے غیر خدا کا تقرب کرے وہ ملعون ہے خواہ ذبح کرنے کیوقت نام خدا کا لیوے یا نہ لیوے کیونکہ یہ جانور فلانے کیواسطے ہو کر کے جب شہرت دی تو ذبح کیوقت اللہ کا نام اُسپر لینا فایدہ نہین دیتا اس لئے کہ وہ جانور اُس غیر کی طرف منسوب ہوا اور اُس جانور مین مردار جانور کے خبث سے زیادہ خبث پیدا ہوا سبب اسکا یہہ ہے مردار جانور کی جان اللہ کا نام لینے سے نکلی اور اس جانور کی

اجان اللہ کے غیر کا ٹھہرا کے نکالی یہہ تو عین شرک ہی جب اُس جانور مین یہہ خبث سرایت کیا اب اللہ کا
نام لینے سی حلال نہین ہوتا جیسے کُتّا سو اللہ کا نام لیکے ذبح کرین تو حلال نہین ہوتے اس مسئلہ کا کہنہ یہہ ہے جانور کا
جان دینے والے کے سوائے اور کو دینا نہ کرنا درست نہین لیکن جن چیزونکا ثواب دینے والے کی طرف عود کرتا ہی تو
اُسکو غیر کی لئے کرنا جایز ہی انسان کو روا ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے جیسا اپنا مال غیر کو دیدینا جانور کی جان آدمی
کی ملک نہین تو وہ دوسرے کو نہین دیسکتا دوسری بات یہہ ہے کہ مال دینے مین ثواب ہی اکیونکہ آدمی اُس سے نفع پاتا ہے
اور مردے اِس جہان سے جب جا چکے تو عین مال سے انتفاع پانیکے قابل نرہے پھر اُنکو نفع پہنچانیکے لئے شرع مین یہہ بات
قرار پائی کہ مال مستحقون کو دین تا اُسکا ثواب مردونکو پہنچے جانور کی جان دینا مین آدمی کی زندگی مین اُسکے
نفع پانیکے قابل بالکل نہین تو مرے بعد بھی قابل انتفاع نہوگی ہان مردکی طرف سے اضحیہ کرنا کرکے صحیح حدیث مین آیا
ہے لیکن معنی اُسکا یہہ ہے جانور کی جان جو اللہ تعالے کو دیتے ہین اُسکا ثواب مردکو بخش سکتے ہین یہہ نہین کہ وہ ذبح
مُردے کیواسطے کئے ہین بعضے جاہل مسلمان کج فہمی سے کہتے ہین گوشت پکاکے مردونکے نام سے دینا بلاشبہہ جایز ہی تو
ہم بھی جانور کو مردے کے نام سے جو ذبح کرتے ہین یہی قصد کرتے ہین الاجاہلون کو سمجھانیکے خاطر ایک نکتہ کافی ہی اُن سے
پوچھنا کہ تم جو جانور کو اللہ کے غیر کے نام سے نذر کرتے ہو اُس جانور کے درعوض اتنا گوشت خرید کرکے پکاکے فقرا کو
کھلاو تو تمھارے ذہن مین وہ نذر ادا ہوگی یا نہوگی اگر ادا ہوتی ہو تو سچ ہو کہ تمھارا مقصود اسکے ذبح سے
مُردے کے ثواب کے لئے غیر از گوشت کھلانیکے اور کچھ نہین اگر تمھاری نذر اُس سے ادا نہین ہوتی تو معلوم ہوا کہ تم
ذبح کرنیکی نذر تقرب کے لئے کئے ہو اس سے صریح شرک لازم آتا ہو اور اُس لفظ چار جائے پر جو قرآن مجید مین اردو ہو اُسمین
تامل کیجئے کہ ما اھل بہ لغیر اللہ فرمایا ما ذبح باسم غیر اللہ نہین فرمایا پھر جب تم یہہ بیل فلانیکا اور یہہ
بکرا فلانے کا شہرت دوگے اور آواز پکارکے اللہ کے نام سے ذبح کرو تو فایدہ نہ دیگا اور اُس جانور کا گوشت حلال نہوگا
اور اُہل کا معنی ذبح کا لینا خلاف لغت اور عرف ہی عرب کی لغت مین اور اس شہر کی عرف مین اور اسوقت مین اہلال
ذبح کی معنی سے ہرگز نہ آیا نہ شعر مین نہ کسی عبارت مین بلکہ عربی لغت مین اہلال کا معنی آواز بلند کرنا اور شہرت دینا ہے
جیسا کہ اہلال ہلال اور اہلال طفل نوتولد اور اہلال حج کا تلبیہ کہنا وغیرہ ذلک مستعمل ہو اگر کوئی اَہْلَلْتُ لِلّٰہِ کہے
تو اُسسے ذُبِحْتُ لِلّٰہِ کا معنی مفہوم نہین ہوتا بھی اگر اہل کا معنی ذبح کا لیوین تو ذبح لغیر اللہ مراد ہوگا ذبح باسم

غیر اللہ کہاں سے مفہوم ہوتا ہو تا مدعا ان لوگون کا حاصل ہو اب اس عبارت مین اہلال کے ذبح کی معنی لینا اور لغیر اللہ کو باسم غیر اللہ کی جگہ لینا کلام الٰہی کی تحریف کرنا ہی تفسیر منیا پوری مین کہا ہی اجمع العلماء علی ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد یعنی علما اجماع کئے ہین اگر کوئی شخص جانور کو ذبح کرے اور اُس ذبح سے غیر اللہ کی تقرب کا قصد کرے تو وہ شخص مرتد ہوتا ہی اسکے ذبیحہ کا حکم مرتد کے ذبیحہ کا سا ہی کافران جاہلیت مین اپنے گھر سے نکلتے وقت اور راہ مین چلتے وقت بتون کے نام کو پکار کرتے جب مکہ معظمہ کو پہنچے تو بیت اللہ کا طواف کرتے انکا یہہ طواف ہرگز مقبول نتھا اس لئے حکم ہوا فلا تقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا یعنی تم مسجد الحرام کی نزدیک نہ آو اس سال کے بعد سو اس جگہ جب آواز کئے اور شہرت دیئے یہہ جانور فلانے کا ہی اور فلانیکے نام کا اور اسکے لئے ہم ذبح کرتے ہین پر ذبح کیوقت اللہ کے نام سے ذبح کین تو ہرگز وہ حلال نہو گا اسکا بھید یہہ ہی عوام کے پاس جانور کی جان جسکو پہنچانی منظور ہی اس کے لئے مقرری ذبح متعین ہی جیسے کھانے پینے کی چیزین ارواح کو پہنچنے کیواسطے اُنکے پاس فاتحہ اور قل اور درود پڑھنا متعین ہی پھر اس سے ارواح کو ثواب پہنچنے کا قصد ہو یا تقرب و دفع شر اور چاہے کسی تعلق قصد ہو ہان اس جانور پر خدا کا نام لینا اسوقت فائدہ دیگا کہ اللہ کی غیر کی تقرب کا قصد دل سے دور کرے شہرت اور آواز جو اول ہی یا تھا اُسکے خلاف شہرت اور آواز دیوے کہ ہم اس کام سے باز آئے انتہی بندہ عاصی کہتا ہی اس مقام مین بڑا اشکال ہے کیونکہ مصنف اس کتاب کا جو بڑا محدث و مفسر تھا ایسا سخن نہ کہیگا شاید مصنف کے بعضے شاگرد جنکو ذبح کے مقدمہ مین غلو تھا اپنی طرف سے کچھ الحاق کر دئے ہون اکثر مفسرون نے اہل کا معنی ذبح سے کئے ہین ابن عباس غیر سے بھی یہی مروی ہے اور بعضے اہل لغیر اللہ کا معنی ذکر علیہ اسم غیر اللہ کئے ہین چنانچہ تفاسیر معتبرہ مین یہی معنی مذکور ہین سیوطی تفسیر درمنثور مین لکھتے ہین کہ ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ ما اہل کا معنی ذبح ہو اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہی کہا ما اہل لغیر اللہ یعنی ما ذبح لغیر اللہ ہی اور ابن ابی حاتم نے ابی العالیہ سے روایت کیا ہی کہا ما اہل لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ یعنی اسپر اللہ کے غیر کا نام لئے امام واحدی نے لکھا ہی ما اہل لغیر اللہ بہ یعنی وہ جو ذبح کئے بتون کے لئے اور اسپر اللہ کے غیر کا نام لئے اور امام بغوی لکھتے ہین یعنے وہ جو اصنام و طواغیت کیواسطے ذبح کئے اور اہل اصل مین آواز بلند کرنے کو کہتے ہین مشرکین جب بتون کے لئے ذبح کرتے تو بتو نکا نام پکار کے بلند آواز سے لیتے پھر اس امر کا چرچا اتنا ہوا کہ ہر ذبح کرنیوالے کو اہل کہنے لگے چنانچہ نام پکار کر نہ لیوے اور ربیع ابن انس وغیرہ کے نزدیک معنی ما اہل لغیر اللہ کا ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ ہے یعنی وہ جو ذکر کئے اسپر نام اللہ کے غیر کا اور جلالین مین لکھا ہی وما اہل بہ لغیر اللہ یعنے

ذبح کئے اللہ کے غیر کے نام پر اور اہلال کہتے ہین آواز بلند کرنے کو سو بتون کے واسطے جانور ذبح کرتیکے وقت آواز بلند کرتے تھے اور خطیب شربینی نے اپنی تفسیر سراج المنیر مین بھی بعینہ یہی لکھا ہے اور سورۂ مایدہ مین یون لکھا وما اہل لغیر اللہ بہ ای رفع الصوت بہ لغیر اللہ بان ذبح علی اسم غیرہ اور اہلال آواز بلند کرنا اسی سے کہتے ہین فلان اہل بالحج یعنی فلان شخص تلبیہ بولا اور مشرک لوگ ذبح کیوقت کہتے تھے باسم اللات والعزی اور زین الدین بندادی نے تفسیر خازن مین لکھا ہے وما اہل لغیر اللہ بہ یعنی وہ جو ذبح کئے اصنام اور طواغیت کیواسطے اور اہلال کا اصل معنی آواز بلند کرنا ہیہ ہے کیونکہ مشرکین ذبح کی وقت اپنی بتون کے ذکر سے آواز بلند کرتے تھے سو یہہ بات جاری ہوی انکی حالت اور امر کے مقام مین یہان تک کہ ہر ذبح کرنیوالے کو اہل کہے اگرچہ نام پکارکے نہ لیوے اور سورۂ مایدہ مین وما اہل لغیر اللہ بہ کی تفسیر مین یون کہا یعنی جو کہ اسکی ذبح پر اللہ کے غیر کا نام لئے یہہ اسواسطے ہے عرب جاہلیت مین ذبح کیوقت اپنے بتون کا نام لیتے تھے سو اللہ تعالی اسکو حرام کیا اور زمخشری نے کشاف مین لکھا ہے ما اہل بہ لغیر اللہ ای رفع بہ الصوت للصنم یعنی بت کیواسطے کہ کر پکارے ہون یہہ جاہلیت والون کا قول تھا ذبح کیوقت باسم اللات والعزی کہتے تھے اور امام فخرالدین رازی سورۂ مایدہ مین لکھا ہے اہلال کا معنی رفع صوت یعنی آواز بلند کرنا اس سے یہہ قول مشتق ہوا ہے اہل بالحج یعنی تلبیہ بولا اور اسی سے ہے استہل الصبی یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی چلایا ذبح کے وقت کہتے تھے باسم اللات والعزی سو اللہ تعالی نے اسکو حرام کیا اور نسفی نے تفسیر مدارک مین سورۂ بقرہ کی تفسیر مین لکھا ہے وما اہل بہ لغیر اللہ یعنے ذبح کئے بتون کے لئے سو اس پر اللہ کے غیر کا نام ذکر کئے اور اصل معنی اہلال کا آواز بلند کرنا یعنے بلند کئے اس پر آواز بت کے لئے یہ جاہلیت والون کا قول تھا کہا کرتے تھے باسم اللات والعزی اور سورۂ انعام کی تفسیر مین لکھا ہے یعنے آواز بلند کئے اسکے ذبح پر اللہ کے غیر کے نام سے اور قاضی ناصرالدین بیضاوی اپنی تفسیر مین لکھا ہے یعنے اس پر آواز بلند کئے ذبح کیوقت بت کیواسطے ہے کر کر اور حافظ برہان الدین بقاعی اپنی تفسیر نظم الدرر مین لکھا ہے وما اہل اہلال آواز بلند کرنا کوئی امر مستعظم کو دیکھکے یہ یعنی آواز بلند کرنے والا اپنا آواز بلند کیا بسبب اسکے جس حالت مین کہ وہ ذبح کرتا تھا اللہ کے غیر کے لئے دیکھئے ان عمدہ تفسیرون مین کوئی تو اہل کا معنی ذبح کا لیا ہے اس صورت مین وہ اس لفظ کا حقیقی معنی نہین مجاز ہے یہہ مجاز عرب کی محاورہ مین مستعمل

تھا نہین تو ابن عباس رضی اللہ عنہما عرب کے محاورہ کے خلاف معنی نہ کرتے اور کوئی اہل کا حقیقی معنی لیا یعنی آواز بلند کرنا لیکن مطلق نہین بلکہ ذبح کیوقت باللات والعزی کہنا صاحب فتح العزیز نے جو معنی کیا اُسکو کوئی مفسر نہ کیا بلکہ وہ صاحب نے جو لکھا ہے کہ لغت کے بھی خلاف ہی جوہری صحاح مین لکھا ہے استھل الصبی یعنی ولادت کیوقت بچہ پکار اٹھا اور اَہَلّ المعتمر یعنے اپنی آواز کو تلبیہ سے بلند کیا اور اَہَلّ بالتسمیۃ علی الذبیحۃ اور قول اللہ تعالےٰ وما اُہِلَّ بہ لغیر اللہ ای نودی علیہ لغیر اسم اللہ یعنی پکارا گیا اوسپر اللہ کے نام کے غیر کو اور اسکا اصل معنی آواز بلند کرنا اور منتخب اللغت مین لکھا اہلال یعنی اللہ کا نام ذبح کیوقت بلند کرنا دیکھئے صاحب فتح العزیز نے جو ترجمہ کیا مگر وہ جانور کہ پکارا گیا اور شہرت دیا گیا کہ اس جانور کے حق مین کہ وہ اللہ کے غیر کیواسطے ہوا انتہی سو یہہ ترجمہ مخالف مفسرون کے کلام کے اور اہل لغت کے ہی اور جوہری جو لکھا نووی علیہ لغیر اسم اللہ اسکا ترجمہ ہرگز وہ نہین جو انھون نے کہا ہان اگر لغت مین نووی فیہ کہتا تو یہہ ترجمہ درست ہوتا دوسرا خلل انکے کلام مین یہہ ہے جبکہ اہل کی تفسیر ذبح سے کرین یا رفع صوت سے کرکے وقت ذبح کو اُسکا قید ڈالین انکے پاس مَا کے لفظ سے جو غیر ذوی العقول کے خاطر موضوع ہی جانور ہی مراد ہوتا ہے کیونکہ قابل ذبح کے وہی ہی صاحب فتح العزیز نے جب اہل کا معنی پکارنیکا لیا تو اسکی معنی مین بالکل ذبح کو دخل نہین پھر مَا کی لفظ سے جانور ہی مراد لینے پر کیا دلیل ہے قول پر اس کا معنی یون کرنا جو چیز شہرت دئے جاوے کہ وہ اللہ کے غیر کیواسطے ہی اس صورت مین جانور وغیرہ سب اشیا کو متناول ہوتا ہی تیسرا خلل لغت والے اہل کا معنی فقط آواز بلند کرنا کر لکھے ہین شہرت دینا کر کوئی نہ کہا ندا کرنے مین اور شہرت دینے مین بڑا فرق ہے اور وہ جو کہے ہین اہلت للہ اگر کہے تو اس کا معنی ذبحت للہ کرکے کوئی نہ سمجھیگا انہی ہم کہتے ہین وہ نہ سمجھنے سے کچھ خلل نہین کیونکہ اہل کا حقیقی معنی ذبحت ہو کر ہم نہین کہتے بلکہ وہ مجازی معنی ہے اس پر قرینہ ہونا ضرور جبتک کہ قرینہ نہ ہو تو اُس سے ذبحت کا معنی مفہوم نہوگا اور یہہ مقام جانورون کی حل و حرمت کا تھا وہ قرینہ ہوا اس پر کہ اہل کی معنی ذبح ہے اور جو کہے اہل کا معنی اگر ذبح کا ہو تو ذبح لغیر اللہ مراد ہوگا اس سے ذبح باسم غیر اللہ کیسا مفہوم ہوتا ہی انتہی اُس کا جواب یہہ ہے کہ جب اہل سے مراد معنی مجازی یعنی ذبح لین تو مضاف کی تقدیر ین کلام صحیح نہوگا بلکہ لازم آئیگا جو جانور جہان کے لئے مثلاً ذبح کرتے ہین اس کا کھانا بھی درست نہو اس لئے وہان مضاف کی تقدیر کرنا ضرور ہے مضاف کی تقدیر

عرب کے کلام مین بہت آئی ہی کفار قریش کی عادت جو تھی اسکے موافق یہان تقدیر کرنا انکے ذبح کی دو صورت تھین
ایک تو بتون کی نیاز کرتے اور انکی تعظیم کے واسطے اُنکے پاس لیجاکر ذبح کرتے دوسری صورت بسم اللہ نہ بول کے
دعوض اُسکے باسم اللات والعزی کہتے انکے ان دو حالتون کے دیکھتے لغیر اللہ مین دو تقدیر ہو سکتے ہین ایک تو
وما ذبح لتعظیم غیر اللہ دوسری وما ذبح باسم غیر اللہ لیکن تعظیم کے خاطر جو ذبح کرتے تھے اُسکے واسطے اللہ تعالیٰ نے دوسرا
لفظ کہا ہی وما ذبح علی النصب تو معلوم ہوا اس جگہ مراد ما ذبح لاسم غیر اللہ ہے دوسری بات یہہ ہی باسم غیر اللہ کا مفہوم
اعم ہے لتعظیم غیر اللہ سے تو قاعدہ ہی تقدیر اعم سے کرنا اس لئے باسم غیر اللہ کی تقدیر کئے اور تم جو ترجمہ کئے اُس مین
بھی بن تقدیر کئے کلام درست نہین ہوتا کیونکہ زید گائی کو مثلا خرید کرے تو البتہ اُس گاے کے حق مین لوگ کہینگے
کہ یہہ گاے زید کی ہے اور عمرو بیل خرید کریگا تو کہینگے یہہ بیل عمرو کا ہی تو ان جانورونکو بھی نہ کھانا لازم آتا ہی کیونکہ
یہہ جانور اللہ کے غیر کا ہے کر کر مشہور ہوا اب ہم اصل مطلب کی طرف عود کرتے ہین اس آیت سے ثابت ہوا جو کوئی
اللہ کے نام سے ذبح نہ کرے بلکہ دوسرے کے نام سے ذبح کرے مثلا بولے باسم المسیح یا باسم اللات یا اللہ کے نام کے
ساتھ دوسرے کے نام کو ضم کرے مثلا کہے باسم اللہ و اسم محمد خواہ وہ دوسرا نبی رہے یا فرشتہ یا جن یا شیطان
ہر گز باشد ذبیحہ درست نہین ایسا ہی ذبح سے تقرب اور تعظیم اللہ تعالیٰ کی نہ ارادہ کرکے دوسرے کی تقرب اور تعظیم
کا ارادہ کرے تو وہ بھی درست نہین جیسا شیطان کو بھوگ دیتے ہین یا جن کسی کے گھر پر یا دفینے پر مسلط رہتا ہے
جانور نہ دینے پر ایذا سے باز نہین آتا یا دفینہ ہاتھ لگنے نہین دیتا یا توپ کی گاڑی کو چلنے نہین دیتا ان سب صورتون
مین ذبیحہ مردار ہو جاتا ہی بلکہ تقرب و تعظیم کے ارادہ سے دینا موجب کفر کا ہی امام احمد اور مسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ اور امام احمد نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوع روایت کیا ہی کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی اللہ کے غیر کے لئے جسنے ذبح کیا
وہ شخص ملعون ہے امام نووی اس حدیث کی شرح مین لکھے ہین ذبح لغیر اللہ سے مراد اللہ کے غیر کے نام سے
ذبح کرنا جیسا ذبح کیا صنم کے لئے یا صلیب کے یا موسی کے یا عیسی کے علیہما الصلوۃ والسلام یا کعبہ کے لئے یا اور کوئی
انکے مانند تو سب حرام ہین اور ذبیحہ حلال نہین پھر ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی امام شافعی
اس پر نص کئے ہین اور ہمارے تمام اصحاب اس پر اتفاق کئے ہین اگر اسکے ساتھ جسکے نام سے ذبح کیا اسکی تعظیم

یا اُسکے عبادت کا ارادہ کیا اللہ کے سوائے تو کفر ہے اگر مسلمان تھا تو ذبح کے ساتھ مرتد ہو جاتا ہے اور شیخ ابراہیم مرورزی نے جو ہمارے اصحاب مین تھا نقل کیا ہے کہ بادشاہ کے آنیکے وقت ذبح کیا اسکے تقرب کے واسطے تو اہل بخارا اسکی تحریم کا فتوی دیئے ہین کیونکہ وہ مما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے لیکن رافعی کہے یہہ تو ذبح نہین کرتے مگر اسکے آنیکی خوشی پر تو وہ عقیقہ کے مانند ہوا جو بچہ پیدا ہونے سے کرتے ہین اور ایسا کرنا موجب تحریم کا نہین امام نووی روضہ مین لکھتے ہین ذبح کرنے والا اور شکار مارنیوالا باسم محمد بولا تو جایز نہین اور باسم اللہ و اسم محمد بولا تو بھی جایز نہین اللہ تعالی کے حقوق سے یہہ ہے کہ ذبح اور قسم اُسی کے نام سے اور سجدہ اسی کو کرین اِن چیزون مین کسی مخلوق کو اُسکا شریک نہ کرنا وسیط مین لکھا ہے باسم اللہ و محمد رسول اللہ بولنا جایز نہین کیونکہ اس مین شرکت سمجھی جاتی ہے اگر باسم اللہ و محمد رسول اللہ دال کو پیش دیکے بولا تو مضایقہ نہین اور انہین مسئلون سے مناسب ہے جو صاحب الشامل وغیرہ امام شافعی کے نص سے نقل کئے ہین، اہل کتاب جانور کو اللہ کے نام کے غیر سے ذبح کرین جیسے مسیح تو حلال نہین اور قاضی ابن کج کی کتاب مین ہے یہود نے اگر موسی کے واسطے ذبح کیا یا نصرانی نے عیسی کیواسطے یا صلیب کے واسطے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ حرام ہے اور مسلمان نے کعبہ کیواسطے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ذبح کیا تو قوی بات یہہ ہے کہ وہ ذبیحہ حرام ہے کیونکہ وہ ذبح لغیر اللہ ہوا اور ابو الحسن کہا ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ مسلمان اللہ کیواسطے ذبح کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین وہ اعتقاد نہین رکھتا جو نصرانی عیسی علیہ السلام کے حق مین رکھتا ہے اور جب صنم کے واسطے ذبح کرے تو وہ ذبیحہ نہ کھاوے پھر ذبح کرنیوالا مسلمان ہو یا نصرانی اور شیخ ابراہیم مرورزی کتاب التعلیق مین لکھا ہے بادشاہ کے استقبال کے وقت اسکی تقرب کے واسطے جو ذبح کرتے ہین اسکی حرمت پر اہل بخارا فتوی دیچکے کیونکہ وہ مما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے جانئے ذبح کرنا معبود کے واسطے اور اسکے نام سے بمنزلہ سجود کے ہے اور اِن ہر ایک مین ایک نوع کی تعظیم اور عبادت ہے مخصوص اللہ کے لئے جو مستحق عبادت کا ہے پھر جو کوئی تعظیم اور عبادت لغیر اللہ کی جہت سے ذبح کرے پھر وہ غیر حیوان ہو یا جماد جیسی بت تو وہ ذبیحہ حلال نہین اور اس فعل کا کرنا کفر ہے جیسا کسی کو سجدہ عبادت کی جہت سے کرین تو کفر ہے اور ایسا ہی اللہ کو اور اسکے غیر کو ملا کر تعظیم اور عبادت کی جہت سے ذبح کرے تو کفر ہے اگر ذبح غیر کیواسطے اسوجہ پر نہین کیا مثلاً اضحیہ یا ذبح کعبہ کی تعظیم کیواسطے

کیا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے یا ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے کیا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہین تو ذبیحے کی حلیت کے مانع ہونے کو کوئی چیز نہین اور قایل کا یہہ قول کہ ہدیہ بھیجا حرم کو یا کعبہ کو اسی معنی کی طرف بھی رجوع کرتا ہی اور اسی قبیل کا ہے بادشاہ کے استقبال کیوقت ذبح کرنا کیونکہ وہ ذبح بادشاہ آتا ہی کرکے خوشی سے کیا پھر وہ بمنزلہ عقیقہ کے ہوا جو بچہ تولد ہوا کرکے ذبح کرتے ہین ایسا کرنا موجب کفر کا نہین ایسا ہی سجود اللہ کے غیر کو فروتنی اور عاجزی کی جہت سے کرنا موجب کفر کا نہین اس تقریر پر اگر ذبح کرنیوالا باسم اللہ و اسم محمد کہے اور اُس سے یہہ ارادہ کرے ذبح کرتا ہون اللہ کے نام سے اور متبرک ہوتا ہون محمد کے نام سے سزاوار ہے کہ حرام ہو اور اس کو جایز نہین کہ کے جو کہتے ہین اُنکے کلام مین اس لفظ کو مکروہ ہونے پر حمل کرنا ممکن ہے کیونکہ مکروہ مین جواز کی اور اباحت مطلقہ کی نفی کرنا صحیح ہے اور قزوین مین ہم ملاقات کیئے سو علما کی ایک جماعت مین مناقشہ ہوا کہ کوئی ذبح کے وقت باسم اللہ و اسم رسولہ کہے تو ذبیحہ حلال ہے یا نہین کافر ہوگا یا نہین پھر وہ مناقشہ بڑھتا بڑھتا ایک فتنہ ہوا اور ہم جو کہے سو بات صواب ہے امام نووی یہہ لکھنے کے بعد اپنی طرف سے قُلتُ لکھ کر کہے امام رافعی نے اس فصل کو بہت استواری سے لکھا ہی اور شیخ ابراہیم مروروزی کا کلام اُنکی تعلیق مین اس کی تائید کرتا ہی لکھا ہی کہ صاحب تقریب شافعی سے نقل کیا ہی کہ نصرانی اللہ کے غیر کا نام لیکر جیسا مسیح تو اس کا ذبیحہ حلال نہین صاحب تقریب نے کہا اس سے مقصود یہہ ہے کہ اُس نے جانور کو مسیح کے لئے ذبح کیا تو ذبیحہ حلال نہین مسیح کا نام اس طور سے لیا گویا درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتے ہین تو اُسکا ذبیحہ جایز ہے اور صیمری کہا ذبیحہ نصرانی کا مطلق حلال ہی اگرچہ مسیح کا نام لیوے انتہی اور روض الطالب اور اُسکی شرح اسنی المطالب مین جو لکھا ہے اسکو اختصار کے ساتھ لکھتا ہون ذبح کرنیوالے کو باسم محمد بولنا یا باسم اللہ و اسم محمد بولنا یا باسم اللہ و محمد رسول اللہ دال کے زیر سے بولنا جایز نہین کیونکہ ایسا کہنے سے شرکت اللہ کے ساتھ ہوتی ہی اگر محمد کے نام سے تبرک کا قصد کیا سزاوار ہے کہ حرام ہو اور بعضون نے جو کہا کہ جایز نہین اُس سے مراد کراہت ہی اگر بسم اللہ و محمد رسول اللہ دال کے پیش سے بولا تو حرام نہین کیونکہ اُس سے شرکت مفہوم نہین ہوتی لیکن یہہ بات نجو جاننے والے کے حق مین ہی جو نحو نہ جانکے بولے تو اس کے لئے یہہ بات نہین اور کتابی مسیح کے یا انکے غیر کیواسطے جو اللہ کے سوا ہین ذبح کیا تو حلال نہین اور مسلمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یا کعبہ کیواسطے یا اور کسی ماسوی اللہ کیواسطے ذبح کیا تو

حلال نہین کیونکہ وہ ما اہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہے بلکہ ماسوی اللہ کی تعظیم اور عبادت کی جہت سے ذبح کیا تو کافر ہوگا اگر کعبہ کے نام پر اللہ کا گھر ہے کہکے تعظیم کیواسطے یا رسول اللہ کے نام پر اللہ کے رسول ہین کرکر تعظیم کیواسطے ذبح کیا تو جایز ہے بادشاہ یا غیر کی تقرب کے واسطے اُسکی ملاقات کیوقت ذبح کیا تو حرام ہے اگر اُسکے آنیکی خوشی سے یا کسی کی خفگی دور کرنیکی قصد سے ذبح کیا تو جایز ہے اگر جن کیواسطے ذبح کیا تو حلال نہین مگر ذبح سے اللہ تعالے کے تقرب کا ارادہ کیا تا جن کی ایذا کو دفع کرے تو حرام نہین اور ابن حجر ہیثمی نے زواجر فی اقتراف الکبایر مین لکھا ہے کہ باسم اللہ واسم محمد کہا یا باسم اللہ ومحمد رسول اللہ کہا ثانی اسم کے یا محمد کے زیر سے اور نجوانتا ہے یا کتابی کنیسہ یا صلیب یا موسی یا عیسی کے لئے کہا یا مسلمان کعبہ کے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہا یا بادشاہ وغیرہ کے تقرب کیواسطے یا جن کیواسطے ذبح کیا تو ان تمام صورتون مین مذبوح حرام ہوتا ہے اگر بادشاہ کے آنیکی خوشی کا ارادہ کیا یا اللہ کے شکر کا ارادہ کیا یا خفا ہے سو شخص اپنے سے خوشی ہونیکے قصد سے ذبح کیا یا جن کو دفع کرنے اللہ کے تقرب کیواسطے ذبح کیا تو حرام نہین انتہی ہم یہہ بیان جو لکھے اِس سے احوال کاٹ باوا صاحب کے مرغ کا اور شیخ احمد رفاعی کے بکریکا اور شاہ مدار کی گائی کا بخوبی معلوم ہوا کہ اگر اُنکے ذبح سو ان بزرگونکی عبادت اور تقرب کا ارادہ کیگا تو وہ بیشک حرام ہے اگر تقرب کا ارادہ نہین کیا بلکہ یہہ ارادہ کیا کہ فلانے بزرگ کی فاتحہ کیواسطے ہے اور فقط اللہ تعالی کا نام لیکے ذبح کیا اور اوسکے گوشت کو کھلا کے ثواب اُس کھانیکا اس بزرگ کی روح کو بھیجا تو حرام نہین مَنِ اضْطُرَّ پھر جو کوئی لاچار ہو یعنی مردار کھائے بن اسکو گزیر نہو غَيْرَ بَاغٍ نہ بیکلی کرتا ہو وَّلَا عَادٍ اور نہ زیادتی فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ تو اُسپر گناہ نہین مردار کھانے مین جو کوئی مضطر اور لاچار ہوگا سو وہ لاچاری یا بسبب کسی کے جبر کرنیکے ہوگی یا قوت کے لئے کچھ ملا نہ ہو یا وہ محتاج ہے کھانا مول لینے کی اسکو قدرت نہین اور اسکی جان کھانے سے تلف ہوتی ہے تو اسکو مردار کھانا جایز ہے بشرطیکہ وہ شخص باغی نہ ہو اور نہ عادی باغی سے مراد وہ جو مسلمانون پر خروج کرے اور عادی وہ جو زبردستی کیواسطے نکلے یعنے سفر معصیت کا جیسا قطع رحم یا راہ زنی یا چرانے یا زنا کیواسطے نکلے یہہ قول مجاہد سے مروی ہے اور شافعی کا بھی مذہب یہی ہے کہ جو کوئی سفر معصیت مین مضطر ہو تو اسکو مردار کھانا جایز نہین اور بعضے باغی سے خواہش کرنیوالا لذت کا اور عادی سے حاجت سے بڑھکے کھانیوالا مراد لئے ہین اسی پر ابو حنیفہ کہتے ہین مضطر کو اُتنا ہی مقدار کھانا جایز ہے جس سے

جان بچ رہے شافعی کے مذہب کا راجح قول بھی یہی ہے اور امام مالک کہتے ہین پیٹ بھر کے کھانا جایز ہو یہ شافعی کے یہان کا ضعیف قول ہر اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تحقیق اللہ بخشنے والا ہو مہربان سو اگر کوئی حالت ضرورت مین کھاوے تو اُسکو بخش دیگا یہ اللہ تعالےٰ کی مہر ہے جو تکو انکے کھانیکی رخصت دی کیے اور عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے سدی سے روایت کیے ہین کہ جو کوئی مردار اور خون اور سور کا گوشت کھانے مضطر ہو جاوے کہ مرجاوے تو وہ نہ کھا کر مرجاوے تو وہ دوزخ مین جاویگا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ مقرر لوگ چھپاتے ہین جو کچھ نازل کی اللہ نے کتاب سے اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ یہود کے سردار اور انکے علما اپنے تابعداروں سے ہدیے لیا کرتے تھے اور انکو گمان تھا کہ نبی موعود انہین مین ہوگا جب اللہ تعالےٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی غیر قوم سے بھیجا تو انکو اپنی آمدجاتی رہنے اور ریاست زایل ہونیکا اندیشہ ہوا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو بدل دیے اور اپنے تابعداروں کو سنا دیے کہ نبی آخر الزمان کی صفت جو توریت مین ہے سو اِس نبی کی صفت سی نہین پھر تابعدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو وے بدلے تھے مطابق نہین کر کر آپکے تابع نہین ہوئے پھر اللہ تعالی اِس آیت کو نازل کیا سیوطی نے کہا اِس کی سند ضعیف ہو وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اور لیتے ہین اوس چھپانے پر رسول تھوڑا یعنے ہدیہ اور رشوت جو تابعداروں سے ملتی ہو اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ وے نہین کھاتے اپنے پیٹ مین مگر آگ یعنی رشوت بیاز وغیرہ جو انکو آخر آگ مین لیجاویگی گویا وے آگ کھاتے بعضے کہتے ہین کہ وہ انکے پیٹون مین آتش ہوگی وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور نہ بات کریگا اُن سے قیامت کے دن یعنی رحمت کی اور انکو بشارت دینیکی بات نہ کریگا بلکہ زجر اور توبیخ کی بات کریگا یا بات نہ کرنا کنایہ ہے اُنپر غصہ ہونے سے ایک نے ایک پر خفا ہوا تو کہتے ہین کہ وہ اُس سے بات نہین کرتا یہہ تاویل اِس لیے کرنی ہے کہ دوسری آیتون مین وارد ہوا ہے اللہ تعالیٰ اُنسے سوال کریگا اور اُنکو کہیگا اور احتمال ہو کہ بات نہ کرنا حقیقت پر باقی رہے اور سوال وغیرہ ملایکہ کیواسطے سے ہووے وَلَا یُزَکِّیْہِمْ اور نہ پاک کریگا اُنکو یعنی گناہون کی نجاست سے وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور اُنکو دکھ کی مار ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْہُدٰی وہی ہین جنھون نے خرید کی گمراہی ہدایت کے بدلے یہہ دنیا کا معاملہ ہو وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ اور خرید کی عذاب بدلے بخشایش کے یہہ آخرت کا سودا ہو فَمَآ اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ

سو کیا چیز صبر دی انکو آگ پر یہہ توبیخ کی جہت سے کیا کھایا انکے حال سے تعجب کرتا ہی کہ وہ دوزخ مین جانیکا اسبات کیا بے پروائی سے کرتے ہین گویا اس سے راضی ہین نہین تو آتش پر صبر کرنیکی انکو طاقت کہان حسن بصری کہے واللہ انکو آتش سے صبر نہین لیکن انکو دوزخ مین لیجانیکا عمل کرنے پر کیا جرأت ہی ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ یہہ یعنی دے آتش کھانا وغیرہ اُس سبب سے ہی کہ اللہ نے اُتاری کتاب سچی دے اُسکے منکر ہوئے یا ترجمہ یون ہے ہم اُنکے ساتھ ایسا کئے کیونکہ اُن پر اللہ تعالی سچی کتاب یعنی توریت اُتاری دے اُسکو بدلدئے وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ اور مقرر جنھون نے اختلاف کیا کتاب مین دے البتہ دور دراز مخالفت مین ہین یعنی انکی مخالفت حق سے بہت تجاوز کرگئی ہے اس جگہ کتاب سے یا مطلق کتاب الٰہی مراد ہی تو اختلاف سے مراد انکا ایمان لانا بعضی کتابون پر اور منکر ہونا بعضون سے ہی یا کتاب سے توریت مراد ہی تو اختلاف سے مراد انکا ایمان لانا بعضے احکام پر اور چھپا رکھنا بعض کو اور اُسکے معانی بدل دینا اور الفاظ کی تحریف کرنا یا کتاب سے قرآن مراد ہے تو مراد اختلاف سے انکا قول ہی جو کہے وہ سحر اور بناوٹ ہی یا بشر سکھاتا سو کلام ہے یا اساطیر الاولین ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ یعنی یہی نیکی نہین کہ منہہ کرنا اپنے مشرق کیطرف یا مغرب کی ابن عباس اور مجاہد اور عطا سے منقول ہی کہ یہہ خطاب مسلمانون کے حق مین ہی اُسوقت معنی یون ہونگے نیکی تمام نماز پڑہنے کی جہت مین نہین لیکن نیکی وہ ہے جو اب مذکور ہوتی ہی اور قتادہ اور ربیع اور مقاتل اور ابی العالیہ سے مروی ہی کہ یہہ خطاب اہل کتاب کے حق مین ہی یہود کا قبلہ مدینہ مین مغرب کی جہت مین تھا اور نصارا کا قبلہ مشرق کی جہت جب مومنون کو قبلہ بدلنے کا حکم ہوا تو یہود و نصاری قبلہ کی بابت مین بہت بحث و تکرار کئے اور ہر قوم کہی نیکی اُسی مین ہے کہ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہون اُنکے رد کرنے کو اللہ تعالی نے فرمایا تمھارے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا نیکی نہین کیونکہ وہ قبلہ منسوخ ہوچکا نیکی کے یہہ کام ہین جواب کہے جاتے ہین اور بعضے کہتے ہین یہہ خطاب اہل کتاب اور مسلمانون کے حق مین عام ہی وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ وَبِاللّٰهِ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ لیکن نیکی وہی ہی جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی روز قیامت پر اسکو اس لئے ذکر فرمایا بات یہ ہے لوگ بعث کے منکر ہین وَالْمَلٰٓئِكَةِ اور فرشتون پر وَالْكِتٰبِ اور کتابہ پر کتاب سے جنس کتاب الٰہی مراد ہے

ربع ورد قیراط ۱۵

ع ۶

اور بعضے اُس سے قرآن مراد لیتے ہین وَالنَّبِيّٖنَ اور پیمبرون پر وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ اور دیوے مال اسکی محبت پر جبہ کی ضمیر کا مرجع مال ہے یعنے دیوے مال باوجود اُسکی محبت کے سعید بن جبیر سے یہی منقول ہی اور حاکم وغیرہ ابن مسعود سے روایت کیئے ہین کہ وَاٰتَى الْمَالَ علی حبہ کا معنی یہہ ہے مال دیوے اپنی صحت مین اور مال کی احتیاج کے وقت جو زندگی کی امید ہو اور فقیر ہونے کا اندیشہ ہی یہہ حدیث ابن مسعود سے موقوف اور مرفوع دو طور سے مروی ہی موقوف ہو تو بھی حکم مین مرفوع کے ہی کیونکہ ایسی بات رائے سے کہنے کی نہین اور موقوف کی سند کو حاکم نے تصحیح کیا ہی اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود ونسائی اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے افضل صدقہ یہہ ہی کہ صدقہ دیوے اپنی تندرستی اور اپنی احتیاج کیوقت جو امید ہو غنی ہونیکی اور اندیشہ ہو فقیری کا اور تو اتنی مہلت نہ کر کہ دم حلق مین آوے تو بولے فلانے کو اتنا دیو اور فلانے کو اتنا دیو اور وہ تو فلانے کا یعنی وارث کا ہوا اور بعضے جبہ کی ضمیر اللہ تعالی کی طرف پھیرتے ہین یعنی وہ مال خالص اللہ کی حب پر دیوے دوسری غرض جیسا نام آوری یا حیا اور لاج سے نہ دیوے ذَوِي الْقُرْبٰى ناتے والون کو یعنی صدقہ دینے والے کے قرابتی کو امام احمد اور ترمذی وغیرہ سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ مسکین کو کچھ دینا صدقہ ہے اور اپنے قرابتی کو دینا صدقہ ہے اور صلہ رحم بھی وَالْيَتٰمٰى اور یتیمون کو یتیم کا معنی آگے گذرا قرابت والے اور یتیم سے مقصود وے ہین جو محتاج ہون وَالْمَسٰكِيْنَ اور محتاجون کو مساکین جمع ہے مسکین کی مسکین اُسکو کہتے ہین اُس کا کسب اور مال اُس کے خرچ کو کفایت نہین کرتا وَابْنَ السَّبِيْلِ اور مسافر کو ابن السبیل کا اصل معنی راہ کا بیٹا مسافر کے لئے یہہ لفظ اسواسطے کہے کہ وہ راہ کو لازم کرتا ہے وَالسَّآئِلِيْنَ اور مانگنے والون کو امام احمد نے حسین بن علی سے اور ابو داود علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مانگنے والے کا حق ہی اگرچہ گھوڑے پر آوے اور ابن سعد اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان ام بجید سے روایت کیئے ہین اور اُن بی بی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی کہی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بولی یا رسول اللہ مسکین آکے میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہی اُسکو دینے میرے پاس کچھ نہین رہتا تو فرمائے اگر تیرے پاس کچھ نہ رہے مگر جلی ہوی کھر ہو تو بھی اُسکو

وَفِي الرِّقَابِ اور گردنین چھوڑانے مین یعنی غلام آزادی کے واسطے مال جو اپنے صاحب کو دینا قبول کرتا ہی اسکی اعانت کرے اور بعضے کہتے ہین مراد اس سے اپنے اسیرون کو بندسے چھوڑا کر مال دیکر وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ اور کھڑے رکھے نماز یعنی فرض نماز اسکی وقت مین ادا کرے وَءَاتَى الزَّكٰوةَ اور دیا کرے زکوٰۃ اول جو فرمایا دیوے مال اسکی محبت پر نانے والون کو اس سے غرض سنت و مستحب ہے اب جو فرمایا زکوٰۃ دیا کرنا اس سے فرض زکوٰۃ مراد ہے یا اس لئے انسان کے مال مین دو حق واجب ہین ایک حق اللہ دوسرا حق الناس حق الناس جو واجب ہی نفقہ اپنے اہل و عیال کا اور خادم اور قیدی کو چھڑوانا اور مضطر کو کھلانا اور پیاسے کو پلانا اور حق اللہ وہ زکوٰۃ فرض اول جو بیان فرمایا وہ حق الناس ہی اور اب حق اللہ کو ذکر کیا اس تقریر پر اس آیت مین اشارہ ہوا کہ مال مین سوائے زکوٰۃ کے اور بھی حق ہے اسی پر حدیث دلالت کرتی ہی جس کو ترمذی اور ابو یعلی اور طبرانی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مال مین حق ہے سوائے زکوٰۃ کے بعد یہہ آیت تلاوت کئے لیس البران تولو وجوھکم الآیہ لیکن اس کی سند مین ابو حمزہ میمون احمر ہے وہ ضعیف ہی اور حافظ عسقلانی کہا کہ یہہ حدیث مضطرب ہی کیونکہ ابن ماجہ نے اسکو روایت کیا سو اس مین کہا ہی مال مین حق نہین سوائے زکوٰۃ کے اگرچہ جمع بین الروایتین ممکن ہی لیکن اتنا اضطراب اس مین آنا سبب ضعف کا ہی اور امام نووی کہے وہ حدیث جدًا ضعیف ہی اور اسکی موید ہی جو ابن شاہین اور دار قطنی اور بیہقی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اضحیہ کرنا ہر فرج کو نسخ کیا اور رمضان ہر روزے کو اور غسل جنابت ہر غسل کو اور زکوٰۃ ہر صدقہ کو ابن شاہین نے کہا یہہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند مین مسیب بن شریک ہے وہ قوی نہین حافظ عسقلانی کہے کہ وہ حدیث ضعیف ہی وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو عہد سے مراد یا اللہ تعالی کا عہد ہے جو بندون سے لیا اسکے حدود پر قایم رہنا اور اس کی طاعت کرنا یا وہ عہد جو انسان اپنے اوپر لازم کر لیتا ہی جیسی نذر یا وہ عہد جو اسکے اور لوگون کے درمیان ہوا کرتا ہی جیسے وعدہ وفا کرنا اور امانین ادا کرنا إِذَا عٰهَدُوا جب اقرار کرین یعنی جب عہد کرین تو اسکو پورا کرین اور نذر کرین تو اسکو وفا کرین اور جب قسم کھاوین اس مین صادق رہین اور جب کچھ بات کہین تو راست کہین اور کسی کی امانت لے رکھین تو اسکو ادا کرین وَالصّٰبِرِينَ فِي الْبَاْسَاءِ اور سنبھالنے والے سختی مین یعنی فقر و فاقے کی شدت مین

وَالضَّرَّآءِ اور ضرر مین یعنی بیماری وَحِيْنَ الْبَاْسِ اور وقت لڑائی کے یعنی جہاد فی سبیل اللہ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وہی لوگ ہین جو سچے ہوے یعنی اِن اوصاف والے وہی سچے ہین ایمان مین اور حق کی متابعت مین
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور وہی پرہیزگار ہین قاضی بیضاوی نے لکھا ہو یہہ آیت انسان کے تمام کمالات کو
جامع ہے اور ان تمام پر صراحۃً یا ضمناً دلالت کرتی ہو کیونکہ انسان کے کمالات باوجود کثرت اور نہایت کے تین چیزون
مین منحصر ہین ایک عقیدہ درست رکھنا دوسرا حسن معاشرت یعنی نیکی کے ساتھ لوگون سے گذران کرنا تیسرا نفس کو جہد کرکے
من آمن سے والنبیین تک پہلی کی طرف اشارہ ہو اور آتی المال سے فی الرقاب تک دوسری چیز کی طرف اور اقام
الصلوٰۃ سے آخر تک تیسری کی طرف وے لوگ جو اِن اوصاف سے متصف ہین اُنکے ایمان اور اعتقاد کے سبب حق تعالےٰ
اُن کے باب مین کہا کہ وے سچے ہوے اور خلق کے ساتھ حسن معاشرت کرنا اور حق کے ساتھ نیک معاملہ رکھنیکے اعتبار
سے اُنکو پرہیزگار کہا اسی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہین جس نے اِس آیت پر عمل کیا تو اُسکا ایمان کامل
ہوا اِس حدیث کو ابن المنذر نے اپنی تفسیر مین ابی میسرہ سے روایت کیا ہو یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو
اِس آیت کی شان نزول کو ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یون روایت کیا ہو کہ اسلام ظاہر ہونے کے چند روز
آگے عرب کے دو قبیلون مین لڑائی ہوئی یہان تک کہ غلامون کو اور عورتون کو بھی مارے کئی لوگ مارے پڑے
اور کئی لوگ زخمی ہوئے ایک دوسرے کا بدلہ نہین لیتے تھے کہ اِس مین اسلام ظاہر ہوا اُن دو قبیلون سے ایک
قبیلہ والے مال اور ہتیار اور قوت کے دیکھتے زبردست تھے وے قسم کھائے ہم راضی نہ ہونگے جبتک اُنکے
صاحبون کو ہمارے غلامون کے عوض اور انکے مردون کو ہماری عورتون کے عوض نہ قتل کرین بعضی طریقون مین آیا ہے
کہ یہہ دونون قبیلے انصار مین تھے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى لکھا گیا ہو یعنی فرض ہوا ہے
تم پر بدلا برابر مارے گیون مین اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ صاحب کے بدلے صاحب وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اور غلام کے بدلے
غلام وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى اور عورت کے بدلے عورت اس کا معنی یہہ ہو دو شخص جب برابر ہون تو
ہر صنف کو اُس کے مثل کے بدلے قتل کرینگے مرد کے بدلے مرد کو اور عورت کے بدلے عورت کو اور حر کے بدلے حر کو
اور غلام کے بدلے غلام کو جب برابر نہ ہو تو اعلےٰ کے لئے ادون کو قتل کرینگے ادون کے لئے اعلےٰ کو نہ قتل کرینگے صاحب کے
بدلے غلام کو ماریںگے اور غلام کے بدلے صاحب کو نہ ماریںگے اور عورت کے بدلے مرد کو اور مرد کے بدلے عورت کو

قتل کرینگے اور مومن کافر کے بدلے نہ مارینگے اور کافر کو مومن کے بدلے قتل کرینگے امام شافعی اور مالک اور احمد کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ کے یہان جان کے بدلے جان ہی مومن ہے یا ذمی صاحب ہو یا غلام فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ پھر جس کو معاف ہوا اسکے بھائی کی طرف سے کچھ ایک فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ تو چاہئے مرضی پر چلنا موافق دستور کے اور پہنچانا اسکو نیکی سے یعنی اگر قاتل سے اسکے بھائی مقتول کا خون معاف کرین اور اسکے درعوض دیت پر راضی ہون تو عفو کرنے والے کو چاہئے کہ قاتل سے دستور کے موافق کیوے زیادہ نہ مانگے اور اسکو سختی سے وصول نہ کرے اور قاتل پر یہہ لازم ہے کہ دیت مقتول کے وارث کو بھلائی سے پہنچا دے سستی سے حیلہ حوالے نہ کرے اللہ صاحب نے مقتول کو بھائی کہا تا اسکے وارثون کو مہر آوے اور اس مین یہہ اشارہ ہے کہ قتل کے باعث بھائی پن اسلام کا جاتا نہین ذٰلِكَ یہہ یعنی جو حکم ہوا قصاص اور عفو اور دیت کا تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ آسانی ہوئی تمھارے رب کی طرف سے اور مہربانی کیونکہ موسویون پر قتل ہی لازم تھا عفو کرنا دیت لینا حرام اور عیسویون پر عفو کرنا لازم تھا اور قصاص اور دیت لینا حرام اللہ تعالیٰ آسانی اور رحمت کے لئے اس امت کے قصاص اور دیت اور عفو تینون چیزین مقرر کیا فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اسکے یعنی دیت لیکے یا نہ لیکے خون معاف کر دیوے بعد بھی زیادتی کر کر قاتل کو مارڈالے فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تو اسکو دکھ کی مار ہی یعنی آخرت مین دوزخ کا عذاب ہے یا دنیا مین قصاص لینا ہو وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اور تمکو قصاص مین زندگی ہی اے عقلمندو شاید تم بچتے رہو قتل سے زندگی ہم فرمایا کیونکہ جو قتل کا ارادہ کیا ہے اسکو معلوم ہوا کہ اگر قتل کرون تو اسکے بدلے آپ بھی مارا جاونگا تو ڈر کے قتل کریگا اسوقت دونون کی جان بچگئی اور بھی قاتل سے جب قصاص لین تو دوسرے لوگ مارے ڈر کے قتل نہ کرینگے اور بھی جاہلیت مین ایک کے بدلے جماعت کو قتل کرتے تھے اور مقتول کے درعوض دوسرے کو قتل کرتے تھے پھر فتنہ ہوتا اور سیکڑون آدمی مارے جاتے سو ان تمام چیزون کے دیکھتے البتہ قصاص مین بڑی زندگی ہی اور بعضے حیات سے مراد آخرت کی حیات کہتے ہین جب قاتل سے قصاص لین تو آخرت مین مطالبہ باقی نہین كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ لکھا گیا ہے تمپر یعنی فرض ہوا ہی جب حاضر ہو کسی کو تم مین سے یعنے موت کی نشانیان ظاہر ہون اِنْ تَرَكَ خَيْرَا اگرچہ کچھ مال چھوڑے اس مال سے کسقدر مراد ہے سو اس مین اختلاف ہی نہری سے منقول ہے مطلق مراد ہے

تھوڑا ہو یا بہت اکثر لوگ کہتے ہین خیر کا لفظ اطلاق نہین کرتے ہین مگر بہت سے مال پر اور مال کس مقدار ہو تو
اُس مین وصیت کرنا اِس مین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ہزار درم اور بعضے سات سو اور بعضے سات
دینار اور بعضے پانسو اور عبد الرزاق اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ جس کے پاس
سات سو درم ہون تو وصیت نہ کرے عبد الرزاق اور حاکم اور بیہقی عروہ سے روایت کئے ہین کہ
علی مرتضی رضی اللہ عنہ اپنے ایک آزاد کئے ہوئے غلام جو بیمار تھا گئے اُس کے پاس سات سو یا چھے سو درم تھے اُس نے
آپ سے پوچھا کہ مین وصیت کرون یا نکرون علی رضی اللہ عنہ فرمائے اللہ تعالی فرمایا ہے ان ترک خیرا اور وہ
مال زیادہ نہین تو اپنے وارثون کے لئے چھوڑ دے اور بیہقی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے کہ کسی نے اُنسے پوچھا مین وصیت کرنا چاہتا ہون تو پوچھے تیرا مال کتنا ہے بولا تین ہزار درم پوچھے
تیرے گھر کے لوگ کتنے ہین کہا چار تن کہے اللہ تعالی فرمایا ہے ان ترک خیرا اور یہہ تھوڑا مال ہے اپنے علاقین کے
لئے چھوڑ دے اَلْوَصِيَّةُ وصیت کرنا آدمی اپنے مرنے کے بعد کچھ کام کرنے کو تاکید جو کرتا ہے اُسکو
وصیت کہتے ہین لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ مان باپ کو اور ناتے والون کو یعنے اُنکو کچھ مال دیکر
وصیت کرنا بِالْمَعْرُوْفِ دستور سے یعنی وصیت اندازہ سے کرنا محتاج کو کم دیکے غنی کو بہت نہ دینا
اور ثلث مال سے زیادہ وصیت نہ کرنا حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ضرور ہے پرہیزگارون کو اِس آیت کے نزول کا
سبب یہہ ہے کہ جاہلیت مین لوگون کی عادت تھی کہ اپنا مال غیر شخص کو دینے کے لئے وصیت کرتے قرابت
والون کو نہین دیتے تا لوگون مین اپنی شان بڑی ہو ابتداء اسلام مین یہہ حکم فرض ہوا کہ کسی کو مال ہو تو مرتے
وقت والدین کو اور قرابتی کو دینے کیواسطے حکم کرے بعد مواریث کی آیت جب نازل ہوی اُس کا وجوب
منسوخ ہوا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ وارث کو وصیت نہین امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ عمرو بن خارجہ سے
اور ابی امامہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جانیوالا اللہ تعالی
ہر ایک حقدار کا حق دیچکا اب وارث کے لئے وصیت نہین انتہی غیر وارث کو ثلث مال سے کم وصیت
کرنا مستحب ہے اس باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین طوالت کے خوف سے ہم نے یہان ذکر نہین کیا
فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ پھر جو کوئی اس وصیت کو

سن چکا بعد کوئی بدلے تو اُس کا گناہ اُنھیں پر ہی جنھوں نے اُسکو بدلا یعنے وصی اور ولی وصیت کے لکھنے میں یا حقدار تک پہنچانے میں تغیر کیا یا شاہدوں نے گواہی کو پوشیدہ کیا اُس کا گناہ بدلنے والے پر ہے میت اُس سے بری ہے اِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ مقرر ہے اللہ سنتا جانتا فَمَنْ خَافَ پھر جو کوئی ڈرا یعنے جانا یہ خطاب سب مسلمانوں کو ہے مِنْ مُوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا وصیت کرنے والے کی طرفداری سے یا گناہ سے فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ پھر اُنمیں صلح کرا دے فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ تو اُس پر گناہ نہیں جنف سے مراد خطا کی طرفداری یا ورحق سے عدول کرنا اور اثم سے مراد عمداً ظلم کرنا یعنی موصی نے وصیت میں قصور کیا یا اسراف کیا یا وصیت گناہ کے کام کی کیا تو ولی اور وصی اور حاکم کو لازم ہے کہ اُس کو شرع کے مطابق جاری کریں اور وارثوں میں اور موصی لہ میں ملاپ کروا نا کچھ مضایقہ نہیں اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے مہربان يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ لکھا گیا تم پر یعنی فرض ہوا روزہ جیسے فرض ہوا تھا تم سے اگلوں پر یعنی دوسرے انبیا پر آدم سے محمد تک صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لکھا گیا تم پر یعنی فرض ہوا روزہ جیسے فرض ہوا تھا تم سے اگلوں پر یعنی دوسرے انبیا پر آدم سے محمد تک صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ کئی دن گنتی کے یہاں جو اگلوں سے تشبیہ دی کس چیز میں بعضے کہتے ہیں تشبیہ روزہ رکھنے میں یا جو اسکے صفت میں دونوں میں تشبیہ نہیں سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اہل کتاب پر فرض تھا کہ شب کو کھانا نہ کھا کے کوئی سو جاوے تو پھر دوسری شب تک اُسپر کھانا حرام تھا اور روزے کی شب کو عورتوں سے مقاربت کرنا جائز نہ تھا مسلمانوں پر بھی ابتداء اسلام میں یہی حکم ہوا بعد رخصت کی آیت نازل ہوئی اس قول پر یہہ آیت منسوخ ہوا اسکی ناسخ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الایہ ہے بعضے کہتے ہیں تشبیہ نوعیں ہے یعنی اُنپر جیسے چند روز مقرر تھے تمپر بھی مقرر چند روز ہیں ابن جریر نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ جب نصاریٰ پر رمضان کا روزہ رکھنا فرض ہوا وہ ایام تابستان کے تھے اُن ایام میں روزہ رکھنا دشوار ہوا اُن ایام کا روزہ چھوڑ کر دوسرے دنوں میں مقرر کئے اور معین نوعیں نہ رکھنے کا کفارہ دس روزے زیادہ کئے اور ایاما معدودات سے مراد رمضان کا مہینہ ہے اور بعضے کہتے ہیں ان روزوں سے مراد عاشورہ اور ہر مہینے میں تین دن ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی روزے اول فرض تھے بعد کے منسوخ ہو کے رمضان کے روزے مقرر ہوئے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ پھر جو کوئی

ع

تم مین بیمار ہو یا سفر مین بیماری وہ جس کو روزہ سے ضرر ہو یا روزہ رکھنا دشوار ہوا اور سفر سے مراد جس مین نماز کو قصر کرتے ہین وہ دو مرحلے ہین امام شافعی کے پاس اور تین روز کی راہ ہی امام ابو حنیفہ کے پاس فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ تو اُس پر ہی اُن کی شمار دوسرے دنون سے اِس جگہ کلام مین حذف ہی تقدیر یون ہی فمن کان منکم مریضًا او علی سفر فافطر فعلیه صوم عدة ایّام المرض والسفر من ایام اخر یعنے جو کوئی تم سے بیمار رہنے سے یا سفر مین ہونے سے افطار کیا تو اُس پر روزہ رکھنا ہی بیماری اور سفر کے دونون کے شمار دوسرے دنون سے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ اور جنکو اُسکی یعنے روزے کی طاقت ہو اور افطار کرے تو فدیہ ہی کھانا ایک فقیر کا یعنی ایک دن مین فقیر جس مقدار کھاوے اتنا کھانا اُس روزے کے بدلے مین فقیر کو کھلانا وہ فدیہ اصح مذہب مین ایک مُد ہی اُس قسم کے اناج سے جو بستی مین اکثر لوگ کھایا کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین اگر گیہون دیوے تو آدھا صاع دینا اگر دوسرے قسم کا اناج دیوے تو ایک صاع دیا چاہئے اور بعضے کہتے ہین افطار کیا سو شخص اُس دن آپ جو کھاتا ہو سو کھلاوے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ مسکین کو شام اور سحر کا کھانا کھلاوے اِس آیت کے حکم مین علما کا اختلاف ہی اکثر کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہی عمر بن الخطاب اور ابن عمر اور سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہتے ہین ابتدا مین جب روزہ رکھنے کا حکم ہوا تو لوگون کو روزے کی عادت نہین اُنپر روزہ دشوار ہوا تب یہہ آیت اتری اللہ تعالی نے لوگون کو اختیار دیا کوئی روزہ رکھتا اور کوئی روزہ نہ رکھے اُسکے بدلے مسکین کو کھانا کھلاتا اغنیا اکثر روزہ نہ رکھ کے فدیہ دینے لگے روزہ آن پڑا فقرا مساکین پر پھر اللہ تعالی اِس حکم کو منسوخ کر کے یہہ آیت نازل کیا فمن شهد منکم الشهر فلیصمه اور جماعت کہتی ہے آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے مگر خاص ہے انکے حق مین جو بہت بوڑھے ہین یا دایم المرض ہین درست ہونیکی امید نہین اور بعضے کہتے ہین یہان لا مقدر ہی اصل لا یطیقونه تھا فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ پھر کوئی شوق سے زیادہ کرے نیکی تو اُسکو وہ بہتر ہے یعنی ایک مسکین سے بڑھکے لوگو کو کھلاوے تو بہتر ہے اللہ ثواب زیادہ دیگا وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ اور روزہ رکھو تو تمھارا بھلا ہے یعنی افطار کر کے فدیہ دینے سے روزہ رکھنا بھلا ہے إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اگر تم سمجھ رکھتے ہو یعنے روزے کی خوبیان اور فضیلت کی اب معلوم کیجئے جو مسلمان عاقل و بالغ ہے بے عذر رمضان کا روزہ ترک کرنا اُسکے لئے درست نہین

اور وے عذرین جن سے نہ رکھنا روا ہی تین ہین ایک تو سفر اور مرض اور حیض اور نفاس ہی ان پر قضا ہے
کفارہ نہین دوسرا حاملہ اور مرضعہ بچے کو ضرر ہونیکے اندیشہ سے روزہ نہ رکھے تو قضا کرنا اور فدیہ دینا
امام شافعی کا یہی مذہب ہی ابو حنیفہ کے یہان اس مین بھی فدیہ نہین تیسرا بہت بوڑہا بوڑہی اور وہ امرض
جسکے چنگے ہونیکی امید نہو تو وہ فدیہ دیوے اوپر روزہ نہین شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ
مہینہ رمضان کا جس مین نازل ہوا قرآن اس کلام کی تقدیر یون ہی تمہارے روزون کا وقت رمضان کا
مہینہ ہی اس کے سوا اور بھی تقدیر اور وجہین مفسرین نے ذکر کئے ہین اور قرآن لوح محفوظ سے رمضان کے مہینے مین شب قدر کو
اس آسمان پر اترا اسکو بیت العزت مین رکھے بعد جبرئیل علیہ السلام تھوڑا تھوڑا تیئیس برس کے شہر مین صلی اللہ علیہ وسلم
لے آئے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیئے ہین اور بعضون کے نزدیک نازل ہونے سے ابتدا
نزول مراد ہی امام احمد اور ابن جریر اور محمد بن نصر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین واثلہ بن
الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم پر صحیفے رمضان کی پہلی رات کو اترے
اور توریت رمضان کی چھٹی کو اور انجیل رمضان کی تیرھوین کو اور زبور رمضان کی اٹھاروین کو اور اللہ تعالے
قرآن کو رمضان کی چوبیسوین کو نازل کیا اور بعضے یون تقدیر کرتے ہین کہ رمضان کا مہینا جسکی شان مین یا جسکی
فرضیت مین قرآن اترا هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ہدایت واسطے لوگون کے اور
کھلی نشانیان راہ کی اور فیصلہ یعنی ہدایت ہے لوگون کیواسطے مگر اسی سے اور یہہ جو کہا بینات من الہدی اشارہ کرنیکو
کہ ہدایت دو قسم پر ہو ایک ہدایت ظاہر کھلی ہوئی دوسری خفی سو اول فرمایا کہ وہ فی نفسہ ہدایت ہو بعد فرمایا
ہدایت مین وہ ہدایت ہو کہ جسکی نشانیان روشن ہین جس سے حلال وحرام اور حدود واحکام ظاہر ہوتے ہین
اور فرقان کا معنی فرق کرنیوالا حق و باطل کا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ پھر جو کوئی پاوے تم مین یہہ
مہینہ تو وہ روزہ رکھے وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اور جو کوئی ہو
بیمار یا سفر مین پھر افطار کرے تو اس پر ہے اسکے شمار روزے رکھنا دوسرے دنون سے اس حکم کو مکرر فرمایا اسواسطے
کہ پہلی آیت مین مقیم جو بیمار نہین اسکو بھی روزہ نہ رکھنے فدیہ دینے کا اختیار دیا تھا جب اس حکم کو اس آیت سے
یعنی فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے نسخ کیا پھر اگر اسی جملہ پر اقتصار کرتا تو گمان ہوتا بیمار اور مسافر کے حق مین جو

رخصت تھی وہ بھی منسوخ ہوئی اِس گمان کو اٹھا دیا یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ اللہ چاہتا ہی تمھاری آسانی اور نہین چاہتا تمپر مشکل یعنی تمکو بیماری اور سفر مین روزہ نہ رکھنا جو مباح کیا تمھاری آسانی کیواسطے ہی ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ اللہ چاہتا ہی تمھاری آسانی یعنی افطار کرنا سفر مین اور نہین چاہتا مشکل یعنی روزہ رکھنا سفر مین علما کا اختلاف ہی کیا سفر مین روزہ رکھنا افضل ہی یا افطار اصح قول یہہ ہی کہ جسکو روزہ رکھنے مین مشقت ہو تو اُسکو افطار افضل ہی نہین تو روزہ افضل وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اور اسواسطے کہ پوری کرو گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اسپر کہ تمکو راہ بتائی اور شاید تم احسان مانو یہہ جملہ عطف ہی ایک محذوف فعل پر کہ جس پر اوّل کا کلام دلالت کرتا ہی تقدیر یون ہی اللہ تعالیٰ تمھاری آسانی چاہتا ہی تا تمکو روزہ رکھنا سہل ہو اور گنتی پوری کرو الی آخرہٖ اور یہہ گنتی پوری کرنے سے مراد رمضان کا تمام مہینا روزہ رکھنا ربیع سے یہی بات منقول ہی یا مرض وسفر کے سبب جو دن افطار کئے انکی گنتی پوری کرنا یہہ قول ضحاک ہی اور تکبیر سے مراد تکبیر شب عید کی ہی اور بعضے کہتے ہین وہ تکبیر جو چاند دیکھنے کیوقت کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین تکبیر سے مراد اللہ کی حمد وثنا کرنا کہ ہم کو ہدایت دیا

۱۶ ورد

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اور جب تجھ سے پوچھین بندے میرے تجکو تو مین نزدیک ہون اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے صلت بن حکیم سے وہ اپنے باپ سے وہ انکے دادا سے روایت کیا ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ کیا ہمارا رب قریب ہی تو ہم اُس سے آہستہ مانگین یا دور ہی تو اُس سے چلا کے مانگین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت رہے تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا اور یہہ جو فرمایا مین قریب ہون اُس سے غرض یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ بندون کے افعال اور اقوال اور اُنکے احوال پر دانا بینا ہو اسکی تمثیل دیتا ہی حال سے ایک شخص کے جو وہ اُن سے قریب ہو اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ پہنچتا ہون یعنی سنتا ہون پکارنے کی پکار کو جسوقت مجکو پکارتا ہی اِس مقام مین ایک اشکال ہی کہ بسا لوگ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہین پر اللہ تعالیٰ انکی دعا مقبول نہین کرتا اسکے کئی جواب دئے ہین پہلا جواب یہہ آیت مطلق ہی اور قول اللہ کا بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء مشیت سے مقید ہی تو قاعدہ ہی اصول کا مطلق کو مقید پر حمل کرنا دوسرا جواب دعا کی معنی اِس آیت مین طاعت ہی اور اجابت کی معنی ثواب یعنی طاعت کرنے والے کو آخرت مین ثواب دونگا

فیسرا جواب دعا کرنیکے ارکان اور شروط مقرر ہین اگر ان شرطون کے ساتھ بندہ دعا مانگے تو قبول کرتا ہی
چوتھا جواب اللہ فرمایا ہی سنتا ہون اور اُس مین اُسکی مراد برلاتا ہون کرکے مذکور نہین اشکال کا بھی وارد
ہوگا پانچوان جواب اِس آیت سے مراد یہہ ہے کہ اللہ تعالی دعا مانگنے والے کو محروم نہین کرتا لیکن اگر مقدرمین
لکھا ہے تو اللہ تعالے اُسکی حاجت برلاتا ہی اگر مقدر مین نہو تو اُسکے لئے اُس دعا کو آخرت کا ذخیرہ کر رکھتا ہی
یا اُس سے بدی کو دور کرتا ہے فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي تو چاہئے حکم مانین میرا یعنے مین جیسی اُنکی مہمات مین دعا قبول
کرتا ہون اُنکو بھی جب ایمان کی دعوت کرون اور اطاعت کا امر کرون تو اُسکو ماننا ضرور ہے وَلْيُؤْمِنُوا
بِي اور ایمان لاوین مجھ پر لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ شاید نیک راہ پر آوین اُحِلَّ لَكُمْ
لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ حلال ہوا تمکو روزے کی رات بے پردہ ہونا اپنی عورتون
سے رفث کا معنی لغت مین بیہودہ بات ہو جسکا ذکر کرنا قبیح ہو جیسی جماع اس مقام مین رفث کنایت ہے
جماع سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ اللہ تعالی بہت شرمناک اور کریم ہے قرآن مین مباشرت اور
ملامسہ اور افضا اور دخول اور رفث بولا اور اُن سب سے ارادہ کیا جماع کا اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب
امام احمد اور ابن جریر وغیرہ کعب بن مالک سے روایت کئے ہین کہ رمضان مین یون حکم تھا روزہ رکھنے
والا جب سوے تو اُس پر کھانا پینا اور عورت کے ساتھ صحبت کرنا دوسرے روز افطار کئے تک حرام تھا
ایک شب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دیر تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کے گھر کو گئے دیکھے اپنی
عورت سوتی ہو اُسکو بیدار کئے اور اُس سے صحبت کرنا چاہے تو بولی مین سو گئی تھی عمر کہے نہین سوئی اور
اُس سے صحبت کئے اور کعب بن مالک بھی ایسا ہی کئے پھر صبح کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آکے خبر دئے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا اور ابن عباس کی روایت مین آیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو کہے تم کو یہہ کرنا سزاوار نتھا هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وے پوشاک
ہین تمھاری وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ اور تم پوشاک اُنکی یعنی پوشاک بدن سے جیسی لگی رہتی ہے
ویسی ہی زن و شوہر مین اختلاط رہتا ہی اِس مین اللہ تعالی جماع حلال ہونیکا سبب بیان کیا عورتین لباس کی
مانند ہین اُنسے پرہیز کرنا اور کنارے رہنا دشوار ہے عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ

اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی جانون کی خیانت کرتے ہو یعنی اپنی جانون پر روزے کی رات جماع کرکے ظلم کرتے ہو ثواب سے جو انکو حظ ہے اُس کا نقصان کرتے ہین اُس مین عقاب کا اندیشہ ہی بخاری نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رمضان کا روزہ جب نازل ہوا تو تمام رمضان لوگ عورتون سے قربت نہین کرتے تھے چند لوگ تھے کہ اپنی جانونکی خیانت کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم الایہ فتاب علیکم سو معاف کیا تم کو وعفا عنکم اور درگذر کی تم سے فالئن باشروھن پھر اب یعنی اُنسے مجامعت کرو وابتغوا ما کتب اللہ لکم اور چاہو جو لکھدیا اللہ نے تمکو یعنی تم جو مباشرت کرتے ہو فقط شہوت کو ٹالنے کی غرض سے نہ کرو بلکہ اُس سے نسل جاری ہونیکا قصد کرو مقاتل نے کہا ہے اِس سے غرض یہہ ہے کہ کھانا پینا جماع حلال کیجیے کہ اللہ تعالیٰ لوح محفوظ مین جو رخصت لکھا اُسکو کیا کرو وکلوا واشربوا اور کھاؤ اور پیئو اِس کے نازل ہونیکا سبب بخاری نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے جو روزہ رکھتا اور افطار کا وقت ہوتے بعد افطار کے آگے سو جاتا تو وہ شب اور اوسکے بعد تمام دن شام ہونے تک کھانا نہین کھاتا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے تمام دن اپنی زمین کا کام کرکے افطار کیوقت گھر کو آکے عورت کو پوچھے کچھ کھانے کو ہی تو بولی نہین لیکن مین مانگھ کے لے آتی ہون عورت کھانیکی تلاش مین گئی اور انکی آنکھ لگ گئی عورت آکے دیکھی تو سو گئے ہین بولی نامراد کیا اتنی مین سو گیا غرض ویسا ہی روزہ رکھے دوپہر کو اُنکے نئین غش آگئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر جب تک ظاہر ہووے تمکو سفید تاگا سیاہ تاگے سے فجر کے اللہ صاحب نے صبح صادق کی دھاری کو جو اول طلوع ہوتی ہے سفید تاگے سے تشبیہ دیا اور شب کی تاریکی کو سیاہ تاگے سے بخاری و مسلم اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ اول اتنی ہی آیت نازل ہوئی وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود اور من الفجر کا لفظ نازل نہین ہوا چند لوگ روزہ رہنا چاہے تو اپنی پانون مین سفید تاگا اور سیاہ تاگا باندہتے اور دونون مین فرق نمود ہوے تک کھاتے پیتے جب اللہ تعالیٰ نے من الفجر کا لفظ نازل کیا تو جانے کہ اس سے مراد ظاہر ہونا دن کا ہے رات سے

انتہی صبح صادق کو تاگے سے تشبیہ دینا اکثر عربوں کے پاس معروف تھا لیکن بعضوں نے اس لفظ کو حقیقت پر حمل کیے تھے پھر اللہ تعالیٰ کے من الفجر کو نازل کرنے سے سمجھے کہ وہ استعارہ ہو اور بعضوں کے لغت میں یہہ استعارہ مستعمل نہ تھا باوجود من الفجر کا لفظ نازل ہونے کے بعد بھی مقصود کے فہم کرنے سے قاصر ہوئے چنانچہ سفیان بن عیینہ اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی اپنی سنن میں عدی بن حاتم سے روایت کیے ہیں کہ یہہ آیت یعنی حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود نازل ہوئی بعد میں ایک سیاہ تاگا اور ایک سفید تاگا لیکے میرے تکیے کے نیچے رکھا اور اُنکو دیکھنے لگا تو سیاہ اور سفید میں امتیاز نہوا پھر صبح کو آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ کیفیت عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں ہو تو تمھارا تکیہ بہت چوڑا ہو وہ سفیدی صبح کی ہے رات کی تاریکی سے اِس قصہ کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم دوسری طریق سے بہت واضح روایت کیے ہیں اُنکا لفظ یون ہو عدی بن حاتم نے کہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا یا آپ مجھے اسلام سکھلائے پانچوقت کی نمازیں پڑھنے کا طور ارشاد کیے بعد فرمائے جب مضان آوے تو تم شب کو کھا پیو جب تک تمکو سفید تاگا سیاہ تاگے سے فجر کے ظاہر ہو بعد روزہ شب تک پورا کرو عدی کہے ہیں یہہ نہ سمجھکے دو تاگے سفید اور سیاہ لیکے بانٹ کر رکھا اور صبح کو اُنھیں نظر کیا تو دونوں برابر ہیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ جو فرمائے ہیں یاد کیا مگر سفید تاگا سیاہ تاگے سے نہ سمجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیون نہیں سمجھے اور تبسم کیے گویا میری اس حرکت سے آپ واقف ہوئے پھر عرض کیا میں دو تاگے بانٹا ایک سفید اور ایک سیاہ اور رات کو انھیں نظر کرنے لگا تو دونوں برابر ہی دکھتے تھے یہہ سُنکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا تبسم کیے کہ حضرت کی کونچلیاں نمودہوئیں بعد فرمائے کیا تمکو بولا نخامن الفجر کہ وہ کیا ہے دن کی سفیدی رات کی اندھیری سے انتہی جانے آفتاب طلوع ہونیکے قبل ایک سفیدی نکلتی ہے گائے کی دم کی مانند اُسکو صبح کاذب کہتے ہیں بعد تھوڑے وقت کے ایک عریض سفیدی افق میں نمودہوتی ہے رفتہ رفتہ اجالے کی پھیلتی جاتی ہے اُس کو صبح صادق کہتے ہیں مذہب ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا یہہ ہے بجز طلوع صبح صادق کے صایم پر کھانا وغیرہ حرام ہوتا ہے بلکہ بعضے تو اس بات پر اجماع نقل کرتے ہیں اُس پر دلیل یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہیں وہ صیغہ باب تفعل سے

باب تفعل کا استعمال تکلف کے واسطے بھی ہوتا ہے تو تبین کا معنی یوں ہوا کہ تکلف و مشقت سے دیکھے یہ نہیں مگر اسکی ابتدا طلوع سے ہوگا اسکی مثال قشیع ہے اس معنے سے کہ اُس نے شجاعت کو استعمال کیا اور اُسکے حاصل کرنے اپنی نفس پر تکلف کیا اور بعضے صحابہ اور اعمش اور ابوبکر بن عیاش کا مذہب یہ ہے کہ صبح صادق خوب ہو تک کھانا پینا وغیرہ جایز ہے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ پھر پورا کرو روزہ رات تک یعنی طلوع فجر سے آفتاب غروب ہونے تک روزہ رکھو بخاری اور مسلم وغیرہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جب آئیگی رات اس جگہ سے یعنی مشرق کی جہت سے اور جائیگا دن اس جگہ سے اور غروب ہوگا آفتاب تو صایم افطار کیا یعنی افطار کا وقت آچکا مشرق کی طرف سے رات آنے سے غرض سیاہی نمودار ہونا اور دن کا جانا یعنے سفیدی دن کی کم ہونا اس حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں ایک رات آنا دوسری دن جانا تیسری آفتاب غروب ہونا ان تینوں میں ملازمت ہے اُن تینوں سے فقط ایک کو ذکر کرنا بس تھا لیکن ابر یا پہاڑ وغیرہ حایل رہنے سے سیاہی دوڑتی ہے آفتاب غروب نہیں ہوتا اس کی توضیح کو تین امر فرمائے وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ اور نہ لگو اُن سے یعنی اپنی عورتوں سے جماع نہ کرو جب بیٹھے ہو مساجد میں یعنی اعتکاف کی نیت کرکے جو مسجد میں بیٹھا ہے اُسکو اعتکاف تمام ہونے تک اپنی عورت سے وطی کرنا جایز نہیں اس سے معلوم ہوا اعتکاف کی صحت کا شرط وطی نہ کرنا ہے اگر کوئی وطی کیا تو اعتکاف فاسد ہوگا اور اس آیت سے معلوم ہوا اعتکاف مسجد میں ہی بیٹھنا ہے اور کہیں بیٹھے تو حاصل نہیں ہوتا اور سب مساجد اعتکاف میں برابر ہیں یہ آیت نازل ہونیکا سبب ابن جریر قتادہ سے یوں نقل کیا ہے کہ بعضے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں اعتکاف بیٹھتے جب کو عورت کی خواہش ہوتی دہاں سے نکل کے عورت کے پاس جاتے اور اپنے مطلب سے فراغت پاکے غسل کرکر پھر مسجد میں آتے سو اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی سو انکے نزدیک نہ جاویئے یہ احکام جو مذکور ہوے اللہ کی حدود ہیں جو بندوں کے لئے مقرر کیا ہے سو تم بھی نہ کرو حد کی معنی لغت میں منع کرنا اور دو چیز نہ ملنے کے لئے جو مانع ہو اوسکو بھی حد کہتے ہیں یہی معنی اس مقام میں مربوط ہے یعنے اللہ کے حدود سے اللہ کے فرایض مراد لیتے ہیں اور بعضے حدود سے

مقادیر لیتے ہین جنکو اللہ تعالی نے اندازہ کیا ہی اور اُسکی مخالفت سے منع فرمایا ہی اُس آیت مین دو اشکال ہوتے ہین
پہلا اشکال تلک کا اشارہ سابق گذرے ہوا حکام کی طرف ہی اُن احکام مین بعضے مامورات ہین اور بعضے منہیات
جو منہیات ہین اُنکے نزدیک البتہ نہونا اور جو مامورات ہین اُنکو البتہ بجالانا ہی پھر اُن دونو کے نزدیک جاؤ گے
کیسا فرمایا اُسکا جواب یہہ ہی اوپر جو احکام گذرے اگرچہ مامورات اور منہیات تہین لیکن اُس آیت سے قریب جو مذکور
ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد اُس سے اعتکاف مین جماع کرنا حرام ہی کرکے ثابت ہوا اور اُسکے قبل ثم
اتموا الصیام الی اللیل مذکور ہی اُس سے روزے کے دن کھانا پینا حرام ہی کرکے ثابت ہوتا ہی یہہ محرمات قریب
رہنے سے تحریم کی جانکے اعتبار کرکے فلا تقربوہا فرمایا یعنون جواب دیونگے مامورات جو ہین اُنکا ضد وخلاف
کرنے سے منع فرمایا تو ہر ایک امور کا ایک ضد ہوا سو ان اضداد کے نظر کرتے فلا تقربوہا فرمایا اس کو مبالغت
والے تغلیب کہتے ہین دوسرا اشکال اس آیت مین اللہ تعالی فلا تقربوہا فرمایا اور اسی جزو کی تیرہوین رکوع مین
تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا فرمایا یہہ آیت چاہتی ہے حدود کی نزدیک نجانا اور وہ آیت چاہتی ہر حدود کے
باہر نجانا اُس کا جواب یہہ ہی جو شخص اللہ کی طاعتون مین رہے اور اُسکے فرضون پر عمل کرے تو وہ شخص گویا حق
کی جگہ مین کھڑا ہوا اللہ تعالی اُس جگہ سے تجاوز نہ کرنا کرکے تعتدوہا فرمایا کیونکہ اُس جگہ سے جو کوئی تجاوز کیا تو
باطل کی جگہ پہونچا اللہ تعالی مبالغہ کی جہت سے منع کیا کہ حد جو مانع پڑا ہے حق اور باطل کی جگہ مین اُسکے نزدیک نہو
اس اندیشہ سے کہ باطل کی جگہ پہونچا دے اسی معنی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرکے فرمائے ہر بادشاہ کو
ایک حمی رہتی ہے اور اللہ کی حمی زمین اُسکے محرمات ہین جو کوئی حمی کے گرد جانور چرائے تو قریب ہے کہ حمی کی اندر جاوے
اس حدیث کو بخاری اور مسلم نعمان بن بشیر سے روایت کیے ہین حمی اُس موضع کو کہتے ہین کہ جسکو حد باندھکے علیحدہ
کرتے ہین جاہلیت مین عادت تھی کوئی بڑا شخص کسی جگہ رہنا اختیار کرتا تو کتے مارکے آواز کراتا اُس کی آواز
جتنی دور جاتی اتنی جگہ گرد اگرد اپنے احاطہ مین لیتا غیر کے جانور وغیرہ کو اُس مین آنے نہین دیتا کسی کا جانور
آوے تو اسکو سزا دیتا اور بعضے کہتے ہین اس آیت مین حدود سے مراد محارم اور منہیات ہین اس صورت مین
مقصود صاف ہوتا ہی اور اشکال وارد نہین ہوتا بندۂ عاصی کہتا ہے حدود طور کا ہوا کرتا ہی ایک حد ہوتا ہے
اُسکے نزدیک جانے مین ہلاکی ہے جیسے گرداب سمندر مین ہوتا ہی وہان نہ جانا کرکے حد باندھتے ہین ایسے حد کے

نزدیک نہ گیا چاہئے اور ایک حد ہوتا ہی اُس سے باہر نکلنے میں منع کی ہی جیسے مکریوں کے لئے حد باندھتے ہیں اگر اُس حد کے باہر جاوے تو درندہ کہا جاتا ہی ایسے حد کے باہر نہ گیا چاہئے اللہ تعالی نے ماقبل کی آیتوں کے دیکھتے اس آیت میں حد کی پہلی صورت کا لحاظ کرکے لاتقربوہا فرمایا اور اگلی آیت میں دوسری صورت کے نظر کرتے فلا تعتدوہا فرمایا کَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اسطرح بیان کرتا ہی اللہ اپنی آیتیں لوگوں کو شاید وے بچتے رہیں یعنی یہہ بیان کرتا ہی تاکہ تم اُسکی امر و نہی کی مخالفت کرنے سے ڈرتے رہو تو عذاب سے نجات پاؤ گے وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یون روایت کیا ہی کہ امرؤالقیس بن عابس اور عیدان بن اشوع حضرمی باہم ایک زمین کے لئے قضیہ کئے امرؤالقیس قسم کھانے کو تیار ہوا تب یہہ آیت نازل ہوئی باطل وہ جو شرع میں حرام ہو اُسکے چند طرہ ہیں ایک تو مال معصوم کو تعدی کرکے یا غصب کے یا لوٹ کے یا چوراکے کھاوے دوسرا لہو لعب سے جیسے جوا اور گانے کی اجرت اور شراب تیسرا رشوت لینا حکم کرنے یا جھوٹی شہادت دینے کے لئے چوتھا خیانت سے جیسے امانت میں خیانت کرنا اور مال لینے کو کھانا فرمایا کیونکہ مال لینے سے بڑا مقصود کھانا ہی وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ اور نہ پہنچاؤ انمین حاکموں تک ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہے یہہ اُس شخص کی شان میں ہی جسکے ذمے پر کچھ مال ہو اور اسکا کوئی گواہ نہیں ہی اُس مال کا انکار کرتا ہی اور جانتا ہی کہ حاکم کے پاس جاتا ہی یہہ جانتا ہوا کہ اپنے ذمے پر اُسکا مال ہے اور آپ گناہ گار ہی حرام خوار لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ تاکہ کھاؤ ایک قطعہ لوگوں کے مال میں کا گناہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اثم سے مراد جھوٹی قسم ہی اور بعضے کہتے ہین کہ جھوٹی شہادت اولی یہہ ہے کہ اثم سے مطلق گناہ مراد لین وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور تمکو معلوم ہے یعنی تم جو باطل ہو سو تمکو معلوم ہے باوجود علم کے گناہ کے مرتکب ہونا نہایت قبیح ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ تجھسے پوچھتے ہین چاند سے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن عساکر نے ابن عباس سے یون روایت کیا ہی کہ معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم نے کہے یا رسول اللہ چاند نکلتا ہے تو باریک نکلتا ہے پھر بڑھتے بڑھتے گول ہوتا ہی پھر جو گھٹنا شروع آتا ہی اول کی مانند باریک ہوجاتا ہی اُسکی کیا وجہ ایک ہی حالت پر کیون نہین رہتا تب یہہ آیت اتری سیوطی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہی راوی اُسکا سدی صغیر ہے کلبی سے روایت کیا ہی دونون ضعیف ہین اور اہلۃ جمع ہلال کی ہے

ثمن ع

پہلی دوسری تیسری رات کے چاند کو ہلال کہتے ہین اُسکے بعد نام اُسکا قمر ہے جب پورا ہوا تو اسکو بدر کہتے ہین قُل تو کہہ اے محمد هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ یہ وقت بھرے ہین لوگون کے واسطے اور حج کیواسطے اللہ تعالے چاند کی کاستگی اور بڑھوتی مین حکمت جو ظاہر تھی بیان کیا کہ لوگ اس سے اپنی زراعت اور تجارت کے وقتون کو اور قرض کی مدت اور روزہ اور حج اور عورتون کے طلاق کی عدت وغیرہ احکام جو چاند سے متعلق ہین جانین اور چاند مواقیت مین داخل رہتے پر بھی اسکو علاحدہ ذکر کیا ایک بڑے فایدہ کے لئے وہ یہہ ہے کہ عرب جاہلیت مین دنون کے شمار پر حج کیا کرتے تھے اور مہینون کو ان دنون کے شمار پر بدل دیتے تھے اللہ تعالی نے اسکو باطل کیا اور حج کو مہینون کے شمار پر کرنے کا امر کیا اور جس مہینے مین حج کرنا مقرر کیا ہو اُس مہینے سے دوسرے مہینے کی طرف نقل کرنا جایز نہین وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا اور نیکی یہہ نہین کہ گھرون مین آنا چھت پر سے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی حاتم اور ابن جریر وغیرہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یون روایت کیے ہین کہ عربون کی عادت یہہ تھی کہ کوئی شخص حج کا یا عمرے کا احرام باندھتا تو باغ مین یا گھر مین دروازے کی راہ سے نہین جاتا ضرورت درپیش ہو تو گھر کے پیچھے سے نقب کرکے یا پیچھے سے سیڑھی لگا کر چھت پر ہو کے جاتا مگر قریش کے قبیلے والے جو ہو تو گھر کے دروازہ سے جاتا قریش اور کنانہ اور خزاعہ اور ثقیف اور بنو عامر بن صعصعہ اور بنو نضر بن معاویہ کو حُمس کہتے ہین حمس مشتق حماسے ہے اُسکی معنی شدت اور صلابت سو ان قبیلے والون کو انکی دین مین کمال شدت ہونے سے حمس کہے غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجت الوداع مین حج کو جو آئے آپ کسی کے باغ مین دروازے سے تشریف لیگئے انصار کا ایک شخص اُسکا نام رفاعہ بن تابوت تھا اور بعضے روایتون مین مذکور ہے کہ اسکا نام قطبہ بن عامر انصاری تھا یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دروازے سے آیا لوگون نے اس سے تعرض کیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے تم حج کا احرام باندھکے کیا دروازہ سے آئے انھون نے عرض کیے یارسول اللہ آپ دروازہ سے تشریف لاتے دیکھ کے مین بھی آپکے پیچھے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین حمس مین ہون وہ شخص کہا آپ حمس مین ہو تو مین بھی حمس مین ہی ہون آپکا اور میرا دین ایک ہی ہے پھر آیت نازل ہوئی وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی بچتا رہے یعنی اللہ سے ڈرے اُسکے خلاف حکم نکرے اور گھرون مین آؤ اُنکے دروازون سے یعنی احرام

باندھے بعد وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید مراد کو پہنچو وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ اور لڑو اللہ کی راہ مین اُنسے جو لڑتے ہین تم سے اللہ کی راہ سے اللہ کی طاعت اور اسکی رضامندی طلب کرنا مراد ہی وَلَا تَعْتَدُوْا اور زیادتی مت کرو اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کہ ابتدا اسلام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ کافرون کی اذیت سہین اور اُن سے درگذرین پھر ہجرت کے بعد اس آیت سے حکم ہوا جو تم سے لڑتا ہے اسی سے لڑا کرو اور زیادتی نہ کیجیو یعنی جنگ کی ابتدا اپنی جانب سے نکرو ربیع بن انس نے کہا ہے یہہ پہلی آیت ہے جو لڑائی کے باب مین اتری بعد اللہ تعالی کا فرون کے قتل کا حکم علی الاطلاق فاقتلوا المشرکین کا فتہ کی آیت سے کیا جسکو آیت السیف کہتے ہین اس قول پر یہہ آیت منسوخ ہوئی اور بعضے کہتے ہین منسوخ نہین بلکہ محکم ہے اور الذین یقاتلونہم سے مراد وہ کفار ہین جو لڑنے کے قابل ہین اور تعدی نہ کرنا یعنی جو شخص قابل جنگ کے نہین جیسے عورتین بچے رہبان وغیرہ اُسکو قتل نہ کرنا ابن جریر وغیرہ ابن عباس سے روایت کیے ہین کہ تعدی نکرنا یعنی عورتون اور بچون اور فرتوت بوڈھے کو قتل نہ کرنا اور نہ وہ جو صلح کرے اور جنگ سے اپنا ہاتھ کھینچے اگر تم اُن لوگون کو قتل کروگے تو تم زیادتی کیے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ مقرر اللہ دوست نہین رکھتا زیادتی کرنے والون کو وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ اور مار ڈالو انکو جس جگہ پاؤ یعنے حل مین یا حرم مین پہلی آیت مین اللہ تعالی جہاد کا امر اس شرط سے کیا کہ اگر کفار ہاتھ چلاوین تو تم بھی ہاتھ چلانا اُسکے بعد اس آیت مین حکم کرتا ہی کہ انکو جہان پاوین وہان قتل کرنا مگر مسجد الحرام کے پاس وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ اور نکالدو انکو جہان انھون نے تمکو نکالا یعنی مکہ سے وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور فتنہ قتل کرنے سے بڑھکر ہی یعنی تم انھونکو حرم مین قتل کرنے سے یا احرام باندھکے قتل کرنے سے انکا فتنہ یعنی شرک کرنا اللہ کی ساتھ بڑھکر ہی اور بعضے فتنہ سے محنت جس مین انسان کو حیرت ہو مراد لیتے ہین مثلاً جلاوطن قتل سے بڑھکر ہی کیونکہ قتل مین ایکدفعہ سختی گذرتی ہی اور اس مین ہمیشہ تعب اور دکھ رہا کرتا ہی وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مت لڑو اُن سے مسجد الحرام کے پاس یعنی حرم مکہ مین جنگ کی ابتدا تم از خود نہ کرو حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ جب تک وے نہ لڑین تم سے اس جگہ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ پھر اگر وے لڑین تو انکو مارو كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ یہی یعنی قتل اور جلاوطن سزا ہی کافرون کی مجاہد اور ایک جماعت علما کی کہے ہین کہ یہہ آیت محکم ہے مسجد الحرام کے پاس

جنگ کرنا حلال نہین مگر کوئی شخص جنگ کرنیکے لئے آوے تو اُس کو دفع کرنا بخاری نے غیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اس شہر کو یعنی مکہ کو اللہ تعالی نے آسمان اور زمین جس روز پیدا
کیا اور اس روز سے حرام کیا ہے روز قیامت تک حرام رہیگا کسی کو اس مین قتال کرنا حلال نہین اور مجھے بھی حلال نہین ہوا مگر
دن کی ایک ساعت پھر وہ قیامت کے دن تک حرام ہے اور قتادہ نے کہا کہ آیت السیف سے یہہ آیت منسوخ ہوئی
فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پھر اگر وے باز آوین یعنی کفر سے اور اسلام لاوین تو اللہ بخشنے والا
ہے مہربان وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ اور لڑو اُن سے یعنی مشرکون سے یہان تک باقی نہ رہے فتنہ یعنی شرک
وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ اور دین اللہ کا ہی ہووے یعنی عبادت اور بندگی اللہ کے سوای دوسرے کسی کی نہ کرے
فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ پھر اگر وے باز آوین تو تعدی نہین مگر ظالمون پر عدوان ۱۷ ورد
کا معنی یا سبیل ہے یعنی راہ نہین یہہ معنی ابن عباس سے منقول ہوا اور اہل لغت کہتے ہین عدوان کا معنی ظلم ہے یعنی وے
اسلام لاوے تو انکا مال لوٹنا اور بندین لانا اور قتل کرنا کچھ جایز نہین مگر ظالمون پر وے جو باقی ہین اپنی شرک پر کفار کی
ساتھ یہہ جو کرتے ہین وہ شرع کے حکم سے ہے وہ عدوان اور ظلم نہوگا لیکن اسکو ظلم بولا مقابلہ اور مجازات کی راہ سے
اُسکو علم بلاغت مین مشاکلہ کہتے ہین جیسے اُس آیت مین ہے فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ
الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ حرمت کا مہینا مقابل حرمت کے مہینے کے اور آداب رکھنے ہین بدلا کے
اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے
چھٹوین سال عمرے کے ارادے سے نکلے مشرکون نے آپ کو مکہ مین جانے نہ دیکے مزاحم ہوے وہ حرام مہینا تھا ذوالقعدہ کا
آخر مشرکون کے ساتھ یہہ صلح ٹھہری کہ اِس سال پھر کے جاناسال آیندہ آنا دوسرے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
عمرے کو جانے کیواسطے تہیہ کئے اندیشہ ہوا کہ اگر قریش اپنے عہد کو وفا نہ کرین اور مسجد الحرام مین جانے سے منع
کرین تو جنگ کی نوبت ہوگی حرم اور حرام مہینے مین جنگ کیسا کرین تب یہہ آیت نازل ہوئی یعنی اگر وے لوگ
حرام مہینے کی حرمت توڑکے لڑین تو تم بھی لڑو کیونکہ ہر حرمت مین بدلا جاری ہوتا ہے تمکو مسجد الحرام مین جانے
سے روک کر حرمت توڑین تو تم بھی قہر اور غلبہ کے ساتھ جاؤ اگر وے مارین تو تم بھی مارو اور بعضے یون تفسیر کئے
ہین تم ذی القعدہ کے مہینے مین مکہ مین جو داخل ہوتے ہو اور اپنا عمرہ قضا کرتے ہو سو بدلے مین اُسکے ہے جو تم

روکے گئے تھے اور حرمات جمع حرمت کی ہو حرمت وہ چیز ہے کہ جس پر محافظت کرنا واجب ہے اس جگہ تین حرمت مکے رہنے سے جمع کا لفظ ذکر کیا ایک رہنے کی حرمت دوسری شہر کی حرمت تیسری احرام کی حرمت قصاص کا معنی مساوات برابری یعنی کوئی کسی سے کچھ حرکت کیا تو اسکے ساتھ بھی وہی کرنا فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ پھر جس نے تم پر زیادتی کی تو تم اس پر زیادتی کرو جیسے اُسنے زیادتی کی تم پر وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے یعنی بدلے مین بڑھکے نہ کرو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور جان رکھو کہ اللہ ساتھ ہی پرہیزگاروں کے وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور خرچ کرو اللہ کی راہ مین مراد اللہ کی راہ سے اُسکی اطاعت ہو پھر جہاد ہو یا اُسکا غیر وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ اور نہ ڈالو اپنے ہاتھون سے اپنے کو ہلاکت مین بعضون نے ایدی سے مراد نفس لیتے ہین اور ترجمہ یون کرتے ہین اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت مین وہ دونون کا حاصل ایک ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ جہاد کیواسطے پیسا دیا کرین کیونکہ اُسکا نہ دینا سبب ہلاکت کا ہو تم جہاد کیواسطے پیسا نہ دیکے ہلاک مت ہو ابن جریر وغیرہ اس کو ابن عباس سے روایت کئے ہین اور بعضے کہے ہین لوگون کے پاس خرچ نہین رہتا تھا بے خرچ جہاد کیواسطے نکلنے خرچ نہونے سے راہ مین تکلیف اٹھاتے تب اللہ تعالیٰ نے امر کیا جہاد کو جائین تو پیسا خرچ جنکے پاس خرچ نہ رہے وہ نہ نکلے جو کوئی بے خرچ نکلا تو اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالا کیونکہ بھوکا پیاسا اور پیادہ پا چلنے سے وہ ہلاک ہو گا اور بعضے کہے ہین ہلاکت مین نہ ڈالنا جہاد ترک نہ کرنا مراد ہے کیونکہ جہاد ترک کرنے سے کفار غالب ہو ونگے انکا غلبہ سبب مسلمانون کے ہلاک کا ہے ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے اسلم ابی عمران سے روایت کئے ہین کہا ہم قسطنطنیہ مین تھے اور اہل مصر کے امیر عقبہ بن عامر تھے اور اہل شام کے فضالہ بن عبید پھر رومیون کی ایک بڑی صف نکلی اور ہم بھی اُنکے مقابلہ مین صف باندھے ایک شخص مسلمانون کا رومیون کی صف پر حملہ کرکے اُنمین وہسا لوگ پکارنے اور کہنے لگے دیکھو اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالا ابی ایوب رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہوکے کہے ای لوگو کیا تم اس آیت کی یہہ تاویل کرتے ہو یہہ آیت ہم انصار کے حق مین نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ اپنے دین کو عزت دیا اور دین کی نصرت کرنے والے بہت ہوئے ہم آپس مین ایک دوسرے سے مخفی کہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو قوت دیا دین کی تائید کرنے والے بہت ہوئے ہم اپنی جگہ مین رہکے ہمارے جو کچھ اموال ضایع ہو

اُنکو درست کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس سے اطلاع نہ کیئے ہمارے رو مین اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ہلاکت یہی تھی کہ ہم اپنی زمینون مین رہینگے اُن کو اصلاح کرنا جنگ کو نہ جانا ترمذی اور حاکم دونون اس حدیث کی تصحیح کئے ہین اور بعضے کہے ہین جان کو ہلاکت مین ڈالنا اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا مراد ہی ابن جریر اور حاکم اور بیہقی روایت کئے ہین کہ کسی نے کہا ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ سے مراد یہہ ہی کہ آدمی دشمن سے مقابلہ کرنا اور لڑکے مارے پڑنا جابر رضی اللہ عنہ یہہ سنکر کہے ایسا نہین اُس سے مراد یہہ ہی ایک شخص گناہ کرتا ہی اور کہتا ہی اللہ مجھے کبھی نہ بخشیگا حاکم نے اُسکی تصحیح کی ہی اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کئے ہین وَاَحْسِنُوْا اور نیکی کرو یعنی مال کو اللہ کی راہ مین دو اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ مقرر اللہ دوست رکھتا ہی نیکی والون کو وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کیواسطے اِس آیت کی شان نزول کو ابن ابی حاتم اور ابو نعیم دلایل مین یعلی بن اُمیہ سے روایت کیئے ہین کہ ایک شخص جعرانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اسکے بدن پر ایک جبہ خلوق لگا ہوا تھا اسنے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے عمرے مین کیا عمل کرنے کا حکم فرماتے ہو تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ آیت نازل ہوئی واتموا الحج والعمرۃ للہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سوال کیا سو شخص کہان ہی اُسنے بولا مین یہان حاضر ہون نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جبہ نکال اور زعفران دھو ڈال اور حج مین جو اعمال کرتا ہی عمرے مین بھی وہی کر اس حدیث کو بخاری اور مسلم بھی روایت کیئے ہین لیکن اسمین آیت اترنیکا مذکور نہین حج اور عمرے کو تمام کرنے سے مراد اُنکے ارکان اور شروط اور سنن اور مستحبات بجا لانا ہی یہہ قول ابن عباس کا ہی بعضے کہے ہین اپنے لوگون کے احاطہ سے احرام باندھنا یہہ قول علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی اور بعضے کہے ہین ہر ایک کے لئے علاحدہ سفر کرنا اور بعضے کہے ہین نفقہ حلال کا ہونا اور بعضے کہے ہین انکو خالص عبادت کی نیت سے ادا کرنا اُس مین تجارت اور اغراض دنیوی کو نہ ملانا شافعی اس آیت سے عمرے کی وجوب پر دلیل لائے ہین یہی قول علی اور ابن عمر اور ابن عباس اور حسن اور ابن سیرین اور عطا اور طاوس اور سعید بن جبیر اور مجاہد اور امام احمد بن حنبل کا ہی امام ابو حنیفہ اور مالک کہتے ہین عمرہ سنت ہی وہ قول ابن مسعود اور جابر اور ابراہیم نخعی اور شعبی کا ہی فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْہَدْیِ پھر اگر تم روکے گئے تو جو میسر ہو

ہدی سے اس کلام مین اختصار ہے اور معنی یون ہین پھر اگر تم روکے گئے اور ارادہ کئے احرام سے حلال ہونے کا تو
تم پر واجب ہے ہدی دینا جو میسر ہو احصار سے مراد یہہ ہے کہ دشمن مکہ کو جانے نہ دیوے اور یہہ آیت حدیبیہ کے قصہ مین اتری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمرے سے حلال ہوے اور ہدی کو نحر کئے ہدی نام ہے جانور کا جو بیت اللہ کو بھیجتے ہین اونٹ ہو
یا گاے یا بکری اور جس مقام پر رکے اسی مقام پر ہدی کو ذبح کرنا یہہ مذہب شافعی کا ہے اور ابو حنیفہ کے پاس ہدی مکہ
کو روانہ کرنا تا وہان ذبح ہوئے بعد اپنی احرام سے حلال ہونا وہ اس قول پر آتی سو آیت سے دلیل لیتے ہین وَلَا
تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ اور اپنے سر مت منڈو جب تک پہنچ نہ چکے ہدی اپنے
ٹھکانے یعنی جس جگہ ذبح کرنا ہو ہدی اس جگہ پہنچے بعد سر منڈانا محل کی معنی ذبح کرنیکے جگہ یا ذبح کرنیکا وقت اس سے
ابو حنیفہ کے پاس حرم مراد ہے اور امام شافعی پاس وہ جگہ جہان محصور ہوا فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا پھر جو
کوئی تم مین مریض ہو یعنے احرام کی حالت مین اپنے سرون کو مت منڈواؤ مگر بیمار ہووے اور سر مونڈنا ضرور
پڑے اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ یا اسکو اذیت دیا اسکے سر نے یعنی سر کے بالون مین جون پڑنے سے ایذا
ہووے فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ تو اس پر بدلا ہے روزے سے یا خیرات سے یا ذبح سے
یعنی عذر کے سبب سر کے بال منڈاوین تو فدیہ دینا چاہئے فدیہ یہہ ہے تین دن روزہ رکھنا یا تین صاع صدقہ محمد مسکین
کو دینا ہر مسکین کو ڈھا صاع شہر کے مروج اناج سے یا ذبح کرنا اونٹ یا گاے یا بکری ان تینون مین سے کسی ایک
کو اختیار کرے یہہ آیت کعب بن عجرۃ کی شان مین نازل ہوئی امام احمد اور بخاری اور مسلم وغیرہ کعب بن عجرہ سے
روایت کئے ہین کہ ہم حدیبیہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے تھے مشرکون نے ہمکو روکا میرے سر مین بال
تھے جون میرے منہہ پر جھڑ رہی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گذرے مجھے دیکھکے پوچھے کیا تمھارے سر کے
کیڑے تمکو ایذا دیتے ہین تو مین کہا ہان آپ فرمائے سر منڈوا سی پر یہہ آیت نازل ہوئی فمن کان منکم مریضا او بہ
اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکے بدلے
تین روز روزہ رہو یا چھے مسکین کو کھانا کھلاؤ یا ایک بکری ذبح کرو فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ پھر جب تمھارے خاطر
جمع ہو یعنے دشمن سے جب خاطر جمع ہووے فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ
تو جو کوئی فایدہ لیوے عمرے سے حج تک یعنی عمرے کا احرام حج کے مہینون مین باندھکے اس سے فراغت پاکر حلال ہووے

اور اسی سال حج کا احرام باندھے تک یعنی لذتیں حاصل کرے تو اُس پر ہدی ہو وہی جو سابق گذری پھر حج کا
احرام باندھے بعد اُسکو حج کرنا فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پھر جسکو نہ ملے یعنی جسکے پاس ہدی کا جانور خریدنے کا مقدور نہیں تو فَصِيَامُ
ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ روزہ رکھنا ہے تین دن کا حج کیوقت میں یعنی حج کا احرام باندھے بعد روزہ رکھنا حج کے
احرام کے قبل روزہ رکھنا جایز نہیں اور اُس سے فراغت پائے بعد بھی جایز نہیں اور اس شخص کو افضل ہے چھٹوین تاریخ کے
قبل حج کا احرام باندھنا کیونکہ عرفے کا دن حاجیوں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور یوم النحر اور ایام تشریق میں
اسکو روزہ رکھنا جایز نہیں وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ اور سات دن کا جب پھر کر جاؤ یعنی اپنی وطن کو پھر کر کے
بعد وہ سات روزے رکھنا وہ وطن کہ رہے یا کوئی دوسرا شہر تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ وہ روزے دس ہوئے
اس جملہ کو تاکید کیواسطے ذکر کیا تاکوئی یہہ نہ سمجھے تین دن یا سات دن روزہ رکھنا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ
اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہہ اُسکو ہے یعنے یہہ تمتع کرنے والے پر ہدی ہے یا روزے کا حکم جو ہوا اُسکو ہے
جسکے لوگ نہ ہون رہنے والے مسجد الحرام پاس امام شافعی کے پاس مسجد الحرام پاس رہنے والے وہی ہین جو مسجد الحرام سے
دو مرحلون کے اندر ہون اور مالک کہتے ہین وہ اہل مکہ ہین اور ابو حنیفہ کہتے ہین احرام باندھنے کی جگہ کے اندر جو رہے
وہ مسجد الحرام کے باشندے نہین ہر اور جو شخص مسجد الحرام کے رہنے والون سے ہو تو اُسپر ہدی ہے روزہ نہین وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اور ڈرو اللہ سے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور جان رکھو کہ مقرر اللہ کا عذاب سخت ہے
اُس پر جو اُسکے احکام کو نہ مانے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ حج کے کئی مہینے ہین معلوم یعنی حج کا وقت مقرر مہینون
ع ۹ مین ہے وہ شوال اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن یوم النحر کے طلوع فجر تک ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے
پاس پورے دس روز اور امام مالک کے پاس ذی الحجہ کا تمام مہینا فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ پھر جس نے لازم کر لیا یعنے
اپنی ذات پر انمین حج شافعی کا مذہب یہہ ہے بمجرد احرام کے یعنی نیت کرنیکے حج واجب ہو چکا اور ابو حنیفہ کے پاس
احرام کے ساتھ تلبیہ کہے یا ہدی ہانکنے سے حج لازم ہوتا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حج کے یہی مہینے ہین جو
جو کوئی اِن مہینون مین احرام نہ باندھے دوسرے مہینون مین باندھا تو حج کا احرام منعقد نہ ہوگا جیسے فرض نماز
کے وقت کے آگے کوئی تکبیر تحریمہ کہے تو نماز منعقد نہین ہوتی ابن عباس اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی قول ہے
اور اسی کو اوزاعی اور شافعی اختیار کئے ہین اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ احرام منعقد ہوگا

فَلَا رَفَثَ پھر تو نہین ہے رفث سے جماع مراد ہے اسکو ابن مردویہ ابی امامہ سے مرفوع روایت کیا ہے
اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی ابن عمر سے بھی ایسی ہی روایت کیے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مختلف روایتین
آئی ہین ابن جریر اور بیہقی اُنسے بھی ایسا ہی روایت کیے ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ رفث سے مراد عرابت
اور تعریض کرنا عورتون کو جماع سے اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے عرابت عین کے فتح سے یا کسر سے فحش بات کرنا
اور ایک روایت مین آیا ہی وہ جماع اور بوسہ لینا اور اشارہ کرنا اور فحش باتین اُسکے ساتھ کرنا اس کو
ابن جریر اور ابن المنذر روایت کیے ہین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ رفث جس معنی سے روزے مین آیا
وہ معنی یہان مراد نہین روزے مین جماع کی معنی مراد ہی اور یہان عرابت کرنا عورت کے سخن سے اور تعریض کرنا
جماع کی باتون سے وَلَا فُسُوقَ اور نہ فسوق یعنی گناہ کرکے حدود شرع سے نکل جانا اور ممنوعات کے
مرتکب ہونا یہہ قول ابن عباس سے مروی ہے یا جانور کا قتل کرنا اور ناخن لینا اور بال نکالنا اور اُسکے مشابہ
جو مُحرِم پر حرام ہین کرنا یہہ قول ابن عمر سے منقول ہی اور بعضے کہتے ہین گالیان دینا اور بُرا نام رکھکے پکارنا
وَلَا جِدَالَ اور نہ جھگڑا کرنا یعنی خادم اور رفیق سے لڑپڑنا فِي الْحَجِّ حج مین یعنے حج کے ایام مین یہہ چیز
اگرچہ سب اوقات مین ممنوع ہین پر حج مین بہت ہی بد ہین اس لئے اِن کو ذکر کیا وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ
يَعْلَمْهُ اللَّهُ اور جو کچھ تم کروگے نیکی اللہ اسکو جانتا ہی اس کو فرمایا تاکہ لوگونکو نیکی پر رغبت ہو وَتَزَوَّدُوا
فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ اور توشہ لیا کرو کیونکہ بہتر توشہ تقوی ہی یعنی لوگون کے پاس مانگنے سے اُسکو بچانے
توشہ وہ جو سفر مین ساتھ رکھتے ہین کُلچے آٹا ستو اور اُسکے مانند اس آیت کی شان نزول کو بخاری اور ابوداؤد
اور نسائی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیے ہین کہ یمن کے لوگ حج کو نکلتے تو ساتھ کچھ توشہ
اور خرچ نہین لیتے اور کہتے ہم متوکل ہین پھر مکہ کو آکے لوگون پاس بھیک مانگتے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کی
اور بعضے آیت کی تاویل یون کرتے ہین تم اپنی آخرت کے سفر کے لئے پرہیزگاری کا توشہ لیا کرو کیونکہ
پرہیزگاری بہتر توشہ ہے وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ اور مجھسے ڈرتے رہو ای عقلمندو لَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ کچھ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا
اس آیت کے نازل ہونیکا سبب بخاری اور ابن جریر اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ عکاظ

اور مجنہ اور ذوالمجاز نام جاہلیت میں بازار تھے حج کے موسم میں وہاں تجارت کرتے جب اسلام کا دور آیا صحابہ رضی اللہ عنہم ان ایام میں تجارت کرنا گناہ سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے تب یہ آیت نازل ہوئی عکاظ بازار تھا قیس اور ثقیف کے قبیلے والوں کا مکہ سے بارہ میل پر بجیلہ اور طایف کے مابین اور مجنہ بنی کنانہ والوں کا بازار تھا مرالظہران میں اور ذوالمجاز ہذیل والوں کا بازار تھا عرفات سے ایک کوس پر جاہلیت میں عربوں کی یہ عادت تھی ان بازاروں میں حج کے موسم میں تجارت کرتے ذی القعدہ کے بیس روز عکاظ میں ذوالقعدہ کے باقی دس دن اور اول ذالحجہ کے آٹھ روز جملہ اٹھارہ روز مجنہ میں تجارت کرتے پھر یوم الترویہ کو یعنی آٹھویں کو نکل کے عرفات جاتے وہاں ذوالمجاز میں تجارت کرتے فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ پھر جب تم ایکبارگی نکلو گے عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو مشعر الحرام کے نزدیک عرفات نام ایک موضع کا ہے کہ عرفے کے دوپہر سے عید کے روز کی صبح صادق تک وہاں رہنا ہے سو اگر اس وقت کے مابین میں وہاں ایک لحظہ بھی رہے تو حج ملتا ہے نہیں تو حج فوت ہوتا ہے اسکو عرفات اس لئے کہتے کہ جبرئیل ابراہیم علیہ السلام کو حج کے مناسک بتاتے اور پوچھتے عَرَفْتَ یعنی تم جانے تو ابراہیم کہتے عَرَفْتُ یعنی میں نے جانا سو اس مکان کا نام عرفات اور اس دن کا نام عرفہ ہوا اس قول کو ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور ضحاک سے منقول ہے کہ آدم علیہ السلام حوا کی طلب میں سرندیپ سے نکلے پھر اس موقع میں دونوں کی معرفت و ملاقات ہوئی اس لئے اس دن کا نام عرفہ اور اس جگہ کا نام عرفات ہوا اور بعضے کہتے ہیں ابراہیم علیہ السلام جب اس مکان کو پہنچے تو علامات سے پہچانے اس لئے اس جگہ کا نام عرفات ہوا اس کو ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے اور مشعر الحرام نام ایک پہاڑ کا ہے مزدلفے کے آخر میں شعر کی معنی علامت کی جگہ اس کو حرام کرکے وصف کیا کیونکہ اس موقع میں جن باتوں کا امر نہ ہوا اس کا کرنا ممنوع ہے بعضے کہتے ہیں مشعر الحرام مزدلفہ کا ہی نام ہے اور اوسکے پاس کا ذکر کرنے سے مراد تلبیہ اور تہلیل اور تکبیر کہنا اور اللہ کی ثنا کرنا اور دعا مانگنا بعضے کہتے ہیں ذکر سے مراد وہاں مغرب و عشا کی نماز پڑھنا مسلم نے جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفے کو جب آئے وہاں مغرب اللہ عشا کی نماز ایک اذان اور دو اقامت کہکے پڑھے دونوں نمازوں کے درمیان کچھ سنت نماز نہ پڑھے پھر لیٹگئے بعد صبح صادق خوب نمودار ہوئی اذان اور اقامت کہہ کے صبح کی نماز پڑھے بعد قصوا پر سوار ہوکے

مشعر الحرام کے پاس آئے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہو کے دعا مانگے اور تکبیر اور تہلیل اور توحید کہے وہین کھڑے رہے یہان تک کہ خوب اُجالا ہوا پھر نکلے یعنی بطن محسر کو گئے آفتاب طلوع ہونیکے قبل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیگئے جاہلیت کے دستور کا خلاف کئے وے لوگ آفتاب روشن ہوئے بعد مزدلفہ سے نکلتے تھے بخاری اور مسلم وغیرہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ مشرکین آفتاب طلوع کیے تک افاضہ نہین کرتے اور کہتے اشرق ثبیر کیما نغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا خلاف کئے سو آفتاب طلوع کرنے کے قبل افاضہ کئے ثبیر نام پہاڑ کا ہے منیٰ کے پاس اشرق ثبیر کیما نغیر کی معنی اے ثبیر وصوب سے روشن ہو تاکہ ہم نکلین وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ اور اسکو یاد کرو جس طرح تمکو راہ بتایا یعنی راہ اپنے دین کے نشانیون کی اور حج کے رسوم کی وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ اور تحقیق تم تھے اس سے پہلے البتہ راہ بھولے ہوئے ایمان اور طاعت کی راہ تمکو معلوم نتھی ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ پھر کیا رگی نکلو جہان سے لوگ نکلتے ہین یعنے عرفات سے یہہ خطاب قریش کو ہے اس کی شان نزول کو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کیے ہین کہ قریش اور جو اُنکے طریق پر تھا جنکو حمس کہتے تھے مزدلفہ مین وقوف کرتے اور باقی تمام عرفات مین وقوف کرتے جب اسلام ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم کیا کہ عرفات کو آکے وہان وقوف کرنا پھر وہان سے نکلنا سو وہ حکم یہہ ہے ثم افیضوا الآیہ اور قریش کے عرفات مین وقوف نہین کرنے کا سبب یہہ تھا کہ قریش اپنے پاس ٹھہرا لئے تھے کہ ہم حرم کے مجاور ہین ہمکو حرم کے سوا اور کسی مقام کی تعظیم کرنا روا نہین کیونکہ ہم اگر دوسرے مقام کی تعظیم کرین تو لوگ حرم کی تعظیم نہ کرینگے اِس اٹکل سے عرفات کا وقوف ترک کیے تھے اور یہان کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہے فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج ثم افیضوا من حیث افاض الناس فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اور مغفرت مانگو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ پھر جب پورے کرچکو اپنے رسوم تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو اللہ تعالیٰ نے یہہ فرمایا کیونکہ جاہلیت کی عادت تھی عرب حج سے فراغت پاکر منیٰ کی مسجد کے اور یہاڑ کے مابین کھڑے ہوتے اور اپنے باپ دادوں کی خوبیان بیان کرتے اللہ تعالیٰ نے اُنکو

اپنی یاد کرو کرکے حکم کیا اور ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہی کہے یا دکرو اللہ کو جیسے
چھوٹے بچے اپنے باپ کو یاد کرتے ہین یعنے بچہ جب بات کرنا شروع کرتا ہے تو باپ کا نام ہی لیکے پکارتا ہی دوسرے
کسی کا نام نہین لیتا سو تم بھی اللہ کا نام یونہین لیا کرو اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا بلکہ اوس سے زیادہ فَمِنَ النَّاسِ
مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا پھر کوئی آدمی کہتا ہی اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین اَن ناس سے مراد مشرکان
ہین وے حج مین یون دعا مانگتے یا اللہ ہمکو اونٹ گائی بکری بندون دے وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ اور اسکو
یعنی دعا مانگنے والے کو آخرت مین کچھ حصہ نہین وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ
فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور کوئی اُنمین کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین خوبی اور
آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو آتش کے عذاب سے یہہ دعا مانگنے والے مومنان ہین علی مرتضی سے مروی ہی کہ دنیا
مین حسنہ نیک عورت ہی اور آخرت مین حسنہ بہشت اور ایک روایت مین آیا ہی آخرت مین حسنہ حور اور عذاب
النار سو بری عورت اور حسن کہا دنیا مین حسنہ علم اور عبادت اور آخرت مین حسنہ جنت اور سدی نے کہا دنیا مین
حسنہ حلال رزق اور آخرت مین حسنہ مغفرت اور ثواب اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا یے لوگ اِنکو ہی حصہ
اپنی کمائی سے یعنی وے حج دونون نیکیان مانگتے ہین اُنکو ثواب ملیگا اُس جنس کا جو وے اُس جنس کے اعمال حسنہ کئے تھے
اُولٰٓئِكَ کا اشارہ دونون فریق کی طرف لیوین تو بھی درست ہی وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ اور اللہ جلد
لیتا ہے حساب یعنے اللہ تعالی کسی بندے سے حساب لیوے تو اُسکا حساب بہت جلد لیتا ہی کیونکہ اُس کو حساب کرنے وقت
انگلیون پر گنتے یا دل مین یاد رکھنے یا قلم سے استعانت چاہنے کی احتیاج نہین حسن بصری نے کہا اُسکے حساب لینے
کو ایک پل بھی درکار نہین وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنون مین
اِن دنون سے ایام تشریق مراد ہین وے تین دن ہین ذی الحجہ کی عید کے بعد گیارہوین بارہوین تیرہوین اِنکو معدودات
بولا اُنکی قلت کے نظر کرتے اور بعضے یوم النحر اور اُسکے بعد کے دو دن کو ایام معدودات کہتے ہین اور ایام
تشریق مین رمی جمار کیوقت اور قربانی کے جانور ذبح کرتے وقت تکبیر کہنا واردہی اور ہر نماز کے بعد تین بار تکبیر کہنا بھی
شروع ہو شروع اِس تکبیر کہنے کا امام شافعی کے یا ہیجدہ کی حج سے ایام تشریق کے آخری عصر تک یہہ حکم غیر حاجیون کا ہی جو لوگ حج مین
مشغول رہتے ہین وے یوم النحر کے ظہر سے یوم التشریق کی آخری روز کی صبح کے بعد تک تکبیر کہنا اور ابو حنیفہ

۱۸ وردنصف ونصف العشر الاول من القرآن

صاحبین کے پاس بھی تکبیر عرفے کی صبح سے ایام تشریق کے آخر عصر تک ہے اور ابو حنیفہ کے پاس عرفہ کی صبح سے یوم النحر کے عصر تک فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن میں تو اس پر گناہ نہیں اس کا بیان یہ ہے حاجیوں پر ایام تشریق کی پہلی شب اور دوسری شب منیٰ میں رہنا واجب ہے تا ہر روز زوال کے بعد تینوں جمروں کو کنکر ماریں اس کے بعد کوئی یوم التشریق کے دوسرے روز زوال کے بعد رمی کر کے نکل جائے تو کچھ گناہ نہیں وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ اور جو کوئی رہ گیا یعنی تشریق کی تیسری شب بھی رکے دن کو زوال کے بعد رمی جمار کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں یعنی وے لوگ تیسری شب رہنے اور نہ رہنے میں مختار ہیں اگرچہ رہنا افضل ہے بعضے نقل کئے ہیں کہ جاہلیت کے لوگ دو فریق تھے کوئی دوسرے ہی روز چلا جاتا تیسری شب کے رہنا گناہ سمجھتا اور کوئی تیسری شب بھی رہتا دوسرے روز چلا جانا گناہ سمجھتا ان دونوں فریق کو گناہ نہیں کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِمَنِ اتَّقَىٰ جو کوئی ڈرتا ہے یعنی اسکو اختیار ہے اور گناہ نہیں کر کر جو بولے اسکے حق میں ہے جو اللہ سے ڈرتا رہے یا ڈرتا ہو اس چیز سے جو حرام میں ممنوع ہے جیسے شکار پکڑنا اور فحش کہنا اور انکی مانند وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ اور جان رکھو کہ تم اسی کے پاس جمع ہوگے وہی تو تمہارے اعمال کی جزا دیگا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اور بعضا آدمی ہے کہ خوش آوے تجکو اسکی بات دنیا کی زندگی میں کلبی اور مقاتل اور عطا اس آیت کی شان نزول کا سبب یوں کہے کہ اخنس بن شریق ثقفی بنی زہرہ کا حلیف بہت شیریں سخن تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ کو آکے کہا میں اسلام کا ارادہ رکھتا ہوں اور قسم کھایا کہ میں سچ بولتا ہوں اور آپکو دوست رکھتا ہوں اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نزدیک بلاتے وہ منافق تھا اللہ تعالیٰ اسکی شان میں یہ آیت نازل کیا ابن اسحٰق اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں روایت کئے ہیں کہ عاصم اور مرثد وغیرہ جس سریہ میں شہید ہوئے چند منافق کہے افسوس وے جو مارے پڑے نہ اپنی لوگوں میں رہے اور نہ اپنے خاوند کا پیام پہنچائے تب اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل کیا اور فی الحیوٰۃ الدنیا کا تعلق قولہ سے ہے یعنی وہ دنیا کے امور میں اور اسباب معاش میں جو بات کرتا ہے سو تجھ کو اچھا لگتی ہے یا اس کا تعلق یعجبک سے ہے یعنے اسکی شیریں بات تجھے دنیا میں ہی اچھا لگتی ہے اور

آخرت مین خوش نہ آئیگی کیونکہ موقف کی دہشت سے اُسکو مجال سخن کا نہوگا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ اور گواہ پکڑتا ہی اللہ کو اپنے دلکی بات پر یعنی وہ جو کہتا ہے واللہ مین آپ پر ایمان لایا ہون اور تمھاری محبت رکھتا ہون وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور وہ سخت جھگڑالو ہے جسنے کہا الد الخصام کی معنی کاذب القول ہی اور قتادہ نے کہا سخت دل ہے گناہ کرنے مین جھگڑالو ہے ناحق پر سخن حکمت کا کہتا ہی اور عمل گناہ کا کرتا ہی بخاری اور مسلم بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ابغض الناس الی اللہ الالد الخصم لوگون مین اللہ کے پاس ابغض شخص سخت جھگڑالو ہے وَاِذَا تَوَلّٰى اور جب پیٹھ پھیرے یعنی تیرے سامنے میٹھی بات کرکے جب جاتا ہی سَعٰى فِي الْاَرْضِ دوڑتا پھرے زمین پر لِيُفْسِدَ فِيْهَا کہ اُس مین فساد کرڈالے یعنی دشمنی ڈالنا اور مسلمانون کا خون بہانا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین کلبی نے نقل کیا کہ اخنس بن شریق ثقیف مین اور ثقیف مین خصومت تھی اخنس ایک شب کو جاکے ثقیف کی کھیتیان جلا دیا اور اُنکے جانور کو مار ڈالا ابن جریر سے روایت کیا ہی کہ وہ مدینہ سے جاتے وقت راہ مین مسلمانون کی کھیتی جلایا اور گدھون کے ٹانچے مارا بعضے تولی کا معنی والی ہونا کہتے ہین یعنی جب حاکم اور والی ہوتا ہی تو ظلم اور فساد کرتا ہی جیسے ظالم حکام کرتے ہین مجاہد یون کہتا ہے جب حاکم ہوتا ہی تو نقدی اور ظلم اختیار کرتا ہے تب اللہ تعالیٰ منہہ کو بند کرتا ہی اور زراعت اور نسل کو ہلاک کرتا ہے وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ دوست نہین رکھتا فساد کو محبت کی معنی لغت مین دل کی رغبت کے ہین یہ معنی تو اللہ تعالیٰ کے حق مین محال ہے پس چاہیئے کہ محبت سے رضامندی ارادہ کرین ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی رضامندی سے تعبیر کیئے ہین وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اور جبکہ اُسکو اللہ سے ڈر تو اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ کھینچ لاوے اُسکو تکبر گناہ پر یعنی جس گناہ سے اُسکو منع کرے تو وہ تکبر اور شرارت سے وہی گناہ کرتا ہے فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ پھر بس ہے اُسکو دوزخ یعنے اُسکے عذاب کے واسطے دوزخ بس ہے وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ اور وہ دوزخ بچھونا ہے اُس سے غرض یہ ہے کہ اُسکے نیچے اور اوپر آتش ڈالکے عذاب دینگے طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ اللہ کے پاس بڑی گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو کہے اللہ سے ڈر تو وہ

جواب دیگے کیا تو مجھے بولتا ہو تو آپنے ڈر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ
اللّٰهِ اور کوئی شخص ہے بیچتا ہی اپنی جان اللہ کی خوشی تلاش کرنے اس آیت کی شان نزول ابن جریر وغیرہ
یون روایت کئے ہین کہ صہیب بن سنان رومی مکہ سے ہجرت کرنا چاہے تو قریش کہے ای صہیب تو ہمارے
یہان آتے وقت خالی ہاتھ آیا اب کیا تو مالدار ہوکے مال لیجاتا ہی واللہ ہم تو اسکو نہ چھوڑینگے صہیب کہے مین اپنا
مال سب تمکو اگر دیون تو مجھکو چھوڑ دوگے قریش کہے بہتر پھر اپنا تمام مال انکو دیکے آپ مدینے کو آئے انکے
آنے کے قبل یہہ آیت انکی شان مین حضرت پر نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم صہیب کو دیکھکے دوبار فرمائے
صہیب کی خریدی مین نفع آیا وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ شفقت رکھتا ہی بندون پر يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ای ایمان والو داخل ہو مسلمانی مین پورے
یعنے اسلام کے تمام شرایع اور احکام قبول کرو اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے عکرمہ سے
یون روایت کیا ہی کہ ثعلبہ اور عبد اللہ بن سلام اور ابن یامین اور اسد بن کعب و اسید بن کعب اور سعید عمرو اور قیس
بن زید تمام یہود تھے اسلام لائے بعد کہے یا رسول اللہ شنبہ کے دن کی ہم تعظیم کیا کرتے تھے ہمکو حکم دو
تو ہم اس دن کی تعظیم کرینگے اور توریت بھی اللہ کی کتاب ہے آپ فرمائین تو ہم شب کی نماز مین اسکو
پڑہا کرینگے تب یہہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اور مت چلو قدمون پر
شیطان کے یعنی شیطان جو شنبہ کی تعظیم اور اونٹ کا گوشت نہ کھانا اور دودھ نہ پینا اور توریت کی تلاوت
کرنے کی تمھین ترغیب دیتا ہی تم اسکی بات پر مت چلو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ مقرر وہ یعنی
شیطان تمھارا صریح دشمن ہے فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ پھر اگر پھسلنے لگوگے بعد اسکے کہ پہنچی تمکو واضح دلیلین تو جان رکھو کہ اللہ
زبردست ہی حکمت والا هَلْ يَنْظُرُوْنَ لوگ انتظار نہین کرتے یعنی وے جو اسلام مین نہین آتے اس
جملہ مل جوڑ ایا ہی استفہام ہے نفی کے معنی مین اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ مگر یہہ کہ آوے انپر اللہ یہہ آیت
متشابہات مین ہے اس مین دو مذہب مشہور ہین مذہب سلف کے علما کا یہہ ہی کہ اس کے ظاہر پر ایمان لانا
اور اسکی حقیقت کے علم کو اللہ پر تفویض کرنا اور اعتقاد یہہ رکھنا کہ اللہ تعالی حدوث کی علامت اور حرکت

سکون سے منزہ ہی یہہ قول زہری اور اوزاعی اور مالک اور ابن المبارک اور سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری اور
لیث بن سعد اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ کا ہی دوسرا مذہب جمہور متکلمین کا ہی وے اس قسم کی آیتون کی
تاویل کرتے ہین کیونکہ الکا ظاہر معنی لیوین تو محال لازم آتا ہی اور اللہ تعالی منزہ ہی تو معلوم ہوا الکا ظاہر مراد نہین تاویل کرنا
ضرور ہوا اس جگہہ تاویل یہہ کرتے ہین مگر یہہ کہ آوے اُنپر امر اللہ کا اس تاویل کی وہ دلیل ہی جو اللہ تعالی دوسرے مقام مین فرمایا
ہل ینظرون الا ان یاتیہم الملائکۃ اویاتی امر ربک اور اُسکے امر سے مراد عذاب ہے فی ظلل من الغمام ابر کے سائبانون مین
مین سفید ابر پتلا ہو تو اس کو غمام کہتے ہین اُنپر عذاب سفید ابر کے سائبانون مین آنا اسلئے فرمایا کہ ابر سے اللہ کی
رحمت نازل ہونیکی امید ہی جب اُس سے عذاب آوے تو بہت سخت ہوا کیونکہ خرابی جس جگہہ سے نہ آنیکی کرکے امید ہو پھر
وہین سے خرابی آوے تو بہت بری ہوتی ہی والملئکۃ اور آوین اُن پر فرشتے یعنی عذاب لیکر وقضی
الامر اور ہو چکے کام یعنے اُنکے ہلاکی کا حکم جو ہوا تھا اُس سے فراغت حاصل ہووے حاصل آیت کا یہہ ہی وے لوگ
ایمان نہین لاتے ہین اور انتظار کرتے ہین اللہ کا عذاب نازل ہونیکا والی اللہ ترجع الامور اور اللہ
کی طرف رجوع ہین سب کام یعنی آخرت مین اُنکو اللہ تعالی اُنکے اعمال کی جزا دیگا سل بنی اسرائیل پوچھ ع ۱۹
بنی اسرائیل سے یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اللہ تعالی نے آپ کو مدینہ کے یہود سے سوال کرو کرکے امر کیا
اس سوال سے غرض یہہ نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے سیکھین کیونکہ اُنکو وحی سے سب معلوم ہو چکا تھا بلکہ اُنکی
توبیخ اور تنبیہ منظور ہی اور وے جو اللہ تعالے کا شکر نہین کرتے ہین اور اُسکی آیتون سے منہہ موڑتے ہین بالیسر مبالغہ کے ساتھ
زجر کرنا کم اتینہم من ایۃ بینۃ کتنی دین ہمنے اُنکو آیتین واضح یعنی معجزے موسی علیہ السلام کی نبوت کے
جیسے عصا اور ید بیضا اور دریا کا پھٹنا اور من وسلوی اترنا اس کے سوا اور بھی بہت سی نعمتین جو وے اُن کو فرامش
کرکے اُسکے بدلے کفر اختیار کئے ومن یبدل نعمت اللہ اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت معجزون
کی تعبیر نعمت سے کیا کیونکہ معجزے ہدایت کے سبب ہین ہدایت کے برابر کوئی ایسی نعمت نہین جو دارین کی نجات کا سبب ہے
من بعد ما جاءتہ بعد اُسکے کہ پہنچ چکی اُسکو یعنی اُنکو اُسکی معرفت حاصل ہو چکی بعد فان اللہ
شدید العقاب تو اللہ کی مار سخت ہی زین للذین کفروا الحیوۃ الدنیا آراستہ
ہی منکرون کی دنیا کی زندگی یعنی دنیا اُنکی آنکھون مین اچھی نظر آتی ہے اور اُنکے دلون مین اسکی محبت بیٹھ گئی ہے

آراستہ کرتے والا حقیقت مین اللہ تعالی ہی اُس نے اپنے بندون کی آزمایش اور ابتلا کی واسطے دنیا مین لذتین
اور نضارۃ اور عجیب و غریب امور پیدا کیا اور بندون کی طبیعت مین لذتون کی رغبت اور انکی دل مین
بُرے خواہشون کی محبت ڈالا لیکن ایسا نہین جو بندون کو اُن خواہشون کا ترک کرنا ممکن نہو بلکہ انکی محبت
فقط دلون مین ڈالا اور نفس کا میلان انکی طرف رکھا اس طرح سے کہ اگر وے چاہین تو اُس محبت کو دور کرین پھر
لوگون نے دنیا کو اسکی مرتبت سے زیادہ دیکھے تو اسکی حسن اور خوبی انکی آنکھون مین خوش نظر آئی اور اُسکو دوست رکھے
اور اُسکے دیوانے بن گئے وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا اور ہنسی کرتے ہین ایمان والون سے یہہ آیت
مکہ کے مشرکون جیسے ابوجہل وغیرہ کے حق مین اتری دنیا کی نعمتون پر مغرور ہوکے مومنون کی مسخری کرتے تھے ابن عباس کہتے ہین
ایمان والون سے مراد عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر اور صہیب اور بلال اور خباب اور انکے امثال ہین قتادہ نے
کہا کہ یہہ آیت عبداللہ بن اُبی وغیرہ منافقین کی شان مین اُتری جو ضعیف مومنین اور فقیر مہاجرین سے مسخری
کیا کرتے اور کہتے دیکھو محمد کہتا ہی کہ ان لوگون سے آپ ہمپر غالب ہوگا اور عطا نے کہا کہ یہہ آیت بنی قریظہ اور بنی نضیر
اور بنی قینقاع کے حق مین اتری وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور پرہیزگار اُن سے اوپر ہونگے قیامت
کے دن کیونکہ مومنان اعلا علیین مین رہینگے اور کافر اسفل سافلین مین یا مومنان شان عزت مین اور کافر خواری
اور ذلت مین وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور اللہ روزی دیتا ہی جسکو چاہے بیشمار یعنی
اللہ تعالی دنیا مین روزی بحساب دیتا ہی کافرون کو استدراج کیواسطے اور مومنین کو مبتلا کرنے کے خاطر پر آخرت
مین مخصوص مومنون کو ہی دیگا كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لوگ ایک ہی گروہ تھے یعنی ایک ہی دین
پر تھے ایسا کسوقت تھا سو اس باب مین اختلاف علما کا ہے بعضے کہتے ہین آدم کی پشت سے ذریت جب نکالا تو سب
اللہ کی ربوبیت کا اقرار کئے اس روز کے بعد کبھی ایک دین نہ ہوا یہہ قول کعب احبار سے مروی ہی اور اسکو
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کئے ہین کہ لوگ ایک ہی امت جو تھے اُسوقت جب
تمام کو آدم پر عرض کیا اور سب کے دین اسلام پر پیدا کیا اور سب اللہ کی بندگی کا اقرار کئے سو تمام ایک ہی امت
مسلمان ہوئے پھر آدم کے بعد اُن مین اختلاف پڑا اور کلبی نے کہا وہ نوح کی کشتی کے لوگ ہین جنکا ایک ہی دین
تھا پھر نوح کی وفات کے بعد مختلف ہوئے اور قتادہ اور عکرمہ کہتے ہین آدم کی بعثت سے نوح کی بعثت تک سب لوگ

ایک ہی شریعت اور ہدایت پر تھے پھر نوح کے زمانہ مین اختلاف ہوا اور مجاہد نے کہا ہے اس جگہ ناس سے مراد فقط آدم علیہ السلام ہین سب کے اصل اور ابو البشر ہونے سے انکو جمع کے لفظ سے فرمایا بعد حوا کو پیدا کیا اور انکی ذریت کو پھیلایا تو سب مومن تھے قابیل نے ہابیل کو جب قتل کیا تو اختلاف پڑا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کیوقت تمام لوگ ایک ہی گروہ سب کافر تھے پھر اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پیغمبرون کو بھیجا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر ان اس جگہ ایک کلمہ محذوف ہے اسکی تقدیر فاختلفوا ہے یعنی لوگ ایک ہی گروہ تھے سو بعد اختلاف شروع کئے پھر اللہ نے پیغمبرون کو بھیجا انبیا کے تعداد مین اختلاف ہے امام احمد اور ابن حبان ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے انبیا کتنے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار پوچھے یا رسول اللہ انہین رسول کتنے ہین تو فرمائے تین سو تیرا جم غفیر ہین انتہی ان پیغمبرون سے بتصریح قرآن شریف مین ان پیغمبرون کا نام مذکور ہے آدم ادریس نوح ہود صالح ابراہیم اسمعیل اسحق یعقوب یوسف لوط موسی ہارون شعیب زکریا یحیی عیسی داود سلیمان الیاس الیسع ذو الکفل ایوب یونس محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام ان پچیس شخص کی نبوت مین اختلاف نہین اور ذو القرنین عزیر لقمان مع مریم ان پانچ شخص کی نبوت مین اختلاف ہے اور بعضے کہتے ہین یوسف جو سورۂ غافر مین مذکور ہے وہ دوسرے ہین یعقوب کے فرزند نہین یہ تمام اکیتس شخص ہوئے مُبَشِّرِيْنَ خوشی سنانے والے یعنی جنت مین جانے کی خوشخبری دیتے ہین اسکو جو ایمان لاوے وَمُنْذِرِيْنَ اور ڈرسنانے والے یعنی دوزخ اور عذاب سے ڈراتے ہین اسکو جو کافر اور گناہ گار ہو وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ اور اتاری انکے ساتھ کتاب سچی اس جگہ کتاب سے مراد جنس کتاب ہے لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ تا فیصل کرین لوگون مین جس بات مین جھگڑا کرین ضمیر لیحکم کی اللہ کی طرف راجع ہے یا کتاب کی طرف یا نبی مبعوث کی طرف پہلے قول کو ابو حیان ترجیح دیا ہے اب معنی یون ہوگا اللہ تعالی نے کتاب اتارا سو فیصل کرنیکے لئے اس تقدیر پر کتاب کی طرف حکم کی نسبت جو کیا سو مجاز ہے اور دوسرے قول کو تفتازانی ترجیح دیا اور جس بات مین جھگڑا کرین اس سے مراد دین کی بات ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ اور اس کتاب مین جھگڑا ڈالا نہین مگر انھون نے

فصل فی عدد الانبیاء

جنکو وہ کتاب ملی تھی یعنی اختلاف نہ کرنا کرکے جنکو کتاب ملی تھی وہی لوگ برعکس کئے اور آپس مین اختلاف
کئے اس سے مراد یہود و نصاریٰ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بعد اُسکے کہ اُنکو پہنچ چکے صاف حکم
یعنی واضح دلیلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بَغْيًا بَيْنَهُمْ آپس کی ضد سے یعنی اُنکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعت نہ کرنے پر کچھ عذر باقی نہ رہا محض حسد اور ضد سے متابعت نہ کئے کیونکہ اُنکی دینوی منفعت مین
نقصان آتا تھا فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ پھر اللہ ایمان
والون کو اُس سچی بات کی راہ بتایا جس مین وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اس جملہ کے بیان مین ابن ابی حاتم
نے زید بن اسلم سے یون روایت کیا ہے کہ اختلاف جو کئے وہ جمعہ کے روز مین تھا یہود اول ہفتہ کو اختیار کئے
اور نصاریٰ یکشنبہ کو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جمعہ کا دن بتا دیا اور قبلہ مین نصاریٰ
مشرق کی طرف متوجہ ہوئے اور یہود بیت المقدس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ نے کعبہ کی
جہت بتا دیا اور نماز مین کوئی رکوع کرتا تھا سجدہ نہین اور کوئی سجدہ کرتا تھا رکوع نہین کوئی نماز مین بات
کرتا تھا اور کوئی چلاتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بتا دیا اور روزے مین کوئی دن کو روزہ رکھتا تھا
اور کوئی فقط بعضی چیزین نہین کھاتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ نے حق بات کی راہ بتا دیا اور ابراہیم کے
باب مین یہود کہتے کہ وہ یہودی تھے اور نصاریٰ کہتے کہ نصرانی تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بتا دیا
کہ وہ حنیف مسلم تھے اور عیسیٰ کے باب مین یہود اُنکو جھٹلائے اور اُنکے مان پر بڑا بہتان کئے اور نصاریٰ انکو الٰہ
اور ابن اللہ کہے اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حق بتا دیا کہ وہ روح اور کلمہ تھا تجاری اور مسلم نے ابی
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ہم پچھلے ہین اور قیامت کے دن اگلے مگر وے
ہمسے آگے کتاب دے گئے ہین ہم اُنکے بعد اور اس دن مین یعنی جمعہ کے دن مین وے اختلاف کئے سو اللہ ہمکو
راہ بتا دیا کل یہود کا دن اور پرسون نصاریٰ کا یعنی مسلمانون کی عبادت کیواسطے جمعہ کا دن مقرر ہوا
یہود تو شنبہ کے دن ٹھہرائے اور نصاریٰ یکشنبہ کو تو یہ ہمارے بعد رہے وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ
إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اور اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ یعنی راہ حق أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ کیا تمکو خیال ہے کہ جنت مین چلے جاوگے ابن جریر وغیرہ قتادہ سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت

احزاب کے غزوے مین جسکو خندق کہتے ہین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر اُس جنگ مین بہت سختی اور محنت آن پڑی تھی عطا سے منقول ہو کہا صحابہ مدینہ کو جب ہجرت کئے تو مال متاع گھر زندگانی تمام اللہ کی اور رسول کی خوشنودی کے لئے ترک کرکے مدینہ کو آئے وہان اُنسے یہود عداوت ظاہر کئے اور لوگ نفاق شروع کئے مومنون پر بڑی مصیبت ہوئی اللہ تعالیٰ انکی اطمینان کیواسطے اس آیت کو نازل کیا اور بعضے کہتے ہین غزوۂ احد کی مصیبت مین نازل ہوئی وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم اور ابھی تمپر آئے نہین احوال اُنکے جو تم سے آگے ہو چکے یعنی اگلے امت کے مومنون نے جو محنت سہے ہین ابھی وہ محنت تمپر نہین آئی مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ پہنچی اُنکو تکلیف یعنی فقیری اور محتاجی وَالضَّرَّاءُ اور سختی یعنی بیماری وَزُلْزِلُوا اور جھڑجھڑا دئے گئے یعنی سختیان نہ سہکے کانپگئے حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ یہان تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اُسکے ساتھ ایمان لائے کب ہوگی مدد اللہ کی یعنی رسولون کو سب سے زیادہ صبر رہتا ہی جب وے صبر کا تاب لاکے یون کہے تب معلوم ہوا کہ وہ سختی نہایت کو پہنچ چکی تھی اب اللہ تعالیٰ اُنکو جواب دیتا ہی أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ سُن رکھو مدد اللہ کی قریب ہی اس آیت مین اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کیطرف وصول نہوگا اور اُسکے پاس کی کرامتین نہ ملینگی جب تک اپنی خواہشون اور لذتون نہ ترک کرین اور ریاضت نہ کھینچین اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہین جنت ڈھانپی گئی ہی مشقتون سے اور دوزخ ڈھانپی گئی ہی شہوتون سے یعنی جو دنیا مین مشقتین سہیگا تو بہشت مین جاویگا اور جو نفس کی شہوتین بجا لائیگا تو دوزخ مین جائیگا امام احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور نسائی خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ہم بولے یا رسول اللہ کیا ہمارے لئے نصرت نہین مانگتے ہمارے لئے دعا نہین کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے آگے کے لوگون کے سر پر آرہ رکھکے کاٹتے تھے آرہ قدمون تک پہنچتا تھا لیکن وے اپنے دین سے نہین پھرتے تھے اور لوہے کی کنگھی اُنکے گوشت اور ہاڑ کے درمیان مجھکے کنگھی کرتے تھے پر وے اپنے دین سے نہین پھرتے تھے واللہ اس دین کو اللہ تعالیٰ پورا کریگا صنعا سے حضرموت تک سوار جاویگا اور نہ ڈریگا مگر اللہ گو یا بھیڑیے کو بکریون پر لیکن تم جلدی کرتے ہو يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ تجھسے پوچھتے ہین کیا چیز خرچ کرین ابن المنذر روایت کیا ہی کہ عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ

19 ورد

ہم اپنے مال سے کیا خرچ کرین اور کس کو دین تو یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ تو کہدے اے محمد جو چیز خرچ کروگے مال سے تو ماں باپ کو دو وَالْاَقْرَبِيْنَ اور نزدیک کے ناتے والون کو وَالْيَتٰمٰى اور یتیمون کو وَالْمَسٰكِيْنِ اور محتاجون کو وَابْنِ السَّبِيْلِ اور راہ کے مسافر کو سوال مین کیا چیز نفقہ دینا کرکے مذکور تھا اور جواب مین مصرف کو ذکر کیا کیونکہ اس کا ذکر ہی ضرور تھا کسواسطے کہ بیجا خرچ کیا تو شرع مین مقبول نہین سدی وغیرہ کہتے ہین یہہ آیت زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ ہوئی حسن کہتا ہے منسوخ نہین بلکہ محکم ہے کیونکہ اس آیت مین ماں باپ غیرہ کو نفقہ دینا مذکور ہے وہ تطوع ہوا اور کبھی فرض بھی ہوجاتا ہے جب ان باپ محتاج ہون وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو کروگے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہے پھر تمکو اس نیکی کا بدلا دیگا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ لکھی گئی تمپر لڑائی یعنی جہاد کرنا تمپر فرض ہوا ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ مکہ مین اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو حکم توحید اور نماز اور زکوٰۃ کا دیا اور کافرون کی تقصیر معاف کرنیکی تاکید کیا جب مدینہ کو ہجرت کئے تو باقی احکام نازل کیا اور جہاد کا حکم کیا اور فرمایا کتب علیکم القتال الآیۃ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے مذہب جمہور کا یہی ہے لیکن فرض کفایہ ہے مگر کفار یورش کرین اور مسلمانون کے ملک پر غالب آوین تو فرض عین ہوجاتا ہے یہہ آیت ناسخ ہے یا منسوخ اس مین تین قول ہین ایک یہہ کہ آیت محکم ہے اور کفار سے عفو کرنے کا حکم اس آیت سے منسوخ ہوا دوسرا یہہ کہ آیت منسوخ ہے کیونکہ یہہ آیت تمام پر جہاد فرض ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن وہ حکم دوسری آیت سے منسوخ ہوا اس کی ناسخ یہہ ہے وما کان المومنون لینفروا کان کافۃ تیسرا قول یہہ کہ یہہ آیت ایک وجہ سے ناسخ اور ایک وجہ سے منسوخ ہے کفار سے معاف کرنیکے حکم کی ناسخ ہوئی اور تمام پر جہاد فرض ہونا جو اس مین تھا وہ منسوخ ہوا ہے وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ اور وہ تمکو بری لگی ہے یہہ برا لگنا انسان کی طبیعت کا مقتضا ہے کیونکہ اسمین مال خرچ کرنا اور عورت بچون سے مفارقت کرنا اور جان کو خطر مین ڈالنا ہے ان کامون کو طبیعت مکروہ جانتی ہے یہہ غرض نہین کہ دے لوگ جہاد کرنیکو مکروہ جانے وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور شاید تمکو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو کیونکہ وہ امر تمھاری سعادت دارین کا سبب ہوتا ہے جیسی دوا کڑوی رہتی ہے اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے لیکن صحت حاصل ہونا کرکے

اُس کراہت کا متحمل ہوتا ہی جہاد کو بھی نفس اگرچہ مکروہ جانے لیکن اُسمین مغفرا ورغنیمت یا شہادت وجنت ہے
وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اور شاید تمکو خوش لگے ایک چیز اور وہ بری ہو
تمکو جنگ کا ترک کرنا اگرچہ نفس کے پاس خوش ہے لیکن وہ بُری بات ہی کیونکہ جہاد کو ترک کرنا ذلت اور فقر کا
سبب ہے اور دشمن جب دیکھیگا کہ تم آرام طلب ہو تو تمسے ملک چھین لیگا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ اور اللہ جانتا ہی یعنے وہ جو تمھارے لئے خوب ہی اور تم نہین جانتے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ ع ۱۱
الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ سوال کرتے ہین تجھ سے حرام مہینے سے اُس مین لڑائی کرنی اِس آیت کے نازل ہونے کا
سبب ابن جریر وغیرہ یون روایت کیے ہین کہ مدینہ کی ہجرت کے بعد ستراہ مہینو کو جمادی الآخرہ مین بدر کے
جنگ کو جانیکے دو مہینے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپی کے فرزند عبد اللہ بن جحش کے
ساتھ فوج دیکے روانہ کئے اور کہے اللہ کا نام لیکے روانہ ہو اور ایک خط لکھدیکے فرمائے اس کا مطلب منزل
پر جاکے کھول کر دیکھو اور اُس مین جو لکھا ہی اُسپر عمل کرو اور جس کی مرضی نہو تو اُسکو ساتھ لیجانے پر جبر نکرو وے
لوگ دو منزل پر جاکے خط کھولکر دیکھے اُس کا مضمون یہہ تھا تمھارے ساتھ والون کو لیکے بطن نخلہ مین اترو اور وہان
قریش کا قافلہ آنے والا ہے اُسکی خبر لاؤ یہہ مضمون دیکھ کے پھر کوئی شخص جانے پر استادگی نہ کیا جملہ آٹھ شخص تھے
سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کی شرکت مین ایک اونٹ تھا سو گم ہوگیا وے دونون اُس کے ڈھونڈھنے
مین رہے اور عبد اللہ بن جحش اپنے ساتھ والون کو لیکے مکہ اور طایف کے درمیان بطن نخلہ مین جاکے اُترے دیکھے
قریش کا قافلہ کشمش اور ادھوڑی وغیرہ تجارت کا اسباب لیکے جاتا ہی اور اُنکے قافلہ مین عمرو بن الحضرمی اور حکم
بن کیسان اور عثمان بن عبد اللہ بن مغیرہ مخزومی اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی تھے اُس دن جب کا غرہ تھا
لیکن اُنکی دانست مین وہ جمادی الآخرہ کا سلخ تھا صحابہ مشورت کرنے لگے کہ اگر ہم کچھ تاخیر کرین تو قافلہ حرم مین
داخل ہوجائیگا اور ہمارے ہاتھ نہ آویگا اسکی کیا تدبیر کرین آخر سب کی راے اِس بات پر آئی کہ اُنکو غارت کرنا
تب واقد بن عبد اللہ السہمی نے مشرکون پر تیر چلائے تیر جاکے عمرو بن الحضرمی کو لگا وہ مرگیا حکم بن کیسان اور
عثمان بن عبد اللہ دونون اسیر ہوے نوفل بچ کے بھاگ گیا مسلمانون نے تمام اسباب اور دونون اسیرون کو لیکے مدینہ
کو آئے قریش کو اِس بات کی اطلاع ہوئی کہنے لگے حرام مہینا جس مین خلق کو امن ہوتا ہی اُسمین لوگون کو تجارت

اور معاش کیواسطے فرصت ملتی اُس مہینے کو محمدؐ نے حلال کیا اور اُس مین خونریزی کی اور لوگونکو اسیر کیا
اور مال کو لوٹ لیا کہ مین مومنان جوتھے اُنکو عار دلانے لگے اور یہہ لوگ جب مدینہ مین آئے تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُنپر ناخوش ہوئے اور فرمائے مینے تمکو جنگ کے لئے روانہ نہین کیا تھا تم حسارت سے حرام مہینے مین
کیون جنگ کئے اور آپنے غنیمت کو اور اسیرون کو قبول نہ کئے مسلمانونے اُس سریے والون پر ملامت
کرنے لگے کہ تم کو حکم نہ تھا سو کام کیون کئے لشکریون کو بہت ندامت ہوئی اور اُنکو یقین ہوا کہ اب آپ ہلاک
ہوچکے اور کہے یا رسول اللہ ہم ابن الحضرمی کو قتل کئے سو شام کو چاند دکھا ہمکو علم نہین کہ وہ دن رجب مین
تھا یا جمادی الاخرہ مین مدینہ کے منافقان بھی بہت طعن و تشنیع شروع کئے پھر یہہ آیت نازل ہوئی اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اسیرون کو اور غنیمت کو قبول کئے اور خمس غنیمت کا نکالکے باقی لشکر والون مین تقسیم کئے
یہہ پہلی غنیمت ہی جس مین سے خمس نکالے پھر قریش اپنے اسیرون کو چھڑانے آدمی کو بھیجے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ہمارے لشکر کے دو شخص ابھی آئے نہین اگر وے دونون آوین تو ہم تمھارے اسیرون کو
چھوڑ دینگے اگر وے نہ آوین تو اُنکو ہم قتل کرینگے جب سعد اور عقبہ دونون مدینہ کو آکے پہنچے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دونون اسیرون کو چھوڑ دئے حکم بن کیسان اسلام لاکے مدینہ مین رہے اور بیر
معونہ مین شہید ہوئے اور عثمان مکہ کو جاکے کفر پر موا اور نوفل غزوۂ خندق مین کافرون کے ساتھ تھا گھوڑا
خندق پر سے اڑا کر آنا چاہا گھوڑا خندق مین گر کے موا اور یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا سوال کرتے ہین تجھ سے
سو وہ سوال کرنے والے مومنان ہین جو حرم مین اور حرام مہینون مین جنگ کرنا حلال نہین سمجھتے تھے
جب جنگ کا حکم ہوا تو سوال کئے حرام مہینے مین جنگ کرنا جایز ہی یا نہین اور بعضے کہتے ہین مشرک لوگ
طعن کی راہ سے کہ سے لگے بھیجے شہر حرام مین جنگ کرنا ہی یا نہین پھر یہہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت مین شہر الحرام
جو مذکور ہوا سو وہ رجب کا مہینا تھا قُلْ تو کہہ ای محمدؐ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ لڑائی اُس مین بڑا
گناہ ہے عطا اور بعضے فقہا کہتے ہین یہہ آیت محکم ہے اور حرام مہینون مین جنگ کرنا جایز نہین مگر کافر
تقدیم کوین تو اُنکو دفع کرنے جنگ کرنا سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار اور جمہور فقہا کہتے ہین یہہ
حکم منسوخ ہوا اور اُسکا ناسخ یہہ آیت ہی اُقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم اور یہہ آیت ہی واقتلوا المشرکین

کافرہ اب اللہ تعالی دوسرا مطلب فرماتا ہی وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اُس سے منکر ہونا اور
روکنا مسجد الحرام سے اور نکال دینا اُسکے لوگون کو وہان سے بڑا گناہ ہی اللہ کے یہان یعنی ابن الحضرمی کو خطا اور
گمان سے حرام مہینے مین قتل کرنے سے بڑھ کر گناہ یہہ ہے کہ تم مومنون کو حج سے روکنا اور جو اسلام لانا چاہے اُسکو
منع کرنا اور مسجد الحرام یعنے مکہ مین مسلمانون کو نہ آنے دینا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو
ایذا دیکے مکہ سے نکال دینا وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ اور فتنہ مار ڈالنے سے زیادہ ہی یعنے وہ ابن الحضرمی
کو جو حرام مہینے مین قتل کئے ہین اِس سے تمہارا فتنہ یعنی شرک کرنا بڑا گناہ ہے یہہ آیت جب نازل ہوئی عبد اللہ
بن انیس یا عبد اللہ بن جحش اُسکو لکھکے مکہ کے مومنون کے پاس بھیجے اور کہے کفار تمکو عار دلائین تو تم انکو اُنکے کفر سے
اور مکہ سے لوگون کو نکالنے سے اور مومنون کو وہان جانے سے جو روکتے ہو اُس سے شرمندہ کرو وَلَا يَزَالُونَ
يُقَاتِلُونَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوا اور وے تو لگے ہی رہے ہین تم سے لڑنے
کو یہان تک کہ تمکو پھیر دین تمہارے دین سے اگر مقدور پاوین یعنی کفار کا تو ارادہ یہی ہے کہ ہمیشہ تم سے لڑنا اور
مقدور ہو تو تمکو دین سے پھیر دینا اور کفر مین گرفتار کرنا اِس آیت مین خبر دیتا ہی کہ کفار کی عداوت مومنون سے
دایمی ہے اور اِن استطاعوا مین یہہ اشارہ ہے کہ انکو اس کی طاقت نہین وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهٖ
فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اور جو کوئی پھر جاتا ہم مین
اپنے دین سے پھر مرجاویگا کفر ہی پر تو ایسوں کے عمل باطل ہوے دنیا اور آخرت مین اُس صورت مین اُنکے اعمال شمار
مین نہین اور نہ انکو کچھ ثواب ملیگا اور روکے ساتھ موت کی قید لگانے سے یہہ فایدہ نکلا کہ اگر وہ پھر اسلام لاوے
تو سابق کا عمل اُس کا باطل نہین شافعی کا مذہب یہی ہی اور ابو حنیفہ کے پاس مرتد ہونے سے سابق کا عمل مطلق باطل
ہوجاتا ہی اگرچہ وہ اسلام لاوے وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ اور وے دوزخ کے لوگ
ہین وے اُسمین رہ پڑے اِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا مقرر جو لوگ ایمان لائے اِس آیت کی شان نزول کو
ابن جریر وغیرہ یون روایت کیے ہین کہ عبد اللہ بن جحش کی ٹکری والے عرض کئے یا رسول اللہ کیا ہمکو اِس
غزو کا اجر ملیگا تو اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی وَالَّذِينَ هَاجَرُوا اور جنھون نے ہجرت کی یعنی اپنے

گھر بار کو ترک کیا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور لڑے اللہ کی راہ مین یعنے اللہ کا دین بلند کرنے کو
لڑائی کئے اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وے لوگ امیدوار ہین اللہ کی رحمت کے یعنی ثواب اور اجر ملنے کی
یہہ جو فرمایا اگو امید ہے اُس مین اشارہ ہے کہ مجرد عمل موجب نجات کا نہین اور نجات کی دلیل قطعی بھی نہین
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ تجکو پوچھتے ہین شراب تمو
اور جوے سے اِس آیت کی شان نزول یہہ ہے کہ عمر بن الخطاب اور معاذ بن جبل اور چند شخص انصار کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کئے یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوے مین فتوی دیجئے کیونکہ اُنسے عقل سلب
اور مال تلف ہوتا ہی تب اللہ تعالی اِس آیت کو نازل کیا مفسرین کہتے ہین کہ شراب کے مقدمہ مین تین چار آیتین
نازل ہوین کہ مین یہہ نازل ہوئی ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا پھر مسلمان اسکو پیا کرتے
تھے اور اُن ایام مین اُس کا پینا حلال تھا بعد عمر اور معاذ رضی اللہ عنہما کے سوال کے جواب مین یہہ آیت اُتری
یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ تب گناہ کے نظر کرتے کوئی تو پینا ترک کیا اور منافع
کو دیکھ کے کوئی پیتا تھا ایک روز کسی نے نماز مین سورہ غلط پڑہا تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا یا ایہا الذین
آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون پھر نماز کی اوقات مین اُسکا پینا حرام ہوا اس کوئی
تو اسکا مطلق پینا ترک کیا اور کوئی نماز کیوقت نہ پیکے عشا کی نماز کے بعد یا صبح کی نماز کے بعد پیا کرتا عرض
ایک روز کسی کے یہان دعوت تھی وہان شراب پیکے آپس مین مار ماری کئے تب انما الخمر والمیسر کی آیت
جو سورہ مایدہ مین ہے فہل انتم منتہون تک آئی اسکا نزول غزوہ احزاب کے بعد ہوا ہی ابن ابی حاتم نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ ہم شراب پیا کرتے تھے جب اللہ تعالی یسئلونک عن الخمر کی آیت نازل کیا تو ہم کہے اب
اتنا پینگے جو نفع دیوے بعدہ جب سورہ مایدہ کی آیت انما الخمر الآیہ نازل ہوئی تب کہے یا اللہ ہم اُس سے باز آئے احمد
امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور نسائی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ عمر کہے یا اللہ ہمکو شراب
مین بیان شافی کہہ دے تب یسئلونک عن الخمر والمیسر الآیہ نازل ہوئی حضرت عمر کو بلا کے یہہ آیت انکو سنائے عمر
کہے یا اللہ ہمکو شراب مین بیان شافی کہہ دے پھر سورہ نسا کی آیت نازل ہوئی اُس روز سے اقامت کہے
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی پکار دیتا جبردار نشہ والا نماز نہ پڑہے اور عمر کو یہہ آیت پڑہکے سنائے

عمر کہے یا اللہ ہمکو شراب مین بیان شافی کہہ دے پھر سورۂ مائدہ کی آیت فہل انتم منتہون تک نازل ہوئی تب عمر کہے ہم اُس سے باز آئے ابن المدینی اور ترمذی اور حاکم کہتے ہین یہہ حدیث صحیح ہی اور امام احمد ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ شراب تین بار حرام ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو آئے تو وہان لوگ شراب پیا کرتے اور جوا کھیلتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا حکم پوچھے اللہ تعالی نے یسئلونک عن الخمر والمیسر آیہ کو نازل کیا لوگ کہے ہم پر حرام نہین کیا ہی اور اثم کبیر فرمایا ہے تو کچھ گناہ ہوگا اور اُس کو پیا کرتے ایک دفعہ مہاجرین مین کا ایک شخص مغرب کی نماز کی امامت کیا اور قرات مین غلط کیا پھر اللہ تعالی نے یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری کی آیت نازل کیا تب شراب چھوٹے اور نماز کو آئے تو نشہ اترتی رہتی پھر بعد یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر آیہ نازل ہوئی تو صحابہ کہے ہم اُس سے باز آئے حافظ عسقلانی کہے اس حدیث کو ابی مخنف نے ابی وہب سے اور اوسنے ابی ہریرہ سے روایت کیا ہی ابو مخنف ضعیف ہی لیکن ابو داؤد طیالسی کی مسند مین ابن عمر سے اسکو ایک شاہد ہے اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمکو کھانیکی دعوت کیے وہان شراب موجود تھی اسکو پیکے مست ہوئے اس مین نماز کا وقت آن پہنچا تو مجھے امام کیے یون پڑھا قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون تب اللہ تعالی لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری کی آیت نازل کیا ترمذی نے اس حدیث کی تحسین اور حاکم نے اوسکی تصحیح کی ہی اور بیہقی اور نسائی اور ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ شراب کی حرمت انصار کے دو قبیلے والون کے لئے نازل ہوئی وے شراب پیے جب نشہ چڑھا آپس مین لڑنے لگے نشہ اترے بعد دیکھے تو سر پر اور منہ پر اور ڈاڑھی مین مار کی نشانیان ہین اِس سے اِنکے دلون مین ناخوشی آئی پھر اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر کی آیت نازل کیا فقہا نے کہا ہی تحریم اس طرح سے نازل ہونے مین یہہ حکمت تھی کہ لوگون کو شراب پینے کی عادت تھی اسکی تجارت مین انکو بہت منفعت تھی اگر ایک ہی بار اُسے منع کرتے تو اُنپر بہت شاق ہوتا اِس لئے اللہ تعالے نے بتدریج حرمت نازل کی اب خمر کی معنی بیان کرتے ہین انگور یا خرمے کا شیرہ جوش کھا کے اُسپر کف آتا ہو اُسکو خمر کہتے ہین خمر کی معنی ڈھانپنا سو وہ عقل کو ڈھلپنے سے اسکو خمر کہے ایسا ہی جو چیز نشہ لاوے تو امام شافعی کے پاس اسکو خمر کہتے ہین ابو حنیفہ کہتے ہین انگور اور خرمے کے دو شاب سے جو نشہ بنی ہو اُسی کو خمر کہتے ہین دوسری

چیزوں سے بنا دین تو اُسکو خمر نہین کہتے ہماری دلیل حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ کی ہے کُلُّ مُسکِرٍ خَمرٌ یعنے
جو نشہ لاوے وہ خمر ہے مَیسر یسر سے مشتق ہے اسکی معنی آسانی جُوے مین مال بآسانی حاصل ہوا کرتا تھا اس لئے
اُسکو میسر کہے میسر سے مراد تمام اقسام کے جوے ہین ابن سیرین اور مجاہد اور عطا کہے جس چیز مین خطر ہو تو
وہ میسر ہے یہان تک لڑکے جو اکروٹ اور گھرے کھیلتے ہین قُل تو کہدے اے محمد فِیھِمَآ اِثمٌ کَبِیرٌ
اِنمین بڑا گناہ ہے اس کی وجہ یہہ ہے شراب عقل کی دشمن ہے جب آدمی کی عقل مین فتور ہوا تو جو فعل بد ہوا اُسکا
مرتکب ہوگا سو وہ بڑا گناہ ہے اور میسر مین گناہ کی وجہ غیر کا مال ناحق کھانا ہے شراب اور جوے کے باعث باہمدیگر
مقتضیہ فساد ہوا کرتا ہے ایک دوسرے کو گالیان دیتا ہے اور عداوت و ناخوشی درمیانی آجاتی ہے سو یہہ تمام
گناہ کے کام ہین وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور فایدے بھی ہین لوگون کو یعنے شراب کے پینے مین لذت اور فرح حاصل ہوتی ہے
اور اُسکے بیچنے مین فایدہ ملتا ہے اور میسر مین منفعت یہہ ہے کہ مال بلا مشقت ملتا ہے وَاِثمُھُمَآ اَکبَرُ مِن نَّفعِھِمَا
اور انکا گناہ فایدہ سے بڑا ہے یعنے اُن سے مفسدی جو پیدا ہوتے ہین اُنکے فایدے سے بڑے ہین ابن جریر وغیرہ ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے اس آیت کی معنی مین یون روایت کیا ہے اِنمین بڑا گناہ ہے یعنی وہ جو اُسکے پینے سے
دین مین نقصان ہوتا ہے اور فایدے ہین لوگون کو یعنی وہ جو اسکے پینے سے اُنکو لذت اور فرح ہوتی ہے اور گناہ
فایدے سے بڑا یعنی انکے دین مین نقصان ہونے سے جو گناہ ہوتا ہے وہ بڑا ہے لذت اور خوشی سے جو پینے مین ہے
وَیَسئَلُونَکَ مَاذَا یُنفِقُونَ اور پوچھتے ہین تجھسے کیا خرچ کرین سابق کی آیت مین سوال تھا کس چیز کو
خرچ کرنا اور اُسکا مصرف کیا ہے اب سوال کرتے ہین خرچ کرنے کی کیفیت سے یعنی کتنا دیا کرنا اس آیت کے
نازل ہونیکا سبب ابن اسحٰق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ اللہ کی راہ مین نفقہ
دیا کرنے کے حکم ہوا تو چند شخص صحابہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کئے یا رسول اللہ ہمارے
مالون مین سے نفقہ دینا کرکے حکم جو ہوا ہمارے مال سے کس قدر نفقہ دیا چاہئے تب یہہ آیت نازل ہوئی اور
ابن ابی حاتم نے یحیی سے مرسل روایت کیا ہے کہا مین سنا ہون کہ معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم رضی اللہ عنہما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ ہم پاس غلام اور گھر کے لوگ ہین ہمارے مال
مین سے کیا نفقہ دینا تو یہہ آیت نازل ہوئی قُلِ تو کہہ اے محمد اَلعَفوَ جو افزود ہو قتادہ اور عطا اور

سدی کہتے ہین عفو جو وہ حاجت سے افزود رہے اور کہتے ہین صحابہ کسب کرکے مال کچھ حاصل کرتے تو خرچ کی موافق رکھکے جو افزود ہو اسکو تصدیق کرتے انکی قول پر یہہ آیت منسوخ ہے زکوۃ کی آیت سے مجاہد نے کہا ہے عفو کی معنی التصدق عن ظہر غنی یعنی صدقہ دینا اُس مال کو کہ جس کے دینے کے بعد دینے والے کی ثروت باقی رہے اور وہ اپنی ضرورت کے وقت غیر کا محتاج نہو ے ابو داود اور بزار اور ابن حبان اور حاکم جابر رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیے ہین کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا انڈا جو اسکو کسی غنیمت مین ملا تھا لایا اور بولا یہہ صدقہ ہی میرے سے لو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے تغافل کیے اُس نے مکرر بولا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصے ہے ہوئے لا اور اُسکو لیکے ایسے زور سے پھینکے کہ اگر اُسکے سر کو لگتا تو سر پھوٹ جاتا بعد فرمائے تم اپنا سب مال صدقہ دیدا کرو لوگون کے پاس ہاتھ پسارتے پھرتے ہو انما الصدقۃ عن ظہر غنی والید العلیا خیر من الید السفلی او ابدا بمن تعول یعنی صدقہ دینا نہین مگر ظہر غنی سے یعنی اپنی ثروت کے ساتھ اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے یعنی دینے والے کا ہاتھ لینے والے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ دینے مین ابتدا کر اس سے جسکی پرورش تجھپر لازم ہو اس حدیث کو بدون اس قصہ کے بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین انکے لفظ مین خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی کرکے آیا ہے اور بعضے کہتے ہین عفو کی معنی میانہ روی نہ اُسمین اسراف رہے نہ قصور اور بعضے کہتے ہین اس صدقہ سے مراد صدقہ مسنون ہے کَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ اسی طرح اللہ بیان کرتا ہی تمھارے واسطے آیتین یعنی امور جو تم سوال کیے تھے لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ شاید تم دھیان کرو دنیا مین بھی اور آخرت مین یعنے دنیا زایل ہونے والی ہے سو دھیان کروگے تو اُس مین زہد کروگے اور آخرت آنے والی ہی سو دھیان کروگے تو اُس کی رغبت کروگے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى اور پوچھتے ہین تجھسے یتیمون کا حکم اس کے نازل ہونے کی وجہ ابو داود اور نسائی اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیے ہین کہ جب لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ ہِيَ اَحْسَنُ کی آیت اور اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا الآیہ نازل ہوئی تو جس کے پاس یتیم تھا اُس نے اُس یتیم کا کھانا اپنے کھانے سے اور اُس کا پینا اپنے پینے سے جدا کیا یتیم کھاکے کچھ باقی رہجاوے تو اُسکو رکھ چھوڑتے یا تو اُسکو پھر یتیم کھانا یا اتر جاوے تو اُسکو

پھینکدیتے اس سے انکو نہایت تکلیف ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے پھر اللہ تعالے
یہہ نازل کیا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے قُلْ تو کہدے ای محمد اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ انکی اصلاح
کرنا بہتر ہے یعنی یتیموں کے اموال کی محافظت کرنی اور اسپر کچھ حق محنت نہ لینا تمہارے لئے بہتر ہے یعنی اس
مین بڑا اجر ہے وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ اور اگر انکو ملا رکھو تو وے تمہارے بھائی ہین یعنی انکا کھانا
پینا اور خرچ وغیرہ اپنے کھانے پینے مین ملا رکھو گے تو وے تمہارے بھائی ہین ایک بھائی کے مال کو اسکا
بھائی کھائے اصلاح کی جہت سے رضامندی پائی جاوے تو جایز ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ
اور اللہ جانتا ہے خراب کرنے والیکو سنوارنے والے سے یعنی جس نے یتیم کا مال اپنے مال سے مخلوط کرنے سے
خیانت اور انکا مال کھالینا ارادہ کیا ہے اور جس نے اس مخلوط کرنے سے اصلاح کو منظور رکھا ہے سب اللہ جانتا ہے
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اور اگر اللہ چاہتا تمپر مشکل ڈالتا یعنی تمپر تنگی کرتا اور انکے مال مخلوط کرنیکی
اجازت نہ دیتا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اللہ زبردست ہے تدبیر والا یعنی اللہ تعالی کا حکم غالب ہے بندونکو
مشقت مین ڈالے تو مختار ہے لیکن حکم ہے حکمت کے مطابق حکم کرتا ہے بندونکو انکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا
وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور نکاح مین نہ لاو شرک والی عورتین جب تک ایمان نہ لاوین اس
آیت کی شان نزول واحدی نے کلبی سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت
کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرثد بن ابی مرثد غنوی کے تین مکہ کو روانہ کئے تا مخفی جاکے وہانکے مسلمانونکو
لاوین جب وے مکہ کو گئے تو انکے پاس ایک عورت جسکا نام عناق تھا آئی وہ عورت مشرکہ تھی جاہلیت مین
اسکے اور مرثد کے درمیان دوستی تھی اسنے مرثد کو اپنے ساتھ صحبت کرنیکے واسطے بلایا مرثد نے کہا
تجھپر میرے اور تیرے درمیان اسلام مانع ہوا بولی مجھے نکاح کر مرثد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت
لیکے نکاح کرونگا بولی کیا تو میرے بھاگتا ہے پھر لوگون کو اطلاع کی کفار مرثد کو خوب مار کے چھوڑ دئے مرثد اپنے
کام سے فراغت پاکر مدینہ کو گئے اور عناق کے ساتھ جو معاملہ گذرا سو بیان کئے اور کہے یا رسول اللہ کیا اسکے
ساتھ میرا نکاح کرنا جایز ہے تو یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی کہے یہہ آیت مرثد کے قصہ مین نازل ہوئی
کرکے جو روایت کئے ہین صحیح نہین بلکہ مرثد کے مقدمہ مین یہہ آیت نازل ہوئی الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ

والزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک الآیۃ چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اسکو عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کئے ہین اور امام احمد اور اسحٰق اور بزار بھی ویسی ہی روایت کئے ہین یہہ آیت دلالت کرتی ہو کہ مشرک عورت کو مسلمان کا نکاح کرنا جایز نہین بت پرست ہو یا آتش پرست یا یہودی یا نصرانی لیکن اس آیت کے عموم سے اللہ تعالی نے اہل کتاب یعنی یہود و نصارا کی عورتین نکاح کرنیکو استثنا کیا اور والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم کی آیت سے انکو نکاح کرنا مباح کیا اور بعضے کہتے ہین عرب کے مشرک عورتون کے باب مین جو بت پرست تھین یہہ آیت نازل ہوئی اس قول پر اہل کتاب کے بی بیون کو اس آیت کے حکم سے استثنا کرنیکی حاجت نہین اس اختلاف کا منشا یہہ ہو کہ مشرک کے لفظ مین اہل کتاب داخل ہوتے ہین یا نہین اکثر علما کہتے ہین مشرک کے لفظ مین یہود و نصارا اور مجوس اور بت پرست سب داخل ہین یہود مشرک ہین کیونکہ عزیر کو ابن اللہ کہتے ہین اور نصاری بھی مشرک کیونکہ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین اور بعضی کہتے ہین مشرک وہی ہی جو بت پرست ہو وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ اور البتہ باندی مسلمان بہتر ہو کسی شرک والی سے اگرچہ وہ تمکو خوش آوے یعنی کوئی بی بی مشرک ہو اور مال و جمال کے لئے تمہارا جی خواہش کرتے پر مسلمان باندی اس سے بہتر ہو اس آیت کے نازل ہونیکا سبب واحدی اور ابن عساکر سدی کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہو کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کالی باندی تھی ایک دن اسپر غصہ ہوکے ایک طمانچہ مارے پھر گھبرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس باندی کا قصہ بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے وہ باندی کیسی ہی عبداللہ بن رواحہ کہے روزہ رکھتی ہی نماز پڑھتی ہی وضو اچھی طرح کرتی ہی اور اللہ ایک ہی اور آپ اسکے رسول ہین کرکے گواہی دیتی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ باندی مومنہ ہے عبداللہ کہے ہین اسکو آزاد کرکے اپنے نکاح مین لاتا ہون غرض جب اسکو نکاح کئے تو لوگ اسپر طعن کرنے لگے اور ایک بی بی مشرکہ کو نکاح کر دینے کا پیام کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی مقاتل بن حیان کہتا ہی کہ یہہ آیت حذیفہ بن الیمان کی باندی حنسا کی شان مین اتری حذیفہ کہے حنسا اگرچہ تو کالی بدصورت ہی پر تیرا ذکر اعلی مین ہو اسکو آزاد کرکے آپ نکاح کئے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا اور نکاح نکرو

شرک والون کو جب تک ایمان نہ لاوین یہہ خطاب ہے عورت کے والیون کو مسلمان عورت کو کافر سے نکاح نہ کردیوے کسی قسم کا کافر ہو خواہ اہل کتاب یا انکا غیر اور اجماع امت کا ہو چکا ہے کہ مسلمان عورت کا کافر کو نکاح کرنا حرام ہے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے کسی شرک والے سے اگرچہ تمکو خوش آوے یعنی مال و جمال کے دیکھتے بعضے مفسرون نے کہا ہے باندی اور غلام سے اس جگہ عورت اور مرد مراد ہین خواہ حُرّ ہون یا رقیق کیونکہ سب لوگ اللہ کے باندی غلام ہین أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وے لوگ یعنی شرک والے بلاتے ہین دوزخ کی طرف یعنی کفر کی طرف جو دوزخ مین لیجاتا ہے اس حالت مین انکے ساتھ دوستی کرنا اور قرابت لگانا مومن کے لایق نہین وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ اور بتاتا ہے اللہ اپنے حکم لوگون کو شاید وے پندلیوین ع ۱۲

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ سوال کرتے ہین تجھ سے حکم حیض کا اس آیت کی شان نزول کو امام احمد اور عبد بن حمید اور دارمی اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابن احبان اور بیہقی اپنی سنن مین انس رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیے ہین کہ یہود اپنی عورت کو جب حیض آتا تو گھر کے باہر کرتے اور اسکے ساتھ مطلق نہین کھاتے اور نہین پیتے اور دو جس گھر مین ہو اس جگہ نہین رہتے مسلمانون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا حکم پوچھا تب یہہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انکے ساتھ گھرون مین رہا کرو اور انکے ساتھ سب کام کرو سوا وطی کے یہہ خبر یہود کو پہنچی وے کہنے لگے یہہ شخص ہمارے دین کی جس بات کو دیکھتا ہے اس مین ہماری مخالفت کرتا ہے یہہ سنکے اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ یہود تو ایسا کہتے ہین کیا ہم اپنی عورتون کے ساتھ حیض مین ملاپ نہ کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ بات سنے آپکا چہرہ متغیر ہوا اور ہم سمجھے کہ اُنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش ہوئے پھر وے دونون نکلے اور انکے روبرو سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی دودھ ہدیہ بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے پیچھے وہ دودھ بھیجے اور انکو بلوائے پھر ہم سمجھے کہ آپ اُنپر ناخوش نہین ہوئے ہین اور ابن جریر سدی سے اور ابن ابی حاتم مقاتل بن حیان سے روایت کرتے ہین

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بن الدحداح رضی اللہ عنہ نے یہہ حکم پوچھا اور ابن جریر نے قتادہ سے
روایت کیا ہی کہ اہل جاہلیت بھی حیض کی حالت مین عورت کو گھر سے باہر کرتے تھے اور اُنکے ساتھ ملکے
ایک بابسن مین کھانا نہین کھاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے عورت کے حایض رہی تک جماع حرام کیا اور اُسکے سوا
باقی سب حلال کیا قُلْ هُوَ اَذًى تو کہ وہ حیض گندگی ہے فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ سو تم پرے رہو
عورتون سے حیض کیوقت اللہ تعالیٰ نے مومنون کے لیئے یہہ حکم فرمایا اعتدال کے ساتھ یعنی نہ یہود کے مانند عورتون
کو گھر کے باہر کرنا نہ نصاریٰ کی مانند حیض مین وطی کرنا وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ اور نزدیک نہو
اُنسے جب تک پاک نہوین یعنی حیض سے پاک ہوئے تک اُنسے وطی نہ کرنا فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوهُنَّ مِنْ
حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ پھر جب ستھرائی کرلین تو جاؤ اُن پاس جہان سے حکم دیا تمکو اللہ نے یعنے جس جگہ کی اجازت
کا حکم دیا تھا اُس جگہ جاؤ یعنے قبل مین اور اُس جگہ سے عدول کرکے دوسری طرف نہ جاؤ ابن جریر نے
ابن عباس سے یہی تفسیر روایت کی ہے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا ہی کہ تطہرن کی معنی باسے
غسل کرنا ہی یعنے غسل شرعی مذہب شافعی اور جمہور کا یہی ہے کہ حایض غسل کیے تک اُس سے وطی کرنا جایز نہین
مگر ابو حنیفہ کہتے ہین حیض کے اکثر ایام کے بعد جو کہ پانچ دن سے دس دن تک منقطع ہو تو باغسل وطی جایز ہی طاؤس
اور مجاہد کہتے ہین تطہرن سے مراد وضو کرنا ہے اور زاعی نے کہا ہی تطہرن سے مراد مخصوص فرج دھونا اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ تحقیق اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے اور خوش
آتے ہین ستھرائی والے یعنی توبہ کرنیوالے گناہون سے اور ستھرائی کرنیوالے حدث اور نجاستون سے حیض کے وقت
جماع حرام ہونے پر سب امت کا اتفاق ہی اور اُسکو حلال جاننے والا کافر ہی اور حیض مین جماع کرے تو اُسپر کچھ کفارہ
نہین فقط توبہ استغفار کرنا یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے اور امام شافعی کا بھی قول جدید یہی ہے اور بعضون کے
پاس کفارہ واجب ہے وہ مذہب امام احمد بن حنبل کا ہی اور امام شافعی کا قول قدیم بھی وہی ہی اُنکی دلیل حدیث
ابن عباس کی ہی جو امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی روایت
کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے اور وہ حایض رہے تو ایک دینار
یا آدھا دینار صدقہ دیوے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور ابو داود اور حاکم ابن عباس سے روایت

وزد ۲۰ نصف التسع الاول

کہتے ہین کہ خون کیوقت اُسکے پاس جاوے تو ایک دینار دیوے اور خون منقطع ہوے بعد جاوے تو آدہا دینار دیوے
پہلے مذہب والے کہتے ہین کہ یہہ حکم استحباب کا ہی وجوب کا نہین نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ عورتین تمھاری کھیتی
ہین فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ سو جاؤ اپنی کھیتی مین جہان سے چاہو اس آیت کے نازل ہونیکا سبب بخاری
اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ جابر رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیے ہین
کہ یہود کہا کرتے تھے کہ مرد اپنی عورت کے پاس پشت کی طرف اسکی قبل مین وطی کرے اور وہ حاملہ ہووے تو
بچہ احول یعنی ڈہیرا ہوتا ہی اس پر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم
مسلم کی ایک روایت مین زیادہ کیا ہی خواہ اوندھی ڈالے خواہ اوندھی نہ ڈالے مگر اتنا ہی کہ ایک ہی
سوراخ مین ہووے یعنی قبل مین اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان وغیرہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ مین
ہلاک ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو کیا چیز ہلاک کی عمر کہے آجکی شب میری سواری کی پھیر یعنی
پیٹ کے پیچھے سے اُسکی قبل مین وطی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو کچھ نہ کہے اُسپر یہہ آیت نازل ہوئی
نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کہے روبرو سے آو یا پیچھے سے پر دبر مین اور حیض کی حالت سے احتراز کرو
ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اور دارمی اور ابو داود اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین
مجاہد کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ انصار اول بت پرست یہود کے ساتھ ملے
رہتے تھے وے اہل کتاب تھے اسلئے انصار سمجھتے تھے علم کے وہ یہود کو ہمپر فضیلت ہی اور اکثر کامون مین
اُنکی متابعت کیا کرتے سو اہل کتاب عورت کے پاس نہین جاتے مگر ایک حرف پر یعنی ایک ہی جانب سے اور
اُس مین عورت کو بہت ستر رہتا قریش عورتون کو اوندھے لیٹاکے وطی کرتے اور اوندھے سیدھے ڈالکر
لذت حاصل کرتے جب مہاجرین مدینہ کو آئے ایک شخص نے انصار کی ایک عورت کو نکاح کیا اور چاہا اپنی
عادت کے موافق اُسپر وطی کرے وہ عورت اُسپر انکار کی اور بولی ہم ایک ہی حرف پر کرتے تھے تو بھی اگر
ویسا ہی کرنا ہی تو کر نہین تو میرے پاس مت آ اس پر اُن دونون مین تکرار ہوئی صورت مناقشہ کی
ٹھہری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا سو کہا انکو سیدھی کرکے وطی کرو

یا اوندھے کرکے دبر کی جانب سے قبل مین مگر وطی فرج مین ہی ہونا آنی شئتم سے مراد یہی ہے وطی جو کرتے ہین کھڑے ہوکے یا بیٹھکے یا لیٹکے سامنے سے یا پیچھے سے لیکن عورت کی قبل مین ہونا اس جگہ عورت کی قبل مین قبل کو زمین سے تشبیہ دیا اور نطفے کو دانے سے جو بوتے ہین اور بچہ کو کھیتی سے سو اس سے اشارہ نکلا کہ عورت کی دبر مین وطی کرنا حرام ہے کیونکہ زراعت کی جگہ وہی قبل ہے نہ دبر جمہور علما کا یہی مذہب ہے جابر اور ابن عباس کی حدیث جو سابق مین آئی اسپر دلیل ہے اور بہت سی حدیثین دبر مین وطی کی حرمت مین وارد ہین امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی حق بات کہنے سے شرماتا نہین تم عورتون کی دبر مین وطی نہ کرو ابن حبان اس حدیث کی تصحیح کیا ہے ترمذی اور نسائی اور ابن حبان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ نظر نہین کرتا اسکو جو عورت کی دبر مین وطی کرے ترمذی اس حدیث کی تحسین کیا ہے اور ابن حبان اسکی تصحیح کیا ہے اور امام احمد اور ابو داود اور نسائی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنی عورت کی دبر مین وطی کرے تو وہ ملعون ہے اس باب مین قریب بیس حدیث کے آئے ہین اکثر ضعیف ہین لیکن سب کو دیکھنے سے ایک دوسرے سے قوت ہوتی ہے اور بعضے اس آیت کو عزل پر حمل کرتے ہین اور انی شئتم کی معنی کیف شئتم لیتے ہین یعنے جون چاہو یعنی خواہ عزل کرو یا نہ کرو یہہ تفسیر ابن عباس اور ابن عمر اور سعید بن المسیب سے مروی ہے عزل اسکو کہتے ہین وطی کرنا جب انزال کا وقت قریب پہنچا تو نکال کے خارج فرج انزال کرنا اسکے جواز عدم جواز مین اختلاف ہے مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ عزل کرنا مکروہ ہے کراہت تنزیہ ہے خواہ موطوءہ بی بی رہے یا باندی اجازت دیوے یا نہ دیوے لیکن بی بی عزل کا حکم نہ دے تو عزل کرنا حرام ہے یا نہین اس مین دو قول ہین اصح یہہ ہے کہ حرام نہین اور بعضے کہتے ہین انی شئتم کی معنی اذا شئتم ہے یعنی جسوقت چاہو گے وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے یعنے اپنے لئے نیک اعمال آگے کرو جیسے جماع کے وقت بسم اللہ کہنا اور یہہ دعا مانگنا اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا صحاح ستہ والے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اپنی عورت کے پاس جاتے وقت یہہ دعا پڑھے اور اس وقت

اُنکی تقدیر سے بچ ٹھہرے تو اُسکو شیطان کبھی ضرر نہین دیتا اور بعضے کہے اس سے مراد طلب ولد ہے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرتے رہو اللہ سے اُسکے حکم کا خلاف نکرو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ اور
جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہی ہے یعنے آخرت مین اُسکے طرف جانا ہی پھر تمھارے کامون کی جزا دیگا وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ اور خوشخبری سنا ایمان والونکو یعنی آخرت مین نعمتین جو اُنکو عنایت ہونگی وَلَا تَجْعَلُوا
اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو ہدف کھنڈا اپنی قسمون اس آیت کے نازل ہونے
کا سبب یہہ ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ کے اور اُن کے بہنوئی بشیر بن النعمان کے درمیان مناقشہ
ہوا عبد اللہ بن رواحہ قسم کھائے کہ مین اُن کے گھر نہ جاونگا اور اُن سے بات نہ کرون گا اور
اُن کے اور اُن کے دشمن کے درمیان صلح نکروا ونگا بعد اُن سے صلح کا پیام کوئی کیا تو کہتے مین
قسم کرچکا ہون اُسکے خلاف کرنا مجھے روا نہین تب یہہ آیت نازل ہوئی اور ابن جریج کہے کہ یہہ آیت ابوبکر
حق مین نازل ہوئی جب کہ انھون نے بی بی عایشہ کے بہتان مین مسطح بن اثاثہ کو نفقہ نہ دیونگا کرکے قسم کھائی
اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی لیکن بخاری وغیرہ کی روایت مین آیا ہی کہ ابوبکر کے قصہ مین سورہ نور کی آیت
وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ الآیہ نازل ہوئی عُرضۃ کی اصل معنی شدت اور قوت ہی پھر عرف
مین جب ایک چیز کوئی کام کے لایق ہو تو وہ چیز اس کام کا عُرضہ ہو کہتے ہین یہان تک عورت نکاح کردینے
کی لایق ہو تو کہتے ہین کہ وہ نکاح کی عرضہ ہوئی اور ایک چیز ایک کام کرنے سے آٹھہو تو اُسکو بھی عرضہ
کہتے ہین اس جگہ وہی معنی مراد ہین اُس کا ترجمہ بہانہ دستاویز ہت کھنڈا کیا کرتے ہین اس آیت کا مطلب یہہ
ہے کہ تم اللہ پر قسم کہانا نیکی سے تمکو مانع ہونیکا سبب ٹھہراو کوئی تمکو صلہ رحم اور نیکی کرو کرکے کہے تو ہین
وہ کام نکرنے پر اللہ کی قسم کھایا ہون کرکے بہانہ نہ کرو بلکہ کفارہ دیکے قسم توڑ دو اَنْ تَبَرُّوْا وَ
تَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ کہ سلوک کرو اور پرہیزگاری اور صلح درمیان لوگون کے اس کلام
کی تقدیر مین اختلاف ہی بعضے یون تقدیر کرتے ہین مخافۃ ان لا تبروا یعنے اللہ کو ہدف کھنڈا
اپنی قسمونکا نہ ٹھہراو اس اندیشہ سے کہ سلوک نہ کرین اس تقدیر پر جملہ ان تبروا کا محل نصب مین ہی اور
بعضے تقدیر یون کرتے ہین ان تبروا خیر لکم یعنے سلوک کرنا تمھارے لئے بہتر ہے اس تقدیر پر وہ جملہ محل

رفع مین ہے ابتدا کی جہت سے اور خبر محذوف ہو وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ سنتا ہو یعنی تمھاری باتین جانتا یعنی تمھارے احوال لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ نہین پکڑتا تمکو اللہ تمھاری ناکاری قسمون پر نہین پکڑتا یعنی اس قسم پر تمکو قیامت مین عذاب نہین اور دنیا مین اُس کا کفارہ نہین لغو بے فایدہ بات کو کہتے ہین جسکو شمار نہین اور قسم کی لغو وہ ہے جو عرب کے محاورہ مین بیجا سے نکل آتی ہے جیسے کہتے ہین لا واللہ بلی واللہ یعنی یون نہین واللہ ہو واللہ بخاری وغیرہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ آدمی جو ہر بات مین لا واللہ بلی واللہ کہتا ہو اُسکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور بعضے کہتے ہین لغو یمین وہ ہو جو ایک چیز کو اپنی دھیان مین سچ ہی سمجھکے قسم کھایا بعد معلوم ہوا کہ وہ سچ نہتی ابو حنیفہ کا یہی قول ہو اور اُس مین اُنکے پاس نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور زید بن اسلم سے مروی ہے کہ لغو یمین اپنے کو آپ بد دعا کرنا ہے جیسے کہنا واللہ اگر مین یون نہ کرون تو میرا ہاتھ ٹوٹین وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ لیکن پکڑتا ہی تمکو اُس کام پر جو کرتے ہین تمھارے دل یعنی تم جو قسم قصد و ارادے سے کھاتے ہو اُسکو توڑین تو اللہ تعالی معاخذہ کرتا ہی قسم تین طور کی ہو ایک لغو اُس مین کفارہ اور گناہ نہین دوسری یہہ کہ آیندہ کوئی چیز کرونگا یا نکرونگا کرکے قسم کھاوے پھر اُسکا خلاف کرے تو اُس مین کفارہ ہے کفارے کا بیان سورہ مایدہ مین ہو گا تیسری زمان گذشتہ مین جو چیز صادر ہوئی ہے یا نہین جانتے اُسکے خلاف پر قسم کھاوے جیسا کسیکا مال قرض لیکے نہ لیا کرکے قسم کھا دے اور اُسکے مانند اسکو یمین غموس کہتے ہین قسم کھانے والے کو گناہ مین غمس کرتا ہی یعنے ڈبو دیتا ہے اس قسم مین بڑا گناہ ہے اسکے ساتھ کفارہ بھی اُس مین شافعی کے پاس دیا جاہیے ابو حنیفہ کہتے ہین اُس مین کفارہ نہین وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا یعنی اگرچہ بخشتا ہی سہر ہوا غذہ نہین کرتا تحمل والا سے گناہگارون کو گناہ پر جلد عذاب نہین دیتا لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ جو لوگ قسم کھا رہے ہین اپنی عورتون سے لیئے کسنے وطی نہ کرنیکی ابن عباس کہتے ہین جاہلیت مین لوگون کی عادت تھی کہ مرد عورت پر ناخوش ہوکے قسم کھاتا کہ ایک سال یا دو سال تک تیرے سے بات نہ کرونگا ایسی قسم کھانیکو ایلا کہتے ہین پھر اُسکے پاس نہین جاتا نہ وہ عورت رانڈ ہے نہ مرد والی جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا اور چار مہینون تک ایلا جایز رکھا تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ انکو فرصت ہو چار مہینے کی یعنی

ایلا کرنیوالے کو اتنی مدت تک اپنی ایلا پر قایم رہنا پہنچتا ہے اُس مدت مین عورت سے رجوع کریا اُسکو طلاق دیدے
کرکے امر نہ کرینگے فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پھر اگلگئے تو یعنی دلمی نہ کرنا کرکے جو قسم کھائے تھے
اُس قسم کو چار مہینون کے اندر یا اسکے تمام ہونیکے بعد توڑدیا تو اللہ بخشنے والا ہی مہربان وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ
فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اگر مصمم کرینگے طلاق تو اللہ سنتا ہی جانتا یعنے چار مہینے کے بعد شوہر کو
اِن دو امر سے ایکا مراختیار کئے بن گزیر نہین یا تو اُس عورت سے رجوع کرلے یا طلاق دیوے اگر عورت نے
خواہش کی اور شوہر نے دونون امر سے ابا کیا تو حاکم اسکی طرف سے ایک طلاق دیدے الناروج یا حاکم طلاق ندے تک
اُس پر طلاق نہین ہوتا یہی قول مالک اور شافعی اور احمد اور اسحٰق کا ہی سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کہتے ہین
چار مہینے ہوتے ہی اُس عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوتا ہی وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ اور طلاق والی عورتین انتظار کرواوین اپنے تئین تین قرو تک یعنی طلاق کے وقت سے
تین قرو ہونے تک کسی کو نکاح نکرین قرو جمع قرکی ہی فاف کی فتح سے یا ضم سے لغت مین اُس طہر کو کہتے ہین
جو فاصلہ ہوتا ہی دو حیض کی درمیان اور حیض کو بھی کہتے ہین اِس آیت مین قرو سے کیا مراد ہے اُس مین اختلاف
ہی مالک اور شافعی کہتے ہین اس جگہ قرو سے طہر یعنی پاکی مراد ہے اور ابو حنیفہ اور امام احمد کہتے ہین حیض مراد ہے
اور اِس آیت کے عموم سے عورت غیر حرہ نکل گئی کہ اُس پر عدت نہین اور آیسہ اور صغیرہ بھی نکلین کہ انکی عدت تین مہینے
ہین اور حاملہ بھی نکلی کہ اُسکی عدت وضع حمل ہے انھون کے مخصص قرآن مین مذکور ہین اور باندی بھی نکلی کہ اُسکی
عدت دو قرو ہین اُسکا مخصص حدیث ہی وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ
اَرْحَامِهِنَّ اور انکو حلال نہین کہ چھپا رکھین جو پیدا کیا اللہ نے انکے پیٹ مین ابن عباس کہتے ہین اُس سے مراد بچہ ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ مراد حیض ہی اور ابن جریر نے ابن عمر سے روایت کیا ہی کہ اس سے حمل اور حیض دونو مراد
ہین یعنی عورت کا اپنے تئین حمل ہے یا حیض ہی سو چھپانا حلال نہین ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہی کہ جاہلیت
مین دستور تھا عورت کو حمل ہو تو حمل کو چھپاتی بعدہ دوسرے کو نکاح کرکے وہ بچہ اُسکا ہی کرکے اظہار کرتی سو اللہ
تعالی اُسکو منع کرنے کے لئے یہہ آیت نازل کیا اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر ایمان رکھتی ہین
اللہ پر اور پچھلے دن پر چھپانا اُنکو حرام اور خبر دینا جو واجب تھا اُسکی تاکید کیواسطے یہہ وعید شدید فرمائی

یعنی مومن کو چھپانا لایق نہین کیونکہ چھپانا کمال ایمان کا منافی ہی اس شرط سے یہہ مراد نہین کہ مومن ہونا اسکو چھپانا حلال ہی وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ اور اُنکے شوہر اونکے پھیر لینے کے سزاوار ہین اُس عدت کے ایام مین یعنے عدت کے ایام تمام ہونیکے آگے شوہر کا پھر اُس عورت سے رجعت کرنا اولی ہے کیونکہ عدت کے ایام جب تمام ہون تو اُسکا حق باطل ہوا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے یون روایت کیا ہی کہ یہہ آیت غفار کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جو عورت کو طلاق دیا اور اُسکو حمل تھا سو مرد کو اطلاع نتھی اُس سے رجعت کرکے اپنی گھر مین رکھا بعد اُسکو بچہ تولد ہوکے مرگئی اور بچہ بھی مرگیا پھر چند روز کے بعد اس آیت کے بعد کی آیت نازل ہوئی إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا اگر ارادہ رکھتے ہین اصلاح کا یعنی اُس رجعت سے شوہر کا ارادہ اسکی درستی اور نیک چلن سے اُسکی ساتھ گذران کرنا منظور ہو تو رجعت اولی ہے جاہلیت والون کی عادت تھی عورت کو طلاق دیکے بعد دل مین پھر کچھ شرارت آجاوے تو عورت کو ضرر ہونا کرکے اُس سے رجعت کرتے اللہ نے مومنون کو اُس ضرر سے منع کیا اور وہ اصلاح رجعت جایز ہونے کی شرط نہین وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور عورتون کے لئے مردون پر حق ہے جیسا اُن عورتون پر حق ہے مردون کے لئے موافق دستور کے یعنی شرع مین جو دستور ہو نیک چلن سے رہنا اور ضرر نہ پہنچانا ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر مین ضحاک سے روایت کیا ہی کہ جب کوئی عورت نے اللہ کی اطاعت کی اور اپنے شوہر کی بات مانی تو اُس کے شوہر اُسکے ساتھ سلوک سے رہنا اور اُسکو کچھ ایذا نہ دینا اور اپنی مقدور کے موافق اُسکو خرچ دینا چاہیے مسلم نے حجۃ الوداع کی بڑی حدیث مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبے مین فرمائے عورتون کے مقدمہ مین اللہ سے ڈرو کیونکہ تم اُنکو اللہ کے امان سے لئے ہو اور اللہ کے کلمے سے اُنکی فرج تم پر حلال ہوی تمھارا حق اُن پر یہہ ہی کہ تم جس شخص سے خوش نہین اسکے تئین تمھارا بچھونا کھندلنے نہ دیوین پھر اگر بچھونا کھندلنے دین تو تم اُنکو مارو ایسا جو سخت نہو اور تم پر اُنکا کھانا اور لباس دستور کے موافق دینا لازم ہے اسی حدیث مین اللہ کا کلمہ کرکے جو آیا اس سے مراد فانکحوا ما طاب لکم من النساء رہے کہ اس آیت سے عورتون کا نکاح حلال ہوا اور بچھونا کھندلنے نہ دینے سے مراد یہہ ہے کہ اجنبی مردون کی ساتھ خلوت نہ کرین اُس سے زنا مراد نہین کیونکہ زنا کرنے سے

عورت پر حد لازم آویگا اور مرد جس کو دوست رکھے یا نہ رکھے سب کے ساتھ زنا حرام ہے یہہ قول مازری کا ہے
قاضی عیاض بولا عربون کی پاس بات کرنا عورتون کا اجنبی مردون کے ساتھ معیوب تھا اِس سے اُنکو بدگمانی بھی
تھی آیت حجاب کی جب نازل ہوئی تو اس سے ممانعت ہوئی اور امام نووی کہتے ہین اُسکی معنی یون کہین
تو خوب ہے یعنے مرد جسکو اپنے گھر مین آنا ناخوش جانتا ہے اور اُسکے آنے سے خفا ہوتا ہے تو عورت اُسکو اندر
آنیکا اذن نہ دیوے پھر وہ آنے والا بیگانہ ہو یا اُس عورت کا محرم فقہا کے پاس اِس مسئلہ کا یہہ حکم ہے کہ کسی مرد کو
یا کسی عورت کو خواہ محرم ہو یا نہ ہو عورت اپنے مرد کے گھر مین آنے دینا حلال نہین مگر مرد جس کے آنیسے ناخوش
نہین ہوتا کرکے اِس عورت کو علم ہو یا ظن غالب ہو تو اُسکو اذن دینا حلال ہے کیونکہ اصل تو یہہ بات سو غیر کے
گھر مین جانا حرام ہے جبتک کہ اُس گھر کا مالک اذن نہ دیوے یا مالک جسکو اذن دینے کا حکم کیا ہے وہ اجازت نہ دیوے
یا مالک کا اُسکے آنے پر راضی ہونا معلوم نہ ہووے مالک راضی ہوتا ہے یا نہین کرکے جب شک کیا جاوے تو اُس کے
گھر مین جانا یا کوئی اسکو اجازت دینا دونون بات حرام ہین انتہی اور ترمذی اور ابن حبان اور بیہقی شعب الایمان
مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومنون مین کامل ایمان والا
وہ ہے جو اُن مین خوش اخلاق زیادہ ہو اور پسندیدہ اور بہتر شخص تمھارے مین وہ ہے جو اپنی عورتون کے ساتھ
اچھے طور سے چلے ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ عمرو بن الاحوص سے
روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنو تمھارا حق تمھاری عورتون پر ہے اور تمھاری عورتون کا
حق تم پر ہے تمھارا حق عورتون پر یہہ ہے جس سے تم ناخوش ہو اُسکو تمھارا بچھونا کھندلنے نہ دیوین اور جس سے تم ناخوش
ہو اُسکو تمھارے گھر نہ آنے دیوین سنو انکا حق تم پر یہہ ہے کہ اُنکو لباس اور کھانا اچھی طور سے دیا ترمذی اس
حدیث کی تصحیح کیا ہے اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی
معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عورت کا حق مرد پر
کیا ہے تو فرمائے جب وہ کھانا مانگے تو اُسکو کھانا دیوے اور جب کپڑے مانگے تو اُسکو کپڑے دیوے اور اُسکے
منہہ پر نہ مارے اور اُسکو بد نہ بولے اور جدائی نکرے مگر گھر ہی کے اندر حاکم اس حدیث کی تصحیح کیا ہے
اور عبد الرزاق اور ابو یعلی انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن عدی طلق رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جب تم مین سے کوئی اپنی عورت کے ساتھ مجامعت کرے تو جلدی نہ کرے یہان تک کہ عورت اپنی حاجت روا کرلے جیسا تم اپنی حاجت روا ہونا دوست رکھتے ہو غرض اس سے یہہ ہے کہ عورت کو انزال ہونے تک مرد اس سے کنارہ نہ کرے اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ مین اپنی عورت کے لئے اپنے تئین سوارنا دوست رکھتا ہون جیسا وہ میرے لئے بناؤ کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف اور میرا حق اُس پر جو ہو اُسکو پورا لینا نہین چاہتا ہون کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وللرجال علیہن درجۃ اور اللہ تعالی اس جگہ مماثلت جو فرمایا اُس سے مراد یہہ ہے کہ عورتون کے حقوق مردون پر جیسے ہین ویسا ہی وجوب اور مطالبہ مین مردون کے حقوق عورتون پر ہین مماثلت جنس مین نہین کیونکہ احد زوجین پر جو حق واجب ہے اُسی جنس کا حق دوسرے پر واجب نہین اگر مرد کے کپڑے دھوکر دیوے یا اُسکے لئے کھانا تیار کر دیوے تو اُسکے کپڑے دھونا اور کھانا پکانا مرد کو لازم نہین لیکن مردون کے لایق جو کام ہے وہی کرے وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور مردون کو اُنپر یعنی عورتون پر فضیلت ہے اُسکا بیان یہہ ہے مرد کو جو لذت حاصل ہوتی ہے عورت کو بھی وہ لذت ہی لیکن مرد کی فضیلت اور مرتبہ یہہ ہے کہ عورت پر حاکم ہوکے رہتا ہے اور اُنکے کھانے کپڑے کا خرچ چلاتا ہے اور یہہ ہے کہ عورت کو مہر دیتا ہے اور اُسکی ناموس پر محافظ رہتا ہے اور شر کو اُس سے دفع کرتا ہے بعضے کہتے ہین مردون کو عورتون پر چند چیزون سے فضیلت ہے عقل مین اور گواہی مین اور میراث مین اور دیت مین اور امام ہونیکی صلاحیت اور قاضی ہونے مین مرد کو روا ہے کہ عورت رہتے دوسری عورت کو نکاح کرے اور حرم رکھے عورت کو یہہ جایز نہین اور طلاق مرد کی ہاتھ ہے اور جب طلاق بھی دیوے تو پھر اُس عورت سے رجعت کرسکتا ہے اور یہ چیزین عورت کے اختیار مین نہین وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ دو بار تک یعنی دو بار طلاق دے مرد کو اُسے رجعت کرنا پہنچتا ہے جب تین طلاق دے بدون دوسرا مرد نکاح کئے کے پہلے شوہر پر نکاح کرنا اس کا حلال نہین ترمذی اور ابن مردویہ اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ عادت یہہ تھی مرد عورت کو جتنی طلاق دینا چاہے دیتا تھا اور عدت کے ایام مین اُس سے رجعت کیا تو پھر وہ اُسکی عورت بن سکتی تھی اگرچہ سو طلاق سے بڑھکے دیوے غرض ایک بار کوئی مرد اپنی

ع ۱۳

عورت کو کہا میں نہ تجھے طلاق دونگا جو تو میرے سے جدا ہو اور نہ تیرے پاس آونگا بولی وہ کیسا تو کہا تجھے طلاق دیتا رہون گا جب عدت کے ایام تمام ہونے آئے تو تیرے سے رجعت کرونگا وہ عورت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاکے یہہ کیفیت کہی بی بی عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ قصہ بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی الطلاق مرتان آلایہ بی بی عائشہ کہتی ہین تب جو لوگ کہ طلاق دیتے تھے اور جو طلاق نہین دیتے تھے سب نئے سرے سے طلاق دینے فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ پھر رکھنا موافق دستور کے یعنی دو طلاق دیے بعد اگر مرد نے رجعت کی تو اسکو شرع کے دستور کے موافق رکھنا اور اُسکے حقوق جو اپنے پر ہین انکو ادا کرنا لازم ہے اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ یا رخصت کرنا نیکی سے یعنی تیسری اطلاق دینا یا رجعت نہ کرکے چھوڑ دینا تاکہ اسکی عدت تمام ہووے بعضے کہتے ہین اس سے مراد یہہ ہے طلاق دیے بعد اسکے پیسے وغیرہ تمام پہنچا دینا اور اسکو مدد سے یاد نہ کرنا اور لوگون سے اسکا شکوہ نہ کرنا وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اور تمکو حلال نہین کہ لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتون کو یعنی عورتون کو طلاق دیے بعد انکو مہر وغیرہ جو دیے اُس کو نہ پھیر لینا اب اللہ صاحب اُس حکم سے خلع کو استثنا کرکے فرماتا ہے اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَنْ لَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ مگر یہہ کہ دونون ڈرین کہ یہ ٹھیک رکھین قاعدے اللہ کے یعنی وے دونون نکاح پر باقی رہین تو انکو اندیشہ ہو گا کہ آپس شرع کے حکم کے موافق چل سکین عورت کو اندیشہ ہوگا شوہر کے امور مین آپھسے کرکے اللہ کی گناہگار ہونگی اور مرد کو اندیشہ ہوگا کہ عورت اپنی اطاعت نہ کرے تو آپ اُسپر کچھ تعدی کرونگا فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ پھر اگر تم لوگ ڈرو گے کہ وے دونون ٹھیک نہ رکھینگے اللہ کے قاعدے تو گناہ نہین دونون پر جو بدلا دیکر عورت چھوٹے یعنی جب حکام کو اندیشہ ہو کہ وے دونون اللہ کے حدود پر برابر نہ چلینگے اور ایک دوسرے سے بے اعتدالی کریگا تو عورت کچھ پیسے دیکر خلع کرے تو کچھ مضایقہ نہین اور مرد کو بھی روا ہے کہ وہ پیسہ قبول کرے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ حبیبہ بنت سہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے اپنے شوہر ثابت بن قیس بن شماس کی شکایت کی اور انکے پاس رہنے سے کراہت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے پوچھے کیا تیرا شوہر تجھے باغ جو دیا ہے اسکو رد کریگی وہ کہی قبول پھر اسکے مرد کو بلوا کے فرمائے تم جو باغ دیئے تھے اُسکو لے لو اور اُس عصمت کو ترک کروا انھون پوچھے کیا مجھے وہ باغ پھیر لینا روا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے

البتہ پھر وہ باغ لیکے اس سے خلع کئے اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی اس قصہ کو بخاری اور اکثر اصحاب سنن و مسانید
روایت کئے ہین بخاری کی روایت مین آیا ہو کہ ثابت بن قیس کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئی اور اس عورت کا نام ایک روایت مین جمیلہ کر کے مذکور ہے وہ بیٹی عبد اللہ بن ابی بن سلول کی جو
راس المنافقین تھا اور بعضے روایتون مین آیا ہو کہ وہ بہن عبد اللہ کی پہلی روایت ہی صحیح ہو نسائی کی روایت
مین ہو کہ ثابت بن قیس اسکو ایسا مارے کہ ہاتھ توڑا اس لئے وہ آئی بعضے روایتون مین اسکا نام زینب کے کے
مذکور ہے شاید ایک نام ہوگا دوسرا لقب اور بعضے روایتون مین اسکا نام مریم مغالیہ کر کے مذکور ہی امام
مالک کی روایت مین یون مذکور ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے گھر سے نکلے تو اندھیرے مین
ایک عورت دروازے کے پاس کھڑی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے تو کون ہو کہی مین حبیبہ ہون بیٹی سہل کی
حافظ عسقلانی کہے شاید یہہ دو قصے ہون اور انکے دو عورتین تھین ایک حبیبہ دوسری جمیلہ اور دونون سے
خلع کئے ہون انتہی پھر وہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی یا رسول اللہ مین ثابت کے اخلاق پر اور
دینداری پر عتاب نہین کرتی لیکن اسلام مین کفر کو ناخوش جانتی ہون یعنی اگر مین انکے پاس رہون تو
اندیشہ ہے کہ میرے سے کوئی حرکت جو مقتضی کفر کی ہون صادر ہو یا کفر سے کفران نعمت شوہر کا مراد ہو
یا کفر سے مراد وہ حرکت ہو جو منافی مقتضاء اسلام ہو یا کفر سے مراد لوازم کفر ہون شاید کفر سے
سیاہ رنگ اور بدصورت ہو کیونکہ شعرا اکثر سیاہ رنگ والے کو کافور سے تشبیہ دیتے ہین اسکو تائید
دیتا ہو وہ جو بعضے روایتون مین آیا ہو اس نے کہی یا رسول اللہ میرے مین حسن جمال ہو اور ثابت
بدصورت ہو اور بعضی روایتون مین آیا ہو کہی یا رسول اللہ میرا سر اور ثابت کا سر ایک جگہ کبھی نہ ملیگا
مین ڈیرے کا پردہ اٹھا کے دیکھی تو ہتیار باندھے آتا ہو سب مین کالا اور پستہ قد اور بدصورت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا تو وہ باغ جو تیرے شوہر نے تجھے دیا تھا اسکو پھیر دیگی کہی بہت بہتر
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کو کہے تم اپنا باغ لے لو اور اسکو طلاق دو تِلْكَ حُدُودُ
اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا یہ اللہ کے حدود ہین انسے آگے مت بڑھو یعنی یہ احکام جو مذکور ہوے
اللہ کے مقرری احکام ہین انکی مخالفت نہ کرو وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولَٰئِكَ

هم الظلمون اور جو کوئی برے کے چلے اللہ کے قاعدوں سے وہی لوگ ہیں بے انصاف فَإِنْ طَلَّقَهَا پھر اگر اسکو طلاق دیدے یعنی تیسری طلاق فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ تو اب اسکو وہ حلال نہیں اسکے بعد جب تک نکاح نکرے کسی شوہر سے اسکے سوا اے یعنی تین طلاق دئے بعد اس شوہر کو وہ عورت حلال نہیں جب تک وہ عورت دوسرے مرد کو نکاح نہ کرے جمہور علما کے پاس نکاح سے مراد اس جگہ وطی ہے سعید بن المسیب کا مذہب یہ ہے کہ نکاح بس ہے وطی ضرور نہیں جمہور کی دلیل حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ کی ہے جو بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہیں کہ رفاعہ قرظی کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی میں رفاعہ کے پاس تھی اس نے مجھے تین طلاق دیا بعد مجھے عبد الرحمن بن زبیر نے نکاح کیا اسکے پاس جو ہے سو کپڑے کے کرتے کی سی ہی یعنی وہ عنین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہہ سنکے تبسم کئے اور کہے کیا تو رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے کہی ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا حتی تذوقی عسیلة ویذوق عسیلتك یعنی نہ جانا جبتک تو اس مرد کی کچھ مٹھاس نہ چکھی اور وہ تیری کچھ مٹھاس نہ چاکھے اس حدیث میں عسیلہ کا لفظ جو مذکور ہوا عین کے ضم اور سین کی فتح سے تصغیر ہے عسل کی شہد کی معنی سے وہ کنایہ ہے جماع سے جماع کی لذت کو شہد کی لذت اور شیرینی سے تشبیہ دی عبد الرحمن جو مذکور ہوا وہ بیٹا ہے زبیر بن باطیا قرظی کا بعضے زبیر کے باپ کا نام زید بن امیہ انصاری کہتے ہیں لیکن حق بات وہی اول کی ہے اور زبیر زا معجمہ کے فتح اور باء موحدہ کے کسر سے تخفیف کے ساتھ اسکے بعد یا تحتانی ساکن ہے اور آخر کو راء مہملہ ہے وزن پر امیر کے محدثین ایسا ہی اعراب ضبط کئے ہیں ابن الاثیر بغدادی تغیر خازن میں باء موحدہ کو تشدید سے جو لکھا سو جمہور کا خلاف ہے مالک و شافعی اور بیہقی کی روایت میں اس عورت کا نام تمیمہ بنت وہب کر کر مذکور ہے اور اس کے شوہر کا نام رفاعہ بن سموئل قرظی ہے اور ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ اسکا نام عایشہ تھا بیٹی عبد الرحمن بن عتیک نصری کی اور اسکا شوہر اس کا چچیرا بھائی رفاعہ بن وہب بن عتیک تھا اسکو تین طلاق دیا بعد عبد الرحمن بن الزبیر قرظی کو نکاح کی وہ بھی طلاق دیا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی وہ مجھے وطی کے قبل طلاق دیا ہے کیا میں پہلے مرد کو نکاح کروں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہ کر جبتک دوسرا وطی

چند روز کے بعد پھر وہ عورت آئی اور بولی وہ مجھے وطی کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو اپنی پہلی بات کے برخلاف کہتی ہے مین اُس سخن کو باور نہین کرونگا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ابوبکر کے پاس آکے کہی مین اپنی شوہر اول کی طرف رجوع کرتی ہون کیونکہ یہہ دوسرا مجھے وطی کیا تھا ابوبکر فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تجھے جو فرمائے تھے مجھے معلوم ہے تو اُسکے طرف رجوع نہ کرنا ابوبکر کے مرنیکے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اجازت چاہی عمر کہے دوسرے بار تو آئی تو مین تجھے رجم کرونگا مقاتل کہا اس عورت کے مقدمہ مین فان طلقھا فلاتحل لہ آیہ نازل ہوئی فَاِنْ طَلَّقَهَا پھر اگر اُسکو طلاق دیوے تو یعنی دوسرا شوہر وطی کے بعد طلاق دیوے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اب گناہ نہین ان دونون کو کہ پھر مل جاوین یعنی دوسرا شوہر طلاق دیوے اور اُسکی عدت منقضی ہوے بعد پہلے کے شوہر کو نکاح کی تو کچھ مضایقہ نہین اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ اگر وے دونون یعنی عورت اور اول کا شوہر خیال کرین کہ ٹھیک رکھینگے اللہ کے قاعدے یعنی درستی اور نیک چلن پر رہینگے اور حقوق جو ہر ایک پر ہین اُنکو ادا کرینگے یہہ شرط جو لگائی نکاح کی صحت کیواسطے نہین بلکہ بیان ہے اصل کا یعنی نکاح سے غرض اللہ کے حدود قایم رکھنا ہین تبھی کہتے ہین معنی یون ہے اگر وے دونون جانینگے کہ نکاح اُنکا درست تھا یعنے حلال کرنے کے واسطے نہین تاکیونکہ دوسرا شوہر نکاح جو کیا اگر اس شرط سے کریگا کہ پہلے شوہر کیواسطے حلال ہو تو وہ نکاح اکثر علما کے پاس باطل ہے مگر ابوحنیفہ کہتے ہین کہ نکاح صحیح ہے لیکن کراہت ہے ترمذی اور نسائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محلل اور محلل لہ پر لعنت کیے ہین ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے محلل سے مراد دوسرا شوہر ہے جو وہ حلال ہونا کرکے نکاح کرتا ہے اور محلل لہ اول کا شوہر مراد ہے وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اور یہہ دستور باندھے گئے ہین اللہ کے بیان کرتا ہے اُنکو جاننے والون کے واسطے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ اور جب طلاق دین تم عورتون کو پہونچین اپنی مدت تک یعنی عدت تمام ہونیکے دن قریب پہنچین اُس جگہ عدت کے دن پورے ہونا غرض نہین کیونکہ عدت کے دن پورے ہوے بعد مرد کو رجعت جایز نہین پہنچنے سے مراد قریب پہنچنا ہے اور یہہ آیت نازل ہوئی سبب ابن جریر اور ابن المنذر سدی سے یون روایت کیے ہین کہ انصار کا ایک شخص اُسکا نام

۲۱ وردثلاثہ ارباع

ثابت بن یسار تھا اپنی عورت کو طلاق دیا عدت تمام ہونیکے واسطے دو تین روز باقی تھے کہ رجوع کیا پھر اسکو طلاق دیا یون ہی کیا تا کہ نو مہینے گذرے اس کی غرض یہہ تھی کہ عورت کو ضرر پہنچے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ تو رکھو اُنکو دستور سو وہ دستور یہہ ہے کہ آپ اُس سے رجعت کیا کرکے زبان سے کہنا اور اُسپر گواہ رکھنا فقط وطی سے رجعت نہ کرنا یا معروف سے غرض اُسکا کھانا کپڑا عادت کے موافق دینا اور اُسکے ساتھ اچھے طور سے چلنا اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ یا رخصت کرو اُنکو دستور سے یعنی اُنسے رجعت نہ کرکے چھوڑ دو تا عدت جلد تمام ہوجاوے دیر نہووے وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا اور مت پکڑ رکھو اُنکو ستانے تا زیادتی کرو یعنی رجعت جو کرتے ہو اُس سے ستانے کا ارادہ مت کرو کیونکہ مہینے کو ایک بار حیض آوے تو تین طلاق کے تین عدے تمام ہونیکو نو مہینے درکار ہین اسمین تمہارا ظلم اور ستم پایا جاتا ہی وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ اور جو کوئی یہہ کام کرے تو تحقیق اُسنے اپنی جان پر ظلم کیا کیونکہ اُس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور اپنی جان پر اللہ کا عذاب ڈالنے کا سامان کیا وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا اور مت ٹھہراو حکم اللہ کے ہنسی یعنی جو کوئی اللہ کے حکم کی مخالفت کیا تو اُس نے اللہ کے حکم کی ہنسی کی اِس مین سخت وعید ہی اور بڑی تہدید ہے حکم کے خلاف کرنے والے کو ابن ماجہ اور ابن جریر اور بیہقی ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون کی یہہ کیا طور ہے اللہ کے حدود سے کھیلتے ہین کہتے ہین ہم نے تجھے طلاق دیا ہم نے رجعت کیا ہم تجھے طلاق دیا ہم نے رجعت کیا مسلمانون کا یہہ طلاق نہین طلاق دو اُنکو اُنکی عدت کے شروع مین یعنی حیض سے پاک ہوکے دوسرا طہر جب شروع ہوتا ہی اُس وقت طلاق دیوے اور بعضے کہتے ہین کہ یہہ حکم ہے اُن لوگون کا جو طلاق دیتے اور کہتے ہم ہنسی کو طلاق دیتے تھے سو اُس سے منع کیا ابن المنذر اور ابن ابی حاتم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایک شخص ایک کو کہتا تجھے میری بیٹی نکاح کر دیا پھر کہتا مین ہنسی کو کرتا تھا اور کہتا مین آزاد کیا پھر کہتا مین ہنسی کو بولا تب اللہ تعالی وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا نازل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین چیزین اُنکے کرنے سے حکم ثابت ہوجاتا ہی ہنسی سے کرے یا بغیر ہنسی کے

طلاق اور عتاق اور نکاح اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیا سو طلاق کے ارادے سے نہیں بلکہ ہنسی کی راہ سے اسپر اللہ تعالیٰ نے ولا تتخذوا ایات اللہ ہزوا نازل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر وہ طلاق لازم کردئے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی اپنی سُنن مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تین چیزین انکا جد جد ہو اور ہزل بھی جد ہو نکاح اور طلاق اور رجعت ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے تصحیح کیا ہے ہزل کی معنی مسخری اور ہنسی ہے جد اُسکا ضد واذکروا نعمت اللہ علیکم اور یاد کرو احسان اللہ کا جو تمپر ہے انجملہ احسانات اسلام کی ہدایت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وما انزل علیکم من الکتٰب والحکمۃ اور جو اُتارا تمپر کتاب یعنی قرآن اور حکمت یعنی سنت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائی یعظکم بہ کہ تمکو سمجھاوے وہ یعنی کتاب واتقوا اللہ اور ڈرتے رہو اللہ سے واعلموا ان اللہ بکل شیء علیم اور جان رکھو کہ اللہ سب چیز جانتا ہے واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف اور جب طلاق دی تمنے عورتون کو پھر پہنچ چکین اپنی عدت تک یعنی عدت کے دن تمام ہوگئے تو اب انکو نہ روکو کہ نکاح کرلین اپنے شوہرون سے جب راضی ہوجاوین دستور کے موافق اس آیت مین عورت کے والیون کو خطاب ہے اس بات کا کہ ایک طلاق یا دو طلاق والی کی عدت تمام ہوی بعد یا تین طلاق والی کی دوسرے شوہر سے عدت تمام ہوی بعد اگر اول کے شوہر کو شرع کے دستور کے موافق پھر نکاح کرنے پر راضی ہو تو ولی کو اُسکی ممانعت روا نہین اس آیت کے نازل ہونیکا سبب کیہ اور بخاری اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم اور بیہقی مختلف طرق سے یون روایت کیے ہین کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا میری ایک بہن تھی میرا چچیرا بھائی آکے میرے سے اُسکی خواستگاری کیا مین نے اُسکو نکاح کر دیا کئی دن تک اُسکے نکاح مین تھی بعد اُس نے اُس عورت کو طلاق دی اور رجعت نہین کیا یہان تک کہ اُسکی عدت تمام ہوی بعد اُس عدت کی خواہش کیا وہ عورت بھی اُس سے راضی ہوی چند لوگ اُس عورت کا پیام کئے تو اُنکے ساتھ اُسنے بھی پیام کیا مین اُسکو بولا ای نالایق مین تو

تجھی کو نکاح کر دیا تھا تو نے اُسکو طلاق دیا کیا اب پھر اُسکو تو مانگنے آیا ہے واللہ تجھے کبھی نہ دیونگا اور وہ آدمی خبیث تھا اور عورت اُسی کو نکاح کرنا چاہتی تھی تب اللہ تعالیٰ نے اُس مرد و عورت کی رغبت باہم جانکے واذا طلقتم النساء آخر آیت تک نازل کیا معقل کہے میری حق مین یہ آیت جب اتری مین نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اپنی بہن کو اُس کے ساتھ نکاح کر دیا ایک روایت مین آیا ہے معقل اُس آیت کو سُنکے کہے مین اپنے پروردگار کا سخن سنا اور اُسکی اطاعت کی پھر اُسکو بلاکے نکاح کر دیا معقل کی بہن کا نام بعضے جمیل اور بعضے فاطمہ کہتے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا شاید اُسکے دو نام تھے اور ایک لقب تھا یا دو لقب اور ایک نام اور اُنکی چھوٹے بھائی کا نام ابو الیسار بن عاصم انصاری اور بعضے انکا نام ابو عمرو مداح بن عاصم اور بعضے عبد اللہ بن رواحہ کہتے ہین ہم نے جو کہا کہ یہہ آیت معقل کی شان مین نازل ہوئی اکثر مفسرین کا یہی قول ہے سدی نے کہا ہے کہ وہ آیت جابر بن عبد اللہ کی شان مین اُتری ہے انھون نے اپنی چچیری بہن کو کسی سے نکاح کر دئے تھے اُسکا شوہر اُسکو ایک طلاق دیا عدت تمام ہوی بعد اُسکو بھی نکاح کرنا چاہا اور عورت بھی اُسکو نکاح کرنے پر راضی ہوئی جابر قبول نہ کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی انہی شاید کہ اُن دونون کے شان مین آیت نازل ہوئی ہو ذٰلِكَ یہہ یعنی نہ روکنا یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ پند لیتا ہے اُس سے جو کوئی تم مین یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی مومن کو ہی پند دینے سے نفع ہوتا ہے نہ اُسکے غیر کو ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ اور یہہ یعنی نہ روکنا نفع ہے تمکو اور ستھرائی کیونکہ منع کرنے سے اندیشہ گناہ کا ہے اسواسطے دونون مین تو پھر محبت ہوئی سابق مین علاقہ رہنے سے آپس مین حجاب نہین اُس مین اندیشہ ہے کہ مرتکب گناہ کے ہون وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ

اور مایان دودھ پلاوین اپنے بچون کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت اس جگہ والدات سے مراد عام ہے مطلقہ ہو یا نہو اور بعضے اسکو مطلقہ کے ساتھ تخصیص کرتے ہین اور دودھ پلاتے ہین کرکے بطور اخبار کے ذکر کیا پر مراد امر ہے لیکن امر وجوب کا نہین بلکہ امر استحباب کا کیونکہ بچے کو غیر کا دودھ پلانے سے ماں کا دودھ پلانا مناسب اور انفع ہے جب ماں آپ دودھ پلانا چاہی تو بہ نسبت دوسری کی اولی ہوئی مگر دودھ

پلانے والی کوئی نہ ملے تو اُس وقت ماں پر ہی دودھ پلانا واجب ہو جاتا ہے اور دو برس پورے کرنے کے لئے بولا تا احتمال ناقص برس کا نہو کیونکہ عرب مہینے کے بعضے دن گذرے تو اُسکو مہینا کہتے ہین اور برس کے بعضے دن گذرے تو اُسکو برس کہتے ہین پس اس توہم کو دور کرنے کے لئے کاملین کی صفت کو بطور تاکید کے فرمایا لیکن پھر ارشاد کیا کہ دو برس ہی دودھ پلانا جو ہے سو دودھ پلانے کی انتہا مدت ہے اِس سے کم مدت مین دودھ چھڑائے تو اختیار ہے مگر بچے کی اصلاح اور زندگی منظور رکھنا چاہی وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ اور لڑکے والے پر یعنی باپ پر ہے کھانا اور لباس اُن والدات کا موافق دستور کے یہ حکم مطلقہ کا ہے یعنی عورت بچے کو دودھ پلاتی رہی اور اُسکو طلاق دیگئی تو دودھ پلائی تک اُس کے کھانے کپڑے کا خرچ باپ پر واجب ہے لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا تکلیف نہین کسی جی کو مگر جو اُسکی طاقت ہو یعنے باپ پر یہہ تکلیف نہین جو اپنی مقدور سے زیادہ خرچ دیوے یا عورت دودھ پلانے مین اپنی طاقت سے زیادہ تکلیف اٹھاوے لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ اِس جملہ کا معنی دو طور پر ہے اگر بولدہ مین کے باکو سبب کا لیتے ہین تو ترجمہ یون ہوگا نہ ضرر پہنچاوے ماں کو بسبب اُس کے بچے کے اور نہ ضرر پہنچاوے لڑکے والے کو یعنی باپ کو بسبب اُسکے بچہ کے یعنی ماں دودھ نہ پلاوے گی کرکے ابا کی تو اُسپر جبر نہ کرنا اور باپ کے خرچہ زیادہ دیو کرکے تکلیف نہ دینا یا معنی یون ہو ماں دودھ پلانے پر راضی ہو تو بچے کو اُس سے چھین لینا اور بچہ ماں سے الفت رکھتا ہو تو ماں اُسکو باپ کے پاس نہ ڈال دے اگر بولدہ کے باکو صلے کا لیوے ترجمہ یون ہوگا نہ ضرر چاہے ماں اپنے بچے کا اور نہ ضرر چاہے باپ اپنے بچہ کا یعنے ماں اور باپ ایسا کام نکرین جس سے بچہ کا ضرر ہو وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ اور وارث پر بھی یہی ہے وارث سے یا مراد باپ کا وارث ہی یعنے باپ جاوے تو باپ کا جو وارث ہو اُس پر بھی دودھ پلانے والی کا کھانا کپڑا دینا واجب ہے اِس صورت مین وارث سے یا وہی لڑکا ہو جو دودھ پیتا ہو اِس تقدیر پر خرچ لڑکے کا اُسکے مال مین ہوگا لڑکے کے مال کا جو تحویلدار ہے وہ لڑکے کے مال مین تصرف کرے یا مراد وارث سے زندہ ہو یعنے ماں باپ مین سے جو زندہ ہے اُسپر اُس لڑکے کا نفقہ ہے یہ دونون تاویل امام شافعی کے مذہب کے موافق ہوتے ہین اُنکے یہان نفقہ بچے کا فقط والدین پر یعنی اصول پر واجب ہے دوسرے ورثہ پر واجب نہین یا وارث سے مراد بچہ کا وارث

یعنے بچہ مرجاوے تو اُسکے مال کا وارث جو ہے اُسپر نفقہ ہے یہہ قول ابن ابی لیلی کے مذہب کے موافق ہے
یا وارث سے وارث محرم مراد ہے یہہ قول ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق ہے فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا
عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا پھر اگر دونون یعنی ماں باپ چاہیں دودھ
چھڑانا آپس کی رضامندی سے اور مشورت سے تو اُنکو گناہ نہیں یعنے دو برس کے اندر مشورت کرکے
دودھ چھڑانا مناسب جانے تو دودھ چھڑانے مین کچھ مضایقہ نہیں دونونکی رضامندی کا قید لگانا
بچے کی خوبی کیواسطے ہے وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ اور اگر تم چاہو کہ دودھ
پلاؤ اپنی اولاد کو یعنے مردوائی رکھکے دودھ پلانا چاہا اِسواسطے کہ ماں کو دودھ نہیں یا وہ خود دودھ
نہ پلانگی کرکے کہے یا دوسرے شہر کو نکاح کرنا چاہے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ
بِالْمَعْرُوْفِ تو تمپر گناہ نہیں جبکے اُسکو دیدالی کو جو تمنے ٹھہرایا تھا یعنی اجرہ موافق دستور کے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ سے یعنی بچون کا حق جو تمپر مقرر کیا اُس کے خلاف نکرو حاکم نے ابی امامہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ جب مجھے لے چلے یعنی معراج
کی رات کو تو مین نے دیکھا کہ دو عورتون کی پستانون کو سانپین کاٹ رہے ہین مین نے پوچھا اِنکا کیا حال ہے تو
کہے یہ دو عورتین ہین جو اپنے بچون کو دودھ نہین پلاتی تھین حاکم کہتا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اور جان رکھو کہ اللہ تعالی تمھارا کام دیکھتا ہی یعنی تمھارا کوئی عمل
اُسسے پوشیدہ نہین وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ اور جو لوگ مرجاوین تم مین وَيَذَرُوْنَ
اَزْوَاجًا اور چھوڑجاوین عورتین يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وے انتظار کروین
اپنے تئین چار مہینے اور دس دن یعنے مرد مرجاوے تو عورت چار مہینے دس دن کسکی نکاح نہ کرنا چار مہینون پر دسون کو
اِس لئے بڑھایا کہ اگر اُسکو حمل ہو تو اتنے دن کے عرصے مین وہ حرکت کریگا بخاری اور مسلم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خلقت آدمی کی اسکی ماں کے پیٹ مین یون ہو کہ چالیس روز تو نطفہ جمع رہتا ہی
یعنی منی جمع رہتی ہی اُسکے بعد اتنے ہی دن مین علقہ ہوتا ہی یعنے خون بستہ ہوتا ہی اُسکے بعد اتنے ہی دن مین مضغہ ہوتا ہی
یعنی گوشت کا ٹکڑا اسکے بعد اُس مین روح پھونکتے ہین سو اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ چار مہینے کے بعد روح پھونکتے ہین

روح پھونکنے بعد دس روز کے عرصہ مین بچہ حرکت خوب کرتا ہو ابن جریر نے سعید بن المسیب اور ابی العالیہ سے روایت کیا ہو کہ یہہ سرن چار مہینون کی طرف ملا دیئے کیونکہ اُن ایام مین روح پھونکنے مین انہی اِس حکم سے عالم نکل گئی اُسکی عدت وضع حمل ہے اور باندی بھی نکل گئی اُسکی عدت وفات کی دو مہینے اور پانچ دن ہین فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ پھر جب پہنچ چکین اپنی مدت کو یعنی انکی عدت کے دن تمام ہوگئے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي اَنْفُسِهِنَّ تو تم پر گناہ نہین جو وے اپنے حق مین کرین علیکم کا خطاب ولیا کو ہی بعضے کہتے ہین خطاب حکام کو ہی یا تمام مسلمانون کو کیونکہ وہی عقد کے والی ہین وے عورتین اپنے حق مین کرنے سے مراد زینت کرنی اور خوشبوئی لگانی اور گھر سے نقل کرنا اور اپنے نکاح کے درپے رہنا بِالْمَعْرُوفِ دستور کے موافق یعنی الٰہی پر کہ شرع انکار نہین کرتی اِس آیت سے یہہ مفہوم ہوا کہ اگر وے خلاف شرع کچھ کام کرنا چاہین تو والی انکو منع کرے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ اور اللہ کو تمھارے کام کی خبر ہے یعنی اُسپر کچھ مخفی نہین وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ اور گناہ نہین تمپر اُس مین جو پردے مین کہو پیغام نکاح کا عورت کو تعریض ایکبات پردے مین ایسی کرنا کہ اُس سے سننے والا غرض سمجھ لے سو عورت مرد کے وفات کی عدت مین ہو تو اُسکو پردے نکاح کا پیغام دینا اللہ تعالی نے جایز رکھا مثلاً کہنا تیری رغبت رکھنے والے بہت ہین تجھ سی عورت ملنے کی بڑی آرزو ہے تو بہت خوب بی بی ہے اللہ تعالی میرے اور تیرے درمیان ملاپ کر دیا تو کیا خوب ہی تو میری عورت ہو تو مین تجھ سے بہت آرزو رکھونگا ایسے الفاظ کہنا جایز ہے لیکن تجھے نکاح کرونگا کرکے صاف نہ کہنا یہہ حکم وفات کی عدت کا ہی اگر طلاق بائن کی عدت ہو تو جس مرد کی عدت مین ہے اُسکے غیر کو تعریض کرنا جایز ہے تصریح نکاح کے ساتھ کرنا حرام ہی اگر طلاق رجعی کی عدت ہو تو وہان غیر کو نکاح کی تعریض بھی جایز نہین کیونکہ وہ اپنے شوہر کے حکم مین ہنوز باقی ہے اور اُس شوہر کو کہ جسکے عدت مین ہے تعریض اور تصریح دونون جایز نہین مگر تین طلاق ہو جاوین تو وہان اُسکو وہ عورت حلال ہین اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِي اَنْفُسِكُمْ یا چھپا رکھو اپنے دلمین یعنی اُسکو آپ نکاح کرونگا کرکے دلمین چھپا رکھین اور تعرض نکرین تو بھی کچھ گناہ نہین سدی نے کہا چھپا رکھنا یہہ ہے کہ اسکو اسلام کرنا اور کچھ ہدیہ بھیجنا لیکن کچھ بات نہ کرنا عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ اُنکا وصیان کروگے یعنی تم انکو مانگنے کا خیال دلمین جو کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے کیونکہ دل کی آرزو سے بچ رہنا کسی سے ہو نہین سکتا

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو معاف کیا وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا لیکن وعدہ نہ کرو انسے چھپکے سر کا لفظ کنایہ ہوتا ہی وطی سے یہان مراد نکاح ہی اور بعضے کہتے ہین سر سے مراد زنا ہی جاہلیت کی عادت تھی کہ مرد عورت کے پاس جاکے نکاح کرو نگا کرکے درپردہ کہتا اور اس سے زنا کا ارادہ رکھتا اور کہتا اب چپہ عدت تمام ہوئی بعد مین نکاح کو علانیہ کرونگا اور بعضے کہتے ہین کہ مجھے جماع کی بہت قوت ہی کرکے مراد ہی مثلاً یون کہے مین چار پانچ دفعہ کرسکتا ہون اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا مگر یہی کہ کہہ دو ایک بات جسکا رواج ہی یعنے تعریض کرو وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ اور قصد کرو نکاح کے عقد پر یہان تک پہنچ چکے کتاب اپنی مدت کو اللہ تعالیٰ نے نکاح کا عقد نہ کرنے پر مبالغہ کیا کیونکہ نکاح کرنیکا عزم جایز ہو تو نکاح بطریق اولیٰ جایز نہین کتاب اپنی مدت کو پہنچنے سے مراد یہہ ہے کہ عدت کے دن جو کتاب اللہ مین مقرر ہین تمام ہون وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمھارے دلمین ہی یعنے عزم یا اسکا غیر تو اُس سے ڈرتے رہو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اور جان رکھو کہ اللہ بخشتا ہی تحمل والا ہی تمھاری عقوبت مین جلدی نہین کرتا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً گناہ نہین تمپر اگر طلاق دو عورتون کو جب تک انکو نہ چھوے ہو یا مقرر کئے ہون انکا کچھ حق چھونے سے جماع اور حق سے مہر مراد ہی یعنی نکاح کرکے پیش از دخول اور مہر مقرر کرنے کے عورت کو طلاق دینے مین تمپر کچھ گناہ نہین یونہی لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ تھا کہ ایک شخص انصار سے بنی حنیفہ کی ایک عورت کے نکاح کیا اور اُسکی مہر کچھ مقرر نہ کیا اور اسکو پیش از دخول کے طلاق دیا تب یہہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو کچھ دے وہ کہا میرے پاس کچھ نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کچھ نہین ہے تو تیری ٹوپی بھی ہو تو دے ولی الدین عراقی اور حافظ عسقلانی کہے ہمکو معلوم نہوا کہ اس حدیث کو کس نے نکالا وَمَتِّعُوْهُنَّ اور انکو خرچ دو عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ مقدور والے پر اسکے موافق وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اور بے مقدور والے پر اسکے موافق عورت کو نکاح کرکے پیش از دخول طلاق دی اور اُسکا مہر بھی مقرر نہ کیا ہو تو اسکو کچھ خرچ دیا چاہئے لیکن اُس کا تعداد نہین ہر شخص کو اپنی مقدور کے موافق

ع ۱۵

ورد ۲۲

دینا چاہئے اور مسنون ہو کہ وہ خرچ تیس درم سے کم نہ رہے پھر دونون باہم کسی چیز پر راضی ہون تو بہتر ہین تو حاکم اپنے اجتہاد سے اُنکے حال کے موافق مقرر کر دیتا مذہب ابو حنیفہ کا یہہ ہو کہ اسکو ایک پیرہن اور ایک دامنی اور ایک بالا پوش جنکی قیمت مہر مثل کے نصف سے زاید نہو دینا یہہ اُس وقت مین ہو کہ شوہر غنی رہے اگر فقیر ہو تو اُنکی قیمت پانچ درم سے کم نہو مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ جو خرچ دستور ہو شرع کا حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ لازم ہے نیکی والون کو یعنی مومنون پر جو اللہ کا حکم جلد بجالا کے اپنے نفس پر احسان کرتے ہین یہہ حق دینا لازم ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اگر طلاق دو گے اُنکو چھونے سے آگے یعنی قبل وطی کے اگر طلاق دو گے اور ٹھہرا چکے ہو اُنکا حق تو لازم ہوا آدھا جو کچھ ٹھہرایا تھا یعنی آدھا مہر دینا لازم ہے اس وقت خرچ اور کچھ دینا لازم نہین اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ مگر یہہ کہ معاف کرین عورتین یعنی جو مطلقہ ہو آدھا مہر بھی نہ لیوے تو اس وقت مرد پر کچھ نہین اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یا معاف کرین جسکے ہاتھ گرہ ہو نکاح کی یعنے شوہر کہ جسکو نکاح کے باقی رکھنے اور توڑنے کا اختیار ہو آدھا مہر بھی معاف کر کے سب مہر عورت کو دیوے تو مختار ہو ہم یہہ جو کہے الذی سے شوہر مراد ہو یہی قول ابو حنیفہ اور احمد اور جمہور فقہا کا ہے امام شافعی کا قول جدید یہی ہے اور بعضے کہتے ہین اس سے مراد عورت کا ولی ہے درصورتیکہ عورت صغیرہ ہو یا بسبب جنون وغیرہ کے اپنے عقد مین تصرف کرنے سے ممنوع ہو یہہ قول مالک کا ہو قول قدیم شافعی کا بھی یہی ہے وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اور معاف کرنا قریب ہو پرہیزگاری سے یہہ خطاب مرد اور عورت دونون کو ہو جمع مذکر کا لفظ تغلیبًا لایا کیونکہ کسی خطاب مین مرد اور عورت سب جمع ہون تو مردون کو غلبہ دیکے صیغہ مذکر کا لاتے ہین معنی یون ہو مرد پورا مہر اسکو دیڈالنا یا عورت پورا مہر مرد کو معاف کر دینا تقوی کا کام ہو اور بعضے کہتے ہین فقط مردون کو خطاب ہو وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اور فراموش مت کرو آپس کی فضیلت یعنی مرد کچھ نہ وضع کر کے پورا مہر دینے مین اور عورت کچھ نہ لیکے پورا مہر معاف کرنے مین فضیلت ہو اُسکو نہ ترک کرے اِس جگہ بھی خطاب مرد اور عورت کو ہو اور ابو الحسن جبائی کہتا ہے یہہ خطاب فقط مردون کو ہو کیونکہ مرد کو عورت پر فضیلت ہو اُسکو لایق یہہ ہو کہ پورا مہر عورت کو دیوے

ثمن
نصف الثمن الاول

إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ تحقیق اللہ تم جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ
وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ محافظت کرو نمازوں پر اور نماز وسطی پر وسطی کا معنی یا میانہ ہے یا افضل یعنی
بیچ والی نماز یا افضل نماز نمازوں مین صلوٰۃ وسطی بھی داخل ہے باوجود اسکے اسکا ذکر کرنا اسکی فضیلت پر
دلالت کرتا ہے اسکو تخصیص بعد التعمیم کہتے ہین یعنی عام کو ذکر کرکے خاص کو ذکر کرنا اور محافظت سے مراد
ادا کرنا ہے اُنکے وقت پر ارکان وسنن کے ساتھ خشوع وخضوع سے طلاق وغیرہ کے احکام کے درمیان نماز
کا حکم فرمایا تا لوگ عورت بچون مین مشغول ہوکے نمازون سے باز نہ رہین اور نمازون سے فرض پانچ نمازین مراد ہین
اور صلوٰۃ الوسطی سے کون سی نماز مراد ہے اس مین بہت اختلاف ہے ابن جریر نے سند صحیح سے روایت
کیا ہے کہ سعید بن المسیب نے اپنی انگلیون کو مشبک کرکے بتلائے اور کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب کو صلوٰۃ وسطی مین ایسا ہی اختلاف تھا انتہی اس کی تعیین مین بیس قول تک دیکھنے مین آئے چند قول
جو صحابہ سے منقول ہین اُنپر یہان اقتصار کرتا ہون پہلا قول وہ صبح کی نماز ہے یہہ قول ابی امامہ اور انس
اور جابر اور ابی العالیہ اور عبید بن عمیر اور عطا اور عکرمہ اور مجاہد کا ہے اور علی اور ابن عمر اور ابن عباس
کا بھی ایک قول ہے امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور امام شافعی اپنی کتاب ام مین اسی پر نص کئے ہین دوسرا
قول وہ ظہر کی نماز ہے یہہ قول زید بن ثابت اور اسامہ بن زید اور عبد اللہ شداد کا ہے اور ابی سعید اور
عائشہ سے بھی مروی ہے اور علی اور ابن عمر کا بھی ایک قول ہے اور ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت ہے
ابو داود نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز شدت حرارت مین پڑھتے
اور حضرت کے اصحاب پر اُس سے کوئی نماز زیادہ سخت نتھی تب یہہ آیت نازل ہوئی حافظوا علی
الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطی اس حدیث کی سند جید ہے اور ابو داؤد طیالسی نے زہرہ بن معبد کی طریق
سے روایت کیا ہے کہ ہم زید بن ثابت کے پاس تھے اُنھون نے مجھے اسامہ بن زید کے پاس بھیجا تا صلوٰۃ وسطی کی تحقیق
کرون اسامہ کہے وہ ظہر کی نماز ہے اُس کو امام احمد اور نسائی زبرقان کی طریق سے یون روایت کیا ہے
کہ قریش کی ایک جماعت نے زید بن ثابت کے پاس کسی کو بھیجا کہ صلوٰۃ وسطی کون سی نماز ہے زید کہے وہ ظہر ہے پھر بعد اسامہ بن زید کو
پوچھے وہ بھی کہے وہ ظہر ہے اور کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز شدت حرارت کے وقت پڑھا کرتے حضرت کے

چھپے ایک صف دو صف سے زیادہ نہین ہوتی لوگ اپنے سونے مین اور تجارت مین مشغول رہتے تب
اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے لوگ اپنی اس حرکت سے باز آتے ہین یا انکے گھرون کو مین جلا دون قیسرا قول وہ عصر کی نماز
ہے یہہ قول ابی ایوب انصاری اور علی اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ابن عمر اور ابن عباس
اور عبیدۃ السلمانی اور نخعی اور حسن اور قتادہ اور ضحاک اور کلبی اور مقاتل کا ہی اور ابو حنیفہ کے مذہب مین اصح
روایت یہی ہے اور امام احمد کا ہی ایک قول ہی اور اکثر شافعیہ اسی کو اختیار کئے ہین امام نووی کہے کہ یہی قول
مختار ہی ترمذی نے کہا کہ یہہ قول اکثر صحابہ کا ہی اور وہی نے کہا وہ قول جمہور تابعین کا ہی ابن عبد البر نے کہا
وہ قول اکثر محدثین کا ہی اور مالکیہ سے ابن حبیب اور ابن العربی اور ابن عطیہ اسی کو اختیار کئے مسلم نے علی رضی اللہ
عنہ سے شیبن بن نکل کی طریق سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احزاب کے روز فرمائے وہ
کفار ہمکو صلوۃ وسطی صلاۃ عصر سے باز رکھے اللہ انکے گھرون کو اور قبرون کو آتش سے بھر دیوے بعد اس نماز
کو مغرب اور عشا کی درمیان پڑھے اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ ہمکو مشرکین
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز سے باز رکھے یہان تک کہ آفتاب زرد ہوا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے ہمکو صلاۃ وسطی صلاۃ عصر سے باز رکھے اللہ انکے پیٹونکو اور قبرون کو آتش سے بھر دیوے اور مسلم
نے شقیق بن عقبہ سے اسنے براہن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ یہہ آیت نازل ہوئی حافظوا
علی الصلوٰۃ والصلوۃ العصر ہم اسکو اللہ جتنے دن چاہا اوتنے دن پڑھے بعد اللہ تعالیٰ اسکو نسخ کرکے
نازل کیا حافظوا علی الصلوٰت والصلوۃ الوسطی ایک شخص شقیق کے پاس تھا سو اسکو کہا اس صورت
مین صلوۃ وسطی عصر کی نماز ہے تو بڑا کہے وہ آیت کیونکر نازل ہوئی اور کسطرح نسخ ہوئی سو مین نے تجھکو
کہدیا اور اللہ دانا ہے امام احمد اور ترمذی نے سمرہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہے کہ صلوۃ وسطی عصر کی نماز
ہی ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور کہیل بن حرملہ کی طریق سے روایت کیئے ہین کہ لوگون نے ابو ہریرہ سے
پوچھے کہ صلوۃ وسطی کونسی نماز ہے ابو ہریرہ کہے ہم اختلاف کئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے بازو
سے تھے ہمارے پاس ابو ہاشم بن عتبہ تھا اسنے کہا مین اسکو تمھارے لئے معلوم کرواتا ہون پھر آپ اٹھکے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس گیا اور آکے کہا کہ حضرت فرماے وہ عصر کی نماز ہی اور ابی مالک اشعری سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے صلوۃ وسطی صلوۃ عصر ہی ترمذی اور ابن جانے ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع ایسا ہی روایت کئے ہین ابن المنذر ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ احزاب نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو خندق کے روز عصر کی نماز سے باز رکھے یہان تک کہ آفتاب غروب ہوا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماے وہ ہمکو صلوۃ وسطی سے باز رکھے اور ابن مندہ نے ابن عمر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماے ترک کرنے والا اپنے اہل و مال کا وہ جو ترک کرے صلوۃ وسطی کو جماعت مین اور وہ
عصر کی نماز ہے چوتھا قول وہ مغرب کی نماز ہے یہہ قول ابن عباس سے اور قبیصہ بن ذویب سے منقول ہے
پانچوان قول وہ تمام پانچون نمازین ہین یہہ قول معاذ بن جبل کا اور ایک روایت ابن عمر سے ہے مین صلوۃ وسطی
کے بیان مین ایک رسالہ تالیف کیا ہون اُس مین باقی اقوال جو ہین اُسکو ذکر کیا ہون اس بیان مین
جلال الدین سیوطی بھی ایک رسالہ تصنیف کئے ہین وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ اور کھڑے رہو اللہ کے
آگے ادب سے قانت کی معنی یا طاعت کرنے والا ہی یعنے اللہ کی طاعت پوری کرو اور نماز کے ارکان و
سنن بجالاؤ یا معنی اُسکی ساکت رہنے والا ہی یعنی نمازین کسی سے بات نہ کرو بخاری اور مسلم وغیرہ
زید بن ارقم سے روایت کئے ہین ہم نمازین بات کیا کرتے تھے جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ہمکو سکوت کا
حکم ہوا نمازین بات کرنے سے نہی ہوئی طبرانی ابن عباس سے اور ابن جریر عبد اللہ بن مسعود سے بھی ایسا ہی
روایت کئے ہین اور عکرمہ اور محمد بن کعب اور عطیہ اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے سعید بن المسیب سے منقول
ہے کہے کہ مراُس سے قنوت ہی صبح کی نمازین فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا پھر اگر تمکو ڈر ہو تو
پیادہ پڑھ لو یا سوار یعنی اگر تمکو دشمن کا یا درندے کا یا اسکی مانند کسی چیز کا ڈر ہوگا جس طرح سے
ممکن ہو وہین نماز پڑھو فَإِذَا أَمِنتُمْ پھر جسوقت چین پاؤ یعنی ڈر جاتا رہے فَاذْكُرُوا اللَّهَ
كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ یاد کرو اللہ کو جیسا تمکو سکھایا ہی جو تم نہین جانتے
تھے یعنی پانچون نمازون کو اُنکے حقوق ادا کرکے گذارو وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ
اور جو لوگ تم مین مرجاوین وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا اور چھوڑ جاوین عورتین وَصِيَّةً

لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ وصیت کردین اپنی عورتون کیواسطے خرچ دینا ایک
برس تک نہ نکال دینا فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ پھر اگر نکل جاوین تو گناہ نہین تمپر جو کچھ کرین اپنی جانون مین دستور کے موافق یعنی عورت اپنی رضامندی سے نکل جاوے
اور دستور کے موافق نکاح کیواسطے زینت وغیرہ کریتو تمپر کچھ گناہ نہین اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی نجیح نے
اپنی تفسیر مین مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص طایف والون سے جسکا نام حکم بن حارث تھا مدینہ کو ہجرت کیا
اسکے ساتھ اسکے بچے عورت ماں باپ بھی تھے قضارا وہ مرگیا اسکا مقدمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رجوع
ہوا تب یہہ آیت اسکے مقدمہ مین اتری پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا مال باپ اور بچون کو دئے اور اسکی
عورت کو کچھ نہ دئے مگر اتنا حکم کئے کہ ایک برس تک اسکو مرد کے مال سے نفقہ دیوین انہی پھر ابتداء اسلام
مین یہی حکم جاری تھا کہ مرد جب مرجاتا تو اُسکی عورت ایک برس تک عدۃ بیٹھتی میت کے وارث اسکے مال سے
عورت کا خرچ چلاتے میراث سے عورت کو کچھ حصہ نہین دیتے لیکن عورت کی مرضی پر موقوف تھا چاہی تو برس
تک عدۃ بیٹھتی اور نفقہ لیتی چاہی تو برس کا انتظار نہ کرکے نکل جاتی اس وقت اسکو نفقہ وغیرہ نہین دیتے اور
مرد کو مرتے وقت یہہ وصیت کرنا واجب تھا سو یہہ آیت دو چیز پر دلالت کرتی ہے ایک تو مرد کے
مال سے اسکو ایک برس تک نفقہ وغیرہ دیوین دوسرا یہہ کہ وہ عورت ایک برس تک عدۃ بیٹھے بعد اللہ تعالے
نے ان دونون حکم کو نسخ کیا میراث کی آیت سے نفقہ وغیرہ دینے کا حکم منسوخ ہوکے ربع یا ثمن مقرر ہوا اور
برس کا عدۃ جو اُسکے اختیار مین تھا موقوف ہوکے چار مہینے کا عدۃ واجب ہوا اس حکم منسوخ آیت تلاوت مین مقدم
ہے اور اسکی ناسخ موخر ہے وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ اور اللہ زبردست ہے حکمت والا وَلِلْمُطَلَّقَاتِ
مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ اور طلاق والیونکو متعہ ہے موافق دستور کے حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ لازم ہے پرہیزگارون
پر متعہ سے مراد وہی ہے جو آگے گذرا اس تقدیر پر اس کو مکرر فرمانے مین حکمت یہہ ہے کہ پہلی آیت مین حکم
غیر موسوسہ کا تھا اس آیت مین موسوسہ کا حکم مذکور ہے مذہب شافعی کا یہہ ہے کہ عورت کو قبل وطی کے طلاق دین اور شوہر
پر نصف مہر واجب نہین ہوا ہو تو اُسکو جیسا متعہ دینا واجب ہے ویسا ہی مطلقہ عورت جس کے تین طلاق ہوے
ہین یا طلاق رجعی کا عدۃ منقضی ہوا ہو تو انکو بھی متعہ ہے ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ جب پہلی آیت متاعا

بالمعروف حقا علی المحسنین اسی تو ایک شخص بولا ہمارا احسان ہے اگر چاہین تو خرچ دین اگر نہ چاہین تو نہ دین
بعد یہہ آیت اسکے وجوب پر نازل ہوئی امام نسفی کہتے ہین پہلی آیت مین حکم تھا غیر مدخولہ کو متعہ دینے کا
اور اس آیت مین حکم ہے مطلقہ عورتون کو نفقہ دینے کا اس تقریر پر متعہ سے مراد نفقہ ہی ابو حنیفہ کے پاس
غیر مدخولہ کے سوائے دوسری عورتون کو متعہ نہین نفقہ ہی كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ اس طرح بیان کرتا ہی اللہ تمہارے واسطے آیتین شاید تم بوجھ رکھو اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ ع ۱۶
خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ کیا تو نے نہ دیکھا وے لوگ جو نکلے اپنے گھرون سے
اور وے ہزارون تھے موت کے ڈر سے ایسے مقامون مین الم ترکی معنی الم تعلم ہین یعنے تو نہ جانا اہل بلاغت کہتے ہین
یہہ استفہام ہے عجب مین لانے اور شوق دلانے کو سننے کیلئے اس قصہ کے بعد ذکر ہوتا ہی اور خطاب کرتے ہین
جو کچھ ایک حصہ سنا ہی یا اسکو جو کچھ نہ دیکھا ہی اور نہ سنا ہی اور ہزارون تھے جو فرمایا انکو بعضے چار ہزار کہتے ہین
بعضے آٹھ ہزار بعضے دس ہزار بعضے چالیس ہزار بعضے ستر ہزار اکثر مفسرین اس کا قصہ یون لکھتے ہین کہ داوردان
ایک قریہ تھا وہان طاعون ہوا بہت سے لوگ مرگئے چند لوگ وہان سے بھاگ کر دوسرے قریہ کو گئے تھے وے تمام
بچ گئے طاعون دفع ہوے بعد جب قریہ مین آئے وہان کے لوگ انکو دیکھ کے کہنے لگے ہمارے قرابتی بھی کاش
نکل جاتے تو بچ رہتے اگر اب طاعون آوے ہم تمام یہان سے نکل جائینگے دوسرے سال جب طاعون ہوا وہان سے
اکثر لوگ نکل گئے اور ایک وسیع بیابان مین جا اترے تب ایک فرشتہ بیابان کے سرے پر اور ایک فرشتہ بیابان کے
پائین مین کھڑا ہو کے پکارا کہ مرجاؤ تمام مرگئے اسی کی طرف اللہ تعالی اشارہ کرکے فرمایا فَقَالَ لَهُمُ
اللّٰهُ مُوْتُوْا پھر کہا انکو اللہ نے مرجاؤ پھر وے تمام مرگئے ثُمَّ اَحْيَاهُمْ پیچھے انکو جلا دیا اور بعضے
قصہ یون بیان کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کو انکے بادشاہ نے جہاد کی دعوت کی وے جمع ہو کے نکلے آخر جس کے بادشاہ کہنے لگے
ہم جس جگہ جاتے ہین وہان وبا ہو وہ دفع ہونے تک ہم وہان جائینگے اللہ تعالی ان پر موت مسلط کیا سو وہان سے بھاگ کے
نکلے بادشاہ نے یہ دیکھ کے دعا کی یا اللہ یعقوب اور موسی کا رب تو نے اپنے بندون کی نافرمانی کو دیکھا انکو
بتلا تا کہ معلوم کرین تیرے حکم سے بھاگنا نفع نہین دیتا اللہ تعالی نے انکو کہا مرجاؤ سو وے اور انکے جانور تمام یکبارگی
مرگئے اور آٹھ روز تک انکی لاشین وہین پڑی سڑی پھولی گئی تھین تعفن اسقدر تھی کہ لوگ انکی دفن سے عاجز ہوئے اور

دہندے انکو نہ کھانا کرکے اُنپر ایک احاطہ کر دیئے ایک مدت گذر گئی جسد اُنکے مٹی ہوگئے بعد ایک
دن حزقیل علیہ السلام وہان گئے وے موسی علیہ السلام کے نیرے خلیفہ تھے کیونکہ موسی کے بعد بنی اسرائیل
مین یوشع بن نون خلیفہ ہوئے انکے بعد کالب بن یوحنا انکے بعد حزقیل انکو بوڑھی کا بیٹا کہتے تھے انکی جان
باقی ہوگئی تھی بڑھاپے مین دعا مانگی اُسکو اللہ تعالی نے فرزند دیا اسکا نام حزقیل رکھے انکو ذوالکفل
بھی کہتے ہین اسواسطے کہ وہ ستر نبی کے ضامن ہوگئے تھے انکو قتل سے بچائے اس طور پر کہ انکو کہے
تم سب چلے جاؤ مین ایک شخص کا مارا جانا تم سب کے قتل سے بہتر ہے وے تمام چلے گئے بعدہ یہود کے
انسے پوچھے وے ستر شخص کہان ہین حزقیل کہے مجھے خبر نہین اور اللہ تعالی انکو یہود سے محفوظ رکھا
غرض حزقیل اُن مُردون کی طرف جب جانکلے انکو دیکھکے رونے لگے اور کہے یا اللہ مین اس قوم مین رہتا
تھا وے تیری تعریف اور تسبیح کیا کرتے اور تیری ذات پاک کو یاد کرتے تھے اب مین اکیلا رہگیا
ہون میری قوم باقی نہ رہی اللہ تعالی نے حزقیل پر وحی بھیجی مین انکی حیات تیری اختیار مین دیا پھر
حزقیل علیہ السلام کہے اللہ کے حکم سے زندہ ہوجاؤ تمام جی اُٹھے اور اپنی بستی کو گئے اور ایک مدت تک
جیتے رہے اور موت کی یہہ نشانی اُن پر باقی تھی کہ وے کپڑے پہنین تو کفن کے مانند چکنا ہوجاتے
تھے یہان تک وے تمام اپنی اجل پوری کرکے موے اس قصہ کے بیان مین فایدہ یہہ ہے کہ مسلمانون کی
ہمت اور شجاعت بڑھے اور وے توکل کرکے قضای الٰہی پر ثابت رہین کیونکہ موت کا آنا جب مقرر کی بات
ہو اور اس سے مقرر ممکن نہو تو اپنی جان کو خدا کی راہ مین نثار کرنا بہتر ہے اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ
فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ مقرر اللہ فضل رکھتا ہے لوگون پر وے لوگون پر یہہ فضل کیا کہ گناہ پر وے
جو مرے تھے انکو پھر زندہ کرکے توبہ اُنکے نصیب کیا اور تمام مخلوقات پر اُسکا جو فضل ہے دُنیا مین اور مومنون
پر قیامت مین سب عیان ہے، وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ اور لیکن اکثر لوگ شکر
نہین کرتے کافر تو اُسکا شکر اصلا نہین کرتے اور مومن بھی اسکا پورا شکر کرنے سے قاصر ہین مگر جن کو اللہ
توفیق دیا ہے وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور لڑو اللہ کی راہ مین بعضے کہتے ہین یہہ خطاب اُنکو ہے جو مرکے
زندہ ہوئے اُنکو زندہ ہونے بعد اللہ تعالی نے جہاد کیواسطے پھر امر کیا اور بعضے کہتے ہین یہہ خطاب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کی امت کو ہی یعنی وے لوگ موت سے ڈر کے جہاد سے منہ پھیرے تھے پر وہ بھاگنا انکو نفع نہ دیا تم کو بھی جہاد مین موت ہی کر کر اندیشہ نکرو وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور جان لو کہ اللہ سنتا ہے جانتا مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کون ایسا شخص ہے کہ قرض دیوے اللہ کو اچھا قرض یعنی دل کی خوشی سے نیت خالص رکھ کے منت نہ دھر کے ایذا نہ پہنچا کے قرض کی معنی لغت مین قطع اور ایک شخص ایک کو اپنے مال سے کچھ دیکے پھر وہ وصول کرتا ہی اُسکو قرض کہتے ہین اِس طرح انسان ثواب کے خاطر جو چیز اللہ کی راہ مین دیتا ہی اُسکو قرض بولا کیونکہ وہ دُنیا مین اپنا مال دیکے آخرت مین اُسکے ثواب کو حاصل کرتا ہی اور بعضے کہتے ہین اِس آیت مین اختصار ہی اور اُسکا معنی یون ہے کون ایسا شخص ہے کہ قرض دیوے اللہ کے محتاج بندون کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہیگا ای ابن آدم مین نے تیرے پاس کھانا مانگا تونے مجھے کھانا نہ دیا بندہ کہیگا ای پروردگار مین تجھے کھانا کیونکر دے سکون تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمیگا میرا فلانا بندہ تیرے پاس کھانا مانگا تونے نہ دیا کیا تجھے معلوم نتھا اگر تو اُسکو کھانا دیتا تو آج اُسکو میرے پاس دیکھتا اور بعضے کہتے ہین اللہ کو قرض دینے سے مراد اُسکی راہ مین اور جہاد مین مال خرچ کرنا ہے فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً پھر اللہ وہ اُسکو دونا کر دیوے گنتے برابر بعضے کہتے ہین ایک کو دس سے سات سو تک اور اُس سے زیادہ سدی نے کہا کہ اُس دونی مقدار کو اللہ کے سوائے کوئی نہین جانتا امام احمد وغیرہ ابی عثمان ہندی سے روایت کیئے ہین کہ مین نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے بندہ مومن کی ایک نیکی کی عوض اللہ تعالیٰ کروڑ نیکیان لکھتا ہی پھر اس سال مین حج کے واسطے گیا اگرچہ اس سال حج کرنا میرا ارادہ نتھا مگر ابو ہریرہ سے ملاقات کرکے اس حدیث کو تحقیق کرنا منظور تھا غرض اُنسے مل کے یہہ حدیث پوچھا ابو ہریرہ کہے مین یون نہین کہا تھا وہ شخص جو تمکو بولا سو یاد نہین رکھا مین کہا تھا اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کو ایک نیکی کے بدل دو کروڑ نیکی دیتا ہی کیا تم قرآن مین نہین دیکھے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے من ذی الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ اللہ کے پاس کثرت کروڑہا سے زیادہ ہے قسم ہے اسکی کہ جسکے دست قدرت مین جان ابو ہریرہ کی ہے

مین سُنا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی ایک نیکی کو دونی کرتا ہی دو کروڑ نیکی تک اور
ابن المنذر اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور بیہقی شعب الایمان مین ابن عمر سے روایت کئے ہین کہ مثل الذین
ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل آخر آیت تک جب اُتری تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے یا اللہ میری امت کو اس سے زیادہ ثواب دے پھر من ذی الذی یقرض اللہ قرضا حسنا
فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ کی آیت اُتری پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ میری امت کو اس سے
زیادہ ثواب دے تب اللہ تعالے یہہ آیت نازل کیا انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب واللہ یقبض ویبسط اور اللہ تنگی کرتا
ہی اور کشایش یعنی اللہ زمانہ کو سوا جسکو چاہے اسکے رزق مین تنگی کرتا ہی اور امتحان کے واسطے جسکو چاہے اسکے رزق مین کشایش کرتا ہی

۲۳ ورد

والیہ ترجعون ۝ اور اسی پاس اُلٹے جاؤ گے یعنے مرے بعد اُسی پاس جانا ہی وہان اعمال کی جزا دیگا سعید بن منصور وغیرہ ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ جب یہہ آیت اُتری تو ابو الدحداح انصاری نے عرض کئے یا رسول اللہ کیا اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہان ای ابو الدحداح پھر ابو الدحداح کہے یا رسول اللہ اپنا دست مبارک دیجئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اُنکے ہاتھ مین دئے ابو الدحداح کہے اپنے پروردگار کو مین نے اپنا باغ قرض
دیا اُس باغ مین سات سو خرمے کے درخت تھے اور انکی عورت ام الدحداح اور اُنکے لوگ اُسی باغ مین رہتے تھے
ابو الدحداح جاکے اپنی عورت کو پکارے ام الدحداح لبیک کرکے جواب دئے ابو الدحداح کہے اس باغ سے
نکل جاؤ مین نے یہہ باغ اللہ تعالی کو قرض دیا ہون اس حدیث کو ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کیا ہی اُنکی
روایت مین یون آیا ہی ابو الدحداح کے دو باغ تھے ایک مدینہ کے تلّے اور دوسرا اوپر اُسے ابو الدحداح
کہے یا رسول اللہ ان دو باغون سے مین نے ایک باغ اللہ کو قرض دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ نے اُسکو
قبول کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو الدحداح کی پرورش مین چند یتیم جو تھے اُنکو وہ باغ دئے اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہت سے خوشے ابو الدحداح کے لئے بہشت کے درختون پر لٹکے ہین ابن سعد
کی ایک روایت مین آیا ہی کہ ابو الدحداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کئے یا رسول اللہ
آپ کسی کو بھیج کے باغ کو لے لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرودہ بن عمر کو فرمائے تم جاکے دیکھو اور اُن
دو باغ مین جو بہتر ہے ابو الدحداح کے لئے چھوڑ دو اور دوسرے باغ پر قبضہ کر لو فرودہ نے ابو الدحداح کو

اس بات کی خبر دی ابو الدراج کہے ہیں اپنے پروردگار کو خراب باغ قرض نہ دونگا بہتر باغ جو ہو وہی قرض دونگا
دنیا میں فقیر ہونیکا مجھے اندیشہ نہیں اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ کیا تو نے نہ دیکھا ایک جماعت
بنی اسرائیل میں مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى موسیٰ کے بعد اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ جب کہے اپنے نبی کو اس نبی کا
نام اشمویل کرکے اکثر مفسرین کہتے ہیں اور یہہ قصہ اس طور پر لکھے ہیں کہ موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل
پر یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب خلیفہ ہوئے اور ان میں اللہ تعالی کا حکم قائم کئے اور توریت
پر عمل کئے انکی وفات کے بعد کالب بن یوحنا خلیفہ ہوئے انکے بعد حزقیل انکی وفات کے بعد بنی اسرائیل بہت بدعتیں
کرنے لگے اور اللہ تعالی کا عہد فراموش کر دئے اور بتوں کی پرستش اختیار کئے پھر اللہ تعالی نے الیاس کو
بھیجا تاکہ توریت کے احکام کو یاد دلاوے موسی علیہ السلام کے بعد انبیا جو ہوتے تھے توریت کو یاد دلایا کرتے
اور اسکے احکام کو جاری کرتے پھر الیاسین کے بعد الیسع ہوئے انکی وفات کے بعد بنی اسرائیل کی بدحالی حد سے
گذر گئی اور انکے دشمن جالوت کی قوم جنکو عمالقہ کہتے تھے وہ روم کے ساحل پر مصر اور فلسطین کے درمیان
رہا کرتے تھے نمود ہوکے بنی اسرائیل پر غالب آئے اور انکے اکثر ملکوں پر مسلط ہوئے اور انکی بہت سی
عورتوں بچوں کو بند میں پکڑ لئے اور انکے سلاطین کی اولاد سے چار سو چالیس لڑکوں کو پکڑ کے انپر جزیہ
لگائے اور انسے توریت چھین لئے غرض بنی اسرائیل کو عمالقہ سے بہت سختی درپیش ہوئی اور انکے کاموں کی
تدبیر کیواسطے کوئی نبی نہ تھا اور انمیں نبوت کی جو سبط تھی تمام ہلاک ہوگئے مگر ایک عورت حاملہ رہگئی اسکو
بنی اسرائیل قید کر رکھے اس اندیشے سے کہ بنی اسرائیل کی رغبت دیکھ کے وہ عورت لڑکی جن کے
کسی غیر کے لڑکے کو اپنا لڑکا ہے کر کرنہ رکھے اور وہ عورت اللہ سے دعا مانگا کرتی کہ اپنے تئیں فرزند دے
پھر اسکو فرزند پیدا ہوا اس کا نام اشمویل رکھی اسکی معنی عربی میں اللہ میری دعا کو سنا جب لڑکا
ہوش میں آیا توریت کی تعلیم کرنے کے لئے اسکو ایک بوڑھے عالم کے سپرد کئے وہ عالم اسکو اپنی فرزندی
میں لیکے اسکی تعلیم کرتا اور کسکی اعتماد نہ کرکے اس لڑکے کو اپنے پاس سلایا کرتا ایک روز جبرئیل علیہ السلام اس
عالم کی آواز سے لڑکے کا بیدار ہوکے اس عالم کو پکارا اور کہا بابا تجھنے مجھے کسواسطے پکارا وہ عالم سوچا
اگر میں اسکو نہیں پکارا کرکے کہوں تو لڑکا گھبرائیگا بولا جاکے سو رہ پھر لڑکا سو گیا دوسری بار بھی

جبرئیل ندا کیے لڑکا آکے اُس عالم کو پوچھا وہ بولا سورہ اب مین پکارون تو جواب مت دے پھر
تیسرے بار جبرئیل نمودہو کے کہے اللہ تعالی نے تمکو نبی کیا ہی اپنی قوم کے پاس جاکے انکو اپنے پروردگار کی
رسالت پہنچاؤ اشمویل جاکے قوم کو کہے وے انکو جھٹلائے اور کہے ہنوز تیری عمر پوری نہین ہوئی تونے
جلد نبوت کا دعوی کیا اگر سچا ہے تو ہمارے لئے ایک کو بادشاہ ٹھہرا اسکی طرف اللہ تعالی نے اشارہ کرکے
فرمایا ہے اِبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ کھڑا کردے ہمارے واسطے ایک بادشاہ کہ ہم
لڑائی کرین اللہ کی راہ مین بنی اسرائیل کے امور کے انتظام کیواسطے ایک بادشاہ مقرر ہوا کرتا تھا وے
لوگ اُسکی تبعیت کیا کرتے اور جنگ کیواسطے بادشاہ آپ فوج لیکے نکلتا اور بادشاہ نبی کا تابع ہوتا
نبی اسکو اللہ تعالی کے احکام پہنچاوے تو اسکو بجالاتا جب وے نبی کو یہہ کہے قَالَ نبی بولا هَلْ عَسَيْتُمْ
إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا کہ یہہ بھی توقع ہے تمسے کہ اگر فرض ہو تم پر لڑائی تو تب
نہ لڑو یعنے اس بادشاہ کے تابع ہوکر نہ لڑوگے قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بولے
ہمکو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑین اللہ کی راہ مین وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا اور حال تو یہہ ہے
ہم نکالے گئے اپنے گھرون سے اور بیٹون سے یعنے ہمارے اکثر ملکون کو جیتین لئے اور بچون کو بندین لے گئے اب انسے
جنگ کرنے کو کیا مانع ہے پھر وہ نبی اللہ سے دعا کیا تب اللہ تعالی نے ایک کو بادشاہ مقرر کیا اور اُنپر
فرض کیا کہ اُسکے ساتھ رہکے جنگ کرین فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ
پھر جب فرض ہوئی ان پر لڑائی تو پھر گئے مگر تھوڑے اُنمین سے وہی تھے جو طالوت کے ساتھ نہر پر کے جہاد کیے
وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ اور اللہ جانتا ہی گنہگارون کو یعنی وے لوگ جو اللہ کے حکم کا خلاف کیے اور
اور اپنے کہے پر نرہے انکو اللہ تعالی جانتا ہی وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ
طَالُوتَ مَلِكًا اور کہا انکو انکے نبی نے مقرر اللہ نے کھڑا کردیا تمکو طالوت بادشاہ اہل اخبار
لکھتے ہین اشمویل جب اللہ سے سوال کیے تو اللہ انکو ایک عصی اور ایک سینگ مین قدس کا تیل ڈالکے
بھیجا اور بولا تمھارے واسطے بادشاہ جو مقرر ہوا اُس کا قد اس عصی کے برابر ہے سو تیل کو دیکھا
کرو تمھارے پاس کوئی شخص آوے اور سنگ مین کا تیل پھیل جاوے تو وہی بنی اسرائیل کا بادشاہ ہی پھر اُسکے

سر کو قدس کا تیل لگاؤ اور اُسی کو پادشاہ بناؤ اور طالوت کا نام عبرانی زبان مین شاول تھا
بنیامین ابن یعقوب کے اولاد مین اُسکے باپ کا نام قیس تھا اسوقت کے سب لوگون مین بلند قد تھا
سب اسکے کاندھے کو لگتے تھے کسب چمار کا کرتا تھا اد صوڑی رنگتا سدی نے کہا ہے کہ وہ سقا تھا دریا
نیل سے اپنے گدھے پر پانی بیچا کرتا اس کا گدھا گم گیا اسکو ڈھونڈنے نکلا اشموئیل کے گھر پر سے گذرا اور
وہب سے روایت ہے کہ طالوت کے باپ کا گدھا گم ہوا اُس نے طالوت کے ساتھ ایک غلام دیکے گدھا ڈھونڈنے
بھیجا اشموئیل کے گھر پر سے جب گذرے تو وہ غلام طالوت کو بولا اس نبی کے پاس جاکے پوچھو تو گدھا
کہان ہے سو خبر دیگا یا تمہارے لئے دعا کریگا پھر دونون جاکے اشموئیل سے اپنے گدھے کا احوال
کہتے تھے کہ اس مین تیل سنک مین پھیلا اشموئیل عصا لیکے طالوت کا قد ناپنے تو عصا کے برابر ہوا
طالوت کے سر کو قدس کا تیل لگائے اور بولے تو بنی اسرائیل کا پادشاہ ہے اللہ تعالی تجھی کو بادشاہت
دینیکے واسطے مجھ کو حکم کیا ہو طالوت بولا بنی اسرائیل کے اسباط مین میرے سبط سب مین کم ذات ہے
مجھے کیونکر بادشاہ کروگے اشموئیل کہے حکم اللہ کا یون ہی ہے طالوت بولا اس پر کیا دلیل تو اشموئیل کہے
اسپر دلیل یہہ ہے کہ تو گھر کو جا تیرے باپ کو گدھا مل چکا ہے پھر اشموئیل نے بنی اسرائیل کو کہے اللہ تعالی نے
طالوت کو بادشاہت دی ہے قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ
بِالْمُلْكِ مِنْهُ بولے کہان ہوگی اُسکو سلطنت ہمارے اوپر اور ہم سلطنت کے زیادہ حقدار ہین اُس سے
یعنے طالوت سے وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ اور حال تو یہہ ہے اُس طالوت کو ملی نہین کشایش
مال کی یعنی وہ محتاج ہے تونگر نہین جو تونگری سے سلطنت کرے یہہ جو کہے سوا سوا سبطے بنی اسرائیل کے دو سبطے
ایک نبوت کی سبط اور ایک سلطنت کی سبط نبوت کی سبط لاوی بن یعقوب کے اولاد انھین مین موسی
اور ہارون تھے اور سلطنت کی سبط یہود ابن یعقوب کی اولاد اس مین داود اور
سلیمان تھے اور طالوت ان دو سبط سے کسی مین نہ تھا بنیامین یعقوب کی سبط مین تھا بنامین کی سبط دے
وقت علانیہ زنا کرنے لگے اللہ تعالی انپر غصہ ہوکے انسے نبوت اور مملکت چھین لیا تھا اور گناہگار
سبط کرکے مشہور ہوے تھے جب نبی کہے طالوت کو پادشاہت دیئے تو قوم کے لوگ تکرار کرنے لگے اور

اُسکا فقر و افلاس بیان کئے پھر اُنکے رد کیواسطے نبی جو فرمایا اسکو اللہ تعالی ذکر کرتا ہی قَالَ نبی نے کہا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ اللہ نے اُسکو پسند کیا تم سے وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ اور زیادہ کشایش دی عقل مین اور بدن مین یعنے اُسکو اللہ تعالی نے سلطنت کیلئے پسند کیا اللہ تعالی بندون کی مصلحت سے خوب واقف ہے اور اُسکو تم سے زیادہ علم ہے جسکے سبب سے سلطنت کے کامون کا بندوبست اچھی طور سے کرسکتا ہو دیل دُول اور قوّت مین بھی تم سے بڑا ہے اسکے دیکھنے سے دلونمین رعب پڑیگا اور قوت کے سبب سے دشمنون سے اچھی طرح مقابلہ کریگا کہتے ہین کہ طالوت نہایت خوبصورت اور بڑا کٹیلا تھا وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ دیتا ہی اپنی سلطنت جسکو چاہے اللہ تعالے پر اعتراض کرنا کسی کو نہین پہنچتا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ کشایش والا ہی سب جانتا یعنی تم طالوت فقیر ہے کرکے جو طعن کرتے ہو وہ قابل اعتبار نہین اللہ بڑی کشایش والا ہی جب اسکو سلطنت دیویگا تو اپنے فضل سے رزق اور مال کے دروازے اس پر کھولیگا وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ اور کہا اُنکو اُنکے نبی نے نشان اُسکی سلطنت کا یہ کہ آوے تمکو صندوق نبی اسرائیل نے اشمویل سے کہے تم اُسکو سلطنت ہونی کرکر جو کہتے ہو اُس پر کچھ معجزہ بتلاو نبی کہے معجزہ یہ ہے کہ تابوت آنا کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے ایک صندوق شمشاد کی لکڑی کا جسکا طول تین ہاتھ اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس مین انبیا کی تصویرین ڈالکے آدم علیہ السلام کو بھیجا تھا وہ صندوق آدم کے وفات تک اُنکے پاس تھا اُنکے بعد شیث کے پاس رہا پھر آدم کے فرزند اُسکے وارث ہوتے آئے یہان تک کہ ابراہیم علیہ السلام کو پہنچا پھر بعد اسمعیل علیہ السلام بڑے فرزند رہنے سے اُنکے پاس رہا پھر وہان سے یعقوب کے پاس آیا اور اُنکی اولاد کے پاس تھا آخر موسی علیہ السلام کو پہنچا موسی اس مین توریت اور اپنا اسباب رکھا کرتے تھے موسی کی وفات کے بعد انبیا جو موسی کے بعد خلیفہ ہوتے تھے اُنکے پاس رہتا تھا جب عمالقہ بنی اسرائیل پر غالب ہوے وہ صندوق اُنسے چھین لیگئے فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ جس مین دل جمعی ہے تمھارے رب کی طرف سے سکینۃ کی معنی مین اختلاف ہی قتادہ اور کلبی کہتے ہین سکینۃ کی معنی طمانیت اور دل جمعی یعنی وہ تابوت جس مکان مین رہے تو وہان کے لوگون کو دل جمعی ہوتی ہے علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک صورت تھی اُسکو دو سر تھے

اور منہہ اُسکا آدمی کے منہہ کی مانند تھا مجاہد نے کہا ہو کہ وہ ایک تصویر تھی بلی سے مشابہہ اُسکا سر بلی کے سر سے مشابہہ اور دم بلی کے دم سے مشابہہ اور اُسکو دو بازو تھے بعضے کہتے ہین کہ اُسکو دو آنکھہ تھے چمکتے اور بازو زمرد اور زبرجد کے تھے ابن عباس کہتے ہین وہ سونے کا طشت جنت کا تھا اُس مین انبیا کے دلون کو سکینہ تھے اور بعضے کہتے ہین وہ ایک روح تھا اللہ کے یہان کا جب کسی بات مین اختلاف کرتے تو وہ خبر دیتا۔

وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ اور کچھ بچی چیزین جو چھوڑ گئی آل موسی اور آل ہارون کی اس جگہ آل موسی اور آل ہارون سے موسی اور ہارون کی ذات مراد ہے اور بعضے کہتے ہین اُس سے بنی اسرائیل کے خلفا مراد ہین وہ کیا چیزین تھین اُسمین اختلاف ہی ابن عباس سے مروی ہو کہ توریت کے تختیون کے چند ریزے اور موسی کا عصا تھا اور بعضے کہتے ہین موسی کا عصا اور ہارون کا عصا اور کچھ تختیان توریت کی تھین اور بعضے کہتے ہین جھنڈا اور توریت تھی اور بعضے کہتے ہین کہ موسی کا عصا اور نعلین اور ہارون کا عصا اور پگڑی اور ایک اپ من کا جو بنی اسرائیل پر اترا تھا تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ اوٹھا لاوین اسکو فرشتے ابن عباس سے منقول ہو کہ اُس تابوت کو فرشتے آسمان و زمین کے درمیان معلق اُٹھا لیکے پھرتے تھے طالوت کے پاس لاکے رکھے لوگ اُسکو دیکھے قتادہ نے کہا ہو تابوت تیہ مین تھا موسی وفات کے وقت یوشع کے پاس رکھ گئے تھے سو اُسی جگہ رہ گیا تھا اُسکو اُٹھا لاکے طالوت کے گھر مین رکھدیے صبح کو دیکھے تو تابوت اُسکے گھر مین ہے پھر سب اُسکی سلطنت قبول کئے بعضے کہتے ہین موسی کے بعد تابوت بنی اسرائیل مین چلا آتا تھا جب کسی بات مین اختلاف کرتے تابوت کے پاس فیصلہ کے واسطے آتے تابوت سے جیسی آواز آتی اُسی کے موافق حکم کرتے اور جنگ کیوقت اُسکو ساتھ لیجاتے تو اُنکی فتح ہوتی آخر وہ تابوت اشموئیل کے معلم کے پاس آیا وہ بنی اسرائیل کا بڑا عالم اور قربان گاہ کا کاہن تھا اُسکا نام عیلی اور اُسکے دو فرزند فاسق تھے قدس مین جو عورتین نماز کیواسطے آتین تو وے اُنکے ساتھ بدکام کیا کرتے اللہ تعالی اشموئیل کو وحی کیا کہ عیلی کو جاکے کہہ دو کہ تو اپنے فرزندون کی محبت سے اُنکو منع نہ کیا وے میری نافرمانی کئے ہین اور میری قربان گاہ مین اور قدس مین گناہ کئے ہین تجھ سے اور تیری اولاد سے کہا تھا تھین یا تجھ اور اُن دونون کی ہلاک کرونگا اشموئیل جاکے عیلی کو یہ بات سنائی عیلی بہت گھبرایا اس لیے کہ اُسکا عیالہ اس ملک پر حملہ آئے ہین یعنی اُنکے جنگ کیواسطے قوم کو جمع کرکے اور اپنے دونون فرزندون کے ساتھ تابوت کو روانہ کیا جنگ جو ہوی اُس مین بنی اسرائیل کی ہزیمت

میلی کے دو فرزند مارے گئے اور عالقہ تابوت کو لوٹ لیگئے یہ خبر کا منتظر تھا سنا کہ اپنی قوم کی ہزیمت ہوئی اور تابوت کو دشمن لے گیا یہ جو کرسی پر بیٹھا تھا گر کے مر گیا بنی اسرائیل کا کام بگڑ گیا سب متفرق ہوگئے یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو بادشاہ کرکے جہاد کا حکم کیا تابوت کا قصہ یہہ ہوا کہ اسکو عالقہ فلسطین کے ایک قریہ مین جس کا نام ازدود تھا لیجا کے ایک بڑا بت تھا اُسکے نیچے رکھے صبح کو دیکھے تو اُسکے نیچے پڑا ہے پھر بت کو اٹھا کے صندوق پر رکھے اور اُسکے پیر کو میخون سے مستحکم کئے دوسرے روز صبح کو دیکھے تو بت کے ہاتھ یا نون کٹے ہین اور صندوق کے نیچے پڑا ہے اور وہان کے دوسرے تمام بت بھی اوندھے گر پڑے ہین پھر تابوت کو لیجا کے اپنے شہر مین ایک جگہ رکھے وہان کے اکثر لوگ قولنج کی بیماری سے مر گئے لوگ آپس مین کہنے لگے اسرائیل کے اللہ سے کسی کو مقابلہ کی طاقت نہین ہے اس تابوت کو یہان سے نکالو تابوت کو وہان سے نکال کے دوسرے قریہ مین رکھے وہان کے لوگون پر اللہ تعالیٰ جو ہے مسلط کیا لوگ جب سوتے تو جو ہے آکے اُنکے شکم چیر کے کلیجہ کترتے گئے بہت لوگ انکی ایذا سے مر گئے پھر تابوت کو لیجا کے ایک صحرا مین دفن کئے وہ لوگون کی قضاء حاجت کی جگہ تھی جو قضاء حاجت کیواسطے وہان جاتا اُسکو بواسیر اور قولنج ہو جاتا عالقہ کو بڑی مشکل آن پڑی سب متحیر ہوئے کہ اُسکو کیا کرین بنی اسرائیل کی ایک عورت اُنکے پاس تھی وہ کہی یہہ تابوت جب تک تمہارے پاس رہیگا تمپر آفتین نازل ہونگی ایک گاڑی پر اُس تابوت کو رکھو اور اسکو دو بیل باندھکے اُنکو ہانکو تا اس تابوت کو تمہارے شہر کے باہر لیجاوین پھر اُسی طور سے گاڑی پر رکھ کے ہانکے اللہ تعالیٰ اُن بیلون پر چار فرشتون کو کل کیا اُس کو لاکے بنی اسرائیل کے ملک مین چھوڑ دئے بنی اسرائیل یکایک دیکھے کہ تابوت اپنے یہان آگیا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ مقرر اس مین نشانی پوری ہے تمکو اگر یقین رکھتے ہو یہہ بھی اُسی نبی کا قول ہے یعنے تابوت کا آنا میری سچائی پر دلیل ہے یا یہہ تازہ خطاب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنون کو غرض تابوت کو دیکھ کے بنی اسرائیل نے طالوت کی سلطنت کو قبول کئے اور اُسکے ساتھ جہاد کو نکلنے پر مستعد ہوئے فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ پھر جب باہر ہوا طالوت فوجین لیکر کہتے ہین کہ طالوت جب بیت المقدس سے جنگ کیواسطے نکلا تو اُسکے ساتھ ستر ہزار آدمی جنگی نکلے اور بعضے کہتے ہین اسّی ہزار آدمی اور بعضے کہتے ہین ایک لاکھ بیس ہزار آدمی وہ ایام حرارت کے تھے

ع ۱۷

طالوت کو کہے پانی ہمکو کفایت نہ کریگا اللہ سے دعا مانگو تا ہمارے ساتھ چلے قَالَ طالوت نے کہا اِنَّ اللّٰہَ
مُبْتَلِیْکُمْ بِنَہَرٍ اللہ آزماتا ہے تمکو نہر سے تا معلوم ہو تم مین مطیع کون ہے اور نافرمان کون
ابن عباس اور سدی کہتے ہین یہہ نہر فلسطین کی ہے اور قتادہ نے کہا ہے وہ ایک ندی تھی اردن
اور فلسطین کے درمیان اسکا پانی نہایت شیرین و خوشگوار تھا فَمَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَلَیْسَ مِنِّیْ
پھر جس نے پانی پیا اُسکا وہ میرا نہین یعنے وہ میرے تابعدارون مین اور میرے دین پر نہین وَمَنْ لَّمْ
یَطْعَمْہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ اور جس نے اسکو نہ چکھا وہ ہی میرا اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَۃً بِیَدِہٖ مگر
جو کوئی بھرلے ایک چلّو اپنے ہاتھ سے یہہ استثنا ہی پہلے حکم سے یعنی جو میرا تابع ہو تو وہ ایک چلو پانی سے
زیادہ نہ پیوے فَشَرِبُوْا مِنْہُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْہُمْ پھر پی گئے اُس کا پانی مگر تھوڑے اُن مین سے
سدی کہتا ہے کہ نہر کا پانی نہ پیکے چار ہزار آدمی اُس پر سے عبور کئے باقی تمام پھر گئے اور بعضے کہتے ہین
تین سو دس پر چند آدمی پانی ایک چلّو سے زیادہ نہ پیکے عبور کئے یہی قول صحیح ہے بخاری نے اپنی صحیح مین
براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کرتے تھے بدر کے لوگون کا
شمار طالوت کے لوگون کے برابر تھا جو نہر پیر کے گئے وہی شخص نہر پیر اجو من تھا وے تین سو دس پر چند
آدمی تھے القصہ طالوت کے لوگ جو پانی پئے سو انکی ہونٹھ سیاہ ہوگئے اور اپر تشنگی غالب ہوئی نامردی
لیکے نہر کے کنارے پر رہگئے اور جو ایک چلّو سے زیادہ نہین پئے تھے انکو تشنگی نہ ہوئی اور دل قوی
اور سلامتی کے ساتھ نہر پیر کے گئے فَلَمَّا جَاوَزَہٗ ہُوَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ پھر جب
پار ہوا وہ یعنی طالوت اور ایمان والے اسکے ساتھ کے قَالُوْا لَا طَاقَۃَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ
وَجُنُوْدِہٖ کہنے لگے قوت نہین ہمکو آج کے دن جالوت اور اسکے لشکر کی قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ
اَنَّہُمْ مُّلٰقُوا اللّٰہِ بولے جنکو خیال تھا کہ انکو ملنا ہے اللہ سے کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ
فِئَۃً کَثِیْرَۃًۢ بِاِذْنِ اللّٰہِ بہت جگہہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ کے
حکم سے یہہ جو کہے ہم کو طاقت نہین وے وہی لوگ ہین جو نہر کا پانی پئے اور اللہ کا ملنا جنکے خیال مین تھا
وے وہ ہین جو پانی نہین پئے لیکن صحیح قول یہہ ہے کہ وے جو پانی پئے تھے نہر پار نہوئے اس صورت مین

نہر پار ہوئے سو لوگ ہی جالوت کا لشکر اور اسکی کثرت دیکھکے گھبراہٹ سے ایسا کہے مگر امنین کے خاص جو تھے وے وہ جواب دیئے بنی اسرائیل کے مطیعون سے یہہ بات صادر ہونا بعید نہین دیکھئے کہ موسیٰ کے مطیع تھے پر مشکل آن پڑی تو بولی ٹھولی مین قصور نہین کیا کرتے تھے وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ ساتھ ہی صبر والون کے وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ اور جب سامنے ہوئے طالوت اور اُسکے ساتھ والے جالوت کے اور اسکی فوج کے جالوت کنعان کا بادشاہ تھا جبار عمالقہ کے قوم سے عملیق بن عاد کی اولاد قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہے ای رب ہمارے ڈالدے ہم مین جتنی مضبوطی ہو وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ٹھہرا ہمارے پاؤن وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر کافر کہے کیونکہ جالوت اور اسکی قوم بت پرست تھی فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ پھر شکست دی اُنکو یعنی جالوت کی قوم کو اللہ کے حکم سے وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ اور مارا داؤد نے جالوت کو جالوت کے قتل کے قصہ کو راویون نے ایسا لکھا ہے کہ داود کے باپ کا نام ایسا اسکے تیرہ فرزند تھے داود سبھون سے چھوٹے گوپھن مارا کرتے تھے ایک روز داؤد اپنے باپ کو کہے مین گوپھن سے جس کو مارتا ہون تو وہ گرجاتا ہے انکا باپ بولا تو خوش ہو اللہ تعالی نے تیرا رزق تیرے گوپھن مین رکھا ہے پھر ایک روز اپنے باپ سے کہے مین پہاڑون مین گیا تھا دیکھا ایک شیر بیٹھا ہے مین اس کا کان پکڑکے اس پر بیٹھا باپ بولا خوش رہ اللہ تعالی نے تیری خوبی کا ارادہ کیا ہے پھر ایک دن کہے مین پہاڑون مین جاکے تسبیح کہون تو پہاڑ بھی میرے ساتھ تسبیح کرتے ہین الغرض ایسا اپنے فرزندون کے ساتھ نہر پار ہوکے طالوت کے لشکر مین تھا جالوت نے طالوت کو کہلا بھیجا مین مبارزی کو نکلتا ہون تو یا تیرے لشکر مین کا کوئی شخص میرے مقابلہ کو آوے اگر تم مجھے قتل کروگے تو میرا ملک تمھارا ہے اگر مین تمکو قتل کرون تو تمھارا ملک میرا ہے طالوت اپنے لشکر مین منادی کروایا جو جالوت سے مبارزہ کرکے اُسکو قتل کریگا تو مین اپنی لڑکی اُسکو نکاح کردونگا اور اپنی آدھی مملکت اُسکو بخش دونگا جالوت کا اندیشہ سبکے دلون مین تھا بنی اسرائیل کا کوئی شخص میدان مین نہ آیا طالوت نے اشمویل سے پوچھا کس کو بھیجین اشمویل اللہ تعالی سے التجا کئے انکو وحی ہوئی سینگہ مین تیل ڈال کے لانا اور اُسکے ساتھ لوہے کا تنور رکھنا جس کے سر پر سینگہ رکھنے سے تیل بگل کر اُسکے سر پر پھیلکے تاج کی مثل رہ جاوے اور منھ پر نہ آوے اور اس تنور مین جاوے تو اُسکو کچھ

اضطراب نہ ہووے تب یہی شخص جالوت کو مارے گا پھر بنی اسرائیل کو بلوا کے سینگ سر پر رکھ کے دیکھے تو کسی کے سر پر تیل نہ پگلا تب نبی کو وحی آئی کہ ایسا کی اولاد مین ایک شخص ہے وہ جالوت کو قتل کریگا طالوت نے ایسا کو بلوا کے کہا تیرے فرزندون کو بلوا ایشا اپنے بارہ فرزند کو حاضر کیا کسی کے سر پر تیل نہ پگلا طالوت نے ایسا کو پوچھا انکے سوا بھی کوئی لڑکا تجھ ہے تو بولا نہین پھر نبی کو اطلاع کئے تو وحی ہوئی وہ جھوٹ بولتا ہے اس کو اور بھی ایک لڑکا ہے ایسا کو کہے اللہ تعالی تیری تکذیب کیا اور کہا تجھے اور ایک فرزند ہے تب ایسا اقرار کیا کہ اپنے تئین اور ایک لڑکا ہے چھوٹا اُس کا نام داؤد فلانے مقام مین بکریان چراتا ہے پھر داؤد کو طلب کیئے اور اُنکے سر پر سینگ رکھے تیل پگلکے سر کو گھیر لیا طالوت انکو بولا تم جالوت کو قتل کروگے تو مین اپنی لڑکی تمکو نکاح کر دونگا اور اپنی آدھی مملکت تمکو دونگا داؤد کہے بہتر طالوت نے پوچھا اُسکو قتل کرنے کی طاقت کی اپنے دل مین کچھ ہمت پاتے ہو تو داؤد کہے البتہ مین بکریون کو چراتے وقت لانڈگا یا باگ آکے بکری اُٹھا لیجاتا ہے تو مین اُسکو پکڑکے اُسکا منھ چیر کر بکری کو چھین لیتا ہون غرض طالوت نے داؤد کو لیکر اپنے لشکر مین آیا راہ مین آتے وقت ایک پتھر داود کو پکار کے بولا مین ہارون کا پتھر ہون مجھے اٹھا لو داؤد اُسکو اُٹھا لئے بعد دوسرا ایک پتھر پکار کے بولا مین موسی کا پتھر ہون مجھے اٹھا لو اُسکو بھی اُٹھا لئے پھر ایک تیسرا پتھر پکار کے بولا مین تمھارا پتھر ہون جس سے تم طالوت کو قتل کروگے مجھے اُٹھا لو اسکو بھی اُٹھا لئے جب جنگ کی صفین آراستہ ہوین جالوت میدان مین نکل کے مبارز طلب کیا طالوت نے داود کو جنگ کے ہتیار پہنا کر گھوڑے پر سوار کرکے بھیجا داود تھوڑی دور جاکے پھر طالوت کے پاس آئے اُسکے نزدیک کے لوگ اُنھون کو پھر کر آتے سو دیکھ کر کہے یہہ لڑکا ڈر سے پھر کے آتا ہے غرض طالوت کو آکے کہے اگر مجھے اللہ تعالی نصرت نہ دیوے تو یہہ ہتیار مجھے کچھ کام نہ آوینگے ان ہتیارون کی مجھے احتیاج نہین مین اپنی مرضی کے موافق جاکے اُس سے جنگ کرتا ہون طالوت بولا بہتر پھر داود نے تمام ہتیارین پھینک دیکے اپنی گوپھن اُٹھا لئے اور جالوت کے مقابل ہوئے جالوت بڑا قوی ہیکل اور سخت آدمی تھا اور تمھا لشکرون کو ہزیمت

بھیڑ یا شیر ۱۲

دیتا تھا اُس کا خود لوہے کا وزن مین تین سو رطل کا تھا داؤد علیہ السلام کو دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ نے انکا رعب اُسکے دل مین ڈالا وہ اعلیٰ گھوڑے پر ہتیار پورے باندھے ہوئے تھا داؤد کو بولا کیا تو گوپن لیکے آیا ہی جیسا کوئی کُتے کو مارنے آوے داؤد کہے تو کتے سے بھی بدہی جالوت تیرے گوشت کو اَب مین درندون مین اور پرندون مین بانٹتا ہون داؤد کہے اللہ تعالیٰ تیرے گوشت کو کیسا تقسیم کرتا ہی پھر داود باسم الہ ابراہیم کہکے ایک پتھر نکالے اور اُسکو گوپن مین رکھے بعد باسم الہ اسحٰق کہکے دوسرا پتھر گوپن مین رکھکے پھر باسم اِلٰہ یعقوب کہکے تیسرا پتھر اُس مین رکھے اور گوپن کو گردش دیکے پتھر پھینکے تینون پتھر اکٹھے ہوگئے اللہ تعالیٰ نے باؤ کو اُنکا مسخر کیا پتھر جاکے خود پر لگا اور اُسکا سر پھوڑ کے پیچھے سے نکل گیا جالوت کا بھیجا پاش پاش ہوگیا اور جالوت مرکے گر پڑا اور اُس پتھر کے مقابل جو آتا تو اُسکے مارے مرجاتا تیس آدمی اُسکے مارے مارے پڑے اور داؤد نے جالوت کو کھینچ لیکے طالوت کے روبرو لیجا کر ڈالے بنی اسرائیل اسکو دیکھ کے نہایت خوش ہوئے اور جالوت کا لشکر ہزیمت پاکے بھاگا بنی اسرائیل غنیمت لیکے اپنے شہر کو آئے اور طالوت نے داود کو اپنی لڑکی نکاح کردی اور اُنکا حکم اپنے ملک مین نافذ کیا وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اور دی اللہ نے اُسکو یعنی داؤد کو ملک یعنی سلطنت داود علیہ السلام کو سلطنت آنے کا قصہ یہہ ہے کہ جب طالوت نے داؤد کو حکومت دی لوگ داؤد کا عدل وانصاف دیکھ کے اُن سے بہت خوش ہوئے اور اُنسے سب کو محبت ہوگئی طالوت نے حسد سے داؤد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یہہ بات طالوت کی لڑکی کو معلوم ہوئی وہ بی بی اپنے شوہر کو کہے آجکی شب تمکو قتل کرنے والے ہین داؤد پوچھے مجھے کون مارینگا تو کہی میرا باپ داود کہے مین اُسکی ایسی کچھ تقصیر نہین کیا جو مجھے قتل کرے وہ عورت بولی یہہ سخن مجھے ایک معتبر شخص بولا ہے تم آجکی شب کہین جاکے پوشیدہ رہو تا اس سخن کی راستی ظاہر ہو داؤد کہے اگر میرے قتل کا ارادہ کیا ہے تو مین بھاگ کے جا نہین سکتا لیکن کچھ تدبیر کرنا ضرور ہے سو ایک مشک مین شراب بھرکے اپنے سونیکی جگہ رکھے اور اسپر چادر اڑا دئے اور آپ

پلنگ کے نیچے جا کے پوشیدہ ہوئے طالوت دوپہر شب کو داؤد کے گھر گیا اور اپنی لڑکی سے پوچھا تیرا شوہر کہاں ہے بولی پلنگ پر سوتے ہیں طالوت جا کے اس مشک کو تلوار سے مارا شراب کی بو آئی بولا اللہ داؤد کو رحم کرے کیا بہت شراب پیا کرتا تھا اور آپ وہاں سے نکلا صبح کو معلوم ہوا داود کو قتل نہ کیا طالوت کو نہایت اندیشہ ہو گیا پھر جو کیا ان اپنی محافظت کیواسطے رکھنا شروع کیا اور دروازے بند کرنے لگا ایک روز کا یہ ماجرا ہو لوگ سو گئے اور اللہ تعالی نگاہبانوں کی آنکھیں اندھی کر دیا داؤد طالوت کے پاس گئے وہ اپنے بچھونے پر سوتا تھا تب اسکی سرہانے ایک تیر اور پائیں ایک تیر اور داہنی طرف ایک تیر اور بائیں طرف ایک تیر رکھکے آپ چلے آئے طالوت اسکو دیکھ کے سمجھا اور بولا داؤد کو اللہ رحم کرے میرے سے بہتر ہے اسنے میرے قابو میں آیا تو میں اسکو مارنیکا قصد کیا جب میں اسکے قابو میں آیا تو وہ مجھ نہ مارا اگر میں اسکی ایک تیر چوتا تو میں مرجاتا اب مجھے داؤد سے امن نہیں جب دوسری شب ہوئی اللہ تعالی نگاہبانوں کی آنکھیں اندھی کیا داؤد آکے اسکے پانی پینے کا کوزہ اور آفتابہ اور اسکی داڑھی کے کچھ بال اور کچھ بدن پر کا کیڑا کتر کے لیگئے اور آپ جا کے کہیں چھپ گئے طالوت اٹھی جست جو میں پڑا اور انکو پکڑنے کو جاسوس مقرر کیا لیکن داؤد کو کوئی نہ پکڑ سکا ایک روز طالوت سوار ہی نکلا تھا داؤد وہاں میں اسکو نظر آئے طالوت انکے قتل کے ارادے سے گھوڑا پیچھے ڈالا داؤد بھاگنے لگے داود جب دوڑتے تو کوئی انکو پہنچ نہیں سکتا تھا جا کے ایک غار میں چھپگئے اللہ تعالی کے حکم سے غار کے منہ پر مکڑی جالا باندھی جب طالوت اس غار کے پاس آیا تو دیکھا غار کے منہ پر جالا بنا ہوا ہے طالوت بولا اگر داؤد اس غار میں گیا ہوتا تو جالا باقی نہ رہتا اور آپ پھر کے اپنی جگہ میں آگیا داؤد وہاں سے نکلکر کسی پہاڑ پر گئے وہاں چند لوگ عبادت کرتے تھے انکے ساتھ آپ بھی عبادت کرنے لگے اور بنی اسرائیل کے علما اور مشائخ طالوت پر لعن و تشنیع کرنے لگے جو کوئی اسکو کہتا کہ داؤد کو قتل مت کر تو وہ غصہ ہوتے اسکو مارڈالتا نہایت سے عالم کو اسی بات پر قتل کیا آخر ایک عورت کہ جو عالم تھی اور اسم اعظم جانتی تھی پکڑکے لائے اسکو بھی قتل کرنیکے لئے اپنے نان پز کو حکم کیا نان پز نے دیکھا کہ اگر اس عورت کو ہم قتل کریں تو کوئی عالم باقی نہیں رہیگا اسکو قتل نکرنا کیونکہ عالم کی کچھ حاجت پڑے اور کوئی نہ رہے تو مشکل ہو پھر اس کو قتل نکر کے چھپا دیا آخر طالوت اپنی کئے پر بہت نادم ہو کے رونا اور زاری کرنا شروع کیا اور ہر شب بیابان میں جا کے یہ کہتا اور اللہ تعالی کی قسم دیتا کہ میری توبہ کیا ہے سو کہو جب اسطور سے بہت بار کہا تو ایک شب کسی قبر میں سے آواز آئی کہ اے طالوت کیا تو ہمکو قتل کیا سو بس نہیں جو اب موی بعد آکے ہمکو ایذا دیتا ہے یہہ سننے سے طالوت کا گریہ و غم زیادہ ہوا طالوت کے نان پز نے اسکے رونے پر ترس کھا کے اسکے پاس آکر اسکا حال پوچھا طالوت نے اپنا ماجرا بیان کیا اور اس سے پوچھا میرا توبہ کس طرح ہو سکتا ہے

تو بیان کر یا کوئی عالم ہو تو اسکا نشان دے تامین جانے اپنا تو بہ اُس سے پوچھوں نان پز بولا مین عالم کا پتا بچے کیا کرو گی ابھی تو اسکو مارا تھا طالوت بولا مین قتل نہین کی نان پز اس بات کی مضبوطی قسمون سے کرو اکر اعورت کی خبر دیا طالوت نان پز کو لیکے اعورت کے پاس گیا اور اپنا تو بہ پوچھا وہ بولی تیرا کیا تو بہ ہی سو مین نہین جانتی لیکن کسی نبی کی قبر کے پاس چل اُس سے دریافت ہوگا پھر دونون شموئیل کی قبر کے پاس گئے وہ عورت اسم اعظم لیکے اُس نبی کو پکاری مٹی جھاڑتے ہوئے قبر سے اٹھے اور پوچھے کیا قیامت آئی ہی تو وہ عورت کہی نہین آئی لیکن طالوت نے گناہ کیا ہی اور توبہ کا سوال کرنے آیا ہی شموئیل طالوت سے پوچھے میرے بعد تو کیا کیا تو بولا تمھارے بعد کوئی بدکام نہین چھوڑا مگر سب کچھ کیا اور اب یہ ملک تباہون شموئیل پوچھے تجھے کتنے فرزند ہین بولا دس فرزند کہے تیرا توبہ یہی ہی کہ تو اپنی سلطنت چھوڑ کر اپنے فرزندون کو لیکر اللہ کی راہ مین نکل اور اپنے فرزندون کو آگے کرنا تا وے شہید ہون تو آپ جا کے جنگ کر اور سارا حال کہکے شموئیل مرگئے اور طالوت بہت غمگین ہوکے آیا اور فرزندون کو جمع کرکے بولا مجھے آتش مزاج کہتے ہین تو تم مجھے اس سے بچاؤ گے یا نہین کہے ہم بچائینگے بولا مجھو ایسا حکم ہوا ہی اب تم مجھو کیا کہتے ہو وے جہاد کرنا قبول کئے طالوت نے انکو لیکے جہاد کیا آخر سب مارے گئے بعد اسکے جالوت ہوا اور طالوت کا قاتل آکے داؤد کو خبر دیا کہ مین تمھارے دشمن کو قتل کیا ہون داؤد کہے طالوت کو قتل کرکے تو زندہ کیون آیا تجھے اسکو مارڈالے اور بنی اسرائیل سب اتفاق کرکے داود کو تخت پر بٹھلائے اور طالوت کے خزانہ انکے سپرد کئے طالوت چالیس برس سلطنت کیا اسکے بعد داؤد ستر برس سلطنت کیئے وَالْحِكْمَةَ اور دی حکمت یعنی نبوت اللہ تعالے داؤد کو سلطنت اور نبوت دونون یا انکے قبل کہتے ہین ایسا تھا بنی اسرائیل کے ایک سبط مین نبوت اور ایک سبط مین سلطنت تھی اشموئیل کے بعد اللہ تعالے داؤد کو نبوت دیا بعد سلطنت اور سلیمان حکمت سے علم عام مراد ہے وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ اور سکھایا اُسکو یعنی داؤد کو جو چاہا جیسا کہ ترنا اور جانورون کی بات سمجھنا اور جوش الہام ایسا کہ داؤد جب زبور کی تلاوت کرتے تو جانور آکے اُسکو سن سن ہو جاتے چاہین تو انکو پکڑ لین اور پہاڑ پانی انکی آواز سے ٹھہر جاتا اور بعضے کہتے ہین حکمت سے مراد سیاست اور ملک کا بندوبست ہے کیونکہ داؤد سلطنت والون کے خاندان سے تھے جو اپنے ابا و اجداد کو دیکھ کے ایسی طرح شاہی کرین لیکن اللہ تعالے انکو تعلیم کیا وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ اگر نہوتا دفع کرو انا اللہ کا لوگون کو ایک کے ہاتھ ایک سے تو لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ البتہ خراب ہو جاتی زمین بعضے لوگون سے مومن اور ابرار مراد ہین اور دوسرے بعض سے کفار اور زمین کے خراب ہونے سے مراد مشرکون کا غلبہ اور مسلمانون کی تباہی ہے اور مساجد کی ویرانی اور بستیون کا لوٹا جانا یا کفر کی شومی عذاب کا نازل ہونا مراد ہے ابن جریر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین رسول اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ایک صالح مسلمان کے سبب سے تو اللہ تعالے اسکے ہمسایے سو گھروالون کی بلا دفع کرتا ہی اسپر ابن عمر نے یہ آیت پڑھی لولا دفع اللہ الناس بعضہم بعض سیوطی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہی اور ابن جریر نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

سورہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ایک صالح مسلمان ہونے سے اللہ تعالیٰ اسکی اولاد کو اور اسکی اولاد کی اولاد کو اور اسکے گھر والوں کو اور اسکے گھر کے آس پاس رہنے والوں کو درست کرتا ہے اور جبتک وہ رہتا ہے وہ سب بھی اللہ کے حفظ میں رہتے ہیں سیوطی نے کہا کہ اسکی سند بھی ضعیف ہے اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہ انھوں نے تفسیر میں اولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض کے فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نماز کے سبب سے بے نمازی کی بلا دفع کرتا ہے اور حج کرنیوالے کے سبب سے حج نہ کرنے والے کی بلا دفع کرتا ہے اور زکوٰۃ دینیوالے کے سبب سے زکوٰۃ نہ دینے والے کی بلا دفع کرتا ہے اور امام احمد اور حکیم ترمذی اور ابن عساکر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ابدال شام میں ہیں وہ چالیس مرد ہیں انمیں سے جب کوئی مرتا ہے تو اسکے بدل اللہ تعالیٰ دوسرے کو مقرر کرتا ہے انھیں کے سبب سے مینہ برستا ہے اور دشمنوں پر نصرت پاتے ہیں اور اہل زمین سے عذاب دفع ہوتا ہے اور ابو نعیم علیہ اور ابن عساکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے شخص ہیں کہ انکے دل آدم علیہ السلام کے دل کے برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں چالیس شخص ہیں انکے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل کے برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سات شخص ایسے ہیں انکے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل کے برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں پانچ شخص ایسے ہیں انکے دل جبرئیل علیہ السلام کے دل کے برابر اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں تین شخص ہیں انکے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کے برابر اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ایک شخص ہے کہ اسکا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کے برابر ہے جب ایک شخص مرجاتا ہے تو اسکے مقام میں ان تین شخص میں کا ایک شخص ہوتا ہے اور تین شخص میں کا کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے مقام پر ان پانچ شخصوں میں سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب ان پانچ شخصوں میں کا کوئی مرتا ہے تو اسکے مقام پر ان سات شخصوں میں سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب ان سات شخصوں کا کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی جگہ چالیس میں سے ایک کو مقرر کرتا ہے اور جب چالیس میں کا کوئی مرتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اسکی جگہ مقرر کرتا ہے اور جب تین سو میں کا کوئی مرتا ہے تو اسکی جگہ عوام میں سے ایک کو مقرر کرتا ہے انہیں کے سبب سے زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور مینہ برساتا ہے اور زمین سے اگاتا ہے اور بلا دفع کرتا ہے عبداللہ بن مسعود پوچھے زندہ کیسا اور کس طرح مارتا ہے تو کہے امت بہت سے نکاح کرے وے دعا مانگتے ہیں تو وے بہت پیدا ہوتے ہیں اور ظالم پر بد دعا کرتے ہیں تو وے مرتے ہیں اور مینہ مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مینہ برساتا ہے اور اللہ سے سوال کرتے ہیں تو زمین سے اگاتا ہے اور دعا مانگتے ہیں تو اقسام کی بلا دفع کرتا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ لیکن اللہ فضل رکھتا ہے جہانکے لوگوں پر اپنے انکو اپنے فضل سے پیدا کیا پھر انسے ابدال دفع کیے تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں یعنی یہ قصے جو ہم تجھ کو پڑھ سناتے ہیں بِالْحَقِّ ہم تجکو سناتے ہیں ٹھیک وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بیشک تو رسولوں میں سے ہے کیونکہ تو انکے قصے کا تکو علم تھا ہمنے تجھ کو تعلیم کی تو معلوم کیا کہ تو رسول ہے

ورد ۲۴

الجزء الثالث

ع ۱

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ یہہ سب پیغامبر بزرگی دی ہمنے اِن مین
ایک دوسرے پر ان رسولون سے مراد وے ہین جنکے قصے سابق مین گذرے اِس آیت مین دلیل ہی اسبات پر کہ پیغمبرون
مین بعضون کو بعضو پر تفضیل ہی امت کے علما سب اسی بات پر اتفاق کئے ہین اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام سے افضل ہین
اُنکے بعد ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہین مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ کوئی ہی امنین کہ کلام کیا اُس سے اللہ نے یعنے بیواسطہ اللہ تعالے
نے سخن کیا چنانچہ موسی علیہ السلام مدین سے مصر کو آتے وقت شب کو جب راستہ گم کئے تو اللہ تعالے فرشتہ کے بیواسطہ سخن کیا ایسا ہی
کوہ طور پر بھی سخن کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج کی شب کو بیواسطہ بات کی وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اور
بلند کیا بعضون کے مرتبے اِس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اللہ تعالی نے آپکا مرتبہ سب پر بلند کیا دعوت آپ کی
علی العموم ہے اور نبوت آپ پر ختم کی اور قران سا معجزہ آپکو عنایت کیا اور بہت سے معجزے جنکا بیان سیر کی
کتابون مین مفصل مذکور ہے وَاٰتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ اور دئے ہمنے عیسی مریم کے بیٹے
کو روشن معجزے جیسے مردون کو زندہ کرنا اور اندھے بہرے کو درست کر وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ اور
قوت دی ہمنے اُسکو یعنی عیسی کو روح پاک سے رُوحِ القدس سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین عیسی علیہ السلام جہان
جاتے جبرئیل اُنکے ساتھ رہتے وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ
الْبَيِّنَاتُ اور اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے اُنکے پچھلے بعد اُسکے کہ پہنچے اُنکو روشن معجزے یعنی اللہ تعالی کا ارادہ ہوتا تو ان
پیغمبرون کے بعد کوئی دین مین اختلاف نکرتا وَلَٰكِنِ اخْتَلَفُوا لیکن وے پچھلے اختلاف کئے کیونکہ ارادہ اُنکی ایسا ہی
تھا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ پھر کوئی اُنمین ایمان لایا یعنی اپنی ایمان پر ثابت قدم رہا وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ اور
کوئی اُنمین منکر ہوا یعنی رسولون کے معجزے دیکھکر عمداً منکر ہوا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا اور اگر چاہتا اللہ
نہ لڑتے وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ لیکن اللہ کرتا ہی جو چاہے یعنی اللہ تعالی جسکو چاہتا ہی اپنی طاعت
اور ایمان کی توفیق دیتا ہی یہہ اُسکا فضل و رحمت ہی اور جسکو چاہتا ہی اُسکو نامراد کرتا ہی یہہ اُسکا عدل ہے
کسیکو طاقت نہین کہ اس مالک جہان پر اعتراض کرے

ع ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے ایمان والو اَنْفِقُوا
مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ خرچ کرو کچھ ہمارا دیا اِس خرچ سے زکوۃ فرض مراد ہے اور بعضے کہتے ہین صدقہ تطوع
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ اُس دن کے آنیکے آگے جسمین نہ بکنا ہے

اور نہ آشنائی ہے اور نہ سفارش بیع سے فدیہ مراد ہے یعنی کچھ مال خرچ کرکے اپنے کو بلا سے بچانا اسکو بیع
بولا کیونکہ فدئے مین بھی اپنی جان کو ملاکی سے مول لینا ہو مطلب آیت کا یہہ ہے تمھین اپنی جانون کیواسطے
کچھ مال دینا ہو تو دنیا مین ہی دو قیامت کا دن جب آویگا کوئی مال دیکے اپنے تئین چھڑا نہ سکیگا اور نہ کسی
کی آشنائی کام آویگی اور نہ کوئی شفاعت کریگا ظاہر اس آیت کا نفی شفاعت پر عموماً دلالت کرتا ہی لیکن
مراد نفی شفاعت ہی مخصوص کافرون کے لئے یا نفی شفاعت بلا اذن ہی اسکا بیان مفصل گذر چکا وَالْكٰفِرُوْنَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور کافر وہی ہین ظالم یعنی کافر ہی ظلم مین کامل ہین دوسرے نہین اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اللہ اسکے سوا کسیکی بندگی نہین وہ جیتا ہی سب کا تھامنے والا یعنی مستحق عبادت کا وہی
ہے اسکے سوا دوسرا کوئی خدائی کے لایق نہین حی یعنی ہمیشہ زندگی سے موصوف ہی اسکو کبھی موت و فنا نہین
قیوم یعنے مخلوقات کی تدبیر مین اور انکی محافظت مین ہمیشہ رہنے والا لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ
نہین پکڑتی اسکو اونگھ اور نیند نیند کا خمار جو آتا ہی اسکو سنہ کہتے ہین سین کے کسرہ سے اللہ تعالیٰ سبحانہ نیند سے
بلکہ اوسکے خمار سے بھی منزہ ہی کیونکہ یہہ صفت حی القیوم مین رہنا عیب و نقصان ہی جو غافل ہو وہ کیونکر
محافظت و تدبیر کرے گا اللہ کی ذات سب عیبون سے پاک ہی لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین یعنی اللہ تعالیٰ سب کا مالک ہی اسکے ساتھ کوئی شرکت رکھنے والا اور
منازعت کرنے والا نہین مافی السمٰوٰت والارض جو فرمایا اسمین افلاک و ستارے اور نباتات اور معادن
اور ملایک اور انسان اور جن وغیرہ سب داخل ہین مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
کون ایسا ہی کہ سفارش کرے اسکے پاس مگر اسکے حکم سے یہہ استفہام انکاری ہی معنی اسکا یون ہے
اسکے پاس کوئی سفارش نہ کرسکیگا مگر اسکے حکم و ارادے سے مشرک لوگ کہا کرتے تھے بت ہمارے شفاعت
کرینگے انکے رد پر فرمایا کہ اس سبحانہ و تعالیٰ کی کبریائی اور شان ایسی ہے کہ کوئی اسکا مساوی اور ہمسر
نہین جو مستقل ہوکے اسکے ارادے کو شفاعت اور عاجزی کی راہ سے دفع کرسکے کیا مجال کہ اسکے ارادے
کو عناد یا خصومت کی راہ سے پھیر دیوے وہ جو فرمایا الا باذنہ اس سے استثنا کیا شفاعت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرہ کی اسلوء پر ہوکہ یہہ لوگ اسکے امر و ارادے سے شفاعت کرینگے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہی

کہ سعید بن جبیر اس جملہ کی تفسیر یون کئے من یتکلم عندہٗ الا باذنہٖ یعنے کون ایسا ہی کہ بات کرے اُسکے پاس مگر اُسکے
حکم سے یہہ مطابق ہے اللہ تعالی کے قول کے لایتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن ورضی لہ قولا یَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ جانتا ہی جو خلق کے روبرو ہی اور جو اُنکے پیچھے مجاہد نے کہا ہے روبرو سے دنیا کے اُمور
مُراد ہین اور پیچھے سے آخرت کے اُمور کلبی نے کہا روبرو سے آخرت اور پیچھے سے دنیا مُراد ہے کیونکہ وے دُنیا کو
اپنے پیچھے چھوڑکے آخرت کی طرف جاتے ہین گویا آخرت اُنکے سامھنے آتی ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین روبرو سے
مُراد اُنکے اعمال جو آگے پیچھے ہین اور پیچھے سے اُن کے وہ اعمال جنکو ضایع کئے ہین غرض اس جملہ سے یہہ مقصود ہے
کہ اللہ تعالی تمام کے احوال پر واقف آگاہ ہی اُس سے کوئی چیز مخفی نہین وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ اِلَّا
بِمَا شَاءَ اور نہین گھیر سکتے وے خلق اُسکے علم مین سے کچھ مگر خود وہ چاہے اس جگہ علم سے مراد معلومات ہین
یعنے اللہ تعالی کے معلومات کو کوئی احاطہ نہین کرسکتا مگر جس بات پر اللہ تعالی آگاہ کرنا چاہے تو انبیا پر وحی سے
غیب کی بات ظاہر کرتا ہی وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ گنجایش رکھی ہی اُسکی کرسی آسمانون
اور زمین کو کُرسی کا اصل معنی ایک چیز کو دوسرے کے ساتھ جوڑنا بعد عرف مین اُن لکڑیون کو جو مخصوص ایک شکل
پر بیٹھنے کی خاطر بناتے ہین کہنے لگے اس جگہ کرسی سے عرش مُراد ہے اس قول کو ابن جریر نے حسن بصری سے روایت
کیا ہی بعضے کہتے ہین کُرسی وہ جو تخت کے روبرو ڈالتے ہین سلاطین قدمون کو اُسپر رکھا کرتے ہین اُسکو ابن جریر نے
ضحاک سے نقل کیا ہی اور وہ کرسی ساتون آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہی ابن ابی حاتم اور ابن المنذر ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ اگر ساتون آسمان اور ساتون زمین ایک کو ایک کے ساتھ وصل کرین
تو اُنکی وسعت کُرسی کی بہ نسبت ایسی ہے جیسا ایک حلقہ ہی میدانہین ابن جریر وغیرہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
بھی مرفوع اسکی مثل روایت کئے ہین سعید بن منصور وغیرہ مجاہد سے روایت کئے ہین کہ ساتون آسمان وزمین کرسی کی
بہ نسبت ایک حلقہ کی مانند ہین وسیع میدان مین اور کُرسی عرش کی بہ نسبت اسی حلقہ کی مانند ہے بعضے کہتے ہین کرسی
عرش کے اوپر ہے بعضے کہتے ہین کرسی سے اللہ تعالی کا علم مُراد ہے بعضے کہتے ہین یہہ فقط مثال ہے اُسکی عظمت
کی صورت بیان کرنے کو وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا اُسکو مشکل نہین اُن دونون کی یعنی آسمان وزمین
کی محافظت وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وہی ہے سب سے برتر سب سے بڑا یاد رکھئے اس آیت کا نام آیت الکرسی ہے

یہہ آیت علم الٰہی کے اصول مسایل پر مشتمل ہی کیونکہ یہہ آیت اِن بات پر دلالت کرتی ہی کہ اللہ تعالیٰ موجود ہی الوہیت
مین واحد ہی زندگی سے متصف ہی واجب الوجود لذاتہ ہی غیر کا موجد ہی کیونکہ قیوم وہی جو بنفسہ قایم ہو اور دوسرون
کو قایم کرے تحیز و حلول سے منزہ ہی تغیر اور فتور سے مبرا ہی کسی کا بلد سے مناسبت نہین رکھتا ارواح کے عوارض
اسکو عارض نہین ہوتے ملک و ملکوت کا مالک ہی تمام اصول و فروع کا مخترع ہی بڑے دبدبے والا ہی کہ جسکے پاس
کسیکو بے اجازت بات کرنے کی مجال نہین تمام چیزون سے عالم ہی ظاہر ہو یا چھپے کلی ہون یا جزئی اُسکی ملکت اور
قدرت کی بڑی وسعت ہی جو چیز ملک ہونیکی اور مقدوریت کی صلاحیت رکھے وہ اُسکا مالک اور اُس پر قادر ہی
کوئی گران چیز اسپر گران نہین ایک کام مین مشغول ہو کے دوسرے سے غافل نہین ہوتا وہم کے ادراک سے برتر ہی فہم کے
احاطہ سے باہر یہہ آیت ان اصول پر شامل رہنے سے اُسکے بہت سے فضایل حدیث مین وارد ہین مسلم اور ابو داود ابی
بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے ایکبار مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو المنذر کتاب اللہ مین کونسی
آیت اعظم ہی مین بولا اللہ اور اُسکا رسول اسبات کو خوب جانتے ہین آپ پھر فرمائے اے ابو المنذر کتاب اللہ مین کونسی
آیت اعظم ہی تب مین بولا آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے پر مار کے فرمائے
لیہنک العلم ابا المنذر یعنی اے ابو المنذر علم تجکو مبارک ہو اِس حدیث کو امام احمد اور ابن ابی شیبہ مسلم کی جو
اسناد ہی اُسی اسناد سے روایت کیے ہین اُسمین یہہ بھی زیادہ کیے ہین میرا جی جسکے دست قدرت مین ہی اُسی کی قسم اس
آیت کو زبان ہی اور ہونٹھ عرش کے ساق پاس اللہ کی بابکی کہتی ہی اِس حدیث کے پہلے جملہ کو یعنی اعظم آیت قرآن مین
آیت الکرسی سے بخاری تاریخ مین اور طبرانی اور ابو نعیم کتاب المعرفہ مین اثبن الاسقع سے بھی روایت کیے ہین حال اسکی سند کے ثقہ ہین اور خطیب بغدادی
اپنی تاریخ مین انس سے اور بیہقی شعب مین ابن مسعود سے اور ابن الضریس ابن عباس سے اور ابن راہویہ اپنی مسند مین عوف بن مالک سے بھی
روایت کیے ہین امام احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آیت الکرسی پڑھو قرآن سے یعنے اُسکے پڑھنے
سے پاؤ قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہی بیہقی نے شعب الایمان مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو کوئی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھیگا تو دوسری نماز تک محفوظ رہیگا اُسپر محافظ کے یگا مگر
نبی یا صدیق یا شہید طبرانی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
فرض نماز کے بعد جو کوئی آیۃ الکرسی پڑھیگا تو دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ کے ذمہ مین رہیگا اس حدیث کی سند

حسن ہے ابو الحسن محمد بن احمد بن سعون واعظ اپنی امالی مین اور ابن النجار بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین
کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے شکایت کیا کہ میرے گھر مین جو ہے اُسکی برکت محو ہوتی ہے تب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو فرمائے آیت الکرسی سے تو کیون غافل ہی جس کھانے اور سالن پر وہ آیت پڑہی جائیگی تو
اللہ تعالیٰ اُس کھانے اور سالن کو برکت سے بڑھاویگا نسائی اور طبرانی اور ابن حبان ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے اور
بیہقی شعب الایمان مین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی
آیت الکرسی ہر نماز کے بعد پڑہیگا تو اُسکو بہشت مین جانے کو کوئی چیز مانع نہین مگر مرنے کا توقف ہی ابی امامہ کی حدیث
ایک طریق صحیح ہی بخاری کی شرط پر اور ابن حبان بھی اُسکی تصحیح کیا ہی علی رضی اللہ عنہ کی روایت مین یہہ بھی زیادہ
کیا ہی اور جو کوئی اُس آیت کو اپنے سونے کیوقت پڑہا کریگا تو اللہ اُسکے گھر کو اور اُسکے ہمسایہ کے اور اُسکے اطراف کے
چند گھرونکو امن مین رکھیگا ترمذی اور بیہقی اور حاکم مستدرک مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سورۂ بقرہ مین ایک آیت ہی وہ آیات قرآن کے سیدہ ہی حاکم نے زیادہ کیا ہی جس گھر مین
شیطان ہو وہان اُسکو پڑہے تو شیطان سے نکل جاویگا وہ آیت آیۃ الکرسی ہی بخاری اور نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی زکوٰۃ کو محافظت کرنیکے
لئے مجھے ٹھہرائے ایک شخص آکے اُسمین کا اناج اپنے پنسو سے لینے لگا مین نے اُسکو پکڑ لیا اور بولا تجھ کو مین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاتا ہون اُسنے کہا مین محتاج ہون مجھ پر قرض ہے اور مجھے عیال ہین اور مجھے نہایت ضرورت
ہے مین نے اُسکو چھوڑ دیا صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کے فرمائے اے ابوہریرہ تمھارے رات کے اسیر کا کیا
ماجرا ہی مینے عرض کیا یا رسول اللہ اُسنے اپنی محتاجی اور عیالداری بیان کی مین نے ترس کھا کے چھوڑ دیا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹھ بولا پھر آئیگا آپ یہہ فرمانے سے مجھے یقین ہوا کہ وہ پھر آویگا تب مین اسکی راہ تکتا
تھا کہ اُسنے آکے اناج پنسو سے اُٹھانے لگا مین اُسکو پکڑ لیکے بولا تجھکو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاؤنگا
بولا مجھے چھوڑ دو مین محتاج ہون عایق بہت رکھتا ہون مین نے ترس کھا کے چھوڑ دیا صبح کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پوچھے اہی ابوہریرہ تمھارے رات کے اسیر کا کیا ماجرا ہی مینے عرض کیا یا رسول اللہ اُسنے اپنی محتاجی اور عیالداری
بیان کی مین نے ترس کھا کے چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹھ بولا پھر آئیگا تیسرے مرتبہ مین اُسکو

تک رہا تھا پھر اکے اناج اٹھانے لگا میں اُسکو پکڑلیکے بولا تو میں شب سے نہ آوونگا کرکے اقرار کرتا ہی اور پھر آتا ہی اب میں تجھکو البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاوونگا اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمکو چند کلمے سکھا دیتا ہوں کہ اُن سے تمکو اللہ تعالی نفع دیگا میں نے کہا وہ کیا بولا جبھونے پر سونے کو جب جاؤ تو آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم آخر آیت تک پڑھا کرو اللہ تعالی کی طرف سے تمھارے پر ایک محافظ متعین رہیگا اور تمھارے پاس صبح تک شیطان نہ آویگا میں اُسکو چھوڑ دیا صبح ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے اے ابوہریرہ تمھارے رات کے اسیر کا کیا ماجرا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُسکے اس کہنے سے کہ میں تجھے فایدے کے کلمے سکھاتا ہوں میں نے اُسکو چھوڑ دیا فرمائے وہ کیا کلمے ہیں تب میں وہ عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سچ بولا پر وہ بڑا جھوٹا ہے اے ابوہریرہ تم تین شب سے کس سے بات کرتے تھے سو جانتے ہو میں بولا نہیں فرمائے وہ شیطان تھا نسائی اور ابویعلی اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور ابوالشیخ کتاب العظمۃ میں اور طبرانی اور حاکم اور ابونعیم اور بیہقی دونوں اپنے دلایل میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ میر کہیان حرین میں خرما رہتا جب دیکھتا تو اسمیں خرما کم نظر آتا ایک شب میں اُسکی نگہبانی کرتا رہا دیکھا تو ایک شخص جوان لڑکے سی شبیہ میں آیا میں نے اُسکو سلام کیا وہ سلام کا جواب دیا میں نے اُسے پوچھا تو جن ہے یا انسان وہ بولا میں جن ہوں میں نے کہا تو اپنا ہاتھ بتلا اُس نے بلا یا کتے کے ہاتھ کی مانند تھا اُسپر بال بھی کتے کے بالوں کے سے تھے میں نے پوچھا کیا جنوں کی خلقت ایسی ہی ہوا کرتی ہے بولا جنکو معلوم ہے میرے سے قوی اُنمیں کوئی نہیں میں بولا تو نے ایسا کام کس واسطے کیا بولا میں سنا ہوں کہ تم صدقہ دینا بہت دوست رکھتے ہو مجھے آرزو آئی کہ تمھارے یہانکا کھانا بھی کچھ کھاؤں ابی رضی اللہ عنہ کہے کیا چیز ہے جو تمھارے سے پناہ میں رکھتی ہے بولا سورہ بقرہ میں کی آیت جو آیت الکرسی کہلاتی ہے شام سے اُسکو جو کوئی پڑھے تو صبح تک ہمارے سے پناہ میں رہتا ہے اور صبح کو جو کوئی پڑھے تو شام تک ہمارے سے پناہ میں رہتا ہے ابی کہتے ہیں صبح ہی میں نے آکے یہہ ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ فرمائے کہ وہ خبیث سچ بولا امام احمد اور ترمذی ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک طاق تھا میں اُس میں خرما رکھا کرتا غول لینے چڑیل آکے اس میں سے لیجاتی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے گیا آپ فرمائے جو اُسکو دیکھو تو کہو بسم اللہ اجیبی رسول اللہ پھر اُسکو یہہ کہکر پکڑ لیا اُسنے

قسم کھائی کہ مجھے چھوڑ دو پھر نہ آونگی میں نے اسکو چھوڑ دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے مجھے تیرے اسیر کا کیا ماجرا ہی میں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ قسم کھائی کہ پھر نہ آونگی میں نے اسکو چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ جھوٹ کہی پھر آویگی غرض دوسرے بار بھی میں نے اسکو پکڑا اسنے نہ آونگی کرکے قسم کھائی میں نے اسکو چھوڑ دیا آپ فرمائے وہ جھوٹ کہی پھر آویگی تیسرے مرتبہ میں نے اسکو پکڑکے کہا اب تجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجائے تک نہ چھوڑونگا کہی ہے تجھکو ایک بات سکھاتی ہون تم اپنے گھر میں ایت الکرسی پڑھا کرو شیطان وغیرہ نہ آوینگے میں نے چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے مجھے تیرے اسیر کا کیا ماجرا ہے میں نے سب ماجرا بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ بڑی جھوٹی ہے پر یہہ بات سچ کہی ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہی دوسرے صحابہ پر بھی ایسے قصے گذرے ہین چنانچہ ابی اسید ساعدی انصاری کے قصے کو طبرانی نے روایت کیا ہے زید بن ثابت کے قصے کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہی معاذ بن جبل کے قصے کو طبرانی اور ابوبکر رویانی روایت کئے ہین بریدہ کے قصے کو بیہقی نے دلایل مین روایت کیا ہی عمر کے قصے کو دارمی اور طبرانی اور ابونعیم اور بیہقی دلایل مین روایت کئے ہین لیکن عمر کے قصہ مین یہہ مذکور ہی کہ شیطان آپسے شرط کیا تھا کہ تم کشتی کرکے مجھے گراوگے تو مین تمکو ایک آیت سکھاونگا جس کے پڑھنے سے شیطان گھر مین نہ آویگا عمر جب اسکو پچھاڑے تو یہہ آیت سکھایا ابن ابی حاتم وغیرہ ابن عباس سے روایت کئے ہین کہ بنی اسرائیل موسی علیہ السلام سے پوچھا ای موسی تیرا رب بھی سوتا بھی ہے موسی انکو غصہ کئے اور کہے اللہ سے ڈرا کرو تب اللہ تعالی موسی کو ندا کرکے کہا اے موسی تجھے پوچھتے مین تیرا رب سوتا ہی یا نہین تو اپنے دونون ہاتون مین دو شیشے لیکے تمام شب کھڑا ہو موسی وہین کھڑے ہوئے ثلث شب جب ہوئی موسی اونگھ کر گرگون پر گرگئے پھر ہشیار ہوکے شیشون کو مضبوط پکڑے پچھلی شب کو موسی اونگھے شیشے ہاتھ سے گرکے پھوٹ گئے اللہ تعالی موسی علیہ السلام کو فرمایا ای موسی اگر مین سوتا رہتا تو آسمان وزمین گرکے پھوٹ جاتے جیسے یہ شیشے پھوٹے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ زبردستی نہین دین مین یعنی زبردستی سے دین مین داخل کرنا نہین پہنچتا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ پیش از اسلام انصار کی عورتون سے جس کا بچا نہین جیتا تو وہ نذر کرتی اگر میرا بچہ جیتا جاگتا رہیگا تو اسکو یہودی کرونگی اس لئے انصار کے بہت بچے یہودیون کے پاس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کو جب شہر بدر کئے

انصار کہنے لگے ہم اپنی اولاد کو نہ چھوڑینگے تب اللہ تعالے یہہ آیت نازل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انہین تمہارے لوگ جو ہین اُنسے استمزاج کرو اگر تمکو اختیار کرین تو وے تمہارے ہین اگر یہود کو اختیار کرین تو وہ یہودی ہین اُنہون کو بھی یہود کے ساتھ جلاوطن کرنا سعید بن جبیر اور شعبی سے بھی ایسا ہی مروی ہے مجاہد سے یہہ مروی ہے کہ بنی نضیر کے قبیلے والے اوسیون کے بچون کو دودھ پلاے تھے بنی نضیر کو جب شہر بدر کئے اُن کے قرابت والے اوسیان کہے ہم بھی یہود کے ساتھ جاوینگے ہمان کے قرابت والے مسلمان اُنکو روکے اور مسلمان ہونے کیواسطے اُنپر جبر کئے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا عبد بن حمید نے عبد اللہ بن عبیدہ سے روایت کیا ہے کہ انصار سے بنی سالم بن عوف مین ایک شخص تھا ابوالحصین نام اسکو دو فرزند تھے پیش از بعثت کے دونون نصرانی ہوئے تھے ایکبار وے دونون یہودیون کے ساتھ مدینہ کو اناج بیچنے آئے باپنے انکو دیکھکے پکڑلیا اور بولا جب تک تم اسلام نہ لاؤگے مین تمکو نہ چھوڑونگا وے اسبات پر راضی نہین ہوئے تب یہہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے فرزند دوزخ مین جاوین اور مین دیکھتا رہون کیونکر ہوگا تب یہہ آیت اتری اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے لیکن اپنے عموم پر باقی نہین بلکہ خاص ہے اہل کتاب کے حق مین کہ وے جزیہ دین تو اُنکو اسلام لانے پر جبر نہین بعضے کہتے ہین ابتداء اسلام مین ہنوز جنگ کا حکم نہین ہوا تھا اُسوقت یہہ آیت نازل ہوئی تھی کہ اسلام لانے پر جبر نہین جب آیت سیف نازل ہوئی اُس سے یہہ حکم منسوخ ہوا یہہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ کھل چکی ہے سیدھی راہ گمراہی سے یعنی ایمان اور کفر مین فرق روشن دلیلون سے ظاہر ہوا ایمان لے آنا سیدھی راہ ہے اس سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے کفر اختیار کرنا گمراہی ہے شقاوت سرمدی کو پہنچاتا ہے سو دلیلون سے ثابت ہوا عقلمند پر جب یہہ بات کھل گئی تو ایمان کی طرف جلدی کریگا تا اُسکو سعادت اور نجات ملے کفر سے بھاگیگا تا شقاوت سے بچے جب امر ایسا ہو تو ایمان لانے کیواسطے جبر کرنا ضرور نہین فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ اب جو کوئی منکر ہو طاغوت سے یعنے شیطان سے بعضے کہتے ہین طاغوت سے ساحر اور کاہن مراد ہے بعضے کہتے ہین اُس سے بت وغیرہ کہ جن کو اللہ کے سوا پرستش کیا کرتے ہین مراد ہے وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ اور ایمان لاوے اللہ پر یعنے اللہ کو اپنا رب اور معبود سمجھے اور اُسکے پیغمبرون کی تصدیق کرے فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا مقرر اُس نے پکڑی گرہ مضبوط جو ٹوٹنے کی نہین

ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ عروہ وثقی لا الہ الا اللہ ہے ابن ابی شیبہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ وہ قرآن ہو اور مجاہد کہتا ہو کہ وہ ایمان ہو حاصل مطلب یہہ ہو کہ دین اسلام کو محکم پکڑنا گویا مضبوط زنجیر کو پکڑنا ہے کہ جسکا ٹوٹنا ممکن نہین یہان تک کہ بہشت مین داخل ہووے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ سنتا ہو جانتا اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اللہ معین و مددگار ہے ایمان والون کا نکالتا ہو انکو اندھیرون سے اجالے مین کفر کو ظلمات سے تعبیر کیا اور ایمان کو نور سے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ الذین آمنوا سے ایک قوم مراد تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام سے منکر تھی بعد وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ اور وے جو منکر ہین مددگار انکے شیطان ہین مقاتل نے کہا ہے طاغوت سے کعب بن الاشرف اور حیی بن اخطب اور دوسرے گمراہی کے سردار مراد ہین طاغوت کے لفظ کا استعمال مذکر اور مونث واحد اور جمع سب پر آتا ہو اس جگہ اسکو جمع مین استعمال کیا يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ نکالتے ہین انکو اجالے سے اندھیرون مین یعنے ہدایت سے گمراہی کی طرف بُلاتے ہین طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ یہہ آیت چند لوگون کے حق مین نازل ہوئی جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ کے منکر ہوئے بعضے کہتے ہین دو نون آیتین اپنے عموم پر ہین اُن سے مخصوص کوئی قوم مراد نہین اور بعضے کہتے ہین جو لوگ اسلام لاکے مرتد ہوئے تھے انکی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجئے ایمان سے نکالنا حقیقت مین اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہو مگر طاغوت سبب بڑے تھے اس لئے نکالنے کی نسبت طاغوت کی طرف کیا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وے ہین یعنی طاغوت اور کفار دوزخ والے وے اُس مین یعنے دوزخ مین سدا رہینگے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ کیا تو نے نہین دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر اسواسطے کہ دی اللہ نے اُسکو سلطنت یعنی اللہ تعالیٰ نے اُسکو جو سلطنت دی تھی وہ سلطنت کے غرور پر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مین جھگڑنے لگا اللہ تعالیٰ نے الم تر فرمایا اُسسے مراد الم تعلم ہے یعنی کیا تو نہین جانتا اس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بمنزلہ معاینہ کے تھا اسواسطے الم تر کے لفظ سے تعبیر کیا اُس بادشاہ کا نام نمرود تھا تاج پہننے کا اختراع اول

ع ۳۶

اُسی نے نکالا اور زمین پر جبر و ظلم کی بنا ڈالی اور دعوی خدائی کا کیا اور ایک عمارت بلند تیار کر کے آسمان والوں سے جنگ کرنا چاہا اس عمارت کا احوال انشاء اللہ سورۂ غافر میں مذکور ہوگا ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ تمام روئے زمین کے مالک چار شخص ہوئے دو مومن تھے ایک سلیمان بن داؤد دوسرے ذوالقرنین علیہ السلام اور دو کافر ایک بخت نصر دوسرا نمرود بن کنعان اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے یہ سخن ہا جواب ہے نمرود کا نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تیرا رب کون ہے ابراہیم اُسکو یہہ جواب دیئے قَالَ نمرود بولا اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ میں ہوں جلاتا اور مارتا اکثر مفسرین کا یہہ قول ہے کہ نمرود نے دو شخص کو بلوایا ایک کو گھایل کیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اس گھایل نے قتل نہ کرنے کو حیات نام رکھا ابراہیم علیہ السلام دیکھے کہ اُسکو عقل سے بہرہ نہیں ترک قتل کو حیات سمجھا ہے اِس لئے اس دلیل کو چھوڑ کے دوسری دلیل کی طرف نقل کئے قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ کہا ابراہیم نے مقرر اللہ تو نکالتا ہے سورج کو مشرق سے پھر تو اُسکو نکال مغرب سے فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ تب حیران رہ گیا وہ منکر یعنے نمرود کو کچھ نہ سدھری اور کچھ جواب کہہ نہ سکا سمجھا کہ اپنے سے یہہ کام نہو گا بعضے کہتے ہین نمرود کے اور ابراہیم کے درمیان یہہ جھگڑا جو ہوا ابراہیم علیہ السلام کو آتش مین ڈالنے کے بعد ہوا تھا عبدالرزاق اور ابن جریر وغیرہ زید بن اسلم سے روایت کئے ہین کہ نمرود کے وقت مین ایکبارگی قحط پڑا لوگ نمرود کے یہان جاتے اُسنے پوچھا تمھارا رب کون ہے جو کہتا تو ہو اُسکو اناج دیتا ابراہیم علیہ السلام بھی اسکے یہاں گئے نمرود نے کہا تیرا رب کون ہے ابراہیم فرمائے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے نمرود بولا مین بھی جلاتا ہون اور مارتا ہون تب ابراہیم کہے اللہ سورج کو پورب سے نکالتا ہے تو اسکو پچھم سے نکال نمرود بند پڑا اور ابراہیم کو اناج نہ دیکے نکال دیا ابراہیم نے اپنے گھر کی راہ لی ایک بالو کے ٹیلے پر آپکا گذر ہوا بولے مین یہانکی بالو لیجاؤن تو گھر کے لوگ دیکھ کے خوش ہو جائینگے لیجانے وے اُسکو اناج سمجھکے خوش ہوینگے غرض بالو کا موٹھا باندھکے لائے اور اسباب کر کے سو گئے انکی بی بی جب اسباب کھولی دیکھتی کیا ہے کہ اس مین ایسا بہتر اناج ہے کہ کوئی نہ دیکھا ہوگا کھانا تیار کر کے ابراہیم کے پاس لئے آئی ابراہیم کو تو معلوم تھا کہ اپنے یہان کھانا نہ تھا پوچھے یہہ کہاں سے آیا۔

بی بی بولی تم جو اناج لائے تھے اُس سے بکائی ہون ابراہیم جانے کہ اس رزق کو اللہ بھیجا ہو اُسکا شکر کئے بعد اللہ تعالی نے نمرود کے پاس ایک فرشتہ کو یہہ پیغام دیکے بھیجا اگر تو میرے پر ایمان لائیگا تجھکو تیری سلطنت پر باقی رکھونگا نمرود بولا کیا میرے سوا کوئی دوسرا بھی خدا ہے دوسری بار بھی فرشتہ آکے بولا تب بھی وہی جواب دیا تیسرے مرتبہ بھی فرشتے آکے کہا اس دفعہ بھی وہی جواب دیا تب فرشتہ بولا تین دن کی تجھکو مہلت ہو امین تو اپنا لشکر جمع کر یہہ جبار اپنی فوج جمع کرکے نکلا اللہ تعالی فرشتہ کو حکم کیا کہ اُسکے لشکر پر مچھر وں کو مسلط کر فرشتہ نے مچھروں کا دروازہ اُن پر کھولدیا اس کثرت سے مچھر نکلے کہ آفتاب چھپ گیا اور مچھر فوج والوں کے بدن کی چربی کھاگئے اور اُنکی خون پی گئے ہڈیوں کے سوائے کچھ باقی نرہا نمرود کو کچھ نہ کئے مگر اُسکی ناک مین ایک مچھر گھسکے چار سو برس تک ایذا دیتا رہا نمرود کا حال یہہ تھا کہ گرزون سے اُسکے سر پر مارا کرتے اور جو شخص دونون ہاتھ ملاکے زور سے مارتا اُس سے نمرود بہت خوش ہوتا چار سو برس تک اُسنے جو سلطنت کی تھی اللہ تعالی نے چار سو برس تک اُسکو عذاب مین گرفتار کیا آخر مرگیا مقاتل نے کہا ہو کہ ابراہیم بتو کو جب تیسرے نمرود نے آپکے قید کیا بعد آتش مین جلانے کے لئے انکو بلوایا اور پوچھا تیرا رب کون ہو تب وہ مباحثہ ہو وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ راہ نہین بتاتا بے انصافون کو اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ یا جیسے وہ شخص کہ ۲۵ ع ۳
گذرا ایک شہر پر اس آیت کا عطف پہلی آیت پر ہو معنی یون ہو کیا تو نے نہین دیکھا اُسکو جو جھگڑا ابراہیم سے یا نہین دیکھا مثل اُسکے جو گذرا کون شخص یہہ جو گذرا اُسمین اختلاف ہو مجاہد نے کہا وہ ایک کافر تھا بعث کا منکر یہہ قول اگرچہ سابق کے جملے کے دیکھتے مناسب ہو کیونکہ پہلی آیت مین جو دعوی اُلوہیت کا کرتا تھا اُسکو ذکر کیا اب جو قدرت کا منکر تھا اسکا احوال کہا لیکن مابعد کے جملون کے دیکھتے دُرست نہین ہوتا کیونکہ اللہ تعالی نے اُسکو خطاب کرکے فرمایا کم لَبِثْتَ کافر سے اللہ مخاطب نہین ہوتا اور فرمایا لِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ایسا لفظ انبیا علیہم السلام کے شانین مستعمل ہوا کرتا ہو کافرون کے حال مین نہین آتا وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ شخص ارمیا بن خلقیا ہو ہارون علیہ السلام کے سبط مین خضر اُسکا لقب ہو اکثر مفسرین کہتے ہین وہ عزیر بن شرحیا ہے یہی قول قتادہ اور عکرمہ اور ضحاک اور سدی کا ہی حاکم علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے اور اسحق بن بشر نے

عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین کہ وہ شخص عزیر ہے قریہ سے مراد بیت المقدس ہے اُسکو بخت نصر نے جب ویران کر دیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا اور اپنے لشکر کو حکم کیا ہر ایک آدمی ایک ڈھال بھر کے مٹی بیت المقدس مین ڈالے تا وہ بھر جاے بعضے کہتے ہین قریہ وہ جو وہان سے ہزار ہا لوگ موت کے اندیشے بھاگے تھے اور بعضے قریے کا نام دیر سابار ابا دکہتے ہین جو فارس کے پاس ایک موضع ہے اور بعضے سلما باد کہتے ہین جو حد اکے نواحی مین قریہ ہے اور بعضے دیر ہرقل کہتے ہین جو عسکر مکرم اور بصرے کے درمیان ہے اور بعضے قریۃ العنب کہتے جو بیت المقدس سے دو کوس پر تھا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا اور وہ گر پڑا تھا اپنے چھتون پر یعنے سقف اول گر گئی پھر اُنپر دیوارین گرین قَالَ بولا وہ گذرنے والا اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا کہان جلاوے گا اسکو اللہ مرگئے پیچھے جلا دینے سے مراد اس قریہ کو آباد کرنا ہے اور موت سے مُراد ویرانی ہو گذرا سو شخص اگر کافر تھا تو یہہ جو کہا اللہ تعالی کی قدرت سے منکر ہو کے کہا اگر مومن تھا تو انکار کی راہ سے نہین کہا بلکہ عادت جو جاری ہے اُسکے نظر کرتے کہا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ پھر مار رکھا اُس شخص کو اللہ نے سو برس ثُمَّ بَعَثَهٗ پیچھے پھر اُٹھایا اسکو قَالَ کہا یعنی اللہ یا فرشتہ كَمْ لَبِثْتَ کتنی دیر تو رہا قَالَ بولا وہ شخص لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ مین رہا ایکدن یا دن سے کچھ کم قَالَ بولا یعنے اللہ یا فرشتہ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ بلکہ تو رہا سو برس فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا سڑ نہین گیا وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ اور دیکھ اپنے گدھے کو یعنے اسکا کیا حال ہو وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ اور تجھکو ہم نمونہ کیا چاہین لوگون کے واسطے یہہ جملہ معطوف ہو ایک محذوف جملے پر تقدیر یون ہو ہم ایسا اسواسطے کئے تا تجھکو معلوم کراوین اور تجھکو لوگون کے لئے آیت کرین یعنے دلالت ہو اُٹھانے پر موت کے بعد بعضے کہتے ہین آیت یہہ ہو کہ وہ جوان تھا ڈاڑھی سیاہ اُسکے بچے پوترے بوڑھے سفید بال والے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہین مرنے کے وقت عزیر کی عمر چالیس برس کی تھی اسیصورت وہ مُیت پر اللہ تعالی نے اکو زندہ کیا وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا اور دیکھ ہڈیان کسطرح اُبھارتے ہین پھر اُن پر پہناتے ہین گوشت اِس آیت مین تقدیم و تاخیر ہے اس کی تقدیر یون ہے وانظر الی عظامک

وانظر الی العظام کیف ننشزہا ونجعلک آیۃ للناس اکثر مفسرین کہتے ہین یہان ہاڑون کو دیکھنا جو فرمایا اس سے گدھے کے ہاڑ مراد ہین گدھا مرکے اُسکے ہاڑ بھی باقی نہین تھے بعضے کہتے ہین گدھا زندہ تھا اُسکو جسطرح باندہا تھا اُسی حالت کھڑا ہوا تھا ہاڑ سے اُسی شخص کی ہڈیان مراد ہین اللہ تعالیٰ نے اوّل اُسکے آنکھ کو زندہ کیا بعد اُسکے سر کو اور تمام جسد اُسکا میّت ہی تھا بعد زندہ ہوا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ پھر جب اس شخص پر یہ ظاہر ہوا اپنے شہر آباد ہونیکا وہ اچنبا جو کیا تھا اُسکو معاینہ کرچکا قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بولا مین جانتا ہون کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے معلوم کیجیے کہ اللہ صاحب نے اس قصہ کو ثمن مجملاً ذکر کیا اسکی تفصیل یہہ ہے کہ عزیر کرکے ایک مرد تھا بہت نیک بخت بڑا دانا اپنی زمین کو دیکھنے نکلا دوپہر کو ایک ویران قریے مین پہنچا حرارت سخت ہوئی گدھے پر سے اُترکے اُس ویرانے مین گیا اور کسی سایہ کے تلے جا بیٹھا توشہ دان مین انجیر انگور رکھا تھا نکالکے ایک کاسہ مین انگور کا شیرہ نچوڑا روٹی کے سوکھے ٹکڑون کو نکالکے نرم ہونے کو شیرے مین ڈالا اور آپ چت لیٹھکے دونون پیر دیوار پر لگاکے گھر دیکھنے چھت کو دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ گھر کے سقف ٹوٹے اور دیوارین گری ہین آدمی زاد ہلاک ہوگئے اُن کے بوسیدہ ہاڑ پڑے ہین عزیر بولا اب اُنکو اللہ تعالیٰ کیونکر جلاویگا اللہ کے جلانے مین اُسنے شک کیا لیکن اچنبھے کی راہ سے بولا اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم کیا کہ اُسکی روح قبض کر پھر سو برس تک اُسکو مار رکھا اور اس سو برس کے اندر بنی اسرائیل مین بہت سے حادثے گذرے جب سو برس پورے ہوئے اللہ تعالےٰ نے عزیر کے پاس فرشتے کو بھیجا فرشتہ آکے اوّل اُسکے دل کو بنایا تا وہ سمجھے پھر آنکھ پیدا کیا تا دیکھے کہ اللہ تعالیٰ مردون کو کیسا زندہ کرتا ہے بعد اُسکے تمام بدن کو مترتب کیا اور ہاڑون پر گوشت پوست پہنایا بعد اُس مین دم پھرایہہ معاملہ جو اُسکے ساتھ ہوا عزیر نے اُسکو دیکھا اور سمجھا اور اُٹھ بیٹھا تب فرشتے نے پوچھا تو کتنی دیر رہا عزیر دوپہر کے وقت سو گیا تھا اب دیکھتا ہے تو دن آخر ہونے پر ہے لیکن ہنوز آفتاب غروب نہین ہوا ہے شبہہ سے بولا مین ایکدن رہا ہونگا یا اُس سے کم فرشتہ بولا تو اپنا کھانا پینا دیکھ دیکھا تو انگور کے دو شاب مین روٹی وہ نہین ہے انگور انجیر تازے ہین کوئی چیز سڑی نہین شاید کہ اُسکے دلمین کچھ شک ہوا تب فرشتہ بولا میری بات مین تو شک کیا کرتا ہے اپنے

گدھے کو دیکھ عزیر نے دیکھا گدھے کے بوسیدہ ہاڑ پڑے ہین فرشتہ نے گدھے کے ہاڑون کو پکارا یہ اگندہ ہوکے جو پڑے تھے جواب دیکے جمع ہوئے فرشتہ اُن ہاڑونکو ترکیب دیکے اُس پر رگان پے باندھا پھر اُنپر گوشت پہنایا اور اُسپر پوست مڑھا بال لگایا بعد اُس مین دم بھرا گدھا سر جھٹکے کھڑا ہوا آسمان کی طرف دیکھ کے پکارا جب عزیر نے یہہ تماشا دیکھا بولا اللہ سب چیز پر قادر ہے اور گدھے پر سوار ہوکے اپنی محلہ کی طرف آیا دیکھا تو پہچانت کا نہ کوئی آدمی نظر آیا اور نہ کوئی گھر جب اپنے گھر کو آیا تو وہان ایک سو بیس برس کی ایک بڈھیا اندھی لنج بیٹھی ہے وہ عزیر کی باندی تھی عزیر جاتے وقت بیس برس کی تھی عزیر کو خوب پہچانتی تھی عزیر نے اُس سے پوچھا کیا یہہ عزیر کا گھر ہے کہی ہان اور عزیر کا نام سُنکے روئی اور بولی تمام لوگ عزیر کو بھول گئے اب عزیر کا کوئی نام بھی نہین لیتا بولا مین عزیر ہون بولی عزیر گم ہوکے سو برس گذر چکے اُنکا کچھ پتا نہ لگا تب عزیر اپنا سارا ماجرا بیان کئے بولی عزیر کی دعا مقبول ہوتی تھی اُنکی دعا سے بیمار چنگے ہوتے تھے تم عزیر ہو تو دعا مانگو کہ میری بصارت آجاوے آنکھ سے دیکھکے عزیر کو پہچانونگی عزیز اُسکے آنکھ پر ہاتھ پھیرا کے دعا کئے آنکھین اچھی ہوین ہاتھ پکڑکے کہے اللہ کے حکم سے اُٹھ درست ہوکے اُٹھ کھڑی ہوئی اور دیکھ کے کہی سچ تم عزیر ہو بنی اسرائیل کے محلہ مین گئی عزیر کا فرزند ایک سو اٹھارہ برس کا تھا اور عزیر کے پوتے تمام بوڈھے تھے اُنسی کہی عزیر آئے ہین سب اُسکو جھٹلانے لگے بولی مین تمھاری باندھی فلانی ہون عزیر کے دعا کرنے سے مین صحت پائی ہون اللہ نے عزیر کو سو برس مارچھوڑکے پھر جلایا ہے تب تمام دیکھنے کو دوڑے آئے عزیر کا فرزند بولا میرے باپکے شانون کے بیچ ایک خال تھا دیکھا تو خال ہے سمجھے سچ عزیر ہے بنی اسرائیل کہنے لگے بخت نصر نے تورات کے نسخونکو جلا دیا آپ لوگون کو اُسکی کچھ کچھ آیتین یاد ہین اور ہم سنتے تھے کہ اُسوقت سوائے عزیر کے کسی کو توریت ازبر یاد نہین تھی تم توریت لکھ دو عزیر کا والد سرداب خانے مین بخت نصر کے وقت توریت کو دفن کیا تھا عزیر کے سوای کسی کو معلوم نتھا بنی اسرائیل کو لیجاکے کھود کر توریت نکالا سیاہی اُکھڑ گئی تھی کاغذ گل گئے تھے عزیز ایک درخت کے سایہ مین بیٹھے توریت نئے سر سے لکھتے ہین کہ یکبارگی بنی اسرائیل گھیرے ہوئے تھے یکایک آسمان پر سے دو شہاب اُترکے عزیر کے پیٹ مین گئے توریت تمام

انکو از بر ہو گئی توریت لکھ دئے اُنہین باتون کے لئے یہود عزیر کو ابن اللہ کہتے ہین وے یہہ توریت لکھا کرتے
یہ خرقیل مین واقع ہوا اُس قصے کو اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس اور کعب الاحبار اور حسن بصری
اور وہب بن منبہ سے بطرق متعدد روایت کیئے ہین مگر بعضے روایتون مین اقتصار سے اور بعضون مین
بتفصیل مذکور ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی یاد کرای محمد جب کہا ابراہیم
نے ای رب مجھکو بتا کیسا تو جلاویگا مردے کو اُس سوال کے سبب گے ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ کتاب العظمۃ
مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیئے ہین کہ ایک روز ابراہیم علیہ السلام کا گذر کسی مردے پر
ہوا کہتے ہین کہ وہ حبشی تھا دریا کے ساحل پر پڑا ہوا دریائی جانور اور زمین کے درندے اور پرندے آتے ہین
اُسکو کھاتے ہین ابراہیم علیہ السلام یہہ دیکھ کے کہے ای رب اُسکو دریا کے جانور اور زمین کے درندے پرندے
کھا رہے ہین آیندہ یہہ بھی مرجاوینگے اور گل جائینگے البتہ تو اُنکو زندہ کریگا پر مجھے دکھاوے کہ تو کیسا زندہ کریگا
ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ ایک گدھا مرکر پڑا تھا اُسکو درندے پرندے کھا رہے تھے کاکچھ گوشت
باقی نہین تھا فقط ہاڑ تھے ابراہیم علیہ السلام کا گذر اُسپر سے ہوا تعجب سے دیکھے اور کہے ای رب مجھ کو معلوم ہے
تو اُس مردے کو اُن جانورون کے شکم سے پھر جمع کریگا پر کیسا جمع کریگا سو اب مجھے بتلا قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ
فرمایا رب نے کیا تو نے یقین نہین کیا جو مین مردونکو زندہ کرتا ہون قَالَ بولا ابراہیم بَلٰی کیون نہین ایمان
لاؤنگا وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دل کو یعنے مین نے جو یہہ مطلب کیا شک سے نہین بلکہ
اپنے تئین علم الیقین جو حاصل ہو اُسکو معاینہ کرون تا عین الیقین ہو جائیگا کیونکہ خبر معاینہ کے برابر نہین ظاہر ہے
کہ کسی چیز کو دیکھنے سے جو معرفت اور تسکین دل کو ہوتی ہے استدلال سے وہ بات حاصل نہین ہوتی وہ جو
بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نحن
احق بالشک من ابراہیم اذ قال رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی یعنی
ابراہیم کی بہ نسبت ہم شک کرنے کو احق ہین جبکہ وہ کہا رب ارنی الخ اس سے مراد یہہ ہے کہ ابراہیم
علیہ السلام کو جب معاینہ کرنیکا اشتیاق تھا تو اُس سے زیادہ اشتیاق ہوا چاہئے ہمکو کہتے ہین معنی
یون ہے ہمکو جب شک نہ ہوا تو ابراہیم کو بطریق اولی شک نہو نا چاہئے انبیا کے دلون مین شک آیا کرتا

مجھکو بھی شک آنا لازم ہوتا تم جانتے ہو میں نے تو شک نہیں کیا اب جو کہ ابراہیم بھی شک کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا جو فرمائے تواضع کی راہ سے تھا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ابراہیم سے افضل ہونیکا علم حاصل نہیں ہوا تھا قَالَ فرمایا رب نے فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ کہ تو پکڑ چار جانور اُڑاتے ابن عباس کی روایت جو سابق میں گذری اس میں مذکور ہے کہ وے جانور ایک بطخ ایک شترمرغ کا چوزہ ایک مرغ ایک مور ابن عباس کی بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ وے چار پرندے کلنگ اور مور اور مرغ اور کبوتر تھے مجاہد سے منقول ہے کہ وے مرغ اور مور اور کوا اور کبوتر تھے فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ پھر اپنے پاس اُنکو رکھ چھوڑ اس لفظ میں دو قرأت ہیں ابو جعفر اور حمزہ کی قرأت میں فصرہن صاد کے کسرے سے ہے تب اُسکا معنی یوں ہوگا اُنکو قطع کر اور اعضا جُدا کر دوسرے قاریان صاد کے ضم سے پڑھے ہیں اُسکا معنی یہ ہے اُنکو اپنی طرف لے یعنی اُنکو اپنے پاس جمع کرکے رکھ اس صورت پر یہاں تقدیر یوں ہوگی اُن جانوروں کو اپنے پاس رکھ چھوڑ پھر اُنکو کاٹ کے ٹکڑے کر ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر ڈال ہر پہاڑ پر اُنکا ایک ایک ٹکڑا پرندوں کے ٹکڑوں میں اور پہاڑوں کی تعداد میں اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امر کیا ہر ایک جانور کے چار ٹکڑے کرکے اُنکو چار پہاڑ پر ڈالنا ہر ایک پہاڑ پر ایک ایک جانور کا ٹکڑا سدی اور ابن جریج کہتے ہیں ہر جانور کے سات ٹکڑے کئے اور سات پہاڑ پر ڈالے اور اُنکے سر اپنے پاس رکھے ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا پھر اُنکو بُلاوینگے تیرے پاس دوڑتے یعنے پاؤں پر چلکے آوینگے یہہ فرمایا کیونکہ اگر اڑکر آوین تو مظنہ ہے کہ دوسرے جانور ہوا میں بھی اور ابن المنذر حسن بصری سے جو روایت کیے ہیں اُن دونوں کی روایت کا حاصل یہہ ہے کہ ابراہیم نے اُن جانوروں کو ذبح کئے اور اُن کے پر اُکھیڑ دئے اور اُن کے سر اور پاؤں اور چھوٹے جدا کرکے سب ملا دئے اُسکے چار حصے کرکے چار پہاڑ پر ڈالے اور اب اُنکو پکارے کہ اے ٹوٹے ہوئے ہاڑ اور جدے ہوئے گوشت اور کٹی ہوئی رگیں اللہ کے حکم سے جمع ہو جاؤ اللہ تمھیں دم بھر تا ہی بجد اُسکے خون اور ہاڑ اور پر اور گوشت اُڑنے لگے ہاڑ سے ہاڑ اور پر سے پر اور گوشت سے گوشت ملنے لگا ہر جانور کا جز اپنے جز سے ملا ذبح کرنیکے قبل جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے اور سب دوڑکے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

اور جان لے اللہ زبردست ہے حکمت والا یعنے سب پر غالب ہے کسی بات سے عاجز نہین جو چاہے سو کرے
کوئی کام بے حکمت نہین کرتا مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ ع
أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ مثال اُنکی جو خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی
راہ مین جیسے ایک دانہ اُس سے اُگین سات خوشے ہر خوشے مین سو سو دانے اس کلام کی تقدیر یہہ ہے
مثال اُنکی جو فی سبیل اللہ مال خرچ کرتے ہین ایک زراعت کرنے والے کی مانند ہو اور مثال اُن کے
مال کی ایک دانے کی مانند ہو جو اسکو بوتا ہو اُس کا جھاڑ اُگتا ہو اُسکو سات خوشے نکلتے ہین ہر خوشے مین سو دانے
رہتے ہین سو ایک درہم مثلاً خرچ کیا تو سات سو درہم کا ثواب ملتا ہو سات خوشے اُگنے سے یہہ مراد ہے
کہ دانے سے ایک جھاڑ اُگتا ہو اس مین سے سات شاخ نکلتے ہین ہر شاخ کو ایک خوشہ لگتا ہو ہر خوشہ مین سو دانے
ہوا کرتے ہین اگر کوئی کہے کہ یہہ تمثیل صحیح نہو گی کیونکہ ایک خوشے مین سو دانے نہین رہتے جواب یہہ ہے اگرچہ
گیہون کے خوشہ مین سو دانے نہ ہین لیکن دوسرے قسم کے اناج مین سو دانے رہتے ہین جیسے کنگنی جوار وغیرہ اور
ممکن ہے کہ کسی سرد سیر زمین مین گیہون کے خوشے مین بھی سو دانہ ہون اگر نہو تو بھی کچھ خلل نہین کیونکہ غرض اس
تمثیل کے لئے سب چیزین موجود ہونا ضرور نہین اُگانے والا حقیقت مین اللہ تعالی ہو لیکن یہان اُگانیکی
نسبت جو جہہ کی طرف کیا سو مجازاً ہو دانہ اُگانیکا سبب پڑا تھا اس لئے نسبت اُسکی طرف کیا اور فی
سبیل اللہ سے جہاد مراد ہے ظاہر لفظ اُسی پر دلالت کرتا ہو کیونکہ عرف مین فی سبیل اللہ سے جہاد مراد
ہوا کرتا ہو بعضے کہتے ہین تمام قسم کی نیکیان مراد ہین اس مین واجب اور تطوع سب داخل ہو ویسے امام
احمد اور طبرانی اوسط مین اور بیہقی سنن مین بریدہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اوسط مین انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حج مین پیسا خرچ کرنا فی سبیل اللہ یعنی جہاد
مین پیسا خرچ کرنیکی مثل ہو ایک درہم سے سات سو درہم کا ثواب ہوتا ہو ابن ابی حاتم نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین ایسا روایت کیا ہو کہ پیسا خرچ کرنا حج مین اور جہاد مین دونون برابر
ہین ایک درہم کو سات سو کیونکہ حج بھی فی سبیل اللہ مین داخل ہو وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ اللہ بڑھاتا ہے
جسکو چاہے اس جملہ کے دو معنے ہین ایک یون ہے یہہ بڑھوتی ایک کو سات سو کرنا جسکے واسطے اللہ چاہتا ہے

کرتا ہے دوسری معنی یون ہے اللہ تعالی اس سات سو پر بڑھوتی کرتا ہی جسکے واسطے چاہتا ہی ایک کو سات کرتا ہی سات کے ستر اسکے سات سو اور اس پر بھی بڑھوتی ہوتی ہے یہہ بڑھوتی اسی خالق کو معلوم ہے ابن ماجہ نے عمران بن حصین اور علی بن ابی طالب اور ابی الدرداء اور ابی ہریرہ اور ابی امامہ اور عبداللہ بن عمرو اور جابر رضی اللہ علیہم سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی کچھ خرچ فی سبیل اللہ یعنے جہاد کیواسطے دیوے اور آپ گھر مین رہے تو اس کو ہر ایک درہم کی عوض سات سو درہم ہین اور جو اپنی ذات سے راہ خدا مین جنگ کو نکلے اور اس بات مین مال خرچ کرے تو ہر ایک درہم کو سات سو ہزار درہم ہین بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت پڑھے واللہ یضاعف لمن یشاء عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی طریق کو ابن حاتم نے بھی روایت کیا ہی امام احمد اور مسلم اور نسائی اور حاکم اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ ایک شخص ایک ناقہ جسکو مہار باندھی ہوئی تھی فی سبیل اللہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجھکو اسکے بدل قیامت کے دن سات سو ناقے مہار باندھے ہوئے ملینگے امام احمد ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین خزیم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو فی سبیل اللہ کچھ مال دیویگا تو اسکے لئے سات سو ضعف لکھا جاویگا ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے اور حاکم اسکی تصحیح کیا ہی طبرانی کبیر مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو راہ خدا مین جہاد کیواسطے نکل کے اللہ کا بہت ذکر کرے تو اسکو طوبی یعنی خوشی کیواسطے ہر ایک کلمہ کو اسکے ستر ہزار حسنہ اسکے ہر حسنہ کو دس ضعف ہین اسکے سات اسکے لئے اللہ کے پاس زیادتی ہے کہے یا رسول اللہ خرچ کو دین تب کیا ہے فرمائے یہہ بھی اسی مقدار مین ہے عبدالرحمن نے کہا مین نے معاذ کو کہا لفقہ تو سات سو ضعف ہوتا ہی معاذ کہے تو کم فہم ہے یہہ سات سو ضعف اسوقت ہی کہ نفقہ دینے والا اپنے گھر مین رہے جہاد نکرے جب جہاد کرے اور مال خرچ کرے تو اسکے لئے اللہ تعالی اپنی رحمت کے خزانون مین اتنا ثواب چھپا رکھتا ہے کہ بندون کو اسکی خبر نہین دے اللہ تعالی کی جماعت ہین اللہ کی جماعت وہی غالب ہی اسکی سند مین ایک راوی ہے کہ اسکا نام معلوم نہین ابن حبان اپنی صحیح مین اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین

کہ جب آیت مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ الآیہ کی نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ میری امت کیلئے زیادہ کر تب یہہ آیت نازل ہوئی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ اللہ کشایش والا ہی سب جانتا واسع ہی یعنی اللہ بڑا غنی ہی کچھ دیا تو اپنی کشایش پر نظر کرکے دیتا ہی یا اللہ تعالی جزا دینے اور احسان وفضل کرنے پر بڑی کشادہ قدرت رکھتا ہی

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جو لوگ خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین یعنی اسکی اطاعت مین کلبی نے کہا کہ یہہ آیت عثمان بن عفان اور عبد الرحمان بن عوف کی شان مین اتری عبد الرحمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار ہزار درم صدقہ لاوے اور عرض کئے میرے پاس آٹھ ہزار درم تھے انمین سے چار ہزار مین نے اپنے لئے رکھا اور چار ہزار اپنے پروردگار کو قرض دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو نے جو لادیا اور جو رکھا ہی ان سب مین تجھے اللہ برکت دیوے اور عثمان نے غزوۂ تبوک مین مسلمانون کے لشکر کی روانگی مین ہزار اونٹ کجاوے اور پالان سمیت اور ہزار دینار نقد لادیئے عبد الرحمن بن سمرہ کہتے ہین جیش العسرت مین یعنی غزوہ تبوک مین عثمان نے ہزار دینار کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گود مین ڈالے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا اسکو اپنے ہاتھ مین پھیرتے تھے اور فرماتے تھے آج سے عثمان کچھ ہی عمل کرو اسکو ضرر نہ دیگا اور فرمائے ای رب مین عثمان سے راضی ہوا تو بھی راضی ہو ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى پھر پیچھے خرچ کے منت نہین رکھتے اور نہ ستاتے مَن کی معنی لغت مین انعام اور احسان کرنا اس جگہ اللہ کی راہ مین کسیکو کچھ دین تو اپنے دیئے ہوئے پر منت رکھنی مراد ہے مثلاً کہنا یون مجھکو اتنا دیا لوگون سے کہنا مین اسکو اتنا کچھ دیا یا اتنی بار دیا ستانا یہہ کہ مثلاً اسکو کہے تو کتنے بار مانگیگا تو ہمیشہ مانگا کرتا ہی یا آپ کچھ دیا کرکے اسکی شکایت لوگون مین کرے یا یا اسپر کچھ دست درازی کرے لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ انکو ہی انکا ثواب اپنے رب کی یہان یعنی دے جو خرچ کئے اسکا ثواب انکو آخرت مین ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور نہین ہے ڈر انپر یعنی قیامت کے دن وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وے غم کھاوین یعنی اس چیز پر جو وے دنیا مین چھوڑ گئے ہین قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى بات بھلی اور درگذرنی بہتر ہے اس خیرات سے جسکے پیچھے

ستانا ضحاک کہتا ہو قول معروف یہہ ہے کہ مانگنے والے کو میٹھی بات کرکے چلادے اُسکو یرحمک اللہ یرزقک اللہ کہے سخت بات نہ بولے بعضے کہتے ہین اُس سے نیک وعدہ کرنا مراد ہے کلبی کہتا ہے اپنے بھائی مسلمان کے لئے غائبانہ دعا مانگنا مغفرت سے مانگنے والے کے عیب ظاہر کرنا اُسنے مخفی جو سوال کیا ہو علانیہ نہ کرنا احیانا اگر اُس پر فقیر زبان درازی کرے تو اُس سے درگذر نا مراد ہے حاصل آیت کا یہہ ہے کہ فقیر کو ستا کر یا منت دھر کر خیرات دینے سے نہ دیکے اُس سے میٹھی بات کرنا بہتر ہے وَاللّٰهُ غَنِيٌّ اور اللہ بے پروا ہو یعنے اُسکو بندون کی خیرات کی احتیاج نہین محض اُنکو ثواب ملنے کے لئے امر کیا حَلِيمٌ تحمل والا یعنے اللہ بڑی بردباشت والا ہے منت دھرنے والونکو اور ستانے والونکو جلد عقوبت نہین کرتا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ ای ایمان والو منت ضایع کرو اپنی خیرات یعنی اپنی خیرات کا ثواب منت رکھکر اور ستاکر اگر کوئی کہے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہو کہ منت دھرنا اور ستانا دونون ملکے اجر کو باطل کرتے ہین اُس سے یہہ بات نکلی کہ ان دونون سے اگر ایک چیز پائی گئی تو اجر باطل نہوتا حالانکہ ایسا نہین اُسکا جواب یہہ ہے کہ منت اور اذی سے کوئی ایک نہ ہونا کر کہ پہلی آیت مین شرط کرچکا اب ان دونون سے کوئی ایک فعل کرنا صدقے کو باطل کریگا كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ جیسے وہ جو خرچ کرتا ہو اپنا مال لوگون کے دکھانیکو اُس نے یہہ کرتا ہوتا کہ لوگ سُنکے اُسکو سخی بولا کرین وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور یقین نہین رکھتا اللہ پر اور پچھلے دن اُس سے غرض یہہ کہ صدقہ خلوص نیت کے ساتھ دیوے اُس مین ریا کا دخل ہو کیونکہ ریا صدقہ کے اجر کو باطل کر دیتا ہو صدقہ مین ریا کرنا مومنون کا کام نہین منافق کا کام ہے کافر تو اپنے کفر کو علانیہ کرتا ہو اُسکو ریا نہین۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا سو مثال اُسکی یعنی ریا کار کی جیسے صاف پتھر اس پتھر پر پڑی ہو مٹی پھر اُس پر برسا زور کا مینہہ تو اُسکو رکھا پاک یعنی اُس پتھر پر کی مٹی مینہہ کے زور سے دھوئی گئی اب پتھر گرد وغیرہ سے پاک صاف ہوگیا اللہ تعالی یہہ مثال فرمایا ریا کار صدقہ دینے والا لوگونکو نظر آتا ہو کہ اُسکا عمل نیک ہو جیسے ہموار پتھر پر مٹی دکھتی ہو جب مینہہ پڑا تو مٹی بہہ جاکے پتھر صاف اپنی حالت پر آجاتا ہے اُن لوگون کا عمل بھی قیامت کے دن باطل اور مضمحل ہوجائیگا

کیونکہ وہ صدقہ خالص اللہ کیواسطے نہین تھا لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا کچھ ہاتھ نہین لگتی
انکو اپنی کمائی یعنی دنیا مین وہ جو عمل کئے تھے اُس کا کچھ ثواب نہ ملیگا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْكَافِرِينَ اور اللہ راہ نہین دیتا منکرون کو یعنی اللہ تعالی کے علم مین جسکا کفر پر مرنا مقرر ہوچکا ہے
اُسکو اللہ تعالی ہدایت نہین دیتا اس مین اشارہ اسبات پر ہے کہ صدقہ مین منت دھرنی یا ستانا
یا ریا کارنا مومنون کے اعمال سے نہین ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابن المنذر اور بیہقی شعب مین ابی سعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت مین نہ جائیگا منت
دھرنے والا اور نہ والدین کو ستانے والا اور نہ شراب ہمیشہ پینے والا اور نہ جھوٹ کو ماننے والا اور نہ
کاہن ہزار اور حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین
شخص کی طرف اللہ تعالی قیامت کے دن نظر نکریگا والدین کو ستانے والا اور شراب ہمیشہ پینے والا اور اپنے
دئیے پر منت دھرنے والا مسلم اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے مین نے سنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے قیامت کے دن اول اس شخص کے حق مین جو شہید ہوا تھا حکم کرینگے اسکو لاوینگے
پروردگار جو جو نعمتین اسکو دین تھین یاد دلائیگا وہ شخص ان نعمتون کو یاد کریگا تب اسکو پوچھیگا تو نے ان مین
کیا عمل کیا وہ کہیگا تیری راہ مین مین اتنا جنگ کیا کہ شہید ہوا فرمائیگا تو جھوٹھ بولا پر تو جنگ اسواسطے کیا کہ
لوگ تجکو شجیع کہین سو کہہ دئے پھر حکم کریگا کہ اُسکو اوندھے منہہ کھینچتے لیجا کر دوزخ مین ڈالین پھر اس شخص کو
جو علم سیکھا اور سکھایا تھا اور قرآن پڑھا لاوینگے اور جو جو نعمتین اُسکو دین تھین یاد دلاوینگے وہ اُنکو
پہچانیگا تب پوچھیگا تو اُن مین کیا عمل کیا کہیگا مین علم سیکھا اور لوگون کو سکھایا اور تیرے لئے قرآن پڑھا
فرمائیگا تو جھوٹھ بولتا ہے تو اسواسطے علم سیکھا کہ تجھکو عالم کہے قرآن پڑھا تا تجکو قاری کہے سو کہہ چکے پھر حکم کریگا
اوسکو اوندھا کھینچتے لیجاکے دوزخ مین ڈالین پھر وہ شخص جسکو اللہ تعالی کشایش دیا تھا اور قسم قسم کا مال
اسکو عطا فرمایا تھا لاوینگے اور جو جو نعمتین اسکو دین تھین یاد دلائیگا وہ انکو پہچانیگا تب پوچھیگا اُسمین تو کیا
عمل کیا کہیگا جو جو بابت مین مال کے خرچ کرنے کو تو دوست رکھتا تھا مین اُس مین اپنا مال خرچ کیا فرمائیگا تو
اتنی ہی واسطے مال خرچ کیا کہ تجکو سخی کہے وہ تو کہہ چکے پھر حکم کریگا اسکو اوندھے منہہ کھینچتے لیجاکے دوزخ مین

۲۶ وَرَدَ

ڈالین امام احمد اور بیہقی وغیرہ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سے شرک اصغر کا مجھے بڑا خوف ہی عرض کئے یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہی فرمائے ریا ہے لوگون کو اُنکے اعمال کی جزا دینے کے روز اللہ تعالی ریا کارون کو فرماویگا دنیا مین تم جسکو بتایا کرتے تھے انھین کے پاس جاؤ اور دیکھو تمکو اُنکے پاس کیا کچھ جزا ملتی ہے سند اس حدیث کی جید ہے امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی فرمایا انا اغنی الشرکا عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ و شرکہ یعنی ساجھیون مین مین بہت بے پرواہون ساجھے سے جس نے کچھ عمل کیا اور اُسمین دوسرے کو میرا ساجھی کیا تو مین اُسکو اُسکے ساجھے کے ساتھ چھوڑ دونگا پہلے جملے یعنی انا اغنی الشرکا عن الشرک کا حاصل یہ ہے دنیا مین لوگ ایک دوسرے کے جو شریک ہوتے ہین وے شرکت کے محتاج ہین اور اسی پر راضی ہین بخلاف میرے کہ مین سب سے بیپرواہون دوسرے کو میری عبادت مین ساجھی کرے تو مین اُس سے راضی نہین احمد کا لفظ یہہ ہے انا خیر الشرکا یعنی مین بہتر شریک ہون یعنی میرے شریک کے واسطے عمل جو کرتے ہین مین اُسکو قبول نہین کرتا دوسرے جملہ کا یعنی ترکتہ شرکہ سے مقصود یہہ ہے کہ اُسکو اور اُسکے عمل کو دونون کو مردود کر دونگا اور ابن ماجہ کے یہان درعوض اس لفظ کے یون ہے انا منہ بری وہو الذی اشرک یعنی مین اُس شخص سے بیزار ہون وہ عمل اُسکے لئے ہو جو اُسکے واسطے کیا غرض ریا کی مذمت مین حدیثین بہت سی آئی ہین وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ اور مثال انکی جو خرچ کرتے ہین مال اپنے اللہ کی خوشی چاہ کر وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ اور اپنے دلونکو ثابت کر کر یعنی اللہ کی راہ مین مال خرچ کرتے ہین اپنا دل قرار رکھتے ہین اسبات پر کہ اپنی جین اللہ کے یہان ثواب پاوینگا كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ جیسے ایک باغ بلندی پر اگہتا ہی جس باغ مین مینہ کے درخت ہون تو عرب اُسکو جنت کہتے ہین اور جسمین انکو کی پل ہون تو اُسکو فردوس نام رکھتے ہین اور ربوہ کہتے ہین بلند زمین کو جو پانی مین نہین دُوبتی اور پانی سے مرتفع بھی نہین رہتی باغ کو اس موقع کے باغ سے تشبیہ دیا کیونکہ جو زمین پانی کی سیل سے بلند رہے اور اُسکے درخت اطراف سے جو نشیب مین ہین پانی پیا کرین تو اُسکا پھل بہت بہتر بالیدہ ہوا کرتا ہے بعضے کہتے ہین ربوہ اُس زمین کو کہتے ہین جو ہمیشہ رہتے مینہ پڑنے سے سرسبز ہوتی ہو ایسی زمین مین

درخت بہت پھل دار ہوتے ہین اَصَابَهَا وَابِلٌ اس پر بڑا شدت کا مینہہ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ تو لایا اپنا میوہ دونا بعضے مفسرین کہتے ہین ضعفین سے دو مثل مراد ہین یعنی دوسرے باغ جتنا میوہ دیا کرتے ہین انکے دونا میوہ اسمین ہوتا ہی بعضے کہتے ہین جا پر مثل مراد ہی کو کہ جس شئی کے ساتھ اسکا مثل ہوتا ہی تو اسکو ضعف کہتے ہین جب دو ضعف کو پھر چار اتنا ابو حیان نے کہا ہی یہان تثنیہ کثرت کیواسطے ہی یعنے میوہ ضعف کے بعد ضعف ہوتا ہی یعنی اضعاف کثیر ہوتا ہی تبدیلی کی واسطے یکی کا بدل فعل ایک ہی نکی نہین بلکہ دس سے سات سو تک اس سے زیادہ ہوتی ہی فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ پھر اگر نہ پڑا اُس پر مینہہ تو اوس ہی پڑے یعنی وہ باغ بلندی پر رہنے سے ایک بار مینہہ نہو تو بھی اس پر شبنم پڑیگی اور پھل دونا دیگا شبنم کے پڑنے سے اسکا میوہ کم نہوگا طل ضعیف مینہہ اوشبنم اور تراوٹ کو کہتے ہین سابق کی آیت مین منافق کی مثال کہدیا اب اس آیت مین مومن جو عمل اللہ کے واسطے خالص کرتا ہی نفقہ اسی کی خوشی کیواسطے دیتا ہی اسکی مثال دیا یعنی اس باغ کا میوہ سب حالتون مین خواہ مینہہ قوی ہو یا ضعیف جیسا بڑھتا ہی ایسا ہی مومن مخلص کے صدقہ کو اللہ بڑھاتا ہی خواہ یہہ بہت خرچے یا کم وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور اللہ تمھارے کام دیکھتا ہی اُس پر خلوص نیت سے مال خرچ کرنے والا اور ریا اور منت اور ایذا سے خرچ کرنیوالا کوئی پوشیدہ نہین اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ بھلا خوش لگتا ہے تم مین کسی کو کہ ہووے اُسکا ایک باغ کھجور اور انگور کا اس جملہ کا علاقہ لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کے ساتھ ہے اس آیت مین استفہام نفی کے معنی مین ہے یعنے خوش نہین لگتا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہتے نیچے اُسکے ندیان باغ بن پانی کے سرسبز نہین رہتا اس لئے فرمایا کہ اُن درختون کے نیچے سے ندیان بہتی ہین اور درختون کے نیچے سے نہرین بہتا اُن کے حسن و خوبی کا سبب ہے لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ اسکو وہان یعنی اُس باغ مین حاصل ہے سب طرح کا میوہ ثمرات مین خرما اور انگور دونون داخل تھے لیکن اُنکے شرف اور منافع کے نظر کرتے کہ ہم میوہ اور ہم غذا ہین علاحدہ اُنکو ذکر کیا کھجور کے درخت سے عربون کے بہت حوائج متعلق ہین اکثر گھرون کے سقف اسی کی پیڑ اور پتون سے بناتے ہین فرش وظروف وغیرہ اسی کے پتون سے اور رسے بنتے ہین انگور جب تازی ہون تو کھانا اور پانی دونون اُس مین موجود ہین جب خشک کرکے کشمش بناتے

غذا ہوتی ہے بے مشقت اُسکو تناول کرسکتے ہین اور خرمے کی شیرینی سے طبیعت کو نفرت ہوتی انگور کی شیرینی اُسکو اعتدال بخشتی ہے گویا دونون تو ام ہین اِس لئے نخل کے ساتھ اکثر عنب مذکور ہوا ہے وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ اور اس پر بڑھاپا پڑا یعنی وہ شخص بوڑھا ہوا اُسکو کسب کے معاش پیدا کرنیکی طاقت نہین وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ اور اُسکی اولاد ہین ضعیف یعنی چھوٹے ہین کسب نہین کرسکتے یا معذور ہین فَاَصَابَهَا اِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ تب پڑا اس باغ پر بگولا جس مین آگ تھی تو وہ باغ جل گیا عین احتیاج کیوقت باغ جل جاوے بوڑھے کے نہ ہاتھ مین پیسا نہ بدن مین قوت اُسکے بچے نکمے ہین اب اسکا کیا حال ہوا اعصار گرد باد کو کہتے ہین جو شدت سے چلتا ہے اور ستون کی مانند آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اللہ تعالی منافق اور ریاکار کے عمل کی یہہ مثال دیا اور کہا کہ اونکے عمل کی مثال حسن وخوبی مین ایک باغ کی سی ہے کہ مالک اُس سے نفع پایا کرتا تھا جب اُسکی عمر دراز ہوئی اور اولاد چھوٹی لایق کمائی کے نہین ایسی احتیاج کیوقت بگولا پڑکے باغ جل گیا اور وہ شخص باغ کی آراستگی سے عاجز ہے اولاد بھی اسبات کی قابل نہین اور اُنکی عہدہ برائی کا مقدور نہین سب سے لاچار ہوکے متحیر ہین کچھ بن نہین پڑتا منافق اور ریاکار کے اعمال کو بھی اللہ تعالی قیامت کے دن باطل کردیگا اُسوقت اُنکا کوئی مددگار ومعین نرہیگا اور نہ توبہ ہے نہ اقالہ ابن المبارک زہد مین اور بخاری اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ صحابہ سے پوچھے تم کیا سمجھتے ہو کہ یہہ آیت ایود احدکم الآیہ کس مقدمہ مین اتری ہوگی صحابہ کہے اللہ دانا ترہے عمر غصہ ہوکے کہے تم جانتے ہو یا نہین صاف کہدو تب ابن عباس کہے یا امیرالمومنین میرے دل مین ایک بات آتی ہے عمر کہے یا ابن اخی تو اپنے نفس کی حقارت مت کرو وہ کیا بات ہے بول ابن عباس کہے کسی عمل کی مثال ہے عمر فرمائے کون سے عمل کی ابن عباس کہے ایک عمل کی تب عمر کہے ایک غنی شخص کی جو اللہ کی طاعت کرتا تھا بعد اللہ تعالی نے اُسکے لئے شیطان کو بھیجا وہ گنہ کے کام کرنے لگا یہان تک کہ اُسکے سب عمل جل گئے عبد اللہ بن حمید اور ابن المنذر کی روایت مین ابن عباس سے یون آیا ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک روز فرماے مین شب کو ایک آیت پڑھا اُسکے لئے تمام شب

بیدار رہا ابو واحد کم الآیہ اس آیت سے کیا ارادہ ہے بعضون نے کہا اللہ اعلم عمر فرمایا اللہ جانتا ہے سو مین بھی جانتا ہون لیکن مین اس لئے پوچھتا ہون کہ تم سے کسی کو اسبات کا علم ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سُنا ہو تو بیان کرے لوگ خاموش ہوئے اور مین آہستہ زبان ہلاتا تھا مجھے دیکھکے فرمائے یا ابن اخی تو اپنے نفس کو حقیر مت سمجھ کیا کہتا ہو سو کہدے مین بولا اُس سے عمل کا ارادہ کیا ہے عمر کہے اُس سے عمل کا ارادہ نہین کیا مین بولا میرے دل مین ایک بات آئی سو اُسکو بولا پھر تامل کرکے کہے یا ابن اخی تو سچ بولا اُس سے عمل کا ارادہ کیا آدمی جب بوڑھا ہوتا ہو اور عیال بہت ہوتے ہین ویسے وقت مین اُسکو اپنے باغ کی احتیاج بہت ہوتی ہے آدمی قیامت کے دن اپنے عمل کا بہت محتاج ہوگا اسکو عبد بن حمید نے عطا کی طریق سے یون روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک روز فرمائے کتاب اللہ مین ایک آیت ہے اُسمین کوئی میری تشفی نہین کرتا ایود احدکم الایہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے یا امیر المومنین میرے دل مین ایک بات آتی ہے عمر کہے تو اپنے نفس کی تحقیر مت کر اور کہہ ابن عباس کہے یا امیر المومنین اللہ یہہ مثال یون فرمایا کہ بھلا تم مین کسی کو خوش لگتا ہو عمر بھر کے اہل خیر اور اہل سعادت کا عمل کرے جب عمر بڑی ہوئی اور اجل نزدیک آن لگی اور ہاڑ پتلے پڑگئے یہی وقت ضرور تھا کہ خاتمہ اُسکا نیک عمل پر ہو ویسے وقت مین اہل شقاوت کا عمل کیا اور اپنے عمل کو فاسد کر دیا سو عمل کو جلا دیا ابن عباس کہے یہہ بات عمر کی دل کو لگی اُسکو پسند کئے کَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ یون سمجھاتا ہو اللہ تمکو آیتین شاید تم دھیان کرو يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ ای ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزین اپنی کمائی مین سے طیبات سے جید مال پاکیزے کسب کا مراد ہے بعضی طیب اس مال کو کہتے ہین جو وجہ حلال سے حاصل ہوتا ہو سعید بن جبیر کا یہی قول ہو اس آیت مین کسب مباح ہونے پر دلیل ہے اور یہہ بھی نکلا کہ کسب دو طور کا ہے ایک طیب دوسرا خبیث امام احمد اور ترمذی خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ مال سبز و شیرین ہے جو اُسکو اُسکے حق سے لیویگا تو اسکو اس مال مین برکت ہوگی

بسا لوگ اللہ کے اور رسول کے مال مین جیسا اپنا ہی چاہتا ہو ویسا خوض کرتے ہین انکے واسطے قیامت
کے دن کچھ نہین ہے مگر دوزخ ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے سبز و شیرین ہے یعنی خوش منظر
اور خوش مزہ ہے خوض کرتے ہین یعنے بیوجہ شرعی اُسکو حاصل کرتے ہین اور تصرف کرتے ہین بخاری
نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون ایک
زمانہ ایگا تب آدمی آپ جو لیتا ہو یعنے مال جو حاصل کرتا ہو اُسمین کچھ پروا نکریگا کہ کہان سے لیا حلال سے
یا حرام سے بخاری نے مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہین
کھایا کوئی شخص کچھ کھانا کبھی جو بہتر ہو اپنے ہاتھ سے کسبکیے ہوئے اور نبی اللہ داؤد اپنے ہاتھ کے کسب کا
کھاتے تھے بخاری تاریخ مین اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اطیب کھانا وہ ہو جو تم اپنے کسب سے کھاتے ہو اس جگہ
الفقہا سے بعضون کے نزدیک مطلق صدقہ مُراد ہے فرض ہو یا تطوع بعضے کہتے ہین اس سے زکوٰۃ فرض
مُراد ہے اور بعضے کہتے ہین صدقۂ تطوع مُراد ہے جس نے کہا مُراد زکوٰۃ فرض ہے اُسکے قول پر کسب
مین مال تجارت اور جا پائے اور سونا روپا سب داخل ہونگے یہ سب چیزین شروط کے ساتھ نصاب کو
پہنچے اور اُنپر سال گذرے تو زکوٰۃ واجب ہوگی تجارت کے اسباب پر جب سال پورا گذرا تو اُسکی قیمت
ٹھہرانا قیمت جب بیس دینار یا دو سو درہم کی ہوگئی تو ربع عشر یعنے دسوین حصہ کی چوتھائی دینا بیس
دینار کا ربع عشر آدھا دینار دو سو درم کا ربع عشر پانچ درم اُسپر بڑھوتی جو ہوتی ہے اُسمین بھی
اُسی حساب سے زکوٰۃ دینا وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ اور جو ہمنے نکالدیا تمکو زمین سے اُسمین تمام
حبوب اور پھل اور معدن اور دفینے داخل ہوتے ہین لیکن شافعی اور جمہور اس عموم کو خاص کردیے
ہین خُرمے اور انگور مین اور اُن حبوب مین جنکو قوت اور ذخیرہ کرسکتے ہین ابو حنیفہ کہتے ہین تمام
فواکہ اور بھاجیان وغیرہ مین جنکو لوگ بقصد پیدا کرتے ہین زکوٰۃ دینا واجب ہے تفصیل اس مقدمہ کی
فقہ کے کتابونمین مذکور ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ اور قصد نکرو ردی چیزون کا
کہ اُس سے خرچ کرے معلوم کیجیے جو کوئی طیب کی تفسیر جید سے کرتا ہے اُسکے پاس خبیث سے ردی چیزین مُراد ہین

اور جو طیب کی تفسیر حلال مال سے کرتا ہو اُسکے پاس خبیث سے حرام مُراد ہی بیہقی شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی بندہ کچھ مال حرام سے کمائی کرتا ہو اور اُس سے نفقہ دیتا ہو تو اُسکو اُس کمائی مین برکت نہین ہوتی اگر صدقہ دیتا ہو تو وہ اُس سے قبول نہین ہوتا اور جب اُسکو اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہو تو وہ مال دوزخ کی طرف اُسکا توشہ ہوتا ہو اللہ تعالی بدی کو بدی سے محو نہین کرتا بدی کو محو نہین کرتا مگر نیکی سے اور خبیث خبیث کو محو نہین کرتا ابن حزیمہ اور ابن حبان اور حاکم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو نے جب زکوٰۃ دی تو اپنے اوپر کا حق تو ادا کر چکا اور جو کوئی حرام مال جمع کریگا اور اس مین سے خیرات دیگا تو اُسکو کچھ اجر نہ ملیگا بلکہ اُسکو گناہ ہوگا وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ اور تم آپ وہ نہ لوگے مگر جو آنکھین موند لو یعنے کوئی تمھارا حق دینا ہو اور اُسنے درعوض اُسکے ردی مال دیا تو تم اُسکو نہ لوگے مگر یہہ کہ اغماض کر جاؤگے اغماض کی معنی لغت مین بند کرنا ہو اُس سے یہان مُسامحہ مقصود ہے اس معنی مین استعمال اسواسطے کئے کہ آدمی کی یہہ عادت ہو کہ کوئی مکروہ چیز پر نظر پڑی تو وہ نہ دِکھا کرکے اپنی آنکھ بند کر لیتا ہو گویا بُری چیز کو آنکھ موندھ کے لے لیا ابن جریر اور ابن ابی حاتم اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس سے یون روایت کئے ہین انفقوا من طیبات ما کسبتم یعنی اطیب اور نفیس مال کو اپنے صدقہ دو ولستم باخذیہ یعنی کسی کو تمھارا حق کچھ دینا ہوے اور وہ تمھارے حق سے کم قسم کا لا دیوے تو تم جید کے حساب سے نہ لینگے اُسکو کم کرینگے اس طرف اللہ نے اشارہ کیا اور کہا الا ان تغمضوا فیہ یعنے تم اپنے نفسو کے لئے جو پسند نہین کرتے اپنے رب کے لئے کیسا پسند کرتے ہو اُس کا حق تمھارے اطیب مالون مین ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم اور بیہقی سُنن مین براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ یہہ آیت ہم انصار کی جماعت کے شان مین اتری ہم لوگ خرمے کی درخت والے تھے ہمارے لوگ تھوڑا ہو یا بہت خرما لاکے دیتے کوئی ایک خوشہ لا دیتا کوئی دو خوشے پھر اُنکو مسجد مین لٹکاتے اہل صفہ کے قوت کو کچھ نہین ملا تو بھوکا شخص خرمے کے پاس آکے لکڑی سے اُسکو مارتا اُس مین کے دانے جو جھڑتے اُسکو کھاتا چند لوگ جنکو نیک کامون کی طرف

رغبت نہین تھی جس خوشے مین بھل ردی ناکارے ہین یا ٹوٹا ہوا ہے اُسکو لاکے لٹکاتے تب اللہ تعالی یہہ آیت
نازل کیا یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اور معنی ولستم باٰخذیہ آہ کی یہہ ہے کہ اگر تم سے کسی کو کوئی ہدیہ بھیجا اس قسم کا جو
اللہ کی راہ مین دیا ہو تو اُسکو نہ قبول کریگا مگر اغماض اور شرم سے برا رضی اللہ عنہ کہے یہہ آیت نازل ہوئی
بعد ہم لوگ اپنے پاس کا بہتر مال لا دیتے ترمذی اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے ہین اور حاکم نے جعفر بن محمد
صادق رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو وہ اپنے باپ سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ فطرۃ ایک صاع دینا کرکے امر فرمائے ایک شخص ردی خرما لایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو حکم کئے کہ اُسکے خرمے کو شمار نہ کرتب یہہ آیت نازل ہوئی
اُسکو عبد بن حمید نے جعفر بن محمد سے اُسنے اپنے باپ سے مرسل بھی روایت کیا ہو اور عبد بن حمید اور ابو داود
نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین
مین سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ دینے کیواسطے حکم
کئے ایک شخص چند کیلیں شیمین کے لاکر رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے سو اُسکو دیکھکے پوچھے یہہ کون
لایا ہے کہے فلانا معمول تھا کوئی شخص کچھ چیز لا دیا تو آپ سے اُسکا نام بولا کرتے سو اُس کے شان مین یہہ آیت
اُتری ولا تیمموا الخبیث الایۃ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قسم کا خرمہ صدقہ مین لینے منع کئے جعرور
اور حبیق کباس جمع کباسہ کی ہے وہ پوری شاخ کو کہتے ہین جسمین سے کچھ دانے کم ہنون اور شیص اُس
خرمے کا نام ہے جو گرمی سے پکجاتا ہو اور اُسکے اندر کی گٹھلی سخت نہین ہوتی جعرور جیم کے ضم اور عین
مہملہ کے سکون اور راے مہملہ کے ضم سے بعد واو ساکنہ بعد راے مہملہ ایک قسم ہے خرمے کی نہایت ردی
جسکے دانے چھوٹے ہی پک جاتے ہین حبیق حاء مہملہ کے ضم اور باء موحدہ کے فتح اور یا ثناۃ تحتانیہ کے سکون
آخر مین قاف ایک ردی خرمہ ہے ابن حبیق ایک شخص تھا اسکی طرف منسوب ہے ابن ابی حاتم اور ابن
مردویہ اور ضیاء مقدسی کتاب المختارۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کم قیمت اناج مول لیکے صدقہ دیتے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا

یا ایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم الایہ ان روایات سے شان نزول مین اختلاف معلوم ہوا شاید اُسکے نزول کے یہہ تمام سبب ہون وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ اور جان رکھو اللہ بے پرواہی ہے تمھارے صدقون کا محتاج نہین صدقے کا جو حکم کیا محض تمھارے نفع کے لئے حَمِیْدٌ خوبیون والا یعنی نیکی کرنے والون کو نیک کی جزا ہی دیگا اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ شیطان ڈر بتاتا ہی تمکو محتاجی کا وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ اور حکم کرتا ہے فحشا کا یعنی بخل اور زکاۃ نہ دینے کا کلبی نے کہا ہی فحشار کا لفظ قرآن مین جہان کہین آیا ہے اُس سے زنا مراد ہی مگر اس جگہ اس سے بخل کا ارادہ کیا بخل بُری چیز ہو ناسب کو معلوم ہے شیطان اُسکو خوب ہی کر کر بتا نہین سکتا مگر اس حیلے سے کہ اُسکو فقیری کا اندیشہ بتاتا ہی جب یہہ اندیشہ اُسکے دل مین مستحکم ہوا تو بخل کا اغوا دینا آسان ہوتا ہی وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلًا اور اللہ تعالی وعدے دیتا ہے اپنی بخشش کا اور فضل کا مغفرت سے گناہون کی بخشش اور فضل سے رزق و اولاد مراد ہی مغفرت سے اشارہ ہے آخرت کی شفقتون کی طرف اور فضل سے دنیا کے منافع اور احتمال ہی کہ فضل سے افزودی دونون جہان کی مُراد ہو کیونکہ خدا تعالی بندیکو جو نعمت مرحمت کرتا ہی دنیا مین ہو یا آخرت مین سب اُسی کا فضل ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم روایت کیے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اللہ تعالی کی طرف سے دو چیز ہین اور شیطان کی طرف سے دو چیز شیطان ڈر بتاتا ہی محتاجی کا اور حکم کرتا ہی بخل کا شیطان کہتا ہی تو اپنا مال مت خرچ کر جمع کر احتیاج کیوقت کام آویگا اور اللہ تعالی وعدہ کرتا ہی اپنے بخشش کا گناہون سے اور فضل یعنے رزق کا ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور بیہقی شعب مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابن آدم سے شیطان کو ایک لمہ ہے اور فرشتے کو ایک لمہ شیطان کا لمہ وعدے دینا بدی پر اور حق کی تکذیب فرشتے کا لمہ وعدے دینا نیکون پر اور تصدیق حق کی جو کوئی پائیگا یہہ یعنے لمہ فرشتے کا تو جانے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اُس پر اللہ تعالی کا شکر کرے جو کوئی پاویگا دوسرا یعنے شیطان کا لمہ تو پناہ مانگے شیطان سے بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت تلاوت کیے الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشار ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہی لمہ لام کے فتح اور میم کی تشدید سے مشتق ہے الملام سے اسکی معنی قرب اور نزدیکی یہان دلین خطرہ آنا مراد ہے وہ جو کہے اللہ کی طرف سے ہے

یعنے اُس سے اللہ تعالیٰ کا حُب اور رضا مندی مُراد ہو ملک کے لے کو تعظیماً اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیا
معلوم کیجئے اِن دونون لمون مین تمیز کرنا خواص مومنون کا کام ہے بہت لوگون کو معلوم نہین ہوتا
عارف ربانی شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرّہ کتاب عوارف المعارف مین ارشاد فرماتے
ہین خطرون کی اشتباہ کا سبب چار چیزون مین سے ایک چیز ہوگی ایک تو ضعف یقین ہے اسبات کا
کہ جو مقدر مین ہے ہوگا اور قسمت مقرر ہوچکی دوسرا نفس کی صفات و اخلاق کی معرفت کا علم نہونا
تیسرا تقویٰ کے قواعد کو ترک کرکے ہوی کی متابعت کرنا چوتھا محبت جاہ و مال کی اور اپنا مرتبہ
و منزلت لوگون کے پاس ہونا جو کوئی اُن چار وبات سے محفوظ رہیگا وہ فرشتے کے اور شیطان کے لے مین فرق
کریگا اور جو ان مین مبتلا ہوگا تو وہ نہ خواطر کو معلوم کریگا اور نہ اُنکو طلب کریگا جس کو ان چار چیزون
سے کچھ حاصل رہین اور کچھ نہ رہین تو اُسکو بعضے خطرے معلوم ہوتے ہین اور بعضے نہین معلوم ہوتے
غرض اپنے نفس کی معرفت جسقدر قوی ہوگی اُسقدر خطرون کو زیادہ تمیز کریگا لیکن نفس کی معرفت کا
حاصل ہونا بہت دشوار ہے جو کوئی زہد و تقویٰ پورا اختیار کرتا ہوا اسکو میسر ہوتی ہے سب مشایخ کا
اتفاق ہے کہ جس کا کھا پینا مال حرام سے ہوگا وہ الہام اور وسوسے مین فرق نہ کرسکیگا وَاللّٰہُ وَاسِعٌ
عَلِیْمٌ اللہ گنجایش والا ہے سب جاننے والا ہے چاہے تو تمکو غنی کردے اور تم جو خرچ کئے اُسکا بدل
دے ڈالے تمھاری نیت اور خرچ کرنے پر دانا ہے اس پر کوئی بھید پوشیدہ نہین اس مین اشارہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کسی کا کچھ عمل اگرچہ تھوڑا ہو ضایع نہ کریگا بشرطیکہ خالص اسیکے لئے ہو بخاری اور مسلم نے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بندون پر کوئی صبح
نہین آتی مگر اُس مین دو فرشتے اترتے ہین ایک فرشتہ کہتا ہے اللھم اعط منفقا خلفا یعنے یا اللہ
تیری راہ مین خرچ کرنے والے کو بدل دے دوسرا فرشتہ کہتا ہے اللھم اعط ممسکا تلفا یا اللہ جمع کر رکھنے والے
مال کا تو تلف کر یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ دیتا ہے حکمت جسکو چاہے حکمت کی معنی لغت مین
منع کرنا اور اصطلاح مین ہر شئی کی حقیقت نفس الامر مین جو ہے اسکو جاننا یہان حکمت سے قرآن کی
معرفت مراد ہے یعنی ناسخ اور منسوخ محکم و متشابہ مقدم و موخر حلال و حرام اور دوسرے احکام سب جاننا

یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے انسے اسکو ابن جریر اور ابن المنذر نے روایت کیے ہین ضحاک نے کہا حکمت سے قرآن اور اُسکا فہم کرنا مراد ہے اور کہا قرآن مین ایک سو نو آیتین ناسخ اور منسوخ کی ہین اور حلال وحرام کی ہزار آیتین ہین مومن کو چاہئے ان سبکو جانے مجاہد نے کہا حکمت سے قرآن اور علم اور فقہ مراد ہے سدی نے کہا حکمت سے نبوت مراد ہے اور بعضے کہتے ہین حکمت وہ علم نافع ہے جو آدمی کو عمل کی طرف لیجاوے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور جسکو حکمت ملی مقرر اسکو بہت خوبی ملی

نصف الستین

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ اور سمجھتے نہین مگر جن کو عقل ہے یعنے اللہ تعالیٰ جو پند دیتا ہو اُسکو وہی عقلمند لوگ کہ جنکی عقل وہم کے شائبہ سے خالص ہو اور اپنی ہوا کی طرف مایل نہو سمجھتے ہین جسنے نیک بات قبول نہ کیا اور آخرت کے سفر کا توشہ نہ کیا وہ عاقل نہین احمق ہے اگرچہ دنیا کے کامون مین بڑا عاقل ہو وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اور جو خرچ کروگے کوئی خرچ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ یا منت کروگے کوئی منت نفقے سے راہ خدا مین کچھ خرچ کرنا مراد ہے تھوڑا ہو یا بہت مخفی ہو یا علانیہ فرض ہو یا تطوع اور نذر سے وہ منت جو اپنے ذمے پر اللہ کی طاعت واجب کرلئے ہین پھر اس منت کو ادا کیے ہین فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ سو مقرر اللہ کو معلوم ہے یعنے تمہارا خرچ کرنا اور منت کرنا سب اللہ کو معلوم ہے اُسکی جزا تمکو دیگا وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ اور گنہگاروں کا کوئی مددگار نہین جو اللہ کے عذاب سے انکو بچاوے ظالمین سے مراد وے ہین جو زکاۃ نہین دیتے یا وے جو صدقون کو بیموقع دیتے ہین یا وے جو ریا وسمعہ کے لئے دیتے ہین یا وے جو مال حرام سے صدقہ دیتے ہین إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ اگر ظاہر کروگے صدقات تو وہ اچھی بات ہے صدقہ اُس مال کو کہتے ہین جو انسان اپنے مال سے قربت الٰہی کیواسطے دیا کرتا اُسکا اطلاق فرض اور نفل دونون پر ہوگا وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ اور اگر اُسکو چھپاؤ اور فقیرون کو دیدو تو وہ تمکو بہتر ہے یعنی صدقہ علانیہ دینے سے مخفی دینا بہتر ہے کیونکہ مخفی دینے مین ریا نہین ہے اخلاص پایا جاتا ہے بخاری اور مسلم اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سات شخص ہین اللہ تعالیٰ اپنے سایہ مین اُنکو جگہ دیگا اُس دن جسدن اُسکے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہین امام عادل اور جوان جو اللہ کی عبادت مین نشو ونما پایا اور ایک مرد

جو اُنکا دل مسجدون سے متعلق ہے اور دو شخص للہ دوستی رکھتے ملتے وقت وہی دوستی تھی اور بچھڑتے وقت
بھی اسی پر تھے اور ہر ایک شخص جسکو بڑے منصب اور جمال والی عورت بلوائے تو وہ نہ مانکے کہا میں اللہ سے
ڈرتا ہون اور ایک شخص کچھ صدقہ اتنا مخفی دیا کہ اسکے داہنے ہاتھ کی خبر بائیں ہاتھ کو نہوئی اور ایک شخص
اللہ کو خلوت مین یاد کیا اور اُسکی آنکھین اشک سے بھر آئین دوسری حدیث مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے مخفی صدقہ دینا رب کے غضب کو بجھا دیتا ہی اسکو طبرانی کبیر مین معاویہ بن حیدہ اور ابی امامہ سے
اور اوسط مین ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے اور بیہقی شعب مین ابی سعید خدری سے روایت کیے ہین ابی امامہ کی
سند حسن ہی امام احمد اور ترمذی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت
کرنے لگی پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑون کو پیدا کرکے اسپر ڈالا تب زمین ٹھہر گئی فرشتونکو پہاڑون کی سختی سے
اچنبھا ہوا کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز پہاڑ سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان لوہا ہی کہے
ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان آتش ہے کہے ای پروردگار
تیری مخلوقات مین کوئی چیز آتش سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان پانی ہے کہے ای پروردگار تیری مخلوقات
مین کوئی چیز پانی سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان باد ہی کہے ای پروردگار تیری مخلوقات مین کوئی چیز
باد سے بھی سخت ہی تو فرمایا ہان آدمی ہی داہنے ہاتھ سے صدقہ دیتا ہی بائین ہاتھ سے اسکو چھپاتا ہے
اکثر مفسرین کہتے ہین اس آیت مین صدقہ جو آیا اوس سے صدقہ تطوع مراد ہی اسکو مخفی دینا علانیہ دینے سے افضل
ہے زکوۃ مفروض کو علانیہ دینا افضل ہی جیسے فرض نماز جماعت کے ساتھ افضل ہی اور نفل نماز گھر مین پڑھنا
افضل ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ
صدقۂ تطوع کو مخفی دینا علانیہ دینے سے ستر ضعف فضیلت رکھتا ہی صدقہ فرض علانیہ دینا مخفی دینے سے
پچیس ضعف فضیلت رکھتا ہے وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ اور دور کرتا اللہ تمھارے کچھ گناہ کلمہ
مِن کا یہہ جو آیا ہی اسکو تبعیضیہ کہتے ہین کیونکہ فایدہ بعضیت کا دیتا ہی بعضے گناہون کو بخشتا ہی یہی بات
علما کے کلیہ کے مطابق ہی کہ نیک اعمال گناہان صغایر کا کفارہ ہوتے ہین گناہان کبایر کا کفارہ نہین مگر

ورد ربع ٢٧

توبہ یا حد کہ اس گناہ پر مقرر ہے بعضے کہتے ہین کلمہ من کا صلہ ہو تب معنی یون ہونگے دور کرتا ہی تمھارے گناہون کو وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ تمھارے کام سے واقف ہی اسمین صدقہ مخفی دینے پر ترغیب فرمایا کیونکہ اللہ پر کوئی شی مخفی نہین علانیہ صدقہ دینے سے جیسا واقف ہی مخفی کو بھی دو نہین جانتا ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ تیرے پر نہین ہی انکو راہ پر لانا اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ ہی ابو عبد بن حمید اور نسائی اور بزار اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن مین اور ضیاء مقدسی کتاب المختارہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیے ہین کہ صحابہ اپنے قرابتیون کو جو مشرک تھے کچھ دینا مکروہ جانتے تھے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیے تب یہہ آیت نازل ہوئی لیس علیک ہداہم الآیہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو رخصت دیے حاکم اس حدیث کی تصحیح کیا ہی ابن ابی حاتم کی دوسری روایت مین ابن عباس سے یون آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو فرماتے تھے کہ صدقہ مت دو مگر اہل اسلام کو جب یہہ آیت نازل ہوئی تب فرمائے کسی دین والا ہو مانگے تو اسکو دیا کرو اور ابن جریر کی ایک روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون آیا ہے کہ انصاریون کے قرابتی لوگ بنی قریظہ اور بنی نضیر مین تھے انصار انکو صدقہ نہین دیتے تاوے اسلام لاوے تب یہہ آیت نازل ہوئی لیس علیک ہداہم الآیہ سعید بن جبیر وغیرہ سے بھی اسی کے مطابق آیا ہی آیت کا حاصل معنی یون ہے تیرے ذمہ پر واجب نہین لوگون کو راہ پہ لانا اس طور سے کہ انکو صدقہ نہ دین تو صدقے کے لالچ سے وے مسلمان ہون تیرے ذمہ پر یہی ہی کہ لوگون کو ارشاد کر دینا اور نیکیون کی انکو ترغیب دینا اور بدکارون سے جیسے منت اور اذیت اور برا مال نفقہ دینے سے منع کرنا معلوم کیجیے اس بات پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ صدقہ فرض فقط مسلمان کو دینا مگر ابو حنیفہ نے اہل ذمہ کو فطرہ دینا روا رکھا ہے اس صورت مین یہہ آیت صدقہ تطوع کے ساتھ مخصوص ہوگی وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ لیکن اللہ راہ لاتا ہے جسکو چاہے ہدایت دونون جگہ جو اس آیت مین آئی ہے اس سے ہدایت توفیق کی مراد ہے یعنے انکو مسلمان کر دینا ہدایت دعوت کی اور انکو راہ حق بتانا مراد نہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ارشاد کر دینا واجب تھا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ اور جو مال خرچ کرو گے

سو وہ اپنی ذات کیواسطے ہو خیر اس سے نفع نہین پاتا پھر منت نہ دھرو اور خبیث مال سے نفقہ نہ دو
وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ اور تم نہین خرچ کرتے ہو مگر اللہ کی خوشی چاہکر یہہ جملہ
یا ماقبل کا حال پڑا ہی معنی یون ہی جو مال تم خرچ کروگے تو وہ اپنی ذات کے واسطے ہی حال تو یہہ ہی کہ تم
نفقہ نہین دیتے مگر اللہ کے پاس کا ثواب لینے یا یہہ جملہ اپنے ماقبل کے کلام پر معطوف ہو تب معنی یون ہونگی تمھارا
خرچ کرنا تو نہین ہے مگر اللہ کی خوشی چاہنے اور اُسکے پاس کا ثواب لینے تس پر منت کیون دھرتے ہو گندہ
مال کہ جسمین ثواب نہین کاہیکو دیتے ہو یا یہہ جملہ ظاہر مین تو خبریہ ہو لیکن اُس سے نہی مراد ہی تب معنی یون
ہونگی تم خرچ مت کرو مگر اللہ کی خوشی چاہ کر وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ اور جو خرچ
کروگے خیرات پوری ملیگی تمکو یعنی قیامت کی دن تمھاری خیرات کا ثواب تمکو پورا ملیگا وَأَنْتُمْ لَا
تُظْلَمُونَ اور تم ظلم نہ کئے جاوگے یعنی تمھارا جو حق ہے تمکو پورا ملیگا تمھارے اعمال کے ثواب مین کچھ نقصان
نہوگا لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ان فقیرون کو جو اٹک رہے ہین اللہ کی راہ مین للفقرا
مین حرف جر جو آیا ہے محذوف سے متعلق ہی اُسکی تقدیر یون ہی اعمدوا للفقرا یعنی قصد کرو دینا اُن فقیرونکا
یا یون تقدیر ہے اجعلوا ما تنفقونہ للفقرا یعنی تم جو خرچ کرتے ہو سو دو اُن فقیرون کو یا خبر ہے مبتدا محذوف
کی تقدیر یون ہے صدقاتکم للفقرا یعنی خیرات تمھاری اُن فقیرون کو ہے جو اٹک رہے ہین اللہ کی راہ
مین لیئے اپنے تئین جہاد کے واسطے مقید کر رکھے ہین ان فقرا سے اصحاب صفہ مراد ہین وے قریب چار سو شخص کے
مہاجرین سے تھے مدینہ مین اُنکے گھر اور قبایل نہین تھے مگر مسجد نبوی کے پاس ایک پتون کا منڈوا تھا اُسمین رہا کرتے
اور اپنے اوقات علم و عبادت مین صرف کرتے جب کوئی سریہ جنگ کیواسطے روانہ ہوتا تو آپ بھی جاتے پیٹ
محتاج تھے اسواسطے اللہ تعالی نے اُنکو خیرات دینیکے لئے مومنون کو ترغیب دیا لَا يَسْتَطِيعُونَ
ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ زمین مین پھر نہین سکتے لینے وہ لوگ جہاد اور علم مین مشغول رہنے کے سبب تجارت کے
واسطے ملک مین پھرنا اور معاش حاصل کرنا اُنسے ہو نہین سکتا سعید بن جبیر کہتے ہین کہ یہہ وے لوگ تھے جو
جہاد مین زخم کھاکے چلنے پھرنے سے عاجز تھے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تجھے انکو خبر
تو نہ دینے وے قناعت اختیار کرنے سے اور کسیکے پاس نہ مانگنے سے بیخبر لوگون کو گمان ہوتا ہے کہ وہ غنی ہین

تعرفهم بسيمهم تو پہچانتا ہی انکو انکی علامت سے علامت یہہ تھی کہ اُنکے چہرون سے آثار تواضع اور خشوع کے نمایان تھے محتاجی اور فقیری کی نشانیان اُنپر ظاہر تھے اور فاقہ کشی سے چہرونکا رنگ زرد اور کپڑے چندیان تھے اور یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یا مومنون کو لا یسئلون الناس الحافا مانگتے نہین لوگونسے لجاجت کر اِس سے غرض یہہ ہے کہ وے اصلا سوال نہین کرتے اُن سے لجاجت کبھو واقع نہین ہوتی یہہ تاویل اس لئے کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے پہلی آیت مین فرمایا یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعفف تو وہی ہے نہ مانگنا پس معلوم ہوا کہ وے بالکل سوال نہین کرتے تھے بعضے کہتے ہین وے سوال اگر کرے تو لطف اور غایت سے کرتے سوال مین مبالغہ نہین کرتے الحاف سے بن دئے کے نہ جانا یا خدا تعالی کا واسطہ دیکے مانگنا مراد ہے ابن جریر نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا ہی بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسکین وہ نہین جسکو خرمے کا ایک دانہ دو دانے یا کہانے کا ایک لقمہ دو لقمہ دین تولے جاتا ہے مسکین وہ ہے جو مانگتا نہین تم چاہتے ہو تو پڑھ لو لا یسالون الناس الحافا بخاری اور مسلم اور نسائی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے سے کوئی شخص ہمیشہ مانگتا رہیگا تو اللہ تعالی سے ملاقات کریگا دن اُسکے منہ پر کچھ گوشت نہ رہیگا ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے مانگنا اپنے منہہ پر داغ ڈالنا ہے اس پر جو شخص چاہے تو اپنے منہہ پر داغ ڈالے چاہے تو نہ ڈالے مگر جو کوئی حاکم سے سوال کرے یا جسکو بن مانگنے کے گزیر نہین مسلم اور ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص لوگون سے اپنا مال افزود ہونے مانگتا ہے تو وہ شخص انگارا مانگتا ہے چاہے تو کم کرے چاہے تو افزود کرے آدمی کے پاس کس مقدار مال ہو تو اُسکو سوال کرنا جایز نہین اس مین اختلاف ہے امام مالک اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی بنی اسد کے ایک شخص سے

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو اپنے پاس ایک اوقیہ یا اوسکے مانند رہتے
پر سوال کرے وہ سوال الحاف ہی امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان ابی
سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین احمد کے رجال صحیح کے رجال ہین ابن خزیمہ نے
اس حدیث کی تصحیح کی ہے اسکی روایت مین آیا ہی اوقیہ چالیس درم کا ہی نسائی عمرو بن شعیب سے
وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکے پاس چالیس درم ہون اور وہ شخص سوال کرے تو ملحف ہی امام
احمد نے مزینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص بارسائی طلب کیا تو
اللہ تعالی اُسکو بارسا کرتا ہی جو شخص استغنائی طلب کیا تو اللہ تعالی اسکو غنی کرتا ہی جو شخص لوگون سے مانگا اور اسکے
پاس پانچ اوقیون کے مقدار ہو تو اُسنے سوال مین الحاف کیا سیوطی نے کہا کہ اسکی سند حسن ہے ابو داؤد نے سہل بن
الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو لوگون سے مانگیگا اور اُسکے پاس
اسقدر ہو کہ اسکو غنی کر دے تو وہ شخص آتش زیادہ طلب کرتا ہی کہے غنا کہ جسکے ہونے سے مانگنا لایق نہین کسقدر
ہے تو فرمائے اسقدر جو اسکے صبح و شام کے کھانیکو کفایت کرے اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین بھی نکالا ہے
اسکی روایت مین یون آیا ہی کہ صبح یا شام کے کھانیکو کفایت کرے ابن خزیمہ نے بھی اُسکو روایت کیا ہی اسکی
روایت مین آیا ہی کہ اُسکے پاس ایک رات دن کی کفایت ہو ابو داود اور ترمذی اور نسائی ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکے پاس اتنا مال ہو جو اُسکو غنی کر دے
باین ہمہ لوگون سے سوال کیا تو قیامت کے دن آویگا سو اس کا مانگنا اُسکے منہہ پر خراش ہو گا کہے یا رسول اللہ
کس قدر مال ہو ما غنی کر دیتا ہی آپ فرمائے پچاس درم اُسکی سند مین حکیم بن جبیر ہے وہ ضعیف ہی امام شافعی
رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے جسکے پاس اتنا مال ہو یا کسب سے اتنا حاصل کرین کہ اُسکے حاجتون کو کفایت کرے تو
اسکو غنی کہینگے اس کو مانگنا یا زکوٰۃ کا مال لینا حرام ہے غنی کو صدقہ تطوع دین تو لینا جایز ہے لیکن مکروہ
ہے امام ابو حنیفہ کے پاس نصاب کی مقدار مال جسکے پاس ہو تو اسکو زکوٰۃ نہ دینا نصاب کی مقدار مال کم
ہو تو اسکو زکوٰۃ دینا جایز ہے اگرچہ وہ شخص صحیح سالم رہے اور کسب کرنے پر قادر ہووے لیکن جسکے پاس

ایک روز کا قوت ہو تو مانگنا اسکو حرام ہے سفیان ثوری اور ابن المبارک اور حسن بن صالح اور احمد بن حنبل
و اسحق بن راہویہ کہتے ہین جسکے پاس مقدار پچاس درہم کے ہو تو وہ غنی ہو زکوٰۃ کا مال اُس کو نہ دینا
اگر اس سے کم ہو تو زکوٰۃ دینا جایز ہے لیکن رات دن کے کفایت کا قوت اسکے پاس ہو تو مانگنا اُسکو حرام ہے
حسن بصری اور ابو عبید القاسم بن سلام کہتے ہین جسکے پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہو وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو خرچ کروگے مال سے وہ اللہ کو معلوم ہو اس پر تمکو جزا دیگا اَلَّذِيْنَ ع ۴۶
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جو لوگ خرچ کرتے
اپنے مال اللہ کی راہ مین رات اور دن پوشیدہ اور علانیہ اُنکو ہو اُنکا ثواب اپنے رب کے پاس رات اور دن سے
مراد یہہ ہے کہ سب وقت اور سب حالت مین نفقہ دیا کرتے ہین کیونکہ وے خیرات کرنے کی بہت رغبت رکھتے ہین
ابن المنذر نے ابی امامہ باہلی اور ابن جریر نے ابی الدرداء سے اور عبد بن حمید نے ابن عباس سے روایت کیا ہو کہ یہہ آیت
گھوڑے والون کی حق مین جن کو جہاد کے واسطے پال کے کھلایا کرتے ہین فخر اور ریا کیواسطے نہین رکھتے ہین نازل ہوئی
عبد الرزاق وغیرہ ابن عباس سے روایت کیے ہین کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس چار درم تھے رات کو ایکدرم
خیرات کیے اور دن کو ایک درم اور مخفی ایک درم اور علانیہ ایک درم سو اُنکے شان مین یہہ آیت نازل ہوئی
ابن المنذر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہو کہ یہہ آیت عبد الرحمن بن عوف اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے
شان مین اتری جبکہ وے غزوہ تبوک مین پیسون سے اعانت کیے وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
اور نہ ڈر ہے ان پر نہ وے غم کھاوینگے یعنی آخرت مین اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا جو لوگ کھاتے ہین سود یعنی
سود لیا کرتے ہین اُسکو کھانے سے تعبیر کیا کیونکہ مال سے بڑا نفع وہی ہے کہ کھانے مین صرف کرنا ربا کی معنی لغت مین
زیادتی اور شرع مین عقد کرنا ہی عوض مخصوص پر کہ جسکی مثلیت عقد کی حالت مین شرع کے اندازے سے معلوم نہو
یا دونون بدل یا احدہما کی تاخیر ہو وے ربا کئی اقسام مین ہوتا ہو ایک مطعومات مین یعنی کھانیکے چیزون جیسے
اناج میوہ بھاجی وغیرہ جنکو کھاتے ہین دوسرا نقدین مین یعنی سونا روپا سو ان چیزون مین جنس کو اُسکے
مثل کے ساتھ بیچو تو وزن کو وزن اور ماپ کو ماپ برابر اور دست بدست بیچنا اگر کم و زیادہ بیچو تو ربا ہوتا ہے
دین تو ربا ہوتا ہے اگرچہ ردی چیز مین زیادہ دیکے جید چیز کم مول لین اگر جنس مختلف ہوئی تو کم و زیادتی جایز ہے

لیکن اُدھار لینگے تو رباہوتا ہی تیسرا قرض مین یعنی قرض دینا اور اس سے شرط کرنا کہ اُس سے زیادہ یا بہتر چیز ہمکو دیا چاہئے یا قرض ادا ہونیتک مثلاً فی صد اتنا کچھ ماہوار نفع دینا تو یہہ بھی سود ہے اگر قرض دینے کے وقت شرط نہ کئے ہون پر قرض لینے والا اپنی خوشی سے بہتر یا کچھ زیادہ دیوے تو وہ رباہنین یہہ شافعی کا مذہب ہے تفصیل اِن مسئلون کی اور مذاہب کا اختلاف کتب فقہ مین مذکور ہے لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ نہ اُٹھینگے یعنی وے اپنی قبرون سے قیامت کے دن نہ اُٹھینگے مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ کہ جسکو کراتا ہی شیطان جنون سے خبط کی معنی لغت مین مارنا اور بیموقع چلنا اور جو اُونٹنی چلتے وقت زمین پر پیر مارتی ہے اور لوگون کو کھندلتی ہو تو عرب اُسکو ناقہ خبوط کہتے ہین اور جو شخص کام نادانی اور بے تمیزی کا کرتا ہی عرب اُسکو کہتے ہین فلان خبط خبط عشواء یعنی فلانا شخص خبط کیا خبط عشوا کا عشوا اونٹنی جسکو تاریکی کے سبب سے راستہ نظر نہ آوے کہتے ہین شاید کہ خبط کو تغیر دیکے ویسے شخص کو ہماری بانین خفتا کہتے ہین اور جو شخص شیطان کے لگنے سے دیوانہ بن کے حرکت کرتا ہی اسکو کہتے ہین یتخبطہ الشیطان آیت کا حاصل یہہ ہے سود خورے قیامت کے دن خفتے شیطان لگا سو آدمی کے سے اُٹھینگے یہان خبط کو شیطان کی طرف نسبت کیا کیونکہ عرب کا زعم یون تھا کہ جس شخص کو شیطان لگے اس کی عقل برجا نہین رہتی اور حواس اُسکے گم ہوتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے سخن کو ایسے طور پر ذکر کیا جو اُنکا متعارف تھا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ اسواسطے کہ اُنہون نے کہا یعنی سود خورون پر یہہ عذاب ہوا کیونکہ وے اُسکو حلال سمجھتے تھے اور کہتے تھے اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا سودا کرنا بھی تو نہین مگر جیسا سود لینا عرب کا دستور تھا قرض دیتے وعدے پر جب پیسا نہین پہنچتا تو اُن پیسون کا منافع افزود کرکے زیادے پیسون کا دوسرا تمسک لکھا لیتے اور کہتے تھے سودے مین اوّل ہی مول لیتے وقت جیسا منفعت بڑھاتے ہین اِس مین آخری کو منفعت لیتے ہین دونون برابر ہوے اللہ تعالیٰ اُنکی تکذیب کیواسطے فرمایا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود یعنی اللہ تعالیٰ نے تجارت مین نفع کھانا حلال کیا اور سود لینا حرام کیا اللہ سب کا مالک ہے تمام اُسکے بندے ہین وہ جیسا چاہے ویسا حکم کرے بندون پر اُسکا حکم ماننا لازم ہے اُسکے حکم پر تعرّض کرنا نہین پہنچتا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ پھر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی فَانْتَهٰى سو باز آیا یعنی

اُسکے حکم کو مان لیا اور سُود لینا چھوڑ دیا تو فَلَهُ مَا سَلَفَ اُسکا ہی جو آگے ہو چکا یعنی نہی وارد ہونے کے آگے جو سود کھایا ہو وہ اسی کا ہو چکا اُس سے پھیر نہ لین یا یہہ مراد ہی نہی وارد ہونیکے آگے جو کھایا وہ گناہ معاف ہی وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ اور کام اُسکا اللہ کی طرف ہے یعنی نہی کے بعد اُس شخص کا امر اللہ کے اختیار میں ہے چاہے تو سود کھانے سے آیندہ باز رکھے چاہے تو اُسکو رسوا کرے یہ وہ سود کھاوے بعضے کہتے ہین وہ ہے جو کہ اسکا حکم اللہ کے اختیار میں ہے تو اسکو امر کرے یا نہی کرے حلال کرے حرام وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور جو کوئی پھر کرے یعنی نہی ہو چکنے کے بعد سود کو حلال سمجھکے کھاوے تو وہی ہین دوزخ کے لوگ وے دوزخ مین ہمیشہ رہینگے بخاری و مسلم اور ابو داود اور نسائی ابو ہریرہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سات چیز سے جو ہلاک کرنے والے ہین بچتے رہو کہے یا رسول اللہ وے کیا ہین تو فرمائے اللہ کا ساجھی ٹھہرانا اور سحر کرنا اور قتل کرنا جی کا جسکو اللہ نے حرام کیا ہی مگر حق پر اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھا جانا اور جنگ کے روز بھاگنا اور محصنہ مومنہ غافلہ عورت پر بہتان زنا کا کرنا مسلم اور بہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سود لینے والے اور سود دینے والے اور اسکے لکھنے والے اور اسکے دونون شاہد تمام پر لعنت کئے اور فرمائے وے سب برابر ہین اس حدیث کو مسلم اور نسائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سود لینے والے اور دینے والے کو لعنت کئے بخاری اور ابو داؤد ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچا ڈالنے والی اور ڈلانے والی اور سود لینے والے اور دینے والے سب پر لعنت کئے اور کتے کی قیمت سے اور زنا کے کسب سے منع کئے اور تصویر بنانے والون پر لعنت کئے امام احمد اور طبرانی کبیر مین عبد اللہ بن حنظلۃ الغسیل رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سود کا ایک درم بھی ہو جان کے اُسکو کھانا چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ ہی احمد کی سند کے رجال ہین اور یہہ حدیث اور بھی طریقون سے آئی ہے پر عدد مین کم و زیادہ اور بعضے روایتون مین اپنی مان کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ بد ہی کر کر وارد ہوا ہی يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ گھٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہی خیرات سود کو گھٹاتا ہے یعنے اُسکی برکت چھین لیتا ہی اور اُسکو تلف کرتا ہی اور خیرات کو بڑھاتا ہے یعنی برکت دیتا ہی اور اسکو زیادہ کرتا ہی اور آخرت مین اُسکا اجر مضاعف دیتا ہے

امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سود سے مال اگرچہ زیادہ ہو لیکن انجام کار وہ کم ہوجاتا ہے
عبد الرزاق نے معمر سے روایت کیا ہی کہ ہم سُنے ہین سود کھانے والے پر چالیس برس نہین گذرنے پاتے کہ
اسکا مال کم ہوجاتا ہی بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابی ہریرہ رضی اللہ سے روایت
کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص ایک کھجور کے دانہ برابر بھی خیرات کرے بشرطیکہ پاک
کسب سے ہو کیونکہ واسطے اللہ قبول نہین کرتا مگر پاک ہی کو پھر اُس صدقے کو اللہ تعالی اپنی قدرت کے داہنے ہاتھ مین
لیتا ہے پھر اُس صدقہ کو دینے والے کیواسطے پرورش کرتا ہی جیسا تم اپنے گھوڑے کے بچے کو پرورش کرتے ہو
یہان تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہی وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ اور اللہ دوست نہین
رکھتا کسی کفار اثیم کو کفار کی معنی ناشکر ناشکری یہہ ہے کہ حرام چیزون کی حلیت پر اصرار کرنا جیسے سود
کو حلال سمجھنا اثیم وہ جو گنہ کرنے مین بہت بے پاک ہی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جو لوگ ایمان لائے یعنی اللہ کی
اور اُسکے رسول کی تصدیق کی وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک عمل کیے یعنے اللہ تعالی نے جو امر فرمایا اُسکو
بجا لائے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قایم کیے نماز یعنے فرض نماز کو مع شروط و ارکان ادا کیے وَاٰتَوُا
الزَّكٰوةَ اور دی زکوۃ یعنی فرض زکوۃ جس قدر اللہ نے فرض کیا اُسکو دیے اعمال صالحہ مین نماز و زکوۃ
بھی داخل تھین لیکن اُنکے شرف و منزلت کی سبب اُنکو جدا ذکر کیا لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ انکو ثواب ہے
اُنکا اپنے رب کے پاس یعنی اُنکے اعمال کا ثواب اُنکو آخرت مین ملیگا وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
اور نہ اُنپر ڈر ہے اور نہ وے غم کھاوینگے سابق مین ایسی ہی آیت آچکی لیکن عادت الٰہی قرآن مین یون
جاری ہے کہ جہان کہین وعید کی آیت ذکر کرے تو اُسکے بعد وعدے کی آیت بھی ذکر کرے یہان سود خورون
کی وعید مین مبالغہ کیا اُسکے پیچھے وعدے کی آیت فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والو
ڈرو اللہ سے وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود یعنی نہی کے قبل لوگون سے سود کی
جو شرط کیے تھے اور تحریم کے قبل کچھ وصول کر چکے تھے اور کچھ باقی رہ گیا ہی تو اسکو چھوڑ دو اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم ہوگے مومن یعنی دلون سے اس آیت کی شان نزول ابو یعلی ابن عباس سے اور ابن ابی حاتم

مقاتل سے یون روایت کئے ہین کہ عمرو بن عمیر بن عوف ثقفی کے اولاد یعنی مسعود بن عمرو اور عبد یالیل بن
بن عمرو اور حبیب بن عمر و چارون بھائی جاہلیت مین مغیرہ بن مخزوم کی اولاد کو سودی قرض دیا کرتے
تھے جب طایف والونے صلح کی اور اسلام لائے بعد بنی عمرو اپنا سود بنی المغیرہ سے طلب کرنے لگے بیسابت
تھا بنی المغیرہ کہنے لگے ہم اسلام مین سود نہ لینگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانون کو سود سے
منع کئے ہین یہہ مقدمہ عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس رجوع ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجے
تب یہہ آیت نازل ہوی یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ الآیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عتاب کو لکھ بھیجے یہہ اگر سُنا
اگر مان لین تو اُنکا اصل پیسا دلا دو اگر نہ مانین تو اللہ سے اور اُسکے رسول سے جنگ کرنے کی بات جتا دو
فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا پھر اگر نہین کرے تو یعنی ربا کی حُرمت آنے پر بھی اپنا جو سود باقی رہا ہے اُسکو نہین چھوڑتے
ہو تو فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اُسکے رسول سے بعضے کہتے
ہین اس حرب سے وعید مین مبالغہ اور تہدید مراد ہے حقیقۃ جنگ مراد نہین ہے بعضے کہتے ہین حقیقۃ جنگ
مُراد ہے کیونکہ جس نے سود حلال سمجھا اور نہی کو قبول نہ کیا وہ مرتد ہے اُسکو قتل کرنا اگر وہ شخص شوکت و
قوت رکھتا ہو اور اُسکے پاس لشکر ہو تو امام اُس سے جنگ کرنا جیسے حربیون سے جنگ کرتے ہین وَإِن تُبْتُمْ
فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ اور توبہ کرتے ہو یعنی سود کو حلال جاننا ترک کرتے ہو اور اُس سے باز آتے ہو تو
تمکو پہنچتے ہین تمھارے اصل مال لَا تَظْلِمُونَ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرنا یعنی اصل سے زیادہ
مانگنا کوئی تم پر ظلم کرنا یعنے راس المال سے کم دینا یہہ حکم جب بنی عمرو نے سُنے تو کہے ہم توبہ کرتے ہین ہمکو اللہ سے
اور اُسکے رسول سے جنگ کرنیکی طاقت نہین اور اصل مال پر راضی ہوئے تب بنی المغیرہ اپنی بے تیسری ظاہر کیے
اور قرض خواہان کو کہے غلہ تیار ہونے تک مہلت دو وے نہ مانے تب یہہ آیت نازل ہوئی وَإِن كَانَ
ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ اور اگر ایک شخص ہے بے تیسر تو مہلت دینا ہو تیسر آئے تک ابن عباس
اور شریح اور ضحاک اور سدی کہتے ہین کہ مہلت کا حکم مخصوص سودی دین مین تھا دوسرے دیون مین نہین
مجاہد اور ایک جماعت مفسرون کی کہتے ہین یہہ آیت سب بے تیسرون کے حقین عام ہے مذہب شافعی کا
یہہ ہے قرضدار کی بے تیسری جب ثابت ہو تو اُسکو تیسر آئے تک انتظار کرنا واجب ہے اُسکو قید کرنا یا سیر

محصل کرنا جایز نہین اگر یہہ آپ بے تیسیر ہون کر کر دعوی کرے تو دیکھینگے کہ اُس پر جو دین ہے کوئی چیز لینے کا
کا درعوض ہے جیسے کچھ چیز مول لیتا ہے یا نقد پیسا لیا تھا سو اُسکا قرض ہے دونون صورت مین اُسکے
افلاس کا دعوی مقبول نہوگا جب تک اپنی افلاس کو گواہ سے ثابت نہ کرے اگر دین عوض کا نہین بلکہ دین
مہر یا کسی چیز کے تاوان کا دعوی مقبول نہ ہوگا جب تک اپنی افلاس کے دعوے پر قسم کیا تو اُسکو قبول کرینگے
قسم کے ساتھہ تب غریم کو اسکی مالداری پر بینہ گذرانا ہوگا وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور خیرات کرنا
تمھارے لئے بھلا ہے یعنی بے تیسیر پر جو قرض ہے اسکو معاف کردو تو تمھارا بھلا ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
اگر تمکو سمجھہ ہے یعنی بے تیسیر کے ذمہ پر کا قرض بخش دینا بڑا ثواب ہے اگر تمکو سمجھہ ہو تو اُسکو اختیار کرو مسلم و غیر
ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی کا قیامت کی سختیون
سے نجات دینا جسکو خوش آتا ہو تو بے تیسیر پر کشایش کرے یا اُس کے قرض سے کچھہ معاف کرے بخاری و مسلم
حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگلے لوگون مین ایک شخص مرا
سو فرشتے اس سے ملکے پوچھے کچھہ نیکی بھی تو کیا ہے بولا نہین فرشتے کہے خوب یاد کر تو بولا مین لوگون کو قرض دیتا
تو اپنے غلامون کو تاکید کرتا کہ بے تیسیر کو مہلت دیو اور تیسیر مند سے اغماض کرجاؤ اللہ تعالی نے کہا اس شخص سے
بھی درگذر و یعنی گناہون کو معاف کیا ایک روایت مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے اُسکو بہشت مین داخل
کیا اس حدیث کو مسلم عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری سے اور بخاری اور مسلم اور نسائی ابو ہریرہ سے
بھی روایت کیے ہین امام احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا فرماے جس نے بے تیسیر کو مہلت دی تو اُسکو اُس دین کے برابر ہر روز صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے پھر
سنا فرماے جو بے تیسیر کو مہلت دیوے تو اُسکو ہر روز اس دین کے دوبرابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے مین نے
عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پہلے فرماے ہر روز اس دین کے برابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اب
فرماتے ہو ہر روز اس دین کے دوبرابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قرض ادا
کرنے کا وقت نہ آوے تک اُسکو ہر روز اس کے برابر صدقہ دینے کا ثواب ہے جب وقت آچکا اور اوسنے اُسکو مہلت
دی تو اُسکو ہر روز دوبرابر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اس سند کے رجال سے صحیح مین حجت پکڑتے ہین اس حدیث کو

امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم مختصر بھی روایت کئے ہین حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے شیخین کے شرط پر عبد الرزاق اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی مسلمان سے دنیا کی سختیون سے کچھ سختی دور کریگا تو اللہ تعالی قیامت کی سختیون سے کچھ سختی دور کریگا اور جو دنیا مین بے تیسیر پر آسانی کردیگا تو اللہ تعالی دنیا و آخرت مین اسپر آسانی کردیگا اور جو دنیا مین مسلمان پر ستر کریگا اللہ تعالی اس پر دنیا اور آخرت مین ستر کریگا اور اللہ تعالی بندے کے اعانت مین رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی اعانت مین ہو امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ ابی الیسیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی بے تیسیر کو مہلت دے یا کچھ قرض معاف کردے تو اُس پر اللہ تعالی اپنا سایہ کرتا ہے اُس روز کہ اُسکے سایہ بن کسیکا سایہ نہین اس حدیث کو ترمذی اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیئے ہین ترمذی نے کہا کہ وہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام احمد اور دارمی اور بیہقی شعب الایمان مین ابی قتادہ سے بھی روایت کئے ہین انکی روایت مین ہے کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ مین وہ رہیگا اس مضمون کی حدیث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ بن احمد کی زوائد مسند مین اور شداد بن اوس اور جابر بن عبد اللہ اور عایشہ اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے طبرانی کی اوسط مین اور ابی الدرداء اور اسعد بن زرارہ سے طبرانی کی کبیر مین بھی آئے ہین ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس کو اپنی دعا مقبول ہونا اور اپنی سختی دفع ہونا منظور ہو تو بے تیسیر پر کشایش کرے وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ اور ڈرتے رہو اس دن سے جس مین اُلٹے جاؤنگے اللہ کے پاس اس دن سے مراد روز قیامت ہے ڈرتے رہو یعنی اس روز کے لئے اعمال کر رکھو ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا یعنے ہر شخص کو اُسکے عمل کی جزا ملیگی نیکی یا بدی وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور اُن پر بے انصافی نہوگی یعنی نیکی جو کیا تھا اسکو چھوڑ دین یا گناہ نہین تھا سو زیادہ کردین ایسا نہوگا **فایدہ** ابو عبیدہ اور عبد بن حمید اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ قرآن کی آخری آیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہہ ہے واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ الآیہ ابن جریر طبری نے متعدد طرق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور تابعین کی ایک

وَرْد ۲۸

جماعت سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو دن زندہ رہے اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور بعضوں نے اکیس روز اور بعضوں نے سات روز زندہ رہے کر کے بھی روایت کیا ہے فریابی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کلبی کی طریق سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے نزول مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین اکیاسی روز کا فاصلہ تھا ابن جریر نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ عطیہ کے طریق سے بھی روایت کیا ہے کہ آخر آیت نازل ہوئی سو واتقوا یوما ترجعون فیہ الآیہ تھی لیکن بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ آخر آیت جو نازل ہوئی ربا کی آیت تھی اور امام احمد اور ابن ماجہ نے سعید بن المسیب سے روایت کیے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ کہے آخر قرآن جو نازل ہوا ربا کی آیت تھی اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے خطبہ مین فرمائے ابو عبید نے کتاب الفضائل مین ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ عوش سے آخر اترا سو قرآن ربا کی اور دین کی آیت تھی اور ابن جریر نے ابن شہاب سے وہ سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہا عوش سے آخر اترا سو قرآن دین کی آیت ہے سیوطی نے کہا یہہ مرسل ہے اسکی اسناد صحیح ہے بخاری اور مسلم نے براہ بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ آخر آیت نازل ہوئی سو یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ تھی عبد اللہ بن احمد زوائد مسند مین اور حاکم مستدرک مین اور ابن مردویہ نے ابی العالیہ سے وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آخر قرآن جو نازل ہوا یہہ آیت ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر سورت تک اور ابو الشیخ اپنی تفسیر مین علی بن زید کی طریق سے یوسف کی سے وہ ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اسکو عبد اللہ بن امام احمد زوائد مسند مین شعبہ کی طریق سے علی بن زید سے اسنے یوسف کی سے اسنے ابن عباس سے اسنے ابی ابن کعب سے روایت کیا ہے اور ابن جریر نے معویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آخر آیت قرآن کی جو نازل ہوئی یہہ تھی فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا الآیہ امام احمد اور بخاری اور نسائی ابن عباس سے روایت کیے ہین ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم الآیہ آخر نازل ہوئی سو آیت ہے اسکو کوئی چیز منسوخ نہ کی اور ابن مردویہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے آخر آیت جو نازل ہوئی یہہ تھی فاستجاب لہم ربہم انی لا اضیع عمل عامل الآیہ اور ابن جریر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فرمائے جو دنیا سے جدا ہوا اللہ وحدہ کے اخلاص پر اور اسکے عبادت پر اسکا شریک نٹھہرایا اور نماز کو قایم کیا اور زکواۃ دی تو اللہ تعالی اُس سے راضی رہیگا اسکی تصدیق پر قرآن مین آخر آیت جو نازل ہوئی فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ ہو اور امام الحرمین نے کتاب البرہان مین لکھا ہے کہ یہہ آیت قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیہ آخر نازل ہوئی ہے غرض آخر نازل ہوئی سو آیت مین دس قول ہین بیہقی نے کہا ہے بر تقدیر صحت روایات کے ان اختلافات کا جمع یون ہے ہر شخص اپنے تئین جو معلوم تھا اس سے خبر دیا قاضی ابوبکر نے کتاب الانتصار مین لکھا ہو ان اقوال مین کوئی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع نہین ہر شخص اپنے ظن کے موافق جسکو آخر نازل ہوئی سمجھا اجتہاد سے کہدیا اور احتمال رکھتا ہے کہ ہر شخص جس آیت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آخر وقت سنا تو کہدیا کہ یہہ آخر آیت ہو اور احتمال رکھتا ہو کہ اس کے ساتھہ دوسرے چند آیات بھی نازل ہوئین ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو اُن آیتون کی بعد لکھو کر کے امر کئے تو اُسکو گمان کئے کہ یہہ آخر نازل ہوئی انتہی نبذہ عاصی کہتا ہے اس طور سے جمع کرنا بعضی آیتون مین ممکن نہین پہلا احتمال جو کہے کہ ہر شخص نے جسکو آخر سمجھا اجتہاد سے کہدیا وہی اولی ہے چنانچہ ابی بن کعب کا قول جسکو عبداللہ بن احمد زوائد مسند مین روح بن عبدالمومن سے اُسنے عمر بن شفیق سے اُسنے ابوجعفر رازی سے اُسنے ربیع بن اُنس سے اُسنے ابوالعالیہ سے اُسنے ابی بن کعب سے روایت کیا ہو کہ ابوبکر کی خلافت مین قران جو جمع کئے اُسکو چند شخص لکھتے تھے جب سورہ برأت کی اس آیت کو پہنچے ثم انصرفوا صرف اللہ قلوبہم بانہم قوم لایفقہون بعضون نے گمان کیا کہ یہہ قرآن کی آیت ہو جو نازل ہوئی تب انکو ابی بن کعب نے کہے اس آیت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دو آیت پڑہائے ہین لقد جاءکم رسول من انفسکم رب العرش العظیم تک بعد کہے یہہ آخر آیت ہو قرآن کی جو نازل ہوئی بعد کہے جس آیت سے اللہ تعالی نے شروع کیا تھا اسی سے ختم کیا اللہ الذی لا الہ الا ہو وہی اللہ تعالی کا قول ہے وما ارسلنا من قبلک رسول الا یوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون اس سے معلوم ہوا آخر آیت جو کہے اپنے ظن وقیاس سے کہے بعضے قولون مین جمع کرنا ممکن ہے مثلاً جو کہا آخر آیت واتقوا یوما ہے اور جو کہا ربا کی آیت ہے اور جو کہا دین کی آیت ہے یعنی اذا تداینتم کی آیت سو یہہ تینون قول مین اختلاف نہین کیونکہ وے تینون آیت ایک ہی جگہہ ہین ہر ایک کو آخر آیت کہہ سکتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا جس نے بولا آخر

آیت نازل ہوئی سو ربا کی آیت ہے اور جو بولا واتقوا یوماً ہے وے دونون قول مین یون جمع کر سکتے ہین
کہ ربا کی آیتون کا خاتمہ کہ اتقوا یوما ہے کیونکہ ربا کی آیتون پر ہی معطوف ہے انتہی بندۂ عاصی کہتا ہے عمر رضی اللہ
عنہ کے قول سے جسکو ابن مردویہ نے ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
آخر دنون مین جو آیتین نازل ہوئین اُس مین یہہ آیت بھی ہے یہہ مراد نہین کہ اسکے بعد کوئی آیت نازل نہوئی
اُنکی روایت کا لفظ یون ہے خطبنا عمر فقال ان من آخر القران نزولا آیۃ الربا اس روایت مین لفظ من کا فایدہ
تبعیض کا بخشتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہہ آیت اِن آیتون مین ہے جو آخر نازل ہوئین وہی آخر آیت ہو سو نہین
وے روایتین جو آئین کہ وہ آیت نازل ہوئی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے دن کو وفات پائے تابعین کے
اقوال ہین صحابی کی طرف اُنکی نسبت نہین کئے تو وے قابل حجت نہین علی الخصوص اختلاف کے وقت
اور ابن عباس سے جو فرمائے روایت کیا اُسکی سند مین کلبی ہے وہ متہم بہ کذب ہے حافظ عسقلانی نے برار رضی اللہ
عنہ کے قول مین اور ابن عباس کے قول مین جمع یون کیا ہے کہ وہ دونون آیت یعنی یستفتونک کی آیت اور ربا کی
آیت دونون باہم اُترین ہون تو ہر ایک پر صادق آتا ہے کہ وے دوسری آیتون کی بہ نسبت آخر نازل
ہوئین اور احتمال رکھتا ہے کہ یستفتونک کی آیت کو اخیر جو کہا بہ نسبت مواریث کے ہو بخلاف واتقوا یوماً کی
آیت کے اور احتمال رکھتا ہے کہ بالعکس ہون یعنی واتقوا کی آیت بہ نسبت آیات ربا کی ہو بخلاف یستفتونک کی اور
بولا کہ اول ارجح ہے کیونکہ واتقوا یوماً کی آیت مین اشارہ ہے وفات کی طرف جو مستلزم ہے خاتمہ نزول کو
انتہی فمن یرجو اکی آیت مین ابن کثیر نے اور ومن یقتل مومنا کی آیت مین سیوطی نے یون تاویل کئے ہین
کہ اِن آیتون کے بعد دوسری آیات جو اِن کو منسوخ کرین اور اون کے حکم کو پھیر دین نازل نہین ہوئین
بلکہ وے مثبت و محکم ہین انتہی امام احمد اور نسائی کی روایت کا لفظ اس تاویل کی تائید کرتا ہے وہ لفظ
یون ہے لقد نزلت فی آخر ما نزل فلم ینسخها شی اور فاستجاب لکم کی آیت مین سیوطی نے یون کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ
عنہا کہے یا رسول اللہ مین دیکھتی ہون اللہ تعالی مردون کا ہی ذکر کرتا ہے عورتون کو یاد نہین کرتا تب
یہہ آیت ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض اور یہہ آیت ان المسلمین والمسلمات اور یہہ آیت فاستجاب لہم
نازل ہوئین تینون آیتون مین فاستجاب لہم کی آیت آخر نازل ہوئی اسی لحاظ سے کہے کہ وہ آخر آیت

نازل ہوئی یا یونہی ہے کہ آیتین اول جو خصوص مردوں کے حق مین نازل ہوئین تھین آخر عورتوں کے حق مین جو نازل ہوئی سو یہہ آیت ہی اور سیوطی فاتبوا کی آیت مین یون تاویل کیا ہی کہ وہ آیت سورے کے اخیر کو نازل ہو بندہ عاصی کہتا ہی جو لقد جاءکم کی آیت آخر مین نازل ہوئی کرکے اُبی رضی اللہ عنہ جو کہے اس مین بھی یہہ تاویل ہو سکتی ہو بلکہ ابن ابی داؤد کی روایت جو ابو العالیہ سے ہے اُسمین اس بات کی تصریح ہے اس کا لفظ یون ہو انہم لما جمعوا القران فی خلافۃ ابی بکر کان الذی یملی علیہم ابی بن کعب فلما انتہوا من براۃ الی قولہ لا یفقہون خلنوا ان ہذا آخر ما نزل منہا فقال ابی بن کعب اقرانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیتین بعد ہن لقد جاءکم رسول من انفسکم الی آخر السورۃ یعنی وے لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین قرآن جب جمع کیے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آیتین پڑھے تو اُسکو لکھتے تھے برات کے سورہ مین یعنی وے لوگ ابی کے پاس جب پہنچے تو سمجھے کہ اس سورہ کی وہ آخر آیت ہے جو نازل ہوئی تب ابی کعب رضی اللہ عنہ کہے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے بعد بھی دو آیت پڑھائے ہین لقد جاءکم رسول آخر تک دیکھو یہہ لفظ صاف دلالت کرتا ہی کہ وہ اُس سورت کی آخر آیت ہی اور امام الحرمین نے جو کہا قل لا اجد فیما اوحی الا یہ آخر آیت ہے اسکی سند کتب حدیث سے نہین ملی لیکن امام شاید اسکی سند حدیث سے پایا سو کہا ابن الحصار نے انکے قول پر رد کیا ہی کہ وہ سورہ بالاتفاق مکی ہی اور اسمین کی یہہ آیت سورے کے بعد نازل ہوئی کرکر منقول نہین بلکہ اس آیت مین مشرکون کے ساتھ جھگڑا ہی تو وہ مکہ مین ہی ہوا تھا انتہی بندہ عاصی کہتا ہی سورہ انعام اگرچہ مکہ مین نازل ہوا لیکن اُسکے چند آیتین مدینہ مین نازل ہوئین ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح ثابت ہوا ہی کہ اسکے تین آیت مدینہ مین نازل ہوئے قل تعالوا اتل ما حرم علیکم اور اسکے بعد کے دو آیتین اُنکے سوا بھی چند آیتین ہین کہ وہ مدینہ مین نازل ہوین کرکے منقول ہی سو شاید یہہ آیت بھی مدینہ مین نازل ہوئی ہو ہم ابن الحصار کے قول کو مسلم رکھے کہ یہہ تمام سورت مکہ مین ہی نازل ہوئی لیکن یہہ آیت شاید اس سورے کی آخر آیت ہی جو مکہ مین نازل ہوئی واللہ اعلم

ع یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ ای ایمان والو جب معاملہ کرو گے اودھار کا وعدہ مقرر تک تو اُسکو لکھو یعنی اس دین کا تمسک لکھا لو اللہ تعالی نے سود کو منع کیا سو سلم اور قرض لیوے کرکے اس آیت مین اذن دیا وعدہ مقرر تک جو فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اگر وعدہ مجہول ہو مثلاً کھیت کی زراعت کے کٹاو تک تو صحیح نہین اور لکھو کرکے اسواسطے حکم کیا تا بھول نہ جاوین اور انکار کے وقت حجت ہو یہہ لکھا بعضون کے پاس واجب ہے وہ قول عطا اور ابن جریج اور نخعی کا ہے محمد بن جریر طبری نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہی اکثر علما کہتے ہین کہ وہ امر استحباب کیواسطے ہی بعضون نے کہے کتابت

اور گواہ اور رہن اول واجب تھا بعد وہ حکم فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ کی آیت سے منسوخ ہوا یہ قول حسن اور شعبی اور حکم بن عتیبہ کا ہو اب لکھنے کی کیفیت بیان فرماتا ہے وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ اور لکھ دیا چاہئے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے یہ حکم کاتب کے ہے یعنی لکھنے والا مال میں اور وعدے میں اور شروط میں کچھ کم و زیادہ نہ لکھ دیوے یا حکم ہے معاملہ کرنے والوں کو یعنی دین لینے والا اور دینے والا تمسک کو دانا متین شخص کے ہاتھ سے لکھاوے تا ضرورت کیوقت وہ حجت ہو وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ اور کنارہ کشی نکرے لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اسکو اللہ نے یعنی جسکو لکھا معلوم ہو تو وہ لکھنے سے کنارہ کشی نکرے اس آیت سے بعضوں نے کہا ہو لکھنے والے پر لکھ دینا واجب ہے ویسا ہی شاہد پر تحمل شہادت یعنی قبول شہادت واجب ہے جب کسی نے کتابت اور تحمل شہادت اسطے اسکو جو لائق ہو طلب کریں تو ان پر وہ واجب ہے اور بعضوں نے کہا کہ کتابت اور تحمل شہادت دونوں اول فرض تھے بعد اسکو اللہ تعالیٰ نے ولا یضار کاتب ولا شہید سے منسوخ کیا جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ امر استحباب کا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو لکھنا پڑھنا سکھایا اور دوسروں پر اسکو فضیلت دی تو اسکو مناسب یہی ہے کہ بخل نکرے اور اپنے مسلمان بھائی کی حاجت برلاوے تا اس نعمت کا شکر ادا ہو فَلْيَكْتُبْ سو وہ لکھے وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ اور زبان سے بولتے جاوے جس پر حق دینا ہے یعنی جو قرض لیتا ہو اسکو ضرور ہے اپنی زبان سے اسکی مقدار اور جنس وصفت کا اقرار کرے وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ اور ڈرے اللہ سے جو اپنا رب ہے یعنے لکھنے والا اور بولنے والا دونوں اللہ سے ڈریں کچھ فریب و غماکریں وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا اور نقصان نکرے اس میں سے کچھ یعنی حق جو دینا ہے یا جو لکھتا ہو اس میں کچھ نقصان نکرے فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا پھر جس شخص پر حق دینا ہے موقوف ہوگا بیچھے کہتے ہیں سفیہ سے ایسا جاہل جو کہہ کے لکھا نہ سکے اور بعضے کہتے ہیں کہ سفیہ نابالغ سے مراد ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے پاس سفیہ وہ جو بیجا مال خرچے اور اپنے دین کو فاسد کرے اَوْ ضَعِيْفًا یا ناتوان ہے یعنے بہت بوڑھا کہ جسکے حواس برجا نہیں اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ یا طاقت نہیں رکھتا وہ بول کے لکھانیکی مثلاً وہ گنگ ہو بول نہیں سکتا ہو تو فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ تو لکھاوے اسکا ولی انصاف سے ولی سے مراد وہ جو اسکے امور کا متکفل ہو اب ہو یا وصی یا قیم جسکو اقرار میں نیابت ہو سکتی ہے وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ اور شاہد کرو دو شاہد اپنے مردوں میں یعنی شاہد بالغ حر مسلمان ہے

بچہ غلام کافرہ ہوبھی ہو مذہب شافعی اور جمہور کا شریح اور ابن سیرین غلام کی شہادت جایز رکھے ہین اور ابو حنیفہ کافر کے لئے کافر کی شہادت جایز رکھتے ہین فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ پھر اگر نہون وہ دونون شاہد مرد تو فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ ایک مرد اور دو عورتین سب علما کا اتفاق ہی کہ مالی مقدمون مین ایک مرد اور دو عورت ہون تو اُنکی شہادت قبول کرینگے مالی مقدمون کے سوائے دوسرے مقدمونمین اُنکی شہادت مقبول ہی یا نہین اُس مین اختلاف ہی سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کہتے ہین عقوبتون کے سوائے دوسرے تمام معاملون مین ایک مرد اور دو عورت کی شہادت مقبول ہی اور ایک جماعت فقہا کی کہتی ہے مالی مقدمون کے سوائے دوسرے کوئی مقدمونمین عورتونکی شہادت مقبول نہین امام شافعی کا مذہب یہہ ہے کہ جن مقدمون مین کہ اطلاع اکثر عورتون کو ہوتی ہی جیسے ولادت اور رضاعت اور بکارت اور ثیوبت اور اُنکے امثال مین شہادت ایک مرد اور دو عورت کی یا فقط چار عورتونکی مقبول ہی اور سب فقہا کا اتفاق ہی کہ عقوبات اور حدود مین شہادت عورتونکی ہرگز مقبول نہین مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ جنکو پسند رکھتے ہو شاہدون مین یعنی جن کی امانت و دیندارے تمھارے پسند ہو تو اُسکو شاہد رکھو شہادت کو قبول کرنیکے لئے سات چیزین شاہدمین ہونا شرط ہی اسلام اور حریت اور عقل اور بلوغ اور عدالت اور مروت اور انتفا تہمت کا فر اور غلام اور مجنون اور نابالغ اور فاسق و بے حیا اور متہم کی شہادت مقبول نہین عدالت یہہ ہے کہ آدمی گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے اور گناہ صغیرہ پر اصرار نکرے مروت کی معنی لغت مین آدمیت فتہا مروت اُسکو کہتے ہین کہ اُسوقت اس جگہ اُسکے مثل کے لوگ کی ڈھنگ چلن جیسی ہے ویسی اختیار کرنا تہمت وہ کہ شہادت دینے سے شاہد کو نفع ہوتا ہی یا اُسکی کچھ مضرت دفع ہوتی ہی جس پر شہادت دیتا ہے اُسکے ساتھ دشمنی ہی یہہ مذہب شافعی کا ہے اُسکی تفصیل کتب فقہ مین لکھی ہے عورتین دو ہونا کرکے جو شرط کیا اب اُسکا سبب بیان فرمایا اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى کہ بھول جاوے ایک عورت تو یاد دلاوے اُسکو وہ دوسری عورتونکی طبیعت مین بھول غالب ہے اس لئے دو عورتون کو ایک مرد کے قایم مقام کئے ایک بھول جاوے تو دوسری اُسکو یاد دلاوے وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا اور گناہ نکرین شاہد جسوقت کہ بلائے جاوین شہادت کے تحمل کیواسطے یا اُسکو ادا کرنے کے لئے بلاوین تو انکار نکرنا لیکن تحمل شہادت مستحب ہے اگر کوئی تحمل شہادت سے کنارہ کیا تو گناہ گار نہین ہوتا شہادت کا ادا کرنا واجب ہے جب ادا کرنیکے لئے بلاوین اور وہ نہ آوے تو فاسق ہوگا اور اُسکی شہادت مردود ہوگی وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ اور کاہلی نکرو اُسکے لکھنے سے یعنی حق کو یا دین کو لکھ رکھنے مین سستی نکرو صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا چھوٹا ہو یا بڑا یعنی قرض تھوڑا ہو یا بہت اُسکو

لکھ رکھنا اِلٰی اَجَلِہٖ اُسکے وعدے تک یعنی لکھ رکھنا اُسوقت تک جو مدیونی اقرار کیا ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ یہہ لکھ رکھنا خوب انصاف ہی اللہ کے یہان وَاَقْوَمُ لِلشَّھَادَۃِ اور پوری ٹھیک ہی گواہی کو یعنی لکھاوٹ شہود کو یاد دلاتی ہی اُسکو دیکھے تو شہادت درست ادا کرینگے وَاَدْنٰٓی اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اور بہت قریب ہے کہ تمکو شبہہ نہ پڑنا کیونکہ تمسک کو جب دیکھینگے تو دیون کی مقدار اور وعدے کے دن اور شہود کے نام سب معلوم ہو جائینگے اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ مگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا پھیر بدل کرتے ہو آپس مین کہ اُس مین وعدہ نہین تو فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْھَا مضایقہ نہین تمپر اُسکو نہ لکھنا کتابت کا حکم پہلے جو کیا تھا اُس سے اس صورت کو استثنا کیا یعنی دست بدست خرید و فروخت ہو تو اُس مین لکھاوٹ کی احتیاج نہین کیونکہ اس قسم کا معاملہ لوگون مین بہت سا ہوتا ہی اگر اُس مین کتابت کی تکلیف دین تو لوگون پر بہت دشوار ہو گا اور اسمین بھولنے اور مکر جانیکا اندیشہ بھی نہین وَاَشْھِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ اور شاہد رکھو جب خرید و فروخت کرو گے اس خرید و فروخت سے یا وہی تجارت روبرو کی ہی یا مطلق خرید و فروخت ہی اس تقدیر پر آیت مین تعمیم ہوئی بعد تخصیص کے یہہ گواہی احتیاط کیلئے ہی جمہور کا مذہب یہی ہے کہ گواہی کا حکم یہان استحبابی ہی اور بعضے کہتے ہین وجوبی ہی اور تھوڑے یون کہتے ہین حکم وجوبی تھا لیکن منسوخ ہوا اُسکی ناسخ فان امن بعضکم بعضا کی آیت ہی وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَھِیْدٌ اور ضرر نہ پہنچاوے لکھنے والا اور نہ گواہ یعنی لکھنے والا کسی کے ضرر اور نقصان کا کام نہ کرے جیسے مال مین یا وعدے مین کم و زیادتی کر دین یا کچھ شرطون کو چھوڑ دیوے یا بڑھا دیوے یا اس مین اجمال کر دیوے شاہد کا ضرر پہنچانا اس طرح سے کہ شہادت ادا کرنے کیواسطے طلب کرین تو نہ آوے یا شہادت پوری ادا کرے یہہ معنی اُس تقدیر مین ہونگے کہ یضار کے لفظ کو صیغۂ معروف پر مین اگر اُسکو مجہول ٹھہراوین تو معنی یون ہونگے ضرر نہ پہنچاوے کاتب اور شاہد کو یعنی بالیے یا مشتری وہ کام نکرے جسمین کاتب کو یا شاہد کو نقصان ہو مثلاً کاتب یا شاہد اپنے ضروری کامون مین مشغول ہین تو انکو کتابت اور شہادت کیواسطے بجبر ہوے یا کاتب کی اُجرت یا شاہد کی سواری کا خرچ مدیو جب آیت دو وجہ کو محتمل ہوئی تو دونون معنی پر یا ہر ایک پر عمل کر سکتے ہین وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌۢ بِکُمْ اور اگر ایسا ضرر کرو گے تو وہ گناہ کا کام ہے تمہارے لئے وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو اللہ سے وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ اور اللہ تمکو سکھاتا ہی یعنے اللہ تعالیٰ تمھاری مصلحت اور بھلائی کی بات تمکو سکھاتا ہی وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور اللہ سب چیز سے واقف ہی اس آیت کو دین کی آیت کہتے ہین

ثمن

اللہ تعالیٰ قرآن مین مطلب بہت اختصار سے فرماتا ہی لیکن اس جگہ تفصیل کیا اور کتابت کے واسطے شاہد رکھو کرکے مکرر امر کیا تاکہ لوگو کو ہوشیار کردے کہ اپنے مال کی احتیاط کرین کیونکہ مال معاش و معاد کی مصلحتو کا سبب ہوتا ہی دوسری بات یہہ ہے کہ لوگ تساہل کرکے ابتدا معاملہ مین تمسک نہین لکھتے اور شاہد نہین رکھتے بعد دینیکے وقت اُنہین بحث ہوتی ہی آپسمین ناخوشی ہوجاتی ہی آخر حاکم کے پاس فریاد کرنیکی نوبت پہنچتی ہی جھوٹے شاہد بنتے ہین رشوت دیتے ہین جھوٹی قسم کرتے ہین سو ابتدا اس احتیاط کرنا مسلمان بھائیون مین عداوت اور جھوٹ قسم کا سبب بڑے حدیث مین آیا ہی جھوٹا قسم شہر کو ویران کرتی ہے ان قباحتون پر نظر کرتے اللہ تعالیٰ نے مبالغہ سے کہدیا پہلے ہی معاملہ کے وقت تمسک لکھلے اور اس پر دو معتبر گواہ کی گواہی لکھوادے تاآیندہ فساد نہو وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ اور اگر تم سفر مین ہو وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا اور نہ پاؤ لکھنے والا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ تو ہاتھ مین گرو رکھنی یعنی اگر تم مسافرت کے عالم مین ہو گے اور وہان کوئی لکھنے والا نہ ملے تو اعتماد کیواسطے گرو رکھا جائے ظاہر آیت کو دیکھتے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گرو رکھنا جایز نہین مگر سفر مین مجاہد اور ضحاک اور داؤد ظاہری کی یہی مذہب ہے جمہور سلف و خلف کہتے ہین حضر مین باوجود کاتب موجود رہتے رہن رکھنا جایز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین رہتے پر رہن رکھے امام احمد اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے اناج اُدھار لئے اور اسکے پاس اپنی لوہے کی بکتر گرو رکھے امام احمد اور بخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین اپنی بکتر ایک یہودی کے پاس گرو رکھکے اپنے لوگونکے واسطے جَو لائے بخاری کی ایک روایت مین وے جَو تیس صاع تھے کرکے مذکور ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طبرانی اسکو ابن عباس سے بھی روایت کیے ہین ترمذی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہی ابن حجر عسقلانی نے صاحب الاقتراح سے نقل کیا ہی کہ وہ حدیث بخاری کی شرط پر ہی احمد اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو شہر بن حوشب سے اسمابنت یزید سے بھی روایت کیا ہی امام شافعی اور خطیب مہمات مین اور بیہقی حضرت علی کی طریق سے اپنے باپ محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کیے ہین اور یہودی کا نام ابو الشحم الظفری کے ذکر کرکے ہین ان احادیث سے رہن رکھنا حضر مین جایز ہوا اور اوجہ اعتراض نظر کرتے آیت مین سفر کی قید لگانی کیونکہ اکثر سفر مین کاتب میسر نہین ہوتا وہ قید بطور شرط کے نہین اور مقبوضہ کے قید سے معلوم ہوا کہ رہن تمام ہوگا جب مرتہن یعنی گرو لینے والا اُس مرہون کو ہدست کرے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو ادا کیا چاہیے جس پر اعتبار کیا اپنے پر کا یعنی پیسا دینے والا قرض مانگنے والے کو اعتباری آدمی سمجھکے بن گرو کے پیسا قرض دیا تو مدیون کہ جس پر حق ہی جس کو

یہی کہتے ہین امام احمد اور مسلم اور ابو داؤد کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن جریر طبری اور ابن حاتم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ آیت نازل ہوئی اللہ مافی السموات ومافی الارض وان تبدوا مافی انفسکم اوتخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شئ قدیر تو رسول اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر نہایت شاق ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکے دوزانو بیٹھے اور عرض کئے یارسول اللہ جن تکلیفون کی ہم طاقت رکھتے تھے نازل ہوین جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ تو ہم قبول کئے اب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا ہم اسکی طاقت نہین رکھتے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اول کے اہل کتاب جو کہے تھے سمعنا وعصینا یعنی ہم سنے اور اسکو نہین مانتے کیا تم بھی ویسا ہی کہتے ہو بلکہ یون کہو سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یعنی ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہین ای رب ہمارے اور تجھی تک رجوع ہے جب لوگ اسکو پڑھے اور انکی زبان رام ہوئے اللہ تعالیٰ اسکے پیچھے آمن الرسول کی آیت نازل کیا جب اسکو قبول کئے تب اللہ تعالیٰ اس آیت کو نسخ کیا اور یہہ آیت نازل کیا لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا الآیہ جب وہ کہے تو اللہ تعالیٰ فرمایا بہتر ہے امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ جب ان تبدوا مافی انفسکم اوتخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کی آیت نازل ہوئی صحابہ کے دل پر اتنا غم ہوا کہ کسی چیز سے اتنا غم نہوا تھا پھر آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سمعنا واطعنا وسلمنا پھر اللہ تعالیٰ نے انکے دلون مین ایمان کو مضبوط کیا اور لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت ربنا لا تواخذنا ان نسینا اور اخطانا کی آیت نازل کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مین نے ویسا ہی کیا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا اللہ تعالیٰ فرمایا مین نے اسکو کیا ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مین نے کیا واعف عنا واغفر لنا وارحمنا الآیہ اللہ تعالیٰ نے کہا مین نے کیا عبد بن حمید اور ترمذی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ جب وان تبدوا مافی انفسکم اوتخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کی آیت نازل ہوئی ہم مغموم ہوئے تب لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت کی آیت نازل کرکے اسکو منسوخ کیا سعید بن منصور اور ابن جریر اور طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ محاسبہ یعنی

قبل تحاسب لها ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت کی آیت نازل ہوئی اگلے کی آیت کو نسخ کی ابن جریر نے قتادہ کی طریق سے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت کی آیت اس آیت کو نسخ کی بخاری نے مروان الاصفر سے اُسنے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کو یعنی ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کو اُسکے بعد کی آیت منسوخ کی بخاری کی ایک طریق مین اس صحابی کا نام ابن عمر کرکے آیا دوسری ایک طریق مین مذکور ہے کہ مجھے گمان ہے کہ وہ صحابی ابن عمر ہو حافظ عسقلانی نے کہا اپنے کو گمان ہے کرکے کون کہتا ہے سو مجھکو معلوم نہین ہوا یہہ صحابی ابن عمر رہنے مین مجکو توقف ہے کیونکہ ابن عمر کو اس آیت کے منسوخ ہونے کی اطلاع نہین تھی چنانچہ امام احمد نے مجاہد کی طریق سے روایت کیا ہے کہ کہے مین ابن عمر کے پاس تھا اُنہون نے یہہ آیت پڑھی وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور رووئے مین نے ابن عباس کے نزدیک آکے انکو اس کا ذکر کیا ابن عباس کہے یہہ جب نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو نہایت غم ہوا اور عرض کئے یارسول اللہ ہم ہلاک ہوئے ہمارے دل ہمارے ہاتھ مین نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم کہو سمعنا واطعنا پھر اسکو یہہ آیت نسخ کی لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور طبری نے باسناد صحیح زہری سے روایت کیا ہے اُسنے کہا مین نے سعید بن مرجانہ سے سنا اُسنے کہا کہ مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا انہون نے یہہ آیت پڑھی وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور کہے واللہ اگر مجکو اللہ تعالی اس بات پر مواخذہ کرے تو ہم ہلاک ہونگے بعد اتنا روئے کہ اُنکے رونے کا آواز سنے سعید نے کہا مین اُنکے پاس سے اٹھ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور یہ عمر کی بات اُسنے بولا ابن عباس کہے اللہ تعالی ابو عبد الرحمن کو بخشے میری عمر کی قسم یہہ آیت جب نازل ہوئی تو مسلمانون کو غم ہوا جیسا ابن عمر کو ہوا تب اللہ تعالی نے نازل کیا لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا حافظ عسقلانی کہتا ہے شاید ابن عمر کو وہ قصہ معلوم نہ تھا بعد جب اطلاع ہوئی کہے کہ وہ آیت منسوخ ہوئی اس آیت کے منسوخ ہونے پر بعضے اعتراض کئے ہین کہ یہہ آیت خبر ہے اخبار مین نسخ نہین آتا ہی نسخ ہوگا مگر اُس مین جو وہ امر یا نہی ہو اس اعتراض کا جواب یون دیتے ہین کہ یہہ آیت اگرچہ خبر ہے لیکن حکم کو متضمن ہے جو اخبار حکم کو متضمن ہو تو نسخ کا اُس مین داخل ہونا ممکن ہے جیسے دوسرے احکام مین داخل ہوتا ہے نسخ داخل نہین ہوتا سو خبر وہ ہے جو خبر محض ہو اور حکم کو متضمن نہو جیسے گذشتہ امتون کی اخبار طبری نے

اسکا جواب یون دیا ہے کہ اس جگہ نسخ سے شدت جو اس آیت مین تھی سو زایل ہو نا مراد ہی اور یہ سب
اگرچہ ہو ممکن ہو اخذہ ہو گا حافظ عسقلانی نے یون جواب دیا ہو کہ شاید نسخ سے تخصیص مراد ہو کیونکہ متقدمین
تخصیص پر نسخ کا اطلاق کرتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے یہہ جواب دو تو آیت کا مرجع قول اول کی طرف ہو تا ہے
اور طبری کے قول کا مرجع اب آتی سو تاویل کی طرف ہوتا ہی بعضے کہتے ہین آیت منسوخ نہین لیکن مأول ہے پھر
اُسکے تاویل مین اختلاف کئے ہین بعضے کہتے ہین اللہ تعالی بما کسبت قلوبکم جو فرمایا اُس سے دل کا کسب کرنا
ثابت ہوا سو اللہ کا کوئی بندہ نہین جو اپنے اعضا سے کوئی حرکت کرتا ہی یا دل مین کچھ خطرہ لے آتا ہی مگر اُسکو
اللہ تعالی اُس بات کی خبر دیگا اور اس کا محاسبہ لیگا بعد جسکو چاہے بخش دیگا جسکو چاہے عذاب دیگا حسن بصری
سے یون ہی منقول ہوا ہی بعضے کہتے ہین اس آیت کی معنی یون ہی بندے جو جو عمل کرتے ہین اور اُنکے دلون مین
جو جو خطرے آتے ہین خواہ علانیہ ہو خواہ مخفی سب کا محاسبہ اللہ تعالی لیگا لیکن جو خطرہ دل مین آیا تھا اور
اسکو عمل مین نہین لائے ہین تو اُسکا بدلا دنیا مین ہی سختی اور مصیبتون سے ہو گا یہی مراد ہی بی بی عایشہ کی جو اُس کو
ابو داؤد طیالسی اور امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب
الایمان مین امیہ بنت عبد اللہ سے روایت کئے ہین وہ کہی مین بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے ان آیتون کا
وان تبدوا ما فی انفسکم اور تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ ومن یعمل سوءا یجز بہ کا مقصود پوچھی بی بی عایشہ کہے جب سے مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مطلب پوچھی ہون اب تک کوئی میرے سے نہین پوچھا تھا اس سے تب اور
نکبت و غیرہ مصیبتین ہین جو اللہ تعالی کے غصہ اور عتاب کے سبب سے بندے کو پہنچتے ہین یہان تک کہ کچھ پونجی اپنے پیرہن کی
آستین مین رکھتا ہو اور اُسکو بھول کے گھبراتا ہی بعد اُسکو اپنے جیب مین ہی پاتا ہی پھر اُنکے پہنچنے سے بندہ اپنے
گناہون سے نکلتا ہے جیسا سونا بوتے مین گل کے خالص ہو نکلتا ہی اور سعید بن منصور اور ابن جریر ضحاک کی طرین سے
روایت کیے ہین کہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی معنی مین کہے آدمی نے گناہ کا ارادہ رکھا پر اُسکو کیا نہین
تو اللہ تعالی اُس لمین جسقدر گناہ خطرہ کی تھی اس مقدار اُسکو غم اور درد دیتا ہی یعنے دنیا مین محاسبہ ہی ہے

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مانا رسول نے جو کچھ اترا اُسکو اُسکے رب کی طرف سے
اور مسلمانون نے یعنے قرآن اور احکام جو اُترے اُسکو رسول نے مانا اور مسلمانون نے بھی اُسکی تصدیق کی كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ

وملائكته وكتبه ورسله سب ایمان لائے اللہ پر اور اسکے فرشتون پر اور کتابون پر اور رسولون پر لا
نفرق بين احد من رسله ہم جدا نہین کرتے کسی اسکے رسولون مین اللہ صاحب اس آیت مین عقاید کی
ضروری باتین ذکر کیا ایمان کا اصول فرمادیا کہ وہ اللہ پر اور فرشتون پر اور ملائکہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر
ایمان لانا ہو اللہ پر ایمان لانا یہ ہو کہ وہ ایک ہو اسکا کوئی ساجھی نہین اور نہ اسکے مثل وہ زندہ ہو عالم قادر سمیع
بصیر متکلم جو چاہے سو کرے ملائکہ پر ایمان لانا یہ ہو کہ وہ موجود ہین گناہ نہین کرتے اللہ کے حکم کا خلاف نہین کرتے
کتابون پر ایمان لانا یہ ہو کہ وہ حق ہین اور سچ اللہ کے پاس سے انبیا پر اترے ہین انکی وحی ہونے مین کچھ شک نہین اور قرآن جو محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا سچ ہے رسولون پر ایمان لانا یہ ہو کہ وہ اللہ کے معصوم بندے ہین خلق کی ہدایت کو اللہ تعالی نے
انکو بھیجا ہم انمین فرق نہین کرتے جیسے یہود و نصاری فرق کرتے ہین یہود عیسی اور محمد علیہما الصلوۃ والسلام پر ایمان نہین لاتے
نصاری محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کرتے ہین بلکہ ہم سبھون پر ایمان لاتے ہین اس بات سے انبیا کے درمیان تفضیل
لازم نہین آتا بلکہ تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض کے نص سے تفضیل ثابت ہوئی وقالوا سمعنا واطعنا اور بولے یعنے ہوئے مومن
ہمنے سنی اللہ کی بات اور مانی ہر احکم غفرانك ربنا ای رب ہمارے ہم مانگتے ہین تیری بخشش واليك المصير اور
تجھی تک جوع ہو لا يكلف الله نفسا الا وسعها اللہ تکلیف نہین دیتا کسی کو مگر جو اسکی گنجایش ہو لها ما كسبت اسی کو
ملتا ہو جو کمایا وعليها ما اكتسبت اور اسی پر پڑتا ہو جو کیا ربنا لا تؤاخذنا ای رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو ان نسينا او اخطانا
اگر ہم بھولین یا چوکین یہان اللہ تعالی نے اپنے مومن بندون کو دعا مانگنے کی راہ بتلائی کہ تم ایسا کہا کرو ربنا لا تؤاخذنا الآیہ ربنا
ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ای رب ہمارے اور نہ رکھ ہمپر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلون
لیے یہود پر کیونکہ انکے یہان قتل کے بدلے قتل ہی تھا دیت نہین تھی اور زکاۃ مین چوتھا حصہ مال کا دینا کپڑے کو نجاست لگی تو بھاڑ ڈالنا صاحب کوئی
گناہ کرتا تو اسکے دروازہ پر گناہ لکھا جاتا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به ای رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے جسکی طاقت ہمکو نہین
جس اعمال کے کرنیکی ہمکو طاقت نہین ایسے اعمال کی تکلیف مت دے عمل کی طاقت ہونا دو طور پر ہے ایک جسکے کرنیکی طاقت بندہ کی متعدد نہین
جیسے اندھے کو دیکھنے کی تکلیف دین اور لنجے کو چلنے کی اس قسم کی تکلیف اللہ تعالی کبھی نہین دیتا دوسرا طور یہ ہے اسکی کرنیکی طاقت بندہ کو ہے
لیکن اسمین بہت مشقت ہے جیسے پنجاب نماز فرض ہونا اس قسم کی تکلیف ابتداء اسلام مین تھی اسی قسم کی تکلیف مت دے کر کے مومنین نے
دعا مانگی واعف عنا اور درگذر کر ہمسے یعنی ہم گناہ کرین تو اسکو عفو کر واغفر لنا اور بخش ہمکو یعنی ہم گناہ کرین تو اس کو

۲۹ ورد

بخش دے ہمکو نصیحت نکرو اور رحم کر ہمپر انت مولٰنا تو ہمارا صاحب ہے فانصرنا علی القوم الکٰفرین
سو مدد کر ہمکو کافر قوم پر بیان ایک اشکال کا وہ یہ ہے کہ بھول کے یا خطا سے کچھ فعل کرے تو اس پر مواخذہ نہیں ابن ماجہ اور
ابن حبان اور حاکم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اِن اللہ تجاوز عن امتی الخطأ
والنسیان وما استکرہوا علیہ یعنی اللہ تعالیٰ درگذر کیا میری امت کی خطا اور نسیان سے اور وہ کام جو جبر سے کیا جاوے جب خطا اور نسیان معاف ہوا تو
معافی مانگنے کا کیا سبب اس کا جواب یہ ہے خطا اور نسیان دو طور پر ہوتے ہیں ایک یہ کہ اس آدمی کی غفلت اختیار کرنے سے وہ خطا سرزد ہوئی
دوسرا غفلت اختیار نہیں کیا لیکن اس سے چوک ہو گئی معافی چاہتے ہیں اس سے جو اسکا قصور اور تغافل کی سبب کرتے سرزد ہوتی ہے بعضے
کہا ہے بنی اسرائیل خطا یا نسیان سے کچھ کام کر بیٹھیں تو ان سے مواخذہ ہوتا تھا اور انپر کوئی کھانے پینے کی چیز اس گناہ کی برائی کی مقدار حرام
ہوتی تھی اللہ تعالیٰ نے مہر سے موقوف کو فرمایا کہ اس سے مواخذہ نہ ہونا کر کے دعا مانگو بخاری اور مسلم وغیرہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے من قرأ الآیتین من اٰخر سورۃ البقرۃ فی لیلۃ کفتاہ یعنی جس نے سورۂ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں
شکر پڑھیں تو اسکو بس ہیں یعنے دوسرے آیتیں پڑھنے کی احتیاج نہیں یا وے آیتیں پڑھیں تو نماز تہجد پڑھنے کی احتیاج نہیں مسلم نے
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسری کی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں سدرۃ المنتہیٰ تک لیگئے
اور تین چیزوں ملے ایک تو پانچ نمازیں دوسرا سورۂ بقرہ کے اخیر کی آیتیں تیسرا امت سے جس نے اللہ کا شریک کسیکو نہ ٹھہرایا تو اسکے
گناہ کبیرہ بخشے ترمذی وغیرہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ نے
آسمان اور زمین پیدا کرنیکے دو ہزار برس کے آگے ایک کتاب لکھا اسمیں کے دو آیت نازل کر کے سورۂ بقرہ کو ختم کیا ہے دونوں
آیتیں تین رات جس گھر میں پڑھینگے تو اس گھر کے پاس شیطان نہ آویگا حاکم اس حدیث کی تصحیح کیا ہے امام احمد وغیرہ حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سورۃ البقرہ کے آخر کی یہ آیتیں مجھکو یک گنج سے دیئے عرش کے جو زیر
ہے میرے آگے کے کسی نبی کو دیے آیتیں مرحمت نہیں ہوئیں سیوطی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے مسلم اور ترمذی و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم اپنے گھروں کو قبر نہ کیجیو جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھا کریں تو شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے اس
حدیث میں جو آیا گھروں کو قبر کیجیو اسے مراد یہ ہے نفل نماز گھروں میں پڑھا کرو نماز وہاں نہ پڑھے الگو قبرستان کی مانند نہ چھوڑو ابن حبان نے اپنی صحیح میں
سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر چیز کو سنام یعنی بلندی ہے قرآن کی سنام سورہ بقرہ ہے جو شخص
شب کو یا وقت دن کو اپنے گھر میں پڑھے تو تین رات شیطان اس گھر میں نہ آویگا اور جو دن کے وقت پڑھے تو تین شب شیطان اس گھر میں نہ آویگا۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ

یہ آل عمران کی سورت ہی مدینہ مین اتری اسکی دو سو آیتین ہین خطیب شربینی نے لکھا اس سورت مین تین ہزار چار سو اسی کلمہ ہین انکے حروف چودھا ہزار پانسو بیس ہین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ع ۱

یہ حروف مقطعات ہین سورۂ بقرہ کی تفسیر مین ہم لکھ آئے ہین کہ یہ حروف اسرار الٰہی ہین اسکی معنی اللہ کے سوائے کوئی نہین جانتا ہی اس قول کو اکثر علما اختیار کئے ہین اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم ایسا ہی کہے ہین قاضی ناصر الدین بیضاوی کہا یہ حروف اسرار الٰہی ہین اللہ تعالی کے سوا کوئی اسکی معانی نہین جانتا اس سے شاید یہہ مراد ہو کہ یہ الفاظ اللہ تعالی کے اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اسرار اور رموز ہین کہ جن سے غیر کو سمجھانیکا قصد نہین ہے یہہ تاویل کئے کسواسطے کہ جو لفظ مفید نہو اس سے خطاب کرنا بعید ہے اور بعضے اُنکی معنی کرتے تھے لیکن اسمین بڑا اختلاف ہی جنمے اس اختلاف کو وہان نہین لکھا تھا یہان اُسکا کچھ ذکر کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ یہ اسمار الٰہی کے سرنامے ہین الف لفظ اللہ کا سرنامہ ہے اور لام لطیف کا اور میم مجید کا بعضے کہتے ہین الف سے اللہ لام سے اُسکا لطیف میم سے ملک مراد ہے بعضے کہے الم کی معنی انا اللہ اعلم یعنی مین اللہ ہون بہت جاننے والا بعضے کہے ہین الف سے اللہ لام سے جبرئیل میم سے محمد یعنی قرآن اللہ تعالی کی طرف سے جبرئیل کی زبان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا بعضے کہتے ہین اِن حروف مین بعضے لوگون کی مدت و بقا کی طرف اشارہ ہی جیسا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اس سورت کو جب پڑھے تو یہود کہے ہم تمھارے دین مین کیسے داخل ہون تمھاری مدت اکہتر برس کی ہے کسواسطے کہ ابجد کے حساب سے الف کا ایک عدد ہی لام کے تیس میم کے چالیس پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کرکے فرمائے اُنکے سوائے اور بھی نقطین ہین الٓمٓصٓ الٓرٰ الٓمٓرٰ یہ سُنکے یہود کہے اب تم خلط کرے ہم کسکو شمار کرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُنکے قول کو قبول کرکے دوسرے حروف کو بیان فرمانا دلیل ہی کہ اس سے کچھ حساب مراد ہے بعضے کہتے ہین یہ اللہ کے ناموں کے مقطعات ہین اگر کوئی شخص اسکو ملانا جانے تو اللہ تعالی کا اسم اعظم جانلے جیسے الرحمن ان کو جمع کرین تو الرحمن ہوتا ہی مگر ان سبکو ہم جمع کرنے نہین جانتے بعضے کہتے ہین یہ قرآن کے نام ہین بعضے کہتے ہین یہ سورتون کے نام ہین بعضے کہتے ہین یہ حروف ہین اللہ تعالی نے بطور قسم کے انکو ذکر کیا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اللہ اسکے سوا کسی کی بندگی نہین چاہتا ہی سب کا تھامنے والا الحی القیوم کو

کہا ہے فرقان سے مراد وہ معجزے ہین جنکو کتابون کے ساتھ دیا تاکہ انبیا کے اور جھوٹون کے درمیان فرق کرین
اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ مقرر جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سے
انکو سخت عذاب ہے آیات سے مراد قرآن وغیرہ کتب اور تمام معجزے مراد ہین وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ
اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا مجرم کے تئین سخت سزا دینے کو انتقام کہتے ہین یعنی اللہ تعالیٰ منکر کو سخت
عذاب دیگا کہ کوئی اُسکے مثل عذاب دینے پر قادر نہین اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا
فِی السَّمَآءِ اللہ اس پر چھپی نہین کوئی چیز زمین مین اور نہ آسمان مین ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ
کَیْفَ یَشَآءُ وہی تمھارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ مین جسطرح چاہے یعنی مرد یا عورت گورا یا کالا خوب صورت
یا بدصورت پوری خلقت یا ناقص غرض کروڑہا آدمی پیدا کرتا ہے اور اُن مین تفاوت ہوتا ہے پہلی آیت
اللہ تعالیٰ کے حی یعنی زندہ ہونیکی گویا دلیل تھی یہہ آیت قیوم ہونیکی دلیل ہے اور بچہ کا نقشہ پیٹ مین بنانا
اُسکی کمال علم و قدرت کی دلیل ہے اور اس آیت مین بجز ان کے نصاری پر رد ہے وے عیسیٰ کو ابن اللہ کہے
اور اس پر چند باتون کی دلیل گذرانے ایک علم کیونکہ عیسیٰ غیب کی باتون کی خبر دیتے تھے دوسری قدرت
کیونکہ عیسیٰ مردون کو زندہ کرتے تھے اور اندھے گنگ کو درست کرتے تھے اُنکے رد مین گویا یون فرمایا
کہ اللہ کی تو شان یہہ ہے کہ اسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین غیب کی چند باتون کی خبر دینا عیسیٰ کی الوہیت
پر دلالت نہین کرتا کیونکہ وہ باتین وحی سے معلوم ہوئی تھین لیکن عیسیٰ کا علم سب باتون پر محیط نہین قطعاً
دلالت کرتا ہے کہ عیسیٰ خدا نہین تھا حاصل یہہ ہے کہ غیب کی بعضی چیزونکا علم ہونا الوہیت پر دلالت نہین کرتا
پر بعضے چیزون کا جہل عدم الوہیت پر قطعاً دلالت کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کو غیب کے سب باتونکا علم نہین
تھا وہ قطعاً خدا نہین سب چیزون کو اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرا کوئی نہین جانتا سو سب مسلمانون کو معلوم
ہے لیکن اس مقام مین نصارا پر رد ہے اس لئے ہم انہون کی کتابون سے اس دلیل کے مقدمون کو ثابت کرتے ہین
اخبار الایام کے دوسرے سفر کے چھٹوین باب کی تیسوین سطر مین لکھا ہے یا اللہ انکی نماز کی آواز آسمان
پر سے تو ہی سنتا اور اُنکے گناہون کو تو ہی بخشتا ہے اور ہر ایک کی دل کی پوری خبر رکھتا ہے اسکے دلمین ہے
اُسکو تو ہی جانتا ہے اسکی سب روش کے مطابق بدلا دیجئے اس لئے کہ ستارے بنی آدم کے دلون کو تو ہی فقط جانتا ہے

اس فقرے سے ثابت ہوا کہ دل کی خبر فقط اللہ تعالیٰ کے سوائے کسیکو معلوم نہین عیسیٰ کو سب چیزون کی خبر نہونا
انجیل سے ثابت ہے متی کی انجیل کے تیسرے باب کی سولھوین سطر مین ہے عیسیٰ جب اصطباغ پاچکا فی الفور پانی سے
نکلکر اوپر آیا کہ ناگاہ اسپر آسمان کے دروازہ کھل گئے اور اوسنے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتی اور اپنے
اوپر آتی دیکھا اس فقرے سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ کو پیش اصطباغ پانے کے علم نہین تھا مرقس کی انجیل کے تیرھوین
باب کی بتیسوین سطر مین لکھا ہے اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہین اور نہ
بیٹا کوئی نہین جانتا یاد رکھئے اس کلام مین عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ کو باپ اور اپنے تین بیٹا کہنا متشابہات الفاظ سے ہے
انکی تاویل سے نصاریٰ جاہل ہوکر عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا فرزند کہتے ہین متی کی انجیل کے اکیسوین باب کی
اٹھارہوین سطر مین لکھا ہے مسیح صبح کو شہر مین آنے لگا تو اُسے بھوک لگی تب انجیر کا ایک درخت راہ مین دیکھکر
آیا لیکن پتون کے سوا اس پر کچھ نپایا تب بولا قیامت تک تجھ مین پھل نہ لگے آن فقرون سے عیسیٰ کو غیب کے سب باتین
معلوم نہونا ثابت ہوا جب غیب کے سب باتین اُسکو معلوم نہون تو اُسکا خدا نہونا ثابت ہوا اور قدرت کی شان
یہہ کہ ایک قطرۂ منی سے رحم مین ایسی نادر صورت نہایت صنعت سے بناتا ہے عیسیٰ اللہ کے حکم سے کسی کو زندہ کرے تو
اُنکی الوہیت پر دلالت نکریگا سب پر عیان ہے کہ زندگی اور موت کو پیدا کرنے کی قدرت انمین نہین تھی
یہہ قدرت حاصل نہونا انکے عدم الوہیت پر دلالت کرتا ہے نصاریٰ کو ان دو شبہون کے سوا کچھ دو شبہے تھے
ایک تو یہہ کہ مسلمان کہتے ہین عیسیٰ بن باپ کے پیدا ہوا انسان سے انکا باپ جب کوئی نہو تو معلوم ہوا کہ وہ ابن اللہ
ہے اسکا جواب یہہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے اسطرح کا نقشہ رحم مین بناتا ہے بن نطفے باپ کے صورت رحم مین
بنا دینا اُنکی قدرت سے بعید نہین لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کسی کی بندگی نہین اُسکے سوائے وہ زبردست حکمت والا
کلمہ توحید کو مکرر فرمایا رد مین اُنکے جو تثلیث کے قایل تھے کیونکہ نصاریٰ کی جو جماعت آئی تھی اُنمین کے بعضے عیسیٰ کو
اِلٰہ سمجھتے تھے اور بعضے ابن اللہ کہتے تھے اور بعضے تین مین کا تیسرا جانتے تھے دوسرا شبہہ اُس جماعت کا یہہ تھا
کہ تم عیسیٰ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہتے ہو یہہ دلالت کرتا ہے کہ وہ ابن اللہ ہی اُسکا جواب کچھ یا یون کہا کہ یہہ الزام
لفظی ہے لفظ احتمال رکھتا ہے حقیقت اور مجاز کا جس لفظ کا ظاہر دلیل عقلی کا مخالف ہو تو وہ لفظ متشابہات مین
ہے اس کی تاویل کرنی ضرور ہے اسی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وہی ہے جسنے اُتارا تجھ پر کتاب اُسمین بعضی آیتین محکم ہین وے
جڑ ہین کتاب کی علیک کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے محکم کی معنی یہہ ہے کہ اُسکی عبارت واضح ہے کچھ تاویل
کا احتمال نہین رکھتی مقصود پر صاف دلالت کرتی ہے شبہے کا محل نہین ام الکتاب ہین یعنی اصل اور جڑ ہین احکام
کا مدار انہین پر ہے اور حلال وحرام مین انہین پر عمل ہے اور متشابہات کو انہین کی طرف پھیرتے ہین وَاُخَرُ
مُتَشٰبِهٰتٌ اور دوسری آیتین ہین متشابہ یعنی اُسکا لفظ کئی طرف جاتا ہے مقصود صاف معلوم نہین ہوتا
اس جگہ ایک اشکال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت مین فرمایا قرآن کے بعضی آیتین محکم ہین اور بعضی متشابہ اور سورہ
زمر مین فرمایا اللہ انزل احسن الحدیث کتابا متشابہا یعنی اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس مین متشابہ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ سب متشابہ ہین اور سورہ ہود مین کہا الٓرٰ کتاب احکمت آیاتہ یعنی یہہ کتاب ہے محکم ہین اُسکی آیتین
یہہ دلالت کرتی ہے کہ وہ سب محکم ہین اس اشکال کا جواب یون ہے کہ سب محکم ہین جو فرمایا اس سے مراد
یہہ ہے کہ وے سب حق ہین اور سچ اسمین کچھ عبث اور ہزل نہین اور سب متشابہ ہین جو فرمایا اس سے مراد یہہ
حسن اور راستی مین ایک آیت دوسری آیت سے شباہت رکھتی ہے اس جگہ بعضی محکم اور بعض متشابہ ہین جو فرمایا
اس سے مراد یہہ ہے کہ بعضے لفظونکی معنی واضح ہے وہ محکم ہے اور بعضی لفظون کی معنی واضح نہین وہ متشابہ ہے
اُسکی تفصیل یہہ ہے کہ لفظ جو معنی پر دلالت کرتا ہے اس معنی کے سوائے دوسری معنی کا احتمال رکھتا ہے یا نہین
اگر دوسری معنی کا احتمال نہ رکھتا ہو تو اُسکو نص کہتے ہین اگر دوسری معنی کا احتمال رکھتا ہے لیکن ان دو معنی سے ایک
معنی پر بقوت دلالت کرتا ہے اور دوسرے پر بقوت نہین سو جس معنی پر بقوت دلالت کرتا ہے اُس کی نسبت
ظاہر کہتے ہین اور جس معنی پر بقوت نہین دلالت کرتا ہے اُسکی نسبت مؤول کہتے ہین اگر دو معنی کا احتمال رکھتا ہے اور
دونون احتمال برابر ہین ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین تو اُسکو مجمل کہتے ہین اس بیان سے لفظ کے چار قسم ہوے نص ظاہر مجمل
مؤول جو نص یا ظاہر ہو تو اُسکو محکم کہتے ہین اور جو مجمل یا مؤول ہو تو اُسکو متشابہ کہتے ہین اصول فقہ والون کے پاس
محکم ومتشابہ کے یہی معنی ہین اس جگہ یہی معنی مقصود ہے کرسکے امام فخر الدین رازی وغیرہ ترجیح دیئے ہین بعضے کہتے
ہین اس جگہ محکم سے مراد وہ جسکا مقصود معلوم رہے اگرچہ بتاویل ہو متشابہ وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ کے سوائے
دوسرا کوئی نہین جانتا جیسے قیامت آنے کا وقت اور دجال نکلنے کا روز اور سورتون کے شروع کے حروف مقطعات

اسکے سوا بھی اور چند قول ہین تطویل کے اندیشے سے اُنکو ترک کیا یہان اور ایک اشکال کرتے ہین اُسکی تقریر یہہ ہے قرآن تو دین کے احکام کو بیان کرنے اور بندؤ کو ہدایت اور راہ بتلانے کو نازل ہوا ضرور تھا کہ سب محکم ہی رہے متشابہ نازل ہونے سے کیا فایدہ اُس اشکال کا جواب یہہ ہے کہ فصحاے عرب کا کلام دو طور پر تھا ایک تو واضح اور صریح بیان کر دینا جس کا مطلب سامع پر مخفی نرہے دوسری طور مجاز اور کنایات اور اشارے اور مزین ذکر کرنا اس قسم کا کلام ہی عربون کے پاس مستحسن تھا اللہ تعالیٰ نے دونون طور کا کلام فرما دیا تا اسکا مثل کسی قسم کا ہو لانے سے عاجز ہو دین دوسرا جواب متشابہ ذکر کیا تا علما کی فضیلت معلوم ہو اور علم حاصل کرنیکے واسطے سعی کرین اور قرآن کی معنی معلوم کرنیکے لئے کوشش کرین تا اُنکو زیادہ ثواب ملے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ سو جنکے دلون مین کجی ہے یا شک ہے یہہ کجی والے وہی نجران کے نصاری ہین جو مسیح ابن اللہ ہونے پر روح کے لفظ سے دلیل لائے تھے بعضے کہتے ہین وہ یہود ہین سورۂ بقرہ مین الم نازل ہوا سو سنکے آئے اور کہے ان حروف مین اشارت ہے تمھاری امت کے بقا کا ابجد کے حساب سے الف کا ایک لام کے تیس میم کے چالیس تو معلوم ہوا تمھاری امت اکہتر برس رہیگی بعد المص الر المر سنکے کہے ہمپر اشتباہ ہوا بعضے کہتے ہین وہ منافق ہین بعضے کہتے ہین تمام بدمذہب والے مراد ہین امام احمد وغیرہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے وے خوارج ہین فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ سو وے پیروی کرتے ہین اس کتاب سے اسکی جو متشابہ ہے یعنے ظاہر لفظ کو پکڑ لیتے ہین یا باطل تاویل ٹھہراتے ہین اِبْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ تلاش کرنے گمراہی یعنی وے متشابہات سے تمسک کرکے لوگون کو شک مین ڈالتے ہین اور دین سے پھرانا چاہتے ہین فتنہ سے اس جگہ شرک اور کفر مراد ہے یا مطلق گمراہی وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ اور تلاش کرنے اُنکی تفسیر یعنے وے متشابہات کی پیروی بھی اس جہت سے کرتے ہین کہ اُسکی معنی اپنے مدعا کے برابر کرے تاویل کی معنی لغت مین بیان کرنا ایسی طور پر کہ جس سے بات بدلجاوے یہان مراد تفسیر ہے اردو کے مترجم نے اُسکا ترجمہ کل بٹھائی کیا ہے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ اُنکی تفسیر کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے یعنی اُنکی معنی اللہ ہی کو معلوم ہے وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ اور مضبوط علم والے کہتے ہین اُسپر ہم ایمان لائے راسخون فی العلم وے علما ہین جو اپنے دین کی باتین ایسا مضبوط کئے ہین کہ اُنکو شک نہین ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اوسط ابو الشیخ

وما یذکر الا اولوا الالباب یند نہین لیتے مگر صاحبان عقل یہہ ہمارا تعریف مین راسخین کے فرمایا ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ ھدیتنا اے رب ہمارے نہ پھیر ہمارے دل ہدایت دیچکے بعد یہہ راسخین کا مقولہ ہے اللہ نے اسکو
نقل کیا یعنی راسخین کہتے ہین ہمکو تو جب اپنے ہمین راہ بتایا اور حکم پر عمل اور متشابہ پر ایمان لانیکی توفیق دیچکا تو
اب ہمکو اس راہ سے پھیر خصوص دلکو نہ پھیر کرکے فرمایا کیونکہ دل جسد مین بمنزلہ بادشاہ کے ہے جسکے اور اراکے اور نوکرون
کا محل وہی ہے دوسرے تمام اعضا اسکے تابع ہین اسکی درستی سے اعضا بھی درست ہوتے ہین بخاری اور مسلم بی بی عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرزند آدم کا دل اللہ کی دو انگلیون
مین ہے چاہے تو اسکو راست رکھے چاہے تو پھیر دیوے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابن جریر اور طبرانی اور
ابن مردویہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہہ دعا فرمایا کرتے یا مقلب القلوب
ثبت قلبی علی دینک اے دلون کے پھیرنے والے میرے دلکو اپنے دین پر ثابت رکھ مینے عرض کی یا رسول اللہ دل کیا
پھر جاتا ہے تو فرمائے جتنے بنی آدم ہین سبھون کے دل اللہ کی دو انگلیون مین ہین اگر اللہ چاہئے تو اسکو راست رکھے
چاہے تو اسکو پھیر دیوے سو ہم اپنے پروردگار سے سوال کرتے ہین کہ ہمارے دلون کو ہدایت کیے بعد نہ پھیرے اور سوال کرتے ہین
کہ اپنی رحمت ہمکو بخشے اللہ بہت بخشش والا ہے مینے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کچھ دعا سکھا دو تا اپنے خاطر وہ دعا کیا کرون
تو فرمائے کہ اللھم رب النبی محمد اغفر لی ذنبی واذھب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن ما احییتنی یعنی یا اللہ رب نبی
محمد کے میرا گناہ بخش دے میرے دل کا غصہ نکال اور جب تک مجھے زندہ رکھیگا گمراہی کے فتنون سے مجھے پناہ دے ان آیتون مین
دل اللہ کی انگلیون مین ہے کرکے جو آیا متشابہات سے ہے علماء سلف اسکی کچھ تاویل نہین کرتے اور کہتے ہین ہم اس لفظ
پر ایمان لاتے ہین اس سے مراد کیا ہے سو اللہ کو معلوم اور متکلمین کہتے ہین ظاہر لفظ کی معنی تو ہین نہین سکتی معلوم ہوا کہ
مجاز ہے مراد اس سے تصرف اور قدرت ہے یعنی سب کے دل اللہ کی قدرت و اختیار مین ہین جدھر چاہے ادھر پھیرے
جیسے کسی کی دو انگلیون مین کچھ چیز ہو تو پھیرتا ہے وھب لنا من لدنک رحمۃ اور دے ہمکو اپنے
پاس سے مہربانی یعنی توفیق دے اور ایمان پر ثابت رکھ یا گناہون کو بخش انک انت الوھاب بیشک
تو ہی ہے سب کچھ دینے والا اس مین دلیل ہے کہ ہدایت اور ضلالت دونون اللہ ہی کی طرف سے ہین اور بندون کو نعمتین جو
دینا ہے سو اپنی مہربانی سے دیتا ہے اسپر کوئی چیز واجب نہین ربنا انک جامع الناس لیوم لا ریب فیہ

حدیث کا بقیہ ہے ان سوال اللہ ربنا ان لا یزیغ قلوبنا بعد اذ ھدانا وان یھب لنا من لدنہ رحمۃ انہ ھو الوھاب

ای سب سہارے تو جمع کرنے والا ہے لوگون کو ایک دن جس میں شبہہ نہین یعنی جزا دینے کے لئے تو ایک روز سکو جمع کریگا وہ دن روز قیامت ہوگا جسکا آنا یقین ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بیشک اللہ خلاف نہین کرتا وعدہ یہہ جملہ یا اللہ تعالی کی طرف سے ہو یا تتمہ ہو اسخین کے کلام کا گویا جب وے لوگ کجی و گمراہی سے اللہ تعالی کی پناہ چاہے اور ہدایت اور رحمت کے آرزومند ہوے تو کہے اِس سوال سے ہماری غرض دنیا کی مصلحتین نہین ہین کیونکہ انکو بقا نہین اس سے ہمارا مقصود اصلی آخرت کی درستی ہو تجکو معلوم ہے تو جزا دینے کے خاطر لوگون کو قیامت کے دن ایکھا کریگا تیرا وعدہ سچ ہے جو گمراہی اختیار کرے تو وہ وہان عذاب مین گرفتار ہوگا جسکو توفیق وہدایت دیگا اور اپنی مہر اُس پر رکھیگا تو اُسکو وہان راحت اور آرام ملیگا اِس توجیہ پر سابق کے کلام کے دیکھتے انک لاتخلف المیعاد کہنا تھا لیکن اسلوب کو بدل کے ان اللہ کہا کیونکہ یہہ مقام ڈر اور اندیشے کا تھا اسمین حشر و نشر و عذاب کا ذکر تھا اسلئے اللہ تعالی کو اسکے خاص نام سے ذکر کیا اسلوب جو بدلا علم بلاغت مین اُسکو التفات کہتے ہین جبائی وغیرہ معتزلہ اِس آیت سے دلیل لیتے ہین کہ گناہ گارون کے حق مین جو وعید وارد ہوی ہے اُسکا ہونا لازم ہے عفو جایز نہین وے اپنی دلیل کی تقریر یون کرتے ہین کہ سورۂ اعراف مین آیا ہو قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فہل وجدتم ما وعد ربکم حقا یعنی ہم پاگئے جو ہمکو وعدہ دیا تھا ہمارے رب نے تحقیق سو تمنے بھی پایا جو تمھارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق اس آیت سے معلوم ہوا کہ وعید کو بھی عدہ کہتے ہین اور وعد و وعید دونون کا ایک ہی معنی ہے اس آیت مین اللہ تعالی خبر دیا کہ وعدے کو خلاف نہین کرتا تو ثابت ہو وعید جو فاسق کے حق مین ہے اسکا بھی خلاف نہین کرتا جب وعدے کے خلاف نہ کرے تو عذاب دینا بھی لازم ہوا اسکا جواب یہہ ہے اللہ تعالی فاسقون کے حق مین وعید جو کیا وہ مطلق نہین بلکہ وہ مشروط ہو عفو نہ کرنے پر جیسے وعید مشروط ہے عدم توبہ پر تم جدی دلیل سے عدم توبہ کی شرط جیسا ثابت کرتے ہو ہم بھی جدی دلیل سے عدم عفو کی شرط ثابت کرتے ہین دوسرا جواب یہہ ہو کہ تم جو کہے وعدے کے حکم مین وعید بھی داخل ہے سو ہم اسکو قبول نہین کرتے بلکہ احسان کا وعدہ جو ہو اُسکو موعد و میعاد کہتے ہین عقوبت کا وعدہ جو ہو اسکو وعید کہینگے فہل وجدتم ما وعد ربکم کی آیت سے جو تم دلیل لئے ہو تمھاری دلیل تمام نہین ہوتی کیونکہ اِسمین وعید کی جگہہ مین وعد کا لفظ کہنے کے لئے کہا ہو جیسے بشر کا لفظ عذاب مین فرمایا فبشرہم بعذاب الیم اسکو اہل بلاغت تہکم کہتے ہین تیسرا جواب یہہ ہے وعدے کا خلاف کرنا نکلون کے لئے ہے بدون کی وعید کی خاطر نہین کیونکہ وعدے کا خلاف کرنا بد ہو وعید کا خلاف کرنا بد نہین بلکہ مدح اور کرم پر دلالت کرتا ہی اللہ تعالی مومنین کی

ع ۱۲

دعا اور انکا تضرع ذکر کیا اب کافرون کا حال بیان فرماتا ہو اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جو لوگ منکر ہین یہہ کلمہ ذم کے لئے عام ہے بعضے کہتے ہین اس سے بنی قریظہ اور بنی نضیر مراد ہین بعضے کہتے ہین نجران کے نصاریٰ مراد ہین بندہ جامی کہتا ہے اگرچہ آیت کسی کی شان مین مخصوص نازل ہوئی لیکن لفظ جب عام ہوتا ہے تو اسی کا اعتبار ہے خصوص سبب کا اعتبار نہین لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ہرگز کام نہ آوینگے انکو انکے مال اور نہ انکی اولاد اللہ کے آگے کچھ یعنی یہ چیزین اللہ کے عذاب کے آڑے نہ ہونگے وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ اور وے وہی ہین چھپٹیان دوزخ کی كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اس آیت کی دو ترکیب ہین ایک یہہ ہو کہ داب اٰل فرعون محذوف مبتدا کی خبر ہو اور یہہ جملہ مستانفہ ہو تقدیر یون ہے داٰبھم فی ذالک کداب اٰل فرعون اب معنی یون ہونگی انکی عادت ہے جیسی فرعون والون کی عادت یعنی انکا فرون کی عادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب مین اور حق کے منکر ہونے مین فرعون کی قوم کی سی ہو کیونکہ وے موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب اور فرعون کی تصدیق کئے تھے دوسری ترکیب کداٰل فرعون قبل کی آیت سے متعلق ہے اسوقت معنی یون ہونگی وے دوزخ کی چھپٹیان ہونگی جیسے فرعون والے دوزخ کے چھپٹیان ہوے اور والذین من قبلھم کا جملہ یا عطف ہو اٰل فرعون پر اور کذبوا باٰیاتنا کا جملہ اپنے ماقبل کا بیان ہے یا والذین جملہ مستانفہ ہو کے مبتدا ہے اور کذبوا باٰیاتنا اسکی خبر ہے پہلی تقدیر پر معنی یون ہونگی اور جیسی عادت انکی جو انسے پہلے تھے یعنے گذشتہ امتون کے کفار جیسے عاد و ثمود وغیرہما ہماری آیتین جو رسول لائے تھے انکو جھٹلائے تو انکو انکے مال اور اولاد کچھ کام نہ آے دوسری تقدیر پر معنی یون ہونگی اور جو امتین انکے آگے تھین وے بھی ہماری آیتین جھٹلائین فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ پھر پکڑا انکو اللہ نے انکے گناہون پر یعنی انکی تکذیب کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے انکو عذاب دیا وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ اور اللہ کی مار سخت ہے قُلْ تو کہہ اے محمد لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ان کافرون کو اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن اسحٰق اور ابن جریر اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ بدر کے جنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح اور کافرون کی شکست ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے بعد یہود کو بنی قینقاع کے بازار مین جمع کئے اور فرمایا اے یہود کی جماعت قریش پر جو مصیبت گذری تمپر ویسی مصیبت آنیکے آگے ہی ایمان لاؤ یہود بولے تم قریش کے ناتجربہ کار لوگ پر جنکو لڑائی کرنا

معلوم تمہارا فخر بیجا ہوتا مغرور نہ ہو اللہ ہم سے مقابلہ کروگے تو سمجھ لوگے کہ ہم ہی مغرور ہیں شجاعت تعالی نے نازل کیا اے محمد تو یہود کو کہہ سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ اِلٰی جَهَنَّمَ ابتم مغلوب ہوگے اور پھر کے جاؤگے دوزخ کو یعنی دنیا میں تو مغلوب ہوگے اور آخرت میں دوزخ کو جاؤگے یہہ غیب کی بات تھی جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیے پھر آپکے کہنے کے موجب ظہور میں آیا بنی نضیر کو جلاوطن کیے اور بنی قریظہ کو قتل کیے اور خیبر فتح ہوئی یہود ذلیل ہوکے جزیہ دینا قبول کیے وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور کیا برا بچھونا ہے وہ دوزخ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا مقرر ہو چکا تمکو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں اس آیت کا خطاب کفار قریش کو ہے بعضے کہتے ہیں یہود کو بعضے کہتے ہیں مومنوں کو دو فوجوں میں مقابلہ ہوا سو وہ بدر کا روز ہے یعنی بدر کے جنگ کا روز دونوں فوجوں میں جب مقابلہ ہوا اُنمیں تمکو ایک معجزہ جو میرے بات کی سچائی پر یعنی مومنوں کو فتح ہوئی کرکے جو کہا تھا نمود ہوا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کی طاعت اور اوسکے حکم پر اس فوج سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ہیں جو تین سو تیرہ آدمی تھے انمیں مہاجرین کے ستہتر مرد اور انصار کے دو سو چھتیس شخص مہاجروں کا جھنڈا علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس فوج میں ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا مقداد بن عمرو کا اور ایک گھوڑا مرثد بن ابی مرثد کا لشکر میں بکتر پوش چھے شخص تھے اور آٹھ شخص کے پاس تو ارین تھیں وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ اور دوسری کافر یعنی دوسری فوج کافروں کی تھی جنگ کرتی تھی شیطان کی راہ میں یہ لوگ مکہ کے مشرک ہیں ان میں جنگی لوگ نو سو پچاس تھے اُنکے رئیس ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے اُنکے سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے کے سوار تمام بکتر پوش تھے یہہ پہلا جنگ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لائے يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ یہہ دیکھتے تھے اُنکو اپنے دوبرابر رَاْیَ الْعَيْنِ اپنی آنکھ سے دیکھنے میں یرونہم کے لفظ میں دو قراءت ہیں نافع اور ابوجعفر اور یعقوب ترونہم پڑھتے ہیں تاء مثناۃ فوقانیہ سے اس قراءت پر خطاب انہیں کو ہے جنکو قد کان لکم سے خطاب کیا تھا یعنی مشرکین یا یہود یا مومنین یہود کو خطاب کرنیکا سبب یہہ کہتے ہیں کہ بدر کے جنگ میں شکست کھوئی ہے سو چند یہود دیکھنے آئے تھے وے اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ مشرک دوبرابر باوجود اسکے بھی مسلمانوں کی فتح ہوئی تو اس میں معجزہ ہوا دوسرے قاری

اسکو یرونہم یعنی شاہ تمنا یہ سے پڑھتے ہیں اس قراءۃ کی توجیہ میں اختلاف ہی بعضے کہتے ہیں دیکھنے والے مسلمان ہیں اس قول پر آیت میں دو تاویل ہیں پہلی تاویل یہ ہے کہ کافر جتنے تھے وے سب مسلمانوں کو وہ کہتے تھے اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ مشرک تین برابر تھے پھر دو برابر کیسا کہا اسکا جواب یوں کہے ہیں کہ عربوں کے محاورے میں کبھی تین کو اور ہوں تو بھی اسکو مثلین کہتے ہیں جیسے کسی شخص کے پاس ایک درہم رہتا ہو تو وہ کہتا ہوا احتاج الی مثلی ہذا الدرہم یعنے مجھکو اسکے دو برابر ضرور ہیں یعنی اس ایک درہم کے سوائے اور دو درہم چاہئے دوسری تاویل یہ ہے کہ کافر اگرچہ تین برابر تھے لیکن مسلمان انکو اپنے دو برابر دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آنکھ میں انکو کم نمود کیا مسلمانوں کو دکھتا تھا کہ وے چھ سو چھبیس ہیں بعد اسکے بھی کم ہو کے نمود ہوئے چنانچہ ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے بدر کے روز ہم مشرکوں کو دیکھے کہ ہم سے دو برابر تھے بعدہ دیکھے تو ہمارے برابر دکھنے لگے ایک شخص بھی ہم سے زاید نہو گا بغوی کی روایت میں آیا ہے پھر ہم دیکھے تو ہم سے بھی کم دکھنے لگے یہاں تک میں نے اپنے بازو والے سے کہا کہ وے ستر آدمی ہوویں گے اس نے کہا سو ہو ویں گے اسی تاویل کو بغوی نے ترجیح دی ہے بعضے کہتے ہیں دیکھنے والے مشرک ہیں یعنی مشرک مسلمانوں کو دیکھتے تھے کہ اپنے دو برابر ہیں جنگ کرنے کے قبل اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کی آنکھ میں کم نمود کیا تا مشرک دلیر ہو کے جنگ پر مستعد ہوں چنانچہ اس آیت میں فرمایا واذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلاً ویقللکم فی اعینہم پھر جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں کو انکی آنکھ میں دوچند کر کے نمود کیا سیوطی نے کہا ہے کہ یہ دونوں توجیہ ضعیف ہیں حق بات یہ ہے کہ یرونہم کی قراءت پر بھی دیکھنے والے یہود ہیں کیونکہ سابق کی آیت میں انہیں کو خطاب تھا چنانچہ ترونہم کی قراءت بھی اسی کو تائید کرتی ہے یہ قاری یرونہم غائب کے صیغے سے جو پڑھتے ہیں سو التفات ہے اور یرونہم میں ہم کی ضمیر مشرکین کی طرف راجع ہے اور شلیم کی ضمیر مومنین کی طرف انتہی اب معنی یوں ہوگی یہود مشرکوں کو دیکھتے تھے کہ وے مسلمانوں سے دوچند ہیں آنکھ کے دیکھتے یعنے انکو دو برابر دیکھنا ظاہر اور عیان تھا وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جسکو چاہے فتح و نصرت لشکر کی کثرت پر نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد چاہئے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ بیشک اس میں یعنی اس نصرت میں جو مذکور ہوئی یا لشکر دو برابر دکھنے میں پند ہے آنکھوں والوں کو یعنی صاحب دل کو جنکے دل کی آنکھ روشن ہو اور اس میں پند یہ ہے کہ اسکو دیکھ کے ایمان لاوے اَنَّ الَّذِیْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّہَوٰتِ

رچھایا ہی لوگون کو مزونکی محبت یہہ رچھایو الا اہل سنت پاس اللہ تعالی ہی کیونکہ بندونکے افعال کا خالق وہی ہے
پھر یہہ رچھانا یا بندونکی ازمایش کے لئے ہی اسپر دلیل اللہ تعالی نے سورۂ کہف مین جو فرمایا ہی انا جعلنا ما علی الارض
زینۃ لہا لنبلوہم یعنے ہمنے رکھا جو زمین پر ہے اسکی زینت تاہم انکو ازمایش کرین یا بندون کی زندگی اور نوع انسان
کی بقا کے واسطے ہے یا سعادت اخروی کا وہ واسطہ ہے جبکہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ہو معتزلہ کہتے ہین رچھایو الا
شیطان ہی اور علی جہالتی معتزلہ سے کہتا ہی جو چیز حرام ہو سکا رچھانے والا شیطان ہی اور مباح ہو سکا رچھانے والا اللہ تعالی ہی اہل سنت کا مذہب صحیح ہی کیونکہ
اللہ تعالی سب کا خالق ہی اسکی ملک مین کیکو دخل نہین مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ عورتون اور بیٹیون سے عورتون سے شروع کیا کیونکہ سب لذتون سے
انکی لذت زیادہی ہے اور اُنسے اُنست بھی پوری ہوتی ہے اور وہ شیطان کے پھاندے ہین نسائی اور ابن ابی حاتم
اور حاکم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حبب الی من دنیاکم النساء
والطیب وجعلت قرۃ عینی الصلوۃ یعنی تمھاری دنیا کی چیزون سے میرے پاس عورتین اور خوشبوئی دوست ہین اور
میری آنکھ کی ٹھنکی نماز مین ہے اور بچون مین بیٹون کو ذکر کیا کیونکہ لڑکی کے نسبت کرتے لڑکے سے زیادہ محبت رہتی ہے
کیونکہ وہ باپ کا معین و مددگار اور اسکا قایم مقام ہے اللہ تعالی انسان کی نسل باقی رہنے کے خاطر عورت اور بچون کی
محبت دل مین ڈالا اگر محبت نہوتی نسل بھی نہ رہتی وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ اور ڈھیر
جوڑے ہوے سونیکے اور روپیکے قناطیر جمع قنطار کی ہے بہتات کو قنطار کہتے ہین بعضے کہتے ہین لاکھ دینار کا ایک
قنطار ہے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ انس سے مرفوع یون ہی روایت کیے ہین بعضے کہتے ہین کائی کا چمڑا بھر کے
سونا ہو تو اسکو قنطار کہتے ہین اسکے سوا بھی بہت اقوال ہین المقنطرۃ کی معنی جمع کیے ہوئے بعضے کہتے ہین سکہ مارے ہوے
مالیت کی چیزون مین سونے روپے کو ابتدا مین ذکر کیا کیونکہ سب چیزون کی قیمت انہین سے ہوتی ہے پیسے کی
کی محبت اسلئے ہوتی ہے کہ جسکے پاس پیسا ہو جو چاہے سو کر سکتا ہے وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ اور گھوڑے پلے ہوے
مسومہ کی معنی بعضے کہتے ہین ایسے گھوڑے جو ازخود چرتے ہون بعضے کہتے ہین داغدار گھوڑے کیونکہ جو بہتر گھوڑون
کو علامت کے واسطے گل دیتے ہین بعضے کہتے ہین بہتر گھوڑے وَالْأَنْعَامِ اور مواشی انعام جمع نعم کی ہے اونٹ
گائے بکری کو نعم کہتے ہین وَالْحَرْثِ اور کھیتی سے ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا یہہ برتنا ہے دنیا کی زندگی
مین پہلے اقسام جو ہم بیان کیے اُنسے دنیا مین ہی فایدہ لیتے ہین دنیا فانی ہونی ہے وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ

زاد نصف
راط
نصف سدس

اور اللہ جو ہے اُسی پاس ہے اچھا ٹھکانا یعنی جنت اس آیت مین اشارہ ہے دنیا مین زہد اختیار کرنا اور آخرت کی طرف راغب ہونا اور جسکو اللہ تعالی نے یہ نعمتین دین اُسکو لائم ہے ایسے کام مین انکو خرچ کرے جس مین اللہ تعالی کی خوشی ہو قُلْ تو کہ ای محمد اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ مین تمکو بتاؤن تمکو اس سے بہتر چیز دنیا کی یہ شہوتین جو مذکور ہوین اس سے بہتر جو ہے اُسکو فرماتا ہے لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ پرہیزگارون کو اپنے رب کے یہان باغ ہین جنکے نیچے ندیان خٰلِدِيْنَ فِيْهَا سدا رہینگے ہین اس جملہ کے دو ترکیب ہین ایک یہہ کہ پہلا جملہ ذلکم کے پاس تمام ہوا للذین سے جملہ مستانفہ ہے پہلے جملہ مین خبر جو کہا تھا اُسکا بیان ہے دوسری ترکیب یہہ کہ للذین اتقو اعند ربہم بخیر سے متعلق ہے اور جنات خبر مبتدا محذوف کی ہے اُسکی تقدیر ہو جنات اس ترکیب پر معنی یون ہوگی کیا مین بتاؤن تمکو اس سے بہتر پرہیزگارون کے لئے اپنے رب کے یہان وہ باغ ہین آہ وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ اور عورتین ہین ستھری وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اور رضامندی اللہ کی بخاری نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ تعالی بہشت والون کو فرمایگا ای اہل جنت وے جواب دینگے لبیک وسعدیک الخیر فی یدیک کہیگا کیا تم رضامند ہوئے وے کہینگے ای پروردگار ہم کیون رضامند نہون تونے ہمکو جو دیا سو وہ اپنے کسی مخلوقات کو نہ دیا فرمایگا کیا اس سے بہتر چیز مین تمکو نہ دون کہینگے ای رب اس سے بہتر کیا ہے فرمایگا مین تم سے رضامند ہوا اب کبھی تمسے خفا نہ ہونگا وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ کی نگاہ مین ہین بندے یعنی اللہ تعالی بندون کے کام سے خوب خبردار ہے ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا دیگا اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ وے جو کہتے ہین یہہ الذین نعت ہی للذین اتقو کی یا نعت ہے بالعباد کی یا سابق کے للذین سے بدل ہے رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا ای رب ہمارے ہم مقر بہ یقین لاے ہین فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا سو بخش ہمکو گناہ ہمارے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے اَلصّٰبِرِيْنَ صبر کرنے والے یہہ نعت ہی الذین کی یعنی ان مومنین کی صفت یہہ ہے کہ صبر کرنے والے ہین اسطور سے کہ واجبات کو ادا کرتے ہین اور معصیت سے پرہیز کرتے ہین محنت و مصیبت مین بی طوری نہین دکھاتے ہین وَالصّٰدِقِيْنَ اور سچے ایمان لانے مین اور بات چیت مین قتادہ نے کہا ہے یہ لوگ ہین جنکی نیت سچی ہے اور اُنکے دل اور زبان درست اس لئے وے ظاہر مخفی سب وقت مین سچے ہین معلوم کیجئے قول اور فعل اور نیت سب مین صدق ہو تب ہے

قول مین صدق وہ کہ جھوٹ بات نہ کرنا فعل مین صدق وہ کہ اس فعل کو بن اتمام کے نہ چھوڑنا اور نیت مین صدق وہ کہ جزم جب کرین تو اسکو پورا کرکے چھوڑنا وَالْقٰنِتِیْنَ اور بندگی مین لگے رہتے یعنی ہمیشہ اللہ کی اطاعت مین رہتے ہین وَالْمُنْفِقِیْنَ اور خرچ کرتے یعنی اپنا مال اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین اسمین تمام قسم کے اخراجات خواہ اپنی ذات کے واسطے یا اپنے اہل وعیال کیواسطے یا صلہ رحم مین یا زکوٰۃ مین یا دوسرے نیک کام مین سب داخل ہین وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ اور گناہ بخشواتے پچھلی رات کو صبح صادق نکلنے کے آگے کے وقت کو سحر کہتے ہین وہ رات کے آخر کا چھٹا حصہ ہے مراد اس استغفار سے یہہ ہے کہ وہ شخص پچھلی رات کو نماز پڑھکے استغفار اور دعا مانگتا ہی اسوقت کو مخصوص ذکر کیا کیونکہ وہ غفلت اور نیند کی لذت کا وقت ہی اسوقت عبادت کرنا قوت ایمان اور کمال بندگی پر دلالت کرتا ہی اور دلون پر اللہ تعالی کی تجلی ہونیکا وہی وقت ہی بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تبارک وتعالی ثلث شب جب باقی رہتی ہے تو آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہی اور فرماتا ہی وہ کون ہے جو مجھکو پکارتا ہی تا مین اسکی بات سنون کون مجھسے مانگتا ہے تا اسکو بخشش کرون کون گناہ بخشوانا ہی تا اسکا گناہ بخشون صبح صادق نکلنے تک ایسا فرماتا ہے اللہ تعالی اترتا ہی کرکے جو آیا اس سے اللہ کی رحمت اور بندون پر متوجہ ہونا اور اُنپر لطف ومہربانی کرنا مراد ہے ابن جریر نے روایت کیا ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بہت رات سے اٹھکر نماز پڑھتے بعد فارغ ہونے سے پوچھتے کہ سحر کا وقت ہوا یا نہین جب کہتا نہین تو پھر نماز پڑھتے اگر کہتا کہ ہان سحر کا وقت ہوا آپ بیٹھکے استغفار کرتے اور صبح تک دعا مانگتے ابن جریر نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر بار استغفار کرنے کا امر فرماے زید بن اسلم کہتا ہے مستغفرین بالاسحار وے لوگ ہین جو صبح کی نماز جماعت سے پڑھتے ہین اس تقدیر پر نماز کو استغفار کہا کیونکہ نماز گناہ کی بخشش کا سبب ہے اور اسوقت کو سحر سے تعبیر کیا اسواسطے سحر کیوقت سے قریب ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہین اُسکے سوا گواہی کے مراد اس جگہ بیان کرنا اور ظاہر کرنا اُسکے دلایل کو قایم کرکے بعضے کہتے ہین یہہ بھی نجران کے نصاریٰ کی شان مین اتری کلبی نے کہا ہے شام کے دو حبر آئے تھے جب وے مدینہ کو دیکھے تو ایک نے دوسرے سے کہا یہہ بستی نبی آخر الزمان کے شہر سے کیا مشابہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو

اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے

آپکے اوصاف دیکھکے سمجھے اور کہے آپ ہی محمد ہیں فرمائے ہاں کہے آپ ہی احمد ہیں کہے ہاں ہیں محمد ہیں ہیں احمد ہیں کہے ہم ایکبات پوچھتے ہیں اگر اسکا جواب دوگے تو ہم آپ پر ایمان لاوینگے اور آپ کی تصدیق کرینگے حضرت فرمائے پوچھو کہے کتاب اللہ میں بڑی شہادت کیا ہے سو بیان کرو تب یہہ آیت اتری وے دونوں اسلام لائے وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ اور اسکی گواہی دیتے فرشتے اور علم والے یعنی وے اسکی وحدانیت کا اقرار کرتے علم والوں سے مراد انبیا ہیں کیونکہ وے اللہ کو سب سے زیادہ جانتے ہیں بعضے کہتے ہیں مہاجر و انصار کے علما ہیں بعضے کہتے ہیں اہل کتاب کے مومنین ہیں جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ کھڑا ہوتا ہوا انصاف سے یعنی اللہ تعالیٰ انصاف سے خلق کے کاموں کی تدبیر کرتا ہے پیدا کرتا ہے اور اوکو رزق پہنچاتا ہے اور اونکے اعمال کی جزا دیتا ہے اس تفسیر پر قَآئِمًۢا حال ہے شہد اللہ کا یعنے اسکو اولوالعلم کا حال ڈالتے ہیں اب معنی یوں ہوئے کہ علم والے وے جو انصاف پر قایم ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ نہیں ہے کوئی الٰہ سوائے اسکے زبردست حکمت والا ابن عدی اور طبرانی اوسط میں اور بیہقی شعب الایمان اور خطیب اپنی تاریخ میں اور ابن نجار غالب القطان سے روایت کرتے ہیں کہا میں تجارت کیواسطے کوفی کو آیا اور اعمش کے گھر کے قریب اترا اکثر اونکے یہاں جایا کرتا تھا ایک شب میں نے بصرے کو جانیکا قصد کیا اعمش شب کے تہجد کی نماز کیواسطے کھڑے ہوئے اس آیت پر جب گذرے شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو الآیہ اعمش کہے میں جو گواہی دیا میں بھی وہ گواہی دیتا ہوں وہ شہادت میری امانت ہے جسکو اللہ کے پاس امانت رکھتا ہوں پھر اسی کو چند بار مکرر کہے میں سمجھا کہ اس باب میں کچھ حدیث سنے ہیں جب رخصت ہونیکے واسطے گیا تو پوچھا تم شب کو مکرر ایسا کہے سو اس باب میں کیا سنے ہو اعمش کہے تم ایک سال میرے پاس رہو تو میں بیان کرونگا میں کامل ایک سال اونکے پاس رہا سال جب تمام ہوا میں اعمش کو کہا ای ابا محمد سال تمام ہوا اب فرمانا کہے مجھے ابو وایل نے خبر دی کہ عبداللہ یعنی ابن مسعود مجھے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہہ کھنے والے کو قیامت کے دن لاوینگے تب اللہ تعالیٰ فرماویگا اس بندے کا عہد میرے پاس ہے میں عہد کو وفا کرنیکا احق ہوں اس بندے کو بہشت میں لیجاؤ بیہقی نے کہا کہ یہہ حدیث ضعیف ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ مقرر دین اللہ کے یہاں یہی اسلام ہے یعنی اللہ کی پسند کوئی دین نہیں سوائے اسلام کے اسلام کی معنی لغت میں تابع دار ہونا اور گردن رکھنا اور بعد اللہ کی وحدانیت پر اور شرع محمدی کے اپنے تئیں اسکے سپرد کرنیکے

مستقل ہو، دین کی معنی اصل لغت مین جزا و بدلہ ہے بعد شریعت و ملت کا نام ہوا اس آیت مین روہی ہیود و نصاریٰ پر یہود کہتے تھے یہودیت کے سوا کوئی دین افضل نہین اور نصاریٰ کہتے تھے نصرانیت کے سوا کوئی دین افضل نہین ان دونون کے رد مین فرمایا اللہ کی پسند کوئی دین نہین سوا اسلام کے وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اختلاف نہین کیے کتاب والے مگر معلوم ہونے بعد آپس کے ضد سے کتاب والون سے یہود و نصاریٰ مراد ہین یعنی یہود و نصاریٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مین اختلاف نہین کیے مگر اپنی صفت و صفت بیان کے یہہ جو کیے حسد سے ملک ریاست کی خواہش کیا اسطے ابن جریر نے ربیع سے روایت کیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت آن پہونچا تو بنی اسرائیل کے ستر عالم کو بلوا کے توریت انکے حوالے کیے اور ہر ایک عالم کو ایک جزیرہ مین کیے اور یوشع بن نون کو اپنا خلیفہ بنائے انکے تین قرن جب گذرے وے آپس مین اختلاف شروع کیے یہہ مخالفت آپس مین نہین کیے مگر علما انہین ستر عالم کی اولاد ایک دوسرے کو قتل کیے سب کے درمیان دشمنی اور مخالفت پیدا ہوی دنیا کی ریاست اور ملک اور خزانے اور نادر سامان ہاتھ آنیکے حسد سے علما یہہ کام کر بیٹھے تب اللہ تعالیٰ نے ان پر ظالم حاکمون کو مسلط کیا بعضے کہتے ہین اختلاف جو کیے وے جو انکے نصاریٰ ہین اور کتاب سے مراد انجیل ہووے عیسیٰ کو الٰہ یا ابن اللہ باتین مین کا تیسرا ہے کہے بعد اسکے کہ انکو معلوم ہو چکا کہ اللہ ایک ہی ہے اور عیسیٰ اُسکا بندہ ہے اور رسول وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ اور جو کوئی منکر ہو اللہ اللہ کے حکمون سے تو بیشک اللہ شتاب لینے والا ہے حساب یعنی انکو کفر کی جزا جلد دیوینگا فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ پھر جو تجھ سے جھگڑین تو کہہ ای محمد یعنی دین کے امر مین کفار جھگڑین تو انکو ایسا کہہ بغوی نے ذکر کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کہے تم کچھ جو نام رکھتے ہو اُس پر ہم نہین یہودیت اور نصرانیت نسبت ہے دین وہی اسلام ہے ہم اُسی پر ہین تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای محمد تو یون بول أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ مین نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے لئے یعنی مین نے اپنا دل اور زبان اور تمام اعضا خالص اللہ کے لئے سونپا اور اللہ کا ساجھی کسی کو نہین ٹھہرایا اُسکے سوا کسی کی بندگی نہین کی حاصل یہہ ہے کہ میرا دین اللہ کی وحدانیت ہے وہی دین مستقیم ہے جسکی صحت تمھارے پاس ثابت ہو چکی منہ کو مخصوص ذکر کیا اگرچہ مراد تمام بدن ہے کیونکہ انسان کے ظاہری اعضا مین منہ سب سے اشرف ہے

منہ جب تابع ہوا تو سب اعضا تابع ہوتے ہیں وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور جو کوئی میری پیروی کرتا ہے یعنے وہ بھی اپنے تئیں اللہ کے لئے سونپتا وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ تو کہہ دے اہل محمد کتاب لوں کو یعنی یہود و نصاریٰ کو وَالْاُمِّیّٖنَ اور اَن پڑھوں کو یعنی عرب کے مشرک انکو امی کہا کیونکہ اُن پر کتاب نازل نہیں ہوئی تھی اور اکثر بے علم تھے ءَاَسْلَمْتُمْ کیا تم تابع ہوتے ہو یہ لفظ استفہام کا ہے اور اُس سے امر مراد ہے یعنی تم تابع ہو یعنی کہتے ہیں استفہام اپنے حقیقت پر ہو معنی یوں ہیں جیسا تابع ہوا کیا تم بھی یوں ہی تابع ہوتے ہو کیونکہ دلایل سے تمہیں اسلام لانا لازم ہو چکا ہے یا ہنوز اپنے کفر پر باقی رہتے ہو فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا اگر تابع ہوئے تو راہ پر آئے یعنی اپنے نفس کے نفع کا کام کیا کیونکہ اسی سے نکل کے ہدایت میں اور تاریکی سے روشنائی میں آئے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھے تو اہل کتاب سے اسلمتم تب یہود کو کہے کیا تم گواہی دوگے کہ عیسیٰ خدا کا کلمہ اور اُسکا بندہ اور رسول ہووے کہے معاذ اللہ پھر آپ نصاریٰ کو کہے کیا تم گواہی دوگے کہ عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول ہے وے کہے معاذ اللہ عیسیٰ کیسا بندہ ہوگا تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ اگر ہٹ رہے تو تیرے پر نہیں ہے مگر پہنچا دینا یعنی تیرا کام رسالت پہنچا دینا ہے اُنکی ہدایت تجھ پر نہیں بعضے علما کہتے ہیں یہ آیت منسوخ ہوئی آیت السیف سے کیونکہ اس آیت میں فقط اقتصار تبلیغ پر ہے وہ آیت السیف سے منسوخ ہوا بعضے کہتے ہیں منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے ایمان لانیکی بڑی کڑھی دعوت قبول نکرنے سے رنجیدہ ہوتے تھے اُنکی تسلی کیواسطے اللہ تعالیٰ نے اُسکو نازل کیا وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے یعنی جو ایمان لاتا ہے اور جو ایمان نہیں لاتا سبکو اللہ جانتا ہے ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا دیگا ع

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق وَیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی امر کرے انصاف کا لوگوں میں سے فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ سو اُنکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی بشارت کا لفظ اُنکی تمسخر کے لئے عذاب میں استعمال کیا ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا قیامت کے دن کس کو سخت عذاب ہوگا

فرمائے اُسکو جو کسی نبی کو قتل کیا ہو یا اُس کو جو امر معروف اور نہی منکر کرے مار ڈالا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ فرما کے الذین یقتلون النبیین کو و مالہم من ناصرین تک پڑھے بعدہ فرمائے ای ابو عبیدہ بنی اسرائیل ایک روز صبح کیوقت ایک ساعت مین تینتالیس نبی کو قتل کئے یہہ دیکھ کے بنی اسرائیل کے عابدون سے ایک سو ستر آدمی امر معروف اور نہی منکر کئے اُنکو بھی اُسی روز آفتاب غروب ہونے کے آگے قتل کئے ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ عیسیٰ نے یحییٰ کے ساتھ بارہ حواری کو دیکے لوگون کی تعلیم کیواسطے روانہ کیا بھائی کی لڑکی کو نکاح کرنے سے یحییٰ علیہ السلام منع کرتے تھے اُسوقت کے بادشاہ کو بھائی کی لڑکی تھی نہایت حسین وہ چاہتا تھا کہ اُسکو بیاہ کرے اس طمع پر ہر روز اُسکی ایک حاجت روا کرتا اُس لڑکی کی ماں اُسکو کہی اگر بادشاہ تیرے سے تیری حاجت کیا ہے پوچھا تو تو کہدے یحییٰ بن زکریا کو مار ڈالنا وہ لڑکی بادشاہ سے ایسا ہی کہی وہ بولا کچھ اور مانگ کہی اسکے سوا کوئی حاجت نہین لاچار ہوکے حکم کیا پھر اُنکو طشت مین ذبح کئے اُنکے خون کا ایک قطرہ اُڑکے زمین پر پڑا سو جوش کھاتا تھا یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو مسلط کیا ایک بوڈھیا اوسکو وہ خون جوش کھاتا تھا بتلائی اُسکے دل مین آیا کہ اس قطرے کا جوش دبے تک قتل کرنا ایکے زمین ستر ہزار بنی اسرائیل کو قتل کیا تب وہ قطرہ تسکین پایا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اِس آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے یہود کی توبیخ ہے اگرچہ اُنکے آبا قتل کئے ہین کیونکہ یہہ بھی اُنکے فعل پر راضی تھے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وہی جنکی محنت ضایع ہوئی دُنیا اور آخرت مین یعنے وے لوگ نیک کام جو کئے تھے تمام باطل ہوگئے عمل کا باطل ہونا دُنیا مین یون ہے کہ وہ عمل مقبول نہوا اور آخرت مین یہہ کہ اُس پر جزا نہ ملے وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ اور کوئی نہین انکا مددگار یعنے اُنکو اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہین أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ تو نے نہ دیکھے وے لوگ جنکو ملا ہے کچھ ایک حصہ کتاب کا اِس کتاب سے یا توریت مراد ہے یا تمام کتب سماوی اللہ ان لوگون سے یہود مراد ہین يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اُنکو بُلاتے ہین اللہ کی کتاب کی طرف کہ اُنمین حکم کرے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور کتاب اللہ سے یا قرآن مراد ہے یا توریت

اِس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہی سعید بن جبیر اور عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدراس مین یہود کے پاس گئے اور انکو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلائے نعیم بن عمرو اور حارث بن زید یہودی کہے کہ اے محمد تمھارا کیا دین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم کا دین ہے وے کہے ابراہیم یہودی تھے رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے توریت لاؤ اُسمین جو ہو وہی بات ہو گی یہود اِسکو نہ مانے تب اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا کلبی نے ابی صالح سے روایت کیا ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہے خیبر کے یہود یون سے ایک مرد کسی عورت سے زنا کیا وہ دونون بڑے آدمی تھے اُنکو توریت کے موجب رجم کرنا مکروہ جانکے اُنکا مقدمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اس توقع پر کہ آپ کچھ آسان حکم فرماوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونون کے رجم کا حکم کئے تب نعمان بن اوفی اور بحری بن عمرو کہے ای محمد تم ہمپر ظلم کرتے ہو ان پر رجم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے اور تمھارے درمیان توریت ہو اُسکے مطابق حکم کرنا یہود کہے یہہ انصاف کی بات ہو رسول اللہ علیہ وسلم پوچھے تمھارے مین کون توریت خوب جانتا ہو کہے عبد اللہ بن صوریا اُسکو بلوا کے توریت پڑھنے کا حکم کئے اُسنے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھکے اُس کے بعد کی آیت پڑھی عبد اللہ بن سلام کہے یا رسول اللہ یہہ شخص رجم کی آیت کو چھوڑکے پڑھتا ہی پھر اُسکا ہاتھ اٹھائے تو رجم کی آیت نکلی پھر اُن دونون کے رجم کا حکم کئے یہود خفا ہوکے چلے گئے اور یہہ آیت اتری معلوم کیجئے کلبی ضعیف ہی اسکی روایت کا اعتبار نہین لیکن یہود کے رجم کا قصہ صحیح بخاری مین ہے پر اسپر یہہ آیت نازل ہوئی کرکے صحیح مین مذکور نہین ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ پھر ہٹ رہے ہین بعضے امنین تغافل کرکے ہٹنے والون سے یہود کے علما اور رؤسا مراد ہین وے حق سے تغافل کرتے ہین ذٰلِكَ یہہ یعنی انکا ہٹنا اور تغافل کرنا بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ اسواسطے کہ کہتے ہین ہمکو ہرگز نہ لگیگی آگ مگر کئی دن گنتی کے یعنی وے یہہ جو کہتے ہین اُس سبب سے ہو کہ وے اپنے عذاب کو سہل ٹھہرائے ہین گنتی کے ایام کا بیان سورہ بقر کے تفسیر مین مذکور ہوا وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور فریب دیا اُنکو اُنکے دین مین اپنی بنائی باتین یعنی جو کہتے ہین ہمکو آتش نہ لگیگی مگر گنتی کے دن اپنی بنائی بات پر فریب کھاکے کہتے ہین بنائی بات یہہ کہ اُنکے آباجو انبیا تھے اُنکی شفاعت کرینگے فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ

پھر کیا ہوگا انکا حال جب ہم انکو جمع کرینگے ایک دن جسمین شبہہ نہین یعنے قیامت کا دن جس کا ہونا حق ہے اس آیت مین یہود کی تہدید ہی اور انکے واسطے جو دن مہیا ہے بہت بُرا ہی مروی ہی کہ قیامت کے دن کافرون کے واسطے جھنڈا جو کھڑا کرینگے اول یہود کے لئے کھڑا کرینگے اللہ تعالی انکو خلایق کے روبرو فضیحت کریگا اور انکو دوزخ مین ڈالیگا وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور پورا پاویگا ہر کوئی اپنا کیا اور انکا حق نرہیگا یعنی نیکی ہو یا بدی ہر ایک کو اُسکی جزا ملیگی نیکی کو کم کردینا اور گناہ کو زیادہ کرنا نہوگا قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کا ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہی کہا ہمکو یون روایت پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی سے اپنی امت کو فارس اور روم کا ملک ملنا چاہے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے فارس اور روم کے ملکون کا وعدہ کئے منافق اور یہود کہنے لگے ہیہات ہیہات فارس اور روم کا ملک محمد کو کہان ملتا وہان کے لوگ بہت زبردست ہین محمد کو مکہ اور مدینہ بس نہین جو فارس اور روم کی طمع کرتا ہی تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا حافظ عسقلانی نے تخریج احادیث کشاف مین لکہا ہے کہ اس روایت کو واقدی نے اپنی کتاب اسباب النزول مین لکہا ہے لیکن اُسکی سند مجھکو نہین ملی تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ تو سلطنت دیوے جسکو چاہے وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے اس آیت مین اشارہ ہے اللہ تعالی کی قدرت و غلبے پر اور اوسکا تصرف ملک پر سلاطین کا سا تصرف نہین بلکہ قہر و غلبے سے تصرف کرتا ہی جسکو چاہے اُسکو دیتا ہی جس سے چاہے اُس سے چھین لیتا ہے بعضے مفسرین کے نزدیک ملک سے نبوت مراد ہی اُسکو چھین لینے سے نبوت دوسری قوم مین آنا مراد ہے نبوت بنی اسرائیل مین تھی اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی بعضے کہتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک یا فارس و روم سے چھین لیا بعضے کہتے ہین آدم علیہ السلام کو اُنکی اولاد کو ملک دیا ابلیس اور اُسکے تابعداروں سے چھین لیا وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ اور عزت دیوے جسکو چاہے وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ اور ذلیل کرے جسکو چاہے بعضے کہتے ہین عزت دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ذلیل کیا یہود کو کہ انپر جزیہ لگایا نبوت اُنسے چھین لیا بعضے کہتے ہین عزت دیا مہاجرین و انصار کو ذلیل کیا کافرون

وروم کو نطفہ کہتے ہین عزت دیا طاعت کرنے والے کو ذلیل کیا گناہ گار کو نطفے کہتے ہین عزت دیا قناعت کرنے والے کو ذلیل کیا حرص وطمع کرنے والے کو بِيَدِكَ الْخَيْرُ تیرے ہاتھ ہاتھ ہے سب خوبی یعنی تیری قدرت مین ہے خوبی خیر کو فقط ذکر کیا حالانکہ بدی بھی اسی کی قدرت مین ہے کیونکہ کلام خوبی مین ہی تھا یہود نے مسلمانون کو بدی ہونگی کرکے کہے تھے یا خطاب مین ادب کا لحاظ کرتے شر کو صراحۃً نہین ذکر کیا لیکن اسکی طرف اشارہ کرنے فرمایا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے اب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی عظمت بیان کرتا ہو تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ تو لاوے رات کو دن مین وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ اور تو لاوے دن کو رات مین یعنی دن کو دراز کرتا ہو رات کو چھوٹی کرتا ہو مثلاً دن پندرہ ساعت کا ہوتا ہو تو رات اسی حساب سے گھٹکے نو ساعت کی ہوتی ہے اور رات دراز کرتا ہو دن چھوٹا کرتا ہے اسی مقدار سے بعضے کہتے ہین مراد اس سے دن کی روشنائی کے پیچھے شب کی تاریکی کا آنا اور شب کی تاریکی کے بعد دن کی روشنائی کا آنا پہلی تفسیر کو امام رازی وغیرہ ترجیح دیے ہین ابن مسعود اور ابن عباس سے بھی ویسی ہی روایت آئی ہے وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور تو نکالے جیتا مردے سے جیسے انسان نطفے سے جانور انڈے سے نکلتے ہین وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور نکالے مردہ جیتے سے نطفے انسان سے انڈے جانور سے ہوتے ہین حسن اور عطا کہتے ہین مومن کو کافر کے پیٹ سے نکالتا ہو اور کافر کو مومن سے مومن کا دل زندہ ہے کافر کا دل مردہ ہے ابن مردویہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اسی کی مثل روایت کیا ہو ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہو کہ خرمے درخت کو تخم سے نکالتا ہو اور درخت سے تخم دانہ خوشے سے نکالتا ہو اور خوشہ دانہ سے وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار طبرانی نے معجم صغیر مین انس مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کو فرمائے مین تمکو دعا سکھاتا ہون اسکو پڑھوگے تو کوہ احد برابر بھی تمپر قرض ہوگا تو اسکو اللہ تعالیٰ ادا کردیگا یہہ کہو اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شی قدیر رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمہا وتعطیہا من تشاء وتمنع منہا من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنینی بہا عن رحمۃ من سواک امام منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند جید ہو اس حدیث کو طبرانی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہو احمد

۳۱ ورد

دین کے سبب کے تے معاذ جمہ کو نہیں آئے سو ذکر کیا ہی اسمین آیت کو اللھم مالک الملک سے بغیر حساب تک ذکر کیا ہی اور
ایک روایت مین اس دعا کے آخر مین یہہ زیادہ کیا ہی اللھم اغنی من الفقر واقض عنی الدین وتوفنی فی عبادتک وجہادی
فی سبیلک لیکن اس دونون روایت کی سند ضعیف ہی ابن السنی اور بغوی علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتین شہد اللہ انہ لا الہ الا
ہو والملائکۃ واولو العلم قایما بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام اور قل اللھم مالک الملک تؤتی
الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر تولج اللیل فی النہار وتولج النہار
فی اللیل وترزق من تشاء بغیر حساب یہہ سب عرش سے لٹکین ہین اللہ کے اور اُنکے درمیان پردہ ہین سو
اللہ تعالی سے کہین اے رب کیا تو ہمکو زمین پر اور اپنے فرمان بندون کی طرف اتارتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا
قسم ہے ہر نماز کے بعد جو کوئی مکو پڑھا کرے تو اسکی جگہہ بہشت مین کرونگا وہ شخص کچھہ ہی عمل کیا ہو
اسکو حظیرۃ القدس مین رکھونگا اور میرے پوشیدہ آنکھسے اسکو ستر بار دیکھونگا اور ہر روز اُسکے ستر حاجت
ادا کرونگا ادنا حاجت مغفرت ہو اور ہر دشمن اور حاسد سے پناہ دونگا اور اپنے اُسکو مدد کرونگا ابن حبان
اور ابن الجوزی اس حدیث کو موضوعات مین داخل کئے ہین لیکن حافظ ابو الفضل العراقی اور حافظ ابن حجر عسقلانی
کہتے ہین کہ اس حدیث کی سند کے دو شخص مین کلام ہے ایک تو ابو صالح محمد بن ابی الازہر نہر اسکو نسائی اور
ابن حبان ثقہ کہتے ہین ابن خزیمہ نے اسکو ضعیف کہا ہی دوسرا حارث بن عمیر اسکو اکثر لوگ ثقہ کہتے ہین ابن حبان
اور حاکم اسکو ضعیف کہے ہین ان دو شخص کے سوا باقی رجال ثقہ ہین ابن جوزی نے جو موضوعات مین داخل کیا
اسکی زیادتی ہے انتہی اس تقدیر پر فضایل اعمال مین اس حدیث پر عمل کیا جاوے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ
الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ نہ پکڑین مسلمان کافرون کو دوست مسلمانون کے سوا

پکڑنے کافرون کو دوست مسلمانون کے

Marfat.com

رفاعہ بن عبد المنذر اور عبد اللہ بن جبیر اور سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہم اس پر مطلع ہوکے اپنے لوگون کو تاکید کرتے کہ ان یہودیون کی دوستی نکرو اور انکو اپنا محرم راز نہ بناؤ کیا واسطے کہ وے تمھارے اسلام مین خلل ڈالینگے یہ لوگ انکی بات نہ مانے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا وہ جو من دون المومنین فرمایا اُس مین یہہ اشارہ ہے کہ دوستی کرین تو مومنون سے کرنا مومن رہتے ہوے کافرون کی دوستی کی کیا حاجت وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ اور جو کوئی یہہ کام کرے یعنے کافرون کی دوستی کرے اور اُنسے الفت و مصاحبت پیدا کرے اور مسلمانون کے اخبار انکو پہنچاوے اور انکے خیر خواہی مین رہے تو فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ وہ اللہ سے نہین کچھہ یعنی اللہ کے دین سے اسکو کچھہ بہرہ نہین اللہ سے بری ہوا اور اللہ تعالی کے دین کو ترک کیا اس سے غرض یا یہہ ہو کہ اسکو اللہ تعالی کی دوستی سے کچھہ چیز حاصل نہین کہ جسکو شرعًا دوستی کہین کیونکہ غلام صاحب کا دوست اسوقت ہوگا کہ جب اسکی دشمنون سے دشمنی کرے اس آیت مین وعید ہو کافرون کی دوستی کرنے سے امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کافرون کی دوستی تین طور پر ہوسکتی ہے ایک اُسکے کفر پر راضی رہنا اور کافر ہی ہے کر کے اُس کی دوستی کرنا ایسی دوستی رکھنے والا کافر ہے کیونکہ کفر کو اچھا سمجھنا بھی کفر ہے اور کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے دوستی اس صفت کی ہو تو اس شخص کا اسلام باقی رہنا محال ہو دوسری یہہ کہ اُنسے ظاہر مین خوش خلقی کرنا اس قسم کی دوستی ممنوع نہین تیسری قسم دوستی جو متوسط ہے آگے کے دونون قسم مین وہ یہہ ہے کہ انکی طرف دل کا میلان رکھنا اور انکی اعانت کرنا اور انکی نصرت کرنا بسبب قرابت کے یا آشنائی کے مگر اعتقاد یہہ ہو کہ انکا دین باطل ہے اس قسم کی محبت موجب کفر نہین لیکن اللہ تعالی نے اسی محبت سے منع کیا کیونکہ ایسی محبت رفتہ رفتہ اُنکی چال چلن اُسکو پسند آویگی اور اُنکی دین سے راضی ہوگا آخر یہہ بات اس شخص کو اسلام سے خارج کردیگی اس لئے اللہ تعالی نے اُسکو نہایت سختی سے منع کیا انتہی اس بیان سے کافرون کی نوکری کرنے والون اور اُنکے خیر خواہون اور انکے مددگارون کا احوال معلوم ہوا اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً مگر یہہ کہ تم پکڑا جاؤ ہو اُن سے بچاؤ یعنی اگر انکو کافرون کا اندیشہ ہو تو اپنے جان کو بچانے کیواسطے ظاہر مین انکی دوستی اور موافقت کرنی جایز ہے اس آیت مین اللہ تعالی تقیہ جایز رکھا مجاہد وغیرہ کہتے ہین کہ جب دین اسلام مستحکم نہین ہوا تھا اور مسلمانون کو قوت و شوکت نہین تھی یہہ تقیہ درست تھا اب اللہ تعالی اسلام کو قوت دیا مسلمانون کو اپنے دشمن سے تقیہ کرنا روا نہین لیکن جھوٹ کا حکم یہی ہے

کہ اگر کفار غالب ہون مسلمان ان مین پکڑا گیا ہے اسکو اپنی جان کا یا مال کا اندیشہ ہے تو اسوقت زبان سے
انکی موافقت کرنا جایز ہی پر دل مین اسکا خلاف رکھے اور زبان سے جو کہتا ہو اسمین بھی الفاظ کنایہ وغیرہ لے آنا
ممکن ہو تو ویسے الفاظ ذکر کرے اور ضرور ہو کہ اس تقیہ مین غیر کا ضرر نہو اگر دوسرے مسلمان کا ضرر ہو تو تقیہ
جایز نہین جیسے قتل اور زنا اور مال کا غصب اور جھوٹی شہادت اور عورت محصنہ کا قذف اور کافرون کو مسلمانون کے
بھید پر اطلاع دینا اور اُسکے مانند اور تقیہ ان شروط کے ساتھ کرنا رخصت ہی اگر کوئی شخص تقیہ نکرکے اپنے ایمان پر
قایم رہا اور مار گیا تو اُسکو اجر عظیم ہو گا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ اور ڈراتا ہی تمکو اللہ آپ سے یعنی اللہ
تمکو ڈراتا ہے اپنی نافرمانی سے جس چیز سے منع کیا ہی تم اسکے مرتکب ہو اور اسکے امر کا خلاف کرو اور کافرون سے
دوستی رکھو وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ اور اللہ ہی تک پہنچنا ہے یعنی آخرت مین سبکو اُسی کی طرف جانا ہی تب تمکو
جزا دیگا اس مین بڑی تہدید ہے البتہ کے دشمنون سے دوستی کرنے والون کو قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ
أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ تو کہہ ای محمد اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یہ ظاہر کروگے اللہ اُسکو جانتا ہی یعنی تم
اپنے دلون مین کافرون کی محبت یا اُسکے سوا جو اللہ کے ناپسند ہو پوشیدہ کروگے یا ظاہر کروگے سب اللہ کو
معلوم ہے اُسکی جزا دیگا کلبی نے یون لکھا ہی کہ تم اپنے دلون کی تکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپاؤ گے
یا لڑائی کرکے نمود کروگے تو اُسکو اللہ جانتا ہی وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ اور جانتا ہی
جو کچھ ہے آسمان و زمین مین اللہ تعالیٰ کو جب یہہ تمام چیزین معلوم ہون تو تمہاری دوستی کافرون سے اُسپر
کب مخفی ہوگی وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہی يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ
مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا جس دن پاویگا ہر شخص جو کی ہی نیکی روبرو امام رازی نے کہا عمل عرض کی اقسام مین ہے اُسکو
بقا نہین قیامت کی دن اوسکا موجود ہونا ممکن نہین اس لئے تاویل کرنا ضرور ہوا تو اس کی دو تاویلین ہوسکتی
ہین ایک یہہ کہ ہر شخص صحیفہ نیکی کا جو کیا ہے پاویگا دوسری یہہ کہ نیکی جو کیا ہی اُسکی جزا پاویگا بندہ عاصی کہتا ہے
محدثین کے محققین لکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے پاس عرض کو بھی صورت ہے پس اُسکی نیکی صورت لیکے آویگی اللہ کی
قدرت سے یہہ کچھ بعید نہین وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا
اور جو کوئی ہے برائی آرزو کریگا کہ مجھ مین اور اُسمین فرق پڑجاوے دور کا یعنی بدی کا جزا اپنے کو نہ ملے کرکے

کریگا وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ اور اللہ ڈراتا ہی تمکو آپسے اس جملہ کو مکرر فرمایا ڈرانے کو یا پہلے بار جو کہا کافرون کی دوستی سے منع کرنے کو اب کہا نیک کام کرنے پر ترغیب دینے اور بدکام سے باز آنے وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ شفقت رکھتا ہی بندون پر اس مین اشارہ ہی اس بات کا کہ اللہ نے کافرون کی دوستی سی جو منع کیا شفقت کی راہ سے ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ تو کہدای محمد اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو اللہ تمکو پیار کریگا اس آیت کی نازل ہونیکی شان یہہ ہے یہود و نصاریٰ کہنے لگے کہ ہم ابناء اللہ و احباءہ تب یہہ نازل ہوئی اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیے وے قول مکحول ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز کھڑے ہوے دیکھے قریش مسجد الحرام مین بت بٹھائے ہین اور وہان شتر مرغ کے انڈے لٹکائے ہین اور اُنکے کا نوٹین گہنا بنائے ہین اور اُنکو سجدے کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اے قریش واللہ تم ابراہیم اور اسمٰعیل کی ملت کا خلاف کئے قریش کہے اللہ کی محبت کیواسطے ہم انکی پرستش کرتے ہین وے اللہ کے پاس ہمارا مرتبہ بڑہا دینگے تب یہہ آیت نازل ہوئی میری راہ پر چلو یعنی میری شریعت و سنت اختیار کرو بندے کا اللہ سے محبت رکھنا یہہ ہے کہ اللہ کی تعظیم کرے اور اُسکے حکم کو بجالاوے اور مناہی سے باز رہے اللہ کا بندے سے کرنا یہہ ہے کہ وہ اس سے راضی ہو اور ثواب دے وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اور بخشے تمہارے گناہ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان حسن سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ اللہ کی محبت کا دعوی کئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اُنکی محبت کی علامت گردانا جس نے اللہ کی محبت کا دعوی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا خلاف کیا وہ کذاب ہی یہہ جب نازل ہوئی عبد اللہ بن ابی ابن سلول جو منافقون کا سرخیل تھا اپنے دوستون سے کہنے لگا محمد اپنی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے برابر کئے اور عیسی کی محبت نصاریٰ جیسی رکھتے ہین ویسی ہی محبت اپنے ساتھ رکھنے کا ہمکو امر کئے تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا کہ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ تو کہہ اے محمد انکو تم حکم مانو اللہ کا اور رسول کا یعنے مین امر نہین کرتا کہ نصاری جو مسیح سے کرتے ہین تم مجھ سے ویسا ہی کرو بلکہ مین اللہ کا رسول ہون اُسکے احکام پہنچانے والا میرا جو حکم ہے وہ اللہ ہی کا حکم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرے تو وہ اللہ کی اطاعت بھی نہین کیا فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر بیمنہ پھیرین یعنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کریں تو فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ مقرر اللہ تعالیٰ پیار نہیں کرتا کافروں کو یعنے اُنکے کام سے خوش نہیں ہوتا اور اُنکو نہیں بخشتا اگلی عبادت کے نظر کرتے اس جگہ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ ضمیر کے لفظ سے کہنا تھا لیکن درعوض ضمیر کے اسم ظاہر یعنے لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ کو ذکر کیا تا عموم پر دلالت کرے اور اسمیں اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہہ موڑنا اور ٹلنا کفر ہے اس سے اللہ کی محبت باقی نہیں رہتی کیا واسطے اسکی محبت مخصوص مومنوں کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو وَاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ اور ابراہیم کے گھر والوں کو مراد اسمٰعیل اور اسحٰق اور انکی اولاد ہیں جو پیغمبر ہوئے اٰل ابراہیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں بعضے کہتے ہیں اٰل ابراہیم سے ابراہیم علیہ السلام کی ذات مراد ہے عرب کے محاورے میں اٰل فلان کہتے ہیں اُس سے اُس کی ذات کا ارادہ کرتے ہیں وَاٰلَ عِمْرٰنَ اور عمران کے گھر والوں کو اس عمران سے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کا والد مراد ہے یعنے عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بعضے کہتے ہیں عمران سے مریم کا والد مراد ہے یعنی عمران بن ہاشان بن اسفار از جو سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں تھا اس قول پر اٰل عمران سے عیسیٰ اور مریم مراد ہونگے عَلَی الْعٰلَمِیْنَ سارے عالم سے یعنی تمام کی بہ نسبت ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرکے انکو نبوت اور رسالت دیا اس آیت میں دلیل ہے کہ پیغمبر بشر کے ملائکہ کے پیغمبروں سے افضل ہیں ذُرِّیَّۃًۢ بَعْضُھَا مِنْۢ بَعْضٍ کہ اولاد ہے ایک دوسرے کی ذریۃ بدل ہے اٰل ابراہیم و اٰل عمران سے یا حال ہے یعنی اللہ تعالیٰ ابراہیم اور اٰل عمران کو جو پسند کیا وے سب ایک ہی اولاد ہیں ایک دوسرے سے پیدا ہوئے ہیں حاصل یہہ ہے وہ نیکوں کی نیک اولاد ہیں وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ سنتا ہی جانتا ہی اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ جب بولی عورت عمران کی یہہ عمران فرزند ہاشان کا ہی اُسکی عورت کا نام حنہ بیٹی فاقوذا کی یہہ عمران موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا والد نہیں ان دونوں عمران کے درمیان ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ تھا اور اس ہاشان کی اولاد اسوقت بنی اسرائیل کے اعیان میں تھی رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اے رب میرے میں نے نذر کی جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آنا سو تو اُسکو قبول کر مجھ سے محرر کا لفظ مشتق ہے حرے حر کی معنی خالص عرب کہتے ہیں فلانا شخص حُر ہے یعنے اپنی ذات سے خلاص پایا ہے اُسپر کسی کی علاقہ نہیں

کلبی اور محمد بن اسحٰق نقل کئے ہین کہ بنی اسرائیل کی عادت تھی لڑکا پیدا ہوا تو اسکو کنیسی کی خدمت کیواسطے اللہ کے نام پر چھوڑ دیتے وہ لڑکا فقط کنیسی کی خدمت کرتا دنیا کے کچھ کاروبار مین مشغول نہ ہوتا جب وہ لڑکا بالغ ہوا تو اُسکو اختیار تھا دل چاہے تو کنیسی کی خدمت ترک کرکے چلا جاوے یا خدمت پر قایم رہے جو اُس کام پر باقی رہا پھر بعد خدمت نہین چھوڑ سکتا بنی اسرائیل کے انبیاء اور علما سے کوئی نتھا جو اپنی اولاد مین کسی کو بیت المقدس کی خدمت کیواسطے نچھوڑتا ہوا اور اُنکے یہان یہہ شرط تھی کہ اس کام کیواسطے لڑکی کو نہ چھوڑنا حیض وغیرہ سے بیت المقدس نجس ہو مریم کے والدہ نے اپنے پیٹ مین جو ہوا اُسکو بیت المقدس کی خدمت کیواسطے چھوڑ دیگی کرکے منت کی یہہ منت کرنیکا قصہ یہہ ہوا ایک شخص تھا فاقوذا نام اُسکی دو لڑکیان تھین ایک کا نام اشاع عورت زکریا علیہ السلام کی اسی کے پیٹ سے یحیٰی علیہ السلام پیدا ہوئے دوسری حنہ عورت عمران کی حنہ بوڈھی ہوگئی پر اس کو اولاد نہتی ایک روز درخت کے سایہ مین بیٹھی تھی سو دیکھی ایک پرندہ اپنے بچہ کو دانہ کھلاتا ہی اُسکو دیکھکر حنہ کو بچے کی آرزو ہوئی دعا کی کہ اللہ مجھے بچا دیوے تو بیت المقدس کی خدمت کیواسطے اُسکو چھوڑ دونگی بی بی صلحا لوگون کے گھرانے والی تھی کہ جن کو اللہ تعالی کے پاس مرتبہ تھا حاملہ ہوئی سو تبہی سے حمل کو اللہ کے نام سے چھوڑا عمران نے کہا تو کیا کام کی اگر وہ حمل لڑکی ہو تو خدمت کے لایق نہین پھر دونون کو اسبات کی نہایت فکر ہوئی حنہ کو تو لد ہونے کے قبل عمران کا انتقال ہوا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تحقیق تو ہی اصل سُنتا جانتا یعنی میری دعا کو سُنتا ہی میری نیت کو جانتا ہی فَلَمَّا وَضَعَتْهَا پھر جب اُسکو جنی قَالَتْ عورت عمران کی بولی رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى اے رب مین نے یہہ لڑکی جنی حنہ کو امید یہہ تھی کہ لڑکا جنے جب لڑکی پیدا ہوئی اُنکی کو تو بیت المقدس کی خدمت کرنے نہین رکھتے تھے عذر خواہی کیواسطے ایسا کہی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچھ جنی یہہ کلام اللہ تعالی کی طرف سے ہے حنہ کی بات کا تتمہ نہین یعنے اُس لڑکی مین بڑی آیتین جو ہونا ہین اللہ ہی کو معلوم مین حنہ کو وہ معلوم نہونے سے حسرت کی یعقوب اور ابن عامر اور ابو بکر بما وضعت عین کے سکون و تے کی ضم سے پڑھتے ہین اُسوقت ترجمہ یون ہوگا اللہ کو بہتر معلوم جو مین نے جنی اس قرأت پر وہ تتمہ حنہ کی بات کا ہی اپنے دل کو تسلی دینے یہہ کہی یعنے مین نے جو لڑکی جنی شاید اُس مین کچھ بھید و حکمت ہو وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى اور

بیٹا ہو گا بیٹی سا اس جملہ کے دو تاویلین ہین ایک یہہ ہو حنہ کی مراد اس کلام سے بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دینا ہو
اس صورت پر کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہو ولیس الانثی کالذکر یعنی عورت مرد کی مانند نہین کیونکہ
عورت کو کنیسے کی خدمت مین داخل نہین کرتے داخل کرین تو بھی وہ ہمیشہ خدمت گذاری مین رہ نہین سکتی
حیض و نفاس کیوقت کنارہ کشی لازم ہے اور مرد محنت و خدمت جو کرتا ہو عورت نہین کر سکتی اور عورت
مردون کے ساتھ اختلاط سے رہی تو تہمت کا اندیشہ ہو ان اسباب کے نظر کرتے لڑکا ہونا بہتر تھا دوسری تاویل
اُسکی غرض اس کلام سے یون ہے کہ یہہ لڑکی مرد سے افضل ہے یعنے میرا مطلب لڑکا ہونیکا جو تھا وہ لڑکی کے
برابر نہین کیونکہ لڑکی اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے وہ بی بی اللہ تعالیٰ کے جلال مین مستغرق تھی جانتی تھی کہ اللہ تعالے
بندے کے حق مین جو کرتا ہی بہتر ہے اس سے جو بندہ اپنے اپنی خواہش کرتا ہو وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اور مین اس کا نام
رکھی مریم کہتے ہین مریم کی معنی اُنکی لغت مین عبادت کرنے والی ایسا کہی تا اللہ کا قرب حاصل ہو اور اللہ اُس
لڑکی کو گناہ سے بچاوے وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور مین تیری پناہ
مین دیتی ہون اُسکو اور اُسکی اولاد کو شیطان مردود سے حنہ کے دلکی مراد لڑکا ہونا جو تھا جب بر نہ آئی اللہ تعالے
سے دعا مانگی کہ اُس لڑکی کو شیطان سے محفوظ رکھ اور صالحہ کر عبد الرزاق اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے آدم کی اولاد مین کوئی بچہ نہین مگر اُسکی پیدائش کیوقت شیطان اُسکو ٹوتہا ہو ایک روایت مین ہے
اُسکے پہلو مین اپنی انگلی سے ٹوہتا ہو پھر وہ بچا اُٹھتا ہے مگر مریم اور اُسکا لڑکا یعنے ان دونون کو نہین ٹوہا
ایک روایت مین افزود ہے کہ اُنکو مارنا چاہا سو پردے مین مارا یعنے مشیمہ جس مین بچہ رہتا ہو اُسپر مارا اس حدیث
کو ابو ہریرہ روایت کرکے کہے تم چاہو تو یہہ آیت پڑھو وانی اعیذہا بک الایہ قرطبی نے کہا ہے شیطان
یہہ جو ٹوہتا ہے اُسکے مسلط ہونیکا وقت وہی ہے مریم کو اور اُن کے فرزند عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ
نے اُنکی ماں کی دعا کی برکت سے محفوظ رکھا لیکن اس ٹوہنے سے لازم نہین آتا کہ وہ خواہ نخواہ اُسپر مسلط ہووے
اور ضرر پہنچاوے کیونکہ اللہ کے جو خاص بندے ہین اُن کو اُسکے ٹوہنے سے کچھ ضرر نہین ہوتا مگر حنہ کی دعا
کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مریم کو اور اونکے فرزند عیسی علیہ السلام کو اُس کے ٹوہنے سے بھی محفوظ رکھا

قاضی عبدالجبار معتزلی نے کہا ہے کہ وہ حدیث اخبار احاد ہے دلیل کے برخلاف وارد ہوئی اُسکو رد کرنا واجب ہے وہ کہتا ہے ہم اسکو دلیل کے برخلاف جو کہے چند وجہ سے ہے پہلی وجہ شیطان شر کی طرف نہین بُلاتا مگر اُسی کو جو خیر و شر جانے تو کچھ جانتا نہین اُسکو کیسا بلائیگا دوسری وجہ شیطان کو اگر اس قدر چھیڑنیکی قدرت ہو تو البتہ صُلحا کو اس سے زیادہ ہلاک کرتا اور اُن کے کامون مین فساد ڈالتا تیسری وجہ مریم و عیسی کو استثنا کرنا باقی تمام انبیا کو چھوڑ دینے کی کیا وجہ چوتھی وجہ شیطان اگر مارے تو اُسکا نشان ہوتا نشان ہوتا تو اُس کا رونا پکارنا باقی رہتا وہ تو نہین پس معلوم ہوا کہ وہ حدیث باطل ہے زمخشری نے بھی کشاف مین رعایت مذہب سے اسکے قریب قریب کہا ہے اور بولا اگر حدیث صحیح ہو تو اسکی معنی یون کرنا ہر بچہ کو پیدا ہوے بعد شیطان اغوا دینے کی آرزو کرتا ہے مگر مریم اور عیسی اُس سے محفوظ رہتے ایسا ہی جو انکی صفت پر ہون وہ بھی محفوظ ہین جیسا کہ شیطان نے کہا ہے لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین اور وہ جو حدیث مین ہے اُسکے ٹوُمنے سے وہ پکار اُٹھتا ہے سو شیطان کی طمع کی صورت بتانے بہ سبیل استعارہ تخییلیہ کے ذکر کیا ہے گویا شیطان اُسکو مار کے کہتا ہو کہ مین اسکو اغوا دونگا حقیقت مین نہ مارتا ہو نہ چھوتا ہے اہل سنت و جماعت کہتے ہین حدیث صحیح سند سے جو ثابت ہوئی ہے اُسکو اٹکل پچو سے رد کرنا محض بیجا ہے اُسکے باطل کرنے پر وہ جو لکھا ہے اُن کے جواب ہین پہلی وجہ کا جواب یون ہے کہ شیطان جو مارتا ہے محض اسی ارادے سے ہے کہ مین اسکو اغوا دینے پر قادر ہون یا نہین جب امتحان کی خاطر سے تو اس شخص کو خیر و شر کی تمیز ہونا ضرور نہین دوسری وجہ کا جواب یہہ ہے شیطان کے ٹوُمنے سے یہہ لازم نہین کہ وہ صُلحا کو اغوا دیوے اور اُسکا ٹوُمنا اُنکو ضرر کرے تیسری وجہ کا جواب یہہ ہو کہ یہہ عیسی اور مریم کا خصیصہ ہو اُنکی مان کی دعا کی برکت سے شیطان کو اُنپر تسلط نہوا ایسے خصایص انبیا مین اکثر ہوتے ہین ایک خصیصہ ایک مین ہونے سے دوسرے کی منقصت کہ جس مین وہ خصیصہ نہو لازم نہین آتی چوتھی وجہ کا جواب یہہ ہے کہ پیدائش کیوقت مین اُسقدر قدرت ہونے سے لازم نہین آتا کہ اسکے ٹوُمنے کا نشان باقی رہے صاحب الانتصاف نے کہا یہہ حدیث کتب صحاح مین موجود ہے فلاسفہ کی جہل باتون سے باطل نہین ہوتی طیبی نے کہا عیسی اور انکی والدہ کا اس فضیلت سے مخصوص ہونا اور دوسرے انبیا مین وہ خصوصیت نہونا بعید نہین اللہ تعالی شیطان کو دوسرے انبیا کو مس کرنیکی قدرت

دیوے اور اُسکے اغوا سے اُسکو محفوظ رکھے شیخ سعد الدین تفتازانی کہتا ہی کہ زمخشری اپنی خواہش کے موافق نہ رہنے سے حدیث کی صحت مین طعن کیا وگرنہ بچہ پیدا ہوتے ہی شیطان اُسکو ٹوٹنا اور اُس کے ٹوٹنے وہ رونا عقل کی رو سے ممنوع نہین وہ ٹوٹنا اغوا دینے کے لئے نہین جس سے اعتراض ہو بچے کو پیدا ہوتے ہی اغوا دینا متصور نہین زمخشری نے حدیث کی صحت فرض کرکے ٹوٹنے کا اغوا دینے کی طمع کی تاویل کرنا اور مریم اور اُن کے فرزند کو معصوم رہنے سے اُس سے استثنا کرنا اور عصمت اُنہین کے ساتھ خاص ہونے سے تمام معصومون کو استثنا کرنا یا تو حدیث کی صحت کو قبول رکھکے پھر اُسکی تکذیب کرتا ہی استثنا کو علت مقرر کرکے اُسپر قیاس کرنا ہے زمخشری کے پاس یہہ بات کہان سے ثابت ہوئی کہ اُس بچے کو اغوا دیونگا کرکے شیطان کی طمع متحقق ہوئی اور اُسکی امید سچ پڑی تا اس سے معصومون کو نکالنا لازم آوے شاید کہ شیطان مریم اور عیسیٰ کے سوے دوسرونکی اغوا کی طمع کرتا ہی لیکن اغوا پر قادر نہین ہوتا انتہی اس حدیث پر بھی ایک اشکال کرتے ہین کہ مریم کی مان کا پناہ چاہنا مریم کی پیدایش کے بعد تھا ٹوٹنا ولادت کے وقت ہوتا ہی دعا کہ اس ٹوٹنے پر حمل کرنا صحیح نہین اُسکا جواب یہہ کہے اس حدیث کے لفظ مین اختلاف ہے بعضے راوی مریم اور عیسیٰ دونون کا استثنا کئے ہین بعضے فقط عیسیٰ کا استثنا کئے ہین جبکہ فقط عیسیٰ کا ہی استثنا ہو تو یہہ اعتراض وارد نہین ہوتا جب دونون کا نام مذکور ہو تو اسکا جواب یون کہینگے کہ بچہ پیدا ہوئے کے بعد ٹوٹنا ہے دعا جو کی بمجرد وضع کے کی فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ پھر قبول کیا اسکو اُسکے رب نے اچھی طرح کا قبول کرنا یعنے مرد جو کیسے کی خدمت کیواسطے مقرر تھا اُسکے عوض مین مریم کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور بڑھایا اسکو اچھی طرح کا بڑھانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُسکی معنی یون کہے ہین کہ اُسکی خلقت پوری کیا بے زیادتی اور نقصان کے پھر ایک برس مین بچا جو بڑھتا ہے مریم ایک دنمین اتنا بڑھتی تھی وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا اور سپرد کروایا مریم زکریا کو یہہ مترجمہ ہے عاصم اور حمزہ اور کسائی کی قرارت پر وے کفلہا کے فا کو تشدید سے پڑھے ہین انکی قرارت پر کفلہا کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور زکریا مفعول ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے زکریا کو مریم کی پرورش کا مختار کروایا دوسرے قاریان فا کو بلا تشدید پڑھے ہین اُسوقت کفلہا کا فاعل زکریا ہوتا ہے اب معنی یون ہونگی اور کفیل ہوا

مریم کا ذکریا اسکا قصہ یہان ہو مریم پیدا ہوئی بعد حنہ اسکو کپڑے مین لپیٹ کر مسجد کو لیگئی اور احبار پاس ڈالدیکے کہی میری چھوٹی سی نذر کو تم لیو احبار ہارون علیہ السلام کی اولاد مین ہی ہوا کرتے تھے اور بیت المقدس کی تولیت انھین کو تھی وے جھگڑنے لگے کہ مریم لڑکی ہے وہ کسکے پاس رہے احبار کے امام اور قربانی کے مختار زکریا علیہ السلام تھے سو کہنے لگے اس لڑکی کا مستحق مین ہون کیونکہ اسکی خالہ میری بی بی ہے دوسرے احبار کہے استحقاق کو ہم دیکھین تو اسکی ماں جو حی ہے سب سے زیادہ مستحق ہے لیکن ہم قرعہ ڈالینگے قرعہ جس کے نام سے نکلے وہ اسکا مستحق ہو احبار انتیس شخص تھے سب نکے ندی کو گئے ندی کہتا ہے وہ ارون کی ندی تھی پھر وے ندی مین قلم ڈالے تو زکریا کے نام کا قلم نکلا پھر وہ اس لڑکی کے کفیل ہوئے زکریا کے باپ کا نام آذن بن مسلم بن صدوق اولاد مین سلیمان علیہ السلام کے بعضے انکے باپ کا نام یشوی کہتے ہین اور بعضے برخیا پھر انھون نے مریم کی خاطر حجرہ مقرر کئے محمد بن اسحاق کہتا ہے زکریا مریم کو انکی خالہ کے پاس دئے خالہ پرورش کی جب بڑی ہوئی زکریا نے انکے لئے مسجد مین ایک محراب بنائی اس کا دروازہ بلند کئے تا بدون سیڑھی کے کوئی وہان جا سکے اُن کے پاس زکریا علیہ السلام کے سوا کوئی نہین جاتا تھا آپ ہی کھانا پانی تیل چراغ لیجا کے پہنچاتے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ جسوقت آتا اُسکے پاس زکریا بنگلے مین وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا پاتا اُس پاس کچھ کھانا محراب بنگلے کو کہتے ہین مکانین جو جگہ بہتر اور مقدم رہے اسکو بھی محراب کہتے ہین مسجد مین امام کے واسطے جو جگہ الگ رہتی ہے اُسکو بھی اسی لحاظ سے محراب کہتے ہین اور مسجد کو بھی محراب کہتے ہین عمر نے کہا ہے سیڑھی رکھ کے جس مکان پر چڑھتے ہین اُسکو محراب کہینگے ربیع بن انس نے کہا ہو مریم کے بنگلے کو جاتا چاہتے تو ساتھ دروازے پار ہو کے جاتے زکریا علیہ السلام جاتے وقت ساتون دروازون کو قفلین ڈالتے جب آتے تو اُن کے پاس میوہ رہتا دھوپ کا لیکا میوہ ٹھنڈ کا لیکا مین موجود رہتا ٹھنڈ کا لیکا میوہ دھوپ کا لیکا مین بے موسم کا میوہ دیکھکے قَالَ زکریا علیہ السلام بولا يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا اے مریم کہان سے آیا تجھکو یہہ کیونکہ اس میوہ کا وہ موسم نہین اور دروازے بند رہتے ہین ابن عباس وغیرہ کی روایت مین آیا ہو کہ وہ میوہ رکھتے تھے قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ کہنے لگی یہہ اللہ کے پاس سے ہو حسن سے مروی ہے کہ مریم پیدا ہوئی سو دودھ کبھی نہ پیا اُسکے واسطے بہشت سے غذا آتا کریا جب بہکا ہو سے آیا تھا کہتی اللہ کے پاس سے ہے مریم اکثر کہتین یہہ بھی

محمد بن اسحٰق نے کہا جبسے بنی اسرائیل میں پڑا قحط ہوا زکریا مریم کو پالنے سے عاجز ہوکے بنی اسرائیل کو کہے میں بہت ضعیف ہوا مریم کا بار اُٹھانیکی مجھ میں طاقت نہیں اب میرے بعد اُس کا کون کفیل ہوتا ہے بنی اسرائیل کہے قحط کے سبب سے ہم لاچار ہوگئے اُسکی پرورش کیونکر کریں غرض ایک دوسرے پر حوالہ دینے لگا اسکی پرورش میں ہر ذمی آپس کی تکرار سے قرعہ ڈالے یوسف بجار کے نام کا قلم نکلا وہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا بڑھئی کا کسب کرتا مریم کا چچیرا بھائی اُسکے باپ کا نام یعقوب پھر اوسکے ذمہ میں کھانا مقرر ہوا مریم نے اُسکے چھوڑے سے اپنی احتیاجات کے متکفل ہونا گران پاکر کہا ای یوسف تو اللہ سے نیک گمان رکھ اللہ ہمکو رزق دیگا مریم کی برکت سے یوسف بجار کو فراغت حاصل ہوئی کسب کرکے جو پیدا کرتا ہر روز مریم کے خرچ کو کفایت کچھ اتفاق کے محراب میں رکھ دیتا پھر اسکو اللہ بڑھا دیتا زکریا آکے دیکھے تو جسقدر لا دیا تھا اس سے زیادہ پاتے ہیں دیکھکے کہے ای مریم یہ کہاں سے آیا تو کہتی اللہ کے پاس سے وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے حساب یہ جملہ یا مریم کے قول کا تتمہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر اولیا کی کرامت حق ہونے پر اس آیت میں دلیل ہے اور وہ زکریا علیہ السلام کا معجزہ نہیں ہوسکتا کیونکہ معجزہ میں نبوت کے دعوے کے ساتھ مقارن ہوکے صادر ہونا شرط ہے یہاں زکریا علیہ السلام اُسکا دعوی نہیں کئے اگر زکریا علیہ السلام کا معجزہ ہوتا تو اُنکو اُسکی اطلاع ہوتی کہاں سے ہے کہ نہ پوچھے اولیا کی کرامت کے منکر نہیں مگر مستدل جب قرآن اُسکے ظہور کا ناطق ہو اور اولیا سے کرامتیں صادر ہونی متواتر ثابت ہو تو اُنکا قول مردود ہے ابو یعلی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند روز کھانا کچھ نہ ملا بھوک سے بے تاب ہوکے بی بیوں کے گھر تشریف لیگئے کسی کے یہاں کچھ نتھا بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گئے اور فرمائے میں بھوکا ہوں کھانے کو کچھ لا دو بی بی کہے واللہ میرے پاس اسوقت کچھ نہیں آپ وہاں سے بعد ہمارے ہمسایہ کی عورت ایک روٹی اور گوشت کا ٹکڑا بی بی فاطمہ کو حصہ بھی بی بی اُسکو بادیئے ہیں رکھکے کہے واللہ آج میں اسکو نہ کھاکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلاؤنگی بی بی کے گھر میں سب بھیکے تھے کسیکو کچھ نہ دیکے حسن حسین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجکے بلوائے حضرت جب تشریف لائے تو کہے یا رسول اللہ کسی نے کچھ کھانا بھیجا سو میں نے آپکے لئے چھپاکے رکھی ہوں فرمائے لے آؤ بی بی جاکے

باریہ کھول کر دیکھے تو روٹیان اور گوشت سے اوپر بھرکر ہے بی بی کو تعجب ہوا اور یہ سمجھکے اللہ برکت دیا اللہ کا شکر کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو رکھے آپ دیکھکے اللہ کا شکر کئے اور پوچھے ای بیٹی یہ کہان سے آیا بی بی کہے یہہ اللہ کے یہان سے ہے اللہ رزق دیتا ہی جسکو چاہے بے حساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا شکر کئے اور فرمائے الحمد للہ جسکو اللہ نے بنی اسرائیل کی بی بیون کی سید کے مشابہ کیا کیونکہ اسکو اللہ رزق دیتا اور پوچھے تو کہتی ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ وہان دعا کیا زکریا نے اپنے رب سے اہل اخبار لکھے ہین زکریا علیہ السلام بہت بوڈھے ہوئے تھے ولاد ہونیکی امید منقطع ہوئی تھی اُن کے گھرانے مین کوئی باقی نہین تھا جب دیکھے مریم کو اللہ تعالی کرامت اور منزلت دیا کہے جس نے مریم کو بیوقت میوہ دیا بیری عورت کو درست کرکے مجھکو بڈھاپے مین فرزند دیسکتا ہے اس آرزو سے زکریا اپنے محراب مین جاکے دروازہ بندکئے اور اللہ تعالی سے فرزند کے لئے دعا مانگے قَالَ کہا زکریا نے رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ای رب میرے عطا کر مجھکو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ ذُرِّیَّۃً کا لفظ واحد جمع مذکر مونث سب مین مستعمل ہوتا ہی اس جگہ مراد واحد مذکر ہی اور ذرّیۃ کے لفظ کے لحاظ کرتے طیبۃ کو مونث لایا ہم جو کہے ذرّیۃ سے واحد مذکر مراد ہے اسکی دلیل اللہ تعالی کا قول ہے جو سورۂ مریم مین فرمایا فہب لی من لدنک ولیا یرثنی الایہ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ بیشک تو سننے والا ہے دعا یعنے دعا قبول کرتا ہی فَنَادَتْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ پھر آواز دی اسکو فرشتون نے جبکہ کھڑا تھا نماز مین محراب کے اندر زکریا احبار کے رئیس تھے جو قربانی کو قربانگاہ پر لیجاتے اور قربان گاہ کا دروازہ آپ ہی کھولتے انکے بے اذن کوئی اُسکے اندر نہین جاتا آپ محراب مین قربانگاہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے لوگ پروانگی کے منتظر تھے کہ ایک مرد جوان سفید کپڑے پہنے ہوا روبرو آیا زکریا اُسکو دیکھکے گھبرائے وہ جبرئیل تھے سو آواز دئے ابن جریر نے ابن مسعود اور سدی سے روایت کیا ہے کہ یہ جبرئیل علیہ السلام کئے پس یہان فرشتون نے آواز دی کرکے جمع کا لفظ جو فرمایا جس کے ارادہ سے ہے اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ یَحْیٰی مقرر اللہ تجھکو خوشخبری دیتا ہے یحیی کی یہ اُسکے لڑکے کی جس کا نام یحیی ہے مُصَدِّقًۢا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ سچ کریگا ایک کلمہ کو جو اللہ کی

اس کلمہ سے عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں یحییٰ علیہ السلام کی اول جو تصدیق کی تھی تو عیسیٰ نے چھ مہینے کے بڑے تھے عیسیٰ
علیہ السلام آسمان پر جانے کے آگے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کئے یحییٰ مریم کی خالہ کے فرزند تھے عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ کے
خلیرے بھائی ہوئے معراج کی حدیث میں عیسیٰ اور یحییٰ دونوں خالہ کے فرزند کر کئے جو آیا مجازاً ہو عرب کی
دستور کے موافق خالہ کی اولاد میں کوئی رہیں اسکو ابن خالہ کہتے ہیں ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے
کہ یحییٰ علیہ السلام نے عیسیٰ کی تصدیق جو کئے سو یہ ہے کہ یحییٰ کی ماں نے مریم کو کہے مجھ کو معلوم ہوتا ہے میرے
پیٹ میں کا بچہ تیرے پیٹ میں کے بچہ کو سجدہ کرتا ہے کلمہ لغت میں بات کو کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ
جو کہتے ہیں اسباب میں کئی اقوال ہیں بعضے کہتے ہیں اس نے اللہ کا کلمہ جو کن ہے اس سے پیدا ہوا باپ کے
نطفے سے نہیں اس لئے اسکو کلمہ کہے جیسے مخلوق کو خلق کہتے ہیں اور مقدور کو قدرت کہتے ہیں کلام عرب میں
ایسا استعمال بہت ہے بعضے کہتے ہیں عیسیٰ مخلوقیت میں بات کئے اور اللہ تعالیٰ انکو مخلوقیت میں کتاب دیا
گویا انہوں بڑے سخنگو اور متکلم ہوئے مجازاً متکلم کو کلمہ کہے فلان جود و اقبال مقام میں جواد اور مقبل کے
کہتے ہیں جبکہ وہ اس صفت میں کامل ہو بعضے کہتے ہیں عیسےٰ لوگوں کو حقایق اور اسرار الٰہی کی تعلیم
کرتے تھے کلام الٰہی سے جو ارشاد فرماتے تھے انہوں وہ ارشاد بتاتے تھے اس لئے انکو کلمہ کہے بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ
نے سابق کے انبیاءؑ کے کتب میں کہا تھا کہ ایک نبی کو بے واسطہ باپ کے پیدا کرونگا جب عیسیٰ پیدا ہوئے
تو کہے یہہ وہ کلمہ ہے جسکا سابق کے کتب میں مذکور تھا بعضے کہتے ہیں قرآن کا نام فضل اللہ اور لطف اللہ ہے
ویسا ہی عیسیٰ کا نام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے معلوم کیجئے کلمۃ اللہ کی معنی اللہ کی بات وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے
اسکی ذات پاک سے قایم جو قدیم کی صفت ہے اسکو عیسیٰ کی ذات ہو کر کے کہنا محال تھا اس لئے تاویل کئے

وَسَيِّدًا اور سردار ہوگا یحییٰ علیہ السلام دین کے تمام کاموں میں مومنوں کے رئیس اور سردار تھے ضحاک نے
کہا ہے سید کی معنی خوش اخلاق سعید بن جبیر نے کہا سید وہ جو پروردگار کی اطاعت کرے سعید بن المسیب نے کہا
سید وہ جو فقیہ اور عالم ہو **وَحَصُورًا** اور عصمت پاس نہ جاویگا حصور کی یہہ معنی جو کئے عبد الرزاق
وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کئے ہیں سعید بن جبیر سے بھی یہی منقول ہے ابن جریر
نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اسکی یہی تفسیر کر کے نقل کیا ہے معتمر بن کی ایک جماعت کہتی ہے

مصور وہ جو با وجود مردمی کے عورت پاس نہ جاوے اسی قول کو اکثر مفسرین ترجیح دیتے ہین کیونکہ یہہ کلام انکی مدح مین وارد ہے مدح تبھی ہوگی جو با وجود قدرت کے عفت اختیار کرے مردمی نہونے سے عورتون کو ترک کرنا کچھ مدح نہین دوسری بات یہہ ہے انبیا علیہ السلام کا یہہ منصب نہین جو انمین عیب ہو عنین ہونا مرد کے حق مین بڑا عیب ہی تو ضرور ہوا کہ اُسکی وہ نفی کرنا جس سے عیب ظاہر ہو وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ اور نبی ہو کا یکون من ۳۳ ورد قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ کہان سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور مجھ پر آیا بڑھاپا ابن عباس کہتے ہین اس بشارت کے وقت زکریا ایک سو بیس سال کے تھے اُنکی بی بی اُنھاون سال کی کلبی نے کہا ہے بیا نوے سال بعضے کہتے ہین نو ے پر نون سال وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ اور عورت میری بانجھ ہے اس جگہ اعتراض کرتے ہین باوجود فرشتہ بشارت دینے کے زکریا علیہ السلام یہہ بات کیسا کہے کیا اللہ کے وعدے مین اُنکو شک تھا اسکا جواب یہہ ہو زکریا علیہ السلام کو اللہ کے وعدے مین اور اُسکی قدرت مین شک نہین تھا یہہ کلام جو کہے اُس سے غرض دریافت تھی کہ مجھکو فرزند جو ہوتا ہی کیا مجھکو جوانی پھر آتی ہے یا ہم جس حالت پر ہین اسی حالت مین رہینگے اور عورت جو بانجھ ہی اُسی کو حمل ٹھہرتا ہی یا دوسری عورت سے جو نکاح مین آوے یا اِسواسطے کہے عادت الٰہی تو جاری نہین کہ اس حالت مین فرزند پیدا ہو پھر کیسا ہوگا ابن جریر نے عکرمہ اور سدی سے روایت کیا ہی کہ زکریا کے پاس شیطان آکے کہا ای زکریا تمکو آواز جو آئی اللہ کی طرف سے نہین اللہ کی طرف سے ہوتی تو وحی آتی شیطان تم سے مسخری کو ایسا کہا اُس سے زکریا کو شک ہوا اس قول پر بعضے اعتراض کرتے ہین انبیا پر فرشتے کا کلام شیطان کے کلام سے مشتبہ ہونا اور اُن کو اسبات کی تمیز نہونا جایز نہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو اللہ کی طرف سے وحی کی بات جو کہین اُسپر اعتماد باقی نہین رہتا امام فخرالدین رازی نے اس اعتراض کا جواب یون دیا ہی کہ انبیا دین و شرایع کے باتین جو کہین اسمین شیطان کا دخل نہین امور دینی سے جو باتین تعلق رکھتے ہین اُسمین وسوسہ ہونا ممنوع نہین بندہ عاصی کہتا ہے یہہ جواب درست نہین کیا واسطے امور دینی کے وسوسہ آنا نہ ہوگا مگر اُن چیزون مین جو دل مین خطور کرتے ہین فرشتے اور شیطان کے کلام مین تمیز حاصل نہونا نبی کے علم مین نقصان کا سبب ہوتا ہی جب اُسکے علم مین نقصان ہوا اور دونون مین تفرقہ نہین کرسکا تو دینی اُمور مین بھی تفرقہ نکرنا لازم آتا ہی بہتر یہہ ہے کہ وے جو روایت کیے ہین قابل اعتماد نہین واللہ اعلم قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے

جوچاہے یعنے اللہ تعالی بوڑھے اور بانجھ کو بچہ دینے پر قادر ہے کسی چیز سے عاجز نہین قَالَ زکریا بولا
رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ اٰیَةً ای رب مجھ کو دے کچھ نشانی یعنے عورت حاملہ ہونے کے وقت کی علامت بتادے
تا اُسوقت مین شکر وعبادت زیادہ کرون قَالَ فرمایا اللہ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ
نشانی تیری یہہ کہ نہ بات کرے تو لوگون سے تین دن اِلَّا رَمْزًا مگر اشارے سے اکثر مفسرین کہتے ہین کہ زکریا
علیہ السلام کی زبان تین دن اور تین رات تک لوگون سے بات کرنے سے بند ہوئی لیکن تسبیح اور ذکر الٰہی سے
زبان جاری تھی کہتے ہین کہ زکریا علیہ السلام انگلی سے اشارت کرتے تھے بعضے کہتے ہین کہ اشارہ ہونٹون سے
کرتے تھے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا اور یاد کر اپنے رب کو بہت وَسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ اور
تسبیح کر شام اور صبح دو پہر سے شام تک وقت جسکو اُسکو عشی کہتے ہین صبح صادق
سے ضحی تک وقت جو ہے اُسکو ابکار کہتے ہین اس تسبیح سے نماز مراد ہے ذکر مراد ہین کیونکہ اذکر ربک کے
اول کہدیا بعضے کہتے ہین اذکر سے ذکر قلبی مراد ہے اور سبح سے ذکر لسانی ع ۱۳
وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ
اور جب کہتے ہوئے مراد اُس سے جبرئیل علیہ السلام ہین بالمشافہہ اُسکے مریم کو کہے یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ
ای مریم مقرر اللہ نے تجھ کو پسند کیا اس اصطفا سے مُراد یہہ ہے کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے اسکو قبول کیا اور
جنت کے میوون سے اسکو پرورش کیا اور فرشتہ بالمشافہہ اُس سے سخن کیا یہ چیزین مریم کی کرامت تھی وَطَهَّرَكِ
اور سترا بنا دیا تجھکو یعنے مرد کے چھونے سے یا حیض ونفاس سے یا گناہون سے پاک رکھا وَاصْطَفٰكِ عَلٰی
نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ اور پسند کیا تجھکو جہان کی عورتون سے اِن عورتون سے یا مریم کے زمانہ کی عورتین فقط مراد
ہین یا عورتین علی الاطلاق اس اصطفا سے مراد مریم کو بن شوہر کے فرزند دینا اور وہ فرزند اپنی ماں کی برأت
کی گواہی دینا اور سوکھا جھاڑ ہلانے سے پھل گرنا ہے حاصل یہہ ہے کہ پہلے اصطفا سے دو چیزین
مُراد ہین جو مریم کو اول عمر مین حاصل ہوئین دوسرے اصطفا سے دو چیزین ہین جو آخر عمر مین ملین ابن
ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن مردویہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خیر نسا وہا مریم بنت عمران وخیر نسا وہا خدیجہ بنت خویلد
یعنے بہتر اپنے وقت کی عورتون مین مریم ہے عمران کی بیٹی اور بہتر اپنے وقت کے عورتون مین خدیجہ ہے

خویلد کی بیٹی امام احمد اور ترمذی اور ابن المنذر اور ابن حبان اور حاکم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جہان کی عورتون مین تجھکو بس ہے یعنی عورتون کی بزرگی بیان کرنے تجھ کو بس ہے مریم بیٹی عمران کی اور خدیجہ بیٹی خویلد کی اور فاطمہ بیٹی محمد کی اور آسیہ عورت فرعون کی ترمذی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مردون مین بہت لوگ کامل ہوئے عورتون مین کامل نہین ہوئین مگر مریم بیٹی عمران کی اور آسیہ عورت فرعون کی فضیلت عایشہ کی عورتون پر جیسی فضیلت ثرید کی ہے کھانون پر اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت کی عورتونمین افضل خدیجہ ہے اور فاطمہ اور مریم اور آسیہ اسکی سند صحیح ہے اور حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ آیا اور بشارت دی کہ فاطمہ سیدہ ہے بہشت کے بی بیون کی اس حدیث کی اصل بخاری کے یہان بھی ہے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری مین مجھ کو فرمائے کیا تو راضی نہین کہ بہشت کی بی بیون کی سیدہ ہو ان حادیث سے مریم اور خدیجہ اور فاطمہ اور آسیہ کی فضیلت ثابت ہوئی ان سب مین کون افضل ہے اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مریم افضل ہے بلکہ بعضے ان کی نبوت کے قایل ہین اشعری سے منقول ہے کہ چند عورتین نبیہ تھین ابن حزم کہا ہے کہ چھے عورتین نبیہ ہوئین حوا اور سارہ اور ہاجرا اور موسی کی والدہ اور آسیہ اور مریم قرطبی نے سارہ اور ہاجرہ کے سوائے دوسری چار بیبیون کو ذکر کیا ہے اور تمہید مین اسکو اکثر فقہا سے نقل کیا ہے قرطبی کہتا ہے صحیح بات یہہ ہے کہ مریم نبیہ ہے لیکن قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اکثر علما اسکے خلاف پر ہین بلکہ امام نووی اذکار مین کہا ہے کہ امام الحرمین نے اجماع نقل کیا ہے کہ وہ نبیہ نہین تھے اور قاضی بیضاوی بھی عورتون مین کوئی نبیہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور کہا کیونکہ اللہ تعالی فرمایا ہے وما ارسلنا قبلک الا رجالا یعنے اور ہم نہین بھیجے تیرے آگے مگر مردون کو سیوطی نے کہا دعوی اجماع کا جو کیے صحیح نہین کیونکہ چند عورتون کے نبوت مین خصوص مریم کی نبوت مین اختلاف مشہور ہے اور شیخ تقی الدین سبکی کتاب طبقات مین انکی نبوت کے قول کو ترجیح دیا ہے انتہی اور بعضے خدیجہ کو تفضیل دیتے ہین بعضے فاطمہ کو تقی الدین سبکی نے کہا ہے کہ فاطمہ افضل ہین بعدہ خدیجہ بعدہ عایشہ یا مریم اقنتی لربک ای مریم اطاعت کر اپنے رب کی

قول بعضے علما کا نبوت مریم کا اور اس مین اختلاف

یہہ بھی درشتہ کا مقولہ ہے وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ سجود کو رکوع پر جو مقدم کیا شاید اُنکی شریعت مین سجدہ رکوع پر مقدم تھا بعضے کہتے ہین واو ترتیب کو نہین چاہتا اور تقدیم سجدے کی رکوع پر غرض نہین بلکہ غرض مطلق امر کرنا ہی مختلف حالتون سے یعنے کوئی حالت مین رکوع کر اور کوئی حالت مین سجدہ بعضے کہتے ہین رکوع سے مراد جماعت سے نماز پڑھنا ہی ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ یہہ خبرین غیب کی ہین ہم بھیجتے ہین تجکو یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے زکریا وغیرہ کے قصے جو کہے انکا علم تجھکو نہ تھا تو اُمّی تھا مگر ہمارے وحی کرنے سے معلوم ہوا وَمَا کُنْتَ لَدَیْہِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَہُمْ اَیُّہُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ اور تو نہ تھا ای محمد اُن کے پاس جب ڈالتے لگے اپنے قلمون کو کون پالے مریم کو قصہ اِسکا سابق مذکور ہوا قلم کس طرح سے ڈالتے تھے اُس مین اختلاف ہے اکثر کہتے ہین وہ قلم تھے جس سے توریت اور دوسرے کتب الٰہی لکھا کرتے تھے سو اُن قلمون کو ندی مین ڈالتے پانی کا رخ جس جہت مین ہے اُسکے خلاف پر جس کا قلم جاتا تو وہی حقدار ٹھہرتا قلم زکریا کا اُس جہت مین جب گیا کفالت کے مستحق آپ ہی ٹھہرے بعضے کہتے ہین قلم جسکا پانی سے نہ بہکے ٹھہرتا وہی مستحق ہوتا ربیع بن انس نے کہا ہے کہ وے اپنے عصون کو پانی مین ڈالے زکریا کا عصا پانی کے رُخ کے خلاف گیا بعضے کہتے ہین عرب جسے بانے کی تیر ڈالتے تھے یے بھی تیرون پر ہر ایک کا نام لکھکے ڈالتے تھے جسکے نام کا تیر نکلے وہ حقدار ٹھہرتا وَمَا کُنْتَ لَدَیْہِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ اور تو نہ تھا اُن پاس جب وے جھگڑتے تھے یعنی مریم کی کفالت کیواسطے جو وے آپس مین تکرار کر رہے تھے اُسوقت تو موجود نتھا جو اتنا قصہ تجھکو معلوم ہو تجھکو معلوم نہین ہوا مگر وحی سے اگر کوئی کہے اخبار سابقہ کا علم جو حاصل ہوتا ہے مشاہدے سے یا سماعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کرنا یقینی تھا پھر اس جگہ مشاہدے کی نفی کیا اسکے کیا لوگون سے سماعت کا احتمال جو ہے اسکی کیا وجہ نفی نہین کی اسکا جواب یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا اور علما اور احبار سے یہ قصے نہ سُننا اسوقت کے لوگون کو خوب معلوم تھا وے صرف وحی کے منکر تھے اسلئے فقط مشاہدے کو ذکر کیا تا مطلب کو برہان کی طرح سے ثابت کرے گویا یون کہا مین تمکو باتین جو کہتا ہون اُنکے معلوم ہونیکی راہ یا احبار سے سُننا اور پڑھنا یا اللہ کی طرف سے اُنکی وحی ہونا یا حاضر رہکے دیکھنا اول کی دونون باتین تو تم پاس نہین باقی رہی تمہاری بات اُسکی نفی کیا ہم یعنے مسخری کے ارادہ سے اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ

بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ جب کہا فرشتون نے ای مریم بیشک اللہ تجھکو بشارت دیتا ہو
ایک اپنے کلمہ کی جسکا نام مسیح ہو عیسی مریم کا بیٹا اس جگہ بھی فرشتون سے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین بشارت اُس خبر کو
کہتے ہین کہ جسکے سُننے سے دل خوش ہوتا ہو کلمے سے مراد خبر اور رسالت ہو یعنے اللہ تعالی اپنے پاس کی ایک خبر تجھکو
کہتا ہو ابن عباس کہتے ہین کلمہ وہی عیسی ہو عیسی کو اللہ کلمہ کہنے کی وجہین اوپر مذکور ہوچکین لفظ عیسی کا اصل سُریانی
زبان مین ایشوع تھا عربون نے معرب کرکے عیسی کہہ لیا لفظ کو بھی بعضے کہتے ہین معرب ہے اسکا اصل سُریانی مین مشیحا
تھا معنی اُسکی مبارک اکثر کہتے ہین کہ وہ مشتق ہے مسح سے اُسکی معنی چھونا عیسی کے چھونے سے بیمار درست ہوتے تھے
اس لئے اُنکو مسیح کہے یا اُنکو برکت کی مسح کئے یا گناہ کی نجاست سے اُن کو پاک کئے یا وے ماں کے پیٹ سے نکلے تیل لگا ہوا
اُسکے سوے اور بھی کئی وجہین لکھے ہین وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مرتبہ والا دنیا اور آخرت مین دُنیا کا مرتبہ
نبوت اور معجزے جو اُن سے نمود ہوے آخرت کا مرتبہ شفاعت کرنا اور درجے وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ اور نزدیک اللہ مین
یعنے بارگاہ الٰہی کے مقربون مین وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ اور بات کریگا لوگون سے گہوارے مین یا ماں کی گود مین
مہد کی معنی لغت مین وہ جگہ جو بچے کو سُلانے کی خاطر مہیا کرتے ہین اُس سے یہان گہوارہ اور ماں کا گود دونون مراد
ہو سکتے ہین غرض اُس سے یہہ ہے کہ طفولیت مین جو باتین کرنے کی عمر نہین ہے سخن کریگا چنانچہ عیسی نے پیدا ہوکے
اپنی ماں کی برات پر گواہی دی ابن عباس کہتے ہین کہ عیسی ایک ساعت بات کرکے پھر چپکے ہو رہے پھر بات
کرینگے عمر کو پہنچے تو بات کرے وَكَهْلًا اور پوری عمر کا ہوگا مفسرین کہتے ہین کہ کہلا معطوف ہو فی المہد پر معنی
یون ہے اور بات کریگا کھل ہوکے اُسپر ایک اعتراض غاکہ کہولت مین ہر کوئی بات کرتا ہے پھر اسکو ذکر کرنے سے
کیا فایدہ اُسکے کئی جواب دیے ہین ایک یہہ کہ اس سے عیسی کا طور جو بدلتا گیا اُسکو بیان کرنا مقصود ہو کہ اُس نے
پہلے بچہ تھا بعد جوان ہوا بعد ادھیڑ ہوا جو الہ ہو اُسپر تغیر محال ہے گویا یہہ رد ہے نجران کے نصاری پر جو مسیح کو
الٰہ کہے دوسرا یہہ کہ وہ لڑکپن مین ایک ہی مرتبہ بات کریگا اپنی ماں کی برات کیواسطے جب ادھیڑ ہوگا تو وحی
اور نبوت کی باتین کریگا تیسرا یہہ کہ لڑکپن مین جو بات کیا ویسی ہی بات ادھیڑپن مین کریگا دونون مین کچھ
تفاوت نہین اس مین بڑا معجزہ ہوا بندہ عاصی کہتا ہے اگر کہلا کا عطف یُكَلِّمُ پر یا وَجِيهًا پر لیوے تو بھی ہوسکتا ہے
اس تقدیر پر وہ عیسی کا جو تماحال ہو اُسکو کہنے سے غرض یہہ ہے کہ عیسی طفولیت مین نہ مریگا بلکہ زندہ رہیگا گویا

اُنکی حیات کی بشارت دیا واللہ اعلم کہل لغت میں اُسکو کہتے ہیں جسکی قوت پوری ہو اور جوانی کامل عرب کے محاورے میں جسکی عمر تیس سال سے متجاوز ہو اسکو کہل کہتے ہیں آدمی کی عقل اُسی عمر میں کامل ہوتی ہے اور اُسی عمر میں انبیاء پر وحی نازل ہوتی ہے ابن قتیبہ کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی عمر جب تیس سال کی ہوئی اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجا اڑھائی سال تک رسالت پہنچائے بعد آسمان پر گئے وہب بن منبہ کہتا ہے کہ تین سال تک رسالت پر رہے بعضے کہتے ہیں عیسیٰ آسمان پر جاتے وقت جوان تھے مراد یہ ہے آسمان پر سے جب اُتریں گے تو ادھیڑ رہینگے وَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اور نیک بختوں میں ہے عیسیٰ کے اوصاف کو صالح کے وصف پر اس لئے ختم کیا کہ صلاح کا مرتبہ بہت بڑا اور اُسکا مقام بہت اشرف ہے کیونکہ آدمی صالح نہوگا جب تک اُسکے تمام افعال اور اقوال خوب طور پر اور اکمل طریق پر نہو اللہ تعالیٰ اُن کے اوصاف جب ذکر کیا تو اس صف پر ختم کیا تا اُن کو بلند درجے اور مقام اشرف سے کمال حاصل ہو قَالَتْ رَبِّ بولی مریم نے ای رب میرے یہ نِدا اللہ کو کرتی ہے بغوی نے کہا ہے کہ یہ مذا جبرئیل کو ہے اور رب کی معنی صاحب کی اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ کہاں سے ہوگا مجھکو لڑکا اور مجھکو ہاتھ نہیں لگا یا کسی آدمی نے یون کہنا یا تعجب سے تھا کہ بن شوہر کے بچے کا پیدا ہونا عادت الٰہی کے برخلاف ہی یا دریافت کرنے کے لئے کہ یہ نکاح سے ہی یا اور کوئی طور سے قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے اُسکا کہنے والا یا تو جبرئیل ہے یا اللہ تعالیٰ ہے اور جبرئیل نے اُسکی بات کو نقل کیا اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ جب حکم کرتا ہے ایک کام کو یہی کہتا ہے اُسکو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے یعنے اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہی ہے کہ تجھکو بن شوہر کے لڑکا دیوے اُسکی قدرت سے یہ کچھ بعید نہیں جیسے شوہر کے سبب سے بچا دیتا ہے اُسکے بلا واسطہ بھی دیسکتا ہے جیسا ارادہ کرتا ہے ویسا ہی ایک آنین کر دیتا ہے وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ اور سکھاویگا اسکو کتاب یعنے خط لکھنا وَالْحِکْمَۃَ اور حکمت یعنے علم کہ جسکے ساتھ عمل ہو وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ اور توریت اور انجیل وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہہ رسول ہونا یا لڑکپن میں ہے یا بعد بلوغ کے اِس میں رد ہے اُس پر جو کہتا تھا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سوا اَور لوگوں کی طرف بھی مبعوث تھے اور اس پر جو کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مبعوث تھے بعضے اسرائیلیوں کی طرف یہہ جملہ جو یُعلّمہ سے یہاں تک کو ہوا

مریم کو خوش کرنیکی خاطر اور بن شوہر کے جب وہ جنیگی تو لوگون مین اُسکی بدنامی ہوگی کرکے اندیشہ جو تھا اُسکو
دور کرنیکے واسطے ہی بنی اسرائیل کے پہلے نبی یوسف علیہ السلام ہوئے اور آخر مین عیسی علیہ السلام جب عیسیٰ
مبعوث ہوئے تو کہے اِنِّی قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ بیشک مین آیا ہون تم پاس ایک نشانی لیکر تمہارے
رب کی آیت سے مراد معجزہ ہی عیسیٰ تو بہت معجزے بتلائے آیات کہنا تھا وہ نہ بول کے آیتہ بولا کیونکہ سب
معجزے ملکے ایک چیز پر لینے رسالت پر دلالت کرتے ہین تو سب ایک ہی ہوئے جب بنی اسرائیل کو اُنھون نے
یہہ کہا وے پوچھے وہ نشانی کیا ہو کہے اَنِّی اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بنا دیتا ہون مین
تمکو مٹی سے جانور کی صورت فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ پھر اُسمین پھونک مارتا ہون تو وہ موجود
اُڑتا جانور اللہ کے حکم سے اہل اخبار کہتے ہین عیسیٰ علیہ السلام جب دعوی نبوت کا کئے لوگ اُنپر طعن کرنے لگے
اور بولے ہمکو شپرک بنا دیو پھر آپ مٹی کی شپرک بناکے اُسمین پھونک مارے تو وہ آسمان کی طرف جاکے اُڑنے لگی
کہتے ہین شپرک کے سوائے دوسرا جانور نہین بنائے شپرک ہی بنائے اِس لیے کہ دوسرے پرندون کی بہ نسبت اُسکی خلقت
پوری ہے اسکو دانت ہین اور مادہ کو پستان ہین بچہ کو دودھ پلاتی ہے کہتے ہین کہ اُسکو حیض بھی آتا ہے وہب بن
منبہ کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جانور جو بناتے تھے لوگ جب تلک اُسکو دیکھتے تو اُڑتا جب لوگون کی نظر سے غائب ہوتا
تو مرکر گر پڑتا اللہ تعالی کے فعل مین اور مخلوق کی فعل مین فرق ہو اور سمجھین کہ اللہ تعالی کی ذات پاک کو کمال ہے
وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ اور چنگا کرتا ہون مانپیٹ کے اندھے کو وَالْاَبْرَصَ اور کوڑی کو اِن دو مرض کو خصوصی
ذکر کیا کیونکہ ان کے علاج سے اطبا عاجز ہین عیسیٰ کے زمانہ مین طبابت کا چرچا بہت تھا اِس لئے اُنکا معجزہ اُسی
قسم کا ہوا وہب بن منبہ نے نقل کیا ہے کہ بعضے اوقات مین مسیح علیہ السلام ایک دن مین پچاس ہزار بیمار کو چنگا
کئے ہین جس مین طاقت چلنے کی رہتی وہ خود حاضر ہوتا جس مین طاقت نہین تو اسکے یہان عیسیٰ آپ تشریف لیگئے
اور علاج تمام اقسام کی بیماریون کا دعا سے کرتے تھے باین شرط کہ آپ پر ایمان لائے وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ
اور جلاتا ہون مُردے کو اللہ کے حکم سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام چار شخص کو
زندہ کئے عاذر اور بوڑھیا کا لڑکا اور دارد غہ کی بیٹی اور سام بن نوح اِنہین کے تین شخص زندہ ہوکے باقی رہے
اور اُن کو اولاد ہوئی مگر سام بن نوح عاذر عیسیٰ علیہ السلام کا مصاحب تھا بیمار ہوا اُسکی بہن عیسیٰ کو کہلا بھیجی آپکا

مصاحب عاذر کا وقت اخیر قریب ہے آپ جلد تشریف لائے عیسیٰ وہان سے تین روز کے رستہ پر تھے اپنے آنے کو لیکے وہان آئے دیکھے تو وہ مواہے اُسکی بہن کو کہے ہکو اُسکی قبر بتلا اُس نے آکے قبر بتلائی عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین دعا کیئے وہ شخص قبر مین سے جی اُٹھا ایک مدت تک باقی رہا اُسکو اولاد ہوئی بوڑھیا کا لڑکا جو مُوا تھا اُسکو تختے پر ڈال کے لیجاتے تھے جب عیسیٰ پر اُنکا گذر ہوا عیسے علیہ السلام اللہ سے دعا مانگے وہ اُٹھ بیٹھا اور تختے پر سے اُتر کے اپنے گھر کو گیا کئی دن زندہ رہا اور اُسکو اولاد ہوئی ایک دارو غہ محصول کا تھا اُسکی لڑکی مرگئی عیسیٰ دوسرے دن جاکے دعا مانگے وہ زندہ ہوئی پھر اُسکو اولاد ہوئی سام بن نوح کی قبر کے پاس جاکے دعا مانگے وہ قبر سے زندہ ہوکے نکلتے ہی قیامت کے اندیشے سے اُن کے سر کے آدھے بال سفید ہوگئے اُنکے زمانے مین بوڑھے ہوئے تو بال سفید نہین ہوتے تھے وے اُٹھ کے پوچھے کیا قیامت آئی ہے عیسیٰ کہے نہین لیکن مین تمکو زندہ کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا تھا پھر مرجاؤ کہے مرتا ہون بشرطیکہ موت کی سکرات سے اب دوسری دفعہ اللہ پناہ دیوے پھر عیسیٰ دعا کیئے وے وہین موئے باذن اللہ کا لفظ مکرر ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ عیسیٰ زندہ جو کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا عیسیٰ مین احیا کی قدرت نہین تھی وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اور خبر دیتا ہون جو کھا کر آتے ہو اور جو چھپا رکھتے ہو اپنے گھرون مین ابن عساکر نے عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بچپن مین لڑکون کے ساتھ رہتے سو انکو کہتے تیری مان تیری خاطر یہہ چیز کھانے کے واسطے رکھی ہے وہ لڑکا جاکے اپنے مان سے وہ چیز مانگتا وہ پوچھتی تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہتا عیسیٰ مجھکو بولا لوگون نے جب یہہ دیکھے کہنے لگے ہمارے لڑکے عیسیٰ کے ساتھ رہنے سے بگڑ جاتے ہین انکو اُسکے پاس نہ چھوڑنا پھر اُن تمام بچون کو ایک گھر مین بند کرکے رکھے عیسیٰ لڑکون کی تلاش مین نکلے اُس گھر کے پاس جہان لڑکے تھے گئے اور پوچھے وے لڑکے کہان ہین اُنکے لوگ کہے ہمکو معلوم نہین پوچھے یہہ آواز کسکی ہے بولے بندر اور سُور کی ہے عیسیٰ کہے ایسا ہی ہو دیکھے تو وے بندر اور سُور ہوگئے ہین قتادہ کہتا ہے آسمان پر سے خوان جو اترتا تھا اُسمین خیانت نہ کرو اور اسمین سے کچھ اُٹھا نہ رکھو کرکے عیسیٰ تاکید کیئے تھے پھر وے خیانت کرکے چھپا رکھے پھر وے لوگ جو کھائے اور جو چھپا رکھے تھے عیسیٰ ان کو اُسکی خبر دیئے اور جو لوگ خیانت کیئے تھے وے خنزیر ہوگئے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ بیشک

اُسپر نشانی پوری ہوگئی اگر تم یقین رکھتے ہو یعنے مین نے بیمارون کو چنگے کرتا ہون اور مردونکو زندہ اور عیب کی
خبرین جو کہتا ہون تم مناد نہ کرکے مانو تو میری رسالت اور تصدیق کی نشانیان ہین وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ
مِنَ التَّوْرٰىةِ اور سچ بتاتا ہون توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہی یعنے میرے آگے جو توریت نازل ہوئی ہے اُسکی
تصدیق کرتا ہون کیونکہ ایک نبی کا دوسرے نبی کی تصدیق کرنا ضرور ہے وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ
اور اسواسطے کہ حلال کرون تمکو بعضی چیزین جو حرام تھی تمپر یعنے موسیٰ کی شریعت مین بعضی چیزین جو حرام تھین اُنکو
حلال کیا ہون وہب بن منبہ نے کہا ہے موسیٰ کی جو شریعت تھی عیسیٰ اُسی پر تھے بیت المقدس کی طرف نماز مین متوجہ
ہوا کرتے اور شنبہ کی تعطیل کرتے مگر چند اشیا جو بعضون کی عقوبت کیواسطے حرام ہوئین تھین اُنکو حلال کئے
جیسی چربی اور اونٹ کا گوشت اور بعضے قسم کی مچھلی اور کئی اڑتے سوجانور جو موسیٰ پر حرام تھے عیسیٰ اُنکی حلیت
لے آئے بعضے کہتے ہین عیسیٰ توریت کے بہت احکام کو نسخ کئے اور شنبہ کی تعطیل موقوف کرکے اتوار کو تعطیل کئے اور
قبلہ کی جہت بھی بدلدئے الحاصل عیسیٰ نے توریت کے بعضے احکام کو نسخ کئے اِس پر کوئی یون نہین کہہ سکتا کہ اِس
صورت مین عیسیٰ توریت کے مصدق نہین کیونکہ اُسکے بعضے احکام جو اُسوقت کی مصلحت کیلئے ہوئے تھے اُنکا خلاف
کرنے سے توریت کی تصدیق مین خلل نہین ہوتا توریت کی تصدیق یہی ہے کہ اعتقاد کرنا اسین جو باتین ہین تمام
ہین تمام حق ہین وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ اور آیا ہون تم پاس نشانی
لیکر تمھارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ بیشک اللہ ہے
رب میرا اور رب تمھارا سو اُسکی بندگی کرو رسول جتنے ہوئے سب اسباتین متفق ہین کہ کسیکا خلاف نہین کہ
رب سب کا اللہ ہے اُسکی اطاعت کرنا احکام بجالانا مناہی سے باز آنا لازم ہے هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ثلثہ ارباع
یہہ سیدھی راہ ہے یعنے اللہ کی توحید فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ جب معلوم کیا عیسیٰ نے اُنکا کفر وزد ۳۳
یعنے بنی اسرائیل عیسیٰ کے قتل کا ارادہ جو کئے تھے سو آپکو جب معلوم ہوا ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی دعوت کا حکم کیا بنی اسرائیل نے آپ کو شہر سے نکالدیا
عیسیٰ اور اُنکی مان مریم دونون زمین پر گشت کرنے لگے ایک قریے مین جاکے ایک شخص کے یہان اُترے
اُس نے اُنکی ضیافت کیا اور سلوک و مدارا کیا اُس شہر کا حاکم بہت ظالم تھا لوگون پر اکثر تعدی کرتا

غرض عیسیٰ جسکے گھر مین تھے وہ شخص ایک روز بڑی خفگی سے گھر مین آیا مریم اُس شخص کی عورت کے پاس جو
بیٹھے تھے پوچھے کیون تیرا شوہر آج بہت خفا ہے بولی اس شہر کا حاکم مقرر کیا ہے کہ اُسکو اور اوسکے لشکر کو بستی
والون سے ہر روز ایک شخص باری سے کھانا کھلاوے اور شراب پلاوے اگر یہہ کام بجا نہ لاوین سزا دیتا ہے آج ہماری
باری ہے ہم پاس تو کچھ نہین دیکھتے کیا کرتا ہی مریم کہے تم گھبرے نہ ہو مین اپنے لڑکے کو یہہ بات کہتی ہون وہ دعا کریگا
تو تمھاری مراد بر آویگی پھر عیسیٰ سے اِس کا مذکور کرکے عیسیٰ کہے اس خیال سے باز آو کیونکہ اُس مین بہت سی قباحتین ہین
مریم کہے اِس شخص کا ہم پر بڑا احسان ہے البتہ اُسکا بدلا کیا چاہئے تب عیسیٰ کہے اُسکو فرماؤ کہ دو بگ اور گھڑے تمام
پانی سے بھر کے رکھین اور آپ دُعا کرکے پھر دیگون مین پانی جو تھا گوشت اور روٹی ہوگیا اور گھڑون مین پانی جو تھا شراب
ہوگئی بادشاہ لوگون کو لیکے آیا کھایی کے فراغت پایا شراب جو پیا بہت بہتر تھی پوچھنے لگا کہ یہہ کہانکی شراب
ہے گھر والا بولا فلانی جگہ کی ہے بادشاہ بولا میرے یہان اُسی جگہ کی شراب آتی ہے پر ایسی نہین تب دوسری جگہ کا نام
لیا اُسکی بات مین اختلاف ہونے سے بادشاہ ڈرا کے پوچھا اُس نے کہدیا کہ میرے یہان ایک لڑکا رہتا ہے وہ اللہ
سے جو دُعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے اُن گھرون مین پانی تھا اُسکی دعا سے شراب ہوگیا بادشاہ کا ایک لڑکا جو اُسکو
نہایت عزیز تھا اور چاہتا تھا کہ اُسکو اپنا ولی عہد کرے قضا را وہ مرکے تھوڑے دن گذرے تھے بولا جو پانی کو شراب
کرے البتہ مُردہ کو زندہ بھی کریگا عیسیٰ کو بلوا کے کہا میرے فرزند کو زندہ کرو عیسیٰ کہے اُسکو مین زندہ کرون تو
تمھارے لوگون مین فساد ہوگا بادشاہ بولا اُس سے کچھ اندیشہ نہین عیسیٰ کہے مین اُسکو زندہ کردون تو مجھے اور
میری ماں کو چھوڑ دو ہمارا دل جہان چاہے وہان جاوینگے بادشاہ نے قبول کیا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ
سے دعا کی وہ لڑکا زندہ ہوا بادشاہ کے لوگ کہنے لگے بادشاہ آپ جبتک تھا ہمکو کھا گیا اُسکی موت کی دن
جو نزدیک ہوے چاہتا ہے کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے وہ بھی ہمکو کھا جاویگا وے سب اس اندیشے سے جنگ
کی خاطر مستعد ہوئے عیسیٰ سے یہہ کام ظاہر ہوا کرکے اُنکے بھی دشمن بنکر درپے قتل کے ہوئے بعضے کہتے ہین عیسیٰ علیہ السلام
جب بنی اسرائیل دعوت شروع کئے یہود کو معلوم ہوا کہ مسیح کی بشارت جو دئے تھے وہ یہی ہے اُن پر شاق
ہوا آپکے ایذا کے درپے ہوئے اور قتل کا ارادہ کئے تب عیسیٰ نے مدد چاہی قَالَ کہا عیسیٰ نے مَنْ اَنْصَارِیْٓ
اِلَی اللّٰہِ کوئی ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ مین قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا حواریون نے

ہم ہین مدد کرنیوالے اللہ کے یعنے اللہ کے دین کی اعانت کرنے والے سدی نے نقل کیا ہی کہ جب عیسی علیہ السلام
اس شہر سے نکلے تو دیکھے ایک جگہہ بارا شخص مچھلی کا شکار کر رہے ہین شمعون اور یعقوب انمین بڑے تھے عیسیٰ اُن سے
کہے تم کیا کرتے ہو بولے مچھلی کا شکار کرتے ہین عیسیٰ فرمائے میرے ساتھہ چلو تا لوگون کو شکار کرے بولے تم کون ہو فرمائے
مین عیسیٰ ہون مریم کا بیٹا اللہ کا بندہ اور رسول وہ بولے کچھہ نشانی بتلا و فرمائے بہتر اور دعا کے پھر شمعون نے
جال جو ڈالا تھا اُس مین اسقدر مچھلیان جمع ہوین کہ جال پھٹ جاے اور یہہ لوگ جال نہ کھینچ سکین دوسرے کشتی والون کو اعانت
کے واسطے بُلائے اور دونون کشتیان مچھلی سے بھر گئین یہہ دیکھکے وے ایمان لائے اور عیسیٰ کے ہمراہ ہوئے عطا سے
منقول ہے کہا کہ مریم عیسیٰ کو ہنر سیکھنے کے لئے لوگون کے حوالے کرتی تھی آخر حواریون کی سپرد کئے وے دھوبی اور
رنگریز کا کسب کرتے تھے اُنکا چودھری ایک روز عیسیٰ کو کہا مجھکو سفر درپیش ہوا ہے وہان جاکے نوٹے کو دس
دن لگینگے رنگنے کے کپڑے بہت سے جمع ہین تم اُن کو رنگ دو جس کپڑے کو جو رنگ منظور ہے اُسپر مین اُسی رنگ کا نشان
کر دیا ہون یہہ کہکے آپ سفر کیا عیسیٰ تمام کپڑون کو ایک ہی گھڑے مین ڈالکے رکھے اور فرمائے اللہ کے حکم سے
جو رنگ مطلوب ہو وہی رنگ ہووے غرض جب چودھری پھر کر آیا تو پوچھا کپڑے رنگے ہو عیسیٰ علیہ السلام فرمائے
ہان رنگا ہون پوچھا وے کہان ہین فرمائے اُس گھڑے مین بولا کیا سب کے ایک ہی رنگ مین ڈبو کے خراب کر دیا
فرمائے نہین پھر اُس مین سے کپڑا کوئی لال کوئی پیلا کوئی ہرا کوئی سیاہ جو اُسکو منظور تھا نکال دئے وہ چودھری
اور اُسکے تابعدار یہہ دیکھکے عیسیٰ پر ایمان لائے حواری کی معنی مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین حواری کی معنی مصاحب
اور خواص اور بعضے کہتے ہین حواری مشتق حور سے ہو اُسکی معنی سفید اُن کے کپڑے سفید رہنے سے اُنکو حواری کہے
اور بعضے کہتے ہین وے ذات کے دھوبی تھے کپڑے دھوکے سفید کرتے تھے اس لئے اُنکو حواری کہے اور بعضے کہتے ہین
اُنکے دل پاک صاف رہنے سے اُنکو حواری کہے بعد عرب اپنے محاورے مین جو مصاحب اور راز دان اور یار غار
ہو اُسے حواری کہنے لگے چنانچہ بخاری اور مسلم کی حدیث مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر نبی کے
حواری ہوا کرتے ہین میرا حواری زُبیر ہے ءَامَنَّا بِاللّٰهِ ہم یقین لائے اللہ پر وَاشْهَدْ بِاَنَّا
مُسْلِمُوْنَ اور تو گواہ رہ کہ ہمنے حکم قبول کیا گواہ رکھتے تا قیامت کے دن جو انبیا گواہی دینگے اُسوقت اُنکے
ایمان کی گواہی ادا کرین رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ ای رب ہمنے یقین کیا جو تونے اُتارا یعنے انجیل

جو تو عیسیٰ پر اُتارا اُسکو ہم نے یقین کیا وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ اور ہم تابع ہوئے رسول کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام
کے فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سو تو لکھ ہم کو گواہی دینے والوں میں یعنے جو لوگ اللہ کی وحدانیت کی گواہی
دیتے ہیں اُنکے ساتھ ہم کو بھی داخل کر یا وے جو تیرے انبیا کی تصدیق کئے اور تیرے حکم کو مانے اُنکے نامون
کے ساتھ ہمارا نام بھی لکھ اور ہماری گنتی انہین میں کر اور اُنکو جو نعمتین عطا کریگا ہمکو بھی عطا کر فریابی اور عبد حمید اور
ابن المنذر اور ابی حاتم اور ابو الشیخ اور طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ
اُس شاہدین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اُنکی امت کیونکہ وے گواہی دینگے کہ انبیا اپنی امتو کو
رسالت پہنچاے بعضے کہتے ہین شاہدین سے مراد انبیا ہین کیونکہ ہر نبی اپنی امت کی گواہی دیگا وَمَكَرُوْا
اور فریب کیا اُن کافرون نے یعنے بنی اسرائیل جنھون کا کفر عیسیٰ نے معلوم کئے ہین فساد کی خاطر مخفی کوشش
کرنے کو مکر کہتے ہین ان کا مکر یہہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرین سبب اسکا یہہ ہے کہ عیسیٰ حواریون کو ساتھ لیکے
پھر جب شہر کو آئے تو اُنکو علانیہ دعوت کرنے لگے وے الگ لوگون کو لگا دئے تا قابو پاکے عیسیٰ کو مار ڈالین ۔
وَمَكَرَ اللّٰهُ اور فریب کیا اللہ نے مکر کی معنی جو ہم نے لکھا اللہ تعالیٰ کے حق مین اُس معنی کا ارادہ کرنا محال ہے
اسلئے اُسکی تاویل یون کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اُنکے مکر کی جزا دیا اس تقدیر مین مکر کی جزا کو مکر بولا کیونکہ جزاء اُسکے مقابلے
مین واقع ہوئی علم بلاغت مین اسکو مقابلہ اور ازدواج کہتے ہین بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ اُن سے جو معاملہ کیا مکر سے
مشابہت رکھتا تھا اِس لئے اُسکو مکر فرمایا بعضے کہتے ہین لغت مین مضبوط اور کامل تدبیر کو بھی مکر کہتے ہین بعد
عرف مین مکر اُس تدبیر کو کہے کہ جس سے اپنے غیر کو بدی پہنچاوے یہہ معنی جب کہین تو مکر کی تاویل کی احتیاج
باقی نرہی اللہ تعالیٰ جو فریب دیا وہ یہہ تھا کہ جس نے عیسیٰ کا قتل کرنا چاہا تھا اُسی کو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام
کی شبیہ کر دیا سو اُسکو قتل کئے کلبی نے ابی صالح سے اُسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ
یہودیون کی ایک جماعت کے پاس گئے وے اُنکو دیکھکے گالیان دینے لگے عیسیٰ اُن کے لئے بد دعا کئے وے
خنزیر بن گئے اس حالت کو دیکھکے ایک شخص یہود انام جو یہودیون کا سردار تھا اندیشہ ناگ ہو کے یہودیون نے
مشورت کرنے لگا آخر سب یہودیون نے اتفاق کیا کہ عیسیٰ کو مار ڈالین وے سب مکے نکلے تو جبرئیل عیسیٰ کو ایک
حجرہ مین لیگئے اور اُس کے سقف مین ایک روزن تھا اُس مین سے عیسیٰ کو لیکے آسمان کی طرف گئے یہودا نے

ایک شخص کو جسکا نام لیطیانوس تھا حکم دیا کہ جہاں جا کر عیسیٰ کو پکڑ کر سولی دے دے یہ گیا تا عیسیٰ کو نہ پایا اس لئے کہ جب سے نکلنے کی خبر
دیر ہوئی لوگوں کو گمان ہوا کہ دونوں باہم لڑتے ہیں جب وہ گھر سے نکلا تو عیسیٰ سے بہت شبیہ تھا لوگ اسکی عیسیٰ
سمجھ کے قتل کئے اور سولی پر چڑھا دیئے وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ جب ایک شب عیسیٰ کو پکڑنے کے لئے یہودیان مستعد
ہو کے بیٹھے انتظار میں رہے وہ شب بہت تاریک ہو گئی اور عیسیٰ کے اور انکے درمیان فرشتے حایل ہوئے اس شب کے
حواریوں کو جمع کر کے وصیت کئے اور فرمائے تمہارے میں کا ایک شخص صبح کا مرغ بانگ دینے کے آگے میرے سے منکر ہو گا
اور تھوڑے سے پیسوں کے بیچ ڈالے گا جو حواریان وہاں سے نکلے انمیں کا ایک شخص یہود کے پاس گیا اور بولا میں عیسیٰ کو پکڑوا دوں تو
تم مجھکو کیا دو گے کہے تیس درم پر اس نے وہ پیسے لیکے عیسیٰ کا پتا اُن کو بتا دیا عیسیٰ جس گھر میں تھے وہاں جب گیا اللہ تعالیٰ
نے عیسیٰ کو آسمان پر بلا لیا اور جو بتلانے کو آیا تھا اسکو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کا شبیہ کر دیا یہود اسکو پکڑے وہ کہتا تھا
میں وہ شخص ہوں جو عیسیٰ کو پکڑنے آیا تھا تم مجھ کو کیوں اسیر کرتے ہو پر کوئی اسکا کہنا نہ مانا اور اسکو سولی دے کے سب کا گمان
یہی تھا کہ وہ عیسیٰ ہے عیسیٰ کے قتل کی کیفیت اسکے مریم اور دوسری ایک عورت جسکو عیسیٰ جنوں سے درست کئے تھے اسکے سولی
کے پاس رو رہی تھیں عیسیٰ اگر انکو کہے تم کیوں روتی ہو مجھ کو اللہ جلا لیا اور انکو شبہ ہوا بعد سات روز کے عیسیٰ پہاڑ پر اُترے
پہاڑ نور سے روشن ہو گیا اور حواریان سب جمع ہوئے عیسیٰ انکو ملکوں میں دعوت کرنیکے لئے بھیجے جس تک کی طرف جسکو
بھیجنا مقرر کیا اُس ملک کی بولی اسکو معلوم ہو گئی مورخوں نے لکھا ہے عیسیٰ کی ولادت کی وقت مریم برس تیرہ یا چودہ کی
تھی اور شام کے علاقہ میں بیت لحم نام جگہ میں آپکا تولد ہوا سکندر بادشاہ سے بیشتر سات سو برس آپکی عمر جب تیس سال کی ہوئی اللہ تعالیٰ نے
وحی بھیجا اور رمضان کے مہینے میں شنبہ کے دن آپ آسمان پر گئے اسوقت آپکی عمر تینتیس سال کی تھی یہاں تک اوترے آسمان پر جانیکے بعد
مریم کا انتقال ہوا واللہ خیر الماکرین اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے یعنے اللہ تعالیٰ کی جزا بہت بڑھ کے دینے میں سب سے بہتر ہے اذ قال اللہ

ع ۱۴

یٰعیسیٰ انی متوفیک جب وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھکو پھیر لونگا لفظ متوفیک جو آیا اسکی معنی میں
اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں وہ مشتق ہے توفیت الشیٔ سے یعنے اُس چیز کو میں نے پورا لیا اُس سے کچھ نہ چھوڑا اب
معنی آیت کی یوں ہوئی میں تجھکو پورا اپنی طرف لے لونگا اور کافروں کے ہاتھ پڑ مرنے نہ دونگا بعضے کہتے ہیں
اسکی معنی یوں ہے میں تیری عمر پوری کرونگا عمر پوری ہونے کے بعد تیری روح آپ لی کافروں کے ہاتھ پر تجھے مرنے
نہ دونگا بلکہ تجھکو آسمان پر بلا لونگا بعضے کہتے ہیں اسکی معنی تحقیق تو فی کی ہے یعنی میں تجھکو سلاتا ہوں

تیرے دشمنوں کو تجھ پر غلبہ نہیں کرنا ابن جریر نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تین ساعت تک
مرکے بعد زندہ ہو کر آسمان پر گئے اور حاکم کی روایت میں آیا ہے کہ سات ساعت تک مردہ تھے بعد
زندہ ہوئے اور ابن عساکر کی روایت میں آیا ہے کہ تین دن تک مردہ تھے بعد زندہ ہوئے بعضے کہتے ہیں
موت سے مراد نیند ہے عیسیٰ سوتے تھے اس حالت میں انکو آسمان پر لے گیا یہ قول ربیع بن انس کا ہے بعضے
کہتے ہیں ورافعک میں واو بمعنی با ہے ترتیب کا فائدہ نہ دیں بخشنا آیت اس پر دلالت کرتی ہے
کہ اللہ تعالےٰ عیسیٰ کے ساتھ یہ کام کریگا کب کریگا کیسا کریگا آیت میں مذکور نہیں اسکا بیان دلیل
پر موقوف ہے دلیل سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ زندہ ہیں احادیث سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ زمین پر آوینگے دجال
کو قتل کرینگے بعد انکی وفات ہوگی بعضے کہتے ہیں مرا دیہ کہ انکی شہوتیں مار دیگا اور دنیا کے علایق انسے
دور کرے گا کیونکہ آدمی ماسوی اللہ سے جب تک فانی ہو معرفت باللہ کے مقام تک پہنچنا ممکن نہیں
اور عیسےٰ آسمان پر جب گئے انکی حالت فرشتوں کی سی ہوئی کھانے وغیرہ کی کچھ حاجت
نہ رہی شہوت وغضب وغیرہ برے اخلاق سب جاتے رہے ان کی سوائے اور بھی کئی وجہ لکھے ہیں
مسکو لکھنے سے کلام بہت دراز ہوتا ہو لیکن آسمان پر انکا زندہ جانا وہی قول معتبر ہے وَرَافِعُكَ إِلَيَّ
اور اوٹھا لونگا اپنی طرف لینے اپنے کرامت کی جگہ میں اور فرشتوں کے مقام میں وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ
كَفَرُوا اور پاک کرونگا تجھکو کافروں سے یعنے یہود کے درمیان سے تجھکو نکال لونگا اور ان سے نجات دونگا
وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اور رکھونگا تیرے تابعوں کو منکروں سے
اوپر قیامت کے دن تک تابعوں سے مراد مسلمان ہیں جو توحید میں عیسیٰ کے تابع ہوئے اور انکے اقوال کی تصدیق کی
کافروں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں نصاریٰ اگرچہ مسیح کے تابعدار کہلاتے ہیں درحقیقت ہیں انکے دشمن ہیں اللہ کا
شریک ٹھہراتے ہیں اوصاف جو انمیں نہیں اُن اوصاف سے انکو سراہتے ہیں اور اوپر کرنے سے مراد انکا غلبہ
اور عزت اور نصرت اور حجتی دلایل ہیں ابن مسعود سے اور معاویہ بن ابی سفیان سے اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر
نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری امت سے ایک
جماعت ہمیشہ حق پر جنگ کرینگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر آوے اور وہ حق پر ہی ہونگے بعد یہ آیت پڑھے

یا عیسیٰ انی متوفیک الآیہ بعضے کہتے ہین عیسیٰ کے تابعدارون سے نصاریٰ مراد ہین اور منکرین یہود ہین یہودیون کی ریاست جاتی رہی انکو نصاریٰ پر کبھی غلبہ نہوا اور نصاریٰ کی ریاست قیامت قریب ہوئی تک باقی رہیگی اس قول پر اتباع سے محبت کا ادعا کرنا مراد ہے ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ پھر میری طرف ہی تمکو پھر آنا یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دونون فریق جو عیسیٰ کے تابع ہین اور جو اُن کے منکر ہین آخرت مین سب میرے ہی پاس جمع ہوینگے فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ پھر فیصلہ کرونگا تم مین جس بات مین تم اختلاف کرتے ہو یعنے اُنمین جو عیسیٰ کے منکر ہین اور جو عیسیٰ کو حد سے زیادہ بڑھا دیتے ہین اور اُنمین جو عیسیٰ کو اُنکی حد پر سراہتے ہین۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سو جو کافر ہوئے یعنے یہود اور نصاریٰ مین جو کافر ہوئے فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ پھر اُن کو عذاب کرونگا سخت عذاب دُنیا مین اور آخرت مین دُنیا کا عذاب اُنکا قتل اور سبی اور ذلت اور آخرت کا عذاب دوزخ مین جلنا وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور کوئی نہین اُنکا مددگار یعنے وہ جو اللہ کے عذاب سے بچا دے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وے جو ایمان لائے یعنے عیسیٰ پر اور اُنکی تصدیق کئے اور اُنکو اللہ کا بندہ اور رسول بولے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل نیک کئے فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ سو اُنکو پورا دیگا اُنکا حق یعنے اُنکے اعمال کی پوری جزا اپنے فضل و رحمت سے دیگا وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ اور اللہ دوست نہین رکھتا ظالمون کو یعنے کافرون پر رحم نہین کرتا اور اُنکو خوبی سے یاد نہین فرماتا ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ یہ پڑھ سناتے ہین ہم تجھکو آیتین اور ذکر محکم یعنے عیسیٰ اور مریم کے اخبار اور دوسرے قصے وے ہین جو ہم تجھکو اے محمد خبر دیتے اور وے آیتین تیری نبوت پر دلالت کرنے والی ہین کیونکہ اُن اخبار کو نہین جانتا مگر جو شخص کتابین پڑھا ہے تو اُمی ہے آپنے اُنکو تو کہنے سے ثابت ہوا کہ وہ وحی آسمانی ہے جو تجھ پر ہم نے نازل کیا یا آیات سے قرآن کی آیتین اور ذکر حکیم سے قرآن مراد ہے اس تقدیر پر حکیم بمعنی حاکم ہوگا گویا یون کہا قرآن حاکم ہے یعنے احکام اُس سے مستفید ہوا کرتے ہین یا حکیم بمعنی محکم ہے یعنے مضبوط ذکر کہ کسیطرح خلل نہین آتا بعضے کہتے ہین ذکر حکیم سے لوح محفوظ مراد ہے وہ سفید موتی کی تختی ہے عرش سے معلق کتب الٰہی تمام اسمین لکھے ہوئے ہین اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک جیسی مثال آدم کی ہے یہ آیت کے نازل ہونیکا سبب ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیے ہین کہ نجران کی وفد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انمین دو شخص سید اور عاقب نام تھے جب صلی اللہ علیہ وسلم کھنے لگے تو دونو نے کہا کہ
تم کیون بندہ کہتے ہو حضرت پوچھے وہ کون ہے تو کہے عیسیٰ آپ انکو اللہ کا بندہ کہتے ہو اسکی شان بندے سے بالا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہان وہ اللہ کا بندہ ہی ہے بولے ایسا کوئی بندہ ہوا ہو تو بتائین کہی اور آپکے پاس سے
چلے گئے پھر جبریل یہہ آیت لیکے اترے یعنے عیسیٰ کو بن باپکے پیدا کرنا آدم کی پیدائش سے شبیہ ہو کیونکہ حق تعالیٰ نے
آدم کو بن باپ اور ماں کے پیدا کیا خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ بنایا اسکو یعنے آدم کو مٹی سے ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ
پھر کہا اسکو ہو جا وہ ہو گیا یعنے عیسیٰ کو بن باپکے بنانا اچنبا نہین آدم کی پیدائش اس سے عجیب تر ہے کیونکہ آدم کے
جسد کو مٹی سے بنایا بعد کن کے ایک امر سے وہ زندہ بن گیا فیکون استقبال کا لفظ ہے ماضی یعنے کان کی جگہ مین بحکایت
حال کے ادا سے لایا اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ حق بات ہو تیرے رب کی طرف سے یعنی مثال عیسیٰ کی جو مینے بیان
کیا وہی حق بات ہے اللہ کی طرف سے فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ پھر تو مت رہ شک والون مین یہہ خطاب اگرچہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے آپکی امت مراد ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شک ہرگز نہ ہوگا
فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ پھر جو کوئی جھگڑا کرے تیرے سے اس بات مین یعنی عیسیٰ کی صفت جو بیان کیا مِنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ بعد اسکے کہ پہنچ چکا تجھکو علم یعنے دلیل جو عیسیٰ کی عبودیت پر دلالت کرتی ہے فَقُلْ تَعَالَوْا
نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ تو کہہ ای محمد آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹے اور تمھارے بیٹے وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ
اور اپنی عورتین اور تمھاری عورتین وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ اور اپنی جان اور تمھاری جان ثُمَّ نَبْتَهِلْ پھر مباہلے
سے دعا کرین فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹون پر نجران کے نصاریٰ
کی جماعت جو آئی تھی عیسیٰ کے باب مین اصرار کرنے لگی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو یہہ آیت پڑھ کے سنائے اور
مباہلے کیواسطے انکو بلائے وے کہے آج کے دن ہمکو مہلت دو کل آکے ہم جواب دینگے جب وہان سے نکلے وے
اپنی جگہ پر آکے مشورت کرنے لگے اور عاقب کو جو انمین صاحب تدبیر تھا کہے ای عبد المسیح تو کیا کہتا ہے عبد المسیح بولا
تجھکو یقین ہوا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہین اگر ہم مباہلہ کرین تو ہم سب ہلاک ہو دینگے اگر تمکو اپنے نصرانیت پر ہی
باقی رہنا ضرور ہے تو اون سے رخصت لیکے اپنے شہر کو جاؤ غرض دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوئے آپ حسن رضی اللہ عنہ کو گود مین لئے ہوئے اور حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے آئے آپکے

بھیجے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور انکی بیٹیت علی مرتضی رضی اللہ عنہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو ایسا فرماتے تھے کہ جب دعا کرون تو تم آمین کہو نصاریٰ کے اسقف نے یہہ دیکھکے اپنے لوگونکو کہا ان لوگونکے چہرے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اگر وے اللہ سے چاہین کہ پہاڑ جڑسے اکھڑ جاوے تو اللہ تعالیٰ اسکو اکھاڑ دے تم اُن سے مباہلہ مت کرو اگر کروگے تو ہلاک ہوگے اور قیامت تک کوئی نصرانی زمین پر نہ رہیگا تب لے یا ابو القاسم ہم مباہلہ نہین کرتے آپ اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مباہلہ نہین کرتے ہو تو اسلام لاؤ مسلمانونکے لئے جو حکم ہے تم کو بھی وہی ہے اور اُن پر جو حکم ہو تم پر بھی وہی ہے وے اسکو بھی نہ مانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہین تم سے جنگ کرونگا کہے عربون سے جنگ کرنیکی طاقت ہمکو نہین لیکن ہم صلح کرتے ہین کہ ہم سے جنگ کرنا اور ہمارے دین سے ہمکو نہ پھیرنا ہم ہر سال دو ہزار جوڑے اور تینتیس اونٹ اور چونتیس گھوڑے دیا کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے صلح کئے اور فرمائے میرا جی جس کی دست قدرت مین ہو اسکی قسم اہل نجران سے عذاب قریب پہنچ چکا تھا اگر وے مباہلہ کرتے تو بندر اور سور ہوجاتے اور بیابان مین اُنپر آتش سلگجاتی اور نجران مین کوئی باقی نہ رہتا یہان تک کہ درخت پر پرندہ بھی نہ رہتا اور برس تمام ہونیکے آگے نصاریٰ تمام ہلاک ہوجاتے بچون کو اور عورتون کو مباہلے مین ضم کرنیکا فایدہ یہہ ہے کہ اس مین اپنی سچوئی خوب ظاہر ہوتی ہو اور اپنی بات کی مضبوطی نکلتی ہو کیونکہ اپنے عزیزون کی خرابی کوئی نہین چاہتا جب اُنکو مباہلے مین شریک کرین تو یقین معلوم ہوا کہ آپ حق پر تھے اور خصم بُطلان پر اور سب قرابتیون مین بچے اور عورتین سے زیادہ عزیز رہتے ہین اس لئے اُن کو مخصوص ذکر کیا یا اِن کے عزیز ہونیکی دلیل یہہ ہے کہ اِن پر کچھ مشکل آن پڑی تو آدمی اپنی جان دیتا ہی نہین کا مصدر ابتہال ہو ابتہال کے دو معنی ہین ایک تو مباہلہ کے ساتھ دعا مانگنا دوسرا کسی پر لعنت کرنا پہلی معنی اس جگہ لینا اولی ہے کیونکہ دوسری معنی لیوین تو تکرار ہوتی ہے اور جا بجا نہین سے ابتہال تھا اس لئے مباہلہ کہے اور وجہ فرمایا لعنت ڈالین اللہ کے جھوٹون پر مُراد اس سے یہہ ہے کہ کہنا اللھم العن الکاذب فی امر عیسی یعنی یا اللہ لعنت کر اسکو جو عیسیٰ کی بابت مین جھوٹا ہے اس آیت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بڑی دلیل ہے کیونکہ قطعاً ثابت ہوا کہ نصاریٰ مباہلہ نہ کئے اگر اُنکے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہوتی تو البتہ مباہلہ کرتے اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ بیشک یہہ جو ہی یہی ہے خبر تحقیق یعنے عیسیٰ وغیرہ کا احوال جو ہم

بیان کئے سو یہہ سچ خبر ہے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ اور کوئی الٰہ نہین سوائے اللہ کے یعنے عیسیٰ الٰہ نہین جیسے
نصاریٰ کہتے ہین اور بت بھی الٰہ نہین جیسے مشرک کہتے ہین وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور تحقیق اللہ
بیشک وہی ہے زبردست حکمت والا یعنے قدرت اور حکمت مین کوئی اُسکی برابری نہین کرسکتا پھر وہ الٰہ کیسا
ہوتا اِس سے نصاریٰ کی حماقت کی طرف اشارہ کیا کہ وے ایک مخلوق کو جسمین علامات حدوث کے ظاہر ہین
اور عدم سے وجود مین آیا اور طفولیت کی حالت سے نکل جوان ہوا کھاتا پیتا تھا گتا سوتا جگتا اِلٰہ کہتے ہین
فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر پھر جاوین یعنے اگر نصاریٰ ایمان سے منہ پھیرین اور اُسکو قبول نہ کرین تو فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
بِالْمُفْسِدِيْنَ مقرر اللہ کو معلوم ہین فساد کرنے والے یعنے وے جو اللہ کے غیر کی بندگی کرتے ہین اور لوگون کو
اللہ کے غیر کی عبادت کے لئے دعوت کرتے ہین اُنکو اللہ جانتا ہی اُن کو آپ سزا دیوینگا قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ع ۱۵
تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ تو کہہ ای محمد اے کتابی آؤ الو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے اور تمہارے
درمیان کی اِس آیت کے نازل ہونیکا سبب مُفسّرین یون کہتے ہین کہ نجران کے نصاریٰ مدینہ کے یہود سے
ملکے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین بحث کرنے لگے نصاریٰ کہے ابراہیم نصرانی تھے اور ہم اُنہین کے دین
ہین اور یہود کہنے لگے ایسا نہین بلکہ یہودی تھے اور ہم اُنمین کے دین پر ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تم دونون فریق ابراہیم کے دین سے بری ہوا براہیم حنیف تھا مسلمان اور مین ابراہیم کے دین پر
ہون تم میری پیروی کرو یہود کہے یا محمد تمہارا یہہ ارادہ ہی کہ جیسے نصاریٰ عیسیٰ کو رب ٹھہرائے ہین ہم بھی
تمکو رب کہنا اور نصاریٰ کہے یا محمد تمہارا یہہ ارادہ ہی کہ جیسے یہود عزیر کو کہے ہم بھی ویسا کہنا نہین یہ
آیت اُتری یعنی ایک حق بات کو کہ جس پر توریت اور انجیل اور قرآن سب متفق ہین اختیار کرو اب اُسکا
بیان فرماتا ہی اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ کہ بندگی نہ کرین ہم مگر اللہ کو وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا اور شریک
نہ ٹھہراوین اُسکا کسی چیز کو وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہ پکڑین آپس مین
ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے اللہ تعالیٰ اِس آیت مین تین چیز فرمایا ایک تو عبادت نہ کرنا مگر اللہ کو دوسرا
اُس کا ساجھی کسیکو نہ ٹھہرانا تیسرا آپس مین ایک ایک کو رب نہ پکڑنا سوائے اللہ کے یہی تینون چیزون کو ذکر کیا
کیونکہ نصاریٰ یے تینون فعل اختیار کئے ہین اللہ کے غیر یعنے مسیح کی عبادت کرتے ہین اور اللہ کے ساتھ غیر کو شریک

کہتے کہ کہ دے تین ذات قدیم کو ثابت کرتے ہین باپ بیٹا روح القدس اور کہتے ہین اقنوم کلمہ کا مسیح کی
ناسوت مین حلول کیا اور اقنوم روح القدس کا مریم کی ناسوت مین حلول کیا یہہ دونون اقنوم کی ذات
مستقل نہوتی تو باپ کی ذات سے مفارقت کرکے عیسیٰ اور مریم کی ناسوت مین حلول کرنا ممکن نہوتا اور
ایک ایک کو رب جو پکڑے اُس کا بیان یہہ ہے کہ وے جن و حرمت مین اپنے احبار اور رہبان کی اطاعت کرتے
ہین وے ہماری مانند بشر ہین تو انکی اطاعت ایسی چیز مین کرنی جو اجتہاد سے تعلق نہ رکھتی ہو گویا انہین کو رب
ٹھہرانا ہی مثلاً اللہ تعالیٰ نے خنزیر کا کھانا حرام کیا ہے نصاریٰ اپنی کتاب کے برخلاف اُسکے حلیت کا حکم کئے
ہین ترمذی نے روایت کیا ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ
عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ ہم تو انکی عبادت نہین کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے وے تمھارے لئے چیزون کو حلال کر دیتے تھے اور حرام تو تم انکا کہا مانتے تھے یا نہین بولا ہان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ عبادت یہی ہے یعنے اُس امر مین انکی بات ماننی انکو رب ٹھہرانا ہے
بعضے کہتے ہین کہ وے انکو سجدہ کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ نصاریٰ کا مذہب یہہ تھا کہ جو ریاضت اور مجاہدے
مین کامل ہو اُس پر اثر لاہوت کا ظاہر ہوتا ہی پھر وہ شخص مردون کو زندہ کرنے اور اندھے اور کوڑی کو
درست کرنے پر قادر ہوتا ہے اس صورت مین وے اُنکو اگرچہ رب نہ کہے پر ربوبیت کی معنی جو مین اُنکے حق مین
ثابت کئے ذرہ بھی شعور جسکو ہو وہ یقین جانتا ہو کہ نصاریٰ کا عقیدہ بہت فاسد ہو فَإِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر منہ پھیرین یعنے قبول نکرین
تو قولوا اشهدوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ تم کہو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہین یعنے خالص اللہ ہی کی عبادت کرتے ہین يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ
فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ اے کتاب والو تم کیون جھگڑتے ہو ابراہیم پر اور اُتری ہین توریت اور انجیل
مگر اُسکے بعد یعنے ابراہیم تمھارے دین ہی تھا کہ کے کیون جھگڑتے ہو توریت و انجیل تو ابراہیم کے بعد اُترے ہین پھر ابراہیم
تمھارے دین پر کیونکر ہو گا یہود و نصاریٰ جو کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے دین پر تھے اُنکے رد مین فرمایا
کہ توریت نازل ہونے کے بعد یہودیون کا دین نکلا اور انجیل کے بعد یہ دونون کتابین تو
ابراہیم کے بعد نازل ہوین ابراہیم کا اُنکے دین ہونا کیونکر بنے اہل تاریخ لکھتے ہین کہ ابراہیم کے اور موسیٰ کے
درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ اور موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان دو ہزار برس کا فاصلہ تھا بعضے کہتے ہین

کہ ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان پانسو پچہتر برس موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان گیارہ سو تیس سال کا فاصلہ ہے ابن اسحٰق کہتا ہے ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان پانسو پینسٹھ سال تھے موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان گیارہ سو بیس سال انگریز کے بعض مورخین لکھتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کا تولد عیسیٰ علیہ السلام کے تولد کے گیارہ سو چھیانوے سال آگے تھا موسیٰ کا تولد عیسیٰ کے تولد کے گیارہ سو اکہتر سال کے آگے تھا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم نہیں سمجھتے یعنے اپنی بات جو غلط ہے اگر مخالف کہے کہ دین اسلام اور قرآن بھی ابراہیم کے بعد پیدا ہوا تم کہتے ہو کہ ابراہیم حنیف مُسلم تھا یہود و نصاریٰ پر جو اعتراض وارد ہوا تھا تم پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے جواب اس اعتراض کا یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مین فرمایا ہے کہ ابراہیم حنیف مسلم تھا توریت و انجیل مین یہہ مذکور نہین کہ ابراہیم یہودی یا نصرانی تھا هٰاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات مین تمکو کچھ خبر تھی یعنی موسیٰ اور عیسیٰ کی شان جو تمھاری کتابون مین لکھی ہوئی ہے اور اُسکا بیان تمکو معلوم تھا اُسمین جھگڑے اور دعوا کئے کہ ہم اُن کے دین پر ہین فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ اب کیون جھگڑتے ہو جس بات مین تمکو خبر نہین یعنی ابراہیم یہودی تھا یا نصرانی کرکے تمھاری کتابون مذکور نہین اُس مین کاہی کو جھگڑتے ہو وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور اللہ جانتا ہے یعنے ابراہیم کس دین پر تھا وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور تم نہین جانتے مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا لیکن تھا ایک طرف کا حکم بردار حنیف اُسکو کہتے ہین جو تمام دینون کو ترک کرکے ایک ہی راست دین کو اختیار کرے بعضے کہتے ہین حنیف وہ جو اللہ کی توحید کرے اور اضحیہ دیوے اور نماز مین کعبہ کی طرف متوجہ ہووے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ تھا شرک والون مین مشرکین سے یہود و نصاریٰ مراد ہین وے مشرک ہین کیونکہ یہود اللہ کے لئے جسم ثابت کرتے ہین اور غزیر کو ابن اللہ کہتے ہین اور نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین یہان ایک اشکال ہے اُسکا بیان یہہ ہے مسلمان جو کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین اسلام تھا اُس سے کیا غرض ہے آیا اُصول یعنے عقاید مین موافق تھا یا فروع یعنے فقہی مسایل مین اگر کہین کہ موافقت اصول مین تھی تو یہہ بات دین اسلام کے ساتھ مختص نہین بلکہ موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے تمام انبیا کا عقیدہ متفق ہے عقاید مختلف ہونا ممکن نہین اگر کہین کہ موافقت فروع مین تھی تو لازم آتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مستقل نہو بلکہ

ورد ۳۴

آپ ابراہیم کی ملت کو بیان کرنے والے ہوئے اور ظاہر ہے کہ نماز مین قرآن پڑھنا جو عبادت ہوا ابراہیم علیہ السلام کے یہان تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فروع مین اتحاد تھا اس اعتراض کا جواب یون کہتے ہین کہ موافقت اصول کی مراد ہے ہمارا عقیدہ اور ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ ایک ہی ہے بخلاف یہود و نصاریٰ کے وے جو ہمارے زمانے مین ہین انکا عقیدہ ابراہیم علیہ السلام کے عقیدے کے خلاف ہے اگرچہ موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہ السلام کا اصل عقاید ایک ہی ہوا اگر کہین موافقت فروع مین ہے تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مسایل موسی کی شرع سے نسخ کیا بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین موسیٰ کی شریعت کو ان شرایع سے جو ابراہیم کے زمانہ مین تھین نسخ کیا اس تقریر پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الشریعت ہوئے موافقت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جو ہو سو اکثر احکام مین ہو بعضون مین مخالفت ہو تو کچھ خلل نہین کرتا امام رازی یہہ دونون جواب لکھا ہے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ لوگون مین زیادہ مناسبت ابراہیم سے انکو تھی جو اُسکے ساتھ تھے یعنے وے جو اُنکے زمانہ مین تھے اور ان پر ایمان لائے اور اُنکی شریعت کے تابع ہوئے وَهٰذَا النَّبِيُّ اور اس نبی کو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زیادہ مناسبت ہے کیونکہ آپکی شرع کے اکثر احکام ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مطابق ہین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ایمان والون کو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو سو لوگ اگر کہین کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہین تو تمہارا کہنا ہے کہ تم یہود و نصاریٰ جو بولے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہین وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ والی ہے مسلمانون کا یعنے انکا مددگار اور محافظ ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب کلبی ابی صالح سے وہ ابن عباس سے اور محمد بن اسحٰق ابن شہاب کی طریق سے یون روایت کیے ہین کہ جب جعفر بن ابی طالب اور چند صحابہ حبش کو جاکے وہان رہنا اختیار کیے اور حبش کے بادشاہ کے یہان انکو امن ملا قریش کے عمدہ لوگ دار الندوہ مین جمع ہوکے حبش کے بادشاہ کو دو ہوشیار شخص کے ساتھ کچھ تحفے روانہ کرکے محمد کے لوگون کو وہان سے نکال دیا پھر عمرو بن العاص اور عمارہ بن ابی معیط کے ساتھ اوصوریان وغیرہ تحفے دیکے روانہ کیے وے کشتی پر سوار ہوکے حبش کو پہنچے جب نجاشی کے روبرو گئے اُسکو سجدہ کیے اور کہے ہماری بستی مین ایک جھوٹا آدمی پیدا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ کا رسول ہون چند نادان لوگ اُسکے تابع بنے ہین ہم نے اُن کو روک کے کسی پہاڑ کے درہ کی طرف نکال دیئے اور وہان سے نہ نکلنا کرکے اُنپر تعیید کیے انہون نے بھوکہ پیاس کا تاب نہ لاکے اپنے چچیرے بھائی کو اِس ملک مین روانہ کیا ہے

ارادہ اُس کا یہہ ہے کہ تمھارے دین مین خلل ڈالے اور تمھارے ملک مین فساد مچاوے اور سلطنت کو تباہ کرے
ہم خیرخواہی سے آپکو اطلاع کرتے ہین کہ آپ اُنکو اگر پکڑ کے ہمارے ڈھنڈھ کرین تو ہم اُن کو سزا دینگے تمھارے بات کی دلیل یہہ ہے
کہ وے جب بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوتے ہین تو دوسروں کی مانند سجدہ نہین کرتے اور لوگ جیسا ادب کرتے ہین
ویسا ادب نہین کرتے کیونکہ آپکے دین سے اُنکو انکار ہے نجاشی نے مسلمانون کو طلب کیا جب وے آئے دروازے پر کھڑے
ہوکے پکارے اللہ کے جتھے والے آئے ہین اذن چاہتے ہین نجاشی نے یہہ سُنکے کہا اُس شخص کو کہو کہ وہی صدا پھر لگاوے
جعفر دوسری دفعہ وہی ندا کیے نجاشی بولا آؤ تمکو اللہ کا امان اور ذمہ ہے عمرو بن العاص کو یہہ سُنتے سے بہت رنج ہوگیا
اپنے رفیق کو کہا تو سنا دے اپنے اللہ کے جتھے والے کہتے ہین اور دیکھو بادشاہ اُن کو کس ڈھب کا جواب دیتا ہے غرض جعفر اور
رفقا جو آئے نجاشی کو سجدہ نہ کیے عمرو بن العاص نجاشی کو بولا دیکھو یہ کیا معذور ہین بادشاہ کو سجدہ نہین کرتے نجاشی نے جعفر سے
پوچھا لوگ جیسا سجدہ کرتے ہین تم مجکو کیون سجدہ نہین کیے جعفر کہے ہم سجدہ اُسیکو کرتے ہین جسنے مجھکو پیدا کیا اور سلطنت دی
ہم جن ایام مین بت پرستی کیا کرتے تھے اُسوقت مخلوق کو سجدہ کرتے تھے اب اللہ تعالی نے ہمپر رسول کو ہمارے پاس بھیجا
رسول نے ہمکو فرمایا کہ ملاقات کیوقت السلام علیک کہین جو بہشت والونکا تحفہ ہے نجاشی سمجھا کہ وے حق بولتے ہین
توریت و انجیل مین ایسا ہی ہے نجاشی بولا اذن مانگتے وقت اللہ کے جتھے والے کرکے کون شخص صدا کیا جعفر کہے
مین کیا بولا تمھاری قوم والے تمکو میرے سے مانگتے ہین تم کیا کہتے ہو جعفر کہے تمھین بادشاہ تمھارے پاس کتاب اللہ ہے
تمھارے روبرو زیادہ بات کرنا اور کسی پر زیادتی کرنا لایق نہین حکم کرو تا اُن دونون سے ایک شخص میرے سے
بات کرے اور دوسرا خاموش رہے عمرو بن العاص نے جعفر کو کہا کیا مانگتے ہین سو کہیو جعفر نجاشی کو کہے اُن دون
سے پوچھو ہم صاحب ہین یا کسی کے غلام اگر ہم غلام ہین اور اپنے صاحبون سے بھاگ کے آئے ہین تو ہم کو اُنکے حوالے
کرنا نجاشی اُن سے پوچھا یہ لوگ غلام ہین یا صاحب بولے صاحب ہین اشراف لوگون مین نجاشی بولا تم اب غلامی
سے بچے جعفر کہے اُن سے پوچھو کیا ہم کسی کا خون ناحق کرکے بھاگ کر آئے ہین جو ہمکو اُنکے بدلے مین مارنے کو طلب کرتے ہین
عمرو بولا کسی کا خون تو کیا کرنا لہو کا ایک قطرہ نہین بیٹے ہین جعفر کہے پوچھو کیا ہم کسی کا مال ناحق لیکے آئے ہین جو ہم سے
مطالبہ ہے نجاشی بولا ایک قنطار مال بھی لئے ہون تو مین اُسکو ادا کرونگا عمرو بولا کسی کی ایک ٹرخی بھی نہین لئے
تب نجاشی بولا پھر تم انھون سے کیا مطالبہ کرتے ہو عمرو نے کہا ہم اور یہ اول ایک ہی دین پر تھے پھر ہمنے دین بدلا یہ دین

اب اس دین کو چھوڑکے دوسرا دین اختیار کئے اس لئے ہمکو ہمارے قوم والے روانہ کئے ہین تا اُنکو ہمارے ذمہ مین کر دیوین نجاشی نے اُنسے پوچھا تم کیا دین اختیار کئے ہو جعفر کہے پہلے ہم جس دین پر تھے وہ شیطان کا دین تھا اللہ سے منکر تھے پتھرون کی پوجا کرتے تھے اب اللہ کا دین یعنے اسلام اختیار کئے ہین اللہ کا رسول اُس دین کو اور ایک کتاب کو مریم کے بیٹے کی کتاب کی موافق لایا نجاشی بولا اے جعفر تو بڑی بات بولا اور حکم کیا ناقوس بجاؤ پھر ناقوس کے بجنے سے قسیس اور راہب بصار ی کے تمام جمع ہوئے نجاشی نے اُنسے کہا تمھین اللہ کی قسم ہے جس نے عیسیٰ پر انجیل نازل کیا تم عیسیٰ کے اور قیامت کے درمیان ایک نبی ہوگا کر کے باتے ہو یا نہین وے کہے ہان عیسیٰ ایک نبی کی بشارت دیئے ہین اور فرمائے ہین کہ جو اُس نبی پر ایمان لاویگا وہ میرے پر ایمان لایا اور جو اُسکا منکر ہوگا وہ میرا منکر ہوا نجاشی نے جعفر کو کہا وہ شخص تمکو کس چیز کا امر کرتا ہے کہے ہمکو اللہ کی کتاب پڑھکے سناتا ہے خوب کامون کا امر کرتا ہے بُرے کامون سے منع کرتا ہے یہہ حکم کرتا ہے کہ ہمسایہ سے دُرست چلو اور قرابتی سے سُلوک کرو یتیم پر مہر رکھو اور حکم کرتا ہے کہ ترے اللہ کی عبادت کرو اس کا ساجھی کسی کو نہ ٹھہراؤ نجاشی بولا کتاب وہ جو پڑھتا ہے مجھکو سناؤ پھر سورۂ عنکبوت اور روم پڑھکے سنائے نجاشی کے آنکھ سے آنسو بہے بولا کیا خوب باتین ہین اور بھی کچھ ہے تب سورۂ کہف پڑھے عمرو بن العاص نجاشی کو غصہ دلانے بولا کہ وے عیسیٰ کو اور اُنکی ماں کو بد بولتے ہین نجاشی جعفر کو بوجھا عیسیٰ کے حق مین تم کیا کہتے ہو پھر سورۂ مریم پڑھنے لگے جب عیسیٰ اور مریم کا ذکر آیا تو نجاشی اپنی مسواک سے ایک تنکا نکال کر بولا مسیح کی شان مین یہ لوگ جو کہے اُس سے اِس تنکے کے برابر بھی وہ بڑھکے نہین بعد جعفر کی طرف متوجہ ہوکے بولا جاؤ تم کو میرے ملک مین امان ہے کوئی تمکو بد بولے یا ایذا دیوے تو اُسکو سزا دونگا بعد بولا تم خوش رہو مت ڈرو ابراہیم کے جتھے والون کو آج کے دن سے کچھ اندیشہ نہین عمرو بن العاص نجاشی سے بوجھا ابراہیم کے جتھے والے کون لوگ ہین کہا یہہ جماعت والے اور اُنکا صاحب جو اُسکے پاس سے وے آئے ہین اور جو اُسکے تابع ہین اور مشرک اُسکے منکر ہوئے اور ابراہیم کے دین پر آپ ہین کر کے دعویٰ کئے پھر نجاشی نے عمرو بن العاص اور اوسکے رفیق کو جو ہدیہ لاکر دئے تھے پھیر دیا اور بولا تم یہ جو لائے ہو رشوت ہے مین نہین لونگا اللہ نے مجھے سلطنت رشوت لیکے نہین دی جعفر کہے پھر ہم اُسکے پاس سے اُٹھے اور وہان بہت آرام سے رہے اُس روز ہمارا جھگڑا جو ابراہیم کے دین پر ہوا اُسی پر اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا ان اولی الناس بابراہیم الآیہ

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ آرزو ہے بعضے کتاب والوں کو کسی طرح تمکو راہ
سے بھلا دین یہود معاذ بن جبل اور حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو اپنے دین میں بلوکر کہتے
تب یہہ آیت اُتری یعنے یہود چاہتے ہین کہ تمکو دین سے پھیر کے کافر بنا دین وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ
اور نہین راہ بھلاتے مگر آپ کو کیونکہ ہمدین تو انکی بات قبول نہین کرتے وہ اس آرزو سے آپ گنہگار بنتے
ہین وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور نہین سمجھتے یعنے اس کام کا وبال جو اُنپر ہوگا اور انکو دوانا عذاب ملیگا سو اُسکی
سمجھ اُن کو نہین يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ای کتاب والو
تم کیون منکر ہوتے ہو اللہ کی نشانیون سے اور تم دیکھتے ہو آیات سے مراد قرآن ہے بعضے کہتے ہین اُس سے توریت و
انجیل مراد ہین اُن سے کافر ہونا یہہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو انمین مذکور ہے ڈھانپ دین جب اُنکو
اخفا کیے تو اُسکے منکر ہوئے اور تم دیکھتے ہو یعنے جانتے ہو کہ وہ نبی برحق ہے اور تنہائی مین اس بات کا اقرار
کرتے ہو يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ ای کتاب والو کیون ملاتے ہو صحیح مین غلط اُس کا
بیان یہہ ہے یہود و نصاری کو معلوم تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین اور آپکا دین حق ہے لیکن
ظاہر مین اسکا انکار کرتے تھے اور لوگون کو شک و شبہہ مین ڈالتے تھے کیونکہ حق کو چھپانا بدون اُسکے تمام نہین ہوتا
پھر توریت کی عبارت مین اپنی طرف سے کچھ ملا دیکے لوگون کو سُنا دیتے تھے وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ اور چھپاتے سچی بات جانکر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو توریت مین ہے اُسکو چھپاتے ہو اور
وہ اللہ کا رسول ہے اور اُسکا دین حق ہے کرکے تم جانتے ہو محض حسد اور دشمنی سے یہہ کام کرتے ہو وَقَالَتْ ع ١٦
طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اور کہی ایک جماعت اہل کتاب کی ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہی خبر کے
یہود سے بارہ عالم ملکے مشورت کیے کہ ہم محمد کے دین مین صبح کو داخل ہونا اور شام کو منکر ہو کے کہنا کہ ہم محمد کا حال
دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ وہ نبی نہین جب ہم ایسا کرے تو جو لوگ اُن کے تابع ہین شک مین پڑ جائینگے
اور کہینگے یہہ لوگ صبح کو ہمارے ساتھ تھے اب جو پھر گئے اسکا کچھ سبب ہے تب اللہ تعالی نے اپنے رسول کو اُنکی
کی خبر دی ابن اسحق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے
ہین کہ عبداللہ بن الضیف اور عدی بن زید اور حارث بن عوف آپس مین کہنے لگے ہم جاکے صبح کو محمد پر اور اُنکے

اصحاب پر جو نازل ہوا اُس پر ایمان لانا شام کو منکر ہو جانا مسلمانوں کو شبہہ ہو جاویگا اور ہمارے دین سے بھی منکر ہو جاوینگے تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت واللہ واسع علیم تک نازل کیا مجاہد اور کلبی کہتے ہیں کہ یہہ آیت قبلہ کی شان میں نازل ہوئی قبلہ کی جہت جب بدل گئی تو یہود پر بہت شاق ہوا کعب بن الاشرف بولا کعبہ کے مقدمہ میں جو محمد پر نازل ہوا اُس پر تم ایمان لاؤ اور صبح کو اسی جہت کی طرف نماز پڑھو اور شام کو منکر ہو کے اپنے قبلے کی طرف مُنہہ کر دو سے کہینگے یہ لوگ اہل کتاب ہم سے زیادہ دانا ہیں چاہیے کہ ہم بھی ادھر ہی متوجہ ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے راز پر آگاہ کر دیا اور یہہ آیت نازل کیا

اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْہَ النَّہَارِ ایمان لاؤ جو کچھ اُترا مسلمانوں پر اول دن ہر چیز سے جو اوّل دکھتا ہے اُسکو وجہ کہتے ہیں مُنہہ کو بھی اُسی لحاظ سے عرب وجہ کہتے ہیں اس جگہ وجہ سے دن کا ابتدا مراد ہے وَاکْفُرُوْٓا اٰخِرَہٗ اور منکر ہو جاؤ آخر دن لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ شاید وے پھر جاوین یعنے ہم پر شبہہ ڈالدین تو مسلمانوں کو شک ہو جاویگا اور وے اپنے دین سے پھر جاوینگے یہود نے جب یہہ تجویز ٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس پر مطلع کیا اُنکا داؤ اُن پر پڑا اور مسلمانوں کو کچھ ضرر نہوا اگر اللہ تعالیٰ اس بات کی خبر نہ دیتا تو ممکن تھا کہ بعضے لوگ جنکے دلوں میں ایمان مضبوط نہیں ہوا تھا شک میں پڑ جاتے وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ اور یقین نہ کرو مگر اُسی کا جو چلے تمہارے دین پر سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہہ جملہ یہود کے قول کا تتمہ ہے لیکن اُسکا حاصل معنی دو طور سے بیان کرتے ہیں بعضے کہتے ہیں حاصل یہہ ہے کہ تم تصدیق نکرو مگر اُسکی بات پر کہ جو توریت کی شریعت پر چلے جو کوئی توریت کے کچھ احکام کو بدل دیوے اُسکی بات نہ مانو بعضے کہتے ہیں حاصل یہہ ہے کہ ہم جو کہے مسلمانوں کی بات صبح کو مان لیکے شام کو منکر ہونا سو یہہ ایمان نہیں ہے گمان کے لئے جو تمہارے دین یہودیت کے تابع تھے گویا یوں کہے ہم یہہ داؤ جو کرتے ہیں اُس سے غرض یہہ ہے کہ ہمارے تابعدار جو ہمارے دین پر قایم رہیں قُلْ اِنَّ الْہُدٰی ہُدَی اللّٰہِ تو کہہ اے محمد بیشک ہدایت وہی ہے جو وہ ہدایت اللہ کی ہو یعنے اللہ جو دین مقدر کرے وہی دین حق ہے معاوم کیجئے سابق کے جملہ کی معنی دو طور سے کہے پہلی معنی پر یہہ جملہ یہود کے قول کا جواب ہوا اس کا بیان یوں ہے یہود کا غرض یہہ تھا کہ ہم جس دین پر ہیں وہی دین حق ہے تو اُنکو یوں جواب دیا یہود کا دین حق نہیں ہوا مگر اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اُس دین پر

چلنے امر کیا تھا، اور اُسکی متابعت فرض جب اللہ تعالیٰ امر فرماوے کہ دوسرے دین پر چلو اور اُسکی متابعت لازم کردیوے تو نئے دین پر چلنا فرض ہوا اگرچہ وہ پہلے دین کے برخلاف ہو کیونکہ دین حق یہی ہوتا ہے اگر اللہ کے حکم سے پھر جو دین بتاوے وہی دین حق ہے دوسری معنی پر اس جواب کا بیان یوں ہے ہدایت وہی ہے جو اللہ سے ہو یعنی اُس ہدایت کو دکھادیا اسکو تم کرو فریب سے دفع کردوگے تو نفع نہ دیگا اَنْ یُّؤْتٰٓی اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْکُمْ عِنْدَ رَبِّکُمْ مفسرین کا اختلاف ہوکہ یہہ جو کس کے کلام کا تتمہ ہے بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو جواب دیا اُس کا تتمہ ہے اب معنی اس جملہ کی یوں ہونگی ای محمد کی امت نہیں ملا کسی کو جیسا تمکو ملا مگر یہہ کہ یہود تم سے بیجا جھگڑے کریں تمہارے رب کے فضل کو دیکھ کے یعنے اللہ تعالیٰ نے تمکو جو فضیلت دیا اُس کو دیکھکے جھگڑا کریں کہ ہم افضل ہیں حسن اور کلبی اور مقاتل سے یہی معنی ہوئی ہے یا معنی یوں ہے اے امت محمد تمکو دین کی تائید اور دلیل جو تمکو دیدی ہے تا قیامت کے دن رب کے پاس جھگڑیں یہہ معنی فراء سے منقول ہے یا معنی یوں ہے ای یہہ وآیا اس سبب سے کہ کسی کو شرح دی جیسی تمکو دی ہے تم محمد کے تابع ہونے کا انکار کرتے ہو یا اللہ کے پاس تم سے حجت کرینگے کہ تمکے منکر ہو قرأت ابن کثیر کی اس قول کی تائید کرتی ہے اُس نے اَنْ یؤتی ہمزہ استفہام زیادہ کرکے پڑھا ہے بعضے کہتے ہیں یہہ جملہ بھی یہود کے کلام کا تتمہ ہے اور قل ان الھدی ھدی اللہ کا جملہ اُن کلام میں معترضہ ہے اب معنی یوں ہیں کہ یہود آپس میں کہتے ہیں کہ تم یقین نکرو کہ کسی کو ملا جیسا تمکو ملا یعنے علم اور حکمت اور کتاب اور معجزے اور یقین نکرو کہ تم سے اللہ تعالیٰ کے پاس جھگڑیں کیونکہ تمہارا دین اُن کے دین سے بہتر ہے یہہ قول مجاہد سے منقول ہے اس آیت میں اور بھی تاویلیں ہیں لیکن عوام کو سمجھ نہ سکیں اس لئے ہمنے ذکر نہیں کیا قُلْ تو کہہ ای محمد اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ بیشک بڑائی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جس کو چاہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ گنجائش والا ہے خبردار یہود کو گمنڈ یہہ تھا کہ جو اُن کو ملا سو کسی کو نہ ملیگا اسکے رد میں یہہ فرمایا کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے فضل کی معنی لغت میں زیادتی اور اُسکا اکثر استعمال احسان کی زیادتی میں ہے بلکہ عرف میں کوئی شخص غیر پر احسان کرے تو اُسکو فضل کہتے ہیں اس جگہ فضل سے مراد ثوبت ہوا یا ایمان اور ہدایت کی توفیق اللہ کے ہاتھ ہے یعنے اللہ اُسکا مالک اور مختار ہے دیتا ہے جسکو چاہے یعنے ثوبت یا ہدایت استحقاق سے نہیں بلکہ محض اُس خالق کے اختیار سے

موقوف ہے یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ خاص کرتا ہے اپنی مہربانی سے جسکو چاہے رحمت سے یہ نبوت مراد ہے یا دین اسلام یا قرآن وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور اللہ بڑے فضل والا ہے وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ اور بعضا انمین وہ ہے کہ تو اُس پاس امانت رکھے ڈھیر مال کا تو ادا کرے تجھکو وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ اور بعضا انمین وہ ہے کہ اگر تو اُس پاس امانت رکھے ایک دینار پھیر نہ دے تجھکو یہہ آیت یہود کی شانمین نازل ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انمین امانت دار بھی ہین اور دغاباز بھی امانت دار جو ہین اُن کے پاس مال بہت سا بھی رکھین تو خیانت نہین کرتے جیسے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اُن کے پاس ایک قرشی گیارہ سو سونے کے اوقیہ امانت رکھا انھون نے اُسکو جب مانگا تو دیڈالے اور بعضے دغاباز ہین جیسے فنحاص بن عازورا ایک شخص نے ایک دینار اُسکے پاس رکھا جب مانگا تو اِس نے اُسکا انکار کیا بعضے کہتے ہین کہ یہود و نصاریٰ کے شان مین نازل ہوئی نصاریٰ مین اکثر امانت دار ہین بہت مال ہو تو بھی خیانت نہین کرتے اور یہود مین اکثر خائن ہین تھوڑا مال بھی ہو تو اس مین خیانت کرتے ہین اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآىِٕمًا مگر جب تک تو رہے اُسکے سر کھڑا یعنے امانت رکھ کر اُسکے پاس سے نکلنے کے آگے مانگے تو دیگا اگر وہان سے نکلے اور مانگنے مین کچھ دیر کرے تو منکر ہو جائیگا ابن عباس کہتے ہین اُس پر قایم رہے یعنے اُس سے مانگتا اور جھگڑتا رہے ذٰلِكَ یہہ یعنے یہود یہہ خیانت جو کرتے ہین اُسکا سبب بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ اسواسطے کہ اُنھون یہود نے کہہ رکھا ہے نہین ہم پر جاہلون کے حق کا گناہ یعنے یہود کا عقیدہ یہہ تھا کہ عربون کا مال ہمکو کھانا روا ہے اُس مین گناہ نہین کیونکہ وے ہمارے دین پر نہین ہماری کتاب مین اُنکی کچھ حرمت نہین ہمارے دین کا جو خلاف کرے اُسپر ظلم کرنا روا ہے حسن اور ابن جریج اور مقاتل کہتے ہین کہ جاہلیت مین عربون کے اور یہود کے درمیان معاملہ تھا عرب اسلام لاے بعد اپنے مال جو یہود پر باقی تھے سو مانگے تو وے کہنے لگے تمھارا کچھ حق ہمپر نہین اور ہمکو تمھارا قرض دینا لازم نہین کیونکہ تم ہمارا دین چھوڑ دئے ہو ہمارے اور تمھارے درمیان جو عہد تھا سو ٹوٹ گیا ہے اور کہتے تھے کہ توریت مین ایسا ہی لکھا ہے اللہ تعالےٰ نے اُنکو جھٹلایا اور فرمایا وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اور جھوٹ جوڑتے ہین اللہ

جانتے تھے یہود جو کہتے ہیں کہ یہہ بات کتاب اللہ میں ہے سو جھوٹ ہے وے جانتے ہیں کہ ہم جھوٹ کہتے ہیں اب اللہ تعالیٰ یہود کے رد میں فرماتا ہے بلیٰ ایسا نہیں بلکہ یہود پر اکمال کھانے میں گناہ ہے لیکن مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ جو کوئی پورا کرے اپنا اقرار اور پرہیز کرے تو بیشک اللہ پیار کرتا ہے پرہیزگاروں کو یعنے وہ اقرار جو اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہود سے لیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان لانا اور امانت ادا کرنا اسکو پورا کرینگے اور گناہوں سے پرہیز کرینگے اور نیک عمل کرینگے تو اللہ تعالیٰ انکو چاہیگا اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا تحقیق جو لوگ خرید کرتے ہیں اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول یعنے اللہ کی امانت اور جھوٹی قسم پر حقیر چیز مول لیتے ہیں اس آیت کی شان نزول عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری و مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کا مال غارت کوئے کو جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے تو اللہ سے ملیگا وقت اللہ اس پر غصہ ہوگا اس کی تصدیق پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ان الذین یشترون الآیہ ابن مسعود کے یہہ کہنے وقت اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ آئے اور لوگوں سے پوچھے ابوعبدالرحمن یعنے ابن مسعود کیا کہے پھر لوگ یہہ حدیث بیان کئے تب اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کہے وہ سچ کہتے ہیں واللہ میرے قصہ میں یہہ آیت نازل ہوئی میرے اور میرے چچیرے بھائی کے درمیان ایک کنوان تھا وہ میرے حق سے منکر ہوا میں اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا آپ مجھ سے پوچھے تیرے دعوی پر دو گواہ ہیں میں بولا نہیں اسکو بولے کیا تو قسم کریگا میں بولا یا رسول اللہ وہ قسم کھاکے میرا مال لے لیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کا مال غارت کرنے کو جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے تو اللہ سے ملے گا وقت اللہ پر غصہ ہوگا پھر یہہ آیت نازل ہوئی ان الذین یشترون الآیہ یہہ لفظ بخاری کا ہے بعضوں کی روایت میں چچیرے بھائی کے عوض یہودی مذکور ہے اور کنوے کے عوض زمین ہے امام احمد نے عدی بن عمیرہ سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت امرالقیس کندی کے اور حضرموت کے ایک شخص کے قصہ میں نازل ہوئی اور اشعث کے قصہ کے مطابق قصہ ذکر کیا ہے اسکے آخر میں یہہ زیادہ کیا

امرء القیس کہے یا رسول اللہ جو اسپ حق جان کے چھوڑ دیوے تو اُسکو کیا ہو آپ فرمائے اُسکو بہشت ہے امرء القیس نے کہا یا رسول اللہ آپ شاہد رہو مین اُس دعوی سے باز آیا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اہل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی قصہ روایت کیے ہین لیکن ان دونون شخص کا نام ذکر نہ کئے اور کہے کہ دو شخص آئے تھے ایک حضرموت کا اور ایک بنی کندہ کا اور بخاری نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بازار مین کچھ اسباب لایا اور قسم کھایا کہ اس کا مول اتنا ٹھہرا ہے قسم محض اسلئے کھایا کہ ایک مسلمان کو فریب دیوے تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہو کہ یہہ آیت ابو رافع اور کنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن الاشرف و حیی بن اخطب کے قصے مین نازل ہوئی یہہ لوگ یہود کے رئیس تھے توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین جو عہد تھا اُسکو بدلدیے اُسکے خلاف لکھدیے اور قسم کھائے کہ یہہ اللہ کے یہان سے ہے تا مال اور رشوت جو انکو ملتی تھی موقوف نہو وے معلوم کیجیے کہ یہہ اختلاف اس آیت کی شان نزول مین جو وارد ہوا فی الحقیقت اُنمین تعارض نہین شاید کہ ان تمام کے مقدمہ مین وہ آیت نازل ہوئی ہو اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اور انکو کچھ حصہ نہین آخرت مین وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اور نہ بات کریگا اُنسے اللہ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور نہ نگاہ کریگا اُنکی طرف قیامت کے دن وَلَا يُزَكِّيْهِمْ اور نہ پاک کریگا اُنکو اپنے گناہون سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور اُنکو دکھ کی مار ہے معلوم کیجیے سابق کے احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ آیت مخصوص کسی کے مقدمہ مین وارد ہوئی لیکن لفظ اِنَّ الَّذِيْنَ یشترون کا عام ہے تو اعتبار اسی عموم کو ہے پھر تو اُس مین تمام چیزین جو اللہ تعالی نے امر کیا اور وے جنکی معرفت کے دلائل نصب کیا اور عہد و میثاق جو انبیا کی معرفت سے لیا اور وے جو انسان اپنی ذات پر لازم کرلیتا ہے داخل ہوئین اور یہہ سبب عہد الٰہی مین جنکو وفا کرنا لازم ہے دنیا کی متاع حقیر حاصل کرنے کو جو لوگ جھوٹھ قسم کھاتے ہین اُنکی جزا پانچ چیزین ہین کرکے اللہ تعالی فرمایا انمین کی چار چیزین اُس شخص کے ثواب اور عزت سے محروم رہنے پر دلالت کرتی ہین اور ایک چیز اُنکو سخت عذاب ہونے پر دلالت کرتی ہے پہلی جزا تو یہہ ہے کہ اُنکو آخرت مین حصہ نہین اسمین اشارہ ہے اسبات پر کہ وہ شخص آخرت کی منفعت سے محروم رہیگا دوسری یہہ کہ اُس سے خدا تعالی بات نہ کریگا یا بات نہ کرنا

کنایہ ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ انپر نہایت غضب ہوگا یا اللہ تعالیٰ مقربون سے جو کلمے کلام کرتا ہو انسے نہ کریگا تیسری یہہ کہ انکی طرف نگاہ نہ کریگا یعنے مہربانی کی نگاہ چوتھی انکا تزکیہ نہ کریگا یعنے گناہون سے پاک نہ کریگا یا انکی ثنا نہ کریگا اور اخیر کی تینون چیزون مین اشارہ یہہ ہے کہ وے آخرت کی عزت سے محروم ہین یا نجوین انکا عذاب سخت ہو اس مین اشارہ یہہ ہے کہ وے فقط ثواب سے محروم نہین بلکہ سخت عذاب مین گرفتار ہونگے امام احمد اور ابن منیع اپنے مسندون مین اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ہم یمین غموس کو اُن گناہون مین شمار کرتے تھے جنکو کفارہ نہین کسی نے انسے پوچھا یمین غموس کیا ہے تو کہے قسم کھاکے کسیکے مال کو غارت کرنا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن حبان اور طبرانی اور حاکم حارث بن البرصا سے روایت کئے ہین کہا ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایام مین دونون جمعون کے درمیان فرماتے تھے جو جھوٹھ قسم کھاکے اپنے مسلمان بھائی کا مال ڈبو دیگا تو وہ اپنی جگہ دوزخ مین تیار کیا جائیگا جو لوگ حاضر ہین یہہ بات سنا دیون انکو جو موجود نہین دو بار یا تین بار یہہ فرمائے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جھوٹی قسم شہرون کو ویران کردیتی ہے مالک اور ابن سعد اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابی امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اور حاکم جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی مسلمان کا حق ڈبو دیگا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دوزخ لازم کرتا ہے اور بہشت اُس پر حرام کرتا ہے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ اگر وہ ذرا سی چیز ہو تو آپ فرمائے اگرچہ وہ پیلو کی ایک چھڑی ہو تین بار اسکو کہے عبدالرزاق نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جھوٹی قسم کھانی رسم کو بانجھ کردیتی ہے اور لوگون کا عدد کم کرتی اور گھرون کو ویران کردیتی ہے بخاری اور مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین شخص ہین اللہ تعالیٰ انسے بات نہ کریگا اور انکی طرف نگاہ نہ کریگا اور انکو سخت عذاب ہے ایک شخص

جسنے قسم کھاکے مسلمان کے مال کو ڈبو دیا دوسرا وہ شخص جو عصر کے بعد قسم کیا کہ مین اُس چیز کو اتنی ہی قیمت سے لیا ہون لیکن اتنی قیمت سے نہین لیا تھا ہول بڑھاکے بولا تیسرا وہ شخص جسکے پاس افزود پانی تھا حاجت مند کو نہین دیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا آج کے دن اپنے فضل سے تجھکو منع کرونگا جیسا تو افزود پانی کو کہ جس مین تیرے ہاتھ کام نہین کئے تھے منع کیا تھا وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُۥنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ اور بیشک اُنمین لینے اہل کتاب مین ایک جماعت ہین مروڑتے ہین اپنی زبان کتاب پڑھنے مین اِس جماعت سے مراد کعب بن الاشرف اور مالک بن الصیف اور حیی بن اخطب وغیرہ ہین یلوون کا لفظ لَیٌّ سے مشتق ہے لی کی معنی لغت مین موڑنا اور ٹیڑھا کرنا عرب کہتے ہین لَوَیت یدہ یعنے اُسکے ہاتھ کو موڑا اور تغیر کی معنی بھی کرتی ہین کہتے ہین لوی لسانہ یعنے اپنی زبان کو تغیر کیا اور پھیرا اس اصل کے دیکھتے آیت مین دو تاویل ہین ایک یہہ کہ خدا کے پاس سے جو آیتین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین نازل ہوئی تھین انکو بدل دیکے اپنی طرف سے دوسری آیتین پڑھ کر سناتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے کہ شاید یہود کے یہان توریت پڑھنے کا کوئی مخصوص لہجہ تھا سو وے اپنے دل سے عبارت خاطرخواہ بناکے توریت پڑھنے کی مانند اسکو بھی پڑھتے اُسی پر فرمایا کہ زبان کو موڑتے ہین اور بعضے کہتے ہین زبان کو موڑتے یعنے لفظ جو موجود ہے اسکی اعراب وغیرہ کو بدلکے پڑھتے جس سے معنی بدلجاتی لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ تاتم جانو کہ وہ کتاب مین ہے یعنی تا غیر کو معلوم ہو کہ آپ جو پڑھتے ہین وہ اللہ کی کتاب مین ہے جو اُنکے نبی پر نازل ہوئی وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ اور وہ نہین کتاب مین یعنے وہ بات جسکو وے کتاب مین ہے کہتے ہین کتاب اللہ مین نہین۔ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور کہتے ہین وہ اللہ کے یہان سے ہے اور وہ نہین اللہ کے یہان کا اوپر کی آیت مین جو فرمایا تھا وما ہو من الکتاب اُسی کی تاکید مین یہہ جملہ فرمایا تا اسبات کی طرف اشارہ ہو کہ وے کنایۃً جھوٹ نہین بولتے بلکہ صراحتہً کہتے ہین وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور بولتے ہین اللہ پر جھوٹ جانکر مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ کسی بشر کا کام نہین کہ اللہ اُسکو

دورد

دیوے کتاب اور حکم پیغمبری مقاتل اور ضحاک کہتے ہین کہ یہہ آیت نجران کے نصاریٰ کے شان مین نازل ہوئی وے کہتے تھے کہ مجھو عیسیٰ نے کہا کہ آپ خدا ہو انکی رد مین یہہ آیت نازل کیا اس تقدیر پر بشر سے عیسیٰ اور کتاب سے انجیل مراد ہین ابن عباس اور عطا کہتے ہین کہ یہود یون مین سے ابو رافع قرظی اور نجران کے نصاریٰ سے سید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا یا محمد تم چاہتے ہو کہ ہم تمکو رب بولین اور تمھاری بندگی کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے معاذ اللہ کہ مین امر کرون اللہ کے سوائے کسی کی بندگی کرو اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلئے کے واسطے نہین بھیجا اور نہ اس کا امر کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی اس تقدیر پر بشر سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہے عبد بن حمید نے حسن بصری سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ہم آپس مین جو سلام کرتے ہین آپکو بھی وہی سلام کرتے ہین آپکو سجدہ کیون نہ کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا مت کرو لیکن تم اپنے نبی کی اکرام کرو اور جس کا حق ہے وہ اسی کو دو کیونکہ اللہ کے سوائے کسی کو سجدہ کرنا جایز نہین اسی پر اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا بشر آدم کی اولاد کو کہتے ہین اسکا مفرد نہین واحد اور جمع کے مقام مین یہی لفظ مستعمل ہے حکم سے شریعت کے احکام کو جانا مراد ہے اور نبوت سے مراد وہ مرتبہ بلند جو اسکو حاصل ہوتا ہے ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ پھر وہ کہے لوگون کو کہ تم میرے بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر اس آیت کی معنی یہہ ہے کہ کوئی شخص نبی ہو کے لوگونکو بولنا کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میری بندگی کرو ممکن نہین کیونکہ انکو مقام نبوت کا ہو گا جب تک انکو اللہ تعالیٰ کی کمال معرفت حاصل ہو اللہ کی معرفت کے بعد الوہیت کا دعوی کرنیکی انکو طاقت نہین وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ ولیکن کہتے ہین کہ تم ربانی ہو جاؤ ربانی اسکو کہتے ہین جو عالم باعمل ہو اور بعضے کہتے ہین ربانی وہ ہے جو لوگون کو اول آسان علوم پڑھاکے بعد بھاری علوم پڑھاتا ہے اور بعضے کہتے ہین ربانی وہ جو علم مین سب سے بڑھکے ہے جو عالم کو کہتے ربانی وہ جسکو دل کی بینائی اور لوگو تعلیم کرنیکی قوت ہو ربانی نسبت ہے رب کی طرف اس نسبت مین الف اور نون اسواسطے زیادہ کئے تمام صفت کے کمال پر دلالت کرے یا مبالغے کے لئے بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ اس سبب سے تم کتاب سکھلاتے ہو اور اس سبب سے کہ تم پڑھتے ہو یعنے تم جو علم سکھاتے ہو اور جو علم پڑھتے ہو اسکے

سبب سے تم ربانی ہو جاؤ اس سے معلوم ہوا کہ علم کا جاننا اور اُسکا پڑھنا اور پڑھانا آدمی کو ربانی کرتا ہے جسنے علم پڑھا اور پڑھایا اور اُسکا غرض حقتعالیٰ کی معرفت اور عمل کرنی نہو تو اُس نے علم کو ضایع کیا اور اپنی محنت برباد دیا وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا اور یہہ حکم نہین کرتا کہ تم ٹھہراؤ فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قریش اور صابی کہتے تھے فرشتے اللہ کے بیٹیان ہین اور یہود کہتے ہین عزیر کو ابن اللہ ہے اور نصاریٰ کہتے ہین مسیح علیہ السّلام ابن اللہ ہے أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ کیا تم کو کفر سکھلاویگا بعد اسکے کہ تم مسلمان ہو چکو یہہ استفہام تعجب اور انکار کی راہ کرتے ہی یعنے نبی یہہ حکم نہین کرتا ہے وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ اور جب کہ لیا اللہ نے میثاق نبیونکا میثاق مصدر ہے اُسکی معنی عہد اور اقرار جو قسم کے ساتھ مضبوط کئے ہون اس مصدر کی اضافت اُسکے فاعل کی طرف یا مفعول کی طرف ہے فاعل کی طرف اضافت کرین تو وہ میثاق ہے جو انبیا سے لیا ہے مفعول کی طرف اضافت ہو تو وہ میثاق ہے جو لوگون سے انبیا کیواسطے لیا اسی اضافت کے نظر کرتے آیت کی تاویل مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے میثاق انبیا سے لیا اسطور پر کہ ان کے بعد جو نبی ہو اُسکی تصدیق کرین اور اپنی امت کو جتاوین کہ اُس نبی پر ایمان لاوین اور اُسکی مدد کرین یہہ قول سعید بن جبیر اور حسن اور طاؤس کا ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے انبیا سے میثاق مخصوص اسبات کا لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین اور انبیا اپنی امتون سے بھی میثاق لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہون تو اُن پر ایمان لاوین یہہ قول علی اور اکثر مفسرین کا ہے اور بعضے کہتے ہین میثاق انبیا اور اُنکی امت ہر ایک سے لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین لیکن آیت مین فقط انبیا کا ذکر کیا کیونکہ امت اُنکے تابعدار ہین متبوع سے عہد لیوین تو تابع کا عہد بھی اُس مین داخل ہوتا ہے یہہ قول ابن عباس کا ہو بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوین اور اس حکم مضاف مقدر ہے تقدیر یون ہے واذ اخذ اللہ میثاق اولاد النبیین اور اولاد نبیین سے بنی اسرائیل مراد ہین اولاد نبیین کو نبیین بولا تحکم کی راہ سے کیونکہ بنی اسرائیل کہتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر کرتے نبوت کے مستحق ہم ہین کیونکہ ہم اہل کتاب ہین اور انبیا ہمارے قبیلے سے تھے ع ۱۲

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ
بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اس جگہ لما اٰتیتکم کے لام میں دو قراءت ہیں ابن عامر نے لام کی کسر سے پڑھا ہے
دوسرے قاری لما لام کی فتح سے پڑھتے ہیں دونوں قراءت میں میم کو تخفیف ہی ہے لام کی فتح کی قراءت
پر لام تاکید کا ما موصولہ قسم کا توطیہ ہے اور ما موصولہ شرطیہ ہے اور لتؤمنن کا جملہ قسم کی جواب اور شرط کی
جزا کی قایم مقام ہے اسوقت معنی یوں ہوگی کہ جو کچھ میں تمکو دونگا کتاب اور حکمت سے پھر آوے تم
پاس رسول کہ سچ بتاوے تمھارے پاس والی کو تو اس پر ایمان لاؤگے اور اسکی مدد کروگے
یعنے انبیا سے یہہ میثاق لیا کہ اگر میں تمکو کتاب اور حکمت دوں پھر ایک رسول تمھارے پاس والی کو
سچ کرتا سو آوے تو اُسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا لام کی کسر کی قراءت پر معنی یوں ہوگی میں
تمکو کتاب اور حکمت دینے کے سبب پھر بعد رسول اسکو سچ بتانے والا آنے سے تم سے میثاق لیا کہ اُسپر
تم ایمان لانا اور اُسکی مدد کرنا رسول سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مُراد ہیں اُنکے پاس والی
کو سچ بتانا اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی صفت اگلے انبیا کی کتابوں میں کہدیا اور اُنکے حالات کی شرح
کیا جب آپکی صفات اور احوال انکی کتابوں کے مطابق ہو تو آپ ان کو سچ کئے آپ پر ایمان لانا لازم
ہوا میثاق کی تفسیر میں جو بیان کئے اُسکے دیکھتے رسول سے مطلق کوئی رسول بھی ہوسکتا ہے قَالَ فرمایا
اللّٰهُ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ کیا تم نے اقرار کیا اور لیا اِس شرط پر میرا ذمہ قَالُوْٓا
اَقْرَرْنَا بولے انبیا ہمنے اقرار کیا یعنے رسول پر ایمان لانا اور اُسکی مدد کرنا قبول کئے قَالَ فَاشْهَدُوْا
وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ فرمایا تو اب شاہد رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ شاہد ہوں اس جملہ کو تاکید
کے لئے اور اُنکے ڈرانیکے واسطے فرمایا کیونکہ جب اُنکو معلوم ہو کہ ایک کا شاہد دوسرا ہے اور اُن سب کا
شاہد اللہ ہے تو اقرار سے بدل جانے کا اندیشہ کرینگے یہہ میثاق اُسوقت میں لیا جب آدم کی ذریت کو
اُن کے صلب سے نکالا اور انبیا انمیں چراغوں کے مانند چمکتے تھے فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ پھر جو کوئی پھر جاوے اُسکے بعد تو وہی لوگ ہیں بے حکم یعنے اس اقرار کے بعد جو کوئی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اور مدد کرے تو وہ اللہ کے حکم سے اور اُسکی اطاعت سے

خارج ہے اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ اب کچھ اور دین اللہ کے دین کے سوائے ڈھونڈھتے ہو اَفَغَيْرَ کے لفظ میں ہمزہ جو ہے انکار اور توبیخ کے واسطے ہے یعنے جب کہ اللہ تعالیٰ سب سے میثاق لے چکا اور اہل کتاب اُس بات کی معرفت حاصل ہونے کے بعد کیا دوسرا دین ڈھونڈھتے ہیں وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا اور اُسیکے حکم میں ہے جو کوئی آسمان میں اور زمین میں ہے خوشی سے یا زور سے اَسلم کا لفظ مشتق ہے اسلام سے اسلام کی معنی عاجز اور حکم بردار ہونا طوع کی معنی سہولت سے مطیع ومنقاد ہونا اور کرہ وہ جو مشقت سے اور نفس کے جبر سے ہوتا ہے طوعًا اور کرہًا ایمان جو لائے اُسکی تاویل میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں ماسوی اللہ جتنے موجودات ہیں تمام ممکن ہیں اللہ پیدا کیا تو پیدا ہوتے ہیں نابود کیا تو نابود ہوتے ہیں تو سب اپنے وجود وعدم میں اُسیکے عاجز اور فرمانبردار ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے باز رہنے کی کسی کو طاقت نہیں خوشی سے ہو یا جبر سے سبکو اُسکے حکم پر چلنا ہے مسلمان جو صالح ہیں دین کے حکم کو خوشی سے بجا لاتے ہیں اور جو انکی طبیعت سے تعلق رکھتا ہے جیسے مرض اور فقر اور موت اس میں اپنے نفس کو زور سے اللہ کا مطیع کرتے ہیں اور جو کافر ہیں دین کے امور میں اللہ کے مطیع نہیں ہوتے پر دوسرے کاموں میں جبر سے مطیع ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کو دفع کرنا انکی طاقت نہیں بعضے کہتے ہیں مومن اللہ پر ایمان لائے ہیں خوشی سے ایمان اُنکو قیامت کے دن نفع دیگا اور کافر موت کیوقت زور سے لاتے ہیں لیکن وہ ایمان اُنکو نفع نہیں دیتا بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے سب خلق مطیع ہیں طوعًا اور اُسکے تکالیف اور آلام کے مطیع ہیں کرہًا بعضے کہتے ہیں میثاق کے روز سب ایمان لائے لیکن مومن طوعًا ایمان لائے اور کافر کرہًا بعضے کہتے ہیں آسمان والے تمام طوعًا ایمان لائے اور زمین والے بعضے طوعًا ایمان لائے اور بعضے تلوار کے اندیشے سے کرہًا ایمان لائے وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ اور اُسیکی طرف پھر جاوینگے یعنی قیامت کے دن سب کا مرجع اللہ تعالیٰ کی طرف ہے طبرانی اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسی غلام یا جانور یا بچے کی خبر بری ہو جاوے تو اُسکے کان میں یہ آیت پڑھو افغیر دین اللہ تبغون الآیہ یونس بن بکیر نے کہا ہے جانور اگر شرارت کرے تو

اُسکے کان مین یہہ آیت پڑھنے سے عاجز ہو جاتا ہے قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ تو کہہ ای محمد ہم ایمان لائے اللہ پر اللہ تعالےٰ نے قل کر کے مفرد کے صیغے سے خطاب کیا کیونکہ اللہ کا یہہ حکم خلق کو پہنچانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہین بعد امنا کو جمع کی لفظ سے فرمایا کیونکہ قرآن جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اُنکی وساطت سے امت پر بھی نازل ہوا اور متبوع کے حکم مین تابع بھی داخل ہین تو سب کی طرف کہنا صحیح ہوا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی تعظیم کیواسطے اشارہ کیا کہ اپنی ذات کو جمع کے صیغے سے کہین جیسا سلاطین بات کرتے ہین وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اور جو کچھ اُترا ہم پر یعنے قرآن اور سنت وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ اور جو اترا ابراہیم پر اور اسمعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور اسباط یعنے یعقوب کی اولاد پر وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور جو ملا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور سب نبیون کو اپنی رب کیطرف سے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ہم جدا نہین کرتے اُنمین کسی کو اس مین تعریض ہے یہود و نصاریٰ کو جو بعضون پر ایمان لاتے ہین اور بعضون سے منکر ہین وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ اور ہم اُسی کے حکم پر ہین یعنے اُسکی توحید کرتے ہین خالص اسکی عبادت کرتے ہین اور اُسکا ساجھی کسی کو نہین ٹھہراتے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ اور جو کوئی چاہے سوا اسلام کے دوسرا دین تو اُس سے ہرگز قبول ہوگا یعنی دین صحیح اور مقبول اللہ کے پاس دین اسلام ہے اسکے سوا اور دین جو تھے تمام منسوخ ہوئے اللہ کے پاس اب مقبول نہین کیونکہ اللہ تعالےٰ جس دین کا حکم کرے اور اُس سے راضی ہو وہی دین صحیح ہے وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اور وہ شخص آخرت مین خراب ہے یعنے اُسکو ثواب ملیگا۔ اور اُسکو عذاب ہوگا كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ کیونکر راہ دیا اللہ ایسے لوگون کو کہ منکر ہوگئے بعد ایمان لانے کے لفظ کیف یہدی کا استفہام ہے اُسکا معنی جحد ہے یعنے نہین ہدایت دیتا اللہ یہہ آیت نازل ہوی شان مین حارث بن سوید انصاری اور طعمہ بن ابیرق اور جحوح بن الاسلت وغیرہ بارہ شخص جو ایمان لاکے مرتد ہوگئے اور مدینہ سے بھاگ کے مکہ کو گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہہ آیت یہود کی شان مین اتری وے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونیکی قبل کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہوگا جب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے حسد کی راہ کرتے آپکے منکر ہوگئے وَشَهِدُوا اَنَّ الرَّسُوْلَ
حَقٌّ اور گواہی دے چکے کہ رسول سچا ہی یعنے دے اقرار کرچکے کہ محمد سچ اللہ کے رسول ہین وَجَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ اور پہنچ چکے اُنکو نشان یعنے معجزے اور دلیل جو اُنکی راستی پر دلالت کرتے ہین وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو ظالم سے مراد کافر
ہے پھر وہ خواہ کافر اصلی ہو یا مسلمان ہوکر مرتد ہوا ہے اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ
اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ایسے لوگون کی جزا یہہ ہے کہ اُن پر لعنت ہو اللہ کی اور فرشتون کی
اور لوگون کی سب کی اُولٰٓئِكَ کا اشارہ انکی طرف ہے جو اسلام کے بعد کافر ہوئے ناس سے مراد مومن
ہین یا مطلق لوگ مومن ہون یا کافر کیونکہ کافر بھی حق کے منکر کو لعنت کرتا ہے اگرچہ نہ جانے کہ
حق کون سا ہے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہین اُس مین یعنے لعنت مین یا دوزخ مین یا عقوبت مین
لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ نہ ہلکا ہو اُن پر عذاب اور نہ اُنکو فرصت
ملے یعنے عذاب کا وقت جو مقرر ہی ہے اُسوقت مین عذاب ہونگے کچھ فرصت ملے یا
ایک وقت مین عذاب موقوف کرکے دوسرے وقت مین دیوے سو نہین حارث
بن سوید بن صامت انصاری نے جب سنا کہ یہہ آیت نازل ہوئی بہت نادم ہوا اور اپنے
بھائی جلاس بن سوید کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کیا مین توبہ کرون
تو مقبول ہے جلاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ مگر جنھون نے توبہ کی اُسکے بعد وَاَصْلَحُوْا اور
درست کرین یعنے نیک عمل کرین تا معلوم ہو کہ توبہ دل کی تصدیق سے کہتے ہین فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تو البتہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان - جلاس یہہ آیت اپنے بھائی
کو لکھ بھیجا حارث توبہ کیا اور مدینہ کو آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا توبہ قبول کئے
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ بیشک جو لوگ منکر ہوئے اپنے ایمان کے
بعد ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا پھر بڑھ گئے کفر مین لَنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ہرگز

قبول ہوگی اُنکی توبہ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ اور وہی ہین راہ بھولے یہہ آیت یہود کی شان مین نازل ہوئی وے موسیٰ پر اور اُن کے بعد کے انبیا پر ایمان لائے عیسیٰ کے اور انجیل کے منکر ہوئے بعد کفر مین بڑھ گئے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قرآن کے منکر ہوئے معلوم کیجئے سب عُلما کا اتفاق ہے کہ جو توبہ کرے تو اُسکی توبہ اللہ تعالےٰ قبول کرتا ہے اِس آیت مین جو فرمایا توبہ نہین قبول کرتا اُسکی تاویل مین اختلاف ہے حسن اور عطا اور قتادہ کہتے ہین کہ وہ توبہ قبول نہ ہوگی جسکو آدمی نزع کی حالت مین کرتا ہے ابن عباس کہتے ہین توبہ اُنکا مقبول نہین جو مرتد ہوئے اور اپنے بچانے کو ظاہر مین ایمان لائے باطن مین کفر پر ہی رہے ابو العالیہ کہتا ہے یہ وے لوگ ہین جو کفر کی حالت کے گناہ سے توبہ کرتے لیکن اپنے کفر سے توبہ نہ کرتے بعضے کہتے ہین پہلی آیت مین فرمایا جو لوگ مرتد ہوینگے اُنپر لعنت ہے مگر جب توبہ کرین تو اُنکا توبہ مقبول ہے اِس آیت مین خبر دیا کہ وے لوگ توبہ کرینگے بعد بھی کافر رہین تو اول کا توبہ مقبول نہین فقال نے اسی وجہ کو ترجیح دی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ تحقیق جو لوگ منکر ہوئے اور مرگئے منکر ہوتے ہرگز قبول نہوگا ایسے کسی سے زمین بھر کر سونا اگرچہ بدلا دے یہہ کچھ آخرت مین کافر کبھی کو نہ ملیگا لیکن یہہ جو فرمایا بھر مین فرض بتقدیر ہے یعنی فرض کرین اگر کسی کافر کے پاس زمین بھر کے سونا ہو اور وہ اپنی خلاصی واسطے اُسکو دینا چاہے تو مقبول نہوگا جیسے کہ کافر دنیا مین بھی کسی سونا بھی ایک لے اور کفر پر مرجاوے تو وہ خیرات اُسکو نفع نہ دیگی اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ انکو لیئے وے جو کفر پر موئے اُنکو دکھ کی مار ہے وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ - اور کوئی نہین اُنکا مددگار لیئے مدد کرکے انکو عذاب سے چھڑا وے بخاری اور مسلم وغیرہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن سب سے کم عذاب والے کافر کو اللہ تعالیٰ فرمائیگا تیرے پاس زمین پر جتنی چیز ہین اتنی سب چیز ہین ہو دین اور عذاب سے بچنے کو وہ سب مال دیکر کے مجھکو کہین تو بدلے مین دیگا تو وہ کہیگا ہان البتہ تب اللہ تعالےٰ فرمائیگا جب تو آدم کے صلب مین تھا اُس سے بھی آسان ایک بات تجھ سے مین چاہتا تھا کہ میرا ساجھی ٹھہرا وے تو اُسکو نہ مانکر کہ ہی کیا۔

۳۶ وی العشر الاول

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ہرگز پاؤ گے تم نیکی کو جب تک خرچ کرو گے کچھ ایک جس سے محبت رکھتے ہو یعنے پرہیز کے حد کو نہ پہنچو گے اور ابرار ہنو گے جب تک اپنا بہتر مال جس سے دل بہت لگتا ہے اللہ کی راہ مین نہ خرچ کرو بخاری اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے انصار مین بڑے مالدار تھے انکو ایک باغ تھا اُسکا نام بیرحا اُس باغ سے بڑی محبت رکھا کرتے وہ باغ مسجد کے روبرو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس مین جایا کرتے اُس کا پانی بہت بہتر تھا اُسکو پیا کرتے جب یہہ آیت نازل ہوئی ابوطلحہ کھڑے ہو کے عرض کئے یا رسول اللہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور بیرحا باغ مجھ میرے جی کو بھایا ہے مین نے اُس باغ کو اللہ کی راہ مین دیا اُسکی خوبی اور اللہ تعالیٰ کے پاس میرے لئے وہ باغ ذخیرہ رہنا مجھکو امید ہے آپ کی مرضی اُسکو کس مصرف مین رکھنا ہو سو وہان رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے واہواہ واہواہ یہ بہت فایدے کا مال ہے اُسکو اپنے چچیرے بھائیون کو دو پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ وہ باغ اپنے چچیرے بھائیون مین بانٹ دے وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم اور جو چیز خرچ کرو گے سو وہ اللہ کو معلوم ہے یعنے اگر پاک اور حلال مال اللہ کی راہ مین دو گے تو اللہ تعالیٰ اُسکو نیک جزا دیگا اگر پاک اور حلال نہو تو اُسکو اللہ تعالیٰ قبول نہین کرتا کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل سب کھانیکی چیزین حلال تھین بنی اسرائیل پر یہہ آیت نازل ہونے کا سبب یہہ ہے یہودیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے تم کہتے ہو مین ابراہیم کی ملت پر ہون ابراہیم تو اونٹ کا گوشت اور دودھ نہین کھاتے تھے تم اسکو جو کھاتے ہو تو ابراہیم کی ملت پر نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابراہیم علیہ السلام پر وہ حلال تھا یہود کہے ہم جسکو حرام جانتے ہین وہ نوح اور ابراہیم کے وقت سے آج تک حرام ہین تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا اور کہدیا سب کھانیکی چیزین ابراہیم پر اور بنی اسرائیل کی اولاد پر حلال تھین الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التورٰیۃ مگر جو حرام کر لی

اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونے کے آگے اسرائیل لقب ہے یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم کا یعقوب علیہ السلام اپنے پر کون سی چیز حرام کئے تھے اسمیں اختلاف ہے مقاتل اور کلبی کہتے ہیں یعقوب علیہ السلام بہت بیمار تھے نذر کئے اگر اس بیماری سے مجھکو شفا ہو تو مرغوب غذا ترک کرونگا اونٹ کا گوشت اور دودھ انکا بہت مرغوب تھا بیماری سے شفا ہوئی بعد اُن دونوں کو اپنے پر حرام کئے اسکو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا ہے بعضے کہتے ہیں یعقوب علیہ السلام رگون کو اپنے پر حرام کئے کیونکہ وہ اردن شہر میں تھے اپنے بھائی عیص سے بھاگ کر بیت المقدس کا راستہ لئے راہ میں فرشتہ بصورت انسان نمودہ ہوا یعقوب قوی ہیکل تھے اُسکو چور تصور کرکے کشتی کرنا شروع کئے فرشتہ آپکی ران دابا اور آسمان پر چلا گیا یعقوب کو عرق النسا کی بیماری بہت شدت سے ہوئی تمام شب درد سے بیقرار رہتے سو نذر کئے اگر مجھکو اس بیماری سے شفا ہوگی تو رگ نہ کھاؤنگا صحت ہوئی بعد گوشت کھائے تو اُس میں کی رگین چکر نکال دیتے انکے بعد انکی اولاد بھی ویسا ہی رگین نکال کے کھایا کرتے تھے قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ تو کہہ لاؤ توراۃ اور تم پڑھو اگر سچے ہو لیعنے تم سچے ہو تو توریت لاکر اُسمیں بتا دو پھر دے توراۃ نہیں لائے تا اپنی قلعی نہ کھل جاے فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ پھر جو کوئی باندھے اللہ پر جھوٹ اُسکے بعد تو وہی ہیں بے انصاف یعنے جب دلیل سے معلوم ہوا کہ حرمت اُسکی یعقوب علیہ السلام کی طرف سے ہوئی اُسکے پہلے حرام نہ تھے تو اس کا خلاف جھوٹ باندھنے والا عذاب کا مستحق ہے قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے سو اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا یعنے اللہ تعالیٰ جو خبر دیا بنی اسرائیل پر سب کھانے حلال تھے مگر اسرائیل علیہ السلام نے جو اپنے پر حرام کیا وہی خبر سچ ہے یہود جو کہتے ہیں جھوٹے ہیں اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کی دعوت کرتے ہیں وہی دین حق ہے ابراہیم کا دین وہی تھا تم اپنی یہودیت چھوڑکے دین اسلام کو قبول کرو وَمَا كَانَ

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہیں تھا یعنے ابراہیم شرک کرنے والا اس مین تعریض ہے یہود کو کہ وے اللہ کا سا بھی ٹھہراتے ہین اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ تحقیق پہلا گھر جو ٹھہرا لوگون کے واسطے یہی ہے جو بکے مین برکت والا اور نیک راہ جہانکے لوگون کو اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ بیت مقدس جو اپنا قبلہ ہے کعبہ سے افضل ہے اور اسکی بنا کعبہ سے پہلے ہے انبیا کی ہجرت گاہ اور زکی قبلہ گاہ اور محشر کی جگہ وہی ہے مسلمان کہتے تھے افضل ہے اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا پہلا گھر جو فرمایا اُس سے مراد عبادت گاہ ہے کعبہ پہلی مسجد ہے جسکی بنا اللہ تعالے کی عبادت کیواسطے ہوئی بخاری اور مسلم ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین بولا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سی مسجد زمین پر پہلے بنا ہوئی آپ فرمائے مسجد حرام مین نے پوچھا اسکی بعد کونسی تو فرمائے مسجد اقصیٰ مین نے پوچھا دونون مسجدونکی بنا مین کتنے روز کا فاصلہ تھا فرمائے چالیس سال کا کعبہ کی بنا کس وقت ہوئی اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کعبہ پہلا گھر ہے جو زمین پر بنایا یا بیہقی نے دلایل النبوۃ مین عبداللہ بن عمر سے مرفوع روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے جبرئیل کو آدم علیہ السلام کے پاس بھیجا اور کعبہ بنانیکا حکم کیا آدم اسکو تیار کیئے بعد حکم ہوا کہ اسکا طواف کرو اور اُنکو کہے تم پہلے انسان ہو اور یہہ پہلا گھر ہے انسانونکے لئے بعضے کہتے ہین اسکو آدم کے آگے فرشتے بنائے تھے وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ اسکو شیث بنا کیئے حافظ عسقلانی نے کہا ہے آدم اسکو پہلے بنانا جو کہے وہی قول معتبر ہے اُنکے بعد ابراہیم علیہ السلام اسکو بنا کیئے بعد بنی جرہم اور عالقہ بھی بنا کیئے بعد قریش بنا کیئے اسکو دو دروازہ تھے ایک ہی دروازہ سکھے زمین پر تھا سو اسکا زینہ بلند کیئے اور جنوب کی جہت مین سات ہاتھ کے قریب طول مین کم کرکے بنائے اور اوپر سقف کیئے بعد ابن الزبیر اسکو توڑکے ابراہیم کے قواعد پر اسکو بنا کیئے اِن کے بعد حجاج بن یوسف نے کچھ تغیر دیا اور جنوب کی جہت کی دیوار توڑکے قریش کی بنا کے موافق کیا پشت کی طرف کا دروازہ بند کیا اور زینہ بلند کیا جیسا قریش کے وقت تھا اسکے بعد پنجشنبہ کی شب شعبان کی بیسوین تاریخ سنہ ایکہزار انچالیس ہجری مین مسجد الحرام مین پانی کی سیل بڑی شدت سے آئی سو جنوبی دیوار جو حجاج بنایا تھا تمام گر پڑی شرقی جانب کی دیوار جدھر کعبہ کا دروازہ ہے آدھی دیوار اور غربی جہت کی تہائی دیوار ضایع ہوئی شمالی دیوار فقط باقی تھی سو اسمین

بھی خلل آیا سلطان مراد خان بن سلطان احمد خان عثمانی نے تعمیر کا حکم فرمایا لہذا بہت سا پیسا روانہ کیا جو بعد ادی الثانی کی دسویں کو سنہ ایکہزار چالیس ہجری میں دیوبدین جو جاتی تھیں مسجد کو توڑے سنہ شنبہ کے دن اسی مہینے کی پچیسویں کو نئی بنا شروع کئے مسجد کے مینار اور دو دالانے وغیرہ جو ضائع ہوئے تھے سب کی مرمت کئے ذی القعدہ کی تیسویں کو اسی سال میں قراءت پائے کعبہ کی بنا جو اب موجود ہی سلطان مراد خان کی ہے متقدمین کے تاریخوں میں جو ان کے تعجب کی بناتھی سو وے کہتے ہیں اب بنا جو موجود ہی حجاج کی ہے سو عوام کو اسکی اطلاع نہ رہنے سے ایسا ہی کہتے ہیں یہ بات غلط ہی واللہ اعلم اور بکہ نام مکہ کا ہے بعضے کہتے ہیں کعبہ جس جگہ ہے اس جگہ کا نام بکہ ہے تمام شہر کا نام مکہ ہے اور مبارک کہا کیونکہ وہاں لوگوں کو بہت نفع اور خوبی ہے جو کوئی حج یا عمرہ بجا لاوے یا طواف کرے یا اعتکاف بیٹھے یا نماز گذارے تو اسکو بڑا ثواب ملتا ہی جہاں کے لوگوں کو ہدایت بولا کیا واسطے کہ وہ مومنوں کا قبلہ ہے نماز کی جہت کے واسطے اسی سے راہ پاتے ہیں یا جنت میں جانے کے لئے وہ راہ ہے کیونکہ جو اسکی جہت طرف متوجہ ہو کے نماز پڑھے وہ مومن ہے جو مومن ہو وہ بہشت میں جائیگا فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ اس میں نشانیاں ظاہر ہیں یعنے کعبہ کی حرمت اور فضیلت پر بہت سی نشانیاں ظاہر ہیں اب اُن نشانیوں سے ایک نشانی بیان فرماتا ہے مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ کھڑے ہونیکی جگہ ابراہیم کی ہے مقام کا لفظ ترکیب میں یا مبتدا ہے اسکی خبر محذوف ہے اب تقدیر یوں ہوگی منہا مقام ابراہیم یعنے انہیں نشانیوں سے مقام ابراہیم ہے یا خبر ہے اسکا مبتدا محذوف اب تقدیر یوں ہوگی احدہا مقام ابراہیم یعنے ایک اُن نشانیوں سے مقام ابراہیم ہے یا بدل پڑھا ہے آیات کا بدل بعض من کل مقام ابراہیم سے مراد پتھر ہے جسپر ابراہیم علیہ السلام کے دونوں پاؤں کے نشان ہو اُس پر نشان اُٹھنیکا سبب یہہ ہے کعبے کی بنا جب بلند ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام ضعف کے سبب سے پتھر اٹھا نہیں سکے تب اُس پتھر پر کھڑے ہوئے اُنکے دونوں پاؤں پتھر میں دھس گئے یہی قول مشہور ہے بعضے کہتے ہیں ابراہیم علیہ السلام شام سے مکہ کو جب آنے لگے تو ساره آپ سے قسم لے کہ جاکے وہیں آباد ہوں نہ اترنا جب مکہ میں آئے اسمعیل علیہ السلام کی بی بی سے آپ اُترکے اپنا سر دھوئیں اُترے نہیں اُترے تب اُس نے پتھر لے آکے اُنکے داہنی طرف رکھی اُس پر پاؤں رکھے اور آپکا داہنی طرف

دہوئی بعد بائین طرف رکھکے بائین طرف دھوئی اور اُس پتھر پر آپکے پانون کا نقش اٹھا تھا کہتے ہین
لوگون کو حج کے واسطے آپکی ندا جو کی اُس پتھر پر کھڑے ہوکے کیے سو آپکے قدمون کے نشان اُس پر اُٹھے
اور پھر اُس مین کھٹنون تک دھسا اور وہ پتھر دشمنون کے ہاتھ سے بچ کے آجتک رہنا اللہ تعالی کی
قدرت کاملہ اور ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرتا ہی وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا
اور جو کوئی اندر آیا اُسکو امن ملا یہہ بھی ایک نشانی ہے اُسکے نشانیون سے عرب جنگ کرتے اور
لوٹتے تھے جب کوئی حرم مین آجاوے تو وہ اپنی جان اور مال کا امن پاتا تھا یا امن ملنا قیامت مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی شخص دو حرم سے یعنے مکہ اور مدینہ سے کسی ایک مین مرے تو
قیامت کے دن امن سے اُٹھیگا اس حدیث کو ابو داود طیالسی اپنی مسند مین اور بیہقی شعب الایمان مین
عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اسحق بن راہویہ اپنی مسند مین اور بیہقی شعب الایمان مین انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین طبرانی معجم کبیر اور اوسط مین اور بیہقی شعب الایمان مین جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین دارقطنی اپنی سنن مین حاطب بن ابی بلتعہ کی حدیث سے روایت کیا ہی
ان تمام روایتون مین ضعف ہی مگر سب طریقون کے دیکھنے حدیث کو قوت ہوتی ہے اسی لئے
جلال الدین محلی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہی اللہ صاحب نے اُسکی نشانیون سے دو نشانی پر اقتصار کیا کیونکہ
ان دونون کا ذکر کرنا کافی ہے اُنکے سوائے اور بھی نشانیان موجود ہین پرندہ کعبہ کی اوپر سے
نہین اُڑتا وہان جب پہنچتا ہے داہنے یا بائین طرف ہوجاتا ہے اور وہان کے درندے حرم مین شکار
دیکھے تو نہین پکڑتے اگر شکار کا پیچھا کرے شکار حرم مین آجاوے تو اُس سے باز آتے ہین اور کوئی پرندہ
کعبہ پر نہین بیٹھتا مگر کبوتر بیمار ہوتا ہے تو شفا حاصل ہونے کو وہان بیٹھتا ہے اور اُس پر بیٹ نہین کرتا
اور جو حرم کی حرمت کو توڑتا ہے اللہ تعالی اُسکو جلد سزا دیتا ہے اور جو جبار اُس سے بد ارادہ کرتا ہے
تو اللہ تعالی اُسکو ہلاک کرتا ہے تنبیہ علماء متقدمین اپنے مشاہدے کو ذکر کئے ہین کہ کعبہ پر کوئی
پرندہ نہین اُڑتا ان کے بعد کے علما لکھے ہین حلال جانور اُس پر سے نہین اُڑتا فواسق جانور جیسے چیل
اُوپر سے اُڑتے ہین کبوتر اُسپر نہین بیٹھتا مگر بیمار ہو تو لیکن ہمارے زمانہ مین نقشہ یہہ ہے چیل ابابیل

وغیرہ اسکے اوپر سے اڑتے ہین کبوتر کی کُڑی جب وہان پہنچتی ہے تو پھوٹ کے دانے اور بائین طرف
پھینکے اڑتی ہے مگر بعضے کبوتر اوپر سے گند جاتے ہین اکثر کبوتر جنتی دانے پھینکے اوپر جاکے بیٹھتے ہین بندۂ
عاصی اُسکا سبب ایسا سمجھتا ہے اوّل کے لوگ کعبہ کی نہایت حرمت کرتے تھے اِس لئے جانور بھی کوئی
اُسپر سے نہین گذرتا تھا انسان اشرف المخلوقات ہوکے اُسکی تعظیم مین قصور کرتے ہین تو جانور بھی اُسکی
تعظیم مین قصور کرتے ہین اِس لئے اب جانور وہ تعظیم نہین کرتے جو سابق مین کرتے تھے واللہ اعلم ابوحنیفہ
کہتے ہین یہہ جملہ اگرچہ ظاہر مین خبر ہے لیکن معنی مین امر ہے گویا معنی یون ہے جو وہان جاوے تو اُسکو امن
دیوے اور اس سے دلیل لیتے ہین کہ اگر کسی نے حرم کے باہر جنایت کیا اور حرم مین جاکر پناہ لیا تو اُسکو
وہان قتل نہ کرنا خواہ یہہ قتل قصاص کا ہو یا زنا کا حد یا ردت کا پر اُسکو کھانے پینے سے روکنا لاچار
ہوکر باہر نکل آوے شافعی کہتے ہین وہین قتل کرنا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن خطل کو قتل
کئے اور آیت کو ظاہر پر جو خبر ہے حمل کرنا ممکن رہتے پر اُسکو امر لینا خلاف قانون ہے امن ثابت ہونے
کوئی ایک وجہ سے امن پایا جانا بس ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا
اور اللہ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا اُس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ اِس آیت سے اللہ تعالی نے
بندون پر حج فرض کیا اسلام کے پانچ رکن ہین حج بھی ایک رکن ہے اُسکی فرضیت کا منکر کافر ہے
بخاری اور مسلم وغیرہما عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اسلام کی بنا پانچ چیز پر ہے گواہی دینا کوئی معبود نہین سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کا رسول اور
نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور روزے رمضان کے رکھنا حج کی معنی اصل مین قصد کرنا شرع
مین بیت اللہ کی زیارت کا مخصوص طور پر قصد کرنا بیت گھر کو کہتے ہین اُسپر الف لام لاکے البیت کہے تو
بیت اللہ مراد ہے اُسکی فرضیت کیواسطے اللہ تعالی نے وہان پہنچنے کی استطاعت ہونا شرط کیا جسکو
استطاعت نہین اُسپر حج فرض نہین استطاعت کی معنی زاد راحلہ لینے توشہ اور سواری کر کر جو حدیث مین
آیا ہے اُس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کئے ہین لیکن
اُسکی سند مین ابراہیم بن یزید خوزی ہے وہ ضعیف ہے اور حاکم نے انس کی حدیث سے روایت کیا ہے

اسکی سند مین بھی علت ہو اور دارقطنی و حاکم قتادہ سے وہ انس سے روایت کیا ہو انمین بھی علت ہے اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے مرفوع روایت کیا ہو اسکی سند بھی ضعیف ہو اور دارقطنی نے اسکو علی اور ابن مسعود اور عائشہ اور جابر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہو ان تمام روایتون کی سندین ضعیف ہین لیکن سب طریقون کو جمع کرنے سے اسے اصل ہونا معلوم ہوتا ہے کہتے ہین استطاعت دو قسم کی ہو ایک استطاعت خود جج ادا کرنیکی دوسری استطاعت غیر سے کروانیکی خود ادا کرنیکی استطاعت یہ ہو کہ آنے تک کا خرچ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا ہونا اور سواری رہنا مگر دو مرحلے کے اندر کوئی شخص رہتا ہو تو اسکو سواری ہونا شرط نہین اور سواری پر بیٹھنے کی طاقت ہونا اور راہ مین امن رہنا غیر سے جج کروانیکی استطاعت یہ ہے کہ خود جج کو جانے سے عاجز ہے لیکن غیر کو پیسے دیکے جج کروا سکتا ہو تو جج کروانا فرض ہو وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ اور جو منکر ہوا تو اللہ پر واہ نہین رکھتا لوگون کی یعنی اللہ تعالی جج جو فرض کیا ہو اسکو کوئی انکار کیا تو اللہ کا کچھ بگاڑتا نہین عالمین سے مراد جن اور انسان اور فرشتے ہین سعید بن المسیب کہتا ہے یہہ آیت یہود کے حق مین اتری وے کہتے تھے جج کرنا فرض نہین سدی کہتا ہو جسکو جج کی استطاعت ہو اور جج نہ کرکے مرگیا تو وہ کافر ہے اسکی دلیل حدیث ہو علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی جسکو ترمذی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو زاد و راحلہ اللہ کے گھر کو جانے کا پاوے اور نہ جاوے تو یہودی ہوکے مرے یا نصرانی یعنے یہودی یا نصرانی ہوکے مرنا اور جج ادا نہ کرکے مرنا دونو برابر ہین لیکن اس حدیث کی سند مین ہلال بن عبداللہ ہے وہ مجہول ہے اور حارث ضعیف ہو اور سعید بن منصور اور امام احمد اور ابو یعلی اور دارمی اور بیہقی شعب مین ابی امامہ سے مرفوعا روایت کئے ہین کہ جس کو جج کرنے سے ظاہر حاجت یا ظالم حاکم یا سخت بیماری منع نہ کرے پھر وہ جج نہ کرکے مرا تو یہودی ہوکے مرے یا نصرانی اس حدیث کی سند مین لیث بن ابی سلیم ہے وہ ضعیف ہو اور شریک ہے وہ سیئی الحفظ ہو اور اس کو امام احمد نے کتاب الایمان مین سفیان ثوری کی طریق سے مرسل روایت کیا ہو اور سعید بن منصور اور بیہقی عمر بن الخطاب سے اس حدیث کے مثل موقوف روایت کئے ہین احمد اسکی سند صحیح ہو حافظ عسقلانی وغیرہ کہتے ہین کہ ان طریقون کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کو اصل ہو ابن جوزی نے ابن حدیث کو موضوعات مین جو داخل کیا ہو

خطا کیا اور یہہ حدیث اُس شخص کے حق مین ہے جسنے حج کو باوجود استطاعت کے ترک کرنا حلال سمجھا یا اُسکے کرنے کو ثواب اور نہ کرنے کو گناہ نہین سمجھا بعضے کہتے ہین یہہ جملہ علحدہ ہے ماقبل سے تعلق نہین اور وہ وعید ہے کافرون کو قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ تو کہہ ای اہل کتاب کیون منکر ہوتے ہو اللہ کی آیتون سے اہل کتاب سے مراد یا اُنکے علما ہین یا وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اُنکے پاس متحقق تھی یا سب اہل کتاب ہین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہین مخصوص اہل کتاب کو خطاب کرنے مین اشارہ ہو کہ انکا کفر بہت قبیح ہے اگرچہ وے کہتے ہین کہ ہم توریت اور انجیل پر ایمان لائے ہین پر وے ان کتابونکے منکر ہین آیات سے نشانیان مراد ہین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہین وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ اور اللہ کے روبرو ہے جو کرتے ہو یعنے اللہ تعالی تمہارے سب کامون پر مطلع ہے اُنکا بدلا دیگا قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا تو کہہ ای اہل کتاب کیون روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان لانے والے کو تم ڈھونڈتے ہو اُس راہ مین کجی یعنے اللہ تعالی پر جو شخص ایمان لاتا ہے اُسکو اللہ کی راہ مین کجی ہے کرکے کیون پھیرتے ہو یہود کی عادت تھی مسلمانون کو شبہے مین ڈالنے کو ئی ایمان لانا چاہا تو اُسکو روکنے اور کہتے توریت مین نبی کی صفت جو مذکور ہے وہ صفت محمد مین نہین اور کہتے موسی کی شریعت قیامت تک باقی ہے کرکے توریت مین آیا ہے اور کہتے اللہ کے احکام بھی کہین منسوخ ہوتے ہین وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ اور تم خبر رکھتے ہو یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت توریت مین مذکور ہوئی اور دین اسلام اللہ کا پسند ہونا تم کو خوب معلوم ہے وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے یعنے تمہارے کفر اور جھٹلانے سے اور مومنونکو فریب دینے سے اللہ غافل نہین جزا دینے کا وقت آیگا تو جزا دیگا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ای ایمان والو اس آیت کی شان نزول کو ابن جریر طبری نے زید بن اسلم سے یون روایت کیا ہے کہ شاس بن قیس ایک یہودی تھا بوڈھا بڑا سخت کافر مسلمانون سے بہت عداوت رکھتا سو ایک روز دیکھا چند لوگ اوس اور خزرج کے باہم بیٹھکر بات چیت کر رہے ہین انہون کی اُلفت اور دوستی اسکو بُری لگی بولا سابق مین یہہ لوگ باہم عداوت رکھتے تھے اب یہہ سب آپس مین دوست ہونا بُری بات ہے

اگر بنی قیلہ یعنے اوس اور خزرج باہم ملکے ہمارے پر کمر باندھے تو ہمکو اس شہرون مین رہنا دشوار ہوگا
پھر ایک یہودی اُسکے ساتھ تھا سو اُسکو بولا تو اُن مین جاکے بیٹھ اور بُعاث کے جنگ کا احوال بیان کر اور
بیتین اُس مین جو بنائے ہین پڑھکے سُنا بعاث کا روز وہ تھا جس مین اوس اور خزرج کا جنگ ہوا تھا اور
فتح اوسیکو ہوئی تھی وہ یہودی جاکے اُنکو اُس روز کا احوال بولا اور بیتین پڑھنے لگا اوس اور خزرج
آپس مین فخریہ کرنے لگے آخر دونون قبیلے والون مین جھگڑا لگا اوس بن قیظی اوسی اور جبار بن صخر
خزرجی اپنے گروہ گروہ پر آکے لڑنے لگے ایک بولا تم جاہتے ہو تو اُس جنگ کو آج کے دن ہم تازہ کر بتلاتے
ہین پھر دونون قبیلے والے تیز ہوکے کہنے لگے مدینے کے باہر جنگ کو چلیو اور ہتیار باندھے پھر اوس اور
خزرج کے درمیان جاہلیت مین جو دعوی تھا اُس دعوی کے واسطے حرے پاس جمع ہونے لگے یہہ خبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ چند مہاجرین کو جو وہان موجود تھے لیکے انصار پاس تشریف لیگئے اور کہے
ای مسلمانو تمھارے درمیان مین موجود ہوتے پر کیا تم جاہلیت کے رسوم اختیار کرتے ہو تمکو اللہ تعالی اسلام
کی عزت دیا اور جاہلیت کے عہدین توڑا اور تمھارے مین الفت ڈالا کیا پھر جیسے تھے ویسے ہی کافر
بنتے ہو دیکھو اللہ سے ڈرو تب انصار سمجھے کہ یہہ شیطان کا فساد تھا دشمنون داؤ کیے تھے پھر ہتیار ڈالدیکے
رونے لگے اور ایک کے ایک گلے لگے اور سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اس پر اللہ تعالی
یہہ آیت نازل کیا اِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
كَافِرِينَ اگر تم مانوگے بعضے اہل کتاب کی بات تو پھیر دینگے تمکو ایمان لائے پیچھے کافر وَكَيْفَ
تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ اور تم کیطرح منکر ہوتے ہو اور
تم پر پڑھی جاتی ہین آیتین اللہ تعالی کے اور تم مین اُسکا رسول ہے اللہ تعالی اُنکی سرزنش کے واسطے یہہ
فرماتا ہے کہ تمھارے پاس کفر کا دخل ہونا نہایت بعید ہے کیونکہ اللہ کے آیتین یعنے قرآن جو معجزہ ہے
اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھکے سُناتے ہین اور اللہ کا رسول یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے
مین موجود ہے تمکو وعظ و نصیحت کرتا ہے اور تمکو کچھ شبہہ ہو تو اُسکو دفع کرتا ہے وَمَن يَعْتَصِم
بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اور جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو پھر وہ پہنچا سیدھی

یعنے جو کوئی اللہ کے دین کو اختیار کرے اور اپنے امور میں اُسی سے التجا کرے تو وہ شخص راہ حق کو پایا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہئے اُس سے ڈرنا یعنے اُس سے پورا ڈرنا واجبات کو ادا کرنا اور حرام سے باز رہنا عبدالرزاق اور فریابی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اپنی تفسیروں میں اور طبرانی معجم میں اور حاکم مستدرک میں اور ابو نعیم حلیہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہے حق ڈرنیکا یہ ہے اُسکی ایسی فرمانبرداری کرنا کہ اس میں نافرمانی نہ ہو ایسا شکر کرنا کہ اُسمیں ناشکری نہ ہو ایسا ذکر کرنا کہ اُسمیں فراموشی نہ ہو حاکم اُسکی تصحیح کیا ہے ابن مردویہ نے اُسکو مرفوع بھی روایت کیا ہے مفسرین کو اس جملہ کے حکم میں اختلاف ہے سعید بن جبیر اور قتادہ اور سدی کہتے ہیں یہ منسوخ ہے اس آیت کے نازل ہونے سے صحابہ کو بہت گھبراہٹ ہوئی عرض کئے یا رسول اللہ کسکو اسکی طاقت ہے کہ اُس سے پورا ڈرے تب اللہ تعالیٰ اس آیت کی ناسخ جو سورۂ تغابن میں ہے نازل کیا فاتقوا اللہ ما استطعتم طاؤس وغیرہ کہتے ہیں یہ جملہ منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے پورا ڈر وہی ہے جو اپنے پر لازم ہے اُسکو اپنی طاقت کے موافق ادا کرنا وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اور نہ مریو مگر مسلمان اس جگہ اگرچہ نہ مریو کے نہی کا صیغہ فرمایا لیکن مقصود اُس سے اسلام پر رہنے کے لئے امر ہے گویا معنی یوں ہے اسلام کی حالت پر تم ثابت رہو اگر موت آوے تو اسی حالت میں آوے ترمذی اور بغوی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کئے ہیں کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو پڑھے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون اور فرمائے زقوم کا ایک قطرہ اگر زمین پر گرے تو اہل دنیا کا تمام معاش تلخ ہو جائیگا جسکو زقوم کے سوائے کچھ کھانا نہ ہو تو اُسکا کیا حال ہوگا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی سب ملکے اللہ کی رسی سے مراد اللہ کا دین ہے یعنے دین اسلام کو اختیار کرو اسکو رسی سے تعبیر کیا کیونکہ کوئی باریک تنگ راہ میں گذرنا چاہے اور پیر پھسلنے کا اندیشہ ہووے تو رسی جسکی دونوں طرف راہ کے دو جانب سے باندھے ہوں پکڑے تو اُسکو خوف نہیں رہتا حق کی راہ بھی بہت باریک تنگ ہے اکثر

لوگون کی آپسمیں لغزش پاتے ہین جسنے دین اسلام مضبوط پکڑا تو پڑے طرف سے نجات پایا یعنے کہتے ہین اُس سے مراد قرآن ہو کیونکہ جو اُسکے احکام پر چلیگا تو اسکو نجات ہوگی مسلم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے غدیر خم کی حدیث مین روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مین تمھارے مین دو گران چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو کتاب اللہ ہو وہ اللہ کی رسی ہے جو اُسکی پیروی کریگا ہدایت پایا جو اُسکو ترک کیا تو گمراہ ہوا دوسری چیز میرے اہل بیت ہین الحدیث ترمذی اور دارمی علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے خبردار عنقریب فتنے ہونگے مین نے کہا یا رسول اللہ اُس فتنہ سے نکلنے کی کونسی راہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کتاب اللہ ہے اسمین تمھارے قبل کی اور بعد کی خبر ہو اور تم آپسمین چلنے کا حکم ہے وہی فصل ہے بیہودہ نہین جو ستمگار اُسکو ترک کریگا اللہ اُسکے پرزے پرزے کریگا اور جو اُسکے غیر مین سیدھی راہ طلب کریگا اللہ اُسکو گمراہ کریگا وہی اللہ کی مضبوط رسی ہے وہی پکی نصیحت ہے وہی سیدھی راہ ہو وہی ہے جو اُسکی سبب سے خواہش ہاے نفس میل نہین کرتے اور زبان اُس سے مخلوط نہین ہوتی اور علما اُس سے سیر نہین ہوتے اور بہت بار اُسکو تکرار کرنے سے کہنہ نہین ہوتا اور اُسکے عجایب نہین تمام ہوتے وہی ہے جنات اُسکو سُنے تو چپ نہ رہ سکے کہہ دیے کہ ہم نے سُنا ہو ایک عجب قرآن سمجھا تا نیک راہ سو ہم اسپر ایمان لائے جو اُسکی بات بولا تو سچ بولا اور جو اُسپر عمل کیا تو ثواب پایا اور جو اسمین کا حکم کیا تو عدل کیا اور جو اسکی طرف دعوت کیا تو سیدھی راہ پر چلا ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند مین مجہول شخص ہے اور اُسکی سند مین حارث اعور ہے اُسمین مقال ہے اس حدیث کو ایک شاہد بھی ہے طبرانی نے اُسکو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو اور اسکو حاکم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ قرآن اللہ کی مضبوط رسی ہے اور گہرا نور ہے اور شفا نافع ہے اُسکے پکڑنے والے کی خاطر بچاہ ہے الحدیث حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ عسقلانی نے کہا کہ اُسکے سند مین ابراہیم ہجری ہے ضعیف ہو وَلَا تَفَرَّقُوْا اور پھوٹ نہ جاو یعنے اسلام لانے کے بعد آپس مین جدائی نہ کرو جیسا اہل کتاب نے کیا یا جیسا تمھارے مین پیش از اسلام کے پھوٹ تھی وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً

فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم
آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اسکے فضل سے بھائی بیٹھے اسلام لے آنیکے
قبل تمہارے میں عداوت تھی آپس میں جنگ کر رہے تھے اسلام کے سبب سے تمہارے دلوں میں محبت اور الفت
کو ڈالا اب آپس میں محبت اور اتفاق ہو گیا سب کھچے ہوئے جیسا بھائی آہن آیت میں اللہ تعالیٰ نے اوس
وخزرج کے درمیان پیش از اسلام کے مخالفت جو تھی اسکی طرف اشارہ کیا انکا قصہ یہ ہے اوس اور خزرج
دو بھائی تھے انکی ماں قیلہ اور انکا باپ حارثہ بن عمرو بن عامر اوس کو ایک فرزند ہوا اسکا نام مالک خزرج
کو پانچ فرزند ہوئے اُن کے نام عمرو عوف جشم کعب حارث انکی اولاد مدینہ میں ایک مدت رہی سب میں
دوستی تھی بعد ازاں کا ایک شخص خزرج کے حلیف کو قتل کیا خزرج اسکے بدلے میں ایک اوسی کو قتل کرنا چاہے
اوس نہ مانے کیونکہ انمیں دستور تھا حلیف کے بدلے میں اصل کو نہ مارنا پھر دونوں قبیلے والوں میں جنگ
شروع ہوئی ایک سو بیس سال تک باہم جنگ ہوتا تھا اخیر جنگ جو ہوا اسکا نام یوم بعاث ہے اسکے
بعد اسلام لائے اور جنگ مٹ گیا اون جنگوں میں اکثر فتح خزرج کو ہوا کرتی تھی اوس عاجز ہو کے بنی قریظہ سے
کمک چاہے خزرج انکو دبائے اور یہود سے چالیس شخص کو لیکے اپنے پاس گروڈالے مبادا اوس کی کمک کرے
اوس کے چند قبیلے عاجز ہو کے خزرج میں گئے اور بیٹھے دلمن چھوڑ کے خیبر کی طرف نکل گئے بعد جو جنگ ہوا اُسمیں
اوس کے بہت سے لوگ مارے گئے اوس چاہے قریش کے حلیف ہونا سو ظاہر کئے ہم مکہ کو عمرے کی خاطر جاتے ہیں
اُنمیں دستور تھا حج کو یا عمرے کو جانیکا ارادہ کرے تو جنگ موقوف رہتا اس حیلے سے مکہ کو آئے لیکن مطلب
حاصل ہونے سے پھر گئے بعد سوید بن صامت مکہ کو حج یا عمرے کے واسطے آیا انمیں بہت دانا تھا اُنکی قوم اسکی
دانائی کے نظر کرتے اسکو کامل کہا کرتے اُن دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلوں پاس
جاکے انکو دعوت کیا کرتے تھے سوید کے آنیکی خبر سُنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے پاس گئے اور اُسکو
اسلام کی دعوت کئے سوید نے کہا شاید تمہارے پاس وہی ہے جو میرے پاس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تیرے پاس کیا ہے بولا لقمان کی حکمت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ کیا حکمت ہے
سو کہہ وہ کچھ باتیں کہہ سنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ خوب سخن ہے لیکن میرے پاس جو ہے

اس سے بہتر ہے وہ قرآن ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو ہدایت و روشنائی اور رہنمائی کے واسطے نازل کیا ہے
پھر آپ کچھ آیتیں پڑھکے اور اسکو اسلام کی دعوت کی اسنے انکار کیا اور بولا یہ بات نہیں ہے پھر
مدینہ کو گیا خزرج اسکو قتل کئے سوید کی قوم والے کہتے تھے کہ وہ مسلمان ہوکے گیا اوس کے جیتے ہوا الیس
انس بن رافع بنی عبدالاشہل کے چند جوانوں کو اپنے ساتھ لیکے مکہ کو قریش سے حلف کرنیکی خاطر آیا
ان لوگوں میں ایاس بن معاذ بھی تھا انکے آنیکی خبر سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لیگئے
اور فرمائے تم جسکے لئے آئے ہو اس سے بہتر بات میں تمکو بتلاتا ہوں تم اسکو مانوگے وہ کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں اللہ کا رسول ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھکو بندوں کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں دعوت
کروں اور سب اس خدائے واحد لاشریک لہ کی عبادت کریں اور مجھپر قرآن نازل کیا اور آیتیں پڑھکے
سنائے اور اسکو اسلام کی دعوت کرے ایاس بن معاذ اُن میں لڑکا کم سن تھا کنکریا اُٹھا لے لوگو تم
جس بات کیواسطے آئے ہو اُس سے یہہ بہتر ہے ابوالحیسر نے زمین پر سے مٹی کنکر اُٹھا کر ایاس بن معاذ کے
منہ پر مارا اور بولا خاموش ہو ہم اسکے واسطے نہیں آئے ہیں ایاس بن معاذ چپکا ہو رہا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھکے چلا آئے اور وہ لوگ مدینہ کو گئے غرض خزرج کو فتح پر فتح جو ہوتی تھی اس سے
خزرج فخر کرنے لگے اور اوسیوں کی ہجو میں تبین کہنے لگے اور بنی قریظہ اور بنی نضیر کی بھی ہجو کئے اوس بھی
اپنا شریک کر کر جنگ پر مستعد ہوئے اوس کا سردار حضیر بن سماک تھا والد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا
اسکو حضیر الکتائب کہتے تھے اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان بیاضی تھا بعاث کے محلہ میں جنگ شروع ہوا
اول غلبہ خزرج کو ہوا پھر حضیر نے اوسیوں کو ہمت دیکے بھی مقابلے میں آیا اوسیوں کی فتح ہوئی بہت سے خزرجی
جانبین کے مارے گئے عمرو بن نعمان بیاضی بھی مارا گیا حضیر بھی زخمی ہوکے چند روز کے بعد مرا اس روز
کے جنگ کو بعاث کا جنگ کہتے ہیں بعاث با موحدہ کے ضم سے اور عین مہملہ کے فتح سے اُسکے اخیر میں
ثا مثلثہ ہے بعضے اسکو غین معجمہ سے بھی کہتے ہیں نام ایک جگہ کا ہے مدینہ کے پاس بعضے کہتے ہیں نام قلعہ کا
ہے جسکو اوسیوں نے بنایا تھا بعضے کہتے ہیں نام زراعت گاہ کا ہے بنی قریظہ پاس مدینہ سے دو میل
پر اس جگہ جنگ ہوئے اس جنگ کا نام یوم بعاث ہوا یہ جنگ اس قول پر ہجرت کے قبل پانچ سال کی ہے

اس جنگ کے بعد چند روز کے ایاس بن معاذ جو لڑکے کو آیا تھا سو بھی مُوا مرتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سُنا تھا اوسپر ایمان لاکے کلمہ پڑھکے جان دیا القصہ خزرج کے چند شخص حج کو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت کے موافق ہر ہر قبیلہ والے کو دعوت کرتے تھے سو عقبی پاس خزرج سے جاکے پوچھے تم کون لوگ ہو کہے ہم خزرج ہیں پوچھے تم یہود کے موالی ہیں کہے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بیٹھو میں تم سے کچھ کہتا ہوں پھر دے بیٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قرآن پڑھکے سنائے اور اسلام کی دعوت کئے مدینہ والے بُت پرست تھے یہود میں بسکے رہتے سو یہود اہل کتاب تھے یہود کے اور اُنکے درمیان جنگ ہوتا تو یہود کہتے ایک نبی مبعوث ہونیکا زمانہ قریب پہنچا ہے وہ آوے تو ہم اسکے تابع ہو کر تمکو عاد و ارم کا ساقل کرینگے جب خزرجیونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کیئے دے آپس میں کہنے لگے یہود جو خبر دیتے تھے ایک نبی مبعوث ہونیوالا ہے سو وہ یہی نبی ہے یہود کے آگے ہی ہم ایمان لاناوے ہم پر سبقت نکرے پھر دے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کئے اور ایمان لائے اور کہے ہماری قوم میں بایکد گیر جنگ ہی ہم جاکے اُنکو دعوت کرتے ہیں اگر وے آپس کی عداوت کو چھوڑ دیکے اتفاق کرے اور ہمارا کہا مانے تو تم سا عزیز شخص کوئی نہیں پھر اپنے شہر کو روانہ ہوئے وے چھے شخص تھے ابو امامہ اسعد بن زرارہ بخاری اور عوف بن حارث بن رفاعہ مجاری اسکو عوف بن عفرا بھی کہتے ہیں اور رافع بن مالک بن العجلان اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ اور عقبہ بن عامر بن نابی اور جابر بن عبداللہ بن رئاب یہہ سب خزرج کے قبیلے والے تھے پھر اپنے شہر کو جاکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال بیان کیئے اور اُنکو اسلام کی دعوت کئے انمیں اسلام کا چرچا ہوا انکا کوئی گھر نہ تھا مگر اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو رہا تھا جب دوسرا سال آیا حج کے موسم میں انصار کے بارہ شخص آئے اسعد بن زرارہ اور عوف بن حارث بن رفاعہ اور معاذ بن حارث بن رفاعہ اور رافع بن مالک بن عجلان اور ذکوان عبد بن قیس اور عبادہ بن صامت اور یزید بن ثعلبہ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ اور عقبہ بن عامر بن نابی اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ یہہ دس شخص خزرج کے قبیلے سے تھے اور اوس کے قبیلے کے دو شخص ابو الہیثم بن التیہان اور عویم بن ساعدہ ان بارہ شخصوں میں پانچ شخص سال گذشتہ میں آئے سو ہیں

غرض یہ بارہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ اولی پاس ملکے بیعت کئے اس بات پر کہ اللہ کا کسی کو نہ ٹھہرانا اور چوری نکرنا اور زنا نکرنا اور اپنی اولاد کو قتل نکرنا اور بہتان نکرنا اور اچھے کام مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نکرنا اگر اسکو وفا کرینگے تو جنت مین جاینگے اگر کوئی گناہ کرینگے تو اسکے بعد دنیا مین اسکا حد جاری ہوگا تو اسکا کھانا ہوگیا اگر اسکو مخفی کرے تو اسکا امر اللہ کی طرف ہی جاہے تو عذاب دے یا بخشے یہہ بیعت لیکے کیفت بہادر بن تبا پھر وے لوگ مدینہ کو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی تعلیم واسطے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اُن کے ہمراہ روانہ کئے مصعب جاکے اسعد بن زرارہ کے گھر مین اُترے نماز مین انہون کو امام کرتے کیونکہ تب اُوس اور خزرج ایک دوسرے کو امام کرنا مکروہ جانتے تھے القصہ ایک روز اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو لیکے بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے گھرون کی طرف گئے اور بنی ظفر کا ایک باغ تھا اُس مین جاکے دونون بیٹھے لوگ جو مسلمان ہوئے تھے اُنکے پاس جاکے جمع ہوے یہہ کیفیت سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر کو بنی عبد الاشہل کے سردار تھے اور ہنوز ایمان نہین لائے تھے معلوم ہوئی سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر کو کہا یہ دونون شخص جو ہمارے باغ مین آکے ہمارے نادان لوگون کو بگاڑتے ہین تم جاکے اُن کو غصہ کرو اور تاکید کرو ہمارے باغ مین نہ آوے میرا خلیرا بھائی اسعد بن زرارہ اُسکے ہمراہ نہ ہوتا تو مین آپ جاکے منع کرتا پھر اسید بن حضیر اپنا حربہ لیکے اُنکے پاس چلدئے اسعد بن زرارہ نے اسید آتا سو دیکھ کے مصعب کو کہا یہہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے تمہارے پاس آتا ہو فاصدق اللہ فیہ یعنے اللہ کے دین کی راستی اسکو ظاہر کرو یعنے ویسا سخن کرو کہ اسکو ایمان کی ترغیب ہو مصعب کہے اگر وہ میرے پاس بیٹھا تو مین اُس سے باتین کرونگا اسید آکے گالیان دیتا کھڑا ہوا اور بولا تم آکے کیا ہمارے نادان لوگون کو بگاڑتے ہو تمکو اپنی جان پیاری ہی تو یہان سے نکل جاؤ مصعب کہے تم بیٹھکے ہماری بات سنو اگر پسند آوے تو قبول کرو نہین تو جو تمہارے پسند نہین اُسکو منع کرو اسید کہے تم راستی کی بات بولے اور اپنا حربہ گاڑکے بیٹھا مصعب نے اسلام کی دعوت کی اور قرآن کی آیتین پڑھکے سنائے مصعب اور اسعد کہتے ہین واللہ اُس نے بات کرنیکے آگے اُسکے چہرے کی چمکاٹ اور اُسکی ملایمت دیکھکے ہم سمجھے کہ وہ اسلام لایا اسید کہے یہہ مجھکو بہت بہتر ہے بڑا اپنا راستھا ہے دین مین ملانے کیسا کرتے ہو مصعب کہے نہاکے تم پاک کپڑے پہنو اور کلمہ شہادت پڑھو و رکعت نماز ادا کرو تو ہمارے دین مین داخل ہوے اسید نہاکے پاک کپڑے

پھنے اور کلمہ شہادت پڑھے اور دو رکعت نماز ادا کرے بعد کہے اب ایک شخص ہے وہ تمہارا تابع ہوا تو اسکی قوم کا کوئی شخص تمہاری متابعت سے پس باز نہ رہیگا وہ شخص سعد بن معاذ ہے میں جاکے انکو بھیجتا ہوں پھر یہ جا وہ یہ یہ کہکے سعد بن معاذ پاس آئے سعد اپنی قوم کی مجلس میں جو بیٹھے تھے اسید کو دیکھ کے کہنے لگے واللہ اسید کا چہرہ جاتے وقت جو تھا سو اب ویسا نہیں جب اسید آئے تو سعد پوچھے تم جاکے کیا کرے اسید کہے میں اُن دونوں کی بات میں کچھ بُرا نہیں دیکھا اور اُن کو یہاں سے آ کر کے تاکید کیا وے بولے تمہاری مرضی نہیں تو ہم یہاں نہیں آتے لیکن میں سنا ہوں بنی حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے آتے ہیں اسعد بن زرارہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے کہ کے تمکو حقیر کرنا چاہتے ہیں سعد بن معاذ نے بنی حارثہ کی بات سُنکے غصہ سے جلد حربہ لیکے نکلے جاکے دیکھے تو وے دونوں خاطر جمعی سے بیٹھے ہیں سعد سمجھ گئے کہ اسید نے اُنکی بات مجھے سنانے ایسا کہا غرض سعد اُنکو گالیاں دئے اور اسعد بن زرارہ کو کہے تجھ کو میرے سے قرابت نہوتی تو یہاں سے توبیخ کے نہ جاتا کیا تم ہمارے گھر میں آکے ہماری مرضی کے برخلاف باتیں کرتے ہو سعد بن معاذ آتے سو دیکھ کے اسعد بن زرارہ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کہے یہ اپنی قوم کا سردار ہے وہ تمہارا تابع ہوا تو اسکی قوم میں کا ایک شخص بھی خلاف نہ کریگا غرض مصعب سعد بن معاذ کو کہے تم یہاں بیٹھکے ہماری بات سنو اگر مرضی کے موافق ہو تو اسکو قبول کرو نہیں تو ہم تمہاری مرضی کے خلاف نہ کریگی سعد بن معاذ کہے تم انصاف کی بات کہے اور حربہ گاڑ کے بیٹھے مصعب نے اسلام کی دعوت کئے قرآن کے آیتیں پڑھکے سنائے مصعب اور اسعد کہتے ہیں واللہ ہم اُنکے چہرے کی چمکاٹ اور ملایمت دیکھ کے سخن کرنیکے قبل سمجھے کہ وہ اسلام لائے پھر سعد کہے اس دین میں ملنا چاہے تو کیا کرنا مصعب کہے نہا کے پاک کپڑے پہنا بعد کلمہ شہادت پڑھنا اور دو رکعت نماز ادا کرنا سعد نہاکے اسلام لائے اور دو رکعت نماز پڑھے اور حربہ لیکے اپنی قوم پاس گئے اسید بن حضیر بھی ساتھ ہوئے لوگ انہوں کو آتے دیکھکے کہے واللہ سعد کا چہرہ یہاں سے جاتے وقت تھا سو نہیں دکھتا پھر سعد اپنی قوم کے پاس جاکے کھڑے ہوکے پوچھے ای عبد الاشہل تم مجھ کو اپنے پاس کیسا سمجھتے ہو کہے تم کو اپنا سردار سمجھتے ہیں دانش میں افضل ہیں اور مبارک نفس کہے تمہارے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک تم اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان نہ لاؤ پھر وہ میں

تہامہ مین گذرا کہ بنی عبد الاشہل کے مرد و زن تمام مسلمان ہوگئے بعد مصعب اسعد بن زرارہ کے گھر مین رہنے لوگون کو دعوت کرنے لگے انصار کا کوئی گھر نہ چھٹا جس مین مرد اور عورت مسلمان نہ ہون مگر بنی امیہ بن زید اور بنی خطمہ اور بنی وائل اور بنی واقف یہہ قبیلے والے ایمان نہین لائے کیونکہ انمین ابو قیس بن الاصلت شاعر تھا اور لوگ اُسکے مطیع تھے سو اُنکو اسلام لائے نہین دیا یہانتک کہ خندق کا جنگ ہوا غرض مصعب وہان چند روز رہکے مکے کو گئے اور انصار جو ایمان لائے تھے انمین کے ساٹھ شخص اپنی قوم کے مشرکون کے ساتھ حج کو آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کئے ایام تشریق کے اوسط دنون مین عقبہ پاس آپ سے ہم ملاقات کرینگے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی اس جماعت مین تھے سو کہتے تھے جب ہم حج سے فراغت پاے اور وعدے کی رات پہنچی ہمارے ساتھ جابر کا والد عبد اللہ بن عمرو بن حرام بھی تھا وہ ایمان نہین لایا تھا ہم اپنی بات اپنے قوم کے مشرکون سے چھپاتے تھے سو جابر کے والد کو کہے تم ہماری قوم کے رئیس اور بڑے اشراف ہو تم دوزخ مین جلنا ہمکو بہت بد دکھتا ہو بہتر ہے کہ تم اسلام لاؤ عبد اللہ اسلام لاکے ہمارے ساتھ حاضر ہوئے اُس شب کو ہم اپنی اسباب پاس سوئے جب رات تہائی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیواسطے جانے ہم اپنے بچھونون پر سے دبے اور سرکتے ہوئے نکلے تا ہمارے ساتھ کے مشرکون کو معلوم نہووے پھر ایک ایک شخص نکل کے جا عقبہ پاس جمع ہوا ہم ستر آدمی تھے ہمارے ساتھ دو عورتین بھی تھین ایک تو ام عمارہ نسیبہ بنت کعب دوسری ام منیع اسمانت عمرو بن عدی بن خلف پھر ہم سب پہاڑ کے درے مین انتظار کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپکے ہمراہ آپکے چچا عباس بن عبد المطلب بھی آئے عباس اُن ایام مین اپنی قوم کے دین پر تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شرط عہد ہوتا ہو اُسکو مضبوط کرینگی خاطر حاضر ہوئے تھے اول عباس بن عبد المطلب کہنے لگے اے خزرج کی جماعت سنو راوی کہتا ہے عرب اپنے اس خزرج سنکو خزرج ہی کہا کرتے تھے اُنکی عادت پر عباس نے خزرج کی جماعت سنو محمد کا مرتبہ ہمارے پاس جو ہو سو تمکو معلوم ہے ہم اُنکو اپنی قوم والون سے جو ہمارے دین پر ہین بچا لئے وہ اپنے شہر مین اپنی قوم کی مخالفت عزت سے ہو اب اُسکو ہمارے پاس رہنے کی مرضی نہین تمھارے پاس جانا اور تم مین ملکے رہنا چاہتا ہے تمکو اتنی مضبوطی ہے کہ تم اس سے جو شرط و عہد کروگے سو اُسکو نبھاؤگے اور مخالفون سے اُسکو بچاؤگے تو اس امر مین اقدام کرو اگر اُن آنے بعد اُسکو مخالفون کے ہاتھ مین دیدیتے اور اُسکی رفاقت ترک کرتے تو ابھی کہدو کیا

اپنی قوم میں وہ عزت اور قوت سے ہے ہم لوگ کہے تم جو چاہے ہو تمکو معلوم ہوا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہو سو فرمائو اور اپنے واسطے اور اپنے پروردگار کیواسطے جو جو شروط وعہد لینا منظور ہے سو لینا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے بات کہکے اور قرآن کے آیتیں پڑھے اور اللہ کی طرف کی دعوت کیے اور اسلام لانے پر ترغیب دیے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سے بیعت اسبات کی لیتا ہوں کہ تم اپنے زن فرزند کی جیسی حفاظت کرتے ہیں میری بھی ویسا ہی کرنا براء ابن معرور نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر عرض کیے قسم ہے اُسکی جو آپکو سچا نبی کیا ہے ہم آپکی ویسی ہی حفاظت کرینگے یا رسول اللہ ہم سے بیعت لیجئے اللہ ہم سپاہی ہیں مردی ہماری بزرگوں سے چلی آتی ہے براء ابن معرور سخن کر رہے تھے کہ ابو الہیثم بن التیہان اُن کے سخن کے آڑ ہو کے کہے یا رسول اللہ ہمارے اور یہود کے درمیان شرط و پیمان تھا اب ہمکو انکا شرط توڑنا پڑیگا اگر ہم انکی شرط توڑیں اور اللہ تعالی آپکو غلبہ دیا تو آپ اپنی قوم میں چلے جاوینگے اور ہمکو چھوڑ دینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم کرکے فرمائے میرا خون سو تمھارا خون ہے اور میری حرمت سو تمھاری حرمت ہے تم جس سے جنگ کروگے میں اُن سے جنگ کرونگا اور تم جس سے صلح کروگے تو میں اس سے صلح کرونگا براء ابن معرور کہے یا رسول اللہ ہاتھ دراز کرو میں بیعت کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے میں سے بارہ شخصوں کو نقیب مقرر کرو تا وہ اپنی قوم کا کفیل رہے پھر خزرج کے نو شخص اور اَوس کے تین شخص کو نکالے بنی نجار کا نقیب اسعد بن زرارہ اور بنی سلمہ کا نقیب براء ابن معرور اور عبد اللہ بن عمرو بن حرام اور بنی ساعدہ کا نقیب سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو اور بنی زریق کا نقیب رافع بن مالک اور بنی الحارث بن الخزرج کا نقیب عبد اللہ بن رواحہ اور سعد بن الربیع اور بنی عوف بن الخزرج کا نقیب عبادہ بن الصامت یہہ نو شخص خزرج کے اَوس کے تین شخص اسید بن حضیر بنی عبد الاشہل کا نقیب اور سعد بن خثیمہ بنی عمرو بن عوف کا نقیب یعنے رفاعہ کے عوض ابو الہیثم بن التیہان کو نکرکے ہیں یعنے روایتوں میں آیا ہے یہہ بارہ شخص کو جو چنے جبرئیل علیہ السلام کے اشارے سے تھا عرض جب ان بارہ شخصوں کو نکالے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقیبوں کو فرمائے تم اپنی قوم کے کفیل ہو جیسا حواری عیسی ابن مریم کے کفیل تھے اور میں اپنی قوم کا کفیل ہوں

قاسم عمر بن قتادہ کی روایت میں ہو کہ جب تمام لوگ بیعت کرنے پر متفق ہوئے عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری کہے ای خزرج کی جماعت اس شخص کی بیعت جو کرتے ہو کس بات کی بیعت ہو سو سمجھے ہو یہہ بیعت تمام کالے گورے آدمیوں سے تمام عرب و عجم سے جنگ کرنے کی ہو اگر تم اپنا مال سب خرچ ہو گیا اور عمدہ لوگ مارے گئے کر کے اس شخص کی رفاقت ترک کر کے اسکو دشمن کے سپرد کر دینے والے ہو تو ابھی سے چھوڑ دو کیونکہ اس وقت چھوڑ دینا دنیا اور آخرت کی رسوائی ہو اگر تمکو اعتماد ہو کہ تمہارے تمام مال خرچ ہو جاوے اور اشراف سب مارے جاوے تو بھی اسکی رفاقت نہ چھوڑیگے تو اسکی بیعت کرو واللہ وہ دنیا اور آخرت کی خوبی ہو عباس بن نضلہ یہہ جو کہا اسواسطے تھا بیعت پکی ہو وے یا اس شخص کی بیعت موقوف کر کے عبداللہ بن ابی بن سلول کو بھی اپنا شریک بنانا تا بیعت مضبوط ہو وے انصار کہے ہم انکو اختیار کئے اگرچہ ہمارا تمام مال خرچ ہو وے اور اشراف لوگ سب مارے پڑے پھر کہے یا رسول اللہ ہم اس عہد کو وفا کرے تو ہمارے لئے کیا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو جنت ہو کہے اپنا ہاتھ دراز کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ دراز کئے سب سے اول براء بن معرور بیعت کئے انکے بعد دوسرے لوگ بیعت کئے بعضی کہتے ہیں اول اسعد بن زرارہ بیعت کئے بعضی کہتے ہیں ابوالہیثم بن التیہان کئے جب بیعت سے فراغت ہوئی شیطان عقبہ پر ایسے بڑے آواز سے پکارا کہ ہم اتنا بڑا آواز نہیں سنے یا اہل الجباجب ہل لکم فی مذمم والصباۃ معہ قد اجمعوا علی حربکم یعنے ای جباجب والے مذمم کی ساتھ صابیوں نے تمہارے جنگ کی خاطر جمع ہوئے ہیں تم اسکا بندوبست کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ ازب العقبہ ہی بیٹا اوس کا ہی بعد فرمائے ای عدو اللہ کیا تو سنتا تھا واللہ ہم تیرے لئے خالی کر دیتے ہیں اور لوگونکو فرمائے اب تم اپنے مقام کو چلے جاو جباجب منا کے گھروں کو کہتے ہیں کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہا کرتے تھے اور مسلمان کو صابی ازب العقبہ شیطان کا نام ہے القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جب رخصت کئے عباس بن عبادہ بن نضلہ کہے قسم ہے اسکی جو آپکو رسول برحق کیا اگر حکم کرتے ہیں تو ہم سویرے ہی مناوں تلوار لیکے آتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھے اسکا امر نہیں ہے لیکن تم اپنے فرودگاہ کو جاو پھر ہم اپنے ٹھکانے پر آکے سو رہے جب صبح ہوئی قریش کے چند معمر شخص ہمارے پاس آکے کہنے لگے ای خزرج کی جماعت ہم سنے ہیں تم ہمارے آدمی کو یثرب سے نکالنے کے لیجانے ہو اور ہمکو سے جنگ کرنے کی خاطر بیعت کئے ہو

عرب کے کسی قبیلے سے جنگ کرنا ہمارے پاس بد نہین جو تم سے ہے راوی کہتا ہی یہہ سُنکے ہمارے ساتھ والے مشرکان قسم کھانے کہ بات بالکل ہوئی نہین اور ہم جانتے نہین وے سچ بولے کیونکہ اُنکو ہماری بیعت سے اطلاع نتھی اسوقت ہم آپس مین ایک کو ایک دیکھنے لگے پھر وہ لوگ اُٹھے اُن مین حارث بن ہشام بن المغیرہ مخزومی بھی تھا اُسکے پانون مین نئے نعل تھین کعب کہتے ہین لوگ جو باتین کرے اُنمین مین بھی گویا داخل ہون کر کر معلوم ہوتے کیواسطے مین عبد اللہ بن عمرو بن حرام کو کہا ای ابو جابر تم ہمارے عمدہ لوگون مین ہو قریش کا یہہ جوان نعل جیسے پہنا ہی تم بھی کیون نہین پہنتے حارث نے یہہ سُنکے اپنے پانون سے نعل نکالکر میرے روبرو ڈالا اور قسم دینے لگا کہ تم اسکو پہنو ابو جابر بولے اُس جوان کو تونے شرمندہ کیا اُسکے نعل اُسکو پھیر دے مین بولا نہ پھیرونگا کیونکہ مجھے نیک فال بی اللہ چاہے تو مین اُسکا لباس پھین لونگا پھر قریش اُٹھکے عبد اللہ بن ابی بن سلول پاس جاکے اُسکو بھی پوچھے اُس نے بولا واللہ یہہ بہت بڑا کام تھا اگر ہوا رہتا تو میری قوم مجھکو اطلاع کرتی مجھکو یقین ہے کہ یہہ بات نہین ہوئی پھر قریش چلے گئے اور انصار مدینے کو روانہ ہوئے قریش اس بیعت کی خبر معلوم کرکے مسلمانون کو اول سے زیادہ ایذا دینے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے تمکو بھائی دئے اور تمھارے اُنکے واسطے ٹھکانا کیا تم مدینے کو ہجرت کرو سب سے اول ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی ہجرت کئے اُن کے بعد عامر بن ربیعہ اُنکے بعد عبد اللہ بن جحش پھر تو جماعتین نکلنے لگے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کئے آپکے سبب سے اوس اور خزرج کے قبیلون مین دوستی اور اتحاد ہوا فساد مٹا سو اللہ تعالی نے فرمایا اے انصار اللہ کی احسان کو یاد کرو جو تمکو اسلام سے مشرف کیا اسلام کے قبل تم آپس مین دشمن تھے سو دوستی کردی وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا اور تھے تم کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تمکو خلاص کیا اس سے یعنے تم اپنے کفر کے باعث دوزخ سے قریب تھے تمھارے اور اسکے درمیان موت ہی تھی كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اسی طرح کہولتا ہے اللہ تمپر اپنے نشانیان شاید تم راہ پاؤ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ اور چاہیے رہے تم مین ایک جماعت بُلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے پسند بات کو اور منع کرتی رہے ناپسند سے

اس آیت مین اللہ تعالی تین چیز کی تکلیف دیا ایک دعوت کرنا نیک کام کی طرف دوسرا حکم کرنا معروف کا تیسرا نہی کرنا منکر سے نیکی کی دعوت مین سب سے اعلا اور افضل اللہ کی وحدانیت اور اُسکے صفات اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ثابت کرنیکی دعوت ہو معروف اُسکو کہتے ہین جو کتاب سنت کے موافق رہے منکر اُسکو بولتے ہین جو کتاب وسنت کے موافق نہو خیر کی دعوت عام ہے اُسمین امر معروف اور نہی منکر داخل ہوگئے لیکن اُنکے بیان مین مبالغہ کرنیکے لئے پھر ذکر کیا علما کہتے ہین امر معروف اور نہی منکر فرض کفایہ ہے اُسکا حکم سب پر ہے لیکن ایک شخص بھی اُسکو بجالاوے تو سب کے ذمہ سے ساقط ہوتا ہے اس تقدیر پر من کا لفظ جو منکم مین ہے تبعیض کا ہے یعنے تمام امت اُسکے مکلف نہین بلکہ تھوڑے من بعضی کا ہونے پر بھی ایک دلیل ہے امر معروف اور نہی منکر کا مخاطب نہین مگر وہی شخص جسکو انکا علم اور اُنکے قایم کرنے کا علم حاصل رہے جو جاہل ہے وہ خطا کریگا معروف کو منکر سمجھنیکا اندیشہ ہے بعضی کہتے ہین من بیانیہ ہے معنی یون ہین تم امت ایسی ہو جو نیک کام کی دعوت اور امر معروف اور نہی منکر کرتے ہو

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وہی پہنچے مراد کو اللہ تعالی نے اس آیت مین امر معروف اور نہی منکر کے باب مین مبالغہ کیا مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی تم سے منکر چیز دیکھے تو اسکو اپنے ہاتھ سے تغیر دیوے اگر طاقت نہین رکھتا ہے زبان سے تغیر دیوے اگر یہہ بھی مقدور نہین رکھتا ہے تو دل سے تغیر دیوے یعنے دل مین کہے کہ یہہ بد کام ہے مجھکو اُسکے دفع کرنیکی طاقت ہوتی تو مین دفع کرتا اور یہہ یعنے دلمین انکار کرنا اضعف ایمان ہے اور ترمذی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اُسی کی میری جان جسکی دست قدرت مین ہے چاہئے کہ تم نیک کام کا امر اور بد کام سے منع کرتے رہنا نہین تو ایسا ہوگا اللہ تمپر عذاب بھیجیگا پھر تم دعا مانگوگے تو تمھاری دعا مستجاب نہوگی ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے ای لوگو تم یہہ آیت پڑھتے ہو یا ایہا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم اور مین رسول اللہ

وارد ۳۷
امر معروف اور نہی منکر کے باب مین حدیث

صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہون فرماتے تھے لوگ جب کسی ظالم کو دیکھکے اُسکا ہاتھ نہ پکڑینگے یعنے اُسکو ظلم سے منع نہ کرینگے تو عنقریب اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجیگا امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص ہمارے چھوٹون پر رحم اور بڑون کی توقیر اور امر معروف اور نہی منکر نکرے تو وہ شخص ہمارے مین نہین اس باب مین احادیث بہت سی آئی ہین عمل کرنے والے کو یہہ بس ہو اب معلوم کیجئے جو چیز فرض ہے اُسکے لئے امر کرنا بھی فرض ہے اگر مندوب ہو تو اُسکے لئے امر کرنا مندوب ہے منکر حرام ہو تو اس سے نہی کرنا بھی واجب ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ مت ہو اُنکی طرح جو پھوٹ گئی اور اختلاف کرنے لگے بعد اسکے کہ پہنچ چکے اُنکو صاف حکم لوگ پھوٹ گئے اُنسے یہود و نصاریٰ دین اکثر مفسرین کا یہی قول ہے اختلاف جو کئے سو اللہ کے دین اور اُسکے امر و نہی مین کئے بعضے کہتے ہین تفرق اور اختلاف دونون ایک ہی معنی سے ہے تاکید واسطے دونون کو ذکر کیا بعضے کہتے ہین تفرق سے آپس کی عداوت اور اختلاف سے دین کے احکام مین مخالفت کرنی مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین اللہ تعالیٰ مومنون کو تین جماعت کو لازم کرنیکا حکم کیا اختلاف اور تفرق سے منع کیا اور خبر دیا اول کے لوگ ہلاک نہین ہوئے مگر دین کے کامون مین جھگڑا فساد کرنے سے ربیع کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو تفرق و اختلاف سے منع کیا جیسے اہل کتاب تفرق و اختلاف کئے ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہود بھوٹ کے ایکہتر فرقے ہوئے اور نصاریٰ کے بہتر فرقے ہوئے میری اُمت تہتر فرقے ہوگی ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے بھی اُسکی تصحیح کی ہے امام احمد اور ابو داود اور حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اہل کتاب اپنے دین مین بھوٹ ڈالے سو بہتر ملت ہوئے یہہ امت بھوٹ ڈالیگی تہتر فرقے ہوگی وے سب دوزخ مین جائینگے مگر ایک فرقہ وے اہل جماعت ہین اس مضمون مین بہت سے احادیث صحیح سندون سے ثابت ہوئے ہین معلوم کیجئے اس اختلاف سے دینی عقاید کے اصول ہین اُنکا اختلاف مراد ہے فقہی فروعات کا اختلاف مراد نہین تہتر کی قید جو فرمائے اس سے یا کثرات اِن بدعتی فرقون کی مراد ہے یا معین عدد ہی مراد ہے اِس تقدیر پر اُس مین اعتراض ہے کہ اِن فرقون سے اصل فرقے جو ہین اُنکو اعتبار کئے تو چھے فرقے ہین - حروریہ اور قدریہ اور جہمیہ

اختلاف و تفرقہ کے بارے مین

اور ہر جیسا وشیعہ اور جہمیہ اگر ان فرقوں کے فروع فرقے جو ہر فرقے میں کئی فرقے ہوئے ہیں اعتبار کیے تو بہتر
سے بڑھ جاتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ یہاں ان فرقوں کے فروع مراد نہیں لیکن ایک فرقے کے فروع میں جس فروع کو
دوسرے فرقے کے ساتھ زیادہ مخالفت ہو اسکو علیحدہ لینا اور جن فروع میں مخالفت زیادہ نہیں انکو ایک ہی فروع
شمار کرنا اس لحاظ سے فرقوں کی کثرت کو ہمیں میں عدد کی طرف پھیر سکتے ہیں مثلاً شیعہ کے بائیس فرقے ہیں انمیں
سے جس فرقے کو اپنے دوسرے فرقے کے ساتھ بہت مخالفت ہو اسکو علیحدہ فرقہ شمار کرنا جسکو اپنے دوسرے فرقے کے ساتھ
تھوڑی مخالفت ہو دونوں کو ایک ہی لینا اور بھی یہ سب فرقے ایک وقت میں مجتمع ہونا لازم نہیں بلکہ کوئی ایک
وقت میں اور کوئی دوسرے وقت میں ہونا کافی ہے معلوم کیجئے ہر فرقہ اپنے کو ناجی اور دوسروں کو گمراہ سمجھتا ہے لیکن یہ گمان باطل
ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ناجی فرقہ وہ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں اس سے
ظاہر ہوا کہ ہر فرقہ اس طریقہ پر نہ ہو وہ گمراہ ہے صحابہ کے طریقے کے خلاف پہلا فرقہ جو نکلا حروریہ تھے جن سے
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ کیے معلوم ہوا یہ فرقہ گمراہ ہے ایسا ہی شیعہ کا فرقہ نکلا سو صحابہ کا جو طریقہ تھا
اسکے برخلاف ہے تو معلوم ہوا کہ وہ گمراہ ہے اسی پر قیاس کیجئے بعضے کہتے ہیں آیت میں لوگوں سے اس امت کے
اہل بدعت مراد ہیں لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو خطاب کیا تم اگلے امتوں کی
طرح آپس میں اختلاف نہ کرنا تو یہاں ہر امت ہوئے ایک شبہ دوسرا شبہ پر اس سے اہل بدعت مراد لینے میں تو
ہر شبہ پر دونوں کا ایک ہی ہونا لازم آتا ہے یہ بات بعید ہے واللہ اعلم وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ اس آیت کیواسطے بڑا عذاب ہے یعنے جو لوگ تفرق و اختلاف کیے اُن کو آخرت میں بڑا عذاب ہوگا اختلاف
کرنے والوں کے لیے اس جملہ میں بہت وعید ہے اور یہ معنی اسکو ذکر نا کرکے تہدید ہے ابو داؤد نے ابوذر رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو جماعت سے مقدار ایک بالشت کے بھی ہو تو اُس نے
اپنی گردن سے اسلام کا گردن بند نکالا يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ جسدن سفید ہونگے بعضے
منہ اور سیاہ ہونگے بعضے منہ اس دن سے قیامت کا دن مراد ہے کس کے منہ سفید اور کس کے منہ سیاہ
ہونگے اس میں اختلاف ہے ابن عباس کہتے ہیں اہل سنت و جماعت کے منہ سفید اور اہل بدعت و ضلالت
کے منہ سیاہ ہونگے عطیہ روایت کیا ابو امامہ باہلی سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو نضر السعدی کہتا ہے

ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مرفوع روایت کئے ہیں ترمذی اور ابن ماجہ اور عبد الرزاق اور امام احمد اور اسحٰق اور ابو یعلی اور طبرانی اور ابن المنذر ابو غالب سے روایت کئے ہیں کہا ازراہ تعجب غراب کے سر کو کاٹ کے دمشق کی مسجد کے سیڑھیوں کے پاس نصب کئے ابو امامہ رضی اللہ عنہ انکو دیکھ کے کہے بدترین مقتولوں ہیں آسمان کے نیچے یہ لوگ جنکو قتل کئے ہیں وے بہترین قاتلوں ہیں بعدہٗ آیت پڑھی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ الآیہ میں نے ابو امامہ کہا کیا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تم سنے ہو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار دو بار تین بار یہانتک کہ سات بار تین سنتا ہوں تو کہے اسکی خبر نہ دیتا بعضے کہتے ہیں مومنوں کے منہ سفید ہونگے اور کافروں کے منہ سیاہ اور بعضے کہتے ہیں مخلصوں کے منہ سفید اور منافقوں کے منہ سیاہ ہونگے یہ منہ کا سفید اور سیاہ ہونا یا حقیقت ہیں وہی رنگ ہوگا سفیدی سے خوشی اور فرحت اور سیاہی سے غم مراد ہے پہلا معنی حقیقی ہے اسکے صحیح ہونے پر ثانی معنی جو مجازی ہے اسکو اختیار کرنا اولیٰ ہیں فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ سو وے جو سیاہ ہوئے ان کے منہ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ایا تم کافر ہوے ایمان ہیں اگر سو اب چکھو عذاب بدلہ اُس کفر کریکا بعضے جنکے منہ سیاہ ہیں انکو سرزنش کے واسطے یہ کہینگے اس آیت کی شان سے یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے ہیں سو عکرمہ کہتا ہے ان سے اہل کتاب مراد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل آپ پر ایمان لائے تھے جب مبعوث ہوئے تو کافر ہوئے اور انکار کئے بعضے کہتے ہیں یہ وے لوگ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہوئے حسن بصری سے منقول ہے کہ یہ منافق ہیں زبان سے ایمان لائے اور دل سے انکار کئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایمان سے میثاق کے روز کا ایمان مراد ہے اُس روز سب ایمان لائے دنیا میں موجود ہوئے بعد جو لوگ اپنے اس ایمان پر باقی رہے اور عمل خالص اللہ کے لئے کئے قیامت کے دن اُن کے منہ سفید ہونگے جو لوگ دنیا میں موجود ہوکے کافر ہوے انکے منہ سیاہ ہونگے بعضے کہتے ہیں وے حروریہ ہیں جو علی رضی اللہ عنہ پر خروج کئے آپ انکو قتل کئے بعضے کہتے ہیں اس سے بدعتی مذہب والے لوگ جیسے قدریہ مرجیہ خوارج ہیں کہتے ہیں ایمان کے بعد کافر ہونے سے وے جماعت سے نکلنا اور اعتقاد میں انکی مفارقت کرنی مراد ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ اور وے جو سفید ہوئے انکے منہ سو رحمت ہیں ہیں اوسکی

وے اُس رحمت مین ہمیشہ رہینگے اِس جگہ رحمت سے جنت مُراد ہے اُسکو رحمت کہا کیونکہ وہ اللہ کی رحمت کی جگہ ہے اور رحمت کی لفظ لانے مین بھی ایک اشارہ ہی کہ مومن کی تمام عمر اگرچہ اللہ کی طاعت مین گذرے لیکن بہشت مین جانا محض اُسکی رحمت اور فضل ہی تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ یعنے یہ آیتین جو وعد وعید مین آئے حکم ہین اللہ کے ہم پڑھ سناتے ہین تجھکو تحقیق یعنے اُنکی وحی تجھ پر یقینا ہوتی ہی وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ اور اللہ نہین چاہتا ظلم جہان والون پر یعنے کسیکو بے جُرم عذاب نہین دیتا اُس سے ظلم ہونا محال ہے کیونکہ وہ سبکا مالک علی الاطلاق ہے اُس پر کوئی چیز واجب نہین جو اپنی ملک مین تصرف کرے وہ ظالم نہین اُسی طرف اشارہ کرنے کو فرمایا وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا ہی جو کچھ ہی آسمانون اور زمین مین وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ کی طرف رجوع ہی ہر کام کی یعنے مومن اور کافر مطیع اور عاصی سب کا مرجع اللہ ہی جو جسکے لائق ہی اُسکو ویسی جزا دیگا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم جو بہتر سب اُمتون سے جو پیدا ہوئی ہین لوگون مین اِس آیت کی شان نزول یہ ہے مالک بن الصیف اور وہب بن یہود دونون یہودی تھے عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور سالم مولی ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کو کہے ہم تمھارے سے افضل ہین اور ہمارا دین تمھارے دین سے بہتر ہے تب اللہ تعالی یہ آیت نازل کیا لفظ کُنتم جو آیا ہی بعضے اُسکو کان تامہ لیتے ہین اس قول کے مطابق ہم نے ترجمہ کیا اور بعضے اس کان کو ناقصہ کہتے ہین تب معنی یون ہونگی تم تھے بہتر سب امتون مین یعنے اللہ تعالی کے علم مین تم بہتر تھے یا گذشتہ اُمتون کے پاس تم بہتر امت ہو کر متصف تھے یا تم لوح محفوظ مین بہتر اُمت ہو کر لکھا تھا تم کر کر جو خطاب کیا اُس مین اختلاف ہی عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور فریابی اور امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر اور طبرانی اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ وے وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کو ہجرت کیے حاکم نے اِس حدیث کی تصحیح کی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند جید ہی ضحاک کہتا ہے وے صحابہ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کیے اور لوگون کو دعوت کیے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ تعالی چاہتا تو فرماتا انتم خیر اُمتہ اُسوقت ہم سب داخل ہوتے لیکن کہا کنتم خیر اُمتہ فرما

ع ۳

سو یہ مخصوص ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے اور جو ان کے مانند کام کرے اسکو ابن ابی حاتم اور ابن جریر طبری سدی کی طریق سے روایت کیے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا اسکی سند متصل ہے فریابی اور عبد بن حمید بخاری اور نسائی ابن ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں انہوں نے بیان میں اس آیت کے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس فرمایا خیر الناس واسطے ناس کے ہیں جو لے آتے ہیں انکو گلوں میں زنجیر ڈال کے یہاں تک کہ داخل ہو اسلام میں یعنے یعنے لوگ جو بعضوں کو طوق زنجیر کر کے لے آتے ہیں پھر آئے بعد کے اسلام لاتے ہیں وے کہ لانے والے بہت بہتر لوگ اور اُن سے دو بھروں کو بہت نفع ہوتا ہے ابن جریر طبری اور زجاج وغیرہ مفسرین کہتے ہیں اس حکم اگرچہ خطاب صحابہ کو ہے لیکن حکم سب امت کے واسطے عام ہے اسکی دلیل حدیث ہے بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور اسکے دادا سے یعنے معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی بیان میں فرمائے کہ تمہارے سے ستر امت پورے ہوئے ان سب میں تم بہتر اور اکرم ہو اللہ تعالیٰ کی پاس یہ حدیث حسن صحیح ہے اسکو عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور دارمی احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ ابن جریر اور ابن المنذر ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم روایت کیے ہیں ترمذی نے کہا وہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا کہ وہ صحیح ہے اسکو ایک شاہد ہے قتادہ سے مرسل جس کو طبری نے روایت کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت کعبہ کو لگا کے بیٹھے تھے سو فرمائے قیامت کے دن ہم ستر امت پوری ہوگی ہم سب کے آخر اور سب سے بہتر ہیں اسکے رجال ثقہ ہیں امام احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کیا ہے اسمیں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں میری امت کو خیر امت کیا حافظ عسقلانی اور سیوطی کہے اسکی سند حسن ہے اس قول کی معارض عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں ہوتی جسکو امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں لوگوں میں بہتر میرے قرن کے لوگ ہیں انکے بعد وے جو انکے لگے ہوئے آئے انکے بعد وے جو انکے لگے ہوئے آئے پھر بعد انکے ایسے لوگ ہوں گے انکی شہادت قسم پر بعد ہی کرتی ہے اور انکی قسم شہادت پر بعد ہی کرتی ہے لفظ بخاری اور مسلم وغیرہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوگون مین بہتر میرے قرن والے ہین اُن کے بعد وے جو اُنسے لگے ہوئے ہونگے اُنکے بعد وے جو اُن سے لگے ہوئے آئے عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہین مجھکو یاد نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرن کے بعد دو قرن کو ذکر کئے یا تین قرن کو اُنکے بعد ایک قوم ہوگی بے طلب گواہی دیگی خیانت کریگی اُنپر امانت نہ کیجائیگی نذر کریگی اُسکو وفا نہ کریگی اور اُن مین موٹاپن ظاہر ہوگا اس حدیث مین قرن جو مذکور ہوا اُس سے مراد ایک وقت مین لوگ جو ہوتے ہین وے سب جبکہ جاوے تو ایک قرن ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا قرن جو فرمائے اُس سے مراد صحابہ ہین یہہ احادیث اوپر کے احادیث کو معارض نہین ہوتے کیواسطے کہ اس آیت مین یہہ اُمت بہ نسبت دوسرے اُمتون کے بہتر رہنے کا بیان ہوا اور اُن احادیث مین سے اُمت کے لوگ باہمدیگر بہتر ہونے مین ہے تو اس امت مین سب سے افضل صحابہ ہین صحابہ مین بھی سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین اُن کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اُنکے بعد عثمان رضی اللہ عنہ اُن کے بعد علی رضی اللہ عنہ اُن کے بعد باقی مشرہ مبشرہ یعنے ابوعبیدہ بن الجراح اور زبیر بن العوام اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم اُنکے بعد اہل بدر اُنکے بعد اہل بیعۃ الرضوان اُن کے بعد دوسرے صحابہ اُن مین بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو گئے ہین وے افضل ہین اُن سے جو جہاد کو نہ گئے اور جو زیادہ صحبت سے مشرف ہوئے افضل ہین اُن سے جو اتنی صحبت مین نہین رہے ان احادیث کو آپس مین افضل ہونے پر جو حمل کئے اُسکی دلیل بخاری اور مسلم کی بعضے روایتون مین خیر امتی قرنی کر کر آیا ہے یعنے میری امت مین کے بہتر لوگ میرے قرن والے ہین تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ حکم کرتے ہو اچھی بات کا اور منع کرتے ہو بری بات سے اس جملے مین اس امت کی بہتری کا سبب بیان کیا کہ وے امر معروف اور نہی منکر کرتے ہین سابق کے امتونمین بھی لوگ یہہ کام کرتے تھے لیکن اس امت والے اُس کام کو بہت جدوجہد سے بجا لاتے ہین بیان اسکا یون ہے امر معروف اور نہی منکر کبھی دل سے ہوتا ہے کبھی زبان سے کبھی ہاتھ سے بہت قوی اُس مین وہ جو جنگ سے ہو کیونکہ اُس مین اپنی جان کی پروانہ کرکے اندیشناک جگہہ مین اُسکو ڈالا سب سے بڑا امر معروف دین حق اور ایمان ہے اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور سب سے بد منکر اللہ کی ساتھ کفر ہے جہاد مین اپنے پر بڑی مشقت اُٹھانی اور غیر کو بڑی منفعت پہنچانی اور اسکو بڑی مضرت سے بچانا ہے اُسکے سب سے جہاد بڑی عبادت اور بڑا امر معروف ہوا دوسری

بیان حدیث خیر امتی قرنی و تعریف صحابہ

شریعتون کے نسبت ہماری شرع مین جہاد کا امر بہت قوی ہے تو وے لوگ دوسرے امتون سے بہتر ہونیکا سبب
ٹھہرا وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ اور ایمان لاتے ہو اللہ پر اس جگہہ رسول پر ایمان لانیکو نہین ذکر کیا کیونکہ اللہ پر
ایمان لانے کو رسول پر ایمان لانا لازم پڑا ہے کیونکہ اللہ پر ایمان لانا حاصل نہوگا جب تک رسول کی تصدیق
نہو رسول کی تصدیق کوئی نہ کریگا جب تک وہ اپنے دعوے کے موافق معجزہ نہ بتاوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
تو معجزے سے ثابت ہوئی اب اللہ پر ایمان لانے کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضرور ہوا معلوم کیجیے حق یہہ
تھا ایمان کو مقدم کرنا لیکن اس آیت مین امر معروف اور نہی منکر کو اول ذکر کیا اسواسطے ایمان لانے مین سب امتون
کے مومن شریک ہین یہہ امت بہتر ہوئی نہین مگر امر معروف اور نہی منکر کرنیکے سبب سے تو انکی خیریت کی موثر وہی
امر معروف و نہی منکر ہوئی ایمان شرط ہوا کیونکہ ایمان نہو تو طاعت بھی مقبول نہین وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو انکو بہتر تھا یعنے یہود و نصاریٰ دین اسلام کو
قبول کرتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تو بہتر تھا ایمان جو نہین لائے سو محض حب ریاست اور
عوام اپنے تابع رہنیکے لئے تھا ایمان لاتے تو دنیا مین عزت اور آخرت مین بہشت ملتی مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
کوئی ہین ان مین ایمان پر یعنے چند اہل کتاب مومن ہین جیسے عبداللہ بن سلام اور سلمان فارسی اور نجاشی
وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور اکثر انکے فاسق ہین یعنے کفر مین سخت ہین یا وے باوجود کفر کے
اپنے دین کے احکام کو بجا نہین لاتے فسق وفجور کیا کرتے ہین لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وے تمھارا کچھہ نہ بگاڑ سکینگے
مگر ستانا مقابل کہتا ہے یہود کے سردار اپنی قوم والون کو جو ایمان لائے تھے جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو
ایذا دینی اور طعن تشنیع کرنی شروع کی تب اللہ تعالیٰ مسلمانون کی تسلی کے واسطے یہہ آیت نازل کیا کہ اے مومنو
یہہ یہود تمھارا کچھہ نہ بگاڑ سکینگے مگر زبان سے طعن تشنیع کرنی اور کچھہ دھمکی دینی وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ
ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ اور اگر تم سے لڑینگے تو تم سے پیٹھہ دینگے پھر انکو مدد نہوگی یعنے اگر یہود کسی وقت
تم سے جنگ کرین تو ہزیمت پاکے بھاگینگے اور تم پر انکو فتح نہوگی بلکہ فتح تمھین کو ہے اس آیت مین غیب کے
چند باتون کی خبر دیگئی ایک تو یہہ کہ مومنون کو ان سے کچھہ ضرر نہ پہنچیگا دوسری بات اگر وے مسلمانون
سے لڑینگے تو شکست پائینگے تیسری ہزیمت کے بعد انکو قوت و شوکت نہوگی بموجب اس آیت کے تینون امر

من

ظہور میں آئے بنی قریظہ اور بنی نضیر اور خیبر وغیرہ کے جنگوں میں یہود ہزیمت پائے بعد اُن کو شوکت نہ ہوئی جب جنگ یا ریاست کا خیال کئے ہیں تو ذلیل وخوار ہوئے ہیں اُنکی مخالفت سے مسلمانوں کا کچھ نہیں بگڑا کہی آیت نہ کہے یہود تو یونہی ہیں لیکن نصاریٰ کا حال ایسا نہیں کیونکہ یہہ آیتیں مخصوص یہود کے لئے ہیں شان نزول کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے امام رازی نے ایسا ہی کہا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے نصاریٰ کی بھی شوکت ٹوٹ گئی اور شام اور قسطنطنیہ جنکے والی ہونے سے اُنکے راجہ کو قیصر کا لقب تھا اُن کی اختیار سے جاتا رہا جزیہ قبول کئے باوجود کثرت کے بہت بار مسلمانوں کے ہاتھ سے ہزیمت اُٹھائے بالکلیہ شوکت ٹوٹنے کا وقت ہنوز نہیں پہنچا ہے جب وقت پہنچیگا تو انشاء اللہ اُنکا ظہور ہویگا ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا ماری گئی اُن پر ذلت جہاں ہووے یعنے یہود جہاں ہیں تو ذلیل ہیں ذلت یہہ ہے کہ اُنکو قتل کرنا اور اُنکے اہل وعیال کو بند میں لانا اور مال غنیمت کرنا بعضے کہتے ہیں ذلت یہہ کہ اُنکو بادشاہ یا رئیس شوکت والا نہیں جس شہر میں یہود ہی ہے تو رعیت اور بے زور ہے اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ سوای اللہ کی رسی کے یعنے کسی حالت میں اُنکو پناہ اور خلاص نہیں مگر اللہ کی رسی کو پکڑے یعنے اُسکے عہد کو قبول کرے وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ اور لوگوں کی رسی کے یعنی مسلمانوں کے عہد کو قبول کرے حاصل یہہ ہے یہود کو سب حالتوں میں ذلت ہے مگر اللہ کے عہد کو اور مومنوں کے عہد کو قبول کریں تو اُسوقت ذلت نہیں عہد کو رسی کہا کیونکہ عہد سبب ہوا خلاصی اور خوف نہ رہنیکا جیسی رسی سبب ہوتی ہے خلاصی کی یہہ رسی کیا ہے سو اُنمیں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں حبل اللہ سے اسلام اور حبل الناس سے ذمی ہونا اور جزیہ دینے کو قبول کرنا مراد ہے بعضے کہتے ہیں دونوں عہد سے ذمی ہونا مراد ہے اور اُسکو دو حبل سے تعبیر کیا کیونکہ یہود مومنوں سے جو امان لیتے ہیں وہ امان اللہ کے حکم سے ہے امام فخرالدین رازی کہتا ہے دونوں بات میرے پسند نہیں میں کہتا ہوں ذمی کو جو امان ملتا ہے دو قسم کا ہے ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اُسکو فرض کر دیا وہ جزیہ لینا دوسرا وہ جو امام کی تجویز پر مقرر ہے کہ اِس زیادتی اور کمی کر سکتا ہے حبل اللہ سے پہلی قسم اور حبل الناس سے دوسری قسم مراد ہے وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ اور کمائے غصہ اللہ کا یعنے یہود اُسکے غصہ میں پڑے وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ اور مارے گئے اُنپر محتاجی یعنے اُنپر محتاجی کا خیمہ مارے ہوئے اُسمیں پڑے ہیں باہر نکل نہیں سکتے مسکنت کا حکم بہ نسبت اکثر کے اکثر یہود محتاج فقیر ہو گئے ہیں حسن بصری کہتا ہے مسکنت سے جزیہ مراد ہے بعضے کہتے ہیں مسکنت سے یہہ غرض ہے

یہود اگرچہ غنی مالدار ہو لیتے تھے مسکین محتاج نہ رہتے کرتے ہیں ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ یہ اسواسطے کہ وے منکر رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے پیمبروں کو ناحق یعنے یہود پر ذلت اور حتاجی اور اللہ تعالیٰ کا غضب جو ہوا اُن کے کفر سے اور ناحق انبیا کو قتل کرنے سے ہوا ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ یہ اس سے کہ وے بے حکم ہیں اور حد سے بڑھتے ہیں یعنی یہود پر یہہ بلا جو آئی اُنکی نافرمانی اور اللہ کے احکام کو توڑنے کے سبب سے آئی لَيْسُوْا سَوَآءً وے سب برابر نہیں ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی دلایل میں اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیہ اور اسید بن سعیہ اور اسعد بن عبید وغیرہ یہود ایمان لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کئے اور اسلام کی رغبت کئے یہود کے احبار کہنے لگے محمد پر ایمان نہیں لائے مگر وے جو ہمارے میں بگڑے ہوئے تھے اگر وے بگڑے نہ ہوتے تو اپنے بزرگوں کا دین کاہے کو چھوڑتے تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا اس جملہ کی لگاوٹ میں دو قول ہیں ایک یہہ ہے لیسوا سواء ایک پورا جملہ ہے اور من اہل الکتاب امۃ آخر علاحدہ جملہ ہے یوں کہنے والے اُسکے بیان کے لئے سواء پاس وقف کرتے ہیں اب معنی آیت کی یہہ ہونگی اہل کتاب جنکا ذکر پہلے آیا کہ تھوڑے ان کے مومن اور اکثر فاسق ہیں وے سب برابر نہیں بعضے کہتے ہیں معنی یوں ہیں یہود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت جو اللہ کے حکم پر قایم ہیں دونوں برابر نہیں دوسرا قول لیسوا سواء اپنے بعد کے کلام سے مربوط ہے اُس قول پر سواء کے پاس وقف نکرنا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے حق پر کھڑا ہوا پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی رات کے گھڑیوں میں اور وے سجدہ کرتے اس جملہ کو پہلے جملے کا بیان ڈالے یا اُسکا متعلق گردانے دونوں قول برابری بیان کرنیکے واسطے دو فرقوں کو ذکر کیا چاہئے ایک فرقہ وہ جو اللہ کے حکم پر ثابت ہے دوسرا فرقہ جو اللہ کے حکم پر قایم نہیں لیکن یہاں ایک ہی کو ذکر کیا دوسرے کو چھوڑ دیا کیونکہ عرب کے کلام کا دستور یہہ ہے کہ ایک شی کو بیان کرتے ہیں اُسکے ضد کو چھوڑ دیتے ہیں تا عقل سے اُسکو سمجھ لیوے اس آیت میں قائمۃ جو مذکور ہوا اُسکے معنے میں ابن عباس ایسا کہتے ہیں کہ وے سیدھی راہ پر ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر کھڑے ہیں اُسکے حکم کا خلاف نہیں کرتے اور اُسکو نہیں چھوڑتے بعضے قائمۃ کی یہی معنی عادلۃ کہتے ہیں اور آیات اللہ سے کتاب اللہ

اور سجدہ کرنے سے نماز پڑھنا مراد ہو اس نماز سے نماز تہجد مراد ہے ابن عباس سے ایسا ہی مروی ہے بعضے کہتے ہیں عشا کی نماز ہے کیونکہ یہود اسوقت نماز نہیں پڑھتے امام احمد اور نسائی اور بزار اور ابو یعلی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی سند حسن سے روایت کئے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب عشا کی نماز کی تاخیر کئے بعد مسجد میں آئے اور دیکھے لوگ نماز کی انتظار میں ہیں فرمائے کوئی دین والا نہیں جو اللہ کو اسوقت ذکر کرتا ہو سوائے تمہارے ابن جریر اور طبرانی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ اس نماز کو اہل کتاب سے کوئی شخص نہیں پڑھتا اور یہہ آیت نازل ہوئی لیسوا سواء من اہل الکتاب الآیہ اللہ تعالے اس امت قائمہ کی دوسری صفتیں کہتا ہے یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر اور حکم کرتے ہیں پسندیدہ بات کو اور منع کرتے ہیں ناپسند سے اور جلدی کرتے ہیں نیک کاموں میں وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور وے لوگ ہیں وے جو ان صفات سے موصوف ہیں نیک بختوں میں ہیں بد فریق کے صفتیں یہہ ہیں کہ وے اللہ کے حکم سے منحرف ہیں شب کو عبادت نہیں کرتے اللہ سے منکر ہیں اسکے صفات میں الحاد کرتے ہیں اور پچھلے دن یعنے قیامت کے دن کو انکار کرتے ہیں اور نیک کاموں میں سستی کرتے ہیں وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ اور جو کرینگے نیک کام سو اسکی ناقدر شناسی نہ کئے جائیگی یفعلوا کی ضمیر امت قائمہ کی طرف پھرتی ہے یعنے جو نیک کام کرینگے اسکے ثواب سے محروم نہ ہونگے اللہ نیکی کی جزا دیگا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ اور اللہ کو خبر ہے پرہیزگاروں کی اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا مقرر وے لوگ جو منکر ہیں اُن کے کام نہ آوینگے اُن کے مال اور نہ اولاد اللہ کے آگے کچھ یعنے کافر اپنا مال دیکے اللہ کے عذاب سے چھٹنا یا اپنی اولاد کی اعانت سے اس سے بچنا چاہے تو ہو نہیں سکیگا یہہ آیت سب کفار کے لئے عام ہے بعضے کہتے ہیں ان کفار سے بنی قریظہ اور بنی نضیر مراد ہیں کیونکہ اُن کے سردار مال کی طمع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر کمر باندھے سو ان کو فرمایا تمہارے مال اور اولاد کام نہ آوینگے بعضے کہتے ہیں قریش کے کافروں کے حق میں نازل ہوئی ابوجہل بڑا مالدار تھا اور مال پر فخر کرتا تھا اس لئے مخصوص مال اور اولاد کو ذکر کیا کیونکہ آدمی اپنے پر کی بلا کو مال خرچ کر کر کبھی دفع کرتا ہے اور کبھی اپنی اولاد کو

استعانت سے سونے دونوں چیزیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وے دوزخ کے لوگ ہیں وے اسمیں رہ پڑے یعنے دوزخ سے کبھی انکو چھٹکارا نہ ہوگا مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ

فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ

جو کچھ کفار خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں اسکی مثال جیسی ایک باد اسمیں پالا مار گئی کھیتی ایک لوگ کی جنھوں نے اپنے حق میں برا کیا تھا پھر اسکو نابود کر گئی حاصل معنی آیت کی یہ ہے کفار نیک کاموں میں مال خرچ کرتے ہیں اس سے انکو گمان ہے کہ وہ کام آویگا جیسی کھیتی کسیکو ہوتی ہے تو اسکو امید رہتی ہے کہ اپنے کام آویگی جب کافر خرچ کرتے سو مال ضرورت کیوقت کام نہ آیا تو گویا کھیتی جلگئی سو اسے غم اور افسوس کے کچھ نہ ملا سابق کی آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا کفار کو انکا مال اور اولاد کچھ کام نہ آویگے اس سے احتمال ہوا کہ کسی دل میں خیال آوے کہ شاید کفار اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچتے ہیں جیسا غریبوں مسکینوں کو خیرات دیتے ہیں مسافر خانے بناتے ہیں اسکے سوائے نیکی کے بہت سے کام کرتے ہیں شاید یہ انکو نفع دیوے سو اس خیال کو دفع کرنے کو یہ آیت نازل کیا حاصل اس آیت کا یہ ہے کفار جو مال خرچ کرتے ہیں اگرچہ نیک کام میں ہو آخرت میں انکو نفع نہ دیگا یہ حکم سب کافروں کے حق میں ہے کیونکہ مال جو وے خرچ کرتے ہیں یا دنیا کے منافع کے واسطے یا آخرت کے منافع کے واسطے دنیا کے منافع کے واسطے جو دیتے ہیں وہ آخرت کے لئے کام نہیں آتا کافر کا کیا ذکر مسلمان بھی دنیا کے نفع کیواسطے دیوے تو اسکو آخرت میں نفع نہیں دیتا اگر کافر آخرت کی منفعت واسطے دیتا ہے تو اسکو نفع نہ دیگا کیونکہ کفر اسکے تمام نیک اعمال کو باطل کر دیتا ہے بعضے کہتے ہیں یہ آیت ابوسفیان اور دوسرے مشرکوں کی شان میں اتری جو اپنا بہت سا پیسا بدر اور احد وغیرہ میں نرچے صر کا ترجمہ پالا یعنے سرما اور ٹھنڈ ہم جو کہے وہ اکثر مفسرین اور اہل لغت کا قول ہے بعضے کہتے ہیں صر باد سموم کو کہتے ہیں دونوں قول پر تمثیل صحیح ہے کیواسطے سردی ہو یا گرمی افراط سے ہوئی تو کھیت کو جلا دیتی ہے

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا پر وے اپنے جی پر ظلم کرتے ہیں جمع کی ضمیر اس جملہ میں جو ہے پیا خرچ کئے سو کفار کی طرف پھرتی ہے یعنے کفار جو نفقہ دیتے اللہ تعالی نے اسکے ثواب کو ضایع نہیں کیا بلکہ انکا کفر اسکو باطل کیا کھیتی والوں کی طرف ضمیر کو پھیرنے کی

بھی صحیح ہے یعنے اللہ تعالی انکی کھیتی ظلم کر کر ضایع نہین کیا بلکہ وے عذاب کے مستحق ہو کر اپنے پر ظلم کئے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ای ایمان والو

نہ ٹھہراؤ بھیدی اپنے غیر کو وہ کمی نہین کرتے تمھاری خرابی مین اکثر مفسرین کہتے ہین اس غیر سے یہود

مُراد ہین کیواسطے کہ اُن آیتون مین اوّل سے آخر تک خطاب یہود کی ساتھ ہے تو غیر سے وہی یہود مُراد

ہین اسیکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ

عنہما سے روایت کیے ہین کہ چند مُسلمان تھے اُنکو یہود کے ساتھ سابق مین قرابت اور دوستی تھی اسلام کے بعد اسی

محبت اور اتحاد کے دیکھتے مسلمان اُن سے اپنے کامون کی مشورت کیا کرتے اور اپنے دل کا بھید اُن سے

کہتے اللہ تعالی اُس دوستی سے نہی کیا اور اِس آیت کو نازل کیا قتادہ کہتا ہے اس سے منافق مُراد ہین

وے مسلمانون کے پاس اپنا بھگل بتاتے دوستی نمود کرتے مسلمان اُنکو سچے سمجھ کر اپنے بھید اُن سے ظاہر کرتے بھگل کھرو تزویر

وے جاکے یہود کو اُس راز سے خبر دیتے پھر اللہ اُنکو اِس سے منع کیا اسکی دلیل واذا لقوکم قالوا امنا

کا جملہ ہے سو یہہ جُملہ دلالت کرتا ہے غیر سے مراد منافقین ہین کیواسطے کہ یہہ منافقین کی صفت ہے

بعضے کہتے ہین اس سے سب کفّار مُراد ہین کیواسطے کہ اللہ تعالی مومنون کو اپنے غیر کے تئین بھیدی نہ کرنا

کر کر منع کیا تو وہ علی العموم کافرون کو اپنا بھیدی نہ کرنے کی نہی ہوئی اسکے بعد کی آیت منافقون کے ساتھ

مختص ہونا اول آیت کے عموم کو منع نہین کرتا کیواسطے کہ اصول فقہ مین ثابت ہے آیت کا ابتدا عام

اور اُسکا آخر خاص ہو تو آخر کا خصوص ابتدا کے عموم کو مانع نہین بطانہ اصل مین لباس کو کہتے ہین جو

بدن سے لگا رہتا ہے بعد اُسکو اطلاق کئے مصاحب پر جو اُسکے ساتھ لگا رہتا ہے اور واقف اسرار ہوا

کرتا ہے خبال کی معنی فساد اور ضرر جو آدمی کو لاحق ہو کے عقل مین نقصان ڈالتا ہے اس جگہ (لا یالونکم

خبالاً) سے مُراد یہہ ہے وے تمھارے درمیان بیزار اور فساد ڈالنے مین قصور نہ کرینگے وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ

اونکی خوشی ہے تم جسقدر تکلیف پاؤ یعنے تمکو ضرر پہنچنا اور تمھارا ہلاک ہونا اور مشقت مین پڑنا اُنکی مُراد ہے

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ نکلی پڑتی ہے دشمنی اُنکی زبان سے یعنے اُنکی باتون سے اُنکی عداوت

معلوم ہوتی ہے پیغمبر کی تکذیب کرتے ہین اور اہل اسلام کو احمق اور نادان ٹھہراتے ہین مذمت کرتے ہین

وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ اور جو چھپا ہے اُن کے سینوں مین سو اُس سے زیادہ ہے یعنی باتون سے جو عداوت ظاہر ہوتی ہے اُس سے زیادہ اُنکے دلون مین عداوت اور دشمنی ہے قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ تحقیق ہمنے بتا دئے تمکو پتے اگر تمکو عقل ہے یعنے کفار کی دوستی نہ کرنا کرکے تمکو ہم کہدئے تمکو سمجھ ہو تو تم اُن سے دوستی نہ کروگے اللہ صاحب نے کافرون کو اپنا بھیدی نہ کرو کرکے حکم فرمایا اور اُنکو بھیدی نہ کرنیکے چار سبب چار جملون مین کہے ایک لایا لونکم خبالا دوسرا ودّوا ما عنتم تیسرا قد بدت البغضاء چوتھا قد بینا لکم الایات سے جملے ہر ایک علحدہ ہین ماقبل کی صفت وغیرہ نہین اِس آیت مین ایک فقہ کا مسئلہ نکلا وہ یہہ کہ کافرونکو کار و خدمت پر مامور نکرنا اُن سے کنارہ کشی کرنا چاہئے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کہے یہان ایک حیرہ کے لوگون سے یعنے نصاریٰ سے منشی اور محاسب اوسکو آپ منشی گری مین داخل کرے تو بہتر ہو عمر رضی اللہ عنہ کہے اگر مینے اُسکو اس کام مین داخل کیا تو مومنون کے غیر کو مین نے بھیدی ٹھہرایا هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ سنتے ہو تم لوگ کی دوستی رکھتے ہو اور وے تمکو دوست نہین رکھتے اور تم سب کتابون کو مانتے ہو ہا کا لفظ تنبیہ کے لئے ہے انتم سے مسلمانون کو خطاب ہے اور اُولاء سے اشارہ کفار کی طرف ہے یعنے ای مومنو تم قرابت وغیرہ کے دیکھتے یہود سے دوستی کرتے ہین اور وے تمھاری دوستی نہین کرتے کیونکہ تمھارے اور اون کے دین مین اختلاف ہے اور تم خدا کے سب کتابون پر ایمان لاتے ہو اور وے تمھاری کتاب پر ایمان نہین لاتے اللہ تعالیٰ اس سے مومنون کو سرزنش کرتا ہے کہ وے باطل پر ہوتے ہوئے تم سے اتنے کرو ہے ہین جو تم حق پر رہکے اُن سے اس قدر کروے نہین چاہئے تم اون سے زیادہ کروے رہنا وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا اور جب تم سے ملتے ہین کہتے ہین ہم مسلمان ہین اُوپر کی آیت کا نزول منافقین کی شان مین لیوین تو اٰمنا کی معنی ظاہر ہین اسواسطے کہ منافقین ظاہر مین اپنے کو مومن کہلاتے تھے اگر یہود کی شان مین لیوین تو شاید اٰمنا سے موسیٰ کے دین پر ایمان لانا مراد ہو وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ اور جب اکیلے ہوتے ہین کاٹ کاٹ کھاتے ہین تمپر انگلیان شمنی سے

یعنے وہ لوگ تمھارے روبرو تو تمھاری سی بات کرتے ہین تمھاری غیبت مین بڑی عداوت ظاہر کرتے ہین اور نہایت غصہ ہوتے ہین اتنا غصہ آتا ہے کہ اپنی انگلیون کو کترلین جیسا کچھ لوگون کی عادت ہے غصہ از حد زیادہ ہوے اور مطلوب تک نہ پہنچ سکے تو انگلیان کترتے ہین غصہ والا یہہ حرکت اکثر کرتے ہے انگلیان کترنا کنایت ہو غصہ سے اگرچہ انگلیان کترنا بہت غصہ کا سبب نہین ہوتا دیکھے مسلمان آپس مین دوستی رکھتے ہین اور سب مین اتفاق ہو اخلاص اتفاق سے مسلمانون کو قوت اور روز بروز ترقی ہے اور اسمین یہود و منافق کی ذلت اور رسوائی ہے اس لئے غصہ کھاتے ہین اور انکو نہایت رنج ہوا کرتا ہو اس آیت مین بھی اللہ تعالی نے مومنون کو کافرون کے مخالفت سے منع کیا اور تین چیز ذکر کیا کہ ہر ایک سے مسلمانون کا اپنا بھیدی کافر کو نہ بنانے پر دلالت کرتا ہے ایک تو یہہ وے تمکو دوست نہین رکھتے دوسرے تمھاری کتاب کو نہین مانتے تیسرے دل مین تم سے دشمنی رکھتے ہین ایسون سے دوستی رکھنا اور اپنا بھیدی بنانا عقل کا کام نہین قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ تو کہہ اے محمد تم مرو اپنی دشمنی مین یعنے تم مرے تک دشمن ہی رہو یہہ بد دعا ہے اُن پر اس سے غرض اسلام کو روز بروز ترقی ہونا اور اُس سے اُنکو ذلت اور رسوائی ہونا مراد ہے وے کفر پر قایم رہنا مراد نہین اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اللہ کو معلوم ہے دلون کی بات یعنے تمھارے دلون مین جو خطرے آتے ہین سب اللہ تعالی کو معلوم ہین تمھارے دلون مین جو عداوت ہو اللہ کو معلوم ہے صدور جمع صدر کی ہے اُسکی معنی سینہ اس سے خطرے جو دل مین آتے ہین اور خواہشین جو نکلی سے پھراتے ہین مراد ہے اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اگر تمکو ملے کچھ بھلائی بُری لگے اُن کو اس جگہ حسنہ سے دُنیا کی منفعت مراد ہے جیسا غنیمت فتح یاب ہونا وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا اور اگر تمپر پہنچے بُرائی خوش ہون اُس سے سیئہ سے دُنیا کے مکروہات مراد ہین جیسا لوگون کا جنگ مین مارا جانا کھانے پینے مین تنگی ہونا یہہ جملہ بھی سابق کے منع کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنے جب وے تمھاری دشمنی مین قصور نہین کرتے تم کو اسلئے اُن سے دوستی باندھنا چاہیے وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اور اگر تم ٹھہرے رہو اور بچتے رہو کچھ نہ بگڑیگا تمھارا اُن کے فریب سے یعنے اگر ایذا کو تم سہوگے اور اللہ سے ڈروگے اُسکے حکم کا خلاف نکروگے تو کچھ تمکو ضرر نہوگا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ جو کچھ وے کرتے ہین سب اللہ کے بس مین ہے یعنے وے جو تمھاری عداوت کرتے ہین دل مین بغض رکھتے ہین سب اللہ کو معلوم ہے اُسکی سزا دیگا ان آیتون مین اللہ تعالی یہود و نصاری سے

فصل دوم اس بیان میں جو وقوع اس غزوہ کا ہوا

کنارہ کشی اختیار کرنے کو اور انکو مسلمانوں کے امور میں دخل نہ دینے کو یہاں تک کہ اسلئے کہ انکو مسلمانوں سے
دینی عداوت ہوئے جاتی ہے یہ مسلمانوں کو نکالدینا اور جلاوطن کرنا اسکے واسطے اقدام کرتے ہیں مسلمانوں کے
علم حاصل کرو کرکے ترغیب دیتے ہیں جب کوئی علم کی طرف مشغول ہوا تو کہتے ہیں تمہارے علم سے علم دینی حاصل
کرنے میں تم مشغول ہو تو تمکو معاش حاصل کرنیکی لیاقت نہیں ہوتی ایسا علم حاصل کرنا کہ جس سے فکر معاش ہو
ہمارے علوم تم حاصل کروگے تو فکر معاش تمکو حاصل ہوتی ہے انکے فریب پر نادان مسلمان انہیں کا گاتے ہیں
یہ نہیں سمجھتے انکی غرض ہمارے دین کو ضایع کرنے پر ہے چاہئے کہ ان کے اس دام میں نہ پھنسیں دین
کی مضبوطی کے واسطے علم حاصل کرنا معاش کی فکر نہ کرنا کیا واسطے معاش کا کفیل اللہ سبحانہ ہے انکے علوم حاصل
کرنے سے معاش نہیں ملتی واللہ المستعان وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ
لِلْقِتَالِ اور جب فجر کو نکلا تو اپنے گھر کے لوگوں سے بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر
اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ قصہ جنگ احد کا ہے بعضے کہتے ہیں یہ جنگ احزاب کا قصہ ہے بعضے کہتے ہیں بدر کا ہے
پہلا قول ہی صحیح ہے کیونکہ بعد کی آیت میں اذہمت طائفتان منکم ان تفشلا جو آیا اس میں سب علما کا اتفاق ہے
کہ یہ نہیں ہوا مگر احد میں مجاہد اور کلبی اور واقدی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح ہی بی بی عایشہ
رضی اللہ عنہا کے مکان سے پیادہ پا نکلے احد کو پہنچے اور جنگ کے لئے صفیں ایسی راست کئیں جیسا تیر کو راست کرتے
ہیں محمد بن اسحاق اور سدی نقل کئے ہیں بدر کے جنگ میں قریش کے اکثر عمدہ لوگ مارے پڑے اور انکی جماعت
خستہ حال سے مکے کو پہنچی بعد عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ وغیرہ چند لوگ جنکے باپ
بند مارے گئے تھے مسلمانوں سے جنگ کرنیکی ترغیب دیئے ہر ہر شخص اپنے مقدور موافق پیسوں کی کمک کیا ابوسفیان لشکر
ہوکے مکے سے نکلا انکی جماعت چہارشنبہ کے روز عینین پہاڑ کے پاس جو احد کے مقابل ہے آکے اتری انکے اترنے
کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ صحابہ سے مشورت کئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کو بلوا کے اس سے
بھی تجویز کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اسکے آگے کبھی نہیں بلوائے تھے پھر عبداللہ بن ابی اور اکثر
انصار کہے مدینہ میں ہم رہنا ان سے جنگ کرنے باہر نکلنا واللہ ہم جنگ کرنے جب مدینہ کے باہر گئے ہیں
تو کبھی شکست ہوئی ہے اور جب شہر میں رہے ہیں مخالف آیا ہے تو شکست پایا ہے آپ جب رہنے

سا تھہون تا اللہ کونسی فوج ہوگی کہ اوسکو نہین بھیڑ دینا اگر رہے تو بُری حالت سے تمہے آجرنا امید ہوکر
چلے جائینگے اگر بستی مین آوے تو مرد جاسے ہوکر مقابلہ کرینگے بچے اور عورتین گھرون پر سے پتھرے پھینک کے
مارینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تجویز پسند آئی لیکن بعضے صحابہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو لیکے چلو نہین تو وے کہتے سمجھینگے کہ ہم ڈر کے ندائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین خواب دیکھا کہ گائے ذبح
ہوئے ہین اُسکا بچا رخ بی سے کیا اور میری جماعت کے چند لوگ مارے جائینگے اور دیکھا میری تلوار کی دانت ٹوٹا
ہے اُسکی تعبیر ہزیمت سے کیا اور دیکھا مین اپنا ہاتھ مضبوط بکتر مین کیا ہون اسکی تاویل مدینہ سے کیا تمھاری
مرضی ہو تو مدینہ مین رہو اگر وے بستی مین آجاوے تو ہم اُن سے جنگ کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مرضی مبارک یہی تھی شہر مین رہناوے آجاوے تو اُنکو گلی کوچون مین مارڈالنا چند مسلمان جو بدر کے جنگ مین
حاضر نہین تھے سو بجد ہوئے کہ ہمکو لیکے میدان مین نکلتا تا اپنی شجاعت بتاوین الخا بجد ہونا دیکھکے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرا مین تشریف لیگئے بکتر پہن ہتیار باندھکے نکلے لوگ دیکھے آپ مسلح ہوئے ہین
نادم ہوکے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا کہ تم کیا کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی وحی آتی ہے اُسکی
بات نہ ماننے نکلنے کا جو اصرار کئے بہت بیجا کئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے عذر خواہی
کرنے لگے اور کہے آپکی مرضی کے ہم تابع ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نبی کو بکتر پہنے بعد اسکو اتارنا لائق
نہین جب تک جنگ نہ کرے پھر جمعہ کی نماز پڑھے بعد کوئی انصاری مرا تھا سو اسکے جنازے کی نماز پڑھکے نکلے
شنبہ کے صبح کو شوال کی پندرھوین ہجرت کا تیسرا سال احد پاس پہنچے اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
پچاس تیر مارنے والونکو دیکے پشت پر پہاڑ پاس کھڑا کئے اور تاکید کئے تم اُس مقام کو چھوڑکے ہرگز نہ نکلو اگرچہ
ہم سب مارے جائین یا فتح یاب ہون اللہ تعالیٰ نے اسی قصہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اے محمدؐ تو یاد کر اُس
روز کا احوال جو تو نے اپنے لوگون سے یعنے بی بی عایشہ کے گھر سے نکل کر لڑائی کے موقع دیکھکے مومنونکو
بٹھانے لگا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ سنتا جانتا ہے اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا جب قصد
کیا دو فرقون نے تم مین سے کہ نامردی کرین وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ مددگار تھا اُنکا جب اللہ مددگار تو
وے کا ہیکو نامردی کرینگے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسا کرین۔

مسلمان ہن دو فریق سے بنی سلمہ خزرج کے قبیلے سے اور بنی حارثہ اُسکے قبیلے سے جو لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر تھے مُراد ہین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کا قصد کرکے آپکے ہمراہ ہزار آدمی تھے بعضے کہتے ہین نو سو پچاس اور کفار تین ہزار تھے جب شوط کو پہنچے عبداللہ بن ابی ابن سلول تین سو شخص کو اُسکے تابع تھے لیکر پھر گیا اور بولا میری بات نہ مانکے تم لوگون کی بات پر نکلے ہن ہم مصلحت مین اپنی جان کو واسطے کھوئین ابو جابر نے اُنکے پیچھے دوڑکے کہا تمکو خدا کی قسم ہے رسول اللہ کو چھوڑکے کہان جاتے ہو ابن سلول بولا جنگ ہوتا سو ہمکو معلوم ہو تو تمھارے شریک ہونگے اِنکو دیکھکے بنو سلمہ اور بنو حارثہ کے دلونمین بھی نامردی آئی چاہے ابن سلول کے ساتھ پھر جانا لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو توفیق دیا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے اللہ تعالیٰ نے اُن دونون فرقون پر جو بڑا احسان کیا اُسکو ذکر کیا اور اُنکی تعریف کیا اور بولا کہ مین اُنکا ولی یعنے مددگار اور محافظ اور اُنکے کام کا والی ہون اور اونکے دلونمین ایک خطرہ جو آگیا تھا اُس پر کچھ مواخذہ نہین کیا بخاری اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ روایت کیا کہے یہ آیت اذ ہمت طائفتان منکم ان تفشلا الآیہ ہمارے حال مین نازل ہوئی دو طایفہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ ہین اُسکا نازل نہ ہونا مجھ کو خوش نہین وہ کہتا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا واللہ ولیہما یعنے ابتدا آیت سے اُنکی کچھ منقصت معلوم ہوتی ہے لیکن آخر مین جو کہا اِس سے بڑی منقبت نکلی وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ اور بیشک تمھاری مدد کرچکا ہے اللہ بدر کی لڑائی مین اور تم بے مقدور تھے بدر نام ایک قریئے کا ہے مدینہ سے چار منزل پر بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ یا بدر بن الحارث وہان رہتا تھا اس لئے اس جگہ کا نام بدر ہوا بعضے کہتے ہین وہان ایک کنوان ہے اسکا نام بدر آذلۃ جمع ذلیل کی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانون کو ذلیل تھے فرمایا کیونکہ وے بہ نسبت کافرون کے کم تھے کیونکہ مسلمان تین سو تیرہ شخص تھے ہتیار ہمراہ نہین رکھتے تھے اُنکے ساتھ ایک گھوڑا تھا اکثر لوگ پیادہ پا تھے سواری کو جانور نہین تھے چند چند شخص مین ایک ایک اونٹ تھا باری سے اُسپر بیٹھتے تھے ہمراہ مال اسباب کچھ نہین تھا مشرکون کا حال اُسکے برعکس تھا ہزار بھر لڑیا اقسام کی ہتیار سے آمادہ تھا اُنکے ساتھ سو گھوڑے سات سو اونٹ تھے اِسکا سبب یہ تھا مسلمان ابوسفیان کے قافلے کو جو تجارت کا مال لئے جاتا تھا غارت کرنیکے ارادے سے روانہ ہوئے تھے اُس قافلہ مین لوگ زیادہ نہ رہنے سے علی العموم نکلنے کی صدا نہین دی اور جسے

بلکہ کی نسبت نہ پہنچے گی بخلاف کافروں کے کہ اپنے قافلہ کو بچانے کے واسطے جنگ کے مستعد ہو کر آئے تھے اللہ تعالیٰ نے
مسلمانوں کو حکم دیا فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون بدر سے شاید تم احسان مانو اذ تقول
للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الف من الملئکۃ منزلین جب تو کہنے لگا مسلمانوں
کو کیا کافی نہیں تمہارے لئے کہ مدد بھیجے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترے بلی ان تصبروا
وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ الف من الملئکۃ مسومین ۰
البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو اور دوڑے آویں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے
نشانی کئے ہوئے سے فرشتے مدد کیواسطے آتے ہیں کر کر وعدہ جو کیا کس جنگ میں تمہارا اختلاف ہو الکفر مفسرین
اور اہل سیر کہتے ہیں بدر کے جنگ میں تھا اس قول پر اذ تقول المومنین کا تعلق ولقد نصرکم اللہ سے ہوگا اس کے
موافق بدر کے جنگ میں فرشتے آئے یا نہیں سو اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں بدر میں بھی ابن ابی حاتم قتادہ سے
نقل کیا ہے کہ بدر کے روز پانچ ہزار فرشتہ آیا اور ربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اول تین ہزار فرشتے
مدد کے لئے بھیجا بعد بھی مدد بھیجا سو تین ہزار فرشتے ہوئے بعد بھی مدد بھیجی سو پانچ ہزار فرشتے ہوئے بعضے کہتے ہیں
فرشتے نہیں آئے فقط ہزار فرشتہ جنکا ذکر سورۂ انفال میں ہے وہی آئے ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت
کیا ہے کہ بدر کے روز مسلمانوں کو جبرئیل کرز بن جابر فہری مشرکوں کی عدد کرتا ہی تھا کہ مسلمانوں کو اندیشہ
ہوا تب اللہ تعالیٰ نازل کیا الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الاف الآیۃ بدر کے مشرکوں
کی نہر بیت سکے مدد نہیں کیا اور مسلمانوں کی مدد کیواسطے پانچ ہزار فرشتے بھی نہیں آئے فقط ہزار فرشتے ہی
آیا بعضے کہتے ہیں یہ وعدہ احد کے جنگ میں تھا عکرمہ اور ضحاک اسی مقاتل کا بھی قول ہے لیکن یہ مدد آنا صبر
اور اللہ سے ڈرنے پر شرط تھا وے لوگ صبر نہیں کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کیا اس لئے
مدد نہیں آئی مجاہد کہتا ہے احد کے روز بھی فرشتے آئے پر جنگ نہیں کئے لیکن بخاری اور مسلم سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ احد کے جنگ کے روز میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دونوں بازو پر دو شخص کپڑے بہت سفید پہنے ہیں آپکی طرف سے خوب سا جنگ کر رہے ہیں وہ
دونوں شخص کو اس جنگ کے آگے اور اسکے بعد کبھی میں نہیں دیکھا تھا وے دونوں جبرئیل اور میکائیل تھے اس سے معلوم ہوا

کہ ابن دن بھی فرشتے جنگ کئے مسومین کی معنی میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں نشان کئے ہوئے عرب کا دستور تھا جنگ کے روز اپنی معرفت کے واسطے نشان کرتے تھے یہ نشان اپنے بدن پر کئے تھے یا گھوڑوں کو اسمیں اختلاف ہے عروہ بن الزبیر نے کہا علامت یہ تھی فرشتے سر پر زرد پگڑی باندھے ابلق گھوڑوں پر تھے علی مرتضیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وے سفید پگڑیاں باندھے پیچھے شملہ چھوڑے تھے قتادہ اور ضحاک کہتے ہیں گھوڑوں کے ماتھے پر اور دم میں رنگین صوف باندھے تھے بعضے روایتوں میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے روز صحابہ کو فرمائے تم نشانی باندھو کیونکہ فرشتے اپنے ٹوپی اور خود پر سفید صوف کا نشان باندھے ہیں اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ کے روز شتر مرغ کا پر لگاتے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سفید صوف کا نشان باندھتے تھے اور زبیر رضی اللہ عنہ سر پر زرد پٹی اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ سرخ پٹی باندھتے تھے بعضی کہتے ہیں مسومین کی معنی چھوٹے ہوئے لینے گھوڑوں کافروں پر چھوڑے تھے اس سے غرض گھوڑوں کو انپر ڈال کے قتل کرتے تھے یا اسیر کرتے تھے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى اور یہ مدد یا وعدہ اللہ نہیں کیا مگر تمہاری خوشی کیواسطے وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ اور تا تسکین ہو تمہارے دلون کو یعنے دشمن کی نہایت اور اپنی قلت سے اندیشہ نکرین وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اور مدد نہیں مگر اللہ کے پاس سے جو زبردست ہے حکمت والا یعنے یہ خیال مت کرو کہ لوگونکی کثرت سے فتح ہوتی ہے یا فرشتے آنے سے فتح ہوئی کیونکہ شکست و فتح اللہ کی اختیار میں ہے چاہئے کہ تمے اللہ پر بھروسا کرنا اسباب کو ترک کرکے مسبب الاسباب کی طرف متوجہ ہونا لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا تا کاٹ ڈالے کافرونکی ایک جماعت کو اسکا تعلق واقعہ لکم اللہ جدید ہے یعنے بدر کے روز جو تمکو نصرت دیا سو کافرونکی ایک جماعت کو ہلاک کرنیکے واسطے تھا بعضے ترجمہ یون کرتے ہیں تا توڑے ایک رکن شرک کی رکنون سے سو بدر کے روز مشرکون کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر آدمی اسیر ہوئے جسنے آیت کو غزوہ احد پر لگایا ہے سو کہتا ہے کہ احد کے روز بھی پہلے نصرت مسلمانون کو ہوئی اور انکے سولا آدمی مارے پڑے بعد لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کئے اور مقام چھوڑکے نکلے سو کچھ مین آئے اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ یا انکو اوندھا کرے کہ پھر جاوین نامراد یعنے فتح کی آرزو جو کرتے تھے برآوے خوار و ذلیل ہوکے لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ

شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظالمون تیرا اختیار کچھ نہیں یا انکو توبہ دیوے یا انکو
عذاب کرے کہ وے ناحق پر ہیں اس آیت کی شان نزول میں اختلاف ہے صحیح قول وہ ہے کہ احد کی لڑائی میں
اسّی بعضے کہتے ہیں بیر معونہ والوں کے قصے میں نازل ہوئی رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنی لحیان کے قبیلے
آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہے ہماری تمام قوم ایمان لانیکی امید ہے ہماری مدد کیلئے چند
شخص کو روانہ کرو آپ ستر شخص کو صفہ والوں سے جو قرآن پڑھے روانہ کئے اور انپر منذر بن عمرو کو سردار کئے
اور بیر معونہ کو روانہ کئے وہ ہذیل کے شہر وتین ایک جگہ کا نام ہے مکہ اور عسفان کے مابین انکی روانگی
صفر کے مہینے میں تھی سنہ چار ہجری احد کے بعد چار مہینوں کے جب انکی سرحد میں داخل ہوئے عامر
بن الطفیل نے دغا سے اُن تمام قاریوں کو قتل کیا اِس کے قنوت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت
رنج ہوا پھر آپ نماز میں ان قبیلے والوں کو بد دعا کرنے لگے اسکو منع کرنے پر یہ آیت نازل ہوئی ابن اسحٰق
اپنی مغازی میں اور امام احمد اور مسلم اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم احد کے روز اپنے منہ پر سے خون پونچھتے تھے اور فرماتے تھے کیونکر بھلا پاویگی قوم جو اپنے نبی
کے منہ کو زخمی کیا اور اُسکے دانت توڑے تب اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل کیا لیس لک من الامر شیٔ امام احمد
اور بخاری اور ترمذی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر
کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد کہتے یا اللہ لعنت کر فلانے
کو فلانے کو ایک روایت میں آیا ہے لعنت کر صفوان بن امیہ کو اور سہیل بن عمرو کو اور حارث بن
ہشام کو تب اللہ تعالیٰ لیس لک من الامر شیٔ کی آیت ظالمون تک نازل کیا امام احمد اور ترمذی
اپنی روایت میں اُسکے بعد یہہ بھی زیادہ کئے ہیں کہ بعد وہ لوگ توبہ کئے یعنے اسلام لائے اور امام احمد
کی ایک روایت میں ان تین شخص کے ساتھ عمرو بن العاص کا نام بھی داخل کیا ہے بخاری نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بد دعا کرنا دعا دینا چاہتے تو رکوع
کے بعد قنوت پڑھتے سو بعضے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد کہتے یا اللہ نجات دے ولید بن الولید کو اور سلمہ بن
ہشام کو اور عیاش بن ربیعہ کو یا اللہ مضر کو سخت کمذل دے اور اس کو خط یوسف کیوقت کی خشک سالی کے مانند

لہ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کو ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے جمع کیا تھا جو حافظ تھے

یہہ پکارکے خبر دیتے اور فجر کی نماز میں بعضے وقت فرماتے یا اللہ لعنت کر فلانے فلانے عرب کے قبیلے کو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نازل کیا لیس لک من الامر شیٔ الآیہ مسلم کی روایت میں آیا ہے یا اللہ لعنت کر یحیان اور رعل اور ذکوان اور عصیہ کو ان روایتوں کے اختلاف کے سبب سے مفسرین شان نزول میں اختلاف کئے ہیں احد کے جنگ میں نازل ہوئی کہ کے اس کی روایت میں تصریح ہے ابن عمر کی روایت میں کچھ تصریح نہیں ابوہریرہ کی روایت جو بخاری میں آئی ہے اسمیں بھی کچھ تصریح نہیں مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رعل وذکوان وغیرہ قبیلے والوں کی شان میں نازل ہوئی لیکن مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے بخاری کی روایت میں جو آیا ہے یہاں تک کہ اللہ وہ آیت نازل کیا سو مدرج ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں ہے زہری نے کہا بعد مجھکو پہنچا کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی لیس لک من الامر شیٔ او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو ترک کئے حافظ ابن حجر عسقلانی کہتا ہے اگر یہہ روایت محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ جنگ احد کی بعد چند روز کے یہہ آیت نازل ہوئی حق بات یہہ ہے کہ قصۂ احد میں نازل ہوئی آیت کا سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اس آیت میں او یتوب علیہم کا عطف او یکبتہم پر ہے اس معطوف معطوف علیہ کی درمیان لیس لک من الامر شیٔ کا جملہ معترضہ ہے معنی یوں ہے ای محمد تجھکو انکے امر میں کچھ دخل نہیں اللہ تعالیٰ انکے امر کا مالک ہے چاہے تو انکو ہلاک کرے چاہے تو ذلیل کرکے پھر بچاوے بعد توبہ کرے اور اسلام لاوے تو انکا توبہ قبول کرے اگر کفر پر ہی اصرار کرے تو انکو عذاب کرے اللہ تعالیٰ ان کفار پر بد دعا کرنے سے منع کیا کیونکہ اسکو معلوم تھا یہہ لوگ یا انکی اولاد مسلمان ہوگی سو ویسا ہی ہوا یا منع کیا تا بندے کی عاجزی ظاہر ہووے اور بندے کو اللہ کے ملک وملکوت کے اسرار میں دخل کرنا لایق نہیں سو معلوم کرے وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا مال ہے جو کچھ آسمان وزمین میں ہے یہہ جملہ سابق کے جملہ لیس لک من الامر شیٔ کی تاکید پڑا ہے یعنے تجھ کو کچھ اختیار نہیں اختیار اسکو ہے جو یہہ سب اسکی ملک ہے يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے بخشنا اسکا فضل واحسان ہے عذاب کرنا عدل ہے جو چاہے سو حکم کرے اسکے حکم کو کوئی توڑنے والا نہیں اور اسکے کام کو کوئی بگاڑنے والا نہیں وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا ع

اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً اے ایمان والو مت کھاؤ سود دونے پر دونا سو دکھانا مطلق حرام اور گناہ کبیر مین سے دونا یگانہ ہو اس جگہ دونے پر دونا مت کھاؤ کر کر جو فرمایا بیان واقع ہے کسواسطے کہ جاہلیت کا دستور تھا قرض کا وعدہ ہو جاوے جیسا نہ پہنچاوے تو قرض کو دونا کرکے پھر مہلت دیتے یہانتک قرض دونے پر دونا ہو جاتا اللہ تعالے اُن کو اس سے منع کیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اور ڈرو اللہ سے شاید تمھارا بھلا ہو یعنے اگر بھلا چاہتے ہو تو سود کھلانے سے باز آؤ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ اور بچو اُس آگ سے جو طیار ہوئی ہے کافرون کیواسطے یعنی تم ایسا کام نہ کرو کہ جس سے تمکو اُن کے ساتھ ملاکے جلاوے ابو حنیفہ کہتے ہین قرآن مین اتنی تہدید کی کوئی آیت نہین کیونکہ اللہ تعالی مومنون کو پرہیزگاری نہ کرے تو اُس آتش سے جو کافرون کے لئے مہیا ہو عذاب دونگا کرکے ڈرایا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ مومن اگر سود وغیرہ کو جو حرام ہین حلال جانے تو اُنکے لئے یہہ تہدید ہے یعنے اللہ تعالی جسکو حرام کیا ہے اسکو کوئی مؤمن حلال جانا تو کافر ہوا پھر کافرون کے لئے جو آتش تیار ہے اُسمین جائیگا وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا شاید تم پر رحم ہو وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اور دوڑو اپنے رب کی بخشش پر یعنے جو چیزین مغفرت کے سبب ہوتے ہین اُنکو بجالانے مین سستی نہ کرو وہ چیزین نیک اعمال ہین جیسے اسلام اور توبہ اور فرضین ادا کرنا اور جہاد کرنا اور امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ مین شریک ہونا وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اور جنت کی طرف یعنے دوڑو جنت کی طرف جسکا پھیلاؤ ہے آسمان اور زمین یعنے بہشت کی پہنائی اتنی ہے جیسے آسمان اور زمین کی پہنائی ہے عرض کا ذکر کیا طول کو نہ کہا کیونکہ عادت ایسی ہے طول عرض سے بڑھکر رہتا ہے جب عرض اتنا ہو تو طول کو اس پر قیاس کرلیجئے اس سے عرض بہشت کی وسعت بیان کرنی ہے جسکو جو دیکھتا ہے اُسین آسمان زمین سے کوئی چیز بڑی نہین اسلئے اُنکے ساتھ تمثیل دیا ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سات آسمان اور سات زمین کو اگر باہم جوڑکے دیکھین تو جسقدر پہنا ہوگی جنت کی اتنی پہنائی ہے بزار اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا مجھکو خبر دو بہشت کی پہنائی آسمان اور زمین کے برابر ہو تو دوزخ کہان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو مجھکو بولی رات ایسی جو ہر چیز کو تاریک کردیتی ہے آتی ہے تو لوگون

۲۹ ربع ورد

کہان رہتا ہو وہ بولا اللہ جہان چاہے وہان رہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا ہی اُسکو اللہ جہان چاہے وہان رکھے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر نے طارق بن شہاب سے روایت کئے ہین بولا چند یہودی آکے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھے تم جو کہتے ہو بہشت کی پہنائی آسمان و زمین ہے تو پھر دوزخ کہان ہو عمر رضی اللہ عنہ کہے شب آوے تو دن کہان رہتا ہے اور دن آوے شب کہان رہتی ہے تب وے کہے توریت مین بھی ایسا ہی ہے معلوم کیجئے اہل سنت وجماعت کا مذہب یہہ ہے کہ دوزخ اور بہشت اب موجود ہین اور بہشت ساتون آسمان کے اوپر عرش کے نیچے ہو بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم اللہ سے مانگو گے تو فردوس کو مانگو کیونکہ وہ بہشتون مین سب سے افضل اور اونچی ہے اوسکے اوپر رحمان کا عرش ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے اُنسے پوچھا بہشت آسمان مین ہے یا زمین پر انس کہے کونسی زمین و آسمان ہوگی جو بہشت اُسمین سماوے وہ شخص پوچھا پھر بہشت کہان ہے تو بولے ساتہ آسمان کے اوپر عرش کے نیچے قتادہ بولا سلف کے علما کہتے تھے بہشت ساتون آسمان کے اوپر ہے اور دوزخ ساتون زمین کے نیچے حافظ جلال الدین السیوطی نے اتمام الدرایہ مین کہا ہے جنت ساتون آسمان کے اوپر رہنا آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور دوزخ کس جگہ ہو سو اسمین توقف کرنا ہو کہ اللہ تعالی اسکو جانتا ہو اُسکی جگہ کی تعین مین احادیث جو وارد ہوئے ہین ضعیف ہین اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگارون کے پرہیزگار وہ جو نیک کام کرتے ہین اور گناہون سے باز رہتے ہین پرہیزگارون کے چند صفات فرماتا ہو اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وے لوگ جو خرچ کرتے جاتے ہین خوشی مین اور تکلیف مین یعنی نیک کام مین اپنے مقدور موافق پیسا خرچ کرتے ہین اس مین دریغ نہین کرتے کیسی حالت مین ہو ثروت یا تنگدستی فراغتی یا سختی خوشی یا غمی راحت یا محنت متقین جنت مین داخل ہونیکی پہلی صفت سخاوت کو ذکر کیا کیونکہ اپنا مال غیر کو دینا نفس پر بہت شاق ہوتا ہے علی الخصوص اُسوقت کہ لوگون کو پیسے کی بڑی احتیاج تھی جہاد مین اور فقیر مسلمان کی خدمت مین اپنا مال صرف کر دیتے تھے اس سبب سے سخاوت بڑی صفت ٹھہری بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مثال بخیل کی اور مال خرچ کرنے والے

کی دو شخص کے مانند ہو انپر لوہے کے بکتر ہین مہلی سے چھاتی تک خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہو تو اُسکے بدن پر بکتر کشادہ ہوتا ہے یہان تک اُسکے انگلیون کو دُھانکتا ہے یعنے اتنا دراز اور کشادہ ہوتا ہو کہ اُسکے تمام بدن کو یہان تک اُسکے ہاتھ اور پانون کے انگلیون کو دُھانکتا ہو بخیل جب کچھ دینا چاہتا ہو تو بکتر کی ہر کڑی اپنے جگہہ پر چپٹ جاتی ہے وہ اُس بکتر کو کشادہ کرنا چاہتا ہو پر کشادہ نہین ہوتا اِس حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے رزق اور نعمتو کو بکتر سے تشبیہ دی سخی اللہ کی راہ مین کچھہ خرچا تو اُسکے نعمتین بھی زیادہ اور کامل ہوتے ہین بخیل کچھہ خرچنا چاہے تو اُسکی حرص اور بخل نقصان کا اندیشہ خرچ کرنے سے مانع ہوتے ہین وہ سمجھتا ہو خرچ نہ کرنے سے اپنے نعمتون کی کشایش ہوتی ہے پر اُس سے کشایش نہین ہوتی بلکہ اور تنگ ہو جاتے ہین بخاری اور مسلم اور ابن حبان اپنے جامع صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی صبح نہین مگر دو فرشتے اُترتے ہین ایک کہتا ہے اللھم اعط منفقا خلفا یعنے یا اللہ خرچ کرنے والے کو بدل دے دوسرا کہتا ہو اللھم اعط ممسکا تلفا یعنے بخل کرنے والے کا مال تلف کر بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی نے کہا تو خرچ کر مین تجکو دونگا طبرانی معجم کبیر اور اوسط مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جنت عدن کو اللہ تعالی نے ہاتھہ سے بنایا اور اوسمین پھلو کو لگایا اور نہرین بہایا بعد اُسکی طرف دیکھہ کے فرمایا کچھہ بول وہ بولی قد افلح المؤمنون یعنے مومنون کا بھلا ہوا اللہ تعالی نے کہا وعزتی لا یجاورنی فیک بخیل یعنے اپنی عزت کی قسم تیرے بیچ بخیل کو اپنا ہمسایہ نہ کرونگا طبرانی نے اس حدیث کو دو طریق سے روایت کیا ہو اُنمین سے ایک طریق جید ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی جابر سے اور طبرانی اوسط مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سخی اللہ سے نزدیک بہشت سے نزدیک لوگون سے نزدیک ہے اور دوزخ سے دور ہے بخیل اللہ سے دور بہشت سے دور لوگون سے دور ہے دوزخ سے قریب ہے نادان سخی اللہ کے پاس بخیل عابد سے زیادہ دوست ہو اُنکی سند مین سعید بن محمد وراق ہو وہ ضعیف ہے والکاظمین الغیظ اور دبا لیتے ہین غصہ یہہ مومنکی دوسری صفت ہے یعنے انکو جب غصہ آوے اور اسکو جاری کرنے

قدرت رکھتے پر اُسکو پی جاتے ہین عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لیس الشدید بالصرعۃ ولکن الشدید الذی یملک نفسہ عنا الغضب یعنے کُشتی کرکے گرانے سے نہین لیکن کڑا وہ شخص ہے جو مالک ہو اپنی نفس کا غصہ کے وقت امام احمد اور بخاری ادب المفرد مین اور طبرانی کبیر مین اور مکارم الاخلاق مین اور ابن ماجہ سنن مین یونس بن عبید بن دینار کی طریق سے وہ حسن بصری سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی کے پاس کسی گھونٹ مین بڑا اجر نہین غصے کی گھونٹ سے جسکو بندہ اللہ کے واسطے پی جاتا ہے یہہ لفظ ابن ماجہ کا ہے حافظ المنذری نے کہا ابن ماجہ کے رجال محتج ہم ہین صحیح مین طبرانی کی طریق کو حافظ سیوطی نے تحسین کی ہے لیکن اُسکی سند مین اور احمد کی سند مین علی بن عاصم ہے لوگ اُسمین کلام کرتے ہین حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا کہ وہ صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے ادب المفرد کے رجال سب صحیح کے رجال ہین ثقات امام احمد اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی شعب الایمان مین معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص غصے کو جاری کرنیکی قدرت رکھتا ہو اُسکو دبا لیگا تو اللہ تعالی اُسکو علی رؤس الخلایق بلاکے کہیگا تیرا دل جتنے چاہتا ہو اُتنے حور مین سے لے ابو داؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہو اُسکے پاس یہہ حدیث صالح ہو اور ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن غریب ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند مین ابو مرحوم عبد الرحیم بن میمون ہے سہل بن معاذ سے وہ اپنے باپ معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو ابن معین نے کہا ابو مرحوم ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے کہا اسکی حدیث لکھتے ہین لیکن اس سے حجت نہین پکڑتے بعضے محدثین اسکی توثیق کیے ہین ترمذی نے اسکی حدیث کو جو سہل سے روایت کیا ہے تحسین کی ہو ابن خزیمہ و حاکم وغیرہ اسکی حدیث کی تصحیح کیے ہین امام احمد اور طبرانی مکارم الاخلاق مین ابن لہیعہ کی طریق سے وہ زبان بن فاید سے وہ سہل بن معاذ سے بھی روایت کیا ہو ابن لہیعہ کا حال معلوم اور زبان بھی ضعیف ہو اس حدیث کی دوسری ایک طریق ہے اسکو طبرانی صغیر مین بقیہ بن الولید کی طریق سے وہ ابراہیم بن ادہم سے وہ فرقد بن یحیی سے وہ سہل بن معاذ سے روایت کیا ہو بقیہ مدلس ہے عنعنے کے صیغے سے روایت کیا ہو اگرچہ یہہ دونون روایت ضعیف ہین لیکن متابعت کی صلاحیت رکھتے ہین ابو داؤد نے

محمد بن عجلان کی طریق سے وہ سوید بن وہب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی لڑکے سے وہ اپنے باپ سے اس حدیث کو روایت کیا ہی سو اُس مین اللہ تعالیٰ اُسکو امن ایمان سے بھر دیگا کہا ہے اللہ تعالیٰ بلا یگا کر کے جملہ جو پہلی روایت مین ہے اُسکو نہین ذکر کیا ابن طاہر نے کہا کہ یہہ صحابی وہی معاذ بن انس ہے اُسکا لڑکا وہ سہل ہے انہی اُسکی سند مین سوید بن وہب جو ہی اسکو ذہبی میزان مین کہا کہ وہ تابعی ہے محمد بن عجلان کے سوائی اس سے کوئی شخص روایت نہین کیا ہی حافظ عسقلانی تقریب مین کہا کہ وہ مجہول ہے چھٹے طبقے والون سے یعنے تبع تابعین مین عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص غصّے کو جاری کرنے پر قادر ہوتا ہوا اُسکو دبا یگا تو اللہ تعالیٰ اُسکو امن اور ایمان سے بھر دیگا سیوطی نے جامع الصغیر مین اس حدیث کی تحسین کی رمز کی ہے لیکن اسکی سند مین عبد الجلیل الفلسطینی ہے اپنے چچا سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی عبد الجلیل کا چچا مجہول ہے عبد الجلیل کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا سوا اسکی جرح اور تعدیل کچھ بیان نہین کیا ذہبی میزان مین اس حدیث کو عبد الجلیل کے ترجمے مین وارد کیا ہے اور بولا نیخ ری نے کہا کہ اُس پر متابعت نہین کی جاتی امام احمد اور بیہقی شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی گھونٹ احب نہین اللہ تعالیٰ کے پاس غصّے کے گھونٹ سے کہ جسکو بندہ دبا لیتا ہے اس گھونٹ کو کوئی بندہ اللہ واسطے نہین دبا لیگا مگر اللہ تعالیٰ اسکے باطن کو ایمان سے بھر دیگا سیوطی نے الدر المنثور مین کہا اسکی سند حسن ہی اور جمع الجوامع مین کہا کہ اسکو ابن ابی الدنیا کتاب ذم الغضب مین نکالا ہی طبرانی کتاب مکارم الاخلاق مین موسی بن عبد الرحمن الصنعانی کی طریق سے وہ ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے اور بھی مقاتل سے وہ ضحاک سے وہ ابن عباس سے والکاظمین الغیظ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ایک شخص تجھ پر بدزبانی کرے اور تو اُسکو رد کرنیکی قدرت رکھتے ہوئے اپنے غصّہ کو دبا لیوے اور اسکو رد نہ کرے اسکی سند بہت ضعیف ہی ابن عدی نے کہا موسی بن عبد الرحمن منکر الحدیث ہی ابن حبان نے کہا دجال ہے حدیث کو وضع کرتا ہے ایک تفسیر وضع کیا ہے اُسکو ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتا ہے والعافین عن الناس اور معاف کرتے ہین لوگون کو یہہ متقین کی تیسری صفت ہی یعنے کوئی شخص اُنپر زیادتی کیا تو اُسکو

معاف کر دیتے ہین بدلا نہین لیتے حاکم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جسکو خوش آتا ہے کہ گھر اُسکا اونچا ہو نا اور مرتبہ اُسکا بلند تو اپنے پر کوئی شخص ظلم کرے تو اُسکو معاف کرتا جھگڑو مکرے اسکو دینا اور جو دوستی توڑے اُسکی دوستی جوڑنا حاکم کہا ہے اِس کی سند صحیح ہے لیکن وہ سند منقطع ہے اِس مضمون کے دوسرے احادیث بھی ہین اُنسے اس حدیث کو قوت ہوتی ہے طبرانی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن منادی پکاریگا جس کا اجر اللہ پر ہے وہ شخص اُٹھے بہشت مین جاوے پھر دوسری بار پکاریگا جسکا اجر اللہ پر ہے وہ اُٹھے بہشت مین جاوے پوچھے وہ کون ہے جسکا اجر اللہ پر ہے تو فرمائے وہ جو معاف کرتے ہین لوگون کو پھر تیسرے بار پکاریگا تو اتنے ہزار آدمی اُٹھے بن حساب کے بہشت مین جائینگے اسکی سند حسن ہے بعضے عن الناس سے مراد باندی غلام لیتے ہین یعنے باندی غلام کی تقصیر معاف کرتے ہین وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والون کو محسنین سے یا جنس مراد ہے یعنے جو احسان کرنے والا ہو یا وے لوگ ہین جنکے اوصاف مذکور ہوئے معلوم کیجئے احسان دو قسم کا ہے ایک احسان اپنی ذات پر دوسرا احسان غیر پر جو احسان ہے یا اُسکو نفع پہنچانے سے یا اوس سے ضرر کو دفع کرنے سے نفع پہنچانے کی طرف اشارہ کیا اس جملہ مین (الذین ینفقون فی السراء و الضراء) اور علم کا فقہ یعنے لوگونکو علم سکھانے مین مشغول ہونا اور گمراہون کو ہدایت دینا اسمین داخل ہے نیک کامون مین پیسا خرچنا بھی اُسی مین داخل ہے ضرر کو دفع کرنا یا دنیا مین ہے یا آخرت مین دنیا مین ضرر دفع کرنا سو بدی کے مقابلہ مین بدی نہ کرنا والکاظمین الغیظ مین اسکی طرف اشارہ ہے آخرت کا ضرر دفع کرنا غیر کے حقے پر اپنے حقوق جو مین جنکا مطالبہ آخرت مین ہونا ہے اُس مطالبے سے دنیا مین اُسکو بری کر دینا والعافین عن الناس مین اسی کی طرف اشارہ ہے ہم جو تقریر کئے اِس سے معلوم ہوا غیر کی طرف احسان کرنیکے سب قسم کو آیت جامع ہے ان تینون خصلتون مین غیر کی طرف احسان تھا اس لئے اللہ تعالی اِس احسان کے ثواب کے ذکر کیا اور بولا اللہ محسنین کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالی کا بندیکو دوست رکھنا ثواب کے سببون مین اعلا درجہ ہے سو اسکو کہدیا۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ اور وے لوگ کہ جب کر بیٹھین کچھ

کھلا گناہ یا برا کرین اپنے حق مین تو یاد کرین اللہ کو پھر بخشش مانگین اپنے گناہون کی فاحشہ اس قول یا فعل کو کہتے ہین جو نہایت بد ہو جاوے کہا ہو اس جگہ فاحشے سے زنا مراد آپنے پر ظلم کرنے سے وہ گناہ جو زنا سے کم ہو جیسا بوسہ دینا یا گلے لگنا بعضے کہتے ہین فاحشہ سے گناہ کبیرہ اور اپنے پر ظلم کرنے سے گناہ صغیرہ مراد ہے اللہ کو یاد کرنا یعنے اسکے وعید اور عقاب کے خیال مین لانا بخشش مانگین یعنے گناہ سے توبہ کرنا اور اس فعل سے باز آنا اور اپنے کئے پر پشیمان ہونا اور عزم کرنا کہ پھر نہ کرونگا والذین اذا فعلوا کے جملہ کا عطف المتقین پر ہے یا الذین ینفقون پر ہے اس آیت کی انتظام پہلی آیت کے ساتھ اس طور پر ہے کہ اللہ تعالی اوپر فرما چکا جنت متقین کے واسطے مہیا ہے سو انکے دو قسم ذکر کیا ایک وہ جو طاعتون پر مستعد ہین اور عبادتون مین مشغول رہتے ہین الذین ینفقون سے انکے صفات ذکر کیا دوسرے وہ لوگ گناہ کئے بعد گناہ سے توبہ کئے والذین اذا فعلوا فاحشۃ سو انکی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہہ فرقہ پہلے فرقے کے مثل ہے کیونکہ اسکے گناہ سے توبہ کیا سو شخص اسکے مثل ہے جو گناہ نہین کیا یہہ بھی احتمال ہے اللہ تعالی پہلی آیت مین غیر کی طرف احسان کرنے کی ترغیب دیا اب اس جملہ مین اپنی جان پر احسان کرنیکی ترغیب دیتا ہو گناہ گار اپنی گناہ سے جب توبہ کیا تو وہ توبہ اسکی جان پر احسان ہے عطا سے منقول ہو کہ یہہ آیت ابو سعید نہمان العمار کی شان مین نازل ہوئی اسکے پاس ایک عورت خرما خریدنے آئی وہ عورت حسین تھی نہمان اسکو بولا یہہ خرما بہتر نہین گھر مین بہتر خرما ہے اسکو لے چل جب گھر مین گئی اسکو کھینچ کے گلے لگایا اور بوسہ دیا وہ عورت کہی تو اللہ سے ڈر پھر اس نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور پشیمان ہو کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی کیفیت عرض کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی اس قصہ کو مقاتل بن سلیمان اپنی تفسیر مین ضحاک سے وہ ابن عباس سے روایت کیا ہو اور عبد الغنی بن سعید الثقفی اپنی تفسیر مین موسی بن عبد الرحمن سے وہ ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے بطول قصہ روایت کیا ہو لفظ عبد الغنی نے کہا مقاتل متروک ہے اور ضحاک نے ابن عباس سے سنا نہین عبد الغنی اور موسی دونون ہالک ہین اس قصہ کو ثعلبی اور واحدی اور بغوی اپنی تفسیرون مین بے سند وارد کئے ہین انتہی ماصل کلام اسکی سند نہایت ضعیف ہے اس موسی کا حال اوپر بھی مذکور ہوا ہے وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ اور کون گناہ بخشتا ہو سوائے اللہ کے یہہ استفہام نفی کی معنی سے ہے یعنے اللہ کے سوا کوئی گناہ نہین بخشتا یہہ جملہ معترضہ

واقع ہوا ہو معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان اپنی رحمت کی وسعت بیان کرنے کو اس جملہ کو ذکر کیا کیا واسطے گناہ گار کو اسکے فضل و احسان کے سوائے کچھ پناہ نہیں اور دگناہ سے توبہ کرنے والا اللہ کے پاس گناہ نہیں کیا شخص کے ہتھ ہو اور اسمین اشارہ ہی کہ بندہ مغفرت مانگے مگر اسی سے کیونکہ گناہگار کو عذاب دینا یا بخشنا اسی کے اختیار میں ہی مغفرت مانگنا جایز نہیں گو کسی کو علم نہ ہو وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا اور اڑے نہیں اپنے کئے پر یعنی اپنے پروردگار کی برابر نہیں رہتے بلکہ اس سے باز آتے ہیں اس جملہ کا عطف فاستغفروا کے جملہ پر ہی گناہ پر اصرار کرنا استغفار کے لیے شرط ہی کسواسطے کہ زبان سے توبہ کرنا اور گناہ میں رہنا جیسے کہ طرح ہے بعضے کہتے ہیں اصرار یہہ کہ استغفار نہ کرنا ابو داؤد اور ترمذی اور ابو یعلی اور بزار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً یعنے اصرار نہیں کیا جسنے توبہ کیا اگرچہ ایک دن میں اُس گناہ کو ستر بار پھر اکے کرے ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے اسکی اسناد قوی نہیں بزار نے کہا ہے اس حدیث کی سند میں ابو نضیرہ ہے وہ کون ہے سو معلوم نہیں اُسنے ابو بکر کے مولی سے روایت کیا ہی وہ مولی مجہول ہی حافظ عسقلانی نے کہا ہے اس حدیث کو ایک شاہد ہے اُسکو طبرانی کتاب الدعا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور وے جانتے ہین یہہ جملہ پہلے واکی ضمیر کا حال پڑا ہے یعنے وے جانتے ہین کہ آپ بُرا کام کئے یا جانتے ہین گناہ نہین بخشتا سوا اللہ کے اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُنکی جزا ہے بخشش اُن کے رب کی اور باغین جنکے نیچے بہتی نہرین رہ پڑے اُن مین توبہ کرنے والون کی یہہ جزا ہے توبہ سے دو چیز مطلوب تھے ایک عذاب سے امن ہونا سو مغفرۃ من ربہم سے اُسکی طرف اشارہ کیا دوسرا ثواب ملنا سو (جنات تجری) سے اُسکی طرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے متقین اور تائبین کا حال ذکر کیا گناہ پر جو لوگ مُصر ہین اور بے توبہ مرتے ہین اُنکو بیان نہ فرمایا کیونکہ یہہ مقام ترغیب و ترہیب کا تھا اول سود کھانے والون کو ڈرایا کہ تم باز نہ آوگے تو کافرون کے لئے جو نار ہی تمکو وہ ملیگی پھر اُنکو اپنی گناہ سے باز آنے اور توبہ کرنے پر ترغیب دیا کہ اگر توبہ کرینگے تو متقین کے ساتھ بہشت مین جاینگے ایسے مقام مین مُصرون کو بھی مغفرت کرونگا کہکے کہے تو اُنکو گناہ پر دلیر غلانے اور انکی پیٹھ ٹھوکے سا ہوتا ہی اسواسطے اُنکو ذکر نہ کیا اس سے لازم نہین آتا کہ وے بہشت مین نہ جاینگے

زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہو مومن کے تین حالت ہین ایک متقی دوسرا تائب تیسرا گناہ پر
مصر جنت متقی اور تائب کو ہی مصر کو نہین انتہی اسو اپنے معتزلہ کا مذہب ذکر کیا ہے وے کہتے ہین
مرتکب گناہ کبیرہ کا توبہ نہ کرکے مرا تو بہشت مین نہ جائیگا مذہب اہل سنت کا یہہ ہے جو مومن ہے
بہشت مین جائیگا اور کبیرے کا مرتکب اللہ تعالیٰ کے ارادے پر ہے چاہے تو عذاب دیوے اور اوسکے
سزا کے دن تمام ہوے بعد بہشت مین داخل کرے یا چاہے تو بن عذاب کے بخش دیوے آیات اور
احادیث اُسکی بخشش کے باب مین بہت سے ہین وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ اور یہہ خوب مزدوری
ہے کام کرنے والونکی مغفرت اور جنت اللہ کے فرمان بردار بندون کو ملنا ایکا بہت خوب ثواب
ہے اِس آیت سے استغفار اور توبے کی بڑی فضیلت بجے گئی احادیث بھی اسمین بہت وارد ہین
مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابوذر رضے اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ تعالیٰ فرمایا ای میرے بندو تم رات دن گناہ کرتے ہو اور مین تمھارے
سب گناہ بخشتا ہون سو میرے سے بخشش مانگو مین تمکو بخشونگا الحدیث ابن ماجہ کی روایت مین
یون ہے اے میرے بندو تم سب گناہگار ہو مگر وہ جس کو مین عافیت دیون سو میرے سے بخشش مانگو
مین تمکو بخشونگا اور تم سے جو مجھکو سمجھیگا کہ بخشنے کی مین قدرت رکھتا ہون اور بخشش چاہیگا تو اُسکو مین
بخش دونگا ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اللہ تعالیٰ بولا اے آدم کے بیٹے جب تک تو میرے سے دعا مانگا کریگا اور میرے سے
امید رکھیگا تو مین تیرے گناہون کو بخشونگا تیرے سے کچھ ہی ہو اور مجھکو پروا نہین اے آدم کے لڑکے
تیرے گناہ آسمان تک بھر جائینگے پھر تو میرے سے بخشش مانگیگا تو مین تجھ کو بخش دونگا اور مجھکو پروا
نہین ای آدم کے لڑکے اگر تو زمین بھر کے گناہ کرکر میرے پاس آئیگا پھر مجھسے ملتے وقت میرا
شریک کسی کو نہ ٹھہرائیگا تو زمین بھر کے مغفرت مین تجھ کو دونگا ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے
امام احمد اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے ابلیس نے کہا ای پروردگار تیری عزت کی قسم مین تیرے بندون کے دھڑ مین

دم رہے تک میں اُنکو اغواء دیتا رہونگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت و جلال کی قسم وے جبتک میرے سے مغفرت مانگتے رہینگے میں اُنکو بخشتا رہونگا حاکم نے کہا اسکی سند صحیح ہے ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو مجھے اللہ تعالیٰ جس حدیث سے نفع دینا چاہتا نفع دیتا اور جب صحابہ سے کوئی مجھکو حدیث بولتا تو میں اُسکو قسم کھلاتا وہ جب قسم کرتا تو میں اُسکی تصدیق کرتا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھکو ایک حدیث بولے ابوبکر سچ کہے بولے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرمائے جو بندہ گناہ کرے پھر اچھی طہارت کرے اور دو رکعت نماز پڑھے بعد اللہ سے مغفرت مانگے تو اللہ اُسکو بخشتا ہے اُس پر یہہ آیت پڑھے والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم الآیۃ ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے اور بعضے اسکو موقوف روایت کئے ہیں اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نکرتے تو اللہ تمکو لیجاتا اور اُس قوم کو لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ سے مغفرت مانگتے سو اُنکو بخشتا اس حدیث کو مسلم ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کئے ہیں ابو داود اور ترمذی نے بلال بن یسار بن زید سے وہ اپنے باپ یسار سے وہ اپنے باپ زید سے مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کہیگا استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ تو اُسکو بخشا جائیگا اگرچہ کافرون کے جنگ سے بھاگا ہو ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے حافظ عبد العظیم منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید اور متصل ہے اِس حدیث کو حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے کہا یہہ حدیث بخاری اور مسلم کے شرط پر ہے اس روایت میں اسکو تین بار کہنا کرکے آیا ہے اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کئے ہیں اُنکی حدیث میں یون آیا ہے جو کوئی اپنے بچھونے پر آتے وقت استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب الیہ تین بار کہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے گناہون کو بخشیگا اگرچہ دریا کے کف کی مانند ہوئے

اور اگرچہ ستاروں کے شمار میں ہووے اور اگرچہ عالم کی ریتی کے شمار میں ہے اور اگرچہ دنیا کے دنوں کے شمار میں ہووے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ہو چکے ہیں تم سے آگے دستور سو پھرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا اُحد کے روز جو قصہ رد دیا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی تسلی کے واسطے اُسکا بیان نازل کیا تا مسلمانوں کے لشکر میں کچھ لغزش آئی سو اُس سے اُنکو ہراس نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت اسی طور پر جاری ہوئی ہے کہ کافروں کو اول مہلت دیتا ہے جب وقت پہنچا تو ہلاک کرتا ہے زمین میں پھر کر کے جو کہا اُس سے مقصود گذشتہ اُمتوں کا احوال دریافت کرے اور معلوم ہووے کہ انکو کیسا ہلاک کیا هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ یہ بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ڈر والوں کو ہذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے یا امر و نہی اور وعدہ اور وعید جو سابق میں کہا بیان ہے لوگوں کے واسطے یعنے علی العموم لوگوں کے واسطے اور ہدایت ہے اور نصیحت ڈر والوں کو یعنے گمراہی سے ہدایت ہے اور مخصوص پرہیزگاروں کے واسطے نصیحت ہو بعضے کہتے ہیں ہذا پر تین چیز کو حمل کیا بیان اور ہدایت اور موعظت اور انکو واو عطف سے ذکر کرنا ان تینوں میں مغایرت ہونے کو مقتضی ہے سو تینوں میں فرق یہہ ہے بیان ایک دلالت کو کہتے ہیں کہ جس سے حاصل تھا سو شبہہ دفع ہوتا ہے ہدیٰ راہ کو کہتے ہیں کہ جس راہ پر چلنے اور اوسکے مخالف سے پرہیز کرنے مامور ہو اور موعظت کلام کو کہتے ہیں جس سے دین کے امور میں نالایق چیزوں کرنے کا زجر ہو ہدایت اور موعظت مخصوص متقین کو ہے کر کے فرمایا کیوں واسطے ہدایت اور نصیحت اُنہیں کو فایدہ دیتے ہیں دوسروں کو نہیں دیتے وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اور سست نہو اور غم نہ کھاؤ اور تمہیں غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو یعنے تمکو شکست ہوئی کر کے جہاد سے سستی نکرو اور تمہارے لوگ جو مارے گئے اُنکا غم نکھاؤ کیونکہ وے بہشت میں ہیں ابن جریر نے زہری سے روایت کیا ہے جب صحابہ کے بہت لوگ مارے گئے جو زندہ تھے سو زخمی تھے اور انکو نہایت غم ہوا سو اللہ تعالیٰ انکی تعزیت اور تسلی واسطے یہہ آیت نازل کیا انتم الاعلون سے مراد یہہ ہے کہ

تمھاری شان بلند ہے کیونکہ تم حق پر ہو اور اللہ کے واسطے جنگ کرتے ہو آخر تمھین کو فتح و نصرت ہو گی
ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب تیر انداز پہاڑ کے درے مین ہزیمت پائے اور خالد
بن الولید جو مشرکون کے سوارونکا سردار تھا اپنے سوارونکو لیکے پہاڑ پر چڑھنا چاہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ تو مشرکونکو ہمارے سے بلند ہونے مت دے یا اللہ ہمکو قوت نہین
مگر تیری پھر مسلمانون کی ایک جماعت دوڑکے پہاڑ پر چڑھگئے اور تیرین مارکے کافرونکو نیچے اتار
دئے سو اللہ تعالی نازل کیا ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون یعنے تمھین اونچے ہو ان کنتم مومنین کا
جملہ یا ولا تہنوا سے متعلق ہے یعنے تم اگر سچے مومن ہو تو سست نہوگے کیونکہ ایمان سے دل قوی ہوتا ہے
اللہ تعالی پر اعتماد کرنا پڑتا ہے دشمنون سے اندیشہ نہین آتا یا انتم الاعلون سے متعلق ہے یعنے اللہ تعالی
جو وعدہ کیا اور تمھارے غلبہ کی بشارت دیا اسکو سچ مانونگے تو تمھی کو غلبہ ہے اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ
فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ اگر تم نے زخم پایا تو وے لوگ بھی پا چکے زخم ویسا ہی یہہ خطاب
مسلمانون کو ہے یعنے احد کی جنگ مین تمکو زخمین لگین تو کیا ہوا بدر کے جنگ مین کافرون کو ایسے
ہی زخمین لگین تمین وے کم زور نہین ہوئے اور نامردی نہین کئے تمکو سستی نہ کرنا اور غم نہ کھانا
سزاوار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جنگ مین زخمین جو لگے سو یہہ تھے کہ آپکا چہرہ
مبارک زخمی ہوا اور دانت ٹوٹے اور رخسار پر اور نیچے کے ہونٹھ کے اندر زخم لگے اور گڑھا پڑا عبد الرزاق
معمر سے وہ زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہہ پر اُس روز تلوار کے ستر زخم لگے مگر
سب کی ضرر سے اللہ تعالی آپکو بچایا حافظ عسقلانی نے کہا یہہ مرسل قوی ہے اور ستر زخم جو بولا ستر
زخم حقیقۃً مراد ہین یا زیادتی کے دیکھنے مبالغے کی راہ سے کہا وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا
بَيْنَ النَّاسِ اور ئے دن بدلتے ہین ہم لوگون مین یعنے دُنیا کے دن بدلتے آتے ہین کبھی
اُنکو فتح ہوتی ہے کبھی مسلمانون کو بدر کے روز فتح ہوئی مشرکونکے ستر آدمی مارے پڑے ستر آدمی اسیر ہوئے
اُحد مین کافرون کو غلبہ ہوا مسلمانون کے ستر شخص زخمی ہوے ستر شخص شہید ہوئے بخاری نے براء
بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ احد کے دن پیادونکے تیرانداز پچاس شخص کو ایک مقام پر

کھڑا کیا انکا سردار خالد عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو کیا اور سب کو تاکید کی کہ اگر ہمکو پرندے لیکے اڑجاوین یا ہم اُن قوم کو ہزیمت دیکے کھدیل دین تو تم اس مقام سے نہ ٹلو جب تک مین نہ بلواؤن جب جنگ تمام اور اللہ تعالی کا فرون کو ہزیمت دیا مین نے دیکھا اُنکے عورتین کپڑے اٹھاکے بھاگین سو اُن کے پنڈلیان اور پنجین دیکھتے ہین عبد اللہ بن جبر کے ساتھ والے یہہ دیکھ کے کہنے لگے کیا دیکھتے ہو غنیمت لینے چلو عبد اللہ بن جبیر کہے کیا تم رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی بات بھول گئے آپ تو فرمائے ہین یہان سے نہ ٹلنا دے کہے واللہ ہم غنیمت لینے جائینگے جب اس مقام سے ٹلکے اُدھر آئے چوکڑی بھول گئے ہزیمت پاکے پھرے اُسکی طرف اللہ تعالی اشارہ کرکے فرمایا واذ یدعوکم فی اُخراکم یعنے اور رسول بُلاتا تھا پچھاڑی مین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ آدمی کے سوائے کوئی نہ رہا اور ہمارے ستر آدمی موے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے جنگ مین کافرون کے ایک سو چالیس شخص پر دست یاب ہوئے تھے ستر آدمی بند مین آے تھے ستر آدمی قتل ہوے تھے ابو سفیان آکے تین بار پکار کے پوچھا کیا ان لوگون مین محمد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو جواب مت دیو بعد تین بار پکار کے پوچھا کیا ان مین ابن ابی قحافہ ہے تو فرمائے جواب مت دیو پھر تین بار پوچھا کیا ان مین ابن الخطاب ہے فرمائے جواب مت دیو تب ابو سفیان اپنے لوگونکی طرف پھرکے کہائے تینون شخص مارے پڑے عمر رضی اللہ عنہ رہ نہ سکے کہے اے عدو اللہ تو جنکو پکارا وے سب زندہ ہین تجھکو بُرے دیکھنے والے باقی ہین ابو سفیان بولا یہہ روز بدر کے روز کے بدلے ہین ہے جنگ کو نوبت ہے تمھارے مردون کے ناک کان کٹے رہینگے مین اُسکا حکم نہین کیا اور اُسکا کرنا تجھکو ناپسند بھی نہین دکھا بعد رجز بولنے لگا اُعْلُ ہُبَلْ اعل ہبل یعنے ہبل دیو غالب ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو جواب کیون نہین دیتے صحابہ عرض کئے ہم کیا جواب دیا آپ فرمائے کہو اللہ اَعْلٰی وَاَجَلّ یعنے اللہ بہت غالب اور بہت بزرگ ہے ابو سفیان بولا لنا العزّی و لا عزّی لکم یعنے ہمکو عزّی پوجتی ہے تمکو عزّی نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو جواب دیو کہے کیا جواب دینا فرمائے کہو اللہ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ یعنے اللہ ہمارا رفیق ہے تمھارا رفیق نہین وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور اسواسطے کہ معلوم کرے اللہ جسکو ایمان ہے یعنے اس جنگ مین مسلمانون پر مصیبت جو گذری اور کافرون کو غلبہ ہوا مومن اور منافق مین متمیز معلوم ہو جنکا ایمان

خالص تھا وے اس شدت اور نکبت مین صبر کیے کفارون کے مقابلے سے نہین ہٹے اور جنکا ایمان خالص نہ تھا انکی قلعی کھل گئی اس آیت کے ظاہر لفظ سے یون نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہہ جو کیا سو اپنے تئین علم حاصل ہونیکے لئے کیا اس سے لازم آتا ہو اللہ تعالیٰ کو حوادث کا علم اُن کے ہوئے پر ہونا ایسا ہی کئی آیتون مین آیا ہے جیسا اس آیت مین ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم الآیہ اور اس آیت مین حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین یہہ تو اللہ تعالیٰ پر محال ہے کیونکہ اُسکا علم قدیم اور ازلی ہے پیش از وقوع کے اُسکو حاصل ہے متکلمین اس کا جواب دیتے ہین دلایل قطعی سے ثابت ہو اللہ تعالیٰ حوادث کو پیش از وقوع کے جانتا ہے اُسکے علم مین تغیر آنا محال ہے لیکن علم کو ذکر کرکر معلوم کا ارادہ کرنا اور قدرت کو بول کے مقدور کا ارادہ کرنا بر سبیل مجاز عرب کے محاورے مین مشہور ہے کہتے ہین یہہ فلانے کا علم ہے یعنے اُسکا معلوم ہے یہہ اُسکی قدرت ہی یعنے مقدور ہے سو جو آیت اللہ کے تجدد علم پر دلالت کرے وہان علم سے معلوم مراد ہی اسطرح جو الفاظ وارد ہوے ہین انکا یہہ کلی جواب ہی اس جگہ مین یعلم کے لفظ مین اور بھی چند وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہی یعلم یعلمہ کی معنی سے ہی یعنے تا ظاہر ہووے مخلص منافق سے اور مومن کافر سے دوسری وجہ مضاف محذوف ہی معنی یون ہین تا معلوم کرے اللہ کے اولیا تفخیم اور شان کے لئے مضاف کو حذف کرکے علم کی نسبت اپنی طرف کیا تیسری وجہ یعلم کی معنی یہہ ہے تا حکم کرے اللہ امتیاز کا مومن اور کافرین حکم کے مقام مین علم کو ذکر کیا کیونکہ حکم حاصل نہین ہوتا مگر علم کے بعد چوتھی وجہ یعلم سے وقوع مین آنا مراد ہے یعنے تا مومنون سے وہ وقوع مین آنا جانے اس سے غرض یہہ ہی واقع ہو گا سو جیسا جانتا تھا ویسا ہی وقوع مین آیا سو جانے کیونکہ جو چیز وقوع مین آتی ہی اُسی پر جزا دیتا ہی معلوم جو موجود نہین ہوا ہے اُسپر جزا نہین وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ اور کرلے تم مین بعضے شہید یعنے اُسکو اللہ تعالیٰ اسواسطے کیا تا تم سے بعضونکو شہادت کا مرتبہ مرحمت کرے یعنے مسلمانون کو بدر کے جنگ مین حاضر نہ رہنے سے نہایت ملال تھا اُنکو شہادت کی بڑی آرزو تھی سو اُنکا مقصد حاصل ہوا شہید جمع شہید کی ہی مشتق شہد سے ہی اُسکی معنی لغت مین حاضر ہونا اور گواہی دینا شرع مین مسلمان جو کافرون کے جنگ مین مارا جاوے اُسکو شہید کہتے ہین کیا واسطے کہ رحمت کے فرشتے اُسکے پاس حاضر ہوتے ہین یا وہ بہشتی ہی کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے فرشتے گواہی دیتے ہین یا وہ قیامت کے دن انبیا کے ساتھ گذشتہ اُمتون پر گواہی دینے کو طلب کیا جاویگا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ چاہتا نہیں ناحق والوں کو یعنے کافروں کو یا منافقوں کو یہ جملہ علتون کے درمیان معترضہ واقع ہوا ہے اسمین اسبات کا اشارہ ہے کہ اللہ تعالی کافروں کی نصرت حقیقت مین نہین لیکن کبھی ظفر انکے نصیب کرتا ہے استدراج اور مومنون کے امتحان اور ریاض کے واسطے وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور اسواسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والون کو یعنے اللہ یہہ جو کیا سو مومنون کو گناہون سے نکھارنے پاک کرنے کیواسطے کیا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اور مٹادے منکرون کو یعنے کافرون کو ہلاک کرے اس آیت کا مطلب یون ہے دن بدلتے آتے ہین پھر اگر کافر غالب آکے تمکو شہید کرے تو اللہ تمکو گناہون سے پاک کرتا ہے اگر تم غالب آکے انکو قتل کرے تو اللہ تعالی کافرون کے نشانون کو مٹا دیتا ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ کیا تمکو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤگے جنت مین اور ابھی معلوم نہین کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہین تم مین سے اور معلوم کرے ثابت رہنے والے اُحد کے جنگ مین ہزیمت پائے سو لوگون کو اللہ تعالی اس آیت مین عتاب کے طاہر ہے یہہ خیال نہ کرو کہ بن مجاہدہ اور بن صبر کے تم بیٹھے بیٹھے بہشت مین چلے جاؤگے اور ثواب حاصل کروگے بلکہ بہشت مین جانیکے واسطے لوگ جیسے مارے پڑے اور اپنی جان اللہ کی راہ مین دئے اور زخم کے درد کو سہے اور دشمن کے مقابلہ سے نہین ٹلے تم بھی جہاد کروگے اور مشقتون کو سہوگے تو بہشت مین جاؤگے واو یعلم مین جو ہے اسکو واو الصرف اور واو المیت کہتے ہین اسکے بعد اَن پوشیدہ ہوکے یعلم کو نصب دیا ہے یعنی بہشت مین جانا اور جہاد پر صبر کرنے کو ترک کرنا دونون جمع نہین ہوتے اللہ تعالی کا علم قدیم اور ازلی ہونے مین سابق کی آیت ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا منکم مین جو تقریر کیے اس جگہہ بھی وہی تقریر ہے اور علم سے معلوم مراد ہے معنی یون ہین کیا تمکو بہشت مین داخل ہو جانیکا خیال ہے اور ابھی تمھارے جہاد صابر نہین ہوا یا اسکی معنی یون ہین جہاد جو تمپر واجب ہے جسکے وقوع سے تمکو اجر ملتا ہے سو اللہ تعالی معلوم نہین کیا اگرچہ جو ہونہار ہے اللہ تعالی اسکو جانتا ہے وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اور مقرر تم آرزو کرتے تھے مرنے کی اسکی ملاقات سے پہلے سو اب دیکھا تم نے اسکو آنکھون کے سامنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالی بدر کے جنگ مین حاضر ہوکر نوجوان لوگون کو جنکے قدم دیا ستھے صحابہ آرزو کرتے تھے کہ ہمکو ایسی جنگ کا کام پڑے تو ہم اپنی جان دیدینگے

درپے نکرینگے اُن کو جو فضیلت ملی ہم بھی حاصل کرینگے اللہ تعالیٰ انکی آرزو بر آنے و اسطے انکا وعدہ پیش کیا لاتے مارنے والے جو تھے تن وہی نہ رہے اور جنکا ایمان راسخ تھا وہی ثابت قدم رہے جان بازی کیے الموت سے مراد یا جنگ ہے کیونکہ وہ موت کا سبب ہے یا شہادت کی موت ہی یعنے تم جنگ ہونے کی اور شہادت ملنے کی آرزو کرتے تھے اُسکو اپنی آنکھوں سے دیکھے تھارے جانی اور قرابتی مرکے سامنے پڑے اور تم کیسے بیٹھے ہو یہ کہا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ اور محمد تو نہیں مگر ایک پیغامبر ہے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ہو چکے پہلے اُس سے بہت پیغامبر بیتے سابق کے پیغامبر جیسے مرگئے یا مارے گئے اور اون پیغمبروں کی امت جیسی اپنی دین پر قایم رہی ویسا ہی محمد بھی مریگا یا مارا جائیگا تو تمکو بھی محمد کے بعد اُسکے دین پر قایم رہنا ضرور ہے کیونکہ پیغمبر مبعوث ہونے سے غرض رسالت کو پہنچا دینی اور اُمت پر حجت قایم کرنی ہے رسول کا قوم میں ہمیشہ باقی رہنا غرض نہیں اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ پھر گیا اگر وہ مرگیا یا مارا گیا تم پھر جاؤگے اُلٹے پاؤں یعنے کافر بن جاؤگے اور اپنے اول کے دین کی طرف رجوع کروگے اس آیت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے گذر جاوین تو اُنکے مرتد ہونے اور دین سے پھر جانے پر انکار ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گذر جانے سے دین میں ضعف نہ آئیگا اور سو سو پھر جائینگے اہل سیر کہتے ہیں اذا زلوگ جبکہ عبداللہ بن جبیر کے تابع کرکے محافظت کیواسطے کھڑا کئے تھے غنیمت کیلئے بے حکم اس مقام سے نکلے خالد بن ولید نے جو مشرکوں کی فوج کا سردار تھا جگہ خالی دیکھکے عبداللہ بن جبیر وغیرہ چند شخص اس مقام میں جو کھڑے تھے اُنکو مارکے مسلمانوں کی فوج پر حملہ کیا مسلمان جو ادھر تھے بھاگ کے اپنی جماعت میں داخل ہونے کیواسطے مسلمانوں کو شبہ ہوگیا دشمن سمجھکے آپس میں مارنے لگے اور منتشر ہوگئے عبداللہ بن قمئہ نے پتھر مارکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا اور چہرہ مبارک زخم لگایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پتھر پر چڑھنا چاہتے تھے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بکر میں لیکے تب طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی پشت پر رکھکے پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے اپنے کو واجب کرلیا یعنی جنت کو واجب کرلیا عتبہ کی اور مشرکوں کی دوسری چند عورتیں شہیدوں کے ناک کان کاٹ کے ہار بنا کے پہنیں وحشی نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا کرکے ہندہ اُسکو اپنے بدن پر کا مالا اور پہنچی نکال کے دی و حمزہ رضی اللہ عنہ کا شکم چیر کے کلیجہ نکالی اور اسکا ایک ٹکڑہ لیکے چابی اور نگل نہ سکی اُسکو پھینک دی اور عبداللہ بن قمئہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنیکے ارادے سے آیا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان اُٹھائے تھے اُسکے مقابلے میں آئے ابن قمئہ نے مصعب کو شہید کیا اور سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا ہون پھر لوگون میں جاکے کہدیا میں نے محمد کو قتل کیا کافرون میں سے کسی نے پکارا تم مارے گئے ع ۶

کہتے ہین کہ یہہ ندا ابلیس کی تھی پھر لوگ متفرق ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو بلانے اور فرمانے لگے اِلَیَّ عبادَ اللہ یعنے ای اللہ کے بندے میری طرف آ پھر تین شخص تک انکی پاس جمع ہوئے اور آپکے نزدیک سے مشرکین کو ہٹا دئے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اتنے تیر مارے کہ کمان کے گرشے ٹوٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ترکش کے تمام تیر وکو خالی کر دئے اور فرمائے تیرون کو بھینک میرے ماں باپ تیرے پر سے فدا ہین اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے اتنے تیر چلائے کہ دو یا تین کمانین ٹوٹ گئین کوئی شخص تیرون کا ترکش لیجاتا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے تو فرماتے تیرا ابو طلحہ کو دے ابو طلحہ تیر مارتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر اُٹھا کے ملاحظہ کرتے کہ اِنکا تیر کہان لگا اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کے مار کو اپنے اوپر لیا سو اُنکا ہاتھ شل ہو گیا اور قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کو مارلگ کے اُنکی آنکھہ کا حدقہ خسارے پر نکل پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اُسکو اُسکے گھر مین لگا دئے آنکھہ اول سے زیادہ بہتر ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پشتے پر گئے ابی بن خلف الجمحی آپکا قصد کر کے آیا اور کہتا تھا لا نجوت ان نجا محمد یعنے محمد بچا تو مین نہین بچتا لوگ عرض کئے یا رسول اللہ حکم ہو تو ہم اُسکو مار لیتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکو چھوڑ دو تا وہ میرے پاس آوے ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا میرے یہان گھوڑا بچا ہے اُسکو ہر روز چھے سیر دانا دیتا ہون اُس پر بیٹھ کے تجھکو مارونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے انشاء اللہ مین تجھکو مارونگا جب وہ نزدیک ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے حربہ لیکے اُسکو ایسا جھٹکے کہ ہم حضرت کے نزدیک سے سرک گئے جیسا اونٹ اپنی پشت جھٹکے تو گھی اڑ جاتی ہے اور حربہ اُسکے گردن پر مارے زخم تو پوستال لگی پر گھوڑے کی پشت سے جدا ہو کے زمین پر گرا اور گاے بگاڑے سا بگاڑنے لگا کہتا تھا محمد نے مجھکو قتل کیا اُسکو اُسکے لوگ آکے اُٹھا لیگئے اور بولے اس زخم سے کچھ اندیشہ نہین بولا اس رسے مین نہ بچونگا اگر ربیعہ اور مضر کی تمام قوم کو یہہ مار گئی تو وہ سب جاتے محمد مجھکو قتل کر دیگا کر کے کہے بعد اگر مجھ پر تھوکتے تو مین مر جاتا پھر ایک روز جی کے موا بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت کی طرف اشارہ کر کے فرمائے اللہ کا سخت غضب ہے اُن قوم پر جو اپنے نبی سے یہ کہے اللہ کا سخت غضب ہے اُس شخص پر جسکو رسول اللہ نے اللہ کی راہ مین قتل کیا بھی بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

روایت کیا ہے کہ اللہ کا غصہ بہت سخت ہوا اس پر جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل کیے اور اللہ کا غصہ بہت سخت
ہوا اس پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو خون آلود کیا اہل سیر کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مارے گئے کر کے بات لوگون مین اشتہار پائی بعد بعضے مسلمان کہنے لگے اسوقت ہم عبداللہ بن ابی بن سلول یا منکو
دوڑکے ہمارے لئے ابوسفیان سے امان لیوے تو مناسب کہتا ہے اور بعضے جنگ نہ کر کے بیٹھ گئے بعضے منافق کہنے لگے
محمد مارے گئے ہین تو تم اپنے اول کے دین کو اختیار کرو انس بن النضر رضی اللہ عنہ جو چچا تھے انس بن مالک کے کہنے لگے
اے لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے تو کیا ہوا محمد کا رب تو نہین مارا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہکے
کیا کروگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسکام کیواسطے جنگ کئے اسپر ہم بھی جنگ کرنا حضرت جس امر پر مرے
ہم بھی اسی پر مرنا بعد کہے یا اللہ مین عذر چاہتا ہون انکے مقولے سے یعنے مسلمانونکے اور بیزار ہون انکے کام
سے یعنے مشرکون کے اور اپنی تلوار کھینچکے جنگ کئے یہان تک کہ مارے گئے موے بعد دیکھے تو اُنپر ستر زخم سے زیادہ
تھے انکو کوئی پہچان نہ سکے مگر انکی بہن انکی انگلیون کو دیکھ کے پہچانی بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پتھر کی طرف
گئے اور لوگونکو بلوانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول جو پہچانے سو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تھے
کہتے تھے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھون کو دیکھا خود کے نیچے سے چمکتے ہین مینے چلاکے کہا اے مسلمانو
دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اشارے سے فرمائے خاموش رہ پھر صحابہ
حضرت کے پاس جمع ہونے لگے سو ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم انکو ملامت کئے کہ تم کیا واسطے بھاگے کہے یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر سے فدا ہین ہم نے کہ آپ قتل ہوے
اس لئے ہم بھاگے اس پر اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی وما محمد الا رسول الآیہ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ
يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا اور جو کوئی پھر جاویگا اُلٹے پاؤن وہ نہ بگاڑیگا اللہ کا کچھ یعنے جو شخص دین سے پھر جائیگا اور
مرتد ہوگا تو اللہ کا کچھ نقصان نہوگا اللہ سب سے غنی ہے وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ اور اللہ ثواب دیگا
بھلا ماننے والون کو یعنے وے جو اپنے دین پر ثابت رہے اور جنگ سے نہین ہٹے اللہ تعالی انکو شاکرین
بولا کسواسطے کہ دے اللہ کی نعمتونکا شکر جو اُن پر تھا اُسکو ادا کئے وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ
إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا اور کوئی جی مر نہین سکتا مگر اللہ کے حکم سے لکھا ہوا مقرری وقت یعنے اُسوقت سے

ہمت نہیں ٹوٹی اگرچہ بہت سے نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اس سے مسلمانوں کی شجاعت بڑھاتا ہے اور جہاد کرنے پر انکو ہمت دیتا ہے کیونکہ بے حکم اللہ کے کوئی نہیں مرتا اور موت کا وقت مقرر ہے جو اس سے نہیں ٹلتا جبن اختیار کرنا اور جنگ سے بھاگنا موت سے نہیں بچاتے وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو کوئی چاہیگا بھلا دنیا کا ہم اسکو اس میں سے دینگے یعنے جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس عمل سے اسکا ارادہ دنیا کی خوبی ملنی ہے تو اسکے خواہش کے مطابق کچھ ایک حصہ اس میں مقرر کئے ہیں دینگے وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا اور جو کوئی چاہیگا اجر آخرت کا ہم اسکو اس میں سے دینگے احد کے روز غنیمت حاصل کرنے میں جو لوگ لگے اور غنیمت کا خیال نہ کرکے ثابت قدم رہے انکی شان میں یہہ آیت نازل ہوئی اگرچہ یہہ آیت جہاد کے مقدمہ میں اتری ہے لیکن اسکا حکم سب اعمال کو شامل ہے کیا واسطے کہ بندہ کی تمام اعمال کا اصل نیت پڑی ہے اگر عمل سے دنیا منظور ہو تو اسکی جزا دنیا میں ملیگی اور جسکو عمل سے آخرت منظور ہو تو اسکی جزا آخرت میں ملیگی اس آیت کا مضمون مطابق اس حدیث کے ہے جسکو امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انما الاعمال بالنیات یعنے اعمال نہیں مگر نیتوں سے اور ہر آدمی کو وہی ہے جو نیت کیا پھر جسکی ہجرت اللہ کے اور اسکے رسول کے لئے ہے تو وہ ہجرت اللہ کی اور اسکے رسول کی ہے اور جسکی ہجرت دنیا حاصل کرنے کیلئے ہے یا عورت کو نکاح کرنیکے لئے تو اسکی ہجرت اسی کی طرف ہے جو اسکے لئے ہجرت کیا اور بخاری نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکی نیت آخرت کو طلب کرنا ہو گی تو اللہ تعالیٰ اسکے دلمیں اپنی غنا رکھیگا اور اسکے کام میں جمعیت دیگا اور دنیا اسکے پاس ناک گھستی آتی ہے اور جسکی نیت دنیا کی طلب ہے تو اللہ تعالیٰ فقیری اسکی آنکھ میں رکھتا ہے اور اسکے کام اسپر پراگندہ کرتا ہے اور اسکے پاس کچھ دنیا نہیں آتی مگر وہی جو اسکے لئے لکھا ہے وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ اور ہم ثواب دینگے شکر کرنے والوں کو یعنے مومنوں کو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہیں توڑے اور جہاد سے منہہ نہیں موڑے وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا بہت نبی ہیں جنکے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت ربیان سو نہ سست ہوئے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں اور نہ کم زور ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں قاتل میں دو قرأتیں ہیں حمزہ اور کسائی اور عاصم اور ابن عامر اور ابو جعفر اور خلف قاتل کرکے قرأت کرتے ہیں قاف کے بعد الف

بھوتنے کی نخ سے نافع اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور یعقوب قُتِل قاف کی ضم سے اور تا کی کسر ماضی مجہول کے صیغے سے پڑھتے ہیں ہم ترجمہ جو کئے ہیں پہلی قرارت پر ہے اس قرارت پر ربیون قاتل کا فاعل ہو لینے کئی نبی کے ساتھ ہو کے بہت سے ربیان دشمن سے جنگ کئے اور زخم کھائے لیکن اس سے انکو کچھ سستی اور ناتوانی نہ آئی اور دشمن کے دبیل نہوئے کسواسطے کہ اللہ کی راہ مین اور اسکی اطاعت مین اور دین کی نصرت و تائید مین جے زخم لگے ہیں ہلکہ دشمن سے مقابلہ کرنے مین ویسے ہی شیر رہے ای محمد کی امت تمکو بھی ان گزشتہ لوگون کی چلن اختیار کرنا اور جہاد مین صبر کرنا اور شیر دل کی مانند کافرون پر حملہ کرنا ضرور ہے جو قاری قتل مجہول کے صیغے سے پڑھتے ہیں انکی قرارت پر قتل کا نائب فاعل کون ہے اوسمین تین وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے قتل کا نائب فاعل ضمیر ہے نبی کی طرف پھرتی ہے سہ ربیون کثیر کا جملہ حال ہو جملہ مین قتل پر وقف کرنا کیا واسطے وہ کلام تمام ہوا اب معنی یون ہوگی کئی نبی مارے پڑے اور اونکے ساتھ ربیان جو تھے اپنا نبی مارے جانے سے کچھ سستی و ضعف اختیار نہین کئے بلکہ جہاد مین ثابت اور دین کی نصرت مین قایم رہے تم بھی ویسی ہی رہا چاہیے دوسری وجہ قتل کا نائب فاعل نبی کی ضمیر ہے اور ربیون محذوف فعل کا نائب فاعل ہو لینے کئی نبی مارگئے انکے ساتھ بھی بہت ربیان مارے پڑے تیسرے بھی جو لوگ باقی تھے اونکو سستی نہ آئی تیسری وجہ قتل کا نائب فاعل ربیون ہے اور یہہ جملہ کاین کی خبر ہو لینے کئی نبی کے ساتھ بہت سے ربیان مارے گئے لیکن جو لوگ رہے سو اپنے نبی کی رفاقت نہین چھوڑے سستی نہین اختیار کئے تمکو بھی انکے طریقہ پر چلنا چاہیے اس آیت مین کنایہ ہوا انکی طرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر کے سُست ہوے اور جہاد سے ہاتھ کھینچے اور جو دبیل ہو کے ابوسفیان سے امن لینے عبداللہ بن ابی منافق کو حمایتی کرنا چاہے ربیون جمع ربی کی ہے ربی اُس عالم کو کہتے ہین جو خدا ترس ہو بعضے کہتے ہین ربی تا بعدار ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ربیون کی معنی بہت جماعتین بعضے کہتے ہین ربیون ہزارون محاک کہتا ہو ایک ربی ایک ہزار کا وہی کو کہتے ہین کاہی کہتا ہے ایک ربی کے دس ہزار آدمی ہین وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ چاہتا ہے ثابت رہنے والون کو

وزد النبع الاول من القرآن

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ اور کچھ نہین بولے وے ربیون مگر یہی کہا کہ ای رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام مین اور ثابت رکھ ہمارے قدم اور مدد دے ہمکو منکر قوم پر فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا پھر دیا اللہ نے انکو ثواب دنیا کا یعنے نصرت ہونا اور غنیمت ملنا اور عزت بڑھنا اور نیک نامی حاصل کرنا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ

اور جزب ثواب آخرت کا یعنے جنت اور نعمتین اور اللہ کی رضوان آخرت کے ثواب کو حسن کا قید لگایا تاکہ فضیلت
اولا اللہ تعالی کے پاس وہی معتبر رہنے معلوم ہو وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو یٰٓاَيُّهَا ع
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ
اے ایمان والو اگر تم کہا مانوگے کافرون کا تو تمکو پھیر دینگے ایڑیون پر پھر جا پڑو گے نقصان میں کافرون سے
یہود و نصارا مراد ہین یا منافق ہین جو احد کے دن ہزیمت دیکھکے کہنے لگے تم اپنے اول کے دین مین ملجاؤ محمد اگر نبی ہوتے تو تمار
نہ جاتے ایڑیون پر پھرنا یعنے الٹے پاؤن جانا اس سے اول کا امر جو کفر اور شرک ہی اختیار کرنا مراد ہی یعنے تم انکا کہا اگر مانوگے
تو تمکو کافر بنا دینگے خسران جو کہا اس مین دنیا اور اخرت دونون کا خسارہ ہی دنیا کا یہہ خسارہ ہے کافرون کے
مطیع ہونا اور دشمنون سے ذلیل بنا آخرت کا خسارہ بہشت سے محروم ہونا اور دوزخ مین جانا بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ
بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ اور وہ بہتر مددگار ہے یعنے تم کافرون کا کہا اسواسطے مانتے
ہوگے کہ وے تمہاری مدد کرین وے تو اپنی ذات کو مدد کرنے سے عاجز ہین تمکو کیا مدد کرینگے تم اللہ کی مدد مانگو
اسی کی مدد سب سے بہتر ہے سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ اب ڈالینگے ہم کافرون کے دلون مین ہیبت احد
مین کافرون کے مسلمانون کو ہزیمت دینے بعد اللہ تعالی نے کافرون کے دل مین رعب ڈالا بے سبب جان سے لڑنے ابوسفیان نے
جاتے وقت پکار کے بولا یا محمد تم چاہتے ہو تو تمہارا ہمارا وعدہ سال آیندہ بدر مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا انشاء اللہ بہتر بعضے کہتے ہین کفار کے کی راہ لئے بعد تھوڑا جاکے پشیمان ہوئے اور کہنے لگے ہم کیا برا کام کئے انکے
اکثر لوگون کو قتل کرکے غنائم بھاگون کو چھوڑکے چلے جانا عقل کا کام نہین پھر جاکے انکو ٹھکانے لگا دینا چاہیے اس
بات کا عزم کئے تو اللہ تعالی انکے دلون مین رعب ڈالا انکو پھر کر آنے کی طاقت نہوئی بعضے مفسرین کہتے ہین کافرون کے
دلمین ہیبت پڑنی مخصوص احد کے دن ہی تھی صحیح بات یہہ ہی کہ یہہ ہیبت مخصوص نہین بلکہ عام ہے گویا یون فرمایا اس
جنگ مین تمکو ہزیمت ہوئی کرکے غم نکرو آیندہ اللہ تعالی کافرون کے دلمین رعب ڈالیگا اور انکو تمہارے حاضر نہ ہونیکا
اور تمہارے دین کو سب دینون پر غالب کریگا پھر اللہ تعالی نے اس وعدہ کو پورا کیا دین اسلام سب دینون پر غالب آیا
بخاری وغیرہ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو پانچ چیز عطا ہوئے میرے آگے کسی نبی کو عطا
نہین ہوئے تھے سو اس مین کہا نصرت بالرعب مسیرۃ شہر یعنے مجھکو ایک مہینے کی راہ ہیبت سے فتح ہوئی اس قول کو

تائید کرتی ہے بِمَا اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا اسواسطے کہ انھون نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جسکی اُسنے سند نہیں اُتاری یعنے اُنکی دلون مین رُعب ڈالنے کا سبب یہہ ہوکہ وے بتون کو اللہ کا شریک ٹھہرائے وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ اور اُنکا ٹھکانا دوزخ ہے وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ اور دوزخ بُری آرامگاہ ہے بے انصافون کی وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اور البتہ اللہ سچ کر چکا تم سے اپنا وعدہ محمد بن کعب قرظی سے منقول ہوکہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ جنگ کے مقام سے اپنے گھرون کو آئے تو بعضے لوگ کہنے لگے ہمپر یہہ مصیبت کیواسطے ہوئی اللہ تعالی تو نصرت کا ہم سے وعدہ کر چکا تھا تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا یعنے اللہ تعالی نے نصرت اور ظفر کا وعدہ جو کیا تھا اسکو سچ کر دیا پہلے مسلمانون کی فتح ہوئی اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ جب تم لگے اُنکو کاٹنے اُسکے حکم سے یعنے اللہ کے ارادے اور اُسکے حکم پر تم کافرون کو اکیسان قتل کرنے لگے یہان تک کہ کافرون کی نشان بردار بنے عبد الدار کے قبیلے والے گیارہ شخص قتل ہوئے دیکھہ یہہ کیسی فتح ہوئی تھی حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ یہان تک کہ تنے نامردی کی اور کام مین جھگڑا ڈالا اور بے حکمی کی بیسا سکے کہ تمکو دکھا چکا تھا تمھاری خوشی کی چیز حتی اذا کی معنی یہان تک کر کر ہم جو کئے اس معنی پر کچھ تقدیر کرنیکی حاجت نہین بعضے اسکی معنی یون کرتے ہین یہان تک کہ جس وقت اس معنی پر جزا کی تقدیر کرنا ضرور ہی تقدیر یون ہوگی حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم منکم اللہ النصر یعنے یہان تک کہ جس وقت تنے نامردی کی اور کام مین جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی تو اللہ نے نصرت کو تم سے منع کیا نافرمانی اُنسے یہہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کو اپنی پشت پر لئے اور منہہ مدینے کی جانب کئے اور تیراندازون کو پہاڑ کے درے پر بٹھلائے اور اُنکو جتا دئے کچھہ ہی ہو تم اس مقام کو ہرگز نہ چھوڑو بے حکم اُس جگہہ کو ترک کئے کام مین جھگڑا ڈالے یعنے باہمدیگر اختلاف کئے عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھہ تیراندازون لوگ جو تھے مشرکون کی ہزیمت دیکھہ کے کہنے لگے یہان کیا کرتے کھڑے ہو کے غنیمت پیدا کرنے چلو اُنکا امیر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکو یہان سے تجاوز نہ کرنے کی جو تاکید کئے تھے کیا اسکو بھول گئے وے باہمدیگر جھگڑنے لگے کوئی بولا نہ جانا اور کوئی بولا جانا آخر عبد اللہ بن جبیر کے ساتھہ دس شخص سے کم رہگئے باقی سب لوگ نکل گئے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل دیکھے کہ میدان خالی ہے

اُس طرف سے حملہ کیا عبد اللہ بن جبیر اور اُن کے ساتھ والوں کو قتل کر کے مسلمانوں کی بڑی جماعت کا قصد کیا مسلمان صف باندھکے جو کھڑے ہوئے تھے اُنکی صف ٹوٹ کے مومن اور مشرک خلط ہو گئے اور جنگ کا شعار جو تھا بھول گئے اپنے لوگ پر آپ تلوار چلانے لگے فتح کے واسطے باد صبا جو چلتی تھی موقوف ہو کے دبور چلنے لگی ابلیس پکارا کہ محمد مارے گئے سو لوگوں کے دل میں جبن آگیا ایک جماعت نے بھاگ کے مدینہ کی راہ لی مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا کوئی تم میں سے چاہتا تھا دنیا یعنے وے جو مقام چھوڑکے غنیمت لینے دوڑے وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت یعنے وے جو عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ رہے مقام نہیں چھوڑے ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ پھر تمکو یعنے مسلمانوں کو اُلٹ دیا اُنپر سے یعنے کافروں سے یعنے تم اُن سے ہزیمت پائے اسواسطے کہ تمکو آزماوے یعنے مخلص کون ہے اور منافق کون ہے دنیا کون چاہتا ہے آخرت کون چاہتا ہے سو معلوم ہووے وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ اور تحقیق اللہ وہ تمکو معاف کر چکا یعنے تم سے یہ گناہ جو سرزد ہوئی رسول کے حکم کا خلاف کرنا اور کافروں کے منہہ پر سے بھاگنا اللہ اسکو معاف کیا وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اور اللہ فضل رکھتا ہے مومنوں پر اِذْ تُصْعِدُوْنَ جب چڑھے جاتے تھے تصعدون کا صیغہ مشتق اصعاد سے ہوا اسکی معنی زمین پر دور چلے جانا یعنے تم ہزیمت پاکے نبرد گاہ سے بھاگے چلے جاتے تھے وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو یعنے اس بے حواسی سے بھاگتے تھے ایک دوسرے کی طرف التفات نہیں کرتا تھا وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ اور رسول اللہ تمکو پچھاڑی میں یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو پیچھے سے پکارتے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ پھر آگیا اُنکو بہشت ہے فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ پھر تمکو بدلا کیا دکھ بعد دکھ کے اثاب کا صیغہ ثوب سے مشتق ہو ثوب کی معنی لغت میں رجوع کرنا اور کام کرنے والے کو اُسکے کام کی جزا جو دیتے ہیں اُسکو ثواب کہتے ہیں پھر وہ کام نیک ہو یا بد اِس جگہہ اثاب کی اصل معنی مراد لیکے تو مطلب حاصل ہو اپنے تمھارے بھاگنے کی پاداش دیا لیکن اثاب کا استعمال اکثر خیر میں ہوتا ہے شر میں نہیں ہوا اس تقدیر پر اُنکی عقوبت کو مجازاً ثواب کر کے کہا اِس کو علم بلاغت میں تہکم کہتے ہیں بندہ عاصی کہتا ہے اس جگہہ اگرچہ ظاہر کے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اثاب کا لفظ عقوبت میں مستعمل ہے لیکن حقیقت میں وہ عقوبت نہیں تھی بلکہ آخرت کے نجات کی سبب تھی اسلئے اثاب کا اطلاق کیا نعیم میں بے کا لفظ

ثمن

جو آیا ہے مع کی یا علی کی معنی سے ہو یعنے غم غم کے ساتھ یا غم پر غم بعضے یہ کہتے ہین اور ترجیح دیتے ہین غم سے غم متصل یعنے دو غم سے کیا مراد ہے بعضے کہتے ہین پہلا غم وہ جو انکو فتح ہوئی اور غنیمت نہین ملی دوسرا غم انکو جو ہزیمت ہوئی اور لوگ مارے پڑے بعضے کہتے ہین پہلا غم انکو جو زخمین لگین اور لوگ مارے پڑے دوسرا غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے کرکے جو سنے سو اس غم نے اول کے غم کو بھلا دیا بعضے کہتے ہین پہلا غم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا جو خلاف کئے اسکی جزا مین اللہ تعالی نے انکو ہزیمت دی اور لوگ مارے پڑے بعضے کہتے ہین غم سے مخصوص دو غم مراد نہین بلکہ اسکی معنی یون ہین بہت سے غم علی الاتصال ان پر وارد ہوے لوگون کا قتل ہونا اور زخمین کھانا اور اسنے معصیت ہونی اور عذاب اترنیکا اندیشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے کرکے سنا اور کافر ثانی ابن پر یورش کرتے ہین اور ابوسفیان مدینہ مین گھس کے گھر دار کو تباہ کرتا ہو کر کے متفکر ہونا لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ تا اداسی نہ کرو جو ہاتھ سے جاوے اور نہ جو سامنے آوے معلوم کیجئے لکیلا کے لا مین دو قول ہین پہلا قول لا اپنی اصل معنی پر جو نفی ہے باقی ہے اور اس جملہ کا تعلق عفا عنکم سے ہی یعنے اللہ تمکو وہ معاف کیا تاکہ دکھہ نہو اسکا جو فوت ہوئی اور نہ اسکا جو تمکو پہنچا کیونکہ اللہ تعالی عفو کرنے سے اداسی جاتی رہی بعضے اسکی معنی یون کرتے ہین تمکو غم ایسا ہوا جو تمہاری اداسی کو بھلا دیا دوسرا قول لا کا کلمہ زاید ہے صلہ کلام کے واسطے اب معنی یون ہونگی تمکو غم دکھایا تا طول ہو اسپر جو فوت ہوئی اور اسپر جو تمکو عقوبت پہنچی وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی یعنے تمہارے سب کام نیک و بد اسکو معلوم ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ پھر تم پر اتارا دکھ کے بعد امن کو اور اونگھ کر گھیر رہی تھی تم مین بعضو کو یہہ خطاب مومنون کو ہی یعنے اس خوف اور غم کے بعد تمکو اللہ تعالی نے اتنا بے فکر کر دیا کہ تمکو نیند آنی شروع ہوئی نیند آنا علامت بیفکری کی ہے جسکو خوف و ہراس ہوتا ہے اسکو نیند نہین آتی بخاری نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین اونگھین لوگون مین تھا جسکو احد کے روز اونگھ گھیر رہی تھی میرے ہاتھ سے تلوار گرتی جاتی تھی اور مین اٹھا لیتا تھا امام احمد اور حاکم کی روایت مین یا ہے ابو طلحہ کہے احد کے روز مین سر اٹھا کے دیکھا جسپر نظر پڑی اسکا یہہ حال تھا کہ ڈھال کے نیچے سر رکھ کے نیند سے

جھک رہا ہے ابن اسحٰق نے کتاب المغازی میں زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم پر نہایت خوف ہوا پھر اللہ تعالیٰ ہم پر نیند بھیجا اُسوقت معتب بن قشیر بولا تھا لو کان لنا من الامر شیئ ما قتلنا ھٰھنا یعنے ہمارے ہاتھ میں کچھ امر ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے اسکی یہ بات میں سنا اور مجھ پر نیند اس قدر غلبہ کی تھی کہ وہ بات مجھکو خواب معلوم ہوتی تھی وَطَائِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ اور بعضوں کو فکر پڑی تھی اپنے جی کی اس طایفہ سے منافق مراد ہیں اللہ تعالیٰ مخلصوں پر نیند بھیجا منافق پر نیند نہ آنے سے وے اپنے جان بچانیکی فکر میں پڑے تھے يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں کے یعنے اللہ پر جو خیال کرنا ہے وہ نہ کرکے جھوٹے خیال کرتے تھے جیسا جاہلیت والے کرتے ہیں يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ کہتے تھے کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ ہل استفہام کا کلمہ ہے اُسکی معنی نفی کی ہے اور امر سے ظفر اور فتح مراد ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظفر و عدہ ہم سے جو کئے تھے کچھ نہ ہوا مشرکون کو غلبہ ہے بعضی کہتے ہیں یہ استفہام انکاری ہے اور وہ مقولہ عبداللہ بن ابی بن سلول کا ہے اُسنے اول کہہ دیا تھا مدینے سے نہ نکلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اوسکی بات کا خلاف کرکے مدینہ سے نکلے اور لوگ شہید ہوئے عبداللہ بن ابی بن سلول کو خزرج کے بہت سے مارے جانے کی خبر ہوئی اُس نے کہا میں اُنکو منع کیا تھا میری بات مانکر مارے پڑے قُلْ تو کہہ ای محمد اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ سب کام اللہ کے ہاتھ ہی فتح اور غلبہ نصرت اور شکست قضا و قدر سب اُسکی اختیار میں ہیں جو چاہے سو کرے يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ چھپاتے ہیں اپنے جی میں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے یہہ جملہ حال پڑا ہے یقولون کی ضمیر کا يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ تو ہم مارے نہ جاتے اِس جگہ یہہ جملہ سابق کے جملہ کا بیان ہے یعنے دلمیں بات جو پوشیدہ رکھتے ہیں سو یہہ ہے کہتے ہیں ہمکو اگر اختیار ہوتا تو ہم محمد کے ساتھ نہ نکلتے اور مارے جاتے یہہ مقولہ معتب بن قشیر کا ہے قُلْ تو کہہ ای محمد لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں البتہ باہر نکلتے جن پر لکھا تھا مارا ہی جانا اپنے پر اوپر اس آیت کا مطلب یہ ہوا اندیشہ اور حذر کرنا قدر کے آگے

نفع نہیں دیتا اور تدبیر تقدیر کو دفع نہیں کرتی تم اگر اپنے گھروں میں رہتے تو بھی جن کی قضا آئی تھی وے
البتہ گھروں سے نکل آتے اور مر کر گرنے کی جو جگہ ہے وہاں پہنچتے وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِي صُدُوْرِكُمْ
اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمہارے جی میں ہے یہ جملہ فعل محذوف کی علت ہے تقدیر یوں ہے ولم یقدر کم یوم
احد لیبتلی اللہ یعنے احد کے دن تم کو نصرت نہیں دیا کہ اس سے تمہارے جی میں اخلاص ہے یا نفاق سو اللہ کو
آزمانا منظور تھا وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوْبِكُمْ اور کھرا کرنا تھا جو تمہارے دلوں میں ہے یعنی شکست سے فایدہ
یہ تھا کہ تمہارے دل شک اور شبہے سے پاک صاف ہو جاویں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور
اللہ کو معلوم ہے جی کی بات یعنے لوگوں کے دلوں میں جو پوشیدہ ہے وہ سب اللہ کو معلوم ہے اسکو آزمایش وغیرہ کی
کچھ حاجت نہیں محض لوگوں پر مومن اور منافق کا حال کھل جانیکے واسطے یہہ کیا اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا
مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا مقرر جو لوگ تم میں سے
جس دن بھڑیں دو فوجیں سو انکو دگا دیا شیطان نے کچھ انکے کرتب سے یعنے احد کے دن فوجیں مسلمانوں
کے اور مشرکوں کے جب مقابل ہوئیں تب تمہارے لوگ جو بھاگ گئے سو انکی گناہ کی شامت سے شیطان نے
انکو لغزش دیا لغزش یہہ کہ جو انکے دلوں میں وسوسہ ڈالا اور غنیمت کے لالچ سے مقام کو چھوڑ کے
نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خلاف کئے بعضے کہتے ہیں لغزش یہہ تھی کہ شیطان انکو انکے پچھلے
گناہ جو سابق سرزد ہوئے تھے یاد دلوایا پھر وے توبہ نہ کرکے اس حالت سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کرنا مکروہ جانے
اور اپنے پاس قرار دیئے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو ایسی طرح سے کرنا کہ وہ راضی ہو بہتر ہے کہ اب
یہاں سے چمپت ہونا عناد کی راہ سے یا نفاق سے نہیں بھاگے اس آیت کے سیاق سے معلوم ہوا کہ لوگ سب
نہیں بھاگے نفس الامر میں ایسا ہی ہے لوگ تین تفریق ہوئے ایک جماعت نے بھاگ کے مدینہ کی راہ لی اور بالکل
نہیں الٹی انہیں کے شان میں آیت اتری اور انکی تقصیر معاف ہوئی اور ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
لگے کر کے غم کھائے لیکن اپنے دین کے واسطے اور دشمن کو دفع کرنے کے لئے جان پر سے اٹھکے مردانہ کوشش کئے اکثر
اکثر صحابہ کا یہی حال تھا اور ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھی ہر میمنہ کی ابتدا میں
ایک دو شخص ساتھ تھے بعد جنگ معلوم ہونے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں ایک ایک دو دو آکے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہونے لگے اس حالت کے دیکھتے روایتوں میں اختلاف ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ کتنے شخص تھے بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ آپکے ہمراہ فقط مقداد بن الاسود تھے اور بعضے
روایتوں میں آیا ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پانچ شخص تھے
اور ایک روایت میں آیا ہے کہ گیارہ شخص تھے اور ایک میں آیا ہے بارہ شخص تھے اور ایک میں آیا ہے کہ چودہ شخص
تھے مہاجرین کے ساتھ اور انصار کے ساتھ انکے نام بھی لکھے ہیں ابوبکر اور علی اور عبد الرحمن بن عوف اور
سعد اور طلحہ اور زبیر اور ابو عبیدہ اور انصار کے ابو دجانہ اور حباب بن المنذر اور عاصم بن ثابت
اور حارث بن الصمہ اور سہل بن حنیف اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر یہ نام واقدی نے لکھے ہیں اور
بعضے روایتوں میں سعد بن عبادہ اور محمد بن مسلمہ کا نام بھی آیا ہے اور زیاد بن السکن یا عمارہ بن زیاد
بن السکن کا نام بھی آیا ہے اور عمر اور ابو طلحہ بھی ہمراہ تھے کر کے صحیح میں آیا ہے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ
اور تحقیق اللہ انکو بخش چکا کیونکہ وے نادم ہوے اور توبہ کیے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ بیشک اللہ بخشنے
والا ہے تحمل رکھتا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے ایمان والو تم ہو انکی ع
طرح جو منکر ہوے یعنے عبد اللہ بن ابی بن سلول وغیرہ منافقین وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اور کہے اپنے بھائیونکو
یعنے انکو جو کفر اور نفاق میں ابن سلول کے شریک تھے یا انکو جو انکے بھائی تھے نسب میں لیکن مسلمان تھے
اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ جب سفر کو نکلیں ملک میں یعنے تجارت کے واسطے یا اور کسی کام کے لئے
کسی ملک میں سفر جاویں اور وہاں مر جاویں اَوْ كَانُوْا غُزًّى یا ہوں جہاد میں اور
مارے جاویں غزی جمع غازی کا ہے لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا
قُتِلُوْا اگر رہتے ہم پاس نہ مرتے اور نہ مارے جاتے لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ تاکہ وے
اللہ اس سے افسوس انکے دلوں میں لیجعل میں کا لام ایک مقدر جملے سے متعلق ہے جسپر نفی دلالت کرتی
ہے تقدیر یوں ہے لا تقولوا مثل قولهم ليجعل اللّٰه الآیہ یعنے اے مومنو تم منافقوں کے بات کی مانند مت کہو
تا اللہ اس قول سے منافقوں کے دلمیں افسوس ڈالے کیونکہ وے منافق جب تمہارے دلمیں تم نہ مرتے کر کے
شبہہ ڈالے اور تم انکی بات کو خاطر پر نہ لاکے اپنے سفر اور جہاد کو نہ چھوڑے تو منافق کا کر ٹوٹ گیا اور

انکی بات کارگر نہوئی تو آخر وے افسوس کرینگے بعضے کہتے ہین اس کلام کی تقدیر یون ہوا ہم قالوا ذلک الکلام لیجعل اللہ ذلک الکلام حسرۃ فی قلوبہم یعنے منافق یہہ بات کہے تا اسباب سے اللہ اُن کے دلمین حسرت ڈالے اس تقدیر پر انکے دلونمین حسرت آنیکی وجہ یہہ ہے کہ سو شخص کے قرابتی کہ جنکا ایمان قوی نہین ہے یہ بات جب سُنین تو اُنکی حسرت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اُنکا عقیدہ یہہ تھا کہ اگر ہم کد کرتے اور اونکو سفر اور جہاد سے منع کرتے تو وے نہ مرتے ہم اُنکو بیجا ہو کے منع کرنے سے وے مارے گئے جب عقیدہ یہہ ٹھہرا تو اُنکی حسرت البتہ زیادہ ہوگی مسلمان جو یہہ عقیدہ نہین رکھتے ہین اُنکو اُسکی موت سے افسوس نہین ہوتا سو معلوم ہے منافق شبہہ ڈالا تا اُنکی حسرت ہوتی ہے وَاللّٰہُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ اور اللہ ہی جلاتا اور مارتا یہہ رد ہے منافقون کے قول پر یعنے جو کہتے ہو وے اگر نہ جاتے تو نہ مرتے ایسا نہین کیونکہ امر اللہ کے اختیار مین ہے جلانے اور مارنے والا صاحب وہی اللہ ہی اکثر مسافر اور غازی بچ جاتے ہین گھر مین بیٹھنے والا مرتا ہے گھر مین چھپکے رہنا فایدہ نہین دیتا وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اور اللہ تمھارے ۴۱ ورد

کام دیکھتا ہے وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ مین یا مر گئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی بہتر ہے اُس سے جو وے جمع کرتے ہین یعنے جہاد مین تم قتل ہو یا اللہ کی راہ مین نکل کے مرو گے تو تمکو آخرت مین مغفرت ہوگی اور اللہ رحم کریگا یہہ بخشش اور مہربانی دنیا مین زندہ رہنے سے اور دنیا کو حاصل کرنے سے بہتر ہے مغفرۃ اور رحمۃ کو نکرہ جو لایا اسمین اشارہ ہے کہ ذرا سی مغفرت اور ذرا سی رحمت تمام دنیا سے بہتر ہے ابو داؤد نے ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ کی راہ مین نکل کے مریگا یا مارا جائیگا تو وہ شہید ہے یا اُسکو گھوڑا گرائیگا یا اونٹ گرائیگا یا اُسکو کیڑا کاٹیگا یا اپنے بچھونے پر کسی طرح سے مریگا تو وہ شہید ہے اسکی سند مین بقیہ بن الولید ہے جمہور اُسکو ثقہ کہتے ہین اور عبد الرحمن بن ثابت ابن ثوبان دمشقی ہے وہ صدوق ہے ابن المدینی اور ابو حاتم اور وحیم اور ابن معین اُسکی توثیق کیے ہین ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو حج کیواسطے نکلیگا اور مر جائیگا تو اللہ قیامت تک حج کرنے والیکا ثواب لکھیگا

اور جو عمر کے لئے نکلیگا اور عمرہ کا تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والیکا ثواب لکھیگا اور جو حج کو اور عمرہ کو نکلیگا اور مر جائیگا تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے قیامت تک حج اور عمرہ کا ثواب لکھیگا اسکی سند میں محمد بن اسحٰق ہے اکثر لوگ اسکی توثیق کئے ہیں اور اسکی حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ اللہ ہی پاس اکٹھے ہوگے یعنے تم کسی سے مرو آخرت میں سب اللہ ہی کے پاس جمع ہوتا ہے تب ہر ایک کو اسکے عمل کی جزا دیگا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ہوا انکو اس آیت میں جا رمجرور کو مقدم کرکے فیما رحمۃ فرمایا سو اس سے یہہ فائدہ نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نرم دل ہونا اللہ کی رحمت ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لطف و ملایمت کرنیکی توفیق دیا اور انکے دل میں مہر ڈالا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر نرم دل ہوے وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اگر تو ہوتا بدخلق سخت دل البتہ متفرق ہو جاتے تیرے گرد سے فظ کی معنی بدخلق اور سخت گو اور جھگڑنے والا سخت دل وہ جسکو مہر نہیں اس لئے فظ اور غلیظ القلب دونوں صفت کو جمع کیا کسی واسطے کہ لوگ بعضے بدخلق اور سخت گو نہیں رہتے لیکن سخت دل ہوتے ہیں کسی سے کسی پر رحم نہیں کرتے اس واسطے فرمایا تو بدخلق اور سخت دل نہیں حاصل یہہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بدخلق اور سخت دل ہوتے تو آپکے پاس لوگ نہ ٹھہرتے علی الخصوص اعراب جو جفا اور بے مروتی میں کہتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش خلق نرم دل رہنا ضرور ہے معلوم کیجے کہ رسول کی بعثت سے اللہ کے احکام اور شرع کے تکلیفات خلق کو پہنچانا مقصود ہے یہہ غرض حاصل نہیں ہوگی جب تک لوگ دل سے اسکی طرف مایل نہوں یہہ بات تمام نہوگی مگر رسول کے نرم دل اور مہربان رہنے سے اور اُن سے غمخواری اختیار کرنا اور انکی بدخلقی سے درگذرنا اور انکے تقصیرین معاف کرنا اور انکو شفقت کی نظر سے دیکھنا ان سبب کے دیکھتے رسول فظ اور غلیظ القلب نہ ہوا امام تعالیٰ نے اس آیت کو احد کے روز کے واقعے پر حمل کیا ہے معنی یوں کرتا ہے اللہ کی کچھ رحمت تھی احد کے روز جب کہ تم نے معصیت کی تھی تو تیرے پاس آئے تو انہیں نرمی کیا اگر تو فظ اور غلیظ القلب ہوتا اور انپر طعن و ملامت کرتا تو تیری اور بھاگیگی ہر طرف سے تیرے نزدیک سے نکل جاتے اور دشمن شیر ہوتا اسکی طمع زیادہ ہوتی فَاعْفُ عَنْهُمْ سو تو انکو معاف کر یعنے انکی لغزش سے درگذر اور انکی تقصیر معاف کر وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ اور بخشش مانگ انکے واسطے یعنے اللہ تعالیٰ سے انکی مغفرت چاہ تا اللہ تیری سفارش قبول کرے اور انکو بخشے بعضے کہتے ہیں معاف کر یعنے تقصیر جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذات کے ہیں اور بخشش مانگ یعنے گناہوں کی جو حقوق الٰہی ہیں وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور انسے مشورت لے کام میں یعنے اُنسے تجویز کیا کر بغوی نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا زیادہ مشورت لیتا کسی کو میں نہیں دیکھی اور عبد الرزاق مصنف میں اور امام احمد اور اسحق اور ابن حبان حدیبیہ کے قصہ میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ اپنے اصحاب سے مشورت بہت کرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کامل اور رائے صائب رہتے پر اور وحی اُترتا اور آپکی اطاعت تمام خلق اللہ پر بھلے بُرے اُمور میں فرض ہوتے ہوئے آپکو مشورت کرنیکا حکم اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا اُس کے چند وجہ ذکر کئے ہیں پہلی وجہ مشورت کا حکم جو کیا صحابہ کی عزت اور شان بتلانے اور اُنکی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہونے ہو مشورت نہ کرے تو اُنکی ہتک تھی شاید آزردہ ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بدظنی کریں دوسری وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عقل میں سب سے کامل تھے لیکن لوگوں کی عقل کو انہا نہیں ایک شخص کی رائے میں مصلحت کی ایسی بات آجاتی ہے جو دوسرے کی عقل میں نہیں آتی علی الخصوص دُنیا کے کاموں میں مسلم نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں بھی ایک بشر ہوں جب تمہارے دین کے کاموں میں کچھ امر کروں تو اسکو اختیار کرو اور جب تمکو امر کروں کچھ چیز کا میری رائے سے تو میں بشر ہوں اور عائشہ اور انس رضی اللہ عنہا کی روایت میں آیا ہے کہ آپ فرمائے انتم اعلم بامر دنیاکم یعنے تمہاری دنیا کے کاموں کا علم تمکو زیادہ ہے بخاری ادب المفرد میں اور عبد اللہ بن احمد زوائد زہد میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کئے ہیں کہ کوئی لوگ آپس میں مشورت نہیں کئے مگر اللہ تعالیٰ اُنکو بہتر چیز کی راہ بتایا اسکی سند قوی ہے بعضے اُسکو مرفوع بھی روایت کئے ہیں لیکن وہ صحیح نہیں تیسری وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے مشورت لینے کی احتیاج تھی لیکن لوگ آپکی اقتدا کرنے اور مشورت کرنیکی سُنت جاری ہو اللہ تعالیٰ ایسا حکم کیا یہ وجہ حسن بصری و سفیان بن عیینہ سے منقول ہے چوتھی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے احد کے دن مشورت کئے یعنے تو نکلنے پر بجز ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی نکلنے پر نہیں تھی جب انکی بات سنکے نکلے اور صورت ویسی ہوئی تو احتمال ہوا کہ آئندہ اُنسے مشورت نہ لیوے جب مشورت نہ لیوے تو انھوں کے خیال میں آویگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اُس روز کا اثر ہنوز باقی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ اُن سے مشورت لیا کرو تا معلوم ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلمیں اُسکا کچھ اثر

باقی نہین بلکہ جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے مشورت جو لیتے ہین اُنکی رای لینی اور معلوم کرنی منظور تھی بلکہ معلوم ہو کہ اُنکی عقل کتنی ہے اور اُنکا فہم کیسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کسقدر رکھتے ہین اس سے عقلمند کون ہے، اور فاضل مفضول کون ہے، معلوم ہوگا تو ہر ایک کو اُسکے مرتبہ پر رکھینگے پھر کسی وجہ سے مشورت لینے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتیاج نہین لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے جب مشورت لیا کرے ہر شخص اس مقدمہ مین بہتر اور مناسب بات کہنے کیواسطے سعی کریگا اور سب کے ارواح بہتر بات نکالنے پر متفق ہوگی ظاہر ہے سب کے روح ایک بات پر متفق ہونا مقصد حاصل ہونے پر اعانت کرتا ہے اسی اسرار کے نظر کرتے نماز کو جماعت سے پڑھنیکا حکم ہوا اور جماعت سے نماز پڑھنا منفرد نماز پڑھنے سے افضل ہوا ساتوین وجہ اللہ تعالیٰ مشورت لینے کا جب حکم کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس انکی قدر و منزلت ہے جب اُسکو جانینگے تو زہد و تقوی مین جدوجہد کرینگے تا اللہ کے پاس اپنی منزلت بلند کرین آٹھوین وجہ سلاطین کو کوئی مہم درپیش ہو تو مشورت نہین لیتے مگر اُسی سے جو خیر مند اور عالی مرتبت اور بادشاہ کا مقرب ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورت لینے کا حکم نہوتا تو اُنکے دلمین خطرا ہوتا کہ ہم ہوگئے اُسکو اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف کیا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری وہ منزلت باقی نہین سو اُس خطرے کو دفع کرنیکے واسطے اللہ تعالیٰ نے مشورت لینے کا حکم کیا تا معلوم ہو کہ تم سے یہہ لغزش جو سرزد ہوئی اُسکو معاف کر دیا اور تمھاری منزلت اللہ کے پاس جو تھی اُسمین کچھ گھٹا دُ نہین ہوا بلکہ تم توبہ خالص جو کئے اسکے کرنے سے تمھارا مرتبہ بالا ہوا سابق مین مشورت لینے کا حکم نازل نہین تھا سو اب اس باب مین قرآن نازل ہوا اب دوسری بات سنئے کہ جب کسی مقدمے مین وحی نازل ہو چکی ہے تو اُسمین مشورت لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جایز نہین اس بات مین سب علما کا اتفاق ہے جس مین وحی نازل نہین ہوئی ہے پھر وہ کیسا ہی مقدمہ ہو اسمین مشورت لینا یا بعضی مقدمون مین سب علما کو خلاف ہے بعضے کہتے ہین تمام امورین مشورت لینا بعضے کہتے ہین فقط دنیوی اُمورین اور بعضے کہتے ہین فقط جنگ کے مقدمون مین اور ہر شخص اپنے قول کی دلیل ذکر کیا ہے اور دوسرے کی دلیل پر قدح کیا ہے بندہ عاجز کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سب اُمورمین مشورت نہین لیتے تھے مشورت اُنہین امورمین لیتے تھے جنمین مشورت لینے کی احتیاج ہو خواہ متعلق جنگ کے ہو یا دنیوی اُمورہون یا دینی یکلخت امورمین جنگ کرینگے مقدمہ مین مشورت لیتے اور بدر کے اسیرون کے مقدمہ مین مشورت لیے

اور احد کے جنگ کو نکلنے مین مشورت لیئے اور حدیبیہ مین سعید ہاکر کو جانا یا جو لوگ قریش کی تمکمک کیواسطے جمع ہوئے ہین انکے مقامون پر جاکے انکو ہلاک کرنا کرکے مشورت لئے اور بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کے افک کے مقدمہ مین مقدمہ مین مشورت لئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنیکے قبل صدقہ دیکر کے آیت جو نازل ہوئی اُس مین علی رضی اللہ عنہ سے مشورت لیئے کہ کس مقدار مین کتنے صدقہ لینا دیکھو ان امور مین بعضے جنگ کے مقدمات ہین اور بعضے جنگ کے مقدمات نہین اور بعضے دینی امور ہین اور بعضے دنیوی تو معلوم ہوا مشورت لینا مخصوص نہین معلوم کیجئے شاور امر کا صیغہ ہے وجوب پر دلالت کرتا ہے پھر یہہ امر وجوب کا ہے یا استحباب کا اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مشورت لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھا بعضے کہتے ہین یہہ امر استحباب کا ہے بیہقی نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے ابو نصر القشیری نے بھی اپنی تفسیر مین اسی بات کا جزم کیا ہے یہی قول راجح ہے شاورہم کی ضمیر راجع ہے الذین آمنوا کی طرف یعنے مومنون سے مشورت لے ان مومنون سے صحابہ مراد ہین لیکن سب اصحاب مراد نہین بلکہ انمین جو دانا اور عقلمند تھے مشورت کیلئے لایق تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مثل کسی کو عقل و فراست اور دانائی نہین تھی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہین سے اکثر مشورت کرتے بلکہ واحدی نے تفسیر وسیط مین عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے وے لوگ جن سے مشورت لینے کا حکم ہوا وے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہین اسکو حاکم اور بیہقی بھی روایت کیئے ہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے امام احمد اور اسد بن موسیٰ فضایل صحابہ مین اور یعقوب بن سفیان کتاب المعرفہ مین عبد الرحمن بن غنم سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو فرمائے مشورت مین تم دونون جب ایک امر پر اتفاق کروگے تو مین تمہارا کبھی خلاف نہ کرونگا حافظ عسقلانی نے کہا اسکی اسناد لا بأس بہ ہے اور عبد الرحمن بن غنم صحابی رہنے مین اختلاف ہوا اور غنم غین معجمہ کی فتح اور نون کی سکون سے امام فخر الدین رازی نے کہا ہے اس آیت مین اہل مشورت سے ابوبکر اور عمر کو مراد لینے مین اشکال ہر کسی کو ہے کہ جو لوگ ہر بات مین کتاب و سنت کی طرف رجوع کرتے تھے اور انکے لئے مغفرت مانگنے کا امر کیا ان سے مشورت لیکر کے امر کرتا ہے عمر تو ہر بات مین کتاب و سنت کی طرف رجوع کرتے تھے مشورت لینے کے حکم مین داخل تھے لیکن ابوبکر ہر بات مین کتاب و سنت کی طرف رجوع نہین کرتے تھے تو آیت کے حکم مین داخل نہونگے آیت سے ابوبکر کیسے مراد ہونگے جدہ عاصی کہتا ہے ہر بات مین سو لوگون سے مشورت لینا کرکے آیت مین کچھ دلالت نہین اوپر کی آیت مین یعنے ان الذین تولوا منکم

یوم التقی الجمعان الآیہ میں ہزیمت کھائے سو لوگوں کی بخشش کی خبر دے دیا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی بیان کیا اور بولا اگر تو نرم دل نہوتا تو تیرے پاس سے سب متفرق ہوجاتے دوسری بار تیرے پاس جمع ہونے اس سے معلوم ہوا مغفرت مانگنی اور مشورت لینی ہزیمت پانے ہوؤں سے مخصوص نہیں بلکہ آپکے پاس جو لوگ مجتمع ہیں ان سے مشورت لینا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے پھر اہل شوری میں کیسے داخل نہونگے اور عمر رضی اللہ عنہ کو منہزمین میں شمار کرنا صحیح نہیں کسواسطے کہ ہزیمت کھاکے مدینہ کی راہ لئے سو لوگوں میں آپ نہیں تھے بلکہ ابتدا ہزیمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور پڑگئے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام معلوم ہوا آپکے نزدیک آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہ رہنے سے لازم نہیں آتا کہ ہزیمت کھائے عمر رضی اللہ عنہ جنگ میں موجود تھے اور اونکے اور ابوسفیان کے درمیان گفت وگو جو چلی اسکا قصہ صحیحین وغیرہ میں موجود ہے

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ پھر جب ٹھہر چکا تو بھروسا کر اللہ پر یعنے تجویز کرکے تو ایک بات جب ٹھہرادیا بعد اللہ پر بھروسا کر اچھا برا کرنے والا وہی صاحب ہے اس سے غرض یہ ہے کہ بندہ تمام امور میں اللہ کے سوائے دوسرے کسی چیز پر اعتماد نہ کرے اور مشورت لینے سے توکل میں خلل نہیں آتا تدبیر بالکل چھوڑ دینا توکل نہیں بلکہ اسباب کی رعایت کے ساتھ اللہ پر تفویض کیا چاہئے

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ مقرر اللہ چاہتا ہے توکل والوں کو إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ اگر اللہ تمہاری مدد کریگا تو کوئی تمپر غالب نہوگا یعنے اللہ اگر تمکو نصرت دیوے اور دشمن پر غالب کرے تو کسی آدمی کی طاقت نہیں جو تم پر غالب آوے جیسا بدر کے روز نصرت دیا وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ اور اگر وہ تمکو چھوڑ دیگا پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کریگا اسکے بعد یعنے اگر وہ تمکو مدد نہ کرے تو کوئی تمہاری مدد کرنے والا نہیں جیسا احد کے دن گذرا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ اللہ پر بھروسا چاہئے مومنوں کو کیواسطے تمام کام اللہ کے اختیار میں ہے اور اسکے قضا کو کوئی رد نہیں کرسکتا اور اوسکے حکم کے آگے کوئی نہیں آتا بندے کو ضرور ہے اپنے سب کام مومنین اللہ پر توکل کرنا دوسرا کیا ٹھکانہ ہے کسی نے توکل کی معنی میں کہا ہے

کہا ہے اللہ کل لا یعطی اللہ من امل رزقک ولا تطلب لنفسک ما یضرک ولا یملک شاہد اسواہ
یعنے توکل اسکو کہتے ہین رزق کیواسطے اللہ کی نافرمانی نہ کرنا اور اپنا مددگار اسکے سوا دوسرے کو
نہ ڈھونڈھنا اور اپنے عمل پر اسکے غیر کو شاہد نہ رکھنا مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری امت سے ستر ہزار آدمی بہشت مین بن حساب لیئے
جائینگے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ وے کون لوگ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے لوگ
ہین جو گل نہین دیتے اور نہین منتر کراتے اور جانور کی فال نہین لیتے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے
عکاشہ بن محصن اٹھکے عرض کئے یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھکو انہین مین کرے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے یا اللہ عکاشہ کو انہین مین کر پھر دوسرا شخص کھڑے ہوکے عرض کیا یا رسول اللہ آپ
دعا کیجئے کہ اللہ مجھکو بھی انہین مین کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عکاشہ تیرے پر اسکی سبقت
لیگیا قولہ گل نہین دیتے یعنے بیماری دفع ہونیکے واسطے آتش کا داغ نہین دیتے ترمذی ابن ماجہ
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون فرماتے
تھے تم اگر اللہ تعالی پر پورا توکل کروگے تو تکو رزق پہنچیگا جیسا پرندے کو پہنچاتا ہے صبح ہی خالی شکم نکلتا ہے
شام کو اگھاتا آتا ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن ہے وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ اور نبی کا
کام نہین کہ کچھ چھپا رکھے یغل کا لفظ غلول سے مشتق ہے غلول کا معنی اصل مین خیانت کرنا عرف مین غنیمت
کے مال کو خیانت کرنے کے تئین کہتے ہین یعنے نبی کی شان نہین جو غنیمت مین خیانت کرے کیونکہ خیانت
کرنا بہت برا اور بیکا کام ہے نبوت کا منصب نہایت جلیل اور بزرگ ہے نبوت اور خیانت دونون
جمع ہونا محال ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب ابو داؤد اور ترمذی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
یون روایت کئے ہین کہ بدر کے جنگ مین ایک سرخ چادر گم ہوئی بعضے کہے شاید رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لئے ہون پھر اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ثعلبی اور
واحدی مقاتل اور کلبی سے نقل کئے ہین کہ یہہ آیت اسوقت اتری جب تیراندازون کے حق مین آتشی وے جو تمام
کو چھوڑ کر لگے اس خیال سے کہ غنیمت جسکے ہاتھ لگے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو دینگے

حکم نہ دینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو جب پوچھے تکو تاکید کئے پر بھی تم کسو اسطے مقام چھوڑکے آئے تو کہے ہم وہان لوگ چھوڑکے آئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے ایسا نہین تم اسواسطے آئے ہو کہ غنیمت ہم ہی کھا جاینگے سوانکی سرزنش مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب کی براءت مین یہہ آیت اتری ابن ابی شیبہ اور ابن جریر ضحاک سے مرسل روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند شخص کو طلایہ بھیجے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کی تقسیم کئے سو طلایہ والون کو کچھ نہ دئے اسپر یہہ آیت اتری اس قول پر بھی اپنی حقیقی معنی پر نہ رہیگا تقسیم پوری نہ کرنیکو مجازاً غلول کہا اسکے شان نزول مین اور بھی اقوال ہین بڑے تفسیرون مین انکا مذکور ہے وَمَنْ يَغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور جو کوئی چھپاویگا وہ لاویگا اپنا چھپایا ہوا قیامت کے دن یعنے غنیمت مین کی کوئی چیز کسی نے خیانت کیا تو قیامت کے دن بعینہ اُس چیز کو اپنی پشت پر اٹھاکے لے آئیگا تاکہ کون مین اوسکی فضیحت پوری ہووے اکثر مفسرین کی یہی بات ہے بخاری وغیرہ کی حدیث جس کو ہم آیندہ لکھینگے اس پر دلالت کرتی ہے بعضے کہتے ہین اس چیز کی مثال دوزخ مین مغموہو کی اور خیانت کیا سو اسکو تکلیف دیگر اُسکو اُٹھاکے آپہروہ شخص اپنی پشت پر اسکو اٹھالاویگا جبا اپنے مقام پر لایا تو وہ چیز پھر دوزخ مین گرجائیگی اور اسکو پھر لانے کی تکلیف دینگے ایسا ہی اُسکو عذاب دیتے رہینگے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ابو مسلم نے کہا ہے اسکا ظاہر مراد نہین بلکہ اُسکو بر سبیل تمثیل ذکر کیا اور اس سے اُسکا وعید بہت سخت ہونا مراد ہے بندہ عاصی کہتا ہے آیت کو بظاہر معنی پر حمل کرنے سے محال یا اور کچھ قباحت لازم نہین آتی اور حدیث صحیح بھی اس کو موید ہے پھر تاویل کرنیکی کیا حاجت ہے ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ پھر پورا پاویگا ہر کوئی اپنا کمایا یعنے ہر کوئی جو عمل کیا ہے نیک یا بد اُسکی جزا یا گا نیکی کی جزا نیک بدی کی جزا بد ملیگی وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور اُنپر ظلم نہوگا یعنے جسقدر بدی کیا ہے اُتنی ہی سزا ملیگی زیادہ نہوگی غنیمت مین خیانت کرنے والونپر اس آیت مین بڑا وعید ہے بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مابین کھڑے ہوے یعنے خطبہ پڑہنے کھڑے ہوے غلول کا ذکر کئے اسکے امر مین بہت ہی سخت بتلائے یہانتک کہ فرمائے مین ہرگز نہ پاؤن یعنے نہ دیکھون تم سے کسی کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو اُٹھالاتا ہے اور وہ اونٹ بلبلاتا ہے

حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہ پاؤن تم سے کسی کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو اٹھالاتا ہے اور وہ اونٹ بلبلاتا ہے

پھر وہ شخص کہتا ہے یا رسول اللہ اغثنی یعنے میری فریاد کو پہنچو مین کہونگا تیرے واسطے مجھکو کچھ اختیار نہین مین نے تو تجھکو حکم پہنچا دیا تھا مین نہ دیکھونگا تم سے کسی کو قیامت کے دن اپنی گردن پر کسی اونٹ اٹھا لاتا ہے اور وہ ہنہناتا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا تیرے چھٹکارے کا مجھکو کچھ اختیار نہین مین نے تو حکم پہنچا دیا تھا مین تم سے کسیکو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر بھیڑ اٹھا لاتا ہے اور وہ میانیاتی ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا تیرے چھٹکارے کا مجھکو کچھ اختیار نہین مین نے تو تجھکو حکم پہنچا دیا تھا مین تم سے کسی کو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر چی اٹھا لاتا ہے چی پکار رہا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ اختیار نہین مین تجھکو حکم پہنچا چکا تھا مین تم سے کسیکو نہ دیکھون قیامت کے دن اپنی گردن پر متکات اٹھا لاتا ہے وے اڑ رہے ہین مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ اختیار نہین مین نے تو تجھکو حکم پہنچا چکا تھا مین تم سے کسی کو نہ دیکھون اپنی گردن پر صامت یعنے سونا روپا اٹھا لاتا ہے مجھکو پکاریگا یا رسول اللہ اغثنی مین کہونگا میرا کچھ اختیار نہین مین نے تو تجھکو حکم پہنچا چکا تھا یہہ ترجمہ مسلم کی روایت کا ہے بخاری نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت پر رکھے تھے اُس کا نام کرکرہ تھا مرگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ دوزخ مین ہے پھر اُسکا اسباب دیکھے تو ایک کمل غنیمت سے خیانت کیا تھا ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص اصحاب سے خیبر کے دن موا اُسپر نماز پڑھنے کے واسطے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہین نماز پڑھو یہہ سنتے سے لوگون کے چہرے متغیر ہوے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ شخص غنیمت کے مال سے چوری کیا ہے پھر اُسکا اسباب کھول کے دیکھے تو یہود کے یہان کے مُہرے نکلے جنکی قیمت دو درہم کی ہوگی مسلم اور ترمذی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ خیبر کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے چند شخص آتے آتے کہنے لگے فلانا شہید ہے فلانا شہید ہے آخر ہی ایک شخص پر گزرے سو کہے فلانا شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا نہین مین نے دیکھا اسکو ایک چادر یا ایک کمل غنیمت مین کی خیانت کرنے سے دوزخ مین

بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای عمر لوگون مین جاکے ندا کردو کہ بہشت مین نہ جائیگا مگر مومن بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم خیبر کو گئے سو اللہ تعالی نے خیبر کا فتح کروایا وہان ہمکو غنیمت سونا روپا نہین ملا فقط اسباب اور کھانا کپڑا ملا وہان سے نکل کے وادی القری کو آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غلام تھا اسکو بنی جذام مین بنی ضبیب کے قبیلہ کا ایک شخص جسکا نام رفاعہ بن زید تھا ہدیہ دیا تھا جب ہم وادی القری مین اترے وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر کاجاوا کھولتا تھا کہ ایک تیر آکے اس غلام کو لگا اسی مین اس غلام کی موت آئی سو ہم لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ اسکو شہادت مبارک ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یون نہین قسم ہے اسکی جسکے دست قدرت مین محمد کی جان ہے اسنے غنیمت تقسیم پانے کے قبل ایک دوپٹا خیانت کیا تھا سو آتش ہوکے اس پر بھبک رہا ہے لوگ گھبرائے ایک شخص نعل کی ایک یا دو وال لایا اور بولا اسکو خیبر کے دن مین نے لیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ دو وال آتش کی ہے بخاری کی ایک روایت مین آیا ہے کہ اس غلام کا نام مدعم تھا ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو قیامت کے دن تین بات سے بری رہکے آئیگا تو بہشت مین جائیگا۔ ایک تکبر دوسرا غلول تیسرا قرض یہہ ترجمہ ابن حبان کی روایت کا ہے حاکم نے کہا یہہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے قولہ غنیمت مین غلول کیا اور غنیمت ہنوز تقسیم نہین پائی تو جو اسباب دبا لیا ہے اسکو پھیر دینا واجب ہے تقسیم کے بعد بھی امام کو ہی دینا واجب ہے کہ کے امام شافعی کہتے ہین قوری اور اوزاعی اور لیث اور امام مالک کہتے ہین اسکا پنجم حصہ امام کو دینا باقی فقرا مین بانٹ دینا غنیمت مین غلول کرنا گناہ کبیرہ ہے امام نووی اس پر علما کا اجماع نقل کئے ہین محمل اور اوزاعی کہتے ہین غلول کرنے والے کے اسباب کو جلا دینا امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی آئی ہے جمہور علما کہتے ہین اسکے اسباب کو نہ جلانا پہلے قول والون کی دلیل عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جسکو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی صالح بن محمد بن زایدہ کی طریق سے روایت کئے ہین کہا مین رعوم مین سالمہ بن عبدالملک کے

پیمانہ تھا ایک شخص کے اسباب میں غنیمت کا مال جو دیکھا تھا سو نکلا تھا پھر پوچھا سالم بن عبداللہ سے
پیمانے سے پوچھا اسکو کیا سزا دینا سالم کہے میں نے عبداللہ بن عمر سے سنا کہ عمر رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جسنے غلول کیا سو شخص کو پاؤ گے تو اسکے اسباب کو جلا دو لیکن اسکی سند میں صالح
بن محمد یہ اپنی منفرد ہے جو ضعیف ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے میں نے بخاری سے پوچھا تو کہا صالح
حدیث منکر الحدیث ہے میں اوس سے روایت نہیں کرتا انتہی ابوداود نے اس حدیث کو دوسری طریق سے
موقوف روایت کیا اور کہا یہ اصح ہے اور اس حدیث کو ابوداود نے زہیر بن محمد کی طریق سے وہ عمرو بن شعیب
اپنے باپ سے وہ اسکے دادا سے یعنی عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم نے
غلول کیا جو شخص کے اسباب کو جلائے اور اسکو مارے ابوداود دوسرے طریق سے اس حدیث کو
موقوف روایت کیا ہے وہی راجح ہے ابن القیم نے کتاب الہدی میں لکھا ہے بعضے کہتے ہیں اسباب جلانیکا
حکم منسوخ ہوا کیونکہ غلول کے مقدمہ میں اکثر احادیث جو آئے ہیں انمیں یہ حکم نہیں بعضے کہتے ہیں یہ
تعزیر والی عقوبات کے قسم سے ہے جسکو امام مناسب جانکے کرتا ہے بندہ عاصی کہتا ہے تعزیر کے باب سے
ہے جن کے یہاں تعزیر میں مال لینا درست نہیں انکے پاس جلانا بھی روا نہیں ملحاوی کہتا ہے اسباب
جلانیکی حدیث اگر صحیح ہو تو ہم کہینگے شاید یہ حکم اسوقت تھا تعزیر میں مال لیا کرتے تھے جب یہ حکم منسوخ ہوا
تو اسباب جلانیکا حکم بھی منسوخ ہوا اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ کیا ایک شخص جو
تابع ہے اللہ کی مرضی کا برابر ہے اسکے جو کمایا اللہ کا غصہ یعنے جو شخص اللہ کو ڈرتا ہے اور اسکی مرضی کا
تابع ہوتا ہے برابر نہیں اسکے جو اللہ کی ناخوشی کا کام کرتا ہے سخط کی معنی بڑی شدت کا غصہ کہ جس سے
سزا دینے کے یہاں اس سے مراد اللہ کی عقوبت نازل ہونا جسپر اللہ تعالی ناخوش ہو وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ
اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور کیا بری جگہہ پہنچا اس آیت کی معنی میں اختلاف ہے بعضے
کہتے ہیں جسکے تابع ہیں اللہ کی مرضی کا تابع ہوا یعنے غنیمت میں غلول نہیں کیا اللہ کا غصہ کمایا یعنے غلول کیا
زجاج نے کہا ہے معنی میں کافر مسلمانوں پر جب حملہ کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو انمیں
حملہ کرنے فرماتے تو بعضے لوگ حکم بجا لاتے اور تھوڑے نہ مانے جو حکم مانا وہ اللہ کی مرضی کا تابع ہوا اور جو حکم نہ مانا

وہ غصہ کمالایا بعضے کہتے ہین مرضی کے تابع ہوئے سو مہاجرین ہین اور غصہ کمالائے سو منافقین ہین بعضے کہتے ہین مرضی کا تابع ہوا جو ایمان لایا اور نیک عمل کیا اور غصہ کمالایا جو کافر ہوا اور گناہ کا مرتکب ہوا امام فخر الدین الرازی نے قاضی سے نقل کیا ہے کہ آیت مین سے سب وجہین مراد لینا صحیح ہے لیکن لفظ سے مخصوص وہی ہے کر کے حصر کرنا صحیح نہین کیونکہ لفظ عام ہے سب کو شامل ہوتا ہے جو نیک کام کرے اتبع رضوان اللہ مین داخل ہے اور جو بد کام کرے باء بسخط من اللہ کے حکم مین شامل ہے آیت کسی مخصوص مقدمے مین نازل ہونے سے اُس کا عموم باطل نہین ہوتا ھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ لوگ کئی درجے ہین اللہ کے یہان یعنے جو اللہ کی مرضی کا تابع ہوا اور جو غصہ کمالایا وے سب اللہ تعالی کے پاس برابر نہین عمل کے دیکھتے ہر ایک کا مرتبہ مختلف ہوگا جو اللہ کی مرضی کا تابع ہوگا تو اسکو ثواب عظیم ہے اور جو اُسکی مرضی کا خلاف کریگا تو اُسکو عذاب الیم ہے وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہین یعنے اللہ تعالی سب کے اعمال کا اور مرتبہ نیکا دانا ہے ہر ایک کو اُسکے عمل کے برابر جزا دیگا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ہر آیہ تحقیق اللہ نے بڑا احسان کیا ایمان والون پر جو بھیجا اُن مین رسول اُنہین مین کا يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ پڑھتا ہے اُنپر آیتین اُسکی اللہ کی آیتون سے قرآن مراد ہے وَيُزَكِّيْهِمْ اور پاک کرتا ہے اُنکو یعنے انکو اُنکی بد طبیعتون اور بد اعتقاد اور بد اعمال سے پاک کرتا ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اور سکھاتا ہے انکو کتاب اور کام کی بات کہتا ہے قرآن اور حکمت سے سنت مراد ہے وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور مقرر وے تو پہلے صریح گمراہ تھے یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل وے بڑی گمراہی مین تھے معلوم کیجیے اللہ تعالی کا بندون کی طرف رسول کو بھیجنا اُسکا احسان ہے کیونکہ رسول انکو دین کی راہ بتاتا ہے اور جس مین شک و شبہہ آوے تو اسکو دور کرتا ہے اُسکے نور کی برکت سے اُنکی دل کی بینائی قوی ہوتی ہے اپنے خالق کو پہچانتے ہین اور اوسکی عبادت درست طور سے ادا کرتے ہین پھر رسول سے جسقدر نفع زیادہ ہو صحبت بھی زیادہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے مومنون کو نفع زیادہ ہوا صحبت بھی زیادہ ہوئی آپ سے نفع زیادہ ہوا کیونکہ آپکی بعثت مین دوام رہے گئے ایک معجزہ جو اصل بعثت سے ہو دوسرے معجزے

آپ کے صفات سے حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ اس آیت مین پانچ صفت بیان کیا پہلی صفت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا من انفسہم یعنے انہین کی جنس کا عربی انہین مین پیدا ہوا اور انہین مین پلا انہون کو آپکے احوال سے خوب وقفیت تھی اور آپکے تمام افعال اور اقوال پر مطلع تھے آپ پیدا ہوئے سو وقت سے وفات تک صدق اور عفت سے رہے دنیا کی طرف التفات نہ کئے کذب وخیانت سے محفوظ رہے بعد جب نبوت کا دعوی کئے تو یقین ہوا کہ آپ اس دعوے مین سچے ہین دوسری صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا یتلوا علیہم آیاتہ کیونکہ انکو معلوم تھا کہ آپ کسی سے علم حاصل نہ کئے اور کسی اہل کتاب کی صحبت مین نہین رہے بعد چالیس سال کے دعوا نبوت کا کئے آپ سے علم وحکمت کے باغین ایسے ظاہر ہوئین کہ کسی انبیا سے ظاہر نہین ہوئے اور گذشتہ لوگون کے قصے اور انبیا کے احوال جو اہل کتاب کے یہان تھے سو کو بیان کئے جسکو عقل سلیم ہو وہ یقینا سمجھیگا کہ یہ وحی آسمانی سے حاصل ہوا تیسری صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا ویزکیہم کیونکہ جب نبوت کا دعوی کئے لوگ چاہئے مال متاع دیکے اس دعوی سے باز رکھنا آپ اسکو نہ مانے اور انکی ایذا کو سہے اور فقر وفاقہ پر صبر کئے اور اقسام کی مشقت ومحنت کو اٹھائے پر اپنے دعوی سے باز نہ آئے جب آپکی اقتدار ہوگئی اور جزیرہ عرب کے تمام لوگ آپکے تابع ہوئے اور جزیہ اور خراج حاصل ہونے لگا تو اپنے طریقہ سے سر مو تجاوز نہ کئے اور اپنے تئین ذری راحت نہ دئے اور جب تک وے راستی پر نہ آئے انپر نرمی اور گرمی کرنا نہ چھوڑے تو معلوم ہوا رسول سچے ہین ڈھونگی نہین چوتھی صفت کی طرف اشارہ کرکے کہا ویعلمہم الکتاب والحکمۃ کیونکہ آپ خدا تعالے کے یہان سے جو کتاب لئے آئے اس مین توحید اور تنزیہ کی تقریر ہے اور رسل اور نبوت اور معاد کو ثابت کرنا اور عبادتون کی شرح کرنا اور طاعتین بتانا اور جو نا سمجھونکو معلوم ہے انسان کو کمال نہین ہوتا جب تک حقتعالی کو نہ جانے اور نیک عمل نہ کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب لائے اس مین انہی کا بیان ہے تو ہر عاقل سمجھتا ہے کہ آپ جو فرمائے سو حق ہے پانچوین صفت کی طرف اشارہ کیا وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین کیونکہ آپکے آنیکے قبل عربون کا دین بہت ہی بد تھا بتون کی پرستش کرنا لوٹنا چرانا اور ناحق قتل کرنا اور ردی چیزین کھانا پھر حضرت کی بعثت سے بلند منصوبونکو پہنچے علم اور زہد اور عبادت مین اولین پرسبقت لے گئے اور دنیا کے زینتونکی طرف التفات نہ کئے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انہین مین کے ہونے سے اِن تمام اوصاف پر انکو خوب اطلاع ہوئی اور نبوت کے دلایل ان پر خوب متحقق ہوئے تو ایمان لانا اِن پر سہل ہوا مت کی اور بھی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل مین بہت انبیا ہوئے اور توریت وزبور اِنجیل اُن مین اُتری اُسکو وے شرف جانتے تھے عرب مین وہ شرف نتھا جب اللہ تعالی نے بنی عربی کو کہ خاتم الانبیا ہے جامع کتاب دیکے اُن مین مبعوث کیا تو ان کا شرف بڑھگیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے سب عرب کو شرف ہوا کیا واسطے کہ عرب کا کوئی قبیلہ نہین مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے کچھ رشتہ و دیال یا ننہال کی طرف سے لگتا ہے سوائے بنی تغلب کے کہ اُن سے کچھ رشتہ نہین کیونکہ وے اصل مین عرب نہین نصرانی ہین اگر کوئی کہے اللہ تعالی فقط مومنون پر کیا واسطے منت دھرا حالانکہ بعثت حضرت کی عام ہے مومن اور کافر سب پر منت ہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس بعثت سے نفع حاصل نہین ہوتا مگر اسی کو جو ایمان لاوے اور اللہ سے ڈرے اِس لئے مومنین کرکے کہا اگر کوئی کہے بعثت تو سب عرب و عجم کی طرف عام ہے جتنے مومن ہین سب پر منت ہوئی پھر من انفسہم کہنے کی کیا وجہ اسکے دو جواب ہو سکتے ہین ایک وہ جو بغوی نے بعضے مفسرون سے نقل کیا ہے کہ من انفسہم سے جمیع مومنین مراد ہین یعنے رسول انہین مین کا ہے ایمان اور شفقت کے نظر کرتے نسب و قرابت کے دیکھتے نہین دوسرا جواب یہہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اول نفع جو حاصل ہوا عربون کو ہی حاصل ہوا پھر اُنکے سبب سے دوسرے لوگون مین ہدایت پائی پس تو اول مخاطبین وہی ہوئے اِس لئے من انفسہم کہا اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ کیا جو وقت تمکو پہنچی ایک تکلیف قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا حالانکہ تم پہنچا چکے ہو اُسکے دوبرابر قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا کہتے ہو یہہ کہان سے آئی یعنے احد کے جنگ مین تمپر جو مصیبت گذری اُسکو کہتے ہو یہہ مصیبت ہمپر کیا واسطے گذری ہم تو مسلمان ہین اور ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حالانکہ بدر کے روز اس مصیبت کے دوبرابر مصیبت مشرکون کو پہنچا چکے ہو کیونکہ احد مین مسلمانون کے ستر آدمی فقط شہید ہوے اور بدر مین کافرون کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر آدمی اسیر ہوئے قُلْ تو کہدے اے محمد تمکو جواب دینے کو هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ یہہ مصیبت آئی تمکو اپنی طرف سے یعنے تمھارے کرتب کی شومی سے تمپر یہہ گذرا پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کیواسطے مدینے سے باہر نکلنے پر عجد ہوے آپکی مرضی وہ نہین رہنے کی تھی دوسرا تیر انداز ضعیف کی لالچ سے مقام چھوڑکے نکلے

یہی مخالفت تمہارے قتل و ہزیمت کا سبب ہوئی ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن مردویہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہے تمہارے قوم لوگون کو اسیر جو کی یعنے بدر کے دن اُسکو اللہ تعالیٰ نے مکروہ جانا اب اُنکو اختیار دیا ہے کہ ان اسیرونکو قتل کرے یا اُن سے فدیہ لیکے چھوڑ دیوے اگر فدیہ لیکے چھوڑتے ہین تو اُتنے ہی لوگ تمہارے قتل ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو بلاکے یہہ بات سُنائے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ وے ہمارے قرابتی اور بھائی ہین ہم اُن سے فدیہ لیتے ہین تاہکو اپنے دشمن سے جنگ کرنے کے تقویت ہو اور ہمارے لوگ اسقدر شہید ہونا ہمکو بُرا نہین دکھتا سو احد کے جنگ مین بدر کے اسیرون کے شمار مین ستر آدمی شہید ہوے قُتل ہومن عند انفسہم کی یہی معنی ہے یعنے یہہ مصیبت جو تمکو آئی تمہارے فدیہ اختیار کرنے سے اور شہادت چاہنے سے آئی ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور اس حدیث کو مختصر روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مقرر اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے چاہے تمکو فتح دیوے چاہے فتح نہ دیوے کبھی مشرکون کو تمھارے کبھی تمکو وَمَآ اَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰہِ جو کچھ تمکو پہنچا جس دن بھڑین دو فوجین سو اللہ کے حکم سے یعنے احد کے روز تمہارے اور مشرکون کی فوجین جو بھڑین اور تمہارے لوگ زخمی ہوئے اور مارے پڑے سو سب اللہ کے ارادہ سے اور اُسکی قضا و قدر سے ہوا اللہ تعالیٰ نے اس جملے کو مومنون کے تسلی کیواسطے فرمایا جب اُنکو معلوم ہوگا کہ یہہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو جائینگے وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اسواسطے کہ معلوم کرے ایمان والون وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا اور تا معلوم کرے جو منافق تھے یعنے اللہ تعالیٰ تمہر یہہ مصیبت جو لایا اسواسطے تھا مومن ثابت رہینگے اور منافق ٹل جائینگے تو مومن کون ہے اور منافق کون سو معلوم ہوگا اللہ تعالیٰ کا علم ازل مین ثابت ہے لیکن یہان علم سے معلوم کا ارادہ کیا یا لوگون کو علم حاصل ہونیکا ارادہ کیا نافقوا ماضی کا صیغہ ہے باب مفاعلہ سے نفاق سے مشتق ہے نفاق کی معنی ظاہر مین ایمان لانا دلمین اُسکا خلاف رکھنا منافق اس شخص کو کہتے ہین جو ایمان ظاہر کرے اور دل مین اسکا خلاف رکھے یہہ لفظ اہل اسلام کی اصطلاح ہے جاہلیت مین عرب اسکو اس معنے مین استعمال نہین کرتے تھے یہہ لفظ اصل مین نفق سے مشتق ہے

نفق سوراخ کو کہتے ہین اُسی سے نافقا بھی مشتق ہے جنگلی چوہا اپنی بل کے دو سوراخ بناتا ہو ایک کو قاصعا کہتے ہین دوسری کو نافقا کہتے ہین قاصعا کی طرف سے اُسکو پکڑنا چاہے تو نافقا سے بھاگ جاتا ہے منافق بھی اپنے لئے دو راہ بنا رکھتا ہے زبان سے اسلام نمود کرتا ہو دلمین کفر رکھتا ہو ایک طرف مین گرفت کرے تو دوسری طرف بھاگتا ہے وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا اور کہا اُنکو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ مین یا دفع کرو دشمن یعنے تمھارے دل مین ایمان کی محبت ہو تو ایمان واسطے لڑو اگر ایمان کی محبت نہو تو دشمن کو اپنے اور اپنے اہل و مال سے دفع کرنیکی خاطر لڑو کیونکہ تم بھاگوگے تو دشمن تمھاری پیٹ چڑھیگا یا معنی یون ہین اللہ کی راہ مین نہین لڑتے ہو تو دشمن کو ہم سے دفع کرو کیونکہ لوگون کی کثرت سے دشمن پر ہیبت ہوتی ہے یہہ جو آؤ کرکے کہا سو ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف نکلے تو آپکے ساتھ ایکہزار آدمی تھے جب شوط کو پہنچے عبد اللہ بن ابی بن سلول جو منافقون کا سرخیل تھا اپنے ساتھ کے تین سو آدمی کو لیکے پھر گیا ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام نے انکا پیچھا کرکر کہنے لگے ای لوگو اللہ سے ڈرو اور غنیم سر پر پہنچا سو وقت اپنے نبی کو چھوڑکے مت جاؤ اسم کہتا ہے آؤ کرکے کہے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین لوگونکو جنگ کرنے آؤ کرکے بلاتے تھے قَالُوا بولے یعنے منافق لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنَاكُمْ اگر ہمکو معلوم ہو لڑائی تو تمھارا ساتھ کرین اس جملے کے دو معنے ہوتے ہین ایک یہہ کہ آج کا دن جنگ ہونا نہین سو ہمکو معلوم ہو تو ہم جنگ کرینگے ہماری دانست مین جنگ نہوگا دوسری معنی یہہ ہے ہمکو جنگ کرنیکی ڈھب معلوم ہوتی تو ہم جنگ کرتے تم بے ڈھب نکلکے اپنے کو ہلاکی مین ڈالتے ہو ان دونون معنی سے اُنکو مراد کچھ ہی ہو اس سے اُنکی شرارت اور بد ذاتی معلوم ہوتی ہے کیونکہ دنیا کے کاروبار مین ظن علم کے قایم مقام ہوتا ہے جنگ کے آثار اُس روز ظاہر تھے دشمن اپنے شہر کے پاس ڈیرا دیا تھا جہاد کرنا مومنون پر فرض ہو چکا تھا جنگ نہوگا کرکے خیال کرنا حماقت ہے اور اللہ کے حکم پر نکلے سو لوگونکو ہلاک ہونے نکلے ہین سمجھنا نادانی ہے تو معلوم ہوا وے یہہ جو کہے سو دل سے مومن تھے اُسی پر اللہ تعالی نے انکا حال بیان کیا اور فرمایا هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ وے لوگ اُس دن کفر کی طرف نزدیک ہین

ایمان سے پھیر دے منافق جس دن کہے اگر ہمکو معلوم ہو لڑائی تو تمھارا ساتھ کریں اُس سے اُنکی نزدیکی کفر کی طرف معلوم ہوئی کیونکہ وے ایمان سے دور پڑے اور دین سے پھر گئے اُس دن کرکے فرمایا کیونکہ اس دن کے آگے اِنکا نفاق مخفی تھا دشمنی انکی ظاہر نہیں ہوئی تھی کلمہ پڑھتے تھے کفر پوشیدہ رکھتے تھے یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ کہتے ہیں اپنے منہ سے جو نہیں اُنکے دلوں میں یعنے منافق زبان سے کہتے ہیں ہم مومن ہیں لیکن انکے دلمیں ایمان نہیں بلکہ دلمیں کفر بھرا ہوا ہے مومن کی چال یوں نہیں رہتی اُسکی زبان اور دل ایک ہی بات پر یعنے توحید پر رہتا ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ اور اللہ خوب جانتا ہے جو چھپاتے ہیں یعنے اُنکا نفاق اللہ کو خوب معلوم ہے آخر اسکی جزا دیگا اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا وے جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں اگر وے ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے یہہ آیت عبد اللہ بن ابی ابن سلول وغیرہ منافقوں کی شان میں نازل ہوئی ہے یہہ بات وہی ابن سلول کہا بھائیوں سے یا وے لوگ مراد ہیں جو جنگ میں شہید ہوئے انکو بھائیاں کہے نسب اور قرابت کی رو سے دین کی نظر کرتے نہیں اس تقدیر پر آیت کی معنی یوں ہوگی وے اپنے بھائیوں کے حق میں جو احد میں مارے پڑے کہے اگر وے ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے یا بھائیوں سے منافق مراد ہیں یعنے وے منافق اپنے بھائیوں کو کہے یہہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلکے جو مارے گئے اگر ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے اِس آیت میں قعدوا کا جملہ ترکیب میں قالوا کی ضمیر کا حال پڑا ہے قد کی تقدیر سے جنگ سے باز رہنے اور پھر جانیکو بیٹھنا کہا جنگ کے واسطے نہ نکلکے گھروں میں بیٹھے مراد نہیں کیونکہ عبد اللہ بن ابی وغیرہ نکلنے میں شریک تھے پر اثنار راہ سے نکل گئے اب اللہ تعالی منافقوں کی رد میں فرماتا ہے قُلْ تو کہہ اے محمد فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اب ہٹا دیجو اپنے اوپر سے موت اگر تم سچے ہو یعنے مقدر میں اللہ تعالی جو لکھ چکا ہے وہ ٹلتا نہیں موت کا وقت پہنچا تو گھر میں رہکے مر جاؤ گے اگر جنگ میں بیٹھنے کے سبب سے تم بچے ہو تو دوسرے سببوں سے موت ہوتی ہے اوس سے اپنے تئیں بچاؤ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا اور نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے یہہ خطاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُسکو جو خطاب کا اہل ہے اللہ کی راہ میں مارے جانا

یعنی دین کی تائید واسطے جان دینا یہہ آیت احد کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی ابو داؤد اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو فرماے کہ تمھارے بھایان احد مین جو مارے گئے اُنکے ارواح کو اللہ تعالی نے سبز پرندون کے شکم مین رکھا ہے بہشت کے نہرون پر جاتے ہین اور بہشت کے پھل کھاتے ہین اور سونے کے قندیل مین جو عرش کے نیچے لٹکے ہین شب باشی کرتے ہین پھر وے لوگ جب اچھا کھانا اور بہتر پانی اور خوب مکان دیکھے سو کہنے لگے کون شخص ہمارے بھائیون کو خبر کریگا کہ ہم زندہ ہین تا وے جنت کو حاصل کرنے سے باز نہ رہے اور جنگ کرنے سے ہمت نہ ہارے تب اللہ تعالی نے فرمایا مین اُنکو خبر کرتا ہون پھر یہہ آیتین نازل کیا ولا تحسبن الذین قتلوا آخر تک سعید بن منصور نے ابو النضر سے مرسل روایت کیا ہے کہ احد کے جنگ مین مسلمانون کے ستر آدمی شہید ہوے مہاجرین کے چار شخص حمزہ بن عبد المطلب اور مصعب بن عمیر اور شماس بن عثمان اور عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہم باقی انصار کے لوگ تھے ابن اسحٰق نے بھی ایسا ہی کہا ہے ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ احد کے دن انصار کے چونسٹھ شخص اور مہاجرین کے چھے شخص قتل ہوئے پہلی روایت مین مذکور ہوے سو چار شخص یا پنجوان سعد مولی حاطب بن ابی بلتعہ کا چھٹوان ثقیف بن عمرو اسلمی بنی عبد شمس کا حلیف محب الدین طبری نے شافعی سے نقل کیا ہے کہ احد کے شہدا بہتر شخص تھے اور مالک سے روایت کیا ہے کہ وے پچہتر شخص تھے اُنمین انصار اکہتر اور مہاجر چار تھے ابو الفتح نیسری نے شہداء احد کے نام ذکر کیا سو چھیانوے شخص کو ذکر کیا ہے مہاجرین کے گیارہ باقی انصار محمد بن اسحٰق جنکو ذکر کیا ہے اُن تمام کو ذکر کیا باقی جو زیادہ کیا ہے وے موسی بن عقبہ کی یا محمد بن سعد کی یا ہشام بن الکلبی کی روایت سے ہو اُسکے بعد بھی چار یا پانچ شخص کو ابن عبد البر اور دمیاطی سے نقل کیا ہے تو سب سو سے زاید ہوے بعضے کہتے ہین یہہ آیت بدر کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی حافظ جلال الدین سیوطی اور قاضی زکریا انصاری کہتے ہین یہہ قول غلط ہے کیونکہ بدر کے شہدا کے حق مین سورہ بقرہ کی آیت نازل ہوئی ہے بعضے کہتے ہین کہ یہہ آیت بیر معونہ کے شہدا کے حق مین نازل ہوئی ہے یہہ بات بھی ضعیف ہے کیونکہ انکے حق مین آیت جو نازل ہوئی تھی اسکی تلاوت منسوخ ہوئی بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ بلکہ زندہ ہے اپنے رب کے یہان یعنے حضرت

قدس الٰہی مین انکو عزت اور مرتبہ ہے یہہ تاویل ہمنے اس لئے کی کہ قربت مکانی اللہ تعالیٰ پر محال ہے
یُرْزَقُوْنَ روزی پاتے ہین فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ خوشی کرتے ہین اس پر جو دیا انکو
اللہ نے انکو شہادت کا شرف دیا اور حیات ابدی انکو مرحمت کیا درگاہ الٰہی مین مقرب ہین بہشت کی
نعمتین کھاتے ہین وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اور خوش وقت ہوتے ہین انکی
طرف سے جو ابھی نہین پہنچے انہین پیچھے سے یعنے مومن بھائیون کو دنیا مین جو چھوڑ کر آئے تھے وے بھی
شہید ہوکے اپنے سے ملنیکی خوشی کرتے ہین اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۱۷ سوا اسکے کہ نہ ڈر ہے حزب ورد ۲۲
اُنپر اور نہ اُنکو غم یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ خوشوقت ہوتے ہین اللہ کی نعمت اور
فضل سے وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اس سے کہ اللہ ضایع نہین کرتا مزدوری ایمان
والون کی اللہ تعالیٰ پہلی ایت مین اُنکی خوشوقتی مومن کے لئے تھی سو بیان کیا اس آیت مین وہ جو اپنے
لئے خوشی کرتے ہین کہا اللہ تعالیٰ اس آیت مین شہدا کی حیات کی خبر دیا سو یہہ چار وجہ پر ہوتی ہے یا حقیقی
یا حیات حقیقی حیات حقیقی مراد ہو تو پھر کیا وہ حیات آخرت مین ہے یا فی الحال زندہ ہین فی الحال زندہ
ہین تو وہ حیات روح کو ہے یا روح اور جسد دونو کو پہلی وجہ حیات مجازی ہے یعنے انکا نام زندہ
ہے یہہ وجہ بعضے معتزلہ کہتے ہین لیکن حقیقت پر حمل جایز ہوتے پر مجاز کو اختیار کرنا خلاف قانون ہے
دوسری وجہ یہہ حیات انکو آخرت مین ہوگی اس قول کو کعبی وغیرہ ایک جماعت معتزلہ کی اختیار
کی ہے یہہ قول بھی ہمارے پاس باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بل ہم احیاء یہہ لفظ دلالت کرتا ہے
کہ وے آیت کے نزول کے وقت زندہ ہین اُسکو آخرت پر حمل کرنا ظاہر آیت کا خلاف ہے اور آخرت
مین مومن تمام زندہ رہینگی شہدا کو مردے مت سمجھ کرکے بولنے کا کچھ فایدہ نہین تیسری وجہ وے فی الحال
زندہ ہین لیکن حیات فقط روح کو ہے دلیل انکی حدیث مسلم کی ہے جو مسروق سے روایت کیا ہے
کہا ہم عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی معنی سے سوال کئے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ
امواتا الایہ عبد اللہ کہے ہم اس سے سوال کئے ہین یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ
فرمائے ارواح شہدا کے سبز پرندون کے شکم مین ہے اُنپرندون کے لئے عرش کے نیچے قنادیل آویزان

ہین اور وے جنت مین جہان چاہے وہان جاکے چرتے ہین پھر آکے اُس قنادیل مین رہتے ہین پھر اللہ تعالےٰ
اُنپر نمود ہوا اور پوچھا پھر کچھ چاہتے ہو وے عرض کئے ہم کیا چاہین اور ہم تو بہشت مین جہان چاہے وہان
جاکے چرتے ہین اللہ تعالیٰ نکئی بار ان سے ایسا ہی سوال کیا جب دیکھے کہ یہ چھوڑتا نہین تب عرض کئے ای
پروردگار ہم یہی چاہتے ہین کہ تو ہمارا ارواح کو ہمارے جسد مین پھر ڈال تاہم تیری راہ مین دوسرے بار مارے جاوین
اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انکو کسی چیز کی حاجت نہین انکو پوچھنا ترک کیا اِس حدیث مین عبد اللہ جو مذکور ہوئے
بعضے کہتے ہین کہ وہ عبد اللہ بن عمر ہین لیکن ابو مسعود دمشقی اور حمید کہتے ہین کہ وہ عبد اللہ بن مسعود ہے یہی قول
صحیح ہے امام نووی بھی اوسیکو اعتبار کئے ہین اہل سنت کے بعضے علما کہتے ہین کہ اس حدیث سے شہدا کے ارواح
زندہ رہنا ثابت ہوا اور وے جو کہے ہمارے ارواح کو ہمارے اجساد مین پھر ڈال اس سے جسد مردہ رہنا معلوم
ہوا اس قول مین بھی اشکال ہے کیونکہ اہل سنت پاس روح باقی رہتی ہے فنا نہین ہوتی اگرچہ جسد فنا ہوجاوے
ارواح شہدا کے زندہ ہین کہنا کچھ انکی خصوصیت پر دلالت نہین کیا چوتھی وجہ وے فی الحال زندہ
ہین روح اور جسد دونون کو حیات حاصل ہے اسی قول کو اکثر محققین اختیار کئے ہین آیت کا سیاق بھی
اسی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وے زندہ ہین روزی پاتے ہین اور آسایش مین
ہین جب انکے اجسام زندہ نہ رہین تو آسایش انکی پوری نہ رہی انکے اجسام کی حیات پر یہہ بھی دلیل ہے
کہ زمین انکو نہین کھاتی لیکن یہہ حیات دنیاوی حیات کے مانند کہ جس سے جسد محتاج غذا وغیرہ کا
تھا سو نہین بلکہ یہہ حیات دنیوی حیات سے فایق ہے مسلم کی روایت مین جو آیا ہمارے ارواح کو ہمارے
جسد مین پھر ڈال اُس سے حیات دنیاوی مراد ہے اس سے جسد مردہ رہنے کی دلیل ہو نہین سکتی

ع ۹ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ
عَظِيمٌ جن لوگون نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اسکے کہ لگے تھے انکو زخم جو انمین نیک ہین اور پرہیزگار
انکو ثواب بڑا ہے بخاری نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کے بیان مین
اسکو کہے تیرا باپ اور نانا انہین لوگون مین ہین احد کے جنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پہنچا
تھا سو پہنچا اور مشرک لوگ چلے گئے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ مشرک لوگ پھر لوٹ آوین

لوگون کو حکم کیے کہ انکا پیچھا کرو ستر شخص مستعد ہو کے نکلے ابو بکر اور زبیر بھی انمین تھے اسکا بیان اہل مغازی یون کہتے ہین کہ ابو سفیان اور اُسکے ساتھ والے احد سے کوچ کر کے روحا کو پہنچے سو آپس مین ملامت کرنے لگے اور پھرنے سے نادم ہوئے اور کہنے لگے تم نہ محمد کو مارے نہ اُنکے جوان عورتون کو پکڑے اُنکے لڑیون کو مارے اونہین بھگوڑون کے سوا کوئی باقی نہین رہا پھر اُنکو چھوڑ کے چلا آنا بہت بیجا ہوا اب جا کے اُنکو مستاصل کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ارادے پر مطلع ہو کے چاہے کہ اُنپر رعب ہو اور وے معلوم کرین کہ مسلمانون کو قوت اور شوکت باقی ہے پھر احد کے جنگ کے دوسرے روز یکشنبہ شوال کی سولھوین کو لوگون مین منادی کروائے کہ ابو سفیان اور اوسکے ساتھ والون کا پیچھا کرنے نکلو اور یہہ تاکید کیے کہ کل کے روز جو ہمارے ساتھ شریک تھا وہی آنا غیر نہ آنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبد الرحمن بن عوف اور عبد اللہ بن مسعود اور حذیفہ بن الیمان اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ ستر شخص کو لیکے نکلے جابر بن عبد اللہ آکے عرض کیے یا رسول اللہ میرے والد عبد اللہ بن حرام مجھکو گھر مین رکھ کے کہے تھے کہ مجھکو سات لڑکیان ہین گھر مین مرد کی ذات کوئی نہین ہین اور تو دونون کا جانا مناسب نہین اور مین جنگ کو نہ جانا ہرگز مجھکو گوارا نہین تو گھر ہی مین رہا اسلئے مین جنگ کو نہ آیا اب مجھکو اجازت دیجئے حضرت اُنکو اجازت دیئے القصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے آٹھ میل پر حمراء الاسد کو پہنچے وہان معبد خزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا یہہ ہنوز ایمان نہین لایا تھا لیکن خزاعہ کے قبیلہ والے تمام مومن اور کافر سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی اور موافقت رکھتے تھے اور قریش وغیرہ کی کیفیات پر حضرت کو مطلع کرتے تھے پھر معبد نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکے ہمراہ لوگ جو مارے گئے ہمکو نہایت شاق ہوا پھر معبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سے ٹھکر روحا مین ابو سفیان سے ملا وہان دیکھا قریش پلٹ کے آنے پر مستعد ہین اور کہتے ہین ہم محمد کے ساتھ کے اکثر لڑیون کو مار چکے ہین پھر اب جا کے باقی لوگونکو مار کر فراغت پائینگے ابو سفیان نے معبد کو دیکھ کے پوچھا کیا خبر ہے معبد بولا محمد اپنے اصحاب کو لیکے تمھارے تعاقب کے واسطے آتا ہے بہت سا لشکر ساتھ ہے کل کے روز جو لوگ حاضر نہین ہوئے تھے وے بھی تمام پشیمان ہو کے ساتھ ہین اُنکو تمہیر اتنا غصہ ہے

سنتے ہی نکو کھا جاوے ابوسفیان بولا تیرا بُرا ہو کیا کہتا ہے معبد بولا واللہ تو اس مقام سے نہیں نکلنے تک لشکر جمع
مو ہوتے ہیں ابوسفیان بولا ہم تو انکو بیخ و بنیاد سے اکھیڑنے جاتے ہیں معبد بولا ہرگز یہ ارادہ مت کر انکی
جمعیت بہت بھاری ہے تم انکا مقابلہ ہرگز نہ کر سکوگے یہہ کیفیت سُننے سے ابوسفیان وغیرہ کو رعب ہوا
اور اپنے ارادے سے باز آئے اور عبدالقیس کے قبیلے کے چند سوار جاتے تھے سو اُن سے ابوسفیان نے
پوچھا تم کہاں جاتے ہو کہے مدینہ کو بولا محمد کو میرا ایک پیام پہنچا دو میں تمھارے اِن اونٹوں پر کشمش
بار کروا دونگا کہے خوب بولا مدینے کو جاوینگے تو ایسا کہہ دو کہ ہم تمکو مستاصل کرنے کے خاطر آتے ہیں یہہ کہکے
ابوسفیان مکہ کو روانہ ہوا اور عبدالقیس کے سوار ان حمراء الاسد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملکے ابوسفیان
کا پیغام دئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سُنکے کہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہاں تین روز رہکے مدینہ کو سدھارے بعضے مفسرین کہتے ہیں یہہ آیت بدر الموعد کے قصہ میں اتری اسکو بدر الصغریٰ
بھی کہتے ہیں اُسکا قصہ یہہ ہے ابوسفیان نے احد سے جاتے وقت پکار کے کہدیا کہ تمھاری مرضی ہو تو سال آیندہ بدر پر تمھارا مقابلہ
بدر میں ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انشاء اللہ بہتر ہے جب برس ہوا ابوسفیان قریش کو لیکے مرالظہران
کے نواحی میں مجنہ پاس اترا اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان کے دلمیں رعب ڈالا ابوسفیان نے پلٹنا چاہا وہاں اُسکو نعیم بن مسعود
الاشجعی جو عمرہ ادا کر نیکی خاطر آیا تھا ملا ابوسفیان نعیم کو بولا ای نعیم میں نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ اس سال بدر میں
مقابلہ کرنا اس سال قحط پڑا ہے ہمکو جانا مناسب نہیں برسات ہوکے ملک سرسبز ہوگا تو اونٹوں کو چراتے اور
انکا دودھ پیتے جائینگے لیکن محمد آوے اور ہم نہ آوین تو انکی لاف زیادہ ہوگی اگر انہیں کی طرف سے خلاف عہد
ہو تو ہماری بڑی خوشی ہے تو مدینے کو جاکر دے نہ نکلے سی تدبیر کر اور کہہ دے کہ ہم بڑی جمعیت سے آتے ہیں اور تمکو
اُن سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں یہہ کام تو گیا تو میں تمکو دس اونٹ دیتا ہوں غرض نعیم نے اونٹ دینے کی
ضمانت سہیل بن عمرو سے لیکے مدینہ کو گیا دیکھا لوگ جنگ کو نکلنے کی تیاری کرتے ہیں پوچھا کہاں جاتے ہو کہے ابوسفیان
کا وعدہ تھا اُسکو وفا کرنے جاتے ہیں نعیم بولا جب تم اپنی بستی میں تھے اُن سے مقابلہ نہ کر سکے اب کیا وہاں جاتے
ہو دے تو بڑی جمعیت سے آتے ہیں مقابلہ جب ہوگا تو تمھارا کوئی شخص بچ کے نہ آئیگا بعضے لوگ یہہ سنکے ہمتگئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی نہ آوے تو بھی میں تنہا جاونگا جو پاک مرد تھے جنگ کو نکلنے تیار ہوئے اور کہے حسبنا اللہ

ونعم الوکیل پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیکے نکلے اور بدر کو پہنچے لوگوں سے ابوسفیان کی خبر دریافت کئے وے ڈرانیکے خاطر کہے ابوسفیان بڑی فوج لیکے آتا ہے مسلمان کہتے حسبنا اللہ ونعم الوکیل پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر مین آٹھ روز انتظار کئے مشرکون سے کوئی جنگ کو نہ آیا ابوسفیان مجنہ سے اُلٹکے مکہ کو چلا گیا جاہلیت مین معمول تھا برس کو ایک بار بدر مین ہاٹ بھتا آٹھ روز تجارت کرتے سو مسلمانون وہان آٹھ روز ہے تجارت کرکے نفع پیدا کئے ایک کو دونا نفع مدینہ کو سلامتی سے آکر پہنچے اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ جنکو کہا لوگون نے بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ آیت پہلی آیت کے ساتھ متعلق ہے اور الذین سے وہی لوگ ہین جو اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانکے حمراء الاسد کے غزوے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوئے اُنکے قول پر ناس سے مُراد عبدالقیس کی وفد ہے ابن عباس اور محمد بن اسحٰق کا یہی قول ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت بدر الموعد کے غزوی کو جو لوگ نکلے انکی شان مین نازل ہوئی اس قول پر ناس سے نعیم بن مسعود اشجعی مُراد تو لفظ ناس کا عام ہو لیکن اس سے خاص کا ارادہ کئے ناس کا اطلاق شخص واحد پر کرنا درست ہوا کیونکہ ایک شخص کچھ کام کرے یا کچھ بولے اور دوسرے اس پر راضی ہووے تو اس فعل اور قول کی نسبت جماعت کی طرف کرنا نیک ہوتا ہے جیسا اللہ تعالی نے اس آیت مین فرمایا واذ قتلتم نفسا یعنے اور جبکہ قتل کئے تم ایک شخص کو قاتل ایک ہی شخص تھا لیکن دوسرے اُس کے کام سے راضی ہونے سے قتل کی نسبت اُن تمام کی طرف کیا بعضے کہتے ہین ناس سے منافقین مراد ہین منافق دیکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے وعدے پر جنگ کی تیاری کر رہے ہین تو اپنے دوست و قرابتی کو جانے سے منع کرنے لگے اور کہے وے تمھارے شہر کو آئے تو تم اُنسے مقابلہ کرنہ سکے اور بہت سے لوگ تمھارے گھایل ہوے اب تم وہان جاوگے تو کوئی تم سے بچ کر نہ آئیگا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ مقرر لوگ تمھارے واسطے یکجا ہوے ہین اِس ناس سے مراد ابوسفیان اور اُسکے ساتھ کے مشرک ہین یعنے مشرکون نے تمھارے مقابلہ کیواسطے بہت لوگون کو جمع کیا ہے فَاخْشَوْهُمْ سو تم اُنسے ڈرو یعنے اُن سے جنگ کرنے مت جاو تمکو انکے مقابلہ کی طاقت نہین فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا پھر اُنکو زیادہ ہوا ایمان یعنے اس بات سے مومنون کی تصدیق اور یقین زیادہ ہوا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اور بولے یعنے مومنون کو بس ہے ہمکو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم

سنہ ۳ ہجری میں غزوہ احد کے بعد ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا

علیہ الصلوٰۃ والسلام آگ میں ڈالے جاتے وقت حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہے اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَکُمْ تو آپ فرمائے حسبنا اللہ ونعم الوکیل وکیل وہ جسکی طرف اپنے تمام کام مفوض کر دیتے ہیں بعضے کہتے ہیں وکیل کی معنی کافی یعنے بس ہونیوالا بعضے کہتے ہیں وکیل کی معنی کفیل ہے کفیل اسکو کہتے ہیں جو کسی کے کاروبار کو اپنے ذمہ پر لیتا ہو اللہ تعالیٰ کو وکیل کہنے تو اُنکے ارزاق اور مصالح کا کارساز اور اُنکے تمام امور کا مدبّر مراد ہے فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ پھر چلے آئے اللہ کے احسان سے یعنے دشمن سے نہ ملکے خیر و عافیت سے پھر کر آئے وَفَضْلٍ اور فضل سے یعنے تجارت کا فایدہ جو بدر کے ہاٹ میں ملا بعضے کہتے ہیں نعمت سے دنیا کے منافع اور فضل سے آخرت کا ثواب لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ کچھ نہ پہنچی اُنہیں بُرائی یعنے اُنکو قتل کی اور زخمون کی کچھ ایذا اور محنت ہوئی وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ اور چلے اللہ کی رضا پر یعنے خدا کی خشنودی کیلئے بعضے کہتے ہیں صحابہ کہنے لگے کیا اُسمیں ہمکو جہاد کا ثواب ملیگا تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو جہاد کا ثواب دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوکر کے اُن سے خوش ہوا وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ اور اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اُنکو نکلنے کی توفیق دیا اور اُنکے دلون کو مضبوط کیا ایمان زیادہ کیا اور دین کے کامون پر اُنکو صلابت دیا اور دشمن کے دلمیں اُنکا رعب ڈالا اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ کا یہہ نہیں ہے مگر شیطان کہ ڈراتا ہے اپنے دوستون کو ذٰلکم مبتدا ہے شیطان اُسکی خبر ہے اور یخوف اولیاءہ کا جملہ مستانفہ ہے شیطنت کے بیان کیلئے یا شیطان ذٰلکم کی صفت ہے اور یخوف اولیاءہ کا جملہ خبر ہے ذٰلکم کا اشارہ اسی ڈرانے والے اور مومنون کی ہمت ہٹانے والون کی طرف ہے شیطان سے مراد یا سوار ہیں جو آکے مسلمانون کو خبر دئے یا نعیم بن مسعود ہے اُنکی سرکشی اور کفر پر تمردی کے دیکھتے اُنکو شیطان بولا یا ابلیس مراد ہے جو لوگون کے دلونمیں وسوسہ ڈالتا ہے یخوف اولیاءہ کے جملے مین تین وجہ ہین پہلی وجہ یخوف کا مفعول ثانی اور حرف جر محذوف ہے تقدیر یون ہے یخوفکم باولیاءہ اس تقدیر پر معنی یون ہونگی کہ مومنو شیطان تمکو ڈراتا ہے اپنے دوستون سے دوسری وجہ یخوف کا مفعول اول محذوف ہے تقدیر یون ہے یخوفکم اولیاءہ یعنے شیطان ڈرتا ہے تمکو اپنے دوستون کا اُن دونون وجہ پر اولیاءہ سے ابوسفیان اور اسکے ساتھ والے مشرک مراد ہین تیسری وجہ اولیاءہ مفعول اول یخاف کا ہے اور مفعول ثانی محذوف یا متروک ہے معنی یون ہے شیطان ڈراتا ہے اپنے دوستون کو مشرکون کے جنگ سے اس وجہ پر اولیاءہ سے مراد منافق ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہین نکلے اور تخویف سے جبن اور

رعب مراد ہے جو شیطان نے منافقوں کے دلمین ڈالا فَلَا تَخَافُوهُمْ سو اسلئے تم مت ڈرو ہم کی ضمیر کا مرجع یا اولیاء ہے یعنے شیطان کے دوستوں سے مت ڈرو ضمیر کا یہہ مرجع اُس صورت مین ہوگا یخوف اولیاء مین اوپر کی دو وجہین اختیار کرین اگر وہان تیسری وجہ لیویا تو اسوقت اس ضمیر کا مرجع ناس ثانی ہے جو ان الناس قد جمعوا لکم مین مذکور ہوا یعنے لوگ جو تمھارے واسطے اکٹھے ہوے ہین اُنسے مت ڈرو جنگ سے جبھی مت لیو وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو کیونکہ ایمان کا مقتضا یہہ ہے اللہ ہی کو ڈرنا دوسروں سے نہ ڈرنا وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ اور تجھ کو غم نہ آوے اُن لوگون سے جو جلدی کرتے ہین کفر مین لوگ سے کفار قریش مراد ہین بعضے کہتے ہین منافق اور یہود کے رؤسا ہین بعضے کہتے ہین وے چند لوگ ہین اسلام لاے بعد مرتد ہوے آیت کا مضمون یون ہوا اے محمد جو لوگ کفر کے کامون پر جلدی کرتے ہین اور تیرے سے جنگ کرنے فوجین لے آتے ہین اُنکا غم نہ کر یا کفر مین جلدی کرنے سے مراد کافرونکی مدد کرنا لیجئے جو لوگ کافرون کی نصرت و مدد کرتے ہین انکا غم نہ کر إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا بیشک وے نہ بگاڑینگے اللہ کا کچھ لیجئے وے بدبختون کفر مین جلدی کرنے سے اپنا ہی بُرا کر لیتے ہین اللہ کا اور اُسکے دوستون کا کچھ بگاڑ نہین کرتے يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ اللہ چاہتا ہے کہ انکو فایدہ نہ آخرت مین یعنے آخرت کے ثواب سے اُن کو محروم رکھے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور انکو مار ہے بڑی یعنے انکو ثواب ملنے پر بھی بڑا عذاب ہے إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا مقرر جنھون نے خرید کیا کفر ایمان کے بدلے وے نہ بگاڑینگے اللہ کا کچھ یعنے منافق ایمان لاکر پھر اس سے جو بدل گئے اس سے اللہ تعالی کا کچھ نقصان نہ کیے اپنی ہی جی پر ظلم کیے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور انکو دکھ کی مار ہے آخرت مین وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ اور یہہ نہ سمجھین منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہین انکو کچھ بھلائی ہے اُنکے حق مین یعنے کافر یہہ گمان نہ کرین کہ اللہ انکو مہلت دیا اور اُن کی عمر بڑی کیا سو اُنکے حق مین بہتر ہے إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ہم تو فرصت نہین دیتے ہین مگر اتنے واسطے کہ وے بڑھے جاوین گناہ مین یعنے انکو مہلت دیا اور انکی عمر زیادہ ہونا اُنکے گناہ بڑھنے کے واسطے ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ اور انکو ذلت کی مار ہے آخرت مین مقاتل نے کہا ہے یہہ آیت مکہ کے مشرکون کی شان مین نازل ہوئی عطا کہتا ہے بنی قریظہ کے یہود کی شان مین اُتری بغوی نے

ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے کون لوگ خیر ہین آپ فرمائے جسکی عمر دراز ہو اور اُسکا عمل نیک رہے پوچھے کون لوگ بد ہین فرمائے جسکی عمر دراز ہو اور اُسکا عمل بد رہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ اور اللہ وہ نہین کہ چھوڑ دیگا مسلمانون کو جسطرح پر تم ہو جب تک جُدا نکرے ناپاک کو پاک سے اِس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہی کلبی نے کہا ہی کفار قریش کہے یا محمد تم کہتے ہو جو شخص تمھاری مخالفت کیا وہ دوزخ مین جائیگا اور اللہ تعالے اُسپر غصہ ہوگا اور جو تمھاری متابعت کیا وہ بہشت مین جائیگا اور اللہ تعالی اُس سے خوش ہوگا بھلا تمپر کون ایمان لائیگا سو بیان کر دیجیو پھر یہہ آیت نازل ہوئی سدی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری تمام امت کو مجھے بتلاے جیسا آدم کو بتلائے تھے مین نے معلوم کیا انکو جو میرے پر ایمان لائینگے اور جو منکر ہونگے یہہ بات منافقون کو معلوم ہوئی سو تمسخر سے کہنے لگے جو لوگ ہنوز پیدا ہوئے نہین اُنھین کون مومن اور کون کافر ہوگا کر کے محمد زعم کرتے ہین ہم تو موجود ہین ہم سے کون مومن اور کون کافر ہے سو خبر دیو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی بات پہنچی حضرت منبر پر کھڑے ہوکے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کر کے فرمائے کیا لوگ میرے علم پر طعن کرتے ہین واللہ قیامت تک جو چیز ین ہو نہا رہین اُنسے پوچھو مین کہہ دیتا ہون عبد اللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہوکے پوچھے یا رسول اللہ میرا باپ کون ہی آپ فرمائے تیرا باپ حذافہ ہی پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکے عرض کئے یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالقرآن اماما و بک نبیا آپ ہماری تقصیر معاف کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بندہ عاصی کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھے اور عبد اللہ بن حذافہ وغیرہ سوال کئے اور عمر رضی اللہ عنہ عذر خواہی کئے اُسپر یا ایہا الذین امنو لا تسالوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم کی آیت نازل ہوئی کر کے بخاری وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہوا ہی بعضے کہتے ہین مومنین سوال کئے ہمکو نشان ہونا تا اُسسے مومن اور منافق مین ہم تمیز کرے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا بعضے کہتے ہین منافقون کی ایک جماعت دعوی کی کہ اپنا ایمان بھی مومن کے برابر ہے اللہ تعالی اُنکے جنگ مین اُنکا نفاق ظاہر کیا اور یہہ آیت نازل ہوا اِس آیت کی معنی اور حکم مین بھی اختلاف ہی ابن عباس اور اکثر مفسرین کہتے ہین کہ انتم کا خطاب کفار اور منافق کو ہے معنی یون ہے ای منافقو اور کافرو اب تم نفاق

اور کفر کی حالت مین جو ہو اسی حالت پر اللہ تعالی مومنون کو جو چھوڑ دیگا سو نہین بلکہ خبیث اور طیب کو جدا کریگا بعضے کہتے ہین خطاب مومنون کو ہی معنی یون ہین اے مومنو اب جس حال پر تم ہو کہ مومن و منافق مخلوط ہین مومن کون اور منافق کون سو معلوم نہین کیونکہ ظاہر مین تو سب ایمان کا دعوی کر رہے ہین سو اس حال پر تمکو اللہ نہ چھوڑیگا جب تک جدا نہ کرے مومن کو منافق سے یہہ جدا کرنا یا اس طرح سے ہے کہ اپنے نبی کو صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرا دے اور منافقون کی حالت سے خبر دیوے یا ایسے مشقت کے کام کی تکلیف دیوے کہ منافق انکو نہ کر سکے جیسا اللہ کی راہ مین مال خرچ کرنا اور جان دینا ان چیزون سے آزمایش کرکے تو قلعی کھل جاتی ہے پھر احد مین ایسا ہی کیا مخلص ٹھہر گئے اور منافق سرک گئے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ اور اللہ یون نہین کہ تمکو مطلع کرا دے غیب پر معلوم کیجئے اوپر کے جملہ مین اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ مومن کو منافق سے جدا کرنا دو طور پر ہے ایک آثار و علامات مقرر کرنا جس سے تمیز حاصل ہو یا غیب پر مطلع کرنا یہان مطلع کیا سو پہلی طرح سے کیا کیا واسطے اللہ تعالی کی عادت جاری ہو کہ غیب پر سوائے انبیاء کے کسی کو مطلع نہین کرتا کلبی کے قول پر اس آیت مین خطاب کفار قریش کو ہے جو کہے یا محمد کون ایمان لاتا ہے اور کون ایمان نہین لاتا سو تمکو کہدو اس قول پر آیت کی تفسیر یون ہوگی ای کافرو اللہ تعالی تمکو مومن کون اور کافر کون سو خبر نہین دیتا کیونکہ اللہ تعالی کے سوائے کوئی غیب کی بات نہین جانتا عادت الٰہی ایسی جاری ہے کہ غیب کی خبر پر ہر کسی کو مطلع نہین کرتا اب مومن کو کافر و منافق سے امتیاز کرنے کی کچھ راہ نہین مگر امتحان ہے مومن جو ہے آفت و مصیبت پر صبر کریگا اور ایمان پر ثابت قدم رہیگا اور منافق پھسل جائیگا بعضے کہتے ہین خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے اللہ یون نہین جو محمد کو غیب کی خبر دیوے تا مومن کون اور کافر کون سو تمکو بتاوے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ولیکن اللہ برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولون مین جسے چاہے یعنے اللہ تعالی ہر کسی کو غیب پر مطلع نہین کرتا لیکن اپنے رسولون مین جسے چاہے اسکو پسند کرکے غیب کی خبرون پر مطلع کرتا ہے جب نبی کو غیب کی خبر پر مطلع کیا تو نبی علیہ السلام خبر دیتا ہے کہ فلانا مومن ہے فلانا منافق یا معنی یون ہین نبی کو پسند کرنیکے بعد اسکے واسطے سے لوگون کو شریعت کی تکلیف دیتا ہے اس تکلیف مین مومن اور منافق کا حال کھل جاتا ہے اس آیت سے

ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غیب دانی نہین حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہین مگر جس بات کی خبر تھوڑی ہے اتنا ہی معلوم ہے انبیا اولیا غیب کی کچھ خبر نہین جانتے مگر وہی جو اللہ انکو وحی والہام یا نور فراست سے معلوم کرواتا ہے اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے جو کوئی عقیدہ رکھے کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی غیب دان ہے تو وہ کافر ہے لیکن یہان ایک بات سمجھنے کی ہے بعضے جاہل خیال کرتے ہین کہ حواس سے جو علم حاصل ہوتا ہے انبیا اولیا کو بھی اتنا ہی حاصل ہوتا ہے یہ جہل ہے کیونکہ پانچ حواس سے اشیا جو مدرک ہوتے ہین ہر شخص کے ادراک مین تفاوت رہتا ہے ایک شخص دور کی چیز کو مثلاً انسان ہے کر کے درک کرتا ہے دوسرا شخص بصارت ضعیف رہنے سے اسکو نہین دیکھتا آنکھ کی تیزی سے دور کی چیز کو دیکھنے والے کے تئین غیب دان نہ کہینگے ایسا ہی کسی کا سامعہ تیز رہنے سے آہستہ بات کو سنتا ہے کسی کا کند رہنے سے پکار کر کرتے سو بات نہین سنتا اللہ تعالیٰ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیا کی بصارت کو اتنی تیز کر دیا کہ جس سے انکو آسمان پر کا حال معاینہ ہوتا ہے ایسا ہی انکی سماعت کو بھی تیز کیا کہ جس سے ملکوت مین کلام جو ہوتا ہے اسکو سنتے ہین ایسے مدرکات قوی ہونے سے محسوسات کو درک کرنا غیب دانی مین شمار نہ کرینگے اور بھی انکی ہمت دنیوی امور کی طرف زیادہ مصروف نہین رہتی اُن کے دلون کو عالم قدس سے کمال اتصال رہتا ہے اس لئے امور غیبی انکے دلون مین ہمیشہ منتقش ہوتے ہین پھر کسی نبی سے یا ولی سے استمداد ہم چاہے تو اسکو اس امر کا مکاشفہ ہونا بعید نہین اسکو اسکا ادراک یا اسکا سامعہ قوی رہنے سے حاصل ہوتا ہے یا کشف کے رو سے ہوتا ہے ایسا نہ سمجھنا کہ مرگئے ہین اور اُن کے حواس اب باقی نہین کیونکہ اہل سنت وجماعت کے پاس انبیا علیہم السلام حیات سے ہین اور بھی موت سے ارواح فنا نہین ہوتے بلکہ باقی رہتے ہین اجسام کی آلایش سے مجرد ہونیکی جہت سے اور ادراکات انکے دوچند ان ہوئے پھر غیب کے باتون کا مکاشفہ ہونا بعید نہین واللہ اعلم فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولون پر یعنے اللہ پر اور اوسکے رسول پر نزل ایمان لاؤ نفاق کی راہ مت جاؤ یا مطلب یون ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت واضح دلایل سے ثابت ہو چکی بعد کچھ باقی نہین رہا مگر اللہ پر اور رسولون پر ایمان لانا یا غرض یہ ہے کہ تم ایمان لانا اور جاننا چاہئے کہ غیب اللہ ہی جانتا ہے اور رسل اُسکے برگزیدہ بندے ہین اللہ جس امر پر انکو مطلع کرتا ہے اسیکو جانتے ہین اور جو وحی کرتا ہے

غیب دان انبیا اولیا

اُسیکو کہتے ہین وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اور اگر تم ایمان پر رہو اور پرہیزگاری
پر تو تمکو بڑا ثواب ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ
اور نہ سمجھین جو لوگ بخل کرتے ہین ایک چیز پر کہ دی ہے اُنکو اللہ نے اپنے فضل سے یہہ بہتر ہے اُنکے
حق مین یعنے بخل کرنے والے یہہ نہ سمجھین کہ بخل اُن کے حق مین بہتر ہے بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ بلکہ یہہ بُرا ہے
اُنکے واسطے یعنے وے لوگ بخل کرنا ان کے حق مین بُرا ہے سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ آگے طوق پڑیگا اُنکو جسپر بخل کیا تھا قیامت کے دن بخل کی معنی کنجوسی یعنے اپنے پاس کی پونجی
اُسکے حقدار کو نہ دینا ایسا کام جس سے بہت ہوتا ہو اُسکو عربی مین بخل اور ہندی مین کنجوس کہتے ہین
انسان مین یہہ صفت نہایت مذموم ہے یہہ آیت اسکی مذمت پر دلالت کرتی ہے احادیث بھی اسکی
مذمت مین بہت وارد ہین مُسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
تم ظلم سے ڈرو کیواسطے ظلم ظلمات ہے قیامت کے دن اور شح سے ڈرو کیواسطے کہ شح تمھارے آگے لوگون
کو ہلاک کیا شح اُنکو خون بہانے پر اور حرام کو حلال جاننے پر لایا ظلم ظلمات ہے یعنے ظلم کرنا سبب پڑتا ہے قیامت کے
دن اُس شخص کو تاریکی مین چلکے دوزخ مین جانیکا شح شین کے ضم اور حا مہملہ کا تشدید سے بخل کے ساتھ حرص
ہونے کو کہتے ہین ابو داؤد اور حاکم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک روز نبی صلی اللہ
علیہ وسلم خطبے مین فرمائے تم شح سے ڈرو اگلے لوگ ہلاک نہین ہوئے مگر شح سے شح اُنکو بخل پر لایا سو بخل کیا
کئے شح اُنکو گناہ پر لایا سو گناہ کئے حاکم نے اس حدیث کو مطول روایت کیا ہے اور کہا یہہ حدیث صحیح ہے مسلم کی
شرط پر نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے راہ خدا مین نکلا سو غبار اور دوزخ کا دھوان دونون ایک شخص کے
نکلے مین کبھی جمع نہونگے اور شح اور ایمان دونون ایک شخص کے شکم مین کبھی جمع نہونگے طبرانی معجم کبیر مین اور
معجم اوسط مین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اللہ تعالی جنت عدن کو اپنی دست قدرت سے بنایا اور آپ اُسمین پھل لگایا اور نہرین نکالا بعد اسکی
طرف دیکھکے کہا سخن کر جنت بولی مومنون نے فلاح پائے اللہ تعالی فرمایا میری عزت کی قسم کوئی بخیل تیرے

بیچ رہ کے میرا ہمسایہ ہوگا تمام منذری نے کہا طبرانی اس حدیث کو دو طریق سے روایت کیا ہے انمیں سے
ایک طریق کی سند جید ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے تین شخص کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور تین شخص پر غصہ رہتا ہے پھر پوری حدیث ذکر کرنے کے بعد کہے
اور اللہ تعالیٰ غصہ رہتا ہے بوڑھے پر جو زنا کرے اور بخیل اور متکبر پر ترمذی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن میں دو خصلت جمع نہیں ہوتے بخل اور بد خلقی
ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے سوائے صدقہ بن موسیٰ کی طریق کے دوسری طریق سے آئی سو ہم نہیں جانتے
بندہ عاصی کہتا ہے ابن معین اور نسائی وغیرہ نے صدقہ بن موسیٰ کی تضعیف کی ہے اکثر مفسرین کہتے ہیں
اس آیت میں بخل جو مذکور ہوا اس سے اپنے ذمہ پر حق جو واجب ہوا ہو اسکو ادا نکرنا مراد ہے کیا واسطے کہ اس آیت
بخل کرنے والے پر وعید شدید ہے ایسا وعید ہوگا مگر واجب کے لئے دوسری دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ بخل کی مذمت
کیا تطوع کو ترک کرنے سے مذمت نہیں کی اب جانا چاہیے مال کا خرچ کرنا جو واجب ہے اسکے اقسام میں پہلا خرچ کرنا
اپنی ذات کے کھانے وغیرہ میں دوسرا خرچ کرنا اپنے قرابتی وغیرہ کے واسطے کہ جنکا خرچ چلانا اسپر واجب ہے
تیسرا زکوۃ نکالنا چوتھا دشمن لینے کفار مسلمانوں کے جان و مال کا قصد کرکے چڑھ آوے اور حاکم کو مال کی احتیاج
ہو تو مسلمانوں پر واجب ہے اپنے مقدور موافق بیچا حاکم کے حوالے کرنا تا اسکو دفع کرے پانچواں کوئی شخص قوت
نہ ملنے سے جان کندنی کی حالت کو پہنچا تو اسکی جان بچنے کی مقدار کا مال اسکو دینا ان ابواب میں جو کوئی مال
نہ خرچے تو وہ گناہ گار ہوا اللہ صاحب وہ جو فرمایا طوق پڑیگا اسکی تفسیر میں بھی اختلاف ہے اکثر مفسرین کہتے ہیں
کہ وہ مال طوق کے اسکے گلے میں پڑیگا آیت کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے احادیث بھی اسی بات کی تائید کرتی
ہیں امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن خزیمہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو بندہ اپنے مال کی زکوۃ نہ دیگا اسکے لئے وہ مال شجاع اقرع بنکے اسکے گلے میں
طوق پڑیگا بعد اسکے بچھو کی پر یہہ آیت پڑھے سیطوقون ما بخلوا بہ شجاع شین کے ضم اور کسر سے سانپ کو کہتے ہیں
اور بعضے کہتے ہیں شجاع مخصوص نر سانپ کو کہتے ہیں بعضے کہتے ہیں ایک قسم کے سانپ کو کہتے ہیں اور اقرع وہ
جو اسکی عمر زیادہ ہونے سے اسکے سر کے بال جھڑ جاتے ہیں یا اس کے زہر کی تیزی سے سر پر کی کھال کھلجاتی ہے

بخاری اور نسائی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
من اتاہ اللہ مالا فلم یودز کاتہ مثل لہ مالہ یوم القیمۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بلہزمتیہ
ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا تحسبن الذین یبخلون الآیہ یعنے جسکو اللہ تعالی مال دیوے وہ اُس مال کی زکات
ادا نکرے تو قیامت کے دن اُسکا مال شجاع اقرع کی صورت لیگا اس سانپ کو دو طرف زبیبہ ہونگے وہ سانپ
طوق ہوکے اُسکے گلے مین پڑیگا اور وہ سانپ اس شخص کے منہہ کے دونون طرف ڈسیگا اور کہیگا مین تیرا مال
ہون مین تیرا گنج ہون بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہہ آیت پڑھے ولا تحسبن الذین یبخلون الآیہ زبیبتان
معجمہ کی فتح سے کف کو کہتے ہین جو سانپ کے منہہ کے دونون جانب مین آتا ہے بعضے کہتے ہین دو سیاہ نقطون کو
کہتے ہین جو سانپ کے دونون آنکھ پر ہوتے ہین یا اُسکے منہہ کے دونون جانب مین ہوتے ہین یا دو کلیان اُسکے
دو جانب مین رہتے ہین لہزمہ منہہ کے جانب کو کہتے ہین یاخذ مین ضمیر جو ہے شجاع کی طرف پھرتی ہے اور لہزمتیہ
کی ضمیر یا شجاع کی طرف پھرتی ہے اسوقت ترجمہ یون ہوگا وہ سانپ اس شخص کو اپنے منہہ کی دونون جانب سے
پکڑیگا یا ضمیر اس شخص کی طرف پھرتی ہے اسوقت معنی یون ہونگی وہ سانپ اُس شخص کے منہہ کے دونون جانب
کو پکڑیگا بعضی کہتے ہین بخل کرنے والون کے گلے مین آتش کی طوق ڈالینگے اور بعضے کہتے ہین انپر قیامت کے دن
جبر کرینگے کہ تم جو حق ادا نہین کئے ہین اُسکو دیو وہان اُن سے اسکا ادا نہ ہوسکیگا اُس مین اُنکی توبیخ ہے کہ جب دنیا
مکن تھا اسوقت تم کیا واسطے نہین دیے اور بعضے کہتے ہین حقیقت مین طوق نہین بلکہ یہہ تمثیل ہے اُس سے
یہہ غرض ہے کہ اُس بخل کی گناہ اُنکو قیامت کے دن حاصل ہوگی کوئی چیز کسی کو لازم ہوتی ہے تو عرب کے محاورے
مین اسکو طوق سے تعبیر کرتے ہین اور کہتے ہین فلانی چیز اُسکے گلے کی طوق ہوئی اہل ہند کے محاورے مین بھی
یہہ تمثیل مستعمل ہے کہتے ہین لعنت ابلیس کے گلے کی طوق ہوئی اور وہ اُسکے گلے کا ہار ہوا مجاہد سے مروی ہے
یہہ آیت یہود کے احبار کی شانمین نازل ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کو پوشیدہ کیے اور آپکی نبوت
کا انکار کئے اس قول پر بخل سے علم کو چھپانا اور اسکو ظاہر نہ کرنا مراد ہے اور طوق پڑنے سے چھپانے کی گناہ
اُنپر لادنا مراد ہے یا آتش کی طوق اُن کے گلے مین ڈالنا اس پر ابی ہریرہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ کسی سے کچھ علم کا سوال کرے اور وہ باوجود جاننے کے اُسکو چھپاوے

اللہ تعالیٰ اسکو آتش کی لگام دیگا اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ روایت کئے ہین امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ آیت دونون فریق کے حق مین جو علم کا بخل کرتے ہین اور جو مال کا بخل کرتے ہین عام ہے اور وعید دونون فریق کے حق مین ہونا بعید نہین وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ وارث ہے آسمان وزمین کا اسکی تفسیر مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے آسمان و زمین کے لوگ مال اور علم وغیرہ کے وارث ہوتے ہین وہ سب اللہ کا ملک ہے پھر کیا واسطے اللہ کے ملک کو اسکی راہ مین خرچ نہ کرکے بخل کرتے ہو دوسری وجہ جو اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ ہے کہ آسمان والے اور زمین والے لوگ تمام فنا ہونگے اور لوگون کے ملک اسباب تمام رہ جائینگے تو اسکا مالک سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین بندے دعوی کرتے تھے یہہ اپنا ملک ہے جب وے سب مرجاوین اور اس ملک کا دعویدار کوئی باقی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ ہی اسکا وارث ہوا آیت سے مقصود یہہ ہے کہ تمام مالکون کی ملک باطل ہوگی اور اللہ کی ملک ہی باقی رہے گی گویا سب کی میراث کا وارث اللہ ہی ہوا پھر جسکا وارث اللہ ہوتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ کی راہ مین خرچ نہ کرکے بخل کرنا حسرت وندامت کا سبب ہے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے تم جو اللہ کی راہ مین دیتے ہو یا بخل کرتے ہو اسکی خبر اسکو دیگا لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ مقرر اللہ نے سنی انکی بات جنھون نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہین حسن بصری اور قتادہ اس آیت کی شان نزول کا سبب یہہ کہتے ہین کہ جب من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا کی آیت نازل ہوئی یعنے کون ہے وہ جو قرض دیتا ہے اللہ کو قرض نیک یہود کہنے لگے اللہ فقیر ہے ہمارے سے قرض مانگتا ہے اور ہم غنی ہین انکے رد مین اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا حسن کہتا ہے حیی بن اخطب یہودی نے یہہ کہا تھا عکرمہ اور سدی اور مقاتل اور محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قینقاع کے یہود کو خط لکھکے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بھیجے اس خط کا مضمون یہہ تھا تم اسلام لاؤ نماز پڑھو زکاۃ ادا کرو اللہ کو قرض حسنہ دو ابو بکر صدیق یہود کے پاس بیت المدراس مین یعنے انکی کالج مین گئے وہان بہت سے یہود فنحاص بن عازورا کے پاس جو یہودیون کا جڑ تھا جمع تھے اسکے نزدیک دوسرا ایک جڑ بھی تھا اسکا نام اشیع الوکر صدیق رضی اللہ عنہ فنحاص کو کہے تو اللہ سے ڈر اسلام لا واللہ تجھکو خوب معلوم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول

ورد ۴۳ غ

اللہ تعالیٰ کے پاس سے یہی بات لائے ہین اور وہ بات تمھاری توریت مین لکھی ہوئی ہے تو ایمان لا اور محمد کی تصدیق
کر اور اللہ کو قرض حسنہ دے بہشت مین جائیگا اللہ تعالیٰ تجھکو دونا ثواب دیگا فخاص بولا ای ابوبکر تم کہتے ہو
اللہ ہمارے سے مال قرض مانگتا ہے قرض نہین مانگتا مگر جو فقیر ہے تم کہتے سو بات حق ہو تو معلوم ہوا اللہ فقیر ہے اور ہم
غنی ہین اور اللہ تجھکو سود سے منع کیا اور تجھکو سود دیتا ہے یعنے وہ جو اللہ کہا فیضاعفہ لہ اضعافا کثیرۃ اگر غنی ہوتا تو
تجھکو سود نہ دیتا ابوبکر رضی اللہ عنہ غصہ ہوکے فخاص کو زور سے طمانچہ مارے اور کہے واللہ اگر ہمارے اور تمھارے
درمیان عہد نہ ہوتا تو ای عدو اللہ تیری گردن مارتا فخاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا یا محمد
دیکھو تمھارے ملازم نے میرے ساتھ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھے کیا واسطے
تم اسکو مارا ابوبکر کہے یا رسول اللہ یہہ عدو اللہ ایک بڑی بات بولا کہا اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہین اللہ تعالیٰ
کے حق کے واسطے غصہ ہوا اور اسکو طمانچہ مارا فخاص انکار کر بیٹھا اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کی تصدیق اور فخاص کی تکذیب
یہہ آیت نازل کیا لقد سمع اللہ الآیہ اس آیت مین قالوا کو جمع کے صیغے سے لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو متعدد
لوگ کہے ہین قصے جو ہم بیان کئے اس سے معلوم ہوا کہ فخاص کہا تھا اس مین کچھ مناقضہ نہین شاید دوسرے بھی ایسا ہی
کہے ہونگے یا وہ کہا اور دوسرے اسکے قول کو پسند کئے پھر اس قول کی نسبت سب کی طرف کرنا صحیح ہوا یہہ قول ان
جو صادر ہوا انکا اعتقاد ایسا ہی تھا یا تمسخر کی راہ سے بولے بہرصورت بہت بڑی بات ہے عقلمند ایسی بات کو لگا
کافر کفر وضلالت کی تمردی مین یہہ بول بیٹھے سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اب
ہم لکھ رکھینگے انکی بات اور جو خون کئے ہین نبیون کے ناحق یعنے یہود جو کہے اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار انکی بات کو
ہم اپنے علم مین یاد رکھینگے اسکو چپ نہ چھوڑینگے یا اس بات کو فرشتے انکے اعمال نامہ مین لکھ رکھینگے تا قیامت مین
اسکی جزا ملے کیونکہ وہ بہت بڑی بات ہے انھین اللہ کے اور رسول کے ساتھ کفر اور استہزا ہے اسکے ساتھ
وہ بھی ہم لکھینگے جو انبیا کو ناحق قتل کئے ہین بعضے کہتے ہین معنی یون ہے یہود جو کہے اور ان کے اسلاف
جسکے دونون چیزین ہم لکھ رکھینگے اور ہر ایک کو اسکے عمل کے مطابق جزا دینگے اس جگہ قتل کی نسبت ان یہود کی
طرف جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے کیا حالانکہ قتل یے نہین کئے بلکہ ان کے آبا و اجداد کے کیا واسطے
کہ ان کے کئے پر یہہ لوگ راضی ہوئے تو بے گویا قتل کرنے مین شریک ہوئے بعضے کہتے ہین معنی یون ہے لوگ

بات جو آپ کہے اور اپنے اجداد کے کئے پر جو راضی ہوئے دونون بات کو ہم لکھ رکھینگے اور اُسکی جزا اُنکو دینگے
اس آیت مین اللہ تعالیٰ فقر و غنا کی بات کے ساتھ انبیا کے قتل کو جو ضم کیا سو آگاہ کرنیکے واسطے کہ یہہ پہلی
گناہ نہین جو یہود کئے ہین بلکہ بہت سے کام اُن سے صادر ہوئے وے لوگ انبیا کے قتل پر جب جرأت کئے
ہون تو اُن سے یہہ بات صادر ہونا کچھ بعید نہین وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ اور کہینگے چکھو
جلن کی مار یعنے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتون کی زبانی اُنکو کہیگا دنیا مین جو کہتے تھے اگلے پیغمبرون مین ایک
اشکال ہے اُسکی تقریر یہہ ہے یہود کا اعتراض ایسا تھا کوئی کسی سے مال طلب کیا تو فقیر اور محتاج ہوا اللہ جب
مال مانگا تو فقیر ہوا اللہ تعالیٰ پر تو فقیر کا اطلاق کرنا محال ہے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون سے مال
نہین مانگا مال نہ مانگنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق مین قدح کرتا ہے اس اعتراض کا جواب کہکے وعید بیان
کرنا مناظرے کی اُمین کا خلاف ہے اس اشکال کو امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر مین لکھا ہے اور اس کا جواب
ایسا کہا ہے کہ اگر ہم اپنے اہل سنت و جماعت کے اصول کے قواعد کو دیکھے تو یون جواب دینگے اللہ تعالیٰ جو چاہے
سو کرے اور جو ارادہ ہے سو حکم فرماوے اس صورت مین اللہ تعالیٰ باوجود غنی رہنے کے بندون کو مال خرچ
کرکے تکلیف دینا کچھ بعید نہین اگر ہم معتزلہ کے اصول کو رعایت کرین یون جواب دینگے اللہ تعالیٰ
بندون کے مصالح کی رعایت کرتا ہے اور اس تکلیف مین کئی مصلحتین موجود ہین ایک تو مال کو خرچ کرنے
سے اسکی محبت دل سے نکل جاتی ہے یہہ محبت دل سے نکلنے مین بہت منفعت ہین کیا واسطے موت کیوقت
اسکے دل مین مال کی محبت رہیگی تو اُسکے روح کو مال چھوڑ جانیکا بہت درد ہوگا دوسرا مال خرچ کرنا وسیلہ ہے
سدا ثواب ملنے کا تیسرا مال خرچ کرنے سے ماسوی اللہ کی محبت سے دل خالی ہوتا ہے جسقدر ماسوی اللہ کا حب
دل سے کم ہوا اتنی ہی محبت اللہ کی اُسکے دل مین قوی ہوگی یہہ محبت سب سعادتون کی اصل ہے اللہ صاحب
ان وجہون کو قرآن مین مکرر ذکر فرما چکا باوجود ان وجہون کو ذکر کرتے بھی وہ شبہہ وارد کرنا محض عناد
کی راہ سے تھا اس لئے فقط وعید کو ذکر کیا جواب کی طرف متوجہ نہوا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے جواب ایسے
مقدمہ سے دیا چاہیے کہ حکم اُسکو قبول کرے اہل سنت و جماعت کے اصول پر جواب دیوے یا معتزلہ کے طریق پر
دونون کو حکم جو یہود ہی ہین قبول نہ کرے پھر امام رازیؒ کے جواب سے اشکال دفع نہین ہوتا مجھکو پہلے تو نفس

سوال مین سخن ہے قرض دینیکی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرکے واقرضوا اللہ قرضا حسنا جو کہا اس پر اعتراض ہے یا بندے جو ایک دوسرے کو قرض دینے سے ماموہین اسپر اعتراض ہے اگر پہلی شق پر ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ تم اعتراض ہمسے کرتے ہو اللہ کو قرض دینے سے اسکے بندون کو قرض دینا مراد ہے قرض کی اسناد اللہ تعالی کی طرف مجاز ہوا گر دوسری شق پر ہے تو تمھارا اعتراض تمام نہین ہوتا کیونکہ اللہ تعالی بندے کی اسکی ضرورت کیوقت قرض دو کرکے امر کیا اس سے امر کرنے والے کا فقیر و محتاج ہونا لازم نہین آتا جو تم کہو کہ مال طلب کرنے سے فقیر و محتاج ہوتا یہہ مقدمہ بھی مسلم نہین یہود کے اعتراض کے دفع کی طرف یہان متوجہ نہین کیا واسطے تمھارا مقدمہ کہ کوئی کسی سے مال طلب کیا تو فقیر و محتاج ہوا اسکو ہم قبول نہین رکھتے قرض حسنہ دینے اور راہ خدا مین مال خرچ کرنے پر یہود کو توریت مین امر کرچکا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر بے وجب اعتراض کیے اُن کی توراۃ پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے یہود اسکا جو جواب دینگے ہمارا جواب بھی وہی ہے اب ہمکو جواب دینے کی احتیاج نہ رہی ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيكُمْ یہہ بدلا اسکا جو تمنے بھیجا اپنے ہاتھون لینے۔ یہہ عذاب جو تمکو دیگا بدلا اُس اعمال کا ہے جو تمھارے نفس کیے ہین کیونکہ تم اللہ سے اور اسکی آیات سے تمسخر کیے اور انبیا کے قتل پر اقدام کیے اس جگہ ہاتھون سے انسان کی ذات مراد ہے اکثر کاموں کا آلہ ہاتھ تھا انہین سے بہت کام ہوتے ہین اس لئے فعل کی نسبت ہاتھ کی طرف مجازاً کیا وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ اور تحقیق اللہ ظلم نہین کرتا بندون پر یعنے اللہ تعالی بن گناہ کے عذاب نہین دیتا کیونکہ وہ ظلم ہے اللہ تعالی عادل ہے مقتضی عدل کا یہہ ہے کہ گنہگار کو عذاب دیا اور نیک کردار کو ثواب اگر کہے ظلّام مبالغے کا صیغہ ہے کثرت و زیادتی کو چاہتا ہے اسکی منفی بہت ظلم کرنے والا ظلام کی منفی ظلام کے منفی سے خاص ہوئی خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہین ہوتی کیا واسطے بہت ظلم نہین کرتا کہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید تھوڑا ظلم کرتا ہے جواب یہہ ہے ظلام کو عبید کے مقابلہ مین لایا بندے تو کثیر اور بہت ہین تو مقابلہ کیا کثیر کو کثیر کے ساتھ یا جب ظلم کثیر کو نفی کیا تو اس سے ظلم قلیل بھی نفی ہوا کیونکہ ظالم ظلم نہین کرتا مگر اپنے نفع کیواسطے بہت کو کہ جس مین نفع زیادہ ہے ترک کرے تو قلیل کو بطریق اولی ترک کریگا یا ظلّام کا صیغہ مبالغے کیواسطے نہین بلکہ نسبت کیواسطے ہے یعنے اللہ تعالی منسوب بظلم نہین ہے جیسا عطار اور نبال اور بزاز کہتے ہین یعنے منسوب عطر کی طرف اور بقل کی طرف اور بز کی طرف

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ

جو کہے کہ مقرر اللہ نے ہمکو کہہ رکھا ہو کہ تم یقین نہ کرین کسی رسول کا جبتک نہ لاوے ہم پاس ایک نیاز جسکو کھا جاوے آگ الذین کا بدل جملہ سابق کے الذین کی نعت ہے یعنے اللہ نے سنا انکو جو کہے اللہ نے ہم سے عہد کیا یعنے ہمکو امر کیا کہ کوئی رسول کی ہم تصدیق نہ کرین جبتک نہ بتاوے یہ معجزہ کہ آگ آسمان سے اُترکے قربانی کو کھا جاوے یعنے جلا دیوے جیسا بنی اسرائیل کے انبیا کیوقت آگ قربان کو جلا دیتی تھی یہ معجزہ جو بتاوے تو اسکے صدق پر دلیل ہے کلبی نے کہا ہے کعب بن الاشرف اور مالک بن الصیف اور وہب بن یہوذا اور زید بن التابوت اور فخاص بن عازورا اور حیی بن اخطب جو یہود یون کے سردار تھے انکے شاہین یہ آیت اُتری وے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکے کہے یا محمد تم کہتے ہو کہ اللہ تعالی اپنے تئین رسول کیا ہے اور اپنے پر کتاب اُتاری ہے توریت مین تو اللہ ہمکو ایسا کہہ رکھا ہے کہ کوئی شخص رسول ہون کرکے دعوی کرے اُسکو سچ نہ مانو جب تک وہ قربانی کو جلاتے آتش نہ لاوے اگر تم رسول ہو تو آتش لے آو پھر یہہ آیت اُتری قربان کرجس سے اللہ کی نزدیکی بندہ حاصل کرتا ہے پھر وہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ اور کوئی نیک عمل اس جگہ قربانی سے وہ قربان جسکو جلانے آتش آتی تھی بنی اسرائیل جب جانور کو قربانی کرتے یا جنگ مین غنیمت ملتی تو اسکا کھانا انکو روا نہین تھا سو اسکو جمع کرکے چھوڑ دیتے سفید رنگ کی آتش جبین وہان نہین آسمان پر سے آواز کرتی ہوئی اُترکے اس ذبیحے کو یا غنیمت کو جلاکے خاک کر دیتی قربان قبول ہونیکی یہہ علامت تھی اگر انکی قربان یا غنیمت قبولیت مین نہ آوے تو وہ نہین پڑے رہتا آگ نہین اُترتی عطا سے روایت ہے کہا بنی اسرائیل قربانی اللہ کے واسطے ذبح کرکے اسکا پاکیزہ گوشت اور پوٹھا اور آنت پر کی چربی لیکے گھر کے بیچ دھر دیتے اور سقف کو کھول دیتے اور گھر کے باہر گرجا کر تمام لوگ کھڑے ہوتے بنی علیہ السلام گھر مین جاکے دعا مانگتا تو سفید رنگ کی آگ آسمان پر سے آواز کرتی ہوئی اُترتی اُس آگ مین دھواں نہین رہتا پھر اُس قربان کو کھا جاتی یہود کے اس دعوے کی رد مین ہمارے علما کے دو قول مین پہلا قول جسکو سدی نے کہا ہے کہ توریت مین شرط ایسی مذکور ہو لیکن اس شرط کے ساتھ دوسری بھی ایک شرط تھی کیا واسطے توریت مین ہے کوئی آکے تم سے کہے کہ مین رسول ہون تو اُسکو سچ نہ مانو جب تک قربان کو کھا جانے آگ نہ لاوے یہان تک کہ مسیح اور محمد آوے جسنے

آنیر ایمان لے آوے کیونکہ وے دونوں بین قربان کے آوینگے واحدی نے کہا ہے مسیح علیہ السلام کی بعثت تک بنی اسرایل مین یہی معجزہ باقی تھا مسیح کیوقت سے جاتا رہا ہو اوپر کا شرط ذکر کئے پیچے کے شرط کو چھپاوے دوسرا قول یہہ ہے کہ یہہ شرط توریت مین اصلا مذکور نہین ہو جھوٹ بنا کے کہے اسکے جھوٹھ پر چند وجہ ہین پہلی وجہ اگر یہہ شرط صحیح ہوتی تو تمام انبیا کا اس معجزے کو بتانا ضرور ہوتا اور تو ایسا نہین کیونکہ موسی علیہ السلام فرعون کو دوسرے معجزے بتاے قربان کا معجزہ نہ بتائے دوسری وجہ نبی کی سچائی کے واسطے معجزہ ضرور ہے نبی جو معجزہ بتاوے تو مقبول ہوگا اور اُسکی سچاہٹ پر دلالت کریگا خواہ وہ قربان ہو یا اور کوئی معجزہ پھر قربان کی تخصیص مین کچھ فایدہ نہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے معجزے جو آپکی سچاہٹ پر دلالت کرتے ہین سو صادر ہوے تو آپکی نبوت یقینی ہوئی قربان کا معجزہ ظاہر ہو یا نہو دونون برابر ہین تیسری وجہ ہم پوچھتے ہین کیا توریت مین یون ہے نبوت کا دعوی کرنے والا کتنے ہی معجزے بتاوے تو اُسکو نہ مانو مگر جب قربان کا معجزہ لاوے تو اسکو قبول کرو یا توریت مین یہہ ہے کہ نبوت کا دعوی کرنے والے سے معجزہ طلب کیا چاہیے خواہ قربان ہو یا اُسکا غیر اگر پہلی بات ہے کر کے کہین تو باطل ہے کیونکہ اس تقدیر مین تمام معجزے بتلانا سچائی پر دلالت نہین کرتا جب ان تمام معجزون مین طعن کرنا اور قبول نہ کرنا روا ہوا تو اس مخصوص معجزہ مین بھی طعن کرنا جایز ہوا اگر دوسری بات ہو کر کے کہین تو وہ بات چاہتی ہے نبوت کا دعوی مطلق معجزے پر دلالت کرتا ہے مخصوص اس معجزے پر دلالت نہین کرتا پھر اس مخصوص معجزے کو اعتبار کرنا لغو اور بے فایدہ ہوا اللہ صاحب یہود کی رد مین فرماتا ہے قُلْ تو کہہ ای محمد فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ تحقیق تم مین آچکے کتنے پیغمبر مجھ سے پہلے ہے نشانیان لیکر اور یہہ بھی جو تم نے کہا پھر کیون قتل کیا تنے اُنکو اگر تم سچے ہوتے سابق کے انبیا نے معجزے بتائے اور تم جو طلب کرتے ہو اُنکے قربان کو کھاتا بھی پایا گیا جیسا یحیی اور زکریا وغیرہما علیہم الصلوٰۃ والسلام اور تمھارے اسلاف انبیا ان نہ لاکے اُنکو قتل کئے تو معلوم ہوا وے ان انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے معجزے جو طلب کئے استرشاد یعنی بھلائی حاصل ہونے کے واسطے طلب نہین کئے محض عناد کی راہ سے تھا کیونکہ اُنکو استرشاد مطلوب ہوتی تو انبیا کو جادو قربان لانیکے قتل نہ کرتے ای یہود تم اب جو ہو اپنے آبا و اجداد کے کامون پر راضی ہو وے جو کئے اُسکو پسند

کرتے ہین پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قربان کا معجزہ جو طلب کرتے ہو لعنت کی راہ سے کرتے ہو استرشاد
کے واسطے نہین جب ثابت ہوا مخاطبین یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہود چندین معجزے
دیکھتے پر بھی قربان کا معجزہ طلب کرنا استرشاد کے واسطے نہین بلکہ لعنت کیواسطے ہر اللہ تعالی کی حکمت متقضی
ہوئی کہ ان کے سوال کو قبول نکرین اور وہ معجزہ نہ بتلاوے اب اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے
واسطے فرماتا ہے فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ
پھر اگر تجھکو جھٹلاوین تو آگے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت رسول جو لائے نشانیان اور ورق اور کتاب حکمتی یعنے
اگر یہود تجھکو نبوت و شریعت کے دعوی مین یا قربان لائے سوا نبیا کے قتل مین جھٹلاوین تو غم نہ کھا کیونکہ
یہہ جھٹلانا تیرے ہی ساتھ مخصوص نہین بلکہ کافرون کی عادت یہی ہے انبیا کو باوجود معجزے بتلانے اور کتابین
لانیکے جھٹلاتے ہین وے انبیا اس پر صبر کئے اور انکی ایذا کے متعلق ہوے تو بھی صبر کر اور ان انبیا کے طریقے پر مستقیم
رہ بینات جمع بینہ کی ہے اسکی معنی دلیل اس جگہ مراد معجزے اور نبوت کے دلایل ہین زبر جمع زبور کی ہے
زبور مطلق کتاب کو کہتے زجاج کہتا ہو کتاب کہ جس مین حکمت اور نصیحت ہو بعضے کہتے ہین کتاب جسمین فقط حکم ہو
بیضاوی نے کہا ہے کتاب کی معنی قرآن کی عرف مین وہ کہ جس مین شریعتین اور احکام ہو زبور جب مطلق کتاب
کی معنی سے ہو تو اسپر الکتاب المنیر کا عطف خاص کا عطف عام پر ہے کیونکہ زبور عام ہوئی اور کتاب منیر اسکے
بہ نسبت خاص ہوئی اسکی شرف کے واسطے علحدہ ذکر کیا بعضی کہتے ہین زبر سے صحیفے مراد ہین اور کتاب المنیر سے
توریت و انجیل و زبور ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جی کو چکھنی ہو موت اس آیت سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
تسلی مقصود ہے اور آپکے دل پر غم جو آیا ہے اسکو دفع کرنا سو اسکو دو وجہ سے دفع کیا ایک تو یہہ کہ جبکو معلوم ہو کہ
آخر مرنا ہے تو اسکے دل سے غم واندوہ نکل جاتا ہو دوسری وجہ یہہ ہے اس دنیا سے گذرگئے بعد بھی ایک ٹھکانہ ہے
کہ وہان نیک بخت کون ہو اور بدبخت کون سو معلوم ہو جائیگا حق پر کون تھا عند ناحق پر کون سو عیان ہوگا اور
ہر ایک کو اسکے عمل کی جزا ملیگی یے دونون وجہ جسکو یقین ہو تو اسکے دل مین ہرگز غم کو مجال نہ رہیگی مروی ہے
کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی قُلْ يٰتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ صحابہ کہے یہہ تو بنی آدم کے حق مین نازل ہوئی جن اور چارپائی
اور وحوش اور پرندون کا ذکر کہان تب یہہ آیت نازل ہوئی اگر کوئی اشکال کرے کہ اس آیت کا عموم

چاہتا ہے کہ جو نفس ہو سو مرنا بہشت کے حور و لدان بھی نفوس ہیں لیکن وے نہ مرینگے اور یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ یعنے پھر مرینگے جو ہیں آسمان میں اور جو ہیں زمین میں مگر جسکو اللہ چاہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جسکو استثنا کیا وہ نہ مرینگے اسکا جواب یہہ ہے کہ اس جگہ کل نفس سے مراد مکلفین ہیں جو دار تکلیف میں موجود ہیں اس پر اسکے بعد کی آیت دلالت کرتی ہے وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور تمکو پورا بدلا نہ ملیگا مگر قیامت کے دن یعنے اعمال کی پوری جزا قیامت کے دن ملیگی یعنے جس دن سب قبروں سے جی اٹھینگے نیکی کیا سو اپنی نیکی کا ثمرہ پاویگا بدی کیا سو برائی کی جزا دیکھیگا اس جملہ میں اشارہ ہے کہ پیش از قیامت بھی جزا ملتی ہے لیکن پوری نہیں کیونکہ جو منفعت دنیا میں مکلف کو ملتی ہے غم واندوہ کے ساتھ مکدر رہتی ہے اسکی زوال و انقطاع کا اندیشہ رہتا ہے پورا ثواب نہ ملیگا مگر قیامت کے دن وہاں خوشی ہے غم نہیں امن ہے خوف نہیں لذت ہے درد نہیں سعادت ہے منقطع ہونیکا اندیشہ نہیں عذاب میں بھی یہی بات جاری ہے دنیا میں درد جو لذتوں سے خالص ہو سو نہیں بلکہ ہر درد کے ساتھ راحت بھی لگی ہے پورا درد نزل راحت سے سدا رہنے والا اسی دن ہوگا فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ پھر جسکو سرکا دیا آتش سے اور داخل کیا بہشت میں اسکا کام بنا یعنے اسکی مراد ملی انسان کی مراد ان دو امر کے سوا کچھ نہیں عذاب سے خلاص پانا اور بہشت میں جانا جسکو یہ دونوں بات حاصل ہو تو اسکی مراد آئی ترمذی نے سورۃ الواقعہ کی تفسیر میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں مہیا کر رکھا ہوں اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں جنکو نہ کوئی آنکھ دیکھی اور نہ کوئی کان سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں خطور کیا ہے تم چاہتے ہو تو پڑھو یعنے اسبات کی دلیل چاہتے ہو تو اس آیت کو پڑھو فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعلون) اور بہشت میں درخت ہے سوار اس درخت کے سایہ میں سو برس چلتا ہے تو اسکا سایہ قطع نہ ہوگا تم چاہتے ہو تو پڑھو (وظل ممدود) اور کوڑے کی جگہ بہشت میں بہتر ہے دنیا اور جو اس دنیا میں ہے اگر تم چاہتے ہو تو پڑھو (فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیاۃ الدنیا الا متاع الغرور) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور مسلم کتاب الامارہ میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے حدیث طویل روایت کیا ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکو دوست آتا ہو دوزخ سے سرکنا

اور بہشت مین جانا تو اُسکی موت آوے اُس حال مین کہ وہ ایمان لاتا ہے اللہ پچھلے دن پر اور لوگون کے ساتھ وہ کرے جو اپنے ساتھ لوگ کرنیکو دوست رکھتا ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اور دنیا کی زندگی تو نہین ہے مگر دغا کی جنس یعنے اس دُنیاے فانی کی زندگانی انسان کو فریب مین ڈالتی ہے اُسکو اُمید بہتی اب بہت روز رہونگا پھر وہ امید منقطع ہوجاتی ہے مال وغیرہ اسباب جس سے آدمی منفعت لیتا ہے اُسکو متاع کہتے ہین اور بعضے گھر کے اسباب کو جیسے کلہاڑی دیگچہ کٹورہ چکی موسل وغیرہ کو متاع کہتے ہین غرور وہ جو انسان کو فریب مین ڈالتا ہے اور باقی نہین رہتا اور بعضے کہتے ہین غرور کی معنی باطل اس آیت مین اللہ تعالی دنیا کو دغا کی جنس کے ساتھ تشبیہ دیا جو خرید کرنے والا بہتر سمجھے فریب سے خرید کرتا ہے بعد اسکا عیب معلوم ہوتا ہے وہ ناکاری جنس رہتی ہے سعید بن جبیر نے کہا دنیا کی زندگی دغا کی جنس ہونا فقط اُسکے لئے ہے جو آخرت کو چھوڑکے دنیا کی طلب مین ہے جو کوئی آخرت کے طلب مین ہو تو اُسکے لئے دنیا خوبی کو پہنچائیگا توشہ ہے دنیا آنے سے فساد جو ہوتا ہے اُسکے کئی وجوہ ہین ایک وجہ یہہ ہے جسکے سب مُرادین دنیا مین برآوے اُسکو غم اور فکر بھی بہت ہوتا ہے کیا واسطے زندگی کا بھروسا نہین اور اُسکو اِن اسباب سے منفعت اُٹھانیکا علم نہین جب دلمین یہہ دغدغا ہوا تو عیش منغص ہوا دوسری وجہ یہہ جسکے اکثر مُرادین برآوے اسکی حرص زیادہ ہوتی ہے جسقدر حرص زیادہ ہوگی اسقدر دل کو بھی سخت رنج ہوگا آدمی سمجھتا ہے اپنے مرادین برآوین تو اپنی نفس خاموش ہوگی ایسا نہین بلکہ اُسکی خواہش زیادہ ہوتی ہے اور حرص بڑھتی ہے اور رغبت بہت ہوجاتی ہے تیسری وجہ یہہ انسان کو دنیا جس قدر زیادہ ملیگی اتنا ہی آخرت سے جسکے برابر کوئی سعادت نہین محروم ہوگا جو شخص ان تینون وجہون کو سمجھیگا تو اُسکو دنیا متاع الغرور ہونا معلوم ہوگا اسی پر علی مرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لِلّٰہِ مستہا قائل سمہا یعنے دنیا کو چھین تو نرم دکھتی ہے اور اسکا سہر قاتل ہے اور بعضے کہتے ہین الدنیا ظاہرہا مظنۃ السرور وباطنہا مطیۃ الشرور یعنے دنیا کی ظاہر کو دیکھے تو خوشی کے گمان کی جگہ ہے اور اُسکا باطن دیکھے تو بُرائیون کی سواری ہے لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ اللہ کی قسم البتہ تم آزمائے جاؤگے تمھارے مالون مین اور جانون مین یعنے تمھاری آزمایش مال سے اور جان سے ہوگی یہہ جملہ ایک محذوف قسم کا جواب ہے تقدیر یون ہے واللہ لتبلون اسی لئے ترجمے مین ہم قسم کو ظاہر کئے آیت کا مطلب یہہ ہے اللہ تعالی تمھارے پر مومنین اور بالجو

نازل کرتا ہے تمھاری آزمایش کے واسطے ہے تا مومن اور غیر مومن معلوم ہو مال کی آزمایش یہہ ہے کہ مال مین نقصان آنا یا اُسکے حقوق ادا کرنا جان کی آزمایش یہہ ہے کہ مصیبت آنا بیمار ہونا اللہ کی راہ مین مارا جانا دوست واقارب کا مرنا اور تکلیفات شرعی ادا کرنا معلوم کیجئے اللہ تعالی سب احوال سے آگاہ ہے آزمایش کا اطلاق اسکی ذات پر کرنا محال ہے اس صورت مین آزمایش سے مُراد یہہ ہے کہ اُسکے ساتھ معاملہ ایسا کرنا گویا کوئی آزمایش کرتا ہے تا مومنون کو معلوم ہو اس آیت مین اللہ تعالی مومنون کو یہہ خطاب کیا تا وے مصیبتون پر صبر کرنے اور اذیتون کو سہنے آمادہ اور تیار ہون پھر ایک بچہ ایذا پہنچے تو نہ ڈگمگاوین وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا اور البتہ سنوگے اگلی کتاب والون سے اور شرکون سے ایذا بہت اگلی کتاب والون سے مراد یہود و نصاریٰ ہین اور شرکون سے عرب کے مشرک اذی کثیر جو فرمایا اس سے اقسام کی ایذا ہے جو اُن قومون سے پہنچی تھی وے غزیر کو ابن اللہ کہتے تھے اور اللہ کو تین مین کا تیسرا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنے کرتے تھے اور ہجو بناتے تھے اور ایکدوسرے پر لوگون کو غیرت دیتے تھے اور آپ سے جنگ کرنے لشکر جمع کرتے تھے اور مومنون کی ہمت کھٹاتے تھے وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ اور اگر تم ٹھہرے ہو اور پرہیزگاری کرو تو مقرر یہ ہمت کے کام مین خطاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو یعنے اگر تم انکی ایذا پر صبر کروگے اور میرے سے ڈروگے جس چیز کا امر کرتا ہون اسکو بجا لاوگے اور جس چیز کو منع کرتا ہون اس سے پرہیز کروگے تو یہہ عزم الامور سے ہے یعنے نیک تدبیر کہ جسکے کرنے مین خوبی ہے عقلمند کو نہین پہنچتا کہ اُسکو ترک کرے بعضے کہتے ہین عزم الامور کی معنی یہہ ہے مین نے تکو لازم کروایا کہ اسکو البتہ کیا چاہئے اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور فنحاص یہودی کے درمیان قصہ جو چلا اور فنحاص بولا اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار اور ابوبکر غصہ ہوئے یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا ہے اس کی سند حسن ہے عکرمہ اور مقاتل اور ابن جریج کا بھی یہی قول ہے عکرمہ سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فنحاص بن عازورا سے جو بنی قینقاع کا رئیس تھا مدد چاہے اور خط لکھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے اور کہے یہہ خط لیجا کے اُسکو دیو اور تاکید کئے تم وہان جاوگے تو مین نہین بولا سو کام کچھ مت کر بیٹھیو غرض ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار کو حمایل ڈال کے فنحاص کے یہان جا کے خط دئے فنحاص خط پڑھکے کہا تمھارا رب اسقدر محتاج ہوا جو ہم سے مدد مانگا ابوبکر چاہے اُسکو تلوار سے گھایل کرنا

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تاکید کئے تھے یاد کر کر اُسکو نہ مارے تب یہہ آیت نازل ہوئی اور عبدالرزاق معمر سے وہ زہری سے وہ عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت کعب بن الاشرف یہودی کے حق مین نازل ہوئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کی ہجو کرتا تھا معلوم کیجئے اِس آیت مین صبر کرنیکا امر جو آیا ہے اُسکے دو تاویل ہین پہلی تاویل یہہ ہے کہ اگر کافرون کی طرف سے جان و مال کو کچھ نقصان پہنچے یا کچھ ایذا دیوین تو اسکو سہنا اور اُن سے مقابلہ اور جنگ نکرنا اس تاویل پر واحدی کہتا ہے کہ یہہ حکم آیت السیف سے منسوخ ہوا قفال کہتا ہے یہہ حکم منسوخ نہین بلکہ ظاہر یہہ ہے آیت احد کے قصہ کے بعد نازل ہوئی اس سے مقصود کفار کے گندے باتون پر صبر کرنا اور اکثر اوقات مین اُن کے ساتھ مدارا کرنا ان باتون مین صبر کرنا ان سے جنگ کرنے کو منافی نہین امام فخرالدین الرازی کہتا ہے واحدی کا قول ضعیف ہے قفال جو کہا سو بات قوی ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی حدیث جسکو بخاری وغیرہ روایت کئے ہین اسمین آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کے واسطے گئے راہ مین ایک مجلس تھی وہان عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ وغیرہ چند انصار اور مشرک اور یہود جمع تھے اُنمین عبداللہ بن ابی بن سلول بھی تھا اور اسلام نہین لایا تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت باتین کیا پر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درگذرے اس حدیث کے آخر مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب مشرک اور اہل کتاب کی زیادتی کو جیسا کہ اللہ تعالی نے امر کیا تھا معاف کر دیتے تھے اور اُنکی ایذا پر صبر کرتے اللہ تعالی فرمایا ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا الآیہ اور فرمایا ود کثیر من اہل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسہم الآیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عفو کرنیکا امر جو اللہ تعالی اُنکو کیا تھا اُسکیو بجا لاتے تھے یہان تک کہ اللہ تعالی کافرون کی جنگ کا اذن دیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کا جنگ کئے اور اُسمین قریش کے سردار مارے گئے عبداللہ بن ابی بن سلول اور اسکے ساتھ کے مشرک اور بت پرست بولے یہہ امر یعنے اسلام نمودین آیا اب اسلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر سو اسلام لائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عفو کی یہہ آیت عیش از غزوہ بدر کے نازل ہوئی تھی اُسکے بعد قتال کا حکم ہوا یہہ دلالت کرتی ہے اُسکے نسخ پر لیکن نسخ سے یہہ مراد نہین کہ عفو کا حکم بالکلیہ منسوخ ہوا بلکہ یہہ غرض ہے عفو جو لازم اور

فرض تھا موقوف ہوا جنگ کرنے کی اجازت ہوئی دوسری تاویل یہہ ہے صبر سے مراد کافروں سے جنگ
صبر کرنا اور انکار کرنے مین اور شرک کے رسوم مٹانے مین انکا اندیشہ نہ کرنا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ اور جب اللہ نے اقرار لیا کتاب والون
سے کہ البتہ تم اسکو بیان کروگے لوگون کے پاس اور نہ چھپاؤگے کتاب والون سے یہود و نصاریٰ کے علما مراد
ہین عہد لینے سے اللہ تعالیٰ انکو توریت مین جو نہایت تاکید کے ساتھ فرما دیا تھا کہ اسکو نہ چھپانا لوگون مین
علانیہ کہنا مراد ہے ضمیر لتبیننہ کی اور لاتکتمونہ کی کتاب کی طرف پھرتی ہے کتاب مین یعنی توریت و انجیل
مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت وغیرہ جو ہے اسکو تم بیان کرنا اور نہ چھپانا بعضے کہتے ہین انکے ضمیر
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پھرتی ہے یعنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت جو تمکو معلوم ہے اسکو نہ چھپانا
ابن کثیر اور ابو بکر اور ابو عمر و لیبیننہ اور و لایکتمونہ یا ر شناۃ تحتانیہ سے قراءت کہتے ہین غایب کے صیغہ پر یعنے
البتہ وے اہل کتاب اسکو بیان کرینگے اور وے اسکو نہ چھپاینگے جو لوگ خطاب کے صیغہ سے قراءت کرتے
ہین سو انکا نبی علیہ السلام میثاق لیتے وقت جو لوگ حاضر تھے انکو خطاب ہے فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ
پھر پھینک دیا وہ اقرار اپنے پیٹھ کے پیچھے یعنے اس اقرار پر ثابت نہ رہے اور اسکو عمل مین نہ لائے اور
اسکی طرف التفات نہ کیے وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور خرید کیا اسکے بدلے مول تھوڑا یعنی انکے علماؤن
نے دنیا کی تھوڑی منفعت کی طمع سے حق بات کو پوشیدہ کیے کیونکہ انکو اندیشہ ہوا کہ اگر حق بات کہہ دین تو اپنی
عزت اور آمدنی جاتی رہیگی فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ؕ سو کیا بری خرید کرتے ہین یعنے یہہ چھپانا انکے حق مین بہت بری
چیز ہے معلوم کیجیے اس آیت کی ظاہر کے دیکھتے اگرچہ یہود و نصاریٰ کے علما کے حق مین مخصوص ہے لیکن اسکے حکم مین
اس امت کے علما بھی داخل ہین کیونکہ انکو بھی اللہ تعالیٰ قرآن جو اشرف کتب الٰہی ہے دیا جو شخص ظالم حاکم کو
خوش کرنے یا اسکو اعانت کرنے یا اپنے تئین منفعت ملنے یا اور کسی اندیشہ سے حق بات کو چھپایا یا اپنا علم دوسرون
کو معلوم نہ ہونیکے تحمل سے نہ بولا تو اس وعید مین داخل ہوگا قتادہ کہا اللہ تعالیٰ نے علما سے یہہ اقرار لیا ہے
جسکو کچھ معلوم ہو تو دوسرے کو سکھاوے اور علم کو پوشیدہ رکھنا ہلاکی کا سبب ہے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف نے
جو بڑا ظالم امیر تھا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کہلا بھیجا تمہاری طرف سے مجھکو بہت سی باتین پہنچی ہین حسن بصری نے

تمام باتین جو تجکو پہنچے ہین وہ مین نہین بولا ہون اور تمام باتین جو بولا وے سب تجکو نہین پہنچی حجاج بولا مین سنا ہون تم کہتے ہو نفاق جسکو ہم سنتے تھے اب پگڑی باندھکے تلوار لیکر مذہو ہے حسن بصری کہے ہان مین یہہ بات بولا ہون حجاج بولا یہہ باتین جو ہمکو پسند نہین تم کیواسطے کہتے ہو حسن بصری کہے اللہ تعالی نے کتاب والون سے عہد لیا ہے کہ اسکو لوگون کے پاس بیان کرو اور اسکو مت چھپاو اس لئے مین بولا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور بیہقی سنن مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے جو کوئی کسی علم سے سوال کیا جاوے اور وہ شخص جان کے اس علم کو چھپائے تو قیامت کے دن اسکو آتش کی لگام دینگے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور حاکم نے اسیکے مثل روایت کیا ہو اور کہا کہ سند اسکی صحیح ہے شیخین کی شرط پر اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ابو یعلی اور طبرانی نے کبیر مین اور اوسط مین ابن عباس سے روایت کیا ہو حافظ عبد العظیم منذری نے کہا ہے ابو یعلی کی حدیث کے تمام راوی ثقہ اور محتج بہ ہین صحیح مین اور طبرانی کی سند جید ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہو اس حدیث کو طبرانی عبد اللہ بن مسعود اور طلق بن علی سے ابن ماجہ انس بن مالک سے عقیلی جابر اور عایشہ سے ابن جوزی عمرو بن عبسہ سے بھی روایت کئے ہین اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ سے بھی مروی ہو اکثر طرق اس حدیث کے ضعیف ہین لیکن سبکو جمع کرکے دیکھین تو حدیث کو تقویت ہوتی ہے طبرانی نے اوسط مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے مثال اس شخص کی جو علم سیکھتا ہے پھر اسکو بیان نہین کرتا ایک شخص کے مانند ہے جو خزانہ جمع کرتا ہو اور اسکو خرچ نہین کرتا اس حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہے اور حارث بن اسامہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ اللہ تعالی جاہل سے علم سیکھنے کا عہد نہین لیا جبتک اہل علم سے سکھانے کا عہد نہین لیا یعنے اللہ تعالی نے اول عالمون سے سکھانیکا عہد لیا بعدہ جاہلون سے سیکھنے کا عہد لیا اس اثر کی طرق مین حسن بن عمارہ ہے وہ ضعیف ہو ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ اللہ تعالی اہل کتاب سے اگر اقرار نہ لیا ہوتا تو مین تجکو کوئی حدیث نہ کہتا اور یہہ آیت پڑھی واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لیبیننہ للناس الآیہ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا نہ سمجھیو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہین

اپنے کئے پر وَيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا اور دوست رکھتے ہین تعریف بن کئے پر فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ سو نہ جان کہ وے خلاص ہین عذاب سے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور انکو دکھ کی مار ہے لاتحسبنّ کو عاصم اور حمزہ اور کسائی تا رمثناۃ فوقانیہ سے خطاب کے صیغہ پر پڑھتے ہین باقی قرا لایحسبن یا رمثناۃ تحتانیہ سے غایب کے صیغہ پر پڑھتے ہین اور فلاتحسبنھم کو ابن کثیر اور ابو عمرو یا رمثناۃ تحتانیہ اور یا موحدہ کے ضم سے جمع غایب کے صیغہ سے پڑھتے ہین باقی قرا تا رمثناۃ فوقانیہ اور یا موحدہ کے فتح سے واحد مخاطب کے صیغہ سے پڑھتے ہین جو لوگ دونو کو خطاب کے صیغہ سے پڑھتے ہین انکی قرات پر لاتحسبنّ اور فلاتحسبنھم کا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے یا جو شخص خطاب کا اہل ہو اسکو خطاب ہے یعنے ای محمد تو مت سمجھ یا اے سننے والے تم مت سمجھو جو لوگ غایب کے صیغہ سے پڑھتے ہین تو لایحسبنّ کی ضمیر مومنو کی طرف پھرتی ہے یعنے مومنین نہ سمجھے ان لوگون کو جو خوش ہوتے ہین فلاتحسبنھم کو جمع غایب کے صیغہ سے جو پڑھتے ہین انکی قرات مین فلایحسبن کا فاعل ہم ہے اور مفعول محذوف ہی معنی یون ہین جانے مومنین ان لوگون کو جو خوش ہوتے ہین خلاص عذاب سے حاصل مضمون آیت کا یہ ہے جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہین یعنی اپنی مکر و فریب پر اور حق کو چھپانا اور اپنی عیب کو مخفی رکھنا اور کھوٹے کو کھرا بتانا اور وے جو دوست رکھتے ہین تعریف بن کئے پر کیونکہ وے لوگ اقرار کو نہ نبھائے اور حق کو ظاہر کئے اور سچی بات نہ کئے بمدیان انمین رہتے پر اپنے تئین خوب ہون کر کر نمود کرتے ہین ایسے لوگ عذاب مین گرفتار نہ ہونگے کر کے مت سمجھ بلکہ انکی جگہہ دوزخ مین ہے معلوم کیجئے یہہ آیت پہلی آیت کے تحت مین داخل ہے سو اہل کتاب غیرہ کے اذیتون سے یہہ بھی ایک ایذا ہے کہ وے لوگ اپنے مکر و فریب پر اور دغل فصل پر خوش ہوتے ہین اور اپنے تئین راست باز اور دیانت دار سمجھا کر کر ارز و کرتے ہین انکی ایسی چال چلن دیکھنے سے مسلمانکو ایذا ہوتی ہے سو اس ایذا پر بھی صبر کرینگا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین منافقون کے حقمین نازل ہوئی بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ چند منافق تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کو نکلتے تو وے نہین نکلتے اور اپنے بیٹھنے پر خوش رہتے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے تو وے آپکے پاس

حاضر ہوکے اپنے نہ آنیکا عذر بتاتے اور اس پر قسم کرتے اور بن کئے پر تعریف دوست رکھتے اس پر یہہ آیت نازل ہوئی اور بعضی کہتے ہین یہود کے حق مین نازل ہوئی جو حق بات کو چھپاکے اسکا خلاف کہتے تھے بخاری اور مسلم علقمہ بن وقاص سے روایت کئے ہین کہ مروان اپنے دربان کو بولا ای رافع تو ابن عباس کے پاس جاکے پوچھ اگر ہر آدمی اپنے کئے پر خوش ہووے اور بن کئے کی تعریف دوست رکھے تو ہم سب کے معذب ہونا لازم آتا ہے ابن عباس کہے تم اس آیت سے کا ہیکو سوال کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہود کو کچھ پوچھے وے اسکو چھپاکے اُسکے برخلاف کہے اور ایسا نمود کرکے کہ ہم جو بیان کئے اس پر ہمکو شاباش کہنا اور اپنے کئے پر اور حق چھپانے پر نازان اور خوش ہوئی بعد ابن عباس یہہ آیت پڑھے واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب اور یہہ پڑھے ویفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا ابن ابی حاتم نے تابعین کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ یہہ آیت یہود کے حق مین نازل ہوئی جو کہے ہم بھی کتاب والے اور نماز و بندگی والے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہ کئے اس پر یہہ آیت نازل ہوئی شاید آیت ان تمام لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہو یا مخصوص کسی کے مقدمہ مین نازل ہوئی لیکن اسکا عموم ہر شخص کو جو کچھ نیک کام کرکے اس پر خود بینی کی راہ سے نازان ہوتا ہے اور اپنے مین نہین سوچیز پر لوگ تعریف کرنا کرکے خوش ہوتا ہو شامل ہے امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی شان نزول مین سچے قول ذکر کرکے ان قولون کی تفصیل کے بعد کہا اس آیت کو ان تمام مقدمون پر حمل کرنا اولی ہو کیا واسطے کہ ان تمام قولون کا خلاصہ ایک ہی بات ہے کہ انسان لایق نہین سو کام کرے اور اس پر خوش ہووے اور لوگون سے توقع رکھے کہ وے اپنی کو نیک جانین اور استقامت اور زہد اور اللہ کی طرف رجوع ہے کرکے تعریف کرین انتہی اللہ تعالی جس بات کی مذمت کیا ہم لوگ اسمین گرفتار ہین دنیا حاصل کرنے کے واسطے اقسام کے مکر و حیلے کرتے ہین اسپر لوگ اپنے کو دیندار اور حق گو اور بے طمع ہے کرکے تعریف کرنے کو دوست رکھتے ہین وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ: اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان و زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے پھر جو آسمان و زمین کا مالک ہو اور مینہہ پانی اناج دانا گھاس پات وغیرہ سب اسکی قدرت مین ہون اسکو سزاوار ہے جو چاہے سو کرے کافروکہ

عذاب دیوے مومنون کو نجات بخشے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ
وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؛ مقرر آسمان و زمین کا بنانا اور رات و دن کا بدلتے
اسمین نشانیان ہین عقل والونکو اس آیت کی شان نزول کا سبب ابن ابی حاتم اور طبرانی جعفر بن ابی
المغیرہ کی طریق سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ قریش
یہود کے پاس آکے پوچھے موسی کیا معجزہ لائے یہود کہے عصا اور ید بیضا الحدیث پھر قریش کہے ہمارے
واسطے صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دو تب یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کے رجال تمام
ثقہ ہین مگر حاکم نے کہا کہ اسمین لوگون کو سخن ہے اور حسن بن موسی اسکو حدیث سے یعقوب کے وہ جعفر بن ابی
المغیرہ سے وہ سعید بن جبیر سے مرسل روایت کیا ہے یہہ مرسل روایت ہی معتبر ہے اس روایت مین
بھی ایک اشکال ہے کیونکہ یہہ سورہ مدنی ہے اور قریش کے مین تھے وے سوال کیسا کئے حافظ ابن
حجر عسقلانی نے اس اشکال کے جواب مین کہا شاید یہہ سوال ہجرت کے بعد کئے ہون علی الخصوص صلح
حدیبیہ کے زمانے مین انتہی آیت کی معنی یون ہے اے لوگو تم تامل کرکے دیکھو اور سوچو مینے آسمان و
زمین کو کیسا پیدا کیا ہون اور تمھارا رزق اور معاش انمین رکھا اور رات دن کی گردش لگا دیا کبھی
تو رات بڑھتی ہے اور کبھی دن بڑھتا ہے دن جو رکھا ہون اسمین محنت مزدوری
کرکے معاش کی فکر کرے اور رات کو آرام لیوے سوای عقلمند واسکو دیکھکر تفکر
کرو اور عبرت پکڑو ابن حبان نے عبد الملک بن سلیمان کی طریق سے وہ عطا سے روایت کیا ہے کہا مین
اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عبید بن عمیر مکے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہان گئے ابن عمر بی بی سے
کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت عجیب امر جو دیکھی ہو وہ کہو بی بی بہت روئین
اور کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب کام عجب ہی تھے ایک شب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور میری چادر کے اندر آئے یہان تک کہ آپکے بدن کا پوست
میرے پوست کو لگا بعدہ فرمائے ای عائشہ آجکی شب اللہ تعالی کی عبادت کے لئے مجھے اجازت
دوگے مین نے عرض کی یا رسول اللہ مین آپکا تقرب چاہتی ہون اور مجھکو آپکی خوشی منظور ہے آپکو اجازت

دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھکر مشک مین سے پانی لیکے وضو کئے پانی زیادہ خرچ نکئے بعد
نماز کو کھڑے ہوکے قرآن پڑھتے تھے اور روتے تھے یہان تک کہ اشک سے پہلو تر ہوئے بعدہ بیٹھے
اور اللہ کی حمد و ثنا کئے بعد ہاتھین اُٹھائے یعنے دعا مانگنے لگے اور آپ روتے تھے اشک سے زمین تر
ہوئی اسمین بلال صبح کی نماز کے واسطے بلانے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھکے کہے یا رسول اللہ
کیا آپ روتے ہین اللہ تو آپکے اگلے اور پچھلے گناہ سب معاف کرچکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے یا بلال کیا مین شکر نہ کرون بعدہ فرمائے مین کیون نہ روون گا اللہ تعالی ان راتون مین
یہہ آیت نازل کیا ہے ان فی خلق السموات والارض بعدہ فرمائے ویل ہے اسکو جو اس آیت کو
پڑھا اور اسمین دھیان نکیا ثعلبی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شب کو اُٹھے تو مسواک کرتے بعد آسمان کی طرف دیکھکے پڑھتے ان فی خلق السموات والارض
الآیہ بخاری اور مسلم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ایک شب مین اپنی خالہ
ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے لوگون سے
ایک ساعت باتین کرکے آرام کئے جب پچھلی شب ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ بیٹھے اور
آسمان کی طرف دیکھکے فرمائے ان فی خلق السموات والارض الآیہ ایک روایت مین آیا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار ہوکے ہاتو لئے آنکھین ملے اور آل عمران کے آخر کے دس آیتین پڑھین
الحدیث الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم وے جو یاد کرتے ہین
اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے وے لوگ ہمیشہ یاد الہی مین رہتے ہین اور سب حالتون مین اللہ
کا ذکر کرتے ہین یہان تین حالتین ذکر کیا کسواسطے کہ اکثر انسان ان تین حالتون سے خالی نہین رہتا لیٹنا
بھی کئی طرحکا ہوتا ہے کروٹ چت اوندھے یہان کروٹ لیٹنے کو ذکر کیا کسواسطے کہ اوندھے لیٹنا
شرعا اور عرفا مذموم ہے لوگ بھی اکثر اسطرح سے لیٹتے نہین کروٹ لیٹنا بہ نسبت چت کے زیادہ ہے
کیونکہ پہلو دہین اور پشت ایک ہی ہے تو البتہ کروٹ کا وقت زیادہ ہوا جت سے اغلب کے
دیکھتے کروٹ کہا اور اہل طب کہا کرتے ہین چت لیٹنا فکر کرنے کو مانع ہوتا ہے پہلو پر لیٹنا اسکو

مانع نہین یہہ مقام تو تفکر کرنے کا تھا اسلئے اسکو ذکر کیا اور کبھی پہلو پر سوتا مستغرق نیند کو مانع ہوتا ہے تو اس وضع سے سونے والا جلد ہوشیار ہوتا ہے پہر ہوشیار ہوا تو اللہ کا ذکر کریگا بعضے کہتے ہین مراد ذکر سے نماز ہے یعنے نماز کھڑے ہوکے پڑھتے ہین اس سے عاجز ہو تو بیٹھکے پڑھتے ہین اس سے بھی عاجز ہو تو لیٹکے مقصود یہہ ہے وے لوگ نماز کو کسی حالت مین ترک نہین کرتے جیسا نے ویسا گذارتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے پہلے قول والے ذکر کو عموم پر حمل کئے دوسرے قول والے ذکر سے مخصوص نماز کو لئے عموم پر حمل کرنا اولی ہے ذکر کے فضایل مین احادیث بہت وارد ہوئے ہین امام احمد اور ابو داود اور ابن ابی الدنیا اور نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کوئی شخص کہین بیٹھے وہان اللہ کا ذکر نہین کیا تو اس شخص کو اللہ کے یہان نقصان ہے اور کوئی شخص کہین کروٹ لیٹے وہان اللہ تعالی کا یاد نکیا تو اس شخص کو اللہ تعالے کے یہان نقصان ہے اور کوئی شخص کہین چلا اور اس چلنے مین اللہ کی یاد نکیا تو اس شخص کو اللہ کے یہان نقصان ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ شرایع اسلام مجھ پر بہت ہوئے سو کچھ ایسا فرماو کہ مین اسکو پکڑ رکھون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تیری زبان ذکر الہی سے ہمیشہ تر رہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے اور حاکم نے کہا اسکی اسناد صحیح ہے مسلم نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالتون مین اللہ تعالی کا ذکر کیا کرتے تھے امام شافعی اس آیت سے بیمار لیٹکے نماز پڑھے تو کروٹ لیٹنا واجب ہونیکی دلیل پکڑتے ہین پہر کروٹ لیٹنے تو سر سے اشارہ کرنا مگر کروٹ لیٹنے کی طاقت نہو تو چتا لیٹنا اسیکو تایید کرتی ہے حدیث جسکو بخاری اور اصحاب السنن عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے مجھکو بواسیر تھی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا سوال کیا حضرت فرمائے کھڑا ہوکے نماز پڑھ اگر طاقت نہین تو بیٹھکے نماز پڑھ اگر طاقت نہین تو کروٹ لیٹکے پڑھ ابو حنیفہ کے پاس بیمار کو بیٹھنا متعذر ہو تو چتا لیٹنا افضل ہے کروٹ لیتا تو بھی جایز ہے وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور وہ لوگ

کرتے ہین پیدائش مین آسمان اور زمین کے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ای رب ہمارے
تو نے یہہ عبث نہین بنایا لفظ ربنا قول محذوف کا مقولہ ہی یعنے آسمان وزمین کی پیدائش مین تفکر کرکے کہتے ہین ای
رب ہمارے تو نے یہہ عبث نہین بنایا بلکہ اسمین تیری وحدانیت پر اور کمال قدرت پر دلیل ہی اور اسمین کی حکمتین
رکھی ہی سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تو پاک ہی عیب سے سو ہمکو بچا دوزخ کے عذاب سے یعنے ہم تیری وحدانیت
کی تصدیق کئے اور تو جنت اور دوزخ جو تیار رکھا ہی اس کا اقرار کئے اب ہمکو دوزخ سے بچا معلوم کیجئے
اللہ تعالی نے اس آیت مین دعا کرنیکی کیفیت بندون کو تعلیم کی سو دعا کرنے والا اول اللہ تعالی
کی حمد وثنا کرکے بعد دعا کرے سن لیجئے اپنی خاطر کسی چیز کے حاصل کرنیمین صرف کرنیکو اور اس چیز کو
دلمین پھر آنے کو فکر کہتے ہین یہہ فکر انسانمین ایک قوت ہی جسکے سبب سے انسان مجہولات کو معلومات
سے حاصل کرتا ہی اس قوت کو عقل کے مطابق جاری کرنیکو تفکر کہتے ہین اس سے معلوم ہوا جس چیز کی
صورت ذہن مین کسی وجہ سے حاصل نہو تو اسمین تفکر کرنا ممکن نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
تم اللہ تعالی کے نعمتون مین تفکر کرو اللہ تعالی کی ذات مین تفکر مت کرو اسکو طبرانی وغیرہ ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین ابن عباس وغیرہ سے بھی ایسی ہی روایت مرفوع وارد ہوئی
ہے اللہ تعالی کی ذات پاک مین تفکر کرنے کو منع فرمانے کسواسطے کہ اللہ تعالی کسی صورت سے
متصف ہونے سے منزہ ہی اسکو تصور کرنا بھی محال ہوا اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے بندون سے خبر دیا کہ
وے آسمان وزمین کے پیدائش مین تفکر کرتے ہین دیکھئے کہ اللہ تعالی صنایع عجیب اور بدایع غریب انمین
ودیعت رکھا ہی تا اس خالق کی کمال قدرت کا نمونہ ہوا اور سمجھے کہ انکو ایک خالق ہے قادر مدبر حکیم
رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ای رب ہمارے جسکو تو نے دوزخ مین ڈالا
تو مقرر اسکو تو نے رسوا کیا وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ - اور گنہگارون کا کوئی نہین مددگار
أَخْزَى ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے اسکا مجرد خزی ہے خزی کی معنی اہانت اور ذلت
اور فضیحت اور بے عزت کرنا اہل قبلہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب جو ہو وہ مومن نہین کرکے معتزلہ
اس آیت سے دلیل لیتے ہین کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب دوزخمین پڑا تو اسکو اللہ تعالی اخزا کیا سو یہہ بات

اس آیت سے ثابت ہوئی مومن کو اخزا نہین کرسکے اللہ تعالی نے دوسری آیت مین فرمایا ہے یوم لایخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ یعنے اس دن رسوا نکریگا اللہ تعالی نبی کو اور انکو جو اس نبی کے ساتھ ایمان لائے ان دونون آیتون کو جمع کرنے سے لازم ہوا گناہ کبیرہ والا مومن نہین اس اعتراض کے کئی جواب ہین پہلا جواب یوم لایخزی اللہ النبی کی آیت اخزا مطلق ہونیکو مقتضی نہین بلکہ مومن نبی کے ساتھ جس حال مین ہوگا اس حالین اسکو اخزا نہین اس حالت مین اخزا ہونا دوسری حالت مین اخزا ہونیکو منافی نہین اخزا کی ایک حالت ہے عدم اخزا کی ایک حالت ہے دونون مین تناقض نہین امام رازی نے اسی جواب کو پسند کیا دوسرا جواب اخزا مخصوص ہے اسکو جو دوزخین سدا رہے گناہ کے موافق دوزخین جاکے نکلا تو اسکو اخزا نہوا یہہ قول سعید بن المسیب اور ثوری اور قتادہ کا ہے تیسرا جواب دوزخین گیا سو شخص جانیکی حالت مین اسکو خزی ہے ہان سے جب نجات پایا تو اسکی خزی دفع ہوئی آیت کی معنی یون ہین جسکو تونے دوزخین ڈالا اسکو رسوا کیا واسطے دوزخین ڈالا اور آتش عذاب دیا اسیکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو ابن جریر طبری اور حاکم عمرو بن دینار سے روایت کیے ہین بو لا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عمرے کے ارادے سے آئے پھر مین اور عطا ملکے انکے پاس گئے مین نے پوچھا کیا دوزخین گئے بعد نہ نکلین گے یعنے مومن جابر کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو خبر دئے کہ وے کفار ہین مجھ کہا اللہ تعالی فرماتا ہے انک من تدخل النار فقد اخزیتہ جابر کہے آتش سے جب جلایا تو اس سے بڑھکے کونسی خزی ہے اس سے کم چیز مین خزی ہے ابن جریر طبری نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بولا دوزخین گیا تو جانے سے اسکو خزی ہوئی اگرچہ بعد اس سے نکلے اس تقدیر پر خزی سے ہتک اور فضیحت مراد ہوگی چوتھا جواب خزی کی معنی اہانت اور ہلاک اور ابعاد اور شرمندگی اور خجالت بھی ہے جو شخص دوزخین جائیگا تو اسکے مناسب کی خزی اسین مراد ہوگی اسین سے نکلے تک مومن کو شرمندگی اور خجالت ہے حاصل جواب اخزا کا لفظ مشترک ہے مشترک لفظ کو نفی اور اثبات دونون مین ملکے حمل کرنا صحیح نہین پھر اس سے حجت پکڑنا ساقط ہوا معتزلہ جیسے ان دو آیتون سے اپنے مذہب پر دلیل پکڑتے ہین

ایسا ہی مرجیہ گناہ کبیرہ والا مومن دوزخین نہ جانے پر اس سے دلیل لیتے ہین کسواسطے کہ صاحب الکبیرہ مومن ہے مومن کو خزی نہین دوزخین جانا خزی ہے تو چاہئے کہ صاحب کبیرہ دوزخین نہ جاے معتزلہ کو جو جواب دئے اسکو تامل کرنے سے ان کا جواب بھی نکل آتا ہے منکرین شفاعت و ما للظالمین من انصار سے فاسقون کو شفاعت نہونے پر دلیل لیتے ہین کسواسطے کہ شفاعت بھی ایک نوع کی نصرت ہے جنس نصرت کی نفی جب کیا تو اسکے نوع کی نفی بھی ثابت ہوئی بیقاوی اسکے جواب مین بولا نصرت اسکو کہتے ہین کسی چیز کو قہر و غلبے سے دفع کرنا شفاعت مین قہر نہین بلکہ عاجزی ہے سو نصرت کی نفی کرنے سے شفاعت کی نفی لازم نہین آتی امام رازی اسکے چند جواب دیا ہے پہلا جواب قرآن دلالت کرتا ہے مطلق ظالم کا فر ہے جیسے اس آیت مین فرمایا والکافرون ہم الظلمون کافرون کا مددگار کوئی نہونے سے مومنون کے لئے شفاعت نہونا لازم نہین آتا کافر اپنے کو شفاعت اور مدد کرنیوالا کوئی نہین کرکے تخصیص جو کرتے ہین اسی کو تائید کرتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وے قیامت کے دن کہین گے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنے ہمارا کوئی سفارشی نہین اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا دوسرا جواب شفاعت اللہ تعالی کے اذن سے ہوگی جب اذن سے ہوئی تو شفیع نصرت پر قادر نہین ہوا مگر اذن کے بعد جب اذن ہوا تو نصرت پر بالاستقلال قادر نہین ہوا تیسرا جواب یہ آیت عام ہے شفاعت کی ثبوت کے دلائل خاص ہین خاص مقدم ہے عام پر ربنا انتا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا ای رب ہمارے ہمنے معتبر سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانیکو کہ ایمان لاو اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے ابن عباس وغیرہ اکثر مفسرین کہتے ہین اس پکارنے والے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین محمد بن کعب القرظی نے کہا پکارنے والے سے قرآن مراد ہے کیا واسطے ہر شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہین کیا یعنے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہو تو آپکے پکارنے کو بھی نہین سنا بخلاف قرآن کے اسکو ہر کوئی سنتا ہے اور سمجھتا ہے ایمان لانیکی توفیق جسکو اللہ تعالی دیا تو اسکا بھلا ہوا کسواسطے کہ قرآن رشد اور ہدایت اور اقسام کے دلایل پر جو اللہ تعالی کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہین شامل ہے جو شخص اسکو

سنا اور سمجھا اور ایمان لایا تو گویا قرآن اُسکو ایمان کے واسطے پکارا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا اے
ہمارے اب بخش ہمکو ہمارے گناہ وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا اور ڈھانپ دے ہماری بُرائیاں ذنوب سے
کبایر اور سیئات سے صغائر مراد ہین بعضے کہتے ہین دونون کی ایک ہی معنی ہے تاکید کے واسطے ذکر کیا
کہ واسطے کہ دعا مین الحاح اور مبالغہ کرنا مندوب ہے بعضے کہتے ہین گناہ جو ہم کرچکے ہین انکو بخش اور جو آیندہ ہم سے سرزد ہونگے انسے درگذر بعضے کہتے ہین
غفران ان گناہونکی جو توبہ کرنے سے بخشے جاتے ہین اور تکفیر ان گناہونکی جو طاعتونسے محو ہوجاتے ہین وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ اور موت
ہمکو نیکون کے ساتھ یعنے ہمکو ابرار کے زمرے مین داخل کر ابرار سے انبیا اور صالحین مراد ہین انکی معنی یہہ ہے
کہ وہ جس عمل پر مرے ہمکو بھی اسی عمل پر مارتا کہ ہم قیامت کے دن اُنکے درجہ مین رہین یا معنی یون ہین ہمکو انکے تابعدارون
مین رکھکے مار رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ اے رب ہمارے اور دے ہمکو جو وعدہ دیا تو نے اپنے رسولون
اپنے رسولون کی زبان پر یا رسولونکی تصدیق پر ثواب دینے کا وعدہ جو کیا ہے اسکو دے اگر کوئی کہے اللہ تعالے وعدہ کیخلاف
نہین کرتا پھر وعدے کو پورا کرنیکی طلب کسواسطے کرنا اسکا جواب یہہ ہے کہ وعدہ پورا ہونیکے جو اسباب ہین اُنکی محافظت کی
توفیق طلب کرتے ہین یا اپنی عاجزی اور فروتنی اور بندگی ظاہر کرتے ہین یا آپ اس اکرام کے مستحق ہونا یقینی نہین سمجھتے
اپنے تئین اُسکے مستحق ہونیکی لیاقت کا سوال کئے وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور رسوا نکر ہمکو قیامت کے دن
یعنے ہلاک اور فضیحت مت کر اور اس دن ہماری اہانت نکر اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ مقرر تو خلاف نہین کرتا
وعدہ اس آیت سے طاعت کی توفیق اور معصیت سے عصمت طلب کرنیکی توفیق مقصود ہے گویا یون کہے ہمکو طاعتونکی توفیق دے
جب توفیق دیا تو اس توفیق کو باطل کرنیکے اور ہمکو ہلاکی اور رسوائی مین ڈالنے کے کام سے بچا ابو یعلی نے جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عار اور تخزیہ یعنے رسوائی ابن آدم کو قیامت کے دن
اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہوے سو وقت اس مرتبہ مین ہوگی کہ وہ بندہ اپنے کو دوزخ مین ڈالنے کیواسطے امر ہونیکی
آرزو کریگا بعضے کہتے ہین لاتخزنا کا سوال اسواسطے ہے بعضے آدمیون کو گھمنڈ رہتا ہے کہ آپ نیک کام مین ہین
قیامت کے دن ظاہر ہوگا کہ وہ نیک کام پر نہین تھا پھر اسکو موقف مین حسرت اور ندامت ہوگی سو وہ حسرت و
ندامت زایل ہونیکا سوال کئے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ پھر قبول کی انکی دعا اُنکے رب نے یعنے جو مانگے سو دیا
أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ یہہ اللہ تعالی کا مقولہ ہے یعنے اللہ تعالے

فرمایا مقرر میں ضایع نہیں کرتا محنت کسی محنت والے کی تم میں مرد ہو یا عورت سعید بن منصور اور عبد الرزاق اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہیں کہ بی بی نے فرمایا یا رسول اللہ اللہ تعالے نے ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر کیا سو میں نہیں سنی تب اللہ تعالے نے فاستجاب لہم ربہم کی آیت آخر تک نازل کیا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ بعض تمہارے بعض سے ہے یعنے تم آپس میں ایک ہو مرد عورت سے پیدا ہوتا ہے عورت مرد سے پیدا ہوتی ہے یا مرد عورت سب اصلیں ایک ہی آدم اور حوی علیہما الصلوٰۃ والسلام سے نکلے ہیں یا دونوں میں کمال اتحاد اور اتصال ہے یا دین اور نصرت اور موالات میں متحد ہیں یا معنی یوں ہے طاعت کو ثواب میں اور معصیت پر عقاب میں بعضے مثل بعض کے ہیں فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ پھر جو لوگ اپنے وطن سے چھوٹے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي اور ستائے گئے میری راہ میں وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا اور لڑے اور مارے گئے ہیں یعنی مہاجرین جو اپنے گھر دار کو اور عورت بچوں کو ترک کر کے نکلے اور اسلام لانے سے مشرکوں نے انکو جو جو ایذا دی سو وہ سہے بعد جہاد جب فرض ہوا تو دشمن سے لڑے اور جنگ میں شہید ہوئے فی سبیلی اللہ تعالی کی طاعت اور اسکے دین کو قایم کرنے اور اسکی رضامندی میں نکلنا مراد ہے یہ مہاجر وہ ہیں جو مکہ سے حبش کی طرف اور مدینہ کیطرف ہجرت کیئے ہیں لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ البتہ دھانپونگا یعنی محو کرونگا ان سے انکے برائیاں یعنے گناہان وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اور البتہ انکو داخل کرونگا باغونمیں جنکے نیچے بہتی ندیاں بدلا اللہ کے یہاں سے یعنی انکے گناہ جو بخشا اور انکو بہشت میں داخل کیا سو اللہ تعالی اپنے فضل و احسان سے انکو بدلا دیا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ اور اللہ ہی کے یہاں ہے اچھا بدلا اللہ تعالے انکو بدلا دیا محض اسکا فضل و کرم تھا سو اسکی تاکید کیواسطے اس جملہ کو ذکر کیا ابن جریر اور ابو الشیخ اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہیں کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے پہلے اول داخل ہوگا سو زمرہ مہاجرین کے فقرا کا ہوگا لوگ ہیں جو سب برا ہوتے سے بچتے تھے انکو حکم کچھ کرو تو سنتے اور اطاعت کرتے تھے انمیں سے کسیکو حاکم کے پاس کچھ حاجت رہتی تو وہیں اسکے دل میں رہ جاتی برنہ آتی اور اللہ تعالے قیامت کے دن بولیگا تو اپنی زینت اور آراستگی کے ساتھ آگی اللہ تعالے فرمایگا ای میرے بندو جو میری راہ میں لڑے اور مارے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور میری راہ میں کوشش کیے تم بہشت میں جاؤ پھر لوگ بن حساب اور بن عذاب کے بہشت میں جائینگے ترمذی کو صحیح

اور کہتے ای ربنا رے ہم رات دن تیری تسبیح کرتے ہین اور تیری پاکی یاد کرتے ہین یہ کون لوگ ہین جنکو تو نے ہمارے پیغمبر
وی اللہ تعالیٰ فرمایگا یہ میرے وے بندے ہین جو میری راہ مین لڑائی کئے اور میری راہ مین ستائے گئے پھر فرشتہ انکے پاس
دروازہ جنت سے جاکے کہینگے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار یعنی سلامتی تمہارے صبر کے بدلے جو تم صبر کئے سو تمہارا اچھا گھر کیا خوب
حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہو لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد مجھکو فریب یوے آنا جانا کافرون
کا شہر وہین اس آیت کی شان نزول یہہ ہے کافر فراغتی مین تجھے تجارت کرتے اور خوشی سے گذران کرتے انکا ایسا حال دیکھکے
بعضے مسلمان کہنے لگے دیکھو اللہ کے دشمن کس نعمت اور فراغت مین ہین اور ہم سختی مین گرفتار ہین تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا
لا یغرنک کا خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو لیکن اس سے امت مراد ہو کیواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی
فریب نہین کھاتے اسکی معنی یون ہے ای سننے والے مجھکو فریب دیو یعنی کافر فراغتی اور آسایش مین جو ہین انکی طرف مت دیکھ اور
مت ہو متاع قلیل ثم ماویہم جہنم وبئس المہاد یہہ فایدہ ہی تھوڑا سا پھر انکا ٹھکانا دوزخ ہی اور کیا بری
آرام کی جگہ ہے یعنے دنیا دو روزہ ہی اسکے نعمتین رہنے والے نہین اور یہہ عیش فانی ہی پھر قیامت کے دن دوزخ مین پڑینگے
لکن الذین اتقوا ربہم لہم جنت تجری من تحتہا الانہر لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے
انکو باغ ہین جنکے نیچے بہتی ندیان خلدین فیہا نزلا من عند اللہ سدا رہینگے انمین مہمانی اللہ کے
یہان سے یعنے اللہ کے فضل وکرم سے مہمان آیا تو اسکے لیے چیزین مہیا کرتے ہین اسکو نزل کہتے ہین وما
عند اللہ خیر للابرار اور جو اللہ کے یہان ہے سو بہتر ہے نیک بختون کو یعنے فضل ونعمت خیر و
کرامت اللہ تعالیٰ نے اپنے مطیعون کے لئے جو آمادہ رکھا ہے بہتر ہے کافرون کے دنیا کے نعمتون سے
وان من اہل الکتب لمن یؤمن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیہم اور تحقیق کتاب
والون مین بعضے ویسے بھی ہین جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور جو اترا تمہاری طرف یعنے قرآن اور جو
اترا انکی طرف یعنے تورات انجیل زبور وغیرہ خاشعین للہ نیوے ہین اللہ کے آگے لا یشترون
بایت اللہ ثمنا قلیلا خرید نہین کرتے اللہ کی آیتون پر تھوڑا مول یعنے یہود کے روسا اپنی ریاست
اور آمدنی اور رشوت جانیکے اندیشے سے اپنے کتب کی تحریف کرتے ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
صفات چھپاتے ہین ویسا کام نہین کرتے اولئک لہم اجرہم عند ربہم انکو انکی مزدوری ہے

اُنکے رب کے یہان اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ بیشک اللہ تعالیٰ شتاب لیتا ہے حساب ابن جریر وغیرہ متعدد طریقون سے روایت کئے ہین جنکا خلاصہ یہہ ہے حبش کا بادشاہ جسکا نام اصحمہ تھا مرا جبرئیل علیہ السلام آکے اسکی موت کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو لیکے بقیع کے میدان مین تشریف لائے اور فرمایے تمہارے بھائی نجاشی پر نماز پڑھو پھر نماز جنازہ پڑھے منافقین کہنے دیکھو نماز پڑھتے ہین حبش کے نصرانی پر جسکو کبھی دیکھے نہین اور نہ وہ اُنکے دین پر ہے تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کیا بعضے کہتے ہین نجران کے چالیس آدمی کی شانمین نازل ہوئی انمین حبشی تیس۳۰ آدمی اور رومی کے آدمی تھے وے سب عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بعضے کہتے ہین عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل کتاب ایمان لائے ان سب کی شانمین نازل ہوئی

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا اے ایمان والو صبر کرو یعنے اپنے دین پر تم ثابت رہو سختی ہونے سے اسکو مت چھوڑدو یا ثابت رہو طاعتون پر یا فرایض کو ادا کرنمین یا بلاؤن پر وَصَابِرُوْا اور سختی بتاؤ یعنے کفار کے مقابلہ مین مضبوط رہو جنگ کے سختیون کو سہو اگرچہ اوپر صبر کرو کرکے جو فرمایا اسمین یہہ بھی داخل تھا لیکن جنگ کی سختی بہت شدت سے رہتی ہے اسلئے اسکو ذکر کیا وَرَابِطُوْا اور لگے رہو یعنے جہاد کے واسطے مستعد رہو مرابطہ کی اصل معنی باندھنا گھوڑے بندھے رکھنا اور دونون طرف کے لوگ لڑائی کے مستعد رہنا بعد اُسکو گھاٹ باندھکے دشمن کو دفع کرنے لوگ جو رہتے ہین اسمین استعمال کیے اگرچہ گھوڑا نہ باندھا رہے اور اپنے تئین کسی کام پر ملازم رکھنے کو بھی باطکہتے ہین اس جگہ رباط سے کیا مراد ہے اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین گھاٹ مین دشمن کو دفع کرنے رہنا اسکو تائید کرتی ہے وہ جو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور بیہقی شعب الایمان مین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فی سبیل اللہ ایکدن رباط کرنا دنیا سے اور جو اسمین ہے بہتر ہے امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور طبرانی اور بیہقی سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایکدن رات کا رباط ایک مہینے کے روزے اور شبیداری سے بہتر ہے اگر وہین مرا تو عمل جو کرتا ہے اسکے لئے وہ عمل جاری رہتا ہے یعنے اسکا ثواب ہمیشہ جاری

رہتا ہے اور اُسکا ذوق اسپر جاری رہتا ہے اور فتان سے یعنے فتنۂ قبر سے امین رہتا ہے طبرانی
کی روایت مین یہہ بھی زیادہ کیا قیامت کے دن شہیدون کے ساتھ اُٹھتا ہے رباط کی فضیلت مین احادیث
بہت سی وارد ہوے ہین جنکا ذکر ترغیبات کے کتابون مین مذکور ہے بعضے کہتے ہین ایک نماز
کے بعد دوسری نماز کی انتظاری کرنا اسپر دلالت کرتی ہے وہ جو ابن المبارک اور ابن جریر اور
ابن المنذر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین داؤد بن صالح کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے کہا
ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھے کہا تجکو معلوم ہے یہہ آیت کس بابت مین نازل ہوئی مین بولا نہین کہے
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا جنگ نتھا جسکے واسطے مرابطہ
ہو لیکن نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن مردویہ نے دوسری طریق
سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے یون روایت کیا ہے کہا ایک روز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میری طرف متوجہ
ہوکے کہے یا ابن اخی یہہ آیت یا ایہا الذین امنوا اصبروا الآیہ کس بابت مین نازل ہوئی سو تجھکو معلوم ہے
مین نے کہا نہین ابو ہریرہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ایسا جنگ نہین تھا جس کے لئے مرابطہ
ہو لیکن یہہ آیت نازل ہوئی ایک قوم کے حق مین جو مسجد کو آباد کرتے تھے نماز کو اسکے وقت پر ادا کرکے
اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھتے سو انکے شان مین نازل ہوئی اصبروا یعنے پانچ نمازون پر ثابت رہو و
صابروا یعنے اپنی نفس و ہوا پر سختی بتلاؤ و رابطوا یعنے مساجد مین لگے رہو امام مالک اور امام شافعی و
و امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آیا مین تمکو خبر نہ دیون اس سے جو کہ اللہ تعالی گناہون کو محو کرتا ہے اور مرتبون کو
بلند کرتا ہے مشقت کے وقت وضو کامل کرنا اور ڈگون کو مساجد کیطرف زیادہ کرنا اور ایک نماز کے بعد
دوسری نماز کا انتظار کرنا فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط یعنے رباط یہی ہے اسکو تین بار فرمائے
احتمال ہے کہ رباط سے دونون معنی مراد ہو کیا واسطے رباط مشتق ربط سے ہے ربط کی معنی باندھنا پھر جو
شخص کسی امر پر صبر کیا اور اسکو لازم کر لیا تو وہان ربط کہتے ہین یہہ لازم کر لینا خواہ جہاد مین ہو یا نماز
مین یا دوسرے کسی نیک کام مین وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مراد کو

ثلاثة مرابطة ورد في القرآن في ثلاثة مواضع

پہنچو یعنی تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اسکے ماسوا سے بری ہو تو تمھارا بھلا ہوگا معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ اس سورۃ
مین علوم کے اصول اور فروع کے بہت سی قسمین بیان کیا ہے اصول کا بیان کیا سو اپنی توحید اور عدل اور
نبوت اور معاد کا ذکر کیا فروع کا بیان کیا سو متعلق جن کا تکالیف اور احکام سے تھا جیسے حج اور جہاد بیان کیا بعد سورت کا
ختم ایسی آیت پر کیا جو تمام آداب مشتمل ہی اسکی تقریر ایسی ہی انسان کے احوال دو قسم کے ہین ایک فقط اسی سے تعلق رکھتا ہے
دوسرا اسکے اور غیر کے درمیان مشترک ہی پہلی قسم مین صبر ضرور ہی دوسری قسم مین مصابرہ صبر کے تحت مین کئی
انواع داخل ہین پہلا توحید اور عدل اور نبوت کی معرفت کیواسطے نظر اور استدلال کی مشقت پر اور مخالفون کے
شبہون کو دور کرنیکے واسطے جواب استنباط کرنیکی مشقت پر صبر کرنا دوسرا واجبات اور مندوبات ادا کرنیکی مشقت پر
صبر کرنا تیسرا منہیات سے باز رہنے کی مشقت پر صبر کرنا چوتھا دنیا کی سختیان اور آفتین جیسے مرض اور فقر
اور قحط اور خوف پر صبر کرنا اصبروا امر فرمایا اسکے تحت مین سب اقسام داخل ہوتے ہین اور ہر قسم
کے تحت مین انواع ہین کہ جنکی انتہا نہین مصابرت اسکو کہتے ہین اپنے اور غیر کے
درمیان برائیان جو پڑتی ہین اُسکو سہنا اسکے تحت مین گھر والے اور ہمسایہ
اور قرابت دار اور ذات بھائیون سے کچھ بدخلقی ہو تو اسکو سہنا اور کوئی
شخص بدی کیا تو اس سے بدلا نکرنا اسکی تحت مین اپنے نفس پر غیر کو ایثار کرنا اور ظالم سے عفو کرنا اور امر
معروف و نہی منکر اور جہاد اور مبطلین کے شبہے دفع کرنیکے واسطے مباحثہ کرنا اور انکے شبہون کا جواب
دینا اور اُنکے دلون سے وے شبہے دفع کرنیکے واسطے سعی کرنا یہ سب مصابرتین داخل ہین پھر انسان
اگرچہ صبر اور مصابرت کے واسطے تکلیف کرے لیکن اُسکی ذاتین بداخلاق موجود ہین وے باعث ہوتے ہین
برے کامون پر شہوت اور غضب اور حرص ہی انسان اسکو مجاہدے سے عاجز کرنین اپنی تمام عمر مشغول
نہ رہیگا تو صبر اور مصابرت اس سے ہوگی اسکے واسطے رابطوا فرمایا یہ فعلونین کا ایک فعل تھا انسان
جو فعل کرتا ہے اسکے لئے غرض اور باعث رہنا ضرور ہے تو اس مجاہدے مین بھی غرض اور باعث ضرور ہوا
وہ باعث اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے تا فلاح حاصل ہو اُسکے لئے فرمایا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون فخر الرازی
ایسی ہی تقریر کیا ہے اس سورت کی فضیلت مین بیضاوی وغیرہ حدیث جو ذکر کئے ہین کہ جو شخص

سورت آل عمران پڑھیگا تو دوزخ کی پل پر اسکی ہر آیت پر امان ملیگی سو اس حدیث کو حفاظ الحدیث موضوع کہتے ہین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہر ہر سورے کی فضیلت مین ایک طویل حدیث موضوع بعضون نے روایت کیا ہے سو اسمین یہہ بھی ہے ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ کے اور ابو نعیم اور ابن مسا کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب آل عمران کے آخر کے دس آیت پڑھا کرتے تھے دارمی نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے آل عمران کے آخر کو جو شخص شب کو پڑھیگا تو اسکے لئے اس شب کا قیام لکھا جائیگا اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص جمعہ کے دن سورت آل عمران پڑھا جاتا ہے پڑھے تو آفتاب غروب ہونے تک اس شخص پر اللہ اور اسکے ملائکہ صلوٰۃ بھیجتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے

سورۃ النساء مدنیۃ وھی مائۃ وست وسبعون اٰیۃ

سورت النسا مدینہ مین نازل ہوئی اسکے ایک سو چھہتر آیت ہین خطیب الشربینی نے کہا اسکی تین ہزار نسا لکھے ہین اور سولہ ہزار تیس حرف ہین بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تمکو ایک جان سے یعنے آدم علیہ السلام سے وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا اور اسی جان سے بنایا اسکا جوڑا اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام پر نیند ڈالا سو گئے بعد انکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوا کو پیدا کیا آدم ہوشیار ہو کے اسکو دیکھے اپنے سر کے پاس بیٹھی ہے پوچھے تو کیا ہے بولی مین عورت ہون کہے تو کیا واسطے پیدا ہوئی ہے بولی تا تو میرے سے آرام پکڑے پھر دونون مین محبت اور الفت ہوئی حوا کس وقت پیدا ہوئی اسمین اختلاف ہے کعب الاحبار اور وہب بن منبہ اور ابن اسحٰق کہتے ہین کہ آدم بہشت مین جانیکے قبل پیدا ہوئی ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آدم بہشت مین گئے بعد حوا دہین بہشت مین پیدا ہوئی وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً اور پھیلا یعنی اللہ تعالیٰ ان دونون سے یعنے آدم و حوا سے بہت مرد اور عورتون کو اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس

شیخ الجزری اپنے مصنف کے حاشیہ پر لکھا ہے آیات ۱۷۶ کلمات ۳۷۴۵ حروف ۱۵۸۹۲ ع ۱۲

رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ آدم علیہ السلام کو چالیس بچے ہوئے بیس لڑکے اور بیس لڑکیان اللہ تعالیٰ مردون کو کثرت کی وصف کرکے اکتفا کیا عورتون کی وصف نہین کیا کسواسطے کہ حکمت مقتضی ہے عورتین بہت ہونا کیا واسطے اللہ تعالیٰ مردوکو ایک عورت سے زیادہ اپنی صحبت مین رکھنا جایز رکھا جب مرد بہت ہوئے تو عورتون کی کثرت بھی ضرور ہوئی اور انکو کثرت سے وصف کرنے مین اشارہ ہے کہ حال مردون کا اتم واکمل ہے اور انکو ظہور واشتہار لایق ہے اور عورتون کو لایق پوشیدگی اور گم نامی وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اور ڈرتے ہو اللہ سے جسکا واسطہ دیتے ہو آپس مین اور خبردار رہو ناتے والون سے یعنے تم کسی سے اعانت چاہے یا اپنے پر اسکو مہربان کرنا چاہتے ہو تو اسکا واسطہ دیتے ہو عرب کہتے تھے اسالک باللہ یعنے اللہ کا واسطہ دیکے تجھسے مانگتا ہون انشدک باللہ یعنے اللہ کا واسطہ دیکے تجھکو قسم دیتا ہون الارحام مین دو قرأت ہین اکثر قاریان میم کے فتح سے پڑھتے ہین لفظ اللہ پر عطف ڈالکے اسوقت معنی یون ہونگی تم ڈرو اور خبردار رہو ناتے والون سے یعنی انسے قطع دوستی مت کرو حمزہ میم کے کسر سے پڑھتا ہے بہ کی ضمیر پر عطف ڈالکے اس قرأت پر معنی یون ہونگی ڈرو اللہ سے کہ جس کا واسطہ اور رحم کا واسطہ دیتے ہو یہہ بھی عرب کی عادت تھی اللہ کا اور رحم کا واسطہ دیا کرتے اور کہتے سالتک باللہ وبالرحم یعنی اللہ کا اور رحم کا واسطہ دیکے تجھسے مانگتا ہون ارحام جمع رحم کی ہے اسکی معنی قرابت اصل مین رحم بچہ دان کو کہتے ہین سو سب ایکہی رحم سے نکلنے سے رحم کو قرابت مین استعمال کئے بعضے کہتے ہین رحم مشتق رحمت سے ہو کیا واسطے قرابت کے سبب سے ایک دوسرے پر رحم کرتا ہے مہربان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نام کے ساتھ رحم کو ضم کرنے سے رحم کا حق بڑا معلوم ہوا اور اسکو قطع کرنا بڑا گناہ ہے بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ کو اور پچھلے دن کو مانتا ہے تو اپنے رحم کو وصل کرے بخاری اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس کو اپنی رزق کی کشایش ہونا اور اجل مین تاخیر ہونا یعنے عمر دراز ہونا دوست ہو تو اپنی رحم کو وصل کرے

عمر بڑی ہو نا جو کہے اس سے مراد طاعت کی توفیق اور گناہ سے محفوظ رہنی اور اوسکا نام نیکی سے یاد کرنا مراد ہے گو یا وہ نہین مرا بعضے کہتے ہین قضا دو طور کی ہے ایک قضاء مبرم جو ام الکتاب اور علم الٰہی مین ہے اس قضا کو تبدل نہین دوسری قضاء معلق جو فرشتے کو عمر کا علم ہوتا ہے اسمین تبدل جایز ہے کیا واسطے فرشتے کو معلق حکم ہوتا ہے یعنی فلانا شخص اگر اپنی رحم کو وصل کریگا تو اسکی عمر مثلاً سو برس کی ہے اگر قطع کریگا تو اسکی عمر ساٹ برس کی اس وصل اور قطع کرنیکا علم اللہ تعالیٰ کے پاس رہتا ہے کہ اسمین تبدل نہین بخاری اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے رحم عرش سے لٹکی ہے کہتی ہے جو شخص مجھکو وصل کرے تو اللہ تعالےٰ اسکو وصل کرے اور جو مجھکو قطع کرے اللہ تعالیٰ اسکو قطع کرے امام احمد اور بزار سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ رحم شجنہ ہی رحمٰن سے یعنی مشتق ہے رحمن کے اسم سے جو اسکو قطع کریگا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کریگا احمد کے رجال ثقہ ہین اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔ مقرر اللہ ہے تمپر مطلع رقیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اسکی معنی وہ جو اپنے مخلوقات سے غافل نہین بعضے کہتے ہین نگاہبان کہ جس سے مخلوقات کا کوئی امر پوشیدہ نہین اس جملہ کو جو ذکر کیا اسمین اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے سارے اسرار پر مطلع ہے جو شخص ایسا ہو تو اسکو ڈرنا ضرور ہے وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ اور دے ڈالو یتیمون کو اُنکے مال ابن ابی حاتم سعید بن جبیر سے ثعلبی اور واحدی مقاتل اور کلبی سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت بنی غطفان کے ایک شخص کی شانمین نازل ہوئی اسکو بھتیجا تھا بہت سا مال اسکا اسکے چچا کے پاس تھا لڑکا بالغ ہوکے اپنے مال کی درخواست کیا چچا نے اسکو نہین دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی مقاتل اور کلبی کہتے ہین کہ اسکے چچا نے اُسکے کہا ہم اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کئے اور حوب الکبیر سے ہم اللہ کی پناہ لیتے ہین اور اسکا مال اسکے ذمہ کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنی نفس کی بخل سے بچیگا اور اپنے پروردگار کی اسطور سے اطاعت کریگا تو وہ بہشت مین جائیگا غرض وہ لڑکا اپنا سارا مال فی سبیل اللہ خرچ کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اجر ثابت ہوا گناہ

باقی رہ گئے صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ گناہ کیسا رہی تو فرمائے اس لڑکے کو اجر ملا اور اُسکے باپ پر گناہ رہگیا بندۂ عاصی کہتا ہے شاید باپنے مال وجہ شرعی سے جمع نہین کیا تھا یا اسکے حقوق ادا نہین کیا تھا اسلئے اس پر گناہ رہ گیا اس آیت مین دے ڈالو کرکے حکم جو ہے یتیمون کے اولیا اور اوصیا کو ہی یتامیٰ جمع یتیم کی ہے یتیم اس لڑکے کو کہتے ہین باپ اسکا مرجاوے لغت کی رو سے یتیم کا اطلاق بچے پر اور بالغ پر ہوتا ہے لیکن عرف مین بچے کو یتیم کہینگے جب بالغ ہوا تو یتیم کی اطلاق اسپر سے جاتی رہی فقہا کے پاس بھی یتیم اسیکو کہتے ہین معلوم کیجئے یتیم کی اطلاق نابالغ پر جب ہوئی جب تک وہ یتیم ہے یعنے بالغ نہین اُسکا مال اسکو دینا جایز نہین جب بالغ ہوا اور مال دینے کا لایق ہوا تو وہ یتیم نہین پھر اس آیت مین بلوغ کے بعد اسپر یتیم کی اطلاق جو کی سو اصل لغت کے نظر کرتے ہی یا یتیمی کا وقت قریب رہنے سے مجازًا ان پر اطلاق یتیم کا کئے تا اُنکی حالت پر رحم کرے بعضے کہتے ہین امر زمان مستقبل کو بھی متناول ہوتا ہے یہان امر اسی قبیل کا ہے یعنے یہ بچے جو اب یتیم ہین دے بالغ ہوے بعد اُنکے مال انکو دیڈالو وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ اور بدلے لو گندا تھمرے سے یعنے تمھارے مال جو حلال پاک ہین اُسکو چھوڑکے یتیم کا مال جو تمھپر حرام ہے نہ لو سعید بن المسیب و نخعی اور زہری اور سدی کہتے ہین یتیمون کے اولیا جو تھے یتیم کا جید مال لیکے اسکے درعوض اپنا ردی مال اسکو دیتے بعضے تو اسکی بکری فربہ ہو تو آپ لیکے اُسکے بدل اپنی دبلی بکری دیتے کوئی اسکا جید درم لیکے اپنا کھوٹا درم اُسکے بدل دیتا اور کہتا بکری کے بدل بکری ہے درم کے بدل درہم سو اس تبدیل سے نہی ہوئی وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ اور نہ کھاؤ اُنکے مال اپنے مالون کے ساتھ یعنے اپنے مال کے ساتھ اُنکا مال ملاکے نہ کھاؤ مال کھانا جو بولا اس سے سب تصرفات کہ جس سے انکا مال تلف ہو مراد ہے لیکن مال سے بڑی غرض کھانا ہی اسلئے کھانا کو ذکر کیا إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا بے شک وہ یعنے یتیم کا مال کھانا بڑا گناہ ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ اگر ڈروگے کہ انصاف نہ کرے یتیم لڑکیون کے حق مین تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین اور چار چار بخاری اور مسلم وغیرہ عروہ بن الزبیر سے روایت کئے ہین کہا مین نے خالہ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی

عرض کو پوچھا تو بی بی نے فرمایا اے میرے بھانجے یہہ یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کے پاس رہتی ہے ولی کو اُسکے
مال مین شرکت رہتی اس لڑکی کا مال اور جمال اس ولی کو خوش لگتا تو اُسکو آپ نکاح مین لانے کا قصد کرتا اور
اُسکے مناسب کا مہر جو غیر شخص نکاح مین لاوے تو دیتا ہے نہین دیتا سو یتیم لڑکیون کو انکا بڑا مہر جو ہوتا ہے
دیکے نکاح کرے تو بہتر ہے نہین تو انکو نکاح کرنے کی نہی ہوی اُنکے سوے دوسری عورتین تمکو خوش آوین
یعنی کم مہر پر راضی ہوون تو انکو نکاح کرو بی بی عایشہ نے فرمایا ہے پھر لوگون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس آیت کے بعد فتوی طلب کیا تو اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا یستفتونک فی النسآء قل اللہ یفتیکم
فیہن وما یتلی علیکم فی الکتاب فی یتامی النسآء اللاتی لا تؤتونہن ما کتب لہن وترغبون ان تنکحوہن سو
اللہ تعالی یہہ نازل کیا کہ یتیم لڑکی خوبصورت مال دار ہو تو اُسکو نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو اور اُسکا مہر
پورا دیتے ہو مال اور جمال نہ رہنے سے ناپسند ہو تو اسکو ترک کرکے دوسری عورت کو نکاح کرتے ہو سو
پسند نہ رہنے کیوقت جیسا اُسکو ترک کرتے ہو رغبت کے وقت اسکو نکاح نہ کرنا مگر اسکا بڑا مہر دیوے
یہہ تفسیر جو عایشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہوئی اس سے اِن خصم مین جو شرط ہے اور فانکحوا ما طاب مین
جو جزا ہے اس کا ربط حاصل ہوا یعنے یتیم لڑکی کو نکاح کرنے سے اُسکے حقوق تم سے ادا نہین ہو سکتے
تو دوسری عورتین جو تمھارے پسند ہون نکاح کرلو مثنی وثلاث ورباع ان صیغون کے معنی مین تکریر ہے
مثنی کی معنی دو دو ثلاث کی معنی تین تین رباع کی معنی چار چار ان الفاظ کو اختیار کیا کسواسطے کہ جمع کو جمع
کے ساتھ مقابلہ کرے تو احاد کی تقسیم احاد پر کرنیکا فایدہ بخشتا ہے اس جگہ خطاب تو جمع کو تھا تکریر واجب
ہوئی تا ہر شخص ان اعداد سے جسقدر جمع کرنا چاہتا ہے جمع کرے عرب وعجم کا عرف اسی پر جاری ہے
مثلاً ایک جماعت کو کہے کہ یہ ہزار روپے تم اپنی مرضی موافق دو دو اور تین تین اور چار چار تقسیم
کرلو ہر شخص اسقدر لیگا اگر اس مقام مین مفرد لفظ لاوے تو بے معنی ہو جاتا ہے وثلاث ورباع مین واو
عاطفہ جو آیا ہے اُو کی معنی سے ہے یعنی دو دو یا تین تین یا چار چار امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے
ایسا ہی ثابت ہوا ہر آپ اسکی معنی مین فرمائے ہین اوثلاث اَو رباع بعضون نے کہا ہے واو لانے
سے ہر شخص کو اپنے واسطے ان اقسام سے کسی قسم کو اختیار کرنیکا فایدہ بخشا اگر دو پر قادر ہو دو کو

نکاح کرے مین پر قادر ہو تو تین کو کرے چار پر قادر ہو تو چار کو کرے ہر شخص کو چار عورتون سے افزود نکاح کرنا جایز نہ ہونے پر امت کا اجماع ہوا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خصیصہ ہے کہ آپکو چار عورتون سے افزود نکاح کرنا جایز ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین جواز کی دلیل دوسری آیت سے مستفاد ہوتی ہے امام شافعی اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نحاس کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن حبان اور حاکم اور دار قطنی اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلام لایا اسکے نکاح مین دس عورتین تھین سو اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم امر کئے اِن سے چار عورتون کو رکھ کے باقی سبکو چھوڑ دے اس حدیث کی سند مین کلام ہے ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نحاس کتاب ناسخ و منسوخ مین قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اس نے کہا مین اسلام لایا سو میری نکاح مین آٹھ عورتین تھین مین نے آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا حضرت فرمائے اِن سے چار عورتین اختیار کر باقی دوسرونکو چھوڑ دے معلوم کیجیے اس حدیث کے اکثر روایات اس کے صحابی کا نام قیس بن الحارث کہتے ہین بعضے روایتون مین الحارث بن قیس کرکے آیا ہے عروہ بن مسعود اور صفوان بن امیہ اور نوفل بن معاذ رضی اللہ عنہم اسلام لائے اُنکے نکاح مین چار عورتون سے افزود تھین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو طلاق دینے کا حکم کئے اِس حکم مین بعضے رافضیون کو خلاف ہے وے اٹھارا عورتین نکاح کرنا جایز ہونے پر آیت سے دلیل لیتے ہین اجماع کا خلاف ہونے سے انکا قول قابل حجت نہین معلوم کیجیے حُر کا چار عورتون حُرّہ کو نکاح کرنا جایز ہے غلام کو دو عورتون سے افزود نکاح کرنا جایز نہین شافعی احمد جمہور فقہا کا یہی مذہب ہے ربیعہ اور مالک سے ایک روایت ہے کہ اسکو چار عورتین جایز ہین اس آیت کے عموم سے دلیل لیتے ہین امام شافعی جواب دیتے کہ یہ آیت احرار کے واسطے مختص ہے کیونکہ اس آیت کے اخیر مین کہا او ما ملکت ایمانکم غلام تو کسی چیز کا مالک نہین ہوتا تو معلوم ہوا یہہ حکم احرار کا ہے عبید کا نہین فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً پھر اگر ڈروگے برابر نہ رکھنے کو تو ایکہی یعنے دو تین چار عورتین نکاح کرنے سے انکو انصاف سے نبھا نا تم سے نہو سکیگا اندیشہ ہو تو ایکہی عورت کو نکاح کرو اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے یعنی اپنی ملک کی لونڈی ہو تو اُسکو اپنی تصرف مین

رکھو ایک نکاحی بی بی اور چند لونڈیون کا حکم برابر کیا کسواسطے کہ بی بی عورتون کے حقوق کے نسبت کرتے بندیون کے حقوق وہ نہین اور انکو قسم بھی نہین ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا یہہ تم میل نکرنے سے نزدیک ہے یعنے عورتون کی تقلیل کرنا ایک نکاحی پر اکتفا کرنا یا لونڈی سے کارروائی کرنا تمھارے لیئے بہتر ہے کیواسطے افزود بیبیان ہونے تو تم سے ایکہی کی طرف میلان ہونا اور دوسرون کی حق تلف کرنیکا اندیشہ ہے تعولوا جمع مضارع ہے عال یعول عولا کا ماخوذ ہے عال المیزان یعول عولا یعنی میل کیا یا ماخوذ ہے ہر عال فی الحکم سے یعنی جور وظلم کیا اس جگہہ میل سے مراد ممنوع میل ہے جو مقابل عدل کے ہے مفسرین ایسا ہی کہتے ہین ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اپنی صحیح مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کیے ہین کہ ان لا تعولوا کی تفسیر ان لا تجوروا ہے یعنے تم ظلم نہ کرو لیکن ابن ابی حاتم نے کہا رفع اسکا خطا ہے عایشہ پر موقوف ہونا صواب ہے سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ مصنف مین اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسکی تفسیر ان لا تمیلوا سے کیے ہین عکرمہ اور مجاہد اور ضحاک سے بھی ایسی ہی تفسیر آئی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھون اسکی معنی ایسی کیے کہ لا تکثر عیالکم یعنی تمھارے عیال بہت نہو اس تقدیر پر وہ مشتق ہے عال الرجل عیالہ یعولہم یعنے انکا خرچ دیا کیواسطے کہ جسکے عیال بہت ہو اسکو ان کا خرچ چلانا لازم پڑتا ہے سو کثرت خرچ سے کثرت عیال کا کنایۃ ارادہ کیا اصمعی اور کسائی سے جو ائمہ لغت ہین عال کی معنی اکثر عیالہ منقول ہے ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے اس نے کہا ان لا تعولوا کی معنی ان لا تکثر من تعولوا ہے یعنے بہت نہو دے لوگ کہ جنکا تم خرچ چلاتے ہو زہری نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ اُسنے اُسکی تفسیر لا تکثر عیالکم سے کی ہے اسکو تایید کرتی ہے قراءت یحیی بن مضرب کی اسنے اَلَّا تَعِيْلُوا پڑھا ہے اُسکا اشتقاق اعال الرجل سے ہے یعنے اسکی عیال بہت ہوئے عیال سے مراد عورتین ہین حرہ عورت اگر ہو تو انکا خرچ اُنکے حال کے مناسب دینا پڑیگا بخلاف لونڈیون کے اور پھر لونڈیون کو صاحب کسب کرنیکی تکلیف دیسکتا ہے جب کسب کرین تو آپ بھی کھا دینگی اور صاحب کو بھی کھلا دینگی بخلاف حرہ کے اور بھی باندی کو بچہنے سے عاجز ہو تو

بیچ سکتا ہی بخلاف حرہ کے اسکو بیچھ نہین سکتا نا صر الیضاوی جو بولا اگر اولاد مراد لو تو بھی ہو سکتا ہی
کیا واسطے کہ لونڈیون کے اولاد کم ہونیکی مظنہ ہے بہ نسبت نکاح کے کیا واسطے لونڈیون عزل جایز ہے
انتہی سو اسمین تین اشکال ہے کیا واسطے لونڈی اپنی ملوک ہے یا غیر کی لونڈی اسکے نکاح مین ہے دونون سے
عزل کرنا حرام نہین زوجہ حرہ بھی اذن دے تو عزل حرام نہین اگر اذن نہین دیتے تو اس مین دو وجہ
ہین اصح وجہ مین عزل حرام نہین احادیث مین عزل سے نہی جو وارد ہوئی ہے کراہت تنزیہ پر محمول ہے
اسصورتین اولاد کم ہونیکا مظنہ بنتا نہین ہم کہہ جو بولے اس سے ثابت ہوا امام شافعی رضی اللہ عنہ جو
تفسیر کی تابعین سے بھی مروی ہے امام شافعی آپ متفرد نہوے اور اسکی تفسیر عرب کی لغت کے محاورے
کے مخالف نہین امام شافعی پر بعضون نے اعتراض جو کیا بے فہمی سے کیا ہی امام رازی اور زمخشری وغیرہ
بدلایل اس کا بیان بسط سے کئے ہین وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً اور دے ڈالو عورتون کو
انکے مہر بخشش کے صدقات صاد کے فتح اور دال کی ضم سے جمع صدقہ کی ہے مہر کو کہتے ہین نحلۃ کی معنی
عطیہ کرکے عرب کہتے ہین اور نحلہ کذا انحلا و نحلۃ یعنے اسکو دل کی خوشی سے کچھ عوض اس سے
لینے کا توقع نہ رکھکے دیا بعضون نے نحلۃ کی معنی (فریضۃ مسماۃ) کئے ہین یعنے معین حق جسکا دینا
فرض ہے دے ڈالو کرکے خطاب جو ہے نکاح کرتے سو شوہرون کو ہے کلبی وغیرہ کہتے ہین خطاب
عورت کے اولیا کو ہے کیا واسطے جاہلیت کی عادت تھی رانڈ کو نکاح کر دیا تو مہر اس عورت کو
نہ دیکے ولی آپ لیتا اس سے اللہ تعالی نے منع کیا فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ
هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا پھر اگر چھوڑ دین تمکو اسمین سے کچھ دل کی خوشی سے تو اسکو کھاؤ رچتا پچتا ہنی اور
مری اس کھانیکو کہتے ہین بن اٹک کے حلق مین جاوے بعضون نے کہا ہنی وہ مزے دار ہو اور مری
وہ جو کھائے بعد اسکا انجام بخیر ہو آیت کی معنی یہہ ہے عورتین خوشی سے اگر مہر بخشین تو صحیح ہے
پھر پورا مہر بخشین یا تھوڑا کیا واسطے کہ مہر اسکی ملک ہو ولی کو اسمین کچھ حق نہین بخشنے کو دلی کی خوشی
کی قید لگا یا کیا واسطے کہ شوہر کے اخلاق بد ہونے یا عورت سے بدسلوکی کرنے سے بیزار ہو کر مہر
بخش دے تو اس کو کھانا مرغوب نہین بعضے فقہا کا مذہب ہے عورت اپنے شوہر کو مہر بخش دیا بعد

طلب کی تو اسکو رد کرنا کیا واسطے کہ خوشی سے نہیں بخشی تھی شریح سے ایسا ہی مروی ہے ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق طریق سے محمد بن عبید اللہ الثقفی کے روایت کئے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے قاضیوں کو لکھ بھیجے عورتیں دیتیاں ہیں رغبۃً اور ہبۃً یعنے خوشی سے اور ڈر سے سو جو عورت دیوے بعد پھر لینیکا ارادہ کی تو اسکو پہنچتا ہے مذہب شافعیہ اور حنفیہ کا یہ ہے ہبہ کے بعد رجوع کرنا چاہی تو اسکو نہیں پہنچتا مگر اکراہ سے بخشے تو پھر لینا پہنچتا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال کو جنسے بنائی اللہ نے تمھاری گذران یہ خطاب کسکو ہے اسمیں مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں یتیموں کے اولیا کو ہے یتیم کو رشد حاصل ہونے تک اسکا مال اُسکے دینے نہ کرنا اپنے پاس رکھکے بقدر ضرورت اُسکے لئے خرچ کرنا سعید بن جبیر کا قول یہی ہے اموال کی اضافت اولیا کی طرف کی واسطے کہ بالفعل مال انہیں کے اختیار میں ہے نگاہبان اور متصرف وہی ہیں بعضے کہتے ہیں خطاب ہر شخص کو ہے اور سفہا سے عورتیں مراد ہیں بالخصوص اولاد یا دونوں مجاہد نے کہا اللہ تعالے مردوں کو اپنے مال عورتوں کے پاس دینے سے منع کیا کیا واسطے کہ وے سفہا ہیں خواہ بی بیاں ہوں یا بیٹیاں یا مائیں ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا اپنے سفیہ لڑکے کو اپنے مال پر مسلط مت کر اور اسکو مال سے کہلانے کا امر کیا ابن جریر وغیرہ طریق سے علی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسکی تفسیر میں یوں روایت کئے ہیں تیرا مال جسکو اللہ تعالی تجھے عطا کیا اور اسمیں تیری گذران رکھا ہے اسکو اپنی عورت کے یا بچوں کے حوالہ کرکے اپنی ضرورت کیوقت انکے پاس التجا کرنا سو ایسا مت کر لیکن اپنا پیسا اپنے پاس رکھ کے اُنکی اصلاح کر اور انکا کھانا کپڑا اور خرچ تو دیا کر سفیہ کی معنی لغت میں خفت سو جسکی عقل میں نقصان ہو خواہ امور دینی میں یا دنیوی میں کہ جس سے فقہا پاس مستحق حجر کا ہوتا ہے اسکو سفیہ کہتے ہیں دوسری تفسیر پر کہ جسکو ہم ذکر کئے سفیہ سے یہ مذموم صفت مراد نہیں بلکہ خفت عقل اور قلت تمیز مراد ہے کہ جس سے خرچ چلانے کا ڈھب خوب نہیں آتا قِيَامًا یا کے بعد الف سے قراءۃ عاصم وغیرہ کی ہے نافع اور ابن عامر اسکو قیما پڑھتے ہیں قاف کی کسر اور یا کی فتح سے تخفیف کے ساتھ اسکے بعد ہم معنی دونوں کے ایکہی ہیں اللہ تعالی مال کو قیام بولا کیا واسطے آدمی کا نباہ اور معیشت بن مال کے نہیں ہوتی

مال سبب قیام کا تھا اسکو مجازاً قیام بولا سبب کا جو نام تھا اسکو مسبب پر مبالغے کیواسطے اطلاق کیا یعنے خود یہہ مال تمھارا قیام ہے اللہ تعالیٰ اکثر جگہہ قرآن مین لوگون کو اپنے مال کی حفاظت کرنی اور اسکو بیجا یا افراط خرچ ڈالنے سے منع کیا کیونکہ واسطے آدمی کا دل جبتک فارغ نہو اس سے دینی اور دنیوی مصلحتون کو حاصل کرنا ممکن نہین جب تک مال نہ ہو دل کی فراغت حاصل نہین ہوتی کیواسطے منافع حاصل کرنا اور مضرتین دفع کرنا بن مال کے ممکن نہین اسلئے اسکی محافظت پر امر کرتا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین بچہ بالغ ہو اسو سفیہ ہے تو اسکا مال اسکے حوالے نکرنا بالغ ہوتب رشید تھا بعد ہاتھ مین پیسا ملنے سے سفیہ ہوا تو اسکو محجر یعنی اسکے مال مین تصرف کرنے سے اسکو قاضی منع کردیا اور لوگ اس سے معاملہ نہ کرینگی منادی کردو انا ابو حنیفہ کے صاحبین پاس بھی سفیہ کو محجر کرنا ہے فتوی انھین کے قول پر ہے امام ابو حنیفہ کہتے ہین اسپر حجر نہین شافعی کی دلیل یہہ ہے کہ وہ سفیہ ہے کیواسطے سفیہ کی معنی لغت مین خفیف الوزن جو شخص مال کو بیجا صرف کرے اور بیفائدہ اسکو ضایع کرے تو اس شخص کو عقلمندون کے پاس کچھ وزن اور اعتبار نہین رہتا ہے لوگون کے آنکھ مین سبک ہوجاتا ہے تو اسکو سفیہ کہنا لازم ہوا جب سفیہ ہوا تو اس آیت کے حکم مین مندرج ہوا کیواسطے اعتبار عموم لفظ کو ہے نہ خصوص سبب کو فقہا کے پاس سفیہ کون ہے سو اسکا بیان آتی سو آیت مین بیان کرینگے وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا اور کہلاؤ انکو اسمین یعنے اس مال مین اور پہناؤ اور کہو انکو بات معقول رزق کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کریتو بے محنت و مشقت کے جو دیتا ہے مراد ہے بندون کی طرف نسبت کریتو مقرری خرچ جو معین وقت پر ہو مراد ہے یہان اللہ تعالیٰ نے فیہا کا لفظ لایا یعنے اس مال مین منہا نہین بولا یعنے اس مال سے کیواسطے منہا کہتا تو یہہ معلوم ہوتا اس کے عین المال مین سے کچھ کھانیکو دو لیکن لایق یہہ ہے اسکے مال کو اسکے خرچ کی جگہہ ٹھہرایا یعنے اس سے تجارت وغیرہ کرنا اور منافع جو حاصل ہوتے ہین اس مین کھانے وغیرہ کا خرچ دینا عین المال سے کچھ خرچ نکرنا یتیم کے مال مین تجارت وغیرہ کرنا جو کہے سو امر مندوب ہے ولی پر لازم نہین جس چیز کو شرع یا عقل نیک اور خوب سمجھتی ہے اسکو معروف کہتے ہین اور جس چیز کو شرع یا عقل قبیح اور بد سمجھتی ہے اسکو منکر کہتے ہین اللہ تعالیٰ انکو خوب بات بولنے کا حکم کیا تا انکے دل خوش ہون اس حمل معروف سے

کیا بات مراد ہے مفسرین کو اختلاف ہے بعضون نے کہا اچھی بات کہنا جو دلمین تاثیر کرے اور اسکی سفاہت زایل کرے بعضون نے کہا انکے ساتھ نیک وعدہ کرنا عطا نے کہا اسکو ایسا بولنا مجھکو نفع ملا تو تجھکو دونگا غنیمت ملی تو تجھے شریک کرونگا بعضون نے کہا انکو دعا دینا ابن زید نے کہا یتیم جو ہے اگر اسکا نفقہ تجھپر نہین ہے تو اسکے لئے دعا کر اسکو کہہ تجھکو اللہ عافیت دیوے اللہ تجھکو برکت دیوے بعضون نے کہا ان سے ایسی بات کرنا کہ جس سے انکے دل خوش ہون سدی نے کہا یتیم کو کہے تیرا مال میرے پاس امانت ہے مین اسکا محافظ ہون تو بالغ ہوگا رشید رہیگا تو تیرا مال تیرے سپرد کرون گا زجاج نے کہا ان دین کے باتونکی تعلیم کرنا مصلحت کے چیزین انکو سکھانا وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ آزمایش کرو یتیمون کو یہان تک پہنچے نکاح کی عمر یعنے بالغ ہو پھر اگر دیکھو انمین ہوشیاری تو حوالے کرو انکو انکے مال بغوی نے کہا یہہ آیت ثابت بن رفاعہ اور اوسکے چچا کے شانمین اتری رفاعہ مرکے اپنے لڑکے ثابت کو چھوڑگیا لڑکے کا چچا آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا میرا بھتیجا چھوٹا ہے وہ میرے علاقہ مین ہے اسکے مال سے مجھکو کیا حلال ہے اور اسکا مال اسکے ذمہ کسوقت کرونگا تب یہہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالی فرمایا یتیمون سے آزمایش کرو لینے وہ یتیم رشید ہی یا نہین سو امتحان کرنا فقہا کہتے ہین ہر شخص کے یتیم کی امتحان علحدہ ہے تاجر کے لڑکے کی امتحان خرید وفروخت کرنے مین اور قیمت چکانے مین ہے زراعت کرنے والے کے لڑکے کی امتحان زراعت کے کامون مین اور اسکے کامالون کو اجرہ وغیرہ دینے مین ہے امیر کے لڑکے کا امتحان نوکر چاکر کو ورماہہ دینے مین ہے عالم کے لڑکے کا امتحان کتب کی خرید مین ہے غرض ہر حرفے والے کے لڑکے کی امتحان اسکے حرفے مین ہے لڑکی ہو تو اسکی امتحان تاگا کاتنے مین اور سینے مین اور گھر کے اسباب کی محافظت مین کھانیکے چیزون کو چھپے بلی سے بچانے مین ہے امتحان ایکبار لینا کفایت نہین کرتا بلکہ چند بار لینا کہ جس سے اسکے رشد کا ظن غالب حاصل ہو یہہ امتحان کس وقت لینا اس مین ہمارے فقہا کو دو وجہ ہین ایک وجہ مین بلوغ کے بعد لینا لکن اصح وجہ مین امتحان پیش از بلوغ کے ہے پیش از بلوغ کے امتحان کس طرح سے کرنا اسمین دو وجہ ہین اصح وجہ مین لڑکے کے پاس کچھ پیسا دیکے کیسا مال اٹھاتا ہے

مول کیسا چکاتا ہے دیکھنا جب معاملے کا عقد ٹھہرا اسوقت ولی آپ عقد کرنا دوسری وجہ مین خود لڑکا عقد کرنا حاجت پر نظر کرتے اسکا عقد کرنا صحیح ہے ابوحنیفہ کے پاس نابالغ کے تصرفات ولی اذن دیا تو صحیح ہے نکاح کی عمر کو پہنچا جو بولا اس سے بالغ ہونا مراد ہے بلوغ دو چیز سے ہوتا ہو ایک خروج منی سے خواہ بیداری مین نکلے یا خواب مین جسکو احتلام کہتے ہین دوسرا عمر پوری پندرہ برس کی ہونا اور عانہ پر سخت بال نکلنا کافر کے فرزند مین بلوغ کی علامت ہو ان علامتون مین مرد اور عورت دونون مشترک ہین عورت کی بلوغ کے پھر دو علامت افزود ہین حیض آنا یا حمل ٹھہرنا ان علامتون کے امکان کا وقت عمر پوری نون برس کی ہوئی بعد سے ہو ابوحنیفہ کے پاس عورت کی سن امکان یہی ہے لیکن مرد کی سن امکان بارہ برس ٹھہرائے ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا یتیم بالغ ہوے بعد انمین تم رشد دیکھو تو مال انکے حوالے کرو سو رشد سے عقل و ہوشیاری اور جگت سے مال خرچ کرنا مراد ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے دین و مال کی اصلاح کو رشد کہتے ہین دین کی اصلاح یہہ ہے حرام چیز جسکے مرتکب ہونے سے عدالت ساقط ہوتی ہے پرہیز کرنا مال کی اصلاح یہہ ہے مال کی تبذیر نکرنا یعنے ضایع نکرنا مالکو دریا مین ڈالدینا اور معاملات وغیرہ مین غبن فاحش کا متحمل ہونا یعنے صریح نقصان کرنا مثلاً روپے کے مال کو دو روپے سے خرید کرنا اور حرام مین پیسا اڑانا ان سب کو تبذیر کہینگے مال کو نیک کامون مین خرچ کرنیکو جیسے صدقہ دینا اور مسجد یا مدرسہ بنانا اور جو اسکے مانند ہو تبذیر نہ کہینگے اصح وجہ مین نفیس پکوان مین جو اسکی مقدور سے افزود ہو پیسا خرچ کرنے کو یا بھاری مول کے کپڑے پہننے کو یا باندیان بہت خرید کرکے ان سے تمتع لینے کو بھی تبذیر نہ کہینگے بیان کئے سو رشد جس شخص مین نہو اسکو سفیہ کہینگے جب تک سفاہت باقی ہے مال اسکے حوالے نکرنا صاحبین یعنے ابو یوسف اور محمد بن الحسن کا مذہب بھی یہی ہے ابوحنیفہ کے پاس بالغ ہوکے رشید نہ ہو تو پچیس برس کی عمر ہوئی تک انتظار کرنا اسکے بعد اسکا مال اسکے ذمہ کر دینا غیر رشید بعد بلوغ کے کچھ تصرف کیا تو اسکے تصرفات ہمارے یہان صحیح نہین ابوحنیفہ کے پاس سفیہ اسکو کہینگے جو اخراجات مین اسراف کرتا ہے اگرچہ نیک کام ہو مثلاً مساجد بنانے مین صرف کرے اور بے غرض مالکو ضایع کرتا ہے یا غرض جسکو دیندار عقلاً

اعتبار نہین کرتے ہین اڑاتا ہے مثلاً قوال کنچنیان بھانڈ بھگتیون کو پیسا دیتا ہے یا تماشا کرنیوالون کو دیتا ہے یا بڑی قیمت سے کبوتر مول لیکے اُنکو اڑایا کرتا ہے فقط فاسق رہنے سے اُسکا رشد زایل نہین ہوتا وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا اور مت کھاؤ اُنکو اڑا کر یہہ خطاب یتیمون کے والیون کو ہے یعنے یتیمون کے مال کو ناحق تم مت کھاؤ وَبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا اور جلدی سے کہ بڑے ہو جاوین یعنے بڑے ہوکے مال تمسے لینگے اندیشے سے جلدی کر کرانکے مال کو خرچ نہ کیجو وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اور جو کوئی ہے تونگر تو چاہیے باز رہے اور جو کوئی ہے محتاج تو کھاوے موافق دستور کے یعنے ولی تونگر ہے تو یتیم کا مال نہ کھاوے ولی محتاج ہو تو اپنا محنتانہ لیوے۔ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اسکے دادا سے یعنے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کیا مجھکو کچھ ملتا نہین اور میرے پاس مال نہین میرے پاس یتیم ہے اسکا مال موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کُل مِنْ مَالِ یَتِیْمِکَ غَیْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُتَاَثِّلٍ وَلَا قِیْ مَالِکَ بِمَالِہٖ یعنے تیرے یتیم کے مال سے کھایا کر مگر اسراف نکر اور نہ اسکو اپنا اصل مال ٹھہرا اور اسکے مال سے تیرے مال کو مت بچایا کر بخاری نے عروہ بن الزبیر سے روایت کیا ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہہ آیت ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف یتیم کے مال کے والی کے حق مین اتری فقیر ہو تو دستور کے موافق اس سے کھانا درعوض اسکے قیام کے اسکے مال پر عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی سنن مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین فرمائے اللہ تعالی کے مالین اپنے کو یتیم کے والی کی منزلے مین ٹھہرایا ہون اگر مجھکو غنا حاصل ہو تو اس سے باز رہون اگر محتاج ہون تو دستور موافق لیون پھر مقدور ہو تو اسکو ادا کر دیون امام مالک اور سعید بن منصور وغیرہ قاسم بن محمد سے روایت کئے ہین کہ ایک اعرابی ابن عباس کے پاس آیا اور بولا میرے علاقہ مین چند یتیم ہین انکو اونٹان ہین سو انکا دودھ کس قدر مجھکو حلال ہے

ابن عباس کہے اگر تو گم گیا سو اونٹ کو ڈھونڈتا ہے اور خارش والیکو دوا لگاتا ہے اور حوض کی اصلاح کرتا ہے اور پانی پلانے کے دن اُنکو پانی پلاتا ہو تو انکا دودھ پیا کر مگر اسقدر کہ ان لونڈیوں کے بچون کو ضرر نہو اور دودھ نچوڑنے مین مبالغہ نکرے ابن عباس سے اور بھی روایتین آئے ہین اور یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعضے کہتے ہین یتیم کے والی کو اسکے مال سے اپنی محنت کے مقدار پیسا لینا جائز ہے عایشہ اور عکرمہ اور حسن وغیرہ کا یہی قول ہے بعضون نے کہا ہے لینا جایز نہین مگر عند الحاجت اِس قول والونمین بھی اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے محتاج ہو تو بقدر ضرورت لیوے لیکن مقدور ہوا تو اُسکو ادا کرنا یہی قول عبیدہ بن عمرو اور سعید بن جبیر اور مجاہد کا ہے بعضے کہتے ہین ادا کرنا واجب نہین بعضے کہتے ہین سونا روپا ہو تو اس سے کچھ لینا جائز نہین مگر قرض کی طرح سے انکے سوائے دوسرے چیزین ہون تو بقدر احتیاج کے لینا جائز ہے ابن عباس کے قولون مین انکا اصح قول یہی ہے شعبی اور ابو العالیہ وغیرہ ایسا ہی کہتے ہین مذہب شافعیہ کا یہہ ہے ولی غنی ہے تو اُسکو یتیم کے مال سے کچھ لینا مطلق جائز نہین اگر فقیر ہے یا اُسکے کام مین مشغول ہونے سے اسکے کسب مین ٹوٹا پڑتا ہے تو لینا جائز ہے کس مقدار مین لینا اسمین خلاف ہے امام شافعی کہتے ہین اپنے خرچ کے موافق لینا امام نووی نے کہا اصح قول پر خرچ اور اجرت مثل دونون مین جو اقل ہے اسکو لینا اکثر اصحاب ہمارے اسکو اختیار کئے ہین امام شافعی نے اسی پر نص کیا ہے پھر مقدور ہوے بعد جو لیا ہے اسکا بدل دینا لازم نہین حنفیہ کا مذہب فتاوی قاضیخان مین ایسا کہا ہے وصی یتیم کے کام مین پھرنے کو اسلے اسکے پیسون سے جانور کرایہ کرنا اور اپنے خرچ کا پیسا لینا ضرور ہو تو استحسانا جایز ہے نصیر نے کہا ہے وصی یتیم کے پیسون سے اپنا کھانا کھانا اور اسکے کام کے واسطے اُسکے جانور پر سوار ہونا جایز ہے فقیہ ابو اللیث نے کہا یہہ اس صورت مین ہے وصی محتاج رہے بعضے کہتے ہین کھانا اور اسکے جانور پر سوار ہونا جایز نہین قیاس یہی ہے استحسان مین وصی محتاج ہے تو جسقدر یتیم کے مال مین محنت کرتا ہے اتنا کھانا وستور کے موافق جائز ہے انتہی

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ پھر جب اُنکو حوالے کرو انکے مال تو گواہ کر

اُنپر اُنکو مال دیتے سو اس پر گواہ رکھنے کا امر وجوب کے واسطے نہین بلکہ ارشاد کا امر ہے یعنے بندون کی تعلیم واسطے فرماتا ہے ولی کو اللہ تعالی تعلیم کرتا ہے یتیم کے بلوغ کے بعد اسکا مال اسکو دیگا تو اسپر گواہ رکھو تا تہمت دفع ہو اور آیندہ پیسا نہین دیا کرکے دعوی کرے اور ولی پر ضمان نہ آوے گواہ موجود ہونگے تو پیسا نہین دیا کرکے دعوی کر نہین سکتا اور ولی کی امانت ظاہر ہوتی ہے اس آیت مین دلیل ہے ولی مال دیڈالنے کا دعوی کیا تو بن گواہ کے دعوی مقبول ہوگا شافعی اور مالک کا قول یہی ہے ابو حنیفہ کہتے ہین ولی کا قول مقبول ہوگا یعنے قسم کے ساتھ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اور بس ہے اللہ حساب لینے کو یا جزا دینے کو یا گواہی کو اس مین وعید ہے یتیم کے ولی کو اگر یہہ یتیم کے مال مین تغلب تصرف بیجا کرے گا تو اس کا حساب اللہ تعالے لے گا اور اوس کو سزا دے گا لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مردون کو ہے حصہ اُس مین جو چھوڑ مرین ماں باپ اور ناتے والے ثعلبی اور بغوی کہتے ہین یہہ آیت اوس بن ثابت انصاری کی شان مین نازل ہوئی وہ مرا ایک جورو چھوڑا جس کا نام ام کجہ تھا اسکے پیٹ سے تین لڑکیان تین سو میت کے چچیرے بھائی ایک کا نام سوید دوسرے کا نام عرفجہ تھا مال کے وارث بنے اسکی جورو اور لڑکیون کو کچھ نہ دیئے کہ اسطے کہ جاہلیت کا دستور تھا عورتون کو اور چھوٹے لڑکون کو کچھ حصہ نہین بالغ مرد جو ہین وہی وارث ہوتے اور کہتے وارث ہوگا مگر وہی جو جنگ کرے غنیمت کو سمیٹے ناموس کو دشمن سے بچاوے اوس بن ثابت کی عورت ام کجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہی یا رسول اللہ اوس بن ثابت کے مرنے تین لڑکیون کو چھوڑا ہے مین اُسکی جورو ہون میرے پاس کچھ مال نہین جو لڑکیون کو کھلاؤن پہنون کا باپ اچھا مالدار تھا اسکا مال سب دیدیا عرفجہ کے لئے مجھکو اور اسکے لڑکون کو کچھ نہ دیئے لڑکیان میرے پاس ہین نہ کچھ کھاتی اور پیتی نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن عورتون کو بلا کے پوچھے یا رسول اللہ اسکی اولاد گھوڑے پر سوار نہین ہوتین اور گرانی نہین اٹھاتین اور دشمن کو دفع نہین کرتین تب اللہ تعالے یہہ آیت نازل کیا لیکن اسمین کسقدر دینا اسکی تفصیل نہین تھی اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوید اور عرفجہ کو کہلا بھیجے اوس کا مال اسیطرح رکھو کچھ نہ دو اسطے اللہ تعالی اسکے لڑکیون کو بھی حصہ دیگا

حکم کیا ہے لیکن کسقدر دینا سو بیان نہین کیا مجھکو اس کا بیان نازل ہونیکی انتظار ہی بعد اللہ تعالے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت نازل کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو بلوا کے ام کجہ کو ثمن اور لڑکیون کو ثلثین دیکے باقی کا مال سوید اور عرفجہ مین تقسیم کئے حافظ عسقلانی نے کہا اس قصہ کو ثعلبی اُسکے بعد بغوی بن اسناد کے ذکر کئے ہین سیوطی نے کہا ابو الشیخ بن حیان نے اپنی تفسیر مین بہت پورا قصہ ابن عباس سے روایت کیا ہی لیکن اسکی روایت مین مذکور ہے اوس بن ثابت مرگے ایک لڑکا اور دو لڑکیان چھوڑا ہی اور چچیرے بھائیون کا نام خالد اور عرفطہ کہا ہے اخیر مین کہا عورت کو ثمن دئے اور باقی اسکی اولاد کو دئے لڑکے کو دو لڑکیون کے برابر اس قصہ کو ابن جریر طبری نے عکرمہ سے بھی روایت کیا ہی لیکن دونون کے سیاق مین اختلاف ہی اُسنے کہا ہے یہ آیت ام کجہ اور اسکی بیٹی کجہ اور ثعلبہ بن اوس اور سوید کی شانمین نازل ہوئی وے انصار مین تھے انمین سے ایک اس عورت کا شوہر تھا اور ایک اسکی لڑکی کا چچا پھر اس عورت کی فریاد وغیرہ مختصر ذکر کیا ابن ابی حاتم عکرمہ سے جو روایت کیا ہے سو اسمین کہا ام کلثوم اور بنت کجہ اور ثعلبہ بن اوس اور سوید کی شانمین نازل ہوئی باقی ابن جریر کی روایت کے مطابق ذکر کیا ہے ابن المنذر نے بھی اسکو عکرمہ سے ذکر کیا ہے عکرمہ کے بعضے روایتون آیا ہی کہ ام کلثوم اور اسکی لڑکی ام کحلہ یا ام کجہ اور ثعلبہ اور سوید کی شانمین نازل ہوئی میت کا نام اوس بن ثابت کرکے جو آیا اُسکے درعوض بعضے اسکا نام اوس بن الصامت کہے ہین بعضے اسکا نام اوس بن مالک کہا ہی اور بعضی ثابت بن قیس کہے ہین حافظ عسقلانی نے ام کجہ کو کاف کی ضم اور جیم کی تشدید سے ضبط کیا ہی حافظ سیوطی اسکو حاء مہملہ سے ضبط کیا ہی مجد الغیروزآبادی نے بھی قاموس مین حاء مہملہ کی باب مین ذکر کیا ہی ام کحلہ جو مذکور ہوئی حاء مہملہ سے ہی اور اسکے بعد لام ہے وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ اور عورتون کو حصہ ہے اسمین جو چھوڑ مرین ماں باپ اور ناتے والے یعنی میراث مردون کو ہی نہین بلکہ اسمین مرد اور عورت دونون شریک ہین مردون کو جو میت کی اولاد ہو یا اسکے عصبہ تو انکو میراث سے حصہ ہے اور عورتون کو بھی انکے ماں باپ کے اور قرابت والے کے

مال سے حصہ ہے مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا اسمین یعنے میت کے مال مین تھوڑا مال ہو یا بہت حصہ مقرر کیا ہوا یعنے ایک معین حصہ ہے کہ اسکا خلاف نکرنا ان حصون کا بیان اللہ تعالے آیندہ فرماتا ہے اس آیت مین دلیل ہے خطاب کے وقت سے بیان کی تاخیر کرنا جایز ہے اور یہ بھی دلیل ہے وارث نے اپنے حصہ سے اعراض کیا تو اسکا حق ساقط نہین ہوتا وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ اور جب حاضر ہون تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم اور محتاج تو انکو کچھ کھلاؤ اسمین سے یعنے ترکے کے مال سے انکو بھی کچھ دیو قرابت والون سے اس جگہ وے لوگ ہین جنکو میراث مین سے کچھ حصہ نہین یتیم کو مسکین پر مقدم کیا کیا واسطے کہ یتیم کی بے مقدوری زیادہ ہوتی ہے حاجت بڑی رہتی ہے تو انکو صدقہ دینا افضل ہوا وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا اور کہو انکو بات معقول امام رازی نے کہا قول معروف سے دینے کی منت نہ رکھے اور زبان سے غیر غلظ نہ کہنی یا جنکو کچھ دیا ہے ان کو زیادہ دینے کا وعدہ کرنا اور جنکو کچھ نہین دیا ہے انسے معذرت کرنی مراد ہے یہہ آیت محکم ہے یا منسوخ اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت مواریث کی آیت سے منسوخ ہوی یہہ قول سعید بن المسیب اور قاسم بن محمد اور عکرمہ اور ضحاک اور قتادہ کا ہے مجاہد اور عطا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کیے ہین مجاہد کی طریق کو نحاس نے اپنی ناسخ مین روایت کیا ہے عطائی طریق کو ابو داؤد اپنی ناسخ مین اور ابن ابی حاتم تفسیر مین روایت کیے ہین حافظ عسقلانی نے کہا کہ ایمہ اربعہ کا بھی یہی قول ہے بعضے کہتے ہین منسوخ نہین بلکہ محکم ہے یہہ قول ابو موسیٰ الاشعری اور حسن اور ابو العالیہ اور شعبی اور عطا بن ابی رباح اور سعید بن جبیر اور مجاہد اور نخعی اور زہری کا ہے سعید بن جبیر اور عکرمہ اور قسم ابن عباس سے بھی ایسا ہی روایت کیے ہین حافظ عسقلانی نے کہا ابن عباس سے اصح روایت یہی ہے اوپر کے قول کے روایتین ضعیف ہین جو لوگ اسکو محکم کہتے ہین انمین اختلاف ہی ہوا اور ایک فریق کہتی ہے کہ یہہ حکم واجب ہے ابن حزم نے اسکو اختیار کیا ہے وجوب کو جس نے اختیار کیا اسکے پاس خلاف ہے بعضون نے کہا وارث بالغ ہو یا بچہ دونون کے حصون مین سے

کچھ دینا واجب ہے بالغ ہو تو آپ دیوے کچھ ہو تو اسکی طرف سے اسکا ولی دیوے بعضے کہتے ہین وارث بالغ ہو تو مال دینا واجب ہے بچہ ہو تو ولی یا وصی دیا ہے مال بچے کا حصہ ہے مجھکو اسمین کچھ دخل نہین اگر مجھکو کچھ دخل ہوتا تو البتہ تمکو دیتا بچے بڑے ہونگے تو سمجھ کر تمھارا حق دیوینگے دے لوگ کہتے ہین قول معروف سے یہی مراد ہے حسن اور نخعی کہتے ہین پیسے اور اسباب کی تقسیم مین یہہ دینا ہے زمینات اور غلامون وغیرہ کی تقسیم ہے تو اسمین کچھ نہین اچھی بات بولنا کافی ہے اور ایک جماعت کہتی ہے یہہ حکم مندوب ہے درصورتیکہ ورثہ بالغ ہون وارث بالغ ہو تو دینا مستحب بھی نہین نخعی نے کہا یہی قول اولی ہے امام رازی نے کہا فقہاء امصار کا یہی قول ہے سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور بخاری اور ابو داؤد کتاب ناسخ و منسوخ مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی طریق سے سعید بن جبیر کے روایت کئے ہین کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بعضے لوگ کہتے ہین یہہ آیت منسوخ ہوئی واذا حضر القسمۃ اولوا القربی الایۃ واللہ منسوخ نہین لیکن لوگ اسپر عمل کرنین تہاون سے یعنے سہل انگاری کئے دے دو والی ہین ایک والی ہے وارث ہوتا ہے وہی کھلاتا اور پہناتا ہے دوسرا والی ہے جو وارث نہین وہی کہتا ہے بات بہتر سو بولتا ہے یہہ یتیم کا مال ہے میرا اسمین کچھ نہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستحب ہے ابن عباس بھی اسکے اسحاب پر گئے ہین کیا واسطے فرض ہوتا تو لوگ جن سے صحابہ مراد ہین اسپر عمل کرنے مین تہاون نہ کرتے آیت کی معنی مین بعضون نے کہا ہے قسمت سے وصیت مراد ہے وصیت کے وقت قرابتی جنکو میراث نہین اور یتیم اور مسکین حاضر ہو تو وصیت کرنے والے کو اللہ تعالی نے امر کیا کہ ان لوگون کو بھی کچھ دو اور اسکے ساتھ کہنے نیکی بات کرو اس قول کو تائید کرتی ہے روایت ابن عباس کی جسکو عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابو داؤد کتاب الناسخ مین اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق اور قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے روایت کئے ہین کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے اپنے والد عبد الرحمن کا ترکہ تقسیم کیا سو گھر مین کسی مسکین کو اور قرابت والے کو نہین چھوڑا مگر اپنے باپ کی میراث سے کچھ دیا اور یہہ آیت تلاوت کی واذا حضر القسمۃ الآیۃ اسوقت

عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں قاسم نے کہا ابن عباس کو مین یہہ ماجابولا ابن عباس کہے مطلب کو نہین پہنچا یہہ حکم وارث کو نہین یہہ آیت وصیت مین ہے میت انکو کچھ دینے کی وصیت کرنا حافظ عسقلانی نے کہا عبدالرزاق کی روایت کی سند صحیح ہے وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ چاہیے ڈرین وے لوگ کہ اگر چھوڑین اپنے پیچھے یعنے اپنی موت کے پیچھے اولاد ضعیف تو ڈرتے ہین اُنپر سو چاہیے ڈرین اللہ سے اور کہین بات راست یعنے جسکی اولاد ضعیف ہو تو وہ اپنی موت کے بعد اولاد کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ رکھتا ہے ویسا شخص ڈرا چاہئے یہہ حکم کسکو ہے سو مفسرین کو خلاف ہے بعضون نے کہا یہہ حکم انکو ہے جو مریض کے پاس جمتے ہین اسکی تباہ حالت دیکھکے کہتے ہین ایسے وقت مین اپنی جان کی بھلائی کا خیال رکھ تیرے وارث کچھ کام نہ آئینگے خیرات کر باندی غلام کو آزاد کر سو ایسی ترغیب دینے سے انکو اللہ تعالیٰ نے منع کیا اسکی اولاد کی بہبودی نظر مین رکھنے کا امر کیا اس قول پر معنی یون ہونگی تم اپنی اولاد ضعیف بھوکی محتاج رہنا جیسی مکروہ جانتے ہو بیمار کی اولاد پر بھی اسبات کا خیال رکھو اسکو ایسی ترغیب مت دو جس سے اُسکی اولاد محروم ہو حاصل اسکا یہہ ہے تو اپنے نفس کے واسطے یہہ بات مکروہ جانتا ہے تو اپنے مسلمان بھائی کیواسطے بھی اسکو مکروہ جان بعضون نے کہا خطاب ہے اسکو جسکی موت کا وقت پہنچا اور ارادہ کیا کہ وصیت کرے تو لوگ اسکے پاس جو جمع تھے اسکو کہتے اپنی اولاد کے واسطے مال رکھ اور اسکو وصیت کرنے سے مانع ہوتے ہین بعضون نے کہا خطاب بیمار کو ہی ہے اسکو زیادہ پیسونکو خرچ کرنیکی وصیت سے منع کیا اس توجیہ پر اگر ثلث سے افزود وصیت نہ کرنیکے حکم کے قبل یہہ آیت نازل ہوئی ہے تو اس آیت سے وصیت جو ترکے کو مستغرق نہو مراد ہو اگر ثلث سے افزود وصیت نکرنیکے حکم کے بعد یہہ آیت نازل ہوئی ہے تو اولاد کی بہبودی کے واسطے ثلث سے بھی کم دینیکی وصیت کرنا مراد ہوگی اسی پر نظر کرنے اکثر صحابہ ثلث سے کم کی وصیت کئے ہین ہمارے فقہا بھی کہتے ہین ثلث سے کم دینے کی وصیت کرنا افضل ہے بعضون نے

وورث ۴۶

کہا ہے خطاب یتیمون کے اولیا کو ہے یعنی جو شخص اپنے بعد اپنی اولاد تباہ ہونیکا اندیشہ رکھتا ہے تو وہ شخص غیر کے یتیم لڑکے کا مال ضایع کرنے سے اندیشہ کرے اس توجیہ پر آیت سے غرض حث اور ترغیب ہے اسبات کی کہ یتیم کے مال کی احتیاط اور محافظت ایسی کرنی کہ اپنے بعد اپنی یتیم اولاد کی محافظت جیسی کرنا چاہتا ہے اللہ تعالی اس آیت مین فاتقوا اللہ کا جملہ ذکر کیا سو پہلے جملہ کی تقریر کے واسطے ہے گویا یون کہا اوپر یہہ حکم جو گذرا اسکے بجالانے مین احتیاط کرو اور اللہ تعالی سے ڈرو اور بات کرو تو قول سدید کہو قول سدید سے حق اور راست اور سیدھی بات مراد ہے مریض کے پاس بیٹھنے والون کی راست بات یہہ ہے کہ اسکو ثلث سے کم صدقہ دینے کی اور باقی مال ورثہ کو چھوڑنیکی تاکید کرنا وصی کی اور یتیم کے ولی کی راست بات یہہ ہے کہ اپنے بچون کو جیسی لطف و مہربانی کی بات کرتے ہین یتیم لڑکون سے بھی ویسی ہی بات کرنا انکو ایذا نہ دینا میراث تقسیم کرلینے والون کی راست بات یہہ ہے کہ حاضرین سے سخن نیک اور ملایم کرنا اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا مقرر جو لوگ کھاتے ہین مال یتیمون کے ناحق وے نہین کھاتے اپنے پیٹ مین مگر آگ۔ مقاتل بن حیان کہتا ہے یہہ آیت غطفان کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جسکا نام مرثد بن زید تھا اپنے بھائی کے لڑکے کے مال کا ولی ہوا سو اس کو کہا گیا تب اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا یتیم کا مال ناحق جو شخص کھاتا ہے تو اپنے شکم مین آگ کھاتا ہے یعنی قیامت کے دن آگ ہوجائیگی جو کھاتے ہین سو آگ کو لاسو اعتبار ہاتون کے ہر معلوم کیجئے کہ یہہ آیت اوپر گذری سو آیت (ولا تاکلوا اموالہم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا) نازل ہوئے بعد لوگ یتیمون کا کھانا پانی علاحدہ کر دیئے کہ جس سے تصدیع ہونے لگے تب اللہ تعالی یہہ آیت نازل کیا (وان تخالطوہم فاخوانکم) اسکا بیان انیسوین و زدین مذکور ہوا بعضون نے خیال کیا ہے کہ (وان تخالطوہم کی) آیت ان دونون آیتون کو نسخ کی یہہ بات غلط ہے کیا واسطے کہ یہ آیتین یتیم کا مال ناحق نہ کھا جانے مین وارد ہوئی ہین اور وہ آیت یتیمون کے مال کی اصلاح اور ان پر احسان کرنیمین وارد ہوئی ہے پھر کیسا نسخ کرتی وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا اور عنقریب پڑینگے بھڑکتی آگ مین ابن ابی شیبہ ابو یعلی اور طبرانی اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور ابن ابی حاتم ابی برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن ایک قوم اپنے قبرون سے اٹھیگی سو
انکے مونہون سے آگ زبانہ مارتی رہیگی صحابہ کہے یا رسول اللہ وے کیون لوگ ہین فرمائے زبانہ شعلہ ۱۲
کیا تم نہین دیکھتے اللہ تعالی فرماتا ہے ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا
یعنے وے لوگ ہین جو یتیمون کا مال ناحق کھاتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند ضعیف ہے
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی اسرا کی شب کی ہمکو خبر دئے سو کہے ہین ہمنے ایک قوم کو دیکھا انکے ہونٹ اونٹون کے ہونٹ کی
طرح ہین اور اون پر ایک شخص موکل ہے کہ انکے ہونٹون کو پکڑکے انکے منہہ مین آتش کا پتھر
ڈالتا ہے تو وہ پتھر شکم مین جاکے انکے اسفل سے نکلتا ہے وے چلاتے پلاتے ہین مین بولا یا جبرئیل یہ
کون ہین تو کہا یہ وے لوگ ہین جو یتیمون کا مال ظلم سے کھاتے ہین حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے چار شخص ہین
انکو بہشت مین داخل نہ کرنا اور اوسکے نعمتین انکو نہ چکانا اللہ تعالی پر حق ہے شراب پینے پر مداومت
کرنیوالا اور سود کھانے والا اور یتیم کا مال ناحق چٹ کرنیوالا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا حاکم
نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ المنذری نے کہا اسکی سند مین خثیم بن اراک ہے وہ متروک
ہے بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور بزار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم سات چیزون سے جو ہلاک کرنیوالے ہین دور رہو ازانجملہ
یتیم کا مال کھاجانے کو ذکر کیا عمرو بن حزم کی حدیث مین جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین وارد کیا
ہے اور عمیر لیثی کی حدیث مین جسکو طبرانی کبیر مین بسند حسن روایت کیا ہے سو یتیم کا مال کھانا
اکبر کبائر اور اعظم کبایر ثابت ہوا ہے یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ ع ۱۳
الْاُنْثَیَیْنِ کہہ رکھتا ہے تکو اللہ تمھاری اولاد مین مرد کو حصہ برابر دو عورت کے یہہ آیت
کن کی شانمین نازل ہوئی اسمین اختلاف ہے ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابو داؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ اور مسدد اور طیالسی اور ابن ابی عمر اور ابن منیع اور ابن ابی اسامہ اور ابو یعلی

اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن حبان اور بیہقی اپنی سنن مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ سعد بن الربیع کی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کی یا رسول اللہ یہ دونون سعد بن الربیع کے لڑکیان ہین اُنکا باپ آپکے ساتھ احد کے جنگ مین شہید ہوا ان لڑکیون کا چچا اس کا سب مال لے لیا اُنکے لئے کچھ نہ چھوڑا انکو کوئی نکاح نہ کریگا مگر مال رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اُسکا حکم کریگا تب یہہ آیت نازل ہوئی یوصیکم اللہ فی اولادکم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے چچا کو بلواکے کہے سعد کے لڑکیون کو دو ثلث دے اور اُسکی عورت کو ثمن باقی جو رہا سو تیرا ہے اوپر مذکور ہوا کہ یہہ آیت ام کجہ اور اسکے لڑکیون کی شانمین نازل ہوئی اُسکے شوہر کا نام اَوس بن ثابت انصاری تھا اس قصہ کو واقدی نے کلبی کی طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے یہہ دونون شخص بالاتفاق ضعیف ہین ام کجہ کے قصہ مین وارد ہوئے ابو نعیم اور ابو موسی طریق سے عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی وارد کیا ہے لیکن شوہر کا نام نہین ذکر کیا یہہ طریق بھی ضعیف ہے ابو داؤد نے اسی عبد اللہ بن محمد کی طریق سے جابر بن عبد اللہ سے ذکر کیا سو عورت کا نام ذکر نہین کیا اسکے شوہر کا نام ثابت بن قیس کہا ابو داؤد نے کہا کہ یہہ روایت خطا ہے صحیح یہہ ہے کہ اسکا نام سعد بن الربیع ہے انتہی بعضون نے کہا ہے اَوس بن ثابت یہہ حسان بن ثابت کا بھائی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر تھا لیکن یہہ بات صحیح نہین ہوتی کیا واسطے اگر حسان کا بھائی ہوتا تو اُسکا وارث حسان ہوتا عرفطہ اور سعید نہ ہوتے ام کجہ کے اور اُسکے شوہر کے اور اسکی لڑکی اور وارثون کے نام مین روایات کا بہت اختلاف ہے سب روایات ضعیف رہنے سے وہ قابل حجت نہین اگر قصہ صحیح ہو تو دونون کی شانمین نازل ہونیکو کچھ مانع نہین عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین طریق متعددہ سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ میری بیمار پرسی کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ پیادہ پا بنی سلمہ کے گھر دن کے احاطے مین تشریف لے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو بیہوش دیکھے پانی منگوا کر وضو کئے اور میرے اوپر وہ پانی چھڑکے مین نے ہوشیار ہوکے کہا یا رسول اللہ مین اپنے مال کو کسطرح سے

بانمٹنا تب اللہ تعالے یہہ آیت نازل کیا یوصیکم اللہ فی اولادکم معلوم کیجئے یہہ مذکور آیت نازل ہوئی کرکے ابن جریج
کی روایت جو محمد بن المنکدر سے جابر سے ہر آیا ہے ترمذی اور حاکم عمرو بن قیس کی طریق سے محمد بن المنکدر سے
بھی ایسا ہی روایت کیئے ہین عبد بن حمید اور ترمذی نے یحیی بن آدم کی طریق سے اور اسماعیلی نے اسحق بن اسرائیل
کی طریق سے دونون ابن عیینہ سے وہ محمد بن المنکدر سے بھی ایسی ہی روایت کیا ہی لیکن مسلم نے عمرو الناقد
سے اور نسائی محمد بن منصور سے دونون سفیان بن عیینہ سے وہ محمد بن المنکدر سے روایت کیا سو
کہا میراث کی آیت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ نازل ہوئی ابن خزیمہ نے عبد الجبار بن العلاء ابن عیینہ
روایت کیا سو کہا آیت میراث کی ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد نازل ہوئی اسکی ایک روایت مین ہے آیت
کلالہ کی نازل ہوئی بخاری نے قتیبہ اور ابن المدینی اور الجعفی کی طریق سے ابن عیینہ سے روایت کیا سو اسمین آیت میراث
نازل ہوئی کرکے کہا ایک روایت مین آیت فرایض کی نازل ہوئی کرکے کہا یہ آیت کو ذکر نہین کیا مسلم نے
سفیان الثوری سے وہ ابن المنکدر سے روایت کیا سو بھی آیت میراث کی نازل ہوئی کرکے کہا آیت کو ذکر نہین کیا
حافظ عسقلانی نے کہا ابن المنکدر سے محفوظ یہی آیت ہی اور بولا ابن عیینہ کی روایت مین آیت کو جو ذکر کیا ہی وہ ابن عیینہ کا کلام ہے حدیث مین
مرج ہی اور آیت کو نسی نازل ہوئی سو اسمین بھی ابن عیینہ کے راویونکو اضطراب ہی دیاطی وغیرہ کہتے ہین ابن جریج کی روایت مین یوصیکم اللہ
فی اولادکم کی آیت نازل ہوئی کرکے جو آیا ہی وہ وہم ہی کیا واسطے یہہ آیت سعد بن الربیع کے لڑکیون کی شانین نازل ہوئی ہی جابر کے مقدمہ مین
نازل ہوئی سو یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ کی آیت کیا واسطے جابر کو تب ولد اور والد نہین تھے کلالہ وہی شخص ہی جسکو ولد اور والد
نہو حافظ عسقلانی انکو رد کیا اور بولا کلالہ کی تفسیر مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین مال موروث کا نام ہی اور بعضے
کہتے ہین ارث کا نام ہے اس اختلاف کے نظر کرتے کلالہ کی تفسیر ولد اور والد نہ ہونی معین نہین ہوئی
تو پھر ابن سے دلیل پکڑنا صحیح نہ ہوا بخاری کی روایت مین آیا ہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم کی خیر آیت
ہے جو نازل ہوئی یہہ آیت جب اخیر مین نازل ہوئی تو اس سے دلیل لینا صحیح نہو اظاہر یہہ ہے کہ میراث
کی آیت سے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت مراد ہی سعد بن الربیع کے لڑکیون کی شانین نازل ہونا
اس کو مانع نہین کیا واسطے دونون کے مقدمہ مین نازل ہوئی رہے یہہ بھی احتمال ہے کہ اس آیت
کی ابتدا ان لڑکیون کے مقدمہ مین نازل ہوئی ہو اسکے آخر یعنے وان کان رجل یورث کلالۃ

جابر کے قصہ مین جابر جو کہے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت نازل ہوئی اس سے کلالہ کی آیت جو یوصیکم اللہ سے متصل ہے مراد لئے انہی لمحصا بندۂ عاصی کہتا ہے جابر کے وارث اُنکے بھائی کیونکہ بہنون کے سوائے کوئی ذوی الفروض نہین تھے یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت مین اعیانی اور علاتی بہنون کے میراث کا ذکر نہین وان کان رجل یورث کلالۃ ولہ اخ او اخت مین بہن اور بھائی جو مذکور ہین انسے اخیافی بھائی اور بہن مراد ہونیمین سب کا اتفاق ہے جابر کی شانمین یہہ آیت اگر نازل ہوئی ہو تو اسمین بہنون کی میراث کا ذکر نہ رہنے سے انکے غرض کو مفید نہین سوال کے مطابق آیت نازل نہونا بعید ہے اس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے آیت المیراث سے یستفتونک قل اللہ یفتیکم مراد ہے جابر رضی اللہ عنہ کلالہ کے میراث کی تقسیم کا استفتا کرنا اسپر یستفتونک کرکے نازل ہونا اور انکے وارث بہنان رہنا دلیل بیّن ہے کہ مراد جابر کی یہی آیت ہے یہہ آیت اخیر مین نازل ہوئی کرکے جو آیا اسکو منافی نہین کیا واسطے اسکا اخیر ہونا امر نسبی ہے یعنے میراث کی آیتون مین یہہ اخیر آیت ہے اسی کو تائید کرتی ہے حدیث جسکو نسائی نے ابی الزبیر کی طرق سے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے مین بیمار ہوا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مینے کہا یا رسول اللہ مین اپنی بہنون کے لئے تہائی مال کی وصیت کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے احسان کر مینے کہا آدھے مال کی وصیت کرتا ہون کہے احسان کر بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لیجاکے پھر آئے اور فرمائے تو اس بیماری مین نہین مرتا اللہ تعالی آیت نازل کیا اور تیرے بہنون کو دو تہائی دینے کو بیان کیا جابر کہتے تھے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ کی آیت نازل ہوئی اوپر کی حدیث جابر کی ایک بیماری تھی اور یہہ حدیث دوسری بیماری مین تھی کرکر کہنا بعید ہے اس حدیث مین اور اُس حدیث مین کچھ منافات نہین شاید جابر اپنے مال کی تقسیم کس طور سے کرنیکا سوال کرکے اپنے بہنون کو اس قدر دینکی وصیت گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہان سے گئے بعد یہہ آیت نازل ہونے سے تشریف لاکر اُنکے بہنون کا حصہ بیان کئے واللہ اعلم معلوم کیجئے اوپر گذری سو آیت للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون الآیہ کی یہہ آیت تفصیلی ہے اس آیت مین اللہ تعالی نے یوصیکم جو فرمایا

وہ صیغہ مضارع کا ہے ایصاء سے ایصاء کی معنی اصل مین وصل کرانا عرب کے محاورہ مین ایسا کہتے ہین
وَصَتِ الارضُ وَصْیًا و وَصِیًّا و وصاءً و وصاءۃً یعنی اسکے نباتات متصل ہوئین اسکو جب
باب افعال مین لیگئے تو اوصی کی معنی وصل کرانا اور پہنچانا اس تقدیر پر آیت کی معنی یون ہونگی
اللہ تعالیٰ تمکو ایک بات کہتا ہے ایسی بات ہے جو تمھارے مرے بعد تمھاری اولاد کے حقوق پورے
ملنے کو پہنچاتا ہے قفال نے ایسی ہی معنی کو بیان کیا بعضے کہتے ہین یہ صیکم کی معنی یامرکم کی ہے
یعنے حکم کرتا ہے تمکو بعضے کہتے ہین اسکی معنی یعہد الیکم یعنے عہد کرتا ہے تمکو بعضے کہتے ہین یفرض
یعنے فرض کرتا ہے اولاد کا ذکر مقدم کیا کسو اسکے آدمی کو اپنی اولاد کے ساتھ نہایت تعلق
رہتا ہے اس لئے تمکو مقدم کیا اور بولا میت کو اولاد ہو تو لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ
دینا فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ پھر اگر ہوین یعنے اولاد عورتین
دوسے اوپر تو انکو ہین دو تہائیان جو چھوڑ مرا وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ
اگر ہے یعنے لڑکی ایک تو اسکو آدھا مال ہے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے ان جملون مین اولاد کا حصہ
بیان کر دیا اولاد کے ساتھ دوسرے حصہ دار بھی ہین یا نہین اگر انکے ساتھ دوسرے حصہ دار نہین ہے
تو انکے تین حالت ہین یا میت کو لڑکے اور لڑکیان دونون ہین یا فقط لڑکیان ہین یا فقط
لڑکے پہلی حالت مین کہا لڑکے کو دو لڑکیون کے برابر دینا اگر میت فقط ایک لڑکا اور ایک لڑکی
چھوڑا ہے لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ دینگے اگر متعدد ہین تو ہر لڑکے کو دو حصے اور ہر لڑکی
کو ایک حصہ دینگے دوسری حالت مین یعنے لڑکا نہین فقط لڑکیان ہین اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسکو
آدھا مال ہے اگر دو سے افزون ہین یعنے تین ہین یا اس سے زاید تو ان تمام مین دو تہائیان ہین دو لڑکیان
ہون تو ان کو کس قدر دینا سو نہین فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین دو لڑکیان ہون تو
انکو بھی نصف ہے جمہور امت کہتے ہین لڑکیان دو ہون تو بھی اوکے واسطے دو ثلث ہے کیا دا سلے
کوئی شخص مرکے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑا تو لڑکی کو ایک ثلث اور لڑکے کو دو ثلث دینگے کیا
واسطے اللہ تعالیٰ فرمایا للذکر مثل حظ الانثیین ایک لڑکے کو دو ثلث دیئے تو آیت سے معلوم ہوا اگر

دو لڑکیون کا حصہ ہے تو پھر دو لڑکیون کو بھی دو ثلث دینا اس آیت سے ثابت ہوا تیسری حالت
مین فقط لڑکون کو چھوڑا ہے تو ایک لڑکا ہو تو اسکو پورا مال دیگے اگر زاید ہو تو انہین علی السویہ تقسیم کرینگے
لڑکا ہو تو اسکو پورا مال دینے کا حکم آیت سے نکلنے کا بیان یہہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا للذکر مثل
حظ الانثیین اس جملہ سے معلوم ہوا مرد کا حصہ عورت کے دوبرابر ہے بعدہ فرمایا وان کانت واحدۃ
فلہا النصف اس سے معلوم ہوا فقط لڑکا ہو تو اسکو دو نصف ہون ان دونون آیتون کو جمع کرنے سے
معلوم ہوا ایک لڑکے کا حصہ پورا مال ہے اگر اُسکے ساتھ لڑکے اور بھی ہون تو سبکو علی السویہ تقسیم
کردیگے اولاد کے ساتھ دوسرے حصہ دار مثلاً والدین اور احد زوجین ہون تو انکا حصہ جاتے باقی مال مین اوپر کی تقسیم کے مطابق تقسیم کردیگے
معلوم کیجئے اس آیت کا عموم چار صورت سے تخصیص پایا ہے پہلی صورت حر و عبد مین توارث نہین دوسری صورت قاتل
جو عمداً قتل کیا ہو اسکو حصہ نہین تیسری صورت کافر مسلمان کا وارث نہین ہوتا انکی تخصیص حدیث سے ثابت ہوئی اسپر اجماع ہے مسلمان کافر
کا وارث ہوتا ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے معاذ اور معاویہ اور شریح القاضی اور شعبی کہتے ہین
وارث ہوتے ہین جمہور کہتے ہین وہ بھی وارث نہین ہوتے مسلمان مرتد کے مرا ہو یا اسکو قتل کرے
تو مال جو ردت کے زمانے مین حاصل کیا ہے اسکا کوئی وارث نہو گا بلکہ بیت المال مین داخل
کرینگے اسلام کی حالت مین جو کسب کیا تھا شافعی کے پاس وہ بھی بیت المال مین داخل کرنا ابو حنیفہ کہتے ہین
وہ مال اسکے مسلمان وارثون مین تقسیم کرنا چوتھی صورت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی کے مال
کے وارث نہین ہوتے اور انکے مال کا بھی کوئی وارث نہین ہوتا مذہب اکثر مجتہدین کا یہی ہے انکی
دلیل حدیث مشہور ہے لا نورث ما ترکنا صدقۃ ہم وارث نہین کئے جاتے جو چھوڑ جاتے ہین وہ صدقہ
ہے اس مسئلہ مین شیعہ کو خلاف ہے ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات
کی تقسیم نکرنا اور دوسرے صحابہ انکے قول کی تسلیم کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ حدیث کہے تھے
سو اسکے مقرر ہونا اور فاطمہ اور عباس اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم دعوی سے باز رہنا صحابہ کے
اجماع پر دلالت کرتا ہے اجماع کا خلاف جو کہے اسکا قول مردود ہے وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ اور میت کے ماں باپ کو

ہر ایک کو دونو نمین چھٹا اس مال سے جو چھوڑ مرا اگر میت کو اولاد ہے اب اللہ تعالی ماں باپ کو حصہ کسقدر دینا ہے سو شروع کیا اور فرمایا انکے تین حالت ہین پہلی حالت انکے ساتھ اولاد ہونا تو مان کو ایک سدس ہے یعنے چھٹا حصہ اور باپ کو ایک سدس ہے معلوم کیجئے ولد کا اطلاق لڑکا اور لڑکی دونو ان پر ہوتا ہے میت کو لڑکا ایک ہے یا افزود اور اوسکے ساتھ لڑکی بھی رہے یا یہ سب حالتو نمین وہی سدس سدس دیونگے اگر لڑکا نہین فقط لڑکیان ہین تو اس تقدیر مین مان کو وہی سدس ہے لیکن باپ کو سدس جو اسکا فرض ہے اسکے سوے باقی رہا سو مال بھی اسیکو دیونگے مثلاً ایک لڑکی ہے تو لڑکی کو نصف اور مان کو سدس اور باپ کو سدس دیگے ایک سدس جو باقی ہے وہ بھی عصوبت کی راہ سے باپ ہی کو دینگے فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ پھر اگر اسکو یعنے میت کو اولاد نہین اور وارث ہین اوسکے مان باپ تو اسکی مان کو ثلث ہے یعنے تہائی اس جملے مین والدین کی دوسری حالت کی طرف اشارہ کیا وہ میت کو اولاد نہونا تو اس تقدیر مین مان کو ثلث ہے باپ کو کسقدر سو بیان نہین کیا کیونکہ میت کو ماں باپ کے سوا اور کوئی نہین سو آیت سے ظاہر ہوتا ہے جب اسکو کوئی نہو تو پورا انہین کو دیگے مان کا حصہ جب ثلث ہوا تو لازم آیا باپ کو باقی دینا جیسا اولاد مین مرد کو عورت کے دوبرابر حصہ تھا یہان بھی ویسا ہی باپ کو مان کے دوبرابر ہوا پہلی آیت مین باپ کا فرض سدس تھا یہان دو ثلث جب لیا تو سدس تو اسکا فرض ٹھہرا باقی عصوبت کی جہت سے لیا اس سے ثابت ہوا اگر مان نہین فقط باپ ہے تو سارا مال لیگا کیونکہ واسطے عصبہ ہے عصبہ اسکو کہتے ہین کہ جسکو حصہ مقرر نہین اگر ذوی الفروض یعنے جنکے حصے مقرر ہین انکے ساتھ ہو تو انکے حصے جاتے ماقی لیگا دوسرا کوئی نہین ہے تو پورے مال کا وارث ہوگا معلوم کیجئے مان باپ کے ساتھ میت کا شوہر یا جورو ہے تو اس صورت مین شوہر یا جورو کو اسکا حصہ دینے بعد جو باقی رہتا ہے اسکا ثلث مان کو دیونگے باقی باپ کو ائمہ اربعہ اور جمہور کا مذہب یہی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین شوہر یا جورو کو اسکا حصہ دیگے مان کو کل مال کا ثلث دیگے باقی جو رہا باپ کو دیگے کیونکہ واسطے کہ وہ عصبہ ہے میت کو عورت اور مان باپ تو

مسروق بھی ابن عباس کی موافقت کرتا ہو اگر شوہر ہے تو جمہور کی موافقت کرتا ہی تا مان کا حصہ بایب
افزودنہو فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ پھر اگر اُسکو یعنے میت کو بھائیان ہو تو اُسکی
مان کو سدس یعنی چھٹا حصہ ہے یہہ ابوین کی تیسری حالت ہے میت کو بھائیان اور بہنان ہوں تو مان کو
سدس ہے اخوۃ جمع اخ کی ہے اخ بھائی کو کہتے ہین لیکن اس جگہہ اخوۃ کا لفظ بھائیان اور بہنان دونون کو
شامل ہے جمع کا لفظ لانے سے معلوم ہوا کہ بھائیان یا بہنان تین ہون تو مان کو سدس ہو اسبات پر سب
مجتہدون کا اتفاق ہے بھائی یا بہن ایک ہو تو مان کو سدس نہین بلکہ ثلث ہو اسپر بھی سب کا اتفاق
ہے اگر دو ہون تو اس مین فقہا کو اختلاف ہو اکثر صحابہ کہتے ہین تین کا حکم جو ہے دو کا حکم بھی وہی
ہے عمر اور عثمان اور علی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا مذہب یہی ہے ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا بھی
مذہب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین دو ہون تو مان کو سدس نہین بلکہ وہی ثلث ہو ابن جریر اور
حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین روایت کئے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عثمان
رضی اللہ عنہ کے پاس جاکے کہے تمھاری قوم کی زبان مین دو بھائیون کو اخوۃ نہ کہینگے سو دو بھائیان
ہون تو مان کو ثلث سے سدس کی طرف نہ پھیرنا عثمان رضی اللہ عنہ فرمائے میرے آگے ایک بات
ٹھہر گئی اور ملک نہین جاری ہوئی اور لوگ اُسکے موافق تقسیم کئے ہین سو مین اسکو رد کرنیکی طاقت نہین رکھتا
حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے جواب کا حاصل یہہ ہے اس حکم پر سابق اجماع ہو چکا ہے
مین اسکا خلاف نہین کر سکتا سن لیجئے بعضے مفسرون نے کہا اس اختلاف کا منشا یہہ ہے اقل جمع دو ہی
یا تین اسمین علما کو اختلاف ہو قاضی ابوبکر الباقلانی کہتا ہے اقل جمع دو ہی جمہور علما کہتے ہین اقل جمع
تین ہے اس اختلاف کے نظر کرتے بعضون نے دو کو جمع کا حکم کیا بعضون نے اُسکو واحد کا
حکم دیا بندہ عاصی کہتا ہے اگر اقل جمع کا لحاظ اس اختلاف کا منشا ہوتا تو
جمہور کو لازم پڑتا دو اخوۃ سے مان کا محجب نہ کرنا سو معلوم ہوا کہ اقل جمع کے
لحاظ سے یہہ اختلاف نہین بلکہ تثنیہ پر جمع کے لفظ کی اطلاق مجازاً جایز ہے
یا نہین صحابہ اخوۃ کے لفظ کا اطلاق اخوین پر مجازاً جو کئے ہین اس سے

معلوم ہوا کہ وہ جائز ہے اسکو تائید کرتی ہے وہ جو حاکم اور بیہقی روایت کیے ہین کہ زید بن ثابت نے دو بھائی سے مان کی حجب کرتے تھے لوگ کہے یا ابا سعید اللہ تعالی فرماتا ہے (فان کان لہ اخوۃ) تم دو بھائی سے کیسا محجوب کرتے ہو تو کہے عرب اخوین کو اخوۃ بولتے ہین یہہ دلالت کرتی ہے کہ اخوین کا لفظ اخوۃ پر اطلاق کیا جاتا ہے ابن عباس کے قول سے ثابت ہوا کہ یہہ اطلاق حقیقی نہین تو لازم ہوا کہ وہ مجاز ہے اصل لفظ مین تو حقیقت تھی یہان حقیقت پر حمل نہ کرکے مجاز پر جو حمل کئے ہین کیا واسطے اسکے نظایر مین جمع سے تثنیہ مراد لئے ہین اس جہت سے یہان بھی اسی پر حمل کئے واللہ اعلم یاد رکھئے میت کو باپ سے اور اخوۃ باپ ہی وارث ہوگا اخوۃ محجوب ہوگے با این ہمہ مان کے حق مین تو ثلث ڈالنے کا ڈالے گا اسکا وارث بھی باپ ہی ہوگا مثلاً میت والدین اور تین بھائیون کو چھوڑکے مرا تو مان کو سدس دیگے باقی پانچ سدس باپ لیگا جمہور فقہا کا مذہب یہی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین یہہ سدس جو مان کا تھا اخوۃ کو ملیگا مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ یہہ وصیت کے پیچھے جو دلوا مرا یا قرض کے یعنی اولاد اور والدین کو یہہ حصے دیا جو کہے اسوقت دیگے دین ادا کرکے وصیت جاری کئے بعد کچھ بچ رہا ہو تو ہے کیا واسطے کہ ترکے سے اول میت کی تجہیز و تکفین کرینگے اسکے بعد دیندار کا دین بھیڑینگے تمام مال دین مین کھپ گیا تو نہ وصیت جاری ہوگی نہ ورثہ کو کچھ ملیگا اگر دین نہین یا دین ادا ہوکے کچھ باقی رہا تو میت کسی کو کچھ دینے کی وصیت کیا ہے تو مال باقی جو رہ گیا ہے اسکے ثلث مین وصیت جاری کرینگے باقی کو ورثہ مین تقسیم کرینگے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین فرمائے تم یہہ آیت پڑھتے ہو (من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کو پیش از وصیت کے ادا کئے یعنی اس آیت مین وصیت مقدم رہنے سے یہہ نہ سمجھو کہ وصیت دین پر مقدم ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دین کو اول ادا کرواتے ہین اس حدیث کی سند مین حارث الاعور ہے وہ اگرچہ ضعیف ہے لیکن امت کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ دین وصیت پر مقدم ہے معلوم کیجئے اس جگہہ

اگرچہ لفظ مین وصیت دین پر مقدم ہے لیکن اَوْ کا لفظ جو اباحت کے واسطے ہے لانے سے حکم مین مقدم نہین کیا واسطے او کا لفظ ترتیب کے واسطے نہین بلکہ دو چیز مین سے ایک کے واسطے رہتا ہے گویا یون کہے ان دونون مین سے ایک کے بعد ورثہ کا حق دینا خواہ مفرد ہو یا ایک دوسرے کے ساتھ مضموم ہو تو ہین باوجود مقدم رہنے کے اللہ تعالی اسکو لفظ مین موخر ذکر کیا کیا واسطے دین مین غیر کا حق میت کے ذمہ پر باقی رہتا ہے فرضخواہ میت کے پاس مال دیکھا تو کسی طور سے اپنا حق لیگا وارث کو بھی حقدار کا حق پہنچانے مین کچھ اٹک نہین بخلاف وصیت کے منفت غیر کو مال دینا ہے اسکو ادا کرنا ورثہ پر شاق ہوتا ہے مظنہ تھا کہ اسکو ادا کرنے مین سستی کرے سو اہتمام اور انکی ترغیب واسطے اسکو مقدم کیا اس امر کی تاکید واسطے اَوْ کے لفظ سے ذکر کیا تا معلوم ہو کہ ادا کرنے مین دونو برابر ہین اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا تمہارے باپ اور بیٹے تو معلوم نہین کون اپنے شتاب پہنچتے ہین تمہارے کام مین یہہ جملہ وارثون کے حصون کے بیان مین اور فریضۃ من اللہ کے درمیان معترضہ واقع ہوا ہے اسکو ذکر کرنیکا فایدہ یہہ ہے جسے جب مختلف ذکر کیا اور عرب کی عادت میراث بانٹنے مین جو تھی اسکے برخلاف حکم کیا تو لوگون کے دلونمین یہہ خطرہ ہوگا کہ تقسیم اسطرح پر ہوتی تو بہتر تھی سو اس مٹنے کو دفع کرنے یہہ فرمایا یعنے تمہارے وارث خواہ تمہارے اصول ہو یا تمہارے فروع انمین سے دنیا مین اور آخرت مین کون تمکو زیادہ کام آنیوالا ہے سو تم کو معلوم نہین پھر اللہ جیسی تقسیم کرنے کا حکم کیا ہے اسکے موافق عمل مین لاؤ اپنی خواہش کے موافق ایک کو دیکے دوسرے کو محروم نہ کیجو مجاہد کہتا ہے نفع سے دینوی نفع مراد ہے یعنے کہتے ہین اخروی نفع مراد ہے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین آبا اور ابناء سے جو اللہ تعالی کا زیادہ مطیع ہے قیامت کے دن اللہ تعالی کے پاس اسکا مرتبہ بلند ہے کیا واسطے اللہ تعالی بعضے مومنون کو بعضون کے لئے شفیع کیا ہے اس اثر کا مطلب یہہ ہے کوئی شخص سمجھتا ہے آخرت مین اپنا والد اپنے کو نفع دیگا کوئی سمجھتا ہے اپنا بیٹا اپنے کو نفع دیگا سو یہہ بات نہین بلکہ جو شخص اللہ کا زیادہ مطیع ہوا اسکا ہوتہ بلند ہوگا بلند مرتبہ والا اپنے والد کی یا والد اپنے

شفیع ہوگا اسکے تائید کرتی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
جنت مین کوئی شخص گیا تو اپنے والدین اور عورت اور بچون کو چاہیگا تو کہینگے دے تیرے مرتبہ کو
اور عمل کو نہین پہنچے پھر وہ شخص کہیگا ای رب مین نے عمل جو کیا سو اپنے اور اُنکے لئے کیا ہون پھر
حکم ہوگا اسکے لوگون کو اسکے ساتھ لاحق کر دو سیوطی نے بیضاوی کے حاشیہ مین کہا اس حدیث
کو طبرانی کبیر مین اور ابن مردویہ اپنی تفسیر مین روایت کئے بندہ عاصی کہتا ہے طبرانی اسکو صغیر
مین بھی روایت کیا ہے اسکی سند مین ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن بن غزوان ہے دارقطنی نے کہا
متروک ہے حدیث کو وضع کرتا ہے ابن عدی نے کہا اسنے ثقات سے یہ اسمٰعیل کو روایت کرتا ہے
اور وضع حدیث سے متہم ہے واللہ اعلم بعضے کہتے ہین یہہ جملہ معترضہ نہین بلکہ آیت کی معنی کے ساتھ
تعلق رکھتا ہے معنی یون ہین تمھارے باپ اور بیٹے جو تمھارے وارث بنتے ہین انمین سکو کون دنیا اور
آخرت مین تمھارے بہت کام آئیگا سو تم نہین جانتے کوئی سمجھتا ہے باپ بہت کام آئیگا لیکن بیٹا
کام آتا ہے کوئی سمجھتا ہے بیٹا کام آئیگا لیکن باپ کام آتا ہے اگر حصونکی تقسیم تمھارے اختیار پر
چھوڑ دین تو جو مستحق ہے اسکو تم نہ دیکے جو مستحق نہین اسکو دوگے اس لئے اللہ تعالی نے جو مصلحت
جانا اسکے موافق تقسیم کیا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا حصہ باندہا اللہ ثمن
کا ہے مقرر اللہ خبردار ہے حکمت والا فریضۃ کا لفظ مفعول مطلق ہے یوصیکم اللہ کے جملے کا
اسکے مضمون کو تاکید کرنیکے واسطے لایا ہے کیا واسطے کہ یوصیکم سے مراد یفرض اللہ علیکم ہے یعنی
فرض اور معین کیا تمہیر فرض کرنا کرکے یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اسکی تقدیر یون ہے
فرض اللہ ذلک فریضۃ یعنے فرض و مقدر کیا اللہ تعالی اس تقسیم کو فرض کرنا یعنی اس حکم کو بجالانا
تمہیر فرض و واجب ہے اسکے برخلاف جو تم کرتے تھے سو فقط اپنی نفسانیت کی راہ سے کرتے تھے
اللہ سب معلومات کا علیم ہے اس تقسیم کے مصالح و منافع کا بھی عالم ہے اور وہ حکیم ہے امر نکریگا
مگر اسی کا جو بہتر اور پسندیدہ ہو وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ
وَلَدٌ اور تمکو ہے آدہا اسکا جو چھوڑ مرین تمھاری عورتین اگر نہو اُنکو بچہ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ پھر اگر ہے انکو بچہ تو تمکو چوتھائی مال ہے اُس سے جو چھوڑ گئیں اس جملے مین شوہر
کو کسقدر دینا سو حکم کیا اور فرمایا عورت مرے اور اسکو بچہ نہین ہے تو شوہر کو اسکی میراث سے
نصف مال دینا اگر عورت کو بچہ ہو تو اس تقدیر مین شوہر کو ربع ہے ولد جو کہا عام ہے لڑکا ہو
یا لڑکی ایک ہو یا متعدد وہ اولاد اسی شوہر کی ہو یا دوسرے کی صلبی بیٹا بیٹی کا جو حکم ہے پوتا پوتی
ہو تو بھی وہی حکم ہے معلوم کیجئے ازواج جمع زوج کی ہے مرد اور عورت دونون کو عرب کے
محاورے مین زوج کہتے ہین عورت کو زوجہ کہنا ضعیف لغت ہے امام نووی نے کہا فرایض کے
باب مین عورت کو زوجہ کہنا ضرور پڑتا ہے تا اشتباہ نہو انتہی کیا واسطے میت مثلا زوج چھوڑا
کہے تو معلوم نہین ہوتا کہ مراد شوہر ہے یا عورت یہان فرایض کے بیان مین اللہ تعالی زوجہ نہین
کہا کیا واسطے ضمایر مذکور ہونے سے اشتباہ نہین ہے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ
بعد وصیت کے جو دلوا مرین یا قرض کے اوپر جو حکم کہا تھا اسکو اہتمام اور تاکید کے لئے مکرر فرمایا
وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ اور انکو یعنے عورتون کو ہے چوتھائی مال اس سے جو چھوڑ مرو تم اگر نہو تمکو بچہ پھر اگر تمکو بچہ
ہے تو انکو یعنے عورتون کو آٹھوان حصہ اس سے جو تمنے چھوڑا اس جملے مین شوہر مرگیا اور اسکو
اولاد نہین ہے تو اسکی عورت کو ربع دو کہا اگر اولاد ہے تو اسوقت عورت کو ثمن دینے کا امر کیا
عورت ایکہی ہے تو اسکو ربع یا ثمن دیوگے اگر ایک سے زیادہ ہے تو سبکو اسی مین بانٹ کے دیوگے
اوپر کے جملہ مین اولاد کا حال ہم جو کہے یہان بھی وہی ہے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ
بعد وصیت کے جو تم دلوا مرو یا قرض کے وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً اور اگر ہو گا مرد کہ
جسکی میراث لیتے ہین کلالہ أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ
یا عورت اور اوسکا ایک بھائی ہے یا بہن تو دونون مین ہر ایک کو چھٹا حصہ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ
مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ اور اگر زیادہ ہوئے اس سے یعنی ایک بھائی اور
ایک بہن سے تو سب شریک ہین ایک تہائی مین معلوم کیجئے میت سے اسکا وارث بے واسطہ اصل

رکھتا ہے یا بالواسطہ جو بیواسطہ ہے وہ اتصال نسب کے سبب کرتے ہیں یا زوجیت کے یہ تین قسم ہوئے
پہلی قسم اتصال جو اتصال نسب کے سبب سے ابتداءً حاصل ہوتا ہے وہ اشرف اعلا ہے یہ اتصال نہیں
ہوتا مگر ولادت سے اللہ تعالی اس قسم کی قرابت والوں کا حصہ اوّل بیان کیا دوسری قسم اتصال
جو زوجیت کے سبب سے ابتداءً حاصل ہوتا ہے سو اس کا رتبہ پہلے سے کم ہے اسکو اسکے بعد ذکر کیا
تیسری قسم اتصال جو غیر کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے اس اتصال کو کلالہ کہتے ہیں پہلی قسم کے نظر
کرتے اس قرابت میں تھوڑا فاصلہ پڑا اسلئے اللہ تعالی اس قسم کو اوپر کے قسموں کے بعد ذکر کیا
کلالہ کسکو کہتے ہیں اسمیں صحابہ کو اختلاف ہے اکثر صحابہ اور جمہور فقہا کہتے ہیں جسکو والدین اور ولد
نہ ہو وہ کلالہ ہے یہی قول ابوبکر الصدیق اور علی اور ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم
کا ہے عمر اور ابن عباس سے بھی ایک روایت ہے صحیح مختار قول یہی ہے بعضے کہتے ہیں کلالہ وہ
جسکو ولد نہیں یہی قول عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے طاؤس نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے
کلالہ وصف وارث کی ہے یا مورث کی اسمیں بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں میت کے ورثہ جو
زندہ ہیں اُنکی وصف ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول یہی ہے جمہور فقہاء کا مختار بھی یہی ہے
بعضے کہتے ہیں وہ میت کی وصف ہے یہہ قول علی بن ابیطالب اور ابن مسعود کا اور ابن عباس کا
ہے شاید یہہ اختلاف اسکی حقیقت کے نظر کرتے ہو ورنہ عرب کے استعمال میں دونوں کی صفت میں
مستعمل ہے امام رازی نے کہا کلالہ اس آیت میں میت کی وصف ہے جو اولاد اور والدین کو
نہیں چھوڑا حاصل آیت کا یہہ ہے کوئی مرد یا عورت مرجاوے اور اسکو اولاد اور والدین نہ ہو
مگر ایک ہی بھائی یا ایک ہی بہن ہے تو اسکو ایک سدس دیگے اگر ایک سے زیادہ ہو تو ایک ثلث
میں اسی ثلث کو بانٹ کے دیگے اَوِ امْرَةٌ کا عطف رجل پر ہے اس عطف کے نظر کرتے (ولہ
اخ او اخت) میں ولہ اور لہا کہنا تھا لیکن عرب کا محاورہ ہے جب دو اسم ذکر کرکے انکے
بعد ان دونوں کی خبر ذکر کرنا چاہے اور دونوں کا حکم ایک ہی رہے تو کبھی دونوں کی طرف
اضافت کرتے کبھی ایک ہی کیطرف اس قاعدہ کے رو سے یہاں ولہا اخ او اخت کہا

اخ او اخت کہے دونون صحیح ہین لیکن مرد کو شرف تھا اس لئے ولہ اخ او اخت فرمایا یاد رکھئے اخ او اخت سے بھائی یا بہن اخیافی مراد ہے اس پر سب مفسرین کا اتفاق ہے اخیافی بھائی اور بہن اسکو کہتے ہین میت کی اور اس بھائی یا بہن کی والدہ ایک ہو اور باپ دونون کا مختلف اس جگہہ اخیافی بھائی یا بہن مراد لئے کیا واسطے سورے کے آخر مین آیت جو آتی ہے اسمین ایک بہن کو نصف اور دو بہن کو دو ثلث اور بہن بھائی مخلوط ہون تو مرد کو عورت کے دوبرابر دینے کا حکم کیا ہے تو معلوم ہوا وہان بھائی بہن سے جو مراد ہین یہان وہ مراد نہ ہونا اس لئے وہان حقیقی یا علاتی بھائی اور بہن مراد لئے اور یہان اخیافی کو کیا واسطے وہان لحاظ باپ کا تھا باپ کا حصہ انکو دیا یہان لحاظ ماں کا ہے ماں کا حصہ ثلث تھا سو انکو دیا ماں کے حصہ سے بڑکے انکو دینیکا کوئی وجہ نہین اخیافی بھائی بہن کا حکم جو مذکور ہوا اس پر سب مجتہدین کا اجماع ہے کہتے ہین اخیافی بہن دو ہو یا اس سے زاید سب ثلث مین شریک ہونگے انہین مرد کا اور عورت کا حق برابر ہے مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا دین کے غَيْرَ مُضَارٍّ جب اور ورثا کا نقصان نہ کیا ہو غیر کے لفظ کو نصب ہوا کیا واسطے یوصی کے فاعل کا حال واقع ہوا ہے یعنے وصیت جو کرتا ہے اس سے ورثہ کے ضرر کا قصد نہونا اگر ضرر کا قصد کیا ہے تو گناہگار ہوگا مثلاً کہا یہہ مال جو ہے وہ فلانے کی ودیعت ہے یا اپنے پر فلانے کا اسقدر دین ہے حالانکہ حقیقت مین اسکی ودیعت یا دین نہین تھا یا بولا فلانے پر میرا قرض جو باقی تھا سب مجھکو وصول ہوا حالانکہ وصول نہین ہوا تھا اسکے مانند جس سے ورثہ کو ضرر پہنچے ابو داؤد اور ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کوئی مرد یا کوئی عورت اللہ تعالےٰ کے طاعتون مین ساٹھ برس تک کرتا رہی جب مرنے کا وقت پہنچا تو ورثہ کے ضرر کی وصیت کرے تو اسکے لئے دوزخ ہے ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند حسن غریب ہے ہمکو نہین معلوم ہے اس حدیث کو شہر بن حوشب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نسائی اور ابن عدی کہتے ہین کہ وہ قوی نہین احمد اور یحیی بن معین اسکی توثیق کئے ہین عبد الرزاق نے اپنے مصنف مین بھی اسکو روایت کیا ہے اسکی روایت مین یون ہے آدمی ستر برس تک اہل خیر کا عمل کرتا رہا وصیت کرنے مین ظلم کیا تو اسکا ختم بد عمل پر ہوا اور دوزخ مین جائیگا اور آدمی ستر برس تک اہل شر کا عمل کرتا رہا وصیت کرنے

انصاف کیا تو اسکا ختم نیک عمل پر ہوا وہ بہشت مین جائیگا امام احمد اسکو اپنی مسند مین عبدالرزاق سے اور ابن ماجہ بھی عبدالرزاق کی طریق سے ایسا ہی روایت کئے ہین نسائی اور عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ وصیت مین اضرار یعنے غیر کو ضرر پہنچانا گناہ کبایر سے ہو اور یہہ آیت پڑھے غیر مضار وصیۃ من اللہ بعضون نے اس حدیث کو مرفوع بھی روایت کیا ہے عقیلی نے کتاب الضعفا مین کہا عمر بن المغیرۃ المصیصی کے سوائے دوسرا کوئی اسکو رفع نہین کیا ہے بیہقی نے کہا اسکا وقف ہی صحیح ہے اسکا رفع ضعیف ہے حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا اسکو سعید بن منصور موقوف روایت کیا ہو اسکی سند صحیح ہے اور نسائی مرفوع روایت کیا ہو اسکے رجال ثقہ ہین بندہ عاصی کہتا ہے نسائی نے اسکو کتاب التفسیر مین روایت کیا ہے شاید اسکے نسخے مختلف ہین کیا واسطے جمال الدین الزیلعی تخریج ہدایہ کے کہا ہے کہ نسائی اسکو موقوف روایت کیا ہے اور ابن مندہ بھی اپنی اطراف مین ایسا ہی کہا ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنے وارث کو میراث پہنچنے سے بھاگے گا تو اللہ تعالی قیامت کے دن جنت سے اسکی میراث کو قطع کریگا اسکو عبدالرحیم بن زید العمی نے اپنے باپ سے وہ انس سے روایت کیا ہے عبدالرحیم متروک ہے اور اسکا باپ ضعیف ہے ہمارے فقہا کہتے ہین وصیت ثلث مال مین صحیح ہے اور مستحب ہے وصیت ثلث سے کم رہنا اور وارث کیواسطے نہ رہنا اگر ثلث سے افزود کی وصیت کیا یا وارث کو وصیت کیا تو ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگا جسکو وارث نہین وہ شخص ثلث سے افزود کی وصیت کرنا باطل ہے کیواسطے وہان حق مسلمان کا تعلق پکڑا وہ وصیت نافذ ہوگی ابو حنیفہ کے پاس یہہ وصیت صحیح ہے اور موصی لہ کو پورا مال دیگے معلوم کیجئے وصیت کبھی واجب ہوتی ہے جیسی زکاۃ وغیرہ حق اللہ یا کسی آدمی کا حق اسکے ذمہ پر رہے اور اسکے شہود نہین ہین تو وصیت کرنا اس پر واجب ہے اور کبھی مندوب ہوتی ہے مثلا فقرا کو دینا کہ جس سے کثرت اجر کا ارادہ ہو اگرچہ مال کم ہو اور عیال بہت ہے اور کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسی اسکے عکس مین اور کبھی مباح

ہوتا ہے جہان کہین اسکے دونون امر مستوی رہے مثلاً غنی کو مال دینے کی وصیت کیا اور کبھی حرام ہوتی ہے جیسی معصیت مین یا ورثہ کو ضرر پہنچانے اکثر فقہا اضرار کو گناہ کبیرہ مین شمار کئے ہین اور ثلث سے زیادہ مال کی وصیت کو بھی بعضون نے حرام کہا ہے اور اسکو اضرار مین داخل کرتا ہے بخاری اور مسلم وغیرہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ وہ اتنا بیمار پڑے کہ قریب المرگ ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کے واسطے تشریف لے گئے سعد عرض کئے یا رسول اللہ میرے پاس بہت سا مال ہے ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہین اس مال مین سے دو ثلث کی وصیت ایا مین کرون حضرت فرمائے نہین وہ کہے نصف کی کرون تو کہے نہ وہ کہے ایک ثلث کی تو کہے ہان ثلث کی کر اور ثلث بہت ہے تو اپنے وارثون کو غنی چھوڑنا بہتر ہے فقیر ہو کر لوگون کے پاس ہاتھ پسار کے بھیک مانگتے پھرنے سے اس سے معلوم ہوا کہ ثلث سے افزود مال کی وصیت ممنوع ہے ہمارے فقہا سے ابو سعید المتولی نے کہا کہ ثلث سے افزود کی وصیت کرنا مکروہ ہے ہمارے جمہور فقہا اسیکو اختیار کئے ہین ابن حجر ہیتمی تحفہ مین کہا جس نے حرام بولا سو اسکا قول ضعیف ہے اگرچہ اس وصیت سے ورثہ کی حرمان کا ارادہ کرے کیا واسطے حرمان کے ارادے کو یہان کچھ تاثیر نہین ثلث مال کی وصیت کرنا میت کا حق ہے حرمان کا قصد ثلث مین کچھ تاثیر نہین کرتا اس سے زیادہ کی وصیت کیا تو نافذ ہوگی مگر ورثہ کے ازن سے ورثہ جب اذن دیوے تو حرمان کی نسبت اسکی طرف ہوئی شمس الرملی نے کہا یہی قول معتمد ہے وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ کہہ رکھا ہے اللہ نے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا لفظ وصیۃ کا یا مفعول مطلق یوصیکم کا ہے یعنے اللہ تعالیٰ تمکو اسکا امر کرتا ہے امر کرنی یا مفعول بہ غیر مضاد کا اسوقت معنی یون ہوگی وصیت کیو قت ورثہ کا ضرر نہ کرنا تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یہ حدین باندھی اللہ کی ہین تلک کا اشارہ یا نزدیک جو مذکور ہوا اسکی طرف ہے یا سب احکام جو سورے کے اول سے یہان تک مذکور ہوئین ان کا نام حدود رکھا کیو اسطے شروع کے احکام بمنزلہ حد اور احاطے کے ہین اس سے تجاوز کرنا مکلف کو جایز نہین وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے تو داخل کرے اسکو باغونمین کہ

جنکے نیچے بہتی نہریں سدا رہے انہیں بعضے مفسرین کہتے ہیں اللہ کی اطاعت اور ایسا ہی نافرمانی میں حکم مختص ہے ان چیزوں سے جو اس صورتمیں مذکور ہوئیں اکثر محققین کہتے ہیں یہہ حکم عام ہے ان تکالیف کو اور اونکے سوائے دوسرے سب تکالیف کو شامل ہے کیا واسطے لفظ عام ہے سب تکالیف کو شامل ہوتا ہے مخصوص تکالیف کے بعد اسکو ذکر کرنا اسکے عموم کی تخصیص کو مقتضی نہیں وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی ہے بڑی مراد ملنی وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ اور درگذرے اسکے حدوں سے يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا داخل کریگے اسکو آگ میں رہ پڑا اسمیں وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ اور اسکو ذلت کی مار ہے معلوم کیجئے یدخلہ کا لفظ دونوں آیتوں میں یا مضمومہ اور خا مہملہ کی کسرے سے مضارع غائب کا صیغہ باب افعال سے قرأت عاصم وغیرہ کی ہے نافع اور ابو جعفر اور ابن عامر دونوں جگہہ ندخلہ نون کی ضم سے جمع متکلم مع الغیر کے صیغے سے پڑھتے ہیں اس قرأت پر اسکی معنی یوں ہوگی داخل کریگے ہم اسکو اس قرأت پر اول کے جملہ غائب کے صیغے سے ذکر کرکے اسکو متکلم کے صیغے سے جو ذکر کیا اسکو بلاغت والے التفات کہتے ہیں معتزلہ کہتے ہیں مومن گنہگار دوزخمیں ہمیشہ رہیگی اس آیت میں دلیل ہے اس کا جواب یہہ ہے عصیان سے یہاں شرک مراد ہے اور بھی آیت دلالت کرتی ہے اللہ تعالی کے حدود کو تعدی کرنا سبب خلود نار کا ہے یہہ تعدی متحقق نہوگی مگر جو شخص اعتقاد کیا کہ یہہ قسمت حکمت و مصلحت کے رو سے نہیں جو شخص ایسا اعتقاد کیا تو کافر ہوا بن توبہ کے اسی اعتقاد پر مرا تو البتہ وہ مخلد فی النار ہوگا جو شخص یہہ احکام و تکالیف کو حق مانا اور انکو قبول کرنا فرض سمجھا مگر شومی نفس سے اسپر عمل نہیں کیا تو اسکو اللہ تعالی کے سب حدود کو تعدی کیا کرکے نہ بولیگے وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں تو شاہد لاؤ اوپر چار مرد اپنوں میں سے فاحشہ لغت میں قبیح کو یعنے بدکام کو کہتے ہیں بعضے کہتے ہیں جو فعل یا قول کہ اسکی قبح دلوں میں عظیم ہو اور زبان پر لانا اسکا بد ہو اسکو فاحشہ کہتے ہیں اس جگہہ فاحشہ سے زنا مراد ہے اسپر سب مفسرین کا اتفاق ہے زنا کی قبح بڑی رہنے سے اسکو فاحشہ کہے نساکم سے یا حرہ عورتیں مراد ہیں یعنے

ع ۱۴

باندیون کا یہہ حکم نہین یا جو روان یا مومن عورتین مراد ہین شاہد لانیکا خطاب شوہر کو ہے
یا اس شخص کو جو عورت پر زنا کی تہمت کیا ہے یا خطاب حکام کو ہے یعنے زنا کے ثبوت کیواسطے
چار شخص کی شہادت لیوے شہود عادل مرد ہونا شرط ہے فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي
الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ پھر اگر وے گواہی دین ورد ۴۰
تو ان کو بند رکھو گھرونمین یہان تک تمام کرے انکو موت یا کر دے۔ اللہ انکی کچھ راہ تمام کرے
انکو موت کی معنی یہہ ہین ملائکہ انکی عمر تمام کرے یا انکو موت پکڑ لیوے یعنے مرین مفسرین کہتے ہین
یہہ حکم اول اسلام مین تھا عورت زنا کی تو اسکو گھر ہی مین قید کرتے اسمین حکمت یہہ ہے عورت باہر
پھری تو اسکو مردون سے آشنائی ہوتی ہے اور زنا کا سبب پڑتا ہے گھر سے باہر نکلنے نہ دو تو دھگڑ دھکڑ حواشی ۱۲
نہین ملتا بعد یہہ حکم منسوخ ہوا اسبات پر مفسرین کا اتفاق ہے لیکن اسکے ناسخ مین اختلاف ہے بعضون نے
کہا اسکا ناسخ آیت جلد کی ہے جو سورۂ نور مین نازل ہوئی اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ
جلدۃ بعضون نے کہا اسکا ناسخ حدیث ہے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی جسکو عبد الرزاق اور امام
شافعی اور طیالسی اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور دارمی اور مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن الجارود اور طحاوی اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس
اور ابن حبان روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی جب نازل ہوتی تو حضرت کو کرب و
بیقراری ہوتی چہرے کا رنگ بدل جاتا ایک روز حضرت پر وحی نازل ہوئی اس سے جب افاقہ ہوا
فرمایا خذوا عنی یعنی میرے سے لو یعنی حکم جو بیان کرتا ہون اسکو سنیو اللہ تعالیٰ نے عورتون کی
راہ کیا ثیب یعنی بیاہتی کو سو تازیانے مار کے پتھرون سے سنگسار کرنا اور بکر یعنی کنواری کو سو تازیانے
مار کے ایک برس تک شہر بدر کرنا بعضے کہتے ہین یہہ آیت اس حدیث سے منسوخ ہوئی اور حدیث سورۂ
نور کی آیت سے منسوخ ہوئی لیکن یہہ قول شافعی کے قواعد کے موافق نہین کیواسطے اس سے قرآن کا نسخ
سنت سے اور سنت کا نسخ قرآن سے ہونا لازم آتا ہے شافعی اسکو روا نہین رکھتے ابو سلیمان الخطابی
نے کہا آیت اور حدیث منسوخ نہین کیواسطے کہ اللہ تعالیٰ انکی کچھ راہ ہوئی تک گھرونمین

بند رکھنے کے حکم کو مقید کیا تو انکی راہ ہوئی مجمل ہے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے
اس اجمال کی تفصیل کی اسکی ناسخ نہین ہوئی اور جلد کی آیت کے عموم کو تخصیص کی بکر کو سو جلدے مارنے
پر سب علما کا اتفاق ہے اسکو شہر بدر کرنا واجب ہی یا نہین اسمین فقہا کو اختلاف ہی شافعی اور
اکثر فقہا اور ابو یوسف کہتے ہین کہ وہ واجب ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کہ وہ واجب نہین امام مناسب
سمجھا تو بطور تعزیر کے شہر بدر کرے ثیب کو رجم کرنا واجب ہے ثیب سے مراد محصن ہے رجم کے باہین
محصن اسکو کہتے ہین عاقل بالغ رہنا اور عورت سے کہ جسکے ساتھ نکاح کا عقد صحیح ہوا ہے وطی کرنا
ایسے محصن کو رجم کرنے پر صحابہ اور فقہا کا اجماع ہے بعض خوارج اور معتزلہ اسکو انکار کرتے ہین محصن
کو اول جلدے مار کے بعد رجم کرنا یا فقط رجم کرنا اسمین بھی اختلاف ہی علی رضی اللہ عنہ سے دونون
مین جمع کرنا ثابت ہوا ہے عبادہ کی حدیث جو گذری اسپر دلیل ہے احمد اور اسحق اور داؤد اور ابن المنذر
کا مذہب بھی یہی ہے شافعی اور جمہور کہتے ہین محصن کو فقط رجم کرنا جلدے نہ مارنا عبادہ کی حدیث
مین جلدون کا حکم جو تھا سو منسوخ ہوا کیونکہ غامدیہ اور جہنیہ وغیرہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقط رجم کا حکم کئے جلدون کا امر نہین کئے تو معلوم ہوا کہ وہ واجب نہین وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا
مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا
اور جو دو کرنے والے تم مین سے کرین وہی کام تو ستاؤ انکو پھر اگر توبہ کرین اور نیک چلن اختیار
کرین تو انکا خیال چھوڑ دو مقرر اللہ توبہ قبول کرتا ہے مہربان اللذان تثنیہ الذی کا ہے الذی
سے مرد و عورت مراد ہین سعید بن جبیر اور سدی کہتے ہین پہلی آیت مین ثیبہ عورت کا حکم بیان
فرمایا اس آیت مین بکر مرد و عورت کا حکم ذکر کیا اس سے معلوم ہوا ایذا کا حکم مرد و عورت
دونون مین مشترک ہوا اور قید کا حکم فقط ثیبہ عورت کے لئے ہے حسن بصری کہتا ہے اس آیت کا نزول
پہلی آیت کے قبل ہے معنی یون ہین مرد ہو یا عورت جو زنا کرتے ہین انکو ستانا پھر توبہ کرے اور برے
کام سے باز رہے تو ان کا خیال چھوڑ دینا اگر توبہ نکرے اور اپنے کام مین اصرار کرے تو عورتون کو
قید کر رکھنا ایذا سے مراد انکو سخت باتین کرنا بے حیا بے غیرت کہنا بعضے کہتے ہین انکو گالیان دینا

ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ مرد زنا کیا تو اسکو زبان سے سخت کہتے تھے اور جلدن سے مارتے تھے ان سے اعراض کرنا یعنی انکا خیال چھوڑنا جو بولا اس سے انکو ایذا نہ دینی مراد ہے یعنی جب وے دونون زنا سے توبہ کرین اور نیک چلن اختیار کرین تو انکی ایذا سے باز رہنا اس آیت کا حکم بھی منسوخ ہونین مفسرون کو اتفاق ہے معلوم کیجئے ابو مسلم الاصفہانی کہتا ہے کہ یہ دونون آیتین منسوخ نہین بلکہ پہلی آیت یعنی واللاتی یاتین الفاحشۃ سے سحاقات یعنی عورت عورت سے بدکام کرنا جسکو طبق زنی اور چپٹ بازی کہتے ہین مراد ہے چپٹ باز عورتون کو موے تک حبس کرنا دوسری آیت یعنی واللذان یاتیانہا منکم سے لواطت مراد ہو لواطت کرنیوالونکو زبان سے اور ہاتھ سے ایذا پہنچانا اسیکو موید ہے قول مجاہد کا جس کو ابن جریر وغیرہ روایت کئے ہین اسنے کہا واللذان یاتیانہا سے لواطت مراد ہے سورہ نور کی آیت سے زنا مراد ہے جو مرد وعورت کے درمیان ہوتا ہے اسکا حکم بکر کو سو جلدے ہین اور ثیب کو رجم کرنا ہے اور یہ لوگ ایسا کہنے سے ان آیتون مین کسی آیت کی نسخ کا دعوی کرنیکی احتیاج نہین رہتی لواطت پر بھی فاحشہ کا اطلاق آیا ہے اتاتون الفاحشۃ وانتم تبصرون کی آیت اسپر دلالت کرتی ہے طبرانی نے واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے السحاق بین النساء زنا بینہن یعنے چپٹ بازی عورتون کی انکے درمیان زنا ہے اور یہ لوگ پہلی آیت مین من نسائکم کا لفظ عورتون کی تخصیص پر دلالت کرتا ہے اور دوسری آیت مین منکم کا لفظ مردونکی خصوصیت پر دال ہے اور یہ لوگ واللذان سے مرد اور عورت تغلیب کے قاعدہ پر لینا درست نہین کیا واسطے عورتون کا حکم پہلی آیت مین فرمادیا دوسری آیت مین بھی عورت کا ارادہ کرنا کہا ہے اور پہلی آیت مین فاحشہ سے زنا مراد لینا اور دوسری آیت مین بھی اسکو مراد لینا ایک شی کو ایک ہی جگہ مین مکرر لانا ہے اہل بلاغت کے پاس یہ تکرار قبیح ہے اور بھی اللہ تعالی نے اویجعل اللہ لہن سبیلا فرمایا اس سے رجم اور جلد مراد لینا صحیح نہین کیونکہ رجم اور جلد مین انکی کچھ راہ نہین ہوئی بلکہ ان پر تو ٹوٹ پڑا اسمین سبیل علیہن ہے سبیل لہن نہین جیسے اس بیت مین ہے لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اور یہ لوگ کہتے ہین انکی راہ کردینے سے نکاح

انکی شہادت منتفی ہو سکیونکہ اللہ تعالی سہل کرنا مراد ہے انتہی فخر رازی کا میلان بھی اسیکی قول کے طرف ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسکا قول باطل ہے کیا واسطے کہ فاحشہ سے اس جگہہ زنا مراد ہونے پر سب مفسرون کا اتفاق ہے اسکا اطلاق لواطت پر ہونے سے اس جگہہ بھی وہی مراد ہونا لازم نہین چپٹ بازی پر زنا کا اطلاق جو آیا ہو مجاز ہے اگر حقیقت ہوتا تو سورہ نور کی آیت پر نظر کرتے چپٹ بازون کو بھی سو جلدے مارنا لازم ہوتا اسکا تو کوئی قائل نہین مجاہد کا قول جو نقل کیا اول اسکی سند کو دیکھا چاہیے صحیح ہے یا نہین بر تقدیر ثبوت اسکا قول شاذ ہے قابل حجت نہین کسی آیت کی نئی تاویل جسکو متقدمین ذکر نہین کئے ہین استنباط کرنا جایز ہے کرکے اہل اصول جو کہتے ہین اس تاویل کی صحت پر دلالت نہین کرتی کیا واسطے کہ نئی تاویل جہان قدیم تاویل کو جو مجمع علیہ ہے باطل کرے تو نئی تاویل استنباط کرنا جایز ہے اس جگہہ نئی تاویل قدیم تاویل کو جو مجمع علیہ ہے باطل کرتی ہے سو اس قبیل کی تاویل احداث کرنی جایز نہین پہلی آیت مین عورتون سے مثنیہ اور دوسری مین مرد و زن بکر مراد لینا جیسے سعید بن جبیر و سدی سے ہم نقل کر چکے ہین تکرار کے دعوے جو اس نے زعم کیا باطل کرتا ہے تفصیل کے مقام مین اسطور کی تکریر لاغو عین بلاغت ہے اور بجعل اللہ سبیلا سے رجم اور جلد مراد ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے عبادہ بن الصامت کی روایت جسکو مسلم روایت کیا ہے اسپر دلالت کرتی ہے عبادہ بن الصامت کی حدیث کو ایک شاہد ہے جسکو امام احمد نے سلمہ بن المحبق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے میرے سے لو اللہ تعالی انکے لئے راہ کیا بکر بکر سے کیا تو سو جلدے مارنا اور ایک سال شہر بدر کرنا ثیب ثیب سے کیا تو سو جلدے مارنا اور رجم کرنا اسکی سند حسن ہے اور عبد بن حمید صحیح سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انکی سبیل یہہ ہوئی رجم ثیب کو اور جلدے بکر کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہہ قول حکم مین حدیث مرفوع کے ہے بیہقی نے مجاہد سے روایت کیا ہے اسنے کہا سبیل سے حد مراد ہے قتادہ بھی ایسا ہی کہا جب شارع سے اور صحابہ سے سبیل کی تفسیر رجم اور جلد سے وارد ہو تو اسکے مقابلہ مین قیاس کرنا فاسد ہے کسیکے لفظ کو لام سے اور الی سے متعدی کرنے سے جعل کے لفظ کا تعدیہ بھی ویسا ہی ہونا لازم نہین دیکھو علی کا لفظ نفرت

ہے صلی کو اس سے متعدی کرنے سے مضرت کی معنی کا فایدہ نہین بخشتا سبیل کی یہہ تفسیر کرنے سے قرآن
کا نسخ خبر احاد سے نہین ہوا جیسا تبعضے کہتے ہین بلکہ اجمال کی تفصیل ہوئی جس کا بیان ہم اوپر کرچکے ہین
اس حد مین انکی راہ نہین ہوئی جو بولا سو مسلم نہین کیا واسطے جو ان عورت کو علی الخصوص شدت
شہوت کے وقت مین قید کرنے سے قتل کرنا اسکو خوب دکھتا ہو بھی یہہ سبیل دنیا مین ہونا ضرور
نہین آخرت کی سبیل دنیا کی سبیل سے افضل ہے اسکو رجم کرنے سے یا جلدے مارنے سے طہارت اور
سبیل اخروی حاصل ہوتی ہے کہ جس سے نجات ملتی ہے عورت مساحقہ کرنا اور مرد لواطت کرنا اگرچہ
گناہ کبیرہ ہین لیکن انکے ثبوت کیواسطے چار شاہد ہونا کرکے کسی صحابہ سے ثابت نہوا اور کوئی مجتہد اسپر
عمل نہین کیا چار شاہد رہنا مخصوص زنا کیواسطے ہے چار شاہد لانا کرکے جو بولا اس سے معلوم ہوا فاحشے
سے زنا ہی مراد ہے فریابی اور ابن المنذر اور نحاس اپنی کتاب الناسخ مین اور براز اور طبرانی مجاہد کی
طریق سے روایت کئے ہین کہ (واللاتی یاتین الفاحشۃ) کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے عورت
جب زنا کرتی تو اسکو گھر مین قید کرتے مرگئی تو مرگئی جیتی تو جیتی یہانتک کہ سورۂ نور کی آیت نازل ہوئی
علی اور عطا اور عکرمہ بھی ابن عباس سے ایسی ہی روایت کئے ہین ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے
روایت کیا ہے کہا ابتدا اسلام مین عورت کا زنا چار مرد عادل کی شہادت سے جب ثابت ہوتا تو
اسکو قید کرتے اسپر کچھ حد نہین تھی اگر اس عورت کو شوہر رہتا تو عورت کے پاس سے مہر جو دیا تھا لے لیتا اور
اسی مہر سے اسکا خرچ چلاتا طلاق نہین دیتا اور اس عورت سے مجامعت بھی نہین کرتا یہان تک مرجاوے
ان دلائل سے معلوم ہوا کہ یہہ آیت مساحقہ کے مقدمہ مین نازل نہین ہوئی مساحقہ کرنے والیکو قید ابھی
کرنیکا کوئی مجتہد قائل نہین دوسری آیت لواطت کے مقدمہ مین نازل ہوتی تو صحابہ اسپر عمل کرتے
اسکے حد مین اختلاف نہ کرتے باوجود شدت احتیاج کے صحابہ اس آیت سے حجت پکڑنا دلیل
ہے کہ یہہ آیت لواطت مین نازل نہین ہوئی ابن ابی الدنیا اور اسکی طریق سے بیہقی بسند جید
محمد بن المنکدر سے روایت کئے ہین کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو
لکھ بھیجے کہ مین نے عرب کے بعضی نواحی مین دیکھا ایک مرد دوسرے مرد کو نکاح کرتا ہے جیسی عورت کو

نکاح کرتے ہیں پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سنتا کر جمع کئے اور اُنسے اسکا حکم پوچھا علی رضی اللہ عنہ خبر دیا کہ گناہ ہے جسکو کوئی امت نہیں کی مگر ایک اُمت یعنی لوط علیہ السلام کی امت سو انکو اللہ تعالے کیا کیا سو تم سب جانتے ہو میری رائے یہ ہے کہ اسکو آتش سے جلانا پھر سبکی رائے اسی پر متفق ہوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ اسکو آتش میں جلانا حکم کئے ضدرنی کہا لوطی آتش میں جلانا جار خلیفوں سے ثابت ہوا ہے ابوبکر الصدیق اور علی بن ابیطالب اور عبد اللہ بن الزبیر اور ہشام بن عبد الملک بعضے اہل علم کہتے ہیں لواطت کرنے والے کا حکم زنا کا حکم ہے محصن ہو تو رجم کرنا محصن نہ ہو تو سو جلدے مارنا یہی قول سعید بن المسیب اور عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور قتادہ اور نخعی کا ہے ثوری اور اوزاعی بھی ایسا ہی کہتے ہیں ابن الزبیر سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے بیہقی نے عطا سے روایت کیا ہے کہ ابن الزبیر پاس سات شخص کو لواطت کئے سو لے آئے انمیں سے چار شخص محصن تھے سو انکو رجم کئے اور تین شخص غیر محصن تھے سو انکو رجم نہ کئے شافعی کے دو قول ہیں اظہر قول یہی ہے اور ابی یوسف اور محمد بن الحسن سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہیں شافعی پاس اس قول پر مفعول کو سو جلدے اور ایک سال تک شہر بدر کرنا ہے پھر مفعول مرد ہو یا عورت محصن ہو یا غیر محصن فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے لوطی محصن ہو یا غیر محصن دونوں کو رجم کرنا سعید بن جبیر اور مجاہد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کئے ہیں شعبی سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے زہری بھی یہی کہتا ہے امام مالک اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے اور علی رضی اللہ عنہ بھی لوطی کو رجم کئے کر کے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ اور بیہقی بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ شہر میں بلند جگہہ کون سی ہے سو اُس پر سے لوطی کو اُلٹا پھینکنا بعد اُسکو سنگساری کرنا شافعی کے ایک قول میں لوطی کو خواہ فاعل ہو یا مفعول قتل کرنا انکی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جسکو عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں اور امام احمد اپنی مسند میں اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا کتاب ذم الملاہی میں اور ابو یعلی اور بزار دونوں اپنی مسندوں میں اور ابن جریر تہذیب الآثار میں اور ابن الجارود کتاب المنتقی میں اور دارقطنی اپنی سنن میں اور حاکم مستدرک میں اور بیہقی سنن میں اور ضیاء مقدسی کتاب المختارہ میں

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لوط کی قوم کا عمل کرتا ہوا سکیو تم پاؤ گے
تو فاعل اور مفعول دونونکو قتل کرو اس حدیث کی صحت مین اختلاف ہی ابن الجارود اور حاکم اور
ضیاء مقدسی اور ایک جماعت محدثین کی اسکی صحت کے قائل ہین اور ایک جماعت اسکی صحت مین
کلام کرتے ہین اس حدیث کو ابو ہریرہ اور جابر اور ابی موسیٰ اور ابو ایوب اور عثمان رضی اللہ عنہم کی
روایتون سے مرفوع شواہد بھی وارد ہوئے ہین لیکن انکے اسانید مین مقال ہے ابن عباس کی حدیث
کی صحت مین حافظ جلال الدین سیوطی نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے ابو حنیفہ کہتے ہین لوطی پر حد نہین
اس پر تعزیر ہے پھر اسکو آتش سے جلانا یا بلند مکان پر سے اوندھا پھینک کے سنگسار کرنا یا حد سے
مارنا یا مرتک اسکو قید کرنا اس اختلاف سے معلوم ہوا کہ یہہ آیت لواطت کے مقدمے مین نازل نہین ہوئی
اگر نازل ہوئی تو البتہ اسپر عمل کرتے نص موجود ہوتے ہوئے یہہ اختلاف نکرتے تو معلوم ہوا اسکو
لواطت کا حکم ٹھہرانا باطل ہے اگر کہے معاکی غرض یہہ تھی لوطی پر حد قایم کرنا ہے یا نہ کرنا اس آیت
مین اسکا کچھ ذکر نہین اس لئے اس آیت کی طرف رجوع نہین کئے اسکا جواب یہہ ہے لوطی کی
یہہ تعزیر نص سے جب ثابت ہو تو اس پر حد قایم کرنے مین اختلاف کرنا بیجا ٹھہرتا ہے اللہ تعالے
سخت سست جسکو بولکر کے امر کرے تو اسپر حد قایم کرنے کیواسطے اختلاف کرنا نص صریح کا
خلاف ہوتا ہی واللہ اعلم اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ
مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ توبہ قبول کرنی اللہ پر نہین ہے مگر انکی جو برا
کرتے ہین نادانی سے پھر توبہ کرتے ہین جلد سو انکو اللہ تعالی معاف کرتا ہی معلوم کیجئے معتزلہ کہتے ہین
توبہ قبول کرنی اللہ تعالی پر عقلاً واجب ہے اور اس آیت سے دلیل لیتے ہین کیواسطے کلمہ علی کا وجوب
پر دلالت کرتا ہے معلوم ہوا کہ اسکی توبہ قبول کرنی واجب ہے اہل سنت کہتے ہین اللہ تعالی مالک
مختار ہے جو چاہے کرے اسپر کوئی چیز واجب نہین لیکن اللہ تعالی مومنون کا توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا
اللہ تعالی کے وعدے مین خلاف آنا محال ہے تو اس رو سے توبہ قبول کرنی گویا واجب ہوئی
کیواسطے اس نے جس چیز کی ایجاب غیر کی طرف سے اسپر نہین تھی جو اپنی ذات پر واجب ٹھہرایا

توعلی کے لفظ کا اطلاق کرنا صحیح ہوا ابو حیان کہتا ہے اس جگہ دو مضاف محذوف ہین ایک مبتدا سے دوسرا خبر سے اس جملہ کی تقدیر یون ہے انما قبول التوبۃ مترتب علی فضل اللہ یعنے توبہ قبول کرنی مترتب نہین ہے مگر اللہ کے فضل پر اس تقدیر مین علی اپنے اصل معنی پر باقی ہے السوء جو فرمایا اس سے گناہ مراد ہے توبہ قبول کرنیکو جہالت سے قید کیا سو اسکے ظاہر سے ایسا معلوم ہوتا ہے جو شخص جان کے گناہ پر اقدام کرے اسکا توبہ مقبول نہین لیکن یہ مقصود نہین ہے کیونکہ گناہ والے کا جان کے کرنا یا جان کے دونون حالت مین توبہ مقبول ہوتا ہے اس بات پر امت کی اجماع بلکہ عرف کے محاورے مین بے اعتدالی کرنے کو جہالت کہتے ہین عبد الرزاق اور ابن جریر قتادہ سے روایت کرتے ہین کہا جس چیز سے اللہ تعالی کی نافرمانی ہوتی ہے اسکو جہالت کہتے ہین خواہ عمدا ہو یا بلا عمدا اور بولا اس بات پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر ابو العالیہ سے روایت کئے ہین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہتے تھے بندہ جو گناہ کرتا ہے جہالت ہے عبد بن حمید اور ابن جریر وغیرہ مجاہد سے روایت کئے ہین کہا جو شخص اللہ تعالی کی نافرمانی کیا تو وہ جاہل ہے ابن جریر نے کلبی کی طریق سے ابی صالح سے روایت کیا ہے اس نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر مین کہتے تھے جو شخص برا کام کرے وہ جاہل ہے اس نے جہالت سے برا کام کیا ان تمام کے کلام سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی نافرمانی جسنے کی اسکو جاہل کہینگے اور اسکے کام کو جہالت بولینگے عاصی کو جاہل کہنے کی وجہ یہہ ہے کہ ثواب و عقاب ملنے کا علم جو اس شخص کو تھا اسکو استعمال مین نہین لایا جب استعمال نہین لایا تو جاہل اور وہ دونون مساوی ہوئے اس لئے اسکو جاہل کہے خواہ اسکو گناہ سمجھ کر کیا یا گناہ نہین سمجھا بعضے کہتے ہین اسکو جہالت کہے کیا واسطے اس نے لذت فانیہ کو لذت باقیہ پر اختیار کیا اس لئے جاہل ہوا بعضے کہتے ہین معصیت پر اسکو لانے والی چیز کا جہل ہے کیا واسطے اسنے معصیت کی قباحت اور اسکی بری عاقبت کو نہین جانا وہ گناہ معصیت ہونیکا جہل نہین سو جو شخص گناہ کرتا ہے اس گناہ کی حالت مین وہ جاہل ہوا سے نفسانی اسپر غالب ہونے سے اسکا کمال علم مسلوب ہوتا ہے توبہ کو شتاب کرنا کہا اس شتاب کرنے سے حضور موت مراد ہے یعنی ملک الموت کو اور موت کے ہول کو معاینہ کرنیکے

قبل توبہ کیا تو وہ توبہ قبول ہوتا ہے موت کے ہول کو معاینہ کئے بعد توبہ کیا تو وہ توبہ مقبول نہین مفسرین کا اسبات پر اتفاق ہے امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقرر اللہ تعالی بندے کے توبہ کو قبول کرتا ہے جبتک غرغرہ نہ کرے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے غرغرہ اسکو کہتے ہین بیمار کے منہہ مین پانی یا اور کوئی پتلی چیز ڈالے تو اسکے حلق کے اندر غرغر کرکے تھم مین نہ اترے اور اسکو نگلنے کی قدرت نہ رہے دم حلق مین جب آتا ہے اسوقت یہہ حالت ہوتی ہے اس حالت کو پہنچنے کے قبل تک توبہ کرنی مقبول ہے اس مدت کو قریب بولا کیا واسطے جو آنے والی چیز ہے سو قریب ہے اور عمر انسان کی اگرچہ دراز ہو وہ قلیل ہے اور اسکی موت قریب ہے انسان کو لازم ہے ہر آن موت کا وقت آنیکی انتظار مین رہے اسی واسطے کہتے ہین گناہ سے مفارقت کرتے ہی توبہ کرنا اس پر فرض ہے تا گناہ پر اصرار کرنے والون مین داخل نہو وے یہان اللہ تعالی شروع مین انما التوبۃ علی اللہ کا جملہ فرمانکے بعد اولئک یتوب اللہ علیہم آہ کا جملہ فرمایا سو پہلے مین اعلام ہے اسپر کہ اللہ تعالی توبہ قبول کرنی اپنے پر جو لازم کیا ہے یہہ لزوم احسان و فضل و تکرم کا ہے لزوم استحقاقی نہین دوسرے جملہ مین توبہ قبول کرنے کی خبر دیتا ہے اور بھی پہلے جملہ سے توبہ کی توفیق مراد ہے یعنی توبہ کی ہدایت اور اسکی ارشاد اور اسپر اعانت کرنا گناہگار بندہ کو جو اللہ تعالی کی عظمت اور قہر کو نظر مین نہ لاکے جہالت سے کر بیٹھا ہے پھر جلد توبہ کرتا ہے اور گناہ پر اصرار نہین کرتا ہے اس سے باز آتا ہے یہ سب اللہ تعالی کے فضل سے ہے دوسرے جملے مین اشارہ ہے بندہ کی جسکی شان ایسی ہو وہ توبہ کیا تو اللہ تعالی اسکو قبول کرتا ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا یعنی جانتا ہے کہ اس شخص نے شہوت اور جہالت غالب آنے سے گناہ کیا حکمت والا یعنی ایسی صفت کا بندہ جسنے توبہ کیا تو اسکے توبہ کو قبول کرنا کرم کا مقتضا ہے یا اپنے بندون کے دلون کی تصدیق و یقین کو جانتا تھا سو اپنی حکمت کے مقتضا سے اسکے توبہ کو قبول کیا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اور انکی توبہ مقبول نہین جو کرتے

بُرے کام حتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ یہانتک جب سامنے آئی
ایسی کسی کی موت کہنے لگا مین نے توبہ کی اب وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ اور نہ اُنکی جو
مرتے ہین کفر مین اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اُنکے واسطے ہم نے تیار کی ہے دُکھ کی مار
اوپر کی آیت مین اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیکا شرط بیان کیا اب اِس آیت مین جنکی توبہ قبول نہین اُنکا ذکر شروع
کیا سو اُسکے دو قسم کیا پہلی قسم وے لوگ جو گناہ پر اصرار کرتے ہین موت کا وقت جب حاضر ہوا یعنی
سکرات لگی اور ملک الموت کو دیکھا اور اپنے جسد سے روح کو نکلتے پایا پھر ایسی حالت مین توبہ کیا تو
اُسکی توبہ قبول نہین معلوم کیجئے موت کا وقت قریب ہونا توبہ قبول ہونے کو مانع نہین بلکہ احوال
کہ جنکو مشاہدہ کرنے سے آخرت کے امور اسپر منکشف ہوئے اور معرفت اللہ تعالیٰ کی ضروری ہوئی
اور تکلیف ساقط ہوئی سو یہہ حالت توبہ قبول ہونیکو مانع ہے فرعون کی ایسے ہی وقت مین ایمان
لانے سے توبہ مقبول نہوئی دوسری قسم کفار ہین وَالَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ مین اُنکی طرف اشارہ کیا یعنی
کفار جو اپنے کفر پر مرتے ہین آخرت مین وے توبہ کرے تو اُنکی توبہ مقبول نہین کسواسطے کہ آخرت
مین تکلیف اٹھ گئی اور عذاب کہ جسکا وعدہ تھا اسکو معاینہ کیے اِس آیت سے بدعتی مذہب کا فرقہ
جنکو وعیدیہ کہتے ہین اپنے مذہب پر دلیل لیتے ہین اور کہتے ہین یہان اللہ تعالیٰ وَالَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ
وَھُمْ کُفَّارٌ کے جملہ کو لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ کے جملہ پر عطف کیا معطوف مغایر معطوف الیہ کا رہتا ہے تو معلوم
ہوا پہلا طایفہ کافرون کا نہین وے منافق ہین یا فساق مومنین منافق اور کافر دونون شارع کے
پہلے حکم مین مساوی ہین تو ثابت ہوا کہ یہہ طایفہ فساق مومنین کا ہے بعد جب دونون فریق کے
حق مین بولا اِنَّا اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا تو معلوم ہوا یہہ وعید فساق اور کفار دونون کے حق مین
ہے اسکا جواب یہہ ہے کفار یا منافق جو کفر پر مرتے ہین وے غیر ہین اُن کا فر اور منافق کے
جو موت کو معاینہ کرکے توبہ کرتے ہین اسقدر تغایر معطوف اور معطوف الیہ مین عطف کے واسطے
بس ہے اسی پر سعید بن جبیر نے کہا ہے پہلا جملہ یعنی اِنَّمَا التَّوْبَۃُ اہ مومنون کی شان مین ہے دوسرا
جملہ یعنی وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ کا منافقون کے حق مین ہے یعنی منافق یا کافر موت کے معاینہ کیوقت توبہ کرے

تیسرا جملہ یعنی والذین یموتون کا کافروں کی شان میں ہے یعنی کافر جو اپنے کفر پر مرتے ہیں اور اصلا توبہ نہیں کرتے ابن المنذر نے عکرمہ کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یعملون السیئات سے مراد اہل الشرک ہیں یعنی اہل الشرک جو معائنہ موت کے وقت توبہ کرتے ہیں ابن المنذر اور ابن جریر وغیرہ علی بن ابی طلحہ کی طریق سے ابن عباس سے روایت کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اول اس آیت کو نازل کیا بعد ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء کو نازل کیا سو جو شخص کفر پر مرا تو اسکی مغفرت حرام کی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنی مشیت پر رکھا مغفرت سے مایوس نہیں کیا اس قول پر یہ آیت عقاب مومنین کے حق میں نازل ہوئی لیکن اسکا حکم دوسری آیت سے منسوخ ہوا اور یہ بھی احتمال ہے کہ الذین یعملون السیئات سے مراد فساق مومنین ہیں وے حضور موت کے وقت توبہ کرے تو انکا توبہ مقبول نہیں انکے بعد اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذکر کیا کفر نہایت قبیح تھا اور فاسق مومن سے کافر کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت حقیر و ذلیل تھا اس لئے اس کے حق میں وعید ذکر کیا اور فرمایا (اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما) اولئک اسم اشارے کا لفظ ہے اسم اشارہ جاری مجری ضمیر کے ہوتا ہے ضمیر کا مرجع اقرب مذکور کی طرف ہوتا ہے اسم اشارے کی مرجع بھی اسکی طرف ہونا اقرب مذکور تو کفار ہیں اولئک کا اشارہ بھی انہیں کی طرف ہوا اور یہ عذاب مخصوص کافروں کے لئے ہوا کیونکہ واسطے کفر کے سبب سے زیادہ عقوبت اور ذلت کے مستحق ہوئے اب وعید یہ کو اس آیت میں کچھ حجت نہ رہی یا ایہا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرہا اے ایمان والو حلال نہیں تمکو کہ وارث ہو عورتوں کے زور سے بغوی نے نقل کیا ہے کہ جاہلیت میں مدینے کے لوگوں کا دستور تھا مرد مرکے عورت کو چھوڑتا تو اس عورت کا میندر بیٹا یا اس مرد کے عصبات سے کوئی شخص آکے اس عورت پر یا اسکے خیمہ پر اپنا کپڑا ڈالتا پھر وہ شخص اس عورت کا مالک ہوتا پھر اعلی کا شوہر جو مہر دیا تھا اسی مہر پر اکثر کا بغیر مہر کے نکاح کرتا یا دوسرے کے نکاح کر دیتا یہ شخص جو مہر دیتا اسکو آپ ہی لیتا یا کسی کو نکاح نہ کر دیکے چپ ڈال رکھتا تا وہ عورت مر جائے کہ میراث وغیرہ اپنے اول کے شوہر سے کچھ لی ہے تو دیکے اس کے نیچے سے چھوٹے یا جس مر جاتی جاوے اسکے قبل وہ عورت نکل جاکے اپنے لوگوں میں ملی تو وہ عورت اپنی ولایت کی ہوتا

رہتی اسلام کا دور آئے بعد بھی اُن مین ایسا ہی دستور جاری تھا ابو قیس بن الاسلت انصاری رضی اللہ عنہ موا اس کی عورت کبیشہ بنت معن الانصاریہ پر اس کا بیٹا جس کا نام حصن یا قیس بن ابی قیس تھا چادر ڈال کے اسکا مالک بنا لیکن اسکو نکاح نہ کرکے اُسکو ضرر ہونا کرکے کھانا کپڑا نہ دیکے اس کو تنگ کیا کبیشہ آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ابو قیس موا اس کا لڑکا میرے نکاح کا مالک ہوا وہ مجھکو نہ کھانا دیتا ہے نہ میرے پاس آتا ہے اور نہ مجھکو چھوڑتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی کا امر ہوے تک تو اپنے گھر ہی مین بیٹھی رہ پھر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا ابن جریر وغیرہ متعدد طریقون سے اس قصے کا مضمون روایت کئے ہین اسکے اصل کو بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی اور بیہقی اپنے سنن مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم طریق سے عکرمہ کے روایت کئے ہین اُس نے کہا اس آیت کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے کوئی شخص مرگیا تو اس شخص کے اولیا یعنی عصبہ اس عورت کے مستحق ہوتے چاہے تو آپ اُس کو نکاح کرتے چاہے تو دوسرے کے نکاح کر دیتے چاہے تو کسی کو نکاح نہین کو دیتے یہی لوگ اُسکے مستحق رہتے عورت کے لوگونکو کچھ اختیار نہین انکی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی وہ جو کہے اس عورت کا نام کبیشہ تھا لڑکی معن بن عاصم اوسی کی اور اُس کے شوہر کا نام ابو قیس بن الاسلت تھا سو اُسکو ابن جریر وغیرہ نے ابن جریج کی طریق سے عکرمہ سے وہ ابن عباس سے ایسا ہی روایت کئے ہین بیہقی نے ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کیا اپنے والد سے روایت کیا کہ ابو القیس بن الاسلت جب موا تو اس کا لڑکے چاہا اپنی میندر مانکو آپ نکاح کرے یا اسکے جاہلیت کا دستور ایسا ہی تھا تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس روایت کی مرسل ہے اس آیت کی معنی مین دو قول ہین ایک معنی عورتون کے ذات کے وارث نہو یعنے انکو جبر سے میراث مین مت لو شان نزول کے احادیث جو ہم ذکر کئے اسی پر دلالت کرتے ہین بعضے کہتے ہین عورت کے مال کے وارث مت ہو جب وہ عورت اُسپر راضی نہو لفظ کرہا کا مصدر ہے معنی سے اسم فاعل کے یا مفعول کے حال ہے یعنی تمون کی ضمیر کا فاعلی کی معنی لیوے تو معنی یون ہو گی جس حال مین کہ وہ عورتین اُسکو کارہ ہین مفعول کی معنی لیوے تو یون معنی ہو گی جس حال مین کہ تم انپر جبر کرتے ہو کرہا کے کاف مین دو قراءت ہین

حمزہ اور کسائی اور خلف کاف کی ضم سے پڑھتے ہیں باقی کے قرا کاف کی فتح سے دونوں کی معنی ایک ہی ہیں حافظ الدین النسفی نے کہا کہ یا کا قید لگانے سے کرہ نہ ہو تو جائز ہو نا مراد نہیں کیا دا سے ایک شی کو ذکر سے تخصیص کرنی اسکے ماعدا کی نفی پر دلالت نہیں کرتا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ اور مت روکو انکو تاکہ لیلو اُن سے کچھ اپنا دیا ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ مرد نے اپنی عورت سے ناخوش ہوتا اور اس کی صحبت سے بیزار ہوتا تو مہر جو لی تھی اسکو پھیر دینے کے واسطے اُسکو مار دہاڑ کرتا تا بیزار ہو کے مہر پھیر دے اللہ تعالیٰ نے انکو اُس سے منع کیا اور بولا جیسا جبر سے اُن کو میراث میں لینا حلال نہیں نکاح کے بعد انکو روک کے اُن سے کچھ مہر جو دئے تھے پھیر لینا بھی روا نہیں ابن جریج نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے وہ بولا مکہ میں قریش کی عادت تھی کسی شریف عورت کو نکاح کرتا عورت اُسکی موافقت نہیں کرتی تو اُس عورت سے مفارقت کرتا اس شرط پر کہ دوسرے شوہر کو اپنے بے اذن نکاح نکرنا اس بات کی لکھا پڑی ہوتی اس پر گواہ رکھتے جب عورت کو کوئی منگنی کیا تو اگلے شوہر کو کچھ پیسا دیکے راضی کی تو اُس کو نکاح کی اذن دیتا نہیں تو اُسکو مانع ہوتا اس صورت میں بھی خطاب شوہروں کو ہے بعضے کہتے ہیں یہ خطاب میت کے اولیا کو ہے ابن جریر نے عکرمہ کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میت کے اولیا عورت کو میراث میں لیتے پھر اسکو نکاح کرنے سے مانع ہوتی پھر وہ اول کے شوہر پاس سے لی تھی اسکو پھیر دی تو اسکو اذن دیتے اس سے اللہ تعالیٰ نے انکو منع کیا إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ مگر جب کہ کریں فاحشہ صریح اوپر کے حکم سے ان کو استثنا کیا اور بولا ان عورتوں کو ضرر کے ارادہ سے مت کہنا اور ان سے پیسا لیکے چھوڑنا کسی وقت میں بھی کسی سبب سے حلال نہیں مگر ان سے فاحشہ صریح ہو تو اُن سے روک کے پیسا لینا حلال ہے اس فاحشہ سے زنا مراد ہے یہی قول حسن اور ابی قلابہ اور سدی کا ہے یہ حکم باقی ہے یا منسوخ ہوا اس میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں وہ حکم منسوخ نہیں باقی ہے بعضے کہتے ہیں وہ حکم منسوخ ہے عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر عطا الخراسانی سے روایت کئے ہیں اس نے کہا عورت سے فاحشہ صادر ہوا تو اس کو مہر جو دیا تھا

ہے کہ اس کو نکال دیا اور بعد وہ واجب نازل ہوئے جب یہ حکم منسوخ ہوا بعضے کہتے ہیں فاحشہ سے نشوز یعنی عورت شوہر کی نافرمانی کرنا بُرے اخلاق سے پیش آنا اور مرد کو اور اُسکے لوگوں کو ایذا پہنچانا مراد ہے یہ قول ابن عباس سے اور قتادہ اور ضحاک سے مروی ہے ابن عباس کہے اس سے نشوز جب ہونے لگا تو شوہر کو اُس سے فدیہ لینا حلال ہوا معلوم کیجئے عورت سے پیسا لیکر خلع کرنیکا حکم اگرچہ منسوخ نہیں لیکن اُسکو بے دی تک مضطر کرنا اور مرد کہنا اور ضرر پہنچانا جو اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے منسوخ ہوا کیا واسطے ایذا دینے کے پاس اسکو اسیار وک کے پیسا لینا صحیح نہیں بینہ کو ابن کثیر اور ابوبکر یاء شاذہ کی فتح سے پڑھتے ہیں اسم مفعول کا صیغہ اُس کی معنی ظاہر اور روشن کیا گیا باقی قرا یاء شاذہ کی کسرہ سے پڑھتے ہیں اسم فاعل کا صیغہ اسکی معنی ظاہر اور روشن کرنے والا فتحہ سے جو پڑھتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے بیان کرنا صفت ہیں فاحشہ کا فعل نہیں بیان کرنا اللہ تعالی کا فعل ہے اسلئے مفعول کا صیغہ بولا فاحشہ یعنی زنا کی ثبوت چار شاہد سے ہوتا ہے سو فاحشہ شہود کے سبب سے ظاہر ہوئی تو صیغہ مفعول کا درست ہوا کسرہ سے جو پڑھتے ہیں اُسکی وجہ یہ ہے فاحشہ جب ثابت اور ظاہر ہوئی تو بیان کی سبب پڑے پھر بیان کی نسبت اُسکی طرف کرنا جائز ہوا مآل دونوں قراتوں کا ایک ہے اسی لئے اردو کے مترجم نے اسکو صحیح سے ترجمہ کیا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور گذران کرو انکے ساتھ خوبی سے اکثر لوگ عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کیا کرتے تھے اس لئے حسن معاشرت کا حکم کیا بعضے کہتے ہیں اس جملہ کی تعلق وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً کے ساتھ ہے یعنی عورتوں کا مہر پہنچا دو اور انکے ساتھ خوبی سے چلو معاشرت بالمعروف سے مراد یہ ہے انکے ساتھ بات کرنا شب کو انکے ساتھ رکھنے سونا کھانا کپڑا عادت کے موافق دینا مسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفے کے دن ٹھہرہ میں خطبہ جو پڑھے اس میں فرمایا عورتوں کے حق میں سو سے ڈرو کیا واسطے تم انکو اللہ کے امان سے لئے ہو اور اللہ کے کلمے سے اُن کی فرج کو حلال کئے ہو ان عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے جس شخص کو تم مکروہ رکھتے ہو اس کو تمہارا بچھونا کھنے نہ دیوے

اگر ایسا کرین تو انکو نہ روکین سخت مارنہ رہے اور اُن سے دیے تمہارے پر کھانا کپڑا حسب دستور کے موافق
فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا پھر اگر تم انکو مکروہ
جانو یعنے دے عورتین تمکو نہ بھاوین تو شاید تم مکروہ جانے ایک چیز اور اللہ نے رکھی اُسمین بہت خوبی
یعنی دے عورتین تمکو نہ بھاوین اور اُنکی صحبت سے تم بیزار ہو تو اُنکی بے اعتدالی کو سہو اور اُن سے فراق
مت کرو انکو طلاق نہ دو شاید اُنسے موافقت کرنے مین تمہارا بھلا ہے عَسَىٰ ان تکرہو کا جواب اس مین
جزا کی علت تھی اُسکو قائم مقام جزا کے کرکے جزا کو حذف کیا گویا تقدیر یون ہے فان کرہتمو ہن
فاصبروا عسیٰ ان تکرہوا اور خیر کثیر سے فرزند مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے موافقت کرنے مین
بچا پیدا ہو جاوے تو خفگی جو تھی جاتی رہیگی عورت مرد مین محبت اور رغبت پیدا ہو گی یا خیر کثیر سے ثواب
مراد ہے کیا اسلے باوجود اس عورت سے نفرت ہونیکے ثواب ملنے کے ارادے سے اُسکے بے اعتدالیون پر
نظر نہ کیا اور اُسکی بدخلقی اور سستانے کو سہا اور اُسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا اُسکو کھانا کپڑا دستور کے
موافق دیا تو دنیا مین نیک نامی اور آخرت مین ثواب کمایا بعضے کہتے ہین آیت کی معنی یون ہین اگر
تم اُنکی صحبت سے بیزار ہوگے اور اُنسے فراق کرنیکی خواہش رکھوگے تو مفارقت کرو شاید اس مفارقت
مین اُس عورت کا بھلا رہے کیواسطے کہ وہ عورت اُس شوہر کے علاقہ سے نکلی بعد دوسرے شوہر کر
بیاہ کرے اور دونون مین موافقت ہو کے خیر کثیر ملے حسن اور مقاتل سے ایسا ہی مروی ہے
وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ اور اگر تم بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ
دوسری عورت وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا اور دے چکے ہو
اُنمین سے ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اُس مین سے کچھ قنطار سے بہت سا مال مراد ہے قنطار کسکو کہتے ہین
اسکا بیان سورہ آل عمران مین مذکور ہوا اُس آیت مین زان ارد تم جو فرمایا اس سے خطاب شوہرون
کو ہے زوج سے عورت مراد ہے پہلی آیت مین عورتون سے فاحشہ صادر ہو تو اس کو روکنا جائز
رکھا تھا سو عورتون سے فاحشہ اگر نہو تو انکو ضرر پہنچانا حرام ہے کرکے اس آیت مین فرمایا اور
بدلا عورت کو طلاق دیوے تو اسکو مہر جو دئے ہین اُس سے کچھ چھین نہ لینا اگرچہ بہت مال بھی ہو

مفسرین کہتے ہین عورت مرد مین سوء العشرت اور نا اتفاقی جو ہوتی ہے یا مرد کی کھوٹائی ہی یا عورت کی مرد کی کھوٹائی ہے تو عورت سے کچھ لیکے فراق کرنا مکروہ ہے اگر کھوٹائی عورت کی ہے تو اُس سے پیسا لیکے خلع کرنا حلال ہے عورت کی طرف سے کچھ کھوٹائی نہو مرد اُسکی طرف فاحشے کی تہمت باندھکے پیسا لیوے تو اُسکی تہدید مین یہہ آیت نازل کیا معلوم کیجئے اس آیت مین مہر بڑا باندھنا جایز ہونے کی دلیل ہے سعید بن منصور اور ابو یعلی مسروق کی طریق سے روایت کئے ہین کہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھکر فرمائے اے لوگو عورتون کے مہر کیا واسطے بڑا باندھتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب جو تھے آپس مین مہر چار سو درم یا اس سے کم باندھتے تھے مہر بڑا باندھنے مین اللہ کے پاس التقوی یا کرمت ہوتی تو اُس مین اُنپر تم سبقت نہ لیجاتے عورت کا مہر چار سو درم سے کوئی افزود کیا سو پھر مین تم سے نہ سنونگا یہہ کہکے حضرت منبر سے اترے بعد قریش کی ایک عورت آڑھو کے کہی یا امیر المومنین عورتون کا مہر چار سو درم پر افزود باندھنے سے آپ منع کئے تو فرمائے ہان وہ عورت کہی کیا اللہ تعالی جو فرمایا (و آتیتم احداہن قنطارا) آپ نہین سنے عمر یہہ سُنکے کہے اللھم غفرا یعنی یا اللہ مجھے بخش لوگ سب عمر سے زیادہ فقیہ ہین پھر آکے منبر پر سوار ہوے اور کہے لوگو عورتون کا مہر چار سو درم سے افزود باندھنے سے مین تمکو منع کیا تھا جو شخص اپنے مال سے قدر دنیا دوست رکھتا ہو دیکھے الجمال الزملکی نے تخریج کشاف مین کہا اُسکی سند قوی ہی حافظ السیوطی نے در المنثور مین کہا اُسکی سند جید ہے بندہ عاجی کہتا ہے اُسکی سند مین محمد بن اسحق ہے اُسکی جرح و تعدیل مین محدثین کا اختلاف مشہور ہے اکثر متاخرین کے قرار داد پر اُسکی حدیث حسن ہے عبد الرزاق اور ابن المنذر ابو عبد الرحمن سُلمی کی طریق سے روایت کئے ہین اُس نے کہا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عورتون کے مہر بڑے مت باندھو تب ایک عورت کہی یا عمر یہہ حکم کرنا تمکو نہین پہنچتا اللہ تعالی فرماتا ہے و آتیتم احداہن قنطارا یعنی ذہب عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عمر سے ایک عورت بحث کرکے غالب آئی ابو عبد الرحمن السلمی کہا کہ ابن مسعود کی قرأت مین ایسا ہی ہے یعنی قنطارا من ذہب اُس کی سند متصل نہین کیا واسطے ابن ابی حاتم یحیی بن معین سے روایت کیا ہے کہ ابو عبد الرحمن السلمی نے عمر رضی اللہ عنہ سے سُنا نہین زبیر بن بکار نے موفقیات مین عبد اللہ بن مصعب کی

طریق سے روایت کیا ہے بولا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے عورتوں کا مہر چالیس اوقیہ سے زیادہ مت باندھا
جس نے اس سے زیادہ باندھا تو اس زیادتی کو میں بیت المال میں داخل کرونگا ایک عورت کہی
آپ کو یہہ نہیں پہنچتا کیوں واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وآتیتم احداہن قنطارا تب عمر رضی اللہ عنہ
کہے عورت صواب کو پہنچی اور مرد نے خطا کی یہہ سب روایتیں اوپر کی روایت کو تائید کرتے ہیں
پہلا خطبہ جو پڑھے اس کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے محمد بن سیرین کی طریق
سے وہ ابو العجفاء ہرم بن نسیب سے روایت کیا ہے کہا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھے لیکن عورت کا قصہ اس میں کہ نہیں مذکور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے
اور اسکو ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم مستدرک میں روایت کئے ہیں حاکم نے کہا اسکی سند صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور بولا ابن عمر
اور ابن عباس بھی اسکو روایت کئے ہیں اور بولا عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھے سو اسکی صحت ثابت ہوئی انہی مختصرا اور اسکو طبرانی اپنی
معجم میں امام احمد سعید بن منصور دارمی اور ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اپنی مصنف میں بھی روایت
کئے ہیں اور اسکو اسحٰق بن راہویہ اپنی مسند میں عطاء الخراسانی کی طریق سے روایت کیا ہے کہ عمر
رضی اللہ عنہ فرمائے عورتوں کے مہر بڑے مت باندھو پھر خطبہ ذکر کیا اسکے آخر میں زیادہ کیا ہے
کہ اسکے بعد عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کو نکاح کئے سو مہر چالیس ہزار باندھے لیکن
یہہ سند منقطع ہے کیوں واسطے عطاء الخراسانی عمر سے نہیں سنا امام رازی نے کہا میرے پاس مہر زیادہ
باندھنا جائز ہونے پر آیت دلالت نہیں کرتی کیوں واسطے (ان آتیتم احداہن قنطارا فلا تاخذوا
منہ شیئا) کو قنطار دینا جائز ہونے پر دلالت نہیں جیسا یہہ قول (لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا)
حصول الٰہ پر دلالت نہیں کرتا حاصل یہہ ہے ایک شئی کو ایک شئی کی شرط کرنے سے وہ شرط
فی نفسہ جائز الوقوع ہونا لازم نہیں انتہی بندہ حاصی کہتا ہے (ان ارد تم استبدال زوج کا جملہ شرط
ہے وآتیتم احداہن قنطارا کا جملہ شرط نہیں بلکہ حال واقع ہوا ہے اور آتیتم ماضی مثبت کا صیغہ ہے
حال پڑا وہاں قد کا لفظ مقدر ہے یہہ حال مہر کثیر عطا کرنے پر دال ہے تو اس سے جواز زیادت
مفہوم ہوئی ہم تسلیم کئے کہ وآتیتم تقدیر میں ان آتیتم کے ہے کیوں واسطے جملہ شرطیہ کا حال پڑھنے سے
شرطیت اس میں بھی تعلق پکڑی لیکن ان کا لفظ موضوع اس شرط کے لئے ہے جس کی وقوع علی الوقوع کا

جزم نہین یہہ ممکن نہین مگر اسی شرط مین جو فی نفسہ جائز الوقوع ہے قیاس اس کا (لو کان فیہما الہتہ الا اللہ) پر صحیح نہین کیا واسطے استعمال لو کا مخالف ہے ان کی استعمال کو لو کی استعمال اُس مقام مین ہے جہان شرط قطعاً منتفی ہوتا ہے سو وجود آلہہ کا قطعاً منتفی ہوتا ہے اُسکا حاصل یہہ ہے جس شرط کا وجود محال ہے وہان لو کی استعمال ہے بخلاف ان کے محال شرط مین اسکو استعمال نہین کرتے مگر مجازاً جیسی اس آیت مین ہے (قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین) وجود ولد کا رحمن کو محال ہے باین لفظ ان کا ایک فایدہ کیو اسطے مجازاً لے آیا وہ فایدہ ولد کی نفی ابلغ وجہ سے کرنا بخلاف اس جگہ کے مال کثیر مہر مین دینا محال نہین بلکہ اُنکی عادت تھی تو شرط جائز الوقوع ہوئی پھر مہر بڑا باندھنا بھی جائز ہوا اہل لسان اس سے جواز کی دلیل لینا اسکی دلالت پر بڑی دلیل ہے معلوم کیجئے عمر رضی اللہ عنہ اُس عورت کے قول کو تسلیم جو کئے اُس سے شیعہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین طعن کرتے ہین لعد کہتے ہین عمر جب ایک عورت کے اعتراض سے بسر نہین آئے اور اسکے جواب سے عاجز ہوئے تو امامت کے قابل کیسا ہون گے یہہ طعن بیجا اور عداوت سے ناشی ہے کیا واسطے عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ سے نہایت ادب اور حتی الوسع تاویل کی طرف رجوع نہین کرتے تھے حر بن قیس اپنے چچا عیینہ بن حصن کو حضرت عمر کے پاس ملاقات کیو اسطے لے آئے اُس نے کہا ای عمر تم ہمکو مال بہت نہین دیتے اور تقسیم برابر نہین کرتے اُس سے عمر رضی اللہ عنہ نہایت غضب مین آئے اسکو مارنا قریب تھا کہ اس مین حر بولا یا امیر المومنین اللہ تعالے فرماتا ہے (خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین) یعنی اختیار کر معاف کرنی اور حکم کر نیک کام کا اور کنارہ کر جاہلون سے بجز واسکے پڑھنے کے عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ جاتا رہا ہے اُسکے انتظام سے درگذرے غصہ کے وقت انسان اپنی اختیار سے نکل جاتا ہے ایسی حالت مین باوجود اس حکومت و اقتدار کے درگذرنا امر الہی سے اُنکو کمال انقیاد ہونے پر دلالت کرتا ہے ایسا ہی اس قصہ مین بھی اُسکے قول کا رد نہین کئے حالانکہ آیت مین اور اُنکے قول مین مناقات نہین کیو اسطے آیت مین دلیل جواز کی ہے لیکن اُسکے کراہت کو مانع نہین عمر رضی اللہ عنہ اُسکے جواز کے منکر نہین تھے بلکہ اُسکے استحباب کی طرف اشارہ کئے اور فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لڑکیون کا اور آپکے اکثر بیبیون کا مہر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اصحاب کا مہر بہت کم مقدار تھا تم بھی انکے مہر کی مقدار سے زیادہ مت باندھو عمر رضی اللہ عنہ یہ حکم جو کئے اس مضمون کے احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوئے ہین امام احمد اور حاکم اور بیہقی سنن مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت کے اُن جملہ یمن یعنی برکت سے اُسکے مہر کی تیسیر ہے یعنی مہر تھوڑا رہنا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے مسلم کے شرط پر ذہبی نے بھی اسکے قول کو مُسلّم رکھا حافظ عراقی نے کہا کہ اسکی سند جید ہے ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی سنن مین عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے (خیر الصداق ایسرہ) ابو داؤد کی روایت مین آیا ہے (خیر النکاح ایسرہ) یعنی بہتر مہر کا وہ جو کم ہو یا بہتر نکاح کا وہ جو آسان ہو یعنی مہر کم ہو حاکم نے کہا یہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے ذہبی نے بھی اُسکے قول کو مُسلّم رکھا امام احمد اور حاکم اور بیہقی اور بزار عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے (اعظم النساء برکۃ ایسرہن صداقا) یعنی بڑی برکت والی عورت وہ جس کا مہر آسان اور کم ہو حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے مسلم کے شرط پر ذہبی نے بھی اُسکو مسلم رکھا حافظ زین الدین عراقی نے کہا کہ اُسکی سند جید ہے اور حافظ سیوطی بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مہر تھوڑا باندھنا مستحب ہے آیت سے جو از جو نکلتا ہے اُسکے استحباب کو منافی نہین بھی آیت نص نہین کہ قطار جو دیا ہے مہر ہی ہو احتمال ہے کہ وہ مہر کے سوائے افزود بخشش رہے اسکو پھیر لینے سے منع کیا عورت کو جو دیا ہے اسکو پھیر لینا شافعی اور حنفی دونون مذہب کے رو سے جائز نہین سو عمر رضی اللہ عنہ مومنون کو اپنے اموال کی محافظت کیواسطے خیر خواہی سے منع کئے تا اپنے اموال کو جس سے قوام ہے عورتون کی رضامندی سے معروف تہ کرے اور مناقشے کے وقت اُسکو چھین بیٹھے جیسا علی رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کو کہے ای اہل کوفہ حسن کو نکاح کرنے مت دو کیا واسطے کہ وہ عورتون کو بہت طلاق دیا کرتا ہے سو نکاح امر مستحب ہوتے ہوئے لوگون کی خیر خواہی کیواسطے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو نکاح کر دینے سے منع کئے ان امور کے نظر کرتے عمر رضی اللہ عنہ اجتہاد کیا واسطے فرمانے مہر افزود دینگا تو بیبیون کے بیت المال مین دیکھیگا امام مصلحت اور دفع فساد کے

واسطے حکم کرے اور وہ حکم مستحب رہے اور کوئی شخص اُسکو بجا نہ لاوے تو امام کو اسکی تعزیر کرنا جائز ہے
پہنچتا ہے اسلئے تہدید کیواسطے اُسکا مال چھین کے بیت المال مین رکھنا فرمایا ہے تعزیر مین پیسا جرمانہ
لینا مختلف فیہ مسئلہ ہے مجتہد اس کا حکم کرے تو اُس پر کچھ طعن کی جگہ نہین لوگ عمر سے افتہ ہین یا عورت
صواب بولی اور عمر و خطا کیا جو فرمائے تو اضع اور مفہم نفس کی راہ سے تھا چنانچہ علی رضی اللہ عنہ سے
بھی ایسا کلام ثابت ہوا ہے ابن جریر اور ابن عبد البر محمد بن کعب سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے
علی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا آپ اُسکا جواب دئے وہ شخص بولا یا امیر المومنین اسکا جواب یہ
نہین بلکہ جواب یہہ ہے علی رضی اللہ عنہ سُنکے فرمائے تو نے صواب کہا اور ہم نے خطا کی (اَتَاْخُذُوْنَهٗ
بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ کیا لیا چاہتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے ہمزہ جو (اتاخذونہ) مین ہے
انکار اور توبیخ کے واسطے ہے یعنی اسکام کی بُرائی تکو معلوم ہے اور اسکی قبح شرع اور عقل کے رو سے
تم پر عیان ہے باین ہمہ کیا اسکو لیتے ہو بہتان لغت مین اُسکو کہتے ہین کوئی شخص کچھ کام نہین کیا سو
کیا کرکے جھوٹھ بنا کر کہنا اور باطل سخن کرنا کہ جس کو باطل کرنے سے آدمی متحیر ہو جاتا ہو اُس امر معنی
لحاظ کرتے بہتان کی تفسیر ظلم اور ناحق سے کرتے ہین بُہتانًا اور اثمًا کو نصب جو ہوا حال کی جہت سے
اسکی تقدیر (مُبَاهِتِيْنَ اور آثِمِيْن) ہوگی یعنی کیا اسکو لیتے ہو حال یہہ کہ تم ظلم اور گناہ کرتے ہو ان
دونون کو مفعول لہ ڈالین تو بھی صحیح ہے یعنی اُسکو کیا ظلم اور گناہ کے واسطے لیتے ہو بعضے کہتے ہین اہل
جاہلیت کی عادت تھی دوسری عورت کو نکاح کرنا چاہے تو پہلی عورت زنا کی کرکے اُسپر بہتان کرتے
اور اسکے جرمانہ مین مہر جو دیتے تھے اسکے پاس سے چھین لیتے اسواسطے کہا کیا بہتان کرکے لیتے ہو
وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ اور کیونکر اُس کو یعنی اپنے دئے ہوئے کو
لیتے ہو اور پہنچ چکے ہو ایک دوسرے تک کیف کا کلمہ تعجب اور انکار کے واسطے ہے یعنی تم کس وجہ سے
لیتے ہو حالانکہ وہ عورت اپنی نفس کو تیرے حوالہ کی اور تو اُس کا مزہ لے چکا اب عقلمند کا کام نہین
جو دئے سو پھیر لیوے افضٰی کا لفظ ماضی ہے افضاء سے اس کی معنی لغت مین پہنچنا یہان افضا
مُراد کیا ہے سو اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وہ کنایہ جماع سے ہے یہی قول ابن عباس اور

مجاہد اور سدی کا ہے زجاج اور ابن قتیبہ اسی کو اختیار کئے ہین امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے
کیا واسطے شافعی کے پاس قبل دخلی کے طلاق دیا تو آدھا مہر بھیر لینا پہنچتا ہے بعضے کہتے ہین افضا سے
خلوت مراد ہے پھر دخلی ہو یا نہ ہو کلبی نے کہا عورت مرد دونون ایک چادر مین ہوے تو افضا
ہوا پھر اس سے جماع کرے یا نہ کرے فراء نے اسی کو اختیار کیا ہے ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے خلوت
صحیحہ جب ہوئی پورا مہر لازم ہو چکا وَاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا اور لے چکین یعنی وہ عورتین
تم سے عہد گاڑھا عہد لینے والا حقیقت مین اللہ تعالی ہے یعنی اللہ تعالی کے عورتون کے واسطے یا اُن کے سبب سے تمہارے
سے عہد لیا لیکن مبالغے کیواسطے اور عہد لینے کا سبب عورتین ٹھہرین اسلئے فعل کی اسناد عورتون کی
طرف کیا غلیظ کی معنی گاڑھا اور موٹا اور سطبر اُس سے عہد مضبوط اور قوی اور استعارہ مراد ہے اس عہد کا کام آدمی سے
اس مین اختلاف ہے ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر ابن عباس سے روایت کئے ہین کہ میثاق غلیظ سے
امساک بمعروف یا تسریح باحسان مراد ہے عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر قتادہ سے روایت
کئے ہین کہ اُس نے بھی ایسا ہی کہا اور بولا نکاح کے وقت یہہ میثاق لینے کی عادت تھی شوہر کو کہتے
تو جو نکاح کرتا ہے سو تجھ سے اللہ تعالی کا عہد ہے کہ اُسکو رکھنے کا ارادہ ہے تو دستور کے موافق
رکھنا نہین تو خوبی سے رخصت دینا ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ
جب نکاح کر دیتے تو کہتے امساک بمعروف یا تسریح باحسان پر مین تجھکو نکاح کر دیتا ہون ابن ابی شیبہ نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہون اپنے لڑکون کا یا کسی قرابت والی عورت کا
نکاح باندھتے تو کہتے امساک بمعروف یا تسریح باحسان پر تجھکو مین نکاح کر دیتا ہون مجاہد سے مروی ہے
کہا میثاق غلیظ نکاح کا صیغہ ہے جس سے عورتون کے فرج حلال ہوتی ہے اسکی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جو فرمائے عورتون کے مقدمے مین اللہ سے ڈرو کیواسطے تم انکو اللہ کی امانت سے لئے ہو اور اُنکے
فرج کو اللہ کے کلمے سے حلال کئے ہو وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اور نکاح مین نہ لاؤ
جن عورتون کو نکاح مین لائے تمہارے باپ اِس آیت کی شان نزول کو فریابی اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین عدی بن ثابت الانصاری سے یون روایت کئے ہین

کہ اُس نے کہا ابو قیس بن الاسلت انصاری صالح لوگوں مین تھا مرا اُس کا لڑکا قیس نے اسکی
عورت کو نکاح کا پیغام کیا عورت کہی مین تجھکو اپنا لڑکا سمجھتی تھی اور تو اپنے قوم کے صالح لوگون مین ہے
مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاس جاکے پوچھتی ہون آپ کیا فرماتے ہین پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آکے کہی ابو قیس مرا اور اُسکا لڑکا مجھکو نکاح کا پیغام کیا ہے اور مین اُسکو اپنا لڑکا سمجھتی تھی آپ
کیا فرماتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کا حکم ہوئے تک تو اپنے گھر مین جاکے رہ پھر یہ آیت
نازل ہوئی (ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء) بیہقی نے کہا یہہ حدیث مرسل ہے سیوطی نے کہا ابن
ابی حاتم نے عدی بن ثابت سے وہ انصار کے ایک مرد سے روایت کیا ہے مبندہٗ حاصی کہتا ہے
اس روایت پر بھی اُسکی سند متصل ہونا ثابت نہین ہوتا کیا واسطے انصار کا مرد جو تھا وہ مجہول ہے
وہ مجہول صحابی ہی ہونا اُسکی روایت سے ثابت نہین ہوتا حافظ عسقلانی نے اصابہ مین کہا اس روایت
کی سند مین قیس بن الربیع ہے وہ روایت کیا ہے اشعث بن سوار سے یہہ دونون ضعیف ہین
اور یہہ سند منقطع ہے سابق مذکور ہوا کہ ابو قیس بن الاسلت کی شان مین (لا یحل لکم ان
ترثوا النساء کرہًا) کی آیت نازل ہوئی اور اُسکے لڑکے کے نام مین اختلاف تھا کسی روایت
مین قیس اور کسی روایت مین حصن کرکے مذکور تھا اور کسی مین اسکا نام محصن بر تقدیر صحت دونون
مین جمع یون کر سکتے ہین کہ محصن مثلاً دو لڑکے تھے ایک لڑکا جاہلیت کی عادت کے موافق چادر ڈال کے
مالک ہوا اس کو نفقہ نہ دینے سے وہ فریاد ہوئی تب (لا یحل لکم ان ترثوا النساء) کی آیت نازل ہوئی
بعد دوسرا لڑکا اسکو نکاح کا پیغام کیا تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے
کہا کہ ابو قیس بن الاسلت اپنی باپ اسلت کی عورت جس کا نام عبید تھا ضمرہ کی بیٹی اور اسود
بن خلف نے اپنے باپ خلف کی عورت جو لڑکی تھی ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار کی
اور صفوان بن اُمیہ نے اپنے باپ بن خلف کی عورت جسکا نام فاختہ تھا بیٹی الاسود بن المطلب
بن اسید کی اور منظور بن زباب نے اپنے باپ رباب بن سیار کی عورت جسکا نام ملیکہ تھا بیٹی خارجہ
کی نکاح کرلئے ان سبھون کے مقدمے مین یہہ آیت نازل ہوئی الا ما قد سلف مگر جو آگے ہو چکا

یعنی جاہلیت مین تحریم کا حکم نازل ہونیکے قبل باپ کی عورت کو نکاح کیے ہین وہ معاف ہوا اس مین کچھ گناہ نہین اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ مقرر یہہ جیالی ہے اور کام غضب کا اور بُری راہ ہے اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع یا اِس نکاح کی طرف ہے جو پیش از نہی کا تھا یعنی یہہ نکاح جس کو اللہ تعالیٰ حرام کیا ہے وہ تمھارے پاس بُرا کام تھا اور تم اُسکو حقیر سمجھتے تھے میندر مان کو نکاح کو کے بیٹا جانا عرب اُن کے کو مقتی کہتے تھے کیا واسطے باپ کی عورت مان ہوئی مان کو نکاح کرنا عربون کے پاس نہایت قبیح تھا اُسکو نکاح کرنا مانکو نکاح کرنیکے مانند تھا اِس لئے اُن کے پاس قبیح تھا سو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہہ نکاح تحریم کے آگے بھی تمھارے پاس قبیح یا ضمیر کی مرجع نکاح کرنی ہی بعد تحریم کے یعنی یہہ نکاح نہی کے بعد فاحشہ اور مقت ہے اِس تقدیر پر ماضی کا صیغہ اسواسطے لایا کہ وہ نکاح اللہ تعالےٰ کے حکم مین اور اُسکے علم ازلی مین اِن صفون سے متصف تھا اُس کو فاحشہ کہا کیا واسطے مان کو نکاح کرنا بہت قبیح گناہ ہے مقت کی معنی شدت بغض سو یہہ نکاح کرنا اللہ تعالیٰ نہایت غضب مین آنیکا اور اُسکے کرنے والے سے کمال بغض رکھنے کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کا بندے سے بغض رکھنے سے مُراد اسکو سخت عذاب مین گرفتار کرنا اور اسکو رسوا کرنا مراد ہے بُری راہ ہے کرکے فرمایا کیا واسطے اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے یہان تین چیزون کو ذکر کیا فاحشہ اور مقت اور سبیل کیا واسطے قبیح تین قسم کی ہوتی ہے ایک عقل کے نظر کرتے دوسرا شرع کے تیسرا عادتون کے سو اُس مین تینون قبیح جمع ہوئی ہین فاحشہ سے عقلی قبح کی طرف اشارہ ہے مقت سے عادی قبح کی طرف اشارہ ہے سآءَ سبیلا سے شرعی قبح کی طرف اشارہ ہے جب تین بات اس مین جمع ہوئین تو نہایت قبیح ہوا عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور حاکم اور بیہقی اپنی سُنن مین براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین اُس نے کہا میرا ماموں جھنڈا لیکے جاتا تھا سو دیکھ کے مین نے پوچھا کہان جاتے ہو کہے ایک شخص اپنا باپ مرے بعد اسکی عورت کو نکاح کیا ہے مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم روانہ کیے ہین کہ جاکے اُسکی گردن مارون اور اسکا مال لے لیون حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابو حنیفہ اِس آیت سے دلیل لیتے ہین باپ جس عورت سے زنا کیا ہے اسکو بھی نکاح کرنا جائز نہین کیا واسطے اللہ تعالےٰ

اس آیت مین باپ کی منکوحہ کو نکاح کرنے سے منع کیا نکاح عبارت ہے وطی کرنے سے تو معلوم ہوا باپ کی موطوءہ کو نکاح کرنا نہی عنہ ہے موطوءہ عام ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ زنا سے نکاح سے وطی مراد ہونا جو بولے کیا واسطے بعضی آیتون مین نکاح کا لفظ آیا ہے اُس سے وطی مراد ہے جیسی یہہ آیت (وابتلوا الیتامٰی حتی اذا بلغوا النکاح) سو یہان نکاح سے وطی مراد ہے اور بعضی آیتون مین نکاح کے لفظ سے عقد مراد ہے جیسی یہہ آیت (فانکحوا ما طاب لکم من النساء) نکاح سے مختلف معنی جو مراد ہوئے اس کے نظر کرتے نکاح کا لفظ مشترک ہے کہنا یا ایک معنی مین حقیقت دوسری مین مجاز ہے بولنا خلاف اصل ہے اس لئے دونون مین قدر مشترک جو ہے یعنی ضم اور ملاپ اُسکو اختیار کئے جب قدر مشترک سے نہی ہوئی تو ہر ایک قسم سے بھی نہی ہوئی تو باپ کی منکوحہ اور موطوءہ دونون سے نہی ہوئی شافعی کے پاس باپ کی منکوحہ کو نکاح کرنا حرام ہے زنا سے وطی کیا سو عورت کو بیٹا نکاح کرنا حرام نہین کیا واسطے نکاح کا لفظ عقد مین حقیقت ہے وطی مین مجاز ہے اکثر آیات اور احادیث اور عرب کا محاورہ اسی پر دلالت کرتا ہے وہ جو کہے ضم کی معنی جو قدر مشترک ہے اسکو اختیار کئے سو صحیح نہین کیا واسطے ضم جو وطی مین ہوا سو دونون کے جسم مین ملاپ اور ملاقات سے ہوا نکاح مین ضم جو ہوا سو ایسا نہین بلکہ اس مین ایجاب و قبول ہے وے آوازین کہ جن کو بقا نہین عقد سے جسم کی ملاپ اور ملاقات نہین ہے تو معلوم ہوا ضم دونون کی معنی مین قدر مشترک نہین اب ضرور ہوا ایک معنی مین حقیقت اور ایک مین مجاز لینا سو نکاح مین حقیقت لئے کیا واسطے کوئی شخص کہا مین نکاح کیا ہون تو اس سے عقد متبادر ہوتا ہے وطی متبادر نہین ہوتی وطی کا معنی لینے احتیاج قرینے کی ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ وطی مین اسکا استعمال مجاز ہے اس مسئلے کے دلائل مین جانبین مین بہت سا کلام ہے اسکو لکھنے کی یہہ جگہ نہین حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ حرام ہوئی ہین تمپر تمہاری مائین معلوم کیجئے حرمت سے اُنکی ذات حرام ہونا مراد نہین بلکہ اُس سے اُنکا نکاح حرام ہونا مراد ہے اُمّھات جمع ام کی ہے قیاس یہہ تھا کہ اُس کی جمع امات ہوتا لیکن خلاف قیاس

ع ۱۵

ہا بڑہا کے اُمہات کہے اُمہات سے مراد وہ عورت جو تجھکو جنی یا تجھکو جنا ہے اُسکو جنی اگرچہ کتنا ہی اوپر ہو اُس مین جتنے دادیان اور جتنے نانیان ہین سب داخل ہین لیکن لفظ اُمہات کا اُسکو حقیقۃً شامل ہوتا ہے یا مجازاً اُس مین اختلاف ہے وَبَنٰتُکُمْ اور تمھاری بیٹیان بنت سے مُراد وہ عورت ہے ولادت کی جہت سے اُسکا نسب تجھکو پہنچے اگرچہ چند مرتبے رہے اس مین نواسی اور پوتری اور انکین لڑکیان سب داخل ہوئین وَاَخَوٰتُکُمْ اور تمھاری بہنین اَخوات جمع اخت کی ہے بہن کو کہتے ہین اُن سے تیرے اصول مین یعنی مان یا باپ مین جو عورت تیری شریک ہو مراد ہے خواہ سگی بہن ہو یعنی تیری اور اسکی مان باپ دونون ایک ہی ہین اُسکو اُخت اعیانی کہتے ہین خواہ میندر بہن یعنی مان دو ہین باپ ایک ہے اُسکو اخت علاتی کہتے ہین یا مان ایک ہی ہے اور باپ علیحدہ اس کو اخیافی بہن کہتے ہین۔ وَعَمّٰتُکُمْ اور تمھاری پھپھیان عمات جمع عمہ کی ہے اس سے مراد وہ عورت ہے تیرے باپ کی شریک اُسکے اصل مین ہوگی اس مین باپ کی سب بہنین یعنی اعیانی اور علاتی اور اخیافی اور دادا کے تینون قسم کی بہنین اور اُسکے اوپر کے داداؤن کی بہنین سب داخل ہوئین نانا کی بہن بھی اُس مین داخل ہوگی وَخٰلٰتُکُمْ اور تمھاری خالائین خالات جمع خالہ کی ہے اُس سے مراد وہ عورت ہے تیری مان کی شریک اُسکی اصل مین ہوگی اُس مین تیری مان کے تینون قسم کی بہنین اور نانی کے اور دادی کے تینون قسم کی بہنین اور اُسکے اوپر کے نانیان دادیان کی بہنین سب داخل ہونگی وَبَنٰتُ الْاَخِ اور بھائی کی بیٹیان اس سے مُراد عورت تیرے تینون قسم کے بھائیون کی اولاد مین ہو اور تیرے بھائی کی طرف اُس کا نسب پہنچے اُس مین بھائی کی بیٹیان پوتیان نواسیان اگرچہ سافل ہون یعنی اُن کے اولاد کی بیٹیان سب داخل ہین وَبَنٰتُ الْاُخْتِ اور بہن کی بیٹیان اُس سے مراد عورت تیرے

تیسرون قسم کی بہن کی اولاد مین ہو سو بہن کی بیٹیان پوتیان نواسیان اگرچہ سافل
ہو داخل نہین یہہ سات قسم کی عورتین نسب کے سبب سے حرام ہوئین اُنکی حرمت
مؤبد ہے کسی وجہ سے حلال نہین ہوتین وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ اور
تمھاری مائین جو تمکو دودھ پلائین وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور تمھاری
بہنین دودھ دینے سے آب اللہ تعالی بیان فرماتا ہے اُن عورتون کا جنکا نکاح رضاعت
یعنی دودھ پلانے سے حرام ہے سو انمین سے دو عورت کو ذکر کیا ایک اصیل
وہ دودھ پلانے والی دوسری اسکی فرع وہ دودھ پلانے والی کی لڑکی اُن دو کو
ذکر کرکے اشارہ کیا رضاعت نسب کے مثل ہے نسب سے جو عورتین حرام ہین رضاعت
سے بھی وہ عورتین حرام ہونگی اسی کو تائید کرتی ہے حدیث جسکو عبدالرزاق اور
ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے رضاعت حرام کرتی ہے جنکو کہ ولادت حرام کرتی ہے اور
صحیحین مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ کی لڑکی کو نکاح نہ کرنے کی وجہ فرمائے
اگر وہ میری بھتیجہ میری پرورش مین نہوتی تو بھی حلال نہوتی کیونکہ وہ میرے
رضاعی بھائی کی لڑکی ہے مجھکو اور ابوسلمہ کو یعنی اس لڑکی کے باپ کو ثویبہ دودھ
دی ہے اُس سے معلوم ہوا جو عورت نسب کے سبب سے حرام ہوتی ہے اسکی نظیر رضاعت
سے حرام ہوتی ہے مرضعات کو اُمہات جو بولا اُس سے نکاح کی حرمت ثابت ہوئی
اور اُنکو نظر کرنا حلال ہے اور اکیلی اُن کے سات رہنا اور اُن کے سات سفر کرنا
درست ہوا مادون کے دوسرے احکام اُن مین جاری نہونگے جیسی میراث اور
نفقہ وغیرہ معلوم کیجئے رضاعت سے حرمت ثابت ہونیکے لئے دو شرط ہین پہلی شرط
بچپن مین دودھ پینا اسکی انتہا شافعی کے پاس دو سال ہین اور ابوحنیفہ کے پاس اڑائی سال ہین یہہ
مدت گذرے بعد دودھ پیا تو حرمت ثابت ہوگی دوسری شرط تفرقے سے پانچ بار پینا ہے

کم پیا تو رضاعت ثابت نہوگی امام شافعی کے پاس یہہ شرط ہی اور احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہی
ابو حنیفہ اور مالک اور دوسرے ایمہ کے پاس یہہ شرط نہین مطلق پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے
وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ اور مائین تمھارے عورتون کی آپ سسرال کی جہت سے
عورتین جو حرام ہین انکو ذکر کیا سو بولا ساس حرام ہے یعنی کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کیا تو
اس عورت کی مان اس لڑکی کے شوہر پر حرام ہے اُس مین عورت کے تمام نانیان اور دادیان
اگرچہ عالی ہون داخل ہوئین وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ
دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور تمھارے
ربیب لڑکیان جو تمھاری پرورش مین ہین جن عورتون سے تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے
صحبت نہین کی تو تم پر گناہ نہین رَبَائِب جمع ربیبہ کی ہے اپنی عورت
کی لڑکی جو دوسرے شوہر سے ہے اُسکو ربیبہ کہتے ہین لڑکا ہو تو اس کو ربیب کہتے ہین
ربیب مشتق ہے کیا واسطے عورت کے خاطر سے اُسکے اولاد کی پرورش یہی شوہر اکثر
کرتا ہے حُجُور جمع ہے حِجر کی گود کو کہتے ہین یہان اُس سے پرورش اور تربیت کرنی
مراد ہے پرورش اور تربیت کو حجر کہے کیا واسطے بچے کی جو شخص پرورش کرتا ہے اُسکو
اپنے گود مین بٹھاتا ہے پھر پرورش کو استعارۃً حجر کہے ابو عبیدہ کہتا ہے فی حجورکم کی
معنی فی بیوتکم کی ہے یعنی تمھارے ربیب لڑکیان جو تمھارے گھرون مین ہین دخلتم بہن
جو بولا اُس سے جماع مراد ہے عقد نکاح مراد نہین معلوم کیجئے ربیبہ کی حرمت کے واسطے
اللہ تعالیٰ دو شرط ذکر کیا ایک تو وہ اُسکی پرورش مین ہو دوسری شرط اُسکی مان سے
وطی کرنا سو عورت کو نکاح کرکے اُس سے وطی کئے بعد اُس عورت کی لڑکیان اور اسکی لڑکیان
پوتیان اگرچہ سافل ہو اُس شوہر پر حرام ہوتی ہین خواہ لڑکیان نسب کی جہت سے ہو یا رضاعت
سے اگر عورت کو پیش از جماع کرنے کے طلاق دیا یا جماع کرنے کے آگے وہ مرگئی تو اُسکی لڑکی
حلال ہے بخلاف ساس کے کہ وہ بمجرد عقد کے حرام ہوتی ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ ساس کی

حرمت کو مطلق ذکر کیا ربیبہ کی حرمت کو دخول کا قید لگایا ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا یہی مذہب ہے بعضون نے دخول کے قید کو ساس اور ربیبہ دونون سے لگاتے تھے عبد اللہ بن الزبیر اور مجاہد کا مذہب یہی تھا ابن ابی شیبہ اور ابن جریر علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اول یہی قول تھا بعد اُس سے رجوع کئے عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور بیہقی اپنی سنن مین ابی عمرو الشیبانی سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص بنی شیخ سے ایک عورت کو نکاح کیا ہنوز اس سے وطی نہین کیا تھا پھر اُسکی مان کو دیکھا سو اس کے دل مین چبھی اسکو طلاق دیکے اوس کی مان کو نکاح کرنے کا منشا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے چاہا آپ جواز کا مسئلہ دئے اس نے لڑکی کو طلاق دیکے مان کو نکاح کیا اور اسکو اولاد بھی ہوئی بعد ابن مسعود مدینہ کو آئے سو عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھے ایک روایت مین آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پوچھے وے سب کہے کہ وہ عورت حلال نہین جب ابن مسعود کوفہ کو مراجعت کئے اس شخص کو کہے کہ وہ لڑکی کی مان تیرے پر حرام ہے پھر وہ شخص اس سے مفارقت کیا اس کو امام مالک مؤطا مین بھی روایت کئے ہین لیکن انکی روایت مرسل ہے ربیبہ اُس شوہر کی پرورش مین ہونیکا قید جو آیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے ربیبہ پرورش مین نہ ہو تو اسکی نکاح صحیح ہے عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم بسند صحیح مالک بن اوس بن الحدثان سے روایت کئے ہین اس نے کہا میری ایک عورت تھی موئی اسکو میرے سے اولاد بھی تھی سو مجھکو بڑا غم ہوا علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے سو کہے تیرا یہہ حال کیا واسطے ہے مین نے کہا میری عورت مرگئی علی رضی اللہ عنہ کہے آیا اس کو کوئی لڑکی بھی ہے یعنی دوسرے شوہر سے تو مین نے کہا ہان طائف مین رہتی ہے علی رضی اللہ عنہ کہے کیا وہ لڑکی تیرے پرورش مین تھی تو مین کہا نہین فرمائے اسکو نکاح کر مین کہا کیسا نکاح کرنا اللہ تعالی فرماتا ہے (وربائبکم اللاتی فی حجورکم) علی رضی اللہ فرمائے وہ تیری پرورش مین نہین تیری پرورش مین ہوتی تو حرام ہوتی داؤد ظاہری کا مذہب بھی یہی ہے لیکن ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا یاس

وہ لڑکی اسکی پرورش مین نہ ہو تو بھی حرام ہے اور یہہ قید غالب عادت کے نظر کرتے ہے کیواسطے اکثر احوال مین یہہ لڑکیان اسی کی پرورش مین رہا کرتی ہین اس کی پرورش نہ ہو تو بھی وہ حرام ہونے کی دلیل بعد جو اللہ تعالے فرمایا وفان لم تکونوا دخلتم فلا جناح علیکم) کیواسطے جناح مرتفع ہونے کو فقط عدم دخول پر معلق کیا تو معلوم ہوا مجرد دخول جناح کے حصول کو مقتضی ہے پرورش مین ہو یا نہ ہو وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم اور عورتین تمہارے بیٹیون کے جو تمہارے پشت سے ہین حلایل جمع حلیلہ کی ہے عورت کو کہتے ہین اس مین بیٹیون کے عورتین اور پوتے نواسون کی عورتین اگرچہ سافل ہو داخل ہین اُن کی حرمت نفس عقد سے ثابت ہوتی ہے اصلاب جمع صلب کی ہے وہ اصل مین وہ نام ہے ہڈی کا جو پشت مین شانے سے کمر کے منکے تک پہنچتی ہے سو پشت کو مجازاً اصلب کہنے لگے مرد کی منی اس ہڈی مین سے ہو کے انثین مین آتی ہے اور اس منی سے بچہ منعقد ہوتا ہے اس لئے بچہ کو اُسکی صلب کی طرف نسبت کرتے ہین یعنی اُسکی منی سے پیدا ہوا سو لڑکا صلب کا لڑکا کرکے قید لگانے سے متبنیٰ لڑکا نکل گیا متبنیٰ لڑکے کا حکم ابتداء اسلام مین صلبی لڑکے کے مثل تھا سو اللہ تعالی یہان قید کرنے سے متبنیٰ لڑکے کی عورت نکل گئی وہ حرام نہین معلوم کیجئے اس آیت کا ظاہر رضاعی لڑکے کی عورت حرام نہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن نسب سے جو عورتین حرام ہین رضاع سے بھی وہی عورتین حرام ہین کرکے حدیث جو آئی ہے اس آیت کے عموم کو خاص کر دی سو رضاعی لڑکے کی عورت بھی حرام ہے وان تجمعوا بین الاختین اور جمع کرنا درمیان دو بہنون کے یعنی دو بہنون کو ملاکے اپنی ولی مین رکھنا حرام ہے پھر وہ دونون اعیانی بہن ہو یا علاتی یا اخیافی نسب سے ہو یا رضاعت سے معلوم کیجئے دو بہنون مین جمع کرنا تین وجہ پر ہوتا ہے پہلی وجہ ایک عقد مین

دونون کو جمع کرے مثلاً کہے مین ہند کو اور اُسکی بہن کو نکاح کیا یہہ عقد فاسد ہی
نکاح دونون کا منعقد نہین ہوتا اگر ایک بہن کو اول نکاح کیا بعد دوسری کو نکاح کیا
تو اُس دوسری کا نکاح باطل ہے پہلی کو طلاق بائن دیا بعد دوسری بہن کو نکاح کیا
تو دوسری کا نکاح صحیح ہوگا دوسری وجہ ملک یمین سے دو بہنون کے درمیان
جمع کرنا یعنی دونون کو مول لے کے اُن سے وطی کرنا سو دونون کو ملا کے وطی کرنا جایز نہین ایک
سے وطی کیا تو دوسری اس پر حرام ہوئی جب تک پہلی کو بیع یا ہبہ یا عتق یا کتابت سے
اپنے پر حرام نہ کرے دوسری سے وطی جایز نہین تیسری وجہ ایک بہن نکاح مین تھی دوسری
بہن کو خرید کیا تو اس باندی سے وطی کرنا جایز نہین جب تک منکوحہ بہن کو طلاق نہ دیوے
دو بہنون مین جمع کرنا پہلی وجہ سے بالاجماع حرام ہے دوسرے دونون وجہ سے جمع کرنیکو
بعضے سلف جایز رکھے ہین ابن عباس سے ایسا ہی مروی ہوا ہے اور امام احمد سے بھی ایک
روایت ہے جمہور فقہا کے پاس ان دونون وجہ سے بھی جمع کرنا حرام ہے امام مالک اور امام
شافعی اور عبد بن حمید اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن مین طریق
ابن شہاب زہری کے روایت کئے ہین اسنے قبیصہ بن ذویب سے روایت کیا ہے کہا
ایک شخص عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا دو بہنون کے درمیان ملک یمین سے
جمع کرنا جائز ہے یا نہین عثمان کہے ایک آیت اس کو حلال کرتی ہے اور ایک آیت حرام
کی ہے مین اسکو نہ کرونگا پھر وہ شخص وہان سے نکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے
ایک شخص سے شاید وہ علی رضی اللہ عنہ تھے ملکے پوچھا تو کہے مجھکو اختیار ہو تو ایسا کرنے والے کو
سزا دونگا معلوم کیجئے دو بہنون کو جیسا جمع کرنا حرام ہے عورت کو اور اُسکی خالہ یا اُسکی
بھتیجی کو جمع کرنا بھی حرام ہے صحیحین وغیرہ مین حدیث اُسکی نہی کی وارد ہوئی ہے جمہور فقہا کا
یہی مذہب ہے **إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ** مگر جو آگے ہو چکا یعنی نہی وارد ہونیکے قبل جاہلیت کی عادت پر جو دو
بہنون کو نکاح مین جمع کرتے تھے سو معاف ہے **إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا** مقرر اللہ ہے بخشنے والا مہربان

ورد ۴۸

الجزء الخامس ع

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اور شوہر والی عورتین محصنات جمع محصنہ کی ہو مشتق احصان سے اُسکی معنی لغت مین منع کرنا باز رکھنا محصنہ کی معنی منع کرنے والی باز رکھنے والی عورت بعد اُسکو چند معنی مین استعمال کئے ایک حرہ یعنی بی بی جو آزاد ہو اور کسیکی لونڈی نہ رہے دوسری عفیفہ یعنی ست سے رہنے والی عورت اُسکو محصنہ کہے کیا واسطے اُسنے اپنی فرج کو فساد سے باز رکھی بیجا کام کرنے سے اپنے تئین منع کی تیسری مسلمان عورت چوتھی شوہر والی عورت اس آیت مین محصنہ سے یہی اخیر کی معنی یعنی شوہر والی عورت مراد ہو کیا واسطے یہان محصنات کا عطف محرمات پر کیا تو معلوم ہوا احصان جو سبب حرمت کا ہو مراد ہو نا حریت اور عفت اور اسلام کو حرمت مین کچھ تاثیر نہین اس سے معلوم ہوا محصنات سے شوہر والی عورتین مراد ہین یعنی شوہر والی عورتین تم پر حرام ہین شوہر سے بن مفارقت کئے کسکے نکاح کرنا حلال نہین یہہ ساتوین عورت ہو جو کسی سبب کے نظر کرتے حرام ہوئی اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مگر جسکے مالک ہو جاوین تمھارے ہاتھ یہہ استثنا ہی پہلے حکم سے یعنی شوہر والے سب عورتین تم پر حرام ہین مگر شوہر والی عورت بندین آوے اور اُسکا شوہر دار الحرب مین ہو تو اُس عورت کی استبرا کے بعد اُسکے مالک کو اُس سے وطی کرنا حلال ہو کیا واسطے بندین آنے سے اُسکے نکاح کا عقد ٹوٹ گیا استبرا کی معنی پاک ہونا یہان استبرا سے رحم پاک ہونا مراد ہے اُسکو حمل ہو تو حمل وضع ہونے تک اُس سے وطی جائز نہین حیض آنے والی ہو تو ایک حیض آنے تک صبر کرنا حیض نہین آنے والی ہو تو ایک مہینا گذرنے تک توقف کرنا اس آیت کی شان نزول کو مسلم ابو داؤد وغیرہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے دن فوج کی ایک ٹکڑی اوطاس کی طرف روانہ کئے سو دشمن سے مقابلہ کرکے اُنپر فتح یاب ہوئے اور اُنکی کئی عورتین مسلمانون کے ہاتھ لگین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اُنسے وطی کرنے کو عیب جانے کیا واسطے اُن عورتون کے شوہر موجود تھے تب اللہ تعالے نے اس آیت کو نازل کیا حنین ایک جگہ کا نام ہی طایف اور مکہ کے درمیان یہان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہوازن مین جنگ ہوئی مسلمانون کو فتح ہوئی اوطاس الف کی فتح اور واو کی سکون سے طا مہملہ اور سین مہملہ کی درمیان الف ہی ایک وادی کا نام ہے جو ہوازن کے شہرون مین ہے معلوم کیجئے ملک یمین کو استثنا جو کیا سبی کی ساتھ مخصوص ہے باندی کسی مسلمان کی نکاح مین ہو اور اُس باندی کو بیچ سے یا ہبہ سے

مالک ہو تو بدون طلاق کے ملک یمین سے اسکو وطی کرنا حلال نہین اکثر صحابہ اور ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا یہی مذہب ہے ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم کہتے ہین مالک باندی بیچا یا ہبہ کیا تو اسکو طلاق ہو گیا استبرا کے مالک وطی کرنا حلال ہے کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ لکھا اللہ کا ہے تم پر یعنی ان تمام عورتون کی حرمت کو اللہ تعالی تمپر لکھ چکا ہے اسکا خلاف جائز نہین یا معنی یون ہے تم اپنے پر لازم کر لو اللہ کے لکھے کو وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اور حلال کیا گیا تمکو جو اُن کے سوا ہین یعنی یہ عورتین جنکی حرمت مذکور ہوئی اُن کے سوا جتنے عورتین ہین انکی نکاح تمپر اللہ تعالی حلال کیا احل کی لفظ مین دو قرأت ہین ابو جعفر حمزہ کسائی خلف حض احل ہمزے کی ضم اور حاء کی کسر سے ماضی مجہول کے صیغے سے پڑھے ہین مذکور معنی اسی قرأت پر ہے دوسرے قرا ہمزہ اور حاء دونون کے فتح سے ماضی معروف کے صیغے سے پڑھتے ہین انکی قرأت پر معنی یون ہوگی اللہ تعالے حلال کیا تمکو جو انکے سوائے ہین اس آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے حرام عورتین جو مذکور ہوئین انکے سوائے تمام عورتین حلال ہین لیکن دوسری دلیلون سے انکے سوائے بھی چند عورتین حرام ہین خالہ بھانجی مین پھپھی بھتیجی جمع کرنا جایز نہین جس عورت کو تین طلاق دے چکا ہے اسکو دوسرا شوہر نکاح کر کے طلاق دے تب تک نکاح کرنا صحیح نہین عورت جو عدہ بیٹھی ہے اسکا عدہ تمام ہونے تک نکاح کرنا حلال نہین جسکے نکاح مین حرہ عورت ہو اسکو کسی کی باندی نکاح کرنا جائز نہین جسکو حرہ عورت کے تئین نکاح کرنیکی طاقت ہو تو امام شافعی کے پاس اسکے تئین باندی کو نکاح کرنا صحیح نہین جس کے نکاح مین چار عورت ہو تو پانچوین کے تئین نکاح کرنا صحیح نہین جس عورت سے ملاعنہ کیا ہے اسکو نکاح کرنا صحیح نہین اس آیت کا عموم اُنسے تخصیص پایا اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ یون کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے حلت طلب کرنے یا نکاح مین لانے نہ مستی نکالنے یعنی ان محرمات عورتون کے سوائے دوسرے عورتین تمکو اللہ تعالی حلال کیا سو اس شرط پر کہ تم اپنا پیسا خرچ کر کے عورتین طلب کرنا یہ خواہش احصان یعنی عفت کے واسطے ہو نا یا نکاح واسطے ہو نا سفح واسطے نہ رہنا پیسا خرچ کرنا سو عورت کو مہر دیکے نکاح کرنا یا باندی مول لیکے

اپنی تصرف مین لانا محصنین اور غیر مسافحین یہ دونون تبتغوا کی ضمیر کے حال پڑے ہین اس صورت مین احصان سے یا عفت مراد ہے یا نکاح مراد ہو مسافحین سفح سے مشتق ہے سفح کی اصل معنی انڈیلنا یہان اُس سے زنا یعنی چھنالا مراد ہے زنا کو سفح بولے کیا واسطے

زنا کرنے والی کو غرض کچھ نہیں مکروہات سننا معلوم کیجئے مہر میں جسقدر مال دیجائز ہے تھوڑا ہو یا بہت آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے صحیحین کی حدیث میں آیا ہے کہ وہ مہر اگرچہ انگوٹھی لوہے کی ہو شافعی کا یہی قول ہے ابوحنیفہ کہتے ہیں مہر دس درم سے کم نہو نا بھی ابوحنیفہ کہتے ہیں مہر مال کی قسم سے رہنا شرط ہے منافع ہو جیسے قرآن کی سورتوں کی تعلیم کو مہر ٹھہرانا صحیح نہیں کیا واسطے اللہ تعالیٰ اِبتغا کو مال سے قید کیا سورتوں کی تعلیم مال نہیں شافعی کہتے ہیں سورتوں کی تعلیم کو مہر ٹھہرانا صحیح ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورتوں کی تعلیم کو مہر ٹھہرائے صحیحین کی حدیث سے ثابت ہے عورت کو مال سے طلب کرنی جائز ہونے پر آیت دلالت کرتی ہے منافع سے طلب کرنا یا نہ کرنا اس پر آیت دلالت نہیں کرتی

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً پھر جسکو تم ان عورتوں میں سے اپنے کام میں لائے تو دو اُنکو اُن کے حق جو مقرر ہوئے اِستمتعتم ماضی کا صیغہ ہے اِستمتاع سے اِستمتاع کی معنی لغت میں انتفاع پانا یہاں اس سے جماع کرنا یا نکاح کا عقد مُراد ہے اجور سے مہر مراد ہے ما کا لفظ موصولہ ہے اُس سے مُراد چیز ہے یا عورتیں یہ کہی ضمیر ما کی طرف پھرتی ہے ما کے لفظ کی رعایت کرتے مفرد ضمیر لے آیا اور فاتوھن اور اُجورھن میں معنی کی رعایت کرتے جمع کی ضمیر کے لئے آیا منھن میں من جو آیا ہے بیان کیواسطے ہے یا تبعیض کیواسطے معنی یوں ہیں دین عورتیں جن سے تم انتفاع لئے ہیں ان منکوحات سے سو دو انکو انکے مہر یا معنی یوں ہیں جس چیز سے تم اُس سے اپنے منکوحات سے انتفاع لئے ہیں جماع سے یا عقد سے تو اُس پر اُنکو اُن کے مہر دو مہر کو اجر بولا کیواسطے جو چیز منفعت کا بدل پڑتا ہے اُسکو اجر یعنی اُجرت کہتے ہیں جیسے گھر کی یا جانور کی منفعت کے بدلے جو پیسا دیتے ہیں اسکو اجر کہتے ہیں یہ پیسا بھی منفعت کا بدل ہے اس لئے اُسکو اجر بولا مہر عین کا بدل نہیں ہے کہ اسکو دوسرے لفظ سے تعبیر کرے فریضہ کا لفظ مفروضہ کی معنی سے حال ہے اجور ہن کا یعنی اُنکے مہر دینا تبہر فرض اور لازم ہے فریضہ کو مفعول مطلق تاکید واسطے ڈال کے اُس کی تقدیر فرض اللہ ذلک فریضۃ کرنا یا مقدر کی صفت ڈال کے اُسکی تقدیر فاتوھن اجورھن ایتاءً مفروضا کرنا بھی صحیح ہے جمہور مفسرین آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں بعضے مفسرین کہتے ہیں اس جملے میں نکاح متعہ کا حکم ہے متعہ اُسکو کہتے ہیں عورت کو کچھ دیکے معین چند روز رکھنے پر عقد باندھنا اتنے دن منقضی ہوے بن طلاق کے وہ عورت جدا ہوئی اُن معین ایام میں دونوں سے کوئی مرے تو اُس عورت کو یا شوہر کو میراث نہیں اور شوہر کے مرنے سے عورت پر عدت بھی نہیں بچہ ہوا تو اُسکا نسب بھی اُس شوہر سے ثابت نہیں ہوتا کہتے ہیں آیت کی

معنی یون ہے جس عورت سے متعہ کرتے ہین تو اسکو اُسکی اُجرت دیدا لو معلوم کیجیے متعہ ابتدا اسلام مین مباح تھا بعدہ حکم منسوخ ہوا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین اُسکی حرمت پر سب صحابہ کا اتفاق ہوا بعد ابن عباس اسکے مطلق جواز کے یا ضرورت کے وقت مباح ہونیکے قائل تھے ابن عباس اس بات سے باز آئے سو بھی ثابت ہوا ہی فقہا رکہ سے ابن عباس کے بعضے تابعین بھی جواز کے قائل تھے بعد تمام اُمت اُسکی حرمت پر اجماع کئے اب اُسکی حرمت مین کسیکو خلاف نہین مگر شیعہ اُسکے جواز پر ہین اور کہتے ہین اِس آیت سے متعہ ہی مراد ہی کیا واسطے اوپر کی آیت مین عورتوں کو پیسے سے طلب کرنیکا حکم کیا بعد بولا تمتع کے بعد انکی اُجرت دو تو معلوم ہوا عورت کو وطی واسطے اُجرت سے طلب کرنا جائز ہی یہہ نہو گا مگر متعہ مین کیا واسطے نکاح مطلق مین حلیت حاصل نہین ہوتی جب تک عقد نہو اور ولی اور شاہدین اُس پر نہ رہے ہون فقط مال سے طلب کرنا حلیت کو مفید نہین ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہی اور کہتے ہین اِس آیت کو نکاح پر حمل کرے تو حکم کی تکرار لازم آتی ہے کیا واسطے سورت کے شروع مین کہہ دیا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع بعد کہا وآتوا النساء صدقاتہن نحلہ یہان بھی یہہ حکم نکاح کا دیا تو حکم کی تکرار ہوتی ہی جب اس آیت کو متعہ پر حمل کرے تو جدید فایدہ ہوتا ہی جدید فایدہ ولی ہی تکرار سے اور کہتے ہین اُسکو ابی بن کعب اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرارت تائید کرتی ہے اُنکی قرارت مین آیا ہے فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی فاٰتوہن اجورہن لیے جسکو تم ان سے اپنے کام لائے ہین کسی مقرری وعدے تک تو دو انکو انکے حق عبید بن حمید اور ابن جریر قتادہ سے روایت کئے ہین اُسنے کہا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرارت مین ایسا ہی ہو اور ابو داؤد نے کتاب المصاحف مین سعید بن جبیر سے روایت کیا ہی کہ ابی بن کعب کی قرارت مین ایسا ہی ہے عبد الرزاق نے عطا سے روایت کیا ہی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی کرکے پڑھے اور بولے ابی کی قرارت مین ایسا ہی ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور حاکم مستدرک مین طرق متعددہ سے ابی نضرہ سے روایت کئے ہین اُسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن کو پڑھا ابن عباس کہے فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی ابو نضرہ نے کہا ہم تو ایسا نہین پڑھتے ابن عباس کہے واللہ اسکو اللہ تعالی نے ایسا ہی نازل کیا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بولا مسلم کے شرط پر ہے اس قرارت سے ثابت ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہے اور کہتے ہین اس آیت مین مجرد استمتاع پر اجر

دینے کا حکم ہے استمتاع کی معنی تلذذ اور انتفاع ہر نکاح مین اجر جو دیتے ہین استمتاع پر موقوف نہین بلکہ مجرد عقد پر ہے کیا واسطے مجرد عقد سے نصف مہر لازم ہوجاتا ہی معلوم ہوا کہ نکاح کو استمتاع نہ کہینگے کیا واسطے استمتاع مین تلذذ ہونا ضرور ہے مجرد نکاح مین تلذذ نہین تو معلوم ہوا کہ یہہ حکم متعہ کا ہی اور کہتے ہین ان تبتغوا بامواکم شامل ہی اسکو جو عورت کو مال علی التاٴبید طلب کرے یا بسبیل توقیت یہہ دونون قسم آیت مین جب داخل ہوئے تو یہہ آیت متعہ کی حلیت کو مقتضی ہوئی اور کہتے ہین متعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین حلال تھا اسکو حرام نہین کیا مگر عمر رضی اللہ عنہ طحاوی نے روایت کیا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین دو متعے ہوتے تھے ایک عورتون کا متعہ دوسرا حج کا متعہ اور مین ان دونون سے منع کرتا ہون اور کہتے ہین جو شی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین حلال ہو وہ عمر کے حرام کرنے سے حرام نہین ہوتی عبدالرزاق اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے اللہ تعالیٰ عمر کو رحم کرے متعہ نہین تھا مگر رحمت کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے امت محمد پر رحم کیا تھا اگر عمر اُس سے نہی نہ کرتے تو زنا کا محتاج نہین ہوتا مگر شقی عبدالرزاق اور ابن جریر حکم سے روایت کیے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ کہے عمر متعہ سے نہی نہ کرتے تو زنا نہ کرتا مگر شقی ثعلبی اپنی تفسیر مین ابی رجاء العطاردی کی طریق سے روایت کی ہی کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہے متعہ کی آیت کتاب اللہ مین نازل ہوئی اسکے بعد دوسری کوئی آیت اسکو نسخ کرنیکی نازل نہین ہوئی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کا امر کئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہکے متعہ کئے حضرت ہمکو منع نہین کئے اُن کے بعد ایک شخص نے اپنی راے سے جو چاہا سو کیا اور کہتے ہین اول اسلام مین متعہ جائز ہونے پر سب کا اتفاق ہی کسی کو اسکے جواز مین اختلاف نہین بعد وہ حکم منسوخ ہوا یا نہین سو اُسمین اختلاف ہی اگر اس حکم کا نسخ ہوا ہی تو اسکا ناسخ تواتر سے معلوم ہوا ہوتا یا اخبار احاد سے تواتر سے معلوم ہوا ہے تو لازم آتا ہی کہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہما کا منکر ہونا اُس حکم کے جس کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہونا بتواتر ثابت ہوا ہی ایسے حکم کا منکر کافر ہی تو معلوم ہوا کہ یہہ بات قطعاً باطل ہی اسکا حکم خبر احاد سے ثابت ہے تو بھی باطل ہے کیا واسطے متعہ کی اباحت تواتر و اجماع سے ثابت ہوئی ہی اسکا ثبوت یقیناً معلوم ہوا خبر احاد سے اسکو ہم نسخ کرے تو قطعی امر کو نسخ کرنا لازم آتا ہی یہہ تو باطل ہے

اور کہتے ہین احادیث تم جو ذکر کرتے ہو اُنمین خیبر کے دن متعہ کی نہی کئے کرکے وارد ہے اور بعضے روایتون
مین آیا ہے فتح مکہ کے دن اسکی اجازت دئے اور ایک روایت مین آیا ہے حجتہ الوداع مین اجازت دیے
یہہ دونون واقعے فتح خیبر کے بعد ہوئے ہین تو معلوم ہوا خیبر کے دن متعہ کی نہی ہوئی کرکے روایت جو
وارد ہے غلط ہے کیا واسطے ناسخ اپنے منسوخ پر کیسا مقدم ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ متعے کے منع کی
احادیث جو ہین اُنمین تناقض ہے وے احادیث قابل حجت نرہے ہم اہل سنت وجماعت کہتے ہین اس آیت کو
نکاح متعہ پر حمل کرنا صحیح نہین کیا واسطے اللہ تعالی نے عورتین جنکی وطی حرام تھی پہلے ذکر کیا بعد بولا واحل لکم
ماوراء ذٰلکم یعنی حلال کیا اُن کے سوائے سو اس حلیت کو مطلق نہین چھوڑا بلکہ اسکو ان تبتغوا باموالکم سے شرط
لگایا تا معلوم کرے اُنکے سوے عورتین جو حلال ہین سو مطلق حلال نہین بلکہ پیسا خرچ کرکے انکو طلب کرنا یعنی انکو
مہر سے طلب کرنا یا پیسا دیکے باندی مول لینا اس شرط سے عورت کو عاریت لیکے یا بن پیسون کے صفت وطی کرنا
حرام ہوا بعد اس حکم کو پھر دو شرط سے مقید کیا اور فرمایا محصنین غیر مسافحین یعنی پیسا خرچ کرکے طلب کروگے تو
مخصوص عفت واسطے ہونا یا مخصوص نکاح سے ہونا کہ جس سے وہ عورت اُسکی دوجورو ہو اور غیر کی لگاوٹ
سے محفوظ رہے محض دھات نکالنے کیواسطے نہ ہووے اُس شرط سے متعہ باطل ہوا کیا واسطے اسمین عفت
منظور نہین فقط دھات نکالنی غرض ہے وہ عورت ہر شب نئے یار کے گلے لگتی ہے اور ہر وقت تازے مرد کے گود مین
سوتی ہے بعد اللہ تعالی اُس حلال نکاح پر تفریع کرکے فرمایا فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن اُس سے غرض
یہہ نکلی مہر دیکے عورت کو جو نکاح کئے ہین اس سے تمتع حاصل کرنے سے تمہر مہر لازم ہوا اگر وطی ہوئی ہے تو
پورا مہر دینا لازم ہوا پیش از وطی طلاق دیوے تو آدھا مہر دینا ضرور ہوگا اُس آیت کو اُسکے ماقبل سے قطع کرکے
ابتدا کلام لینا اور اسکو متعہ پر حمل کرنا عربیت کے قواعد کے روسے باطل ہے کیا واسطے اس جملہ کے
شروع مین فا کا لفظ لایا فا کا لفظ لانا اپنے ماقبل سے قطع اور ابتدا کلام ہونے کو منع کرتا ہے
بلکہ مابعد کو ماقبل سے مربوط کرتا ہے وہ جو کہے تھے نکاح صحیح پر اسکو حمل کرنے سے فایدۂ جدید حاصل
نہین ہوتا سو بات باطل ہوئی کیا واسطے فایدۂ جدید یہی ہے نکاح ہونے سے مہر ادا کرنا لازم ہوا
خواہ پوری مہر لازم ہو یا آدھی مہر اوپر کے آیتون مین مہر کسوقت لازم ہوتا ہے سو ذکر نہین تھا

یہان اسکو ذکر کیا یہہ البتہ فایدہ جدید ہے نکاح کو استمتاع نہین بولتے کہ کے جو کہے سو مسلم ہے ہم یہہ نہین کہتے استمتاع سے مراد نکاح ہے بلکہ استمتاع کی معنی انتفاع ہی کی ہے لیکن جب نکاح اُسنے انتفاع حاصل کرنے کا سبب ہوا اور نکاح کرنے سے ایک نوع کا انتفاع اسکو مل چکا اور فلانے کی عورت ہوئی کہ کے بول لگا اُس انتفاع کیواسطے آوہا مہر گلے لگا تو معلوم ہوا کہ مہر و نکاح مین استمتاع موجود ہے اور احل لکم ماوراء ذلکم مین اگرچہ نکاح متعہ داخل تھا لیکن پیچھے کے قیدنے اسکو نکال دیا پیچھے کے قید کو چھوڑ دیکے متعہ حلال ہے کہنا بیجا ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قرارت جو ذکر کیے ہین اُسکی صحت مین کلام ہے بر تقدیر ثبوت مع شاذ قرارت ہے قرارت شاذہ قابل حجت نہین علی الخصوص نظم قرانی کے خلاف ہو جو لوگ قرارت شاذہ کو حجت ظنی گردانتے ہین اُن کے قول پر بھی یہہ قید لگانے سے متعہ پر آیت دلالت نہین کرتی کیا واسطے الی اجل مسمّٰی کی تعلق استمتاع سے ہے عقد کے ساتھ تعلق نہین متعہ مین مدت معین کی تعلق نفس عقد کے ساتھ رہتی ہے استمتاع کے ساتھ نہین رہتی معنی یون ہین نکاحی عورتون کے ساتھ ایک مدت معین تک تمتع پاؤگے تو اُنکا پورا مہر ادا کردو اس قید کو افزود کرنیکا فایدہ یہہ ہے کہ ایسا نہ سمجھے پورا مہر ادا کرنا لازم ہوا اگر نکاح کی پوری مدت تمام ہوے یعنی دونون مین موت وغیرہ سے جب فراق ہوتا ہے تب مہر ادا کرنا بلکہ ہر نکاح کے مہر لازم ہوا اگر ہم مسلم رکھے کہ یہہ آیت متعہ کے حکم مین ہے تو بھی ہم کو کچھ خلل نہین کیا واسطے متعہ اول اسلام مین مباح تھا بعد وہ حکم کتاب سنت سے منسوخ ہوا اُسکے نسخ مین متعدد احادیث وارد ہین صحیح کتاب سے منسوخ ہوا جو ہم کہے اسکا بیان یہہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم) اس آیت مین وطی حلال ہونیکے سبب کو اللہ تعالیٰ نے دو چیز مین حصر کیا ایک نکاح صحیح دوسرا ملک یمین اس حکم کو سورۃ المومنین مین ذکر کیا پھر تاکید واسطے سورت المعارج مین بھی اسیکو ذکر کیا اُسکے بعد دونون جگہہ مین فرمایا (فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون) متعہ کی رنڈی نہ زوجہ ہے نہ بندی کیا واسطے بندی رہتی تو اسکو بیع وغیرہ سے مالکانہ تصرف کرنا روا ہوتا حالانکہ بالاجماع وہ تصرف جائز نہین معلوم ہوا کہ وہ بندی نہین زوجہ بھی نہین کیا واسطے زوجہ ہوتی تو موت سے دونون مین توارث ہوتا کیا واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ولکم نصف ما ترک ازواجکم الآیہ) اور عدت واجب ہوتی کیواسطے کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے (والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا) اور نسب ثابت ہوتا کیا واسطے حدیث مشہور مین آیا ہے الولد للفراش یعنی بچہ بچھونے کا ہے یعنی عورت کے ساتھ ملکے بچھونے پر جو شخص سوتا ہے خواہ شوہر ہو یا صاحب اُسکے ساتھ بچے کا نسب ثابت ہوتا ہے متعہ کے رنڈی مین یہ تینون بات نہین نہ اُسکو میراث ہے نہ عدت اور نہ اس سے نسب ثابت ہوتا ہے شیعہ کا بھی اسبات مین اتفاق ہے تو معلوم ہوا کہ وہ زوجہ نہین جب یہہ دونون امر یعنی زوجیت اور ملکیت اس مین نہ ہوئی تو اُس سے وطی کرنیوالا (فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون) مین داخل ہوا اس سے ثابت ہوا کہ متعہ حرام ہے اُسکی حلیت کا جواز اس آیت سے منسوخ ہوا یہہ آیت از قبیل اخبار و اوصاف ہے احتمال نسخ کا اس مین ممکن نہین اسیکو تاکید کرتا ہے وہ جو حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے کہ ابن ابی ملیکہ کہتا ہے مین نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو متعہ سے پوچھا بی بی نے فرمایا میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے یعنی اُسکا حکم پوچھنے کی احتیاج نہین کیا واسطے کتاب اللہ مین اسکا حکم موجود ہے اور یہہ آیت پڑھی (والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العادون) سو اللہ تعالی جسکو نکاح کر دیا یا بند مین دیا اُن کے سوائے دوسرے کو کوئی چاہا تو اُسنے حد سے تجاوز کیا یعنی اُنکے سوائے متعہ وغیرہ سے تصرف کرنا صحیح نہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی اور بولا شیخین کے شرط پر ہے امام محمد بن الحسن الشیبانی نے اپنی کتاب الآثار مین امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے اُسنے حماد سے اُسنے ابراہیم نخعی سے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہے عورتون سے متعہ کرنیکی رخصت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایک جنگ مین ہوئی تھی وے اپنی مجردی کی شکایت کئے تھے بعد اسکو آیت نکاح اور میراث اور مہر کی منسوخ کی اسکی سند کے رجال سب ائمہ فقہا ثقات ہین عبد الرزاق اور ابن المنذر اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے متعہ منسوخ ہوا طلاق اور مہر اور عدت اور میراث اسکو نسخ کئے ابن عدی اور دارقطنی اپنی سنن مین ابی ہریرہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث مرد و عورت مین جو ہوئی متعہ کو حرام کئے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند حسن ہے

اسحٰق بن راہویہ اور ابن حیان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ثنیۃ الوداع پاس اُترے چراغین دیکھے اور عورتین روتین سو اُسنے پوچھے یہہ کیا ہے لوگ کہے یارسول اللہ یہہ وے عورتین ہین لوگ جن سے متعہ کئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث نے متعہ کو توڑا اُسکی سند بھی حسن ہے لیکن ابوہریرہ کی ان دونون سند کے بعضے رجال مین محدثین کو کلام ہے اس حدیث کو ایک شاہد ہے اُسکو حافظ ابوبکر الحازمی نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کیواسطے نکلے شام کے قریب گھاٹ جوہے وہان ہم جب پہنچے عورتین آئین ہم اُن سے متعہ کرنیکی بات کئے اور کہے ہمارے ڈیرون مین آنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتون کو دیکھکے پوچھے یہہ کون عورتین ہین ہم کہے یارسول اللہ ہم اُنسے متعہ کئے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنا غضب مین آئے کہ حضرت کے رخسارے سرخ ہوئے اور خطبہ پڑھنے کھڑے ہوکے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کئے اور متعہ سے نہی کئے پھر ان عورتون کو ہم رخصت کئے ہم کبھی اُسکی طرف عود نہ کئے اس گھاٹ کا نام ثنیۃ الوداع ہوا ابوداؤد اپنی کتاب ناسخ ومنسوخ مین اور ابن المنذر اور نحاس وغیرہ نے عطا کی طریق سے اُسنے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اُنھون نے کہے (فما استمتعتم بہن فاتوہن اجورہن) کو یہہ آیت منسوخ کی (یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن) والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء) واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتہن ثلاثۃ اشہر) ترمذی وغیرہ محمد بن کعب القرظی کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا متعہ نہین تھا مگر ابتداء اسلام مین آدمی شہر مین آتا وہان اُسکا کوئی آشنا نہین رہتا سو وہان جتنے روز رہتا اتنے دن تک نکاح کرتا تا اسکے اسباب کی محافظت کرے اور اُسکے کامون مین چین کرے یہان تک کہ یہہ آیت نازل ہوئی الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم ابن عباس کہے ان دونون کے سوائے نکاح اور مالکین کے سوائے جو فرج ہو سو حرام ہے اُسکی سند مین موسیٰ بن عبیدہ الربذی ہے وہ ضعیف ہے عبد الرزاق اور ابن المنذر علی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رمضان کا روزہ دوسرے تمام روزون کو نسخ کیا اور زکوٰۃ دوسرے صدقون کو نسخ کی اور طلاق اور عدت اور سرا شتہ کو نسخ کیے یہہ بھی ضعیف ہے ابوداؤد اپنی کتاب الناسخ مین

اور ابن المنذر اور نحاس اور بیہقی سعید بن المسیب سے روایت کئے ہین کہ میراث کی آیتین متعہ کو نسخ کئے معلوم کیجئے ان احادیثون مین بعضے احادیث اگرچہ ضعیف ہین لیکن ان سب طریقون کو جمع کرنے سے متعہ کی حرمت ان آیتون سے ہونا معلوم ہوا ہم مسلم رکھے کہ یہ ضعیف روایتین قابل حجت نہین لیکن آیت سے اُنکا نسخ جب معلوم ہوا تو ان احادیث کو حجت نہ گردانے تو بھی ہمکو کچھ خلل نہین وہ جو کہتے ہین متعہ کو عمر رضی اللہ عنہ حرام کئے سو بات غلط ہے عمر رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے حرام نہین کئے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہی کئے ہین کرکے منع کئے اسپر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے جسکو ابن ماجہ اور ابن عساکر اور تمام اور ضیاء المقدسی کتاب المختارہ مین روایت کئے ہین کہ عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوے بعد ایکروز خطبہ پڑھے سو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کی اجازت تین دن تک دئے بعد اسکو حرام کئے واللہ جو شخص متعہ کریگا سو مجھکو معلوم ہوگا اور محصن رہیگا تو مین اُسکو رجم کرونگا مگر اُسنے چار شاہد لاوے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرمت کے بعد بھی اُسکو حلال کرے حافظ عسقلانی نے کہا ہے حدیث صحیح ہے ضیاء المقدسی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوکر اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرکے کہے لوگو کیا ہے نکاح متعہ کرتے ہین حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کی ہین متعہ کیا سو شخص کا مقدمہ میرے پاس آئیگا تو مین اسکو رجم کرون گا یعنی روایتون مین جو آیا ہے عمر رضی اللہ عنہ کہے متعہ کو مین حرام کیا ہون سو اُس سے غرض یہہ ہے متعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اول مباح تھا لیکن مین اُس سے نہی کرتا ہون کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے سو میرے پاس اُسکی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہے عمر رضی اللہ عنہ کے اس خطبے مین متعہ حرام ہونیکی بڑی دلیل ہے کیا واسطے عمر صحابہ کے مجمعے مین یہہ خطبہ پڑھے صحابہ سب اُنکے خطبہ کو مسلم رکھے کوئی اُنپر انکار نہین کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی حرمت پر سب کا اجماع ہوا کیا واسطے صحابہ جو سکوت کئے یا وے سب جانتے تھے متعہ حرام نہین لیکن عمر کے اندیشے سے سکوت کئے یا انکو اسکی حرمت اباحت کا علم نہین تھا اس لئے کہ اگر انکو علم ہوتا تو ضرور اسکی حرمت یا اباحت کے علم نہ رہنا دونون باتون مین سے ایک کے دونون بات یعنی اندیشے سے خاموش رہنا یا اُسکی حرمت و اباحت کا انکو علم نہ رہنا دونون باطل ہین کیا واسطے متعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع مین حلال رہنا لیکن اندیشہ سے سکوت کرنا سو اس سے عمر کی اور دوسرے

تمام صحابہ کی تکفیر لازم آتی ہے کیا واسطے جو شخص جانتے شرع مین متعہ حلال ہے بعد اسکے نسخ کے مین اُسکو حرام کرتا ہون کہا تو وہ شخص کافر ہوگا اور جو شخص جانا اُنہون خطا کئے اور کافر ہوئے سو اسبات پر تصدیق کیا تو وہ بھی کافر ہوا اسبات سے تمام اُمت کی تکفیر لازم ہوتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس) دوسری قسم یعنی اُسکی حرمت اور حلیت کا علم نہین تھا اس لئے توقف کئے سو یہہ بات بھی باطل ہے کیا واسطے کہ اگر سباح رہتا جیسا نکاح مباح ہے، تو سب لوگ کو اُسکی اباحت کا علم رہنا ضرور ہوتا ایسا حکم مخفی رہنا ممنوع ہے بلکہ اُسکی حلیت سُنیکے پاس معلوم رہنا واجب ہے نکاح مباح ہے منسوخ نہین سو سبکو جیسا معلوم تھا متعہ کا حال بھی ویسا ہی ہوتا سو اس سے معلوم ہوا تمام کو اُسکی اباحت یا حرمت کا علم نہونا باطل ہے اب ثابت ہوا کہ اُنکو اُسکی حرمت کا علم تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی اباحت کو نسخ کئے سب کے علم تھا اس لئے سکوت کیئے تو اسکی حرمت پر سب صحابہ کی اجماع ہوئی اُنکے اجماع کی سند حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے جسکو امام شافعی سفیان بن عیینہ سے روایت کئے ہین اُسنے زہری سے روایت کیا ہے اُس نے حسن اور عبد اللہ سے جو فرزندان ہیں محمد بن علی بن ابی طالب کے روایت کیا ہے دونون اپنے باپ سے یعنی محمد بن الحنفیہ سے روایت کیئے ہین اُسنے کہا علی رضی اللہ عنہ ابن عباس کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکاح متعہ سے اور شہری گدھون کے گوشت سے نہی کئے ہین امام مالک اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کے متعہ سے خیبر کے دن منع کئے اور شہری گدھونکے گوشت سے بخاری اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن عباس کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے اور شہری گدھے کے گوشت سے خیبر کے زمانہ مین نہی کئے ہین ایک روایت مین آیا ہے علی رضی اللہ عنہ کو کہے ابن عباس کہتے ہین عورتون سے متعہ کرنا کچھ مضائقہ نہین علی رضی اللہ عنہ فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے خیبر کے دن نہی کئے اور شہری گدھونکا گوشت کھانے سے مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس عورتون سے متعہ کرنے مین نرمی کرتے یعنی وہ جائز ہے کرکے کہتے سو علی رضی اللہ عنہ سُنکے فرمائے مہلا یا ابن عباس یعنی اے ابن عباس جلدی مت کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے خیبر کے دن اور شہری گدھون کے گوشت سے مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے علی رضی اللہ عنہ فلانے کو کہے انک رجل تائہ یعنی تو تایہ آدمی ہے یعنی

بے راہ جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے نہی کئے ہین دارقطنی کی روایت مین آیا ہے کہ علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم عورتون کے متعہ مین کلام کئے علی رضی اللہ عنہ انکو کہے انک امرتایہ یعنی تو تایہ آدمی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے ہین سعید بن منصور کے روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس عورتون متعہ کرنے مین کچھ مضایقہ نہین کرکے فتوی دئے سو علی رضی اللہ عنہ اُنکے کہے کیا تجھکو معلوم نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے الحدیث معلوم کیجئے یہہ حدیث سب ائمہ حدیث کے پاس ثابت ہے سب ائمہ اسکو روایت کئے ہین اُسکی صحت پر سب کا اتفاق ہے اہلبیت سے جو حدیث مروی ہے اور انکا وہ مذہب ہے اُس پر عمل کرنا شیعہ پاس لازم ہے بیہقی نے امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہون کہے نکاح متعہ وہ بعینہ زنا ہے باوجود اُسکے اسپر عمل نکرنا ان کے قواعد کا خلاف ہے عبدالرزاق اور امام احمد اور مسلم سبرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو متعہ کی اجازت دئے پھر مین اور ایک شخص مکے بنی عامر کی ایک عورت پاس گئے وہ عورت گویا اونٹنی کی سی دراز گردن تھی یعنی جوان قوی ہیکل تھی پھر ہمنے اُسکے پاس سونیکی بات کئے اُسنے کہی تو مجھکو کیا دیگا مین بولا اپنی چادر دون گا میرے ساتھ کا شخص بھی اپنی چادر دونگا کرکے کہا میری چادر سے اُسکی چادر بہتر تھی اور مین بہ نسبت اُسکے جوان تھا میرے ساتھ والے کی چادر کو دیکھی سو چادر اُسکی پسند آئی اور مجھکو دیکھی سو مین اُسکے پسند پڑا مجھکو بولی تیری چادر مجھکو بس ہے پھر مین اس عورت سے مکے مین تین روز رہا بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم کئے کسی شخص کے نزدیک متع کیا سو عورت ہو تو اُسکا خیال چھوڑ دینا مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ سبرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکے کے جنگ کو گیا وہان پندرہ روز رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتون سے متعہ کرنے کی اجازت دئے پھر اوپر کی روایت مین قصہ جو بولا اُسکے مثل بیان کرکے بولا اس عورت کے پاس سے مین نہین نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حرام کئے مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے مین نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکن اور باب کے درمیان یعنی حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کے مابین کھڑے ہوکے فرمائے اے لوگو مین تمکو عورتون سے استمتاع کرنیکی اجازت دیا تھا مقرر اللہ تعالے نے اسکو قیامت تک حرام کیا ہے جس شخص کے پاس متعہ کی عورت ہو تو اُسکی راہ کو چھوڑ جاوے اور ان عورتون کو کچھ دئے ہین تو اُسے واپس نلیوے

مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ فتح ہوے سو سال ہم مکہ مین داخل ہوئے بعد ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کرنیکی اجازت دئے پھر ہم ہنوز مکہ سے نکلے نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے مسلم ایک روایت مین آیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کہا مجھکو ربیع بن سبرۃ الجہنی نے خبر دیا کہ اُسکا والد یعنی سبرہ بن معبد جہنی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ سے نہی کئے اور فرمائے اَلَا اِنَّہَا حَرَامٌ مِن یومکم ہذا الی یوم القیامۃ یعنی خبردار بے شک متعہ آج کے دن سے قیامت کے دن تک حرام ہے اگر کوئی شخص اِن عورتون کو کچھ دیا ہے تو اُسکو نہ پھیر لیوے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اوطاس کے سال ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون سے تین روز متعہ کرنیکی اجازت دئے بعد ہمکو اُسکے بعد متعہ سے نہی کئے بیہقی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ متعہ حلال نہین ہوا تھا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو تین روز تک بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے نہی کئے ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین سالم بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص متعہ سے پوچھا تو کہے حرام ہے وہ شخص کہا فلانا شخص اسمین کلام کرتا ہے ابن عمر کہے واللہ مقرر وہ جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کو خیبر کے دن حرام کئے اور ہم زنا نہ کرینگے یعنی متعہ زنا ہے ہم اُسکو نہ کرینگے اِن احادیث کے سوائے اور بھی احادیث اُسکے حرمت مین دوسرے صحابہ سے ثابت ہے لیکن ہم اختصار واسطے اِن کو نہین لکھے علی رضی اللہ عنہ سے جو نقل کئے ہین عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے نہی نہ کرتے تو زنا نہ کرتا مگر شقی یہہ روایت منقطع ہے قابل حجت نہین ابن عباس سے جو مروی ہے اسکے ثبوت مین بھی نظر ہے سند صحیح سے بھی یہہ نقل ثابت ہو تو قابل رد کرنے ہے کیا واسطے یہہ بے معنی کلام ہے کیا واسطے اسکی نہی شارع کی طرف سے ہے یا نہین شارع کی طرف سے ہو تو اعتراض شارع پر ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ اللہ تعالیٰ متعہ سے نہی نہ کرنا مناسب تھا نہی کرنے سے لوگ زنا مین پڑتے ہین یہہ کلام تو منجر بکفر ہوتا ہے علی مرتضیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ایسا سخن کرنا باطل ہے اگر نہی شارع کی طرف سے نہین تھی لیکن عمر رضی اللہ عنہ اُس سے نہی کئے ہین تو عمر کی نہی کو انپر قبول کرنا لازم نہین تھا اگر اُنکو قبول کئے ہین تو نہی نہ کرنیکی آرزو کرنا خلاف عقل ہے اگر اُنکے قول کو قبول نہین کئے ہین تو اسنو کرتا

بیجا ہے اسکی کچھ حاجت نہین علی رضی اللہ عنہ سے صحیح روایات جو وارد ہین جنکو ہم ذکر کئے دے دلالت کرتے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ سے متعہ کا جواز جس نے نقل کیا ہی سو صحیح نہین ثعلبی نے اپنی تفسیر مین عمران بن حصین سے متعہ کی حلیت نقل کیا سو خطا عمران بن حصین متعہ کی حلیت کے قائل نہین اُنسے یہ حدیث جو آئی ہے جو کہ متعہ کی ہے مسلم نے اپنی صحیح مین بابی جا العطار دکی طریق سے عمران کی اس حدیث کو ذکر کیا سو اسمین جو کہ متعہ کر تصریح کیا ہی اُسکو ثعلبی نے نہ سمجھکے غلطی کیا ابن عباس سے متعہ کی حلیت جو نقل کئے ہین سو صحیح ہے لیکن اُسکے مطلق حلیت کے قائل نہین تھے بلکہ کہتے تھے ضرورت کیوقت مین متعہ مباح ہی یہہ روایت ان سے صحیح بخاری مین آئی ہے بعضے روایتون مین آیا ہی جیسا مردار اور خنزیر کا گوشت اضطرار کی حالت مین مباح ہوتا ہی ویسا ہی متعہ اضطرار کی حالت مین مباح ہے بعد ابن عباس اس قول سے باز آکے متعہ کی حرمت کے قایل ہوے کر کے ترمذی وغیرہ تصریح کئے ہین وہ جو کہتے ہین متعہ بالاتفاق حلال تھا اُسکی حرمت خبر متواتر سے ثابت ہوئی باخبر احاد سے الی آخرہ باطل ہے کیا واسطے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسکا نامنع قطعاً معلوم تھا اسکا علم انکو خبر متواتر اور خبر احاد سے نہین تھا بلکہ وے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی نہی سُنے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اُنکو یقینی تھی اس لئے اُسکی حرمت کا حکم کئے جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سنے تھے انمین بعضون کو اصلا اسکا علم نہین تھا اور بعضونکو علم تھا لیکن اخبار احاد سے حاصل تھا جب عمر رضی اللہ عنہ اُسکی تحریم پر خطبہ پڑھے اور سب اُسکو قبول کئے کوئی اعتراض نہ کیا تو سب کا اجماع اسکی تحریم پر ہوا اجماع کے واسطے ایک مستند ہونا ضرور ہی یہان اُسکی تحریم کی مستند وہی ہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی نہی ثابت ہوئی اس نہی کا علم بعضون کو قطعی ہونا ضرر نہین دیتا گیا واسطے اجماع کی سند قطعی ہونا کچھ ضرور نہین ظنی ہو تو بھی کافی ہے اس سے ثابت ہوا یہان مقطوع کی رفع مظنون سے نہین ہوئی وہ جو کہے تھے متعہ کی نہی مین احادیث جو آئے ہین نہی کسوقت ہوئی سو اسمین اختلاف ہی اس اختلاف سے ان احادیث مین تناقض ہوا پھر وہ احادیث قابل حجت نہین سو یہ بات مقبول نہین کیا واسطے اسمین جمع یا ترجیح ممکن ہے جب یہہ ممکن ہو تو تناقض دفع ہوا متعہ کی حرمت احادیث کے ظاہر پر نظر کرنے سے سات جگہ مین ہے خیبر۔ عمرۃ القضا۔ غزوۂ فتح حنین اوطاس تبوک حجۃ الوداع ان سات مین اصح بات غزوہ فتح مین نہی ہوی عمرۃ القضا مین نہین کئے کر کے حسن بصری سے

مرسل روایت آئی ہے حسن کے مرسل حدیث ضعیف ہین قابل حجت نہین حنین کا ذکر جو آیا ہے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث مین خیبر کے درعوض ایک راوی نے حنین کرکے کہا ہے وہ روایت شاذ ہے قابل حجت نہین اوطاس کا ذکر سلمہ بن الاکوع کی حدیث مین آیا ہے جسکو امام احمد اور مسلم وغیرہ روایت کئے ہین اس حدیث کا ترجمہ یہہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوطاس کے سال متعہ کی رخصت تین دن تک دئے بعد اُس سے نہی کئے سو اس حدیث مین تصریح نہین کہ اوطاس کے جنگ کے روز یہہ حکم ہوا کہ اس جنگ کے قبل یا بعد ہو نیکو شامل ہے فتح مکہ رمضان مین ہجرت کے آٹھوین سال ہوا اسی سال کے شوال مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین کا جنگ کئے کفار ہزیمت پاکے متفرق ہوئے انکی ایک جماعت اوطاس کی طرف جو ہوازن کے ملک مین ایک مقام کا نام ہے بھاگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی تعاقب کرنے ابو عامر اشعری کے ساتھ فوج کی ایک ٹکڑی دیکے روانہ کئے پھر ابو عامر جاکے اُنکو ہزیمت دئے الغرض فتح مکہ کے سال کو عام اوطاس کہنا صحیح ہے انہون سال فتح نہ کہکے سال اوطاس کہنے کا وجہ بعد ہم بیان کرینگے تبوک کا ذکر جابر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث مین آیا ہے جنکو ہم اوپر ذکر کئے لیکن ان حدیثون کے سند ضعیف ہین باین ہمہ اسمین ذکر نہین کہ متعہ اسی وقت حرام ہوا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کو دیکھ کے غصہ ہونا دلالت کرتا ہے کہ اسکے قبل اسکی حرمت ہوچکی تھی لیکن جنکو اسکا علم نہین تھا وے متعہ کئے تھے خیبر کی روایت علی رضی اللہ عنہ سے صحیحین وغیرہ مین ثابت ہے لیکن بعضی روایتون مین آیا ہے نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن لحوم الحمر الاہلیۃ یعنی منع کئے عورتون کے متعہ سے خیبر کے دن اور شہری گدھون کے گوشت سے اور بعضے روایتون مین آیا ہے نہی عن نکاح المتعۃ وعن لحوم الحمر الاہلیۃ زمن خیبر یعنی منع کئے نکاح متعہ سے اور شہری گدھون کے گوشت سے خیبر کے زمانہ مین پہلی روایت سے متعہ کی نہی خیبر مین تو صریح ہے دوسری روایت مین اسبات کی تصریح نہین کیا واسطے زمن خیبر کی تعلق مجموع دونون چیزون سے بھی ہوتی ہے اور فقط لحوم الحمر الاہلیۃ سے بھی ہوتی ہے اس روایت پر نکاح متعہ کی نہی کا زمانہ حدیث مین مذکور نہین سفیان بن عیینہ اور حمیدی وغیرہ متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت اسی روایت کو ترجیح دئے ہین اور کہتے ہین خیبر مین شہری گدھون کے گوشت کی حرمت ہوئی متعہ کی نہی اسمین نہین ہوئی بلکہ دوسرے وقت یعنی فتح مکہ مین

ہوئی اب دو مقام باقی رہے ایک فتح مکہ دوسرا حجتہ الوداع یہہ اختلاف راوی کا ہے سبرہ بن معبد کا فرزند ربیع جو اس حدیث کا راوی ہے اس سے اکثر لوگ فتح مکہ کرکے روایت کئے ہین اور بعضے حجتہ الوداع کرکے روایت کئے ہین فتح مکہ کی روایت ہی راجح ہر کیوا سطے وطن چھوڑے کے بہت دن ہوے تھے اور عورتون کی حاجت اُسی مین تھی بخلاف حجتہ الوداع کے کہ یہان لوگون کے ساتھ انکے عورت لونڈیان تھین اور خرچ کی تنگی بھی نہین تھی اور عورتون سے بچھڑے کے دن زاید نہین ہوے تھے کیا واسطے ذی القعدہ پانچ دن باقی تھے تب مدینہ سے نکلے ذوالحلیفہ مین آکے احرام باندھے بعد ذی الحجہ کی چوتھی کو مکہ مین داخل ہوے طواف الوداع وغیرہ مناسک سے فراغت پائے بعدہ بعضے محرم ہی رہے اور بعضون کے ساتھ ہدی نہین تھی انکو عمرے کے اعمال ادا کرکے حلال ہونیکا حکم کئے یہہ حلال ہوجانا اُنپر شاق ہوا غرض پھر یوالترویہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھوین کوچ کا احرام باندھکے منی کو نکلے اس سے معلوم ہوا حجتہ الوداع مین متعہ کی نہی ہوئی نہین بلکہ اُسکے قبل فتح مکہ مین ہوئی سب حدیثون مین جو لوگ جمع کرتے ہین وے کہتے ہین متعہ مطلق مباح نہین تھا بلکہ سفر کی حالت مین حاجت واسطے مباح ہوا تھا امام شافعی اور بخاری اور مسلم وغیرہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو جاتے ہمارے ساتھ عورتین نہین تھین سو ہم اپنے تئین خصی کرنا چاہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے ہمکو منع کئے پھر عورت کو کچھ دیکے چند روز تک اسکو نکاح کرنے کا اذن دئے ابن عبد البر نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہے نہی صلی اللہ علیہ وسلم متعہ کی رخصت نہین دئے مگر مجرد سے لوگون پر شدت ہونے سے بعد اس سے نہی کئے ان حدیثون سے معلوم ہوا رخصت نہین ہوئی تھی مگر حاجت کے واسطے حاجت جب دفع ہوئی تو اُس سے نہی کئے اجازت کے بعد پہلے بار خیبر مین اُس سے نہی کئے بعد فتح کے تین اوٹن دئے تین روز کے بعد نہی کئے اور فرمائے قیامت تک اُسکی حرمت باقی ہے اُسکی اباحت مکرر ہونے سے کچھ فائدہ نہین کیا واسطے اسکی اباحت ضرورت کیواسطے ہوا کرتی تھی ضرورت دفع ہوئی اُس سے نہی کرتے تھے خیبر کے سفر مین چندان مشقت نہین تھی اُسکے فتح سے سابق کی تنگی بھی دفع ہوئی اِس لئے اُس سے نہی کئے بعد فتح مکہ مین اجازت دیکے تین روز کے بعد اُسکی حرمت کو موبد کردئے فتح مکہ مین اُسکی اجازت کا

اذن جو ہوا تھا شاید علی رضی اللہ عنہ کو اس سے اطلاع نہین تھی کیا واسطے یہہ اباحت فقط تین روز تک تھی بعد نہی ہوئی اس لئے خیبر مین جو نہی ہوئی تھی اُسکو ذکر کئے یا اطلاع تھی لیکن اسکے بعد متعہ حرمت کا حکم ہوا اس لئے اس اباحت کو اعتبار نہ کرکے خیبر کی نہی کو ذکر کئے کیا واسطے اسمین دو چیز سے نہی ہوئی تھی متعہ اور گوشت خر اہن عباس رضی اللہ عنہما ان دونون کی اباحت کے قایل تھے اس لئے انکے رد مین فرمایا کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونون سے نہی کئے ہین اوطاس کے سال متعہ سے نہی کئے کرکے حدیث مین جو آیا ہی فتح مکہ مین نہی کرنے کو منافی نہین کیا واسطے فتح مکہ اور اوطاس کا جنگ ایک ہی سال مین ہوا ہے فتح مکہ کے سال نہی ہوئی کہنا یا اوطاس کے سال نہی ہوئی کہنا دونون مین کچھ فرق نہین ہان اوطاس مین مباح ہوے بعد حرام ہوا کہنا تو یہہ بات صحیح نہ ہوتی لیکن سال فتح کو سال اوطاس سے تعبیر کرنے کی کچھ وجہ ہونا ضرور ہے شاید سلمہ بن الاکوع اوطاس کو گئے بعد اسکی نہی کی خبر انکو ہوئی اس لئے عام اوطاس کہے یا اس سال کے فتحون مین یہہ اخیر فتح تھا اس لئے اُسکو ذکر کئے بتوک مین نہی کئے سو روایت بھی اُسکو منافی نہین کیا واسطے وہان فقط نہی کئے اور غصے مین آئے شاید نہی کی اطلاع بعضون کو نہین تھی اسلئے وے متعہ کرنا چاہے تھے انکو غصہ سے منع کئے حجۃ الوداع کی روایت جو آئی ہے راوی کا اختلاف ہی اسمین کون سی روایت راجح ہی ہم اوپر ذکر کئے حج الوداع مین لوگون کا بہت مجمع تھا سب کو اطلاع ہونا کرکے اس کی فقط نہی ذکر کئے ہونگے دوسرے بہت سے احکام اس دن بیان کئے متعہ کرنے والے کے حکم مین فقہا کو اختلاف ہی شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ سے بعضے کہتے ہین اس مین زنا کی حد جاری کرینگے محصن ہو تو اُسکو رجم کرینگی محصن نہ ہو تو سو جلدے مارکے ایک برس تک شہر بدر کرینگے عمر رضی اللہ عنہ کے خطبے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ابو حنیفہ کے پاس اس مین حد نہین فقط تعزیر ہے ائمہ ثلاثہ کے پاس اصح قول بھی یہی ہے کہ اسمین حد نہین کیا واسطے صحابہ کے اجماع مین ابن عباس رضی اللہ عنہما جو شریک تھے انہونے اسکی اباحت کا فتویٰ دئے اس شبہہ سے حد دفع ہوا واللہ اعلم وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ اور گناہ نہین تمکو اسمین جو ٹھہرا لو تم دونون آپسکی رضا سے مقرر ہونے پیچھے یعنی مہر ٹھہر چکے بعد عورت رضامند ہوکے پورا مہر یا تھوڑا مہر بخش دی یا مرد پورا مہر دئے بعد پیش از دخول طلاق دیا اور پورا مہر اُسکو چھوڑ دیا

آپس کی رضامندی سے مہر کے عوض کچھ بڑی قیمت یا کم قیمت کی چیز دیا تو کچھ مضایقہ نہین جو لوگ پہلے جملہ کو متعہ پر حمل کرتے ہین وے اس جملہ کی تفسیر مین یون کہتے ہین کہ وے دونون کچھ پیسا دیکے ایک معین مدت تک رہنے کا عقد کرین پھر وہ مدت تمام ہوے بعد اُنکو اختیار ہے چاہے تو اور چندروز رہے چاہے تو فراق کرے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا مقرر اللہ ہے خبردار حکمت والا یعنی تکو اللہ تعالےٰ جن عورتون کی وطی حرام اور جنکی وطی حلال کیا سب کچھ جانتا ہے اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہین حکیم ہے اپنی حکمت کے مطابق تمکو امر اور نہی کرتا ہے اُسکے احکام کو قبول کرنا تمکو ضرور ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ اور جو کوئی نہ رکھتا ہو مقدور تم مین کہ نکاح مین لاوے بی بیان مسلمان تو جو ہاتھ کا مال ہے آپس کی تمھارے مسلمان لونڈیون سے یعنی جس شخص کو مسلمان بی بی کے تئین نکاح کرنیکی قدرت نہین ہے تو اپنے مسلمان بھائی کی مسلمان باندی کو نکاح کرے طول طا کی فتح سے لغت مین فضل اور زیادتی کی معنی سے ہر غنی کو بھی طول کہے کیا واسطے آدمی غنی ہو تو اپنے مُرادین حاصل کرتا ہے جسکو فقر کی حالت مین حاصل نہین کرسکتا یہان طول سے بی بی عورت کو نکاح کئے تو اُسکو مہر اور کھانا کپڑا دینے کا مقدور رہنی مُراد ہے مُحصنات سے حرہ مُراد ہے یعنی بی بی عورت کہ کسیکی باندی نہو فمن ما ملکت مین من تبعیض کے واسطے اور اوسکا تعلق محذوف سے ہے تقدیر یون ہے فلینکح بعض ما ملکت ایمانکم یعنی نکاح کرے کسی کو تمھارے باندیون سے ایمانکم مین ضمیر مخاطب کی جو ہے اُس سے لوگ مُراد ہین ناکح مُراد نہین کیا واسطے اپنی لونڈی سے بن نکاح کے وطی حلال ہے اسکو نکاح کرنا جائز نہین نکاح جائز ہوگا مگر غیر کی لونڈی سے وہ غیر مُسلمان ہونا ضرور نہین بلکہ کافر ہو تو بھی اُسکی لونڈی کو نکاح کرنا جائز ہے فتیات جمع فتاۃ کی ہے فتی کا مونث ہے اُسکی اصل معنی لُغت مین جوان بعد اُسکو باندی غلام مین استعمال کئے باندی کو فتاۃ کہے اور غلام کو فتی کہے اگرچہ جوان نہ رہے اِس آیت سے یہہ معلوم ہوا حر یعنی کوئی صاحب غیر کی باندی کو نکاح کرنا جائز نہین مگر دو شرط سے پہلی شرط اُس شخص کو بی بی عورت کو نکاح کرنیکی مقدور نہ ہونا دستور یہہ ہے بی بی کو نکاح کرے تو مہر بہت دینا پڑتا ہے اور اُسکے کھانے کھلانے کے اخراجات بہت لگتے ہین جس شخص سے

اُسکے اخراجات کی عہدہ برائی ہو نہین سکتی وہ شخص باندی کو نکاح کرے تا مہر کم لگے اور کھانے کپڑے کا خرچ زیادہ نہ پڑے دوسری شرط نکاح نہ کرنے سے زنا ہونیکا اندیشہ رہتا ہے اس شرط کو اللہ تعالے آیندہ ذکر کرتا ہے جابر اور ابن عباس اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور مسروق اور مکحول اور عمرو بن دینار وغیرہ کا یہی قول ہے شافعی اور مالک اور احمد کا مذہب بھی یہی ہے علی اور حسن بصری اور سعید بن المسیب کے سوا ایک جماعت کہتی ہے جس شخص کے نکاح مین حرہ نہ ہو تو اُسکو باندی کا نکاح جائز ہے خواہ حرہ کو نکاح کرنیکی قدرت ہو یا نہ ہو ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے وے لوگ نکاح کی معنی وطی لیتے ہین یعنی جو شخص حرہ کو وطی کرنیکی قدرت نہین رکھتا ہے باندی کو نکاح کرے باندیون کو بن ضرورت کے نکاح کرنے سے اللہ تعالی منع کرتا ہے چند وجہ ہین پہلا وجہ یہ ہے بچہ حریت اور رق مین اپنی مان کا تابع ہوتا ہے والدہ حرہ رہی تو بچہ بھی حر ہوتا ہے اگر رقیق ہو تو بچہ بھی رقیق ہوتا ہے حر شخص کا بچہ غیر کا رقیق ہونے مین اس شخص کو خفت اور نقصان ہے دوسرا وجہ باندی اپنے صاحب کی خدمت کرتا اور اُسکے حقوق ادا کرنا شوہر کے حق پر مقدم ہے اگر شوہر کو اُس سے ضروری کام کوئی پیدا ہو وے اور صاحب اسکو اپنی خدمت سے نہ چھوڑے تو شوہر کا کچھ نہین چل سکتا تیسرا وجہ مہر صاحب کا ملک ہوتا ہے شوہر کو معاف کرنا چاہے تو اسکو اختیار نہین اور شوہر اسکو اپنی خوشی سے کچھ دیوے تو صاحب کا ہو جاتا ہے چوتھا وجہ صاحب چاہا تو اُس باندی کو دوسرے کے پاس بیچ سکتا ہے جب بیچ دیا تو دوسرا صاحب اُس باندی کو اور اُسکے بچہ کو لیکے کسی دوسرے شہر کو نکل جاوے تو جورو بھی ہاتھ سے گئی اور بچہ بھی بچھڑا اس مین نہایت ضرر ہے اور جسکے پاس باندی کو بیچنے سے طلاق ہو جاتا ہے اگرچہ شوہر کی مرضی اسکو طلاق دینے کی نہ ہے اسکے قول پر تو شوہر کی بہت ہی سبکی ہوئی پانچوان وجہ باندی صاحب کے پاس اکثر رہا کرتی ہے اپنے کام کیواسطے بازار کو لوگون کے گھرون کو بھیجا کرتا ہے اجنبی مردون مین پھرتی رہتی ہے تو اندیشہ ہے کہ کسی سے لگاوٹ ہو جاوے یا صاحب ہی اس سے وطی کر بیٹھے تو شوہر کا نہایت ضرر ہوا ان اندیشون پر نظر کرتے اللہ تعالی باندیون کے نکاح سے منع کیا مگر حاجت کے وقت اُسکی رخصت دیا معلوم کیجئے اللہ تعالی محصنات کو مومنات سے جو قید لگایا اُس سے معلوم ہوتا ہے حر مسلمہ کے نکاح کی مقدور جسکو نہ رہے اور حرہ کتابیہ کی نکاح کی مقدور ہے تو اسکو باندی نکاح کرنا جایز ہے شافعی بعضے فقہا کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ اور اکثر فقہا اور شافعیہ کا اصح قول یہ ہے کہ یہان بھی باندی کو

نکاح کرنا جائز نہین ایمان کا قید جو ہے استحباب کے واسطے ہے کیا واسطے حرہ خواہ مسلمان ہو یا کتابیہ دونون کے واسطے خرچ برابر ہے تو معلوم ہوا قید استحباب کے واسطے ہے اور فتیات کو مومنات کا قید جو لگا یا اس سے معلوم ہوتا ہے باندی مسلمان ہو تو اسکو نکاح کرنا جائز ہے کتابیہ باندی کو نکاح کرنا صحیح نہین خواہ شوہر حر ہو یا غلام شافعی اور مالک کا یہی قول ہے کیا واسطے مسلمان باندی مین رقیت کے سبب سے ایک ہی نقصان ہے بخلاف کتابیہ کے اُس مین دو قسم کا نقصان ہے ایک کفر دوسرا رق اس لئے کتابیہ باندی کو نکاح کرنا صحیح نہوا ابو حنیفہ کہتے ہین کتابیہ باندی کو بھی نکاح کرنا جائز ہے مومنات سے اسکو قید جو کیا ہے وہ بھی ندب کے واسطے ہے جیسا محصنات مین تھا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارا ایمان یعنی ظاہر حال سے مومن یا غیر مومن جو معلوم ہوتا ہے اُسیکو تم اعتبار کرو باطن مین وہ مومن ہے یا نہین سو اللہ جانتا ہے باطن پر مطلع ہوکے عمل کرنیکی تکلیف تمکو نہین دیا ہے بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ بعضے تمہارے بعض سے ہین یعنے تم آپسمین ایک ہو کیا واسطے تم سب ایک ہی آدم سے پیدا ہوے ہو ضرورت کے وقت باندی نکاح کرنے سے ننگ نہ سمجھو تہمہ کہنے کا وجہ یہہ ہے عرب اپنے نسب سے فخر کرتے تھے باندی کے بچے کو ہجین یعنی دو غلا کہتے تھے اُنکو اللہ تعالیٰ معلوم کرایا کہ نسب سے تم جو فخر کرتے ہو لایق فخر کے نہین کیا واسطے سب کے نسب کا سلسلہ آدم ہی کو پہنچتا ہے یا معنی یون ہے تم سب کا دین ایک ہی ہے ایمان لانے مین تم سب برابر ہین ایمان سے بڑھکے کوئی فضیلت نہین جب اس بڑی فضیلت مین سب برابر ہوے تو دوسری فضیلتین جو اُس سے کم ہین اُنکی طرف التفات نکرنا فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ پھر اُنکو یعنی لونڈیون کو نکاح کرلو اُن کے لوگون کے حکم سے اُس حکم مین سب کا اتفاق ہے کہتے ہین ایک کی باندی کو اُسکے صاحب کے بے اذن نکاح کرنا باطل ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ باندی کی نکاح کے جواز کو اُسکے صاحب کا اذن منحصر کیا والا صاحب اذن نہ دیوے تو نکاح درست نہین اسمین حکمت یہہ ہے بندی صاحب کی ملک ہے نکاح کے بعد صاحب کے بہت سے منفعتین جو اُس باندی سے تھے معطل ہوجاتے ہین اس لئے اُسکے نکاح کو صاحب کا اذن شرط ہوا وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور دو انکو انکی اُجرت موافق دستور کے اُجور جمع اجر کی ہے اس سے مہر مراد ہے یعنی اُنکا مہر دینے مین حیلے حوالے مت کرو یا ولی یا مذیونکا

مہر دینے کا جو دستور ہو اُس موافق دو معلوم کیجئے مہر جو دیتا ہے وہ مہر صاحب کا ملک ہو اسکو باندیوں کی
طرف نسبت کیا اسواسطے کہ وہ اُنکے بضع کی منفعت کی اُجرت ہے مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا
مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ست والیان نہ مستی نکالیان اور نہ پکڑیتان دھگڑ محصنات حال پڑا ہی فانکحوہن
کی مفعول کی ضمیر کا غیر مسافحات اسی ضمیر کا دوسرا حال ہو یعنے انکو نکاح کرو جس حال مین کہ وے ست والیان
ہون نہ زنا کرتیان اسکے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہی جھنال باندی کو نکاح نہ کرنا فقہا کہتے ہین یہہ شرط
استحباب کے واسطے ہی زانیہ کو نکاح کرنا جایز ہے اگرچہ باندی ہو لیکن ایسون کو نکاح نہ کرنا مستحب ہے
اَخْدَان جمع خدن کی ہے خا معجمہ کسی کسر اور دال مہملہ کی سکون سے یار اور دوست کو کہتے ہین اسکو عورت کی
طرف اضافت کرکے عورت کا خدن جب کہے تو اس یار کو کہینگے جس کے ساتھ مخفی زنا کرے حسن بصری نے
کہا ہے مسافحات وے عورتین ہین جو شخص بُلوائے اُسکے پاس جاتے ہین اور اُس سے زنا کرتی ہین ذات اخدان وہ
جو ایک ہی یار سے لگتے ہین دوسرے کے پاس نہین جاتے جاہلیت مین عرب مسافحہ کو حرام جانتے تھے خدن سے
لگنا جایز سمجھتے تھے اور اسکو زنا نہین کہتے تھے ان کے پاس یہہ فرق معتبر تھا اس لئے اللہ تعالی نے دونون
قسم کو ذکر کیا اور دونون کی حرمت کا نص کیا فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ
مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ پھر جب وے قید مین آچکین سو اگر کرین بے حیائی کا کام یعنی زنا
کرین تو اُنپر ہے آدھی وہ مار جو بیبیون پر مقرر ہے احصن کو حمزہ اور کسائی اور خلف اور ابو بکر
ہمزے کی اور صاد ہملہ کی فتح سے باب افعال کے ماضی معروف کے صیغے سے پڑھے ہین اسکی معنی
یون ہوگی جب وے اپنی فروج کی محافظت کرین باقی قرا ہمزے کے ضم اور صاد کے کسر سے ماضی مجہول
کے صیغے سے پڑھتے ہین اب اسکی معنی یون ہوگی جب وے نکاح مین آچکین محصنات سے اس جگہ کنواری بیبیان
مُراد ہین یعنی کنواری حرہ زنا کری تو اسکو سو جلدے مارتے ہین اور شافعیہ کے پاس ایک برس تک شہر بدر
بھی کرتے ہین سو باندی نکاح مین آئی بعد زنا کری تو اسکو کنواری بی بی کا آدھا یعنی پچاس جلدے
مارنا اور چھے مہینے شہر بدر کرنا محصنات سے کنواری حرہ مُراد لئے کیا واسطے نکاح والی حرہ کا حد رجم ہے
اگر وہ مُراد ہو تو لازم آتا ہی باندی کو آدھا رجم کرنا یہہ تو باطل ہے کیا واسطے رجم تنصیف قبول

نہین کرتا اس سے معلوم ہوا محصنات سے کنواری حرہ مراد ہے معلوم کیجئے باندی محصنہ ہو یا نہو اس سے
زنا صادر ہو تو اسکو پچاس جلدین ہین آیت مین اسکے حد کو احصان پر متعلق کیا سو احصان کو اسکے حد
مارنے کی شرط واسطے نہین ذکر کیا بلکہ اس واسطے ذکر کیا کہ نکاح سے حد مغلظ ہوتا ہی لیکن باندی
محصنہ یعنی مزوجہ ہو تو بھی نکاح کے سبب سے اسکا حد مغلظ نہین ہوتا جیسے حرہ مین مغلظ ہوتا ہے جب
نکاح کے بعد حد مغلظ نہ ہو تو پیش از نکاح کے بطریق اولی مغلظ نہ ہوگا معلوم کیجئے یہہ جملہ اوپر کے اور نیچے کے
حکم کے درمیان معترضہ واقع ہوا ہے غیر مسافحات و لا متخذات اخدان کے مناسبت کیواسطے اسکا حکم ذکر
فرمایا ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ یہہ یعنے بندیون کو نکاح کرنا اسکو ہے جو تم مین ولڑ تکلیف
مین پڑنے سے ذلک کا اشارہ باندیون کے نکاح کی طرف ہی یعنی پیسیون کے نکاح کا مقدور نہ رکھنے والا
مومن باندی کو نکاح کرنا جو کہے اس وقت ہی اسکو نکاح نہ کرنے سے اندیشہ عنت کا رہے عنت کی
معنی لغت مین محنت اور مشقت یہان اس سے زنا مراد ہے یعنی جس شخص کو شدت شہوت سے زنا مین پڑنے
کا اندیشہ ہے تو وہ شخص لونڈی کو نکاح کرے زنا کو عنت بولا کیا واسطے وہ سبب مشقت کا ہوا کہ جسپر دنیوی
یا اخروی سزا مترتب ہوتی ہے وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور صبر کرنا تمکو بہتر ہے باندی کو نکاح کرنا سے
ہونیکے تین شرط بولا ایک تو حرہ کو نکاح کرنیکی مقدور نہ ہونا دوسری شرط باندی مومن رہنا تیسری شرط
نکاح نکرنے سے زنا کا اندیشہ ہونا ان شروط کی رعایت کے بعد بھی باندی کو نکاح نہ کرکے صبر کرے تو بہتر ہے
تا بچہ جو ہوتا ہی غلام نہ ہو وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہہ جملہ گویا اوپر کے
کلام کی تاکید واسطے ہے یعنی یہہ نکاح نہ کرنا بہتر تھا لایق تھا کہ اس سے منع کرے لیکن اللہ تعالی نے تمپر رحم
کیا جو اسکو تمپر مباح کیا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ ع ۴
عَلَيْكُمْ اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمھارے واسطے اور چلاوے تمکو اگلون کی راہ اور متوجہ ہووے تمپر یعنی
تمھارے گناہ بخشے یا بتاوے تمکو وہ جو تمکو گناہون سے منع کرتا ہی یا تم اسکے گناہ پر جو تھے اس سے اپنی
طاعت کی طرف پھیرے یہہ علاحدہ جملہ ہی احکام اوپر جو گذرے انکو بجا لانے کیواسطے اسکو کہا یعنی
جس چیز مین تمھارے دین کی طریق اور تمھارے کامون کی مصلحت ہے اللہ اسکو تمھارے لئے بیان کرتا ہی

تحلیل وتحریم مین اگلے پیغمبرونکی جو راہ تھی اللہ تعالیٰ تمکو وہ راہ بتاتا ہے اگلے پیغمبرونکی راہ بتاتا ہی جو بولا اس سے بعضے مفسرین کہتے ہین نکاح جن عورتون کا ہمپر حرام کیا اور جن کا نکاح ہمکو حلال کیا اگلے پیغمبرون کے وقت بھی ایسا ہی حکم تھا بعضے کہتے ہین آیت سے یہہ مراد نہین بلکہ یہہ مراد ہے اگلے انبیا کو مصلحت کے اُمور جیسا بتلایا تمکو بھی ویسا ہی بتلاتا ہے شریعتین اور تکالیف مین اگرچہ تمھارے اور اُنکے درمیان اختلاف ہے لیکن مصلحت کی راہ کے دیکھتے سب مین اتفاق ہے (یتوب علیکم) سے مراد یہہ ہے کہ حل وحرمت بتانیکے آگے تم سے یہہ افعال جو صادر ہوئے تھے اُنسے اللہ تعالیٰ درگذر تا ہے تم معصیت کے جو تھے اس سے اپنی طاعت کی طرف پھیرتا ہے یا مراد یہہ ہے احکام جو گذرے ان مین تم سے قصور ہو جاوے اور تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمھارے توبے کو قبول کرتا ہے وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ جانتا ہے حکمت والا یعنی تمھارے سب احوال اور دین و دنیا کی مصلحتین تمام اللہ تعالےٰ جانتا ہے اور تمھارے ساتھ جو معاملہ کرتا ہی اور اونکے بجالانیکا امر جو کرتا ہی اپنی حکمت کے روسے کرتا ہے

وَاللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْکُمْ وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّھَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ۲۷ اللہ چاہتا ہے کہ تمپر متوجہ ہووے اور جو لوگ لگے ہین اپنے مزون کے پیچھے وے چاہتے ہین تم مُرجاناہیت دور رہیے جملہ کی تاکید واسطے اس جملہ مین بھی یتوب علیکم کو ذکر کیا یہہ لوگ جو اپنے شہوتون کے پیچھے لگے ہین اُنسے یہود و نصاریٰ مُراد ہین بعضے کہتے ہین فقط یہود مُراد ہین وے کہتے ہین میندیہن کی بیٹی کو نکاح کرنا جایز ہے بعضے کہتے ہین مجوس مُراد ہین وے بہنون کو اور بھتیجیون کو اور بہنجیان کو نکاح کرنا جائز ہے کہتے تھے جب اللہ تعالیٰ انکی حرمت نازل کیا مسلمانون کو کہنے لگے خالہ اور پھپی تمپر حرام ہین ماموں کے بیٹیون کو نکاح کرنا حلال کہتے ہو بھائی کی اور بہن کی بیٹی بھی حلال ہونا تب اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا بعضے کہتے ہین اُس سے زانی لوگ مُراد ہین وے چاہتے ہین آپ جیسے گناہ مین پھنسے ہین تم بھی ویسے ہی پھنسے رہو یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے یعنی شرع کے احکام تمپر سہل ہو دین یہہ حکم جتنے شرعی احکام ہین سب مین عام ہے کہ جن احکام کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے ہم پر آسان کیا اور بنی اسرائیل پر جیسی سختی ڈالا تھا ہمپر نہین ڈالا بعضے کہتے ہین تخفیف سے

باندیو کو ضرورت کیوقت نکاح کرنا مراد ہے وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا بنایا گیا انسان کمزور انسان شہوتوں سے اپنے کو تھام نہیں سکتا اور طاعتوں کی مشقت کو اُٹھا نہیں سکتا یا عورتوں سے اپنے کو روک نہیں سکتا عورت کو دیکھتے ہی اوسکی عقل جاتی رہتی ہے اور اس سے صبر نہیں ہوتا یا انسان کی خلقت ہی ضعیف ہے ابن ابی الدنیا اپنی کتاب التوبہ میں اور ابن جریر اور بیہقی شعب الایمان میں صالح مری کی طریق سے روایت کیے ہیں وہ قتادہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہے سورۃ النسآء میں آٹھ آیتیں اترین وے آیتیں اس اُمت کے لئے جس پر آفتاب طلوع اور غروب کرتا ہے بہتر ہے یعنی تمام دنیا ملنے سے انکو وے آیتیں بہتر ہیں پہلی آیت یرید اللہ لیبین لکم ویہدیکم سنن الذین من قبلکم ویتوب علیکم واللہ علیم حکیم ہے دوسری آیت واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشہوات ان تمیلوا میلاً عظیما تیسری آیت یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا) چوتھی آیت ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم وندخلکم مدخلاً کریمًا پانچوین آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ الآیہ چھٹوین آیت ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ الآیہ ساتوین آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک الآیہ آٹھوین آیت والذین آمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منہم اولئک سوف نؤتیہم اجورہم الآیہ حافظ عسقلانی نے کہا صالح مری ضعیف ہے اور قتادہ کی روایت ابن عباس سے منقطع ہے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اے ایمان والو کھا مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق معلوم کیجئے اوپر کی آیتوں میں اپنی ذات میں نکاح سے جو تصرف کرتے ہیں ذکر کیا اب مالوں میں تصرف کرنے کو ذکر کیا یا اوپر عورتوں کو مال سے طلب کر کر کے فرمایا اب مال پیدا کرنیکی راہ بتایا سو بولا غیر کے مال کو باطل سے نہ کھانا باطل سے حرام مراد ہے جو شرع میں جائز نہیں جیسے سود اور جوا اور غصب اور چوری اور خیانت اور جھوٹی شاہدی سے یا جھوٹی قسم سے کسی کا مال لینا اور اُسکے مانند معلوم کیجئے غیر کے مال کو ناحق کھانا جیسا حرام ہے ویسا ہی دوسرے تصرفات بھی اُسکے مال میں حرام ہیں لیکن مقصود اعظم مال سے کھانا ہے اسلئے کھانیکو ذکر کیا بعضوں نے کہا اس آیت سے غیر کے مال کو ناحق کھانا جیسا حرام ہوا ہے اپنے مال کو بھی ناحق کھانا حرام ہوا ہے جیسے شراب خواری

اور رنڈی بازی وغیرہ مین مال خرچ کرنا حرام ہوا اور معاملات جو شرعًا فاسد ہین اُن معاملات سے
مال حاصل کرنا بھی حرام ہوا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ مگر یہہ کہ سو وہ ہو آپسکی خوشی سے
اوپر کے حکم سے اِسکو خارج کیا یعنی غیر کا مال باطل سے کھانا حرام ہے لیکن تجارت مین نفع جو ملتا ہے
اُسکو کھانا حلال ہے بشرطیکہ بایع مشتری دونون کی خوشی سے بیع واقع ہوئی اور بیع مین شروط جو ہین اُنکی
رعایت کرے معلوم کیجئے ہبہ اور صدقہ اور وصیت سے مال جو ملتا ہے اُسکا کھانا بھی جائز ہی لیکن مال کے
اکثر تصرفات تجارت سے حاصل ہوتے ہین اور رزق حاصل ہونیکا غالب سبب تجارت ہی اور اُسکے کرنے مین
کچھ ننگ نہین اس لئے تجارت کو ذکر کیا بخلاف ہبے سے یا صدقہ وغیرہ سے مال لینے مین اکثر ننگ ہوتا
ہے اس لئے اُنکو ذکر نہین کیا ترمذی اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تاجر راست گو امانت دار انبیا اور صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہونگا
ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تاجر راست گو امانت دار قیامت مین شہدا کے ساتھ رہے گا
اصبہانی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پاکیزہ
کسب تاجرون کا کسب ہے وے تاجر کہ جب سخن کرے تو جھوٹھ نہین کہتے وعدہ کئے تو اسکا خلاف نہین کرتے
آپ خرید کرے تو اُس چیز کی مذمت نہین کرتے اور آپ بیچے تو اُسکی تعریف نہین کرتے اُنپر کسی کا حق
ہو تو اسکو دینے کیواسطے حیلے نہین کرتے انکا حق غیر پر ہو تو لینے کیواسطے سختی نہین کرتے اور حاکم نے
رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجار قیامت کے
دن فجار یعنے فاسقون مین اُٹھینگے مگر جو اُن مین اللہ سے ڈرے اور نیک کام کرے اور راست
کہے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے امام احمد اور حاکم عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجار وہی فجار ہین یعنی فاسق ہین صحابہ عرض کئے یا
رسول اللہ کیا اللہ تعالی بیچنا حلال نہین کیا فرمائے البتہ درست کیا لیکن وے قسم کھاتے ہین تو گناہ
کرتے ہین لینے جھوٹھ کھاتے ہین اور بات کرتے ہین تو جھوٹھ کرتے ہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مت مارو اپنے جانون کو یعنی آپس مین خون کرو یعنی ایک دوسرے کا قتل کرنا
ایک دوسرے کو قتل نہ کرنے کو اپنے جانون کو قتل نکرو فرمایا کیا واسطے تمام مسلمانون کا دین ایکسی ہی سو
تمام ملکے ایک جان ہوئے جب غیر کو قتل کیا تو اپنے کو قتل کیا صحیحین وغیرہ مین ابن عباس وغیرہ رضی اللہ
عنہم سے آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین خطبہ پڑھے سو اُس مین فرمایا لاترجعوا
بعدی کفارًا یضرب بعضکم رقاب بعض یعنی تم مت ہوجاو میرے بعد کافران مارتے ہین تمھارے بعض گردنون کو
بعضون کے کافران مت ہو یعنی کافران آپس مین جیسے خون کرتے ہین تم ویسا مت کرو یا اپنی کو
آپ قتل کرنے کی نہی بھی آیت سے ثابت ہوئی خود اپنے کو مارلینا بھی حرام ہے بخاری اور مسلم ابی
ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے جو شخص پہاڑ پر سے
اپنے کو گراکے مارڈالا تو وہ دوزخ کی آتش مین گرایا جاویگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا یعنی ہمیشہ ہمیشہ
لاانہایت جو شخص زہر کھاکے اپنے کو مارڈالا تو وہ زہر اُسکے ہاتھ مین رہیگا جہنم مین اُس زہر کے گھونٹ
پیتا رہیگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا جو شخص اپنے کو لوہے سے مارلیگا مرگیا تو دوزخ مین وہ لوہا اُسکے ہاتھ
مین رہیگا اپنے شکم مین مارلیتا رہیگا خالدًا مخلدًا فیہا ابدًا معلوم کیجئے ان تینون لفظ کے معنے ایک ہین تاکید
واسطے لایا خلود اُسکے حق مین جو آیا ہے یا تہدید کے واسطے ہے یا حلال جان کے مارنے والے پر محمول ہے
اس نہی کے بہت سے حدیث آئے ہین اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا مقرر اللہ تم پر مہربان ہی یعنے اللہ اپنی
مہربانی سے جس مین مشقت ہو اُس سے تکو منع کیا بعضے کہتے ہین اللہ تعالی بنی اسرائیل کو توبہ کے واسطے
اپنے جانون کو قتل کرنیکا حکم کیا تم محمدیون پر رحم کرکے ایسے تکالیف اور سختیونکا امر نہین کیا وَمَنْ
يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا جو کوئی یہہ کام کرے زور اور ستم سے
تو ہم ڈالینگے اُسکو آگ مین ذٰلک کا اشارہ یا قتل کی طرف ہے یا لوگونکا مال ناحق کھانا اور قتل کرنا
دونون کی طرف ہے یا سورت کی شروع سے یہان تک جن چیزون سے نہی کیا ہے ان سب کی طرف
اشارہ ہے عدوان اور ظلم کا قید جو کیا اس لئے کہ قتل کرنا کبھی حق پر ہوتا ہے جیسا قصاص مین قتل کرتے
ہین اور مال لینا کبھی حق پر رہتا ہے جیسی دیت لیتے ہین اُسکو خارج کرنیکے واسطے اللہ تعالی اس وعید کو

تعدی اور ظلم سے مقید کیا عدوان اور ظلم اگرچہ دونون کی معنی قریب ہین انکو مکرر لانے سے فایدہ یہہ ہے
عدوان سے ستم مراد ہے اور ظلم سے حق سے تجاوز کرنی اور جس چیز کا کرنا سزاوار نہین اُسکے کرنے مین افراط
وزیادتی کرنا مراد ہے بعضے کہتے ہین عدوان سے غیر پر تعدی کرنا اور ظلم سے اپنی جان پر تعدی کرنا
اور اپنے کو عذاب کا مستحق کرنا نصلیہ فعل مضارع کا صیغہ ہے اُسکا مصدر اصلاً ہے اصلا کی معنی آتش مین
بھونتا نصلیہ نارًا سے غرض یہہ ہے ہم قیامت مین اُسکو دوزخ مین ڈالکے اُسکی آتش سے جلائینگے
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرًا اور یہہ اللہ پر آسان ہے معلوم کیجیے جتنے ممکنات ہین اللہ تعالےٰ
کی قدرت کے نسبت کرتے سب برابر ہین ان مین سے اُسکے پاس کوئی مشکل اور کوئی آسان نہین یہان
آسان ہے کرکے جو اللہ تعالی فرمایا بندون کے عرف کی لحاظ سے فرمایا یا تہدید مین مبالغہ کرنیکے واسطے
یہہ فرمایا کہ کوئی شخص اُس سے بھاگنے کی قدرت اور اُسکے حکم سے سرکشی کرنیکی طاقت نہین رکھتا
اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا
اگر تم بچتے رہوگے بڑے چیزون سے جو تم اُن سے منع کئے گئے ہو تو ہم نابود کردینگے تمھاری تقصیرین اور داخل
کرینگے تمکو عزت کے مقام مین تجتنبوا مضارع کا صیغہ ہے اجتناب سے اُسکی معنی کسی چیز سے دور ہونا کبایر جمع
کبیرہ کی ہے کبیرہ وہ گناہ جو بہت بڑی ہے نکفر مضارع کا صیغہ تکفیر سے ہے اُسکی معنی ستر کرنا ڈھانپ
دینا یعنی ہم اُن کے سیئات کو یعنی صغائر کو ڈھانپ دینگے گویا اُن کو نہین کیا اس سے معلوم ہوا گناہ
صغایر کو حسنات محو کرتے ہین بخلاف کبائر کے انکو محو نہین کرتا مگر توبہ مدخل کریم سے بہشت مراد ہے یعنے
تم کبایر گناہون سے پرہیز کروگے اور طاعتون کو بجا لاؤگے تو تمکو ایسی جگہہ مین رکھینگے کہ تمکو وہان عزت ہو
مدخلا مین دو قرارت ہین نافع اور ابوجعفر میم کی فتح سے پڑھتے ہین باقی کے قرا میم کی ضم سے پڑھتے ہین
دونون قراتون پر یا وہ ظرف مکان کا صیغہ ہے اسکی معنی داخل ہونیکی جگہہ ہم اوپر ترجمہ کئے سو اسی
معنی پر ہے یا مصدر میمی ہے لیکن فتح کی حالت مین ثلاثی مجرد کا مصدر ہوگا دخول کی معنی سے اور ضم کی
حالت مین ثلاثی مزید فیہ کا مصدر ہوگا ادخال کی معنی سے ثلاثی مجرد کا مصدر لیوے تو کلام کی تقدیر یون
ہوگی ندخلکم الجنۃ فتدخلون مدخلا کریما یعنی داخل کرینگے ہم تمکو جنت مین پھر تم بہشت مین جاؤگے

عزت کا جانا تلاشی مزید فیہ کا مصدر لیوے تو مدخول فیہ محذوف ہوگا اُسکی تقدیر یون ہوگی وندخلکم الجنۃ مدخلاً کریما یعنی داخل کرینگے ہم تمکو جنت مین داخل کرنا عزت کا معلوم کیجیے اِس آیت مین اللہ تعالیٰ نے شارہ کیا کہ گناہ دو طور کی ہے کبیرہ اور صغیرہ عُلما کو اسمین دو قول ہین ایک جماعت کہتی ہے جتنے گناہ ہین سب کبیرہ ہین گناہ صغیرہ نہین ہوتی لیکن بعضے گناہ کو صغیرہ جو کہتے ہین اِس سے جو بڑے گناہ ہی اُسکے نظر کرتے ہی یہی قول استاد ابو اسحق اسفرایینی اور قاضی ابو بکر الباقلانی اور امام الحرمین اور ابن القشیری اور سبکی وغیرہ کا ہے اُسی کو تاکید کرتی ہے وہ جو عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین متعدد طریقون سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نہی کیا ہے وہ کبیرہ ہے جمہور عُلما کہتے ہین گناہ دو قسم پر ہین بعضے کبیرہ ہین بعضے صغیرہ امام نووی کہا آیات اور احادیث اسیکو تائید کرتے ہین امام غزالی نے بسیط مین کہا کبیرہ اور صغیرہ مین فرق نہین کرکے کہنا فقہا کو لایق نہین انتہی غزالی کی غرض اس کلام سے یہہ ہے آدمی شہادت دینے کیواسطے عادل ہونا جو شرط ہے اس عدالت مین بعضے گناہ قدح کرتے ہین انکا مرتکب مردود الشہادت ہی اور بعضے گناہ عدالت مین قدح نہین کرتے انکا مرتکب مردود الشہادت نہین اسبات پر فقہا کا اتفاق ہی ایسا فرق ہوتے پر فقیہ اسکو انکار کرنا بیجا ہے اُسی فرق کے لحاظ کرتے بعضے کہتے ہین دونون فریق مین اختلاف فقط لفظی ہے پہلے قول والے اللہ تعالیٰ کی گناہ کو صغیرہ کہنا مناسب نہین سمجھے کیواسطے اللہ تعالیٰ کی عظمت پر نظر کرتے اور اُسکے سخت عذاب کو دیکھتے گناہ چھوٹی ہو تو بھی بڑی ہی جمہور اسکو لحاظ نہین کرکے کیواسطے یہہ بات سبکو معلوم ہے بلکہ آیات واحادیث کے روسے گناہون مین تفرقہ جو آیا ہے اسکے لحاظ کرتے گناہ کو کبیرہ اور صغیرہ کہے بعضے عُلما کہتے ہین یہہ اختلاف لفظی نہین بلکہ معنوی ہے کیواسطے وے لوگ گناہ صغیرہ ہونیکے منکر ہین جمہور جو تقسیم کیے انکے قول کو وہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان) تائید کرتا ہے اسمین اللہ تعالیٰ نے گناہ کے تین مرتبے کیا ایک کفر دوسرا فسق تیسرا عصیان اس سے معلوم ہوا بعضی گناہ فسق نہین اور بھی فرمایا والذین یجتنبون کبایر الاثم والفواحش الا اللمم اسمین گناہ کے دو قسم کیا ایک کبائر دوسرے لمم اور اس آیت مین کہا

(ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم) اس سے معلوم ہوا کہ گناہ دو ہین ایک کبائر دوسرے سیئات اور صحیحین وغیرہ کے کئی احادیث مین آیا ہی فلانی فلانی گناہ ہی اور بھی صحیح حدیث مین آیا ہی ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہی جب تک کہ کبائر سے احتراز کرے ابن عباس سے روایت جو منقول ہوئی قرطبی نے کہا ہے کہ وہ روایت صحیح نہین ابن حجر ہیتمی نے کہا کہ اسکی سند منقطع ہی لیکن حافظ عسقلانی نے اسکو رد کیا اور بولا ابن عباس کی روایت جسکو اسمٰعیل قاضی اور طبرانی روایت کیے ہین وہ سند صحیح شیخین کی شرط پر ہے اور کہا ابن عباس جو کہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ نہی کیا سو اسکو نہی خاص پر حمل کرنا اولیٰ ہی یعنی نہی کہ جسکے ساتھ وعید ہو ابن عباس کی ایک روایت مین ایسا ہی آیا ہے اسکے نظر کرتے ابن عباس سے مطلق جو آیا ہے اسکو اس مقید پر حمل کرنا انتہی حافظ عسقلانی دوسری روایت کو جو ذکر کیا اسکو ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جس چیز پر اللہ تعالیٰ دوزخ کا وعید بتایا ہے وہ کبیرہ ہے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند لا باس بہ ہے یعنی ہمین کچھ مضایقہ نہین لیکن اس مین انقطاع ہے لیکن ابن ابی حاتم نے اسکے مثل بھی دوسری روایت کہی ہی اسکی سند متصل ہے اور اسکے رجال بھی لا باس بہ ہین ابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہے کہ جس گناہ کی نتیجہ نار سے یا غضب یا لعنت یا عذاب سے ہے وہ کبیرہ ہے جو لوگ کبیرہ اور صغیرہ مین فرق کرتے ہین انکے پاس اون دونون کی تعریف مین اختلاف ہے ہمارے فقہا کو اسکی تعریف مین چند وجہ ہین پہلی وجہ گناہ کبیرہ وہ جو حد کو موجب ہو دوسری وجہ جس گناہ کے کرنے سے وعید شدید نص قرآن مین یا حدیث مین آیا ہے روضہ اور اسکے اصل مین مذکور ہے ثانی وجہ اکثر فقہا کے کلام مین واقع ہوئی ہے اور کہے پہلی وجہ کی ترجیح کے طرف اکثر فقہا کی میلان ہے لیکن کبایر کی تفصیل جو کئے ہین اسکے دیکھتے ثانی وجہ بہت موافق ہے انتہی تیسری وجہ جسکو امام الحرمین نے ارشاد مین ذکر کیا ہے یہ ہے جس گناہ مین اسکے مرتکب ہونے والے کی بے پروائی دین مین معلوم ہوتی ہے اور اسکے دینداری کے ضعف پر دلالت ہو وہ گناہ عدالت کو ساقط کرتی ہے پہلی وجہ جو بولے اسپر یہ اعتراض آتا ہے صحیح حدیثون مین بہت سے چیزون کا گناہ کبیرہ کرکے مذکور ہین لیکن اس مین حد نہین سو تعریف جامع نہین اسکا جواب یون کہتے ہین جسکے کبیرہ ہونے پر حدیث مین نص

نہین ہے اُسمین اُس تعریف کو اعتبار کرینگے بندہ حاصی کہتا ہے یہہ قید بڑھانے سے تعریف جامع نہین
کرکے جو اعتراض کیا ہے دفع نہین ہوتا پھر حد ناقص کا ناقص رہا دوسری وجہ پر یہہ اعتراض کئے ہین کہ بعضے
گناہ ہوئین وعید شدید وارد نہین ہوا لیکن وہ گناہ کبیرہ ہونا نص سے ثابت ہے یہہ تعریف بھی جامع نہین لیکن اس
اعتراض کے جواب مین ایسا کہینگے جسکے کبیرہ ہونے پر نص نہین وارد ہوا ہے اُسکی یہہ تعریف ہے تیسری وجہ اگر جو
کبائر کے سب اقسام کو جامع ہے لیکن بعضے گناہ صغیرہ بھی اسمین داخل ہین یہہ تعریف مانع نہین اسی واسطے
امام نے اُسکو کبیرہ کی تعریف نہین ٹھہرایا بلکہ عدالت کو مسقط ہے کرکے کہا بعضون نے کبیرہ کی تعریف اُنکی
ہے جس گناہ کے کرنے پر وعید شدید وارد ہوا ہے یا اُسکے کرنے سے حد ہے یا اسکے کرنے والے پر لعن وارد
ہوا ہے یا اس گناہ کی مفسدت اُن گناہون کے مثل ہے یا اُس سے افزود ہے تو وہ کبیرہ ہے ابن عباس سے
جو مذکور ہوا اُن کے قول کی تائید کرتی ہے اُن تعریفون کے سوے اور چند تعریف ہین لیکن یہہ سب تعریفین جسکو
اصطلاح مین حقیقی حد کہتے ہین وہ نہین بلکہ سب تقریبی تعریف ہین گناہ کبائر کے تعداد مین بھی اختلاف ہے
ابن مسعود سے آیا ہے کہ وہ تین ہین اور اُنکی ایک روایت مین آیا ہے چار ہین اور بعضے کہتے ہین سات ہین کسیواسطے
صحیح حدیث مین آیا ہے اجتنبوا السبع الموبقات الحدیث یعنی بچتے رہو سات ہلاک کرنے والیون سے بعضے
کہتے ہین دس ہین بعضے کہتے ہین چودہ ہین بعضے کہتے ہین پندرہ بعضے کہتے ہین ستر کے قریب ہین طبرانی کی روایت
مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے سات سو کے قریب ہین ابن حجر الہیثمی نے ایک بڑی کتاب جسکا نام زواجر
فی اقتراف الکبائر ہے گناہین جس مین حد یا وعید شدید یا لعن وارد ہوا ہے ان سبکو جمع کیا تو چار سو سینسٹ
گناہ ہوے صحیح یا حسن حدیثون مین جن گناہون کو کبیرہ کرکے نص وارد ہوا ہے یہہ ہین (۱) شرک اللہ تعالی کے ساتھ ناحق
(۲) مسلمان کو قتل کرنا ناحق (۳) کفار کے جنگ سے بھاگنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال ناحق کھانا (۶) محصنہ عورت پر زنا کی تہمت کرنا (۷) سحر
سیکھنا ناحق (۸) مسلمانون کو بے آبرو کرنا (۹) جھوٹی شاہدی دینا (۱۰) جھوٹی قسم کھانا جسکو یمین غموس کہتے ہین (۱۱) جعلی لگانا غنیمت
کے مال مین چوری کرنا (۱۲) جھوٹ بات کرنا (۱۳) شراب پینا (۱۴) بیت اللہ کو حلال سمجھنا یعنے وہ حرم نہین حلال سمجھنا
(۱۵) بیت اللہ مین الحاد یعنی ستم کرنا (۱۶) اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہونا (۱۷) اللہ تعالی کے مکر سے امن مین آنا (۱۸) والدین کی نافرمانی
کرنا (۱۹) اپنے والدین کو کوئی شخص گالی دینے کا سبب ٹھہرانا (۲۰) وصیت مین غیر کو ضرر پہنچانا (۲۱) اللہ تعالی سے بدگمان ہونا

پیشاب سے تنزہ یعنی پاکی نکرنا وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ آرزو مت کرو جس میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر تمنے اسکو کہتے ہین جس چیز کا حاصل ہونا ممکن نہین ویسی چیز ملنے کی آرزو کرنا یعنی اللہ تعالےٰ نے کسی کو کسی چیز کی فضیلت دی ہو تو وہ چیز اپنے تئین حاصل ہونیکی آرزو مت کرو معلوم کیجیے سعادت کے تین مرتبے ہین نفسانی اور بدنی اور خارجی سعادت نفسانی وہ ہو جسکا تعلق قوت علمیہ اور عملیہ کے ساتھ رہے جس کا تعلق قوت علمیہ سے ہو وہ ذکاوت اور مزاج کی چالاکی اور علوم کی معرفت ہے جسکا تعلق قوت عملیہ سے ہو وہ عفت اور شجاعت اور حکمت عملیہ استعمال مین لانا مجموع کو عدالت کہتے ہین سعادت بدنی وہ ہو جسکا تعلق بدن کے ساتھ رہے وہ صحت اور خوبصورتی اور عمر کی درازی ہے سعادت خارجی وہ جسکا تعلق خارج سے رہے جیسے نیکبخت اولاد ہونا قرابت والے بہت رہنا دوست اور مددگار لوگ کثرت سے رہنا اور مال داری اور ریاست اور اسکی بات سبکے پاس مقبول رہنا اور اُسکا حکم سب نافذ ہونا اور سب پاس وہ دوست رہنا اور سب اُسکو بہتر شخص کہنا یہہ سب سعادت اور فضائل ہین ان فضایل سے بعضے دادآہی ہین اور بعضے کسب سے حاصل ہوتے ہین لیکن عقلمند تامل کیا تو سب کا حصول محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے، اُنہین سعادتون سے اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتا ہی پھر وے سعادتین دینی رہے یا دنیوی آدمی جب دیکھتا ہی یہہ فضائل اپنے مثل کے آدمی حاصل ہین اور اپنے تئین حاصل نہین اُسکے دلکو بُرا لگتا ہے اُسکی خاطر مشوش ہوتی ہے اُس سے دو حالت لاحق ہوتے ہین ایک حالت اُس سے یہہ نعمت زایل ہونیکی آرزو کرنا پھر اُسکے ساتھ اپنے تئین وہ نعمت حاصل ہونیکی آرزو رہے یا نہ رہے اسکو حسد کہتے ہین یہہ آرزو حرام اور مذموم ہے کیونکہ عالم کا مدبر اور انکا خالق اپنے ایک بندے پر احسان کیا اور اپنے کچھ نعمتین اُسکو مرحمت کیا جب کوئی شخص وہ نعمت اُس سے زایل ہونیکی آرزو کیا تو اللہ تعالےٰ پر اعتراض کیا اور جب نعمت اپنے تئین حاصل ہونیکی آرزو کیا تو اُسکے دلمین یہہ بات آئی کہ وہ شخص مستحق نہین اور آپ اس نعمت کا مستحق ہون تو اللہ تعالےٰ کے کیے پر حرف رکھا یہہ حرف رکھنا دلکی سیاہی کا سبب ہوا کہ جس سے اندیشہ کفر کا ہی پھر حسد جیسا دین کے فساد کا سبب ہے ویسا ہی دنیا کے فساد کا بھی سبب ہے کیونکہ اسسے اُس سے الفت اور دوستی منقطع ہوتی ہی عداوت اور دشمنی پڑھ جاتی ہی اسلیے اللہ تعالےٰ اُس سے نہی کیا دوسری حالت غبطہ سے وہ نعمت زایل ہونیکی آرزو نہین کیا لیکن اپنے تئین وہ نعمت حاصل ہونیکی آرزو کیا تو اسکو غبطہ اور منافسہ کہتے ہین عرب کے محاورے مین غبطہ کی جگہہ مین حسد اور حسد کی جگہہ مین غبطہ کو مجازاً استعمال کرتے ہین یہہ آرزو جایز ہے یا نہین اسمین کلام ہے فخرالدین رازی اپنی تفسیر مین کہا کہ اسکو بعضے لوگ جایز کہتے ہین لیکن محققین کہتے ہین،

کہ یہہ بھی جائز نہین بندۂ عاصی کہتا ہو حق بات جسکو امام غزالی وغیرہ محققین اختیار کیے ہین اس مین بتفصیل ہو اگر غیبۃ ظاہر مین ہو تو محمود ہے قرآن مین اللہ تعالے جو فرمایا فلیتنافس المتنافسون اور صحیحین کی حدیث مین جو آیا ہو لاحسد الا فی اثنتین الحدیث اسی قسم سے ہو اگر معصیت مین ہو تو مذموم ہے صحیحین کی حدیث مین لاتنافسوا جو آیا ہو یعنے منافسہ مت کرو اسی قسم سے ہو اگر جائز مین ہو تو مباح ہے امام غزالی احیا علوم الدین مین کہتا ہو نعمت غیر کو جو ہو دینی ہو کے واجب ہے جیسے ایمان نماز زکاۃ یہہ اپنے کو حاصل ہونا کرکے غبطہ کرنا واجب ہے کیا دنیا سے ایسے دینی امور حاصل ہونیکی آرزو نہین کیا تو صحیت پر راضی ہوا یہہ تو حرام ہے اگر وہ نعمت فضایل یعنی مندوبات سے ہو جیسے نیک کامون مین مال کو خرچ کرنا تو اسکا منافسہ مندوب ہے اگر وہ نعمت مباح چیزون سے ہو یعنے مثلاً اپنے کو بہتر گھر ہونا تو اس کا منافسہ مباح ہو لیکن مباحات مین منافسہ کرنا فضیلت کو کم کردیتا ہے اور زہد اور رضا اور توکل کا مخالف ہوتا ہو اور عالی مقامات کا حجاب پڑھتا ہو اسمین گناہ نہین لیکن وہ نعمت اسکے حق مین کبھی مفسدہ ہو جاتی ہے اور گناہ مین پھنستا ہے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا مردون کو حصہ ہو اپنی کمائی سے وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ اور عورتون کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اس جملہ سے احوال و جو امور دنیوی سے تعلق رکھتے ہین یا وے جو امور اُخروی سے تعلق رکھتے ہین یا دونون کے ساتھ تعلق رکھتے ہین مراد لینا ممکن ہو پہلی وجہ پر یعنے احوال وجودیہ کے امور سے تعلق رکھتے ہین مراد لیوے تو اسمین چند احتمال ہین پہلی احتمال دنیا کی نعمتون سے ہر فریق کو اسکا حصہ ہے انسان کو چاہیے اللہ نے اپنے حصہ مین جو دیا ہے اُسپر راضی ہونا دوسری احتمال اللہ تعالے نے ہر فریق کو میراث کا حصہ مقرر کردیا ہو اس حصہ پر راضی ہونا اور اسپر اعتراض نکرنا واجب ہے یہہ معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے اس احتمال پر اکتساب اصابت یعنے پانے کی معنی سے لینا حاصل یہہ ہے اللہ تعالی مرد کو عورت کے دوبرابر حصہ دینیکا امر جو کیا اسمین کوئی آرزو نہ کرے اپنے کو زیادہ حصہ رہنا تھا کہ وے یہہ حسد کی بات ہے اللہ تعالے اپنے بندون کے مصلحتون کا خبردار ہو انکے مرتبون کی تفاوت کو نظر کرکے اُنکے حصہ مقرر کیا تیسری احتمال جاہلیت مین عورتون کو اور بچون کو حصہ نہین دیتے تھے اللہ تعالے اسکو باطل کیا مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا بچہ سبکے حصے مقرر کردیا اس مین اضافہ و ہونیکی آرزو کرنا مفید نہین دوسری وجہ یعنی اس جملہ سے وے امور جنکے تعلق آخرت کے احوال سے مراد لینا سو اسمین بھی چند احتمال ہین پہلی احتمال ہر شخص کو ایک مقرر ثواب ہے کہ اسکو اللہ تعالی اپنے لطف و کرم سے عنایت کرتا ہو تم اسکے خلاف کی آرزو مت کرو دوسری احتمال ہر شخص جسقدر نیک عمل کرتا ہے اتنی جزا اُسکو ملتی ہے اُسپر حسد کرکے اپنے اعمال باطل کرنا نہ چاہیے

قتادہ نے کہا ہے ثواب وعقاب مردونکو انکے اعمال پر جو ملتا ہو عورتون کو بھی ویسا ہی ملتا ہے مردون کو ایک نیکی کو دس نیکی ایک گناہ کو ایک ہی بدی جیسی ملتی ہے عورتون کو بھی ویسا ہی ملتی ہو تیسری احتمال مردونکو عورتونکی عہدہ برائی کرنے سے اور انکو کھانا کپڑا دینے سے یا مرد جہاد کو جانے سے ثواب جو ملتا ہو عورتونکو بھی اپنی فروج کی محافظت کرنے سے اور مردون کی اطاعت کرنے سے اور گھر کے کام دھام کی سرانجامی دینے سے ثواب ملتا ہو۔ تیسری وجہ اس جملہ سے یہہ سب امور دینوی اور اخروی مراد ہین ان سب امورمین حسد کرنا (الخ) مین من جو ہے دونون جگہہ سبب اور علت بیان کرنیکے واسطے ہو یعنے مردون کو بسبب انکے کسب کے کچھ حصہ ہو اور عورتون کو بسبب انکے کسب کے کچھ حصہ ہے وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اور مانگو اللہ سے اسکا فضل اس جملے کا عطف ولا تتمنوا کے جملہ پر ہے گویا یون کہا تم آرزو مت کرو ایک کا حصہ جو اللہ نے اسکو اُسکے کسب پر عنایت کیا ہو تم اللہ تعالیٰ کا فضل مانگو کہ جسکے نعمتون کے خزانے خالی نہین ہوتے اسکے درگاہ کا امیدوار محروم نہین جاتا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فضل سے رزق مراد ہو بعضے کہتے ہین فضل سے عبادت اور اُسکے سوال سے عبادت کی توفیق کا سوال کرنا مراد ہے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ بندون کو اپنا فضل مانگنے کا حکم نہین کیا مگر اتنی ہی واسطے کہ انکو اپنا فضل عنایت کرے اور اسمین اشارہ ہو کہ بندہ دعا اور طلب کرنے مین کچھ معین چیز کو طلب نکرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل کہ جس مین اپنی دنیا اور آخرت کی درستی ہو مانگنا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ مقرر اللہ ہر چیز کا دانا ہے یعنی اللہ کو ہر چیز معلوم ہے اس سے مانگنے والون کی صلاح جس چیز مین ہے وہ اسکو عطا کریگا جو اُسکے لئے مقدر نہین کیا ہے اُسکی آرزو نکرنا اس آیت کی شان نزول کو عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ترمذی اور حاکم اور سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کی طریق سے وہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتین عرض کین یا رسول اللہ مرد جہاد کرتے ہین ہم کیا واسطے جہاد نکرنا ہم بھی شہید ہونگے اور ہمکو نہین ہے مگر آدھی میراث تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کی اور عورتون کے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی۔ ان المسلمین والمسلمات الآیہ ترمذی نے کہا یہہ حدیث مرسل ہے ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہی یا نبی اللہ مرد کو

عورت کے دو برابر حصہ ہے اور دو عورت کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے کیا اعمال میں بھی ایسا ہی ہے
عورت ایک نیکی کی تو اسکو آدھا ثواب ملیگا تب اللہ تعالیٰ یہہ آیت نازل کی ولا تتمنوا الخ آرزو مت کرو
کیا واسطے یہہ میرا عدل ہے اسکو مین ٹھہرایا ہون ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے علی بن
ابی طلحہ کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ولا تتمنوا ما فضل اللہ بعضکم
علی بعض کی تفسیر یہہ ہے آدمی آرزو نہ کرنا کہ کاش فلانے کا مال اور اہل مجھکو ہوتا سو اللہ تعالیٰ نے
اس آرزو سے منع کیا لیکن اللہ تعالےٰ سے اسکا کچھ فضل مانگنا سعید بن منصور اور ابن المنذر عکرمہ سے
روایت کئے ہین اسنے کہا عورتین جہاد کا سوال کینن اور بولین ہمکو آرزو ہے اللہ تعالیٰ ہمپر بھی جہاد
فرض کرے مردون کو جو ثواب ملتا ہے ہمکو بھی ملے تب اللہ تعالیٰ یہہ نازل کی ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ
عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم اللہ تعالیٰ کا کچھ فضل مانگو کیا واسطے اللہ تعالےٰ
اپنے سے مانگنا دوست رکھتا ہے امام احمد انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال تین بار کیا تو جنت کہتی ہے یا اللہ اسکو داخل
کر مسلمان آدمی دوزخ سے تین بار پناہ مانگا تو دوزخ کہتی ہے یا اللہ اسکو پناہ دے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا
مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ اور ہر کسی کے ہم نے ٹھہرا دئے وارث اُس مین جو چھوڑ جاوین
ماں باپ اور قرابت والے ہر کسی سے مردان اور عورتان مراد ہین موالی سے عصبہ مراد ہین یعنی میت مرد ہو
یا عورت اُنکو وارث عصبہ ہین وے وارث ہوتے ہین اُس مال کے جو اُنکے ماں باپ اور قرابت والے
چھوڑکے موئے ہین اس تقدیر پر ماں باپ قرابت والے مورث ہوئے بعضون نے کہا (مما ترک) مین ما معنی
من کے ہے اسکی تقدیر یون ہے، ممن ترکہم المیت یعنے ہر کسیکو ورثہ ہین ان لوگون سے جنکو میت چھوڑ مرا ہے وے ورثہ ماں باپ
اور قرابت والے ہین اس تقدیر پر ماں باپ قرابت والے وارث ہوے وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ
نَصِيبَهُمْ اور جن سے باندھا ہے تمہارا عہد سو انکو پہنچاؤ انکا حصہ عقدت کو عاصم اور حمزہ اور کسائی اور خلف
عین اور قاف اور والی تینون کے فتح سے بن الف کے ثلاثی مجرد کے صیغے سے پڑھتے ہین اُسکا مصدر عقد ہوگا باقی
کے قرا عاقدت عین کے بعد الف زیادہ کرکے ثلاثی مزید فیہ کے باب مفاعلہ کی ماضی کے صیغہ سے پڑھتے ہین

اُسکا مصدر معاقدت ہے معاقدت کی معنی معاہدت اور محالفت یعنی باہمدیگر عہد اور قول قرار کرنا ان دونون قرأت پر اس فعل کا مفعول محذوف ہے اُسکی تقدیر پہلی قرأت پر عقدت حلفہم یعنی باندھا ہے اُنکے عہد کو دوسری قرأت پر اُسکی تقدیر عاقدتہم یعنی باہمدیگر تم انکے ساتھ قرار کئے ہین ایمان جمع یمین کی ہے یمین کی معنی یا ہاتھ ہے یا قسم دونون معنی پر عقد کی نسبت یمین کی طرف مجازًا ہے یمین سے ہاتھ مراد لیجے تو معنی یون ہونگی اور جس سے عقد کئے ہین تمہارے ہاتھ اُسکا حقیقی معنی یون تھا جس سے تم عقد کئے ہو کیا واسطے حقیقت مین شخص عقد کرتا ہے اُسکے ہاتھ عقد نہین کرتے لیکن عرب کی دستور تھی عقد کے وقت ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے اور اُس عقد پر قایم رہنے کا اور اُسکو نبھانیکا قول و قرار تحکم کرتے اس لئے عقد کی نسبت ہاتھ ہی کی طرف مجازًا کرتے ہین یمین سے قسم مراد لیجے تو معنی یون ہونگی جس سے عقد کئے ہین تمہارے سوگند حقیقت مین عقد تو وے لوگ کئے ہین لیکن اُنکی نسبت سوگند کی طرف کیا کیواسطے عقد کا سبب قسم ٹھہرا اس لئے عقد کی نسبت قسم کی طرف کیا معلوم کیجئے اس جگہہ عقد سے کونسا عقد مراد ہے اُسمین مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہین محالفے کا عقد مُراد ہے محالفے کی معنی باہمدیگر دوستی کرنا وہ مشتق حلف سے ہے جاہلیہ کی کسر سے دوستی کی معنی سے جاہلیت مین عرب کا دستور تھا دو شخص ملکے آپس مین قول و قرار اور قسم عہد کرتے کہ میرے اور تیرے درمیان کمال دوستی ہوئی میرا خون سو تیرا خون تیرا خون سو میرا خون میرا خون معاف تو تیرا خون معاف ہے تیرا خون معاف تو میرا خون معاف ہے میرے خون کا بٹنا تیرے خون کا بٹنا ہے تیرے خونکا بٹنا میرے خونکا بٹتا ہے میری تقصیر کے بدلے مین تو پیسا دینا تیری تقصیر کے بدلے مین پیسا دونگا اُس عقد کو محالفہ کہتے ہین اور یہہ عقد کرنے والے کو حلیف کہتے ہین اس عقد کے سبب سے ایک دوسرے کا وارث ہوتا اس وراثت کا حکم ابتدا اسلام مین بھی تھا اُسپر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاتوہم نصیبہم یعنے پہنچاؤ انکو اُن کے حصے یعنی میراث مین انکو جو حصہ دینے کا ہے وہ انکو دیو ابن جریر طبرانی نے ابن عباس وغیرہ سے یہی روایت کیا ہے کہ یہہ حکم عقد محالفت کا تھا قتادہ سے روایت کیا ہے انکو مال کا چھٹوان حصہ دیتے تھے بعضے کہتے ہین اس عقد سے عقد مواخات مُراد ہے مواخات کی معنی بھائی چارا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو تشریف لائے بعد مہاجرین کے ایک ایک شخص کو انصار کے ایک ایک شخص کے ساتھ بھائی چارا لگائے پھر اُس مواخات کے عقد سے باہمدیگر وارث ہوتے تھے اُس عقد سے مواخات

مُراد جو کہے اُسکو بخاری نے اپنی صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ابن عباس کہے والذین عاقدت ایمانکم مہاجرین مدینے کو آئے بعد مہاجری انصاری کا وارث ہوتا تھا بھائی چارے کے سبب سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے درمیان لگائے تھے اُنکا قرابتی وارث نہین ہوتا تھا لیکھے کہتے ہین اس عقد سے تبنی کا عقد مُراد ہے اپنے متبنی یعنی لے پالک کو میراث دیتے تھے سعید بن المسیب سے ایسا ہی مروی ہے ان تینون قول مین مخالفت نہین کیا واسطے یہ عقد سب حلف کہلاتے ہین ان عقد کے سبب سے وارث ہوتے تھے ان سب قولون سے یہہ آیت منسوخ ہے اُسکی ناسخ یہہ آیت ہے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ ابن جریر طبری نے علی بن ابی طلحہ کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص دوسرے سے عقد کرے یعنی محالفہ کرے بعد مر جاوے تو دوسرا اُسکا وارث ہوتا بعدہ اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہاجرین الا ان تفعلوا الی اولیائکم معروفا یعنی یہہ آیت پہلی آیت کو نسخ کی ابن عباس کہے الا ان تفعلوا آہ سے مُراد یہہ ہے کہ مگر وصیت کرے اپنے دوستون کے کہ جنکے ساتھ محالفہ کئے ہین یعنی حلیف کو کچھ دینیکی میت وصیت کیا تو اُسکی وصیت جاری کرینگے ورنہ اُسکو کچھ حصہ نہین ابن جریر متعدد طریقون سے عُلما کی ایک جماعت سے ناسخ یہی آیت ہے کرکے روایت کیا ہے حافظ عسقلانی نے کہا یہی قول معتمد ہے بخاری نے اپنی صحیح مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حلیف کہے میراث کی ناسخ آیت ولکل جعلنا موالی ہے بخاری کی روایت کا ترجمہ یہہ ہے ابن عباس کہے ولکل جعلنا موالی ہر کسی کے ہمنے ٹھہرا دئے موالی یعنی ورثہ والذین عاقدت ایمانکم ابن عباس کہے مہاجرین جب مکہ کو آئے مہاجری انصاری کا وارث ہوتا تھا اُسکے ذو رحم یعنی قرابت والے وارث نہین ہوتے تھے بسبب بھائی چارے کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے درمیان لگائے تھے جب ولکل جعلنا موالی کی آیت نازل ہوئی وہ وارث ہونا منسوخ ہوا والذین عاقدت ایمانکم فاتوہم نصیبہم یعنی اُنکو اُنکا نصیب دینا ہے جو اُس سے نصرت کرنی اور رفادت یعنی پیسے سے اعانت کرنا اور خیر خواہی کرنی مُراد ہے انکو دیتے تھے سو میراث جاتی رہی اُنکے لئے وصیت کرنا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر طبری اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس اور حاکم اور بیہقی سُنن مین بھی روایت کئے ہین اس روایت کے نظر کرتے نسخ دو بار ہوا

معاقد کو بھی میراث دیتے تھے عصبہ کو نہین دیتے تھے یہ حکم والکل جعلنا موالی سے منسوخ ہوا عصبہ کو بھی میراث
مین شریک کرے بعد سورت الاحزاب کی آیت یعنی واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض سے انکو میراث دینی بالکل
منسوخ ہوئی اور نصرت اور رفادت وغیرہ باقی رہی حافظ عسقلانی نے ایسا ہی کہا ہے بعضے کہتے ہین آیت منسوخ
نہین بلکہ عقد سے مخالفت اور نصیب سے نصرت اور رفادت وغیرہ مراد ہین بعضے کہتے ہین یہہ آیت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے اور انکے فرزند عبد الرحمن کی شان مین نازل ہوئی عبد الرحمن ایمان نہین لایا تب ابو بکر
قسم کھائے کہ اسکو اپنی میراث نہ دون گا عبد الرحمن ایمان لائے بعد اللہ تعالی امر کیا کہ اسکو اسکا حصہ دیوے
اسکو ابو داود نے ام سعد بنت الربیع سے کہ جسکو ابو بکر رضی اللہ عنہ پرورش کرتے تھے روایت کیا ہے
اُسنے عقدت ایمانکم پڑھی اور شان نزول ایسا بیان کی اس قول پر بھی وہ آیت منسوخ نہین معلوم کیجئے
اس آیت سے معلوم ہوتا ہو مخالفت جائز ہے بخاری وغیرہ کی حدیث جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر اور انصار کے درمیان مخالفت میرے گھر مین کیے ہین اسی پر دلالت کرتا ہو لیکن
مسلم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حلف نہین اسلام مین
جو حلف جاہلیت مین تھا اُسکی شدت کو اسلام نے زیادہ کیا انس کے قول مین اور اس حدیث مین ظاہر کے
دیکھتے منافات ہو لیکن دونون حدیث مین ایسا جمع کرتے ہین منفی وہ حلف ہے جو جاہلیت مین تھا باطل
امر مین بھی اُسکی نصرت کرتے تھے اور قبیلے مین کا ایک شخص قتل کیا تو اسکا بدلہ سارے قبیلے والون سے
لیتے تھے اور اس کو وارث کرتے تھے اس سے نہی کئے ثبت وہ حلف ہو جس مین مظلوم کی نصرت اور
امور دینی پر قیام ہو اور اُسکے مانند چیزون مین عہد کرنا مستحب ہے معلوم کیجئے ابو حنیفہ کہتے ہین ایک
شخص ایک کے ساتھ عقد موالات کیا تو صحیح ہے پھر وہ شخص مرجاوے عصبات اور ذوی الارحام سے اسکا
کوئی وارث نرہے تو وہ شخص اسکا وارث ہوگا اور اُسکو مولی الموالات کہتے ہین اُسپر اس آیت سے
دلیل پکڑتے ہین کیا واسطے اس آیت مین جسکے ساتھ مخالفت کیا تھا اسکو حصہ دینیکا حکم تھا بعد
اولوالارحام بعضہم اولی ببعض کی آیت سے وہ حکم منسوخ ہوا یہہ حکم منسوخ نہوگا مگر اس صورت مین کہ میت
کو اولوالارحام موجود ہون اولوالارحام موجود نہون تو مخالفت کا حکم اول جو تھا وہی حکم ہوگا

شافعی اور مالک کہتے ہین مولی الموالات کو حصہ نہین آیت منسوخ ہے منسوخ کا حکم ورثہ نہونے سے عمدہ نیکا
اور ورثہ دو قسم کے ہین ایک خاص دوسرے عام خاص ورثہ نہون تو عام ورثہ کو دینا عام ورثہ جماعت
مسلمین ہین اُنکے حصے کا وارث بیت المال ہے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدًا ۳۳ مقرر اللہ ہے
ہر چیز پر حاضر شہید یا شاہد کی معنی سے ہے یعنی حاضر کہ کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہین ہر چیز اُسکے روبرو
ہے یا مخبر کی معنی سے یعنی خبر دینے والا سو قیامت کے دن مخلوقات کے سب اعمال کی خبر دیگا اِس جملے مین
اللہ تعالی کی اطاعت کرنے والونکو وعدہ اور اُسکی نافرمانی کرنے والون کو وعید ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ
عَلَی النِّسَآءِ مردان حاکم ہین عورتون پر قوامون واو کی تشدید سے جمع قوّام کی ہے قوام اُسکو کہتے
ہین جو اپنے کامون پر ضابط رہے اُنکو درستگی کے ساتھ کرے کام کرے تو تدبیر سے کرے اور ادب
سکھاوے مرد عورت پر قیم ہے یعنی اُسپر مسلط ہے جیسا حاکم اپنے رعایا پر مسلط رہتا ہے اس عورت کے کامونکی
درستی کرتا ہے اُسکو ادب سکھلاتا ہے اُسکی محافظت کرتا ہے بُرے کام سے اُسکو روکتا ہے اِس آیت
کی شان نزول کو ابو داؤد اپنے مراسیل مین اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر وغیرہ باسانید متعددہ
حسن بصری سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طمانچہ مارا وہ عورت آکے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس فریاد کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے شوہر سے اُسکا بدلا لینا چاہے تب یہہ آیت نازل
ہوئی الرجال قوامون علی النساء نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے شوہر کو بلوا کے یہہ آیت اسکو پڑھکے
سُنائے اور فرمائے مین نے ایک چیز کو چاہا اللہ تعالی اُسکے غیر کو چاہا ابن مردویہ نے علی رضی اللہ عنہ سے
بھی اُسکے مانند روایت کی ہے اُسکی سند منقطع ہے اور اُسکی سند مین محمد بن محمد الاشعث الکوفی ہے
وہ منکر الحدیث ہے ثعلبی اور واحدی مقاتل سے نقل کئے ہین کہ وہ انصاری سعد بن الربیع ہین
جو نقبا مین تھے اور انکی عورت حبیبہ بنت زید بن ابی زہیر ہے بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی
بَعْضٍ اس سبب سے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو بعض پر بما مین با سببیہ ہے پہلے بعض سے مردان دوسرے
بعض سے عورتان مراد ہین وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِہِمْ اور اس سبب سے کہ خرچ کئے انہون نے
اپنے مال یعنی مہر اور نفقے مین مردان عورتون پر مسلط ہونیکے دو سبب اللہ تعالی نے بیان کیا پہلا سبب

در ۴۶
ع ۳

یہہ کہ اللہ تعالیٰ نے مردون کو عورتون پر فضیلت دی مردون کو یہہ فضیلت چند وجہ سے ثابت ہے
بعضے ان وجہون مین حقیقی صفات ہین اور بعضے شرعی احکام ہین حقیقی صفات مین فضیلت جو ہے
اسکا بیان یہہ ہے حقیقی فضیلتون کا مرجع دو چیز کی طرف ہے ایک علم دوسری قدرت وقوت
مردون کو عقل زیادہ رہنے سے انکو علم بڑہکے ہے محنت اور قوت کے کام مردون سے ہوتے ہین
عورتون سے نہین ہوتے اس سے اُن کو قوت و قدرت بڑہکے ہوئی ان دونون سبب سے مردونکو
عورتون پر فضیلت ہوئی عقل اور پیش اندیشی اور عزم اور قوت اور علم اور لکھاوٹ اور گھوڑ
سواری اور سپاہ گری وغیرہ فضیلتون کے کام مردون سے ہی سر براہی پاتے ہین شرعی
احکام مین فضیلت جو کہے کیا واسطے انبیا اور علما انہین مین ہین امامت کبری اور صغرٰی اور جہاد اور
اذان اور خطبہ انہین سے مخصوص ہے حدود اور قصاص کی شہود ایسا ہی امام شافعی کے
پاس نکاح کے شہود فقط مرد کا ہونا ضرور ہے اور میراث مین افزود حصہ اور عصبہ ہونا قتل خطا
مین اور قسامے مین دیت کے متحمل ہونا اور نکاح کے ولی ہونا اور طلاق اور رجعت انہین کے اختیار مین
ہونا اور مرد چار عورتونکو نکاح مین جمع کرنا بخلاف عورت کے کہ اسکو ایک مرد سے افزود نکاح کرنا
درست نہین اور بچے کا نسب مردون کی طرف ہی ہوتا ہے یہہ سب شرعی احکام ہین اُنمین مردون
کو عورتون پر فضیلت ہے مردونکا عورتون پر قیم ہونیکا دوسرا سبب یہہ ہے فرمایا کہ مرد اپنے ہاتھ کا
پیسا خرچ کرکے اُنکو لیتے ہین مہر دیکے نکاح مین لاتے ہین کھانا کپڑا دیتے ہین انکو پیسا دینے والا
البتہ اپنی حکومت چلاویگا فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ پھر
نیک بختین حکم بردار ہین خبرداری کرتیان ہین غیبانے مین اللہ کی خبرداری سے اِس آیت مین اللہ تعالےٰ
نے بھلین بُرین عورتون کو بیان کیا سو کہا بھلین عورتین وہ ہین جو قانتات ہین یعنے مرد کے فرمانبردار
حافظات یعنی مردون کی غیر حاضری مین اپنی خبرداری کرتیان ہین عورت کی دو حالت بیان کیا اُسکا
مرد حاضر ہے یا غیر حاضر حاضر ہے تو اسکی فرمانبرداری کرنا اُسکی خدمت بجالانا غیر حاضر ہے تو
اپنی خبرداری کرنا یہہ خبرداری چند وجہ سے ہے پہلی وجہ عورت کا اپنے کو زنا سے بچانا کیا واسطے اُسکے

زنا کرنے سے شوہر کو عیب لگے گا غیر کے نطفے کا بچہ اُسیکی طرف منسوب ہوگا دوسری وجہ اسکے مال کی محافظت کرنا گھر کے اسباب کو جتن کرنا تیسری وجہ گھر مین بیجا بُرا کام ہونے نہ دینا چوتھی وجہ شوہر کے راز کو مخفی کرنا کسی پر ظاہر ہونے نہ دینا بعضے مفسرین کہتے ہین قانتات سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والیان اور حافظات سے مردون کے حقوق ادا کرنے والیان مُراد ہین حقوق الٰہی شوہر کے حقوق پر مقدم ہین واحدی نے کہا ہی اطاعت عام ہی خواہ اللہ تعالیٰ کی ہو یا شوہر کی معلوم کیجئے یہہ کلام ظاہر مین اخبار ہی لیکن اس سے عورت کو اُسکے شوہر کی اطاعت کا امر کرنا مُراد ہی عورت جبتک اپنے شوہر کی اطاعت نکریگی صالحہ نہوگی بما حفظ اللہ مین ما موصولہ ہی الذی کی معنی سے اُسکی طرف پھیرنیکی ضمیر محذوف ہی اور بما رجارہ مقابلے کی معنی سے ہی اُسکی تقدیر یون کریگے بما حفظ اللہ لہن اُسکی معنی یہہ ہے عورتون پر شوہرون کے حقوق کی محافظت کرنا واجب ہے مقابلے مین اُسکے جو اللہ تعالیٰ مردون پر عورتون کے حقوق کی محافظت واجب کیا مہر دینا اُنپر مقرر کیا اور انکا خرچ دستور موافق دینیکا اور اُنکے درمیان عدل کرنے کا امر کیا بما مین ما مصدریہ بھی ہوسکتا ہی اب اُسکی تقدیر یون ہوگی بحفظ اللہ ایاہن مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہوا ہی اُسکا مفعول محذوف ہی معنی یون ہونگی وے عورتین خبرداری کرتیان ہین غیبانے مین اُنکو اللہ تعالیٰ محافظت کرنیکے سبب سے یعنی حفظ الغیب اُنکو میسر نہین ہوا مگر اللہ تعالیٰ اُنکو اُسکی توفیق دینے سے امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے عورتون مین بہتر کون ہی فرمائے بہتر عورت وہ ہی مرد جب حکم کیا اطاعت کرتی ہی جب دیکھا تو خوش ہوتی ہے اور اپنے نفس کی اور اُسکے مال کی خبرداری کرتی ہی یعنی وایتون مین آیا ہی عورتون مین بہتر وہ ہی جب تو اسکو دیکھا تو تجھکو خوش کرے اور جب تو اسکو امر کیا تو بجالاوے اور جب تو اس سے پوشیدہ ہو اُتیرے مال کی اور اپنے نفس کی خبرداری کرے اُسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجال قوامون علی النسآء کی آیت کو قانتات حافظات للغیب تک پڑھے حاکم کہا یہہ حدیث صحیح ہے مسلم کے شرط پر ذہبی اپنے مختصر مین اُسکے قول کو مسلم رکھا ہے بندہ عاصی کہتا ہے اُسکی سند مین محمد بن عجلان ہے مسلم اسکی حدیث کو متابعت مین لے آتا ہی اصول مین اس سے حجت نہین لیتا حافظ عسقلانی نے نسائی کی حدیث کو

ذکر کرکے کہا کہ وہ حدیث حسن ہی ابوداؤد اور حاکم اور بیہقی مجاہد کی طریق سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا مین تمکو ایک بہتر گنج کی جسکو آدمی جمع کر رکھتا ہے خبر نہ دیون کہے بہتر فرمائے وہ صالحہ عورت ہے جب اُسکو دیکھتا ہے تو خوش کرتی ہی اور جب اُسکو امر کرتا ہے اطاعت کرتی ہے اور جب اس سے غائب ہوتا ہی تو خبرداری کرتی ہی ابوداؤد نے کتاب الزکاۃ مین الذین یکنزون الذہب والفضۃ کی آیت نازل ہوئی سو حدیث مین اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس پر سکوت کیا ہے یہہ حدیث اُسکے پاس صالح ہوئی امام نووی نے خلاصہ مین کہا اُسکی سند صحیح ہے لیکن بیہقی نے سنن مین اُسکو روایت کیا سو سند مین ایک راوی زیادہ کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ ابوداؤد کی سند مین انقطاع واقع ہے اسی معنی کی حدیث کو ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی حافظ عسقلانی نے کہا اُسکی سند ساقط ہی اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی حافظ ابوالحسن الہیثمی نے کہا اُسکی سند مین زریک بن ابی زریک ہی مین اُسکو نہین جانتا باقی کے رجال ثقہ ہین بندہ عاصی کہتا ہے ابن حبان نے زریک بن ابی زریک کو اپنی کتاب الثقات مین ذکر کیا ہی اور طبرانی اُسکو ثوبان غیرہ سے بھی روایت کیا ہی اور ابن ابی شیبہ نے یحیی بن جعدہ سے روایت کیا ہی ان سب طریقون کو جمع کرکے دیکھنے سے یہہ حدیث درجہ صحت کو پہنچتی ہے ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھے اور اپنی فرج کو عصمت سے رکھے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو بہشت مین جس دروازہ سے چاہتی ہے جاوے اس مضمون کی حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع آئی ہے اُسکو امام احمد اور طبرانی روایت کیے ہین بزار اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شوہر کا حق اُسکی عورت پر یہہ ہے کہ اگر شوہر کے بدن پر پھوڑا رہے عورت اسکو چاٹے یا شوہر کے نتھنے سے پیپ یا لہو بہے اور عورت اسکو نگلے تو شوہر کا حق ادا نہین کی امام احمد اور بزار نے انس بن مالک سے ایک طویل حدیث روایت کی ہی کہ جس مین کسی انصاری کا اونٹ بھڑک جاکے لوگون پر حملہ کرتا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے سجدہ کیا اسکو دیکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

سجدہ کرنیکی اجازت صحابہ چاہتے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ایک آدمی دوسرے آدمی کو سجدہ کرنیکی صلاحیت نہین رکھتا آدمی کو آدمی کا سجدہ کرنا درست ہوتا تو مین عورت کو اپنے شوہر کو سجدہ کرنیکا کرتا کیا وابطے مرد کا حق عورت پر بہت بڑا ہی اگر شوہر کو سر سے پانون تک پھوڑا رہے اور اس سے پیپ پانی بہو عورت اُسکو چاٹے تو بھی شوہر کا پورا حق ادا نہین کی حافظ المنذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے حاکم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نیک بختی کے تین چیز ہین عورت تو اسکو دیکھا تو تجھکو خوش کرتی ہے اور تو اُس سے غائب ہوا تو اپنے نفس پر اور تیرے مال پر اُسکو امین پاتا ہو اور جانور غریب چالو تجھکو تیرے ساتھ والون مین لیجا کے پہنچاتا ہے اور کشادہ گھر جسمین مرافق یعنی آرام کی جگہ بہت ہین بدبختی کے تین چیز ہین عورت اسکو دیکھا تو بری دکھتی ہو اور تیرے سے زبان درازی کرتی ہے اگر اُس سے تو غائب ہوے تو اپنے نفس پر اور تیرے مال پر اُسکو امین نہین پاتا اور جانور اتر یا لو اگر اُسکو مارا تو تجھکو تعب مین ڈالتا ہے نہ مارے تو ساتھیون مین لیجا کے نہین پہنچاتا اور تنگ گھر جسکے مرافق نہین حاکم اور بیہقی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی سو عورت کو اپنے شوہر کے گھر مین جسکو شوہر مکروہ جانتا ہی بلوانا اور جہان جانیکو شوہر مکروہ جانتا ہے وہان جانا اور اُسکے امر مین کسیکی اطاعت کرنا اور شوہر کے دلکو دکھانا اور اُسکے بچھونے کو یعنی اُسکے ساتھ ملکے سونیکو چھوڑنا اور اسکو مارنا حلال نہین اگر زیادتی شوہر کی ہی تو اُسکے پاس آکے اُسکو راضی کرے پھر شوہر اسکی بات کو مانا تو خوب اور اللہ اس عورت کے عذر کو قبول کریگا اور اس عورت پر کچھ گناہ نہین اسکی بات سے شوہر راضی نہین ہوا تو عورت اپنے عذر کو اللہ تعالیٰ تک پہنچادی حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہی نسائی اور بزار اور حاکم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے جو عورت اپنے شوہر کی کہ جس شوہر کے بن اسکو استغنا نہین ہی شکر گذاری نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُس عورت کی طرف نظر نہین کرتا حافظ المنذری نے کہا نسائی اور بزار اس حدیث کو دو طریق سے روایت کئے ہین اُنمین سے ایک طریق کے رجال صحیح کے رجال ہین اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی بخاری اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

یعنی بلغم اور حمام اور پاخانہ وغیرہ

سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس عورت کا شوہر حاضر ہو تو وہ عورت روزہ نرکھے مگر اسکی اجازت سے اور جسکا شوہر حاضر ہو وہ عورت اُسکے گھر مین کسیکو آنیکی رخصت نہ دے مگر اُسکی اجازت سے بندۂ عاصی کہتا ہے اس جگہ روزے سے سنت روزہ مُراد ہے بخلاف رمضان کے فرض روزہ کے کہ اُسکے رکھنے کے واسطے اجازت کسی کی درکار نہین شوہر حاضر ہو تو اُسکے بے اِذن گھر مین کسی کو آنیکی اجازت نہ دینا جو کہے اس سے یہہ غرض نہین شوہر غایب ہے تو اجازت دینا بلکہ اس صورت مین اجازت نہ دینا متاکد ہے حدیث مین قید جو لگا ہی غالب عادت کے نظر کرتے ہی طبرانی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت جب تک اپنے شوہر کے سب حقوق ادا نکرے اللہ تعالی کا حق بھی وہ ادا نہین کی سو اگر اونٹ کی پشت پر بیٹھی ہے اور شوہر اسکو بلاے یعنے وطی کی خواہش کرے تو اپنے نفس کو اس سے باز نہ رکھے حافظ المنذری نے کہا اسکی سند جید ہے ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح مین طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شوہر نے اپنی عورت کے تئین اپنے کام کو بلاوے تو اُسکے پاس گیا چاہیے اگرچہ عورت تنور پر ہے یعنی روٹی پکاتی رہے ترمذی اس حدیث کی تحسین اور ابن حبان اسکی تصحیح کیے ہین بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شوہر جب اپنی عورت کو اپنے بچھونے پر بلاوے اور وہ نہ آوے اور شوہر غصہ سے شب کاٹا تو صبح ہوئی تک اُس عورت کو فرشتہ لعنت کرتے ہین ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین شخص ہین اُنکی نماز ایک بالشت بھی اُنکے سر پر نہین جاتی پھر انہین عورت کو ذکر کیے جو اپنے شوہر کو ناخوش کرکے شب گذارتی ہے ابن حبان اور ابن خزیمہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تین شخص کی نماز قبول نہین ہوتی اور اُنکی کوئی نیکی آسمان پر نہین جاتی پھر انہین عورت کو شمار کیے کہ جسپر اسکا شوہر ناخوش ہوتا ہی یہان تک کہ شوہر راضی ہووے طبرانی اوسط مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عورت اپنے گھر کے باہر نکلے اور اُسکا شوہر اُسکے نکلنے کو مکروہ جانتا ہی تو اس عورت پر ہر فرشتہ جو آسمان مین ہے

اور ہر چیز کہ اس پر سے وہ عورت گذرتی ہے سوائے جن و انسان کے سب اس عورت پر لعنت کرتے ہین
وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ اور جن
عورتون کی بدخوئی کا تمکو ڈر ہو سو ان کو پند دو اور جدا کرو انکو سونے مین اور مارو انکو عورت اپنے شوہر کی
اطاعت سے نکلنے اور اسکی نافرمانی کرنے اور اس سے نفرت اور عداوت پیدا کرنے کو نشوز کہتے ہین نشز سے جو ہے
نشز مکان مرتفع کو کہتے ہین عورت اپنے مرتبے سے اپنے کو بلند سمجھی اسلئے اسکو نشوز کہے اس آیت سے مقصود
یہہ ہے عورت نشوز کریگی تمکو گمان ہوا سطور سے کہ اس عورت سے علامت نشوز کے نمود ہوئے تو اس عورت
کو وعظ کرو یعنی پند و نصیحت کرو نشوز کے علامت عورت کے حال سے شوہر پر ظاہر ہو جاتے ہین خواہ
قول سے ہو یا فعل سے مثلاً ہمیشہ اس سے بات ملامت سے کرتی تھی یا جھڑک کے جواب نہین دیتی تھی
اور بلائے تو جلد آتی تھی اور کسی کام کا امر کیا تو جلد اسکو بجالاتی تھی اس آئین مین جب خلاف
ہوا سخت بات بولی یا جھڑک کے جواب دی یا جلد نہین آئی یا حکم بجا لانے مین سستی کی تو معلوم ہوا
اسکی چال بدلی اور وہ نشوز اختیار کی اس صورت مین اسکو زبان سے نصیحت کی بات بولنا مثلاً اسکو
کہنا اللہ تعالیٰ سے ڈر میرے حقوق تجھ پر لازم ہین تو یہہ اپنی بیڑھی چال چھوڑ میری اطاعت کرنا تجھ پر
فرض ہے ایسے باتون سے اسکو پند دینا وعظ قبول نہین کی اور اپنی تیڑھی چال پر ہٹ کی اور اسکا
نشوز متحقق ہوا تو اسکو مضجع مین ہجر کرنا مضجع جیم کے فتح سے خوابگاہ اور سونے کی جگہہ کو کہتے ہین مضاجع
اسکی جمع ہے خوابگاہ مین ہجر کرنا یعنے اسکے ساتھ ملکے سونے کو یا اس سے وطی کرنیکو چھوڑنا ابن عباس
رضی اللہ عنہما کہے اسکے طرف پیٹ پھیرکے سوئے اور اس سے بات نہ کرے معلوم کیجئے سونا اسکے پاس
چھوڑا تو اس پر یہہ بات شاق ہوگی اور نشوز ترک کریگی اگر شوہر سونا ترک کرنے کو غنیمت سمجھے اور
نشوز نہین چھوڑے تو اسکو مارے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اسکو مسواک سے یا اسکے مانند کی
چیز سے مارے ہمارے فقہا کہتے ہین نشوز کی علامت اس سے ظاہر ہو تو اسکو فقط وعظ کرنا ہجر کرنا
اگر نشوز متحقق ہوا لیکن متکرر نہین ہوا تو اسکو وعظ کرنا اور ہجر کرنا اس حالت مین مارنا جائز
ہے یا نہین اسمین دو قول ہین نووی کا مختار یہہ ہے کہ مارنا جائز ہے اگر نشوز متکرر ہوا وعظ اور ہجر کے ساتھ

مارنا بھی جایز ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہے مارنا مباح ہے لیکن نہ مارنا افضل ہے جب مارا تو
مار مبرح نہونا کیواسطے صحیح حدیثون مین تصریح ہے کہ مار غیر مبرح ہونا اگر سمجھا بدون مبرح مار کے نشوز نہ
جھوڑگیی یا مارنا کچھ فایدہ نہ دیگا تو ایسی صورت مین مارنا جایز نہین مبرح مار وہ جو سخت اور شدت سے
ہووے یعنی اس مار کا در دہبت ہووے کہ جس سے تیمم مباح ہونیکا اندیشہ رہے غیر مبرح کو رومانی نے
فقہا سے نقل کیا ہے کہ رومال لپیٹ کے مارنا یا ہاتھ سے مارنا کوڑے سے اور لکڑی سے نہ مارنا اسکے
منہہ پر مارنا یعنے طمانچہ وغیرہ یا مار کہ جس سے ہلاک ہو یا مار مبرح مارنا جائز نہین ایسا ہی بہت لاغر ہی یا مار
ہے مار کی طاقت نہین رکھتی ہے تو اسکو مارنا جائز نہین حرہ کو چالیس مار سے افزود اور باندی
کو بیس مار سے افزود مارنا جائز نہین ہجر کی صورت مین اس سے بات کرنا چھوڑ دیا تو تین روز سے
افزود نہ رہنا کیواسطے تین روز سے افزود کسی سے بات ترک کرنا حرام ہے ہان گناہ سے باز
آنے اور اسکے دین کی صلاحیت واسطے بات ترک کرنا تین دن سے افزود ہو تو بھی جایز ہے بشرطیکہ بات
ترک کرنے مین اپنی نفس کی حظ کا غرض بالکل نہ رہے بلکہ عذر شرعی واسطے ہے جیسی فاسق اور بدعتی
سے کلام ترک کرنا مندوب ہے معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ آیت مین اول وعظ ذکر کیا بعد ہجر کو بولا بعد مار کا حکم کیا
سو اسمین اشارہ ہے کہ اخف سے غرض حاصل ہو جاوے تو اشد پر اقدام کرنا جایز نہین فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ
فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا پھر اگر وہ عورتین تمہارے حکم مین آوین تو مت تلاش کرو ان پر الزام کی راہ
یعنی وعظ وغیرہ نشوز ترک کرکے تمہاری اطاعت قبول کرین تو انکو ایذا دینے کی راہ کو مت جاؤ مسلم
نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے حجۃ الوداع کی مطول حدیث مین یہہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے عورتون کے حق ادا کرنے مین اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیواسطے تم انکو اللہ کے امان سے لئے
اور اللہ کے کلمہ سے انکے فرج کو حلال کئے تمہارا حق انپر یہہ ہے کہ تم جسکو مکروہ جانتے ہین اسکو تمہارا
بچھونا کھندلنے نہ دیوے اگر وین ایسا کرین تو انکو مارو مار ایسا جو مبرح نہ ہو اور انکا حق تمہارے پر یہہ
ہے کہ انکو کھانا کپڑا دستور کے موافق دینا اس حدیث مین اللہ کے کلمہ سے کر کر جو مذکور ہوا اس سے
فانکحوا ما طاب لکم من النساء الایہ مراد ہے اس کلمہ سے عورتون کو نکاح کرنا حلال ہوا یا کلمے سے

نکاح کا ایجاب وقبول مراد ہے بچھونا کھنڈنے نہ دیوے یعنی شوہر جس کو اپنے گھر مین آنا مکروہ جانتا ہو اسکو
گھر مین نہ بلواوے اور گھر مین بیٹھنے نہ دیوے خواہ مرد ہو یا عورت اجنبی شخص ہو یا عورت کا محرم ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین اُسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
حجۃ الوداع مین حاضر تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی حمد وثنا کیے اور لوگو کو پند ونصیحت کیے
پھر چند احکام ذکر کیے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنو تم عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت کو
قبول کرو وے عورتین تمھارے قید مین ہین اسکے سوا اُنسے اور کسی چیز کے تم مالک نہین مگر صریح بیحیائی
کرین تو پھر ایسا کرین تو اُنکے ساتھ ملکے سونا ترک کرو اور انکو مارو جو سخت مار نہ ہے پھر تمھاری
اطاعت کرین تو انکو ایذا دینے کا حیلہ مت ڈھونڈھو سنو تمھارا حق تمھارے عورتون پر ہے اور تمھاری
عورتون کا حق تمپر ہے تمھارا حق تمھاری عورتون پر یہ ہے تم جسکو مکروہ رکھتے ہو اسکو تمھارا بچھونا کھنڈنے
نہ دینا اور تم جسکو مکروہ رکھتے ہین اُسکو تمھارے گھر مین آنے نہ دینا انکا حق تمھارے پر یہ ہے انکو کھانا کپڑا اچھی طور سے
دینا ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے ترمذی اور ابن حبان اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومنون مین اکمل وہ ہے جسکے
اخلاق نیک ہون تمھارے مین کے خوب لوگ وے ہین جو اپنی عورتون کے ساتھ خوبی سے چلتے ہین بخاری
اور مسلم وغیرہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت قبول کرو کیا واسطے عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے پسلی کے
اوپر بہت کجی رہتی ہے اگر تو اُس پسلی کو سیدھی کرنا چاہا تو توڑ دیگا اگر چھوڑ دے گا تو ہمیشہ ٹیڑی
رہیگی سو عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کی نصیحت کو قبول کرو مسلم کی ایک روایت مین یون
ہے عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے تیرے پاس ایک ہی طور پر سیدھی نہ رہیگی اگر تجھکو اس سے
فایدہ لینا ہے تو اسکی کجی کے ساتھ فایدہ لے اگر تو اسکو سیدھی کرنے جاے گا تو توڑ دیگا
اسکو توڑنا سو اسکو طلاق دینا ہے اس حدیث مین عورت پسلی سے پیدا ہوئی جو آیا ہے اسمین
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جسکو ابن اسحٰق کتاب المبتدا مین روایت کیا

کیا ہے کہے آدم علیہ السلام کے سوتے وقت اُنکی بائین طرف کی چھوٹی پسلی سے حوا کو پیدا کیا حدیث
کی معنی گویا یون ہین عورتین اپنی اصل خلقت مین ٹیڑی چیز سے پیدا ہوئین ٹیڑی چیز کو سیدھی
کرنا دشوار ہے وہ جو فرمائے پسلی کے اوپر بہت کجی رہتی ہے سو ٹوٹنے کی معنی کی تاکید واسطے ہی کیونکہ
کسی چیز کو سیدھا کرتے ہین تو اوپر کی جانب سے کرتے ہین اُسکی اوپر کی جانب ہی نہایت کج ہے سیدھا
کرے تو ٹوٹ جائیگی معلوم کیجئے عورت کو اُسکی کجی پر چھوڑنا جو اس حدیث مین آیا ہے اس سے مباح
امور مراد ہین اگر وہ واجبات کو ترک کرے یا گناہونکی مرتکب ہوئی تو اُسکو پند و نصیحت وغیرہ جیسا
اوپر اللہ تعالی فرمایا ہے اسکو عمل مین لانا ابو داؤد اور ابن حبان اپنی صحیح مین معاویہ بن حیدہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین بولا مین نے کہا یا رسول اللہ ہمارے عورتونکا حق ہمپر کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے تو آپ کھانا کھاوے تو اسکو بھی کھلاوے اور تو آپ کپڑا پہنا تو اسکو بھی پہناوے اُسکے منہہ
پر نہ مارے اور اسکو تقبیح نہ کرے اور اسکو ہجر نکرے مگر گھر ہی مین تقبیح کرے یعنی اسکو قبحک اللہ یعنی اللہ
تیرا بُرا کرے کرکے نہ کہنا یا اُسکو بُری بات نہ بولنا گالیان نہ دینا ہجر نہ کرے مگر گھر ہی مین یعنی اُس سے
خفا ہوئے تو اُسکے پاس نہ سوکے گھر ہی مین دوسری جگہ سوئے گھر چھوڑکے باہر نکل نہ جاوے یہہ حکم
جو ہے ہجر نکرنا مگر گھر ہی مین سونا لازم نہین گھر مین نہ آوے تو بھی جایز ہے ابو داؤد اور نسائی اور ابن
ماجہ اور عبد الرزاق اور ابن سعد اور احمد اور ابن المنذر اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی ایاس بن عبد اللہ
بن ابی ذباب سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کے بندیون کو تم مت
مارو پھر عمر رضی اللہ عنہ آکے عرض کئے ذئر النسا علی ازواجہن یا رسول اللہ یعنی عورتین اپنے مردون
پر نشوز شروع کرین اور اُنپر چھے باندیان ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کو مارنیکی اجازت دیئے
بعد بہت سی عورتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل پاس آکے اپنے مردون کی شکایت کئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو کہے بہت سے عورتین ایک روایت مین آیا ہے نو عورتین محمد کے اہل
پاس آکے اپنے شوہرونکی شکایت کئین وے لوگ یعنی عورتونکو مارنے والے تمھارے مین خوب آدمی نہین
ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے اس حدیث کا راوی ایاس بن عبد اللہ جو ہی اسکو بعضون نے

صحابی کہتے ہین اور بعضے تابعین مین شمار کرتے ہین حافظ عسقلانی نے پہلے قول کو ہی ترجیح دی ہے
امام شافعی کہے اس حدیث مین عورتون کو مارنے سے نہی جو کئے سو احتمال ہے کہ افضل اور اولی کو اختیار
کئے بعد مارنیکا امر جو کئے اباحت کیواسطے کئے اور احتمال ہے کہ مارنے سے نہی کئے سو واضر بوا ہنکی
آیت نازل ہونیکے قبل تھا آیت نازل ہوئی بعد اذن دئے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری اور
مسلم اور ترمذی اور نسائی عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کیا واسطے تمھارے بعضے لوگ اپنی عورت کو ایسا مارتے ہین غلام کو مارے سا ایک
روایت مین ہے باندی کو مارے سا پھر رات کو اسکے ملکے سوتے ہین عبدالرزاق نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا بعضے لوگون کو شرم نہین اپنے عورت کو غلام کے
تئین مارے سا مارتے ہین دن کے پہلے پہر مین مارتے ہین پچھلے پہر مین اسکے ساتھ ملکے سوتے ہین معلوم
کیجئے اس حدیث سے غرض یہہ ہے مرد اپنی عورت کے ساتھ خوبی سے رہنا پر ہاتھ نداٹھانا اپنی عورت کو خوب سا
مار کے پھر تھوڑے وقت کے بعد اسکے ساتھ ہم بستر ہونا بھلے مانس کا کام نہین اور نہایت قبیح ہے
کیا واسطے ہم بستر ہونا نفس کی میلان اور عشرۃ کی رغبت کے ساتھ ہو تو مستحسن ہے مار کھائی تو اسکو
شوہر سے نفرت رہتی ہے عیش حاصل نہین ہوتا اس لئے ایسی حرکت مذموم ہونیکی طرف حدیث مین اشارہ
کئے اگر مین مارے کے راہ پر نہین آتی ہے تو تھوڑا مار کہ جس سے کمال نفرت اسکو نہو مضایقہ نہین ذرا نے
سے اپنا غرض نکلتا ہے تو مار کے نام کو نہ جاوے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا بے شک اللہ ہی سب سے
بلند بڑا اللہ تعالی یہان اپنے دو صفت بیان کیا ایک علی دوسری کبیر علی کی معنی بلند مرتبہ ایسا کہ دوسرون
کی وصف اور عارفون کی معرفت سے برتر ہے کہ جس بلندی سے مدح کے سب صفات کا مستحق ہوا
کبیر کی معنی بڑا ایسا جو اپنی بڑپن پر سب سے مستغنی ہوا جسکی عظمت اور کبریائی کے روبرو سب چیز
چھوٹے ہو جاتے ہین ان دونون صفت کو یہان ذکر کرنا چند وجہ سے نہایت مستحسن ہوا پہلی وجہ یہہ
کہ اُن کو یہان ذکر کرنے سے مردون کو عورتون پر ظلم نکرنیکی تہدید غرض ہے اسکا بیان یون
ہے کہ عورتان تمھارا ستم دفع کرنے سے عاجز ہین اور اپنا حق تمسے حاصل کرنیکی قدرت

نہین رکھتے تم اِن کے اوپر مسلط ہین کر کے مغرور نہونا اور اُن کے ایذا کے درپے نہ ہونا کیا واسطے
اللہ تعالیٰ سب سے بلند بڑا اور سب پر قادر ہے ایک دن تم سے اُنکی ایذا کا بدلا لیگا دوسری
وجہ عورتین تمھاری اطاعت قبول کئے بعد تم اپنی قوت و قدرت پر نظر کرتے اُنکو ایذا
دینے کی قابو مین مت لاو کیا واسطے اللہ تعالیٰ باوجود اپنے علو اور کبریائی کے کسی کو حق
کے سوائے دوسری چیز کی تکلیف نہین دیتا تیسری وجہ اللہ تعالےٰ باوجود اپنے علو اور
کبریائی کے تمکو تکلیف نہین دیتا گر اسی کی جو تم طاقت رکھتے ہین تم بھی عورتون کو اپنی محبت
کی تکلیف نہ دینا کیا واسطے یہہ محبت انکی اختیار مین نہین چوتھی وجہ اللہ تعالیٰ باوجود اِس بلندی
اور کبریائی کے تم توبہ کئے تو توبہ قبول کرتا ہے گناہ بخش دیتا ہے اسکی یاداش نہین کرتا عورت
جب اپنا نشوز چھوڑے اور تمھارے حکم مین آوے تو تم انکی خطا معاف کرنا گذشتہ خطا کا کینہ
دل مین نہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت و اختیار تمپر جسقدر ہے تمکو اپنے زیردستون پر اتنی قدرت
نہین باوجود اس قدرت کے اللہ تعالیٰ جب معاف کیا تو تم معاف کرینگے احق و اولیٰ ہو یا تمین
وجہ اللہ تعالیٰ باوجود اس علو و کبریائی کے احکام تمھارے ظاہر حال پر جاری کیا تمھارے بطون
کا پردہ نہین توڑتا تم بھی عورت کے ظاہر حال پر اکتفا کرنا اُسکے دلمین تمھاری دوستی یا دشمنی ہے سو اُس
کی بحث و جو نہ کرنا وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا
اور اگر تم ڈروگے مخالفت کو اون دونون مین تو کھڑا کرو ایک منصف مرد کے لوگونمین سے اور ایک منصف عورت کے
لوگونمین سے معلوم کیجئے عورت نشوز کی تو اُسکو سدھارنے کی راہ اللہ تعالیٰ بتایا کہ اُسکو وعظ و نصیحت کرنا اور بھر کرنا اور
مارنا اس پر بھی نشوز نہین چھوڑی تو حاکم پاس قصہ مرافعت کئے بن صورت نہین بنتی سو اُسکا حکم ذکر کیا ہمارے فقہا کہتے ہین
حاکم پاس جب مرافعہ کئے تو قاضی دیکھنا کہ نشوز کسواسطے ہے شوہر اُسکا حق ادا نہین کرتا ہے مشقاخرچ کو نہین
دیتا یا اُسکے پاس رہنے کے دن نہین رہتا ہے شوہر کو اُسکا حق ادا کرنے پر جبر کرنا یا شوہر اُس سے بدخلقی کرتا ہے
اور بے سبب اُسکو ایذا دیتا ہے مارتا ہے تو شوہر کو اُس سے منع کرنا لیکن تعزیر نہ دینا منع کئے پر بھی نہ مانا
عورت اسکو سزا دلوانا چاہی تو شوہر کے حال کے مناسب سزا دینا اگر شوہر عورت کی تعدی اور عورت شوہر کی تعدی

بیان کرے تو انکے پڑوس مین ثقہ شخص کوئی رہتا ہے تو اس سے دونون کا حال دریافت کرکے جس سے
تعدی ہوتی ہے اسکو منع کرے سزا دینا مناسب دیکھتا ہو تو سزا دے پڑوس مین کوئی ثقہ نہین رہتا ہے
تو ثقہ کے پڑوس مین ان دونون کو رکھکے حال دریافت کرے جس سے تعدی ہو اسکو منع کرے باین ہمہ
بھی راہ پر نہ آوے تو دونون کو جدا رکھنا بلکہ شوہر کی جرأت کو دیکھنے سے معلوم ہو کہ وہ عورت
پر زبردستی کریگا اور شدت سے ماریگا تو دونون کو جدا رکھنا جب دونون مین مخالفت بہت پڑ گئی
اور شقاق ہوا تو دونون کی طرف سے دو منصف مقرر کرنا اس حکم کو بیان کرنے کو اللہ تعالےٰ
نے فرمایا فان خفتم ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین خفتم علمتم کی معنی سے ہے یعنی جب تمکو یقین ہوا کہ عورت
مرد آپسمین ضرر رکھتے ہین بعضے کہتے ہین خفتم ظننتم کی معنی سے ہے یعنی جب تمکو گمان ہوا پہلی معنی ہی اولےٰ
ہے کیواسطے مار توڑ ہو چکے بعد آپس مین مخالفت آنا یقینی ہے لیکن آیندہ وہ شقاق باقی نہ رہنے کو
منصف کھڑا کرنا ہے شقاق کی معنی مخالفت مخالفت کو شقاق کہے کیواسطے دو شخص مین جب مخالفت
ہوتی ہے تو ہر ایک ایک شق مین یعنی ایک جانب مین ہوتا ہے اور ایک دوسرے کا خلاف کرتا ہے جیسا کہ
ضمیر زوجین یعنی مرد عورت کی طرف پھرتی ہے یعنی مرد عورت مین بیر پڑا مرد نہ عورت سے ملاپ کرتا ہے
نہ اوس سے درگذرتا ہے اور نہ اُس سے فرقت کرتا ہو اور عورت بھی نہ شوہر کی فرمانبرداری کرتی
ہے نہ کچھ چھوڑتی دیکے اُس سے جدا ہوتی ہے تو منصفون کو کھڑے کرنا اللہ تعالیٰ جو فرمایا فابعثوا احکما
یعنی تم منصف کھڑا کرو یہہ حکم کس کو ہے بعضے کہتے ہین حاکمونکو اور جو انکی طرف سے حکمرانی کرتے ہین اُنکو
ہے شافعیہ ایسا ہی کہتے ہین حکم کھڑا کرنا قاضی پر واجب ہے اور بعضے کہتے ہین یہہ حکم اُمت کے صلحا
لوگ پر ہے کیواسطے فابعثوا مین خطاب جمع کو ہے اُسکو بعض پر حمل کرنا اولےٰ نہین بعضے مفسرین
حنفیہ کے ایسا ہی کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین خطاب زوجین کو ہے لیکن تامل کرنے والے پر ظاہر ہے
عورت مرد دونون منصف مزاج ہین تو حکم مقرر کرینگے اور اُنکے قول پر راضی ہونگے اگر اُنکی مزاج
مین شرارت ہے تو نہ آپس کی رضامندی سے حکم کھڑا کرینگے نہ صلحا لوگ کا کہا مانینگے اُنکی کجی کے
نظر کرتے حاکم حکم مقرر کرنا ضرور ہے حاکم جب مقرر کیا تو اُسکے ڈر سے قبول کرنا ضرور ہوتا ہے اللہ تعالےٰ

فرمایا دو حکم رہنا ایک ہی حکم دونون کی طرف سے ہو تو کفایت نہین کرتا ہے شوہر کا حکم اُسکے لوگون سے رہنا اور عورت کا حکم اُسکے لوگون سے رہنا جو آیت مین مذکور ہے استحباب واسطے ہی نظر کرتے اِس بات کے قرابت والے کو اپنے قریب کے حال سے آگہی خوب رہتی ہے اگر اجنبی کو حکم کرے تو بھی جایز ہے حکم دو رہنے سے فایدہ یہہ ہو کہ ہر ایک کا حکم تخلیہ مین اپنے کچھی[1] سے اس کا حال دریافت کرے گا اُسکی رغبت نکاح باقی رہنے مین ہے یا فرقت مین ہے سو معلوم کریگا یہہ بات معلوم ہوئی بعد دونون حکم بھی جمع ہو کر جو اصلح ہے اُسکو عمل مین لاوے یہہ دونون حکم مرد عورت کی طرف سے وکیل ہین یا قاضی کی طرف سے ان دونون کو ولایت ثابت ہوئی ہے اِسمین امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دو قول ہین اصح قول مین وے دونون حکم عورت و مرد کی طرف سے وکیل ہین اُنکو وکیل کرنے پر دونون کی رضامندی شرط ہے شوہر اپنے حکم کو طلاق دینے کی یا کچھ پیسا لیکر خلع کرنیکی اجازت دینا اور عورت اپنے حکم کو پیسا دیکے طلاق قبول کرنیکی اجازت دینا شرط ہے اگر اجازت نہ دیوے تو اپنی رائے سے طلاق وغیرہ دینا صحیح نہین طلاق کے وکیل کو خلع کرنا جایز نہین خلع کے وکیل کو مفت طلاق دینا جائز نہین ابوحنیفہ اور احمد کا بھی یہی قول ہے شافعی کے دوسرے قول مین انکو قاضی کی طرف سے ولایت ثابت ہو مرد عورت کی رضامندی شرط نہین حکم کو طلاق یا خلع کرنیکی اختیار ہے مالک و اسحٰق کا یہی قول ہے اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلٰحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَہُمَا اگر یہہ دونون صلح چاہینگے تو اللہ ملاپ دیگا انمین یُرِیْدَا اور بَیْنَہُمَا کی تثنیہ کی ضمیر مین چار وجہ ہین پہلی وجہ دونون ضمیر کی مرجع حکمین کی طرف ہے یعنی دونون حکم کا ارادہ عورت مرد مین دوستی کر دینا اور فساد مٹا دینے کا ہے تو اللہ تعالیٰ دونون حکم مین توفیق دیگا اُنکے حق مین جو بہتر ہے اسپر دونون حکم اکٹھا ہوگے دوسری وجہ دونون ضمیر کی مرجع زوجین ہین یعنی مرد و عورت دونون کا ارادہ اصلاح کا ہے تو اللہ تعالیٰ مرد و عورت مین ملاپ دیگا تیسری وجہ یریدا کی ضمیر کی مرجع حکمین بینہما کی ضمیر کی مرجع زوجین یعنی دونون حکم اصلاح کا ارادہ کرینگے تو اللہ تعالیٰ مرد و عورت مین ملاپ دیگا چوتھی وجہ اسکی عکس یعنی یریدا کی ضمیر کی مرجع زوجین کی طرف بینہما کی ضمیر کی مرجع حکمین کی طرف یعنی مرد و عورت اصلاح کا ارادہ کرینگے تو اللہ دونون حکم مین ملاپ دیگا تا جس مین صلاح ہو اسیکو کرے اِصلاح سے

[1] کچھی = واقف

مراد دونون مین کا جھگڑا مٹ جانا خواہ دونون مین دوستی کروا دینے سے ہو یا دونون مین فرقت کر دینے سے توفیق کی معنی لغت مین کسیکو ہاتھ دینا اور مدد کرنا اُسکو اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی لطف مراد ہے کہ جسکے سبب سے اسکی طاعت کرنے پر مدد ہوتی ہے اسمین اشارہ ہے کوئی کام ثمن اور غرض اللہ تعالیٰ کے بے توفیق حاصل نہین ہوتا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝ مقرر اللہ جانتا ہے آگاہ یعنی دونونہین طلاب کرا دیتے ہین یا دونون مین آتش افروزی کرتے ہین سب کا علم اللہ کو ہے اس جملے کو لانے سے غرض وعید ہے حکمین کو اور زوجین کو کہ وے حق سے تجاوز نہ کرین شرع کے خلاف کی راہ کو نہ جاوین وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا اور بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤ مت اُسکے ساتھ کسیکو معلوم کیجئے جب اللہ تعالیٰ مرد عورت چلن کسی اختیار کرنیکی راہ بتا دیا اور آپس کے جھگڑے کو مٹانیکی طور دکھلا دیا اب دوسرون کے ساتھ چلنے کی راہ کا بیان فرمایا سو اُسکے دس قسم ذکر کیا بعضے اُنمین حق اللہ ہین اور بعضے حق الناس مین پہلا قسم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور کسی کو اُسکا ساجھی نکرنا بعضے مفسرین اعبدوا کی تفسیر وحدوا سے کرتے ہین یعنے اللہ کو ایک جانو اس معنی پر ولا تشرکوا کا جملہ پہلے جملے کی تاکید ہوگا اظہر یہہ ہے عبادت کو بندگی کے معنی سے لینا اس کی توحید ولا تشرکوا بہ شیئًا کے جملہ سے مستفاد ہوتی ہے اس تقدیر پر ہر ایک جملہ ایک علاحدہ فایدہ بخشتا ہے یہہ مراد لینا اولیٰ ہے عبادت اُسکو کہتے ہین جس امر کو کرتا ہے خواہ وہ امر فعل ہو یا ترک فعل فقط اسلیے کرنا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اسمین دل کے اور جوارح کے اعمال سب داخل ہوین اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو ساجھا نہ کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ایک جاننا اُسکی عبادت کرنے مین دوسرے کو شریک نہ کرنا جب اُسکی عبادت مین دوسرے کو شریک کیا تو مشرک ہوا عبادت خالص اللہ کیواسطے نہ رہی وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور ماں باپ سے نیکی کرو یہہ جار مجرور کا تعلق محذوف فعل سے ہے اسکی تقدیر یون ہے واحسنوا بالوالدین احسانًا یعنی ماں باپ سے نیکی کرو نیکی کرنا یہہ جملہ اگرچہ لفظ مین خبر ہے لیکن اس سے امر مراد ہے یعنی تم ماں باپ سے احسان کرو ماں باپ سے احسان کرنا دس قسم مین کا دوسرا قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ جنکا امر کیا ہے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنیکو اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کے ساتھ یہان مقرون کیا دوسرے

کئی آیتون مین بھی اُنکے احسان کو اپنی عبادت کے ساتھ مقرون کرکے ذکر کیا ایسا لئے آنا
دلالت کرتا ہو کہ والدین کا حق فرزندون پر بہت بڑا ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ ایک شخص آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یارسول اللہ مین کسکے
ساتھ بہت دوستی سے چلنے کا احق ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تیری مان مین پھر پوچھا
اسکے بعد کون تو فرمائے تیری مان پھر پوچھا اسکے بعد کون فرمائے تیری مان پھر پوچھا اسکے بعد کون
فرمائے تیرا باپ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مان کے حق کو تین بار فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ اسکا حق باپ سے
تین برابر بڑھکے ہو اسکی وجہ ظاہر ہے کیا واسطے حمل اور ولادت اور دودھ پلانے سے مشقتین مان جو
اُٹھاتی ہے باپ اُنکو نہین اُٹھاتا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تین بار فرمائے رغم انفہ یعنی ناک کٹے صحابہ عرض کئے یارسول اللہ کسکی تو فرمائے
اُس شخص کی جو اپنے والدین کو یا انمین سے ایک کو بڑھاپے مین پایا اور بہشت مین نہین گیا
اس حدیث کا حاصل یہہ ہے والدین کے بڑھاپے مین اُنکی خدمت کرنا بہشت مین جانے کا سبب ہے
جو شخص اس مین قصور کیا تو بہشت مین جانے سے محروم ہوا رغم انفہ کی اصل معنی ناک کو مٹی لگی اِس سے
ذلیل خوار بے آبرو بے حُرمت ہونا مراد ہے اسکا ترجمہ ناک کٹی کرکے ہم جہ کے اسکی اصطلاحی معنی بھی
وہی بے آبرو اور بے حُرمت ہونی ہے مان باپ کی نافرمانی اکبر الکبائر سے ہو کر صحیحین وغیرہ کے متعدد
حدیثون مین وارد ہوا ہے والدین کے ساتھ احسان کرنا یہہ ہے کہ اُنکی خدمت مین حاضر رہنا انکے روبرو
بات پکارکے نکرنا اُن سے بات سختی سے نہ کرنا اُنکے مطالب برلانے مین سعی کرنا اپنی مقدور کے موافق اُنکا خرچ
چلانے مین قصور نکرنا وَبِذِی الْقُرْبٰی اور قرابت والون سے یہہ بھی محذوف حسنوا سے متعلق ہو یعنی قرابت
والون سے نیکی کرو قرابت والون سے نیکی کرنا دس قسم مین کا تیسرا قسم ہے اس سے صلہ رحم یعنی سگاوت جوڑنی مراد ہے
رحم کی فتح اور حا مہملہ کی کسر سے قرابت والون کو کہتے ہین خواہ اس قرابت سے وارث ہو یا نہ ہو خواہ
محرمیت ہو یا نہو والدین بھی قرابت والون مین داخل ہین لیکن ولادت کی قرابت سب قرابتون سے
بہت نزدیک تھی دوسرے قرابتون کے بہ نسبت اُسکے خصوصیات بہت تھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اُنکے حقوق ادا کرنیکو

مقدم کیا بعد دوسرے قرابت والون کو ذکر کیا قرابت والون سے احسان کرنا یہہ ہے اُنکے احوال
دریافت کرنا اُنکے لغزشون کو معاف کرنا جن کا خرچ چلانا واجب ہے اُن کے خرچ کو دینا اُنکی حاجت روائی کرنا
اور اونکو کچھ ضرر پہنچتا ہو تو اُسکو دفع کرنا اُنکے ساتھ کشادہ پیشانی سے بات کرنا اور اُنکو دُعا کرنا اسکا حاصل
اُنکے حق مین جسقدر اپنے سے نیکی ہوسکتی ہے کرنا اور جسقدر اُنسے بدی کو دفع کرنی ممکن ہو دفع کرنا قرابت
نزدیک ہونے سے اور دور ہونے سے اُنکے استحقاق کے مرتبون مین بھی تفاوت ہوتا ہے بخاری
اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس شخص کو
اپنی رزق کی کشایش ہونا اور اپنی عمر دراز ہونا خوش ہو تو اپنے سگاوت کو جوڑے وَالْيَتٰمٰى
اور یتیمون سے یتیمون سے احسان کرنا انمین کا چوتھا قسم ہے یتیم یعنی بچا جسکا باپ نہین اُسکے ساتھ
احسان کرنیکا امر کیا کہ اُسطے وہ دو طور کی عاجزی رکھتا ہے ایک تو بچپن دوسرا اسکا کوئی مشفق
نہین جو شخص ایسا ہو تو نہایت عاجز ہوا رحم کرنیکا بہت مستحق ہوا چاہیے یتیم سے نرمی کرے اُسپر لطف
مہربانی بہت کرے اور اُسکے سر پر ہاتھ پھیرے اور اُس سے سلوک کرے یتیم کا نگاہبان جو ہو اسکو یتیم کے
مال کی محافظت کرنے مین مبالغہ ضرور ہے امام احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی سہل بن سعد
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین اور یتیم کا کافل بہشت مین
ایسا ہینگے اور اپنے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کئے ایک روایت مین یہہ بھی زیادہ
ہے اور ان دونون انگلیون مین کشادگی کئے یتیم کے کافل سے وہ شخص مراد ہے جو اُسکی کفالت کرتا ہو
اسکے کامون کی سرانجام دیتا ہے اور اُسکا محافظ رہتا ہے انگلیون سے اشارہ جو کئے اُس سے مراد یہہ ہے اس کافل
کا مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ سے قریب ہے دونون مرتبون مین تفاوت نہین مگر اتنا ہی مقدار جو
دونون انگلیون مین کشادگی ہے امام مالک اور مسلم انہین کی طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اور یتیم کا کفیل پھر وہ یتیم اسکا ہو یا غیر کا بہشت مین
ایسا ہینگے امام مالک نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کئے یتیم اسکا ہو یعنی اسکی قرابت والا
ہو مثلاً پوتا ہے یا بھائی یا بھتیجا اور اُنکے مانند جو کفیل سے قرابت کہتا ہو یا غیر کا یعنی کفیل سے کچھ قرابت

نہین رکھتا ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص یتیم کو جو مسلمان والدین سے ہے اپنے کھانے پانی مین شریک کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکو البتہ بہشت مین داخل کریگا مگر ایسی گناہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہین بخشتا ہے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے احمد اور طبرانی عمرو بن مالک النکشیری رضی اللہ عنہ سے اسکے مثل روایت کیے ہین ابو الحسن الہیثمی نے کہا اسکے رجال سب مجتبے بہم ہین مگر علی بن زید اسکی حدیث بھی حسن ہے اللہ اس گناہ کو نہین بخشتا جو آیا اس سے شرک مراد ہے امام احمد وغیرہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھراوے اور یہہ ہاتھ نہین پھرایا مگر اللہ کے واسطے تو جتنے بال پر ہاتھ پھیرا ہے اُن ہر ہر بال کے واسطے اسکو ایک ایک حسنہ ہے اس حدیث کی سند مین کلام ہے

وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینون سے مسکینون سے احسان کرنا پانچوان قسم ہے مسکین سے فقیر اور محتاج مراد ہین انکو یتیمون کے بعد ذکر کیا کہ واسطے یتیم کو دو طور کی عاجزی تھی بخلاف مسکین کے اسکو ایک ہی طور کی عاجزی ہے بخاری اور مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بیوہ عورت اور مسکین کیواسطے کوشش کرنے والا راہ خدا مین جہاد کرنے والیکے مثل ہے یا جو شخص تمام شب عبادت مین کھڑا رہتا ہے اور تمام دن روزہ رکھتا ہے اُسکے مثل ہے مسکین سے احسان کرنا یہہ ہے کہ اسکو اپنے پاس کچھ ہو تو دیوے اگر اپنے سے کچھ دینا نہین ہوسکتا ہے تو دوسرے کے پاس سے دلانے کی کوشش کرے کچھ ہی نہین ہوسکتا ہے تو اسکو میٹھی بات کرکے چلا دے **وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى** **وَالْجَارِ الْجُنُبِ** اور قریب ہمسائے سے اور بعید ہمسائے سے جار ذی القربیٰ چھٹوین قسم ہے جار الجنب ساتوین قسم ہے جار پڑوسی کو کہتے ہین ذی صاحب کی معنی سے القربیٰ اصل مین مصدر ہے قرب کا معنی سو قریب کے یا قرابت کے الجنب بعید کی معنی سے جمہور مفسرین کہتے ہین جار ذی القربیٰ سے قرابت والا ہمسایہ مراد ہے اور جار الجنب سے غیر قرابت والا ہمسایہ ابن جریر طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح ایسا ہی روایت کیا ہے بعضے کہتے ہین جار ذی القربیٰ نزدیک رہنے والا پڑوسی اور جار الجنب دور رہنے والا پڑوسی مراد ہے بعضے کہتے ہین جار ذی القربیٰ سے مسلمان پڑوسی جار الجنب سے اسکا غیر یعنی کافر پڑوسی مراد ہے معلوم کیجئے ہمسایہ مین مسلمان کافر عابد فاسق

دوست دشمن پروسی رہو اس نفع پہنچانے والا ضرر پہنچانے والا قرابت والا اجنبی نزدیک رہنے والا
دور رہنے والا سب داخل ہین پھر ان صفات کے دیکھتے بعضون کو حق بعضون سے بڑھکے ہوتا ہے اوپر
کے صفات سب جس مین جمع ہوگے اُسکا حق بہت رہیگا جس قدر یہ صفات کم ہوگے اُسقدر حق کم
ہوگا ایسا ہی نیچے نیچے کے صفات جسقدر جمع ہوگے اُتنا حق گھٹتے ہوگا غرض ہر ذی حقکو اُسکے حال
موافق کا حق ادا کیا چاہئے کبھی دو حق یا اُس سے زیادہ متعارض ہو جاتے ہین پھر اُن مین ترجیح
ہوگی یا تساوی ہم حقوق مین تفاوت جو بیان کئے اُسکو جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث تائید
کرتی ہے جسکو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے پڑوسیان تین ہین ایک پڑوسی کا ایک ہی حق ہے وہ مشرک ہو اسکو حق پڑوس کا
ہے ایک پڑوسی کے دو حق ہین وہ مسلمان ہے اُسکو حق پڑوس کا ہے اور حق اسلام کا ہو ایک
پڑوسی کے تین حق ہین وہ قرابت والا مسلمان ہے اُسکو حق پڑوس کا اور اسلام کا اور رحم کا ہو معلوم
کیجئے ہمسایہ سے احسان یہہ ہے کہ اُسکے ساتھ خوبی سے رہنا اُسکو حصہ بانٹا بھیجنا اُسکو سلام کرنا
ملاقات کیسے وقت کشادہ پیشانی رہنا اُسکی احوال پرسی کرنا اُسکو کسی چیز کی احتیاج ہو تو اعانت کرنا اُسکو
کسی قسم کی ایذا نہ پہنچانا کیواسطے پڑوسی کو ضرر پہنچانا گناہ کبائر سے ہر پڑوسی صالح شخص ہو یا بدکار اُسکے
واسطے خوبی کا ارادہ رکھنا معلوم کیجئے سب اقسام کے احسانات جو مذکور ہوے صالح پڑوسی کیواسطے مخصص ہوگے بدکار
نصیحت کرنا بُرے کامون کا مرتکب ہوتا ہی تو اُسکو منع کرنا امر معروف اور نہی منکر کے مرتبون کے موافق اُسکی
نصیحت مین دریغ نکرنا نرمی یا گرمی جو مناسب ہے اس ہو جب اُسکو وعظ کرنا اُسکے بُرائیون کو دھاپنا غیر
اُسکے برائیون پر مطلع نکرنا نرمی کے ساتھ اُس سے منع کرنا باز آیا تو بہتر نہین تو اُسکو ادب سکھانیکے ارادے
سے اُس سے ہجر کرنا یعنی بات ترک کرنا اور ہجر کا سبب اُسکو بیان کرنا شاید وہ اپنے بُرے کام سے باز آوے
اُسکے ضرر کے روادار نہونا مگر جہان شرع اُسکے ضرر کو واجب رکھی ہے وہان قول یا فعل سے اُسکو ضرر پہنچانا
واجب ہے مثلاً شراب رکھا ہی تو اُسکو اُنڈھلنا پڑوسی کافر ہو تو اُسکے حال کے مناسب اُس سے نیکی کرنا اسکو اسلام
لانے کی ترغیب دینا اسلام کے خوبیان اُسکو بتانا اپنے گھر سے کتنے تفاوت تک تو وہ پڑوسی ہے اس مین اختلاف ہے علی رضی اللہ

کہے تیری اذان کا آواز جو سنا وہ تیرا پڑوسی ہے بعضے کہتے ہین تیرے ساتھ مسجد مین صبح کی نماز جو
پڑھتا ہے وہ پڑوسی ہو عائشہ رضی اللہ عنہا کہے ہر جانب مین چالیس گھر تک پڑوسی ہین اوزاعی کا بھی قول یہی ہے
صحیح قول شافعیہ پاس بھی یہی ہے گھر کے چارون جانب کے چالیس چالیس گھر پڑوس ہین ایک قول یہہ ہو اپنے
گھر سے جس کا گھر لگا ہو وہ پڑوسی ہو بخاری اور مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کیواسطے ہمیشہ مجھے کہا کرتے تھے یہان تک کہ مین نے سمجھا کہ اسکو
وارث ٹھہرائینگے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے جو شخص اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے وہ شخص اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دیوے بخاری اور مسلم ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے واللہ ایمان نہین لایا واللہ ایمان
نہین لایا واللہ ایمان نہین لایا صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ وہ کون تو فرمائے جسکی بدی سے
اسکا ہمسایہ بیفکر نہین رہتا ہے طبرانی اور ابو یعلی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن ایسا نہین ہوتا جو خود پیٹ بھر کے کھاوے اور اپنا پڑوسی بھوکھا رہے
حافظ منذری نے کہا اسکی سند کے راویان ثقہ ہین بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ مین عرض کی
یا رسول اللہ میرے پڑوس مین دو شخص ہین مین ہدیہ بھیجون تو کسکو بھیجون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے تجھ سے جس پڑوس کا دروازہ قریب ہے اسکو بھیج مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابوذر
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا ابا ذر تو شوربا پکائیگا تو اسمین
پانی بہت رکھ اور اپنے پڑوسی کی غمخواری کر ایک روایت مین آیا ہے ابوذر کہے میرے خلیل یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو وصیت کئے کہ جب تو شوربا پکائیگا تو اسمین پانی بہت رکھ اور تیرے پڑوس والون سے
کسیکو دیکھ کے اسمین سے دستور کے موافق اسکو بھیج بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے مسلمان عورتو حقیر نہ سمجھو اپنے پڑوسی کو اگرچہ بکری کا کھر
ہو یعنی اپنے پڑوسی کو ہدیہ بھیجنے کیواسطے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو بھیڑی کی کھر ہو تو بھی بھیجو وَالصَّاحِبِ
بِالْجَنْبِ اور پہلو سے لگے ہوئے آشنا سے یہہ آلٹان قسم ہے جنکے ساتھ احسان کرنیکا امر کیا صاحب کی

معنی مصاحب اور آمیزش کرنے والا اور آشنا اور ہمنشین اور ساتھی اور شریک جنب کی معنی پہلو اور پہلی یا الجنب مین بے الصاق کے واسطے ہے یا فی کی معنی سے ہے اسکا تعلق محذوف سے تقدیر یون ہے متلبسا بالجنب یعنی ساتی جو بازو سے لگا ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین اُس سے سفر کا رفیق مراد ہے سعید بن جبیر اور مجاہد سے بھی ایسا ہی مروی ہے زید بن اسلم نے کہا الصاحب بالجنب سے مراد تیرا ہمنشین حضر مین اور تیرا رفیق سفر مین اور تیری عورت جو تیرے پہلو سے لگتی ہے علی ابن ابیطالب اور ابن مسعود سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی ایک روایت مین آیا ہے کہ اس سے عورت مراد ہے امام رازی نے کہا اس سے مراد وہ جو تیری صحبت مین رہے اور تیری بازو سے بیٹھے پر سفر مین رفیق ہو یا اُس کا گھر تیرے گھر سے لگا ہو یا علم حاصل کرنے مین یا کسی حرفے مین تیرا شریک ہو یا مسجد مین یا مجلس وغیرہ مین تیرے بازو سے بیٹھا ہو اگرچہ ایک لحظہ بھی رہے کہ ان سے تیرے اور اسکے درمیان صحبت کا حق ثابت ہوتا ہے اس حق کی رعایت کرنا اور اُسکو فراموش نہ کرنا تجھ کو لازم ہے اور اُسکو اسکے احسان کا ذلیہ کرنا ضرور ہے انتہی امام احمد اور بخاری ادب المفرد مین اور ترمذی اور ابن جریر اور حاکم عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اصحاب مین اللہ کے پاس خیر وہ ہے جو اپنے آشنا سے خوبی کے ساتھ رہتا ہے ترمذی نے اسکی تحسین کی ہے اور حاکم نے تصحیح کی ہے اور کہا شیخین کی شرط پر ہے ذہبی بھی اسکے قول کو مسلم رکھا اس حدیث کا حاصل یہہ ہے بہتر آشنا جسکو اللہ تعالی کے پاس منزلت اور اجر ہے وہ شخص ہے جو اپنے آشنا کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے وَابْنِ السَّبِيْلِ اور راہ کے مسافر سے یہہ دو نام قسم ہے ابن السبیل کی لفظی معنی راہ کا بیٹا راہ مین جو شخص اٹک پڑتا ہے اسکو ابن السبیل کہتے ہین اور جو شخص اکثر سفر مین رہا کرتا ہے اُسکو بھی ابن السبیل کہتے ہین یہان ابن السبیل سے مطلق مسافر مراد ہے بعضے کہتے ہین مسافر حج کے یا جہاد کیواسطے نکلا ہو راہ مین اُسکے پاس کا خرچ سرگیا یا جانور اُسکا ماندہ ہوا یا اسکے مانند کے عذر سے اٹک پڑا ہے وہ مراد ہے بعضے کہتے ہین ابن السبیل سے مہمان مراد ہے مہمان آوے تو اُسکو اکرام کرنا مالک اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ ابی شریح العدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہی تو اپنے مہمان کو
تکریم کرے مہمان کا جایزہ ایک دن رات ہے اور ضیافت تین دن ہے اُسکے بعد جو دیتا ہی صدقہ ہی مہمانکو
حلال نہین کہ اُسکے پاس رہکے اُسکو زچ کرے اس حدیث مین جو مذکور ہوا جایزہ ایک دن رات ہے یعنی
صلہ اور بخشش اور اُسکی مہمانی مین اہتمام کرنا اور جسقدر ہوسکتا ہی اُتنا تکلف کرنا اور اُس سے لطف و
مدارا کرنا ایک دن رات ہی اسکے بعد تین دن تک جو میسّر ہو سو کھلاوے عادت سے افزون نکرے مہمان
تین دن سے زیادہ رہا تو وہ ضیافت نہین بلکہ صدقہ ہے چاہے تو دیوے چاہے تو نہ دیوے مہمان کو تین روز سے
افزود رکھکے مہمان دار کو زچ کرنا حلال نہین ہان مہمان دار اُسکے رہنے کا باعث ہو تو مہمان کو رہنا
مضایقہ نہین یہ تین دن نہین پہلے دن کے سوا ہے یا اسکو ملاکے تین دن ہین اسمین اختلاف ہی لیث
اور امام احمد کہتے ہین مہمان آوے تو اُسکو ایک دن رات اُسکی ضیافت کرنا واجب ہے لیکن امام احمد کہتے ہین
جنگل اور قریون مین رہنے والون پر مہمان آوے تو ایک دن رات کا کھانا کھلانا واجب ہے شہرون مین
رہنے والون پر واجب نہین امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور فقہا کہتے ہین ضیافت واجب
نہین بلکہ سنت ہے اور مسلمانون کو اسکا کرنا سنن موکدات سے ہی وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔ اور تمہارے
ہاتھ جسکے مالک ہین یہہ دسوان قسم ہے جسکے ساتھ احسان کرنا فرمایا اس سے باندی غلام مراد ہین
ایمان جمع یمین کی ہے داہنے ہاتھ کو کہتے ہین ملک کی نسبت داہنے ہاتھ کی طرف مجازاً ہے کیونکہ واسطے
کسی چیز کے مالک ہوتے ہین تو اکثر اُسکو داہنے ہاتھ مین پکڑتے ہین باندی غلام سے احسان یہہ ہے
اُنہون مین جس چیز کے کرنیکی طاقت نہین ویسی چیز کرنیکی تکلیف نہ دینا اور انکو سخت بات نہ کرنا
اور انکو نہ مارنا اور اُنکو کھانا کپڑا کفایت سے اُتنا دینا معلوم کیجیے باندی غلام کو کھانا سالنا اور کپڑا
دینا واجب ہے اُس بستی کے باندی غلام کو جس قسم کا قوت دینیکی غالب عادت ہے اُس قسم کا قوت دینا ایسا
ہی لباس اُنکو دینے کی غالب عادت جو ہو وہ لباس دینا فقط شرمگاہ چھپنے اُتنا کپڑا دینا کفایت نہین کرتا
اُنکو اپنے ساتھ بٹھلاکے کھلانا افضل ہے اپنے ساتھ نہین بٹھلایا تو خود کھاتا سو کھانے سالن وغیرہ سے
کچھ اُسکو بھی دینا سنت ہی ایسا ہی خود پہنتا سو لباس سے اُسکو بھی کچھ بنانا معلوم کیجیے ما ملکت ایمانکم مین

جانور بھی داخل ہین کسیکے پاس جانور ہے تو اُسکو دانا چارا دالنا پانی پلانا مالش وغیرہ کہ جس سے جانور کی خوبی ہے کرنا لازم ہے ریشم کے کیڑے ہو تو انکو توت کے پتے ڈالنا لازم ہے جانور کی طاقت سے زیادہ لادنا اور سواری سے اسکو آرام نہ دینا بھی جائز نہین دودھ دیتا ہو جانور ہو تو اسکا دودھ اسقدر نہ نچوڑنا کہ اس سے جانور کو یا اُسکے بچے کو ضرر ہو جو ملک ذی روح نہین مثلاً گھر ہے یا پانی آبنگا تالاب ہے تو بے عذر انکی مرمت نہ کرکے ویران کرنا درخت ہین یا زراعت ہو تو انکو پانی نہ بند کے سُکا دینا مکروہ ہے بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے یعنی باندی غلام تمھارے بھائیان ہین انکو اللہ تعالی تمھے زیر دست کیا سو جسکا بھائی اسکے زیر دست ہو تو آپ جو کھاتا ہو اُس سے اُسکو بھی کھلاوے اور آپ جو پہنتا ہو اُس سے اُسکو بھی پہناوے اور اُسکو ایسا کام کرنیکی تکلیف نہ دیوے کہ جسکے کرنے سے وہ عاجز ہو اگر ایسے کام کی تکلیف دیا تو خود اسکی اعانت کرے مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے مین اپنے غلام کو کوڑے مارتا تھا میرے پیچھے سے صدا ہونے لگی ابو مسعود تو سمجھ مین غصے کے مارے آواز کسکا ہے سو نہین پہچانا جب میرے نزدیک ہوا دیکھتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین فرماتے ہین ای ابو مسعود تو اس غلام پر جتنی قدرت رکھتا ہے اللہ تعالی تجھ پر اُس سے بڑے قدرت رکھتا ہے مین بولا آج سے مین غلام کو کبھی نہ مارونگا ایک روایت مین یہہ بھی زیادہ کیا ہی پھر مین بولا یا رسول اللہ وہ غلام اللہ کی ذات کیواسطے آزاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو اُسکو آزاد نکرتا تو تجھکو دوزخ کی آتش لگتی مسلم اور ابو داؤد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو یعنی باندی غلام کو طمانچہ یا مارے مارے تو اُسکا کفارہ اُسکو آزاد کرنا ہے مسلم کی ایک روایت مین آیا ہی جو شخص اپنے غلام کو حد مارا ایسی تقصیر پر کہ وہ غلام اُسکو نہین کیا ہی یا طمانچہ مارا تو اسکا کفارہ اس غلام کو آزاد کرنا طبرانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو ظلم سے مارا تو قیامت کے دن اس سے بدلا لیا جائیگا حافظ عبد العظیم المنذری نے کہا اُسکی سند کے رجال ثقہ ہین بخاری اور مسلم اور ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے مملوک کو قذف کیا تو قیامت کے دن اس شخص پر
حد قذف جاری کیا جائیگا مگر وہ مملوک ویسا ہی فعل کیا ہے قذف کی معنی زنا کی گالی دینا اور زنا کی طرف نسبت
کرنا یعنی مثلاً اسکو زانی اور باندی کو قحبہ جنال کہنا امام احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے
روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سیئی الملکہ یعنی غلام باندی کے ساتھ برائی کرنے والا بہشت مین
نہ جائیگا امام احمد کی روایت مین زیادہ کیا ہی صحابہ کہے یا رسول اللہ آپ فرمائے ہین بہ بہشت دوسرے امتون کے
اس امت مین مملوک اور یتیم بہت رہینگے فرمائے ہان برابر لیکن تم انپر لطف و مہربانی کرو جیسی اپنی اولاد کو کرتے
ہین اور تم جو کھاتے ہین اُس سے کچھ انکو کھلاؤ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے مملوک کیواسطے اسکا کھانا کپڑا دینا ہی واجب ہے اسکو تکلیف نہ دینا مگر اُسکی کہ جسکی طاقت رکھتا ہو
اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح مین یون روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مملوک کیواسطے
اُسکا کھانا پانی لباس دینا ہی اور تکلیف نہ دیا جاوے مگر اسی کی جو طاقت رکھے اگر تم تکلیف دوگے تو تم اُسکی اعانت
کرو اللہ کے بندو تم عذاب مت دو بندونکو جو تمہارے سریکے ہین بخاری ادب المفرد مین اور ابوداؤد
اور ابن ماجہ اور بیہقی علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام یہہ تھا
الصلاۃ الصلاۃ واتقوا اللہ فیما ملکت ایمانکم یعنی نماز پڑھنا لازم رکھو نماز پڑھنا لازم رکھو اور اپنے ہاتھ کے
مال مین اللہ سے ڈرو ابن ماجہ وغیرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس حدیث کے مثل روایت کیے ہین ابوداؤد
اور ترمذی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ
مین اپنے خادم کو یعنی باندی غلام کو کتنے بار معاف کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز ستر بار ترمذی نے
کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ایک نسخے مین ہی حسن صحیح ہے ابویعلی نے ابن عمر سے بسند جید یون روایت کیا ہی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میرا خادم نافرمانی کرتا ہی اور ستم کرتا ہی کیا مین اسکو ماروں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز ستر بار معاف کرو ترمذی کی ایک روایت مین بھی ایسا ہی آیا ہے اس حدیث کے صحابی کا نام ابوداؤد کے بعضے نسخون مین
ابن عمر ہے عین کی ضم سے اور بعضے نسخون مین ابن عمرو ہے عین کی فتح سے امام احمد اور ترمذی عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیے ہین کہ ایک شخص کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بیٹھا اور کہا مجھکو مملوک ہین دے مجھ کو جھٹلاتے ہین

چراتے ہین نافرمانی کرتے ہین مین اُنکو مارتا ہون اور گالیان دیتا ہون سو مین اُنسے کیسا ہون نبی صلی اللہ علیہ
فرمائے وجو چراتے ہین نافرمانی کئے ہین جھٹلائے ہین اور تو جو اُنکو سزا دیا ہے دونو کو قیامت کے دن حساب کے بیگے تیری
سزا اگر اُنکی تقصیرون کے برابر ہو تو بدلا ہو گیا نہ تجھکو کچھ ہو اور نہ تجھ پر کچھ ہے تیری سزا اُنکی تقصیرون سے افزود
تو تیرے اُنکا بدلا لیا جائیگا وہ شخص کنارے جاکے رونے پکارنے لگا پھر اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کیا تو اللہ کا یہہ قول نہین پڑھا ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئاً و اِن کان مثقال حبۃ من
خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین یعنی ہم رکھینگے ترازوان انصاف کے قیامت کے دن پھر ظلم نہو گا کسی جی پر
ایک ذرہ اور اگر ہو گا برابر رائی کے دانے کے وہ ہم لے آوینگے اور ہم بس ہین حساب کرنیکو پھر وہ شخص کہا
یا رسول اللہ اب مین اُن سے جدائی اختیار کئے بن میرے واسطے کوئی چیز بہتر نہین اُنکو گواہ رکھتا ہون کہ وے
سب آزاد ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے حافظ المنذری نے کہا اُسکی سند کے سب رجال سے بخاری اور مسلم
حجت پکڑتے ہین مگر عبد الرحمن بن غزوان وہ بھی ثقہ ہے حافظ عسقلانی نے کہا عبد الرحمن اگرچہ ثقہ ہو لیکن اسی حدیث
کی سند جو ذکر کیا ہو اُسکے سبب سے لوگ اسپر کلام کرتے ہین مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے مین کسیکے واسطے اسکا خادم گرمی مین اور دھوین مین رہکے
کھانا پکالاوے تو چاہئے اُسکو اپنے ساتھ بٹھلاکے کھلاوے اگر کھانا تھوڑا ہو تو اُسکے ہاتھ مین لقمہ دو لقمے ڈالے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ مقرر اللہ دوست نہین رکھتا اُسکو جو ہو اترا تا بڑائی کرتا
مختال کی معنی متکبر کی متکبر وہ جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے لوگون کے حقوق ادا نہین کرتا فخور وہ جو اپنے مال متاع کی کثرت
پر نظر کرکے اپنے تئین سب سے بہتر جانتا اللہ تعالی ان دو مذموم صفت پر اس آیت کو ختم کیا کیا واسطے متکبر شخص اپنے
فقیر قرابت والے سے ننگ عار کرتا ہو اور ضعیف ہمسائے کو حقارت سے دیکھتا ہے پھر اُن کے حقوق ادا نہین
کرتا اور اُن کے طرف التفات نہین کرتا سو ایسا کرنے والا درگاہ الٰہی سے دور ہے ابو یعلی اور ضیاء المقدسی کتاب
المختارہ مین ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن
اللہ تعالی لوگون کو جب ایک میدان مین جمع کریگا تو دوزخ اس کے بعض پر بعض گرتی ہوئی آویگی اُسکے رکھوال
اسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی عزت کی قسم میرے اور میرے یاروں کے درمیان تم مت آؤ نہین تو

ہین لوگون کو ایک دوڑ مین گھیر لونگی رکھوال پوچھینگے تیرے یار کون ہین کہیگی جو متکبر اور جبار ہو پھر اپنی جیب نکال کے لوگون مین سے انکو چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیگی پھر اسکے پیچھے ہٹ جائیگی پھر اسکے بعض پر بعض گرتی ہوئی آئیگی اُسکے رکھوال اسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی عزت کی قسم میرے اور میرے یارون کے درمیان تم مت آؤ نہین تو مین لوگون کو ایک دوڑ مین گھیر لونگی رکھوال پوچھینگے تیرے یار کون ہین کہیگی ہر ختار کفور یعنی دغا باز اور ناشکر گذار پھر انکو اپنی جیب سے چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیگی پیچھے ہٹ جائیگی پھر اسکے بعض پر بعض گرتی ہوئی آئیگی اُسکے رکھوال اسکو روک رہینگے وہ کہیگی میرے پروردگار کی عزت کی سوگند میرے اور میرے یارون کے درمیان تم مت آؤ نہین تو مین لوگون کو ایک ہی دوڑ مین گھیر لونگی پوچھینگے تیرے یار کون ہین کہیگی جو مختال فخور ہے پھر اپنی جیب سے انکو چن لیگی اور اپنے پیٹ مین ڈال لیگی پیچھے ہٹ جائیگی تب اللہ تعالیٰ لوگون کے درمیان حکومتی شروع کریگا حافظ جلال الدین السیوطی نے کہا اُسکے سند کے رجال ثقہ ہین امام احمد اور حاکم نے جابر بن سلیم الہجیمی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کئے ہین اسمین مذکور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پنڈلی پکڑکے کہے لنگ یہان تک باندھ اسکو نہین مانا تو یہان تک باندھ اول سے نیچے بتائے اسکو نہین مانا تو یہان تک باندھ تخنے کے اوپر اُسکو نہین مانا تو اللہ تعالیٰ مختال فخور کو دوست نہین رکھتا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنا کپڑا تکبر سے لڑادے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی طرف نہ دیکھیگا

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ جو لوگ بخل کرتے ہین وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ اور حکم کرتے ہین لوگون کو بخل کی یعنی انکو بخل سکھاتے ہین وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ اور چھپاتے ہین جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے الذین یبخلون کا جملہ من کان مختالا فخورا کا بدل پڑا ہے معنی یون ہینگے اللہ دوست نہین رکھتا اُن لوگون کو جو بخل کرتے ہین یا یہہ جملہ ذم کی تقدیر سے منصوب یا مرفوع ہے نصب کی حالت پر معنی یون ہوگی مین مذمت کرتا ہون ان لوگون کی جو بخل کرتے ہین رفع کی حالت پر ہم کی تقدیر کرکے یعنی وے مذموم لوگ وے ہین جو بخل کرتے ہین یا یہہ جملہ صفت پڑا ہے من کان سے یعنی اللہ تعالیٰ دوست نہین رکھتا مختال فخور کو ایسے جو بخل کرتے ہین یا الذین اپنے ما بعد کے ساتھ مبتدا پڑا ہے اُسکی خبر محذوف ہے

خبر کی تقدیر یون ہے الذین یبخلون احقاء بخل علامۃ یعنے جو لوگ بخل کرتے ہین ہر قسم کی رسوائی کے لایق ہین پہلے کے دونون جملہ یعنے یامرون کا جملہ اور یکتمون کا جملہ یبخلون کے جملہ پر معطوف ہین یبخلون مین جو تقدیر کرتے ہین ان دونون مین بھی وہی تقدیر ہوتی ہے ابن اسحٰق اور ابن جریر طبری اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے کہ دم بن زید کعب بن الاشرف کا حلیف اور اسامہ بن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحر بن عمرو اور حیی بن اخطب اور رفاعہ بن زید بن التابوت یہ سب یہود یان انصار کے پاس آکے انکو بطور نصیحت کے کہتے کہ تم اپنے مال خرچ مت کرو مال جاکے تم فقیر ہو جاؤگے پیسا خرچ کرنے مین شتاب نہ کیجو آیندہ کیسا نقشہ ٹھہرتا ہے تمکو معلوم نہین تب اللہ تعالے الذین یبخلون کی آیت کو وکان اللہ بہ علیما تک نازل کیا بعضے کہتے ہین یہہ آیت خود یہود کی شان مین نازل ہوئی بخل سے علم کا بخل مراد ہے وے بخل سے علم نہین سکھاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت کے کتابون مذکور تھی اسکو پوشیدہ رکھتے تھے بعضے کہتے ہین بخل عام ہے خواہ مال کا بخل ہو یا علم کا معلوم کیجیے اس آیت مین اللہ تعالیٰ مذموم تین صفت بیان کیا پہلی صفت انسان بخیل ہونا بدہے اس صفت کو الذین یبخلون کے جملہ مین ذکر کیا دوسری صفت غیر کو بخل کرنے کا امر کرنا یہہ صفت نہایت بدہے اس صفت کو یامرون الناس بالبخل کے جملہ مین ذکر کیا تیسری صفت اللہ اپنے فضل سے کچھ بخشش کیا ہو اسکو پوشیدہ کرنا غنی رہتے پر اپنی فقیری نمود کرنا فراغت رہتے پر افلاس ظاہر کرنا قدرت رہتے پر بیقدوری بیان کرنا یہہ صفت اوپر کے دونون صفتون سے زیادہ مذموم ہے کیواسطے اسمین اللہ تعالیٰ کی ناشکری پائی جاتی ہے بالبخل کو حمزہ کسائی خلف باکی اور خاء مجمہ کی فتح سے قرارت کرتے ہین باقی کے قرا باکی ضم اور خاء کی سکون سے پڑھتے ہین معنی دونون کے ایک ہی ہین وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ اور ہمنے تیار رکھا ہے کافرون کیواسطے خوار کرنے والا عذاب یعنی ذلت کی مار قیامت کے دن مہین کی معنی خوار اور رسوا اور ذلیل کرنے والا اس مقام مین ضمیر لانیکی جگہہ پر اسم ظاہر کو لایا یعنی اعتدنا لہم کی جگہہ اعتدنا للکافرین کہا اسمین اسبات کی اشارت ہو کہ جس کا حال ایسا ہو آپ بخل کرنا اور لوگونکو بخل کا امر کرنا اور اللہ کے فضل کو پوشیدہ کرنا وہ شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتون کا

کافر ہے جو شخص اللہ کے نعمت کا کافر ہو تو اسکے لئے خوار اور ذلیل کرنیکا عذاب آمہیا ہے جیسا اسنے اللہ تعالی کی نعمت کو بخل اور پوشیدہ کرکے خوار کیا ترمذی اور حاکم عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر نمود دیکھنے کو دوست رکھتا ہے ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا کہ وہ صحیح ہے ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم ابو الاحوص کی طریق سے روایت کئے ہین اسنے اپنے باپ سے یعنی مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا دول بُرا دیکھکے کہے کیا تیرے پاس کچھ مال نہین اُسنے کہا سب طرح کا مال مجھکو اللہ تعالی دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پھر کیا واسطے تجھ پر نہین دیکھتا اللہ تعالی کسی بندے کو کچھ نعمت دیتا ہے تو وہ نعمت اُسپر نمود ہونے کو اللہ تعالی دوست رکھتا ہے حاکم اسکی تصحیح کی ہے امام احمد اور اسحق بن راہویہ اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی اپنے بندے کو کچھ نعمت نہین دیتا مگر اسکا اثر اُس بندے پر نمود ہونے کو دوست رکھتا ہے بیہقی کی روایت مین یون آیا ہے مقرر اللہ تعالی جب کسی بندے کو کچھ نعمت دیتا ہے تو اس نعمت کا اثر اُس بندے پر نمود ہونیکو دوست رکھتا ہے اور بؤس اور بَاؤس کو مکروہ رکھتا ہے اور الحاح کرکے سوال کرنے والے کو مبغوض رکھتا ہے اور شرم والا اور عفیف اور متعفف کو دوست رکھتا ہے ذہبی نے کہا اسکی سند جید ہے بؤس کی معنی بدحالت بَاؤس کی معنی بدحالتی نمود کرنا یعنی اپنی حالت کو بُری بنانا اور اپنی بدحالتی نمود کرنیکو اللہ تعالی مکروہ جانتا ہے عفیف پارسا جو حرام سے بچ رہتا ہے اور لوگون سے سوال نہین کرتا متعفف وہ جو تکلف سے پارسائی اختیار کرتا ہے معلوم کیجئے ہم یہہ بیان جو کئے اس سے معلوم ہوا کافرین سے کافر دین اور شرع کا مُراد نہین بلکہ کافر نعمت کا یعنی کفران نعمت کرنے والا اور ناشکر گذار مُراد ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو پوشیدہ کرتے تھے سو یہود کی شان مین آیت کا نزول لیوے تو کافرین سے دین و شرع کے کافر مُراد ہوتے ہین کیا واسطے یہود جب دین اور نبوت کو پوشیدہ کئے تو کافر ہوئے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ جسکو اللہ تعالے اپنے فضل سے نعمتین دیا ہے اُسکو پوشیدہ کرنے سے کبھی کافر ہونا ہے مثلاً کسی نے اللہ تعالی کی شکایت کیا اور اسکے قضاء و قدر پر راضی نہین ہوا تو کافر ہوا اُس پر فرمایا کافرون کو ذلت کی مار ہے وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ اور جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے یعنی فخر کیواسطے اور لوگ انکو سخی مرد کہنے کیواسطے وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر یعنی وے لوگ مال دیتے اُس سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ نہیں کرتے کیا واسطے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار نہیں کرتے اور معاد پر کہ جس میں اعمال کی جزا ملتی ہے ایمان نہیں لاتے سو اُنکے واسطے بھی عذاب مہین ہے اس الذین کا عطف یا اوپر کی آیت میں کے الذین پر ہے اس تقدیر پر وہاں جو تقدیرین تھین یہان بھی وے جاری ہونگے یا للکافرین کے لام کے مجرور پر ہے اس تقدیر پر معنی یون ہونگی ہمنے مہیا کیا ہے ان ریا والوں کیواسطے عذاب مہین سدی کہتا ہے یہہ آیت منافقون کی شان میں نازل ہوئی ریا کا لفظ اسی قول کی تائید کرتا ہے کیا واسطے ریا بھی نفاق کا ایک قسم ہے مجاہد کہتا ہے یہود کے شان میں نازل ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ انکو بخل اور کنجوسی سے وصف کرتا ہے بعضے کہتے ہین مکہ کے مشرکون کی شان میں نازل ہوئی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں پیسا خرچ کرتے تھے بندہ عاصی کہتا ہے آیت کے سیاق سے عداوت میں پیسا خرچ کرنا مفہوم نہیں ہوتا بلکہ عرب علی الخصوص قریش سخاوت بہت کرتے تھے لیکن اکثر کفار داد و دہش جو کرتے تھے فقط اپنی نام آوری اور خود سخی کہلانے کے واسطے تھا سو اللہ تعالیٰ انکا احوال ذکر کیا ریا رمصدر ہے اپنی مفعول کی طرف مضاف ہوا ہے اور حال پڑا ہے ینفقون کے فاعل سے مرائین کی تاویل سے اسکو ینفقون کا مفعول لہ ڈالنے بھی صحیح ہے وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا اور جسکے واسطے ہووے شیطان ساتھی یعنی جس کا ساتھی شیطان ہو تو بہت بُرا ساتی ہے اوپر بخل وغیرہ مذموم صفات کو ذکر کیا سو اب اُسکا سبب بیان فرمایا کہ اُسکا سبب شیطان ہے جو اُنکے ساتھ لگا ہے پھر جس کا عمل شیطان کے موافق ہو تو وہ عمل برا ہے اس بیان سے معلوم ہوا شیطان ساتھی ہے سو دُنیا میں ہے بعضے کہتے ہین یہہ آخرت میں ہوگا ہر کافر کے ساتھ ایک شیطان کو زنجیرون میں جکڑکے دوزخ میں ڈالینگے وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اور اُنپر کیا تھا یعنی انکا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور خرچ کرتے کچھ اللہ کے دئے ہوئے سے یعنی اللہ کی راہ میں ماذا کا

کلیہ استفہام کیواسطے ہووے لوگ جو ایمان کی منفعت سے جاہل ہین انکی توبیخ اور جبر کیلیے واسطے اس استفہام کو لایا یعنی انکا کیا ضرر تھا انپر کیا آفت تھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لانے مین ضرر تو اسمین ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہ لانا اور اللہ کی راہ مین پیسا نہ خرچنا وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا اور اللہ انسے دانا ہے یعنی اللہ کو انکی خوب خبر ہے انکے اعمال کی جزا انکو دیگا نفاق اور ریا کی بابت مخفی ہی تھی ظاہر نہین ہوتی اُس سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمھارے علانیے کا جیسا اللہ کو علم ہے ویسا ہی تمھارے بطون کا علم بھی اسکو حاصل ہے اپنے دل کی بات اُس سے پوشیدہ رہیگی کرکے تم ریا نہ کرنا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مقرر اللہ ستم نہین کرتا ایک ذرّہ کے وزن کا یعنی ایک ذرّہ برابر کسی کا حق نہین رکھتا وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا اور اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب اس آیت کا تعلق اوپر کے آیتون سے یون ہے کہ اللہ تعالیٰ اول اپنی عبادت کا امر کیا بعد والدین وغیرہ کے ساتھ احسان کرنیکو ذکر کیا اس کے بعد کنجوسی کی خدمت کیا بعد ایمان نہین لانے والون کی اللہ کی راہ مین خرچ نہین کرنیوالونکی توبیخ کیا اب نیکی کی جزا اور بدی کی سزا ذکر کرنا ضرور ہوا سو اپنے عدل کی صفت بیان کیا کہ ذرّہ برابر کسی پر ستم نہین کرتا اور اپنے احسان کی شان بولا کر ذری نیکی کو دونی کرتا ہے لَا يَظْلِمُ کا مفعول محذوف ہے تقدیر یون ہے ان اللہ لا یظلم احدا یعنی اللہ کسی پر ستم نہین کرتا مثقال کی معنی وزن اور ذرّہ باریک سرخ چونٹی کو کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہے ذرّہ یعنی چونٹی اسکو اُسنے عبد بن حمید اور ابن جریر روایت کیے ہین ابن عباس سے یہہ بھی مروی ہے کہ انھون اپنی انگلی مٹی مین ڈالکے اُٹھائے اور اسکو پھونکے اور کہے اُسکا ہر جز ذرّہ ہے بعضے کہتے ہین آفتاب کی کرن روزنہ سے پڑے تو غبار کے اجزا جو دیکھتے ہین اُن اجزا کے ہر ہر جز کو ذرّہ کہتے ہین غرض چھوٹی چیز کی معرفت کیواسطے اللہ تعالیٰ ذرّہ کو ذکر کیا اُس سے لوگون پر اپنی خواہ بہت خواہ تھوڑی نہ کرنا مراد ہے لیکن لوگ جسکو نہایت چھوٹی چیز سمجھتے ہین ان کی سمجھ کے موافق ذرّہ کرکے کہا حَسَنَةً کو نافع اور ابو جعفر اور ابن کثیر رفع سے پڑھتے ہین اس تقدیر کا تامہ ہوگا معنی یون ہوگی اگر واقع ہوینگی نیکی دوسرے قرا حَسَنَةً کے نصب سے پڑھتے ہین انکی قرارت پر کان

ناقصہ ہوگا اُسکی تقدیر یون ہوگی فان یک زنتہ الذرۃ حسنۃ یعنی اگر ذرہ کے وزن کے برابر نیکی ہو تو یضاعفھا اس صیغہ کو ابن کثیر اور ابن عامر اور یعقوب یُضعِّفھا کرکے پڑھتے ہین عین کی تشدید اور بن الف کے تضعیف سے جو باب تفعیل ہی باقی کے قرا یُضاعِفھا ضاد کے بعد الف زیادہ کرکے بن تشدید کے پڑھتے ہین مضاعفت ہے جو باب مفاعلہ ہے دونو کی معنی ایک ہی ہے یعنی ایک کو دو کرنا یا افزود کرنا نیکی افزود کرنے سے اُسکا ثواب افزود کرنا مراد ہی یعنے ایک نیکی کو دس کا ثواب اور اُس سے افزود اجر عظیم سے جنت مراد ہی امام الرازی نے کہا تضعیف مین اور اجر عظیم مین فرق یہہ ہے تضعیف اُس ثواب کے جنس سے ہوگی اور اپنے پاس سے اجر عظیم دیگا سو اُس ثواب کے جنس سو نہین بلکہ لذتون کے جنس سے ہوگی کہ جنکو جنت مین دیگا کرکے وعدہ کیا ہے سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے یہہ آیت من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا اعراب کے یعنی بدیون کے شان مین نازل ہوئی ایک شخص کہا مہاجرین کو کتنا ثواب ہوگا تب یہہ آیت نازل ہوئی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ الایہ جسکو اللہ تعالے اجر عظیم کہے الدتہ بڑی ہوگی ابو داؤد طیالسی اور امام احمد اور مسلم اور ابن جریر انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی مومن کی کسی نیکی مین ستم نہین کرتا اُسکی نیکی کے بدلے دنیا مین کھانا دیتا ہے اور آخرت مین اُسکی جزا دیگا کافر کو اُسکی نیکی کے درعوض دنیا مین کھانا دیتا ہے قیامت کا دن جب آئیگا تو اُسکو کچھ نیکی نہ رہیگی عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن حاتم ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جسکے دلمین ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اُسکو اللہ تعالی دوزخ سے نکالیگا ابن ابی شیبہ نے ابو عثمان النہدی سے روایت کیا ہے اُسنے کہا مجھ کو خبر پہنچی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین اللہ تعالی مومن کو ایک نیکی کے بدلے دس لاکھ نیکی دیگا پھر مین آکے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہے ہان بیس لاکھ نیکی دیتا ہی قرآن مین اُسکو فرماتا ہے ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضاعفھا اللہ تعالی کتنا افزود کریگا سو کون جانتا ہے ابن جریر کی روایت مین یون آیا ہے ابو عثمان النہدی نے کہا مین ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ملکے کہا مین سنا ہون کہ تم کہتے ہو ایک نیکی کو دس لاکھ نیکی ہوتی ہے ابو ہریرۃ کہے اُس سے تو کیا اچنبا کرتا ہے

واللہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون فرماتے تھے ایک نیکی کو اللہ تعالیٰ بیس لاکھ نیکی کرتا ہے
بعضے کہتے ہین قیامت مین خصوم کے مقدمات جو فیصل ہوکے انکے حق مین یہہ آیت نازل ہی جسکی نیکی ذرہ کے برابر
ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو افزود کر دیگا اسکو تائید کرتی ہے حدیث جسکو عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم
ابن مسعود رضی اللہ سے روایت کئے ہین کہ بندے کو قیامت کے دن اول سے آخر تک جتنے خلایق ہین اُن کے
روبرو لاکے پکاریگے یہہ فلانا ہے فلانے کا بیٹا ہی اُسپر کسی کا حق ہو تو آکے اپنے حق کو لیوے پھر لوگ خوش
ہوگے کیا واسطے ان پر یا باپ پر یا بچے پر یا عورت پر کچھ حق نکل آوے تو اسکو لین اگرچہ تھوڑا بھی ہو
اس سخن کی سچائی اس آیت مین ہے فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتسآءلون پھر اس شخص کو
بولینگے اِن کے حقوق ادا کر یہ وہ شخص کہیگا ای رب کہان سے دون دنیا چلی گئی اللہ تعالیٰ فرشتون کو
کہیگا اسکے نیک اعمال کو ذکیکے اُن سے اِنکے حقوق ادا کرو پھر ذرے کے اتنی نیکی باقی رہی تو فرشتے
کہینگے ہم نے سب حقداروں کے حقوق ادا کئے اب اسکو ایک ذرے کے اتنی نیکی باقی رہ گئی ہے اللہ تعالےٰ
فرشتون کو کہیگا میرے بندیکے لئے اس ذرے کو افزود کیجیے اور میری فضل رحمت سے اسکو بہشت مین
داخل کریے اسکی سچائی قرآن مین یہہ آیت ہے اِن اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضعفھا ویوت
من لدنہ اجرا عظیما اجر عظیم یعنے جنت اُسکو دیگا اگر اُسکی نیکیان تمام فنا ہوگئے اور اُسکے گناہ باقی ہین تو
فرشتے کہینگے ای پروردگار اِسکے سب نیکیان فنا ہوگئے ہین اور حقدار بہت سے باقی ہین تب اللہ تعالیٰ
کہیگا اُن کے گناہ اِسپر ڈالو اور اوسکے واسطے خط دوزخ کو لکھو اس حدیث کو بغوی نے بھی بن سند کے
ذکر کیا ہے اس تاویل پر آیت کی معنی یون ہوگی اللہ تعالیٰ جھگڑے والے کے حق سے ذرہ کی مقدار
بھی ظلم نہ کریگا ذرہ کے مقدار ثواب اُسکے لئے باقی رہا تو بھی ظلم نہ کریگا بلکہ اسکو بڑا کے اُسپر ثواب
دیگا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلآء شھیدا پھر کیا حال
ہوگا جب ہم لے آوُگے ہر قوم سے گواہ کو اور لے آوینگے تجھکو اُنپر گواہ یعنی قیامت کے دن مشرک اور
منافق کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے گواہ کو یعنی ان قوم کے نبی کو اپنی امت کا حال کہنے والے
گواہ بلاوینگے کہ اُس نے اُنکو کیا امر کیا اور وے کیسے عمل کئے اور تجھکو ای محمد اِنپر گواہ لاوینگے ہم لاوینگے

اشارہ یا انبیا کی طرف ہے یعنی ان انبیا کے حال پر گواہی دینے تجھکو بلا دینگے یا اشارہ سب اُمتوں کی طرف ہے یعنی ان سب امتوں پر تجھکو گواہ لے آوینگے یا ان لوگوں کی طرف ہے جو قرآن سُنے اور اُسپر عمل کرنیکے لئے مامور ہوئے یا اشارہ مومنین کی طرف ہے کیا واسطے انبیا اپنے امتوں کو احکام پہنچائے کرکے گواہی دینے اس اُمت کے مومنوں کو طلب کرینگے اور مومنوں کی تصدیق کی گواہی دینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب کرینگے جیسا اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرمایا ہے وکذلک جعلناکم اُمّۃ وسطًا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدًا) اس آیت کی تفسیر تیرھویں ورد میں ہم ذکر کرینگے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث جسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ روایت کئے ہین اسی پر دلالت کرتی ہے ابوسعید کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن بُلواکے پوچھینگے کیا تونے اپنی امت کو رسالت پہنچائی نوح کہینگے ہان پہنچایا انکی اُمت کو بلواکے پوچھینگے نوح نے تمکو کیا رسالت پہنچائی وے کہینگے ہمارے پاس کوئی نذیر نہین آیا پھر نوح کہینگے تم رسالت پہنچائے سو شاہد کون ہے کہینگے محمد اور اُنکی امت شاہد ہین اللہ تعالیٰ یہہ جو فرمایا وکذلک جعلناکم امۃ وسطًا اسیکی طرف اشارہ ہے پھر تم کو بُلوایگے تم آکے اُنہون پر رسالت پہنچائی کرکے گواہی دوگے اور مین تمپر گواہی دونگا بخاری اور ترمذی اور نسائی وغیرہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو کچھ پڑھکے سناؤ ابن مسعود کہے یا رسول اللہ قرآن آپ پر نازل ہوا ہے آپ کو مین کیسا سناؤن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دوسرے شخص سے سُننا مجھکو اچھا لگتا ہے پھر سورۃ النسا پڑھنے مین شروع کیا جب اس آیت کو پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اب بس کرین مینے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون آنکھ سے اشک جاری ہین ابن ابی حاتم اور بغوی اپنی معجم مین اور طبرانی محمد بن فضالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نبی ظفر مین آئے حضرت کے ساتھ ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور چند شخص تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاری کو پڑھنے کا امر کئے سو پڑھنے لگا جب اس آیت کو پہنچا فکیف اذا جئنا

الآیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے حضرت کے داڑھ اور پہلو حرکت کرنے لگے اور فرمائے اے رب
مین جن مین موجود ہون اُنکی گواہی دونگا مین جنکو نہین دیکھا اُنکی گواہی کیسا دون حافظ سیوطی نے
کہا اُسکی سند حسن ہے ابن المبارک نے زہد مین سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کوئی روز نہین گزرتا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُنکی اُمت کو صبح شام نمود کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکا بیٹا اور اُنکے
عمل سب جان لیتے ہین حافظ العسقلانی نے کہا ابن فضالہ کی حدیث مین جو اشکال تھا اسکو یہہ مرسل حدیث
دفع کی انتہیٰ اشکال وہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین جنکو نہین دیکھا ہون اُنکی گواہی کیسا دون
اُسکی دفع یون ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُنکی اُمت کے ہر ہر شخص کا حال دو وقت صبح شام
نمود کر دیتے ہین پھر اُن کے حال پر گواہی دینا سہل ہوا معلوم کیجئے اس آیت کو پڑھنے سے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ یہہ ہے کہ جب حضرت اپنے کو جو علم ہے اُسکے موافق اپنی اُمت
پر گواہی دینگے تو جو شخص مستقیم نہین تھا اُسکی تعذیب کا سبب ہوگا اپنی امت پر رحم کھاکے روئے
یا قیامت کے دن کا ہول اور گواہی کے واسطے طلب کرنا اور اسوقت کی سختیون کو نظر مین لانا
سب حضرت کے رونیکا ہوا یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ
تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ اُس دن آرزو کرینگے جو لوگ منکر ہوئے تھے اور رسول کی بے
حکمی کئے تھے کاش کہ ہموار کئے جاتی اُن سے زمین یعنی وے زمین کے پیوند ہوجاتے اُسدن سے
گواہی دینے بلوانے کا دن مراد ہے یعنی قیامت کا دن منکر ہوئے سو لوگ سے مراد وے لوگ ہین
جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو انکار کئے اور رسول کی نافرمانی کئے رسول کے حکم کو نہین مانے یعنی
جو لوگ کفر و عصیان کو جمع کئے ہین یا کفار اور گناہ گار مراد ہین لو تسوی مین لو مصدریہ ہے اپنے مابعد کے
ساتھ ملکے یود کا مفعول پڑا ہے تسوی مین تین قرارت ہین ایک تسوّیٰ تا کی ضم اور سین کی فتح
تخفیف کے ساتھ اور واو کی تشدید سے مضارع مجہول کا صیغہ باب تفعل سے یہہ قرارت ابن کثیر اور
ابو عمرو اور عاصم اور یعقوب کی ہے اسی قرارت کا ہم ترجمہ کئے دوسری تسّوی تا کی فتح اور سین کی تشدید
اور واو کی تشدید سے مضارع معروف کا صیغہ باب تفعل سے اسکا اصل تتسوی تھا تا کو سین سے

مُہر کردیگا اور اُنکے اعضا بات کرینگے اور وے مشرک تھے سو گواہی دینگے تب کفار آرزو کرینگے کہ وہ زمین کے برابر ہوتے اور اللہ سے بات نہ چھپاتے اِس اشکال کا دوسرا جواب یہہ ہے قیامت کے دن بہت سے مقام ہین ایک مقام مین بالکل بات نہ کرینگے (فلا تسمع الا ہمسًا) مین اُسکا اشارہ ہے اور ایک مقام مین بات کرینگے اور بنا کے جھوٹھ بولینگے (واللہ ربنا ما کنا مشرکین) مین اور (وما کانا فعل من سوء) مین اُسکا اشارہ ہے اور ایک مقام مین اپنے کئے کا اقرار کرلینگے (فاعترفوا بذنبہم) مین اُسکی طرف اشارہ ہے غرض سب سے اخیر مقام مین اُنکے مونہون پر مُہر ہوگی اور اُنکے اعضا بات کرینگے (ولا یکتمون اللہ حدیثًا) مین اسی کی طرف اشارہ ہے یہہ جواب حسن بصری سے منقول ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ اے ایمان والو نزدیک نہ ہو نماز کے جب تکو نشا ہو یہان تک کہ سمجھنے لگو تم جو کہتے ہو یعنی نشا کی حالت سے نماز نہ پڑھو جب تک ہوش نہ آوے صلاۃ سے نماز مراد ہے جمہور مفسرین کا یہی قول ہے بعضے کہتے ہین اُس سے مسجد مراد ہے اصل مین موضع الصلوٰۃ تھا مضاف کو حذف کئے ہین اس اختلاف کا فائدہ ہم آیندہ ذکر کرینگے سُکٰرٰی جمع سکران کی ہے اُسکی معنی مست متوالا وہ لفظ سکر سے ماخوذ ہے سُکر کی اصل معنی راہ بند کرنا اُسکو نشا مین استعمال کئے کیواسطے نشا کرنے سے اُسکی حواس کی راہ بند ہوجاتی ہے اس جگہ سُکٰرٰی سے نشا کے متوالے مراد ہین جمہور مفسرین کا قول صحابہ اور تابعین سے یہی ہے ضحاک سکٰرٰی سے نیند کے متوالے مراد لیتا ہے معلوم کیجئے نیند جس پر غالب رہے تو اُسکو اُس حالت سے نماز پڑھنے کی نہی وارد ہوئی ہے لیکن آیت کا نشا کے متوالے کے شان مین نازل ہونا صحیح حدیثون سے ثابت ہوا ہے سو معین مقدمے مین معین سبب مین آیت نازل ہو تو آیت سے اُس سبب کو مراد نہ لینا ممنوع ہے ہان ایسا کہہ سکتے ہین نشا کے متوالے کو نماز پڑھنے سے نہی جلیی وارد ہوئی ہے نیند کے متوالے پر کہ جسکے غلبہ سے اسکو تمیز نہ رہے نماز پڑھنا ممنوع ہوگا معلوم کیجئے نشا کی حالت سے نماز پڑھنے سے یہہ نہی جو وارد ہوئی ہے شراب کا پینا حرام ہونیکے قبل تھا جب شراب کا پینا حرام ہوا یہہ حکم منسوخ ہوا عبد بن حمید اور ابو داود اور نسائی اور نحاس اور بیہقی اپنی سُنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما

ع

سے روایت کئے ہین کہے یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاری کو انما الخمر والمیسر کی آیت نسخ کی یہان ایک اعتراض ہے اسکی تقریر یون ہو نشا کر نا جب مباح تھا نشا کے بعد تو اسکو عقل اور فہم باقی نہین رہتی یہان نماز نہ پڑھنے کا حکم سکاری کو ہے جسکو نشا ہو اسکو نہی کرنا کیسا صحیح ہوگا اسکا جواب یہہ ہے قبل پینے کے انکی طرف نہی متوجہ ہے اُس سے نماز کے اوقات مین نشا نہ کرنا مُراد ہے اسی واسطے صحابہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد اسکو نماز کے اوقات مین نہین پیتے تھے یہہ آیت نازل ہونیکے سبب کو عبد بن حمید اور ابو داؤد کتاب السُّنن مین اور کتاب الناسخ والمنسوخ مین اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس اور حاکم علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص انصار سے اُنکو اور عبد الرحمن بن عوف کو دعوت کی اُسوقت شراب حرام نہین تھی سو دونو کو شراب پلایا مغرب کی نماز مین علی رضی اللہ عنہ امام ہوے قل یا ایہا الکافرون کی صورت پڑھے سو اُس مین خلط کر دئے اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتّٰی تعلموا ما تقولون یہہ ترجمہ ابو داؤد کی روایت کے مطابق ہے ترمذی کی روایت کا ترجمہ ہم بیسوین ورد مین ذکر کئے ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے معلوم کیجئے یہہ حدیث عطا بن السائب کی طریق سے مروی ہے عطا سے جو لوگ روایت کئے ہین اسکے وصل و ارسال مین اختلاف کئے ہین سفیان ثوری اور ابو جعفر الرازی اور حماد وغیرہ عطا بن السائب سے وہ عبد الرحمن السلمی سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے موصول روایت کئے ہین سفیان بن عیینہ اور ابراہیم بن طہمان اور داود بن الزبرقان عطا سے مرسل روایت کئے ہین جو لوگ وصل کئے ہین اُنہین کی روایت اصح ہے کیا واسطے عطا سے جو لوگ روایت کئے ان سب مین سفیان ثوری احفظ ہے تو البتہ اُسکی روایت راجح ہوئی اور بھی وصل اور ارسال مین اختلاف ہو تو اعتبار وصل کو ہی ہے اسکے سوا دعوت کون کیا تھا اور امامت کون کیا اور قرارت مین کیا خلط کیا سو بھی اسمین اختلاف ہے ابو جعفر الرازی کی روایت مین ترمذی کے یہان اور خالد طحان کی روایت مین حاکم کے یہان مذکور ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے کھانیکی دعوت کی تھی سفیان ثوری کی روایت مین ابو داؤد کے یہان

آیا ہے کہ انصار کا ایک شخص علی اور عبدالرحمن کو دعوت کیا ثوری کی روایت مین امام احمد اور حاکم کے یہان یون ہے کہ ایک شخص انصار سے ہمکو دعوت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم وغیرہ کی روایت مین علی رضی اللہ عنہ امامت کئے کر کے مذکور ہے احمد اور نسائی وغیرہ کی روایت مین ہے عبدالرحمن بن عوف کو امام کئے مسند البزار مین ہے ایک شخص کو امام کئے ترمذی کی روایت مین ہے کہ قرارت ایسی کئے قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون حاکم کی ایک روایت مین ہے ایسا پڑھے قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ونحن عابدون ما عبدتم ابو داؤد کی روایت مین ہے کہ قل یا ایہا الکافرون کی سورت مین غلط کیا احمد کی روایت مین ہے قل یا ایہا الکافرون کی سورت پڑھا سو اسپر التباس ہوا یعنی دھوکا کھایا ان اختلافات کے نظر کرتے بعضون نے کہا یہہ حدیث مضطرب ہے لیکن ابن دقیق العید نے کتاب الامام مین کہا نام مین اختلاف کرنے سے حکم اُسکے اضطراب کا نہ کریگے بندہ عاصی کہتا ہے سب روایات کا حاصل یہہ ہے ایک شخص دعوت کیا اُس مین علی مرتضیٰ اور عبدالرحمن بن عوف تھے صاحب دعوت شراب کی تواضع کیا سو اسکو پیکے نماز پڑھے اُن مین کوئی امام ہوا قرارت غلط پڑہا اُسپر یہہ آیت نازل ہوئی اس بات مین سب روایات متفق ہین نام وغیرہ زواید مین اختلاف ہوا سو حدیث کی اصل مطلب مین اس سے خلل نہین ہوا اس اختلاف مین جمع بھی ممکن ہے ایسا کہئے عبدالرحمن بن عوف ابتدا مین مدینہ کو جب آئے تو انصاری کے گھر مین اُترے تھے سو شاید حقیقت مین انصاری دعوت کیا عبدالرحمن اُسکے گھر مین رہنے سے اُنہون بھی کام مین شریک تھے سو اسلئے اُنکی طرف مجازاً نسبت کئے امام کون تھا آیت کیسی پڑھی سو اختلاف جو شاید علی رضی اللہ عنہ سے ہی رہے کیا واسطے وہ حالت مستی کی تھی امام کون تھا اور کیا پڑھا سو خوب ضبط نہ ہوا واللہ اعلم وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا اور نہ جنب مگر راہ سے گذرنے والے جب تک کہ غسل کر لو جنب اسم ہے مذکر مونث مفرد جمع سب پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جنابت کی اصل معنی دور ہونا جس شخص کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے اُسکو جنب کہے کیا واسطے وہ نماز اور مسجد وغیرہ سے دور رہتا ہے ولا جنبا کا عطف انتم سکاریٰ پر ہے معنی یون ہین نزدیک نہ ہو نماز کے

جس حال مین کہ تم جنب ہو یعنی جنابت کی حالت سے نماز مت پڑھو یہان تک کہ غسل کر لو عابری اسم فاعل کے جمع کا صیغہ ہے عبور سے اصل مین عابرین تھا اضافت کی سبب سے نون گر پڑا عبور کی معنی راہ کا نیا اِدھر سے اُدھر جانا عابری سبیل یعنی راہ سے گذرنے والے جنب نماز نہ پڑھنے کے حکم سے عابری سبیل کو استثنا کیا اس سے مراد کیا ہی سو اسمین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین مسجد مین سے گذرنا کیا واسطے انصار کے بعضے لوگون کی دروازہ مسجد مین تھے انکو جنابت ہوتی اُنکے گھرون مین پانی نہین رہتا اُنکو گھر سے نکلنے کی راہ نہین تھی مگر مسجد کے اندر سے سو انکو مسجد سے گذرنے کی پروانگی ہوئی اس قول پر الصلوۃ سے مواضع الصلوۃ مراد ہے کہتے ہین اس جملے کی معنی یون ہے تم جنابت کی حالت سے مسجد مین مت جاو مگر گذرنے کیواسطے یعنی مسجد مین ہوتے ہوئے باہر نکل جانا یا اندر چلے جانا یہ قول ابن مسعود اور انس بن مالک اور حسن بصری اور سعید بن المسیب اور عکرمہ اور ضحاک اور عطار الخراسانی اور نخعی اور زہری کا ہی اس توجیہ پر امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کو دلیل ہے جو کہتے ہین جنب کو مسجد مین سے گذرنا جائز ہے ابو حنیفہ کہتے ہین اسکو گذرنا جائز نہین بعضے کہتے ہین عابری سبیل سے مسافر مراد ہے معنی یون ہے تم جنابت کی حالت سے نماز مت پڑھو مسافر ہوگے اور پانی نہ پاؤگے تو تیمم کرو یہ قول علی اور ابن عباس اور سعید بن جبیر اور مجاہد اور قتادہ کا ہے معلوم کیجیے جنب مسجد مین ٹھہرنا اکثر فقہا کے پاس جائز نہین شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے احمد کہتے ہین ٹھہرنا جایز ہے بشرطیکہ وضو کرے مزنی شافعیہ سے بھی ایسا ہی کہتا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۵ ۲۳ اور اگر تم ہوگے بیمار یا سفر مین یا آیا ہے کوئی شخص تم مین جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو پاک زمین کا پھر ملو اپنے منہہ اور ہاتھون کو اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا اس آیت کی شان نزول کو حسن بن سفیان اپنی مسند مین اور قاضی اسمعیل کتاب الاحکام مین اور طحاوی مشکل الآثار مین اور بغوی اور باوردی کتاب الصحابہ مین اور دارقطنی اور طبرانی اور ابو نعیم کتاب المعرفہ مین اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن مین اور ضیاء المقدسی کتاب المختارۃ مین الاسلع

بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی پر پالان باندھا کرتا تھا ایک شب نہایت سرما کی تھی مجھکو غسل کی حاجت ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر پالان باندھنے کا امر کئے مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو جنابت کی حالت سے پالان باندھنا مکروہ جانا ٹھنڈے پانی سے نہانے سے مر جانیکا یا بیمار پڑھنے کا اندیشہ کیا اور انصار کے ایک شخص کو بلوا کے پالان بندھوایا اور مین پتھرون کو گرم کرکے اُس سے پانی کو گرم کیا اور نہا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت کے اصحاب کو طالیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسلیے پالان آج کیا واسطے درست نہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آج مین اُسکو نہین باندھا ایک انصاری کے ہاتھ سے بندھوایا فرمائے تو کیا واسطے نہین باندھا مین عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو جنابت ہوئی سرما سے ڈر کے مین غسل نہین کرسکا اور اس انصاری کو پالان باندھنے کہہ دیکے مین پتھرونکو گرم کرکے پانی کو گرم کرلیا اور نہا کر حاضر ہوا تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت (یا ایہا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلاۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا الا عابری سبیل) کو (ان اللہ کان غفورا رحیما) تک نازل کیا مرضیٰ جمع مریض کی ہے بیمار کو کہتے ہین اللہ تعالیٰ بیمار کو تیمم کرنیکی رخصت دیا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ کسی کو سیتلا نکلے یا اُسکے زخم رہے یا پھوڑا ہوا اور جنابت ہوئی نہانے سے مرنے کا اندیشہ ہے تو تیمم کرے بزار اور ابن خزیمہ اور حاکم اور بیہقی اس حدیث کے مثل ابن عباس سے مرفوع بھی روایت کئے ہین لیکن موقوف اصح ہی ہمارے فقہا کہتے ہین پانی کے استعمال سے بیماری آتی ہے یا بیماری زیادہ ہوتی ہے یا پانی کے استعمال سے کسی عضو کی منفعت جاتی رہتی ہے مثلاً آنکھ کی روشنی یا کانکی سماعت کم ہوتی ہے یا اُس کے استعمال سے چنگا دیر سے ہوتا ہے یا درد زیادہ ہوتا ہے یا نمود رہتا سو عضو مین عیب نمایان پیدا ہوتا ہے اسکو تیمم کرنا مباح ہے اور علی سفر یعنی تم مسافر ہوگے اور پانی نہین ملا تو تیمم کرکے نماز پڑھو خواہ سفر طویل ہو یا قصیر الغایط اصل مین پست زمین اور غار کو کہتے ہین عرب قضاء حاجت واسطے پست زمین مین جایا کرتے تھے تا لوگ ننگا نہ دیکھین سو قضاء حاجت کو غائط کہنے لگے یعنی کوئی شخص پیخانہ

اور پانی نہ پاوے تو تیمم کرنا اور لامستم النساء مین دو قراءت ہین حمزہ اور کسائی اور خلف لمستم بن الف کے پڑھتے ہین باقی کے قرا لامستم پڑھتے ہین لام کے بعد الف زیادہ کرکے ملامست سے لمس کی اصل معنی چھونا ہین ان سے کیا مراد ہے سو مفسرون مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین جماع مراد ہے یہہ قول علی اور ابن عباس اور حسن مجاہد اور قتادہ کا ہے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ملامست سے جماع مراد ہے لیکن اللہ تعالی جماع کا لفظ ذکر کرکے کنایۃً لمس کو ذکر کیا اس مضمون کی روایتین متعدد طریقون سے ابن عباس سے آئے ہین اکثر روایتون کے اسانید صحیح ہین بعضے کہتے ہین لمس سے پوست کو پوست لگنا یعنی بدن کو چھونا مراد ہے انمین جماع ہو یا نہ ہو یہہ قول ابن مسعود اور ابن عمر اور شعبی اور نخعی کا ہے انکی دلیل یہہ ہے حقیقی معنی لمس کی چھونا اس سے جماع مراد لینا معنی مجازی ہے حقیقی معنی درست ہوتے ہون تو اسکو مراد لینا اصل ہے لامستم قرارت جماع کی معنی مین نص نہین کیونکہ ملامست کبھی چھونے کی معنی سے بھی آتا ہے دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیع ملامست سے نہی کئے کرکے صحیح حدیث مین ثابت ہے وہان ملامست چھونے کی معنی سے ہے شافعی کا مذہب بھی یہی ہے نامحرم عورت کو مس کرنے سے وضو شکست ہوتی ہے اسکے شکست ہونے کے قیود فقہ کے کتب مین مذکور ہین ابو حنیفہ کے پاس چھونے سے وضو شکست نہین ہوتی اللہ تعالی یہہ جو فرمایا فلم تجدوا مارض کے سوا دوسرے تین حالتون سے متعلق ہے کیا واسطے بیمار پانی کو پاوے یا نہ پاوے سب حالتون مین اسکو تیمم کرنا صحیح ہے پانی نہ پانے سے ظاہر کے دیکھتے پانی نہ ملنا مراد لوگے تو اس تاویل کی احتیاج ہے اگر اس سے شرعی نہ ملنا یعنی اسکے استعمال پر شرعاً قادر نہونا مراد لوگے تو یہہ جملہ بیمار کا قید بھی ہوگا کیا واسطے شرعاً جو ممنوع ہے وہ حساً مفقود کے منزلے مین ہے فتیمموا تیمم کی معنی لغت مین قصد کرنا شرع مین وضو کے درعوض مخصوص فعل جو کرتے ہین اسکو تیمم کہتے ہین صعید کی معنی مین اختلاف ہے قتادہ کہتا ہے صعید زمین کو کہتے ہین لیث نے کہا ہموار زمین جس مین کچھ نہ ہو فرانے کہا صعید مٹی کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین زمین کا جانب جو نمود ہے وہ صعید ہے زجاج نے اسکو اختیار کیا اور بولا زمین کی جانب جو نمود ہے اسکو صعید کہتے ہین

خواہ اس جگہ مٹی ہو یا نہ ہو ابو حنیفہ اور محمد کا قول یہی ہے کہتے ہین جو چیز زمین کی جنس سے ہو اس سے تیمم صحیح ہے کہتے ہین جو چیز آتش سے جل کے راکھ ہووے جیسے جھاڑ یا آتش مین جلانے سے نرم ہوکے گھڑے جانیکی صلاحیت پیدا کرے جیسے لوہا اور تانبا یہ سب زمین کی جنس سے نہین اُسکے سوائے دوسرے تمام چیز زمین کی جنس سے ہین مٹی بالو پتھر چونا گچ سرما ہڑتال گندک فیروزہ عقیق وغیرہ اقسام کے پتھر سب پر تیمم کرنا جائز ہے امام شافعی کہتے ہین صعید نہ کہینگے مگر اسی مٹی کو جسمین غبار رہے سنگ ریزے خواہ بڑے ہون یا چھوٹے انکو صعید نہ کہینگے اگر اس مین مٹی مخلوط رہے اور اُسمین غبار رہے تو اُن سنگ ریزون مین صعید مخلوط ہوئی اور کہے چونا اور سرما اور ہڑتال پر تیمم صحیح نہین انتہی معلوم کیجئے امام شافعی اہل لسان سے ہے اور لغت دانی مین امام ہے صعید کی تفسیر جو کئے اسمین اُنکا قول البتہ حجت ہے اہل لغت سے فرا اور ابو عبید بھی شافعی کے قول کے مطابق کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی ثابت ہوا ہے کہے صعید مٹی ہے ابو یوسف کا قول بھی شافعی کے موافق ہے طیب کی معنی پاک اس قید سے نجس مٹی پر تیمم کرنا صحیح نہین منہ کا مسح جو کہا سو وضو مین منہ کا حد جو کہے ہین یہان بھی وہی مراد ہے ہاتھون کو کسقدر مسح کرنا اسمین اختلاف ہے ابن عمر اور اُنکے فرزند سالم اور حسن بصری کہتے ہین ہاتھون کا مسح کو نیون تک کرنا ہی شافعی اور ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی ہے زہری نے کہا ہے ہاتھون کا مسح منکب یعنی کاندھے تک کرنا علی اور ابن عباس اور شعبی اور عطا اور مکحول کہتے ہین فقط پنچون کا مسح منگٹ تک کرنا ہر ہر کی دلیل کتب الخلاف مین مذکور ہے اس آیت کا ختم عفوًا غفورًا پر جو کیا اسمین اشارہ ہے معاف کرنا اور بخشنا اللہ کے صفات ہین وہ عفو ہے بندون کے گناہون کو معاف کرتا ہے اور اُس سے درگذرتا ہے غفور ہے بندون کے گناہون کو پوشیدہ کرتا ہے اور بخشتا ہے جسکی عادت گناہون کو بخشنے کی ہو تو عبادت کے کسی امر سے عاجز ہوا اسکو سہل امر اور مشکل حکم کو بسہولت آسان بطریق اولی کریگا گویا یہہ جملہ رخصت کے حکم کی علت پڑا ہے سورت کی ابتدا سے یہان تک اللہ تعالے کے احکام ذکر کیا اب اہل کتاب کا احوال جو اللہ تعالے کے احکام کو پوشیدہ کرتے ہین اور انکا انکار کرتے ہین شروع کیا اسمین مسلمانون کو خبردار کرتا ہے کہ انسے ڈرتے رہنا انکی صحبت اختیار نکرنا انکی پیروی نہ کرنا سو فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا

نَصِيبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ کیا تو نے نہین دیکھا اُنکی طرف جنھین ملا ہے حصہ کتاب سے
خرید کرتے ہین گمراہی اِس آیت کی شان نزول کو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور
بیہقی دلایل النبوت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ رفاعہ بن زید بن التابوت
جو یہودیون کا سرخیل تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتین کیا تو اپنی زبان کو موڑتا اور کہتا ارعنا سمعک یا محمد یعنی
یعنی یا محمد ہماری بات کان دھر کے سُنیئے تا ہم تجھکو سمجھادے پھر اسلام مین طعن کرنا اور عیب دھرنا شروع کیا تب
اللہ تعالے الم ترالی الذی اوتو نصیبا من الکتب کی آیت کو فلا یومنون الا قلیلا تک نازل کیا الم ترمین استفہام
کا ہمزہ جو ہے تعجب کیواسطے ہے یہود کی بُری چلن سے مسلمانون کو اچنبے مین ڈالتا ہے یہہ خطاب یا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یا ہر من کو ہے جو اُسکو دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو کیا تو نے نہین دیکھا جو بولا اس سے
غرض یون ہے کیا تجھ کو یہہ بات معلوم نہین یقینی علم دیکھنے سے شبیہ ہوتا ہے اس لئے علم کے عوض رویت
کو استعارہ کرکے ذکر کیا الذین یہہ لفظ اگرچہ عام اور یہود و نصاری کو شامل ہے لیکن یہان یہود مُراد ہین کیونکہ
واسطے یہہ کام وہی کرتے تھے الکتاب سے توریت مُراد ہے کتاب سے اُنکو کچھ حصہ ملنے سے اسکے احکام اور علوم مراد
ہین جو توریت مین تھے از انجملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور اسلام کی حقیت جو اُس مین موجود تھی
توریت کے علوم کو حصہ کرکے جو فرمایا اُس مین اشارہ ہے کہ اللہ تعالے نے انکو توریت کا علم جب دیا انکو لازم تھا
اسکی محافظت کرنا اور اسکے احکام کو لازم کرلینا جیسے اپنے حقوق کی محافظت کرتے ہین لیکن وے لوگ نہایت
بے نصیب تھے جو اپنے حق کو ضایع کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صفتون کو پوشیدہ کئے گمراہی خریدکئے یعنی
ہدایت کو چھوڑکے اُسکے درعوض گمراہی اختیار کئے یا اپنی رشوت کا بازار سرد ہونیکے اور اپنی ریاست
جاتی رہنے کے اندیشہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کو اختیار کئے اِسکو شرا لینی مول لینے سے تعبیر کیا گیا
شرا مین بھی ایک چیز کو دیکے اُسکے بدلے مین دوسری چیز اختیار کرتے ہین وے بھی دین کے بدلے دنیا کی منفعت
کو اختیار کئے وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ چاہتے ہین کہ تم بہکو راہ سے یعنی یہود خود گمراہ جو تھے
سو بس نہین ہوا چاہتے ہین اے مومنون تمکو راہ حق سے پھیرنا اور تم بھی اُنکے مانند گمراہ ہو نا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِاَعْدَآئِكُمْ اور اللہ خوب جانتا ہے تمھارے دشمنونکو یعنی ان یہود کے دلون مین تمھاری عداوت

دوشمنی جو ہے اللہ تعالی اسکی حقیقت کو خوب جانتا ہے اُنکے مکر کی باتون پر تم فریب مت کھاؤ اپنی حمایتی کی بات اُنسے مت چاہو وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا اللہ بس ہے حمایتی اور اللہ بس ہے مددگار وتی کی معنی کامون کا متکفل اور محافظ اس جملہ کو مسلمانون کی تسلی کیواسطے ذکر کیا یعنی وے تمھارے دشمن ہونے سے تم اندیشہ مت کرو اللہ تعالی تمھارا محافظ اور مددگار ہے ان کی دشمنی سے تمھارا کچھ نہ بگڑیگا مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ بعضے وے جو یہودی ہین بدلدیتے ہین کلمونکو اُنکے مکانون سے اسکا تعلق کا ہے سے ہے اُسمین چند وجہ ہین پہلی وجہ الذین اوتوا نصیبًا من الکتاب جملہ کا بیان پڑا ہے الذین اوتوا مین احتمال تھا کہ وے یہود ہو یا اُنکے غیر سو اُسکے بیان کیواسطے اِسکو ذکر کیا یعنی کتاب سے حصہ ملا سو وے یہود ہین ان دونون جملہ کے درمیان جملے جو آئے ہین جملے معترضہ ہین دوسری وجہ اعدائکم کا بیان ہے یعنی اللہ تمھارے دشمنون کو جانتا ہے وے دشمن یہود ہین تیسری وجہ اسکا تعلق نصیرًا سے ہے یعنی اللہ مددگار ہے یہود سے چوتھی وجہ مبتدا محذوف کی خبر ہے یحرفون کا جملہ اس محذوف کی صفت ہے اسکی تقدیر یون ہے من الذین ہادوا قوم یحرفون یعنی یہود یون مین چند لوگ ایسے ہین بدلدیتے ہین کلمون کو موصوف کو حذف کرکے صفت کو اُسکے قایم مقام کیا تحریف کی معنی لغت مین تغیر دینا یعنی بدلنا یہود توریت کے لفظ کو بدل کے دوسرا لفظ اُسکی جگہہ مین دھر دیتے تھے مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف توریت مین ابیض ربعۃ تھی یعنی گورا رنگ میانہ قد اسکو بدل دیکے کہے آدم طویل یعنے گندم رنگ دراز قامت اور رجم کی آیت کو بدل کے اُسکے درعوض تجمیم اور جلد کو ثابت کئے یعنی منہ کو کالک لگاکے شہر مین پھراتے اور تازیانے مارتے بعضے اس پر ایسی اعتراض کرتے ہین کہ توریت کے نسخے جو موجود تھے مشرق سے غرب تک مشہور تھے اُسکے حروف اور کلمے تواتر کو پہنچ چکے تھے اُسکو تغیر دینا ممکن نہین فخر الرازی اسکے جواب مین کہا شاید لوگ کم تھے اور علما کتاب کو جاننے والے نہایت قلیل تھے اس لئے وے تحریف کرنے پر قادر ہوئے بندہ عاصی کہتا ہے اہل کتاب اپنے کتابون کی تبدیل کرنا بدیہی بات ہے، توریت وغیرہ کے نسخے ان کے پاس جو موجود ہین اُسکے دیکھنے سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے اسکے بدل دینے کی صورت یہہ ہے، توریت وغیرہ کتب سوے احبار کے دوسرون کو انکا علم نہین تھا جو لوگ

پڑھتے تھے وے اُسکے حافظ نہین تھے کہ جس سے غلطی پر مطلع ہون مدینہ مین یہود جو تھے اُنمین چند معین شخص کتب کو جانتے تھے اور آپس مین مشورت کرکے کام کیا کرتے تھے مدینہ سے شام تک اور مین تک بلکہ تمامی جزیرۂ عرب مین جو یہود تھے ان سب مین سلسلہ خطوط کا جاری تھا پھر مدینہ کے یہود کچھ کام کرے تو اُسکا عمل تمام جزیرۂ عرب مین جاری ہوجاتا تھا وے لوگ اپنی کتابون مین تغیر و تبدل کرگئے تو اسکو سمجھ کے اس تغیر و تبدل کو کون دور کرتا اُنکے بعد آئے سو لوگون سے کیسا ہوسکیگا کیا واسطے ان کتب کا حافظ کوئی نہین مثلاً گلستان کی کتاب شرق سے غرب تک مشہور ہے لیکن ہر نسخہ دوسرے کا مخالف ہی مصنف کے اصل نسخے مین کسطور پر ہے سو کیسا معلوم ہوگا اصل توریت کا یہہ حال ہے اسکے نسخے ابری اور فارسی ہندی وغیرہ مین ترجمہ جو ہوتے ہین ان مین تغیر تبدل ہونا بہت آسان ہی ہزار دو ہزار نسخے ترجمہ کرکے اشتہار دیتے ہین اسمین تحریف جو کرتے ہین اس سے اطلاع کہان ہوسکتی اشعیا کی کتاب کے باب ۵۳ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف مذکور ہر سو قدیم ایک نسخہ مین ویں احد اسمہ بعد سنہ اٹھارہ سو گیارہ علیہ یعنی ترجمہ جو ہو اُسمین اس لفظ کو بدلکے یتجد اسمہ لکھا ہو بعد سنہ اٹھارہ و بائیس علیہ یعنی ترجمہ جو لکھا اسمین اس جملہ کو نکال دیا الا اسلیے ہے تغیر انکے ترجمونکو رکھکے دیکھے تو اُنکی تبدیل و تغیر دینی ظاہر ہوتی ہے بعضے کہتے ہین بدل دینے سے مراد باطل تاویل کرنا لفظ کو اُسکے معنی سے پھیرکے دوسرے معنی کرنا بعضے کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود آکے کچھ سوال کرتے حضرت اسکا جواب دیتے بعد باہر نکلکے حضرت کے کلام کو بدل دیتے الکلم اکثر نحویان کہتے ہین وہ اسم جنس جمعی ہے یعنی دو سے اکثر پر دلالت کرتا ہے اسکی طرف ضمیر جو پھرتی ہے اُسمین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین اسی واسطے عن مواضعہ کی ضمیر کو جو اُسکی طرف راجع ہے مذکر لایا بعضے اسکو اسم جمع کہتے ہین اور بعضے اسکو کلمہ کی جمع کہتے ہین جب کلمہ کی جمع ہوئی تو جمع مونث کی طرف پھرنے مواضعہ مین ضمیر مونث کی لایا تھا مذکر لایا کیا واسطے جس جمع کے حروف اُسکے واحد کے حروف سے کم ہوتے ہین تو اُس کی ضمیر مین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین واحدی نے ایسا ہی کہا ہے امام رازی نے کہا وہ جمع مونث ہونا امر حقیقی نہین بلکہ امر لفظی ہے اسمین تذکیر و تانیث دونون جائز ہین معلوم کیجیے یہود گمراہی کو خریدکے کرکے جو فرمایا سو اسکے چند وجہ ذکر کیا پہلی وجہ وے کلمون کو بدل دیتے ہین دوسری وجہ کی طرف

اشارہ کرکے فرمایا وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اور کہتے ہین ہمنے سُنا اور نہ مانا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یہود کو کچھ فرمائے تو زبان سے کہتے ہین سمعنا یعنی ہمنے تیری بات سنا دلمین کہتے ہین عصینا یعنی تیرے امر کا ہمنے خلاف کیا اور اسکو نہ مانا بعضے کہتے ہین وہ عصینا دلمین نہین کہتے تھے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ظاہر کرنے اور استخفاف کے ارادے سے اُسکو زبان سے کہتے تھے بندۂ عاصی کہتا ہے یہود سے مصاحبت تھی زبان سے ایسا کہے ہونگے تو اُنکی صلح باقی نہ رہتی بھلا قول یہی قوی ہے یا اسکو کنایۃ کہتے تھے وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ اور سن نہ سنایا جائیو یہود کی ضلالت کی یہہ تیسری وجہ ہے اسکا عطف سمعنا وعصینا پر ہے اور یہہ بھی یقولون کا مقولہ ہے غیر مسمع حال پڑا ہے اسمع کے فاعل کا تقدیر یون ہے ویقولون اسمع وانت غیر مسمع یعنی یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتے تو باتون مین کہتے اسمع غیر مسمع یعنی سن حال یہہ کہ تو غیر مسمع ہے معلوم کیجئے یہہ یہود کی دورنگی بات ہے مدح بھی ہوتی ہے مذمت بھی تعظیم بھی ہوتی ہے اہانت بھی مدح اور تعظیم پر حمل کرے تو معنی یون ہونگی تو ہماری بات سن حال یہہ کہ بُری بات تجھکو نہ سنایا جاوے اس معنی پر مسمع ماخوذ ہے عرب کے قول سے جو کہتے ہین سَمَّعَ فلانٌ فلانًا یعنی فلانا شخص فلانے کو سُنایا یعنی گالی دیا بُری بات بولا مذمت و اہانت پر حمل کرے تو اُسکی معنی تین طرح سے ہوتے ہین پہلی طرح کی معنی یہہ ہے اسمع یعنی ہماری بات سُن ہم تجھ کو نہ سُنا کرکے بد دعا کرتے ہین ہماری دعا مستجاب ہوگی کہ کوئی بات تو سُنا یا نہ جائیگا بہرہ ہوگا یا مرے گا یہہ جو کہے اس گھمنڈ پر کہ اپنی دعا مستجاب ہے دوسری طرح کی معنی یہہ ہے تو سن حال یہہ کہ تو سنا یا نہ جائیگا جواب وہ جو تیرے موافق ہو گویا تو کچھ سنا ہی نہین تیسری طرح کی معنی یہہ ہے تو سن حال یہہ کہ تو سُنا یا نہ جائیگا سخن ایسا کہ تو اسکو پسند کرے اس معنی پر غیر مسمع کو اسمع کا مفعول ڈالے تو بھی جائز ہے یعنی سن بات جو تجھکو سنائی نہین جاتی ہے کیا واسطے تو اسبات کو فہم نہین کرتا ہے غرض یہود یہہ جو کہتے تھے اُس سے انکی غرض اہانت تھی وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ اور راعنا مورڈکے اپنی زبان کو یہہ اُنکی ضلالت کی چوتھی وجہ ہے اور یہہ بھی یقولون کا مقولہ ہے یعنی وے یہود اپنی زبان کو موڑکے راعنا کہتے ہین معنی راعنا کی ہماری مراعات کر یعنی ہماری خاطر داری کر وے اسکو زبان موڑکے کہتے تھے کہ

جس سے دوسرا لفظ جو ماخوذ رعونت سے ہے حماقت کی معنی سے یا لفظ جو انکی زبان مین گالی تھی نکلتا تھا اسپر اللہ تعالی نے مومنون کو ایسا لفظ کہنے سے منع کیا جسکا بیان نوین ورد مین مذکور ہوا بعضے کہتے ہین راعنا کی معنی ارعنا سمعک ہے یعنی تو اپنے کان ہماری بات کی طرف پھیر اور ہماری بات سننے کو خاموش رہ یعنی ہماری بات کان رکھکے سن سو انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی شان یہہ نہین جو اُنسے اسطور کا خطاب کرے بلکہ اجلال وتعظیم سے انکو خطاب کرنا بعضے کہتے ہنسی اور مسخری کی راہ سے راعنا کہا کرتے تھے لیا صدقے تو بلی بلوی کا اسکی معنی پھیرنا موڑ دینا یا ننا راعنا کو زبان موڑکے کہتے تھے کرکے بولے تو اسکی حقیقی معنی مراد ہوتے ہین بعضے کہتے ہین وے حق کو موڑ دیکے اسکو باطل کرتے تھے بعضے کہتے ہین زبان کو پھیرکے موٹے الفاظ نکالتے تھے جیسی کوئی مسخری سے الفاظ نکالتے ہین وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ اور عیب دیکر دین مین یعنی یہود ایسا جو کرتے ہین دین مین طعن کرنیکے لئے ہووے اپنے دوستون سے کہتے تھے دیکھو ہم طعن کرتے ہین اور محمد اسکو نہین سمجھتا اگر نبی ہوتا تو البتہ اسکو اسبات سے خبر ہوتی پھر اللہ تعالی اُن کے تمام مکر کو نمود کر دیا اُنکے سخن کا پیچ وتاب سب بتا دیا وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ اور اگر مقرر وے کہتے ہمنے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا اُنکے حق مین اور درست یعنی وے یہود سمعنا وعصینا کے عوض سمعنا اور اطعنا کہتے یعنی ہمنے تیری بات سنے اور اسکو مانا اور اسمع غیر مسمع کی بولنے کی جگہ فقط اسمع کہتے اور راعنا کے مقام مین انظرنا کہتے یعنی ہماری بات سن اور نگاہ کر تا ہم تیرے قول کو فہم کرین تو اللہ تعالی کے پاس انکے حق مین بہتر اور انکی بات راست ہوتی وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ ولیکن لعنت کی انکو اللہ نے اُنکے کفر سے سو ایمان نہین لاتے مگر کم یعنی اُنکے کفر کے سبب سے اللہ نے اُنپر لعنت کی یعنی اپنی رحمت سے دور کیا اور اپنی درگاہ کی قربت سے انکو ہانکا سو ایمان نہین لاتے مگر تھوڑے قلیلا یا صفت قوم کی ہے یعنی یہود سے ایمان نہین لاتے مگر تھوڑے لوگ جیسے عبد اللہ بن سلام اور اُنکے رفیقان یا وے لوگ جو اُسکے بعد ایمان لاوینگے جسکا علم اللہ تعالی کو ہے یا صفت ایمان کی ہے اسکی تقدیر یون ہے فلا یؤمنون الا ایمانا قلیلا یعنی ایمان نہین لاتے مگر تھوڑا ایمان وے موسی پر اور توریت پر اگرچہ ایمان لائے تھے

لیکن اسمین کے اکثر احکام پر عمل نہین کرتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اسمین مصرح تھی اُسکا انکار
کرتے تھے یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْھًا فَنَرُدَّھَا عَلٰٓی اَدْبَارِھَآ اَوْ نَلْعَنَھُمْ کَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ
اے وے جو دئے گئے ہو کتاب کو یعنی اے کتاب والو ایمان لاؤ اُسپر جو ہمنے اُتارا سچ بتاتا تمھارے
پاس والی کو پہلے اِس سے کہ ہم مٹا ڈالین کتنے منہہ پھیر اُلٹ دین اُنکو پیٹھ کی طرف یا اُنکو لعنت کرین
جیسا لعنت کی ہفتے والون کو معلوم کیجئے کتاب جنکو ملی وے یہود و نصاری ہین لیکن اوپر یہود کا فن
فریب مکر چکر بیان کیا اب انکو قرآن پر ایمان لانے کا امر کیا اور اُسکے ساتھ ایمان نہ لانے والونکو
وعید شدید سے ڈرایا ہمنے اوتارا جو فرمایا اُس سے قرآن مراد ہے یعنی اہل کتاب قرآن پر ایمان
لاؤ اسپر ایمان لانیکے واسطے تمکو اسقدر کافی ہے کہ یہہ کتاب تمھاری کتاب کو یعنی توریت کو سچ کرتی
ہے اسطور پر تمکو توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت جو بتلائے تھے وہ نعت موجود ہے اور توریت
مین توحید اور لوگون مین انصاف درگناہون سے نہی وغیرہ جو ہین یہہ کتاب بھی اُن احکام پر مشتمل ہے
ایمان نہ لانا محض دشمنی اور کھوٹائی اور دنیا کی محبت ہے معلوم کیجئے ایمان اور احکام کے وصول
جو توریت مین ہین قرآن مین بھی وہی موجود ہین مگر چند جزئی احکام جو توریت کے برخلاف قرآن مین
ہین اُنکے سبب سے دونون مین مخالفت نہین ہوتی کیا واسطے لوگون کی تفاوت اور اوقات کی مناسبت
کے واسطے اگلے احکام کو نسخ کرکے مناسب حال نازل کیا اسکو فی الحقیقت مخالفت نہ کہیگے کیا واسطے
ایسا کرنا حکمت کا مقتضا ہے طمس کی معنی محو کرنا مٹانا نشانیون کو نابود کرنا یہان طمس سے حقیقۃً طمس مراد
ہے یا مجازاً اسمین اختلاف ہے جنسنے کہا حقیقی معنی مراد ہے اس تقدیر پر منہہ کا طمس سے انسانی
صورت مین تغیر آنی مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اونٹ کے قلون کی سی
ہونا یعنی ناک انکھین وغیرہ سب کے منہہ برابر ہو جانا اور بعضے کہتے ہین منہہ سے انکھین مراد ہین یعنی
انکی انکھ اندھی ہونا اور نردہا علی ادبارہا سے مراد بعضے کہتے ہین گردن کی طرف جیسی ہوا ہے
منہہ بھی ویسا ہی ہوا رہو نا بعضے کہتے ہین پھیرنا اس طرح سے منہہ کی جانب پشت کی طرف کرنا اور

پشت کو منہہ کی طرف طمس سے حقیقی معنی جب لیوے تو یہہ طمس آخرت مین واقع ہوگا یا دنیا مین اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین آخرت مین یہہ صورت بنیگی بعضے کہتے ہین دنیا مین ہی ہونا سو آیندہ یہود مین یہہ طمس واقع ہوگی بعضے کہتے طمس دنیا مین ہی ہونا لیکن واقع نہین ہوا کیوا سطے ایسا ہونا ایمان نہ لانے پر مشروط تھا لیکن اُنسے کئی لوگ ایمان لائے اس واسطے یہہ واقع نہین ہوا بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ انکے وعید مین دو امر سے ایک امر کو کرنا انکے منہہ طمس کرنا یا اُنپر لعن کرنا فرمایا سو ان مین ایک امر یعنی لعن کیا پھر طمس ہو یا نہو کعب الاحبار اس طمس کو اُسکی حقیقی معنی اور دنیا مین ہی ہونے پر آیت کو حمل کیا ہے بندہٗ عاصی کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہود کو ایمان لانیکی تکلیف دی اس تکلیف کا وقت نزع کی حالت پہنچنے تک باقی رہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ انکی صورتون کو طمس نہین کرتا جب نزع کی حالت پہنچی اور توبہ قبول ہونیکا وقت ہاتھ سے جاچکا تو اُسوقت اُنکی صورت مسخ ہوجاتی ہے کُتے سور کی مثل بن جاتی ہے سو طمس یہی معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم جو لوگ اُسکو مجاز پر حمل کرتے ہین اُنکے پاس بھی اسکی تاویل مین کئی وجہ ہین بعضے کہتے ہین منہہ کو طمس کرنا یعنی ہدایت کی راہ انپر مٹا دینا منہہ کو پشت کی طرف اُلٹ دینا یعنی گمراہی مین انکو گرفتار کرنا اُس سے غرض انکو اقسام کی رسوائی اور ضلالت کی تاریکی مین ڈالنا بعضے کہتے ہین طمس پھیرنا اور تغیر دینا وجوہ سے انکے سرخیل اور رئیس مُراد ہین معنی یون ہے اُنکے سردار اور سرخیل کو جو عزت اور منزلت ہو اُسکو پھیر کے انکو ذلت اور ہتک ہونا بعضے کہتے ہین طمس سے اُنکے نشانات مدینے سے مٹا دینا اور انکے سرخیلون کی حالت بدلدینا سو وے جلاوطن کئے گئے اذرعات اور اریحا کی طرف خواری اور ذلت سے گئے اور انکی عزت کی حالت جو اول تھی وہ باقی نہ رہی شنبہ کے لوگون پر لعنت کیا جو کہا اُس سے مراد وے یہود ہین ہر شنبہ کے دن مچھلیان پکڑنے لگے سو اللہ تعالیٰ نے انکو بندر بنا دیا اسکا قصہ چھٹے ورد مین مذکور ہوا لعنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونا بعضے کہتے ہین لعنت سے بندر ہونا مُراد ہے فلنھم مین غائب کی ضمیر جو مخاطب یہود جو ہین اُنکی طرف پھیرتی ہے اس تقدیر مین یہان خطاب کی ضمیر لانا تھا لیکن غائب کی ضمیر لایا کیوا سطے گناہ کے سبب سے گویا حضور سے نکالے گئے اسکو علم بلاغت مین التفات کہتے ہین اس آیت کی

شان نزول کو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن حاتم اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ عبد اللہ بن صوریا اور کعب بن اسد وغیرہ یہود کے احبار کے رو سا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ای معشر یہود اللہ سے ڈرو اسلام لاؤ واللہ مین جو لایا سو حق ہے کرکے تمکو یقین ہے وے کہے واللہ اسکو ہم نہین جانتے انکے وعید مین اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا ابن جریر وغیرہ روایت کئے ہین کعب بن مالک جسکو کعب الاحبار کہتے ہین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین یمن سے شام کو جانیکے ارادے سے نکلا مدینہ کو جب آیا عمر رضی اللہ عنہ اس سے ملکے کہے کعب تو ایمان لا کعب بولا تمھاری کتاب مین مذکور ہے مثل الذین حملوا التورٰیۃ ثم لم یحملوہا کمثل الحمار یحمل اسفارا سو مین توریت کو اٹھاتا ہون عمر رضی اللہ عنہ سکوت کئے پھر کعب حمص کو آیا ایک روز سنا ایک شخص یہہ آیت پڑھا یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوہا) کعب اسکو سنکے کہا اے رب مین ایمان لایا رب مین اسلام لایا اس اندیشے سے کہ میرا حال ایسا نہو وہان سے یمن کو آکر اپنے سب لوگون کو مسلمان کیا سب ملکے مدینہ کو آئے وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ اور اللہ کا حکم ہے کیا گیا یعنی اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا اس سے مقصود یہہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ جو ہو خواہ نخواہ وہ ہوتا ہے اسکے حکم کو رد کرنے والا اسکے امر کو توڑنے والا کوئی نہین جس کا ہونا وہ چاہا تو اسکا کرنا اسپر ممتنع نہین اسکی تعبیر کان کے لفظ سے کیا کیا واسطے اللہ تعالیٰ انکو خبر دیتا ہے کہ امم سابقہ مین عادت الٰہی ایسی جاری تھی کہ اللہ تعالےٰ انبیا سے کسی پر عذاب نازل کرنے کا وعدہ کیا تو خواہ مخواہ اسکو کرتا تھا گویا انکو کہتا ہے تمکو معلوم ہے امم سابقہ مین اللہ تعالےٰ جس چیز کی تہدید کرتا تھا خواہ نخواہ اسکو کرتا تھا تم بھی اس وعید سے ڈرو إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ اور تحقیق اللہ نہین بخشتا ہی یہہ کہ اسکا شریک پکڑے اور بخشتا ہی اس سے نیچے جسکو چاہے یعنی شرک کے سوائے دوسرے کوئی گناہ ہو چاہے تو بخشتا ہی معلوم کیجیے یہہ جملہ مستانفہ ہے ماقبل کے کلام مین وعید جو مذکور ہوا اسی کو ثابت کرتا ہے اور ایمان کا امر جو کیا ہے اسکو بجالانا واجب ہونیکی تاکید ہے کیا واسطے بدون ایمان کے مغفرت ہونا محال ہے یہود اپنی

مغفرت کی طمع جو کرتے ہین امر محال کی طمع ہے اِس آیت مین شرک سے مطلق کفر مراد ہے جسمین یہود کا کفر بھی مندرج ہے اس سے معلوم ہوا یہود کو شرع کی عرف مین مُشرک کہینگے اگرچہ لغت کی معنی کے نظر کرتے انپر اطلاق شرک کا نہو کفر کو شرک کہنے کی وجہ یہہ ہے جسنے کفر کیا وہ شخص اللہ تعالی کے امر کو انکار کی راہ سے نہ مانا اور اُسکے حکم سے اپنے تئین باہر کیا اس صورت مین وہ شخص خدا کو خدا نہین سمجھا اور اپنے پر اُسکے امر کو نافذ نہین کیا تو اپنے تئین خدائی مین شریک کیا تو ثابت ہوا جو کفر ہے سو شرک ہے اِس آیت سے ثابت ہوا کفر کے سوا گناہ جتنے ہین خواہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف ہین چاہے تو عذاب دیوے چاہے توبن توبہ کے مغفرت کرے احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہوا ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ متعدد طریقون سے روایت کئے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے قاتل نفس اور یتیم کا مال کھا جانے والا اور جھوٹی شاہدی دینے والا اور قطع رحم کرنے والا یہ سب دوزخ مین جائینگے کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شک نہین کرتے تھے جب یہہ آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء نازل ہوئی ہم اُس سے باز آئے یعنی وے بہشت مین جانیکی ہمکو امید ہوئی ابن الضریس اور ابن المنذر اور ابن علی عدی بسند صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے گناہ کبائر والون کے واسطے استغفار کرنے سے ہم توقف کرتے تھے یہان تک کہ ہم اپنے نبی سے صلی اللہ علیہ وسلم سنے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اور فرمائے اپنی اُمت کے گناہ کبیرہ کرنے والون کے لئے مین شفاعت کرنا کرکے میری دعا کو ذخیرہ کر رکھا ہون یہ سننے سے ہمارے دلون مین جو بات تھی اُس سے باز رہے اور ہمکو ان کی امید ہوئی ابو یعلی اور ابن ابی حاتم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی بندہ نہین جو میرے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے مگر اُسکے لئے مغفرت پہنچتی ہے اللہ تعالے چاہے تو اُسکو بخشے اور چاہے تو اسکو عذاب دیوے کیا واسطے اللہ تعالی فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن مردویہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت فرمائے کوئی بندہ نہین

جو بولا لا الہ الا اللہ پھر اسی پر موا اگر بہشت مین جائیگا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ زنا کرے اور چرا وے حضرت فرمائے اگرچہ زنا کرے اور چرا وے پھر مین بولا اگرچہ زنا کرے اور چرا وے فرمائے اگرچہ زنا کرے اور چرا وے پھر مین بولا اگرچہ زنا کرے اور چرا وے تین بار فرمائے اگرچہ زنا کرے اور چرا وے چوتھی بار کہے علی رغم انف ابی ذر یعنی ابی ذر کے برضد اسبات مین مین احادیث کثرت وارد ہوئے ہین معتزلہ کہتے ہین گناہ کبیرہ والا بن توبہ کے مرجاوے تو اسکی گناہ معاف نہین ہوتی اور اس آیت کے عموم کو توبہ کے قید سے خاص کرتے ہین انکا یہہ قول باطل ہے کیا واسطے توبہ سے شرک بھی معاف ہوتا ہے کبایر سے تخصیص کرنے مین فایدہ مترتب نہین ہوتا وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا اور جسنے ٹھہرایا شریک اللہ کا اُسنے بڑے گناہ کا طوفان باندھا جھوٹھ بات بناکے بولنے کو افترا کہتے ہین یعنی شرک کی گناہ بہت بڑی ہے جو شرک پر موا تو اسکی گناہ معاف نہین ہوتی سدا دوزخ مین رہیگا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ کیا تو نے نہین دیکھا انکی طرف جو پاکیزہ گنتے ہین آپکو یعنی اپنی ستایش آپ کرتے ہین اور اپنے کو پاکیزہ سمجھتے ہین اس آیت کی شان نزول کو ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ یہود کہتے تھے ہمارے بچے جو مرتے ہین وے اللہ کے پاس ہمارے وسیلہ ہین وے ہمکو پاک کرینگے اور ہماری شفاعت کرینگے اسپر اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا الم تر الی الذین یزکون انفسہم الایہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے یہود اپنے بچون کو نماز مین مقدم کرتے انکے ساتھ نماز پڑھتے اور انکی طرف سے قربانی کرتے اور کہتے ان پر کچھ گناہ نہین یعنی انکے واسطے سے ہماری گناہ بھی بخشے جائیگی اللہ تعالی نے انکی تکذیب کی اور فرمایا گناہ والے کے ساتھ بے گناہ والا رہنے سے مین گناہ والے کو پاک نہین کرتا اسی پر یہہ آیت نازل کیا عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم حسن بصری سے روایت کیے ہین کہ یہہ آیت یہود و نصاری کی شان مین نازل ہوئی وے کہتے تھے نحن ابناء اللہ واحباؤہ یعنی ہم اللہ کے بچے اور اسکے پیارے ہین اور کہتے تھے لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاری یعنی

ہرگز بہشت مین نہ جائیگا مگر وہ جو یہودی ہو یا نصاریٰ یعنی اس تزکیے کے واسطے یہہ آیت نازل ہوئی بعضون نے کہا چند یہودی اپنے بچون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکے کہے یا محمد ایا ان بچون پر کچھ گناہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہین وے کہے ہم بھی ان بچون کے مانند ہین ونکو ہم جو گناہ کرتے ہین راتکو معاف ہوجاتی ہے اور رات کو جو گناہ کرتے ہین ونکو معاف ہوجاتی ہے اسی پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا یزکون مضارع کی صیغہ ہے تزکیہ سے تزکیہ اسکو کہتے ہین انسان اپنے کو صلاح تقویٰ دینداری سے سراوے اللہ تعالیٰ انسان کو اس ستایش سے منع کیا اور فرمایا فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم بمن اتقی یعنی مت پاکی کرو اپنے نفسونکی اللہ خوب جانتا ہی اسکو جو اللہ سے ڈرتا ہے اس منع کا سبب یہہ ہے تزکیہ کا تعلق اور مدار تقویٰ پر ہیز گاری پر ہے وہ باطنی صفت ہے اسکی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سواے دوسرا کوئی نہین جانتا تزکیہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کرنا کہ اپنے آپ کو تزکیہ کرے اپنے منہہ میان مٹھو کہلاوے اپنے کو صلاح سے اور اپنے اعمال کو پاکیزگی سے وصف کرنا یا طاعت و تقویٰ آپ بہت کرتا ہون کرکے کہنا بے سبب اسی نہی مین داخل ہین ان چیزون کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہین جانتا پھر انکے رد مین فرمایا بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہے جسکو چاہے وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اور ظلم نہوگا بتی برابر فتیل کی معنی مفتول کی ہے یعنی بانٹا ہوا اس سے مراد باریک بتی ہے جو خرمے کے تخم کے دونون نالے کے درمیان رہتی ہے بعضے کہتے ہین دو انگلیون کو ملاکے ملنے سے میل کی باریک بتی جو نکلتی ہے اسکو فتیل کہتے ہین الحاصل کوئی حقیر چیز جسکو قیمت نہین رہتی اسکو فتیل کی مثال دیتے ہین جیسے ذرہ کی مثال دیتے ہین یعنی ذرہ ظلم بھی نہوگا اس جملے کی معنی یون ہین جو لوگ اپنے نفسون کا تزکیہ کرتے تھے انکو اس ستایش پر سزا ہوگی لیکن تاگے کے برابر بھی اوپر ظلم نہوگا بعضے کہتے ہین اسکی معنی یون ہے اللہ تعالیٰ جسکو پاکیزہ کیا ہے اُنکے طاعتونکا ثواب بتی کے برابر بھی کم نہوگا اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ دیکھ کیسا باندھتے ہین اللہ پر جھوٹھ یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد تو دیکھ یہ یہود اللہ تعالیٰ پر کیسا جھوٹھ باندھتے ہین اور کہتے ہین ہم گناہ سے پاک ہین گویا دھویا موتی ہین وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا

مَبِيْنًا اور بس ہے یہہ گناہ صریح پر کی ضمیر کذب کی طرف پھرتی ہے یعنی وے لوگ سخت عذاب کے
مستحق ہونیکے واسطے یہہ جھوٹھ بس ہے یا معنی یون ہین فقط اُنکی یہہ بات اُنکی گناہ بڑی ہونیکے واسطے
بس ہے ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ
کیا تونے نہین دیکھا اُنکی طرف کہ جنکو ملا ہے حصہ کچھ کتاب کا مانتے ہین بُت اور طاغوت کو اس آیت کی شان
نزول کو ابن جریر وغیرہ معتمد طریقون سے روایت کئے ہین کہ جنکا خلاصہ یہہ ہے احد کے جنگ کے بعد کعب بن
الاشرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عہد کیا تھا اُسکو توڑکے قریش کے ساتھ عہد و اقرار باندھنے
کے ارادے سے یہودیون کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیکے مکہ کو گیا قریش کے مالدار لوگون سے ایک ایک
شخص نے ایک ایک یہودی کو اپنے گھر مین اتارا کعب بن الاشرف ابوسفیان نے اپنے یہان اُتار کر بہت
مدارا کیا اُسکو بخوبی ضیافت کی غرض یہود اُنسے مخالفت کرنا چاہے قریش کہے تم اہل کتاب ہو اور محمد بھی
کتاب والا ہے تم باطن مین اُنکے ساتھ شریک رہکے ہمکو فریب دینے آنا بعید نہین ہمکو تمھاری طرف سے
اطمینان نہین ہے اگر تم ہمارے ان دونون بت کو سجدہ کروگے تو ہمکو اطمینان ہوگا پھر یہود نے دونون کو
سجدہ کئے بعد کعب بن الاشرف نے کہا ہمارے تیس آدمی اور تمھارے تیس آدمی چل کے کعبہ سے اپنی
چھاتی لگاکے اُس بیت کے رب سے عہد کرنا کہ ہم اور تم آپسکے اتفاق سے محمد سے جنگ کرنا پھر اسی
طور سے عہد و پیمان کئے بعد ابوسفیان کعب کو بولا تو کتاب پڑھا ہے عالم ہے ہم لوگ اَن پڑھے
نادان ہین ہم سے سچ کہہ ہمارا طریقہ بہتر ہے یا محمد کا کعب بولا تمھارے دین کا طریقہ مجھکو بولو تا مین
معلوم کرون کہ کس کا طریقہ بہتر ہے ابوسفیان بولا ہم حاجیون کے واسطے اپنے نفیس اونٹون کو
نحر کرکے کھلاتے ہین اُنکو پانی پلاتے ہین مہمانون کی میزبانی کرتے ہین اسیرونکو قید سے رہا کرتے
ہین قرابتیون سے دوستی جوڑتے ہین ہمارے پروردگار کے گھر کو آباد کرتے ہین اسکا طواف کرتے
ہین اسکو چھوڑکے ہم کہین نکل نہین جاتے محمد نے اپنے آباواجداد کے دین کو ترک کیا ہماری قرابتیونکو
قطع کیا حرم کو چھوڑکے نکل گیا ہمارا دین قدیم ہے محمد نے نیا دین نکالا ہے کعب بولا واللہ تم جس طریقہ پر
ہو وہ محمد کے طریقہ سے نہایت راست ہے اسی پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا الم تر الی الذین

الآیہ یعنی اے محمدؐ کیا تو نے نہین دیکھا جنکو ملا ہے حصّہ کتاب سے یعنی کعب بن الاشرف اور اُسکے ساتھ والے
یہود ایمان لاتے ہین جبت اور طاغوت پر یعنی بتون کو سجدہ کئے جبت اور طاغوت کی معنی مین اختلاف
ہے بعضے کہتے ہین جبت اور طاغوت دو بُت کے نام ہین جنکو یہود سجدہ کئے بعضے کہتے ہین جبت
سحر کو اور طاغوت شیطان کو بولتے ہین عبد بن حمید وغیرہ عمر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ایسا ہی
روایت کئے ہین مجاہد نے کہا جبت سحر کو کہتے ہین طاغوت اس شیطان کو کہتے ہین جو انسانکی صورت مین
آتا ہے اور اسکے پاس فیصلہ چکانے رجوع ہوتے ہین سعید بن جبیر اور ابو العالیہ کہتے ہین جبت ساحر کو
اور طاغوت کاہن کو کہتے ہین عکرمہ نے کہا جبت حبشی زبان مین شیطان کو کہتے ہین اور طاغوت کاہن کو
عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ جبت بتون کو کہتے ہین طواغیت شیاطین جو قومی
طرف سے جھوٹھ بات بنا کے کہتے تھے بعضے کہتے ہین جبت کاہن اور طاغوت سے کعب بن الاشرف
علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہو کہ جبت سے حیی بن اخطب اور طاغوت
سے کعب بن الاشرف بندۂ عاصی کہتا ہو جبت وطاغوت سے یہہ دونون شخص مُراد ہین اُنکی اصل معنی
نہین عبد الرزاق اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ابی حاتم قبیصہ بن
مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرمائے
ان العیافۃ والطرق والطیرۃ من الجبت یعنی عیافت اور طرق اور طیرہ اقسام سے جبت کی ہین
امام نووی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے عیافت عین کی کسر سے ابو عبید نے کہا پرندے کو منحوس نے
اور اسکے نام سے اور آواز سے اور عمر سے شگون لینے کو عیافت کہتے ہین طرق طاء مہملہ کی فتح اور دال
مہملہ کی سکون سے اخیر مین قاف ہو نہایہ مین کہا کنکرون سے مارنے کو طرق کہتے ہین عورتین شگون اور
حال دیکھنے کیواسطے اسکو کیا کرتی تھین اور بعضے کہتے ہین رمل کے خطون کو طرق کہتے ہین طیرہ طاء
مہملہ کے کسر سے اور یاء مثناۃ تحتانیہ کی فتح سے یعنی شگون لینا جانورون کے ناموں سے اور آواز سے اور
رنگون سے اور اسکے اُڑنے کی جہت سے مثلاً عقاب اُڑا تو عقوبت کا بدشگون لینا اور غراب یعنی کوا اُڑا تو
غربت کا شگون اور ہدہد اُڑا تو ہدایت کا شگون کرنا اور مشائین کی طرف یعنی داہنی طرف

جانور اڑکے گیا تو نیک شگون لینا اور یسار یعنی بائین طرف اڑکے گیا تو بدشگون لینا یعنی یہہ
چیزین جبت کے اقسام مین ہین جبت کو سحر کی معنی سے لیوے تو حدیث کی معنی یون ہوگی یہ
چیزین سحر کے اعمال مین ہین سحر جیسا حرام ہے یہہ بھی حرام ہین جبت کو معبود من غیر اللہ کی معنی
سے لیوے تو حدیث کی معنی یون ہوگی یہ چیزین حرمت مین جبت کی عبادت کے مثل ہین ابن جریر
طبری کا مختار جبت اور طاغوت سے یہان اللہ تعالی کے سوا جن چیزون کی عبادت کرتے ہین انکی
جنس مراد ہے خواہ صنم ہو یا شیطان جن ہو یا آدمی پھر اُس مین ساحر اور کاہن بھی داخل ہے
وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا سَبِيلًا اور کہتے
ہین کافرون کو کہ اُنہون نے زیادہ پائی مسلمانون سے راہ یعنی کعب بن الاشرف اور اُسکے ساتھ
والے یہود کفار قریش کو کہتے ہین کہ مسلمانون کے دیکھتے تم اچھی راہ پر ہو یعنی تم حق پر ہو اُولٰٓئِكَ
الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ یہ وے لوگ ہین جنکو لعنت کی اللہ نے اولئک کا اشارہ کعب بن الاشرف
وغیرہ یہود کی طرف ہے اللہ تعالی نے خبر دیا کہ ان یہود پر لعنت ہے یعنی وے اللہ کی رحمت سے دور ہین وَمَنْ
يَلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُۥ نَصِيرًا جس کو لعنت کرے اللہ پھر تو پاوے کوئی اسکا مددگار اس
جملہ مین اللہ تعالی نے خبر دی کہ جن پر اللہ تعالی نے لعنت کی انکا مددگار کوئی نہین اس مین اشارہ
ہوا کہ اللہ تعالی مومنون کو اپنی رحمت سے گھیر لیتا ہے اور انکو مدد کرتا ہے اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ
فَاِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا آیا انکا کوئی حصہ ہے سلطنت مین پھر تو نہ دینگے لوگونکو
ایک نقیر برابر ام کا کلمہ استفہام انکاری کے واسطے ہے فاذن لا یوتون کا جملہ مقدر شرط کی جزا ہے
اسکی معنی یون ہین انکو سلطنت مین کچھ حصہ نہین اگر سلطنت مین کچھ حصہ ہوتا تو لوگون کو نقیر بھی نہ دیتے
نقیر گڑھے کو کہتے ہین جو خرمے کے تخم کے پشت پر ہوتا ہے اور اُسی جگہہ سے خرمے کے درخت کا
موڑ نکلتا ہے جو شئے نہایت حقیر ہے اور مول لینے کے لایق نہین اسکو نقیر سے تمثیل دیتے ہین
جیسے ہماری زبان مین اس شئی کو رائی کے دانہ اور تل کے دانہ سے تمثیل دیتے ہین اوپر کی
آیت مین اللہ تعالی نے یہود کے بخل کو بیان کیا یہان انکا بخل بیان کرتا ہے کہ وہ اسقدر بخیل

ہین سلطنت ہو تو کسیکو تل کے دانے کے برابر بھی نہ دیگے ملک کو ذکر کیا واسطے یہود کہتے تھے ملک اور نبوت کے ہم مستحق ہین ہم عربون کی تبعیت کا ہیکو قبول کرینگے اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس دعوی کو باطل کیا بعضے کہتے ہین یہود کہتے تھے آخیر زمانے مین سلطنت پھر ہمارے اختیار مین ہوگی اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس دعوی کو باطل کیا اسطور پر کہ تمکو سلطنت ملنے کی صورت نہین بنتی کیا واسطے بخل اور سلطنت دونون جمع نہین ہوتے تم نہایت بخیل ہو لوگ تمھارے مطیع و منقاد ہرگز نہ ہوگے اور تمھارے اختیار مین ملک نہ آویگا اس پر عقلی دلیل یہہ ہے انسان کی طبیعت مین اپنے سر کیے انسان کے مطیع و منقاد ہونیکی کراہت اور نفرت ہے جس امر کو مکروہ جانتا ہے اسکو اختیار کریگا جبتک کوئی امر کہ جس سے اسکو مکروہ امر کو قبول کرنا لازم ہو پیش نہو ویسا امر سوائے حاجت کے کوئی نہین انسان کو ایسی حاجت پڑتی ہے کہ اسکو دفع کرنا ضرور ہوتا ہے حاجت دفع ہوگی جبتک کہ تھوڑے کے پاس پیسہ نہین ہے ہر شخص کے پاس پیسہ نہین ہوتا اسلئے جسکے پاس پیسہ ہے اسکی خوشامد اور اطاعت کرتے ہین تا اس سے مال حاصل کرے اور اپنی حاجت کو دفع کرے جب اس سے مال حاصل کیا تو اُسکا مطیع و منقاد ہوا دینے لینے کی بات درمیان سے نکل جاوے تو اصلی نفرت جو ہے وہی عود کرتی ہے اس سے معلوم ہوا بخل اور سلطنت دونون جمع نہین ہوتے اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۔ آیا حسد کرتے ہین لوگونکا اُسپر جو اللہ نے اُنکو اپنے فضل سے سو مقرر مجھنے دی ہے ابراہیم کے آل کو کتاب اور حکمت اور اُنکو دی ہے ہمنے بڑی سلطنت یہود کی یہہ تیسری بد صفت ہے جو لوگونکا حسد کرتے ہین اوپر کی بخل کی صفت سے یہہ صفت زیادہ قبیح ہے کیا واسطے بخل مین اپنے پاس کی چیز دوسرے کو نہ دینے ہی حسد مین اللہ تعالیٰ کے پاس کی چیز دوسرے کو نہ ملنا اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنی ہے اَمْ یَحْسُدُوْنَ استفہام انکاری ہے یعنی یہہ حسد کرنا لایق نہین النّاس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین واحد پر ناس کا اطلاق کیا کیا واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین نیک خصلتین اسقدر جمع ہوئین جو یہہ سب موجود نہین ہوتے مگر جم غفیر مین گویا آپکی ذات اُن تمام لوگون کو جامع ہے یا ناس سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب ہین کیا واسطے ناس کا لفظ جمع کی معنی سے ہے جمع پر اسکو حمل کرنا اولیٰ ہے ناس سے عرب مُراد لیوے تو بھی صحیح ہے فضل سے مراد نبوت اور کتاب اور نصرت اور عزت اور فضیلت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت کے امت کو ملی یا نبی آخر الزمان قبیلے عرب سے ہونیکی فضیلت مراد ہے یہود کو گھمنڈ تھا نبی آخر الزمان اپنے مین ہوگا اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کو حقیر سمجھتے تھے یہہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فقد اٰتینا اٰل ابراہیم انکے انکار کی علت ہے اور انکو الزام دیتا ہے ایسے امر سے کہ وہ امر اُنکے پاس مُسلم ہے اور اُنکے حسد کی جڑھ کو قطع کرتا ہے کیا واسطے انکا حسد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے سبب سے تھا یہہ حسد نہایت قبیح اور باطل ہے کیا واسطے ہم ابراہیم کی اٰل مین ایک جماعت کو کتاب اور نبوت اور سلطنت عطا کئے تم انکا انکار نہین کرتے اور انکا حسد نہین کرتے ابراہیم علیہ السلام کی وہ اٰل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلاف اور بنی العم ہین پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور ملک ملنے کو کیا واسطے انکار اور حسد کرتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اٰل ابراہیم علیہ السلام مین ہی ہے الکتاب سے شریعت کے ظاہر احکام اور حکمت سے حقیقت کے اسرار اور ملک عظیم سے کمال اقتدار مُراد ہے بعضے کتاب سے توریت اور حکمت سے نبوت مراد لیتے ہین ابن جریر اور ابن ابی حاتم عوفی کی طریق سے روایت کئے ہین اُسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اہل کتاب کہنے لگے محمد کہتے ہین اپنے کو جو مرحمت ہوئی تواضع کی ساتھ ہے یعنی نبوت کے ساتھ تواضع کرنی حالانکہ انکو نُبی بیان ہین انکا خیال عورتون پر ہے اس سے بڑے کون سی سلطنت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا اس قول پر ملک عظیم سے کثرت نساء مراد ہے کیا واسطے داؤد علیہ السلام کو سو عورت تھین اور سلیمانؑ کو تین سو بی بی اور سات سو حرم تھین انکے حق مین اتنے عورتون ہونا مستبعد اور نبوت مین نقصان نہ ہو تو محمدؐ کو نو عورت ہونا مستبعد اور نبوت مین نقصان کیا واسطے ہوگا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ پھر انمین کسی نے اُسکو مانا یعنی یہود سے بعضون نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ اور انمین کوئی اس سے اٹک رہا یعنے ان یہود مین کوئی ایمان

نہ لایا وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝ اور دوزخ بس ہے جلتی آگ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایمان لاوے تو اس کی سزا کو دوزخ کی آگ بس ہے بعضے کہتے ہین من آمن بہ سے گذرے انبیا مراد ہین یعنی اول کے انبیا جو گذرے انکے امتون کی عادت بھی یہی تھی کہ انپر بعضون نے ایمان لاتا اور بعضے اٹکتے اور اپنے کفر پر قایم رہتے سو تو ای محمد انکے ایمان نہ لانے سے آزردہ مت ہو گذشتہ انبیا کے ساتھ اُن کے اُمت ایسا ہی کرتی تھی انکی سزا کیواسطے دوزخ بس ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا مقرر جو لوگ منکر ہوے ہمارے آیتون سے عنقریب جلائینگے انکو ہم نے آگ مین جو لوگ اپنے کفر پر قایم ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل ہوا اسکی تکذیب کرتے ہین انکے واسطے یہہ وعید ہے اوپر مخصوص یہود کے حق مین وعید ذکر کیا اب علی العموم کفار کی وعید ذکر کرتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آیات جو ہم نازل کئے انکا انکار جو شخص کریگا اسکو ہم دوزخ مین داخل کرینگے اور آتش سے جلائینگے آیات سے جو چیز اللہ تعالی کی ذات اور صفات اور اسکے اسما پر اور فرشتے اور کتب اور رسولون پر دلالت کرے مراد ہے آیات سے کافر ہونا فقط انکے منکر ہونا نہین بلکہ اُن سے کافر ہونا کئی طرح پر ہے ایک تو وے آیات ہین کرکے منکر ہونا دوسرا ان آیتون کو سمجھنا لیکن ان مین تامل نہ کرنا تیسرا ان آیتون مین شبہے شکوک ڈالنا چوتھا انکو حق سمجھنا لیکن عناد اور حسد سے انکا انکار کرنا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ جسوقت پک جاویگی یعنی جل جاویگی انکی کھال بدل کر دینگے انکو اور کھال تا چکتے رہین عذاب ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین اُسنے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس آیت کو پڑھے معاذ رضی اللہ عنہ کہے اسکی تفسیر مجھکو معلوم ہے ایک ساعت مین سو بار انکی کھال بدل کر دینگے عمر رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے ایسا ہی سنا ہے حافظ السیوطی نے

کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن مردویہ اور ابونعیم حلیہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین
کہے عمر رضی اللہ عنہ اس آیت کو پڑھے کعب الاحبار بولا اس آیت کی تفسیر مجکو معلوم ہے پیش از
مسلمان ہونیکے مین اسکو پڑھا ہون عمر رضی اللہ عنہ کہے اسی کعب بیان کرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
جیسا سنا ہون ویسا ہی تو کہا تو ہم تیری تصدیق کرینگے کعب نے کہا ایک ساعت مین ایک سو
بیس بار انکا پوست بدل کر دینگے عمر رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین
ایسا ہی سنا ہون حافظ المنذری نے کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم حسن بصری سے روایت کئے ہین کہے مجھکو پہنچا کہ ایک دن مین ستر
ہزار بار جل جائیگا آتش جب گوشت کو جلا دیگی تو کہینگے پھر عود کر سو پھر گوشت آجائیگا بخاری
اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
کافر کے دونون کاندھون کے درمیان دوزخ مین جلد چلنے والے سوار کی تین دن کی راہ ہوگی مسلم
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کافر کا داڑ
احد کے برابر ہوگا اور اسکی کھال کا دل تین دن کی راہ کا ہوگا کھال اس طرح سے بدل کر دینے کا وجہ
بیان کیا کہ تا چکھے عذاب کو یعنی ہم انکو ایسا نہین کئے مگر اتنے واسطے کہ وہ عذاب کی سختی اور
شدت اور درد کو ہر وقت پاتے رہین اور کسی وقت منقطع نہ ہو معلوم کیجئے ذوق کا استعمال تھوڑی
ادراک مین ہوا کرتا ہے مثلاً کہتے ہین ذاق الطعام یعنی کھانیکو چکھا دوزخیون تو سخت عذاب مین
گرفتار رہتے ہین انکے حق مین ذوق کو استعمال کیا کیا واسطے کہ ذوق کو ذکر کرنے سے مقصود
یہہ ہے وے لوگ عذاب کی احساس کرین یعنی اسکی سختی پانا ہر آن موجود رہیگی اور جلنے سے
اسکی ادراک کم نہوگی جیسا چکھنے والا چکھنے کی چیز کو ہر وقت احساس کرتا ہے یہان ایک اعتراض
کرتے ہین اسکا حاصل یہہ ہے گناہ گار کا پوست جل گئے بعد دوسرا پوست اسکی جگہہ مین آیا اور اس
پر عذاب ہوا تو پوست جو گناہ نہین کیا ہے اسکی تعذیب دینی لازم آتی ہے یہہ تو جائز نہین اسکے
چند جواب ہین پہلا جواب اللہ تعالی فرمایا کلما نضجت جلودہم نضج کی معنی پکنا کوئی چیز پکتی ہے تو

اسکی ماہیت یعنی اصلی ذات باطل نہین ہوتی جیسے جانور مرکے تو انکی ذات معدوم نہین ہوتی بلکہ انکی صفت بدل گئی اس سے معلوم ہوا انکے پوست کی ماہیت مین تغیر نہوا بلکہ ذات باقی ہے لیکن اسکی صفت متغیر ہوئی جب ذات باقی ہو تو عذاب نہین ہوا مگر گنہگار کو غیریت جو آیت مین مذکور ہے اس صفت کی غیریت مراد ہے ذات کی غیریت مراد نہین یعنی کھال مین جب تغیر ہوتا ہے تو بدل کے پھر اسکی اصلی حالت عود کرتی ہے دوسرا جواب عذاب نہین ہوتا ہے مگر آدمی کو اور وہ کھال آدمی کی ماہیت کی جزو نہین تھی بلکہ کوئی افزود چیز اس سے لگی ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ پوست کی تجدید کی یہہ نیا پوست اس آدمی کو عذاب پہنچنے کا سبب ہوا تو عذاب نہین ہوا مگر مجرم کو تیسرا جواب جلود سے قطران کے سرابیل مراد ہین اللہ تعالےٰ فرمایا ہے سرابیلہم من قطران لباس انکے گندھک کے ہین سو معنی یون ہے انکے لباس گل گئے تو دوسرا لباس پہناتے ہین اس جواب پر اعتراض کرتے ہین کہ لفظ کے ظاہر معنی کو چھوڑکے مجازی معنی کو جو ظاہر کا خلاف ہے اختیار کرنا قواعد کا خلاف ہے اور بھی سرابیل کو احراق یعنی جلنے سے تعبیر کرتے ہین نضجت سے اسکی تعبیر نہ کریگے چوتھا جواب عذاب دایم رہنے اور منقطع نہونے سے یہہ استعارہ ہے یعنی جب انکو گمان ہوا کہ آپ گل گئے اور عذاب سے رہائی پائے انکو ہم تازی قوت دیتے ہین جس سے وے گمان کرتے ہین کہ انکی بنا کی تجدید ہوئی پانچوان جواب اللہ تعالیٰ انکے گوشت سے نیا پوست بنا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ دوزخ والون کے بدن پر پوست جو بناتا ہے اس پوست کو درد نہین پہنچتا لیکن اس پوست سے انکی ذات کو درد پہنچتا ہے جب وہ پوست جل جاتا ہے تو نیا پوست بنایا جاتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ مقرر اللہ ہے زبردست حکمت والا عزیز اسکو کہتے ہین جو سب پر قادر اور غالب رہے حکیم وہ جو اچھا کام کرے ان دونون وصف کو یہان ذکر کرنے سے نہایت حسن و بلاغت پائی جاتی ہے کیا واسطے انسان آتش مین پڑنا اور اسمین جل بھنکے خاک ہونا دلکو اچنبے مین لاتا تھا اس خیال کے دفع کرنیکے واسطے فرمایا اللہ تعالیٰ کو قدرت کاملہ ہے اور بے اسکا امر غالب ہے آتش مین زندہ رکھکے جلانا اسکی قدرت کے نظر کرتے آسان ہے اور خیال بھی

ہوتا تھا اللہ تعالیٰ کریم رحیم ہے انسان کو جو نہایت ضعیف ہے اسقدر عذاب دینا اسکی رحمت کو
لایق نہین اُسکے دفع کے واسطے فرمایا اللہ تعالیٰ جیسا کریم و رحیم ہے حکیم بھی ہے اُسکی حکمت کی مقتضے
یہہ ہے اسکے امر کا جنھون نے خلاف کیا اُسکو سزا دینا سو اپنی حکمت کے موافق امر کرتا ہے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور جو لوگ یقین لاے اور کرین نیکیان اُنکو عنقریب ہم داخل کرینگے باغونین جنکے نیچے ہین بہتی
نہرین خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وہ پڑے وہان ہمیشہ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ اُنکے لئے

وہان عورتین ہین ستھری وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝ اور انکو ہم داخل کرینگے چھاؤن مین رہنے
والی چھاؤن قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ اکثر وعید کے ساتھ وعدے کو اور وعدے کے ساتھ وعید کو
ذکر کرتا ہے گویا دونون مین تلازم ہے یہان کفار کے وعید کو مقدم کیا کیا واسطے کفار کا احوال
بیان کرنی مقصود بالذات تھا مومنین کو بالعرض ذکر کیا یون بھی کہہ سکتے ہین اوپر یہود کے حق مین
فرمایا فمنہم من آمن بہ ومنہم من صد عنہ سو اول جو لوگ ایمان لانے مین استادگی کئے انکا عذاب
بیان کیا بعد ایمان لانے والون کا حال ذکر کیا اہل بلاغت والون کے پاس
اسکو لف نشر مشوش کہتے ہین معلوم کیجئے اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے خلود کے
ساتھ تابید کا قید کیا کیا واسطے خلود کی معنی طول مکث یعنی دیر تک پڑے رہنا
پھر وہ رہنا منقطع ہو یا نہو اسکے ساتھ ابدًا کا جب قید لگایا تو معلوم ہوا کہ
اس رہنے کو انقطاع نہین اس آیت مین جہم بن صفوان پر جو جبریہ فرقے
والون مین کا سرخیل ہے اور اسکے تابعدارون کو جہمیہ کہتے ہین رد
ہے اُسنے کہا جنت کی نعمتین اور دوزخ کے دردین منقطع ہونگے اللہ تعالیٰ تو فرمایا وہ
ہمیشہ رہینگے اللہ تعالےٰ عورتونکی صفت مین مطہرۃ جو بولا حیض اور نفاس اور دوسری علامت
جو دنیا مین انکو رہتے ہین اس سے پاک رہنے کا ارادہ کیا ظل سایہ کو کہتے ہین ظلیل وہ سایہ جو
ہمیشہ رہے ظل کی تاکید کے واسطے ظلیل کو ذکر کیا جیسے لیل الیل یعنے رات نہایت تاریک اور

وارد ربع

شمس شاملہ یعنی آفتاب نہایت تیز کہتے ہین معلوم کیجئے عرب کے شہرون مین خصوص مکہ مین نہایت حرارت ہوتی ہے اُنکے راحت کے اسباب مین سایہ بڑی راحت اور نعمت کا سبب ہے علی الخصوص باغون مین درختون کا سایہ گرمی کیوقت نہایت راحت دیتا ہو اس لئے ظِلًّا ظَلِیلًا کو ذکر کیا گویا وہ کنایہ ہو کمال راحت سے اس تقریر سے بعضون نے جو اعتراض کیا اور بولا بہشت مین آفتاب نہین کہ جسکی تابش سے اذیت ہو پھر اسکو ظل ظلیل سے وصف کرنیکی کیا حاجت سو یہہ اعتراض دفع ہوا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا مقرر اللہ تمکو فرماتا ہو کہ تم پہنچانا امانتین ان کے لوگون کو یعنی امانت والون کو اس آیت کی شان نزول کو ابن مردویہ نے کلبی کی طریق سے اُسنے ابو صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ فتح کئے بعد عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کعبہ کی کنجی درخواست کئے اُسنے کنجی حاضر کی عثمان اپنا ہاتھ دراز کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا چاہتا تھا کہ اس مین عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکے عرض کئے یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پہ فدا ہین یہہ کنجی میرے سپرد کیجئے سقایے کے ساتھ یعنی آبدارخانہ کی خدمت کے ساتھ یہہ بھی ہو سکتا ہو عثمان نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای عثمان کنجی دے عثمان نے کنجی دینے اپنا ہاتھ دراز کیا کہ اسمین عباس ویسا ہی بھی عرض کئے عثمان نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای عثمان تو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو تو کنجی مجھکو دے عثمان نے کہا اللہ کی امانت لیجئے اور کنجی حوالے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کنجی لیکے کعبہ کا دروازہ کھولے کعبہ مین گئے وہان دیکھے ابراہیم علیہ السلام کی مورت بنا کے اُسکے پاس ازلام یعنی شگون لینے کے تیر رکھے ہین کہ اُنسے شگون لیتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی مشرکون کو لعنت کرے ابراہیم علیہ السلام کو اس سے کیا سروکار تھا پھر ایک قدح مین پانی منگوائے اس پانی سے مورت کو مٹا دئے بعد کعبہ کے باہر نکلے طواف کئے اس مین جبرئیل علیہ السلام وحی لائے کہ کنجی اُسکو دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کنجی اُسکے حوالے کئے اور اس آیت کو ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اہلہا آخر تک پڑھکے سنائے ابن جریر اور ابن المنذر ابن جریج سے روایت کئے ہین اُسنے کہا یہہ آیت عثمان بن طلحہ کی شان مین نازل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اسکے پاس سے کعبہ کی کنجی لیکے کعبہ کے اندر گئے وہاں سے جب نکلے تو یہہ آیت پڑھتے ہوئے نکلے اسکو ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے یوں روایت کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے یا رسول اللہ حجابت اور سقایہ دونون ہمکو دو تب یہہ آیت نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان کو بلواکے کہے ای بنی شیبہ تم اسکو ہمیشہ خواہ نخواہ لیتم سے اسکو چھین نہ لیگا مگر ظالم طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خذوہا یا بنی طلحہ خالدۃ تالدۃ لا ینزعہا منکم الا ظالم یعنی ای بنی طلحہ تم اسکو ہمیشہ مدام اسکو یعنی کعبہ کی دربانی کو تم سے چھین نہ لیگا مگر ظالم قولہ خالدۃ اسکی معنی ہمیشہ اور مستمر آخر زمان تک قولہ تالدۃ اسکی معنی قدیم اور اصالۃ یہہ لفظ معنی مین اسی خالدۃ کی تاکید کی سی ہے بعضے شراح ایسا ہی کہتے ہین بندہ عاصی کہتا ہے نشوان نے شمس العلوم مین کہا قدیم مال جسکو آدمی اپنے آبا اجداد سے وارث ہوتا ہو اسکو تالد کہتے ہین اس معنی کے دیکھتے تالدۃ کی معنی یون ہوگی تم اسکو بطن بعد بطن یعنی پیڑی بہ پیڑی بغوی نے کہا یہہ آیت شان مین عثمان بن طلحۃ الحجبی کے جو بنی عبد الدار کے قبیلے والون سے کعبہ کا دربان تھا نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مین داخل ہوے عثمان بن طلحہ نے کعبہ کے دروازے بند کرکے سطح پر چڑھگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کنجی طلب کئے لوگ کہے کنجی عثمان بن طلحہ کے پاس ہے پھر اس سے مانگے تو استادگی کیا اور بولا اگر اللہ کے رسول ہین سو مجھکو یقین ہوتا تو مین کنجی دینے سے استادگی نہ کرتا علی رضی اللہ عنہ اسکا ہاتھ مروڑکے کنجی چھین لئے اور کعبہ کا دروازہ کھولے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مین داخل ہوکے دو رکعت نماز پڑھے اندر سے جب نکلے عباس رضی اللہ عنہ کنجی اپنے کو دینا اور آبدارخانہ کی خدمت کے ساتھ کعبہ کی دربانی بھی اپنے تئین ہونیکی خواہش کئے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کو حکم کئے کنجی لیجا کے عثمان کو دو اور اس سے معذرت کیجئے علی رضی اللہ عنہ موجب حضرت کے حکم کے کنجی لیجا کے عثمان کو دئے عثمان نے کہا تم میرے پاس سے کنجی بھیر لیگئے اب کیا واسطے ملایمت کرتے ہو علی رضی اللہ عنہ کہے اللہ تعالی نے تیری کنجی کے مقدمہ مین آیت نازل کیا ہے عثمان نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اور ایمان لایا

عثمان کا انتقال ہوئے تک کنجی اُسیکے پاس تھی پھر اُسنے کنجی کو اپنے بھائی شیبہ کے سپرد کیا کعبہ کی کنجی اور دربانی انہین کی اولاد مین قیامت تک رہیگی بغوی نے اس روایت کی سند ذکر نہین کیا ثعلبی بھی اسکو بن سند کے ذکر کیا ہے واحدی بھی ایسا ہی بن اسناد کے ذکر کیا اُسکے آخیر مین یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ فرمایا کعبہ جب تک باقی ہے کنجی اور دربانی عثمان کی اولاد مین ہے انتہیٰ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان اسلام نہین لایا مگر فتح مکہ کے دن لیکن ابن عبد البر اور ابن مندہ اور ابن اثیر وغیرہ جزم کئے ہین اس نے صلح حدیبہ کے بعد سنہ آٹھ ہجری مین خالد بن ولید کے ساتھ آکے اسلام لایا حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا بغوی نے روایت جو ذکر کیا نہایت ضعیف و منکر ہے بندہ عاصی کہتا ہے عثمان کنجی نہ دیکے سلح پر چڑھگیا جو کہا مخالف ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو کہ جسکے تئین مسلم نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال اسامہ بن زید کے ناقے پر بیٹھکے تشریف لائے اور کعبہ کے پاس لاکے ناقہ کو بٹھلائے اور عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کہے کعبہ کی کنجی لاکے دے اُسنے اپنی مان کے پاس جاکے کنجی کو طلب کی اسکی مان نے کنجی دینے سے آستاگی کی عثمان نے کہا تو کنجی دے نہین تو واللہ مین اس تلوار کو کمر سے نکالتا ہون پھر کنجی دیدی کنجی لاکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ کھول کے اندر گئے الحدیث معلوم کیجئے مسلم کی اس روایت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید کے ناقہ پر بیٹھکے تشریف لائے کرکے ہے لیکن بخاری وغیرہ کے روایتون مین آیا ہے کہ حضرت اپنے ناقہ قصوا پر بیٹھکے آئے تھے واللہ اعلم عبد الرزاق اور طبرانی بھی اسیکی طریق سے زہری سے مرسل روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ کو کہے کعبہ کی کنجی لے آ اُسنے گیا سو آنے کو دیر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی انتظاری کرتے تھے حضرت کی پیشانی سے عرق موتیکی دانون کی سی ٹپک رہا تھا اسلئے فرمائے کیا واسطے اتنی دیر کیا پھر ایک شخص دوڑکے اُسکو بلوانے گیا سو دیکھا عثمان کی والدہ سلافہ بنت سعید جسکے پاس کنجی تھی نہ دیکے کہتی تھی تمھارے پاس سے کنجی لئے تو پھر تمکو کبھی نہ دیگے پھر عثمان نے بجد ہوکے اسکے پاس سے کنجی لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکے دیا حضرت دروازہ کھول کے کعبہ کے اندر

گئے وہان سے نکل کے سقائے پاس جاکے تشریف رکھے علی رضی اللہ عنہ کہے سقہ نبوت اور رسالت اور
حجابت ملے تمہارے سے ذیادہ منصب الاکوئی نہین بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکی بات پسند نہ آئی
اور عثمان بن طلحہ کو بلوا کے کنجی اُسکے حوالے کئے اُن روایتون سے ثابت ہوا کنجی کے لینے مین عثمان کی
طرف سے کچھ تاخیر نہین ہوئی اسکی وجہ کیا تھی واللہ اعلم اس عثمان اسکے باپ کا نام طلحہ بن
بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عبد الدار بن قصی بن کلاب ہے اُس گھرانے والون کو بھی کہتے ہین کیا واسطے
مکہ کی حجابت یعنی دربانی انہین مین ہے اب انکو شیبی کہتے ہین اسکی نسبت شیبہ کی طرف ہے شیبہ کے
باپ کا نام عثمان الاوقص بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ ہے یہہ شیبہ عثمان بن ابی طلحہ کا چچیرا بھائی ہر اُسکا
فرزند نہین عثمان بن طلحہ کو اولاد نہین تھی اپنے مرتے وقت اپنی خدمت اپنے چچیرے بھائی کی تفویض
کی آج تک بھی وہ خدمت اُنہین کی اولاد مین باقی ہے اس آیت کی شان نزول جو کہے اُسکے
دیکھنے یا مرکم کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے بعضے کہتے ہین یہہ خطاب حکام کو ہے یعنی ای
حکام تمکو اللہ تعالےٰ امر کرتا ہے کہ تم اپنے رعیت کے جن امور کے امین ہو ان امانتون کو ادا کرو
ان کے حقوق پورے اُنکو دو بعضے کہتے ہین یہہ خطاب جتنے مکلف ہین ان سبھونکو ہی نزول اگرچہ
کسی مخصوص مقدمہ مین رہے لیکن مقصود اُس سے عام ہے جتنے امانتین ہین سب اُسمین
داخل ہین اسکی تفصیل یہہ ہے انسان کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ہے یا اُسکے تمام بندون کے ساتھ
یا اپنی ذات کے ساتھ ان تینون کے معاملہ مین امانت کو ادا کرنا لازم ہے اللہ تعالیٰ کے معاملے مین
امانت کی رعایت اسطور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزونکا امر کیا ہے اسکو بجا لانا اور جس سے نہی
کیا ہے اُس سے باز رہنا بندون کے معاملہ مین امانت کی رعایت یہہ ہے کوئی اپنی کچھ چیز دھرت
رکھا تو اسکو پہنچا دینا کسی سے کچھ عاریت لیا ہے تو احتیاط سے لاکے دیڈالنا ناپ تول مین کم نکرنا
مول تول مین امین کیا تو اُسکے ساتھ وفا کرنا اور لوگون کے عیبون کو پوشیدہ کرنا امیر اپنی رعیت
کے ساتھ عدل و انصاف سے چلنا علماء عوام کو نصیحت کرنا انکو حیلے کرنہ سکھانا تعصبات باطلہ سے
ان کو منع کرنا اپنی ذات کے معاملہ مین امانت کی رعایت ایسی نہج پر ہے کہ اپنے نفس کیواسطے دین

ودنیا مین جوچیز نفع زیادہ بخشتی ہے اُسکو اختیار کرنا شہوات نفسانی اور غصہ سے ایسا کام نکرنا
کہ جس سے آخرت کا ضرر ہو اور اپنے اعضا کو جو اللہ کی طرف سے نعمت ہے جس منفعت کے
لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہو اسی مین استعمال کرنا زبا کی امانت اُسکو جھوٹ غیبت چغلی گالی گلوچ
سے نگاہ رکھنا آنکھ کی امانت حرام چیزون کی طرف نہ دیکھنا کان کی امانت حرام چیزین
اور فحش باتین اور غیبت وغیرہ نہ سننا اللہ تعالیٰ بہت سے آیتون مین امانت کے مقدم کی
عظمت بیان کیا بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے منافق کی علامت تین ہے مسلم کی ایک روایت مین زیادہ کیا ہے
اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور بولے مین مسلمان ہون بات جب کیا تو جھوٹ کرتا ہے
وعدہ جب کیا تو اسکا خلاف کرتا ہے امین کرے تو خیانت کرتا ہے بخاری اور مسلم اور ابوداؤد
اور ترمذی اور نسائی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فرمائے چار خصلت جس مین ہو وہ خالص منافق ہے جس مین اُن چار خصلتون
سے کوئی خصلت ہو تو اُس مین نفاق کی خصلت ہے یہانتک کہ اُسکو چھوڑے جب امین کرے تو
خیانت کرتا ہے الحدیث ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص تجکو امین
کیا تو اسکی امانت اسکو ادا کر تیرے سے کوئی خیانت کیا تو اُس سے خیانت مت کر امام
احمد اور ابن حبان وغیرہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ایمان نہین جسکو امانت نہین اور دین نہین جسکو عہد نہین الغرض امانت
کی رعایت مین احادیث بہت سے آئے ہین معلوم کیجئے ودیعت یعنی دھروت بھی امانت
کے اقسام مین ہے مالک نے جب اپنی ودیعت کو طلب کیا تو اسکو دے ڈالنا واجب ہے بن تعدی
کے ودیعت ہلاک ہو تو اسکو تاوان نہین بعضے سلف سے منقول ہے کہ اسکا تاوان
دینا لازم ہے اس آیت سے شافعیہ دلیل لیتے ہین کہ عاریت یعنی مانگی ہوئی چیز تلف ہو تو

اُسکا ضمان لازم ہے اگرچہ مستعیر یعنی مانگ لینے والے کی طرف سے کچھ تعدی نہو کیا واسطے
اللہ تعالیٰ نے امانت دینے والے کو اُسکے رد کرنے کا مرکیا امر کا ظاہر وجوب پر دلالت کرتا ہے
جب امانت ہلاک ہوئی تو اسکی ذات کو رد کرنا متعذر ہوا لیکن اُسکا تاوان دیوے تو معنی اُسکا
رد ہوا تو آیت ضمان دینے پر دلالت کی ہان جس کام مین برتنے کی اجازت دیا ہے اُسمین تلف
ہو تو ضمان نہین ابو حنیفہ کہتے ہین عاریت تلف ہو تو اسکا ضمان نہین مگر تعدی کیا تو ضمان لازم
ہوگا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اور جب حکومتی کرنے لگو لوگون
تو حکومتی کرنا انصاف سے اذا حکمتم کا عطف ان تؤدوا پر ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمکو امر کرتا ہے
یہہ کہ تم فیصلہ کرو تو عدل سے کرنا عدل کی معنی چیزون مین مساوات کرنا جس حکم مین ظلم
اور زیادتی نہو اس حکم کو اسی مساوات کی جہت سے عدل کہے اس آیت مین یہہ بیان ہے
کہ حکم کرنے والے پر واجب ہے ظالم سے مظلوم کا حق پورا لینا اور حق اُسکے حقدار کو پہنچا
فقہا کہتے ہین مدعی اور مدعی علیہ مین تسویہ پانچ چیز مین کرنا قاضی پر واجب ہے اپنے پاس بلوانے
مین اور دونون کو برابر بٹھلانے مین اور دونون کی طرف متوجہ ہونے مین اور دونونکا
کلام سُننے مین اور دونون مین حکم کرنے مین حکمتم کا خطاب حکام کے حق مین ہونا ظاہر ہے
کیا واسطے کہ انصاف کرنا انہین کا کام ہے اگر خطاب مکلف کو ہے کرکے کہے تو اُسوقت
حکومتی سے مراد اس شخص کی حکومتی ہے کہ جس پر اس مکلف کا حکم نافذ ہوتا ہے یا وہ مکلف
کہ جسکو مدعی مدعی علیہ دونون ملکے اپنے فیصلے کا اختیار دئے ہین امام احمد اور مسلم اور نسائی
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ان المقسطین
یوم القیٰمۃ علی منابر من نور عن یمین الرحمٰن وکلتا یدیہ یمین الذین یعدلون فی حکمہم واہلیہم وما ولوا یعنی مقسطین
یعنی عدل کرنیوالے اللہ کے پاس قیامت کے دن نور کے منبرون پر رحمٰن تبارک وتعالیٰ کے داہنے ہاتھ کی طرف ہونگے اللہ تعالیٰ کے دونون
ہاتھ داہنے ہی ہین مقسطین وے لوگ ہین عدل کرتے ہین اپنی حکومتون مین اور اپنے لوگون مین اور اس امر مین کہ جسکے والی
ہوئے ہین معلوم کیجئے اس حدیث مین یمین الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے داہنے ہاتھ کی طرف

کرکے جو آیا ہے اُس سے مقسطین کا قرب اللہ تعالیٰ سے اور انکا مرتبہ بلند ہونا مراد ہے اُنکو تشبیہ دیا ہے اُس شخص سے جو بادشاہ کے داہنی بازو کو بیٹھتا ہے داہنا جب بولے تو احتمال ہوتا تھا کہ وہاں بایاں بھی ہوتا سو اُس احتمال کی دفع کیواسطے کلتا یدیہ ہیں یعنی اسکے دونوں ہاتھ داہنے ہیں کہا اس سے غرض یہہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف داہنے کی نسبت جب کرتے ہیں تو اسکے مقابلہ میں بایاں نہیں ہاتھ یہاں جو مذکور ہوا اُس سے مرتبہ کا قرب مراد ہے وہ جو کہا اپنے لوگوں میں یعنی اپنی جورو بچوں کے حقوق ادا کرنے میں اور اُنکے امور کی سرانجامی میں عدل کی رعایت کرتے ہیں ترمذی اور طبرانی اور بیہقی ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کو گو ہیں دوست زیادہ اللہ کے پاس اللہ سے نزدیک بیٹھنے والا قیامت کے دن امام عادل ہوگا اور کو گو ہیں سخت بغض والا اللہ کے پاس اور اللہ سے دور رہنے والا امام جائر یعنی ظالم اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ مقرر اللہ تمکو اچھی نصیحت کرتا ہے یعنی امانت ادا کرنا اور انصاف سے حکم کرنا اچھی چیز ہے نعما اصل میں نعم ما تھا نعم کو نحویان فعل مدح کہتے ہیں وہ ماضی کا صیغہ ہے اصل میں نعم تھا نون کی فتح اور عین کی کسر سے عین کی متابعت واسطے نون کو کسر دئے اور عین کو ساکن کرکے نعم کہے نعم کی میم اور ما کی میم دونوں ایک جنس کے حرف تھے اس لئے میم کو میم میں ادغام کئے عین کا اصلی کسر جو تھا عود کیا سو نعما ہوا یہہ ما نکرہ موصوفہ ہے اور یعظکم اُسکی صفت ہے اسوقت اسکی تقدیر یون ہوگی نعم شیئًا یعظکم بہ یعنی اچھی چیز ایسی کہ جسکی تمکو نصیحت کرتا ہے یا ما موصولہ ہے اور مخصوص بالمدح محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے نعم الشی الذی یعظکم اللہ بہ اداء الامانۃ والحکم بالعدل یعنی اچھی چیز کہ جسکی نصیحت تمکو اللہ کرتا ہے وہ امانت کو ادا کرنا اور انصاف سے حکومتی کرنی ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ بیشک اللہ ہے سُنتا دیکھتا یعنی تم جو کہتے ہو اُسکو اللہ تعالیٰ سُنتا ہے اور تم جو کرتے ہو اُسکو دیکھتا ہے تم جو حکم کروگے اُسکو اللہ سُنتا ہے جو امانت ادا کرتے ہیں اُسکو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں سے اُس

آیت کی شان نزول کو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم اور بیہقی دلایل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ یہہ
آیت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے شان مین کہ انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سریہ
مین یعنی فوج کی ٹکری دیکے بھیجے تھے نازل ہوئی اس قصہ کو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور
ابو یعلی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے
یون روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علقمہ بن مجزز کے ساتھ ایک ٹکری دیکے
روانہ کئے مین بھی ان مین تھا تھوڑی راہ طے کئے بعد فوج کی ایک جماعت کو اجازت دی یعنی
اپنے شہر کو جانے کی اور ان پر عبد اللہ بن حذافہ بن قیس السہمی کو امیر کیا عبد اللہ اہل بدر سے تھا
اسکی مزاج مین خوش طبعی تھی غرض ہم جاکے ایک جگہ اترے اور کچھ تیار کرنے آتش سلگائے
عبد اللہ بن حذافہ نے کہا میری اطاعت کرنا اور میری بات سننا تمپر لازم ہے یا نہین کہے البتہ
بولا مین تمکو جو بولونگا سو مانوگے کہے البتہ بولا مین تمکو امر کرتا ہون اس آگ مین کود جانا پھر چند لوگ
اٹھکر کمرین باندھین عبد اللہ سمجھا کہ دے اب کودتے ہین کہا مت کود مین ہنسی کو بولا تھا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے بعد یہہ عرض کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو گناہ
کا امر کسی نے کیا تو اسکی اطاعت مت کرو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی
تصحیح کئے ہین معلوم کیجئے بخاری وغیرہ کی روایت مین جو آیا ہے آیت عبد اللہ بن حذافہ کے
قصے مین نازل ہوئی اس سے فان تنازعتم فی شیئی فردوہ الی اللہ مراد ہے کیا واسطے امیر کی
اطاعت کرنا واجب تھا سو انکو معلوم تھا لیکن آتش مین کودنے کو چند لوگ راضی ہوے اور چند
لوگ راضی نہوے سو آیت سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت مین اطاعت نکرنا بلکہ کتاب وسنت
کی طرف رجوع کرنا ہے ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے کہ اسنے کہا یہہ آیت خالد بن
الولید اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شان مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید
کو فوج کی ٹکری کا سردار کرکے روانہ کئے اس فوج مین عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے پھر فوج

دشمن کے مقام کے قریب جاکے پچھلی شبکو اُتر پڑے فوج کی خبر سُنکے کفار اُس مقام سے بھاگ گئے مگر ایک شخص اپنا اسباب وغیرہ باندھکے ہنوز رات باقی تھی لشکر مین پہنچکر عمار بن یاسر کو دھونڈھتا ہوا آیا اور اُنکو بولایا ابا الیقظان مین اسلام لایا اللہ ایک اور محمد اُسکے رسول ہین سو گواہی دیا تمھاری خبر سنکے لوگ سب بھاگ گئے فقط مین رہگیا ہون اب اسلام لانا مجھکو نفع دیتا ہی تو مین اپنے گھر رہونگا نہین تو مین بھی بھاگ جاتا ہون عمار اسکو کہے تجھکو اسلام نے نفع دیا تو اپنے مقام مین رہ جب صبح ہوئی مسلمانان اُس مقام پر گئے دیکھے وہان سوائے اس ایک شخص کے کوئی نہین تھا اُسکو اور اسکے مال کو لیکے خالد کے پاس حاضر کئے عمار نے خالد بن الولید پاس گئے اور کہے یہہ شخص اسلام لایا ہی اور مین اسکو امان دیا ہون خالد کہے میرے امیر ہوتے پر تم کیوا سطے اسکو امان دئے اُسپر عمار مین اور خالد مین تکرار چلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکے عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمار کے امان کو بحال رکھے اور دوسرے بار امیر کے بے اجازت امان دینے سے منع کئے تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا ابن عساکر نے اسکو سدی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کی ہے اطیعوا اطاعت سے مشتق ہے اطاعت کی معنی فرمانبرداری کرنا اور حکم ماننا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور اُسکا حکم ماننا سبھون پر فرض ہی ایسا ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا سب پر فرض ہے کیوا سطے اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین حضرت کی اطاعت کا امر کیا ایسا ہی اولی الامر کی اطاعت کرنے کا حکم بھی اس آیت سے فرض ہوا لیکن اولی الامر کون لوگ ہین اس مین اختلاف ہی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح ثابت ہوا کہ وے اُمرا اور حکام ہین میمون بن مہران وغیرہ بھی ایسا ہی کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہہ ایک روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین اولی الامر فقہا اور علما ہین وے جو لوگون کو دین کی تعلیم کرتے ہین حسن اور ضحاک اور مجاہد کا بھی یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی مشہور قول یہی ہے مجاہد کا ایک قول یہہ ہے کہ وے صحابہ ہین عکرمہ نے کہا کہ وے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہین شیعہ کہتے ہین اولی الامر سے امام معصوم مراد ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی قول کو ترجیح دی اور کہا قریش امارت کو

نہین جانتے تھے اور کسی امیر کے تابع نہین ہوتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اُمرا کی اطاعت کرنیکا
امر کیا انتہیٰ امام نووی نے شرح مسلم مین کہا سلف اور خلف کے جمہور مفسرین اور فقہا وغیرہ
کا قول یہی ہے اور بولا جنے کہا اس سے فقط صحابہ مراد ہین سو اُسنے خطا کی انتہیٰ امام ابن جریر
طبری نے اولی الامر کو عموم پر حمل کرنیکو اختیار کیا ہی معلوم کیجئے اُمرا کی اطاعت کرنا واجب ہے
سو ان اُمور مین ہی جو کتاب وسنت کے موافق ہون امیر نے کتاب وسنت کا اختلاف کیا تو اس
امر مین اسکی اطاعت نہین امام نووی نے قاضی عیاض وغیرہ سے اس پر اجماع نقل کیا ہی ابن
ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم فرمائے جو شخص میری اطاعت کیا تو مقرر اللہ کی اطاعت
کیا اور جو شخص میرے امیر کی اطاعت کیا تو مقرر میری اطاعت کیا جو شخص میری نافرمانی کیا
مقرر اللہ کی نافرمانی کیا اور جو شخص میرے امیر کی نافرمانی کیا مقرر میری نافرمانی کیا بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمپر حبشی کو جسکا سر کشمش کے مانند
مقرر کیا جاوے یعنی حلیفہ نے تمپر کسی حبشی غلام کو جو نہایت حقیر اور بدصورت ہو امیر کیا تو اُس غلام
کی اطاعت تمپر واجب ہی مسلم نے ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمپر نکٹا غلام کالا امیر بنے اور کتاب اللہ کی طرف تمکو کھینچے تو اُسکی بات
سنو اور اطاعت کرو بخاری اور مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان آدمی پر سمع وطاعت یعنی امیر کی بات سننا اور اطاعت کرنا
واجب ہے اپنے بھلے مین ہو یا بُرے مین جب تک کہ گناہ کا امر نکرے جب گناہ کا امر کرے تو اُسکی
نہ بات سننا ہی اور نہ اسکی اطاعت کرنا امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین
ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے خطبہ مین
فرمائے تم اپنے رب کی عبادت کروگے اور اپنے پانچ وقت کی نماز پڑہوگے اور اپنے مہینے کا
یعنی رمضان کا روزہ رکھوگے اور اپنے مالون کی زکات دیوبگے اور اپنے اولی الامر کی اطاعت

کروگے تو اپنے رب کی بہشت مین بیٹھوگے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو اللہ کی اور رسول کی طرف تنازع کی اصل
معنی دلیل کو نکالنا بعد تجویزون مین اختلاف جو پڑتا ہے اُسکو تنازع کہے یعنی دین کے کسی امر مین آپس
کا اختلاف ہو تو اس امر کو کہ جس مین اختلاف پڑا ہے اللہ کی اور رسول کی طرف رجوع کرنا اللہ
کی طرف رجوع کرنا اس طور پر ہے کہ اُسکی کتاب مین یعنی قرآن شریف مین اُسکا کیا حکم ہے اُسپر عمل
کرنا اگر قرآن مین نہین ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب تک زندہ تھے لوگ حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے حضرت کے وفات کے بعد حضرت
کی سُنت کی طرف رجوع کرنا معلوم کیجئے جب قرآن مین اور سنت مین کچھ امر نہ پایا جاوے تو وہان
اجتہاد کرنا ہے بعضون نے کہا اللہ کی اور رسول کی طرف رجوع کرنے سے مراد معلوم نہین سو
چیز کو اللہ اور اُسکا رسول دانا ہے کر کے کہنا یہہ تاویل ضعیف ہے اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یعنی اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور
اسکی اطاعت واجب ہونیکی اقرار کرتے ہو اور قیامت کے دن کو کہ جسمین اعمال کی جزا ملیگی
سچھ سمجھتے ہو تو اللہ تعالی نے جو امر کیا ہے اسکو بجا لاؤ علماء کہتے ہین اس آیت سے یہہ بات ثابت ہوئی
کہ جو اللہ تعالی کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور سنت کی متابعت
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث جو ثابت ہوئے ہین اُنکے موافق حکم کرنا واجب ہونیکا اعتقاد
نہ کرے تو وہ شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہین لایا ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا
یہہ خوب ہے یعنی حکم کو اللہ کے اور رسول کیطرف رجوع کرنا خوب ہے اور نیک انجام ہے تاویل کا استعمال
دو چیز مین ہوا کرتا ہے ایک تفسیر اور بیان کرنا یہہ معنی یہان مراد نہین دوسرا مآل اور عاقبت
یعنی انجام اور پھل یہی معنی اس جگہ مراد ہے معلوم کیجئے یہہ آیت علم اصول کے اصل پر مشتمل
ہے فقہا کہتے ہین شریعت کے اصول چار ہین کتاب سنت اجماع قیاس اس آیت مین ان چاروں کی
طرف اشارہ ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ مین کتاب کیطرف اشارہ ہے اطیعوا الرسول مین سنت کی طرف

اولی الامر منکم مین اجماع کی طرف فردوہ الی اللہ والرسول مین قیاس کیطرف اولی الامر مین
اجماع کیطرف اشارہ ہے جو کہے اسکی وجہ یہہ ہے اللہ تعالی نے اولی الامر کی اطاعت کرد کرکے
علی سبیل الجزم امر کیا جسکی اطاعت کرنا علی سبیل الجزم ہو تو وہ امر کرنے والا خطا سے معصوم ہونا ضرور
ہوا کیا واسطے خطا سے معصوم نہو تو احتمال رکھتا ہے کہ اُسنے امر جو کیا شاید خطا ہو جب خطا ہوا تو اُسپر
عمل کرنا منہی عنہ ہوا یہہ چاہتا ہے ایک ہی امر ایک ہی اعتبار سے مامور بھی اور منہی بھی ہونا یہہ تو محال
ہے تو ثابت ہوا اولی الامر معصوم ہونا ضرور ہوا یہہ معصوم یا مجموع امت ہے یا احاد امت ہے یعنی
تمام امت مین کوئی ایک شخص احاد امت ہونا صحیح نہین کیا واسطے آیت مین اولی الامر کی اطاعت
کو واجب کیا ہمکو اُسکی اطاعت کرنی اُسوقت واجب ہوگی جبکہ ہم اس معصوم شخص کو پہچانین
اور اسکی صرف اپنے کو پہچانین اور اُس سے افادہ لینی ہمارے زمانہ مین ایسا معصوم شخص کون ہے ہمکو
معلوم نہین اور ہم اسکے پاس پہنچ نہین سکتے اُسکو پہچاننیکی تکلیف امر محال کی تکلیف ہے تو معلوم ہوا
کہ وہ معصوم مجموع امت ہے کہ جنکے اجماع مین خطا واقع نہین ہوتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
ثابت ہوا ہے کہ اپنی امت سب کیلئے ضلالت پر اکٹھا نہوگی تو معلوم ہوا مراد اس سے اجماع امت
ہے اگر کوئی اسپر اعتراض کرے کہ اوپر اولی الامر سے مراد کون ہین جو کہے اُس مین یہہ قول
مذکور نہین تازہ ایک قول جسکو سلف نہین ذکر کئے ہین احداث کرنا باطل ہے اور یہہ بھی کہے اولی
الامر سے اُمرا مراد ہونا راجح قول ہے یہان اس سے اجماع مراد لینا کیسا صحیح ہوگا اس
کا جواب یہہ ہے اوپر ہم ذکر کئے اولی الامر سے ایک قول پر علما مراد ہین یہان علما سے
جمیع علما جو اہل حل وعقد ہین مراد لینے سے نئے قول کو احداث کرنا لازم نہین آتا اولی الامر
سے راجح قول پر اُمرا مراد ہونا اسکو منافی نہین کیا واسطے امرا کا حکم جو کتاب وسنت
کے موافق ہو تو وہ حکم اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا اسمین امیر کی اطاعت
اللہ اور رسول کی اطاعت ہے اور جو حکم کتاب وسنت کے مخالف ہو اُسمین اُنکی اطاعت نہین اب باقی رہا وہ حکم جو اجماع سے ثابت ہے
پھر اس حکم مین اُنکی اطاعت واجب ہوئی فی الحقیقت یہہ حکم علما کا ہے لیکن علما کو جمع کرنا اور اُن سے حکم حاصل کرنا

اور اسکو جاری کرنا وظیفہ امرا کا ہی تو اس جہت سے اس حکم کو امرا کا حکم کرکے کہنا ہمارے مقصود کے
مخالف نہین اولی الامر سے اہل بیت کے ائمہ جنکو شیعہ معصوم کہتے ہین مراد لینا نہایت بعید ہے
کیا واسطے انکا معصوم ہونا ہمارے پاس ثابت نہین اور پھر امام معصوم کی اطاعت واجب ہو تیکے
واسطے اسکی معرفت اور اُس تک پہنچ ہونا شرط ہے کیا واسطے پیش از انکی معرفت کے انکی
اطاعت واجب ہونا تکلیف مالایطاق ہے معرفت اُس معصوم کی حاصل ہوگی جب تک
اس امر مین نص جلی قرآن یا حدیث متواتر سے وارد نہو وے یا خود وُہ اپنی عصمت کا دعوی کرے
اور اس دعوے کو دلیل سے ثابت کرے قرآن و حدیث مین تو اُسکی تنصیص وارد نہین اور
ائمہ شیعہ جنکی عصمت کے قایل ہین وے اپنی عصمت کا کبھی دعوی نہین کئے پھر یہی چند اشخاص کا معصوم ہونا
کیسا ثابت ہوگا تیسری بات یہہ ہے اللہ تعالی فرمایا اُولی الامر کی اطاعت کرو اولی الامر تو جمع ہے
شیعہ کے پاس زمانہ مین ایک امام سے افزود نہین ہوتا سو جمع کا صیغہ لے آنا صحیح نہوگا جمع سے فرد
مُراد لینا خلاف ظاہر ہے چوتھی بات اللہ تعالی فرمایا وان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والی
الرسول اولی الامر سے امام معصوم مراد ہوتی تو اختلاف کیوقت اسیکی طرف رجوع کرنیکا حکم
کرتا اس سے ثابت ہوا اولی الامر سے شیعہ کا معصوم مراد نہین تنازع کیوقت اللہ و رسول کی
طرف رد کرنے سے قیاس مراد ہوا کیا واسطے جس شئی مین اختلاف پڑا ہے اُسکا حکم کتاب و سنت و
اجماع سے منصوص ہے یا نہین منصوص ہے تو اوپر کے جملہ اطیعوا اللہ مین داخل ہوا فان تنازعتم کہنے
کی حاجت نہین تو ثابت ہوا تنازع جس شئی مین ہوا ہے اُسکا حکم کتاب و سنت و اجماع سے منصوص نہین
اور اس حکم کو اللہ کے اور رسول کے نصوص سے طلب کرنا ممکن نہونا تو معلوم ہوا اس واقعہ کے حکم کو
دوسرے وقایع کے حکم کے ساتھ جو اس سے مشابہ ہین رجوع کرنا یہہ نہین مگر قیاس

ع

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ کیا تو نے نہین دیکھا انکو جو دعوی
کرتے ہین کہ مقرر وے ایمان لائے ہین اُس پر جو اُترا تیری طرف اور وہ جو اُترا تجھ سے آگے چاہتے ہین

کہ قضیہ لیجا دین طاغوت کی طرف اور حکم ہو چکا ہو انکو کہ اُس سے منکر ہو جا دین اُس آیت کی شان نزول
کو ابن ابی حاتم اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ ابو برزۃ الاسلمی نام
ایک کاہن تھا یہود یون کے قضیئے چکایا کرتا تھا چند مسلمان بھی اپنے قضئے اُسکے پاس چکوتی کرنے
لیگئے تب یہہ آیت الم ترالی الذین یزعمون انہم امنوا احسانًا و توفیقًا تک نازل ہوئی حافظ السیوطی
نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے ابن اسحٰق اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ الحلاس بن الصامت پیش از توبہ کرلیکے اور معتب بن قشیر
اور رافع بن زید اور بشیر اسلام لانے کا ادعا کرتے تھے انکی قوم والے چند مسلمان کسی قضئے مین
جو انکے درمیان ہوا چکوتی کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلوائے وے نہ مانکے جاہلیت
مین جن کاہنون کے پاس جاتے تھے وہان بلوائے اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر اور
ابن المنذر شعبی سے روایت کئے ہین اُس نے کہا ایک یہودی کو کسی منافق کے ساتھ قضیہ تھا یہودی
کہتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلکے فیصلہ کرنا کیواسطے اُسکو معلوم تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فیصلہ مین رشوت نہین لیتے منافق بولتا تھا یہود پاس چل کیواسطے اسکو معلوم تھا یہود کو کچھ رشوت
دین تو اپنے خاطر خواہ فیصلہ دینگے پھر دونون آپسمین ایسا ٹھہرائے جہینہ کے کاہن پاس چلکے اس
قضیہ کا پرچھا کرنا تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر اور ابن ابی حاتم سدی سے روایت کئے ہین بولا
یہود کے چند لوگ ایمان لائے تھے اُن مین چند منافق بھی تھے بنی قریظہ اور بنی النضیر کے درمیان
جاہلیت مین قانون یون تھا بنی قریظہ کا کوئی شخص بنی النضیر مین کے کسی شخص کا خون کیا تو
اُسکے خون کے بدلے خون کرتے بنی النضیر والا کوئی شخص بنی قریظہ مین سے کسی کو قتل کیا تو اسکے
بدلے مین ساٹھ وسق یعنی ساٹھ ہزار دو سو پڑی خرما دیتا غرض بنی قریظہ اور بنی نضیر مین کے
چند لوگ جو مسلمان تھے اُن مین سے ایک شخص بنی النضیر والا بنی قریظہ کے ایک شخص کا خون کیا
سو اُسکی چکوتی کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے بنی النضیر والا بولا ہم جاہلیت مین انکو
خون بہا جمد دیتے تھے اب بھی وہ دینگے بنی قریظہ والا بولا نسب کے اور دین کے دیکھتے ہم تم برابر

بھائیان ہین ہمارے اور تمھارے خونیون کا حکم ایک ہی چاہئے جاہلیت مین تم اپنے کو غلبہ دیکھکے ایسا کرتے تھے اب اسلام مین وہ بات نہین تب انکی مذمت مین اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس الآیہ وہ دیت لوکر کے جو بولا تھا اسکی مذمت مین فرمایا (افحکم الجاہلیۃ یبغون غرض بنی النضیر والے کو اُسکے خون کے بدلے خون کیئے پھر بنی النضیر اور بنی قریظہ آپس مین فخر کرنے لگے بنی النضیر کہنے لگے بزرگی ہمکو ہے بنی قریظہ کہے بزرگی ہمکو ہے پھر آپس مین اسکا جھگڑا پڑا قریظہ اور نضیر کے منافق جو تھے وے کہنے لگے اس کا پرتچھا کرنے ابو برزۃ الاسلمی کے پاس چلئے اُن مین کے مسلمان کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو منافق انکا کہا نہ مانکے ابو برزہ کے پاس جاکے اُس سے اپنا مقدمہ بیان کیئے اُسنے کہا اس مقدمہ کیواسطے بڑا نوالہ میرے مُنہہ مین ڈالتے ہے یعنی رشوت بہت سی دینا بولے تجھکو دس وسق خرما دینگے بولا دس وسق سے کیا ہوتا سَو وسق دینا جو پوری دیت ہو کیا واسطے بنی النضیر کی بزرگی ثابت کرون تو قریظہ مجھکو مار ڈالینگے قریظہ کی بزرگی ثابت کرون تو بنی النضیر مجھکو مار ڈالینگے یہہ لوگ دس وسق سے افزود دینے کو قبول نہین کیئے اُس نے فیصلہ بھی نہین کیا اُسی پر یہہ آیت (یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ) تک نازل ہوئی ثعلبی نے اپنی تفسیر مین محمد بن السائب الکلبی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ یہہ آیت الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا منافقون سے ایک شخص کی شان مین جسکا نام بشیر تھا نازل ہوئی اُسکے اور ایک یہودی کے درمیان قصہ تھا یہودی اسکو بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلکے فیصلہ کر منافق بولا کعب بن الاشرف کے پاس چل غرض دونون ملکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کیطرف فیصلہ دیئے منافق نے اس فیصلہ پر راضی نہوکے کہا عمر کے پاس چلکے فیصلہ لے پھر دونون عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یہودی عمر کو بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکا فیصلہ میری جانب مین دیئے میرا مدعی نے اسپر راضی نہوکے تمھارے پاس آیا ہے عمر نے اس منافق سے پوچھا کیا یہہ سچ بولا تو کہا ہان عمر کہے تم اسی جگہ پر ٹھہرو مین آتا ہون پھر گھر مین جاکے تلوار لے آئے اور منافق کو مار ڈالے اور کہے

جو شخص اللہ تعالیٰ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانے تو اسکا فیصلہ میرے پاس ایسا ہی ہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی جبرئیل علیہ السلام کہے عمر حق اور باطل کے درمیان تفرقہ کئے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو کہے تو فاروق ہے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیرون مین ابو الاسود سے اس قصہ کو یون روایت کیا ہے کہ دو شخص قصہ کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے درمیان فیصلہ دئے فیصلہ جسنے ہارا سو کہا ہمکو عمر عمر بن الخطاب کے پاس روانہ کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہتر انکے پاس جاؤ پھر وے دونون عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے فیصلہ جیتا سو شخص بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ میری جانب مین دیئے لیکن یہ شخص اُسپر راضی نہو کے تمھارے پاس بھیجنے کا سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے پاس جانیکی اجازت دئے عمر اُسکے خصم سے پوچھے کہ ایسا ہی چلا تو بولا ہان عمر کہے تم ٹھہرو مین فیصلہ کرتا ہون پھر گھر مین جاکے تلوار لے آئے اور جسنے عمر کے پاس بھیجو کر کے کہا تھا اُسکو قتل کئے دوسرا شخص بھاگ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ عمر میرے مدعی کو قتل کئے مین بھاگ نہ نکلتا تو مجھکو بھی قتل کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو ایسا گمان نتھا کہ عمر ایک مسلمان کے قتل پر جرأت کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا فَلَا وَرَبِّکَ لَا یؤمنون الآیہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے خون کو ہدر یعنی باطل کئے اور عمر اُس قتل سے بری ہوئے یہہ روایت مرسل ہے اُسکی سند مین ابن لہیعہ ہے وہ ضعیف ہے اور طبرانی نے فقط اوپر کے قصہ کو ابو الاسود سے روایت کی ہے عمر کے قصہ کو ذکر نہین کیا اَلَم تر یہہ استفہام تعجب کے واسطے ہے یزعمون مشتق زعم سے ہر ذی معجمہ کی فتح یا ضم سے اسکا اکثر استعمال قول مین جو متحقق نہو ہوا کرتا ہے بعضے کہتے ہین جس قول مین مظنہ جھوٹ کا ہو اُسے حکایت کرنے کو زعم کہتے ہین یہان زعم سے کذب مراد ہے کیا واسطے آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی ہے آیت کے ظاہر سے یہہ معلوم ہوتا ہے بعضے اہل کتاب نفاق کا ایمان جو لائے تھے انکی شان مین نازل ہوئی بما انزل الیک سے قرآن اور احکام مین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترے الیک کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو وما انزل

من قلبک سے توریت مراد ہی الطاغوت مشتق طغیان سے ہی طغیان کی معنی گناہ مین یا کفر مین حد سے بڑہ جانا اور نہایت سرکشی کرنا پھر کاہن اور شیطان اور بت اور گراہون کے سرخیل کو طاغوت کہنے لگے اس جگہ طاغوت سے کعب بن الاشرف یا ابو برزۃ الکاہن مراد ہی اور جو شخص باطل حکم کرے تو وہ بھی اُسی طاغوت مین داخل ہوگا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ مین ضمیر بہ کی طاغوت کی طرف پھرتی ہے یعنی طاغوت سے منکر ہونیکا حکم ہو چکا ہی کیواسطے طاغوت سے منکر ہونا وہی اللہ تعالی پر ایمان لانا ہی معلوم کیجیے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانکے اس شخص کیطرف جو باطل حکم کرنا ہی رجوع کیا تو شرع کے حکم پر راضی نہوا جو شخص شرع کے حکم پر راضی نہوا تو وہ شخص اللہ کا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہوا جو شخص اللہ تعالے اور اُسکے رسول کا منکر ہوا وہ کافر ہے کیواسطے جو شخص کافر کو اپنا منصف ٹھہرایا تو اس کافر کو مانا کافر کو ماننا اللہ تعالی سے منکر ہونا ہی جیسا کافر سے منکر ہونا اللہ کو ماننا ہی آیندہ آیتین جو مذکور ہوتی ہین وہ بھی اسی پر دلالت کرتے ہین اب ان آیتون سے ثابت ہوا اللہ تعالے کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے کسی حکم کو کوئی شخص نہ مانا تو وہ شخص دائرۂ اسلام سے نکل گیا یہہ حکم نہ ماننا خواہ شک کی جہت سے ہو یا تمردی کی راہ سے وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا اور چاہتا ہی شیطان کہ ان کو بہکا کر دور ڈالے یعنی راہ ہدایت اور راہ حق سے دور کرے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اور جب کہا جاوے اُنکو یعنی منافقون کو کوئی کہے تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ آؤ اسکی طرف جو اللہ نے اُتارا اور رسول کی طرف یعنی اللہ نے جو اپنی کتاب مین حکم کیا ہے اُسپر عمل کرنے کیواسطے آؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فیصلہ کرنے چلو رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا تو دیکھے منافقون کو باز رہتے ہین تیرے سے اٹک کر اوپر کی آیت مین طاغوت کو منصف کرنیکی رغبت بیان کیا اس آیت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانیکی نفرت کو بیان کیا یعنی منافق تیرے حکم سے نہایت روگردان ہوتے ہین اور کمال اعراض کرتے ہین کیواسطے وے ناحق پر ہین اور عداوت دینی رکھتے ہین انکو یقین ہے تو حق بات کہیگا رشوت قبول نہ کریگا فَکَیْفَ اِذَا

ع ۸ الم تر الی الذین

اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ
اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ وہ کیسا کہ جب انکو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھوں کے کئے سے پھر آویں تیرے
پاس قسمیں کھاتے اللہ کے کہ ہمکو غرض تھی مگر بھلائی اور ملاپ اس آیت کی اتصال اوپر کی آیت
کے ساتھ ہونے مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے کیف اذا اصابتہم کا جملہ معترضہ ہے ثم جاؤک
کے جملہ کا عطف یصدون پر ہے گویا یون کہا یصدون عنک صدودا ثم جاؤک یحلفون باللہ الخ یعنی
وہ منافق پہلے تو تیرے پاس آنیکے واسطے روگردان ہوتے ہین بعد آکے قسم کھاتے ہین کہ
ہمارا غرض بھلائی اور ملاپ ہو کیف اذا اصابتہم مصیبۃ بما قدمت ایدیہم کا جملہ معطوف اور
معطوف علیہ کے درمیان معترضہ ہے اس جملہ معترضہ کو منافقون کی مذمت ظاہر کرنیکے واسطے ذکر کیا کہ سو واسطے پہلے ذکر کیا
و کا غوتی کی طرف انصاف واسطے جاتے ہین حالانکہ اس سے منع ہونیکا حکم ہوا ہے بعد یولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے
روگردان ہوتے ہین حالانکہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنیکا حکم ہے سو ان بداعمال کے سبب سے دنیا اور
آخرت مین انپر سختی جو آن پڑیگی اسکو ذکر کیا اور بولا انکے برے اعمال کے سبب سے انپر سخت وقت
اور بڑی مصیبت جب آویگی اسوقت انکا کیا حال ہوگا واحدی نے اسی وجہ کو اختیار کی ہے دوسری
وجہ یہہ ہے جملہ اوپر کے جملہ پر معطوف ہے ثم جاؤک کا عطف اصابتہم پر ہے اول اللہ تعالی نے ان سے
حکایت کی وہ طاغوت کے پاس انصاف کیواسطے جاتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہونے سے کمال نفرت رکھتے ہین اس سے معلوم ہوا اسلامتی کیوقت انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس حاضر ہونے اسقدر نفرت ہو تو مصیبت اور سختی کیوقت جو مرتکب جنایت کے ہوے ہین اور
تیرے پاس آنیکا اندیشہ ہو تو اسوقت انکا کیا حال ہوگا بہرحال مے عذر خواہی واسطے تیرے پاس
آئینگے اور جھوٹی قسم کھائینگے کہ ہماری غرض خوبی اور ملاپ ہے مصیبت انکو پہنچنے سے کوئی قسم کی
مصیبت جو انکو پہنچے مراد ہے بعضے کہتے ہین مصیبت سے قتل مراد ہے جو عمر رضی اللہ عنہ اسکو قتل
کئے بعضے کہتے ہین مصیبت یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ انکو جنگون مین اپنے ساتھ لیجاوے
اِنْ اَرَدْنَا مین ان نافیہ ہے یعنی تیرے غیر کے پاس ہم فیصلہ کو لیجانا چاہے سو اس سے ہماری غرض نیکی

کہ احسان یعنی اسمین خصوم کی بھلائی تھی کیا واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو تو آواز
بلند کرکے بات نہین کرسکتے اور حکم جو حضرت کرتے ہین اُسمین تردد نہین کرسکتے غیر کے پاس
جائینگے تو خلاصگی سے کلام کرینگے اور آپسمین رد و بدل کرینگے اس رد و بدل مین منصف نے کوئی
بات جسمین دونون کا بھلا ہو کہیگا اور اُسمین توفیق ہوگی یعنی تخاصمین مین الفت اور دوستی ہوگی
اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کرنا ہماری غرض نہین تھی بعضون نے کہا ہے
منافق جسکو عمر رضی اللہ عنہ قتل کیا اُسکے قرابت والے آکے عرض کیے عمر کے پاس قصہ لیجانے سے ہمارا
غرض نہین تھا مگر ہمارے والے کے ساتھ احسان کرینگے اور اُسکے اور اُسکے خصم کے درمیان مصالحت
کردینگے انھون قتل کرینگے سو ہمکو معلوم نہین تھا پھر اللہ تعالی نے اُس منافق کے خون کو ہدر کیا اور
فرمایا اُولٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ یہوے لوگ ہین کہ اللہ جانتا ہے جو اُنکے دلون
مین ہے یعنی انکے دلونمین نفاق اور دشمنی اور عداوت جو ہے اسکو اللہ جانتا ہے فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا سو تو اُن سے تغافل کر اور اُنکو نصیحت کر اور
اُن سے کہہ اُنکے حق مین بات کام کی اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُنکے ساتھ تین چیز
کرنے کا امر کیا پہلا اُن سے اعراض کرنا یعنی اُن سے تغافل کرنا اور اُنکی سزا سے درگذرنا بعضے کہتے ہین
اُن سے اعراض کرنا یعنی انکی اس عذر کو قبول نہ کرنا دوسرا انکو زبان سے پند و نصیحت کرنا یعنی نفاق مگر حسد
کذب سے انکو زجر و توبیخ کرنا اور آخرت کے عذاب سے ڈرانا تیسرا انکو قول بلیغ کہنا فی انفسہم کا تعلق یا
بلیغا سے ہے اور کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یون ہے وقل لہم قولا بلیغا فی انفسہم یعنی کہہ انکو بات
ایسی جو انکے دلون مین تاثیر کرے اور اُس سے انکو خوف ہو یا اُسکا تعلق قل لہم سے ہے اور مضاف
مقدر ہے تقدیر یون ہے قل لہم فی حق انفسہم الخبیثۃ یعنی تو کہہ انکے خبیث نفسون کے اور نفاق
بھرے ہوے دلون کے حق مین قول بلیغ یا حال پڑا ہے قل لہم کی ضمیر کا تقدیر یون ہے قل لہم حال
کونکہ خالیا بہم یعنی تو انسے کہہ حال یہہ کہ وے خالی ہین اور انکے ساتھ دوسرا کوئی شریک نہین ہے
یعنی انکو پند و نصیحت خلوت مین دے علانیہ مت کہہ کیا واسطے تنہائی مین نصیحت کرنا کمال نفع و تاثیر ہے

قول مبہم سے مراد بات جو دلون مین تاثیر کرے اور جس غرض کے واسطے سخن کیا ہو اُس غرض کو پورا ادا کرے یا قول مبہم سے مراد انکو سزا کا اندیشہ بتانا مثلاً کہنا تمھارے دلون مین دغا اور مکر جو ہے اللہ تعالیٰ اسکو جانتا ہی تمھارے اور کافرون کے درمیان کچھ فرق نہین تم ظاہر مین اپنے کو مسلمان نمود کرتے ہین سو اس لئے تمکو قتل نہین کرتے اگر تم اپنے دلون کے نفاق کو نمود کروگے تو تمھارے لئے تلوار نیام سے نکلیگی بعضے کہتے ہین اعراض اور درگذر کرنیکا حکم آیۃ السیف سے منسوخ ہوا بندہ عاصی کہتا ہے کافرون سے اعراض کا حکم جو تھا آیۃ السیف سے منسوخ ہوا منافقون سے یہہ حکم منسوخ نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے ہمیشہ درگذر کرتے تھے واللہ اعلم

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ اور ہمنے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اس واسطے کہ اسکا حکم مانے اللہ کے فرمائے سے یعنی اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کرنیکا امر کیا ہو اس لئے اسکا حکم ماننا واجب ہی بعضون نے کہا باذن اللہ کی معنی اللہ تعالیٰ کے علم وقضا سے یا اُسکی توفیق سے پھر رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہی اور رسول کی معصیت اللہ کی معصیت ہے اب آیت کی معنی یون ہونگی ہم کوئی رسول کو نہین بھیجے مگر اُسکی اطاعت اُن پر کہ جن کی طرف بھیجا گیا ہو فرض کئے ای محمد تیری اطاعت بھی اُنپر کہ تو جنکی طرف مرسل ہو فرض ہو اُسمین تبیخ اور سرزنش ہو اُنکو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانے اور طاعت کے حکم پر راضی ہوے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا اور مقرر اگر یہہ لوگ جسوقت اپنے جی پر ستم کئے تھے آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا انکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان یعنی جو لوگ طاعت کے پاس چکوتی کو جانے کے سبب سے گناہگار ہوئے اور اپنا بُرا کرلئے اپنے نفاق سے توبہ کرتے اور انکے پاس جانے سے نادم ہوتے اور اللہ سے استغفار کرتے اپنے گناہ کی معافی چاہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ سے اُنکی بخشایش کا سوال کرتے تو اللہ اُنکے گناہ بخشتا اور اُنپر رحم کرتا معلوم کیجیے یہان جاؤک کے دیکھتے واستغفرت لہم کہنا تھا لیکن خطاب کے صیغے کو چھوڑکے غایب کا صیغہ لیا اور فرمایا واستغفر لہم الرسول اسکو اہل بلاغت التفات کہتے ہین اسطور پر التفات کرنے سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اجلال اور تعظیم بوجھے گئی اور حضرت کے استغفار کی تعظیم نکلی اور وے
لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو ایسے شخص کے پاس گئے
کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت سے مشرف کیا ہی اور اپنے اور اپنے خلق کے درمیان انکو
شفیع یعنی سفارشی بنا کے کھڑا کیا ہے جو شخص اس منصب کا ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی شفاعت رد
نہین کرتا معلوم کیجئے یہان ایک سوال وارد ہوتا ہی تقریر سوال کی یہہ ہی کہ کوئی شخص اپنے
گناہ سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور توبہ کی صحت کے شروط جو ہین وے
پائے جاوین تو توبہ مقبول ہی پھر انکے استغفار کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کو
ضم کرنے مین کیا فایدہ ہے امام رازی نے اسکے تین جواب دیا ہے پہلا جواب یہہ ہے
ان لوگون کا طاغوت کے پاس جکو انکے واسطے جانا اللہ تعالیٰ کے حکم کا خلاف تھا اور اسمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بے ادبی تھی اور حضرت کے دل کو رنج پہنچتا تھا جسکی گناہ
اس ڈھب کی ہو اس گناہ کا یہ واجب ہے کہ اول اس غیر سے التجا کرے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے التجا کرنیکا حکم ہوا دوسرا جواب یہہ ہے وے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے
راضی نہین ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمردی اور سرکشی کرنا انکا ظاہر ہوا یہہ لوگ
جب توبہ کرین تو اس تمردی کو دفع کرنیوالی چیز اس توبہ کیواسطے واجب ہوئی وہ چیز کچھ نہین مگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکے حضرت سے اپنے لئے استغفار طلب کرنا تیسرا
جواب وے لوگ آپ ہی توبہ کرتے تو شاید اسمین کچھ خلل ہو کہ جس سے توبہ مقبول ہووے جب اسکے
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار ضم ہووے تو توبہ قبول ہونیکا استحقاق پیدا کیا تنبیہ
اس آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا سنت اور قربت ہونیکی دلیل ہی کیا واسطے
اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے استغفار کرنے پر اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اسکے لئے استغفار کرنے پر ترغیب دی ہے یہہ اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات
مین وارد ہوا ہے لیکن حضرت کی تعظیم کے واسطے حضرت کی وفات سے یہہ رتبہ منقطع نہین ہوتا کیا

آیت مین اللہ تعالیٰ کو توابِ رحیم پانا تین امر پر موقوف رکھا ہے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آنا دوسرا استغفار کرنا تیسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے لئے استغفار کرنا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے پاس آکے جو شخص استغفار کرے اُسکو یہ تینون چیز حاصل ہوتے ہین اوپر کے دو امر
یعنی آنا اور استغفار کرنا بدیہی امر ہے تیسرا امر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے لئے استغفار کرنا
یہ بھی حاصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات یعنی بخشش مانگ
تیرے گناہ کیواسطے اور مومنین اور مومنات کیواسطے اس امر کے موجب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنے
مومنین اور مومنات ہین اُن سبکے واسطے استغفار کیے عاصم بن سلیمان نے جو تابعین مین تھا عبداللہ
بن سرجس رضی اللہ عنہ کو جو صحابی تھے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے واسطے استغفار کیے
ہین تو عبداللہ بن سرجس نے کہا ہان میرے واسطے استغفار کیے اور تیرے واسطے بھی استغفار کیے بعد عبداللہ
اس آیت کو پڑھے واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے تمام مومنین
اور مومنات کیواسطے استغفار کرنے کو عبداللہ بن سرجس اس آیت کو دلیل گردانے سو سب مومنین
اور مومنات کیواسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا اس آیت سے ثابت ہوا پھر کوئی مومن حضرت
کی قبر کے پاس آیا اور استغفار کیا تو تینون امر جن پر اللہ تعالیٰ نے توبہ کا قبول کرنا اور رحمت کرنا
معلق کیا تھا پائے گئے آیت سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار شخص کی استغفار کے بعد ہونا
بلکہ آیت مین اس بات کا احتمال ہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے غرض جو ہے
اُسکے نظر کرتے حضرت کی استغفار اُسکی استغفار سے مقدم ہونا یا موخر ہونا دونون برابر ہین
کیواسطے اُسکے آنے سے اور استغفار کرنے سے وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار مین
داخل ہونا مقصود ہے اہل تاویل کی احتیاج اس تقدیر پر ہے ہم استغفر لہم الرسول کا عطف استغفروا
اللہ پر کرینگے اگر استغفر لہم الرسول کا عطف جاؤک پر لیوین تو اس تاویل کی احتیاج نہین یہہ
سب تقدیر اُس صورت مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد کسی کے واسطے استغفار نہین
کرتے لیکن ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر مین زندہ رہنا اور اپنی

امت کیواسطے استغفار کرنا دلایل سمعیہ سے ہمارے پاس ثابت ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا
جب ثابت ہوا اور حضرت کو اپنی امت پر کمال شفقت اور رحمت کرنا بالضرورت معلوم ہو پھر
کوئی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوا حضرت کے پاس آوے تو حضرت اُسکے واسطے استغفار کرنیکو
ترک نہ کرینگے غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس استغفار کرتا ہوا کوئی شخص آوے تو اُسکے لئے
تین امر جو آیت مین ہین وے سب اُسکو حاصل ہونگے خواہ حضرت کی حیات مین آوے یا وفات کے بعد
یہہ آیت اگرچہ معین لوگون کے حق مین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے نازل ہوئی ہو لیکن
اُسکی علت کے عموم کے نظر کرتے جسمین یہہ وصف پایا جاوے اُسکو شامل ہو گی خواہ حضرت کی حیات
مین ہو یا وفات کے بعد اس واسطے عُلما اس آیت کو عموم پر محمول کرکے کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر کے پاس آنے والے کے حق مین اس آیت کی تلاوت کرنا اور استغفار کرنا مستحب ہے
عتبی کی حکایت جسکو ہم اب بیان کرینگے اس باب مین مشہور ہے اس حکایت کو چارون مذہب کے
عُلما اپنے مناسک کے کتابون مین اور مورخان اپنے تاریخون مین ذکر کئے ہین اور اُسکو مستحسن رکھے
ہین اور اسطور سے استغفار کرنیکو زیارت کے آداب مین شمار کرتے ہین وہ حکایت
اس طور پر ہے محمد بن عبد اللہ العتبی نے جو سفیان بن عیینہ کا شاگرد تھا کہا مین مدینہ کو آیا اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرکے قبر کے مقابل مین بیٹھا کہ اس مین ایک اعرابی نے آکے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑے ہوکے عرض کیا ای خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر سچی
کتاب نازل کی اور اس کتاب مین کہا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا مین آپکے پاس اپنے گناہونکا استغفار اپنے پروردگار سے کرتا
ہوا آیا ہون اور آپ کو شفیع کیا ہون پھر رو دیا اور یہہ بیتین پڑھین ؎ یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ
بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ۔ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ ۔ نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ ۔ فِیْهِ الْعَفَافُ
وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ ۔ یعنی اے بہتران مین کے جو دفن ہوئے ہین زمین مین اُسکے ہاڑ جسکی پاکیزگی
سے زمین اور ٹیلے پاک ہوئے میری جان فدا ہے قبر پر کہ جسمین آپ رہتے ہو اُس مین پاکدامنی

اور بخشش اور کرم ہے پھر استغفار کرکے چلا گیا عتبی کہتا ہے جب مین سویا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
بخواب دیکھا مجھکو فرمائے اس شخص سے جلکے خوشخبری دے کہ میری شفاعت سے اللہ تعالیٰ نے تجھکو بخشا
مین بیدار ہوکے اُسکو ڈھونڈھتا گیا لیکن اُسکو نہین پایا غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تُربت کی
زیارت کرنا اور اُسکے واسطے سفر کرنا مستحب ہونے پر سب کا اجماع ہے چارون مذہب کے ائمہ کا
اس بات پر اتفاق ہے بلکہ بعضے زیارت کے وجوب کے قایل ہین اس مین کسی کو خلاف نہین تھا مگر ابن
تیمیہ نے اپنی شومی سے اُسمین سخن کیا اور اسکو بدعتون مین شمار کیا ہے محققین جیسے تقی السبکی و ابن
حجر مکی وغیرہ نے اُسکی رد مین رسالے تصنیف کئے ہین اور شیخ عزالدین بن جماعہ نے کہا کہ ابن تیمیہ
کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اور اسکو رسوائی کا لباس پھنایا پیش از چند روز کے دیار عرب مین اہل بدعت
کا ایک فرقہ نجد کے شہرون سے ترقی پایا تھا جنکو وہابیہ کہتے ہین ابن تیمیہ کے قول کو تائید کے سلطان روم
کی کوشش سے اُس فرقہ کی شوکت زایل ہوئی مگر چند روز سے ہند کے بعضے گمراہ لوگ بدعتی
نیا مذہب جو اختراع کئے ہین کہتے ہین زیارت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانا اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر کے پاس دعا کرنا اور اُس سے تبرک کرنا شرک مین داخل ہے اور کہتے ہین کہ
اسمین کچھ فرق نہین خواہ پیر ولی کی قبر ہو یا نبی کی تقی السبکی کہتا ہے اُنکا یہہ کلام باطل ہونا ہمارے
پاس یقینی ہے دین کے معلومات سے اور سلف صالحین کی سیرت سے یہہ بات ثابت ہی بعضے صلحای
اموات سے تبرک جایز ہے تو انبیا اور مرسلین سے تبرک کیونکر جایز نہوگا جو دعوی کرتا ہے انبیا کے
قبور اور دوسرے مسلمانون کے قبور سب برابر ہین تو اُسنے بہت بڑا امر کہا اس شخص کا کلام باطل
اور اُسکی خطا ہمارے پاس یقینی ہے اُس نے نبی کے رتبہ کو گھٹاکے دوسرے مسلمانون کے برابر جو کیا ہی یقیناً
کفر ہے کیا واسطے جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ کو جو واجب ہے گھٹا دیا تو مقرر کافر ہوا اگر
اُسنے کہا اسمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ کی گھٹاؤ نہین ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعظیم
واجب ہے اُس سے افزود تعظیم کرنے سے منع ہے تو ہم کہینگے یہہ تیری نادانی اور بے ادبی ہے
کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مین اور موت کے بعد اس سے یعنی قبر کے پاس جانے

دعا وغیرہ کرنے سے بڑھکے تعظیم کے مستحق ہین جسکے دل مین ایمان ہو اسکو اس امر مین شک
نہین انتہی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي
أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا پھر قسم ہے تیرے رب کی وے مومن نہونگے
جب تک تجھی کو منصف کرینگے جھگڑے مین جو اُٹھے آپسمین پھر نہ پاوین اپنے جی مین خفگی تیری حکومتی
سے اور قبول رکھین مان کر یعنی جو لوگ اپنے کو مومن کہلاتے ہین وے لوگ آپسکے جھگڑے مین جب تک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف نکرینگے اور حضرت کے حکم پر دلمین کچھ شک نہ لائینگے اور حضرت
کے حکم کو نہ مان لینگے وے مومن نہین اس آیت کی شان نزول کو عبدالرزاق اور امام احمد اور عبد بن حمید
اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم
اور ابن حبان اور بیہقی زہری کی طرق سے روایت کیے ہین اس نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی
ہے وہ اپنے باپ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میرے اور ایک انصاری کے جو بدر مین
حاضر ہوا تھا حرے کے شراج مین یعنی پانی کے نالے مین جو حرے کی جانب سے آتا تھا اور ہم دونون
اپنے خرمابن کو اس نالے کا پانی باندھتے تھے قضیہ ہوا انصاری نے کہا پانی کو چھوڑ دو تا میری زمین
مین آوے زبیر اسکو نہ مانے پھر دونون ملکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم زبیر کو کہے تم اول اپنی زمین کو پانی باندھ لو بعد تمھارے ہمسایہ والے کیواسطے چھوڑ دو انصاری
غصہ ہوکے کہا زبیر اکی پھپی کا فرزند ہونے سے ایسا حکم کیے اس بات سے چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا سرخ ہوا اور فرمائے اے زبیر تم اپنے جھاڑو تک پانی باندھو پھر پانی کو روکے رکھو یہان تک جذر کو
یعنی آلون کی مینڈ کو پہنچے اُسکے بعد تمھارے ہمسائے والے کو پانی چھوڑو پہلے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم زبیر کو ایسا ارشاد کیے تھے کہ جس سے انصاری کو بھی فایدہ پہنچے انصاری جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ مین لایا تو زبیر کو انکا پورا حق لینے کا امر کیے زبیر رضی اللہ عنہ کہے مجھکو
ایسا خیال ہے کہ یہہ آیت اسی مین نازل ہوئی فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم الآیہ معلوم
کیجیے زبیر سے جو روایت آئی ہے اُسکے اکثر طریقون مین آیت اسی مقدمہ مین نازل ہونیکا شک ہے

ابن جریر اور طبرانی اس قصہ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کئے ہین انکی روایت مین یہہ آیت اسی قصہ مین نازل ہونے پر جزم ہے بعضون نے کہا اوپر کی آیت جسکے قصہ مین نازل ہوئی ہے یہہ آیت بھی اُنھین کے قصہ مین نازل ہوئی ہے فلا وربک مین لا کا لفظ اوپر کے کلام کو رد کرنیکے واسطے ہے اسکی تقدیر یون ہے فلیس الامر کما یزعمون من انہم امنوا بما انزل الیک یعنی وے جو کہتے ہین تیرے پر جو نازل ہوا ہے اُسپر ہم ایمان لائے سچی بات نہین وربک کا جملہ مستانفہ ہے یہہ قول ابن جریر طبری کا ہے بعضے کہتے ہین یہہ لا قسم کی تاکید کیواسطے ہے قسم پر نفی کو مقدم کیا اُسکے بعد تاکید واسطے لا کو لا یؤمنون مین زیادہ کیا بعضے کہتے ہین حرف لا مین اور اسکے منفی یعنی یومنون کے درمیان قسم کو لایا ہے اور لا یومنون کا لا زایدہ ہے تقدیر یون ہے فلا یومنون وربک بعضے کہتے ہین پہلے لا کو قسم کی معنی کی تاکید واسطے زیادہ کیا اور لا یومنون قسم کا جواب ہے اصل مین اسطرح ہے فوربک لا یومنون یہہ قول زمخشری کا مختار ہے غرض یہہ اللہ تعالی کی طرف سے قسم ہے کہ وے لوگ ایمان سے متصف نہونگے جبتک تین شرط اُنمین نہون پہلی شرط حتی یحکموک فیما شجر بینہم یعنی تجھکو منصف کرنا اس امر مین جو اُن مین چلتا ہے شجر کی معنی اختلاف اور التباس اور اختلاط کی ہے یعنی ایک مین ایک داخل ہونا درخت کے شاخ ایک دوسرے مین داخل ہونے اور اختلاط کرنے سے اسکو شجر کہنے لگے فیما شجر بینہم سے اُمور ہین جو وے آپسمین اختلاف کرتے ہین یا وہ امر ہے جس کا حکم اُن پر مشکل ہوا اس شرط سے معلوم ہوا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف کرنے پر راضی نہوگا تو وہ مومن نہین اس سے یہہ نکلا جو شخص شرع کے حکم پر راضی نہو وہ مومن نہین دوسری شرط ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم کئے ہین اس حکم سے اسکے دل مین رکاوٹ نہ آنا یا اس حکم مین اسکو شک نہ آنا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر راضی ہونا امام فخر رازی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی رضامندی کبھی ظاہر مین ہوتی ہے اور دل مین رضامندی نہین رہتی ایت سے معلوم ہوا مومن ہونیکے واسطے دل سے ہونا ضرور ہے لیکن دل کی میلان اور نفرت آدمی کے اختیار مین نہین جب دل کی رضامندی

کو شرط لگائے تو محال کی تکلیف لازم آتی ہے اس سے معلوم ہوا آیت سے یہہ مراد نہین بلکہ آیت سے
مراد یہہ ہے اُسکے دل مین جزم اور یقین حاصل ہو نا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ کئے ہین وہی حق
ہے اور فیصلہ برابر ہے انتہی بندۂ عاصی کہتا ہی فیصلہ سے دل مین رکاوٹ دو وجہ سے ہوتی ہے ایک وجہ
یہہ ہے فیصلہ اپنی طرف ہی ہونا تھا حق میرا ہی ٹھہرنا تھا دوسری وجہ یہہ ہے منصف نے فیصلہ جو کیا سو
اس نے حق کی رعایت نہین کیا رشوت سے یا طرفداری سے ناحق فیصلہ دیا پہلی وجہ سے رکاوٹ جو ہوتی
ہے وہ طاقت بشری سے خارج ہے اس پر مواخذہ نہین دوسری وجہ سے رکاوٹ جو ہوتی ہے
وہ امر اختیاری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کوئی شخص دل رشوت لئے یا خصم کی
خاطر سے فیصلہ دئے کر کے شک لایا تو کافر ہوا تیسری شرط و یسلموا تسلیما ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کے مطیع ہونا اور اُس سے منہہ نہ موڑنا یا جس چیز مین جھگڑا کئے ہین اسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سپرد کرنا معلوم کیجئے دل سے جو شخص جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کئے
سو حق ہے لیکن عناد سے یا سرکشی سے اس حکم کو قبول نہین کیا اس کے بیان کیواسطے اللہ تعالےٰ
نے فرمایا کہ ایمان کے واسطے دل مین جیسا یقین کرنا ضرور ہے ویسا ہی ظاہر مین اس حکم کی تسلیم
کرنا ضرور ہے وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ
مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ اور اگر مقرر ہم لکھتے اُنپر کہ مار ڈالو تم اپنی جانون کو یا چھوڑ نکلو تمھارے
گھرون سے تو اسکو کوئی نکرتے مگر تھوڑے انمین سے لکھنے سے اُنپر فرض کرنا مراد ہے ما فعلوہ کی ضمیر مکتوب کی
طرف جو دو امرین سے یعنی قتل اور خروج مین سے ایک ہی اُسکی طرف پھرتی ہے اور علیہم کی ضمیر یا
منافقین کی طرف پھرتی ہے یہہ قول ابن عباس اور مجاہد کا ہے یعنی اگر ہم ان منافقون پر اپنے کو ہلاک
کرنا یا گھر چھوڑ کے نکلنا فرض کرتے تو چند لوگ اسکو عمل مین لاتے یعنی منافقون سے بعضے ریا اور سمعے کی
راہ سے کرتے اسوقت اُنپر بہت مشکل پڑتی اور انکا کفر ظاہر ہوتا اس مشکل کو چھوڑ کے آسان
چیز ہم اُنپر فرض کئے ہین انکو لازم ہے نفاق کو چھوڑنا اور خلوص کی راہ سے ایمان کو قبول
کرنا یا علیہم کی ضمیر مطلق لوگون کی طرف پھرتی ہے اسمین منافق اور انکے غیر سب داخل ہین

یعنی لوگون پر اگر ہم قتل اور گھرون سے نکلنا فرض کرتے تو چند لوگ اسکو عمل مین لاتے ابن جریر اور ابن ابی حاتم سدی سے روایت کیے مین کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی مین آپسمین فخر کرنے لگے یہودی نے کہا واللہ خدا تعالیٰ نے ہمارے پر اپنے جانون کا قتل فرض کیا سو ہم اپنے کو قتل کیے ثابت کیے واللہ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے پر قتل فرض کیا تو ہم بھی اپنے کو مارلینگے پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا بعض روایتون مین آیا ہے کہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد عمار بن یاسر ابن مسعود اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کہے واللہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو ہلاک کرنیکا حکم کیا تو ہم اپنے کو ہلاک کرلینگے اللہ کو حمد ہے کہ اُس نے ہمکو عافیت دی یہہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی حضرت فرمائے میری امت مین چند لوگ ایسے ہین کہ ایمان انھون کے دلونمین پہاڑون سے زیادہ استوار ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا اور اگر مقرر دے کرین جو انکو اُسکی پند دی جاتی ہے تو البتہ اُنکے حق مین بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہون دین مین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنیکی اور اُنکے حکم پر راضی ہونیکی تکلیف جو لوگون کو ہم دیتے ہین اسکو اگر وے لوگ بجا لائینگے تو انکو دنیا اور آخرت کی خوبی ملیگی اور انکا ایمان نہایت استوار ہوگا معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ نے تکلیف کو وعظ کے لفظ سے تعبیر کیا کہ مدعا اسکے اللہ تعالیٰ کے اوامر اور احکام وعد اور وعید ثواب اور عقاب کے ساتھ ملے ہوئے ہین جو احکام ایسے ہون تو انکو وعظ کہتے ہین وَاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّا اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اور اسوقت البتہ ہم دین اُنکو اپنے پاس سے بڑا ثواب لفظ اِذًا کا جواب ہے مقدر سوال کا جو سابق کی آیت سے مفہوم ہوتا ہے گویا کسی نے کہا اس خوبی اور ثابت ہونے سے کیا ہوگا تو بولا انکو ہم بڑا ثواب دینگے اور راہ راست پر چلا دینگے معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ اس آیت مین اس اجر کی کمال عظمت کی طرف اشارہ کیا اسکا بیان یون ہے اللہ تعالیٰ نے اس دینے کو تعظیم کے صیغے سے جو اتینا ہم ہے ذکر کیا بعد بھی من لدنا کرکے اسی تعظیم کے صیغہ سے کہا جاوے جو حکیم بخشش کا وعدہ کرے اور اسکو تعظیم کے صیغہ سے بیان کرے تو اس بخشش کی عظمت

وَرُدْ ۵۲

دلالت کرتا ہی علی الخصوص جب اُسکو اپنے پاس سے دینے کا وعدہ ہو تو اسمین کمال بیانے پر دلالت ہی پھر اس اجر کو عظمت سے وصف کرنے مین کمال مبالغہ ہوا کیا واسطے جو کوئی سب بڑون کا بڑا ہو اور اپنی بخشش کو بڑپن کے وصف سے ذکر کرے تو وہ اجر نہایت جلیل اور بڑا ہوگا جسکے وصف مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہشت مین ایسے نعمتین ملینگے کہ جنکو نہ کوئی آنکھ دیکھی اور نہ کوئی کان سُنا اور نہ کسی بشر کے دل مین خطور کیا وَلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا اور البتہ چلا دین ہم اُنکو سیدھی راہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین صراط مستقیم سے دین اسلام مُراد ہی معنی یون ہے اُنکو ہم دین اسلام کی راہ بتلا دینگے بعضون نے کہا صراط مستقیم سے پل صراط مُراد ہی قیامت کے دن جس پر سے چلکے بہشت مین جائینگے معنی یون ہے اسکو نیک عمل کرنیکی ہم توفیق دینگے جن اعمال کے کرنے سے پل صراط پر گذریگا وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ اور جو شخص چلے حکم پر اللہ کے اور رسول کے سو وے اُنکے ساتھ ہین جن پر اللہ نے اپنی نعمت دی یعنی جنکو اللہ نے نوازا پیغمبرون اور صدیقون اور شہیدون اور نیک بختون سے اس آیت کی شان نزول کو طبرانی اور ابن مردویہ اور ابونعیم حلیہ مین اور ضیاء المقدسی صفۃ الجنہ مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کیے ہین کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ آپ میرے پاس میری جان سے زیادہ دوست ہین آپ میرے پاس میرے بچون سے زیادہ دوست ہین مین اپنے گھر مین رہا تو آپکو یاد کرکے صبر کرتا ہون کیا واسطے آکے آپکو دیکھتا ہون جب مجھکو میری موت کا اور آپکی موت کا یاد آتا ہی تو مین سمجھتا ہون کہ آپ جب جنت مین جائینگے تو بالا ہونگے انبیا کے ساتھ رہینگے مین بہشت مین جاؤنگا تو اندیشہ ہی کہ مین آپکو نہ دیکھون نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کچھ جواب نہین دیئے پھر جبرئیل علیہ السلام اس آیت کو لیکے آئے ومن یطع اللہ والرسول الآیہ ضیاء المقدسی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے طبرانی اور ابن مردویہ شعبی کی طریق سے وہ ابن عباس سے یون روایت کیا ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ مین اپکو دوست رکھتا ہون آپ جب یاد آتے ہین تو آکے دیکھتا
ہون اگر نہ دیکھون تو میری جان نکل جائیگی جب مین بہشت مین جاؤنگا تو آپسے کم مرتبے مین ہونگا
یہہ مجھ پر نہایت شاق ہوتا ہے مجھکو یہہ آرزو ہے بہشت مین آپکے درجے مین رہون نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اُسکو کچھ جواب نہین دیئے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی سعید بن منصور اور ابن المنذر
شعبی سے اس قصّے کے مانند مرسل روایت کئے ہین اُنکی روایت مین آیا ہے وہ شخص انصار سے
تھا بعضے روایتون مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہے اور بعضے روایتون مین آیا ہے
انصار کے چند لوگ کہے واحدی نے اسباب النزول مین کلبی سے اور ثعلبی بغیر سند کے نقل کئے
ہین کہ ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مولی تھا حضرت سے نہایت محبت رکھتا تھا حضرت
کو بن دیکھے اسکو چین نہین ہوتی ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اُسکا رنگ
بدل گیا چہرے سے آثار غم کے نمود ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے پوچھے کیا واسطے تیرا رنگ بدل گیا
ہے کہا یا رسول اللہ مجھکو نہ کچھ بیماری ہے نہ کچھ درد ہے مگر آپ کو نہین دیکھا تو مجھکو نہایت غم
ہوتا ہے جب دیکھا تو مجھکو تسکین ہوتی ہے جب مین آخرت کا حال یاد کرتا ہون تو مجھکو یہی اندیشہ
آتا ہے کہ شاید مین آپکو نہ دیکھون کیا واسطے آپ انبیا کے ساتھ علیین مین رہینگے مین اگر بہشت
مین گیا تو بھی میری جگہ آپسے نیچے رہیگی اگر بہشت مین نہین گیا تو آپ کو بالکل نہ دیکھونگا اس سے
مجھکو نہایت خوف ہوتا ہے تب یہہ آیت نازل ہوئی یہہ آیت کسی کے شان مین نازل ہو لیکن
غرض اس سے طاعت پر ترغیب دینی ہے اوپر کی آیت مین طاعت کرنیکی ترغیب دیا اسی
کی تاکید واسطے اس آیت کو ذکر کیا جو شخص اللہ تعالی کی اور اُسکے رسول کی اطاعت کریگا تو
بلند مرتبون کو پہنچیگا اللہ کی اطاعت سے مراد اُسکے اوامر کو بجا لانا اور منہاہی سے باز رہنا رسول کی
اطاعت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُنن جو مقرر کئے ہین اُسی پر چلنا اس آیت کی جزا یہ
ہے کہ وہ شخص انبیا کے ساتھ رہیگا معلوم کیجئے انبیا کے ساتھ رہنے سے اُنکے درجہ مین ہونا اور
مرتبہ دونون کا برابر ہونا مراد نہین کیا واسطے درجہ برابر ہوا تو فاضل اور مفضول مین برابری

ہونا لازم آتا ہی یہہ تو جایز نہین بلکہ مراد یہہ ہے جنت مین پر وہ اُٹھ جایگا اور انکو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رویت میسر ہو گی اگرچہ مکان بعید ہو اسکی تفصیل یہہ ہے ایک دوسرے کو دیکھنا چاہا اور اسکی ملاقات کی خواہش کیا تو اسکی رویت میسر ہو گی کیا واسطے ارواح کا تعلق کامل ارواح کے ساتھ دنیا مین نہایت محبت کے سبب سے جب کامل ہو گا اور اس عالم کو چھوڑ کے عالم آخرت کو پہنچینگے تو روحانی تعلق انکا ویسا ہی باقی رہیگا ان ارواح کی صفائی آئینون کے مثال ہو گی ایک آئینہ کے مقابلہ مین دوسرا آئینہ جب ہوتا ہی تو ایک کا عکس دوسرے مین پڑتا ہی ایک کی شعاع دوسرے مین نمود ہوتی ہے اور آئینون کی روشنائی اس سے دوچند ہو جاتی ہے ایسا ہی یہہ ارواح تقوے اور مجاہدے سے یعنی اللہ تعالی کی اور رسول کی اطاعت سے صیقل اور جلا حاصل کئے تھے اور جسمانی پردہ جو حایل تھا موت سے مرتفع ہو گیا تو اللہ تعالی کے جلال کے انوار کا پرتو اُن پر پڑتا ہے ایک روح کا عکس دوسرے روح پر پڑنے سے اسکے انوار کو کمال ہوا ناقص ارواح کو اس علاقۂ روحانی کے سبب سے کمال حاصل ہوا پھر ایک دوسرے کو دیکھنے لگا اگرچہ دونون مین فاصلہ رہے یہہ لوگ انبیا کے ساتھ رہتے ہین سو انبیا کے ساتھ دوسرے تین قسم کو ذکر کیا پہلی قسم صدیقین ہے وہ جمع صدیق کی ہے مبالغے کا صیغہ ہے اسکی معنی نہایت راست گو اُس سے مراد وے لوگ ہین جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کو اختیار کئے اور انکے بعد اُنکے طریقہ پر قایم رہے بعضے کہتے ہین صدیق وہ جو دین کے سب احکام کی ایسی تصدیق کرے کہ جسمین بالکل شک نہو اس آیت مین صدیقین سے افاضل صحابہ مراد ہین جیسے ابی بکر رضی اللہ عنہ کہ اس امت مین صدیق انھین کا لقب ہی دوسری قسم شہدا ہین یہہ وے لوگ ہین جو راہ خدا مین اپنی جان دئے ہین بعضے کہتے ہین ان سے شہدای احد مراد ہین بعضے کہتے ہین شہدا وے لوگ ہین جو اللہ تعالی کے دین کی صحت پر گواہی دیتے ہین اور اسکو دلیل وبیان سے یا سیف و سنان سے قایم کرتے ہین امام رازی نے اسی کو ترجیح دی ہے تیسری قسم صالحین ہین وہ جمع صالح کی ہے صالح اسکو کہتے ہین نیکیون مین اس کا ظاہر اُسکے باطن کے مساوی ہو بعضے کہتے ہین صالح وہ جسکا عقیدہ صواب پر ہے اور سنت وطاعت پر عمل کرے بعضے کہتے ہین صالح وہ جو اللہ تعالی کے اور اُسکے بندگان کے حقوق پر قایم رہے صالحین سے وہ صالح مراد ہین کہ جن مین اوپر ذکر کیا سو صفات نہ رہے ان چار قسم کو

اللہ تعالیٰ نے علی الترتیب ذکر کیا انمین کی ہر صفت اپنے بچے کی صفت کے دیکھتے خاص ہے علم وعمل کے دیکھتے
منزلے جو ہوتے ہین ان منزلون کے مطابق ان چار قسم کو ذکر کیا انکی متابعت کرنے پر عوام کو رغبت دیا
اول انبیا کو ذکر کیا جو کمال علم وعمل سے مراد کو پہنچے اور کمال کے حد سے بڑھکے تکمیل یعنی غیر کو کامل کرنیکے درجہ کو
پہنچے انکے بعد صدیقون کو ذکر کیا جنھون کے نفس دلایل اور حجتون کو تامل کرنے سے اور ریاضت و مجاہدے کو
اختیار کرنے سے اوج عرفان کو پہنچے اور اشیا کے حقایق کو دریافت کرکے انکی سچی خبر دئے انکے بعد شہدا
کو ذکر کیا جنھون نے طاعتون کو کمال حرص سے ادا کیا حق کو قایم کرنیکے واسطے نہایت کوشش کی اللہ تعالے
کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اپنے جان عزیز کو کھو دئے سب سے اخیر صالحین کو ذکر کیا کسواسطے کمال کا مرتبہ جو تھا
وہان تک پرواز کرنے سے قاصر ہوے لیکن اپنی عمر کو اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی مین صرف کئے اور اپنے
مال کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے مین خرچ کئے وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا اور خوب ہے انکی رفاقت
اولٰئک کا اشارہ اوپر کے چاردن قسم والون کی طرف ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین رفیق
ماخوذ رفق سے ہے رفق کی معنی نرمی اور مہربانی کرنا ساتھی کو رفیق کہے کیا واسطے اُسکے ساتھ نرمی ومہربانی
کیا کرتے ہین رفیق باوجود صفت جمع کی ہوتے ہوے یہان اُس کو مفرد لایا کیا واسطے رفیق کا لفظ مفرد اور جمع دونون کا اطلاق
یا اولٰئک سے ان قسمون کا ہر ہر فرد مراد ہے تو رفیق کو مفرد لانے سے کچھ اشکال نہین آتا لفظ رفیقا کا تمیز ہے یا حال ہے اگر حال ہے تو رفیقا کو رفقاء کی
تاویل کرنا معلوم کیجیے اس جملہ مین تعجب کے معنی جو ہین گویا یون کہا ما احسن اولٰئک رفیقا یعنی وے انبیا وغیرہ کیا
خوب رفیق ہین یعنی یہ انبیا وغیرہ اس شخص کے ساتھ نہایت محبت اور دوستی سے رہینگے جیسا کوئی
شخص اپنے رفیق کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور اسکو دیکھنے سے خوش ہوتا ہے مسلم اور ابو داؤد اور
نسائی ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین شب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
رہتا سو حضرت کے وضو کا پانی اور ضروری چیزین لاکے دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو کہے
کچھ مانگ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین بہشت مین آپکی رفاقت چاہتا ہون حضرت فرمائے اور کچھ
چاہ مین نے کہا یہی چاہتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا ہو تو سجدے بہت کرکے اپنے نفس
پر مجھکو اعانت کر یعنے نمازین بہت پڑھکے اپنی ذات سے میری اعانت کر امام احمد نے عمرو بن مرہ الجہنی

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ میں
اللہ ایک ہو اور آپ اللہ کے رسول ہیں سو گواہی دی اور پانچ نماز پڑھتا ہوں اور میرے مال کی
زکوٰۃ ادا کی اور رمضان کے روزے رکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو اس پر مریگا
تو قیامت کے دن انبیا اور صدیقین اور شہدا کے ساتھ رہیگا اس طور سے اور اپنے دو انگلیاں اٹھا کے
بتلائے جب تک کہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ یہ فضل ہو اللہ
کی طرف سے ذٰلِكَ کا اشارہ ثواب کی طرف ہو جو اوپر گذرا یعنی طاعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ
جو بڑا ثواب دیتا ہو اور اُنکے مرتبہ بلند کرتا ہے سو اُن مرتبوں کو اپنی طاعت کے سبب سے نہیں پہنچے
بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُسکی رحمت سے حاصل کئے کیا واسطے مطیع کو ثواب دینا اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب
نہیں ثواب دینا محض اُسکے فضل سے ٹھہرا قطع نظر اسکے اطاعت کی توفیق محض اللہ کے فضل پر موقوف
ہے اس سے معلوم ہوا کہ ثواب ملنا بھی اسی کے فضل سے ہو کیا واسطے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں بندوں کو
جو عطا کرتا ہو اُسکو انتہا نہیں اُن نعمتوں کا شکر بجا لانا اور اُسکے بدلے اللہ تعالیٰ کی طاعت کرنا واجب ہے
جب طاعتیں اُن گذشتہ نعمتوں کے مقابلے میں واقع ہوئے تو آیندہ کیواسطے ان طاعتوں کا کچھ ثواب باقی
نہیں رہا تو معلوم ہوا ثواب محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہو بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کسی کو اُسکا عمل بہشت میں ہرگز داخل نہیں کرتا صحابہ نے
یا رسول اللہ نہ آپکو بھی تو فرمائے نہ مجھکو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھکو غریق اپنی رحمت اور فضل کا کرے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا اور اللہ بس ہے خبر رکھنے والا اوپر کے مطلب کو جو طاعت پر ترغیب تھی
اُسکی تاکید واسطے اس جملہ کو ذکر کیا اس کا واقع ہونا اس جگہہ نہایت حسن و بلاغت رکھتا ہو
کیا واسطے اس نے اللہ تعالیٰ نے ہمکو آگاہ کیا کہ حق جل شانہ بندوں کی طاعت کی کیفیت اور
اونکو جزا دینا اور اُنپر تفضل کرنا سب جانتا ہو یہہ بات جب معلوم ہوئی تو مکلف کو طاعت کرنے
پر ترغیب ہوگی اُسمیں قصور کرنے سے احتراز کریگا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ ع ۷
فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا اے ایمان والو کرو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو ٹکڑی

ٹکڑی یا کوچ کرو سب اکٹھے حذر حاء مہملہ کی کسر اور ذال معجمہ کی سکون سے مصدر ہے اسکی معنی بچاؤ کرنا پرہیز کرنا آمادہ ہونا بیدار رہونا خذوا حذرکم کی لفظی معنی یون ہے تم اپنی بچاؤ کو لو اس سے مراد یہہ ہے تم اپنی خبرداری کرو دشمن سے اپنے تئین بچاؤ اسکو اپنے اوپر مسلط ہونے دو حذر کو اِلہ کے منزلہ مین جس سے اپنی جان کو بچاتے ہین ٹھہرا کے مبالغہ کی راہ سے اسکو کر لو کرکے فرمایا بعضون نے کہا یہان حذر سے ہتیار مراد ہے یعنی تم اپنی ہتیار کو ساتھ لو سلاح کو حذر کہے کیونکہ اسکے سبب سے بچاؤ ہوتا ہے کہتے ہین خذوا حذرکم کی معنی احذروا کم یعنی اپنے دشمن سے ڈرتے رہو یہہ معنی بھی اوپر کی معنی یعنی ہتیار کی معنی کی طرف رجوع کرتی ہے کیونکہ اسکے سبب سے دشمن سے ڈرنا ہتیار سے رکھنا سبب ہوتا ہے لیکن اوپر کی معنی مین ہتیار لینے کا حکم مصرح ہوتا ہے اس قول پر کلام کا نحوی ہتیار لینے پر دلالت کرتا ہے اس جگہ ایک اشکال اور ہوتا ہے اسکی تقریر یون ہے بندیکی مقدر مین جو ہے وہ اسکو خواہ نخواہ پہنچتا ہے دشمن سے بچانیکی کچھ احتیاج نہین پھر بچاؤ کا حکم کیا واسطے کیا اسکا جواب یہہ ہے سب چیزون کا ہونا جب اللہ تعالے کی قضا و قدر سے ہوا تو بچاؤ کرنے کا حکم بھی قضا و قدر سے ہوا انفروا مشتق نفر سے ہے نفر کی معنی اصل مین گھبراہٹ بعد دشمن سے جنگ کیواسطے نکلنے کو نفر کہے ثبات جمع ثبۃ کی ہے متفرق جماعت کو کہتے ہین فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوا جَمِیْعًا کی معنی یون ہے تم اپنے دشمن سے جنگ کرنیکو واسطے متفرق ٹکڑیان ہوکے نکلو ایک ٹکڑی کے بعد ایک یا تم سب اکٹھے ہوکے نکلو قتادہ کہا سب اکٹھے ہوکر نکلنا اسوقت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود جہاد کے واسطے تشریف لے چلین کیا واسطے کسیکو نہین پہنچتا کہ حضرت کے ساتھ نہ جاوے بندہ عاصی کہتا ہے اوپر کی آیت مین اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کی اطاعت کی ترغیب اور مخالفت کی ترہیب بیان کیا اطاعت کے امور مین جہاد کرنا نہایت شاق امر تھا کہ جسمین جان و مال کا کھونا اور تریا مال سے بچھڑنا تھا اور اسکے سبب سے دین کی کمال تقویت اور اسلام کی پوری شوکت حاصل ہوتی تھی اسکو ذکر کیا یعنی عورت بچہ اُسکے ضمن مین جنگ کو نکلنے کی وجہ تردید کا لفظ لاکے ذکر کیا کہ واسطے کبھی مخالف کی جمعیت تھوڑی ہے اُسکے واسطے بہت لوگون کو جانیکی احتیاج نہین رہتی یا بڑا لشکر نکلنے سے مخالف ہوشیار ہوکر

بھاگ جاتا ہی تو ویسی صورت مین مخفی ٹکڑیان روانہ کرے یا اسلام کا لشکر بہت ہی کرکے معلوم کرانے اور دشمن پر رعب پڑنے ٹکڑی کے بعد ٹکڑی روانہ کرے کبھی دشمن کی شوکت بڑی رہتی ہے تو اس سے مقابلہ کرنے فوج سنگین روانہ کرنا یا اسلام کی فوج کی کثرت دیکھ کے وے بن لڑائی کے عاجز ہونا منظور ہوتا ہی تو اسوقت سب اکھٹے ہو کر نکلنا غرض وقت کے مناسب اور جنگ کے کمر چکر کا لحاظ کرکے جتنی فوج روانہ کرنا مناسب ہو اتنی روانہ کرے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ یہہ آیت محکم ہے ابوداود اپنی ناسخ و منسوخ مین اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اپنی سنن مین عطا کی طریق سے روایت کئے ہین اُس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سورت النسآء کی آیت خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا کو وما کان المومنون لینفروا کافۃ کی آیت نسخ کی ہی واللہ اعلم وان منکم لمن لیبطئن اور مقررتم مین سے کوئی ایسا ہی کہ البتہ دیر لگاتا ہی لیبطئن مین لام جو ہے مقدر قسم کا جواب ہی اسکی تقدیر یون ہی لمن واللہ لیبطئن یعنی اللہ کی قسم کہ البتہ دیر لگاتا ہی یہہ آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی منافق حقیقت ایمان کے دیکھتے مومنون مین داخل نہین لیکن جنسیت مین اور نسب مین اور کلمۂ اسلام کو ظاہر کرنے مین مومنون کے ساتھ مخلوط تھے اس لئے اکو منکم کے لفظ سے خطاب کیا یعنی تم سے کوئی شخص ایسا ہی جہاد کے واسطے نکلنے مین سستی کرتا ہی اور پیچھے رہ جاتا ہی یعنی جہاد کو نہین نکلتا اس شخص سے عبداللہ بن ابی بن سلول مراد ہے جو منافقون کا سرخیل تھا فان اصابتکم مصیبۃ قال قد انعم اللہ علی اذ لم اکن معھم شھیدا ۝ پھر اگر تمکو مصیبت پہنچی کہتا ہی اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ مین نہوا اُن کے ساتھ حاضر یعنے مسلمانون کو جنگ مین کچھ سختی پہنچی یعنی مارے پڑے یا ہزیمت پائے تو وہ منافق ایسا کہتا ہے کہ مجھ پر اللہ نے فضل کیا مین مومنون کے ساتھ جنگ مین حاضر نہ ہوا اگر جنگ مین شریک رہتا تو انکو مصیبت جو پہنچی مجھ کو بھی پہنچتی ولئن اصابکم فضل من اللہ لیقولن کان لم تکن بینکم وبینہ مودۃ یلیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما ۝ اور اگر پہنچا تمکو فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگے گا کہ گویا

تھی تم مین اور اُس مین کچھ دوستی ای کاش کہ مین ہوتا اُنکے ساتھ تو بڑی مراد کو پاتا لکن
مین لام قسم کا ہی اسکی تقدیر واللہ لئن اصابکم فضل ہی یعنے اللہ کی قسم ہر آئینہ اگر پہنچے تمکو یعنی
مومنون کو فضل یعنی فتح اور غنیمت تو البتہ وہ منافق کہیگا کاش کہ مین ہوتا اُنکے ساتھ یعنی اُس
جنگ مین کہ جسمین مسلمانون کو غنیمت ملی مین بھی ساتھ رہتا تو بڑی مراد کو پاتا یعنی غنیمت مین
مجھکو بھی خوب سا حصہ ملتا معلوم کیجئے کَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ کا جملہ لیَقُوْلَنَّ کے اور اس کے
مقولے مین جو یا لیتنی ہی معترض واقع ہوا ہے اسکو ذکر کرنے مین منافقون کا عقیدہ سست ہونے
پر تنبیہ ہی اور وہ منافق تمھارے ساتھ ہونا کرکے جو بولتا ہی سو بات تمھارے اور اُسکے درمیان
دوستی نہ رہنے سے ہی فقط غنیمت کی طمع سے بولتا ہی۔ اُس جملہ کو معترض لانے مین نہایت حسن ہے
اسکا بیان یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس منافق کا حال ذکر کیا کہ جب مسلمانون کو کچھ سختی پہنچتی ہے کمال
خوشی کرتا ہے اور آپ نہ رہنا غنیمت سمجھتا ہی جب مسلمانون کو فتح اور غنیمت ملتی ہے تو نہایت
غم اور غصہ کھاتا ہی غنیمت نہ ملنے سے اُسکو نہایت رنج ہوتا ہی اس طور کا معاملہ کوئی نکریگا مگر وہ
جو اپنا دشمن ہو کیا واسطے کسی کے ساتھ جب محبت ہوتی ہے تو اپنے دوست کو خوشی ہوئی تو اُسکو
بھی خوشی ہوتی ہے اپنے دوست پر غم ہوا تو اس کو بھی غم ہوتا ہے معاملہ اُسکے برعکس ہو تو وہ
دشمنی کی نشانی ہے مسلمانون کی نکبت کیوقت اُس منافق کا خوش ہونا جب اللہ تعالیٰ نے ذکر
کیا تو مسلمانون کی دولت کیوقت اُسکے غمگین ہونے کو جو غنیمت فوت ہونیکے سبب سے تھا ذکر کیا
لیکن یہہ کلام پورا ذکر کرنیکے قبل کَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ کے جملہ کو تعجب کی راہ سے ذکر کیا اللہ تعالےٰ
نے گویا یون کہا یہہ منافق کیا کہتا ہے سو سنو اُسکی بات ایسی ہی کہ اُس مین اور تم پاک مومنون مین
اصلا محبت اور الفت نہین تھی فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
بِالْاٰخِرَةِ پھر چاہیئے کہ لڑین اللہ کی راہ مین وے لوگ جو بیچتے ہین دُنیا کی زندگی آخرت پر اس
آیت کی تاویل مین دو وجہ ہین ایک وجہ یہہ ہے یہہ خطاب مخلص مومنون کو ہے یَشْرُوْنَ کی معنی
بیچنے کی ہے یعنی مومن جو اپنی دنیا کی زندگی کو آخرت کے ثواب کے بدلے مین بیچتے ہین اُنکو چاہیئے اللہ کی

راہ مین لڑین دوسری وجہ خطاب منافقون کو ہے جو جنگ کو نہ نکل کے گھر ہی مین رہتے ہین
اس تاویل پر لیشرون اپنی معنی پر ہے یعنی خرید کرنا ترجمہ یون ہے جو لوگ آخرت کے ثواب
کو چھوڑکے درعوض اُسکے دنیا کی زندگی کو خرید کرتے ہین انکو چاہیئے دل سے ایمان لاوین اور
اللہ کی راہ مین لڑین ان سے نفاق کے کلمہ جو صادر ہوتے ہین انکو ترک کرینگی اور جہاد کو نکلنے کی ترغیب
دی ذونون وجہ پر جملہ فلیقاتل کا مقدر شرط کا جواب ہو اور کلمہ الذین کا اپنے صلہ کے ساتھ لیشرون
کا فاعل ہے وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ثمن
اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ مین پس مارا جاوے یا غالب ہووے سو عنقریب ہم دینگے اُسکو بڑا ثواب
اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے جہاد کی ترغیب اور منافق جو بولتا تھا کہ اللہ مجھ پر فضل کیا سو اُسکی تکذیب کی
مارے جانے سے جنگ مین شہید ہونا مراد ہے غالب ہووے یعنے کافرون پر مظفر و منصور ہووے دونون
حالت مین اُسکو ثواب عظیم ملیگا اس سے معلوم ہوا جہاد سے دوسرا کوئی عمل افضل نہین اجر ملنے کے دو امر
اللہ تعالیٰ نے بیان کیا سو اسمین اشارہ ہے کہ جہاد کرنے والا اپنے دل مین انمین دو امر کا خیال رکھے
یا اپنی جان جاوے اور شہادت کہ جس سے عزت ابدی ملتی ہے حاصل ہووے یا کافرون کو عاجز اور مغلوب
کرکے اللہ کے دین کو بلند کرے اس ارادے سے جہاد کیا تو دشمن کے منہہ پر سے ہرگز بھاگنے کا قصد نکریگا
اور اوسکے ساتھ مقابلہ کرنے سے بالکل نہ ہٹیگا جس کے دلمین ان دونون امر کا خیال نہ ہے بلکہ
غنیمت ملنے کے قصد سے جہاد کو نکلے تو اس سے بجز بھاگنے کے دوسری توقع نہین اس سے معلوم ہوا
جہاد مین بالذات کافرون کو مارنیکا قصد نہین بلکہ غرض اصلی جہاد سے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنا اور دین
کو غالب کرنی ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جو شخص اللہ کی راہ مین نکلے اللہ اُسکا ضامن ہے نہ نکالیگا اُسکو مگر جہاد میری راہ مین اور ایمان
لانا مجھ پر اور سچے کرنا میرے رسولون کو تو مین اُسکا ضامن ہون کہ اُسکو بہشت مین داخل کرون
یا پھیر لاون اسکو اُسکے گھر کی طرف کہ جہان سے نکلا تھا اجر یا غنیمت کے ساتھ کہ جس کو حاصل کیا ہے
یہہ ترجمہ مسلم کے لفظ کا ہے وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

اور تمکو کیا ہو کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے اُنکے جو مغلوب ہین مردون اور عورتون اور بچون سے جو کہتے ہین ای رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہین اس کے لوگ اور ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار معلوم کیجیے مالکم استفہام کے واسطے ہو جہاد کو ترک کرنے سے اللہ تعالی اُنپر انکار کرتا ہو معنی یون ہین جہاد کو ترک کرنے مین تمکو کچھ عذر نہین کیا واسطے عاجز لوگ کی کیا حالت ہوئی ہے سو اُسکو سو جو والمستضعفین کا عطف سبیل اللہ پر ہے اور مضاف مقدر ہو تقدیر یون ہے وفی تخلیص المستضعفین یعنی کیا ہوا تمکو کہ جہاد نہین کرتے اللہ کی راہ مین اور عاجزون کا چھٹکارا کرانے بعضے کہتے ہین اُسکا عطف لفظ اللہ پر ہے گویا یون کہا فی سبیل اللہ وفی سبیل المستضعفین یعنی اللہ کی راہ مین اور عاجزون کو چھڑانے کی راہ مین ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُسکی تاویل فی سبیل المستضعفین کہکے روایت کی ہے اس تقدیر پر مغلوبون کو کفار کی اذیت سے چھڑانا اگرچہ اللہ کی راہ ہو مستضعفین کی راہ نہین لیکن اللہ تعالی کی یہہ راہ مستضعفین کے خلاص کا سبب تھا اس لئے راہ کو انکی طرف اضافت کی زین البغدادی نے خازن مین کہا ابن عباس کی روایت کے دیکھتے والمستضعفین کی معنی الا المستضعفین ہے یعنی یہان استثنا مقدر ہو مستضعفین کو جنگ کرنے سے اللہ تعالی نے معذور رکھا ہو انتہی بندہ عاصی کہتا ہو حرف استثنا کی تقدیر کرنا نحو کے قانون کے خلاف ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اس مجمل مستضعفین کی تفسیر مین نہین بلکہ آئندہ الا المستضعفین جو آتا ہو وہان مذکور ہے انکی اس روایت کو ہم چھپنویں ورد مین بیان کرینگے واللہ اعلم الولدان جمع ولید کی ہو یا ولد کی ولید کی معنی چھوٹا بچہ ولد کی معنی بچہ اللہ تعالی نے بچون کو ذکر کیا سو انکے ظلم کا نہایت حال بیان کرنیکے واسطے کہا یعنی انکا ظلم اسقدر ہو کہ نادان بچون پر جو مکلف نہین ہین ظلم کو روا رکھتے ہین تا انکے ماں باپ کو بُرا لگے اور بھی ضعیف لوگ دعا مانگتے وقت اپنے ساتھ اپنے بچون کو بھی شریک

کرتے ہین تا انکی دعا جلد قبول ہو کیونکہ وہ ہنوز گناہ سے محفوظ ہین اس لئے ولدان کو ذکر کیا بعضے کہتے ہین ولدان سے غلامان باندیان مراد ہین کیا واسطے غلام کو ولید اور باندی کو ولیدہ کہتے ہین مذکر کی تغلیب کے نظر کرتے ولدان کہا باندیان بھی انھین مین مندرج ہوئین قریہ سے مراد مکہ ہے اُسکے ظالم لوگون سے کفار قریش مراد ہین وے شرک و کفر کے سبب سے اپنے نفسون پر ظلم کئے ولی سے مراد ایک شخص جو اُنکے امور کا والی ہوتا ہے یعنی اُنپر حکمرانی کرتا ہے اور نصیر سے وہ شخص جو اُنکو مدد کرتا ہے بعضے کہتے ہین ولی اور نصیر سے ولایت اور نصرت مراد ہے اب اجعل لنا من لدنک ولیاً الخ کی معنی یون ہونگی ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس کی ولایت اور ٹھہرا ہمارے واسطے اپنے پاس کی نصرت یعنی تو ہمارا والی اور مددگار ہو مفسرین کہتے ہین چند لوگ مکے مین اسلام لائے تھے لیکن مکہ سے ہجرت کرنیکی انمین طاقت نہین تھی وہان کے عمدہ لوگ کفار اپنے فرزندون کو عورتون کو قرابتیون کو غلامون کو لونڈیون کو جو ایمان لائے تھے نہ بھاگنا کرکے بیڑیان جڑکے رکھتے تھے اور بعضے کسیکے محکوم نہین تھے لیکن اکیلے بھاگنے یا پیادہ پا نکلنے کی انمین طاقت نہین تھی عاجزی سے اپنے وطن کو چھوڑ نہین سکتے کفار انپر ظلم یا زیادتی کرتے تھے اُنکو دین سے پھیرنا چاہتے تھے مکہ مین انکا کوئی حامی اور مددگار نہین تھا یہہ مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے کہ ہمکو ان ظالمون کے پنجے سے چھڑا ایک مسلمان کو جو ہم پر حکمرانی کرے اور شرع کے احکام کو جاری کرے اور ہمارا مددگار ہو اور دشمن سے ہمکو بچاوے ہمارے لئے ٹھہرا اللہ تعالیٰ نے اُنکی دعا کو قبول کیا اور اُنکے لئے بہتر مددگار اور والی مقرر کیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حضرت مکہ کو فتح کئے مظلوم کو ظالم سے بچائے اور انکی مدد کرے اور کفار کے ہاتھ سے اُنکو چھڑائے اُنپر عتاب بن اُسید اُموی رضی اللہ عنہ کو جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی مکہ کا عامل کئے وہ مظلومون کی نصرت کرتا تھا ضعیفہ کا حق قوی سے دلاتا تھا بخاری نے عبید اللہ کی طریق سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے مین اور میری مان مستضعفین مین تھے یعنی خود بچون مین اور انکے والدہ عورتون مین الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقٰتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وے جو ایمان والے ہین لڑتے ہین اللہ کی راہ مین یعنی اللہ کی طاعت

اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور اللہ کی خوشنودی کے واسطے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ الطَّاغُوْتِ اور وے جو منکر ہیں لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ
الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے بے شک
فریب شیطان کا سست ہے اللہ تعالیٰ اوپر کی آیت میں جہاد واجب ہونے کا بیان کیا اس آیت میں
فرمایا ظاہر میں جو جہاد کی صورت ہو اسکو اعتبار نہیں بلکہ اعتبار قصد اور خواہش کا ہے مومنوں کا قصد
جہاد سے دین کی نصرت و تائید ہے کافروں کا شیطان کیواسطے لڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قتال کے دو صورت
فرمایا ایک اللہ کی راہ میں دوسرا شیطان کی راہ میں اس سے یہہ نکلا جتنے لڑائی اللہ کی راہ میں
نہ رہیں وے سب شیطان کی راہ میں ہیں اس سے معلوم ہوا جو مسلمان کافروں کے ساتھ ہو کے لڑتے
ہیں وے گمراہ ہیں شیطان کے دوستان ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں
امر کیا کہ شیطان کے دوستوں سے لڑے اور بولا شیطان کا مکر سست ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ اپنے
دوستوں کو فتح اور فیروزی بخشتا ہے اور شیطان اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو جسکو چاہے اسکی حمایتی کر نہیں سکتا تاکید
کی معنی مکر اور حیلے سے فساد کرنیکی سعی کرنا شیطان کی ضعف کی تاکید واسطے کان کا لفظ
ضعیفا پر زیادہ کیا عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کی طریق سے روایت کی
ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے تم شیطان کو دیکھو تو اس سے ست ڈرو اسپر حملہ کرو کیواسطے
شیطان کا فریب سست ہے مجاہد کہا مجھکو شیطان نماز میں موہ ہوا تو میں ابن عباس کے اس قول کو
یاد کرتا ہوں اور اسپر حملہ کرتا ہوں پھر میرے پاس سے چلا جاتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ ع
لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ کیا تو نے نہیں دیکھا انکی
طرف جنکو کہے تھے اپنے ہاتھ بند رکھو اور قایم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اس آیت
کی شان نزول کو نسائی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی سنن میں عکرمہ
کی طریق سے یوں روایت کیے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے عبد الرحمان بن عوف
رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھ والے چند لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہے یا نبی اللہ

شرک کی حالت مین ہمکو عزت تھی ہم ایمان لائے بعد ذلیل ہوئے ہین یعنی لوگ ہمپر جبر کرتے ہین اور ہمکو حقیر سمجھتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو عفو کرنیکا حکم ہی تم لوگون سے جنگ مت کرو جب مدینہ کو گئے اللہ تعالیٰ جنگ کا حکم کیا تو لوگ جنگ سے باز رہے تب اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل کی حاکم اس حدیث کی تصحیح کی ہی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اس قصہ کو قتادہ سے یون روایت کئے ہین کہ اُسنے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند لوگ قبل ہجرت کے جن ایام مین مکہ مین تھے جنگ کرنے پر مستعد ہوکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے ہمکو امر کیئے تو ہم مشرکون سے لڑکے اپنا بدلہ لین قتادہ نے کہا ہمکو پہنچا ہی کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی یہہ کہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو جنگ سے منع کئے اور فرمائے مجھکو اس بات کا امر نہین ہوا ہے جب ہجرت کیئے اور جنگ کرنے کا حکم ہوا لوگ جنگ کو مکروہ جانے تم جو سنتے ہو کیئے یعنی آیتون مین جو مذکور ہوا ویسا کیئے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا معلوم کیجیے اس آیت مین مفسرون کو خلاف ہی بعضے کہتے ہین یہہ صفت مومنون کی ہی عبد الرحمن بن عوف اور مقداد بن الاسود اور سعد بن ابی وقاص اور قدامہ بن مظعون اور ایک جماعت صحابہ کی مکہ مین اسکو کہتے تھے اور جہاد کا اذن مانگتے تھے ہجرت کیے بعد جہاد حکم جب ہوا بعضون نے اسکو مکروہ جانا بعضے کہتے ہین یہہ منافقون کی صفت ہی مذکور صفات منافقون کے ہی حق مین صادق آتے ہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ سے زیادہ لوگون سے ڈرنا صفت منافق کی ہے مومن کو لوگون کا خوف اللہ کے خوف سے زیادہ جایز نہین اور ہم پر کیا واسطے جنگ فرض کیا ہے کہنا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا منافق کا کام ہے اور دنیا کی متاع تھوڑی ہی کہنے کا حکم رسول کو جو کیا سو یہہ کلام اُسی کو کہینگے جسکی رغبت دُنیا کی طرف زیادہ رہے دنیا کی رغبت زیادہ ہو نا صفت منافق کی ہے تو معلوم ہوا یہہ سب منافق کے صفات ہین پہلے قول والے اُنکا جواب یون دیتے ہین کہ زندگی کی محبت اور جنگ سے نفرت کرنا انسان کی جبلی ہے آیت مین ڈر جو مذکور ہوا اُسی جہت سے ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مکروہ جاننے کی جہت سے نہین جنگ کیا واسطے فرض کیا سو سوال انکار کی جہت سے نہین بلکہ اُسمین حکمت کیا ہی سو

سوال ہے دنیا کی متاع تھوڑی ہو کہنا انکے انکار کی جہت واسطے نہین کہا بلکہ انکو رغبت دینے کیواسطے ہے بندۂ عاصی کہتا ہے ظاہر یہہ ہے مومنان مکہ مین جنگ کرنیکا حکم مانگتے تھے مدینہ کو ہجرت کئے بعد بھی دیرہ سال تک جنگ کا حکم نہین ہوا مدینہ کو ہجرت کئے بعد مکہ مین کفار سے جو ایذا پہنچتی تھی اگرچہ اُس سے بچے لیکن یہود اور مدینہ کے لوگ جو اسلام نہین لائے تھے اُنکی طرف سے طعن و تشنیع بولی ٹھولی ہوا کرتی تھی اُسکے دفع کرنیکے واسطے مومنان قتال کی آرزو کرتے تھے مدینہ مین منافق جو تھے وے بھی ظاہر مین تو اپنے کو مسلمان کہلاتے تھے مومنون کی موافقت نمود کرنے کیواسطے وے بھی قتال کی آرزو بتانے لگے جب جہاد فرض ہوا انکی قلعی کھل گئی قتال کو مکروہ جاننا مومنون کی ہیت گھٹانا اس مین اعتراض کرنا شروع کیا اللہ تعالی نے ان آیتون کو نازل کیا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً پھر جب لکھی گئی اُنپر لڑائی یعنی اُنپر جہاد فرض ہوا اور اُنکو مشرکون سے لڑائی کا حکم ہوا اُسی وقت ایک جماعت اُنکی ڈرنے لگی لوگون سے جیسا ڈرنا اللہ کا یا اُس سے زیادہ ڈر کتب سے مراد فرض ہے یعنے فرض ہوا الناس سے مراد کفار ہین خشیۃ اللہ مفعول مطلق ہے اُسکی تقدیر یون ہے یخشون الناس خشیۃ کخشیۃ اللہ او اشد کا عطف خشیۃ اللہ پر ہے اسمین او کا لفظ جو مذکور ہوا شک کیواسطے نہین بلکہ مخاطب کو ابہام مین ڈالنے کیواسطے یعنے وہ دو صفت مین سے ایک صفت پر ہین یا تو مساوات ہو یا زیادتی کیواسطے دو خوف جب جمع ہوتے ہین تو دونون مین سے ایک خوف یا زیادہ ہوگا یا کم یا مساوی اللہ تعالی نے اس آیت مین کہا لوگون سے اُنکا ڈرنا اللہ کے ڈر سے کم نہین یا تو مساوی ہوگا یا زاید بعضے کہتے ہین اَوْ اس جگہ واو کی معنی سے ہے بعضے کہتے ہین بل کی معنی سے یعنی ڈرتے ہین لوگون سے جیسا اللہ سے ڈرتے ہین بلکہ اللہ کے ڈر سے زیادہ ڈر وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ اور کہنے لگے اے رب ہمارے تو کیون لکھا یعنی کیون فرض کی ہمپر لڑائی اس جملہ کا عطف يَخْشَوْنَ پر ہے لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ کیون نہ ڈھیل دی ہمکو ایک قریب وقت تک یعنی ہم کو تھوڑی سی عمر کیون نہ جینے دیا اُنکے مقولے کا حاصل یہہ ہے ہمپر قتال کیواسطے فرض کیا

پھر جہاد فرض نہ کرتا تو بہتر تھا چند روز جی کے اپنی موت کا وقت جب پہنچتا تو ہم مرتے یہہ قول اگر منافقون کا ہے تو ظاہر ہے اگر بعضے مومنون کا ہے تو وے اُسکو محض جنگ کے اندیشہ سے کہے اُنکا اعتقاد یہہ نہین تھا لیکن اللہ تعالیٰ اُن کو آگاہ کئے بعد اُس سے توبہ کئے قُلْ تو کہہ اے محمدؐ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ فایدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگارون کو اور ستم نہوگا تمپر بتی برابر متاع دنیا سے مُراد وہ چیز کہ جس سے دُنیا مین فایدہ لیا جاتا ہی لَا تُظْلَمُوْنَ کو ابوجعفر اور ابن کثیر اور حمزہ اور کسائی اور خلف لَا يُظْلَمُوْنَ یا رفتاۃ تحتانیہ سے جمع مذکر غایب کے صیغہ سے پڑھتے ہین انکی قرأت پر معنے یون ہونگے ستم نہوگا اُنپر یعنی مذکور لوگون پر جو اُم تراکی الذین مین ہین باقی کے قُرا لَا تُظْلَمُوْنَ جمع مذکر حاضر کے صیغے سے پڑھتے ہین دونون قرأتون پر وَلَا تُظْلَمُوْنَ کے جملے کا عطف مقدر پر ہے اُسکی تقدیر یون ہے تجزون فیہا ولا تظلمون یعنی تمکو آخرت مین جزا ملیگی اور تم پر ستم نہوگا یعنی تمھارے اعمال کے ثواب سے فتیل کے برابر بھی نقصان نہوگا فتیل بتی کو کہتے ہین جو خرمے کے تخم کے درمیان رہتی ہے اُسکا بیان اوپر مذکور ہوا معلوم کیجیے آخرت کئی وجہون سے بہتر ہوئی دنیا کی نعمتین تھوڑے ہین آخرت کی نعمتین بیحساب ہین دنیا کی نعمتین منقطع ہوجاتے ہین آخرت کی نعمتین سدا رہینگے دنیا ہم اور غم کے ساتھ ملی رہتی ہے آخرت کدورتون سے صاف ہی دنیا کی نعمتون مین شک ہی کیا واسطے کسی شخص کے پاس اگرچہ تمام قسم کے نعمتین موجود رہین لیکن اسکو شک ہی کہ کل کے دن کیسی گذرتی ہی آخرت کی نعمتین یقینی ہین اُن مین شک نہین اِن سب وجہون کے دیکھتے آخرت کو دنیا پر ترجیح ہے مگر یہہ بہتری اور خوبی حاصل نہوگی مگر متقین کو اُسی معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ لمن اتقی کی قید لگایا اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ جہان تم ہوگے موت تمکو آپکڑیگی اگرچہ تم ہو مضبوط برجون مین بروج جمع برج کی ہی عرب کے کلام مین بُرج قلعہ اور گڑھی کو کہتے ہین مُشَيَّدَة کی معنی بلند یا چونے سے باندھی اور گلابہ کی ہوئی عکرمہ سے مروی ہے کہا بروج مشیدہ حویلیان ہین سعید بن جبیر آسمان مین معلوم کیجیے جہاد فرض ہونے سے بعضے لوگون کو ڈر ہوا سو محض موت کے اندیشہ سے تھا

۵۳ وَرُدَ

تھوڑی سی عمر تک ہمکو جینے کیون نہین دیا کہے سو اُنکو اس خیال سے پھیرنے کو اللہ تعالی نے یہہ فرمایا کہ موت سے تمکو بچاؤ ہرگز نہین کیسی مضبوط جگہہ مین بھی ہوگے تو موت تمکو نہ چھوڑیگی مرنا جب ضرور ہوا اچھونے پر پڑکے مرنے سے اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرکے مرنا کہ جس موت سے سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے افضل اور بہتر ہے بعضے مفسرون نے کہا یہہ آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی احد مین لوگ جو شہید ہوئے تھے اُنکے حق مین کہتے تھے لو کانوا عندنا ما ماتوا و ما قتلوا ابدہ عاصی کہتا ہے اُحد کے دن کے منافقون کے مقولے کے رد مین اللہ تعالی نے اسی آیت مین کہدیا واللہ یحیی ویمیت اور فرمایا قل فادرؤا عن انفسکم الموت ان کنتم صادقین یہان لوگون کا مقولہ جو مذکور ہوا اُسکے رد مین اس آیت کو حمل کرنا اولی ہے واللہ اعلم ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو نعیم حلیہ مین مجاہد سے روایت کیئے ہین اُس نے کہا بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعث کے قبل ایک عورت تھی بچہ جنی اور اپنے اجیر یعنی ٹھیکے والے کو یا نوکر کو کہی تو جاکے آگ لا اجیر گھر کے باہر نکلا سو اُسکے گھر پر دو شخص کو دیکھا کھڑے ہوکے بات چیت کرتے ہین انہین سے ایک نے دوسرے سے پوچھا یہہ عورت کیا جنی دوسرے نے کہا لڑکی جنی پہلے نے کہا یہہ لڑکی سو بھر آدمیون سے چھنالا کریگی آخر اُسکو اجیر نکاح کریگا بعد مکرّی سے وہ رنڈی مرگئی اجیر بولا واللہ مین تمھاری بات جھوٹ کر دیتا ہون یہہ کہکے آتش لانے کیواسطے ٹھیکرا جو ہاتھ مین تھا پھینک دیا اور پھر اتیرکے لڑکی کے پاس جاکے ایسا کہا کیا تو سو آدمیون سے چھنالا کسی بعد مین تجھکو نکاح کرون پھر اُسکے شکم کو چھرے سے پھاڑ دیا اور سمجھا کہ وہ مرگئی اور چھرا پھینکے بھاگ گیا لڑکی کا چلّانا اُسکے کان آئی دیکھی کہ اُسکا پیٹ کسی نے چیر دیا ہے اُسکو ٹانکے دیکے علاج کرنے لگی یہانتک کہ وہ لڑکی چنگی ہوئی وہ اجیر وہان سے بھاگ کر دوسرے شہر کو گیا کئی مدت وہان رہ کر پیسے والا ہوا سوچا ہا اپنے شہر کو جانا اور دیکھنا کہ کون مرا ہے اور کون زندہ ہے پھر اپنے شہر کو آیا اور ایک بڈھیا کے گھر جاکر اُترا اور اُسکو بولا کسی خوبصورت رنڈی کو میرے پاس بُلا لا تو اُس سے کار وائی کرون اور اُسکی اُجرت کیا ہوتی ہے اُسکو دیڈالون اس شہر مین نہایت حسین رنڈی وہی لڑکی تھی جسکے شکم کو

اجیر نے بھاڑا تھا بڈھیا جاکے اُسکو چھنالے کیواسطے بُلا لائی اور حال کی طلع بتلائی لڑکی کہی مین اوّل چھنالا کرتی تھی اب مین اُس سے باز آئی ہون بڈھیا آکے اُسکا احوال اس اجیر سے کہی اجیر اُسکے حسن وجمال کا حال سُنکے کہا اُس سے نکاح کا پیغام کر پھر نکاح پر راضی ہوکر نکاح کی اور دونون مین کمال اُلفت ہوئی سو ایک دن اجیر نے اپنا قصہ اُس عورت سے بیان کیا عورت کہی میری مان بھی یہہ قصہ مجھ سے کہی تھی اور مین وہی لڑکی ہون کہ جسکے شکم کو اجیر نے چیر دیا تھا اجیر نے کہا تو اگر وہی لڑکی ہے شکم کو دیکھنے سے معلوم ہوجائیگا پھر شکم کو دیکھا اُس پر زخم کا نشان پایا تب بولا وے دونون شخص سچ کہتے تھے نہ تو آدمی سے چھنالا کرے بعد اب مین تجھکو نکاح کیا انکی تیسری بات بھی سچ ہوگی اور مکڑی سے تو مرگی عورت کہی مین چھنالا کی لیکن نہ تو مرد ہین یا اُس سے زیادہ یا کم مجھکو معلوم نہین اجیر نے کہا واللہ سو مرد سے ایک بھی کم یا زیادہ نہین پھر مکڑی کے ڈر سے شہر کے کسی جانب مین جاکے ایک مکان تیار کرکے وہان رہنے لگے اللہ تعالیٰ جسقدر وے دونون ملکے رہنا چاہا تھا اتنے دن رہے جب اجل آن پہنچی دیکھتا کیا ہے گھر کے سقف پر مکڑی ہے اور وہ عورت اُسکے متصل ہے مرد نے کہا واللہ سقف پر مکڑی بیٹھی ہے عورت کہی تم سمجھتے ہین کہ مجھکو یہہ مکڑی ماریگی او اسکے مارنے کے آگے مین اسکو مار ڈالونگی ہون غرض مرد نے اُٹھکے مکڑی کو زمین پر گرایا عورت کہی اُسکو کوئی نہ مارو مین مارونگی پھر اپنی انگلی اُس پر رکھکے دبا کر اُسکا پیٹ پھوڑی اُسکا زہر اڑکے ناخن اور گوشت کے درمیان پڑا اُسکا پیٹر سیاہ ہوکر گر گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت پر نازل کیا اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور اگر پہنچے انکو کچھ بھلائی کہین یہہ اللہ کی طرف سے ہے یعنی نے کہا یہہ آیت یہود اور منافقون کی شان مین نازل ہوئی اُسکا بیان یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو جب تشریف لے آئے وہان سکال نمود ہوا پھل بھلائی بہت ہوئی اُنکے رزق مین کشایش ہوئی جب منافق نفاق ظاہر کئے اور یہود عناد کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انپر کچھ سختی نمود کیا تب یہود اور منافق کہنے لگے یہہ شخص یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب جب سے ہمارے شہر مین آئے ہین تب سے ہمارے پھلون مین اور زراعتون مین نقصان شروع ہوا اُنکے حق مین اللہ تعالیٰ نے

یہہ آیت نازل کی اور کہا اگر پہنچے انکو یعنی یہود اور منافق کو کچھ بھلائی یعنی اناج اور ارزانی ہووے چل بہت نکلے تو کہتے ہین یہہ اللہ کی طرف سے ہی وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ اور اگر پہنچے انکو کچھ برائی کہین یہہ تیری طرف سے ہی یعنے اناج گران ہووے اور پھلون مین نقصان آوے تو کہتے ہین محمد اور انکے اصحاب انکی شومی سے ہی قتادہ نے کہا حسنہ سے نعمت اور سیئہ سے مصیبت مراد ہے یعنے کہتے ہین حسنہ سے فتح اور غنیمت سیئہ سے شکست اور ہزیمت مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہی کہ حسنہ سے فتح اور غنیمت جو بدر کے جنگ مین ہوئی مراد ہی سیئہ سے ہزیمت اور زخم جو احد مین پہنچے معلوم کیجئے حسنہ اور سیئہ کا لفظ عام ہی سب حسنات اور سیئات کو شامل ہی تو ہر بھلائی اور برائی اسکے عموم مین داخل ہوگی قُلْ تو کہہ ای محمد كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا سب اللہ کی طرف سے ہی سو کیا حال ہے اُن لوگون کا لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات مراد سب نیکی بدی سکال خشک سالی غنیمت ہزیمت فتح قتل طاعات و معاصی سب اللہ کی طرف سے ہین لیکن جو بیان اللہ کا فضل ہی اور برائیان اللہ کی طرف سے آزمایش ہی لوگون سے منافق و یہود مراد ہین جو ایسی باتین کہتے ہین لگتے نہین کہ سمجھین ایک بات یعنی انکو بات کی سمجھ نہین ہے یعنی قرآن کی معانی کو نہین سمجھتے اور خیر و شر سب اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان نہین لاتے اللہ کے سوا جتنے چیزین ہین وے سب اللہ تعالی کی طرف ہی نسبت کئے جاوے کچھ شبہہ نہین نہایت ظاہر و جلی ہین ایسی ظاہر چیز کو وے فہم نکرنے سے تعجب کی راہ کرتے فمال ہؤلاء القوم آہ کہا مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ جو تجھکو بھلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سے ہے وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ اور جو تجھکو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے دونون جملون مین اَصَابَكَ کا خطاب مطلق انسان کو ہے کہ جس سے حسنہ اور سیئہ صادر ہونا ممکن ہے بعضے کہتے ہین خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے اُمت کے لوگ مراد ہین تیرے نفس کی طرف سے ہے یعنی آدم کے فرزند تیری گناہ کی عقوبت ہے معلوم کیجئے اوپر کی آیت مین حسنہ اور سیئہ کی تفسیر مین جو کہے ہین یہان بھی وہی کہتے ہین بعضے ہین حسنہ سے نعمت اور سیئہ سے محنت مراد ہے حسنات سے طاعات اور سیئات سے معاصی مراد نہین اکثر متاخرین اسکو

اختیار کئے ہین طیبی نے کہا ہی اولی ہی اس تاویل پر قدریہ اس آیت سے اپنے مذہب کی دلیل جو لیتے ہین کہ اس آیت مین اللہ تعالی نے حسنہ کو اپنی طرف نسبت کیا اور سیئہ کو بندے کی طرف سو اس سے معلوم ہوا خالق سیئہ کا بندہ ہی سو باطل ہی کیا واسطے نعمت اور محنت بندہ کے افعال سے نہین عرب کا محاورہ ایسا ہی طاعت اور معصیت مین اصابتی نہ کہینگے یعنی مجھکو پہنچی بلکہ اصبتہا کہینگے یعنی مین نے اسکو کیا یہان اصابت کی نسبت جب غیر کی طرف کی تو معلوم ہوا کہ اس حسنہ اور سیئہ سے طاعت اور معصیت مراد نہین بلکہ نعمت اور محنت مراد ہی کیا واسطے اُن مین اصابت کی نسبت غیر کی طرف کرتے ہین بعضے کہتے ہین ما اصابک من حسنۃ سے نصر اور ظفر ہے جو بدر کے دن ہوا سو یہہ اللہ تعالی کا فضل ہے اور ما اصابک من سیئۃ سے قتل اور ہزیمت ہی جو احد کے دن ہوئی سو یہہ تیرے نفس کی شامت ہی جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا خلاف کیا یہہ قول اوپر کے قول کے بہ نسبت اخص ہی لیکن آل دونون کا ایک ہی ہی بعضے کہتے ہین حسنہ اور سیئہ سے عموم مراد ہے حسنہ مین طاعت اور نعمتین اور سیئہ مین معاصی اور محنتین سب داخل ہونگے امام رازی نے اسکو ترجیح دی ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ پہلی آیت مین کہا سب اللہ کی طرف سے ہی اور اس آیت مین کہا برائی انسان کی نفس کی طرف سے ہے اسکا جواب یہہ ہی کہ پہلی آیت مین سب اشیا کو اللہ کی طرف جو نسبت کیا وہ نسبت حقیقت پر ہے کیا واسطے اسکے افعال کا خالق اور موجد اللہ تعالی ہی دوسری آیت مین سیئہ کی نسبت بندے کے نفس کی طرف کیا سو مجازاً ہی اسکی تقدیر یون ہے ما اصابک من سیئۃ فمن انفسک بسبب نفسک عقوبۃ لک یعنی تجھکو برائی اللہ کی طرف سے پہنچی سو تیرے نفس کی طرف سے ہے تیری عقوبت کیواسطے وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا اور ہم نے تجھکو بھیجا سب لوگ کی طرف پیغام پہنچانے کو یہہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یعنی اے محمد ہمنے تجھکو تمامی لوگون کی طرف رسالت پہنچانیکے واسطے بھیجا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے جلالت اور حضرت کا مرتبہ جو اللہ کے پاس ہی اسکو بتانے کیلئے اس جملہ کو ذکر کیا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اور اللہ بس ہی سامنے دیکھتا یعنی تجھکو کافہ ناس کی طرف رسول کرکے جو بھیجا سو اسکا گواہ اللہ ہے تیری اطاعت اور متابعت سے نکلنا کسیکو نہین پہنچتا بعضے کہتے ہین تو اپنی رسالت لوگون

پہنچانے کا گواہ اللہ بس ہے بعضے کہتے ہین حسنہ اور سیئہ سب اللہ کی طرف سے ہونیکا گواہ بس ہے
مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جس نے حکم مانا رسول کا پھر تحقیق اُس نے حکم مانا اللہ کا
اس آیت کی شان نزول کو بغوی نے ایسا ذکر کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو
شخص میری اطاعت کیا اُس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے مجھکو دوست رکھا بعضے منافق یہہ سنکے
کہنے لگے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کو جیسا رب کہتے ہین ویسا ہی یہہ شخص اپنے کو رب کہو بولتا ہے
تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا بغوی نے اسکو بن سند کے ذکر کیا ہی ولی عراقی اور حافظ
عسقلانی کہتے ہین اس حدیث کو کون روایت کیا سو ہمکو وقفیت نہین آیت کی معنی یون ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام الٰہی کا امر و نہی جو کرتے ہین ان احکام کو جو بجالایا تو وہ اللہ کے حکم کو بجالایا رسول کا امر کرنا
امر کیا واسطے حقیقت مین اللہ تعالیٰ نے اسکا امر کیا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب
الرسالہ مین کہا جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جتنی تکلیفات کی تکلیف اپنی
کتاب مین دی ہے جیسے وضو نماز زکواۃ روزہ حج وغیرہ جو قرآن مین مذکور ہین اور تکلیفات
جنکا بیان قرآن مین نہین ہوا ہے اُن تکلیفات کو ہم ادا کرنا بدون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے
کیسے ممکن نہین تھا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے بیان کا واسطہ ٹھہرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت عین
اللہ کی اطاعت ہوئی انتہی معلوم کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے پر اس آیت مین بڑی دلیل ہے جتنے اوامر و نواہی
کئی ہین اور جو جو احکام خلق کو پہنچائے ہین اُن سب مین معصوم ہین اور خطا سے محفوظ کیا واسطے ایک بات مین بھی خطا ہونے
حضرت کی اطاعت اللہ کی اطاعت نہین ہوئی اور جو فعل آپ کئے ہین اُسمین بھی معصوم ہین کیا واسطے
اللہ تعالیٰ نے اپکی متابعت کرنیکا امر کیا اور بولا فاتبعوہ متابعت اسکو کہتے ہین کہ ایک
شخص جو کیا سو آپ بھی ویسا ہی کرنا اس سے ثابت ہوا حضرت کے تمامی اقوال مین اور افعال
مین ہمکو متابعت کرنا لازم ہے اسمین اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکے حکم کو بجالانا ہی ہان
جو چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خصیصہ ہونا دلیل سے ثابت ہوا ہے اُسمین ہم حضرت کی متابعت
نکرنا اس بیان سے ثابت ہوا سو اسے اللہ تعالےٰ کے کسیکی اطاعت نہین رسول اللہ تعالےٰ کا

حکم نہ یا کرکے اُسکی اطاعت کئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت ہوئی وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ اور جو اُلٹا پھرا تو ہمنے تجھکو نہین بھیجا اُنپر نگہبان یعنی جو شخص تیرے حکم سے منہ پھیرا اور تیری اطاعت سے کنارہ کشی کیا تو اُسکے لئے تجھکو ذمہ دار نہین ہوکیا واسطے تو اُنکا نگہبان نہین ہی معلوم کیجئے رسول کے حکم سے اعراض کرنا سو یا دل سے اعراض کرنا مراد ہی اس صورت مین آیت سے غرض یہہ ہے تیرا حکم ظاہر پر ہے اُنکے بطون مین جو ہے تو اُسکے درپے مت ہو یا ظاہر مین اعراض کرنا مراد ہی اُس تقدیر پر فما ارسلناک علیہم حفیظاً سے مقصود یہہ ہے اُنکی کنارہ کشی سے تو آزردہ نہو نا کیا واسطے لوگون کو نگہبانی سے نگہبانی کرنیکے واسطے ہم تجھکو نہین بھیجے اس تقدیر پر آیت محکم ہے منسوخ نہین اس سے غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے یا معنی یون ہے اُنکی کنارہ کشی پر تجھکو اُنکے زجر مین مشغول ہونے واسطے ہم نگہبان نہین کئے ہین اس تقدیر پر یہہ حکم آیت قتال سے منسوخ ہوگا وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ اور کہتے ہین ہم فرمانبردار ہین پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے تو مشورہ کرتی ہے اُنمین کی ایک جماعت سوائے تیری بات کے یعنی تیرے خلاف بین مشورہ کرتے ہین ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ یہہ آیت منافقون کی شان مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوتے تو کہتے ہم آپکے مطیع و فرمانبردار ہین حضرت کے پاس سے باہر گئے تو حضرت کی مخالفت کرنے پر منصوبے کرتے طاعۃ مبتدا محذوف کی خبر ہے اُسکی تقدیر یون ہے اَمْرُنَا طَاعَةٌ اپنے ہمارا کام آپ کی طاعت کرنی ہے یا مبتدا ہی اُسکی خبر محذوف ہے اُسکی تقدیر مِنَّا طَاعَةٌ یعنی ہمارے سے آپکی طاعت ہی ہوگی بَيَّتَ ماضی کا صیغہ ہے تبییت سے شبکو جو کام کرتے ہین اُسکو تبییت کہتے ہین پھر بعد جس امر مین بہت تفکر کرے اور اُسکے مصالح اور مفاسد مین تامل کرے تو اُسکو تبییت کہنے لگے اگرچہ شب کا وقت نہو یعنی وے لوگ تیرے پاس سے نکلے تو تیری مخالفت کی مشورت کرتے ہین بعضے کہتے ہین تبییت کی معنی تبدیل اور تغییر ہے یعنی بدل دیتے ہین اور تغییر دیتے ہین معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے منہم کا لفظ من تبعیضیہ کے ساتھ ذکر کرکے منافقون سے بعضون کو اس صفت سے مخصوص کیا کیدا سکے اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ان منافقون سے بعضے اپنے کفر اور نفاق پر

رہینگے اور بعضے نفاق کو چھوڑ دینگے اور توبہ کرینگے سو نفاق پر جو ثابت رہینگے انکو ذکر کیا بعضے کہتے ہین منافقون کے بعضے لوگ شبکو جمع ہو کر یہہ منصوبہ کئے تھے اس لئے انکو مخصوص کیا بندۂ عاجز کہتا ہے تبیّت کی معنی مین فکر اور تامل کا لحاظ ہے فکر اور تامل کرنا ہر کسی کا کام نہین بلکہ جو لوگ عقلمند ہین انھین سے فکر اور تامل ہوتا ہے اس لئے انہین سے بعضون کو جو فساد کی عقل اور منصوبہ کرنیکی لیاقت تھی انکو ذکر کیا جو لوگ منصوبے کے لایق نہین بلکہ فقط مفسدون کے کہنے پر عمل کرتے ہین انکو ذکر نہین کیا وَاللّٰہُ یَکْتُبُ مَا یُبَیِّتُوْنَ اور اللہ لکھتا ہے جو ٹھہراتے ہین یعنی منافق منصوبہ کرکے تیرے خلاف کی بات جو ٹھہراتے ہین اسکو اللہ تعالیٰ انکے عمل نامہ مین لکھنے کا امر فرشتون کو کرتا ہے تا قیامت کے دن اسکی جزا دیوے فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ سو تو غافل کر ان سے یعنی اے محمد تو منافقون سے تغافل کر درگذر ان سے بدلا لینے کا خیال مت کر وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اور بھروسا کر اللہ پر یعنی منافقون کے مقدمے مین تیرے امر کو اللہ تعالیٰ کے تفویض کر اللہ تعالیٰ انکے مکر کو چلنے نہ دیگا اور ان سے تیرا بدلہ لیگا وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ۝ اور اللہ بس ہے کام بنانے والا یعنی تجھکو ہر مظفر و منصور کرنے والا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا غور نہین کرتے قرآن مین معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے منافقون کے مکر چکر اقسام کے بیان کیا یہہ سب کام ان سے اسواسطے صادر ہوتے ہین کہ وے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کے دعوی مین تصدیق نہین کرتے ہین انکا گمان ایسا ہے کہ یہہ شخص رسالت کا دعوی جو کرتا ہے اس دعوی مین کاذب ہے اس لئے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلایل مین جو آفتاب سے زیادہ روشن ہین تامل کرنیکا حکم کیا اَفَلَا مین ہمزہ استفہام انکاری کا ہے تدبّر کی اصل معنی کسی چیز کے انجام کار مین نظر کرنا اس کام کے کرنیکے پیچھے کیا ہوگا سو سوچنا بعد اسکو تفکر اور تامل کرنے مین استعمال کئے قرآن کو تدبّر کرنا یعنی اسکی معنی مین تامل کرنا اور اسکے حکمتون مین تفکر کرنا اسمین آیتین اور معجزے جو ہین ان سے بینائی حاصل کرنا علما کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت کی دلیل کو اللہ تعالیٰ نے قرآن اور اسمین تدبّر کرنیکو ٹھہرایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت پر تین وجہ سے قرآن دلالت کرتا ہے پہلی وجہ اسکی فصاحت

کہ جسکے مثل کو لانے سے فصحاء عرب عاجز ہوئے دوسری وجہ غیب کی باتون کی خبر دینا تیسری وجہ
اختلاف اور تناقص سے سالم رہنا سو اللہ تعالی انکی طرف اشارہ کرکے فرمایا وَلَوْ كَانَ مِنْ
عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا اور اگر یہہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے
تو البتہ پاتے اُسمین تفاوت بہت یعنی اُسمین اختلاف نہونا وہ اللہ کا کلام ہونے پر دلیل ہے کیواسطے
قرآن بڑی کتاب اور بہت سے علوم پر مشتمل ہے اللہ کے سوائے اور کسی کی تراش ہوتی تو اُسمین جملے
جو باہمدیگر تناقص رکھتے ہین واقع ہوتے کیواسطے جو بڑی کتاب ہوتی ہے اُسمین جملے تناقص موجود
ہونا ضرور ہے قرآن مین ایسے تناقص جملے نہونا دلیل ہے کہ وہ اللہ کے یہان کی کتاب ہے بعضے
گمراہ لوگ کا اُسکے بعضے جملون مین تناقص سمجھنا اُنکے فہم کا قصور ہے اور بھی منافق لوگ اقسام کے
حیلے مکر فتنہ فساد برپا کرنیکے پوشیدہ تجویزین کرتے اللہ تعالی اُنکے کامون پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
مطلع کرتا آیتین نازل کرتا حضرت وقت بوقت اُنکے حالتون کو بالتفصیل بیان کرتے حضرت کے
فرمودے مین کچھ خلاف نہین آتا اگر اللہ کے یہان سے نہوتا تو غیب کی خبر دینے مین البتہ اختلاف
ہوتا کیواسطے غیب دانی اللہ تعالی کے سوائے کسی کو نہین کسی خبر مین تفاوت اور اختلاف آنا
دلیل ہے کہ وہ اللہ کے یہان سے ہے اور بھی جنکو فصاحت و بلاغت مین لاف رہتا ہے اور اپنی عمر اس
علم کو حاصل کرنے مین صرف کرتے ہین با این تھوڑی سی عبارت یا کوئی چھوٹی غزل یا قصیدہ
بناتے ہین کلام ایک اسلوب پر نہین رہتا ایک بیت فصیح رہتی ہے دس بیت رکیک رہتے ہین کوئی
جملہ بلیغ ہوتا ہے کوئی سخیف قرآن باوجود طویل ہونیکے اُسکی فصاحت و بلاغت مین کہین اختلاف
اور تفاوت نہین ہے سب یکسان بلاغت کے مرتبۂ علیا مین ہے تو معلوم ہوا وہ اللہ تعالی کا کلام
ہے معلوم کیجئے اختلاف کو کثیرًا سے وصف جو کیا ہے اختلاف قلیل سے احتراز کرنیکے واسطے
نہین کیا واسطے قرآن مین اصلًا اختلاف نہین بلکہ اختلاف کثیر سے تناقص اُسکے معانی مین
اور تفاوت اُسکے نظم مین مراد ہے یا ملازمے کو ثابت کرنیکے لئے اختلاف کو کثرت کی قید مبالغہ کے
واسطے لگایا یعنے اگر وہ کلام اور کسی کا ہوتا تو اُسمین تھوڑا اختلاف تو ایکطرف بہت سا اختلاف

ہوتا لیکن وہ اللہ کے یہان کا ہے سو اُس مین بالکل اختلاف نہین بہت تو کیا تھوڑا بھی
اختلاف نہین وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ اور جب
آوے اُنکو کوئی امر یعنی اُن پاس پہنچے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو مشہور کرتے ہین اُسکو وَلَوْ
رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ
اور اگر پھیرتے اُسکو رسول کی طرف اور اپنے اختیار والون کی طرف تو البتہ اُسکو جانتے جو ہین
اُسکی تحقیق کرنے والے ہین مفسرین کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجین وغیرہ جب اطراف مین روانہ
کرتے تو منافق اُنکے احوال کی دریافت مین لگتے پھر فتح یا شکست کی خبر کچھ اُنکو پہنچتی تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اُس کی خبر دینے کے اوّل منافق اُسکو مشہور کر دیتے کہ جس سے مسلمانون کو ضرر ہوتا تب
اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا اور فرمایا جب منافقون کے پاس آوے کوئی امر امن سے یعنی پہنچے
اُنکو خبر فتح وغنیمت کی یا خوف سے یعنی خبر شکست اور قتل کی تو اس خبر کو مشہور کر دیتے کہ جسکا
چرچا لوگون مین ہوجاتا ہے اگر اُس امر کو یعنی اُس خبر کو جو لوگون مین مشہور کئے ہین رسول کی طرف
اور اولی الامر کی طرف رد کرتے یعنی اُس خبر کو کسی سے نہ کہتے تا رسول جو مناسب سمجھے سو خبر دیتا
اور اولی الامر کی طرف رد کرتے تا وے جو مناسب جانتے سو اُسکی خبر دیتے اولی الامر سے
عقلمند لوگ مراد ہین جیسے ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم بعضے کہتے ہین اولی الامر
سے لشکر کے اور فوج کی ٹکڑی کے اُمرا مراد ہین معلوم کیجئے یہہ حکم منافقون کے حق مین ہے
منہم کی ضمیر لاکی اُنکے اولی الامر جو کہا کیا واسطے کہ منافق ظاہر مین اپنے کو مسلمانون مین ہی
شمار کرتے تھے سو ظاہر کے دیکھتے منہم کہا استنباط کی لفظ مشتق نبط سے ہی نبط پانی کو جو باولی
کھودے بعد اول نکلتا ہے کہتے ہین وہ پانی سیندنے کو استنباط کہتے ہین بعد عالم اپنی عقل کی
رسائی سے اور طبیعت کی ذکاوت سے مسائل اور مطالب جو نکالتا ہے اسکو استنباط کہنے لگے
یعنی منافقین اور اخبار کا چرچا کرنے والے امن اور خوف کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف اور اولی الامر کی طرف رد کرتے تو احوال کی حقیقت اُنکی وساطت سے معلوم ہوتی معلوم کیجئے

خوف کی خبر جب مشہور کرے تو اسمین ضعیف مسلمانون کے دلون مین ضعف آنا اور اُنکو پریشانی مین ڈالنا ظاہر ہے اس لئے اسکے مشہور کرنیکو بدٹھہرایا امن کی خبر مشہور کرنے مین تو یہہ پریشانی نہین تھی اُسکو بدٹھہرانیکا سبب یہہ ہو کہ امن کی بات کی ہوائی جب اُڑاوے مثلاً لشکر کی فتح کی خبر مشہور کرے تو مسلمانون کو ایک نوع کی دل جمعی ہوگئی اپنی فوج کی کمک کو جانے واسطے تیار جو ہوئے تھے ٹھہر گئے فی الحقیقت یہہ خبر راست نہ تھی کمک وقت پر نہ پہنچنے سے فتحیابی مین خلل ہوا اس لئے اُسکو بدٹھہرایا اور یہہ بھی ہے کہ امن کی خبر ملکی مصلحت کے نظر کرتے اخفا کرنی منظور تھا اُسکو اخفا نہ کرے وہ خبر مشہور ہو جاوے تو اخفا مین مصلحت جو تھی فوت ہو جاویگی مثلاً مسلمانون کے دو دشمن تھے مسلمان چاہے ایک دشمن سے مصالحت کرکے دوسرے سے جنگ کرنا اور دشمن صلح کرنے پر بھی راضی ہو اسو یہہ امن کی خبر کو جب مشہور کر دیوے تو احتمال ہے کہ وہ اس دشمن کو اپنے ساتھ شریک کر لیوے اور صلح سے باز رکھے غرض ایسے مصلحتون کے نظر کرتے خوف کی خبر مشہور کرنے مین جیسے مضرت ہین اُمن کی خبرون کو بھی مشہور کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس لئے دونون کو مشہور کرنے سے منع کیا معلوم کیجئے مسائل مین قیاس کرنا صحیح اور حجت ہونے پر اس آیت مین دلیل ہے کیا واسطے اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے عوام کو استنباط کرنے والون کی طرف رجوع کرنیکا امر کیا استنباط کرنے والے اس حکم کو کتاب و سنت کے نص سے بیان کرے تو اُسکو استنباط نہ کہینگے معلوم ہوا استنباط نص کے سوا ہو اس سے ثابت ہوا کہ وہ حجت ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اور اگر نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر تو البتہ تم شیطان کے پیچھے جاتے مگر تھوڑے نہہ الا قلیلاً کو کس چیز سے استثنا کیا اسمین مفسرین کو اختلاف ہو بعضے کہتے ہین اذاعوا مین اذاعت جو ہے اُس سے استثنا ہے تقدیر اُسکی یون ہے اذا جاؤہم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ الا قلیلاً یعنی جب پہنچے اُن پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی تو اُسکو مشہور کرین مگر تھوڑے یعنی تھوڑے منافق ان خبرو کو مشہور نہین کرتے سو بعضے منافق اور مومنون کو اس اذاعت کرنے سے استثنا کیا یہہ قول ابن عباس کا ہے فرا اور ابن جریر اسیکو اختیار کئے ہین بعضے کہتے ہین یستنبطون مین استنباط جو ہے

اُس سے استثنا ہی تقدیر یون ہے لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم الّا قلیلاً یعنی جانتے اُسکو جو اُن مین استنباط کرنیوالے ہین مگر تھوڑے یہہ قول حسن اور قتادہ کا ہے ابن قتیبہ نے اِسکو اختیار کیا ہے یہہ دونون قول پر آیت مین تقدیم و تاخیر ہے بعضے کہتے ہین یہہ اتباع الشیطان سے استثنا ہی یعنے تھوڑے لوگ شیطان کی پیروی نکرتے یہہ قول ضحاک کا ہے زجاج نے اُسکو اختیار کیا ہی کیا واسطے حرف استثنا جس سے متصل ہے اُسی سے استثنا کرنا بعید ہے استثنا کرنے سے اولی ہے اِس قول پر فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کا نازل کرنا رحمت سے ہدایت اور توفیق مراد ہے معنی یون ہوگی اگر اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرکے اور قرآن نازل فرماکے تمپر فضل نہ کرتا ہدایت اور توفیق سے تم پر مہر نہ کرتا تو تم شیطان کی پیروی کرتے یعنے تم اپنے کفر ضلالت پر باقی رہتے مگر تھوڑے نادر لوگ کہ وے شیطان کی پیروی نہ کرتے ان تھوڑے لوگ سے مُراد وے ہین جو پیش از بعثت کے اور قرآن نازل ہونیکے ایمان لائے تھے جیسے قُس بن ساعدہ الایادی اور زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل بندۂ عاصی کہتا ہے فضل و رحمت سے اس مخصوص معنی کا ارادہ نہ کرکے اُسکے عموم پر باقی رکھے شیطان کی پیروی سے منافقون کی تجویز کو عمل مین لانا مُراد لیوین تو بھی صحیح ہے یعنی منافق قابو کا وقت دیکھ کے اپنی قوم والون کو دھوکا دیتے ہین جیسے اُحد کے دن مسلمانون کی شکست دیکھ کے بعض منافق کہنے لگے ابوسفیان کے پاس جاکے ہم اپنے واسطے امان لین اور تبوک کی راہ مین عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا تھا مدینہ کو جاکے ہم قریش کو اپنے شہر سے نکال دینگے غرض ایسی مشکل کیوقت مین اللہ تعالی تمپر فضل نکرتا تو اکثر لوگ منافقون کے تابع ہوتے مگر تھوڑے واللہ اعلم فَقَاتِلْ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ پھر تو لڑ اللہ کی راہ مین یہہ جملہ مقدر شرط کا جواب ہے گویا اُسکی تقدیر یون ہے حال جب یہہ ہوا کہ منافق اطاعت نہین کرتے مین اور لوگونکی ہمت ہارتے ہین اور ضعیف اسلام والے اُنکے فریب سے جہاد کو نکلنے مین قصور کرتے ہین اے محمد تو اپنی ذات سے جہاد کر معنی کی رو سے یہہ جملہ ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل کا جواب بھی ہوسکتا ہے اُسکی تقدیر یون ہوگی اِن اردت القتال فقاتل یعنی تو اگر حربی ہونا چاہتا ہے تو جنگ کر اللہ کی راہ مین لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ تو

تکلیف نہین دیا جاتا مگر اپنی جان سے یعنی تیرے سے مواخذہ نہین اور تجھپر ذمہ نہین مگر اپنی جان سے
حاصل اسکا یہ ہے لوگ جہاد کیواسطے نہین نکلے تو اے محمد تو تن تنہا اپنی ذات سے نکل تیرا مددگار اللہ ہے
تجھکو لشکر مدد نہین کرتا انکی مخالفت اور بیٹھ جانا تجھکو ضرر نہین دیتا اس آیت کی شان نزول کو بغوی
وغیرہ یون روایت کیے ہین کہ اُحد کی جنگ مین مشرکین کے پھر کر جاتے وقت اُنہین سے ابوسفیان نے
مسلمانون کو کہا ہم تمہارے ساتھ سال آیندہ بدر مین مقابلہ کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہتر وعدہ کے
دن جب قریب ہوے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو جہاد کے واسطے نکلنے کا امر کیے بعضے لوگ نکلنے مین سستی
کیے تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اور فرمایا تو اللہ کی راہ مین لڑائی کر یعنی جہاد کو چھوڑ مت کر دے
مسلمانون کے واسطے انتصار یعنی دادخواہی کر تو اپنی ذات سے جہاد کو نکل پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ستر آدمی سے
بدر کی طرف روانہ ہوے ابوسفیان بھی کفار قریش کو لیکے مکہ سے نکلا مرالظہران کے متصل مجنہ مین آکے
اترا اللہ تعالی نے اُنکے دلون مین ایسا رعب ڈالا کہ پھر الٹ کر مکہ کو چلے گئے جنگ کو نہین آئے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ دن انکی انتظار کرکے مدینہ کو تشریف لائے جو لوگ نہین نکلے تھے اُنپر اللہ تعالی نے
اس آیت سے عتاب کیا ابن جریر طبرسی بھی اسکو ابن عباس سے روایت کی ہے اس غزوے کا نام بدر الاخیر
اور بدر الموعد بھی کہتے ہین اہل سیر واقدی سے نقل کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو ہزار
آدمی تھے اور گھوڑے آٹھ تھے اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت شجیع ہونا اور جنگ کے داؤگھات سے
خوب آگاہ رہنا ثابت ہوا کیونکہ واسطے شجیع اور جنگ کے امور سے عارف نہوتے تو اللہ تعالی تنہا نکلنے
کا امر نہ کرتا وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور رغبت دے مسلمانون کو یعنی تو مسلمانون کو جہاد کرنیکی ترغیب دے
اسمین اجر جو ملیگا اسکو بتا دے تیرا کام اتنا ہی ہے نکلنے کیواسطے اُنپر سختی کرنا تجھکو نہین پہنچتا عَسَى اللّٰهُ
اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قریب ہے کہ موقوف کرے اللہ لڑائی کافرون کی معلوم کیجیے
بدر الموعد مین ایسا ہی ہوا ابوسفیان خشک سالی کا حیلہ کرکے قریش کو پھیر لیگیا جنگ کو نہین آئے
وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ اور اللہ سخت ہے لڑائی والا اور سخت سزا دینے
والا مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا جو کوئی سفارش کرے نیک سفارش

ہوگا اُسکو بھی ایک حصہ اُسمین سے وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا جو کوئی سفارش کرے بد سفارش ہوگا اُسپر بھی ایک بوجھ اُسمین سے شفاعت شفع سے ماخوذ ہے شفع کی معنی جفت کرنا بدا سکو ایک شخص اپنے تئین حاجت والیکے ساتھ جو تنہا تھا طلب اُسکی حاجت کو مانگنے مین اُسکا جفت ہوتا ہی اسمین استعمال کے اس مقام مین شفاعت سے کیا چیز مراد ہے سو مفسرین کو اختلاف ہی بعضے کہتے ہین نیک شفاعت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی جو انکی تعظیم و توقیر کی غرض سے کیجاوے بعضے کہتے ہین نیک شفاعت سے مراد ہی جہاد کی ترغیب دینی اسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو امر معروف کرے تو اپنے تئین انکی غرض کے ساتھ جو جہاد سے متعلق ہے جفت کیے جہاد کی ترغیب مین جہاد کریگا امر رفق و تلطف کے ساتھ ہونا بسبیل تہدید نہونا اس قسم کا امر بھی لہ شفاعت کے ہی بعضے کہتے ہین نیک شفاعت ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے پاس تیسرے کے واسطے سفارش کرنا اسکو جہاد کیواسطے ہتیار وغیرہ سے کام آوے اور بد شفاعت سے منافقون کی شفاعت تھی جہاد کو نہ نکلنا کرکے ایک دوسرے کے لئے سفارش کرنا بعضے کہتے ہین شفاعت سے مراد وہ سفارش ہے جو لوگ آپسمین کرتے ہین پھر شرع مین جو سفارش جایز ہے تو وہ حسنہ ہی مثلاً مسلمان کے کسی حق کی رعایت ہوتی ہے یا کوئی ضرر اُس سے دفع ہوتا ہی یا کوئی نفع اسکو پہنچتا ہے اور جو سفارش جایز نہین وہ سیئہ ہی بعضے سے شفاعت کرنیکا ثواب مراد ہی یعنی شفاعت کرنے والیکو کامل اجر ملتا ہی خواہ سفارش اُسکی مقبول ہو یا نہو کفل کی معنی نصیب اور حصہ اور ضعف کی ہے نصیب کا استعمال اکثر نیکیون مین ہوتا ہی اور کفل کا استعمال اکثر بدیون مین ہوتا ہے کفل کو یہان جو ذکر کیا اس مین اشارہ ہے کہ جو سفارش حقوق کو ساقط کرتی ہے اور باطل کو قوت دیتی ہی اسکا عقاب اللہ تعالے کے پاس بہت بڑا ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝ اور اللہ ہر چیز پر توانا یعنے ہر چیز کو کرنیکی سکت رکھتا ہو بعضے کہتے ہین مقیت کی معنی محافظ جو ہر چیز کو بقدر حاجت دیا کرتا ہے اور اُوپر کی آیت سے اسکا تعلق یون ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز کا اقتدار رکھتا ہے یا ہر چیز پر محافظ ہے نیک سفارش کرنے والے کو اُسکے موافق جزا دیتا ہے اور بد سفارش کرنے والے کو اُسکے موافق عقاب دیتا ہے وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تم بھی دعا دیو اُس سے بہتر یا وہی کہو الٹ کر تحیت کی اصل معنے حیات بڑی ہو نیکی دعا کرنا عرب کا دستور تھا ملاقات کے وقت حیاک اللہ کہتے یعنے اللہ تعالی تجھکو حیات دیوے اسلام آئے بعد درعوض حیاک اللہ کے

السلام علیک کہنے لگے اور اس سلام کا نام تحیت کہ کے رکھے جمہور مفسرین کہتے ہین اس آیت مین تحیت سے
سلام ہی مراد ہے آیت کی معنی یون ہوگی جب کوئی تمکو سلام علیک کرے تو تم اُسکے جواب مین اُس سے بہتر
سلام علیک کرو یا ویسا ہی کہو بعضون نے کہا تحیت سے یہان ہدیہ مراد ہے یہہ قول شاذ ہے معلوم کیجئے کہ سلام علیک
کے درعوض سلام علیک کو اختیار کئے اس لئے کہ سلام احسن اور اتم اور اکمل ہے کیا واسطے سلام کی معنی
آفتون سے سلامت رہنا ایک آدمی دوسرے کو حیات بڑی ہونے کے لئے دعا کیا تو دعا کامل نہین ہوئی کیونکہ
حیات کو سلامتی لازم نہین کبھی حیات دراز ہوتی ہے لیکن سلامتی نہین رہتی ہے وہ شخص آفت و بلا مین
گرفتار رہتا ہو ایسی بے لطفی کی زندگی سے موت بھلی ہوتی ہے بخلاف سلامتی کے کہ اُسکو حیات لازم ہو اس لئے
سلام کامل ہوا اور بھی سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے سلام علیک جب کہا تو گویا یون کہا تجہ پر اللہ کا نام ہے جو
تجھے محافظ و معین ہے بخلاف حیاک کے کہ اسمین یہہ نہین اور بھی السلام علیک کہنے مین سلامتی کی بشارت
ہوتی ہے بخلاف حیاک کے کہ اُسمین یہہ بشارت نہین معلوم کیجئے سلام علیک کا ابتدا آدم علیہ السلام سے ہے
بخاری اور مسلم وغیرہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو انکی صورت پر جسکا
قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پیدا کیا بعدہ انکو کہا اے آدم تو جا کے فرشتون کی اُس ٹکڑی پر جو بیٹھے ہین سلام کر
اور کان رکھ کے سُن کہ وے تجھکو کیا جواب دیتے ہین کیا واسطے وہ تیرا اور تیری ذریت کا یعنی اولاد کا
تحیہ ہے پھر آدم جا کے انکو السلام علیک کہے وے اُسکے جواب مین رحمۃ اللہ کا لفظ افزود کئے السلام علیک
ورحمۃ اللہ کہے اس حدیث کا لفظ یون ہے خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا اکثر محدثین کہتے
ہین صورتہ کی ضمیر کی مرجع آدم ہے ہم اسکے موافق ترجمہ کئے یعنی اللہ تعالیٰ آدم کو انکی صورت پر جسکا
قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پیدا کیا بعضون نے کہا ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ آدم کو اپنی صورت پر
پیدا کیا اس حدیث کے بعضی روایتون مین خلق اللہ آدم علی صورتہ الرحمان آیا ہے اس تقدیر پر صورت
سے صفت لینا کیا واسطے اللہ تعالیٰ صورت و شکل سے منزہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ آدم کو اپنی صفت
پر پیدا کیا جو علم اور حیات اور سمع اور بصر وغیرہ ہی صفات اللہ تعالیٰ کے بھی اگرچہ مخلوقین کے صفات سے
مشابہت نہین رکھتے لیکن اسکے صفات کی تعبیر مجازاً انہین الفاظ سے کرتے ہین غرض اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ سلام کی ابتدا آدم علیہ السلام سے تھی لیکن بعد انکی اولاد مین اُس پر عمل باقی نرہا یہود انگلی سے
اشارہ کرتے تھے نصارا ہتیلی سے اشارہ کرتے تھے اہل جاہلیت یعنی عرب لوگ انعم صباحًا انعم مَسَاءً اور
بعضے حیاک اللہ اور بعضے حیّیت مَسَاءً اور حیّیت صَبَاحًا کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام سے ہی کرکے
آدم کی سنت کو جاری کیا اور اسکے کہنے پر ترغیب دیا بخاری اور مسلم عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ
عنہما سے روایت کیے ہین کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ای الاسلام خیرٌ یعنی اسلام کی
خصلتون مین کونسی خصلت بہتر ہے فرمایے تو لوگون کو کھانا کھلانا اور سلام کرنا جس کو تو جانتا
ہے اور جسکو نہین جانتا بخاری اور مسلم براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو سات چیزون کا امر کیے بیمار کی عیادت کرنا اور جنازون کے ہمراہ جانا اور
چھینکنے والے کی تشمیت کرنا یعنی کو چھینک کر الحمد للہ کہا تو اسکو یرحمک اللہ کہنا اور ضعیف شخص کی
مدد کرنا اور مظلوم کی اعانت کرنا اور سلام کو افشا کرنا یعنی اظہار اور آشکارا اور پرگھٹ کرنا
اور قسم کو راست کرنا یعنی کوئی شخص قسم دیا تو اسکی قسم راست کرنا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے تم بہشت مین نہ جائینگے جب تک کہ ایمان نہ لائے
اور ایمان نہ لائینگے جب تک کہ آپسمین دوستی نہ رکھے کیا مین تمکو نہ بتلاون ایک چیز کہ جب اسکو کروگے
تو آپسمین دوستی ہوگی سلام کو آپسمین پرگھٹ کرو معلوم کیجیے صیغہ سلام کا السلام علیکم ہے جسپر سلام کرتا ہے
وے لوگ جماعت ہو تو علیکم جمع کی ضمیر لانا اگر ایک ہی شخص رہے تو بھی علیکم جمع کی ضمیر سے کہنا افضل ہے
اگر السلام علیک کہے تو بھی جایز ہے اور السلام الف ولام سے کہنا افضل ہے اگر سلام علیکم یا سلام علیک
کہے تو بھی کفایت کرتا ہے جواب کا اقل وعلیکم السلام وعلیک السلام ہے جواب مین واو کے ساتھ
کہنا افضل ہے اگر علیکم یا علیک السلام بن واو کے کہا تو مذہب صحیح مشہور مین شافعیہ کے کفایت کرتا ہے
ہمارے بعضے فقہا کہتے ہین کہ وہ کفایت نہین کرتا لیکن یہہ قول ضعیف ہے اگر جواب مین فقط علیکم
یا علیک کہے تو وہ جواب نہوا اگر واو کے ساتھ وعلیکم یا وعلیک کہے تو شافعیہ کے پاس دو وجہ
ہین امام کہتا ہے کہ وہ کفایت نہین کرتا بعضے کہتے ہین کفایت کرتا ہے ان دو وجہ سے کونسی وجہ

راجح ہو سو امام نووی نے ترجیح نہین دی لیکن اسمعیل مقری اور زکریا انصاری اور ابن حجر اور رملی پہلی وجہ کو اصح کہتے ہین بندۂ عاصی کہتا ہو مسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا السلام علیک یا رسول اللہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے جواب مین کہے وعلیک و رحمۃ اللہ اور ایک روایت مین آیا ہو کہ فقط علیک کہے ایسا ہی ابی جُرَی کی حدیث جسکو ترمذی نے روایت کی ہو اور سلام کی حدیث جسکو ہم ذکر کرینگے اُن مین بھی ایسا ہی وارد ہوا ہو سو یہہ روایات دوسری وجہ کو ترجیح دیتے ہین واللہ اعلم سلام کرنے والا اسلام کے لفظ کو مقدم کرے اگر علیکم السلام کہے تو صحیح قول پر اُس سے سلام حاصل ہوا اور اُسکا رد واجب ہوا لیکن ایسا کہنا مکروہ ہے کیا واسطے وہ اموات کی تحیت ہو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور حاکم ابی جُرَی الہجیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا علیک السلام یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے علیک السلام مت کہہ کیا واسطے وہ اموات کی تحیت ہو ترمذی کی ایک روایت مین آیا ہو کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کے تین بار کہا علیک السلام یا رسول اللہ علیک السلام یا رسول اللہ علیک السلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے علیک السلام میت کی تحیت ہے بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف پھر کے کہے آدمی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے سلام کو رد کئے اور فرمائے وعلیک ورحمۃ اللہ وعلیک ورحمۃ اللہ وعلیک ورحمۃ اللہ ترمذی اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین ابو جُرَی جیم کے ضم سے اور راء مہملہ کی فتح سے تصغیر کا صیغہ اخیر مین ہمزہ مثناۃ تحتانیہ ہو تشدید کے ساتھ صحابی ہو اسکا نام جابر بن سلیم ہے سین مہملہ کی ضم سے ہجیمی ہا کی ضم سے اور جیم کی فتح سے تصغیر کا صیغہ ہے بنی ہجیم کی طرف نسبت ہو وہ قبیلہ ہے بنی تمیم کا ترمذی کی روایت جسکو ہم ذکر کئے اسمین تمہارے بعضے فقہا کا رد ہو جو کہتے ہین علیک السلام تسلیم کا صیغہ نہین اور وہ کہنے والا مستحق جواب کا نہین کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اول تعلیم کرکے بعد جواب دئے معلوم کیجئے عایشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مین مذکور ہے کہ عایشہ کہے قبرستان مین آوے تو کیسا کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے السلام علی اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون

ابو ہریرہ اور بریدہ کی حدیث مین بھی اسی کے مانند کہنا کرکے آیا ہے ان تینون حدیثون کو مسلم نے
روایت کی ہے سو ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ موتی کی سلام بھی السلام علیکم ہے اوپر کی حدیث
مین جو آیا علیک السلام اموات کی تحیت ہر سو غرض عرب کی عادت جو جاہلیت مین تھی اس سے خبر دینی
اسی واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو مکروہ جانے معلوم کیجئے سلام کرنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و
برکاتہ کہنا اور جواب دینے والا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اکمل ہے امام نووی نے ریاض الرا
مین اور اذکار مین ایسا ہی کہا اور بولا ابوالحسن الماوردی کتاب الحاوی مین اور ابوسعید المتولی وغیرہ
ایسا ہی کہتے ہین اور بولا اس باب مین ایک حدیث حسن وارد ہوئی ہے انتہی اس حدیث کو دارمی اور ابوداؤد
اور ترمذی اور نسائی عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آکے کہا السلام علیکم حضرت اسکا جواب دئے اور وہ شخص بیٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے عشر یعنے اسکو دس نیکیان ملے بعدہ دوسرا شخص آیا اور بولا السلام علیکم ورحمۃ اللہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اسکا جواب دئے اور فرمائے عشرون یعنی اسکو بیس نیکیان ملے پھر ایک شخص آیا اور بولا السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا جواب دئے اور بولے ثلاثون یعنی تیس نیکیان ملے ترمذی
نے کہا یہ حدیث حسن ہے حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند قوی ہے بخاری ادب المفرد مین اور ابن حبان
اپنی صحیح مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند روایت کئے ہین ابن حبان نے اسکی تصحیح کی ہے طبرانی
نے کبیر مین اور بیہقی نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جس نے السلام علیکم کہا تو اللہ تعالی اسکے لئے دس حسنہ لکھتا ہے اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو اللہ تعالی اسکے
لئے بیس حسنہ لکھتا ہے اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اسکے لئے تیس حسنہ لکھتا ہے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی
سند ضعیف ہے طبرانی اور ابن السنی نے اس حدیث کو مالک بن الیتہان رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع روایت
کی ہے اسکی سند بھی ضعیف ہے معلوم کیجئے سلام کے رد مین سلام کرنے والے کے الفاظ سے زیادہ کہنا مستحب ہے
مثلا سلام کرنے والا السلام علیکم کہے تو رد کرنے والا اسپر ورحمۃ اللہ زیادہ کرنا سلام کرنے والا ورحمۃ اللہ کہے
تو جواب دینے والا وبرکاتہ کو زیادہ کرنا اسمین فقہا کو اتفاق ہے اگر سلام کرنے والا بھی وبرکاتہ کو زیادہ کیا

اُسکے جواب مین اور کچھ زیادہ کرنا مستحب ہی یا نہین ایسا ہی سلام کرنے والا ابتدا مین برکاتہ سے کچھ
زیادہ کرنا مستحب ہی یا نہین اسمین اختلاف ہی ابن عباس سے اور ابن عمر کی ایک روایت مین
آیا ہے کہ برکاتہ پر زیادہ نہ کرنا امام مالک نے موطا مین روایت کی ہی کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ
عنہما کو سلام کیا سو برکاتہ پر کچھ زیادہ کیا ابن عباس کہے برکاتہ پاس سلام سر گیا بیہقی نے شعب الایمان
مین عبد اللہ بن بناتہ کی طریق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ابن عمر پاس آکے السلام علیکم و
رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ کہا ابن عمر کہے و برکاتہ تک کہنا بس ہے یعنی سلام اُسکے پاس تمام ہوا امام
مالک نے موطا مین روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر پر سلام کیا سو السلام علیکم و رحمۃ اللہ
و برکاتہ والغادیات والرایحات کہا عبد اللہ بن عمر اُسکے جواب مین کہے وعلیک الفاراوی
کہتا ہے گویا انھونے اُسکو مکروہ جانا اُنکے قول کو تائید کرتی ہے سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ
کی حدیث کو جسکو امام احمد زہد مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور
ابن مردویہ روایت کئے ہین کہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر السلام علیک
یا رسول اللہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے جواب مین وعلیک و رحمۃ اللہ کہے بعد دوسرا شخص آیا
اور بولا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وعلیک و رحمۃ اللہ و
برکاتہ پھر ایک شخص آیا اور بولا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے وعلیک وہ شخص کہا یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہین فلانا شخص اور فلانا شخص
آکے آپ پر سلام کیا اُنکے جواب مین آپ میرے جواب سے زیادہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
تو نے ہمارے لئے کچھ نہ چھوڑا اللہ تعالی فرمایا ہے وَاِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوهَا سو ہم
اس تحیو کو تیرے پر رد کئے حافظ السیوطی نے کہا کہ اسکی سند حسن ہی بعضے کہتے ہین برکاتہ پر زیادہ کرنا جایز
ہے ابو داؤد نے عمران بن حصین کی حدیث جسکو ہم ذکر کئے روایت کرنیکے بعد معاذ بن انس رضی اللہ عنہ
کی حدیث کی سند ذکر کرکے کہا اسکی حدیث بھی اسی کی معنی سے ہی اور بولا یہہ بھی زیادہ کیا کہ بعدہ دوسرا
شخص آیا اور کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ و مغفرتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اربعون یعنی چالیس

حسنہ ملے اور فرمائے فضایل ایسے ہی ہوتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہی ابن السنی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص صحابہ کے اونٹون کو چراتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب گذرتا تو کہتا السلام علیک یا رسول اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہتے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ امام نووی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہی اس حدیث کو ابن ابی لیلی نے بھی اپنی کتاب مین روایت کی ہی حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند واہی ہے بیہقی نے شعب الایمان مین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر سلام کئے تو ہم کہتے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ حافظ عسقلانی نے کہا کہ اسکی سند بھی ضعیف ہے بخاری نے ادب المفرد مین سالم سے جو مولی ابن عمر کا تھا روایت کی ہے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما سلام کا جواب دیئے تو اُس مین زیادہ کرتے مین ایکبار آکے السلام علیکم کہا اُنھون نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ دوسرے بار مین آکے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ اُنھون نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایکبار مین آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انھون نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلوٰتہ بندۂ عاصی کہتا ہے اسکی سند کے رجال ثقات ہین بھی بخاری نے ادب مین روایت کی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط بھیجے سو اُسمین لکھے السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلواتہ ابن وقیق العبد نے ابی الولید بن رشد سے نقل کیا ہے اُسنے کہا مذکور آیت سے یہہ نکلتا ہی سلام کرنے والا یزکاتہ کہا تو جواب دینے والا اُس پر زیادہ کرے ناصر الدین البیضاوی نے کہا کہ اُسکی زیادتی کی انتہا برکاتہ ہے انتہی اسکے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ برکاتہ پر زیادہ کرنا ممنوع ہے ابن حجر ہیثمی نے تحفہ مین کہا سلام مین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہنا سنت ہے لیکن یہہ کہنا واجب نہین اگرچہ سلام کرنے والا کہے انتہی اُس کلام سے مفہوم ہوتا ہی برکاتہ پر زیادتی مکروہ نہین فقہاے حنفیہ کہتے ہین برکاتہ پر کچھ زیادہ کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے اس پر زیادہ کرنا اُنکے پاس مکروہ ہے واللہ اعلم معلوم کیجئے سلام کی سنت ادا ہونیکے لئے

آواز اسقدر بلند کرنا کہ جنکو سلام کرتا ہے وہ لوگ اُسکو سُنین اگر آواز اتنا بلند نہ کریگا تو سلام کی سنت ادا نہوگی اور اُسکا رد واجب نہین جواب دینے والا بھی اتنے بلند آواز سے جواب دینا کہ جسکو جواب دیتا ہی وہ شخص سُنے اگر آواز اتنا بلند نہ کریگا تو فرض ادا نہوگا لوگ کوئی سوتے ہین اور کوئی جاگتے ہین تو سلام ایسا کرنا کہ جاگنے والون کی سماعت مین آوے سوتون کو بیدار نکرے معلوم کیجئے سلام کا جواب فی الفور دینا اگر تاخیر سے جواب دیا تو وہ محسوب نہوگا اور جواب ندینے سے گنہگار رہوگا سلام کا جواب فوت ہوئے بعد اُسکی قضا نہین سلام کو زبان سے نہ بول کے فقط ہاتھ سے یا انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگر زبان سے سلام کہا اور ہاتھ سے اشارہ کیا تو اُسمین کراہت نہین بہرے کو سلام کرے تو زبان سے تلفظ اور ہاتھ سے اشارہ کرنا مستحب ہے تا وہ سمجھے اور جواب دیوے اگر دونون مین جمع کرے تو مستحق جواب کا نہوگا اگر بہرہ سلام کیا تو اُسکے جواب مین سلام کا تلفظ اور ہاتھ کا اشارہ کرنا واجب ہے گونگے کا اشارہ ابتدا مین اور جواب مین کفایت کرتا ہی اگر گونگے کو سلام کیا گونگا اُسکو اشارہ سے سلام کیا تو گونگے کا فرض ساقط ہوگا ایسا ہی گونگا اشارے سے کسیکو سلام کیا تو اُسکا جواب دینا واجب ہوگا معلوم کیجئے سلام کی ابتدا سُنت ہی واجب نہین اور یہہ سنت کفایہ ہے سلام کرنے والون کی ایک جماعت تھی اُنمین سے ایک شخص سلام کیا تو کفایت کرتا ہے لیکن ہر ہر شخص کو سلام کرنا افضل ہے سلام کا رد یعنی جواب دینا واجب ہے جسپر سلام کرتے ہین اگر وہ ایک ہی شخص ہے تو جواب دینا اسپر فرض عین ہوا جنپر سلام کرتے ہین اگر وہ لوگ جماعت ہین تو اُنپر جواب دینا فرض کفایہ ہے اُنمین کا ایک شخص بھی جواب دیا تو دوسرون سے تکلیف ساقط ہوئی اگر کوئی بھی جواب نہ دیوے تو سب گنہگار ہونگے جماعت کیے سب لوگونکو جواب دینا افضل ہے کوئی شخص ایک جماعت پر سلام کیا اور وے اُسکا جواب نہین دئے بلکہ غیر شخص اسکا جواب دیا تو جماعت کا جواب ساقط نہوگا بلکہ اُنپر جواب واجب ہے جواب نہ دینگے تو گنہگار رہونگے معلوم کیجئے پردہ کے یا دیوار کے پیچھے سے کوئی شخص سلام کیا یا خط مین سلام لکھ بھیجا یا کسی کی زبانی سلام کہلا بھیجا تو فی الفور اُسکا جواب دینا واجب ہے

اور سلام کا پیام جو شخص پہنچاتا ہے اُس پر بھی سلام کرنا مستحب ہے مثلاً کوئی شخص کہا فلانے نے تمھکو سلام کہا ہے تو اُسکے جواب مین کہنا وعلیک وعلیہ السلام بچون پر بھی سلام کرنا مستحب ہے بچہ پر کوئی شخص سلام کرے تو بچہ کو جواب دینا مستحب ہے واجب نہین بچہ نے کسی بالغ کو سلام کیا تو صحیح وجہ پر اسکا جواب دینا واجب ہے مرد بالغ نے ایک جماعت کو سلام کیا اس جماعت مین بچہ تھا سو وہ بچہ سلام کا جواب دیا اور بالغ لوگ جواب نہین دیئے تو اصح وجہ مین اُن سے فرض ساقط نہین ہوتا معلوم کیجئے سلام کئے بعد جدا ہوکے پھر ملاقات کیا تو پھر سلام کرنا مسنون ہے اگرچہ کئی بار بھی ہو بخاری ادب المفرد مین اور ابو داؤد اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارے مین کا کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کیا تو چاہئے سلام کرے پھر اگر دونون مین درخت یا دیوار یا پتھر آڑ ہونیکے بعد ملاقات ہوئی تو چاہئے سلام کرے سیوطی نے کہا اسکی سند حسن ہے بخاری ادب المفرد مین اور ابن السنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی مجتمع ہوکے رہتے پھر اُنکے روبرو درخت آجاتا کوئی اُسکے داہنے جہت کی طرف جاتے اور کوئی بائین طرف پھر جب آپسمین ملاقات ہوتی تو ایک دوسرے کو سلام کرتے ابن السنی کی روایت مین یون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مل کر چلتے جب اُنکے روبرو درخت یا ٹیلا آجاتا اور جدا ہوکے داہنے اور بائین طرف جاکے پھر جب ملتے تو آپس مین سلام کرتے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین مگر ضحاک بن بزرس مین کلام ہے معلوم کیجئے دو شخص ملاقات کئے سو انمین کا ہر ایک شخص دوسرے کو سلام کیا تو ہر ایک دوسرے کو جواب دینا لازم ہے پھر دونون کا سلام معًا واقع ہوے یا ایک کے سلام کے بعد دوسرے کا سلام واقع ہوے متولی اور قاضی حسین ایسا ہی کہتے ہین امام رافعی نے بھی اسیکو اختیار کیا ہے شافعی نے کہا اگر دونون کا سلام معًا نہ رہے بلکہ ایک کے بعد ایک سلام کیا تو وہی جواب ہو ادوسرے جواب کی احتیاج نہین امام نووی نے اسی کو اختیار کیا ہے معلوم کیجئے سلام قبل کلام کے رہنا مسنون ہے آپس مین ملاقات ہو تو سلام کا ابتدا کرنا ہی اسکو فضیلت ہے معلوم کیجئے بعضے حالتون مین سلام کرنا مکروہ ہے کوئی شخص پیشاب کرتے مین یا جماع کرنے مین یا انکے مانند کے چیزون مین مشغول ہے تو اُس پر سلام کرنا مکروہ ہے اور

سلام کیا تو جواب کا مستحق نہین ہوتا بلکہ ان لوگون کا جواب دینا مکروہ ہے ایسا ہی سوتے شخص یا دنگے شخص پر سلام کرنا مکروہ ہے اور جواب کا مستحق نہین ایسا ہی جو شخص حمام مین غسل کرتا ہے اُسکو بھی سلام کرنا مکروہ ہے لیکن جواب دینا اسکو مستحب ہو ایسا ہی کوئی شخص نماز پڑھتا ہو یا اذان دیتا ہو یا اقامت بولتا ہے تو اُسپر سلام کرنا مکروہ ہو اگر نماز پڑھنے والے پر سلام کیا اور اُس نے نماز مین جواب دیا تو دیکھئے اگر خطاب کے لفظ سے جواب دیا اور بولا وعلیک السلام تو نماز باطل ہوگی بشرطیکہ اُسکو اسکی تحریم کا علم ہے اگر جاہل ہو تو اصح وجہ پر نماز باطل نہوگی اگر غایب کے لفظ سے جواب دیا اور بولا علیہ السلام تو نماز باطل ہوگی کیونکہ اسطے یہہ دعا ہو خطاب نہین لیکن نماز پڑھنے والے کے حق مین مستحب یہہ ہو نماز مین سلام اشارے سے کرے اور کچھ تلفظ نکرے نماز سے فراغت پانے بعد سلام کا جواب دیا تو کچھ مضایقہ نہین موذن کا بھی اشارے سے سلام کرنا مستحب ہے اگر سلام کا جواب دیا تو بھی مکروہ نہین کیونکہ اسطے یہہ کلام قلیل ہے اس سے اذان باطل نہین ہوتی اور اذان مین خلل نہین آتا جو شخص کھانا کھاتا ہے لقمہ اُسکے مُنہہ مین ہے تو اُسپر سلام کرنا مکروہ ہے اور مستحق جواب کا نہین کھانے پر بیٹھا ہے لیکن لقمہ مُنہہ مین نہین تو اُسپر سلام کرنا مضایقہ نہین اور جواب دینا اُس پر واجب ہے ایسا ہی خرید و فروخت وغیرہ معاملہ کرنے والون کو سلام کرنا کچھ مضایقہ نہین اور اُنکو جواب دینا واجب ہو ایسا ہی خطیب پر اور جمعہ کا خطبہ سننے والے لوگون کو سلام کرنا مکروہ ہو لیکن اُسکا جواب دینا واجب ہے نووی نے اذکار مین کہا ایک ہی شخص جواب دینا افزود لوگ جواب نہ دینا یہہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے جدید قول مین ہے قدیم قول پر جواب دینا حرام ہے بلکہ اشارے سے سلام کرنا قرآن کی تلاوت مین جو شخص مشغول ہے اسکو سلام کرنا مکروہ نہین جواب دینا اسپر واجب ہے امام نووی نے ایسا ہی کہا ابن حجر نے کہا متجہ یہہ ہے کہ اگر قرآن کی تلاوت کرنے والے کا دل اُسکی معنی کے تدبیر مین مشغول اور مستغرق ہے تو اُسپر سلام کرنا مکروہ ہے اور جواب کا مستحق نہین جو شخص دعا مین مشغول ہے اور اُسمین مستغرق ہے دل اُسکا دعا کی طرف متوجہ ہے اُسکو بھی سلام کرنا مکروہ ہے احرام مین تلبیہ بولنے والے پر بھی سلام کرنا مکروہ ہے لیکن جواب دینا اسکو لازم ہے فاسق کو سلام کرنا مکروہ ہے بلکہ جو شخص فسق علانیہ کرتا ہے یا گناہ عظیم کا مرتکب ہو کے اُس سے

تو یہ نہین کیا ہے یا بدمذہبی مذہب رکھتا ہو تو اُنکو سلام نکرنا مسنون ہو مگر کچھ عذر رہے یا مفسدی کا اندیشہ رہے
تو اس صورت مین اُنکو سلام کرنا امام نووی نے اذکار مین کہا ظلمہ پر یعنی ظالم اُمرا پر سلام کرنے کیواسطے
مضطر ہوا مثلاً اُنکے روبرو آیا اور سلام نہ کرنے سے اپنے دینی یا دنیوی اُمور مین مفسدہ ہوگا
اندیشہ ہے تو سلام کرنا ایسا ہی تخاصمین قاضی کے روبرو جب ہوتے ہین تو ایک دوسرے کو سلام
نکرنا معلوم کیجیے متخاصمین دونون بلکہ قاضی کو سلام کرین تو اُنکو جواب دینا اگر ایک خصم سلام کیا دوسرا
نہین کیا تو قاضی جواب نہ دیا جب تک دوسرا سلام نکرے اِس مقام مین ضرورت کیواسطے سلام
مین اور جواب مین فاصلہ دراز ہونا معاف ہے یا جسنے سلام نہین کیا ہے اُسکو کہا تو بھی سلام کیا تو
مین دونون کا جواب دونگا ہمارے بعضے فقہا قاضی کو سلام کا جواب مطلق نہ دینا جایز رکھے ہین لیکن
امام اور غزالی کہتے ہین کہ یہہ قول بعید ہے معلوم کیجیے عورت عورت کو سلام کرنے کا حکم مرد دن کی مانند
ہے عورت مرد آپسمین ایک دوسرے کو سلام کرنے اور جواب دینے مین تفصیل ہے عورت اُسکی بی بی ہے
یا لونڈی ہے یا محرم ہے تو ایک دوسرے کو سلام کرنے مین اور جواب دینے مین مرد دنکی مانند ہے اور تمین
سلام کرنا مستحب ہے جواب دینا واجب ہے اگر پرائی عورت ہو خوبصورت جسپر مفتون ہو یگا اندیشہ ہو تو مرد اُسپر سلام نکرنا اگر سلام
کرے تو وہ عورت اُسکو جواب دینا جایز نہین اور وہ عورت آپ ابتدا کرکے مرد کو سلام کرنا جائز نہین اگر سلام کی تو مستحق جواب کی نہین بلکہ جواب دینا
مکروہ ہو پرائی عورت بوڈھی ہو اور وہان مفتون ہو یگا اندیشہ نہین تو اُسکو سلام کرنا جایز ہے اور اُسکا جواب دینا لازم
ہے اگر عورتون کی جماعت ہو مرد ایک ہی ہے یا مردون کی جماعت ہو عورت ایک ہی ہے اور
کسی سے فتنہ کا اندیشہ بھی نہین ہے تو ایک دوسرے پر سلام کرنا جایز ہے معلوم کیجیے کفار کو ابتدا
کرکے سلام کرنا ہمارے اکثر فقہا کے پاس حرام ہے امام نووی نے روضہ مین اس پر نص کی ہے بعضے
کہتے ہین اُنکو ابتدا کرنا حرام نہین بلکہ مکروہ ہے اہل ذمہ اگر ابتدا کرکے سلام کرین تو اُسکے
جواب مین وعلیک یا وعلیکم کہے اس علیک یا علیکم پر واؤ لانا اور نہ لانا دونون جایز ہین اگر کسیکو
مسلمان سمجھکر سلام کیا بعد معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے تو اُس سے اپنے سلام کو پھیر لینا مستحب ہے
چاہیے اُسکو کہے میرے سلام کو رد کر دے ذمی کو تحیہ بغیر سلام کے کرنا مثلاً کہنا ہداک اللہ یا انعم اللہ

صباحک یا کہنا صبحت بالخیر والعافیۃ یا بالسعادۃ یا بالعافیۃ یا صبحک اللہ بالسرور یا بالسعادۃ و النعمۃ یا بالمسرۃ تو کچھ مضایقہ نہین بشرطیکہ اس ابتدا کرنے مین کچھ ضرورت رہے اگر ابتدا کرنیکی احتیاج نہین ہے تو مختار وجہ مین اُسکو کچھ نہ کہنا اور جسمین کسی وجہ سے اُنکا اکرام ہوتا ہے تو بالکل اُسکو نہ کرنا کیا واسطے ابتدا کرنے مین اُن سے کشادہ روئی اور اُنست ظاہر کرنا اور ملاطفت کرنا اور ظاہرًا اُنکی دوستی نمود کرنا پائی جاتی ہے ہم تو اُنکو کڑے بائین کرنیکے لئے مامور ہین اور اُنکی دوستی سے ممنوع ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے لاتجد قومًا یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ یعنی تو نہ پاویگا کوئی قوم جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور پچھلے دن پر دوستی کرین ایسون سے جو مخالف ہوا اللہ کے اور اُسکے رسول کے معلوم کیجئے مسلمان اور کافر ملکے ہین تو سلام کرنا مستحب ہے لیکن اس سلام سے مسلمان کا قصد کرنا اگر کسی کافر کو خط لکھنے کا اتفاق ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہرقل کو جیسا لکھے تھے ویسا لکھنا سلام علی من اتبع الہدیٰ یعنی سلام ہے اُس پر جو پیروی کیا سیدھی راہ کی معلوم کیجئے سوار پیدل پر چلنے والا بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑے لوگ بہت لوگون پر سلام مین تقدیم کرنا مسنون ہے اُسکا خلاف کرنا یعنی مثلا پیدل سوار پر سلام کرنا مکروہ نہین یہہ حکم راہ مین دو شخص کی ملاقات ہونیکی صورت مین ہے بیٹھے سو شخص پاس کوئی آیا تو آنے والے کو ابتدا کرنا مسنون ہے پھر چھوٹا ہو یا بڑا تھوڑے ہو یا بہت معلوم کیجئے ایک شخص ایک جماعت سے ملا سو اس جماعت سے کسی کو سلام سے مخصوص کرنا مکروہ ہے کوئی شخص بازار مین یا شاہ راہ مین کہ جہان لوگون کی اکثر ملاقات ہوا کرتی ہے تو ایسی جگہہ مین بعضون پر سلام کرنا کافی ہے کوئی شخص تھوڑی جماعت پاس آکے سلام کیا تو ایک ہی سلام سبکو کفایت کرتا ہے اُن سے بعضون کو دوسرا سلام کرنا آداب سے ہے پھر اُن جماعت سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے دوسرے لوگون کا بھی جواب دینا آداب سے ہے بڑی جماعت پاس جیسے جامع مسجد ہے یا مجلس عام ہے کہ جہان ایک سلام کرنا سب کی جماعت مین نہین آتا ہے تو آنے والا پہلے جن سے ملاقات کرتا ہے اُنپر سلام کرنا کافی ہے اُسکا آواز جتنے لوگ سنتے ہین ان سبھون سے جواب جو فرض کفایہ ہے تعلق پکڑا بھر اُنھین کے

پاس بیٹھا تو جو لوگ اُسکا سلام نہین سُنے ہین اُنپر سلام کرنیکا حق ساقط ہوا اگر اُس جماعت مین نہ بیٹھکے
دوسری جماعت مین جو اُسکا سلام نہین سُنی ہے آکے بیٹھا تو جو لوگ اُسکا سلام نہین سُنے ہین اُنپر
سلام کرنے کی سنت باقی ہے اس صورت مین پہلی جماعت پر جواب جو واجب ہے دوسری جماعت کے
جواب سے ساقط نہو گا معلوم کیجئے کوئی شخص اپنے گھر مین جاوے تو سلام کرے اور کہے السلام علیکم اہل البیت
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اپنے گھر مین یا غیر کے گھر مین یا مسجد مین جاوے اور وہان کوئی نہین ہے تو بھی سلام
کرنا مستحب ہے ایسا کہنا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین معلوم کیجئے لوگون مین بیٹھے بعد جانے وقت
بھی اُنپر سلام کرنا مسنون ہے اور جو اُنکا جواب دینا واجب ہے معلوم کیجئے سلام کرنے والے کو گمنڈ
ہوا کہ مین نے اسکو سلام کیا تو جواب نہ دیگا سو ایسے گمان سے سلام کو ترک نہ کرنا بلکہ سلام کرنا اگر
کسی کو سلام کیا اور سلام کے شروط پائے جانے سے جواب دینا اُسکے ذمہ پر لازم آیا لیکن جواب نہین دیا
تو سلام کرنے والا اُسکو حلال کر دینا مستحب ہے یعنی یون کہنا تیرے ذمہ پر سلام کا حق جو تھا اُس سے
مین نے تجھکو معاف کر دیا یا تجھکو حل کر دیا کوئی شخص سلام کا جواب نہ دیوے تو مستحب ہے کہ اسکو ملایمت
کے ساتھ کہنا کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے تجھکو جواب دینا سزاوار ہے تا فرض تیرے ذمہ سے ساقط
ہووے معلوم کیجئے عرب کا دستور ہے حمام سے نکلنے والے کو طاب حماک کہتے ہین کسی سے ملاقات ہو تو صباحک
بالخیر یا بالسعادۃ یا قواک اللہ یا لا اوحشک اللہ کہتے ہین سو اُسکو کچھ اصل نہین ایسا کہنے والا جواب کا
مستحق نہین ہوتا دوستی کی راہ کرتے دعا کرے اور جواب مین مثلاً ادام اللہ لک النعیم کہے تو مستحسن
ہے سلام نہ کرکے ان الفاظ کہنے کی وجہ سے اوسکو ادب سکھانیکے لحاظ کرتے ایسے الفاظ کہا کرتے اسکو
ادب سکھانیکا لحاظ کرتے کچھ نہ کہنا بھی مستحسن ہے اطال اللہ بقاءک کہکے تحیہ کرنا بعضون کے پاس مکروہ
ہے لیکن اذرعی نے کہا کوئی دیندار شخص یا عالم یا حاکم عادل کو اُس سے تحیہ کرنا قربت ہو اُن کے
غیر کو کہنا مکروہ یا حرام ہے یعنی مثلاً فاسق کو کہنا مکروہ ہے ظالم یا کافر کو کہنا حرام ہے ابن ابی الدم
کے کلام سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے شیخ زکریا الانصاری نے بھی اُسکو مسلم رکھا ہے معلوم کیجئے اور تو
مین حرف ترویدیعنی اَوْ کا لفظ جو آیا ہے اُسمین اشارہ ہے واجب دو امرمین سے ایک امر ہے

یا تو اُس سے احسن جواب دینا یا اس نے جتنا کہا ہے اُتنا ہی رد کرنا حسن بصری سے منقول ہے کہا سلام کرنے والیکو احسن جواب دینا مسلمانونکے لئے ہے ویسا ہی رد کرنا اہل کتاب کے لئے ہے سفیان بن عیینہ کہتا ہے تحیہ کو رد کرنے کا امر فقط سلام مین ہی نہین ہے بلکہ سب چیزون مین ہے کوئی شخص کچھ بھی احسان کرے تو اُسکا بدلہ کرنا بدل نہین ہوسکتا ہے تو احسان کرنیوالے کو دعا دینا یا اُسکی ثنا کرنا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ مقرر اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا حسیب یا محاسب کی معنی سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمھارے سب چیزون کا حساب لیگا اور اُس پر جزا دیگا یا کافی کی معنی سے ہو یعنی اللہ تعالیٰ تمھارے اعمال کی جزا دینے کو بس ہے اُسکے امر کا خلاف کرنے سے ڈرتے رہو اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اللہ ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہین البتہ تمکو جمع کریگا قیامت کے دن کر جسمین شک نہین لفظ اللہ مبتدا ہی جملہ لا الہ الا ہو کا اُسکی خبر ہے لیجمعنکم مین لام جواب ہی محذوف قسم کا اسکی تقدیر واللہ لیجمعنکم یعنی اللہ کی قسم البتہ تمکو اللہ جمع کریگا قسم کا جملہ یا تو مستانفہ ہے یا اُسی مبتدا کی دوسری خبر ہے یا مبتدا کی خبر ہی جملہ ہے اور لا الہ الا ہو کا جملہ معترضہ ہے کلمہ الی کا بانی کی معنی سے ہو یعنی اللہ تعالیٰ تمکو قیامت مین جمع کریگا یا یجمعنکم یحشرنکم کی معنی کو متضمن ہے اس لئے اسکو الی سے تعدیہ کیا یعنی اللہ تعالیٰ تمکو جلا دیگا قیامت کے دن یا اللہ تعالیٰ تمکو جمع کریگا مرنے مین اور قبرون مین رہنے قیامت تک یعنی جسدن قبرون سے جی اُٹھینگے اور محاسبے کے واسطے اکٹھا ہونگے قیامت مشتق قیام سے ہو قیام کی معنی کھڑے ہونا اس دن کا نام قیامت ہوا کیا واسطے لوگ مرنیکے بعد قبرون سے اُس دن کھڑے ہونگے یا اُس دن حساب کے واسطے کھڑے ہونگے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ اور اللہ سے کون زیادہ سچا ہے بات مین یہہ استفہام انکاری ہے یعنی اللہ کی بات سے سچی کسی کی بات نہین قیامت آنیکی کرکے جو بولا سچ ہے اسمین کچھ شک نہین خازن مین کہا جو لوگ بعث کے منکر تھے اُنکے رد مین یہہ آیت نازل ہوئی امام رازی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ یہہ اوپر کی آیت کا ہی تتمہ ہی کیا واسطے سلام کرنا دلیل لانا کی اور اسلام کی ہے جو شخص سلام کیا تو اسکا جواب اس سے بہتر کہنا نہ یہہ کہ اُسکے ساتھ بدی سے پیش آوے پھر اُسکی تاکید واسطے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ الآیہ

ع ۸ ۵۴ ورد

کہا پھر اُسی تاکید کے مبالغے واسطے اس آیت کو ذکر کیا کیسواسطے اللہ تعالیٰ کی توحید کو عدل کرنا لازم ہے
اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مین توحید کی طرف اشارہ کیا لیحکم مین عدل کی طرف اشارہ کیا یعنی اسکا حکم اور حکمت کا
مقتضی ہے کہ اولین و آخرین کو ایکدن جمع کرنا ظالم سے مظلوم کا انصاف لینا اس جگلے مین کمال تہدید
نکلی فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ پھر تمکو کیا ہوا ہے منافقون کے واسطے دو فرقے ہو رہے ہو اس ع ۹
آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے بعضون نے کہا اُحد کے دن منافق جنگ کیواسطے نہ آکے جو
ٹھہر گئے اُنکے حق مین مسلمانون کے دو فرقے ہوئے بعضے کہے یارسول اللہ اُنکو قتل کر دے منافق ہین
بعضے کہے اُنسے درگذر دے اسلام کا کلمہ کہتے ہین امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی
زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی طرف نکلے سو چند لوگ
حضرت کے ہمراہ نکل کے پلٹ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ دو فرقے ہوئے ایک فرقہ کہنے لگا
اُنکو قتل کرنا ایک فرقہ نے کہا قتل نہ کرنا تب اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل کیا فما لکم فی المنافقین
فِئَتَیْنِ الآیہ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ شہر یعنی مدینہ طیبہ ہے خبث کو یعنی پلیدون کو
نکالتا ہے جیسی آتش روپے کے خبث کو یعنی پلیدی کو نکالتی ہے بعضے کہتے ہین چند لوگ مکہ مین اسلام کا
کلمہ پڑھے لیکن مشرکون کی سہائی اور پشتی لیتے تھے سو کسی کام کیواسطے مکہ سے نکلے اور کہے محمد
کے لوگ ہمسے ملے تو ہمکو اُن سے کچھ اندیشہ نہین پھر مسلمانون کو اُنکے نکلنے کی خبر پہنچی سو ایک
جماعت کہی چلو جا کے ان خبیثون کو قتل کرین وے ہمارے دشمنون کی اعانت کرتے ہین دوسری جماعت
کہی جو لوگ ہمارا کلمہ پڑھتے ہین اُنکو کیسا قتل کرتے ہو کیا وے اپنے وطن کو نہین چھوڑے اور ہجرت
نہین کرنے سے اُنکو قتل کرتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے کسی فریق کو کچھ نہ فرمائے پھر اللہ تعالیٰ
نے اس آیت کو نازل کیا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم عطیۃ العوفی کی طرف سے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیے ہین بعضے کہتے ہین عرب کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ کو آکر
ایمان لائی مدینہ کی ہوا اُنکو موافق نہ آئی اُنکو تپ آنے لگی سو مدینے سے بھاگے راہ مین مسلمانون کی
ایک جماعت اُن سے ملی اور پوچھی تم کیا واسطے نکلے ہو وہ کہے ہمکو مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی مسلمان

کہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنا تمہیں نہیں تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سختیوں کو سہکر وہان رہتے ہیں تم بھی حضرت کی اقتدا کرکے وہان کیوں نہیں رہے پھر بعضے مسلمان کہنے لگے ہیں منافق ہیں یعنے کہے منافق نہیں لیکن وہ مسلمان نہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کی اسکو امام احمد نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن اسکی سند منقطع ہے اس آیت کی شان نزول میں اور بھی قول کتب تفسیر میں مذکور ہیں فما لکم میں ما کا لفظ استفہام انکاری کیواسطے ہے یعنی انکے کفر میں کیا واسطے تم اختلاف کرتے ہو انکا کفر اور نفاق ظاہر ہے انکے حال میں اختلاف کرنیکی جگہ باقی نہیں وے کافر ہیں اسکا قطعی یقین کیجئے وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اور اللہ نے انکو الٹ دیا انکے کاموں پر ارکس ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے معنی سے رکس کے رکس کی معنی چیز کو الٹ دینا اوندھی کر دینا یہاں اس سے رد کرنا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو بسبب انکے کفر کے مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوکے جنگ کرنے سے روکیا اور پھیر دیا شان نزول کی پہلی وجہ کے دیکھتے یہ معنی مناسب ہے دوسری وجہ کے دیکھتے معنی یوں ہوگی وے کفر کو ظاہر کرنیکے سبب سے اللہ تعالیٰ نے انکو کفار کے حکم کی طرف جو ذلت و خواری اور قتل اور بندی پکڑنا ہے پھیر دیا اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ کیا تم چاہتے ہو راہ پر لانا جسکو اللہ تعالیٰ نے بجلی دیا یہ استفہام بھی انکار اور توبیخ کیواسطے ہے اور خطاب اس جماعت کو ہے جنھوں نے انکو مومن جانا یعنی یہ منافق جسکو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا ہے کیا تم انکو راہ پر لانا چاہے تو لا سکتے ہو وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا اور جسکو اللہ گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اسکے واسطے کہیں یعنی راہ کہ جس سے اسکو ہدایت ہو وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً اور چاہیں کہ تم بھی کافر ہو جیسے وے کافر ہوے پھر سب برابر ہو جاویں یعنی وہ لوگ جو ایمان سے پھر گئے اور کفر میں جا پھنسے ہیں انکی یہ آرزو ہو تم مسلمان بھی انکی طرح مرتد ہو کر کفر میں برابر ہو فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سو تم انمیں سے کسیکو مت پکڑو دوست یہاں تک کہ وطن چھوڑ دیں اللہ کی راہ میں فَلَا تَتَّخِذُوْا کا جملہ محذوف شرط کا جواب ہے اسکی تقدیر یوں ہوگی اِذَا كَانَ حَالُهُمْ مَا ذُكِرَ مِنْ وَدَادَةِ كُفْرِهِمْ فَلَا تُوَالُوْهُمْ یعنی انکا حال جب ایسا ہوا کہ وے اپنے کفر کو دوست رکھتے ہیں تو تم اُن سے دوستی مت رکھو مخاطبین جمع رہنے سے اولیاء کو جمع لایا اور اُس سے

ہر ہر فرد مراد ہے یعنی تمہارے مین کا کوئی شخص انمین کے کسی کو اپنا دوست نہ کرے ہجرت سے اس جگہ جنگ کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنا مراد ہے معلوم کیجئے ہجرت تین وجہ پر ہے پہلی وجہ مکہ سے نکل کر مدینہ کو آنا یہہ ہجرت ابتدا اسلام مین فرض تھی فتح مکہ کے بعد اُسکی فرضیت منسوخ ہوئی دوسری وجہ نفاق سے یہہ ہجرت ایسی ہے کہ وہ شخص کافرون سے جنگ کرنیکے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صابر اور محتسب ہو کے نکلنا یعنی محض اللہ کے یہان ثواب ملنے نکلنا اس نکلنے سے اُس شخص کو کوئی دنیوی غرض نہ رہنا اس آیت مین یہی ہجرت مراد ہے تیسری ہجرت اللہ تعالیٰ جن چیزون سے نہی کیا ہے اُن سے باز آنا صحیح حدیث مین آیا ہے المہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ یعنی مہاجر وہ ہے جو چھوڑتا ہے اُن چیزون کو کہ جس سے اللہ تعالیٰ نہی کیا ہے امام رازی نے کہا ہجرت مین یہہ تینون امر معتبر رہنے سے اللہ تعالیٰ نے عام لفظ کو ذکر کیا اور فرمایا حتی یہاجروا تا تینون قسم کی ہجرت کو شامل رہے پھر اس پر اختصار نہ کرکے ہجرت کو فی سبیل اللہ رہنے کا قید لگایا کیا واسطے دار کفر سے دار اسلام کی طرف اور منہیات سے مامورات کی طرف ہجرت کرنی کبھی دنیا کی غرض کے واسطے بھی رہتی ہے سو ان ہجرتون کو اعتبار نہین معتبر ہجرت وہ ہے جو امر الٰہی کے واسطے رہے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ پھر اگر منہہ موڑین یعنی قبول نہ رکھین تو تم انکو پکڑو اور مار ڈالو جہان پاؤ یعنی وے منافق اسلام سے اور ہجرت کرنے سے کنارہ کشی کرین اور مسلمانون کے ساتھ خلوص دل اور خیر خواہی کی راہ سے شریک ہو کر جہاد کرنے سے منہہ موڑین تو اے مومنو تم انکو پکڑو یعنی اسیر کرو اور اُن کو جہان پاؤ گے حل مین ہو یا حرم مین قتل کرو وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ اور نہ ٹھہراؤ ان مین کسیکو دوست اور نہ مددگار یعنی ایسی حالت مین اُن منافقون کی دوستی نہ کرو اور اپنے دشمنون پر اُن سے کمک نہ چاہو معلوم کیجئے یہہ حکم جملہ منافقون کا نہین کیا واسطے کہ وے اسلام کا کلمہ پڑھتے تھے اور ظاہر مین اسلام کے احکام کو قبول کرتے تھے بلکہ حکم مخصوص منافقون کا ہے جو مرتد ہوے تھے اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ مگر وے

جول رہے ہین ایک قوم سے کہ تمھارے اور اُن کے درمیان عہد ہو اوپر کی آیت مین منافقون کے
اسیری اور قتل کا حکم جو کیا تھا اس سے ایک فرقہ کو استثنا کیا کہ اُن کو اسیر اور قتل نکرنا آیت کا
مضمون یہہ ہے تمھارے اور ایک قوم کے درمیان عہد جو ہوا ہے اُنکے ساتھہ یہہ منافق وصل کرین
یعنی اُنکے پاس جاکے پناہ لیوین اور اُن سے عہد کرین تو اُنکو اسیر اور قتل نکرو کیواسطے اس حالت مین
وے منافق بھی ان قوم کے شریک رہنے سے تمھارے عہد مین داخل ہوے یہہ استثنا ولیًا ونصیرًا
سے نہین کیواسطے اس سے استثنا دُالے تو معنی یون ہوگی کافرون سے کسیکو اپنا دوست اور مددگار مت
ٹھہراؤ مگر اُنکو جو تمھارے اور اُنکے درمیان عہد ہوا ہے اُن سے دوستی کرے تو اُن سے تم دوستی
کرو یہہ بات صحیح نہین کیواسطے اُنکی دوستی مطلق حرام ہے کسی حالت مین جائز نہین ابن جریر اور
ابن ابی حاتم عکرمہ کی طریق سے روایت کیے ہین اُس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہے کہ الا الذین یصلون الیٰ قوم بینکم وبینہم میثاق کی آیت شان مین ہلال بن عویمر الاسلمی اور سُراقہ
بن مالک المدلجی اور بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناف کی شان مین نازل ہوئی ابن ابی شیبہ اور
ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم دلایل النبوۃ مین حسن بصری سے روایت کیے ہین اُسنے کہا
سُراقہ بن مالک المدلجی رضی اللہ عنہ نے ہمکو کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے اور احد کے لوگون پر
غالب ہوے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش پر غلبہ ہوا اور اطراف کے لوگ مسلمان ہوے مجھکو خبر پہنچی کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن الولید کو بنی مدلج سے جنگ کرنے روانہ کرتے ہین سو مین نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آکے کہا مین آپ سے احسان چاہتا ہون صحابہ اُسکو چپ چپ کرکے کہنے لگے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کہے اُسکو چھوڑ دو اور فرمائے کیا چاہتا ہے سُراقہ نے کہا مین سُنا ہون کہ آپ میرے قوم پر
فوج کو روانہ کرنا چاہتے ہین میری عرض یہہ ہے آپ اُنکو قول دینا کہ جب قریش اسلام لائینگے وے
بھی اسلام لائینگے اگر قریش اسلام نہ لاوے تو آپ کی قوم کے دل اُن کی عداوت پر نہ آوین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید کا ہاتھہ پکڑکے کہے تم اِسکے ساتھہ جاکے مصالحت کرو پھر خالد
بن الولید رضی اللہ عنہ جاکر اُن سے مصالحت کیے اس شرط سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی جنگ کرنے آوے

تم اُسکی اعانت نہ کرنا قریش اسلام لائین تو تم بھی اسلام لانا تمھارے پاس کوئی لوگ آکے تمھارے سے دوستی کرین تو تم سے جو عہد ہو اُن سے بھی وہی عہد ہو اسی پر اللہ تعالیٰ نے ودوا لو تکفرون کما کفروا کی آیت الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق تک نازل کی سو بنی مدلج کے ساتھ جو شخص ملتا تو بنی مدلج سے جو عہد تھا اُسکے ساتھ بھی وہی عہد ہوتا معلوم کیجئے سراقہ بن مالک وہ شخص ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور سے نکل کے مدینہ کی راہ لئے تو حضرت کو اسیر کرنے آیا تھا جب اُسکے گھوڑے کے پیر زمین مین دھنس گئے تو عاجز ہو کے حضرت سے امان مانگا حضرت اُسکو امن کا کاغذ لکھوا دئے بغوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو جانیکے وقت ہلال بن عویمر الاسلمی سے مصالحت کیئے کہ تم نہ اپنی اعانت کرنا اور نہ اپنے سے جنگ کو کوئی آوے تو اسکی اعانت کرنا اور ہلال کے پاس اُسکی قوم اور کوئی آکے پناہ لیوے تو اُن کے ساتھ بھی وہی عہد ہے جو ہلال کے ساتھ ہوا ہے ضحاک نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اس قوم سے بنی بکر بن زید مناۃ مراد ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کیئے تھے مقاتل نے کہا ہے اس قوم سے خزاعہ مراد ہین اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ یا آئے ہین تمھارے پاس خفا ہوگئے ہین اُنکے دل تمھارے ساتھ لڑنے سے یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے یعنی تمھارے سے اور اپنی قوم سے لڑنے کو کچھ اکے تمھارے پاس آئے ہین اَوْ جَآءُوْكُمْ کے عطف مین دو احتمال ہین ایک احتمال جاؤکم کا عطف یصلون پر ہے اور یہہ جملہ بھی الذین کا صلہ ہے تقدیر یون ہے الا الذین جاؤکم حصرت صدورہم معنی یون ہے اور مگر وے لوگ جو آئے تمھارے پاس جسحال مین کہ اُن کے دل تنگ ہوگئی ہین اس تقدیر پر اوپر کے حکم سے دو فریق کو استثنا کیا ایک فریق جو معاہدین کے پاس آکے پناہ لیتے ہین دوسری فریق جنگ سے تنگ ہو کر مسلمانون کے پاس آئے ہین سو اُنکو بھی قتل نہ کرنا دوسری احتمال اوجاؤکم کا عطف بینکم وبینہم میثاق پر ہے اور یہہ جملہ بھی قوم کی صفت ہے تقدیر یون ہے الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق او یصلون الی قوم حصرت صدورہم فلا یقاتلونکم یعنی مگر وے جو مل رہے ہین ایک قوم سے

کہ تمہارے اور اُن کے درمیان عہد ہے یا مل رہتے ہین ایک قوم سے کہ جنکے دل تنگ ہونے سے
لڑائی نہین کرتے اس تقدیر پر استثنا ایک ہی فریق کی ہے لیکن انکی صفت پناہ لینے والے
کے نظر کرتے مختلف ہوتی ہے امام رازی وغیرہ اکثر مفسرین پہلی احتمال کو ہی ترجیح دیتے ہین
جملہ حصرت صدورہم کا جاؤ کی ضمیر کا حال ہے اور قد کا لفظ مقدر ہے تقدیر اُسکی قد حصرت
صدورہم ہے بعضے کہتے ہین بن تقدیر کی بھی وہ حال ہے کیا واسطے ماضی کا جملہ بن تقدیر قد کے
اکثر حال پڑتا ہے بعضے کہتے ہین یہہ جملہ جاوکم کے جملہ سے بدل ہے پہلے جاوکم سے خبر دیا بعد حصرت صدورہم سے
خبر دیا حصرت کی معنی ضاقت کی ہے یعنی اُنکے دل تنگ ہوے یعنی جنگ سے راضی نہین نہ مسلمانون سے نہ کافرون
مسلمانون سے جنگ نہین کرتے کیا واسطے مسلمانون کے اور انکے درمیان عہد ہے اپنی قوم سے جنگ نہین
کرتے کیا واسطے انکے ساتھ قرابت اور دوستی ہی معلوم کیجئے یہہ فرقے جنکو اللہ تعالی نے استثنا کیا ہے
وے کفار ہین اللہ تعالی کافرون کے قتل کو واجب کیا مگر جو کافر عہد کرے یا جنگ کو ترک کرے تو
اسکو قتل نہ کرنا لیکن آیت السیف سے یہہ حکم منسوخ ہوا کافر کہ جس سے عہد نہین ہوا ہے جنگ
نہ کرنیکی صورت مین بھی اسکو قتل کرنا جایز ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوكُمْ
اور اگر اللہ چاہتا تو البتہ تمہر انکو مسلط کرتا پھر البتہ تم سے لڑتے اللہ تعالی اپنی منت جو مومنون پر
ہے اُسکو اس جملہ مین بیان کیا اور جن کفار سے جنگ نہ کرنیکا حکم کیا ہے اُنسے جنگ نہ کرنیکی ترغیب دیا
یعنی اُن سے جنگ نہ کرنیکا حکم جو ہوا ہے اُسکو تم قبول کرنا وے تمہارے سے جنگ نہین کرتے سو اُسکو
اللہ کا فضل سمجھنا کیا واسطے اللہ نے اُنکے دلون مین رُعب ڈالا ہے اسلئے وے جنگ سے باز رہے ہین
اللہ تعالی چاہتا تو تم پر انکو مسلط کرتا اور اُنکے دلون کو قوی کرتا رعب کو نکال دیتا تو وے تم سے
جنگ کرنے پر مستعد ہوتے فَاِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقٰتِلُوكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا
جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا پھر اگر وے لوگ تم سے کنارہ پکڑین سو تمہارے سے نہ لڑین اور
تمہارے سے صلح ڈالین تو اللہ نے نہین ڈالا تم کو اُنکی طرف راہ یعنی جو لوگ کنارہ کشی کرین اور تمہارے
سے نہ لڑین اور تمہارے مطیع اور فرمانبردار رہین تو تمکو اُنکی طرف راہ نہین یعنی تمکو اُنسے جنگ کرنیکا اذن نہین

تم انکے نام کو نہ جانا اور اُنسے جنگ نہ کرنا اور انکو بند مین نہ لانا بعضو مفسرین کہتے ہین یہہ آیت آیت
السّیف سے منسوخ ہی یعنی اُقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم اس قول پر القوا الیکم السلم سے مراد صلح کا
پیغام کرنا ہے اور امان سے راضی ہونا لیکن ہنوز صلح منعقد نہین ہوئی ہے یہہ تاویل کرنا ضرور ہے کیا واسطے
صلح جب منعقد ہوگئی تو اُن سے جنگ کرنا جایز نہین بعضو کہتے ہین آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے یہہ لوگ القوا الیکم
السّلم سے صلح منعقد ہونا مراد لیتے ہین سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْکُمْ وَیَاْمَنُوْا
قَوْمَھُمْ کُلَّ مَا رُدُّوْٓا اِلَی الْفِتْنَۃِ اُرْکِسُوْا فِیْھَا اب تم پاوگے ایکا اور لوگ جاہتے ہین کہ تم
مین رہین تم سے اور امن مین رہین اپنی قوم سے جس بار بلائے جاتے ہین فساد کرنیکو اُلٹ جاتے ہین اُسمین
جب کفار اُنکو شرک کی طرف بلاوین تو اُنکے شریک ہو جاتے ہین کلبی نے ابو صالح سے روایت کیا ہے
کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے اُن لوگون سے اسد اور غطفان کا قبیلہ مراد ہے مدینہ کے اطراف مین
رہتے تھے ظاہر مین اپنے کو مسلمان بتاتے تھے دل سے ایمان نہین لائے تھے اُنکی قوم والے اُنسے کسیکو پوچھتے
کس پر تونے ایمان لایا تو کہتا مین اس بندر اور بچھو اور خنفسا پر ایمان لایا مسلمانون سے ملے تو کہتا مین
تمھارے دین پر ہون ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہہ لوگ بنی عبد الدار سے
تھے اُنکی صفت ایسی ہی تھی اپنا ایمان ظاہر کرتے اس سے اُنکا ارادہ یہہ رہتا مسلمانون سے امن مین
رہتا مسلمان اُنکے متعرض نہون اپنی قوم سے بھی امن مین رہتا تا قوم اُنکے متعرض ہو فَاِنْ لَّمْ
یَعْتَزِلُوْکُمْ وَیُلْقُوْٓا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ وَیَکُفُّوْٓا اَیْدِیَھُمْ فَخُذُوْھُمْ وَاقْتُلُوْھُمْ
حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ پھر اگر وہ تم سے کنارہ نکرین اور تم سے صلح نہ ڈالین اور اپنے ہاتھ نہ روکین
تو اُنکو پکڑو یعنی اسیر کرو اور مار ڈالو جہان پاؤ ہاتھ نہ روکنے سے جنگ کرنا مراد ہے وَاُولٰٓئِکُمْ
جَعَلْنَا لَکُمْ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا اور اُنپر تمکو دی ہمنے سند صریح یعنی اُس صفت
پر جو لوگ ہون اُنکو اسیر کرنے اور مارنے کیواسطے تمکو دلیل ظاہر ہے بعضو کہتے ہین صریح دلیل سے
مراد اُنکی عداوت ظاہر ہونا اور دے کا فرہین سو حال تمکو معلوم ہونا پھر اب تمکو اُن سے جنگ کرنے
کی دلیل ظاہر ہے وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا اور مسلمان کا کام

ع ۱۰

نہین کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر مفسرین کہتے ہین یہہ آیت عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی کی شان
مین نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کرنے کے قبل عیاش آکے ایمان لایا اور اپنے
اسلام کا لوگون مین چرچا ہونیکے اندیشہ سے بھاگکر مدینہ کو گیا وہان کی کسی گڑھی مین چھپکے رہنے لگا
عیاش کی والدہ اپنے لڑکے کے غم مین کھانا پینا چھوڑ دی اور اپنے دوسرے فرزند کو جسکا نام حارث
بن ہشام اور ابوجہل بن ہشام تھا کہی عیاش کو جب تک تم دھونڈھکے لاؤگے مجھ پر کھانا پینا اور گھر
مین رہنا حرام ہے حارث اور ابوجہل عیاش کے اخیافی بھائی تھے سو اُسکی تلاش مین یہ دونون نکلے
حارث بن زید بن انیسہ یا بنیشہ قرشی عامری جو بنی معیص بن عامر بن لوی سے تھا اُن دونون کے
ساتھ ہو لیا یہہ تینون مدینہ کو آئے عیاش کسی گڑھی مین تھا اُسکو دیکھکے کہے تیری مان کو نہایت غم
ہے قسم کھائی ہے تیرے بن آئیکے کھانا پانی کچھ نہین کھاؤنگی اب تو ہمارے ساتھ چل تیرے سے ہم عہد کرتے ہین
تجکو اس دین سے منع نہین کرینگے اور تیرے سے ہرگز بدسلوک نہ کرینگے عیاش اپنی مان کا حال
سُنکے اور اونسے قول و قرار لیکے گڑھی سے اُترا اور اُنکے ہمراہ ہوا مدینہ سے باہر ہوتے ہی اُسکو
رسّون سے باندھے اور ہر ایک شخص سو سو کوڑا مارا اور اُسکو اسکی مان کے پاس لائے مان نے کہی تو
جب تک اس دین کو نہ چھوڑیگا مین تیرے بندن نہ کھولونگی اور اُسکو دھوپ مین ڈالی عیاش لاچار
ہوکے اُسکی بات مانا غرض ایکدن حارث بن زید عیاش سے ملکے کہا یہہ دین جسکو تونے اختیار کیا تھا
اگر حق تھا تو حق کو تونے چھوڑا اگر باطل تھا تو باطل کو تونے اختیار کیا تھا عیاش غصہ ہوکے کہا واللہ
مین تجھکو اکیلا پاؤن تو تجھکو قتل کرونگا الحاصل عیاش مدتون اسی حالت مین تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اُسکو مشرکون کے ہاتھ سے نجات ہونے کیواسطے نمازمین دعا قنوت پڑھتے وقت دعا مانگا کرتے
عیاش نے قابو کے وقت ایمان لاکے مدینہ کو ہجرت کی حارث بن زید نے بھی ایمان لاکے ہجرت کی
لیکن عیاش کو اس امر کی اطلاع نہین تھی ایکدن عیاش نے قبا کے میدانمین حارث کو دیکھا سو اُسکو قتل کردیا
لوگ دیکھے سو کہنے لگے ای عیاش تو کیا کیا وہ تو مسلمان تھا پھر عیاش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہوکے کہا یا رسول اللہ میرے اور حارث کے درمیان بیر جو تھا آپکو ظاہر ہے اُسکا اسلام لانا

مجھکو معلوم نہین تھا مین نے نہ جانکے اُسکو قتل کیا پھر یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے ابن زید سے روایت
کی ہے کہ یہہ آیت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کسی فوج
کی ٹکری مین تھے سو قضاء حاجت واسطے پہاڑون مین گئے وہان ایک شخص مخالف کا اپنے بکریون کو لیکے
تھا ابو الدرداء تلوار کھینچ کے اس پر حملہ کئے وہ شخص تلوار دیکھکے لا الہ الا اللہ کہا ابن ابو الدرداء
اُسکو قتل کئے اور اُسکے بکریان ہانک لائے پھر انکو اس بات کی خلش ہوئی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُسکا دل چیرکے تو کیون نہین دیکھا یعنی وہ شخص یہہ کلمہ دل سے
بولا تھا یا نہین سو دل چیرکے دیکھتا تو معلوم ہوتا ابو الدرداء عرض کئے یا رسول اللہ دل چیرکے دیکھتے
تو کیا معلوم ہوتا بحر خون اور پانی کے اور کچھ نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پھر وہ تو اپنی زبان سے
خبر دے چکا تھا یعنی اُس شخص کا زبان سے اقرار کرنا اُسکے ایمان کو کافی ہے پھر تو کیا واسطے اُسکی
تصدیق نہین کی ابو الدرداء کہے کیف بی یا رسول اللہ یعنی یا رسول اللہ میرا کیا حال تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے کیف بلا الہ الا اللہ یعنی لا الہ الا اللہ کو کیا کریگا ابو الدرداء پھر کہے کیف بی یا رسول اللہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیف بلا الہ الا اللہ ابو الدرداء کہے یہانتک مین نے آرزو کیا کہ مین
ابھی ایمان لاتا تھا پھر یہہ آیت نازل ہوئی دو یا تی اور ابن مندہ اور ابو نعیم کتاب المعرفہ مین بکر دولا بی
بن حارثۃ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک فوج کی ٹکری روانہ
کئے مین بھی اُسمین تھا ہمارا اور مشرکون کا مقابلہ ہوا مین نے مشرکون کے ایک شخص پر حملہ کیا اُس نے
اسلام لاکے میرے سے پناہ چاہا اور مین نے اُسکو مار ڈالا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم میرے پر غصہ ہوے اور مجھکو دو کئے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا سو
میرے سے راضی ہوے اور مجھکو اپنے سے نزدیک کئے بندہ عاصی کہتا ہے ان سب روایتون کی
صحت کی تقدیر مین ان سب کے مقدمون مین آیت نازل ہوئی ہو و ما کان لمؤمن کی معنی مین
دو وجہ ہین ایک وجہ یہہ کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی طرف عہد جو ہے اور اسکو احکام جو آئے
ہین اُس عہد مین مومن کا قتل جایز نہین کرکے ثابت ہے دوسری وجہ مومن کو کسی زمانہ مین

مومن کا قتل کرنا آیا نہین اس سے غرض یہہ ہے مومن جب سے مکلف ہوا ہے اُسی وقت سے مومن کا قتل کرنا اُسپر حرام ہے الّا خطا ۔ یہہ استثنا منقطع ہے معلوم کیجئے کچھ چیزا وپر ذکر کرکے اُس سے ایک چیز کو نکالنے کو استثنا کہتے ہین اوپر کی چیز مستثنی منہ اور نکلی سو چیز کو مستثنی کہتے ہین سنسکرت کے بھاکے مین استثنا کو بہن اور چھٹ کہتے ہین استثنا منقطع اُسکو کہتے ہین جسکا مستثنی جنس مستثنی منہ سے نہو یعنی مومن کو قتل کرنا جایز نہین لیکن اگر خطا سے قتل ہوگیا تو اسکا حکم وہ ہے جو ذکر کرتا ہے بعضے کہتے ہین یہہ استثنا متصل ہے استثنا متصل اُسکو کہتے ہین جسکا مستثنی جنس مستثنی منہ سے ہو اب معنی یون ہونگے مومن اپنے مومن بھائی کو قتل کرے البتہ جایز نہین مگر خطا کی حالت مین مثلاً مومن لباس کفار کا پہنا تھا یا اُنکے لشکر مین تھا اور اُسکو مشرک سمجھا تو اُسکا قتل جایز ہے اس حالت مین یہہ خطا کیسے ہے کیواسطے اسکو کافر سمجھا تھا حالانکہ وہ کافر نہین تھا خطا کو نصب جو ہوا یا وہ صفت ہے مصدر محذوف کی جو مفعول مطلق تھا اسکی تقدیر یون ہے الا قتلاً خطاءً یعنی مگر قتل ایسا جو خطا سے ہو یا حال ہے اور مصدر فاعل کی معنی سے ہو تقدیر یون ہے لا یقتلہ البتہ الا حال کونہ مخطئاً فی قتلہ یعنی اُسکو قتل نکرے البتہ مگر جس حال مین کہ مخطی ہے وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا اور جس نے مارڈالا مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرنی ہے گردن ایک مسلمان کی اور خون بہا پہنچانی ہے اُسکے لوگون کو مگر کہ وے خیرات کرین بن قصد کے اور بن تعمد کے فعل جو وجود مین آتا ہے اُسکو خطا کہتے ہین خطا سے ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو مارڈالا تو اُس پر کفارہ اور دیت دونون لازم ہوتے ہین کفارہ ایک رقبہ مومنہ کو آزاد کرنا ہے تحریر مصدر ہے باب تفعیل کا اُسکی معنی حر بنانا یعنی آزاد کرنا حر کی اصل معنی خالص کرنا انسان اپنی خلقت کے نظر کرتے ہر چیز کا مالک ہونے کے لئے پیدا ہوا ہے جب انسان دوسرے انسان کی ملک اور بندہ ہوا تو انسانیت کی صفت اُس مین خالص نہ رہی اس صفت مین کدورت آئی یہہ بندگی کی صفت اُس سے دور کرنیکو تحریر کہے یعنی انسانیت کی صفت مین خالص ہوا کدورت جو ملکیت کی ہوئی رقبہ کی اصل معنی گردن انسان کے اجزا سے گردن ایک چیز ہے کہ جسکے باقی

رہنے سے الف ان باقی رہتا ہے اور حکے زوال سے نہایل ہوتا ہے سو گردن جزو اعظم ہوئی اسکو ذکر کیا اور اس سے اسکی ذات کا ارادہ کیا اسکو مومنہ سے وصف کیا رقبہ مومنہ سے وہ رقبہ مراد ہے جسپر فقہا اسلام کا اطلاق کرتے ہین دیۃ کا اصل ودیا تھا وہ ودی یودی کا مصدر ہے دال کو حذف کرکے آخر مین تا کو عوض لاکے دیۃ کہے اسکی اصل معنی اپنے ذمہ پر پیسا جو ہے اسکو پھیر نا بعدہ خون کے بدلے مین جو پیسا دیتے ہین یعنی خون بہا مین استعمال کیے اہل سے مراد وہ لوگ ہین جو میت کے مال کے وارث ہوتے ہین یصدقوا کا اصل یتصدقوا تھا تا کو صاد سے بدل کرکے صاد کو صاد مین ادغام کیے تصدق سے عفو کرنا مراد ہے یعنی قتیل کے ورثہ دیت معاف کردین تو اسوقت دیت نہین معلوم کیے خطا سے کوئی شخص کسیکو مارا تو وہ مقتول مومن ہوگا یا کافر معاہد مقتول مومن ہو تو اسکے ورثہ مسلمان رہینگے یا کافر حربی یا کافر معاہد و ذمی مومن جسکے ورثہ بھی مسلمان ہین اسکے قتل مین کفارہ اور دیت دونون لازم ہین اس آیت مین اسی کا حکم ذکر کیا مقتول مومن اور اسکے ورثہ حربی کافر ہین تو اسکا حکم اب کہتا ہے فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ پھر اگر ہوگا یعنی مقتول ایک قوم مین کہ تمھارے دشمن ہین اور وہ یعنی مقتول آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی ہے ایک گردن مومن کی حاصل اس حکم کا یہہ ہے کوئی مسلمان دارالحرب مین اپنے قرابتی کافرون مین ملکے رہتا ہے مسلمان نے نہ جان کے اسکو قتل کیا یا مقتول دارالاسلام مین ہے اور اسکے ورثہ حربی کفار ہین تو دونون صورت مین قاتل پر فقط کفارہ ہے ایک مومن رقبہ کو آزاد کرنا اسپر دیت نہین وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ اور اگر ہوگا وہ یعنی مقتول ایک قوم مین کہ تم مین اور اُن مین عہد ہے تو خون بہا پہنچانا ہے اسکے لوگون کو اور آزاد کرنی ہے ایک گردن مومن کی یہہ مقتول اہل عہد یا ذمی والون مین ہے یا مومن ہے اس مین دو قول ہین بعضے کہتے ہین وہ مومن نہین بلکہ معاہد یا اہل ذمہ سے ہے اسکے قتل مین کفارہ ہے اور اسکے ورثہ کو معاہدین یا اہل ذمہ مین دیت دینا بعضے کہتے ہین وہ مقتول مومن ہے انکے قول پر اہل سے

ہے اہل حرب میں جو مسلمان ہوں کیا اسکے دیت میں حق نہیں مگر اوسنیں ورثہ کو جو مسلمان ہوں اسکا
حکم پہلی آیت سے معلوم ہو چکا تھا پھر اسکو جو ذکر کیا سو اس لئے ہے کہ وہ معاہدین میں رکھے رہتا
تھا یا بعضے ورثہ اسکے معاہد ہیں تو دیت واجب ہونے کو منع نہیں کرتے کیا دا اسکے انمیں جو مومن
ہیں انہیں میں دیت کو تقسیم کرینگے فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ پھر کوئی شخص
جسکو بسبب تنگدستی کے دینے کو کچھ نہ ملا بعد وہ ہے دو مہینے لگاتار یعنی علی الاتصال دو مہینے روزہ رکھنا
تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ یہ توبہ ہے اللہ کی طرف سے یعنی اللہ تعالیٰ اس کو خطا سے قتل کرنے والے کا توبہ
کرنا ہے یا اللہ تو قبول کرنیکی یہ شرط کی ہے وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ
جانتا ہے حکمت والا یعنی جس نے خطا سے خون کیا ہے اسکو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس میں دیت اور کفارہ
جو مقرر کیا حکمت کے سبب سے ہے فقہا کہتے ہیں خون تین قسم پر ہے ایک عمد دوسرا شبہ عمد تیسرا خطا
جس میں ہتھیار کے مارنے سے آدمی غالب احوال میں مر جاتا ہے اور اس سے کسی کو مارے تو اُس کو
قتل عمد کہینگے اس میں قصاص لازم ہوگا قصاص کو معاف کرکے دیت لیوے تو دیت مغلظ قاتل
کے مال سے فی الحال دینا لازم ہوگا جس چیز سے مارے تو آدمی غالب احوال میں نہیں مرتا ہے
مثلاً چھوٹی لکڑی یا چھوٹے پتھر سے مارا قضارا اس سے مر گیا تو اسکو شبہ عمد کہینگے اس میں قصاص
نہیں لیکن اسکے عاقلہ پر دیت مغلظ لازم ہوگی جس کو تین سال میں ادا کرنا یہ مذہب امام
شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے ابو حنیفہ کہتے ہیں جو آلہ اجزا کو جدا کرتا ہے جیسی تلوار یا تیز پتھر
مثلاً قتل کریں تو وہ قتل عمد ہے اسکے سوائے دوسرے چیزوں سے عمداً قتل کرے تو وہ شبہ عمد ہے
آدمی مارنے کا قصد نہیں کیا مثلاً شکار پر تیر لگایا آدمی بیچ میں آجانے سے تیر اسکو لگا یا کافر
سمجھ کر مارا لیکن مسلمان کو مارا لگ کے مر گیا یا کسی شخص پر کافر کا لباس یا اُن کے نشان رہے
ہیں اسکو کافر سمجھ کر مارا تو یہ قتل خطا محض ہے اسمیں قصاص نہیں دیت مخففہ ہے عاقلہ پر اسکو
تین سال میں ادا کرنا مسلمان حر کی دیت سو اونٹ ہیں اونٹ مغلظہ ہوں تو شافعی کے قول
قدیم میں ہیں اور نئے قول میں اور عراق میں شافعی کا قول جدید یہ ہے اونٹ نہوں تو اسی شہر میں

اونٹون کی قیمت کیا ہوتی ہے سو ٹھہرا کے دینا مالک کہتے ہین دیت مین اختیار ہے سو اونٹ دیوے یا ہزار دینار یا بارا ہزار درہم ابوحنیفہ کے یہان سو اونٹ یا ہزار دینار یا دس ہزار درہم ہین ذمی اور معاہد اور مستامن اگر یہودی یا نصرانی ہے تو اسکی دیت مسلمان کی دیت کی تہائی ہے مجوسی ہو تو اسکی دیت مسلمان کی دیت کی دو ثلث عشر ہے یعنی چھ اونٹ اور دو ثلث اونٹ بت پرست ہو تو اسکی دیت بھی مجوسی کے مثل ہی یہہ قول شافعی کا ہے مالک اور احمد کہتے ہین معاہد وغیرکی دیت مسلمان کی دیت کا آدھی ہے ابوحنیفہ کے یہان اسکی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے عورت کسی قسم کی ہو اسکی دیت اس قسم کے مرد کی دیت مین کی آدھی دیت ہے دیت دو طور کی ہے ایک مغلظ یعنی شدت کی دوسری مخففہ یعنی بن شدت کی دیت مغلظ یا مخفف دونون کے عدد مین جو سو اونٹ ہین اختلاف نہین مگر اونٹون کے اوصاف مین فرق ہونے سے مغلظ اور مخفف ہوتی ہے قتل عمد اور شبہ عمد مین دیت مغلظہ ہے سو اس طرح پر کہ تیس حقے یعنی چار سال کی عمر والے اونٹ اور تیس جذعہ یعنی پانچ سال کی عمر والے اور چالیس خلفہ یعنی گابھ اونٹنیان یہہ قول عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا ہے عطا اور شافعی کا مذہب بھی یہی ہے بعضے کہتے ہین دیت مغلظہ پچیس بنت مخاض یعنی ایک سال کی عمر والے اونٹنیان اور پچیس بنت لبون یعنی دو سال کی عمر والے اونٹنیان اور پچیس حقے اور پچیس جذعے ہین یہہ قول زہری اور ربیعہ کا ہے ابوحنیفہ اور مالک اور احمد کا مذہب بھی یہی ہے دیت مخففہ کے بیس بنت مخاض اور بیس بنت لبون اور بیس ابن لبون اور بیس حقے اور بیس جذعے ہین عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان بن یسار اور زہری اور ربیعہ کا یہی قول ہے مالک اور شافعی کا مذہب بھی یہی ہے بعضے دیت مخففہ مین دو عوض بیس ابن لبون کے بیس ابن مخاض کہتے ہین یہہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابوحنیفہ اور احمد کا مذہب بھی یہی ہے معلوم کیجئے قتل عمد کی دیت جانی پر یعنی پانی پر ہے قتل خطا اور شبہ عمد کی دیت عاقلہ پر ہے یعنی اسکے عصبہ مردون پر وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ

ورد ۵۵ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کرکے تو اسکی سزا دوزخ ہے پڑا رہے اسی مین اور اللہ

اُس پر غصہ ہوا اور اُسکو لعنت کی اور اُسکے واسطے تیار کیا بڑا عذاب اِس آیت کی شان نزول
کو ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یون روایت کی ہے کہ مقیس بن صُبابہ الکنانی اور اُسکا بھائی
ہشام بن صُبابہ ایمان لاکے مدینہ مین رہتے تھے ایک روز دیکھتے کیا ہین ہشام بنی النجار کے گھر کے
پاس گھایل ہوکے پڑا ہے مقیس نے آکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مقیس کے ہمراہ قریش کے ایک شخص کو جو بنی فہر مین کا تھا بھیجا النجار کے پاس بھیجے ان ایام مین بنی النجار
کے گھر قبا مین تھے انکو یہہ پیغام دیئے مقیس کے بھائی کو کون مارا سو تمکو معلوم ہو تو اُسکو مقیس کے حوالہ
کرو قاتل معلوم نہین ہوا تو سَو اونٹ اُسکے بھائی کی دیت مقیس کے حوالہ کرو فہری نے آکے بنی النجار کو
پیغام پہنچایا بنی النجار کہے ہم اللہ کے اور اُسکے رسول کے فرمانبردار ہین ہمکو اُسکا قاتل کون ہے سو معلوم
نہین لیکن ہم دیت دیتے ہین پھر سَو اونٹ مقیس کے حوالے کئے فہری اور مقیس دونون قبا سے مدینہ کی
طرف اُلٹے دونون کے درمیان راہ ایک گھنٹے کی ہے مقیس نے فہری کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام
لے گیا تھا مار ڈالا اور اسلام سے مرتد ہوکے اُن اونٹون سے ایک اونٹ پر بیٹھکر مانی کے اونٹون کو
ساتھ لیکر مکے کو آیا اور اُسمین بیتین بولا اُسی پر یہہ آیت نازل ہوئی عکرمہ کی روایت مین جسکو ابن
جریر اور ابن المنذر روایت کئے ہین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہہ سُنکر فرمائے کہ ایسا کیا ہے
تو واللہ مین اُسکو امن نہ دونگا نہ حل مین نہ حرم مین نہ صلح مین نہ جنگ مین پھر فتح مکہ کے دن اُسکو
قتل کئے مقیس میم کی کسر اور قاف کی سکون سے اُسکے بعد یا ر مثناۃ تحتانیہ مفتوحہ ہے اخیر مین سین
مہملہ ابن صبابہ صاد مہملہ کی ضم سے اور دو بار موحدہ سے اُنکے درمیان الف اور بار اول مخفف ہے
ابن درید نے اُسکو ضبابہ ضاد معجمہ سے کہتا ہے معلوم کیجئے اِس آیت مین مسلمان کو ناحق قتل کرنے
والے کی وعید شدید ہے یہہ قتل اکبر کبائر مین ہونے پر علما کا اتفاق ہے اُسکی حرمت مین احادیث
بھی بہت وارد ہوئے ہین بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن لوگون کے خون
کی پیشی سب سے پہلے ہوگی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سات موبقات سے یعنی انسان کو
ہلاک کرنے والے خصلتون سے پرہیز کرو لوگ کہے یا رسول اللہ وے کیا ہین فرمائے اللہ تعالے
کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور سحر کرنا اور قتل کرنا نفس کا کہ جسکو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے واسطے
الحدیث بخاری اور حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے مومن اپنے دین کی وسعت اور کشایش مین رہتا ہے جب تک کہ ناحق خون نکرے مسلم اور
ترمذی اور نسائی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے دنیا کا زایل ہونا اللہ تعالی کے پاس البتہ آسان ہے مسلمان کو قتل کرنے سے اس قبیل
کے بہت سے احادیث اس باب مین وارد ہین ابن آیت سے یعضدہ دلیل لیا ہے مومن کو ناحق قتل کرنے والا
دوزخ مین ہمیشہ رہیگا اور قاتل کا توبہ مقبول نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشہور قول یہی ہے
عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر اور طبرانی سعید بن جبیر کی طریق
سے روایت کئے ہین کہا مومن کے قتل مین اہل کوفہ اختلاف کئے پھر مین ابن عباس کے پاس سفر کرکے
گیا اور اُن سے سوال کیا انھون نے کہا یہہ آیت اور من یقتل مومنا متعمدا فجزاوہ جہنم جسی صلی اللہ
علیہ وسلم پر اخیر مین نازل ہوئی اُسکو کوئی آیت نسخ نہین کی عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر
سعید بن جبیر سے روایت کئے ہین اُس نے کہا مجھکو عبد الرحمن بن ابزی نے بولا ومن یقتل مومنا متعمدا
فجزاوہ جہنم کی آیت کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تم سوال کرو پھر مین نے سوال کیا ابن
عباس کہے اس آیت کو کوئی آیت نسخ نہین کی اور اس آیت والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر
الآیہ کو کہے اہل شرک کی شان مین نازل ہوئی عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر اور حاکم و
ابن مردویہ سعید بن جبیر سے روایت کئے ہین کہا مجھکو عبد الرحمن بن ابزی نے کہا تم ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اُن دو زن آیت سے پوچھو ایک تو سورۂ فرقان مین ہے ومن یقتل مومنا
متعمدا فجزاوہ جہنم الآیہ دوسری سورۂ فرقان مین ہے ومن یفعل ذلک یلق اثاما الآیہ پھر مین نے
اُن سے سوال کیا ابن عباس فرمائے آدمی اسلام مین داخل ہوکر اُسکے شرایع احکام

جاننے کے بعد عمداً مسلمان کو قتل کیا تو اُسکی جزا جہنم ہے اُسکو توبہ نہین سورۂ فرقان کی آیت نازل ہوئی بعد مکہ کے مشرکین کہنے لگے ہم تو اللہ کا شریک ٹھہرائے اور جس نفس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا ناحق قتل کئے اور فواحش کے مرتکب ہوئے پھر اب اسلام لائے تو کیا نفع دیگا تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا الا من تاب الآیہ یہہ آیت انکے واسطے ہے امام احمد اور ابن جریر اور نسائی اور ابن ماجہ سالم بن ابی الجعد سے روایت کئے ہین کہا مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اُن ایام مین ابن عباس کے آگے مین جا چکین تھین سو ایک شخص آکے کہا ایک شخص مومن کو عمداً قتل کیا تو اُسکے حق مین تم کیا کہتے ہو ابن عباس کہے جزاؤہ جہنم خالداً فیہا پھر عذاباً الیماً تک آیت پڑھے اور کہے یہہ آیت سب کے اخیر نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اسکو کوئی چیز نسخ نہین کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل نہین ہوئی وہ شخص بولا اگر قاتل توبہ کیا اور ایمان لایا اور نیک عمل کیا اور ہدایت کی راہ پر آیا تو اسکو کیا کہتے ہو ابن عباس کہے وأنّٰی لہ التوبۃ والہدیٰ یعنی اسکا توبہ کہان مقبول ہوتا اور وہ کہان سے راہ پر آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا فرماتے تھے ثکلتہ امّہ یعنی اسکی ماں اس پر رووے ایک مرد نے ایک مرد کو یعنی مومن کو عمداً قتل کیا تو قیامت کے دن وہ شخص اپنے قاتل کا ہاتھ ایک ہاتھ مین اور اپنا سر ایک ہاتھ مین پکڑا ہوا اور اسکی شاہ رگ سے لہو بہتا ہوا عرش کے روبرو آویگا اور کہیگا اے رب اپنے بندے سے پوچھ کیا واسطے مجھکو قتل کیا اللہ تعالیٰ قاتل کو کہیگا تو ہلاک ہوا پھر قاتل کو دوزخ کی طرف لیجا دینگے ابن جریر اور نحاس اور طبرانی سعید بن جبیر سے روایت کئے ہین کہے مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا جس نے مومن کو عمداً قتل کیا تو اسکے لئے توبہ ہے یا نہین ابن عباس کہے نہین پھر مین سورۂ فرقان کی آیت پڑھا والذین لا یدعون مع اللہ الٰہاً آخر الآیہ ابن عباس کہے یہہ آیت مکی ہے مدنی آیت اُسکو نسخ کی ومن یقتل مومناً متعمداً الآیہ معلوم کیجئے ابن عباس کے بعضے روایتون سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ سورۂ فرقان کی آیت اور سورۂ نساء کی آیت دونون وارد ہوئیکا حل ایک ہی ٹھہراتے ہین اور فرقان کی آیت کو منسوخ اور نساء کی آیت کو اُسکا ناسخ ڈالتے ہین بعضے روایتون سے مفہوم ہوتا ہے دونون آیت کا حل مختلف ہے فرقان کی آیت اُس قتل مین ہے جو پیش از اسلام کے صادر ہو نساء کی آیت اُس قتل مین ہے جو بعد اسلام کے ہے اس اختلاف کے نظر کرتے بعضے علما کہتے ہین ابن عباس کے

کلام مین تناقض ہے انکا کلام قابل حجت نہین بعضے کہتے ہین ابن عباس دعوٰی نسخ کا کرتے تھے بعد اپنے اس قول سے پھر گئے بعضے ابن عباس کے کلام مین توفیق دیتے ہین اور کہتے ہین ابن عباس کے کلام کا حاصل یہہ ہے فرقان کی آیت مین توبہ مقبول ہونے کا عموم ہے اس سے مومن جو عمداً قتل کا مباشر ہے تخصیص پایا اکثر سلف تخصیص پر اطلاق نسخ کا کرتے ہین ابن عباس کے قول کے مطابق حدیثین بھی آئے ہین ابو داؤد اور ابن جریر اور نحاس اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے یہہ آیت لومن یقتل مومنا متعمدا فجزاوہ جہنم خالدا فیہا سورۂ فرقان کی آیت والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق کے بعد چھے مہینے کے نازل ہوئی امام احمد اور نسائی اور ابن المنذر اور حاکم معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ہر گناہ کو اللہ بخشنے کی امید ہے مگر کوئی کافر مرے یا عمداً کسی مومن کو قتل کرے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ذہبی اور منذری وغیرہ اسکی تصحیح کو مسلم رکھے ہین بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین نسائی نے کہا اسکے رجال صحیح کے رجال ہین مگر ابو عون انصاری اور وہ ثقہ ہے ابن المنذر اور ابو داؤد اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مرفوع روایت کئے ہین بندہ عاصی کہتا ہے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے حافظ المنذری وغیرہ اسکی تصحیح کو مسلم رکھے ہین حافظ ابو الحسن الہیثمی نے کہا بزار نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے بھی اسکو روایت کی ہے اسکے رجال ثقہ ہین جمہور سلف کا مذہب یہہ ہے کہ قاتل دوزخ مین سدا نہ رہیگا اور اسکا توبہ مقبول ہے اس قول پر تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہوا ہے اور یہہ بات دلایل قطعیہ سے ثابت ہوئی ہے اس لئے آیت کی تاویل کرتے ہین اور چند وجہ سے اسکا جواب دیتے ہین پہلا جواب یہہ آیت منسوخ ہے اسکی ناسخ فرقان کی آیت ہے یہہ قول ضعیف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس جواب کے رد مین کہہ چکے کہ فرقان کی آیت قبل نازل ہوئی ہے یعنی مقدم آیت موخر آیت کو نسخ نہین کرتی بعضے کہتے ہین اسکی ناسخ سورہ نساء کی مذکور ہوئی سو آیت ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر

ما دون ذلک لمن یشاء اس پر بھی سابق کے جواب پر جو اعتراض وارد ہوتا ہے کیا واسطے عبد اللہ
احمد ابن جریر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ سختی کی آیت آسانی کی آیت کے
بعد چھے مہینون کے نازل ہوے بعد یعنی اول ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک
لمن یشاء نازل ہوئی اسکے بعد و من یقتل مومنا متعمدا الآیہ نازل ہوئی سمویہ نے اپنی فوایدمین زید بن
ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نسار کی یہہ آیت یعنی و من یقتل مومنا الآیہ یغفر ما دون
ذلک لمن یشاء کے بعد چار مہینون کے نازل ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے ان آیتون مین نسخ کا دعوی کرنا
صحیح نہین کیا واسطے نسخ واقع نہین ہوتا مگر امر اور نہی مین اگرچہ اس امر اور نہی کو خبر کے لفظ سے وارد
کرے اور جو خبر طلب کی معنی سے نہین ہے اُسمین نسخ داخل نہین ہوتا وعد و وعید اسی قسم سے ہین جسمین
نسخ نہین ہوتا پھر ایک آیت کو دوسری کا ناسخ ٹھہرانا صحیح نہین دوسرا جواب یہہ آیت کافر کے حق مین
نازل ہوئی ہے جو مومن کو قتل کیا تھا اس جواب کو واحدی نے پسند کیا ہے امام رازی نے کہا یہہ جواب
ضعیف ہے کیا واسطے اصولیون کے پاس لفظ کے عموم کو اعتبار ہی مخصوص سبب کے اعتبار نہین تیسرا جواب
جزا اسکی جہنم ہونا زمان آیندہ مین ہے سو یہہ وعید کا خلاف کرنا کچھ مضایقہ نہین رکھتا بلکہ یہہ کرم ہے
اس جواب کو بھی واحدی نے پسند کیا ہے امام رازی نے کہا یہہ جواب فاسد ہے کیا واسطے وعید اخبار
کے اقسام سے ایک قسم ہے اسمین خلاف کرنا اللہ تعالی پر جایز رکھین تو وعید مین اللہ تعالی کے اوپر
کذب جایز رکھنے کے مانند ہوگیا واسطے وعید کا خلاف کرم ہر اس تقدیر پر کہ کفار کے وعید مین بھی خلف کرنا جایز ہوا چوتھا جواب قتل عمد کی
جزا یہی ہے لیکن اللہ تعالی اسکو یہہ جزا دینا لازم نہین اسکی مثال جیسا صاحب اپنے غلام کو کہتا ہے
بیجا حرکت جو کیا اسکی سزا یہہ ہے لیکن مین تجھکو یہہ سزا نہین دیتا اس جواب کو قفال نے پسند کیا
لیکن یہہ جواب صحیح نہین کیا واسطے اس جواب کے لازم آتا ہے قتل عمد کی جزا خلود فی النار ہونا نزاع تو اسی
بات مین ہے پانچوان جواب اس آیت کا عموم علی الاطلاق باقی نہین بلکہ دوامر سے تخصیص پایا ہے
پہلی صورت مومن کو عمدا قتل کیا لیکن اس مین تعدی نہین مثلا قصاص مین قتل کیا تو اس وعید مین
بالاتفاق داخل نہین ہوتا دوسری صورت عمدا قتل کیا اور توبہ کیا تو اس وعید مین داخل

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص بنی سلیم کا اپنی بکریان لیکے جاتا تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند شخص پر اُسکا گذر ہوا وہ شخص انکو سلام کیا وہ کہے یہہ شخص سلام نہین کیا مگر ہمارے سے پناہ لینے کیواسطے پھر اُسکو قتل کرکے اسکے بکریان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تب یہہ آیت نازل ہوئی ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور عبد بن حمید اور حاکم اُسکی تصحیح کئے ہین ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابن المنذر اور طبرانی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور خرائطی مکارم الاخلاق مین اور ابو نعیم اور بیہقی دونون اپنے دلایل مین عبد اللہ بن ابی حدرد الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضم کی طرف روانہ کئے مین مسلمانون کی ایک ٹکڑی کے ساتھ نکلا انمین ابو قتادہ الحارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی بھی تھے بطن اضم کو ہم جب پہنچے عامر بن الاضبط الاشجعی اپنے اونٹ پر بیٹھکے ہمارے پاس سے گذرا اُسکے ساتھ اُسکا کچھ اسباب تھا اور دودھ کی ایک چھاگل تھی اس نے ہمکو مسلمانون کے طریقے کا سلام کیا ہم اُس سے اپنا ہاتھ کھینچ لئے محلم بن جثامہ کو اسکے ساتھ کچھ چلش تھی یعنی جاہلیت کے زمانہ کی عداوت تھی سو اسکو قتل کیا اور اُسکا اونٹ اور اسباب لیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگے یہہ کیفیت بیان کئے تب یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر کی ایک روایت مین جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس قصہ کو روایت کیا ہے یہہ بھی زیادہ کیا ہے کہ محلم بن جثامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو آکے مٹھا اُسکے بدن پر دو پیر دیتے اور اپنے لئے استغفار چاہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا غفر اللہ لک یعنی اللہ تعالی تجھکو نہ بخشے پھر وہ شخص وہان سے اپنے آنسو چادر سے پونچھتا ہوا اُٹھا ایک ساعت نہین گذری تھی کہ محلم شخص صاحب اُسکو دفن کئے زمین اُسکو اگل دی پھر صحابہ آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کئے حضرت فرمائے اس سے زیادہ بد آدمی کو زمین قبول کرتی ہے لیکن اللہ تعالی تمکو نصیحت ہمیشکا ارادہ کیا پھر اُسکو کسی پہاڑ مین پھینکے کے اُسپر پتھر ڈالے ہزار ہا قطنی کتاب الافراد مین اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوج کی ایک ٹکڑی کو کسی طرف روانہ کئے انمین مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ بھی تھے جب دشمن کے مکان پر پہنچے دیکھے انکے سب لوگ بھاگ گئے ہین مگر ایک شخص مالدار تھا یہہ نہاکا مسلمانون کو دیکھکے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ مقداد یہہ سنکے اُسکو گھایل کئے مقداد کے ساتھ والون سے ایک شخص نے کہا اے مقداد لا الہ الا اللہ بولا شخص کو کیا تو مارڈالا واللہ مین اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرونگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضور مین حاضر ہوئے عرض کیے یا رسول اللہ ایک شخص لا الہ الا اللہ کی شہادت دیا سو اسکو مقداد نے
قتل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقداد کو بلاؤ پھر مقداد حاضر ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے اے مقداد لا الہ الا اللہ بولا سو شخص کو کیا تو مار ڈالا کل یعنی قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کو تو کیا کریگا
تب اللہ تعالیٰ اس آیت کو یا یہا الذین اٰمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ کذلک کنتم من قبل تک نازل کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مقداد کو کہے کافرون مین ایک مومن شخص تھا اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا سو اپنا ایمان ظاہر
کیا تو اسکو مار ڈالا تو بھی آگے مکہ مین ایسا ہی تھا اپنے ایمان کو چھپاتا تھا ابن ابی حاتم نے دوسری طریق سے
ابن عباس سے روایت کی ہے سو اسمین مقتول کا نام مرداس کہا ہے جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت
آئی ہے سو اسمین بھی مقتول کا نام مرداس آیا ہے عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے اس قصہ کو بھی ذکر کیا ہے
سو مقتول کا نام مرداس کہا ہے اور یہہ مرد بنی غطفان مین کا تھا اور لشکر کے امیر کا نام خالد اللیثی کہا ہے اور اس
لشکری کو فدک والون پر روانہ کرے کہا ہے ابن جریر نے سدی سے روایت کی ہے سو اسمین لشکر کے سردار اسامہ
بن زید رضی اللہ عنہما تھے کر کر ذکر کیا ہے اور بولا یہہ لشکری بنی حمزہ پر روانہ ہوئی تھی اُن مین ایک شخص تھا اسکا
نام مرداس بن نہیک مسلمانون کو اسلام کے طریقہ پر کیا اور لا الہ الا اللہ بولا با ابن اسامہ رضی اللہ عنہ اسکو
قتل کئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو ملامت کئے اور یہہ آیت نازل ہوئی ابن جریر نے ابن زید سے روایت
کی ہے سو اسمین ابو الدرداء رضی اللہ عنہ قتل کئے کر کر کہا ہے شاید اُن کے مقدمون مین آیت نازل ہوئی ہو
اذا ضربتم فی سبیل اللہ کی معنی جب تم سفر کروگے جہاد کیواسطے تجارت یا جہاد کیواسطے سفر کرنے کو ضرب کہتے ہین
ضرب کی اصل معنی ہاتھ سے مارنا جلدی جانے کا سفر جو ہے اُسمین ضرب کو کنایۃ استعمال کئے کیا واسطے ہاتھ سے
جب کسیکو مارتے ہین تو مارنیکے وقت ہاتھ کی حرکت بہت جلد ہوتی ہے پھر جس چلنے مین جلدی ہو اُسکو
ضرب کہنے لگے فتبینوا تا رمثناۃ فوقانیہ سے اسکے بعد با رموحدہ ہے اُسکے بعد یا رمثناۃ تحتانیہ ہے اُسکے بعد
نون ہے مشتق بیان سے اُسکی معنی طلب کرو بیان کو یعنی خوب دریافت کرو یہہ قرارت ابو جعفر اور نافع
اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابن عامر اور عاصم اور یعقوب کی ہے حمزہ اور کسائی اور خلف کی قرأت مین فتثبتوا ہے تا رمثناۃ فوقانیہ کے بعد ثا رمثلثہ
پھر اسکے بعد با رموحدہ ہے اسکے بعد تا رمثناۃ فوقانیہ مشتق ثبات سے یعنی طلب کرو ثبات کو یعنی یا پیدا کرو قرار پکڑنے کو یعنی جلدی مت کرو آہستگی کو

کلام خدا و حاصل دونوں قرأت کا ایک ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اور مت کہو جو شخص تمہاری طرف سلام ڈالتا ہے کہ تو مومن نہیں یعنی جو شخص تمکو سلام علیک کرے تو اسکو تم یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں کر کر قتل مت کرو اسکا اسباب مت چھین لو بلکہ اس سے ہاتھ رکھنا اور اسلام جو ظاہر کیا ہے اسکو قبول کرنا اَلْقٰى ماضی کا صیغہ ہے مَنْ کی صلہ پڑا ہے ماضی کا صیغہ جب صلہ پڑتا ہے تو ماضی اور استقبال دونوں معنی کی صلاحیت رکھتا ہے یہاں ماضی کا صیغہ استقبال کی معنی سے ہے کیونکہ واسطے ماضی فعل سے نہی واقع نہیں ہوتی السلام لام کے بعد الف ہو یہہ قرأت ابن کثیر اور ابو عمرو اور عاصم اور کسائی اور یعقوب کی ہے ابو جعفر اور نافع اور ابن عامر اور حمزہ اور خلف اسکو السلم سین کی اور لام کی فتحہ سے بن الف کے قرأت کرتے ہیں جو لوگ السلم بدون الف کے پڑھتے ہیں انکی قرأت پر معنی یوں ہونگے جو شخص تمہاری طرف سلم ڈالتا ہے یعنی تمہاری انقیاد کرتا ہے یعنی تمہارا فرمانبردار اور مطیع ہوتا ہے اور زبان سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے اسکو تم مومن نہیں کہکے مت کہو جو لوگ السلام الف کی زیادتی سے پڑھتے ہیں انکی قرأت پر دو معنی ہوتی ہے ایک وہی سلم کی معنی جو کہے دوسری سلام کی تحیت کرنا یعنی سلام علیک کرنا یعنی جو شخص تمکو السلام علیک کا تحیہ کرے تو اسکو تم مومن نہیں کرکے مت کہو السلام کی ظاہر معنی یہی ہے فقہا کہتے ہیں غازیان کسی شہر میں یا قریے میں یا قبیلے میں اسلام کی نشانیاں پائیں تو اس قوم سے ہاتھ رکھنا انکو غارت نہ کرنا لازم ہے ابو داؤد اور ترمذی عصام المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کرنیکے واسطے کوئی فوج یا کوئی ٹکڑی کو روانہ کرتے تو انکو کہتے تم مسجد دیکھینگے یا اذان کا آواز سنینگے تو کسی کو قتل مت کرو تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگانی کا سو اللہ کے یہاں بہت غنیمتیں ہیں یعنی السلام علیک کیا سو شخص کو یا لا الہ الا اللہ کہا سو آدمی کو تو مومن نہیں اور اپنے کو بچاؤ کرتا ہے کہ کر تم جو قتل کرتے ہیں محض اسکے پاس کا اسباب لینے کیواسطے ہے یہہ دنیا کا اسباب باقی رہنے والا نہیں جلد سرجاتا ہے اسکی طمع کے نظر کرکے مومن کو قتل کرنا جایز نہیں اللہ کے پاس بہت سے غنیمتیں ہیں جنکو تمھیں عطا کریگا جنکے کہتے ہیں مغانم کثیرۃ سے ثواب مراد ہے یعنی مومن کو قتل کرنے سے جس نے پرہیز کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکو بڑا ثواب دیگا كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

فَتَبَيَّنُوْا تم ایسے ہی تھے پہلے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل کیا سو تحقیق کرو تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی تمکو سلام کیا سو شخص کو جیسا تم مومن نہین سمجھے اور اُسکو گھایل کئے اور وہ شخص اپنی قوم کے اندیشے سے اپنے اسلام کو چھپا کے رکھا تھا اللہ تعالیٰ دین کو عزت دینے کے قبل تم بھی ویسے ہی تھے اپنے دین کو لوگون سے چھپاتے تھے بعضے کہتے ہین تم ایسے ہی تھے پہلے تم اپنی قوم والون مین یہہ سخن کہنے والے کو امن دیتے تھے اب کیا ہوا جو اسکو امن نہین دیتے اور اُسکو مارڈالے بعضے کہتے ہین تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی تم آگے مشرک ہی تھے سو اللہ نے فضل کیا تم پر یعنی تمکو اسلام کی توفیق اور ہدایت دی کلمہ گو کو قتل کیجیو بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل کیا یعنی تم خوار و ذلیل تھے سو تمکو عزت دی دین کو علانیہ کرنیکی قوت دیا یا تم پر فضل کیا یعنی توبہ کی توفیق دی سو تحقیق کرو یعنی قتل کرنے مین جلدی مت کرو آیت کی ابتدا مین فَتَبَيَّنُوْا جو آیا ہے اسی کا یہہ فَتَبَيَّنُوا کا جملہ تاکید ہے بعضے کہتے ہین اسکی تاکید نہین کیا واسطے اول کے فَتَبَيَّنُوا سے جو امر متعلق ہے اس فَتَبَيَّنُوا سے وہ امر متعلق نہین پہلے تَبَيَّنُوا سے قتل متعلق ہے یعنی تم جسکو قتل کرتے ہو اُسکے حال کی جستجو کرو اس تَبَيَّنُوا سے منت متعلق ہے یعنی اسکی نعمت کا حال دریافت کرو عبارت کا سیاق اسی قول پر دلالت کرتا ہے اُسکو جو قرا تَبَيَّنُوا ثا مثلثہ سے پڑھتے ہین اسکو بھی وہ ویسا ہی پڑھتے ہین اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا مقرر اللہ تمھارے کام سے واقف ہے یعنی قتل کرنے مین احتیاط کرو اسکو سہل نہ جانو اُس سے اندیشہ کرو کیا واسطے اللہ تعالیٰ تمھارے کام سے واقف ہے تمکو سزا دیگا لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان جنکو بدن کا نقصان نہین اور لڑنے والے اللہ کی راہ مین اپنے مال سے اور جان سے یعنی معذور مسلمانون کے سوائے دوسرے جو مسلمان ہین اُنمین اللہ کی راہ مین جان و مال سے جہاد کرنے والے مسلمانون کا اور گھر مین آرام سے بیٹھنے والون کا مرتبہ برابر نہین ابن سعد اور عبد بن حمید اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابی المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری کتاب المصاحف مین اور بغوی اپنی معجم مین اور بیہقی اپنی سنن مین براء بن عازب

رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے لایستوی القاعدون من المومنین جب نازل ہوئی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے فلانے کو بلاؤ ایک روایت مین ہے زید کو بلاؤ پھر انھون دوات اور تختی
اور کتف یعنی جانور کے شانے کا چوڑا ہاڈ جسکو کنگھائی کہتے ہین لیکے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو کہے
لکھو لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ابن
ام مکتوم تھے سو کہے یا رسول اللہ مین ضریر یعنی نابینا ہون پھر اسی جگہہ یہہ اتری لایستوی القاعدون من
المومنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ ابن سعد اور احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور ابو
داؤد اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابو نعیم نے دلایل مین اور بیہقی نے اپنی سنن مین
طریق سے ابن شہاب کے وہ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے مین نے مروان
بن الحکم کو دیکھا مسجد مین بیٹھا ہوا ہے مین بھی آکے اسکے بازو سے بیٹھا پھر مروان بن الحکم نے مجھکو خبر
دیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مجھکو خبر دئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو لکھنے کے واسطے
مجھے فرمائے لایستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ مین اسکو لکھتا تھا کہ اسمین
ابن ام مکتوم آکے کہے یا رسول اللہ مجھکو جہاد کرنیکی قدرت ہوتی تو مین جہاد کرتا ابن ام مکتوم اندھے
تھے سو اللہ تعالی غیر اولی الضرر کو نازل کیا یہہ نازل ہونیکے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران
میری ران پر تھی مجھ پر اسقدر بوجھ پڑا کہ مجھکو اپنی ران کے ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہوا معلوم کیجئے اس
حدیث مین صحابی تابعی سے روایت کی ہے سہل بن سعد الساعدی صحابی ہین مروان بن الحکم سے
روایت کئے ہین وہ تابعی ہے اگرچہ مروان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے وفات کے وقت اسکی عمر چھے سات برس کی تھی لیکن وہ اپنے باپ حکم بن العاص بن امیہ کے
ساتھہ طایف مین رہا کرتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہین ہوا حدیثون کی روایت مین
وہ ثقہ ہے جمہور محدثین اسکی روایت کو قبول کرتے ہین سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس سے روایت
کرنا وہ ثقہ ہونے پر دلالت کرتی ہے سعید بن منصور اور ابن سعد اور احمد اور ابو داؤد اور ابن المنذر
اور ابن الانباری اور طبرانی اور حاکم نے خارجہ بن زید بن ثابت کی طریق سے وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو سے بیٹھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکینہ نے دبا لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر پڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کے بوجھ سے کسی چیز کا بوجھ مین نے زیادہ نہین پایا بعد حضرت کو افاقہ ہوا سو فرمائے لکھ پھر مین شانے پر لا یستوی القاعدون من المومنین والمجاہدون فی سبیل اللہ) آیت کی آخر تک لکھا ابن ام مکتوم نابینا آدمی تھا سو مجاہدون کی فضیلت سنکر کہا یا رسول اللہ جو شخص مسلمانون سے جہاد کی طاقت نہین رکھتا ہے اُسکا کیا حکم اُس کے یہہ کہتے ہی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکینہ دبانے لگی اور حضرت کی ران میری ران پر پڑی سو پہلے بار جیسی گرانی ہوئی تھی ویسی ہی گرانی مین نے پائی بعد افاقہ ہوا فرمائے اسی زید کیا لکھا سو پڑھ مین نے لا یستوی القاعدون من المومنین پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے غیر اُولی الضرر لکھ زید کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے اسی لفظ کو تنہا نازل کیا پھر مین نے اُسکو اُسی مین ملحق کیا زید کہے قسم ہے اُسکی جسکے دستِ قدرت مین میری جان ہے اُسکو شانے کی شگاف کے پاس ملحق کر دیا سو گویا مین اب دیکھتا ہون حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے معلوم کیجئے حدیث کا لفظ غشیتہ السکینہ) ہے ہم اکثر ترجمہ سکینہ دبا لیا کئے سکینہ سے مراد سکون اور غنیت کی حالت ہے جو وحی کے وقت حضرت کو ہوتی تھی اُس حالت سے پھر اپنی حالت اصلی پر آنے کو ہم افاقہ سے تعبیر کئے حدیث کا لفظ (سری عنہ) ہے بوجھ جو ہوا وہ وحی کا بوجھ تھا جس سے حضرت عرق آلود ہو جاتے تھے اور رنگ سُرخ بن جاتا اونٹ پر اگر بیٹھے ہون تو اونٹ بوجھ کا متحمل نہو سکے بیٹھ جاتا تھا عبد بن حمید اور ابو یعلی اور بزار اور طبرانی اور ابن حبان فلتان بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی حضرت پر وحی جب نازل ہوتی تو حضرت کے آنکھ کھلے ہوئے رہتے اور اپنے کان کو دل کو اُسی کی طرف رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کے یہان سے کیا حکم آتا ہے اُس سے وحی آتی سو ہمکو معلوم ہو جاتا پھر حضرت کاتب کو کہے لکھ لا یستوی القاعدون والمجاہدون فی سبیل اللہ) نابینا شخص اُٹھکے کہا یا رسول اللہ ہمارا قصور کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کیا یعنی وحی نازل ہونیکی علامت نمود ہوئی ہم اُس نابینا کو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے وہ نابینا گھبرایا کہ اپنے حق مین کیا نازل

ہوتا ہے سو وہین کھڑا ہوا تھا اور کہتا تھا اعوذ بغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کاتب کو کہے لکھو غیر اولی الضرر ابن حبان نے اس حدیث کو تصحیح کی ہے فتنان فاکے اور لام کے فتح سے اسکے بعد تا رمثناۃ فوقیہ ہے اور اخیر کو نون ہے بخاری نے عبدالرزاق کی طریق سے روایت کی ہے اُس نے ابن جریج سے وہ عبدالکریم سے مقسم سے مولی عبداللہ بن الحارث کا وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے لایستوی القاعدون من المومنین عن بدر والخارجون الیہا یعنی برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان بدر کے جنگ سے اور اس جنگ کیواسطے نکلنے والے اس حدیث کو عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم بھی روایت کیے ہین حاصل اس روایت کا یہہ ہے بدر کے جنگ کیواسطے جو لوگ نکلے انکے حق مین یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجیے اس روایت مین اور اوپر کے روایتون مین کچھ بیر نہین کیا واسطے آیت کا نزول بدر والون کی شان مین ہی تھا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے اپنا عذر اسی وقت بیان کیا ترمذی کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے ترمذی نے حجاج بن محمد کی طریق سے روایت کی ہے اُسنے ابن جریج سے وہ عبدالکریم سے وہ مقسم سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر عن بدر والخارج الی بدر یعنی برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان جنکو ضرر نہین بدر کے جنگ سے اور نکلنے والے بدر کے جنگ کے واسطے جنگ بدر کا حکم جب ہوا عبداللہ بن جحش اور ابن ام مکتوم کہے یا رسول اللہ ہم اندھے ہین ہمکو جنگ سے رخصت ہے یا نہین پھر یہہ آیت نازل ہوئی (لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ فہذا لاء القاعدون غیر اولی الضرر فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ علی القاعدین من المومنین غیر اولی الضرر معلوم کیجیے ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا اس روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب کلام ابن عباس کا ہے لیکن ایسا نہین بلکہ ابن عباس کا کلام علی القاعدون درجہ تک تمام ہوا لا القاعدون سے آخر تک ابن جریج کا کلام ہے حدیث مین اسکو درج کیا اسکی مدرج ہونیکی دلیل ابن جریر طبری کی روایت ہے جسکو اسی حجاج بن محمد کی طریق روایت کی ہے سو اُسمین ابن عباس کی حدیث کو

درجہ تک ہی روایت کی ہے بعد بھی اسی سند سے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا وفضل اللہ
المجاہدین علی القاعدین اجرًا عظیمًا درجات منہ قال علی القاعدین من المومنین غیر اولی الضرر اس روایت سے
اُسکا مدرج ہونا ثابت ہوا معلوم کیجئے طبری کی روایت میں درعوض عبداللہ بن محمش کے نام ابو احمد بن محمش
کا مذکور ہے حافظ عسقلانی نے کہا اس روایت میں ابو احمد بن محمش جو کہا وہی صواب ہے کیا واسطے نابینا
وہی تھے عبداللہ بن محمش اُنکے بھائی ہیں ابو احمد کا نام فقط عبد تھا کنیت سے مشہور ہوئے اہنی ابن جریج کے کلام
کا ترجمہ اور اُسکے حاصل کو ہم آیندہ ذکر کرینگے اولی الضرر کی معنی صاحبان ضرر یعنی وے لوگ جنکو ضرر ہے
ضرر کی معنی نقصان گزند ٹوٹا تنگی اُس سے مراد اُنکے بدن میں نقصان رہنا مثلاً بصارت نہیں یا پیر میں
لنگ ہے یا اور کچھ بیماری ہے یا اُسکے پاس جنگ کی ہتیار نہیں ہے غیر کے لفظ میں دو قرأت ہیں ابن کثیر
اور ابو عمرو اور حمزہ اور عاصم اور یعقوب راکی نصب ہے قرأت کرتے ہیں اس قرأت پر اسکو نصب ہونے
میں وجہ ہیں پہلی وجہ غیر اولی الضرر بدل پڑا ہے القاعدون کا نحو کے قاعدے سے یہی وجہ اولی ہے
دوسری وجہ یہ نصب ہو القاعدون کا اس وجہ پر یہہ اعتراض ہوتا ہے القاعدون معرفہ ہے
غیر کا لفظ اگرچہ مضاف ہو نکرہ ہے نعت میں تو موصوف اور صفت میں مطابقت ہونا ضرور ہے
معرفہ میں اور نکرہ میں مناسبت نہیں پھر نعت کیسا ہوگا اس کا جواب یوں دیتے ہیں القاعدون
اگرچہ معرفہ ہے لیکن القاعدون سے سب لوگ مراد نہیں بلکہ قاعدون کی جنس مراد ہے اس لئے نکرہ سے
مشابہت پیدا کی اور غیر اُسکی صفت ہونا درست ہوا یا یوں جواب دیتے ہیں کہ غیر کا لفظ حکم میں
معرفہ کے ہے کیا واسطے جسکو ایک ہی ضد ہے اُسکی طرف غیر کا لفظ مضاف ہو تو معرفہ ہوتا ہے
جسکو دو ضد یا زیادہ ہیں اُسکی طرف مضاف ہو تو نکرہ ہے یہاں غیر اولی الضرر کا ضد کیا ہی
چیز ہے یعنی تندرست لوگ تو اسکی طرف مضاف ہونے سے غیر کا لفظ معرفہ ہوا اور القاعدون
کا نعت پڑنا صحیح ہوا تیسری وجہ القاعدون کا بدل ہے استثنا کی معنی سے زجاج
کہتا ہے رفع کی صورت میں بھی وہ استثنا ہے اُسکی معنی یوں ہے قاعدون اور مجاہدون برابر
نہیں مگر اولی الضرر قاعدون مجاہدون کے برابر ہیں اُسکو جب مستثنی ڈالے تو اسکو نصب کیا ہے

نہین ہوا مستثنیٰ کو نصب ہونا ضرور ہے اُسکے جواب مین کہا ہے استثنا کو نصب ہونا اُس صورت مین واجب ہے کلام مثبت سے استثنا ہے کلام منفی سے استثنا ہو تو اُسکو رفع واجب نہین معلوم کیجئے ہم اوپر جو ترجمہ کئے ہین اوپر کے دونون وجہ کے نظر کرتے ہو ناقع اور ابو جعفر اور ابن عامر اور کسائی اور خلف غیر کی را کی فتح سے قرأت کرتے ہین اُنکی قرأت پر منصوب جو ہوا استثنا کی جہت سے ہے اخفش نے اسی وجہ کو اختیار کی ہو اس قرأت پر معنے یون ہونگے لایستوی القاعدون من المومنین الا اولی الضرر یعنی برابر نہین بیٹھنے والے مسلمان مگر نقصان والے بیٹھنے کہتے ہین حال کی جہت سے منصوب ہے اُسکی تقدیر یون ہے لایستوی القاعدون فی حال صحتهم والمجاهدون یعنی بیٹھنے والے مسلمان اپنی صحت کے حال مین مجاہدون کے برابر نہین اس آیت کا حاصل یہ ہے تندرست مسلمان جنگ کو نہ نکل کے گھر کی ٹھنڈی چھاؤن مین جو بیٹھتے ہین اور اللہ کی راہ مین جہاد کیواسطے جو نکلتے ہین دونون برابر نہین قاعدین اولی الضرر ہو تو وے مجاہدین کے برابر ہین یا نہین اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین وے بھی مجاہدین کے برابر نہین کیواسطے غیر اولی الضرر مین غیر کے لفظ کو اگر ماقبل کی صفت ڈالینگے اور کہینگے تخصیص صفت سے جو حاصل ہوتی ہے اپنے موصوف کے غیر سے حکم منفی ہونے پر دلالت نہین کرتی تو اُنکے قول پر اولی الضرر مجاہدین کے برابر ہونا لازم نہین آتا اگر غیر کو استثنا ڈالے تو استثنا کلام منفی سے ہر کلام منفی سے جو استثنا ہو وہ اثبات ہے یا نہین اُصولیون کو اسمین اختلاف ہے جو لوگ کہتے ہین استثنا نفی سے اثبات نہین اُنکے قول پر بھی اولی الضرر مجاہدین کے مساوی ہونا لازم نہین آتا جو لوگ کہتے ہین استثنا نفی سے اثبات ہے اُنکے قول پر اولی الضرر مجاہدین کے مساوی ہوئے بلکہ زاید عاصی کہتا ہے آیت کی شان نزول کے دیکھنے اولی الضرر اگر مساوی نہوتے تو غیر اولی الضرر جو نازل ہوا اولی الضرر کے عرض کے مطابق ہوتا نازل ہونا اور نہونا دونون برابر ہوتے تو معلوم ہوا وے مجاہدین کے برابر ہین ابن جریج کا قول بھی یہی ہے ترمذی کی روایت مین فضل اللہ القاعدون الخ مدرج جو کیا ہے اسکا ترجمہ یہ ہے بیٹھنے جانیوالے لوگ وے ہین جنکو ضرر نہین اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھنے والے مومنین پر اجر عظیم جو زیادہ کیا اپنے یہان کے مرتبون مین وے قاعدین ہین جو غیر اولی الضرر ہین ابن جریر کی روایت کا ترجمہ یہ ہے فضل اللہ المجاہدین علی القاعدین

اجرًا عظیمًا درجاتٍ منہ سو یہہ قاعدین مومنون سے وے ہین جنکو ضرر نہین ابن جریج کے قول کا حاصل یہہ ہے مجاہدین کو تفضیل قاعدین پر جو ہے وے قاعدین ہین جنکو ضرر نہین بلکہ ضرر ہے وے اجر مین مجاہدین کے شریک ہین بشرطیکہ انکی نیت خالص ہو ناسورۂ توبہ کی آیت مین اللہ تعالیٰ نے اُسکو شرط کیا اور فرمایا (لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ) اور اُسی پر دلالت کرتی ہے حدیث جسکو امام احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور ابن ماجہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مدینہ مین چند لوگ رہ گئے ہین سو ہم کسی شعب مین یعنی پہاڑون کے درمیان کی راہ مین یا کسی وادی مین یعنی پانی کے بہنے کی جگہہ مین نہین چلے مگر وہ ہمارے ساتھ وہان ہین عذر نے انکو روکا ابو داؤد کی روایت مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم مدینہ مین چند لوگ کو چھوڑکے آئے سو تم کوئی راہ مین نہین چلے اور کوئی خرچہ نہین خرچہ اور کوئی وادی کو تجاوز نہین کئے مگر وے تمھارے ساتھ اُسمین تھے صحابہ عرض کئے وے تو مدینہ مین ہین ہمارے ساتھ کیسا ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عذر نے انکو روکا ہے مسلم اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابو عوانہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم کسی جگہہ مین نہین چلے اور کسی وادی سے پار نہین ہوئے مگر وے تمھارے ساتھ تھے بیماری نے انکو روکی ہے ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابی عوانہ کی روایت مین درعوض وہ تمھارے ساتھ تھے کہ لفظ واقع ہوا ہے مگر وہ اجر مین تمھارے شریک ہین امام احمد اور بخاری اور ابن حبان ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بندہ جب بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسکے واسطے صحت کی اقامت کی حالت مین جتنے عمل کا اجر لکھتا تھا اُتنا ہی اجر لکھتا ہو فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً فضیلت دی اللہ نے لڑنے والون کو اپنے مال اور جان سے بیٹھنے والون پر مرتبہ لفظ درجۃ کا منصوب جو ہے یا وہ فضل کا مفعول مطلق ہے لفظ درجہ کا اگرچہ فضل کے لفظ کی جنس سے نہین باوجود اُسکے مفعول مطلق ہوا کیا واسطے درجہ شرف اور وصف پر دلالت کرتا ہے اس لحاظ کو گویا یون کہا فضلہم تفضیلۃ یا وہ حال پڑا ہے اس مقدر

اُسکی تقدیر ذوی درجۃ ہوگی یا منصوب بنزع الخافض ہے یعنی حرف جر کو حذف کئے ہین اُسکی تقدیر مذ درجۃ
یا فی درجۃ ہے یا وہ منصوب ہے تمیز کی جہت سے وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور سب کو وعدہ
دیا اللہ نے خوبی کا یعنی مجاہدین کو اور قاعدین جو غیر اولی الضرر ہین سبکو اللہ تعالی نے اُنکے ایمان کے
دیکھتے بہشت کا وعدہ دیا ہے انمین تفاوت نہین مگر زیادہ عمل جن سے ہوا ہے انکو ثواب بڑہ کے
ہے كُلًّا کا لفظ مفعول اوّل ہے وعد کا اُسکو اُسکے فعل پر مقدم جو کیا قصر کا فایدہ حاصل ہونے اور
وعدے کی تاکید کیواسطے ہے الحسنی کا لفظ وَعَدَ کا مفعول ثانی ہے یہہ جملہ معترضہ ہے اُسکو درمیان مین
لایا تاکسیکو گمان نہ آوے کہ مجاہدین کو قاعدین پر جو تفضیل دیا اس سے قاعدین بہشت سے محروم ہین الحسنی
اسکی اصل معنی نیکوئی اور خوبی یہان مراد اُس سے بہشت ہے وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والون کو
بیٹھنے والون سے بڑا ثواب مرتبون مین اپنے وہان کے اور بخشش مین اور مہربانی مین اَجْرًا تمیز ہے یا حال
ہے یا مفعول مطلق ہے یا حرف جر ساقط ہے یا فَضَّلَ کا مفعول ثانی ہے دَرَجٰتٍ عطف بیان ہے
اجرًا کا یا بدل ہے یعنی اللہ تعالی نے مجاہدین کیواسطے بڑا ثواب رکھا ہے وہ ثواب درجے اور
مغفرۃ اور رحمت ہے منہ کی ضمیر کا مرجع یا اللہ تعالی کی طرف ہے یا اجر کی طرف ہے پہلی تقدیر
پر اُسکا ترجمہ یون ہے مرتبون مین اپنے وہان کے دوسری تقدیر پر ترجمہ یون ہوگا مرتبون مین
اس اجر کے معلوم کیجئے اللہ تعالی نے اوپر کی آیت مین درجۃ کو مفرد ذکر کیا یہان درجات جمع
کی لفظ سے لایا سو اسکے چند وجہ ہین پہلی وجہ اوپر کی آیت مین درجۃ جو مذکور ہے اُس سے جنس
درجہ مراد ہے جنس کے تحت مین بہت سے انواع داخل ہوسکتے ہین اس لئے اس آیت مین اس جنس کے
انواع کو ذکر کیا یعنی اجر عظیم اور درجات رفیعہ اور مغفرت اور رحمت دوسری وجہ درجہ جو کہا ہے
مین ہے یعنی غنیمت ملنا درجات جو کہا آخرت مین تیسری وجہ گھر مین بیٹھنا عذر سے ہو تو اُسکے
نظر کرتے مجاہدون کو ایک درجہ ہے بے عذر ہے تو اُسکے نظر کرتے درجات ہین لیکن یہ وجہ
اُنکے قول پر ہوگا جو کہتے ہین عذر کے سبب سے بیٹھنے والے کا مرتبہ مجاہدون کے برابر ہین جو لوگ کہتے ہین

انکا مرتبہ مجاہدون کے برابر ہے تو انکے قول پر یہہ وجہ تمام نہین ہوتا مگر یون کہے تو درست ہوتا ہے آیت سے اولی الضرر اور مجاہدین کا مرتبہ ثواب مین برابر ہونا معلوم ہوا لیکن اجر کا مضاعف ہونا جہاد کرنے سے تعلق رکھتا ہے اس مضاعف مین اولی الضرر کو مجاہدین مساوات نہین چوتھی وجہ درجے سے مع اور تعظیم کا درجہ ہے درجات سے جنت کے درجے اور مرتبے ہین پانچوین وجہ اوپر کی آیت مین جان و مال سے جہاد کرنے والون کو ذکر کیا اس آیت مین مطلق جہاد کرنے والون کو ذکر کیا اس مجاہدین سے وہی جان و مال کے مجاہدین تو آیت مین تکرار ہوتی ہے اس لئے یہان بن قید کے مطلق جہاد کرنے والے لینا ظاہر اور باطن سے جہاد کرنے والے سب داخل ہون ظاہر سے جہاد کرنے والے وے ہین جو کافرون سے جہاد کرتے ہین اور اپنے مال کو اور جان کو اللہ تعالے کی راہ مین نثار کرتے ہین باطن سے جہاد کرنے والے وہ جو اپنے نفس سے جہاد کرتے ہین یہہ جہاد اس جہاد سے نہایت سخت ہے کیا واسطے ظاہر کے جہاد مین دشمن روبرو آتا ہے اس سے مقابلہ پڑتا ہے ایک ساعت کا صبر اسمین کافی ہے یہان دشمن اپنا نفس ہے اسکو جو مدتے زبردست دشمن شیطان لگا ہوا ہے ہر وقت تازہ حیلہ کرتا ہے انسان کی عمر تمام ہوے تک اسکا مقابلہ تمام نہین ہوتا حدیث مین وارد ہوا ہے اعدای عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنی تیرا بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونون پہلو کے درمیان ہے اس دشمن سے جہاد کرنا نہایت سخت ہے اس لئے یہہ جہاد اشرف ہوا حدیث مین وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماے رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر یعنی ہم چھوٹے جہاد سے پھر کے بڑے جہاد کی طرف آے صحابہ کہے یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے فرماے جہاد کرنا اپنے دل کے ساتھ اس جہاد کا حاصل یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے غیر کی طرف التفات کرنے سے اپنے دل کو پھیرنا اللہ تعالی کی طاعت مین اپنے کو مستغرق کرنا یہہ جہاد دیکھے جہاد سے اعلی تھا اس لئے جہاد کی فضیلت درجہ ہوئی اور اسی جہاد کی فضیلت درجات ہوئے بندہ عاصی کہتا ہے حافظ عسقلانی نے تسدید القوس مین کہا یہہ حدیث یعنی رجعنا من الجہاد الاصغر الخ لوگون کی زبان پر حدیث کرکے مشہور ہے لیکن وہ کلام ابراہیم بن ابی عبلہ کا ہے نسائی اپنی کتاب الکنی مین جسکی کنیت

ابو اسمیل ہے اسمیں ذکر کیا ہے کشاف کے احادیث کی تخریج میں کہا اس حدیث کو ثعلبی نے بن سند کے
ذکر کیا ہے بیہقی نے کتاب الزہد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنگ کر
گئے تھے سو لوگ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو کہے قدمتم خیر مقدم یعنی تم نیک آنا آئے اور جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی
طرف آئے کہے یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہو فرمائے مجاہدۃ العبد ہواہ یعنی بندہ اپنے نفس کی خواہش سے ساتھ جنگ
کرنا بیہقی نے کہا یہہ حدیث ضعیف ہے ابن حجر کہا اس حدیث کو عیسیٰ بن ابراہیم یحییٰ بن یعلی سے وہ لیث بن ابی
سلیم سے روایت کی ہے یہہ تینون شخص ضعیف ہین سیوطی در المنتشر ہین کہا کہ جابر کی حدیث کو خطیب اپنی
تاریخ مین روایت کی ہے ابن عساکر نے اور ابی مجلز کہتے ہین درجات ستر ہین ہر درجے کے درمیان بہتر جلد
دوڑنا سو شہرا کا گھوڑا ستر برس دوڑنے کی راہ ہے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اللہ ہے بخشنے والا
مہربان اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مقرر جن لوگون کی جان فرشتے ع ۱۱
نکالتے ہین اُس حال مین کہ وے لوگ بُرا کر رہے ہین اپنا بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور
ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین
کہے چند مسلمان تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے مشرک لوگ آئے تو اُنکے ساتھ ہو کے مشرکون کا
دھاڑا بڑھاتے اُن سے کسی کو تیر لگکے مرتا تھا یا مقابلے مین آکے مارا پڑتا تھا سو انکے حق مین یہہ آیت
اوپر ہا پہونچی
نازل ہوئی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ عکرمہ سے روایت کیے ہین اُس نے
کہا ابو القیس بن الفاکہ بن المغیرہ اور حارث بن زمعہ بن الاسود اور قیس بن الولید بن المغیرہ اور
ابی العاص بن منبہ بن الحجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے حقین یہہ آیت اتری کفار قریش اور انکے تابعدار
ابو سفیان بن حرب کو کہ جسکے ساتھ مشرکون کے تجارت کا اسباب تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
رضی اللہ عنہم سے بچانے اور نخلہ کے جنگ مین مسلمان جو مشرکون کو قتل کر کر غنیمت لیگئے تے اُنکا بدلہ لینے
کے لئے نکلے سو چند جوان کو جو اسلام لائے تھے جبر سے اپنے ساتھ لائے اور بدر مین جمع ہوے مسلمانون کے
پاس جنگ کرنے کی نوبت پڑیگی کر کے مقرر نہین تھا اس لئے مسلمانون کی جمعیت بہت کم تھی سو اُنکو
دیکھکے مسلمانون کو جو مشرکون کے ساتھ تھے شک ہوا اور کہے غرہ ہؤلاء دینہم اور اسلام سے پھر گئے

پہنچ گئے سوانکے متعلق میں یہہ آیت نازل ہوئی یہہ وہی لوگ ہیں جن کا نام مذکر ہوا توفٰھم کا صیغہ یا مضارع ہے اُسمیں کا ایک تا حذف ہوا ہے اُسکی اصل تتوفٰھم دوتا سے تھا ہمارا ترجمہ اُسکے مطابق ہے اس تقدیر پر آیت عام ہوگی اور اُس صفت پر جو مسلمان ہوا اسکو شامل ہوگی یا ماضی ہے اُسکا فاعل مونث رہتے پر توفٰھم نہ کہکے توفٰھم مذکر لایا کس واسطے فعل میں اور فاعل میں فاصلہ ہوا اس فعل کو مذکر اور مونث دونوں لانا جایز ہے قطع نظر اسکے وہ فاعل مونث حقیقی نہیں جسکا فاعل مونث حقیقی ہو تو فعل کو مذکر لانا جائز ہے اس تقدیر پر ترجمہ یوں ہوگا جن لوگوں کی جان فرشتوں نے نکالا اس وجہ پر چند لوگوں کا حال جو وقوع میں آیا اس سے آیت خبر دیتی ہے ملائکہ سے ملک الموت اور اسکے معاون فرشتے مراد ہیں بعضے احادیث میں آیا ہے معاون فرشتے لوگوں کا روح قبض کرکے ملک الموت کے سپرد کرتے ہیں بعضے کہتے ہیں ملائکہ سے ملک الموت ہی مراد ہے اسکی تعظیم کیواسطے جمع کے لفظ سے ذکر کیا جیسے واحد کو جمع کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں لیکن یہہ ظاہر کا خلاف ہے اور ملک الموت اور اُسکے اعوان مراد لینا بھی کلام کے سیاق کے مناسب نہیں عاصی کے فہم میں یہہ آتا ہے توفٰھم کو ماضی کا صیغہ لیں تو اُن ملائکہ سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو بدر کے جنگ میں مسلمانوں کی مدد کیواسطے آئے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ ہوکے کافروں کو قتل کئے یہہ ملایکہ جنکو قتل کئے اُنکا احوال بیان کیا اُنکے ارواح کو اگرچہ ملک الموت یا اُسکے اعوان ہی قبض کئے لیکن انکا قتل جنگ کی کمک کے فرشتوں کے ہاتھ سے تھا اس لئے ان کافروں کے جان نکالنے کی نسبت اُن فرشتوں کی طرف کی ہم جو کہے اس وجہ پر وفات کی نسبت ان فرشتوں کی طرف جو ہوئی اور (اللہ یتوفی الانفس حین موتہا) میں اللہ تعالیٰ کی طرف (قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم) میں ملک الموت کی طرف اس میں بیر نہیں کہ واسطے روح قبض کرنیکی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف جو ہے وہ مالک و خالق و حاکم ہونیکی حیثیت سے ہے یا ملک الموت کی طرف جو ہے یہہ کام اُسکے ذمہ میں رہنیکے سبب سے پھر ما ستر قبض کا خود ملک الموت ہے یا اسکے معاون فرشتوں کی طرف جو ہے انکے قتل کے سبب ہونیسے ہے جیسا کہتے زید نے عمرو کو قتل کیا واللہ اعلم معلوم کیجئے جمہور مفسرین تو فٰھم کی معنی جان نکالنے سے کرتے ہیں اُس تقدیر پر یہہ فرشتے مراد ہوتے ہیں بعضے تو فٰھم کی معنی انکو دوزخ کی طرف لیجانا کہتے ہیں اُسوقت ملائکہ سے مراد وہ باغیہ فرشتے ہونگے جو کافروں کی

عذاب دیتے ہین یہہ قول حسن بصری کا ہے ظالمی اسم فاعل کی جمع مذکر ہے اسکا اصل ظالمین تھا اپنے مفعول کی طرف مضاف ہونے سے نون گر پڑا یہہ ظالمی انفسہم حال واقع ہوا ہے یعنی ملائکہ انکے جان نکالتے سو اس حالت مین تھا کہ وے لوگ اپنی جانون ظلم کئے تھے اس جگہہ ظلم سے مراد شرک ہے بعضے کہتے ہین ظلم سے وہ لوگ دار الشرک مین رہنی مراد ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کرنے کے ہجرت فرض تھی اسلام مقبول نہین تھا جب تک ہجرت نکرے فتح مکہ کے بعد یہہ حکم منسوخ ہوا بعضے کہتے ہین وے لوگ اپنی جان پر ظلم جو کئے بدر کے جنگ مین مشرکون کے ساتھ نکلے اور اُنکا دھاڑا پھر فرشتے اُنکے مُنہہ پر اور پیچھو اُن مارے اس جملہ کی ابتدا مین اِنّ کا لفظ جو آیا ہے اسکی خبر مین تین وجہ ہین پہلی وجہ خبر محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے اِنّ الذین توفٰھم الملائکۃ ہلکوا یعنی فرشتے جن لوگون کی جان نکالے ہین وہ لوگ ہلاک ہوئے اسکے بعد قالوا فیم کنتم کا جملہ جو آیا ہے اس محذوف جملہ کا بیان ہے دوسری وجہ انّ کی خبر قالوا فیم کنتم کا جملہ ہے اُسکا اصل قالوا لھم ہے لھم کی ضمیر کو عبارت اُس پر دلالت کرتی ہے کر کر اختصار کیا واسطے حذف کئے تیسری وجہ انّ کی خبر فاولٰئک ماوٰھم جہنم کا جملہ ہے اُسپر فا کو زیادہ کئے ہین اس تقدیر پر قالوا فیم کنتم کا جملہ یا ظلمی کی صفت ہے موصوف کی طرف عود کرنے کی ضمیر محذوف ہے یا الملائکہ کا حال پڑا ہے جن نحویون کے پاس ایسی صورت مین قد کا لفظ لانا ضرور ہے انکے مذہب پر قد کا لفظ مقدر ہے قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ کہے تم کس کام مین تھے یعنی یہہ لوگ جو مارے گئے اُنکو فرشتون نے توبیخ اور جھڑکانے واسطے کہا تم کس کام مین تھے مسلمانون کے ساتھ جنگ کرنے آئے تھے یا مشرکون کے ساتھ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ وے کہے ہم تھے عاجز اس زمین مین یعنی فرشتے اُن مقتولون کو توبیخ کرنے لگے تو وہ مقتول لوگ اُنکے جواب مین کہے ہم مکہ کی زمین مین عاجز اور کفار سے دبے ہوئے تھے مکہ چھوڑکے ہجرت کرنیکی ہمکو طاقت نہین تھی قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا کہے کیا تھی اللہ کی زمین کشادہ جو تم وطن چھوڑ جاتے تو ہان مقتول لوگ اپنی عاجزی ظاہر کئے تو فرشتے انکے عذر کو قبول نہ کرکے کہے اللہ کی زمین کچھ تنگ نہین تھی اس زمین کو چھوڑکے تم مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کو کوئی چیز مانع نہین تھی مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ کو آنے کی

تھی قدرت تھی یا این تم ہجرت نہ کرکے کافروں کی زمین مین رہے تس پر ستم ہے کہ تم شہر کو کے ساتھ ہو کے مسلمانوں سے لڑنے آئے ہو تم عاجزی کا عذر جو کرتے ہو فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ سو ایسون کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ دوزخ کیا بُری پہنچنے کی جگہ ہے اس آیت مین ہجرت فرض ہونے پر دلیل ہے ابتداء اسلام مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کئے بعد مسلمانون پر ہجرت فرض تھی یہہ ہجرت فرض ہونیکے دو سبب تھے پہلا سبب مسلمانون کی قلت تھی مدینہ مین مسلمان جمع ہونا ضرور تھا اس لئے اُنپر ہجرت کرکے مدینہ کو آنا فرض تھا دوسرا سبب کوئی شخص اسلام لاتا تو اسکو کافرون اقسام کی ایذا دیتے تا اسلام سے پھر جاوے جب کہ فتح ہوا ہزارہا آدمی آکے اسلام لائے پہلے سبب سے ہجرت جو فرض تھی وہ فرضیت ساقط ہوئی اُس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا ہجرۃ بعد الفتح یعنی مکہ کے بعد ہجرت نہین دوسری سبب سے ہجرت جو فرض ہے اُسکا حکم باقی ہے جس جگہہ مسلمان اپنے دین کو ظاہر نہین کرسکتا ہے اور وہان رہنے سے اسکو کفار دین سے پھیرنے کا اندیشہ ہے اور اسکو ہجرت کرنیکی قدرت ہے تو اسکو ہجرت کرنا فرض ہے نسائی نے معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مشرک اسلام لائے بعد اللہ تعالیٰ اُسکے عمل کو قبول نہین کرتا یہان تک کہ وہ مشرکون سے مفارقت کرے ابو داؤد نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین بری ہون ہر مسلمان سے جو رہتا ہے درمیان مشرکون کے دار کفر مین رہنے سے یہہ نہی جو وارد ہے فتنہ ہونیکے اندیشہ کی صورت مین ہے ماوردی نے کہا مسلمان اپنے دین کو کافرون کے کسی شہر مین ظاہر کرنیکی قدرت رکھتا ہے تو اسکو وہان رہ کے اسلام ظاہر کرنا وہان سے ہجرت کرنے سے افضل ہے کیا واسطے دوسرے لوگون کے بھی اسلام مین داخل ہونیکی امید ہے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ مگر جو مرد بے بس مرد اور عورتین اور بچے نہین کرسکتے ہین تدبیر اور نہ پاتے ہین کچھ راہ سو ایسون کو امید ہے کہ اللہ انکو معاف کرے اوپر جو حکم کہا تھا اُس حکم سے اللہ تعالیٰ نے چند لوگون کو مستثنا کیا اور فرمایا کہ چند مرد اور عورت اور بچے جنکو کسی حیلے سے نکلنے کی قدرت نہین اور

اونکے پاس کچھ خرچ نہین اور بیماری سے یا انکو قید کرکے رکھنے سے مکہ سے نکلنے کی طاقت نہین اور مدینہ کو جانیکی راہ بھی نہین جانتے ہین ایسون کو اللہ اپنے فضل و احسان سے درگذر ہجرت کرنے سے انکو معاف کیا ولدان جمع ولید کی ہے چھوٹے بچے کو اور غلام کو اگرچہ بالغ رہے ولید کہتے ہین یہان ولدان سے غلام اور باندی مراد ہون تو معنی ظاہر ہے اگر ولدان سے چھوٹے بچے مراد ہون تو وہ تو مکلف نہین پھر انکو کیسا استثنا کیا اسکا جواب یہہ ہے انکو استثنا کیا تا معلوم کرے ہجرت کرنا دین کے بڑے مہمات مین ہے یہانتک کہ جو مکلف نہین انکو بھی توانائی ہو تو ہجرت کرنا لازم ہے اور انکے والیون پر واجب ہے کہ ممکن ہو تو انکو ساتھ لیکے ہجرت کرین اللہ تعالی انکو معاف کرنیکی امید ہے جو بولا اُس پر ایک سوال وارد ہوتا ہے تقریر سوال کی یہہ ہے کہ جو شخص ہجرت سے عاجز ہو تو اس پر ہجرت کرنیکی تکلیف نہین جو ہجرت کرنیکا مکلف نہو تو اسکو ہجرت ترک کرنے سے عقاب نہین ایسا ہو تو اللہ نے اسکو عفو کیا کہنا صحیح نہین کیا واسطے عفو کرنا نہ ہوگا مگر گناہ سے اور بھی ایک سوال وارد ہوتا ہے اُسکی تقریر یہہ ہے عسی کی لفظ طمع دکھانیکے واسطے موضوع ہے اسکو یہان لانے سے معلوم ہوتا ہے انکو عفو کرنا یقینی امر نہین پہلے سوال کا جواب یہہ ہے آدمی پر اپنے گھر دار کو خویش و قبایل کو چھوڑنا نہایت شاق ہوتا ہے اس سبب سے ضعف جسکے سبب کرتے ہجرت ترک کرنیکی رخصت ہے اُسکو اس ضعف سے کہ جسکے رہنے سے ہجرت ترک کرنے کی رخصت نہین تمیز کرنا دشوار ہوتا ہے سمجھتا ہے مین ہجرت کرنے سے عاجز ہون حقیقت مین وہ عاجز نہین تھا تھوڑی مشقت کو سہتا تو ہجرت کرنے پر قادر ہوتا لیکن اس نے مشقت کو عاجزی سمجھا اور ہجرت کو ترک کیا تو گناہ گار ہوا سو اُس سے معلوم ہوا کہ ہجرت ترک کرنا نہایت خطر کا مقام ہے مضطر بھی اُسکے ترک کرنے سے بیفکر نہ رہا چاہیئے فرصت کی انتظار مین رہے اور اپنا دل اسی مین لگاوے اس معنی کے لحاظ سے عفو کو ذکر کرنیکی احتیاج ہوئی دوسرے سوال کا جواب یہہ ہے عسی کا لفظ بندون کے کلام مین آوے تو طمع پر دلالت کرتا ہے اللہ سبحانہ کے کلام مین آوے تو یقین اور وجوب پر دلالت کرتا ہے اسکے سوا پہلے سوال کے جواب مین جو کہتے یہہ مقام خطر کا ہے اسی معنی کے

نظر کرنے یقین کے لفظ کو چھوڑکے طمع کے صیغے کو استعمال کیا اس سے غرض یہہ ہے ناتوانی کے عذر سے تم ہجرت کو ترک کئے ہین سو نفس الامر مین وہ عذر ہے تو اُس مین تمکو عفو کی امید ہے وگرنہ عفو کرنیکی امید کا خیال چھوڑنا اور اپنے کو مستحق عذاب کا سمجھنا عبد بن حمید اور بخاری اور ابن جریر طبری اور طبرانی اور بیہقی اپنی سنن مین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ انھون الا المستضعفین من الرجال والنسآء والولدان) کی آیت پڑھکے کہے مین اور میرے والدہ انھین مین تھے جنکو اللہ تعالےٰ نے معذور ٹھہرایا بخاری وغیرہ کی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے مین اور میری والدہ مستضعفین مین تھے مستضعف بچون مین مین تھا اور مستضعف عورتون مین میری والدہ تھی معلوم کیجئے عبداللہ بن عباس کی والدہ کا نام ام الفضل لبابۃ بنت الحارث الہلالیہ ہے ہے بہن ام المومنین میمونہ بنت الحارث کی رضی اللہ عنہا ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دعا کرتے تھے یا اللہ ولید کو اور سلمۃ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو اور ناتوان مسلمانون کو جنھون کر نہین کرسکتے ہین حیلہ اور نہین پاتے ہین راہ کافرون کے ہاتھ سے خلاص کر بخاری نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھتے تھے سو اُسکے اثنا مین سمع اللہ لمن حمدہ کہکے سجدہ کرنیکے آگے کہے اللھم نج عیاش بن ابی ربیعۃ اللھم نج سلمۃ بن ہشام اللھم نج الولید بن الولید اللھم نج المستضعفین من المومنین اللھم اشدد وطاتک علی مضر اللھم اجعلھا سنین کسنی یوسف یعنی یا اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو چھڑا دے یا اللہ سلمہ بن ہشام کو چھڑا دے یا اللہ ولید بن الولید کو چھڑا دے یا اللہ ناتوان مسلمانون کو چھڑا دے یا اللہ مضر کو سختی سے کھندل دے یا اللہ اسکو قحط سالی کر یوسف کے وقت کی قحط سالی کے مانند یہہ عیاش بن ربیعہ عمرو بن المغیرۃ المخزومی سابقین مین ایمان لایا اور دونون ہجرت کئے بعد ابوجہل نے اسکو دھوکے دیکے کہ کوفہ بلایا اور وہان قید کیا سلمہ بن ہشام بن المغیرہ ابوجہل کا بھائی ہے سابقین مین ایمان لایا تھا ابوجہل نے اسکو قید کرکے رکھا تھا ولید بن الولید بن المغیرہ بھائی خالد بن الولید کا بدر کے جنگ مین مشرکون کے ساتھ تھا سو مسلمانونکا

اسیر ہوا اور پیسے دیکے چھٹکارا پایا بعد اسلام لایا مشرکان اُسکو قید کئے پھر ولید اور عیاش اور سلمہ تینون شخص بایکدیگر گانٹھ لیکے قید سے بھاگ گئے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی پندرھوین کو انکی نجات کیواسطے نماز مین دعا کرنے لگے پندرہ روز تک دعا کرتے تھے عید الفطر کے دن دعا موقوف کئے سو وہ لوگ اس دن مدینہ مین داخل ہوئے ولید آپ آگے تھا اُنکو ساتھ لے آتا تھا ولید کے پیر کو زخم لگا اور یہہ سب پیادہ پا تھے ولید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پہنچکے اسی وقت مرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہہ شہید ہے مین اسپر گواہ ہون اور اپنے بدن کے کپڑے مین انکو دفن کئے ام المومنین ام سلمہ اُنکے مرثیہ مین بیتین کہے ہین سختی سے کھندنے سے انکا مواخذہ سخت کرنا اور ہلاک کرنا مراد ہے اُنپر قحط سالی ہونا اس مواخذہ کا بیان ہے مضر قبیلے کا نام ہے قیس کے اور قریش کے قبیلے سب مضر کی اولاد مین ہین مضر سے کفار مضر مراد ہین وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا اور اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنا وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ مین پاوے زمین مین جاگہہ بہت اور کشایش اس آیت مین اللہ تعالیٰ ہجرت کرنے پر ترغیب دیتا ہے لوگ ہجرت کرنے سے جو ہٹتے تھے اُسکے دو سبب تھے پہلا سبب آدمی کو اپنے وطن مین ایک طور کی راحت اور آرام رہتا ہے قرابت والے اور جان پہچان لوگ رہتے ہین ضرورت کیوقت کام آتے ہین قرض دام دیتے ہین اپنا وطن چھوڑکے پردیس کو جاوے تو وہان صورت کیسی بنیگی کیا کیا محنت مشقت درپیش ہوگی ایسے خیال سے ہجرت نہین کرتے تھے اللہ تعالیٰ انکو ارشاد کرتا ہے کہ ایسے خیال سے ہجرت کو ترک نہ کرنا کیواسطے جو کوئی اللہ کی راہ مین ہجرت کریگا تو بہت رغم کی جگہہ دیگا اور کشایش اور فراغت عیش مین پاویگا مراغم جمع مرغم کی ہے مرغم اسم مکان کا صیغہ ہے مشتق ہے رغام سے رغام مٹی کو کہتے ہین اسکا ماضی رغم ہے رغم زیدکہے تو اُسکی معنی زید کو مٹی لگی بعد اسکو ذلت اور خواری مین استعمال کئے رغم زیدکہے تو اُسکی معنی زید کو ذلت اور خواری پہنچی کہ جسکو زید کرہ جانتا تھا اسی معنی پر عرب کا قول رَغِمَ اَنْفُ زید ہے اُسکی اصل معنی زید کی ناک کو مٹی لگی بعد اُسکو ذلت مین کنایۃً

ثمن

استعمال کئے یعنی زید ذلیل ہوا کیا واسطے آدمی کی ناک کمال عزت کا عضو ہے مٹی نہایت ذلیل چیز ہے
ناک کو مٹی جب لگی تو ذلیل ہوا رغم کو باب افعال مین لیجا کے ارغمت زیدا کہا تو اسکی معنی ہین زید کو
خوار کروایا اور اسکو جو چیز بری لگتی ہے وہ اُسکے ساتھ کہا اس مقام مین مراغم سے ہجرت کی جگہ مراد
ہین مراغم کا لفظ یہان ذکر کرنے مین اشارہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ مین اپنا وطن چھوڑکے دوسرے
وطن کو جاویگا تو اُس وطن مین اسکو خیر و برکت حاصل ہوگی اور نعمتین حاصل ہونگے کہ جسکے دیکھتے
اسکے دشمنون کو جو اُسکے وطن مین رہتے ہین ذلت کا سبب ہوگا کیا واسطے کوئی ذلیل شخص
اپنے جسم بعضم کو چھوڑکے پردیس مین جاوے اور وہان اُسکا کام بن پڑے اُسکو عزت حاصل ہوے اور
یہہ خبر اُسکے شہر والون کو پہنچے تو انکو انفعال ہوتا ہے اور اسکے ساتھ بدی سے جو پیش آتے تھے
اُسکی مخالفت انکو ہوتی ہے اور انکی ناک کو مٹی لگتی ہے حاصل اس جملے کا گویا یون ہے تو ہجرت کو ترک
نہین کرتا ہے مگر اسواسطے کہ اپنے وطن کو چھوڑکے سفر نکلے تو اپنے کو محنت و مشقت ہوگی سو اس
خیال سے باز آ تو ہجرت کریگا تو اللہ تعالی تجھکو بہت سے نعمتین عطا کریگا تجھکو عزت اور بڑے مرتبہ مرحمت
فرماویگا کہ جس سے تیرے دشمنون کی رغم انف ہوگی اور تیرے رزق مین اور عیش مین گشایش ہوگی سعتہ کی معنی گشایش
اُس سے کیا مراد ہے سو اُسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا گشایش رزق مین بعضے کہتے ہین گشایش ہدایت مین
بعضے کہتے ہین گشادگی زمین مین کہ جسکی طرف ہجرت کی ہجرت نہ کرینگا دوسرا سبب بھی تھا ہجرت کرنے سے
غرض جو ہے وہ غرض ہمکو حاصل ہوتا ہے یا نہین ہم وہان تک پہنچتے ہین یا راہ مین ہی مرتے ہین بالفعل
ہمکو فراغت جو حاصل ہے اُسکو چھوڑکے نکلنا عقل کی مقتضی نہین ایک مدت راہ مین مرجاوے تو وطن
کا گھر صاحبوانہ گھر کا نہ گھاٹ کا اس خیال کے رفع کرنے کے واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ يَخْرُجْ
مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ
اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑکر اللہ کی اور اُسکے رسول کی طرف پھر آگے اُسکو موت تو
مقرر ٹھہر چکا اُسکا ثواب اللہ پر یعنی کوئی شخص ہجرت کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکلے اور جہان
پہنچنا اُسکا مقصود تھا وہان پہنچنے کے قبل مرجاوے تو اُسکو ہجرت کا ثواب حاصل ہو چکا اس

آیت کی شان نزول کو ابو یعلی اور ابن ابی حاتم اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کئے ہین کہ ضمرہ بن جندب اپنے گھر سے ہجرت کرنیکو نکلا سو اپنے لوگون کو کہا مجھکو اٹھا لیچلے مشرکون کے شہر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو پھر اُسکو لے چلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے کے آگے اثنا راہ مین مرا اُسی پر وحی نازل ہوئی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ الآیہ حافظ السیوطی نے کہا اسکی سند کے رجال ثقہ ہین اس حدیث کو واحدی نے اسباب النزول مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مطول روایت کیا ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الذین توفٰہم الملٰئکۃ ظالمی انفسہم کی آیت مکہ کو روانہ کئے مسلمان جب اس آیت کو پڑھے جندب بن ضمرۃ اللیثی نہایت بوڈھا تھا کہا مجھکو اٹھا لیچلو مین مستضعفین مین نہین ہون اور مجھکو راہ معلوم ہے پھر اُسکے فرزند اُسکو گھاٹ پر ڈال کے مدینہ کی طرف لے چلے تنعیم کو جب پہنچا موت کا وقت آیا اُسنے اپنے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر مار کر کہا یا اللہ یہہ تیرے واسطے ہے اور یہہ تیرے رسول کے واسطے ہے مین تیری بیعت کرتا ہون اس امر پر کہ جسپر تیرے رسول کے ہاتھ نے تیری بیعت کیا ہے پھر جندب مرا صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہہ خبر جب پہنچی تو کہنے لگے اگر وہ مدینہ کو پہنچتا تو اُسکا اجر پورا ہوتا تب اللہ تعالے نے اس آیت کو نازل کی ومن یخرج من بیتہ الآیہ) معلوم کیجئے یہہ قصہ متعدد طریقون سے آیا ہے اُسکے نام مین اختلاف کئے ہین بعضون نے اُسکا نام ضمرۃ بن جندب کہا ہے اور وہ بنی بکر مین تھا اور بعضے کہتے ہین خزاعہ مین تھا اور بعضے کہتے ہین بنی ضمرہ مین تھا بعضون نے کہا اُسکا نام ضمرۃ بن العیص یا عیص بن ضمرۃ بن زنباع تھا اور وہ خزاعہ مین تھا بعضون نے کہا اُسکا نام ضمرۃ بن العیص تھا بنی لیث سے بعضون کی روایت مین آیا ہے اُسکا نام سبرۃ تھا بعضون نے کہا اسکا نام ابو ضمرۃ بن العیص الزرقی ہے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ وہ ایک مرد تھا بنی ضمرہ مین کا بعضے کہتے ہین اسکا نام جندب بن ضمرۃ الجندعی تھا بعضون کی روایت مین آیا ہے کہ اس کا نام جندع بن ضمرۃ الجندعی تھا بعضے روایتون مین ہے وہ نابینا تھا بعضون مین ہے نکلتے وقت وہ بہت بیمار تھا اوس کی وفات تنعیم مین ہوئی ہے وہین اوسکو دفن کئے

ایک اور روایت میں ہے حصاص میں مرا ایک روایت میں ہے اضاۃ بنی غفار میں مرا کیفے
روایتوں میں آیا ہے وہ جب مرا اُسکی قوم والے اُسکا ٹھٹھا کرنے لگے اور کہے نہ وہ جہاں جانا چاہتا تھا
وہاں پہنچا نہ اپنی قوم میں رہا تا اُسکی خدمت کرتے اور اچھی طور سے دفن کرتے ابو حاتم السجستانی نے
کتاب المعمرین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اکثم بن صیفی کی شان میں
نازل ہوئی ہے اہل اخبار کہتے ہیں اکثم بن صیفی کی عمر ایک سو لو د برس
کی تھی - اور بعضے کہتے ہیں تین سو تیس برس کی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر سنکے اپنے
فرزند کو حضرت کے پاس روانہ کیا اُسکا بیٹا جاکے حضرت کا احوال بیان کیا اکثم بن صیفی اسلام
لاکر اپنے شہر سے نکلا مدینہ سے چار منزل پر اسکا انتقال ہوا ابن ابی حاتم نے زبیر بن العوام
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خالد بن حزام نے حبش کی طرف ہجرت کی راہ میں اسکو سانپ
ڈسنے سے مرا اُسکی شان میں یہ آیت نازل ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے بر تقدیر صحت ان روایتوں کے
انمیں کچھ بیر نہیں کیا واسطے ان سبکی شان میں نازل ہونیکا احتمال ہے واللہ اعلم فقہا کہتے ہیں جو شخص معزز
امر کو حاصل کرنیکے واسطے اپنے شہر سے نکلے مثلاً علم حاصل کرنے یا حج کرنے یا جہاد کرنے تو اُسکے حکم میں
داخل ہوا ابن سعد اور امام احمد اور حاکم عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے گھر سے اللہ کی راہ میں جہاد کیواسطے نکلے اور مجاہد
فی سبیل اللہ کہاں ہیں پھر اپنے جانور سے گر کے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالیٰ پر ٹھہر گیا یا اُسکو جانور
ڈسنے سے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالیٰ پر ٹھہر گیا یا اپنی حتف انف سے مرا تو اُسکا اجر اللہ تعالیٰ پر ٹھہر گیا
اور جو مار کے ساتھ مرگیا تو جنت کو واجب کر لیا عبد اللہ بن عتیک کہتے ہیں حتف انف کی معنی
کے کلمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانیکے قبل میں نے کسی عرب سے سنا نہیں تھا حاکم نے اس حدیث کی
تصحیح کی ہے حتف انف کی معنی موت علی الفراش ہے یعنی بچھونے پر مرنا یعنی کسی کے وغیرہ سے
نہ مرکے آپ موت سے مرنا حتف کی اصل معنی ہلاک ہونا جاہلیت میں عرب کا مقولہ تھا بیمار کی روح
اُسکی ناک سے نکلتی ہے زخم سے کوئی شخص مرا تو اُسکی روح اسکے زخم سے نکلتی ہے اس پر بیماری سے

کوئی مرا تو کہتے مات حتف انفہ یعنی اُسکی موت اُسکی ناک سے دم نکل کر ہوئی اِس حدیث مین جو آیا مجاہد فی سبیل اللہ کہان ہین اس سے اشارہ ہو اُنکی قلت کی طرف یعنی خالص اللہ تعالیٰ کیواسطے جہاد کرنے والے لوگ بہت کم ہین کیا واسطے اکثر لوگ جنگ جو کرتے ہین اِس سے دنیا حاصل کرنا غرض ہوتا ہے ابوداود نے ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اللہ کی راہ مین نکلکر گیا یا مارا جاویگا تو وہ شہید ہے یا گھوڑا یا اونٹ پر سے گرکے مرا یا اُسکو کیڑا ڈسا یا اپنے بچھونے پر کسی موت سے جو اللہ نے چاہے مرا تو وہ شہید ہے اور اوسکو بہشت ہے اُسکی سند مین بقیہ بن الولید اور عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان ہے اُنکی حدیث سے حجت پکڑنے مین محدثین کو خلاف ہے ابو یعلی اور بیہقی شعب الایمان مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص حج کے واسطے نکلکر مرجاوے تو اُسکے واسطے قیامت تک حج کرنیوالیکا ثواب لکھا جاویگا اور جو شخص عمرے کیواسطے نکلکر مریگا تو اُسکے واسطے قیامت تک عمرہ کرنیوالے کا ثواب لکھا جاویگا اور جو شخص اللہ کی راہ مین جنگ کرنیکے واسطے نکلکر مرجاوے اُسکے واسطے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جاویگا وَقَعَ اَجْرُہٗ علی اللہ کے لفظ کے معنی یون ہین واقع ہوا اجر اُسکا اللہ تعالےٰ پر یعنی اُسکی ہجرت کا ثواب اللہ پر واجب ہوا یہہ وجوب نظر کرتے اُسکے وعدے کے اور اُسکے فضل و کرم کے ہے اُس سے مراد یہہ نہین وہ شخص ثواب کا مستحق ہوا اور اللہ تعالیٰ پر اسکو اجر دینا ایسا لازم ہوا کہ اگر نہ دیوے تو الوہیت سے نکل جاتا ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی طاعت کا قصد کرے اور اُسکو اتمام کرنے سے عاجز ہووے تو اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے پوری طاعت کا ثواب لکھتا ہے جیسا کوئی بیمار صحت مین جو عمل کرتا تھا بیماری کے سبب سے اتنا عمل کرنے سے عاجز ہووے تو اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے پورے عمل کا ثواب لکھتا ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالیٰ فقط اُسکے قصد کرنیکا ثواب دیتا ہے جسقدر عمل کیا ہو اُتنا ہی ثواب لکھتا ہے پورے عمل کا ثواب نہین لکھتا پہلا قول ہی راجح ہے آیت بھی وہی مفہوم ہوتا ہے کیا واسطے آیت ہجرت کرنیکی ترغیب کے مقام مین وارد ہوئی ہے جو شخص ہجرت کی غیبت سے نکلے تو اُسکے لئے ثواب ہجرت کا حاصل ہوتا ہے

ترغیب پوری نہ ہوگی مگر اسی صورت مین کہ اجر کامل ملے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے
معلوم کیجئے اس آیت سے بعضون نے دلیل لی ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد کیواسطے نکلے جنگ ہونے کے قبل
راہ مین مرجاوے تو اسکو بھی غنیمت مین سے حصہ دینا مذہب شافعی اور حنفی کا یہہ ہے کہ اسکو حصہ نہین
آیت کا لفظ اجر کے ساتھ مخصوص ہے غنیمت کو اسپر قیاس کرنا صحیح نہین وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا
اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا ع ۱۲
مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم
پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرنا نماز مین سے اگر تمکو ڈر ہو کہ ستاوین تمکو کافر تقصروا قصر سے مشتق ہے قصر کے معنی
کوتاہ کرنا یعنی گھٹانا کم کرنا اس جگہ قصر سے کیا مراد ہے سو مفسرون کو خلاف ہے اکثر مفسرین کہتے ہین
قصر سے مراد چار رکعت والی نماز کو یعنی ظہر اور عصر اور عشا کو دو رکعت پڑھنا اس قول پر یہہ حکم مسافر
کی نماز کا ہے ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قصر سے مراد خوف کی حالت مین نماز ایک
ہی رکعت پڑھنا ہے بعضے کہتے ہین قصر سے مراد نماز کو تخفیف سے ادا کرنا یعنی رکوع سجود کو اشارے سے
ادا کرنا اس قول پر یہہ حکم خوف کی نماز کا ہے جو بالتمام قتال کیوقت پڑھتے ہین پہلا قول ہی اصح ہے
معلوم کیجئے اس آیت مین نماز کے قصر کو خوف کی حالت سے مشروط کیا اس سے بوجھا جاتا ہے امن کی حالت
مین نماز کو قصر کرنا جائز نہین داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور بولا اس شرط کو جو نص سے ثابت ہوا ہے
اخبار احاد سے اٹھا دینا جایز نہین کیواسطے قرآن کا حکم اخبار احاد سے منسوخ ہونا لازم آتا ہے یہہ جائز نہین
ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کہتے ہین نماز کی قصر خوف کی حالت پر منحصر نہین بلکہ امن کی حالت مین بھی
جائز ہے یہہ لوگ احادیث جو اسباب مین آئے ہین اس سے دلیل لیتے ہین ابن ابی شیبہ
اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی حارثہ بن وہب الخزاعی
رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر اور عصر مین لوگون کی کثرت
اور کمال امن کی حالت مین دو دو رکعت پڑھا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن الجارود اور ابن
خزیمہ اور طحاوی اور امام احمد اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صدفی اور دارمی

اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابی حاتم اور نحاس اور ابن جان یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا مین نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا (لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا) لوگون کو تو امن ہے یعنی آیت مین اللہ تعالیٰ نے قصر کے لئے خوف کی شرط لگائی ہے لوگون کو تو امن ہے قصر کیسا کرنا عمر رضی اللہ عنہ مجھکو کہے تجھکو جو اچنبا دکھا مجھکو بھی وہی اچنبا دکھا پھر مین نے اسکا سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے صدقۃ تصدق اللہ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ یعنی یہہ صدقہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے تمپر صدقہ کیا اسکے صدقہ کو تم قبول کرو عبد بن حمید اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور بیہقی سنن مین امیہ بن عبد اللہ بن خالد اسید سے روایت کئے ہین اس نے کہا مین ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہا سفر مین نماز کو قصر کرتے ہین سو اسکی خبر مجھکو دو کتاب اللہ مین ہم اسکو نہین پاتے کتاب اللہ مین نہین ہے مگر خوف کی نماز کا ذکر ابن عمر کہے اے میرے بھائی کے فرزند اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ہم کچھ نہین جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کئے سو ہم ویسا کرتے ہین نماز کو سفر مین قصر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید ابی حنظلہ سے روایت کئے ہین اس نے کہا مین نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سفر کی نماز کو پوچھا تو کہے دو رکعت ہین مین بولا اللہ تو کہتا ہے ان خفتم ان یفتنکم الذین ہکو تو امن ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسکے سوا ہے احادیث امن کی حالت مین قصر کرنے کے آئے ہین مخالف نے جو کہا شرط جو نص سے ثابت ہوا ہے اخبار احاد سے اٹھا دینا جایز نہین ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیا واسطے وہ نص نہین بلکہ نص کا مفہوم مخالف ہے مفہوم مخالف حجۃ ہے یا نہین اسمین فقہا کو خلاف ہے ابو حنیفہ کے پاس وہ حجت نہین ہے جمہور کے پاس وہ حجۃ ہے انکے پاس وہ حجت ہونیکے واسطے شرط ہے کہ مذکور شرط غالب احوال کے دیکھنے نہ ہونا یہان شرط غالب احوال کے نظر کرتے ہے تو وہ حجۃ نہوگا امام رازی نے کہا کلمہ ان کا اور اذا کا اس بات کا فایدہ دیتے ہین شرط جب حاصل ہو تو مشروط بھی حاصل ہوتا ہے شرط معدوم ہو تو مشروط معدوم ہونا لازم ہونیکا فایدہ نہین بخشتا اس آیت مین ان خفتم جو آیا ہے اسکے مقتضی یہہ ہے خوف جب پایا جاوے تو رخصت یعنی نماز کو قصر کرنا بھی پایا جاتا ہے خوف نہو تو

رخصت بھی ہو تبکہ آیت مقتضی نہین تو امن کی حالت مین قصر کرنے یا نکرنے سے آیت ساکت ہے اجماع احاد سے امن کی حالت مین قصر ثابت ہونا نص قرآنی کا مخالف ہوا اگر کہے قصر کا حکم امن کی حالت مین اور خوف کی حالت مین جب ثابت ہوا تو آیت مین خوف کی حالت کو ذکر کرنے مین کیا فایدہ جواب اسکا یہہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر سفر خوف سے خالی نہین تھے اسکے دیکھتے اللہ تعالی نے خوف کو ہی ذکر کیا جو لوگ قصر سے نماز خوف مراد لیتے ہین انکے قول پر اسمین ظاہریہ کو بالکل کچھ حجت نہین رہتی معلوم کیجئے نماز قصر سفر مین بالاجماع جائز ہے سفر مین نماز کو اتمام کرنا جایز ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے سفر مین قصر واجب ہے عمر اور علی اور ابن عمر اور جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے حسن بصری عمر بن العزیز قتادہ بھی ایسا ہی کہتے ہین امام ابو حنیفہ اور مالک کا قول بھی یہی ہے انکی دلیل حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جسکو امام مالک اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم روایت کیئے ہین کہ نماز فرض ہوئی سو سفر ہو یا حضر دو رکعت سفر کی نماز باقی رہی حضر کی نماز مین زیادتی ہوئی عبد الرزاق اور عبد بن حمید کی روایت مین عایشہ رضی اللہ عنہا کہے کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی سو دو دو رکعت مدینہ کو جب گیئے چار رکعت فرض ہوے سفر کی۔ نماز اپنے حال پر باقی رہی احمد اور بیہقی کی روایت مین آیا ہے کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہے نماز فرض ہوئی سو دو دو رکعت مگر مغرب کی نماز تین رکعت ہی فرض ہوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو سابق کی نماز پڑھتے یعنی دو دو رکعت جب مقیم رہتے دو رکعت پر بھی دو رکعت افزود کرتے مگر مغرب کی نماز کیا واسطے وہ وتر ہے اور صبح کیا واسطے اسمین قرات کی تطویل ہے یعنی مغرب کی نماز کے رکعتین طاق ہونے سے اسمین کچھ کم و زیادتی نہین ہوئی صبح کی نماز مین قرات کی تطویل ہونے سے اسکو بھی زیادہ نہین کئے فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے نماز کو قصر کرنا رخصت ہے اتمام کرنا جائز ہے یہہ قول عثمان اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا سے منقول ہے عایشہ رضی اللہ عنہا کی بھی ایک روایت ہے شافعی اور احمد کا یہی قول ہے مالک سے بھی ایک روایت ہے آیت مین لیس علیکم جناح ان تقصروا جو مذکور ہوا واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے حدیث عایشہ کی سفر مین قصر

واجب ہونے پر دلالت نہین کرتی معلوم کیجئے نماز کو قصر کرنے کے واسطے ضرب الارض کی شرط کیا
اس سے معلوم ہوا بدون سفر کے نماز کو قصر کرنا جایز نہین سفر کے حد مین اختلاف ہے داؤد وغیرہ
اہل ظاہر کہتے ہین سفر قصیر ہو یا طویل دونون مین قصر جایز ہے یہہ قول انس اور جابر رضی اللہ عنہما سے بھی
مروی ہے جمہور فقہا کہتے ہین بدون سفر طویل کے قصر جایز نہین سفر طویل کے حد مین اختلاف ہے مالک اور شافعی
اور احمد کہتے ہین سفر طویل کی مسافت سولہ فرسخ ہین ایک فرسخ تین میل ہاشمی کے
چھ ہزار ہاتھ ایک ہاتھ کے چوبیس انگل ایک انگل کے چھ جو میانہ ایک جو بر زون کے یعنی ترکی
گھوڑے کے ایال کے چھ بال کے برابر ابو حنیفہ کہتے ہین تین دن کی مسافت سفر طویل ہے اسکے
تفصیل کی جگہ فقہ کے کتب ہین اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا البتہ کافر تمہارے ۵۶ رکوع
دشمن ہین صریح یعنی تمہارے اور کافرون کے درمیان جو عداوت ہے ظاہر ہے تمہارے اور انکے درمیان قوار
چل رہی ہے نماز لمبی ہو تو احتمال ہے قابو پاکے تمکو ہلاک کرینگے اس لیے نماز کو قصر کرنیکی تمکو اجازت ہوئی
وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ اور جب تو انہین ہو اور کھڑا کرے انکے واسطے
نماز یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے فیہم کی ضمیر کی مرجع مسافرین ہین یا خالفین ہین یا اصحاب ہین
یعنی اے محمد جب تو ان سفر کرنیوالون مین یا خالفین مین یا اپنے اصحاب مین ہوگا اور نماز کا وقت آن پہنچا
اور اُنکے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ کریگا تو اپنے ساتھ والون کے دو تکڑیان کر فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
مَّعَكَ سو چاہیے کہ ایک جماعت اُنکی کھڑی ہوے تیرے ساتھ یعنی ایک جماعت تیرے ساتھ نماز مین
شریک ہو دین دوسری جماعت نماز شروع کرنا بلکہ دشمن کے مقابلہ کیواسطے کھڑے ہونا وَلْيَاْخُذُوْٓا
اَسْلِحَتَهُمْ اور لیا چاہیئے اپنے ساتھ اپنے ہتیار اسکو جمع سلاح کی ہے سلاح اُسکو کہتے ہین جس سے جنگ کرتے
ہین ہتیار پکڑنے کا حکم کونسی فریق کو ہے اس مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین جماعت جو نماز مین کھڑی
انکو ہے بعضے کہتے ہین جماعت جو دشمن کے مقابلہ مین گئی ہے انکو ہے بعضے کہتے ہین دونون جماعت کو ہے
بندہ عاصی کہتا ہے پہلا قول ہی راجح ہے کیا واسطے دشمن کے مقابلہ مین جو کھڑے ہین وہ نماز مین نہین
ہتیار اُنکے پاس موجود ہے اُنکو ہتیار لینے کہنا کچھ حاجت نہین جو لوگ نماز مین ہین وہ ہتیار رکھنا یا

بحث کا محل تھا سو اُسکو نصب کیا اس جملے کو فلتقم کے جملہ پر عطف کرنا اسی بات کا قرینہ ہے ہمارے فقہا کہتے ہین ہتیار نہ لینے سے تیمم مباح ہونیکا ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ویسی حالت مین ہتیار رکھنا واجب ہے اگرچہ وہ نجس اور سجدہ کو مانع رہے ایسا ہی التمام قتال کیوقت ہتیار لینا واجب ہے اگر تیمم مباح ہونیکا ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہین ہے تو ہتیار لینا مندوب ہی یا واجب اسمین دو قول ہین اصح قول پر امام احمد کا قول بھی وہی ہے ہتیار لینا سنت ہی مگر چند شروط سے پہلی شرط وہ ہتیار نجس نہ رہے اگر نجس ہے مثلاً تلوار کو خون لگا ہے یا نجس زہر کا پانی اُسکو پلایا ہے یا تیر کے پر نجس جانور کے ہین تو اٹھانا جایز نہین مگر ایسی نجس ہتیار رکھنے کی احتیاج پڑے دوسری شرط وہ ہتیار نماز کے کسی رکن کی ادا کرنیکی مانع نہووے اگر کسی رکن کو ادا کرنیکی مانع ہے مثلاً خود ایسا پہنا ہے کہ پیشانی زمین کو لگنے سے مانع ہے تو اُسکا رکھنا جایز نہین تیسری شرط ہتیار اُٹھانے سے غیر کو ایذا نہ پہنچنا اگر غیر کو ایذا پہنچتی ہے مثلاً بھالا نزدیک رکھا ہے یا تیر کے بھال لگتے ہین لیکن وہ ایذا بہت خفیف ہے جسکو متحمل ہونیکی عادت ہی تو اس حالت مین وہ ہتیار اُٹھانا مکروہ ہے اگر اس ہتیار سے ضرر صریح ہوتا ہے تو اُسکو رکھنا حرام ہے ہتیار سے اس جگہ وہ ہتیار مراد ہے کہ جس سے قتل کرتے ہین جیسی تلوار نیزہ خنجر تیر کمان ہتیار جس سے مار کو دفع کرتے ہین مراد نہین جیسی ڈھال بکتر سو اس قسم کی ہتیار اُٹھانا مکروہ ہے جیسی پہلی قسم کی ہتیار کو بن عذر کے نہ اُٹھانا مکروہ ہی امام مالک کے یہان ہتیار کا اُٹھانا اگرچہ نجس ہو جایز ہے کتب حنفیہ مین ہتیار اُٹھانیکا حکم مذکور نہین امام حافظ الدین النسفی نے اپنی تفسیر مدارک التنزیل مین کہا ہے ہتیار جسکے اُٹھانے سے دل کو نماز سے مشغول نہ کرے جیسی تلوار اور خنجر اور اُنکے مانند جایز ہے فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ پھر یہہ سجدہ کر چکے تو جاہئے تمھارے پرے ہو جاوین یعنی جو جماعت تیرے ساتھ نماز پڑھی وہ جماعت اپنی نماز سے فراغت پائے بعد اپنی جگہ سے سرک کے دشمن کے مقابلے مین جو جماعت کھڑی تھی اُسکے مقام پر جا کر کھڑے ہونا وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ اور چاہئے آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہین کی سو چاہئے وے نماز کرین تیرے ساتھ یعنی دشمن کے سامنے جو جماعت پہلی کھڑی تھی

وہ جماعت آکے تیرے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھنا بعد اپنی نماز کو تمام کرنا وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ اور چاہیے یعنی اپنے پاس اپنا بچاؤ اور اپنے ہتیار حذر حارحلہ کی کرسے پرہیز کرنا اور آمادہ ہونا اور ہشیار رہنا اللہ تعالیٰ نے حذر کو یعنی بچاؤ اور ہشیاری اور تیار رہنے کو بمنزلہ آلے کے کہ جس سے دشمن کو دفع کرتے ہین مقرر کرکے اُسکو اسلحہ کے ساتھ لینے کا حکم کیا اوپر فقط سلاح لینے کا حکم کیا یہان حذر اور سلاح دونون کو ذکر کیا کیا واسطے کہ مسلمان نماز جب شروع کرتے ہین دشمن کو یہ لوگ نماز مین ہین سو معلوم نہین ہوتا دشمن سمجھتا ہے کہ یہہ سب جنگ پر مستعد ہوکے کھڑے ہین جب رکوع سجود کرے اور دوسری رکعت مین کھڑے ہوے تو دشمن کو ظاہر ہو اکہ وہ نماز مین ہین دشمن فرصت غنیمت جانکر حملہ کرنیکا اندیشہ ہوا اس واسطے یہان ہشیار رہنے کا اور ہتیار لینے کا امر کیا وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً آرزو کرتے ہین کافر کہ کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتیارون سے اور اپنے اسباب سے تو تمپر حملہ کرین ایک ہی حملہ یہہ جملہ ہتیار باندھے ہوئے رہنے کی گویا علت ہے یعنی کافرون کو آرزو ہے کہ تمھاری غفلت کیوقت تمپر حملہ کرکے تمکو مستاصل کرنا تم خبردار ہو ہتیار باندھکے جنگ کے لئے آمادہ رہیو اِس آیت کی شان نزول کو عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور احمد بن حنبل اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دار قطنی اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی ابی عیاش الزرقی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہا ہم عُسفان مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مشرک ہمارے روبرو آئے اُن کا امیر خالد بن الولید تھا وہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو لیکے ظہر کی نماز پڑھی مشرک کہنے لگے یہہ لوگ غفلت کی حالت مین تھے کاش ہم اُنپر حملہ کرتے تو بہتر تھا پھر مشرک کہنے لگے اب انکی اور ایک نماز آئیگی وہ نماز اُنکے پاس اُنکے بچون سے اور جانون سے بھی زیادہ دوست ہوتب حملہ کرنا جبرئیل علیہ السلام ظہر اور عصر کے مابین اس آیت کو لیکر نازل ہوئے واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ الحدیث حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن جریر نے علی رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہ تاجرون کی ایک جماعت آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی

یارسول اللہ ہم مسافرت کرتے ہین نماز کیسا پڑھنا چاہیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کی واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ اتنی ہی آیت نازل ہوئی ایک سال کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو نکلے سو ظہر کی نماز پڑھی مشرک کہنے محمد اور انکے اصحاب اپنے پر تکوفا دکھتے تھے کیا وسطے اُن پر حملہ نہین کئے انمین کا دوسرا ایک شخص نے کہا اُنکو دوسری ویسی ہی نماز اب آتی ہے جملہ کرنا پھر اُن دونون نمازون کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکافرین کانوا لکم عدوًا مبینًا واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منہم معک عذابًا مہینًا تک نازل کی سو صلوٰۃ الخوف نازل ہوئی معلوم کیجئے اس روایت سے بعضون نے دلیل پکڑی کہ ان خفتم کا جملہ ظاہر مین اگرچہ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ سے متصل معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین اُس سے متصل نہین بلکہ اپنے ما بعد سے تعلق رکھتا ہے اس تاویل پر نماز کی قصر خوف کی حالت کے ساتھ مختص ہونا جو بعض کہتے تھے انکو حجت نہین رہتی معلوم کیجئے صلوٰۃ خوف جو کہتے ہین اس سے خوف کیوسطے ایک مستقل نماز رہنا جیسی عید کیوسطے نماز ہے مراد نہین یا خوف کی حالت مین نماز کی رکعتون مین یا اُسکے اوقات مین تغیر ہونا بھی مراد نہین بلکہ صلوٰۃ خوف سے مراد یہہ ہے کہ فرض نماز کو جماعت سے جو پڑھتے ہین اوسکے ادا کرنیکی صفت مین تغیر ہے اور چند امور نماز مین جایز نہین تھے سو یہان مباح ہین خوف کی نماز کا حکم پہلے ہوا سو غزوۂ عسفان مین ہوا بعضے کہتے ہین غزوہ ذات الرقاع مین ہوا ابن القصار المالکی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی نماز دس بار پڑھے ہین ابن العربی نے کہا چوبیس بار پڑھے ہین اس نماز کی کیفیت احادیث مین مختلف طور پر آئی ہے امام احمد کہے چھے یا سات وجہ سے آئی ہے ابن المنذر نے کہا آٹھ وجہ سے آئی ہے ابن حبان نے نو وجہ ذکر کی ہے ابن حزم نے کہا چودہ وجہ سے ثابت ہوئی ابن العربی نے کہا سولہ وجہ سے ثابت ہوئی حافظ ابو الفضل عراقی نے شرح ترمذی مین کہا صحیح روایتون مین ستراہ وجہ پر آئی ہے لیکن اُنمین کے بعضے وجہون کو بعضون مین داخل کرنا ممکن ہے ابن القیم نے کتاب الہدیٰ مین کہا بعضے علما راویون کے اختلاف کو اعتبار کرکے اسکو علاحدہ وجہ ٹھہراتے ہین لیکن حقیقت مین وہ وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہین بلکہ راوی کے اختلاف سے

پیدا ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوئی سو چھ وجہ ہی اصل ہین حافظ ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری مین کہا ابن القیم کا قول ہی معتمد ہے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا مسلم نے صلاۃ خوف کے چھ وجہ ذکر کی اور ابو داؤد وغیرہ انکے سوا اور بھی وجہین ذکر کئے ہین یہہ سب ملائین تو سولہ وجہ ہوتے ہین مختار مذہب پر یہہ سب وجہون سے انکے مناسب مواقع مین نماز پڑھنا جایز ہے خطابی نے کہا صلاۃ الخوف کئی طرح پڑہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو مختلف شکل سے کئی بار پڑھے ہین انمین سے نماز کے لئے جس صورت مین احتیاط زیادہ ہے اور محافظت مین مبالغہ ہے اسکو اختیار کرنا انتہی ہمارے فقہا ان شکلون سے چار شکل کو اختیار کئے ہین پہلی شکل بطن نخل کی نماز ہے امام قوم کو دو فرقے کرنا ایک فرقہ دشمن کے مقابلہ مین کھڑا رہنا دوسرے فرقہ کو لیکے پوری نماز پڑھنا سلام پھیرے بعد یہہ فرقہ جاکر دشمن کے مقابلہ مین کھڑا ہونا دوسرا فرقہ نماز کیواسطے آیا تو امام اُس فرقہ کے ساتھ اُسی نماز کو دوسرے بار پھر اکے پڑھنا ایسی نماز پڑھنے کیواسطے تین شرط ہین پہلی شرط دشمن قبلہ کی جہت مین نہونا دوسری شرط مسلمان بہت رہنا اور کافر کم رہنا تیسری شرط نماز کی حالت مین کافر حملہ کرنے کا اندیشہ ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بطن نخل مین ایسی ہی نماز پڑھے ہین مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آئے یہانتک کہ ذات الرقاع کو پہنچے جابر کہتے ہین ہماری عادت یہہ تھی کہین اُترتے تو بہت سایہ دار درخت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے چھوڑتے غرض مشرکون سے ایک شخص آکر دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹکی ہے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لیکے نیام سے کھینچا اور رسول اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میرے سے ڈرتے ہو یا نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے نہین ڈرتا مشرک بولا اب تمکو میرے سے کون بچاویگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ بچاویگا جابر کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اُسکو ڈرائے سو تلوار نیام کرکے درخت سے لٹکا دیا بعد نماز کیواسطے ندا ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک فرقہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے پھر لوگ پیچھے ہٹگئے پھر دوسرے فرقہ کے ساتھ دو رکعت پڑھے جابر کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چار رکعت ہوئے

لوگون کو دو رکعت بخاری نے اسکو تعلیقاً وارد کیا ہے اُس مشرک کا قصہ بخاری نے دوسری طریق سے یون روایت کیا ہی جابر رضی اللہ عنہ کہے مین نجد کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ سے پھرے مین بھی پھرا ایک دن دوپہر کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی وادی مین جہان عضاۃ یعنی ایک قسم کے خاردار درخت بہت تھے اترے لوگ حضرت کے پاس سے نکل کے درختون کے سایہ مین گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمرہ کے درخت کے نیچے اُترے اور اپنی تلوار اسپر لٹکائے جابر کہے ہمکو نیند کا ایک جھونکا لگا کہ اسمین ہمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارے ہم آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ حضرت کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مین سوتا تھا یہ اعرابی آکے میری تلوار کھینچ لیا مین بیدار ہو گیا دیکھا تو اسکے ہاتھ مین ننگی تلوار ہے مجھکو بولا اب تجھ کون بچاویگا مین بولا اللہ تعالیٰ بچاویگا سو وہ اعرابی بیٹھا ہے پھر اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ سزا نہین دئے ابن اسحٰق کی روایت مین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فرماے اللہ تعالیٰ بچاویگا جبرئیل علیہ السلام نے اس اعرابی کے سینے مین مارا شمشیر اسکے ہاتھ سے گر گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شمشیر اٹھالئے اور کہے اب تجھکو کون بچاویگا اعرابی بولا کوئی بچانے والا نہین واقدی کی روایت مین آیا ہے پھر وہ اعرابی ایمان لایا اور اوسکی قوم بھی ایمان لائی اُس اعرابی کا نام غورث بن الحارث تھا یہ بخاری وغیرہ مین مذکور ہے اس روایت سے معلوم ہوا یہ قصہ ذات الرقاع کے غزوی سے پھرے بعد کسی وادی مین واقع ہوا جابر کے دوسرے روایتون سے ثابت ہوا ہے کہ اس جگہ کا نام بطن نخل ہے شافعیہ یا اس طرح کی نماز پڑھنا خوف پر ہی منحصر نہین بغیر خوف کے بھی پڑھین تو جایز ہے لیکن خوف کی حالت مین اوپر کے شروط پاے جاوین تو ایسی نماز پڑھنا مندوب ہے امام دو بار نماز جو پڑھا اُسکی پہلی نماز فرض ہوئی دوسری نماز نفل ہی مقتدی فرض نماز پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے ساتھ اقتدا کیا حنفیہ کے یہان فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کے ساتھ اقتدا کرنا صحیح نہین ہے اس لئے طحاوی نے اُسکے نسخ کا دعوی کیا امام نووی نے کہا نسخ کے دعوی پر اسکو کچھ دلیل نہین نسخ کا دعوی بغیر دلیل کے مقبول نہین ہوتا دوسری شکل عسفان کی نماز ہے امام لوگون کے دو صف کرنا سب کے امام کے ساتھ نماز کی ہیئت

باندھنا سب سکے امام کے ساتھ رکوع کرنا اعتدال مین آئے بعد امام جب سجدے مین گیا تو دوسری صف والے امام کے ساتھ سجدہ کرنا پہلی صف والے اعتدال مین ہی کھڑے رہ کے نگہبانی کرنا امام اور دوسری صف والے دونون سجدون سے فراغت پاکے قیام مین آئے بعد پہلی صف والے سجدہ مین جانا دونون سجدون سے فراغت پاکے قیام مین آکے امام سے لاحق ہونا قرارت سے فراغت ہوئی بعد سب سکے امام کے ساتھ رکوع کرنا اعتدال مین آئے بعد پہلی صف والے امام کے ساتھ سجدہ کرنا دوسری صف والے اعتدال مین ہی کھڑا رہکے نگہبانی کرنا امام اور پہلی صف والے دونون سجدے کرکے تشہد کے واسطے بیٹھے بعد دوسری صف والے سجدہ کرکے امام سے تشہد مین لاحق ہونا اور سب سکے تشہد سے فراغت پاکر امام کے ساتھ سلام کرنا اس کیفیت کو شافعی رضی اللہ عنہ نے مختصر مین ذکر کیا ہے شافعی کے اکثر اصحاب ازانجملہ قفال اسیکو اختیار کئے ہین اور کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عسفان مین ایسی ہی تھی حجۃ الاسلام وغیرہ مین اسی پر جاری ہوا ہے شیخ ابو حامد اور اُسکے تابعین کہتے ہین احادیث مین ترتیب جو ثابت ہوئی ہے یہہ ترتیب جو شافعی ذکر کئے اسکے خلاف ہے کیا واسطے احادیث مین یون آیا ہے امام کے ساتھ پہلی صف والے پہلی رکعت مین سجدہ کرنا دوسری صف والے دوسری رکعت مین سجدہ کرنا شافعی نے بالعکس کہا احادیث مین جو آیا ہو وہی مذہب مختار ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین میرے قول کو حدیث کے خلاف پاؤ تو اسکو پھینک دو امام رافعی نے کہا عسفان مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھے سو اسکی کیفیت ایسی ہی تھی امام شافعی نے نہین فرمایا بلکہ ایسا کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عسفان مین نماز جو پڑھے ہین اسیکے مانند یہہ ہے اس سے معلوم ہوا شافعی ان دونون کیفیتون کو جایز رکھتا ہے رویانی اور صاحب التہذیب اسی کی تصریح کئے ہین امام نووی نے روضے کے زیادات مین کہا مذہب صحیح مختار پر یہہ دونون کیفیت جایز ہین شافعی کی مراد یہی ہے کیا واسطے اُس نے حدیث کو جو صحیح مین وارد ہوئی ہے بیان کرنیکے بعد مذکور کیفیت کو ذکر کیا اسمین دونون کیفیت جایز ہونیکا اشارہ کیا انتہی یہہ کیفیت جو مذکور ہوئی احادیث مین اُسکے مطابق وارد نہین ہوا مگر ابن عباس کی حدیث کہ جسکو بیہقی نے طریق سے ابن اسحٰق کے روایت کی ہے وہ داؤد

بن الحصین سے مولی عمرو بن عثمان کا وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے
کہ صلوۃ خوف اب تمہارے لشکری اپنے امامون کے پیچھے جیسی پڑھتے ہین ویسی ہی تھی مگر یہہ تھا کہ
سب لشکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوتے پھر انمین کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ سجدہ کرتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے کھڑے ہوے بعد دوسری جماعت اپنے سجدے ادا کرتی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے تک سب کھڑے رہتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع مین گئے تو سب لشکر
رکوع کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو پہلے جو لوگ کھڑے تھے وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ سجدہ کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلے بار جو لوگ سجدہ کئے تھے وہ لوگ کھڑے رہتے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور جو لوگ حضرت کے ساتھ سجدہ کئے اخیر نماز مین جب بیٹھتے یعنی تشہد کیواسطے جب
بیٹھتے کھڑے رہے تھے سو لوگ اپنا سجدہ بجالا کر بیٹھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب کو ساتھ لیکے سلام کرتے
حافظ عسقلانی تخریج رافعی مین کہا کہ اسکی سند حسن ہے ہمارے فقہا جو کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عسفان
مین یہی تھی اسمین نظر ہے رافعی نے کہا مشہور روایتون مین عسفان کی نماز ایسی نہین تھی انتہی
عسفان کی نماز کی کیفیت ابو عیاش زرقی کی حدیث مین جسکو ہم اوپر بیان کیے یون ہے قصر کی آیت ظہر اور
عصر کے مابین نازل ہوئی پھر جب عصر کی نماز حاضر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کے مستقبل ہو کھڑے ہوے
مشرک حضرت کے روبرو تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوئی اس صف کے
پیچھے دوسری ایک صف کھڑی ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کئے اور سب لوگ یعنی دونون
صف والے بھی رکوع کئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کئے حضرت سے متصل صف جو تھی وہ بھی سجدہ کی
دوسری صف والے انکی گہبانی مین کھڑے تھے پہلی صف والے دونون سجدے کرکے جب کھڑے ہوے
دوسری صف والے جو انکے پیچھے تھے سجدہ کئے بعد پہلی صف والے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
متصل تھے پیچھے پچھلی صف والون کی جگہ پر آئے اور پچھلی صف والے بڑھکے پہلی صف والون کی جگہ
مین آئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کئے حضرت کے ساتھ دونون صف والے بھی رکوع کئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے حضرت سے صف جو متصل تھی وہ بھی سجدہ کی دوسری صف والے انکی گہبانی مین کھڑے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کے پیچھے کی صف جب بیٹھی دوسری صف والے

سجدہ کئے اور سب بیٹھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب پر سلام کئے ایسی نماز عسفان مین پڑھے اور بنی سلیم کے دن پڑھے یہہ ترجمہ ابو داؤد کے لفظ کا ہے مسلم نے جابر سے روایت کی ہے سو انمین بھی نماز کی ایسی ہی کیفیت بیان کی ہے لیکن اُسکی روایت مین جگہ کا تعین نہین مسلم نے اس حدیث کو دوسرے طریق سے روایت کیا ہے عطا کی روایت مین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سکو دو صف کئے دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا ابو الزبیر کی روایت مین ہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاکے جہینہ کی ایک قوم سے لڑے وہ ہم سے بہت سخت لڑائی کئے جب ہم ظہر کی نماز پڑھے مشرک کہنے لگے ایسے وقت مین ہم اُنپر اگر یورش کرتے تو سبکو ہم کاٹ ڈالتے (یعنی جبرئیل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر دئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سکو وہ بات بولے اور فرمائے پھر مشرک کہنے اب پھر دوسری نماز آتی ہے وہ نماز اُنکے پاس اُنکی اولاد سے زیادہ پیاری ہے جب عصر کی نماز آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سکو دو صف کئے مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے ابو عیاش زرقی کی حدیث مین جو کیفیت مذکور ہوئی بعینہ وہی کیفیت بیان کی دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین زہری کی طریق سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عباس سے صلاۃ خوف کی یہی کیفیت بیان کی ہے ان سب روایتون کا اتفاق اسی پر ہے کہ دوسری رکعت مین پہلی صف سجدے پیچھے ہوئی اور پچھلی صف بڑھکر آگے ہوئی ان حدیثون کے نظر کرتے ہمارے فقہا کہتے ہین حفاظت کیواسطے ایسا بڑھنا اور ہٹنا جایز ہے بشرطیکہ اس سے فعل کثیر صادر نہو سو ایسا بڑھنا کہ پچھلی صف والے دو رکعت بڑھنا پہلی صف والے دو رکعت ہٹنا ایک ایک شخص دو دو آدمی کے بیچ مین سے نکل آنا اس طور سے بڑھنا افضل ہے یا ہر شخص اپنے مقام مین ہی کھڑے رہنا افضل ہے امین ہمارے فقہا کو دو وجہ ہین صیدلانی اور سعودی اور غزالی وغیرہ کہتے ہین بڑھنا افضل ہے عراقیان کہتے ہین اپنی جگہہ پر رہنا افضل ہے شافعی کی عبارت اسی پر دلالت کرتی ہے عسفان کی نماز پڑھنے کے واسطے ہمارے فقہا تین شرط کرتے ہین پہلی شرط دشمن قبلہ کی جہت مین رہنا دوسری شرط دشمن پہاڑ پر یا ہموار زمین پر ہمکو دیکھتے رہنا کوئی چیز آڑ نہ ہونا تیسری شرط مسلمان اتنی کثر

رہیگا کہ ایک جماعت سجدہ کرے تو دوسری جماعت اُنکی محافظت کرسکے تیسری شکل ذات الرقاع کی نماز ہے یہہ نماز دو وجہ پر ہے پہلی وجہ امام لوگوں کے دو ٹکریان کرنا ایک ٹکری دشمن کے مقابلے مین رکھنا دوسری ٹکری کو دشمن کا تیر نہین پہنچتی سو جبکہ لیکے نماز شروع کرنا جب ایک رکعت پڑھچکے اور امام دوسری رکعت کے واسطے کھڑا ہوا تو مقتدیان امام سے مفارقت کی نیت کرکے جلد دوسری رکعت تمام کرنا اور تشہد پڑھکے سلام کرنا اور دشمن کے مقابلے چلے جانا وہان ٹکری جو کھڑی تھی آکے دوسری رکعت مین امام کی اقتدا کرنا امام اس رکعت کے قیام کو اتنا دراز کرنا کہ یہہ لوگ آکے اُس سے لاحق ہون پھر یہہ ٹکری لاحق ہوئے بعد اُنکے ساتھ دوسری رکعت پڑھنا امام تشہد کے واسطے بیٹھتے ہی یہہ ٹکری اُٹھکے اپنی دوسری رکعت تمام کرنا امام تشہد مین اُنکی انتظار کرنا جب امام کے ساتھ لاحق ہون تو امام اُنکے ساتھ سلام کرنا ہمارے فقہا اس وجہ کی نماز کو سہل بن ابی حثمہ کی روایت سے کہتے ہین اُس طریق کی نماز کو امام مالک رحا مین اور اُنہین کی طریق سے امام شافعی اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داود یزید بن رومان سے وہ صالح بن خوات بن جبیر سے روایت کئے ہین اُسنے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذات الرقاع کے دن صلاۃ خوف پڑھا تھا سو مجھسے یون کہا کہ ایک ٹکری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صف باندھی اور ایک ٹکری دشمن کے مقابلہ مین تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ کی ٹکری کو لیکے ایک رکعت پڑھے بعد اسیطور سے کھڑے رہے۔ اس ٹکری نے اپنی نماز تمام کی اور جاکے دشمن کے مقابلہ مین کھڑی ہوئی وہان جو ٹکری تھی آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے ساتھ باقی تھی سو رکعت پڑھکے بیٹھے رہے یہہ ٹکری اپنی نماز تمام کی پھر اُنکے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام کئے معلوم کیجئے صالح بن خوات کی روایت مین صحابی مبہم جو ہے یا صالح کا والد خوات بن جبیر ہے اُسکو تائید کرتی ہے روایت ابن مندہ کی کہ جسکو یزید بن رومان سے جو مالک کا شیخ ہے روایت کیا سو کہا صالح بن خوات نے اپنے باپ سے ہی روایت کیا اور بیہقی بھی عبید اللہ بن عمر یعنی العمری سے وہ قاسم بن محمد سے وہ صالح بن خوات سے وہ اپنے باپ سے روایت کیا ہے امام نووی نے تہذیب مین اُسکو جزم کیا ہے حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین بھی اُسکو ترجیح دی ہے یا سہل بن ابی حثمہ ہے مالک اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد

صالح بن خوات سے وہ سہل بن ابی حثمہ سے صلاۃ خوف اسی کیفیت کی روایت کئے ہین دوسری وجہ اس نماز کی یہہ ہے امام دو فرقہ کرکے ایک فرقہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر کھڑا ہوئے بعد اسکے مقتدیان اپنی نماز تمام نہ کرکے دشمن کے مقابلہ مین جاکے چپ کھڑے رہنا وہ ٹکڑی جو دشمن کے مقابلہ مین تھی آکے امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھنا امام سلام کئے بعد جاکے دشمن کے مقابلہ مین کھڑا ہونا پہلی رکعت امام کے ساتھ ادا کئے تھے سو لوگ نماز کی جگہ مین آکے اپنی نماز تمام کرکر پھر دشمن کے مقابلہ مین جانا امام کے ساتھ دوسری رکعت جو پڑھی تھی سو ٹکڑی آکے اپنی نماز تمام کرنا ہمارے فقہا اس وجہ کی نماز کو ابن عمر کی روایت کہتے ہین اس طریق کی نماز کو امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی سالم بن عبداللہ کی طریق سے یون روایت کئے ہین کہا مجھکو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کو گیا پھر ہم دشمن کے مقابلہ مین آئے اور صفین باندھکے کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نماز کو کھڑے رہے سو ایک ٹکڑی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک ٹکڑی دشمن سے تئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ والون کو لیکے رکوع کئے اور دو سجدے کئے پھر جو لوگ نماز نہین کئے تھے انکی جگہہ مین یہہ ٹکڑی گئی اور وہ ٹکڑی آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ ایک رکعت پڑھے دو سجدے کئے پھر سلام کئے بعد ہر ایک ٹکڑی کھڑی ہوکے اپنی ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کی یہہ لفظ بخاری کا ہے امام مالک موطا مین اور اُنہین کی طریق سے بخاری اور ابن ماجہ اور ابن الجارود نے روایت کی ہے نافع نے کہا ابن عمر سے صلاۃ خوف کو پوچھے تو کہتے امام آگے ہونا اور اُسکے ساتھ لوگون کی ایک ٹکڑی رہنا امام اُنکے ساتھ ایک رکعت پڑھنا اور ایک ٹکڑی نماز نہ پڑھکے اُنکے اور دشمن کے درمیان رہنا امام کے ساتھ جو لوگ تھے ایک رکعت پڑھے بعد سلام پھرکے پیچھے ہٹ کر نماز نہین پڑھے تھے سو لوگون کی جگہہ مین جانا نماز نہین پڑھے تھے سو لوگ آکے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھنا بعد امام نماز سے پھر جانا امام دو رکعت پڑھ چکا امام پھرے بعد یہہ دونون ٹکڑیان کھڑے ہوکے اپنی ایک ایک

رکعت تمام کرنا پھر اُنکے بھی دو رکعت ہوئے نافع نے کہا مین نہین سمجھتا مگر عبد اللہ بن عمر نے اُسکو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے امام احمد اور بیہقی نے موسی بن عقبہ کی طریق سے وہ
نافع سے روایت کیا سو اُسکے رفع مین شک نہین کیا معلوم کیجئے ابن عمر کی حدیث کے سب طریقون
مین ایسا ہی آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہرے بعد یعنی سلام کرکے نماز سے نکلے بعد
ہر ہر ٹکڑی اپنی نماز تمام کی لیکن دونون ٹکڑیان ملکے نماز ادا کیئے ایک ٹکڑی کے بعد دوسری ٹکڑی نماز کی سو کچھ
مذکور نہین دونون ٹکڑیان ملکے نماز ادا کرنا بعید ہے کیا واسطے اس تقدیر پر گہبانی جو مطلوب تھی فوت ہوتی ہے حراست کے دیکھتے ایک ٹکڑی
نماز ادا کیئے بعد دوسری ٹکڑی نماز ادا کرنا راجح ہے لیکن اس مین بھی دو احتمال ہین پہلی ٹکڑی اول نماز تمام کی بعد دوسری
ٹکڑی اپنی نماز تمام کی یا دوسری ٹکڑی اپنی نماز تمام کی بعد پہلی ٹکڑی ادا کی لیکن ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کی حدیث مین اُسکی تفصیل مذکور ہے امام احمد اور ابو داؤد اور بیہقی ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کیئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ خوف پڑھے سو دو صف ہوئے ایک صف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوئی ایک صف دشمن سے تلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے ساتھ ایک رکعت
پڑھے بعد دوسری صف آکے اُنکی جگہہ مین کھڑی ہوئی اور یہہ صف جاکے دشمن سے تلی پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اُس صف کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سلام کئے یہہ صف والے کھڑے ہوکے اپنی ایک
رکعت پڑھکے سلام کئے بعد جاکے اُس ٹکڑی کی جگہہ پر دشمن کے مقابلے مین کھڑے ہوئے وہ ٹکڑی
اُس جگہہ آکے اپنی باقی کی ایک رکعت پڑھ کے سلام کی اُس حدیث کے بعضے طریقون مین آیا ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر باندھے اور حضرت کے ساتھ دونون صف نے تکبیر تحریمہ باندھے الحدیث
اس حدیث کو خصیف الجزری سے وہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے وہ اپنے باپ عبد اللہ بن
مسعود سے روایت کی ہے لیکن حدیث مرسل ہے کیا واسطے ابو عبیدہ نے اپنے والد سے نہین سنا اور
خصیف قوی نہین حافظ عسقلانی نے کہا رافعی وغیرہ ہمارے فقہا اپنے کتب مین جو ذکر کیئے ہین امام
سلام کئے بعد دوسری جماعت ہنکے دشمن کے مقابلہ مین جانا اور پہلی جماعت آکے اپنی نماز
تمام کرنا بعد دوسری جماعت آکے اپنی نماز تمام کرنا سو اُسکو مین نے ابن عمر کی حدیث کی کسی طریق مین

نہین یا یا بندۂ عاصی کہتا ہے ابن عمر کی حدیث کی طریقون مین اگرچہ نہو لیکن اُنکی حدیث اُسکو محتمل ہے عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کابل کے جنگ مین نماز خوف پڑھا سو اُسکی ترتیب ہمارے فقہا کے قول کے برابر ہے ابو داؤد نے اسکو روایت کی ہے واللہ اعلم ان دو وجہون سے پہلی وجہ جسکو سہل بن ابی حثمہ کی روایت کہتے ہین نماز پڑھنے کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے ابن عمر کی روایت کے موافق نماز پڑھے تو صحیح ہے یا نہین اُسمین دو قول ہین مشہور قول مین نماز صحیح ہے کیا واسطے اُنکی حدیث بہت صحیح ہے اور اسکو کوئی حدیث معارض نہین بعضے اُسکو منسوخ کہتے ہین سو صحیح نہین نسخ کا دعوی ثابت ہونے کو دلیل ضرور ہے امام شافعی اسکو منسوخ کہا کر کے بعضون نے نقل کیا ہے سو بات ثابت نہین اس شکل کی نماز پڑھنے کی جگہہ وہ ہے جہان دشمن قبلہ کی جہت مین نہ رہے یا قبلہ کی جہت مین نہ رہے یا قبلہ کی جہت مین ہے لیکن اُسکے اور ہمارے درمیان کوئی چیز آڑ ہے کہ جسکے حایل ہونے سے اگر یکبارگی مشرک رکیلا کرین تو ہمکو نہ دیکھینگے امام احمد کا مختار بھی سہل کی حدیث ہے ابن عمر وغیرہ کی روایتون کے موافق پڑھے تو بھی جایز ہے امام مالک کا مختار بھی سہل کی حدیث ہے لیکن کہتے ہین امام دوسری رکعت مین تشہد پر ہے بعد سلام کرنا جماعت آکے سلام مین شریک ہونیکا انتظار نہ کرنا ابو حنیفہ کا مختار وجہ ثانی ہے یعنی دو ٹکریون سے ایک ٹکری امام کے شریک رہنا اور دوسری ٹکری دشمن سے لڑنا امام اپنے ساتھ والون کے ساتھ ایک رکعت پڑھنا پھر یہہ ٹکری دشمن کے مقابلہ مین جانا وہان جو ٹکری تھی آکے امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھنا امام سلام کرے بعد یہہ ٹکری دشمن کے مقابلہ مین جانا وہان تھی سو ٹکری آکے اپنی باقی کی نماز تمام پڑھنا یہہ لوگ لاحق رہنے سے اُنپر قرأت نہین سلام کرکے دشمن کے مقابلہ مین جانا وہان تھی سو ٹکری آکے اپنی باقی کے نماز پڑھنا سو یہہ لوگ مسبوق رہنے سے اُنپر قرأت واجب ہے اس نماز کی کیفیت کے دوسرے روایات جو وارد ہوئے ہین ویسی نماز پڑھے تو بھی ابو حنیفہ کے یہان جایز ہے لیکن مذکور طریق اولی ہے ابو حنیفہ اور مالک کے پاس دشمن قبلہ کی جہت مین ہو یا ہو سب حالتون مین وہی ایک کیفیت ہے جسکو وہ اختیار کئے ہین معلوم کیجئے

خوف کی نماز ایک ہی امام کے ساتھ پڑھنا چاہیئے امام کے پاس لوگ نہ ہوں تو ٹکڑیاں امام کے ساتھ پڑھے باہر ہر شخص منفرد پڑھا تو بھی جائز ہے لیکن امام سب میں افضل رہنا اور پہلی جماعت کی فضیلت یاد رہے اس نماز کی تیسری ڈالی چوتھی شکل شدت خوف کی نماز ہے دشمن آپس میں گتھم گتھا ہوئے اور مسلمانوں کا ٹکڑیاں باندھکے نماز پڑھنا ممکن نہیں ہے یا ٹکڑیاں باندھے تک کفار چڑھ آتے ہیں تو جیسی بنی ویسی نماز پڑھنا سوار رہے یا پیادہ کھڑے رہے یا چلتے منہ قبلہ کی طرف ہووے یا نہ ہووے امام کی اور مقتدی کی جہت ایک ہی ہووے یا نہ ہووے اس حالت کی نماز بھی جماعت سے پڑھنا افضل ہے منفرد پڑھنے سے رکوع سجود ادا کرنا ممکن نہو تو اشارہ پر اقتصار کرے بغیر جماعت کے عمل کثیر کیا تو نماز باطل ہوگی خون آلودہ ہتیار کو مناسب ہو تو ڈال دیوے یا نیام کرکے رکاب کے نیچے رکھے اگر دیسی ہتیار اٹھانیکی حاجت ہے یا عمل کثیر کی احتیاج ہے تو کیا چاہیئے نماز باطل نہوگی مالک و احمد کا بھی یہی قول ہے ابو حنیفہ کہتے ہیں اسوقت منفرد منفرد نماز پڑھنا ہے جماعت صحیح نہیں اور کہتے ہیں چلنے سے یا سوار ہونے سے یا ہتیار رکھنے سے نماز باطل ہوتی ہے معلوم کیجئے جمہور فقہا کے پاس صلاۃ خوف جیسی سفر میں جائز ہے حضر میں بھی جائز ہے اسمیں ابن الماجشون کو خلاف ہے اس نے کہا حضر میں یہہ نماز جائز نہیں بعضوں نے واذا کنت فیہم کے لفظ کی مفہوم کو اعتبار کرکے فقط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تو پڑھنا کہتے ہیں یہہ قول ابو یوسف اور حسن بن زیاد اللولوی اور ابراہیم بن علیہ اور مزنی سے منقول ہے طحاوی نے جو حنیفہ سے ہو کہا ابو یوسف اکبار ایسا کہتا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل ہونیکے واسطے یہہ نماز پڑھتے تھے حضرت کے بعد ویسی نماز پڑھنا نہیں سو یہہ قول معتبر نہیں انتہی آیت سے جو دلیل لیتے ہیں اسکا جواب کئی وجہ پر ہے پہلی وجہ آیت میں شرط کرنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے ساتھ ہوں تو نماز خوف پڑھنا ثابت ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم انمیں نہوں تو یہہ نماز پڑھنا یا نہ پڑھنا آیت کے منطوق سے نہیں نکلتا دوسری وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد جنگوں میں صحابہ اکثر نماز خوف پڑھے ہیں اسکے پڑھنے پر صحابہ کا اتفاق تھا معلوم ہوا کہ وہ لوگ آیت کے مفہوم کو اعتبار نہیں کیے اور نماز خوف پر اتفاق کیا جو صحیح حدیث میں ثابت ہے صلوا کما رایتمونی اصلی یعنی میں کیسی نماز پڑھتا ہوں دیکھتے ہو تم بھی ویسی نماز پڑھو اسمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوف کی نماز جیسی پڑھتے ہیں ہم بھی ویسی پڑھنے پر دلالت کرتا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ رہے تو وہ نماز نہ پڑھنا آیت کے منطوق سے نکلتا ہے مفہوم کے قاعدہ سے منطوق کا عموم اس مفہوم پر مقدم ہے چوتھی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انمیں ہے کی شرط کی جو ہے

حکم کو بیان کرنیکے واسطے ہی حضرت کے انہیں معنی جو دربارہ نماز کے کیوا سطے نہیں ہے کیونکہ یا یوں کہا صلوٰۃ خوف کو ترک کرنا کیا واسطے ہوسکتے کہ مبتلا بہت مشقت ہوتا ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَ

خُذُوْا حِذْرَكُمْ اور کچھ گناہ نہیں تمپر اگر تکو تکلیف ہو مینہہ سے یا تم بیمار ہو اُتار رکھنا اپنے ہتیار اور ساتھ لینا اپنا بچاؤ یعنی ہتیار اُٹھانیکا عذر ہے کیا واسطے بسبب بارش کے تووار کو زنگ لگ جاتا ہے اُسکی دھار کند ہوتی ہے یا کوئی ہتیار پانی مین بھیگنے سے گران ہوتی ہے یا بسبب بیماری کے آدمی ہتیار اُٹھانے سے عاجز ہوتا ہے تو ایسے عذرون کیوقت ہتیار اُتار کے رکھنے مین کچھ مضایقہ نہین لیکن چاہیے ہتیار رکھو لکر رکھنے کیوقت دشمن سے غافل نہ رہنا اپنی احتیاط آپ کرنا تا دشمن قابو پاکے حملہ نکرے معلوم کیجیے ہتیار اُٹھانیکو آیت کے ابتدا مین امر کے صیغہ سے بیان کیا امر کا صیغہ وجوب پر دلالت کرتا ہے یہان کہا عذر کی حالت مین ہتیار نہ اوٹھاؤ تو کچھ گناہ نہین اس سے معلوم ہوتا ہے عذر نہ ہے تو ہتیار نہ اُٹھانے مین گناہ ہو اُس سے ہمارے بعضے فقہا ہتیار اُٹھانا واجب کہتے ہین لیکن ہم اوپر بیان کئے ہین کہ اصح قول پر اُسکا اُٹھانا مسنون ہی بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى شان مین عبد الرحمن بن عوف کے نازل ہوئی انھون زخمی تھے بعضے کہتے ہین عورث بن الحارث کے قصے مین جسکو ہم اوپر ذکر کئے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہتیار اُتار کے جو آرام کئے تھے اُس مین یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجیے دشمن سے اپنے کو بچانا واجب ہونے پر یہہ آیت دلالت کرتی ہے اس سے معلوم ہوا ضرر کے اندیشے کی جگہ ہون اُنسے اپنے کو بچانا واجب ہے اس سے روکے بیمار معالجہ کرنے پر خواہ علاج دوا سے ہو یا ہاتھ سے ہو اقدام کرنا اور دوا سے اور جھکی ہوئی دیوار کے نیچے بیٹھنے سے احتراز کرنا واجب ہے (یعنی خلاف شرع وغیرہ کرنا اور دعا کرنا ۱۲ منہ)

اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا مقرر اللہ نے تیار رکھا ہے منکرون کیواسطے دولت کی راہ اللہ تعالیٰ نے کفار سے حذر کرنیکا جب کیا تو کفار کو قوت اور شدت دینیکا اندیشہ ہوا سو اس حذر دفع کرنے اس حکم کو تاکید کے لفظ سے بیان کیا اور اُنکو ذلت رسوائی اور ہزیمت دینیکی خبر دیا تا مسلمانون کے دل قوی ہون اور سمجھین ان سے حذر کرنے امر جو ہوا ہے اُنکو قوت و ہیبت دینے سے نہین بلکہ مسلمانون کے دل مین ایک خوف ہونا کہ جسکے ہونے سے وہ اللہ کی طرف تضرع کرین اور اُس سے نصرت اور توفیق مانگین اس تقریر سے معلوم ہوا عذاب جہنم سے اُنکی مغلوبیت مراد ہے فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ پھر جب تم نماز ادا کر چکے تو یاد کرو
اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر یعنی نماز خوف سے فراغت پائے بعد اللہ کو یاد کرو یعنی اسکو تسبیح اور
تحمید اور تہلیل اور تکبیر سے یاد کرو اپنے سب حالتوں مین تم اسکی ثنا کرتے رہو خواہ کھڑے ہو یا بیٹھے
یا پہلو پر پڑے ہو کیا واسطے خوف جو تم پر کھڑا ہوا اسکے لئے اللہ کو یاد کرنا اور اسکی طرف التجا کرنی ضرور ہے
ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین انھونے فاذکروا
اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم کی تفسیر مین کہا اللہ کو یاد کرو شب کے دن کو خشکی پر دریا پر سفر مین حضر مین غنا مین
فقر مین بیماری مین صحت مین پوشیدگی مین علانیہ مین ہر حال مین بعضے کہتے ہین فاذکروا اللہ سے نماز مراد ہے
یعنی نماز کھڑے ہوکے پڑھو صحت کی حالت مین اور بیٹھکر پڑھو بیماری کی حالت مین اور پہلو پر پڑکے پڑھو عاجزی
کی حالت مین ابن مسعود سے ایسا ہی مروی ہے ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کو خبر پہنچی کہ چند لوگ کھڑے ہوکے اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہین پھر آپ انکے پاس آکے اُن سے پوچھے تو
وہ کہے اللہ تعالی فرماتا ہے فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم ابن مسعود کہے یہہ حکم نہین ہے مگر اس حالت
مین کہ کوئی شخص کھڑے ہوکے نماز نہین پڑھ سکتا ہے تو بیٹھکے پڑھنا بعضے کہتے ہین معنی یون ہے نماز کھڑا
ہوکے پڑھو یعنی جنگ کی دو ادوی کیوقت اور بیٹھکے پڑھو یعنی جب تیرین مارنے مین مشغول ہوتے
ہین اور لیٹ کے پڑھو یعنی تم زخمی ہوکے زمین پر گر جاتے ہین جب جنگ سے فراغت ہوئی تو
دو ادوی کی حالت مین جو نماز پڑھے تھے اسکو قضا کرو ان دونون قولون پر فاذا قضیتم الصلوٰۃ
سے نماز پڑھنے کا ارادہ مراد لینا یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کروگے تو نماز پڑھو کھڑے ہوکر الی آخرہ
فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ پھر جب تم خاطر جمع ہوئے تو قایم کرو نماز کو آیت کی ابتدا
مین دو حالت مین پڑھنے کی نماز کا حکم مذکور ہوا ایک قصر کا بیان جو مسافر کی نماز ہے دوسرا خوف کی
نماز کا بیان سو اس جملہ مین اُن دونون حالت کے خلاف کا احتمال ہے اس جملہ کو اگر قصر کی حالت کا
خلاف لیوے تو اطمینان سے سفر کی تشویش رفع ہونی مراد ہوگی یعنی جب تم مقیم ہوگے نماز کو قایم
کرو پورے چار رکعت پڑھو اگر اس جملہ کو خوف کی حالت کا خلاف لیوین تو اطمینان سے جنگ کی تشویش اور اسکا

اندیشہ رفع ہونی مراد ہوگی یعنی دشمن کا اندیشہ اور خوف جاتا رہا اور تمہارے دلوں کو تسکین ہوئی تو نماز کو قایم کرو معمول کے موافق رکوع سجدہ سے بجالاؤ امام کے ساتھ پوری نماز پڑھو اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا مقرر نماز ہے مومنوں پر وقت باندھا لکھا کتاب اس جگہ مکتوب کی معنی سے ہے یعنی نماز پڑھنا ان پر لکھا گیا ہے یعنی فرض ہے مَّوْقُوْتًا یعنی معین وقت پر کہ کسی حال میں خوف ہو یا امن اُسوقت سے تجاوز کرنا جایز نہیں عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابوداود اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جبرئیل نے بیت اللہ پاس میری امامت دو بار کیا سو مجھکو لیکر آفتاب ڈھل کے سایہ مثل کی دوال کے برابر جب ہوا تو ظہر کی نماز پڑھا اور جب سایہ ہر چیز کا اُسکی مثل ہوا تو عصر کی نماز پڑھا اور روزہ افطار کرتا ہے کا وقت جب ہوا تو مغرب کی نماز پڑھا اور جب شفق غروب ہوئی تو عشا کی نماز پڑھا اور کھانا پینا روزہ دار پر جب حرام ہوتا ہے تو صبح کی نماز پڑھا دوسرے روز مجھکو لیکر نماز پڑھا سو سایہ ہر چیز کا جب اُسکے مثل ہوا تو ظہر کی نماز پڑھا اور جب سایہ ہر چیز کا اُسکے دوبار ہوا تو عصر کی نماز پڑھا اور روزہ دار افطار کرتا ہے سو وقت جب ہوا تو مغرب کی نماز پڑھا اور جب تہائی رات ہوئی تو عشا کی نماز پڑھا اور اسفار یعنی خوب روشنی ہوئی تو صبح کی نماز پڑھا بعد میری طرف پھر کے کہا اے محمد تیرے آگے کے انبیا کا وقت یہی ہے اور ان دو وقت کے مابین وقت ہے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے ابن خزیمہ اور حاکم اسکی تصحیح کیے ہیں وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اور سستی مت کرو قوم کو طلب کرنے میں یعنی مشرکوں کا پیچھا کرنے میں مت ہارو اس آیت کی شان نزول کو بغوی نے بغیر سند کے یوں ذکر کی ہے کہ ابوسفیان اور اُسکے ساتھ والے اُحد کے جنگ سے پھرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا پیچھا کرنیکے واسطے لوگوں کو امر کیے تو مسلمان زخموں کے درد کی شکایت کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قوم یعنی ابوسفیان اور اُسکی ساتھ والوں کے پیچھا کرنے میں ضعف اور سستی مت اختیار کرو اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ اگر تم کو درد ہوتا ہے مقرر انکو بھی درد ہوتا ہے جیسا تمکو درد ہوتا ہے سستی اختیار کرنے سے نہی جو کیا اُسکی علت میں اس جملہ کو ذکر کیا تا اُنکی ہمت اور شجاعت بڑھے یعنی زخموں کی درد اور بے آرامی ہونا مخصوص تمہیں کو نہیں بلکہ اس بے آرامی میں تم اور وہ مشرکین برابر ہیں بے آرامی مشرکوں کو تمہارے جنگ سے جیسا نہیں کرتی

تکو اُنکے قتال سے کیسا مانع ہوتی ہے وہ بے آرامی پر جیسا صبر کرتے ہین تم بھی ویسا ہی صبر کرنا بلکہ تم ہی
امر کے احق ہو کیا واسطے تم حشر و نشر کے ثواب عقاب کے مقر ہو مشرک اُن امور کے منکر ہین تم اللہ کی راہ
مین جہاد کرنیکے واسطے سستی نکرو تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ اور تم امید رکھتے ہو اللہ سے
وہ جو اُنکو اُسکی امید نہین یعنی تم مسلمانون کو آخرت کا ثواب ملنیکی اللہ تعالیٰ سے امید ہے مشرکون کو
اُسکی امید نہین یا تمکو نصرت اور ظفر دنیا مین ہونیکی اور تمھارا دین سب دینون پر غالب ہونیکی امید
ہے مشرکون کو یہہ امید نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور اللہ ہے سب جانتا حکمت والا یعنی
۱۳ اللہ تمکو امر نہ کریگا مگر اُسی کا کہ جسمین مصلحت ہو ع اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ مقرر ہمنے اُتاری تجھکو کتاب سچی تا تو انصاف کرے لوگون مین
اُس سے جو سمجھایا ہے تجھکو اللہ نے اس آیت کی شان نزول کو کلبی نے ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے یون روایت کی ہے کہ ایک مرد انصار کے قبیلے کا بنی ظفر بن الحارث سے جسکا نام طعمہ بن
ابیرق تھا اپنے پڑوسی کا جس کا نام قتادہ بن النعمان تھا بکتر چرایا وہ بکتر آٹے کی خرجی مین تھا سو اسمین
کا آٹا خرجی کے سوراخون مین سے جھڑتا تھا غرض اسکو اپنے گھر لیجا کر زید السمین یہودی کے پاس رکھا بکتر والے لوگ
آٹے کے نشان پر جاکے طعمہ کو پکڑے طعمہ نے قسم کھائی کہ مین نہین جانتا پھر آٹے کے نشانون کو دیکھنے سے
یہودی کے گھر کا پتا لگا یہودی کو پکڑے تو یہودی بولا طعمہ بن ابیرق نے اسکو لاکے میرے یہان امانت رکھا ہے
طعمہ کی قوم بنی ظفر آکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کئے ہماری قوم والے کی آپ بالایش کرنا تہمت وہ رسوا
ہو جاتا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کو سزا دینے کا ارادہ کئے تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا
یہہ حدیث کلبی کی روایت سے ہے کلبی ضعیف ہے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کی طریق سے وہ ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ انصار کے چند لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ
مین تھے ایک شخص کا بکتر چوری گیا سو انصار کے ایک شخص کو اس چوری سے متہم کیے بکتر کا مالک نے آکے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ طعمہ بن ابیرق میرا بکتر چرایا جو رنے یہہ سنکے بکتر کو دوسرے
شخص کے گھر مین ڈال کے چھپایا اور اپنے قوم کے چند لوگون کو بولا مین نے بکتر فلانے کے گھر مین چھپا دیا

اسکے گلہ کی جڑ تک پہین کر بکتر ملجاتا ہے اب تم جانکے رسول اللہ علیہ وسلم سے ایسا فرض کیجیے یا نبی اللہ ہماری قوم والا اس سے بری ہے اور مجکو عرب یقین ہے کہ بکتر فلانا شخص چرایا ہے تمہارے والے کی برأت آپ علانیہ نہ کینگے اور اسکی بالایش نہ کرینگے تو وہ ہلاک ہوگا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکے لوگون مین اسکی برأت کئے عوفی کا طریق بھی ضعیف ہے اس قصہ کو ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے طریق محمد بن اسحٰق کے عاصم بن عمر بن قتادہ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہا ہمارے قبیلے مین ایک گھر والے تھے انکو بنی ابیرق کہتے تھے انکے نام بشر اور بشیر اور مبشر تھے بشیر منافق تھا شعر بولتا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ہجو کرتا اور اس شعر کو بعضے عربون کی طرف نسبت کرتا اور بولتا فلانا یہ بیتین بولا فلانا یہ بیتین بولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان بیتون کو سنتے تو کہتے واللہ یہ بیتین کوئی نہین بنایا مگر یہی خبیث بنایا ہے یہ سنکے کہتا شعر اَوْ کُلَّمَا قَالَ الرِّجَالُ قَصِیْدَۃً ؛ اَضْمَوْا اَقَالُوْا ابْنُ الْاَبَیْرَقِ قَالَہَا۔ یعنی آیا یون ہوتا ہے کہ کوئی مرد بولے قصیدہ تو حسد سے کہتے ہین اسکو ابیرق کا لڑکا کہا اسکے گھر والے ہمیشہ جاہلیت اور اسلام مین محتاج ہی رہتے تھے مدینہ کے لوگون کی قوت نہین تھا مگر خرما اور جو اور شام کے ملک سے جب قافلہ ورک یعنی گیہون کا سفید آٹا لے آتا تو تیسیر مند آدمی فقط اپنی ذات کیواسطے اسکو خرید کرتا اور اپنے متعلقون کو خرما اور جو کھلاتا ایکبار شام سے قافلہ آیا میرے چچا رفاعہ بن زید نے ایک اونٹ ورک خرید کیا اور اسکو اپنے بخلے مین رکھا اسی بخلے مین رفاعہ کے ہتیار دو بکتر اور دو تلوار اور انکے ساتھ کا اسباب تھا سو کسی نے بخلے کے نیچے سے نقب لگاکر آٹا اور ہتیار چرالیا صبح کو میرے چچا رفاعہ نے میرے پاس آکے کہا ای ابن اخی کیا تجھکو معلوم ہے شب کو کسی نے میرے بخلے کو نقب لگاکر کھانا اور ہتیار سب چرالے گیا قتادہ نے کہا پھر ہم کوٹھے مین ڈھونڈھنے لگے اور وہان کے لوگون سے دریافت کرنے لگے وہان کے بعضے لوگ کہنے لگے شب کو ابیرق کی اولاد چولھا سلگاتی تھی شاید تمہارے یہان کے آٹے کو کھانیکے واسطے تھا لوگون سے اسکی دریافت کرنیکے وقت بنی ابیرق آکے کہے واللہ لبید بن سہل جو ہمارے قبیلے والا ہے وہی یہ کام کیا ہوگا لبید مرد مسلمان صالح تھا یہ سنکے اپنی تلوار ننگی کرکے آیا اور بنی الابیرق کو بولا مین چرایا کرکے تم جو بولے اسکو صحیح کردو نہین تو تلوار سے مین تمکو گھایل کرتا ہون بنی الابیرق اسکو کہے تو اسکو

اپنے اوپر کا ہتیار کھینچ لیتا ہے تو نے یہہ کام نہین کیا دوسرے شخص نے کیا ہے پھر ڈھال واپس دریافت کرنے سے تمکو یقین ہوا کہ بنی الابیرق ہی یہہ کام کئے ہین تب میرا چچا مجھکو بولا اے ابن اخی تو چا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ ماجرا بیان کر مین نے جاکے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ڈھلے کے چند معتبر لوگ میرے چچا رفاعہ بن زید کے بگلے کو نقب لگاکے اُسکے ہتیار اور کھانا چرالے گئے ہمکو آٹے کی احتیاج نہین ہمارے ہتیار دیدیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ذلک یعنی اسکو اندیش کرو جواب دونگا بنی الابیرق کو یہہ خبر پہنچی سو اپنی قوم کے ایک شخص کے پاس جسکا نام اسیر بن عروہ تھا جاکر کہے پھر اُسکے قبیلے والے لوگ جمع ہوکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ قتادہ بن النعمان اور اُسکا چچا بلکے ہمارے ایک گھر والون کو جو مسلمان اور اہل صلاح ہین بے گواہ اور بے دریافت چوری کی تہمت کرتے ہین قتادہ کہتے ہین مین نے جاکے پھر اس مقدمہ کی گفتگو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک گھر والے لوگ جو مسلمان اور اہل صلاح ہین بے گواہ اور بے دریافت تو کیسا اپر چوری کی تہمت کرتا ہے قتادہ کہے مین پھر کے آیا اور اپنے دلمین بولا کاش مین اتنا کچھ مال اللہ کی راہ مین دیتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ مقدمہ نہ بولتا تو بہتر تھا میرا چچا آکے کہا اے ابن اخی وہ مقدمہ کیا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائے اُسکو مین نے کہا میرے چچا نے یہہ سنکے کہا واللہ المستعان یعنی اللہ سے مدد مانگتا ہون اس عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما ان خائنین سے بنی ابیرق مراد ہین واستغفر اللہ یعنی اس بات سے جو تو نے قتادہ کو کہا ان اللہ کان غفورا رحیما ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم سے ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما تک یعنی وہ لوگ اللہ سے مغفرت مانگے تو اللہ اُنکو بخشیگا ومن یکسب اثما سے فقد احتمل بہتانا مبینا تک یعنی لبید کو جو وہ بولے ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لہمت طائفۃ منہم ان یضلوک یعنی اسیر بن عروہ اور اسکے ساتھ والے اس آیت تک فسوف یوتیہ اجرا عظیما جب قرآن نازل ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہتیار لاکے دیا قتادہ کہتے ہین میرا چچا بہت بوڑھا تھا اُسکے اسلام لانے مین مجھکو شبہ تھا جب مین ہتیار لاکے اسکو دیا تو

کہا اے ابن اخی اس ہتیار کو اللہ کی راہ مین دے مجھکو تب یقین ہوا کہ اسکا اسلام صحیح ہے قرآن نازل ہوے بعد بشیر نے مشرکون مین جاکے مل گیا یعنی مشرک ہوکے مکہ کو گیا اور سلافہ بنت سعد کے یہان جاکر اترا پھر اس پر اللہ تعالیٰ نے یہہ نازل کیا ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ضلالا بعیدا تک اُس نے جاکے جب سلافہ کے یہان اترا حسان رضی اللہ عنہ سلافہ کی مذمت مین ابیات بولا سلافہ نے بشیر کا اسباب اپنے سر پر اُٹھا لیکر ابطح مین لاکے پھینک دیا اور بولی تو حسان کی ابیات میرے واسطے ہدیہ لائے تیرا آنا میرے حق مین خوب نہوا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بولا یہہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے لیکن ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے محمد بن سلمۃ الخزاعی کے سوا کوئی اسکو مسند روایت نہین کیا ہے یونس نے بن بکیر اور چند لوگ اس حدیث کو محمد بن اسحاق سے وہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے مرسل روایت کیے ہین طبرانی نے اپنی معجم مین اس حدیث کو روایت کیا سو اُنکے اخیر مین یہہ بھی زیادہ کی ہے بعدہ اُس نے یعنی بشیر کے گھر کو نقب لگاکے اُنکا اسباب چرانے آیا سو اللہ تعالیٰ اُسپر پتھراؤ اوپر سے بھیجا پتھراؤ کے معنی ہین مہملہ کے سکون سے بعضون نے ہین کی کسر سے بھی روایت کی ہے اور بعضے اُسکے ضم سے بھی روایت کرتے ہین بشیر باء موحدہ کی ضم سے اور شین معجمہ کی فتح سے تصغیر کے صیغے سے حافظ عسقلانی نے ایسا ہی ضبط کیا ہے لبشر باء موحدہ کی کسر سے اور شین معجمہ کی سکون سے مبشر شین معجمہ کی سکون ابیرق ہمزہ کی ضم اور باء موحدہ کی فتح اور یائی مثناۃ تحتانیہ کی سکون اور راء مہملہ کی کسر سے اخیر مین قاف ہے معلوم کیجئے چور کے نام مین یہہ اختلاف جو ہے شاید طعمہ اور بشیر ایک ہی شخص ہے ایک اسکا نام ہے دوسرا اُسکا لقب ہے یا ابیرق کے دو فرزند تھے ایک طعمہ دوسرا بشیر دونون ملکے چوری کیے تھے اُسپر کوئی چور کا نام طعمہ کہا کوئی بشیر یہہ دونون شخص نفاق سے مشہور تھے دوسرے دو فرزند بشر اور مبشر کا منافق ہونا کسی روایت مین نہین آیا واللہ اعلم معلوم کیجئے انا انزلنا الیک الکتاب کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد ہمنے اُتاری تیری طرف کتاب یعنی تیرے پر کتاب اُتاری یعنی قرآن نازل کیا بالحق سچی یعنی وہ کتاب اللہ کا کلام ہونے مین کچھ شک نہین اس کتاب کو

ف لفظ عورت کا بون کی شرح حسان کرنے کی تو کچھ کام نہ

اس لئے اتاری تا تو لوگون مین انصاف کرے بما ارٰک اللہ یعنی اس چیز سے جو تجھکو دکھایا اللہ نے یعنی سکھایا اور سمجھایا اور وحی کیا اللہ نے اور ای اس جگہ علم کی معنی سے ہے علم کو رویت کے لفظ سے تعبیر کیا کیا واسطے یقینی علم کہ جسمین کسی وجہ کا شبہہ نہو توقت اور ظہور مین آنکھ سے دیکھنے کے قایم ہوتا ہے سو یہہ علم ایسا ہی ہے ولا تکن للخائنین خصیما اور تو مت ہو دغا بازون کے واسطے جھگڑنے والا یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی ای محمد تو مت ہو دغا بازون کی طرف سے یعنی نبی الابیرق کی طرف سے جھگڑنے والا یعنی انپر چوری کا بہتان آیا ہے سو اسکو انسے دفع کرنے اور انکی اعانت کرنے واستغفر اللہ اور بخشوا اللہ سے یعنی قتادہ کو جو تو جھڑکا تھا یا یہودی کو سزا دینے کا ارادہ جو کیا تھا اللہ تعالیٰ سے اسکو بخشوا ان اللہ کان غفورا رحیما بے شک اللہ بخشنے والا ہے مہربان معلوم کیجئے انبیا سے گناہ صادر ہونا جایز ہونے پر بعضون نے اس آیت سے دلیل لی ہے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ ہوتی تو استغفار کرنیکا حکم کیون کرتا جمہور کہتے ہین انبیا سے گناہ صادر نہین ہوتی اور آیت سے چند جواب دیتے ہین پہلا جواب سارق ظاہر مین مسلمان تھا اور اسکی قوم اسکی صلاحیت پر گواہی دی اس پر چوری لادنے والون کے پاس گواہ نہین تھی ان اسباب کے دیکھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چور کی برأت ظاہر ہوئی سو اس سے چوری کا عیب دفع ہونے کا کلمہ کہے اور اسکے مقدمہ مین وحی کے منتظر رہے تب اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری اور فرمایا طعمہ یا بشیر جھوٹا ہے چور وہی ہے ظاہر کے دیکھتے اسکی بالایش جو کئے اس سے استغفار کا حکم کیا دوسرا جواب چور کی قوم اسکی برأت کی شہادت دیئے انکی شہادت کو رد کرنیکا کوئی امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر نہین ہوا یہودی کے گھر سے اسباب نکلنا اسی کی چوری پر دلالت کرتا تھا حضرت کو یہودی کے جرانیکا مظنہ ہوا نبی الابیرق کی جب اللہ تعالیٰ نے تکذیب کی تو معلوم ہوا کہ اگر یہودی کو سزا دیتے تو ظاہر کے دیکھتے اگرچہ کچھ مواخذہ نہین تھا لیکن حقیقت مین جو امر تھا اسکا خلاف ہونا اس لئے اللہ تعالیٰ نے استغفار کا حکم کیا تیسرا جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا کبھی اس گناہ کے واسطے ہوتا ہے جو پیش از نبوت کے صادر ہوا اور کبھی امت کے گناہون کے واسطے ہوتا ہے یہان استغفار کا حکم جو ہوا چور کی قوم والون کی

گناہ کیوں اسطے تھا جو تھا جواب ہونے کا مرتبہ بہت اعلیٰ اور اُسکا منصب بہت اشرف ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بہت اعلیٰ اور منصب بہت اشرف اور اللہ تعالیٰ کی معرفت بہت کامل ہو نبی سے کوئی امر تاویل کے سوا سہو سے یا دنیوی کسی امر کے دیکھتے صادر ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اور شرف کے نظر کرتے وہ بمنزلہ گناہ کے ہے اس لئے اس سے استغفار کا امر ہوا حسنات اور سیئات ہر ہر کے منازل کے دیکھتے مختلف ہوتے ہین اسی پر یہہ قول مشہور ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنے ابرار کے نیکیان مقربین کے سیئات ہین وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اور مت جھگڑا کر محمد اُن کی طرف سے جو اپنی جانوں سے دغا کرتے ہین خیانت کرنے والوں سے طعمہ اور اُسکو تائید کے سو لوگ مراد ہین طعمہ وغیرہ کی خیانت غیر کے مال مین تھی اُنکو اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہین بولا کیوں اسطے جو شخص گناہ پر پیش قدمی کیا تو اپنے نفس کو ثواب سے محروم کیا اور اسکو اللہ تعالیٰ کے عذاب مین ڈالا فی الحقیقت وہ شخص اپنی جان پر خیانت کیا اسی واسطے کوئی شخص کسی پر ظلم کیا تو وہ اپنی جان پر ظلم کیا کہتے ہین معلوم کیجئے اس آیت مین کمال تہدید ہے کیوں اسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم طعمہ کی قوم والوں کے قول کو سچ سمجھ کے اُسکی بالایش کی بات کئے علم الٰہی مین اُسکی خیانت متحقق تھی اللہ تعالیٰ نے اُسکی اعانت پر اپنے رسول کو عتاب کیا پھر جو شخص ظالم کا ظلم جان کر اُسکی اعانت کرے اور اُسکو ظلم کرنے پر ترغیب دیوے تو اسکا کیا حال ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا مقرر اللہ دوست نہین رکھتا اُسکو جو ہو بڑا دغاباز گناہگار اللہ تعالیٰ نے طعمہ کو خائن کہا کیوں اسطے اُس نے بکتر چرائی گناہگار کہا کیوں اسطے چوری کی تہمت دوسرے شخص پر جو بری تھا کیا معلوم کیجئے طعمہ سے ایک ہی خیانت صادر ہوئی یا وجود اسکے اللہ تعالیٰ نے اسکو خوّان کرکے مبالغے کے صیغے سے ذکر کیا کیوں اسطے اُسکی طبیعت مین خیانت کی میلان تھی اس لئے مبالغہ کا صیغہ ذکر کیا احتمال ہے کہ اول سے چوری کرتا تھا لیکن اسکو عوت سے کوئی نہین پکڑا تھا اس لئے اُسکی چوری نمود نہین ہوتی تھی اس دفعہ نمود ہوئی وہ ہمیشہ کا دغاباز تھا کرکے آیت نازل ہوئی بعد مشرکون مین جاکے بسا آخر وہان بھی جا ملا گیا سو پتھر گرکے مرگیا یہہ فعل اُس سے صادر ہونا وہ بڑا دغاباز ہونے کی علامت ہے بعضے بزرگون سے

منقول ہے کہا کسی شخص کی ایک بدی نمود ہوئی تو سمجھے لے کہ اُسکے پاس اور بھی بدیان ہین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپنے ایک چور کا ہاتھ کاٹنے کا امر کیے چور کی ماں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہی یا امیر المومنین یہہ اسکی پہلی چوری ہے آپ اسکو معاف کرنا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے تو جھوٹ بولتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو پہلے گناہ پر مواخذہ نہین کرتا اس اثر کو مفسرین ذکر کیے ہین جمال الدین الزیلعی اور حافظ عسقلانی تخریج احادیث کشاف مین کہتے ہین اس اثر کی سند کو ہم نہین پائے یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ چھپتے ہین لوگون سے اور نہین چھپتے اللہ سے اور وہ یعنی اللہ اُنکے ساتھ ہے جب راتکو ٹھہیراتے ہین جس بات کو وہ یعنی اللہ راضی نہین یعنی طعمہ کی قوم بنی ظفر بن الحارث لوگون سے شرما کے چھپتے ہین اللہ سے شرما کے نہین چھپتے اللہ تعالیٰ تو اُنکے ساتھ ہے یعنی اُسکا علم اور قدرت اُنکو محیط ہے اُنکا کوئی حال اُس سے پوشیدہ نہین یُبَیِّتُوْنَ مضارع تبییت کا ہے تبییت کی اصل معنی شب کو کسی بات کا منصوبہ اور تجویز کرنا یہان مطلق جھوٹھ بات بنانیکا منصوبہ اور طعمہ کو بری کرنیکی تجویز جو کیے مُراد ہے اللہ تعالیٰ راضی نہین سو بات یہہ ہے طعمہ کو چوری سے بری کرنا بری شخص کو چور ٹھہرانا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا اور اللہ ہے اُن کے کامون کو احاطہ کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی تمھارے کامون پر مطلع ہے اس جملہ کو وعید کیواسطے ذکر کیا یعنی تم مکر و فریب سے اپنی چوری دغابازی کو لوگون سے اگرچہ چھپاتے ہین لیکن اللہ تعالیٰ کو ان سب کامون کی اطلاع ہے اسکا علم اُن سبکو احاطہ کیا ہے گھیر لیا ہے ایکدن اسکی جزا دیویگا۔ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ہوشیار رہو تم لوگ جھگڑے اُنکی طرف سے دُنیا کی زندگی مین پھر کون جھگڑیگا اُنکی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا اُنکا کام بنانے والا ہا کا لفظ انتم پر اور اُولاد پر جو آیا ہے دونون جگہ حرف تنبیہ ہے اُسکی معنی آگاہ رہو خبردار رہو سنتے ہو انتم کا لفظ مبتدا ہے اولاء اسکی خبر ہے جادلتم کا جملہ اولاء کا بیان ہے

اور اللہ کو اسم موصول اور جادلتم کو اُسکی صلہ ڈالے تو بھی جائز ہے اب معنی یوں ہونگی تم وہ لوگ ہین جو جھگڑا کرے اُنکی طرف سے انتم سے مراد بنی ابیرق کی قوم ہین جو اُسکی پشتی لئے اور جھگڑے جادلتم جدال سے مشتق ہے جدل کی اصل معنی لغت مین رسّی کو مضبوط باٹنا بعد اُسکو جھگڑے مین استعمال کئے کیواسطے جھگڑنے والا اپنا مخالف جس امر پر ہے وہان سے اسکو سر کاتا ہے اور اُسکو اُسکی بات سے پھیرتا ہے جیسے رسّی کو پھیرتے ہین اُسکو باٹنا علہ مین لیجاتے سے بڑے جھگڑے کا فایدہ بخشتا ہے فمن یجادل اللہ استفہام ہے توبیخ اور تقریع کی معنی سے ام من یکون کا عطف فمن یجادل پر ہے وکیل اسکو کہتے ہین کہ جسکو اپنے امر کی حفاظت اور رعایت کیواسطے مقرر کرتے ہین آیت کی حال معنی یوں ہین تم لوگ بنی ابیرق کی طرف سے دنیا مین تو جھگڑے اور پشتی لئے پھرے دن لوگ اللہ کے عذاب آخرت مین گرفتار ہونگے تو اُنکی طرف سے کون جھگڑیگا اور اُنکا حامی اور وکیل بنکے کون آویگا وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور جو کوئی بُرا کرے یا ستم کرے اپنی جان پر پھر اللہ سے بخشاوے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان معلوم کیجئے بنی ابیرق کی چوری غیرہ کے باب مین اللہ تعالیٰ نے وعید ذکر کیا بعد اُنکو توبہ کرنیکی وغوت کیا اور فرمایا گناہ سے جو شخص استغفار کرے تو اللہ اُسکو بخشتا ہے سُوْٓءً سے قبیح اور بُرا کام ہے کہ جس سے غیر کا بُرا ہوتا ہے جیسے چوری کی تہمت غیر پر باندھنا اور یَظْلِمْ نفسہ سے گناہ ہے کہ جسکی بُرائی اپنی جان پر ہوتی ہے جیسی جھوٹی قسم کرنا غیر کی مضرت مین سوء کے لفظ کو لایا کیواسطے جو مضرت غیر کو پہنچتی ہے اُسکا ضرر فی الفور نمود ہوتا ہے جس گناہ کی مضرت غیر کو نہین پہنچتی بلکہ اپنی جان پر ہی ہوتی ہے تو غالب احوال مین اُسکا ضرر فی الفور نہین کیا واسطے انسان اپنی جان کو ضرر نہین پہنچاتا بعضے کہتے ہین سُوْٓءً سے وہ امر کہ جس سے آدمی اللہ تعالیٰ کا گناہگار ہوتا ہے اور ظلم سے شرک مراد ہے معلوم کیجئے اِس آیت مین اِس امر کی دلیل ہے ایک وہ جتنے گناہ ہین خواہ کبیرہ ہون یا صغیرہ توبہ سے سب بخشے ہوتے ہین شرک اور قتل اور لوگون کا مال غصب کرنا وغیرہ سب اسمین داخل ہوئے کیواسطے من یعمل سُوْٓءً کا صیغہ عموم پر دلالت کرتا ہے آیت اگرچہ مخصوص مقدمہ مین یعنے بنی ابیرق کے مقدمہ مین نازل ہوئی لیکن تمام گناہون کو شامل ہے کیواسطے عموم لفظ کو اعتبار ہے خصوص سبب کو اعتبار نہین ابن جریر اور ابن المنذر طریق سے علی ابن ابی طلحہ کے روایت کئے ہین

اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ اس آیت ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ کہے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندون کو اپنے حلم اور عفو اور کرم اور وسعت رحمت اور مغفرت سے خبر دی ہی جو کوئی گناہ کریگا پھر صغیرہ ہو یا کبیرہ اُسکے بعد بخشش مانگے اللہ سے تو پاوے اللہ کو غفور رحیم اگرچہ اُسکے گناہ آسمان اور زمین اور پہاڑون سے بڑے رہین دوسرا امر وہ ظاہر آیت چاہتی ہے مجرد استغفار گناہ کے عفو کو کافی ہے بغیر کہتے استغفار کے ساتھ توبہ بھی شرط ہے کیا واسطے جو کوئی استغفار کرے اور گناہ پر اصرار کرے تو استغفار فایدہ نہ دیویگا ابن ابی حاتم اور ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ اور ابن مردویہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے مین نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمائے کوئی بندہ نہین جو گناہ کریکے بعد اُٹھ کر وضو اچھی بناوے اُسکے بعد کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اپنے گناہ سے استغفار کرے مگر اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ اُسکے گناہ بخشے کیا واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما عبد بن حمید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کی ہے کہے جو کوئی سورۂ نساء کے یہہ دو آیت پڑھیگا بعد اللہ تعالیٰ سے استغفار کریگا تو اللہ تعالیٰ اُسکو بخشیگا دو آیت یہہ ہین وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ وَمَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ اور جو کوئی کماوے گناہ سو نہین کماتا ہے مگر اپنی جان پر یعنی جو کوئی عمل ایسا کیا کہ جس سے اللہ تعالیٰ کا گناہ گار ہوا تو اس گناہ کا وبال اُسکی جان پر ہوا اور اپنے حق مین ہی بُرائی کیا کسب اسکو کہتے ہین کہ جس سے اپنے کو فایدہ پہنچے یا اپنے سے مضرت دفع ہووے اُسکی معنی ایسی رہنے اللہ تعالیٰ کو کسب کی صفت سے وصف کرنا جایز نہین اِس آیت سے بنی ابیرق اور اُنکی قوم کو اور جو گناہگار ہو اُسکو استغفار کرنیکی ترغیب دینی مقصود ہے گویا یون فرماتا ہے ای انسان تو نے جو گناہ کیا اُسکی مغفرت تجھی کو پہنچی میرا کچھ نہین بگڑا مین نفع نقصان سے پاک ہون توبہ قبول کرنے سے اور مغفرت کرنے سے مجھ پر کچھ بار نہین تو مغفرت مانگ اور توبہ قبول ہونیکی امید

رکھ مین توبہ کرنے والون کو بخشتا ہون وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ اور اللہ سب جاننا حکمت
والا یعنی بکہ جس نے چرائی اُسکو اللہ جانتا ہے اُسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم جو کیا حکمت کے رو سے ہی یا توبہ کرنے والے
کے دل مین جو ہے اُسکو اللہ جانتا ہے حکمت والا ہے اُسکی حکمت اس بات کو چاہتی ہے کہ جو کوئی توبہ کرے
اُسکے توبہ کو قبول کرنا اسکے گناہ کو معاف کرنا وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ
بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر تہمت لگاوے
اُسکی بیگناہ کو سو مقرر اُس نے اُٹھایا تو فان بہتان اور گناہ صریح یعنی آپ گناہ کرکے بے گناہ پر اُسکی تہمت
کو ڈالا تو بڑا گناہ کیا خطیئہ اور اثم کی معنی مین اختلاف ہے بعضون نے کہا خطیئہ سے گناہ صغیرہ اور
اثم سے گناہ کبیرہ مراد ہے بعضون نے کہا خطیئہ وہ گناہ جسکی مغفرت کرنے والے سے مخفی رہے اثم
وہ گناہ جسکی مغفرت غیر کو پہنچے بعضون نے کہا خطیئہ وہ گناہ جسکا کرنا بالکل لایق نہین خواہ جان بوجھکے
ہو یا خطا سے اثم وہ گناہ جس کا کرنا جان بوجھکے ہووے بعضون نے کہا خطیئہ بکہ چرانا اور اثم اسکو نہین
چرایا کرکے جھوٹی قسم کرنا (ثم یرم بہ) بہ کی ضمیر کی مرجع مین چند وجہ ہین پہلی وجہ احد مذکورین کی
طرف ہے یعنی خطیئہ اور اثم جو دونون مذکور ہوئے ان دونون مین سے ایک کی طرف پھرتی ہی دوسری
وجہ اثم کی طرف ہے کیونکہ اسلئے وہی قریب ہے ضمیر قریب کی طرف پھیرنے کا قاعدہ ہے تیسری وجہ یکسب کی
مصدر جو کسب ہے اُسکی طرف پھرتی ہے یعنی پھر تہمت لگانے اس کسب کی یعنی کمائی کی بے گناہ کو بری شخص
سے مراد لبید ہی یا یہودی کہ جس پر چوری کی تہمت باندھے تھے بہتان مشتق بہت سے ہی بہت کی معنی مجھ
کہ جس کے تراشنے سے آدمی متحیر ہو جاتا ہے اور اُس سے اپنے کو خلاص نہین کرسکتا معلوم کیجیے بہتان
کرنے والا دنیا مین نہایت مذموم اور بد ہے اور آخرت مین سخت عذاب کا مستحق ہی جو شخص آپ گناہ
کرکے بری شخص پر اسکی تہمت لگایا تو وہ دو مذموم امر کا مرتکب ہوا پھر وہ دنیا مین بڑی مذمت کا
اور آخرت مین سخت عذاب کا مستحق ہوا اللہ تعالی نے بہتانا کہکر دنیا مین مذموم ہونیکی طرف اشارہ کی
اثما مبینا کہکر آخرت مین متعاقب ہونیکی طرف اشارہ کیا ع وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ ۱۴
لَهَمَّتْ طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ اور اگر نہ ہوتا تجھ پر اللہ کا فضل اور اُسکی مہر تو

قصد کیا ہی تھا انمین کی ایک جماعت نے کہ تجھکو بہکا وے یہہ آیت بھی بنی ابیرق اور انکی قوم والوں کے
قصّے سے متعلق ہے یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد اگر تجھ پر نہوتا اللہ تعالیٰ کا
فضل نبوت سے اور اسکی رحمت یعنی گناہون سے معصوم رہنا اور انکی خفی باتین تجھکو وحی سے ظاہر ہوجانا تو
انمین کی ایک جماعت یعنی بنی ظفر کی ایک جماعت جو بنی ابیرق کی قوم تھی تجھکو بہکانے کا یعنی حق
فیصلہ نہ دینے کا قصد کرچکی تھی یا بنی ابیرق کی صلاحیت نمود کرکے چوری کی بات کی ظاہر کرکے تجھکو حکم
مین دھوکا دینا چور سے چوری کو دفع کرنا چاہی تھی کیا واسطے انکی قوم اس چور کی چوری معلوم ہوتے
پر چوری سے اُسکو بری کرکے بری شخص کو چور ٹھہرانا چاہتے تھے وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ اور بہکاتے
مگر آپ کو یعنی بنی ابیرق کی قوم گناہ گار کی اعانت کرنے سے اور جھوٹی شہادت دینے سے بڑگا اُس گناہ
وبال کا اُنھین کی جان پر ہے وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ اور تیرا کچھ نہین بگاڑتے یعنی وہ قوم اگرچہ تو
باطل ناحق فیصلہ کرنیکی سعی کئے لیکن تو اُنکے باطل مین نہین پڑا کیوا سطے انکے ظاہر حال کے
نظر کرتے تو نے فیصلہ دی اُسکا ناحق رہنا تیرے دل مین خطور نہین کیا بعضے کہتے ہین اُسکی معنی یون ہے
وہ لوگ زمانہ آیندہ مین تیرا کچھ نہ بگاڑینگے سو انمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت دایم رہنے کی
اور کسی سے کچھ ضرر نہین پہنچنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ
وَالْحِكْمَةَ اور نازل کی اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت کتاب سے قرآن مراد ہے اور حکمت سے چیزون کے
کنہ کو پہنچنا معلوم کیجئے اوپر کے جملے کے ہم دو معنی بیان کئے ہین پہلی معنی کا حاصل یہہ تھا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو ظاہر پر امر کرنیکا حکم تھا سو اس لئے اس امر مین معذور تھے اس تقدیر پر اس جملہ کی معنی
یون ہونگے اللہ تعالیٰ تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی سو شرعی احکام کی بنا ظاہر پر کرنا کر کہ انمین
تجھ پر واجب کیا جب تو نے ظاہر پر حکم کیا تو وہ لوگ تجھکو شبہہ مین ڈالنا ضرر نہین دیتا دوسری
معنے کا حاصل یہہ تھا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ آیندہ تجھکو معلوم رکھنا اس تقدیر پر اُس جملہ کی معنی
یون ہونگے ہم تیری عصمت کا وعدہ جو کئے کتاب اور حکمت تیرے پر نازل کرنا اُسکو تاید کرتے ہین
کیا واسطے کتاب اور حکمت نازل کرنے سے خلق کو شرعی احکام پہنچانا مقصود ہے اللہ تعالیٰ کی

حکمت کی مقتضی یہہ ہے کہ تجھکو شبہون سے اور فریب کھانے سے معصوم اور محفوظ رکھے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور سکھایا تجھکو جو تو نہین جان سکتا تھا یعنی دینی امور اور شرعی احکام تجھکو سکھایا کتاب اور حکمت کے اسرار پر تجھکو مطلع کیا انکے حقیقتون سے تجھکو آگاہ کیا اُسکے پیش از تو کچھ نہین جانتا تھا اسیطرح بھی ہم تیرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرینگے تاکسی منافق کو تجھے فریب دینے کی طاقت نہ رہے یا اُس سے یہہ مراد غیب کے امور تجھکو سکھایا اُنکے مخفی کامون پر اور دل کے بھید دن پر تجھکو مطلع کیا منافقون کے حال سے انکے مکر چکر سے تجھکو آگاہ کیا جن امور کو کہ تو نہین جانتا تھا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے یعنی ای محمد تجھ پر اللہ کا بڑا فضل ہے تیرے ساتھ بہت سے احسانات کیا نبوت سے تجھکو سرفراز کیا علم و حکمت کی تعلیم کی منافقون کے فریب سے محفوظ رکھا سو تو اسکا شکر ادا کر اس جملہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے الطاف و احسانات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے ہین سو انکی آگاہی کی تا اللہ تعالیٰ کے افضال کا حق بجالاوین اُسکا شکر ادا کرین ثالثہ رباع

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ کچھ خوبی نہین انکی بہت خلوت کرنے مین مگر جو کوئی فرماوے خیرات کرنے کو یا نیک بات کو یا صلح کروانے کو لوگون مین نجوٰی یا مناجیت کا مصدر ہے اُسکی معنی بھید اور راز کی بات کرنا یا اسم ہے معنی سے متناجی کے یعنی بھید کی بات کرنے والا یہان نجوٰی سے آپس مین مطلق بات کرنا یا بات کرنے والے مراد ہین پھر وہ دو شخص ہون یا ان سے زیادہ پوشیدہ بات کرین یا ظاہر نجوٰی کو مصدر لینگے تو الّا سے استثنا جو کیا سو استثنا منقطع ہوگا بعضون نے کہا یہان مضاف محذوف ہے اسکی تقدیر الّا فی نجوٰی من امر بصدقۃ یعنی مگر خلوت مین اسکے جو امر کیا صدقہ کا اگر نجوٰی متناجی کے معنی سے لیوین تو استثنا متصل ہوگا معنی یون ہونگی خوبی نہین بہت خلوت کرنے والون مین مگر خوبی اُنمین ہے جو امر کرتے ہین صدقہ کا بنی ابیرق کی قوم جھوٹھ بات بنا کے کہنے کے واسطے تخلیہ مین جو منصوبہ اور تجویز کرتے تھے اسکی طرف اشارہ کیا سیاق آیت اگرچہ بنی ابیرق کی قوم کی خلوت کرنے مین ہے لیکن معنی کے نظر کرتے اُسکا حکم علی العموم لوگون پر ہے جو آپس کے تخلئے مین باتین کرتے ہین یعنے لوگ اپنے خلوت مین جو باتین کرتے ہین اُسمین انکا بھلا نہین مگر اِن تین امر کی بات ہو تو

اسمین اُنکا بھلا ہے ایک صدقہ دینے کے واسطے ترغیب دینا دوسرا امر معروف کرنا یعنی اللہ تعالے کی طاعت اور شرع جس چیز کو کرنیکی اجازت دیتی ہے اُنکا امر کرنا نیکی کے جتنے کام ہین اُن سب کو معروف کہتے ہین بعضے یہان امر معروف سے قرض دینا مراد لیتے ہین بعضے مظلوم کی داد کو پہنچنا کہتے ہین بعضے صدقہ تطوع دینا مقصود ہے کہتے ہین تیسرا لوگون کے درمیان صلح کروانیکی بات کرنا یعنی مثلاً دو شخص مین مخالفت تھی سو اُن مین دوستی لگانا یا دوستون مین نا اتفاقی ہوگئی تھی سو اُنکو ملا دینا معلوم کیجئے اللہ تعالے یہان اعمال خیر سے فقط ان تین نوع کو ذکر کیا صدقہ امر معروف اصلاح بین الناس کیا واسطے اعمال خیر کا کسیکو نفع پہنچانے سے ہوتے ہین یا مضرت دفع کرنے سے نفع پہنچانے سے جو خیر ہوتا ہے وہ یا خیرات جسمانی ہے یا خیرات روحانی خیرات جسمانی مال خرچ کرنے سے حاصل ہوتے ہین سو امر بصدقہ مین اسی کی طرف اشارہ ہے خیرات روحانی علوم سے اپنی قوت نظریہ کو اور نیک افعال سے اپنی قوت عملیہ کو کامل کرنا ان دونون کے مجموع کو امر معروف کہتے ہین اور معروف مین اسی کی طرف اشارہ ہے مضرت کو دفع کرنے سے جبر حاصل ہوتا ہے اور اصلاح بین الناس مین اسی کی طرف اشارہ ہے اس سے معلوم ہوا اللہ تعالی اس آیت مین جوامع خیر کو ذکر کیا ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی اور عبد اللہ بن احمد زوائد زہد مین اور ابن ابی الدنیا کتاب الصمت مین اور ابن المنذر اور ابن مردویہ اور حکیم الترمذی نوادر الاصول مین اور طبرانی اپنی معجم مین اور حاکم مستدرک مین اور بیہقی شعب الایمان مین طریق سے محمد بن یزید بن خنیس کی روایت کیے ہین اس نے کہا ہم سفیان ثوری کی عیادت کے واسطے گئے ہمارے ساتھ سعید بن حسان مخزومی بھی تھا سفیان ثوری نے سعید کو کہا تو ام صالح سے حدیث جو روایت کی تھی اُسکا اعادہ کر سعید نے کہا مجھکو ام صالح بنت صالح نے خبر دی اُس نے صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی ہے اُس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماے کلام ابن ادم کلہ علیہ لا لہ الا امر بالمعروف او نہیا عن منکر اور ذکر اللہ عزوجل یعنی فرزند آدم کے جتنے سخن ہین وہ سب سر بسر وبال ہین انمین ایکا نفع نہین مگر معروف چیز کا امر ہے یا منہی چیز کو نہی ہو یا اللہ عزوجل کا ذکر ہے محمد بن یزید نے کہا یہہ کیا سخت حدیث ہے سفیان نے کہا اس مین کچھ سختی نہین ایک بی بی اسکو ایک بی بی سے روایت

کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے کتاب جو نازل کیا اس مین موجود ہے کیا تو نے نہین سنا
اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا لاخیر فی کثیر من نجواہم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس سو یہہ آیت
بعینہ وہ حدیث ہے اور کیا تو نہین سنا اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا لا یتکلمون
الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا سو یہہ آیت بعینہ وہ حدیث ہے اور کیا تو نے نہین سنا اللہ تعالیٰ نے
جو فرمایا والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر
سو یہہ آیت بعینہ وہ حدیث ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی اور حکیم ترمذی فقط حدیث کو روایت
کئے ہین حاکم وغیرہ سفیان کا مقولہ بھی زیادہ کئے ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے محمد بن یزید بن
خنیس کے سوائے دوسرا کوئی شخص اسکو روایت کیا سو ہمکو معلوم نہین جمال الزملی نے ابن طاہر سے نقل کی کہا
کہ اسکی سند شاذ ہے حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب مین کہا اس حدیث کی روات ثقہ ہین مگر
محمد بن یزید مین کچھ کلام ہے کہ وہ کلام اسکی قدح کو موجب نہین وہ شیخ صالح ہے بندہ عاصی کہتا ہے محمد بن
یزید بن خنیس خاء معجمہ کی ضم سے اسکے بعد نون اسکے بعد یا مثناۃ تحتانیہ ساکنہ اخیر مین سین مہملہ تصغیر کے لفظ سے
ابو حاتم نے کہا وہ شیخ صالح ہے ہم سکے مین اسکی حدیث لکھے ہین حدیث روایت نہین کرتا تھا اسکے فرزند کے
ساتھ مین اسکے یہان کیا حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ مقبول ہے اسکا داخلہ عبادلہ مین ہے مسلم
اور بیہقی ابی شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو
اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے اسکو لازم ہے اچھی بات بولے یا خاموش رہے بخاری اور بیہقی
سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص اپنے داڑھون کے
درمیان کا اور پاؤن کے درمیان کا میرے پاس ضامن ہوگا تو مین اسکے لئے جنت کا ضامن ہونگا حاصل حدیث
کا یہہ ہے جو شخص اپنی زبان کی محافظت کریگا اور اپنے فرج کو حرام سے بچاویگا تو بہشت مین جاویگا امام احمد
اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور بیہقی سفیان بن عبد اللہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین اسنے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو ایسی چیز کا امر کر دو کہ مین اسکو اسلام مین مضبوط پکڑون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قل اٰمنت باللہ ثم استقم یعنی تو کہہ مین نے ایمان لایا اللہ پر پھر

مستقیم رہ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ میری کونسی چیز سے مجھ پر بہت خوف ہوگا اندیشہ آپکو ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان کی نوک کو پکڑ کے کہے اسکا یعنی تیری زبان سے تجھ پر بڑا اندیشہ ہے ترمذی اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں اُس نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نجات کس چیز میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اپنی زبان کو تو مالک اور چاہئے کہ تیرا گھر تجھکو سمائے اور تو اپنے گناہوں پر رو ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے زبان کا مالک تو یعنی زبان سے کچھ مزاحیات اور بیہودہ کلمہ نہ کہنا گھر سمانا یعنی اپنے گھر میں رہا کرنا بد لوگوں سے احتراز کرنا بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار فرمائے رحم اللہ امرءً تکلم فغنم او سکت فسلم یعنی اللہ تعالیٰ رحم کرے اس آدمی کو بات کیا تو فائدہ حاصل کرتا ہے یا خاموش رہا تو سلامت رہتا ہے بیہقی نے اسکو حسن البصری سے مرسل بھی روایت کی ہے حافظ العراقی نے کہا مرسل حدیث کے رجال ثقہ ہیں مسند حدیث کی سند ضعیف ہے کیا واسطے اس کو اسمٰعیل بن عیاش نے حجازیین سے روایت کی ہے ابو الشیخ بن حیان ابی امامہ سے اور ابن المبارک اپنی کتاب الزہد میں اور خرائطی مکارم الاخلاق میں خالد بن ابی عمران سے اسیکے مانند مرسل روایت کیے ہیں مسلم اور ترمذی و نسائی اور ابن جلہ ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص تمہارے میں کا منکر امر کو دیکھا تو چاہئے اسکو اپنے ہاتھ سے تغیر دیوے اگر اسکی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اپنی زبان سے تغیر دیوے اگر اسکی بھی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اپنے دل سے تغیر دیوے یہ ضعیف ایمان ہے زبان سے تغیر دینا یعنی وہ بدامر ہے سو زبان سے کہنا دل سے تغیر دینا یعنی وہ بدامر ہے اسکو تغیر دینے کی قدرت مجھکو ہوتی تو میں اسکو تغیر دیتا کرکے اپنے دل میں گمان کرنا خطابی اور مسلم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اُس پر کہ حضرت کی بات سننا اور اطاعت کرنا تنگی میں اور آسانی میں خوشی میں اور ناخوشی میں اور ہمارے پر دوسرے کو اختیار کرنے میں اور اہل کار سے ہم نہ جھگڑیں مگر صریح کفر دیکھیں تو اور ہمارے پاس اس امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل ہو اور جہاں ہو حق بات کہنا اللہ کے حق میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنا ابن خزیمہ نے اپنے صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انسان اسکے ہر ایک عضو کیواسطے ہر روز نماز ہے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا یہ بہت سخت بات ہے جواب ہوا آپ خبر دئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے معروف چیز کا تو امر کرنا اور منکر چیز کو تو نہی کرنا نماز ہے ضعیف شخص کو

اسکا بوجھا اٹھا دینا نماز ہے جاست کو راہ میں سے سرکانا نماز ہے نماز کو جانیکے واسطے قدم جو اٹھاتا ہے ہر قدم نماز ہے مسلم نے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مالدار لوگ اجر کو لیگئے کرکے حدیث جو روایت کی ہے اس میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے امر معروف کرنا صدقہ ہے اور نہی منکر کرنا صدقہ ہے بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر روز آفتاب جو طلوع کرتا ہے اسمیں انسان پر اسکے ہر ہر جوڑ کی سے یا منفصل صدقہ دینا ہے صلح کرا دینا دو کے درمیان صدقہ ہے الحدیث امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان بیہقی میں ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا روزہ اور نماز اور صدقہ سے افضل چیز کی خبر میں تمکو نہ دوں صحابہ عرض کیئے یا رسول اللہ فرمائیے فرمائے اصلاح ذات البین فان فساد ذات البین ہی الحالقۃ یعنے درست کرا دینا آپس کے احوال کو یعنی لوگوں میں باہمی محبت و الفت کرا دینا کیا واسطے دو کے درمیان فساد ڈالنا ایسی خصلت ہے جو دین کو تباہ کرتی ہے ترمذی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے ابو داؤد نے ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ شخص کہ درمیان صلح کرانیکے واسطے بات بنا کے بولا تو وہ شخص جھوٹا نہیں بولا یعنی صلح کروانے کے واسطے جھوٹ بات بنا کے کہنا جائز ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اور جو کوئی کہ یہ چیزیں اللہ کی خوشی چاہ کر تو عنقریب ہم دینگے اسکو بڑا ثواب یعنی یہ تینوں قسم کی طاعتیں اگرچہ بڑا مرتبہ اور نہایت شرف جلال رکھتے ہیں لیکن انکے کرنے سے نفع ہو گا جب تک اکو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے نکرے اور انکے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ نہ کیے اگر انکو ریا اور سمعہ کے واسطے کیا تو اسکو ثواب نہیں بلکہ عذاب ہو گا اس آیت سے معلوم ہوا ظاہری اعمال میں دل کی رعایت مطلوب ہے وہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہونیکی دل میں نیت رکھنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے سوا اور کسی غرض کی طرف اسکی التفات نہ ہونا بخاری اور مسلم وغیرہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انما الاعمال بالنیات الحدیث یعنی کوئی اعمال مقبول نہیں مگر نیتوں سے معلوم کیجئے اوپر کے جملہ میں مَنْ اَمَرَ کہا سو وہاں امر سے تعبیر کیا یہاں اسکی تعبیر فعل سے کیا کیا واسطے امر بھی فعل کے اقسام میں ہے دوسری وجہ یہ ہے نیک کام کا امر کرنا خود بھی

جب دلالت کیا تو اسکو عمل میں لے آیا بطریق اولی خوبی پر دلالت کرتا ہو تو یہ کے لفظ میں دو قرأت ہیں اکثر قراء اسکو نون سے پڑھتے ہیں ہمارا ترجمہ اُسی قرأت کے مطابق ہے ابو عمرو اور حمزہ اُسکو یہ تیہ باے مثناۃ تحتانیہ سے پڑھتے ہیں واحد مذکر غائب کے صیغہ سے اس قرأت پر معنی یوں ہونگے عنقریب اللہ اُسکو دیگا بڑا ثواب معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے اجر کو عظیم کی وصف سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکی عظمت کو انتہا نہیں جب انتہا نہ تو اُسکی مقدار اللہ تعالےٰ کے سوائے کسی کو معلوم نہیں وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى اور جو کوئی مخالفت کرے پیغمبر کی بعد کھل جانے کے اُس پر راہ کی بات مفسرین کہتے ہیں یہ آیت بھی بنی الابیرق کی شان میں ہے جب طعمہ کی چوری ثابت ہو چکی اُسکو اپنا ہاتھ کاٹنے کا اندیشہ ہوا مرتد ہو کے بھاگا مکہ کے مشرکوں میں جا کے بسا اُس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کی اس آیت کا حاصل یہ ہے جس شخص کو توحید اور حدود الٰہی معلوم ہوئے اور دین اسلام کی حقیت اسکو ظاہر ہوئی پر توحید اور ایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ظاہر کرے اور بت پرستی اختیار کرے تو اسکو دوزخ میں جلائینگے جھگڑا کو ہدایت ظاہر ہوئی تھی سو اُسکا بیان یہ ہے اللہ تعالیٰ اسکے مقدمہ میں نکتہ آیتیں جب نازل کیا چور وہی ہے کر کے پکڑ دیا تو دین اسلام حق ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی خبر دینا اُسکے پاس ثابت ہوئی باوجود اسکے وہ بدبخت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت نہ کیا اور کفر کو اختیار کیا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوائے یعنی مسلمانوں کا طریقہ جو اسلام توحید ہے اس طریقے کو چھوڑ کے دوسرا طریقہ جو کفر اور بت پرستی ہے اختیار کرے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ہم اُسکو حوالہ کریں وہی طرف جو اُسنے پکڑی ہندی کے مترجم نے اس جملہ کا ایسا ہی ترجمہ کیا ہے رازی اس جملہ کی معنی یوں کی ترکہ وما اختار لنفسہ ونکلہ الی ما تو کل بجملہ یعنی اُس نے اپنے نفس کے واسطے جس چیز کو اختیار کیا ہے اُسی پر اسکو ہم چھوڑ دینگے اور جس کام کو کرتا تھا اُسی کام پر اسکو رکھینگے قاضی بیضاوی نے اُسکی معنی یوں لکھا ہے بخلہ وایاہ لما تولی من الضلال وتخلی بینہ وبین ما اختارہ یعنی گمراہی سے جس کام کا وہ والی اور متکفل ہوا ہے اُسکا اسکو والی اور متکفل کرینگے اور جس چیز کو اختیار کیا ہے اُسی پر اسکو چھوڑ دینگے ان ترجموں کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص دنیا میں جس امر کو اختیار کیا تھا یعنی کفر کو آخرت میں بھی ہم اسکو اُسی کفر پر چھوڑ دینگے کافروں کے زمرے میں اُسکو داخل

کرینگے وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ اور ڈالینگے اُسکو دوزخ مین نُصْلِی اصل مین مشتق صَلِی سے ہے اُسکی معنی آتش پر
بھونا وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ اور دوزخ بہت بری پہنچنے کی جگہہ ہے معلوم کیجئے اجماع اُمت کا
حجت قطعی ہونے پر اس آیت مین دلیل ہے اجماع امت اُسکو کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات
کے بعد حضرت کی امت کے جتنے مجتہد علما ہین کسی ایک امر پر اتفاق کرنا پھر یہہ اتفاق کسی عصر مین
یہہ اجماع دلیل قطعی ہوجاتی ہے اسکا خلاف کرنا جایز نہین اس حکم کو اس آیت سے امام شافعی رضی اللہ
عنہ نے استنباط کیا ہے حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب مناقب الشافعی مین ابو سعید محمد بن عقیل الفاریابی کی
طریق سے روایت کی ہے اُسنے کہا مجھکو مزنی یا ربیع نے خبر دی کہ ظہر اور عصر کے مابین ہم شافعی کے پاس
تھے شافعی اصحابون کو پڑھا لگا بیٹھے تھے ایک بوڈھا صوف کا جبہ اور صوف کی بکری اور صوف کی لنگ
باندھا ہوا ہاتھ مین عصا لیکر آیا شافعی اُٹھے اپنے کپڑے درست کئے اور سیدھے ہوکے بیٹھے وہ بوڈھا سلام کرکے بیٹھا امام شافعی
اس بوڈھے کو بزرگ جان کے اسکی طرف دیکھنے لگے بوڈھے نے کہا مین کچھ سوال کرتا ہون شافعی کہے سوال
کیجئے بوڈھے نے کہا اللہ تعالی کے دین مین کونسی چیز حجت ہے شافعی کہے کتاب اللہ بوڈھے نے کہا اور
کیا چیز شافعی کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بوڈھا کہا اور کیا شافعی کہے امت کی اتفاق یعنی اجماع امت
بوڈھے نے کہا امت کے اتفاق کو تم حجت جو بولے کہان ہے بولے شافعی کہے کتاب اللہ سے بوڈھا کہا وہ کتاب
کی کونسی آیت مین ہے شافعی ایک ساعت تک تامل کئے شافعی کو وہ بوڈھے نے کہا مین تمکو تین رات
دن کی مہلت دیا ہون ان تین دن مین تم کتاب اللہ کی آیت بیان کیجئے تو بہتر نہین تو اپنے قول سے توبہ
کرو شافعی کا رنگ متغیر ہوگیا گھر کو چلے گئے تین دن تک باہر نہین نکلے جب تین رات دن تمام ہوئے
ظہر عصر کے مابین اتنے ہی وقت مین نکلے خوشی سے انکا چہرہ پھولا تھا اور تبسم کرتے ہوئے آکے بیٹھے اتنے
مین وہ بوڈھا بھی آکے سلام کرکے بیٹھا اور بولا میرا جواب دے شافعی کہے بہتر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ
سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ مومنین کے خلاف پر اسکو آتش مین داخل نہین کیا مگر اتنے ہی
واسطے کہ انکی اتباع فرض ہے بوڈھے نے کہا تم سچ کہے اور چلا گیا وہ شخص گئے بعد شافعی کہے مین نے

فصل
اجماع امت حجت قطعی ہے

گئے بعد ہر روز رات دن مین قرآن کے تین تین ختم کرتا تھا آخر اس آیت پر مین مطلع ہوا اجماع حجت ہونے پر اسمین دلیل جو ہے اُسکی تقریر یون ہے اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاقت پر اور مومنین کی طریق کے سوائے دوسری طریق کی اتباع پر وعید جو ذکر کیا سو اُن دونون مین کی ہر ہر چیز حرام ہونے کے واسطے ہو یا ان دونون مین کی ایک ہی چیز حرام ہونے کے واسطے ہے یا دونون مل کے حرام ہونیکے واسطے ہے دونون مین کی ایک چیز حرام ہونے کے واسطے وعید ہے کر کر کہنا باطل ہے کیا واسطے اُسمین حرمت اور اباحت دونون کو جمع کرنا لازم آتا ہے مثلاً کہے جو شخص شراب پیوے یا روٹی کھاوے تو حد اسپر لازم آتا ہے یہہ تو باطل ہے دونون ملکے حرام ہے کہنا بھی باطل ہے کیا واسطے فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاقت حرام ہے خواہ اُسکے ساتھ دوسرا امر ضم ہو یا نہ ہو اس تقدیر پر اتباع کو اُسکے ساتھ ضم کرنا لغو ہوا یہہ دونون احتمال جب باطل ہوے تو پہلا احتمال ثابت ہوا یعنی اُن دونون مین ہر ہر چیز حرام ہے جب اتباع غیر سبیل المومنین حرام ہوئی تو اُنکی اتباع واجب ہوئی کیا واسطے مومنین کی سبیل کو چھوڑنا اور اسکو ترک کر کے اُنکے غیر سبیل کا تابع ہوا وہ شخص اُنکی مشابہت سے نکل گیا اس دلیل پر کے اعتراضات اور اُنکے جوابات اصول فقہ کی کتابون مین مذکور ہین ابن جریر نے مالک سے روایت کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کے بعد کے لوگ جو امر کے والی ہوے سنن مقرر کیے اُنکو پکڑنے مین کتاب اللہ کی تکمیل اور اللہ تعالیٰ کی پوری اطاعت کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی قوت ہے اُنکو تغیر اور تبدل کرنا اور اونکے قول کے خلاف مین نظر کرنا کسیکو نہین پہنچتا اُن سُنن کی اقتدا جس نے کیا وہ ہدایت پایا اور اُنسے جو مدد لیا تو وہ منصور ہے جسنے اُنکا خلاف کیا اور مومنین کے طریقہ کے غیر کی اتباع کیا اللہ تعالیٰ اُسکے حوالہ کریگا وہی طرف جو اُس نے پکڑی اور اُسکو دوزخ مین ڈالیگا دوزخ بہت بُری پہنچنے کی جگہ ہے ترمذی اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی ضلالت پر جمع نہ کریگا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو شخص جماعت سے بھاگا تو دوزخ کی طرف بھاگا ترمذی اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت کیے ہین ۱۵ ع اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ مقرر اللہ نہین بخشتا یہہ کہ اُسکا شریک ٹھہرائے یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کا شریک کسیکو

ٹھہرائے تو اللہ تعالیٰ اسکی یہہ گناہ نہیں بخشتا بعضے مفسرین کہتے ہیں یہہ آیت بھی بنی الابیرق کی شان میں ہے جو طعمہ کافر ہوکے مرا ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے یہہ آیت اعراب سے ایک بوڑھے کی شان میں نازل ہوئی اور وہ بوڑھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا رسول اللہ میں بوڑھا گناہوں میں غرق ہوں لیکن جب سے میں نے اللہ کو جانا اور اسپر ایمان لایا پھر اسکا شریک نہیں ٹھہرایا اور اسکے سوا کسیکو اپنا دوست نہیں پکڑا اور اللہ تعالیٰ سے دلیری کرکے گناہ نہیں کیا اور اللہ سے بھاگ کر اسکو عاجز کرنیکا خیال ایک پل بھی مجھکو نہیں آیا اور میں اپنے گناہوں سے نادم ہوں توبہ استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پاس میرا کیا حال ہوگا پھر یہہ آیت نازل ہوئی حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند منقطع ہے انتہی بندۂ عاصی کہتا ہے کیا اسلئے کہ ضحاک ابن عباس سے نہیں سنا اور خود ثعلبی ضعیف ہے معلوم کیجئے شرک سے توبہ نکرکے کوئی شخص شرک پر مرا تو اسکو مغفرت ہونے میں یہہ نص صریح ہے توبہ نہ کرکے مرنا جو ہم کہتے ہیں اسلئے کہ مشرک اپنے شرک سے توبہ کیا تو اسکا توبہ مقبول ہونا اور ایمان صحیح ہونا اور شرک کی حالت میں جتنے گناہ کیا ہے وہ سب بخشا جانا دوسرے نصوص سے ثابت ہوا ہے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اور بخشتا ہے اس سے نیچے جسکو چاہے یعنی شرک کے سوا اہل توحید کے جتنے گناہ ہیں ان سب کو اگر اللہ چاہے تو بخشتا ہے علما کہتے ہیں اللہ تعالیٰ مشرک کو ایمان اور توبہ سے بخشتا ہے تو اس سے معلوم ہوا شرک کے سوا دوسرے گناہوں کو بھی توبہ سے بخشتا ہے یہہ مسئلہ اس شخص کے حق میں جو اہل توحید سے ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ نکرکے بغیر توبہ کے مرے پھر گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اسکو بخش اپنے فضل و رحمت سے اسکو بہشت میں داخل کرے اگر چاہے تو اسکو گناہ پر مواخذہ کرے دوزخ میں ڈالے ابد عذاب کے اسکو بخشے وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو پھر مقررہ دور پڑا گمراہ ہوکر یعنے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانے والا بڑا گمراہ ہے ہدایت کی راہ سے بہت دور پڑا اور آخرت کے تمام خوبیوں سے محروم رہا معلوم کیجئے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ کی آیت کو اللہ تعالیٰ اس سورۃ میں دو جگہ مکرر لایا یکا فیدہ دو میں اور اس ورد میں اسکی تکرار میں دو فایدے ہیں پہلا فایدہ یہہ ہے قرآن شریف میں

وعید کے عمومات اور وعد کے عمومات باہمگر معارض ہین اللہ تعالیٰ وعید کے آیتون سے کسی آیت کو ایک ہی لفظ سے دوجگہ مکرر نہین لایا مگر اس آیت کو جو عفو اور مغفرت پر مشتمل ہو ایک ہی لفظ سے ایک ہی سورت مین اور ایک ہی جزء مین دوبار لایا اہل بلاغت کو اتفاق ہو کہ تکرر لانے مین سوائے تاکید کے دوسرا کچھ فایدہ نہین اسکو مکرر لانے کا فایدہ تاکید ہوئی اس تاکید سے یہہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے وعد اور رحمت کی جانب کو مزید تاکید سے خاص کیا اسکی مقتضی یہہ ہو وعد کی جانب وعید کی جانب پر راجح ہو دوسرا فایدہ یہہ ہو اوپر کی آیتین مکتبہ کی چوری کے مقدمہ مین نازل ہوئین ومن یشاقق الرسول کی آیت طعمہ کی ارتداد مین نازل ہوئی اس آیت کی اتصال اوپر کی آیت کے ساتھ مستحسن نہوگی مگر مراد یوں ہو کہ وہ چور مرتد ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہوتا لیکن وہ مرتد ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ساجھی ٹھہرایا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قطعاً یقیناً محروم ہوا اس پر شرک کی گناہ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑی ہونیکی تاکید واسطے دوسرے جملہ کو اسکے بعد ذکر کیا اور فرمایا ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک نہ لاوے تو اسکو ضلال بعید نہین کہینگے البتہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہوگا ان مناسبات کے نظر کرتے شرک کے سوائے دوسرے گناہ بخشے جانے پر خواہ ان سے توبہ کرے یا نکرے اس آیت مین قطعی دلالت ہوئی امام رازی نے ایسی ہی تقریر کی ہے معلوم کیجئے مذکور ورد کی آیت مین اللہ تعالیٰ ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثماً عظیماً فرمایا اور اس جگہ فقد ضل ضلالاً بعیداً فرمایا کیا واسطے مذکور مقام مین اہل کتاب کے قصے کے ساتھ آیت متصل تھی انکی شرک کا منشا ایک نوع کا افترا تھا کیا واسطے انکے پاس کتاب تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت انکے پاس انکی کتاب سے ثابت تھی اور حضرت کی شریعت تمام شریعتون کو ناسخ ہونیکا علم انکو حاصل تھا باوجود اسکے وہ جب حضرت کی نبوت کا انکار کیئے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکابرہ کیئے اور اس پر افترا کیئے اس لیئے وہان افتریٰ کے جملہ کو ذکر کیا یہہ آیت جسکے قصہ مین اتری وہ مشرک تھے انکے پاس اول سے کتاب نہین تھی اور انکو نبوت کا علم نہین تھا تو انکی طرف ضلالت کی نسبت کرنا مناسب ہے اور بھی یہان آیت کی ابتدا مین ہدایت کا ذکر مذکور ہوا آیت کی اخیر مین ضلالت کو ذکر کرنا مناسب ہے ان یدعون من دونہٖ

۱۷ الا اناثا نہین پکارتے ہین یعنی وہ مشرک اسکے سوائے مگر عورتون کو یعنی مشرک اللہ کی عبادت ترک کرکے

عبارت نہین کرتے مگر بتون کی معلوم کیجئے اوپر کی آیت مین شرک ضلالت ہی کہا اس آیت مین اُسکی ضلالت کا سبب بیان کیا وہ ضلالت بتون کی پرستش ہی اِنْ یَدْعُوْنَ مین اِن حرف نفی ہی ما کی معنی ہے یدعون کی معنی پکارتے ہین اُس سے عبادت کرنی مراد ہے کیا واسطے جو شخص کسیکی پرستش کیا تو اپنی حاجت کیواسطے اسکو پکارا اناث سے بتان مُراد ہین بتون کو اناث یعنی عورتین جو بولا اسکے تین وجہ ہین پہلی وجہ اُنکے نام عورتون کے نام تھے جیسے لات لفظ اللہ کی تانیث ہی عزی لفظ عزیز کی تانیث ہی منات لفظ منان کی تانیث ہے حسن بصری رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہے جاہلیت مین عرب کا کوئی قبیلہ نہین تھا مگر اُنکے لئے ایک بت ہوتا اُسکی عبادت کرتے لوگ اس بُت کو اُنثٰی بنی فلان کہتے یعنی فلانے قبیلہ کی عورت اس بُت کو عورتون کا لباس زیور پہناکے سنوارتے دوسری وجہ اناث سے اموات یعنی بے روح چیز ہین اور جس چیز مین روح ہو جیسے لکڑی پتھر مٹی ان سب عرب کے محاورہ مین اناث کہتے ہین بُت بھی اسلئے انکو اناث کہا تیسری وجہ عرب کے بعضے مشرک فرشتون کی پرستش کرتے تھے انکو بنات اللہ یعنی اللہ کی بیٹیان کہتے تھے اس لئے اناث بولا آیت سے مقصود یہہ ہے مشرک سے زیادہ جاہل کون ہے آسمان زمین وغیرہ کے خالق کا ساجھی ایک بُت کو ٹھہراکے اسکو عورت کا نام رکھتے ہین اور اُسکی پرستش کرتے ہین وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ اور نہین پکارتے ہین مگر شیطان سرکش کو کہ جسکو لعنت کی اللہ نے یہہ اِن بھی نافیہ ہے پکارنے سے اُسکی عبادت کرنی مُراد ہی مرید اُسکو کہتے ہین کہ جسکا شر اور فساد نہایت مرتبہ کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت سے بہت دور پڑے شیطان سے مراد وہ شیطان ہین جو بتون کے پاس رہتے تھے اور بتون کے اندر سے باتین کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہے ہر بت کے پاس ایک شیطان تھا اُس بُت کے پیٹ مین جاتا اور پوجاریون کو نمود ہوتا اور اُن سے باتین کرتا بتلے کہتے ہین شیطان سے ابلیس مُراد ہے کیا واسطے اسی کی اغوا اور فریب سے لوگ بتون کی عبادت کرنی اختیار کئے لعنہ اللہ کا جملہ یا شیطانًا کی صفت ہی یا جملہ مستانفہ ہے اس تقدیر پر یہہ جملہ یا اخبار ہے یعنے شیطان ملعون ہونیکی خبر دیتا ہے یا اسکو بد دعا کرتا ہی لعنت کی معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور پڑنا اُسکی درگاہ سے ہانکے جانا وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا اور بولا یعنی شیطان بولا کہ مین البتہ لونگا تیرے بندون سے حصہ ٹھہرایا ہوا یہہ جملہ بھی شیطانًا کی دوسری

لغت ہی یا حال ہی قد کی تقدیر سے یا ستانفہ ہی لاتخذنّ کا جملہ محذوف قسم کا جواب ہے فرض کی معنی
لغت مین قطع اور معین کرنا بعد اسکو استعمال کئے اُس چیز مین کہ جسکا کرنا اسپر لازم اور ضرور ہے
حاصل یہہ ہی ابلیس قسم کھاکے بولا کہ تیرے بندون سے ایک معین حصّہ مین لونگا سو لوگ جس امر مین ابلیس کی اطاعت کرتے
ہین اور اسکے خطرون کی پیروی کرتے ہین اور اسکے وسواس کو قبول کرتے ہین سو وہ سب شیطان کا حصّہ ہی ابن المنذر
نے ربیع بن انس سے روایت کی ہی اُسنے کہا نصیباً مفروضاً ہزار آدمی مین نوسو نوے پر نو آدمی شیطان کا حصّہ ہے
یعنی دوزخ مین جائینگے اس قول کو تائید کرتی ہی حدیث بخاری اور مسلم کی کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو قیامت کے
دن کہیگا ای آدم تیری اولاد مین سے دوزخ کو جانیکا حصہ نکال آدم کہینگے دوزخ کو جانیکا حصہ کسقدر ہی اللہ تعالے
کہیگا فی ہزار نوسو نوے پر نو آدمی الحدیث وَلَاُضِلَّنَّهُمْ اور البتہ انکو بہکاؤنگا یعنی تیری راہ پر چلنے سے
انکو پھیر دونگا معلوم کیجئے گمراہ کرنے سے مراد انکو وسوسے مین ڈالنا اور انکے پاس گناہون کو آراستہ
کرکے بتانا و گرنہ حقیقت مین گمراہ کرنا شیطان کے اختیار مین نہین وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ اور البتہ انکو تمنین
دونگا یعنی باطل آرزون مین انکو ڈالونگا کس امر کی آرزون مین ڈالیگا سو اُمنین اختلاف ہی ابن عباس
کہے توبہ کرنیکی تاخیر بتلانا کلبی نے کہا آرزو ایسی کہ نہ جنت ہی نہ دوزخ نہ بعث ہی نہ حساب بعضی کہے بد اعمال
کے ساتھ بہشت مین جانیکی آرزو بعضے کہے نفس کی خواہش اور گناہ کی طرف بلانیکے احوال کی آرزو بعضے
کہے دنیا مین بہت دن رہنیکی اور اسکے نعمتون کو آخرت کے نعمتون پر اختیار کرنیکی آرزو امام رازی نے
کہا شیطان نے اول دعوی کیا کہ انکو گمراہ کرونگا بعد بولا انکو آرزؤن مین ڈالونگا اس سے معلوم ہوا
شیطان کو گمراہ کرنے مین آرزؤن سے قوی حیلہ کوئی نہین کیا واسطے لوگون کے دلونمین جب آرزو آئی
تو اُس سے دو چیز پیدا ہوتے ہین ایک حرص دوسرا طول امل یعنی اُس بڑی ہونیکی دو چیز ہین جب دلمین
ٹھہرے تو اُن سے بہت سے بد اخلاق آدمی مین پیدا ہوجاتے ہین اور انسان کے جوہر مین یہہ دو نو امر گویا لازم
ہوگئے ہین صحیح حدیث مین آیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرزند آدم بوڈھا ہوتا ہی تو اسمین
دو چیز جوان ہوتے ہین حرص و طول امل حرص کے سبب سے آدمی لالچی اور کار کتب ہوتا ہی کہ جنمین دنیا اور دین کا اندیشہ ہی کبھی کسی چیز کی حرص بہت سخت
ہوجاتی ہی بدون محصیت ایسے لوگون کو ایذا دئے کے اسکو حاصل کرنا ممکن نہین ہوتا اور طول امل کی وجہ سے آخرت کو بھول جاتا ہی دنیا کو حاصل کرنے کے واسطے مشرق

جو جاتا ہو توبہ کرنے سے غافل رہتا ہے اسکو نصیحت تاثیر نہین کرتی اُسکا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے
انتہی وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ اور البتہ انکو حکم کرونگا کہ البتہ چیرین جانور کے
کان بتک کی معنی چیرنا اور کاٹنا انعام جمع نعم کی ہے اصل لغت مین چارپاؤن کا جو جانور ہو اسکو
نعم کہتے ہین بعد اسکو مخصوص بکرا اور گائی اور اونٹ مین استعمال کئے جانور وں کے کان چیرنے سے بحیرہ
مراد ہے جاہلیت مین عرب کا دستور تھا اونٹنی چار جھول دئے بعد پانچوان جھول نر بچہ دئی تو اس اونٹنی
کے کان چیر کے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اس سے نفع لینا حرام ٹھہراتے وہ جہان جا کر چرے اور پانی پئے تو
اسکو منع نہین کرتے یہہ فعل قربت ہو کر کے شیطان نے انکو اغوا دیا تھا وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ
اور البتہ انکو حکم کرونگا کہ بدلین صورت بنائی اللہ کی معلوم کیجئے خلق اللہ کی تفسیر مین دو قول ہین
پہلا قول خلق اللہ سے دین اللہ مراد ہے یہہ قول ابن عباس اور سعید بن المسیب سعید بن جبیر اور حسن بصری
اور ضحاک اور مجاہد اور نخعی اور قتادہ اور سدی سے منقول ہوا انکے قول کی تقریر دو وجہ پر ہے بعضے کہتے ہین اللہ تعالے
کے دین کو تغیر دینے سے اللہ تعالے نے لوگون کو فطرت اسلام پر جو پیدا کیا اُس سے تغیر دینی مراد ہے کیا واسطے
اللہ تعالی نے آدم کی ذریت کو انکی پشت سے جب نکالا تو سب کو فطرت اسلام پر نکالا اور اپنی وحدانیت اور ربوبیت
کا اقرار انسے لیا پھر اب جو کافر ہو تو اُس نے اللہ تعالی کی فطرت تغیر دی صحیحین کی حدیث مین جو آیا ہے کما من
مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ الحدیث یعنی کوئی بچہ نہین مگر فطرت پر یعنے
دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اسکو یہودی کرتے ہین یا نصرانی کرتے ہین یا مجوسی کرتے ہین بعضے
کہتے ہین اللہ کے دین کو تغیر دینے سے حلال کو حرام کرنا اور حرام کو حلال کرنا مراد ہے دوسرا قول خلقت
اور ہیئت کی تغیر ہے جو ظاہر کی صورت سے تعلق رکھتا ہو اسکے بیان مین کئی وجہ ہین پہلی وجہ صورت کو بچے وغیرہ
سے تغیر دینا یہہ قول حسن سے مروی ہے اسکو تائید کرتی ہے حدیث امام احمد اور بخاری اور مسلم اور چارون
سنن والون کی جسکو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ یعنی لعنت کی اللہ نے
واشمات یعنے عورتون اور مستوشمات اور متنمصات اور متفلجات کو جو حسن کے واسطے تغیر دیتی ہین اللہ کی بنائی صورت کو معلوم کیجئے واشمات

مراد وہ عورتین ہین جو وشم کرتی ہین مستوشمات وہ عورتین جو وشم کرواتیان ہین وشم اسکو کہتے ہین کسی عضو مین سوئی وغیرہ کو چبھوکے خون نکالنا اور اُسمین چونا یا سُرما وغیرہ بھر دینا تا عضو نیلگون ہووے جسکو ہمارے محاورے مین گودنا کہتے ہین کفار مین یہہ عادت بہت جاری ہی بچا ڈالنا حرام ہی خواہ مرد ہو یا عورت وہ جگہہ نجس ہوجاتی ہی بچے والے کی نماز صحیح نہین اسکو کسی طور سے زایل کرنا لازم ہی مگر اس شخص کو زخمی کرکے بچا نکالنے سے تلف ہونیکا یا عضو کی منفعت زایل ہونیکا یا ظاہری عضو معیوب ہونیکا اندیشہ ہے کہ جس سے تیمم مباح ہوتا ہی تو اسکو زایل کرنا تب یہہ گناہ ساقط ہونیکے واسطے توبہ کافی ہی متنمصات وہ عورتین ہین جو اپنے بہون کے اور پیشانی کے بال کو منماص سے یعنی چمٹے سے نکالتی ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان بالون کا ازالہ حرام ہے ہان عورت کو اگر داڑھی یا مونچھ پھوٹے تو اُنکو نکالنا حرام نہین بلکہ مستحب ہے متفلجات وہ عورتین ہین جو اپنے دانتون کو سوہان سے ریتھکے برے کرتی ہین یہہ فعل حرام ہے اسیکے حکم مین ہے دانتھ بڑے رہے تو ریتھکے چھوٹے بنانا یا دانت افزودہون تو اسکو گھسدینا یا انگلی زاید ہو تو اُسکو کاٹ دینا للحسن حدیث مین جو آیا اُس سے مفہوم ہوتا ہی ان چیزون کا کرنا مذموم جو ہی وہ حسن کے واسطے رہے اگر حسن کے واسطے نہین بلکہ علاج واسطے ہے مثلاً دانتھ بڑکر آنے سے اندا ہوتی ہے تو اسکو زایل کرنا حرام نہین المغیرات خلق اللہ یہہ صفت لعن کرنیکی علت ہی یعنی اللہ نے اُنکو لعنت کی کیا واسطے وہ عورتین اللہ تعالیٰ کی بنائی صورت کو بدل دین معلوم کیجیے ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے روایتون مین وشم وغیرہ کے ساتھہ یہہ بھی مذکور ہے لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ یعنی لعنت کی اللہ نے واصلہ اور مستوصلہ کو واصلہ اس عورت کو کہتے ہین جو سر کے بالون مین دوسرے بال یا ریشم وغیرہ وصل کرتی ہی تا بال بہت دکہین مستوصلہ وہ عورت ہی جو وصل کرواتی ہے اس کی حرمت کی علت بھی وہی خلقت کی تغیر ہے بندۂ عاصی کہتا ہی مرد کو داڑھی منڈھوانا یا کترکے خشخشی رکھنا بھی تغیر خلقت مین داخل ہوگا اُسکی نہی احادیث مین وارد ہوئی دوسری وجہ تغیر خلقت سے خصی کرنا یا کان کاٹنا مراد ہے یہہ قول انس اور شہر بن حوشب اور عکرمہ اور ابو صالح سے منقول ہی ابن عباس سے بھی وارد ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ بکرے کو خصی کرنا مکروہ جانتے تھے

جاہلیت مین عرب کا دستور تھا جسکے اونٹ ہزار کو پہنچتے تو اس مندے مین کے سر کی ایک انکھ پھوڑتے
عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر انس بن مالک رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہ انھون خصی کرنا مکروہ جانتے اور کہتے ولامرنہم فلیغیرن خلق اللہ اسی مین نازل
ہوئی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی
روایت کئے ہین ابن المنذر اور بزار اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صبر روح اور خصاء بہایم سے منع کئے ہیثمی نے کہا اسکی سند کے رجال ثقہ ہین
صبر روح سے مراد ذی روح جانور کو باندھکے اسپر تیر وغیرہ کا نشان مارنا بہایم چارپائی جانور
کو کہتے ہین یعنی گائی گورو ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑون کو اور بہایم کو خصی کرنے سے منع کئے اس حدیث کی
سند مین عبید اللہ بن نافع ہے وہ ضعیف ہی معلوم کیجئے ہند مین بعضے جوگیان بتون کی عبادت کے واسطے
اپنے تئین خصی کرتے ہین یہہ فعل بالاتفاق حرام ہے تغیر خلقت مین داخل ہے جانور کو خصی کرکے
بتون کے نام پر چھوڑنا شاید بعضے کافرون کا مذہب ہو سو یہہ بھی تغیر خلقت مین داخل ہے جانور
موٹا ہونے کے واسطے یا اور کسی غرض کیواسطے خصی کرنا ممنوع ہے یا نہین اسمین دو قول ہین مذکور
لوگون سے منع وارد ہوئی ہے عمر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی منع آیا ہے عروہ بن الزبیر اور طاؤس
اور ابن سیرین اور حسن بصری اور عمر بن عبد العزیز سے اسکا جواز وارد ہوا ہے عطا کہا نر جانور کاٹنے
لگے یا بد خلقی اختیار کرے تو اسکو خصی کرنا جایز ہے ہمارے فقہا کہتے ہین ماکول جانور چھوٹا بچہ ہو تو
اسکو خصی کرنا جایز ہے اگر ماکول جانور بڑا ہے یا جانور غیر ماکول ہے تو اسکو خصی کرنا جایز نہین
امام نووی نے شرح مسلم کی کتاب النکاح مین کہا آدمی کو بچہ ہو یا بڑا خصی کرنا حرام ہے بغوی نے
کہا جو جانور غیر ماکول ہے اسکو خصی کرنا حرام ہے ماکول جانور کو بچپن مین خصی کرنا جایز ہے بڑا ہو تو
خصی کرنا حرام ہے انتہی حافظ عسقلانی فتح الباری مین کہا قرطبی مالکی نے کہا ہے جانور کو خصی کرنا
ممنوع ہے مگر اسمین مصلحت رہے مثلاً گوشت مزہ دار ہونے یا اس کے ضرر کو دفع کرنیکے واسطے

ہو تو جایز ہے عسقلانی نے کہا قرطبی یہہ جو بولا حیوان کبیر کے ضرر کو دفع کرنیکے واسطے خصی کرنا مباح ہی اسکو نووی کا قول دفع نہین کرتا انتہی ابن حجر اور رملی منہاج کے شروح کی کتاب قسم الصدقات مین کہتے ہین جانور صغیر ہے یا کبیر ہے سو پہچاننیکے مرجع عرف ہی یعنی عرف مین جسکو چھوٹا کہتے ہین وہ صغیر ہے جسکو بڑا کہتے ہین وہ کبیر ہے یا جلد چنگا ہونا اور درد کم ہونا ہی یعنی جس جانور کو خصی کرنے سے درد کم ہوتا ہی اور جلد چنگا ہوتا ہی وہ صغیر ہے نہین تو کبیر ہے کبھی اسکے قبول کرنیکی طرف رجوع کرتے ہین یعنی جو جانور خصی کرنا قبول کرتا ہے اس سے اسکو کچھ ضرر نہین ہوتا ہے تو وہ صغیر ہے وگرنہ کبیر ہے فقہاء حنفیہ کہتے ہین جانورونکو خصی کرنا جایز ہے یہان تک کہ بلا اور بڑ کو اور مرغ کو خصی کرنا بھی جایز ہی آدمی کو خصی کرنا حرام ہے شیخ الاسلام نے کہا گھوڑے کو خصی کرنا بھی حرام ہی لیکن شمس الائمہ الحلوائی نے کہا گھوڑے کو خصی کرنا ہمارے اصحاب کے پاس لا باس بہ ہی اور کہتے ہین جانور کو خصی کرنا جایز ہے اس صورت مین ہی کہ خصی کرنے مین کچھ نفع رہے اگر خصی کرنے مین نہ نفع ہے نہ جانور کے ضرر کو دفع کرنی ہے تو اسوقت خصی کرنا حرام ہے تیسری وجہ تغیر خلقت سے تخنث مراد ہی یہہ قول ابن زید کا ہی تخنث کی معنی چال چلن مین بات چیت مین مرد اپنے تئین عورتون کی تشبیہ کرنا بندۂ عاصی کہتا ہی مرد عورت کی تشبیہ کرنا جیسا حرام ہے عورت بھی مرد کی تشبہ کرنا حرام ہے امام احمد اور بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النسار بالرجال یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کئے عورتون سے مشابہت کرنے والے مردون کو اور مردون سے مشابہت کرنے والی عورتون کو یہہ لفظ بخاری کا ہے دوسرون کے لفظ مین لعن اللہ المتشبہات من النسار بالرجال والمتشبہین من الرجال بالنسار آیا ہے بخاری کی ایک روایت مین ہے لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النسآء اسکی معنی بھی وہی ہین جو اوپر کہے معلوم کیجئے بات اور چال اور زینت اور لباس جو عورتون سے مخصوص ہے مرد ویسا ہی کرنا یا جو مردون سے مخصوص ہے عورت ویسا کرنا حرام ہے یعنی مرد علی الخصوص بجڑے اپنے تئین عورتون کے لباس سے جو آراستہ کرتے ہین حرام ہے ایسا ہی یعنی نادان

عورتین جو فقیر بنکے مردون کا لباس اختیار کرتی ہین سر پر پگڑی باندھتے ہین منھ پر برقع نہ ڈالکے علانیہ پھرتے ہین حرام ہے مرد زنانی لباس کے ساتھ لواطت کرتا ہی اور عورت مردانی لباس کے چپٹا بازی کرتی ہے انکی عقوبت نہایت سخت ہی اور حرمت بہت اشد ہی معلوم کیجئے لباس مین تشبہ جو حرام ہے اس صورت مین ہے کہ اس بستی مین مرد اور عورت کے لباس مین فرق رہے جس بستی مین مرد عورت کے لباس مین فرق نہو تو وہان ویسا لباس پہنا حرام نہین لیکن وہان فرق پردہ سے ہے عورت گوشہ پردے مین رہنا بات اور چال اور حرکات مین حرمت اسوقت ہوگی اگر عمداً کرے کسی شخص کی خلقت مین ویسی بات یا چلن ہے تو مستحق مذمت کا نہین لیکن اسکو لازم ہے اس حرکت کو بتدریج دفع کرے پھر دفع کرنا اگرچہ بتدریج ہو ممکن تھا اور اسکو دفع نہین کیا تو مستحق مذمت کا ہوگا معلوم کیجئے شباہت سے زجر جو حدیث مین آیا ہے ہر چیز مین مشابہت ممنوع ہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن دوسرے دلیلون سے معلوم ہوا مشابہت سے تشبہ لباس مین اور بعضے صفات و حرکات وغیرہ مین مراد ہے امور خیر مین تشبہ کرنا ممنوع نہین چوتھی وجہ خلق اللہ کی تغییر سے مراد اللہ تعالیٰ جس چیز کو جس کام کے واسطے پیدا کیا ہے اسکے خلاف مین برتنا اللہ تعالیٰ بہایم اور انعام کو سوار ہونے اور کھانے کے واسطے پیدا کیا ہی اسکو اپنے پر حرام کرنا جیسے بحیرہ اور سایبہ اور وصیلہ اور اللہ تعالیٰ سورج اور چاند اور تارے اور پتھر کو بندون کی منفعت کیواسطے پیدا کیا ہے سو انکی پرستش کرنا بندہ عاصی کہتا ہے تغییر سے علی العموم تغییر مراد ہونیکو کوئی چیز مانع نہین کیا واسطے تغییر باطنی ہوگی یا ظاہری تغییر باطنی مین فطرت الاسلام کا تغییر اور جوارح اور قوی کو ایسے کام مین استعمال کرنا کہ جس سے نفس کو کمال حاصل نہو اور اللہ تعالیٰ کی تقرب کا موجب نہ ہے داخل ہین تغییر ظاہری مین یا صورت کی تغییر ہے یا صفت کی صورت کی تغییر مین جانور کی آنکھ پھوڑنا اور آدمی وغیرہ کو خصی کرنا اور پچاڑنا اور دانتھ وغیرہ وغیرہ داخل ہین صفت کی تغییر مین بالونکو وصل کرنا اور لباس کو تغییر دینا اور لواطت اور چپٹا بازی اور بت وغیرہ کی پرستش کرنا بموجب مذکور بتفصیل کے مندرج ہوتے ہین واللہ اعلم معلوم کیجئے شیطان یہہ جو بولا سو یا حقیقت مین اسکا معتقد ہے یا اسکے حال کے دیکھتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہی وہ ہے جو شیطان نے اسکو جو کہا یا تو انسان کی حالت کو دیکھ کے قیاس و گمان سے برا یا فرشتون کو ان کی وحی ہوئی تھی سو اسکو سمجھکے کہا وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا اور جو کوئی پکڑے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کے پھر مقرر وہ تو ٹاپا یا صریح تو ٹا معلوم کیجیے کوئی شخص اللہ کو چھوڑ کے شیطان کو اپنا دوست اور رفیق نہین پکڑتا لیکن جو شخص اللہ تعالی کے احکام کو چھوڑ کے شیطان کے فریب دینے ہی کو اختیار کیا تو گویا شیطان کو اپنے نفس کا دوست ٹھہرایا اور اللہ تعالی کی دوستی کو ترک کیا جو شخص شیطان کو دوست ٹھہرایا تو اسکو بڑا خسارہ ہوا کیونکہ اسلے اللہ تعالی کی اطاعت سے آخروی بہت سے منافع علی الدوام کہ جنمین ضرر کی بو باس نہین اسکو ملتے ہین شیطان کی اطاعت سے بعضے منافع دینوی جنکو لعنتی کبھی ملتے ہین لیکن وہ بھی غمون مین اور دردون مین بھرے ہوے رہتے ہین یہہ دونون منافع جبکہ ہونا عقل کی رو سے حال ہے جو کوئی شیطان کی دوستی کا راغب ہوا تو ہلکے خسیس منافع کیواسطے بڑے منفعتون کو اور اشرف مطلبون کو ترک کیا پھر اس سے بڑھکے کوئی خسارہ نہین يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ انکو وہ وعدہ دیتا ہو اور انکو آرزو ڈالتا ہے یعنی شیطان اپنے دوستون کو اور چاہنے والون کو وعدے دیتا ہو اور توقعین بناتا ہو وعدے اور توقعین جو بناتا ہو اسطور پر ہوتا ہو انسان کے دلمین ڈالتا ہو تیری عمر ابھی بہت بڑی ہوگی تو دنیا کے لذتون کی اور نعمتون کی جو خواہش رکھتا ہے تجھکو حاصل ہوگی یہہ سب شیطان کے فریب ہین عاقل پر واجب ہے ان آرزون کی طرف نہ ڈھلکے شاید عمر دراز ہووے یا عمر دراز ہووے لیکن نعمتین حاصل نہووین اگر عمر دراز بھی ہوئی اور لذتین اور نعمتین بھی حاصل ہوئین لیکن موت تو ساتھ لگی ہے اُسکے چنگل سے چھٹکارا ممکن نہین پھر ان سب چیزون کی حسرت مین مرنا ہو بعضے کہتے ہین وعدے اور توقعین اسطور پر بتاتا ہو کہ نہ جنت ہی نہ دوزخ نہ حشر ہے نہ حساب سب جھوٹی باتین ہین تو اپنے دنیا کی لذتین حاصل کرلے وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا اور وعدے نہین کرتا انسے شیطان مگر دغا کے یعنی شیطان کے وعدے سب باطل اور فریب دینے کے ہین اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ایسون کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہ پاوینگے وہان سے بھاگنے کی جگہ یعنی دوزخ سے بھاگ کے اور کہین جانیکو راہ نہین کیا واسطے سب کی گذر دوزخ پر ہے ہی ہے جو لوگ شیطان کا حصہ ہین وہ کفار ہین انکو دوزخ مین صدا رہنا ہے اللہ تعالی کفار کے واسطے وعید ذکر کیا سو اسکے ساتھ

مومنوں کے وعدے کو ذکر کیا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے نیک عنقریب ہم انکو داخل کرینگے باغون مین کہ جنکے نیچے بہتی نہرین ہین رہینگے وہان ہمیشہ نہرین باغون کے نیچے بہنے سے باغون مین حویلیون کے نیچے سے نہرین بہنا مراد ہے فیہا کی ضمیر کی مرجع جنات ہے یعنی جنت مین ہمیشہ رہینگے ابدًا کی معنی ہمیشگی کہ جسکو انتہا نہین ابدًا ایک زمانۂ دراز کو کہتے ہین کہ جسکو انقطاع اور تجزی نہین معلوم کیجئے اللہ تعالے وعدے کے اکثر آیتون مین خالدین فیہا ابدًا کرکے فرماتا ہے خلود کا لفظ اگر مدام اور ہمیشہ رہنے کا فایدہ دیتا تو ابدًا ذکر کرنا مکرر ہوتا اصل تو اسکا خلاف ہے اس سے معلوم ہوا خلود کی معنی مکث طویل ہے یعنی دیر تک رہنا علی الدوام رہنا نہین خلود کے ساتھ ابدا کو جب ضم کیا تو معلوم ہوا اس سے مراد دوام ہے جو کبھی منقطع نہین ہوتا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وعدہ ہے اللہ کا سچا وعدہ کا لفظ مصدر ہے اوپر کے جملہ کی تاکید کے واسطے اسکو ذکر کیا گویا تقدیر یون ہے وَعَدَهُمُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَعْدًا یعنی وعدہ دیا انکو اللہ نے اسبات کا وعدہ دینا حقا بھی مصدر ہے تاکید کیواسطے اسکی تقدیر وحق ذلک حقا یعنی سچ کیا اسکو سچ کرنا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا اور کون ہے، اللہ سے بہت سچا بات مین مَنْ یہہ من موصولہ ہے استفہام کی معنی کو متضمن ہے اسکی تقدیر لا اَحَدَ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ ہے یعنی اللہ سے زیادہ سچا کوئی نہین قیلًا مصدر قال کا ہے جیسے قولا اور قالا اسکے مصدر ہین ابن السکیت نے کہا القیل اور القال اسم ہین مصدر نہین اس قول پر قیلًا کا نصب تمیز کی جہت سے ہے یہہ جملہ بھی اوپر کے جملہ کی تیسری تاکید ملیح ہے شیطان اپنی متابعت کرنے والون کو جھوٹے وعدے اور باطل آرزوئین جو تلاتا ہے اسکو رد کرنے اور شیطان کے فریب سے کہ جس سے زیادہ کوئی جھوٹا نہین اپنے کو بچانے اور اللہ تعالی کا وعدہ قبول کرنے اور اسکی تصدیق کرنی آوے اور حق ہونے پر آگاہ کرنے کے لئے ان تاکیدات کو ذکر کیا ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے اصدق الحدیث کتاب اللہ یعنی بہت سچی بات قرآن ہے ابن مسعود کے اس قول کو بخاری نے بھی روایت کی ہے لیکن انکی روایت مین احسن الحدیث کتاب اللہ کرکے آیا ہے لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ نہین ہے وہ تمہارے اور نہ اہل کتاب کے آرزوؤن پر اور نہ اہل کتاب کے آرزوؤن پر اسمین جمیع امنیہ کی ہے امنیتہ وہ بات

اضمار کے ہو ماخوذ ہے تمنی سے معنی دلمین کسی چیز کو ٹھہرانے اور اسکے تصور اور ارادہ کرنیکو کہتے ہین ایسی ٹھہرانے اور تصور کرنے سے دلمین صورت جو حاصل ہوتی ہو اسکو امنیہ کہتے ہین لیس کی ضمیر کی مرجع مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ضمیر کی مرجع امر ہو یعنی ثواب کا وعدہ جو اوپر کی آیت مین مذکور ہوا یعنی یہہ کام یعنی ثواب کا وعدہ جو کیا وہ نہ تمہاری آرزؤن پر متعلق ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزؤن پر بلکہ ایمان اور عمل صالح پر متعلق ہے بعضے کہتے ہین ضمیر کی مرجع ایمان اور دین کی وضع ہو جو اوپر کی آیت سے مفہوم ہوتی ہو یعنی ایمان اور دین کی وضع وہ آرزؤن پر نہین بعضے کہتے ہین ضمیر کی مرجع ثواب و عقاب کی طرف ہے یعنی نیک کام کا ثواب ملنا اور بد کام پر عقاب ہونا آرزؤن پر نہین اہل کتاب سے یہود اور نصاریٰ مراد ہین امانیکم کا خطاب سکو ہوا سمین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ کے مشرکون کو خطاب ہے وہ کہتے تھے ہمکو بعث ہو نہ حساب یہود و نصاریٰ کہتے تھے بہشت مین نہ جائینگے مگر یہودی یا نصرانی اور کہتے تھے ہم آتش مین نہ رہینگے مگر گنتی کے دن بعضے کہتے ہین خطاب مسلمانون کو ہے اور اسکے نازل ہونیکا سبب یہہ کہتے ہین کہ یہود اور نصاریٰ و مسلمان آپسمین اپنا اپنا فخر بیان کیے اہل کتاب کہے ہمارے پیغمبر تمہارے پیغمبر کے قبل ہین ہماری کتاب تمہاری کتاب کے آگے ہو ہمارا مرتبہ اللہ کے پاس بڑھکے ہو مسلمان کہے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیا ہین ہماری کتاب تمہاری کتابون پر حکم کرتی ہے اور ہم تمہاری کتاب پر ایمان لائے ہین تم ہماری کتاب پر ایمان نہین لائے ہمارا مرتبہ اللہ کے پاس بڑھکے ہو تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا لیس بامانیکم ولا امانی اہل الکتاب من یعمل سوءًا یجز بہ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی فضیلت بیان کیا اور بولا ومن احسن دینًا ممن اسلم وجہہ للہ الایہ یہہ بات مسروق اور قتادہ اور سدی اور ضحاک سے مروی ہے ابن جریر نے عوفی کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے من یعمل سوءًا یجز بہ جو کوئی برا کام کریگا اسکی سزا دی جائیگی بعضے کہتے ہین سوء سے مراد شرک و کفر ہے جو شخص کفر پر مریگا تو اسکو اسکے تمامی گناہون کی خواہ کبیرہ ہون خواہ صغیرہ سزا ملیگی اکثر مفسرین کہتے ہین یہہ حکم عام ہے مومن اور کافر سبکو شامل ہے لیکن یہہ سزا عام ہے آخرت مین ہو یا دنیا مین آخرت کی سزا کافرون کے لیے لازم ہے مومن کی سزا دنیا مین ہوتی ہے کہ کر صحیح حدیثون سے

ثابت ہوا ہی سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر
اور ابن المنذر اور ابن مردویہ اور بیہقی سنن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں جب
یہہ آیت نازل ہوئی من یعمل سوءا یجز بہ مسلمانوں پر بہت سخت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے قاربوا وسددوا یعنی میانہ روی اختیار کرو اچھی راہ چلو مسلمان کو جو کچھ سختی و برائی پہنچتی
ہے اسکے واسطے وہ کفارہ ہی یہاں تک کہ نکبت اسکو ہوتی ہے کانٹا اسکو چبھتا ہے نکبت کی معنی اور مضمون ہونا یہاں
نکبت سے ظاہر ہے اور امام احمد اور عدنی اور ہناد اور عبد بن حمید اور حکیم ترمذی اور ابن جریر
اور ابو یعلی اور ابن المنذر اور ابن حبان اور ابن السنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں اور حاکم مستدرک
میں اور بیہقی شعب الایمان میں اور ضیاء المقدسی کتاب المختارۃ میں ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہتے ہیں یا رسول اللہ یہہ آیت نازل ہوئی بعد ہمکو کیسا بہبودی ہوگی ہمیں یا تیکم ولا امانی اہل الکتاب
من یعمل سوءا یجز بہ ہمارے سے جو بدی ہوگی اسکی سزا ہمکو ملیگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای ابوبکر اللہ تمکو بخشے
تم بیمار نہیں ہوتے تمکو تعب نہیں ہوتا تمکو غم نہیں ہوتا تمکو سختیاں نہیں پہنچتیں ابوبکر کہے درست نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے ان بدیوں کی یہی سزا ہے ابن حبان اور حاکم اور ضیاء وغیرہ اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن
عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن المنذر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کرتے ہیں کہے میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا حضرت پر یہہ آیت نازل ہوئی من یعمل سوءا یجز بہ ولا یجد لہ من دون اللہ
ولیا ولا نصیرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای ابوبکر مجھ پر نازل ہوئی سو آیت کو تمہیں نہ پڑھوں
ابوبکر کہے بہتر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو پڑھے سو مجھکو معلوم ہوا کہ میری پیٹھ ٹوٹی
یعنی میری کمر بیٹھگئی یہاں تک کہ میں اسکے واسطے دہرا ہوا یعنی میں انکرائی لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے یا ابابکر تمکو کیا ہے میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہیں ہمارے میں ایسا کون ہے جس نے
بدعمل نہیں کیا اور ہم سب جو بدعمل کرتے ہیں ہمکو اسکی سزا ملیگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای ابوبکر تم
اور تمہارے اصحاب مومن ہیں انکو سزا دنیا میں ہی ہوگی اللہ تعالیٰ سے جب ملاقات کروگے تو تمہیں
گناہ نہ ہوگی دوسرے لوگوں پر یعنی جو مومن نہیں یہہ سب جمع رہے گی قیامت کے دن سزا ہوگی ترمذی نے کہا

یہہ حدیث غریب ہوا اسکی سند مین مقال ہے اور یہہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہت طریقون سے آئی ہے لیکن کوئی صحیح نہین بندہ عاصی کہتا ہے ترمذی نے ایسا ہی کہا لیکن اوپر کی طریق کو ابن حبان وغیرہ تصحیح کئے ہین سعید بن منصور اور امام احمد اور بخاری اپنی تاریخ مین اور ابن جریر اور ابو یعلی اور بیہقی شعب الایمان مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ کسی نے من یعمل سوءً ایجزبہ کی آیت کو پڑھکے کہا ہم جو عمل کرتے ہین اسکی سزا ہمکو جب ملے تو ہم سب ہلاک ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ بات پہنچی سو فرمائے درست مومن کو اسکے نفس مین اور جسد مین جو ایذا ہوتی ہے اس سے اسکی سزا دنیا مین ہوجاتی ہے حافظ ابو یعلی نے کہا اسکی سند صحیح ہے ابن راہویہ اپنی سند مین اور عبد حمید اور ابن جریر اور حاکم ابی المہلب سے روایت کئے ہین اُس نے کہا من یعمل سوءً ایجزبہ کی آیت کو پوچھے مین نے عایشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سفر کرکر گیا بی بی نے کہا دنیا مین تمکو جو پہنچتا ہے وہی سزا ہے ابن جریر نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابو داؤد طیالسی اور امام احمد اور ترمذی اور بیہقی علی بن زید بن جدعان سے روایت کئے ہین وہ اُمیہ بنت عبد اللہ سے روایت کیا ہے اُس نے کہی عایشہ رضی اللہ عنہا سے من یعمل سوءً ایجزبہ کی آیت کا سوال کی عایشہ کہے تو جو سوال کی وہ سوال مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تب کوئی مجھ سے سوال نہین کیا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تو فرمائے اے عایشہ ہذا محاسبۃ اللہ عبدہ یعنی یہہ اللہ تعالیٰ کا عتاب ہے جو بندہ سے کرتا ہے جسب چیزون کے جو اُس بندیکو پہنچتے ہین جیسی تپ اور غم اور کلفت یہان تک کچھ بوجھی اپنی آستین مین رکھتا ہے اور وہ اسکو نہ دیکھے گھبراتا ہے پھر دیکھا تو اپنے بغل مین ہی پاتا ہے یہانتک کہ اپنے گناہون سے نکل جاتا ہے جیسا سونا مس مین خالص ہوکے نکلتا ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے لفظ محاسبۃ اللہ کا عتاب سے ہے ہم اسکا ترجمہ کئے بعضے نسخون مین مبایعۃ اللہ واقع ہوا ہے اُسکا ترجمہ معاہدہ اور معاملہ ہوگا یعنی یہہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے اپنے بندیکے ساتھ عایشہ سے روایت کی سو عورت کا نام اُمیہ الف کی ضم احد میم کی فتح اور یا کی تشدید بعضے اسکو یا ساکن سے اور اُسکے بعد نون زیادہ کرکے امینہ کہتے ہین اُسکی کنیت ام محمد ہے وہ علی بن زید کی ہمشیرہ ہے حافظ المنذری نے اپنی اطراف مین کہا ترمذی کے قدیم صحیح نسخون مین ایسا ہی عن امیہ آیا ہے بعضے جدید نسخون مین عن امہ جو آیا ہے خطا ہے انمین حدیثون کے مانند ابن عمر

اور ابی بن کعب اور انس وغیرہ سے بھی مروی ہے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم ابی ہریرہ اور ابی سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہین فرمائے مسلمان کو کوئی بیماری اور کوئی تعب اور کوئی آزار اور کوئی غم یہان تک کہ کوئی اذا سی نہین پہنچتی ہے مگر اللہ تعالی اس مومن کے گناہون کا کفارہ اسکو کرتا ہی امام احمد اور مسدد اور ابن ابی الدنیا کتاب الکفارات مین اور ابو یعلی اور طبرانی اوسط مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم اور بیہقی ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو بیماریان جو ہوتے ہین انمین ہمکو کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ بیماریان گناہو نکا کفارہ ہین ابو سعید کہتے ہین ابی یعنی ابن کعب کہے اگرچہ وہ تھوڑی ہی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگرچہ ایک کانٹا اور اسکے فوق ہے ابن حبان اور حاکم اس حدیث کی تصحیح کئے ہین امام احمد اور بخاری اور مسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مسلمان کو کوئی مصیبت نہین پہنچتی مگر اسکو اللہ تعالی اس سبب کا کفارہ کرتا ہے یہان تک کہ ایک کانٹا بھی جسے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم اور حکیم ترمذی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مومن کو ایک کانٹا اور اس سے افزود چیز کی ایذا نہین پہنچتی مگر اس سے اللہ تعالی اس مومن کا ایک درجہ بلند کرتا ہی اور ایک گناہ اتارتا ہی وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ پائیگا اللہ کے سوائے اپنا حمایتی اور نہ مددگار معتزلہ اس آیت سے قیامت مین شفاعت نہ ہونیکی دلیل لیتے ہین اسکا جواب امام رازی اور زین البغدادی کہتے ہین جو لوگ کہتے ہین یہہ آیت کفار کے حق مین نازل ہوئی ہے تو انکے قول پر معتزلہ کی دلیل تمام نہین ہوتی اور جس نے آیت کو عموم پر حمل کیا ہی وہ کہتا ہے قیامت کے دن کوئی کسیکا حمایتی اور مددگار نہین جو اللہ سے بجاے انبیا کی اور ملائکہ وغیرہ کی شفاعت جو ہوگی اللہ تعالی کے اذن سے ہی ہوگی تو یہہ آیت شفاعت کو منافی نہین بندہ عاصی کہتا ہے اس کلام کی توضیح یہہ ہے قدرت والا آدمی ایک بے قدرت کو کچھ کرنا چاہتا ہے اور بے قدرت والیکا کوئی حمایتی اور مددگار ہوتا ہے تو بے قدرت والے کو اسکے پنجے سے بچاتا ہی یہہ حمایتی نہین کہا

مگر وہ شخص جو اُس قدرت والیکا ہمسر اور مقابلہ والا رہے یا قدرت والا کسی وجہ سے اس حمایتی کا مطیع اور محکوم یا محتاج رہے اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر اور مقابلہ والا نہین اور اللہ تعالیٰ کسیکا مطیع یا محکوم یا محتاج نہین انبیا وغیرہ سب اُسکے مطیع اور محکوم اور محتاج ہین کسیکو یہہ قدرت نہین جو اللہ تعالےٰ سے مقابلہ کرین اور گناہ گار کے حمایتی نہین شفاعت جو کرینگے تو التجا اسی قادر مطلق سے کرینگے اُسی کے جناب کبریائی مین دعا مانگینگے اللہ تعالیٰ انکی التجا کو قبول کریگا گناہ گار مومن کی گناہ بخشیگا اس سفارش سے انبیا وغیرہ اُسکے حمایتی نہین ٹھہرے تو آیت شفاعت کی منافی نہین ہوئی وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝

اور جو کوئی نیک کام کریگا مرد ہو یا عورت اور ایمان رکھتا ہوگا سو وہ لوگ پیٹھینگے بہشت مین اور ستم نہ کئے جاینگے تل بھر مسروق نے کہا اوپر کی آیت جب اُتری اہل کتاب کہنے لگے ہم اور تم برابر ہین تب یہہ آیت نازل ہوئی یدخلون کو ابو جعفر اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابو بکر یا کی ضم سے اور خا مجمہ کی فتح سے بنی للمفعول کے صیغے سے قرأت کئے ہین باقی کے قرایا کی فتح اور خا کی ضم سے بنی للفاعل کے صیغے سے قرأت کئے ہین ہمارا ترجمہ اسی قرأت پر ہے پہلی قرأت پر ترجمہ یون ہوگا وہ لوگ بیٹھیا یا جاوینگے بہشت مین حاصل دونون معنی کا ایک ہی ہے نقیر خرمہ کے تخم پر ایک نقطہ رہتا ہے کہ جہان سے مورد نکلتا ہے اس نقطہ کو نقیر کہتے ہین وہ نقطہ نہایت چھوٹا تل کے برابر رہتا ہے سو مبالغہ کی طریق پر اس سے تمثیل دی انکے اعمال کے ثواب سے ایک ذرہ بھی کم نہوگا مفسرین کہتے ہین مومن کو اُسکے غیر پر جو فضیلت ہے اُسکو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین بیان کیا اُسکا بیان یون ہے من الصالحات مین من جو ہے تبعیض کیواسطے ہے یعنی جو شخص بعضے صالحات کریگا من کو تبعیضیہ کہنے کیا واسطے جمیع صالحات کرنیکی قدرت کسیکو نہین اس سے معلوم ہوا کہ اس سے بعضے صالحات مراد ہین جب کوئی مومن رہ کے بعضے صالحات کریگا تو مستحق ثواب کا ہوگا مومن جو مرتکب کبیرہ کا ہے نماز پڑھے اور روزہ رہے اور دوسرے نیک عمل کرے تو دوزخ مین سدا نہ رہنے پر اس آیت مین بڑی دلیل ہے کیا واسطے اس آیت سے ثابت ہوا بعضے صالحات کرنے والے بہشت مین جاینگے فساق کے وعید مین آیتین جو آئے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوزخ مین جاینگے

اِن دونون آیتون کے نظر کرتے نفاق کے دو مقام ٹھہرے ایک جنت دوسری دوزخ سو اول بہشت
مین جاکے بعدہ دوزخ مین جانا بالاجماع باطل ہے معلوم ہوا کہ اوّل دوزخ مین جاکے بعدہ بہشت مین جانیوالے
حق بات یہی ہوئی وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ
اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا اور کون بہتر ہے دین مین اُس سے جو دھرا اپنا منھ اللہ کیواسطے اور نیکی مین
لگا ہوا ہے اور چلا ابراہیم کے دین پر جو ایک طرف کا تھا یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کا مطیع رہے اور نیک کام
کرے اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق پر چلے تو اُسکے دین سے کسیکا دین بہتر نہین اللہ تعالیٰ نے اوپر کی
آیت مین نجات حاصل ہونے اور جنت مین پہنچنے کیواسطے ایمان کا اور اعمال کا شرط لگایا اور اس آیت مین
ایمان کی شرح کیا اور اُسکی فضیلت دو وجہ سے بیان کی پہلی وجہ دین کی معنی لغت مین نرم ہونا گردن رکھنا
مطیع و فرمانبردار ہونا اور شرع مین اللہ کے احکام ماننا اور اُسکے فرمانبردار ہونا سو اسلام وہ دین ہے
جس مین اللہ تعالیٰ کی کمال عبودیت اور خضوع اور فرمانبرداری ہے دوسری وجہ اسلام وہ دین ہے
جسپر ابراہیم علیہ السلام تھے یہہ دونون وجہ دین اسلام کی فضیلت اور اسکی ترغیب کے سبب ہوئے پہلی وجہ کا
بیان یہہ ہے دین اسلام کی بنا دو امر پر ہے ایک اعتقاد دوسرا عمل اعتقاد کی طرف اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ سے
اشارہ کیا کیونکہ منھ اللہ کے واسطے دھرنے سے مراد ظاہر و باطن سے اللہ تعالیٰ کے مطیع اور
فرمانبردار ہونا اور طاعت بجا اللہ کو کرنا اور اپنے امور کو اللہ کے تفویض کرنا سو انسان اپنے دل
سے جب اللہ کو جانا اور اللہ کی ربوبیت اور اپنی عبودیت کا اقرار کیا تو اپنے کو اللہ تعالیٰ کا مطیع کیا
اس مطیع ہونیکو منھ دھرنے سے تعبیر کیا کیونکہ انسان کے اعضا مین منھ احسن اور اعلیٰ ہے جب اُسکو
دھرا تو گویا سب اعضا کو دھرا عمل کی طرف وہو محسن سے اشارہ کیا احسان کی معنی اللہ تعالیٰ کی عبادت
ایسی کرنا کہ گویا اُسکو دیکھتے ہین یا اللہ اُسکو دیکھتا ہے اسمین سارے حسنات کا کرنا اور گناہون سے
باز رہنا داخل ہوا اللہ اکبر قرآن شریف کی کیا فصاحت و بلاغت ہے ایک مختصر لفظ تمامی مقاصد اور
اغراض پر حاوی ہے معلوم کیجئے اسلم وجہہ للہ کا جملہ حصر کا فایدہ بخشتا ہے کیواسطے اُسکی معنی یہ ہوئی
اپنے نفس کو مخصوص اللہ پر ہی سونپا دوسرے کے تفویض نہین کیا اس سے یہہ نکلا کہ کمال ایمان حاصل ہوگا

مگر اسوقت کہ اپنے سب امور کو اپنے خالق کے تفویض کرے دوسروں سے بری ہووے اس سے معلوم ہوا جو شخص اللہ تعالیٰ کے غیر سے استعانت کیا تو اسکا طریقہ فاسد ہے مشرکین بتوں سے اعانت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہولاء شفعاؤنا عند اللہ وہبریہ اور طبیعیہ افلاک اور طبایع وغیرہ سے اعانت طلب کرتے ہیں یہود کہتے ہیں ہم انبیا کی اولاد ہیں ہمکو انکے سبب سے آخرت میں عقاب نہوگا نصاریٰ کہتے ہیں اللہ تین میں کا تیسرا ہے مجوس کہتے ہیں نیکیوں کا خالق یزدان ہے برائیوں کا خالق اہرمن ہے سو یہہ سب فرقے اللہ تعالیٰ کے غیر سے اعانت طلب کرتے ہیں معتزلہ حقیقت میں اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے مطیع ہی نہیں کرتے ہیں کیونکہ اسکے اعتقاد میں طاعت جس سے ثواب واجب ہو اور معصیت جس سے عقاب لازم ہے اپنے نفوس سے ہی ہے یہہ فرقہ حقیقت میں اپنے نفوس سے امید رکھا اور اپنے نفوس سے ڈرا اللہ تعالیٰ کو بیکار سمجھا اہل سنت تکوین تدبیر خلق ابداع سب کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں موجد اور موثر اللہ تعالیٰ ہی کو کر کر اعتقاد رکھتے ہیں تو اپنے منہ کو اللہ تعالیٰ کیواسطے رکھنے والے لوگ اور اللہ کے فضل پر اعتماد کرنے والے اہل سنت ہی ہوئے انکی نظر اللہ تعالیٰ کے غیر سے منقطع ہوئی تنبیہ ہمنے جو کہا اہل سنت اللہ تعالیٰ کے غیر سے استعانت نہیں کرتے سو اس سے استعانہ اور توسل اور تشفع نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا جایز ہونیکی دلیل نہیں ہوتی جیسا ابن تیمیہ اور اسکے تابعین کہتے ہیں بلکہ ان میں استعانت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط واسطہ ہیں محققین ایسا ہی کہتے ہیں اس بحث کو ہم تنبیہ الاغبیا فی حیات الانبیا میں بسط سے لکھے ہیں دوسری وجہ کا بیان یوں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کے دین کی طرف دعوت کرتے ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا اور افلاک کی عبادت سے ستاروں کی اطاعت سے اور بتوں کی پرستش سے منع کرنا اسوقت کے سب لوگوں کو معلوم تھا اور بتوں کے پاس مشہور تھا ابراہیم علیہ السلام کا دین نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا اسکے ماسوا سے اعراض کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت بھی ایسی ہی تھی اور خانہ کعبہ کے متعلق اعمال میں جیسے کعبہ کی طرف متوجہ ہونا اور اسکا طواف کرنا اور صفا مروہ کی سعی کرنا اور جمروں کی رمی کرنا اور عرفات میں وقوف کرنا اسکے سوا دوسرے بہت سے اعمال میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع سے قریب ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع سے قریب ہونا جب ثابت ہوا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع سبکے پاس
مقبول ہونا لازم ہوا کیا واسطے اکثر عربون کے نسب کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف پہنچنے سے اُنکو
کمال فخر تھا اور یہود و نصاریٰ بھی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین رہنے سے فخر کرتے تھے تو اس سے لازم آیا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع سبکے پاس مقبول ہونا یہان ایک اشکال ہے اسکی تقریر یون ہے تم جو کہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع ابراہیم علیہ السلام کی شرع کے مطابق ہے تو اُس سے لازم آتا ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شرع مستقل نہونا حالانکہ ایسا نہین تم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کو مستقل کہتے ہین اُسکا
جواب یہہ ہے ابراہیم علیہ السلام کی شرع ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع ملت مین داخل ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے
زیادات سے مخصوص کیا کہ جس سے شرع محمدی کا کمال و حسن زیادہ ہوا جو شخص اس شریعت کا تابع ہوا تو وہ
ابراہیم کی شرع کا بھی تابع ہوا کیا واسطے اُنکی شریعت اس شریعت مین داخل ہے اُنکی شریعت گویا جزو
ہوئی اور یہہ شریعت اُسکی کل عمل کل پر کیا تو جز پر بھی عمل ہوا حنیفاً کا لفظ حال ہے ابراہیم کا یا اتبع
کے فاعل کا جو متبوع ہے دونون کا حال ڈالنا بھی صحیح ہے اور ملۃ کو شرع کی یا دین کی معنی سے لیکے اُسکا
حال ڈالے تو بھی صحیح ہے حنیف کی معنی میل کرنے والا ابراہیم حنیف تھا یعنی باطل دینون سے مُنھ
موڑتا تھا حق دین پر جو اسلام ہے قایم تھا اسلام کے سوائے جتنے ہین سو سب باطل ہین معلوم کیجئے ایک
باطل دوسرے باطل سے جو اُسکا ضد ہے اگرچہ بعید ہے لیکن بطلان کی صفت کے نظر کرتے ایک
دوسرے سے قریب ہے حق جو ہے وہ ایک ہی ہے تو سب باطلون سے بعید ہوا جیسے مرکز ایک ہی
رہتا ہے دایرے کے سب اجزا سے نہایت بعد مین ہوتا ہے وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا
اور اللہ نے پکڑا ابراہیم کو دوست خالص خلیل فعیل کی وزن پر ہے فاعل کی معنی سے مشتق خلت سے
ہے خا کی ضم سے اُسکی معنی یارانہ اور محبت جو دل مین بیٹھ جاتی ہے یعنی خالص دوستی کہ جس مین کدورت
نہو خلیل کو اس معنی سے لیوے تو اُسکی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف صحیح ہوئی کیا واسطے اُنکے دل
مین اللہ تعالیٰ کی محبت ایسی ہی تھی ایسی محبت جب ہو تو اُنکو اللہ کے خلیل کہنا ثابت ہوا لیکن اس معنی
سے خلیل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا صحیح نہین ہوتا اس لئے اس سے توفیق وغیرہ دینے کا

خلت کی معنی

ارادہ کرنا اور اس لفظ کو بسبیل مقابلہ اور مشاکلہ کے لینا ایسا ہی اکثر وبیشتر مذکور ہوتے ہیں اور یہ بھی خلت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے سو وہ مشاکلے کی جہت سے ہے بعضوں نے کہا خلت کی معنی افتقار اور انقطاع یعنی محتاج ہونا اور کاٹے جانا خلیل اللہ کی معنی اللہ کی طرف محتاج اور اسکی طرف منقطع ہونے والا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہنے کیا واسطے اس لئے اپنی سب حاجتون میں اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہوا بعضے کہتے ہیں خلیل وہ جسکی محبت میں خلل نہ آوے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہنے کیا واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کامل محبت رکھتا تھا کہ جسمیں نقصان اور خلل نہیں تھا بعضون نے کہا خلیل ماخوذ خلت سے ہے خا کی فتح سے حاجت کی معنی سے حاجت کو خلت کہنے کیا واسطے انسان کے کامون میں حاجت کے سبب سے خلل آتا ہے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کہنے کیا واسطے حضرت نے اپنے فقر و فاقہ اور حاجت کو اللہ تعالیٰ کی طرف رکھے اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنا خلیل کرنیکی معنی بندہ کو اپنی طاعت کرنیکی اقتدار دینا اور اسکو گناہون سے باز رکھنا اور اسکو توفیق دینا اور اسکے خلقو کو پوشیدہ کرنا اور اسکو نصرت دینا اور اسکی شمار کرنا سو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی ثنا کی اور انکو لوگونکا پیشوا کیا تا لوگ انکی اقتدا کرین اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو کس جہت سے خلیل کیا سو اسمین اختلاف ہے کلبی نے ابوصالح سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مہمانون کے باپ تھے حضرت کا گھر سر راہ تھا جو شخص راہ سے گذر کرتا تو اسکی ضیافت کرتے ایکبار قحط سالی ہوئی لوگ کھانیکے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے گھر پر جمع ہوئے ابراہیم علیہ السلام کو ملک مصر مین ایک دوست تھا ہر سال اناج روانہ کرتا سو حضرت اپنے غلامون کے ساتھ اونٹ دیکے اناج کے واسطے اس دوست کے پاس روانہ کئے حضرت کا وہ دوست کہا ابراہیم اپنی ذات کے واسطے منگواتے تو ہم انکو دیتے لیکن لوگون کو دینے کیواسطے منگوائے ہین لوگون پر جو سختی ہے ہمپر بھی وہی سختی موجود ہے ہم لوگون کی کمک کر نہین سکتے ابراہیم علیہ السلام کے غلام خالی اونٹونکو لیکے وہان سے پھرے سو انکا گذر ایک سنگ ریزون پر سے ہوا وہ اونٹ کہنے لگے اونٹون کو خالی لیجانے سے شرمندگی ہوتی ہے یہانکی بالو خرجیون مین بھر لینا تا لوگ سمجھین ہم اناج لائے ہین

پھر بالو خرجیون مین بھر لیکے چلے اور ابراہیم علیہ السلام کو آکر خبر دئے اُسوقت سارہ یعنی ابراہیم
علیہ السلام کی بی بی سوتے تھے حضرت کے دروازہ پر لوگ جمع تھے اور اناج نہ آنے سے حضرت کو بہت فکر ہوگئی اسی
مین حضرت آرام کیلئے بی بی سارہ نیند سے ہشیار ہوئے دیکھے دن بہت چڑھگیا ہی سبحان اللہ کہے اور پوچھو غلام کچھ نہین آیا
تو کہے گو نیان بھر کے کچھ لائے ہین پھر بی بی جاکے گو نیون کو کھولے تو اسمین بہتر گیہون کی سوجی ہو پھر آٹا گوندکر روٹیان
پکانا اور لوگون کو کھلانا شروع کئے ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے روٹیان پکنے کی بو سونگھ کر کہے
اے سارہ یہہ آٹا کہان سے آیا بی بی نے کہا تمھارا خلیل یعنی دوست نے مصر سے بھیجا ابراہیم علیہ السلام کہے میرا
خلیل اللہ تعالی بھیجا ہے اس روز سے اللہ تعالی ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا کلبی ضعیف ہی حافظ سیوطی نے
کہا عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اپنے تفسیرون مین اس قصہ کو زید بن اسلم سے یون روایت
کئے ہین کہ زمین پر اول جبار ظالم حاکم ہوا سو نمرود تھا لوگ اُسکے پاس اناج خرید کر کر لیجاتے ابراہیم علیہ السلام
بھی اسکے پاس سے اناج خرید کرنے آئے اسکی عادت تھی لوگ آئے تو اُن سے پوچھتا تمھارا پروردگار کون ہی وہ
کہتے تو ہے ابراہیم علیہ السلام کو پوچھا تمھارا پروردگار کون ہی حضرت فرماتے میرا پروردگار وہ ہی جو لوگون کو جلاتا ہی اور
مارتا ہی نمرود نے کہا مین جلاتا اور مارتا ہون ابراہیم علیہ السلام فرمائے اللہ تعالی سورج کو پورب سے نکالتا ہی تو اُسکو
پچھم سے نکال کافر نے جواب سے عاجز ہوا اور اناج نہین دیا ابراہیم علیہ السلام وہان سے پھر کے چلے سو حضرت کا
گذر بالو کے سرخ یا سفید ٹیلے پر سے ہوا ابراہیم علیہ السلام کہے یہہ بالو لیکے جانا گھر کے لوگ اسکو دیکھے تو
اناج ہے کر کے انکے دل خوش ہونگے پھر اسکو بھر لیکے آئے اور گھر مین اُتار کے سوگئے انکی بی بی اُسکو کھولے
کیا دیکھتے ہین کہ اسمین بہت بہتر اناج کہ کوئی ویسا نہین دیکھا تھا موجود ہے پھر اُسکا کھانا تیار کر کے
ابراہیم علیہ السلام کے روبرو لاکے رکھے ابراہیم علیہ السلام کو اپنے گھر مین اناج نہین تھا سو معلوم تھا پوچھے
یہہ اناج کہان سے آیا انکی بی بی نے کہا تم اناج جو لے آئے ہین اسی مین کا ہے ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ اللہ تعالی
نے انکو رزق دیا سو اللہ تعالی کا حمد کئے ابن ابی شیبہ نے مصنف مین ابی صالح سے یون روایت کیا ہے
کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے لوگون کے واسطے اناج لینے آئے حضرت کو اناج میسر نہین ہوا حضرت کا گذر
سرخ بالو پر سے ہوا اسکو لیکے گھر کو آئے لوگ پوچھے یہہ کیا ہے کہے سرخ گیہون ہین اسکو کھولے تو اسمین

سرخ گیہون تھے اُسکو زمین مین بوئے تو خوشہ نکلتا سو جڑہ سے آنی تک اُسمین دانے رہتے انتہی ان آیتون سے خلیل اللہ ہونیکا یہ سبب ہمنا معلوم نہین ہوتا بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام جب آسمان زمین کے ملکوت کو دیکھے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی قوم سے بحث کئے اور انکو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت کئے اور انکو ستارون کی اور آفتاب مہتاب کی اور بتون کی پرستش سے منع کئے اور اپنے کو آتش مین ڈالنا قبول کئے اور اپنے فرزند کو قربانی کیواسطے پکڑے اور اپنا مال مہمانون مین صرف کئے تو اسواسطے اللہ تعالیٰ نے انکو اپنا خلیل اور لوگون کا پیشوا کیا اور نبوت اُنمین اور اُنکی اولاد مین مقرر کیا بعضے کہتے ہین ابراہیم علیہ السلام بتون کو توڑے اور اپنی قوم کی عداوت مول لئے اس لئے انکو اللہ تعالیٰ نے خلیل کیا بعضے کہتے ہین فرشتے انکے یہان جب آئے مہمان سمجھ کر گائی کا بچھڑا بھون کر لائے انکو کہے کھاؤ اس شرط پر کہ شروع مین اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور آخر مین اللہ تعالیٰ کا حمد کرنا جبرئیل کہے تم اللہ کے خلیل ہو اُس دن سے انکا نام خلیل اللہ ہوا ابن المنذر نے ابن ابزی سے روایت کی ہو کہ ابراہیم علیہ السلام فرشتے سے پوچھے کیا واسطے مجھکو اللہ تعالیٰ نے خلیل کر لیا فرشتے نے کہا تو بخشش کرنیکو اور آپنے لینے کو دوست رکھتا ہی بیہقی نے شعب الایمان مین عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو کہے ای جبرئیل کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل کر لیا تو کہے یا محمد اس کے لوگون کو کھانا کھلانے سے معلوم کیجیے واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا کا جملہ مستانفہ یا تذییل ہو اسکو ابراہیم علیہ السلام کے شرف اور انکی پیروی کرنا لایق ہونے پر آگاہ کرنے ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اُنکے دین کی پیروی کریگا بڑے منصبون کو پائیگا اس سے ہمارے دین کی پیروی کرنیکی ترغیب حاصل ہوئی کیا واسطے ہمارا دین ابراہیم علیہ السلام کے دین پر حاوی ہی تنبیہ بخاری اور مسلم ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے رب کے سوا مین کسیکو خلیل کر لیتا تو البتہ ابوبکر کو خلیل کر لیتا مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگر کسیکو مین اپنا خلیل کر لیتا تو ابوبکر کو خلیل کر لیتا لیکن ابوبکر میرے بھائی اور مصاحب ہین تمہارے صاحب یعنی اپنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل کر لیا ہی ترمذی اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے چند شخص حضرت کی انتظار مین بیٹھے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نکل کے اُنکے نزدیک پہنچے سو سُنے وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخلوقات میں سے
کسیکو خلیل کرلیتا ہے سو ابراہیم خلیل اللہ ہیں دوسرا کہتا ہے اس سے زیادہ اچنبا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے
کلام کیا ایک کہتا ہے عیسیٰ روح اللہ اور اسکا کلمہ ہیں ایک کہتا ہے آدم کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے نزدیک آکے اُنکو سلام کئے اور فرمائے میں نے تمھاری باتیں اور تمھارے اچنبا
کرنیکو سُنا مقرر ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور آدم
کو رب نے پسند کیا سو یہہ سب ایسے ہی ہیں سنو مقرر میں حبیب اللہ ہوں فخر سے نہیں کہتا اول شافع یعنی
شفاعت کرنیوالا اور مشفع یعنی شفاعت قبول کئے جانیوالا میں ہوں فخر سے نہیں کہتا اور جنت کے حلقہ کو اول
ہلانے والا میں ہوں پھر اللہ تعالیٰ جنت کو کھول کے مجھکو اُسمیں داخل کریگا میرے ساتھ مومنوں میں کے فقرا
رہینگے فخر سے نہیں کہتا ہوں اور قیامت کے دن سب اولین اور آخرین سے میں اکرم ہوں فخر کیواسطے نہیں
کہتا حافظ ابو القاسم حمزہ بن یوسف السہمی نے کتاب فضایل العباس میں واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم میں ابراہیم
کو پسند کیا اور ابراہیم کی اولاد میں اسمٰعیل کو پسند کیا بعد اسمٰعیل کی اولاد میں نزار کو پسند کیا نزار کی اولاد
میں مضر کو پسند کیا مضر کی اولاد میں کنانہ کو پسند کیا کنانہ کی اولاد میں قریش کو پسند کیا قریش میں بنی ہاشم کو
پسند کیا بنی ہاشم میں عبد المطلب کی اولاد کو پسند کیا عبد المطلب کی اولاد میں مجھکو پسند کیا اس حدیث کو
مسلم نے بھی روایت کی ہے لیکن اُنکی روایت میں اختصار ہے معلوم کیجئے حدیث میں اصطفے کا لفظ وارد ہوا ہے
اُسکا ترجمہ پسند کرنا اور چن لینا منتخب کرنا برگزیدہ کرنا غرض ابراہیم حبیب اللہ کے خلیل اور مصطفے ہیں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بھی خلیل اور مصطفے اور حبیب ہیں ابراہیم علیہ السلام کو مرتبہ خلت کا ہوا تو حضرت کو خلت اور محبت دونوں
کا مرتبہ ہوا خلت کا مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابراہیم علیہ السلام کو جو ہے اسمیں بھی فرق ہے مسلم حذیفہ
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے شفاعت کی حدیث طویل جو روایت کیے ہیں اُس میں آیا ہو لوگ ابراہیم
علیہ السلام سے شفاعت چاہینگے تو ابراہیم علیہ السلام کہینگے انما کنت خلیلا من وراء وراء یعنی میں اللہ کا خلیل
تھا وراء وراء کے تعالیٰ یعنی حجاب کے اُدھر سے تھا تم دوسرے کے پاس جاؤ الحدیث بعد لوگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آئینگے تو حضرت کہینگے مین شفاعت کرتا ہون تو اُس سے یہہ نکلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت مین جو مرتفع تھا اگر ابراہیم کے مانند وراز دوست خلیل رہتے تو حضرت بھی شفاعت کرنے سے عذر کرتے وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اللہ تعالی نے اوپر کی آیت مین بندون کو اپنی طاعت و عبادت کی طرف بلوایا اور اپنے مطیع اور فرمانبردار رہنے کا حکم کیا سو اب اپنی مملکت کی وسعت بیان کیا وہ اتنی بڑی ہے احاطہ سے یا ہر تا لوگون کو اُسکی طاعت کرنے پر ترغیب ہو وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا اور اللہ ہے ہر چیز کو گھیرنے والا یعنی اللہ تعالی کا علم اور اُسکی قدرت ہر چیز کو گھیرلی ہے کسی چیز کا علم اُس سے پوشیدہ نہین اور کوئی اُسکی قدرت سے خارج نہین وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ اور تجھ سے فتوی چاہتے ہین عورتون مین استفتا کی معنی فتوی چاہنا فتوی کی اصل معنی بیان کرنا بعد اُسکو شرع کے احکام جو مشکل ہین بیان کرنے مین استعمال کئے معنی آیت کی یون ہوا ای محمد لوگ تیرے سے عورتون کی شان اور اُنکا حال پوچھتے ہین عورتون کے کون سے حال سے سوال کئے سو اسمین دو قول ہین پہلا قول اُنکی میراث سے سوال کئے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ جاہلیت مین بچا بڑا ہوے تک اُسکو میراث نہین دیتے تھے اور عورت کو بھی میراث نہین دیتے تھے جب اسلام ہوا سو فتوی چاہے حاکم اُسکی تصحیح کی ہے دوسرا قول اُنکے نکاح سے سوال کئے یہہ قول عایشہ رضی اللہ عنہا کا ہے اُنکی حدیث کا لفظ اس سورے کی ابتدا مین ہم ذکر کئے بندہ عاصی کہتا ہے بعضے روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال دونون امر سے تھا ابن جریر اور ابن المنذر سعید بن جبیر سے یون روایت کئے ہین کہ جاہلیت مین وارث نہین ہوتا مگر وہی مرد جو بالغ رہے اور مال کی خبرداری اور اُس مین تجارت کر سکے چھوٹے بچون کو اور عورتون کو ترکے مین حصہ نہین تھا میراث کی آیت جو اس سورے مین نازل ہوئی اُس سے انکو شاق ہوا کہنے لگے لڑکا جو مال کی خبرداری نہین کر سکتا اور عورت جو وہ بھی ایسی ہی ہے بالغ مرد کی سی کیسی وارث ہوتے اُنکو آرزو تھی کہ آسمان سے کچھ حکم آوے اُسکی انتظار مین تھے دیکھے کچھ حکم نہین آتا کہے یہہ حکم ایسا ہی واجب ہو تو اسکو عدول کرنیکی طاقت نہین چاہئے اسکا سوال کرنا پھر جب اُسکا سوال کئے تو اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کیا وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ

وَرَدَ ۵۸ ۱۶ ع

قل اللہ یفتیکم فیھن وما یتلی علیکم فی الکتاب یعنی سورے کی ابتدا مین فی یتامی النسا اللاتی لا تؤتونھن ما کتب لھن وترغبون ان تنکحوھن سعید بن جبیر نے کہا لڑکی جب خوبصورت اور مالدار رہتی تو والی اسکا راغب ہوتا اور آپ اسکو نکاح کرتا اگر بھونڈی صورت اور محتاج رہتی تو خود نکاح نہین کرتا غیر کو نکاح کر دیتا ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہے جاہلیت مین کسیکے پاس یتیم لڑکی رہتی اور وہ اس لڑکی پر اپنا کپڑا ڈالتا تو اس لڑکی کو کوئی نکاح کرنیکی طاقت بھی نہین رکھتا پھر وہ لڑکی خوبصورت رہتی اور اس ولی کو بھاتی تو آپ اسکو بیاہ کرتا اور اُسکا مال کھاتا اگر بدصورت ہوتی تو کسی مرد سے اُسکو بیاہ کرنے نہین دیتا جب وہ مرجاتی تو اُسکا آپ وارث ہوتا اللہ تعالی نے اُسکو حرام کیا اور اُس سے نہی کیا اور بھی لڑکے چھوٹے اور لڑکیان کو وارث نہین کرتے سو اُس سے بھی منع کیا اور ہر ایک کو اُسکا کیا حصہ ہے سو بیان کیا قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ تو کہہ ای محمد اللہ فتوی دیتا ہے تمکو انمین یعنی اُن عورتون کی شان مین اور اُنکے حال مین وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ اور وہ جو پڑھا جاتا ہے تمپر کتاب مین شان مین یتیم عورتون کے جنکو تم نہین دیتے ہین وہ جو اُنکے لئے لکھا گیا ہے معلوم کیجیے عورتون کی ذات سے استفتا نہین ہوسکتا استفتا ہوگا مگر عورتون کی حالت اور صفت سے اُنکی کون سی حالت اور صفت سے سوال ہوتا تھا سو وہ حالت صفت آیت مین مذکور نہین اس صورت مین آیت مجمل ہوئی وما یتلی علیکم کا جملہ معطوف ہے لفظ اللہ پر یا یفتیکم کی ضمیر مستتر پر جو اللہ تعالی کی طرف پھرتی ہے گویا آیت کی معنی یون ہے عورتون کے حال مین تمکو اللہ اور کتاب فتوی دیتے ہین یعنی آیتین جو اُسکی کتاب مین نازل ہین وہ بھی فتوی دیتے ہین اس کلام کا حاصل یہہ ہے وہ لوگ عورتون کے کئی حالتون سے سوال کرتے انمین سے جن حالتون کا بیان نہین ہوا ہے ان حالتون مین تمکو اللہ تعالی فتوی دیتا ہے اور جن سوالون کا جواب قرآن مین مذکور ہوچکا ہے اُسمین مذکور آیتین فتوی دیتے ہین اس بیان سے معلوم ہوا کتاب سے مراد قرآن ہے اسمین پڑھی جاتی ہے سو آیت سے میراث کی آیتین مراد ہین ابن عباس کا قول یہی ہے ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہا مایتلی علیکم وفی الکتاب سے مراد

وہ آیت ہو جو سورے کی ابتدا مین میراث کے مقدمہ مین نازل ہوئی عایشہ رضی اللہ عنہا کے قول پر ما تُتلی علیکم فی الکتاب و ان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ کی آیت ہو جو سورے کی ابتدا مین مذکور ہوئی بعضے کہتے ہین ما تتلی علیکم مبتدا ہو فی الکتاب اُسکی خبر یہہ جملہ معترضہ ہے اور کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اس جملہ کو ذکر کرنیکا فایدہ اس آیت کی تعظیم بیان کرنا ہو معلوم کرین یتیمون کے حق مین عدل و انصاف کرنا اللہ تعالیٰ کے پاس بہت عظیم امر ہے اُسکی رعایت کرنا اور اسکی محافظت کرنا واجب اور دین کے مہلت مین ہے اسمین خلل کرنے والا ظالم ہو اللہ تعالیٰ نے جسکی تعظیم کی ہے اُسکو حقیر سمجھتا ہے یتامی النسآء مین یتامی کی اضافت نسار کی طرف جو ہوئی اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہو اُسکا اصل النسار الیتیٰ تھا یعنی عورتین جو یتیم ہین یہہ مذہب کوفیون کا ہو بصریون کے نحویون کے مذہب پر وہ موصوف وصفت نہین بلکہ یہان مضاف کی تقدیر ہو اسکا اصل یتامیٰ اولاد النسار ہو یعنی یتیم لڑکیان عورتون کے میراث کی آیت اُم کجھہ کی شان مین نازل ہوئی جو کہتے ہین اُنکا قول اس تقدیر کو تایید کرتا ہو اللاتی لا تؤتونہن آہ یہہ موصول اپنی صلہ کے ساتھ یتامیٰ کی نعت ہو معلوم کیجئے جو لوگ کہتے ہین یہہ آیت میراث کے مقدمہ مین نازل ہوئی انکے قول پر لا تؤتونہن ما کتب لہن سے مراد ترکہ ہو یعنی تم انکو نہین دیتے میراث جو اُنکے لئے اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہو جو لوگ کہتے ہین آیت نکاح کے مقدمہ مین ہے انکے قول پر اس سے مہر مراد ہو یعنی تم انکو نہین دیتے مہر جو ولیسی عورت کے واسطے ہو آیت دونون مقدمون مین نازل ہوئی کہے تو اُنکے قول پر بھی یہہ جملہ میراث کے مقدمہ مین ہوتا ہو وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ معلوم کیجئے رغب کا لفظ خواہش کی معنی اور نفرت کی معنی سے آیا ہو جو لوگ خواہش کی معنی سے لیتے ہین تو یہان بعضے فی کی تقدیر کرتے ہین اُسکا اصل وترغبون فی نکاحہن کہتے ہین اس تقدیر پر معنی یون ہوگی تم لالچ کرتے ہین انکے نکاح مین یعنی انکے مال کو اور جمال کو دیکھکر کم مہر سے نکاح کرنا چاہتے ہین جو لوگ نفرت کی معنی سے لیتے ہین تو عن کی تقدیر کرتے ہین اُسکا اصل وترغبون عن نکاحہن کہتے ہین اس تقدیر پر معنی یون ہوگی تم نفرت کرتے ہین اُنکے نکاح سے یعنی انکی صورت بُری رہنے سے اور اُنکو جمال نہ ہونے سے اُنکے نکاح سے نفرت کرتے ہین اور مال کی طمع سے انکو کسی سے بیاہ بھی نہین کر دیتے وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ اور بے بس لڑکون سے اُسکے عطف مین تین وجہ ہین پہلی وجہ یتامیٰ النسآء پر

معطوف ہی یعنی وہ جو پڑھا جاتا ہی تمہیر کتاب مین ہے پس لڑکون کی شان مین اسوجہ پر کتاب مین پڑھی جاتی سو چیز سے مراد یوصیکم اللہ فی اولادکم کی آیت ہے جاہلیت مین چھوٹے لڑکون کو بھی میراث نہین دیتے تھے دوسری وجہ فیہن کی ضمیر پر عطف ہی یہہ مذہب کوفیون کا ہی تیسری وجہ فیہن کی محل پر معطوف ہی یہہ مذہب بصریون کا ہی ان دونون وجہ پر معنی یون ہونگی اللہ تمکو فتوی دیتا ہی بے پس لڑکون کے کہ انکا حق انکو دیا کرنا وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ اور یہہ کہ قایم رہو یتیمون کے حق مین انصاف سے والمستضعفین کے عطف مین تین وجہ جو ذکر ہوئے اُسمین بھی وہ وجہین جاری ہوتے ہین پہلی وجہ پر مستضعفین کے حق مین پڑھی جاتی سو آیت ہے ولاتاکلوا اموالہم الی اموالکم وغیرہ آیتین ہین جو مذکور ہوئین اس جملہ کو محذوف فعل کا مفعول ڈالے تو بھی جایز ہے اُسکی تقدیر یون ہوگی و یامرکم ان تعطوا آہ یعنی اللہ امر کرتا ہی تمکو یتیمون کے حق مین انصاف سے قایم رہنا اُنکی میراث اور مہر پورا ادا کرنا وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِہٖ عَلِیْمًا ۝ اور جو کروگے کچھ بھلائی سو مقرر اللہ اُسکو جانتا ہی یعنی تم نیکی ذری بھی کرو اللہ اُسکو جانتا ہی تمکو اُسکی جزا دیگا اور تمھاری نیکی باطل نہ کریگا وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِہَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَہُمَا صُلْحًا اور اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند سے کیٹ کو یا کنارہ کشی کو تو گناہ نہین دونون پر کہ کرلین آپسمین کچھ صلح ابو داؤد طیالسی اور ترمذی اور ابن المنذر اور طبرانی اور بیہقی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ سودہ یعنی بنت زمعہ ام المومنین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دینے کا اندیشہ ہوا سو کہے یارسول اللہ مجھکو طلاق مت دو میری باری کا دن بھی عایشہ کو دو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیے تب یہہ آیت نازل ہوئی وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا الآیہ ابن عباس کہے پھر عورت مرد آپسمین جو صلح کرتے ہین وہ جایز ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ابن سعد اور ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی سنن مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بی بیون کے پاس رہنے مین ایک کو دوسری پر فضیلت نہین دیتے تھے اور نادرون تھا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بی بیون کے پاس نہین آئے سو مگر ہر روز سب بی بیون کے پاس گشت پھرتے اور ہر ایک بی بی کے نزدیک آتے مگر اُسکو مس نہین کرتے آخر جسکے پاس رہنے کا دن ہے

(کذا فی الحاشیہ نقلا عن ۱۲)

ہے اسکے پاس رہتے سو وہ بنت زمعہ کی عمر جب بڑی ہوگئی اور اُنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دینے
کا اندیشہ ہوا تو عرض کئے یارسول اللہ میرا دن مین نے عایشہ کو دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو قبول
کئے عایشہ کہتے ہین اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا الآیہ حاکم نے
اس حدیث کی تصحیح کی ہے اس قصہ کا اصل صحیحین مین بھی آیا ہے لیکن آیت اس مقدمہ مین نازل ہونی
کر کر مذکور نہین حاکم نے زہری کی طریق سے وہ سعید بن المسیب سے اور سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے
کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو ایک عورت تھی اُسکی جب عمر بڑی ہوئی دوسری ایک جوان عورت
کو اوسپر نکاح کرکے لے آئے اسکو زیادہ چاہنے لگے اول کی عورت کو اُسکا چرس ہوا رافع اسکو ایک طلاق
دیئے عدت کے ایام جب تھوڑے رہے رافع اُس بڑی عورت کو کہے تیری مرضی ہو تو مین رجعت کرلون
لیکن تو اپنے نہ چاہنے پر صبر کرنا نہین تو مین تجھکو چھوڑ ڈالتا ہون بڑی جورو کہی رجعت کر پھر اُس سے
رجعت کئے اُس نے صبر نہ کی پھر دوسرا طلاق دیئے اور جوان عورت کو چاہنے لگے یہہ وہی صلح ہے
جو ہمکو پہنچا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسپر نازل کی ہے وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا
حاکم کہا یہہ حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر مستدرک مین حدیث یون ہی وارد ہوئی ہے سیوطی نے اس حدیث
کو مالک اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر سے بھی روایت کئے ہین کرکے کہا ہے لیکن مالک
موطا مین زہری سے وہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہا رافع بن خدیج کے پاس
عورت تھی سو اسکی عمر بڑی ہوئی اُسکے اوپر دوسری جوان عورت کو نکاح کرکے لے آئے اور جوان عورت
کو چاہنے لگا بڑی عورت اپنے کو طلاق دو کرکے قسمین دینے لگی پھر اسکو ایک طلاق دیئے جب عدت کے
دن تمام ہونیکے قریب پہنچے اس سے رجعت کئے لیکن جوان عورت کو ہی چاہتے تھے پھر طلاق دو کرکے
قسمین دینے لگی تب دوسرا طلاق دیئے بعد اُسکو کہے تیری مرضی ہو تو اسکے چاہنے پر نظر نہ کریگی
تو اپنے حال پر رہنا نہین تو مین تیرسے فرقت کرتا ہون پھر اُس نے اُسکے چاہنے کو اختیار کی سو
بڑی عورت کو وہین رکھے وہ عورت کو اس حال پر رہنے کو رافع گناہ نہین سمجھے امام شافعی اور
سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی سعید بن المسیب سے روایت کئے ہین کہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی

لڑکی رافع بن خدیج کے نکاح مین تھی اُسکی عمر بڑی رہنے سے یا اور کوئی بات رافع کو پسند نہ پڑی
اُسکے طلاق دینے کا ارادہ کیا اُس نے کہی مجھکو طلاق دو تمھاری مرضی میرے پاس جسطرح رہنے کی ہو رہین
رہو پھر وہ دونون مکے آپس مین صلح کرلئے اسی پر سنت جاری ہوئی اور قرآن نازل ہوا وان امراۃ
خافت من بعلہا الایہ ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہا یہہ آیت ابوالسنابل بن بعلک رضی اللہ عنہ
کی شان مین نازل ہوئی ابن ابی شیبہ اور بخاری اور ابن جریر اور ابن المنذر وان امراۃ خافت من
بعلہا نشوزا الایہ کی تفسیر مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے یون روایت کیے ہین کہ کہے کسی مرد کے پاس عورت
رہتی ہے اس سے استکشار نہین کرتا ہے یعنی اس سے محبت اور معاشرت اور ملاطفت نہین رکھتا ہے
اُسکے فراق کا ارادہ کرتا ہو تو وہ عورت کہتی ہے میرے امر مین تجھکو حلال کردی اُس پر یہہ آیت نازل
ہوئی طیالسی اور ابن ابی شیبہ اور ابن راہویہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی روایت کیے
ہین کہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا سوال کیے علی رضی اللہ عنہ فرمائے ایک دکے پاس
دو عورت ہوتے ہین انمین کی ایک عورت عاجز ہو جاتی ہے یا بدصورت ہوتی ہے مرد اوس سے فراق
کرنے کا ارادہ رکھتا ہے بھی وہ عورت اپنے مرد سے صلح کرتی ہو کہ اپنے پاس ایک شب رہے دوسری کے
پاس چند شب رہا کرے اور اپنے سے فراق نہ کرے عورت اپنی خوشی سے جو کہتی ہے اُسکے موافق کرنے
مین کچھہ مضایقہ نہین اس بات سے ٹل جاوے تو مرد دونون مین مساوات کرنا ابن عباس اور عمر رضی اللہ عنہم
سے بھی اُسکے مانند آیا ہے معلوم کیجئے عبارت کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھی جواب ہے
فتوی کا جو عورتون کے باب مین کیے تھے خافت کو بعضے علمت کی معنی سے لیتے ہین یعنی اگر عورت جانے
بعضے ظنت کی معنی سے کہتے ہین یعنی اگر عورت گمان کرے بعضے کہتے ہین خوف کو علم کی یا ظن کی معنی سے
لینے کی حاجت نہین بلکہ اس لفظ کی اصل معنی لینا درست ہے یعنی ڈری اور اسکو اندیشہ ہوا لیکن
یہہ ڈر نہو گا مگر جبکہ اُسکے پاس قراین اور علامات سے ظاہر ہو بعل کی اصل معنی سید یعنی صاحب اور خاوند
ہے بعد اسکو شوہر کی معنی مین استعمال کیے کیونکہ مرد اپنی عورت کے صاحب کی سی ہوتا ہے نشوز
نشز سے مشتق ہے نشز بلند زمین کو کہتے ہین بعد اسکو مرد و عورت کی ناموافقت مین استعمال کیے

اور کہے عورت نشوز کی یعنی اپنے شوہر کی نافرمانی کی اور اس سے کپٹ رکھی مرد اپنی عورت سے نشوز کیا یعنی اسکو مارا اور اسپر ستم کیا اور دوستی کو توڑا اعراض کی معنی منہ موڑنا کنارہ کشی کرنا حاصل دونون لفظ کا یہ ہے مرد اپنی عورت سے نفرت کرنا اسکو بیوجہ چڑھا کے دیکھنا اس سے ہم بستر ہونیکو ترک کرنا اس سے بیپروائی کرنا اور بیدردی عورت کی محبت مین لگنا بعضی کہتے ہین نشوز سے مراد اس سے بدخلقی مین سختی کرنا اعراض سے مراد اس سے منہ موڑنا اسکے بھلے برے سے خاموشی اختیار کرنا یا دوسری عورت کے دھندے مین لگنا فلاجناح علیھما نہین ہے جناح دونون پر یعنی مرد اور عورت پر گناہ نہین ان یصلحا اسمین دو قراءت ہین عاصم اور حمزہ اور کسائی اور خلف یصلحا پڑھتے ہین یا کی ضم سے اور صاد کی سکون سے اور لام کی کسر سے باب افعال کا مضارع اصلاح سے اصلاح کی معنی سدھارنا ٹھیک کرنا اس قراءت پر معنی یون ہوگی گناہ نہین ان دونون پر یہ کہ ٹھہراوے آپس مین کچھ صلح باقی کے قراء یصالحا پڑھتے ہین یا کی فتح سے صاد کی تشدید سے اسکے بعد الف ہے باب تفاعل کا مضارع تصالح سے یعنی آپسمین صلح کرنا اسکا اصل یتصالح تھا تاء افتعال کو صاد سے بدل کے اور صاد کو صاد مین ادغام کئے یعنی گناہ نہین دونون پر کہ طلاب کرے آپسمین کچھ طلاب حاصل دونون قراءتون کا ایک ہی ہے معلوم کیجئے صلح ہوگا مگر اسی مین جو اپنے حق سے کسی چیز کو چھوڑ دیوے عورت کا حق اسکے شوہر پر تین امر مین ہے مہر اور نفقہ اور قسم یعنی متعدد عورتین اسکے نکاح مین ہون تو ہر ایک کے پاس ایک شب رہنا ان تینون چیزون مین سے کسی چیز کو مرد ادا نکرے تو عورت کو اسکا طلب کرنا پہنچتا ہے مرد کو انکے ادا کرنیکے واسطے جبر کرینگے عورت اپنے حقوق سے کوئی حق کو چھوڑ دی مثلاً مہر معاف کردی یا نفقہ یعنی خرچی کی وغیرہ معاف کردی یا قسم کو یعنی باری سے اسکے پاس رہنا جو ہے اسکو چھوڑ دی تو جایز ہے اسمین کچھ گناہ نہین معلوم کیجئے اس صلح مین شوہر پر گناہ نہین ہے کرکے فرمایا کیا واسطے مرد عورت کا کچھ حق لیا تو گمان تھا کہ یہہ لینا رشوت کی قسم سے ہوا اسکے لینے مین گناہ ہے سو اسکی گناہ کی نفی کیا عورت پر گناہ نہین کرکے فرمایا حالانکہ وہ کچھ لیتی نہین ہے بلکہ اپنا حق غیر کو دیتی ہے کیا واسطے تا معلوم ہو کہ یہہ صلح رشوت کی قسم سے نہین ہے کہ جسکا لینا اور دینا دونون حرام ہین اگر عورت صلح کرنیکے بعد پھر اپنے نفقہ کا یا قسم کا دعوی کرے یا صلح پر راضی نہووے تو شوہر پر لازم ہے

اُنکا حق ادا کرنا یا اُس سے فراق کرنا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ اور صلح خوب چیز ہے یہ جملہ معترضہ ہے ان امراۃ
ین اور دو ان تحسنوا ین جو معطوف علیہ اور معطوف ہین واقع ہوا ہے اس جملہ کو ذکر کرنیکا فایدہ یہ ہے
لاجناح علیہما کہنے سے وہم ہوتا تھا کہ یہ صلح مرغوب نہین کیا واسطے صلح رخصت ہی غایت امر اسمین گناہ نہین
اس وہم کو دور کرنے فرمایا کہ صلح خیر ہے اس صلح مین جیسے جناح اور گناہ نہین ویسا ہی اسمین بہت سے خوبیان
اور بڑی نفع ہے معلوم کیجئے الصلح مین لام تعریف جو ہے اُسکو بعضے استغراق پر حمل کرتے ہین یعنی جتنے صلح ہین
وہ سب خوب چیز ہین بعضے اُسکو عہد ذکری کا کہتے ہین یعنے مذکور صلح جو عصمت مرد مین ہوتا ہی خوب چیز ہے
اس اختلاف کا مشار اصولیون کا قول ہے مفرد پر الف ولام تعریف کا داخل ہووے تو عموم کا فایدہ
بخشتا ہی یا نہین اکثر تو کہتے ہین فایدہ عموم کا بخشتا ہی امام رازی کہتا ہے عموم کا فایدہ نہین بخشتا جو لوگ
عموم پر حمل کرتے ہین اُنکے یہان اگر اوپر ایک معہود مذکور ہو تو وہان عموم پر حمل کرنا اولی ہے یا معہود سابق
پر حمل کرنا اولی ہے اوس مین اختلاف ہے اصح قول پر معہود سابق پر حمل کرنا اولی ہے یہان الصلح کا لفظ
مفرد لام تعریف کے ساتھ آیا ہی لیکن وہ ان لصلحا بینہما صلح کے بعد واقع ہوا ہے اصح قول پر الصلح سے وہی صلح مراد
ہوگا جو مرد عورت مین ٹھہرا مطلق صلح مراد نہ ہوگا اس جملہ سے یعنے انکار پر صلح کرنا جایز ہونیکی دلیل جو ہے یعنے ین
سو بات ہماری تقریر سے ساقط ہوئی خیر کا لفظ احتمال رکھتا ہی تفضیل کیواسطے رہی اسکا مفضل علیہ محذوف
ہے اُسکی تقدیر یون ہے خیر من النشوز والاعراض یا یون ہو خیر من الفرقۃ یعنی صلح نشوز و اعراض کے دیکھتے
یا فرقت کے دیکھتے بہت خوب ہے احتمال رکھتا ہے خیر کا لفظ تفضیل کیواسطے نہین بلکہ مجرد صفت ہی یعنی صلح کرنا
ازجملہ خوبیون کے ایک خوبی ہے جیسے خصومت کرنا ازجملہ بدیون کے ایک بدی ہے ابوداود اور ابن ماجہ اور
حاکم اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ابغض الحلال
الی اللہ الطلاق یعنی حلال چیزون مین کا ابغض چیز اللہ کے پاس طلاق ہے ایک روایت مین آیا ہو ما احل اللہ
شیئاً ابغض الیہ من الطلاق یعنی اللہ تعالی کسی چیز کو حلال نہین کیا جو وہ مبغوض ہو اللہ کے پاس طلاق سے
ابوداود کی سند کے رجال ثقات ہین حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ذہبی نے اسکی تصحیح کو مسلم رکھا اور
بولا اسکی سند مسلم کی شرط پر ہے دمیری اور حافظ السیوطی اور زکریا انصاری وغیرہ اس حدیث کو صحیح کہتے
ہین

لیکن اُسکے وصل و ارسال مین اختلاف ہو ابو داؤد اس حدیث کو دونون وجہ سے یعنی مرسل اور موقوف روایت کی ہے ابو حاتم اور بیہقی اُسکے ارسال کو ترجیح دیتے ہین دار قطنی نے کہا اسکا ارسال اشبہ ہو حافظ المنذری نے کہا مشہور ارسال ہی ہے ابن ماجہ نے دوسری طریق سے اس حدیث کو موصول روایت کی ہے لیکن اُسکی سند مین عبد اللہ بن الولید الوصافی ہے وہ ضعیف ہو ابن الجوزی نے اس حدیث کو اپنی علل المتناہیہ مین ابن ماجہ کی طریق سے روایت کرکے وصافی کی جہت سے اسکو ضعیف کہا ہے حافظ عسقلانی نے کہا وصافی اسکی روایت سے منفرد نہین ہو ایلکہ معروف بن واصل بھی اُسکی متابعت کی ہے انتہی معلوم کیجیے اس حدیث مین طلاق کی وصف حلیت اور مبغوضیت سے جو وارد ہوئی اُس سے معلوم ہوا اسمین دو جہت ہین ایک جہت سے وہ حلال ہے دوسری جہت سے مبغوض ہے حلیت کی جہت اسکی ذات کے نظر کرتے ہو طلاق فی نفسہ نہ حرام ہے نہ مکروہ مبغوضیت کی جہت امر عارض کے لحاظ کرتے ہو وہ دونون کی دوستی مین خلل آنا محبت جاکے عداوت مبغوضیت ہونا رشتہ اتفاق کا منقطع ہونا یہ اُسکے مبغوض ہونے کا سبب ہوا اس جہت سے مبغوض ہوا اسی واسطے شیطان مرد عورت مین مفارقت ہونیکو نہایت دوست رکھتا ہو کیا واسطے عورت اپنے مرد کے تقیید مین رہنے سے دونون بہت سی منہیات سے محفوظ رہتے ہین رشتہ دوستی کا مضبوط رہتا ہے جب طلاق سے یہ رشتہ ٹوٹ جاوے تو شیطان کا مقصود حاصل ہوا اس جہت سے اللہ نے اُسکو مبغوض رکھا خطابی نے کہا طلاق کی کراہت طلاق دینے کے سبب کی طرف رجوع کرتی ہے جو بد معاشرت اور قلت موافقت ہے نفس طلاق کی طرف رجوع نہین کرتی یعنے کہتے ہین مبغوض طلاق وہ بطریق نامشروع رہے اُسکے نظر کرتے ہمارے فقہا کہتے ہین طلاق پانچ قسم پر ہوتا ہے حرام مکروہ واجب مندوب مباح طلاق حرام جیسے حیض مین بے عوض یا عورت کے بن خواہش کے طلاق دینا یا اسکے پاس مثلاً چار عورت تھین اُن کے پاس رہ کے چوتھی کی باری کا دن آیا تو اُسکے پاس رہکے اسکو طلاق دیا سو یہہ طلاق حرام ہے۔ طلاق مکروہ جیسے عورت اُسکی اطاعت مین ہے اُس سے بیجا امر کوئی صادر نہین ہوا بے سبب اُسکو طلاق دیا سو یہہ طلاق مکروہ ہے طلاق واجب مثلاً عورت سے ایلا کیا چار مہینے گذرے بعد عورت اپنا حق طلب کی تو شوہر پر اُسکی طرف رجوع کرنا یا اسکو طلاق دینا واجب ہے اگر دونون امر سے کسیکو نہ کرے تو قاضی اسکو ایک طلاق رجعی دیتا یا عورت مرد مین نا اتفاقی ہونے سے

قاضی نے حکمین کو مقرر کیا حکمین طلاق مین مصلحت ٹھہرائے تو طلاق دینا واجب ہوا مندوب طلاق مثلاً عورت عصمت والی نہین ہے یا حدود الٰہی پر قایم نہ رہنے کا اندیشہ ہے تو طلاق دینا مندوب ہے مباح طلاق یعنی اُسکے دونون جانب مساوی رہے سو امام نووی نے کہا یہہ اُسکی صورت نہیں پائی جاتی ابن الرفعہ وغیرہ اسکی مثال ایسی کہتے ہین کہ مرد کو اس عورت کی خواہش نہین اُسکو چپ بٹھلا کے خرچ چلانیکے واسطے اسکا جی راضی نہین سوا ایسکی طلاق دینا مباح ہے وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ اور دھری گئی ہے نفسون کے سامنے کنجوسی شح شدت بخل کو کہتے ہین اُسکی حقیقت بخیلون کی منع پر حرص کرنا اس جملہ کا حاصل معنی یہہ ہے کنجوسی انسان کے نفس کے روبرو حاضر ہے اُس سے پوشیدہ نہین ہوتی یعنی اسکے نفس کو لازم ہے اور اسکی جبلی ہے اُس سے بالکل جدا نہین ہوتی عورت اپنا حق شوہر کو چھوڑنے سے بخل کرتی ہے اور شوہر اپنی عمر اُسکے ساتھ گذران کرنے سے بخل کرتا ہے وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا اور اگر تم نیکی کروگے اور پرہیزگاری کروگے تو اللہ تمھارے سب کاموں کا داتا ہے اس جملہ کا خطاب شوہرون کو ہے یعنی تم شوہرین اپنی عورتون کے ساتھ خوبی سے چلینگے اور اُنکے قصور سے درگذرینگے اور انکے حق کو تلف کرنے سے اللہ کا خوف کرینگے تو اللہ اُسکو جانتا ہے تمکو نیکی کی جزا دیگا بعضے کہتے ہین اس جملہ کی معنی یون ہے عورت تمھارے پاس ناپسند رہنے کے تم اسکے پاس بود و باش کرینگے اور اسپر ظلم و ستم کرنے سے اللہ کو ڈروگے تو اللہ کو تمھارے سب کاموں کی خبر ہے تمکو نیکی کی جزا دیگا بعضے کہتے ہین اس جملہ کا خطاب عورت دونون کو ہے یعنی آپسمین مصالحت کرنیکو تم اختیار کروگے اور ایک ہی کی طرف میل کرنیکو دڑوگے تو اللہ تعالیٰ تمکو جزا دیگا وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ اور تم ہرگز عورتون کو برابر رکھنا نہ سکوگے اگرچہ اُسکا شوق کرو یعنی محبت اور دل کی میلان اپنے سب عورتون سے برابر رکھنے کو چاہوگے تو تم سے نہو سکیگا اگرچہ تم اُسکی رغبت کروگے کیونکہ یہہ امر تمھارے اختیار مین نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین عورتون کو برابر رکھنا یعنی محبت اور جماع کرنے مین نہ سکوگے فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ سو کچھ نہ کرو پوری کبھی یہان تک ڈال کھو ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتے یعنی دل کی میلان ایک عورت کی طرف بہت رہتی اور ایک کی طرف کم رہتی ہے سو اُس سے تمکو ممانعت نہین کیونکہ یہہ امر تمھارے اختیار مین نہین لیکن اس تفاوت کو اپنے اقوال اور افعال مین نمودار

سے اور ایک ہی کی محبت میں لگ جاکے دوسرے کا خرچ دینے میں اور اسکے پاس باری سے رہنے میں قصور کرنے سے اور اسکو ادھر چھوڑنے سے منع کرتا ہے معلقہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ وہ بیوہ ہے نہ اُسکا شوہر اسکے پاس ہے جیسے کوئی چیز معلق یعنی ادھر رہتی ہے نہ آسمان پر ہے نہ زمین پر وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اور اگر اصلاح کروگے اور پرہیزگاری کروگے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے یعنی عورتوں کے پاس باری سے رہنے میں اور انکو خرچ دینے میں برابر رہوگے اور اُن پر ظلم کرنے سے ڈروگے تو دل کی میلان ایک کی طرف جو ہوتی ہے اسکو اللہ بخشیگا اللہ مہربان ہے تمکو تکلیف نہیں دیتا اُس امر کا جو تمھارے اختیار میں نہیں جسکے کہتے ہیں مراد یہ ہے عورتوں کے حق میں بیجا امور جو تمھارے سے ہو چکے ہیں انکو ایسا اصلاح کروگے یعنی توبہ سے اُسکا تدارک کروگے اور آئندہ ایسا کرنے سے ڈروگے تو اللہ تمکو بخشیگا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن ابی ملیکہ سے روایت کیئے ہیں اُنہوں نے کہا یہہ آیت وان تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل ہوئی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنپر دوسری بیبیوں سے زیادہ پیار رکھتے تھے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن المنذر عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کے یہاں رہنے کی باری میں برابری کرتے اور فرماتے یا اللہ میں جس امر کا اختیار رکھتا ہوں اُسکی یہہ قسمت ہے جس امر کا اختیار تجھکو ہے مجھکو نہیں اسمیں مجھ پر کچھ ملامت مت کر یعنی دل کی محبت کسی پر زیادہ اور کسی پر کم ہے سو وہ اپنے اختیار میں نہیں ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور حاکم اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس کو دو عورت رہینگے اور وہ شخص اُن دونوں میں سے ایک کی طرف میلان کریگا تو قیامت کے دن اُسکے دو جانب میں سے ایک جانب گرا ہوا آئیگا حاکم اور ابن حبان اس حدیث کی تصحیح کیئے ہیں فقہا کہتے ہیں جسکو دو عورت یا دو سے زیادہ عورتیں ہوں تو ہر ایک کے پاس برابر باری سے رہنا واجب ہے اگر اُن باری میں قصور کیا تو اللہ کا گناہگار ہوا جسکی باری میں قصور کیا سو اسکی قضا

کرنا واجب ہے یہہ برابری اُسکے پاس رہنے مین ہی واجب ہے جماع کرنے مین برابری واجب نہین لیکن چارون مین یکیا روی کرنا مستحب ہے جسکے نکاح مین چھ ہ اور باندی ہے تو چھ کے پاس دون دون رہنا باندی کے پاس ایکدن رہنا عورتین نکاح مین رہتے پر نئی عورت کو نکاح کیا تو اگر کنواری ہے تو اُسکے پاس سات رہنا نیہ ہو تو اُسکے پاس تین دن رہنا واجب ہے اُسکے بعد سب سے تقسیم کرنا اگر حاجت کا سفر نکلنا ہو تو کسی عورت کو ساتھ لیجانا قرعہ ڈالنا قرعہ جسکے نام سے نکلے ساتھ لیجانا وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ اور اگر دونون یعنی شوہر اور عورت جدے ہو جاوین تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو تو انگر کریگا اپنی کشایش سے یعنی اپنے فضل سے یا رزق سے اُوپر کی آیتون مین اللہ تعالیٰ نے صلح کرنیکی ترغیب دی اور مردون کو عورتون کے ساتھ خوبی سے چلنے کا امر کیا اُس پر بھی عورت مرد کا بناؤ نہین ہوتا ہے تو اُنکو فرقت کرنا جایز ہونیکو اِس آیت مین بیان کیا اور اُنکی تسلی کیواسطے اُنکو غنا کا وعدہ دیا اس طور سے کہ طلاق کے بعد ایک کو دوسرے سے غنی کر دیگا یہہ غنی کرنا یا تو اس سبب ہوگا مثلاً عورت مفلس تھی تونگر شوہر کو نکاح کرنے سے دولت ہوئی یا مرد مفلس تھا تونگر عورت کو نکاح کرنے سے دولت ہوا یا ایک کو دوسرے کے ساتھ الفت چوتھی اُس سے استغنائی دیگا وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا اور اللہ کشایش والا ہے تدبیر جاننا واسع ہے یعنی فضل و رحمت مین بیشے کہتے ہین واسع ہے یعنی قدرت اور علم اور رزق مین امام رازی نے کہا اوپر کی آیت مین اللہ تعالیٰ دونون کو اپنی وسعت سے غنی کر دینے کا جب عدہ کیا تو اس آیت مین اپنی ذات کو واسع کی صفت سے متصف کیا اللہ تعالیٰ اس صفت سے متصف ہونا جایز ہوا کیا واسطے رزق مین اور فضل مین اور رحمت مین اور قدرت مین اور علم مین اللہ تعالیٰ واسع ہے اگر یہان فلانی صفت مین واسع ہے کرکے اضافت مذکور ہوتی تو وسعت اسی امر کے ساتھ مخصوص ہوتی لیکن مطلق واسع ہونا کہا اُسکو کسی شئی معین کی طرف مضاف نہین کیا تو معلوم ہوا جمیع کمالات مین جو اُسکی ذات اُن کمالات سے متصف ہے واسع ہے اُسکا بیان یون ہے جو موجود ہے وہ اپنی ذات کے دیکھنے یا واجب ہوگا یا ممکن واجب لذاتہ وہ ایک ہی ہے وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے اُسکے سوا جتنے مخلوقات ہین سب ممکن لذاتہ ہین اللہ تعالیٰ اُنکو موجود کرنے سے وجود مین آئے جب اللہ تعالیٰ ایسا ہوا جسکے وجودات اُسکے

ایجاد اور تکوین سے موجود ہوئے تو اُس کے لائق ہوا اللہ تعالیٰ قدرت اور علم اور حکمت اور رحمت اور فضل
اور جود اور کرم اور سائر صفات میں واسع ہو حکیم ہو یعنی جو حکم کرنا ہو حکمت سے خالی نہیں یہاں عورت کو
رکھے تو اچھی طرح سے رکھنا نہیں تو چھوڑ دینا بھلا ہے جو حکم کیا اسی حکمت کے روسے ہو وَلِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اللہ کا ہی ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اوپر کی
بات میں اختیار دینے کا وعدہ فرمایا تھا اُس کی طرف رغبت دینے اس جملہ کو ذکر کیا یعنی جتنے مخلوق
ہیں وہ سب اللہ کے بندے اور اُسکی ملک ہیں یہ سب جسکی ملک ہو تو البتہ اُسکی قدرت وغیرہ واسع ہوگی
اُسکے خزانہ خالی ہونگے اور اسکے ذکر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عدل و احسان کو
اوپر کے جملوں میں جو ذکر کیا وہ اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کا محتاج ہو کر کے نہیں ہے کیا تو اوسطے وہ آسمان
و زمین اور جو اُن میں ہیں اُن سب کا مالک ہے سب کا جو مالک ہے اُسکو انسان کے اعمال کی جو نہایت
ضعیف اور قاصر ہے احتیاج نہیں انسان کو اُن چیزوں کا امر جو کیا محض اُسکے نفع کے واسطے ہے
وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ
اور ہر آئینہ تحقیق ہمنے کہہ رکھا ہو انکو جو دیئے گئے ہیں کتاب تمہارے آگے اور تمکو کہ ڈرتے رہنا اللہ سے
یعنی اللہ تعالیٰ نے اگلے اور اگلے اہل کتاب لوگوں کو اپنے سے ڈرنیکا حکم کر رکھا ہو حاصل یہ ہے اللہ تعالیٰ سے
ڈرنے کا حکم قدیم شریعت ہر پیغمبر اور انصاری وغیرہ جتنے اہل کتاب ہیں ان سبھوں کی کتابوں میں یہ
حکم وارد ہوا ہے اس حکم میں کچھ تغیر و تبدل نہیں محمدی لوگوں کو بھی وہی حکم ہے اللہ تعالیٰ کو ڈرنے سے مراد اُسکی
توحید کا اقرار کرنا اور اُسکے کافروں کو بیان کرنا ساتھی ہے یا رہنا وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ اور اگر تم منکر ہوگے تو معزز اللہ کا ہی ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں
اِن تکفروا کا جملہ اِنِ اتقوا اللہ جملہ پر معطوف ہو ان کفروا کی جزا محذوف ہو اُسکی تقدیر فان تکفروا فلا یضر
الکفر کم ہے فان للہ کا جملہ اس محذوف جملہ کی علت ہے معنی یہ ہیں ہم نے اگلے اہل کتابوں کو اور تمکو
ڈرنے کا اسلئے حکم کیا تھا کہ اگر تم ہماری وصیت سے منکر ہوگے تو تمہارے انکار سے اللہ کا کچھ نہ
بگاڑ دیگی کیا تو اوسطے آسمانوں زمین میں جو کچھ ہے سب اُسی کی ملک ہے سب کا خالق اور مالک وہی ہے اقسام کے

نعمتون سے نوازا ہے تمھارے کفر سے اسکی ملکت مین کچھ خلل نہین آتا وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيدًا اور اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیون سے سزاوار یعنی اللہ تعالیٰ ایسا بے پرواہ ہے کسی مخلوق کا محتاج نہین اسکو کسی طاعت کی احتیاج نہین نعمتون کی کثرت کے نظر کرتے تم اسکو سراہنے کے مستحق ہین وہ اپنی ذات سے سزاوار ہوا ہے پھر تم اسکو سراہو یا نہ سراہو وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ۝ اور اللہ کا ہی ہے جو کچھ آسمانون مین اور جو کچھ ہے زمین مین اور اللہ بس ہے کام بنانے والا یہہ جملہ اوپر کے قول کی حکایت نہین بلکہ دوسرے کلام کی ابتدا ہے جملہ شرطیہ جو اسکے بعد مذکور ہوتا ہے اسکی تمہید اور توطیہ ہے وللہ مافی السموات ومافی الارض کے جملہ کو یہان تین بار مکرر لایا سو ہر جگہ تازے فایدے پر متنبہ کیا اور اس سے تین امر کو ثابت کیا پہلے بار جو کہا اس سے آگاہ کیا کہ آسمان و زمین مین جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اللہ تمکو اپنے تقوے کی وصیت کرتا ہے ایسے قادر کی وصیت تمکو قبول کرنا لازم ہے اور بھی فرقت کی حالت مین ہر ایک کو غنی کر دینے کا وعدہ دیا اس پر بیان کیا آسمان و زمین مین جو کچھ ہے سو اللہ ہی کا ہے سب اسیکے محتاج ہین وہ جسکو چاہے اسکو غنی کر دیتا ہے تمکو کسی طرف احتیاج نہین اس سے اللہ تعالیٰ کا جود و کرم وسیع ہونا ثابت ہوا دوسری آیت مین اس جملہ کو ذکر کیا اس سے آگاہ کیا کہ مطیعون کی طاعت اور مذنبون کی گناہ سے اللہ تعالیٰ منزہ ہے مطیعون کی طاعت سے اسکی عزت وجلال نہین بڑتی گناہ گارون کے گناہ سے کم نہین ہوتی اور جب فرمایا کہ آسمان و زمین مین جو کچھ ہے سو اللہ ہی کا ہے بعد کہا اللہ غنی حمید ہے تو اس سے آگاہ کیا کہ غنی وہی ہے ملک اسیکا ہے تمکو جو مطلوب ہو اسی سے طلب کرو وہ آسمان و زمین کا مالک ہے تمکو دینے والا وہی ہے اس سے اللہ تعالیٰ سب سے غنی ہونا ثابت ہوا تیسری آیت مین جو ذکر کیا سو اس سے آگاہ کیا کہ بھروسا اللہ ہی کرنا اسکے غیر پر ٹیکانہ کرنا کیونکہ مالک آسمان و زمین کا وہی ہے تمکو باقی رکھنا ہستیا نابود کرنا سب اسیکے اختیار مین ہے اگر چاہا تو تمکو فنا کر دیگا تمھاری جگہہ مین دوسرون کو مقرر کریگا اس سے اللہ تعالیٰ کا تمامی مقدورات پر قادر ہونا ثابت ہوا ایک دلیل چند مدلولات پر جب دلالت کرے تو اس دلیل کو مکرر ذکر کرنا بلاغت کے قاعدے سے مستحسن ہے کیونکہ دلیل کا اعادہ کرنے سے ذہن

اُسکے مدلول کا علم حاضر ہو تیکو لازم کرتا ہی اس مدلول کا علم جو حاصل ہوتا ہی نہایت قوی اور راسخ رہتا ہی اس سے ثابت ہوا اُسکو مکرر لانا نہایت حسن و کمال مین ہے اور بھی جب اسکو تین بار مکرر لایا اور ہر جگہ اپنے جلال کے صفات سے ایک علاحدہ صفت کو اُس پر تفریع کیا تو آسمان و زمین کی پیدائش مین شریف اسرار اور جلیل مطالب ہونے پر ذہن کو تنبیہ ہوتی ہے اُسمین فکر کرنیکو اور اسکے احوال سے استدلال کرنیکو آدمی کوشش اور سعی کرتا ہی اور اس سے خالق سبحانہ و تعالیٰ کے صفات کی وصف کرتا ہی اور بھی قرآن شریف کو نازل کرنیکا اصل غرض یہہ ہے اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف جو چیز مشغول کرتی ہے اُس سے اپنی عقل کو اور ہمت کو پھیرنا معرفت الٰہی مین اپنے تئین مستغرق کرنا اس جملہ کو مکرر لانے سے یہہ غرض حاصل ہوتا ہی اور اسکی تاکید ہوتی ہی اس لئے مکرر لانا مستحسن ہوا اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ اگر اللہ چاہے تو تمکو لیجاوے ای لوگو اور لے آوے دوسرے لوگ یہہ خطاب مشرک اور منافق کو ہے ای لوگو یعنی ای مشرک و ای منافق اللہ قادر ہے اسپر کہ اگر چاہے تو تمکو نیست و نابود کرے تمھارے بدل دوسرے لوگ جو وہ اللہ تعالیٰ کے مطیع اور تم سے بہتر ہین لے آوے اس جملہ مین کفار اور منافق کی تہدید ہے اُسکے معنی یون ہین اگلے لوگ جب اللہ سے کفر کئے اور اسکے رسولون کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ انکو جیسا ستیاناس کیا تمکو بھی کفر پر قایم رہے تو ہلاک کریگا بعضون نے کہا اُسکے معنی یون ہین اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ایکبارگی تم سب کو فنا کر دیگا دوسرون کو تمھاری جگہہ مین دفعۃً پیدا کر دیگا جیسا انسان ہو یا انسان کے سوائے اور کوئی خلقت معلوم کیجئے یشاء کا مفعول محذوف ہے اسکے حذف ہونے پر جزا کا مضمون دلالت کرتا تھا اسکی تقدیر یون ہی ان یشاء افنارکم و ایجاد آخرین یذہبکم یعنی تمھین فنا کرنا اور دوسرون کو ایجاد کرنا اگر اللہ چاہے تو تمکو دور کر دیگا حاصل معنے یون ہین باوجود تمھارے نافرمانیون کے اور کمال سرکشی اور گناہون کے تمکو جو باقی رکھا ہے محض اُسکی استغنائی اور تمھاری عبادت سے بالکل بے پروائی کا سبب ہے اور اُسکی مشیت کے جسکی بنا حکمتہاے بالغہ پر ہے تمکو فنا کرنے سے تعلق نہین پکڑتی ہے وگرنہ آسمان و زمین کے مالک کو تمھین فنا کرنا اور دوسرون کو پیدا کرنا کچھہ بڑی بات نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِیْرًا ۝ اور اللہ اُسپر توانا ہے یعنی تمکو ہلاک کرنے

اور غیر کو پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے جو ارادہ کرے تو وہ واقع ہین آتا ہے لم یزل اور لایزال
مین بلحاظ قدرت کے ساتھ متصف ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ جو کوئی چاہتا ہے اُجورہ دنیا کا سو اللہ کے یہان ہے اُجورہ دنیا کا اور آخرت کا بعضون نے
کہا یہہ آیت عرب کے مشرکون کے شان مین نازل ہوئی وہ لوگ اللہ تعالیٰ اپنا خالق ہے کر کو اقرار کرتے تھے
لیکن قیامت مین جی اوٹھنے کا اقرار نہین کرتے تھے اور دنیا کے خوبیان اپنے کو ملنا اور اُسکے بُرائیان اپنے
سے دُور ہونا کر کر اللہ تعالیٰ سے تقرب چاہتے سو اُس پر یہہ آیت نازل ہوئی بعضے کہتے ہین منافقون کی
شان مین نازل ہوئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو نکلتے سو دُنیا کی منفعت یعنی غنیمت کی خواہش
واسطے نکلتے اس پر یہہ آیت نازل ہوئی مَنْ كَانَ کا جملہ شرطیہ ہے تہدید اور انکار کو متضمن ہے اُسکی جزا فَعِنْدَ اللّٰهِ
ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ کا جملہ ہے اس صورت مین جزا کے جملہ مین شرط کی اسم کی طرف پھیرنے ضمیر ہونا ضرور
ہے تا شرط وجزا مین ربط ہو سو وہ ضمیر محذوف ہوا اُسکی تقدیر یون ہے فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ لمن
ارادہ یعنی اگر وہ چاہے تو اسکے لئے اللہ کے پاس دُنیا واخرت دونون کا اُجورہ ہے پھر کیا واسطے دنیا کی
اُجرت کو جسنیس ہے طلب کرتا ہو دونون کے اُجورے کو کیون نہین طلب کرتا بعضے نحوی کہتے ہین شرط
کی جواب محذوف ہے اسکی تقدیر من کان یرید ثواب الدنیا فلا یقتصر علیہ ولیطلب الثوابین فعند اللہ
ثواب الدنیا والاخرۃ یعنے جو کوئی چاہتا ہے ثواب دنیا کا تو اسی پر اقتصار نہ کرے دونون ثواب
کو طلب کیا چاہیے کیا واسطے اللہ کے پاس دنیا اور اخرت کا ثواب ہے آیت کا حاصل معنی یہہ ہے یہہ لوگ
اپنے اعمال سے اور جہاد سے دنیا کا زیادہ اور غنیمت جو طلب کرتے ہین نادان ہین خطا کرتے ہین اللہ تعالیٰ
کے پاس دنیا کا ثواب اور اخرت کا ثواب دونون ہین کیا واسطے فقط دُنیا کا ثواب مانگتے ہین حالانکہ
اخرت کے ثواب کے نظر کرتے دنیا کا ثواب کچھ نہین اگر وہ عاقل ہوتے تو اخرت کا ثواب مانگتے تا انکو اللہ
تعالیٰ وہ ثواب عطا کرتا اُسکے طفیل مین دُنیا کا ثواب بھی انکو ملتا خلاصہ اُسکا یہہ ہے جو شخص اپنے اعمال
سے دنیا کے حاصل ہونیکا ارادہ کیا تو اللہ تعالےٰ اپنے ارادہ کے موافق اسکو کچھ دُنیا دیگا اور دُنیا
کی مضرت کو اُس سے دفع کریگا لیکن اخرت مین کچھ ثواب ہو کہ جسکی جزا ملے سو نہین جسنے اپنے عمل سے

اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کیا اور آخرت مین ثواب ملنے کی خواہش کیا تو اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا
و آخرت دونون کا ثواب ہے دنیا مین جسقدر اللہ نے مقدر کیا ہے اُتنا ہی ثواب ملیگا آخرت مین کامل جزا
ملیگی وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ اور اللہ ہے سب سُنتا دیکھتا یعنی اللہ تعالیٰ اُنکے باتون کو سنتا ثمن
ہے اور دنیا مین ثواب ملنا کرکے اپنے دلونمین جو مخفی رکھتے ہین اسکو دیکھتا ہے بعضون نے کہا اپنے عمل سے
دنیا طلب کرتا ہے یا آخرت طلب کرتا ہے سو سب اللہ دیکھتا ہے یَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ ع ۱۷
بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ - ای ایمان والو
قایم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کے واسطے اگرچہ اپنے جی پر ہو یا اپنے مان باپ پر یا قرابت والون پر
قوّامین جمع قوّام کی ہے قوام مبالغہ ہے قایم کا اُسکی معنی کھڑے ہونے والا اُس سے ثابت رہنا مراد ہو مبالغہ کے
صیغہ مین ذکر کیا تا دوام پر دلالت کرے قِسط کی معنی عدل و انصاف یعنی تم ہمیشہ انصاف پر قایم رہو شہداء
جمع شاہد کی ہے یا شہید کی اُسکی معنی گواہ کنوا کی خبر بعد خبر ہے یا حال ہے قوامین کی یا اُسکی صفت ہے یعنے
تم اپنی گواہی کو خالص اللہ کی ذات کیواسطے ادا کرو اسمین کسی کی پاس مروت نہ کیجو اگرچہ اپنے جی پر ہو
یا اپنے مان باپ پر اور اپنے قرابت والون پر یعنی گواہی جو دیتے ہین اسمین اگرچہ اپنا نقصان ہو اللہ
تعالیٰ اس آیت مین اپنی ذات پر سچی گواہی دینے کا امر کیا اپنی ذات پر سچی گواہی دینے سے مراد حق بات
کا اقرار کرنا اقرار کو شہادت کہا کیا واسطے شہادت جیسی حق کو لازم کرتی ہے اقرار بھی ویسا ہی لازم
کرتا ہے یا مراد گواہی ہے کہ جس گواہی سے اپنا ضرر ہوتا ہے مثلاً ظالم سلطان پر یا اور کسی پر گواہی دیا
کہ جس پر گواہی دینے سے اپنی مضرت کا اندیشہ ہو اور اگرچہ اُس شہادت مین اپنے مان باپ کا اور اپنے
قرابت والون کا نقصان ہو اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا اگر کوئی تونگر ہے
یا محتاج ہے تو اللہ انکا زیادہ خیرخواہ ہے جملہ ان یکن غنیًّا او فقیرًا کا شرطیہ ہے جواب شرط محذوف ہے
فاللہ اولی بہما جواب شرط کی علت سے اُسکی تقدیر یون ہے ان یکن غنیًّا او فقیرًا فلا تمتنعوا عن الشہادۃ
علیہ فان اللہ اولی بہما منکم یعنی مشہود علیہ یعنی جسپر تم گواہی دیتے ہین وہ غنی یا فقیر ہے تو غنی کی خوشامدی
کر فقیر پر ترس کھاکے شہادت ادا کرنے سے باز نہ رہیو کیا واسطے اللہ تم سے زیادہ اُنپر مہربان ہے

اُنکے حال سے تمھارے سے بہتر واقف ہو اُنپر گواہی دینے مین مصلحت نہوتی تو گواہی کو مشروع نہ کرتا معلوم کیجیے اَوْ کی لفظ سے جب عطف کرتے ہین تو معطوفات خواہ دو ہین یا زیادہ سبکو واحد ہی کے اُنکی طرف ضمیر مفرد کی پھیرتے ہین اُنکی خبر اور صفت وغیرہ بھی واحد ہی لاتے ہین یہان غنیًّا اور فقیرًا کو اَوْ کی لفظ سے عطف کیا اولی یہا کی ضمیر جو اُنکی طرف پھرتی ہے اسکو مفرد نہ لاکے تثنیہ لے آیا اُسکے کئی وجہ ہین بعضون نے کہا اَوْ یہان جو آیا ہے واو کی معنی سے جب واو کی معنی سے ہو تو تثنیہ کی ضمیر دونون معطوف کی طرف پھیرنا صحیح ہوا لیکن یہہ قول ضعیف ہے کیا واسطے اَوْ کی حقیقی معنی جو ترویہ ہے صحیح ہوتے ہوئے واو کی معنی سے جو مجاز ہے لینا صحیح نہین بعضون نے کہا ضمیر یہا کی غنی اور فقیر کی طرف جو مذکور ہوئے نہین پھرتی بلکہ جنس غنی اور جنس فقیر کی طرف جن پر مذکور غنی فقیر دلالت کرتے ہین پھرتی ہے اوپر ہم جو کہے تھے جواب شرط محذوف ہے اُسکے لحاظ سے تھا گویا یون کہا ان یکن المشہود علیہ غنیًّا او فقیرًا فیشہد علیہ فاللہ اولی بجنس الغنی والفقیر یعنی مشہود علیہ غنی ہو یا فقیر چاہئے اُس پر بھی گواہی دیوے کیا واسطے جنس فقیر اور غنی کا اللہ خیر خواہ ہے ابو البقاء النحوی وغیرہ کہتے ہین اَوْ کا کلمہ یہان جو آیا ہے یہہ اُسکی تفصیل واسطے آیا ہے اُسکی توضیح یون ہے مشہود لہ اور مشہود علیہ دونون غنی ہونگے یا دونون فقیر ہونگے یا مشہود لہ غنی ہوگا اور مشہود علیہ فقیر ہوگا یا مشہود لہ فقیر ہوگا مشہود علیہ غنی ہوگا سو تفصیل مین اقسام چار تھے انکو ذکر نہ کرکے اُنپر دلالت کرنے اَوْ کا لفظ لایا اِس تقدیر پر یہا کی ضمیر مشہود لہ اور مشہود علیہ کی طرف پھرتی ہے پھر وہ دونون کسی صفت پر ہین فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا سو تم جی کی خواہش کی پیروی مت کرو انصاف کرنے مین تعدلوا یا مشتق عدل سے ہے انصاف کی معنی سے اِس تاویل پر مضاف محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہوگی فلا تتبعوا کراہۃ ان تعدلوا بین الناس یعنی لوگون مین انصاف کرنا مکروہ جانکے اپنے جی کی چاہ نہ کرو لیعنے اُسکی معنی یون کرتے ہین اپنے نفس کی خواہش کو ترک کردو تاکہ متصف ہو عدل و انصاف کی صفت سے یا تعدلوا مشتق عدول سے ہے میل کی معنی سے اس تاویل پر ان تعدلوا کا جملہ مصدر کی تاویل مین ہوکے مفعول لاجلہ ہوگا اس تاویل پر ان تعدلوا یا علت ہنی کی ہوگی اور لا کا لفظ مقدر ہے تقدیر

یون ہے ولا تتبعوا الھوٰی ان لا تمیلوا عن الحق یعنی ہوا کی متابعت مت کرو تا حق سے میل نکرے یعنے ہوا کی متابعت نکروگے تو حق سے میل نکرینگے یا علت منہی عنہ کی ہے اس تاویل پر لا کی تقدیر کرنیکی حاجت نہین معنی یون ہونگی ہوا کی متابعت مت کرو کیونکہ اسطے ہوا کی متابعت کروگے تو حق سے میل کرینگے یعنی حق سے تجاوز کروگے وَاِنْ تَلْوٗا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا اور اگر تم زبان کو پھیروگے یا کنارہ کشی کروگے تو مقرر اللہ تمھارے کام سے آگاہ ہے تلوا مین دو قرأت ہین اکثر قرا تلو و اللام کے سکون سے اُسکے بعد دو واو پہلا واو مضموم ہے لیکن قرآن کے رسم الخط مین ایک واو کو حذف کرکے ایک ہی واو سے لکھا کرتے ہین اس قرات پر تلوٗ اشتق لی سے ہر لی کی اصل معنی پھیرنا اور پہنچ دینا یعنے شہادت ادا کرنے مین اگر تم زبان پھیروگے زبان پھیرنے سے مراد حق کو دفع اور باطل کرنا یا تحریف و تبدیل کرنا یعنی شہادت ادا کرنے مین زبان کو پھیرکے برخلاف شہادت ادا کروگے اور حق کو باطل کروگے یا شہادت ادا کرنے مین تحریف و تبدیل کروگے ہمارا اوپر کا ترجمہ اسی قرأت پر ہے ابن عامر اور حمزہ اسکو تلوا لام کی ضم اور واو کی سکون سے قرأت کرتے ہین اُنکی قرأت پر تلوا ایک ہی واو سے ہوگا شتق ولایت سے ولایت کی معنی کسی چیز پر اقبال اور متوجہ اور ادسین مشغول ہونا یعنی شہادت ادا کرنے پر تم متوجہ ہونگے اور پوری ادا کرینگے بعضے کہتے ہین اس قرأت پر بھی وہ شتق لی سے ہوا اعلال کے بعد تلوا ہوا واو کے ضم کو نقل کرکے خلاف قیاس لام کو دیئے اور واو کو حذف کیے لیکن یہہ وجہ بہت ضعیف ہے تعرضوا اصل سے شتق ہوا عراض کی اصل معنی منہ پھیرنا یہان مراد شہادت ادا کرنے سے کنارہ کشی کرنا اور اسکو ادا نہ کرنا معلوم کیجیے تلوا اور تعرضوا دونون کی لغوی معنی قریب قریب ہین لیکن یہان تلوا سے شہادت جیسی تھی ویسی ادا کرکے اُسمین تغیر اور تبدل کرنا اور تعرضوا سے شہادت بالکل ادا نہ کرنا مراد ہے وان تلوا او تعرضوا کا جملہ شرطیہ ہے اسکی جزا محذوف ہے فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ آہ کا جملہ محذوف جزا کی دلیل ہے اسکی تقدیر یا حکم ہے یعنی اگر تم زبان کو پھیروگے یا کنارہ کشی کروگے تو اللہ تعالی تمکو سزا دیگا کیونکہ اللہ تعالی تمھارے کامون سے واقف ہے بعضون نے یجازیکم کی تقدیر کرتے ہین یعنی اللہ تمکو جزا دیگا نیکی کرنے والون کو نیکی کی جزا دیگا اور بدی کرنے والونکو بدی کی جزا دیگا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ

نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل کی یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ کے سوال پر اور کتاب پر جسکو نازل کی ہو اپنے
رسول پر اور کتاب پر جو نازل کی ہے پہلے کلبی نے اپنی تفسیر میں ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام اور اسد اور اسید دونوں فرزندان کعب کے اور ثعلبہ بن قیس اور سلام بن اخا عبداللہ بن سلام کا
اور سلمہ بھتیجا عبداللہ بن سلام کا اور یامین بن یامین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا رسول اللہ ہم آپ پر اور
آپکی کتاب پر اور موسیٰ پر اور توریت پر اور عزیر پر ایمان لاتے ہیں اُنکے سوائے جتنے کتب اور جو رسول ہیں
منکر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایسا نہیں بلکہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول محمد پر اور اسکی کتاب قرآن
پر اور سارے کتابوں پر جو قرآن کے آگے ہوئے پھر وہ کہے ہم ایسا نہ کرینگے پھر یہ آیت نازل ہوئی پھر وہ سب لوگ اُسپر
ایمان لائے ثعلبی نے کلبی کی طریق سے ایسا ہی مسند روایت کی ہو واحدی نے اسکو کلبی سے جو روایت کی سو اُسکو
کلبی سے نقل کی ہے اس قول پر آیت کی معنی یوں ہونگے اے لوگ جو ایمان لائے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
قرآن پر اور موسیٰ پر اور توریت پر ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اس قول پر رسول سے مراد جنس رسول ہے
یعنی جتنے پیغمبر ہوئے اُن سب پر ایمان لاؤ بعضوں نے کہا یہ خطاب سب اہل کتاب کو ہو اس قول پر رسول سے مراد
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آیت کے معنی یوں ہیں اے لوگ جو ایمان لائے ہیں موسیٰ اور توریت پر اور عیسیٰ اور
انجیل پر ایمان لاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر بعضے کہتے ہیں یہ خطاب منافقوں کو ہے اب معنی یوں ہونگی
اے لوگ جو ایمان لائے ہیں زبان سے نہ دل سے اپنے دلوں سے ایمان لاؤ تا وہ ایمان تمکو نفع دیوے کیا واسطے زبان
سے ایمان لاوین دل اُسکے موافق ہو تو وہ ایمان نفع نہیں دیتا بعضوں کا قول ہو کہ یہ خطاب مومنوں کو ہے
اُنکے قول پر اٰمنوا کو جو میم کی کسر سے ہے دوموا علی الایمان کی معنی سے لینا معنی یوں ہونگے ای لوگ جو ایمان لائے
ہیں ماضی او حال میں ایمان لاؤ استقبال میں اور اسپر دایم رہو اور ثابت رہو دوموا کی تقدیر کرے کیا واسطے
اسکی تقدیر نکرے تو تحصیل حاصل لازم آتی ہے ان سب اقوال پر الکتاب الذی نزل علی رسولہ سے قرآن اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں الکتاب الذی انزل من قبل سے جنس کتاب مراد ہے یعنی ایمان لاؤ قرآن
پر اور سارے کتابوں پر جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر قرآن کے آگے نازل کی ہے نزل نون اور زا سے
معجمہ کی فتح سے تشدید کے ساتھ ماضی معروف کا صیغہ ہے باب تفعیل سے اور انزل ہمزہ اور زا کی فتح سے

ماضی معروف کا صیغہ ہے باب افعال سے یہہ قرأت نافع اور عاصم اور حمزہ اور کسائی اور ابوجعفر
اور خلف اور یعقوب کی ہو ترجمہ ہمارا اسکے موافق ہے اس قرأت پر دونون فعل کا فاعل ضمیر ہے اللہ تعالےٰ
کی طرف راجع ہوا ابن کثیر اور ابوعمرو اور ابن عامر نزل کو نون کی ضم اور زے کے جمعہ مشدد کی کسر سے ماضی مبنی
للمفعول کا صیغہ باب تفعیل سے اور انزل کو ہمزہ کی ضم اور زے کے جمعہ کی کسر سے ماضی مجہول کا صیغہ باب افعال سے
قرأت کرتے ہین اس قرأت پر معنی یون ہوگی کتاب پر جو اُتاری گئی ہے اپنے رسول پر اور کتاب پر جو
اُتارے گئی ہو پہلے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ۵۹ ورد
ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ اور جو کوئی کافر ہووے اللہ سے اور اُسکے فرشتون سے اور اُسکے کتابون سے اور اُسکے پیغمبرون سے
اور پچھلے دن سے تو وہ مقرر گمراہ ہوا دور پڑا راہ بھول کر معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے ایمان کے مرتبون سے
تین چیز کو ذکر کیا ایمان لانا اللہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر کفر کے مرتبون مین پانچ چیزون کو ذکر
کیا کفر اللہ سے فرشتون سے کتابون سے پیغمبرون سے یوم الآخر یعنی قیامت کے دن سے کیا واسطے ایمان کے مرتبہ
مین جب اللہ پر اور کتاب پر اور رسول پر ایمان لاوے تو کتاب جن پر ایمان لانے کا حکم کیا ہے اور رسول نے جو باتین کہا ہے
اُن سب پر ایمان لانا لازم ہوا اس لئے ملائکہ اور یوم آخر کو ذکر نہین کیا کفر کی جانب مین دو چیز کو افرد
کیا کیا واسطے اس جانب مین پانچون چیزون سے ایک چیز بھی متحقق نہو تو اُسکا ایمان متحقق نہو گا بلکہ
اُسکا کفر ثابت ہوگا بعضے لوگ اللہ پر اور کتابون پر اور رسولون پر ایمان لاتے تھے لیکن فرشتون سے
یا قیامت سے منکر ہین سو اُنکے کفر پر نص کیا معلوم کیجئے معطوفات جو واو سے معطوف ہوتے ہین اُنکا حکم کبھی ہر
واحد کی طرف رجوع کرتا ہے کبھی مجموع کی طرف اسکا مدار قراین پر ہے یہان قراین پر نظر کرتے کفر کا حکم
اُنکے ہر ہر فرد کے ساتھ تعلق پکڑا ہے فقط مجموع کے ساتھ تعلق نہین پکڑا کیا واسطے اُن سب پر ایمان
لانا واجب ہے اُن سے ایک چیز بھی منتفی ہوگی تو ایمان منتفی ہوگا کیا واسطے بعض منتفی ہونے سے کل بھی منتفی
ہوتا ہے اس تقریر سے واو کو اَوْ کی معنی سے لینیکی احتیاج نہین ملایک اور کتب اور رسل کو جمع کے
لفظ سے ذکر کیا کیا واسطے اُن سے ایک کے ساتھ بھی کافر ہو تو کل کے ساتھ کافر ہوا ضَلَّ ضلالًا بعیدًا یعنی
راہ یعنی راہ حق سے نہایت دُور پڑا پھر اسکو سیدھی راہ پر آنا دشوار ہوتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ اٰمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ
لَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۝ مقرر جو لوگ ایمان لائے پھر منکر ہوئے پھر ایمان لائے پھر منکر ہوئے
پھر بڑھتے گئے انکار مین تو اللہ انکو ہرگز بخشنے والا نہین اور نہ بتاویگا انکو راہ بعضے مفسرون نے کہا یہہ آیت
یہود کی شان مین نازل ہوئی ہے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہلے ایمان لائے بعد بچھڑے کی پرستش کرکے کافر
ہوگئے بعد ایمان لائے پھر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انجیل کے منکر ہوئے بعدہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن سے
کافر ہونے سے انکا کفر بڑھگیا بعضے کہتے ہین منافقون کی شان مین نازل ہوئی ہے وہ ایمان لائے بعد
کافر ہوئے پھر ایمان لائے یعنی زبان سے طور پر کہ ایمان ظاہر کئے تا اُنپر احکام مسلمانون کے جاری ہون قتل
سے کفر کے یا قتل سے بچین پھر وہ کفر کی حالت پر مرنے سے اُنکا کفر بڑھگیا یا کفر کی حالت مین گناہ کے مرتکب
ہونے سے کفر بڑھگیا منافق اول ایمان لانے کے بعد منکر ہوئے جو بولا شاید اس ایمان سے مراد وہ ہے جو اہل مدینہ
یہود سے سُنکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے بعد جب حضرت مدینہ کو تشریف لیگئے تو منکر
ہوئے بعد ابی بن سلول وغیرہ ظاہر مین ایمان لاکے دل مین کفر پر رہے پھر اُسی پر موئے بعضون نے
کہا یہہ چند شخص تھے ایمان لائے بعد مرتد ہوئے پھر ایمان لائے پھر مرتد ہوئے کفر انکا زیادہ ہوا سو اسی
پر موئے کفر زیادہ ہوا کیا واسطے جس سے ایمان لانا مرتد ہونا مکرر ہو تو اُسکے حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ
اُسکے دلمین ایمان کو کچھ جگہ اور مرتبہ نہین کیا واسطے اُسکے دلمین ایمان کو جگہہ اور کچھ مرتبہ رہتا تو
ذرہ سی بات سے ایمان کو ترک نہ کرتا جسکے دلمین ایمان کی جگہہ نہ رہے تو اُسکے ظاہر حال سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ شخص صحیح ایمان دل کے خلوص سے نہین لایا کفر کی زیادتی جو ہوئی کیا واسطے اُس نے
ایمان کو کھیل مقرر کیا اسی پر نظر کرکے فرمایا اللہ انکو مغفرت نہین کرتا یعنی ایسا شخص صحیح ایمان لانا
دل سے توبہ کرنا بہت نادر ہے جب ایمان صحیح نہوا تو مغفرت بھی اُسکو نہوگی ایسا ہی گناہ سے مرتکب
ہونے والا گناہ سے توبہ کرے پھر مرتکب ہوتے جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا توبہ صحیح نہین غالب ہے
کہ ویسا شخص اپنے فسق پر ہی مریگا مغفرت نہین کرنے سے مراد یہہ نہین کہ اگر وہ شخص ایمان صحیح لاوے
اور دل سے توبہ کرے تو اسکا ایمان صحیح نہین اور اسکو مغفرت نہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ خبر دے چکا ہے

کفر سے توبہ کرے تو اسکا توبہ مقبول ہے اس تقریر سے لم یکن اللہ لیغفر لہم پر اشکال جو وارد ہوتا تھا دفع ہوا
اشکال کی تقریر یون ہے کفر کو نہ بخشنے کا حکم اس آیت مین مذکور ہوا مطلق ہے خواہ پیش از توبہ کے ہو یا
بعد از توبہ کے مراد ہو تو صحیح نہین کیونکہ واسطے کفر بالکل معاف نہین ہوتا خواہ ردت کی تکرار ہو یا نہ ہو
بعد از توبہ کے مراد ہو تو باطل ہے کیونکہ واسطے کفر کا اگرچہ تکرار ہو لیکن توبہ سے ساقط ہونا آیات و احادیث
اور اجماع سے ثابت ہے اس اشکال کے جواب کا خلاصہ یہہ ہے یہہ کلام لوگ کے غالب احوال اور عادتون
کے نظر کرتے لکھا ہے جو کوئی اسلام سے کفر اور کفر سے اسلام کی طرف پھرتا رہے تو اسکے دلمین ایمان کو کچھ مرتبہ
نہین رہتا ایسے شخص کے ظاہر پر دیکھتے وہ کفر پر ہی مرتا ہے اس اشکال کا دوسرا جواب یہہ ہے الذین کا
لفظ اس آیت کے شروع مین استغراق کیواسطے نہین بلکہ اس سے چند معلوم اشخاص مراد ہین جنکا توبہ نہ کرنا اور
کفر پر مرنا اللہ تعالی کے علم مین متحقق تھا سو انکو کفر پر مرنیکی خبر دی تیسرا جواب یہہ ہے انکو نہ بخشنا مشروط
ہے انکے توبہ نہ کرنے پر گویا تقدیر یون ہے اللہ انکو نہ بخشیگا جب تک کفر پر باقی رہے اور بن توبہ کے مرے
اگر معترض کہے اس تقدیر پر معطوفات جو مذکور ہوئین انکو ذکر کرنے سے فایدہ کچھ حاصل نہین ہم جواب دینگے
مذکور صفت کے آدمی کا کفر نہایت قبیح اور اسکی خیانت بہت عظیم اور دوزخ مین اوسکو کمال سزا ہے اسلئے
اوسکو ذکر کیا انکو راہ نہ بتایگا جو فرمایا یعنے اللہ انکو ہدایت کی راہ نہ بتایگا یا کفر کے سبب سے انکو مہتدین
یعنی ہدایت پانے والے نہ کریگا بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ خبر دے منافقون کو کہ مقرر
انکو ہے دکھ کی مار تبشیر کی معنی خوشی سنانا بشارت سے مشتق ہے بشارت کی معنی خوشخبری دینا اسکے مقابل
انذار ہے یعنی برائی کی خبر سنانا یہان بشر کو اخبر کی معنی مین یا انذر کی معنی مین استعمال کیا یعنی خبر دے
یا ڈرا اے محمد بشر کو مثلا انذر کی جگہہ مین استعمال کرنے کو اہل بلاغت تہکم کہتے ہین یعنی ٹھٹول کرنا یہہ تہکم فصاحت کے
اقسام مین ہے معلوم کیجئے اوپر کی آیت کو جس نے منافقون کے شانمین لیا وہ یون کہتا ہے اللہ تعالے
نے منافقون کو مغفرت نہ کرنیکی اور جنت کی طرف جانیکی راہ نہ بتانیکی خبر دیا بعد یہہ خبر دیا انکو بہشت مین
داخل نکرنا بس نہین بلکہ اسکے ساتھہ سخت عذاب کی مژدہ بھی ہے اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ
اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝

وہ جو پکڑتے ہین کافرون کو رفیق مومنونکو چھوڑکر کیا وہ ڈھونڈھتے ہین اُنکے پاس عزت سو بیشک عزت ساری
اللہ کی ہے الذین المنافقین کا یا بدل ہے یا اُسکی نعت ہو یا منصوب علے الذم ہے یعنی مذمت کرتا ہون انکی جو
پکڑتے ہین یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اسکی تقدیر ہم الذین یعنی وہی منافق وہ ہین جو پکڑتے ہین اس الذین سے
منافق اور کافرین سے یہود مراد ہین ابتغون مین کا ہمزہ استفہام انکاری ہے یہہ انکار منافقون کی
رای باطل اور انکی آس کی نراس ہونیکا فایدہ جو بخشتا ہے اس کی علت کو بیان کرنیکے واسطے فان
العزۃ کے جملہ پر فا تعلیلیہ لاکے بولا عزت کی اصل معنی شدت بعد اسکو قوت مین استعمال کئے منافق کہا
کرتے تھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کام تمام ہوگا چند روز مین اُنکے تابعدار خوار و ذلیل ہو جائینگے بہتر یہہ ہے ہم یہود سے دوستی بگار رکھنا
وقت پڑا تو اُن سے ہمکو عزت اور قوت ہوگی سو منافقون کے اس گھمنڈ کو اللہ تعالی نے رد کیا اور بولا تم مسلمانونکی دوستی چھوڑکر
یہودیون کو اپنا دوست جو ٹھہراتے ہین انکی سازش مین رہا کرتے ہین جا کے اُن سے مشورت کرتے ہین مسلمانونکے راز پر انکو آگاہ
کرتے ہین اُن سے اعانت کا دم مارتے ہین سو کیا یہود سے عزت اور قوت اور مدد چاہتے ہین یہہ تمہارا خیال خام ہے کیونکہ واسطے
سب طرح کی قوت اور غلبہ اللہ کو ہے اور عزت کے جتنے افراد ہین اتنے سب اللہ تعالی کے جناب مین منحصر ہین وہ سب عزتین
حاصل نہونگے مگر اللہ تعالی کے دوستون کو کہ جنکے واسطے قوت و غلبہ مقرر کیا ہے اور فرمایا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ و
للمومنین سو یہہ اللہ تعالی کے غیر سے کہنے کو باطل کرتا ہے کافرون کو ایک طرح کی عزت حاصل ہو تو اُسکو اعتبار نہ کیجیے وہ ایسی ہوگی کہ اللہ تعالی نے جسکو
ہی عزیز ہے جو صوبہ ہے کہا فان العزۃ کا جملہ محذوف شرط کی جزا ہے اسکی تقدیر گویا یون ہے ان یتبغوا عزۃ فان العزۃ للہ جمیعا یعنی اگر انکی فرض کی عزت تلاش
تو ساری عزتین اللہ ہی کو ہین جمیعا حال پڑا ہے ضمیر مستکن سے جو اللہ کے متعلق ہین ہے معلوم کیجیے اس آیت مین اللہ تعالی نے
عزت کو اپنی ذات مین حصر کیا۔ دوسری آیت مین فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین سو اسمین کچھ تناقض نہین
کیونکہ واسطے عزت اور قدرت کاملہ اللہ تعالی کی ذات مین منحصر ہے اُسکے سوا جو دوسرون کو وہ سجانہ عزت دیتے ہے عزیز
ہوتا ہے وہ سجانہ قدرت دینے سے قادر ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مومنون کو عزت جو حاصل ہے
وہ حاصل نہین ہوئی مگر اللہ تعالی کی طرف سے صورت جب ایسی ہو تو عزت سب اللہ کو ہی متحقق ہوئی۔

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا
تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۚ اور تحقیق اُتار چکا ہے تمپر کتاب مین کہ

جب سنو اللہ کی آیتون پر انکار ہوتی ہے اور ہنسی ہوتی ہے تو نہ بیٹھو اُنکے ساتھ یہان تک کہ وہ بیٹھین اور بات
اسکے سوائے مفسرین کہتے ہین کہ کفار قریش اپنی مجلسون مین قرآن شریف کی آیتونکی ٹھٹھی کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ سورہ
انعام کی آیت واذا رایت الذین یخوضون فی اٰیٰتنا فاعرض عنہم حتیٰ یخوضوا فی حدیث غیرہ نازل کی یہہ آیت
مکہ مین نازل ہوئی مدینہ کو جب ہجرت کیے مدینہ کے یہود مشرکون کی اقتدا کرکے آیتون پر ٹھٹھی کرنا شروع کیے
منافق جاکے انکے پاس بیٹھتے ٹھٹھی مین انکے ساتھ شریک ہوتے سو اللہ تعالیٰ منافقون کو خطاب کرکے فرماتا ہے اللہ
تعالیٰ اپنی کتاب مین نازل کرچکا ہے کہ جہان اللہ کے آیتون کی انکار اور اسکی ٹھٹھی ہوتی ہے تو وہان تم مت
بیٹھو جب تک کہ وہ کفر و استہزا کی بات چھوڑکے دوسرا بچن شروع کرین نزّل کو نون کی اور زا کی فتح سے نافع
شنوذکرہ اور ابوجعفر اور عاصم اور حمزہ اور کسائی اور خلف اور یعقوب قرأت کرتے ہین ترجمہ ہمارا اسی قرأت
پر ہے اس قراءت پر نزّل کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے جملہ ان اذا سمعتم آیات مفعول ہے دوسرے
قرا نون کی ضم اور زا کی کسر سے مجہول کے صیغہ پر قرأت کیے ہین انکی قرأت پر اَن اذا سمعتم کا جملہ نائب
فاعل ہوگا اب ترجمہ یون ہوگا کفر اور استہزا کے وقت انکے ساتھ بیٹھنے سے تمپر منع نازل کی گئی ہے اِنَّکُمْ
اِذًا مِّثْلُہُمْ مقرر تم اسوقت اُنکے برابر ہین یعنی تم لوگ جو مسلمان کہلاتے ہین اور اللہ کی آیتون سے کفر اور
استہزا کرنے والونکی ساتھ بیٹھتے ہین تو تم بھی کفر مین انکے برابر ہین کیواسطے تم کفار کے اس فعل پر راضی
ہین اُنکے پاس خوشی سے جاکے بیٹھتے ہین علما کہتے ہین اس سے ثابت ہوا جو شخص کفر پر راضی ہوا تو وہ بھی
کافر ہے ایسا ہی جو شخص منکر امر پر راضی ہوا اُسکے کرنے والون کے ساتھ مخالطت کیا تو اُن پر جو گناہ ہے
اُس پر بھی وہی گناہ ہوگی اگرچہ وہ شخص اس منکر کا مباشر نہوے کیواسطے اللہ تعالیٰ نے اسکو مثل کے لفظ
سے ذکر کی ہے یہہ اسوقت ہے انکے ساتھ رضامندی سے بیٹھے منافق یہود کے پاس جو بیٹھتے تھے اسی قبیل سے
تھا اگر کوئی شخص امر منکر کا مباشر نہین ہوا اُس امر کو کرنے سے راضی نہین تھا بلکہ اُس سے ناخوش تھا محض اتفاق سے
اُنکے ساتھ بیٹھا ہو تو اسمین اثم نہین مسلمان مکہ مین کفار قریش کے پاس جو بیٹھتے تھے اسی قبیل سے تھا اِنَّ اللّٰہَ
جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَہَنَّمَ جَمِیْعًا مقرر اللہ یکجا کرنے والا ہے سب منافقون کو اور کافرونکو
دوزخ مین یعنی منافق کافرون کے ساتھ جمع ہونگے اللہ کے ایات سے کفر و استہزا جیسی کرتے ہین ویسا ہی اللہ قیامت مین

منافقون کو اور کافرون کو دوزخ مین یکجا کرکے عذاب دیگا الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وہ لوگ جو تاکا کرتے ہین تمکو پھر اگر ہووے تمکو کوئی فتح اللہ کی طرف سے تو کہین کیا ہم تھے تمہارے ساتھ یہہ الذین اوپر کے الذین کی بدل ہے یا المنافقین کی نعت ہے تربص کی معنی انتظار کرنا یعنی منافق تمکو خوبی یا خرابی پہنچنے کی انتظار مین رہتے ہین تمکو یعنی مسلمانون کو کچھ نصرت یا فتوح ہوتا ہے غنیمت ملتی ہو تو منافق کہتے ہین کیا ہم تمہارے ساتھ نہین تھے یعنی ہم بھی تمہارے ساتھ شریک تھے ہمکو بھی اسمین حصہ ہے وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور اگر ہووے کافرون کو کچھ نصیب کہین کیا ہمنے گھیر لیا تھا تمکو اور بچا دیا مسلمانون سے کافرونکو کچھ نصیب ہونے سے مراد انکو کچھ غلبہ اور فتوح ہونا یعنی کافرون کی فتح ہووے اور انکو غنیمت ملے تو منافق کہتے ہین کیا ہمنے گھیر نہ لیا تھا تمکو استحوذ کی معنی استیلا اور غلبہ یعنی دستیاب ہونا غالب ہونا سرسائی کرنا استحوذ علیہ یعنی غلب علیہ یعنی اُسپر غالب آیا اور سرسائی کیا نستحوذ علیکم ونمنعکم من المؤمنین کی معنی مین دو قول ہین بعضے کہتے ہین ہم تمپر غالب آئے تھے اور تمکو اسیر اور قتل کرنے پر قادر ہوئے تھے لیکن تمہاری دوستی مین ہم رہنے سے تمکو اسیر اور قتل کرنے سے مانع ہوے اور مسلمانون سے تمکو بچا دیے اس طور سے کہ ہم کنارہ کشی کئے اور انکے بھیدون پر تمکو مطلع کئے بعضے کہتے ہین کفار اور یہود اسلام مین داخل ہو جانیکا قصد کئے تھے لیکن منافق انکو اس قصد سے باز رکھے اور انکو اسلام سے نفرت ہونیکی راے دیئے اور کہے تم کاہیکو اسلام لاتے ہین چند روز مین مسلمانونکا امر پست ہو جاتا ہے تمکو غلبہ ہوجائیگا سو اس امر کی طرف نظر کرکے کہے الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین یعنی تم جو تجویز کئے تھے اس تجویز سے ہم تمکو پھیرے اور تمہاری تجویز پر ہماری تجویز غالب ہوئی مسلمانونکے دین مین داخل ہونے سے ہم تمکو منع کئے تمکو لابہ جو ملا اسکو تم اور ہم ملکے بانٹ کھانا اس کا حاصل یہہ ہے منافق کفار سے اپنی منت سماجت کرکے ان سے کچھ کھانا چاہتے ہین معلوم کیجیے مسلمانونکو جو ظفر ہوئی جو فتوح حاصل ہوتے ہین اسکا نام فتح رکھا کافرونکو ظفر ہوئی فتوح حاصل ہوئی اسکو نصیب کہا سو مسلمانون کی تعظیم اور کافرون کی تحقیر کیواسطے کیا واسطے مومنون کا بہت بڑا امر ہے جسکے واسطے آسمانونکے دروازے کھلتے ہوتے ہین اللہ تعالےکے اولیا واسطے ملائکہ فتوحات لیکے اترتے ہین کافرون کی ظفر جو ہوئی انکو حاصل نہین ہوا مگر دنیا جو نہایت حقیر ہے جسکو پایداری نہین انکے لئے اُس سے کچھ باقی نہین رہا مگر یہہ رہا سو انکے گردن پر دنیا مین خون اور آخرت مین عذاب عظیم فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سو اللہ تمکو کرکے تمہارے بیچ فیصلہ

دن یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے اور منافقوں کے درمیان فیصلہ کریگا اس سے مقصود یہ ہے منافق دنیا میں ایمان ظاہر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے ہاتھ روکھینگا اور اُنپر تلوار نہ چلانے کا حکم کیا ہے مگر آخرت میں اُنکی سزا رکھی ہے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرون کو مومنون پر راہ یعنی کافرون کو مومنون پر غلبہ نہ دیگا کافرون کو مومنون پر کچھ راہ نہیں جو بولا اسمیں دو قول ہیں علی ابن ابی طالب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں یہ قیامت میں ہے اُس روز اللہ تعالیٰ مومنون کو غالب کریگا بہشت میں داخل کریگا کافرون کو رسوا کریگا دوزخ میں ڈالیگا اس جملہ کو فاللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ کے جملہ پر عطف کرنا اسی پر دلالت کرتا ہے عبدالرزاق اور فریابی اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم روایت کیے ہیں کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا حالانکہ کافر ہمارے سے جنگ کرتے ہیں اور ہم پر غالب پڑتے ہیں اور ہمکو قتل کرتے ہیں علی رضی اللہ عنہ اُس شخص کو کہے تو میرے نزدیک آ نزدیک آ جب نزدیک ہوا تو فرمائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ کریگا کافرون کو مسلمانون پر راہ نہ دیگا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن جریر علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہیں کہے اللہ تعالیٰ کافرون کو مومنون پر راہ نہ دیگا سو یہ قیامت کے دن ہے عبد بن حمید ابن جریر اور ابن المنذر ابی مالک رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیے ہیں سدی وغیرہ کہتے ہیں کافرون کو مومنون پر راہ نہیں سو دنیا میں ہے راہ سے مراد حجۃ اور دلیل ہے یعنی مومنون کی حجت اور دلیل دنیا میں کافرون پر غالب ہے دلیل کے رو سے کافر مومن پر غالب نہیں گا بعضے کہتے ہیں کافرون کو مومنون پر راہ نہیں سو اسکی معنی یہ ہے مومنون کی دولت پوری دنیا میں سے محو ہو جانا یا سب کے سب کا جاکے کوئی مومن باقی نہ رہنا بعضے کہتے ہیں اسکو مومنون پر راہ نہیں شرع کی رو سے اور شرع کے نظر کرتے شریعت اسلام کے یقینوں پر قیامت تک غالب رہیگی اُس علم پر شرعی چند مسئلے متفرع ہوتے ہیں کافر اپنے قرابتی مسلمان کا وارث نہ ہوگا کافر مسلمان کے مال پر دست یابی پاوے تو اسکا مالک نہیں ہوتا کافر کا مسلمان غلام خرید کرنا جائز نہیں مسلمان ذمی کو قتل کرنے سے مسلمان کو قتل نہ کرینگے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ بیشک منافق دغا کرتے ہیں اللہ سے اور وہی اُنکو دغا دیگا خدع کی اصل معنی مال میں ایک کی اُس کا ارادہ رکھکے ظاہر میں اُسکی بھلائی مزید کرنا تا وہ شخص اپنے ارادے سے باز رہے یہ معنی یہاں بن نہیں سکتی کیا وہ سمجھے اللہ تعالیٰ پر تو کوئی چیز مخفی نہیں تھی اُسکے ساتھ خدع کرنا ممکن نہیں اس لئے خدع کی صورت لینا یعنی منافق اللہ سے معاملہ جو کرتے ہیں دغا کے مشابہ کرکے ہیں

بعضوں نے کہا اللہ سے دغا کرتے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دغا کرتے ہیں ایمان ظاہر کرتے ہیں دلمیں کفر رکھتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم سے خدع کرنا حقیقت میں اللہ سے خدع ہے اس لئے اسکی نسبت اللہ کی طرف کی خادع اسم فاعل کا صیغہ ہے خادعت کا عربی میں خادعتہ کہا تو اسکی معنی خدع میں اسپر غالب آیا اسکی خدع سے بڑھکے خدع کیا اللہ کے خدع کرنے سے مراد انکی دغا کی جزا دینا عقاب اور سزا کو مجازاً خدع سے تعبیر کیا اسکو اہل بلاغت مشاکلہ کہتے ہیں حسن بصری اور سعید بن جبیر اور سدی کہتے ہیں اللہ انکو خدع کریگا سو قیامت کے دن ہے مومنوں کے ساتھ جیسا نور ہے انکو بھی روشنی نمود کریگا مسلمانوں کے ساتھ اس روشنی میں چلینگے جب پل صراط پر پہنچینگے تو مومن اپنے نور کی روشنی میں صراط پر سے گذر جائینگے اور منافقوں کی روشنی بجھ جائیگی اندھیرے میں ٹٹولنا شروع کرینگے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہارے یعنی سستی سے کسالیٰ جمع کسلان کی ہے مشتق کسل کی معنی کاہلی سستی سبب اس سستی کا یہ ہے منافق نماز جو پڑھتے ہیں اس سے وہ ثواب ملنے کی امید نہیں رکھتے اسکو چھوڑنے سے عقاب ہونیکا اندیشہ نہیں کرتے نماز کو ترک کریگا باعث انکے پاس قوی ہے نماز پڑھنے کو انکے پاس کچھ وجہ نہیں مگر لوگوں کا اندیشہ جنکو نماز پڑھنے کی وجہ یہ ہے اس سے نماز نہ ہوگی مگر سستی سے بلا ڈالنے کے لئے يُرَآءُوْنَ النَّاسَ دکھانیکو لوگوں کے یعنی منافق نماز جو پڑھتے ہیں محض لوگوں کو دکھانیکے واسطے ریا اور سمعہ کی نماز پڑھتے ہیں نماز اپنے پر واجب ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتے يُرَآءُوْنَ مضارع ہے باب مفاعلہ کا مشتق رویت سے معلوم کیجئے فعل جو دو کے درمیان رہتا ہے اسکے واسطے مفاعلہ آتا ہے یہاں رویت دو کے درمیان نہیں اسکے واسطے یہ صیغہ ذکر کیا سو وجہ یہ ہے ریا سے نماز پڑھنے والا اپنی نماز دوسرے کو دکھاتا ہے دیکھنے والے اسکی نماز مستحسن دیکھتے ہیں اس جہت سے یہ فعل دو کے درمیان ہوا وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا اور یاد نہیں کرتے اللہ کا مگر تھوڑا ذکر اللہ سے نماز مراد ہے نماز کو ذکر بولا کیا واسطے اسکے نماز ذکر پر مشتمل ہے یعنی وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر تھوڑی اپنی معرفت اور ہم جنس والے لوگ میں رہے تو نماز بالکل نہیں پڑھتے غیر لوگ ہوں تو حتی المقدور اپنے کو روپوش کرنیکی سعی کرتے ہیں پوشاک ہو نا بہتر پہنے تو لاچار نماز میں داخل ہوتے ہیں اگرچہ طہارت ہو بعضوں نے کہا ذکر نہیں کرتے سو نماز میں یعنی جو ذکر اسکو پکارکے کہنا ہو اسکو کرتے ہیں جو ذکر آہستہ کرنا ہو جیسے قرأت تسبیحات وغیرہ اسکو چھوڑ دیتے ہیں پڑھ اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑی مسلم اور ابوداؤد اور بیہقی اپنی سنن میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ منافق کی نماز ہے یعنی عصر کی نماز کو تاخیر کرکے پڑھتا منافق کی نماز ہے آفتاب کے تکتا بیٹھتا ہے یہاں تک سرج شیطان کے دو نوں قرن کے درمیان ہوتا ہے تو کھڑا ہوکے چار ٹونگ مارتا ہے نہیں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر کم آفتاب کے تکتا بیٹھنا ہے یعنی آفتاب کے بلند رہنے تک نماز

نہین پڑھکے اپنے کامون مین مشغول رہتا ہی یہان تک کہ سورج غروب ہونیکے قریب ہوتا ہے تو جلد جلد رکعت پڑھتا ہی
قرن شیطان کہتے ہین درحقیقت شیطان کے سینگ ہین اور غروب کے وقت سورج کے مقابلہ مین آکے بیٹھتا ہوتا اُسوقت سجدہ کرنے والے اسکو سجدہ
کرتے سا ہو اسی قول کو امام نووی نے ترجیح دی ہے یا قرب سے اسکی علو اور رفعت مجازاً مراد ہے یا وہ تمثیل ہو اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی فکر
نہ کرنے سے مراد نماز مین قرأت اور تسبیحات مسنونہ وغیرہ ترک کرنا ہی بعضے کہتے ہین اللہ کا یاد اوقات مین نہین کرتے پھر وہ قت نماز کا تھوڑا
نہو مگر تھوڑا نماز اوقات مین مخشری کی کشاف مین کہا اکثر لوگ جو اسلام ظاہر کرتے ہین انکی صحبت مین تو رہیگا تو دیکھیگا ہفتہ
مہینے گذر جاتے ہین لیکن ایک تسبیح یا ایک تہلیل یا ایک تکبیر انکی زبان سے نہین نکلتی دنیا کے معاملون کی بات چیت مین گپ شپ مین
رات دن کاٹتے ہین ذرہ بھی دم نہین لیتے بعضے کہتے ہین ذکر تھوڑا جو بولا اُس سے اللہ تعالےٰ انکے ذکر کو قبول نہ کرنا مراد ہے
جس کو اللہ تعالےٰ مردود کرے بہت ہو تو بھی وہ قلیل ہے جس کو اللہ تعالےٰ قبول کرے تھوڑا ہو تو بھی کثیر ہو یہ قول قتادہ سے
منقول ہے مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ادھر مین لکھتے ہین دو نون کے بیچ نہ انکی طرف ہین
اور نہ انکی طرف یعنی منافق کفر و ایمان کے درمیان متحیر اور متردد ہین نہ انکی طرف ہین یعنی نہ مخلص مومنون مین ہین نہ مومنون کیلئے
جو چیز واجب ہے انکے واسطے یعنی اجب ہو اور نہ انکی طرف ہین یعنی نہ صاف کافرون مین ہین تا کافرون سے جو معاملہ کرتے ہین انکے ساتھ
بھی ویسا ہی معاملہ کرین وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا اور جسکو بھٹکاوے اللہ پھر ہرگز تو نہ پاوے اوسکے واسطے
کہین راہ یعنی اللہ جسکو گمراہ کرے اُسکو ہدایت کی راہ نہین ملتی ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ مثال
مومن کی اور منافق کی اور کافر کی تین شخص کے مانند ہی جو ایک ندی کے پاس پہنچے ایک ندی مین اُترکے پار نکلا دوسرا اُترکے بیچ ندی مین
آیا ندی مین اُترکے کنارہ پر ٹھہرا تھا وہ شخص اُسکو کہا تیرا بُرا ہو ہلاک ہونے کا ہیکو جاتا ہی پھر کر آ اور ندی پار ہوا شخص بھاگ کر کے کہا
میرے پاس آجا بچ جائیگا پھر وہ شخص ایک بار اُسکی طرف دیکھنے لگا ایک بار اُسکی طرف دیکھنے لگا اسمین لہر آکے غرق کی ندی پار ہوا اس
شخص مسلمان ہے غرق ہوا سو منافق ہی وہ متردد تھا نہ اسکی طرف نکل گیا نہ اسکی طرف آا ٹھہر گیا سو وہ کافر ہے عبد بن حمید امام
احمد اور بخاری اپنی تاریخ مین اور مسلم اور ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ہذہ مرۃ والی ہذہ مرۃ یعنی مثال منافق کی مانند ایک بکری کے ہے
جو دو مندون کے درمیان متحیر رہتی ہو جاتی ہو اسکی طرف ایک بار اور اسکی طرف ایکبار یہ لفظ مسلم کا ہو منافق کی یہ مثال ہے
کبھی واسطے وہ کبھی مومنون کے ساتھ ہوتا ہی کبھی کافرون کے ساتھ یا ظاہر مین مومنون کے ساتھ باطن مین کافرون کے ساتھ طیبی نے کہا منافق

اپنی خواہش نفس کی متابعت سے اور اپنی غرض فاسد کے قصد سے جو مسلمانون مین اور کافرونمین متردد رہتا ہے سو اسکے
تردد کو تشبیہ دی بھیڑ کی تردد سے جو نر کی طرف تردد کرتی ہو اور ایک حال پر باقی نہین رہتی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۭ اے ایمان والو نہ پکڑو کافرونکو رفیق مومنونکو چھوڑکر
پہلے اللہ تعالیٰ نے کافرونکی مذمت کی بعد منافقون کا حال بیان فرمایا کہ مستحق ہین سو اب خالص منونکو منافقون کے طریقہ سے نہی کیا اور
فرمایا مومن جو تمھارے دین وملت والے ہین انکی دوستی چھوڑکے کافرون کی دوستی اختیار مت کرو تم بھی انکے ساتھ دوزخ مین جاؤ
نہی کا سبب یہ ہے انصار کو بنی قریظہ کے ساتھ دوستی اور بھائی چارہ اور دوستی اور بھائی کا رشتہ تھا اُنکے آباؤ اجداد انصار مین اور یہود مین
دوستی تھی انصار کہتے یا رسول اللہ ہم کس سے دوستی رکھنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے مہاجرون سے یہہ دوستی کرو اسی پر یہہ آیت
نازل ہوئی بعضے کہتے ہین یہہ نہی منافقون کی دوستی سے ہے یعنی منافقون کے اخلاق اور اُنکی طریقت تمپر ظاہر ہوئی وہ حقیقت
مین کافر ہین تم انکی دوستی مت اختیار کرو اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا کیا چاہتے
ٹھہرانا اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح یعنی کافرون سے دوستی کرکے اپنے اوپر اللہ کا الزام لیا چاہتے ہو تریدون کا جملہ استفہام
انکاری نفی کی معنی سے ہے اس کا انکار ارادہ کی طرف متوجہ ہے ارادہ کے متعلق کی طرف متوجہ نہین یعنی یہہ ارادہ عاقل سے
صادر ہونا سزاوار ہے چہ جائیکہ نفس فعل صادر ہو انکار مین مبالغہ کرنے اور یہہ ارادہ نہایت قبیح وخطر کا ہے سو بیان کرنے اس
اسلوب ذکر کیا سلطان کی معنی برہان اور حجت کے ہے سو اسکو ہم الزام سے تعبیر کرے معلوم کیجیے اوپر کی آیت کو کفار کی موالات اور انکی
دوستی سے نہی ہونے پر حمل کرین تو اس آیت کی معنی یون ہونگی اے لوگو تم جو کافرونکی دوستی کرتے ہو سو کیا اللہ کی حجت کو اپنپر ثابت کرلیتے
ہو کیا وہ ایسے مومنون سے دوستی نکرکے کافرون سے دوستی کرنا تمھارے نفاق پر صاف دلیل ہے اس دوستی سو تم مستحق دوزخ کے ہوگے
اس تاویل پر حصہ لاہل دین اللہ مراد ہے یعنی اللہ کے دین والے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنان ہین اوپر کی آیت کو منافقون
کی دوستی کی نہی پر حمل کرین تو معنے یون ہونگے کیا منافقون سے دوستی کرکے تم اللہ عذاب دینیکی حجت ثابت کرتے ہو اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ
فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ مقرر منافق ہین نیچے کے طبقہ مین آگ کے درک اسفل دوزخ کا آخیر طبقہ ہے جہان دوزخ کی
ڈوگھائی آخیر ہوتی ہے دوزخ کے سات طبقے ہین ایک کے اوپر ایک ان طبقون کی درکات کہتے ہین الدرک مین دو لغت ہین اُنکی سکون اور فتح
حمزہ اور کسائی اور حفص اُنکی سکون سے قرأت کرتے ہین باقی کے قرا اُنکی فتح سے پڑھتے ہین ان دونون قرأت پر وہ لفظ مفرد ہے
یا جمع درکنکی ہو اسکی اصل معنی متابعت ہے یعنی ایک کے پیچھے ایک ہنا دوزخ کے منازل ایک کے پیچھے ایک رہنے سے انکو درکات

کہ بہشت کے طبقے ایک کے نیچے ایک ہیں سو انکو درجات کہتے ہیں فریابی اور ابن ابی شیبہ اور ہناد اور عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کتاب صفۃ النار میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں وہ اس آیت کی تفسیر میں کہ منافق لوہے کے مقفل تابوتوں میں ہیں عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں کہ درک اسفل لوہے کے گھر ہیں انکے دروازے بند ہیں انکے اوپر نیچے آتش بھڑکتی رہتی ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب صفۃ النار میں ابو الاحوص سے روایت کی ہے اس نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پوچھے دوزخ میں کسکو سخت عذاب ہوگا ایک شخص نے کہا منافقوں کو ابن مسعود کہے تو نے سچ کہا لیکن کیسا عذاب ہوگا سو تجھکو معلوم ہے کہا نہیں ابن مسعود کہے انکو لوہے کے تابوتوں میں ڈالینگے انکے منہ بند کر دینگے دوزخ کے پاتال میں تنوروں میں جو نہایت تنگ ہیں رکھینگے اس جگہ کو جب الحزن کہتے ہیں لوگوں کو انکے اعمال کے سبب سے سدا آتش گھری رہیگی معلوم کیجئے منافق کا عذاب کافر کے عذاب سے سخت ہے کیا واسطے منافق میں کفر کے ساتھ دوسری ایک خباثت افزود ہے وہ مسلمانوں کی مسخری کرنا اور انکے اسرار کو کافروں سے کہدینا اور مسلمانوں کے راز پر انکو مطلع کرنا اس لئے انکا عذاب کافروں سے بڑھکر ہوا منافق اسکو کہتے ہیں ایمان کو ظاہر کرے دل میں کافر رہے بعضوں نے کہا منافق وہ ہے اسلام کو زبان سے وصف کرے لیکن شریعت پر عمل نکرے شریعت کے جو قیود ہیں انکو قبول نکرے اسکے احکام کے تحت میں داخل نہووے فسق و فجور کرنے والے کو منافق جو کہتے ہیں تغلیظ اور تہدید کی جہت سے ہے وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا اور ہرگز نہ پاوے تو انکے واسطے کوئی مددگار یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد تو ان منافقوں کے واسطے کوئی مددگار نہ پاویگا جو انکو مدد کرے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاوے اس جملہ کو تہدید کیواسطے ذکر کیا معلوم کیجئے اس آیت سے موسن جو منافق نہیں اسکے واسطے شفاعت ثابت ہونیکی دلیل ہو کیا واسطے اللہ تعالیٰ اس جملہ کو نفاق سے زجر کرنیکے مقام میں ذکر کیا نفاق نہیں سو شخص کیواسطے بھی یہہ بات ہو تو اسمیں منافق کو زجر نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ غیر منافق کے واسطے شفاعت ہو ہم نے جو تقریر کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہہ استدلال خطاب نص سے نہیں جو ضم اسکو انکار کرے اللہ تعالیٰ نے توبہ کئے سو منافق کو اس حکم سے استثنا کرتے فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر جنھوں نے توبہ کی یعنی مگر وہ منافق جو اپنے نفاق سے توبہ کی وَاَصْلَحُوْا اور سنوارا یعنی اچھا عمل کیا اللہ تعالیٰ جو امر کیا ہے اسکو بجا لایا اسکے فرایض کو ادا کیا مناہی سے باز آیا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ اور مضبوط پکڑا اللہ کی رسی کو یعنی اللہ کو مضبوط پکڑا اور اس پر اعتماد کیا وَاَخْلَصُوْا

دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ اور خالص کیا اپنے دین کو اللہ کیواسطے یعنی نرے اللہ کے حکم بردار ہوئے اور اپنے اعمال اور طاعتیں اسکے واسطے بجالائے اسمین ریا اور سمعہ کو دخل نہین وے ابن ابی الدنیا کتاب الاخلاص مین اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو جب یمن کی طرف روانہ کیے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو وصیت کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اخلص دینک یکفیک القلیل من العمل یعنی تو اپنے دین کو خالص اللہ کے واسطے کر تجھکو تھوڑا عمل کرنا کفایت کریگا یعنی شہوات نفسانی سے دین کو خالص کریگا یا ریا وغیرہ سے اپنے عاقبت کو بچائیگا عبادت اللہ کو تمثال امر واسطے اور اسکے ربوبیت کے حقوق ادا کرنے کے واسطے کریگا تو تھوڑا عمل کفایت کریگا کیواسطے ارواح جب نفس کی شہوتین اور اسکے قیدون سے مخلصی پاوین اور اعضا عبادت مین قایم ہووین نفس اور قلب روح اُن سے جنگ اور مقابلہ نہ کرین تو وہ عبادت سچی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ اسکو قبول کریگا تھوڑا عمل مقبول ہونا بہت عمل سے جو مردود ہو بہرات تفوق رکھتا ہے سیوطی نے کہا حاکم نے اس حدیث کو تصحیح کی ہے لیکن عبد الرؤف المناوی نے کہا ذہبی نے اسکو مسلم نہین رکھا حافظ عراقی نے کہا اسکی سند منقطع ہے ابن ابی الدنیا کتاب الاخلاص مین اور بیہقی شعب الایمان مین ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے خوشی ہے مخلصون کو وہی لوگ ہدایت کے چراغ ہین فتنہ جو تاریک ہے اُنھین سے دفع ہوا کرتا ہے بزار نے ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع مین فرمائے نضر اللہ امرأ السمع مقالتی فوعاہا فرب حامل فقہ لیس بفقیہ ثلاث لایغل علیہن قلب امرء مومن اخلاص العمل للہ والمناصحۃ لائمۃ المسلمین ولزوم جماعتہم فان دعاءہم یحیط من ورائہم یعنی رونق دیوے اللہ تعالیٰ منہہ کو اُس آدمی کے جو میری بات سنکے اسکو یاد رکھا کیواسطے بہت لوگ فقہ کے حامل ہین لیکن فقیہ نہین تین چیز ہین اُن سے جن کے دل مین کینہ نہین آتا عمل کو خالص اللہ کیواسطے کرنا اور ائمہ مسلمین کیواسطے خیر خواہی چاہنا اور مسلمانون کی جماعت کو لازم پکڑنا کیواسطے اُنکی دعا مسلمانون کے گرد احاطہ کرتی ہے حافظ سیوطی نے کہا اسکی سند حسن ہے نضرون کی اور ضاد وجہہ کی فتح سے ضاد مین تشدید اور تخفیف دونون مروی ہین رونق نضارت اور خوشی کی معنی سے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخن سُنکے حضرت جیسا فرمائے ہین ویسا ہی ادا کرے یاد رکھنے والے کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اسکے چہرے کو رونق دیوے دعا کی معنی یاد رکھنا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو الفاظ فرمائے ہین اسکو یاد رکھا اور ویسی ہی الفاظ سے اُسکو ادا کیا یہہ جو فرمائے فرب حامل فقہ لیس بفقیہ یعنی بہت فقہ کے

حامل یعنی یاد رکھنے والے فقیہ نہیں سو یہ جو گویا پہلے جملہ کی علت ہے اسکا حاصل یہ ہے الفاظ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے سو حدیث کو اسی الفاظ سے نقل کرنا کیا واسطے سو شخص اگر عالم نہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ جو کئی معانی کو جامع ہے نہیں سمجھے اسکو تغیر دیا تو غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو تھا فوت ہوگا اس لئے تغیر نہ دیکے جیسا لفظ فرمائے تھے اسی لفظ کو ادا کرے سننے والا شخص جو عالم ہے اس سے احکام کو استنباط کرتا ہے اس جملہ کو تمہید کیوا سطے ذکر کئے بعد جو فرمائے ثلاث سو مقصود حدیث کا وہی ہے لا یغل یا کی ضم اور غین کے کسر سے اور لام کی تشدید سے اغلال کی مضارع ہے اسکی معنی خیانت کرنا یعنی تین چیزیں ان سے مومن کے دل میں خیانت نہیں آتی یعنے اسکو یا کی فتح اور غین کی ضم سے روایت کئے ہیں مضارع غل کا اسکی معنی حقد یعنی کینہ اور عداوت یعنی تین چیزیں انکے سبب سے مومن کے دل میں کینہ جو حق سے اسکو زایل کرے نہیں ہوتا یعنے غل لام کی تخفیف سے روایت کئے ہیں مضارع دغل کا ہے کسی چیز میں داخل ہونیکی معنی سے حاصل معنی یہ ہے ان تینوں خصلتوں سے دل درست رہتے ہیں ان خصلتوں کو جو شخص اختیار کریگا تو اسکا دل خیانت اور کینہ اور بدی سے پاک ہوگا علیہن حال پڑا ہوا اسکی تقدیر لا یغل کا ہے علیہن قلب المومن یعنے خیانت نہیں کرتا حال وہ کہ ان خصلتوں پر دل مومن کا ہے معنی فان دعاءھم یحیط من ورائھم کی یہ ہے ان جماعت کی دعا احاطہ کرتی ہے انکے پیچھے یعنی انکی دعا سب کو کافی اور انکی حفاظت کیواسطے بس ہے نسائی نے مصعب بن سعد سے روایت کی ہے اس نے اپنے باپ سے یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انکو گمان تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اپنے کو فضیلت ہے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالے اس امت کو نصرت نہیں دیتا مگر انکے ضعیف لوگوں کی دعا اور نماز اور اخلاص سے سعد رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت ہونیکا گمان جو تھا اس لئے کہ سعد صحابہ کے اغنیا لوگوں میں تھے صدقہ وغیرہ نیک کام میں اپنا پیسا خرچ کرتے تھے ان اعمال کے سبب فقرا صحابہ پر اپنے تئیں فضیلت ہے سمجھتے تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرا کی فضیلت بیان کئے ابن ابی شیبہ اور مروزی زواید الزہد میں اور ابو الشیخ بن حیان مکحول سے روایت کئے ہیں اس نے کہا مجھکو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی بندہ خالص صبح خالص عمل اللہ کیواسطے نہیں کریگا مگر چشمے حکمت کے اسکے دل سے زبان پر ظاہر ہونگے فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ یعنی وہ توبہ کرنے والے منافق مذکور امور کے لحاظ سے خالص مومنوں کے ساتھ بہشت میں رہینگے وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اور آگے دیگا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب آگ میں منافقوں کے واسطے بہت سخت شرطین مذکور ہوئیں کیواسطے اللہ تعالی ان سے عذاب ساقط ہونیکے چار امر بیان کیا پہلا امر توبہ کرنا دوسرا امر عمل صالح کرنا امر قبیح سے توبہ کرنا اور عمل صالح کرنا عبادت سے نیک چیز پر اقدام کرنے سے تیسرا امر اللہ تعالے کے

عہد کو مضبوط پکڑنا جسکو واعتصموا باللہ سے تعبیر کیا اعتصام باللہ سے مراد ہے توبہ اور عمل صالح کرنے سے
اُسکا غرض اللہ تعالیٰ کی رضامندی رہنا معلوم وقت مطلوب رہنا کیا واسطے توبہ اور عمل صالح کے منفعت حاصل کرنی اور مضرت دفع کرنی
غرض ہو توبہ سے اور عمل صالح سے جلد پھر جائیگا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اُخرت کی سعادت اور اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوط پکڑنا
غرض ہو تو اسی نیک طریقت پر باقی رہیگا اُس سے نہ پھریگا چوتھا امر عمل خالص اللہ کیواسطے کرنا اُسکے ساتھ اور کچھ
غرض متعلق نہ رہنا جب یہ چاروں شرط حاصل ہونگی تو اُس وقت وہ منافق مومنوں کے ساتھ جنکو اللہ تعالیٰ اجر عظیم دیتا ہے
ہوگا ان قراین سے معلوم ہوا منافقوں کا حال اللہ تعالیٰ کے پاس بہت شدید ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ

وزد ۶۰ سدس القرآن نصف التسع الثانی اربعۃ قراریط

شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ کیا کریگا اللہ تکو عذاب کر کر اگر تم حق مانو اور
یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب جانتا ما یفعل میں استفہام تقریری کیواسطے ہے اُس سے غرض یہ ہے اللہ تعالیٰ مومن شاکر کو عذاب
نہیں دیتا کیا واسطے عذاب دینے سے اُسکے ملک میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی عذاب دینے سے اُسکی سلطنت میں کچھ نقصان نہیں آتا
وہ غنی ہے کسی چیز کا محتاج نہیں کیسکو عذاب دیتا تو نہیں دیتا مگر اسواسطے کہ اُسکا عدل اور اُسکی حکمت اُسکے عذاب کو مقتضی ہوئی جب تم
اُسکے نعمتوں کا شکر ادا کرینگے اور اُس پر ایمان لاؤگے تو اپنے نفسوں کو اُسکے عذاب سے بچایا معلوم کیجیے شکر کو ایمان پر مقدم کیا سو
اُسمیں دو وجہ ہیں کہتے ہیں اسمیں تقدیم و تاخیر ہے اُسکا اصل یوں ہے اِنْ اٰمَنْتُمْ وَشَكَرْتُمْ یعنی اگر ایمان لاؤگے اور شکر کروگے اُسکو
تقدیم و تاخیر پر حمل کیا واسطے ایمان کے سر سب طاعتوں پر مقدم ہے اور بدون ایمان کے شکر نفع نہیں دیگا اور پھر اسکو واو سے عطف کیا ہے
واو مطلق جمع کا فایدہ بخشتا ہے ترتیب کا فایدہ نہیں دیتا لفظ میں شکر مقدم کرنے سے حقیقت میں اُسکی تقدیم لازم نہیں آتی بعضوں نے کہا اسمیں تقدیم و تاخیر
نہیں بلکہ شکر مقدم ہے کیواسطے عاقل پر دلکی رہنمائی سو جب اشیا میں تامل کرتا ہے تو اول نعمتوں کی عظمت کی جو اُسکی پیدایش میں ہیں بالاجمال نظر
کرتا ہے اُس اجمالی شکر ادا کرتا ہے بعدہ دوسرے جب تامل کرتا ہے تو یہ نعمتیں کس منعم کی طرف سے ہیں اُسکو ظاہر ہوتے ہیں تب اپنے منعم حقیقی پر ایمان لاتا ہے
پھر اُس منعم حقیقی کے شکر تفصیل ادا کرتا ہے سو یہ مجمل شکر جسکو اول ادا کیا تھا ایمان پر مقدم ہے اسلیے ذکر میں شکر کو مقدم کیا بعدہ فرمایا وکان اللہ شاکرا
اور اللہ شکر کرنے والا ہے یعنی مومن بندوں کو اُنکے شکر پر ثواب دیتا ہے اور اُنکو پورا اجر رحمت کرتا ہے اللہ کے شکر کرنے سے مراد بندوں کے تھوڑے عمل سے
راضی ہونا اور اُسکا ثواب اضعاف مضاعف دینا بعضوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے بندوں کو شکر کرنیکا امر کیا اسکی جزا کو استعارے کی طریق سے شکر کہا اللہ تعالیٰ کے صفات میں
شاکر جو ہے اُس سے شکر پر ثواب دینا مراد ہے اُسکے بعد علیما کہکے دوسری صفت بیان کی یعنی تم اُسکا شکر جو کرتے ہو اور ایمان لاتے ہو اُسکا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اُسکی عزت
دیگا اُس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو ساری چیزوں کا علم ہے عقلت کو اُسکے پاس نہیں خوف اُسکو نہیں خوف اُسکو ہے جو ثواب شکر کو عقاب دیگا قتادہ سے منقول ہے کہا اللہ تعالیٰ شاکر ہے اور معنی شاکر کے یہ ہیں عذاب نہیں دیتا

الجزء السادس ع وسدس القرآن ونصف التسع الثانی واربعة قراریط

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ دوست نہین رکھتا اللہ بری بات کا پکارنا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہے اس آیت کے نظم مین مفسرون کو دو وجہ ہین پہلی وجہ یہ ہے اللہ تعالی منافقون کے ستر کو توڑا اور انکی فضیحت کی اس سے لوگون کو وہم ہوتا ہو کہ ستر توڑنا فضیحت کرنا رب رحیم کریم کو لایق نہین سو اسکے دفع کرنے کو یہہ کلام جادی مجری عذر کرکے فرمایا اور کہا لا یحب اللہ الجہر آہ یعنی لوگون کا عیب انکے برے کام ظاہر کرنا اللہ کو خوش نہین آتا مگر جبکا ضرر عظیم ہو اور دفع مکروہ بڑہ جاوین تو اسکا عیب بیان کرنا اسکے برے کام ظاہر کرنا جایز ہے ان منافقون کا مکر و فریب سے مومنون پر ظلم کرنا نہایت مرتبہ کو پہنچ چکا تھا اس لئے اللہ نے اسکا حال ظاہر کیا دوسرے وجہ یہہ ہے اوپر کی آیت مین اللہ تعالی نے فرمایا تھا منافق توبہ اور اخلاص وغیرہ کرین تو وہ مومنون کے ساتھ ہین سو کوئی منافق توبہ اور اخلاص وغیرہ کرتے پر شاید بعضے مسلمان اسکی مذمت اور سابق کی صورت کا مذاکرہ آپس مین نکالنے لگے سو اللہ تعالی انکو اس مذاکرے سے منع کیا اس آیت کی شان نزول مجاہد سے یون مروی ہے کہا کہ ایک شخص ایک کے یہان مہمان ہوا اُس نے اُسکی ضیافت نہ کی سو اس پر یہہ آیت نازل ہوئی مقاتل نے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق مین زبان درازی کرنے لگا ابوبکر رضی اللہ عنہ چند بار اس سے خاموش رہے بعد اسکو جواب دینے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوے ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کیے یا رسول اللہ وہ شخص مجھکو بد بولا تو آپ اسکو کچھ نہین فرمائے جب مجھنے اسکو جواب دینے لگا تو آپ برخاست ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فرشتہ تمھاری طرف سے اسکو جواب دیتا تھا جب تم اسکے جواب مین آئے فرشتہ چلا گیا اور شیطان موجود ہوا اس لئے مین اُٹھ گیا اسی پر یہہ آیت نازل ہوئی اس حدیث کو ابوداود نے سعید بن المسیب سے مرسل روایت کی ہو اور دوسری طریق سے سعید ابن ابی سعید سے وہ ابی ہریرہ سے موصول روایت کی ہو لیکن اُس نے اس موصول حدیث کا لفظ ذکر نہین کیا امام احمد نے ابوہریرہ کی حدیث کو سعید بن ابی سعید کی طریق سے مطول روایت کی ہے بیہقی اسکو ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے لیکن یہہ آیت اس قصہ مین نازل ہوئی کرکے ان روایتون مین مذکور نہین معلوم کیجیے اللہ دوست نہین رکھتا کرکے جو فرمایا ہے سو محبت کی معنی دل کو محبوب چیز کی طرف میل دینا محبوب نہین رکھتا کرکے جسکے تو غیر محبوب چیز کی طرف دل کو میل نہ دینا ہوا لیکن اطلاق اس معنی کا اللہ تعالی پر محال ہے

اس لئے یہاں عدم محبت کو عقاب سے کنایہ لیتے ہیں یعنی اللہ عذاب دیتا ہے بری بات کے پکارنے والے کو جہر کی معنی بات بلند آواز سے کرنا یعنی بری بات پکار کے کرنا اللہ کو خوش نہیں آتا معلوم کیجئے بری بات کو پکار کے کرنا اللہ تعالیٰ کو جیسا خوش نہیں آتا ویسا ہی بری بات آہستہ کرنا بھی اللہ کو خوش نہیں آتا اور جیسی بری بات ناپسند ہے برا فعل بھی اسکے ناپسند ہو لیکن یہاں اس جہر سے اور قول سے جو قید لگایا اس کا وجہ یہ ہے یہ آیت جس مقدمہ میں نازل ہوئی تھی وہاں قول کی جہر کی صورت تھی اس لئے اسکے ساتھ قید کیا الا من ظلم یہ استثنا کونسی قسم سے ہے اسمیں اختلاف ہے بعضوں نے کہا یہ استثنا متصل ہے اسوجہ پر مستثنیٰ میں مضاف کی تقدیر کرنا اس طور پر لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا الجہر من ظلم یعنی مگر پکارنا اس کا کہ جس پر ظلم ہوا ہے سو مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اسکے قایم مقام کیا یا مستثنیٰ منہ میں تاول کرنا اس تاویل میں دو وجہ ہیں پہلی وجہ الجہر جو مصدر ہے اسم فاعل کے قایم مقام ہے اس کی تقدیر لایحب اللہ الجاہر آہ یعنی اللہ دوست نہیں رکھتا بری بات پکار کے کرنیوالے کو دوسری وجہ الجہر مصدر ہی ہے لیکن اسکا فاعل محذوف ہے تقدیر یوں ہے لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول من احد الا من ظلم یعنی اللہ دوست نہیں رکھتا بری بات پکار کے کرنا کسی سے مگر مظلوم سے سو اسوجہ پر بالسوء مفعول ہوگا الجہر کا من القول حال پڑے ہے بالسوء کا من احد فاعل ہے الجہر کا مصدر کے فاعل کو حذف کرنا جایز ہے اور الا من ظلم اسی فاعل سے استثنا ہے اسوجہ پر اسکو مستثنیٰ مفرغ نہ کہینگے کیا واسطے مصدر کا فاعل جایز الحذف ہے سو وہ محذوف حکم میں مذکور کے ہوا یہ ترکیب سیبویہ وغیرہ کے قول پر ہوگی جو کہتے ہیں مصدر مقرون بان ہو تو عمل کرتا ہے بعضے کہتے ہیں یہ استثنا منقطع ہے الا من ظلم کی معنی لکن المظلوم له ان یجہر بظلامته یعنی لیکن مظلوم کو اپنے مظلمے پر پکارنا پہنچتا ہے مظلوم جہر کرنا جو فرمایا اس سے کیا مراد ہے سو مفسرون کو اختلاف ہوا ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں انھوں نے لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول کی تفسیر میں کہا ایک شخص کا ایک کو بد دعا کرنیکو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا مگر مظلوم کو اللہ تعالیٰ نے رخصت دی کہ اپنے ظالم کو بد دعا کرے اگر صبر کیا تو بہتر ہے حسن بصری کہے ایک شخص ایک پر ظلم کیا اسکو بد دعا کرنا لیکن ایسا کہنا یا اللہ اس پر مجھکو اعانت کر میرا حق اس سے دلوا دے اسکے اور اسکے کلام کے درمیان تو آڑا ہو یا اور کچھ اسکے مانند کہے مجاہد نے کہا وہ ایک شخص ہے کہ ایک کے یہاں جہاں آتا ہو میزبان اسکی ضیافت اچھی نہیں کرتا ہو وہاں سے مجھے بعد میزبان میری ضیافت اچھی نہیں کیا کرکے کہنا جہاں کو پہنچتا ہو یہ معنا کہتے ہیں کہ تجھے

بُری بات کرنا اُنکے پوشیدہ احوال اور اُنکے عیب کو ظاہر کرنا جایز نہین لیکن مظلوم اپنے پر ہیتا سو ظلم ظاہر کرنا
اور فلانا میری چیز چرا یا میرا اسباب اٹھا کر لے گیا اور حاکم کے پاس فریاد کرنا جایز ہے اگر کوئی گالی دیا تو پھر اسکے
گالی دینا جایز ہے اس سے بڑھکے بولنا مثلاً اُسکے باپ دادا کو گالی دینا جایز نہین اُسکے ظلم کی مقدار اسکو بد دعا کرنا
بھی پہنچتا ہے اس سے بڑھکے بد دعا کرنا مثلاً اُسکا گھر ویران ہو کر کے بد دعا کرنا جایز نہین کچھ نہ کہکے سکوت کرنا اور اُسکے
ظلم کو سہنا افضل ہو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی عطا دبن ابی رباح سے روایت کیے ہین کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین میری
کوئی چیز چوری گئی سو چور کو مین بد دعا دینے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا تُسَخِّی عنہ یعنی بد دعا کر کے
اُسکی گناہ کی تخفیف مت کر احمد کی روایت مین ہو کہ اُنکا کپڑا چوری گیا تھا کہ کے آیا ہو نسائی کی روایت مین ہو مُخفہ یعنی
چادر چوری گئی تھی احمد کی ایک روایت مین جسکو ابراہیم النخعی سے روایت کی ہو آیا ہو کہ عایشہ رضی اللہ عنہا کہے میرا مخفہ
چوری گیا اور لا تسخی عنہ کے بعد یہہ بھی زیادہ کی ہو وعیہ بذنبہ یعنی اُسکو اُسکے گناہ پر ہی چھوڑ دے اُسکی سند منقطع
ہے کیونکہ واسطے ابراہیم النخعی عایشہ رضی اللہ عنہا سے نہین سنا مخفہ خا رمعجمہ سے نون کے بعد فا ہو کپڑا کا موٹا کپڑا ہوتا
ہو تسخی سین مہملہ سے اُسکے بعد با رموحدہ ہو اُسکے بعد خا رمعجمہ ہے واحد مونث حاضر کے مضارع کا صیغہ ہو باب تفعیل سے
اسکی معنی تخفیف کی ہو ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس نے
اپنے پر ظلم کرنے والیکو بد دعا کی تو اُس نے اپنا بدلا لیا ترمذی نے کہا اسکی سند مین میمون الاعور ہو لوگ اسمین کلام کرتے
ہین یعنی وہ ضعیف ہو وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا اور اللہ ہے سُنتا جانتا یعنی ظالم اور مظلوم جو کہتے ہین سب اللہ
سُنتا ہو اور دل کے بھیدون کو جانتا ہو ہر ایک اُسکے لایق کی جزا دیگا اس جملہ مین وعد اور وعید دونون ہین

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اگر تم ظاہر کرو
کچھ بھلائی یا اس کو چھپاؤ یا معاف کرو بُرائی کو تو مقرر اللہ بھی ہے معاف کرنے والا مقدور رکھتا خیر سے طاعتین اور
نیک اعمال جیسے روزہ صدقہ ضیافت صلہ رحم وغیرہ مراد ہین اُسکو ظاہر کرو یعنی علانیہ کرو یا اخفا کرو یعنی
پوشیدہ کرو یا بُرائی کو معاف کرو یعنی بُرا کام کہ جسکے کرنے سے تمکو اُسکا مواخذہ پہنچتا ہو درگذرو بعضون نے کہا معنی
یون ہین اگر تم بُرائی کے بدلے بھلائی ظاہر کرینگے یا بھلائی ظاہر نہ کر کے اُسکو مخفی رکھینگے بعضے کہتے ہین خیر کو ظاہر کرنے سے
حسنہ کو علی مین لانا اسکو مخفی کرنے سے اُسکا قصد کرنا لیکن عمل مین نہ لانا مراد ہی بعضے کہتے ہین خیر سے مال مراد ہے

معنی یون ہوا اگر تم صدقہ علانیہ فقرا کو دینگے یا اخفا کرینگے یعنی مخفی خیرات کروگے یا مظالم کو عفو کروگے امام رازی نے کہا خیرات کے مقاصد باوجود کثرت کے دو امر مین محصور ہین ایک حق تعالی کے ساتھ نیت صادق رکھنا دوسرا خلق کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا خلق سے جو امر تعلق رکھتا ہو وہ بھی دو امر مین محصور ہے ایک تو انکو نفع پہنچانا یا اون سے ضرر کو دفع کرنا ان تبدوا خیرًا او تخفوہ مین نفع پہنچانیکی طرف اشارہ ہوا و تعفوا عن سوءٍ مین ضرر دفع کرنیکی طرف اشارہ ہوا ان دونون جملون مین خیر کے تمام اقسام داخل ہوے انتہی پھر اللہ تعالی نے اسی شرط مرتب کرکے فرمایا فان اللہ کان عفوًّا قدیرًا یعنی اللہ تعالے انتقام لینے کی باوجود قدرت کامل رہنیکے گناہ گارون کے گناہ سے ہمیشہ درگذرتا ہی سو تم بھی اسی کے آئین پر چلنا لوگون کی تقصیرون سے درگذرنا اولی اور افضل ہے تا اللہ تعالی تمھارے قصورون سے قیامت کے دن درگذرے اوپر کی آیت مین مظلوم کو داد چاہنے کی اجازت دی اس آیت مین مکارم اخلاق پر کاربند رہنے کی اور ظالم سے درگذرنے اور عفو کرنے کی ترغیب دی بعضون نے اس جملہ کی تفسیر مین یون کہا اللہ تعالی عفو کرتا ہی یعنے جو لوگ تقصیرون کو معاف کرتے ہین انکو ثواب پہنچانے کی قدرت اللہ تعالی رکھتا ہے معلوم کیجئے شرط کا جملہ تین امر پر مشتمل ہے ایک نیکی علانیہ کرنا دوسرا نیکی پوشیدہ کرنا تیسرا برائی کو معاف کرنا اسکے جواب مین جملہ جو مذکور ہوا اسمین فقط تیسرے امر کی جزا بیان کیا اوپر کے دو امر کی جزا کو ذکر نہین کیا واسطے یہان مقصود بالذات یہ امر تھا اوپر کے دو امر جو تھے فقط تو طیہ اور تمہید کیواسطے تھے اسلئے انکو ذکر نہین کیا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ مقرر جو لوگ منکر ہوتے ہین اللہ سے اور اسکے پیغمبرون سے بعضے مفسرین کہتے ہین یہ آیت یہود کی شان مین نازل ہوئی وہ موسی علیہ السلام اور توریت پر ایمان لائے عیسی علیہ السلام اور انجیل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے منکر ہوے قتادہ نے کہا یہ آیت یہود اور نصاری دونون کی شان مین نازل ہوئی یہود موسی علیہ السلام پر ایمان لائے عیسی اور محمد علیہما الصلوۃ والسلام سے منکر ہوے نصاری موسی اور عیسی علیہما الصلوۃ والسلام پر ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کافر ہوے وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اور چاہتے ہین کہ تفرقہ کرین اللہ مین اور اسکے رسولون مین یعنی وہ لوگ اللہ پر ایمان لانے مین اور پیغمبرون پر ایمان لانے مین فرق نکالتے ہین اللہ پر ایمان لاتے ہین اور اسکے رسولون پر ایمان نہین لاتے ہین وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ اور کہتے ہین ہم مانتے ہین بعضون کو

اور نہین مانتے بعضون کو وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ اور چاہتے ہین کہ پکڑین اسکے بیچمین ایک راہ یعنی وہ اپنے لئے ایک دین اور مذہب ٹھہرانا چاہتے ہین جو واسطہ ہو ایمان اور کفر کے درمیان یہہ دین وہی جو بعضے پیغمبرون پر ایمان لانا اور بعضون سے منکر ہونا ہے أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ایسے لوگ وہی ہین کافر پیچھے یعنی یہہ صفت جس مین ہو اوسکا کافر ہونا یقینی ہے اُنکے کفر کی تاکید کیلئے اسکو بولا تو کوئی یہہ نہ سمجھے کہ بعضے پیغمبرون پر ایمان لانے والیکو کافر نہ کہینگے معلوم کیجئے بعضے پیغمبرون سے منکر ہوا تو سارے پیغمبرون سے منکر ہوا کیا واسطے بعضے پیغمبرون کی نبوت پر دلالت کرنے والی چیز معجزہ ہے نبوت کی دلیل جب معجزہ ہو تو لازم آیا کہ معجزہ جس سے صادر ہو وہ نبی ہے سارے انبیا سے معجزے صادر ہوے وہ سب نبی ہوے تو اُن سب پر ایمان لانا لازم ہوا جب کوئی شخص معجزہ دیکھا اور نبوت کی تصدیق نہین کیا تو اسکے پاس معجزہ دلیل نرہا جب معجزات دلیل نرہے تو سارے انبیا سے کافر ہونا لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ ایک نبی کی بھی نبوت کو قبول نکرے تو سارے انبیا سے کافر ہونا اسکو لازم ہوتا ہے حقًّا مفعول مطلق ہے اوپر کے جملہ کے مضمون کو تاکید کرتا ہے اُسکا فعل محذوف ہے اُسکی تقدیر مثلاً احقّ ذلک حقا ہے اسکو مصدر محذوف کی نعت ڈالین تو بھی صحیح ہے اُسکی تقدیر ہم الکٰفرون کفرًا حقًّا یا اخبرنک اخبارًا حقًّا ہوگی لیکن واحدی نے کہا یہہ تقدیر صحیح نہین کیا واسطے کفر کسی وجہ سے حق نہوگا اس اعتراض کا جواب یون کہے ہین حق سے یہان وہ حق جو مقابلے مین باطل کے ہے مراد نہین بلکہ اسکی معنی کامل اور ثابت کی ہے یعنی وہ کفر مین کامل و ثابت ہین یعنی اُنکے کفر مین کچھ شک نہین ہم نے اسی لحاظ سے حقًا کا ترجمہ پیچھے سے کیا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ اور ہمنے تیار رکھی ہے منکرون کے واسطے ذلت کی مار وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ اور جو لوگ یقین لاے اللہ پر اور اُسکے رسولون پر یعنی اللہ تعالی کی وحدانیت کی تصدیق کئے اور سارے پیغمبرون کی رسالت کو قبول کئے اور وہ اللہ تعالی کے یہان سے جو لائے سو حق کرکے مانے وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ اور تفرقہ نہ کیا کسیکو اُنمین یعنی پیغمبرو نپر ایمان لانے مین کسیکو جدا نکیا بلکہ جتنے پیغمبر ہین سب پر ایمان لایا معلوم کیجئے ہین کا لفظ مضاف نہین ہوتا مگر اُسی کی طرف جسمین تعدد ہو اور تفریق بھی پاے نہین جاتی مگر دو مین یا دو سے زیادہ مین یہان بین کے لفظ کو احد کی طرف مضاف کیا سو اسکی توجیہ یہہ ہے احد کا لفظ نکرہ ہے نفی کی سیاق مین آیا ہے نکرہ سیاق نفی مین جب آتا ہے تو عموم پر دلالت کرتا ہے احد کا لفظ

عموم پر دلالت کرنے سے بیّن کی اضافت اُسکی طرف صحیح ہوئی زمخشری اور بیضاوی ایسا ہی کہے امام رازی نے کہا اَحَدٍ کے لفظ مین واحد اور جمع مذکر اور مؤنث سب برابر ہین کیا واسطے احد سے استثنا کرنا صحیح ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے لَسْتُنَّ کا حد من النساء سو یہہ اس سے معلوم ہوا کہ احد مین تعدد بھی ہوتا ہے تو اضافت صحیح ہوئی تفریق پائے گئی دونون توجیہ پر کم یفرقوا بین احد کی تقدیر یون ہوگی لم یفرقوا بین اثنین منہم او بین جماعۃ یعنی تفرقہ نہین کیے اُن سے دو مین یا جماعت مین اُولٰئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْہِمْ اُجُوْرَہُمْ وہ لوگ کہ دیگا اُنکو اُنکے ثواب یعنی جنکی یہہ صفت ہوئی اُنکو اللہ تعالے قیامت مین ثواب دیگا سوف کے لفظ کو یوتیہم پر جو لایا سو وعدے کی تاکید اور تحقیق کیواسطے ہے یعنی اُنکو اجر دینا یقینی ہے اگرچہ اُسکے وقوع مین کچھ فصیل ہو یوتیہم کو عاصم نے حفص کی روایت مین اور یعقوب قارن کی روایت مین یا رتحتانیہ سے غائب کے صیغہ پر قرأت کیے ہین اسکی ضمیر لفظ اللہ کی طرف پھرتی ہے ہمارا ترجمہ اسی قرأت پر ہے باقی کے قرا اسکو نوتیہم نون سے تعظیم کے لئے متکلم کے صیغہ پر قرأت کئے ہین اس قرأت پر ترجمہ یون ہوگا ہم دینگے اُنکو اُنکی مزدوری وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اس جملہ مین یہود و نصاریٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی ترغیب ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ ایمان لانے والے کو ثواب دینے کا وعدہ کیا بعدہ خبر دیا کہ اللہ تعالیٰ غفور ہے گناہون سے درگذرتا ہے اور بخشتا ہے اور بندہ پر رحم کرتا ہے یہود و نصاریٰ تم بھی اُن پر ایمان لاؤ گے تو کفر کی حالت مین گناہ جو تم سے صادر ہوے ہین بخشیگا معلوم کیجیے اللہ تعالے کے مومن کو بخشنے اور اُسکے ایمان کو احباط نکرنے پر اس آیت مین دلیل ہے کیا واسطے اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لانے والیکو اس آیت مین اجر دینیکا وعدہ دیا یہہ اجر دینا مجرد ایمان پر ہے یا اُسکے ساتھ اعمال بھی ضم ہو چاہیے اگر اعمال بھی ضم ہونا درکار ہے تو اس آیت مین ایمان لانیکی ترغیب نہین ہوتی معلوم ہوا کہ اجر دینا مجرد ایمان پر ہے تو ثابت ہوا ایمان کو احباط نہین کرتا یا تو گناہون کو عفو کریگا یا گناہ کے بدل دوزخ مین داخل کرکے بعدہ وہان سے نکال کر بہشت مین داخل کریگا یَسْئَلُکَ اَہْلُ الْکِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْہِمْ کِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓی اَکْبَرَ مِنْ ذٰلِکَ تجھ سے درخواست کرتے ہین کتاب والے کہ اُنپر اُتار لاوے کتاب آسمان سے سو مقرر مانگ چکے ہین موسیٰ سے اُس سے بڑی چیز یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی ای محمد اہل کتاب یعنے یہود آسمان سے کتاب اُتار لانیکی درخواست تیرے سے کرتے ہین مفسرین کہتے ہین یہودیون نے کعب بن الاشرف و فنحاص بن عازورا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے اگر تم نبی ہو تو موسیٰ علیہ السلام توریت کیسے

تختیون کو کھما جیسے لائے تھے تم بھی ویسی ہی کتاب کھما آسمان سے لاؤ بعضے کہتے ہین آسمان سے اپنے نامون کے خط آنیکا سوال کئے بعضون نے کہا ہے مخصوص کتاب اپنے لئے آنیکی درخواست کئے فقد سألوا مین فا جو ہے یا شرط مقدر کی جزا ہے گویا تقدیر یون ہے ان استکبرت ما سالوہ منک فقد سالوا موسیٰ اکبر من ذلک یعنی وہ تیرے سے یہ سوال جو کئے ہین اگر تو اسکو بڑا سمجھتا ہے تو وہ یہود موسیٰ سے اس سے بڑی بات کی درخواست کئے ہین یا عاطفہ ہے ایک محذوف جملہ پر اسکی تقدیر گویا یون ہے لا تبال یا محمد بسؤلہم فانہا عادتہم فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذلک یعنی ای محمد انکے سوال سے تو کچھ پروا مت کر کیا وا سطے ایسے باتون کی درخواست کرنا یہود کی عادت ہے سو وہ موسیٰ سے اس سے بڑی بات کا سوال کئے ہین اس آیت مین اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے یہود کو توبیخ کرتا ہے کہ انکا سوال اللہ تعالیٰ کے رسول سے عناد کی راہ سے ہے فقالوا ارنا اللہ جہرۃ پھر کہے ہین دکھا دے اللہ کو سامنے مفسرین کہتے ہین بنی اسرائیل کے ستر شخص جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ طور سینا کو گئے تھے وہ موسیٰ سے وہان یہہ سوال کئے اس کا قصہ چوتھے رکوع مین مذکور ہوا بعضون نے کہا بنی اسرائیل کے دس ہزار شخص یہہ سوال کئے پہلا قول ہی صحیح ہے معلوم کیجئے اللہ کو دکھانیکا سوال یہہ یہود جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے نہین کئے بلکہ انکے اسلاف جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین تھے کئے پھر اس سوال کے اسناد ان یہود کی طرف کی کیا وا سطے یہہ یہود عناد اور سرکشی مین اپنے بزرگون کے طریقہ پر تھے انکا یہہ سوال انکے پسند تھا سو گویا یہی لوگ وہ سوال کئے جہرۃ کا لفظ اصل مین جہرت کا مصدر ہے اسکی معنی بات پکار کے کرنا بعد اسکو معاینہ مین اور روبرو دیکھنے کی معنی مین استعارے کی طور پر استعمال کئے اسکو ذکر کیا سو تاکید کیو اسطے ہے تا یہہ نہ سمجھیں کی رویت سے علم مراد ہے فاخذتہم الصاعقۃ بظلمہم پھر پکڑا انکو بجلی نے انکے گناہ پر یعنی وہ لوگ بیجا سوال کرنے سے انکو گاج مارا صاعقہ کی معنی لغت مین موت اور ہلاک کرنے والا عذاب اور عذاب کا ہولناک آواز اور ابر کو چلانے فرشتے کے ہاتھ مین گاہ گاہ زیانہ کہ جسکو لگے اسکو جلا دیتا ہو اور آتش جو گرجات ہو کے آسمان پر سے گرتی ہے یہہ سب معانی یہان مربوط ہوتے ہین لیکن یہان کونسی معنی مراد ہے اسمین مفسرون کو اختلاف ہے بعضون نے کہا صاعقہ سے موت مراد ہے ابن الخازن الزین البغدادی نے کہا یہہ قول ضعیف ہے کیا وا سطے سورۂ بقرہ مین فرمایا ہے فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون سو انتم تنظرون کا جملہ صاعقہ سے موت کا ارادہ نہ کرنیکا قرینہ ہے کیا وا سطے موت کی طرف نظر کرنا غیر متصور ہے بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ اعتراض ضعیف ہے کیا وا سطے موت کو دیکھنے سے مراد ایک دوسرے کی موت کی حالت دیکھنی اور

اُسکی موت سے واقف ہونا مراد ہے بعضوں نے کہا اُنکی موت کا سبب صاعقہ تھا یعنی آتش تھی آسمان سے آکے انکو جلادی یا بجلی کی کڑک سے وہ موئے بندہ عاصی کہتا ہے ان دو قول مین جمع ممکن ہے کیا واسطے اُن پر بجلی کڑکڑا کر گری اور صاعقہ ۱۲ اُنکی آگ سے ایک کے بعد ایک مُوا معلوم کیجئے وہ لوگ لعنت اور عناد کی راہ سے محال چیز کی طلب کئے اور موسی علیہ السلام سے انکا سوال کئے وہ ایسا سمجھے کہ اللہ تعالی دوسرے اجسام کے مانند ہے اجسام کو جس صفت سے دیکھتے ہین ویسا اُس سُبحانہ وتعالی کو دیکھنا چاہے اور اللہ تعالی کو بغیر دیکھے موسی علیہ السلام کے قول کو نہ ماننیگے گرکے ہٹ کئے سو ان دھون کے دیکھتے وہ عذاب کے مستحق ہوئے اس لئے اللہ تعالی اُنپر عذاب نازل کیا پھر ایک رات اور ایک دن تمام انکی لاش سڑتے پڑے تھے موسی علیہ السلام اللہ تعالی سے الحاح وزاری کرنے سے پھر اللہ تعالی نے انکو زندہ کیا معلوم کیجئے اس آیت سے مومنان اللہ تعالی کو دار الاخرت مین نہ دیکھنے پر معتزلہ دلیل جو لیتے ہین تمام نہین ہوتی کیا واسطے یہہ دُنیوی احکام ہین آخرت کے احوال کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہین یاد رکھئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو اول ہی معجزہ بتلائے تھے حضرت کی سچائی بہت سے چیزون سے یہود کے پاس ثابت ہو چکی تھی اس پر آسمان سے کتاب اُترنیکا سوال وہ جو کئے محض لعنت اور عناد کی راہ سے تھا استرشاد اور انقیاد کیواسطے نہین تھا پھر جو شخص لعنت اور عناد کی راہ سے معجزہ طلب کرتا ہو تو اللہ تعالی اسکو معجزہ نہین بتلاتا استرشاد کیواسطے سوال کرتا ہو تو اسکی خواہش کے موافق معجزہ بتلاتا ہو لعنت کے ارادے سے سوال کرنے والیکو معجزہ نہ بتلانا نبوت مین قدح نہین کرتا یہود و نصاری اُنکی خواہش کے مطابق معجزہ نہ بتلانے سے نبوت مین قدح کرین اور کہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ بتلانے کی قدرت نہین تھی تو اُنکے اس اعتراض کے جواب کی طرف اللہ تعالی نے اس آیت مین اشارہ کیا جواب کا حاصل یہہ ہے موسی علیہ السلام کی نبوت یہود و نصاری کے پاس ثابت ہے لیکن قوم نے اللہ کو سامھنے بتانے سوال کیا تو موسی علیہ السلام نہین بتلائے یہہ نہ بتلانا نبوت مین قدح کرتا ہے تو چاہئے تم موسی علیہ السلام کی نبوت مین بھی قدح کرو اُنکی نبوت مین اس سے قدح نہ کرکر دوسرونکی نبوت مین قدح کرنا یہ کیا ہے عیسی علیہ السلام کی بھی یہود لعنت کی راہ سے معجزہ بتلا کر کر سوال کئے ہین تو عیسی کا انکو معجزہ نہ بتلانا نصاری کی کتب مقدسہ سے ثابت ہوا ہے متی کی انجیل کے ستائیسوین باب کے ۲۹ وین سطر مین جسکو ہنری مارٹین فرنسیس نے زبان ریختہ مین ترجمہ کی ہے ۱۸۱۹ عیسوی مین وہ ترجمہ چھاپا گیا سو امین مرقوم ہے اور وہ جو اُدھر سے گذرتے تھے اپنے دُھن کے اسے یعنی عیسی کو ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تو جو ہیکل کا ڈھانے والا اور تین دن مین پھر

بنا کرنے والا ہی اپنے تئیں بچا نہ سکا اور دین سطر مین مرقوم ہے کہ اسی طرح سے سردار کاہنون نے کاہنون اور مشایخ کے ساتھ ملکے تمسخر سے کہا کہ اورون کو بچایا اپنے تئیں بچا نہین سکتا اگر وہ اسرائیل کا بادشاہ ہی تو اب صلیب پر سے اُتر آوے اور ہم اُسکے معتقد ہونگے انہی معلوم کیجئے یہہ لوگ عیسیٰ کو صلیب پر سے اُتر آنیکا معجزہ طلب کیے تو عیسیٰ نے انکو وہ معجزہ نہ بتلایا مرقس کی انجیل کے آٹھوین باب کی اوین سطر مین ہی ترتیب لیسی نکلے اور اُسکے امتحان کے لئے کوئی آسمانی معجزہ طلب کرکے اُس سے مباحثہ کرنے لگے اُس نے یعنی عیسیٰ نے اہ سرد بھرکے کہا اس عہد کے لوگ معجزہ طلب کرتے ہین مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اس عصر کے لوگون کو معجزہ دکھایا نہ جائیگا انتہی الغرض نصاریٰ جسکو انجیل کہتے ہین اُسمین معجزہ طلب کرنے والون کو عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ نہ بتلانا ثابت ہی اُسکے نہ بتلانے سے نبوت مین خلل ہو تو مسیح کے بھی منکر ہونا انکو ضرور ہے ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ پھر بکرے بچھڑے کو نشانیان پہنچے پیچھے یہہ بھی یہود کی جہالت اور شرارت کا بیان ہی وہ یہہ معجزہ جو طلب کرتے ہین محض شرارت کی راہ سے ہی کتاب آسمان پر سے اُتری تو بھی ایمان نہ لائینگے موسیٰ علیہ السلام کے معجزے دیکھتے پر جب موسیٰ اللہ تعالیٰ کے وعدے پر گئے تو یہہ لوگ گائی کے بچھڑے کو معبود بنا کے اُسکا پوجا کرنے بیٹھ گئے یہہ قصہ بھی جو تم نے درد مین مذکور ہوا ثُمَّ کا لفظ اکثر اصولیون اور نحویون کے پاس حکم کی شرکت اور ترتیب اور مہلت کیواسطے موضوع ہی لیکن کبھی حکم کی ترتیب کے واسطے نہین آتا بلکہ اخبار کی ترتیب کے واسطے آتا ہی یہان ثم کا لفظ جو آیا ہی اخبار کی ترتیب کے واسطے ہے کیا واسطے یہود کا گوسالہ کو معبود ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کے معاینہ کے سوال کے آگے تھا البینات یعنی واضح دلایل اور معجزے جو موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور سچی رسالت کیواسطے کرتے ہین جیسے عصا اور ید بیضا اور دریا چیرے جانا اسکے سوا اور بھی معجزے جو دیکھے بینات سے تو یہ مراد نہین گوسالہ کی پرستش کرتے وقت تو یہ آیت نازل نہین ہوئی تھی فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ سو ہم درگذرے اُس سے یعنے یہہ گناہ بھی معاف کیا کیا واسطے بچھڑے کو معبود بنانا بہت بھاری گناہ تھی اُسکے بدلے مین اُن سبکو ستیاناس کرنیکا اور انکی بیخ و بنیاد باقی نہ رکھنے کا تھا لیکن وہ تقصیر ہم معاف کیئے انکا توبہ قبول کیئے معلوم کیجئے اس جگہ مین اللہ تعالیٰ یہود کو توبہ کرنیکی ترغیب دیتا ہی اور فرماتا ہی تمھارے بزرگ گوسالے کی پرستش کیئے بعد جب توبہ کیئے تو اللہ تعالیٰ انکے توبہ کو قبول کیا تم بھی توبہ کرو تمھاری گناہ بھی معاف ہوگی وَاٰتَيْنَا مُوسٰى سُلْطَانًا مُّبِيْنًا اور دیئے ہم موسیٰ کو غلبہ ظاہر یعنی گوسالہ کی پرستش کرنے والون پر موسیٰ کو ہم تسلط کیئے اور کمال غلبہ دیئے کہ جسکے سبب سے انکو

موسیٰ مار لینے کا امر کئے تو قوم نے اس کو مان لی انکے ستر ہزار آدمی ایک دن مین مارے گئے یا اس جملہ کی معنی یون ہے موسیٰ کی قوم نے اگرچہ موسیٰ کے ساتھ عناد اور تعنت کرنے مین مبالغہ کی لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو نصرت اور تقویت دیا کہ جس سے موسیٰ کا کام نمود مین آیا انکے دشمن اور اُن سے عناد کرنے والے پامال ہوئے سو اس جملہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت ہے کہ یہود وغیرہ جو تیرے سے عناد رکھتے ہین اُن سے تو دلگیر مت ہو عنقریب ہم تجھکو اُنپر غلبہ دینگے اُنکو خوار و ذلیل کرینگے اب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے دوسرے بے اعتدالیون کا بیان شروع کیا اور فرمایا وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ اور ہم نے اٹھایا اُنپر طور اُن سے عہد لینے مین اسکی تفسیر مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے تورات نازل ہوئی بعد بنی اسرائیل اسکے احکام کو قبول کرنے سے اڑے تب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو اُٹھا کر اُنکے سر و پر کھڑا کیا اور بولا تورات کے شرایع اور احکام کو قبول کرتے ہین تو خوب ہے نہین تو اس پہاڑ کو تم پر ڈال کے سب کو چکنا چور کرتا ہون پھر بنی اسرائیل پھر اکے احکام کو قبول کئے اسوجہ پر آیت کی معنی یون ہونگی ہمنے اُنپر پہاڑ کو اٹھایا تا وہ قول قرار کرین اور دین کے احکام کو مانین دوسری وجہ یہہ ہے کہ وہ لوگ عہد کئے تھے کہ اگر ہم دین سے پھر جائینگے قصد کرین تو اللہ تعالےٰ جس قسم کا چاہے اُس قسم کا عذاب دیوے بعد دین کے احکام کو ترک کرنیکا ارادہ کئے تب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ لاکے اُنپر کھڑا کرنیکا حکم کیا اس وجہ پر سننے یون ہونگے ہم اُنپر پہاڑ کو اٹھالائے بسبب اُنکے میثاق کے جو کئے تھے اُنپر پہاڑ لانے کا قصد پانچوین ورد مین مذکور ہوا معلوم کیجئے طور مطلق پہاڑ کو کہتے ہین اور مخصوص چند پہاڑ کا نام بھی طور ہے ازانجملہ ایک پہاڑ ایلہ کے نزدیک ہے اسکا نام طور ہے اسی پہاڑ کو طور سینا اور طور سینین کہتے ہین اور شام کے ملک مین بھی ایک پہاڑ ہے اسکا نام بھی طور ہے بعضون نے کہا طور سینا اسی پہاڑ کا نام ہے اور قدس کے مسجد کے داہنے طرف ایک پہاڑ ہے اُس کا نام بھی طور سینا ہے اور اُس مسجد کے قبلہ کی جہت مین ایک پہاڑ ہے اُسکو بھی طور کہتے ہین بعضون نے کہا ہارون علیہ السلام کی قبر اسی پہاڑ پر ہے اس جگہ طور سے مراد وہ پہاڑ ہے کہ جسکے دامن مین بنی اسرائیل اُترے تھے بعضے روایتون مین آیا ہے کہ وہ فلسطین کا پہاڑ تھا وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا اور ہمنے کہا اُنکو پھاٹک مین داخل ہوتے ہوئے یعنی سر جھکائے ہوئے عاجزی کے ساتھ سو وہ اُسکے خلاف کئے بیٹھکے سرین گھسیٹتے گئے اُس دروازہ سے شہر کا دروازہ مراد ہے وہ شہر بیت المقدس تھا

یا اریحا سو اختلاف پانچوین ورد مین مذکور ہوا اُس شہر سے بعضے بلقا اور بعضے رملہ اور بعضے اُردن اور بعضے فلسطین اور بعضے تدمر کہتے ہین مقاتل نے کہا وہ ایلیا ہے ابن کیسان نے کہا وہ شام ہے ابن الخازن نے تفسیر بقرہ مین کہا جو لوگ کہتے ہین اُس سے اریحا کا دروازہ مراد ہے تو انکے قول پر یہہ حکم یوشع علیہ السلام کے واسطے سے ہوگا کیا واسطے اریحا کا فتح یوشع علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوا جو لوگ بیت المقدس کا دروازہ مراد لیتے ہین تو اُنکے قول پر یہہ حکم موسی علیہ السلام کیواسطے ہوا یعنی چالیس برس کے بعد تیہ سے نکلکے بیت المقدس مین تم داخل ہوگے تو اس حالت سے داخل ہو حافظ السیوطی نے جلالین مین کہا ہے پہاڑ اُنکے سرون پر اُٹھکے جب کھڑا ہوا اسی حالت مین یہہ حکم اُنکو کہے شیخ سلیمان جمل نے حاشیہ مین کہا ہے یہہ قید یعنی پہاڑ اُنپر اُٹھکے کھڑا سو وقت مین یہہ کہے سو سہو قلم ہے کیا واسطے قرئے کا فتح تیہ سے نکلنے بعد ہوا ہے پہاڑ کو اُنکے سرون پر لاکے کھڑے کرنیکا قصہ تیہ مین داخل ہونے کے قبل تورات نازل ہوئی بعد تھا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے سیوطی کا یہہ قول سہو قلم نہین بلکہ ناصر الدین بیضاوی اور ابن الخازن اور خطیب الشربینی اور ابو السعود اپنے تفسیرون مین بھی سیوطی کے قول کے مطابق کہے ہین یہہ عہد بھی اُن سے اسی حالت مین لیئے کوئی چیز مانع نہین شاید تورات کے احکام قبول کرنیکا عہد جب لیئے اسی وقت یہہ بات بھی اُنکو سنا دیئے واللہ اعلم وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ اور ہمنے کہا اُنکو زیادتی نکرو ہفتہ کے دن یعنی بنی اسرائیل کو شنبہ کے دن کچھ ظلم و تعدی یا دنیا کے معاملہ وغیرہ نکرنیکا حکم تھا سو وہ اس دن تعدی کئے اور گڑھے کھودکے مچھلیون کا شکار کئے اس کا قصہ چھٹین ورد مین مذکور ہوا ناصر الدین البیضاوی نے کہا ان کا یہہ شکار کرنا داود علیہ السلام کے زمانہ مین تھا اور احتمال ہے کہ یہہ نہی داود علیہ السلام کیوقت ہوئی تھی یا موسی علیہ السلام کے وقت پہاڑ سر پر کھڑی کئے تھے تب ہوئی بندہ عاصی کہتا ہے ثانی قول ہی راجح ہے کیا واسطے شنبہ کی تعطیل موسی علیہ السلام کیوقت ہی ہوئی ہے واللہ اعلم تَعْدُوا تا کی فتح اور عین کی سکون اور دال مخففہ کی ضم سے مضارع کا صیغہ عدوان سے یہہ قرأت اہل کوفہ وغیرہ کی ہے اہل مدینہ تعدوا دال کی تشدید سے قرأت کرتے ہین کہتے ہین باب افتعال کے مضارع کا صیغہ ہے اعتداء سے اُسکا اصل تعتدوا تھا تا کو جو عین کلمہ تھا دال سے بدل کر کے دال کو دال مین ادغام کئے لیکن اہل مدینہ سے دشمنی تا کی حرکت عین کی طرف نقل کر کے عین کی فتح سے قرأت کرتا ہے قالون اور ابو جعفر تا کی

حرکت کو عین کی طرف نقل نہیں کرتے بلکہ ساکن ہی رکھتے ہیں معنی دونوں قراءت کی ایک ہی ہے کیا واسطے عُدوان
اور اعتداد دونوں کی معنی ستم کرنا اور حد سے تجاوز کرنا ہیں وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ اور لینے
اُن سے عہد محکم یعنی تورات کے اوامر اور نواہی کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہود سے نہایت مضبوط طور سے
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ پھر بسبب انکے عہد توڑنے کے فما میں ما کو تاکید کیواسطے زیادہ کی ہے اور باسببیہ ہے اس کا
تعلق محذوف سے ہے وہ محذوف یا لعناہم ہے یا سخطنا علیہم ہے یا فعلنا بہم ما فعلنا اس کی تقدیر یوں ہے فبسبب نقضہم
میثاقہم لعناہم اور سخطنا علیہم او فعلنا بہم ما فعلنا یعنی بسبب انکے عہد توڑنے کے ہم نے انکو لعنت کی یا انپر ناخوش ہوئے
یا کیا ہمنے جو کیا معلوم کیجئے تقدیر لعنا کی اولی ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں لعناہم مصرح ذکر کیا ہے اور
فرمایا فبما نقضہم میثاقہم لعناہم زجاج کہتا ہے اس با کا تعلق حرمنا علیہم طیبات احلت لہم سے ہے جو آیندہ مذکور
ہوتا ہے اور فبظلم من الذین ہادوا کا جملہ فبما نقضہم کا بدل ہے امام رازی نے کہا پہلا وجہ ہی اولی ہے کیا واسطے
فبما نقضہم کی آیت سے فبظلم کی آیت بہت دور پڑی ہے اس کو اسکا بدل ڈالنا بعید ہے اور بھی نقض عہد اور
اللہ کے آیات سے منکر ہونا اور انبیا کو قتل کرنا وغیرہ جو اسکے سیاق میں مذکور ہیں نہایت سنگین گناہ ہیں
انکے بدل سزا جو ملیگی سو بڑی سزا چاہئے عقوبت کیواسطے بعضے طیبات حرام ہونا خفیف سزا ہے ان کبایر
کی سزا کو خفیف چیز سے تعلق کرنا مستحسن نہیں انتہی وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اور انکے منکر ہونے پر اللہ
کی آیتوں سے آیات سے انبیا علیہم السلام کے معجزے ہیں جو انبیا کی تصدیق پر دال ہیں آیات اللہ سے
قرآن مراد لیوین تو بھی صحیح ہے کیا واسطے اوپر مذکور ہوا کہ جو شخص ایک نبی کے معجزے کا منکر ہوا تو
وہ سارے انبیا کا منکر ہوا وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور اُنکے خون کرنے پر پیغمبروں کو ناحق
یعنی وہ انبیا اس قتل کے مستحق نہیں تھے اور انکی نبوت اُنکے پاس دلایل سے ثابت ہو چکی تھی جیسے ذکریا
یحیٰی عیسی وغیرہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا سامان بھی یہود کر چکے تھے سحر
کرنے زہر دینے پتھر اوپر سے ڈالنے کی تجویز کئے جنگ کئے لیکن اللہ تعالیٰ انکے مکر سے اپنے حبیب صلے اللہ
علیہ وسلم کو بچایا وَقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ اور بسبب کہنے انکے ہمارے دل غلف ہیں غلف یا جمع غلاف کی ہے
اصل غُلُفٌ تھا غین کے اور لام کے ضم سے لیکن تخفیف کیواسطے لام کو ساکن کئے غلاف پوشش کو کہتے ہیں

جو شمشیر اور آئینہ وغیرہ پر ہوتی ہے شیشے کے ڈھکنے کو بھی غلاف کہتے ہین اپنے دلون کو شیشے سے کہ جس مین کچھ چیز بیکڑ ڈھکنا لگاتے ہین تشبیہ دیئے اسوجہ پر معنی یون ہونگی ہمارے دل علم کے ظروف اور برتن ہین ہمکو جو علم حاصل ہے اسکے سوا دوسرون سے علم حاصل کرنیکی ہمکو احتیاج نہین پھر اس گھمنڈ پر دوسرے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی تکذیب کیے یا جمع اغلف کی ہو اسکی معنی غلاف سے پوشیدہ کیا ہوا یعنی ہمارے دلون پر پردہ ہے محمد جو کہتے ہین ہماری سمجھ مین نہین آتا بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اُنکے دلون پر سو یقین نہین لاتے مگر کم بَل ایک کلمہ ہے کلام سابق سے اضراب کے واسطے اسکو لاتے ہین یعنی پہلے کلام سے مُنہ پھیرنا اور دوسرے کلام کو ذکر کرنا یعنی وہ جو کہتے ہین ہمارے دل غلف ہین سو امر ایسا نہین بلکہ اُنکے کفر کے سبب تے اللہ نے اُنکے دلون پر مُہر کیا ہے یعنی اللہ تعالی نے اُنکے دلون پر ایک حالت پیدا کی ہے کہ وہ اُنکو حق و باطل مین تمیز کرنیکو مانع ہوئی ہے بکفرہم مین باسببیہ ہے یا استعانت کا ہو قلیلًا نعت ہے مصدر محذوف کا اسکی تقدیر فلا یومنون الا ایمانًا قلیلًا ہے یعنی ایمان نہین لاتے مگر ایمان تھوڑا یا زمان محذوف کی نعت ہو اسکی تقدیر الا زمانًا قلیلًا ہے یعنی مگر تھوڑا زمانہ یا استثنا ہے علیہا کی ضمیر سے یعنی اللہ تعالی نے اُن سبکے دلون پر مُہر کی ہے مگر تھوڑے لوگ کہ جنکے دلون پر مُہر نہین ہے وہ ایمان لائے ان تقدیرون کے اختلاف کے نظر کرتے قلیلًا سے کیا مراد ہے سو اسمین مفسرون کو اختلاف ہے بعضون نے کہا تھوڑا ایمان لاتے ہین یعنی موسی علیہ السلام اور توریت پر ایمان لاتے ہین دوسرے انبیا اور اُنکے کتب پر ایمان نہین لاتے بعضون نے کہا اُن سے تھوڑے لوگ ایمان لاتے ہین جیسے عبد اللہ بن سلام ق بِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ اور بہ سبب اُنکے کفر کے اور مریم پر بڑا بہتان بولنے کے بکفرہم کا عطف یا تو نقضہم پر ہے اس صورت مین بما نقضہم کے با کا تعلق جس سے ہے بکفرہم کے با کا تعلق بھی اُسی سے ہے یا اسکا عطف اوپر کے بکفرہم پر ہے اُسپر عطف لینے سے شی کو اُسکے نفس پر عطف کرنا لازم نہین آتا کیا واسطے اُس کفر کا سبب ایک امر ہے اور اس کفر کا سبب ایک دوسرا امر ہے یہہ کفر اللہ کی قدرت کو انکار کرنے کی جہت سے ہے جو بغیر باپ کے بچہ پیدا کرنیکی قدرت اللہ تعالی کو نہین ہے کر کر انکا عقیدہ تھا جس کا یہہ عقیدہ ہو تو وہ اللہ تعالی کی قدرت کا منکر ہوا جو اللہ تعالی کی قدرت کا منکر ہوا تو

کافر ہے یا یہہ مکفر ہم اور اسکے معطوفات سب مجموع کا عطف ماقبل کے مجموع پر ہے سو کفر کو مکرر ذکر کیا کفر کا انکار کر رہو نیکی آگہی کے واسطے ہو کیا واسطے کہ وہ اول تو اللہ کے آیتوں کے منکر ہوے بعد عیسیٰ و محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کے منکر ہوے مریم پر طوفان بولے سو اُس عصمت والی پاک بی بی کو زنا کی طرف نسبت کیے اُسکو بہتان عظیم کہا کیا واسطے عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کیوقت معجزہ اور روشن آیتوں سے اُس بی بی کا دامن چھپانے سے پاک ہونا ثابت ہوا وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اور بہ سبب اس کہنے کے کہ مقرر ہمنے مارا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا یہود کا یہہ قول اُنکے کمال کفر پر دلالت کرتا ہے کیا واسطے یہود عیسیٰ کو مارنے کا جب اقرار کیے تو وہ اُنکے قتل کے راغب تھا اور قتل کے سامان پر کوشش کرتا تھا ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے رسول کو قتل کرنے کا راغب جو ہو وہ کافر ہے اسی نکتے کیواسطے اللہ تعالیٰ نے مسیح کا وصف رسول سے کیا یہاں ایک اشکال ہے اُسکی تقریر یون ہے کہ یہود عیسیٰ علیہ السلام کے منکر تھے انکو ولد الزنا ساحر اور کافر کہتے تھے پھر رسول اللہ انکا مقولہ کیسا ہوگا اس کا جواب یہہ ہے وہ لوگ تمسخر کی راہ سے رسول اللہ کہے یا وہ لوگ بد الفاظ اُنکے جناب مین بکے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اُسکو بدل کے انکے نیک اوصاف کو ذکر کیا تا معلوم کرین کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بہت بلند ہو اور اللہ کے خاص بندون مین ہے اس تاویل پر اُنکا مقولہ عیسیٰ بن مریم تک ہی ہوا وصف جو ذکر کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اور نہ اسکو یعنی عیسیٰ کو مارے اور نہ سولی پر چڑھائے ولیکن اُنپر شبہ ہوا یعنی وہی صورت اُنکے آگے بن گئی عیسیٰ کی شباہت دوسرے شخص پر پڑ گئی سو اس شخص کو مارا اور سولی پر چڑھایا عبد بن حمید اور نسائی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے جب عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لیجانے کا ارادہ کیا تو عیسیٰ گھر مین سے اپنے اصحاب کے پاس آئے انکے سر کے بالون سے پانی کے قطرے ٹپکتے تھے اُس گھر مین عیسیٰ کے بارہ حواری بیٹھے تھے سو عیسیٰ انکو فرماے تھے مین کا ایک شخص میرے پر ایمان لاویگا سو بارہ دفعہ میرے سے منکر ہوگا بعد کے تمھارے مین کون شخص چاہتا ہو کہ میرا شبیہ ہووے اور میرے درعوض مارا جاوے اور میرے ساتھ میرے مرتبہ مین رہے اُنمین کا ایک کم عمر جوان تھا اُٹھا اور بولا مین ہون تا ہون عیسیٰ اُسکو کہے بیٹھ اور اُس کلام کا اعادہ کیے وہی جوان اُٹھ کے کہا مین ہون عیسیٰ اسکو کہے بیٹھ اور اُس کلام کا

اعادہ کئے پھر وہی جوان کھڑے ہوکے کہا میں ہوں عیسیٰ کہے وہ تو ہی ہے پھر وہ شخص عیسیٰ کا شبیہ ہوا عیسیٰ
علیہ السلام کھڑے ہو کر ایک جھروکے میں سے نکل کے آسمان پر چلے گئے یہود یان عیسیٰ کو ڈھونڈتے آئے عیسیٰ
کا شبیہ جو ہوا تھا اُسکو قتل کئے اور سولی پر چڑھائے ان حواریون میں سے کسی نے عیسیٰ پر جو ایمان لایا تھا
بار ادفعہ اُن سے منکر ہوا عیسیٰ علیہ السلام کے تا بعدار تین فرقہ ہوئے ایک فرقہ نے کہنے لگا خدا ہمارے پاس اپنا دل
چاہے تک تھا بعد آسمان پر چلا گیا اس فرقہ کو یعقوبیہ کہتے ہیں ایک فرقہ نے کہا خدا کا بیٹا اپنا دل چاہے
تک ہمارے پاس رہا بعد اللہ نے اُسکو اپنے پاس بلا لیا اس فرقہ کو نسطوریہ کہتے ہیں ایک فرقہ نے کہا اللہ
کا بندہ اور اسکا رسول ہمارے پاس تھا اللہ تعالیٰ اُسکو بلا لیا یہہ فرقہ مسلمان تھا سو دونون کافر فرقہ مسلمان
فرقہ پر غالب پڑے مسلمان فرقہ کو قتل کئے اسلام اُنمین نابود تھا یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل الآیہ پھر ایمان لائے
ایک جماعت بنی اسرائیل کی یعنی وہ جماعت جو عیسیٰ کے زمانہ مین ایمان لائی تھی اور ایک جماعت کافر
ہوئی یعنی وہ جماعت جو عیسیٰ کے زمانہ مین کافر تھے فایدنا الذین اٰمنوا علیٰ عدوہم تائید کیا انکو جو ایمان لائے تھے
یعنی عیسیٰ کے زمانہ مین جو ایمان لائے تھے انکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تائید کئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو
کافرون کے دین پر غالب کیا عبد بن حمید اور ابن جریر وہب بن منبہ سے روایت کئے ہین کہا اللہ تعالیٰ نے
عیسیٰ کو دنیا سے اُٹھ جانیکی جب اطلاع کی عیسیٰ علیہ السلام پر شاق ہوا اور موت سے گھبرائے پھر کھانا تیار کرکے
حواریون کو کہلا بھیجے مجھے تم سے کچھ کام ہے آج کی شب میرے پاس حاضر ہو جب سب حاضر ہوئے انکے واسطے رات کا
کھانا حاضر کئے اور خود اُن سے باتین کرتے ہوئے کھڑے رہے جب وہ کھانے سے فراغت پائے خود اپنے ہاتھ
سے اُنکے ہاتھین دھلائے اور اپنے کپڑے سے اُنکے ہاتھ پونچھنے لگے حواریون نے اسکو امر عظیم سمجھکے چاہا کہ
عیسیٰ کو اس فعل سے منع کرین عیسیٰ علیہ السلام کہے مین یہہ جو کرتا ہون اسکو آج کی شب کسی سے رد کریگا
تو وہ میرا نہین اور مین اسکا نہین پھر لوگ اُنکے اکرام کو قبول کئے جب عیسیٰ علیہ السلام کو اس کام سے
فراغت ہوئی تو فرمائے آج کی شب مینے تمھاری خدمت جو کیا اس سے ایک دوسرے پر فخر نہ کرنا بلکہ مینے
تمھاری خدمت جیسی کیا تم بھی خدمت ایک دوسرے کی کرو اور مین تمکو دعوت دیا سو اس کام کیواسطے

کہ میرے واسطے اللہ تعالیٰ کے پاس دعا کرنا کہ میری موت کیوقت مین تاخیر ہو اب چاہئے کہ تم دعا
کرنے مین بہت جہد و کوشش کرو جب وے لوگ دعا کرنے کھڑے ہوئے اور کوشش سے دعا مانگنا چاہیے
نیند اُنپر غالب ہوئی دعا مانگنے کی اُنمین سُدھ نہ رہی عیسیٰ علیہ السلام انکو ہشیار کرتے تھے اور کہتے تھے سبحان اللہ
تم ایک شب میری اعانت کیواسطے بیدار رہنے پر صبر نہین کرسکتے وہ کہے ہمیشہ ہم باتین کرتے ہوئے بہت رات تک
بیٹھ جاتے تھے واللہ آج کی شب ہمکو کیا ہوا ہے کہ بات کرنے کی طاقت ہم مین نہین اور جب دعا کرنا چاہتے ہین
تو نیند آکے مانع ہوتی ہے عیسیٰ علیہ السلام کہے چروئے کو لیجاتے ہین بھیڑیا گھر جاتے ہین اس قبیل کے بہت سے باتین کرکے
جسمین انکے فوت ہونیکی خبر تھی بعد فرمانے مین حق بولتا ہون مرغ بانگ دینے کے آگے تمھارے مین کا کوئی
شخص میرے سے منکر ہوگا اور کوئی تھوڑے پیسون کو مجھے بیچ کے وہ پیسے کھائیگا پھر وہ لوگ سب نکل کر متفرق
ہوئے یہود عیسیٰ کو ڈھونڈتے تھے سو شمعون حواری کو پکڑے اور کہے یہ عیسیٰ کا رفیق ہے شمعون نے انکار کیا
اور بولا مین عیسیٰ کا رفیق نہین پھر لوگ اُسکو چھوڑ دئے بعد یہود کی دوسری تیسری جماعت اُسکو پکڑی انکو
بھی یہی جواب دیا بعد مرغ کی بانگ سُنکے رو دیا اور نہایت غمگین ہوا جب صبح ہوئی حواریون مین کا ایک
شخص یہود کے پاس جاکے کہا اگر مین مسیح کو پکڑ دون تو مجھکو کیا دیتے ہو کہے تیس درم پھر اُس نے تیس درم
لیکے عیسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا اُنکے آنیکے قبل شبیہ عیسیٰ کا جو شخص ہوگیا تھا سو یہود اُسی کو پکڑے اُسکے مشکین
باندھکے لے چلے پھر اس پر تھوکتے تھے اُس پر کانٹے ڈالتے تھے اور کہتے تھے تو مردون کو زندہ کرتا تھا اور
شیطان کو اُتارتا تھا سو کیا اپنے کو بچا نہین سکتا پھر اسکو جس لکڑی پر سولی دینا چاہتے تھے اُس پر اُس شبیہ کو
سولی دئے عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر چڑھا دیا وہ شخص سولی پر سات روز تک تھا بعد عیسیٰ کی والدہ
اور دوسری ایک عورت کہ جسپر سے شیطان کو عیسیٰ اُتارے تھے دونون سولی پاس آکے رونے لگے
عیسیٰ آکے کہے تم کیون روتے ہو اللہ تعالیٰ نے مجھکو آسمان پر لے گیا وہان مجھکو خوبیان حاصل ہوئے
اور یہہ جسکو سولی دئے وہ صورت انکی آنکھون مین بنی ابن المنذر نے وہب بن منبہ سے یون روایت
کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کسی گھر مین تھے انکے پاس ستائیس حواری تھے سو یہود آکے گھر کو گھیر لئے اور
اور گھر مین گھس کر آئے دیکھے سب کی صورت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت کی شبیہ ہے یہود کہے تم ہمکو سحر

عیسیٰ کون ہے سو آوے نہین تو ہم تم سبکو قتل کرینگے عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کو بولے تم مین کون ہے جو اپنی جان کو در عوض جنت کے میرے پاس بیچتا ہے انمین کا ایک شخص کہا مین بیچتا ہون پھر وہ شخص نکل کے کہا مین عیسیٰ ہون سو اسکو پکڑکے قتل کئے اور سولی پر چڑھائے اسی سے آخر اشتباہ ہوا اور کہے ہم عیسیٰ کو قتل کئے نصاریٰ کو بھی یہی گمان ہوا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اسی دن آسمان پر اٹھا لیا بعضون نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کا پیاجو شخص دیا تھا اسی کی صورت عیسیٰ کی شبیہ ہوئی سو یہود اسکو قتل کئے بعضے کہتے ہین یہود عیسیٰ کو کسی گھر مین محصور کئے انکی نگہبانی کیواسطے ایک شخص کو رکھے اللہ تعالیٰ نے اس نگہبان کو عیسیٰ علیہ السلام کا شبیہ کیا یہود اسکی قتل کئے اور سولی دئے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا امام ابو جعفر طبری نے کہا ان قولون مین اولیٰ بصواب قول وہ ہوجسکو ہم نے وہب بن منبہ سے روایت کئے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام جس گھر مین تھے اس گھر کو جب یہود آکے گھیر لئے عیسیٰ علیہ السلام کے بن سوال کے انکی شباہت انکے تمام اصحاب پر پڑی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو انکے ہاتھ سے چھڑاتے اور انکو بلاتین ڈالکر ایسا کیا اور عیسیٰ کو آسمان پر لے گیا یہہ بھی احتمال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب انکے پاس سے جدا ہوئے بعد کسی صحابی کو انکی شبیہ کر دیا عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا یہود نے اس شبیہ کو قتل کیا حقیقت اس امر کی اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم تھی اس لئے فرمایا عیسیٰ کو قتل نہین کئے وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ اور مقررہ لوگ اختلاف کئے اس مین البتہ اسکے شک مین ہین الذین سے مراد ہین یعنی یہود عیسیٰ کے قتل مین اختلاف کئے سو انکو عیسیٰ کے قتل مین شک ہی کیا واسطے عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کے وہ جو قتل کئے تھے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت فقط اسکے چہرے مین تھی اسکا جسد شبیہ نہین ہوا تھا قتل کے بعد تامل کرکے دیکھے تو چہرہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہے جسد ویسا نہین ہے سو کہنے لگے چہرہ تو عیسیٰ کا ہے لیکن جسد انکا نہین اختلاف سے مراد یہی ہے بعضون نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کو یہود پکڑنے آئے سو اپنے مین کے ایک شخص کو عیسیٰ کو پکڑنے کیواسطے گھر مین بھیجے وہی شخص عیسیٰ علیہ السلام کا شبیہ ہوا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے اس شبیہ کو یہود قتل کئے بعد اپنے شخص کو دیکھے تو نہین پاکے تب کہنے لگے ہم اگر مسیح کو قتل کئے ہین تو ہمارا آدمی گھر مین گیا کیا ہوا اگر ہمارے آدمی کو قتل کئے ہین تو مسیح کہان ہے سو اختلاف سے یہی مراد ہے بعضے مفسرین کہتے ہین الذین سے نصاریٰ مراد ہین انکا اختلاف یہہ ہے

نسطوریہ کہتے ہیں قتل وصلب عیسیٰ کے ناسوت پر ہوا لاہوت پر نہیں ہوا یعنی عیسیٰ کے ہیکل کو قتل وصلب کیا انکا نفس جو حقیقت میں عیسیٰ وہی ہے اسکا قتل وصلب نہیں ہوا ملکانیہ کہتے ہیں قتل وصلب کا اثر عیسیٰ کے ناسوت کو پہنچا یعنی لاہوت کو اُس کا حس وشعور ہوا لیکن وہ اثر لاہوت کو مباشر نہیں ہوا یعقوبیہ کہتے ہیں قتل وصلب مسیح کو ہوا جو وہ جوہر ہے متولد دو جوہر سے مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ کچھ نہیں ہے انکو اُسکی خبر مگر اٹکل پر چلنا یعنی یہود جس کو قتل کئے سو انکو شک ہے مقتول عیسیٰ تھا یا اُسکا غیر حقیقت اس مقتول کی انکو معلوم نہیں لیکن عیسیٰ کو مار کر کے جو گھمنڈ ہے اُسی کی پیروی کرتے ہیں بِهٖ کی ضمیر کا مرجع قتل کی طرف ہے اکثر مفسرین کہتے ہیں اِلَّا اتباع الظن استثناء منقطع ہے کیوں اسلئے اتباع ظن علم کی جنس سے نہیں علم اعتقاد جازم کو کہتے ہیں ظن میں اعتقاد جازم نہیں بلکہ طرف راجح کو ظن کہتے ہیں بعضوں نے اسکو استثناء متصل کہا ہے اُس نے مطلق ادراک کو علم کہا اس تقدیر پر علم اور ظن دونوں ایک جنس سے ہوئے یہاں ایک اعتراض کرتے ہیں حاصل اسکا یہ ہے شک اُسکو کہتے ہیں جسکے دونوں جانب مساوی رہیں ظن وہ ہے جسکی ایک جانب راجح اور ایک جانب مرجوح رہے پھر پہلے انکو شک ہے کہنا بعد ظن ہے بولنا کیسا ہوگا اُسکا جواب یہ ہے شک جیسا مساوی الطرفین کو کہتے ہیں اور ظن کا مقابل پڑتا ہے ویسا ہی کبھی اس کو مطلق تردد میں استعمال کرتے ہیں خواہ احد جانبین راجح رہے یا نہ رہے اس وقت علم کا مقابل ہوتا ہے یہاں شک سے تردد مراد ہے جو مقابل علم کا ہے سو اُن سب کے اس قتل کی حقیقت کا علم نہیں بلکہ شک ہے اور جو لوگ قتل کے قایل ہیں سو انکے دلوں میں قتل کا گمان راجح ہونے سے اُسکا اعتقاد کئے انکے دلوں میں اُسکا شبہ ہوا اس جواب سے اور ایک اعتراض ہوتا تھا سو بھی ساقط ہوا حاصل اس اشکال کا یہ ہے اوپر کے قول سے یہ معلوم ہوا تمامی یہود کا یہی اعتقاد ہے کہ ہم مسیح کو قتل کئے بعد جو فرمایا ان الذین اختلفوا فیہ دلالت کرتا ہے کہ انکے قتل میں بعضوں کو تردد ہے اور بعضے قتل کا جزم کرتے ہیں پھر انکو شک ہے کہنا کیسا صحیح ہوگا بندہ عاصی کہتا ہے اس اشکال کا بھی ایک جواب ہے اس کی تقریر یہ ہے اختلاف کی معنی لغت میں ناموافقتی کرنا اور کسی کے پاس آیا جایا کرنا سو اس جگہ اختلاف سے دوسری معنی مراد لینا یہ جب مراد لیویں تو اس اشکال کا جواب نفس نظم سے نکل آیا حاصل یہ ہے یہود جو کہتے ہیں ہم مسیح کو قتل کئے سو

یہہ دعوی باطل ہے کیا واسطے سارے یہود اسکا قتل اپنے آنکھوں سے نہین دیکھے قتل کرنا ثابت نہین ہوا
مگر کہنے سے انکے جو قتل کی گواہی دی جو لوگ قتل کے کام مین شریک تھے اور مسیح کے پاس آئے اور گئے
سو انکو تو قتل مین شبہہ ہی پھر تمکو مسیح کے قتل کا علم کیسا حاصل ہوا قراین پر نظر کرکے تم کہتے ہو ہم مسیح کو
قتل کئے سو یہہ نہین مگر انکل کی بات ہی عاصی کی عقل ناقص مین یہہ جواب آتا ہی لیکن بالفعل تفاسیر جو عاصی
کے پاس موجود ہین انمین کوئی اختلاف کی معنی آیا چاہا کرنے کی ہے نہین لکھا یہہ تامل کی جگہہ ہے واللہ
اعلم وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور نہین مارے اسکو بے شک بلکہ اسکو اٹھا لیا
اللہ نے اپنی طرف یقینًا یا صفت ہی محذوف مصدر کی قتل کی نفی کی تاکید کیو اسطے اسکو ذکر کیا گویا تقدیر
اسکی یون ہے انتفی قتلہم لہ انتفاء یقینا یعنی منتفی ہوا انکا قتل اس مسیح کو ایسا انتفا جو یقینی ہے یا قتلوہ کے
جمع کی ضمیر کا حال ہی یعنی وہ لوگ مسیح کے قتل کو یقین کرنے والے نہین تھے یعنی عیسی ہی کو قتل کرتے ہین کر کر انکو
یقین نہین تھا بلکہ انکو شک تھا بل رفعہ اللہ الیہ جو کہا سو انکے دعوی رد کرنے کیواسطے ہے الیہ جو کہا یعنی اپنی طرف
اٹھا لیا سو اسے ایسی جگہہ لے گیا کہ جہان اللہ تعالے کے غیر کا حکم جاری نہین یہہ جگہہ تیسرا آسمان کر کر ابی سعید خدری
رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے جسکو ابن مردویہ نے روایت کی ہے عبد الرؤف المناوی نے کہا اس حدیث
کی سند ضعیف ہے معراج کی حدیث جو صحیحین وغیرہ مین ثابت ہے سو اسکے بعضے طریقون مین آیا ہے
کہ عیسی علیہ الصلوۃ والسلام تیسرے آسمان پر تھے اور بعضے طریقون مین آیا ہے دوسری آسمان پر تھے وَكَانَ
اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اور اللہ ہے زبردست حکمت والا عزت سے غلبہ اور کمال قدرت مراد ہی اور حکمت سے
دانائی اور کمال علم مراد ہی اس آیت کا ختم اس صفت پر کیا اس سے آگاہ کیا بشر کی طاقت کے نظر کرتے آسمان پر جانا اگرچہ متعذر دکھتا ہے لیکن اللہ کی
کی قدرت کے نظر کرتے متعذر نہین عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کو آسمان پر جو لے گیا اور یہود سے نجات دیا اسکی حکمت کی مقتضی تھی بعضے
کہتے ہین اللہ عزیز ہے عیسی کے دشمنون سے انتقام لیا اپنے منطبوس رومی مسلط کیا سو بہت سے یہود اسکے ہاتھون سے
ہلاک ہوئے حکیم ہے حکمت سے یہود پر لعنت کی معلوم کیجئے اس آیت مین قرآن شریف اللہ کا کلام ہونے پر قوی
دلیل ہے کیا واسطے اسوقت کتاب والون لوگ جو یہود و نصاری تھے کہتے تھے ہم مسیح کو قتل کئے بے علم شخص جو
لوگون سے سنکر کچھ کہتا ہے تو ہرگز انکے برخلاف نہ کہیگا کیا واسطے اسکو اندیشہ رہتا ہے کہ مین خلاف کہون تو

۶۱ ورد

جھوٹا نہ پڑون جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود و نصاریٰ کا خلاف کہے اور انکے جھٹلانے کا اندیشہ نہین کئے تو معلوم ہوا کہ یہہ اللہ تعالیٰ کی ہی تعلیم ہے بشر کا کام نہین قیاس اعتراض کرتے ہین وہ امت عظیم یعنی یہود و نصاریٰ تمامی دنیا مین بھرے ہوئے ہین خبر دیتے ہین کہ مسیح کو قتل کئے اور سولی دئے اتنے تمام لوگ کذب پر اتفاق کرنا محال ہے اور انجیل جسکا تواتر ہمارے پاس ثابت ہے وہ بھی مسیح کے قتل کی خبر دیتی ہر امور متواترکا انکار کرنا بدیہی چیز کا انکار کرنا سفسطہ ہی تو ثابت ہوا قتل مسیح کا حق ہے اس اعتراض کے کئی جواب ہین لیکن اس اعتراض کا جواب موقوف ہی تواتر اور اُسکے شروط جاننے پر اسلئے ہم تواتر کا بیان اول کہ کر بعد اعتراض کا جواب کہتے ہین تواتر ایک خبر کو کہتے ہین کہ جسکا ثبوت اتنے لوگونکی زبان سے ہوگا کہ وہ سب اتفاق کرکے جھوٹ بنانے کو عقل تجویز نکرے ویسی چیز کا علم یقینی کو مفید ہے لیکن اُسکے لئے چند شروط ہین پہلی شرط وہ حکم جو تواتر سے ثابت ہوا، امر محسوس سے ہونا یعنی اُسکا اور اک حواس ظاہری سے ہونا مثلاً آنکھ سے دیکھنا کان سے سننا جو امر محسوس نہین بلکہ عقلی ہے اور ایک جماعت کثیر اسکو کہے تو علم یقینی کی مفید نہین ہوتی بلکہ باطل رہتی ہے جیسے معطل صانع کے منکر ہین اور مجسمہ اللہ تعالیٰ کو جسم ثابت کرتے ہین سو یہہ خبر باطل ہے کیا واسطے ان خبرون کو عقلی مقدمات سے ثابت کرتے ہین عقلی مقدمات جو ہین انمین اکثر خطا ہوتی ہی سو ان مقدمات پر اعتماد نہین رہا بخلاف محسوسات کے انمین خطا ہونا نادر ہی لیکن چند شخص اتفاق کرکے جھوٹ بنانے کے کہنے کا احتمال ہی جب جھوٹ بنانے کا احتمال رہے تو اُس خبر کی صحت قطعی نہ ہوگی دوسری شرط اس خبر کے راوی ہین ہر طبقہ مین اسقدر ہونا جنکا اتفاق جھوٹ بنانے پر ممکن نہین جو لوگ امر محسوس کو آپ دیکھکر خبر دئے ہین اور اُنکا اتفاق جھوٹ بنانے پر ممکن نہین ہے تو انکو اس خبر کا علم یقینی حاصل ہوگا جو لوگ انکو خبر دئے ہین وہ خود اس امر محسوس کو معاینہ نہین کئے بلکہ نقل کرتے ہین اُن سے جو وہ مشاہدہ کئے ہین تو یہان دو طبقے کے لوگ اسقدر ہونا جنکا اتفاق جھوٹ بنانے پر ممکن نہین پھر جسقدر طبقے بڑتے جاوینگے تو ہر طبقے مین اسکو لحاظ کرینگے تیسری شرط خبر دینے والے اپنے تیقن سے خبر دینا خبر دینے والون کو تیقن نہین ہے بلکہ ظن سے یا شک سے خبر دیتے ہین تو انکی خبر یقین کو مفید نہوگی جب تواتر کے شروط معلوم ہوئے تو یہود و نصاریٰ کی خبر مسیح علیہ السلام کے قتل کی ان شرطون پر نظر کرتے متواتر نہونا ثابت ہوا اُسکا بیان کئی وجہ پر ہی پہلا وجہ یہہ ہے اس خبر مین تواتر کی پہلی شرط جو امر محسوس ہونا ہی مفقود ہے انکے

تواتر کی معنی

اُنکے تواتر سے اتنی بات یقین ہوئی کہ ایک شخص کو قتل کئے سولی پر چڑھائے یہ امر حسی ہے لیکن وہ مقتول عیسیٰ ہی کی ذات ہونا امر محسوس نہین کیا واسطے حس متماثلات مین فرق نہین کرسکتی مثلاً کسی ظرف مین پانی یا تیل اگر ایک شخص کو بتائین بعد اسکو نکال کے بعینہ ویسا ہی پانی یا تیل ڈال کر اس شخص کو دکھائین تو اتنا کہیگا یہہ پانی ہے یا تیل ہے لیکن اول جو پانی یا تیل تھا اب بھی وہی ہے یا اُسکا غیر ہے نہ کہہ سکیگا کیا واسطے حس اسکو احاطہ کرنہین سکتی ایسا ہی درختون کے پتے اور اناج اور اکثر جانور جو بالکل یکرنگ شبیہ اور متماثل ہین حس کو اُنمین تمیز کرنے پر قدرت نہین ایسا ہی ایک شخص کی دو تصویر کھینچے اور ایک تصویر کے بعد ایک تصویر کسیکو بتلاوین تو اسکو یہہ بات حاصل نہوگی کہ یہہ فلانے کی تصویر ہے لیکن یہہ تصویر وہی ہے جو اول دیکھا سو اسکا علم حس کو حاصل نہین ہوتا غرض جو چیزین بالکل یکرنگ متماثل و متشابہ رکھتے ہین انمین کا احد ہما آخر کا غیر ہے سو حس سے معلوم نہین ہوتا اسکے لئے قرینہ خارجی ہونا ضرور ہے دیکھئے انگریز ہمارے شہرون مین جو ہین سب ریش و بروت صاف کردیتے ہین اور سب کا لباس ایک ہی ہوتا ہے اکثر لوگ ہمارے شہر کے باشندے جنکو اُنکے ساتھ معرفت تامہ نہین رہتی ہے سمجھ نہین سکتے وہ طامس ہے یا موتس ہے کرفت لوگ بھی جنکو ہمارے ساتھ معرفت نہین رہتی ہے سمجھ نہین سکتے کہ زید ہے یا عمرو دو شخص مین متماثل کلی نہ رہنے حس کو تفرقہ کرنا دشوار ہوتا ہے تو متماثل کلی جب ہوجاوے تو احد ہما آخر کا غیر ہے سو سمجھنا حس کا کام نہین اس سے ثابت ہوا مقتول اور مصلوب ایک شخص تھا جو عیسیٰ علیہ السلام سے شبیہ تھا وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ذات تھی یا کوئی دوسرا اُنکی شبیہ تھا سو حس سے معلوم نہین ہوا اللہ تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنون کے ہاتھ مین ذلیل ہونے کے واسطے خرق عادت کرکے دوسرے کو اُنکا شبیہ کرنا ممکن ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق کیواسطے سے کہ جنکی رسالت معجزات قطعی سے ثابت ہوچکی ہے خبر دیا کہ مقتول اور مصلوب عیسیٰ نہین تھا بلکہ اور شخص تھا تو یقین ہوا کہ وہ مسیح نہین اور اُنکا تواتر قابل حجت اور اسکا معارض نہ رہا دوسرا وجہ تواتر کی شرط سب طبقون مین خبر دینے والا برابر رہنا یہان پہلے طبقہ مین تواتر نہین ہے کیا واسطے اُمتی اور مرقس اور لوقا کی انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہوداہ اسخریوتی جو بارہ حواریون مین کا تھا یہود سے تیس درم رشوت لیکے عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانے کا اقرار کیا شب کیوقت یہودیون کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لے آیا اور اُنکو بتا دیا تھا کہ جسکا بوسہ لون وہی مسیح ہے پھر اُس نے مسیح کو بوسہ دیتے ہی یہود نے مسیح کو پکڑ لیا اور حواریان وہان سے بھاگ نکلے

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہی مسیح کو پکڑنے یہود جو آئے تھے انکو مسیح کون ہے سو معلوم نہین تھا فقط یہوذا اسخریوطی کے کہنے سے ایک شخص کو مسیح کرکے پکڑے بعد اسکو قتل کئے سولی پر چڑھائے ایک شخص کے کہنے سے تو اتر ثابت نہین ہوتا شاید یہوذا نے اپنے آقا کو بچانے کیو اسلئے دوسرے کو پکڑا دیا ہوگا اس سے معلوم ہوا پہلے طبقہ مین تو اتر کا شرط مفقود ہے پھر یہہ انکی خبر متواتر نہ رہی مرور ایام مین جو نصاریٰ کے پاس موجود ہے مسیح کے قتل کا بیان جو آیا ہی مقبول نہین کیا دوسرے یہہ انجیلون کو دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتب سماوی نہین بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا احوال اور اُنکے احادیث حواریون نے جو آپ دیکھا تھا یا سنا تھا سو جمع کیا ہی ایسے قسم کی کتاب کو ہمارے علما سیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین سو یہہ انجیل عیسیٰ علیہ السلام کے سیر کی کتاب ہے اور صحابی سے جو حدیث سند صحیح سے ثابت ہوتی ہے اسکو ہم مقبول رکھتے ہین اور جو سند صحیح سے ثابت نہو اسکو مقبول نہین جانتے اور اُس مین جو حدیث مقبول ہے وہ حجت قطعی نہوگی جب تک صحابہ کی ایک جماعت سے بطریق تواتر ثابت نہو دے یہہ انجیل جسکو فقط چار حواری جمع کئے ہین ان چاروں کے قول سے اسکا تواتر ثابت نہین ہوتا جب تواتر ثابت نہوا حجت قطعی بھی نہ ہوئی ہم جو کہے یہہ موجود انجیل کتاب سماوی یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام نہین اس پر دلیل لوقا کا قول ہے جو اپنی انجیل کی ابتدا مین کہتا ہے ای تاوفلس فاضل ازبسکہ بہتونے کمر باندھی کہ ہمارے یقینیات کو ترتیب سے تحریر کرین جیسا کہ انہون نے جو ابتدا سے سخن کے دیکھنے والے اور خدمتگذار تھے ہم سے بیان کیا مناسب جانا گیا کہ مین بھی سر سے اُن سب کی تفتیش کلی کرکے کمال درستی سے تیرے لئے قلم بند کرون انتہی اس قول مین واضح دلیل ہے کہ ان کتب مین عیسیٰ علیہ السلام کی سیر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے احوال جو چارون انجیل مین ہے چار شخص کی خبر دینے سے درجہ تواتر کو نہین پہنچتے جب تو اتر ان کا ثابت نہوا تو وہ کلام یقینیات سے بھی نہوا لیکن حواری سے بہ سند صحیح اگر ثابت ہو تو البتہ وہ مقبول ہے حواریون سے ان انجیلون کو کون کون شخص روایت کئے ہین اور وہ لوگ ثقہ معتبر تھے یا نہین سو اسکا حال کچھ قسیسون کو معلوم نہین ہان یہہ کہتے ہین انجیل کا نسخہ فلانے کے خط کا فلانی جگہہ تھا سو قسیسون نے اسکی نقل کی مجرد نقل قابل حجت نہین کیا دوسرے ایک کے خط سے دوسرے کا خط مشابہت رکھتا ہی کوئی شخص اُس نسخے کو آپ لکھ کے حواری کا نام

اوجہ ۱۰ انجیل کتاب سماوی نہین ہے

دھردینے کا احتمال ہو جب احتمال ثابت ہوا تو اُس سے استدلال لینا ساقط ہوا جو انجیل قابل حجت نہ رہی اُسکے حجت
نہونے کی اور بھی ایک دلیل ہو کہ تین انجیل مین آیا ہو یہود انے پتا دیا تھا کہ مین جسکو بوسہ لون وہی مسیح ہو پھر اگر بوسہ لیکے
پیادے وغیرہ آکے مسیح کو پکڑلئے یوحنا کی انجیل کے اٹھارویں باب مین ہو کہ یہود اسپاہیون کی ایک جماعت لیکے مشعلون سے
وہان آیا عیسیٰ کو جو اُنپر ہونے والا تھا سو عیان تھا باہر نکل کے اُن سے کہے تم کسے ڈھونڈتے ہو وہ کہے عیسیٰ ناصری کو عیسیٰ
اُنکو کہے وہ مین ہون تب لشکری اور جمدار اور پیادون نے عیسیٰ کو پکڑا الخ دیکھو انجیلون مین کسقدر تفاوت ہے پھر انجیل
کی ایسی خبر تقنیات مین کیسے شمار کی جائیگی قیس کہتے ہین عیسیٰ کی شباہت دوسرے شخص پر پڑی جو کہتے ہین یہہ
سفسطے کی قبیل سے ہو کیا واسطے ایک شخص دوسرے کا شبیہ بن جانا جب جایز ہو تو نکاح اور طلاق اور ملک وغیرہ پر اعتماد
نہ رہیگا زید جو عمرو کا بیٹا ہو وہ زید نہ رہے بلکہ وہ دوسرا شخص رہے اُس پر زید کی شباہت پڑی ہو گھر ہم جسمین
تھے وہ ہمارا گھر نہین بلکہ اُسکا شبیہ ہو زید کی عورت اُسکی عورت نہ رہی بلکہ اُسکی شبیہ رہی اور بھی ہم اُسکو
اگر جایز رکھے تو تواتر مین بھی قدح ہوتا ہو کیا واسطے تواتر سے علم جو حاصل ہوتا ہو اُسکی انتہا محسوسات پر رہتی ہے
جب محسوس مین یہہ شبیہ ہو تو تواتر مین بھی شبہ ہو اخبر متواتر قابل اعتماد نہ رہی اس سے ثابت ہوا عیسیٰ کا شبیہ
معقول ہونا بدیہی بات کا خلاف ہے اسکا جواب یہہ ہے ایک شخص دوسرے کا شبیہ بن جانا محال نہین موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا عصا اژدہا ہونا تورات سے ثابت ہو لکڑی حیوان کی صورت لینا جب جایز ہو تو ایک انسان دوسرے انسان کا
شبیہ ہونا بطریق اولیٰ جایز ہوا یہہ امر بطریق معجزے کے ظاہر ہوا ہو سو اس سے ہر محسوس مین یہہ شبہ ہونا لازم نہین
آتا کیا واسطے یہہ امور عادی ہین یعنی عادت الٰہی انکے کرنے پر جاری ہو انکے نقیض ممکن اور جایز ہونا یہہ عادی امور مطابق
نفس الامر کے جزماً واقع ہونیکو منافی نہین محسوس چیز کو عقل جو جزم کرتی ہو مجرد حس سے جزم نہین کرتی بلکہ جسکے
ساتھ اور بھی امور منضم ہونا ضرور ہے کہ جن امور کے ہونے سے عقل اس محسوس کو جزم کرنے کی طرف مضطر ہوتی ہے
لیکن وہ یہہ کیا امور ہین سو اس کا علم ہمکو حاصل نہین جب یہہ امور کسی محسوس مین نہون تو عقل اس محسوس کو جزم
نہین کرسکتی بلکہ احتمال خطا کا وہان قایم ہوتا ہو جیسے آتش دور سے اندھیرے مین دکھی تو بڑی دکھتی ہو بڑی چیز
دور سے دیکھے تو چھوٹی دکھتی ہو چکی کے مرکز سے محیط تک نزدیک نزدیک مختلف رنگون سے منقوط کھینچے کے چکی کو جلد پھرانے
لگے تو سب رنگ حل کے ایک ہی مرکب رنگ دکھتا ہو کشتی پر بیٹھ کے جانے والا کشتی کو ساکن سمجھتا ہے کنارے کو حرکت

معلوم ہوتی ہے اس قبیل کے بہت سے چیزین ہین جس کو حس خلاف واقع ادراک کرتی ہو اس بیان سے ثابت ہوا محسوسات پر عقل جن احکام کا جزم کرتی ہو وہ احکام یقینی ہوتے ہین نہ یہہ کہ ان محسوسات پر وثوق نرہے یا کمی وثوق مین تردد رہے امام فخر رازی اس شبہ کے جواب مین کہتا ہو یہہ شبہ جو حس کے اس سے تواتر مین طعن ہوتا ہو تو اتر مین طعن تو انبیا کی نبوت مین بھی طعن ہوتا ہو سو یہہ فرع وصول مین طعن ہو نیکو موجب ہے تو وہ مردود ہے انتہی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اور کوئی نہین اہل کتاب سے مگر البتہ اسپر ایمان لاتا ہو اسکی موت کے آگے اِن یہہ نافیہ ہو اکی معنی سے من اہل الکتاب محذوف مبتدا کی صفت ہو اس کی تقدیر یون ہے ما احد من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اہل الکتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ اہل کتاب سے مخصوص یہود مراد ہین بہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہے یعنی عیسیٰ پر ایمان لاتا ہے یعنی عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول اور اسکا کلمہ اور روح ہو کر کے اقرار کرتا ہو مکرہ سے مردنی کہا اس ضمیر کا مرجع نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین لیکن یہہ قول ضعیف ہو کیا وے اوپر کی آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کچھ نہین آیا کہ جسکی طرف ضمیر کو پھیرین بلکہ عیسیٰ ہی مذکور ہین ضمیر انہین کی طرف پھیرنا اولیٰ ہے قبل موتہ کی ضمیر کی مرجع مین اختلاف ہو اکثر مفسرین کہتے ہین ضمیر کی مرجع کتابی ہے یعنی کوئی نہین اہل کتاب سے مگر البتہ اپنی موت کے قبل عیسیٰ پر ایمان لاتا ہو لیکن یہہ ایمان مقبول نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ایسی ہی آئی ہے ابو داود طیالسی و سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کیے ہین کہ قبل موتہ کا لفظ اُبَی رضی اللہ عنہ کی قرأت مین قبل موتہم ہے کبھی کوئی یہودی نہین مرتا یہان تک کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتا ہو کسی نے ابن عباس کو کہا گھر پر سے گر کے مرا تو کیسا ایمان لائیگا ابن عباس کہے ہوا مین کہیگا پھر وہ شخص کہا اگر کسی کی گردن مین تو کیسا کہیگا ابن عباس کہے اسکی زبان ایمان سے حرکت کریگی ایک روایت مین آیا ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کہے یہودی کو اگر جو بلی پر سے پھینکے تو زمین پر پہنچنے کے قبل عیسیٰ پر ایمان لائیگا اور کہیگا عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے ابن المنذر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہو کہا حجاج بن یوسف نے مجھکو کہا ای شہر قرآن مین ایک آیت ہے اسکو جب مین پڑھتا ہون تو میرے دل مین غلش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ میرے پاس قیدیان یعنی یہود و نصاریٰ آتے ہین اور مین انکی گردن

مارتا ہون وہ کچھ کہتے سو مین نہین سنتا شہر بولا مین نے اسکو کہا تو اس آیت کو برخلاف تاویل کی مقرر
نصرانی کی روح جب نکلتی ہے تو فرشتے اُسکو سامھنے پیچھے مارتے ہین اور کہتے ہین ای خبیث مسیح کو تو اللہ
اور اللہ کا بیٹا اور تین مین کا تیسرا سمجھتا تھا سو وہ مسیح اللہ کا بندہ اور اسکا رسول اور اُسکا کلمہ ہے پھر
نصرانی ایمان لاتا ہے ایسے وقت کہ وہ ایمان اسکو نفع نہین دیتا اور یہودی کی روح جب نکلتی ہے تو
فرشتے اُسکے سامھنے اور پیچھے مارتے ہین ای خبیث مسیح کو قتل کئے کرکے تو جو کہتا تھا وہ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے
وہ یہودی ایمان لاتا ہے ایسے وقت کہ وہ ایمان اسکو نفع نہین دیتا جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُترینگے تو اہل کتاب
کے زندہ لوگ ایمان لاینگے جیسے اُنکے مردے ایمان لائے حجاج نے یہہ سُنکے کہا یہہ بات تجھ سے سنی شہر نے کہا محمد بن علی
سے یعنی محمد بن الحنیفہ سے حجاج نے کہا تو نے علم کو اُسکے معدن سے لیا شہر کہتا ہے واللہ مجھکو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
خبر دی تھی لیکن مین نے حجاج کو جلانے کیواسطے محمد بن علی کا نام لیا مفسرین کی ایک جماعت کہتی ہے ضمیر کا مرجع عیسیٰ
ہے یعنی اہل کتاب کا کوئی شخص نہین مگر ایمان عیسیٰ پر لائیگا عیسیٰ کے مرنے کے آگے یعنی عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے
مین آسمان پر سے جب اُترینگے تو اہل کتاب سے کوئی شخص باقی نہ رہیگا مگر عیسیٰ پر ایمان لائیگا نحاج نے اس قول پر
اعتراض کیا اور بولا یہہ قول بعید ہے کیواسطے وان من اہل الکتاب کی آیت عموم پر دلالت کرتی ہے
عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت باقی نرہینگی مگر اہل کتاب کی تھوڑی جماعت یہہ قلیل جماعت مراد ہونا
آیت کے عموم کو منافی ہے پھر اُسکا ارادہ کرنا صحیح نہوا وہ قول والے اس اعتراض کے جواب مین کہتے ہین آیت کے عموم کا
ہم انکار نہین کرتے لیکن اس عموم سے وہی اہل کتاب مراد ہین جو عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھینگے اور اُنکے زمانے کو
پائینگے امام ابوجعفر طبری نے اسی قول کو ترجیح دی ہے یہہ قول قتادہ اور حسن بصری اور عطا وغیرہ سے مروی ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے جو اسی کو تائید کرتی ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی
روایت بھی اسکو تائید کرتی ہے کہ جسکو ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے
البتہ عنقریب ہے کہ تم مین اُترے مریم کا پوت حاکم عادل ہوکے تم مین اُترے سو صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا اور جزیہ
اٹھا دیگا اور مال بہت ہوگا یہان تک کہ کوئی اسکو قبول نہین کریگا یہان تک کہ ایک سجدہ کرنا

دنیا اور جو کچھ اسمین ہے اُسکے ملنے سے بہتر ہوگا بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہے اگر تم چاہو تو اِس آیت کو پڑھو وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدًا ابن مردویہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عنقریب مریم کا پوت حاکم عادل ہوکے تمہارے مین اتریگا دجال کو قتل کریگا خنزیر کو مار یگا صلیب کو توڑیگا جزیے کو اٹھا دیگا اور مال بہت ہوگا اور سجدہ اللہ رب العالمین کیواسطے ایک ہی ہوگا ابو ہریرہ کہے تم چاہتے ہو تو اِسکو پڑھو وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ بولے عیسیٰ بن مریم کی موت کے آگے پھر اُسکو ابو ہریرہ تین بار اعادہ کرتے معلوم کیجئے بخاری کی روایت مین جو گذرا ایک سجدہ کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا سو اُس سے مراد یہہ ہے اللہ تعالیٰ کی راہ مین صدقہ دینے سے نماز پڑھنا افضل ہوگا کیواسطے مال کی احتیاج کسی کو نہ رہیگی اللہ تعالیٰ کا تقرب نہوگا مگر عبادت سے ابن مردویہ کی روایت مین جو آیا ہی سجدہ اللہ رب العالمین کو ہوگا یعنی سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنیوالے رہینگے مشرک کوئی باقی نہ رہیگا امام احمد اور ابن جریر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ بن مریم اُتریگا سو خنزیر کو قتل کریگا اور صلیب کو محو کریگا اور اُسکے لئے نماز جمع کی جائیگی اور مال دیگا یہان تک کہ اُسکو کوئی قبول کریگا اور خراج اٹھا دیگا اور روحا مین اُترکے وہان سے حج کریگا یا عمرہ کریگا یا حج وعمرہ کریگا پھر ابو ہریرہ اس آیت کی تلاوت کئے وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیدًا ابو ہریرہ کہے عیسیٰ پر ایمان لائیگا سو عیسیٰ کی موت کے آگے قولہ اسکے لئے نماز جمع کی جائیگی حدیث کا لفظ یونس ہے وتجمع لہ الصلوٰۃ شاید اس عیسیٰ کا جماعت سے نماز پڑھنا مراد ہی روحا رار مہملہ کی فتح سے اور واو کے سکون سے اسکے بعد حا رمہملہ ہے آخر مین ہمزۂ ممدودہ ہے نام ایک جگہہ کا ہی مدینہ سے چھتیس ۳۶ میل ہے بقولے چالیس میل بقولے تیس میل روحا مین اُترکے وہان سے حج کریگا سو اُس سے مراد مدینہ سے حج کیواسطے نکل کے روحا کی راہ سے جو انبیا کے حج کو جانیکی راہ تھی اُس راہ سے حج کو آئیگا حج یا عمرہ یا حج وعمرہ کرکے تردید جو آئی ہے شاید شک ہو راوی سے اور احتمال ہے کہ یہہ تردید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہو یہان ہم چند احادیث جن مین عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور دجال کو قتل کرنا اور ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا مذکور ہے بیان کرتے ہین امام احمد اور مسلم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ بن مریم روحا کی راہ مین حج کا یا عمرے کا یا دونون کا

احرام باندھیگا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم یعنی تم کیسے رہوگے جبکہ مریم کا پوت تم مین اُتریگا اور تمھارا امام تمھارے مین کا ہی ہوگا مسلم کی ایک روایت مین آیا ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم منکم یعنی تم کیسے رہوگے جبکہ مریم کا پوت تم مین اُتریگا سو تمھاری امامت کریگا مسلم کی ایک روایت مین ہے فامکم منکم یعنی تمھاری امامت کریگا تمھارے مین کا اس لفظ کا راوی ابن ابی ذئب نے فامکم منکم کی معنی مین یون کہا فامکم بکتاب ربکم وسنۃ نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تمھاری امامت کریگا تمھارے رب کی کتاب کے اور تمھارے نبی کی سُنّت کے موافق ابن ابی شیبہ و احمد اور ابو داؤد اور ابن جریر اور ابن حبان ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انبیا سوتیلے بھائی ہین یعنی انکے دین علاحدہ ہین اور دین اُنکا ایک ہی ہے، اور لوگون سے مین عیسیٰ بن مریم سے اولی یعنی احق اور اقرب ہون کیونکہ میرے اور اُسکے درمیان کوئی نبی نہین ہے اور وہ عیسیٰ میری امت پر میرے خلیفہ ہونگے اور مقرر اُنھون اُترینگے تم اُنھون کو دیکھے تو پہچانو کہ وہ میانہ قد ہین سرخ سفید اُنپر ممصر دو کپڑے رہینگے یعنی تھوڑی زردی ملی ہوئی گویا اُنکے سر کے بالون سے پانی ٹپکتا ہوگا اگرچہ پانی کی تراوت نہ پہنچے پھر صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو مار ڈالینگے اور جزیہ کو اٹھا دینگے اور لوگون کو اسلام کی طرف بُلا اُٹھینگے اُنکے زمانہ مین سوائے اسلام کے دوسرے سب ملتون کو اللہ تعالیٰ نابود کریگا اور اللہ تعالیٰ مسیح الدجال کو اُنکے زمانہ مین ہلاک کریگا پھر زمین پر امن ہو جائیگا شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتا گائی کے ساتھ اور بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ ملکے چرینگے اور آدمی کے بچے سانپون کے ساتھ ملکے کھیلینگے تو سانپ اُنکو ایذا نہ دینگے سو عیسیٰ چالیس برس رہینگے بعد مرینگے مسلمان اُنپر نماز پڑھکر دفن کرینگے امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو امید ہے کہ اگر میری عمر دراز ہو تو عیسیٰ بن مریم کی ملاقات کرون اگر میری موت جلدی تو جو شخص عیسیٰ کی ملاقات کریگا تو میری طرف سے اُسکو سلام کہے بندۂ عاصی کہتا ہے اس حدیث کی سند شیخین کی شرط پر ہے واللہ اعلم طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے سنیو میرے بعد عیسیٰ بن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول ہے سنیو میرے بعد میری امت پر عیسیٰ خلیفہ ہے

سنیو مقرر ہے دجال کو قتل کریگا اور صلیب کو توڑیگا اور جزیہ اٹھا دیگا اور جنگ اپنا بوجھ رکھدیگا سنیو تمھارے سے جو شخص عیسیٰ کو پاوے تو میری طرف سے اسکو سلام کہے جنگ اپنا بوجھ رکھدیگا یعنی جنگ موقوف ہوگا لوگ جنگ کی سلاح رکھدینگے حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مریم کا پوت حاکم عادل اور امام منصف ہوکے البتہ اتریگا اور حج یا عمریکے واسطے راہ میں چلیگا اور البتہ میری قبر پاس آکے مجھکو سلام کریگا اور البتہ میں اسکے سلام کا جواب دونگا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ای میرے بھائیوں کے بچے تم اگر عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھوگے تو کہیو ابوہریرہ نے آپکو سلام کہا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص تمھارے سے عیسیٰ بن مریم کو پاویگا تو چاہئے اسکو میرا سلام کہنا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ السیوطی نے جمع الجوامع میں اس کی تصحیح کو سلم رکھا ہے یاد رکھئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو عیسیٰ علیہ السلام کو سلام پہنچانے کے باب میں وصیت کئے ہیں اور ایسا ہی ابوہریرہ بھی وصیت کئے ہیں جس نے عیسیٰ علیہ السلام کو پاویگا تو سلام پہنچانا اور اپنے پر کا بوچھل اتارنا طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ بن مریم اتریگا سو لوگوں میں چالیس سال رہیگا امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مریم کا پوت امام عادل اور حاکم مقسط ہوکے اتریگا پھر صلیب کو توڑیگا خنزیر کو قتل کریگا سلامتی پھر کرآئیگی اور تلواروں کے مناجل یعنے ہنسوے بنائینگے اور ہر زہردار جانور کا زہر جاتا رہیگا آسمان اپنا رزق اتاریگا اور زمین اپنی برکت نکالیگی یہاں تک کہ بچہ اژدہے کو لیکے کھیلا تو اژدھا اسکو ایذا نہ دیگا اور بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ چریگا تو اسکو ایذا نہ دیگا اور شیر بیل کے ساتھ چریگا تو اسکو ایذا نہ دیگا امام احمد اور طبرانی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مقرر دجال نکلیگا اسکی بائیں آنکھ کانی ہوگی سر موٹا ناخنہ ہے اور پیٹ کے اندھے کو اور کوڑی کو چنگا کریگا اور مردے کو زندہ کریگا اور بولیگا انا ربکم یعنی میں تمھارا پروردگار ہوں جو کوئی اسکو کہے تو میرا رب ہے تو بیشک وہ شخص فتنہ میں پڑا اور جو کوئی اپنے مرنے تک بولتا رہا کہ میرا رب اللہ ہے تو وہ شخص اسکے فتنہ سے بچا اس پر نہ کچھ فتنہ ہے نہ کچھ عذاب ہے پھر اللہ تعالیٰ جتنے دن چاہا ہے اتنے دن دجال زمین پر رہیگا بعدہ عیسیٰ بن مریم مغرب کی طرف سے

آئیگے طبرانی کی روایت مین ہی مشرق کی طرف سے آئینگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے دیکھتے ہوئے اور انھین کی ملت پر یہ دجال کو قتل کرینگے اسکے بعد کچھ نہین مگر قیامت قایم ہوگی ابن ابی شیبہ اور امام احمد عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور مین روتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا ہوا تو روتی ہے مین کہی یا رسول اللہ آپ دجال کا ذکر کئے اس لئے مین روئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال اگر نکلے اور مین زندہ رہون تو تم کو مین بس ہون اگر میرے بعد نکلا تو تم بچیا لو کہ مقرر تمھارا پروردگار کا نا نہین بیشک دجال اصبہان کے یہودیہ سے نکلیگا اور مدینہ کو آکے اسکی ایک جانب مین اتریگا اسوقت مدینہ کو سات دروازہ رہینگے اسکے ہر راستے پر دو فرشتے رہینگے مین بد لوگ جو ہین سب نکل کے اس دجال کے پاس جائینگے بعد فلسطین کے علاقہ مین شام کا شہر جو ہے وہان جاویگا باب لد پاس اتریگا پھر عیسیٰ بن مریم اترکے اسکو قتل کرینگے اور عیسیٰ انمین پر چالیس برس تک امام عادل اور حاکم عادل اور حکم مقسط ہو رہینگے یہودیہ نام ہے ایک قریے کا اصبہان کے علاقہ مین امام احمد جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دین کے اضطراب اور علم کے ادبار کے وقت دجال نکلیگا وہ چالیس روز زمین مین پھرتا رہیگا اسکا ایکدن مقدار ایک سال کے ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کا اور ایک دن ایک جمعہ کے اتنا یعنی ایک ہفتے کے برابر باقی کے دن تمھارے اندنون کے برابر رہینگے اسکی سواری مین ایک گدھا رہیگا اس گدھے کے دونون کانون کے درمیان کی چوڑائی چالیس ہاتھ کی رہیگی پھر دجال لوگون کو کہیگا مین تمھارا رب ہون وہ کانا رہیگا تمھارا پروردگار کانا نہین اسکے دونون آنکھون کے مابین ان حرفون کا نقش رہیگا ک ف ر یعنی کافر جو مومن لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہو اسکو پڑھیگا ہر ندی چشمے کے پاس اتریگا مگر مدینہ اور مکے کو اللہ تعالی اس پر حرام کیا ہے کہ انکے دروازون پر فرشتے کھڑے ہین دجال کے ساتھ روٹیون کے پہاڑ رہینگے اور لوگ سب نہایت سختی مین رہینگے مگر جو شخص اسکا تابع رہے اور اسکے ساتھ دو نہر رہینگے ان نہرون کا علم دجال سے زیادہ مجھکو ہے ایک نہر کو بہشت اور ایک نہر کو دوزخ کہیگا وہ جس کو بہشت کہتا ہے اسمین جو جائیگا سو وہ دوزخ ہے اور وہ جسکو دوزخ کہتا ہے اسمین جو جائیگا سو وہ بہشت ہے اسکے ساتھ شیاطین رہینگے لوگون سے بات کرینگے اسکے ساتھ بہت بڑا فتنہ ہے آسمان کو حکم کرے تو لوگون کے دیکھنے مین مینہ برسیگا اور ایک آدمی کو لوگون کے دیکھنے مین قتل کرکے پھر اسکو زندہ کریگا اس شخص کے سوا اوسروں پر مسلط نہوگا پھر لوگون کو کہیگا ای لوگو

یہہ چیزین سوائے رکھے کوئی کیا کرسکتا ہی پھر مسلمان شام مین جبل الدخان پر بھاگ کے جا رہینگے دجال آکے اُنپر محاصرہ کریگا پھر محاصرہ سخت ہوگا لوگون پر بڑی مشقت ہوگی بعد عیسیٰ اُترکے صبح کے وقت ندا کرینگے ای لوگو کذاب خبیث کی طرف نکلو تمکو کونسی چیز مانع ہے لوگ کہینگے یہہ زندہ مرد ہے سو جاکے دیکھین تو عیسیٰ ہی پھر نماز کی اقامت کہینگے عیسیٰ کو بولینگے یا روح اللہ آگے ہو عیسیٰ کہینگے تمھارا امام ہے مقدم ہوکے نماز پڑھے پھر صبح کی نماز سے فراغت پاکے دجال کی طرف نکلینگے عیسیٰ کو دیکھتے ہی وہ کذاب لعین دجال گھل جائیگا جیسا نمک پانی مین گھل جاتا ہے عیسیٰ جاکے اُسکو قتل کرینگے یہان تک کہ درخت پکار کر کہیگا کہ یا روح اللہ یہہ یہودی ہے پھر دجال کے ساتھ جتنے یہودی ہین اُن سب کو قتل کرینگے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور طبرانی اور حاکم عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے مسلمانون کے لئے تین شہر ہونگے ملتقی البحرین مین یعنی دونون دریا سنگم ہونے کی جگہہ مین ایک شہر جزیرہ مین ایک شہر شام مین ایک شہر لوگون کو تین بار فرغ ہوگی پھر دجال بڑا لشکر لیکے نکلیگا مشرق کی جانب مین جو لوگ ہین ہزیمت پائینگے پھر دجال آکے اول شہر مین جو ملتقی البحرین کے پاس ہے اتریگا وہان کے لوگ تین فرقہ ہونگے ایک فرقہ وہ ہیگا یہہ فرقہ یون کہیگا ہم اسکا حال دریافت کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ وہ کیا ہے اور ایک فرقہ جاکے اعراب یعنی بدویون سے لاحق ہوگا اور ایک فرقہ وہان سے نکل کے دوسرے شہر کو جو اُس سے نزدیک ہے جائیگا دجال کے ہمراہ ستر ہزار آدمی رہینگے سیجان یعنی سبز طیلسان اوڑھے ہوے دجال کے ساتھ جو لوگ رہینگے سو انمین اکثر یہود اور عورتین ہونگے دجال وہان سے دوسرے شہر کو جو اُس سے متصل ہے آئیگا وہان کے لوگ بھی تین فرقہ ہونگے ایک فرقہ کہیگا ہم اسکا حال دریافت کرتے ہین اور ایک فرقہ جاکے اعراب کے ساتھ لاحق ہوگا اور ایک فرقہ نکل کے دوسرے شہر کو جو اُس سے متصل ہے جائیگا بعد دجال شام کے ملک کو آئیگا وہان کے لوگ نکل کے عقبہ افیق پر جائینگے اور اپنے جانورون کو چرائی کے واسطے بھیجینگے پھر اُنکے جانورونکو غنیم پکڑ لیگا لوگون کو بہت شاق ہوگا فاقہ کی نوبت آئیگی اور نہایت سختی مین پڑینگے یہان تک کہ اپنے کمان کی وتر یعنی چلا جو پٹے کا ہوتا ہے بھونکے کھائینگے اسی حالت مین رہینگے کہ یکایک سحر کے وقت منادی تین بار ندا کریگا اے لوگو تمھارا غوث یعنی فریادرس آیا لوگ ایک دوسرے سے کہینگے یہہ بھرے آدمی کا آواز ہے عیسیٰ صبح کی نماز کیوقت اُترینگے لوگون کا امیر

جو تھا عیسیٰ کو کہیگا یا روح اللہ آپ مقدم ہوکے ہمارے ساتھ نماز پڑھیو عیسیٰ کہینگے تم ای معشر امت بعضے بعضوں کے امیر ہو تمہین مقدم ہونا پھر وہ امیر مقدم ہوکے نماز پڑھیگا نماز سے فراغت ہوتے ہی عیسیٰ اپنا حربہ لیکے دجال کی طرف جائینگے دجال انکو دیکھکے گھل جائیگا جیسا راگا پگل جاتا ہی عیسیٰ کا حربہ جاکے دجال کے شندے پر یعنی پستان کے گوشت پر لگیگا دجال مرکر گریگا اُسکے ساتھ والے بھاگینگے انکو پناہ کیو اسطے کچھ چیز نہ ملیگی یہان تک کہ پتھر بولیگا ای مومن یہان کافر چھپا ہے تو اسکو قتل کر جھاڑ بولیگا ای مومن یہان کافر چھپا ہے تو اسکو قتل کر حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے سیجان سین ہملہ کی کسر اُسکے بعد یا ر مثناۃ تحتانیہ ہی اُسکے بعد جیم ہے آخر مین نون ہے جمع ساج کی ہے سبز طیلسان کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین چادر ہوتی ہے اسمین ٹوپ رہتا ہے وہ ٹوپ پہنے تو چادر کھاندون پر پڑتی ہے اُسکی ہنوت مین ہی ٹوپ رہتا ہے افیق ہمزہ کی فتح اور فا کی کسر سے امیر کے وزن پر ایک قریہ ہے حوران اور غور کے مابین وہان ایک گھاٹ ہے اسکو ثنیۂ افیق کہتے ہین حاکم نے ابی الطفیل سے روایت کی ہے کہا مین کوفے مین تھا سو دجال نکلا کرکے ہوائی اُٹھی ہم حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہین انکو بولا دجال نکل چکا حذیفہ بولے بیٹھ مین نے بیٹھا اسمین منادی ہوئی کہ انہا کذبۃ صباغ یعنی وہ رنگریز کی گپ ہے حذیفہ کہے اب دجال تمہارے زمانہ مین نکلا تو اسکو بچے ٹھیکریون سے مارکے ڈال دینگے لیکن وہ لوگون کے گھٹاؤ اور دین کی خفت اور معاملات کی بدی کے وقت نکلیگا اور جہان پانی کا چشمہ ہے وہان اتریگا بکرے کا چمڑا جیسا لپیٹا جاتا ہے زمین اسکے لئے ویسی ہی لپیٹے جائیگی یہان تک مدینہ کو آئیگا -- اُسکے باہر مسلط ہوگا اندر نہ جاسکیگا اُسکے بعد ایلیا کے پہاڑ کو آئیگا اور مسلمانون کی ایک جماعت کو محاصرہ کریگا ان لوگون کا والی کہیگا تم کس چیز کا انتظار کرتے ہو اس سے لڑائی کرو یا تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروگے یا تمکو فتح ہوگی پھر صبح کو اس سے جنگ کرینگی مشورت کرینگے جب صبح ہوئی تو دیکھتے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام اُنکے ساتھ ہین سو دجال کو قتل کرینگے اور اُسکے ساتھ والے ہزیمت پائینگے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے قولہ کذبۃ صباغ یعنی رنگریز کی گپ ہے شاید اس سے نیل بگڑی بات مراد ہے امام احمد اور مسلم اور حاکم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال نکلیگا اللہ تعالیٰ جتنے دن چاہا اُتنے دن میری امت مین رہیگا چالیس دن رہیگا یا چالیس مہینے یا چالیس سال سو مین نہین جانتا اُسکے بعد اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو

بھیجیگا اُنکی صورت عروہ بن مسعود الثقفی کی صورت کے مثل ہے پھر دجال کو جاکے قتل کرینگے اُسکے بعد سات برس تک لوگ ایسے رہینگے کہ دو آدمی کے درمیان عداوت نہ رہیگی اُسکے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈا باؤ بھیجیگا سو جس کے دل مین ذرا بھی ایمان ہوا اُسکی روح قبض کریگا یہان تک کہ کوئی پہاڑ کے کلیجے مین بھی جاوے تو وہان جاکے اُس کی روح قبض کریگا بد لوگ باقی رہینگے امر معروف کو نہ جانینگے امر منکر کا انکار نہ کرینگے انکو پرندے کی سُسکی اور درندے کی عقل رہیگی پھر شیطان آکے اُنکو کہیگا کیا تم کو شرم نہین تو کہینگے تو کس بات پر امر کرتا ہی پھر بتون کی عبادت کرنیکا حکم کریگا بتون کا پوجا کرینگے اس پر بھی اُنکو رزق ملیگا فراغت سے عیش کرینگے یہان تک صور پھونکا جائیگا پہاڑ کے کلیجے سے پہاڑ کا اندر مراد ہے پرندے کی سُسکی یعنی بُرے کام کے واسطے جلدی کرینگے جیسا پرندہ اڑتا ہے درندے کی عقل رہیگی یعنی ظلم و تعدی کرنیکے واسطے درندے کے مثال لوگون پر پڑینگے مسلم نے النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکدن صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم دجال کا ذکر کئے اُس مین اُسکو اُتارے اور چڑھائے یہان تک ہم گمان کئے کہ وہ خرمے کے درختون کے کسی بن مین ہے پھر ہم جب دوپہر کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو ہمارے مین اُسکو پایا یعنی اُسکا احوال سُننے سے ہم پر خوف و دہشت ہوئی تھی اسکو سمجھ کے فرمائے تمہارا کیا حال ہی ہم کہے یارسول اللہ آپ صبح کو دجال کا ذکر کئے سو اسمین اُتارے اور چڑھائے یہان تک کہ وہ خرمے کے درختون کے کسی بن مین ہونیکا ہمکو گمان ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے پر دجال کے غیر کا خوف مجھکو زیادہ ہے اگر دجال نکلے اور مین تمہارے مین رہون تو اسکا حجیج مین ہون تم نہین یعنی دلیل گو اور اسکو جھٹلانے والا مین ہون تم کو جھٹلانے کی احتیاج نہین اگر وہ نکلے اور مین تمہارے مین نہ رہون تو ہر شخص اپنے نفس کا آپ حجیج ہے تمہارا اور ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ میرا خلیفہ ہے یعنی تمہارا نگہبان اللہ ہے مقرر دجال جوان ہے اُسکے بال بہت اُکھڑے ہوے ہین اسکی آنکھ طافیہ ہے یعنی نکل آئی ہے اُسکو عبد العزیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہون یعنی دجال عبد العزیٰ سے مشابہ ہے تمہارے سے جو کوئی اُسکو پاوے تو سورہ کہف کے شروع کی آیتین پڑھین اسنے شام و عراق کے درمیان مین کی راہ سے نکلیگا سو داہنی طرف اور بائین طرف فساد کریگا یا عباد اللہ فاثبتوا یعنی اے اللہ کے بندو تم ثابت رہو ہم کہے یارسول اللہ وہ دجال زمین پر کتنے دن رہیگا

فرمائے چالیس دن اُسکا ایک دن ایک برس کے مانند ہو اور ایک دن ایک مہینے کے مانند ہو اور ایک
دن ایک جمعہ کے مانند ہو یعنی ایک ہفتہ کے اُتنا ہو اور باقی کے دن تمھارے دنوں کے مانند ہین ہم کہے یا رسول اللہ
وہ دن جو ایک برس کے اتنا ہوگا اسمین ایک دن کی نماز پر ہمکو کفایت کریگا یا نہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کفایت نکریگا اقدروا لہ قدرہ یعنی اندازہ کر و نماز کیواسطے ایک دن کا اندازہ ہم کہے یا
رسول اللہ اُسکی جلدی زمین پر کیسی ہے فرمائے غیث کے مانند ہے یعنی مینہہ کے مانند یا ابر کے مانند ہے کہ جسکے
پیچھے باد ہے سو ایک قوم کے پاس آئیگا اور انکو اپنی طرف دعوت کریگا پھر وہ اسپر ایمان لائینگے اور اُسکی
دعوت قبول کرینگے تو آسمان کو حکم کریگا سو مینہہ برسیگا اور زمین کو حکم کریگا وہ اگیگی پھر اُن قوم کے مواشی
جو صبح کو چرنے گئے تھے شام کو آئینگے سو اُنکے کوہان نہایت بلند رہینگے یعنی انکے مواشی نہایت فربہ رہینگے
اور انکے تھن بہت بھرے ہوئے رہینگے اُنکے پیٹھے بہت ہی دراز رہینگے پھر دجال دوسری قوم کے
پاس آکے انکو دعوت کریگا وہ اسکی دعوت کو رد کرینگے تو انکے پاس سے چلا جاویگا صبح کو دیکھے تو یہ
لوگ قحط زدہ ہونگے انکے ہاتھ مین انکا کچھ مال باقی نہ رہیگا دجال ویرانے پر گذریگا اور اسکو بولیگا اپنے
خزانے کو نکال تو اس ویرانے کے خزانے اُسکے پیچھے چلینگے جیسے شہد کے مکھیون کی ٹکڑی ہو بعدہ دجال
ایک شخص کو بلاویگا جو بھری جوانی مین ہے اور اُسکو تلوار سے مارکے دو ٹکڑے کرکے تیر کے نشانے کی مقدار
فاصلے سے ڈالیگا پھر اس جوان کو پکاریگا تو زندہ ہوکے آئیگا اس کا منہہ چمکتا ہوا اور ہنستا ہوا اسی حال
اسی مین ہوگا کہ یکایک اللہ تعالی مسیح ابن مریم کو بھیجیگا سو سفید منارے پاس جو دمشق کے شرقی جانب مین
ہے اُترینگے دو ورسے پہنے ہوئے اور اپنے ہاتھون کے نیچے دو فرشتون کے بازؤن پر دھرے ہوئے اپنے سر کو
جھکائے تو سر سے عرق ٹپکیگا اور جب سر کو اٹھائے تو عرق کے قطرے موتی کے دانون کے سے سر سے اُترینگے
سو حلال نہین یعنی ممکن نہین کسی کافر کو جو پاوے اُنکے دم کے باؤ کو مگر یہہ کہ مرجاویگا انکی نگاہ جتنی دور
جاتی ہے انکا دم اتنی دور جائیگا پھر عیسی دجال کو طلب کرینگے یہان تک کہ لُد کے دروازہ پاس اسکو پائے
اسکو قتل کرینگے بعدہ عیسی علیہ السلام کے پاس ایک قوم آئیگی کہ جن کو اللہ تعالی نے دجال سے نگاہ رکھا تھا
سو انکے منہہ پونچھینگے اور انکو انکے مرتبون سے بہشت مین ہین خبر دینگے ایسے مین اللہ تعالی عیسی کی

طرف وحی بھیجیگا کہ مقربین نے اپنے کوئی بندون کو نکالا ہون کہ کسی کو اُن سے جنگ کرنیکی طاقت نہین
میرے بندون کو یعنی مومنون کو محافظت کرنیکے لئے کوہ طور پر جا پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالیگا پھر
ہر بلند و سخت زمین سے شتاب آئینگے سو اُنمین پیش رو لوگ طبریہ کے بحیرے پر یعنی تالاب پر گذرینگے سو اُسکا
سب پانی پی جائینگے اُنمین کے پیچھے آتے ہوے سو لوگ اس پر گذرینگے سو کہینگے اس بحیرے مین کبھی وقت
پانی تھا نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام اور اُنکے اصحاب محصور و مجبوس رہینگے یہان تک کے آجکے دن تمھین کسی کو
سو دینار ہونے سے ایک بیل کا سر اُنکے پاس بہتر ہوگا پھر عیسیٰ علیہ السلام اور انکے اصحاب اللہ کے پاس
رغبت کرینگے یعنی یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونیکی دعا کرینگے تب اللہ تعالیٰ انکی گردنون مین نغف یعنے
کیڑونکو بھیجیگا سو سب ایکبارگی مرجائینگے بعدہ نبی اللہ عیسیٰ اور انکے اصحاب نیچے اُتریںگے سو زمین پر
ایک بالش کی جگہ نہ رہیگی مگر اُنکی چربی اور بدبوئی سے بھر جائیگی پھر نبی اللہ عیسیٰ اور انکے اصحاب اللہ
کے پاس رغبت کرینگے تب اللہ تعالیٰ گنتی اونٹون کی گردنون کے مانند پرندون کو بھیجیگا سو انکے لاشون
کو اُٹھا کے اللہ تعالیٰ جہان چاہے وہان ڈالینگے پھر اللہ تعالیٰ مینہہ برسائیگا کہ جس مینہہ کو مٹی کے گھر اور
بالون کے گھر مانع نہونگے اور ساری زمین کو ایسا دھوئیگا کہ زلفے کے مانند ہوگی پھر زمین کو کہا جائیگا پھل
پھلون کو اُگا اور اپنی برکت کو پھیر لے آ تب ایک انار ایک جماعت کھائیگی اور اسکے چھلکے سے یعنی پوست
کے چھتے سے سایہ کرینگے اور دودھ مین برکت ہوگی یہانتک کہ اونٹنی کے ایک لقحے کا دودھ ایک جماعت کو کفایت کریگا اور گائی کے ایک
لقحے کا دودھ ایک قبیلے کے لوگونکو کفایت کریگا اور بکری کے ایک لقحے کا دودھ لوگونکی ایک مختصر کو کفایت کریگا اسی حالمین اللہ تعالیٰ
ایک خوشبو بھیجیگا سو اُنکے بغلون کے نیچے پکڑیگا سو ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کریگا اور بد لوگ باقی رہینگے
گدھے جیسے مختلط ہوتے ہین ویسی اختلاط کرینگے اُنمین پر قیامت قایم ہوگی اس حدیث کو امام احمد
اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی مطول روایت کئے ہین ابو داؤد اور نسائی اس کو مختصر روایت کئے ہین
قولہ النواس واو کی تشدید اور نون کی فتح سے قولہ ابن سمعان اسکی سین مین فتح اور کسر دونون
جایز ہین قولہ اسمین اسکو اُتارے اور چڑھائے حدیث کا لفظ یونہی مخفض فیہ ورفع سو خفض اور
رفع دونون باب تفعیل کے ماضی کے صیغے ہین دونون کے فاعل ضمیر ہین اُس سے کیا مراد ہے سو اُسمین

دو قول ہین پہلا قول یہہ خفض سے اُسکی تحقیر مراد ہے یعنی اُسکی بہت حقارت کئے یعنی وہ کافر ہی اُسکی پیشانی پر کافر کا نقش ہے اور اللہ تعالی کے پاس اُسکو کچھ رتبہ نہین اور ایک شخص کے قتل کے سوا دوسرے کے قتل پر قادر نہوگا اور اُس شخص کو قتل کرکے زندہ کئے بعد پھر اُسکے قتل پر قادر نہوگا اور وہ اور اُسکے تا بعدار مسلمانون کے ہاتھ سے مارے جائینگے اور اُسکے مانند رفع سے اُسکا فتنہ نہایت عظیم ہونا مراد ہے کیا واسطے خرق عادت بتلاکے لوگون کو گمراہ کریگا دوسرا قول یہہ ہے خفض سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آواز کو پست کرنا اور رفع سے آواز کو بلند کرنا مراد ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکا بہت سا احوال بیان کرکے تعب سے آرام لینے آواز کو پست کئے بعد لوگون کو سُنانے پھر آواز بلند کئے قولہ خرمے کے درختون کے کسی بن مین ہے حدیث کا لفظ یون ہے فی طائفۃ من النخل طائفہ کڑی اور جماعت کو کہتے ہین بعضون نے کہا آدمی یا درخت ہزار سے کم ہو تو اسکو طائفہ کہتے ہین ہم ترجمہ مین اُسکے حاصل معنی کو لکھے قولہ اُسکی آنکھ طافیہ ہے معلوم کیجئے طافیہ کے لفظ کو بعضے راوی فا کے بعد یا سے تلفظ کرتے ہین اسکی معنی آنکھ بلند اور نکلی آنا بعضے ہمزہ سے تلفظ کرتے ہین اُسکی معنی آنکھ بے نور رہنا یعنی آنکھ کو کچھ نہ دکھنا یہہ دونون روایت صحیح ہین قولہ شام وعراق کے درمیان مین کی راہ سے نکلیگا حدیث کا لفظ یون ہے انہ خارج خلۃ بین الشام والعراق معلوم کیجئے خلۃ کے ضبط مین راویون کو اختلاف ہی مشہور روایت مین خاء معجمہ کی فتح اور لام کی تشدید وفتح سے اور تا تانیث کی تنوین سے ہے دو شہر کے درمیان مین راہ جو رہتی ہے اُسکو کہتے ہین بعضے روایتون مین حلۃ حا مہملہ کی فتح اور لام کی تشدید وفتح اور تا تانیث کی تنوین سے ہو اُسکی معنی سمت وجانب کی ہے اس روایت پر ترجمہ یون ہوگا شام وعراق کی جہت کے درمیان نکلیگا بعضے روایتون مین حلہ حا مہملہ کی فتح اور لام مشدد کی ضم اور اخیر مین ہا ضمیر ہے اس روایت پر ترجمہ یون ہوگا وہ نکلیگا اُسکے اُترنیکی جگہہ شام وعراق کے درمیان ہوگی قولہ اقدروا لہ قدرہ یعنے اندازہ کرو ایک دن کے واسطے اُسکا اندازہ معلوم کیجئے اندازہ کرنے سے مراد یہہ ہے صبح صادق سے بعد ظہر کی نماز کا وقت آنے ہمیشہ جتنے ساعت رہتے ہین اُسدن بھی اُتنے ساعت توقف کرکے ظہر کی نماز پڑھنا ظہر کے بعد جتنے ساعت کو عصر پڑھتے تھے اُتنی دیر کرکے

عصر کی نماز پڑھنا ایسا ہی غروب کتنے ساعت کو ہوتا تھا اور غروب کے بعد کتنے ساعت کو عشا کی نماز پڑھتے تھے اتنے ساعت کے بعد نمازین پڑھنا پھر دوسرے نمازین اسی شمار سے پڑھنا سو اس ایک دن مین برس کے ساری نمازین پڑھنا زوال اور سایہ اور طلوع و غروب کی رعایت نہ کرنا امام نووی نے شرح مسلم مین کہا جو دن مہینے کے برابر اور ہفتے کے برابر ہوگا اُسکو بھی اسی پر قیاس کرنا قولہ جیسے شہد کی مکھیان آہ حدیث کا لفظ یون ہے فتقبعہ کنوزہا کیعاسیب النحل یعسوب شہد کی مکھی کے سردار کو کہتے ہین وہ جب کسی جگہ پر بیٹھتا ہے تو سب مکھیان اسکے ساتھ بیٹھتے ہین اور شہد کی پولی باندھتے ہین جب اُڑجاتا ہے تو اُسکے ساتھ سب اُڑجاتے ہین یہان یعاسیب سے اُنکی جماعت مراد ہے ہم اُسکے حاصل معنی کا ترجمہ کئے قولہ مارکے دو ٹکرے کریگا آہ لفظ حدیث کا یون ہے فیضربہ بالسیف فیقطعہ جزلتین رمیۃ الغرض جزلتین تثنیہ جزلۃ کا ہے جیم کی فتح سے مشہور یہی ہے بعضون نے جیم کی کسر بھی کہا ہے قطعہ کو کہتے ہین غرض تیر مارتے سو نشانے کو کہتے ہین یعنی اُس نے اسکو تلوار سے مارکے دو ٹکرے کریگا دونون ٹکڑون کو اتنے فاصلہ سے ڈالیگا کہ تیر کو نشانہ پر مارنے جتنے فاصلے کھڑے ہوتے ہین اکثر علما ایسا ہی کہے ہین قاضی عیاض نے کہا اس عبارت مین تقدیم و تاخیر ہے اُسکی تقدیر یون ہے فیصیبہ اصابۃ رمیۃ الغرض فیقطعہ جزلتین یعنی تیر نشانہ پر جیسا لگتا ہے ویسا اسکو تلوار لگیگی اور اُسکو دو ٹکرے کریگی امام نووی نے کہا پہلا قول ہی صحیح ہے قولہ دو مہرودہ پہنا ہوا حدیث کا لفظ یون ہے بین مہرودتین سو وہ تثنیہ مہرودۃ کا میم کی فتح اور ہا کی سکون سے اُسکے بعد راء مہملہ مضمومہ ہے اسکے بعد واو ہے اُسکے بعد دال مہملہ ہے اُسکے بعد ہا ر تانیث ہی مشہور یہی ہے اُسکو ذال معجمہ سے بھی روایت کئے ہین اہل لغت پاس اُسمین دونو وجہ شہور ہین لیکن اکثر دال مہملہ سے کپڑے کو کہتے ہین کہ جس کو درس کے رنگ مین رنگ کے بعد زعفران کے رنگ مین رنگتے ہین بعضے کہتے ہین ملائے کے آدھے ٹکڑے کو مہرودہ کہتے ہین سو ویسے دو ٹکڑے پہنکے اترینگے قولہ لُد کے دروازہ پاس لد لام کی ضم اور دال مہملہ کی تشدید سے جوہری صحاح مین کہا وہ شام مین ایک جگہہ کا نام ہے ابن الاثیر نے بھی ایسا ہی کہا بعد بولا بعضے کہتے ہین کہ وہ فلسطین مین ایک جگہہ کا نام ہے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا وہ بیت المقدس کے نزدیک ایک شہر ہے مجد الفیروز آبادی بولا فلسطین کے پاس ایک قریہ ہے قاضی عیاض نے

مشارق میں کہا بعضے کہتے ہیں کہ وہ شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے اور بولا اہل کتاب کے کتابوں میں جو آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو جبل زیتون کے پاس قتل کرینگے سو اسی قول کو تائید کرتی ہے قولہ طبریہ کے بحیرے پر بحیرہ تصغیر بحر کی ہے یعنی چھوٹی دریا ہمارے محاورے میں اسکو تالاب کہتے ہیں سب سے بڑا تالاب طبریہ میں اسکا طول دس میل کا ہوگا پانی شیریں ہوا اسکا لمبائی کو ری ایک ندی بہتی ہے طبریہ مشہور شہر کا نام ہے ارض مقدسہ میں داخل ہے اردن کی جانب میں اُسمیں اور بیت المقدس میں دو مرحلے ہیں قولہ نف نون اور غین معجمہ دونوں کی فتح سے اسکے بعد فا ہے گدون کو کہتے ہیں جو بکری اور اونٹ کی ناک میں ہوتے ہیں قولہ زلقہ کی مانند ہوگی زلقہ زا معجمہ اور لام کی فتح سے اور لام کی سکون سے بھی آیا ہے اُسکے بعد قاف ہے بعضے روایتوں میں در عوض قاف کے فا ہے آئینے کو کہتے ہیں یعنی زمین آئینہ کی مانند مصفا ہوگی اکثر اہل لغت کا قول یہی ہے بعضوں نے کہا میدہ کا پانی جمع ہونے صہریج یعنی حوض کے مثل جو بناتے ہیں اسکو زلقہ کہتے ہیں اور بعضے کہے سبز رنگ کو کہتے ہیں بعضے کہتے ہیں باغ کو کہتے ہیں یعنی زمین پانی کے سبز ہو کے باغ کی مانند ہوگی قولہ ایک لقمے کا دودھ لقمے کے لام میں فتح اور کسر دونوں ہیں جن کے تھوڑے دن ہوئے سو جانور کو لقحہ کہتے ہیں قولہ ایک فخذ کو آہ قرابتی لوگوں کی جماعت کو فخذ کہتے ہیں فا کی فتح اور خا معجمہ کی کسر سے یا درکھئے قرابت والوں کی بڑی جماعت کو قبیلہ کہتے ہیں اُس سے کم جماعت ہو تو اسکو بطن کہتے ہیں اُس سے کم ہو تو فخذ کہتے ہیں قولہ گدھے جیسے مختلط ہوتے ہیں آہ حدیث کا لفظ یوں ہے یتہارجون تہارج الحمر ہم ترجمہ جو کئے لفظی معنی کا ترجمہ ہے اُس سے مراد یہ ہے لوگ روبرو علانیہ جماع کرینگے جیسے گدھے کرتے ہیں اُنکو کسی بات کا لحاظ نہ رہیگا ابن ماجہ ابو امامتہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھے سو اُسمیں اکثر باتیں دجال کے بولے اور ہمکو اُس سے ڈرائے ازجملہ سخنان یہہ فرمائے کہ اللہ تعالیٰ آدم کی اولاد کو جب سے پیدا کیا ہے تب سے دجال کے فتنے سے کوئی فتنہ بڑا زمین پر نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر وہ نبی دجال سے ڈرایا میں نبیوں کا آخر ہوں اور تم اخیر امت ہو دجال ناگزیر تمھارے میں ہی نکلیگا پھر اگر وہ نکلے اور میں تمھارے میں موجود رہوں تو میں ہر مسلمان کی طرف سے حجیج ہوں یعنی دلیل گو ہوں اگر میرے بعد نکلا تو ہر آدمی اپنی دلیل آپ ہی کہیگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہوگا اور وہ دجال

ایک خلہ سے یعنی راہ سے جو شام و عراق کے درمیان ہے نکلیگا پھر داہنے اور بائیں طرف فساد کرتا پھریگا اے اللہ کے بندو تم ثابت قدم رہو دجال کی صفت میں تمکو ایسی بیان کرتا ہون کہ کوئی نبی میرے آگے اسکو بیان نہیں کیا ابتدا میں تو دجال کہیگا میں نبی ہون حال تو یہہ ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں بعد کہیگا میں تمھارا رب ہون حال تو یہہ ہے تم اپنے پروردگار کو نہیں دیکھینگے یہان تک کہ تم مروگے اور وہ دجال کانا ہی تمھارا پروردگار کانا نہیں اور اسکے دونون آنکھون کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے جو مومن ہے اسکو پڑھیگا خواہ لکھنا پڑھنا جانے یا نجانے اسکے ازجملہ فتنون کے یہہ ہے اسکے ساتھ بہشت اور دوزخ رہینگے اسکی دوزخ بہشت ہے اور بہشت ہے دوزخ ہو اسکی دوزخ کی بلا میں کوئی تمھارے کا پڑا تو اللہ تعالی سے استعانت مانگے اور سورہ کہف کے شروع کی آیتین پڑھے تو وہ دوزخ اسپر ٹھنڈک اور سلامتی ہو جائیگی جیسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوئی تھی اسکے ازجملہ فتنون کے ہوا عرابی کو بولیگا تیرے مان باپ اگر میں زندہ کرون میرے رب ہونے کا تو اقرار کریگا وہ بولیگا ہرگز نہیں پھر دو شیطان اسکی مان اور باپ کی صورت سے آئینگے اور کہینگے بیٹا تو اسکا تابعدار ہو کیونکہ وہ تیرا رب ہے اسکے ازجملہ فتنون کے ہے ایک شخص پر مسلط ہوکے اسکو آرے سے کاٹ کے دو پھانک کریگا بعد لوگون کو بولیگا دیکھو میرے اس بندے کو اب میں جلاتا ہون وہ زندہ ہوکے بولیگا میرا رب تو نہیں دوسرا کوئی ہے پھر اسکو زندہ کرکے وہ خبیث کہیگا تیرا رب کون ہے وہ شخص بولیگا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے تیرے حال سے واللہ مجھکو آگے سے زیادہ اب یقین حاصل ہوا اسکے ازجملہ فتنون کے یہہ ہے آسمان کو حکم کیا تو مینہہ برسا یگا زمین کو حکم کیا تو جھاڑ اوگا یگی اسکے ازجملہ فتنون کے ہے کسی قبیلہ پر گذرا اور وہ لوگ اسکی تکذیب کرین تو انکے جانور جسقدر ہین وہ سب مرجائینگے اسکے ازجملہ فتنون کے ہے کسی قبیلہ پر گذرا اور وہ لوگ اسپر ایمان لائین تو مینہہ کو حکم کریگا کہ اپر برسے تو مینہہ برسیگا زمین کو حکم کریگا اگا دے تو اگا یگی پھر اسی دن انکے جانور نہایت فربہ اور پرشکم اور کاس دودھ سے بھرے ہوئے ہو جائینگے اور کوئی زمین نہ چھوڑیگی مگر اسکے کھنڈلات میں آگیگی مگر مکہ اور مدینہ میں نہ آئیگا انکے راہون پر فرشتے تلوار لئے ہوئے ہونگے ہین اسکو دفع کرینگے پھر سرخ بھاڑ یا میں جہان چھوٹی زمین منقطع ہوتی ہے آکے اتریگا مدینہ کو تین بار زلزلہ ہوگا پھر کوئی منافق مرد یا عورت مدینہ میں باقی نہ رہیگا مگر نکل کے دجال پاس چلا جائیگا سو مدینہ اپنے اندر کی نجاست کو نکال دیگا جیسا کہ بھٹی مس یا

بھٹی لوہے کے گویہ کو نکالتا ہو اُس دن کا نام یوم الخلاص ہے ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے کہا
یارسول اللہ اُس دن عرب کہان رہینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ تھوڑے رہینگے اور اکثر بیت المقدس مین
رہینگے انکا امام ایک صالح مرد ہوگا سو ایک دن امام صبح کی نماز کیواسطے آگے ہوگا کہ اسمین عیسیٰ بن مریم اتر آئینگے
وہ امام پچھلے پاؤن ہٹتا ہوا آئیگا تا عیسیٰ امامت کرین عیسیٰ انکے دونون شانون مین اپنا ہاتھ رکھکے
کہینگے اقامت تمھارے واسطے کہی ہین تمھین امام ہوکے نماز پڑھو پھر وہی صالح مرد امام ہو کر نماز پڑھینگے
نماز سے جب پھرین تو عیسیٰ کہینگے دروازہ کھولو پھر دروازہ کھولے تو اُسکے روبرو دجال رہیگا اُسکے
ساتھ ستر ہزار یہود رہینگے اُنکے پاس تلوارین آرایش کی ہوئین یعنی سونے کا کام کئے ہوئے رہینگے اور اُنپر
سبز طیلسان رہینگے دجال عیسیٰ کو دیکھتے ہی گھل جائیگا جیسا نمک پانی مین گھلتا ہی پھر وہان سے بھاگیگا عیسیٰ
کہینگے مین تجھکو مارتا ہی تو میرے سے بچکے نہ جائیگا پھر اُسکا پیچھا کرکے لُد کے دروازہ کے پاس جو شرقی جہت مین
ہے قتل کرینگے اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ یہودیون کو شکست دیگا اللہ تعالیٰ جس چیز کو پیدا کیا ہے اُسکے پاس
یہود جاکے پوشیدہ ہونا چاہینگے پتھر ہو یا درخت یا جانور یا دیوار اللہ تعالیٰ اسکو زبان دیگا وہ پکارا کہیگا
اے اللہ کے مسلمان بندے یہان یہودی ہے تو آکے اُسکو قتل کر مگر غرقد نہ بولیگا کیواسطے وہ یہود کا جھاڑ
اور اس دجال کے ایام چالیس سال ہین السنۃ کنصف السنۃ والسنۃ کالشہر والشہر کالجمعۃ وآخر ایامہ
کالشرارۃ یعنی سال آدھے سال کے برابر اور سال ایک مہینہ کے برابر اور مہینہ ہفتے کے برابر اُسکے آخر کے دن
چنگاریون کے مانند ہونگے صبح کو مدینہ کے دروازہ پر ہو تو دوسرے دروازہ کو نہین پہنچے تک شام ہو جائیگی کسنے کہا
یارسول اللہ ان اقصر ایام مین یعنی کوتاہ دنون مین ہم نماز کیسا پڑھنا فرمائے اُن دراز ایام مین جیسا
اندازہ کرتے ہین ان ایام مین بھی اُسی اندازے سے نماز پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ بن مریم
میری امت مین حاکم منصف امام عادل ہونگے صلیب کو توڑینگے خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ اُٹھادینگے صدقہ کو ترک کرینگے بکری اونٹ کو حاصل
کرنے عامل نہ جائیگا دلون سے کینہ اور عداوت نکل جائیگی زہر والے جانورون کے زہر جاتے رہینگے یہان تک کہ
آدمی کا چھوٹا بچہ سانپ کے منہہ مین ہاتھ ڈالا تو سانپ اُسکو نہ ڈسیگا اور شیر کا منہہ کھول کے دیکھا تو
شیر اُسکو ایذا نہ دیگا اور بھیڑیا بھیڑ مین اگر کُتے کے مانند رہیگا زمین عدل سے بھرپور ہوگی جیسا برتن پانی سے

بھر جاتا ہے اور کلمہ ایک ہی ہو جائیگا اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہوگی اور جنگ اپنا بوجھ دھریگا اور قریش اپنا ملک لے لینگے اور زمین روپے کے فاتور کے موافق نہوگی آدم کے ایام مین اُسکے گیاہ جیسے اُگتے تھے ویسے اُگینگے یہان تک انگور کے ایک خوشہ کو ایک جماعت کھا کے سیر ہو جائیگی اور ایک انار کو ایک جماعت کھا کے سیر ہو جائیگی اور بیل کی قیمت بڑی ہوگی گھوڑے کی قیمت کم ہوگی کسی نے کہا یا رسول اللہ گھوڑا کیوں ارزان ہوگا فرمائے جنگ کے کام کے واسطے اُسپر سوار نہونگے بولا بیل کیوں واسطے گران ہوگا فرمائے تمام زمین کی کھیتی ہونیکے سبب سے گران قیمت ہوگا اور دجال نکلنے کے تین سال کے آگے بڑے قحط سالی ہوگی لوگ بھوکھ اور سختی مین رہینگے پہلے سال اللہ تعالی آسمان کو امر کریگا کہ تہائی مینہہ مت برسا اور زمین کو امر کریگا کہ تہائی گیاہ مت اُگا دوسرے سال آسمان کو امر کریگا سو دو تہائی مینہہ برسیگا اور زمین کو امر کریگا سو دو تہائی گیاہ نہ اُگائی بعد تیسرے سال آسمان کو حکم کریگا تو مینہہ بند ہو جائیگا اُس سال مینہہ کا ایک قطرہ نہ برسیگا زمین کو حکم کریگا تو اُسپر کے گیاہ بند ہو جائینگی زمین پر کچھ ہریالی نہ اُگیگی دنی خلیف جانور یعنے شگافتہ سم والے جانور جتنے ہین سب مر جائینگے مگر جس کا نہ مرنا اللہ تعالی چاہے کسی نے کہا یا رسول اللہ اُسوقت لوگون کو کیا چیز جلائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تہلیل اور تکبیر اور تسبیح اور تحمید کرنا لوگون کو قایم مقام کھانیکے ہوگا ابن ماجہ نے اس حدیث کو علی بن محمد سے وہ عبد الرحمن بن محمد المحاربی سے وہ ابی رافع اسمعیل بن رافع سے وہ ابی عمرو الشیبانی زرعہ سے وہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اکثر نسخون مین ابن ماجہ کے ایسا ہی ہے حفاظ کہتے ہین یہہ وہم ہے لیکن ابن ماجہ کے بعضے نسخون مین ہے ابو زرعہ الشیبانی بن ابی عمرو سے وہ عمرو بن عبد اللہ الحضرمی سے وہ ابی امامہ سے یہی نسخہ صواب ہے طبرانی نے اپنے احادیث الطوال کے جزمین بکر بن سہل سے وہ نعیم بن حماد المروزی سے وہ رزمہ بن ربیعہ سے وہ یحیی بن ابی عمرو الشیبانی سے وہ عمرو بن عبد اللہ الحضرمی سے وہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو بطولہ روایت کی ہے ابو داؤد نے بھی اپنی سنن مین اسکو علی بن محمد سے وہ ضمرہ بن ربیعہ سے اسی سند سے روایت کی ہے لیکن تمام حدیث کو ذکر نہین کیا اور بولا تو اس حدیث کی مثل ہے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین حافظ السیوطی نے جمع الجوامع مین ابو امامہ کی

جبرئیل کا اللہ کے دشمنون کو دوزخ کی طرف لیجانا اور کفار کا اللہ کی راہ مین خرچ کرنے کے بارے مین آیت کا نازل ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نزع کا وقت ۱۲

اس حدیث کو ابن ماجہ اور نعیم بن حماد کی کتاب الفتن اور رویانی اور ابن خزیمہ اور ابو عوانہ اور حاکم اور تمام کے فوائد اور ضیاء المقدسی کے رموز سے ذکر کی ہے سیوطی کی رای پر یہہ حدیث صحیح ہے اس حدیث کے اکثر غریب اللغات کی معنی تو اس کی حدیث مین ہم ذکر کئے لیکن چند الفاظ جو اس مین مذکور نہین انکو ہم یہان بیان کرتے ہین قولہ مگر غرقداہ غین معجمہ اور قاف کی فتحہ سے دونون کے بیچ مین راے مہملہ ہے اور اخیر مین دال مہملہ ہے نام ہے ایک درخت کا وہ عوسج کے اقسام مین ہے اسکا درخت انار کے درخت کے اتنا بڑا ہوتا ہے اسکو کانٹے رہتے ہین قولہ کالشررۃ وہ شرارے کی جمع ہے شرارہ شین معجمہ کی کسرہ سے آتش کی چنگاری کو کہتے ہین دنون کی کوتاہی کو آتش کی چنگاری سے تشبیہ دیئے یعنی چنگاری آتش سے جدا ہوکے کسقدر جلد بجھ جاتی ہے اور اسکی بقا نہایت قلیل ہے دن بھی ویسا ہی کم ہو جائیگا پھر دن کی کوتاہی کے بیان مین فرمائے مدینہ کے ایک دروازہ سے نکل کے دوسرے دروازہ کو نہین پہنچے تک شام ہو جائیگی معلوم کیجئے مدینہ مطلق شہر کو کہتے ہین اور مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی وہ علم ہو گیا ہے حدیث مین المدینۃ الف ولام کے ساتھ جو مذکور ہوا اس سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہونا ظاہر ہے قولہ فاثور کے مثل ہوگی فاثور فا اور ثا رمثلثہ سے اسکے اخیر مین رای مہملہ ہے خوان کو کہتے ہین خوان کی معنی سفرہ اور طبق اور دسترخوان کی ہے یہہ سب معنی یہان پھبتے ہین لیکن فاثور روپے کے یا سونیکے طشت کو یا پیالے کو کہتے ہین وہ نہین نہایت قوت دار اور بہتر ہونے سے کنایہ ہے معلوم کیجئے نواس بن سمعان کی حدیث مین اور ابو امامۃ کی حدیث مین مذکور ہوا کہ دجال شام اور عراق کے مابین نکلیگا سو شام ایک مشہور اقلیم ہے عراق بھی ایک مشہور اقلیم ہے عراق اصل مین دریا کے کنارہ کو کہتے ہین اس اقلیم کے آبادیان دجلہ اور فرات کے کنارہ پر رہنے سے اسکو عراق کہے بعضے حدیثون مین آیا ہے کہ دجال خراسان سے نکلیگا اور بعضے روایتون مین آیا ہے اصفہان مین یہودیہ کرکے ایک قریہ ہے وہان سے نکلیگا سو اسمین تعارض نہین کیا واسطے خراسان نام اقلیم کا ہے اور اصفہان اسکا صوبہ ہے سو اسکا ابتدا ظہور یہودیہ سے ہوگا یہودیہ قریہ ہے اصفہان کا اصفہان اقلیم خراسان مین داخل ہے شام و عراق کے مابین نکلیگا کر اس روایت مین جو آیا ہے اس سے حجاز مین داخل ہونیکی جگہہ مراد ہے واللہ اعلم معلوم کیجئے

نو اس بن سمعان کی مذکور حدیث مین ایسا آیا ہی کہ دجال زمین پر چالیس دن رہیگا امام احمد کی روایت
مین جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی آیا ہے حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کی سند جید ہی امام
احمد نے جنادہ بن ابی امیہ سے وہ ایک صحابی انصاری سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کی حدیث
کو روایت کی ہے سو دجال چالیس دن رہیگا کر کر مذکور ہے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند بھی جید ہے
مسلم نے فاطمہ بنت قیس سے حسّاسہ کی حدیث جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمیم داری سے روایت کیے ہین اسمین
بھی دجال چالیس دن رہیگا کر کے وارد ہوا ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی مذکور حدیث مین جسکو
مسلم نے روایت کی ہے شک سے آیا ہے چالیس دن ہین یا چالیس مہینے یا چالیس سال حافظ العسقلانی
نے فتح الباری مین کہا جو چالیس دن کر کر جزم کرتا ہی اسکی روایت مقدم ہے اُس روایت پر جسنے
شک سے کہا بندہ عاصی کہتا ہی طیرانی نے عبد اللہ بن عمرو کی اس حدیث کو دوسری وجہ سے روایت کیا
ہے سو اسمین دجال چالیس دن رہیگا کر کر جزم سے روایت کیا ہی یہہ بھی احتمال ہے اسکے دنون کی تعین
کی وحی نہین ہوئی تھی اس لئے تردید سے بیان کئے بعد جب وحی ہوئی تو چالیس دن کا جزم کیے
واللہ اعلم ابی امامہ کی حدیث جو ابو رافع کی روایت سے مذکور ہوئی اسمین دجال چالیس سال رہیگا
کر کر جزم سے آیا ہے اُن سالون کے ایام کی تفصیل بھی ذکر کیا ہے سو بعضون نے اس اختلاف کو یون
جمع کی ہے کہ چالیس دن سے دجال لوگون کو گمراہ کرنیکے ایام مراد ہین اور چالیس سال سے اوس کا
دنیا مین رہنے کے ایام مُراد ہین اور بعضے اس اختلاف کو ایام کی کمیت اور کیفیت پر حمل کرتے
ہین اور بعضے لوگون کے احوال کے بہ نسبت ایسا اختلاف ہوگا کر کر کہتے ہین بندہ عاصی کہتا ہی
اس حدیث کا راوی وہم کیا کر کے کہنا بعید نہین کیا واسطے ابن ماجہ کی روایت کا راوی
اسمعیل بن رافع ابو رافع جو ہے ضعیف ہے امام احمد اور یحیٰی بن معین اور ایک جماعت
محدثین کی اسکی تضعیف کئے ہین دارقطنی اور اُسکا غیر کہتے ہین وہ متروک الحدیث ہی حافظ
العسقلانی نے تقریب مین کہا وکیعی الحفظ ہے سو شاید اُسی نے وہم کیا ہو ابو داؤد نے اس
حدیث کو جو روایت کی ہے اُسکے رجال ثقہ ہین اگرچہ اُس نے پوری حدیث کو ذکر نہین کیا

لیکن موضع وہم کی طرف اشارہ کیا اور بولا وذکر الصلوٰۃ مثل معناہ یعنی نمازون کو نو اس کی حدیث کی معنی کی مثل روایت کیا طبرانی نے احادیث الطوال مین یون روایت کی ہے وان ایامہ اربعون یوما یوم کسنۃ ویوم کشہر ویوم کجمعۃ ویوم کالایام وآخر ایامہ کالسراب یصبح الرجل عند باب المدینۃ فیمسی قبل ان یبلغ بابہا الآخر قالوا کیف نصلی یا رسول اللہ فی تلک الایام القصار قال تقدرون فیہا کما تقدرون فی الایام الطوال یعنی اس دجال کے ایام سب چالیس دن ہین ایک دن ایک برس کے اتنا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور ایک دن ہمیشہ کے دنون کے برابر اسکے آخر کے دن سراب کے مانند صبح کے وقت آدمی مدینہ کے دروازہ کے پاس تھا سو اسکے دوسرے دروازہ تک نہین پہنچے تک شام ہو جائیگی صحابہ کہے یا رسول اللہ ان چھوٹے دنون مین ہم نماز کیسا پڑھنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے طویل ایام مین اندازہ کرکے جیسا نماز پڑھتے تھے چھوٹے دنون مین اسی اندازہ پر نماز پڑھنا یہہ روایت بھی ابو رافع کے وہم کی دلیل ہے معلوم کیجئے دن کو تاہ ہونیکا ذکر نواس وغیرہ کی حدیث مین مذکور نہین ابن ماجہ اور طبرانی دونون کی روایت مین ثابت ہوا ہے ابو داود کے کلام کا مقتضی یہہ ہے کہ ابو امامہ کی حدیث مین اسکا ذکر نہین دیکھ لیجئے ابن خزیمہ وغیرہ کے پاس اس حدیث مین اسکا ذکر ہے تو وہ ثقہ کی زیادتی ہے اسکو قبول کرینگے وگرنہ طبرانی کا شیخ بکر بن سہل جو ہے اسکے وہم پر حمل کرنا ذہبی نے کہا بکر بن سہل سے لوگ روایت کرتے ہین وہ مقارب الحال ہے نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے امام احمد اور طبرانی اور بغوی اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دجال زمین پر چالیس سال رہیگا اس کا ایک سال ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر اور اسکے باقی کے ایام کاضطرام السعفۃ فی النار یعنی خرما کا خشک پتا آتش مین جلنے کی مقدار اس حدیث کی سند مین شہر بن حوشب ہے اس سے حجت پکڑنے مین محدثین کو اختلاف ہے معلوم کیجئے دجال کے تین دن لمبے ہونگے جو آیا ہی بعضے اسکو مجاز پر حمل کرتے ہین اور کہتے ہین پہلے دن مومنون پر نہایت درد وغم ہوگا اور دجال کا ظلم وستم بغایت رہیگا سو وہ دن برس کے مانند دوسرے دن اسکا مکر کم ہوگا

اور اُسکے کام مین سستی ہوگی سو مہینے کے مانند دکھیگا اور تیسرے دن اُس سے بھی کم ہوگا سو ہفتہ کے مانند دکھیگا یا یہہ کہ لوگ اسکو تول لینے سے اور ایک طرح کی عادت ہوجانے سے دوسرا دن چھوٹا دکھیگا اور تیسرا دن اس سے چھوٹا معلوم ہوگا بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ بات خلاف قیاس ہے کیا واسطے پہلے دن سے دوسرے دن اُسکی شوکت بڑھ جائیگی اور بہت لوگ اُسکے شریک ہونگے اور اس سے مقابلہ کرنے والا کوئی نہ رہیگا تو اُسکا جبروظلم زیادہ ہوجائیگا قیاس مقتضی ہے کہ پہلے دن سے دوسرا دن بڑا دکھنا خود حدیث مین نمازین اندازے سے پڑھنا جو آیا ہے اس قول کو رد کرتا ہے کیا واسطے حقیقت مین دن نہ بڑھتا تو صحابہ اُسدن نماز کس طرح پڑھنے کا سوال نکرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو نمازین اندازے پر پڑھنے کا حکم نکرتے بلکہ فرماتے کہ فی الحقیقت دن دراز نہین ہوگا بعضون نے کہا شیاطین اُسکے حمدومعاون رہنے سے اور اُسکی بات سنے پہنہ برسنا زراعت ہونا اور دوسرے اشیا جو احادیث مین مذکور ہین ہونا اُسکے کمال سحر پر دلالت کرتا ہے سو لوگونکو سحر کرنے سے انکو رات سے سو دن ہوکے نمود ہوگا آفتاب کا غروب ہونا انکو محسوس نہین ہوگا اس لئے نمازون کو اندازہ سے پڑھنے کا حکم ہوا بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ تاویل بھی ضعیف ہے کیا واسطے اُسکے سحر کا زور ہوتا تو دوسرے دن بھی ایک ایک سال کے برابر ہوتے معلوم ہوا پہلا دن بہت طویل ہونا دوسرا دن اس سے کم تیسرا دن اُس سے کم اُسکے سحر کی تاثیر سے نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ امتحان کے واسطے حقیقت مین دن کو دراز کریگا امام نووی نے شرح مسلم مین کہا علما اس حدیث کو اُسکے ظاہر پر ہی حمل کرتے ہین اور دن حقیقۃً دراز ہوگا کہتے ہین وہ دن دراز ہوا تو اُس مین نماز اندازہ پر پڑھنے کا حکم کئے قاضی عیاض سے نقل کی ہے کہا اگر یہہ حکم نہ فرماتے اور ہمارے ہی اجتہاد پر چھوڑ دیتے تو اُس دن ہم پانچ نمازون سے افزود نہ پڑھتے بلکہ اب جو وقت ہے اُسی وقت پر نماز پڑھتے انتہی ملخصاً معلوم کیجئے ابن ماجہ کی مذکور روایت مین عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس مین اتریںگے آیا ہے طبرانی نے اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ بن مریم دمشق کے منارۂ بیضا یعنی سفید منارہ پاس اُتریںگے مسلم وغیرہ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے حدیث جو روایت کئے ہین اس مین بھی عیسیٰ دمشق کی شرقی جانب مین منارۂ بیضا پاس اُتریںگے

آیا ہے منارہ میم کی فتح سے مینار کو کہتے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین کہا دمشق کے شرقی جانب مین اب وہ منارہ موجود ہے دمشق مشہور قول پر دال کی کسر اور میم کی فتح سے ہے بعضے میم کی کسر کی حکایت کئے ہین ایک مشہور شہر کا نام ہے شام کے ملک مین بنی اُمیہ کے سلاطین کا پایہ تخت تھا حافظ عماد الدین بن کثیر نے کہا عیسیٰ دمشق مین اُترینگے جو آیا ہے اشہر قول وہی ہے اور بولا دمشق کے مینار کو نصارٰی جلا دئے سو ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس مین سفید پتھرون سے تازہ مینار انھین کے پیسون سے تیار کئے شاید کہ یہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر معجزون مین رہے اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونیکے واسطے یہہ مینار بنا اور بولا بعضے حدیثون مین آیا ہے کہ عیسیٰ بیت المقدس مین اُترینگے ایک روایت مین آیا ہے اُردن مین نازل ہونگے اور ایک روایت مین آیا ہے مسلمانون کے معسکر مین اُترینگے حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا عیسیٰ بیت المقدس مین اُترینگے سو ابن ماجہ کی روایت مین آیا ہے اور بولا عیسیٰ بیت المقدس مین اُترا میرے پاس راجح ہے اسکو راجح بولنا دوسری روایتون کو منافی نہین کیا واسطے بیت المقدس دمشق کی شرقی جانب ہے ان ایام مین مسلمانون کا معسکر یعنی لشکر گاہ وہی رہیگا اور اُردن اُسکے کورے کا نام ہے یعنی نگری اور شہر کی پوری آبادی کا نام ہے بیت المقدس اُسی اُردن کے نگر مین داخل ہے اور بولا بیت المقدس مین اب منارہ بیضا موجود نہ رہنے سے کچھ خلل نہین عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قبل وہان البتہ بنایا جائیگا انتہیٰ معلوم کیجئے عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال رہینگے کر کر متعدد احادیث مین جنکی سند صحیح ہے آیا ہے اور اُنمین کے بعضے حدیثون کو ہم اوپر ذکر کئے لیکن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث مین جسکو مسلم وغیرہ روایت کئے ہین عیسیٰ علیہ السلام سات برس رہینگے آیا ہے اس اختلاف کے جمع مین حافظ عماد الدین بن کثیر یون بولا جس مین سات سال آیا ہے سو شاید عیسیٰ دجال کو قتل کئے بعد رہینگے دِنون کا بیان ہے چالیس سال جو آیا اُس سے اُنکی مجموع اقامت جو آسمان پر جانیکے قبل اور اُترے بعد ہے سو بیان ہے عیسیٰ علیہ السلام کی عمر آسمان پر جاتے وقت تینتیس ۳۳ سال کی تھی اُن سالون کے ساتھ ان سات برس کو ملائے تو چالیس سال ہوتے ہین بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ تاویل

ضعیف ہے حدیثون کا ظاہر لفظ اس کو مساعد نہین کیا واسطے ابو داؤد کا لفظ ابی ہریرہ سے جو مروی ہے اور اسکی سند صحیح ہی یون ہی فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام ویہلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی علیہ المسلمون اسکے ظاہر لفظ سے معلوم ہوتا ہی چالیس سال جو مکث کرینگے سو دجال کے قتل کے بعد ہے طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی سو اسکا لفظ یون ہے ینزل عیسیٰ بن مریم فیمکث فی الناس اربعین سنۃ اور امام احمد نے کتاب الزہد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت کیا ہی اسکا لفظ یون ہے یلبث عیسیٰ بن مریم فی الارض اربعین سنۃ لا یقول للبطی رسیلی عجلا لسالت اور امام احمد نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت کی ہے اسکا لفظ یون ہے فینزل عیسیٰ بن مریم فیقتلہ ثم یمکث عیسیٰ فی الارض اربعین سنۃ اماما عادلا وحکما مقسطا اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے مسلم نے عبد اللہ بن عمرو سے جو روایت کی اسکا لفظ یون ہی ثم یبعث اللہ عیسیٰ بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی فیطلبہ حتی یہلکہ ثم یمکث الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوۃ ثم یبعث اللہ ریحا باردۃ الحدیث امام احمد کا لفظ یون ہے فیبعث اللہ عز وجل عیسیٰ بن مریم کانہ عروۃ بن مسعود الثقفی فیطلبہ فیہلکہ ثم یلبث الناس بعدہ سنین سبعا لیس بین اثنین عداوۃ سو ان دونون لفظون سے عیسیٰ علیہ السلام سات برس رہنے کی تصریح بو جہی نہین جاتی احتمال ہے کہ سات برس تک لوگ اس طور سے جو رہینگے سو عیسیٰ علیہ السلام کے وفات کے بعد ہے عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جاتے وقت اُنکی عمر ایک سو جیس برس کی تھی کرکے بھی آیا ہے بعد عاصی نے دیکھا کہ حافظ السیوطی نے مرقات الصعود مین کہا ابن کثیر نے جو جمع کی اُسی پر مین کئی مدت تک تھا بعد مین نے بیہقی کو دیکھا کتاب البعث والنشور مین کہا ہے اس حدیث مین ایسا ہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس برس تک رہینگے صحیح مسلم مین ہے ثم یلبث الناس بعدہ سبع سنین سو احتمال ہے کہ ثم یلبث بعدہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد پھر یہہ حدیث پہلی حدیث کے مخالف نہین بیہقی کا کلام تمام ہوا سیوطی نے کہا یہہ تاویل میرے پاس چند وجہ سے راجح ہے پہلی وجہ عیسیٰ علیہ السلام اتنی مدت رہنے پر مسلم کی حدیث مین نفی تعین

اور اُس حدیث مین نص ہے دوسری وجہ ثم کا لفظ جو آیا ہو اسی تاویل کی تائید کرتا ہو کیا واسطے ثم تراخی پر دلالت کرتا ہے تیسری وجہ لیث الناس بعدہ کی ضمیر کی مرجع عیسیٰ کی طرف کرنا متجہ ہے کیا واسطے عیسیٰ اقرب مذکور ہے یعنی قریب تر لفظ جو مذکور ہوتا ہو ضمیر کو اُسکی طرف پھیرتے ہین عیسیٰ کا لفظ ضمیر سے قریب ہے چاہئے ضمیر عیسیٰ کی طرف ہی پھیرنا چوتھی وجہ عیسیٰ علیہ السلام سات برس تک رہنے مین اس متعل حدیث کے سوائے دوسری کوئی حدیث نہین آئی اور عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس رہینگے سو مختلف طریقون سے کئی حدیث مین آیا ہے سیوطی نے مذکور حدیثون کو ذکر کر کر کہا یہہ متعدد حدیثین جمعین تصریح ہے ایک متعل حدیث سے اولیٰ ہے انتہی ترمذی نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے توریت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور عیسیٰ بن مریم حضرت کے پاس مدفون ہونگے کر کر ہے بخاری اپنی تاریخ مین طبرانی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے دونو صاحبین کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مدفون ہونگے عیسیٰ کی قبر چوتھی قبر ہوگی امام احمد اور مسلم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت تک میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑائی کرتی غالب رہیگی پھر عیسیٰ بن مریم اُتریںگے سو مومنون کا امیر کہیگا آپ آؤ اور ہمارے ساتھ نماز پڑھو عیسیٰ علیہ السلام کہینگے ایسا نہین تمھارے مین کا شخص تمھارا امیر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کو یہہ کرمت ہوگی اس روایت مین قیامت تک جو آیا ہے اُس سے قیامت کی علامت مُراد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے مذکور احادیث مین عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑینگے جو آیا ہے اُس سے حقیقۃً صلیب توڑنی مُراد ہو نصاریٰ اس کی تعظیم جو کرتے ہین سو باطل ہوا اس امر منکر کو تغیر دینے اور باطل آلات کو توڑنے کی دلیل ہے خنزیر کو قتل کرنا جو آیا اُس مین شافعیہ کے مختار مذہب کی دلیل ہے دار الکفر مین یا اور کہین خنزیر دیکھے اور اُسکو مار ڈالنے کی ہمکو قدرت ہو تو مار ڈالنا جمہور علما کا بھی یہی مذہب ہے بعضے فقہا کہتے ہین اُسکے رہنے سے کچھ ضرر نہین پہنچتا ہے تو اُسکو نہ مارنا یہہ قول باطل ہے عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل ہوکے اُتریںگے جو آیا ہے اُس سے ہماری شریعت کے حاکم اُترنا مراد ہے مستقل شریعت سے اُترنا اور ہماری شرع کو نسخ کرنا مراد نہین جزیہ اٹھا دینگے جو مذکور ہوا

اُس کا لفظ حدیث مین یون ہے ویضع الجزیۃ یعنی جزیہ کو رکھینگے علما اس لفظ کے دو تاویل کرتے ہین ایک تاویل یہہ ہے جزیہ مقرر کرینگے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے بعد کسی سے جنگ باقی نہ رہیگا دُنیا کے تمام لوگ عیسیٰ کے تابع ہونگے یا تو اسلام لاینگے یا کافر رہکے اُنکے مطیع و منقاد رہینگے عیسیٰ علیہ السلام اُن کافرون پر جزیہ مقرر کردینگے اُنکے وقت مال بہت ہوگا جو آیا ہے جزیہ کی کثرت کے سبب سے ہے دوسری تاویل یہہ ہے جزیہ کو رکھنے سے مراد جزیہ کو قبول نکرنا کافرون سے بجز اسلام لانے کے دوسری کوئی بات قبول نکرنا وہ اسلام لانا نہین تو اُنکو قتل کرنا اگر کوئی جزیہ دینا قبول کیا تو اُس پر اکتفا نکرنا خطابی وغیرہ یہی دوسری تاویل کو اختیار کئے ہین امام نووی نے شرح مسلم مین اسی تاویل کو صواب کہا ہے اور بولا پہلی تاویل مقبول نہین اس تاویل پر بعضون نے اعتراض کی اور بولا یہہ حکم ہماری شرع کا خلاف ہے کیا واسطے ہماری شرع مین کتابی جزیہ دینا جب قبول کیا تو اس کو قبول کرنا واجب ہے اُسکو قتل کرنا یا اسلام لانے پر جبر کرنا جایز نہین اس اعتراض کا جواب یہہ ہے معترض جزیہ کا حکم جو بولا سو وہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک کا ہی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئی بعد وہ حکم منسوخ ہوا اس حکم کے ناسخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہین عیسیٰ علیہ السلام نہین صحیح حدیثون مین خبر دے چکے ہین کہ جزیہ لینے کا حکم عیسیٰ ترے بعد منسوخ ہے عیسیٰ علیہ السلام ہماری شرع کے حکم پر عمل کرینگے سو عیسیٰ علیہ السلام اس حکم کو منسوخ نہین کرینگے جیسے کہ اوپر مذکور ہوا مین جو آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے امام کی اقتدا نماز مین کرینگے سو اس سے امام مہدی مراد ہین چنانچہ ابو نعیم ابو عبید الہذری اور ابو امامہ سے اور نعیم بن حماد عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اور ابو عمرو الدانی اپنی سنن مین حذیفہ اور جابر بن عبد اللہ سے مرفوع روایت کئے ہین ابن ابی شیبہ مصنف مین محمد بن سیرین سے اور نعیم بن حماد کعب الاحبار سے بھی ایسا ہی نقل کئے ہین حافظ العسقلانی نے فتح الباری مین شیخ ابو الحسین الابری سے نقل کی ہے کہ اس نے مناقب الشافعی مین کہا مہدی اسی امت مین ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام اُنکے پیچھے نماز پڑھنا اخبار متواترہ سے ثابت ہوا ہے انتہیٰ مہدویہ فرقہ جو کہتے ہین مہدی آمد گذشت سو احادیث سے اُنکو جہل ہونیکا سبب ہے

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ اور قیامت کے دن ہوگا اُنپر گواہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن یہود پر گواہی دینگے کہ وہ اُنکی تکذیب اور اُنپر طعن کئے اور نصاریٰ پر گواہی دینگے

کہ وہ انکو الٰہ اور ابن اللہ کہے اور جو لوگ عیسیٰ کی تصدیق کئے اور انکو عبداللہ و رسولہ کہے انکی تصدیق کی گواہی دینگے قتادہ نے کہا اس کی معنی یہہ ہے عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رسالت انکو پہنچانیکی اور آپ اللہ کا بندہ ہونے کی اقرار کرنیکی گواہی دینگے فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ پھر یہود کے گناہ سے ہمنے حرام کئین اُنپر کتنے پاک چیزین جو انکو حلال تھین ظلم سے گناہ مراد ہے اور اُسپر با کا لفظ جو ہے سببیہ ہے تعلق اُسکا حرمنا سے ہے اور اُسکی تنوین تعظیم کیواسطے ہے مِنَ الَّذِيْنَ صفت ہے بظلم کی اسکی تقدیر یوں ہے فبظلم صادر من الذین ہادوا اپنے بسبب بڑے گناہون کے جو یہود سے صادر ہوے ہم اُنپر وہ چیزین حرام کئین پاک چیزین جو اُنپر حرام ہوئین اُسکا بیان سورۂ مائدہ کی اس آیت مین مذکور ہے وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما الآیہ اُنکے گناہ وہی ہین جو بچھڑے کی عبادت کئے اور اللہ تعالےٰ کو سامھنے بتاو کر کہٹ کئے اور ہمارے واسطے ایک الٰہ ٹھہراو کر کر بولے وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا اور اُنکے روکنے سے لوگون کو اللہ کی راہ سے روکنا بہت وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ اور اونکے سود لینے پر حالانکہ مقرر اُنسے اُنکو منع ہو چکا ہے وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ اور وہ لوگون کا مال کھانے پر ناحق وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اور تیار رکھی ہے ہمنے اُنمین کے منکرون کیواسطے دکھ کی مار معلوم کیجئے بصدہم مین با جو ہے وہ بھی سببیہ ہے اُسکا تعلق بھی حرمنا سے ہے واخذہم واکلہم یہہ دونون کا عطف اُسی بصدہم پر ہے بصدہم پر بار رجارہ کو لے آیا اخذہم اور اکلہم پر نہین لایا کیا واسطے وہان معطوف اور معطوف علیہ مین فاصلہ ایسے جملہ سے ہوا جو معطوف علیہ کا معمول نہین تھا بلکہ اُسکا عامل تھا اس لئے حرف جر کا اعادہ کیا بخلاف اخذہم اور اکلہم کے کہ یہان اس طور کا فاصلہ نہین ہے وقد نہوا جملہ حالیہ ہے بالباطل کی تعلق اکلہم سے ہے یا محذوف سے ہے اُسکی تقدیر یون ہے ملتبسین بالباطل ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر مین ایسا بیان کیا ہے کہ یہود اللہ سے مضبوط عہد جو کئے تھے اسکو توڑنے سے اور اللہ کی آیتون سے منکر ہونے سے اور انبیا کو قتل کرنے سے اور مریم پر بہتان کرنے سے اور دوسرے چیزین جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز مین بیان فرمایا ہے مرتکب ہوئے ہے ماکول وغیرہ طیبات جو اُنپر حلال تھین انکے ظلم کی عقوبت مین اُنپر حرام کیا گیا

روایت ہے کہا وہ قوم ظلم اور بغاوت کرنے سے اُسکی پاداش مین اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزین اُنپر حرام کیا واحدی اور ابن الجوزی مقاتل سے نقل کئے ہین کہا اللہ تعالیٰ نے اہل تورات پر سود حرام کیا اور لوگون کا مال ظلم سے لینے کو منع کیا پھر وہ سود کھائے اور لوگون کا مال ظلم سے لئے اور اللہ تعالیٰ کے دین سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے مانع ہوئے اُسکی عقوبت مین اللہ تعالیٰ نے کئی چیزون کو حرام کیا جن کا مذکور وعلی الذین ہادوا حرمنا کی آیت مین ہے واحدی نے کہا طیبات اُنپر کس طور سے حرام ہوئے اور کب حرام ہوے اور کونسے نبی کی زبان پر اُنکی حرمت نازل ہوئی سو اُسکا بیان کچھ مجھکو معلوم نہوا زین العبادی نے کہا واحدی یہہ جو بولا سو بہت خوب کہا کیا واسطے آیت نہایت مشکل ہے کیونکہ گناہ وقوع مین آنیکے قبل اللہ تعالیٰ اُس گناہ پر عقاب نہین کرتا مفسرین مذکور ظلم کی معنی جو بیان کئے ہین وہ گناہ زمان مستقبل مین اُنسے صادر ہوے اگر یون کہے اُن سے یہہ گناہ صادر ہونگے کر اللہ تعالیٰ کو جو علم حاصل تھا اس علم پر ان چیزون کو حرام کیا سو یہہ صحیح نہین کیا واسطے ہم اوپر کہے گناہ صادر ہونیکے قبل اللہ تعالیٰ عقاب نہین کرتا اسی لئے امام رازی نے اپنے تفسیر مین مفسرین جو ذکر کئے ہین اُسکو ذکر نہین کیا بلکہ مجمل تفسیر کی ہے سو بولا گناہ کے انواع دو نوع مین منحصر ہین ایک حق اللہ پر ظلم کرنا دوسرا دین حق سے اعراض کرنا حق اللہ پر ظلم کرنے کا اشارہ اللہ تعالیٰ اس آیت مین کیا فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم اور دین حق سے اعراض کرنیکی اشارت اس آیت مین کیا وبصدہم عن سبیل اللہ کثیرا سو یہود باوجود اس بہی کے مال حاصل کرنیکی نہایت حرص رکھتے ہین کبھی تو سود لیا کرتے ہین حالانکہ سود کھانے سے انکو بہی ہے اور کبھی رشوت کھاتے ہین اسی کی طرف اس آیت مین اشارہ کیا واکلہم اموال الناس بالباطل یہہ چار گناہ اُنپر دنیا اور آخرت مین سختیان ہونیکے سبب ہوئے دنیا کی سختیون کا اشارہ حرمنا علیہم طیبات مین ہے آخرت کے سختیون کا اشارہ واعتدنا للکافرین مین ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے اُنپر طیبات کی حرمت جو نازل ہوئی اُسکا سبب چند گناہ تھے جو اُنسے صادر ہوئے تھے اُسکے بعد اُن سے گناہ جو سرزد ہوے اُس سے طیبات کی حرمت نہین ہوئی بلکہ مستحق عذاب اُخروی کے ہوئے اس آیت مین فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم ذکر کرے بعد وبصدہم عن سبیل اللہ

الآیہ کو ذکر کرنا اس پر دلالت کرتا ہی سو ظاہر ہی ایسا معلوم ہوتا ہی بعد ہم اور اُسکے معطوفات کا تعلق حرمت سے نہین بلکہ اس کا تعلق محذوف سے ہے اس کی تقدیر مثلاً عاقبنا ہم ہے اور واعتدنا کا عطف اعتدنا پر ہے عقاب اخروی دو طرح کا ہے ایک تو منقطع ہونا یہہ عذاب کفر کے سوا جو گناہ ہین اُنمین ہی دوسرا عذاب دایمی یہہ عذاب فقط کفر مین ہے سو اللہ تعالیٰ نے کفر کے عذاب کی تصریح کیا اور کافرون کو مہم کا قید لگا یا کیا واسطے جو کافر نہین ہین اُنکے لئے یہہ عذاب دایمی نہین طیبات کی حرمت جن گناہون پر ہوئی ہے اُن گناہون کا بدلہ طیبات کی حرمت سے ہوگیا اور گناہ معاف ہوئے آخرت مین اسکا مواخذہ نہین رہا بچھڑے کا پوجا ہت بڑا گناہ تھا اُنکے جانون کے قتل سے معاف ہوئی آخرت مین اُسکی سزا نہین اس تقریر سے زین البعد ادی کا مشکل حل ہوا پیش از گناہ کے عقوبت نہین ہوئی واللہ اعلم لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِیْهِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ لیکن جو ثابت ہین علم پر انمین یعنی اہل کتاب مین اور ایمان والے ہین سو ایمان لاتے ہین اس پر جو اترا تجھکو اور جو اترا تجھ سے پہلے اور آفرین نماز قایم کرنے والون کو اور زکوٰۃ دینے والون کو اور یقین رکھنے والے اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسون کو عنقریب ہم دینگے بڑا ثواب معلوم کیجئے اس جملہ کے ابتدا مین لٰکِن کا لفظ لے آیا کیا واسطے یہان ذکر کفار اور مومنون کا ہی ان دونون مین تناقص ہے اس لئے لٰکِن کا لفظ ذکر کیا اوپر کی آیت مین اہل کتاب کے کفار اور جہال کا حال بیان کیا تھا اُن سے جو مومن ہین اور علم پر ثابت قدم ہین اُنکو استثنا کر کر اُنکا حال بیان کرتا ہی راسخون سے مراد وہ لوگ ہین جو اپنے علم پر ثابت قدم ہین اور علم کے نور سے اُنکے دل روشن ہین عقل کی صفائی اور دل کی روشنائی سے حق کو پہچان کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم لفظ راسخون کا مبتدا ہی اسکی خبر یومنون ہے اظہر یہی ہے اولٰئک سنوتیہم کا جملہ اُسکی خبر ہونا بھی محتمل ہے اولٰئک کو خبر ڈالے تو جملہ یومنون کا المومنون کا حال پڑیگا منہم کا تعلق محذوف سے ہے وہ حال ہی الراسخون کی ضمیر کا منہم کی ضمیر کی مرجع اہل کتاب ہین والمومنون کا عطف

الراسخون پر ہے اس المومنون سے بعضوں کے پاس اہل کتاب کے مومن مراد ہین جو اللہ پر اور اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین پہلے اُنکو علم کی رسوخیت سے وصف کیا بعد ایمان کی صفت سے ذکر کیا واسطے رسوخیت موجب انکے ایمان کی ہے عنوان کے اختلاف کو ذات کے اختلاف کے منزلے مین نازل کرکر مومنون کو راسخون پر عطف کیا بعضوں نے کہا اس المومنون سے مہاجرین اور انصار مراد ہین اس تقدیر پر معطوف معطوف علیہ مین اختلاف ذاتی ہے یومنون بما انزل الیک سے قرآن اور احکام مین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے وما انزل من قبلک سے دوسرے کتب مراد ہین جو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئین یعنی وہ ایمان لاتے ہین سارے کتابون پر جو تیرے آگے دوسرے انبیا پر نازل ہوئین معلوم کیجئے والمقیمین کے نصب کے وجہ مین اختلاف ہے بعضوں نے کہا منصوب ہے مدح کیواسطے نماز کی مدح کرنا ہی اسکی تقدیر یون ہے امدح المقیمین الصلوٰۃ وہم المؤتون الزکوۃ جیسے اس مثال مین مررت بزید الکریم سو کریم کو زید کی نعت ڈال کے جر دیتے ہین اعنی یا امدح کی تقدیر کرکے نصب دیتے ہین یا ہو کے لفظ کی تقدیر کرکے رفع دیتے ہین یہہ قول بصریین کا ہے زجاج نے اسی قول کو اختیار کیا ہے امام رازی نے کہا یہی قول معتمد ہے اس قول پر المقیمین الصلوٰۃ سے وہی راسخین مراد ہین کسائی نے اس کو رد کیا اور بولا منصوب علی المدح نہو گا مگر کلام تمام ہوئے بعد یہان کلام ہنوز تمام نہین ہوا کیواسطے لکن الراسخون مبتدا ہو خبر کی انتظار کرتا ہو اولئک سنؤتیہم اسکی خبر ہے فخر رازی نے اسکے جواب مین کہا معترض جو بولا کلام نہین ہوتا مگر اولئک کے پاس سو ہم اسکو مسلم نہین رکھتے کیواسطے مبتدا کی خبر یومنون ہو بر تقدیر تسلیم کے اور اولئک کو خبر ڈالینگے ہم کہینگے مبتدا کے اور خبر کے درمیان مدح کا جملہ معترض آنے مین کیا خلل ہے اور اسکے امتناع پر کیا دلیل ہے زمخشری نے کشاف مین کہا اسکی نصب مدح کی جہت سے ہے مدح کی جہت سے نصب دینے کا باب بہت وسیع ہے سیبویہ نے اسکے امثلہ اور شواہد مین ایک باب ہی ذکر کیا ہے بعضوں نے کہا المقیمین مجرور ہے اس کا عطف ما پر ہے جو بما انزل الیک مین ہے تقدیر یومنون بالمقیمین الصلوٰۃ اس قول کو کسائی نے اختیار کیا ہے امام طبری نے اسیکو ترجیح دی ہے اس قول پر معنی یون ہو گی اور مومنون ایمان لاتے ہین اُس پر جو نازل ہوا تجھ پر اور اُس پر جو نازل ہوا تجھ سے پہلے اور ایمان لاتے ہین

نماز قایم کرنے والون پر اس قول پر المقیمین سے یا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہین کیا واسطے کسی نبی کی شرع نماز سے خالی نہین تھی نماز سب پر واجب تھی اگرچہ ارکان اور شروط مین اختلاف ہو یا ملایکہ مراد ہین کہ جنکی وصف مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا یسبحون الیل والنہار لا یفترون اس وجہ پر بما انزل سے کتب مراد ہوئے والمقیمین سے ملایکہ یعنی ایمان لاتے ہین ملایکہ پر کہ جنکی صفت نماز قایم کرنی ہے بعضے تقدیر یون کرتے ہین یومنون بدین المقیمین اس تقدیر پر المقیمین سے مسلمان مراد ہونگے بعضون نے کہا یہ معطوف ہی قبل پر تقدیر یون ہے من قبلک المقیمین مضاف کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اسکے قایم مقام کئے بعضے کہتے ہین من قبلک کاف پر معطوف ہی بعضے کہتے ہین الیک کے کاف پر معطوف ہی بعضے کہتے ہین منہم کی ضمیر پر معطوف ہی بعضے کہتے ہین المقیمین یا سے جو لکھا گیا ہی خطا ہی المقیمون واؤ سے رہنا قرأت ابن مسعود کی والمقیمون واؤ سے ہی ہے ابو عبید نے فضایل القرآن مین حجاج سے وہ ہارون بن موسیٰ سے وہ زبیر بن الحریت سے روایت کی ہے بولا عکرمہ نے کہا مصحف لکھے گئے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلائے عثمان اُنمین دیکھے اُسکے چند حرفون مین لحن ہی یعنے اعراب کی خطا ہے عثمان کہے لا تغیروہا فان العرب ستغیرہا او قال ستعربہا بالسنتہا یعنی اس کو تغیر مت دو عرب اسکو تغیر دینگے یا کہے عرب اپنی زبان کے موافق اسکو اعراب دینگے اور فرمائے کاتب ثقیف کا اور ملی یعنی بول کر لکھانے والا ہذیل کا ہوتا تو ایسے حروف نہ ہوتے اس اثر کو ابن الانباری اپنی کتاب الرد علی من خالف مصحف عثمان مین اور ابن اشتہ اسی طریق سے روایت کئے ہین اور اسکو ابن الانباری عبد الاعلی بن عبد اللہ بن عامر کی طریق سے اور ابن اشتہ یحییٰ بن یعمر کی طریق سے اسی کی مثل روایت کئے ہین ابن الانباری نے ابی بشر کی طریق سے وہ سعید بن جبیر سے روایت کی ہے وہ والمقیمین الصلوٰۃ پڑھتا تھا اور بولا والمقیمون لحن من الکاتب یعنی کاتب کا لحن ہے ابو عبید نے فضایل القرآن مین ابو معاویہ سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد عروہ سے روایت کی ہی اُس نے کہا مین نے عایشہ رضی اللہ عنہا کو والمقیمین الصلوٰۃ کے لحن سے پوچھا عایشہ کہے یا ابن اختی یہ کاتبون کی خطا ہے لکھنے مین خطا کئے سیوطی نے کہا اسکی سند صحیح شیخین کی شرط پر ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسکو جس نے لحن کہا اسکا قول نہایت ضعیف اور ساقط الاعتبار ہی اور آثار جن سے حجت لیا ہے قابل اعتبار نہین کیا واسطے مساوات بلکہ دس قاریان جنکی قرأت کا ثبوت متواتر ہے اس لفظ کو یا سے

فضایل القرآن مین لحن ہی

تلفظ کرتے ہین سب کا اتفاق ہے اور نحو کے قواعد بھی اسکو منافی نہین سو اسکو خطا کہنا مردود اور ساقط الاعتبار ہے امام رازی نے کہا قرآن مین لحن رہنا بعید بات ہے کیا واسطے قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہے جو چیز تواتر سے منقول ہو تو اُسمین لحن موجود رہنا غیر ممکن ہے زمخشری نے کشاف مین نصب کا وجہ جسکو ہم اوپر نقل کئے ہین کہے کے بعد بولا جو شخص گمنڈ کرتا ہے کہ یہہ لفظ خطا معیف مین لحن واقع ہوا ہے سو اسکی بات کی طرف تو التفات مت کر بعضے لوگ جو سیبویہ کی کتاب کو نہین دیکھے ہین اور عرب اخفاص کی روسے نصب دینے کی طرق مین تفنن جو ہے اُسکو نہین جانتے ہین سو ان باتون کی طرف التفات کرتے ہین سابقین اولین جنکی مثال توریت مین جنکی مثال انجیل مین ہو اسلام مین طعن ہونے کیواسطے اپنی ہمت مصروف کرتے تھے سو اپنے بعد کے لوگ باندھنے کے لئے کتاب اللہ مین ایک سوراخ چھوڑنا اور پچھلے لوگ آکے رفو کرنے کے اعتماد پر اسمین ایک چاک رکھنا نہایت بعید ہے زین البغدادی نے کہا قرآن مین لحن ہے بولنا نہایت بعید ہے کیا واسطے قرآن جمع کئے سو لوگ زبان دان اور کمال فصاحت والے تھے دوسرے لوگ آکے لحن کو اصلاح کرنے کے لئے کتاب اللہ لحن کو کیسا باقی رکھینگے حافظ جلال الدین سیوطی نے مذکور آثار کو ذکر کرکے کہا یہہ آثار نہایت مشکل ہین صحابہ لحن کئے کرکے گمان کرنا کئی وجہ سے غیر معقول ہے پہلی وجہ قطع نظر قرآن کے صحابہ اپنے محاورے مین لحن کئے کرکر کیسا کہینگے حالانکہ وہ نہایت فصیح تھے دوسری وجہ قرآن جیسا اُترا ہے ویسا ہی اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے اسکو زبانی حفظ کئے اور اُسکا ضبط و اتقان کئے جسکو اتنی تحقیق سے ضبط کئے ہین اُسمین لحن کیسا ہوگا تیسری وجہ سب مل کے خطا مین کیسا اتفاق کئے اور کیسا اُسکو لکھے — چوتھی وجہ خطا جب ہوئی تو اس پر کیسا متنبہ نہ ہوئے اور کون اسکی اصلاح نکئے پانچوین وجہ عثمان رضی اللہ عنہ خطا ہوئی سو سمجھ کر بھی اسکو تغیر دینے سے کیسا منع کئے چھٹوین وجہ اس خطا کی قرأت کیسی باقی رہی حالانکہ خلف سلف سے بتواتر اس کو نقل کئے ہین سو اس لفظ مین لحن ہو کہنا عقلاً اور شرعاً اور عادۃً محال معلوم ہوتا ہو علما اُسکے تین جواب دئے ہین پہلا جواب یہہ ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے یہہ جو مروی ہے صحیح نہین اسکی سند ضعیف ہے اور سند مین اضطراب ہے اور سند منقطع ہے اور بھی یقان

رضی اللہ عنہ اپنے مصحف کو امام کیئے تا لوگ اُسکی اقتدا کرین سو اسین لحن دیکھ کر چھوڑ دینا اور عرب اپنی زبان سے اُسکو مستقیم کرینگے کہہ کر اُسکو چھوڑ دینا کیسا ہوگا اور احیانا لوگ جو قرآن کو جمع کرنے اور لکھنے کیواسطے مقرر ہوئے تھے وہ اس لحن کو درست نکرین تو دوسرے لوگ اسکو کیسا درست کرینگے اور بھی ایک ہی مصحف نہین لکھے بلکہ چند مصحف لکھے اگر کہین لحن سب مین تھا تو لحن مین سب متفق رہنا بعید ہے یا لحن بعضون مین تھا کر کہے تو بعضون کی صحت کے معترف ہوئے لیکن بعضے مصحفون مین لحن تھا اور بعضون مین لحن نہین تھا کوئی نہ بولا اور اون مصحفون مین ہرگز اختلاف نہین تھا ہان قرأت کے وجوہ کے نظر کرتے اختلاف تھا تو اُسکو لحن نہ بولینگے دوسرا جواب یہہ ہے روایت صحیح ہو کر ہم قبول کرین تو مراد اُس سے رمز و اشارہ اور خوف کے مواقع مین جیسے الکتاب و الصّبرین اور اُسکے مثل تیسرا جواب یہہ ہے اس سے مراد وہ لفظین ہین جنکے رسم تلفظ کے مخالف ہین جیسے وَلَا اَوضَعُوا اولا اذبحنہ کہ ان مین لا کے بعد الف زیادہ لکھے ہین اور جزاء و الظالمین مین واو اور الف زیادہ کیئے ہین اور بایید کو دو یا سے لکھے ہین رسم جیسا ہو ویسی ہی قرأت کرینگے تو لحن ہوگا ابن آشتہ نے اپنی کتاب المصاحف مین اس جواب کو اور اسکے قبل کے جواب کو جزم کی ہے بندہ عاصی کہتا ہے اس اثر مین جو مذکور ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ فرمائے کاتب ثقیف سے اور عملی ہذیل سے ہوتا تو ایسے حروف نہوتے سو یہہ بات مخالف ہے عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کو جو بخاری مین وارد ہوا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ زید بن ثابت و عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبدالرحمان بن الحارث بن ہشام کو مصحفین لکھنے کے لئے ایما کیئے اور قریش کے یہہ تینون شخص کو کہے اگر تمھارے اور زید بن ثابت کے درمیان قرآن کے کسی لفظ مین اختلاف آوے تو قریش کی زبان ہو اُسکے موافق لکھو کیونکہ قرآن نازل نہین ہوا مگر قریش کی زبان کے موافق عثمان رضی اللہ عنہ ایسا کہتے پر کاتب ثقیف سے اور عملی ہذیل سے ہونا کہ کیسا کہینگے حالانکہ ہذیل کے اور قریش کے محاورے مین اختلاف ہو معلوم کیجئے مصحفین لکھنے یہی چار شخص کو مقرر کیئے کر کر بخاری کی روایت مین آیا ہے ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف مین محمد بن سیرین کی طریق سے روایت کی ہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ قریش اور انصار کے بارہ شخص کو جمع کیئے حافظ عسقلانی نے کہا متفرق روایتون سے ان بارہ شخصون سے تو آدمی کا نام معلوم ہوا زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر

سعید بن العاص عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام ان کے نام بخاری کی روایت مین ثابت ہین دوسرے لوگ ابی بن کعب مالک بن ابی عامر امام مالک کے دادا کثیر بن افلح انس بن مالک عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم معلوم کیجئے روایتون سے ایسا ثابت ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ زید بن ثابت کو مقرر کئے کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین کاتب الوحی زید ہی تھے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن کو جمع کرنیکا حکم انھون کو کئے تھے انھون نے قرآن کو جمع کئے جب عثمان رضی اللہ عنہ مصحف لکھنے کس کو مقرر کرنا تجویز کئے تو سب کا اتفاق ہوا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کرنا کیا واسطے اُن سے بڑھ کے لکھنے والا دوسرا کوئی نہین تھا پھر لکھنے انھین کو مقرر کئے الفاظ کو املا کرنے سعید بن العاص بن امیہ بن عبد الشمس الاموی القرشی کو مقرر کئے کیا واسطے سب مین افصح وہی تھے اور انکا لہجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجے سے بہت مشابہ تھا ایسا ہوتے پر عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ کہنا بعید معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم ابن الانباری نے کتاب الرد فیمن خالف مصحف عثمان مین لکھا ہے عثمان رضی اللہ عنہ سے آثار اس باب مین جو مروی ہین حجت پکڑنیکے قابل نہین کیا واسطے وہ سب منقطع ہین انکی سند متصل نہین عثمان رضی اللہ عنہ امت کے امام اور اپنے زمانے مین سب کے مقتدا تھے مصحف مین جو سب مصحفون کا امام ہے خلل دیکھتا اور اُسکی کتابت مین لغزش یا نا پھر اُسکو درست نہ کرکے چھوڑ دیتا اور بعد کے لوگ اسکو درست کرنے پر تیار رکھتا اسکو عقل نہین قبول کرتی واللہ کوئی منصف تمیز والا آدمی عثمان رضی اللہ عنہ پر اس بات کا خیال نہ کریگا لوگ درست کرنیکے خیال پر کیسا چھوڑتے حالانکہ بعد آنے والون کی بنا انھین کے رسم پر اور اُنکے حکم پر موقوف تھی اگر کوئی کہے عثمان رضی اللہ عنہ جو فرمائے ہین اس مین لحن پاتا ہون سو اُس سے مراد اسکی نوشت مین لحن ہے ہم اپنی زبانون کے موافق اسکو درست کر لینگے سو خط کی لحن معنی کی مفسد نہین لفظ کی تحریف اور اعراب کے اقتدا سے اسمین تحریف نہین سو یہہ تاویل باطل ہوا ایسا کہنے والا خطا کیا واسطے خط کی بنا تلفظ پر ہے نوشت مین جب کوئی لحن کرے تو تلفظ مین بھی لحن کریگا عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کے الفاظ کی خطا کو نوشت مین ہرگز نہ چھوڑتے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ قرآن کی تلاوت کرنا اور ملکون مین مصحفون کو جو روانہ کئے اُسکے

رسم کے موافق قرآن کو ضبط کرنے کا امر کرنا سب پر عیان ہے ابن الانباری نے اس قول کی تائید پر ابو عبید نے جو روایت کی ہے ذکر کیا اور پھر ابو عبید نے کہا مجھکو عبد الرحمن بن مہدی نے عبد اللہ بن مبارک سے خبر دی ہے وہ ابو دائل سے جو ایک شخص تھا اہل یمن سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ کا موذی جس کا نام ہانی البربری تھا کہا مین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تب مصحفون کو لاکے انکو بتلاتے تھے سو میرے پاس بکری کے شانہ پر ان الفاظ کو لکھکر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجے اس مین یہ الفاظ تھے لم یتسن لا تبدیل للخلق فاہل الکافرین پھر دوات منگاکے ایک لام کو مٹاکر لخلق اللہ لکھے اور اہل کو مٹاکے فہل لکھے اور لم یتسنہ مین ہا زیادہ کئے ابن الانباری نے کہا ایسا ہوتے پر عثمان رضی اللہ عنہ غلطی دیکھ کے انکو درست نہین کہنا باطل دعوی ہے عثمان تو انکی کتابت پر ہر وقت نظر کرتے تھے کاتبون مین کچھ بھی خلاف آتا تو عثمان کے پاس مرافعہ کرتے تھے تا حق کیا ہے سو بیان کرین اور صواب کیا ہے سو دکھادین حافظ السیوطی نے کہا اسی کو تائید کرتی ہے یہ روایت کہ جسکو ابن اشتہ نے کتاب المصاحف مین حسن بن عثمان سے روایت کی ہے وہ ربیع بن بدر سے وہ سوار بن شبیب سے کہا مین نے ابن الزبیر سے مصاحف کا حال پوچھا انھون نے کہا ایک شخص کھڑا ہو کر عمر رضی اللہ عنہ کو کہا یا امیر المومنین لوگ قرآن مین اختلاف کرتے ہین پھر عمر رضی اللہ عنہ قرآن کو ایک ہی قرأت پر جمع کرنا چاہے سو اسمین زخم کھاکے وفات پائے عثمان کی خلافت مین وہی شخص نے پھر کھڑا ہو کر کہا عثمان رضی اللہ عنہ مصحفون کو جمع کئے بعد مجھکو عایشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کئے مین صحیفون کو لایا پھر ہم انکو عثمان کو عرض کئے یہان تک سب کو راست اور درست کئے بعد سب کو تقسیم کرنیکا امر کئے سو یہہ اثر دلالت کرتا ہے وہ لوگ مصحفون کو جیسا چاہئے ویسا ضبط و اتقان کئے جو چیز قابل اصلاح کے اور درست کرنیکے تھی اسکو درست کئے اس مین کچھ خلل باقی نہین رکھے ابن اشتہ نے کہا مجھکو محمد بن یعقوب نے خبر دی اس نے ابو داود سلیمان بن الاشعث سے وہ حمید بن مسعدہ سے وہ اسمٰعیل سے وہ حارث بن عبد الرحمن سے وہ عبد الاعلی بن عبد اللہ بن عامر سے کہا مصحف سے فراغت ہوئی بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے عثمان اسکو دیکھکر کہے تم اچھا کئے مین کچھ دیکھتا ہون اب ہم اسکو اپنی لسان پر راست کرینگے سو اس اثر مین کچھ اشکال نہین اوپر اثر جو مذکور ہوا اسکا مقصود اس سے واضح ہوتا ہے مقصود گویا یہہ ہے مصحف کی

نوشت سے فراغت ہوئی بعد عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلائے سو قریش کے محاورہ کے موافق نہیں تھے
سو کچھ الفاظ دیکھے جیسا التابوہ التابوت مین اختلاف ہوا تھا یعنی التابوت کے اخیر مین تا ہی یا ہا ہے
سو عثمان رضی اللہ عنہ ایسے لفظون کو قریش کی زبان کے موافق کرنے کا وعدہ کئے بعد دیکھ کے اُسکو
درست کئے کچھ خلاف باقی نہین رکھے سو شاید اوپر کے آثار کو عثمان سے روایت کئے سو لوگ روایت کو تحقیق
نہ کرکے اور عثمان رضی اللہ عنہ درست کئے سو اُس پر خیال نہ کرکے روایت کئے اسلئے اُنکے قول پر اشکال
آیا حافظ السیوطی نے کہا اشکال کے جو ابون کا یہہ قوی جواب ہے سیوطی بعدہ بولا عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت جو مذکور ہوئی اُسکے اشکال کو ان جوابون مین سے کوئی جواب دفع نہین کرتا حدیث ضعیف ہے
یہ کہنا درست نہین کیا واسطے اُسکے اسناد صحیح اور شیخین کی شرط پر ہے دوسرے جوابین بھی پھبتے کیا واسطے
سوال عروہ کا چند معین لفظون مین ہے اس اشکال کا جواب ابن سعد نے یون کہا ہے اور ابن حُجارہ
نے شرح رائیہ مین بھی اسکی متابعت کی ہے کہ عایشہ رضی اللہ عنہا جو فرمائے کاتبون کی خطا ہے
اس سے مراد یہہ ہے قرآن سات حرفون پر نازل ہوا ہے اُن سات حرفون مین سے جو حرف اولی تھا
اُسکو اختیار نہ کرکے غیر اُولی کو اختیار کئے عایشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہہ نہین کہ وہ جو لکھے ہین
سو خطا ہے اسکا پڑھنا جایز نہین اور بولا اُس پر دلیل یہہ ہے جو چیز جایز ہو بالاجماع مردود ہے
پھر کچھ ہی ہو اگرچہ اسکے وقوع کی مدت دراز ہو یعنی جس لفظ مین خطا ہے تو اُس لفظ کو لکھنا جایز نہین
اُسکی خطا کو دور کرنا لازم ہے اگرچہ خطا سے لفظ کو لکھے بہت دن گذرے بعدہ بولا سعید بن جبیر لحن
من الکاتب جو بولا سو اُس نے لحن سے قرأت اور لغت کا ارادہ کیا یعنی قرآن جو لکھا سو اُسکی لغت اور
اُسکی قرأت ہے اور اُسمین دوسری قرأت بھی ہے انتہی بندۂ عاصی کہتا ہے حافظ جلال الدین السیوطی
نے عایشہ رضی اللہ عنہا کا اثر صحیح شیخین کی شرط پر ہے جو بولا اگرچہ ظاہر کے دیکھتے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے
لیکن اُسکی صحت مین نظر ہے کیا واسطے اس اثر کو ہشام سے کوئی روایت نہین کیا سوائے ابو معاویہ
کے ابو معاویہ کا نام محمد بن خازم ہے خا معجمہ اور زا معجمہ سے الضریر الکوفی التمیمی السعدی مولی سعد
بن زید مناۃ بن تمیم کا اُس سے حجت پکڑنے مین اختلاف ہے نسائی وغیرہ کہتے ہین وہ ثقہ ہے

یحییٰ بن معین نے کہا اعمش کے اصحاب مین شعبہ اور سفیان کے بعد اثبت وہی ہے ابو حاتم نے کہا اعمش کی
روایت مین اثبت الناس سفیان ہے اُسکے بعد ابو معاویہ ہے مُرجیئہ کی رائے پر رہنے سے لوگ اسمین کلام کرتے
ہین یعقوب بن شیبہ اور ابن سعد کہتے ہین وہ ثقہ ہے لیکن کبھی تدلیس کرتا ہے اور اہل ارجا کی رائے پر تھا ابو داؤد نے
کہا وہ مرجی تھا ابن خراش وغیرہ کہے وہ ثقہ ہے لیکن اعمش کے غیر سے جو روایت کرتا ہے اُس مین اضطراب ہے
امام احمد کہے اعمش کے غیر کی حدیث مین وہ مضطرب ہے اُسکا حفظ اُسکو جید نہین اور احمد کہے ہشام بن عروہ سے
جو روایت کرتا ہے اسمین اضطراب ہے ابن ابی حاتم نے کہا عبید اللہ بن عمر سے منکر احادیث روایت کرتا ہے حافظ
عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ ثقہ ہے اعمش کی حدیث کو احفظ الناس ہے دوسرون کی حدیث مین کبھی وہم کرتا ہے
اسکو ارجا کا عیب لگا ہے معلوم کیجئے اسکی حدیث جو اعمش سے ہے اُس سے بخاری اور مسلم حجت لیتے ہین ہشام بن عروہ
سے جو احادیث روایت کیا ہے اُسکے چند حدیث بخاری اور مسلم روایت کئے ہین لیکن ان حدیثون کی روایت مین ابو معاویہ
منفرد نہین ہوا ہے بلکہ اُسکا غیر بھی اسمین اُسکی متابعت کی ہے بخلاف اس حدیث کے کہ اسکی روایت مین کوئی اُسکو
متابع نہین سو یہہ روایت غریب ہے جسکی روایت مین اضطراب ہوا اور روایت مین وہی مضطرب شخص منفرد ہو
تو اسکی روایت مین البتہ علت موجود ہوئی اور بھی اُسکو بعضون نے مُدلّس کہا ہے یہہ اثر کو اُس ہشام سے جو روایت
کی ہے عن کے لفظ سے روایت کیئے ہین سو عنعنہ مدلس کا مقبول نہین شیخین مدلس کی روایت کو عن کے لفظ سے جہان وارد
کرتے ہین اُنکے شروط پر نظر کرتے وہ عنعنہ سماع پر محمول ہے بخلاف دوسرے لوگون کے کہ اُنکے عنعنہ کو سماع پر حمل نہین کرسکتے
جب تک دوسری طریق سے ثابت نہو اور بھی ابو معاویہ ارجا سے متہم ہوا ہے ارجا کے دو قسم ہین اُسکا ایک قسم
یہہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد جو صحابہ رضی اللہ عنہم مین جنگ ہوا ہے انمین کے دو نو جماعت والون مین کی
کسی جماعت کو صواب اور حق پر نہین کہتے اہل بدعت کی حدیث مقبول ہونیکے واسطے یہہ شرط ہے وہ حدیث
اُسکے مذہب کی مؤید نہ رہنا چاہئے اثر جو ہے اُسکے بدعت کو مؤید ہے اسوجہ سے کہ بعضے صحابہ مثل عبد اللہ بن الزبیر
وغیرہ جو قتال مین شریک تھے قابل اعتماد نہین کیا وسطے قرآن کی نوشت مین عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما
بھی شریک تھے اور قرآن کی کتابت مین خطا کئے جب قرآن کی کتابت مین خطا کئے تو دوسرے چیزون مین بطریق
اولی خطا کرینگے چاہئے ایسے لوگون کی جنگ مین کسی کی تصویب نہ کرنا اس جہت سے وہ اثر مرجیئہ کے مذہب کا مؤید

ہونیکا احتمال رکھتا ہو جو حدیث اُسکے مذہب کو مؤید ہو مقبول نہین ان اُمور کے نظر کرتے اس اثر کی صحت مین نظر ہے قابل حجت نہین واللہ اعلم والموتون الزکوٰۃ اِس کا عطف والمومنون پر ہے والمومنون باللہ اللہ پر ایمان لانے والے اپنے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے والیوم الآخر یعنی مرنے بعد جی اُٹھنا اور ثواب وعقاب مِناحق سے اقرار کرنے والے سَنُؤتیہم پر سین جو لایا وعدے کی تاکید واسطے ہو اُسکو حمزہ اور خلف سیوتیہم پڑھتے ہین قرارت کئے ہین اُنکا ترجمہ یون ہوگا عنقریب اُنکو دیگا یعنی اللہ تعالی دیگا دوسرے قرآنون سے اجرًا کو نکرہ لایا اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ ۚ مقرر ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح اور نبیون کو اسکے بعد یعنی نوح کے بعد ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے سکین اور عدی بن زید کہے یا محمد موسیٰ کے بعد اللہ تعالی بشر پر کچھ نازل کیا سو ہم نہین جانتے تب اللہ تعالی نے ان آیتون کو نازل کیا بعضے کہتے ہین یہہ جواب ہے یہود کے سوال کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے کہ ہمارے اوپر آسمان پر سے اکھٹا ایک کتاب لے آو سو اللہ تعالی نے اول یہود کے بے اعتدالیون کو ذکر کیا اور انکا سوال حق کی راہ کو طلب کرنے کے واسطے نہین ہے محض عناد اور جھگڑے کیواسطے ہے سو اُنکے رسوائیون کو بیان کیا پھر اب انکے شبہے کے جواب مین فرمایا انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح الآیہ تقریر جواب کی یون ہے ای یہود تم تو نوح اور ابراہیم وغیرہ انبیا کی نبوت کا اقرار کرتے ہین اللہ تعالی اُنکی طرف وحی بھیجا کہتے ہین وہ لوگ رسل اور انبیا ہین علم حاصل نہین ہوا مگر اُنکے معجزے سے کہ ہر ایک کو اللہ تعالی نے ایک معجزہ عطا کیا تھا اُن مین سے کسی پر اللہ تعالی نے کتاب اکھٹا نازل نہین کیا سوائے موسیٰ کے جب کتاب اکھٹا نازل نکرنا ان پیغمبرون کی نبوت مین قدح نہین کیا بلکہ معجزے سے اونکی رسالت ثابت ہوئی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کو اکھٹا نازل نکرنا قدح نہین کرتا بلکہ معجزہ کسی نوع سے ہو نبوت کے اثبات کو کافی ہو اس سے ثابت ہوا کہ اُنکا شبہ قابل اعتبار نہین ہوگا اُسر معجزہ کو طلب کرنا باطل ہوا اس کلام کی تحقیق یون ہو مدلول یعنی نبوت ثابت ہونا دلیل پر یعنی معجزہ ثابت ہونے پر موقوف ہی جب دلیل ثابت ہوئی مدلول بھی ع ۳

ثابت ہوا اور حجت تمام ہوئی اس پر دوسری دلیل طلب کرنا زیادتی ہے کہ جس سے لعنت اور عناد ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے اور اپنا جو ارادہ ہے سو اُسکے موافق حکم کرے فلانے کو یہ معجزہ کیا اور فلانے کو وہ معجزہ کیا اسپر اعتراض کرنا کسیکو نہیں پہنچتا معلوم کیجئے یہان انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو ذکر کیا انمین موسیٰ علیہ السلام کو نہین ذکر کیا کیا واسطے یہود کا اعتراض یہی تھا موسیٰ علیہ السلام جیسی کتاب ایکھٹی لائے تھے تم بھی ویسی ہی کتاب ایکھٹی لانا اس شبہے کا جواب یہہ دیا دوسرے انبیا جو مذکور ہین تم انکی نبوت کا اقرار کرتے ہو وہ کتاب ایکھٹی نہین لائے جب مقصود یہہ ہوا تو موسیٰ کو اُنکے ساتھ ذکر کرنا جایز نہوا مفسرین کہتے ہین نوح علیہ السلام کو ابتدا مین ذکر کیا گیا واسطے نوح پہلے رسول ہین جو شریعت لیکے مبعوث ہوئے اور شرک سے منع کرنے کے پہلے نذیر ہین اللہ تعالیٰ نے اُنپر دس صحیفے نازل کیا اور پہلے نبی ہین جنکی دعوت کو رد کرنے سے انکی اُمت ہلاک ہوئی انکی دعا سے زمین پر کے سب لوگ ہلاک ہوئے آدم علیہ السلام جیسے ابوالبشر تھے وہ بھی ابوالبشر ثانی ہین سب انبیاسے انھون کی عمر دراز ہوئی ہزار برس جیئے اُنکی قوت نہین گھٹی بڈھاپا نہین آیا منہ مین کے دانت نہین گرے جب عمر چالیس برس کی ہوئی قوم کی طرف مبعوث ہوئے پچاس کم ہزار برس تک امت کو دعوت کیئے اُنکی اقسام کی اذیت کو سہے طوفان کے بعد ساٹھ برس جیئے اُنکے باپ کا نام لمک لام کی فتح اور میم کی سکون سے اُسکے بعد کاف ہر اسکے باپ کا نام متوشلخ میم کی فتح اور تا رمثناۃ فوقانیہ کی تشدید اور ضم سے اُسکے بعد واو ساکن ہر اُسکے بعد شین معجمہ اور لام ہے دونون کی فتح سے اخیر مین خا معجمہ ہے اُسکے باپ کا نام اخنوق ہمزہ اور خا معجمہ کی فتح سے اُسکے بعد نون مضموم اور واو ساکن اخیر مین قاف ہے آدم کے اور نوح کے درمیان دس پیڑھین معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے اول نوح کا نام ذکر کیا بعد انبیا کر کر مجمل بو لا بعد چند انبیا کا نام اُنکی فضیلت اور شرف کے دیکھتے بالتفصیل بیان کیا

اور فرمایا وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ اور ہم وحی بھیجے ابراہیم کو اور اسمعیل کو اور اسحاق کو اور یعقوب کو اور اسباط کو اور عیسیٰ کو اور ایوب کو اور یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح تا رمثنات فوقیہ سے اور راء مہملہ کی فتح سے اخیر مین حا مہملہ ہے

تارح کا لقب آذر ہے بعضوں نے کہا آذر باپ نہیں بلکہ ابراہیم کا چچا ہے ابن ناحور نون سے اور حاء
مہملہ کی ضم سے اخیر میں راء مہملہ ہے ابن شالخ شین معجمہ اور راء مہملہ مضمومہ سے اخیر میں خاء معجمہ ہے
ابن راغو راء مہملہ اور غین مہملہ اور غین معجمہ سے ابن فالخ فا سے اور لام کی فتح سے اخیر میں خاء
معجمہ ہے بن عابر عین مہملہ اور باء موحدہ سے بن شالخ شین معجمہ اور خاء معجمہ سے بن ارفخشد بن سام
بن نوح واقدی نے کہا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد دو ہزار برس کے ابراہیم پیدا ہوئے بعضے کہتے ہیں
نوح کی طوفان کے بعد ایکہزار دو سو ترسٹھ برس کو ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے آدم کی خلقت میں
اور انکی ولادت میں تین ہزار تین سو سینتیس برس ہیں ابراہیم علیہ السلام کی عمر دو سو برس کی ہوئی
بعضے کہتے ہیں ایک سو پچھتر برس کی بعضے کہتے ہیں دو سو پچاسی برس کی اسماعیل بڑے فرزند ابراہیم کے
ہیں ہاجرہ قبطیہ کے شکم سے پیدا ہوئی کہتے ہیں انکی عمر ایک سینتیس برس کی ہوئی اسحاق بھی ابراہیم کے
فرزند ہیں سارہ کے شکم سے پیدا ہوئے اسوقت سارہ کی عمر نو دبرس کی تھی اور ابراہیم کی عمر ایک سو تیس برس
کی اسماعیل کے بعد چودھا برس کے پیدا ہوئے انکی عمر ایک سو اسی برس کی ہوئی یعقوب اسحاق کے فرزند ہیں
انکا لقب اسرائیل ہے انکی عمر ایک سو سینتالیس برس کی ہوئی الاسباط جمع سبط کی ہے سبط پوتے کو
کہتے ہیں اور بعضے فرزند کو کہتے ہیں اسرائیل علیہ السلام کو بارا فرزند تھے انکو اور انکی اولاد کو اسباط کہتے
ہیں بنی اسرائیل میں اسباط بمنزلہ قبیلے کے ہیں عرب میں اسرائیل کے فرزندون میں یوسف بالاتفاق
نبی تھے انکی نبوت نص قرآنی سے ثابت ہے دوسرے فرزندون کی نبوت میں علما کو اختلاف ہے بنی اسرائیل میں
جتنے انبیا ہوئے وہ سب اسباط میں داخل ہیں اسرائیل کے سب فرزند انبیا تھے کر کر جو کہتے ہیں اونکو
اس آیت میں کچھ حجت نہیں کیا واسطے یہ لفظ عام ہے عیسیٰ فرزند مریم کے ہیں مریم بیٹی ہے عمران کی
عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کیا انکے حمل کی مدت ایک ساعت تھی بعضے کہتے ہیں تین ساعت بعضے
کہتے ہیں چھ مہینے بعضے کہتے ہیں آٹھ مہینے بعضے کہتے ہیں نو مہینے مریم کی عمر اسوقت دس برس کی تھی
بعضے کہتے ہیں پندرہ برس کی آسمان پر جاتے وقت عیسیٰ کی عمر کتنی تھی سو اوپر ذکر کئے ایوب علیہ السلام کو
ابن اسحاق نے کہا کہ وہ بنی اسرائیل کے انبیا میں تھے انکے باپ کا نام ایفیض تھا ابن جریر نے کہا انکے

باپ کا نام موص بن روح بن عیص بن اسحٰق بعضے کہتے ہین اُنکی والدہ لوط کی بیٹی ہے اُنکا شہر ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا تھا وہ موسیٰ کے آگے ہوئے ہین ابن جریر نے کہا شعیب کے بعد ہین بعضے کہتے ہین سلیمان کے بعد ہین اللہ تعالیٰ انکو بلا مین ڈالتے وقت انکی عمر نوے برس کی تھی سات برس بلا مین رہے بعضے کہتے ہین تیرا برس بعضے کہتے ہین تین برس انکی عمر تریاسی برس کی تھی یونس علیہ السلام اُنکے باپ کا نام متی ہے فارس کے ملوک الطوایف کے ایام مین ہوئے مچھلی کے شکم مین چالیس دن رہے بعضے کہے ہین سات دن بعضے کہتے ہین تین روز ہارون فرزند ہین عمران کے بن یصہر بن قاہت بن لاوی بن یعقوب یہہ موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی ہین موسیٰ سے ایک سال کے بڑے تھے موسیٰ کے قبل مرے سلیمان فرزند ہین داؤد کے ابن ایشا بن عوبد بن باعز بن سلمون بن نحشون بن عمنی بن یارب بن ارم بن جعفرون بن فارص بن یہوذا بن یعقوب سلطنت پر بیٹھے سو وقت تیرہ برس کے تھے مرتے وقت ترپن برس کی عمر تھی ابن حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ آدم اور نوح کے درمیان ہزار برس ہین اور نوح اور ابراہیم کے درمیان ہزار برس ہین ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان ہزار برس ہین موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان چار سو برس ہین عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھے سو برس ہین حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام کی عمر ہزار برس کی تھی آدم اور نوح کے درمیان ہزار برس ہین نوح اور ابراہیم کے درمیان ہزار برس ہین ابراہیم اور موسیٰ کے درمیان سات سو برس ہین موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان ایکہزار پانسو برس ہین عیسیٰ مین اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین چھے سو برس ہین وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ اور ہمنے دی داؤد کو زبور معلوم کیجئے زبور کتاب کا نام ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام پر نازل کی اُسکے ایک سو پچاس سورے ہین اُسمین فقط اللہ کی تسبیح اور تقدیس اور تحمید اور ثنا اللہ تعالیٰ کی اور مواعظ ہین اُسمین احکام اور حلال و حرام کا کچھ بیان نہین حمزہ نے زبور زالی معجمہ کی ضم سے قرأت کیا ہے دوسرے قرا سب فتح سے پڑھتے ہین امام رازی نے کہا اللہ تعالیٰ نے انبیا کو ذکر کیا سو داود علیہ السلام پر ختم کیا اور اُنپر زبور اُتارا فرمایا سو اُسمین اشارہ ہے اس پر کہ ای یہود زبور اللہ کی کتاب ہے کہ تم اعتراض کرتے ہو حالانکہ تورات کو موسیٰ پر دفعۃً جیسی نازل کیا ویسا زبور کو دفعۃً نازل نہین کیا اس سے معلوم ہوا

تورات کو تختیون پر دفعۃً جیسا نازل کیا ویسی نازل کرنے سے وہ کتاب اللہ کے یہان کی رہنے مین کچھ قدح نہین وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ اور کتنے رسول ہین جنکا احوال سنایا ہمنے تجھکو آگے رسلاً مفعول ہے محذوف فعل کی اس فعل کا عطف اوحینا پر ہے گویا تقدیر یون ہے وارسلنا رسلاً اس جملہ کا حاصل معنی یہ ہے تھوڑے رسول ہین اُنکے نام قرآن مین ہم ذکر کئے ہین اُنکے احوال اس آیت کے نازل ہونے کے آگے ہی تجھکو بیان کئے ہین اس آیت کی شان نزول کو بعضے مفسرین ایسا کہتے ہین کہ اوپر کی آیت جب نازل ہوئی تو یہود کہنے لگے موسیٰ کا ذکر کیا واسطے نہین ہوا تب یہہ آیت نازل ہوئی وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ اور کتنے رسول ہین جنکا احوال تجھکو ہمنے نہین سنایا یعنے بہت رسولون کا احوال ہم قرآن مین بیان نہین کئے حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو بھیجا جو وہ عبد حبشی تھا اُسکا احوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان نہین کیا ایک روایت مین ہے حبش سے ایک نبی مبعوث ہوا ابن عساکر نے کعب الاحبار سے روایت کی ہو کہا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر انبیاء مرسلین کے شمار پر عصا نازل کی بعد آدم علیہ السلام اپنے فرزند شیث کی طرف متوجہ ہو کر کہے ای لڑکے میرے بعد تو میرا خلیفہ ہے اس خلافت کو تو تقوی کی عمارۃ اور عروۃ الوثقی سے لے اور تو جب اللہ کا ذکر کریگا تو اُسکے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا کر کیا واسطے عرش کے پایے پر انکا نام لکھا ہے سو مین نے دیکھا اُسوقت جبکہ مین روح اور مٹی مین تھا پھر بعد مین آسمانون پر پھر اسمانین کوئی جگہہ نہین پایا مگر اُس پر محمد کا نام لکھا ہوا ہے اور مجھکو میرے رب نے بہشت مین رکھا سو اسمین کوئی حویلی اور کوئی بنگلہ نہین دیکھا مگر اُس پر محمد کا نام لکھا ہوا ہے اور حوروں کے سینون پر اور بہشت کے درختون کے پتون پر اور طوبیٰ کے درخت کے پتون پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے درخت کے پتون پر اور حجاب کے اطراف پر اور فرشتون کی آنکھین سب مین محمد کا نام لکھا ہوا ہے تو اُنکا ذکر کثرت سے کر کیا واسطے فرشتے ہر وقت اُنکا ذکر کرتے ہین معلوم کیجئے بعضے علما کہتے ہین اس آیت کا ظاہر اس بات کو مقتضی ہو کہ عدد انبیا علیہم السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہین تھا لیکن جایز ہے کہ اُسکے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو اُنکے عدد پر مطلع کیا ہو علما کو اس امر مین اختلاف ہے بعضون نے تعداد نہ کرنے کو اختیار

کیا ہر بھنے تعداد کرتے ہین تعداد کرنے والون کے پاس اُنکے شمار مین اختلاف ہو انتہی یہہ تقریر بندۂ عاصی کی نہین بجائی کیا واسطے ظاہر آیت اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ کتنے رسولون کا قصہ ہم نہین بیان کیے اُنکا قصہ بیان کرنے سے تعداد بیان نہ کرنا لازم نہین آتا اور بھی اُنکا قصہ بیان نہ کرنے سے ظاہر یہہ ہے قرآن مین بیان نہ کرنا اس سے اُنکے قصون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلا علم نہ ہونا لازم نہین آتا وہ جو اُنکے تعداد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہونا جایز ہے سو جایز کیا بلکہ ثابت ہو کیا واسطے صحیح حدیثون سے ثابت ہوا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان ومکون کا دیچکا ہو اس سے انبیا کا تعداد اور اُنکے احوال بھی معلوم ہونا ضرور ہے احادیث مین اُنکی تعداد وارد ہوئی ہے لیکن صحیح سند کہ جسکی صحت کو جمہور قبول کرین سو نہین اُسیکے تفرد کرتے اکثر متکلمین کہتے ہین انبیا پر ایمان لانے مین اُنکی تعداد ذکر کرنا کیا واسطے اُنکے حصر پر کوئی قطعی دلیل نہین احادیث جو وارد ہین اُنمین جو ضعیف ہین سو قابل حجت نہین اور جو صحیح ہین اُنکی صحت مین اختلاف ہو بر تقدیر صحت کے فایدہ نہین بخشتا مگر ظن کا اسپر اعتقاد رکھکے حصر کرین تو حقیقت مین اُنکا شمار اس سے زیادہ ہوا تو زاید اس کے اعتقاد سے نکل جاتے ہین اگر حقیقت مین اُنکا شمار کم ہو تو نبی جو نہین سو انمین داخل ہوتا ہو اُنکا عدد آٹھ ہزار ہو کر ابو ذر رضی اللہ عنہ سے حدیث وارد ہوئی ابو ذر اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ انبیا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُن مین رسول تین سو پر کتنے ہین سعد الدین تفتازانی شرح عقاید نسفی مین اور شیخ ابراہیم لقانی ہدایت المرید شرح جوہرۃ التوحید مین کہتے ہین کہ ابو ذر کی ایک روایت مین انبیا کا عدد دو لاکھ چوبیس ہزار آیا ہے بندۂ عاصی نے دو لاکھ کی روایت کو کون لگا سو حدیث کے کتب مین نہین پایا ابو یعلی اور ابو نعیم حلیہ مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار نبی کو بھیجا چار ہزار بنی اسرائیل کی طرف اور چار ہزار دوسرے لوگون کی طرف حافظ جلال الدین السیوطی نے کہا اسکی سند ضعیف ہو بندۂ عاصی کہتا ہے ابو یعلی نے اسکو ابو عبد اللہ احمد بن اسحٰق جوہری البصری سے وہ مکی بن ابراہیم سے وہ موسیٰ بن عبیدۃ الربذی سے وہ یزید الرقاشی سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو اُسکی سند مین موسیٰ بن عبیدۃ الربذی ہو امام احمد کہے اُس سے

انبیا کی تعداد

روایت کرنا میرے پاس حلال نہین اور ایکبار کہے وہ منکر الحدیث ہے یحیی بن معین نے کہا وہ کچھ شے نہین ایکبار کہا اسکی حدیث سے حجت نہین پکڑتے ایکبار کہا وہ کذوب نہین لیکن منکر احادیث روایت کی ہے ابو حاتم الرازی نے کہا وہ منکر الحدیث ہے علی بن الجنید نے کہا وہ متروک ہی ترمذی اور نسائی اور دارقطنی کہے وہ ضعیف ہے حافظ عسقلانی نے بھی تقریب مین اسکو ضعیف کہا ہی حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے بھائی انبیا سے جو گذر چکے ہین آٹھ ہزار نبی ہین انکے بعد عیسی بن مریم ہوا اسکے بعد مین ہوا سیوطی نے جمع الجوامع مین کہا کہ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے لیکن لوگ اسپر تعقب کئے ہین و در المنثور مین کہا اسکی سند ضعیف ہی مخفی نرہے سیوطی جمع الجوامع مین اس حدیث کو نکالنے کی نسبت فقط مستدرک حاکم کی طرف کی ہے تفسیر در المنثور مین حاکم کے ساتھ ابو یعلی کو بھی ضم کیا ہی لیکن ابو یعلی کی مسند کا نسخہ جو عاصی کے پاس ہے اسمین یہہ روایت موجود نہین واللہ اعلم حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ ہزار نبی کے بعد مبعوث ہوئے انمین چار ہزار نبی اسرائیل مین ہین سیوطی نے در المنثور مین کہا اسکی سند ضعیف ہی بدر الدین العینی نے شرح البخاری مین حافظ ابو بکر الاسماعیل کی طرف نسبت کرکے انس رضی اللہ عنہ سے یون روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین آٹھ ہزار نبی کے بعد مبعوث ہوا انمین چار ہزار نبی اسرائیل مین ہین اسکی سند کو نظر کرنا ہی اگر ضعیف ہی تو قابل حجت نہین اگر صحیح ہے تو دوسرے حدیثون کو معارض ہے بہرحال قابل حجت نرہی عبد بن حمید اور حکیم الترمذی نوادر الاصول مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین اور ابن عساکر اپنی تاریخ مین ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کتنے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار مین نے کہا یا رسول اللہ انمین رسول کتنے ہین فرمائے تین سو تیراہم غفیر ہین بعد فرمائے یا ابا ذر سریانی چار ہین آدم اور شیث اور نوح اور اخنوخ وہ ادریس ہے اول خط لکھا سو وہی تھا اور چار عرب ہین ہود اور صالح اور شعیب اور تیرا نبی بنی اسرائیل کے انبیا مین پہلے نبی موسی ہین اور اُن مین آخر نبی عیسی ہین اور پہلا نبی آدم ہے آخر نبی

تیر انہی ہے ابن حبان اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین حافظ عسقلانی اور حافظ سیوطی انکی تصحیح کو نقل کئے اور اسپر کچھ جرح نہین کئے بندہ عاصی کہتا ہے اس حدیث کو ابراہیم بن ہشام بن یحیی بن یحیی الغسانی نے اپنے والد سے وہ اپنے والد یحیی بن یحیی سے وہ عائذ اللہ ابو ادریس الخولانی سے وہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حافظ المنذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین کہا ابراہیم بن ہشام کو طبرانی نے توثیق کی ہے اور ابن حبان اسکو ثقات مین ذکر کیا ہے اپنی صحیح مین اُسکے احادیث کو ذکر کرتا ہے ابو زرعہ وغیرہ ابراہیم کی تکذیب کئے ہین ذہبی نے میزان مین کہا یہ ابراہیم ابو ذر کی طویل حدیث کا راوی ہے اس حدیث کو اپنے والد سے وہ اُسکے جد سے روایت کرنے مین منفرد ہوا اور بو لا طبرانی نے کہا یحیی سے اُسکے فرزند کے سوا اس حدیث کو کوئی روایت نہین کیا وہ تینون یعنی ابراہیم اور ہشام اور یحیی ثقہ ہین ابو حاتم نے کہا ابراہیم کذاب ہے علی بن الحسین بن الجنید نے کہا ابو حاتم نے راست کہا ابراہیم سے روایت منکر ناسزا وار ہے ابن الجوزی نے ابو زرعہ سے نقل کیا کہ وہ کذاب انتہی مخفی نرہے اس حدیث کو جن اصول سے ہم نقل کئے ہین انکا ناقل سیوطی ہے اپنی تفسیر الدر المنثور مین اُن سے نقل کیا ہے حکیم الترمذی کی نوادر الاصول کی طرف جو نسبت کیا ہے سو نوادر الاصول کا نسخہ جو عاصی کے پاس موجود ہے اسکے پچیسوین اصل مین عمر بن ابی عمر سے وہ ابراہیم بن ہشام بن یحیی الغسانی سے وہ اپنے باپ سے وہ ابراہیم کے جد سے وہ ابو ادریس الخولانی سے وہ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اول رسل آدم ہین الحدیث لیکن اس حدیث مین انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی تعداد نہین لیکن ہمارے نسخے مین اس بیان کے بعد کے دو ورق مفقود ہین شاید اُن مین وہ حدیث مذکور ہے حکیم الترمذی کا شیخ عمر بن ابی عمر ہے اسکو جوزقانی نے کہا مجہول ہے حافظ العسقلانی نے لسان المیزان مین کہا وہ معروف ہے لیکن ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کتنے ہین فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار اُن مین رسول تین سو پندرہ ہین جم غفیر بیشمار ہے حافظ جلال الدین سیوطی نے تفسیر در المنثور مین اس حدیث کو نکالنے کی نسبت فقط ابن حاتم کی طرف کی ہے جمع الجوامع مین اُسکی نسبت امام احمد اور ابن حبان اور طبرانی کی معجم کبیر اور حاکم کی مستدرک اور ابن مردویہ اور بیہقی کی کتاب الاسما کی طرف کی ہے ابن حبان اور حاکم اسکی تصحیح کئے ہین سیوطی نے انکی تصحیح کو قبول کیا

بندۂ عاصی کہتا ہے امام احمد نے اس حدیث کو علی بن یزید کی طریق سے وہ قاسم ابی عبد الرحمٰن سے وہ ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے لوگوں کو گمان ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے سو حضرت سے کنارہ ہوئے کہ اسمیں ابوذر آئے سو گھس کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا بیٹھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمائے اے اباذر آج تو نماز پڑھا ابوذر کہے نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اٹھ نماز پڑھ جب ابوذر ضحی کے چار رکعت نماز پڑھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمائے یا اباذر جن اور انسان کے شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگ ابوذر کہے یا نبی اللہ کیا انسانوں میں بھی شیطان ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہاں شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورًا یعنی شیطان انسان کے اور جن کے سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع باتیں فریب کی اسکے بعد فرمائے یا اباذر کیا جنت کے خزانہ میں کا ایک کلمہ تجھکو نہ سکھاؤں ابوذر کہے اللہ مجھکو آپ پر سے فدا کرے سکھاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ابوذر کہے پھر میں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا ابوذر کہتے ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت ہوئے میرے سے بات نہیں کرتے سو دیکھ کر میں نے کہا یا نبی اللہ ہم جاہل لوگ تھے بت پرستی کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپکو عالمین کی رحمت کیواسطے بھیجا نماز کیا ہے سو مجھکو خبر دو فرمائے خیر موضوع ہے یعنی بہتر جسنے چاہا تھوڑی کی جس نے چاہی بہت کی ابوذر کہے میں بولا یا رسول اللہ روزہ کیا ہے سو خبر دو فرمائے فرض ہے جزا دیا گیا ابوذر کہے میں نے کہا یا نبی اللہ صدقہ کیا ہے سو خبر دو فرمائے اضعاف عضاعف اور اللہ پاس بہت دیتی ہے ابوذر بولے میں نے کہا یا نبی اللہ کونسا صدقہ افضل ہے فرمائے فقیر کو پوشیدہ دینا اور کم پونجی والا کوشش کرنا ابوذر بولے میں نے کہا یا نبی اللہ آپ پر اتری سو اعظم آیت کونسی ہے فرمائے آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم ابوذر بولے میں نے کہا یا نبی اللہ شہیدوں میں کون افضل ہے فرمائے جسکا خون بہایا جاوے اور اسکا گھوڑا مارا جاوے ابوذر بولے میں بولا یا نبی اللہ کونسا رقبہ یعنی بردہ افضل ہے فرمائے بڑی قیمت والا اور مالکوں کے پاس بہت نفیس ابوذر بولے میں نے کہا یا نبی اللہ پہلا نبی کون ہوا فرمائے آدم علیہ السلام ابوذر بولے میں نے کہا یا نبی اللہ آدم کیا نبی تھے فرمائے نبی مکلم تھے اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا بعد اسمیں اپنا روح پھونکا بعد اسکو مقابل ہو کے

یا آدم کہا ابوذر بولے میں نے کہا یا نبی اللہ انبیا کا شمار کتنا ہوا فرمائے ایک لاکھ چوبیس ہزار انمین رسول تین سو پندرہ ہین جم غفیر حدیث تمام ہوئی پوشیدہ نرہے اس حدیث کو امام احمد ابو امامہ کی مسند احادیث مین وارد کئے ہین حدیث کی ابتدا اس بات پر دلالت کرتی ہے لیکن ابو امامہ چند جملون کو ابوذر سے روایت کئے ہین شاید ابو امام نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور بیٹھے سو جو آپ سنا یہ کئے اور سنے اسکو آپ روایت کئے چند باتین جو آپ نہین سنے تھے انکو ابوذر سے روایت کئے جس جملہ کا ہم یہان بحث کرتے ہین وہ ابوذر کی مسند ہی معلوم کیجئے اس حدیث کا راوی علی بن یزید جو ہے اسکو بخاری نے کہا منکر الحدیث ہی ابوحاتم الرازی نے کہا ضعیف الحدیث ہی ابوذرعہ نے کہا وہ قوی نہین نسائی اور آزادی اور دارقطنی کہے وہ متروک الحدیث ہے حافظ عسقلانی نے تقریب مین فقط اسکے ضعف کو اختیار کی ہے اور اسکی سند مین قاسم ابو عبدالرحمن جو ہے ابن معین اور جوزجانی اور ترمذی اسکی توثیق کئے ہین امام احمد کہے علی بن یزید قاسم سے اعاجیب روایت کرتا ہی مین نہین سمجھتا مگر وہ قاسم کی طرف سے ہی اور ان دونون شخص مین کلام کئے ابن حبان نے کہا قاسم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے مقصلات روایت کیا ہی حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ صدوق ہے اکثر غرائب روایت کرتا ہی ان جرحون کے نظر کرتے یہہ حدیث ضعیف ہی قولہ جم غفیر موصوف صفت ہین جم کی معنی کثرت اور جمع ہونا غفیر مشتق ہے غفر سے اسکی معنی ڈھانپنا جم غفیر کی معنی جماعت اور کثرت جو زمین کو پوشیدہ کرتی ہے بعد اسکو بڑی جماعت کی معنی مین استعمال کرنے لگے قولہ مکلم اسم مفعول کا صیغہ ہی یعنی سخن کیا گیا یعنی آدم علیہ السلام فقط نبی نہین بلکہ اللہ تعالی نے ان سے کلام کیا ہی اور اسپر صحیفہ نازل کی ہے یعنی وہ نبی مرسل ہے واللہ اعلم شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن ابی شریف نے جو شاگرد ابن الہمام کا ہی مسایرہ کی شرح مین کہا حدیث کہ جسمین عدد انبیا کا واقع ہے ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہی وہ ایک طویل حدیث ہی جسمین ابوذر رضی اللہ عنہ نے چند چیزون کا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے ازانجملہ انبیا کا شمار احمد کی مسند مین اس کا لفظ یون ہے قلت یا نبی اللہ کم عدد الانبیاء قال مائۃ الف واربعۃ وعشرون الرسل من ذلک ثلاث مائۃ وخمسۃ عشر جما غفیرا یعنی مین نے کہا شمار انبیا کا کتنا ہی فرمائے ایک لاکھ چوبیس ان مین رسول تین سو پندرہ ہین جم غفیر طبرانی نے معجم کبیر مین

اس کو روایت کی سو کہا واربعۃ وعشرون الفا یعنی چوبیس ہزار احمد کی روایت مین مبہم جو آیا ہو اس حدیث مین اسکی تصریح ہے یعنی احمد کی حدیث مین ایک لاکھ چوبیس ہزار جو کہا سو معلوم نہین ہوتا فقط وہ چوبیس ہین یا چوبیس ہزار ہین اس حدیث مین چوبیس ہزار کر کر تصریح ہوئی اور بولا اس حدیث کا مدار علی بن یزید پر ہے وہ ضعیف ہی امام احمد نے اس حدیث کو دوسری طریق سے اسی کے مانند روایت کی ہے اسمین یون ہے قلت یارسول اللہ کم المرسلون قال ثلاث مائۃ وبضعۃ عشر جما غفیرا یعنی سو اور دس پر کتنے اسکو طبرانی اوسط مین اور بزار بھی روایت کیے ہین اسکی سند مین معودی ہے وہ ثقہ ہے لیکن حدیثون مین خلط کرتا ہو طبرانی اوسط مین ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے کہا ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا الحدیث اسمین ہے کہا یارسول اللہ رسول کتنے تھے فرمائے تین سو پندرہ اس حدیث مین انبیا کے عدد کا سوال نہین اور بولا حافظ ابوالحسن الہیثمی نے اپنی کتاب مجمع الزوائد ومنبع الفوائد مین کہا اسکے رجال صحیح کے رجال ہین مگر احمد بن خلیل الحلبی وہ ثقہ ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہو مسند احمد کا نسخہ جو عاصی پاس موجود ہے اور شیخ سالم بن عبداللہ البصری کے نسخے کی نقل ہے سو اسمین اربعۃ وعشرین الفا کر کر مرقوم ہے شاید شریف کے نسخے سے لفظ الفا کا ساقط ہو یا ہمارے نسخے مین لفظ الفا کا زاید ہو امام احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو دو وجہ سے روایت کی ہے ایک وکیع سے دوسری یزید بن ہارون سے وہ دونون معودی سے روایت کیے ہین وہ ابوعمر الدمشقی الشامی سے وہ عبید بن الخشخاش سے وہ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے ابوامامہ کی حدیث کی مانند روایت کی ہین لیکن اس حدیث مین انبیا کا عدد مذکور نہین فقط رسولون کا عدد مذکور ہے وکیع کی روایت مین ایکبار ثلاث مائۃ وبضعۃ عشر کہا یعنی تین سو دس پر کتنے اور ایکبار تین سو پندرہ کہا یزید کی روایت مین تین سو پندرہ کر کر جزم کیا ہو معلوم کیجیے معودی سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی المعودی الکوفی مراد ہو اخیر کو اسکی عقل مین خلل ہوا سو احادیث مین اختلاط کرنے لگا اس لیے اسکی توثیق مین اختلاف ہو امام احمد اور یحیی بن معین اسکی توثیق کیے ہین احمد کہے ابوالنضر اور عاصم بن علی اس سے جو روایت کرتے ہین بعد اختلاط کے ہو نسائی نے کہا لیس بہ باس یعنے اسمین کچھ مضایقہ نہین شعبہ نے کہا صدوق ہے علی بن المدینی نے کہا

ثقہ ہے آخر عمر مین اختلاط کرتا تھا ابن حبان نے کہا حدیث مین غلط کرنے لگا سو اسکی حدیث مین تمیز نہین رہی اس لئے اسکو ترک کئے ابوالحسن بن القطان نے کہا اسکو اختلاط ہوا سو کچھ سمجھتا نہین تھا اس لئے اسکی حدیث ضعیف ہوئی اختلاط کے قبل جو روایت کیا تھا اسمین اور اختلاط کے بعد جو روایت کرتا تھا اسمین اغلب احوال مین تمیز نہین کرتا تھا عقیلی نے کہا اخیر عمر مین اسکو اختلاط ہوا اسکی حدیث مین اضطراب ہے حافظ عسقلانی نے کہا وہ صدوق ہے موت کے پیش از چند روز کے روایت مین غلط کرنے لگا اسکے غلط کو پہچاننے کا ضابطہ یہ ہے لہذا کے لوگ اس سے جو روایت کرتے ہین بعد اختلاط کے ہو اسکے قبل جو روایت کرتے ہین وہ قبل اختلاط کے ہو ابو عمر الدمشقی کو حافظ عسقلانی نے کہا ضعیف ہے عبید بن القشاش کو ابن حبان نے ثقات تابعین مین شمار کیا ہے حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا اسمین لین ہے شیخ ابن حجر الہیثمی نے المنح المکیۃ شرح الہمزیہ مین کہا ہے انبیا کے عدد مین اختلاف ہے اس باب مین مشہور حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ کی ہے جسکو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے پھر ابو ذر کی مذکور حدیث جسکی تخریج کی نسبت ہم عبد بن حمید وغیرہ کی طرف کئے ہین ذکر کیا اور بولا اس حدیث کو حافظ ابو حاتم بن حبان نے اپنی کتاب الانواع والتقاسیم مین بطولہ وارد کیا ہے اور اس حدیث کی تصحیح کی ہے لیکن ابن الجوزی نے اسکا خلاف کیا اور اس حدیث کو اپنی کتاب الموضوعات مین ذکر کیا اور اس حدیث کا راوی جو ابراہیم بن ہشام ہے اسکو وضع سے متہم کیا حافظ ابن الکثیر نے کہا جرح و تعدیل کے اکثر ائمہ اسی حدیث کے سبب سے ابراہیم مین کلام کئے ہین انبیا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہونیکی حدیث اور رسول تین سو پندرہ رہنے کی حدیث دونون صحیح ہین کر کر مین منہاج کی شرح کے خطبے مین ذکر کیا ہون اسکو جان رکھئے اور انبیا آٹھ ہزار ہین کر کے ابو یعلی نے روایت کی ہے انتہی منہاج کے شرح تحفہ مین کہا انبیا کا عدد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہونیکی حدیث اور رسول تین سو پندرہ ہونیکی حدیث صحیح ہے اور حدیث جو دونون کے عدد پر مشتمل ہے اگرچہ انمین کی ایک حدیث کی سند مین ضعیف راوی ہے اور دوسری کی سند مین مختلط ہے لیکن اسکے تعدد کے سبب سے جبر و نقصان ہوا امام احمد کا اسکو اپنی مسند مین ذکر لانا اسکو مؤید ہے کیا واسطے احمد نے کہے ہین مسند احمد کی ضعیف حدیث حسن حدیث کے مرتبہ مین ہے انتہی شمس الدین الرملی نے منہاج کی شرح مین کہا انبیا کا شمار ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے رسولون کے شمار مین اختلاف ہے تین سو چودہ ہین تیرہ انتہی نبذہ عاصمی کہتا ہے ابن حجر ہیثمی نے انس کی حدیث کا حال جسمین انبیا کا عدد آٹھ ہزار ہے بیان نہین کیا ہم اسکی ضعف کا حال اوپر ذکر کئے

برتقدیر صحت کے دوسرے احادیث کو معارض ہوتی ہے ابوذر کی حدیث کو جسکی صحت کا ابن حجر نے جزم کیا ہے اور ابوذر کی حدیث جسکو ابن مردویہ وغیرہ روایت کئے ہین اُسکے راوی کی توثیق مین خلاف ہے سو ہم بیان کئے اسکو جرح کرنے والے کذب کی تہمت کا جرح کرتے ہین قواعد اصول کے نظر کرتے جرح تعدیل پر مقدم ہے اور اس روایت مین رسولون کا عدد تین سو تیرہ ہے اگر ابن حجر ہیثمی اس حدیث کی صحت کا قایل ہو تو اسکو ضرور ہے رسولون کے عدد کو تیرہ کہنا پندرہ نہ کہنا اور احمد کی ایک حدیث کی سند مین ضعیف راوی ہے سو اُس سے ابو امامہ کی حدیث مُراد ہے جسکا راوی علی بن یزید ہے اور دوسری کی سند مین مختلط ہے سو اُس سے ابوذر کی حدیث مراد ہے جسکا راوی مسعودی ہے لیکن انبیا کا عدد فقط ابو امامہ کی حدیث مین مذکور ہے ابوذر کی حدیث مین مذکور نہین پھر اُسکے راوی کا جبر ابوذر کی حدیث سے نہین ہوتا رسولون کا عدد امامہ کی حدیث مین تین سو پندرہ ہے ابوذر کی روایت مین راوی اضطراب کیا ہے کبھی تین سو پندرہ کہا کبھی تین سو بضعۃ عشر کہا تعداد رسولون کا جو ان حدیثون سے مقصود وہی ہے متعین نہ ہوا اس اضطراب سے اُسکا قول قابل حجت نرہا اور ایک روایت دوسری روایت کو مؤید نہوئی اور احمد کی ایک روایت کی سند مین فقط ایک ہی شخص ضعیف نہین بلکہ دوسرے شخص مین بھی کلام ہے اور احمد کی دوسری روایت مین مختلط شخص فقط نہین بلکہ اُسکا شیخ بھی ضعیف ہے اور اوسکے شیخ کا شیخ لین الحدیث ہے احمد کی ضعیف حدیث بمرتبۂ حسن کے ہونا یہہ قول تغلیبًا ہے اگر وہ حکم کلی ہو تا تو مسند کے تمام احادیث کو صحیح یا حسن کہنا اور قابل حجت ہونا لازم آتا حالانکہ ایسا نہین زین العراقی نے کہا ہے مسند احمد مین ضعیف حدیث موجود رہنا امر یقینی ہے ان شبہون کے نظر کرتے انبیا پر ایمان لانے مجمل کو اختیار کرنا بہتر ہوا واللہ اعلم۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا اور بات کی اللہ نے موسیٰ سے باتین یعنی اللہ تعالیٰ موسیٰ سے مخاطب ہوا اور حجاب کے مرتفع کیا یہان تک کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو جو اُسکی ذات سے قایم ہے سنے کلم کو تکلیما سے جو تاکید لایا ہے اسی پر دلالت کرتی ہے اس سے یہہ مراد نہین کہ اللہ تعالیٰ آواز کو کسی چیز مین حادث کیا اور موسیٰ اُسکو سُنے کیا واسطے اس تاویل پر کلّم اپنی حقیقی معنی پر باقی نہین رہتا بلکہ مجازی معنی ہوگا مجازی معنی کو مصدر سے تاکید نہین لاتے طبرانی نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ کے بھائی کے بھائی سے زبان کے کلام کرنے کے قبل دوسرے سب بھائیون سے کلام کیا موسیٰ کہنے لگے یارب مین نے کوئی بات نہین سمجھی پھر اخیر کو

موسیٰ کے بھاگنے سے سخن کیا موسیٰ کہے یارب تیرا کلام ایسا ہی ہو اللہ تعالیٰ نے کہا تو میرے سخن کو یعنی جو اسکی حقیقت ہے سنیگا تو تو کچھ نہ رہیگا موسیٰ کہے یارب تیرے مخلوقات مین ایسی کوئی چیز ہے جو تیرے کلام کی شباہت رکھے اللہ تعالیٰ نے کہا نہین لیکن گاج کا نہایت سخت آواز جو ہوتا ہے میرے کلام کی کچھ شباہت رکھتا ہے یعنے لوگ جو کلام الٰہی کے منکر ہین کلم کو زخم کی معنی سے لیتے ہین اور ترجمہ یون کرتے ہین کہ زخمی کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو زخمین یعنی محنت و مشقت کے ناخن سے موسیٰ کو زخمی کیا امام رازی نے کہا یہہ تفسیر باطل ہے بندۂ عاصی کہتا ہے کیا واسطے یہہ معنی آیات و احادیث کے اور تمام مفسرون کے اقوال کے مخالف ہے واللہ اعلم یعنے کہتے ہین یہہ جملہ بھی یہود کے اعتراض کا جواب ہے اسکی تقریر یون ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے سخن کیا اور اسکو اس سے بزرگی دی سو یہہ کلام کرنا دوسرون کی نبوت مین قدح نہین کرتا ایسا ہی تورات موسیٰ پر یکمشت نازل کرنا دوسرون کی نبوت مین قدح نہین کرتا رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ کتنے رسول خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے تاکہ نہ رہے لوگون کو اللہ پر جگہ الزام کی رسولونکے بعد یہہ رُسُلًا اوپر کے رُسُلًا کا بدل ہے اوپر کا رسلًا محذوف فعل کا مفعول تھا یہہ بھی محذوف فعل کا مفعول ہے اسکی تقدیر ارسلنا رسلًا ہے زمخشری نے کہا منصوب ہے مدح پر یعنی مدح کرتا ہون رسولون کی یعنے کہتے ہین منصوب ہے حال کی جہت سے تقدیر یون ہو اوحینا الیہم رسلًا یعنی وحی بھیجی ہم نے انکی طرف جس حال مین کہ وہ رسل ہین اسکے مابعد کی تمہید اور توطیہ کے واسطے اسکو ذکر کیا لِئَلَّا مین لام جارّہ ہے اسکے بعد کی کا لفظ مقدر ہے اس لام کو نحوین لام کے کہتے ہین اس لام کا تعلق بعضون کے قول پر مبشرین سے ہے کو فیون کے قول پر منذرین سے ہے یعنے کہتے ہین اسکا تعلق محذوف فعل سے ہے جو ارسلنا ہے حجۃ یکون کا اسم ہے یکون کی خبر یا علی اللہ یا علی الناس ہے جب علی الناس کو یکون کی خبر ڈالین تو کلمہ علی اللہ کا حال واقع ہوگا حجۃ کی معنی معذرت بعد الرسل حجۃ سے متعلق ہے اسکو محذوف سے متعلق کیے اس محذوف کو حجۃ کی صفت ڈالنا بھی جایز ہے بعد الرسل مین مضاف محذوف ہے اسکی تقدیر بعد ارسال الرسل ہے آیت کی حاصل معنے یون ہین ہم رسولون کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے جو بھیجے سو لوگون کو معذرت کرنے کی جگہہ نرہنے واسطے بھیجے کیا واسطے اگر رسولون کو نہ بھیجتے تو ہمکو سیدھی راہ بتانے کے واسطے رسولون کے تو نے نہین بھیجا کہ وہ لوگ معذرت کرتے

جب رسول بھیجا تو معذرت کی جگہ باقی نہ رہی تعلق بعد الرسل کا منتفی سے نہیں بلکہ نفی سے ہم نے رسولوں کو بھیجنے سے انکی معذرت اور حجت منتفی ہو گئی خوشخبری سنانا سو اس امر کی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اسکو بہت ثواب ملیگا اور بہشت مین آرام سے سدا رہیگا ڈرانا سو اس سے کہ جو کوئی اللہ کے حکم کی نافرمانی کریگا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کریگا تو اسکو بڑی سزا ہوگی دوزخ مین جلا کریگا اقسام کے عذابون مین گرفتار رہیگا بعضون نے کہا یہہ جملہ بھی بعضون کے اعتراض کا جواب ہے تقریر اسکی یون ہے رسولون کو بھیجنے سے مقصود خلق کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کی اور اسکی توحید کی اور اوسپر ایمان لانے کی اور اسکی عبادت مین مشغول ہونیکی راہ بتانا پھر کتاب ایک ہی دفعہ نازل کرے یا بتدریج نازل کرے دونون سورتون مین یہہ مقصود حاصل ہوتا ہے لیکن سب احکام ایک ہی دفعہ نازل کرنے سے اکثر لوگ جو اپنے خواہشون کے مطابق احکام کرتے ہین اونپر شرعی تکالیف شاق ہوتے ہین انکو قبول کرنے سے متنفر ہوتے ہین جیسے تم یہود تورات کے احکام کو قبول کرنے سے ابا کئے جب پہاڑ تمہارے اوپر ڈالنے کیواسطے لاکر کھڑے کئے تب ڈر کے ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھیجے اور اونپر قرآن نازل کئے سو عالم پر رحمت کرنی منظور تھی اس لئے تھوڑی تھوڑی آیتین اور کچھ کچھ احکام تقریبون سے نازل کئے تا آیتون کو یاد کرنے مین اور احکام کو بجالانے مین لوگون پر مشقت نہووے دفعۃً نازل کرنے سے اس طور پر نازل کرنا اولیٰ ہوا معلوم کیجئے اس آیت سے ثابت ہوا رسول بھیجنے کے قبل اللہ تعالیٰ بندون کو عذاب نہین دیتا اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ معرفت اللہ تعالیٰ کی ثابت نہین ہوتی مگر رسول کیواسطے سے کیواسطے آیت دلالت کرتی ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجنے کے آگے لوگون کو طاعت و عبادت ترک کرنے مین حجت ہے جب رسول کو بھیجا تو حجت باقی نہین رہی تو معلوم ہوا کہ معرفت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے ثابت ہوئی اگرچہ عالم کا نظام بدیع اور اسلوب منیع بلکہ ہر ہر ذرہ اس خالق کی وحدانیت پر دال ہے لیکن لوگ غفلت کے پردون مین پڑے رہنے سے اور شہوتون کے کیچڑ مین پھنسے رہنے سے انکو ان دلایل سے مقصد حاصل کرنا صورت نہین بنتا اگر کسی کو وحدانیت اس خالق کی معلوم ہووے بھی اسکی توحید اور عبادت کس نہج کی ہے سو انکو معلوم نہین ہوتا اس لئے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ انکو حاصل کرنا ضرور ہوا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا اور اللہ ہے زبردست حکمت والا ثمن

یعنی جو لوگ اللہ کے امر کا خلاف کرتے ہین اور اُسکے رسول کی نافرمانی کرتے ہین اُن سے انتقام لینے مین اللہ تعالی غالب ہے رسول کے بھیجنے مین اور اُسپر بتفریق کتاب نازل کرنے مین حکمت رکھی ہے اُوپر کی آیت کا ختم اس جملے پر کرنے مین یہہ اشارہ ہو کہ تم کتاب کو یکبھی نازل کرنیکا سوال جو کرتے ہو اسکو نازل کرنا کچھ مشکل امر نہین اللہ تعالی کی قدرت کے نظر کرتے نہایت سہل ہے لیکن تم اسکو جو طلب کرتے ہو تعنت کی راہ سے ہو اللہ تعالی عزیز ہے اُسکی عزت نہین چاہتی کہ تمھارے قول کو قبول کرے اور اسکی حکمت کی مقتضا بھی ایسی ہی ہو کہ ایسا کرے کیواسطے اُسکا کرنا تم معاندین کو نفع نہ دیگا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن المنذر اور ابن مردویہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ سے زیادہ غیور کوئی نہین اس لئے فواحش کو یعنی بدکامون کو علانیہ اور پوشیدہ کرنا حرام کیا اور اپنی مدح یعنی اپنی تعریف کرنا اللہ سے زیادہ دوست کسی کو نہین اسی لئے اللہ نے اپنے کو آپ سراہا یا اور عذر کو قبول کرنا اللہ سے زیادہ کسی کو دوست نہین اسی لئے انبیا کو بشارت دینے اور ڈرانے بھیجا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور حکیم الترمذی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عذر قبول کرنا اللہ سے زیادہ کسی کو دوست نہین اسیواسطے رسولون کو خوشی سُنانے اور ڈرانے کے لئے بھیجا اور مدح کرنا اللہ تعالی سے زیادہ کسی کو دوست نہین اسی واسطے جنت کا وعدہ کیا لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَشْهَدُوْنَ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اُس پر جو تیری طرف اُتارا اتارا اسکو اپنے علم سے اور فرشتے گواہی دیتے ہین معلوم کیجئے لکن کا کلمہ استدراک کیواسطے آتا ہے استدراک کی معنی یہہ ہے اوپر کے کلام سے توہم و ترنگ جو پیدا ہوتی ہے اسکو دور کرنا لکن کی معنی جب یہہ ہوئی تو اسکے لئے ایک جملہ جسمین یہہ ترنگ ہو اوپر مذکور ہونا ضرور ہوا یہان کونسا جملہ ہے جسکی ترنگ کو یہہ جملہ دور کیا سو بعضے کہتے ہین یہہ جملہ مذکور آیات ہین کیا واسطے یہود جو سوال کرتے اُسکے یہہ آیتین جواب ہین اُنکا سوال یہہ تھا کہ آسمان پر سے یکبھی کتاب لانا یہہ سوال محض تعنت کی راہ سے تھا اُنکے جواب مین کہا انا اوحینا الیک الآیہ اس سے ایسا معلوم ہوا کہ ہمارے ان جوابو کو

اہل تنت قبول نہ کرینگے قرآن اللہ کی کتاب ہونے کی گواہی نہ دینگے وہ گواہی نہ دیئے تو کیا ہوتا لیکن اللہ گواہی دیتا ہے بعضے کہتے ہین ترنگ کا جملہ محذوف ہے وہ جملہ یہود کا قول ہے جو بولے اللہ اس کتاب کو نازل کیا کرکے ہم گواہی نہین دیتے اس قول کی تائید کرتی ہے حدیث جسکو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوۃ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیئے ہین کہ یہود کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو کہے مین اللہ کا رسول ہون تم تکو یقیناً معلوم رہیگا واللہ مجھکو یقین ہے وہ کہے ہم نہین جانتے اسی پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی لکن اللہ یشہد الآیہ حاصل معنی یہ ہے یہ یہود تیری نبوت کا انکار کرنے سے اور قرآن اللہ کا کلام ہونیکی گواہی نہ دینے سے اسی محمد تو بخیدہ مت ہو کیا واسطے اللہ گواہی دیتا ہے اور اُسکے فرشتے گواہی دیتے ہین کہ تجھ پر کتاب جو نازل کی ہے سچ ہے اللہ کی گواہی دینے کا بیان یون ہے اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو جو غایت فصاحت اور نہایت بلاغت پر مشتمل ہے تجھ سے اُمّی پر نازل کی کہ جسکے معارضہ سے اولین و آخرین سب عاجز ہوئے اُسکے چھوٹے سورے کے مانند بولنے پر قادر نہین ہوئے بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کلام کرتے تھے علی الخصوص خطبون مین اگرچہ غایت فصاحت مین رہتا تھا لیکن اس کلام کا پایہ آیتون کے پایہ کو نہین پہنچتا تھا اس سے معلوم ہوا قرآن معجزہ ہے معجزہ ظاہر ہونا گواہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ اس معجزے کو بتانے والا صادق ہے اسواسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ای محمد اس قرآن کیواسطے کہ جسکو اللہ تیرے پر نازل کیا ہے اللہ تجھکو گواہی دیتا ہے انزلہ بعلمہ جو فرمایا سو اُس سے انزال کی صفت بیان کیا اس طور پر کہ قرآن کو جو نازل کیا سو اپنے علم تامہ اور حکمت بالغہ سے نازل کیا سو اُس سے قرآن کا حسن اور وہ نہایت کمال مین رہنا ثابت ہوا بعضے کہتے ہین اس کی معنی یون ہے، اسکو نازل کیا سو تو اُسکے نازل کرنیکا اہل اور لایق ہے اور بندون کو احکام پہنچانیکا جانکر نازل کیا بعضے کہتے ہین اُسکی معنی یون ہے نازل کیا سو اسکے نازل کرنے مین بندون کی مصلحتین ہین جانکر نازل کیا ملائکہ گواہی دیتے ہین سو انکی گواہی بھی قرآن کے اعجاز کے سبب سے معلوم ہوئی کیا واسطے معجزہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہونا دلالت کرتا ہے کہ حضرت کی نبوت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دیا اللہ تعالیٰ سب

نبوت کی گواہی دیا تو فرشتے بھی اُسکی گواہی دینا ضرور ہے وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا اور اللہ بس ہے گواہی کو یعنی ای محمد تو نبی ہے سو اُسکا گواہ اللہ ہو اللہ کی گواہی تجھکو بس ہے ان کمینے یہود کی گواہی نہ دینے سے تیرا کچھ نقصان نہین سو اس سے اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کرتا ہو اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ مقرر جو لوگ منکر ہوے اور روکے اللہ کی راہ سے وہ تحقیق گمراہ ہوے گمراہی دور یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ سے منکر ہین اور اللہ کی راہ چلنے والون کو اس راہ سے باز رکھتے ہین سو وہ لوگ اللہ کی راہ بھول کے بہت دور پڑے ہین اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین مذکور یہود کے صفات بیان کیا فرمایا کہ وہ لوگ قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تورات مین جو مذکور تھی اسکو چھپاے لوگون کے دلون مین شبہہ ڈالنے شبہے اُنکے یہہ تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول رہتے تو موسیٰ پر تورات اکٹھا جیسی اُتری تھی اُنپر بھی اُترتی اور کہتے کہ تورات مین موسیٰ علیہ السلام کی شریعت قیامت تک باقی رہیگی کر کر ثابت ہو اور کہتے کہ نبی ہونا گر ہارون کی یا داؤد کی اولاد مین پھر ایسے شبہون سے لوگون کو ایمان لانے سے باز رکھے اللہ تعالیٰ نے اور وہ نہایت گمراہ ہین فرمایا کیا واسطے وہ آپ گمراہ ہوے اور دوسرون کو بھی گمراہی مین ڈالے دوسری بات یہہ ہے کہ غیر کو گمراہ کرنے والا گمراہی مین نہایت مستغرق رہتا ہے اُسکا نکلنا اس گمراہی سے نہایت بعید رہتا ہو اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَہُمْ وَلَا لِیَہْدِیَہُمْ طَرِیْقًا ۝ اِلَّا طَرِیْقَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا بیشک جو لوگ منکر ہوے اور ستم کیے ہرگز اللہ اُنکو بخشنے والا نہین اور نہ اُنکو بتاوے راہ مگر راہ دوزخ کی پڑے رہین اُسمین ہمیشہ اوپر کی آیت مین اللہ تعالیٰ نے یہود کی ضلالت بیان کیا اب اس آیت مین اُنکی وعید کو ذکر کیا کہ جو لوگ اللہ سے کافر ہوے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت چھپاکے ستم کیے اور دوسرون کے دلون مین شبہہ ڈال ایمان سے اُنکو باز رکھا اُن پر ظلم کیے سو ایسون کو اللہ نہ بخشیگا اور نہ اُنکو حق کی راہ بتاویگا کیا واسطے کفر پر اُنکا مرنا علم الٰہی مین مقرر ہو چکا ہے اُنکو بتائیگا تو دوزخ مین جانیکی راہ ہی بتائیگا جسمین ہمیشہ جلتے رہینگے بمعنے یغفر کی معنی لیستر کی کرتے ہین یعنے اللہ تعالیٰ اُنکے

بُرے کاموں کو نہ چھپائیگا بلکہ دنیا مین انکو رسوا کریگا قتل اور جلاوطن اور اسیر کر کر عقاب دیگا آخرت
مین انکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا معلوم کیجئے الذین سے متعین یہود ہم مراد لینگے کہ علم الٰہی مین جنکی موت کفر پر
مقرر ہے تو اس صورت مین یہان کچھ شرط کی تقدیر لینے کی حاجت نہین اگر الذین کو عموم پر حمل کرین تو
اس صورت مین شرط کی تقدیر ضرور ہے وہ شرط یہ ہے کہ بغیر توبہ کے کفر پر انکا مرنا وَكَانَ ذٰلِكَ
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا اور یہہ اللہ پر آسان ہے یعنی انکو دوزخ مین ہمیشہ رکھنا اور آتش مین جلنے سے
فانہونا اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ متعذر نہین کیا واسطے اللہ تعالیٰ کا جو ارادہ ہے اُسکے مطابق
واقع ہونا ہی ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا
خَيْرًا لَّكُمْ اے لوگو تحقیق آیا تم پاس رسول ٹھیک بات لیکر تمھارے پروردگار کی طرف سے
سو ایمان لاؤ اُسپر کہ بھلا ہو تمھارا الرسول مین الف لام عہد کا ہے اس رسول سے مراد محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہین حق سے دین اسلام مراد ہے یا قرآن حاصل معنی یہہ ہے اللہ کی طرف سے محمد حق بات لایا ہے تم
اسکی بات مانوگے تو تمھارا بھلا ہوگا معلوم کیجئے مفسرین کہتے ہین قرآن مین یا ایہا الناس جہان آتا ہے
تو وہ خطاب اہل مکہ کو ہے اور جہان یا ایہا الذین اٰمنوا آتا ہے تو وہ خطاب اہل مدینہ کو ہے سو یہہ حکم
غالب احوال کے نظر کرتے ہے کبھی ایسی مراد نہین ہوتی جیسا اس آیت مین ہے سو یہان ایہا الناس
کا خطاب علی العموم ہے کیا واسطے اعتبار عموم لفظ کو ہے لفظ ناس کا عام ہے اوپر کی آیتون مین یہود کے
اعتراض کو اور انکا طریقہ بُرا ہونیکو بیان کیا اب یہود وغیرہ سب کو علی العموم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے دین مین داخل ہونیکا امر کرتا ہے کیا واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق دین جو اسلام ہے لائے
ہین اسلام کا مدار اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اُسکے غیر سے منہ موڑنا اس بات کے حق ہونے
پر عقل دلالت کرتی ہے تو محمد کا حق بات لانا اس دلیل سے لازم ہوا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قرآن لائے ہین وہ معجزہ ہے انکی حقیقت پر دلالت کرتا ہے تو اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق بات
لانا لازم ہوا بالحق کی تعلق محذوف سے ہے وہ محذوف حالا پڑا ہے تقدیر اُسکی متلبساً بالحق ہے یعنی
جس حالی مین کہ وہ حق سے ملا ہوا ہے یا تقدیر متکلماً بالحق ہے یعنی جس حال مین کہ حق بات کرنے والا ہے

بعضے بالحق کو جار مجرور کا متعلق لیتے ہین اس تقدیر پر باسببیہ ہوتا ہے مضاف کو تقدیر کرنیکی حاجت ہے گویا تقدیر یون ہوجاوے لسبب اقامۃ الحق یعنی حق کو ثابت کرنیکے واسطے آیا ہے من ربکم کا تعلق محذوف سے ہو وہ بالحق کا حال ہے یعنی حال یہہ کہ وہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے یا اس کا تعلق جاء سے ہے یعنی محمد تمہارے رب کی طرف سے آیا ہے ڈھونگ نہین کرتا فامنوا مین فا سببیہ ہے امنوا کے بعد مجرور ضمیر محذوف ہے اسکی تقدیر امنوا بہ ہے وَاِنْ تَكْفُرُوا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اگر تم منکر ہوگے تو مقرر اللہ کا ہے جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہے یعنے تم محمد کی رسالت کو نہ مانوگے حق بات جو لایا ہے اُسکے منکر ہوگے تو اللہ کا کچھ نہ بگاڑوگے کیا واسطے اللہ تعالیٰ غنی ہے تمہارے ایمان کی اُسکو کچھ پروا نہین جو کچھ آسمان اور زمین مین ہے سب اسی کی ملک ہے اور سب اُسی کے بندے ہین وہ کسی کا محتاج نہین جو چاہے سو کرے تمہارا کفر اُسکا کچھ بگاڑ نا نہین وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اور ع ۱۲ و ۲۱ د اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا یعنی اللہ تعالیٰ پر بندون کا کوئی کام مخفی نہین ہر ایک کو اُسکے عمل کی جزا دیگا وہ حکمت والا ہے تمکو جو تکلیف دی ہے اپنی حکمت کے نظر کرتے ہے یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ای کتاب والو تم حد سے مت بڑھو اپنے دین مین معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیتون مین یہود کے شبہون کا جواب دیا اب نصارا کے باطل اعتقاد کا رد شروع کیا بعضے کہتے ہین یہہ خطاب یہود اور نصارا دونون کو ہے یہود عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور منقصت مین نہایت مبالغہ کئے نصارا اُنکی تعظیم مین نہایت غلو کئے یہان تک کہ اُسی کو اللہ کہے سو ان دونون فریق کو اللہ تعالیٰ نے کہا تم اپنے دین مین غلو مت کرو تَغْلُوْا مضارع کا صیغہ ہے غلو کا غلو کی معنی حد سے تجاوز کرنا دین مین غلو اور مبالغہ حرام ہے سوای نصارا تم عیسیٰ کے حق مین مبالغہ مت کرو وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اور مت کہو اللہ پر مگر سچی بات یعنے اللہ کا کوئی شریک ہے اور اُسکو بچہ ہے یا اللہ کسی مین حلول کرتا ہے ہرگز مت کہو کیا واسطے اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے ہمیشہ ہے ہمیشہ رہیگا اسکا وجود واجب ہے اور اُسکا عدم ممتنع ہے اُسکے سوای دوسرا کوئی خالق نہین کمال کے صفتون سے متصف ہے نقصان کے عیبون سے منزہ ہے تمامی معلومات سے

عالم ہے تمامی ممکنات پر قادر ہے سب کائنات اُسکے ارادہ سے ظہور مین آتے ہین کلام کرتا ہی ہے یعنی زندہ ہے سمیع ہے یعنی سُنتا ہی بصیر ہے یعنی دیکھتا ہو نقص کے صفتون سے منزہ ہے کوئی چیز اُس سے شباہت نہین رکھتی اُسکا کوئی ند اور ضد اور مثل نہین اور اُسکا کوئی ساجھی نہین اور کوئی اُسکا معین اور پشتیبان نہین اور کسی مین حلول نہین کرتا اُسکی ذات سے کوئی حادث قایم نہین ہوتا اور اپنے غیر سے متحد نہین ہوتا اور وہ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے نہ جسم ہے اور وہ کسی حیز اور جہت مین نہین اور وہ یہان ہے یا وہان ہے اسکا اشارہ نہین کیا جاتا اُسپر حرکت اور نقل کرنا صحیح نہین اور اس پر جہل اور کذب روا نہین جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جو نہین چاہتا سو نہین کرتا اپنی ذات اور صفات مین غنی ہے کسی کا محتاج نہین اُسپر کوئی حکومت کرنے والا نہین اور اُسپر کوئی چیز واجب نہین جو حکم کرتا ہے اور جو کام کرتا ہے اُس مین ظلم اور ستم کی نسبت اُسکی طرف نہین اسکو نہ حد ہے نہ نہایت ہے نہ اجزا ہین اللہ تعالی کی ذات ایسی ہے اُسکا خلاف مت کرو جب اللہ تعالی نے نصارٰی کو دین مین غلو کرنے سے منع کیا تو اب انکو عیسٰی علیہ السلام کی صفت کی طرف اشارہ کر کر فرمایا اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ مسیح نہین ہے مگر عیسٰی مریم کا پوت اللہ کا رسول یعنی عیسٰی کا نسب نہین مگر یہی کہ وہ مریم کا بیٹا ہے اور اللہ کا رسول ہے اُسکے برخلاف کوئی بولے تو وہ کافر اور مشرک ہے وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ اور اُسکا کلام ہے جو والدیا اس کلام کو مریم کی طرف یعنی اللہ تعالی امسیح کو اپنے کلمہ سے جو کن ہے پیدا کیا یعنی ہو جا بولنے سے وہ موجود ہوا اُسکی ایجاد کا واسطہ باپ اور نطفہ نہین تھا مفسرین القاہا کی تفسیر اَوْصَلَهَا سے کرتے ہین یعنی اُس کلمہ کو مریم کی طرف پہنچایا اس طور پر کہ جبرئیل علیہ السلام اُسکی پیراہن کے گریبان مین پھوکے وہ ہوا اُنکے رحم مین پہنچی اس سے حمل ٹھہرا وَرُوحٌ مِنْهُ اور روح ہے اُسکے یہان سے معلوم کیجئے اللہ تعالی نے عیسٰی علیہ السلام کو روح کہا سو اُس کے چند تاویل ہین پہلی یہہ کہ لوگ کس چیز کو غایت طہارت اور نظافت سے وصف کرتے ہین تو اُسکو روح کہتے ہین عیسٰی علیہ السلام کی پیدایش باپ کے نطفہ سے نہین تھی اس جہت سے اُسکو روح بولا اور لفظ منہ کرکے اُس روح کو اپنی طرف نسبت کیا سو اُسکی تشریف اور تعظیم کیو اسطے کہا

جیسے کہ نعمت کامل اور نہایت شریف ہو تو اسکو نعمۃ من اللہ کہ یہان کی نعمت کہتے ہین اور جیسے بیت اللہ
یعنے اللہ کا گھر اور ناقۃ اللہ یعنی اللہ کا ناقہ کہتے ہین دوسری تاویل یہہ ہے عیسیٰ علیہ السلام خلق اللہ کو زندہ
کئے یعنی مردہ دل والون کو زندہ کئے یا حقیقی مردون کو زندہ کئے ایسے کو روح سے وصف کرتے ہین
جیسا اللہ تعالیٰ نے قرآن کی وصف مین کہا وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا تیسری تاویل رحمۃ کو
روح سے تعبیر کرتے ہین عیسیٰ علیہ السلام کا آنا خلق اللہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی خلق اللہ کو انکے دینی مصلحتون
کی تعلیم کرتے تھے دنیا کے مصلحتون کا ارشاد نہین کرتے تھے اس لئے انکو روح سے وصف کیا چوتھی تاویل روح
کی اصل معنی دم لینے ہوا جو بھرنے سے مخلوق ہر سو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش جبرئیل کے پھونکنے سے ہوئی اس لئے
انکو روح سے وصف کیا یہہ پھونکنا اللہ تعالیٰ کے امر والا تھا اس لئے اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کیا
پانچوین تاویل روح کو نکرہ لایا سو یہہ لفظ تعظیم پر دلالت کرتا ہے گویا اسکی معنی یون ہے عیسیٰ ایک روح ہے
ان ارواح سے جو نہایت مقدس اور شریف اور عالی ہین پھر منہ سے اسکی تشریف اور تعظیم کی چھٹوین تاویل
اللہ تعالیٰ نے آدمیون کے ارواح کو جب پیدا کیا تو سب کے آدم علیہ السلام کے صلب مین رکھا انھین سے ہر انسان
کا روح اپنے باپ کے صلب مین آکر اسکے واسطے سے صورت بشری لیا عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو آدم علیہ
السلام کے صلب مین ودیعت نہ رکھ کے اپنے پاس رکھا عیسیٰ کی خلقت کا جب ارادہ کیا تو اس روح کو
جبرئیل کے واسطے سے مریم عذراء بتول کے شکم مین ڈالا اس وجہ سے عیسیٰ کو روح سے وصف کیا تعلیم
کیجئے انما کا کلمہ حصر کا ہے المسیح مبتدا ہے عیسیٰ اسکا بدل ہے یا عطف بیان ابن مریم صفت ہو عیسیٰ کی رسول اللہ
خبر ہے مبتدا کی وکلمتہ کا عطف رسول اللہ پر ہے القاھا کا جملہ حال کی جگہ مین ہے قد کا لفظ وہان مقدر ہے
حال کا عامل کلمۃ ہے کیا واسطے کلمتہ کی معنی المکون بکلمۃ کی ہے یعنی اسکی ولادت کی منشاء اور سبب کے ابتدا
کرنے سے ہے روح کا عطف کلمۃ پر ہے منہ صفت ہے روح کی من کا کلمہ ابتدا غایت کے واسطے تثلیث کو تسلیم
لینا صحیح نہین فآمنوا باللہ ورسلہ سو تم ایمان لاؤ اللہ سے اور اسکے رسولون سے یعنی مانو
اللہ کو اور اسکے رسولون کو یہہ خطاب اگرچہ علی العموم ہے لیکن اوپر کے خطاب کے نظر کرتے یہہ خطاب بھی
اہل کتاب کے ہے یعنی اے اہل کتاب تم اللہ کی وحدانیت کو مانو اللہ کا کوئی فرزند نہین اور اسکے رسولون کی

تصدیق کرو اور عیسیٰ بھی اللہ کا رسول ہے اُسکو رسول اللہ کر کر ایمان لاؤ اُسکو آلہ مت ٹھہراؤ عبد بن حمید اور حاکم اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نجاشی نے جعفر کو کہا تمھارے صاحب یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مریم کے پوت کے حق مین کیا کہتے ہین جعفر کہے اللہ نے جو کہا سو کہتے ہین اللہ کا روح ہے اور اُسکا کلمہ ہے عذرا بتول سے نکالا کہ جس بی بی سے کوئی بشر قربت نہ کیا نجاشی نے زمین پر سے ایک تنکا اُٹھاکے کہا ای قسیسن و رہبان یہہ لوگ ابن مریم کے حق مین جو کہتے ہین اُس سے اس تنکے کے برابر بھی کچھ زیادہ نہین حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے بیہقی نے دلایل النبوۃ مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجاشی کے پاس بھیجے ہم اسّی مرد تھے اور ہمارے ساتھ جعفر بن ابی طالب تھے اور قریش بھی عمارہ اور عمرو بن العاص کے ساتھ تحفے دیکر نجاشی کے پاس بھیجے جب یہہ دونون نجاشی کے پاس گئے تو اُسکو سجدہ کئے اور تحفے گذرانے اور کہے ہماری قوم کے چند اشخاص ہمارا دین چھوڑ دئے ہین اور تمھارے ملک مین آکر اترے ہین نجاشی نے مسلمانون کو طلب کیا سو نجاشی کے پاس گئے اور اسکو سجدہ نہین کئے اُن سے پوچھے تم بادشاہ کو کیا واسطے سجدہ نہین کئے جعفر کہے اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنے نبی کو بھیجا ہے اوس نبی نے ہمکو امر کیا ہے کہ سوائے اللہ کے کسیکو سجدہ نکرنا عمرو بن العاص نے کہا یہہ لوگ عیسیٰ مین اور اسکی مان مین تمھارا خلاف کرتے ہین نجاشی نے کہا عیسیٰ اور اسکے والدہ کے حق مین تم کیا کہتے ہو جعفر کہے اللہ تعالیٰ نے جیسا فرمایا ہے ہم ویسا کہتے ہین اللہ کا روح اور اسکا کلمہ ہے جو ڈالا اسکو عذرا بتول مین جسکو کوئی بشر نہین چھیا نجاشی نے ایک تنکا اُٹھاکے کہا ای قسیسن و رہبان یہہ جو کہتے ہین اُس پر اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہین اور مسلمانون کی طرف پھر کر کہا مرحبا تمکو اور تم جسکے پاس سے آئے ہو اور مین گواہی دیتا ہون کہ وہ نبی ہین مجھکو آرزو ہے کہ مین اُنکے پاس رہ کر اُنکی جوتی برداری کرون میرے ملک مین تمھارا دل جہان چاہتا ہے وہان رہو معلوم کیجئے نجاشی حبش کا بادشاہ تھا مذہب نصرانی رکھتا تھا جعفر کے ساتھ اسکو یہہ گفتگو جو ہوئی متعدد طریقون سے آئی ہے اُسکا مطول قصہ بھی ہے جعفر آیت جو پڑھے اُسکی تفسیر مین انشاء اللہ وہ حدیث مذکور ہوگی امام مالک اور ابو داؤد طیالسی اور حمیدی اور امام احمد اور دارمی اور ابن ماجہ اور بخاری اور ترمذی شمایل مین اور ابو یعلی

اور ابن حبان عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا تطروني كما اطرت النصاریٰ عیسی بن مریم فانما انا عبده فقولوا عبد الله ورسوله یعنی میری مدح مین تم مبالغہ مت کرو جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی مدح مین مبالغہ کئے سو مین نہین ہون مگر بندہ تم مجھکو اللہ کا بندہ اور اسکا رسول کہیو امام احمد اور بخاری اور مسلم عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جس نے گواہی دیگا کہ کوئی الٰہ نہین ہے سوائے اللہ کے جو ایک ہے اور اسکا کوئی ساجھی نہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکا بندہ اور رسول ہے اور عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہے اور اس کا کلمہ ہے جسکو پہنچایا مریم کی طرف اور روح ہے اسکے یہان سے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اللہ اسکو بہشت کے آٹھ دروازون مین جس دروازے سے جانا چاہتا ہے اس دروازہ سے داخل کریگا کیسا ہی عمل کیا ہو یہہ لفظ مسلم کا ہے

وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَةٌ اور مت کہو تین یعنی الٰہ تین ہین مت کہو معلوم کیجئے نصاریٰ کے فرقہ بہت ہین لیکن انمین مشہور چار فرقہ ہین ایک یعقوبیہ تابعین یعقوب السروجی کے اسکو برا دعی کہتے ہین انکا عقیدہ یہہ ہے مسیح اللہ ہے یعنی اللہ اور مسیح دونون مکے ایک ہی طبیعت اور ایک ہی اقنوم ہوئے دوسرا ملکانیہ انکے عقیدہ مین اختلاف ہو انمین کے بعضون کا عقیدہ وہی ہو جو یعقوبیہ کا عقیدہ ہو بعضے کہتے ہین الٰہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر ہین لیکن انکا اقنوم ایک ہی ہے مسیح مین لاہوت کی طبیعت کے نظر کرتے باپ کی شباہت ہو اور ناسوت کی طبیعت کے نظر کرتے ابراہیم اور داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شباہت ہے اور انکا شخص واحد ہی ہے الٰہ اور مسیح دونون شخص واحد ہین تیسرا فرقہ نسطوریہ ہے نسطور کی طرف نسبت ہے انکے عقیدے مین بھی اختلاف ہو بعضون کا عقیدہ یہہ ہے کہ مسیح ابن اللہ ہے بعضون کا عقیدہ یہہ ہے الٰہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر اور دو اقنوم ہین وہ دونون اپنی طبیعت پر باقی ہین چوتھا فرقہ موحدین ہے انکے عقیدہ مین ناقلین کو اختلاف ہو بعضے کہتے ہین انکا یہہ عقیدہ ہے کہ الٰہ ثالث ثلثہ ہے یعنی تین مین کا تیسرا بعضے کہتے ہین انکا یہہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ جوہر واحد ہے اسکے تین اقنوم ہین باپ کا ایک اقنوم اور بیٹے کا ایک اقنوم اور ہولی کشت یعنی روح القدس کا ایک اقنوم لیکن سب نصاریٰ تثلیث کے یعنی الٰہ تین رہنے کے قایل ہین کہتے ہین الٰہ باپ ہے اور بیٹا ہے اور ہولی کشت یعنی روح القدس ہے باپ سے ذات کا اور بیٹے سے

نصاریٰ کا عقیدہ اور انکا رد

نطق کا جو کلام نفسانی ہے اور روح القدس سے حیات کا ارادہ کرتے ہین اور باپ جوہر ہونے مین انکو اتفاق
ہے لیکن کلام اور حیات یہہ دونون باپ کے صفت ہین یا انکا خاصہ ہین یا دونون اپنے نفسون کے لغت ہین
سو اُسمین انکو اختلاف ہے اقنوم ہمزہ کی ضم اور قاف کی سکون سے اور نون کی ضم سے رومی کلمہ ہے اصل
کی معنی سے جیسے عنصر اور اسطقس ہین لیکن بعدہ نصاریٰ نے اپنی اصطلاح مین اسکو شخص کی معنی مین استعمال کرنے
لگے معلوم کیجئے معرفت الٰہ کی جس کا جاننا ضرور یات سے ہے بداہت عقل اُسکی وحدانیت پر دلالت ہے جب انکے فرقون
مین اختلاف ہوا تو ثابت ہوا کہ انکو ہنوز الٰہ کی ذات سے خبر نہین انکے مذاہب مختلف رہنے ہے اس کے ضبط کے واسطے
ہم ایسا کہتے ہین کہ انکے پاس الٰہ کی ذات اور مسیح کی ذات متحد ہے یا الٰہ کی ذات مسیح مین حلول کی ہے یا اللہ کی
صفت مسیح مین حلول کی ہے پھر اُسکا حلول یا مسیح کے جسم مین ہے یا اُسکے نفس مین ہے سو چھے احتمال ہوئے پھر نصاریٰ
ان احتمالون سے کسی ایک احتمال کو اپنا عقیدہ ٹھہراتے ہین یا نہین درصورتیکہ اُن احتمالون سے کسی احتمال کو اپنا
عقیدہ نہ ٹھہرایا تو کیا ایسا کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے مسیح کو خلق و ایجاد کی قدرت دی تھی یا قدرت نہین دی لیکن انکو
معجزہ دیا تھا انکی تشریف و اکرام کرنیکے واسطے انکو ابن یعنی فرزند نام رکھا جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ
نام رکھا سو جملہ آٹھ احتمال ہوئے اُمین سے اول کے چھے احتمال جنمین دعوی اتحاد و حلول کا ذکر کرتے
ہین باطل ہے کیا واسطے برہان سے ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کی ذات اُسکے غیر سے متحد نہین ہوتی اس دلیل کی تفصیل
یہہ ہے اتحاد کے تین معنی ہین پہلی معنی یہہ ہے کہ ایک شئی سے کچھ چیز زائل ہوکے یا کوئی چیز اُسکی طرف منضم
ہوکے دوسری شی ہوجانا اتحاد کی یہہ حقیقی معنی ہے یہہ معنی دو نہج سے متصور ہوتی ہے ایک یہہ ہو کہ دو شئے
مثلاً زید اور عمرو تھے دونون متحد ہوکر ایک ہی شئے ہوئے زید تھا سو عمرو ہوا یا عمرو تھا سو زید ہوا اس
نہج کی اتحاد مین قبل اتحاد کے جو شئے تھے بعد اتحاد کے دونون ایک ہی شے حاصل ہوئی دوسری نہج یہہ ہے دونون
ایک ہی شے مثلاً زید تھا سو بعینہ دوسرا شخص جو زید کا غیر ہے ہوا اس نہج کے اتحاد مین قبل اتحاد کے جو ایک ہی
امر تھا بعد اتحاد کے دوسرا امر ہوا جو قبل اتحاد کے وہ امر حاصل نہ تھا بلکہ بعد اتحاد کے حاصل ہوا یہہ دونون
نہج کے اتحاد بداہتہً باطل ہین اور مطلق محال ہین خواہ واجب تعالیٰ مین ہو یا اُسکے غیر مین کیا واسطے
دو ماہیت مین یا دو ہویت مین یا ایک ماہیت اور ایک ہویت مین تغایر و اختلاف جو ہے بالذات ہے

یعنی دو امر جو فرض کئے اُنکی ذات چاہتی ہے کہ اُنمین اختلاف ہو نا ذات جس چیز کو چاہتی ہو اُسکا زوال ممکن نہین جیسے ذات کے دوسرے لوازم مختلف نہین ہوتے اس کلام کی توضیح یہ ہے اتحاد کے بعد دونون کی ہویت معدوم ہو کے دوسرا ایک امر موجود ہوا تو دونون مین اتحاد نہونا کیا واسطے دونون معدوم ہو کے ایک امر ثالث پیدا ہوا جو دونون کا غیر ہے دو معدوم مین تو اتحاد نہین اگر دونون امر سے ایک امر فقط معدوم ہو دوسرا باقی رہا تو وہان بھی اتحاد نہین کیا واسطے معدوم موجود کے ساتھ متحد نہین ہوتا ورنہ ایک شئ معدوم و موجود ملکر ہونا لازم آتا ہے یہہ باطل ہے اگر اتحاد کے بعد دونون امر باقی رہے تو ہنوز اُنکی تغایر اور دوئی جیسی تھی ویسی ہی باقی رہی اتحاد نہوا اتحاد کی دوسری معنی یہہ ہے ایک سے دوسری شئ کے ساتھ منضم و مرکب ہو کے شئ ثالث پیدا ہونا دو حقیقت تھے سو جمع ہو کے شخص واحد بنے جیسے سرکہ اور شہد ملکے سکنجبین بنی پانی اور مٹی ملکے کیچڑ ہوا اتحاد کی تیسری معنی یہہ ہے کہ ایک شئ کا جوہر باعرض استحالہ یعنی تغیر پاکے دوسری شئ ہونا جیسا پانی ہوا ہوا پانی کی صورت نوعی جو تھی اپنے ہیولے سے زایل ہو گئی پھر اس ہیولے کی طرف ہوا کی صورت نوعی جو تھی منضم ہوئی سو ہوا کی حقیقت حاصل ہوئی پانی کی حقیقت اُس سے زایل ہوئی اور جیسا کہ تھا سو سفید ہو اسیاہ ہونے کی صفت اپنے موصوف سے زایل ہوئی سفید کی صفت سے اُسکا موصوف متصف ہوا اتحاد کے یہہ دونون معانی ہین ان دونون معنی کا اتحاد بھی اللہ تعالیٰ کے حق مین محال ہر دوسری معنی کا اتحاد اللہ تعالیٰ کی ذات مین متنع ہونیکی دلیل کو ہم حلول کی امتناع کی دلیل کو ذکر کرکے بیان کرینگے تیسری معنی کا اتحاد بھی اللہ تعالیٰ کی ذات مین محال ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ کی ذات مین اُسکے صفات مین حقیقۃً تغیر و تبدل ہونا جایز نہین اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ازلی ہے اُسمین تغیر کو دخل نہین صفات بھی ازلی ہین اُسکی ذات سے قایم ہین اُنمین جب تغیر ہو تو باری تعالیٰ کی ذات اپنے کمال سے خالی ہونا اور اللہ تعالیٰ حوادث کا محل ہونا لازم آتا ہے وہ تو جایز نہین اتحاد کا مذکور معنی اللہ تعالیٰ کے صفات مین جایز ہو تو اُسکے صفات مین تغیر و تبدل ہونا لازم آتا ہو یہہ تو محال ہے اللہ تعالیٰ کسی مین حلول نہین کرتا سو اُسکی دلیل یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود واجب لذاتہ ہے اور اُسکا عدم ممتنع لذاتہ ہے اُسکی دلیل یہہ ہے اجسام سارے حادث ہین اُنکے لئے ایک صانع ضرور ہے وہ صانع اگر واجب الوجود ہے تو مطلب حاصل ہوا اگر ممکن ہے تو اُسکے لئے بھی ایک مؤثر ضرور ہے اُس مؤثر مین بھی یہی بات

عود کریگی آخر دور یا تسلسل ہونا لازم آئیگا یا آخر کو ایک مؤثر کی طرف جو واجب الوجود لذاتہ ہو منتہی ہوگا
اول کے دونون قسم باطل ہوئے تو ثانی متعین ہوا حکما اس پر دلیل یون قایم کرتے ہین کہ موجودات کے
خصوصیات اور انکے احوال سے قطع نظر کرتے واقع مین ایک موجود ہونا ضرور ہے یہہ موجود اگر واجب لذاتہ
ہے تو مطلب حاصل ہوا اگر ممکن ہے تو مؤثر کی طرف محتاج ہوگا آخر ایک واجب کی طرف منتہی ہونا ضرور ہے
وگرنہ دور یا تسلسل لازم آئیگا یہہ تو باطل ہے جب اللہ تعالی واجب الوجود لذاتہ ہونا ثابت ہوا تو اللہ
تعالی کا غیر مین حلول کرنا جایز نہوا کیونکہ واسطے حلول کی معنی ایک شی دوسری شے مین بر سبیل تبعیت
داخل ہونا واجب لذاتہ دوسرے کا جب تابع ہوا تو اسکی طرف محتاج ہوا جب محتاج ہوا تو واجب لذاتہ
نرہا اور بھی واجب لذاتہ اگر کسی محل مین حلول کرے تو واجب تعالی اُس محل سے لذاتہ غنی ہے یا نہین
اگر غنی ہے تو اس محل مین حلول نہ کریگا کیونکہ واسطے جو چیز غیر مین حلول کرے تو محل کی محتاج ہوئی غنی لذاتہ
کو محل کی احتیاج عارض ہونا محال ہے کیونکہ واسطے جو بالذات ہے بالغیر سے زایل نہین ہوتا اگر محل سے
غنی لذاتہ نہین ہے غیر کا لذاتہ محتاج ہوا غنی کی معنی یہی ہے کہ غیر کا محتاج نہونا جب غیر کا محتاج ہوا تو
دو امر محال لازم آئے ایک تو غیر کی احتیاج دوسرا محل قدیم ہونا یہہ دونون باطل ہین اور بھی
واجب لذاتہ کسی شی مین حلول کیا تو وہ محل انقسام کے قابل ہوگا یا نہین اگر قابل انقسام ہے تو واجب
کی انقسام اور اُسکا ترکب اور اجزا کی احتیاج لازم آئی یہہ تو باطل ہوا گر وہ محل انقسام کو
قبول نہین کرتا ہے مثلاً جوہر فرد ہے تو واجب سب سے حقیر رہنا لازم آتا ہے اور بھی واجب کسی
جسم مین حلول کیا تو اسکی ذات جسم مین حلول کرنیکے قابل ہوئی قبول کرنے مین تو سب اجسام مساوی
ہین کیونکہ واسطے متکلمین کے پاس سب اجسام جوہر فرد حامل سے مرکب ہین اور حکما کے پاس ہیولے
اور صورت سے مرکب ہین اب فاعل مختار کو اختیار ہے کہ بعضے اجسام مین حلول کرے اور بعضون مین
حلول نکرے ممکن ہوا کہ مچھر مین اور خرمے کی گٹھلی مین بھی حلول کرے مدعی کہتا ہے کہ انمین
حلول کرنا ممکن نہین تو معلوم ہوا کہ یہہ بات بدیہی البطلان ہے اور بھی کسی شے مین حلول کیا تو
حلول بر سبیل وجوب ہے یا بر سبیل جواز اگر حلول بر سبیل وجوب ہے تو وہ باطل ہے کیونکہ واسطے حال لینے

جو شے حلول کی ہے حادث ہوگی اور محل قدیم ہوگا یا حال قدیم ہوگا اور محل حادث ہوگا یہہ دونون باطل ہین
اور بھی یہہ حال جب واجب ہوا تو اسکی ذات اس محل کی محتاج ہوئی جو محتاج الی المحل ہے واجب نہین
بلکہ ممکن بالذات ہے اگر حلول برسبیل جواز ہے حلول سے یہہ معنی معقول ہوتی ہے کہ حال محل کی محتاج ہونا جب
اسمین یہہ معنی نہو تو حلول بھی متحقق نہوا اگر خصم کہے حلول سے حلول برسبیل وجوب ہے ہم جو کہے تھے اس سے
قدم محل کا یا حدوث حال کا لازم آتا ہے سو ہم اُسکو مسلم نہین رکھتے کیونکہ ہم کہینگے واجب تعالی کی
ذات محل مین برسبیل وجوب حلول کرنیکی موجب ہے بشرطیکہ محل موجود رہے محل موجود ہو نیکے قبل اس
اقتضا کی شرط حاصل نہین ہوئی تھی اسلئے حلول حادث نہوا جب محل موجود ہوا تو اقتضا کی شرط حاصل
ہوئی پھر خواہ مخواہ حلول حاصل ہوا اور یون بھی کہہ سکتے ہین کہ واجب تعالی حلول کرنیکو محل واجب
کرتا ہے جب محل موجود ہوا تو حلول واجب ہوا وہ محل موجود ہونیکے قبل یہہ حلول واجب نہین اُسکا
جواب ہم یون کہینگے کہ حال اور محل مین فرق ظاہر نہین ہوتا مگر اس حیثیت سے کہ حال محتاج محل کی ہے
اور محل اُس سے غنی ہے یہہ معنی جب حاصل ہوئی تو واجب الوجود غیر کا محتاج ہوا اس صورت مین
واجب لذاتہ جو تھا ممکن لذاتہ ہوا یہہ تو باطل ہے اگر یہہ معنی حاصل نہ ہو تو حلول جسکو کہتے ہین وہ
بھی متحقق نہوا معلوم کیجئے واجب تعالی کی ذات غیر مین حلول کرنا جیسا جایز نہین ویسا اُسکے
صفات بھی غیر مین حلول کرنا جایز نہین کیا واسطے صفات مین انتقال متصور نہین ہوتا بلکہ انتقال
اجسام کی خواص سے ہے معلوم کیجئے واجب تعالی غیر مین حلول کرنا جب باطل ہوا تو اتحاد جو معنی
ثانی سے ہے یعنی ایک شے دوسری شے مین منضم ہو دونون سے ایک حقیقت واحدہ پیدا ہونا اس
حیثیت سے کہ مجموع ملکے دوسرا ایک شخص ہونا سو بھی باطل ہوا اس کی دلیل کی تقریر یون ہے
یہان دو شخص جو تھے انمین کا ایک شخص دوسرے مین جب تک حلول نکریگا دونون سے ملکے ایک
حقیقت ہونا ممکن نہین یہہ بات بدیہی ہے جب ایک نے دوسرے مین حلول کیا تو دو حال سے خالی
نہین یا تو واجب تعالی دوسری شے مین حلول کیا یا وہ دوسری شے واجب تعالی مین حلول کی واجب تعالی
دوسری شے مین حلول کرنا محال ہے کیا واسطے واجب مستغنی ہے مستغنی غیر مین حلول کرنا ممتنع ہے چنانچہ

اس امتناع کے دلایل ہم بیان کئے دوسری شے واجب تعالیٰ مین حلول کرنا بھی محال ہے کیا واسطے اس تقدیر پر اللہ تعالیٰ محل ہونا لازم آتا ہے واجب تعالیٰ محل حوادث کا ہونا محال ہے اور بھی واجب تعالےٰ جب محل ہوا تو حال سے مستغنی ہوا کیونکہ محتاج ہونا اُسکے وجوب کو منافی ہے پھر اس تقدیر پر حلول کی شے عرض ہوگی صورت نہوگی جب حال عرض ہوا تو دونون سے حقیقت واحدہ متحصلہ مبنا صحیح نہین اس دلیل پر اعتراض جو کئے ہین کہ بسا اوقات واجب بالغیر جزر ضروری کا خبر ہوتا ہے جیسے عناصر جو امتزاج پائے ہین اُنکے محل موالید کے صور ہین اور موضوع اور عرض سے ماہیت حقیقۃ حاصل نہین ہوتی جو کہے اسکو ہم مسلم نہین رکھتے سو یہہ اعتراضات متوجہ نہین ہوتے کیا واسطے ہمارا کلام واجب بالذات مین ہے نصاریٰ کے مذہب کا ساتھوان احتمال یعنی اللہ تعالیٰ مسیح کو خلق کی قدرت دی ہے سو یہہ بھی باطل ہے کیا واسطے وجود مین مؤثر اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہین ساتھوان احتمال اللہ تعالےٰ مسیح کو رسول بنایا تھا اور معجزون سے اُنکی تائید کی تھی یہہ احتمال حق ہے ہم بھی اسکے قایل ہین لیکن خصم کا وہ مذہب نہین معلوم کیجئے یہہ تقریر نصاریٰ کے مختلف عقیدے جو ہین اُن سبھون کو باطل کرنے کافی ہے لیکن ہم ہر فرقے کے عقیدے پر جو اعتراض ہوتا ہے اسکو اب بتصریح ذکر کرتے ہین جو فرقہ کہتا ہے کہ مسیح اور الٰہ متحد ہوکے ایک ہی طبیعت اور ایک ہی اقنوم ہوئے سو ہم اونکو پوچھتے ہین کہ حقیقت لاہوت اور ناسوت کی اتحاد کے بعد اپنے حال پر ہی باقی رہی یا نہ رہی اگر باقی رہی تو دونون ملکے ایک ہی طبیعت ہوئے تم جو کہتے ہو باطل ہے کیا واسطے دونون کی طبیعت اپنے حال پر باقی ہے پھر اتحاد کہان سے، اگر دونون کی حقیقت اپنے حال پر باقی نہ رہی بلکہ متغیر ہوئی تو یہہ دوسری حقیقت ہوئی یہہ حقیقت نہ لاہوت ہے نہ ناسوت پھر مسیح کو الٰہ ہے اور انسان ہے جو کہتے ہین باطل ہوا اور قدیم کا محدث ہونا اور محدث کا قدیم ہونا لازم آیا اور بھی ہم کہتے ہین اتحاد کے بعد لاہوت اور ناسوت کے لوازم خاصہ اپنے حال پر باقی ہین یا نہین اگر باقی ہین تو وہ دو حقیقت ہی ہین ایک حقیقت نہین ہوئی اگر دونون کے لوازم خاصہ اپنے حال پر باقی نہین بلکہ زایل ہوئے ہین تو دونون بھی زایل ہوئے کیا واسطے عدم لازم کا ملزوم کے

عدم کو مستلزم ہے جب دونون کی حقیقت معدوم ہوئی تو اتحاد بالضرورت باطل ہوی کیا واسطے
ذات کی اتحاد اُنکے وجود کی فرع ہر عدم جو ہر نفی محض ہر عدم جب ہوا تو اتحاد بھی ہوا پھر بالضرورت
اتحاد باطل ہوا جنکا عقیدہ یہہ ہے کہ الٰہ اور مسیح بعد اتحاد کے دو جوہر ہین اور انکا اقنوم ایک ہی ہے اور مسیح مین
شباہت لاہوت اور ناسوت دونون کی ہی اور دونون شخص واحد ہی ہین سو یہہ کلام غیر معقول ہی کیا واسطے
اتحاد سے امتزاج کا ارادہ کرتے ہین تو دونون کی حقیقت ایک ہی ہوئی سو انکا عقیدہ یعقوبیہ کے عقیدہ کے
موافق ہوا اُنپر جو اعتراض ہوتا ہی اِن پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہی اگر اتحاد سے دونون حقیقت
امتزاج پاکے ایک ہی شکل بنے کا ارادہ کرتے ہین تو وہ حلول ہوا اتحاد نہوا واجب تعالیٰ غیر مین حلول کرنا
یا اس سے متحد ہونا دونون کی بطلان ہم بیان کئے اس کے سوائے اتحاد کے کچھ علاحدہ معنے ہین تو انکو بیان کرین
تاہم انکا جواب دینگے جنکا عقیدہ یہہ ہے کہ دونون بعد اتحاد کے دو جوہر اور دو اقنوم ہین اور ہر ایک
اپنی طبیعت پر باقی ہے تو یہہ عقیدہ بداہتہ باطل ہے جس اُسکی تکذیب کرتی ہے کیا واسطے علیحدہ شخص احد
تھا دو شخص نہین تھے پوشیدہ نرہے انگریز اور دوسرے نصاریٰ بہت سے کتب اپنے باطل عقیدون مین تصنیف کئے
ہین لیکن ہم کو اُنکی زبان دانی نہ رہنے سے اُنکا حاصل معلوم نہین ہوتا جو اوساباط بن ابراہیم ساباط
انگریزی زبان کا ماہر ہوکے ایک مدت تک اُنکے اسقف اور قسیس پاس رہا اور اُنکے مذہب کے رد مین
ایک کتاب براہین الساباطیہ فی ابطال مذہب العیسویہ تصنیف کی ہے انگریزون کا عقیدہ اسمین بیان
کیا ہی ہم اُسی سے انگریزون کا عقیدہ نقل کرکے اُسکے بطلان کو بیان کرتے ہین اُسنے نصاریٰ کے
فرقون کے نام کو عرب کے محاورے کے مطابق معرب کرکے ذکر کی ہے ہم کو انگریزی زبان کی وقفیت نہ رہنے
سے اُنکے فرقون کے نام اُسنے جیسا لکھا ہی بعینہٖ اسیکو نقل کرتے ہین اُس نے نقل کی ہے کہ نصاریٰ کہتے
ہین نجات ابدی حاصل ہونے اعتقاد اجماعی کے متمسک ہونا ضرور ہے اُسکو اجماع ایمانی اسامنتی
کہتے ہین اس اعتقاد پر کاتولکیان اور سرپانیان اور یونانیان اور رومیان اور جروج اور اکمتاریان اور فقیریان
اور اصطباغیان اور شمشتیان سب کا اتفاق ہے وہ اعتقاد یہہ ہے الٰہ واحد کو تثلیث مین یعنی
تین حصے کرنے مین اور تثلیث کو توحید مین اعتقاد کرنا اور ہم اشخاص کی تمیز اور اجناس کی تقسیم

نہ کرنا کیا واسطے ذات باپ کی اور ذات بیٹے کی اور ذات روح القدس کی موجود رہنا واجب
ہے اور لاہوت باپ کی اور لاہوت بیٹے کی اور لاہوت روح القدس کی ایک ہی ہے اور جلال
متشابہ ہے اور مجد ابدی ہے کیا واسطے بیٹے کی ماہیت باپ کی ماہیت کے مانند ہو اور روح القدس
کی ماہیت بھی ایسی ہی ہے باپ غیر معلول ہو اور بیٹا غیر معلول ہو اور روح القدس غیر معلول ہے اور
باپ غیر محدود ہے اور بیٹا غیر محدود ہے اور روح القدس غیر محدود ہے اور باپ ازلی ہو اور ابن ازلی
ہے اور روح القدس ازلی ہے ازلی تین نہین اور غیر محدود بھی تین نہین اور غیر معلول ان بھی تین نہین
بلکہ غیر معلول ایک ہو اور غیر محدود ایک ہو اور باپ سب پر قدرت رکھتا ہو اور بیٹا سب پر قدرت
رکھتا ہو اور روح القدس سب پر قدرت رکھتا ہو قدرت رکھنے والے تین نہین بلکہ قدرت رکھنے والا
ایک ہے اور باپ الٰہ ہے اور بیٹا الٰہ ہے اور روح القدس الٰہ ہے الٰہ تین نہین بلکہ الٰہ ایک ہے اور باپ
رب ہے اور ابن رب ہے اور روح القدس رب ہے ارباب تین نہین بلکہ ایک ہی رب ہے اور جیسا ہم اعتقاد مسیحی کے
موافق کہ ہر ذات الٰہ ہے اور رب ہے اعتراف کرنے کے مکلف ہین مذہب اجماعی کے نظر کرتے ہم تین الٰہ
اور تین رب موجود ہین اعتراف کرنے سے ممنوع ہین کیا واسطے باپ کسی سے صادر نہین ہوا نہ عملاً
اور نہ خلقۃً اور بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا نہ عملاً اور نہ خلقۃً بلکہ ولادۃً اور روح القدس باپ سے اور بیٹے سے
صادر ہوا نہ عملاً اور نہ خلقۃً بلکہ ایجاداً سو باپ ایک ہو تین نہین اور ابن ایک ہو تین نہین اور روح
القدس ایک ہو تین نہین اور اس تثلیث مین نہ متقدم ہے اور نہ متاخر ہے نہ کبیر ہے نہ صغیر ہے بلکہ
تینون ازلیت مین اور حاثلت مین برابر ہین سو توحید کو تثلیث مین اور تثلیث کو توحید مین
عبادت کرنا سو جو نجات کا ارادہ کرے اسکو یہہ لایق ہے کہ اسکو تثلیث مین اعتقاد کرے اور
ہمارا رب عیسی المسیح نے نجات ابدی کے واسطے جسد بنگیا کر اپنے اعتقاد کو کامل کرنا لایق ہے کیا واسطے
ہمارا رب عیسی المسیح اللہ کا بیٹا الٰہ ہے اور انسان ہے سو اعتقاد اور اعتراف کرنا دین حق ہے
اسکی الوہیت باپ کی ذات کی طرف سے ہے عالم کے وجود کے قبل پیدا ہوا اور اسکی انسانیت مانکی
ذات کی طرف سے ہے عالم ناسوت مین پیدا ہوا اور وہ مسیح الٰہ کامل ہے اور انسان کامل ہے نفس ناطقہ

اور جسم حیوانی سے متقسم ہے اور اپنی لاہوتیت سے باپ کا مماثل ہے اور اپنی ناسوتیت سے باپ سے
معقول ہے اور وہ الٰہ اور انسان ہو دو نہین بلکہ ایک ہی مسیح ہے اور مسیح ایک ہے لیکن لاہوت
جسم مین حلول نہین کی ہے بلکہ جسم کو لاہوتیت مین استعمال کرنے سے اور کل واحد ہین یعنی تین الٰہ
ایک ہی ہین لیکن اجسام کی تفریق سے نہین بلکہ اشخاص کی اتحاد سے سو جیسا نفس ناطقہ اور جسد
ملکے انسان ہوتے ہین ایسا ہی الٰہ اور انسان مسیح واحد ہین انتہی معلوم کیجئے اس اعتقاد اجماعی کا تتمہ
بھی کچھ باقی ہے لیکن ہمارا مقصود اس سے تعلق نہین رکھنے سے اسکو ہم نقل نہین کرتے اور یہہ اعتقاد
اجماعی سراسر جہل اور نامعقول ہے اور ایک جملہ دوسرے جملہ کا نقیض ہے دلیل جو مذکور ہے دعوی
پر دلالت نہین کرتی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احمقون کو شیطان نے چند باطل مقدمات جمع کرکے فریب دیا
قولہم الٰہ واحد کو تثلیث مین اور تثلیث کو توحید مین اعتقاد کرنا اور ہم اشخاص کی تمیز اور اجناس کی
تقسیم نہ کرنا معلوم کیجئے انکی مراد اشخاص سے افراد وہمیہ ہین جو تثلیث مین معروض ہوتے ہین اور اجناس
سے افراد کے اجناس مراد ہین اسکو جنس کہے جسم نہین کہے کیا واسطے جنس سے تین الٰہ مراد لیتے
ہین الٰہ تو کلی ہے اسلئے اسکو جنس سے تعبیر کئے جس کو ادنی شعور ہو اس پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ عقیدہ
بدیہی البطلان ہے اسکی آگاہی کے واسطے ہم وحدت اور کثرت کیا ہے سو بیان کرتے ہین متکلمین کے پاس
وحدت اور کثرت اعتبارات عقلیہ سے ہین جن کو اعیان مین وجود نہین حکما انکو امور موجودہ کہتے
ہین غرض وحدت وہ ہے جو اس مین انقسام نہ ہونا کثرت وہ کہ جسمین انقسام رہنا اس سے ثابت ہوا
ایک شئے مین ایک ہی جہت سے وحدت اور کثرت پایا جانا ممتنع ہے لیکن انکے معروض کے دیکھتے
دونون مین اتحاد پایا جاتا ہے لیکن وحدت کی جہت علاحدہ ہے اور کثرت کی جہت علاحدہ اسکا
بیان یون ہے واحد کا نفس تصور اس کو کثیرین پر حمل کرنے سے مانع ہے یا نہین اگر مانع ہے تو وہ
واحد بالشخص ہے یا نفس تصور کثیرین پر حمل کرنے سے مانع نہین تو وہ واحد لا بالشخص ہے پھر واحد
بالشخص اگر اصلاً اجزا کی طرف منقسم نہین ہے تو وہ واحد حقیقی ہے پھر اس واحد حقیقی کو عدم
انقسام کے مفہوم کے سوائے دوسرا کوئی مفہوم نہین تو وہ وحدت شخصی ہے اگر اسکو دوسرا بھی

مفہوم ہے تو وہ یا ذو وضع ہے یعنی اشارۂ حسی کا قابل ہے تو اسکو نقطہ کہتے ہین ذو وضع نہین ہے
تو وہ مفارق ہے اگر وہ واحد بالشخص اجزاء مقداریہ کی طرف جو حقیقت مین متشابہ مین منقسم ہوتا ہے تو اسکو واحد بالاتصال
کہتے ہین جیسا ایک پانی اگر اجزاء مقداریہ کی طرف جنکی حقیقت مختلف ہین منقسم ہو تو وہ احد بالاجتماع ہے جیسا پانی جو واحد بالاتصال
ہے بقسمت کے واحد بالنوع ہوگا حکما کے قول سے جو مادے کے قایل ہین واحد بالجنس ہوگا جو واحد لا بالشخص ہے اسمین وحدت
کی جہت کثرت کے ذاتیات سے ہے خارج کے نظر کرتے نہین ہے تو یا کثرت کی تمام ماہیت ہے تو وہ واحد
بالنوع ہے جیسا انسان اپنے افراد کے نظر کرتے یا ماہیت کی جز ہے پھر وہ جز اس کثرت مین اور
اسکے غیر مین تمام مشترک ہے تو وہ واحد بالجنس ہے جیسا حیوان نظر کرتے انسان اور فرس اور
بقر وغیرہ کے اگر وہ چیز تمام مشترک نہین ہے تو وہ واحد بالفصل ہے جیسا ناطق اسکے افراد کے
نظر کرتے اگر وحدت کی جہت ایک امر ہے جو کثرت کو عارض ہوئی ہے یعنی کثرت کی ماہیت سے خارج
ہے لیکن اسپر محمول ہوتی ہے تو وہ واحد بالعرض ہے پھر جہت وحدت کی اس کثرت کو بالطبع
موضوع ہے تو وہ واحد بالموضوع ہے جیسے ضاحک اور کاتب انسانیت مین واحد نہین اگر
جہت واحد کی اس کثرت پر بالطبع محمول ہے تو وہ واحد بالمحمول ہے جیسا کہتے ہین روئی اور
برف بیاض مین واحد ہین اگر جہت وحدت وکثرت کی نہ ذاتی ہے نہ عرضی ہے یعنی اس پر
اصلا محمول نہین ہوتی جیسا کہتے ہین نفس کی نسبت بدن کی طرف جیسے بادشاہ کی نسبت شہر کی
طرف ہے تو اسکو واحد بالنسبۃ کہتے ہین اتحاد فی النوع کو مماثلت کہتے ہین اور اتحاد فی الجنس کو
مجانست کہتے ہین اتحاد فی الکیف کو مشابہت کہتے ہین اتحاد فی الکم کو مساوات کہتے ہین اتحاد
فی الوضع کو مطابقت کہتے ہین اتحاد فی الاضافت کو مناسبت کہتے ہین وحدت ان اقسام سے
خارج نہین ہوتی ہے اسکو جب معلوم کیا تو نصاریٰ کی مراد واحد سے واحد بالشخص ہے تو صحیح نہین
کیونکہ اسکے اسکا نفس تصور کثیرین پر حمل کرنے سے مانع ہے علی الخصوص وحدت حقیقی کثرت کے
ساتھ شئے واحد مین جمع نہین ہوتی پھر الٰہ واحد کو تثلیث مین اور تثلیث کو الٰہ واحد مین اعتقاد
کرنا محال ہوا اگر واحد سے واحد لا بالشخص مراد ہے تو وہان وحدت اور کثرت مین

جمع ہونا دو جہت کے نظر کرتے ممکن ہوتا ہی جب واحد کو تثلیث میں اعتقاد کرین تو وہاں فصل مقیم یا مقوم ضرور ہے لیکن
نصاریٰ فصل سے اسکی تقسیم یا تشخیص کو منع کرتے ہین تو توحید تثلیث میں اور تثلیث توحید میں اعتقاد کرنا صحیح نہو نا
کو ضرور ہی واحد سے کیا مراد ہی سو بیان کرین تا اُس پر ہم کلام کرین قولہم کیا واسطے ذات باپ کی اور ذات ابن
کی اور ذات روح القدس کی موجود رہنا واجب ہے معلوم کیجئے واجب الوجود کے تین ذات کو اُس سے
نصاریٰ ثابت کیے یہہ مقدمہ بدیہی البطلان ہی واجب الوجود کی وحدت کو متکلمین اور فلاسفہ متعدد دلیلون
سے ثابت کرتے ہین فلاسفہ کے دلایل کو خصم مسلم رکھتا ہی اس لئے ہم اُنکے طریقہ پر ایک دلیل ذکر کرتے ہین
وہ کہتے ہین دو موجود کو جنکا وجود واجب ہو ہم فرض کرین تو وجوب الوجود مین جو نفس ماہیت ہی دونون
مشترک رہنا اور کسی ایک امر سے متغایر رہنا ضرور ہے کیا واسطے دونون مین تغایر نہو تو ماہیت مین دوئی
نہوئی پھر مابہ الامتیاز یعنی جس امر سے امتیاز ہوا ہی وہ امر اس واجب کی تمام حقیقت ہوگی یا تمام حقیقت نہوگی
بلکہ خرحقیقت ہوگی پہلی شق یعنی مابہ الامتیاز واجب کی تمام حقیقت ہونیکی صورت نہین بنتی کیا واسطے
دونون کی امتیاز تمام حقیقت سے ہوئی تو واجب الوجود دونون ماہیت مین مشترک ہی ہر ایک کی حقیقت سے
خارج ہوتا یا دونونمین سے ایک کی حقیقت سے خارج ہوتا واجب الوجود واجب بالذات کی حقیقت سے خارج
ہونا محال ہے کیا واسطے وجوب الوجود واجب الوجود بالذات کی نفس حقیقت ہی یعنی واجب الوجود کی
ذات بنفسہ اس حکم کی مصداق ہی وجوب الوجود واجب بالذات کی نفس حقیقت ہی کیا واسطے وجوب الوجود
کی حقیقت پر زاید ہوتا تو وہ واجب الوجود کی ذات کو عارض ہوتا پھر وہ اپنی ذات کا معلول ہوتا کیا
وہ مؤثر کا محتاج ہوتا علت کا وجود جب تک واجب نہو معلول کو پیدا کرنا محال ہی پہہ وجوب وہی وجوب بالذات
ہے کیا واسطے جو واجب بالغیر ہے وہ ممکن لذاتہ ہی اُس سے لازم آیا وجب الوجود بالذات ذات کے
قبل ہونا یہہ تو محال ہی دوسری شق یعنی مابہ الامتیاز واجب کی تمام حقیقت نہونا سو اسکی طرف جانے کو بھی
راہ نہین کیا واسطے اس صورت مین ہر ایک واجب مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز سے یعنی جس امر
سے دونون مین اشتراک ہے اور جس امر سے دونون مین امتیاز ہے مرکب ہونا لازم آتا ہی جو ممتنع
ہے وہ اپنے غیر کی طرف محتاج ہے جو اپنے غیر کا محتاج ہے وہ واجب نہین بلکہ ممکن ہے تو اس صورت مین

دونون واجب ممکن لذاتہ ہونا یا ایک واجب ممکن لذاتہ ہونا یہہ تو خلاف ہی اگر خصم اعتراض کرے اور بولے ایسا کیون ہو کہ یہان دو بسیط ہویت ہین اور ان دونون ہویت کی کنہ مجہول ہی اور انکی تمام ماہیت مختلف ہے ان مین سے ہر ایک واجب بالذات ہی اور واجب الوجود کا مفہوم ان دونون سے منتزع ہے اور بالعرض انپر معقول ہوتا ہی اسکا جواب یہہ ہے اس صورت مین واجب الوجود کا مفہوم جو نفس ذات سے ہر ایک کے منتزع ہوا ہے اسکے ساتھ کوئی حیثیت جو نفس ذات سے خارج ہے پھر کسی قسم کی حیثیت ہو اسکو اعتبار ہے یا ویسی حیثیت کو اعتبار نہین یہہ دونون شق محال ہین پہلی شق محال ہے کیونکہ واسطے جس ذات مین انتزاع الوجوب کی مجرد حیثیت نہ رہے تو وہ ممکن لذاتہ ہی دوسری شق محال ہے کیونکہ مفہوم واحد کے حمل کا مصداق اور اسکے صدق کا مطابق کہ جس سے حیثیات کی نظر کو قطع کرینگے تو ویسی ذات کے مختلف حقیقتین جو متباین بالذات ہین اور کسی ذاتی مین اصلا مشترک نہین ہین موجود ہونا ممکن نہین معلوم کیجئے اقل مرتبہ اشتراک کا دو مین ہوتا ہے دو الٰہ واجب الوجود رہنا جب باطل ہوا تو تین الٰہ واجب الوجود موجود رہنا بطریق اولی باطل ہوا تو کہم لاہوت باپ کی اور لاہوت بیٹے کی اور لاہوت روح القدس کی ایک ہی ہے معلوم کیجئے اس مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہی الٰہ کا مفہوم جو کلی ہے اسکے تین فرد ہین باپ اور بیٹا اور روح القدس یہہ تینون کی ماہیت لاہوتیت ہی اوپر کے مقدمہ سے جو تینون کو وجوب الوجود لازم کرتے ہین وجوب الوجود انکا عرض ٹہہرتا ہی اس سے لازم آیا الٰہ مرکب ہونا برہان تو اسکی بساطت پر دلالت کرتی ہے کیا واسطے واجب تعالی جب مرکب ہوا تو اسکے اجزا خواہ ذہنی ہون یا خارجی یا ممکنات ہونگے یا واجبات اگر ممکنات ہین تو واجب واجب نہا یا ایک جزو واجب اور ایک جز ممکن ہے تو جو جز ممکن ہے وہ معلول پڑیگا اس جز کا جو واجب ہے پھر یہہ جز اس جز سے مؤخر ہوا اس تقدیر پر واجب وہی جز ہوا مجموع کہ جسکو واجب ٹہہرائے تھے واجب نہ رہا یا اس واجب کے سب اجزا واجبات رہینگے جب واجب ہوئے تو دونون مین بنفسہ امتیاز نہ ہونا ضرور ہے کیا واسطے جب دونون تشخیص ہوئے انمین امتیاز بھی نہین پھر یہہ اجزا جبتک جزئی ذہنی ہونگے اور ہر ایک دوسرے سے مستغنی ہوگا انمین اتحاد ہونا ممکن نہین سو ایسے اجزا سے ماہیت نہ بنے گی اور بھی وہ دونون واجب جب مجرد

ہوئے تو دونون کے درمیان ایک امر واحد جس سے اشتراک ہے موجود ہونا ضرور ہے تا مفہوم واجب واحد کا جو مشترک ہو اسکے انتزاع کا منشا پڑے کیا واسطے کثرت محضہ سے واحد کا انتزاع بداہۃً صحیح نہین پھر دونون کی ماہیت مین امتیاز ہونیکے واسطے مقوم ضرور ہوا تو واجب بنفسہ ممتاز نہوا یہہ تو خلاف ہے قولہم جلال متشابہ ہے اور مجد ابدی ہے آخر معلوم کیجئے تین الٰہ کا لاہوت واحد ہونا اور انکا مجد ابدی رہنا اور جلال متشابہ رہنا تینون مین اتحاد ہونے پر بداہۃً دلالت کرتا ہے انکا قول جو ہو کیا واسطے بیٹے کی ماہیت باپ کی ماہیت کے مانند ہونا مدعا کو مفید نہین کیا واسطے مدعا یہہ تھا تینون کی ماہیت ایک ہی ہو دلیل مین کہتا ہے بیٹے کی ماہیت باپ کی ماہیت کے مانند ہے مانند سے دونون کی ماہیت بعینہ ایک ہی ہونا مراد ہے تو دلیل مین اور مدلول مین کچھ فرق نہوا اگر مانند سے اعراض کی اختلاف مراد لیتا ہے تو اتحاد کا دعوی باطل ہے قولہم باپ غیر معلول ہے بیٹا غیر معلول ہے روح القدس غیر معلول ہے اس مقدمہ کی بطلان کی دلیل بیان کرنے کی ہمکو احتیاج نہین کیا واسطے خود وہی لوگ اسکے بعد اپنے قول کو آپ ہی باطل کئے ہین جیسا کہ ہم بیان کرینگے قولہم باپ غیر محدد ہے الخ معلوم کیجئے تینون غیر محدود ہونا اور تینون ازلی ہونا مجرد دعوی ہے اُسکے اثبات کے لئے دلیل چاہئے دعوی بے دلیل باطل ہے بلکہ قول انکا ازلی تین نہین اور غیر محدد تین نہین اور غیر معلول تین نہین سو اوپر کے دعوی کو باطل کرتا ہے کیا واسطے اُن دونون قول مین جمع بین النقیضین ہے قولہم اب مقتدر ہے بیٹا مقتدر ہے روح القدس مقتدر ہے معلوم کیجئے مقتدر تین جو ٹھہرائے ہین سو اُن تینون مین سے ہر واحد کی قدرت عالم کے ایجاد کیواسطے کافی ہے یا تینون کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی نہین یا تینون مین سے فقط ایک ہی کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی ہے جب ایک کی قدرت کافی ہوئی تو دوسرے دونون کی احتیاج نہ رہی جب دوسرے نے اس شے کی ایجاد مین دخل دیا تو دو مؤثر کا ایک معلول پر جمع ہونا لازم آتا ہے یہہ تو باطل ہے اگر تینون کی قدرت ایجاد کیواسطے کافی نہین تو تینون عاجز ہونا لازم آتا ہے کیا واسطے تینون کو تاثیر کرنیکا امکان نہین مگر دوسرون کی شرکت سے جب شرکت ہوئی تو تینون مین ہر ایک کا مقتدر ہونا لازم آیا تینون مین سے ایک ہی کی قدرت کافی ہے تو دوسرے دونون مقتدر نہین ہے جب مقتدر نہین ہے تو وہ دونون الٰہ بھی نہین ہوئے اگر خصم اس پر اشکال کرے کہ عجز اس صورت مین لازم آئیگا تینون کو ایجاد کی قدرت بالاستقلال نہ رہے جب ایک

ایجاد کی قدرت بالکل مستقلاً رہے لیکن ایجاد مین تینون شریک ہو کر اتفاق سے ایجاد کرتے ہین تو عجز
نہین لازم آتا جیسے تین شخص مین سے ہر ایک شخص ایک ناٹ اوٹھانیکی طاقت رکھتا ہو لیکن تینون شریک
ہوکے اُس ناٹ کو اُٹھائے تو تینون کا عجز لازم نہین آتا کیا واسطے تینون کا ارادہ شریک ہونے پر تعلق پکڑا
عجز اسوقت لازم آئیگا ایک ہی شخص نے بالاستقلال دوسرے کی بلا شرکت ناٹ اٹھانیکا ارادہ کیا اور وہ
ارادہ حاصل نہوا ہم اس اشکال کے جواب مین کہینگے کہ ارادہ ہر واحد کا عالم کی ایجاد کیواسطے تعلق
پکڑنا کافی ہے تو پہلا محذور یعنے تین موثر تام کا ایک معلول مین اثر کرنا لازم آتا ہے اگر ایک کا ارادہ
ایجاد کیواسطے کافی نہین ہے تو دوسرا محذور یعنی تینون کی عاجزی یا تینون مین سے دو کی عاجزی یا ایک
کی عاجزی لازم آتی ہے کہ یہہ دونون بلا زمہ مثبت ہین تم نے انھون کو منع کیا تو ہم منع کو قبول نہین
کرتے تم انکو منع جو کرتے ہین مناظرے کے قانون کے خلاف ہے سو وہ منع مقبول نہین اور اسکی سند مین ناٹ
کی مثال جو دئے ہین سند ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی کیا واسطے اس مثال مین ہر ایک شخص جسقدر بوجھ اٹھانے
مین مستقل تھا اُس نے اپنے بوجھ کے میل سے جسقدر دوسرے اشخاص متحمل ہوئے اتنا میل کم کر دیا پھر تینون
کے میل سے ناٹ اُٹھی تو تینون شخص اُسقدر میل اُٹھانے کے فاعل مستقل ہونے ہم جو بحث کرتے ہین اس
مین موثر نہین ہے مگر تعلق قدرت و ارادہ اس مین زیادت و نقصان ہونا ممکن نہین کیا واسطے ہر ایک
کا قدرت و ارادہ ایک ہی امر ہے تجزے کے قابل نہین نہ بذاتہ نہ باعتبار محل پھر اُن مین زیادت
و نقصان جو اجزا کی زیادتی اور نقصان سے ہوتی ہے متصور نہین ہوتی بخلاف مثال مذکور کے کہ اُس مین قوت
جسمانیہ جسم مین حلول کی ہے اور جسم کے اقسام سے منقسم ہوئی ہے تو اُسمین زیادت و نقصان متصور ہوتا
ہے پھر اسکو اسپر قیاس کرنا صحیح نہوا قولہم باپ الٰہ ہے الخ یہہ مقدمات بھی سب سفسطہ ہین اور دعوی بے
دلیل ہے مقدمہ تین ہوتے ہین قباحتین جو لازم آتی ہین یہان بھی وہی قباحتین لازم آتے ہین الٰہ تین ہین یا رب تین
ہین بولنا پھر الٰہ تین نہین بلکہ الٰہ ایک ہی ہے رب تین نہین بلکہ رب ایک ہے اعتراف کرنا اور ہر ایک
اپنی ذات سے قایم ہے بولنا پھر تثلیث کو منع کرکے دعوی توحید کا کرنا بدیہی البطلان ہے قولہم کیا واسطے
باپ کسی سے صادر نہین ہوا نہ علاً نہ خلقۃً اور بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا نہ علاً اور نہ خلقۃً بلکہ ولادۃً

آخر معلوم کیجئے ایک شے اپنے وجود مین دوسرے کی محتاج ہو تو محتاج الیہ کو یعنی جس شئے کی طرف محتاج ہوتا ہے
اُس کو علت کہتے ہین اور جو شے محتاج ہے اُسکو معلول کہتے ہین حکما علۃ کی تعریف دو وجہ سے کئے ہین پہلی وجہ
یہہ ہے علت وہ ایک شے ہے کہ اُسکے وجود سے من حیث ہو وجود شئے آخر موجود ہونا اور اُسکے عدم سے یہہ شے
آخر معدوم ہونا علت کا اطلاق اس معنی سے علت تامہ پر ہی ہوگا دوسری وجہ یہہ ہے علت وہ ایک
شئے ہے کہ اسپر دوسری شے کا وجود موقوف ہو سو شئے اول کے عدم سے یہہ شئے ثانی ممتنع ہوتی ہے اور
اُسکے وجود سے اُسکا وجود واجب نہین علت اس معنی سے دو قسم پر ہوتی ہے ایک علت تامہ دوسری علت
غیر تامہ غرض بیٹا جب باپ سے صادر ہوا خواہ ولادۃ ہو یا عملاً یا خلقۃً باپ کا معلول ہوا باپ اسکے وجود کی علت
پڑا جسکا وجود غیر کے وجود کے سبب تو وہ محدث ہے پھر مسیح کا معلول اور محدث ہونا ثابت ہوا اس سے انکا
اعتقاد جو اوپر گذرا ابن ازلی ہے اور غیر معلول ہے باطل ہوا وہ جو کہے بیٹا فقط باپ سے صادر ہوا سو ولادۃً
ہے عملاً اور خلقۃً نہین اور روح القدس باپ اور بیٹے دونون سے صادر ہوا سو عملاً اور خلقۃً نہین بلکہ ایجاداً
ہے سو دعوی بے دلیل ہے دونون کا صدور باپ سے ہے ایجاداً کیون ہو یا باپ سے فقط روح القدس کا صادر ہونا
اور روح القدس سے بیٹا صادر ہونا کیون ہو بلکہ فلاسفہ کے دلایل کے نظر کرتے یہی بات ثابت ہوتی ہے
کہ عیسی المسیح کی ولادت مریم کے شکم سے پیلاطوس بنطی کی حکومت مین ہوئی پھر روح القدس اس سے کب صادر
ہوا حالانکہ تم اوپر کہے ہین کہ ابن ازلی ہے اور روح القدس ازلی ہے انکا ازلی ہونا منافی ہے صدور کے فلاسفہ
کے دلیلون سے مسیح کا صدور الہ سے جایز نہین کیا واسطے مبدأ اول واحد بسیط ہر بسیط سے صادر ہو گا مگر
واحد یہہ امر واحد یا ہیولی ہوگا یا صورت ہوگی یا عرض ہوگا یا نفس ہوگی یا عقل ہوگی ہیولی ہونا جایز
نہین کیا واسطے ہیولی کو بدون صورت کے قیام نہین اگر ہیولی بالذات صورت پر مقدم ہوگا تو صورت
کا علت ہوگا ہیولے مین فاعلیت کی یا اقتضا کی جہت نہین جو اپنے مابعد کی علت ہو سو ہیولی کا صورت کی
علت ہونا محال ہے صادر اول علت ہونا ضرور ہے وہ صادر صورت نوعیہ یا جسمیہ بھی نہین ہوتی کیا واسطے
صورت کو ہیولے پر تقدم بالعلیۃ نہین وہ صادر عرض بھی نہین ہوتا کیا واسطے عرض کا وجود قبل جوہر کے
وجود کے محال ہے وہ صادر اول نفس بھی نہین ہوتا کیا واسطے نفس ہوگا تو اپنے مابعد کا علت ہونا

ضرور ہے نفس کا بدون جسم کے فاعل ہونا محال ہے کیا واسطے نفس فعل نہین کرتا مگر جسم کیواسطے سے سو نفس
علت نہین ہوتی یہہ شقین جب باطل ہوئین تو صادر اول عقل کا ہونا ضرور ہوا سو یہ تو مرکب ہیولی وصورت
ہے پھر وہ متعاول ہونا صحیح نہوا اگر جسم روح القدس کو ہی عقل کہتا ہے تو مبداء اول سے روح القدس کا صادر ہونا
فلاسفہ کے قول سے صحیح ہوگا پھر اُس عقل سے دوسرے عقول صادر ہونگے اُنکے واسطے سے عالم عناصر صادر
ہونگے مسیح تو ذوجسم ہے پھر صادر نہو گا مگر عقول کے واسطے سے جسم روح القدس کی الوہیت اور ازلیت اور مقتدر
ہونیکی اقرار کرتا ہے لیکن اُسکی حقیقت مین فقط یہی اعتقاد کرتا ہے کہ وہ روح مقدس ہے امور خیر کی طلب پر
حث کرتا ہے اور نفس کے تزکیے مین مساعدت کرتا ہے شر کو مکروہ رکھتا ہے روح القدس کی حقیقت جب یہہ
ہوئی تو اُسکو الوہیت مین کچھ دخل نہوا قولہم باپ ایک ہے تین نہین بیٹا ایک ہے تین نہین روح القدس
ایک ہے تین نہین معلوم کیجئے یہہ تینون متباین قضایا ہین دلیل کی اثبات مین انکو کچھ دخل نہین اور ماقبل
سے بھی انکو کچھ تعلق نہین انکو ذکر کرنا حشو اور بے فایدہ ہے قولہم اس تثلیث مین نہ متقدم ہے نہ متاخر
آج معلوم کیجئے تثلیث کو توحید مین اور توحید کو تثلیث مین اعتقاد کرنا کسی دلیل سے ثابت نہین ہوتا اس مقدمہ
کو ذکر کرنا فاسد کو فاسد پر بنا کرنا ہے اور یہہ بھی مجرد دعوی ہے اُسکے اثبات پر کچھ برہان نہین بلکہ
اوپر کے مقدمات اُسکے فساد پر پکار اُٹھتے ہین وہ جو کہے اس تثلیث مین نہ متقدم ہے نہ متاخر ہے سو باطل
ہے کیا واسطے صدور بیٹے کا باپ سے ہونا بیٹے پر باپ کے تقدم کو ضرورۃً دلالت کرتا ہے اور روح القدس کا صدور
ان دونون سے ہونا بداہۃً اُسکی تاخیر پر دلالت کرتا ہے حکما کہتے ہین متقدم اور متاخر کے پانچ قسم ہین ایک
متقدم بالزمان اُسی سے مراد یہہ ہے کہ متقدم متاخر کے ساتھ زمان مین مجتمع نہو جیسا تقدم زمان کے بعضے
اجزا کا اُسکے بعض پر اور جیسا تقدم نوح علیہ السلام کا ابراہیم علیہ السلام پر صدور بیٹا کا باپ سے بیٹے کی تاخیر پر زمان مین
دلالت کرتا ہے دوسرا متقدم بالطبع ہے اُس سے مراد یہہ ہے متاخر کا موجود ہونا ممکن نہین مگر متقدم
کے ساتھ موجود رہنا اُسمین کہ متقدم موجود رہنا اور متاخر موجود نہونا ممکن ہے بعضے اسکی تعریف
یون کرتے ہین کہ متقدم بالطبع وہ ہے اس متقدم کی طرف وہ متاخر محتاج رہے لیکن علت تامہ نہ ہے
جیسا تقدم ایک کا دو پر اس تقدم و تاخر کے لحاظ سے بھی باپ اور بیٹے مین تقدم و تاخر موجود ہے

کیا واسطے بیٹا اپنے وجود مین باپ کی طرف محتاج ہوا تیسرا تقدم بالشرف ہی اس سے مُراد ہے کہ
ایک شئے دوسری شئے سے مرتبہ مین اشرف رہنا جیسا تقدم موسیٰ علیہ السلام کا ہارون علیہ السلام پر
اس جہت سے بھی باپ اور بیٹے مین مساوات نہین بیٹا روح القدس سے اشرف ہی کیا واسطے بیٹے کے
صدور سے اسکا صدور ہوا اور باپ دونون سے اشرف ہی کیا واسطے اِن دونون کا شرف باپ کے سبب سے
ہے چوتھا متقدم بالرتبہ ہے اُس سے مراد یہہ ہے کہ ایک شئے مبدأ محدود بہ نسبت دوسری شئے کے قریب رہنا
جیسے فوج کی پہلی صف سپہ سالار سے قریب ہے متقدم ہے دوسری صف پر جو اُس سے متاخر ہی اس جہت سے
بھی مساوات نہین کیا واسطے روح القدس کے نسبت کرتے بیٹا باپ سے جو مبدأ ہے قریب ہے پانچوان متقدم
بالعلیۃ ہے اُس سے مراد یہہ ہے کہ مؤثر مین جو شرایط تاثیر کو مستجمع ہے اور اُسکے معلول مین علاقہ کی جہت
جو ہے وہ جہت متقدم رہنا جیسا انگلیون کی حرکت کو قلم کی حرکت پر کتابت مین تقدم ہے سو اس جہت سے
بھی مساوات نہین کیا واسطے باپ علت ہے بیٹے کے وجود کا بیٹا معلول ہوا اور روح القدس باپ اور بیٹے
کا معلول ہوا دونون مین مساوات نہین رہی اِن پانچون قسم کے سوائے اسکا اور ایک قسم بعضون نے کہی ہے
وہ تقدم بحسب الماہیۃ ہے جیسے ماہیت کے مقدمات کا تقدم اس ماہیت پر مع قطع نظر اسکے وجود اور
عدم کو اعتبار کرنے سے بلکہ بحسب اصل تجوہر ذات اور ذاتی کے اس جہت سے بھی باپ اور بیٹے مین
مساوات نہین کیا واسطے باپ کی ماہیت جنسیہ حاصل تھی اس مرتبہ مین جہان بیٹے کی ماہیت نوعیہ
حاصل نہین تھی معلوم کیجئے متقدم اور متاخر کے جتنے اقسام ہین اُن سبھون کے نظر کرتے باپ مین اور بیٹے
مین اور روح القدس مین متقدم اور متاخر ہونا لازم آیا پھر تینون مین متقدم اور متاخر نہین بلکہ
تینون کا ازلیت مین اور حادثت مین برابر ہونا باطل ہوا متقدم سے قدیم جو حادث کا مباین ہے
اُنکی مراد ہو تو بھی دونون مین مساوات نہین کیا واسطے قِدم اور حدوث فلاسفہ کے پاس
دو وجہ سے ہے ایک قدیم بالذات ہے وہ اسکو کہتے ہین کہ اُسکا وجود اُسکے غیر سے نہووے اُسکا
مقابل محدث بالذات ہے وہ اسکو کہتے ہین کہ اُسکا وجود اُسکے غیر سے رہے بیٹے کا اور روح القدس کا
وجود باپ سے ہوا تو دونون حادث بالذات ہوئے قدیم بالذات ہوئے دوسرا قدیم بالزمان

وہ اُسکو کہتے ہین کہ اُسکے وجود کے زمانہ کو ابتدا نہ رہے اُسکا مقابل محدث بالزمان ہے وہ اُسکو کہتے ہین کہ اُسکے زمانے کو ابتدا رہے ایک وقت تھا کہ اُسوقت مین وہ موجود نہین پھر وہ وقت جاکر دوسرا وقت آیا اُسوقت مین وہ موجود ہوا باپ کے زمانہ کو ابتدا نہین ہے وہ قدیم بالزمان ہوا بیٹے اور روح القدس کے زمانہ کو ابتدا ہے وہ اُنکے صدور کا وقت کہ جس وقت صادر ہوئے پھر قسم مین دونون کی مساوات نہ رہی مساوات کا قول باطل ہوا قولہم نہ کبیر ہر نہ صغیر معلوم کیجئے کبر وصغر کا اطلاق کبھی عمر کے نظر کرتے ہوتا ہے عمر مین جو بڑا ہوا اُسکو کبیر کہتے ہین عمر مین جو کم ہو اُسکو صغیر کہتے ہین باپ بیٹے سے عمر مین بڑا ہونا یہی بات ہے باپ کبیر ہوگا بیٹا صغیر ہوگا اس سے صغر وکبر کی مساوات باطل ہوئی کبھی اُنکا اطلاق جسد کے نظر کرتے ہوتا ہے جیسا ہاتی ہلی سے بڑا ہے اس کبر وصغر کی دریافت جسپر موقوف ہے مسیح کو لوگ مشاہدہ کئے ہین اُسکا طول وعرض مشاہدہ کرنے والون کو معلوم ہے لیکن باپ کو اور روح القدس کو کوئی مشاہدہ نہین کئے پھر طول وعرض مین مساوات ہونا مجہول مطلق ہوا جو مجہول مطلق ہے معلوم کا مساوی ہونا باطل ہے قولہم مسیح نے نجات ابدی کے واسطے جسد بنا لیا معلوم کیجئے خصم نے اقرار کیا کہ مسیح الٰہ ہے وہ جسد بنانا باطل ہے کیا واسطے جو الٰہ ہو اُسکو جسد نہ ہونا واجب ہے کیا واسطے الٰہ کو جب جسد ہوا تو الٰہ کا مرکب ہونا اور حادث ہونا لازم ہوا کیا واسطے جو جسم ہے سو مرکب اور حادث ہے الٰہ تو بسیط اور قدیم ہے اور بھی الٰہ جب جسم ہوا تو اسین جسم کے صفات کا موجود ہونا ضرور ہوا پھر جتنے جسم ہین انکے سارے صفات اُس مین مجتمع ہونگے تو اجتماع ضدین کا لازم آتا ہے یا بعضے صفات ہونگے تو ترجیح بلامرجح لازم آتی ہے یا اپنی ذات کے غیر کی طرف محتاج ہونا لازم ہوتا ہے اور بھی الٰہ واجب الوجود ہے انسان ممکن الوجود ہے وجوب اور امکان مین بتباین ذاتی ہے دونون کا مجتمع ہونا محال ہے اور بھی الٰہ کا مفہوم من حیث ہو الٰہ انسان کے مفہوم کے ساتھ من حیث ہو انسان جمع ہونا ممکن نہین کیا واسطے وجوب بتباین ہے حدوث کا اور بھی مسیح جب الٰہ سے پیدا ہوا اور قدیم ہے عالم کے وجود کے قبل اُسکا وجود ہے تو ہیرودیس کے زمانہ مین پیدا ہونا ممکن نہین کیا واسطے قدیم بالذات اور ممکن دونون کا مجتمع ہونا محال ہے غرض اُسکے سوا اور بھی قبایح لازم آتے ہین قولہم وہ مسیح الٰہ کامل ہے الخ یہہ جملہ معطوف ہے اُوپر کے جملے پر کہ ہمارا رب عیسی المسیح الٰہ کا بیٹا ہے معلوم کیجئے انسان کامل

جو ہو گا سو اُسکو نفس ناطقہ اور جسم حیوانی جو قابل انقسام ہو رہنا ضرور ہے پھر یہہ قید لگانا بے فایدہ ہے
مسیح اپنے لاہوتیت کے دیکھنے باپ کا مماثل ہے جو کہتے ہین وہ جملہ مسیح کی ذات غیر اور الٰہ کی ذات
غیر ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اُس سے دو ذات ثابت ہوئے ایک الٰہ دوسرا اُسکا مماثل اُس سے
الٰہ کا تعدد لازم آیا اور یہ دو نہین سمجھنا باطل ہوا جب باپ کا مماثل ہوا تو ناسوتیت سے باپ کا معقول
نہ ہونا ضرور ہوا وہ جو کہتے ہین کہ لاہوتیت جسم مین حلول نہین کی بلکہ جسم لاہوتیت مین مستعمل ہوا
سو دونون مین کچھ فرق معلوم نہین ہوتا بلکہ دونون جملہ مترادف ہونا ظاہر ہے وہ استعمال سے کیا
مراد لیتے ہین سو ظاہر ہو تو اسپر ہم کلام کرینگے استعمال سے تعلق پکڑنا مراد لیتے ہین جیسی نفس ناطقہ
بدن سے تعلق رکھتا ہے تمثیل نفس ناطقہ کی ذکر کرنا بھی اُسی کی طرف اشارہ کرتا ہے سو یہہ فاسد ہے
کیا واسطے نفس ناطقہ کی تعلق بدن کے ساتھ تعلق تدبیر و تصرف کی ہے لاہوتیت کی تعلق مسیح کے
جسد کے ساتھ ایسی ہی ہو تو اُنکے دعوی کو جو کہتے ہین کہ مسیح اللہ کا مثل ہے منافی ہوئی اور
بھی لاہوتیت مسیح کے جسد کے ساتھ تعلق پکڑی تو ازل مین پکڑنا چاہیئے لازم تو باطل ہے ملزوم
بھی باطل ہوا ملازمہ کی دلیل یہہ ہے کہ قابلیت جو ہے ذات کے لوازمات سے ہے اگر ذات
کے لوازمات سے نہو تو امتناع ذاتی جو تھا منقلب ہو کے امکان ذاتی ہو جاتا کیا واسطے قابلیت
جب لازم نہووے بلکہ عارضی رہے تو ذات فی حد نفسہا پیش از عروض قابلیت کے معقول حادث
کو ممتنعۃ القبول ہو گی پھر قابلیت عارض ہونیکے بعد اس عارض کی ذات ممکنۃ القبول ہو گئی تو
ذات مین انقلاب ہونا لازم آتا ہے جب قابلیت ذات کے لوازمات سے ہوئی تو اس قابلیت کا انفکاک
ذات سے ممتنع ہوا سو قابلیت کا دایم ہونا ثابت ہوا ذات تو ازلی ہے تو قابل بھی ازلی ہوا پھر
قابلیت کی ازلیت مقتضی اُس بات کی ہوئی کہ ذات حادث سے ازل مین متصف ہونا اور لازم
باطل ہے سو اس واسطے ہے کہ قابلیت نسبت ہر قابل و مقبول دونون کو چاہتی ہے پھر قابلیت
کا ازل مین صحیح ہونا قابل و مقبول دونون ازل مین صحیح ہونے کو مستلزم ہوئی اس سے حادث
ازل مین موجود ہو تا صحیح ہوا یہہ تو باطل ہے اور بھی لاہوتیت کی نسبت سب اجسام کی طرف

علی السعید ہے لاہوتیت بار عیسیٰ کلمہ کے جسد سے تعلق پکڑ کر مسیح بن مریم کے جسد سے تعلق پکڑے تو ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اگر کہے عیسیٰ کا کون بغیر باپ کے ہونے سے لاہوتیت اُسکے جسد مین مستقل ہونے کو اختیار کی تو ہم کہینگے کہ آدم کا کون ماں باپ دون سے نہین اور حوا کا کون ماں سے نہین ہے آدم کو الٰہ اور ابن اللہ اور حوا کو الٰہ اور بنت اللہ کہنا ضرور ہوا بلکہ آم کی گٹھلی مین کیڑا جو پیدا ہوتا ہے اُسکو بھی الٰہ اور ابن اللہ کہنا اگر کہے کیڑے سے احیا رموتی اور ابراء اکمہ اور ابرص وغیرہ خوارق ظاہر نہین ہوتے اس لئے ہم اسکو الٰہ اور ابن اللہ نہین کہتے تو ہم کہینگے احیا رموتی اسکی الوہیت کے جب دلیل ہوئے تو انتفاء دلیل سے مدلول کا انتفاء لازم نہین آتا پھر ہے کہ کیڑا بھی تھا الٰہ ہو اور بھی لاہوتیت ابن کے جسد مین استعمال کرنا اور روح القدس مین استعمال نہ کرنے کو کچھ وجہ نہین بلکہ اُسکا استعمال روح مین اولیٰ تھا کیونکہ واسطے وہ بسیط ہے بخلاف مسیح کے جسد کے وہ مرکب ہے تو فہم اور کل واحد ہین لیکن اجسام کی تفریق سے نہین بلکہ اشخاص کی اتحاد سے سو اس اتحاد کا فساد ہم اوپر ذکر کئے اب یہان اُسکو اعادہ کرنیکی احتیاج نہین نصاریٰ کے دوسرے اعتقاد حواری ہے اس اعتقاد سے ہمکو یہان کچھ غرض متعلق نہین تھا اس لئے ہم اسکو ترک کئے تیسرے اعتقاد کا نام اعتقاد تقلیدی ہے وہ یہہ ہے کہ مین ایمان لایا اللہ پر جو باپ ہے مقتدر خالق آسمان وزمین کا اور جو چیز دکھتے ہین اور جو نہین دکھتے سب کا خالق ہے اور ایمان لایا مین اپنے رب عیسی المسیح پر جو الٰہ کا ایک لوتا بیٹا ہے اور وہ سب عالم کے اول پیدا ہوا اور وہ مسیح الٰہ ہو الٰہ سے ہے نور سے اور رب حق ہے رب حق سے مولود ہے مصنوع نہین اور مسیح اور اُسکا باپ دونون ایک ہی جوہر سے ہین اُسی سے سب اشیاء بنے ہماری نجات کیواسطے آسمان سے اُترا اُسکا حمل روح القدس سے ہوا اور انسان بنا بیلاطوس پنطی کے زمانے مین صلیب پر چڑھا الخ اور ایمان لایا روح القدس پر جس نے باپ سے اور بیٹے سے حیات جو صادر ہوتی ہے اُسکو بخشتا ہے اور وہ باپ اور بیٹے کے ساتھ تمجید اور عبادت کرتا ہے اور وہ انبیا کی زبانون پر کلام کرتا ہے الخ اس اعتقاد کا بطلان اوپر کے دلیلون سے ظاہر ہوتا ہے معلوم کیجئے نصاریٰ سب اول پاپا کے جو روم کا

اُسقف تھا یہ تھے اُنمین اختلاف ہوا سو اُنکے چند فرقے ہوئے از انجملہ کانگریگیشنل اور یونائیٹڈ اسمتھ
مثدسٹیڈن اور اسکاٹیش اور سربائیڈن اور ارمینین اور اصبطاغیڈن اور آرمینین اور
کویکیریون ہین اہل برٹن مین اختلاف سنہ ایکہزار پانسو چوبیس عیسوی مین پڑا ہنری ہشتم کی حکومت
مین اُنکے سب اُسقف اور قسیس لندن مین سنہ ایکہزار پانسو باسٹ عیسوی مین جمع ہو کر عقیدے کے
چند مقدمہ ٹھہرائے از انجملہ یہ عقیدہ ہے کہ اِلٰہ واحد ہے وہ ازلی ہے اُسکو جسم نہین منقسم اور متجزی
نہین ہوتا اُسکی قدرت اور حکمت اور لطف کو انتہا نہین دکھتی اور نہین دکھتی سو سب چیزون کا پیدا
کرنے والا اور بنانے والا وہی ہے اس لاہوت کی وحدانیت مین تین شخص ہین یک جوہر سے اور ایک ہی
اور ایک ہی ابدیت والے وہ باپ اور بیٹا اور روح القدس ہین بیٹا وہ اللہ کا کلمہ ہے ازل
مین باپ سے پیدا ہوا انسان کی ولادت کو رحم اور جسد سے کنواری مریم کے استعمال
کیا اور تولید الٰہی اور انسانی دونون کے واسطے اِلٰہ اور انسان ہوا اور روح القدس باپ
اور بیٹے سے متکون ہوا باپ اور بیٹا اور روح القدس ایک ہی جنس سے ہین اور ایک ہی جلال
کے اور ایک ہی مجد کے وہ روح الحق ہے انتہی غرض بطلان اس عقیدے کا بدیہی ہے بیان کی
احتیاج نہین رکھتا اوپر ہم جو کچھ اُسکو دیکھنے سے اُسکا بطلان ظاہر ہوتا ہے [اِنْتَهُوْا خَيْرًا
لَّكُمْ] باز رہو کر بھلا ہو تمھارا یعنی اِلٰہ تین ہین کہنے کو یا مسیح ابن اللہ ہے بولنے کو چھوڑ دو
یہ چھوڑنا تمھارے حق مین بہتر ہے معلوم کیجئے ثلاثہ کا لفظ جو اس آیت مین خبر محذوف مبتدا
کی مبتدا و خبر کا جملہ مقولہ ہے تقولوا کا تقدیر اُسکی یون ہے لاتقولوا الٰہ واحد یا الجوہر ثلاثہ
یا الاقانیم یعنے مت کہو الٰہ جوہر کے دیکھتے ایک ہے اور اقنوم کے دیکھتے تین ہین یا تقدیر یون ہے
لاتقولوا الاقانیم ثلاثۃ یعنے مت کہو اقنوم تین ہین خیرًا منصوب ہے سو محذوف کان کی خبر ہے
تقدیر کو یا یون ہے کین الانتہاء خیرًا لکم یعنے باز رہنا تمھارے واسطے بہتر ہوگا یا مفعول ہے
محذوف فعل کی اُسکی تقدیر واُتوا خیرًا یعنے لے آؤ بہتر کو یعنے بہتر اعتقاد اختیار کرو پھر خیرًا
لفظ جو اصل التفضیل ہے اُسکو اُسکے باب پر باقی رکھین تو خیرًا کے بعد منہ کی تقدیر کرنا نہین

تمہارا اعتقاد ہی بہتر سمجھتے ہین تو اس سے بہتر اعتقاد کو اختیار کرو اگر اُسکو تفصیل پر باقی نہ رکھے
تو خیر سے مراد توحید لینا پھر نصاریٰ تثلیث کے جو قائل ہین اُس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو
منزہ کرکے فرمایا اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اللہ نہین ہے مگر الٰہ ایک ہے نصاریٰ مسیح کو
اللہ کا بیٹا ہے جو کہتے ہین اُس سے اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو منزہ کرکے کہتا ہے سُبْحَانَهٗ اَنْ
يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ پاکی ہے اُسکو کہ اُسکو فرزند ہو یعنی الٰہ اس لایق نہین کہ اُسکو فرزند ہو
کیواسطے ولد خبر ہوگا اپنے والد کا اللہ تعالیٰ جزی سے منزہ ہے اور بھی ولد ہونا حدوث کی
علامت ہے اللہ تعالیٰ تو قدیم ہے لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اُسی کا ہے جو کچھ
آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اِس جملے کو اللہ تعالیٰ نے آپ منزہ ہونیکے بیان مین
فرمایا اُسکی تفصیل یہہ ہے اللہ تعالیٰ آسمان زمین کا مالک ہے جو کچھ اُنمین ہے سب اُسکی ملک اور
سب بندے ہین عیسیٰ اور مریم بھی اُسی کے بندے ہین جو اللہ کا بندہ ہے اللہ کا فرزند اور اُس کا
جز کیسا ہوگا تجزیہ قبول کرنا اجسام کی خواص سے ہے اللہ تعالیٰ اجسام اور اعراض کے صفات
سے منزہ ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اور اللہ بس ہے کام بنانے والا یعنی جمیع مخلوقات
کے امور کی تدبیر اور محدثات کی محافظت واسطے اللہ تعالیٰ بس ہے دوسرا الٰہ ہونیکی احتیاج
نہین پس مسیح کو الٰہ ٹھہرانا بے فایدہ ہوا کیا واسطے جتنے معلومات ہین اللہ تعالیٰ اُن سب کا عالم ہے
جتنے مقدورات ہین اُن تمام پر قادر ہے جو ایسا ہو وہ اُلوہیت کے واسطے کافی ہے پھر
اُسکے ساتھ دوسرے کو الٰہ ٹھہرائے تو یہہ الٰہ معطل ہوا اُسکے ٹھہرانے سے کچھ فایدہ نہین
جو معطل ہے وہ ناقص ہے جو ناقص ہے وہ اُلوہیت کی لیاقت نہین رکھتا لَنْ يَّسْتَنْكِفَ ع ۲۱
الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ مسیح ہرگز ننگ نہین کرتا
اللہ کا بندہ ہونے سے اور مقرب فرشتے یستنکف مضارع ہے الاستنکاف کا کنفت الدمع سے ماخوذ
ہے اُسکی معنی رخسارے پر سے آنسو کو اُنگلی سے پونچھنا بعد اُسکو انفت اور ننگ اور عار کنایتہً مین
استعمال کئے مقرب فرشتون سے حاملان عرش اور افضل فرشتے جیسے جبرئیل میکائیل اسرافیل

وغیرہ مراد ہین معلوم کیجئے مسیح علیہ السلام کے معجزے اور خوارق جیسے مردون کو زندہ کرنا اور
مان پیٹ کے اندھے اور کوڑی اور گنگے کو درست کرنا اور غیب کی باتون کی خبر دینا دیکھکر نصاریٰ غلو
کرنے لگے کہ مسیح الٰہ اور ابن اللہ ہے سو اللہ تعالیٰ اُنکے شبہہ کو رفع کرنیکے واسطے اس جملہ کو فرمایا
مسیح مان کے رحم مین خون حیض سے پرورش پایا بچپن مین دودھ پیتا تھا اُسکو چلنے پھرنے کی طاقت
نہین تھی غیر اُسکی خدمت کرنیکا محتاج تھا کوئی کھلاوے تو کھاتا تھا پلاوے تو پیتا تھا جب بڑا ہوا
اور معجزہ بتلانے لگا تو بھی جسم کی کثافتون سے بیزار نہین تھا کھانے پینے گہنے موتنے کا محتاج تھا اور
غیب کے امور سے کہ جنکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکو اطلاع ہو خبردار نہین تھا ایسا شخص اللہ کا بندہ
ہونے کا ننگ نہین رکھتا ہے اللہ کا بندہ ہونا اُسکو شرف ہے جسکے سبب سے اسکو معجزہ بتلانے
کی قدرت ہوئی ایسا محتاج شخص غیب کی کچھ خبرین دینے سے اور معجزون کو بتلانے کی قوت قدرت
ہونے سے الٰہ اور ابن اللہ نہین ہوتا مقرب فرشتے باوجودیکہ نورانی جسم رکھتے ہین اور اللہ
تعالیٰ کی درگاہ کے نہایت مقرب ہین لوح محفوظ کے اسرار سے اطلاع رکھتے ہین اور کمال قوت
اور قدرت رکھتے ہین قوت اور قدرت مین اور غیب دانی مسیح سے بمراتب تفوق رکھتے ہین یہ لوگ
اللہ کے بندہ ہونے کا ننگ نہین رکھتے تو مسیح تھوڑا علم اور تھوڑی قدرت جو رکھتا ہے کیا اللہ
کی بندگی سے ننگ کریگا اگر ننگ کیا تو مسیح نہوا بلکہ فرعون ہوا محی السنۃ ابو محمد البغوی وغیرہ
کہتے ہین نجران کے نصاریٰ کی وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو آئی تھی سو کہنے لگی ہمارے صاحب کو
تم کیا واسطے عیب لگاتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارا صاحب کون ہے کہے مسیح ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے مین کس بات کا عیب لگایا تو کہے تم کہتے ہو عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول
ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عیسیٰ کو اللہ کا بندہ ہونا عار نہین اسی پر یہ آیت نازل ہوئی
اس آیت سے بعضون نے فرشتے بشر سے افضل ہونے کی دلیل لی ہے معلوم کیجئے بشر افضل
ہین یا ملائکہ اس مین اختلاف ہے ابن بطال نے کہا ہے جمہور اہل العلم کا مذہب یہ ہے
ملائکہ بنی آدم سے افضل ہین حافظ عسقلانی نے اُسکے قول کو رد کیا ہے اور بولا جمہور اہل السنۃ کا

تفضیل ملائکہ و بشر

مذہب یہہ ہے کہ بنی آدم کے صلحا تمامی اجناس سے افضل ہین ملائکہ کی تفضیل کی طرف نہین گئے ہین مگر فلاسفہ اور معتزلہ اور اہل سنت کے بعضے اہل تصوف اور بعضے اہل ظاہر پھر بعضے انمین کے نوع ملک اور نوع بشر مین تفضیل دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ملک کی حقیقت افضل ہے انسان کی حقیقت سے اور بعضے اس خلاف کو خاص کرتے ہین صلحا بشر اور صلحا ملائکہ کے ساتھ اور اسکو خاص کرتے ہین انبیا کے ساتھ اور بعضے ملائکہ کو انبیا کے غیر پر تفضیل دیتے ہین اور بعضے ملک کو سب انبیا پر تفضیل دیتے ہین سوائے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہی امام رازی نے تفسیر مین سورۂ بقر کے کہا اکثر اہل سنت کہتے ہین انبیا علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہین معتزلہ کہتے ہین ملائکہ افضل ہین انبیا سے اسی قول کو قاضی ابوبکر الباقلانی ہمارے متکلمین سے اور ابو عبداللہ الحلیمی ہمارے فقہا سے اختیار کئے ہین اربعین فی اصول الدین مین کہا ہمارے اصحاب اور شیعہ کا مذہب یہہ ہے انبیا ملائکہ سے افضل ہین معتزلہ اور فلاسفہ کہتے ہین ملائکہ سماویہ بشر سے افضل ہین ہمارے اصحاب سے قاضی ابوبکر الباقلانی اور ابی عبداللہ الحلیمی اسی کو اختیار کئے ہین انتہی امام نووی نے شرح مسلم مین کہا معتزلہ کہتے ہین ملائکہ افضل ہین انبیا سے ہمارے فقہا وغیرہ کا مذہب یہہ ہے انبیا افضل ہین ملائکہ سے انتہی تاج الدین السبکی نے جمع الجوامع مین کہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب عالمین سے یعنی انبیا و ملائکہ وغیرہم سے افضل ہین حضرت کے بعد افضل باقی انبیا ہین انبیا کے بعد ملائکہ افضل ہین شیخ ابن حجر مکی نے شرح اربعین نووی مین کہا معتزلہ ملائکہ کو انبیا پر تفضیل دئے ہین باقلانی اور حلیمی بھی انکی متابعت کئے ہین یہہ قول مردود ہے بلکہ بشر کو ملک پر فضیلت ہے اس سے مراد یہہ ہے خواص بشر یعنے انبیا فقط خواص ملائکہ سے افضل ہین خواص ملائکہ سے جبرئیل اسرافیل میکائیل عزرائیل حاملان عرش مقربین کروبین روحانیین مراد ہین خواص ملائکہ عوام بشر سے بالاجماع بلکہ بالضرورۃ افضل ہین اور عوام بشر افضل ہین عوام بشر سے صلحا مراد ہین نہ فسقا جیسا کہ بیہقی وغیرہ کہے ہین انتہی

ملخصاً اس سے معلوم ہوا اشعری کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے انبیا کے بعد فضیلت میں بعد مرتبہ ملائکہ کا ہے اور ملائکہ اگرچہ رسول نہوں بشر کے انبیا کے غیر سے اگرچہ ولی ہوں جیسے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل ہیں اشعری کا ظاہر طریقہ یہی ہے سبکی اور سیوطی وغیرہ اسی کو اختیار کئے ہیں شیخ ابراہیم اللقانی نے جوہرہ کی شرح میں کہا یہ طریقہ مرجوح ہے دوسرا طریقہ یہ ہے انبیا بشر کے افضل ہیں ملائکہ کے رسولوں سے اور رسول اور خواص ملائکہ افضل ہیں عامۂ بشر سے اور عامۂ بشر یعنے اولیا افضل ہیں عامۂ ملائکہ سے ماتریدیہ کا طریقہ جسکو امام صفار اور نجم الدین النسفی اختیار کئے ہیں یہ ہے کہ رسول بشر کے افضل ہیں رسول ملائکہ سے اور رسول ملائکہ افضل ہیں عامۂ بشر سے سراج البلقینی نے منہج الاصلین میں کہا مذہب مختار حنفیہ کا یہ ہے کہ خواص بشر یعنے رسولان بشر کے سب ملائکہ سے افضل ہیں خواص ملائکہ افضل ہیں انبیا سے جو رسول نہیں انبیا جو رسول نہیں افضل ہیں اُن ملائکہ سے جو غیر خواص ہیں ان دونوں طریق میں فرق یہ ہے انبیا جو غیر رسل ہیں پہلی طریق میں مسکوت عنہم ہیں ثانی طریق میں اُن پر نص ہے صلحاء بشر جو انبیا نہیں منصوص علیہم ہیں پہلی طریق میں مسکوت عنہم ہیں دوسرے طریق میں شیخ ابراہیم اللقانی نے کہا ثانی طریقہ جسکو بلقینی نے نقل کیا ہے حنفیہ کے پاس مشہور نہیں حق انکے پاس خواص بشر یعنے انبیا خواہ رسول ہوں یا غیر رسول سب ملائکہ سے افضل ہیں اور خواص ملائکہ افضل ہیں عوام بشر سے اور عوام بشر افضل ہیں عوام ملائکہ سے انتہی المحقق ابن ہمام نے مسایرہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے پہلے طریقہ والے رسل بشر جو کہے احتمال رکھتا ہے کہ اُنکی مراد رُسل سے عام ہو جو انبیا کو بھی شامل ہے استعمال رسول کا نبی میں شایع ہے نبی کا لفظ ذکر نہ کرکر رسول کے لفظ کو بولے سو مشاکلے کی صنعت کے واسطے ہے اس تقریر پر اُنکے طریقہ میں انبیا مسکوت عنہم نہیں واللہ اعلم ابو المظفر السمعانی یعنے علماء مالکیہ سے کہا مومنوں کے عصاۃ اور سوتی لوگ انبیا اور ملائکہ سے کم رتبہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے مطیع اور صلحاء لوگ ملائکہ سے افضل ہیں یا نہیں اسمیں

دو قول ہین ابن یونس نے مالکیہ سے کہا ہمارے علماء کہتے ہین مومن مطیع ملائکہ سے افضل ہے
شیخ ابراہیم اللقانی مالکی نے کہا ماتریدیہ کا طریقہ جسکو ہم حق کہے اُسی پر اکثر مالکیہ ہین انتہی
معتزلہ کے استدلال کی وجہ اس آیت سے یون ہے نصاریٰ مسیح کی رفعت مین غلو کئے
اور اسکو عبودیت سے باہر کئے سو اُنکے رد مین یہہ کلام جاری ہوا ہے سو اللہ تعالیٰ نے
فرمایا مسیح اللہ کی عبودیت سے ننگ نہین کرتا مسیح تو کیا بلکہ ملائکہ مقربین جو مسیح سے قدر و
منزلت مین بالا ہین اللہ تعالیٰ کی عبودیت سے ننگ نہین کرتے عیسیٰ سے ترقی کرکے
فرشتون کو ذکر کیا سو بلاغت کا قاعدہ ہے کہ ترقی نہین ہوتی مگر ادنیٰ سے اعلیٰ کی
طرف عیسیٰ سے ترقی کرکر ملائکہ کو جب ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ ملائکہ بشر سے افضل ہین زمخشری
نے کہا آیت کی دلالت اس مطلب پر علم معانی کی نسبت کرتے قطعی ہے اشاعرہ
کہتے ہین یہہ استدلال صحیح نہین ہوتا مگر اس تقدیر پر کہ یہہ آیت فقط نصاریٰ کے رد
کے واسطے نازل ہوئی کرکے ہم مسلم رکھین اور نصاریٰ ملائکہ کی تفضیل کا اعتقاد رکھتے
ہین کر ثابت کرین تو اُس تقدیر پر مسیح عبودیت سے ننگ نہین کرتا اور ملائکہ جو مسیح
سے اعلیٰ ہین وہ بھی ننگ نہین کرتے یہ کہنا صحیح ہوگا لیکن نصاریٰ کا تو یہہ اعتقاد
نہین بلکہ وہ مسیح کی الوہیت کا اعتقاد رکھتے ہین الٰہ اور ابن اور روح القدس تینون
مجد مین متفق ہین کہتے ہین پھر معتزلہ وغیرہ کا استدلال صحیح نہوا اور فقط نصاریٰ کے
رد کے واسطے نازل ہوئی اور اسمین ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے سو ہم اسکو
مسلم نہین رکھتے کیون نہو آیت مسیح کی اور ملائکہ کی الوہیت کا اعتقاد رکھنے والے دونون کی
شان مین نازل ہوئی ہو اور آیت کی سیاق تتمیم اور مبالغہ کے اسلوب پر ہے کیا واسطے
اللہ تعالیٰ نے اول فرمایا انما اللہ الٰہ واحد وکیلا تک سو اس آیت مین اپنی وحدانیت اور
مالکیت اور قدرت تامہ کی تقریر کی اُسکے بعد کہا اللہ کی عبادت سے نہ مسیح ننگ کرتا ہے
نہ ملائکہ تقدیر کلام کی یون ہے مذکور اوصاف سے جو ذات کہ متصف ہو اُسکی عبادت سے

ننگ کرنیکا نہ مسیح مستحق ہے جسکو تم نصاریٰ الٰہ ٹھہراتے ہو اور اسمین کمال ہے کہ کر اعتقاد کرتے ہین اور نہ ملائکہ مجکو بعضے نادان الٰہ ٹھہراتے ہین اور انمین کمال ہے کہ کر اعتقاد کرتے ہین امام رازی نے معتزلہ کی استدلال کی رد مین یون کہا ہے کہ ملائکہ کی اطلاع غیب کے باتون پر بشر سے افزود رہنا اور ملائکہ کی قوت اور اس عالم مین تصرف کرنیکی قدرت بشر کی قوت اور قدرت سے زیادہ ہونا ہمارے پاس مسلم ہے مجکو اُس مین نزاع نہین نزاع جو ہے طاعتون کے ثواب مین ہے طاعتون کے ثواب کے نظر کرتے بشر افضل ہین یا ملائکہ سو محل نزاع جو فضیلت ہے اُس پر اس آیت مین دلالت نہین ہے کیا واسطے نصاریٰ عیسیٰ کی الوہیت ثابت نہین کئے مگر اس لئے کہ اُس نے غیب کی خبرین دین اور خرق عادات بتائین اس شبہہ کی ابطال کے واسطے ملائکہ کو ذکر کرنا تمام نہوگا مگر ملائکہ اُس غیب دانی مین اور اُس قوت و قدرت مین بشر سے بڑھکر رہین سو ہم اس بات کے قایل ہین آیت سے طاعتون کی کثرت ثواب کے نظر کرتے ملائکہ کو بشر پر فضیلت ہونا اس مقام کو مناسب نہین ملائکہ کی فضیلت پر استدلال جو کئے محل نزاع کو تامل نہین کئے اُنکے اس استدلال کے اور بھی جوابین ہین انکو ذکر کرنے کی جگہ کتب عقاید ہین وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا اور جو کوئی کنیاوے اُسکی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ اُن سبکو اُٹھائیگا اپنے پاس اکٹھا یعنی جو کوئی اللہ کی عبادت کرنے سے ننگ کرتا ہے اور اُسکے پاس ذلیل و عاجز ہونے سے شرکشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن سبھون کو قیامت کے دن جمع کریگا اُس دن سب اُسکے روبرو ذلیل اور اُسکے عاجز ہو کر رہینگے معلوم کیجیے حشر عام ہے مومنون کو جو اسکی عبادت سے ننگ نہین کرتے ہین اور کافرون کو جو اسکی عبادت سے سر پھیرتے ہین سو یہان مستنکفین کے غیر کو اقتصار کے واسطے ذکر نہین کیا کیا واسطے بعد کی تفصیل اُسپر دلالت کرتی ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ پھر جو لوگ ایمان لائے ہین اور نیک عمل کئے ہین سو اونکو پورا دے گا اُن کا ثواب اور بڑھتی دیگا انکو اپنے فضل سے یعنی

اُنکے اعمال کا ثواب جو دیا ہے وہ ہنوکے اُس سے بڑھکر ثواب دیگا کہ جس کو نہ آنکھ نے دیکھی اور نہ کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل مین اُسکا خطرہ گذرا وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اور جنھون نے کنیایا اور تکبر کیا یعنے اللہ کی عبادت سے سو اُنکو عذاب دیگا دکھ کی مار وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا اور نہ پاوینگے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی اور نہ مددگار یعنی مستکبرین کا کوئی والی نہین جو اُنکے اُمور کو دُرست کرے اور اُنکے مصلحتون کی تدبیر کرے اور نہ کوئی نصیر جو انکو اللہ سے بچاوے اور اُسکے عذاب سے چھڑاوے مومنون کے ثواب کو مستکفین کے عذاب پر مقدم کیا کیا واسطے مستکفین جب مومنون کے ثواب کو ملاحظہ کرینگے بعدہ اپنے عذاب کو دیکھین گے تو اُنکی حسرت زیادہ ہوگی معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے مذکور آیتون مین منافق کفار یہود نصاریٰ حمت ذکر کیا بعد اُنکے شبہون کا جواب دیا سو اب تمام انسانون کے سارے فرقون کو علے العموم خطاب کرکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے جو فرمایا کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ای لوگو تحقیق آچکی تم پاس تمھارے رب کی طرف سے دلیل یہان برہان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین حضرت کو برہان یعنی دلیل نام رکھا کیا واسطے حضرت کے ہاتھ پر معجزات باہرہ اور بینات ظاہرہ موجود کیا جن سے حضرت کی سچوئی معلوم ہوئی نبوت کے دعوے مین صادق ہونا ظاہر ہوا وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۝ اور اُتاری ہمنے تمپر روشن واضح نور سے قرآن مراد ہے اُسکو نور بولا کیا واسطے تاریکی مین سب چیز پوشیدہ رہتے ہین جب روشنی ہوئی تو سب چیز ظاہر ہوتے ہین ویسا ہی قرآن سے احکام ظاہر ہوتے ہین اللہ کی وحدانیت اور رسول کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور یہی قرآن کے سبب سے دلون مین ایمان کا نور بڑھتا ہے اِسلئے اسکو نور کہا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ پھر جو لوگ ایمان لائے اللہ پر یعنے اُسکی توحید کئے اور اُسکے صفات اور احکام اور اسمار کی اور اُسکے رسولون کی

اور کتاب کی تصدیق کئے وَاعْتَصَمُوا بِهٖ اور اسکو مضبوط پکڑے بہ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے یعنی ایمان پر ثابت رکھنے اور شیطان کے فریب سے نگاہ رکھنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہے یا بہ کی ضمیر نور کی طرف رجوع کرتی ہے یعنی قرآن جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُسکو اپنا تمسک کئے فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ سو جلد انکو اللہ تعالیٰ داخل کریگا اپنی رحمت مین اور فضل مین رحمت سے جنت مراد ہے یا دنیا کے عذاب سے نجات ہونا فضل سے احسان مراد ہے جنت مین گئے بعد جسکو عطا کرے گا - وَيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ اور دکھائیگا انکو اپنی طرف سیدھی راہ یعنی اپنا فضل جو اُنپر اُسکی تفضل کی ہے اُسکو حاصل کرنیکی راہ کی اُنکو توفیق دیگا اور دین اسلام کہ جسکو اپنے بندون کے واسطے پسند کیا ہے اُسکی راہ اُنکو بتائیگا معلوم کیجئے اس آیت مین تین چیز عطا کرنیکا وعدہ دیا ہے رحمت اور فضل اور ہدایت اس ہدایت کا وجود خارج مین فضل و رحمت پر مقدم ہے لیکن بلاغت کے قاعدے پر خوشی و مسرت جلد حاصل ہونیکے واسطے رحمت و فضل کو مقدم کیا يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ فتویٰ طلب کرتے ہین تجھسے تو کہہ اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ مین یعنے تجھ سے حکم پوچھتے ہین کلالہ کا تو کہہ اے محمد اللہ تعالیٰ تمکو کلالہ کا حکم بتاتا ہے اور اُس سوال کا جواب آپ دیتا ہے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے اس سورے کی ابتدا مین چند واقعات کے احکام بیان کیا بعد مخالفون کے ساتھ مباحثے کی آیتین ذکر کیا پھر سورہ کے آخر کو ایک واقعے کے حکم پر ختم کیا تا سورہ کی آخر اُسکے اوّل کے ساتھ مشاکل اور ہمرنگ ہو معلوم کیجئے کلالہ کی میراث مین دو آیتین نازل ہوئین ایک آیت جو سورے کی ابتدا مین ہے وہ آیت شتا مین یعنی جاڑے کے موسم مین نازل ہوئی دوسری آیت جو سورے کے اخیر مین ہے یہہ آیت صیف مین یعنے دھوپ کالے کے موسم مین نازل ہوئی اسی واسطے اس آیت کو آیت الصیف کہتے ہین یعنی گرما کے موسم مین نازل ہوئی

معلوم کیجئے ہم اوپر ذکر کئے کہ کلالہ کا اطلاق وارث اور مورث دونون پر ہوتا ہے کلالہ کا
اطلاق جب وارث پر کرین تو اُس سے مراد وہ وارث ہے جو پدر نہو مورث پر اطلاق کرین
تو اُس سے مراد وہ شخص ہے جو مرجاوے اور اُسکو والدین اور اولاد نرہے لفظ کلالہ کا
مشتق کلّ سے ہے عرب کہتے ہین کلّت الرّحم بین فلانٍ و فلان یعنے فلانے اور فلانے کے درمیان
قرابت بعید ہوئی اور یون بھی کہتے حمل فلانٌ علے فلانٍ ثم کلّ عنہ یعنے فلانا فلانے پر حمل کیا بعد
اُس سے بعید ہوا میت کے والد کو اور ولد کو میت سے جو قرب ہے اُسکے بہ نسبت دوسرون
کی قرابت بعید رہنے سے انکو کلالہ کہیے اور کبھی کلّ کی معنی غشی ہونی اور قوّت جانے کی ہے
سو یہہ قرابت ولادت کی جہت سے نہ رہنے سے اُسمین ضعف آیا اِس لئے اس قرابت کو
بطریق استعارہ کے کلالہ کہے معلوم کیجئے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیمار تھے سو انکی عیادت
کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جابر نے اپنی میراث کی تقسیم کیسی کرنا سوال کرنے
سے یہہ آیت نازل ہوئی لیکن اس حدیث کے بعضے رُوات جابر کے قصے مین کونسی آیت
نازل ہوئی سو اُس مین اختلاف کئے ہین اُس کا بیان ہم سینتالیسوین وِرد مین ذکر کئے
اب چند احادیث جو اِس آیت سے تعلق رکھتے ہین انکو ہم یہان بیان کرتے ہین ابن سعد اور
ابن ابی حاتم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ
کی آیت میری شان مین نازل ہوئی امام مالک اور مسلم اور ابن جریر اور بیہقی عمر رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہین کہے مین نے کلالہ کا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کیا اُتنی
کثرت سے کسی چیز کا سوال نہین کیا یہان تک کہ اپنی اُنگلی سے میرے سینے مین مارے
اور فرمائے آیۃ الصیف جو سورۂ نسا کی اخیر مین ہے تجھکو کافی ہے امام احمد اور ابو داؤد
اور ترمذی اور بیہقی براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ایک شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کلالہ کا سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
صیف کی آیت تجھکو کافی ہے عدنی اور بزار اپنے مسندون مین اور ابو الشیخ اپنی کتاب

الفرائض مین بسند صحیح سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر مین تھے کلالہ کی آیت نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جاکر دیکھے تو حذیفہ موجود ہے سو وہ آیت اُسکو تلقین کئے حذیفہ دیکھے تو عمر رضی اللہ عنہ موجود ہین پھر حذیفہ نے انکو اس آیت کی تلقین کی عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت مین اُس آیت مین تامل کئے اور حذیفہ کو بلوا کر اُن سے اس آیت کا سوال کئے حذیفہ کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو جیسی تلقین کئے مین نے بھی تمکو ویسی ہی تلقین کیا واللہ مین اُس سے کچھ افزود تمکو کبھی نہ کہونگا عبدالرزاق اور بخاری اور مسلم اور ابن جریر اور ابن المنذر عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مجھکو آرزو رہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تین چیز کا عہد کرتے کہ جسکی طرف ہم ٹھہرتے جد اور کلالہ اور ربا کے چند ابواب جد یعنے دادا کی میراث ربا یعنی سود کن چیزون مین ہوتا ہے عبدالرزاق اور عدنی اور ابن المنذر اور حاکم عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے تین چیز کا سوال مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوتا تو میرے پاس حمر النعم یعنی سرخ اونٹون سے زیادہ دوست ہوتا ایک تو حضرت کے بعد خلیفہ کون ہے دوسرا لوگ اپنے مالون مین زکاۃ کا اقرار کرتے ہین اور تجھکو نہ دینگے کہتے ہین کیا انکو قتل کرنا جایز ہے یا نہین تیسرا کلالہ ابو داود طیالسی اور عبدالرزاق اور عدنی اور ابن ماجہ اور شافعی اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین چیز کو بیان کئے ہوتے تو دُنیا اور جو اُس مین ہے ملنے سے میرے پاس احب ہوتا خلافت اور کلالہ اور ربا ابن جریر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہے عمر رضی اللہ عنہ نے کتف یعنے اونٹ کا شانہ لیکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو جمع کئے اور کہے مین کلالہ مین ایک حکم کرتا ہون کہ جسکی خبر عورتین اپنے پردون مین دئین اُسوقت گھر مین ایک سانپ نکلا کہ جس سے لوگ سب متفرق ہوئے عمر کہے یہہ امر تمام ہونے کا اللہ تعالے ارادہ کرتا تو البتہ اسکو پورا کرتا معلوم کیجئے مذکور حدیثون سے عمر رضی اللہ عنہ کی

فضیلت اور علم کا تبحر معلوم ہوا کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجھکو صیف
کی آیت کفایت کرتی ہے سو حضرت اُسکی تفصیل کو اُنکے فہم پر چھوڑ دئے اس لئے
کہ اُنکو مسائل فہم کرنے کی اور جزئیات کو استنباط کرنے کی قوت اجتہادیہ ہے البتہ
اجتہاد کر کر فتوی دینگے وگرنہ اُسکا بیان کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا عمر
رضی اللہ عنہ نے اُسکو معلوم کرنے کی کد کی تاکہ شارع سے تفصیل معلوم ہو جاوے اجتہاد کا
بار اپنے پر نہووے ہم جو تقریر کئے اُس سے ظاہر ہوا بعضے شیعہ عمر رضی اللہ عنہ کی عدم
معرفت علوم میں اس قصے سے دلیل جو لیتے ہیں باطل ہے اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ
لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَّ لَهُ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ اگر ایک مرد مرگیا کہ اُسکو
فرزند نہیں اور اُسکو ایک بہن ہے تو اُس بہن کو آدھا اُس کا جو وہ
چھوڑ مرا ہلک کی معنی مرنا موت کو ہلاک کے لفظ سے تعبیر کیا اسواسطے کہ موت فی الحقیقت
اعدام ہے معلوم کیجئے بہن نصف کی وارث ہونیکے واسطے میت کو والد بھی ہونا ضرور
ہے اس پر سب کا اجماع ہے سو آیت میں ولد پر اکتفا کیا واسطے اُسپر سوال دلالت
کرتا ہے سوال تو کلالہ کا تھا کلالہ وہی ہے جس کو ولد اور والد نہو اُخت بہن کو کہتے
ہیں بہن کا لفظ عام ہے اعیانی بہن پر یعنے حقیقی باپ اور مان ایک ہی ہیں اور علاتی
بہن پر یعنے باپ ایک ہی ہے مان علٰحدہ ہے اور اخیافی بہن پر یعنے مان ایک ہی
ہے اور باپ مختلف ہے اطلاق کیا جاتا ہے لیکن اخیافی بہن کا حکم سورے کے
شروع میں مذکور ہوا سو یہہ حکم اعیانی اور علاتی بہن کا ہے فلہا نصف ما ترک
یعنے میت کی بہن کو اُس میت کے متروکے سے آدھا ترکہ ہے میت کو بہن ایک
ہی منفرد ہو تو اُسکا فرض نصف ترکہ ہے پھر میت کو عصبہ نہ ہو تو باقی مال بیت
المال کو ہے یہہ زید بن ثابت کا مذہب ہے شافعی نے بھی اُسی کو اخذ کی ہے ابو
حنیفہ کے پاس باقی کا نصف بھی بہن کو بطریق رد کے دینگے میت کو ایک لڑکی

اور ایک بہن ہو تو بیٹی کو نصف دیکے فرضاً باقی کا نصف بہن لیگی سو فرضاً نہین بلکہ تعصیباً لیگی وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ اور وہ وارث ہوگا اُسکا اگر نہ ہے اُسکو فرزند یعنے بہن مرجاوے اور اُسکو بھائی وہے اعیاتی ہو یا علاتی تو وہ بھائی اُس بہن کے سارے ترکہ کا وارث ہوگا اگر اُس مری سو بہن کو فرزند نر بھائی اعیانی یا علاتی ہونا کہے کیا واسطے اخیانی بھائی ہو تو وہ ذوی الفروض مین ہے پورا ترکہ نہ لے گا فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ پھر اگر بہن دو ہون تو اُنکو ہے دو تہائی اُس سے جو چھوڑ مرا ہے دو بہن کا حکم بیان کیا دو سے افزو ہون تو اُنکو بھی وہی دو ثلث ہین وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ اور اگر ہونگے کئی شخص بھائی مرد اور عورتین تو مرد کو ہے دو عورت کے حصہ برابر یعنے میت کو بھائی اور بہن دونون ہون تو بھائی کو دو حصے ہین اور بہن کو ایک حصہ اخوہ جمع اخ کی ہے آیت کی سیاق مقتضی تھی اخوۃ اور اخوات کہنا یعنے اُس میّت کو بھائی اور بہن ہین لیکن ذکور کو اناث پر تغلیب دیکے اخوۃ بولا یا اخوۃ کے بعد رجالا ونساء جو بولا ہے وہ دلالت کرتا ہے کہ ایک ہی پر اکتفا کیا يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا بیان کرتا ہے اللہ تمھارے لئے اس واسطے کہ گمراہ نہ ہون معلوم کیجئے اس آیت مین تین وجہ ہین بصریون مین کہتے ہین یہان مضاف محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے یبین اللہ لکم کراہۃ ان تضلوا یعنے اللہ تعالیٰ نے اُن احکام اور فرایض کا بیان کیا سو تمھارے بہک جانے کو مکروہ جان کے کوفیون کہتے ہین یہان لا محذوف ہے اُسکی تقدیر یون ہے یبین اللہ لکم لئلا تضلوا یعنے تم گمراہ نہو نا کہ اللہ تعالیٰ تمکو بیان کیا جرجانی نے کہا ہے معنی یون ہے اللہ تعالیٰ ضلالت کو بیان کرتا ہے تا تم اُسکو جانین اور اُس سے پرہیز کرین۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے یعنے اللہ تعالیٰ بندون کی

مصلحتون کو جانتا ہے احکام کی تکلیف اور میراث کی تقسیم جو اپنے مقرر کیا ہے انکے سبب اور وجہ
مین اُسکے منفعتین جانکر معین کیا ان جو بولا سو حق ہے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے اس
شروع مین اپنی کمال قدرت کا بیان کیا سورے کی اخیر مین اپنے کمال علم کا بیان کیا یہی وصف سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت
اور جلال اور عزت ثابت ہوتی ہو اور یہی وصف بندہ کو اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کا مطیع ہونا اور سب تکالیف کا منقاد ہونا واجب
ہوا ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن الضریس اور ابن جریر
اور ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوہ مین براء رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ
اخیر سورہ کامل نازل ہوا سورا ۃ ہے اور اخیر آیت نازل ہوئی سو سورۂ نساء کی
خاتمہ ہے یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیہ معلوم کیجئے کونسی آیت اخیر نازل
ہوئی سو اسمین اختلاف ہے اسکا بیان ہم اٹھائیسوین ورد مین واتقوا یوما ترجعون
فیہ الی اللہ کی تفسیر مین بیان کئے ہین ثعلبی اور ابن مردویہ اور واحدی تفسیر وسیط
مین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
جو کوئی سورۂ نساء پڑھا تو گویا ہر مومن اور مومنہ پر جو میراث کے وارث ہوتے ہین
تصدق کیا اور اسکو اتنا اجر ملیگا گویا آزاد کو خرید کیا اور شرک سے بری ہوگا اور اللہ کی
مشیت مین ان لوگون مین ہوگا کہ جنھون نے اللہ تعالیٰ کے در گذر اقولہ گویا آزاد کو خرید کیا روایت کا لفظ یون ہے
واعطی من الاجر کمن اشتری محررًا آزاد کو خرید کرنے سے غلام کو آزاد کرنے کیواسطے خرید کرنا مراد ہے
اس حدیث کو ابن الجوزی نے موضوعات مین شمار کی ہے حافظ عسقلانی اور حافظ السیوطی وغیرہ حفاظ بھی اسکی وضع پر اتفاق کئے ہین

خاتمۃ الطبع بہ یمن و برکات کلام قدیم حصہ اول تفسیر اردو مسمی بہ فیض الکریم
(جسکے چند ابتدائی اجزا غیر مطبع ہذا مین طیار ہوئے تھے) مطبع فیض الکریم حیدرآباد دکن
مین شہور ۱۳۱۲ ہجریہ علی صاحبہا الف الف تحیہ کے شہر ثالث مبارک و مفصل ربیع الاول کی اکیس تاریخ کو
طبع ہوکر بصیرت فزائے اولی الابصار ہوا فالحمد لمن من علینا بہذا الفضل الاتم فصلی اللہ تعالیٰ علی مہبط الوحی
وسلم ویلیہ السفر الثانی بحول منزل السبع الثانی فقط

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ وهدی وبشری للمسلمین

بعون الله العزیز المجید اندرین اوان سعید مظهر احکام کتاب مجید

از سورهٔ مائده تا سورهٔ توبه متعلق به

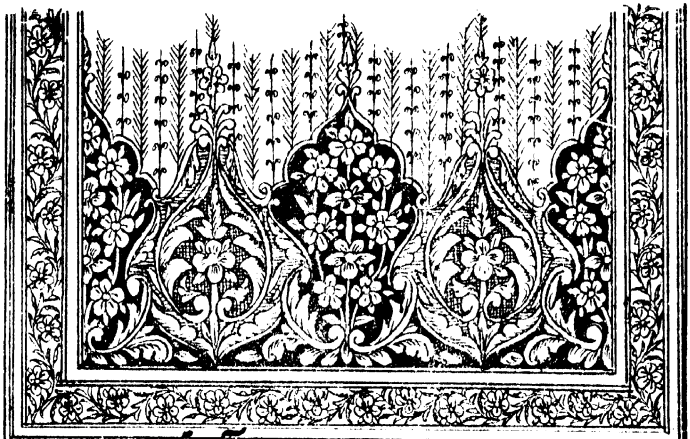
فیض الکریم تفسیر قرآن عظیم

از تالیفات جامع المنقول والمعقول حاوی الفروع والاصول علامهٔ زمان محقق دوران مقدم المفسرین مقتدای المحدثین

مولانا صبغة الله امام العلماء قاضی الاسلام قاضی الملک علیه الرحمة والرضوان

بامتمام محمد عبد الوهاب

در مطبع فیض الکریم بلدهٔ آباد حیدرآباد کن زینت انطباع یافت



سورۃ المائدۃ مدینۃ مائۃ وعشرون آیۃ

سورہ مائدہ مدینے مین نازل ہوئی ہے اُسکی ایک سو بیس آیت ہین اس سورہ کو سورۃ العقود بھی کہتے ہین معلوم کیجئے اصح قول پر ہجرت کے قبل جو قرآن نازل ہوا اسکو مکی کہتے ہین اور ہجرت کے بعد جو نازل ہوا ہے اوسکو مدنی کہتے ہین اگرچہ مکے مین یا اور کسی جگہ مین نازل ہوا ہو پھر اس سورے کی کچھ آیتین مکے مین حجۃ الوداع مین نازل ہونا اسکے مدنی ہونیکو مانع نہین اس سورے مین ایک سو بیس آیت ہین سوا اہل کوفہ کے پاس ہین اہل بصرہ کے پاس ایک سو تیئیس آیت ہین اہل مکہ اور مدینہ اور اہل شام کے پاس ایک سو بائیس آیت ہین شیخ شمس الدین الجزری نے اپنے مصحف کے حواشی مین لکھا ہے کہ اس سورے کے حروف گیارہ ہزار آٹھ سو ستر ہین اور اُسکے کلمے دو ہزار آٹھ سو چار ہین امام احمد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ المائدہ جب نازل ہوئی حضرت اپنی سانڈنی پر سوار تھے وہ حضرت کو اُٹھا نہ سکی سو اُس پر سے اُتر گئے امام احمد اور ابن جریر اور محمد بن نصر اپنی کتاب الصلوۃ مین اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین اور ابونعیم کتاب الدلایل مین اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عضبا ناقے کی مہار پکڑے تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ المائدہ کامل نازل ہوئی اُسکے بوجھ سے قریب تھا کہ ناقے کی بازو شکست پاوین ابن ابی شیبہ اپنی سند مین

اور بغوی اپنی معجم میں اور ابن مردویہ اور بیہقی دلایل النبوۃ میں ام عمرو بنت عبس سے وہ اپنے چچا سے روایت کیے میں اُس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر چلتے تھے اور میں بھی ہمراہ تھا سو حضرت پر سورۃ المائدۃ نازل ہوئی اُسکے ثقل سے حضرت کی سواری کی ناقہ عضبا کا شانہ شکست ہوا ابو عبید نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حجۃ الوداع میں مکے اور مدینے کے درمیان سورۃ المائدۃ نازل ہوئی حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے سو ناقے کا شانہ شکست ہوا پھر حضرت اُس پر سے اُتر گئے ابن جریر نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سفر میں تھے سورۃ المائدۃ نازل ہوئی حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے سو اُسکے بوجھ سے ناقہ بیٹھ گئی معلوم کیجیے وحی نازل ہوتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزن نہایت سنگین ہو جاتا تھا یہاں تک کہ اونٹ حضرت کو اُٹھا نہیں سکتا تھا یہہ سورت نازل ہونیکے وقت حضرت اپنے ناقہ جسکا نام عضبا تھا سوار تھے سو بوجھ سے اُٹھا سک کے بیٹھ گئی پھر حضرت اُس پر سے اُتر گئی جو لوگ قریب تھے وہی تعبیر کیے کہ اُسکا شانہ شکست پانیکے قریب پہنچا تھا جو لوگ فاصلے سے تھے اُترجانے کو دیکھ کر کہے اُسکا شانہ شکست پایا ہم یہہ تفصیل جو بیان کیے اُس سے روایتوں میں کا تعارض مرتفع ہوا امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیے میں کہے اخیر سورۃ نازل ہوئی سو سورۃ المائدہ اور فتح ہے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ترمذی نے کہا سورۃ الفتح سے اذا جآء نصر اللہ والفتح کی سورت مراد ہے امام احمد اور ابو عبید اپنی کتاب فضایل القرآن میں اور نسائی اور ابن المنذر اور نحاس اپنی کتاب ناسخ و منسوخ میں اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن میں جبیر بن نفیر سے روایت کیے میں اُس نے کہا میں حج کر کے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا بی بی نے کہا اے جبیر کیا تو سورۃ المائدہ پڑھتا ہے میں نے کہا ہاں بی بی نے فرمایا آگاہ رہ یہہ اخیر سورۃ ہے جو نازل ہوئی اُسمیں جس چیز کو تم حلال پاؤ گے تو اُسکو حلال جانو اور جس چیز کو تم حرام پاؤ گے تو اُسکو حرام جانو حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور بولا شیخین کی شرط پر ہے بندۂ عاصی کہتا ہے احمد کے رجال مسلم کے رجال میں حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کو میں نے ایسا ہی موقوف پایا مرفوع پر میں واقف نہوا انتہی حافظ سیوطی

در المنثور میں نقل کی ہے کہ ابو عبید نے ضمرہ بن حبیب و عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مائدہ از جملۂ قرآن ہے جو اخیر نازل ہوا سو اُسکے حلال کو تم حلال جانو اور اُسکے حرام کو حرام مانو بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ حدیث مرسل ہے اُسکی سند کے رجال کا حال دیکھا چاہئے معلوم کیجئے قرآن کے جتنے سورے ہیں اُن سب میں کے حلال کو حلال جاننا اور حرام کو حرام جاننا واجب ہے پھر اس سورے کی تخصیص کی وجہ کیا ہے سو ابن الخازن نے کہا اس سورے کی شان کی اعتنا یعنی اہتمام کرنے کے واسطے اُسکو مخصوص کئے جیسے اس آیت میں ہے انّ عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا منہا اربعۃ حرم فلا تظلموا فیہن انفسکم سو ظلم کسی مہینے میں روا نہیں لیکن ان چار مہینے کی اعتنا کے واسطے اُنمیں ظلم مت کرو کر کے فرمایا بندۂ عاصی کہتا ہے اس وجہ میں جو کلف ہے وہ پوشیدہ نہیں سیاق حدیث سے اسکی وجہ یہہ ظاہر ہوتی ہے کہ دوسرے سورتیں جو اول نازل ہوئی ہیں اُنمیں کے بعضے احکام دوسرے آیتوں سے منسوخ ہوئی ہیں بخلاف اس سورے کے کہ وہ اخیر میں نازل ہوئی اُسمیں کا کوئی حکم منسوخ نہیں واللہ اعلم پھر ابن الخازن بولا بعضوں نے کہا اس سورے میں اٹھارا حکم ہیں دوسرے کسی سورے میں اتنے حکم نازل نہیں ہوے سعید بن منصور اور ابن المنذر ابی میسرہ سے روایت کئے ہیں کہ اُس نے کہا اخیر سورہ نازل ہوا سو سورۃ المائدہ ہے اسمیں سترہ فریضے ہیں فریابی اور ابو عبید اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابو الشیخ ابی میسرہ سے روایت کئے ہیں اُس نے کہا سورۂ مائدہ میں اٹھارا فریضے ہیں اسکے سوائے کسی سورے میں اتنے فریضے نہیں اور اُسمیں کچھ منسوخ نہیں المنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام وما علمتم من الجوارح مکلبین - وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم - والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب اور طہارت کاملہ کا بیان اس آیت میں اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم - والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما - لا تقتلوا الصید وانتم حرم - وما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ اہ شہادت بینکم اذا حضر احدکم الموت ابو داؤد اور نحاس دونو اپنے ناسخ و منسوخ کے کتابوں میں ابی میسرہ سے روایت کئے ہیں اُس نے عمرو بن بشر جبلی سے روایت کی ہے اُس نے کہا سورۂ مائدہ میں کچھ چیز منسوخ نہیں عبد بن حمید

اور ابو داؤد اپنی ناسخ و منسوخ مین اور ابن المنذر ابن عون سے روایت کئے ہین اُس نے کہا مین نے حسن بصری سے پوچھا مائدہ کی کچھ چیز منسوخ ہے تو کہے نہین عبد بن حمید اور ابو داؤد اپنی کتاب الناسخ مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور نحاس شعبی سے روایت کئے ہین اُس نے کہا مائدہ سے کچھ منسوخ نہین ہوا مگر یہہ آیت یا یہا الذین آمنوا لاتحلوا شعایر اللہ ولا الشہر الحرام ولا الہدی والقلائد ابو داؤد اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ مین اور ابن ابی حاتم اور نحاس اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین اُنہون نے کہا اس سورے کے دو آیت منسوخ ہوئے ایک قلادہ کی آیت دوسری یہہ آیت فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے معلوم کیجئے اس سورہ مین منسوخ آیت ہین یا نہین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا صحابہ وغیرہ اجتہاد سے کہے ہین جہان ان آیتون کی تفسیر مذکور ہوگی ہم اُنکے نسخ کا حکم وہان بیان کرینگے واللہ اعلم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اے ایمان والو پورے کرو اپنے عہد عقود جمع عقد کی ہے عقد کی معنی اصل مین ایک چیز کو دوسری چیز کر ساتھہ مضبوط وصل کرنا اُسکا ترجمہ ہماری زبان مین گرہ دینا بعد اُسکو عہد اور قرار جو مضبوط ہوتا ہے اُسمین استعمال کئے یہان عقود سے کیا مراد ہے سو مفسرون کو اختلاف ہے ابن جریج کہتا ہے یہہ خطاب اہل کتاب کو ہے اور بولا اُسکی معنی یون ہے اے لوگو جو ایمان لائے ہین سابق کے کتابون پر تم پورے کرو اپنے عہد محمد کی شان مین اور اونپر ایمان لانے کے باب مین جو مین عہد لیا ہون جمہور مفسرین کہتے ہین یہہ خطاب مومنون کو ہے قتادہ نے کہا ہے عقود سے حلف مراد ہی جو جاہلیت مین کرتے تھے ابن جریر اور ابن المنذر قتادہ سے روایت کئے ہین اُسنے کہا ہمکو پہنچا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جاہلیت کے عہد کو پورا کرو اور اسلام مین نیا عہد مت پیدا کرو حلف حارہملہ کی کسر سے دوستی کرنیکی معنی سے ہی سو جاہلیت کی عادت تھی ایک قبیلے والا آدمی دوسرے قبیلے والون کے پاس آکے اُن سے دوستی کا عہد کرتا پھر بھلے برے مین اُنکا شریک ہوتا اور وے اُسکے شریک ہوتے سو اُن عہود کو نبھانے کا حکم اللہ تعالی نے کیا لیکن جس عہد کو شرع جائز رکھتی ہے اُسکو نبھانا جو عہد خلاف شرع ہے وہ باطل ہی اُسکو نہ نبھانا اسکو تائید

کرتی ہے حدیث جسکو حارث بن اسامہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہو اُس نے اپنے باپ سے وہ اسکے
جد سے یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاصی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمائے خلیفوں کے واسطے عہد جو تم کئے ہو اُسکو پورا کرو صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ اُنکے عہد
کیا ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انکے عقل یعنی عقلی کیت دینا اور انکی نصرت کرنا زید بن اسلم نے
کہا عقود سے پانچ عقد مراد ہین عقد نکاح عقد شرکت عقد یمین یعنی قسم عقد عہد عقد حلف عبد اللہ بن
عبید سے بھی ایسا ہی مروی ہوا ہے لیکن اُس نے در عوض عقد شرکت کے عقد بیع کہا ہے ابن
جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین کہ عقود سے چیزین ہین جنکو اللہ تعالی نے قرآن مین حلال کیا اور حرام کیا اور فرض کیا
اور مباح کیا اُس سے تجاوز مت کرو اور اُسکو شکست نہ دو ابن جریر طبری نے اسی قول کو ترجیح دی ہے
اور بولا وہی اولی بصواب ہو معنی یون ہو اے ایمان والو عہود جنکو اللہ تعالی نے تمھارے پر واجب کیا ہے
حل و حرمت کے مقدمے مین تم سے عقد کیا ہے اور اپنے فروض کو تم پر لازم کیا ہے اور اونکے حدود
کو تم سے بیان کیا ہے اُن سب کو وفا کرو یہی قول صواب ہوا کیا واسطے اللہ تعالی کے اُسکے بعد مومنون کے
چیزین جو حلال و حرام ہین بیان کرنا اور خطاب مین ایمان کے وصف سے ندا کرنا اسی کو ترجیح دیتا ہو
کیا واسطے ایمان اللہ کی ذات اور اُسکے صفات اور اُسکے احکام اور افعال کی معرفت کو کہتے ہین اجمالہ
احکام یہہ ہے اللہ تعالی کی سب تکالیف مین اُسکے اوامر و نواہی مین اظہار کرنا واجب ہو سوا ایمان
کی ماہیت مین جن امور کو اعتبار کئے ہین یہہ عقد اُنمین کا ایک جز ہوا تو اُسکو وفا کرنا لازم ہوا گویا یون
فرمایا اے لوگو تم ایمان لاکے اقسام کے عہود اللہ تعالی کی طاعت اور فرمانبرداری کے واسطے لازم
کئے ہو اُن عہود کو وفا کرو امام رازی نے کہا اس آیت سے حنفیہ دلیل لیتے ہین کہ اگر کوئی شخص عید کے
دن روزہ رکھنے کی نذر کیا یا اپنے بچے کو ذبح کرنیکی نذر کیا تو صحیح ہے کیا واسطے اُس نے جب نذر کیا
تو روزے کا اور ذبح کا عقد اپنے پر لازم کیا پھر اُس عقد کو وفا کرنا لازم ہوا شافعیہ کہتے ہین یہہ نذر
صحیح نہین کیا واسطے اسمین معصیت ہے معصیت کی نذر صحیح نہین صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی لا نذر فی

معصیت اللہ اور بھی حنفیہ کہتے ہین بیع مین خیار مجلس ثابت نہین کیا واسطے بیع کو جب عقد کیا تو اُسکا وفا کرنا لازم ہوا فسخ اُسکا جایز نہین شافعیہ کہتے ہین خیار مجلس ثابت ہے کیا واسطے صحیح حدیث سے ثابت ہوا ہے البیعان بالخیار مالم یتفرقا یعنی بایع اور مشتری جب تک جدا نہون انکو اختیار باقی ہے پھر آیت کی عموم اس حدیث سے تخصیص پائی ہے اور بھی حنفیہ کہتے ہین جمع بین الطلقات حرام ہے یعنی کوئی شخص عورت کو دفعۃً تین طلاق دینے سے عورت مطلقہ ہو جاویگی لیکن ایسا طلاق دینا حرام ہے کیا واسطے نکاح عقود سے ہے پھر اُسکا رفع حرام ہوا لیکن ایک طلقہ مین اُسپر عمل کرنا بالاجماع متروک ہے تو باقی کے طلقے اپنے اصل پر باقی رہے اُن کا رفع جائز نہین شافعیہ کہتے ہین جمع بین الطلقات حرام نہین اور کہتے ہین اس آیت کی عموم قیاس سے تخصیص پائی ہے قیاس یہہ ہے کہ اگر جمع حرام ہوتا تو طلقے جو افراد ہین انکو محسوب نکرتے جب انکو محسوب کئے تو معلوم ہوا جمع جائز ہے انتہی ملخصاً بندہ عاصی کہتا ہے ابو حنیفہ کے پاس نذر کا وفا لازم ہوا کرے جو بولا اُس سے نذر اُس پر واجب ہونا مراد ہے لیکن منہی ایام مین روزہ رکھنے کی نذر کیا تو اُن ایام مین افطار کرنا روزہ نرکھنا واجب ہے پھر بعد اُسکی قضا کرنا واجب ہے بچے کو ذبح کرنیکی نذر کیا تو اُسکے درعوض استحساناً بکری ذبح کرنا اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ حلال کئے گئے تمکو چوپائے مواشی سے معلوم کیجئے اللہ تعالی نے اوپر کے جملے مین اپنے سب تکالیف کی فرمانبرداری لازم ہے کرکے تقریر کی اب اس جملے مین تکالیف کی تفصیل شروع کیا مومن کو اول اپنے کھانے پینے مین احتیاط ضرور ہے سو اول حلال حرام جانورون کی تفصیل کو بیان کیا بہیمۃ اصل مین جو حیات والی چیز تمیز نہین رکھتی اسکو کہتے ہین بعد اس اسم کو چار پائے کے ساتھہ خاص کئے جس جانور کو چار پاؤن ہوتے ہین اُسکو بہیمہ کہتے ہین خواہ خشکی مین رہتا جانور ہو یا پانی مین انعام جمع نعم کی ہے نون اور عین دونونکی فتحہ سے اُسکی عین مین سکون بھی جائز ہے اصل لغت مین اونٹ اور بکری کو کہتے ہین بعضے مخصوص اونٹ کو ہی نعم کہتے ہین عرف مین اُسکو اونٹ اور گائی اور بکری تینون مین استعمال کئے بہیمۃ کی اضافت انعام کی طرف اضافت بیانیہ ہے جنس کو اُسکے اخص انواع کی طرف اضافہ کیا جیسا ثوب خز کہتے ہین اُسکی تقدیر بہیمۃ من الانعام ہے بہیمۃ کو مفرد لایا سو اس سے جنس کا ارادہ کیا یعنے تمھارے واسطے بہیمۃ کو جو انعام مین

کھانا حلال کیا جنگلی گائی اور ہرن اور گورخر وغیرہ جو وحشی ہین مجازاً یا تغلیباً یا قیاساً اسی کے ساتھ لاحق ہونگے طبرستی نے اپنے مسایل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بہیمۃ الانعام سے مراد اونٹ اور گائی اور بکری ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر حسن سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین بعضے بہیمۃ الانعام سے جنین مراد لیتے ہین اور کہتے ہین مواشی سے کیکو ذبح کئے بعد اسکے شکم مین کا بچہ مرگیا تو وہ حلال ہے مذہب شافعی اور اکثر فقہا کا یہی ہے کہ گابھا جانور کو ذبح کرکے اسکے شکم کو چیرا اور اس بچہ مین حیات مستقر نہین ہے تو اسکو کھانا حلال ہے اگر اسمین حیات مستقر ہو تو ذبح کرنا ضرور ہے اس باب مین ذکات الجنین ذکاۃ امہ کر کے حدیث مروی ہے اس حدیث کو ابو سعید و جابر و ابی امامہ و ابی الدرداء و ابی ہریرہ و علی بن ابی طالب اور ابن مسعود اور ابی ایوب اور براء بن عازب اور ابن عمر و ابن عباس و کعب بن مالک رضی اللہ عنہم مرفوع روایت کئے ہین لیکن انکے اسنادون مین کلام ہے حافظ عسقلانی نے کہا ابی سعید اور جابر کے روایتون کے سبب طریقون کو نظر کئے تو وہ حدیث قابل حجت ہے ابو سعید کی حدیث کی ایک طریق کو ابن حبان نے تصحیح کی ہے ابن عمر سے موقوف حدیث بھی بسند صحیح وارد ہوئی ہے ابو حنیفہ کے پاس مذکور جنین حلال نہین مگر اسمین حیات رہے اور اسکو ذبح کرے تو حلال ہے بعضون نے کہا بہیمۃ الانعام سے وحشی جانور جیسے ہرن اور گورخر اور اسکے مانند مراد ہین کیا واسطے انعام کی حلیت کا حکم اول ہی نازل ہو چکا ہے یہان حکم اُن جانورون کا جو انعام سے مشابہت جگال کرنے مین اور ذی ناب نہ ہونے مین رکھتے ہین بیان کیا راغب نے کہا بہیمۃ وہ حیوان ہے جو بات نہین کرتا بعد عرف مین اسکو درندے اور پرندے کے سوائے جو جانور ہین انکے ساتھ خاص کئے بعد اسکو آٹھ جفت مین استعمال کئے یعنے آٹھ جفت جو سورۃ الانعام مین مذکور ہین انمین گھوڑا اور خچر اور گدھا داخل نہین اور بولا سورۃ الانعام مین انعام کی حلیت کا حکم اللہ تعالی بیان کر چکا تھا سو یہان جاری مجری انعام کے جو جانور تھے انکو بیان کیا سو اس آیت مین بہیمۃ الانعام دونون کی حلیت پر دلالت ہوئی کیا واسطے اس آیت کا خطاب مبارزین کو ہے جو حلال مین انہی بندہ عاصی کہتا ہے آیت کی سیاق سے یہی وجہ راجح معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم

یعنی حج کا احرام نہین باندھتے ہین ۱۲

إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ مگر وہ جو تم پر پڑھا جائیگا یعنے بہیمۃ الانعام تم پر حلال ہین مگر جسکی تحریم قرآن مین پڑھی جاتی ہے یعنی دس چیز جنکی حرمت اسکے بعد کی آیت مین حرمت علیکم المیتۃ کرکے آتی ہے یہ استثنا متصل ہے یا منقطع ہے اسمین علما کو اختلاف ہے جسنے کہا مستثنی متصل ہے اسکو ایک لفظ مقدر کرنی ضرور ہے

کیا واسطے مستثنی متصل ہین مستثنی کرانے مستثنی منہ کی جنس سے رہنا ضرور ہے الا ما یتلی یعنی متلو بہیمۃ الانعام کی جنس سے نہین سو یا مضاف کی تقدیر کرتے ہین اور کہتے ہین الا محرم ما یتلی علیکم یعنی مگر وہ چیز جسکو متلو آیت حرام کی یا فاعل کی تقدیر کرتے ہین اور کہتے ہین الا البہیمۃ التی تتلی علیکم آیۃ تحریمہا یعنی مگر وہ بہیمہ جسکی تحریم کی آیت تم پر پڑھی جاتی ہے مضاف جو آیۃ تھا اُسکو حذف کرکے مضاف الیہ جو تحریمہا ہے اُسکو مضاف کے قایم مقام کیا بعدہ اُس مضاف الیہ کو حذف کرکے اُسکی ضمیر کو یتلی مین مستتر لایا تا موصول کی طرف جو ہا ہے رجوع کرے اور موصول صلہ مین ربط ہووے مستثنی یعنی البہیمۃ اور اُسکی صفت جو التی تھی اس جگہہ مین ما کا لفظ جو غیر ذی العقول کو واسطے ہر اختصار کے واسطے ذکر کرکے الا ما یتلی کہا جیسے کہا مستثنی منقطع ہے اُسکی وجہ ظاہر ہے غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ حال وہ کہ تم حلال نہ جانو شکار کو در حالیکہ تم محرم ہو لفظ غیر کا حال واقع ہوا ہے لکم کی ضمیر کا یہہ قول جمہور مفسرین کا ہے بعضے کہتے ہین حال ہے او نوا کی ضمیر کا بعضے کہتے ہین استثنا ہے لیکن یہہ قول ضعیف ہے اس جملے کا حاصل معنی یہہ ہے کہ بہیمۃ الانعام تم پر حلال ہین لیکن تم محرم ہو تو شکار حلال نہین یعنی جو جانور وحشی ہے وہ تم پر حلال نہین اس سے معلوم ہوا انعام یعنے بکری گائے اونٹ جو اُنسے ہین وہ سب حال مین حلال ہین محلی اسم فاعل کے جمع کا صیغہ ہے یعنی حلال جاننے والے اُسکا اصل محلین تھا اضافت کے سبب سے نون گر گیا حرم جمع حرام کی ہے وہ صفۃ مشبہہ کا صیغہ ہے اسم فاعل کی معنی سے یعنے محرم کی معنی سے محرم کو دو معنی ہین ایک داخل ہونا احرام مین یعنے حج کا یا عمرے کا احرام باندھنا دوسری معنی مکے کے حرم مین داخل ہونا یا تم حرم دونون معنی کو شامل ہے جو شخص نسک کا احرام باندھا یعنے نسک ادا کرنیکی نیت کیا تو اُسپر شکار حرام ہے اور جو شخص مکے کے حرم کے اندر داخل ہوا اُسپر بھی شکار حرام ہے جملہ انتم حرم کا حال واقع ہوا ہے محلی کی ضمیر کا إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ مقرر اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے اِس جملے کو اللہ تعالی نے مخالفین کے رد مین ذکر کیا اسکی تقریر یہہ ہے ثنویہ اور براہمہ کہتے ہین جانور کو ذبح کرنا اُسکو ایذا اور درد پہنچانے کا سبب ہے غیر کو ایذا اور درد پہنچانا قبیح ہے ذبح بھی قبیح ہوا جو قبیح ہے اُسکو رب الرحیم دوست نہین رکھتا پھر جانور کو ذبح کرنا حلال اور مباح ہوگا علی الخصوص اُن جانورون کو جو اپنے سے انسان کو دفع کرنیکی قدرت نہین رکھتے جو انکو ہلاک کرنا چاہتا ہے اُس سے

سخن کرنیکی طاقت نہین رکھتے ایسے عاجز کو ذبح کرنا نہایت قبیح ہوا بکریہ اہل اسلام سے جو ایک بدعتی فرقہ ہی اس شبہ کے جواب مین کہتا ہے حیوان کو ذبح کے وقت درد و ایذا ہونے کو ہم مسلم نہین رکھتے شاید اللہ تعالی ذبح کا درد اُن سے دور کردیتا ہے لیکن اس جواب مین بدیہی امر کا انکار ہے وہ مقبول نہین معتزلہ کہتے ہین ایلام مطلقاً قبیح ہونیکو ہم مسلم نہین رکھتے ایلام قبیح اور ظلم ہوگا مگر اُس صورت مین کہ اس ایلام کے مقابلے مین اُسکو کچھ عوض نہ ملے یہان اللہ تعالی اُن حیوانات کو اُس درد کے عوض مین بہت سی راحتین بخشیگا دیکھو فصد کرنے مین اور دل کو چیرنے مین درد ہوتا ہی لیکن صحت حاصل ہونے کے واسطے انسان اُس درد کا متحمل ہوتا ہے منفعت عظیمہ کے واسطے تھوڑا درد انسان جیسا سہتا ہے ذبح مین بھی ایسا ہی ہے حنفیہ کے برعکس کفار چین کا مذہب ہے وے کسی جانور کو حرام نہین سمجھتے جو گوشت ہو اُسکو کھانا حلال جانتے ہین ان مذاہب کو رد کرنیکے واسطے اللہ تعالے یہہ جملہ فرمایا اُسکی تفصیل یہہ ہے اللہ تعالی سب کا مالک ہے اپنی ملک مین کچھ تصرف کیا تو اُسپر کچھ اعتراض نہین اللہ تعالی کا اُن حیوانات کی ذبح کی اجازت دینے سے ظلم لازم نہین ہوتا اور وہ علی الاطلاق جس جانور کو کھانیکی اجازت دیا ہے اُسکو کھانا حلال ہے اور جس کو منع کیا ہے اُس سے باز رہنا واجب ہی یہہ جانور کیا واسطے حلال ہوا وہ جانور کیا واسطے حرام ہوا کرکے اعتراض کرنا بندون کو نہین بیجتا اللہ تعالی علیم و حکیم ہے اپنی حکمت کے موافق امر کرتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ اے ایمان والو حلال نہ سمجھو اللہ تعالی کے نشانیون کو یعنی اللہ کے نام کے چیزون کی حرمت مت توڑو ابن جریر نے سدی سے روایت کی ہے کہا الحطم بن ہند البکری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو دعوت کئے اُس نے پوچھا کہ کس امر کی دعوت کرتے ہو پھر اُسکو خبر دئے تب بولا مجھکو مہلت دو مین ایمان لاتا ہون اور اپنے ساتھ والون سے بھی مشورت کرتا ہون پھر حضرت کے پاس سے گیا وہ شخص آنے کے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کہدئے تھے کہ اب ربیعہ کی قوم کا ایک شخص آتا ہی شیطان کی جبھہ سے بات کریگا جب وہ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میرے پاس فاجر منھہ سے آیا اور دغا کی پشت کرکے گیا وہ شخص جب مدینے سے نکلا تو مدینے کے اونٹون کا ایک منڈا تھا سو اُسکو اپنے ساتھ ہانک لیگے گیا بعد دوسرے سال ذیقعدہ کے مہینے مین حج کا احرام باندھکے ہدی کے جانور ساتھ لیکے اونٹون کے گلے مین لٹکن ڈال کے مکے کی طرف روانہ ہوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو غارت کرنیکے واسطے لوگوں کو بھیجنا چاہے تب یہہ آیت والا آمین البیت الحرام تک نازل ہوی بعضے روایتوں مین ہے صحابہ کے بعضے لوگ کہے یا رسول اللہ وہ شخص ہمارے سے دغا کیا ہے ہمکو فرمائے تو ہم اُسکو غارت کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اُس نے ہدی کو قلادے ڈالا ہے صحابہ کہے یہہ کام ہم جاہلیت مین کرتے تھے سو ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو اجازت دئے پھر یہہ آیت نازل ہوی ابن جریر اور ابن المنذر عکرمہ سے روایت کئے ہین کہا الحطم بن ہند البکری اناج کی کاروان لیکے مدینے کو آیا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکے اسلام لایا اور حضرت سے بیعت کی جب چلا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس والون کو فرمائے میرے پاس فاجر منہ سے داخل ہوا دغا کی پشت پھیر کے گیا وہ شخص جب یمامے کو گیا اسلام سے پھر گیا بعد ذوالقعدہ کے مہینے مین اناج کی کاروان لیکے مکے کو جانے لگا صحابہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی سو چند شخص مہاجرین و انصار سے جاکے اُسکو غارت کرنا چاہے تب اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی یاایہا الذین آمنوا لاتحلوا شعائر اللہ الآیہ پھر مسلمان اپنے ارادہ سے باز آئے شعائر جمع شعیرہ کی ہے فعیلہ کے وزن پر معنی سے مفعلۃ کے بعضے کہتے ہین جمع شعارۃ کی ہے اشعار سے مشتق ہی اشعار کی اصل معنی آگاہ کرنا اور مشہور کرنا پھر جو چیز کسی چیز کی علامت ہو یا کسی چیز پر کچھ علامت کرے تو اُسکو شعیرہ کہتے ہین اس معنی سے ہدی کے اونٹون کے تئین جو مکے کو بھیجتے ہین شعائر کہے کیا واسطے ہدی کے اونٹ کو ہان مین چھری مارکے اُسکو خون آلود کرتے تھے تا ہدی کا اونٹ سمجھین شعائر سے اس جگہہ کیا مراد ہے سو مفسرون کو اُسمین اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ شعائر سے حج کے مناسک مراد ہین انکو ایک روایت مین آیا ہے کہ شعائر اللہ دو ہے مین محرم جنکو کرنے سے ممنوع ہی بعضے کہتے ہین شعائر سے اللہ تعالی کی شریعتین اور دین کی علامتین اور سارے تکالیف شرعی اور اوامر جو ہین اُنکو بجا لانا مناہی سے باز رہنا مراد ہے ولا الشہر الحرام اور نہ حرمت والا مہینہ یعنی حرمت والا مہینہ جو ہے اُسکو بھی حلال نہ سمجھو اور اُس مین جنگ مت کرو معلوم کیجیے شہر حرام وہ مہینہ ہے جاہلیت مین عرب جسکی تعظیم کرتے تھے اُسمین جنگ کرنا حرام سمجھتے تھے شرع بھی اُسکی حرمت کو باقی رکھی معلوم کیجیے حرام مہینے چار ہین ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب اس جگہہ الشہر الحرام سے

یا یے چار دینے مراد ہین اس تقدیر پر اسم واحد کو اُسکے جنس پر اطلاق کیے یا ماہ رجب مراد ہی کیا واسطے وہ مہینہ حرم کی صفت مین بہ نسبت دوسرے اشہر حرم کے اکمل ہے یا ماہ ذی قعدہ ہر کہ جسمین عرب احرام باندھکے حج کو جمع ہوتے تھے بعضے کہتے ہین الشہر الحرام سے نسی کے دن مراد ہین جو شمسی قمری مہینون کے درمیان ان دِنون کا تفاوت ہوتا ہے نسی کے دنون کا بیان انشاء اللہ سورہ براۃ کی تفسیر مین آویگا وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ اور نہ ہدی کو اور نہ گلے مین لٹکن والیون کو یعنی نیاز کے جانور اور لٹکن والے جانور کے کو جاوین تو تم انکو حلال نہ سمجھو ہدی سے اونٹ گائے بکرا کہ جنکو اللہ تعالی کی تقریب کے واسطے بیت اللہ کو لیجاتے ہین مراد ہے قلائد جمع قلادہ ہ کی ہر قلادہ لٹکن کو کہتے ہین کہ جسکو اونٹ وغیرہ کے گلے مین باندھتے ہین قلائد سے کیا مراد ہے اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ہدی سے معلق ہدی کا جانور ہے جسکے گلے مین قلادہ نہین اور قلائد سے وہ ہدی ہے کہ جسکے گلے مین لٹکن ہے اس قول پر خاص کا عطف عام پر ہے اُسکے متعرض نہونا کر کے مبالغے کے واسطے اُسکو ذکر کیا معنی یون ہی تم ہدی کے جانور کے متعرض نہو علی الخصوص جسکے گلے مین لٹکن ہو کیا واسطے وہ اشرف ہدی ہے بعضے کہتے ہین قلائد سے نفس قلائد مراد ہے یعنی ہدی کو تو حلال سمجھنا امر عظیم ہے اُسکے قلائد کو بھی حلال نہ سمجھو نہی مین مبالغہ کرنیکے واسطے اُسکو ذکر کیا معلوم کیجئے ہدی کے جانور کے گلے مین قلادہ باندھنا سو اگر اونٹ ہو یا گائے ہو تو اُسکے گلے مین نعلین کا جوڑا رسی سے باندھکے ڈالنا بکری ہو تو اُسکے گلے مین مشک کا توڑا اور اُسکا کان رسی مین پروکے باندھنا بعضے کہتے ہین قلائد سے اصحاب قلائد مراد ہین جاہلیت مین عربون کو آپسمین جنگ رہتا تھا شہر حرم مین جنگ سے باز رہتے جب شہر حرم گذر چکے تو جنگ شروع کرتے مگر جو شخص حرم سے نکلے اور حرم کے درخت کا پوست اپنے گلے مین اور اپنے اونٹون کے گلون مین باندھے تو حرم کے لوگ مین کر کے اُن سے راہ مین کوئی متعرض نہین ہوتا سو قلائد والون سے متعرض نہونا کر کے حکم ہوا بعضے کہتے ہین کہ اس فعل سے اللہ تعالے مومنون کو نہی کیا یعنے یہہ قلادہ باندھنے کو حلال نہ سمجھو کیا واسطے حرم کے درخت کا پوست جدا کرنا حلال نہین یہہ قول مجاہد اور عطا سے مروی ہے کہ حرم کے درخت کا پوست امان کے واسطے گلے مین لٹکن ڈالنا حلال نہ سمجھو وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا اور نہ بیت الحرام کو قصد کرنے والوں کو کہ وہ ڈھونڈھتے ہیں فضل کو اپنے رب سے اور خوشنودی کو یعنی جو لوگ بیت الحرم کا یعنی حرمت والے گھر کا یعنی کعبے کا قصد کرکے آتے ہیں اور اُنکا غرض اُس سے کچھ روزی حاصل کرنی ہے اور اللہ اُنسے راضی ہونا ہے ویسوں کو تعرض ہونا تم حلال نہ سمجھو آمین اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی قصد کرنے والے البیت مفعول ہے آمین کا منصوب علی الظرفیہ نہیں جملہ یبتغون کا حال واقع ہوا ہے آمین کی ضمیر وہ جملہ آمین کی صفت نہیں کیا اسم فاعل یہاں عمل کیا ہے اسم فاعل جو موصوف ہوتا ہے اصح قول پر اُسکا عمل باطل ہوتا ہے زمخشری اس جملے کو صفت ہے کرکے جو کہا سو شاید آمین کا صفت ہونا مراد نہیں بلکہ محذوف کی صفت ہے اُسکی تقدیر گویا یوں ہے لا تعرضوا قوما ہذہ صفتہم بیت الحرام سے کعبہ شریف مراد ہے فضلا سے روزی اور تجارت کے منافع مراد ہیں اور اللہ اُنسے راضی ہونا سو اُنکے گھمنڈ میں راضی ہونا مراد ہے کیا واسطے اللہ تعالی کافر سے راضی نہیں ہوتا لیکن کافر اُسکو کرتا ہے سو اس گھمنڈ سے کرتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے سے راضی ہوتا ہے کافر کے گھمنڈ کے دیکھتے اس فعل کو رضوان سے توصیف کرنا جایز ہوا بعضے کہتے ہیں کفار حج کرتے تھے سو اُنکا غرض اللہ تعالی کی رضوان طلب کرنی تھی لیکن اُس حج سے اللہ تعالی کی خوشنودی اگرچہ حاصل نہیں ہوتی مگر اُس قصد کے سبب سے اُنکو ایک نوع کی حرمت حاصل ہونا بعید نہیں وہ حرمت یہہ ہے کہ اُنکو اُنکی جان سے اَمن ملنا بعضے کہتے ہیں فضل چاہنا عام ہے مومنوں کو اور مشرکوں کو خوشنودی حاصل کرنا مخصوص ہے مومنوں کو تبنیہ مفسروں کی ایک جماعت کہتی ہے یہہ آیت لا تحلوا شعائر اللہ سے رضوانا تک منسوخ ہے کیا واسطے لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام کی مقتضا یہہ ہے کہ شہر حرام میں اور حرم میں قتل جایز نہیں سو یہہ حکم اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم کی آیت سے منسوخ ہوا اور آمین البیت الحرام کی مقتضا یہہ ہے کہ بیت الحرام میں کافروں کو آنے سے منع نکرنا سو یہہ حکم منسوخ ہوا ہے فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا کی آیت سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے نوین سال حج کئے تب اس حکم کی ندا کئے تب سے مشرک کو حج کے واسطے چھوڑنا جائز نہیں ہدی اور قلائد سے اُسکو امن نہیں یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور مجاہد اور حسن بصری اور قتادہ کا ہے اکثر مفسرین کی اختیار یہی قول ہے بعضے

کہتے ہین اس آیت سے منسوخ نہین مگر قلائد جنکو حرم کے درخت کے پوست سے ڈالتے تھے اُنکے قول پر اور جو گذرا اس سورے مین کا کوئی حکم منسوخ نہین سو تغلیبا ہوگا اور اُس سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ مائدہ نازل ہونیکے قبل یہہ آیت نازل ہوئی ہے بعضے کہتے ہین یہہ آیت منسوخ نہین اور یہہ حکم کافر کے نسک کا نہین بلکہ مومنون کے ساتھ چلنے کا حکم ہے مومن حج کے واسطے آوے تو اُسکو نہ روکنا اُسکے ساتھ ہدی کے جانور رہے تو اُنکے متعرض نہونا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا کا جملہ اسی پر دلالت کرتا ہے کیا واسطے یہہ مومنون کی صفت ہونے کی لایق ہے نہ کفار کی صفت ابومسلم الاصفہانی معتزلی سے کہتا ہے اس آیت کا حکم مخصوص کافرون کی شان مین تھا کہ جنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عہد تھا سورۂ برات نازل ہوکے عہد جب تمام ہوچکا اُسکا حکم بھی زائل ہوا واللہ اعلم وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا اور جب تم حلال ہوگے یعنی احرام سے نکلوگے تو شکار کرو شکار کرنیکا امر اباحت کے واسطے ہے کیا واسطے اللہ تعالی نے محرم پر شکار حرام کیا تھا جو فرمایا غیر محلی الصید وانتم حرم سو شکار کا مانع احرام تھا جب احرام کھل گیا تو شکار جو منع تھا وہ بھی زائل ہوا صیغہ امر کا حقیقت مین وجوب کے واسطے ہے لیکن یہان اباحت کا فائدہ دیا کس واسطے امر بعد حظر کے اباحت کا فائدہ بخشتا ہے جیسا کہ یہہ مذہب اکثر شافعیہ کا ہے یا شکار قبل احرام کے مباح تھا امر مباح کی نہی احرام کے واسطے ہوئی تھی جب احرام کھل گیا تو اصل مین جو حکم تھا یعنی اباحت پھر وہ عود کی وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا اور نہ لے آوے یعنی باعث نہو تمکو دشمنی ایک قوم کی کہ تمکو روکے تھے مسجد الحرام سے اُن پر کہ تم زیادتی کرے اُن پر یعنی تمکو مسجد الحرام مین جانے سے روکے تھے سو دشمنی سے تم ان پر تعدی اور زیادتی نہ کرنا حاصل یہہ ہے حدیبیہ مین مشرکون نے مسلمانون کو مسجد الحرام مین جانے سے منع کئی سو اس باعث سے مشرکون پر تعدی کرنا انکو قتل کرنا یا اُنکا مال لینا تمکو نہین پہنچتا ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کے اصحاب حدیبیہ مین تھے سو کفار المجحی سے روکے تھے یہہ روکنا صحابہ پر نہایت شاق ہوا سو مشرق کی جانب والے چند مشرک عمرے کے ارادے جاتے تھے سو انکی گذر مسلمانون پر ہوی صحابہ رضی اللہ عنہم کہے ہمکو جیسا مشرک مسجد الحرام مین جانے سے

منع کئے ہین ہم بھی اُنکو منع کرینگے پھر اللہ تعالی نے فلا یحرمنکم کی آیت آخر تک نازل کی شیخ سلیمان الجمل حاشیۂ جلالین مین کہا مسلمانون کو جو لوگ کعبے مین جانے سے منع کئے تھے حربی کفار تھے پھر انکے متعرض ہونے اور جنگ کرنے سے نہی کیسا ہوئی مگر یون کہنا یہہ نہی منسوخ ہوئی اسپر کسی مفسر نے تنبیہ کی سو مین نے نہین دیکھا انتہی بندۂ عاصی کہتا ہے جو لوگ آیت کو منسوخ کہتے ہین اُنکے قول سے اُسکا حکم منسوخ ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے کیا واسطے یا حکم جو قبل کے جملے مین نہین تھا سو اس جملے مین نہین بلکہ یہہ جملہ اوپر کے جملے کا بمنزلہ ذیل کے ہے اس لئے مفسرین اُسکے نسخ کا حکم ذکر نہین کئے اس جملے کو بمنزلہ ذیل کے ہے کر کے ہم کہے سو واسطے کہ اوپر کے جملے مین ہدی کے جانور کو اور بیت الحرام کے آنے والون کو نہ روکنا کر کے نہی کر چکا اس سے لوگون کو یہہ توہم ہوا کہ ہم سے جو لوگ بدلہ لی کئے ہین جیسے حطم البکری وغیرہ اُنسے بدلہ لینا جایز ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے دوسری آیت مین فرمایا ہے فان قاتلوکم فاقتلوہم سو اس توہم کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالی اس جملہ کو ذکر کیا جب اوپر کا حکم منسوخ ہوا تو اُسکے ذیل کا حکم بھی منسوخ ہوا واللہ اعلم وتعاونوا علی البر والتقوی اور کہ مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر یعنی بر اور تقوی جس امر سے حاصل ہوتا ہے اس امر مین ایک دوسرے کی اعانت کرنا ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ستم پر یعنی گناہ کے کام مین ایک دوسرے کی مدد نکرنا اثم سے کفر اور عدوان سے ظلم مراد ہے بعضے کہتے ہین اثم سے گناہ اور عدوان سے بدعت مراد ہے امام احمد اور عبد بن حمید اس آیت کی تفسیر مین اور بخاری اپنی تاریخ مین وابصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس ارادے سے کہ بر اور اثم سے کوئی چیز نہ چھوڑون مگر اُسکا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرون نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو دیکھ کے فرمائے اے وابصہ تو جن چیزون کا سوال کرنے آیا ہے انکو مین خبر دون یا تو سوال کرتا ہے مین عرض کیا یا رسول اللہ آپ خبر دینا فرمائے بر اور اثم سے تو سوال کرنے آیا ہے پھر آپنے تین اُنگلیون کو جمع کر کے میرے سینے پر مارنے لگے اور فرمائے یا وابصہ تو اپنے دل سے فتوی مانگ اپنے نفس سے فتوی مانگ بر وہ ہے جسپر تیرا دل اطمینان پاتا ہو اور تیرا نفس اطمینان پاتا ہو یعنی تیرا جی اور تجھکو دھاڑس بندھتی ہے اثم وہ ہے جو تیرے دل مین خلش کرتی ہے اور سینے مین تردد ہوتا ہو اگرچہ لوگ

تجھکو فتوی دیوے اور فتوی دیوے ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور بخاری ادب المفرد مین اور مسلم اور ترمذی
اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ
وسلم سے برا اور اثم کا کسی نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے برا حسن خلق ہی اور اثم وہ جو تیرے
جی مین خلش کرے اور اسپر لوگ مطلع ہونے کو تو مکروہ جانین امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن حبان اور
حاکم اور طبرانی اور بیہقی ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اثم کا سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو چیز تیرے دل مین خلش کرے اُسکو چھوڑدے پوچھا ایمان
کیا ہے فرمائے جسکو اپنے گناہ بُرے لگے اور اپنی نیکی خوش کرے تو وہ مومن ہی امام احمد نے ابی الدرداء
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اپنے بھائی کی آبرو سے دفع کرے تو
اللہ تعالی قیامت کے دن اُسکے منہہ سے آتش کو دفع کریگا بھائی سے مراد مومن ہی آبرو سے دفع کرنے سے مراد مومن
کی غیبت کرنے والے پر رد کرنا اُسپر عیب دھرنے والے کو روکنا یا کوئی ناحق اُسکی آبرو ریزی کرتا ہی تو اُسکو دفع کرنا ابن ماجہ نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی مومن کے قتل پر اعانت کرے
اگرچہ آدھی بات بھی ہو اللہ سے ملاقات کریگا سو وقت اُسکے آنکھون کے بیچ مین آیس من رحمۃ اللہ لکھا ہوا ہوگا
یعنی اُسکی پیشانی پر اللہ کی رحمت سے ناامید ہی کر کے لکھا ہوا ہوگا طبرانی اوسط مین اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی ناحق ظالم کی اعانت کریگا ناحق کو باطل کرے تو مقرر اللہ
کے اور اُسکے رسول کے ذمے سے بری ہوا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی طبرانی اور حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی ناحق جھگڑے کی اعانت کریگا تو اللہ تعالی کی سخت ناخوشی مین
رہیگا یہان تک کہ اس سے باز آوے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی ذہبی نے بھی اُسکی تصحیح کو مسلم رکھا ہی ابو الحسن الہیثمی نے
کہا طبرانی کے رجال صحیح کے رجال ہین بخاری اپنی تاریخ مین اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین اور ضیاء المقدسی
اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی ظالم کی
اعانت کرنے کے واسطے اُسکے ساتھ جاوے اور وہ ظالم ہے سو جانتا ہے تو مقرر اسلام سے نکل گیا بیہقی شعب الایمان
مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کے حدود سے کسی

حد میں جس شخص کی سفارش حایل ہوگی تو مقررہ شخص اللہ کے حکم میں اللہ کا ضد کیا اور جو کوئی کسی
اور اُسپر قرض ہے تو پھر درہم اور دینار نہیں لیکن حسنات اور سیأت ہیں اور جو کوئی باطل میں جھگڑیگا اور
وہ باطل ہے سو جانتا ہے تو ہمیشہ اللہ کی سخت ناخوشی میں رہیگا یہاں تک کہ اُس سے نکلے اور جو کوئی مومن
حق میں ایسی بات بولیگا جو اُسمیں وہ بات نہیں ہے تو اللہ تعالی اُسکو روغۃ الخبال میں رکھیگا یہاں تک
کہ اپنی بات سے نکلے تو لہ پھر درہم و دینار نہیں آہ یعنی قیامت میں کسی کے پاس پیسا نہ رہیگا جو اپنے قرضخواہ کو
دیوے لیکن اُسکے نیکیاں قرضخواہ کو دینگے اگر نیکیاں نہیں ہیں قرضخواہ کے گناہوں کو اُسپر ڈالینگے
تو لہ ایسی بات جو اُسمیں وہ بات نہیں آہ یعنی اُسکی مذمت کی یا اُسپر عیب کی بات وھر تو لہ روغۃ الخبال
روغۃ کیچ کو کہتے ہیں خبال کی اصل معنی فساد ہے یہاں روغۃ الخبال سے اہل دوزخ کے بدن سے لہو پیپ
جو بہتا ہے مراد ہے بیہقی نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اُسنے کہا میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا آدمی اپنی قوم کو دوست رکھنا معصیت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے نہیں لیکن آدمی کو ظلم میں اپنی قوم کی اعانت کرنا معصیت ہے بیہقی نے ابی ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم فرمائے جو کوئی کسی قوم کے ساتھ گواہ دیکھے میرکا جاوے
حال یہہ کہ وہ گواہ نہیں ہے تو وہ شاہد زور ہے اور جو کوئی کسی جھگڑے پر بن علم کے اعانت کرے تو اللہ تعالی
کی سخت ناخوشی میں پڑیگا یہاں تک کہ اُس سے نکلے مسلمان سے قتال کرنا کفر ہے اور مسلمان کو گالیاں دینا ۶۳
فسق ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور ڈرتے رہو اللہ سے مقرر اللہ کا ربع ورع
عذاب سخت ہے یعنی اللہ تعالی نے جو امر کیا ہے اُسمیں تعدی کرنے سے اور جو نہی کیا ہے اُس سے تجاوز
کرنے سے ڈرتے رہو کیا واسطے امر کے امر کی جو مخالفت کریگا اُسکو اللہ تعالی سخت عذاب دیگا اس آیت میں
اللہ تعالی کے امر کا خلاف کرنے والے کے حق میں وعید شدید اور تہدید عظیم ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ
الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ حرام کیا گیا تم پر مردار اور لہو اور سؤر کا گوشت معلوم کیجیے
اللہ تعالی اس سورے کی شروع میں بہیمۃ الانعام سے جو حلال تھے اُنکا بیان کیا اور حرمت کے
چند چیزوں کو (الا ما یتلی علیکم) کرکے استثنا کیا تھا سو اُن حرام چیزوں کی تفصیل شروع کیا سو پہلے

میتہ کو بیان کیا میتہ یا کی سکون سے لغت مین اُس جانور کو کہتے ہین کہ جسکو ذبح نکرے یا جس چیز کی روح ذبح کرنے سے نکلتی ہے سو بن ذبح کے نکلے تو اُسکو میتہ کہتے ہین اہل شرع جس کی روح بن ذکاۃ شرعی یعنی بن ذبح شرعی کے نکلتی ہے اُسکو میتہ کہتے ہین میتہ کی تحریم کا سبب یہہ ہے کہ بدن مین خون نہایت لطیف چیز ہے حیوان بن ذبح کے مرجاتا ہے تو خون اُسکے رگون مین فاسد اور متعفن ہوکے باقی رہجاتا ہے پھر ویسے جانور کو کھانے سے ضرر عظیم پیدا ہوتا ہے میتہ کی حرمت سے دو چیز تخصیص پائے ہین ایک مچھلی دوسرا جراد یعنی ٹڈی اُنکا میتہ حلال ہے احادیث اور اجماع سے اُنکے میتہ کی حلیت ثابت ہے دوسرا دم یعنے لہو ہے سورۂ انعام مین اللہ تعالی نے دماً مسفوحاً کرکے قید کے ساتھ فرمایا ہے یعنی بہتا سو خون یہان الف لام لاکے الدم فرمایا سو اُس سے وہی دم مسفوح مراد ہے دم مسفوح کے قید سے جگر اور تلی اور مشک نکل گئے یہ چیزین بھی اصل مین خون ہین لیکن مسفوح نہ رہنے سے حلال ہوئے اہل جاہلیت جانور کو ذبح کرکے اُسکا خون آنتون مین ڈال کے پکاتے اور اُسکو تبرک کھاتے تھے سو اللہ تعالی نے اُسکو حرام کیا ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ اور حاکم ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری قوم کو اللہ اور اُسکے رسول کی طرف دعوت کرنے اور اسلام کے شعائر کی نمود کرنے بھیجے پھر میں اُنکے پاس گیا سو ہم وہین تھے کہ ایک دن وے لوگ ایک بڑے کاسے مین لہو لاکے اُسکو کھانے بیٹھے اور مجھکو بھی کہے اے صُدَی کھانے آمین نے کہا افسوس اُسکا کھانا تم پر جینے حرام کیا ہے اُسکے پاس سے مین آیا ہون وے کہے وہ کیا ہے پھر مین نے یہہ آیت پڑھی حرمت علیکم المیتہ والدم ولحم الخنزیر الآیہ قولہ صدی صاد کی ضم اور دال کی فتح اور یا مشناۃ تحتانیہ کی تشدید سے نام ہے ابی امامہ کا معلوم کیجئے خون کی حرمت کی وجہ اُسکی خباثت ہے شاید اُسمین حکمت یہہ ہے کہ خون جب تک اپنے معدن مین رہتا ہے بہتر رہتا ہے معدن سے جب نکلا تو فاسد ہوا پھر اُسکا استعمال کرنا بدن کے ضرر کا سبب ہوتا ہے تیسرا خنزیر یعنی سور ہے اُسکے اجزا اور اعضا تمام حرام ہین لیکن گوشت کو مخصوص کرکے ذکر کیا کیا واسطے کھانے مین گوشت ہی مقصود ہوتا ہے اس لئے اُسکو ذکر کیا اسکی حرمت کی وجہ یہہ ہے کہ غذا جو ہے کھانے والے کے بدن کی جز ہوتی ہے جس چیز کو کھاتا ہے اُسکے صفات کھانے والے مین پیدا ہونا ضرور ہے

خنزیر کے مزاج مین کمال حرص اور خیانت اور بیحیائی ہے اُسکا گوشت کھانے والے کی طبیعت مین بھی یہ اوصاف پیدا ہوتے ہین اس لئے اللہ تعالی اُسکو حرام کیا اُسکو اللہ تعالی اس امت پر جیسا حرام کیا ہے اگلے اُمتون پر بھی اُسکو حرام کیا ہے توراۃ مین بھی اُسکی حرمت پر نص ہے عبدالرزاق نے کتاب المصنف مین قتادہ سے روایت کی ہے اُس نے کہا جو خنزیر کا گوشت کھاوے تو اُسپر توبے کو عرض کرنا توبہ کیا بہتر نہین تو اُسکو قتل کرنا شاید اسکا وجہ یہہ ہے کہ اُسنے خنزیر کو کھایا اور اُس سے توبہ نہین کیا تو اُسکے کھانے کو حلال جانا جسنے اُسکا کھانا حلال جانا تو وہ کافر ہے جب کافر ہوا اپنے کفر سے توبہ نہین کیا تو مرتد ہوا اُسکو قتل کرنا واجب ہوا **وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ** اور جو جانور کہ یاد کیا گیا اُس پر اللہ کے غیر کا نام یعنی اُسکے ذبح پر اللہ کے غیر کا نام ذکر کرے اہلال کی اصل معنی آواز بلند کرنا جو شخص آواز کو بلند کیا تو اُسکو مہل کہینگے پھر اُسی سے احرام باندھنے والے کو مہل کہے کیا واسطے حج کا احرام باندھنے والا بلند آواز سے تلبیہ یعنے لبیک لبیک کہتا ہے عرب کہتے ہین فلان اہل بالحج یعنی فلان حج کا احرام باندھا اور بچہ پیدا ہوکے جو پکارتا ہے اُسکو بھی اسی سے اشتقاق کرکے کہتے ہین استہل الصبی یعنی بچہ پکارا اُٹھا اور اُسی سے اخذ کرکے ذبح کرنے والے کو بھی مہل کہتے ہین کیا واسطے جاہلیت مین عرب ذبح کے وقت اپنے بتون کے نام پکار کر لیتے تھے اور کہتے تھے باسم اللات والعزیٰ سو اللہ تعالی نے اُسکو حرام کیا بعضے لوگ اُسکا ترجمہ یون کئے ہین اور جو چیز مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوائے اور کی کرکے یعنی جیسا ستور اور لہو اور مردار ناپاک حرام ہین ویسا وہ جانور بھی ناپاک اور حرام ہے کہ خود گناہ کی صورت بن رہا ہے کہ اللہ کے سوائے کسی اور کے نام کا ٹھہرایا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جانور کسی مخلوق کے نام سے ٹھہرانا برا ہے اور وہ جانور حرام ہے اور ناپاک اس آیت مین کچھ اس بات کا ذکر نہین کہ اس جانور کے ذبح کرنے کے وقت کسی مخلوق کا نام لیجئے جب حرام ہو بلکہ اتنی ہی بات کا ذکر ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہان کوئی جانور مشہور کیا کہ یہہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہہ بکرا شیخ صدو کا ہے وہ حرام ہو جاتا ہے پھر کوئی جانور ہو مرغی یا اونٹ کسی مخلوق کے نام کا کردیجئے ولی کا یا نبی کا باپ کا یا دادا کا بھوت کا یا پری کا وہ سب حرام ہے اور کرنے والے پر شرک ثابت ہوتا ہے انتہی معلوم کیجئے اس شخص نے اپنے خاطر خواہ اس آیت کا ایک ترجمہ ٹھہرا دیا ہے مفسرین صحابہ

اور تابعین اور اُنکے بعد کے لوگ ما اہل لغیر اللہ بہ کی دو تفسیر کرتے ہین ایک تفسیر ما ذبح لغیر اللہ بہ یعنی وہ جانور جو اُسکو اللہ کے غیر کے واسطے ذبح کئے ہین یہہ تفسیر ابن عباس اور مجاہد اور ضحاک اور قتادہ سے ثابت ہوئی ہے دوسری تفسیر ما ذکر علی ذبحہ اسم غیر اللہ یعنی وہ جانور جو اُسکے ذبح پر اللہ کے غیر کا نام ذکر کیا گیا ہے یہہ تفسیر ربیع بن انس اور ابن زید اور ابو العالیہ سے ثابت ہوئی ہے متاخرین کے مفسرین بھی یہی دونون مضمون کو ذکر کرتے ہین امام رازی نے کہا ثانی تفسیر اولی ہے کیا واسطے اُسکی معنی کو اُس لفظ کے ساتھ نہایت مطابقت ہے انتہی اہل کی معنی شہرت دیا جانا کوئی مفسر نہین کیا اور کوئی اہل لغت بھی اُسکی معنی شہرت دئے جانے سے نہین کیا مدعی نے اُسکی تفسیر شہرت دئے جانے سے جو کی ہے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی ہے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا حرام ہے مذکور معنی کے نظر کرتے فقہائے مجتہدین کہتے ہین کہ ذبیحے پر مخصوص اللہ تعالی کا نام لینا شرط ہے اُسمین غیر کی شرکت نہونا اور ذبح سے اللہ تعالی کی تقرب ہی مراد ہونا شرط ہے غیر کی تقرب کا قصد نرہنا اگر کوئی شخص ذبح کرنے کے وقت اللہ تعالی کا نام نہ لیکے دوسرے کا نام لیا یا ذبح کیا سوا اللہ کے غیر کے واسطے کیا یعنی اللہ کے غیر سے تقرب کا ارادہ کیا مثلاً یہود نے موسی کے واسطے ذبح کیا یا نصرانی نے عیسی کے واسطے یا مسلمان نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یا کعبے کے واسطے تو ذبیحہ حلال نہین مردار ہے اُسکا کھانا حرام ہے ایسا ہی مسلمان جن کے واسطے یا بادشاہ کی یا اور کسی شخص کی تقرب کے واسطے اُسکی ملاقات کے وقت مثلاً ذبح کیا تو حرام ہے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ تعالی کی تعظیم کی جہت سے کہ اُسکے رسول ہین یا کعبہ شریفہ اللہ کا گھر ہے کرکے اللہ تعالی کی تعظیم کے واسطے ذبح کیا تو حلال ہے ایسا ہی ذبح سے اللہ تعالی کی تقرب کا ارادہ کیا تا جن کی ایذا دفع کرے یا بادشاہ آنے کی خوشی سے یا کسی کی خفگی دور کرنے کے قصد سے اللہ تعالی کی تقرب واسطے ذبح کیا تو حلال ہے فقہا مجتہدین ان مسائل کی تصریح کرتے ہین آیت کی دو تفسیر جو کئے ہین اُن سے یہ جزئیات متفرع ہوتے ہین شہرت دیا جانا کرکے ایک نئی تفسیر کرنیکی حاجت نہین سید احمد کبیر کی گائے اور کاٹ باوا کا مرغ ذبح جو کرتے ہین اُسکا حکم انہین سے معلوم ہوجاتا ہے اُسکا بیان یون ہے کہ کوئی شخص کاٹ باوا کے مرغ کو یا سید احمد کبیر کی گائے کو ذبح کیا سوا اُنکے نام سے ذبح کیا مثلاً باسم سید احمد الکبیر یا اُنکے ذبح کیا تو وہ حرام ہوا ایسا ہی اُنکے تقرب کے ارادے سے ذبح کیا تو بھی حرام ہوا

کیا واسطے ما اُہل لغیر اللہ میں داخل ہوا اگر یہ دونوں شخص اللہ کے ولی ہونیکی جہت سے اللہ کی تقرب کے واسطے
ذبح کیا یا اُنکے فاتحہ کرایا اور گوشت جو تقسیم کرتا ہے اُسکا ثواب اُنکی روح کو پہنچا اور اُس ذبح سے اللہ تعالی
کی تقرب کا ہی ارادہ کیا تو ذبیحہ حلال ہے اُسکی حرمت کو کچھ وجہ نہیں مدعی نے آیت کی تفسیر اپنی رائے سے
کرکے اُس پر جو تفریع کی ہے کہ آیت میں اتنی ہی بات ہے کہ کسی مخلوق کے نام پر جہان کوئی جانور مشہور
کیا کہ یہہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہہ بکرا شیخ صدو کا ہے وہ حرام ہو جاتا ہے سو اُس کلام میں چند وجہ سے
خلل ہے پہلی وجہ یہہ ہے کہ کسی کی ملک میں کوئی جانور ہوتا ہے تو وہ جانور اُسی کی نسبت سے مشہور ہونا ہے
مثلاً کہتے ہیں یہہ گائے زید کی ہے اور یہہ بکرا عمرو کا ہے اور یہہ مرغ بکر کا ہے اُس مدعی کے قول سے لازم آتا ہے
کہ اُس جانور کو ذبح کئے تو حلال نہوا کیا واسطے اللہ تعالی کے غیر کے نام سے مشہور ہوا ہے اگر کوئی کہے کہ مخلوق
کے نام سے ٹھہرانے سے ہماری مراد اموات ہے کہ اصلا صلاحیت ملک کی نہیں رکھتے بخلاف زید یا عمرو کے کہ مثلاً
وہ زندہ ہیں صلاحیت ملک کی رکھتے ہیں وہ جانور اُنکا مملوک ہے ہم اُسکے جواب میں کہیں گے کہ شہرت جب
اُسکی حرمت کی علت ٹھہری تو مشہور نہ خواہ مردہ ہو یا زندہ دونوں میں کچھ تفرقہ نہ رہا جیسے مردے کی طرف
نسبت کرنے سے حرام ہوا زندے کی طرف نسبت کرنے سے بھی حرام ہونا لازم آیا دوسری وجہ شہرت سے
جانور حرام ہوا جب ٹھہرائے تو اُسکے قول پر لازم آیا شہرت نہ دیکے جانور کو اللہ کے غیر کے نام سے ذبح
کیا تو حلال ہونا کیا واسطے اسکو اللہ کے غیر کے واسطے ہے کرکے شہرت نہیں دیا حالانکہ سب مسلمانوں کی
اجماع اُسکی حرمت پر ثابت ہے سند حرمت کی اسی آیت کو ٹھہراتے ہیں تیسری وجہ یہہ ہے جانور بجز شہرت
کے حرام ہو جاوے تو کفار جانور کو اپنے بتوں کے نام سے چھوڑتے ہیں اور وہ جانور بت کے نام سے مشہور
ہو جاتا ہے تو مسلمان اُسکو ذبح کرکے کھانا درست نہوا حالانکہ فقہا کا اتفاق ہے کفار اپنے بتوں کے نام سے
جانور جو چھوڑتے ہیں مسلمانوں کا اُسکو ذبح کرکے کھانا حلال ہے چوتھی وجہ شہرت کے سبب سے جانور جب
حرام ہو گیا ذبح علی وجہ شرعی اُسکو حلال نہیں کیا تو وہ جانور ملک ہونیکے قابل نہ رہا جیسے خنزیر اور خمر حالانکہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کفار کے اموال کو غنیمت میں بانٹتے ہیں تو جانوروں کو جو کفار
اپنے بتوں کے نام سے سائبہ کئے تھے از جملہ اموال غنیمت میں شمار کرکے اُنکی تقسیم کئے اور اُنکو ذبح کرکے کھائے

پس شہرت اُسکی حرمت کی علت ہو تو اُسکو تقسیم کرنا اور کھانا حلال نہوگا یا نہیں وجہ اگر کوئی شخص کہا یہہ مُرغ کاٹ باوا کی ہے یا یہہ مُرغ سید احمد الکبیر کی ہے یا یہہ مُرغ کاٹ باوا کا ہے تو صریح لفظ اوسکا وہ گائے اور مرغ سید احمد اور کاٹ باوا کی ملک ہونے پر دلالت کرتا ہے اور صیغہ اخبار کا ہے لیکن کہنے والا اس معنی کو بالکل ارادہ نہیں کرتا کیا واسطے سید احمد اور کاٹ باوا اموات کے دفعہ مین داخل ہین اور وہ جانور اُن کا مملوک نہیں اور وے اموات اُن جانورون کے کسی جہت سے مالک ہونے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے ہین وہ لفظ کہنے والا معنی حقیقی کا ارادہ کیا اور وہ جانور اُنکی ملک ہونے کی خبر دیا تو اُس شخص کو جھوٹا بولینگے اس سے معلوم ہوا وہ لفظ کہنے والا اُس سے معنی حقیقی کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ معنی مجازی کا ارادہ کرتا ہے اور صیغہ اخبار کا نہیں بلکہ انشا کا ہے اُسکی مجازی معنی دو طور پر ہونا ممکن ہے ایک یہہ کہ وہ جانور سید احمد کبیر کی تقرب و تعظیم کے واسطے ہے دوسری یہہ کہ اُس جانور کو سید احمد کبیر کی فاتحہ مین صرف کرنا پہلا معنی مراد ہونا بعید ہے کیا واسطے مومن کے ظاہر حال اور اُسکے اعتقاد کے دیکھتے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ معنی اُسکی مراد نہین اور اُس معنی کو ارادہ کرنا مومن کے عقیدے کا خلاف ہے ہان کسی شخص کا عقیدہ وہی ہو تو کہہ سکتے ہین کہ اُسکی مراد یہی ہے اُسکی مثال اہل بلاغت کا قول انبت الربیع البقل یعنی بسنت کا میہہ بھاجی اُگایا اگر دوسرا شخص یہہ جملہ کہے تو اُگانے کی نسبت ربیع کی طرف حقیقی ہوگی کیا واسطے اُسکے عقیدے مین اُگانیوالا فقط میہہ ہے اگر مومن شخص بولا تو یہہ اسناد مجازی ہوگی کیا واسطے اُسکے عقیدے مین اُگانیوالا حقیقت مین اللہ سبحانہ و تعالی ہے اُسکی اسناد ربیع کی طرف جو کیا ہے مجاز اُسہے اس بات پر اہل بلاغت وغیرہ کا اتفاق ہے قرآن شریف اور احادیث مین ایسے اسناد بہت سے ہین ان امور کے نظر کرتے پہلی معنی کا احتمال مراد نہوگا دوسری معنی کا احتمال جو ہم کہے وہی مقصود ہوا اور یہی معنی مقصود ہونے پر قرینہ بھی ہے کہ جانور چھوڑنے والون کی عادت ایسی ہے کہ جانور چھوڑے بعد ذبح کرکے فاتحہ مین صرف کرتے ہین ایسی عادت ہونا وہی معنی مراد ہونے پر بڑا قرینہ ہے اور جانور کو چھوڑنے کے مختلف صیغے بھی اسی معنی پر دلالت کرتے ہین کیا واسطے مُرغ وغیرہ چھوڑنے والے کبھی تو کہتے ہین یہہ مرغ کاٹ باوا صاحب کے فاتحہ کا ہے کبھی کہتے ہین کاٹ باوا کا مرغ ہے کبھی کہتے ہین کاٹ باوا صاحب کی نذر کا مرغ ہے کبھی کہتے ہین کاٹ باوا صاحب کے نام کا مرغ ہے

ان تمام صیغون سے مراد یہی ہے کہ اس مرغ کو کاٹ باواصاحب کے فاتحہ مین صرف کرنا اُنکا یہہ غرض نہین کہ اُس بزرگ کی تقرب اور تعظیم کے واسطے اُس جانور کی روح کو اُنکی نیاز کرنا چھٹوین وجہ نا ذر جو کہتا ہے یہہ کاٹے سید احمد کبیر کی ہے اور یہہ مرغ کاٹ باواصاحب کا ہے سو یہہ صیغہ شافعیہ کے پاس اللہ تعالی کی نذر پر دلالت کرتا ہے پھر اُسکو نذر کا جانور بولنا اور اُسکو اُس مصرف کے سوائے دوسرے مصرف مین خرچ نہ کرنا وہ جانور نذر کا ہونیکو تائید کرتا ہے اُسکا بیان چند مقدمون کے جاننے پر موقوف ہے شافعی فقہا کہتے ہین قربت کے کام کہ جنکی مشروعیت عبادت واسطے نہین ہے بلکہ وے اعمال حسنہ اور اخلاق مستحبہ ہین کہ جنکے کرنے مین فائدہ بہت ہونے سے شارع نے اُنکے بجالانے پر ترغیب دی ہے کوئی شخص اُن اعمال کو کرنے سے وجہ اللہ کا ارادہ کریگا تو اُسکو ثواب ملیگا جیسے بیمار کی عیادت کرنا اور جنازے کے ساتھ چلنا نو وارد کی ملاقات کے واسطے جانا مسلمان کو سلام کرنا چھینکنے والے کی تشمیت کرنا اُسکے مانند دوسرے تمام قربتین اُنکی نذر کیا تو صحیح قول پر اُسکی نذر صحیح ہوتی ہے اُس قربت کو ادا کرنا اُس شخص پر لازم اور واجب ہوتا ہے ایسا ہی کسی کو کھانا کھلانیکی یا ضیافت کرنیکی نذر کیا تو بھی صحیح ہے کیا واسطے کھانا کھلانا اور ضیافت کرنا جملہ قربات سے ہے اگر اپنے فرزند کو شلاً یا غنی کو صدقہ دینے کی نذر کیا تو صحیح ہوئی اُسکو وفا کرنا لازم ہے کیا واسطے غنی کو صدقہ دینا جائز اور قربت ہے غنی کو صدقہ دینا حرام جو کہتے ہین اُس سے صدقہ فرض یعنی زکوۃ مراد ہے صدقہ تطوع غنی کو اور اپنے عیال کو دینا جایز ہے مباح امر جسکے کرنیکی ترغیب شرع مین وارد نہین ہوئی ہے جیسا کھانا سونا کھڑے ہونا ایسے امور کو کرنیکی یا نہ کرنیکی نذر کیا تو نذر منعقد نہین ہوتی اُسکو ادا کرنا واجب نہین ہوتا جیسے نذر کیا کہ کل مین مرغ کا گوشت کھاؤنگا تو نذر منعقد نہوگی لیکن ایسی نذر بہترے قسم کے ہے اوسکا خلاف کیا تو کفارہ یمین لازم ہوگا یا نہین اسمین شافعیہ کو دو قول ہین ایک قول مین وہ یمین ہے اُسکا خلاف کیا تو اُس پر کفارہ یمین لازم ہوگا مگر اور مصنفون مین کہی ترجیح نہین دی ہے اُسکے اصل کا کلام ایک مقام مین اسی کی مقتضی ہے دوسری مقام مین قوی اُس کے معتمد کہا ہے دوسرا قول یہہ ہے کہ اُس سے یمین منعقد نہین ہوتی اور اُس پر کفارہ نہین مجموع مین اسی کی تصویب کی ہے شرحین اور روضے کے دوسرے مقام مین اسی کی تصحیح کئے ہین ابن حجر ہیتمی نے تحفے مین اسی قول کو معتمد کہا ہے اور بھی فقہا کہتے ہین عوام کہتے ہین جعلت هذا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس چیز کو مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیا تو یہہ

صحیح ہے اور اُسکی نذر منعقد ہوگی کیا واسطے انکے عرف مین یہہ لفظ نذر مین مشہور ہے سو جب نذر منعقد ہوئی تو اُس شخص پر اُس نذر کو ادا کرنا لازم ہوا پھر اُس چیز کو حجرۂ شریفہ کے مصلحتون مین خرچ کرینگے اگر کوئی شخص کہا اُس چیز کو مین نے فلانی میت پر یا فلانے کی قبر پر صدقہ کی تو نذر صحیح ہے کیا واسطے اُسکے کلام کی تقدیر یون ہے کہ اُس چیز کو اُس میت کی یا اُس قبر کی مصلحتون مین صرف کرنیکی مین نے اللہ تعالیٰ کی نذر کی سو نیت صحیح ہوئی لیکن وہ شخص اِس لفظ سے میت یا اُسکی قبر کو اُس چیز کی تملیک کی نیت نہ کرا ضرور ہے کیا واسطے میت تملیک کی صلاحیت نہین رکھتی پھر اُس نذر سے مال جو حاصل ہوتا ہے اسکو تقسیم کرنیکی کچھ عادت اُنکے پاس جاری ہے تو اُسی کے موافق اُسکی تقسیم کرینگے اگر عادت کچھ مقرر نہین ہے تو وہانکے متولی کی رائے پر اُسکی تقسیم ہوگی شافعیہ کے فقہ کی کتابون مین جیسے تحفہ اور نہایہ وغیرہ مین یہہ سب مسایل مصرح ہین میت کی طرف سے صدقہ دینا یا وقف کرنا یا مسجد بنانا یا پُل کھدوانا اور اُسکے مانند یا دعا کرنا باتفاق اہل سنت وجماعت میت کو نفع دیتا ہے پھر یہہ چیزین بھی قربات مین ہوئین اُنکی نذر کیا تو ادا کرنا لازم ہوگا میت کیواسطے قرآن پڑھا تو اُسکا ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے امام نووی نے اذکار مین کہا امام شافعی اور علما کی ایک جماعت کہتی ہے کہ میت کو اُسکا ثواب نہین پہنچتا احمد بن حنبل اور علما کی ایک جماعت اور شافعیہ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ اُسکا ثواب میت کو پہنچتا ہے اس پر مختار یہہ ہے کہ پڑھنے والا پڑھے بعد کہنا اللھم اوصل ثواب ما قرأتہ الی فلان یعنی یا اللہ مین جو پڑھا ہون اُسکا ثواب فلانے کو پہنچا انتہی معلوم کیجیے میت کو قرات کا ثواب پہنچا ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے شافعیہ سے ابن الصلاح اور محب الطبری اور ابن ابی الدم اور صاحب الذخایر اور ابن ابی عصرون وغیرہ اسی کو اختیار کیے ہین خطیب شربینی مغنی مین کہا عمل لوگون کا بھی اسی پر ہے ما رآہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن انتہی یہہ خلاف جو ہے میت کو ثواب پہنچنے کی نیت سے پڑھا تو ہے قرآن پڑھے بعد اُسکا ثواب میت کو پہنچا کر کے دعا کیا تو میت کو نفع دیتا ہے کر کے اکثر لوگ اختیار کیے ہین یہہ خلاف جو ہے قرآن کا ثواب پہنچنے مین ہے قرآن کے سورے یا آیتین پڑھکے بعد میت کو دعا کرنا مستحب ہونے پر امام شافعی رضی اللہ عنہ نے نص کی ہے ان مسایل کے نظر کرتے ہم کہتے ہین کہ میت کے نام سے فاتحہ

کرنا بھی قربات سے ہوگا کیا واسطے قرآن شریف کے سورے پڑھ کے اُنکا ثواب میت کو بخشنے اور میت کی مغفرت واسطے دعا کرنیکو عرف مین فاتحہ کہتے ہین اُسکے ساتھ کبھی شیرنی یا میوہ یا کھانا اپنے حسب حال تیار کرکے کھلاتے اور بانٹتے ہین اموات کے لئے دعا مانگنا اور اُنکے نام سے صدقہ دینا باتفاق اہل سنت وجماعت کے قربات سے ہے جب دعا کرنا اور کھانا کھلانا قربات سے ہوا تو اُسکی نظر کرنا بھی صحیح ہوا اور اُسکو ادا کرنا بھی لازم ہوا فاتحہ کا کھانا جسکو کھلانیکی یا تقسیم کرنیکی نیت کریگا تو اُسی کو کھلانا لازم ہوگا اگرچہ وہ شخص غنی یا ناذر کے عیال مین ہو اور فاتحہ کا کھانا فقرا مساکین کو کھلادے تو اُسی مین اجر ہے سو بات نہین بلکہ اغنیا کو بھی بطریق صدقہ یا ہدیہ دینے مین اجر ہے اگرچہ فقرا مساکین کو کھلانے مین ثواب بڑھکے ہے جب کوئی شخص کہا کہ یہہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہہ مرغ کاٹ باوا صاحب کا ہے تو اُس لفظ سے وہ جانور اللہ تعالی کی نذ کا ہوا اور اُسکے کلام کی تقریر یون ہے اس گائے کو مثلاً ذبح کرکے اُسکا گوشت سید احمد کبیر کے نام پر صرف کرنیکے واسطے اللہ تعالے کی مین نذر کیا ہون یہہ جانور جب نذر کا ٹھہرا تو اُسی کو ذبح کرنا متعین ہوگا اُسکے بدل گوشت دیوے یا دوسرے جانور کو ذبح کرے تو صحیح نہوگا پھر نذر کیوقت اُسکا مصرف بھی متعین کیا ہو تو اُسکے موافق عمل مین لانا ضرور ہے مصرف کو متعین نہین کیا لیکن اُسکو تقسیم کرنیکی کوئی متعارف عادت ہے تو اُسی عادت پر عمل کرینگے خواہ کھانے والے فقرا ہون یا غنی ناذر کے اہل وعیال ہون یا آشنا دوست اگر ناذر آپ ہی کھانے کی نیت کیا تو نذر منعقد نہ ہوگی اس کو ذبح کرنا لازم نہین بلکہ یمین کے باب سے ہوگا ذبح کرکے اگر آپ ہی کھایا تو قسم ادا ہوئی اُسکا خلاف کیا تو قسم کا حانث ہوا اس پر کفارہ ہے یا نہین سو خلاف اوپر مذکور ہوا اب اُس مرغ کے حلال ہونے مین کچھ شبہ باقی نہ رہا سید احمد کبیر کی گائے وغیرہ کی حرمت کی دلیل واسطے بعضے ایک نکتہ جو ذکر کئے تھے ہماری اس تقریر سے اُڑ گیا اُس نے اپنے بچن کی تفصیل کو یون بولا کہ بعضے کج فہمی سے کہتے ہین کہ گوشت پکا کے مردون کے نام سے دینا جائز ہے تو جانور کو مردے کے نام سے جو ذبح کرتے ہین اُس سے ہم یہی قصد کرتے ہین اب اُن جاہلون کو سمجھانیکی خاطر ایک نکتہ کافی ہے اُن سے پوچھنا جانور کو جو اللہ کی غیر کے نام سے نذر کرتے ہو اُس جانور کے درعوض

اتنا گوشت خرید کر کے فقرا کو کھلاؤ تو تمہارے ذہن مین وہ نذر ادا ہو گی یا نہ ہو گی اگر ادا ہوتی ہے تو سچ ہے کہ اُس سے تمہارا مقصود مردے کے ثواب واسطے گوشت کھلانیکے سوائے اور کچھ نہین اگر نذر ادا نہین ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ وہ ذبح کی نذر تقرب کے واسطے ہے انتہی اِس نکتہ کے بطلان کا بیان یون ہے ہم کہتے ہین وہ نذر مردے کے نام کی نہین ہے اور اُس نذر سے مردے کی تقرب بھی غرض نہین ہے بلکہ وہ اللہ تعالی کی نذر ہے اُسی اللہ سبحانہ وتعالی کی تقرب ہی منظور ہے میت کا نام جو لیتے ہین اُس ذبح کے ثواب کے مصرف کا بیان کرنی ہے جب اللہ تعالی کی نذر ہوی منذور بہ جو جانور ہے اُسی کو ذبح کرنا لازم ہوا اسکے درعوض دوسرا گوشت پکا کے دینا جایز نہوا ہم تسلیم کیے کہ وہ اللہ تعالی کی نذر نہین لیکن جانور کے درعوض گوشت دینے سے نذر ادا نہو تو ذبح مردے کی تقرب کے واسطے ہی ہونا لازم نہین آتا ذبح اللہ کی تقرب کے واسطے اور اُسکا ثواب مردے کے واسطے کیون نہو جیسے میت کی طرف سے اضحیہ کرنا شافعیہ کے پاس جایز ہے درصورتیکہ میت وصیت کیا رہے اور حنفیہ کے پاس مطلقاً جایز ہے وہ اُس ذبیحہ کے عوض مین گوشت دیوے تو کفایت نہ کریگا سو خصم کے قول پر یہہ بھی جایز نہونا اور اُس سے مردہ کی تقرب مراد ہونا کیا واسطے اس ذبیحے کے درعوض گوشت دیوے تو بھی کافی نہین وہ جو کہتے ہین جانور پر جب آواز کیے اور شہرت دے کہ یہہ جانور فلانے کا ہے اور فلانے کے نام کا ہے اور اُسکے لئے ہم ذبح کرتے ہین پھر ذبح کے وقت اللہ کے نام سے ذبح کرین تو ہرگزوہ جانور حلال نہوگا اُسکا بھید یہہ ہے کہ عوام کے پاس جانور کی جان جسکو پہنچانی منظور ہوا اُسکے ہی لئے مقرری ذبح متعین ہے جیسے کھانے پینے کے چیزین ارواح کو پہنچانے کے واسطے انکے پاس فاتحہ اور قل اور درود پڑھنی متعین ہے پھر اس سے ارواح کو ثواب پہنچنے کا قصد ہوا تقرب اور دفع شر اور چاپلوسی اور تملق کا ارادہ ہوا نہی سو یہہ تقریر خصم کو اوسکے بھاس پر اُبھاس کرتی ہے اور اُسکے کاتے سوت کو کپاس کرتی ہے کیا واسطے عدم جلیت کا حکم اگر عوام کے عقیدہ کے نظر کرتے ہے تو ضرور تھا کہ مسئلہ مین تفصیل کرنا اور جس عقیدے کے قصد سے حرمت لازم آتی ہے اُسکا بیان کرنا نہ کہ سب کو ایک ہی لکڑی سے ہانکے اور عوام کا یہی عقیدہ ہے کر کے جو کہیے سو شاید بعضے عوام کا عقیدہ ہوگا سب عوام کا یہہ عقیدہ نہین بلکہ اُنکا عقیدہ فقط اُس جانور کے گوشت کا ثواب

پہنچانا منظور ہے اور مقرر ی ذبح جانور کا جان جسکو پہنچانا منظور ہے اُسکے واسطے متعین ہونا بہت باریک بات ہے عوام اتنی باریکی نہین جانتے معلوم کیجئے ہمارے فقہا کہتے ہین اللہ تعالی کے غیر کے نام سے ذبح کرے اور جیسے اللہ تعالی کی تعظیم اور تقرب عبادت سے کرتے ہین ویسی تعظیم اور تقرب اُس غیر کی اُس ذبح سے کرے تو کافر ہوگا ویسی تعظیم کا قصد نہ کرے تو کافر نہوگا اور صاحب درمختار حنفیہ سے کہا اللہ تعالی کے غیر کی تعظیم کے واسطے جانور کو ذبح کیا تو اُسکی تکفیر مین دو قول ہین اس سے ظاہر ہوا مدعی نے صورت متنازع فیہ مین کرنے والے پر شرک ثابت ہونے کا جزم جو کیا ہے فقہا کے قول کا خلاف ہے معلوم کیجئے سید احمد الکبیر مشہور اولیا مین ہے اور کاٹ بابا صاحب لقب ہے ایک بزرگ کا جنکا نام محمد فخر الدین تھا کرناٹک مین تنجور سے دو منزل پر جنگل مین کفار اُس بزرگ پر حملہ کئے وہ بزرگ اُنسے جنگ کرکے شہید ہوئے پھر اُنکو وہین دفن کئے جنگل مین قبر رہنے سے کاٹ بابا کہنے تلنگی زبان مین کاٹ جنگل کو کہتے ہین اُنکی قبر مشہور اور زیارت گاہ ہے شیخ صدو نام ایک شیطان کا ہے کہتے ہین کہ شیخ صدو مخفف شیخ صدر الدین کا ہے وہ ایک شخص تھا عمل کے زور سے موکلات کی تسخیر کی تھی بستی مین کنواری عورتون جو ہوتی زفاف کی شب کو اُس عورت کے تئین موکلات کے ہاتھ سے اپنے یہان منگوا کے اُسکا چیرا اُتارتا موکلات اُسکی حکم برداری اور برے اعمال سے بیزار تھے ایک روز جنابت کی حالت سے دائرے کے باہر نکل آیا سو قابو پاکے اُسکو ہلاک کئے اُسکا بھتا شیطان جو تھا وہ اُسکے ساتھ نہین ہلاک ہوا سو لوگ کو ایذا دیتا ہے بعضے جاہل اُسکا پوجا کرتے ہین مدعی نے سید احمد کبیر اور شیخ صدو دونو کا حکم ایک ہے کرکے جو کہا ہے اگرچہ بعض صورتون مین ایک ہی حکم ہے لیکن ہم نذر کا حکم جو بیان کئے اُسکے دیکھنے سے دونو مین کا فرق ظاہر ہوتا ہے واللہ اعلم اس بحث کا تمہ سورۂ بقر کے پندرھوین رکوع مین مذکور ہوا

وَالْمُنْخَنِقَةُ اور مری ہوئی گلا گھٹ کر حرام جانورون کی یہہ پانچوین چیز ہے گلا دبکے جو جانور مرے وہ حرام ہے کسی وجہ سے ہو پھر گلے کو گھونٹے جیسے اہل جاہلیت گلا دباکے مارتے تھے اور اُسکو کھاتے تھے یا پھاندے وغیرہ کی رسی اُسکے گلے مین پڑکے موے یا دو لکڑی یا اُسکے مانند کی کسی چیز مین گلا پھنس کر موئے غرض کسی وجہ سے گلا گھٹ کر موا سو جانور حرام ہے قشتی نے اپنے مسایل مین ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عرب بکری کا گلا گھوٹنے سے مرے بعد اُسکو کھاتے تھے سو اللہ تعالی نے اسکو حرام کیا معلوم کیجئے منخنقہ میتہ کی جنس سے ہے میتے کے بدن کا لہو نہ نکلنے سے جیسا حرام ہوا اُسکے بدن سے بھی لہو نہ نکلنے سے حرام ہوا دونوں کی موت مین فرق نہین مگر اتنی ہی بات ہے کہ میتے کی ہلاکی کسی سبب سے نہین ہوئی اُسکی موت گلا گھٹنے سے ہوئی والموقوذۃ اور مری ہوئی مار سے یہہ چھٹوین چیز ہے موقوذہ مفعول کا صیغہ ہے شتق وقذ سے وقذ کی معنی شدت سے مارنا عرب کہتے ہین وقذہ وقذا اوقذہ ضربتی استرخی واشرف علی الموت یعنے اتنا مارا کہ ڈھیلا ہوکے موت کی حالت کو پہنچا اور کہتے ہین شاۃ وقیذ وموقوذۃ اذقتلت بالخشب یعنے بکری کو لکڑی سے مار کے مار ڈالے تو اُسکو وقیذ اور موخوذہ کہتے ہین طستی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے موخوذہ وہ جسکو لکڑی سے مار کے مار ڈالتے ہین معلوم کیجئے جو جانور لکڑی یا پتھر یا خلیل سے چوٹ کرنے سے مرا تو وہ حرام ہے اُسکی حرمت کی علت بھی وہی ہے کہ اُسکے بدن کا لہو نہین نکلتا بخاری اور مسلم عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اُس نے کہا یا رسول اللہ مین شکار کو معراض سے مارتا ہون یعنی اُسکا کھانا حلال ہے یا نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو جب معراض سے مارا پھر وہ شکار کو چیرا تو اسکو کھا اگر اسکو اپنی عرض سے لگا تو وہ وقیذ ہے اُسکو مت کھا معلوم کیجئے معراض میم کی کسر سے تیر کی چوب کو کہتے ہین جسکو پر گیری اور تھوتھا نہ رہے حدیث کا مضمون یہہ ہے یعنے بھال چوب کو اگر آنی تیز رہے جانور کو اُسکی آنی کی مار لگے بدن چیر جاے تو وہ حلال ہے چوب کی غرض یعنی اُسکی چوڑائی لگنے سے مرے تو وہ حلال نہین کیا واسطے وہ موقوذہ ہے فقہا کہتے ہین کوئی شخص جانور کو پتھر یا لکڑی یا اور کوئی چیز جسکو آنی اور دھار نہین ہے پھینک کے مارا تو وہ حلال نہین ایسا ہی بندقہ یعنی گولی سے مارا پھر تفنگ سے ہو یا خلیل سے اور وہ جانور اُسکے مار سے مرجاوے تو حلال نہین بلکہ موخوذہ مین داخل ہے ہان اگر وہ جانور اُس مار سے حرکت مذبوحی کو نہ پہنچے بلکہ اُسمین حیات مستقرہ رہے اور اُسکو ذبح کیا تو حلال ہے مفتی بہ حنفیہ کے پاس جو اُسکا ظاہر مذہب ہے ذبح کیوقت مطلق حیات کافی ہے حیات مستقرہ رہنا شرط نہین بندوق مین بارود ڈال کے جانور کو گولی یا چھروں سے

شکار کرتے ہین اُسکا حکم بھی شافعیہ اور حنفیہ کے پاس یہی ہے یعنی گولی کے اور چھروں کے مارسے
سوا تو حلال نہین ابن حجر ہیتمی نے اپنے فتاوے مین لکھا ہے باروت بھر کے گولی سے جانور کو شکار کرتی
ہین سو جانور مارے مرجاوے تو حلال نہین اگر اُسمین حیات مستقرہ رہے اور اُسکو ذبح کیا تو حلال ہے
گولی کے مارسے جانور حرکت مذبوحی کو پہنچا اور اُس جانور مین اختیاری حرکت باقی نہین ہے تو ذبح کرنے
سے مطلق حلال نہوگا اگر حرکت مذبوحی کو نہین پہنچا اور ذبح کیوقت اُسمین حیات مستقرہ ہے سو یقین ہے
تو ذبح سے حلال ہوگا ایسا ہی ذبح کیوقت اُس سے خون بہت نکلنے سے اور حرکت شدید کرنے سے
حیات مستقرہ رہنے کا ظن غالب ہوا تو بھی حلال ہے اگر ذبح کے وقت حیات مستقرہ رہنے کا شک
ہو تو حلال نہین اگرچہ خون کا بہنا وغیرہ پایا جاوے انتہی فقہاء حنفیہ سے قاضی خان نے اپنے
فتاوے مین کہا ولا یحل صید البندقۃ والحجر والمعراض والعصی وما اشبہ ذلک وان جرح ذلک لانہ لا
یخزق الا ان یکون شیئی من ذلک قد حدّدہ وطولہ کالسہم والمکن ان یرمی بہ فان کان کذلک وخزقہ
بحدہ حل اکلہ فاما الجرح الذی یدق فی الباطن ولا یخزق فی الظاہر لا یحل لانہ لا یحصل بہ انہار الدم
وکذا لو رمی الصید بسکین فاصابہ بحدہ فخزقہ حل اکلہ فان اصابہ بقفا السکین او بمقبض السیف
لا یوکل والمزاریق کالسہم لانہ یخزق ویعمل فی تسییل الدم وثقل الحدید وغیر الحدید فی ذلک سواء
ان خزق حل والا فلا یعنی گولی اور پتھر اور معراض اور عصا اور جو انکی شبیہ ہو اُنسے شکار کرے تو حلال
نہین یعنی اُنکے مارسے جانور مرجاوے تو حلال نہین اگرچہ زخمی کرے کیا واسطے یہ چیزین خزق نہین
کرتین یعنی چبھ کر زخمی نہین کرتین مگر انمین سے کسی چیز کی انی تیز کر کے یعنی تیر کی مانند کر کے اُس سے مار سکتے ہین سو اگر ایسی
یعنی انی دار سے مارے اور جانور کے جسد کو چبھ کر چیرے تو اُسکا کھانا حلال ہے جو زخم باطن کو پہنچا ہے
اور ظاہر مین چبھ کر نہین چیرتا تو وہ حلال نہین کیا واسطے لہو کا بہنا اُس زخم سے حاصل نہین ہوتا ایسا ہی
شکار کو چاقو سے مارا چاقو کی دھار لگ کے اُس کو خزق کی تو حلال ہے اگر چاقو کی پشت لگی یا تلوار کا قبضہ
لگا تو اُسکو نہ کھانا اور مزاریق یعنی چھوٹے نیزے تیر کے مثل ہین کیا واسطے خزق کرتے ہین اور خون بہاتے
ہین سنگین چیز لوہے کی ہو یا اُسکے سوائے اور کچھ ہو اس حکم مین برابر ہین خزق ہو تو حلال ہے

نہین تو حلال نہین انتہی علامہ محقق سید احمد طحطاوی نے حاشیے مین درمختار کے کہا جسکے کلام کا حاصل یہہ ہے کہ قتل اگر اُسکے ثقل سے ہے یعنی اُسکی سنگینی سے تو حلال نہین اگرچہ اُس سے خون نکلے دُرر مین اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے ابو السعود نے شیخ زین سے جواب جو نقل کیا ہے وہ اسی پر محمول ہے شیخ زین سے سوال کیے کہ بانگے کی گولی سے یا مٹی کی گولی سے پرندون کو شکار کرے تو کھانا اُسکا حلال ہے یا نہین جواب یا حلال نہین اور بولا تبیین مین کہا والاصل فی جنس ہذا المسائل ان الموت اذا حصل بالجرح یتیقن حل وان حصل بالثقل او شک فیہ فلا یحل حتما او احتیاطا یعنی اس جنس کے مسئلون مین اصل یہہ ہے کہ موت جرح کے سبب سے ہونا یقینی ہو تو حلال ہے اگر اُس چیز کے وزن کی گرانی سے مرا ہے یا اُسمین شک ہے تو حلال نہین سو یہہ حتما یعنی وجوبًا ہے یا احتیاطًا ہے عبارت تبیین کی تمام ہوی اور بولا بانگے کی گولی کے شکار مین احتیاط یہہ ہے کہ اُسکو نہ کھانا کیا واسطے وہ گولی انی کی تیزی سے قتل نہین کرتی بلکہ وہ اپنے اندفاع عنیف سے یعنی یکایک زور سے لگنے سے قتل کرتی ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے علامہ نے تبیین کے ظاہر کلام کے نظر کرتے آتشی بندوق کی گولی کو تنگ کی صورت مین داخل کیا ہے لیکن تبیین والے کی مراد جرح سے آلہ کی انی کی تیزی سے یا اُسکی دھار سے جرح کرنا ہی صاحب الکافی نے مذکور اصل پر مسایل جو تفریع کیے ہین اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے اُس نے کہا ولا یوکل ما اصابہ المعراض بعرضہ ولا یوکل ما اصابہ البندقۃ فمات بہا وکذا ان رماہ بحجر وان جرحہ اذا کان ثقیلا وبہ حدۃ لانہ یحتمل ان قتلہ ثقلہ وان کان الحجر خفیفا وبہ حدۃ حل لان الموت بالجرح وان کان الحجر خفیفا وجعلہ طویلا کالسہم وبہ حدۃ ولو رماہ بمروۃ حدید ولم تجرح بضعا یحرم وکذا ان رماہ بہا فابان راسہ او قطع اوداجہ یعنی معراض اپنی چوڑائی سے لگے تو اُسکو نہ کھانا گولی لگ سکے سو تو اُسکو نہ کھانا ایسا ہی پتھر مارا تو اُسکو بھی نہ کھانا اگرچہ پتھر جراحت کرے جبکہ پتھر سنگین رہے اور اُسکو دھار ہووے کیا واسطے احتمال ہے کہ وہ پتھر اپنی سنگینی سے قتل کیا ہو اگر پتھر خفیف ہے اور اُسکو دھار ہے تو شکار حلال ہے کیا واسطے موت جرح سے ہوئی اگر پتھر خفیف ہی اُسکو تیر کے مانند دراز کیا ہے اور اُسکو دھار ہے تو حلال ہے اگر مروے سے یعنی پتھر کی چیپ سے جسکو دھار تھی مارا لیکن وہ پتھر اُسکو اپنی دھار سے نہین چیرا تو حرام ہے ایسا ہی

مردے سے مار کے اُسکے سر کو جُدا کیا یا شاہ رگ قطع کیا تو نہ کھانا بندہ حاصی کہتا ہے ان فروعات سے ظاہر ہوا جرح سے وہ جرح مراد ہے جو اپنی دھار سے جرح کرے اگر آلہ سنگین ہو اور اُسکو دھار بھی رہے اور اُسکے مارے جانور مرے تو اُسکی موت مین شک ہوا معلوم نہین دھار کی کاٹ سے مرا یا آلے کی سنگینی سے پھر احتیاط کے واسطے اُسکا کھانا حرام ہوا رائفل کی گولی جو بارود کے زور سے نکلتی ہے اُسکو بالکل انی اور دھار نہین فقط بارود کے زور سے گوشت مین سے پار ہو جاتی ہے اُسکا جراحت کرنا اور مارنا قطاً سنگینی سے ہے تو معلوم ہوا اُسکی حرمت احتیاطاً نہین ہے بلکہ حتماً ہے شیخ ابن عابدین نے حاشیے مین دختار کے کہا رائفل کی گولی زخم کرتی سو احراق یعنی جلانے سے اور نقل سے ہے جو اُسکے اندر فاع عنیف سے یعنے سخت شتاب روی اور زور سے نکلنے کے وسط سے حاصل ہوتی ہے کیا واسطے اُس گولی کو دھار نہین پھر وہ حلال نہین ابن نجیم نے اسی کا فتوی دیا ہے انتہی ہم نے اس بیان مین تطویل کی اور فقہا کی عربی عبارتین بجنسہ اس مین تحریر کیین کیا واسطے بعضے لوگ اس زمانے کے گولی کے یا چھرون کے مارے موے جانور کو حلال سمجھتے ہین فقہا کی تفریعات سے اُسکی حرمت بدیہی ثابت ہو بعضے لوگ جو کہتے ہین گولی دھنسنے کیوقت لہو بہی ہو کے دھنستی ہے سو بات خلاف عقل اور خلاف واقع ہے کیا واسطے بارود کے زور سے گولی بندوق سے جو نکلی اُسکو لہو بہی کرنیکی کوئی چیز واسطہ نہین ہوئی پھر لہو بہی کیسا ہوگی گولی اندر گھسی بعد اُسکو نکال کے دیکھیے تو اپنی حالت اصلی پر گولی رہتی ہے ہان کسی نہایت سخت چیز پر اُسکی مار لگے اور گولی اُسکے اندر نفوذ کرے تو گولی چپٹ جاتی ہے واللہ اعلم **تنبیہ** مٹی وغیرہ کی گولی جسکو غلیلہ یا تفنگ سے یعنی نلی سے مارتے ہین ویسی گولی سے چوٹ کرکے جانور کو شکار کرنا جایز ہے یا نہین سو ہمارے فقہا مین اختلاف ہے ابن عبدالسلام اور صاحب الذخایر قاضی محلی اور ماوردی کہتے ہین گولی مار کے جانور کو شکار کرنا حلال نہین کیا واسطے اُسمین حیوان کو ہلاکی کے واسطے تعریض کرنی ہے امام نووی نے فتوی دیا ہے کہ شکار کو گولی سے مارنا حلال ہے کیا واسطے شکار کرنا جو امر مباح ہے اُسکو حاصل کرنیکی یہہ راہ ہے ابن حجر ہیتمی نے اپنے فتاوے مین کہا حرمت اور حلیت کی دلیل ہر ایک فریق جو بیان کرتا ہے اُسکو دیکھتے سے معلوم ہوا کہ دونون قول مین مخالفت نہین کیا واسطے جسنے کہا حلال نہین اُسکی

وجہہ یہہ کہا کہ اُسمین شکار کے ہلاکت کی تعریض ہے جسنے کہا حلال ہے اُسکی وجہہ یہہ کہا کہ وہ شکار کرنیکی راہ ہے سو اُس سے ہمکو معلوم ہوا جو حرمت کا قایل ہے اُسکے پاس گولی ہلاک نہ کرنیکا ظن غالب ہو تو گولی سے مارنا حلال ہے جو حلیت کا قایل ہے اُسکے پاس شکار پر قادر ہوکے ذبح کرنیکے قبل گولی شکار کو قتل کرنیکا ظن غالب ہو تو گولی سے مارنا حلال نہین تحفے مین کہا نووی کا ظاہر کلام جو شرح مسلم مین ہے اُسکو معتمد کیجیے اُس مین کہا ہے جو جانور بڑا ہے جیسے نازکہ جسکو گولی غالب احوال مین قتل نہین کرتی اُسکو گولی سے چوٹ کرنا حلال ہے بخلاف چھوٹے جانور کے یعنے چڑیا مثلاً کہ جسکو گولی ہلاک کرنیکا ظن غالب ہو تو اُسکو گولی سے چوٹ کرنا حرام ہے اور ابولا اذرعی نے کہا اس بات مین کچھہ شک نہین کیا واسطے چھوٹے جانور کو گولی غالب احوال (نیز) ہلاک کردیتی ہے جانور کو عبث قتل کرنا حرام ہے انتہی رائفل کی گولی یا چھرے جو بارود اور آتش کے زور سے چوٹ کرتے ہین اُنسے شکار کرنیکا حکم متقدمین نے ذکر نہین کئے کیا واسطے اگلے زمانے مین وہ گولی موجود نتھی ابن حجر نے تحفہ مین کہا بارود کی گولی سے جانور کو شکار کرنا مطلقاً حرام ہے کیا واسطے وہ جلاتی ہے اور جان جلد نکالدیتی ہے اگرچہ بڑا جانور ہو ہان مشاق آدمی بڑے جانور کے چھوٹے کو مار کے فقط اُسکو عاجز کردینے کا ظن غالب ہو تو احتمال ہے کہ اُس گولی سے شکار کرنا حلال ہو انتہی ابن حجر نے اپنے فتاوے مین بلقینی کے جواب کو نقل کرکے اُسکو آپ بھی کلام حسن کہا ہے اُسکا حاصل یہہ ہے پرندہ از جملہ حیوانات ہے کہ جسکو قتل کرنیکے ہم مامور ہین یا اور کوئی جانور ہے حملہ کرکے ہم پر آیا کہ بن گولی کے مارکے اُسکو دفع کرنا ممکن نہین ہے تو اُسکو گولی سے مارنا جایز ہے ویسا جانور نہین ہے تو دیکھئے وہ کھاتے سو جانور ہے یا نہین کھاتے سو اگر نہین کھاتے سو ہے تو اُسکو گولی سے مارنا جایز نہین اگر کھاتے سو جانور ہے لیکن مارنیوالے کو یقین ہے یا ظن غالب ہے کہ گولی اُسکو ہلاک نہ کریگی بلکہ اُسکے قوت کو کم کردیگی یعنی ذبح کرنے تک اسمین حیات مستقرہ رہیگی تو اُسکو گولی سے مارنا جایز ہے اگر گولی ہلاک کرنیکا ظن غالب ہے تو مارنا جایز نہین انتہی ملخصاً بندہ عاصی کہتا ہے جانور کو پرندے سے قید جو لگایا ہے سایل کا سوال اسی مین تھا اس لئے پرندے کا حکم کہا فی الحقیقت حکم پرندے کا اور غیر پرندے کا ایک ہی ہے واللہ اعلم وَالْمُتَرَدِّيَةُ اور مری ہوی

گر کے یہہ محرمات کی ساتوین چیز ہے متردیہ ماخوذ ہے رَدّی سے اُسکی معنی ہلاکی متردیہ اُس جانور کو
کہتے ہین کہ بلندی پر سے گر کے مرے ابن ابی حاتم وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین
کہ متردیہ وہ جو پہاڑ پر سے گر کے مرتی ہے معلوم کیجئے جو جانور پہاڑ یا سطح وغیرہ کی بلندی پر سے پڑ کے
یا کنوین مین پڑ کے مرجاوے تو اُسکا کھانا حرام ہے اُس کی حرمت کی علت میتہ کی حرمت کی سی ہے
کہ اُسکے بدن کا خون نہین نکلتا اسی مین داخل ہے وہ جانور بھی جسکو تیر سے مارا پھر وہ جانور پہاڑ
سے یا اور کوئی بلندی پر سے نیچے گر کے مرا تو حرام ہے کس واسطے اُسکی موت تیر لگنے سے ہے یا اوپر سے
گرنیکے سبب سے ہے سو اُسمین شک ہوا تو احتیاط کے واسطے اُسکا کھانا حرام ہوا وَالنَّطِيحَةُ اور مری
ہوئی سینگھ کے مارے محرمات کی یہہ آٹھوین چیز ہے ایک جانور کو دوسرا جانور سینگھ سے مارنے
سے مرجاوے تو اُسکا کھانا بھی حرام ہے ابن جریر وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کئے ہین کہ نطیحہ بکری ہے دوسری بکری کو سینگھ مارنے سے مرتی ہے جاہلیت مین عرب اُسکو
کھاتے تھے سو اللہ تعالی نے اُسکو حرام کیا کیا واسطے وہ حکم مین میتے کے ہے نطیحہ مشتق نطح سے ہے
سینگھ مارنیکو نطح کہتے ہین معلوم کیجئے تا، تانیث ان چار لفظ مین یعنی المنخنقة الموقوذة المتردية النطيحة
مین جو آیا ہے اس لئے کہ یہہ چار موننث موصوف کی صفت پڑے ہین اُنکی موصوف الشاة کی لفظ ہے
اُسکی تقدیر یون ہے حرمت علیکم الشاة المنخنقة آہ یعنی حرام کی گئی تم پر منخنقہ بکری اُنکی حرمت کا حکم
بکری کے ساتھ خاص کیا کس واسطے کہ لوگ اُسکو اکثر کھاتے ہین اور ان عوارض کے نظر کرتے اکثر بکریان
ہی مرتے ہین جو چیز اعم اور اغلب ہوتی ہے اُسی کے مطابق اہل بلاغت کے پاس کلام جاری ہوتا ہے
بعد دوسرے چیزون کو اُسی کے ساتھ لاحق کرتے ہین اگر کہے نطیحہ اصل مین منطوحہ تھی اُس سے
عدول کر کے نطیحہ کو ذکر کیا ایسے مقامون مین تا کو حذف کرتے ہین جیسا کہتے ہین كَفٌّ خَضِيبٌ بَنَانٌ
كَحِيلَةٌ دہین اُسکا اصل كَفٌّ مَخْضُوبَةٌ عَيْنٌ كَحِيلَةٌ مدہونہ ہے چاہئے النطیح کہنا تہا
ہم کہین گے نعیلۃ جو صفت پڑتی ہے اُسکے ساتھ اگر اُسکا موصوف بھی مذکور ہو تو تا کو حذف
کرتے ہین اگر موصوف مذکور نہ ہے اور موصوف کی جگہہ پر صفت آوے تو وہان تا کو ذکر کرتی ہین

جیسا کہتے ہین قتیلۃ بنی فلان یعنی فلانے قبیلے کی مقتول عورت تا معلوم ہو کہ موصوف مونث ہے اگر ایسے مقام مین تا کو نہ لاینگے تو موصوف مذکر ہے یا مونث ہے سو معلوم نہو گا اس قاعدے کے نظر کرتے نطیحہ مین تا لائے کیا واسطے اُسکی موصوف جو شاۃ ہے مذکور ہین وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اور جس کو کھایا ہے پھاڑ کھانیوالے نے یہہ محرمات کی نوین چیز ہے قتادہ نے کہا اہل جاہلیت کی عادت تھی درندے نے کسی جانور کو مارے یا کچھ کھاکے چھوڑ دیوے تو اُسکو کھاتے تھے سو اللہ تعالی نے اُسکو حرام کیا سبع اُس جانور کو کہتے ہین جسکو ناب یعنی دندان نشتر یعنی کو نچلیان رہے اور اُس سے جانور وغیرہ کو پھاڑے جیسے باگ لانڈگا وغیرہ امام رازی نے ایسا ہی کہا سبع کی یہہ تفسیر پھاڑ کھاتے سو پرندون کو شامل نہین ہوتی لیکن وہ اُسی سے لاحق ہو گی مجد الغیروزآبادی نے کہا السبع المفترس من الحیوان یعنی جانور جو افتراس کرتا ہے یعنی پھاڑ کھاتا ہے اس معنی سے سبع کا لفظ عام ہوا پرندے جو پھاڑ کھاتے ہین جیسے شاہین باز وغیرہ اُنکو بھی شامل ہو گا معلوم کیجئے درندہ جسکو کھاتا ہے وہ معدوم ہے معدوم سے حکم تعلق نہین رکھتا اسلئے یہان کچھ لفظ کی تقدیر کرنا ضرور ہے سو بعض منہ کی تقدیر کرتے ہین اور کہتے ہین اُسکا اصل ما اکل السبع منہ ہے یعنی وہ جانور جس سے درندہ نے کچھ کھایا ہے بعضے یون تقدیر کرتے ہین ما اکل بعضہ السبع اُسکے بعض کو درندہ نے کھایا ہے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ مگر جو تم نے ذبح کر لیا یعنی اُن جانورون سے تم جسکو پاؤ گے اور اُسمین جان باقی رہے اور تم اُسکو ذبح کرو گے تو وہ حلال ہے معلوم کیجئے یہہ جملہ کا ہی سے مستثنی ہے سو اُسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا پانچ چیز یعنی منخنقہ اور موقوذہ اور متردیہ اور نطیحہ اور ما اکل السبع جو مذکور ہوئی اُنسے استثنا ہے یہہ قول علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اور حسن اور قتادہ کا ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے الا ما ذکیتم یعنی ما ذبحتم من ذلک وبہ روح نکلوہ یعنی مگر اُن جانورون سے جسکو تم ذبح کرو گے اور اُسمین جان ہے تو اُسکو تم کھاؤ یہ کلبی نے کہا

یہہ فقط ما اکل السبع سے استثنا ہے بعضون نے کہا استثنی منقطع ہے گویا تقدیر یون ہو لکن ما ذکیتم من غیر ہذا فہو حلال یعنی لیکن جسکو تم ذبح کروگے اُن کے غیر سے تو وہ حلال ہے بعضون نے کہا وہ استثنا ہے تحریم سے محرمات سے استثنا نہین یعنی مذکورہ چیزین تم پر حرام ہین مگر جس کو تم ذبح کروگے تو وہ تمکو حلال ہے اس قول پر بھی استثنی منقطع ہوگا بعضون نے کہا محرمات جو اس آیت مین مذکور ہین اُنسے استثنا ہے معلوم کیجئے ذبح کرنا جو کہا اُس سے معلوم ہوا کہ اُس جانور مین روح باقی رہنا کس واسطے ان آفتون سے جس جانور مین روح باقی نہین ہے تو وہ میتہ ہے اُسکا کھانا حرام ہے جس مین روح ہے تو وہی ذبح کے قابل ہے لیکن کسقدر روح رہنا اُسمین فقہا کو اختلاف ہے شافعیہ کے پاس اُسمین ذبح کیوقت حیات مستقرہ رہنا شرط ہے پھر اُسکو ذبح کرے تو حلال ہے اگر چہ یقین ہو کہ اُسکو ذبح نہ کرے تو ایک دن یا دو دن کے بعد مرجائیگا اگر ذبح کے وقت اُسمین حیات مستقرہ نرہے تو حلال نہین مذہب مختار شافعیہ کا یہی ہے امام شافعی نے اُسکی نص کی ہے جمہور فقہا شافعیہ اسی کو جزم کئے ہین امام احمد بن حنبل کا مذہب بھی یہی ہے ہمارے بعضے فقہا کہتے ہین دونون حال مین وہ حلال ہے یعنی حیات مستقرہ رہے یا نہ رہے بعضے کہتے ہین دونون حال مین حلال نہین جانور مین حیات مستقرہ ہے یا حرکت مذبوحی کو پہچانے سو اُس جانور کے حال کو دیکھنے سے یقیناً معلوم ہوتا ہے اور کبھی علامات اور قراین کو دیکھتے ظناً معلوم ہوتا ہے لیکن اُن علامات اور قراین کو عبارت سے ضبط کرنا ممکن نہین اور حیات مستقرہ رہنے کے ازجملہ علامات یہہ ہے کہ اُس جانور کو ذبح کئے اور اُسکا حلقوم یعنی نلڑا جو دم آنے جانیکی راہ ہے اور مری یعنی کھانا پانی جانے کی راہ ہے کٹنے بعد جانور شدت سے حرکت کرے اور لہو خوب جاری ہووے اور لہو کی کل اُڑے تو معلوم ہوا کہ اُسمین حیات مستقرہ ہے لیکن حیات مستقرہ رہنے کے واسطے یہہ دو نو امر یعنی شدت حرکت اور لہو کا خوب بہنا ضرور ہے یا اُنمین سے ایک چیز کافی ہے اسمین اختلاف ہے امام نووی نے کہا اصح قول مین حرکت شدیدہ کافی ہے مزنی اور ایک جماعت فقہا کی اسی کو اختیار کی ہے بیماری کے سبب سے جانور حرکت

مذبوحی کو پہونچا بعد ذبح کیا تو حلال ہے اگرچہ مضر چیز کھانے سے اس حالت کو پہونچے اگر مہلک چیز کھانے سے اُس حالت کو پہونچے تو اس کا حکم متردیہ وغیرہ کا حکم ہے ابوحنیفہ کے پاس ان پانچون قسم کے جانورمین ذبح کیوقت مجرد حیات رہنا کافی ہے انکے یہان فتوئی اسی پر ہے ابو یوسف کے پاس اگر ذبح کے وقت ایسی حالت کو پہنچا ہے کہ ویسا جانور نہین جیتا تو اسکو کھانا حلال نہین محمد نے کہا ویسی حالت سے مذبوح جتنا جیتا ہے اس سے زیادہ جیا تو حلال ہے نہین تو حلال نہین مالک کا مذہب جسکو شیخ خلیل مالکی اپنی مختصر مین اور شیخ محمد الخرشی اسکی شرح مین لکھے ہین موقوذہ وغیرہ پانچ قسم جو ہین اُنکے مقاتل یعنی مرجانیکی جگھون مین مارلگ کے نافذ ہوا ہے تو انمین ذبح کو تاثیر نہین یعنی ذبح کرنے سے حلال نہین ہوتے اگر چوٹ مقابل مین نفوظ نہین کی اور ذبح کیوقت اُسمین حرکت قوی ہے مثلاً ذنب ہلایا یا پاؤن جھٹکایا آنکھ پھیرا تو ذبح کرنے سے حلال ہے حرکت قوی نہین کیا بلکہ رعشہ کیا یا بدن پھرکایا پاؤن لنبا کیا تو حلال نہین مقاتل مین چوٹ نافذ ہونے سے مراد تخاع یعنی پشت کے منکون کا مغز جسکو حرام مغز کہتے ہین قطع ہوا یا بھیجا نکل پڑا یا شکم کے اندر جو اعضا ہین جیسے کلیجا اور دل تلی وغیرہ اپنے مقام سے ایسا متفرق ہو گئے کہ جنکو درست کرنا ممکن نہین یا ودج یعنی گردن کی شاہ رگ توٹ گئی یا انت ٹوٹ گئی اگر گردن کی شاہ رگ مین شق ہووے تو وہ مقاتل مین داخل ہے یا نہین سوانکے یہان دو قول ہین وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور جو ذبح کئے گیا نُصب پر نُصب نون اور صاد دونو کے ضمہ سے یا تو جمع نصاب کی ہے یا واحد ہے اسکی جمع انصاب ہے نصب کی اصل معنی نشان اور علامت جسکو کھڑے کرتے ہین بعدہ اللہ تعالیٰ کے سوائے جس چیز کی عبادت کرنے کے واسطے کھڑے کرتے ہین اسکو نُصب کہے بعضون نے کہا صنم اور وثن اور نُصب سب ایک ہی معنی سے ہین بعضے کہتے ہین جسکو صورت رہے وہ صنم اور وثن ہے اور جسکو صورت نرہے وہ نُصب ہے کفار عرب کے اکثر بت ایسے تھے کہ بہتر پتھر خوشنُما دل ہو تو اسکو بٹھا کے اسکی پرستش کرتے تھے مجاہد نے کہا نُصب پتھر تھے کعبے کے

گرداگرد رکھے تھے اہل جاہلیت ان پر جانورون کو ذبح کرتے تھے اگر اس سے بہتر پتھر ملجاوے تو اول کے پتھر کو نکال کے اسکو اسکی جگہ مین نصب کرتے تھے ابن جریج نے کہا اصنام وہ پتھر تھے کہ جن کو صورت تھی یہہ نصب پتھر تھے انکو کعبہ کے گرد کھڑے کئے تھے جنکے واسطے کہ جانورون کو ان کے پاس ذبح کرتے تھے جانور کا لہو جو نکلتا تھا اسکے تئین اُن پتھرون کو لگاتے اور اُسکا گوشت اُن پر رکھتے جملہ وما ذبح کا محل رفع مین ہے حرف عطف کے واسطے **حرمت** کا نایب فاعل ہے اس جملہ کی معنی مین دو وجہ ہین پہلی وجہ اسکی معنی یون ہے ما ذبح علی اعتقاد تعظیم النصب یعنی جو جانور ذبح کیا جاوے نصب کی تعظیم کے اعتقاد پر اس وجہ پر علی کا لفظ اپنی اصل معنی پر ہے دوسری وجہ اسکی معنی ما ذبح النصب یعنی جو چیز ذبح کئے جاوے نصب کے واسطے یعنی اسکے ذبح سے نصب کی تعظیم کا قصد ہے لیکن ذبح کے وقت ان بتون کا نام نہ لیوے اس وجہ پر علی لام کی معنی سے ہوگا یہہ دونون وجہ ذکر کئے اُنکے دیکھتے وما اہل لغیر اللہ بہ مین اور اسمین فرق ظاہر ہوا اسکے ذکر کرنے مین تکرار نہین کیا واسطے وما اہل لغیر اللہ بہ سے ذبح کیوقت بتکا نام لیکے ذبح کرنا وما ذبح علی النصب سے ذبح سے بت کی تعظیم کا قصد کرنا ذبح پر اسکا نام نہ لینا **وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ** اور یہہ کہ بانٹا کرنا فال کے چوبون سے یعنی تم پر حرام کیا گیا فال کے چوبون سے استقسام کرنا استقسام استفعال کے وزن پر ہے قسم سے قاف کی کسرہ اسکی معنی حصہ اور اندازہ کی ہے اسکو جب باب استفعال مین لیجائے اور استقسام کہے تو اسکی معنی حصہ اور اندازہ چاہنا اس معنی سے جب کہے تو یہان مضاف کی تقدیر کرنیکی حاجت ہے اسوقت تستقسموا کی معنی یون ہوگی تطلبوا معرفۃ القسم یعنی طلب کرنا معرفت اس چیز کی جسکو اللہ تعالی اسکے لئے اندازہ اور مقدر کیا ہے خیر سے ہو یا شر سے حیات سے ہو یا موت سے شقاوت سے ہو یا سعادت سے یا استفعال ہے قسم سے قاف کی فتح سے اسکی معنی حصہ اور اندازہ کرنا اسکو باب استفعال مین لیجانے سے اسکی معنی طلب کرنا تمیز اس چیز کی جسکو شروع کرنا چاہتا ہے یعنی اسکے کرنے یا نکرنے کی فال لینا ازلام جمع زلم کی ہے بمعنی قدح کے وزن پر یا جمع لم کی

مُرد کے وزن پر تیر کی چوب کو کہتے ہین جسکو پر اور پھال اور پھونک نہ رہے عربی نے اپنے سایل
مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے از لام تیر کے چوب تھے اس سے اپنے امور
کے استقسام کرتے تھے ایک پر لکھا رہتا تھا امرنی ربی یعنی میرا رب نے مجھکو امر کیا دوسری پر
لکھا رہتا نہانی ربی یعنی میرا رب نے مجھکو منع کیا پھر جب کسی امر کا ارادہ کرتے تو بتخانے کو آتے اور
اور چوبون پر کپڑا ڈال کے اُن مین سے ایک چوب نکالتے دونون مین سے جو چوب نکلتی اس پر
عمل کرتے بغوی نے کہا از لام وے سات چوب تھے سوخط کی لکڑی کے کعبہ کا سادن یعنی خدمتگذار ان
چوبون کو تراش کر درست کر کر اپنے پاس رکھتا تھا ایک پر نعم یعنی ہان کر کے لکھا ہوا رہتا ایک پر لا
یعنی نہین کر کے لکھا ہوا ایک پر منکم لکھا ہوا رہتا یعنی تمھارے سے ایک پر من غیرکم لکھا ہوا رہتا یعنی تمھارے
غیر سے اور ایک پر ملصق لکھا ہوا رہتا یعنی پیوست کیا ہوا اور ایک پر العقل لکھا ہوا رہتا یعنی دیت دینا
اور ایک پر غفل لکھا ہوا رہتا یعنی اس پر کچھ نہین پھر سفر کا یا نکاح کا یا فتنہ کا ارادہ کرتے یا کسی کے
نسبت مین اختلاف کرتے یا دیت دینے کے متحمل ہوئین یا نہوئین تو ہبل کے پاس آتے وہ مکہ کے
سب بتون مین بڑا بت تھا کعبہ کے اندر اسکو بٹھائے تھے جب کسی کو کچھ مہم درپیش ہوتی تو سودم
لا کے سادن کو نذرانہ دیتے اُس نے مطلب کے مناسب وہ تین چوب نکالتا ہے لوگ چوبان لا کے
فال دیکھتے کہتے یا اللہ ہم ایسا ارادہ کئے ہین پھر نعم کی چوب نکلتی تو اُس کام کو کرتے لا کی چوب
نکلتی تو برس تک اس کام کو نہین کرتے بعد برس کے پھر دوسرے مرتبہ چوب نکالتے کسی کے نسب
مین تکرار ہوتی تو چوب نکالتے منکم کی چوب نکلتی تو انمین کے اشراف مین ہوتا من غیرکم کی چوب نکلتی
تو اُسکو اپنا حلیف ٹھہراتے اگر ملصق کی نکلتی تو اسکو نہ حلف ہے نہ دیت کے مقدمہ مین تکرار
ہو تو العقل کی چوب نکلی تو دیت دینے کو قبول کر لیتے غفل کی چوب نکلی تو پھر دوسری بار چوب نکالتے
یہان تک کچھ لکھی ہوئی چوب نکلے عبد بن حمید اور ابن جریر حسن بصری سے روایت کئے ہین
کہے عرب کسی امر یا سفر کا ارادہ کرتے تو تین چوب کو لیتے ایک پر لکھا رہتا مجھکو امر کر دوسری پر لکھا
رہتا مجھکو منع کر تیسری چوب پر کچھ لکھا کے نہین رہتا اُن دو نو چوب مین اسکو بھی داخل کرتے

پھر اُن چوبوں کو حرکت دیتے جس چوب پر امر کرکے لکھا ہے نکلتی تو اُس کام کو کرتے منع کرکے جس چوب پر لکھا ہے نکلتے تو اس کام سے باز آتے جس پر کچھ لکھت نہیں سو نکلتی تو دوسرے بار پھر ڈالتے ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہا ازلام سفید پتھر تھے اور مجاہد سے روایت کی ہے کہ ان پتھروں پر لکھا ہوا رہتا اور بھی مجاہد کی ایک روایت میں آیا ہے کہ اپنے ہر سفر اور تجارت اور جنگی امور میں اُن کو نکالتے تھے اور مجاہد کی ایک روایت میں آیا ہے کہ ازلام فارس اور روم کے کعاب کو کہتے ہیں جس سے جوا بازی کرتے تھے شعبی نے کہا ازلام عرب کو تھے اور کعاب عجم کو تھے معلوم کیجئے کعاب جمع کعب کی ہے نرد اور شطرنج کے مہروں کو کہتے ہیں رمال وغیرہ اُن مہروں سے فال لیتے ہیں اسکو اردو زبان میں پانسا کہتے ہیں بعضے کہتے ہیں ازلام سے استقسام کرنا سو اونٹ کو نحر کرکے اُسکے بانٹنے چوب ڈال کے نکالنا حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں کہا اہل نقل کے کلام سے معلوم ہوتا ہے ازلام تین قسم کے تھے ایک قسم یہہ تھی کہ ہر شخص اپنے پاس تین چوب رکھا تھا ایک پر افعل لکھا ہوا اور دوسرے پر لاتفعل تیسرے پر غفل سو کچھ مہم درپیش ہو تو اسکو نکالتے اسکے بموجب عمل کرتے دوسری قسم احکام کی چوب تھے اُنکو کعبے میں رکھتے تھے عرب کے کاہن اور حکام بھی ویسی چوبیں اپنے پاس رکھتے تھے یہہ سات چوبیں تھیں امور جو اکثر وقوع میں آتے ہیں اُنکی معرفت کے واسطے اُن پر لکھت رہتی جسکی تفصیل ہم بغوی سے نقل کی تیسری قسم میسر یعنی جوے کے چوبان دس چوب تھیں انمیں کے سات پر خطوط لکھے رہتے اور تین پر غفل رہتا جوے بازی میں اُنکو نکالتے انتہی پوشیدہ نہ رہے حرام جانوروں کی حرمت کے بیان میں ازلام سے استقسام کرنیکو ذکر کرنیکی وجہ یہہ ہے کہ جاہلیت میں عرب میں ابراہیم علیہ السلام کے خلاف پر ان اشیا کو کھانا جو ایجاد کئے تھے ازلام کو بھی وہی لوگ ایجاد کئے تھے جانوروں کو بیت اللہ کے پاس لیجاکے انصاف پر جیسا ذبح کرتے تھے ازلام سے استقسام کرنا بھی بیت اللہ میں کرتے تھے اسلئے اسکو بھی انکے ساتھ ملاکے سب کی تحریم کا حکم اللہ تعالی نے فرمایا ذٰلِكُمْ فِسْقٌ یہہ فسق ہے یعنی اللہ کی طاعت سے نکل جانا ذٰلِكُمْ کا اشارہ یا مذکور محرمات کی طرف ہے تب اسکی

معنی یون ہونگی اُن چیزون کو کھانا فسق ہے یعنی حلال سے نکل کے حرام مین جاپڑنا ہی ابن الجارود نے اپنی تفسیر مین اسی کو صحیح کہا ہے یا فقط ازلام سے استقسام کرنیکی طرف اشارہ ہے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے معلوم کیجئے استقسام حرام اور فسق ہوا اگر کسی نے اللہ تعالی کے قول کی انکار کی راہ سے اسکو حلال جانا تو کافر ہوگا یہہ استقسام اگرچہ از جملہ فال ہے فال لینے کو شرع مباح اور جایز رکھی ہے باوجود اسکے حرام اور فسق ہوا کیا واسطے استقسام مین انکو اعتقاد یہہ تھا کہ اسمین نفع اور ضرر کی تاثیر ہے اور اسمین جو نکلتا تھا اسکے مطابق عمل مین لاتے تھے اور اسکی تاثیر کے معتقد تھے علی الخصوص جن ازلام کو بت کے روبرو نکالتے تھے تو اس اعتقاد سے نکالتے تھے کہ اسمین امر الٰہی جو ہوتی ہے بت کی اعانت اور ارشاد سے ہوتی ہے اس لئے حرام ہوا اور اُسی کو موثر جاننا کفر ہوا بخلاف فال کے اسکی حقیقت یہہ ہے نیک کلمہ کسی سے سنکے خوش ہونا اور خوشی حاصل ہونیکی امید اللہ تعالی سے کرنا اور اسکے فضل کے امیدوار رہنا اگر وہ کلمہ خوشی پر دلالت نکرے تو اسکے مقتضی پر عمل مین لانا بلکہ اللہ تعالی پر اعتماد کرنا اس جہت سے فال نیک ہے ئی اگر اس فال سے اپنی امید کو اللہ تعالی سے قطع کیا اور اس کلمہ کی طرف نظر کیا تو وہ مذموم ہوگا طبرانی اور ابن مردویہ بغوی اپنی تفسیر مین ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لن یبلغ الدرجات العلی من تکہن او استقسم او رجع من سفر تطیرا یعنی ہرگز نہ پہنچیگا اونچا درجون کو جو کوئی کہانت کیا یا ازلام سے استقسام کیا یا تطیر سے یعنی جانور کی بدفال سے سفر سے پھر گیا حافظ المنذری اور حافظ ابوالحسن الہیثمی کہے اس حدیث کو طبرانی نے دو سند سے روایت کیا ہے ایک سند کے رجال ثقہ ہین حافظ العسقلانی نے فتح الباری مین کہا اسکے رجال ثقات ہین لیکن مجھکو ظن ہے کہ اسکی سند مین انقطاع ہے اور اسکو ایک شاہد ہے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جسکو بزار نے ایک حدیث کی بیچ مین روایت کی ہے اور اسکی سند جید ہے انتہی **اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ** آج کے دن نا امید ہوئے کافر تمہارے دین سے سو ان سے تم مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو معلوم کیجئے اللہ تعالی نے آیت کی ابتدا مین حلال حرام جانورون کا ذکر کیا بعد اُس کلام کو ذلکم فسق سے ختم کیا اس سے

ختم کرنے سے مسلمانوں کو حرام چیزوں سے ڈرانا غرض ہے بعد مسلمانوں کو شرع پر جیسا چاہیئے ویسا قائم رہنے پر اور کافروں کا خلاف کرنے سے کچھ اندیشہ نہ ہونے پر اس جملہ سے تحریک کی فرمایا تم شرایع مین اور دین کے کامون مین کافرون کی مخالفت کا اندیشہ مت کرو کیا واسطے مین تمکو دولت قاہرہ اور قوت باہرہ سے سرفراز کیا ہون وے اب تمہارے وبیل مین جب ایسا امر ہو تو تمکو کافرون کی طرف کچھ التفات نکرنا اور اللہ تعالی کی عبادت مین مشغول ہونا اور اسکی شرع پر قائم رہنا لازم ہے اس جملہ مین الیوم جو آیا اُس سے وہ روز مراد ہے کہ جس روز آیت نازل ہوئی وہ حجۃ الوداع کے عرفے کا اور جمعہ کا دن تھا سنہ دس ہجری مین بعضون نے کہا الیوم سے وہ دن مراد ہے کہ جس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے واسطے مکہ مین داخل ہوئے بعضے کہتے ہین الیوم سے روز مراد نہین بلکہ الآن یعنی اب کے معنی سے ہے یعنی کافر اب تمہارے دین سے ناامید ہوئے امام رازی نے کہا کافر تمہارے دین سے ناامید ہوے اسمین دو قول ہین پہلا قول ان خبائث کو اللہ تعالی کے حرام کئے بعد تم انکو حلال رکھنے سے ناامید ہوئے دوسرا قول کافر تمہارے دین پر غالب آنے سے ناامید ہوے کیا واسطے اللہ تعالی نے اس دین کو سب دینون پر غالب کرنیکا وعدہ دیا تھا اور فرمایا لیظہرہ علی الدین کلہ پھر اس وعدہ کو پورا کیا اور خوف کو بالکلیہ دفع کیا اور کفار جو غالب تھے انکو مغلوب کیا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے کافرون کو گھمنڈ تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیا دین جو اختراع کئے ہین چند روز کے عرصہ مین نابود ہو جائیگا لوگ جو اُس دین کو قبول کئے ہین عنقریب اُس سے پھر جائینگے جب دیکھے کہ اللہ تعالی نے مسلمانون کو کمال شوکت اور غلبہ دیا کافر جو امید رکھتے تھے اُس سے مایوس ہوے سو اللہ تعالی انکے دلو کی بات سے خبر دیا کہ وے اب تمہارے دین سے ناامید ہوے اب تم اُن سے اندیشہ مت کیجو دلون مین اللہ تعالی کا ڈر رکھو اُسکے دین پر قائم رہو واللہ اعلم (فلا تخشوہم) کی معنی کر ابن جریج نے کہا کفار تم پر غالب آنے کا اندیشہ مت کرو امام احمد اور مسلم اور ترمذی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ان الشیطان قد یئس ان تعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب ولکن فی التحریش بینہم یعنی جزیرۂ عرب مین نماز پڑھنے یعنی مومنان شیطان کی

عبادت کرنے سے یعنی بت پرستی اختیار کرنے سے شیطان ناامید ہوا لیکن اُن کے درمیان لڑائی ڈالنے
میں کوشش کرتا ہے بیہقی نے شعب الایمان میں ابی ہریرہ اور ابی سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے تمہارے اس زمین میں شیطان اپنی عبادت کئے جانے سے ناامید
ہوا لیکن تم جس گناہ کو حقیر سمجھتے ہو اس سے راضی ہے بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تھے کہ عرب کی پرستش عرب کی زمین میں کرنے سے شیطان
ناامید ہوا لیکن اُس سے کم جو محقرات میں اُن سے اب راضی ہوگا وہی محقرات قیامت کے دن موبقات
میں یعنی ہلاک کرنے والے میں سو تم جس قدر طاقت رکھتے ہو مظالم سے ڈرا کرو اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ
لَكُمْ دِيْنَكُمْ آج کے دن میں نے پورا کیا تمہارے واسطے تمہارا دین وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ
اور پوری کی میں نے تم پر اپنی نعمت وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے
اسلام کو دین یعنی میں تمہارے واسطے دین اسلامی کو پسند کیا الیوم میں الف لام عہد حضوری
کیواسطے ہے یعنی آیت جس دن نازل ہوی اس دن کی طرف اشارہ ہے مفسرین کہتے ہیں یہہ آیت حجۃ الوداع
میں سنہ دس ہجری میں جمعہ کے دن عصر کے بعد نازل ہوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں عصبا نامی قریہ
سوار تھے قریب تھا کہ اسکے پیر ٹوٹ جاویں وحی کی ثقل سے بیٹھ گئی ابن جریج نے کہا اس آیت کے نزول کے
بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیاسی دن جئے اسکے قول سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول کی دوسری
کو ہوتی ہے بعضے محققین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو اسی تاریخ میں ضبط کئے ہیں مشہور اہل سیر
کے پاس وفات حضرت کا بارھویں کو تھا سدی نے کہا ہے اس آیت کے بعد حلال وحرام کی کوئی آیت
نازل نہیں ہوئی معلوم کیجئے اس آیت میں ایک سوال ہے اُسکا حاصل یہہ ہے کہ آیت کے ظاہر لفظ سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس دن کے قبل دین ناقص تھا کامل نہیں ہوا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر
عمر میں اس سے لازم آتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر عمر جس دین پر گذری وہ دین ناقص تھا
کامل نہیں ہوا مگر اخیر عمر میں جو قریب تین مہینوں کے ہوتے ہیں اس سوال کے دفع کیواسطے مفسرین
آیت کی تاویل میں چند وجہ ذکر کئے ہیں پہلی تاویل دین کو کامل کیا یعنی دین کے احکام وفرایض کو

کامل کیا اب فرایض واحکام کے مقدمات مین کسی بات کی احتیاج نہین سوائس کے بعد حلال وحرام مین اور کسی فرایض مین کچھ آیت نازل نہین ہوی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی معنی وارد ہوی ہے بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم اہل مکہ کبھی اپنے دین کی طرف جو بت پرستی ہے پھرنے سے نا امید ہوے (فلا تخشوہم) یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرنے مین اُن سے مت ڈرو (واخشونی) یعنی بت پرستی کرنے سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے مین مجھ سے ڈرو ابن عباس کہے پھر جب عرفات مین کھڑے ہوے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل نازل ہوے یعنی آیت لیکر آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اُٹھائے تھے اور سلمان اللہ تعالی کو پکارتے تھے (الیوم اکملت لکم دینکم) یعنی کامل کیا تمھارے حلال اور حرام کو اسکے بعد کوئی حلال اور نہ کوئی حرام نازل ہوا (واتممت علیکم نعمتی) یعنی اپنی منت تم پر دہرا سو تمھارے ساتھ کسی مشرک نے حج نہین کیا (ورضیت) یعنی اختیار اور پسند کیا تمھارے واسطے دین سلمانی یہہ آیت نازل ہوئی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا سی دن زندہ رہے بعد اللہ تعالی نے حضرت کو اپنی طرف قبض کیا امام رازی نے مذکورہ وجہ کی تقریر کو یون بیان کیا کہ دین کو کامل کرنے سے مراد یہہ ہے شرعی تکلیفات کے جاننے مین اور حلال حرام کے سیکھنے مین تمکو جن چیزون کی احتیاج تھی انکو مین نے کامل کیا اور بولا یہہ جواب ضعیف ہے کیا واسطے شرایع سے جن چیزون کی احتیاج تھی وے چیزین اس روز کے قبل اگر کامل نہوتے تو تاخیر بیان کی وقت حاجت سے ہونا لازم آتا یہہ تو جایز نہین بندۂ عاصی کہتا ہے ہم تمکو مسلم نہین رکھتے کیا واسطے تاخیر بیان کی وقت حاجت سے اسوقت لازم آیگی کہ ایک حادثہ درپیش ہو اور اس مین حکم شرعی کیا ہے سو معلوم نہین تھا اور اس کا حکم نازل نہین ہوا تو تاخیر بیان کی وقت الحاجۃ سے ہوگی یہان وہ بات نہین بلکہ جملہ واجبات مثلاً جو اُن پر واجب تھے انکو دفعتاً نازل نہین کیا بلکہ علی التدریج نازل کیا مثلاً زکوۃ ہجرت کے دوسرے سال واجب ہوئی روزہ بھی ہجرت کے دوسرے سال شعبان مین فرض ہوا اور حج مشہور قول پر ہجرت کے چھٹوین سال واجب ہوا لیکن حج کے ارکان اور واجبات کی تفصیل انکو ظاہر نہین ہوی مگر اسی سال

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع مین حج کئے حج کے شرایع کو سیکھنے کی احتیاج نہین تھی مگر اسی سال جو حج کئے پھر تاخیر بیان کی وقت حاجت سے کہان ہوئی ایسا ہی حلال و حرام ابتدا مین اپنے باحت یا حرمت اصلی پر تھے بعد تدریج عند الاحتیاج ایک ایک کا بیان ہوا یہان تک کہ انکے سیکھنے کی احتیاج نہین رہی واللہ اعلم دوسری تاویل جس کو ابن جریر طبری نے اختیار کی ہے دین کو کامل کیا سو بلد الحرام ان کے قبضہ مین دیا اسمین سے سب مشرکون کو نکالا (خاص) مسلمان ہی حج کئے کوئی مشرک ان کے ساتھ مخلوط نہوا عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر قتادہ سے روایت کئے ہین کہا دین کو کامل کیا یعنی مسلمانون کے واسطے دین کو خالص کیا بیت اللہ سے مشرکون کو نکالا ایک روایت مین آیا ہے حج خالص مسلمانون کا ہے حج ہوا سعید بن جبیر سے بھی اسی کے مثل آیا ہے تیسری تاویل دین کو کامل کیا یعنی تمھارے دین کو سب دینون پر غالب کیا اور دشمن سے تمکو امن دیا تمکو جن سے خوف تھا اُس خوف کو زایل کیا امام رازی نے اس تاویل کی تقریر یون بیان کی ہے کہ دین کو کامل کیا یعنی خوف کو اُن سے زایل کیا اور ان کے دشمن پر انکی قدرت کو ظاہر کیا اُسکی مثال کوئی بادشاہ اسکے قلمرو مین دشمن سر اُٹھائے تھے بادشاہ نے اُن سب کو سرنگون اور عاجز کیا اور سب پر غالب آیا تو کہتا ہے آج ہمارا ملک کامل ہوا امام رازی نے کہا یہہ جواب ضعیف ہے کیا واسطے بادشاہ کا ملک اُس دن کے قبل ناقص تھا سو اُس سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس دن کے قبل ناقص تھا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے مجیب نے دین کے کمال سے اہل دین کے قوت و غلبے کا ارادہ کیا سو اُس دن کے قبل اہل دین کو ضعف اور عجز تھا سو اُس دن جاتا رہا حضرت کے دین پر شروع مین پانچ شخص تھے سو اُس دن لاکھہ آدمی سے زیادہ حضرت کے ہمراہ تھے اس سے دین محمدی اس دن کے قبل ناقص ہونا لازم نہین آتا واللہ اعلم چوتھی تاویل دین کو کامل کیا یعنی اب وہ دین زایل اور منسوخ نہین ہوتا قیامت تک قایم ہے ابن الانباری نے کہا دین کو کامل کیا یعنی شرایع اسلام کو کامل کیا اُسکے قبل بن نقصان کے تھا اُسکا بیان یون ہے اللہ تعالی نے اپنے بندون کو ایک وقت مین کسی

عبادت کا حکم کیا بعد دوسرے وقت میں اس عبادت سے بڑھکر عبادت کرنیکا حکم کیا پہلی عبادت اپنے وقت میں جو ہوی سو کامل ہوئی پھر دوسری عبادت اپنے وقت میں ہوی سو وہ بھی کامل ہوی اسکی مثال جیسے کسی شخص نے کہا میرے پاس دس کامل ہیں پھر بیس کا اُس سے اکمل ہونا یقینی ہے یعنی بیس کو کمال کی صفت ہونا دس کو کمال کی صفت ہونے سے منافی نہیں اور بولا اللہ تعالی شیر یقینین جن پر عمل کرنیکی تکلیف بندہ ن کو دیا سو ہر وقت میں مختلف تھیں جس وقت جو شریعت پر عمل کرنے کے مکلف تھے اُسوقت میں وہ شریعت کامل تھی اس آیت کو جس دن اللہ تعالی نے نازل کیا اس دن اللہ تعالی نے شریعت کے سب احکام کو کامل کیا اس سے دین کا کسی وقت میں ناقص ہونا لازم نہیں آتا امام رازی نے قفال سے نقل کی ہے اور اسی کو پسند کیا ہے کہا دین کسی وقت میں ناقص نہیں تھا بلکہ ہمیشہ کامل تھا شرایع جو اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئی تھیں ان دونوں میں بندون کے واسطے کافی تھیں مگر بعثت کے شروع میں اللہ تعالی کے علم میں تھا کہ آجکے دن جو چیز کامل ہے وہ کل کے دن کامل نہیں اور کل اسپہ عمل کرنا لایق نہیں اسی واسطے اول ایک حکم کرکے اسکو نسخ کرکر دوسرا حکم کرتا تھا ایک چیز کو اول واجب کرکے بعد اسکو موقوف کرتا تھا بعثت کے اخیر ایام میں کامل شریعت کو اللہ تعالی نے نازل کیا اور قیامت تک اسکے باقی رہنے کا حکم کیا سو اسی کے نظر کرتے (الیوم اکملت لکم دینکم) فرمایا معلوم کیجئے بعضون نے اصل اعتراض کی تقریر یون کی ہے کہ دین کے کمال سے اسکا کمال فرایض سے ہونا مراد لیوے تو لازم آتا ہے کہ اس دن کے قبل دین ناقص تھا جب دین ناقص ہوا تو آیت کے نازل ہونے کے قبل صحابہ جو وفات پائے ہیں انکا ایمان ناقص ہوا اس اعتراض کو قاضی ابو بکر بن العربی نے یون دفع کیا ہے کہ نقص مرتبی ہے لیکن بعضے نقص پر مذمت مترتب ہوتی ہے اور بعضے نقص پر مذمت مترتب نہیں ہوتی مذمت جس نقص پر مترتب ہوتی ہے سو وہ نقص ہے جو اپنے اختیار سے ہو مثلاً کوئی شخص دین کے وظایف کو جان کے عمداً انکو ترک کیا یہ نقص اسکی مذمت پر دلالت کرتا ہے جس نقص پر مذمت مترتب نہیں ہوتی سو وہ نقص ہے جو اس شخص کے

اختیار مین نہو جیسا کوئی وظایف نہین جانا یا اس وظیفہ کا مکلف نہین ہوا سو یہہ نقص مذموم نہین بلکہ
اس جہت سے کہ اس شخص کا دل ایمان سے مطمئن تھا جو احکام اسکو پہنچے مین زیادتی ہو تو انکو قبول
کرے اور اللہ تعالی جس امر کی تکلیف دیوے تو اسکو بجا لاوے وہ محمود ہے فرایض نازل ہونیکے قبل صحابہ
جو وفات پائے ہین انکی شان یہی تھی حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین قاضی کا کلام نقل کرکے
کہا حاصل اسکا یہہ ہے نقص اُن صحابہ کے نظر کرتے صوری نسبی ہے اور انکو من حیث المعنی
اس مین کمال کا رتبہ ہے یہہ نظیر ہے قایل کے قول کی جو کہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع
موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی شرع سے کامل ہے کیا واسطے شرع محمدی مین احکام جو ہین ان کے
قبل کے کتابو نہین یا این موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی شرع اُن کے زمانے مین کامل تھی ان کے بعد
عیسی علیہ السلام کی شرع مین تجدید چند امور کی ہوئی تو اس سے ثابت ہوا اکملت امر نسبی ہے انتہی
نعمت پوری کرنے سے دین اور شریعت کو کامل کرنا مراد ہے اسلام سے بڑھکے کوئی نعمت نہین
بعضے کہتے ہین اللہ تعالی نے مومنون سے لا تم نعمتی کرکے وعدہ جو دیا تھا سو اس وعدہ کو
پورا کیا از جملہ تمام نعمت کے مین بے اندیشہ اور اطمینان کے ساتھہ حج ادا کرے کوئی مشرک آنکھ سا تھہ حج
مین شریک نہ رہا علیکم کا تعلق اَتْمَمْتُ سے ہے نعمتی سے متعلق نہین کیا واسطے مصدر کا معمول اس پر
مقدم نہین ہوتا ورضیت لکم الاسلام دینا یہان رضیت اختر کی معنی سے ہے یعنی سب دینون مین دین
اسلام کو تمھارے واسطے پسند کیا بعضے کہتے ہین اسکی معنی یون ہے اختیار کیا مین نے تمھارے واسطے
اسلام یعنی گردن رکھنا اور قبول کرنا میرے امر کو اور فرمانبرداری کرنا میرے حکم کی اُن چیزون مین جو
مشروع کیا ہون فرایض اور احکام اور حدود اور دین کے معالم اس جملے کی ترکیب مین دو وجہ ہین
ایک رضیت کا لفظ ایک مفعول کی طرف متعدی ہے وہ مفعول لفظ الاسلام کا ہے اور دینا حال
ہے یا تمیز ہے دوسری وجہ رضیت صیرت اور جعلت کی معنی کو متضمن ہے متعدی دو مفعول کی طرف
ہے ایک مفعول الاسلام ہے دوسرا مفعول دینا ہے لکم یا متعلق رضیت سے ہے یا محذوف سے
وہ محذوف حال ہے اسلام سے جملہ رضیت کا مستانفہ ہے اکملت پر معطوف نہین کیا واسطے اکملت پر

عطف لیوین تو اسکا مفہوم یہہ ہوتا ہے کہ اسلام کو دین کرکے پسند نہین کیا اُسی دن حالانکہ امر ایسا نہین
کیا واسطے جب سے اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تب ہی سے یہہ دین اللہ کا مرضی
تھا شیخ سلیمان جمل نے کرخی سے ایسا ہی نقل کیا ہے ابن الخازن نے کہا اللہ تعالی نے اس دن
رضیت لکم الاسلام دینا کرکے فرمایا حالانکہ یہہ آیت نازل ہونیکے قبل دین اسلام کو پسند کیا ہے کیا
واسطے اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنے مسلمان بندون کو ایک حال سے دوسرے حال کی
طرف پھیرتا تھا اور ایک مرتبے سے دوسرے مرتبے کی طرف جو اس سے اعلی ہے نقل کرواتا تھا
یہان تک کہ دین کے شرایع اور معالم کو اُن کے لئے کامل کیا اور انکو دین کے نہایت مرتبے
اور درجون کو پہنچایا بعدہ یہہ آیت نازل کی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی دین جس صفت پر آج ہے
یعنی اسکی نہایت کمال کی صفت اور اب تم اُسی پر ہو تمھارے واسطے پسند کیا تم اسکو اپنے پر لازم
کرلینا اور اس سے مفارقت نہ کرنا انتہی اس توجیہ کے نظر کرتے رضیت کا عطف اکملت پر درست
ہوگا اگر عطف کرنے سے خدشہ جو ہوتا ہے دفع ہوگا واللہ اعلم حمیدی اور امام احمد اور عبد بن حمید
اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن حبان اور بیہقی سنن مین
طارق بن شہاب سے روایت کئے ہین کہے عمر رضی اللہ عنہ کو یہود کہے تم اپنی کتاب مین یعنی قرآن
مین ایک آیت پڑھتے ہو سو اگر ہم یہود پر وہ آیت نازل ہوتی تو ہم اُس دن کو عید ٹھہراتے عمر رضی اللہ
عنہ کہے وہ کونسی آیت کہے (الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی) عمر رضی اللہ عنہ فرمائے
واللہ مین اس دن کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ آیت نازل ہوئی اور کس گھڑی نازل ہوئی سو
جانتا ہون عرفہ کے عشیہ کو یعنی تحقیق وقت جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل
ہوئی بخاری کی ایک روایت مین آیا ہے یہود کے چند لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو کہے اور اسکی ایک روایت
مین آیا ہے ایک شخص نے یہود سے سوال کیا قبیصہ بن ذویب کی روایت مین کہ جسکو اب ہم ذکر کرینگے
وہ سایل کعب الاحبار تھا کرکے آیا ہے ان روایتون مین بیشتر نہین شاید چند یہود جمع تھے
ان سے کعب الاحبار نے اس جماعت کی طرف سے سوال کیا اور پر کی روایت مین کعب الاحبار کو جو یہودی

تعبیر کئے سو شاید یہہ سوال کعب الاحبار نے اسلام لانے کے قبل کیا تھا مشہور قول پر کعب الاحبار نے
عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ایمان لایا ہے یا یہودی کہا سو باعتبار زمانہ گذشتہ کے یا باعتبار انکے
اصل کے وہ جو کہا اُسدن کو ہم عید ٹھہراتے یعنی اس دن کی تعظیم کرتے اور ہر سال اس دن عید
کرتے کیا واسطے دین کا کمال جو کمال خوشی کا سبب ہے۔ اُس دن حاصل ہوا عید کا لفظ مشتق عود سے ہے
ہر سال وہ عود کرتی ہے اسواسطے اُسکو عید کہے مسلم کی ایک روایت مین عمر رضی اللہ عنہ کے جواب مین
یہہ بھی زیادہ کیا ہے اور کونسی جگہہ یہہ آیت نازل ہوئی سو جانتا ہون بخاری کی ایک روایت مین
آیا ہے وہ آیت نازل ہوئی سو وقت عرفے کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہان تھے اور مین واللہ
عرفہ مین تھا احمد کی اور مسلم کی ایک روایت مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ مین کھڑے تھے
معلوم کیجئے اس روایت کے ظاہر کے دیکھتے سوال اور جواب کے درمیان مطابقت نہین کیا واسطے
انکا سوال یہہ تھا اس دن کو ہم عید کرتے عمر اُن کے جواب مین فقط اس آیت کے نزول کی جگہہ اور وقت
اور دن بیان کئے اُس دن کو عید کرنیکا مذکور نہین اسکا جواب یہہ ہے اس روایت مین راوی نے
اختصار کیا ہے اور اس حدیث کو مسدد اپنی مسند مین اور طبری اپنی تفسیر مین اور طبرانی اوسط مین
طریق سے رجا بن ابی سلمہ کے روایت کئے ہین اس نے عبادہ بن نسی سے وہ اسحق بن حارثہ سے
وہ قبیصہ بن ذویب سے کہا کعب بولا اس امت کے سوائے دوسری کسی اُمت پر یہہ آیت نازل ہوتی تو
اُس دن کو دیکھہ کے عید ٹھہراتے اور اُس رات سب جمع ہوتے عمر رضی اللہ عنہ کہے اے کعب وہ کونسی
آیت ہے کعب نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم عمر رضی اللہ عنہ کہے یہہ آیت نازل ہوی سو دن اور
جگہہ مجھے یاد ہے جمعہ کا دن عرفہ تھا نازل ہوئی بحمد اللہ وے دونون دن ہمارے عید کے تھے
اسحق بن راہویہ اپنی مسند مین اور عبد بن حمید ابی العالیہ سے روایت کئے ہین کہا عمر رضی اللہ
عنہ کے پاس مذکور آیت کا ذکر ہوا سو ایک شخص اہل کتاب کا کہ وہ آیت کون سے دن نازل ہوئی سو
ہم کو معلوم ہو تو ہم اسکو عید ٹھہراتے عمر رضی اللہ عنہ کہے اللہ کو حمد ہے کہ اُس نے اُس دن کو
اور اسکے بعد کے دن کو ہمارے واسطے عید ٹھہرایا عرفے کے دن نازل ہوئی اور اُسکے بعد نحر کا دن ہے

اور ابن جریر نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے کہا عمر رضی اللہ عنہ فرمائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرفے کے دن پہاڑ پر کھڑے تھے حضرت پر یہہ آیت نازل ہوی سو وہ دن ہمیشہ مسلمانون کی عید کا رہیگا جب تک کہ اُن سے کوئی ایک باقی رہے اِن روایتون سے معلوم ہوا عرفہ کا دن عید کا ہی ہے اسی کو تائید کرتی ہے حدیث جس کو طیالسی اور عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن جریر اور طبرانی اور بیہقی دلائل النبوۃ مین عمار بن ابی عمار سے روایت کئے ہین اس نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کو پڑھے الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ سو ایک یہودی نے کہا ہمارے پر یہہ آیت نازل ہوتی تو ہم اُس دن کو عید ٹھہراتے ابن عباس کہے دو عید کے دن وہ آیت نازل ہوی جمعہ اور عرفہ کا دن تھا ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے معلوم کیجئے عمر رضی اللہ عنہ کے جواب کا حاصل یہہ ہے کہ آیت نازل ہوئی سو دن عید کا نہ رہتا تو ہم اس دن کو عید ٹھہراتے آیت نازل ہوی سو دن دو عید جمع تھے ایک تو جمعہ وہ مسلمانون کی عید کا دن ہے دوسرا عرفہ کہ وہ بھی مسلمانون کی عید کا دن ہے عرفے کو عید کہے کیا واسطے عید خوشی کے دن کا جو ہر سال آتا ہے نام ہے یا جس دن کی تعظیم شروع ہے اس دن کا نام عید ہے ان معنی کے دیکھتے عرفہ کا دن البتہ عید ہے مسلمانون کو اتنی تعظیم کا دن کہ جمعین اسلام کے پانچ رکنون مین سے ایک رکن حج حاصل ہوتا ہے اور اہل اسلام کا ویسا مجمع کبھی نہین ہوتا اسکے دیکھتے البتہ وہ عید کا دن ہوا وہ دن سب مسلمانون کے واسطے اگرچہ عید کا نہین بلکہ مخصوص حاجیون کے واسطے ہے لیکن عید کا مقدمہ ہے اسکے دوسرے روز ذی الحجہ کی عید ہے گویا رمضان سے شبیہ ہوا رمضان کے مہینے مین فرض روزے سب حاصل ہوئے بعد شوال کے عرفہ کو سب مسلمانون کی عید کا دن ہوا ایسا ہی حج کا دن عرفہ حاصل ہوے بعد دسوین کو سب مسلمانون کی عید کا دن ہوا پھر آیت کے نزول کے واسطے تازہ دن عید مقرر کرنے کی حاجت نرہی حافظ عسقلانی نے مذکور اشکال کا یہی جواب فتح الباری مین کہا ہے ہم اسکے جواب مین کچھ مطالب افزود کرکے ذکر کئے آیت کا نزول جمعہ اور عرفہ کے دن ہوا جو کہے وہی اصح ہے ابن جریر اور ابن مردویہ علی

رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر اور طبرانی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے اور بزار اور طبرانی
اور ابن مردویہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے اور بزار بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی
روایت کئے ہین ابن جریر نے عوفی کی طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایت کی ہے
کہ وہ آیت کون سے دن نازل ہوئی سو معلوم نہین یہہ روایت ضعیف ہے ابن جریر اور طبرانی اور
ابن مردویہ اور بیہقی دلائل النبوہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ وہ آیت
دوشنبہ کے دن نازل ہوئی یہہ روایت بھی ضعیف ہے ایسا ہی بیہقی نے جو روایت کی ہے کہ وہ آیت
یوم الترویہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھوین کو نازل ہوئی ضعیف ہے اور اسکی سند منقطع ہے ایسا ہی ابن مردویہ
اور ابن عساکر ابی سعید الخدری اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے جو روایت کئے ہین کہ غدیر خم کے
دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمائے (من کنت مولاہ فعلی مولاہ)
سو اس دن یہہ آیت نازل ہوئی یہہ دونون روایت بھی ضعیف ہین قابل حجت نہین غدیر غین کی
فتح سے سیل کا پانی کسی نشیب کی جگہہ مین جمع ہوتا ہے سو اسکو کہتے ہین خم خا معجمہ کی ضم سے نام ہے
ایک جگہہ کا یا ایک وادی کا مکے اور مدینے کے درمیان جحفے سے تین میل کے فاصلے پر وہان پانی
کا چشمہ ہے سو اسکی طرف منسوب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پھر کر آتے وقت
اٹھارہ دن ذوالحجہ کو وہان مقام کئے اور علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کئے ابن ابی شیبہ
اور ابن جریر عنترہ سے روایت کئے ہین کہا الیوم اکملت لکم دینکم کی آیت حج اکبر کے دن
نازل ہوئی سو عمر رضی اللہ عنہ رو دئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا واسطے روتے ہو
عمر کہے ہم اپنے دین کی زیادتی مین تھے اب دین کامل ہوا جب کوئی چیز کامل ہوتی ہے تو اسمین نقصان
شروع ہوتا ہے اس لئے مین روتا ہون نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم راست کہے فمن
اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم ۵ پھر جو کوئی لاچار ہوجاوے
بھوک مین ڈھلتا نہین کچھ گناہ مین تو مقرر اللہ بخشنے والا ہے مہربان جملہ من اضطر کا تتمہ ہے
نہین محرمات کا جو صدر کلام مین گذرے (الیوم یئس) سے (الاسلام دینا) تک سات جملے معترضہ ہین

جو دونون کلام کے درمیان واقع ہین اس معترضہ جملے کو بیچ مین لوکر کرنیکا وجہ اوپر کے شیاء کی حرمت کو موکد کرنے کے واسطے ہے یعنی مردار وغیرہ خبائث کی تحریم جملہ دین کے کمال اور نعمت تامہ اور دین اسلام کے ہے جو اللہ کے پسند ہوا اور یہہ جملہ معترضہ ذکر کرنا نہایت بلاغت مین ہے کھانیکے چیزون مین جو محرمات ہین انکا ذکر دوسرے احکام پر مقدم کرنے مین کھانیکے چیزون مین نہایت اہتمام کرنے کی طرف اشارہ ہے کیا واسطے دین کا پایہ اور اسکا ستون کھانے پر بنا ہے اسلئے بدن کا قوام جس سے عبادت کرنے پر مکلف قادر ہوتا ہے اسی پر موقوف ہے اضطر کی معنی محتاج ہوا اور اسکا ایسا بدحال ہوا کہ جس سے اس کو مردار کھانے مین صبر نہین مخمصہ کی معنی شکم غذا سے خالی ہونا یعنی کمال بھوک لگنا غیر مائل کی جہت سے منصوب ہے متجانف معنی میل کرنے والا اور کسی چیز کی طرف پھرنے والا فان اللہ مین فا جو ہے شرط کی جواب کا ہے جملہ جواب کا محذوف ہے ان اللہ غفور کا جملہ قایم مقام جواب کے ہے اسکی تقدیر فلا اثم علیہ ہے یعنی اس پر گناہ نہین معلوم کیجئے یہہ آیت یہان اور سورۃ البقرہ مین اور انعام مین اور نحل مین آئی ہے پہلے دفعہ سورۂ بقرہ مین اللہ تعالی اسکے جواب کو جو فلا اثم علیہ ہے ذکر کیا باقی کے تین موضع مین اختصار کے واسطے ذکر نہین کیا آیت کے حاصل معنیون مین مردار چیزین جن کی حرمت مذکور ہوئی انکا کھانا حرام ہے مگر کوئی شخص بھوک سے بیقرار ہووے بن مردار کھانیکے گذیر نہین تو ویسا شخص مردار کھاوے حال یہہ کہ وہ شخص کھانے مین گناہ کی طرف میل نہ کرے تو اسپر گناہ نہین اللہ غفور ہے اسکی گناہ بخشیگا اپنے بندون پر رحیم ہے اضطرار کے وقت انکو مردار کھانیکی رخصت دی ہے گناہ کی طرف مایل ہونے سے کیا مراد ہے سو اسمین اختلاف ہے فقہاے عراق کہتے ہین حاجت سے افزون نہ کھانا اس قول پر حاجت سے افزون نہ کھانے سے کیا مراد ہے سو اسمین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین سد رمق سے یعنی وہ مقدار جو جان کو بچاوے افزون نہ کھانا یہہ قول ابو حنیفہ کا ہے حنابلہ سے خرقی کا مختار یہی ہے بعضے کہتے ہین شبع سے یعنی سیری سے افزون نہ کھانا جس قدر کھانے سے سیری حاصل ہوتی ہے اتنا ہی کھانا جایز ہے

یہ بعضے حنابلہ کا مختار ہے مالکیہ کہتے ہین ضرورت نادر ہو تو اس مین دو قول ہین ایک قول مین سد رمق سے افزود کھانا جائز نہین ضرورت دایم ہے تو شبع بلا خلاف جایز ہے دوسرے قول مین شبع جایز ہے ہمارے فقہا کہتے ہین مضطر کو سد رمق کھانا قطعاً مباح ہے شبع سے زیادہ کھانا قطعاً حرام ہے شبع یعنی پیٹ بھر کے کھانا جایز ہے یا نہین اسمین دو قول ہین ایک قول مین جائز ہے اسی کو صاحب لافصاح اور روبانی وغیرہ ترجیح دیے ہین دوسرے قول مین جایز نہین تیسرے قول مین آبادی سے قریب ہو تو جائز نہین قریب نہو تو جایز ہے اسکو قفال اور اکثر فقہا ترجیح دیے ہین لیکن راجح اسمین تفصیل ہے اس تفصیل کو امام غزالی بیان کیے ہین اگر بیابان مین ہے اور پیٹ بھر کے نہ کھاوے تو اس بیابان کو قطع نہ کر سکیگا اور ہلاک ہو جائیگا تو تم اسکو سیری سے کھانا جایز ہے اگر بستی مین ہے اور دوسرے بار مردار کھانیکی احتیاج ہونے کے قبل حلال کھانا ملنے کی امید ہے تو سد رمق سے افزود کھانا جایز نہین حلال کھانا ملنے کی ظاہر مین کچھ امید نہین اور حلال نہ ملنے سے بار بار حرام کو کھانا ممکن ہے تو اسمین خلاف ہے اصح اس صورت مین سد رمق سے افزود نہ کھانا فقہا حجاز کہتے ہین گناہ کی طرف میل نہ کرنے سے وہ شخص اپنے مقصد مین معصیت کا معترض نہو نا یعنی اس شخص کا سفر معصیت کا نہو نا اگر سفر معصیت کا ہے جیسے غلام صاحب سے عورت اپنے شوہر سے قرض ادا کرنیکی طاقت رکھتا سو قرضدار اپنے قرضخواہ سے بھاگ کر جاتے ہین یا زنا کرنے کے واسطے یا راہزنی کے واسطے یا چورانے کے واسطے یا بے گناہ شخص کو قتل کرنے کے واسطے سفر کیا ہے تو یہہ معصیت کے سفر ہین ایسے شخص کو اضطرار کی حالت مین مردار کھانا حلال نہین ہمارے فقہا کہتے ہین عاصی بسفر کو اضطرار کے وقت مین مردار کھانا مذہب فقہا رمین جایز نہین مالک و احمد کا مذہب یہی ہے مزنی جو شافعیہ سے ہے کہا اسکو کھانا جایز ہے ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے معلوم کیجئے کس حد کو پہنچے تو اسکو مضطر کہین گے اسمین اختلاف ہے جمہور فقہا کہتے ہین بھوک سے ہلاکت کی نوبت کو پہنچا بعضے مالکیہ اور حنفیہ اسکو تین روز کا قید کرتے ہین یعنی تین دن تک اسکو کچھ نہ ملے تو وہ مضطر ہے بعضے حنفیہ کہتے ہین فرایض ادا کرنے سے

عاجز ہو جاوے اور بعضے حنفیہ کہتے ہین بازار مین جاوے تو سواے حرام کے اُسکو کچھہ نظر نہ آوے
امام شافعی کے پاس جسکو امام نووی نے روضے مین کہا ہے کہ شدت سے بھوکھ لگنا مراد کھانے
کیواسطے بلا خلاف کافی نہین اور مردار نہ کھاکے اس قدر بھوکھے رہنا کہ مرنے کا وقت قریب
پہنچے سو بھی بلا خلاف واجب نہین کیواسطے ایسی نوبت کو پہنچے بعد کھانا نفع نہین دیتا ویسی حالت کو
پہنچے بعد مردار کھانا حلال نہین کیواسطے وہ کھانا مفید نہین اگر کسی کو نہ کھانے سے ہلاک کا اندیشہ ہو
یا چلنے سے یا جانور پر سوار ہونے سے عاجز ہو کر اپنے رفیقون سے پچھڑ جاتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے
یا بھوک سے مہلک بیماری پیدا ہونیکا خوف ہے تو اسکو بلا خلاف مردار کھانا حلال ہے اگر مرض
طول کھینچنے کا خوف ہے تو اصح یا اظہر قول پر اسکو بھی کھانا جائز ہے اگر بھوک سے اُسکو صبر باقی
نہ ہے بھوکھ اسکو نہایت مشقت مین ڈالی ہے تو اُسکو مردار کھانا حلال ہے یا نہین یہان تک کہ اونی
رمق کو پہونچے اسمین دو قول ہین انمین کا اظہر قول مردار اُسکو حلال ہے انتہی امام احمد اور دارمی
اور حاکم ابی واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے
یا رسول اللہ ہم ایک جگھہ رہتے ہین جس مین ہمکو مخمصہ پہنچتا ہے سو مردار ہم کو کب حلال ہوگا رسول اللہ
علیہ وسلم فرمائے اذا لم تصطبحوا ولم تغتبقوا ولم تحتفئوا بقلا فشانکم بہا یعنی صبح کا کھانا تمکو نہ ملے اور
نہ شام کا کھانا اور نہ اکھیڑ کے کھانے کی بھاجی تو پھر کام اپنا مردار سے حاصل کرو یعنی مردار
کھاؤ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بندہ عاصی کہتا ہے امام احمد نے اسکو دو طریق سے
روایت کیا ہے اُنمین کی ایک طریق کے رجال ثقات ہین احمد کی ایک روایت مین آیا ہے کہ
ابو واقد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے احمد کے دونون روایتون مین ولم تغتبقوا
ولم تحتفئوا واو عطف سے آیا ہے دارمی کی روایت مین او لم تغتبقوا او لم تحتفئوا بہا بقلا کر کے
او کے لفظ اور بھا کی زیادتی سے آیا ہے بھا کی ضمیر کی مرجع ارض ہے جو سابق مذکور ہوئی ابن
اثیر نے کہا تصطبحوا اور تغتبقوا سے یہان صبح کا کھانا اور شام کا کھانا مراد ہے اصطباح
کی اصل معنی صبح کو کوئی چیز پینا اور اغتباق کی معنی شام کو کوئی چیز پینا یہان اصطباح کو

صبح کے کھانے مین اور اغتبق کو شام کے کھانے مین مجازاً استعمال کئے ہین نبذہ عاصی کہتا ہے سوال کئے سو لوگ اہل بادیہ تھے عرب کے بادیہ نشین لوگ جو ہین انکو اکثر کھانا میسر نہین اکثر دودھ پیتے ہین اسواسطے تصطبحوا اور تغتبقوا فرمائے سو اس تقریر پر وے دونون لفظ اپنی اپنی اصل معنی ہی مین مستعمل ہین تحتفئوا کے ضبط مین اختلاف ہے بعضون نے حا مہملہ سے اور فا سے اور ہمزہ سے باب تفعال کے مضارع کے صیغے سے کہا ہے مجرد اسکا حفاہے ابن الاثیر نے نہایہ مین ابوسعید الضریر سے نقل کی ہے اس نے کہا اس لفظ مین صواب یون ہے تحتفوا ابن ہمزہ کے کہا وہ احفی الشعر سے ماخوذ ہے یعنی بال جڑ سے کترا اور بولا جس نے اسکو تحتفوا ہمزہ سے کہا ہے سو ماخوذ حفاؤ سے ہے حفاؤ بردی کو کہتے ہین وہ مراد ہونا باطل ہے کیا واسطے بردی وہ بقول مین یعنی بھاجیون مین نہین ہے ابوعبید نے کہا تحتفوا ہمزہ کے ساتھ ماخوذ ہے حفاء سے جو مہموز اور مقصور ہے وہ بردی کی جڑ جو تر اور سفید ہے اسکو کہتے ہین اسکو کبھی کھاتے ہین اور بولا معنی اس لفظ کی یہہ ہے جب تک تم بردی کی جڑ نکال کر نہ کھائینگے بعضے اسکو تحتفوا فا کی تشدید سے روایت کئے ہین مضارع ہو احتف الشئی کا اسکی معنی کسی چیز کو پوری نکال دینا اور جن ڈالنا جیسے عورت بال اپنے منہہ پر سے جن ڈالتی ہے بعضے اسکو تجتفوا جیم سے اور ہمزہ سے روایت کئے ہین اسکی معنی جب تک تم بھاجی کو اکھیڑ کے نہ پھینکین گے یہہ جفارت القدر سے ماخوذ ہے یعنی کف اور میل جو جمع ہوتی ہے اسکو دیگ پھینک دی یعنی اُبل کے نکل گیا اور بعضے اسکو تختفوا خا معجمہ سے بن ہمزہ کے روایت کئے ہین اسکی معنی جب تک تم ظاہر نہ کروگے خفیف الشئی کہے تو اسکی معنی کسی چیز کو ظاہر کیا اخفیت الشی کہے تو اسکی معنی کسی چیز کو پوشیدہ کیا نہایہ کا کلام جسکو حاصل مین اور جیم مین اور خا معجمہ مین کہا سو تمام ہوا نبذہ عاصی کہتا ہے مجد الفیروزآبادی نے قاموس کے باب الہمزہ فصل الحا مہملہ مین ح ف و کے مادہ مین کہا حفاہ کمنعہ جفاہ ورمی بہ الارض یعنی حفا منع کی وزن پر اسکی معنی جفا کی یعنی بھاجی کو جڑ سے اکھیڑ کے زمین پر پھینک دیا بعد بولا

الحفاد محرکۃ البردی او احضرہ ما دام فی منبتہ او اصلا الابیض الذی یوکل یعنی حَفَاً حا کی اور فا کی حرکت کے ساتھ بردی کو یا فقط سبز بردی کو جب تک اپنی منبت مین رہے یا اسکی سفید جڑ جس کو کھاتے ہین اسکو کہتے ہین بعد بولا احتفاہ اقتلعہ من منبتہ یعنی احتفا باب افتعال سے اسکی معنی بردی کو اس کی منبت سے اکھیڑا انتہی اس نے حفا کی معنی جفا سے جو جیم سے کیا ہے جفا کی معنی مین کہا جفا البقل قلعہ یعنی بھاجی کو اکھیڑا اسکی معنی کے نظر کرتے احتفا کی معنی مطلق قلع کی لیوین تو ابو سعید الضریر نے جو اعتراض کی تھی ساقط ہوا اگر احتفا کی استعمال مخصوص بردی اکھیڑنے مین ہو تو یہان احتفار کا مفعول جو بقل ہے مذکور رہنے سے تجرید کے قاعدے پر مطلق سبزی اکھیڑنے کی معنی سے لینے کو کوئی چیز مانع نہین بردی ایک قسم کی پٹاے کا نام ہے مصر مین جس سے حصیر اور کاغذ بناتے ہین فارسی مین پیزر اور ہندی مین گوندل اور پھنہ اور پیزا کہتے ہین ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر مین کہا ہے اسکے معنے یون ہین میتہ سے ان دونو کو جمع کرنا تمکو پہنچتا نہین یعنی ایک دن مین دو بار میتہ کو نہ کھانا ازہری نے کہا ابو عبید کی اس تفسیر کو اہل لغت انکار کئے ہین اور اسکی تفسیر یون کرتے ہین صبح کو پینے یا شام کو پینے کو تمکو دودھ نہ ملے اور یہہ دونون وقت مین دودھ نہ ملے تمکو کھانے کے واسطے کچھ بھاجی بھی نہ ملے تو تمکو میتہ حلال ہے ازہری نے کہا یہی تفسیر صحیح ہے دارمی کی روایت اوسکے لفظ سے جو واقع ہے اسکو مشکوۃ کے بعضے شراح کہتے ہین کہ وہ او تنویع کے واسطے ہے بعضے کہتے ہین شک کے واسطے ہے شرف الدین الطیبی نے کہا او معنی سے واو کے ہے اور تینون چیزون مین جمع واجب ہے یعنی تینون چیز نہ ملے تو میتہ حلال ہوگا مالم تصطبحوا مین مادت کے واسطے ہے اسکا عامل محذوف ہے گویا تقدیر یون ہے یحل لکم میتۃ عدم اصطباحکم یعنی میتہ حلال ہے جبتک کہ تمکو صبح کا کھانا نہ ملے فتا نکم مین فا جزا کا ہے تقدیر اسکی یون ہے مہما فقدتم ہذہ الاشیاء فالزموا تناول المیتۃ یعنی جب تم نہ پاؤگے ان چیزونکو تو لازم کرو مردار کھانیکو انتہی بندہ عاصی کہتا ہے او معنی سے واو کے ہے جو بولا اسکو

احمد کی روایت تائید کرتی ہے واللہ اعلم ابن سعد اور بخاری اپنی تاریخ مین اور ابو داؤد اور اور طبرانی اور بغوی بخاری کی طریق سے روایت کئے ہین کہ مجمع العامری رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ما یحل لنا من المیتۃ یعنی کیا چیز حلال کرتی ہے ہمکو میتہ کھانے سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ما طعامکم یعنی تمہارا کھانا کیا ہے ہم کہے نغتبق ونصطبح یعنی شام کو ایک قدح دودھ ہے اور صبح کو ایک قدح دودھ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ذالک وابی الجوع یعنی باپ کی قسم یہہ بھوکھ ہے اور اس حال پر میتہ کھانا انکو حلال کئے ابو داؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے پھر یہہ حدیث اسکے پاس صالح ہے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند لاباس بہ ہے نجیح فا کی ضم سے اور جیم کی فتح سے تصغیر کے نقط پر مصابیح اور مشکوۃ کے شراح یحل کو یا کی فتح سے ضبط کئے ہین عاصی کے پاس ابو داؤد کا صحیح نسخہ جس پر شیوخ کے خط ہین یا کو ضم سے لکھا ہے ابو داؤد کے بعضے نسخون مین اور طبرانی کی روایت مین فما یحل لنا المیتۃ آیا ہے اس یحل کو یا کی ضم سے ضبط کئے ہین ان دونون نسخون سے جو اسکے مناسب کونسا نسخہ ہے سو اس مین بحث کئے ہین یحل کے ضم سے پڑھے تو دونون نسخون کا حاصل مستی ہوتا ہے معلوم کیجئے مضطر کو مردار سیری سے کھانا جو لوگ جایز رکھتے ہین اس حدیث سے حجت لیتے ہین کیا واسطے صبح کو ایک قدح اور شام کو ایک قدح دودھ پینا سد رمق کو کافی ہے باوجود اسکے انکو میتہ کو کھانا مباح کئے تو معلوم ہوا سیری سے کھانا جائز ہے مخالف اسکا جواب دیتے ہین قدح دودھ فقط ایک ہی کو میسر نہین تھا بلکہ انکی تمام جماعت مین تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ما طعامکم کرکے جمع کے صیغے سے خطاب کرنا اور اسکے جواب مین نغتبق اور نصطبح جمع متکلم کا صیغہ ذکر کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ جماعت مین ایک قدح ہونا سد رمق کو کافی نہین ہوتا اسلئے میتہ کھانا جائز رکھے حاکم نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اذا رویت اھلک من اللبن غبوقا فاجتنب ما نہی اللہ عنہ من میتۃ یعنی جب سیراب ہونگے تیرے لوگ دودھ سے شام کو تو پرہیز کر اس سے جو اللہ تعالی نے منع کیا ہے مردار سے

حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا اُحِلَّ لَھُمْ تجھ سے پوچھتے ہین کیا چیز انکو حلال کی گئی ہے اس جملے کا ربط حرمت علیکم المیتۃ آہ کے ساتھ ہے محرمات کا جب بیان کیا حلال چیزین کیا ہین کرکے سوال کئے اس آیت کی شان نزول کو فریابی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین ابو رافع رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اذن چاہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو اذن دئے پھر دیر ہوئی کہ جبرئیل نہین آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اٹھالے کے باہر نکلے سو جبرئیل کو کہے تکو ہم تو اذن دے چکے تھے پھر داخل ہونے مین تاخیر کیا واسطے ہوئی جبرئیل کہے درست لیکن جس گھر مین تصویر یا کتہ رہے ہم داخل نہین ہوتے پھر دیکھے تو اُنکے کسی گھر مین کتے کا بچہ تھا ابو رافع نے کہا پھر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم امر کئے دینے مین جتنے کتے ہین ان سب کو مار ڈالئے پھر مین کتون کو مارنا شروع کیا سو لوگ آکے عرض کے یا رسول اللہ آپ امت کو یعنی جانورون کی اس جماعت کو مارنیکا حکم کئے ہمارے لئے کونسی چیز حلال ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساکت ہوے پھر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کی (یسئلونک ماذا احل لہم قل احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مکلبین الآیہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی شخص اپنے کتے کو شکار پر چھوڑا اور اللہ کا نام لیا پھر وہ کتا اس شخص کے واسطے پکڑ رکھا تو البتہ کھاوے اسکو جو کتا نہین کھایا ہے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بغوی کہا یہہ آیت نازل ہوے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کتون کو کہ جنکے رکھنے مین منفعت ہے پالنے کا حکم کئے جن کتون مین منفعت نہین انکو قتل کرنیکا حکم کئے ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو رافع کو کتون کے تئین مارنے بھیجے سو انکو مارتے ہوے عوالی تک پہنچے تب عاصم بن عدی اور سعد بن خیثمہ اور عویم بن ساعدہ آکے کہے یا رسول اللہ کیا چیز ہمکو حلال کی گئی ہے پھر یہہ آیت نازل ہوئی (یسئلونک ماذا احل لہم الآیہ) بندہ عاصی کہتا ہے یہہ روایت مرسل ہے اوپر کی روایت کی حاکم نے جو تصحیح کی ہے سو حاکم کا ساہل اسمین مشہور ہے دوسرے اگر اسکی تصحیح کو سلم

رکھے ہین یا نہین سو دیکھا چاہیئے ظاہر حدیث کے دیکھیے شان نزول ہن اور اس قصے مین کچھ مناسبت ظاہر نہین ہوتی واللہ اعلم آبن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہا عدی بن حاتم الطائی اور زید بن المہلہل الطائی رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیے اور کہے یا رسول اللہ تعالے نے میتہ کو حرام کیا سو ہمکو کیا حلال کیا پھر یہہ آیت نازل ہوئی یسالونک ماذا احل لہم قل احل لکم الطیبات) عبد بن حمید اور ابن جریر عامر سے روایت کیے ہین کہا عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے کتون سے شکار کرنیکی سوال کیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو کچھ جواب نہین دیے یہانتک کہ اللہ تعالی مائدہ کی یہہ آیت نازل کی (تعلمونہن مما علمکم اللہ آہ) ہذلی نے کہا آیت کے نزول کے سبب مین عدی اور زید کی روایت جو مذکور ہوئی وہی اصح ہے یسالونک کے فاعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہین ماذا یہہ لفظ ما سے اور ذا سے مرکب ہے ان دونون کو ایک ہی کلمہ لیوے تو ماذا مبتدا ہے اسکی خبر احل لہم ہے اگر ایک کلمہ نہ لیوے انکو دو کلمے کہے تو ما استفہامیہ ہوگا اور ذا اسم موصول ہوگا الذی کی معنی سے احل لہم اسکی صلہ ہوگی موصول اپنی صلہ کے ساتھہ ملکر خبر ہوگا قاضی ناصر الدین البیضاوی نے زمخشری کی متابعت کرکے کہا ہے یسالونک کا جو سوال تھا قول کی معنی کو متضمن تھا اس لئے یسالونک کو جملے پر واقع کیا یعنی اسکی بعد ماذا احل لہم کے جملے کو لے آیا اسکی تقدیر یون ہے یقولون ماذا احل لہم یہہ تقدیر جب ہو تو حکایت کی جہت سے ماذا احل لنا کہنا تھا ویسا نہین کہا کیا واسطے یسالونک غایب کا صیغہ ہے اسکی رعایت کے واسطے لنا نہ کہکے لہم کہا ایسی صور مذکورہ مین دونون وجہ پائے نہین ہوتی ہے کہ غیر لنا کہکے یا غائب کی ضمیر سے لہم کہے قاضی کی اس تقریر سے امام رازی نے زمخشری کے کلام کی تضعیف جو کی تھی دفع ہوئی رازی بولا اگر یہہ اُنکے کلام کی حکایت ہوتی تو وے لوگ ماذا احل لہم کہے رہتے یہہ باطل ہے کیا واسطے وے ایسا نہین کہے بلکہ ماذا احل لنا کہے صحیح یہہ ہے وہ ان کے کلام کی حکایت انکی عبارت سے نہین ہے بلکہ واقعے کی کیفیت کا بیان ہے انتہی ابدہ عاصی کہتا ہے زمخشری قول کی تقدیر کرنے سے اُسکی غرض یہہ ہے کہ یسالونک کے بعد جملہ جو واقع ہوا ہے وہ یسالونک کا مفعول ہونیکی صلاحیت

نہین رکھتا کیا واسطے یسئل کا لفظ نہ معنی کے دیکھتے جملہ کو چاہتا ہے جیسا باب ظننت اور اعطیت کا مفعو کے دیکھتے جملہ کو چاہتا ہے اور جملہ کے دونون جزا سکے مفعول ہوتے ہین اور نہ لفظ کے دیکھتے جملہ کو چاہتا ہے تا جملہ اُسکا مفعول ہووے کیا واسطے جملہ کو اعراب نہین اس لئے زمخشری نے قول کی تضمین کی اور اس جملہ کو حکایت دُالا کلام رازی کا اس لحاظ سے خالی ہے ضمیر کی جہت سے زمخشری کے کلام کو جو باطل کیا ہے بیضاوی کی تقریر سے وہ اشکال دفع ہوا شیخ ابو حیان نے کہا زمخشری نے قول کی معنی کی تضمین جو کی ہے اسکی احتیاج نہین کیا واسطے وہ باب تعلیق سے ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرمایا ہے سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ سو ما ذا احل لہم کا جملہ یسئلونک کی مفعول ثانی کی جگہہ ہین ہے سوال کا فعل اگرچہ افعال قلوب سے نہین ہے لیکن تعلیق کو قبول کرتا ہے جسکی نحویان نص کئے ہین کیا واسطے سوال جو ہے علم کا سبب ہے علم جیسے تعلیق قبول کرتا ہے اسکا سبب بھی تعلیق قبول کرتا ہے انتہی معلوم کیجئے نحویون کی اصطلاح مین تعلیق اسکو کہتے ہین کہ افعال قلوب کے بعد جس چیز کو صدر کلام لازم ہے جیسے استفہام اور لام ابتدا وغیرہ واقع ہو تو اُن افعال کے عمل کو جو وہ مفعول کو نصب دیتا ہے لفظاً باطل کرنا محلاً نہ باطل کرنا حاصل کلام شیخ کا یہہ ہے کہ باب سوال توابع سے افعال قلوب کے ہے اسلئے اُس مین افعال قلوب کے احکام جاری ہوتے ہین قُلْ تو کہہ اے محمد اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ تمکو حلال کی گئی ہین ستھری چیزین طیبات جمع طیبۃ کی ہے جو چیز لذیذ رہے اسکو لغت مین طیب کہتے ہین اور جو چیز حلال رہے اور اسکے کھانے کی اذن رہے اسکو بھی طیب کہتے ہین کیا واسطے لذیذ چیز سے اسکو مناسبت ہوئی یہان طیبات سے بعضون کے پاس جانور مراد ہے جسکو اللہ تعالے کے نام پر ذبح کئے ہین لیکن آیت کی سیاق کے نظر کرتے یہہ معنی مراد ہونا چندان مفید نہین کیا واسطے ما اہل لغیر اللہ کی حرمت تو کو جو ہوئی اسکے مفہوم سے معلوم ہوا ما ذبح باسم اللہ حلال ہے پھر اسکو جواب مین ذکر کرنا تازہ فائدہ نہین بخشتا امام رازی نے کہا طیب سے حلال چیز یہان مراد لینا ممکن نہین کیا واسطے طیب سے حلال چیز مراد لیوے تو آیت کی معنی یون ہونگی حلال چیزین تمکو حلال ہین آیت کی معنی یون کرنا نہایت بےلطف ہے تو معلوم ہوا طیبات سے لذیذ اور مزہ دار چیزین مراد ہین معنی یون ہونگی تمکو لذیذ چیزین کھانا

حلال ہے انتہی اس بنا پر شافعیہ کہتے ہین جس جانور کی حلیت یا حرمت کی نص کتاب وسنت مین نہین پھر سنت خاص ہو جیسا گھوڑا حلال ہے اور گدھا حرام ہے یا عام جیسا ذی ناب درندہ حرام ہے اور اسکی حلیت یا حرمت پر دلالت کرنیوالی بھی کوئی چیز نہین جیسا اسکے قتل کا امر وارد ہو یا اس کے قتل سے نہی وارد ہو تو اسکی حلیت اور حرمت کی مدار طیب اور خبیث رہنے پر ہے کیا واسطے اللہ تعالی نے حل کو طیب پر اور حرمت کو خبیث پر معلق کیا لیکن دنیا کے سب لوگ ایک چیز کی طیب پر یا ایک چیز کی خباثت پر اتفاق کرنا عادت کے نظر کرتے محال ہے کیا واسطے ہر ایک کی طبیعت مختلف ہے اسلئے یہ متعین ہوا کہ دنیا کے سب لوگ مراد نہین بلکہ مخصوص لوگ مراد ہین یہہ لوگ عرب ہونا اولی ہوا کیا واسطے سب قومون مین عرب افضل ہین اور انکی طبیعتین بھی دوسرون کے بہ نسبت اعدل ہین اور انکے عقول کامل ہین رسولون مین سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم انھین مین سے ہین اور قرآن بھی انھین کی لغت پر نازل ہوا اور رسول بھی وہی لوگ کئے تھے سو لوگ سے عرب ہی مراد ہوئے لیکن سب عربون کی طبیعت ایک ہی نہین بلکہ ہر جماعت کی طبیعت مختلف ہے اسلئے شرط کئے عرب سے مراد وے عرب ہین جو تیسیر والے ہون اور انکی طبیعت سلیم ہے اور شہرون یا قریون مین انکی سکونت ہو وے جنگل کے رہنے والے نہ رہے سو ویسے عرب رفاہیت کی حالت مین جس جانور کو طیب ٹھہراتے ہین وہ حلال ہے جسکو خبیث ٹھہراتے ہین وہ حرام ہے معلوم کیجئے اس آیت کی دلالت طیبات کے کھانے پر جو ہے دوسری آیت سے مرکد ہوئی ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنے پیدا کیں تمھارے واسطے تمام چیزین جو زمین پر ہین سو اس آیت کی مقتضا سے زمین پر جتنے چیزین ہین اُن تمام سے نفع حاصل کرنا جائز ہے لیکن اسکا عموم دوسری آیت سے تخصیص پایا اللہ تعالی نے فرمایا و یحرم علیھم الخبائث یعنے حرام کیا تمھارے پر خباثت اس آیت مین اور اسکے سوائے اور بھی آیتون مین طیبات یعنے لذیذ چیزین جنکو کھانے مین مزہ ہے اونکی مباح ہونے پر نص کیا سو یہہ حکم کھلنیکے حلال اور حرام چیزون مین تفرقہ کرنیکا اصل اور قانون ٹھہرا کہ جہان کچھ اختلاف اور شبہہ ہو تو اس قانون کی طرف رجوع کرنے سے شبہہ دفع ہو جاتا ہے وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ اور جنکو تم سکھائے ہین شکاری جانورون سے صدھانیوالے کہ سکھاتے ہو تم

انکو کچھ ایک جو اللہ نے تمکو سکھایا ہے حاصل معنی یہہ ہے کہ جس جانور کو تم شکار پکڑنا سکھائے ہو اسکا شکار تمکو حلال ہے وما علمتم مین ما موصولہ ہے الذی کی معنی سے یا شرطیہ ماکو موصولہ لین گے تو اسکا عطف طیبات پر ہوگا عطف خاص کا عام پر اس ترکیب پر یہان مضاف محذوف ہے اور عاید بھی محذوف ہے اسکی تقدیر احل لکم صید ما علمتموہ یعنی حلال کیا گیا تم پر شکار اُس جانور کا کہ جسکو تم سکھائی ہو صید کے لفظ کو جو مضاف تھا حذف کیا اس تقریر سے ظاہر ہوا صید کا لفظ جو محذوف ہے مصید کی معنی سے ہے یعنی وہ جانور کہ جسکے واسطے سے شکار پکڑتے ہین یہہ تقدیر ضرور ہے کیا واسطے حال ہے سو وہی شکار ہوا سو جانور حلال ہے شکار پکڑنے والا جانور حلال نہین اس محذوف پر اسکے بعد کا جملہ جو (فکلوا مما امسکن علیکم) ہے دلالت کرتا ہے ما کو شرطیہ لیوے تو اسکا جواب (فکلوا مما امسکن) ہے اس ترکیب پر مضاف کی تقدیر کرنیکی احتیاج نہین ابو حیان نے اسی ترکیب کو ترجیح دی ہے کیا واسطے بن تقدیر کے کلام جب صحیح ہو تو تقدیر کرنیکی احتیاج نہین جب اسکو شرطیہ لین گے تو بھی اسکی ترکیب مین دو احتمال ہوتے ہین ایک احتمال یہہ ہے ما شرطیہ ہے فکلوا اوسکی جواب ہے اس احتمال پر جملہ شرطیہ ہوگا دوسری احتمال ما موصولہ مبتدا ہے شرط کی معنی کو متضمن ہے جملہ فکلوا کا خبر ہے مبتدا شرط کی معنی کو متضمن ہونے سے خبر پر فا جزائیہ داخل ہوا علامہ شرف الدین الطیبی نے کہا مضاف کی تقدیر کرنیکی صورت مین بھی جملہ شرطیہ ہوتا ہے مضاف کی تقدیر کرنا اسکی شرطیت کو باطل نہین کرتا اور زمخشری کے قول سے اوسکی تائید کی ہے جو کہا اسم جو شرط کی معنی کو حامل ہو اسکی طرف کوئی چیز مضاف ہو تو وہ حکم مین مضاف الیہ کے ہے جیسا کہتے ہین (غلام من تضرب اضرب) من الجوارح محل نصب مین ہے حال واقع ہوا ہے ما موصولہ کا یا ضمیر محذوف کا جو ما کی طرف عاید ہے جوارح کی معنی کو اسب کی ہے وہ جمع جارحہ کی ہے درندے اور پرندے جو شکار کرنیکی تعلیم قبول کرتے ہین ان کو جوارح کہتے ہین درندون مین جیسا چیتا تیندوا کتا اور پرندون مین باز شکرا شاہین عقاب یعنی گدھ اور باشق یعنی چرہ وغیرہ جارحہ مشتق جرح سے ہے اکتساب کی معنی سے یعنی اپنی سعی سے کچھ چیز کو حاصل کرنا بقعنے کہتے ہین

جوارح جرح سے ماخوذ ہے یعنی زخمی کرنا انکو جوارح کہے کیا واسطے شکار کو پکڑے تو اس کو زخمی کردیتے ہین مکلبین لام کی کسر سے حال ہے علمتم کی ضمیر کا اس کی معنی مودبین کی ہے یعنی حال یہہ کہ تم اُن جوارح کو شکار پکڑنے کے آداب سکھاتے ہو مُکلِّب اصل مین اس شخص کو کہتے ہین جو کتون کو سدھاتا ہے اور انکو شکار پکڑنا سکھاتا ہے بعد جوارح کو شکار سکھانے والی مین اس کو استعمال کئے یہہ لفظ کلب سے مشتق ہوا کیا واسطے تعلیم اکثر کتون مین ہی ہوا کرتی ہے اور جلد سدھ جاتے ہین جب دوسرے جوارح کو تعلیم سکھایا تو اسیکی معنی مین ہوا بعضے کہتے ہین یہہ مشتق کلب سے یعنی کتے سے جو حیوان معروف ہے نہین بلکہ مشتق کلب سے ہے حرص کی معنی سے بعضے کہتے ہین جو درندہ ہو اس کو کلب کہتے ہین اس کی دلیل حدیث ہے جس کو حاکم مستدرک مین طریق سے ابی نوفل بن ابی عقرب کے روایت کیا ہے اس نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہا لہب بن ابی لہب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدبولا کرتا تھا سو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے اللھم سلط علیہ کلبا یعنی اللہ مسلط کر اس پر اپنے کتے کو پھر قافلہ شام کو جاتا تھا سو اس مین وہ بھی نکلا کسی منزل مین جاکے اترے اس نے کہا مین محمد کی بددعا سے ڈرتا ہون لوگ اسکے گرد اسکا اسباب رکھ کے اسکی محافظت کرتے تھے سو باگ آکے اُسکو اُٹھالے گیا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے حافظ السیوطی نے بھی اسکو مسلم رکھا ہے حافظ عسقلانی نے کہا یہہ حدیث حسن ہے معلوم کیجئے علمتم کہنے سے استغنا ہوگئی تھی پھر مکلبین سے اسکا حال ڈالنے کا فائدہ یہہ ہے کہ تعلیم دینے والا اس فن کا دانا اور کھلاڑی رہنا ہمیشہ تعلیم دیا سو شخص ہونا تعلمونہن کی ضمیر جوارح کی طرف رجوع کرتی ہے یعنی سکھاتے ہو تم جوارح کو شکار پکڑنا مما علمکم اللہ یعنی اس علم سے جو اللہ تعالی تمکو سکھایا ہے یعنی شکار پکڑنے کی ڈھب جملہ تعلمونہن کا یا من نافہ ہے یا حال ہے علمتم کے فاعل کا بعضے نحویون کے مذہب پر یا حال ہے مکلبین کی ضمیر سے اسکو ذکر کرنیکا فائدہ مبالغہ ہے تعلیم شرط ہونے پر علامہ شرف الدین الطیبی نے کہا پہلا حال یعنی مکلبین دلالت کیا کہ معلم کتون کا جانورون کو شکار پھانسنے مین کارآزمودہ ہونا سزاوار ہے تا جانور کو شکار

پکڑنے کے ڈھب اور شکار پر کرنیکی راہ سکھاوے یہہ بات اس شخص کو حاصل نہو گی مگر الہام اور عقل سے جو اللہ تعالیٰ نے اسکو عنایت کی ہے دوسرا حال یعنی تعلم نہین دلالت کرتا ہے سدھانے والا فقیہ ہونا شرع مین اسکی شرط جو معتبر ہین انکو جاننا اس آیت سے ثابت ہوا شکار جارحہ کی صحیح نہین جب تک معلم یعنی سدھایا نہ رہے ہمارے فقہا کہتے ہین سباع کی جارحہ معلم ہونیکے واسطے چار چیز شرط ہین پہلی شرط صاحب روکا تو ٹھہر جانا دوسری شرط جانور پر پھینکا تو جانا تیسری شرط اپنے صاحب کے واسطے شکار پکڑ رکھنا صاحب آئے بعد آپ شکار کو چھوڑ دینا چوتھی شرط شکار پکڑے بعد اسکو نہ کھانا طیور کے جارحہ مین بھی یہہ چار شرط ہونا کر کے ہمارے بعضے فقہا کہتے ہین بلقینی نے اسکی تائید کی ہے شیخین کہتے ہین جانور پر پھینکا تو جانیکی شرط طیور کے جارحہ مین بھی ضرور ہے اور پکڑے بعد آپ نہ کھانیکی شرط اظہر وجہ پر بھی ضرور ہے اور امام سے نقل کئے ہین کہا جارح طیر اڑے بعد روکے تو ٹھہر جانیکی امید اُن سے نہین شیخ ابن حجر ہیتمی نے کہا یہی اوجہ ہے کیا واسطے میر شکار کہتے ہین پرندے کو روکے تو ٹھہر جانا محال ہے ابو حنیفہ کے یہان سباع کے جارحہ کی تعلیم مین شرط ہے کہ شکار صاحب کے واسطے پکڑا اور آپ نہ کھانا شکار پر چھوڑا تو جانے مین اور روکا تو اٹکنے مین صاحب کا مطیع رہنا طیور کے جارحہ کی تعلیم کی شرط یہہ ہے کہ چھوڑے تو جانا بلائے تو آنا اور شکار پکڑے بعد نہ کھانا اس مین شرط نہین تعلیم مین شرط یہہ ہے کہ یہہ امور جو مذکور ہوئین اتنے بار اس سے ظہور مین آنا کہ شکار جاننے والون کی عادت کے نظر کرنے اسکے سدھنے کا ظن غالب حاصل ہوئے ابو حنیفہ کا قول بھی یہی ہے اور اسکی ضبط عدد سے نہین ہوتی بغوی نے کہا اقل اسکا تین بار ہے ابو یوسف اور محمد کا بھی یہی قول ہے اور حسن بن زیاد ابو حنیفہ سے اسی کو روایت کیا ہے احمد اور ابو حنیفہ کی ایک روایت مین اقل اسکا دو بار ہے پھر جو جارحہ معلم ہوا اور جانور پر پھینکنے مین شرط جو معتبر ہین ان شرط کے موافق شکار کو پکڑے بعد شکار مر گیا تو اسکو کھانا جایز ہے جارحہ غیر معلم ہے یا معلم ہے لیکن پھینکنے کے وقت شرط اس مین موجود نہین اور شکار مر گیا تو اُسکو کھانا حلال نہین مگر اس مین حیات مستقرہ رہے اور شرعی ذبح

اسکو کرے تو کھانا جایز ہوگا فکلوا مما امسکن علیکم سو کھاؤ اس مین سے کہ پکڑ رکھے ہین تمھارے واسطے واذکروا اسم اللہ علیہ اور نام لو اللہ کا اسپر مما امسکن مین من تبعیضیہ ہے یعنی کھاؤ شکار مین سے بعضے چیز یہہ قید لگا یا کیا واسطے صید مین گوشت اور کلیجی وغیرہ جو کھانیکے چیز ہین وہی کھانا جائز ہے اسکا خون اور گوبر وغیرہ نہین کھاتے بعضون نے کہا من زائدہ ہے علیکم معنی سے لکم کے ہین یعنی شکار کو پکڑتا ہے سو تمھارے واسطے پکڑتا اگر اپنہی کھایا تو تمھارے واسطے نہین پکڑا جوارح شکار کو کھاوے تو اُس مین فقہا کو اختلاف ہے جمہور فقہا کہتے ہین کتا شکار کو جب کھایا تو وہ حلال نہین کیا واسطے وہ ہنوز سدھا نہین ہے پھر اسکی تعلیم کیا شافعی کا قول جدید یہی ہے یہی قول اون تابعین کے پاس رائج ہے شافعی کا قول قدیم اور مالک اور بعضے صحابہ کا قول یہہ ہے کہ وہ حلال ہے جمہور کی دلیل حدیث ہے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی کہ جس کو بخاری اور مسلم عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے مین نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ ان کتون سے شکار پکڑتے ہین یعنی اسکا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو اپنے سدھے ہوے کتون کو چھوڑیگا اور اللہ کا نام لیگا تو تیرے واسطے جو پکڑے اُنکو کھا اگرچہ وے کتے اس شکار کو قتل کرین مگر کتا آپ کھاوے یعنی اس شکار کو مت کھا کیا واسطے مجکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے واسطے پکڑا ہے اگر اس کتے کے ساتھ دوسرے کتے خلط ہو جائین گے تو اس کو مت کھا قول قدیم کی دلیل حدیث ہے جس کو ابو داؤد نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے اس نے اپنے باپ سے وہ اسکی دادا سے یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہے ایک اعرابی اسکا نام ابو ثعلبہ تھا کہا یا رسول اللہ میرے پاس سدھے ہوے کتے ہین اُن سے شکار کرتا مجکو فتوی دو فرمائے تیرے واسطے جو شکار پکڑے ہین اُنکو کھا اُس نے کہا اگرچہ وہ کتا اُس شکار سے کھاوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے اگرچہ کھاوے حافظ عسقلانی نے کہا اس کی سند لاباس بہ ہے جو لوگ تحریم کے قایل ہین ابی ثعلبہ کی حدیث کی تاویل کرتے ہین اور بعضے عدی کی حدیث کو ترجیح دیتے ہین اسطور پر کہ عدی کی حدیث کی صحت پر سب محدثین کا اتفاق ہے اور ابی ثعلبہ کی حدیث کی تضعیف مین اختلاف ہے اور عدی کی حدیث

صحیح ہے اور اس مین علت جو تحریم کو مناسب ہے مذکور ہے یعنی اپنے واسطے پکڑنا اور ظاہر قرآن بھی اسی کے حدیث کے مطابق ہے جو لوگ اباحت کے قایل ہین عدی کی حدیث کو کراہت پر حمل کرتے ہین اور ابی ثعلبہ کی حدیث کو بیان جواز پر اسکے اور بھی تاویلین کرتے ہین لیکن سب ضعیف ہین واذکروا اسم اللہ علیہ اس علیہ کی ضمیر کے مرجع مین تین قول ہین پہلا قول ضمیر علیہ کی ما علتم من الجوارح کے طرف راجع ہے یعنی جوارح کو تم شکار پر چھوڑو گے تو اللہ کا نام لیکے چھوڑو اس کو تائید کرتی ہے حدیث عدی بن حاتم کی دوسرا قول ضمیر کی مرجع ما امسکن کی طرف ہے یعنی تم جس شکار کو زندہ پاکے اسکو ذبح کرو گے تو اس پر اللہ کا نام لیو تیسرا قول ضمیر اکل کی طرف راجع ہے یعنی تم جس کو کھاؤ گے تو اللہ کا نام لیکے کھاؤ بخاری وغیرہ روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر بن ابی سلمہ کو کہہ سمّ اللہ وکل مما یلیک یعنی اللہ کا نام لے اور اپنے روبرو کے کھانے کو کھا معلوم کیجئے جانور کو ذبح کرنیکے وقت یا جوارح کو شکار پر چھوڑتے وقت یا تیر شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ بولنا مشروع ہونے پر سب کا اتفاق ہے لیکن اس جانور کا کھانا حلال ہونیکے واسطے بسم اللہ بولنا شرط ہے یا نہین سو اس مین اختلاف ہے شافعی اور ایک جماعت فقہا کی کہتی ہے بسم اللہ بولنا شرط نہین اگر بسم اللہ بولنے کو ترک کیا تو جانور کی حلیت مین کچھ خلل نہین پھر عمداً ترک کرے یا سہواً مالک اور احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے احمد کا راجح قول اور ابو ثور شافعیہ سے اور ایک جماعت فقہا کی کہتی ہے کہ تسمیہ واجب ہے اور اس کا بولنا حلیت کے واسطے شرط ہے سہواً بھی چھوڑیگا تو اس جانور کا کھانا حلال نہین ابو حنیفہ اور مالک اور ثوری اور جمہور فقہا کہتے ہین تسمیہ کو عمداً ترک کیا تو حلال نہین لیکن سہواً ترک کیا تو حلال ہے جنکے پاس عمداً تسمیہ کو ترک کیا سو جانور حلال ہے اور ضمیر کی مرجع مین پہلے قول یا دوسرے قول کے موافق لیتے ہین وہ تسمیہ کا امر جو اس آیت مین ہے اسکو ندب پر حمل کرتے ہین واتقوا اللہ ان اللہ سریع الحساب اور ڈرو اللہ سے مقرر اللہ جلد حساب کرتا ہے یعنی اللہ تعالی کے امر کی مخالفت کرنے سے ڈرتے رہو کیا واسطے اللہ تعالی قیامت کے دن بندون سے حساب لیگا سو شتاب لینے والا ہے حساب الیوم احل لکم الطیبت

آجکے دن حلال کی گئین تم پر ستھری چیزین طیبات کے اعلال کو تاکید کے واسطے مکرر لایا گویا یون کہا تم جو سوال کئے تھے سو آجکے دن تم پر طیبات حلال ہین الیوم سے وہ دن کہ جسدن یہہ آیت نازل ہوی ہے مراد ہے یا وہ دن جس کا ذکر (الیوم یئس الذین کفروا) اور (الیوم اکملت لکم دینکم) مین مذکور ہوا اس احتمال پر تینون ایام سے ایک ہی وقت مراد ہے اور اس یوم کو ذکر کرنے سے غرض یہہ ہے کہ آجکے دن جیسا دین کو کامل کیا اور دین سے جو امور متعلق ہین انکی تمت پوری کی ایسا ہی دنیا کے امور سے جو چیزین متعلق ہین انسے طیبات کو حلال کرکے نعمت پوری کیا بعضے کہتے ہین یوم سے معین یوم مراد نہین بلکہ مطلق دن مراد ہے وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ اور کتاب والون کا کھانا تمکو حلال ہے اور تمہارا کھانا انکو حلال ہے طعام سے ذبوح جانور مراد ہے اور کتاب والون سے یہود و نصاری اور جو شخص انکے دین مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل داخل ہوا ہو مراد ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعثت کے بعد جو شخص انکے دین مین داخل ہووے تو انکے ذبایح حلال نہین عرب کا قبیلہ بنی تغلب کا بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعثت کے بعد دین نصرانیت مین داخل ہوا ہے سو انکا ذبیحہ حلال نہین امام شافعی اور عبدالرزاق صحیح سندون سے محمد بن سیرین سے روایت کئے ہین اس نے عبیدۃ السلمانی سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بنی تغلب کے نصاری کا ذبیحہ مت کھاؤ کیا واسطے کہ اس دین سے یعنی نصاریکے دین سے شراب پینے کے سوائے اور کسی چیز کے متمسک نہین ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے شافعی کا مذہب بھی یہی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعثت کے بعد جو شخص دین یہودیت مین یا نصرانیت مین داخل ہو تو اس کا ذبیحہ حلال نہین امام احمد سے بھی یہہ ایک روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس عرب کے نصاری کا ذبیحہ حلال ہے تابعین کی ایک جماعت بھی ایسا ہی کہتی ہے ابو حنیفہ اور مالک کا بھی یہی قول ہے اور احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے معلوم کیجئے مجوس اور سارے بت پرست اور عرب کے مشرک اور جنکو کتاب نہین ان سبھون کا ذبیحہ حرام ہوتے پر سب مسلمانون کا اتفاق ہے اہل کتاب کے طعام سے مخصوص ذبیحہ مراد ہے کیونکہ کیا واسطے دوسرے کھانے جیسے

روٹی میوے وغیرہ جس میں ذبیحہ کا گوشت نہیں اہل کتاب کی ملک ہونے کے قبل بھی حلال نہیں انکی ملک ہوئی بعد بھی حلال ہیں اہل کتاب کے ساتھ تخصیص کرنیکو کچھ فائدہ نہیں اور بھی دوسرے کھانوں کو کتابی یا اور کوئی ترتیب دینے سے اختلاف نہیں ہوتا اختلاف نہیں مگر ذبیحہ میں اہل کتاب کا طعام کرکے مخصوص جب ذکر کیا تو معلوم ہوا طعام سے مراد ذبیحہ ہے اور بھی آیت کی ماقبل میں صید و ذبائح کا بیان تھا اس کو بھی اسی پر حمل کرنا اولی ہوا ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس اور بیہقی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یوں روایت کئے ہیں کہ طعام سے ان کے ذبایح مراد ہیں جمہور مفسرین ایسا ہی کہتے ہیں معلوم کیجئے ذبیحہ اہل کتاب کا حلال جو ہے اللہ تعالی کے غیر کا اسم نہ لیوے تو حلال ہے اگر نصرانی مثلاً مسیح کے اسم سے ذبح کرے تو وہ حلال نہیں بعضے فقہا کہتے ہیں انکا ذبیحہ مطلق حلال ہے کیا واسطے یہہ آیت اہل کتاب کا ذبیحہ مطلق حلال ہونیکو مقتضی ہے اگرچہ نام اللہ کا نہ لیوے پھر یہہ آیت ناسخ ہوئی اس آیت کی جو اللہ تعالی نے فرمایا (ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ) اسکا جواب یہہ ہے اصل تو وے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں پھر انکا ذبیحہ کھانیکا امر اسی پر محمول ہوگا جب اللہ کے غیر کے نام سے ذبح کرنا متحقق ہو تو وہ حرام ہے نسخ کا دعوی کرنا بیجا ہے وہ جو اللہ تعالی نے فرمایا تمہارا طعام انکو حلال ہے یعنی ہمارا ذبیحہ انکو حلال ہے اس میں دلیل ہے اسپر کہ وہ اہل کتاب ہماری شریعت پر چلنے کے بھی مخاطب ہیں زجاج نے کہا اس کی معنی یوں ہے تمہارے کھانے میں سے انکو کھلانا حلال ہے سو اس سے مومنوں کو خطاب کیا اس معنی پر کہ ہم اپنا ذبیحہ انکو کھلانا حلال ہے سو حلیت ہماری ذبیحے کی طرف عود کرتی ہے اہل کتاب کی طرف عود نہیں کرتی کیا واسطے ہمارا ذبوح جانور انکو ہم کھلانا حرام ہونا ممکن تھا بعضے کہتے ہیں اس جملہ کو ذکر کرنے میں فائدہ یہہ ہے کہ نکاح حلال ہونیکو جو اللہ تعالی اسکے بعد ذکر کیا وہاں اباحت دو جانب سے حاصل نہیں بخلاف ذبیحہ کے وہاں اباحت دونوں جانب میں حاصل ہے سو دونوں نوع میں تمیز ہو نیکی تنبیہ واسطے اسکو ذکر کیا وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ اور محصن عورتیں مسلمان اسکا عطف طیبات پر ہے یعنی حلال کی گئیں تم پر محصن عورتیں جو مومن ہیں والمحصنات کو مبتدا لیکے اسکی خبر محذوف

لینا بھی صحیح ہے اسکی تقدیر یوں ہوگی والمحصنات من المومنات حل لکم یعنی محصن عورتیں مسلمان تمکو حلال ہیں محصنات سے کیا مراد ہے سو اس میں اختلاف ہے مجاہد نے کہا محصنات سے حرہ عورتیں یعنی بی بیاں مراد ہیں اس قول پر مومن باندی اس حلیت میں داخل نہ ہوگی اس کے نکلنے سے کچھ خلل نہیں کیا واسطے اسکے نکاح کے واسطے دو شرط ہیں ایک تو زنا کا خوف رہنا دوسرا حرہ کو نکاح کرنیکی طاقت نہ ہونا جیسا کہ اس کے نکاح کا حکم اس آیت میں ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم الآیہ گذرا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ محصنات سے عفیف عورتیں یعنی عصمت والیاں مراد ہیں اس قول پر زانیہ عورت کو نکاح کرنا حلال نہیں لیکن فقہا اس کو نکاح کرنا جایز کہتے ہیں سو پہلی معنی مراد لینا اولی ہوا بعضوں نے کہا محصنات کو خصوص ذکر کیا سو مومنوں کو حرہ اور عفیفہ کی نکاح کی ترغیب دینے کے واسطے ہے تا بچہ کریم الطرفین ہو والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم اور محصن عورتیں ان لوگوں کے جو تمھارے سے پہلے کتاب دئے گئے ہیں اس جملہ میں بھی دو احتمال ہیں ما قبل پر عطف لینا یا مبتدا کر خبر کو محذوف لینا یعنی اہل کتاب کے محصنات عورتیں تم پر حلال ہیں کتاب پہلے دئے گئے سو اُن سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں یہاں بھی محصنات سے حرہ عورتیں یا عفیفہ عورتیں مراد ہیں سو اس میں اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے حرہ عورتیں مراد ہیں اس قول پر کتابیہ باندی کو نکاح کرنا جایز نہیں شافعی اور مالک اور احمد کا بھی یہی مذہب ہے کیا واسطے اسمیں دو طور کا نقصان ہوا ایک کفر دوسرا رق ابن ابی شیبہ نے مجاہد اور حسن اور مکحول سے بھی ایسا ہی روایت کی ہے شعبی اور نخعی اور ضحاک سے مروی ہے اور حسن سے بھی ایک روایت ہے کہ اس سے عفیفہ عورتیں مراد ہیں ان کے قول پر کتابیہ باندی کا نکاح کرنا صحیح ہے ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی ہے معلوم کیجئے جمہور فقہا کے پاس اہل کتاب والوں کی عورت یعنی یہودیہ اور نصرانیہ عورت کو نکاح کرنا جائز ہے لیکن شافعیہ کے پاس کتابیہ عورت اسرائیلیہ عورت نہ ہو تو اسکے نکاح کے واسطے یہ شرط ہے کہ اسکی قوم دین موسی یا عیسی علیہما السلام میں پیش از اسکے نسخ اور تحریف کے داخل ہوئی رہنا یک جہ پیش از اسکے نسخ کے ہونا اگر نسخ و تحریف کے بعد اس دین میں داخل ہوئی

یا شک ہی کہ پیش از نسخ و تحریف کے داخل ہوئے ہین یا اسکے بعد تو ویسی کتابیہ کا نکاح صحیح نہین صحیح بخاری
مین نافع سے روایت ہے کہا یہود یہ یا نصرانیہ عورت کو نکاح کرنیکا سوال کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
کیا تو کہتے اللہ تعالی مشرک عورتون کو مومنون پر حرام کیا ہے اور عورت اپنا رب عیسی ہی کو کہنے سے کوئی
مشرک بڑا ہو سو مین نہین جانتا حالانکہ عیسی علیہ السلام ایک بندہ ہے اللہ تعالی کے بندون سے اس آیت سے
معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سورۂ بقرہ کی آیت (ولا تنکحوا المشرکات جو ہے اسکے حکم کو مستمر کہتے
تھے سورۂ مائدہ کی اس آیت کو منسوخ ٹھہراتے تھے ابراہیم الحربی نے اسیکو جزم کیا ہے جمہور علما کہتے ہین
سورۂ بقرہ کی آیت کا عموم سورۂ مائدہ کی آیت سے تخصیص پایا ہے اس کے عموم سے کتابیات نکل گئین
باقی مشرکات اصل تحریم پر باقی رہگئین ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوائے دوسرا کوئی اسکا قایل نہین کر کے بعضے
علما کہے ہین ابن حزم نے کہا ابن عمر کا جو قول ہے اس کو اول کے لوگون سے کوئی کہا سو محفوظ نہین لیکن
ابن ابی شیبہ نے بسند حسن عطا سے روایت کی ہے کہ وہ یہودیات اور نصرانیات کے نکاح کو مکروہ جانتا
تھا اور کہتا تھا مسلمان عورتین قلت سے تھین سو اسوقت مین یہ حکم تھا اس کے قول کے ظاہر سے یہ حکم
نکلتا ہے کہ ان کے یہ اباحت کو بعضے عالتون کے ساتھ مخصوص کرتا تھا عمر رضی اللہ عنہ بھی انکے نکاح کو مکروہ
سمجھتے تھے حرام نہین ٹھہراتے تھے شافعیہ کے پاس بھی کتابیہ حربیہ کا نکاح مکروہ ہے اور ذمیکا نکاح بھی
صحیح وجہ پر مکروہ ہے لیکن حربیہ کی کراہت سے اس کی کراہت خف ہے بعضے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی
کراہت کو نقل کرتے ہین لیکن ابن عمر جس دلیل سے حجت لئے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتابیہ جو مشرک
ہے وہ حرام ہے موجودہ ہو تو حرام نہین واللہ اعلم معلوم کیجئے مسلمہ عورت کا کافر کو نکاح کرنا خواہ کتابی ہو یا غیر
کتابی بالاجماع حرام ہے اذا اتیتموھن اجورھن جب تم دوگے انکو انکے مہر معلوم کیجئے بمجرد نکاح
کے یا وطی کے عورت کو مہر دینا شوہر پر واجب ہوا لیکن مہر نکاح کا رکن نہین اور عقد نکاح کی صحت کا شرط
نہین نکاح کی صحت مہر دینے پر موقوف نہین اس آیت مین مہر دینے کا شرط جو ہے اکمل و اولی کے بیان پر
حث کرنے کیواسطے ہے اور اسکا وجوب متاکد ہونے پر دلالت کرتا ہے پھر جس نے عورت کو نکاح کیا اور اس
کا عزم یہہ ہے کہ عورت کو اسکا مہر نہ دیوے تو وہ زنا کی صورت مین داخل ہے بعضون نے کہا مہر دینے سے

التزام مہر مراد ہے اذا کی لفظ ظرفیہ ہے اسکا عامل مذکور اصل ہے یا محذوف اصل ہے آتیتموہن کا جملہ محل جر مین ہے اذا کا مضاف الیہ واقع ہوا ہے اذا کو شرطیہ گردانتا اور اسکے جواب کو محذوف لینا بھی جایز ہے اس کی تقدیر یون ہو گی اذا آتیتموہن اجورہن حللن لکم یعنی جب تم انکو ان کے مہر دوگے تو تمکو حلال ہین پہلی ترکیب ہی اظہر ہے محصنین غیر مسفحین ولا متخذی اخدان عفت طلب کرنیوالے ہو نہ مستی نکالنے والے اور چھپی آشنائی کرنے والے محصنین حال پڑا ہے اسکا عامل یا آتیتموہن ہے اسمین ضمیر فاعل کی جو ہے ذو الحال ہے یا اصل لکم ہے یا محذوف اصل ہے غیر نعت ہے محصنین کی یا حال ہے محصنین کی ضمیر سے مسافحین سفاح سے مشتق ہے سفاح کی معنی زنا کرنا ولا متخذی یا عطف ہے مسافحین پر غیر سے نفی جو مفہوم ہوتی تھی اسکی نفی کی تاکید کیواسطے متخذی پر لا کے لفظ کو زیادہ کیا یا عطف ہے غیر پر اسکا عطف محصنین پر صحیح نہین کیا واسطے محصنین پر حرف نفی نہین ہے اور متخذی پر لا کا لفظ جو نفی کو موکد ہے لگا ہوا ہے اسکی معنی یون ہے اہل کتاب کے عورتین تمکو حلال ہین سو حال وہ ہے کہ تم انکو عفت کے واسطے نکاح کرنا نہ سے زنا کرنا اور انکو نہ نکاح آشنا بنا کے نہ رکھنا اخدان جمع خدن کی ہے خدن کی معنی دوست اور معشوقہ جو زنا نہین کرتی مگر ایک ہی سے اس آیت مین اللہ تعالی نے اسفاح کی جہت سے جماع کرنیکو جو زنا ہے اور ایک ہی کو دوست ٹھہرانے کے اس سے زنا کرنیکو حرام کیا احصان کی جہت سے جو عقد صحیح سے نکاح باندھتے ہین حلال کیا ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو في الاخرة من الخسرين اور جو کوئی منکر ہوا یمان سے تو پھر مقرر ضایع ہوا عمل اسکا اور آخرت مین وہ تو ٹوٹے والون مین ہے معلوم کیجئے کفر اللہ سے اور اسکے رسول سے ہوا کرتا ہے ایمان سے کافر ہونا متصور نہین ہوتا یہان اللہ تعالی نے جو فرمایا ایمان سے کافر ہونا سو مفسرین نے اسکی تفسیر مین چند وجہ بیان کی ہین پہلی وجہ ایمان سے اللہ تعالی مراد ہے مجازًا یعنی جو کوئی منکر ہوے اللہ سے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مجاہد سے منقول ہے اس مجاز کی وجہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی رب الایمان ہے رب الشئی کو اس شئے کا نام مجازًا رکھتے ہین دوسری وجہ ایمان سے لا الہ الا اللہ کی شہادت مراد ہے یہہ قول کلبی سے منقول ہے کلمہ توحید کو ایمان ٹھہرانیکا واسطے کلمہ توحید پر ایمان لانا جب واجب ہوا تو ایمان بحسب امر شرع

اس کلمہ کے لوازمات سے ہو اشیٔ کا اطلاق اسکے لازم پر کرنا مجاز مشہور ہے تیسری وجہ قتادہ نے کہا چند لوگ کہتے کتابیہ عورت کو ہم کیا نکاح کرنا وہ ایک دین پر ہیں اور ہم ایک دین پر ہیں تب اللہ تعالے نے دوسرا یکفر بالایمان الآیہ کو نازل کیا یعنی جو شخص منکر ہوگا اس کا جو قرآن میں نازل ہوا ہے تو اس کا عمل ضایع ہوا قرآن کو ایمان سے تعبیر کیا کس واسطے کہ ایمان میں جو چیزیں ضرور ہیں انپر قرآن مشتمل ہے مجازاً قرآن کو ایمان بولا چوتھی وجہ ایمان سے شرایع اسلام اور کفر سے انکا انکار اور انسے اباکرنا مراد ہے یعنی جو شخص اسلام کے شرایع سے جو توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور حضرت جو اللہ کے پاس سے لائے ہیں انکا منکر ہوگا تو وہ خاسرین سے ہے پانچویں وجہ کفر سے یہاں ردت مراد ہے بالایمان میں با جو ہے عن کی معنی سے ہے یعنی جو کوئی مرتد ہوگا ایمان سے تو اسکی محنت ضایع ہوئی اسکا عمل باطل ہوا یعنی دنیا میں جو عمل نیک کیا تھا اس کا ثواب باطل ہوا ہو کا لفظ مبتدا ہے من الخاسرین اسکی خبر یہہ خبر کی تعلق جس سے ہے فی الاخرۃ کی تعلق بھی اسی سے ہے وہ متعلق کون معلق ہے فی الاخرۃ کی تعلق خاسرین سے صحیح نہیں کیا واسطے صلہ کی معمول اس پر متقدم نہیں ہوتی معلوم کیجئے یہہ جملہ اپنے ماقبل سے تعلق رکھنے کی وجہ یہہ ہے اوپر جو تکالیف اور شرایع واحکام مذکور ہوئیں انکی ترغیب دینے کو ہے یعنی جو شخص اللہ تعالی کے شرایع اور تکالیف جو مذکور ہوئیں ان سے منکر ہوگا تو دنیا و آخرت میں وہ خائب خاسر ہوگا بعضوں نے کہا اللہ تعالی نے جب کتابیات کا نکاح حلال کیا تو وہ آپس میں کہیں اللہ تعالی ہمارے اعمال سے راضی نہ رہتا تو ہمکو مومنوں پر مباح نہ کرتا تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اس سے مقصود یہہ ہے مسلمان کا نکاح کرنا انکو انکے کفر سے نہیں نکالتا اور کافروں کا کوئی عمل مقبول نہیں بعضوں نے کہا مسلمانوں پر اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہونے سے اور انکے عورتوں کو نکاح کرنا جایز رہنے سے اگرچہ ایک قسم کی فضیلت دنیا میں اہل کتاب کو حاصل ہوئی لیکن آخرت میں انکو کچھ فضیلت نہیں کیا واسطے جو کوئی اللہ سے کافر ہوگا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا منکر ہوگا اسکا کیا برا دہوگا اور وہ آخرت میں زیان کاروں میں ہوگا یہہ وجہ تعالی نے کہی ہے معلوم کیجئے آخرت میں خاسرین سے جو ہوگا سو اگر اسی کفر پر مراد ہو تو ہی اس شرط کو مقدر لینا ضرور ہے کیا واسطے جب توبہ کرے اور موت کے قبل غرغرہ کی حالت کو پہنچنے کے آگے ایمان لاوے تو

اسکا تو یہ صحیح ہے اور ایمان مقبول ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اے ع
ایمان والو جب تم کھڑے ہوگے نماز کے طرف فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ دھولو اپنے منہ (اذا قمتم کی معنی
اذا اردتم القیام الی الصلوۃ ہے یعنی جب تم ارادہ کرو نماز پڑھنے کا قیام مسبب تھا ارادہ اس کا سبب تھا
مسبب کو سبب کے مقام مین قائم کرکے مجازاً (اذا قمتم الی الصلوۃ کہا مجازی معنی کو اختیار کے کیا واسطے
حقیقی معنی کا ارادہ کرنا صحیح نہین حقیقی معنی کا ارادہ کرین گے تو نماز کی حالت مین جب کھڑے ہوتے ہین
اس وقت وضو کرنا لازم ہوتا ہے پھر حالت قیام سے نماز کی مباشرت کا ارادہ ہو تو وضو اثنار نماز مین کرنا یا
نماز کے بعد کرنا لازم آتا ہے اگر حالت قیام کہ جس کی انتہا نماز کی طرف ہے یا اسکے طرف متصل ہونا ہے
ارادہ کرے تو وضو قیام کے بعد نماز سے متصل ہونا اس تقدیر پر نماز سے بالکل متمکن نہونا لازم آتا ہے
اس لئے مجازی معنی کو اختیار کئے اس تقدیر پر لازم ہوا ہر نماز کی وقت پر وضو کرنا فرض ہے خواہ
حدث رہے یا نہ رہے داؤد ظاہری کا مذہب یہی ہے جمہور فقہاے صحابہ اور انکے بعد کے لوگ تابعین
اور ائمہ سے کہتے ہین ہر نماز کیواسطے تازہ وضو کرنا واجب نہین بلکہ حدث ہو تو وضو کرنا چاہئے اور کہتے ہین
آیت مین جملہ محذوف ہے اسکی تقدیر اذا قمتم الی الصلوۃ وانتم محدثون یعنی جب نماز کا ارادہ کروگے
اور تم محدث ہوگے یعنی حدث اصغر ہو تو وضو کرو یہہ تقدیر جو کئے اس پر اسکے بعد کا جملہ (وان کنتم
جنباً) دلالت کرتا ہے اختصار کے واسطے اس جملہ کو حذف کیا دوسری دلیل اس تقدیر کرنے پر یہہ ہے
کہ اس کی تقدیر نکرین تو مکلف کا اپنی تکلیف کے عہدے سے بسر آنا محال ہوگا کیا واسطے نماز کی طرف قیام
کا ارادہ کیا تو اسکو وضو کرنا واجب ہوا وضو کرکے پھر قیام کا ارادہ کیا تو پھر دوسری بار وضو کرنا لازم ہوگا
اسکی تا بندی نہین ہوگی تیسری دلیل یہہ ہے تیمم وضو کا بدل ہے اللہ تعالی فرماتا ہے (فلم تجدوا
فتیمموا صعیداً طیباً) جو بدل ہے سبب مین اپنے مبدل منہ کا مخالف نہین ہوتا کیا واسطے مخالف ہوا تو وہ
بدل بدل نہین رہا پانی نہ ہونیکے وقت مین تیمم کی موجب حدث کی حالت تھی تو وضو مین بھی ایسا ہوگا
کیا واسطے وہ حدث وضو کا سبب ہے یا شرط ہے آن اخیر کے دونون دلیل کو علامۃ الشرف الطیبی نے
کہا ہے مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے وقت وضو کرتے تھے فتح مکہ کے دن وضو کئے اور موزہ پر مسح کئے اور نماز میں ایک ہی وضو سے پڑھے عمر رضی اللہ عنہ کہے یا رسول اللہ آپ ایک فعل کئے کہ جسکو نہیں کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے عمداً فعلتہ یا عمر یعنی اے عمر اس کو میں نے عمداً کیا غرض اس سے یہ ہے میں نے اسکو بیان جواز کے واسطے کیا زید بن اسلم نے کہا آیت کی تقدیر یوں ہے (اذا قمتم من المضاجع الی الصلوۃ) یعنی جب اٹھو گے نیند سے نماز کیواسطے تو وضو کرو اس کو اس سے مالک و شافعی وغیرہ روایت کئے ہیں بعضوں نے کہا آیت میں کچھ محذوف کی تقدیر نہیں بلکہ آیت اپنے عموم پر باقی ہے لیکن محدث کو حق میں امر وجوب کے واسطے ہے غیر محدث کی حق میں ندب کے واسطے ہے زمخشری نے کہا یہ امر ندب کے واسطے ہے محدث پر واجب جو ہے اسکا وجوب سنت سے معلوم ہوا لیکن یہ قول ضعیف ہے کیا واسطے صیغہ امر کا حقیقۃً وجوب کیواسطے ہے مگر کوئی مانع ہو بعضوں نے کہا اول ہر نماز کیواسطے وضو واجب تھا بعد اس کا وجوب منسوخ ہوا انکی دلیل حدیث ہے عبداللہ بن حنظلہ بن الغسیل رضی اللہ عنہ کی جس کو احمد اور ابوداؤد اور ابن جریر اور ابن حبان اور ابن خزیمہ دونوں اپنے صحیح میں اور حاکم مستدرک میں اور بیہقی سنن میں روایت کئے ہیں اس نے کہا ہر نماز کے واسطے وضو کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور ہوئے طاہر ہوں یا غیر طاہر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ شاق ہوا ہر نماز کے وقت مسواک کرنے سے مامور ہوئے اور وضو اوٹھ گئی مگر حدث ہو تو بعضوں نے کہا آیت میں اللہ تعالی نے اپنے رسول کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلاع کی کہ وضو نماز کے واسطے ہے دوسرے اعمال کیواسطے وضو نہیں اسکی دلیل وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد اور ترمذی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاخانہ سے نکلے بعدہ حضرت کے روبرو کھانا حاضر کئے لوگ کہے آپکے وضو کے واسطے کیا پانی نہ لائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے (انما امرت بالوضوء اذا قمت الی الصلوۃ) یعنی مجکو وضو کا امر نہیں کیا گیا مگر جب نماز کی طرف کھڑا ہوں معلوم کیجئے اللہ تعالی نے اس آیت میں وضو کے فرضوں سے چار چیز کو ذکر کیا پہلا غسل وجہ یعنی منہ دھونا غسل کی معنی عضو پر پانی کو بہانا اگر عضو کو پانی سے تر کرے اور اس پر پانی کو نہ بہاوے تو اس کو غسل نہ کہیں گے غسل کی معنی پانی بہانے کی جب ہوئی تو عضو کو رگڑنا واجب نہوا اس میں امام مالک

خلاف ہے منہ کا حد طول میں سر کے بال جو اکثر لوگوں کو اگتے ہیں وہاں سے ٹھوڑی کی انتہا تک اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک ہے کیونکہ واسطے وجہ مواجہہ سے ماخوذ ہے پھر منہ کے دھونے میں سارے منہ کو دھونا فرض ہوا بھوں کے بال اور پلکوں کو اور رخسارون پر کے بالون کو اور مونچھون کو اور عنفقہ کو یعنی وہ بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان رہتے ہیں جسکو فارسی میں ریش بچہ کہتے ہیں ان سب کو پانی پہنچانا واجب ہے اگرچہ انبوہ رہے لیکن داڑھی ایسی انبوہ ہو کہ جس کے نیچے کا پوست نہیں دکھتا ہے تو اسکے نیچے پانی پہنچانا واجب نہیں داڑھی ایسی انبوہ نہو تو اسکے نیچے پانی پہنچانا بھی واجب ہے داڑھی جو ٹھوڑی کے نیچے اتری ہے اسکے ظاہر کو پانی پہنچانا واجب ہے یا نہیں سو اس میں امام شافعی کے دو قول ہیں اظہر قول میں اسکے ظاہر کو پانی پہنچانا واجب ہے دوسرے قول میں واجب نہیں ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ اور اپنے ہاتھون کو کہنیون تک اسکا عطف وجوہکم پر ہے یعنے تم دھوا اپنے ہاتھ کو کہنیون تک مرافق جمع مرفق کی ہے میم کی کسر اور فا کی فتح سے ہاڑ کو کہتے ہیں جو ذراع کی آخیر میں بلند ہوا ہے جسپر کہنی کہتے ہیں ہاتھ کے دھونے میں مرفق داخل ہے یا نہیں سو اس میں اختلاف ہے جمہور فقہا کہتے ہیں مرفق کو دھونا بھی واجب ہے زفر کہتا ہے اس کا دھونا فرض نہیں ابوبکر بن داؤد ظاہری کا مذہب بھی یہی ہے ابن جریر طبری نے اسی کو اختیار کیا ہے بعضون نے اسکو امام مالک سے بھی روایت کی ہے لیکن یہہ قول مالک سے صراحۃً ثابت نہیں ہوا بلکہ اشہب نے مالک سے محتمل کلام نقل کی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کتاب الام میں کہتے ہیں مرفق داخل ہونا وضو میں واجب ہونے میں کسی کو خلاف ہو سو میں نہیں جانتا سو اس کلام سے معلوم ہوتا ہے زفر کے خلاف کے قبل اسکی فرضیت پر اجماع ہو چکا ہے اس خلاف کی بنا الی کے لفظ کے نظر کرتے ہے الی کا مابعد کہ ما قبل کے حکم میں داخل ہوتا ہے یا نہیں بعضے اہل لغت اور نحوین کہتے ہیں مابعد قبل کے حکم میں داخل ہوتا ہے انکے قول پر مرفق کا دھونا واجب ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں داخل نہیں ہوتا اسی قول کو اکثر نحویون نے اختیار کی ہیں اس قول پر دھونا واجب نہیں بعضے کہتے ہیں غایت نہ ہو تو الی کا صدر الی کے مابعد کو اگر متناول ہے تو غایت بھی اسی کے حکم میں داخل ہے یہاں ویسا ہی ہے کیونکہ واسطے ید کا لفظ سارے ہاتھ کو شامل ہے الی المرافق سے غایت جب مذکور ہوئی

مرفق بھی دھونا واجب ہوا اگر صدر متناول نہیں ہے تو غایت بھی حکم میں داخل نہیں ہوتا جیسا (واتموا الصیام الی اللیل) اسکو اکثر محققین اہل فقہ اور لغت کے اختیار کئے ہیں سیبویہ کا بھی یہی قول ہے اس قول کی تعبیر یوں بھی کرتے ہیں الی کا ماقبل اسکے مابعد کے جنس سے ہو تو مابعد ماقبل کے حکم میں داخل ہوتا ہے اگر اسکے جنس سے نہ ہو تو داخل نہیں ہوتا بعضوں نے کہا اگر اس کا مابعد ماقبل کے جنس سے نہ ہو تو غایت داخل نہیں ہوتی اگر جنس سے ہے تو احتمال ہے دخول اور عدم دخول کا بعضوں نے کہا غایت داخل ہونے یا نہ ہونے کو اس میں کچھ تعرض نہیں لیکن وہ دلیل پر موقوف ہے اگر اسکو دخول پر دلیل ہو تو داخل ہوگا دلیل نہ ہو تو داخل نہ ہوگا یہ قول زمخشری کا ہے اور بولا یہاں مرافق داخل ہونے یا نہ ہونے پر کچھ دلیل نہیں احتیاط کے واسطے اس کو دھونا فرض ہوا زفر امر متیقن کو اختیار کی بعضے قائلین عدم وجوب کے اپنی دلیل کی تقریر یوں کرتے ہیں کلمہ الی کا انتہاء غایت کے واسطے ہے جو چیز کسی حکم کی غایت ہو تو وہ چیز حکم سے خارج ہوگی وگرنہ غایت غایت نہ رہی جیسے (اتموا الصیام الی اللیل میں) اور فنظرۃ الی میسرۃ میں ہے اسکا جواب یہ ہے حکم کی غایت کو حکم سے خارج ہونا مطلقاً جو کہا ہم اسکو مسلم نہیں رکھتے بلکہ حد اپنی محدود سے کبھی منفصل ہوتی ہے ایک محسوس قطعہ سے تو ایسی جگہ حد اپنی محدود سے خارج ہوتی ہے (اتموا الصیام میں ایسا ہی نہار لیل سے امر محسوس سے منفصل ہے نور کی انفصال ظلمت سے محسوس ہے ایسا ہی عسر کی حالت کی انفصال یسر سے امر محسوس سے ہے نقر و غنی حسیات سے ہیں اور کبھی امر محسوس سے منفصل نہیں ہوتا جیسی اس مثال میں بعتک ہذا الثوب من ہذا الطرف الی ذاک یعنی جہاں میں نے تجکو یہ کپڑا اس طرف سے اسطرف تک تو یہاں کپڑے کا طرف کپڑے سے قطعہ محسوس سے منفصل نہیں تو یہاں غایت داخل ہوگا تجکو جب یہ معلوم ہوا مرفق ساعد سے جو تمیز پایا ہے قطعہ محسوس سے نہیں جب ایسا ہوا تو اسکے ایک جزء کا دھونا واجب ہونا دوسرے جزء کا دھونا واجب ہونے سے اولی نہیں پوری مرفق دھونا کر کر کہنا واجب ہوا وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ اور مسح کرو تم اپنے سروں کو یہ تیسرا فرض ہے جسکو اللہ تعالی نے ذکر کیا وہ اپنے سروں کو مسح کرنا کس قدر مسح کرنا سو فقہا کو خلاف ہے شافعی اور ایک جماعت فقہا کی کہتی ہے اسم مسح جس پر صادق آتا ہے اگرچہ ایک بال ہو اتنا مسح کرنا واجب ہے مالک اور ایک جماعت کہتی ہے پورے

سر کو مسح سے استیعاب کرنا فرض ہے احمد کا اصح قول مرد کے واسطے بھی یہی ہے اور احمد کے ظاہر قول پر عورت اپنے مقدم سر کو مسح کرنا کافی ہے اور ایک روایت ہے بعض سر کو مرد بھی مسح کرنا کافی ہے ابو حنیفہ کے پاس ناصیہ کا یعنی مقدوم سر کا مسح فرض ہے اس کو پاؤ سر کے مسح سے تعبیر کرتے ہیں اصح روایت ابو حنیفہ کی یہی ہے انکے متون میں اسکو لکھتے ہیں ایک روایت میں ہے تین انگلیوں کے مقدار فرض ہے حنیفہ کی ایک جماعت اسی کو ظاہر مذہب کہتے ہیں لیکن ابن نجیم نے کہا یہ قول غیر متصور ہے روایۃ اور درایۃ بر دو حکم میں باء ہے اسکو بعضے کہتے ہیں باالصاق کے واسطے ہے لغت عرب میں اسکو لانا اور نہ لانا دونوں جایز ہیں مسحت برأس الیتیم اور مسحت راسہ دونوں کہتے ہیں بعضوں نے کہا باکو جو لایا سو اس کا فائدہ یہ ہے کل منسول بہ کو لغۃ چاہتا ہے اور مسح لغۃً ممسوح بہ کو نہیں چاہتا اگر وامسحوا رؤسکم بن باکے کہتا تو مجرد مسح بلا پانی کے کفایت کرتا باکا نقطہ جب زیادہ کیا تو گویا یوں کہا وامسحوا برؤسکم الماء اس تقریر پر کلام مقلوب ہے اس کی تقدیر امسحوا رؤسکم بالماء بعضے کہتے ہیں باستعانت کا ہے اس کی تقدیر ستعینا بالماء بعضے کہتے ہیں باتبعیضیہ ہے لیکن باتبعیض کے واسطے آنے میں اختلاف ہے ابن برہان اور ابن جنی کہتے ہیں باتبعیض کے واسطے نہیں آتا لیکن اصمعی اور فارسی اور ابن مالک رس کو ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کوفیان بھی اسکو ثابت کئے ہیں اسکو ثابت نہیں کرتے سو لوگا قول راجح نہیں ہوتا کیا واسطے مثبت مقدم ہے نافی پر امام شافعی رضی اللہ عنہ کہے وامسحوا برؤسکم میں سارے سر کو مسح کرنا یا بعضے سر کو مسح کرنا دونوں احتمال ہیں سنت بعضے سر کو مسح کرنا کافی ہونے پر دلالت کئے اسی لئے اس کو خذا کئے وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اور تمھارے پاؤں کو ٹخنوں تک یہ چوتھا فرض ہے جس اللہ نے ذکر کیا کہ اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا یا پاؤں کو دھونا یا مسح کرنا سو اس میں اختلاف ہے شیعہ امامیہ کہتے ہیں پاؤں کا وظیفہ مسح کرنا ہے علی اور ابن عباس اور انس بن مالک اور عکرمہ اور شعبی اور ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے بھی ایسا ہی مروی ہے جمہور علما صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے لوگ اور ائمہ اربعہ اور انکے موافق کہتے ہیں پاؤں کا وظیفہ اس کو دھونا ہے داؤد ظاہری اور ناصر الحق ائمہ شیعہ زیدیہ کے کہتے ہیں غسل اور مسح دونوں میں جمع کرنا واجب ہے حسن بصری اور محمد بن جریر طبری کہتے ہیں مسح کرنے یا غسل کرنے میں مکلف کو اختیار ہے علما کہتے ہیں اس اختلاف کا منشا ارجلکم کی قرات کی اختلاف ہے

کیا واسطے نافع اور ابن عامر اور کسائی اور یعقوب اور عاصم بروایت حفص ارجلکم کے لام کی فتح سے قرأت کرتے ہین ابن کثیر اور ابو عمرو اور حمزہ اور ابو جعفر اور خلف اور عاصم بروایت ابوبکر بن عیاش لام کی کسر سے پڑھتے ہین فتح کی قرأت پر اس کا عطف مغسول پر ہے تو اس کا دھونا بھی فرض ہوا کسر کی قرأت اسکا عطف ممسوح پر ہے تو اسکو مسح کرنا فرض ہوا لیکن ہر فریق اپنے مذہب کے مخالف قرأت کی تاویل کرتا ہے نصب کی قرأت کی وجہ یہہ ہے ارجلکم کا عطف ایدیکم پر ہے یا وجوہکم پر ہے پھر منہہ اور ہاتھہ دھونا جیسے فرض ہین پاؤن دھونا بھی فرض ہوگا بعضے اس وجہ کو فاسد کہتے ہین کیا واسطے اس پر عطف لینے سے متعاطفین مین جملۂ غیر معترضہ سے جو وامسحوا برؤسکم ہے فصل لازم آتا ہے کیا واسطے وہ جملہ حکم جدید کو بیان کرتا ہے اس مین جملہ کی تاکید نہین مبتدہ حاصی کہتا ہے یہہ اعتراض فاسد ہے کیا واسطے حرف علت کو کمال تقویت ہے اجنبی جملہ سے فاصل ہونا عطف کو مانع نہین دوسری وجہ اس کا عطف برؤسکم کے محل پر ہے اس کا محل نصب کا ہے اس لئے ارجلکم کو بھی نصب دے اس وجہ پر پاؤن کا وظیفہ مسح ہوگا جمہور کی طرف سے اسکا جواب یہہ ہے ظاہر ترکیب کے نظر کرتے اگرچہ یہی بات معلوم ہوتی ہے لیکن آیندہ ہم جو کہین گے اس کے دیکھتے اسکا وظیفہ مسح ہونا لازم نہین آتا جر کی قرأت کے چند وجہ مین پہلی وجہ جر اسکا جوار ہے اسکے متصل برؤسکم مجرور واقع ہوا ہے اس کی مناسبت سے اس کو بھی جر دے بعضون نے اس توجیہ پر اعتراض کی ہین کہ جوار نعت اور تاکید کے ساتھہ مخصوص ہے عطف مین جر جوار ضعیف ہے ابو حیان نے اس پر تنبیہ کی ہے ابن الحاجب نے کہا جر جوار شاذ ہے جید نہین کلام فصیح مین نہین آیا ہے مجوزین کہتے ہین جر جوار عطف مین بہت کم وارد ہوا ہے لیکن اس سے اس کا ضعف لازم نہین آتا اسکی نظیر وحور عین ہے اسکے اوپر یہہ جملہ ہے یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین اسکے بعد وحور عین ہے اس کا عطف ولدان پر ہے اس پر جب عطف ہوا تو حور عین رفع سے پڑھنا جیسا کہ اکثر قرا پڑھتے ہین حمزہ اور کسائی انکے جر سے قرأت کرتے ہین یہہ جر جوار کا ہے معنی کے رو سے باکواب پر عطف تو صحیح نہین کیا واسطے اس پر عطف لیوین تو معنی یون ہوگی یطوف علیہم ولدان مخلدون بحور عین یہہ صحیح نہین اس کو ابو البقا نے اپنی اعراب مین کہا دوسری وجہ اس کا عطف برؤسکم پر ہے لفظاً لیکن معنی مین مراد اس سے فصل ہے اور یہہ باب ہے استعمال

باحد الفعلین عن الاخر ہے یعنی دو فعل جب معنی میں متعارب ہوں اور ہر فعل کا ایک علیحدہ متعلق ہو ہے تو عرب دونوں کے فعل ہے ایک کے فعل کو ذکر کرتے ہیں محذوف فعل کے متعلق کو مذکور فعل کا متعلق کرتے ہیں گویا اصل فعل میں دونوں شریک ہیں لیکن اسپر عطف کرنے سے پانوں کو بھی مسح کرنیکا توہم اس کو دفع کرنے یہاں غایت الی المکعبین کو ذکر کیا جیسا الی المرافق میں ہے اگر مسح مراد ہوتا تو غایت کو ذکر کرنیکی احتیاج نہیں تھی جیسا واسحوا برؤسکم میں ہے اور اسپر عطف کرنے میں اس پر تنبیہ ہے کہ پانوں دھونے میں اسراف جو ممنوع ہے نہ کرے بلکہ میانہ روی اختیار کرے تیسری وجہ اس کا عطف رؤسکم پر ہے لفظاً ومعنیً لیکن مسح کا حکم غسل کے حکم سے منسوخ ہوا چوتھی وجہ عطف رؤسکم پر ہے اور اس سے پانوں کا مسح مراد ہے بعضے احوال میں وہ موزہ پھٹنے کی حالت ہے مدینہ میں سرا بہت رہتا ہے اکثر موزہ پہننے کی احتیاج ہوتی ہے اس لئے موزہ کی مسح کا حال بیان کیا پانچویں وجہ محذوف حرف جر اسکو جر دیا ہے اس جار کی تعلق فعل محذوف سے ہے گویا تقدیر یوں ہے وافعلوا بارجلکم غلا حرف جر کو حذف کرکے جر کو باقی رکھنا جائز ہے معلوم کیجئے تاویلات کا میدان بہت وسیع ہے ان وجوہ سے وظیفہ پاؤں کا غسل ہے یا مسح سو کتاب اللہ سے مقطوع نہیں ہوتا اس لئے سنت کی طرف رجوع کرنا ضرور ہوا تا اسکا وظیفہ غسل ہے یا مسح ہے سو معلوم ہووے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وضو کی صفت میں حضرت پاؤں کو دھوئے سو تواتر ثابت ہوا مسح اتفاقیہ ہوں سو کسی حدیث میں نہیں آیا بلکہ پاؤں کو نہ دھونے میں تہدید وارد ہوی ہے اگر مسح سے فرض ادا ہوتا تو تہدید وارد نہیں ہوتی امام احمد اور بخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ اور بیہقی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے پیچھے رہگئے پھر عصر کی نماز کے وقت آکے ہمکو ملے ہم وضو کرتے تھے سو پانوں پر مسح کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو یا تین بار پکار کے بلند آواز سے کہے ویل للاعقاب من النار ویل ہے یعنی دوزخ ہے ایڑیوں کو آتش سے بخاری ومسلم وغیرہ ابن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کو دیکھے کہ وہ اپنے ایڑیوں کو نہیں دھویا تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے ویل للاعقاب من النار یہ لفظ مسلم کا ہے ابن عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت کی ہے انھوں نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو کہا یا عبدالرحمن ہمارے لئے وضو یعنی وضو کامل کر کیا
واسطے ہیں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے ویل للاعقاب من النار اور عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے وضو کیا سوا ایک ناخن کے مقدار اپنے قدم پر چھوڑ دیا نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اسکو دیکھ کے فرمائے پھر جا اور اپنا وضو اچھا کر ابن خزیمہ وغیرہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے ایک
طویل حدیث وضو کے فصل میں روایت کئے ہیں اس میں یہہ بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے بعد
دھونا اپنے دونو پانون کو جیسا کہ اللہ تعالی نے امر کیا معلوم کیجئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل اور
قول دونون پانون کے دھوتے میں وارد ہوئے ہیں اور کسی صحابی سے رضی اللہ عنہ اسکا خلاف ثابت
نہیں ہو مگر علی سے اور ابن عباس سے بسند ضعیف اور انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہوا ہے لیکن ان تینوں
صاحبون کا رجوع کرنا اپنے قول سے اور پانون کے دھونیکو فرض جانا صحیح روایتون سے بھی ثابت ہوا ہے
سعید بن منصور نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت کی ہے اس نے کہا پانون نے پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے صحابہ سب اجماع کئے ہیں ابن جریر نے عطا سے روایت کی ہے کہا پانون پر مسح کرتے ہوے کسیکو
یعنی صحابہ سے میں نے نہیں دیکھا ابن ابی شیبہ نے حکم سے روایت کی ہے کہا پانون کے دھونے پر ہے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور مسلمانون کی سنت جاری ہوی ہے ان روایات سے معلوم ہوا کہ پانون
کے دھونے پر صحابہ کا اجماع ہوگیا ہے کعبین مثنیہ کعب کی ہے رکعت بلند ہڈی کو کہتے ہیں جو پنڈلی اور پانون کے
پنجہ کی ملنے کی جگہ پر ہوتا ہے ہڈی پنڈلی کے دونون جانب میں رہتا ہے سو ہر پانون کو دو کعب ہوے فارسی
میں اسکو شتالنگ اور اردو میں ٹخنہ کہتے ہیں اس ہڈی کو کعب جو کہے وہی جمہور فقہا اور اہل لغت کا قول ہے
شیعہ امامیہ کہتے ہیں کعب وہ ہے ایک گول ہڈی کا جو قدم کے پشت پر رہتا ہے جہان نعل کی دو تال باندھتے
ہیں محمد بن الحسن نے امام ابو حنیفہ سے بھی ایسا ہی روایت کی ہے بطریق ابن القاسم سے روایت کئے ہیں
امام مالک سے ایسا ہی روایت کی ہے فقہا حنفیہ سب پہلے قول کو ہی اختیار کئے ہیں اور کہتے ہیں ثانی معنی کو محمد
بن الحسن نے امام سے روایت کی ہے ہشام نے محمد کیا کسی واسطے محمد بن الحسن نے کہا محرم کو نعلین نہ
ملے تو جوتا پہنا اور ٹخنہ کے نیچے سے قطع کرے محمد نے اپنے ہاتھ سے قطع کے موضع کی طرف اشارہ کیا

ہشام نے سہو سے اسکو طہارت میں نقل کی مالک کی روایت بھی صحت کو نہیں پہنچی انکے فقہ کے پہلا قول ہی مجزوم ہے اہل لغت بھی معنی اول کو جانتے ہیں دوسری معنی کو اکثر مقدمین انکار کرتے ہیں اسکے قایل پر رد کرتے ہیں اس کے رد کے واضح دلیلوں سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے انہوں نماز میں صف باندھنے کے بیان میں کہے فرایت الرجل منا یلزق منکبہ بمنکب صاحبہ وکعبہ بکعبہ یعنی میں نے دیکھا ایک آدمی اپنا کھاندا اپنے بازو والیکے کھاندھے سے لگا دیتا اور اپنے ٹخنے کو بازو والیکے ٹخنے سے لگاتا سو کعب سے وہ گول ہاڈ مراد ہو تو بازو والیکے ہاڈ سے وہ کیا لگیگا اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن خزیمہ روایت کئے ہیں ابن خزیمہ اسکی تصحیح کی ہے الی المرفقین جو غایت ہے اپنے مغیا میں داخل ہے یا نہیں سو اس میں وہی اختلاف ہے جو الی المرافق میں گذرا معلوم کیجیے وضو کے ان چار فرضوں میں سب علما کا اتفاق ہے انکر سوائے بھی چند فرض ہیں انکے وجوب میں اختلاف ہے از انجملہ نیت ہے شافعی اور مالک و احمد کہتے ہیں نیت بھی فرض ہے ابو حنیفہ کہتے ہیں فرض نہیں امام رازی نے کہا ان دونوں قول کا ماخذ بھی آیت ہے جو لوگ نیت کے وجوب کے قایل ہیں وے کہتے ہیں وضو مامور بہ ہے جو مامور بہ ہے اسکا منوی ہونا واجب ہے پھر وضو منوی ہونا واجب ہوا ہم کہے وضو مامور بہ ہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اغسلوا امسحوا امر کے صیغہ سے فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ وہ مامور بہ ہے جو مامور بہ ہے منوی ہونا واجب ہے جو کہے کیا واسطے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے (وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین) لام لیعبدوا میں جو ہے اپنے معنی حقیقی جو تعلیل اسکے واسطے نہیں کیا واسطے اللہ تعالیٰ کے احکام معلل نہیں ہوتے اب اسکو مجازی معنی پر حمل کرنا واجب ہوا کیا واسطے حروف جر ایک کی جگہ میں دوسری قائم ہوتے ہیں اسکی تقدیر یوں ہے وما امروا الا بان یعبدوا اللہ مخلصین اخلاص عبارت ہے نیت خالصہ سے عبادت میں نیت خالصہ جب معتبر ہوی اصل نیت بھی معتبر ہوی ان مقدمات سے وضو منوی ہونا واجب ہوا غایت امریوں کہیں گے جو مامور بہ ہے منوی ہونا واجب ہے سو بعضے صور کے ساتھ مخصوص ہے لیکن ہم اس مقدمہ کو عموم نص سے ثابت کئے ہیں جو عام ہے اپنے محل تخصیص کے غیر میں بھی حجت ہے ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ آیت میں چار اعضا کے غسل و مسح کو

فرض کیا نیت کو ذکر نہین کیا نیت کو واجب کہئے تو نص پر زیادتی لازم آتی ہے نص پر جو زیادتی ہے وہ نسخ ہے قرآن کی نسخ اخبار احاد سے اور قیاس سے جایز نہین ہم انکے جواب مین کہین گے ہم نیت کو واجب کہئے سو دلالت نص سے کہئے اس تقدیر پر نسخ لازم نہین آتا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے دونون دلیل کے مقدمات مین رد و قدح بہت ہے اسکی بیان کی جگہہ کتب الخلاف ہے ازانجملہ اعضا کو دھونے کی ترتیب ہے اللہ تعالی اعضا کو جس ترتیب سے ذکر کیا اسی ترتیب سے دھونا فرض ہے شافعی اور قول احمد کا انکی ظاہر روایت مین بھی ہے ابو حنیفہ اور مالک اور احمد کی ایک روایت مین ترتیب فرض نہین کیا واسطے اللہ تعالی نے اعضا کو واو عاطفہ سے ذکر کیا ہے واو مطلق جمع کیواسطے ہے ترتیب کو نہین چاہتا پہلی فریق کی دلیل یہہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وضو علی الترتیب کرنا ثابت ہوا ہے ترتیب کا خلاف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے وارد نہین ہوا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل قرآن کا مبین ہوا اس سے معلوم ہوا کہ انکا دھونا مرتب ہے اور بھی حجۃ الوداع کی حدیث مین جسکو مسلم نے روایت کی ہے آیا ہے (ابدؤا بما بدا اللہ) یعنی اللہ تعالی نے جس سے ابتدا کیا ہے اسی سے ابتدا کرو یہہ حدیث اگرچہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے مقدمہ مین وارد ہوی ہے لیکن عموم لفظ کو اعتبار ہے خصوص سبب کو اعتبار نہین اور بھی مسوح کو مغسولات کے درمیان داخل کرنا ایک نظیر کو اسکی دوسری نظیر سے قطع کرنا نصا کے کلام مین واقع ہوگا مگر کسی فائدہ کے واسطے وہ فائدہ بجز ترتیب کے دوسرا امر نہین یہہ قرینہ اسکے وجوب پر دلالت کیا ازانجملہ موالاۃ ہے یعنی اعضا پے در پے دھونا مالک اور شافعی کے قول قدیم مین اور امام احمد کی ایک روایت مین وہ واجب ہے شافعی کے قول جدید مین وہی قول اہل مذہب کے پاس مشہور ہے اور ابو حنیفہ اور احمد کی دوسری روایت مین موالاۃ واجب نہین ازآنجملہ اعضا کا دلک ہے یعنی رگڑنا مالک کے مشہور قول مین وہ واجب ہے آئمہ ثلثہ کے پاس اور مالک کی بھی ایک روایت مین وہ واجب نہین ازآنجملہ مضمضہ اور استنشاق ہے یعنی غرغرہ کرنا اور ناک مین پانی لینا احمد کی ایک روایت مین فرض ہے دوسرے آئمہ کے پاس واجب نہین ازآنجملہ تسمیہ ہے یعنی ابتدا مین بسم اللہ کہنا احمد کی ایک روایت مین وہ واجب ہے ایک روایت مین واجب نہین بلکہ سنت ہے مختار خرقی کا حنابلہ سے یہی ہے وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اور اگر تم جنب ہو تو خوب طرح پاک ہو معلوم کیجئے اللہ تعالی پہلے طہارت

صغریٰ کو یعنی وضو کو ذکر کیا اسکے بعد طہارت کبریٰ یعنی غسل کو ذکر کیا طہارت صغریٰ بعضے اعضا کے ساتھ مخصوص تھی اسلئے ان اعضا کو نام بنام ذکر کیا یہاں تمام بدن کو دھونا فرض تھا اس لئے اعضا کی تخصیص نہیں کیا مطلق الطہر فرمایا اور یہاں طہارت سے غسل مراد ہے آیت سورۃ النساء کی (ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا) اس پر دلالت کرتی ہے جنابت کے غسل کا امر مرد و عورت دونوں کو شامل ہے دو امر میں سے کسی ایک امر کے سبب سے جنابت حاصل ہوتی ہے ایک التقاء ختانین سے اگرچہ انزال نہو دوسرا خروج منی سے پھر احتلام سے ہو یا اور کسی جہت سے غسل میں تمام بدن کو پانی پہنچانا فرض ہے اور غسل کی نیت ائمہ ثلثہ کے پاس فرض ہے ابو حنیفہ کہتے ہیں فرض نہیں غسل میں غرغرہ اور استنشاق شافعی اور مالک کے پاس فرض نہیں ابو حنیفہ اور احمد کی ایک روایت میں دونوں فرض ہیں بدن رگڑنا مالک اور مزنی کے پاس فرض ہے دوسرے ائمہ کے پاس فرض نہیں احمد کی ایک روایت میں شروع میں تسمیہ بولنا فرض ہے دوسرے آئمہ کے پاس فرض نہیں وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اگر تم بیمار ہو اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر میں اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ یا کوئی شخص تم میں سے آیا ہے جاے ضرور سے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یا چھوے ہو عورتوں کو فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً پھر نہ پاؤ پانی تو تَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا قصد کرو پاک مٹی کا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ سو مسح کرو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ اس سے یہ کے لفظ میں باالصاق کے واسطے ہے اسکی ضمیر سعید کیطرف راجع ہے اس جملہ کی تفسیر بیجا سو ین وردین مذکور ہوی امام مالک موطا مین اور امام شافعی اور امام احمد اپنے مسندون مین اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی سفر مین تھے جب ہم بیدا مین یا ذات الجیش مین آئے میرا عقد یعنی مالا ٹوٹ کے گر گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے تلاش کیواسطے اقامت کئے لوگ بھی حضرت کے ساتھ رہ گئے وہان پانی نہین تھا سو لوگ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکے کہے دیکھو عائشہ کیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکے رہ گئی ہے لوگ پانی کے پاس نہین ہین اور انکے پاس بھی پانی نہین ہے عایشہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر میری مانڈی پر رکھ کے آرام کئے تھے اس مین ابوبکر رضی اللہ عنہ آکے کہنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور لوگون کو اگاہی ہے اور پانی کے پاس نہین ہین اور انکے ساتھہ بھی پانی نہین ہے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجکو غصہ کرنے لگے اور اپنے ہاتھہ سے میری کمر پر مارنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر میری ران پر رہنا مجکو حرکت کرنے سے باز رکھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کو اٹھے سو پانی نہین تھا سو اللہ تعالی نے تیمم کی آیت نازل کی لوگ تیمم کئے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہنے لے آل ابی بکر یہہ تمہارہی اول برکت نہین پھر ہم اونٹ کو اٹھائے تو ہالا اسکے نیچے تھا سو ہلایہہ لفظ بخاری کا ہے معلوم کیجئے اس حدیث کے اکثر طریقون مین تیمم کی آیت نازل ہوی کر کے آیا ہے سورۂ نسا کی آیت تھی یا سورۂ مائدہ کی آیت تھی سو اسکا بیان نہین قرطبی نے کہا اس سے سورۃ النسا کی آیت مراد ہے کیا واسطے سورۃ المائدہ کی آیت کو آیت الوضو کہتے ہین سورۃ النسا کی آیت مین وضو کا ذکر نہین سو متجہ ہوا کہ آیۃ التیمم سے سورۃ النسا کی آیت مراد ہے لیکن بخاری نے اس حدیث کو عمرو بن الحارث کی طریق سے وہ عبد الرحمن بن القاسم سے جو روایت کی ہے سو اس کی روایت مین یون ہے فنزلت یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الی قولہ تشکرون معلوم کیجئے مالک کی روایت مین جس کو عبد الرحمن بن القاسم سے روایت کی وہ اپنے والد قاسم بن محمد سے وہ عایشہ سے روایت کی سو اس روایت مین انقطع عقدلی آیا ہے یعنی میرا مالا ٹوٹ کے گر گیا عمرو بن الحارث کی روایت مین آیا سقطت قلادۃ لی سو ان دونون روایت سے وہ قلادۃ بی بی عایشہ کا تھا ظاہر ہوتا ہے عروہ بن الزبیر کی روایت مین آیا ہے کہ اس عقد کو عایشہ رضی اللہ عنہا اسما سے یعنی اپنی بہن سے عاریت لے آئے تھے سو ضایع ہوا اس اختلاف کے نظر کرتے بعضون نے کہا یہہ واقعہ دو دفعہ ہوا ہے ایکبار اسما کا قلادہ جو ستعار لیکے آئے تھے ضایع ہونے سے اتر پڑے تھے اس قصہ مین سورۃ النسا کی آیت نازل ہوی دوسرے بار خود عایشہ عقد گم گیا تھا اس قصہ مین سورۃ المایدہ کی آیت نازل ہوی لیکن یہہ قول نہایت بعید نظر آتا ہے کیا واسطے حکم تیمم کا ایکبار جو نازل ہوا کافی تھا دوسرے بار بھی ایسا ہی واقعہ درپیش ہونا اور اس مین بھی آیت تیمم کی نازل ہونا خلاف عقل ہے اور ان دونون روایتون مین کچھہ تعارض نہین کہ جسکے سبب سے قصہ کو علاحدہ ٹھہراوین دونون روایت مین یون جمع کر سکتے ہین کہ وہ قلادہ فی الحقیقت اسما رضی اللہ عنہا کی ملک کا تھا جس روایت مین اس کی نسبت اسما کی طرف ہے وہ حقیقت کے نظر کرتے ہی اور وہ ملک اسما کا تھا عایشہ نے ستعار لے آئی تھی جس روایت مین اسکی نسبت عائشہ کی طرف

کی ہے سو اس وقت انکے قبض و تصرف مین رہنے سے انکی طرف نسبت کیا وہ جو طبرانی نے عباد بن عبد اللہ بن الزبیر کی طرق سے روایت کی ہے اس نے کہا عایشہ رضی اللہ عنہا کہے (لما کان من امر عقدی ما کان و قال اہل الافک ما قالوا) یعنی جب میرے مالے کا امر جو تھا سو ہوا اور اہل افک جو کہنا تھا سو کہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوسرے غزوہ مین نکلی سو میرا مالا پھر گر گیا یہان تک اسکے تلاش کے واسطے لوگون کو ٹھہرا دے مجھکو ابو بکر رضی اللہ عنہ کہے اے لڑکی تو ہر سفر مین لوگون پر رنج اور بلا ہوتی ہے پھر اللہ تعالی نے تیمم کی رخصت نازل کی ابو بکر رضی اللہ عنہ عایشہ کو کہے تو مبارک ہے اسکی سند مین محمد بن حمید الرازی ہے لوگون کو اس مین مقال ہے بر تقدیر اسکی روایت کی تسلیم مین تیمم کی آیت دوبارہ نازل ہونے پر اس مین کچھ دلیل نہین عایشہ رضی اللہ عنہا جو فرمائے مالے کا امر تھا سو ہوا اس سے مالا ضایع ہونا اور لوگ اسکے تلاش کیواسطے جانا آیت تیمم کی نازل ہونا مراد نہین بلکہ اس حدیث کی ظاہر سیاق سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مالے سے وہی مالا مراد ہے جو افک کے قصہ مین مذکور ہے کیا واسطے افک کے مقدمہ کی بنا مالے کے ضایع ہونے پر تھی عایشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہین ایک غزوہ سے پھر کے ہم آتے تھے سو ایک شب کو کوچ کا آواز کئے مین نے قضاء حاجت کے واسطے لوگون سے پرے ہوکا فراغت پاکے آئے سو دیکھتی ہون گلے مین جزع اظفار کا یعنی سلیمانی مہرہ کا مالا تھا سو نہین ہے پھر اسکے ڈھونڈنے کیواسطے پھر کے قضاء حاجت کی جگہہ پر گئی مین اسکے ڈھونڈنے مین لگی اس مین لوگ آکے میرے ہودج کو اونٹ پر باندھکے روانہ ہوے عایشہ رضی اللہ عنہا اس بیابان مین اکیلے رہگئے بعد صفوان بن المعطل رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے تھے بی بی کو اپنے اونٹ پر بٹھلاکے لائے الحدیث سو عباد کی روایت مین مالا جو مذکور ہوا وہ مالا ہے کہ جس پر اہل افک بہتان باندھے تھے سورہ نور کی آیت اسید بن شریک کے شان مین نازل ہوی کرکے ہم جو وہان ذکر کئے مین وہ بھی آیت کی نزول دوبار ہونے پر دلالت نہین کرتا کیا واسطے احتمال ہے دونون مقدمون کے شان مین ایک ہی آیت نازل ہوی ہو لیکن استعمال تیمم کا موجب تطہیر کا ہونا خلاف معقول مر تھا لوگ اس کو قائم ہونا کرکے تاکید کیواسطے اسکے حکم کو اللہ تعالی نے مکرر نازل کیا واللہ اعلم عبد الرزاق اور احمد اور عبد بن حمید اور ابن ماجہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لولاد الجیش مین تعریض کئے یعنی اخیر شب مین اترے حضرت کے ساتھ عایشہ رضی اللہ عنہا تھے انکو جزع اظفار کا

ایک بالا تھا سو ضایع ہوا اسکے تلاش مین لوگ شہر گئے یہان تک کہ صبح روشن ہوئی لوگون کے ساتھ پانی نہین تھا تب اللہ تعالی نے صعید طیب سے طہارت کرنیکی رخصت نازل کی پھر سلطان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوے اور اپنے ہاتھون کو زمین پر مارکے ہاتھون کو اٹھائے اور مٹی سے کچھ شے قبض نہین کئے پھر منھ کو مسح کئے دوسرے بار بھی ہاتھون کو مٹی پر مارکے اس سے ہاتھون کو کھانی تک مسح کئے اور ہاتھون بطون کو بطون تک مسح کئے معلوم کیجئے ہاتھون کے مسح کی غایت مین اختلاف ہے عمار رضی اللہ عنہ سے اس حدیث مین کہ ہاتھون تک مسح کئے کرکے آیا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہے ہین تک مسح جو کئے اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر سے کئے ہین تو اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تیمم کئے ہین اس کا ناسخ ہوگا اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر سے نہین تھا تو اس مین حجت نہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کا امر کئے ہین اسی مین حجت ہے انتہی اسحق بن راہویہ نے کہا عمار رضی اللہ عنہ کا یہ تیمم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر سے نہین تھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکا امر کئے کرکے عمار ذکر نہین کئے بلکہ یون کہے ہم ایسا کئے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب سوال کئے تو منھ اور کفین کو تیمم کرو کرکے حکم کئے اسکی دلیل یہہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عمار رضی اللہ عنہ فتوی دے سو وجہ اللہ کفین کو ذکر کرکے انتہی عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ جسمین وجہ اور کفین کو مسح کرنا آیا ہے اسکو بخاری اور مسلم اپنے صحیحین مین مرفوع روایت کئے ہین احمد و اسحق و ابن جریر و ابن المنذر و ابن خزیمہ اسی کو اختیار کئے ہین اور کہتے ہین تیمم مین منھ کو اور فقط پہنچون کو مسح کرنا کافی ہے ابن الجہیم وغیرہ مالک سے بھی ایسا ہی روایت کئے ہین خطابی اصحاب الحدیث سے بھی ایسا ہی روایت کرتا ہے شافعی کا قول قدیم بھی ایسا ہی ہے ہرمز کے ابو ثور وغیرہ نقل کئے ہین امام نووی جسنے کہا شافعی کا یہہ قول اگرچہ ان کے اصحاب کے پاس مرجوح ہے لیکن دلیل کے نظر کرتے وہی قوی ہے سفیان ثوری اور ابو حنیفہ اور مالک کا مشہور قول اور ابن المبارک اور شافعی کا قول جدید ہاتھون کو مرفقون تک یعنی کہنیون تک تیمم کرنا ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم ابراہیم النخعی اور حسن البصری کا بھی یہی قول ہے عمار رضی اللہ عنہ کی ایک روایت مین بھی الی المرفقین کرکے آیا ہے لیکن اسکی سند مین مقال ہے ابن عمر اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی الی المرفقین کے قید سے احادیث

ہے ہین لیکن بعضون کے اسانید مین مقال ہے اور بعضون کی اسناد صحیح ہے لیکن اسکے رفع مین
اور وقف مین اختلاف ہے مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ اللہ نہین چاہتا ہے کہ تم پر کچھ سختی
ڈالے یعنی وضو اور غسل یا ان کے بدل تیمم کرنا فرض جو کیا سو تمکو مشقت مین ڈالنے کے ارادہ سے نہین کیا
وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ لیکن چاہتا ہے کہ تمکو پاک کرے یعنی تمکو حدث جو ہوتا ہے اس سے پاک کرے
یا گناہ اور خطیات سے پاک کرے کیا واسطے وضو گناہون کا کفارہ ہے امام مالک اور مسلم اور ابن جریر
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے مسلمان بندہ جب
وضو کرتا ہے سو منہہ دھویا تو آنکھون سے جتنے گناہ دیکھا ہے اتنے سب پانیکے ساتھ یا پانیکے اخیر قطرہ
کے ساتھ نکل جاتے ہین جب اپنے دونون ہاتھ دھویا تو اسکے دونو ہاتھہ جتنے گناہ کو پکڑتے ہین اتنے
سب پانیکے ساتھ یا پانیکے اخیر قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہین اور جب اپنے دونو پاؤن دھویا تو
اسکے پاؤن جتنے گناہ کے طرف چلے ہین اتنے سب پانیکے ساتھ یا پانی کے اخیر قطرہ کے ساتھ نکل جاتے
ہین یہان تک کہ گناہون سے پاک نکلتا ہے امام احمد اور مسلم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے جس نے وضو کیا سو اچھی وضو کیا تو اسکے
گناہ اسکے جسد سے نکل جائینگے یہان تک کہ اسکے ناخن کے نیچے سے نکل جائینگے مسلم کی ایک روایت
مین ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ وضو کئے بعد کہے مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وضو کئے جیسی مین نے یہہ وضو کیا بعد فرمائے جو کوئی ایسی وضو کریگا تو اسکے ماتقدم گناہ
بخشے جائینگے اور اسکی نماز اور اسکا مسجد کا جانا نافلہ ہوگے یعنی ثواب مین زیادتی ہوگی نسائی نے
عثمان رضی اللہ عنہ سے یون روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کوئی شخص
نہین جو وضو کرتا ہے سو اچھی وضو کرتا ہے پھر اسکو اُس نماز سے دوسری نماز پڑہے تک بیچ کے
گناہ اللہ تعالی بخشتا ہے اسکی سند شیخین کی شرط پر ہے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین بھی اسکے
مانند روایت کی ہے امام احمد اور ابو یعلی کی ایک روایت مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمائے بندہ جب وضو کا پانی منگواتا ہے اور اپنا منہہ دھوتا ہے تو منہہ سے جتنے گناہ کیا ہے اتنے

سب کو اللہ تعالیٰ بخشتا ہے جب اپنے ہاتھون کو دھویا تو ایسا ہی ہوتا ہے یعنی ہاتھون سے جو گناہ کیا ہے ہاتھون کو اللہ تعالیٰ بخشتا ہے اور جب اپنے پانون کو پاک کرتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے حافظ المنذری نے کہا احمد کی اسناد جید ہے اور اسکو بزار بھی سند صحیح سے روایت کی ہے اور یہہ بھی زیادہ کیا ہے کہ جب اپنے سر کا مسح کیا تو ایسا ہی ہوتا ہے امام مالک اور امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم زید بن اسلم کی طریق سے روایت کئے ہین اس نے عطا بن یسار سے روایت کی ہے وہ عبد اللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے بندہ جب وضو کرتا ہے سو غرارہ کیا تو اسکے منہہ مین کے گناہ نکل جاتے ہین اور جب ناک جھڑکا تو اسکے ناک کے گناہ نکل جاتے ہین جب اپنا منہہ دھویا تو اسکے منہہ مین کے گناہ نکل جاتے ہین یہانتک آنکھون کے پلکون کے نیچے سے جب اپنے دونو ہاتون کو دھویا تو ہاتھون مین کے گناہ نکل جاتے ہین یہان تک کہ ناخنون کے نیچے سے جب اپنے سر کا مسح کیا تو سر مین کے گناہ نکل جاتے ہین یہان تک کانون سے جب اپنے پانون کو دھویا تو پاؤن کے گناہ نکل جاتے ہین یہان تک کہ پانون کے ناخن سے اسکے بعد اسکا مسجد کو جانا اور اسکی نماز نافلہ ہوتی ہے حافظ المنذری بولا حاکم نے کہا اسکی سند شیخین کے شرط پر ہے اور اس مین کچھ علت نہین اور صنابحی مشہور صحابی ہے انتہی حافظ العسقلانی نے اطراف المسند مین کہا زید بن اسلم سے روایت مختلف آئی ہے بعضون نے کہا عبد اللہ الصنابحی اور وہ صحابی ہے بعضون نے کہا ابو عبد اللہ الصنابحی یعنی تابعی کنیت سے تابعی ہے اور الاصابہ مین کہا مالک کے اکثر رواۃ عبد اللہ الصنابحی کہے ہین نسائی بھی مالک کی طریق سے ایسا ہی روایت کی ہے مطرف اور اسحق ابن الطباع مالک سے روایت کئے سو ابو عبد اللہ اداۃ کنیت کو زیادہ کر کے کہے ان دونون کی روایت شاذ ہے ابن مندہ نے ابو غسان محمد بن مطرف سے وہ زید بن اسلم سے روایت کی سو بھی عبد اللہ الصنابحی کہا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے امام احمد اپنے مسند مین اسکو حسین بن محمد سے اور ابو سعید مولی بنی ہاشم سے روایت کی ہے وے دونون ابو غسان محمد بن مطرف سے وہ زید بن اسلم سے روایت کیا سو بھی عبد اللہ الصنابحی کہا ابن ماجہ سوید بن سعید سے وہ حفص بن میسرہ سے وہ زید بن اسلم سے بھی ایسا ہی روایت کی ہے ترمذی نے بخاری سے نقل کی ہے

کہا مالک نے عبداللہ الصنابحی جو کہا سو اس میں وہم کیا ہے وہ ابوعبداللہ الصنابحی ہے اسکا نام عبدالرحمن
بن عسیلہ ہے انتہی حافظ العسقلانی نے اس قول میں نظر کیا ہے اسکا حاصل یہہ ہے سو سعید بن سعید نے
حفص بن میسرہ سے وہ زید بن اسلم کی مذکور سند سے عبداللہ الصنابحی سے روایت کی ہے کہا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرمائے اسی سند سے ان الشمس تطلع بین قرنی الشیطان الحدیث
دارقطنی غرایب مالک میں اسمعیل بن ابی الحارث اور ابن مندہ کی طریق سے محمد بن اسمعیل الصنابحی سے کے
وہ دونوں مالک سے اور زہیر بن محمد سے وہ دونوں زید بن اسلم سے بھی ایسا ہی روایت کیے ہیں ابن مندہ
نے کہا محمد بن جعفر بن ابی کثیر اور خارجہ بن مصعب زید بن اسلم سے بھی ایسا ہی الصنابحی سے روایت
کیے ہیں یہہ لوگ زید بن اسلم سے جو مالک کا شیخ ہے عبداللہ الصنابحی کہنا مالک وہم کیے کر کے جزم کرنیکو دفع
کرتا ہے بندہ عاصی نے بعد قاضی عیاض کی کتاب مشارق میں دیکھا اس نے کہا مالک زید بن اسلم سے
جیسا روایت کیے ہیں دوسرے لوگ بھی ویسا ہی عبداللہ الصنابحی کر کے روایت کیے ہیں تو معلوم ہوا وہم
مالک سے نہیں ہے انتہی یحیی بن معین نے کہا عبداللہ الصنابحی جس سے مدنیین روایت کیے اشبہ ہے
کہ اسکو صحبت رہے ابن السکن نے کہا عبداللہ الصنابحی اہل مدینہ میں شمار کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ اسکو
صحبت ہے بندہ عاصی کہتا ہے ان الشمس تطلع کی حدیث کو امام احمد روح سے وہ مالک سے جو روایت
کی ہے اسمعیل بن ابی الحارث کے روایت کے مثل روایت کیا ان کے راویوں میں عبداللہ الصنابحی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کر کے جزم کیے ہیں یہہ روایت اسکے صحبت کا جزم کرتی ہے واللہ اعلم
ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور مسلم عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مطول روایت
کیے ہیں سو اس میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے تمہارے میں کا کوئی مرد نہیں ہے جو اپنے وضو
کے پانی کو نزدیک کرتا ہے پھر کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی لیتا ہے اور ناک چھڑکتا ہے مگر اسکے منہ میں
کے اور ناک میں کے گناہ گر جاتے ہیں پھر جب منہ دھوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے اسکو امر کیا ہے تو اسکے
منہ کے گناہ داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں پھر اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک
دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھوں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں

پھر اپنے سر کو مسح کرتا ہے تو اسکے سر کے گناہ بالون کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہین
پھر اپنے قدمون کو گھٹنون تک دھوتا ہے تو اسکے ٹخنون کے گناہ انگلیون کے پیرون کے پانی کے ساتھ
گر جاتے ہین پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھا اور اللہ کا حمد کیا اور اسکی ثنا کیا اور اسکی تمجید کیا ایسے
کہ اللہ تعالی اسکے لایق ہے اور اللہ کے واسطے اپنے دل کو فارغ کیا تو گناہون سے اس ہیئت پر پھر یگا کہ جیب
اسکی مان اسکو جنی تھی یہہ لفظ مسلم کا ہے طبرانی نے اوسط مین ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے مین کا کوئی شخص جب غرارہ کیا تو اتر جاتی ہے وہ یعنے گناہ جو
اپنے منہہ سے کیا تھا اور جب اپنے منہہ کو دھویا تو اتر جاتی ہے وہ جو اپنے منہہ سے کیا تھا اور جب اپنے
ہاتھ دھویا تو اتر جاتی ہے وہ جو اپنے ہاتھ سے کیا تھا اور جب سر کو مسح کیا تو اسکے گناہ بالون کی جڑون
مین سے جھڑ جاتے ہین اور جب اپنے پانون کو دھویا تو اتر جاتی ہے وہ جو اپنے پانون سے کیا تھا
امام احمد نے اس حدیث کو ابی امامہ سے بطرق متعدد روایت کی ہے انمین کی ایک طریق کو حافظ المنذری
نے تصحیح کی ہے اور چند طریقون کو بولا کہ وہ حسن ہین اس باب مین مذکور احادیث کے سوای اور بھی بہت سے
احادیث آئے ہین وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ اور پوری کرے اپنی نعمت تم پر نعمت پوری کیا سو شرایع اور
احکام کو بیان کرکے اور دینی امور کہ جنکی احتیاج ہے انکی تفصیل کرکر بعضون نے کہا نعمت پوری کیا سو
مرض سفر کی حالت مین تیمم رخصت دے کے اُن پر آسانی کیا سعید بن جبیر اور محمد بن کعب
کہے نعمت پوری کرنے سے بہشت مین داخل کرنا مراد ہے اللہ تعالی
جس بندے پر اپنی نعمت پوری نہ کرے گا تو اس کو بہشت مین داخل نہ کریگا ابن ابی
شیبہ اور عبد بن حمید اور بخاری ادب المفرد مین اور ترمذی اور طبرانی اور بیہقی کتاب الاسماء والصفات
مین اور خطیب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک
شخص پر سے گذر کئے وہ کہتا تھا اللھم انی اسالک الصبر الحدیث اس حدیث مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرماتے تمام النعمۃ کہ بہشت مین داخل ہونا اور دوزخ سے چھٹکارا پانا ہے
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ شاید کہ تم شکر گذاری کرو یعنی اللہ تعالی نے تم پر جو احسان کیا اور حدث و گناہ سے پاک
ع ۶ ۴ ۲ ۱ ۵ ۳ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹

تمکو پاک کیا اور دین مین تم پر حرج و مشکل نہین رکھا سو اسکی شکر گذاری کرو احسان مانو معلوم کیجیے
اس آیت مین چند لطایف ہین سو یہہ آیت سات امر پر مشتمل ہے ہر ایک مذکور ہے دو طہارت مین
ایک اصل ہے یعنی وضو یا غسل دوسرا بدل ہے یعنی تیمم اصل مین دو امر ہین ایک مستوعب ہے یعنی تمام بدن
کو پورا کرنا یہہ غسل مین ہے یا غیر مستوعب ہے یہہ وضو مین ہے غیر مستوعب جو ہے اسکے فعل کے دیکھتے
دو فعل ہین غسل ہے اور مسح ہے اور اسکے محل کے دیکھتے دو محل ہین محدود ہے اور غیر محدود ہے
اور طہارت کا آلہ ماے یعنی پتلی چیز یعنی پانی ہے یا جامد ہے یعنی خشک چیز ہے مٹی ہے اور طہارت کا
موجب حدث اصغر ہے اور اکبر ہے اور اصل کو چھوڑکے بدل کو مباح کرنے والے دو چیز ہین مرض ہے
اور سفر ہے اسپر وعدہ کیا ہے سو دو امر کا تعلیم ذنوب سے اور اتمام نعمت بحرار جملکم برؤسکم پر لیکے اس سے
مسح ہوذہ مراد لیوے تو وضو کے دو اعضا مغسول ہین اور دو اعضا ممسوح ہین اور دو مطلق ہین منھ اور
سر اور دو غایت کے ساتھہ مقید ہین ہاتھہ دریانون اور غایت سے مقید جو اعضا ہین سو آدمی مین دو دو
ہین دو ہاتھہ دو پاؤن وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر وَمِيثَاقَهُ
الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ اور اسکے عہد کو جو تمھارے ساتھہ اسکا بھی لیا ہے اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا
جب تمنے کہا کہ ہمنے سنا اور فرمانبرداری کی یعنی مانا معلوم کیجیے اوپر کے آیتون مین اللہ تعالی نے
تکالیف کو ذکر کیا اب اس آیت مین ان تکالیف کو قبول کرنا اور اسکے مطیع و منقاد ہونا اونپر واجب ہونیکو
دو وجہ سے ثابت کیا پہلی وجہ اللہ تعالی کے نعمتون کی کثرت کو نظر کرتی ہے کیا واسطے نعمتون کی کثرت
اپنے منعم کی خدمت مین مشغول رہنا اور اسکے اوامر و نواہی کو ماننا منعم علیہ پر واجب کرتی ہے دوسری وجہ
انکو فرمان برداری کرنا اور اسکے حکم کے مطیع و منقاد رہنا واجب ہونیکا عہد و پیمان ہے جو اللہ تعالی نے اپنے
اسکا بھی لیا ہے اور وہ اس عہد کو قبول کرکے سمعنا و اطعنا کہے سو ان دونون سبب کے دیکھتے تکالیف
کو قبول کرنا لازم پڑا معلوم کیجیے یہان اللہ تعالی نعمت کو مفرد کے لفظ سے ذکر کیا نعم کرکے جمع کی
صیغہ سے نہین بولا کیا واسطے اس سے اللہ تعالے کی نعمتون کے تعداد مین تامل کرنا مقصود نہین ہے
بلکہ جنس نعمت مین تامل کرنا مقصود ہے اللہ تعالی نعمتین جو عطا کیا اسکے جنس کو دیکھنے کی قدر تعالی اللہ

کے سوائے کسی کو نہیں دیکھو حیات اور صحت اور عقل اور ہدایت اور آفتوں سے بچنا اور دنیا و آخرت کے سب خوبیوں کو پانا نعمت ہے اللہ تعالیٰ کے سوائے کسیکو اسکے دینے کی قدرت نہیں اس سے ثابت ہوا اللہ تعالیٰ کے نعمتوں کی جنس جو ہے سوائے ذات باری عزشانہ کے غیر کو انکے دینے کی قدرت نہیں جبلہ تعالیٰ نے فرمایا اذکروا نعمتہ اللہ اس سے مراد وہ نعمت ہوسی کہ جس نعمت کو اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرا کوئی دینے کی قدرت نہیں رکھتا جو نعمت ایسی ہو اس کے شکر وجوب اکمل اور اتم ہوا یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اس کا حاصل یہ ہے اللہ تعالیٰ کی جس نعمت کا فیضان ہر وقت اور ہر لحظہ ہم پر دائم اور پیدر پی ہوتا ہے اسکو بھول جانا متصور نہیں ہوتا اذکروا کے لفظ کو استعمال کرنیکی کیا ضرورت ہے جسکو بھول گئے ہیں اسکا جواب یہ ہے نعمتوں کی کثرت اور لحظہ بلحظہ اسکا فیضان ہونا تعداد امر کے مانند ہوگیا ہے سو اسکا غلبہ ظہور اور اسکی کثرت اسکو بھول جانیکا سبب ہوا اس لئے اذکروا کا لفظ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میثاق جو لیا اس سے کونسا میثاق مراد ہے سو مفسرون کو اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے میثاق وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے لیا تھا وے توریت کو اور اسمین جو کچھ ہے اُن سب کو قبول کئے از جملہ امور توراۃ مین جو تھین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کو تشریف لائینگے اور حضرت پر ایمان لانا جب توراۃ کا اقرار کئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنا بھی لازم ہوا مجاہد اور کلبی اور مقاتل کہتے ہین میثاق سے مراد وہ میثاق ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے لیا جو انکو آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالا اور کہا الست بربکم تو کہے بلی اس پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہہ عہد جو لیا بنی آدم کو یاد نہین پھر اسکو یاد رکھو کے کیا امر کرتا اس کا جواب یہ ہے مخبر صادق کے واسطے سے اللہ تعالیٰ نے اس باب کی جب خبر دیا تو اس کا واقع ہونا کو قطعی اور یقینی ہوا سدی نے کہا میثاق سے دلایل عقلی اور شرعی مراد ہین کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور شرایع پر قائم کیا ہے بعضون نے کہا میثاق وہ میثاق ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسے لئے انکے قول پر اللہ تعالیٰ کے میثاق لینے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میثاق لینا مراد ہوگا جیسا کہ دوسری آیت مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ) یہہ میثاق انسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کس وقت لئے سو اس میں بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں عقبۃ الاولی کی میثاق ہے جو انصار سے لئے بعضے کہتے ہیں بیعۃ الرضوان کی میثاق ہے قاضی ناصر الدین البیضاوی نے کہا یہ میثاق وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں سے لئے سمع وطاعت پر عسر و یسر میں اور منشط و مکرہ میں قرطبی نے کہا جمہور مفسرین کا یہی قول ہے بندہ عاصی کہتا ہے قاضی یہ جو بولا وہی قوی ہے سیاق آیت کا اسی کو مقتضی ہے کیا واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے اس میثاق کو تم سمعنا واطعنا کہہ کے قبول کئے بنی اسرائیل اس سے مراد نہیں ہوتے کیا واسطے آیت میں خطاب مومنوں کو ہے بنی اسرائیل کو نہیں اور بنی آدم سے میثاق جو لیا تھا اس کے جواب میں وے سمعنا واطعنا نہیں کہے بلکہ بلی کہے ہیں اور اس میثاق سے دلایل عقلی اور شرعی لینا بھی موجہ نہیں کیا واسطے سیاق آیت کا اس کو مقتضی نہیں عقبۂ اولی کی بیعت مراد نہیں کیا واسطے اس شب کو فقط اس کا عہد لئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس آوے تو اپنی اور اپنے عورت بچوں کی جیسی محافظت کرتے ہیں اور دشمن سے بچاتے ہیں ویسا ہی حضرت کو بچانا بیعت الرضوان میں بیعت جنگ سے نہ بھاگنے پر اور جان دینے پر تھے اس سے ثابت ہوا مراد وہ میثاق ہے جو مومنوں سے سمع وطاعت پر لئے تھے بخاری اور مسلم عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی المنشط والمکرہ الحدیث یعنی ہم بیعت کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سننے پر اور اطاعت کرنے پر خوشی میں اور ناخوشی میں یعنی جس امر کو ہم دوست رکھتے اس میں اور جس امر کو ہم مکروہ سمجھتے ہیں اس میں ابن الجوزی اور حافظ العسقلانی وغیرہ کہتے ہیں انصار سے یہ بیعت عقبۂ ثانیہ میں لئے ہیں احادیث سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے اور جو اسلام لاتا تھا اس سے ایسی ہی بیعت لیا کرتے تھے بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت سمع اور اطاعت پر کرتے تو ہمکو فرماتے ایسا کہو فیما استطعتم یعنی اس چیز میں جو ہم اسکی استطاعت رکھتے ہیں بخاری نے جریر بن عبد اللہ البجلی سے روایت کی ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کیا سمع وطاعت پر الحدیث اذ قلتم ظرف ہے واتقکم بہ کا اذکروا کا ظرف نہیں کیا واسطے تذکرہ کا وقت ان کے

قول کے وقت سے متاخر ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور ڈرو اللہ سے مقرر اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو سینون مین ہے یعنی تم دلون مین جو باتین مخفی رکھتے ہو اور کسی کو اسپر اطلاع نہین ہوتی ہے انکو جانتا ہے سو تم اللہ کے ان عہدون کو مت توڑو اور اپنے دلون مین انکے توڑنے کا خیال مت ٹھہراؤ کیونکہ واسطے اللہ تعالیٰ تمھارے دلون کی بھید جانتا ہے تمکو اسکی سزا دیگا یَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ اے ایمان والو بہت کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے یعنی اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا جن امور مین تم پر لازم ہے اس کے بجالانے پر تم قایم رہو اور اسکے طاعتین بجالاؤ اور اسکے منہاہی سے دور رہا کرو شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ گواہی دینے کو انصاف کی یعنی سچی بات جو جانتے ہو اسکی گواہی دو خلاف واقع کی گواہی مت دو معلوم کیجئے یہہ آیت بھی اپنے ماقبل سے متصل ہے اللہ تعالیٰ کے تکالیف کے مطیع و منقاد ہونے کو اس مین حث کرتا ہے تجھ پر پوشیدہ نرہے اللہ تعالیٰ کے تکالیف اگرچہ بہت ہین لیکن دو نوع مین منحصر ہین التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ یعنی اللہ کے امر کی تعظیم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے مخلوقات پر شفت رکھنا کو نوا قوامین سے نوع اول کی طرف اشارہ کیا۔ شہدا بالقسط سے نوع ثانی کیطرف اشارہ کیا شہادت ادا کرنے مین اپنے دوست قرابت والون کی پاس خاطر نہ کرنا دشمن کی عداوت کو لحاظ نکرنا سچی بات جو ہے کہہ دینا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اور نہ لے آوے تمکو ایک قوم کی دشمنی عدل نہ کرنے کو یعنی کسی کی دشمنی کے باعث انصاف کو نہ چھوڑو بعضے مفسرین کہتے ہین قریش حدیبیہ مین مسلمانون کو مسجد الحرام مین جانے سے جو منع کئے انکے مقدمہ مین یہہ آیت نازل ہوئی یعنی تم کو مشرکون سے بشدت عداوت رہنے سے انصاف کو ایک طرف دھر کر اُن پر تعدی کرنا جیسے مثلہ کرنا اور انکی محصن عورت کو قذف کرنا اور جنگ مین ان کے عورت بچون کو قتل کرنا اور عہد شکنی کرنا اور اہل ذمہ پر تعدی کرنا اور اس سے اپنے دلون کی تشفی کرنا اچھا ہے بعضے کہتے ہین اس آیت کا حکم عام ہے اسکی معنی یون ہے کسی قوم سے تمکو عداوت ہو تو اس عداوت کے سبب سے ان پر ظلم کرنا تمکو نہین پہنچتا اگرچہ وے قوم تمھارے ساتھ بدی سے پیش آوین اور تم ان کے ساتھ احسان کرو اگرچہ وے تم سے برائی کرین سو یہہ خطاب عام ہے اللہ تعالیٰ مومنون کو امر کرتا ہے

حقوق و دلائل

کو کسی سے معاملہ نکرے مگر عدل و انصاف سے اور جور و ظلم کو ترک کرے امام رازی نے کہا یہی قول اولی ہے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى عدل کرو وہ یعنی عدل پرہیزگاری سے نزدیک ہے سنبھلو قدم کیجئے اللہ تعالیٰ نے پہلے انصاف کی بات کہنے کا ارشاد کیا بعد بے انصافی سے منع کیا پھر اسکی تاکید اور تشدد کیواسطے امر کا صیغہ اعدلوا کو ذکر کیا بعد عدل کی علت کو ذکر کیا کہ ہو اقرب للتقوی یعنی اللہ کی معاصی سے پرہیز کرنیکو اقرب ہے۔ یا اللہ کے عذاب سے بچنے کو اقرب ہے سمجھ لیجئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کفار کے ساتھ عدل کرنے کی تنبیہ کیا کفار کے باوجود اللہ تعالیٰ کے دشمن رہنے کے انکے ساتھ عدل کرنا جب واجب ہوا اور انکی ساتھ عدل کرنے کو اس مبالغہ سے ذکر کیا تو مومنوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے اولیا اور احباب ہیں اسکا وجوب کس مرتبہ میں ہوگا سوتر رکھئے وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اور ڈرتے رہو اللہ سے مقرر اللہ آگاہ ہے جس کو تم کرتے ہو اس جملہ میں مطیعوں کو وعدہ اور نافرمانوں کے وعید کو مجملاً ذکر کیا اور انکو آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں کا علم ہے تمہارا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہیں پھر مومنوں کے وعدہ کو کافروں کے وعید کو تفصیلاً ذکر کیا اور فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ وعدہ دیا ہے اللہ نے ایمان والوں کو اور جو نیک عمل کرتے ہیں کہ انکو بخشائش ہے اور بڑا ثواب ہے معلوم کیجئے وعدہ کا لفظ دو مفعول کو چاہتا ہے جملہ الذین آمنوا کا اس کا پہلا مفعول ہے اسکا دوسرا محذوف ہے اسکی تقدیر الجنۃ ہے یعنی اللہ نے مومنوں کو جنت کا وعدہ دیا ہے لہم مغفرۃ کا جملہ اس محذوف مفعول کی تفسیر ہے سبب کو جو مغفرت اور اجر عظیم ہے سبب کی جو جنت ہے تفسیر ڈالا اور احتمال ہے کہ لہم مغفرۃ کا جملہ وعدہ کا بیان ہے جب بولا انکو وعدہ دیا وہاں سوال کیا کیا وعدہ دیا تو اس کے جواب میں بولا وعدہ دیا مغفرت اور اجر عظیم کا اور احتمال ہے لہم مغفرۃ کا جملہ مقولہ ہے قول محذوف کا گویا یوں بولا وعدہم وقال لہم مغفرۃ یعنی وعدہ دیا اور کہا انکو مغفرت ہے اور احتمال ہے وعد کے لفظ کو قول کی جگہ میں لایا کیواسطے وعد جو ہے قول کا ایک قسم ہے وعدہ دیا یعنی کہا انکو مغفرت ہے اور احتمال ہے وعد کا لفظ لہم مغفرت کے جملہ پر واقع ہوا ہے یعنی اس مجموع کا وعدہ انکو دیا یعنی انکو مغفرت اور اجر عظیم ہونیکا وعدہ دیا جانے نیک عمل کرنے والوں کو مغفرت ہے

کرکے بولا برے عمل کرنے والون کو مغفرت ہے کرکے نہین بولا حالانکہ مغفرت انہین کو ہے جو برے عمل کئے ہین کیا واسطے جو شخص معصوم نہین وہ البتہ کچھ برے عمل سے خالی نہین اگرچہ نیک اعمال کتنے ہی کیا رہے سو صالحات کے لفظ کو ذکر کرکے آگاہ کیا کہ جو شخص ایمان لاوے اور نیک عمل کرے تو اسکے سیئات معاف ہون گے جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا۔ ان الحسنات یذہبن السیئات یعنی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کی خبر دیا موعود بہ کی یعنی وعدہ کئے گئے سو چیزون کی خبر نہین دیا کیا واسطے وعدہ کی خبر دینا اقوی ہے اس کا وجہ یہہ ہے وعدہ کو اپنے ذات پاک کی طرف نسبت کیا اور بولا اللہ نے وعدہ کیا جو آپہ ہو وہی سب مقدورات پر قادر ہوگا اور سب معلومات کا عالم رہیگا سب حاجات سے غنی ہوگا جس کے یہہ صفات ہون گے اس کے وعدہ مین خلاف نہین ہوتا کیا واسطے وعدہ مین خلاف نہین ہوتا مگر چند سبب سے ایک تو جہل کے سبب سے یعنی وعدہ کو بھول جانے سے دوسرا عاجز ہونے سے وعدہ کو وفا کرنیکی قدرت نہین رکھتا تیسرا بخل کے سبب سے اسکی کنجوسی وعدہ کو وفا کرنے سے منع کرتی ہے چوتھا حاجت کے سبب سے جس چیز کا وعدہ کیا تھا اسکی احتیاج اسکو رہنے سے وعدہ کو وفا نہین کرتا اللہ تعالیٰ ان سب امور سے منزہ ہے تو اسکے وعدہ مین خلاف ہونا محال ہوا پھر اس وعدہ کی خبر دینا موکد تر اور اقوی ہوا موعود بہ کی خبر دینے سے وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ فمن اور جو لوگ منکر ہوے اور جھٹلائین ہماری آیتین وے ہین دوزخ والے اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ خلود فی النار نہین ہے مگر کافرون کو کیا واسطے جملہ اولئک اصحاب الجحیم کا حصر کا فایدہ بخشتا ہے اور مصاحبت ملازمت کو مقتضی ہے جیسا جنگل کے ملازمین کو اصحاب الصحرا کہتے ہین اس سے معلوم ہوا فاسق دوزخ کا ملازم نہین یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی نعمت کو تم پر یعنی اسکے احسان کو اپنے اوپر نعمت کو یاد کرو جو بولا تھا خوبیان مسلمانون کو مرحمت کرنے تھے اس کو یاد دلایا یہان نعمت کو یاد کرو جو فرمایا بنی اسرائیلون کو دفع کیا تھا سو اسکو یاد دلایا اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے بعضون نے کہا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا سو اس کے مقدمہ مین یہہ آیت نازل ہوی ابن اسحٰق و ابو نعیم و دلایل النبوۃ مین

حسن کی طریق سے روایت کئے ہین کہ جابر رضی اللہ عنہ کہے ایک شخص نے بنی محارب سے جس کا نام غورث بن الحارث تھا اپنی قوم سے کہا مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرتا ہون کہے تو کیسا قتل کریگا تو بولا دغا سے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوے تھے شمشیر حضرت کی ران پر دھری تھی وہ شخص بولا یا محمد مین تمہاری اس تلوار کو دیکھتا ہون حضرت فرمائے بہتر سو وہ تلوار کو نیام سے کھینچکر پھیرنے لگا اور جب مارنے کا قصد کرتا تو اللہ تعالی اسکو پھیر دیتا پھر وہ بولا یا محمد میرے ہاتھ مین تلوار ہے کیا تم میرے سے نہین ڈرتے فرمائے نہین اللہ تعالی تجھکو میرے سے منع کریگا پھر تلوار کو نیام کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا یاایہا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم فکف ایدیہم عنکم الآیۃ بندہ عاصی کہتا ہے حسن بصری نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کچھ نہین سنا سو یہ سند منقطع ہے اسکے مقدمہ مین نازل ہونے کو آیت کا سیاق بھی منافی ہے کیا واسطے آیت مین قوم نے ہاتھ دراز کرنیکا قصد کی مذکور ہے اس قصہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلاک کرنیکا قصد نہین کیا مگر ایک ہی شخص مگر یون جواب دے سکتے ہین کہ وہ شخص اپنی قوم کی رضامندی سے آیا تھا سو اسلئے قوم قصد کی کرکے اللہ تعالی فرمایا واللہ اعلم۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی دلایل النبوۃ مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک منزل مین اترے لوگ عضاۃ کے درختون کے سایہ مین اترنے کو متفرق ہوے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شمشیر ایک درخت سے لٹکا دے پھر ایک اعرابی نے آکے شمشیر کو لیکے ننگی کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا من یمنعک منی یعنی تجھکو میرے سے کون بچائیگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ بچائیگا اعرابی دو یا تین بار یہی کہتا تھا من یمنعک منی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکے جواب مین وہی فرماتے تھے اللہ بچائیگا پھر اعرابی نے تلوار کو نیام کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو بلائے اعرابی کی اس حرکت سے اطلاع کئے

اعرابی حضرت کی بازو سے بیٹھا تھا سو اسکو کچھ سزا نہ دئے

معمر نے کہا قتادہ اسی کے مانند ذکر کرتا تھا اور بولا عرب کے ایک قوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

دغا کا ارادہ کرکے اس اعرابی کو بھیجی تھی۔ اور اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم الآیہ کی تاویل اسنے اسی سے کیا حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہامہ کی طرف جہاد سے نخل میں جنگ کئے وہ لوگ مسلمانوں کو غفلت میں دیکھے سو ان میں کا ایک شخص جس کا نام غورک بن الحارث تھا آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے تلوار لیکے کھڑا ہوا اور بولا من یمنعک منی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ بچائیگا پھر تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو اٹھالئے اور فرمائے تجھکو کون بچائیگا وہ شخص بولا کن خیر آخذ یعنی تم بہتر لینے والوں میں کے ہو جاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہے کیا تو گواہی دیتا ہے کہ کوئی الٰہ نہیں سوائے اللہ کے اور میں اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا میں تمہارے سے جنگ نہ کرونگا اور جو لوگ آپ سے جنگ کرتے ہیں انکے ساتھ نہ رہونگا عہد کرتا ہوں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو چھوڑ دئے وہ شخص اپنی قوم کے پاس آکے کہا تمام لوگوں سے بہتر شخص کے پاس سے میں آیا جب نماز کا وقت ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ خوف کی نماز پڑھے لوگوں کے دو ٹکڑیاں کئے الحدیث حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اس قصہ کی اصل صحیحین میں بھی جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوئی ہے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کو گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے جب پھرے میں بھی پھرا ایک وادی جس میں عضاہ بکثرت تھیں قائلہ کا وقت ہوا یعنی دوپہر دن کو سونے کا وقت ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتر گئے لوگ عضاہ کے درختوں کے سایہ میں اترنے متفرق ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سمرہ کے سایہ میں اترے اور اپنی تلوار کو اس سے لٹکا دئے جابر کہے ہم نیند کا ایک ڈھلکا لئے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو بلائے ہم آکے دیکھے تو حضرت کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یہ شخص میری تلوار کھینچا اور میں سوتا تھا پھر میں بیدار ہوا تو اسکے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اسنے مجھکو کہا من یمنعک منی میں نے کہا اللہ سو یہ بیٹھا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کچھ سزا نہیں دئے بخاری نے کہا مسدد کی روایت میں اس کا نام غورث بن الحارث تھا اور محارب خصفہ سے جنگ تھا بخاری کی ایک روایت میں ذات الرقاع کے جنگ کو گئے تھے مذکور ہے ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جب کہے اللہ جبرئیل نے اس اعرابی کے سینے پر مار کے دے مکیل دیا شمشیر اسکے ہاتھ سے گر گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم شمشیر کو اٹھا لئے اور کہے اب تجھے کون بچائیگا اسنے کہا کوئی بچانیوالا نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہے اٹھ چلے جا اعرابی نے جاتے وقت کہا تم میرے سے بہتر ہو قولہ محارب خصفہ یہہ دونوں لفظ ملکے ایک قبیلہ کا نام ہے اسکا اصل محارب بن خصفہ ہے خصفہ خاء معجمہ اور صاد مہملہ کے فتح سے اس کے بعد فا ہے اسکے باپ کا نام قیس بن عیلان بن الیاس بن مضر تھا محارب میم کے ضم سے اور حا مہملہ سے نام ہے خصفہ کے فرزند کا یہہ محارب قریش سے ایک بطن ہے محارب کے قبیلہ کو اسکے باپ کی طرف اضافت کر کے محارب خصفہ کہتے ہیں کیا واسطے محارب کے نام والے چند قبیلہ ہیں سوان سے تمیز ہونے کے واسطے محارب خصفہ کہتے ہیں قولہ نخل نون کی فتح سے اور خاء معجمہ کی سکون سے ایک جگہ کا نام ہے مدینہ سے دو منزل پر قولہ غورث غین معجمہ اور راء مہملہ کے فتح سے دونوں کے درمیان واو ساکن ہے اور اخیر میں ثا مثلثہ ہے جعفر کے وزن پر بعضے اسکو غین معجمہ کے ضم سے ضبط کئے ہیں حاکم کے اور خطیب کے پاس غورک ثا مثلثہ کے در عوض کاف سے واقع ہوا ہے بخاری کی روایت میں بعض اہل مغرب کے پاس غین معجمہ کے در عوض عین مہملہ سے واقع ہوا ہے قاضی عیاض نے کہا غین معجمہ سے کہنا وہی صواب ہے قولہ عضاۃ عین مہملہ کی کسر سے اور ضاد معجمہ کی تخفیف سے اخیر میں ہا ہے درخت کو کہتے ہیں کہ جس کے کانٹے دراز ہوتے ہیں اور مخصوص کیکر اور ببول کو بھی کہتے ہیں قولہ سمرۃ درخت کو کہتے ہیں جس میں پتے بہت رہتے ہیں یہہ بھی وہی عضاۃ کا پتے دار درخت ہے بعضے کہتے ہیں بنی النضیر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کے سوا اس میں نازل ہوئی اسکے قصہ کو ابن اسحاق یوں روایت کیا ہے کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کی دعوت کی قبول اسلام نہیں لایا اور اسلام سے انکار بھی نہیں کیا اور بولا چند مسلمانوں کو نجد کے لوگوں کی دعوت کرنیکے لئے روانہ فرمائینگے تو مجھکو امید ہے کہ وہ آپکی دعوت کو قبول کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مجھکو اہل نجد سے اندیشہ ہے اگر اپنے اصحاب کو روانہ کروں تو وہ بدی سے پیش آئینگے ابو براء نے کہا آپ ان کے لوگوں کی دعوت کے واسطے لوگوں کو

روانہ کرتا اور مین انکا ذمہ دار ہون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو کے ساتھ چالیس شخص کو جو مسلمانون کے اخیار مین تھے روانہ کئے از انجملہ حارث بن الصمہ اور حرام بن ملحان اور عروہ بن اسماء بن السلمی اور نافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامر بن فہیرہ مولی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم پھر یہ صاحبان روانہ ہوکے بنی عامر کی زمین کے اور بنی سلیم کے حرہ کے مابین بیر معونہ کے پاس اترے اور حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیکے عامر بن الطفیل کے پاس بھیجے اوس عدو اللہ نے خط کو نہ دیکھہ کے حرام بن ملحان کو قتل کیا باقی کے مسلمانون کو قتل کرنے بنی عامر کو طلب کیا بنی عامر کہے ابو براء ان قوم کو اپنا ذمہ دیکے عہد کرلایا ہے اسکے عہد کو نہ توڑینگے پھر عامر بن الطفیل عصیہ اور رعل اور ذکوان سے جو بنی سلیم کے قبیلہ تھے استعانت چاہا وہ جمع ہوکے مسلمان جہان اترے تھے وہان آکر انکو احاطہ کرلئے مسلمان یہہ دیکھہ کے ہتیار لیکے مقابلہ کئے یہان تک کہ وہ سب مارے گئے مگر کعب بن زید گھایل ہوکے مردون مین پڑے تھے سو بچ گئے اور خندق کے جنگ مین شہید ہوے عمرو بن امیہ الضمیری اور انصار کا ایک شخص اونٹون کے چرانے مین تھے سو دیکھے اپنے لوگ جہان اترے تھے وہان جانور آڑھہ رہے ہین سوکہے یہہ جانور جمع نہ ہون گے مگر کچھہ سبب سے اور اپنے لوگون کے پاس آئے دیکھے تو سب مارے گئے ہین اور انکو ماری سو جماعت کھڑی ہے انصاری نے عمرو بن امیہ الضمری کو کہا اب کیا کرنا عمرو نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکے حضرت کو اطلاع کرنا انصاری نے کہا جس مقام مین منذر بن عمرو مارا جاوے اس مقام سے اپنی جان بچاکے جانیکو مین پسند نہین کرتا پھر انصاری ان سے جنگ کرکے شہید ہوے عمرو بن امیہ کو دشمن نے اسیر کیا عمرو بن امیہ عامر بن الطفیل کو بولا مین مضر کے قبیلہ والا ہون پھر عامر بن الطفیل نے انکی پیشانی کے بال کترکے آزاد کیا عمرو بن امیہ وہان سے نکل کے قرقرہ کو آپہنچا وہان دو شخص بنی عامر کے قبیلہ کے آعمرو کو جہان اترا تھا وہان اترے ان دونون شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم امان دئے تھے سو عمرو کو معلوم نہین تھا عمرو اترتے وقت اُن سے دریافت کیا تھا کہ وہ بنی عامر کے قبیلہ والے ہین عمرو ان کے سونیکی انتظار مین تھا سوتے ہی ان دونون کو قتل کیا اور یہہ سمجھا کہ اصحاب جو مارے گئے انکا آپ تنہا لیا جب آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیا حضرت فرمائے ان دونو

برقوم ضمرہ

مین نے امان دیا تھا سو تو نے انکو کیسا قتل کیا عمرو نے انکو قتل کیا سو خطا سے کیا تھا اسلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکا خون بہا دون گا کرکے فرمائے اور انکی دیت کی استعانت کیواسطے بنی النضیر کے پاس جو یہود کا ایک قبیلہ تھا اور بنی عامر مین اور بنی النضیر مین مخالفت تھی آئے بنی النضیر سے آپ جو چاہتے ہین ہم اسکی اعانت کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہان جو گئے تھے کسی کے گھر کی دیوار کے نیچے تشریف رکھے تھے پھر یہود سب مل کے مشورت کئے اور کہے اس شخص کو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر ایسی حالت مین نہ پاؤگے بہتر یہہ ہے ایک شخص گھر پر چڑھکے ایک پتھر اُن پر ڈال دیوے تو ان سے ہمکو نجات ہوگی عمرو بن جحاش بن کعب یہودی نے کہا مین جاتا ہون پھر گھر پر چڑھکے پتھر ڈالنے کا ارادہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف رکھے تھے حضرت کے ہمراہ ابوبکر اور عمر اور علی اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے یہود کے ارادہ کی خبر آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھکے مدینہ کی طرف چلے گئے پھر صحابہ دیر تک حضرت کی انتظار کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے چلے ایک شخص مدینہ سے آتا تھا سو کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین داخل ہوے سو مین دیکھ آتا ہون پھر صحابہ حضرت کے پاس حاضر ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے اس ارادہ سے اطلاع کئے اور انسے جنگ کرنے کی تیاری کا حکم کئے ابن جریر اور ابن المنذر کی روایت مین ہے کہ یہود جو ارادہ کئے اس مین اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا یاایہا الذین امنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم الآیہ ابن جریر وغیرہ مجاہد اور یزید بن ابی زیاد اور عکرمہ وغیرہ سے بھی اس آیت کا نزول بنی النضیر کے اسی ارادہ مین نازل ہوی کہکر روایت کئے ہین بعضون نے کہا عسفان مین نماز کے وقت مسلمانون کو مارنیکا کفار قصد کئے تھے اور صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا حکم ہوا سو اس قصہ مین یہہ آیت نازل ہوی بعضے کہتے ہین ابتداء اسلام مین مسلمانون کی قلت تھی اور کافرون کی کثرت کفار غالب تھے مسلمان مغلوب کافرون کا ارادہ تھا کہ مسلمانون کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دینا لیکن اللہ تعالیٰ نے انکی مراد کو بر آنے نہ دیا اور مسلمانون کی قوت و شوکت کو بڑھا دیا سو اس نعمت کو یاد دلاتا ہے اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنیکا امر کرتا ہے

اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ جب قصد کیا ایک قوم نے کہ تمپر اپنے ہاتھ دراز کرین

یعنی تمکو قتل کرین فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ پھر روک دیا تم سے انکے ہاتھ یعنی تمکو ان کے دستیاب نہین کیا انکا ارادہ جو تھا اس کو ہونے نہ دیا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو اللہ سے جس چیز کا امر کیا ہے اسکو بجالاؤ اور جس سے نہی کیا ہے اس سے باز رہو وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ پر چاہئے بھروسا کرین مومن معلوم کیجئے اللہ تعالی نے مومنون کو اپنے پر ہی توکل کرنیکا امر کیا کیواسطے بندون کے تمام امور کا کافی اللہ تعالی ہے جب بندے اس سے ڈرینگے اور اسی پر توکل کرینگے تو اللہ تعالی انکی محافظت کریگا اور جو انسے برائی کا ارادہ کریگا تو اس سے انکو بچائیگا

ع وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اور ہر آئینہ مقرر لیچکا ہے اللہ تعالی نے عہد بنی اسرائیل کا اس آیت کی تعلق اوپر کی آیت کے ساتھ کسطرح کی ہے سو اس مین تین وجہ ہین پہلی وجہ اللہ تعالی مسلمانون کو اپنی نعمت کو اور میثاق کو جو مومنان کئے تھے یاد دلایا سو اس آیت مین فرمایا تمھارے سے جیسا میثاق لئے بنی اسرائیل سے بھی میثاق لئے تھے لیکن بنی اسرائیل نے اس میثاق کو توڑ دیے اور سکو وفا نہ کئے تم مسلمان لوگ اس بری خصلت مین بنی اسرائیل کے شامل مت ہوتا ان پر لعن اور ذلت اور سکنت جو اتری تم پر نہ اتری دوسری وجہ یہہ ہے پہلی آیت بعضون کے قول پر یہود کے حال مین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کرکے اس عہد کا خلاف کئے اور اغاسے حضرت کو مارنیکا قصد کئے تھے نازل ہوئی جب اوپر کی آیت مین انکی دغابازی کو ذکر کیا تو اس آیت مین عہد کو توڑنے کی خصلت انکی ذات مین سرشت ہونے پر اور انکے اسلاف جو اللہ کے عہدون کو توڑتے ہوئے آئے ان پر تنبیہ کیا تیسری وجہ اوپر کے آیتون سے مکلفین کو تکالیف قبول کرنے کی ترغیب دینا اور وہ تمردی اور نافرمانی چھوڑ دینا غرض ہے سو اس پر فرمایا تمھارے آگے جو لوگ ہوگئے ہین انکو بھی اللہ تعالی نے ایسے ہی تکالیف کا حکم کیا ہے یہہ تکالیف تمہین کو مخصوص نہین بلکہ عادت الٰہی ایسی ہی جاری ہے میثاق عہد کو کہتے ہین جو قسم کے ساتھ موکد ہو معلوم کیجئے بنی اسرائیل سے میثاق حقیقت مین موسی علیہ السلام کئے تھے لیکن وہ میثاق اللہ تعالی کے امر سے تھا اسلئے میثاق لینے کی نسبت اللہ تعالی نے اپنی طرف کی وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَىْ عَشَرَ نَقِيْبًا اور اٹھائے ہم یعنی معین کئے اُن مین بارہ سردار نقیب مشتق ہے نقب سے نقب کشادہ

سوراخ کو کہتے ہین تنقیب کی معنی تفتیش اور جست وجو کرنا پھر اسی معنی سے اخذ کرکے قوم کے احوال سے جو شخص واقف رہتا ہے اور ان کے احوال کو دریافت کرتا ہے اسکو نقیب کہتے اسکی اصل معنی مین اور اس مین مناسبت یہہ ہے کہ دیوار کو نقب کرنے سے اسرار گھر کے جیسے ظاہر ہوتے ہین تفتیش سے لوگون کے اسرار ظاہر ہوتے ہین نقیب فعیل کا وزن ہی معنی سے فاعل کے یعنی تفتیش کرنیوالا یا معنی مفعول کے ہے یعنی تفتیش کیا گیا کسواسطے کہ قوم نے اس کو جانا اور اسکے احوال سے تفتیش کی بعضون نے کہا فعیل مبالغہ کے واسطے ہے جیسے علیم خبیر ہین اُن بارہ نقیب کے قصہ کو اہل اخبار یون نقل کیے ہین کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو وعدہ دیا کہ تمکو اور تمھاری قوم کو ارض مقدسہ کا مالک ٹھہراؤنگا ارض مقدسہ مین کنعانیان جبابرین تھے رہا کرتے تھے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو امر کیا کہ مین ارض مقدسہ کو تمھارے رہنے کی جگہہ مقرر کیا ہون تم بنی اسرائیل کو لیکے وہان جاؤ اور دشمن سے لڑائی کرو مین تمکو مدد کرونگا اور اپنی قوم مین بارہ شخص کو نقیب مقرر کرو تا ہر سبط کو ایک نقیب رہے اور اللہ تعالی جو امر کرتا ہے اسکو بجالانیکا نقیب کفیل ہوے پھر موسی بارہ شخص کو نقیب مقرر کرکے اور بنی اسرائیل کو لیکر آرہی حا کے نزدیک جو کنعانیون کا دیس تھا پہنچے اور اُن بارہ نقیب کو ارہی حا کی اخبار لانے روانہ کیے جبابرین مین ایک شخص کو جسکا نام عوج بن عناق تھا دیکھے عناق اسکی مان کا نام ہے وہ آدم علیہ السلام کی بیٹی تھی اس شخص کا قد تین ہزار تین سو تینتیس ہاتھ ایک ثلث ہاتھ کا تھا ابر تا سکے کمر کے پاس رہتا ابر سے پانی لیکے پیتا سمندر کے پتال سے مچھلی لیکے آفتاب کے تمتماتے ہوے سون کے کھاتا نوح علیہ السلام کے طوفان مین زمین پر پانی جو چڑہا اسکے ٹخنے تک نہین پہنچا نوح علیہ السلام کو بولا اپنے ساتھ مجھکو بھی کشتی مین جگہہ دو نوح علیہ السلام کہے عدو اللہ کل مین تجھکو ڈبھانے سے مامون نہین جون عوج تین ہزار برس جیا یہان تک کہ اللہ تعالی نے اسکو موسی علیہ السلام کے ہاتھ پر ہلاک کیا اسنے موسی علیہ السلام کے لشکر کو دیکھا کہ ایک فرسخ کے طول اور ایک فرسخ کے عرض مین اترا ہے سو ایک پہاڑ کو اسنے لشکر کے برابر دیکھ کے اکھیڑ لایا اللہ تعالی نے ہدہد کو بھیجا ہدہد پتھر مین اسکی گردن کے مقدار کھودنے لگا یہان تک کہ پہاڑ اسکے گلے مین طوق ہوکے پڑ گیا موسی علیہ السلام کو اسکی اطلاع ہوئی

ہوا اپنا عصا لیکے آئے عوج نے موسی علیہ السلام کو دیکھ کے انپر حملہ کیا موسی کا قدسات ہاتھ
کا تھا انکا عصا سات ہاتھ کا ساتھ ہاتھ اوچک کر اسکو مارے سو اس کے ٹخنو کے نیچے مارلگی اور ہوا اور ایک
روایت مین ہے وہ مار اسکے زانو کو لگا اور کئی دن تک وہین پڑا تھا بنی اسرائیل اسکو دیکھتے تھے غرض
عوج نے اپنے سر پر لکڑیون کا بھارا لاتا تھا ان بارہ نقیب کو دیکھ کے انکو پکڑ اپنے پایجامہ کے نیفہ
بستہ نیفہ مین ڈال کے اپنے گھر لایا اور اپنی عورت کے روبرو انکو ڈال کے کہا ان کو دیکھ جو ہمکو مارنے آئے
مین انکو پاؤن سے رگڑ دیتا ہون اسکی عورت کہی مارمت انکو چھوڑ دے تا جاکے اپنی قوم کو اطلاع کرین
بعضے روایتون مین آیا ہے کہ اسنے ان بارہ آدمی کو اپنی آستین مین ڈال کے اپنے بادشاہ کی پاس
لاکے ڈالا بادشاہ انکو بولا تم جو دیکھے ہو جاکے اپنی قوم کو اطلاع کرو از جملہ امور جنکو وہ نقبا دیکھے
تھے وہان کے انگور کے ایک خوشہ کو لکڑی سے باندھ کے پانچ آدمی اٹھاتے تھے آدھے انار مین کے
پنجے نکال دیوے تو اسکے اندر پانچ آدمی سماتے تھے نقبا وہان سے پھرے سو آپس مین کہنے لگے
بنی اسرائیل کو ہم انکی خبر دینگے تو موسی علیہ السلام سے منحرف ہو جائینگے اور جبارین سے جنگ کرینگے
یہہ کیفیت ہم کسی کو نہ کہکے موسی اور ہارون علیہما الصلوۃ والسلام کو اطلاع کرنا انھون جو مناسب ہے
سو اسکو کرینگے نقبا اس امر کا میثاق آپسمین کئے جب بنی اسرائیل کے پاس آئے اپنا عہد توڑ دے
ہر نقیب اپنے سبط کو خبر دیا مگر دو شخص یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا کہ یہہ اپنے عہد کو نہین توڑے
بندہ عاصی کہتا ہے عوج بن عناق کا یہہ قصہ اور اسکی درازی کو کلبی اور سدی وغیرہ روایت کئے ہین
ابن بحظیہ اور بغوی بھی اس قصے کو اپنے تفسیرون مین وارد کئے ہین لیکن یہہ قصہ کذب محض اور زادقہ
کا افترا ہے اس قصے کو جن اسانید سے روایت کئے ہین انکی کوئی طریق وضاع اور کذاب سے خالی
نہین علامہ شمس الدین ابن القیم اپنی کتاب منار المنیف مین اور حافظ عماد الدین بن کثیر اپنی کتاب البدایہ
والنہایہ مین یہہ قصہ جھوٹھ رہنے کا جزم کئے ہین اور کہے اہل کتاب کے زنادقہ انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام اور انکے اتباع کی تسخری کیواسطے اس جھوٹھے قصہ کو وضع کئے ہین ابن القیم نے کہا جھوٹون
نے اس جھوٹ قصہ کو جو بنایا ہے اسنے کچھ اچنبا نہین تعجب اُن لوگون سے ہے جو اس جھوٹ قصہ کو

اپنے تفسیر وغیرہ کے کتابون مین ذکر کرتے ہین اور یہہ بیہودہ قصہ جھوٹھ ہونے کو بیان نہین کرتے حافظ جلال الدین سیوطی نے بھی اسکی حدیث موضوع ہونے پر جزم کیا ہے وہ آدم علیہ السلام کا نو اسہ رہنا اور نوح علیہ السلام کے وقت کفر کی حالت مین رہکے غرق سے بچنا نص قران کے خلاف ہے صحیح کی حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ طول آدم کا ساٹھ ہاتھ کا تھا ان کے بعد انکی اولاد کا قد چھوٹا ہوتا جاتا ہے سو یہہ شخص اتنا بلند رہنا اس صحیح حدیث کے مخالف ہے بلکہ اسکا طول تین ہزار چلہا تھ ہونے کو اس قصہ کے اخیر مین جو مذکور ہے رد کرتا ہے کیا واسطے اس روایت مین کہ موسی کا قد اور انکی عصا کی درازی اور موسی کا اچکنا سب ملکے اکیس ہاتھ کی تھی عوج کی ارتفاع اسکے زانو کے قریب تک یا زانو تک قریب اکیس ہاتھ کے ہوی اس قصہ کے بعضے روایتون مین آیا ہے موسی علیہ السلام کا قد بارہ ہاتھ کا تھا اور عصی بارہ ہاتھ کا اور انکا اچکنا بارہ ہاتھ کا اور مارا اسکے زانو کو لگا تو اسکی زانو تک چھتیس ہاتھ ہوے زانو کی ارتفاع بنسبت ساری قامت کے ربع کے قریب ہتی ہے اس اندازے سے اسکا طول اٹھائیس ہاتھ سے افزودہ ہوگا دوسری روایت کے دیکھتے اڑتالیس ہاتھ سے افزود نہین ہوتا بعضے روایتون مین آیا ہے کہ موسی کا مارا اسکے ٹخنے کو لگا اس روایت کے نظر کرتے بھی ٹخنے کی نسبت جوزانو کی طرف ہوتی ہے اسقدر نہین جو اسکے طول کا مقدار جو بیان کیا تو معلوم ہوا طول اسکا جس قدر کہ وصف کیا ہے محض جھوٹ ہے ابن الخازن نے بھی اپنی تفسیر مین اس قصہ کی صحت مین کلام کیا ہے اسکا نام بعضے روایتون مین عوج مذکور ہے اور بعضے روایتون مین عاج آیا ہے مجد الفیروز آبادی نے قاموس مین اس کا نام عوج ضم عین سے اور سکون واؤ سے جزم کیا ہے اسکی مان کا نام بعضے روایتون مین عناق اور بعضے مین عنق مذکور ہے بعضے کہتے ہین وہ مان کا نام نہین بلکہ باپ کا نام ہے مجد الفیروز آبادی نے کہا عوق وزن پر نوح کے اس طویل کے باپ کا نام ہے اسکے نام مین جس نے عنق کہا یعنی نون کی زیادتی کیا سو وہ خطا کیا ہے وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ اور کہا اللہ نے مقربین تمہارے ساتھ ہون اللہ تعالی انکی ساتھ ہونے سے انکی اعانت اور مدد کرنی مراد ہے اس جملہ سے ضمیر کو اختصار کے واسطے حذف کیا اسکی تقدیر وقال اللہ لہم ہے

یہہ خطاب یا فقط نقبا کو ہے یا سارے بنی اسرائیل کو ہے سو دونون بات کا احتمال ہے لیکن نقبا کو خطاب ہونا اولی ہے کیا واسطے ضمیر اقرب مذکورات کی طرف راجع ہوتی ہے اقرب مذکورات کا یہان نقبا ہین چاہیے خطاب انہین کو ہووے اور معکم کے پاس کلام تمام ہوا اسکے بعد بنی اسرائیل سے مخاطب ہوکے دوسرا سخن فرمایا۔ لئن اقیم الصلاۃ امام رازی نے ایسا ہی کہا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے اگرچہ ظاہر کے نظر کرتے خطاب نقبا کو ہونا اولی ہے لیکن آیت کی سیاق کے نظر کرتے خطاب سارے بنی اسرائیل کو ہونا اولی معلوم ہوتا ہے کیا واسطے اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو جبارین سے جنگ کرنیکا حکم کیا تھا بن مدد اللہ تعالی کے فتح ہونا ممکن نہین تھا علی الخصوص جبارین کے ساتھ کہ نہایت قوی ہیکل تھے سو اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو جنگ سے روگردان نہ ہونا کر کر فرمایا مین تمھارے ساتھ ہون چنانچہ بنی اسرائیل ہوسے جنگ کو جانیکا انکار جو کئے اس مین اسی امر کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ اللہ کی قسم اگر تم قائم کروگے نماز کو یہہ لام جو لئن مین ہے قسم محذوف کی توطیہ کے واسطے ہے اسکی تقدیر واللہ لئن اقسم ہے وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ اور دیتے رہوگے زکاۃ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ اور یقین لاؤگے میرے رسولون پر وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ اور انکو مدد کروگے عزر ماضی کا صیغہ ہے تعزیر سے اسکی معنی تقویت اور نصرت اور مدد اور تعظیم اور توقیر کی ہین یہہ سب معنی یہان مناسبت رکھتے ہین لیکن اکثر مفسرین یہان نصرت کی معنی کو اختیار کئے ہین کیا واسطے دوسری آیت مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے وتعذروہ وتوقروہ سو تعزیر کی معنی توقیر سے اس آیت مین کئے تو بعد توقیر وہ جو آیا ہے مکرر ہوتا ہے پھر وہان تعزیر کی معنی نصرت کی کرنا ضرور ہوتا ہے اسلئے یہان بھی نصرت کی معنی اختیار کئے ہین اس کی اصل معنی دفع کرنیکی ہے جو شخص کسی آدمی کی نصرت کیا تو اسکے دشمنون کو اس سے دفع کرتا ہے اسلئے نصرت کو تعزیر سے تعبیر کئے سزا جو حد ودکے قسم سے نہین ہے اسکو تعزیر کہتے ہین سو اسی دفع کی معنی سے ہے کیا واسطے وہ سزا اس شخص کو وہ فعل دوسری بار کرنے سے منع اور دفع کرتی ہے یا اسکو سزا ملی سو دیکھ کے دوسرا شخص ویسی بیجا حرکت کرنے سے باز رہتا ہے وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرح کا قرض یعنی اللہ تعالی کی راہ مین اپنے مال کو مصروف کروگے اللہ تعالی نے اپنی راہ مین

مال صرف کرنے کو قرض سے تعبیر کیا کیواسطے کہ اللہ تعالی کی راہ مین مال خرچ کرنا اللہ تعالی کو قرض دینے سے مشابہت رکھا کیا واسطے ایک شخص ایک کو قرض جب دیتا ہے تو اپنا مال اپنے طرف پھر آنیکا اس کو یقین رہتا ہے اللہ تعالی کی راہ مین جسنے مال کو صرف کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالی سے اس مال کا بدل دینے کا امیدوار رہتا ہے تو گویا اللہ کو قرض دینے کے مانند ہوا معلوم کیجئے ایتیم الزکوۃ سے زکاۃ فرض مراد ہے قرض سے مندوب صدقہ مراد ہے اسکے شرف اور اجر عظیم کے نظر کرتے اسکو ذکر کیا اس تقریر سے زکاۃ کو ذکر کرنیکا اعادہ لازم نہین آتا لاکفرن عنکم سیاتکم البتہ ہم نابود کرینگے تم سے تمھاری برائیان جملہ لاکفرن کا جزا ہے لئن آتیتم کے جملہ کا زمخشری کے قول سے یہہ جملہ قائم مقام قسم اور شرط دونون کے جواب کے ہے ابوحیان کے قول سے فقط قسم کا جواب ہے اور شرط کا جواب محذوف ہے قسم کا جواب شرط کے جواب پر دلالت کرنے سے اسکو حذف کردیا شرط کا جملہ پانچ امر سے مرکب ہے نماز پڑھنا زکوۃ دینا رسولون پر ایمان لانا اور انکی مدد کرنا اور اللہ کو قرض دینا اسکی جزا انکی گناہ بخشنا اور انسے عذاب کو زایل کرنا اسکے بعد بہشت مین داخل کرنیکا وعدہ جو دیا ہے اسمین انکو ثواب حاصل ہونیکا اشارہ ہے معلوم کیجئے نماز اور زکوۃ کو رسولون پر ایمان لانے کے قبل ذکر کیا حالانکہ مرتبہ ایمان کا ان دونون پر مقدم ہے کیا واسطے یہود نجات کے واسطے نماز اور زکاۃ دینا لازم ہونیکے مقر تھے لیکن بعضے رسولون کی تکذیب پر مصر تھے اسلئے اللہ تعالی نے ایمان کو بعد ذکر کیا سو تنبیہ کیا ایمان سب رسولون پر لانا ضرور ہے تا مقصود حاصل ہووے وگرنہ رسولون پر ایمان نہ لاکے فقط نماز اور زکاۃ دینا کچھ فائدہ نہ بخشیگا امام رازی اور ان کے متابعین ایسا ہی کہتے ہین لیکن اس تاویل مین تامل ہے کیا واسطے انکی تقریر پر ایمان کو مقدم کرنیکی مقتضی ہے کیا واسطے لوگ جس امر کے منکر ہین اسکا مقدم کرنا اہم ہوتا ہے اس تقدیم کا وجہ خاص کے خیال مین یون آتا ہے جسوقت کہ اللہ تعالی نے انسے یہہ شرط کیا اسوقت وہ موسی علیہ السلام کے اور رسولون کے نبوت کے مقر تھے مگر نماز کو قائم کرنے مین اور زکاۃ دینے مین تساہل کرتے تھے اسلئے نماز کو اور زکات ادا کرنیکو اہتمام کے لئے مقدم کیا اللہ تعالی کے علم ازلی مین ثابت تھا کہ آیندہ چل کے یہہ لوگ رسولون کی تکذیب کرینگے اور موسی علیہ السلام کے احکام کو نہ مانینگے

اور انکی مدد نکرینگے اسلئے ان دونون کے ساتھ رسولون پر ایمان لانے کو اور انکی مدد و تعظیم کرنیکو بھی ذکر کیا تا انکو اس امر کی آگاہی رہے اور اسکے بدون انکو معرفت نہو گی سو معلوم رہے واللہ اعلم وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور البتہ ہم داخل کرینگے تمکو باغون مین بہتی نیچے انکی نہرین فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ پھر جو کوئی منکر ہوا تم سے اسکے بعد سو وہ بیشک بھولا سیدھی راہ اسکے بعد یعنی وعدۂ عظیم کے بعد جو فرمایا انی معکم یعنی مین تمھارے ساتھ ہون سو یہہ بہت بڑا وعدہ ہے کیا واسطے اس مین انکی نصرت و فتح کا اور آخرت کے خوبیان ملنے کا وعدہ ہے اسیکی معنی کی تقریر و تاکید کے واسطے اس شرط و جزا کے جملہ کو ذکر کیا سیدھی راہ سے حق کی راہ مراد ہے کہ جس طریق کو اللہ تعالی نے انکے لئے مشروع کیا ہے۔ اگر کوئی کہے اس وعدہ کو قبل بھی جو کا فرہوا تو راہ حق کو چوکا وعدہ کو بعد کا قید لگانے مین کیا فائدہ ہے ہم اسکے جواب مین کہینگے یہہ بات سچ ہے لیکن نعمتون کے بعد کفر کرنا بہت قبیح ہے کیا واسطے کفر کی قبح و عظم نہین ہوئی مگر اس لئے کہ جس چیز کا کفران کئے مین وہ بہت بڑی نعمت ہے پھر جسقدر نعمت زاید ہو گی اسکے کفر کی قبح بھی زاید ہو گی اور قبح کے نہایت کو پہنچیگی فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ سو انکو عہد توڑنے پر ہم انکو لعنت کئے یعنی انکو جزا دئے اور رحمت سے انکو دور کئے۔ بما مین با سببیہ ہے یعنی بسبب انکے توڑنے کے اور ما کا لفظ مقحمہ ہے یعنی فقط لفظ کے تحسین واسطے لائے ہین تازہی کچھہ معنی کا فائدہ نہین بخشتا بنی اسرائیل اللہ تعالی کے میثاق کو اور اسکے عہد کو توڑے کیونکہ موسی کے بعد انبیا جو آئے انکی تکذیب کئے اور کئی انبیا کو قتل کئے اللہ تعالی کی کتاب پر عمل کرنے سے ٹل گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو چھپا دئے انپر لعنت کئے یعنی ہمارے رحمت سے انکو نکالدئے عطا نے ایسا ہی کہا حسن اور مقاتل کہے انکو مسخ کئے بندر اور سور بنا دئے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہے ان پر ہم جزیہ لگائے عبد بن حمید نے قتادہ سے نقل کی ہے کہا تم عہد توڑنے سے بہت احتراز کرو کیا واسطے اللہ تعالی نے عہد توڑنے کو منع کیا ہے اور اس پر بہت سا وعید دیا ہے اور اسکو توڑنیکی برائی کو وصیت و نصیحت اور حجت کیا واسطے بہت سے آیتون مین ذکر کیا ہے فہمیدہ اور عقلمند لوگ جو عالم باللہ ہین انکے پاس جن امور کو اللہ تعالے بڑے کیا ہے وہی بڑے امور ہین

عہد کو توڑنے مین اللہ تعالی جو وعید دیا ہے کسی گناہ مین اتنا وعید دیا سو ہم نہین جانتے وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً اور کردیا ہم نے ان کے دلون کو سخت قاسیۃ قسوۃ سے ماخوذ ہے قسوۃ کی معنی سختی اسکا ضد لینت اور رقت ہے جو چیز رقیق اور لینت رکھتا ہے ویسی چیز ہوتر کے اثر کو قبول کرتی ہے جو چیز سخت رہتی تو وہ اثر کو قبول نہین کرتی سو انکے دلون کو سخت کرنے سے وہ حق کو قبول نہین کرتے اللہ تعالی کے آیتون کو دیکھنے سے مطیع و منقاد نہین ہوتے يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ بدلتے ہین کلمون کو ان کے ٹھکان سے یہہ جملہ مستانفہ ہے اس جملہ سے ان کے فسادتون کا بیان کیا یعنی انکے منجملہ فسادون کے یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے باتون کو جو توریت مین کہا ہے تحریف کرتے ہین یعنی تغیر و تبدل کردیتے ہین اس تحریف سے مراد بعضون نے کہا اسکے احکام و حدود کو بدل دینا ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی اللہ کے حدود جو توریت مین ہین اسکی تحریف کرتے ہین کہتے ہین تم جس امر پر ہین اسکو اگر محمد کہے تو قبول کرو اگر اسکے خلاف ہے تو اس سے پرہیز کرو بعضے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جو توریت مین تھی اسکو بدل کردینا اور بعضے کہے الفاظ کے معنون کے تاویل باطل سے پھیر دینا بندہ عاصی کہتا ہے تحریف عام ہے ان سب صورتون کو شامل ہے اور انکی تحریف کئی اقسام کی تھی کہین تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صورت کو بدل کر کہتے تھے اور کہین احکام کو بدل اپنے اختراعی حکم کو توریت کا حکم ہے کہتے تھے اور کبھی الفاظ کے معنون کو باطل تاویل کرتے تھے یہود ان سب اقسام کی تحریف کرتے تھے صحیح احادیث مین وارد ہوئے ہین انکے دیکھنے سے اسکا معاینہ حاصل ہوتا ہے ایسا کرنا ان کے کمال قساوت پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ اور فراموش کرے یعنی ترک کئے ایک حصہ کو اس نصیحت سے جو انکو کی گئی تھی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکا اور حضرت کی نعت و صفت بیان کرنیکا انکو انکی کتاب مین امر تھا سو اس امر سے اپنے حصہ کو ترک کئے نسوا ماضی کا صیغہ ہے نسیان سے اسکی معنی فراموش کرنا بھولنا ہے یہان اس سے ترک کرنیکی معنی مراد ہے سدی نے اسی کو اختیار کیا ہے فراموش کرنیکی معنی بھی ہین تو مقصود حاصل ہوتا ہے یہہ معنی مراد ہونے پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول جنکو ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے تائید کرتا ہے ابن عباس کہتے

اسکی معنی نسوا الکتاب ہے یعنی اپنی کتاب کو فراموش کئے ابن المبارک اور امام احمد کتاب الزہد میں
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں ایسا سمجھتا ہوں آدمی علم جو جانتا تھا گناہ کرنے سے
اس کو بھول جاتا ہے اس قول سے مقصود یہ ہے یہود اپنے گناہوں کی شامت سے توریت کے
علوم کو بھول گئے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے ابیات جو مشہور ہیں انکے طرف اشارہ ہے ابیات کا
مضمون یہ ہے میں نے وکیع سے اپنے نقصان حافظہ کی شکایت کی سمجھنے فرمایا کہ گمنامی سے کرنا علم
علم جو ہے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے گناہ گار کو اللہ کا فضل نہیں ملتا وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَائِنَةٍ
مِّنْهُمْ اور ہمیشہ تو آگاہ ہوتا ہے انکی یعنی یہود کی ایک دغا سے یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
ہے یعنی یہود کے دغا پر ہمیشہ تو آگاہ ہوتا ہے خَائِنَةٌ یا مصدر ہے خیانت کی معنی سے جیسا کافیۃ
کفایت کی معنی سے ہے اور طاغیۃ طغیان کی معنی سے ہے یعنی انکی خیانت پر تو ہمیشہ مطلع ہوتا ہے
یا اسم فاعل ہے خان کا اس میں تا نانیث کا ہے محذوف موصوف کی صفت ہے اس کی تقدیر تطلع
علی طائفۃ خائنۃ ہے یا نفس خائنۃ ہے یا قول ذات خیانۃ ہے یعنی انکی خیانت کرنے والی جماعت پر
یا نفس خائنۃ پر یا فعل خائنۃ پر تو ہمیشہ اطلاع پاتا ہے پاتا ہے میں مبالغہ کے واسطے ہے اسکی معنی خائن
کی ہے یعنی تو ان کے خیانت کرنے والے پر ہمیشہ مطلع ہوتا ہے خیانت سے انکی دغا یا گناہ مراد ہے
انکی خیانت یہ ہے عہد توڑنا اور مشرکوں کی تائید کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کا قصد کرنا اور حضرت کو
کھانے میں زہر ملا کے کھلانا اس کے سوائے اور بھی ان کے خیانتوں پر اللہ تعالیٰ نے حضرت کو
مطلع کیا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ مگر تھوڑے لوگ نہیں کے یہ جملہ مستثنا ہے منہم کی ضمیر سے یعنی تھوڑے
یہود اپنے عہد کو نہیں توڑے اور خیانت نہیں کئے جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے
ساتھ والے جو ایمان لائے بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ یہ تھوڑے اگرچہ اپنے کفر پر باقی رہے
لیکن عہد کو وفا کرے اور انہیں خیانت نکلے بندگی خاص کہتا ہے عہد سے وہ عہد جو وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کئے تھے انہیں خیانت نہیں کئے سو مراد یہ ہے تو یہ احتمال صحیح ہے اللہ تعالیٰ نے
جو عہد لیا تھا وہ عہد مراد ہو تو یہ تاویل صحیح نہیں ہوتی کیونکہ اس جملہ عہود میں یہ تھا کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم پر ایمان لانا جب ایمان نہین لائے تو عہد پر باقی نہین رہے واللہ اعلم فَاعْفُ عَنْهُمْ
وَاصْفَحْ سو معاف کرانکو اور درگذر انسے یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یعنی اے محمد تو ان کے
لغزشون کو معاف کر اور انکی تقصیر سے اور ان کے موانذہ سے درگذر معلوم کیجئے یہہ آیت منسوخ ہے
یا محکم سو اسمین مفسرون کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ یہہ حکم ابتداء اسلام مین تھا بعد آیت السیف سے
جو سورۂ برات مین ہے قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ منسوخ ہوا قتادہ کا یہی قول
ہے بعضون نے کہا منسوخ نہین بلکہ یہہ آیت نازل ہوئی ہے مخصوص لوگون مین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
انسے عہد کئے تھے اور وے اسکو نہین توڑے تھے سو انسے کچھہ لغزش ہو تو اسکو معاف کرنیکا امر کیا کیا واسطے
جبتک وہ لوگ عہد توڑنے کے امر کو مرتکب نہوون اور جزیہ دینے مین قصور نکرین اور جنگ کیلئے مستعد
نہوون تو انکے لغزشین معاف کرنا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ مقرر اللہ دوست رکھتا ہے نیکی والون کو
اوپر کے جملہ مین عفو کا امر کیا سو اس جملہ مین عفو کی علت کو بیان کیا اور اسکے کرنے پر اسکایا کہ واللہ
(بقیہ حاشیہ) کہ از جملہ احسانات ہین ہے احسان کرنیکو اللہ دوست رکھتا ہے اور اسمین تنبیہ ہے کہ کافر خائن کو عفو کرنا
جب احسان ہو تو اسکے غیر کے حق مین احسان کرنا کیسی فضیلت رکھیگا اس جملہ کا حاصل معنی یہہ ہے تو انکو
عفو کرنا واسطے عفو کرنا از جملہ احسان ہے جب تو عفو کیا تو محسن ہوا اللہ تعالی محسنون کو دوست رکھتا ہے
وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ اور انسے جو کہے آپ کو نصارے ہم نے انکا عہد
یعنی جو لوگ آپ نصارے ہین کر کے کہلاتے ہین ہم انسے عہد لئے حاصل یہہ ہے یہود سے ہم جو عہد
لئے تھے وہ اسکو توڑے ایسا ہی ہم نصارے سے عہد لئے تھے اور انجیل مین انکو لکھہ دئے تھے کہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا وہ بھی عہد کو توڑے اس جملہ کی ترکیب مین پانچ وجہین انمین سے
ظاہر وجہ یہہ ہے من کا تعلق اخذنا سے ہے اسکی تقدیر یون ہے واخذنا من الذین قالوا انا نصاری
میثاقہم یعنی ہم عہد لئے انسے جو اپنے کو نصاری کہتے ہین یہان اللہ تعالی نے ومن الذین قالوا انا
نصاری اخذنا میثاقہم فرمایا یون نہین کہا ومن النصاری اخذنا میثاقہم حالانکہ اسمین اختصار تھا
کیا واسطے انکا نام نصاری کر کے اللہ تعالے نہین رکھا لیکن وہی لوگ اپنے کو اللہ تعالی کے دین کو

ہم نصرت کرتے ہیں اور ہم اللہ کے انصار ہیں کر کر اپنا نام نصاریٰ رکھے حقیقت میں یہہ اسم انکی مدح کی صفت ہے سو اللہ تعالیٰ من الذین کہا سو اس سے یہہ بیان کیا کہ وہ لوگ نصرت کی صفت سے اپنے کو متصف کرتے ہیں سو اللہ تعالیٰ کے پاس انکی وہ صفت نہیں اور وہ اللہ کے ہرگز انصار نہیں کیا واسطے اگر اللہ کے انصار ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ثابت رہتے اور اسکے عہد کو نہ توڑتے بندۂ عاصی کہتا ہے برطن کے نصاریٰ اس نام میں بڑی انصاف کو کام فرما کے مسلمانوں کو کہتے ہیں تم لوگ ہمکو نصاریٰ کہتے ہو ہم تو نصاریٰ نہیں ہم عیسوی ہیں وہ یہہ جو کہے سو سچ کہے کیا واسطے نصاریٰ وہی تھے جو اللہ تعالیٰ کے دین کو نصرت دیتے تھے یہہ لوگ جب اللہ کے دین پر قائم نہیں رہے ہیں تو اللہ کے انصار بھی نہیں ہوسکے وہ نام اب ان پر نہیں سہتا نصاریٰ کا یہہ لقب ہونیکا سبب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ملت کا نام نصرانیت ہونے کی وجہ تھی وہ نحن انصار اللہ کہنے کے سبب سے ہے یا یہہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ناصری کہتے تھے چنانچہ انکی انجیل میں کئی جگہ عیسیٰ ناصری کر کے مذکور ہے انکو ناصری کہنے کیا واسطے عیسیٰ علیہ السلام ایک قریہ میں کہ جس کا نام ناصرہ تھا رہتے تھے پھر انکے تابعین کو ناصری کی طرف نسبت کر کے نصرانی کہے اور اس ملت کو نصرانیت تو اس تقدیر میں جب وہ لوگ اس نسبت سے انکار کر کے اپنے کو عیسوی کہے تو فی الحقیقت وہ اپنے کو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی طرف نسبت کرنے سے انکار کیے تو معلوم ہوا وہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے تابع نہیں ہیں بلکہ مسیح الدجال جو اپنے کو ابتدا میں عیسیٰ کہلائیگا اس کی طرف منسوب کیے ہیں پھر انکی تقریر سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ انکو نصرانی بولنا مسلمانوں کا ایجاد ہے سو یہہ غلط ہے بلکہ یہہ نام مدت سے ان پر جاری ہے ان کی بابت بیس یعنی اعمال الرسل کے جو بیسویں سحاح کی پانچویں اور چھٹوں مطرین ہے کہ پولوس کو حاکم کے پاس جب حاضر کیے تو کاہن اکلنبہ اور مشایخ کہے ہیں کہ یہہ شخص روئے زمین پر بسنے یہودیوں ان میں فتنہ ڈالنے اور ملتہ نصاریٰ کا امام ہوئے آیا ہے الیٰ آخر القصہ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ انکا قدیم نام ہے مسلمان کے موجد نہیں ہیں فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ پھر بھول گئے ایک حصہ کو اس نصیحت سے جو انکو کی گئی تھی یعنی ہم انجیل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکا امر جو کیے تھے اسکو ترک کر

فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ پھر ہم نے لگا دی ان کے آپس میں
دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اَغْرَيْنَا اغراء سے ماخوذ ہے اغراء کا اصل معنی برانگیختن اور برغلانیدن یعنی
اٹھانا اور ورغلانا بعد اسکو لصوق اور الصاع کے معنی میں یعنی لگا دینے اور ڈالنے کے معنی میں استعمال
کرتے اَغْرَيْنَا کی معنی یوں ہوئے لگا دے اور ڈال دے بَيْنَهُمُ یا ظرف ہے اَغْرَيْنَا کا یا حال ہے الْعَدَاوَةَ کا اس
مصدر ہوا ہے متعلق اسکا محذوف ہے الْعَدَاوَةَ سے متعلق کرنا صحیح نہیں کیونکہ واسطے العداوۃ مصدر جمہور
کے پاس مصدر کا معمول اس پر مقدم نہیں ہوتا جس نے معمول مصدر کا ظرف ہو تو اس کی تقدیم جایز رکھتا ہے
اس کے مذہب پر بَيْنَهُمُ جو ظرف ہے اوسکا الْعَدَاوَةَ سے متعلق ہونا صحیح ہوگا بَيْنَهُمُ کی ضمیر کی مرجع میں مفسرون کو اختلاف
ہے بعضے کہتے ہیں ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں یعنی ہم یہود و نصاریٰ کے درمیان دشمنی اور کینہ لگا دی
قیامت تک ان دونوں فرقوں میں دشمنی اور کینہ لگا رہیگا بعضوں نے کہا ان سے مراد نصاریٰ کے
فرقے ہیں ان کے فرقوں میں باہمدگر دشمنی ہے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کرتا ہے اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
اس جار کا تعلق اَغْرَيْنَا سے ہے یا الْعَدَاوَةَ سے یا بغضا سے یہ مسئلہ باب تنازع سے ہوگا جس میں تین
عامل کا تنازع ہوا ہے اور اخیر کے عامل کو عمل دلاتے ہیں وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا
يَصْنَعُوْنَ اور عنقریب خبر دیگا انکو اللہ جو کچھ کرتے تھے یعنی یہود و نصاریٰ برے برے اعمال جو کرتے ہیں
اسکی خبر قیامت میں پائینگے اس جملہ کو انکی وعید و تہدید کے واسطے ذکر کیا یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ
رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ
اے کتاب والو مقرر آیا ہے تم پاس ہمارا رسول بیان کرتا ہے تمکو بہت چیزیں جو تم چھپاتے تھے کتاب
سے اور درگذر کرتا ہے بہت چیزوں سے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے اوپر کے آیتوں میں یہود و
نصاریٰ کا عہد توڑنیکو اور جن امور کے لئے مامور تھے انکو ترک کرنیکو ذکر کیا اب اس آیت میں محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لانیکی دعوت کیا یہود و نصاریٰ سے دونوں فرقوں کو خطاب کیا اور فرمایا اے کتاب والو
کتاب کا لفظ عام ہے شامل ہے توراۃ و انجیل کو انکو اہل کتاب سے خطاب کیا واسطے اوپر کا کلام
کتاب سے متعلق تھا اور اس کتاب میں جو تحریف کرتے تھے اس کا بیان تھا اس لئے انکو اسی کتاب کے

وصف سے ذکر کیا بھی انکو اس وصف سے ذکر کرنے مین انکی تشنیع مین مبالغہ ہے
کیا واسطے وہ اہل کتاب رہنا اس بات کو مقتضی تھا کہ اس کتاب کی رعایت کرنا اور اس کے
مطابق عمل مین لانا اور اس کے احکام کو بیان کرنا ان پر واجب ہی وہ کتاب کا پاس نہ کرے
اس کی تحریف کیئے اور اس پر عمل نہین کیئے اور اس کے احکام کو چھپائے تو نہایت بدلوگون
مین داخل ہوئے سو انکو فرمایا ہمارا رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم پاس آیا ہے پیر ایمان لایا
تمکو لازم ہے پھر اس رسول کے دو وصف ذکر کیا ایک تو یہ کہ تم اپنی کتاب کے احکام
جو پوشیدہ کیئے ہین اسکو بیان کرتا ہے توریت مین رجم نہین کر کر ظاہر کیئے تھے حضرت
جب بیان کیئے تو اسکو قبول کیئے وہ اپنے جدا علا کا نام چھپاکے بولے حضرت جب بیان کیئے
تو اسکو قبول کیئے بکری کے دست کے گوشت مین زہر ڈالکے حضرت کو کھلائے جب حضرت
انکو اطلاع کیئے تو اسکو قبول کیئے ایسا ہی بہت سی باتین جنکو یہود و نصاریٰ کے علما اخفا کرتے تھے حضرت
انکو خبر دیئے ان امور کا بیان کرنا منجملہ معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے کیا واسطے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کچھ کتابین نہین پڑھے تھے اور اہل کتاب کے عالمون کے صحبت مین کبھی نہین
رہے اور کسی سے تعلیم نہین لیئے قریش جو دینی امور مین بہت جاہل تھے بت پرستی مین گمراہ
تھے ان کے درمیان رہے ایسا امی شخص اہل کتاب کے علما کی کہ جن کو علوم مین کمال
مہارت تھی چوری جو کتاب مین کرتے تھے بیان کرنا بجز معجزہ کے امر دیگر نہین ہے
اس معجزہ کو دیکھکے انکو ایمان لانا لازم ہوا دوسرے وصف یہ ہے کہ ان کے بہت
چیزون سے درگزر کرنا یعنے تم جو بہت چیزون کو ظاہر نکر کے اخفا کرتے ہین
اس کو ظاہر نہین کرتا کیا واسطے دین مین ان کے اظہار کرنے کی حاجت نہین
ہے اس مین فائدہ یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے
مخفی سب امور کی اطلاع ہے کرکے وہ جب جانے تو فضیحتی سے ڈرکے
اخفا کرنے سے باز آئینگی بندہ عاصی کہتا ہے احتمال ہے کہ یعفو عن کثیر

سے مراد ان کے دغا و فریب پر مطلع ہو کر اس دغا کی سزا انکو نہیں دیکے انکی بے اعتدالیون کو معاف کر دینا بھی از جملہ معجزات ہی کہا واسطے اگر وہ شخص اللہ کا رسول نہ رہتا سلطنت اور شوکت حاصل کرنا اسکو منظور رہتا تو تمھاری بے اعتدالیان اور منصوبہ جو اس رسول کو اور اس کے تابع داروں کو ہلاک کرنے مین ٹھہراتے ہو اور انکو بیخ و بنیاد سے اکھیڑنے مین کانٹھے ہوان کے ظاہر ہونے مین تمسے اس کی پاداش کرتا اور تمکو تمہارے کرتوتون کی سزا دیتا جب ایسی بے اعتدالیون کو معاف کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالی کا رسول ہے نہایت حلم و کرم پر مجبول ہے تو ایسا رہنا اس کا معجزہ ہوا تمکو اس پر ایمان لانا لازم ہوا واللہ اعلم ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ شمویل بن صوریا یہودی نے رجم کرنا انکی کتاب مین ہے اور وے اسکو مخفی رکھتے ہین کہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب تصدیق کیا اسی مین یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب نازل ہوئی معلوم کیجئے قتادہ سے اس یہودی کا نام شمویل بن صوریا آیا ہے لیکن دوسرے سند حدیثون مین اس کا نام عبداللہ بن صوریا مذکور ہے یہی اصح ہے احتمال ہے کہ اسکو دو نام رہے یا اس کا نام عبداللہ رہے اور اس کا لقب شمویل رہے واللہ اعلم ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود اکے رجم سے سوال کیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسے پوچھا تمہارا بڑا عالم کون ہے وہ ابن صوریا کیطرف اشارہ کیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو قسم اسکی دیکے کہا جس نے توریت موسیٰ پر نازل کی اور تمپر بہاڑ اٹھالایا اور انسے میثاق لیا اس یہودی کو لرزہ ہوا اور بولا تھا کہ جب تک ہم لوگ مین بہت پھیلا ہم سو مار مارنا اور سر مونڈنا اختیار کیے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجم کا حکم کیے یہی وجہ ہے اللہ تعالی نے یہ آیت یا اہل الکتاب سے صراط مستقیم تک نازل کی بندہ عاصی کہتا ہے اس قصہ کا اصل صحیحین مین یون ہے کہ یہود کا ایک شخص کسی یہودیہ سے زنا کیا یہود ان دونون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے وہ دونون محصن تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے توریت مین کیا

زنا کرنے والو کیا حکم ہے کہی سو مارنا اور سر مونڈکے منھ کو کالک لگاکر ایک گدہے پر دونوں کو بٹھلاکر
ایک کا منھ گدہے کی دم کی طرف اور ایک کا منھ اسکی دم کیطرف کرکے شہر مین پھیرنا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائو توریت مین کیا حکم کرنا نہین آیا تو وہ انکار کرینگے اور کہی توریت مین ایسا ہی حکم ہے پھر توراۃ منگوکر
دیکھی توریت مین رجم کا حکم موجود ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی رجم کا حکم کیا قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللَّهِ
نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ البتہ آئی ہے تم پاس اللہ کیطرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی ہے جملہ مستانفہ ہے ۶۵
اسکو ذکر کرنیکا فائدہ یہ ہے رسول کا آنا تمہارے چھپائے باتونکو ظاہر کرنے مین منحصر نہین ہے بلکہ اسمین
بے شمار منافع ہین نور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین حضرت کو نور کہا کیونکہ حضرت سے لوگ ہدایت
پاتے ہین جیسا اندھیرے مین چلنیوالا روشنی سے ہدایت پاتا ہے کتاب سے قرآن جو معجزہ ہے مراد ہے بعضے کہتے
ہین نور سے اسلام مراد ہے کیونکہ اسکے اس سے شک اور ضلالت کی تاریکی دور ہوتی ہے جیسا نور سے
بعضے کہتے نور اور کتاب دونون سے قرآن مراد ہے امام رازی نے کہا ہے یہ ضعیف ہے کیونکہ کتاب کو نور پر
عطف کیا ہے عطف کرنا معطوف اور معطوف علیہ مین مغایرت رہنیکو چاہتا ہے يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ
اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ جس سے اللہ راہ پر لاتا ہے جو کوئی تابع ہوا اسکی رضا کا بچاؤ کی راہ پر ضمیر
قرآن کی طرف راجع ہے اور کتاب دو امر مذکور ہوئے ان دونون کے نظر کرنے تثنیہ کی ضمیر لاتا ہے
کسواسطے کہ دو نفسہ مراد ایک ہی چیز ہے یا دونون کا حکم ایک ہے یا ضمیر ہر واحد کی طرف رجوع کرے یعنی ان دونون
کی ہر واحد سے اللہ ہدایت دیتا ہے اسکو جو اللہ کی رضا کا تابع ہوا یعنی اللہ تعالیٰ جس امر پر راضی ہے اس امر کا
تابع ہوا تو اسکو اللہ تعالیٰ سلامتی کی راہ پر کہ جس سے اسکو عذاب آخرت سے بچاؤ ہوتا ہے رضوان بمعنے
رضی کا اسکی معنی خوشنود ہونا اسکی ضمیر اللہ تعالیٰ کیطرف راجع ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ انکی جس امر سے
خوشنود اور راضی ہے اس کے تابع ہونا وہ امر دین اسلام ہے حاصل معنی یہ ہے دین
کے طلب کرنے سے جس شخص کو اس دین کی پیروی مطلوب ہے جس سے اللہ خوشنود
ہے تو اس کو اللہ ہدایت دیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس کا مطلوب دین
سے اپنے اسلاف سے جو دین لیا ہے اور اسکا نشو و نما جس پر ہے اس کی متابعت
ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضوان کا تابع نہین بسبل جمع سبل کی بجاے کے معنی سے سلام

کی معنی سلامتی یعنے اللہ تعالی انکو اپنے عذاب سے بچنے کی اور عقاب سے نجات
پانے کی راہ بتلاتا سبل السلام سے دین اسلام مراد ہے اس کی راہ وہ ہے
کو جسکو اللہ تعالی اپنے بندون کے لئے مشروع کیا اور اس کے واسطے اپنے
رسول کو بھیجا اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا بندون کو
امر کیا بعضون نے کہا سبل السلام مین مضاف محذوف ہے اس کی تقدیر
سبل دار السلام ہے یعنے دار السلام کو یعنے بہشت کو بھیجنے کی راہ یعنے
کہی سبل السلام سے سبل اللہ مراد ہے اور سلام نام ہے اللہ کے مبارک
ناموں سے اس معنی پر سبیل اللہ سے وہی دین اسلام مراد ہے ویخرجھم من
الظلمات الی النور باذنہ اور نکالتا ہے انکو اندھیرون سے روشنی کیطرف
اپنے حکم سے یخرجھم مین جمع کی ضمیر من کیطرف راجع ہے اس کیطرف جمع کی ضمیر
جو لایا معنی کی نظر کرتے ہی جیسا اتبع کو مفرد لایا سو لفظ کے اعتبار کرتے ہے الظلمات
مین اور النور مین الف لام جو ہے محذوف مضاف الیہ کے عوض کا ہے اسکی
تقدیر من ظلمات الکفر الی نور الایمان یا کفر کو ظلمات اور ایمان کو نور بسبیل
استعارہ کے بولا کفر سے وہ شخص متحیر رہتا ہی جیسا آدمی تاریکی مین متحیر ہوتا ہی
ایمان سے وہ شخص جنت کی راہون کو پاتا ہی جیسا آدمی روشنی مین راہ کو پاتا ہے
ظلمات کو جمع سے ذکر کیا واسطے کفر کے انواع گناہ کی اقسام ہین یعنے اسلئے اسکو جمع کر لفظ سبل لایا یا ایمان ایک
ہی امر ہی سو اسکے اسکو مفرد لایا یا ذنہ اسکی معنی بتوفیقہ کی یا تیسیرہ کی یا بارادتہ کی ہی یعنے
تابع ہوتو ہین سو اللہ کی توفیق سے یا اللہ آسان کرنے سے یا اللہ کے ارادہ سے اسکو یا ذ جارہ کی متعلق
اتبع سے ہے یعنی اللہ کی رضا کا تابع ہوا سو اسکی توفیق وارادہ سے ہی اس سے جو یہ تعلق ہی اس بات پر
دلالت کرتا ہی کہ اللہ تعالی کی رضامندی کا تابع ہوگا وہی ہدایت کا اللہ تعالی ارادہ کیا ہے
اسکا تعلق ہدی سے ہی یا یخرج سے صحیح نہین کیونکہ اسکا متعلق لینگے تو معنی فاسد ہوگی ویھدیھم

اور چلاتا ہے اُنکو راہ سیدھی راہ کی طرف صراط مستقیم سے دین حق مراد ہے جو دین اسلام ہے۔ معلوم کیجئے صراط اور سبیل اور طریق تینون کے معنی راہ کے ہین مگر ان مین ایک لطیف فرق ہے۔ طریق راہ کو کہتے ہین جس مین چلنے والا چلے خواہ اس راہ سے چلنا معتاد ہو یا نہ ہو سبیل اس راہ کو کہتے ہین کہ جس سے چلنا معتاد ہی۔ ہو صراط اس راہ کو کہین گے کہ جس سے چلنا معتاد رہے اور اُس مین بیچ اور پھرا نہ رہے داہنے اور بائین طرف نہ جاوے بلکہ جہان جانا مقصود ہے سیدھا جاوے۔ ان معنون کے لحاظ کرتے طریق عام اور سبیل خاص اور صراط اخص ہوئی مستقیم اقصر خط کو کہتے ہین جو دو نقطون کے درمیان پہنچتا ہے اگر کہے اس صورت مین صراط جب بولے تو مستقیم کی معنی پر مشتمل ہوا پھر صراط کو مستقیم کی وصف کرنیکا فایدہ کیا ہے ہم کہین گے جس راہ مین چڑھاؤ یا اوتار ہے تو اُس پر صراط کا اطلاق ہوگا یہ مستقیم وہ جو اس مین چار جانب سے داہنے اور بائین اور اوپر اور نیچے کسی جانب کی طرف میل نہ رہے۔ جب صراط کو مستقیم سے وصف کئے تو معلوم ہوا اس مین کسی وجہ کی کجی نہین سو دین اسلام کی راہ بھی ایسی ہی ہے کہ اسمین ہرگز کجی نہین ویسی راہ ایک ہی ہوتی ہے کہ اپنے چلنے والے کو مقصد پر سیدھا پہنچا دیتی ہے بخلاف باطل کے اسکے راہین بہت ہین ان سب مین کجی ہین اپنے چلنے والون کو مقصد کے تئین نہین پہنچاتی لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ہر آئینہ بیشک کافر ہوے جنھون نے کہا مقرر اللہ وہی مسیح ہے مریم کا پوت بعضے مفسرون نے کہا ہے یہان ایک اشکال ہے اس کی تقریر یون ہے۔ نصارے مسیح ابن مریم کو اللہ وہی کرکے نہین کہتے پھر اللہ تعالے نے اس کو ان سے کیسا نقل کیا پھر اسکے جواب مین یون کہا نصارے کہتے ہین اقنوم کا کلمہ مسیح علیہ السلام کے ساتھ متحد ہو سو یہ اقنوم یا اللہ کی ذات ہوگی یا اوس کی صفت اگر ذات ہے تو اللہ کی ذات یعنے مین حلول کی اور مسیح کے ساتھ متحد ہوئی تو مسیح وہی اللہ ہوا اگر اقنوم صفت ہے تو صفت ایک ذات سے نقل کرکے دوسری ذات مین آنا غیر معقول ہے فرض کرے کہ وہ صفت ہے اور علم کی صفت اللہ کی ذات سے نقل کرکے مسیح کے ذات مین آئی تو اوس سے لازم ہوا اللہ کی ذات علم سے خالی ہوئی جو ذات علم سے خالی ہوئی تو وہ الہ نہ رہا اور مسیح وہی الہ ہوا اس تقریر سے

ثابت ہوا کہ نصارے اگرچہ اللہ وہی مسیح ہے کرکے تصریح نہ کرے لیکن ان کے مذہب کا حاصل یہی ہے کہ مسیح وہی اللہ ہے بندہ عاصی کہتا ہے جس نے یہہ تاویل کیا سو شاید نصارے کے سبب فرقوں کے عقیدے سے مطلع نہین ہوا ان کے عقیدہ بہت مختلف ہین سو اللہ تعالی نے ہر شخص کو اس کے عقیدہ کے موافق رد کیا کوئی مسیح کو ثالث ثلاثہ کہتے تھے سو اللہ تعالی ان کے عقیدہ کو اسی سے تعبیر کیا اور کوئی مسیح کو ابن اللہ کہتے تھے ان کے عقیدہ کو اسی سے تعبیر کیا اور کوئی اللہ وہی مسیح ہے کہتے تھے ان کے عقیدہ کو اسی سے تعبیر کیا موجود فرقہ نصارے کے اب مسیح الدہ نہ کہے تو اس سے اللہ تعالی کے قول کا رد نہین ہوتا کیا واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نصارے جو تھے ان مین کے بعضے فرقون کا عقیدہ یہی تھا قدما مفسرین اسی بات کا جزم کئے ہین ابن جریر نے سدی سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حال سنکے نجران کے نصارے سے چار شخص العاقب اور السید اور ماربحر اور مارنجر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھے تم عیسی کو کیا کہتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ اللہ کا بندہ اور اس کا روح اور اس کا کلمہ ہے وہ کہے ایسا نہین ملکہ اللہ وہی ہے اپنی مملکت سے اتر کے مریم کے شکم مین داخل ہوا پھر اُس کے شکم سے نکل کے اپنی قدرت بتایا ابن جریر اور ابن المنذر ابن جریج سے روایت کئے ہین اُس نے کہا ہمکو خبر پہنچی کہ نجاران کے نصارے کی جماعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ان مین السید اور العاقب بھی تھے نجاران کے نصارے کے پیشوا اس وقت وہی دونون شخص تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے یا محمد ہمارے صاحب کو کیا واسطے تم دشنام دیتے ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے تمھارا جب کون ہے کہے عیسے ابن مریم اسکو تم بندہ کہتے ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمائے درست وہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا روح ہے جو ڈالا اوسکو مریم کے طرف اور اس سے ایک روح ہے وہ غصہ ہوکے کہتے لگے کہ اللہ وہی ہے اسی پر اللہ تعالی نے اس آیت کو لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم الآیہ نازل کی اس سے ثابت ہوا کہ نجاران کے نصارے مسیح کو اللہ کہتے تھے اسی کو تاکید کرتی ہے وہ جو نصارے کے استفتون مین کا ایک شخص جس کو انکو

کتب مقدسہ سے کمال مہارت تھی تو اس مین آکے اسلام لایا اور اپنا نام عبد الرحمن بن عبد اللہ رکھا اور نصاریٰ کے رد مین ایک رسالہ تالیف کی ہے اس رسالہ کا نام تحفۃ الاریب فی روایل الصلیب ہے اس نے اس رسالہ مین اپنے اسلام لانیکا سبب لکھا ہے اور اپنے کمال آگہی نصرانی مذہب پر اور سب نصارے کے پاس یہہ بات متحقق ہے سو اس مین ذکر کیا ہے غرض اسنے اپنے رسالہ کے دوسرے باب مین لکھا ہے کہ نصارے کے بہتّر فرقہ ہین ان مین کے ایک فرقہ کا عقیدہ یہہ ہے اللہ جو خالق اور باری ہے جس نے آسمان و زمین کو بنایا وہی عیسےٰ ہے نصارے کے فریق کا عقیدہ جب ایسا ہی ہوا تو وہ اعتراض جرأت کا کیا اور وہ مضحکہ جواب دیا ہے سو اس کی حاجت نہ رہے واللہ اعلم قل تو کہہ اے محمد اُن نصارے کو جو ایسی بڑی بات کہتے ہین تو بول فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا پھر کسی کا کچھ چلتا ہے اللہ سے کسی چیز کا اگر وہ چاہے کہ کھپا دے مریم کے بیٹے مسیح کو اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہین زمین مین سارے یعنی اگر مسیح کو اور اس کی ماں مریم کو اور زمین مین جتنے لوگ ہین ان تمام کو کھپانا چاہے تو کیا کسیکا کچھ چلتا ہے مَنْ يَمْلِكُ کے اصل معنے کون مالک ہے یعنی کس کو قدرت ہے دفع کرنیکی ہم اسکا ترجمہ کسی کا کچھ چلتا ہے کئی سو وہ ہمارے محاورہ کے موافق اسکا حاصل معنی ہے یہہ جملہ جواب ہے انکا جو کہتے ہین اللہ وہی مسیح ہے ۔ اس جواب کو استفہام انکاری تو بیخی کی صورت مین عموم کے صیغہ سے ذکر کیا فَمَنْ مین فا جو ہے عطف کا ہے اس کا معطوف علیہ مقدر جملہ ہے گویا اس کی تقدیر یون ہے قل کذبوا فمن یملك یعنی تو کہہ تم جھوٹ بولے پھر کسیکا کچھ چلتا ہے یا تقدیر یون ہے لیس الامر کذلك فمن یملك یعنی امر ایسا نہین پھر کسیکا کچھ چلتا ہے جملہ ان ارادکا شرطیہ ہے اس کی جزا محذوف ہے اس پر جملہ جو مقدم ہوا محذوف جزا کی دلیل ہے اس کی تقدیر گویا یون ہے ان یھلك المسیح ابن مریم واحد ومن فی الارض جمیعاً فمن الذی یقدر علی ان یدفع عن مراده ومقدوره یعنی اگر مسیح ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور زمین مین جتنے ہین اُن سب کو ہلاک کرے تو کسیکا کچھ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے

ارادہ سے روکے ومن فی الارض کا جو عطف ہے عام کا عطف ہے خاص پر مسیح کی الوہیت کو نفی کرنے مین مبالغہ کرنے کے واسطے اس کو ذکر کیا یعنے زمین پر جتنے ہین ان کی شکل اور صورت اور خلقت اور ترکیب مین اور ان کے صفات اور احوال متغیر ہونے مین مسیح بھی شریک ہے جب اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کرنے پر قادر ہوا تو مسیح کو بھی ہلاک کرنیکا قادر ہوا ایسا عاجز شخص الٰہ کیسا ہوگا اس جملہ سے نصارے کے قول کو رد کرنیکا وجہ یہہ ہے مسیح اگر الٰہ ہوتا تو اللہ کے ارادہ کو دفع کرنیپر قادر ہوتا لیکن مسیح اللہ کے ارادہ کو دفع کرنے پر قادر نہین پھر وہ الٰہ نہین مسیح کا اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو دفع نہ کرسکنا اور عاجز ہونا یہی مقدمہ ہے اسکی اثبات کی اگرچہ حاجت نہین تھی لیکن ہم اس کو انکے انجیل کے دلیل سے ثابت کرتے ہین لوقا کی انجیل کے بائیسوین اصحاح کے بیالیسوین سطر مین ہے مسیح نے کہا اے باپ اگر تیری مرضی ہو تو اس پیالہ کو میرے سے ٹال دے لیکن میرا ارادہ ہرگز واقع نہین ہوتا بلکہ تو چاہتا ہے واقع ہوتا ہے پھر آسمان سے ایک فرشتہ نے ظاہر ہکے مسیح کو قوت دی انتہی اس انجیل کے نص سے ثابت ہوا کہ مسیح کو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو دفع کرسکنے کی طاقت نہین تھی جب اس کو اس امر کی طاقت نہین ہے تو معلوم ہوا کہ وہ الٰہ نہین ان کے کتب مقدسہ مین اس امر کے نصوص بہت سے ہین لیکن ہم اختصار کے واسطے اسی پر اکتفا کئے ۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اور اللہ کو ہے سلطنت آسمانون کی اور زمین کی اور جو ان دونون کے بیچ ہے بینھما مین تثنیہ کی ضمیر جو ہے آسمان و زمین کی طرف پھرتی ہے اسکو بینہن جمع کی ضمیر سے نہین بولا حالانکہ سماوات جمع کے صیغہ سے ہے سو آسمان و زمین سے ان کے نوع یا صنف کا ارادہ کیا یعنے ان دونون نوع یا ان دونون صنف کے درمیان جتنی چیزین ہین سب اسی کے ملک ہین اور انون مین جو لوگ ہین سب اسی کے بندہ ہین عیسےٰ اور اس کی ماں بھی منجملہ بندون کے ہین يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ بناتا ہے جو چاہے یعنی اللہ جو چاہا سو کرتا ہے کسی بندہ کو چاہا تو بغیر ماں باپ کے پیدا کرتا ہے دیکھو آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا

اور کبھی بغیر ماں کے پیدا کرتا ہے جیسا حوا کو پیدا کیا اور کبھی بغیر باپ کے پیدا کرتا ہے جیسا
مسیح کو پیدا کیا اور کبھی دونوں سے پیدا کرتا ہے جیسے سب لوگ پیدا ہوتے ہیں کی عادت ہے پھر عیسیٰ بغیر
باپ کے پیدا ہونے سے اسکو الٰہ ٹھہرانا یا تین میں کا تیسرا بولنا یا اللہ کا بیٹا بولنا نصاریٰ کی کمال
نادانی پر دلالت کرتا ہے آدم بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا ہے اوس سے بڑھکے ہونا چاہئے نصاریٰ
اسکو بھی الٰہ بولنا آم کی گٹھلی کے اندر کیڑا پیدا ہوتا ہے دیکھو اس کے پھل پر ایک پوست رہتا ہے
پوست کے اندر مغز رہتا ہے مغز کے اندر تخم رہتا ہے تخم نہایت سخت چھلکا ہوتا ہے اس کے اندر کیڑا
پیدا ہوتا ہے رحم میں بچہ پیدا ہونے سے زیادہ اس کی پیدائش میں آچنبا ہے ایسا ہی ترنجبین وغیرہ
میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں اور انسان کے بدن میں اقسام کی شکل کے کیڑے پیدا ہوتے ہیں ان
سب کی پیدائش بغیر ماں باپ کے ہے ضرور ہے کہ یہ سب نصاریٰ کے الٰہ ہوویں اور مسیح مردہ
کو زندہ کرنا اور اندھے کو اور کوڑھی کو چنگا کرنا یہ بھی اسکی الوہیت پر دلالت نہیں کرتے کیا واسطے
ان سب کا خالق وہی اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے عیسیٰ کے ہاتھ پر ان کے معجزہ کے واسطے پیدا کیا
اس سے وہ اللہ نہیں ہوتا یہ امور مسیح سے صادر ہونے سے اسکو الٰہ کہتے ہیں تو دوسرے
انبیا جنسے ایسے معجزہ صادر ہوئے ہیں اور ان سے معجزہ صادر ہونا تمہارے پاس کے مقدس
کتابوں میں موجود ہے تم ان سب کو بھی الٰہ کہنا تھا اور ایسے امور ہمارے اولیا سے بھی صادر ہوئے
ہیں جن کا واقع ہونا تواتر ثابت ہوا ہے پھر بھی تمہارے الٰہ ہونا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اسکا جو ارادہ ہے ویسا ہی ظہور میں آتا ہے اس کے ارادہ کو کوئی روکنے
والا نہیں اسکے بندوں کو اس پر اعتراض کرنیکو جگہ نہیں وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ
وَاَحِبَّآؤُهٗ اور کہیں یہود اور نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اس کے پیارے ابن اسحٰق
اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر اور بیہقی کتاب الدلایل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن آصی اور بحری بن عمرو اور شاس بن عدی کے
پاس آئے یہ جہودیوں کے رؤسا سے تھے وہ حضرت سے سخن کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بھی اُن سے باتین کئے اور انکو اللہ کیطرف دعوت کئے اور اس کی نعمت و عذاب سے ڈرائے
وہ کہے یا محمد تم ہمکو کیا ڈراتے ہو واللہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہین جیسا نصارے
کہتے ہین تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اس روایت سے بعضونکا اشکال ساقط ہوا
اشکال یہ تھا کہ یہود اپنے کو ابناء اللہ نہین کہلاتے ہین اور نصارے مسیح کو ابن اللہ کہتے ہین
اپنے کو ابناء اللہ نہین کہلاتے پھر یہ نقل اُن سے کیسا جائز ہوئی یہہ اعتراض اس حدیث
سے ساقط ہونا ظاہر ہے یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جو کہ کہ نصارے اپنے کو جیسا ابناء اللہ
کہلاتے ہین ویسا ہی ہم بھی ابناء اللہ ہین سو لوگون کے مجمع مین کہے موجود یہود و نصارے کا
اپنے کو ابناء اللہ نہ کہلانا مذکور یہود کے قول کو منافی نہین ہوتا بعضون نے اس اشکال کے جواب
مین کہا کہ یہان مضاف محذوف ہے اس کی تقدیر نحن ابناء رسل اللہ ہے یعنے ہم اللہ کے رسولون
کی اولاد ہین اس کی نظیر اللہ تعالی جو فرمایا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ بعضون نے
کہا ابن کا لفظ جیسا حقیقی بیٹے پر اطلاق کیا جاتا ہے ایسا ہی جس سے کمال محبت رہتی ہے اور
اس کے حال پر نہایت شفقت رہتی ہے اسکو بھی ابن کہتے ہین وہ قوم اللہ تعالی کی عنایت اور
التفات اپنی طرف جو ہے ویسا کسی بنی آدم پر نہین ہے کہ کرامت عطا کرتے تھے اس لئے اللہ تعالی
نے اسکو ابناء کی لفظ سے تعبیر کیا بعضون نے کہا یہود عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے اور نصارے مسیح کو
ابن اللہ کہتے تھے اور کہتے تھے عزیر اور مسیح ہمارے مین کے تھے وہ جب ابناء اللہ ہوے
تو ہم بھی ابناء اللہ ہوے جیسے کسی بادشاہ کی قرابت والے اپنے کو دوسرون پر فخر ہے کر کر
بیان کرنا چاہتے ہین تو ہم سب کے بادشاہ ہین کہتے ہین اس سے انکی غرض یہہ رہتی ہے کہ بادشاہ
سے ہمکو خصوصیت ہے جو تمکو نہین ایسا ہی وہ لوگ اپنے کو عزیر سے یا مسیح سے خصوصیت
ہے کر کر کہتے ہین کہ ہم بھی ابناء اللہ ہین جب ابن عباسؓ کی روایت سے وہ اشکال رفع ہوگیا
تو اب ان جوابون کی احتیاج نہین حاصل کلام یہود و نصارے اپنے تئین دوسرے بنی آدم پر
فضیلت ہونیکا ادعا کرتے تھے اور کہتے تھے ہمکو اللہ تعالی کے ساتھ خصوصیت ہے جیسا فرزند کو

باپ کے ساتھ رہتی ہے اس کے رد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ تو کہہ اے محمد پھر کیوں عذاب کرتا ہے تمکو تمہارے گناہوں پر بعضے اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں کہ کرتم جو دعوا کرتے ہیں سو اس دعوی میں سچے ہوتے تو تم کو کیوں عذاب کرتا باپ اپنے بیٹے کو عذاب نہیں کرتا محب کا نفس اپنے حبیب کو عذاب کرنے سے خوش نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا تم اس دعوی میں جھوٹے ہو امام احمد انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے چند لوگوں کے ساتھ جا رہے تھے راہ میں ایک بچہ بیٹھا تھا اس لڑکے کی ماں لوگوں کو دیکھ کے شاید بچہ گم ہوا تھا گھبرا کے بچہ بچہ پکارتی ہوئی آئی اور اس کو اٹھا لئے لوگ کہے یا رسول اللہ یہ عورت البتہ اپنے لڑکے کو آتش میں نہ ڈالیگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ولا اللہ لا یلقی حبیبہ فی النار یعنے اور اللہ اپنے حبیب کو آتش میں نہیں ڈالتا امام احمد نے زہد میں حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا اپنے حبیب کو لیکن دنیا میں اسکو رنج و بلا میں ڈالتا ہے یہاں ایک اشکال کرتے ہیں تقریر اشکال کی یہ ہے انکو الزام کی جگہہ دینا کا عذاب ہے یا آخرت کا عذاب اگر دنیا کا عذاب مراد ہو تو ان کے دعوی میں خلل نہیں کرتا کیا واسطے اللہ تعالیٰ اپنے احباب کو دنیا میں رنج و بلا میں مبتلا کرتا ہے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے جنگ میں زخمین لگے زکریا اور یحیٰی وغیرہ علیہم الصلاۃ والسلام کو ہو و قتل کئے ہیں اگر آخرت کا عذاب ہے تو وہ اس عذاب کے منکر ہیں فقط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا انکو کافی نہیں اس کا جواب یہہ ہے عذاب عام ہے دنیا میں ہو یا آخرت میں دنیا کے عذاب کا معارضہ جو کئے وہ معارضہ صحیح نہیں کیا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیا فقط اس کے احباب رہنے کا دعوی کئے ہیں انکو رنج و بلا میں مبتلا کرنا الزام کا موجب نہیں بخلاف ان قوم کے وہ دعوی فرزندی کا کرتے ہیں فرزند کو عذاب دینا الزام کی جگہہ ہے آخرت کے عذاب کے منکر ہونا انکو مفید نہیں کیا واسطے یہود خود اقرار کئے ہیں کہ انکو آخرت میں سات دن جو گوسالہ کی عبادت کئے تھے اتنے دن کا عذاب

کریگا نصارے اگر انکار کرے تو انکا انکار کرنا باطل ہے کیونکہ اسکے انکی انجیل انکو آخرت کے عذاب پر
ناطق ہے متی کی انجیل کے تیئیسویں[۲۳] اصحاح تینتیسویں[۳۳] سطر مین ہے اے سانپو اور سپولیون کی نسل
تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بھاگوگے نیک کام نہین کرتے سو لوگون کے حق مین عذاب جو ہے اسکو متی
کے پچیسویں[۲۵] اصحاح کی اکتالیسویں[۴۱] سطر مین بیان کیا ہے کہ تب وہ انہین کو جو بائین طرف ہین
کہیگا اے ملعونو میرے سامنے سے آتش ابدی مین جو ابلیس اور اوسکے لشکر کے لئے مہیا کی گئی ہے
جاؤ پھر بیالیسویں سطر مین کہا اور یہہ عذاب ابدی مین جائینگے اور راست باز جنات ابدی مین انتہی
اس سے ثابت ہوا بدکار کو آخرت مین عذاب ہوگا اگر اللہ کے بیٹے ہوتے تو عذاب نہ ہوتا گنا ہگار
کا دوزخ مین جانا دوسری انجیلون مین بھی ثابت ہے ہم اقتصار کے واسطے فقط ان دو سطرونکو
ذکر کئے انکی انجیل مین جو امر منصوص ہے اس کا خلاف کرکے اپنے کو عذاب آخرت سے نہوگا ٹھہرانا
مقبول نہین بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ بلکہ تم بھی ایک آدمی ہو انمین سے کہ جنکو پیدا کیا
ہے یعنے اے یہود و نصارا تم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہین جو دعا کرتے ہو اس دعوی
مین تم جھوٹے ہو بلکہ دوسرے بنی آدم جیسے ہین تم بھی ویسے ہی ہو نیکون کو نیکی کی جزا اور بدونکو
بدی کی سزا ملیگی يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ بخشتا ہے جسکو چاہے اور عذاب
کرتا ہے جسکو چاہے یعنے اللہ پر کسی کا حق ثابت نہین جو اسکو دیکھتے اس کو مغفرت کرے اور
کسیکو اس کے ساتھ مقابلہ کرنیکی طاقت نہین جو اسکے سبب اسکے عذاب سے درگذرے تم اپنی
یہودیت اور نصرانیت سے توبہ کروگے اور اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لاؤگے تو تمکو مغفرت کریگا اور جو ایمان نہ لائیگا اور اپنی یہودیت اور نصرانیت پر مریگا
تو اوسکو عذاب دیگا سدی نے کہا اس کی معنی یون ہی اللہ جسکو چاہتا ہے اسکو ہدایت دیتا ہی
پھر اوسکو بخشتا ہے اور جسکو چاہتا ہے اس کو کفر پر مارتا ہے پھر اوس کو عذاب دیتا ہے
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اور اللہ کو ہے سلطنت آسمانون کی اور زمین
کی اور جو دونون کے بیچ ہے یعنے آسمان و زمین اور جو ان کے بیچ ہے سب کا مالک اللہ تعالی ہے

اس مین اللہ تعالی سے مقابلہ اور معارضہ کرنے والا کوئی نہین جس کی سلطنت ایسی ہووے اور اُسکو اتنی بڑی قدرت رہے بشر جو نہایت ضعیف اور نادان ہے اپنی ناقص عبادت سے اور تھوڑی سی معرفت کے دیکھو اپنا حق اس پر واجب ہونیکو مستحق سمجھنا اور ایسے بادشاہ عظیم الشان پر اپنی حرمت لازم ہے ٹھہرانا نہایت بڑی بات ہے جسکو چاہے سو بخشے گا اور جسکو چاہے عذاب دینے کا مالک وہی ہوا اور اس جملہ مین واجب تعالی کا کوئی فرزند نہ رہنے پر دلیل ہے کیا واسطے ایسے مالک کا مخلوقات سے کوئی شبیہ ہونا اور اسکی سلطنت مین شریک رہنا محال ہے وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ اور اسکیطرف رجوع ہے یعنی آخرت مین مخلوقات کا رجوع اُسی کی طرف ہے ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دیگا

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ

اے کتاب والو مقرر آیا ہے تم پاس ہمارا پیغمبر بیان کرتا ہے تمکو توڑا پڑے پیچھے رسولون کا کہیں تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو البتہ آچکا تم پاس خوشی اور ڈر سنانے والا پیغمبر بہت دنون سے رسولون کا آنا منقطع ہوچکا تھا ایسے وقت مین ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کرکے بھیجے ہین وہ رسول ہے دین کے احکام اور شریعتین تمکو بیان کرتا ہے اُس کی بات ماننا تم اہل کتاب کو فرض ہے ہم اس کو جو بھیجے اس لئے ہے کہ تمکو اگر ہم عذاب کرینگے تو تم اپنے پاس کوئی رسول نہ آنیکا عذر کروگے سو ہم رسول کو بھیجے ہین اب تمکو عذر کی کچھ جگہ باقی نہین اس آیت کی شان نزول کو ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو اسلام کی دعوت کی انکو اسلام لانے کی ترغیب دی اور اسکے نہ لانے سے ڈرایا وہ قبول نہین کئے تب معاذ بن جبل اور سعد بن عبادہ اور عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہم کہا اے معشر یہود تم اللہ سے ڈرو اور اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہین سو یقینا تم جانتے ہو حضرت کے آنے کے قبل تم ہمکو یاد دلا کر کہتے اور ہمکو حضرت کے اوصاف بولا کرتے تھے رافع بن حریملہ اور وہب بن یہوذا جو دونون

یہود ی تھے کہے ہم تمکو بعد نہین کوئی تم موسیٰ کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نہین نازل کی اور موسیٰ کے بعد
کسی بشیر و نذیر کو نہین بھیجا تب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا یا اہل الکتاب قد جاء کم رسولنا
علی فترۃ من الرسل الآیہ یبین کا جملہ محل نصب مین ہے حال پڑا ہے یبین کا مفعول یعنے وہ چیز کہ
جسکو بیان کرتا ہے مقدر ہے وہ مقدر یا دین و شرایع ہین یعنے تمکو دین و شرایع بیان کرتا ہے اسکو
حذف کر دیا کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ رسول نہین آتا مگر دین و شرایع کو بیان کرنے یا وہ مقدر
ما کنتم تخفون ہے یعنی تم جن چیزونکو مخفی کرتے تھے اوسکو بیان کرتا ہے وہ مقدر قبل مذکور ہوا
اس لئے یہان اسکو حذف کیا یا مفعول مقدر نہین اس کی معنیون ہے بیان کرتا ہے تم کو بیان
بندہ عاصی کہتا ہے معین مفعول کو مقدر کرنے سے عام مفعول کو مقدر کرنا مثلاً ما تحتاجون
کہنا اولیٰ ہے کیونکہ اسطے اس مین فایدہ اعم ہے یعنے تمکو بیان کرتا ہے دین و شرایع اور امم
ماضیہ کے قصہ اور آیندہ ہونیکے امور اور تم اہل کتاب جنکو مخفی کرتے ہو اس کے سوائے دوسرے
چیزین کہ جنکی احتیاج ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہے علی فترۃ من الرسل کی
معنی علی انقطاع من الرسل ہے یعنی رسولونکا آنا منقطع ہونے کے وقت مین معلوم کیجئے فترۃ
کی اصل معنی سستی اور کسی چیز کی حدت و کثرت مین سکون ہو کے اول کے بہ نسبت کم ہونا ہے
دو رسول کے درمیان جو زمانہ ہے اُس کو فترت کہے کیونکہ اسطے اس نبی کی شریعت پر عمل کرنے
سے لوگون مین سستی واقع ہوتی ہے ان ایام مین نبی جو دوسرے رسول کی شریعت کیطرف
دعوت کرنے والا ہے اُسکا انا مخنع نہین عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دوسرا کوئی رسول
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے نہین آیا اس فترت کی مدت کتنے دِن ہین سو اس مین
اختلاف ہے لیکن اسکا جاننا تاریخ کے جاننے پر موقوف ہے اس لئے ہم اول تاریخ کی تحقیق کرتے
ہین معلوم کیجئے اہل اسلام کی تاریخ کی ابتدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جس سنہ مین مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ کو آئے اسی سال سے ہجری تاریخ کا مبدا
ٹھہرا ہجرت اگرچہ ربیع الاول کے مہینے مین ہوئی لیکن مبدا تاریخ اوس کی قبل دو مہینون کے

جو محرم تھا تب ہی سے لئے کیا واسطے عربون کے یہان سال کی ابتدا محرم سے ہی تھی سنہ عیسوی جو اب مروج ہے اسکی ابتدا بعضے عیسوی مورخون کے قول پر مسیح علیہ السلام کے تولد کے چار سال کے بعد سے ہے اور بعضون کے قول سے مسیح علیہ السلام کی ولادت کے سات دن کے بعد سے اس سنہ کی آغاز ہے یہہ سنہ عیسوی سنہ ہجری پر ۱۳ ۲۲۰ یعنی دو لاکھہ ستائیس ہزار تیرہ روز یا بارہ روز مقدم ہے ان ایام کے چھے سو اکیس سال عیسوی اور چھے مہینے سترہ روز یا سولہہ روز ہوتے ہین ان ایام کے قمری سال چھے سو چالیس سال اور دس مہینے بتیس دن ہوگئے اسی حساب سے سنہ ہجری کی ابتدا سنہ چھے سو بائیس عیسوی مین ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سنہ پانسو اکہتر عیسوی مین ہوئی عیسی علیہ السلام آسمان پر گئے سو تقریبًا سنہ تینتیس عیسوی مین تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے سو تقریبًا سنہ چھے نحو عیسوی مین تھا مدت جو عیسوی کے رفع کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت کے مابین ہے وہی ایام فترت ہین اس مدت کے تعداد مین مفسرون کو اختلاف ہے بخاری نے اپنی صحیح مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے عیسی علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فترت کے چھے سو برس ہین بندہ عاصی کہتا ہے چھے سو برس جو کہے شاید اسکی وجہ یہہ ہے کہ قمری سال کو اعتبار کئے ہین قمری سالون کا تفاوت دونون سنہ کے مابین چھے سو چالیس سال کا ہے عیسی علیہ السلام دعوی نبوت کا کئے سو تخمینًا چھیسوین سال تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوی نبوت کا کئے سو ہجرت کے قبل تیرہ سال کے تھا دونون رسولون کی دعوت کے مابین مدت جو ہین چھے سو سال ہے یہہ بھی احتمال ہے کہ کسر کو جبر کرکے چھے سو سال کہے قتادہ نے کہا چھے سو سال اور جو اللہ اعلم یا یعنے پورے چھے سو سال نہین لیکن اس مین کچھہ کمی یا زیادتی ہے قتادہ سے دوسری روایت آئی ہے کہ وہ پانسی ساٹھہ برس ہین ابن السائب نے کہا پانسی چالیس برس ہین ضحاک نے کہا چار سی چھپن برس چند سال ہین بندہ عاصی کہتا ہے شاید ان تینون قول الی عیسی علیہ السلام کو بعد بعد مدت کے جو عیسی علیہ السلام

دین مین تغیر واقع ہوا اس وقت سے ایام فترت کا مبدا لئے ہوا ابن الخازن جسے ابن الجوزی سے نقل کیا ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مابین پانسی اٹھہتر سال کا فاصلہ تھا وہی فترت کے ایام ہین اور بولا عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چار رسول ہوے ہین اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما فعززنا بثالث اسی کی طرف اشارہ ہے اور بولا چوتھا رسول کون ہے سو مجکو معلوم نہین سو یہہ ایک سو چونتیس ۱۳۴ سال نبوت کے ایام تھے باقی کے ایام فترت کے ہین ابو سلیمان الدمشقی نے کہا چوتھا نبی واللہ اعلم خالد بن سنان ہے کہ جن کے حق مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہین نبی ہے اسکی قوم نے اسکو ضایع کیا ابن الخازن کا کلام تمام ہوا بندہ عاصی کہتا ہے عیسیٰ علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مابین پانسی اٹھہتر سال کا فاصلہ جو کہو سو ہم ہجری اور عیسوی تاریخ مین فرق جو کہیے اُس کے مطابق ہے لیکن عیسوی چھے سے بائیس سال مین سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ہجرت کے وقت ترپن ۵۳ سال قمری تھے اُن کو وضع کئے تو پانسے اٹھہتر سال ہوئے واللہ اعلم معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے فترت رسل کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا سو فایدہ یہہ تھا ایام بہت گذر جانے سے متقدم شریعتون مین تحریف و تبدیل ہوگئی تھی تمامی روے زمین کفر و ضلالت سے بھر گئی تھی یہود توریت کے احکام کو بدل دئے تھے انبیا علیہم السلام پر افترا کرتے تھے انبیا کو قتل کرتے تکذیب کئے عیسیٰ علیہ السلام پر بہان ملاکے کافر ہوگئے تھے نصارے گمراہی مین سرگردان تھے الوہیت مین اللہ تعالیٰ کے خلل ڈالکے تثلیث کے اور حلول و اتحاد کے قایل ہوئے تھے حرام کو حلال ٹھہراکر کھانا اختیار کئے تھے مجوس دو خدا کے قایل ہوئے آتش کی پرستش اختیار کئے عرب جو تھے بتون کی پرستش کرنا اختیار کئے حلال و حرام مین امتیاز نہ رکھے ہنود بھی بت پرستی مین گمراہ تھے بتون کو اپنا معبود سمجھتے تھے چینی آفتاب کی پرستش اختیار کئے سو دنیا تمام کفر سے بھر گئی تھی

باطل سے مختلط ہوا جھوٹ نے سانچ کو چھپا دیا تھا پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اعراض کرنے
لگے اس عذر سے لوگون کو ذریعہ ملا کیا واسطے وہ کہتے تھے خداوندا تیری عبادت کرنا ہمکو معلوم
تھا لیکن کیسی عبادت کرنا سو ہم نہین جانتے تھے سو اس عذر کو دفع کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ
نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے حق باطل سے
تمیز پایا باطل کی تاریکی حق کے نور سے متبدل ہوی اللہ تعالیٰ کی توحید زبان پر جاری ہوئی
اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے عقل روشن ہوی اب ان باطل مذہب والون کو عذر کی کچھ جگہ
باقی نہ رہی اسی کیطرف اشارہ کر کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان تقولوا ما جآءنا من بشیر ولا نذیر
معلوم کیجئے ان تقولوا مین دو تاویل ہین ایک یہ ہے کہ یہان لا مقدر ہے اس کی تقدیر ان
لا تقولوا ہے یعنے تاتم نہ کہو کہ ہم پاس نہ آیا دوسری تاویل یہہ ہے یہان مضاف محذوف
ہے اس کی تقدیر کراہتہ ان تقولوا یعنے ہم فترت کے وقت مین رسول نہین بھیجے مگر تمنے
ہی واسطے کہ تم اپنے پاس رسول نہین آیا کرے کہنے کو مکروہ جانکے گے یعنے ناخوش اور
ناملایم سمجھینگے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے تمہاری حاجت
کے وقت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ اور جب کہا
موسیٰ نے اپنی قوم کو معلوم کیجئے یہہ جملہ مستانفہ ہے یہود سے عہد و پیمان لئے بعد وہ بند
عہدیان کئے ہین ان کے بیان کے واسطے اسکو ذکر کیا اذ کا کلمہ فعل مقدر سے منصوب ہے
اس کی تقدیر اذکر ہے ابن جریر نے کہا اس جملہ مین اللہ تعالیٰ نے اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو معلوم کروایا کہ گمراہی مین رہنا جاننا اور حق سے دور رہنا اور اپنے نفسون کے لئے بری
چیز کو اختیار کرنا اور باوجود اللہ تعالیٰ کے بہت سی نعمت ظاہر کے اور اس کے احسانات دلی
ہونے کے انبیا علیہم السلام سے کمال مخالفت کرنا ان یہودیون کی قدیم عادت ہے اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو دعوت کرنے کے سبب سے تکلیفین جو وہ پیش ہوی ہین اسکو سہنے کی تسلی دیتا ہے
یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اے قوم یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ

انبیاء کو جب کہ پیدا کیا تم مین نبیون کو یہہ بیان ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتونکا جو بنی اسرائیل کو عطا کین موسیٰ علیہ السلام اُن مین سے تین نعمت جن سے بنی اسرائیل کو کمال شرف ہوا بتاتے ہین از انجملہ تمہارے مین انبیا کیا بنی اسرائیل سے جتنے انبیا ہوئے ہین اتنے انبیا کسی قوم مین نہین ہوے کلبی نے کہا انبیا سے ستر شخص مراد ہین جنکو موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے انتخاب کرکے پہاڑ پاس لے گئے اور بھی بنی اسرائیل اولاد ہین یعقوب بن اسحق بن ابراہیم علیہم السلام کے بے شک یہہ لوگ اکابر انبیا ہین اور یعقوب علیہ السلام کے بارا فرزند جو اسباط ہین وہ بھی اکثر کے قول پر انبیا ہین اور بھی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع کیا تھا کہ ان کے بعد بھی بنی اسرائیل مین بہت سے انبیا پیدا ہون گے سو یہہ بنی اسرائیل کے شرف عظیم اور نعمت جسیم پر دلالت کرتا ہے انتہی لیکن ستر آدمی کو انبیا ہین اور یعقوب علیہ السلام کے بارا فرزند بھی اکثر کے قول پر انبیا ہین جو بولا اس مین تامل ہے اکثر مفسرین اُس کے خلاف پر ہین واللہ اعلم وَجَعَلَكُمْ مُّلُوكًا اور کر دیا تمکو بادشاہ ملوک جمع ملک کی ہے میم کے فتح اور لام کے کسر سے بادشاہ کو اور مالدار شخص کو کہتے ہین یہان ملوک سے کیا مراد ہے سو اختلاف ہے بعضون نے کہا تمکو مالدار کیا ابن عباس سے مروی ہے کہے جعلکم ملوکا کے معنے کر دیا تمکو صاحب خدم وحشم یعنی نوکر چاکر رکھنے والے بنایا ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے بنی اسرائیل مین جسکو عورت اور خادم اور گھر ہو تو اسکو ملک کہتے تھے ابن ابی حاتم نے ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بنی اسرائیل مین جسکو خادم اور جانور اور عورت ہوتی تو اسکو ملک کہتے ابو داؤد کے مراسیل مین زید بن اسلم سے مرفوع روایت آئی ہے کہ ملک وہ ہے کہ جسکی عورت اور گھر اور خادم رہے مجاہد سے مروی ہے کہا ملک وہ جسکو عورت اور گھر اور خادم رہے حسن بصری سے مروی ہے کہا ملک وہ جسکو سواری اور خادم اور گھر رہے ضحاک نے کہا بنی اسرائیل کے گھر بہت وسیع تھے اور ان مین سے پانی کے نہر بہتے تھے ان کے پاس مال متاع بہت عافیت گذاری مین لوگ رہتے تھے جو ایسا رہے

وہ مالک ہی سعید بن منصور اور ابن جریر روایت کرتے ہین کہ ایک شخص عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو کہا کیا ہم فقراء مہاجرین مین نہین عبداللہ نے کہا تجھکو عورت ہے جو تو اس کے پاس جا بیٹھا ہے کہا ہان ہے کہے کیا تجھکو گھر ہے اسمین رہا کرتا ہے کہا ہان ہے کہو تو اضنا مین ہی کہا تجھکو خادم بھی ہے کہے تو تو ملوک مین ہے قتادہ سے مروی ہے کہا ہمکو پہنچا کہ اول جن کے لئے نبی آدم کے خدم مسخر ہوئے اور ان کے مالک ہوئے سو بنی اسرائیل ہین اس کی ایک روایت مین آیا ہے کہے خدم کے مالک ہوے سو اول بنی اسرائیل ہین بندہ عاصی کہتا ہے اس نے بنی اسرائیل کو اولیت جو ثابت کیا ہے اس مین نظر ہے کیا کسواسطے کہ قرآن شریف سے ثابت ہوا ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کی غلامی مین تھے جب یہہ غلام رہے تو انکو اولیت نہین ہوئی اور ابراہیم علیہ السلام سارہ کو لیکے نکلے اور کسی دیس مین جاکر اترے سو وہان کا بادشاہ یا کوئی جبار نے سارہ کو طلب کیا کہ آن پر دست درازی کرنا چاہا سو اس کا ہاتھہ اکڑ گیا اور گلا گھوٹے جاکے پیر جھٹکنے لگا بندہ سارہ کو روانہ کردیا سو حدیث مین ہے فاخدمہا ہاجر یعنے ہاجر کو انکی خدمت کرنے کے واسطے بخشش دیا اس حدیث کو بخاری کی ایک روایت مین ہے واخدم ولیدۃ یعنے ایک باندی کو خدمت کرنے بخشش دیا اس سے معلوم ہوا خدم کے مالک ہونا ابراہیم علیہ السلام کے وقت مین بھی تھا بنی اسرائیل کی اولیت ثابت نہین ہوئی واللہ اعلم خدم جمع خادم کی ہے مذکر و مونث دونون پر اسکا اطلاق ہوتا ہے خادم کے اصل معنے خدمت کرنے والا خدف کرنے والا اعم ہے خواہ باندی غلام ہو یا نوکر چاکر لیکن محاورہ عرب مین خادم کا اطلاق اکثر باندی پر ہی ہوتا ہے حشم حا اور شین دونون کی فتح سے کلمہ ہی جمع کے معنی لئے اسکا لفظ کا واحد نہین آدمی کے حواص لوگ کو کہتے ہین جو اس آدمی کی حمایت کرتے ہین خواہ غلام ہین یا قرابت والے یا ہمسایہ سدی نے کہا جعلکم ملوکا کے معنی قبط کی غلامی مین جو پہلے تھے چھڑا کے تمکو خود مختار کیا ابن عون نے کہا جعلکم ملوکا تاویل مین جعل لکم یا فیکم ملوکا کے ہی یعنی سلطنت تمہاری قوم مین کی فرعون کے غرق کے بعد بنی اسرائیل مین بہت سے سلاطین ہوئے ہین ان کے گھرانے مین جب سلطنت آئی تو بطریق استعارہ کے ان سب کو

(مطبوعہ ۲۲ ص ۲۲)

ملک کہا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ اور دیا تمکو جو نہین دیا کسی کو جہان مین
نعمتون کی یہہ تیسری نوع ہے اللہ تعالی نے ان کو جو نعمتین دیا اسکو موسیٰ علیہ السلام یا وہ لوگ
کہ کسی کو اللہ تعالی نے ایسا سرفراز نہین کیا ازانجملہ ان کے لئے دریا چیرنا اور انکے دشمن کو ہلاک
کرنا اور انکے اموال کے مالک انکو کرنا اور ان پر من و سلوی اتارنا اور ان کے واسطے پتھر سے
پانی نکالنا اور ابر ان پر سایہ کئے پھرنا ان ایام مین اللہ تعالی کے خاص بندے ہی لوگ رہنا
ان کے سوائے اور بھی نعمتین ہین بعضون نے کہا العٰلمین مین الف لام عہد کا ہے اور اس سے
اوس زمانہ کے عالم یعنی ان کے آگے ہوگئے سو عالم مراد ہین شیخ سلیمان جمل نے کرخی سے نقل
کی ہے کہا اس تخصیص کی حاجت نہین کیا واسطے دریا کا چیرنا اور ابر سایہ کرنا اور ان کے
مثال بنی اسرائیل کے سوائے کسی کو یہان تک کہ اس امت مرحومہ کو بھی نہین دیا انتہی پھر
موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو اللہ تعالی کی نعمتون کو یاد دلاکے دشمن سے جہاد کرنے کا انکو
امر کئے اور فرمائے يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اے میری
قوم تم داخل ہو زمین پاک مین جو لکھ دی ہے اللہ نے تمکو ارض مقدسہ یعنے زمین مطہرہ منطہرہ
کی معنی پاک اس زمین کا نام مقدسہ ہوگیا واسطے شرک سے پاک ہونی کے اور انبیا اور صالحین
کی سکونت کی جگہہ ہونی اس قول پر بعضون نے اعتراض کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جسوقت
ارض مقدسہ اسکو کہے اس وقت وہ زمین شرک سے پاک نہین تھی اور انبیا کی سکونت گاہ
نہین تھی اسکے جواب مین ایسا کہے ہین کہ اس کے قبل کے زمانہ مین وہ مقدسہ تھی سو اسکو
مقدسہ کے بندہ عاصی کہتا ہے اس کے جواب مین یون بھی کہہ سکتے ہین علم الٰہی مین وہ زمین
مقدسہ تھی کہ اس کو اللہ تعالی نے ایمان نمود ہونیکی جگہہ اور انبیا علیہم السلام کی سکونت گاہ
ٹھہرایا تھا جیسا اللہ تعالی نے مکہ اور مدینہ کو ایمان نمود اور شروع ہونیکی جگہہ ٹھہرایا تھا
اگرچہ بعضے اوقات مین وہان شرک پھیلا رہے واللہ اعلم بعضون نے کہا مقدسہ کے معنی مبارکی ہے
کلبی نے کہا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام لبنان پہاڑ پر سوار ہوے سو انکو کہے دیکھہ جہان تک

تیری نگاہ جاتی ہے اتنی زمین تمام مقدس ہے اور وہ زمین تیری اولاد کی میراث ہے زمین مقدسہ سے کون سی زمین مراد ہے سو اس مین اختلاف ہے ابن عباس سے مروی ہے کہے کہ وہ طور اور اس کے گرد کی زمین ہے انہین سے دوسری ایک روایت آئی ہے کہ وہ اریحا ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عریش سے فرات تک ہے قتادہ نے کہا وہ شام کی سب زمین ہے بعضون نے کہا وہ اریحا اور فلسطین اور اردن کی بعضی زمین ہے بعضون نے کہا وہ دمشق ہے کتب اللہ لکم یعنے اللہ نے تمکو لکھ دی ہے یعنے اس مین جانیکا امر کیا ہے بعضون نے کہا اس مین جانا تم پر فرض کر دیا ہے اور اس مین رہنے کا امر کیا ہے بعضون نے کہا اسکو تمہین بخشش کیا ہے کعب الاحبار سے مروی ہے کہا مین اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئی کتاب مین پایا ہون کہ شام کی زمین مین اللہ کا گنج ہے اور اسی مین اللہ تعالی کے اکثر بندے ہین یعنے صالح بندے وہ زمین تمہاری سکونت گاہ ہے سو اسکو اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین لکھا ہے بعضون نے انکار کیا ہے کہ یہان اللہ تعالی نے فرمایا ارض مقدسہ کو تمہارے واسطے لکھ دی اس مین داخل ہو آیندہ فرماتا ہے فانہا محرمۃ علیہم اس کے جواب مین چند وجہ کہے ہین پہلی وجہ اللہ تعالی نے اس زمین کو بنی اسرائیل کے واسطے بخشش کی تھی لیکن انکی نافرمانی کی شامت کے نظر کرتے چالیس سال تک اوسے ان پر حرام کر دیا دوسری وجہ یہہ ہے کہ لفظ اگرچہ عام ہے لیکن اس سے خصوص مراد ہے گویا یونہی بعضون کے واسطے لکھا ہے اور بعضون پر حرام کیا ہے کس واسطے کہ یوشع بن نون اور کالب بن یوفنا بھی اس خطاب مین تھے سو داخل ہوئے تیسری وجہ یہہ ہے وعدہ طاعت سے مشروط تھا شرط جب فوت ہوئی مشروط بھی فوت ہوا چوتھی وجہ چالیس سال تک اون پر حرام تھی چالیس سال جب پورے ہوے اس مین داخل ہوے اور ان کی سکونت ہوئی معلوم کیجئے جو کتب اللہ لکم کی تفسیر امر کم بدخولہا سے کرتا ہے یعنے اس مین داخل ہونے کا امر کیا ہے اس کی تفسیر مین لوح محفوظ پر لکھا کہتا ہے اس کے قول پر

اشکال وارد ہی نہین ہوتا کسواسطے کہ داخل نہونے کا امر کرنا اور انکی مخالفت کی سزا مین
چند مدت تک اوس مین داخل ہونے کو محرم کرنا منافی نہین بنوعاصی کہتا ہے سیاق
آیت کو تامل کیجئے تو اشکال وارد ہی نہین ہوتا کسواسطے کہ بنی اسرائیل کے دلون مین دشمن
کا رعب پڑنے سے وہان جانیکو اسنادگی کیے جان کے اندیشہ سے جبن اختیار کیا پھر
موسیٰ علیہ السلام ان کو ترغیب دینے اور جنگ پر مستعد ہونے کے واسطے کہے اس زمین کو
اللہ تعالیٰ تمہارے لئے لکھ دیا ہے جب اس مین جانیکا عزم کروگے مرد میدان ہوکے
دشمن کے مقابلہ مین آؤگے تو البتہ تم کو فتح ہوگی باوجود اس کے بنی اسرائیل نے موسیٰ
علیہ السلام کے قول کو نہین مانا اس کی پاداش مین خدا تعالیٰ نے ان پر چالیس سال تک
داخل ہونا محرم کردیا وَلَا تَرْتَدُّوا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ اور الٹے
نجاؤ اپنی پیٹھ پر پھر پھروگے نقصان سے یعنے اللہ تعالیٰ نے تمکو وہان جانے کا امر کیا
ہے اس کو بجالاؤ اگر اس کا حکم نہ مان کے اُلٹ کر جاؤگے تو تمکو نقصان ہوگا قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى
اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ کہے یعنے موسیٰ کی قوم نے کہا اے موسیٰ مقرر وہان لوگ ہین
زبردست وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا اور مقرر ہم وہان ہرگز نہ جاوینگے
جب تک وہ نکل چکین وہان سے فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ پھر اگر وہ نکلے
وہان سے تو ہم داخل ہونگے یعنے موسیٰ کی قوم نے کہا ارض مقدسہ مین زبردست لوگ
رہتے ہین ہمکو ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین جبارین جس زمین مین رہتے ہین وہان
ہم ہرگز نہ جاوینگے جب تک وہ جبارین اس ارض مقدسہ سے نہ نکل چکین جب وہ
ارض مقدسہ سے نکلینگے تو تب ہی ہم ارض مقدسہ مین جائینگے آن قوم کو جبارین
کہنے کسواسطے کہ وہ قوم نہایت زبردست اور بہت بلند مہیب شکل رکھتی تھی جو شخص
زبردست قوی ہیکل نہایت بلند رہے اسکو جبار کہتے ہین وہ قوم عالقہ تھی ابن جریر اور
ابن المنذر قتادہ سے روایت کیے ہین جبارین کی صفت ہمکو ایسا کہے ہین کہ ان کے جسم اور

کی خلقت دوسروں کو نہیں تھے عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کی ہے
کہ جبارین کے جسم ہمارے جسموں سے درازین اور ہم سے قوت مین بڑھ کے ہین ابن
عبدالحکم نے مشرق مصر مین ابن حجرہ سے روایت کی ہے کہا موسیٰ کی قوم کے ستر شخص عمالیق کے
ایک شخص کے سر کی کھوپری سے سایہ کرتے تھے بیہقی نے شعب الایمان مین زید بن اسلم
سے روایت کی ہے کہا مجکو پہنچا ہے کہ عمالیق کے ایک شخص کی آنکھ کے حلقہ مین ترسں[1]
اپنے بچون کو لے کے رہتی تھی ابن ابی حاتم انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی
ہے کہ انہون نے ایک عصی سے کسی چیز کو ناپا پھر اس سے زمین کو ناپا سو پچاس یا پچپن
ہاتھ ہوے اور کہے عمالیق کا طول اس قدر تھا ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہے موسیٰ علیہ السلام کو امر ہوا کہ شہر جبارین مین جاوے
موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ جو لوگ تھے انکو لیکے انکے شہر کے نزدیک کہ جسکا نام اریحا تھا
جا اترے اور ہر سبط مین کے ایک شخص جملہ بارہ شخص کو جن کے جبارین کی اخبار لے
آنے کے واسطے روانہ کیا وہ بارہ شخص ان کے دیس مین گئے سوان کی شکل اور جسم اور
تنومندی کو بہت بڑی پاے سو کسی شخص کے باغ مین جا رہے باغ کا مالک یعنی شہر کا
آیا سوان کے قدمون کا نشان دیکھ کر ڈھونڈھتا ہوا مل دیا اور اون مین سے جسکو
دیکھتا تو میوہ کے ساتھ اسکو بھی اٹھا کے اپنی آستین مین ڈال لیتا یہان تک کہ ان
بارہ شخص کو میوہ کے ساتھ اپنی آستین مین لیکر اپنے بادشاہ کے پاس لیجا کر
اوس کے روبرو آستین مین سے انکو چھٹکا بادشاہ نے انکو کہا تم ہمارا حال دیکھ چکے
اب جاؤ اپنے صاحب سے ہمارا حال کہدو پھر وہ بارہ شخص آکے موسیٰ علیہ السلام سے
انکا سب حال بیان کیے موسیٰ علیہ السلام انکو تاکید کیے کہ یہہ حال کسی سے بیان مت
کرو سو یہہ لوگ اپنے باپ کو اور دوست کو انکا حال بیان کرتے اور انکو تاکید کرتے
کہ کسیکو مت کہو پھر یہہ خبر موسیٰ علیہ السلام کے لشکر مین مشہور ہوی ان بارہ شخص

[1] ہاتھ وزیدہ عالوزہ فارسی مین اور تقاضا کرتے ہین اور تیسری مین مشکل ۱۲ منہ

مین سے دو شخص یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا کے سوائے جتنے تھے انکے سب اخبار
نہین چھپائے اللہ تعالی نے قال رجلان من الذین یخافون حوفرمایا وہ یہی دو مرد ہین
ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے ارض مقدسہ
سے جبارین کا دیس مراد ہے موسی علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر اس کے قریب آترے
تو بارہ شخص کو روانہ کئے تا ان کی خبر لاوین یہہ بارہ شخص بنی اسرائیل کے نقیب ہین جنکو
اللہ تعالی نے ذکر کیا یہہ لوگ روانہ ہوے سو جبارین کا ایک شخص انکو دیکھکے اپنی
چادر مین انکو باندھکر اپنے شہر مین لایا اور لوگون کو بلوایا لوگ سب جمع ہوے اور
ان سے پوچھے تم کون ہو کہے ہم موسی علیہ السلام کے لوگ ہین تمہارا حال دریافت کرنے
ہمکو روانہ کیا ہے پھر انکو انگور کا ایک دانہ دے وہ اتنا بڑا تھا کہ ایک شخص کو کفایت
کرتا تھا اور انکو کہے موسی اور ان کی قوم کے پاس جاکہو انکے میوہ کا اس دانہ سے اندازہ
کر لو عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر مجاہد سے روایت کئے ہین کہے موسی علیہ السلام
ہر سبط سے ایک نقیب جملہ بارہ نقیب کو جبارین کیطرف روانہ کئے جبارین کو دیکھے
کہ انکی ایک آستین مین ان کے دو شخص سما جائینگے انکے انگور کے خوشہ کو انکے پانچ
شخص بغلگی مین رکھ کے اٹھا ئینگے اور انار کے دانہ نکالے بعد آدھے انار مین پانچ
یا چار شخص رہ سکین گے اہل اخبار کہے ہین جب بنی اسرائیل کو جبارین کا حال معلوم ہوا
رونے لگے کاش ہم مصر مین مرتے اور اللہ تعالی ہمکو جبارین کے ملک مین داخل نہ کرتا
تو بہتر تھا ہمارے عورت بچے مال اسباب انکی غنیمت ہوگی بہت سے بنی اسرائیل مصر کو
پھیرنے جانیکا عزم کئے موسی اور ہارون علیہما السلام سجدہ مین جاکے مناجات کرنے لگے

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا کہے دو مرد ڈرنے والون
سے کہ اللہ نے ان دونون پر نوازش کی تھی اکثر مفسرین کہتے ہین ان دو شخص سے
یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا مراد ہین جو ان بارہ نقیبون مین کے تھے موسی علیہ السلام

بغلگی اس لکڑی کو کہتے ہین جس کے دونون کنارون سے بلتی ہوئی رسی سے بہنگی باندھتے ہین اور اوپر بہنگی رکھکر لیجاتے ہین ۱۲ منہ

کی وفات کے بعد یوشع ہی نبی اور موسیٰ کے خلیفہ ہوئے کالب کے لام مین فتح اور کسر دونون جائز ہین ان کے باپ کا نام بعضے روایتون مین یوحنا ہاء مہملہ سے اور بعضے روایتون یوقنا قاف سے آیا ہے رجلان سے جب یہہ دونون شخص مراد ہوے تو یخافون کا مفعول لفظ اللہ ہوگا یعنے دو مرد جو اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ نے اُن پر نوازش کی تھی یعنے انکو ہدایت اور عہد کو وفا کرنیکی توفیق دیا تھا بعضے مفسرین کہتے ہین اُن دو شخص سے مراد جبارین مین کے دو شخص تھے ان لوگون سے جن سے بنی اسرائیل ڈرتے تھے وہ دونون موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے انعم اللہ کا جملہ رجلان کی دوسری صفت ہے من الذین یخافون پہلی صفت ہے یہی وجہ اظہر ہے اُس کو جملہ معترضہ لینا بھی صحیح ہے اور اوسکو یخافون کی ضمیر سے یا رجلان سے یا من الذین جو جار مجرور ہین انکی ضمیر سے حال

واقع ہونا بھی جایز ہے ادخلوا علیھم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون ۵ تم بیٹھے جاؤ ان پر دروازہ سے سو جب تم اس مین بیٹھے تو پھر مقرر تم غالب ہو وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین ۵ اور اللہ پر بھروسا کرو تم مومن ہو جملہ ادخلوا کا مقولہ ہے قال رجلان کا یعنے یوشع اور کالب بنی اسرائیل کو کہے جبارین کے شہر کے دروازہ مین تم بیٹھ جاؤ جب بیٹھینگے تو تمکو غلبہ ہے ادخلوا علیھم الباب جو کہے اس مین نصرت کے وعدہ کا مبالغہ ہے یعنے تم حملہ کرکے بمجرد دروازہ مین داخل ہونیکے انکو ہزیمت ہوگی وہ دونون غلبہ کا جزم کئے کسواسطے وہ موسیٰ علیہ السلام کے نبوت کو یقین جانتے تھے جب موسیٰ علیہ السلام کہے مقدس زمین جو اللہ نے تمکو لکھ دیا ہے جاؤ ان دونون کو یقین ہوا کہ انکو غلبہ ہوگا اسی لئے کلام کو وعلی اللہ فتوکلوا کے جملہ پر ختم کئے یعنے جب اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ دیچکا ہے تو تم انکے جسد دن سے دہشت کرنا اور انکی قوت کا ڈر دل مین لانا بیجا ہے بلکہ تم مومن ہو تو موسیٰ علیہ السلام کے قول کو سچ مان کے اللہ پر توکل کرنا فتح و نصرت کے منتظر رہنا

اہل اخبار کہے ہین وہ دونون شخص قوم کو جب یہہ نصیحت کر چکے تو انکو پتھرون سے مارنے کا ارادا کیا اور ان کے بات کیطرف التفات نہ کرکے قَالُوْا یٰمُوْسٰی کہے اے موسیٰ یعنے بنی اسرائیل کہے اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا مقرر ہم ہرگز وہان نہ بیٹھینگے کبھی جب تک وہ رہینگے اس مین یعنے جب تک جبارین اس دیس مین ہین تب تک ہم اس مین کبھی یعنے اپنے ساری عمر نہ جائینگے یعنے ہم جیتے تک نہ جائینگے فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ سو تو جا اور تیرا رب پھر دونون لڑو مقرر ہم یہان ہی بیٹھے رہین گے معلوم کیجئے جانا اور لڑائی کرنا اجسام کی صفات سے ہے اسکا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر جایز نہین سو یہود نے اوسکو جو کہا اوس کی چند وجہ کہتے ہین بعضون نے کہا یہود مجسمہ ہین ہین یعنے اللہ تعالیٰ کو جسم ثابت کرنے والون سے ہین جسم کے جو صفات ہین آنا جانا اٹھنا بیٹھنا لڑنا مارنا سب اس پر جاری ہونگے بعضے علما کہے ہین اگر جانے سے ایک مکان سے دوسرے مکان کیطرف جانا مراد ٹھہرا کے یہہ کہے ہین تو وہ کافر ہوئے اگر اللہ کے امر کے اور اس کے رسول موسیٰ علیہ السلام کے امر کا خلاف کرنے کی جہت سے کہے ہین تو فاسق ہوئے بنی عاصی کہتا ہے یہود جو موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ تھے اونکو مجسمہ تھے کہنا نہایت بعید ہے کیا واسطے مکلف پر اول واجب باری تعالیٰ کی ذات و صفات کو جاننا ہے موسیٰ علیہ السلام اُن مین موجود رہنا اور وہ مجسمہ رہنا خلاف عقل ہے اگر مجسمہ رہکر یہہ قول کہتے تو موسیٰ علیہ السلام پر اسکا انکار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان کرنا واجب تھا اس پر تو موسیٰ علیہ السلام کچھ نہین کہے تو معلوم ہوا وہ مجسمہ نہین تھے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کے یہود مجسمہ ہونے سے اونکا مجسمہ ہونا لازم نہین اور وہ جو بعضے انکو کفر مین اور فسق مین تردد کئے ہین قابل اعتماد نہین کیا کسواسطے کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے فسق کا جزم کرتے ہین کافر کیسا ہونگے بعضون نے کہا وہ یہہ جو کہے سو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول موسیٰ علیہ السلام کی استہانت اور استہزا کے واسطے اور انکے حکم کو کچھ پروا نہ کرکے کہے بعضے

کہتا ہے اس قول مین بھی تامل ہے کیا واسطے استہانت اور استہزا کی جہت سے کہنے نو کافر ہوتے اللہ تعالی نے تو اُن پر کفر کا حکم نہین کیا بلکہ نفس سے انکو وصف کیا بعضے کہتے ہین اذہب سے اُس کی معنی حقیقی مراد نہین بلکہ وہ مجاز ہے قصد و ارادہ سے گویا یون کہے تو اور تیرا رب ان کے قتل کا قصد و ارادہ کرے اس کی مثال جیسا کہتے ہین کلمتہ فذہب بحبینی یعنے مین نے اس سے بات کیا سو مجھے جواب دینے گیا یعنے میرے جواب کا ارادہ کیا بعضے کہتے ہین یہہ کلام مجاز بالحذف ہے اور یہان فعل متعدد ہے اس کی تقدیر یون ہے اذہب انت و ربک معین لک یعنے تو جا اور تیرا رب تجھکو اعانت کریگا بعضون نے اس پر اعتراض کیا اور کہا اس کے بعد فقاتلا کا جملہ جو آیا ہے اس تاویل کو باطل کرتا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے اس اعتراض کا جواب یون کہہ سکتے ہین کہ اسناد قتال کی دونون کیطرف بھی مجازی ہے معین کو قاتل فرض کرکے تثنیہ کا صیغہ لایا منشا کلہ کے واسطے واللہ اعلم بعضے کہتے ہین ربک سے موسیٰ کے بھائی ہارون علیہ السلام مراد ہین کیا واسطے وہ موسیٰ سے عمر مین بڑے تھے اس لئے انکو رب کہے ابن الخازن نے کہا اصح یہہ ہے وہ جو کہے سوا اللہ تعالی سے اور اوس کی صفات سے جاہل تھے بندۂ عاصی کہتا ہے پہلے قول پر جو اشکال ہم بیان کئے اس قول پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے اللہ تعالی کے صفات سے جاہل نہ تھے لیکن یہہ لوگ فرعون کی قوم کیجدست گذاری مین تھے کبھی جنگ کا کام انکو نہین پڑا تھا دلاوروں کے حملہ کا گاج سنے نہین تھے بہادرون کی تلوار کی بجلی کے چمک سے ان کی آنکھون کا پانی مرا نہین تھا تیر و تفنگ کے باران کا دھمک ان کو پہنچا نہین تھا دشمنون کی ہیبت ان کے دلون مین اتر کی انکی دیوون کی سی شکل سن نامردیکا برتاؤ پہنکے رسول اللہ علیہ السلام کے قول کو نہ مانے دیس مین جانے سے استادگی کئے اس سے وہ فاسق ہوے اذہب انت و ربک جو کہے سو اس سے حقیقی معنی مراد نہین بلکہ یہہ کلام ویسا ہی ہے کہ اگر کسی امیر نے بادشاہ کا کچھ حکم پہنچایا تو لوگ اس حکم کو

اپنی مرضی کا خلاف پاسکے ہنسی مان کر کہتے ہین تم اور پاشاہ ملکر وہ کام کرو ہم اسکو نہ کرین گے سو اس قول سے حقیقی معنی مراد نہین بلکہ معنی مجازی مراد ہوتی ہے اس قول سے انکو مجتمع تھے کہنا لازم نہین آتا امام احمد اور ابن مردویہ اور بیہقی عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو کہے کیا تم جنگ نہ کروگے کہے ہان اور ہم ویسا نہ کہین گے جیسے بنی اسرائیل کہے اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون لیکن ہم ایسا کہتے ہین اذہب انت وربک فقاتلا انا معکم مقاتلون یعنے تم جاؤ اور تمہارا رب اور جنگ کرو مقرر ہم تمہارے ساتھہ جنگ کرین گے حافظ العسقلانی نے فتح الباری مین کہا اس کی سند حسن ہے امام احمد نے طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر کے جنگ کے دن کہا یا رسول اللہ ہم آپ کو ویسا نہ کہین گے جو بنی اسرائیل موسٰی کو کہے اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون لیکن ہم ایسا کہتے ہین اذہب انت وربک فقاتلا انا معکم مقاتلون معلوم کیجئے یہہ روایتین جو مذکور ہوئی ہین ہم ان کے قول کو مجاز پر حمل کئے اسیکو تائید کرتے ہین وگرنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کلام پر انکار کرتے مقداد رضی اللہ عنہ جو کہے اسکا قصہ یہہ ہے کہ بدر کی جنگ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گئے سو کفار کی تجارت کے قافلہ کو جو ابی سفیان کے ساتھہ تھا غارت کرنے کے ارادہ سے نکلے تھے جنگ کے واسطے مستعد ہوکے نہین آئے تھے جب سنے کفار جنگ کا ساز و سامان تیار کرکے بڑی جمعیت سے نکلے ہین تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تردد ہوا کہ انصار جنگ پر مستعد ہوتے ہین یا پہلو تہی کرتے ہین کسواسطے کہ انصار سے عہد و بیعت جو ہوئی تھی اس مین یہہ شرط نہین تھی کہ حضرت کے ساتھہ جاکے دشمن سے مقابلہ کرین اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے سوال کئے تم کیا کہتے ہو اسوقت مقداد ایسا کہے بخاری اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے لقد شہدت من المقداد مشہدا لان اکون انا صاحبہ

احب الی مما عدل بہ یعنے مقداد جہان حاضر ہو کے کہے مین نے اس کو دیکھا کاش اس کو مین کہتا تو احب تھا ان چیزون سے جو وزن مین اس کے مقابل ہون نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرکون پر دعا کرتے تھے سو مقداد آئے اور کہے یا رسول اللہ واللہ ہم نہ کہین گے جیسے بنی اسرائیل موسیٰ کو کہے اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون لیکن ہم حضرت سے داہنے اور بائین طرف اور سامنے اوپر پیچھے جنگ کرینگے ابن مسعود کہے مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اس کے کہنے سے چمکنے لگا اور بہت خوش ہوئے قولہ عدل بہ عین کی ضم اور دال کی کسر سے مجہول کے صیغہ پر یعنے امور دنیوی سے جو چیز ہین اوس کے وزن مین اس کے مقابل ہو انسے احب تھا بعضون نے کہا اس سے امور دنیوی مراد نہین بلکہ ثواب مراد ہے یعنے اس کو اعم لیتے ہین یعنے ثواب ہو یا امور دنیوی غرض اس سے اس مشہد کے عظمت مین مبالغہ کرنا ابن مسعود کا مقصود ہے اور یہہ بات کہنے مین اور اس کے بدل مین پھر کسی قسم کا بدل ہو انکو اختیار دیتے تو اسکا حاصل ہونا ان کے پاس احب ہوتا اہل سیر کہتے ہین اس کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تم کیا کہتے ہو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصار کے سردار تھے کہے آپ کچھ ارادہ سے نکلے اور اللہ تعالیٰ نے کچھ امر درپیش کیا اللہ تعالیٰ کا جو امر ہے اس پر آپ چلئے ہم آپ کے ساتھ ہین صداقت ہمارے انصار پر باوجود عہد نہ کرنیکے دشمن کی کثرت پر نظر نہ کرکے امر الٰہی کو قبول کئے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کئے بخلاف بنی اسرائیل کے باوجود عہد و میثاق کے عین وقت پر اپنے نبی علیہ السلام کو دغا دئے یہہ امت افضل امم نہ ہو تو کونسی امت افضل ہوگی قال کہا یعنی موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا یہہ ارتداد دیکھکر کہے رب انی لا املک الا نفسی و اخی اے رب میرے مقدر میرے اختیار مین نہین مگر میری جان اور میرا بھائی یعنی ہارون علیہ السلام واخی کا عطف یا نفسی پر ہے اسوقت معنی یون ہون گے اے رب میرے مین مالک نہین مگر اپنی ذات کا اور اپنے

فاسق بمعنی کافر

بھائی کی ذات کا یعنی میرے اختیار مین میرے بھائی کے سوائے دوسرا کوئی نہین ہے بھائی جب اختیار مین ہوا تو گویا اس کے نفس کے مالک ہوے یا اخی کا عطف انی کے یاء متکلم کی ضمیر پر ہے جو ان کا اسم ہے اور اس کی خبر محذوف ہے اس کی تقدیر یون ہے وان اخی لا یملک الا نفسہ یعنے مین مالک نہین مگر اپنی نفس کا اور میرا بھائی مالک نہین مگر اپنے نفس کا ان دو وجہ کے سوائے اس کی ترکیب مین اور بھی وجہین کہے ہین اگر کہے موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین میرے اختیار مین میرے بھائی کے سوائے کوئی نہین حالانکہ یوشع اور کالب بھی ان کے اختیار مین تھے تو اس کا جواب یہہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بھائی پر کمال اعتماد تھا کہ وہ اپنے قول کا ہرگز خلاف نہ کریگا بخلاف ان دونون کے کہ انکے اعتماد کلی نہین تھا احتمال تھا کہ ساری قوم بدل گئی سو دیکھکے وہ بھی بدل جاوین یا بھائی سے دینی بھائی مراد ہو اس تقدیر پر یہ دونون بھی اخی مین داخل ہو جائینگے فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ سو تو فرق کر ہم مین اور یہہ فاسق لوگون مین افرق کی معنی یہان افصل کے ہین یعنے ہمارے اور ان کے درمیان فصل کر نا ہم جس امر کے مستحق ہین ویسا حکم ہمکو کرنا اور وہ قوم جو تیری طاعت سے باہر ہین جس امر کے مستحق ہین ویسا حکم ان پر کرنا یا اسکے معنی یون ہین ان فاسق لوگون کی صحبت سے ہمکو نجات دے معلوم کیجئے وہ قوم جب ویس مین جانے سے ابا کیے اور موسیٰ علیہ السلام کے حکم کا خلاف کیے اور یوشع اور کالب کو مارنیکا قصد کیے تو موسیٰ علیہ السلام کو دین کی حدت ہوئی سو قوم پر بد دعا کیے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا کو مستجاب کیا قَالَ فرمایا یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ پھر وہ یعنے ارض مقدسہ حرام کی گئی ان پر یعنے بنی اسرائیل پر چالیس برس تک سرمارتے پھرینگے زمین مین سو تو افسوس نہ کر فاسق لوگون پر معلوم کیجئے بنی اسرائیل موت کے ڈر سے ارض مقدسہ مین جانے سے استادگی گئے سو اللہ تعالیٰ نے انکی سزا یہی ٹھہرایا کہ اس ویس مین نہ جانا اربعین سنۃ احتمال رکھتا ہے کہ

ع ۱۶ النصف

محرمہ کا طرف ہوئے یا متیہون کا اکثر مفسرین کہتے ہین وہ ظرف متیہون کا ہے ان کے قول پر اس شہر مین نہ جانا ان پر موبد ہوا اور انکی سرگردانی اس زمین مین چالیس سال تک ہے اس کے بعد وہان ہی مر جائینگے اہل اخبار کہتے ہین اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو وحی کیا میری قسم سوائے میرے بندہ یوشع اور کالب کے سارے بنی اسرائیل پر مقدس زمین مین جانا حرام کیا ہون اور چالیس سال تک اُن کو اسی بیابان مین سرگردان رکھونگا اور وہ بنی اسرائیل چالیس دن تک یہان اخبار کے تجسس کرتے تھے سو ایک ایک دن کے واسطے ایک ایک سال مقرر کیا ہون اور ان سب کی لاش اسی کفر مین یعنے خالی میدان مین ڈالونگا اور انکی بچون کو جو بد کام نہین کئے ہین اس دیس مین لیجاؤنگا بعضے مفسرین اربعین سنۃ کو محرمۃ کا ظرف لیتے ہین اور کہتے ہین حرمت چالیس سال تک ہے اس کے بعد وہ داخل ہون گے اور کہتے ہین چالیس سال گذر چکے بعد یوشع علیہ السلام جو لشکر کے اہراول پر تھے بنی اسرائیل کو لیکے ارض مقدسہ مین گئے اور جبارین سے جنگ کرکے بعد موسی علیہ السلام جاکے اریحا کو فتح کئے اور عوج بن عناق کو قتل کرکے چند روز وہان زندہ رہکر وفات پائے طبری نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور ابن الجازن نے اسی کو اصح کہا ہے لیکن متشہور قول جسکو اکثر مفسرین اختیار کئے ہین اور حافظ عسقلانی نے اسی کو اصح کہا ہے سو ہارون اور موسی علیہما الصلوۃ والسلام اسی بیابان مین وفات پائے اکثر اہل علم کہتے ہین اس مین جانا اُن پر جو حرام ہوا حرمت منع کی تھی بعضون نے کہا وہ حرمت تعبدی تھی ان کی بے اعتدالی کے نظر کرتے اللہ تعالی نے انکو اس بیابان مین محنت و مشقت سے سرگردان رہنا چالیس سال تک ٹھہرایا متیہون مضارع کے جمع کا صیغہ ہے تاہ یتیہ تیہاً سے اس کے معنے حیران اور سرگشتہ ہونا اور راہ بھولکے بے راہ جانا یہہ میدان جس مین بنی اسرائیل سرمارتے پھرتے تھے سو اسکی مقدار چھے فرسخ کی تھی بعضون نے کہا اس کا طول بارہ فرسخ اور عرض چھے فرسخ کا تھا بعضے کہے عرض نو فرسخ اور طول تیس فرسخ کا اور بنی اسرائیل مین لڑنے والے چھے لاکھ آدمی تھے کوچ کرکے تمام دن بیداہ چلتے شام کو جب اترتے تو جہان سے نکلے تھے وہین اپنے کو پاتے اس بیابان کو

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون اور یوشع اور کالب پر سہل کر دیا تھا باقی کی تمام قوم پر یہ عقوبت تھی
بعضوں نے یہاں اشکال کیا ہے کہ اتنے چھوٹے بیابان میں اتنی بڑی جماعت کا چالیس سال
تک سرگردان رہنا اور وہاں سے نکلنے کی راہ نہ پانا بعید ہے اگر آفتاب کی ہاستاروں کی
حرکت کو نظر کرکے اس پر چلیں تو سمندر میں جسکا طول و عرض اس بیابان سے نہایت بڑا
رہتا ہے نکل جاتے ہیں اتنے چھوٹے بیابان سے کیسا نہیں نکلے یہہ اشکال ساقط ہے
کسواسطے کہ یہہ از جملہ خرق عادات ہے خرق عادات انبیا کے زمانہ میں ہونا بعید نہیں ابن
جریر نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے اسکا حاصل یہہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل
کو ارض مقدسہ میں جانا حرام کر دیا اور چالیس سال تک اسی بیابان میں سرگردان رہے سو
موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کئے اور کہے ہمکو کھانے کو کیا ہے موسیٰ علیہ السلام کہے
اللہ تعالیٰ تمکو کھانا بھیجیگا سو ان پر من اترنے لگا وہ من سوجی کے روٹیاں تھیں پھر
اس کے ساتھ کھانے سالن کا سوال کئے سو ماؤں کے لئے سلوی لاتا تھا سلوی ایک پرندہ
ہے نہایت فربہ کبوتر کے مانند بعد کپڑوں کا سوال کئے موسیٰ علیہ السلام کہے چالیس برس تک
تمہارے کپڑے پرانے نہ ہونگے پھر جوتوں کا سوال کئے سو موسیٰ کہے چالیس برس تک
تمہارے نعل ضایع نہ ہونگے پھر کہے ہمکو بچے پیدا ہونگے تو انکو کیا لباس پہنائینگے
موسیٰ علیہ السلام کہے بچہ بڑا ہو تو اوس کے ساتھ اس کا کپڑا بھی بڑھتا جائیگا پانیکا سوال
کئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو کہا اپنے عصے سے پتھر کو مار پانی جاری ہوگا پھر کہے تاریکی میں
ہمکو کچھ نہیں دکھتا سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے نور کا ایک ستون ان کے لشکر کے بیچ
میں مقرر کیا کہ جس سے سارے لشکر میں روشنی ہوتی تھی پھر دھوپ میں سایہ نہیں سو
شکایت کئے سو اللہ تعالیٰ نے ابر کا سایہ مقرر کیا ابن جریر نے ربیع بن انس سے روایت
کی ہے کہا یہہ میں بنی اسرائیل پر ابر نے سایہ کیا تھا بمقدار پانچ فرسخ یا چھے فرسخ کے تھا
اور کہا ان کے ساتھ طور کا ایک پتھر تھا اپنے ساتھ اٹھا لیجاتے تھے موسیٰ علیہ السلام اسکو

اپنے عصے سے مارے تو اس میں سے پانی کے بارہ چشمہ نکلے القصہ تیہ میں جتنے بنی اسرائیل داخل ہوئے تھے اور انکی عمر بیس سال سے تجاوز کی تھی وہ سب تیہ میں ہلاک ہوئے ان میں سے فقط یوشع اور کالب باقی رہے موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام تیہ سے نکلنے بعد مرے یا تیہ میں مرے سو اختلاف ہے اصح قول پر انکی وفات بھی تیہ میں ہی ہوی سدی کہا ہارون علیہ السلام سے ایک سال کے بڑے تھے سو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کیا کہ میں ہارون کو مارتا ہوں تم ہارون کو لیکے فلانے پہاڑ پاس آؤ پھر موسیٰ اور ہارون اس پہاڑ پاس گئے وہاں دیکھے ایک بڑا درخت ہے کہ ویسا درخت کبھی دیکھے نہیں تھے اور وہاں ایک گھر بنا ہوا ہے گھر میں پلنگ پڑا ہے اس پر بچھونا بچھا ہوا ہے وہ مکان نہایت معطر ہے ہارون کو وہ جگہہ بہت پسند آئی سو کہے یا موسیٰ مجکو اس پلنگ پر سونے کی نہایت آرزو ہے موسیٰ کہے سو جائیے ہارون کہے مجھکو اندیشہ ہے کہ اس گھر کا مالک آوے اور مجھکو اس پر دیکھ غصہ ہو موسیٰ کہے تم مت ڈرو میں اسکو تھام لونگا ہارون کہے تم اور ہم دونوں ملکر سونا اگر مالک آوے تو مجھ پر اور تم پر ملکر غصہ ہووے جب اس پر لیٹے تو ہارون کی موت کا وقت پہنچا ہارون کہے موسیٰ تم مجھکو فریب دیکے ہارون کا روح قبض ہوے بعد اس گھر کو اور اس پلنگ کو ہارون سمیت لیکے آسمان پر گئے اور وہ درخت جاتا رہا موسیٰ علیہ السلام پھر کر آئے تو ان کے ہمراہ ہارون نہیں سو دیکھ کر بنی اسرائیل کہنے لگے ہم ہارون کو دوست رکھتے تھے اس لئے موسیٰ حسد سے ہارون کو قتل کئے موسیٰ کہے تم پر افسوس ہے ہارون میرا بھای تھا کیا میں اسکو قتل کرونگا غرض بنی اسرائیل کے باتیں سنتے سنتے آخر موسیٰ دو رکعت نماز پڑھکے اللہ تعالیٰ کے پاس دعا کئے ہارون جس نعش پر تھے وہ اتر کے آسمان و زمین کے درمیان آئی پھر انکو دیکھ بنی اسرائیل تصدیق کئے بعدہ وہ نعش اوپر چلی گئی علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ موسیٰ اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام ملکے پہاڑ پر چڑھے ہارون وہاں سوے اور موسیٰ رہ گئے بنی اسرائیل موسیٰ کو کہنے لگے

ہارون کو تمھین نے قتل کیا ہے اور موسیٰؑ کو ایذا پہنچائے اللہ تعالیٰ نے فرشتون کو حکم کیا سو ہارون کی لاش کو لیکر بنی اسرائیل مین سے گذرے اور ہارونؑ مرے کر کر فرشتے بولے پھیر ہارون کا اپنی موت مرنا اور موسیٰ علیہ السلام کا بری ہونا بنی اسرائیل کے پاس ثابت ہوا بعد ملائکہ ہارون کی لاش کو لیجاکے کہین دفن کیے انکی قبر کی جگہہ کسی کو معلوم نہ ہوئی مگر رخم کو یعنے گبد کو پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو ہرا اور گویا کر دیا موسیٰ علیہ السلام کی وفات

موسیٰ کی وفات

ابن اسحاق نے یون بیان کیا ہے کہ صفی اللہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام موت کو مکروہ جانے تب اللہ تعالیٰ نے موت انکی پسند ہونیکا ارادہ کیا سو یوشع بن نون کو نبوت دیا موسیٰ انکے پاس صبح و شام جاتے اور کہتے یا نبی اللہ تمکو اللہ تعالیٰ نے کیا وحی کیا یوشع انکو نہ بولکے کہتے یا نبی اللہ مین تمہارے ساتھہ اتنی سال رہا سو اللہ تعالیٰ نے تمکو کیا وحی کیا کر کے کبھی سوال نہین کیا تم آپ ہوکر جو فرماتے سو اسکو مین سنتا پھر مجھ سے آپ کیسا سوال کرتے ہو موسیٰ اسکو سنکے سے انکو زندگی تلخ ہوئی اور موت کو دوست رکھے بندہ عاصی کہتا ہے یہہ قول بہت بعید معلوم ہوتا ہے جو شخص رسولون کے اولوالعزم سے ہو اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندون مین سو وہ ایسے رسول کی رسالت موقوف ہوکے دوسرا شخص کہ جسکو قدر و منزلت مین موسیٰ کی برابری کبھی نہین حکم رانی کرنا عادت الٰہی کا خلاف ہے اور صحیحین کی حدیث بھی اس قول کو رد کرتی ہے بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا اجب ربک یعنے جواب دے اپنے پروردگار کو یعنے پروردگار بلایا ہے سو تیرا روح قبض کرنے آیا ہون ٹوجل موسیٰ علیہ السلام ملک الموت کی آنکھ پر مارے سو اسکی آنکھ پھوٹ گئی فرشتہ الٹے کر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور کہا یا اللہ تو نے مجھکو ایسے بندہ کے پاس بھیجا جو موت نہین چاہتا اور میری آنکھ پھوڑ ڈالا اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست کر دیا اور بولا تو میرے بندہ کے پاس جا اور اسکو بول تو حیات چاہتا ہے سو اگر تجھکو زندگی کا ارادہ ہو تو اپنا ہاتھہ گائے کی پشت پر

رکھہ تیرے ہاتھہ کے نیچے جتنے بال ہیں اتنے سال جی ہر بال کو ایک سال موسیٰ علیہ السلام
کہے اس کے بعد کیا ہے کہا تو مر جائیگا موسیٰ علیہ السلام کہے ایسا ہو تو ابھی جلد موت دے
اور کہے اے رب ارض مقدسہ سے ایک پتھر کے پھینک کی مقدار نزدیک کر دے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے واللہ میں اگر اس کے نزدیک ہوتا تو انکی قبر جو راہ کے بازو سے
کثیب احمر کے پاس ہے یعنے بالو کے سرخ تپہ پاس ہے سو تمکو بتاتا یہہ ترجمہ مسلم کے
لفظ کا ہے ابن خزیمہ وغیرہ محققین کہے ہیں کہ بعضے اہل بدعت اس حدیث پر اعتراض
کئے اور بولے موت کا جو وقت مقرر ہے اس سے موت ایک لحظہ تفاوت نہیں کرتی
پھر ملک الموت روح قبض نہ کر کر کیسا انتظار کیا اور موسیٰ علیہ السلام ملک الموت
کی آنکھہ پھوڑنا کیونکر متصور ہوگا پھر اگر اسکو ملک سمجھکر مارے تھے تو ملک الموت کی
جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا تھا استخفاف کئے اگر نہیں سمجھکے مارے تھے تو آنکھہ
پھوڑنے کا بدلا موسیٰ سے کیا واسطے نہیں لئے اسکا جواب یہہ ہے اللہ تعالیٰ فرشتہ کو
موسیٰ کے پاس بھیجا سو موت چاہتے ہیں یا نہیں سو سوال کرنے کے واسطے بھیجا تھا
روح قبض کرنے کے واسطے نہیں بھیجا تھا اس سے موت کی تاخیر اس کے وقت سے
ہونا لازم نہیں آتی اور ملک اگرچہ نوری ہے لیکن بشر کیصورت میں جب آوے تو اس
صورت کے لوازمات جو آنکھہ پھوٹنی ہے واقع ہونے کو کوئی چیز مانع نہیں اور موسیٰ
اسکو طپانچہ مارے سو احتمال رکھتا ہے کہ موسیٰ اسکو ملک سمجھے لیکن طپانچہ اس واسطے
مارے کہ ملک الموت روح قبض کرنے کے واسطے آیا سو انکی مرضی دریافت نہیں کیا اسکو مکروہ
کہ بنی کا روح بغیر اسکی مرضی دریافت کئے کے قبض نہیں کرتے ملک نے اس شرط کو
فوت کرنے سے اسکو طپانچہ مارے ملک جو شرط فوت کیا سو اللہ تعالیٰ کیطرف سے امتحان
تھا اور احتمال ہے کہ موسیٰ ملک ہے سو نہیں سمجھے غیر شخص اپنے گھر میں اپنے بے
اذن آنے سے طپانچہ مار کے اسکو دفع کرنا چاہے اس میں اس کی آنکھہ ضایع ہوئی خواہ

نخواہ آنکھ پھوڑنے کا قصد نہیں کئے تھے کو وہ ملک ہونیکا علم حاصل نہ ہونا کچھ ضرر نہیں دیتا ابراہیم اور لوط علیہما الصلوٰۃ والسلام کے پاس آدمی کیصورت لیکر فرشتے آئے اور وہ انکو فرشتے ہیں نہیں سمجھے سو قرآن سے ثابت ہوا ہے اور جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت انکو فرشتے نہیں سمجھے سو صحیح حدیث میں ثابت ہوا ہے جب فرشتہ نہ سمجھکر مارے تو موسیٰ سے قصاص مشروع ہونا کیسا ثابت ہوگا قصاص مشروع ہے سو بنی آدم میں ہے ملک کے اور بشر کے درمیان بھی قصاص مشروع ہونے پر کچھ دلیل نہیں بالفرض قصاص مشروع رہے تو قصاص کے لئے مطالبہ ضرور ہے فرشتہ نے موسیٰ سے قصاص طلب کیا اور قصاص نہیں لئے سو کیسا ثابت ہوگا بعضے کہے ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے امتحان کے لئے موسیٰ علیہ السلام کو طمانچہ مارنیکا اذن دیا ابن قتیبہ نے کہا آنکھ جو تخییل ومثال تھی اسکو موسیٰ پھوڑے آنکھ جو حقیقی تھی اسکو نہیں پھوڑے اللہ تعالیٰ نے آنکھ بھی دیا سو اسکی حقیقی خلقت جو تھی اس کا اعادہ کیا بعضوں نے کہا موسیٰ کا آنکھ پھوڑنا اس کی حجت کو باطل کرنا مراد ہے مجازاً آنکھ پھوڑنے کہکر فرمائے لیکن یہہ قول مردود ہے کسواسطے کہ مجازی معنی مراد ہونے پر قرینہ ضرور ہے یہاں کوئی قرینہ نہیں بلکہ نفس حدیث میں طمانچہ مارے اور آنکھ پھوڑے اور اللہ تعالیٰ آنکھ بھی دیا جو ند کور ہیں حقیقی معنی پر دلالت کرتے ہیں متعدد قول یہہ ہے کہ آنکھ سے اس کا حقیقی معنی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو نئی آنکھ بھی دیا تھا موسیٰ علیہ السلام کے پاس کامل صورت سے آوے اور انکو معلوم ہووے کہ یہہ فرشتہ ہے اور انکو عبرت ہووے ارض مقدسہ سے پتھر کے ایک ٹپ کے مقدار نزدیک کر جو کہے اسکے معنی بعضوں نے یہ کہا ہیں جو کہ نہیں ہوئی ہیں کہ اتنی مقدار نزدیک کر اکثر شراح کہتے ہیں اس سے مراد یہہ ہے مجھکو اتنا نزدیک کر کہ میرے اور ارض مقدسہ کے درمیان اتنا فاصلہ رہے حافظ عسقلانی نے کہا ثانی قول ہے ظاہر ہے اگرچہ بعضوں نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے لیکن وہ قول جید نہیں کسواسطے کہ غرض وہ رہتا تو اور بھی نزدیک ہونا چاہتے موسیٰ علیہ السلام ارض مقدسہ سے

قبر بنانا چاہیے سو اس جگہہ کی فضیلت اور شرف اور وہان انبیا و صلحا جو مدفون ہین انکی فضیلت کیوسطے تھا موسی
علیہ السلام ارض مقدسہ کا قرب چاہے نفس زمین مقدسہ مین وفات نہین چاہیے سو اس حکمت کو بعضون نے یون کہا
کہ وہان اگر قبر ہو تو مشہور ہوگی اور جاہل لوگ اپنی امت کے اس قبر کی پرستش کرینگا اندیشہ تہا اسلئے ارض مقدسہ مین
دفن ہونا نہین چاہے لیکن اس قول مین خلل ہے کیوسطے کہ یہان دفن ہونے مین بھی یہہ اندیشہ موجود ہے اس پرستش سے بچنے کا
ارادہ ہوتا تو اپنے قبر پوشیدہ کرنیکا سوال کرتے اوجہ یون کہنا کہ اللہ تعالی بنی اسرائیل کو چالیس سال تک ارض
مقدسہ مین نہ بیٹھنے کا حکم کر چکا تہا وہ میعاد تمام ہونیکے آگے اس مین داخل ہونیکا سوال کرنا مناسب جانکو فقط
اسکی نزدیکی کا سوال کیا ایک شی سے جو چیز قریب ہو تو اس شی کا حکم اسکو بھی کرتے ہین وہب بن منبہ نے
کہا موسی علیہ السلام اپنے کسی کام کے واسطے نکلے سو دیکھے کہ فرشتونکی ایک جماعت ایک قبر کھود رہی ہے اور
کوئی جگہہ اس سے بہتر نہین اور اس قبر مین نہایت سبزی اور نظارہ ہے موسی کہے یا ملائکۃ اللہ تم اس قبر کو
کسکے واسطے کھود رہتے ہو فرشتے کہے اللہ تعالی کے ایک کریم بندہ کے واسطے کھود رہتے ہین موسی علیہ السلام
کہے اللہ تعالی کے پاس اس بندہ کا بڑا مرتبہ ہے جو ایسی قبر کو مین نے کبھی نہین دیکھا فرشتے کہے یا صفی اللہ
یہہ قبر تمہاری ہونیکو تم دوست رکھتے ہو کہے ہان فرشتے کہے ایسا ہے تو تم اسمین لیٹ جاؤ اور اپنے پروردگار
کی طرف متوجہ ہو پھر موسی اسمین اتر کر لیٹے اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوے انکو بہت آسانی سے نفس شروع ہوا
اور اللہ تعالی نے انکی روح قبض کی اور فرشتے مٹی ڈالکر قبر کو برابر کر دیے بعضون نے کہا ملک الموت نے بہشت سے
ایک سیب کے منکو سونگھایا اسکے سونگھنے سے حضرت کی روح قبض ہوئی اوسوقت موسی علیہ السلام کی عمر
ایک سو بیس برس کی تھی موسی کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے یوشع علیہ السلام کو بنی اسرائیل کیطرف مبعوث کیا اور
چالیس سال تمام ہوے بعد یوشع نے بنی اسرائیل کو کہے اللہ تعالی تمکو جبارین سے جنگ کرنیکا حکم کیا ہے سارے بنی
اسرائیل نے انکی تصدیق کی اور انسے بیعت کیے یوشع نے بنی اسرائیل کو لیکر اریحا کی طرف جبارین
کا دیس تھا متوجہ ہوے میثاق کا تابوت انکے ساتھہ تھا سواری کا محاصرہ کیے بعد چھے مہینہ کے نرسنگے پھونکے گئے
اور تمام لوگ ملکے ایک ہی آواز کیے کہ جس سے دیس کی شہر پناہ گر گئی بنی اسرائیل بنی جا کر جبارین کو قتل کرنے لگے جبارین
ہزیمت ہوئی بنی اسرائیل اپر گر کے مارنے لگے سو انکی ایک جماعت ملکر ہر ایک جبارین کے گردن پر مارتے

مارتے اسکو قتل کرتے رہے فتح اور قتل جمعہ کے دن ہوا اور انکے کچھ لوگ باقی رہگئے تھے آفتاب غروب ہونیکا وقت قریب پہنچا شنبہ کی شب داخل ہوتی کر کے یوشع نے کہا یا اللہ سورج کو پھیر اور سورج کو کہے تو بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت مین ہے اور مین بھی اللہ کی طاعت مین ہون تو ٹھہر جا اور چاند کو کہے تو توقف کرتا شنبہ کی شب ہو لیکے قبل مین ہمارے تعالیٰ کے دشمنون سے انتقام لیون پھر اللہ تعالیٰ نے سورج کو پھیرا اور ایک گھنٹہ دن بڑھگیا اور جبارین کے قتل سے فراغت ہوی بعد یوشع شام کے حاکمون سے جنگ کر کے اکتیس بادشاہ کو مستاصل کئے اور شام کی ساری اقلیم پر غالب آئے اور وہ سب بنی اسرائیل کیواسطے ہوئی بخاری اور مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے انبیا سے ایک نبی نے جنگ کیا سو اپنی قوم کو کہا جو شخص کسی عورت کی بضع کا مالک ہوا ہے اور ہنوز اس سے صحبت نہین کیا ہے تو میرے ہمراہ نہ آوے اور جو شخص گھر کی بناڈالا ہے ہنوز اسپر سقف نہین کیا ہو تو میرے ہمراہ نہ آوے اور جو شخص بھیڑ یا گابھن خرید کیا ہے اور انکے حمل کا منتظر ہے تو میرے ہمراہ نہ آوے عصر کی نماز کے وقت یا عصر کا وقت قریب تھا کہ ایک شہر کے نزدیک آیا اور سورج کو بولا تو مامور ہے اور مین بھی مامور ہون یا اللہ سورج کو ہمارے لئے حبس کر یعنی ٹھہرا دے پھر سورج ٹھہر گیا یہان تک کہ اس شہر کو فتح کئے بعد غنیمت کو جمع کرے آتش اسکو کھانے آئی سو نہین کھائی نبی علیہ السلام نے کہا تم غنیمت مین چوری کئے ہین چاہیئے ہر قبیلہ کا ایک شخص کر میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارے پھر ایک شخص کا ہاتھ انکے ہاتھ سے لگ گیا کہے تیرے قبیلہ والے چوری کئے ہین چاہیئے اس قبیلہ کا ایک ایک شخص اکر اپنا ہاتھ تیرے ہاتھ پر مارے پھر دو یا تین شخص کا ہاتھ انکے ہاتھ سے لگ گیا پھر وہ سونے کا ایک سر گائی کے سر کے برابر لائے تب آتش آکر اسکو کھائی معلوم کیجئے اس حدیث مین نبی جو مذکور ہے اکثر شراح کہے ہین کہ وہ یوشع بن نون علیہ السلام ہین اور وہ شہر اریحا ہے حافظ العسقلانی نے کہا حاکم نے کعب الاحبار کی طریق سے اسکو مصرح روایت کی ہے ابن بطال نے کہا وہ نبی داود علیہ السلام ہین حافظ نے کہا اسکو مین نے مسند نہین پایا لیکن خطیب نے کتاب نجم النجوم مین علی رضی اللہ عنہ سے آفتاب داود علیہ السلام کیواسطے ٹھہرا سو روایت کیا ہی اسکی سند نہایت ضعیف ہے انتہی المحضا بندہ عاصی کو اسمین تامل ہے کیواسطے کہ اہل اخبار کہے ہین یوشع علیہ السلام تیہ سے نکلے سو اریحا کو فتح کئے ارض مقدسہ مین داخلہ ہونیکا حکم علی العموم بنی اسرائیل کو تہا جو موسیٰ علیہ السلام کے

ساتھ تھے پھر وہ سب تیہ مین مرگئے اونکی اولاد جو تھی اونکو لیکے یوشع علیہ السلام داخل ہوے اس
حدیث مین جنگ کی دعوت علی العموم نہین ہے بلکہ مخصوص انہین کو ہے جنکا دل امور دینوی سے فارغ ہو نیا نیا
کیا سو شخص اور گھر کی نئی بنا ڈالا سو شخص وغیرہ کو جہاد کیواسطے نکلنے کا حکم نہین ہے پھر دونون قصے کیسا متحد ہوگئے
اور بنی اسرائیل تو موسی علیہ السلام کے ساتھ تیہ مین چالیس سال تک سرگرداں پھرے گھرون کی بنا ڈالنا اور بھیڑ
یا اونٹون کو مول لینا ان سے کیسا واقع ہوگا حاکم کی حدیث جس سے حافظ عسقلانی نے استدلال پکڑی ہے اس حدیث
حاکم مستدرک مین اور حافظ ابوبکر الخطیب کتاب الاسامی المبہمہ مین سعید المقبری کے طریق سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے صحیحین کی حدیث کے مانند مرفوع روایت کئے ہین اس حدیث کے اخیر مین ہے کعب نے کہا صدق اللہ ورسولہ
واللہ وہ کتاب اللہ مین یعنی توریت مین یون ہی ہے بعد کعب الاحبار کہے یا ابا ہریرہ یہہ نبی کون تھا تجھکو
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر نہین دئے ابوہریرہ کہے نہین کعب کہے وہ نبی یوشع بن نون تھے اور وہ
شہر اریحا کا تھا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے کعب کی خبر اسرائیلیات سے ہے ہماری پاس وہ حجت نہین ہوتی
مگر اوسکی اصل مرفوع وارد ہوی ہے جسکو امام احمد اور حافظ ابوبکر الخطیب کتاب الاسامی المبہمہ مین انہین کی
طریق سے اسود بن عامر سے روایت کئے ہین وہ ابوبکر بن عیاش سے وہ ہشیم سے وہ محمد بن سیرین سے وہ ابوہریرہ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ان الشمس لم تحبس لبشر الا لیوشع بن نون لیالی سارا
بیت المقدس یعنی سورج نہین ٹھہرا کسی بشر کیواسطے مگر یوشع بن نون کیواسطے ان راتون مین جو بیت المقدس
کو گئے سو اس روایت سے دیکھتے یون جمع کرنا ممکن ہے کہ جبارین سے جنگ کرکے ارض مقدسہ کچھ فتح کئے بعد ان
بنی اسرائیل گھرون کی بنا ڈالے اونٹ بھیڑ خرید کئے بعد اسکی اطراف و نواحی کو فتح کرنیکے واسطے جب گئے
تب یہہ معجزہ واقع ہوا ہو واللہ اعلم قاضی عیاض نے کہا سورج کو حبس ہوا روایت مین جو آیا ہے
اسکی تاویل مین اختلاف ہے بعضون نے کہا آفتاب جو راہ ملی کیا تھا اسیکی طرف اوٹکے آیا بعضون نے
کہا توقف کی بعضون نے کہا اسکی حرکت سست ہوئی ابن بطال وغیرہ اس تیسرے قول کو ترجیح دیتے ہین
بندہ عاصی کہتا ہے حاکم کی روایت جسکی طرف ہم اشارہ کئے اسمین ارکد کے لفظ سے آیا ہے رکود کی

معنی ساکن ہونا اور ٹھہرنا سو یہہ روایت دوسرے قول کو تائید کرتی ہے واللہ اعلم معلوم کیجئے امام احمد کی روایت جو مذکور ہوی اسمین یوشع علیہ السلام کے سوائے کسی کے لئے معجزہ نہین ٹھہرنیکا حصر واقع ہوا ہے حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا داود علیہ السلام کیواسطے سورج ٹھہرا جو آیا ہی اسکو معارض نہین ہوتا کیواسطیکہ وہ روایت بہت ضعیف ہے اور بولا ابوہریرہ کی حدیث جسکو احمد روایت کئے ہین جو اوپر مذکور ہوی اولی ہے کیواسطیکہ اسکے رجال سے صحیح مین احتجاج پکڑتے ہین اور بولا ابن اسحٰق نے کتاب المبتدا مین روایت کی ہے کہ موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کو خبر دئے تھے کہ صبح کی پو پھٹے وقت روانہ ہونا سو یوسف علیہ السلام کے تابوت کو دہونڈھکے نکالنے مین دیر ہوگئی قریب تھا کہ صبح صادق طلوع کرے تب موسی علیہ السلام دعا کئے پھر صبح صادق کے طلوع ہونے مین تاخیر ہوئی سو یہہ حدیث بھی اسکے معارض نہین ہوتی کیواسطیکہ یوشع علیہ السلام کے حق مین سورج کے طلوع کا حصر جو واقع ہوا ہے صبح صادق کا طلوع دیر سے کرنا اسکو معارض نہین ہوتا اور بولا سلیمان علیہ السلام کیواسطے بھی آفتاب الٹکر آنا بعضی روایتون مین آیا ہے لیکن وہ روایت ثبوت کو نہین پہنچی اور بولا ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے آفتاب کا ٹھہرنا جو آیا ہے اسکو معارض نہین ہوتا کیواسطیکہ وہ سابق کے انبیا کی نسبت کرتے تھا نکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے سورج ٹھہرنا اسکو معارض نہین ہوتا اور بولا یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق کی مغازی کی روایات مین روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو اپنی اسرا کی شب کے صبح کو انکے قافلہ کی خبر دئے اور کہے وہ قافلہ اشراق کیوقت داخل ہوگا سو اللہ تعالی سے دعا کئے اور آفتاب ٹھہر گیا یہان تک وہ قافلہ داخل ہوا حافظ نے کہا اسکی سند منقطع ہی لیکن طبرانی اوسط مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج کو امر کئے سو دن کی ایک ساعت توقف کیا اسکی سند حسن ہے اور بولا بیہقی نے دلایل النبوہ مین اسما بنت عیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کی مانڈہی پر سوگئے عصر کی نماز علی رضی اللہ عنہ کی فوت ہوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کئے سو آفتاب الٹکے آیا اور علی رضی اللہ عنہ نے

عصر کی نماز پڑھی بعد غروب ہوا اور کہا ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین شمار کیا سو خطا کیا اور کہا قاضی عیاض نے جو کہا خندق کے دن عصر کی نماز نہ پڑھی اور آفتاب غروب ہوا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے انکر آیا اور اس حدیث کی روایت طحاوی کیطرف نسبت کی ہے طحاوی کی مشکل الآثار مین نے دیکھا وہ اسما کی حدیث ہر یہہ حدیث نہین انتہی ملخصا بندہ عاصی کہتا ہے ابن الجوزی نے کہا اسما کی حدیث کو سعید بن منصور نے روایت کی ہے اسکی سند مین فضیل بن مرزوق ہے یحیی بن معین اسکی تضعیف کی ہے ابن حبان نے کہا وہ موضوعات کو روایت کرتا ہے اور ثقات پر خطا کرتا ہے اور اسکو ابن شاہین نے بھی روایت کیا ہے اسکی سند مین عبد الرحمن بن شریک ہے ابو حاتم نے کہا وہ واہی ہے ابن شاہین کا شیخ احمد بن محمد بن سعید الہمدانی وہ ابن عقدہ ہے رافضی ہے جھوٹا ہے اسی نے اس حدیث کو وضع کرنے سے متہم ہے اور ابن مردویہ نے اسکو ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اسکی سند مین داؤد بن فراہیج ہے شعبہ نے اسکی تضعیف کی ہے انتہی حافظ السیوطی نے اسکی رد مین کہا ہے فضیل ثقہ ہے صدوق ہے مسلم اپنی صحیح مین اس سے احتجاج پکڑتا ہے عبد الرحمن بن شریک کو اگرچہ ابن حاتم نے واہی کہا ہے لیکن دوسرے حفاظ اسکی توثیق کیے ہین ابن عقدہ کیا حفاظ سے ہے اسکی مدح اور ذم مین حفاظ کو اختلاف ہے دارقطنی نے کہا اسکو جس نے وضع سے متہم کیا سو جھوٹ کیا اور داؤد کو بعضے ثقہ کہے ہین اور بعضے ضعیف کہے ہین انتہی بندہ عاصی کہتا ہے اسکو ضعیف کہنے سے اسکی حدیث موضوع ہونا لازم نہین آتا حافظ ابی الحسن شاذان اس حدیث کے سب طریقوں کو ایک جزمین جمع کیا سوا ابو ہریرہ اور اسما بنت عمیس اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے مختلف طریقون سے روایت کی ہے ان سب طریقون کے نظر کرتے حدیث درجہ حسن کو پہنچی ہے طحاوی نے اس حدیث کو مشکل الآثار مین روایت کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے اور احمد بن صالح المصری جو بخاری کا شیخ ہے وہ بھی اسکی تصحیح کی قاضی عیاض بھی شفا مین اسکی تصحیح کی طبرانی معجم کبیر مین بھی اسکو روایت کیا حافظ عراقی نے کہا اسکی سند حسن ہے حافظ السیوطی نے کہا مین ایک جماعت محدثین کی اسما کی حدیث کی تصحیح کیے ہین انتہی اور خندق کے جنگ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی

نماز نہیں پڑھی بعد غروب کے آفتاب اُلٹا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھی سو حدیث کو قاضی عیاض نے اکمال مین ذکر کیا اور بو لاطحاوی نے مشکل الآثار مین اسکو روایت کی ہے اسکے راویان ثقہ ہین اور امام نووی نے شرح مسلم کے باب تحلیل الغنایم مین قاضی کے قول کو نقل کیا ہے اور اسکو مسلم رکھا بالجملہ ان سب طرق کے نظر کرتے آفتاب کا الٹنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ثابت ہوا منکرین اسکے ضعف پر یوشع علیہ السلام کی حدیث سے معارضہ جو کرتے ہین اُس حدیث کے سند مین بھی کلام کی جگہہ ہے کیواسطیکہ اسکی سند مین ابوبکر بن عیاش ہے اگرچہ وہ ثقہ اور صدوق اور حدیث کا عالم تھا لیکن اسکے حفظ مین کلام کرتے ہین اور اسکو سیئ الحفظ کہے ہین مسلم اس سے کچھ روایت نہین کیا مگر اپنی صحیح کے مقدمہ مین اس سے کچھ ذکر کیا ہے اور بخاری نے اس سے چند معدود حدیثین روایت کی ہے لیکن اکثر مین اسکے ساتھ دوسرے راوی کو بھی ضم کرکے روایت کی ہے پھر اسکی یہہ حدیث منقطع الصحت نہین ہوتی بر تقدیر صحت اس قصہ کو معارض نہوگی شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ معجزہ ظاہر ہونیکے قبل یوشع کے قصہ سے خبر دینے یا آفتاب کیلئے رد نہین ہونے سے مراد گذشتہ انبیا مراد ہوگی جیسا کہ ہم حافظ سے نقل کئے ہین عاصی کے خاطر مین اور ایک وجہ ظاہر ہوتا ہے کہ یوشع علیہ السلام کیواسطے آفتاب ساکن ہوا کرکے آیا ہے سو یہہ ٹھہرنا انکے سوا کسیکو نہین ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے آفتاب نہین ٹھہرا بلکہ غروب کے قریب پہنچا تھا سو اُلٹکے آیا اس تقریر سے دونون حدیث مین تعارض نہین ہوتا ابن الجوزی اسکی حدیث کی وضع پر یون دلیل پکڑتا ہے کہ اس حدیث کو وضع کرنے والا فقط فضیلت کی طرف نظر کیا اور اس مین کچھ فایدہ نہین سو اسکو لحاظ نہین کیا عصر کی نماز آفتاب غروب ہونے بعد قضا ہوئی آفتاب اُلٹکے آنا اسکو ادا نہین بناتا بندہ عاصی کہتا ہے یہہ کلام ساقط ہے کیواسطیکہ اصولیین کے پاس قضا اس فعل کو کہتے ہین کہ اسکے ادا کا وقت فوت ہونے بعد اسکو واقع کرنا جب نبی کے معجزہ کے واسطے ادا کا وقت عود کرے اور اسوقت مین وہ فعل صاحب الشرع کے حکم سے واقع ہووے تو اس کو ادا کہنے کچھ مانع نہین اس مین فایدہ یہی ہے کہ ادا کی فضیلت حاصل ہووے اور بھی احتمال ہے کہ آفتاب بالکل غروب نہین ہوا تھا لیکن غروب

ہونا شروع کیا تھا یا قریب بہ غروب تھا جب اس کا التفات غروب کے قبل ہوا تو ادا کا وقت بہنوز باقی رہا تھا نماز اپنے وقت مین حاصل ہوئی کراہت سے گذرنا دفع ہوا اس احتمال کو علامہ شیخ علی الشبراملسی نے مواہب اللدنیہ کے حاشیہ مین ذکر کیا ہے بعضون نے اسما کی حدیث کی رد مین کہا ہے کہ آفتاب کا عود کرنا یوشع علیہ السلام کے خصایص سے تھا علی رضی اللہ عنہ کی نماز کیواسطے آفتاب عود کرتا تو اکثر لوگ اسکو روایت کرتے کیواسطے کہ وہ منجملہ ان امور کے ہے کہ جسکو نقل کرنیکے دواعی متوافر ہین کوئی روایت نہ کرکے گھر مین رہتی سو ایک مجہول عورت کہ جسکا حال معلوم نہین روایت کرنا کیسا مقبول ہوگا بندۂ عاصی کہتا ہے کہ یہہ کلام نہایت سقوط مین ہے کیواسطے کہ یہہ اسما اسلام مین سابقین اوّلین مین تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دار الارقم مین داخل ہونیکے قبل اسلام لائی اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبش کی ہجرت کی بعد جعفر کی شہادت کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نکاح مین آئی اُنکے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے بیاہ کی اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی اخیافی بہن تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے گھر اکثر جایا کرتی تھی اور اس سے مثل عمر بن الخطاب اور ابو موسیٰ الاشعری اور ابن عباس اور عبد اللہ بن جعفر وغیرہ صحابہ کے اور سعید بن المسیب اور عروہ وغیرہ جماعت عمدہ تابعین کی روایت کی ہے اور اسکے احادیث صحیحین اور دوسرے صحاح اور سنن مین موجود ہین کہ جس سے مجتہدین حجت پکڑتے ہین ایسی مشہور و معروف بی بی کو مجہول الحال کہنا کمال نادانی ہے اور اسکی نقل کے دواعی متوافر ہونیکو ہم مسلم نہین رکھتے کیواسطے کہ لوگون پر ظاہر ہونیکے قصد سے یہہ معجزہ وقوع مین نہین آیا بلکہ فقط علی رضی اللہ عنہ کو ادا کی فضیلت حاصل ہونے ظاہر ہوا لوگ جنکو اس امر کی اطلاع نہین ہوئی وہ سمجھے آفتاب ابر مین چھپا تھا سو نمود ہوا اس کے نقل کے دواعی وافر نہین ہوئے اس لئے دوسرے لوگ جنکو اطلاع نہین ہوئی روایت نہین کئے غزوۂ خندق مین آفتاب عود کرنیکی حدیث پر اعتراض کئے ہین کہ صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ مین عصر کی نماز کو سورج کے غروب کے بعد قضا کئے اگر سورج عود کرتا تو قضا کیون کرتے سو اس کے جواب مین ہم کہینگے خندق کی جنگ

ایک ہی دن مین انصرام نہین پایا بلکہ چند روز تک جنگ قایم تھا سو ایک روز قضا کرنے سے ہر روز
قضا کرنا لازم نہین کسی دن معجزہ ظاہر ہوا اور آفتاب اُلٹا اور کوئی دن قضا کئے تا صحابہ کے
دل مین نماز قضا ہونے سے تاسف جو ہوا تھا نکل جاوے ابن حجر ہیتمی نے نعمۃ الکبری الاعظم مین کہا
علی رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھنے کے واسطے سورج اُلٹ کر آنیکی حدیث جو وارد ہوئی ہے صحیح ہے
اس حدیث مین لوگ جو طعن کئے ہین ان کا طعن معتبر نہین اور بولا محدثین کے بعضے متاخرین نے اس
حدیث کے ثبوت کیواسطے ایک اچھا جزو تالیف کیا ہے اور اس مین بولا مین مین اسمعیل حضرمی کے
واسطے جو ایمہ شافعیہ سے تھے کہ جس کی جلالت اور صلاح اور علم پر سب کا اتفاق ہے آفتاب
اُلٹا ہے اور یہہ بات اہل یمن کے نزدیک بتواتر ثابت ہے اس امت کے بعضے اولیا کی
کرامت کیواسطے آفتاب ٹھہرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ٹھہرنیکو کیسا بعید سمجھتے ہین
انتہی ملا علی بن حسین الکاشفی نے رشحات مین جناب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے
احوال مین مولانا زادہ فرکنی سے نقل کی ہے کہا مین ایک روز ہمراہ جناب خواجہ کے ایک قریہ سے
دوسرے قریہ کو جاتا تھا جاڑے کا موسم تھا دن نہایت چھوٹا ہوا تھا عصر کی نماز پڑھے آفتاب
زرد ہوا اور غروب ہونیکے قریب پہنچا قریہ وہان سے دو فرسخ پر تھا اس جنگل مین اترنے کو کہین جگہ
نہین تھی میرے دل مین خطور کیا کہ آفتاب غروب ہونیکے قریب پہنچا ہے راہ نہایت خطرناک ہے
نہایت سرد ہے مسافت بہت باقی رہگئی ہے ہمارا کیا حال ہوگا حضرت خواجہ اپنے گھوڑے کو
جلد چلاتے تھے یہہ خطرہ میرے دل پر بار بار گذرنے لگا تب حضرت خواجہ ہمارے طرف پھر کے کہے تم
مت ڈرو اور خاطر پر تشویش نہ لاؤ گھوڑون کو جلد چلاؤ انشاء اللہ آفتاب غروب ہونیکے قبل ہم
منزل مقصود کو پہنچینگے پھر گھوڑے کو کوڑا کرے دوڑانے لگے اور ہم بھی اپنے گھوڑون کو تیز کئے
میری نظر ہر دفعہ سورج پر تھی افق کے کنارہ پر ٹھہر گیا تھا بالکل حرکت نہین کرتا تھا گویا میخون سے
اس کو جڑدئے ہین جب ہم قریہ کی شہر پناہ کی دیوار کے پاس پہنچے آفتاب ایسا غروب ہوگیا کہ
اسکی کچھ شعاع باقی نہ رہی اور لال شفق اور سفید شفق دونون نہین رہے اتنی تاریکی ہوئی کہ رنگ اور

بعض اولیا کے واسطے آفتاب کا الٹنا

شکل آدمی کی نہین دکھتی تھی مجھکو حیرت ہوی اور مین یقین سمجھا کہ یہ حضرت خواجہ کا تصرف ہی پھر
مین نے بے طاقت ہوکے گھوڑا دوڑا کر حضرت خواجہ کے نزدیک آیا اور کہا حسبنہ للہ فرماؤ یہہ کیا
سر ہے حضرت فرمائے طریقت کے شعبدون مین بھی ایک شعبدہ ہی اللہ تعالی جو فرمایا فلا تاس
علی القوم الفاسقین یہہ خطاب موسی علیہ السلام کو ہی یعنی بنی اسرائیل تیری مخالفت جو کیے
اور بے حکم ہوئے اس سے تو افسوس مت کر بعضون نے کہا موسی اپنی قوم پر بد دعا کر چکے
بعد اس سے پشیمان ہوے تب اللہ تعالی نے انکی طرف وحی کیا کہ وہ فاسق قوم ہین انکے واسطے تو
افسوس مت کر بعضے مفسرین کہے ہین یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی یا محمد یہود کی
مخالفت اور ایمان نہ لانے سے تو افسوس مت کر کسواسطے کہ انبیا کی مخالفت کرنا یہود کی صلی ہے

ع ۹ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اور پڑھ ان پر آدم کے دو بیٹون کی خبر راستی سے
اس جملہ کا عطف ایک مقدر جملہ پر ہے جو اذ قال موسی لقومہ کے پاس مقدر ہے اس کی تقدیر گویا
یون ہے اذکر یا محمد لقومک و اخبرہم خبر ابنی آدم یعنی یا محمد سنا اور خبر دے اپنی قوم کو راستی
سے آدم کے دو فرزندون کا احوال علیہم کی ضمیر کا مرجع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہے بعضون نے
کہا اس کی مرجع بنی اسرائیل ہین یعنی یہود آدم کے دو فرزندون سے انکے صلبی دو فرزند مراد ہین
جنکا نام ہابیل اور قابیل تھا اکثر مفسرین ایسا ہی کہتے ہین یہی قول صحیح ہے حسن بصری اور ضحاک سے
منقول ہے کہ یہہ دو شخص بنی اسرائیل سے تھے آدم کے صلبی فرزند نہین تھے یہہ قول ضعیف ہی بالحق
اسکا تعلق محذوف سے ہے اسکی تقدیر متلبسا ہے اس متلبس مین تین وجہ ہین پہلی وجہ مفعول مطلق
جو محذوف ہے اسکا نعت ہے اسکی تقدیر گویا یون ہے اتل علیہم تلاوۃ متلبسۃ بالحق یعنی پڑھ
انپر پڑھنا جو حق اور صحت ملا ہوا ہے دوسری وجہ اتل کے فاعل کا حال ہے اسکی تقدیر یون ہے
اتل حال کونک متلبسا بالحق یعنی پڑھ حال ہوتے تیرے ملا ہوا حق کے ساتھ یعنی راستے کے ساتھ
تیسری وجہ نبا جو اتل کا مفعول ہے اس کا حال ہے تقدیر یون ہے اتل علیہم نبأ بنی آدم متلبسا
بالحق یعنی پڑھ ان پر آدم کے دو فرزندون کی خبر حال یہہ کہ وہ خبر متلبس حق ہے ان تین وجہون پر

حق صدق و درستی کے معنی سے ہوگا بعضوں نے بالحق کی معنی بالغرض الصحیح سے کی ہے یعنی انکی خبر صحیح غرض سے پڑھ دے غرض حسد کی برائی کا بیان کرنا اہل کتاب اور مشرک جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرتے ہین انکو آگاہی ہو بعضون نے کہا بالحق کی معنی عبرت لینے کیواسطے ہو لعب کے ارادہ سے نہین جیسے جھوٹے قصے رہتے ہین اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا جب نیاز کی دونون نے کچھ نیاز کلمہ اذ کا محل نصب مین ہے ظرف ہے نبا ابنی کا یعنی پڑھ انکی خبر جو قربان کے وقت واقع ہوئی یا کلمہ اذ کا بدل واقع ہے نبا سے باسوجہ سے مضاف محذوف ہے تقدیر یون ہے واتل علیہم نبا بنی آدم نبا ذلک الوقت یعنی خبر اس وقت کی قربان اسم ہے اس چیز کا جس سے اللہ تعالی کی تقرب ڈھونڈتے ہین بھیڑ صدقہ ہو یا ذبیحہ وغیرہ اس کو مفرد کے لفظ سے ذکر کیا قربانین کرکے تثنیہ کے لفظ سے وار دنہین کیا تا دلالت کرے کہ ہر ایک کا قربان علاحدہ ہے گویا تقدیر یون ہے، قربانکل واحد منہا قربانا یعنی نیاز کی ہر ایک انمین کا ایک نیاز کہتے ہین اصل مین وہ مصدر تھا بعد اس کو قربت کی چیز پر اطلاق کئے اسی واسطے اسکو مفرد کے لفظ سے ذکر کیا دو شخص کا فعل ہے کر کر قربانین تثنیہ کے لفظ سے ذکر نہین کیا کسواسطے کہ مصدر کو تثنیہ اور جمع نہین کرتے بعضون نے کہا قربان اسم جنس ہے واحد وغیرہ سب کو صالح ہے فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا پھر قبول کی گئی انمین کے ایک سے یعنی ہابیل سے وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے یعنی قابیل ابن جریر نے ابن مسعود اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام کو لڑکا جب پیدا ہوتا تو اسکے ساتھ لڑکی بھی پیدا ہوتی سو اس پیٹ کے لڑکے کو دوسرے پیٹ کی لڑکی سے نکاح کر دیتے اور اس پیٹ کی لڑکی کو دوسرے پیٹ کے لڑکے سے بیاہ کر دیتے پھر آدم کو دو لڑکے پیدا ہوے ایک کا نام ہابیل دوسرے کا قابیل قابیل کھیتی کرتا ہابیل بکریان پالتا دونون مین قابیل عمر مین بڑا تھا اور اسکے ساتھ کی بہن ہابیل کے ساتھ کی بہن سے خوبصورت تھی اور ہابیل نے قابیل کی بہن کو بیاہ کرنا چاہا قابیل بولا وہ میری بہن ہے میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے اور تیری بہن سے خوبصورت ہے میں اپنی بہن کو نکاح کرونگا غرض انکے باپ آدم نے ہابیل کو نکاح کر دینے کا امر کیا انکا کہا بھی نہ مانا پھر اس لڑکی کا

مقدار کون ہے کہ کے دونون اللہ کے واسطے قربانی کئے ان دنون مین آدم علیہ السلام ہان نہین تھے مکہ کو دیکھنے گئے تھے سو جاتے وقت آسمان کو کہے میرے بچونکی نگہبانی امانت ہے کر آسمان نے قبول نہین کی زمین کو بولے زمین نے بھی قبول نہین کی پہاڑون کو بولے پہاڑ قبول نہین کئے قابیل کو بولے قابیل بولا بہتر آپ جاکے آئینگے تو اپنے بچون کو ویسے ہی ہین سو دیکھ کر خوش ہونگے پھر آدم گئے بعد قربانی کئے قابیل اپنا فخریہ ہابیل پر کرتا اور کہتا تیرے دیکھتے اس کا حقدار مین ہون وہ میری بہن ہے اور مین تیرا بڑا بھائی ہون اور مین میرے کا وصی ہون قربانی کو ہابیل نے موٹا بکرا دیکھ کر قربانی کیا اور قابیل حزمہ سنبل یعنی بھٹے کا ایک بولا لگا لا اس مین بھی ایک بھٹا بڑا دیکھا سو گرو کے اس کو کھا گیا آتش اتر کر ہابیل کے قربانی کو کھائی قابیل کی قربانی کو نہ چھوئی قابیل غصہ ہوکے ہابیل کو بولا تجھکو گھائل کرونگا تاکہ تو میری بہن سے بیاہ نہ کرلے اہل سیر و اخبار کہے ہین حوا کو بیس بار حمل ہوا اسمین چالیس بچے یعنی بیس لڑکے بیس لڑکیان ہر حمل مین ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنتی تھی پہلا فرزند قابیل تھا اسکے ساتھ پیدا ہوئی سو بہن اقلیما اخیر پیدا ہوا سو لڑکا عبد المغیث اسکے ساتھ پیدا ہوئی سو بہن امت المغیث اللہ تعالی نے آدم کی نسل مین برکت دی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آدم نہین موے یہان تک کہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد سے چالیس ہزار آدمی کو دیکھے بعضے کہتے ہین آدم اور حوا زمین پر اترنیکے بعد سو برس کے آدم حوا سے قربت کئے سو قابیل پیدا ہوا اسکے ساتھ بہن پیدا ہوئی سو اس کا نام اقلیما تھا بعد قابیل پیدا ہوا اسکے ساتھ بہن پیدا ہوی سو اس کا نام لیوذا تھا محمد بن اسحق نے بعضے اہل اخبار سے نقل کی ہے کہ آدم جنت مین حوا کے ساتھ سویا کرتے تھے سو قابیل اور اسکی بہن ہی پیدا ہوئے انکی ولادت کیوقت حوا کو نہ دردزہ ہوا اور نہ کچھ تعب ہوا اور نہ خون نکلا زمین پر اترے بعد انکے ہم بستر ہوے سو ہابیل اور اوسکی بہن کو جنی اسکے جننے وقت درد اور تعب و مشقت ہوی اور خون دکھائی دیا بچہ جب بڑا ہوا تو اُس حمل کے لڑکے کو دوسرے حمل کی لڑکی سے نکاح کر دیتے اسوقت بہنون کے سوا دوسری کوئی عورتین نہین تھین اسلئے اپنی جاوان بہن کے سوا دوسری کوئی بہن

(قام ۱۲)

ہو تو بیاہ کرنا جایز تھا قابیل ہابیل جب بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو امر کیا لیو ذا جو ہابیل کی جاوان بہن ہے اسکو قابیل سے نکاح کر دینا آدم اُسکا مذکور اپنی اولاد سے کہے ہابیل راضی ہوا قابیل ناراض ہوا اسواسطے کہ ہابیل کی بہن بہوتصورت تھی قابیل کی بہن بہت خوبصورت تھی اور بولا میری جاوان کو مین بیاہ کرونگا اور بولا ہم بہشت کے بچے ہین اور وہ رمین کے ہین میری بہن کا مین مستحق ہون آدم علیہ السلام کہے وہ بہن تجھکو حلال نہین اس نے انکی بات نہ مانی اور بولا اللہ نے تمکو امر نہین کیا تم اپنے دل سے کہتے ہو آدم کہے تم دونون ملکے قربان کرو جسکی قربان مقبول ہوئی وہی اس لڑکی کا مستحق ہے اسوقت کوئی فقیر نہین تھا جسکو صدقہ دیوے کوئی قربانی کیا جسکی قربانی مقبول ہوئی تو آسمان سے سفید رنگ کی آگ آکے اس قربانی کو کھاتی قربانی اللہ تعالےٰ کے یہان مقبول نہین پڑی تو آگ نہین اترتی وہ نہین بڑا رہتا اسکو چرند پرند کھاتے پھر دونون قربانی کرنیکے واسطے آدم کے نزدیک سے نکلے قابیل نزاعت کرتا تھا سو کچھ ردی اناج نکالا اور دل مین بھی گانٹھا کہ میری قربانی مقبول ہو یا نہو میری بہن دوسرے کو نہ دونگا ہابیل بکریان پالتا تھا سو ایک بہتر دنبہ نکالا اور اپنے دل مین اللہ تعالےٰ کی رضامندی کا ارادہ کیا پھر یہہ دونون اپنے قربانی لیجا کے ایک پہاڑ پر رکھے آگ لگے ہابیل کے قربانی کھائی اللہ تعالیٰ نے اس بکرے کو بہشت مین پالا ابراہیم علیہ السلام سے انکے فرزند کے بدل اسی دنبہ کو فدیہ کروایا قابیل کی قربان کو آگ نہین چھوئی اپنی قربان قبول نہین ہوئی سو دیکھ کے قابیل غصہ ہوا اور اپنے بھائی کا درہ کرنے لگا یہان تک کہ آدم مکہ کو بیت اللہ کی زیارت کیواسطے گئے تو قابیل میدان خالی دیکھ ہابیل کے پاس آیا وہ بچارا اپنے بھیڑ کو چراتا تھا سو اسکو قَالَ بولا لَاَقْتُلَنَّكَ البتہ مین تجھکو مارڈالونگا ہابیل بولا مجھکو کیواسطے مارڈالتا ہے قابیل بولا اللہ نے تیری قربانی قبول کی میری قربانی کو قبول نہین کیا اب تو میری خوبصورت بہن کو بیاہ کریگا اور تیری بدصورت بہن مجھکو دیگا لوگون مین پھرا تو لوگ کہینگے قابیل سے ہابیل نیک ہے اور تیرے بچے میرے بچون پر فخر کرینگے واللہ مجھکو اور تجھے ملکے لوگ نہ دیکھین قَالَ بولا یعنی ہابیل بولا اس مین میری کیا تقصیر ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اللہ قبول نہین کرتا ہے مگر متقیون سے یعنی اللہ کی درگاہ مین عمل مقبول ہونیکے واسطے تقویٰ شرط ہے قربانی کچھہ اللہ کو نہین پہنچتا مگر اس کا تقویٰ اللہ کے یہان مقبول ہوتا ہے اسی واسطے ایک بھائی کی قربانی

مقبول ہوئی ایک بھائی کی مقبول نہین ہوئی اور بھی تقوی دل کی صفت ہے تقوی کا محل دل ہے تقوی کی حقیقت چند امور ہین ایک تو یہہ ہے کہ اس عمل مین اپنے سے قصور ہو جائیگا خوف و اندیشہ دل مین کھکے قصور واقع ہونیکے امور سے پرہیز کرے دوسرا یہہ کہ عمل جو کرتا ہے اس مین اللہ تعالی کی مرضی کے سوائے دوسری کسی غرض کو دخل دینے سے کمال خوف کرے تیسرا یہہ کہ اس عمل مین اللہ تعالی کے غیر کو شرکت لگانے سے نہایت اندیشہ کرے جبکہ قابیل کی قربانی مین تقوی نہین تھا بھائی کا حسد دلمین تھا اس لئے اللہ تعالی نے اس کو قبول نہین کیا بعضے مفسرین کہتے ہین اس جملہ کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اس کی قربانی مقبول ہونیکی سبب سے اللہ تعالی نے اپنے رسول کو کہا کہ تقوی کی راہ سے قربان نہین کیا اللہ تعالی عمل قبول نہین کرتا مگر متقین کا اس کے بعد پھر انکا قصہ بیان کیا بندہ عاصی کہتا ہے یہہ قول نہایت ضعیف ہے آیت کا سیاق اسکو مقتضی نہین ہے

لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ اللہ کی قسم اگر تو اپنا ہاتھ لمبا کریگا تا مجھکو مارے لئین مین لام جو ہے محذوف قسم کا توطیہ ہے تقدیر یون ہے واللہ لئن مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ مین ہرگز اپنا ہاتھ لمبا نہ کرونگا تیری طرف تا مین تجھکو مارون یعنی مارنے اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر چلا دیگا تو مین اپنا ہاتھ تجھ پر ہرگز نہ چلاؤنگا یعنی مین اپنے بچانے تجھ پر ہاتھ نہ چلاؤنگا بلکہ اللہ کے امر پر اپنا جان دونگا بعضون نے کہا معنے یون ہین مین تجھ پر پہلے ہاتھ نہ چلاؤنگا کسواسطے کہ ناحق خون کرنا اللہ تعالی نے حرام کیا ہے بعضون نے کہا کہ وہ مقتول اپنے قاتل سے قوی اور زور آور تھا لیکن اللہ تعالی کے اندیشہ سے بھائی کو قتل کرنا بُرا جانا جملہ ما انا باسط کا محذوف قسم کی جواب ہے شرط کی جواب مذکور نہین کسواسطے کہ شرط اور قسم دونون ملکر آوین تو دونون مین جو سابق ہے اسی کی جواب کو لے آتے ہین دوسرے کے جواب کو حذف کر دیتے ہین اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ مقرر مین ڈرتا ہون اللہ سے جو صاحب ہے سارے جہان کا یعنی تیرے قتل کیواسطے ہاتھ چلانے مین مجھکو اللہ کا ڈر ہے کہ مجھکو عذاب دیگا اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ مقرر مین چاہتا ہون کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور تیرا گناہ پھر تو ہو دوزخ والون مین

یہہ جملہ اپنا ہاتھ نہ چلانیکی دوسری علت ہے اس مین عاطفہ واو نہین لایا اور اوپر کی علت پر عطف نہین کیا تا آگاہ کرے کہ ہر ایک علت اپنی علیت مین کافی ہے تبوأ مضارع کا صیغہ ہے ترجع اور تنصرف کی معنی سے یعنی تو رجوع کرے اور پھرے ہم انکا ترجمہ حاصل کرے) جو لکھے سو اسکی مرادی معنی ہین میرا گناہ سے میرے قتل کا گناہ تیرے گناہ سے تیرے دوسرے گناہ جو تو اس قتل کے قبل کیا ہے گویا تغلیب ہے ترجع باثمی قتلی و اثمک الذی کان منک قبل قتلی یعنی تو حاصل کرے میرے قتل کا گناہ اور اپنے گناہ جو اسکے آگے تیرے سے ہوئے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور جمہور مفسرین سے ایسا ہی منقول ہے انکے قول مضاف محذوف ہے زجاج نے کہا معنی یون ہین ان ترجع الی اللہ باثم قتلی و اثمک الذی من اجلہ لم یتقبل قربانک یعنی تو جاوے اللہ کی طرف میرے قتل کا گناہ اور اپنا گناہ سے کہ جس گناہ سے تیری قربانی مقبول نہوئی دونون تقدیر کا حاصل ایک ہی ہے ہم یہہ معنی جو بیان کئے اس سے ایک اشکال جو ہوتا تھا دفع ہوا تقریر اشکال کی یہہ ہے قاتل اپنے مقتول کی گناہ اٹھانا معقول بات نہین کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی اٹھاتا نہین اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا اس اشکال کے دفع کا حاصل یہہ ہے میرے گناہ سے مقتول کے ذاتی گناہ مراد نہین بلکہ مقتول کی قتل کی گناہ مراد ہے یہان اور بھی ایک اشکال ہے اسکی تقریر یون ہے آپ گناہ کرنیکا ارادہ کرنا جیسا انسان کو جایز نہین دوسرا شخص بھی گناہ کرنے کا ارادہ کرنا جایز نہین ہابیل کیا بولا انی ارید یعنی مین چاہتا ہون اس کا دفعہ یون ہے قابیل مارونگا کرکے جب بولا تو ہابیل کو اسکے قول کا ظن غالب ہوا سو قابیل کو بطور نصیحت کے کہنے لگا اگر تو مارنے مجھہ پر ہاتھ چلاویگا تو مین تجھ پر نہ چلاونگا کیونکہ مجھکو اللہ کا اندیشہ ہے اگر تو میری نصیحت کو نہ مانکے مجھکو غافل پاکے اور اپنی دفع سے عاجز دیکھ کر مارے تو اس سے بچنا مجھکو ممکن نہین اسکی تدبیر یہی ہے کہ تجھکو اول ہی مارڈالا لیکن ظن سے ناحق خون کرنا بہت بڑا گناہ ہے جب اس گناہ کا فاعل مین یا تو ہونے مین منحصر ہو تو مین نہین چاہتا کہ گناہ کا فاعل مین ہون تو اس پر اقدام کرنا چاہتا ہے تو کر سو ایسی حالت مین اور اس شرط پر غیر سے گناہ صادر ہونیکا ارادہ کرنا

حرام نہین بعضون نے اس کے جواب مین کہا کہ یہان مضاف مقدر ہے اسکی تقدیر یون ہے
انی ارید ان تبوء بعقوبہ اثمی و اثمک یعنی مین چاہتا ہون میرے گناہ اور تیرے گناہ کا عقاب
تو ہی حاصل کرے آدمی کو اپنے خون کا گناہ اپنے قاتل پر ہونیکا ارادہ کرنا ممنوع نہین
زمخشری نے اسکے جواب مین کہا ارید سے حقیقی ارادہ مراد نہین لیکن ہابیل کو معلوم ہوا
کہ قابیل البتہ مجھکو مار ڈالیگا سو ثواب حاصل کرنیکے واسطے اپنے خون کو قبول کیا تو گویا
اسکے قتل کا مجازاً ارادہ کرنے والا ہوا اگرچہ اسکا ارادہ حقیقتہ نہ ہوا انتہی یہان اور ایک اشکال
ہے اسکی تقریر یون ہے ناحق کوئی شخص قتل کرنیکو ہاتھ چلایا تو اسکا دفع کرنا واجب ہے اگر بولے
واجب نہین تو اسکا اقل مرتبہ حرام نہین اُس لئے کسواسطے کہا مین ہاتھ نہ چلاونگا بعضون نے
اس اشکال کے دفع مین کہا ہے یہہ گفتگو دونون مین جسوقت چلی اسوقت ہاتھ نہین چلایا فقط
قتل کرنے پر آگاہ کیا چنانچہ انسانون مین آج بھی عادت جاری ہے غصہ کیوقت تجھکو قتل کرونگا
کہہ بیٹھتے ہین ویسا ہی اس نے کہا ہابیل نے یہہ کلمہ اس کو جو بولا بطور وعظ و نصیحت کے کہا تا قتل کی
برائی اسکو معلوم ہووے اور اس ارادے سے باز رہے بعضون نے کہا ہابیل جو بولا (ما انا بباسط یدی الیک
لاقتلک) اس سے غرض یہہ ہے تو میرے مارنے کیواسطے ہاتھ چلایا تو مین تیرے مارنیکے واسطے نہ
چلاونگا بلکہ تیرے دفع کیواسطے ہاتھ چلاونگا کیا واسطے اخف مفسدے دفع ہوتا ہو تو اشد کو اختیار
نہ کرنا بعضون نے کہا گناہ سے محفوظ رہنے کے ارادے سے دفع نکرے تو جایز ہے بعضون نے کہا اسوقت کی
شرع یہی تھی اگر کوئی قتل کرنے ہاتھ چلاوے تو اسکی تسلیم و انقیاد کرنا مجاہد سے یہہ منقول ہے
بندہ عاصی کہتا ہو اس مسئلہ کو صیال کا مسئلہ کہتے ہین یعنی غیر پر حملہ اور دست درازی کرنا اس کا
حکم ہم شافعیہ کے پاس یہہ ہے کوئی شخص اپنے پر حملہ کرنے کیواسطے آمادہ ہووے پھر وہ
حملہ کرنے والا مکلف رہے یا غیر مکلف اُسکا دفع کرنا پہنچتا ہے لیکن وہ دفع بتدریج رہے یعنی اخف سے
دفع ہوتا ہے مثلاً ڈرانے سے تو مارنا اس کا جایز نہین مارسے دفع ہوتا ہے تو اُسکا قتل جایز
نہین پھر اگر اسکو قتل کرنیکے ارادے سے کوئی کافر ہاتھ چلاوے تو اس کو دفع کرنا واجب ہے اگر مسلمان

ہاتھ چلاوے تو اظہر وجہ پر اسکا دفع واجب نہین بلکہ اسکے لئے استسلام یعنی گردن رکھنا اور اسکے روبرو سر جھکانا مسنون ہے احادیث صحیحہ اسکو مؤید ہین امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایک فتنہ ہوگا بیٹھے رہنے والا اسمین بہتر ہوگا کھڑے رہنے والے سے اور کھڑا رہنے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے کہا یعنی سعد یا اور کوئی شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ خبر دو مجھے کہ قتل کرنے کے لئے میرے گھر مین آوے اور اپنا ہاتھ مجھ پر چلاوے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آدم کے فرزند کے مانند ہو اور یہہ آیت پڑھے لئن بسطت الی یدک لتقتلنی الآیہ ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہوے اور مجھکو اپنے پیچھے بٹھلائے پھر کہے ابی اباذر مجھکو خبر دے لوگون کو فاقہ کشی ہوگی تو اپنے بچھونے سے اٹھ کے اپنی مسجد تک جانیکی طاقت نرکھیگا تو کیسا کریگا مین بولا اللہ اور اس کا رسول دانا ترہین فرمائے تعفف یعنی اپنے کو پارسا بنایا اباذر مجھکو خبر دے لوگون مین بڑی مرنی پھیلے وکیون البیت فیہ بالعبد یعنی اور اس مین ہو جاوے گھر یعنی قبر برابر قیمت غلام کے تو تو کیا کریگا مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتے ہین فرمائے تو صبر کر اے اباذر لوگ آپس مین ایک ایک کو یہان تک حجارۃ الزیت انکے خون سے دوبے تو تو کیا کریگا مین بولا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہین فرمائے اپنے گھر مین بیٹھ جا گھر کا دروازہ بند کرلے مین نے کہا فان لم اترک یعنی اگر مین نہ چھوڑا جاؤن تو فرمائے ایت من انت منہ فکن فیہم یعنی آ اسکے پاس جس سے تو ہے اور اُن مین رہ مین بولا پھر مین اپنی ہتیار اٹھا لیون فرمائے اذا تشارکہم فیما ہم فیہ ولیکن ان خشیت ان یروعک شعاع السیف فالق ردائک علی وجہک کی یورہ ناحیہ واشک یعنی اسوقت وہ جس مین ہین اس مین تو بھی انکا شریک ہوا لیکن تلوار کی چمک بازرکھنیکا اندیشہ ہے تو اپنی چادر کا پلو اپنے منہ پر ڈال لے تا وہ اپنی گناہ پر گناہ کو حاصل کرکے دوزخ والون مین ہے قولہ تعفف یعنی عفت اختیار کر اور اپنے کو

یا رسانا اس سے مقصود حرام سے پرہیز کرنا اور لوگوں سے مانگنے سے باز رہنا مراد ہے
قولہ ویکون البیت فیہ بالعبد یہہ احمد کا لفظ ہے ابو داود کی روایت میں ہے یکون البیت فیہ
بالوصیف یہہ دونوں روایتیں ہیں ووصیف غلام کو کہتے ہیں ابن ماجہ کی روایت میں ہے
حتی یقوم البیت بالوصیف یعنی قیمت ٹھہرائے جائیگی گھر کی غلام سے ان تینوں کی روایت میں
بیت کی تفسیر یعنی القبر کرکے آیا ہے اور احمد کی ایک روایت میں ہے یکون البیت بالعبد
یعنی ہوگا گھر غلام سے ابن الاثیر نے نہایہ میں کہا اس سے غرض یہہ ہے قبروں کی جگہہ تنگ ہوگی
یہاں تک کہ ایک قبر کی جگہہ ایک غلام کو بکیگی تو رشینی نے اس پر اعتراض کی اور بولا موت
اگرچہ بہت رہی اور لوگ علی العموم مرے لیکن جگہہ میں تنگی ہو ناصورت نہیں بنتی کسواسطے کہ اللہ تعالیٰ
نے زمین کو نہایت وسیع کیا ہے انتہی اس کے اعتراض کے جواب میں یوں کہتے ہیں قبروں کی جگہہ سے
قبرستان مراد ہے جسکو بقیانہ کہتے ہیں دفن کرنے میں عادت ایسی ہی ہے کہ اکثر مردوں کو قبرستان
میں دفن کرتے ہیں اسکو چھوڑکے دوسری جگہہ دفن نہیں کرتے بعضوں نے کہا اس سے غرض یہہ ہے
مرنے لگنے سے لوگ مردوں کو دفن کرنے سے تھک جائینگے قبر کھودنے والا نہیں ملیگا مگر غلام
یا اوسکی قیمت دیوے تو قبر کی جگہہ ملے قولہ حجارۃ الزیت ابو داود کی روایت میں احجار الزیت
حاتم ہے دونوں سے مراد ایک ہی ہے مدینہ شریف میں ایک جگہہ کا نام ہے معلوم کیجئے احجار الزیت مدینہ منورہ کی جگہہ کا نام ہے نزدیک احد کے جو مدینہ کا بازار ہے
ایک جگہہ ہے اسکو احجار الزیت کہتے ہیں وہاں پتھر تھے اس پر قبیلیان زیتون کے تیل کے مشک رکھتے تھے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم مدینہ کے واسطے احجار الزیت کے پاس دعا مانگے جو آیا ہے اس سے یہی جگہہ مراد
ہے دوسرا حرہ میں بنی عبد الاشہل کے گھروں کے پاس وہاں پتھر تھے نہایت سیاہ گویا ان
پر تیل ڈالے ہیں یزید بن معاویہ نے مدینہ والوں سے جنگ کے لئے فوج جو روانہ کیا تھا جس جنگ کو
حرہ کا جنگ کہتے ہیں اسی جگہہ ہوا تھا سید السمہودی نے کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث
میں احجار الزیت سے احتمال ہے کہ یہی جگہہ جو حرہ کے پاس ہے مراد ہو اور احتمال ہے کہ زورا کے
قریب جو احجار الزیت ہے وہ مراد ہے کسواسطے کہ محمد بن عبد اللہ بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

کی شہادت جنکا لقب مہدی تھا اور انکو النفس الزکیہ کہتے ہین اور بہت لوگ انکی بیعت
کئے تھے انکے ساتھ جو تین سو دس پر کتنے شخص رہگئے تھے اور عیسیٰ بن موسیٰ العباسی جو ابو جعفر
المنصور کی طرف سے ان کے جنگ کے واسطے آیا تھا مبھون کی شہادت اسی جگہہ ہوئی اور اونکے
خون مین احجار الزیت ڈوبے قولہ فان لم اترک احمد کی دوسری روایت مین ہے، فان انا دخل
علی یعنی میرے پاس کوئی بھیسکے آوے تو کیا کرون قولہ آیت من انت منہ فکن فیہم احمد کی دوسری
روایت مین ہے تاتی من انت منہ یعنی تو آوے اُسکے پاس جو تو اس سے ہے ابو داود کی روایت
مین ہے علیک من انت منہ یعنی لازم کر اسکو جو تو اس سے ہے ابن ماجہ کی روایت مین ہے
الحق من انت منہ یعنی بجا اس مین جو تو اس سے ہے ان سب روایتون کی معنی ایک ہی ہین
یعنی رجوع کر اسکی طرف کہ جسکے پاس سے آیا ہے آیا تھا اور اس کے نزدیک سے گیا تھا یعنی اپنے
اہل وعشیرہ کی پاس آوے قاضی الناصر البیضاوی نے ایسی ہی تاویل کی ہے اشرف الطیبی نے کہا کہ
یہہ تاویل کرین تو اس مین اور اسکے بعد کے سوال مین جو البس السلاح ہے مطابقت نہین ہوتی
ظاہرا یون کہنا چاہیئے تو اپنے امام کی طرف اور جسکی بیعت کیا ہے اسکی طرف رجوع کر اب سوال
یون کرسکتا ہے مین ہتیار باندھکے اُسکے ساتھ کیون نہون اور اُسکے مخالفون سے جنگ کیون
نہ کرون اسکے جواب مین فرمائے انکے ساتھ رہ لیکن جنگ مین انکا شریک مت ہو قولہ لیکن
ان خشیت ان یرعک شعاع السیف احمد کی دوسری روایت مین ہے ان خفت ان یبہرک
شعاع السیف ابو داود اور ابن ماجہ کے روایت مین ہے ان خشیت ان یبہرک شعاع السیف
بہر کی معنی روشنی اور اسکا غلبہ یعنی اگر تو ڈریگا کہ روشن ہوے اور غلبہ کرے تیرے پر تابش تلوار
کی منہہ پر کپڑا ڈالنا کنایہ ہے اپنے کو اسکے تسلیم کرنے سے ترمذی اور بیہقی نے ابو موسیٰ الاشعری
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ مین فرمائے اپنے کمانون کو
اس مین توڑ دو اور جلون کو کاٹو اور اپنے گھرون کے بھیتر رہنا لازم کرو اور ابن آدم کے
مانند ہو بیہقی کی روایت مین ہے آدم کے دونون فرزندون مین جو بہتر تھا اُسکے مانند

ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن غریب ہے اس حدیث کو امام احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ
مطول روایت کئے ہین - امام احمد اور مسلم اور ابو داود اور حاکم ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عنقریب فتنہ ہونگے خبردار پھر فتنہ ہونگے
خبردار پھر فتنہ ہونگے بیٹھنے والا ان مین بہتر ہے چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہے اسکی
طرف دوڑنے والے سے خبردار جب فتنہ نمودار ہوے تو جس کو اونٹ ہین چاہئے اپنے
اونٹون مین رہے جسکو بھیڑ ہین چاہئے اپنے بھیڑون مین رہے جسکو زمین ہے چاہئے اپنی زمین
مین رہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھکو خبر دو کہ جسکو نہ اونٹ ہین اور نہ بکریان اور
نہ زمین تو کیا کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پتھر لیکے اپنی تلوار کی دھار توڑ ڈالے
پھر اپنے کو بچانیکی طاقت رکھتا ہے تو بچاوے بعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللھم ہل
بلغت اللھم ہل بلغت اللھم ہل بلغت یعنی خدایا تیرے حکم کو کیا مین نے پہنچایا ایک شخص نے کہا یا
رسول اللہ خبر دو اگر مجھ پر جبر کرکے ان دو صف سے ایک صف کی طرف یا ان دو جماعتون سے ایک
جماعت کی طرف لیجاوے اور کوئی آدمی مجھکو اپنی تلوار سے گھائل کرے یا تیر آکے مجھکو قتل کرے تو
فرمائے یبوء باثمہ و اثمک ویکون من اصحاب النار یعنی گناہ اور تیری گناہ کو حاصل کریگا اور
دوزخ والون مین ہوگا امام احمد اور طبرانی اور حاکم خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہین کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے خالد میرے بعد احداث یعنی مصیبتان اور فتنے
اور اختلاف ہونگے اگر تو اللہ تعالی کا مقتول بندہ ہونے اور قاتل بندہ نہونیکی طاقت رکھیگا
تو ویسا ہی کر حافظ ابو الحسن الہیثمی نے کہا اسکی سند مین علی بن زید یعنی ابن جدعان ہے وہ ضعیف
ہے باقی کے رجال ثقہ ہین حافظ عسقلانی نے کہا لیکن اسکو معاضد ہے یعنی دوسری حدیث اسکو
موید ہین ابن سعد نے جناب بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ایک فتنہ کو ذکر کئے اور جناب کو کہے اگر تو اس فتنہ کو پائیگا تو کن عبد اللہ المقتول نہ
کن عبد اللہ القاتل یعنی تو اللہ کا مقتول بندہ ہو اللہ کا قاتل بندہ مت ہو ابن مسعود اور

ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی اس معنی کی حدیث آئی ہے عبد الرزاق اور ابن جریر حسن بصری سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اللہ تعالیٰ اس امت کو آدم کے دو فرزند کی مثال دی ہے سو تم بہتر کی مثال کو اختیار کرو پس احادیث کو نظر کریں تو اشکال جو کئے ہیں رفع ہو گیا واللہ اعلم وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور یہی سزا ہے بے انصافوں کی یعنی کوئی ناحق خون کرے تو اسکی سزا دوزخ ہے فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ پھر آسان کیا اسکو اسکی نفس نے قتل اپنے بھائی کا سو اسکو مار ڈالا پھر ہوا زیان والوں میں طوعت کی معنی زینت اور سہولت علیہ یعنی اسکی نفس نے اسکو قتل کرنیکو اچھا بتلایا اور آسان کیا اس کی وجہ یہ ہے انسان قتل کو گناہ کبیرہ سمجھے اور اس کو برا کام جانے تو قتل نہ کریگا اور اسکو اقدام کرنیکو سہل سمجھا تو سہل کرنا اسکو آسان ہوا اہل اخبار کہتے ہیں قابیل اپنے بھائی ہابیل کو اراضی معلم کیا کرتا تھا اور ہابیل سوم کیا کرتا تھا ابلیس نے پرندہ کی شکل لیکے حاضر ہوا اور اپنے ساتھ ایک پرندہ کو لایا اور اسکے سر کو ایک پتھر پر رکھکے دوسرے پتھر سے مارا قابیل اسکو دیکھکے مارنے کی نہج معلوم کیا اور ہابیل کے سر کو پتھر پر رکھ دوسرے پتھر سے مارا ہابیل نے صبر کیا اور اپنے کو اسکے حوالہ کیا بعضی کہتے ہیں ہابیل سوتا تھا اسکے سر پر پتھر ڈالکر قتل کیا ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ اسکو مارنیکا جب قصد کیا تو لڑکے نے بھاگ کر پہاڑوں پر رہنے لگا ایک دن اپنے بکریوں کو چرنے چھوڑ کر سوتا تھا سو اسکے سر کو پتھر سے کچلا وہیں مر گیا یہ قتل کہاں ہوا اس میں اختلاف ہے علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دمشق میں قاسیون پہاڑ پر قتل کیا ابن عباس سے مروی ہے کہ نود پہاڑ پر قتل کیا بعضی کہتے ہیں عقبہ حرا کے پاس قتل کیا بعضے کہتے ہیں بصرہ کی بڑی مسجد جہاں ہے وہاں قتل کیا کعب الاحبار سے مروی ہے کہ دیر المران کے پہاڑ پر قتل کیا اور وہاں ایک لعبہ یعنی پنکھ ہینے کے مانند جو دکھتا ہے وہ اسکے خون کا نشان ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو لوگوں کے لئے علامت رکھا ہے کعب الاحبار سے دوسری ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ قاسیون پہاڑ پر خون جو ہے وہ آدم کے فرزند کا خون ہے کہتے ہیں قتل کے وقت ہابیل کی عمر بیس برس کی تھی

خاسرین یعنی زیان والون مین ہوا ابن عباس سے مروی ہے کہ اسکو دینا اور آخرت دونون کا
خسارہ ہوا دنیا کا خسارہ یہہ ہے ماں باپ کو ناخوش کیا اور بھائی کا قاتل ہوا آخرت کا خسارہ
یہہ ہے کہ اپنے پروردگار کو ناخوش کیا اور دوزخ مین گیا امام احمد اور بخاری اور مسلم اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کوئی نفس ظلم سے قتل نہین ہوتا مگر
آدم کے پہلے فرزند پر اس کے خون کا ایک حصہ ہوتا ہے کیونکہ اسکے قتل کی چال اول اس نے
ڈالی ابن المنذر نے البراء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے کوئی نفس ظلم سے مارا نہین جاتا مگر آدم کے فرزند پر جو پہلا قاتل ہے اسکے
خون کا ایک حصہ ہوتا ہے کیونکہ اسنے قتل کی چال اول ڈالی طبرانی کبیر مین اور حاکم
مستدرک مین اور ابو نعیم حلیہ مین عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کئے
ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے شقی ترلوگون کا وہ ہی جس نے ثمود کی ناقہ کی پے مارا
اور آدم کا فرزند ہے جو اپنے بھائی کو قتل کیا زمین پر کوئی خون بیٹا نہین جاتا یعنی ناحق مگر
ابن آدم کو اسکے خون کا ایک حصہ ملتا ہے یعنی اسکا عذاب اس پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس نے
اس نے اول خون کی چال ڈالی طبرانی کی ایک روایت مین آیا ہے کہ شقی ترلوگون کے تین شخص
ہین پھر مذکور حدیث ذکر کیا لیکن تیسرا شخص کون ہے سو بیان نہین کیا حافظ الہیثمی نے کہا ظاہر
کہ تیسرا شخص علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے طبرانی نے اسکو ایک حدیث مین ذکر کیا ہے عبد الرؤف
المناوی نے حافظ الہیثمی سے نقل کی ہے کہ اس حدیث کی سند مین الحق ہی وہ مدلس ہے
اور حکیم بن جبیر ہے وہ متروک ہے فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ
كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو تا اسکو دکھاوے
کس طرح چھپاتا ہے عیب اپنے بھائی کا اہل اخبار کہتے ہین قابیل نے ہابیل کو جب مارا تو اسکو
میدان مین چھوڑ دیا اسکے جسد کو کیا کرنا سو اسکو معلوم نہین تھا کیونکہ انسان کا وہ پہلا

مردہ تھا جو زمین پر مواد رندہ اسکو کھانیکا قصد کئے تو قابیل اسکو جرجی مین ڈالکے اپنی پشت پر لیکے پھرنے لگا سو چالیس روز تک اٹھا لیکر پھرتا تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک سال تک لئے پھرتا تھا یہان تک کہ بدبو اٹھگئی پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا بنی آدم کے مردون کو دفن کرنیکا طریقہ سکھاوے سو دو کوون کو بھیجا وہ آپس مین لڑے اور ایک نے دوسرے کو مارا اور اپنی چونچ اور پانون سے ایک گڑھا کھودا اور مردے کو اس گڑھے مین ڈالکے گڑھے کو مٹی سے تو بدیا بیحث بحث سے مشتق ہی اسکی معنی کریدنا اور کھود کے مٹی نکالنا لیزیہ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے یا غراب ہی اور مفعول کی ضمیر قاتل یعنی قابیل کی طرف راجع ہے یعنی نادکھائے اللہ تعالیٰ اس شریر کو مگر یاد کھائے کوا اس قابیل کو کیفیت حال پڑا ہے یواری کی ضمیر کا اور جملہ یواری کا مفعول ثانی ہے یری کا سوءۃ شرمگاہ کو اور جسد سے جس چیز کو برہنہ رکھنا جائز نہین ہے کہتے ہین اور سوءۃ کی معنی فضیحت کی بھی ہے یہان سوءۃ سے جسد مراد ہے جسد کو سوءۃ سے تعبیر کیا کسواسطے کہ میت کا جسد دکھنا قبیح ہے قَالَ کہا یعنی قابیل نے یٰوَیْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ای خرابی کیا مین عاجز ہوا یعنی میرلیے اتنا نہو سکا کہ اس کوّے کے برابر ہون سو چھپاؤن عیب اپنے بھائی کا یاویلتی کی معنی اسکو ویل لازم ہوا اور اسکے پاس ویل حاضر ہوا ویل ایک کلمہ ہے حسرت اور تاسف کے وقت اس کو عرب کہتے ہین اور کبھی تازیادہ کرکے ویلۃ بھی بولا کرتے ہین اس پر حرف ندا اور آخر مین یا متکلم لاوے تو یا ویلتی ہوتا کے کسرے یا متکلم کو کبھی الف سے بدل کر یا ویلتا کہتے ہین یہان ویسا ہی مذکور ہے اس کا رسم کتابون مین الف سے ہی ہوتا ہی لیکن رسم قرانی مین اسکو یا سے لکھتے ہین اور الف سے پڑھتے ہین اس پر یا حرف ندا لاکے جب بولے تو گویا ویل حاضر نہین تھا سو اسکو حاضر ہونے ندا کرتا ہے فارسی مین ویل کا ترجمہ وائے کئے ہین اردو کا مترجم یا ویلتی کی معنی اے خرابی سے کی ہے اس کا ترجمہ میرا برا ہو اگر کیا جاوے تو ہمارے محاورہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے اس نے یہہ کہا کسواسطے کہ دفن کرنا اسکو

معلوم نہین تھا کوّے کے عمل سے دفن کرنیکو سیکھا تو سمجھا کوّا اپنے سے زیادہ جانتا ہے اور اپنے کو دفن کرنیکا اہل جو تھا اس پر حسرت کیا اعجزت کا ہمزہ استفہامیہ ہے دفن کرنا کوّے کو معلوم رہنا اور اپنے کو معلوم نہ رہنے پر تعجب سے کہا فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ پھر ہوا پشیمانون مین یعنی پچتانے لگا معلوم کیجئے ہابیل کی ندامت اسکو دفن نہ کرنے اور اٹھائے پھرنے پر تھی کہ جس کو کوّے سے سیکھا یا بھائی کے قتل سے کچھ منفعت نہونے سے تھی کہ جس سے ماں باپ بھائی ناخوش ہوے نہ یہہ کہ اسکو قتل کیا اور اس سے گناہ عظیم حاصل کیا اور غضب الٰہی کے آثار اس پر نمودار ہوے اس تقریر سے وہ اشکال جو بعضون نے کی ہے رفع ہوا اشکال کی تقریر یہہ ہے کہ امام احمد اور بخاری تاریخ مین اور ابن ماجہ اور طبرانی صغیر مین اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین اور حکیم الترمذی اور ابونعیم حلیہ مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ یعنی پچتانا توبہ ہے حافظ المنذری نے حاکم سے اس حدیث کی تصحیح نقل کی ہے اور اسکو مسلم رکھا اور حافظ السیوطی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے عامری نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی ہے عبدالرؤف المناوی نے شرح جامع الصغیر مین کہا شہاب الامثال کے شارح نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور حافظ العسقلانی نے فتح الباری مین اس کو حسن کہا ہے لیکن بندہ عاضی نے فتح الباری مین دیکھا اس نے باب التوبہ مین اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن تحسین اور تصحیح کچھ نہ کیا شاید اور کسی مقام مین ذکر کیا ہو واللہ اعلم اس حدیث کے اور بھی طرق ہین حکیم الترمذی اور ابن حبان اور دارقطنی افراد مین اور ضیاء المقدسی کتاب المختارہ مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین تمام اور خطیب رواۃ مالک مین اور ابن عساکر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین شیرازی نے القاب مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور طبرانی کبیر مین وایل بن حجر سے اور طبرانی کبیر مین اور صغیر مین ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور طبرانی اور ابونعیم حلیہ مین ابی سعید الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اگرچہ بعضے ان طریقون سے

ضعیف ہین لیکن سب طریقون کے نظر کرنے حدیث کی صحت ثابت ہوتی ہے جب یہہ حدیث صحیح ہوئی اور قابیل کا نادم ہونا اس آیت سے ثابت ہوا تو اسکا توبہ کسواسطے مقبول نہ ہوا ہم جو تقریر کئے اسسے یہہ اشکال رفع ہوا کسواسطے کہ اُس نے گناہ پر نادم نہین ہوا معلوم کیجئے اکثر محققین کے پاس توبہ کے تین رکن ہین پہلا گناہ پر نادم ہونا دوسرا اس گناہ سے فی الحال باز رہنا تیسرا اسکی طرف عود نہ کرنے کا عزم کرنا یہہ تین شرط حقوق اللہ مین توبہ کرنیکے لئے ہین حقوق الناس سے توبہ کرنے مین ان تین شرطون کے سوا چوتھی بھی ایک شرط ہے وہ شرط یہہ ہے کہ اس ظلامہ کو اسکے صاحب کی طرف رد کرنا یا اس سے معاف کروانا یعنی مثلاً کسی کا مال غصب کیا ہے تو اس مال کو اس پر رد کرنا یا اس سے عفو کروانا اسکا رکن اعظم ندم رہنے سے حدیث مین اسی پر اقتصار کی بالفرض قابیل قتل پر نادم ہوا لیکن توبہ کے دوسرے شروط اس مین پائے نہ جانے سے اسکی مجرد ندامت نفع نہ دیگی اور جسکے پاس توبہ کا رکن فقط ندم ہے اُنکے پاس بھی وہ ندم گناہ کی جہت سے رہنا اگر ندم اس جہت سے نہ رہے مثلاً کسی نے اپنا مال گناہ مین صرف کیا اور اپنا پیسا خرچ ہونیکی جہت سے نادم ہوا یا اپنے بچہ کو قتل کیا اور بچہ جاتا رہنے کی جہت سے نادم ہوا تو ایسا ندم توبہ کو کافی نہین قابیل کی ندامت اسی قبیل کی تھی گناہ کی جہت سے نہین تھی اور بھی مجرد توبہ سے گناہ ساقط ہونا اس امت کا خصیصہ ہے سابق کے امتون کے مجرد توبہ سے گناہ ساقط نہین ہوتی تھی بلکہ اسکے ساتھ اور کچھ سزا دینا ضرور تھا جیسے بنی اسرائیل گائے کے بچھڑے کی عبادت کئے تو یہ مین اپنے نفسون کا قتل کرنا تھا اس تقدیر پر قابیل کی ندامت اگرچہ نفس قتل پر بھی رہے تو توبہ نہوگی واللہ اعلم مطلب بن عبد اللہ بن حنطب سے مروی ہے کہے ابن آدم اپنے بھائی کو قتل کئے بعد سات روز تک زمین کو لرزہ رہا اور زمین پانی پر جیسا بیتا ہے ویسا مقتول کی خبر کرتی ہے پھر اللہ تعالیٰ قابیل کو ندا کی کہ تیرا بھائی ہابیل کہان ہے قابیل بولا مجکو معلوم نہین میں کچھ اسکا نگہبان نہین اللہ تعالیٰ نے کہا تیرے بھائی کا خون زمین سے بلکہ پکار رہا ہے تو نے کسواسطے اسکو مارا قابیل بولا اگر مین مارا ہون تو اسکا خون مجھکو بتلاؤ پھر اس روز سے اللہ تعالیٰ نے زمین کو کبھی کسی کا لہو پینا حرام کیا ابن جریر نے

خیثمہ سے روایت کی ہو کہ ابن آدم نے جب اپنے بھائی کو قتل کیا اور زمین اسکے خون کو پی گئی تو زمین کو لعنت ہوئی پھر اسکے بعد کسی کا خون نہین پی ابن عساکر نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہو کہ ابن آدم جو مارا پڑا اسکے خون کو زمین نے جذب کی تو آدم زمین کو لعنت کئے اسی واسطے زمین ہابیل کے خون کو جذب کی بعد کسی کے خون کو جذب نہ کریگی مقاتل بن سلیمان نے ضحاک سے اوس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہو کہ قابیل نے ہابیل کو جب قتل کیا تو اسوقت آدم علیہ السلام مکہ مین تھے دیکھے درختون مین کانٹے پیدا ہوئے ہین کھانون کا مزہ بدل گیا میوے بے مزہ ہوئے پانی کڑوا ہوا زمین غبار آلود ہوئی آدم علیہ السلام سمجھے کہ زمین پر کچھ نیا حادثہ پیدا ہوا ہند کو آئے دیکھے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا ہے آدم یہہ بیتین بولے اول شعر کہے سو آدم ہین تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَيْهَا ۔ فَوَجْهُ الْأَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِيحٌ ۔ تَغَيَّرَ كُلُّ ذِي طَعْمٍ وَلَوْنٍ ۔ وَقَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الْمَلِيحِ ۔ یعنی شہر اور جو چیزین ان پر تغیر ہوئین زمین کا منہہ غبار آلود اور بھونڈا ہو جو چیزین مزہ اور رنگ رکھتے ہین متغیر ہوئے نمکین چہرہ کی بشاشت کم ہوئی اس کی سند بہت ضعیف ہے خطیب اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ ابن آدم نے جب اپنے بھائی کو قتل کیا تو آدم علیہ السلام یہہ بیتین کہے پھر مذکور بیتون کو ذکر کیا انکی روایت مین درعوض الوجہ الملیح کے الوجہ القبیح واقع ہے یعنی خوش ڈول منہہ اور یہہ بیت بھی اس زیادہ کی ہے قَتَلَ قَابِيلُ هَابِيلًا أَخَاهُ ۔ فَأَحْزَنَهُ مَضَى الْوَجْهِ الْمَلِيحُ ۔ یعنی قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا اسے غم نمکین منہہ جاتا رہا اور یہہ بھی زیادہ کئے ہین کہ آدم جب یہہ بیتین کہے ابلیس نے انکے جواب مین کہا تَنَحَّ عَنِ الْبِلَادِ وَسَاكِنِيهَا ۔ فَبِي فِي الْخُلْدِ ضَاقَ بِكَ الْفَسِيحُ ۔ وَكُنْتَ بِهَا وَزَوْجُكَ فِي رَخَاءٍ ۔ وَقَلْبُكَ مِنْ أَذَى الدُّنْيَا مُرِيحُ ۔ فَمَا انْفَكَّتْ مَكَايِدُنِي وَمَكْرِي ۔ إِلَى أَنْ فَاتَكَ الثَّمَنُ الرَّبِيحُ ۔ یعنی زمین سے اور اس پر رہنے والون سے کنارہ کشی کر میرے ہی سبب سے بہشت مین کشادہ میدان تجھ پر تنگ ہوا تو اور تیری جورو وہان کشایش مین تھے اور تیرا دل دنیا کی ایذا سے راحت مین تھا میرے فریب اور مکر جدا نہین ہوئے یہان تک کہ تجھکو بڑی قیمت کی

چیز فوت ہوی آبن جریر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے ابن آدم نے اپنے بھائی کو جب قتل کیا تو آدم علیہ السلام روئے اور کہے تغیرت البلاد اور اوپر کی روایت مین دونون بیت جو مذکور ہوئے انکو ذکر کیا ابی السنہ امام البغوی نے کہا میمون بن مہران نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے جس نے کہا آدم شعر کہے اس نے اللہ پر اور اسکے رسول پر جھوٹ کہا کیوں اسکے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے سب انبیا علیہم السلام شعر کی نہی مین برابر ہین لیکن قابیل نے ہابیل کو جب قتل کیا تو آدم اسکا مرثیہ کہے یعنی اسکی ستایش کی اور اس پر روئے وہ مرثیہ زبان سریانی مین تھا آدم اس کا مرثیہ کہے بعد شیث کو کہے اے لڑکے تو میرا وصی ہے اس سخن کو یعنی مرثیہ کو یاد رکھو تا لوگ اسکو لیوین اور اس پر رقت کرین پھر اس کام کو نقل کرنے لگے یہان تک کہ یعرب بن قحطان کو پہنچا وہ زبان سریانی اور عربی دونون جانتا تھا اور عربی خط پہلے اس نے لکھا اور شعر بولتا تھا سو اس مرثیہ کو دیکھا اور اس مین تقدیم و تاخیر کرکے شعر کا وزن لگایا اور اس مین اور بیتین زیادہ کیا از انجملہ یہہ دو بیت ہین وَمَالِیَ لَا اَجُوْدُ بِسَکْبِ دَمْعٍ ۔ وَھَابِیْلُ مُقَصَّنَہُ الضَّرِیْحِ ۔ اَرٰی طُوْلَ الْحَیَاۃِ عَلَیَّ غَمًّا ۔ فَھَلْ اَنَا مِنْ حَیَاتِیْ مُسْتَرِیْحُ یعنی مجکو کیا ہے جو مین آنسو بہا کے بخشش نکرون حالانکہ ہابیل کو قبر گھیر لی ہے حیات کی درازی کو مین غم سمجھتا ہون آیا مجکو اپنی حیات سے راحت ہو جاویگی انتہی زمخشری نے کہا آدم مرثیہ کہے جو مروی ہے کذب بحت ہے اور وہ منحول اور ملحون ہے یعنی غیر شخص نے بولکر آدم کی طرف اسکی نسبت کی ہے اور اس شعر مین اعراب کی غلطی ہے اور انبیا کا شعر سے معصوم رہنا صحت کو پہنچا ہے امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین کہا صاحب کشاف نے راست کہا وہ شعر نہایت رکیک ہے نادان معلم کے سوا دوسرون کے کہے لایق نہین جس کے علم کو اللہ تعالی نے ملائکہ پر حجت کی ہے دیسی کی طرف اس شعر کو کیا نسبت کرینگے انتہی ابن النجار نے بھی اسکو مسلم رکھا ہے بندۂ عاصی کہتا ہے آدم علیہ السلام شعر کہے یا شعر نہین کہے کہ کر آثار مذکور ہوئے انکے اسانید صحت کو نہین پہنچے

کہ جس سے نزاع منقطع ہو جاوے سیوطی نے اپنی کتاب وسایل الی معرفۃ الاوایل مین
کہا شعر اول کہ آدم علیہ السلام ہین اس پر علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جسکو ہم ذکر
کئے دلیل لی ہے اس ۱۲ ۱۲ ۱۲ ہوتا ہے کہ اس کے پاس آدم کے شعر کہنے کا اثر راجح ہے آدم علیہ
السلام کا شعر کہنا بعید نہین کسواسطے کہ اللہ تعالی آدم کو آسمان کی جیسی تعلیم کی ویسا ہی اکثر
حرفہ اور صناعتین کہ جنکی طرف انکی اولاد کو احتیاج ہونے والی تھی تعلیم کی بعید نہین کہ شعر کہنے
کی بنا انہین سے ہو زمخشری جو بولا انبیا کا شعر سے معصوم رہنا صحت کو پہنچا سو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم شعر سے معصوم رہنا قطعی ہے قرآن شریف سے ثابت ہے وقصور انبیا کا شعر کہنے
سے معصوم رہنا محل تامل ہے شیخ احمد القسطلانی نے مواہب اللدنیہ مین کہا شعر نہ بولنا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خصیصہ تھا یا جتنے انبیا ہین سب کا یہی حکم ہے سو بعضے کہتے ہین علی العموم
انبیا کا وہی حکم ہے کسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ
سو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ڈالنے کے لئے کچھ نکتہ ظاہر نہین ہوتا انتہی شیخ علی
الشبراملسی مواہب کے حاشیہ مین خصوصیت ڈالنے کے لئے نکتہ کچھ ظاہر نہین ہوتا سو اسکی علت یون
کہا کہ شعر مبنی ہے تخیلات پر کہ جس سے ترغیب اور تنفر اور انکے مانند حاصل ہوتے ہین جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے مقام کو لایق نہین سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت اس سے متنفر ہوئی کسواسطے وہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین نقص ہوا یہ معنی سب انبیا مین موجود ہے کسواسطے کہ حکم علت کے
وجود و عدم پر دور کرتا ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے اس کلام مین نظر ہے کسواسطے وما علمناہ
الشعر مین مخصوص ضمیر مفرد کی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے لے آنا پھر اسکے بعد
وما ینبغی لہ لام اختصاص کے ساتھ ذکر کرنا یہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہونے
دلالت کرتا ہے وجود بولا شعر کی تخیلات پر اسکو لازم نہین رکھتا اگر شعر ایسے ہی ہین لیکن اس سے جو مقصود ہے وہ
غالب ہے ابو بکر بن فضل اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے ان من الشعر حکمۃ یعنی مقرر بعضے
شعر مین حکمت ہے یعنی سچی بات حق کے مطابق ہے یا بعضے شعر نافع ہے سفاہت سے منع کرتی ہے

اور اللہ تعالیٰ کی طرف ترغیب دیتی ہے بخاری نے ادب المفرد مین عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہین بعضے شعر حسن اور بعضے شعر قبیح ہین حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا ہے اسکی سند حسن ہے ابو یعلی نے دوسری سند سے اسکو عایشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے بخاری نے ادب المفرد مین عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایے شعر بمنزلہ سخن کے ہے اس کا حسن کلام حسن کی مانند ہے اس کا قبیح کلام قبیح کے مانند ہے لیکن سند اسکی ضعیف ہے بندار عاصی کہتا ہے اسکی سند مین عبد الرحمن بن زیاد بن انعم ہے وہ ضعیف ہے بعضے اسکو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول کہتے ہین معلوم کیجئے ترغیب و تنفر امور باطلہ کے واسطے ہو تو البتہ وہ نقص ہے جس امر سے حق بات کی ترغیب اور باطل کی تنفر حاصل ہوتی ہو تو اسمین منقصت نہین اگر کل اشعار کی بنا اسی پر ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا شعر بھی نہ سنتے حالانکہ حسان بن ثابت کو حضرت شعر کہنے کا امر کرنا صحیح مین ثابت ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر نہ کہنے کا اور خصوصیت کا نکتہ یہہ ہے ایام جاہلیت مین شعر کا شغل عربون کو جو تھا کسی کو نہین تھا انہون کا علم شعر مین اور خطابت مین منحصر تھا شعر تو کلام کے اقسام مین ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی کلام کے قسم سے تھا شعر سے اللہ تعالیٰ نے حضرت کو محفوظ رکھا تا وہ سمجھین کہ یہہ شعر نہین کو اسطے کہ جسکو شعر بولنا نہین آتا ہے اوسکا ایسا سخن بولنا اور وہ کلام شعر کے اوزان پر نہونا معجزہ کے لئے اتم ہے اور شاعر نہونا جو لوگ حضرت کو شاعر کہتے تھے انکا کذب ظاہر ہونیکی دلیل ہے بخلاف دوسرے انبیا کے کہ انکی کتاب معجز نہین بلکہ امور حسیہ سے معجزہ بتلاتے تھے اسی واسطے سابق کے انبیا کو انکے قوم کے کفار مجنون کی نسبت کرتے ہین شاعر نہین کہتے ہین معلوم ہوا کہ شاعر کہنا انکے حق مین ممنوع نہین کو اسطے کہ انکا معجزہ کلام کے قسم سے نہین تھا بر تقدیر تسلیم کے جس نے ایک بیت وزنی کہا اگرچہ موزون ہو اسکو شاعر نہ کہینگے آدم کا بیت موزون کہنے سے شاعر ہونا لازم نہین آتا اور شعر رکیک اور ملحون وہنا شاید ناقلین اس شعر کے زبان عربی نہین جانتے تھے نقل جو کئے اسکے الفاظ مین

کچھ تغیر و تبدل کر دیئے کہ جس سے معنی اُسکی معلوم نہین ہوتی جنکو عربی زبان کا محاورہ نہین ہے ویسے لوگ عربی الفاظ کی نقل مین اکثر تحریف و تبدیل کر دیتے ہین کہ جس سے کلام نہایت مہمل ہو جاتا ہے بعد عربی زبان جاننے والے ان بیمعنی الفاظ کو اصلاح کیئے کہ جس سے رکاکت پیدا ہوی یا آدم علیہ السلام زبان سریانی مین شعر کہے تھے اس کا مضمون عربی زبان مین ترجمہ کرنے سے رکاکت پیدا ہوی واللہ اعلم اہل اخبار کہتے ہین ہابیل کے قتل کے وقت آدم علیہ السلام کی عمر ایک سو تیس ۱۳۰ برس کی تھی ہابیل کے قتل کے بعد پچاس برس کے حوا شیث کو جنے شیث کی معنی اللہ بخش یعنی اللہ نے ہابیل کے بدل اس فرزند کو عطا کیا اور اللہ تعالی نے شیث کو دن رات کے ساعتین اور ہر ساعت مین بندہ اللہ کی کیا عبادت کرنا سو تعلیم کی اور ان پر پچاس صحیفہ نازل کیا اور آدم کے وصی اور ولی عہد شیث ہی ہوئی ابن جریر اور ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے روایت کیئے ہین کہ آدم کا ایک فرزند دوسرے فرزند کو قتل کیا بعد آدم اسکے غم مین سو برس تک نہین ہنسے سو برس کے بعد فرشتہ نے آکے انکو کہا حیاک اللہ و بیاک اور لڑکا ہونیکی خوشخبری دیا تب آدم ہنسے حیاک اللہ و بیاک ایک کلمہ ہین خوشی کی خبر دینے مین اسکو کہتے ہین حیاک اللہ کی معنی اللہ تجکو سلامت رکھے یا اللہ تجکو مالک گردانے بیاک کی معنی اللہ تجکو خوش و خرم رکھے یا تجکو ہنسادے یا تجہ پر مہربان ہووے اور تیری مراد کو جلد پہنچا دے اہل اخبار کہتے ہین ہابیل کو قتل کیئے بعد قابیل کو اللہ تعالی کی طرف سے ندا ہوئی کہ اے طرید اور شرید لوگون سے ڈرتا ہوا جا تو جس کو دیکھے اس سے تجھکو امن نہ ہووے طرید یعنی چلا دیا گیا ہوا شرید یعنی بھڑکتا ہوا پھرتا پھر وہ اپنی بہن اقلیما کا ہاتھ پکڑکے عدن کی طرف جو مین کی سرحد مین ہے بھاگ کر جا رہا وہان ابلیس اسکے پاس آیا اور بولا ہابیل کے قربان کو آتش کھا گیا سبب تھا کہ وہ آتش کا پوجا کرتا تھا تو بھی آتش سلگا کے اسکا پوجا کرتا رہا تا تیری اولاد کے کام آوے پھر اُس نے ایک آتشکدہ بناکے آتش کا پوجا کرنا شروع کیا پھر ایسا ہوا کہ قابیل کو جو دیکھتا اس پر پتھر چلاتا ایک دن قابیل کا ایک اندھا لڑکا اپنے لڑکے کا ہاتھ پکڑے جاتا تھا

اندھے کا بیٹا اپنے باپ کو کہا یہہ تیرا باپ قابیل ہے۔ اندھے نے پتھر لیکے اپنے باپ پر چلایا پتھر لگ کے قابیل مرگیا اندھے کے لڑکے نے اپنے باپ کو کہا تو نے اپنے باپ کو قتل کیا اندھا غصہ ہوکے اپنے لڑکے کو ایک طمانچہ مارا وہ لڑکا بھی مرگیا اندھے نے کہا میرا بُرا ہو میرے پتھر سے میرا باپ موا اور میرے طمانچہ سے میرا بیٹا موا قابیل موے بعد اسکے ہاتھ کو یا نون سے باندھکے لٹکایا گیا اور اُسکا منہہ آفتاب کی طرف کیا گیا آفتاب جدہر پھرتا ہے اُدہر اُسکا منہہ ہوتا تھا اور اس پر دھوپکالے مین آتش کا ایک احاطہ بندھا رہتا ہو اور ٹھنڈ کالے مین برف کا احاطہ رہتا ہو قیامت تک اسکا یہی حال رہیگا اُسکی اولاد کھیل کے چیزین ڈھول باجے وغیرہ بناکر اوسمین مشغول ہوے شراب پیتے ہین اور آتش کی عبادت کرتے ہین اور بدکا مونمین لگے یہانتک کہ اللہ تعالی نے ان سب کو نوح علیہ السلام کے طوفان مین غارت کیا قابیل کی نسل کچھ باقی نہ رہی شیث کی اولاد کو اللہ تعالی نے قیامت تک باقی رکھا ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب من عاش بعد الموت مین عبد اللہ بن دینار کی طریق سے روایت کی ہے اس نے ابی ایوب الیمامی سے روایت کی ہے اُسنے اپنی قوم کے ایک مرد سے جس کا نام عبد اللہ تھا روایت کی ہے اسنے کہا مین اور چند شخص میری قوم والے ملکے دریا کے سفر کو نکلے سو دریا تاریک ہوگئی چند روز تک اندھیرا تھا بعد جاتا رہا دیکھے وہان سے ایک قریہ قریب ہے عبد اللہ نے کہا پانی کیواسطے مین وہان اترا دیکھا وہان گھرین ہین اور انکے دروازہ بند ہین انمین ہوا زور سے گھنستی ہے پھر ایک گھر کے پاس کھڑے ہوکے پکارا تو کوئی جواب نہ دیا مین اسی حال مین تھا دیکھتا کیا ہون دو گھوڑے کے سوار آئے اور میرا حال پوچھے مین نے دریا کی تاریکی اور اپنا پانی کیواسطے نکلنا بیان کیا وہ دونون کہے تو اس گلی مین جا وہان پانی کا برکہ یعنی حوض ہے اس سے پانی بھر لے اُس مین تو کچھ دیکھیگا تو اس سے خوف مت کر عبد اللہ نے کہا پھر مین اُن سے پوچھا یہ گھر کسکے ہین کہے مردون کی ارواح رہنے کے گھر ہین پھر اس گلی کی راہ لیا سو دیکھا اُسکے اخیر مین پانی کا برکہ ہے اور اس مین ایک شخص اُلٹا لٹکا ہے ہاتھ سے پانی لینا چاہتا ہے لیکن

پانی اس کے ہاتھ نہیں لگتا مجھ کو دیکھ کے پکارا اور بولا اے عبد اللہ مجھکو پانی پلا میں اسکو دینے کے لئے
پانی میں قدح ڈالا سو میرا ہاتھ اٹک گیا میں نے اسکو کہا تو کون ہے سو بولی کہا میں آدم کا فرزند
ہوں جو زمین پر بول خون بیٹا مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ
نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا اسی سبب سے
لکھا ہمنے بنی اسرائیل پر کہ مقرر جو کوئی مار ڈالے ایک جان سوائے بدلے جان کے یا فساد کرنے پر
زمین میں تو گویا مار ڈالا سب لوگوں کو من اجل کی معنی اسی سبب سے اور اسی علت سے کتبنا ہمنے لکھا یعنی
فرض کیا معلوم کیجیے ذلک کا اشارہ ہابیل و قابیل کا قصہ جو مذکور ہوا اسکی طرف ہو تو اشکال
آتا ہے کہ اس قصہ میں اور بنی اسرائیل پر قصاص واجب ہونے میں کچھ مناسبت نہیں سو اس لئے بعضے
من اجل ذلک کا تعلق اوپر کی آیت سے لگاتے ہیں اور کہتے ہیں معنی یوں ہیں فاصبح من النادمین من اجل
ذلک یعنی ہابیل کو قتل کرتے اور اسکی لاش کو نہ گاڑنے سے نادمین میں ہوا ناضح قاری سے مروی ہے
کہ وہ من اجل ذلک پر وقف کرتا تھا اور اسکو اوپر کی آیت کا تتمہ گردانتا تھا اس تاویل پر
اشکال دفع ہو گیا لیکن جمہور مفسرین اور اصحاب معانی اس کو کلام ابتدا ٹھہراتے ہیں اس پر وقف
نہیں کرتے ہیں اشکال کی دفع کیواسطے کہتے ہیں کہ ذلک کا اشارہ قابیل و ہابیل کے قصہ کی طرف نہیں
بلکہ اس ناحق خون میں مفسدے جو حاصل ہوئے ان مفسدوں کی طرف اشارہ ہے یعنی اس ناحق خون میں
مفسدہ جو پیدا ہوئے اس لئے ہم نے بنی اسرائیل پر اس میں قصاص مقرر کئے اس تاویل پر ایک اعتراض
ہوتا ہے اس کی تقریر یہ ہے قصاص شروع ہونا سب ادیان و ملل میں ثابت ہے پھر بنی اسرائیل
کو تخصیص کرنے میں کیا فایدہ اس کے جواب میں کہے ہیں قصاص واجب ہونا اگرچہ سب ادیان
و ملل میں واجب تھا لیکن اسکی تشدید جو یہاں بنی اسرائیل کے حق میں مذکور ہے دوسرے
ادیان میں نہیں تھی کیونکہ ناحق ایک آدمی کو قتل کرنا سارے لوگوں کو قتل کرنیکے مانند ہونا اس
آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اس سے ناحق قتل کرنے میں بڑا عذاب رہنے کو بیان کرنا مقصود ہے
یہود کو اس مبالغہ عظیمہ کا حکم معلوم رہتے ہوئے انبیا اور رسولوں کے قتل پر اقدام کرنا انکے

دلون کی کمال قساوت پر اور اللہ تعالی کی رحمت سے دور پڑنے پر دلیل ہے اس قصہ کو ذکر کرنے سے یہود جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت کے اصحاب سے دغا اور فریب کرتے تھے اسکی تسلی دینی مقصود تھی اس لئے اس قصہ مین بنی اسرائیل کو تخصیص کرنا اس مبالغہ کے ساتھ مناسب ہوا ابن الخازن نے امام رازی کی متابعت کرکے ایسا ہی جواب دیا ہے قرطبی نے کہا اول بھی امتین ہوئین بعد اونکے پاس بھی نفس کو قتل کرنا حرام تھا لیکن بنی اسرائیل کو مخصوص ذکر کیا کیونکہ ناحق خون کرنیمین وعید لکھا ہوا حکم اول انہین پر نازل ہوا پہلے فقط زبانی حکم تھا بنی اسرائیل کا طغیان اور ناحق قتل کرنے کو دیکھتے تغلیظ کے ساتھ حکم لکھا ہوا آیا بندہ عاصی کہتا ہے اول کے امتون پر بھی قتل حرام تھا لیکن شاید قصاص کا حکم نہین تھا کیواسطے کہ آدم علیہ السلام قابیل سے قصاص نہین لئے اور انکے بعد کے انبیا کے پاس بھی امت اس کثرت سے نہین تھی کہ جن پر شرعی احکام سب جاری کرین موسی علیہ السلام کی امت کثرت سے تھی خون خرابی ان مین کثرت سے ہونے لگی اس لئے قصاص مقرر ہوا اور قتل کرنیکی تغلیظ نازل ہوئی واللہ اعلم من قتل نفسا جو کوئی قتل کرے نفس کو یعنی ظلم سے قتل کرے تنوین جو نفسا مین ہے تقلیل کیواسطے ہے یعنی ایک جان کو بھی قتل کرے بغیر نفس یہان مضاف محذوف ہے گویا تقدیر یون ہے من قتل نفسا بغیر قتل نفس یوجب القصاص یعنی جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بغیر قتل کرنے اس جان کے کسی جان کو جو واجب کرتی ہے قصاص کو اوفساد اس کو جرجو ہوا ہے سو نفس پر عطف ہونے سے ہے گویا تقدیر یون ہے او بغیر فساد حاصل اسکا یہہ ہے جو بیوجہ شرعی قتل کرے تو اس کے لئے مذکور وعید ہے جس نے قصاص کیواسطے قتل کیا یا زمین مین فساد کرنے سے جیسے شرک اور کفر اور رہزنی کرنے والیکو قتل کیا تو انکا قتل وجہ شرعی ہے ہے انکے لئے یہہ وعید نہین سو کسی نے ناحق ایک نفس کو قتل کیا تو گویا سب لوگون کو قتل کیا کیواسطے کہ خون کی حرمت کو ہتک کرنے مین اور نہی امر پر جرأت کرنے مین اور دوسرے لوگ کو قتل کرنے پر جسارت کرنے مین اور اللہ تعالی کا غضب ہونے مین ایک آدمی کو قتل کرنا یا سب کو قتل کرنا دونون برابر ہین سو اس تشبیہ کا مدار مذکور امورمین دونون فعل برابر

ہونے مین ہے وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا اور جس نے جلایا اس کو یعنی ایک جان
کو تو گویا جلایا سب لوگون کو یعنی جو کوئی ایک جان کو جو صفات مذکورہ سے متصف ہو یعنی وہ ایک
جان ناحق کسی کا قتل نہین کیا ہے اور زمین مین فساد نہین کیا ہے بچادے یعنی اس کے بچنے کا سبب
پڑے تو گویا سب لوگون کو بچایا مجاہد نے کہا جس نے ناحق ایک جان کو قتل کیا تو دوزخ مین جائیگا جیسا
سب لوگون کو اگر قتل کرے تو جائیگا اگر ایک جان کو قتل کرنے سے بچا تو گویا سب کو قتل کرنے سے
بچا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہے جس نے نبی کو علیہ الصلوۃ والسلام یا امام عادل کو قتل
کیا تو گویا سب لوگونکو قتل کیا جس نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی یا امام عادل کی تائید کی تو گویا سب
لوگون کو جلایا یعضون نے کہا اس کی معنی یون ہے جس نے ایک نفس محرمہ کو قتل کیا تو اس پر قصاص
واجب ہوگا جیسا سب لوگون کو قتل کرے تو واجب ہوتا ہے اور جو ایک جان کو بچادے
پھر اسکو کوئی ناحق قتل کرتا تھا سو اس سے بچادیا اور کسی سبب سے مثلاً غرق سے یا جلنے سے یا درندہ
سے یا اور کسی قسم کے ہلاکت سے بچادے تو گویا سب کو بچایا یعنی سب لوگونکو بچانے مین جتنا ثواب
ملتا ہے ایک جان کو بچانے مین بھی اتنا ہی ثواب ملیگا یعضون نے کہا اسکی معنی یون ہے جس نے ایک جان
کو ناحق قتل کرنا حلال سمجھا تو سب کو قتل کرنا حلال سمجھا کیونکہ دوسرے بھی اسکے ہاتھ سے بچنے کی توقع
نہین اور جس نے ایک جان کو قتل کرنے سے پرہیز کیا تو سب لوگ کو بھی قتل کرنے سے پرہیز کریگا تو اسکے
ہاتھ سے سب لوگ بچے اس کلام سے مقصود قتل کی برائی ظاہر کرنا اور بچانے کی خوبی بیان کرنا
ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا یہہ حکم جیسا بنی اسرائیل کو تھا ہمکو بھی وہی حکم ہے
تو کہے والذی لا الٰہ غیرہ یعنی قسم ہے اوسکی کہ اسکے سوائے کوئی الٰہ نہین بنی اسرائیل کے خون
اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارے خونون سے اکرم نہین تھے معلوم کیجئے یہان ایک اشکال ہے اس کی
تقریر یہہ ہے ایک نفس کو قتل کرنا سارے لوگون کو قتل کرنیکے مساوی ہونا ممنوع ہے کیونکہ
کہ جزو کل کا مساوی ہونا ممتنع ہے اس اشکال کے جوابات ایک مقدمہ پر مبنی ہین وہ مقدمہ یہہ ہے
کہ ایک شی کو کسی چیز سے تشبیہ دیوین تو دونون مین من کل الوجوہ مشابہت ہونا ضرور نہین

کسواسطے کہ ہم جب کہین یہہ شئی فلان شئی سے مشابہت رکھتی ہے تو خواہ تشابہت سب وجہونمین رکھنے یا بعضے وجہون مین رکھنے دونون برابر ہین زید شیر کے مانند ہے کہین تو دونون شجاعت مین شبیہ رہنے سے زید کو دم بھی ہونا متقضی نہین یہہ مقدمہ جب ثابت ہوا تو اشکال کا جواب یہہ ہے کہ ایک نفس کو قتل کرنا سب لوگون کو قتل کرنیکے مانند ہے جو تشبیہ دیا اس سے غرض ناحق خون ظلم سے کرنیکی عظمت اور اوسکی تفخیم بیان کرنا ہے جیسا جہان کے سب لوگون کو قتل کرنا ہر کسی کے پاس مستعظم ہے ایسا ہی ایک جان کو بھی قتل کرنا مستعظم ہے سو تشبیہ سے وہ دونون استعظام مین مشارک ہین سو بیان کرنا غرض ہے استعظام کے مقدار مین برابر ہونیکو بیان کرنا مقصود نہین بعضون نے جواب یون دیا ہے کہ اگر لوگون کو معلوم ہوا کہ فلان شخص سب کو قتل کرتا ہے تو اسکے شر کو دفع کرنیکے لئے سب متفق ہون گے سو ایسا ہی ایک شخص کسی کو قتل کرنیکا علم ہو تو اسکے شر کو دفع کرنیکے لئے سب متفق ہونا پہلی صورت کو دفع کرنے سب جیسی کوشش کرتے ہین ثانی صورت مین بھی ویسی ہی کوشش کرنا بعضے جواب دیتے ہین کہ کسی نے ناحق خون جب اقدام کیا تو اُسکے نفس مین شہوت اور غضب کا داعیہ طاعت کے داعیہ پر راجح اور غالب ہوا جب ایسا داعیہ اس کے نفس مین غالب ہو تو اس کو ہر کسی کے ساتھ بھی داعیہ ہوگا اور جو اپنے ساتھ کچھ بدی کرے تو اس کو مار ڈالنے کی اس کو نیت ہوگی مومن کی نیت نیک کامون مین اسکے عمل سے جیسی بہتر ہے ایسا ہی بدکام کی نیت بدکام سے بُری ہے اس صورت مین جب ناحق ایک کا خون کیا تو گویا سب لوگون کو قتل کیا آیت کی معنی مفسرین سے اختلاف جو ہمنے ذکر کیا اسی اشکال کے دفع کرنیکے واسطے تھا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ اور ہر آینہ آچکے ہین انکے پاس یعنی بنی اسرائیل کے پاس ہمارے رسول روشن نشانیان سے ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ پھر مقرر بہت لوگ انمین یعنی بنی اسرائیل مین اُسکے بعد زمین مین دست درازی کرتے ہین یعنی بنی اسرائیل کی طرف شرائع اور احکام کو بیان کرنے کے لئے روشن معجزات دیکے ہم بہت سے رسولون کو بھیجے

باایں اکثر بنی اسرائیل زمین مین دست درازی کرتے ہین ناحق قتل کرتے ہین قتل سے باز نہین رہتے بعضون نے کہا مسرفون کی معنی حدود الہی سے تجاوز کرنا کثیر کی جو قید لگایا اس مین اشارہ ہے کہ انمین کے بعضے لوگ اللہ پر اور اوسکے رسول پر صلی اللہ علیہ وسلم ایمان لائے ہین جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ لیکن ایسے لوگ انمین بہت کم ہین اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اسکے سوا نہین ہے سزا انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین زمین مین فساد کرنیکو اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین مشرکون کی شان مین نازل ہوئی ابوداؤد اور نسائی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے کہ یہہ آیت مشرکون کی شان مین نازل ہوئی ہے جس نے آنسے پیش از ہمارے قادر ہونیکے ایمان لایا تو اس پر کچھہ راہ نہین مسلمان آدمی اگر قتل کیا یا ملک مین دست درازی کیا یا اللہ سے اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربہ کیا اور اس پر قادر ہونیکے پہلے ہی کفار سے ملگیا تو اس کو یہہ آیت نگاہ نہین رکھتی ہے حد اس پر جو آئی ہے اسکو قایم کرنے سے منع نہین کرتی بعضون نے کہا اہل کتاب کے شان مین نازل ہوئی ہے ضحاک کا یہی قول ہے ابن جریر اور طبرانی کبیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے کہ اہل کتاب کی ایک قوم تھی انمین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین عہد و میثاق تھا وہ لوگ اپنے عہد کو توڑے اور زمین مین فساد مچائے سو انمین یہہ آیت نازل ہوی اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی بابت مین اختیار دیا چاہے تو انکو قتل کرین چاہے تو سولی دیوین اور چاہین تو انکے ہاتھہ پانون مخالف جانب سے کاٹین اور نفی سے ملک مین بھاگ جاتا ہے پھر توبہ کرکے آوین اور اسلام مین داخل ہوون جو اسکو قبول کرینگے اور گذشتہ سے مواخذہ نہین بعضے کہتے ہین کہ یہہ آیت حروریہ کی شان مین نازل ہوئی ہے ابن مردویہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے کہ یہہ آیت حروریہ مین یعنی خوارج مین نازل ہوئی بعضے کہتے ہین کہ یہہ آیت عرنیین کے مقدمہ مین نازل ہوئی سعید بن جبیر کا یہی قول ہے عبدالرزاق اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ

اور ابن الجارود منتقی مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور نحاس اپنی ناسخ و منسوخ مین اور بیہقی دلایل
مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ چند شخص عکل کے یا عرینہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اکے اسلام لائے مدینہ کی ہوا انکو موافق نہوئی سو بیمار ہوے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کئے ہم اہل ضرع تھے اہل ریف نہین تھے مدینہ کی ہوا ہمکو موافق نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
چند اونٹ اور چرواہے کو انکے ساتھ کئے اور فرمائے یہان سے نکل کے جاؤ اور اونٹنی کا دودھ
اور انکا پیشاب پیا کرو جب اوکو صحت ہوئی کافر ہوگئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کئے
اور اونٹون کو ہانک کے لیچلے صبح ہی انکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی انکے پیچھے لوگون کو روانہ کئے
دن چڑھے بعد انکو پکڑ کے لے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم امر کئے سو انکے ہاتھ اور پیر کاٹے اور اونکے
آنکھون مین سلائی پھرائے اور اُنکے زخم پر داغ نہین دئے اور حرہ مین ڈالدئے پانی مانگے تو اُنکو
پانی نہین دئے یہان تک کہ وہ مرگئے ابو داؤد اور نسائی کی ایک روایت مین ہے کہ اللہ تعالے
نے اسی مین نازل کیا انما جزاء الذین یحاربون اللہ الآیہ ابن الجارود اور احمد کی ایک روایت مین
ہے قتادہ یعنی اس حدیث کا راوی نے انس سے کہا کہ ہمکو پہنچا کہ آیت انما جزاء الذین الآیہ انہین
کے مقدمہ مین نازل ہوئی ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی
کی ہے کہ آیت محاربہ کی انہین کی شان مین نازل ہوئی عکل عین مہملہ کی ضم سے اور کاف کے سکون
سے تیم الرباب مین ایک قبیلہ ہے عرینہ عین مہملہ کی ضم سے اور راء مہملہ کی فتح سے یا کے بعد نون
تصغیر کے صیغہ سے بجیلہ مین ایک حی ہے یعنی قبیلہ ہے عکل یا عرینہ جو بولا سو یہہ راوی کا شک ہے
ایک روایت مین عکل بغیر شک کے آیا ہے اور ایک روایت مین عرینہ کے آیا ہے ایک روایت
مین چند لوگ عکل اور عرینہ کے واو عاطفہ سے آیا ہے حافظ عسقلانی نے کہا یہی روایت صواب ہے
اور اسکو تائید کرتی ہے ابو عوانہ اور طبرانی کی روایت کہ اس مین چار شخص عرینہ کے تھے اور
تین شخص عکل کے تھے بخاری اور مسلم کی ایک روایت مین وہ آٹھ شخص تھے جو آیا ہے اُسکو
یہہ روایت منافی نہین شاید آٹھون شخص انکے قبیلون سے نہین تہا بلکہ نوکرون سے تھا

اہل ضرع تھے یعنی جنگل مین رہکے دودھ پیا کرتے تھے اہل ریف نہین تھے یعنی شہر مین رہکے
اناج کھانے والے نہین تھے ریف زمین کو کہتے ہین جس مین اناج بہت پکتا ہے اور گھاس
بہت اگتا ہے اور جنس ارزان رہتا ہے ایک روایت مین ہے سلائی گرم کرکے اونکے
آنکھون مین پھرائے حرہ زمین کو کہتے ہین کہ جسمین سیاہ پتھر ہون گویا جلے ہوے ہین اس
حدیث مین حرہ سے مراد مدینہ کے باہر ایک زمین ہے وہان کے پتھر جلے ہوے پتھرون کے
مانند ہین معلوم کیجئے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہہ سزا جو دئے اس لئے تھا کہ وہ چرواہے
کے ساتھ ایسا ہی کئے تھے مسلم کی ایک روایت مین انس رضی اللہ عنہ سے ہی ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نکے آنکھون مین سلائی پھرائے سو اس لئے تھا کہ وہ بھی چرواہون کے آنکھون مین
سلائی پھرائے تھے الحاصل علما کی ایک جماعت کہتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو اس نہج
سے قتل جو کئے قصاص کے واسطے تھا علما کی دوسری ایک جماعت کہتی ہے کہ یہہ حکم منسوخ
ہوا حدود نازل ہونیکے قبل اور مثلہ سے نہی کرنیکے آگے یہہ سزا دئے تھے بعد یہہ سزا منسوخ ہوئی
بعضے مفسرین کہتے ہین کہ یہہ آیت انکو اس نہج سے قتل کرنیکے عتاب مین نازل ہوئی اکثر
مفسرین کہتے ہین کہ یہہ آیت عتاب کے واسطے نہین نازل ہوئی بلکہ انکی سزا امر الہی سے ایسی ہی
تھی بعد دوسرون کی سزا کے واسطے یہہ آیت نازل ہوئی عرنیین کے قصہ مین اونٹ کا
پیشاب پینے کا حکم جو وارد ہوا ہے اس سے بعضے مجتہدین اونت وغیرہ ماکول اللحم جانور
کا پیشاب پاک رہنے پر دلیل لیتے ہین مالک اور احمد اور سلف کی ایک جماعت کا مذہب
یہی ہے ابن خزیمہ اور ابن المنذر اور ابن حبان اور اصطخری اور رویانی شافعیہ سے انہین
کی موافقت کئے ہین حنفیہ سے محمد بن الحسن کا قول بھی وہی ہے شافعی اور دوسرے تمام فقہا
کہتے ہین کہ وہ نجس ہے لیکن وہ بیمار تھے دوا کی ضرورت کے واسطے کہ انکو اسمین شفا حاصل ہونا
یقینی تھا اونٹون کا پیشاب پینے کا حکم کئے حرام چیز مین شفا نہین حدیث مین جو آیا ہے حالت
اضطرار پر محمول ہے انکو پانی پینے نہین دئے سو محارب جو مرتد ہے اسکو پانی پینے نہ دینا جایز ہے

کلبی نے کہا یہہ آیت ابو برزۃ ہلال بن عویمر الاسلمی کے قوم مین نازل ہوئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو برزہ کو صلح تھا اس بات کا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کرنا جو لوگ حضرت سے مقابلہ کرین تو انکی اعانت نہ کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے جو شخص اُن پر سے گذرے تو اسکے متعرض نہونا بنی کنانہ کی ایک قوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے آتی تھی سو ان کا گذر ان قوم پر ہوا اسوقت ابو برزہ حاضر نہین تہا اسکی قوم بنی کنانہ کی قوم کو مار کے انکا مال لوٹ لئے سو انکی بابت مین یہہ آیت نازل ہوئی بعضے کہتے ہین مسلمان قطاع الطریق کے مقدمہ مین یہہ آیت نازل ہوئی امام رازی نے کہا کہ اکثر فقہا کا قول یہی ہے معلوم کیجئے اللہ تعالی نے جو فرمایا یحاربون اللہ سو محاربہ کی معنی جنگ کرنا لیکن اللہ تعالی سے جنگ کرنا ممکن نہین اس لئے اسکی تاویل دو طرح سے کرتے ہین ایک یہہ کہ محاربہ کی معنی مخالفت کے ہین یعنی جو لوگ اللہ تعالی کے امر کا خلاف کرتے ہین اور اوسکی طاعت سے نکل جاتے ہین کسواسطے کہ جو شخص کسی کے امر کا خلاف کیا تو اس کا محارب ہوا اب معنی آیت کی یون ہوئے سزا انکی جو اللہ کا اور اوسکے رسول کا خلاف کرتے ہین اور اللہ کی اور اوسکے رسول کی نافرمانی کرتے ہین دوسری تاویل یہان مضاف محذوف ہے اسکی تقدیر یون ہے یحاربون اولیاء اللہ ورسولہ یعنے لڑائی کرتے ہین اللہ کے اولیا سے اور اسکے رسول کے اولیا سے مراد مسلمان ہین یسعون مضارع ہے سعی کا سعی کی معنی کوشش کرنا اور قصد کرنا اور دوڑنا اور جلدی کرنا یہہ سب معنی یہان مربوط ہین فسادا مفعول لہ ہے یسعون کا یعنی کوشش کرتے ہین زمین مین فساد کیواسطے ہتیار باندہتے ہین لوگون کو قتل کرکے مال چہین لیتے ہین راہ زنی کرتے ہین معلوم کیجئے اکثر فقہا کے پاس ان محاربین سے قاطع الطریق یعنی رہ زن مراد ہے قاطع الطریق ہونے کا شرط یہہ ہے کہ وہ مسلمان ہونا مکلف یعنی عاقل و بالغ رہنا اور اس کو شوکت و قوت ہونا اور محل غوث سے بعید رہنا یعنی ان قطاع الطریق کو دفع کرنے کسی کو پکارین تو انکو دفع کرنے کوئی فریاد رس

نہ آنا مسلمان کا قید کئے کسواسطے کہ کافر حربی ہے تو وہ قاطع الطریق نہین مکلف ہونا کہے
کیونکہ مجنون یا نابالغ ہے تو اسکا یہہ حد نہین شوکت کا قید کئے کیونکہ شوکت وقوت نہو تو
وہ سارق یعنی چور ہے قاطع الطریق نہین محل غوث مین نہ ہونا کہے کسواسطے کہ اگر مظلومون
کو مدد کرنے لوگ پہنچکے انکو دفع کرتے ہین تو وہ لٹارے ہین قاطع الطریق نہین مدد کرنے
لوگ نہین پہنچتے ہین سو بستی سے یا حاکم کی فوج سے دور پڑنے کے سبب سے ہے یا بستی والون
مین یا حاکم کی فوج مین قوت نہ رہنے سے رہے شافعی کا مذہب یہی ہے اس تقریر سے
معلوم ہوا شہر مین جو شخص ایسی حرکت کرے اور اسکے دفع کرنے کی قوت نہ رہے تو
وہ بھی قاطع الطریق ہے اوزاعی اور مالک اور لیث بن سعد کا قول بھی یہی ہے کسواسطے
کہ وہ مسلمانون سے محاربہ کرتے ہین اور ملک مین فساد مچانے کوشش کرتے ہین خواہ مخواہ
اس آیت کے عموم مین داخل ہون گے اور مذکور حکم ان کا حد ٹھہرا ہے حد جاری کرنے
مین شہر اور غیر شہر دونون برابر ہین ابوحنیفہ کہتے ہین شہرون مین مکابر جو ہین اُن کا
حکم محارب کا حکم نہین بلکہ سارق کا حکم ہے اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ
وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ کہ انکو قتل کرنا یا سولی پر چڑھانا یا
کاٹنا اُنکے ہاتھ اور پاؤن مخالف جانب سے یا دور کرنا زمین سے یعنی وطن سے لفظ
اَو کا اِس آیت مین مکرر جو آیا ہے اس مین دو قول ہین ایک یہہ کہ وہ تخییر کے واسطے
ہے سو محاربین کی سزا مین امام کو اختیار ہے کہ اُن چار مذکورامر سے کسی ایک کو اختیار
کرے چاہے تو قتل کرے چاہے تو سولی پر چڑہاے چاہے تو ایک ہاتھ اور ایک پاؤن
مخالف جانب سے کاٹے چاہے تو وطن سے دور کرے یہہ قول حسن بصری اور سعید بن المسیب اور
نخعی اور مجاہد سے منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت ہے
امام مالک کا مذہب قطاع الطریق اگر قتل کئے ہین تو انکا قتل واجب ہے اگر قتل نہ کرکے
دوسرے امور لوٹنا وغیرہ کرین تو انکی سزا مین امام کو اختیار ہے انکا جرم تھوڑا ہے

یا بہت فساد بہت دن سے مچاتے ہین یا تھوڑے دنون سے سو اس کو لحاظ کرکے اسکو
قتل کرے یا سولی چڑہاوے یا ہاتھ یا نون مخالف جانب سے کاٹے یا نفی کرے رسالہ ابو زید
قیروانی وغیرہ کتب مالکیہ مین ایسا ہی ہے دوسرا قول او تنویع اور تقسیم کے واسطے ہے
یعنی انکی سزا اونکے حالات اور جنایات کے لحاظ کرتے ہو قتادہ اور اوزاعی اور امام
شافعی اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے ابن عباس سے بھی ایک
روایت یہی ہے اسکی تفصیل یہہ ہے قطاع الطریق کے چند حالت ہین پہلی حالت فقط قتل
کرتے ہین وہ قتل کہ جس سے قود واجب ہوتا ہے تو انکو قتل کرنا واجب ہے اگر ولی قتل نے
عفو کیا تو قتل عفو نہین ہوتا ان یقتلوا اسے یہی مراد ہین دوسری حالت قتل کرتے ہین
اور مال بھی لیتے ہین اس قدر جو نصاب سرقہ ہے تو انکو قتل کرنا اور سولی پر چڑہانا او
یصلبوا اسے یہی لوگ مراد ہین سولی پر چڑھانیکی کیفیت شافعی کے پاس اظہر قول پر
اسکو قتل کرنا اور غسل وکفن دیکے اس پر نماز پڑھنا بعد لکڑی یا اس کے مانند کسی بلند جسم
پر کفن کے ساتھ معترض چڑھانا تین دن تک سولی پر چڑہے رہنے کے بعد اتارنا مگر تین دن کے
قبل متغیر ہونے کا اندیشہ ہو تو اصح وجہ پر اس کو سولی پر سے اتار دینا بعضے کہتے ہین
سولی پر باقی رکھنا یہان تک کہ سڑ کر اس مین سے پانی بہے دوسرے قول مین شافعی
کے اس کو سولی پر جیتا چڑہانے کے بعد قتل کرنا پھر اس قتل مین تین وجہ ہین ایک وجہ پر اسکو
کھانا پانی نہ دینا یہان تک کہ مرجاوے ایک وجہ پر اس کو زخم مارنا تا اس سے مرجاوے
ایک وجہ پر تین دن کے بعد سولی پر سے اتار کے اس کو قتل کرنا اسکے حدین اصح قول
قول پر اسکا ہاتھ یا نون نہ کاٹنا ابن سلمہ نے اسکے ہاتھ اور یا نون بہی کاٹنے کا قول ذکر
کیا ہے صاحب التقریب نے ایک قول نقل کیا ہے کہ اگر مال نصاب سرقہ ہے تو اس پر
قطع ہے اگر نصاب سرقہ نہین تو قطع نہین ابو حنیفہ کے پاس اسکے حدین امام کو اختیار ہے
چہ امر سے کسی امر کو اختیار کرے ہاتھ یا نون مخالف جانب سے کاٹ کے قتل کرے

یا ہاتھ پاؤن کاٹ کے سولی پر چڑہا دے یا ہاتھ پاؤن کاٹ کے قتل کرے اور سولی پر چڑہا دے یا قتل کرکے سولی پر چڑہا دے یا فقط قتل کرے یا فقط سولی پر زندہ چڑہا کے اسکے شکم کو نیزہ سے پہاڑے تا مرجاوے اور تین دن کے بعد سولی پر سے اتارے قطاع الطریق کی تیسری حالت جان سے نہین مارتے ہین لیکن مال چہین لیتے ہین اس قدر مال جو نصاب سرقہ ہے شافعی اور احمد کے پاس نصاب سرقہ پاوے یا اس پر افزوں اور ابوحنیفہ کے پاس دس درم ہین تو اسکا داہنا ہاتھ اور بایان پاؤن کاٹنا اگر دوسرے بار بھی مال چہینا تو بایان ہاتھ اور داہنا پاؤن کاٹنا اور تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف سے یہی لوگ مراد ہین اللہ تعالی نے من خلاف جو فرمایا جارحہ رکھے حال پڑا ہے ایدیہم وارجلہم کا اسکی تقدیر یون ہے تقطع ایدیہم وارجلہم مختلفۃ یعنی اونکے ہاتھ و پاؤن کاٹے جاوین حال وہ کہ انکا جانب مختلف رہے جیسا کہ ہم بولے قاطع الطریق کا ہاتھ کاٹنے کی جہت چوری ہے پاؤن کاٹنے کی جہت حارب ہے یہہ دونون ملکے اسکا ایک ہی حد ٹہہرا تخالف جہت سے کاٹنے کی حکمت یہہ ہے کہ ایک ہی جہت مین کاٹینگے تو اس جانب کی پوری منفعت فوت ہوگی چوتھی حالت نہ قتل کئے ہین نہ مال چہینے ہین تو انکو زمین سے نفی کرنا او ینفوا من الارض سے انہین کی طرف اشارہ ہے نفی سے کیا مراد ہے سو فقہا کو اختلاف ہے ابوحنیفہ کہتے ہین انکو بندیخانہ مین ڈالنا مالک کہے جس شہر مین تقصیر کیا ہے اس شہر سے نکال کے تعزیر مار کر دوسرے شہر مین حبس کرنا امام شافعی کے پاس اس حالت والون کے دو قسم ہین ایک قسم وہ ہے کہ رہزنی کے واسطے جمع ہونا شروع کئے ہین اور لوگون کو ڈراتے ہین اور ہنوز قتل و غارت ان سے ظہور مین نہین آیا ہے دوسری قسم وہ لوگ قطاع الطریق کے معین و مددگار ہین اور انکی جمعیت بڑہاتے ہین اور لوگون کو ڈراتے ہین یہہ دونون قسم والے اگر دستیاب نہ ہون تو انکو گرفتار کیا واسطے امام لوگون کو مقرر کرے تا انکو اس زمین سے بھگا دے اور وہان سے نکالے انکی نفی یہی ہے اگر وہ دستیاب ہو جاوین اور وہ لوگ پہلی قسم والون مین ہین تو انکو سزا دینا خواہ قید کرے یا اور کچھ سزا دیوے امام راضی اور نووی اس مین کچھ خلاف نہین ذکر کئے دوسری قسم والون کی سزا مین دو وجہ ہین اصح وجہ مین ان پر حد معین نہین انکی سزا امام کی راے پر موقوف ہے انکو قید کرے یا تعزیب یعنی جلاوطن کرے یا دوسری کچھ سزا جو مناسب سمجھتا ہے کرے اس وجہ پر عقوبت نفی کی غیر

مقصود ہے دوسری وجہ انکو تعزیب کرنا متعین ہے اس وجہ پر عقوبت نفی کی مقصود ہوئی پھر انکو کہان بھیجنا سو امام کی راے پر موقوف ہے جلاء وطن کے بعد دوسرے شہر مین انکو قید کرنا یا اور کچھہ سزا دینا یا فقط جلاء وطن کافی ہے سو اس مین بھی دو وجہ ہین امام نووی کہے اصح وجہ پر یہہ بھی امام کی راے پر موقوف ہے امام احمد کے یہان زمین سے نفی کرنے سے مراد کسی شہر مین انکو ٹھہرنے نہ دینا جہان گئے وہان سے ہنکانا یہان تک کہ انکا توبہ ظاہر ہووے ذٰلِكَ یہہ معنی مذکور سزا کا لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا انکی رسوائی ہے دنیا مین وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور انکو آخرت مین بڑا عذاب ہے معلوم کیجئے جو لوگ کہتے ہین کہ یہہ آیت مشرکون کے شان مین یا عرینہ کے مرتد لوگون کے شان مین نازل ہوئی ہے انکے قول پر کچھہ اشکال نہین کیا واسطے یہہ وعید کفار کو ہے جو لوگ کہتے ہین کہ مسلمان قطاع الطریق کی شان مین نازل ہوئی ہے تو انکے قول پر یہان اشکال وارد ہوتا ہے کسواسطے کہ جمہور علما کہتے ہین مومن پر اسکی جنایت کی عقوبت جب جاری کرین تو آخرت مین اس پر عذاب نہین اللہ تعالی یہان فرماتا ہے انکو آخرت مین عذاب عظیم ہے اس اشکال کا جواب شیخ سلیمان جمل نے جلالین کے حاشیہ مین اپنے شیخ سے یون نقل کی ہے کہ یہان جملہ شرطیہ مقدر ہے یعنی آخرت مین انکو عذاب ہے اگر انپر حد جاری نہوئی یا عموم اس آیت کا عبادہ بن الصامت کی حدیث سے کہ جس مین حدود کفارہ ہوتے ہین آیا ہے تخصیص پایا ہے بندہ عاصی کہتا ہے احتمال ہے کہ آیت کی تاویل یون ہو مذکور حد انکے لئے جو مقرر کئے اس لئے مقرر کئے کہ دنیا مین انکے لئے خزی اور آخرت مین عذاب الیم تھا سو اسکو دفع کرنیکے واسطے کئے حد انپر جب جاری ہوا تو عذاب سے بچے واللہ اعلم حد قایم کرنے سے آخرتی مواخذہ ساقط ہوتا ہے یا نہین سو اختلاف سترہوین وردین ان شاء اللہ تعالی بیان کرینگے معتزلہ اس آیت سے اپنے باطل اعتقاد پر دلیل لیتے ہین اور کہتے ہین فاسق کا عذاب آخرت مین منقطع نہ ہوگا اور انکا عمل باطل ہے تقریر انکے دلیل کی یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس آیت مین حکم کیا کہ انکو دنیا مین خزی ہے تو وہ لوگ فی الحال مستحق ذم کے ہونے پر یہہ جملہ دلالت کرتا ہے فی الحال ذم کے مستحق ہونا انکی مدح و تعظیم کے استحقاق باقی رہنے کو منع کرتا ہے کسواسطے کہ اس صورت مین دو ضدین

جمع کرنا لازم آتا ہے جب ایسا ہو تو ثابت ہوا کہ ان کا عذاب منقطع نہین ہوتا اور انکا عمل باطل ہوا
اس کا جواب یہہ ہے وہ لوگ توبہ نہ کرین تو انکا یہہ حد خزی کیواسطے ہے جب وہ توبہ کرین تو انکا
حد خزی کیواسطے نہونا بلکہ علی سبیل الامتحان ہوا اس پر تمہارا اور ہمارا اتفاق ہے اس سے معلوم ہوا خزی
مشروط ہے بعدم توبہ جب مشروط بعدم توبہ ہوا تو مشروط بعدم عفو ہونے کو کوئی چیز مانع نہین اللہ تعالے
کا سوائے کفر کے دوسرے گناہون کو عفو کرنا آیات سے ثابت ہوا ہے تو انکا عفو بھی اس مین داخل ہوا
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ مگر جنہون نے
توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو بیشک اللہ تعالی بخشنے والا ہی مہربان الذین محل نصب مین ہے
استثنا پر محاربین سے ابو البقا نے کہا وہ مرفوع ہے ابتدائیہ پر فان اللہ کا جملہ اسکی خبر ہے اس کے
قول پر استثنا منقطع ہے گویا اسکی معنی یون ہین لکن التایب یغفر لہ مفسرون سے جو لوگ کہتے ہین محاربہ
کی آیت مشرکون کے حال مین جو قطاع الطریق ہین نازل ہوئی تو انکے پاس معنی یون ہین جو لوگ تمہارے
ہاتھ مین گرفتار آنے کے آگے اپنے شرک سے توبہ کئے اللہ کا اور اسکے رسول کا محاربہ کرنے سے
باز آئے زمین مین فساد کرنے سے ہاتھ اٹھاے تو کسی قسم کی سزا دینا تمکو نہین پہنچتا معلوم کیجئے مشرک
جو محارب ہے ہاتھ مین گرفتار آئے بعد بھی توبہ کرے تو قتل وغیرہ اس پر سے ساقط ہو جاتا ہے کسی
شئے کا مطالبہ اس پر نہین سب فقہا کا اس پر اجماع ہے جب اس آیت کو مشرکون کی شان مین یعنی
تو من قبل ان تقدروا کا قید بے فایدہ ہوتا ہے اس قید سے معلوم ہوا کہ یہہ آیت مسلمان قطاع الطریق
کی شان مین ہے شافعی کا مذہب مختار اور باقی کے ایمہ ثلاثہ کا مذہب یہہ ہے کہ قاطع الطریق گرفتار آنے
کے قبل توبہ کیا تو قطاع الطریقی کی حیثیت سے جو حد تھا یعنی اس کا قتل لازم تھا اور اسکو سولی پر چڑھانا تھا اور
ہاتھ پانون ملکے مخالف جانب سے کاٹنا تھا سو ساقط ہوا دوسرے حدود جیسے حد زنا اور حد سکر اور قود
ساقط نہونگے قاطع الطریق فقط قتل کیا تھا تو ولی قتل کو پہنچیگا اس سے قصاص لیوے یا دیت حاصل کرے
یا معاف کرے مال لوٹا تھا تو مال کا ضمان دلوائینگے لیکن ہاتھ نہ کاٹینگے کیونکہ ہاتھ پانون ملکے مخالف جانب
سے کاٹنا اس کا حد تھا دونون ملکے ایک ہی حد ٹھہرے بعض کا یعنی پانون کا کاٹنا جب ساقط ہوا تو

کل کا کاٹنا یعنی ہاتھ پانون کا کاٹنا بھی ساقط ہوا اُس پر قادر ہوے اور مذہب مختار مین محارب کے حد اس سے
ساقط نہین ہوتا شافعی کے ایک قول مین توبہ سے سب حدود ساقط ہوتے ہین ایک جماعت نے ہمارے اصحاب کی
ع ۱۶ اسی قول کی تائید کی ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اوپر کی
آیتون مین یہود کی شرارت اور ابنیا کو قتل کرنا بیان کیا بعد قتل کی اور ملک مین فساد مچانیکی برائی اور انکی سزا کو
ذکر کیا اسکے ضمن مین انکی مغفرت کی راہ بھی جو توبہ ہے کہہ دیا پھر اب مومنون کو اللہ کا ڈر لازم پکڑنے کا امر کیا اور
بولا اللہ سے ڈرتے رہو جن امور سے نہی کیا ہے اس سے باز رہو وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ اور ڈھونڈھو
اسکی طرف تقرب یعنی اللہ تعالی کی طاعت سے اور جس عمل سے اللہ تعالی خوش ہوتا ہے اسکو بجالاکے اسکا
تقرب حاصل کرو معلوم کیجئے تمامی تکلیفات کا مرجع دو قسم مین ہے ان دو قسمون کے سوا تیسری کوئی قسم
نہین پہلی قسم منہیات کو ترک کرنا اتقوا اللہ مین اس قسم کی طرف اشارہ ہے دوسری قسم مامورات کو بجالانا
وابتغوا الیہ الوسیلہ مین اس قسم کی طرف اشارہ ہے منہیات کا ترک مامورات کے کرنے پر بالذات مقدم تھا اس لئے
ذکر مین منہیات کو مقدم کیا ترک مقدم ہے فعل پر ہم جو کہے اسواسطے کہ ایک شئے اپنے عدم اصلی پر باقی رہنے
سے کو ترک کہتے ہین شئی واقع کرنے کو اور حاصل کرنے کو فعل کہتے ہین سارے محدثات کا عدم انکے وجود پر مقدم ہے تو اس
ثابت ہوا ترک فعل پر مقدم ہے وسیلہ کو فعل طاعات کے ساتھ مخصوص کئے حالانکہ ترک معاصی مین بھی اللہ تعالی کی طرف
توسل ہوتا ہے سو ہم کہتے ہین کہ ترک مین تاثیر کرانے عدم اصلی پر قرار رکھنا ہے عدم قدیم کسی کا طرف توسل کرنا ممکن نہین تو ثابت ہوا ترک وسیلہ ہو ممکن نہین ترک عاصی
توسل ہوتا ہے جو ہم کہا وہ توسل ہے نہین بلکہ ترک کرنے اللہ تعالی کے حکم کا طلب مرضات فعل ہے سو فعل کی جہت سے توسل ہوا وسیلہ
وزن پر فعیلہ کے ہے اس چیز کو کہتے ہین کہ جسکے واسطے سے کسی شئی کی طرف تقرب اور نزدیکی چاہتے ہین وہ باب سے
وعد لیعد کے ہے وسل الیہ معنی سے تقرب الیہ کی ہے وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ اور جہاد کرو اسکی راہ مین یعنی اللہ تعالی
ع ۱۷ کی راہ مین یعنی اسکی طاعت اور اسکے مرضات کی طلب مین لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ شاید تمہارا بھلا ہو یعنی بہشت
مین رہنے کی سعادت تمکو حاصل ہو جہاد کی اصل معنی کوشش کرنا ہے اٹھانا شارع کے عرف مین اعداء دین سے لڑائی
کرنے کو جہاد کہتے ہین تفلحون فلاح سے مشتق ہے فلاح اسم ہے اسکی معنی ہر مکروہ سے خلاص پانا اور سب خیر جہان حاصل
ہونا معلوم کیجئے جو چیز لایق نہین ہے اللہ تعالی نے اس کو ترک کرنیکا امر اتقوا اللہ سے کیا اور جو چیز لایق ہے

اُس کو بجا لانے کا امر واسطوا الیہ الوسیلۃ سے کیا اور یہہ دونون امر نفس کے نفس پر نہایت شاق ہین کیونکہ نفس کی خواہش کی چیزین ترک کرنا اور طاعات جو نفس کے ناپسند ہین اُنکو بجا لانا انسان پر بہت شاق ہے عقل سلیم چاہتی ہے کہ مولی عزوجل کی خدمت کرنا اور محسوس لذتون سے اعراض کرنا نفس کی خواہشون مین اور عقل کی خواہشون مین نہایت تضاد اور مخالفت ہے تقوی اور طاعت کا امر جو اللہ تعالی نے کیا اوسکے لئے رام ہونا نفس پر بہت شاق تھا اور طبیعت پر اس سے کمال گرانی تھی اس لئے اللہ تعالی نے امر کیا کہ تم اللہ تعالے کے اعدا سے جہاد کرو آدمی کا بڑا دشمن اس کا نفس ہے چاہئے اس سے اول جنگ کرے اور اسکو اللہ تعالی کے امر کا مطیع کرے بعد دین کے جو حد دہین اُن سے لڑائی کرے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ مقررہ جو کافر ہین اگر اونکے پاس ہو جتنا کچھ زمین مین ہے سارا اور اسکے ساتھہ اُتنا تا چھڑانے مین دین اپنی قیامت کے دن کے عذاب سے اتنے وہ قبول نکیا جاویگا یعنی کافر دنیا کے تمام خزانہ اور ذخیرہ اور منافع کا مالک ہووے پھر اسکے ساتھ اتنے ہی خزاین وغیرہ ہو اور قیامت کے عذاب سے چھٹکارا ہونے ان سب کو چھڑانے مین دیوے تو بھی وہ قبول نہوگا اس کلام سے غرض انکو عذاب لازم ہونیکی تمثیل ہے اور کسی وجہ سے انکو عذاب سے خلاصی نہین وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اور اونکو دکھہ کی مار ہے بخاری اور مسلم انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قیامت کے دن کافر کو لے آینگے اور اسکو کہینگے اگر تیرے پاس زمین بھر کے سونا ہوتا تو کیا چھڑانے مین تو اس کو دیتا تو کہیگا ہان تب اسکو کہا جائیگا مین نے تجھ سے اُس سے آسان چیز کا سوال کیا تہا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نکرنا یہہ بخاری کے لفظ کا ترجمہ ہے مسلم کے لفظ کا ترجمہ یون ہے اللہ تعالے دوزخ مین کے بہت ہی خفیف عذاب والیکو کہیگا اگر تجھہ پاس ساری دنیا ہوتی تو کیا اس عذاب کی چھڑانے مین دیتا کہیگا ہان تب اللہ تعالی کہیگا مین اس سے آسان چیز کا سوال تیرے سے کیا تھا تو آدم کی پشت مین تھا کہ میرا شریک نہ ٹھہراوے اور مین تجھکو دوزخ مین نہ ڈالونگا اور تجھکو بہشت مین بہیجونگا تو نے نہ مانا مگر میرے ساتھ ساجھی ٹھہرانے کو يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا چاہینگے نکل جانا آگ سے اور وہ نکلنے والے نہین اس آگ سے نکلنا چاہنے مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے کہ وہ لوگ آگ سے

نکلنے کا قصد کرینگے اور وہان سے نکلنے کی راہ ڈھونڈھینگے بعضے کہتے ہین آتش کی جھپٹیان اونکو اوپر جب اٹھا لینگے تو وہان سے نکلنا چاہینگے بعضے کہتے ہین معنی یون ہے یکادون یخرجون یعنی انکا نکلنا قریب ہے حاصل اس معنی کا یہہ ہے آتش کی بھڑکاٹ اور اس کے جھپٹیون کی دھڑکاٹ سے قریب ہوتا ہے کہ اس سے نکل جاوین دوسری وجہ یہہ ہے نکلنے کا ارادہ کرینگے اپنے دلون مین آرزو کرینگی وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ اور انہین کو ہے عذاب دایم یعنی انکو عذاب ثابت اور دایم اور برقرار ہے کبھی اُن سے جُدا نہین ہوتا اس آیت مین اہل سنت کے قول کی دلیل ہے کہ جو لا الہ الا اللہ خلوص کے ارادے سے کہے یعنی جو مومن ہے اگرچہ فاسق ہو دوزخ سے آخر نکلین گے کیونکہ اللہ تعالیٰ دوزخ مین دایم رہنے کو کفار کی تہدید اور انکا بڑا وعید ٹھہرایا اگر یہہ معنی کفار سے مختص نہ ہو تو اسکو کفار کی تہدید و وعید گردانے کچھ وجہ نہین جملہ ولہم عذاب مقیم کا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کیا واسطے تقدیم لہم کی حصر فایدہ بخشتی ہو گویا معنے یون ہوے انہین کفار کو عذاب مقیم ہے دوسرون کو نہین جیسا لکم دینکم مین تقدیم لکم کی فایدہ حصر کا بخشی ہے مسلم اور ابن المنذر اور ابن حاتم اور ابن مردویہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے آگ سے ایک قوم نکل کے بہشت مین پہنچیگی یزید الفقیر نے جابر بن عبد اللہ کو کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا یعنے اللہ تعالیٰ دوزخ سے نہین نکلینگے جو فرماتا ہے تم نکلینگے کرکے کیسا کہتے ہو جابر کہے آیت کی ابتدا کو تو پڑھ ان الذین کفروا لو ان لہم ما فی الارض جمیعا ومثلہ معہ لیفتدوا بہ خبردار نہ نکلینگے سو وہ ہین جو کافر ہین یزید الفقیر اس حدیث کا راوی ہے بخاری ادب المفرد مین اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین طلق بن حبیب سے روایت کئے ہین اوس نے کہا مین شفاعت کا نہایت منکر تھا یہان تک کہ مین نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی پھر مین اہل النار دوزخ مین رہنیکے جتنے آیتون پر قادر تھا اتنے سب پڑھکے انکو سنایا جابر کہے اے طلق کیا تو کتاب اللہ پڑھنے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جاننے مین اپنے کو میرے سے زیادہ جاننے والا سمجھتا ہے آیتین جو تو پڑھا وہ وہی اہل نار ہین وہی مشرک ہین لیکن یہہ لوگ یعنی دوزخ سے نکلینگے سو ایک قوم ہے گناہ کئے ہین اور اس پر انکو عذاب ہوا بعد وہان سے نکالے گئے یہہ کہکے جابر نے

شہ یعنی رہا نہ ہونے گے

اپنے دونون ہاتھون کو اپنے کانون سے لگاکے کہے اگر مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہون تو یہہ دونون بہرے ہون فرمائے کہ آگ مین داخل ہوے بعد وہان سے نکلینگے اور تو جیسا پڑھا ہم بھی اسکو پڑھتے ہین یعنی وہ آیتین کفار کی شان مین ہین ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہا نافع بن الازرق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تم کہتے ہو ایک قوم دوزخ سے نکلیگی اور خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے وما ہم بخارجین منہا ابن عباس اسکو کہے ویحک اس آیت کے اوپر پڑھو یہہ آیت کفار کے واسطے ہے یہ تو عاصی کہتا ہے نافع بن الازرق یہہ جو ہے فرقۂ خوارج کا سرخیل تھا اوسیکی طرف نسبت کرکے اسکی جماعت کو ازارقہ کہتے ہین ابن المنذر اور بیہقی شعب الایمان مین اشعث سے روایت کئے ہین کہا مین نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کہا مجھکو خبر دو کیا شفاعت حق ہے کہے ہان حق ہے مین بولا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے یریدون ان یخرجوا من النار وما ہم بخارجین منہا حسن کہے انک واللہ ما تقسط علی شیئی یعنی واللہ تو کسی ٹھکانے نہین آتا ہے آگ کے واسطے ایک لوگ ہین کہ اس سے نہ نکلینگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی جو فرمایا وما ہم بخارجین منہا غرض صحابہ اور تابعین اور تمام اہل حق کا اتفاق ہے کہ گنہگار مسلمان آخر دوزخ سے نجات پائیگا اور بہشت مین جائیگا وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَہُمَا اور جو مرد چراتا ہے اور جو عورت چراتی ہے تو تم کاٹ ڈالو ان دونون کے ہاتھ اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیت مین سرقہ کبریٰ کا حکم بیان کیا اب اس آیت مین سرقہ صغریٰ کا حکم بیان کیا کہ اس مین ہاتھ کاٹنا ہے ابن الخازن نے ابن السائب سے نقل کی ہے کہ یہہ آیت طعمہ بن ابیرق کی شان مین نازل ہوئی جو نقب لگاکے چوری کیا تھا جس کا قصہ سورۃ النسا مین مذکور ہوا ایندہ عاصی کہتا ہے سورۂ نسا مین مذکور ہوا ہے کہ ابن الابیرق کے قصہ مین انا انزلنا الیک الکتاب الایات نازل ہوئین چوری کی یہہ آیت اُس کے قصہ مین نازل ہوی کسی روایت مین نہین آیا واللہ اعلم معلوم کیجئے کتاب و سنت مین مجھو دیہہ ہے مردون کی شان مین احکام جو نازل ہوتے ہین اُس مین عورتون کو بھی درج کرتے ہین لیکن سرقہ کی حد مین ایسا ہی زنا کے حد مین انکی تفریح وارد ہوئی تاکوئی عورت ہونے سے اس پر ترس کہاکے حد کو قایم کرنے مین تساہل نکرے چور کے باہین مرد کو عورت پر مقدم کیا کہ سوا بیٹے کے چوری کرنے کا میل اکثر مردون کو

ہوتا ہے اسلئے مرد کو مقدم کیا بخلاف زنا کے کہ اوسکی میل اکثر عورتون کو رہتی ہے اس واسطے زنا
کی حد مین عورت کا ذکر مقدم کیا السارق والسارقۃ کو سوبویہ قاریون کی قرارت پر رفع سے ہے اُس کے
رفع مین دو وجہ ہین پہلی وجہ وہ مبتدا ہے اُسکی خبر محذوف ہے گویا اسکی تقدیر یون ہے فیما تتلیٰ
علیکم حکم السارق والسارقۃ یعنی تمپر جو تلاوت کیا جاتا ہے اس مین چور اور چوری کا حکم یہہ ہے خبر کے
جملہ کو حذف کیا اور مبتدا جو مضاف تھا اسکو بھی حذف کرکے مضاف الیہ کو اسکے قایم مقام کیا اور
جملہ فاقطعوا کا اس حکم مقدر کا بیان ہے فا کے لفظ سے جملہ جو واقع ہوا اس کا ربط فا کے ماقبل سے
ہے اسی واسطے فا کے لفظ کو داخل کیا تا ماقبل و مابعد مین ربط ہوے یہہ قول سیبویہ اور اکثر بصریون
کا ہے دوسری وجہ السارق مبتدا ہے جملہ فاقطعوا کا اسکی خبر ہے مبتدا جب اسم موصول ہو تو شرط کی
معنی کو متضمن ہوتا ہے یعنی اول سبب پتا ہے ثانی کا اس بحث سے اوسکی خبر مین فا لے آتے ہین یہان السارق اسم فاعل کا صیغہ ہے اس پر
الف لام جو آیا ہے موصولہ ہے الذی کی معنی سے اسکی تقدیر الذی یسرق والتی تسرق فاقطعوا ہے اس لئے اوسکی خبر مین فا کا
لفظ داخل کیا یہہ قول مبرد کا اور نحویون کی ایک جماعت کا ہے زجاج نے اسکو اختیار کیا ہے امام رازی نے کہا یہی قول معتمد ہے ہم آیت کا ترجمہ جو کیا
اسی مبنی ہے مخشری نے عیسی بن عمر کی شاذ قرات کو جو السارق والسارقۃ کی نصب کی قرات کیا ہے ترجیح دی ہے اور سیبویہ کے قول سے دلیل لیتا ہے
سو اکثر علما اس کا تخطیہ کئے ہین اور کہے ہین کہ اس نے سیبویہ کے کلام مین تامل نہ کرکے کہا ہے
ایدی جمع ید کی ہے ید ہاتھ کو کہتے ہین ایدی کو جمع کے لفظ سے ذکر کرکے تثنیہ کی ضمیر کی طرف اضافت
کرنے مین یہہ اشارہ ہے کہ سارق سے جنس سارق مراد ہے جنس کی معنی کو لحاظ کرکے اسکو جمع کے
لفظ سے ذکر کیا بعد ضمیر تثنیہ کی لایا کیونکہ ملفوظ کے دو قسم تھے سارق اور سارقہ ان دونون کے لحاظ سے
ضمیر کو تثنیہ لایا دوسری وجہ یہہ ہے کہ عربی کا قانون ہے کہ انسان کے جو اعضا ہین اسکو تثنیہ کی طرف
مضاف کرتے ہین تو جمع کے لفظ سے ذکر کرتے ہین گویا تثنیہ بھی جمع ہے جب جمع کو جو ایدی ہے جمع کے ساتھ
جو ضمیر ہما کی ہے مقابلہ کیا تو فایدہ بخش تقسیم احاد بر احاد تو چور کا ایک چوری مین نہ کاٹینگے مگر ایک ہی
ہاتھہ ایک چوری مین دونون ہاتھہ ملکے نہ کاٹینگے معلوم کیجئے ید کا اطلاق کہان سے کہان تک ہے
سو اسمین اختلاف ہے بعضون نے کہا کندھے سے انگلیون کے مشترک ہوتا ہے بعضون نے کہا کہنی سے

بعضون نے کہا منکٹ سے بعضون نے کہا انگلیون کے جڑون سے سرقت مین ہاتھ کہان سے کاٹنا سو
اس کا اختلاف انہین اقوال کے نظر کرتے ہے بعضے خوارج پہلے قول کو اختیار کئے ہین اور کہتے ہین کہ کاندھے
پاس سے کاٹنا یہہ قول سعید بن المسیب رحمۃ اللہ سے بھی منقول ہے لیکن انسے روایت ضعیف ہے ان سے
ثبوت کو نہین پہنچا دوسرا قول جو کہنی سے اسکا شروع ہے سو سرقہ کے باب مین اسکا کوئی قایل
نہین چوتھا قول جسکا شروع انگلیون سے ہے سرقہ مین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے لیکن
اسکی سند منقطع ہے ابو ثور اسکو مستحسن جانتا ہے تیسرا قول جو منکٹ سے شروع ہے سرقہ مین جمہور
صحابہ کا اور فقہا کا وہی مذہب ہے بلکہ بعضون نے اس پر اجماع نقل کیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے بھی
صحیح قول یہی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی ثابت ہوا ہے جمہور کی دلیل یہہ ہے کہ ہاتھ پیش
از سرقت کے محترم تھا اسکو کاٹنے کا نص جب وارد ہوا تو ہم دیکھے ہاتھ کا اطلاق کتنے مقدار پر
ہوتا ہے سو اس کا اطلاق مختلف جگہون پر ہوتا ہے لیکن منکٹ سب کے پاس متفق تھا تو وہان سے ہی کاٹے
دوسرے اقوال جو مشکوک تھے اسکو ترک کئے اگر کوئی کہے اس دلیل کے نظر کرتے انگلیون کے
پاس سے کاٹنا تھا تو ہم کہینگے انگلیون کے پاس سے اگر کاٹین تو اسکو ہاتھ کٹانا نہ کہینگے نہ لغت مین نہ
عرف مین اس لئے اسکو اعتبار نہین کیونکہ چور کا ہاتھ کاٹنا ہے سو اول داہنا ہاتھ کاٹنا ہے جمہور فقہا کا
یہی قول ہے بلکہ قاضی عیاض نے اس پر علما کا اجماع نقل کیا ہے قتادہ اور شعبی سے منقول ہے کہ
اگر داہنا ہاتھ نہ کاٹ کے بایان ہاتھ کاٹین تو کافی ہے مالک کہے کاٹنے والا بایان ہاتھ سے
کاٹا تو کاٹنے والے کا ہاتھ اس کے قصاص مین کاٹنا اور چور کا پہر داہنا ہاتھ کاٹنا اگر سہو سے کاٹا
تو کاٹنے والے پر دیت واجب ہوگی پہر چور کو اس کا کاٹنا کافی ہوگا۔ ابو حنیفہ کا مذہب بھی یہی ہے
بایان ہاتھ کاٹا تو کافی ہے پہر چور پر قطع نہین لیکن جلاد حاکم کے امر کرنے کے قبل عمدًا کاٹا تو اس پر قصاص
ہے اور سہوًا کاٹا تو اس پر دیت ہے شافعی اور احمد کو چور مین دو قول ہین اصح قول جلاد نے چور کا بایان
ہاتھ کاٹ دیا تو پہر چور کا داہنا ہاتھ کاٹنا لیکن جلاد نے عمدًا بایان ہاتھ کاٹا ہے تو جلاد سے قصاص لینگے
اور جلاد کا بایان ہاتھ کاٹینگے اگر بولا ہمنے نہ سمجھ کے کاٹا اور اس پر حلف کیا تو جلاد پر دیت لازم ہوگی

اگر جلاد نے چور کو کہا داہنا ہاتھ دے اس نے بایان ہاتھ دیا جلاد اسکو دہنا ہاتھ سمجھکر کاٹا تو جلاد پر
نہ قصاص ہے نہ دیت چور نے جب دوسرے بار چرایا تو اسکا بایان پیر قدم کے مفصل پاس سے کاٹینگے
اسکے بعد پھر چوری کیا تو اسمین فقہا کو اختلاف ہے اکثر فقہا کا قول یہہ ہے کہ تیسرے بار چوری کیا تو
اسکا بایان ہاتھ کاٹا چوتھے بار چرایا تو اُس کا داہنا پیر کاٹا اس کے بعد چوری کیا تو اسکو تعزیر
دینا اور قید کرنا یہان تک کہ توبہ کرے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مروی ہے قتادہ نے بھی اسی
کو کہا ہے مالک اور شافعی کا قول بھی یہی ہے فقہا کی ایک جماعت کہتی ہے ایک ہاتھ ایک پاؤن
کاٹے بعد تیسرے بار چوری کیا تو اس پر قطع نہین بلکہ حبس کرنا۔ یہہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے شعبی اور
نخعی اور اوزاعی کا یہی قول ہے ابوحنیفہ اور احمد اسی کو اختیار کئے ہین بعضون نے کہا پانچوین بار
چوری کیا تو اسکو قتل کرنا ابومصعب الزہری المدنی جو امام مالک کا شاگرد ہے اس کو کہا ہے اس نے
مالک سے بھی اس قول کو نقل کی ہے اسکی دلیل حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جسکو ابوداؤد اور نسائی روایت
کئے ہین کہ ایک چور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے حضرت نے اسکو قتل کرو صحابہ عرض کئے یارسول اللہ
اس نے اور کچھہ نہین کیا مگر چرایا فرمائے ہاتھ کاٹو پھر دوسرے بار لائے حضرت فرمائے اسکو قتل کرو پھر اسکی
مثل ذکر کئے بعد پھر پانچوین بار لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکو قتل کرو جابر کہے پھر ہم اسکو لیجاکے قتل کئے
اور ایک کنوین مین پھینک دئے لیکن نسائی نے کہا یہہ حدیث منکر ہے مصعب بن ثابت اس کا جو راوی ہے
قوی نہین اس حدیث کو دارقطنی نے اپنی سنن مین دوسرے تین طرق سے روایت کی ہے ایک کی
سند مین محمد بن یزید بن سنان ہے اس مین کلام ہے دوسرے کی سند مین عایذبن حبیب ہے وہ شیعی ہے
منکر حدیثین روایت کرتا ہے تیسری کی سند مین سعید بن یحیی ابن صالح اللخمی ہے اس مین بھی مقال ہے
اس حدیث کو ایک شاہد ہے حارث بن حاطب اللخمی کی حدیث سے اسکو نسائی اور طبرانی اور حاکم
روایت کئے ہین پھر اسکے اطراف کاٹنے کی حدیث جابر کی روایت کی مثل ذکر کیا ہے مگر ایسا کہا
ہے کہ اس نے پانچوین بار ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین چرایا ابوبکر کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اسکو قتل کرو جو فرمائے تھے اسکے حال سے دانا تھے پھر قریش کے چند جوانون کے حوالہ کئے سو اسکو

لیجاکے قتل کئے حاکم نے کہا اسکی سند صحیح ہے شیخین کی شرط پر اور بھی ایک شاہد ہے عبد اللہ بن زید الجہنی رضی اللہ عنہ کی روایت سے جس مین یون ہے کہ پانچوین بار چوری کیا تو اس کو قتل کردو سو اوسکی سند مین حرام بن عثمان ہے ضعیف بالمرہ ہے لیکن ان سب طریقون کے نظر کرتے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو اصل ہے اور ابو داؤد اس حدیث پر سکوت کرنا وہ حدیث اسکے پاس صالح ہونے پر دلالت کرتی ہے مصعب بن ثابت لین الحدیث ہے سعید بن یحیی اللخمی کو ابن حبان اور ابو حاتم توثیق کئے ہین پس ان امور کے نظر کرتے ابن المنکدر اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کہے ہین کہ قتل کرنیکی حدیث منسوخ ہے بعضون نے کہا کہ قتل اسی شخص کے ساتھ خاص تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ شخص واجب القتل رہنا معلوم تھا اسلئے اسکے قتل کا امر کئے تھے اور احتمال رکھتا ہے کہ وہ شخص مفسدین فی الارض مین تھا غرض سارق پر قتل نہونے پر ابن المنذر وغیرہ اجماع نقل کئے ہین معلوم کیجئے آیت مین سارق کا ہاتھ کاٹنے کا مطلق حکم ہے سو اسی کو اہل ظاہر اور خوارج اختیار کئے ہین اور کہتے ہین ذرہ چیز چرا وے تو بھی اس کا ہاتھ کاٹا حسن بصری سے بھی یہہ منقول ہے ابو عبد الرحمن ابن بنت الشافعی نے بھی ایسا ہی کہا ہے جمہور فقہا قطع کے واسطے نصاب ہونا شرط کرتے ہین بعضے کہتے ہین اسکی نصاب ربع دینار ہے یا ربع دینار کی قیمت روپے سے یا اسباب سے شافعی کا مذہب یہی ہے عایشہ اور عمر اور ابی بکر بن حزم اور عمر بن عبد العزیز اور اوزاعی اور لیث کا یہی قول ہے اسحٰق اور داؤد سے بھی ایک روایت ہے عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے بعضے کہتے ہین اسکی نصاب دس درہم ہین ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کا مذہب یہی ہے بعضون نے کہا پھل کی چوری کیا تو اسکی نصاب ربع دینار ہے دوسرے چیزون کی چوری کیا اور اسکی قیمت تین درہم کی ہو تو اس مین قطع ہے امام مالک کا مشہور قول انکے تابعین کے پاس یہی ہے اور احمد سے بھی ایک روایت ہے بعضون نے کہا اسکی نصاب مطلق تین درہم ہین دوسری چیزین اگرچہ سونا ہو اسی سے قیمت کرینگے یہہ ایک روایت ہے احمد اور مالک سے بعضون نے کہا سونے کی نصاب ربع دینار روپے کی نصاب تین درہم دوسرے چیزین ان دونون کی قیمت سے کسی ایک کی قیمت ہو تو اسکو قطع کرینگے احمد کا مشہور قول یہی ہے اور اسحٰق سے بھی ایک روایت ہے

اور بھی اسمین چند اقوال ہین جنکو دوسرے مجتہدین اختیار کئے ہین قطع کے واسطے جمہور کے پاس حرز مثل سے سرقت کرنا بھی شرط ہے ظاہریہ اور ابوعبداللہ البصری معتزلہ سے اس کو شرط نہین کرتے ہین جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا سزا انکی کمائی کی یعنی انکا ہاتھ کاٹنا انکے کرتب کی سزا ہے بما کا ما یا مصدریہ ہے یا موصولہ ہے اور باسببیہ ہو ما کو موصولہ لیوینگے تو معنی یون ہونگے سزا ہے اس چیز کی جو وہ دونون کمائے نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ عبرت ہے اللہ کیطرف سے نکال کی معنی عقوبت اور پاداش وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ اور اللہ زور آور ہے حکمت والا یعنی اللہ تعالیٰ گنگاہ گارون کو سزا دینے پر قوی ہے انکی سزا یہ جو مقرر کیا ہے سو اس مین یہہ حکمت ہے کہ ہاتھ کاٹنے کے اندیشہ سے لوگ چوری نکرینگے اس سے ابوالعلاء المعری جو شاعر تھا اسکا شبہہ دفع ہوا اس نے کہا ۔ يَدٌ بِخَمْسِ مِئِيْنَ عَسْجَدٍ وُدِيَتْ ؛ مَا بَالُهَا قُطِعَتْ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ ؛ یعنی ہاتھ جسکی دیت سو ایکے پانسو دینار تھے کیا واسطے پاؤ دینار کے لئے قطع کیا گیا اسکے شبہہ کے رفع ہونیکی وجہ یہہ ہے پاؤ دینار کے واسطے ہاتھ کاٹنے کا حکم جو کیا حکمت کے نظر کرنیسے حکمت یہہ ہے کہ ہاتھ کٹنے کے اندیشے سے لوگ چوری پر اقدام نکرینگے اور اسکی دیت پانسو دینار مقرر ہوئی سو اسکے دینے کے اندیشہ سے جنایت نکرینگے معری کے جواب مین قاضی عبدالوہاب المالکی نے کہا ۔ صِيَانَةُ الْعُضْوِ اغْلَا وَارْخَصُهَا ؛ صیانۃ المال فافہم حکمۃ الباری ؛ یعنی نگاہبانی عضو کی اسکو گران بہا کی اور محافظت مال کی اسکو ارزان کردی سو باری تعالیٰ کی حکمت سو جہہ اس کے جواب کا حاصل یہہ ہے کہ دیت ربع دینار ہوتی تو لوگ اکثر ہاتھ پر جنایت کرتے اس عضو کی محافظت کیواسطے دیت پانسو دینار مقرر ہوئی قطع سرقہ کی نصاب پانسو دینار ہوتی توبہت لوگ چوری کرتے اس سے دونون مین کی حکمت ظاہر ہوئی ابن الجوزی سے کسی نے اس کا سوال کیا تو کہا اِذَا كَانَتْ اَمِيْنَةً كَانَتْ ثَمِيْنَةً فَلَمَّا خَانَتْ هَانَتْ ۔ یعنی ہاتھ جب امین تھا تو گران بہا تھا جب خیانت کیا تو ذلیل ہوا فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ پھر جس نے توبہ کی اپنے ستم کے پیچھے اور سنوار پکڑا تو اللہ اسکو معاف کرتا ہے یعنی چوری کرکے اپنے نفس پر جس نے ستم کیا تھا چوری کے بعد توبہ کیا اور عمل شایستہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسکے توبہ کو قبول کرتا ہے اور اسکی گناہ سے

درگذرتا ہے اور اسکو بخشتا ہی یہہ جو فرمایا فان اللہ یتوب علیہ اس مین اشارہ ہے کہ اللہ کے پاس اسکا توبہ مقبول ہے لیکن توبہ سے حد سرقہ جو قطع ید ہے ساقط نہین ہوتا جمہور فقہا کا یہی مذہب ہے کیونکہ قطع سزا ہے آدمی کا حق اس سے تعلق پکڑا ہے توبہ سے وہ ساقط نہین ہوتا ہان حاکم تک چڑہانیکے قبل مالک نے معاف کر دیا تو قطع ساقط ہوگا حاکم تک چوری کو جب پہنچا چکا تو عفو کرنا جایز نہین حد اس پر قایم کرنا ضرور ہے شافعی وغیرہ ائمہ کا مذہب یہی ہے ابن عبد البر نے کہا تقصیر مندکے واسطے سفارش کرنی نیک ہونے مین کسی کو خلاف ہو سو مین نہین جانتا جبتک کہ حاکم تک نہ پہنچے حاکم کو جب معلوم ہوا تو اُس پر حد قایم کرنا اس پر لازم ہے خطابی وغیرہ کہے ہین مالک فرق کرتے ہین اس شخص کے حق مین جو لوگون کو ایذا دینے سے مشہور ہوا ہے اور اس شخص مین جو ایذا دینے سے مشہور نہین جو ایذا دینے سے مشہور ہوا ہے اسکے لئے شفاعت کرنا مطلق جائز نہین خواہ امام تک پہنچے یا نہ پہنچے اور جو شخص ایذا دینے سے مشہور نہین ہے اسکے لئے شفاعت کرنا امام تک نہ پہنچے تو لاباس یہہ بخاری اور مسلم عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ مخزومیہ جو چوری کی تھی اسکا حال قریش کو نہایت غمگین و بے آرام کر دیا سو کہے اسکے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات چیت کریگا لوگ کہے اس مین کوئی جرأت نہ کر سکیگا مگر اسامہ بن زید حب یعنی محبوب اور پیارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھر اسامہ رضی اللہ عنہ نے اُسکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیا اللہ تعالی کے حدود سے ایک حد کے واسطے تو شفاعت کرتا ہے پھر کھڑے ہوکے خطبہ پڑہے اور اس مین یہہ فرمائے آگے کے لوگ جو ہلاک ہوئے سو اسکا سبب یہی تھا کہ ادن مین کا عزتمند شخص اگر چوری کرے تو اسکو چھوڑ دیتے تھے اور ہلکا شخص چوری کیا تو اس پر حد قایم کرتے تھے اللہ کی قسم اگر فاطمہ محمد کی بیٹی چوری کرے تو البتہ اس کا ہاتھ کاٹونگا مخزومیہ نسبت ہے مخزوم بن یقظہ کی طرف جو قریش کا ایک قبیلہ ہے اس عورت کا نام صحیح قول پر فاطمہ بنت الاسود بن اسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے بھتیجی ابوسلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کی جو صحابی جلیل القدر اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سابق کے شوہر تھے ابن ماجہ نے اس حدیث کو محمد بن رمح کی روایت سے نکالا ہے سو ابن رمح نے کہا مین نے لیث سے سنا اس حدیث کو روایت کرکے اسکے آخر مین کہا قد اعاذ اللہ سبحانہ من ان تسرق

یعنی اللہ سبحانہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو چوری کرنے سے پناہ مین رکھا ہے ہر مسلمان کو یہہ کہنا سزاوار ہے یعنی اس حدیث کو روایت کرے تو اس کے اخیر کو ایسا کہنا مندوب ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ اس حدیث کو جب روایت کرے تو ایسا فرماے فذکر عضو اشریفا من امرأۃ شریفۃ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عضو شریف ایک عزتمند عورت کا ذکر کئے یعنی امام شافعی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو لفظ فرماے ادب کی راہ سے اس لفظ کو ذکر نہ کرکے اس کا مطلب ان الفاظ سے ادا کئے اس مین کمال ادب ہے اس عصر کے علما امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قول کو نہایت مستحسن رکھے ابو داؤد اور نسائی اور حاکم طریق عمرو بن شعیب کے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے جد عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے تعافوا الحدود فیما بینکم فما بلغنی من حد فقد وجب یعنی معاف کرو حدود کو آپس مین سو مجھ تک مین کوئی حد پہنچا تو واجب ہو چکا یعنی عفو کرنا مجھکو نہین پہنچتا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے حافظ الذہبی نے اسکی تصحیح کو مسلم رکھا الحافظ العسقلانی نے فتح الباری مین کہا اسکی سند عمرو بن شعیب تک صحیح ہے انتہی اس سے اشارہ کیا کہ عمرو بن شعیب کی حدیث صحیح نہین بلکہ حسن ہے امام احمد اور ابو داؤد اور حاکم یحیی بن راشد کی طریق سے روایت کرتے ہین اس نے کہا ہم ابن عمر رضی اللہ عنہما کی انتظار کرتے بیٹھے تھے وہ نکل کر ہمارے پاس آکے بیٹھے اوسکے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے من حالت شفاعتہ دون حدٍ من حدود اللہ فقد ضاد اللہ عز وجل فی ملکہ یعنی جسکی سفارش حایل ہوگی ورے کسی حد کے اللہ تعالی کے حدود سے یعنی کسی نے سفارش کرکے حد کو موقوف کروایا تو مقرر اس نے اللہ تعالی کی سلطنت مین اللہ تعالی کی ضد اور دشمنی کی حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے حافظ عسقلانی نے اسکی تصحیح کو مسلم رکھا ہے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے دوسری وجہ سے ابن عمر سے موقوف روایت کی ہے حافظ العسقلانی نے کہا اس کی سند مرفوع کی سند سے یعنی پہلی حدیث کی سند سے اصح ہے ابن عمر کی مرفوع حدیث کو ایک شاہد ہے جس کو طبرانی اوسط مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے طبرانی نے عروہ بن بن الزبیر سے روایت کی ہے کہا زبیر رضی اللہ عنہ ایک چور کو دیکھہ کر اسکی شفاعت کئے چور کو پکڑنے والے نے کہا اسکو امام تک پہونچانے کے بعد چھوڑونگا تو زبیر کہے امام کو پہنچے بعد شافع اور مشفع دونون کو

اللہ تعالیٰ لعنت کیا اسکو امام مالک نے موطا مین ربیعہ سے وہ زبیر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی موقوف روایت کی ہے لیکن اسکی سند منقطع ہے ابن ابی شیبہ نے اسکو زبیر سے موقوف روایت کی ہے لیکن اسکی سند حسن ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی موقوف روایت کی ہے اوسکی سند بھی حسن ہے دارقطنی نے زبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے اس کا لفظ یون ہے اشفعوا ما لم یصل الی الوالی فاذا وصل الی الوالی فعفی فلا عفی اللہ عنہ یعنی حاکم کو نہین پہنچے تک سفارش کرو پھر جب حاکم تک پہنچ چکا اور اس نے معاف کیا تو اللہ تعالیٰ اسکو معاف نہ کرے حافظ العسقلانی نے کہا موقوف روایت ہی معتمد ہے امام مالک و شافعی اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے کہ اوسکے اکثر طرق صحیح ہین روایت کئے ہین کہ صفوان اپنی چادر سرہانے رکھہ کے مسجد مین سوئے چور آکے اُنکی چادر سر کے نیچے سے کھینچ لیا صفوان اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکا ہاتھ کاٹنے کا امر کئے صفوان کہے میرا ارادہ یہہ نہین تھا وہ چادر اس پر صدقہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے فھلا قبل ان تاتینی بہ یعنی میرے پاس اس کو لانیکے قبل کیون نہین صدقہ کیا یہہ ترجمہ شافعی کے لفظ کا ہے امام شافعی نے اس قصہ کو ابن عیینہ سے وہ عمرو بن شعیب سے وہ طاوس سے مرسل روایت کی ہے امام احمد نے عبداللہ بن طاوس کی طریق سے وہ اپنے باپ سے وہ صفوان بن امیہ سے موصول روایت کی ہے اسکی سند کے رجال ثقہ ہین ابن عبدالبر نے اسی طریق کو ترجیح دی ہے اور بولا طاوس کا صفوان سے سننا ممکن ہے کیا واسطے کہ طاوس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ادرک کیا ہے بیہقی نے کہا بعضون نے اسکو طاوس سے وہ ابن عباس سے روایت کی ہے لیکن وہ روایت صحیح نہین اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کی ہے لیکن اسکی سند ضعیف ہے امام احمد نے مسعودی اور سفیان اور شعبہ کی طریق سے روایت کی ہے وہ تینون یحیی بن عبداللہ الجابر البکیی سے روایت کئے ہین وہ ابو الماجد البکیی سے روایت کی ہے کہا ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بھتیجے کو لے آیا اور بولا میرا یہہ بھتیجا شراب پیا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہے اسلام مین یا مسلمانون مین پہلے ہاتھ کاٹے سو یعنی سرقت کے سبب سے ایک شخص تھا اسکو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور کہے یا رسول اللہ یہہ چوری کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسکا ہاتھ قطع کرنیکا امر کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کا رنگ غم سے متغیر ہوا گویا خاک آلود ہے
صحابہ کہے یا رسول اللہ شاید اسکے ہاتھ کاٹنے کو آپ مکروہ جانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کیوں اسطے
مین مکروہ نہ جانون تم اپنے بہائی کیو اسطے شیطان کے معین ہوے اللہ تعالیٰ عفو ہے یعنی گناہ سے درگذرتا ہے
سو تقصیر معاف کرنیکو دوست رکہتا ہے والی امر کو نہین پہنچتا کہ اسکے پاس آوے تو اسکو قایم نہ کرے
اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو پڑہے ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم
یعنی اور چاہیے معاف کرے اور چاہیے درگذرے کیا اللہ کا تم مغفرت کرنا دوست نہین رکہتے اور اللہ
بخشنے والا ہے مہربان معلوم کیجئے احمد کی روایتون مین قصہ کی زیادتی تھی اُن روایتون کے مجموع کا
ہم ترجمہ کئے حافظ العسقلانی نے فتح الباری مین کہا اس حدیث کو حاکم بھی روایت کرکے اوسکی تصحیح کی ہے
لیکن اسکی تصحیح پر کچہہ کلام نہین کیا بندہ عاصی کہتا ہے اس حدیث کا راوی یحییٰ بن عبد اللہ بن الحارث الجابر
الیمنی ابو الحارث الکوفی ہے اسکو المجبر بھی کہتے ہین یعنے اعضا توڑنے یا موجبہ کہا دین تو اسکو پٹی باندہتا تھا
اور علاج کرتا تھا سو اس مین محدثین کو اختلاف ہے ترمذی نے کہا وہ ثقہ ہے بیہقی نے کہا وہ ضعیف ہے
حافظ الذہبی نے کہا وہ ضعیف ہے حافظ عسقلانی نے تقریب مین کہا وہ لین الحدیث ہے ابو الماجد
جو ہے اسکو ابو الماجدہ اور ابن الماجدہ بہی کہتے ہین بعضون نے کہا اس کا نام عائذ بن نضلہ ہے
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو حدیث روایت کی ہے ایک یہہ حدیث دوسری جنازہ کے ساتھہ
چلنے والا اسکے پیچہے چلنے کی حدیث کہ جسکو ابو داؤد اور ترمذی نے کہا ابو الماجد مجہول شخص ہے سفیان
بن عیینہ نے کہا یحییٰ سے پوچہے ابو الماجد یہہ کون ہے تو کہا طائر طار فحدثنا یعنے ایک پرندہ تہا اڑکر
آیا اور ہمکو حدیث کہا یعنے وہ مجہول الحال ہے علل الکبری مین کہا بخاری نے کہا ابو الماجد منکر الحدیث
ہے اور اسکو نہایت ضعیف کیا بیہقی نے اسکو مجہول کہا ہے اور حافظ العسقلانی بھی تقریب مین بولا کہ وہ
مجہول ہے اس حدیث کو عبد الرزاق نے مصنف مین ابن جریج سے وہ عمرو بن شعیب سے بھی روایت
کی ہے لیکن وہ مرسل ہے واللہ اعلم اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان

یعنی جس نے توبہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسکو بخشتا ہے معلوم کیجئے سارق کو قطع کے بعد توبہ کیوں اسکے گذشتہ پر نادم ہونا اور آیندہ چوری نہ کرنیکا عزم کرنا ضرور ہے کیا واسطے نادم نہو گا اور چوری کا عزم اس کو رہیگا تو توبہ اس کا مقبول نہین امام احمد اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک عورت نے چوری کی اس کا داہنا ہاتھ کاٹے بعد کہی یا رسول اللہ کیا مجھکو توبہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہان آج کے دن تو گناہ سے پاک ہے جیسی تجکو تیری مان جنی سو دن تھی اسی پر اللہ نے یہہ آیت نازل کی فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ ان اللہ غفور رحیم عبدالرزاق مصنف مین اور ابو داؤد مراسیل مین محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے روایت کئے ہین کہ ایک شخص شملہ یعنی کمل کی چادر چرایا تو اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین گمان نہین کرتا کہ وہ چرایا ہوگیا تو چرایا ہے کہا ہان چرایا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اسکو لیجاکے اس کا ہاتھ کاٹو اور اسکو حم کرو یعنی خون بند ہونے داغ دو پھر میرے پاس لاؤ اس کا ہاتھ کاٹے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسکو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو فرمائے توبہ کر اس نے کہا اتوب الی اللہ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے یا اللہ اسکا توبہ قبول کر اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم اور بیہقی محمد بن ثوبان سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موصول روایت کئے ہین حاکم نے کہا اسکی سند صحیح ہے مسلم کے شرط پر ابن خزیمہ اور ابن المدینی وغیرہ اسکے ارسال کو ترجیح دئے ہین اور ابن القطان نے موصول کی ہے تصحیح کی ہے ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اپنے سنن مین ابی امیہ المخزومی سے بھی اسی کے مانند روایت کئے ہین خطابی نے کہا اسکی سند مین مقال ہے حدیث کو مجہول شخص نے روایت کیا ہے وہ حجت نہ ہوگی بندہ عاصی کہتا ہے اسکے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی سند مین مجہول شخص ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ اسکے رجال ثقہ ہین سند مین مقال رہنے کی وجہ ظاہر نہین ہوتی شاید اسکا سبب وہ ہے جو ابن السکن نے کہا اس حدیث کو اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے فقط حماد نے روایت کی ہے لیکن اس مین نظر ہے کیا واسطے ابو داؤد کے اشارہ سے معلوم ہوا کہ اسکو اسحٰق سے ہمام نے بھی روایت کی ہے اور ولالی نے ہمام کی طریق سے موصول روایت کی ہے واللہ اعلم

الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض

کیا تو نے نہین جانا کہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے سلطنت آسمانون کی اور زمین کی الم تعلم مین ہمزہ استفہام تقریر کیلئے

یعنی مخاطب کے پاس جو امر ثابت و مستقر ہے اس امر کے اقرار و اعتراف کیواسطے استفہام کرنا اور یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے امت کا خطاب مراد ہے بعضے کہتے ہین خطاب انسان کو ہے تو اس سے انسان کا ہر ہر فرد مراد ہوگا اللہ کو ہی ہے سلطنت آسمانون کی اور زمین کی یعنی آسمانین اور زمین اور جو انمین ہین سب کا خالق اور مالک اور متصرف اور مدبر مخصوص اللہ ہی ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جس امر کا ارادہ کرے تو اس سے عاجز نہین ہوتا یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ عذاب دیتا ہے جسکو چاہے وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ اور بخشتا ہے جسکو چاہے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عذاب دیوے جسکو چاہے یعنی گناہ صغیرہ پر اور بخشے جسکو چاہے یعنی گناہ کبیرہ پر یہان تعذیب کو مغفرت پر مقدم کیا کسواسطے کہ وہ مقابلہ مین قطع سرقہ کے واقع ہوا ہے اس مین عذاب یعنی قطع ید مقدم ہے توبہ پر اس سے آیت مین اسکو مقدم کیا معلوم کیجئے اس آیت مین اہل سنت کے قول کی دلیل ہے جو کہتے اللہ تعالیٰ جو چاہا سو کرتا ہے اور جو وہ کرتا ہے مستحسن ہے کسواسطے وہ سب کا مالک ہے مالک اپنی ملک مین جیسا تصرف کرنا چاہے اسکو پہنچتا ہے اور اس مین قدریہ پر رد ہے جو کہتے ہین مطیع پر رحمت کرنا اور عاصی کو عذاب دینا اللہ پر واجب ہے رد کی وجہ یہہ ہے رحمت اور تعذیب اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف رہنے پر آیت دلالت کرتی ہے اللہ پر واجب ہونا مشیت کو منافی ہے دوسری وجہ یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض فرمایا بعد یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء کو اس ترتیب کیا اس سے یہہ ثابت ہوا کہ کبھی عذاب کرنا اور کبھی مغفرت کرنا اس سے مستحسن نہین ہوا گر اس لئے کہ وہ انکا مالک ہے مالک اپنی ملک مین جو چاہے سو تصرف کرے اور اس مین معتزلہ پر بھی رد ہے جو کہتے ہین ان کا کرنا اللہ تعالیٰ سے حسن جو ہوا سو اللہ تعالیٰ کے مالک و خالق رہنے کی جہت سے نہین بلکہ مصالح و مفاسد کی رعایت کرنا اس پر واجب ہے رد کی وجہ ظاہر ہے یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ اے پیغمبر تجکو غمگین نکرین وہ لوگ جو جلدی سے گرتے ہین کفر مین وہ جو کہتے ہین ہم ایمان لائے اپنے منہ سے اور ایمان نہین لائے انکے دل مین یعنی جو لوگ منہ سے اپنے کو مسلمان کہتے ہین اور دل سے مومن نہین ہین جیسے

ثمن

جلدی سے کفر مین گرنے سے تو غم نہ کھا معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ انبیا کو جہان خطاب کرتا ہے تو انکے نام سے خطاب کرتا ہے مثلاً یا آدم یا نوح یا ابراہیم یا موسیٰ یا داؤد یا عیسیٰ کہتا ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مین کہین حضرت کے نام سے خطاب نہین کیا اور اکثر جگہہ یا ایہا النبی سے خطاب کرتا ہے اور یا ایہا الرسول سے تمام قرآن مین خطاب نہین کیا مگر دو جگہہ پر اسی سورت مین ایک یہان اور دوسرا جو عنقریب آتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف وتعظیم پر دلالت کرتا ہے لایحزنک مین ظاہر کے نظر کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غم مین نہ ڈالنے سے نہی ہے لیکن حقیقت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے فعل سے متاثر ہونیکی نہی ہے اور انکے ان حرکتون سے پروانہ کرنا گویا معنی یون ہے وہ لوگ جو جلدی سے کفر مین گرتے ہین اور اقسام کے حیلہ نکالتے ہین مسلمانون کی خرابی کیواسطے انواع کے مکر و فریب کرتے ہین شر کو نکی دوستی مین مبالغہ کرتے ہین مومنون کی عداوت مین حتی المقدور سعی کرتے ہین اے رسول تو انکے ان حرکتون سے غم مت کھا اور انکی جلدی سے پروا مت کر کیواسطے کہ تیرا معین و مددگار اللہ تعالیٰ ہے انکی برائی پر انکو سزا دیگا تجکو ان پر فتحیاب کریگا یسارعون فی الکفر کی معنی وہ لوگ اپنے کو کفر مین جلدی سے ڈالتے ہین یعنی جب فرصت پاتے ہین اور قابو ملتا ہے تو اپنا کفر ظاہر کرتے ہین یا قوا بہم کا تعلق قالوا سے ہے آمنا سے نہین یعنی وہ لوگ آمنا جو کہتے ہین فقط زبان سے کہتے ہین دل کے اعتقاد سے نہین کہتے معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے یہہ صفت جو بیان کی وہ منافقون کی صفت ہے ومن الذین ہادوا اور وہ جو یہود ہین سمّٰعون للکذب بہت سننے ہین جھوٹھ کو سمّٰعون لقوم اٰخرین لم یاتوک اور بہت سننے ہین دوسری جماعت کیواسطے جو تجھہ تک نہین آئے معلوم کیجئے من الذین ہادوا کے اعراب مین نحویون دو وجہہ کو ذکر کرتے ہین پہلی وجہ یہہ ہے من الذی ہادوا عطف ہے من الذین قالوا پر اور کلام دو مین تمام ہوا سمّٰعون کا جملہ جو ہے دوسرا جملہ ہے گویا معنی یون ہے تو غم نہ کھا انکا جو دوڑ کے کفر مین پڑتے ہین منافقون سے اور یہود سے پہر ان دونون کی یعنی منافق اور یہود کی توصیف کی کہ وہ ہین سماعون للکذب آلایہ دوسری وجہ یہہ ہے قلوبہم کے پاس کلام تمام ہوا ومن الذین ہادوا کلام کا ابتدا ہے اسوجہہ پر من الذین ہادوا خبر مقدم ہے سماعون مبتدا موخر ہے حقیقت مین مبتدا الخ کی لغت ہو تقدیر یون ہے ومن الذین ہادوا قوم سماعون للکذب یعنی یہودیون سے ایک جماعت ہے سنتے ہین جھوٹھ کو اس وجہ پر

سمّاعون لفظ یہود کی صفت ہوگی سمّاعون مبالغہ کا صیغہ ہے اسکی معنی مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے سمّاعون للکذب کی معنی قبول کرتے ہین جھوٹھ کو سمع کا لفظ اطلاق کرتے ہین اس سے قبول کا ارادہ کرتے ہین جیسا کہتے ہین تیری یہ بات ہم سنے یعنی قبول کرے اسی معنی سے سمع اللہ لمن حمدہ ہے یعنی جو کوئی اللہ تعالی کا حمد کیا تو اللہ تعالی نے اس کو قبول کیا یہود کو جھوٹھ قبول کرتے ہین وصف کیا کہ اسکے وہ اپنے روسا سے جھوٹھ سنکے اسکو قبول کرلیتے تھے دوسری وجہ سماعون اپنی حقیقی معنی پر ہے للکذب مین لام کی معنی سے ہے اسکی تقدیر گویا یون ہے یسمعون منک لکی یکذبوا علیک یعنی تیرے سے سنتے ہین تاتجھ پر جھوٹھ بات بنا کر کہے وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے سخن سنتے حضرت کے پاس سے نکل کے کہتے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ایسا سنے حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ویسا نہین کہے تھے وہ جھوٹ بنا کر کہتے تھے سمّاعون لقوم آخرین لم یاتوک یہہ انکی دوسری صفت ہے یعنی وہ یہود دوسرے یہود کے واسطے جاسوسی کرتے ہین تیرے سے سنکے اخبار دوسرون کو پہنچاتے ہین معلوم کیجئے سماعون سے بنی قریظہ کے یہود مراد ہین اور قوم آخرین لم یاتوک سے خیبر کے مراد ہین اس قصہ کو امام احمد اور ابو داود اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ اللہ تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون الظالمون الفاسقون کو یہود کے دو جماعتون مین نازل کیا جاہلیت مین یہود کی ایک جماعت دوسری جماعت پر غالب پڑی وہ آپس مین مصالحت کئے کہ عزیز و غالب جماعت والون کا کوئی شخص ذلیل و مغلوب جماعت کے کسی شخص کو قتل کیا تو اس کی دیت پچاس وسق اناج دینا ذلیل جماعت کا کوئی شخص عزیز جماعت کے کسی شخص کو قتل کیا تو اسکی دیت سو وسق اناج دینا وہ اسی عہد و اقرار پر عمل کرتے تھے یہان تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو آئے تو انکے دونون جماعت ذلیل ہوئے ہنوز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود پر غلبہ نہین ہوا تھا کہ ذلیل جماعت کا ایک شخص عزیز جماعت کے ایک شخص کا خون کیا مقتول کے لوگ ذلیل جماعت سے سو وسق دیت مانگے ذلیل جماعت والے کہے ایسا ہی ہوا ہے کہ دو قبیلہ والے دونون کا دین ایک ہی رہے اور نسب بھی ایک ہی رہے پھر ایک کی دیت دوسری کی دیت کا نصف رہے ہم تمکو آج تک جو دیئے ڈر کر تمہارے ظلم سے دیئے اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہین ہم وہ نہ دینگے قریب تہا کہ دونون جماعت

مین جنگ ہو پھر اس پر راضی ہوے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونون مین حکم کرنا حضرت جو فرمائے اس پر عمل کرنا پھر عزیز قوم والے آپس مین منصوبہ کئے اور بولے سچ ہے کہ ذلیل جماعت ہمکو دیت افزود نہین دیگا مگر ہمارے غلبہ کیواسطے ہم اس کا مرافعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرینگے تو واللہ ہمکو اتنی دیت نہ دلائینگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی دریافت کرنے کسی کو بھیجا اگر ہماری مرضی کے موافق حکم کرتے ہین تو اس مقدمہ کا مرافعہ کرنا اگر ویسا حکم نہین کرتے ہین تو انکے پاس نہ جانا پھر چند شخص کو جو منافق تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استمزاج کرنے کیلیے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خبر دی اور اون کے ارادہ پر مطلع کیا اور اس آیت کو (یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون) تک نازل کیا بعدہ ابن عباس کہے واللہ انہین مین یہہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے انہین کا ارادہ کیا ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور بیہقی سنن مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو آئے بعد یہود کے ایک شخص نے جو محصن تہا ایک یہودیہ سے جو محصنہ تہی زنا کیا یہود کے احبار سب ایک گہر مین جمع ہوکے کہے اس مرد کو اور اس رنڈی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاکے انکو کیا کرنا پوچھو اور ان مین فیصلہ کرنے کا حکم ٹھہراؤ اگر نار کی رسی کو کیل لگاکے مارے اسکے بعد انکے منہہ کو کالک لگاکے دونون کو دو گدہون کے دم کی طرف منہہ کرکے بٹھلا کر پھیرا کرے جیسا تم کرتے ہو تو انکی تابعداری اختیار کرنا کیونکہ واسطے وہ سلطان ہے ایک قوم کا سردار ہے اگر ویسا نہ کئے تو وہ نبی ہے اس سے اندیشہ کیجئے تا تمہارے اطاک کو نہ چھینے پھر ان دونون کو لیکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہہ مرد محصن ہے اس محصنہ رنڈی کے ساتہہ زنا کیا ہے ہم انکو آپ کے سپرد کئے ہین آپ جو حکم کرتا ہے سو کیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے بیت المدراس کو گئے اور کہے اے یہود کی جماعت تم اپنے علما کو میرے پاس لاؤ پھر عبد اللہ بن صوریا اور ابا یاسر بن اخطب اور وہب بن یہوذا کو لائے اور کہے یہہ تمہارے علما ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کا حال دریافت کئے سب متفق ہوکے کہے عبد اللہ بن صوریا تورات سب سے زیادہ جانتا ہے اس سے بڑے جاننے والا

باقی نہین عبداللہ بن صوریا جو ادن مین کم عمر لڑکا تہا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کنارے لیجاکے کہے
اے ابن صوریا تجکو اللہ کی قسم دیکر اور بنی اسرائیل کے دونون کی یاد دہی کرکر پوچہتا ہون محصن نے
زنا کیا تو اس کو رجم کرنا جو توریت مین ہے تو اسکو جانتا ہے کہا اللہم نعم یعنی ہان مین جانتا ہون
واللہ یا ابا القاسم تم نبی مرسل ہین سو یہود جانتے ہین لیکن تمہارا حسد کرتے ہین پہر رسول اللہ صلی اللہ
انکے پاس سے آکے ان دونون زانی کو رجم کا حکم کئے سو دونون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد
کے پاس رجم کئے ابن صوریا نے اسکے بعد کافر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا اسی پر
اللہ تعالی نے نازل کیا یا ایہا الرسول لایحزنک الذین یسارعون فی الکفر الایہ عبدالرزاق اور امام احمد
اور عبد بن حمید اور داؤد اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی دلائل النبوۃ مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے رجم کئے سو یہود کا ایک شخص تہا انکی ایک رنڈی سے
زنا کیا یہود آپس مین کہنے لگے انکو اس نبی کے پاس لیچلو مقرر وہ نبی ہے تخفیف کے ساتہہ مبعوث ہوا ہے
رجم نہ کرکے دیگر اچہہ حکم کرے تو ہم اسکو قبول کرلینا اور اللہ کے پاس ہم اس سے حجت پکڑینگے اور
کہینگے تیرے انبیا سے ایک نبی کے فتوی پر ہم عمل کئے پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین اپنے اصحاب کے ساتھ
بیٹہے سو وہ آئے اور کہے یا ابا القاسم ہمارے مین کا ایک مرد نے ایک رنڈی سے زنا کیا ہے انکے لئے
کیا حکم کرتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کچہہ بات نہ کئے اٹہکے سیدہا انکے بیت المدراس کو آئے
اور اسکے دروازہ پر کہڑے ہوکے کہے تجکو قسم ہے اللہ کی جس نے موسی پر توریت نازل کی محصن زنا کیا تو اسکے
واسطے تورات مین کیا حکم ہے کہے تجبیہ کرنا اور تازیانہ مارنا تجبیہ وہ ہے دونون کو گدہے پر دونون کی
پشت مین مقابلہ کرکے بٹہلانا یعنی ایک کا منہہ گدہے کے منہہ کی طرف کرنا دوسرے کا منہہ گدہے کی
دم کی طرف کرنا اور دونون کو بستی مین گشت کرانا یہودیون کا ایک جوان کچہہ بات نہ کرکے خاموش
رہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو چکا رہا سو دیکہہ کے اسکو قسم دئے اس نے کہا تجکو قسم دینے سے
کہتا ہون کہ توریت مین انکے واسطے رجم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ کے امر کو ترک کرنیکا
ابتدا کیا تہا کہا ہمارے کسی بادشاہ کا قرابتی زنا کیا اسکو رجم نہ کئے بعد عوام الناس مین کا ایک شخص زنا کیا

سو بادشاہ نے اس کو رجم کرنے کا ارادہ کیا تو اسکی قوم والے یکجا ہو کے کہے ہم اسکو رجم کرنے نہ دینگے جب تک تو اپنے قرابتی کو رجم نہ کرے تب اس طرح کی سزا دینے پر آپس میں راضی ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے توریت میں جو حکم ہے میں اسکا حکم کرتا ہوں پھر حکم کئے سو ان دونوں کو رجم کئے زہری نے کہا ہمکو پہنچا کہ یہہ آیت انہیں میں نازل ہوئی (انا انزلنا التورۃ فیہا ہدی و نور یحکم بہا النبیون) امام احمد اور مسلم احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور نحاس اپنی کتاب ناسخ و منسوخ میں اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ ایک یہودی کے منہہ کو کالک لگا کے تازیانہ مارتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سے گذرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو بلوا کے پوچھے کیا زانی کا حد تمہاری کتاب میں ایسا ہی ہے کہے ہاں پھر انکے علما کے ایک شخص کو بلوا کے کہے میں تجھکو اللہ کی جو موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کیا ہے قسم دیتا ہوں آیا زانی کی حد تمہاری کتاب میں ایسی ہی ہے کہا نہیں تم مجھکو یہہ قسم اگر نہ دیتے تو تمکو میں خبر نہ دیتا زانی کی حد ہماری کتاب میں رجم ہے لیکن ہمارے شرفا لوگوں میں زنا کثرت سے ہونے لگا سو شریف گرفتار ہوا تو اسکو چھوڑ دیتے ضعیف پکڑا گیا تو اس پر حد قایم کرتے تب کہے ایک ایسا حد مقرر کرنا کہ جسکو شریف اور ضعیف دونوں پر قایم کریں سو سب لوگ اس پر اتفاق کئے کہ انکے منہہ کو کالک لگانا اور انکو تازیانہ مارنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بارالٰہا تیرے امر کو جو مردہ کئے تھے میں نے اسکو ازسرنو زندہ کیا اور اسکو رجم کرنے کا امر کئے پھر اللہ تعالیٰ نے یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر کی آیت اس قول تک کہ ان اوتیتم ہذا فخذوہ نازل کی وہ کہتے ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پاس چلو اگر منہہ کو کالک لگانیکا اور تازیانہ مارنے کا حکم کرے تو اس کو اختیار کرو اگر رجم کا حکم کرے تو اس سے بچتے رہو اور کہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون تک یہود کے حق میں ہے اور کہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون نصاری میں ہے اور کہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون تک سب کفار میں ہے بندۂ عاصی کہتا ہے ان اخبار کا حاصل یہہ ہے کہ اس مقدمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو فاولئک ہم الکافرون تک نازل کیا براء رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو پڑھکے ہر جملے سے مراد کونسی فریق ہے سو بیان

کی واللہ اعلم بخاری اور مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود آکے کہے ہمارے مین کا ایک مرد اور ایک رنڈی ملکے زنا کئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے توریت مین انکا حکم کیا ہے کہے ہم انکو تازیانے مارکے رسوا کرتے ہین عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہے تم جھوٹ بولتے ہو توریت مین رجم کی آیت ہے پھر توریت لاکے اسکو کھولے انمین کا ایک شخص رجم کی ایت پر اپنا ہاتھ رکھکے اسکے آگے کی اور بعد کی آیت پڑھا عبد اللہ بن سلام کہے اپنا ہاتھ اٹھا اوس نے ہاتھ اٹھایا تو اسکے نیچے رجم کی آیت ہے تب یہود بولے اس نے راست کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو رجم کا امر کئے سو دونون کو رجم کئے حمیدی اپنی مسند مین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن المنذر اور ابن مردویہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ فدک والون سے ایک شخص نے زنا کیا فدک والے مدینہ کے یہود کے چند شخص کو لکھ بھیجے کہ اس امر کا سوال محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرو اگر تازیانہ مارنیکا امر کرے تو اسکو ان سے لو اگر رجم کا امر کرے تو اس کو مت لو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمہارے مین کے خوب جاننے والے دو شخص کو میرے پاس بھیجو پھر وہ ایک کانا شخص کو جسکا نام صیریا تھا اور دوسرے ایک شخص کو لے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکو کہے کیا تمہارے پاس توریت کہ جس مین اللہ کا حکم ہے موجود نہین وہ دونون کہے ہان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تمکو قسم ہے اسکی کہ جس نے بنی اسرائیل کیواسطے دریا کو چیرا اور تم پر ابر کا سایہ کیا فرعون کے لوگون سے تمکو نجات دی موسیٰ پر توریت نازل کیا بنی اسرائیل پر من وسلوی اتارا رجم کا حال توریت مین کیا ہے وہ نہون نے ایک دوسرے کو کہا واللہ ایسی قسم کبھی ہمکو نہین دی پھر کہے ہم ایسا پاتے ہین تردد نظر یعنی بار بار دیکھنا ریبتہ ہے یعنی تہمت وشبہہ مین ڈالتا ہے اور گلے لگنا ریبتہ ہے اور بوسہ دینا ریبتہ ہے لیکن حدیث سلای سرمہ دان مین ڈالتے ہین نکالتے ہین ویسا ہی ڈالتا نکالتا سو چار شخص گواہی دین تو رجم واجب ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حکم ایسا ہی ہے اور امر کئے سو انکو رجم کئے تب یہہ آیت فان جاؤک فاحکم بینہم سے المقسطین تک نازل ہوئی یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِہٖ پھیر دیتے ہین کلمون کو اوسکا ٹھکانا چھوڑکر یہہ بھی یہود کی دوسری صفت ہے وہ تحریف کرتے ہین یعنے کلمون کو تغیر دیتے ہین بدلتے ہین

کلم جمع کلمہ کی ہے یعنی بات کلمون کی تحریف سے مراد احکام کہ جنکو اللہ تعالی توریت مین واجب کیا ہے
اس کو پھیر دینا جیسا رجم کے درعوض منہہ کالا کرنا اور تازیانہ مارنا مقرر کیے یا اسکے الفاظ مین تغیر دینا ابراہیم
النخعی سے ابوالشیخ نے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالی نے کہا یا بنی احبارہی یعنی اے میرے
عالمون کی اولاد سو وہ اسکو بدل دیکے کہے یا بنی ابکارہی یعنی میرے پہلن بچون کی اولاد بندہ عاصی کہتا ہے
اس قسم کی تحریف نصاریٰ کی کتب مقدسہ مین بہت سی ہے سابق کے چھاپہ کیے سو کتب مین اور حال
کے چھاپہ کیے سو کتب مین دیکھین تو بہت سی تحریف اس قسم کی موجود ہے اشعیا کے صحیفہ کے بیالیسوین
باب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مین کہا ہے میرا بندہ جس سے مین راضی ہون اپنا سخن اسکے
منہہ مین دونگا وہ میرا عدل سب امتون مین ظاہر کریگا اس جملہ کو بدل کے اور عوض اسکے یون ہے
یعقوب میرا بندہ مین اسکو تائید کرونگا اور اسرائیل میرا پسند کیا ہوا میرا جی اسکو قبول کیا اپنا روح اوسکو
دونگا تب امتون کے واسطے میرا حکم نکالے دیکھو دونون عبارتون مین کس قدر تفاوت ہے اس جملہ کے
بعد چند جملون کے ہے احمد اسکا نام ہے اللہ تعالی کا یا حمد کریگا اس جملہ کے درعوض تحریف کرکے لکھے
اسکے نام کی بزرگی کرینگے زمین کے ایک طرف اسکے نام کی بزرگی کریگا ایسے تحریفات سب ہم بیان کرین
تو ایک دفتر ہوگا مِنْ بعد مواضعہ کا لفظی ترجمہ یون ہے انکی جگہون کے بعد سے یعنی اللہ تعالی کلمون کو
انکی جگہون پر رکھے بعد اور فرضون کو فرض کرے بعد اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کرے بعد
اسکو پھیر دیتے ہین ہم اوپر ترجمہ کیے اس کا حاصل معنی ہے یَقُوْلُوْنَ کہتے ہین وہ یہود اِنْ
اُوْتِیْتُمْ ھٰذَا فَخُذُوْہُ اگر تکو یہہ دیا جاوے تو اسکو لو یعنی تم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تازیانہ مارنے کے
منہہ کو کالک لگانے کا فتوی دیوے تو اسکو قبول کرلو۔ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْہُ فَاحْذَرُوْا اور اگر
اسکو نہ دیا جاوے تو تم بچتے رہو یعنی منہہ کو کالک لگانیکا فتوی نکو نہ دیوے تو اسکا حکم ماننے سے
احتراز کرو وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ فِتْنَتَہٗ فَلَنْ تَمْلِکَ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اور جسکو اللہ نے بھلاوے
کا ارادہ کیا سو تو ہرگز نہین کرسکتا ہے اُسکے واسطے اللہ سے کچھ چیز یعنی اللہ جسکو گمراہ کرنے کا
ارادہ کرے تو اللہ کے ارادہ کو پھیرنے کی تجکو طاقت نہین معلوم کیجئے فتنہ کا لفظ انواع مفاسد کو

مشتمل ہے کفر اور ضلالت اور عذاب اور فضیحت اور آزمایش مین مستعمل ہوتا ہے لیکن یہان وہ لفظ
انکے کفر کے اقسام کے بعد کہ جنکا بیان اللہ تعالیٰ نے کیا واقع ہوا ہے سو فتنہ سے یہان وہی کفر یا ت و
ضلالت کا ارادہ کرنا واجب ہوا معنی اسکی یون ہے اللہ تعالیٰ جس کے کفر و ضلالت کا ارادہ کرے
اُسکے دفع کرنیکی قدرت کسی کو نہین اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ وہی
لوگ ہین جنکو اللہ نے نہ چاہا کہ پاک کرے اُنکے دل اُولٰئِکَ کا اشارہ یہود و منافقین کی طرف ہے
جو مذکور ہوے اُولٰئِکَ کا لفظ بعید کی طرف اشارہ کرنیکے واسطے موضوع ہے سو انکی طرف اس لفظ
سے اشارہ کرنے مین انکا منزلہ فساد مین بہت بعید ہونے پر دلالت کرتا ہے اُولٰئِکَ مبتدا ہے
اسکی صلہ الذین لم یرد اللہ آہ کا جملہ ہے مبتدا و خبر سے یہہ جملہ مرکب ہوکے استینافیہ ہے اور
اوپر کے جملہ کی تاکید کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ انکی ضلالت کا ارادہ کرنے کا بیان کرتا ہے یعنی اللہ
تعالیٰ نے انکی اس ضلالت کا ارادہ جو کیا انکی بدعملی کا سبب ہے اللہ تعالیٰ انکے دلون کی تطہیر کا ارادہ
نہ کرنے سے اپنی الطاف سے انکو مدد نہ کرنا مراد ہے کہ واسطے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اپنے الطاف
ا ن کے دلون مین کچھ اثر نہین کرتے پھر ان سے الطاف کرنے مین کچھ فایدہ نہین یا دلون کو پاک
کرنا استعارہ ہے اللہ تعالیٰ کے پاس انکو کچھ مرتبہ نہ رہنے سے اور انکے قبیح افعال اور بد اعمال کے
سبب سے انکی طرف التفات نہین کرتا یا انکے دلون کو پاک نہ کرنے کا ارادہ کیا سو انکے کفر کی نجاست
سے اور انکی ضلالت کی خباثت سے کہ واسطے کہ وہ کفر و ضلالت مین پڑنے کو کوشش کرتے ہین اور
اسپر اصرار کرتے ہین اور ہدایت حاصل کرنے سے اپنی اختیار کو پھیرتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہے اس کی معنی انکے نیتون کو خالص نہین کرتا بعضون نے کہا انکو ہدایت نہین دیتا
اس آیت مین دلیل ہے اشاعرہ کو جو کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے کافر کے اسلام لانیکا ارادہ نہین کیا
اور اسکے دل کو شک و شرک سے پاک نہین کیا اگر چاہتا تو کافر ایمان لاتا اور رد ہے قدریہ
اور معتزلہ پر جو کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے انکے ایمان کا ارادہ کیا لیکن وہ ایمان نہ لاے پھر وہ آیت
کی معنی مین تاویلات کرتے ہین جو ظاہر کا خلاف ہے لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ انکو یعنی یہود اور

منافق کو دنیا مین رسوائی ہے یہود کی رسوائی دنیا مین یہی ہے کہ اون سے جزیہ لینا اور انکو قتل کرنا اور انکے عورت بچون کو بند مین لانا ملک حجاز سے انکو جلا کرنا منافقین کی رسوائی انکا نفاق باہر پڑنا اور مومنون کے پاس بے اعتبار ہونا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ اور ان کو یعنی یہود و منافق کو آخرت مین بڑا عذاب ہے یعنی دوزخ مین ہمیشہ رہنا طوق زنجیر اور اقسام کے عذابون کا مزہ چکھنا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ بہت سننے والے ہین جھوٹ بات کو بڑے کھانے والے ہین حرام کو سماعون محذوف مبتدا کی خبر ہے اسکی تقدیر ہم سماعون للکذب ہے یعنی وہ یہود جھوٹے باتون کو بہت رغبت سے سنتے ہین اس صفت کو ماقبل کی تاکید اور مابعد کی تمہید کے واسطے مکرر ذکر کیا اکالون مبالغہ ہے اکل کا سحت مین دو قرأت ہین نافع اور ابن عامر اور عاصم اور حمزہ اور خلف سین مہملہ کی ضم اور حاء مہملہ کی سکون سے قرأت کئے ہین باقی کے قرا دونون کے ضم سے قرأت کئے ہین وہ دونون دو لغت ہین انکی معنی مین کچھ تفاوت نہین سحت کی معنی لغت مین حرام اور خبیث کسب کے جس سے عار ہوتا ہے سحت کی اصل معنی استیصال یعنی جڑ سے اکھیڑنا سحت سے یہان فیصلہ کرنے مین رشوت لینا مراد ہے اسکو سحت کہے کیا واسطے کہ رشوت دینے والے سے جھگڑنے والے شخص کے حق کو وہ مستاصل کرتی ہے یا سحت کہے کو واسطے کہ اسکے لینے والے کو اللہ تعالی مستاصل کرتا ہے یا اسکی برکت کو مستاصل کرتا ہے یا یہہ کہ اسکے لینے سے عار ہوتا ہے اور لینے والے کی فضیلت کو مستاصل کرتا ہے لینے والا اسکو مخفی لینا اسکے عار ہونے پر دلالت کرتا ہے مفسرین کہتے ہین کہ یہہ آیت یہود کے حکام جیسے کعب بن الاشرف وغیرہ کے شان مین نازل ہوی مقدمہ کسی کا رجوع ہوتا تو رشوت لیکے فیصلہ اسکی طرف دیتے ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہون نے اس آیت مین کہا وہ فیصلہ مین رشوت لیتے اور جھوٹ فیصلہ دیتے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے حکام کو رشوت لینا حرام ہے وہی سحت ہے جسکو اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ذکر کیا عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن مردویہ ابن عمر

رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کل لحم نبت من سحت فالنار اولی بہ۔ یعنی جو گوشت سحت سے پیدا ہوا ہے تو اسکے لئے دوزخ اولی ہے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ سحت کیا ہے فرمائے حکم مین رشوت لینا عبد بن حمید نے روایت کی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سحت کی معنی کا سوال کئے کہا رشوت ہے ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور بیہقی شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ جو کوئی کسی کے واسطے اس کا مظلمہ دفع ہونے یا اس کا حق ملنے سفارش کیا پھر اس نے اسکو کچھ ہدیہ بھیجا سو اس کو قبول کیا تو وہ سحت ہے کہے یا ابا عبد الرحمن ہم حکم مین رشوت لینے کو سحت کہتے ہین عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہے وہ کفر ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون طبرانی کبیر مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے کہے الرشوۃ فی الحکم کفر وہی بین الناس سحت یعنی حکم مین رشوت لینا کفر ہے اور وہ رشوت لوگ آپس مین لینا سحت ہے حافظ زکی الدین المنذری نے کہا اسکی سند صحیح ہے بندۂ عاصی کہتا ہے حکم مین رشوت لینا کفر جو کہے شاید اسکو حلال جانے تو ہے یا وہ سبب کفر کا ہوتا ہے سو تحدید کے واسطے کہے ابن المنذر نے مسروق سے روایت کی ہے کہا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حکم مین رشوت لینا بھی سحت مین ہے کہے نہ بلکہ وہ کفر ہے سحت وہ ہے ایک شخص کو سلطان کے پاس جاہ ومنزلت رہتی ہے دوسرے شخص کو سلطان کی طرف کسی امر کی حاجت ہوتی ہے سو سلطان کا مقرب شخص اس سے کچھ ہدیہ بن لئے اس کی حاجت روائی نہین کرواتا عبد اللہ بن حمید اور ابن جریر عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے سحت کے دو باب ہین لوگ اس کو کہاتے ہین حکم مین رشوت لینا اور زانیہ کا مہر لینے زنا پر جو اجرت لیتی ہے ابن مردویہ اور بزار اور دیلمی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے چھے خصلت ہین سحت سے امام کا رشوت لینا سب سے یہ خصلت بہت خبیث ہے اور ثمن کلب اور عسب فحل اور مہر بغی اور کسب حجام اور حلوان کاہن ابو الشیخ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے سحت کے آٹھ باب ہین راس السحت حاکم کی رشوت ہے اور کسب چھنالے کا اور عسب فحل اور ثمن میتہ

اور ثمن خمر اور ثمن کلب اور کسب حجام اور کاہن کی اجرت سعید بن منصور اور بیہقی اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہ سحت رشوت لینا حکم میں اور مہر بغی کا اور ثمن کلب اور ثمن قرد یعنی بندر اور ثمن خنزیر اور ثمن خمر اور ثمن میتہ اور ثمن دم اور عسب فحل اور نائحہ کی اجرت اور مغنیہ کی اجرت اور کاہن کی اجرت اور ساحر کی اجرت اور قائف کی اجرت درندوں کی پوست کی قیمت میتہ کی پوست کی قیمت جب پوست کو دباغت کرے تو اسکو کچھ مضائقہ نہیں تصویروں کی اجرت اور شفاعت کرنے کا ہدیہ اور غرہ کا جمل معلوم کیجئے ابوہریرہ کی مرفوع حدیث میں چھے خصلت مذکور ہیں علی رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث میں آٹھ خصلت بیان کرنا اسکے منافی نہیں کیونکہ ابی ہریرہ کی حدیث میں چھے میں منحصر ہونے اور اس پر افزودہ ہونیکی دلیل مذکور نہیں شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم اول چھے خصلت بیان کئے بعد آٹھ خصلت ذکر کئے ایسا ہی ابن عباس کے قول میں خصلتیں جو افزودہ ہیں انمیں کے بعضے اوپر کے بعضوں میں مندرج ہیں اور بعضے نادر الوقوع ہیں شاید اس لئے اسکو شمار نہیں کئے پہلی خصلت حاکم کا رشوت لینا ہے یعنی حاکم یا قاضی قضیہ فیصل کرتا ہے اس میں رشوت لیکے ناحق فیصلہ دینا اس خصلت کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سحت کے سب اقسام میں نہایت خبیث ہونے پر نص کیا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کو راس سحت بولا یعنی سب سحتوں کا سر اور اصل رشوت ہے دوسری خصلت ثمن کلب ہے یعنی کتے کا مول کتا بیچکے اسکی قیمت کھانا تیسری خصلت عسب فحل عسب عین مہملہ کی فتح اور سین مہملہ کی سکون سے اخیر میں باء موحدہ ہے نر جانور مادہ سے جفتی کرنے کو کہتے ہیں اور نر کے پانی کو یعنی وہ پانی کو بھی کہتے ہیں فحل نر جانور کو کہتے ہیں پھر گھوڑا ہو یا بکرا یا اونٹ یا بیل یا اور کوئی جانور عسب فحل سے مراد مادہ سے جفتی کرنے نر کو اجرت سے دینا یا اسکے پانی کو یعنی منی کو بیچنا چوتھی خصلت مہر بغی ہے اس سے مراد زنا کی اجرت لینا دوسری حدیث میں اسکی تعبیر کسب البغی سے کیا ہے دونوں سے مراد ایک ہی ہے اس کسب کو مہر سے تعبیر کی سو مجازاً ہے پانچویں خصلت کسب حجام ہے پچنے لگا کے سنگی سے لہو چوسنے ہیں اسکو اجورہ لینا چھٹویں خصلت عوان کاہن ہے کچھ غیب کی خبر کہانت سے یا نجوم سے یا اور کسی قسم سے حاصل

اس پر پیسا لینا اسکو حلوان یعنی شیرینی بولا کو اسلئے دیسی خبر بولنے والے اکثر کہا کرتے ہین اس ملک
ہکو شیرنی کہلاؤ دوسری حدیث مین اسکی تعبیر اجرت الکاہن سے کی ہے ساتوین خصلت ثمن میتہ ہے
یعنی مردار جانور کو بیچکے اسکی قیمت لینا آٹھوین خصلت ثمن خمر ہے یعنی شراب کو بیچکے اسکی قیمت
لینا ابن عباس سے افزود چیزین جو مروی ہوی پہلی چیز ثمن خنزیر ہے یعنی خنزیر کو بیچکے اسکا
پیسا حاصل کرنا دوسری چیز ثمن قرد یعنی بندر کو بیچکے اسکا پیسا حاصل کرنا تیسری چیز ثمن دم ہے
یعنی خون بیچکے اس کا پیسا لینا چوتھی چیز اجرت نایحہ ہے یعنی میت پر نوحہ کرنے والی عورتون کو
اجرت دینا پانچوین چیز اجرت مغنیہ ہے یعنی راگ گانے والی عورتون کو انکا مزد دینا چھٹوین چیز
اجرت ساحر ہے یعنی سحر کرنے والے کو پیسا دیکے کسی پر سحر کروانا - ساتوین چیز اجرت قایف ہے
قایف اسکو کہتے ہین جو اپنے قیافہ سے خبر دیتا ہے قدم کی نشانیون کو دیکھہ کے آدمی کا پتا دیتا ہے
لوگون کی صورت دیکھہ کے اون مین قرابت ہونیکی خبر دیتا ہے آٹھوین چیز درندون کی پوست کی
قیمت ہے یعنی درندے جیسے شیر وغیرہ ہین انکا پوست بیچکے قیمت حاصل کرنا نوین چیز میتہ کے
پوست کی قیمت ہے یعنی مردار جانور کے پوست کو بیچکے اسکا پیسا حاصل کرنا دسوین چیز تصویر کی
کی اجرت ہے یعنی پیسا لیکر اجرت سے تصویر کھینچدینا گیارہوین چیز شفاعت کرنیکی اجرت ہے
یعنی کسی کی سفارش کرکے اس کا اجرہ لینا بارھوین چیز غزوہ کا جعل ہے یعنی جہاد کیواسطے اجرہ کو
جانا معلوم کیجئے ان چیزون مین حاکم کے رشوت اور عسب فحل اور مہر بغی اور حلوان کاہن اور
میتہ اور ثمن خمر اور ثمن خنزیر اور ثمن جلود سباع اور ثمن جلود میتہ اور ثمن دم اور اجرت نایحہ
اور اجرت مغنیہ اور اجرت ساحر حرام ہونے مین اور سحت رہنے مین سب فقہا کو اتفاق ہے
ثمن کلب یعنی کتے کے مول مین اختلاف ہے مذہب جمہور فقہا کا یہہ ہے کہ کتے کا بیچنا حرام ہے اگرچہ
شکاری و معلم رہے اور اسکے تلف کرنے والے پر ضمان نہین مالکیہ کہتے ہین اس کو بیچنا جایز نہین لیکن
تلف کرنے والے پر اسکی قیمت واجب ہوگی ابوحنیفہ نے کہا اور مالک کی بھی ایک روایت ہے
کہ اسکو بیچنا جایز ہے اور اسکے تلف کرنے والے پر قیمت واجب ہوگی عطا اور نخعی نے کہا فقط

شکاری کتے کو بیچنا جایز ہے دوسرے کتون کو بیچنا جائز نہین حجام کی اجرت مین فقہا کو خلاف ہے جمہور فقہا کہتے ہین وہ کسب حلال ہے لیکن بہت ہلکا کسب ہے اس سے نہی جو وارد ہوئی ہے کراہت تنزیہ پر محمول ہے احمد اور فقہا کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ جو شخص حجامت کا کسب کرتا ہے وہ اس کسب سے پیسا جو کماتا ہے اپنے کھانے مین خرچ کرنا حرام ہے اپنے جانور کا یا رفیق کا خرچا اُس سے جایز ہے غلام وہ کسب کرنا حلال ہے بندر کا بیچنا ہی مختلف فیہ ہے شافعیہ کے پاس بندر کا بیچنا جایز ہے کو اسطیکہ وہ تعلیم قبول کرتا ہے اور اس مین منفعت ہے نگاہبانی کرتا ہے ساتھ شمع لیکر چلتا ہے اس تقدیر پر اسکا ثمن سحت ہوتا جو ابن عباس سے مروی ہے اس بندر پر حمل کرنا کہ جسمین منفعت نہین اور قابل تعلیم کا بھی نہین ہے ابن عبد البر نے مالکیہ سے کہا کہ اس کا بیع بالکل جایز نہین اس قول پر البتہ اس کا ثمن سحت مین داخل ہو گا قایف کی اجرت جو سحت ہوئی شاید مراد اس سے وہ قایف ہے کہ کچھ غیب کی خبر مثلاً حاملہ کو لڑکا پیدا ہو گا یا لڑکی پیدا ہو گی قیافہ سے کہکر اسکی اجرت لینا اور احتمال ہے بات کہ جس مین کلفت نہین تھی کہکر اُجرت لینا تصویر کی اجرت سحت ہے درصورتیکہ ذی روح کی تصویر ہے اگر غیر ذی روح کی تصویر کھینچنا مثلاً جہاڑ پہاڑ بیل بوٹی چاند آفتاب وغیرہ تو جایز ہے اسکی اجرت سحت نہو گی مردار جانور کا چمڑا بیچنا قبل از دباغت کے حرام ہے اوسکی قیمت مین بھی سحت ہے غزوہ کا جعل یعنی مثلاً امام نے ایک شخص کا نام جہاد کو نکلنے والون مین لکھا وہ شخص دوسرے شخص کو اُجرت دیکے اپنے عوض مین بھیجا تو یہہ اُجرت صحیح نہین وہ پیسا اسکو سحت ہو گا امام مالک کے یہان نائب یعنی اجیر پر اگر جہاد متعین نہین ہے مثلاً نائب غلام ہے تو یہہ اجرت صحیح ہے اگر جہاد اس پر متعین ہے تو اجرت صحیح نہین معلوم کیجئے ابن عباس کی حدیث مین ہمارے نسخہ مین ایسا ہی واقع ہوا ہے جعلۃ الغزو احتمال ہے کہ وہ جعیلۃ الغرق ہو ابن عباس سے دوسری حدیث مین مروی ہے کہ جعیلۃ الغرق سحت یعنی کسی کی کچھ چیز پانی مین پڑگئی اسکو نکالکے دینے کی اجرت لینا سو یہہ عقد جہالت کے سبب سے فاسد ہے اس پر حمل لینا سحت ہوا اجرت شفاعت کا حکم ہم آیندہ ذکر کرینگے رشوت را کے ضم اور کسر سے

اس کا فتح بھی جائز ہے اس مال کو کہتے ہین کہ جس سے باطل پر اعانت ہوتی ہے اسکا اصل ہدیہ ہے
حافظ عسقلانی نے ابن العربی سے نقل کی ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کچھ ہدیہ بھیجتا ہے سو تین جہت سے خالی
نہین ایک فقط محبت اور دوستی کے نظر کرتے بھیجتا ہے اسکے سوا دوسرا کوئی غرض نہین یہہ بھیجنا جایز بلکہ
مستحب ہے دوسری جہت ہدیہ بھیجا سو اسکے در عوض اپنے کو کچھ پیسا دینا غرض رہتی ہے یہہ ہدیہ جائز
ہے کو اسطے کہ اس ہدیہ سے وجہ جمیل پر مال حاصل ہونیکی امید رکھتا ہے بلکہ ہدیہ بھیجنے والا محتاج رہے
اور تکلف نہ کرے تو مستحب ہے اگر محتاج نہین اور بھیجنے مین تکلف کرتا ہے تو مکروہ ہوگا تیسری وجہ
ہدیہ بھیجا سو اپنی اعانت کرنیکے واسطے بھیجا پھر اگر معصیت کی اعانت کیو اسطے ہے تو حلال نہین اسکو
رشوت کہینگے اگر طاعت کے واسطے ہے تو مستحب ہے اگر امر جائز کے واسطے ہو تو جایز ہے لیکن مہدی
لیعنی جسکو دیتا ہے وہ شخص حاکم و قاضی نہ ہونا اور مظلمہ کو دفع کرنے پر اعانت کرنے یا حق دلانے کے
واسطے اعانت کرنی ہو تو جائز ہے مگر ایسی صورت مین مہدی لہ کو تہ الیتا مستحب ہے اگر حاکم ہے تو اسکو
لینا حرام ہے انتہی ابن حجر الہیثمی نے زواجر فی اقتراف الکبایر مین حاکم و قاضی کو رشوت لینا اگرچہ
حق امر کے واسطے ہو اور امر باطل کے واسطے رشوت دینا اور راشی اور مرتشی کے درمیان سعی کرنا
سب کو گناہان کبایر مین شمار کیا ہے اور بولا رشوت دینے کو باطل کے واسطے کی قید لگائی کو اسطیکہ
اس کا دینا کہی جایز ہے جیسکہ اپنا حق بدون رشوت دئے کے حاصل نہین ہوتا سو یہان جایز ہے
لیکن اسکا لینا حرام ہے جیسا شاعر کچھ کرنے کے اندیشہ سے اسکو پیسہ دیتے ہین سو ضرورت کے
واسطے دینا جایز ہے اور شاعر کو لینا حرام ہے ناحق لیتا ہے پھر جس نے قاضی یا حاکم کو رشوت دیا
یا اسکو کچھ ہدیہ بھیجا سو اس لئے تہا کہ باطل حکم کرے یا جس حق کا مستحق نہین تہا دیسا حق اسکو دلادے
یا کسی مسلمان کو کچھ اذیت پہنچاوے تو دینا اور لینا دونون حرام ہین رشوت دینے والا اور ہدیہ بھیجنے والا
دونون اس فعل سے فاسق ہونگے مرتشی لینے کی سبب سے فاسق ہوگا اور واسطہ کار سعی کے سبب سے
فاسق ہوگا اگرچہ ہنوز اس سے حکم وقوع مین نہ آوے اگر قاضی یا حاکم کو رشوت یا ہدیہ دیا سو اپنا فعلیہ
حق کرنیکے واسطے یا اپنا حق لینے کو اسطے یا اپنے سے ظلم دفع کرنیکے واسطے ہے تو لینے والا فقط

گناہ گار و فاسق ہوگا اس مین دینے والے پر گناہ نہین کیونکہ اسکے واسطے کہ وہ اپنا حق حاصل کرنے کے واسطے مضطر ہے جیسا نے دیا اپنا حق لیوے اس مین واسطہ کا رجوع ہے اگر لینے والے کی طرف سے ہے تو وہ بھی فاسق ہوگا کیونکہ اس کا معین ہے دینے والے کی طرف سے ہے تو فاسق نہوگا انتہی ملخصا امام احمد اور ابوداود طیالسی اور ترمذی اور ابن ماجہ اور طبرانی صغیر مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین اور حاکم مستدرک مین اور بیہقی شعب الایمان مین عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راشی اور مرتشی کو لعنت کی ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہے حاکم نے کہا اسکی سند صحیح ہے ابوالحسن الہیثمی نے کہا اسکے سند کے رجال ثقات ہین ابن ماجہ کا لفظ یون ہے لعنتہ اللہ علی الراشی والمرتشی یعنی راشی اور مرتشی پر اللہ کی لعنت ہے اس حدیث کو ابوسعید النقاش نے اپنی کتاب القضاۃ مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کی ہے طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے لعن اللہ الراشی والمرتشی فی الحکم یعنی حکم مین رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے کو اللہ تعالی نے لعنت کی حافظ المنذر نے کہا اسکی سند جید ہے حافظ ابوالحسن نے کہا اسکے رجال ثقات ہین اس حدیث کو ابوسعید النقاش نے اپنی کتاب القضات مین بھی روایت کی ہے امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے لعن اللہ الراشی والمرتشی فی الحکم یعنی لعنت کی اللہ تعالی نے راشی اور مرتشی کو حکم مین یہہ لفظ احمد کا ہے ترمذی کے لفظ مین لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی فی الحکم ہے ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اس حدیث کو حاکم مستدرک مین بھی روایت کی ہے اور اس مین یہہ بھی زیادہ کی ہے والرائش الذی یمشی بینہما یعنی اور واسطہ کار کو جو انکے درمیان سعی کرتا ہے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے امام احمد اور بزار اور طبرانی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی والرائش یعنی الذی یمشی بینہما یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی راشی اور مرتشی اور رائش کو یعنی وہ شخص جو انکے درمیان پھرتا ہے حافظ المنذری نے ترغیب

ہین کہا اسکی سند مین ابو الخطاب ہے لا یعرف یعنی پہچانا نہین جاتا کہ وہ کون ہے حافظ ابو الحسن الہیثمی نے کہا ابو الخطاب مجہول ہے بندہ عاصی کہتا ہے وہ شخص کذب یا اسکے اتہام سے ضعیف نہین ہوا بلکہ جہالت سے ضعیف ہوا ہے دوسرے طریقون کے لحاظ سے اسکی تحسین کر سکتے ہین اس حدیث کو احمد بن منیع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے اسکا لفظ یون ہے لعن اللہ الراشی والمرتشی والرائش طبرانی کبیر مین عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے الراشی والمرتشی فی النار حافظ الہیثمی نے کہا اس کے رجال ثقات ہین حافظ زکی الدین المنذری نے کہا اس کے رواۃ ثقات معروف لوگ ہین اور ابن منیع نے اپنی مسند مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حافظ الہیثمی نے کہا اسکی سند مین ابو عبد الرحمن مولی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے یہ روایت ہے تو مجہول ہے اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند مین ابو اسحاق ہے جو مدلس ہے اور عنعنہ کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حاکم نہین ہے اسکو ہدیہ دینا تاکہ وہ حاکم کے پاس سعی کرے بھی سحت ہے اور اسی کو تائید کرتی ہے حدیث جسکو امام احمد اور ابو داؤد اور طبرانی نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے من شفع لاخیہ شفاعۃ فاہدی لہ ہدیہ علیہا فقبلہا فقد اتی بابا عظیما من ابواب الربا یعنی جو کوئی سفارش کرے اپنے بہائی کی کوئی سفارش پہر اس نے اس سفارش پر کچھ اسکو ہدیہ بہیجا اور سفارش کرنے والے نے اس ہدیہ کو قبول کیا تو مقرر وہ ربا کے ابواب سے ایک باب عظیم مین آیا ابو داؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے پہر وہ حدیث اسکے پاس صالح ہوی اور اس کی سند جید ہے ہمارے بعضے فقہا اسی کو اختیار کئے ہین اور یہہ ہدیہ قبول کرنیکو کبائر سے شمار کئے ہین ابن حجر ہیثمی نے زواجر مین کہا یہہ قول ہمارے مذہب کے قواعد کے مطابق نہین کیونکہ حاکم نے کسی کو ناحق قید کیا قیدی نے اپنی سفارش کر کے قید سے چہڑوانے کو پیسا دیا تو قبول کرنا جائز ہوگا جعالہ جو جایز ہے اسیکی قسم سے یہہ ہوگا متعین یہہ ہے اسکو حل کرنا مال قبول کرنے پر مقابلہ مین شفاعت کے جو حرام ہے انتہی فَإِنْ جَاءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ پہر اگر آوین تجہہ پاس تو حکم کر دے انہین یا تغافل کر ان سے اللہ تعالی اوپر کی آیتون مین یہود کے احوال مختلف رہنے کی تفصیل کر چکے سب سے اُن سے اللہ شیہ

کرنے کا محل نہین سو ذکر فرمایا اب اُنپر اسلام کے احکام جاری کرنے کا حکم بیان کیا سو اپنے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو انہین حکم کرنے کا اختیار دیا چاہے تو حکم کرے چاہے تو حکم نہ کرے معلوم کیجئے
مفسرین کو اس آیت کے حکم مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین یہہ حکم اول ہوا تھا کہ اہل کتاب اپنے
مقدمات کا مرافعہ کرین تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار رہتا چاہے تو فیصلہ کرین چاہے تو اعراض کرین
اسکے بعد یہہ حکم منسوخ ہوا اس کا ناسخ وان احکم بینہم بما انزل اللہ ہے سو اس آیت سے تخیر منسوخ
ہوی یہہ قول عطا اور مجاہد اور عکرمہ اور سدی کا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی قول ہے
ابن ابی حاتم اور نحاس اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ مین اور طبرانی اور حاکم مستدرک مین اور
ابن مردویہ اور بیہقی اپنی سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے اس سورہ
کے یعنی سورۂ مایدہ کے دو آیت منسوخ ہین ایک القلاید کی آیت دوسری یہہ آیت فان جاؤک
فاحکم بینہم او اعرض عنہم سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار رہتا چاہے تو انہین حکم کرین چاہے
تو اُن سے اعراض کرین اور اُنکے سرخیل کے پاس بھیجدین بعدہ جب یہہ آیت نازل ہوی وان
احکم بینہم بما انزل اللہ و لاتتبع اہوآءہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری کتاب کے موافق
انہین حکومتی کرنے کا حکم کئے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ایک جماعت مفسرین کی کہتی ہے کہ یہہ
آیت منسوخ نہین بلکہ محکم ہے مسلمانون کے حکام کو اختیار ہے کہ اہل کتاب اپنے مقدمات کا مرافعہ
کئے ہین تو فیصلہ دیوین یا اعراض کرین یہہ قول حسن اور شعبی اور نخعی اور زہری سے مروی ہے
احمد بھی اسکے قایل ہین منسوخ نہین ہے اسواسطے کہ دونون آیتون مین منافات نہین کیا کیونکہ
فاحکم بینہم او اعرض عنہم مین حکم مین اور اعراض مین تخیر ہے ان احکم بینہم بما انزل اللہ مین حکم
کرنے کی کیفیت ہے یعنی اعراض نہ کرکے حکم کرے تو کیسا کرنا سو اللہ تعالی نے کہا ہماری کتاب مین
جو نازل کی ہے اسکے مطابق حکم کرے مذہب امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہہ ہے کہ کفار اپنے مقدمات
کو ہمارے پاس مرافعہ کرین پھر وہ حقوق الناس رہین یا حقوق اللہ رہین اور دونون کی یعنی
مدعی اور مدعی علیہ کی ملت ایک ہی ہے مثلا دونون یہودی ہین یا دونون نصرانی ہین تو اُن کا

فیصلہ کرنا واجب ہے شافعی کا اظہر قول یہی ہے اکثر فقہا و شافعیہ کا مختار یہی ہے شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ حکم کرنا واجب نہیں لیکن انکو آپس میں لڑنے کے واسطے نہ چھوڑے بلکہ فیصلہ کرے یا انکے مذہب کے حاکم کے پاس بھیج دیوے اگر دونوں کی ملت مختلف ہے مثلاً ایک یہودی ہے اور ایک نصرانی ہے تو انمیں حکم کرنے میں دو طریق ہیں یا دو قول ہیں مذہب مختار پر انمیں بھی حکم کرنا واجب ہے اگر وہ ذمی نہیں بلکہ معاہد ہیں تو مذہب مختار پر انمیں حکم کرنا واجب نہیں اگرچہ ملت دونوں کی مختلف رہے اگر ایک ذمی ہے اور ایک معاہد ہے تو انکا حکم بھی دو ذمی کے موافق ہے ایسا ہی اگر ایک مسلم ہے دوسرا ذمی ہے یا معاہد ہے تو انمیں بھی حکم کرنا واجب ہے امام نووی نے روضہ میں ایسا ہی کہا اس سے متحقق ہوا کہ آیت منسوخ نہیں بلکہ ان احکم بینہم کی آیت ذمی کے حق میں ہے اور تخییر کی آیت معاہدوں کے واسطے ہے وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا اور اگر تو تغافل کرے گا اُن سے تو ہرگز تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اس سے مقصود یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود اپنے مقدمات کا مرافعہ جو کرتے تھے اس سے انکا غرض سہل اور اخف کا حکم کرنے کی امید پر تھا فیصلہ کرنے سے تغافل جب کیئے تو اُن پر شاق ہوگا دشمنی اور ایذا کے درپے ہوگی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اونکی دشمنی سے تجکو کچھ ضرر نہ ہوگا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اور اگر حکم کرے تو حکم کر اُن میں انصاف کا قسط کی معنی عدل و احتیاط ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ مقرر اللہ دوست رکھتا ہے انصاف والوں کو یعنی وہ جو اپنے قول و فعل میں عدل و انصاف کرتے ہیں مقسطین اسم فاعل ہے اقسط کا یعنی عدل و انصاف کیا امام احمد اور مسلم اور نسائی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ۔ ان المقسطین عند اللہ یوم القیمۃ علی منابر من نور عن یمین الرحمٰن و کلتا یدیہ یمین الذین یعدلون فی حکمہم و اہلیہم و ما ولوا یہہ لفظ احمد کا ہے مسلم کی روایت میں یوم القیمۃ کا لفظ نہیں یعنی مقرر جو مقسط ہیں اللہ کے پاس قیامت کے دن نور کے منبروں پر رحمٰن تبارک و تعالیٰ کی داہنی طرف ہونگے دونوں ہاتھ

اللہ کے واسطے ہی ہین وہ مقسطین وہ لوگ ہین جو اپنے حکم مین اور اپنے اہل مین اور جس امر کی انکو ولایت ہے اُسمین عدل و انصاف کرتے ہین قولہ منابر جمع منبر کی ہے منبر بلند جگہ کہ جسکو لکڑی یا پتھر وغیرہ سے بناتے ہین جس پر خطیب یا واعظ کھڑا ہوکے خطبہ یا وعظ کہتا ہے وہ مشتق نبر سے ہر رفع کی معنی سے یعنی بلند ہوا وہ جگہ بلند ہونے سے اسکو منبر کہے مقسطین منبرون پر ہون گے اس حدیث مین جو آیا ہے احتمال ہے کہ حقیقۃً منبر پر بیٹھے رہینگے یا منبر کنایہ ہے بلند گھرون سے امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ پہلا احتمال ہی ظاہر ہے اور وہ منبر متضمن ہوگا بلند مکان کو سو وہ حقیقۃً منبرون پر رہینگے اور اونکے منازل رفیع و بلند ہون گے قولہ یمین الرحمن جو ہے احادیث صفات سے ہے اس مین دو مذہب مشہور ہین سلف کا مذہب یہہ ہے اس پر ہم ایمان لاوین اور اسکو یقین جانین لیکن اسکی معنی ہم کو معلوم نہین اور اسکی تاویل بھی ہم نہین کرتے لیکن اسکا ظاہر معنی مراد ہونے کا ہم اعتقاد کرتے ہین متکلمین کا مذہب یہہ ہے ظاہر اس لفظ کا مراد نہین لیکن وہ مُؤول ہے اس کی تاویل یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یمین کی طرف ہونے سے نیک حالت اور بلند مرتبہ رہنا مراد ہے فضل محمود اور احسان کو جو یمین کی طرف نسبت کرتے ہین اُسکے ضد کو یسار کی طرف نسبت کرتے ہین اُس کے بعد کلتا یدیہ یمین جو فرمایے اس مین تنبیہ ہے کہ یمین سے جارحہ یعنی ہاتھ مراد نہین تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا کسواسطے کہ اللہ تعالیٰ کے حق مین جارحہ مراد ہونا مستحیل ہے قولہ ما ولوا واو کی فتح اور لام کی ضم سے تخفیف کے ساتھہ یعنی انکو اس پر ولایت اور اقتدار ہے قولہ الذین یبدلون آیہ اسکی معنی یہہ ہین کہ یہہ فضیلت اس شخص کو ہے جو اس نے جس امر کا والی ہوا ہے پھر خلافت ہو یا امارت یا قضا یا حسبہ یا ناظر وقیم یتیم کا یا صدقہ کا یا وقف کا ان سب مین اور اپنے اہل و عیال وغیرہ کے جو حقوق ہین ان مین عدل و انصاف کرے وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَاةُ اور کس طرح تجکو منصف کرینگے اور انکے پاس تورات ہے فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ کہ جس مین اللہ کا حکم ہے کیف استفہام کا کلمہ ہے یہہ استفہام تعجیب کے واسطے ہے یعنی مخاطب کو تعجب مین ڈالنا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب مین ڈالا اسبات سے کہ یہود کو تورات کا حکم باوجود معلوم رہنے اور انکے اعتقاد مین اسکی صحت

یعنی ہونیکے اس کے حکم کو ترک کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جنکی نبوت کے منکر تھے اپنا منصف ٹھہرانا اس سے انکی غرض یہہ ہے کہ کچھہ سہل امر کا حکم کرین تو بجا لاوین سو اللہ تعالی نے انکے جہل و عناد کو ظاہر کیا کیا واسطے کہ وہ اپنے زاہنون کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف کرے بعد حضرت کے حکم سے اعراض کئے اس آیت مین یہود کو تقریع ہے یعنی ملامت و توبیخ ہے اسکی تقریر یون ہے وہ یہود تجھکو کیسا منصف کرے اور تیرے فیصلہ پر راضی ہوے حالانکہ انکے پاس تورات ہے اور اس تورات مین اللہ کا حکم ہے جسکے واسطے تجھکو حکم کئے ہین وہ حکم یہہ ہے کہ زانی محصن کو رجم کرنا لفظ عندہم کا خبر مقدم ہے التورات مبتدا موخر ہے یہہ مبتدا و خبر کا جملہ حال پڑا ہے یکمونک کی ضمیر سے اور جملہ فیہا حکم اللہ کا حال ہے التورات کا ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اسکے پیچھے اعراض کرتے ہین یعنی پھرے جاتے ہین حاصل یہہ ہے یہود تجھکو منصف کرے پھر جب تو انکی کتاب کے مطابق رجم کا حکم کیا تو اسکو پسند نہ کرکے روگردان ہوتے ہین وَمَا أُولٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ اور وہ ماننے والے نہین یعنی وہ یہود اپنی کتاب کے حکم کو نہین مانتے اس پر عمل نہین کرتے یا وہ یہود تیری تصدیق نہین کرتے إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ مقرر ہمنے اتاری تورات اس مین ہدایت ہے اور روشنی یہہ کلام مستانف ہے اسمین تورات کی ثنا بیان کیا سو کہا ہمنے ہدایت ہے اور روشنی یہہ نور کا مطلب ہی پر کیا سو دونون مین مغایرت بحسب تعبیر کے ہے ہدایت سے احکام اور ارشاد و تکالیف کا بیان مراد ہے نور سے توحید اور نبوت اور معاد کا بیان مراد ہے بعضے کہے ہدی سے بیان مراد ہے کیواسطے کہ تورات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت کو اور جس مقدمہ کا انصاف چاہے تھے اسکو بیان کرتی ہے نور وہ ہے جو شبہون کو کشف کرے اور مشکلون کی توضیح کرے سو تورات ایسی ہی ہے مقاتل نے کہا ہدایت ہے ضلالت سے نور ہے اندہون کو یعنی دل کے اندہون کو يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا حکم کرتے ہین اس پر پیغمبر جو فرمان بردار تھے نبیون سے مراد وہ انبیا ہین جو موسی علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل مین ہزارہا انبیا کو مبعوث کیا انکے لئے نئی کتاب نہین اتاری تورات کے احکام کو ہی قایم کرتے تھے انکو امر کیا اسلموا کی معنی مطیع و منقاد ہوے اللہ کے حکم کے اور تورات

ع ۶۶ ۱۱

عمل کرنیکے یحکم بہا النبیون کا جملہ مستانفہ ہے تورات کی رفعت اور علو مرتبت پر دلالت کرتا ہے
احتمال ہے کہ یہہ جملہ تورات کا حال پڑے الذین اسلموا صفت سے النبیون کی انکی مدح کیلئے اسکو ذکر کیا
یہہ تخصیص بعض کی نہیں ہی وصف ذکر کیا سو وصف انکو حقیقۃً مراد نہیں کیونکہ اسلام کہ نبوت کا مرتبہ اسلام
کے مرتبہ سے بہت اعظم و بلند ہے نبوت کے مرتبہ کے بعد پھر اس وصف سے انکو سراہنا تو اعلیٰ
مرتبہ سے ادنی مرتبہ کی طرف تنزل کیا سا ہوتا ہے بلکہ اسکو بیان کیا سو اس صفت کی شان کو بلند
کرنیکے واسطے کہا کسواسطے کہ جو لوگ عالی مرتبت ہین انکی مدح مین کسی وصف کو بیان کرنا اس وصف
کی عظمت پر دلالت کرتا ہے اس مین یہود پر تعریض ہے یعنی در پردہ انکی مذمت بیان کیا کہ وہ
ایسے نامنجار ہین کہ اللہ کے مطیع و منقاد ہونے سے اور تورات پر عمل کرنے سے نہایت دور پڑے
ہین حسن بصری اور زہری اور عکرمہ اور قتادہ اور سدی نے کہا النبیون الذین اسلموا سے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مراد ہونا بھی احتمال ہے اسکو جمع کے لفظ سے ذکر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی تعظیم و تشریف کیواسطے ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود یون پر رجم کا حکم کئے اور وہ حکم تورات
مین تھا بندۂ عاصی کہتا ہے یہہ احتمال ضعیف ہے کسواسطے کہ النبیون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
متبادر نہین ہوتے اس لفظ سے معنی جو غیر متبادر ہے کرنیکے واسطے قرینہ ہونا ضرور
ہے قرینہ تو یہان کچھ نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنپر رجم کا حکم جو کئے وہ حکم تورات
مین نہیں سے کئے سو بات اسوقت صحیح ہوتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مین رجم نہ رہتا حالانکہ
ایسا نہین بلکہ حضرت کی شرع مین بھی رجم ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود پر زانی محصن
کا حکم تورات مین کیا ہے سوال کرنا تورات کے حکم پر عمل کرنیکے واسطے نہین تھا بلکہ اُن پر
حجت و الزام لازم کرنے کے واسطے تھا کیونکہ یہود رجم کو موقوف کرکے تشہیر کرنا اختیار کئے
تھے اور تشدد کا حکم جو رجم تھا عوام حضرت سے سنکے اپنے عادت کا خلاف سمجھکر تنفر کرنے کا
محل تھا اسلئے تورات کے حکم کو دریافت کئے اس سے تورات پر عمل کرنا لازم نہین آتا ابن الانباری
نے کہا اس آیت مین یہود و نصاریٰ پر رد ہے کسواسطے کہ وہ کہتے تھے انبیا سب یہود تھے

یا سب نصاریٰ تھے اللہ تعالیٰ نے انپر رد کیا اور بولا یہودیت یا نصرانیت سے موصوف نہیں تھے
بلکہ سب انبیا مسلمین للہ اور اسکے حکم کے مطیع و منقاد تھے لِلَّذِیْنَ هَادُوْا یہود کے واسطے یعنی
انبیا جو تھے یہود کو تورات کا حکم ہی کرتے تھے اسکو قایم کرنے پر انکو تقید کرتے تھے اس جار کا تعلق
یحکم سے ہے انزلنا سے متعلق کریں تو بھی صحیح ہے زجاج نے کہا آیت کی معنی ہین تقدیم و تاخیر لیکن
تو بھی جایز ہے اس طور پر کہ انا انزلنا التورات فیہا ہدی و نور للذین ہادوا یحکم بہا النبیون الذین
اسلموا یعنی ہمنے اتاری تورات اس مین ہدایت و روشنی یہود کے واسطے ہے حکم کرتے
ہین اس پر پیغمبر جو فرمان بردار تھے معلوم کیجئے اس آیت سے دلیل لیتے ہین وہ لوگ جو کہتے
ہین ہمارے آگے کے انبیا کی شرع وہ ہماری شرع ہے جب تک ہماری شرع مین اس کا نسخ ثابت
نہو اس استدلال کی تقریر یون ہے اللہ تعالیٰ تورات مین ہدایت و نور ہے فرمایا یہہ دونون
امر دلالت کرتے ہین کہ اس مین اصول شرع اور فروع ہین سب ہدایت و نور ہین اگر وہ سب
منسوخ اور غیر معتبر بالکلیہ ہوتے تو اس مین ہدایت و نور نہ رہتا اکثر حنفیہ اور شافعیہ اور متکلمین کی
ایک جماعت کا یہی قول ہے شیخ ابی اسحٰق شیرازی کا مختار پہلے کتاب التبصرہ مین یہی قول ہے
ابن برہان نے بھی اسیکو اختیار کیا ہے ابن الحاجب کا مختار بھی یہی قول ہے ابن السمعانی
نے کہا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنے بعضے کتب مین اسیکی طرف اشارہ کیا ہے ابن الرفعہ
نے مطلب مین کہا امام شافعی نے ام کے کتاب الاجارہ مین اس پر نص کی ہے حاوی مین اسیکو
اظہر قول کہا ہے امام الحرمین نے کہا شافعی کا میل اسی کی طرف ہے دوسرا قول یہہ ہے سابق
کے انبیا کی شرع ہماری شرع نہین شافعیہ اور حنفیہ کی ایک جماعت اسی کو کہتے ہین اکثر متکلمین کا
قول بھی یہی ہے ابو اسحٰق شیرازی کا اخیر قول بھی یہی ہے غزالی نے اپنی آخر مین اسیکو اختیار
کیا ہے ابن السمعانی اور خوارزمی کہتے ہین مذہب صحیح یہی ہے ابن حزم نے کہا یہی قول صحیح
ہے امام رازی نے بھی اسیکو اختیار کیا ہے امام نووی نے روضہ کے زوایدمین اسیکو اصح کہا
ہے قاضی ناصر الدین بیضاوی نے کہا اکثر کا یہی قول ہے تاج السبکی نے جمع الجوامع مین اسیکو

شرع انبیا کا ہماری شرع ہونا

فخار کہا ہے ائمہ متاخرین مثل شیخ زکریا انصاری اور ابن حجر ہیتمی اور رملی نے اسی کی ترجیح دی ہے آیت سے جو دلیل لئے ہین اس مین دلیل نہین کیونکہ اسلئے کہ تورات کے اصول و فروع کا سب ہدایت و نور ہونا مخصص تہا بنی اسرائیل کے واسطے فروع اس کے جب منسوخ ہوئے اور شرع نامی نازل ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی مخالفت کرنے کا امر کئے تو معلوم ہوا کہ اس پر عمل کرنے کے مامور نہین وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ اور حکم کرتے ہین اس پر خدا شناس لوگ اور علما اسواسطے کہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر محافظ و نگہبان ٹھہرائے جانے سے مراد اللہ کی کتاب کو حفظ کرنا اور اسکو نہ بھولنا اور اسکے احکام کو اور شرائع کو ضائع نہ کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے علما سے انہین دو بات کا عہد لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنے دل مین یاد رکہنا اور اپنی زبان سے اسکا درس دینا اور اسکے احکام و شرائع کو ضائع نہ کرنا بلکہ اس پر عمل کرنا جبان دونون امر کو بجا لائین تو کتاب اللہ کی حفظ پر قایم ہوئے حاصل معنی یون ہے کہ ربانی اور احبار جو اللہ کی کتاب تورات کی محافظت کرنیکے لئے مامور تھے وہ بھی تورات پر حکم کرتے تھے وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ اور وہ تھے اس پر گواہ یعنی انبیا اور ربانی اور احبار جو تھے تورات کے اللہ کی کتاب ہونے پر گواہ تھے اور اسکو حق اور سچہ سمجہتے تھے والربانیون معطوف ہے النبیون پر باعتبار عطف کے وہ بھی بحکم کا فاعل ہوا یعنی ربانیون بہی تورات پر حکم کرتے ہین معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان محکوم لہم کو لے آیا کیونکہ اسلئے کہ اصل حکم کرنے والے وہی انبیا ہین ربانی اور احبار انکے نائبین ہین ربانی اسکو کہتے ہین جو اپنے علم پر لوگون مین حکمرانی کرے اور چہوٹے علمون کو بڑے علمون کے قبل تعلیم کرے احبار جمع حبر کی ہے عالم کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین ربانی اور احبار دونون کے معنی ایک ہی ہین یعنی علما اور فقہا اور بعضے کہتے ہین ربانی کا مرتبہ حبر کے مرتبہ سے بڑہکر ہے ربانی بمنزلہ مجتہد کے ہے اور حبر بمنزلہ عالم کے بعضے کہتے ہین ربانی حکام اور والیان ملک ہین احبار علما ہین بعضے کہتے ہین ربانی نصاریٰ کے علما ہین احبار یہود کے علما ہین فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ سو تم نہ ڈرو لوگون سے اور مجہ سے ڈرو یہہ خطاب یہود کے احبار کو ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تھے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ظاہر کرنے مین اور تورات مین رجم ہے سو اسکو قایم

کرنے مین اور دوسرے احکام مین کسی آدمی سے مت ڈرو اور اسکے پوشیدہ کرنے مین مجھ سے ڈرو
وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۔ اور مت خرید کرو میری آیتون پر مول تھوڑا یعنی اللہ تعالیٰ کے
آیات و احکام کو تھوڑی قیمت سے یعنی رشوت لیکے اور لوگون کو اپنے سے راضی کرنے اور اونکے پاس
اپنا مرتبہ ہونے کے لئے مت بدل دو اس سے مقصود یہہ ہے لوگون کے اندیشہ سے احکام کو بدل دینے
سے جیسا یہنی کیا ہون جاہ و مال کی طمع سے رشوت کی لالچ سے احکام کو بدلدینے سے بھی یہنی کرتا ہون
دنیا کے جتنے تمتعات ہین بہ نسبت آخرت کے تمتعات کے بہت تھوڑے ہین وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہین منکر
اس جملہ کو ذکر کرنے سے یہود کی تہدید مقصود ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو جو تورات مین منصوص تھا انکار
کئے اور بدلے رجم واجب نہین سو اس انکار سے علی الاطلاق کافر ہوے موسیٰ علیہ السلام پر اور توریت پر
اور محمد پر صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر معلوم کیجئے مفسرون کو ان تینون آیت مین اختلاف ہی یعنی ومن لم
یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اور اس کے بعد دو آیت جو آتے ہین یعنی ومن لم یحکم بما انزل
اللہ فاولئک ہم الظالمون اور من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون ایک جماعت مفسرون
کی کہتی ہے کہ یہہ آیتین کفار کے اور یہود کے حق مین جو اللہ کے حکم کو بدل دئے نازل ہوئین کیونکہ مسلمان
گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونے سے کافر نہین ہوتا یہہ قول قتادہ اور ضحاک کا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
بھی ایک روایت ہے اسی کو تائید کرتی ہے حدیث براء ابن عازب رضی اللہ عنہما کی جس کو مسلم نے
روایت کی ہے براء رضی اللہ عنہ یہود کے رجم کا انکار کرنا اور تورات مین رجم کی آیت نکلنا اور اس
حکم کو یہود کے چھوڑنے کا قصہ بیان کرنا سب ذکر کرکے کہے یہہ تینون آیت کفار مین نازل ہوئین
ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے یہہ تینون آیتین مخصوص یہود مین اور
قریظہ اور نضیر مین نازل ہوئین عکرمہ نے کہا جس نے انکار کی جہت سے اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے
تو وہ کافر ہے جس نے اس کا اقرار کیا اور اس پر حکم نہین کیا تو وہ ظالم فاسق ہے یہہ قول ابن عباس سے
بھی مروی ہے ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

کئے ہین کہ انہون نے ومن لم یحکم الآیہ مین کہا جو کوئی اللہ کے حکم کو جو نازل کی ہے انکار کیا تو وہ کافر ہوا
جو کوئی اس کا اقرار کیا اور اس کا حکم نہین کیا تو وہ ظالم ہے فاسق ہے زجاج نے اسی کو اختیار کیا اور بولا
جو کوئی اللہ تعالی کے حکمون سے کسی حکم کو جو انبیا لائے ہین باطل کہا تو وہ کافر ہے طاؤس نے کہا مین نے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اللہ تعالی نے جو نازل کیا ہے اس پر کوئی حکم نہ کرے تو کیا وہ کافر کہے
اس کو کفر لاحق ہوا لیکن کفر کہ جس سے ملت سے نکل جاوے جیسے اللہ تعالی سے اور اس کے
ملائکہ سے اور اسکے کتب سے اور اسکے پیغمبرون سے اور قیامت کے دن سے کفر ہے ویسا کفر نہین
عطا سے یہی اسی کے مانند مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن اور نخعی سے منقول ہے کہ یہہ
تینون آیتین عام ہین یہود مین اور اس امت مین سو جو کوئی رشوت لیا اور اللہ کے حکم کو بدل کے اس کے
غیر کا حکم کیا تو وہ کافر اور ظالم اور فاسق ہوا اسدی نے اسیکو اختیار کیا ہے بعضے کہتے ہین یہہ اسکے
حق مین ہے جس نے اللہ کا حکم منصوص پایا پھر اسکو عمدا رد کر کے اسکے برخلاف حکم کیا تو وہ کافر ہوا
جس پر نص مخفی رہا اور اسکی تاویل مین خطا کیا تو اس وعید مین داخل نہین ہوتا خوارج اس آیت
سے دلیل لیتے ہین کہ جس نے اللہ تعالی کی عصیان کیا تو وہ کافر ہے کہتے ہین اللہ تعالی نے اس
آیت مین فرمایا جو کوئی اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے تو وہ کافر ہے جو شخص گناہ کیا تو وہ اللہ کے
اتارے پر حکم نہین کیا اس سے لازم آیا کہ گناہ گار کافر ہے اہل سنت کا مذہب یہہ ہے کہ گناہ کرنے
سے بندہ کافر نہین ہوتا خوارج کے اس شبہہ کے جواب مین بعضون نے کہا کہ یہہ آیت یہود کی شان
مین نازل ہوئی ہے تو یہہ حکم انکے واسطے مخصوص ہوا لیکن اس جواب مین خدشہ ہے اسواسطے کہ
اعتبار عموم لفظ کو ہے نہ خصوص سبب کو اس کو تائید کرتی ہے حدیث عبد الرزاق اور ابن جریر اور
ابن ابی حاتم اور حاکم کی کہ جسکو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ انہون کے پاس اس آیت کا
مذاکرہ ہوا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اور ہم الظالمون اور ہم الفاسقون
ایک شخص نے کہا یہہ بنی اسرائیل کے حق مین ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کہے بنی اسرائیل تمہارے
خوب بھائیان ہین جو میٹھا ہو تو تمکو ہے اور جو کڑوا ہو تو انکو ہے واللہ یون نہین لتسلکن طریقہم

قد الشرک یعنی البتہ تم انہین کے طریق پر چلے جاؤگے جیسا دوال کو بیچ مین سے چیرتے ہین یعنی انکو بداعمال پر جو جزا ہے تمکو بھی وہی جزا ہے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہون نے اس آیت مین کہا تم پہلے لوگ ہو جو شیرین ہو تو وہ تمہارے لئے ہے اور جو تلخ ہو تو وہ اہل کتاب کے لئے ہے اس سے انکا ارادہ یہہ ہے کہ وہ حکم مسلمانون کے لئے بھی ہے بعضے یون جواب دیتے ہین اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرنے سے مراد دل سے اس حکم کا انکار کرنا اور زبان سے اسکا انکار کرنا سو جو کوئی اللہ کے حکم کا ایسا انکار کیا تو وہ البتہ کافر ہے جس نے اوسکو اللہ کا حکم ہے سو جانا اور زبان سے وہ اللہ کا حکم ہے سو اقرار کیا لیکن اسکے خلاف عمل مین لایا تو وہ اللہ کے اتارے پر حکم کیا لیکن اس کو ترک کیا تو اس حکم مین داخل نہوگا امام رازی نے اسی جواب کو پسند کیا ہے وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا اور لکھ دیا ہمنے ان پر اس مین یعنی ہم نے توریت مین بنی اسرائیل پر یہہ حکم فرض کیا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ کہ جی کے بدلے جی ہے یعنی کسی نے کسی کا جی لیا یعنی ناحق قتل کیا تو اسکے بدلے قاتل کو بھی قتل کرنا جملہ کتبنا کا معطوف ہے از انلنا پر علیہم کی ضمیر للذین ہادوا کی طرف راجع ہے ان النفس بالنفس کا جملہ اپنی اسم وخبر کے ساتھ ملکے محل نصب مین ہے کتبنا کی مفعولیت پر اس آیت کی شان نزول کو اہل تفسیر یون کہتے ہین کہ مدینہ مین یہود کے دو قبیلہ تھے ایک بنی النضیر دوسرے بنی قریظہ بنی النضیر غالب پڑکے اپنے کو عزتمند سمجھتے تھے سو بنی قریظہ کی دیت اپنے یہان کی دیت کا نصف ٹھہرائے تھے چنانچہ اس کا بیان اوپر گذرا پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم رجم کا حکم کئے جس کو یہود لوگون سے پوشیدہ رکھتے تھے اسکو دیکھکے بنی قریظہ اپنا مقدمہ پیش کئے مقدمہ یہہ تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے بنی النضیر کا کوئی شخص بنی قریظہ کے ایک شخص کو قتل کیا بنی النضیر اہل دیت دینا چاہے بنی قریظہ بھکر تبوا بھیجے یہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو تشریف لائے انکا مقدمہ پس مین ملتوی رہا تھا پھر اس مقدمہ کی فریاد بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہے ہمارے اور ہمارے بھائی بنی النضیر مین فیصلہ کردو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے دم القرظی دم من دم النضیری یعنی خون قرضی کا نضری کے خون کے برابر اور پورا ہے بنی النضیر

خفا ہوکے کہے ہم تمہارے حکم کو نہ مانینگے لیکن ہماری تورات مین جو حکم ہے اس پر ہم عمل کرینگے تب اللہ تعالے نے یہہ آیت نازل کی معلوم کیجئے تورات مین جو حکم اللہ تعالی نے مقرر کیا تہا ہماری شرع مین بھی اسی حکم کو جاری کیا لیکن اس آیت کے عموم سے شافعیہ کے پاس چند صورتین نکلین حُرّ مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل نہ کرینگے اسکی دلیل بخاری وغیرہ کی حدیث ہے کہ جسکو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماے الا لایقتل مسلم بکافر یعنی خبردار مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جاوے ایسا ہی حر کو رقیق کے بدلے قتل نہ کرینگے کیونکہ اللہ تعالی فرمایا ہے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ الآیہ دارقطنی اور بیہقی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے لایقتل حرٌّ بعبد یعنی عبد کے بدلے حر کو قتل نہ کیا جاوے لیکن اس حدیث کی سند مین مقال ہے اسکو شواہد بھی ہین لیکن سب کے سندون مین مقال ہے ایسا ہی اصل یعنی باپ دادا وغیرہ اپنے فرع کو قتل کرین تو قصاص نہین ابوحنیفہ کو اوپر کے دونون مسئلون مین خلاف ہے کہتے ہین مسلمان کو ذمی کے بدلے اور حر کو رقیق کے بدلے قتل کرینگے اصل کو اسکے فرع کے بدلے قتل نہ کرنے مین ابوحنیفہ شافعی کے موافق ہین ایسا ہی ابوحنیفہ کے پاس عورت کو مرد کے بدلے قتل نہ کرینگے ہمارے پاس قتل کرینگے وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ اور آنکہہ کے بدلے آنکہہ یعنی کسی نے کسی کی آنکہہ کو پھوڑا تو اُسکے بدلے اسکی آنکہہ کو پھوڑنا وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ اور ناک کے بدلے ناک یعنی کسی نے کسی کی ناک کاٹی تو اسکے بدلے اوسکی ناک کاٹنا وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ اور کان کے بدلے کان یعنی ایک نے دوسرے کے کان کاٹا تو اسکا بھی کان کاٹنا وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ اور دانت کے بدلے دانت یعنی ایک نے دوسرے کا دانت اکہیڑا تو اوسکا بھی دانت اکہیڑنا وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ اور زخمون کا بدلا برابر ہے قصاص اصل مین مصدر ہے اوسکا معنی بدلہ لینا یہان مصدر سے مفعول کی معنی مراد ہین اس کی تقدیر یون ہے الجروح متقاصۃ یعنی زخم بعضے بعض سے بدلے جاتے ہین اللہ تعالی نے اوپر نفس کے چار چیز عین اور انف اور اذن اور سن کو مخصوص ذکر کیا اسکے بعد عام کو یعنی الجروح قصاص کو ذکر کیا سو یہہ تعمیم بعد التخصیص ہے یعنی جن اعضا مین مماثلت ہے

اور بدلہ ممکن ہو انمین بدلا لینا جیسے ہاتھہ یا نون ذکر انثین وغیرہ جنمین مماثلت ممکن نہین جیسا کہ
گوشت مین زخم لگایا یا ہڈی توڑا یا شکم مین زخم مارا کہ جس کا بدلہ لیوین تو اندیشہ تلف ہونیکا
ہے تو انمین قصاص نہین بلکہ ارش اور حکومت ہے ارش یعنی تاوان حکومت سے مراد یہہ ہے
کہ جس شخص کو زخم لگا اس کو غلام مقرر کرکے اسکی قیمت یون ٹھہرانا کہ اگر اس مین اس زخم
سے جو عیب نمود ہوا ہے نہ ہوتا تو اسکی قیمت کتنی ہوتی اور عیب ہونے سے کتنی قیمت گھٹ گئی
سو اس نقصان کی نسبت پوری قیمت کی طرف جیسی ہے اس کے نفس کی دیت سے اتنا دلانا اس کو
حکومت کہتے ہین مثلاً وہ زخمی اگر غلام ہوتا اور بغیر زخم کے اسکی قیمت دس درم کی ہوتی زخم کا
عیب ہونے سے اسکی قیمت نو درم کی ہوئی تو عیب کے سبب سے قیمت کا دسوان حصہ کم ہوا اسکو
اسکی دیت کا دسوان حصہ دلوانیگے معلوم کیجئے قصاص کا یہہ حکم تورات مین تہا سو آیت دلالت
کرتی ہے جو لوگ کہتے ہین سابق کے انبیا کی شرع ہماری بہی وہی شرع ہے جب تک اس کا نسخ نہ آوے
جیسا کہ مذہب حنفیہ اور بعضی شافعیہ کا ہے سو انکے پاس یہہ آیت حجت ہے جس نے کہا وہ ہماری
شرع نہین جیسا کہ وہ اصح قول شافعیہ کا ہے انکے پاس یہہ آیت حجت نہین اب یہی حکم ہماری شرع
مین مقرر ہے شرع جدید ہے تورات کی تبعیت سے نہین فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ پھر
جس نے تصدق کیا اسکو یعنی بخشش دیا تو وہ اسکو کفارہ ہے یعنی گناہ کو ڈھانک دیتا ہے اور
محو کرتا ہے بہ کی ضمیر کے مرجع مین اختلاف ہے بعضی کہتے ہین اس ضمیر کا مرجع قصاص ہے اس صورت
مین لہ کی ضمیر عفو کرنے والی کی طرف راجع ہوگی وہ مجروح ہے یا مقتول کا ولی ہے یعنی مجروح یا ولی
مقتول نے قصاص کو بخش دیا اور جانی سے اس کا بدلا نہین لیا تو وہ بخشنا کفارہ ہے اس بخشنے والے
کا یہہ قول ابن مسعود اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر بن عبد اللہ اور حسن بصری اور
شعبی کا ہے ابن مردویہ نے انصار کے ایک شخص سے روایت کی ہے اس نے فمن تصدق
بہ فہو کفارۃ لہ کی معنی مین یون روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے وہ
ایک شخص ہے کہ کسی نے اسکا دانت توڑا یا ہاتہہ قطع کیا یا اور کچہہ اسکا عضو قطع کیا یا اوسکے

بدن مین زخم لگایا سو اس کو وہ شخص یعنی مجروح نے عفو کر دیا تو اس مجروح سے اسکے مقدار گناہ اتر جاتے ہین اگر دیت کی ربع ہے یعنی چوتھائی ہے یعنی اس کی زخم مین دیت کے جو سو اونٹ ہین چوتھائی ہے تو اسکے گناہون کی چوتھائی بخشی جاتی ہے اگر ثلث ہے یعنی تہائی ہے تو اسکے گناہون کی تہائی بخشی جاتی ہے اگر پوری دیت ہے تو اوسکے سارے گناہ بخشے جاتے ہین ابو لیلی نے عدی بن ثابت سے روایت کی ہے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین ایک شخص نے ایک کا منہ توڑا سو اسکو دیت دینا چاہی مجروح نے قبول نہ کیا پھر بڑہکر تین اُنتی دیت دینا چاہے اُسنے قبول نہ کیا ایک شخص نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون فرماتے تھے من تصدق بدمہ او دونہ کان کفارۃ لہ من یوم ولدالی یوم تصدق یعنی جو شخص ایک خون یا اس سے کم کو معاف کیا تو پیدا ہوئے روز سے معاف کئے دن تک جو کچھ کیا ہے انکا کفارہ ہوا حافظ المنذری نے کہا اس سند کی روات سب صحیح کے روات ہین مگر عمران بن ظبیان اور بو لانجاری نے کہا عمران مین نظر ہے ابو حاتم نے کہا اسکی حدیث لکھتے ہین ابن حبان نے اسکی توثیق کی ہے حافظ السیوطی نے اس حدیث کو سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن مردویہ کے حوالہ سے روایت کی ہے اسکی روایت مین درعوض الی یوم تصدق کے الی یوم ممات واقع ہوا ہے امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن جریر ابی السفر سے روایت کئے ہین کہا ایک شخص قریش کا انصار کے ایک شخص کا دانت توڑ کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے استعدا کیا یعنی اسکو معاف کروانا چاہا معاویہ اسکو معاف کروانا چاہے انصاری نے ابا کیا معاویہ کہے تو جو چاہا سو کر یعنی قصاص لینے مین تجکو اختیار ہے وہان ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے سو کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے مامن مسلم یصاب بشئی من جسدہ فیتصدق بہ الا رفعہ اللہ بہ درجۃ وحط عنہ بہ خطیئۃ یعنی کوئی مسلمان نہین جسکے جسد مین کوئی آفت پہنچائی جاتی ہے پھر وہ اسکو معاف کر دیتا ہے مگر معاف کرنے سے اللہ تعالی اسکا مرتبہ بلند کرتا ہے اور اسکے گناہ اُتارتا ہے انصاری نے کہا مین نے اسکو معاف کیا ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے ہم اسکو نہین جانتے مگر اسی حدیث سے

ابو السفر نے ابو الدرداء سے سنا صحیح نہین ابن ماجہ نے فقط مرفوع حدیث ابی السفر سے ابی الدرداء سے روایت کی ہے حافظ المنذری نے کہا اس کی سند حسن ہے مگر اسکی سند مین انقطاع ہے امام احمد اور نسائی اور ضیاء المقدسی نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تھے من رجل یجرح فی جسدہ جرحۃ فیتصدق بہ الا کفر اللہ عنہ مثل ما تصدق بہ یعنی کوئی مرد نہین جو اسکے جسد مین کسی نے کچھ زخم لگاتا ہے پھر وہ مجروح اسکو معاف کر دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جس قدر اس نے معاف کیا ہے اسکے اتنے گناہون کو معاف کر دیتا ہے حافظ ابو الحسن الہیثمی اور حافظ عبد العظیم المنذری نے کہا اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہین حافظ السیوطی اسکی صحت کا قایل ہے امام احمد نے صحابہ کے ایک شخص سے موقوف روایت کی ہے کہا من اصیب بشیٔ فی جسدہ فترکہ للہ کان کفارۃ یعنی جو کوئی اسکے جسد مین کچھ پہنچا پھر اس نے اسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے چھوڑ دیا یعنی اسکا قصاص نہین لیا تو اسکے لئے کفارہ ہے حافظ المنذری نے کہا اس کی سند مین مجالد ہی اور یحییٰ بن سعید اور دارقطنی وغیرہ اسکی تضعیف کئے ہین نسائی وغیرہ نے اسکی توثیق کی ہے مسلم نے اسکے ساتھ دوسرے شخص کو ضم کر کے روایت کی ہے اسکے نظر کرتے حافظ السیوطی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے بعضون نے کہا ضمیرلہ کی جارح اور قاتل کی طرف راجع ہے یعنی مجنی علیہ نے جانی سے عفو کیا تو یہہ عفو کرنا جانی کے لئے کفارہ ہے آخرت مین اسکو دوسرے بار عقاب نہوگا یہہ قول ابن عباس اور مجاہد اور مقاتل کا ہے قریبا یہی اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کہا انہون نے فمن تصدق بہ فہو کفارۃ لہ مین کہا وہ کفارہ ہے جارح کو یعنی زخم مارنے والے کو اور صدقہ کرنے والے کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے ابن جریر کی ایک روایت مین یون ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے زخم کھایا سو اسکو زخم مارنے والے پر صدقہ کیا جارح پر کچھ مواخذہ نہین رہا اس جارح پر نہ قصاص ہے نہ دیت کیونکہ زخم کھایا سو شخص اس پر صدقہ کیا جارح نے ظلم جو کیا ہے اس ظلم کا وہ کفارہ ہوا اس قول کی

جانی کو آخرت مین مواخذہ نہین ابن القیم نے کہا تحقیق اس مسئلہ مین یہہ ہے قاتل کے ساتھہ تین حق تعلق پکڑتے ہین حق اللہ تعالی کا حق مقتول کا حق ولی کا قاتل نے جب اپنے نفس کو اپنی اختیار اور خوشی سے ولی المقتول کے سپرد کیا اور اللہ تعالی کے خوف سے اپنے فعل پر نادم ہوا اور توبہ نصوح کیا تو اللہ تعالی کا حق توبہ سے ساقط ہوا اسکا حق جو ہے اس سے بدلا لینے سے یا دیت لینے سے یا عفو کرنے سے ساقط ہوا مقتول کا حق باقی رہا سو اللہ تعالے قیامت مین اسکا عوض اپنے پاس سے مرحمت کریگا مقتول مین اور اپنے تابعہ بندہ مین مصالحت کرواویگا اگر قاتل نے اپنے نفس کو خوشی اور اختیار سے مقتول کے ولی کے سپرد کیا لیکن اپنے کرتب پر نادم نہوا اور اس سے توبہ نہین کیا یا اپنے نفس کو اختیار سے سپرد نہین کیا لیکن جبر سے اسکو قتل کئے تو ولی کا حق ساقط ہوا اللہ تعالی کا حق باقی رہا کیونکہ بغیر توبہ کے وہ حق ساقط نہین ہوتا اور مقتول کا حق بہی باقی رہیگا کیونکہ مقتول کو کچھہ نہ ملا آخرت مین اس کا مطالبہ کریگا اللہ تعالی اس کو اپنے پاس سے عوض کریگا سو یہان نہین کہہ سکتے جیسا اوپر کی صورت مین کہے تھے کیواسطے کہ اس نے اپنے نفس کو اختیار سے اور تائب ہوکے نہین سونپا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے قاتل کے ساتھہ تین حق متعلق ہوتے ہین جو بولا سو اس مین نظر ہے دو ہی حق تعلق پکڑے ایک اللہ تعالی کا حق دوسرا مقتول کا حق ولی کا حق جو تعلق پکڑا ہے بالاستقلال نہین بلکہ مقتول کی نیابت سے دیکھو فقط زخمی کیا جان نہین لیا مجروح خود دیت لیگا یا عفو کریگا اولیا کو اس مین کچھہ دخل نہین جب مرجاے تو اولیا اسکے قایم مقام ہوئے مقتول کا جو حق تہا اسکے اولیا کے ساتھہ تعلق پکڑا اب حق دو ہی ہوے نہ تین پہر ولی کا حق ساقط ہونا اور مقتول کا حق باقی رہنا صحیح نہین ہوتا مقتول کا جو حق تھا اسکو اسکے ورثہ نے کر گئے اسکا حق کہان باقی رہا واللہ اعلم معلوم کیجئے جو شخص ایسے گناہ کیا کہ جس مین حد ہے پہر وہ حد اس پر جاری کرنے سے اس کی گناہ ساقط ہوتی ہے یا نہین اس مین علما کو اختلاف ہے امام نووی نے شرح مسلم مین قاضی عیاض سے نقل کئے ہین کہ اکثر علما کا قول یہہ ہے کہ

اسکی گناہ ساقط ہوئے اسکی دلیل حدیث ہے عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی جسکو بخاری
مسلم وغیرہ روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہم ایک مجلس مین تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری بیعت کرو
اون چیزون پر کہ شریک نہ ٹھہرانا اللہ تعالی کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ زنا نہ کرنا اور چوری
نہ کرنا اور نفس کہ جسکا اللہ تعالی نے محرم کیا ہے قتل نہ کرنا مگر حق پر جو کوئی تم سے اس کو وفا
کریگا تو اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو کوئی ان چیزون سے کچھہ کیا پھر اسکو اسکی سزا ملی تو وہ
اس کا کفارہ ہے الحدیث قاضی نے کہا بعضے علما اس مین توقف کئے ہین ان کی دلیل
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لا ادری
الحدود کفارۃ یعنی مجھکو معلوم نہین حدود کفارہ ہین یا نہین قاضی بولا لیکن عبادہ رضی اللہ عنہ
کی حدیث کی اسناد اصح ہے اور دونون حدیث مین تعارض نہین شاید ابی ہریرہ کی حدیث
اول تھی معلوم ہوے بعد عبادہ کی حدیث فرمائے انتہی حافظ عسقلانی نے کہا ابوہریرہ کی
حدیث کو حاکم مستدرک مین اور بزار اپنی مسند مین معمر کی طریق سے روایت کئے ہین اس نے
ابن ابی ذیب سے وہ سعید المقبری سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ
حدیث صحیح ہے شیخین کی شرط پر اسکو امام احمد نے عبد الرزاق سے وہ معمر سے روایت کی
ہے دار قطنی نے کہا عبد الرزاق نے اسکو معمر سے روایت کی ہے سو منفرد ہوکے موصول روایت
کی ہے ہشام بن یوسف نے معمر سے روایت کی سو مرسل روایت کی ہے حافظ نے کہا آدم بن ابی
ایاس نے ابن ابی ذیب سے روایت کی سو موصول روایت کی ہے اسکو بھی حاکم نے روایت کی ہے
سو معمر کی روایت قوی ہوئی جب حدیث صحیح ہوئی دونون حدیث مین تعارض جو ہوا اس کا جمع وہی
ہے جسکو قاضی نے کہا اور بولا حق یہی ہے کہ حدیث ابوہریرہ کی مقدم ہے عبادہ کی حدیث پر اور
حدود کفارہ ہونے مین کچھہ توقف نہین عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے حدیث جو مذکور
ہوئی انہون نے اسکو منفرد ہوکے روایت نہین کی بلکہ ترمذی اور حاکم علی رضی اللہ عنہ سے
بھی روایت کی ہے کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے من اصاب حدا فعجل عقوبتہ

فی الدنیا فاللہ اعدل من ان یثنی علی عبدہ العقوبۃ فی الآخرۃ الحدیث یعنی جو کوئی حد کو پہنچا یعنے گناہ جس مین حد مقرر ہے اسکو کیا اور دنیا مین اسکی سزا اسکو جلدی ملی تو اللہ تعالیٰ اعدل ہے کہ اپنے بندہ کو آخرت مین دوسرے بار سزا دیوے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بندہ عاصی کہتا ہے اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ بھی روایت کئے ہین ترمذی نے کہا وہ حدیث حسن غریب ہے حاکم نے کہا شیخین کے شرط پر ہے ذہبی نے بھی اسکی تصحیح کو مسلم رکھا ہے مہذب مین کہا اسکی سند جید ہے حافظ عسقلانی نے کہا یہہ حدیث طبرانی کے یہان ابی تمیمۃ الہجیمی کی روایت سے ہے اسکی سند حسن ہے بندہ عاصی کہتا ہے ابو تمیمۃ الہجیمی تابعی ہے شاید مرسل روایت کیا ہو اور امام احمد اور دارمی اور ضیاء المقدسی کتاب المختارہ مین خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے من اصاب ذنبا اقیم علیہ ذلک الذنب فہو کفارۃ یعنی جو کوئی گناہ کی اور اس گناہ کا حد قایم کیا گیا تو وہ کفارہ ہے ضیاء نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ عسقلانی نے کہا اسکی سند حسن ہے ذہبی نے کہا اسکے اسناد صالح ہے اور طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ ما عوقب رجل علی ذنب الا جعلہ اللہ کفارۃ لما اصاب من ذلک الذنب یعنی سزا نہین دی گئی کوئی مرد کو کسی گناہ پر مگر اللہ تعالیٰ اس سزا کو اس گناہ کا جو کیا ہے کفارہ کرتا ہے اور ابو الشیخ نے حریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بھی خزیمہ کی حدیث کے مانند روایت کی ہے اور بھی ابو الشیخ نے طریق سے عمرو بن شعیب کے عن ابیہ عن جدہ عبادہ کی حدیث کے مانند روایت کی ہے حافظ نے کہا اسکی سند صحیح ہے اور ثابت بن الضحاک سے بھی اسکے مانند روایت کی ہے ابن جریر طبری نے کہا دنیا مین حد قایم کرنا ذنوب کا کفارہ ہے اگرچہ محدود توبہ نہ کرے سو ان حدیثون مین دلیل ہے ورنہ اہل کبائر دوزخ مین مخلد رہنا لازم آئیگا یہہ تو اہل حق کے قول کا مخالف ہے کسواسطے کہ عقوبت دنیوی کفارہ نہ ہوے مگر توبہ کے ساتھہ تو عقوبت اخروی بھی اہل توحید کو بجانب خدا دنیا جب تک دنیا مین توبہ نہ کرے لازم ہوا حالانکہ اسکو

نصوص صریحہ جو انکے عدم خلود کو مقتضی ہین رد کرتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا ان احادیث سے
مستفاد ہوا کہ حد کا قایم کرنا گناہ کا کفارہ ہے اگرچہ محدود توبہ نہ کرے جمہور کا قول یہی ہے
بعضے کہتے ہین توبہ ضروری ہے بعضے تابعین یہی اسی کو جزم کئے ہین معتزلہ کا بھی یہی قول ہے
ابن حزم نے بھی انہین کی موافقت کی ہے مفسرین سے بغوی اور تھوڑی جماعت ایسا ہی
کہی ہے انتہی ابن نجیم نے ائمہ حنفیہ سے بحر الرایق مین کہا گناہ کی طہرت بن توبہ کے ہونا حد کے
احکام مین ہے یا نہین سو اس مین اختلاف ہے بہت علما کا مذہب یہہ ہے کہ وہ طہرت حد کے
احکام سے ہے ہمارے اصحاب کا یعنی حنفیہ کا مذہب یہہ ہے کہ طہرت حد کے احکام سے نہین
حد اس پر قایم کئے بعد اس گناہ سے توبہ نہین کیا تو اس گناہ کا اثم ساقط نہوگا ابن الہمام
نے فتح القدیر مین اسکی دلیل قطاع الطریق کی آیت سے لیا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا (ذلک
لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا) ذلک کا اشارہ تقتیل کی طرف
ہے یا تصلیب کی طرف یا نفی کی طرف سو اللہ تعالی نے دنیا اور آخرت دونون کے عذاب کو اس
آیت مین جمع کیا پہر آخرت کا عذاب توبہ سے ساقط ہوتا ہے جو فرمایا استثنا کو آخرت کے
عذاب کی طرف ہم رجوع کئے کیونکہ توبہ سے دنیوی حد ساقط نہ ہونے پر سب کا اجماع ہے اس
دلیل کے رو مین کہے ہین کہ آیت مین استثنا کو عذاب آخرت کی طرف رجوع کرین تو قبل ان تقدروا
علیہم کو ذکر کرنے مین کچھہ فایدہ نہین کیونکہ توبہ کرنا گناہ کو ساقط کر دیتا ہے خواہ قبل قدرت کے ہو
یا بعد قدرت کے اس سے ظاہر ہوا استثنا عذاب دنیوی کی طرف راجع ہے کیونکہ قطاع الطریق
کا حد جو ہے اُن پر قادر ہونے کے قبل ساقط ہوتا ہے ان پر باقی نہین رہتا مگر وہ جو حق العباد ہے
صاحب حق اگر اپنے حق کو عفو کیا تو ساقط ہو جاتا ہے ان پر قادر ہوے بعد حق اللہ ساقط نہین
ہوتا مقتول کے اولیا عفو کرین تو وہ عفو نہین ہوتا بعضے حنفیہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی
حدیث سے ایسا جواب دیتے ہین کہ یہہ حدیث عقوبت کے بعد توبہ کرنے پر محمول ہے یعنی عقوبت
کے بعد توبہ کرین تو وہ کفارہ ہوگی ورنہ اثم باقی ہے بندہ عاصی کہتا ہے توبہ سے اس کا کفارہ ہونا

مراد ہو تو حدیث مین دوسرا جملہ جو مذکور ہوا یعنی گناہ پوشیدہ کیا اور اس کو دنیا مین عقوبت نہین ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی مشیت مین ہے سو اس جملہ کی بیان کی حاجت نہ رہتی کسواسطے کہ توبہ سے وہ بھی ساقط ہوجاتی ہے واللہ اعلم ابن القیم نے جیسا کہا ہے ابن التین نے بھی اسمعیل القاضی سے ویسا ہی نقل کی ہے اس نے کہا قاتل کو جو قتل کرتے ہین دوسرون کی ارداع کے یعنی ویسے فعل سے باز رکھنے کے واسطے ہے تو مقتول کی طلب باقی ہے کیونکہ اسکو کچھ حق نہین پہنچا حافظ عسقلانی نے اونکے رد مین کہا ایسا نہین بلکہ اسکو حق پہنچا کیونکہ ظلم سے جو مقتول ہوا اوسکے سب گناہ قتل سے محو ہوئے اس سے بڑھکے کیا حق ملنا ہے حدیث ہے کہ جس کو ابن حبان وغیرہ تصحیح کئے ہین آیا ہے کہ ان السیف محاء للخطایا یعنی مقرر تلوار بہت محو کرنے والی ہے گناہونکو اور طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے اذا جاء القتل محا کل شئ یعنی جب قتل آیا تو ہر گناہ کو محو کیا اور طبرانی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بھی اسیکے مانند روایت کیا ہے اور طبرانی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے کہ لایمر القتل بذنب الا محاہ یعنی قتل کسی گناہ سے نہین گذرتا مگر اسکو محو کرتا ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ اگر قتل نہوتا تو اسکے گناہ بخشے نہ جاتے اس حق سے بڑھکے کیا حق مقتول کو پہنچیگا حد قتل فقط ارداع کے واسطے مشروع ہوتی تو قاتل سے عفو کرنا جایز نہوتا انتہی شیخ ابن حجر المکی الہیثمی تحفہ مین اور شیخ شمس الدین محمد الرملی نہایہ مین کہے ہین قصاص لینے سے یا عفو کرنے سے یا دیت لینے سے اخروی مطالبہ باقی نہ رہا شرع کی اور روضہ کی عبارت سے مطالبہ باقی رہنا جو مفہوم ہوتا ہے وہ حق اللہ باقی رہنے پر محمول ہے کیونکہ حق اللہ کو ساقط نہین کرتا مگر توبہ صحیحہ اگر فقط قود کے واسطے اپنے کو سونپا تو مفید نہوگا مگر اوسکے ساتھ گناہ کی ندامت اور پھر ویسے گناہ نہ کرنیکا عزم منضم نہ ہووے خطیب الشربینی نے بھی معنی مین اسی کو کچھ توضیح کے ساتھ لکھا ہے اسکے کلام کی معنی یہہ ہے قاتل سے وارث نے اگر قصاص لیا یا مال لیکے عفو کیا یا کچھ نہ لیکے معاف کردیا تو شرع کے ظواہر مقتضی ہین کہ آخرت مین اس سے مطالبہ ساقط ہوا مصنف یعنی امام نووی نے ایسا ہی فتویٰ دیا ہے شرح مسلم مین بھی

اوسیکے مانند کہا ہے لیکن شرح کی یعنی عزیز کی اور روضہ کی ظاہر تعبیر عقوبت باقی رہنے پر دلالت کرتی ہے کسواسطے کہ وہ دونون کہتے ہین وتعلق بالقتل للمحرم وراء العقوبۃ الاخرویۃ مواخذات فی الدنیا یعنی قتل محرم مین عقوبت اخروی کے سوا چند مواخذات تعلق رکھتے ہین ان دونون نے جو تعبیر اختیار کی ہے کہ کلام روضہ کا اور اسکے اصل کی ظاہر تعبیر سے مطالبہ اخروی باقی رہنا مفہوم ہوتا ہے سو اس مین تامل ہے کیونکہ انکی غرض اس کلام سے قتل محرم پر کیا کیا احکام مترتب ہوتے ہین سو بیان کرنا تہا سو روضہ مین کہا وتعلق بالقتل الذی لیس ہو مباحا سوی عذاب الآخرۃ مواخذات فی الدنیا القصاص والدیۃ والکفارۃ آہ یعنی قتل جو مباح نہین اس مین سوائے عذاب آخرت کے چند مواخذات ہین قصاص اور دیۃ اور کفارہ یعنی قتل محرم مین فقط گناہ ہی نہین بلکہ یہہ مواخذات بھی ہین اتم کو اور اس مواخذات کو رفع کرنیکے چیزون کو ذکر نہین کیا اس سے یہہ مفہوم نہین ہوتا کہ توبہ کرنے سے یا ولی قتل معاف کرنے سے گناہ ساقط نہووے کیونکہ یہہ امور خارجی ہین نفس قتل سے من حیث انہ قتل تعلق نہین رکھتے نصوص صریحہ اسکے عدم مواخذہ مین جو مذکور ہوئین اس پر دال ہین واللہ اعلم وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہین بے انصاف یعنی جو لوگ اللہ کے اتارے پر حکم نہین کرتے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتے ہین اوپر کی آیت مین اللہ کے اتارے پر حکم نہین کرنے والون کو کافر ہین کہا یہان فرمایا وہ ظالم ہین کفر ظلم سے بڑہکر ہے اعظم تہدیدات کو جو کفر تھا ذکر کیے بعد ظلم کو جو اخف تھا بیان کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ اس جہت سے کہ وہ اپنے مولی سبحانہ کی نعمت کا انکار کیا کفر ہے اور اس جہت سے کہ وہ اپنے نفس کو عذاب ابدی مین گرفتار کیا سو اپنی نفس پر ظلم ہے پہلی آیت مین اللہ تعالی نے اپنی خدمت مین قصور کرنے سے جو تعلق رکھا تھا اس کو ذکر کیا اس آیت مین وہ شخص اپنے حق مین نقصان کرنے سے جو

جو تعلق رکھتا ہے اسکو ذکر کیا اس میں اور بھی وجوہ ہیں اسکو
ہم آیندہ ذکر کرینگے وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ
مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ اور پچھاڑی بھیجا ہم نے انکے قدم کے نشانون پر
عیسیٰ مریم کے بیٹے کو سچ بتاتا تورات کو جو آگے سے تھی قفینا ماضی کا صیغہ ہے باب تفعیل سے تقفیہ
کے معنی پیچھے بھیجنا اس کا عطف انزلنا التوراۃ پر ہے آثار جمع اثر کی ہے ہم کی ضمیر نبیون کی طرف
راجع ہے دونون حرف جر علی اور باء جر بعیسی مین ہے قفینا سے متعلق ہین قفینا جسنا کی معنی کو متضمن ہے
حاصل معنی یون ہین ان انبیا کے پیچھے انھین کی نشانیون پر عیسی کو بھیجا مصدقاً حال موکدہ ہے
عیسیٰ سے عیسی علیہ السلام تصدیق کرتے تھے کہ تورات اللہ تعالی کی کتاب ہے اسی کے پاس سے
نازل ہوئی اس پر نسخ وارد ہونیکے قبل اسی پر عمل تھا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام تورات کے چند احکام
کو نسخ کئے وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ اور اسکو دی ہمنے انجیل فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ اس مین
ہدایت اور روشنی ہے ہدایت ہے سو جہالت سے روشنی ہے سو بصیرت کے اندھے پن کو
وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ اور سچا کرتی اپنی اگلی تورات کو وَهُدًى وَّ
مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اور ہدایت اور نصیحت ڈرنوالون کو واٰتیناہ کا عطف قفینا پر ہے
فیہ ہدیً ونور مبتدا خبر ہین وہ جملہ حال ہے الانجیل کا یا ہدیً فاعل ہے جار مجرور کا اور جار مجرور
حال ہے انجیل سے مصدقاً اور ہدی اور موعظۃ کا عطف فیہ ہدیً کے محل پر ہے اسکا محل نصب
ہے حالیت پر تو مصدقا و ہدیً وموعظۃ یہہ تینون بھی حال ہوے الانجیل کے ہدی اور موعظۃ
کو محذوف مفعول پر عطف کرکے مفعول لہ ڈالین تو بھی صحیح ہے یعنی ہادیا اسکو انجیل ارشاد اور
ہدایت اور موعظت کے واسطے مصدقا لما بین یدیہ من التوراۃ کو جو ذکر کیا سو تکرار نہین کیونکہ
پہلے جملہ مین عیسیٰ تورات کے مصدق تھے سو خبر دیا اس جملہ مین انجیل تورات کی مصدق ہے
سو بیان کیا معلوم کیجئے انجیل مین ہدایت ہے سو اول بیان کرکے دوسرے بار اسکو ہدایت
ہے کہا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنیکی اس مین بشارت ہے پھر یہہ بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی نبوت کی طرف لوگ راہ پانے کا سبب ہے یا یہہ کہ یہود اور نصاری اور مسلمانون مین بڑی منازعت جو ہے اسی امر یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت کی ہے سو اس لئے اللہ تعالی نے ہدایت کو دوسرے بار اعادہ کیا تا تنبیہ کرے کہ انجیل مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت ظاہرہ ہے سو انجیل اس مسئلہ مین کہ جسکی بیان کی طرف کمال احتیاج تھی ہدایت ہوی انجیل نصیحت ہوی کیونکہ انجیل نصایح اور زواجر بلیغہ پر مشتمل ہے ہدایت و نصیحت متقین کو ہے کر کر تخصیص کیا کیونکہ نصیحت سے انتفاع حاصل نہین ہوتا مگر متقین کو وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ اور چاہئے کہ حکم کرین انجیل والے اس پر جو اللہ نے اُتارا اس مین معلوم کیجئے ولیحکم مین قرا کو اختلاف ہے حمزہ ولیحکم لام کی کسرہ سے میم کی فتح سے پڑھتا ہے اسکی قرارت پر یہہ لام جارہ ہے اس کے بعد لفظ کے کا پوشیدہ ہو کر نصب دیا ہے تقدیر یون ہے ولکی یحکم اہل الانجیل یعنی اور تا کہ حکم کرین انجیل والے اس کا عطف ہدًی و موعظۃ پر ہے جبکہ انکو مفعول لہ ڈالینگے اگر انکو حال ڈالین تو حرف جر کا تعلق مقدر فعل سے ہے اسکی تقدیر و آتیناہ الانجیل للحکم اس قرأت پر معنی یون ہونگی دی ہمنے اسکو انجیل تا کہ حکم کرین اہل انجیل باقی قرار لام اور میم کے سکون سے قرأت کئے ہین امر غائب کے صیغہ پر اس قرارت پر اسکی تاویل مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہے یہان قول مقدر ہے اسکی تقدیر یون ہے و قلنا لیحکم اہل الانجیل یعنی ہم نے اسکو انجیل دیا اور انکو کہا چاہئے کہ حکم کرین انجیل والے اس تقدیر پر اس جملہ مین اُن پر اللہ تعالی اسوقت مین انجیل پر عمل کرنے کا حکم جو کیا تھا اس کی اخبار ہوئی پھر قلنا کو حذف کیا کیونکہ اوپر کتبنا اور قفینا جو مذکور ہوے اس محذوف پر دلالت کرتے ہین قول کو حذف کرنا عرب کے کلام مین شائع ہے دوسری وجہ ولیحکم کلام کی ابتدا ہے نصاریٰ کو انجیل مین جو ہے اس پر عمل کرنیکا حکم ہے اس وجہ پر ایک اشکال آتا ہے اشکال یہہ ہے قرآن نازل ہو کے انجیل پر عمل کرنیکو نسخ کیا پھر نصاری کو انجیل پر عمل کرنے کا کیسا حکم کیا اس اشکال کے جواب میں بعضے کہتے ہین انجیل پر عمل کرنے کا حکم جو ہے ان چیزون مین ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت

کرتی ہیں کہ وہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر انجیل مین ثابت ہے اور حضرت کی نبوت کی تصدیق کرنا انپر
واجب ہے جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو اپنی انجیل پر عمل کرے بعضون نے کہا
انجیل پر عمل کرنے کا حکم جو ہے ان امورمین ہے جو قرآن سے منسوخ نہین ہوے ہین بعضون نے
انجیل پر عمل کرنے کا حکم جو ہے اس سے غرض اسکی تحریف سے اور اسکے احکام کو تغیر دینے سے
زجر کرنا ہے جیسا یہود تحریف و تغیر سے توراۃ کے احکام کی اخفا کئے ولیحکم اہل الانجیل بما انزل
اللہ فیہ کی معنی یون ہے اللہ تعالی نے انجیل کو جیسی نازل کی ہے نصارا اسکو ویسا ہی پڑھے
ہین اس مین تحریف و تبدل نہ کرین وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ
اور جو کوئی حکم نکرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہین فاسق فسق کی اصل معنی اطاعت سے
نکل جانا سو اس مقام مین فسق کو ذکر کرنا نہایت مناسب ہوا کہ اوپر انجیل پر عمل کرنے کا حکم کیا
جس نے عمل نہ کیا تو اللہ کے حکم سے وہ نکل گیا اور فاسق ہوا معلوم کیجئے اللہ کے اتارے پر جس نے
عمل نکیا تو اسکو ایک آیت مین کافر کہا ایک آیت مین ظالم کہا ایک آیت مین فاسق کہا سو
بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ تینون ایک ہی موصوف کے صفت ہین ایک موصوف کے چند
صفت ہونے مین کچھہ قبح نہین کافر ہین کہ اللہ کے حکم کا بانت کئے ظالم ہین کیونکہ اس
حکم سے تمردی اختیار کرکے اسکے خلاف کا حکم کئے فاسق ہین کہ اللہ کے حکم سے نکل گئے بعضے
کہتے ہین حکم سے ابا کرنے کے ساتھ ایک حالت منضم ہوئی ہے اس حالت کے دیکھتے ایک وصف
سے انکو متصف کیا انکار کی راہ سے جو حکم نہین کئے اس سے ان کو کفر سے وصف کیا حکم کا
انکار نہین کرتے بلکہ حکم کے مقر ہین لیکن حظوظ نفسانی کے واسطے اسکو ترک کئے ہین تو اس سے
انکو ظلم اور فسق سے وصف کیا اس وجہ پر یون بھی کہہ سکتے ہین حکم کے منکر ہو کر نہین کئے تو
کافر ہین حکم کے مقر ہین لیکن اپنے حظوظ نفسانی کے واسطے اس پر حکم نہین کئے تو وہ ظالم ہین
حکم کا انکار نہین رکھتے اور حظ نفسانی کی جہت سے بھی حکم نہین کرتے لیکن اس کے حکم سے
جاہل ہین بے علم حکم کرتے ہین تو وہ فاسق ہین اسوجہ کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے

تائید ہوتی ہے جس کو ابن سعد نے یزید بن موہب سے روایت کیا ہے کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر کو کہا تم لوگون کے قضیہ فیصل کیا کرو ابن عمر رضی اللہ عنہما کہے مین دو شخص کے درمیان کبھی فیصلہ نہ کرونگا اور اس کا قصد نہ کرونگا عثمان کہے کیا تم میری نافرمانی کرتے ہو ابن عمر کہے نہین لیکن مجھکو پہنچا ہے قضات تین من ایک قاضی ہے حکم کرتا ہے جہل سے سو وہ دوزخ مین ہے ایک قاضی ہے ظلم کرتا ہے اور اسکی خواہش نفسانی اسکو میل دلاتی ہے سو وہ دوزخ مین ہے اور ایک قاضی ہے اجتہاد و کوشش کیا اور حق کو پہنچا سو اس کو کفاف ہے اسکو نہ اجر ہے اور نہ اس پر کچھ وزر ہے عثمان رضی اللہ عنہ کہے تمہارے والد تو قضیہ فیصل کیا کرتے تھے ابن عمر کہے میرے والد قضیہ فیصل کرتے تھے پھر ان پر کچھ امر مشکل ہوتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ امر مشکل ہوتا تھا تو جبرئیل سے پوچھتے تھے اور مین پوچھنے کے واسطے کسی کو نہین پاتا کیا تم نے نہین سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فرماتے تھے کوئی اللہ کی پناہ لیا تو مقرر اس نے پناہ لی پناہ کی جگہہ مین عثمان رضی اللہ عنہ کہے ہان ابن عمر کہے مجکو تم خدمت دینے سے مین اللہ کی پناہ لیتا ہون عثمان انکو معاف رکھے اور کہے اس کسی سے مت بول اس حدیث کو ترمذی نے عبد اللہ بن موہب سے ابن عمر سے مختصر روایت کیا ہے ابو یعلی بھی عبد اللہ بن موہب سے ابن عمر سے اس حدیث مین سے پہلی مرفوع حدیث کو فقط روایت کی ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے اور میرے پاس اسکی سند متصل نہین سیوطی نے اسکو جمع الجوامع مین طبرانی کی کبیر کی رمز سے بھی ذکر کیا ہے اسکے لفظ مین یون ہے قاضی جو حق فیصلہ دیا جنت مین ہے حافظ ابو الحسن الہیثمی نے کہا اس کے رجال ثقات ہین اسکو ابو داؤد اور النسائی اور ابن ماجہ اور حاکم بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کئے ہین ابو داؤد نے کہا یہہ اصح شی ہے اس باب مین حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ اور اتاری ہمنے تجہ پر کتاب کو راستی سے سچا کرتی جو اپنے روبرو ہے کتاب سے یہہ خطاب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی

اے محمد تجھ پر بھیجے کتاب راستی اور واجبی سے اتاری تیری کتاب اگلے کتابون کو جو انبیا پر
اترے ہین انکو سچا کرتی ہے اس انزلنا کا عطف اوپر کے انا انزلنا التوراۃ پر ہے الکتاب مین
الف لام عہد کا ہے سو اس کتاب سے قرآن مراد ہے بالحق کا تعلق محذوف سے ہے وہ محذوف
حال پڑا ہے الکتاب کا یا انزلنا کے فاعل کا یا الیک کے کاف کا اس مین بارجارہ جو ہے ملابست
ومصاحبت کے معنی سے ہے اسکی تقدیر یون ہے ملابسا للحق یا مصاحبا للحق یعنی وہ کتاب راستی سے
لگی ہوئی ہے اللہ تعالی کے پاس سے اسکے اترنے مین کچھ شک نہین ہے مصدقا حال ہے الکتاب کا
یعنی حال وہ ہے کہ یہہ کتاب اگلے کتاب کے سچا کرتی ہے من الکتاب مین الف لام جنس کا ہے
یعنی جنس کتاب جو اللہ کے پاس سے اترے ہین یہہ کتاب اگلے کتابون کی مصدق ہے اس وجہ سے
کہ ان اگلے کتابون مین اسکی نعت جو آئی ہے اسکے موافق نازل ہوئی اور اس وجہ سے کہ
اونہین قصص اور مواعید اور حق باتی دعوت اور لوگون مین عدل کرنا اور معاصی اور فواحش سے
اجتناب کرنا جیسا وارد ہوا ہے اس مین بھی وہی باتین مذکور ہین جزئی احکام مین اختلاف
جو پایا جاتا ہے حقیقت مین وہ اختلاف نہین کہ وہ احکام زمانون کے اور لوگون کے احوال کے دیکھتے
ان احکام مین تغیر ہوا ہے وہ احکام اسوقت کے اور اس عصر کے لوگون کے نظر کرتے تھے
اس وقت کے لوگون کے دیکھتے اس مین تغیر کرنا عین حکمت ہوی کہ جس پر امر شرع کا دور
کرتا ہے اور بھی احکام جو سابق مین تھے وہ احکام دایم رہنے پر انمین کچھہ دلیل نہین جو ناسخ
آنے سے انکا خلاف ہوا فقط وہ مشروع ہونے پر دلالت کرتے ہین انکے بقا پر یا زوال پر انمین
دلالت نہین معلوم کیجئے تورات وغیرہ کتب جو اہل کتاب کے پاس اب موجود ہین انمین قصے
جو قرآن کے مخالف ہین احبار کی تصرفات سے ہین جو اپنی کتابون مین تغیر دیئے ہین۔
ومهيمنا عليه اور شامل ان سب پر یعنی ان سب کتب پر مہیمن صیغہ اسم فاعل کا ہے ہیمن۔
یہیمن ہیمنۃ فہو مہیمن سے اس کے معنی محافظ اور رقیب یعنی نگاہبان اور شاہد کے ہے یہہ خلیل
اور ابو عبید کا قول ہے یعنی اللہ کے سب کتب پر جو اگلے ہین قرآن شاہد اور محافظ ہے قرآن محافظ ہوا

الہ سب کتب پر کیونکہ وہ منسوخ نہین ہوتا تغیر و تبدل نہین پاتا جب قرآن ایسا ہوا تو اسکی شہادت تورات و انجیل و زبور اور سارے آسمانی کتب پر حق ہوئی بعضے کہتے ہین مہیمن کا اصل مو امن تھا دو ہمزون کے ساتھ امن یومن ایمانًا سے ہمزہ ثانیہ کو یا سے بدل کئے ہمزۂ اولی کو ہا سے بدل کئے جیسا اراق کو ہراق اور ایاک کو ہیاک کہتے ہین اور یہہ اعلال خلاف قیاس ہے اس تقدیر پر مہیمن کی معنی آمین ہوگی قرآن اگلے کتب پر امین ہوا کہ اہل کتاب اپنے کتابون سے جو خبر دیتے ہین اگر قرآن مین ہو تو سچی خبر دی اگر قرآن مین نہین تو اس مین احتمال ہے صدق و کذب کا بعضے کہے ہین مہیمن کا اصل مومین تھا وہ تصغیر ہے مومن کی دو حرف علت جمع ہونے سے لفظ مین ثقالت ہوتی تھی اس لئے واو کو جو اصل مین ہمزہ تھا ہا سے بدل کر کے مہیمن کہے یہہ ابن قتیبہ سے منقول ہے اس کو بعضون نے رد کیا ہے کہ مہیمن اللہ تعالی کے اسماء الحسنی مین ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مین بھی ہے اللہ تعالی کے اسماء کی اور انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام کے اسماء کی تصغیر جائز نہین اگرچہ بعضے اسماء کی تصغیر تعظیم کیواسطے ہوا کرتی ہو جیسے دویہیہ تصغیر دابۃ کی ہے شاعر نے ایک بیت کہا ہے اس کا مضمون یہہ ہے میرے دوست کو حبیب کر کے تصغیر سے کہا سو تحقیر کیواسطے نہین ہے بلکہ تصغیر سے اسکے نام مین عذوبت یعنی شیرینی آئی لیکن تصغیر موہم تحقیر کو ہے اس لئے اسماء الٰہی اور اسماء انبیا مین جائز نہین عاصی کو اس مین نظر ہے کیونکہ اسماء الٰہی اور اسماء انبیاء کی تصغیر جائز نہین جو کہے وہ نام مقرر ہو چکے بعد اسکے تصغیر جائز نہین ہے جیسا اللہ کا نام وہاب ہے اس کو مصغر کر کے وہیب کہنا جایز نہین جو لفظ عرب کی اصل وضع مین مصغر ہی وضع ہووے اور اسم مین تعظیم رہے تو اس کو اللہ تعالی پر اطلاق کرنے کو کچھ مانع نہین واللہ اعلم

وَمُهَيْمِنًا کا عطف مصدقًا پر ہے مصدقًا جس کا حال واقع ہوا ہے یہہ بھی اسی کا حال ہے

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ سو تو حکم کر ان مین اس سے جو اللہ نے اتارا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ اور انکے خواہشون پر مت چل چھوڑ کر حق راہ جو

تجھکو آئی فاحکم مین فا جو آیا ہے اپنا مابعد اپنے ماقبل پر مترتب ہونے پر دلالت کرتا ہے یعنی قرآن
جب مصدق اور مہیمن ہوا قبل کے کتابون پر تو اہل کتاب تیرے پاس اپنے مقدمات کو رجوع
لاوین تو اللہ تعالی نے تجھ پر جو حکم نازل کیا ہے اس پر عمل کر حق بات جو تجھکو اللہ کے پاس سے آئی
ہے اس سے منحرف ہوکے انکی خواہشون کی متابعت مت کر معلوم کیجئے اس آیت مین خطاب
اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن مراد اس سے امت ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی
خواہشون کی کبھی متابعت نہین کئے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ہر ایک کو تم مین دیا
ہمنے ایک دستور اور راہ واضح شرعۃ معنی سے شریعت کے ہے مشتق ہے شرع سے بیان
اور توضیح کی معنی سے یا مشتق شروع سے ہے کسی امر کو ابتدا کرنیکی معنی سے کلام عرب مین شریعت
کو کہتے ہین یعنی پانی کے واسطے جمع ہونیکی جگہہ کہ لوگ جس کا قصد کرتے ہین اور وہان پانی پیتے ہین
بعضون نے کہا شریعت کی معنی طریق یعنی راہ بعد اسکو استعارہ کئے اللہ تعالی کی طریق اور اوسکے
دین مین کہ جسکو بندون کیواسطے مقرر کیا ہے منہاج کی معنی راہ روشن ابن جریر اور ابن ابی حاتم
وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطریق متعدد وہ روایت کئے ہین کہ انھون نے شرعۃ و منہاجا کی تفسیر
سبیلا اور سنۃ سے یعنی راہ اور طریقہ سے کی ہے قتادہ سے روایت کئے ہین کہ اس نے بھی اسکی
تفسیر سبیلا و سنۃ سے کیا اور بولاسن مختلف مین تورات کی ایک شریعت ہے انجیل کی ایک شریعت
ہے قرآن کی ایک شریعت ہے اللہ تعالی امین جسکو چاہے اسکو حلال کرتا ہے اور جسکو چاہے اسکو
حرام کرتا ہے تا جانے کہ اللہ کی اطاعت کون کرتا ہے اور معصیت کون کرتا ہے دین ایک ہی ہے
جس کا غیر مقبول نہین ہوتا وہ دین توحید اور اخلاص ہے جسکو رسول لائے بعضے کہتے ہین شریعت
اور منہاج دونون عبارت ایک ہی معنی سے ہے تاکید کیواسطے اسکو مکرر لایا ان دونون سے
مراد دین ہے بعضون کے کہا ان دونون مین ایک لطیف فرق ہے عبادت کے وقت پر جسکو
کرنے کا امر اپنے بندون کو اللہ تعالی نے کیا ہے وہ شریعت ہے طریق واضح جو شریعت کی
طرف پہنچاتی ہے وہ منہاج ہے یعنی مکارم شریعت منکم کا خطاب قینون امتون کو ہے یعنی

موسی علیہ السلام کی امت اور عیسیٰ علیہ السلام کی امت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اسلئے اللہ تعالیٰ نے پہلے بار فرمایا انا انزلنا التوراۃ الآیہ دوسرے بار کہا وقفینا علی آثارہم بعیسی بن مریم تیسرے بار بولا وانزلنا الیک الکتاب الآیہ اسکے بعد سبکو جمع کرکے فرمایا لکل جعلنا منکم شرعۃً ومنہاجًا یعنی ہر ایک کو مختلف شریعتین دیگئیں تورات کی ایک شریعت ہے انجیل کی ایک قرآن کی ایک شریعت ہے دین سب کا ایک ہی ہے وہ توحید ہے معلوم کیجئے بعضے آیتون مین آیا ہے کہ انبیا کی طریقت مین اختلاف نہین جیسا اس آیت مین فرمایا ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحًا اس تک جو فرمایا ہے ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ اور فرمایا اولئک الذین ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ بعضی آیتون مین آیا ہے کہ ان مین اختلاف ہے جیسی اس آیت مین لکل جعلنا منکم شرعۃً ومنہاجًا سو ان آیتون مین جمع اس طور سے کرتے ہین کہ جن آیتون مین اختلاف نہین کر کر وارد ہوا ہے اس سے اصول دین مراد ہین جو ایمان ہے اللہ پر اور اسکے ملائکہ پر اور اسکے رسولون پر اور قیامت کے دن پر ان امور مین سب انبیا کا اتفاق ہے جن آیتون مین اختلاف ہے کر کر آیا ہے وہ محمول ہے فروع اور عبادتون کے ظواہر پر سو اللہ تعالیٰ مختار ہے اپنے بندون کو ہر ایک وقت مین انکے مناسب ایک عبادت کرنے کا حکم کرے معلوم کیجئے اس آیت سے دلیل لیتے ہین وہ جو کہتے ہین کہ سابق کے انبیا کی شرع ہم کو لازم نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لکل جعلنا منکم شرعۃً ومنہاجًا سو یہ آیت دلالت کرتی ہے ہر رسول ایک مخصوص شریعت لے آیا پھر دوسرے رسول کو اور اوسکی امت کو اسکی اقتدا کرنا لازم نہین وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً اور اگر اللہ چاہتا تو تمکو ایک امت کرتا یعنی سبکو ایک جماعت کرتا سب کا دین اور سب کی شریعت ایک ہی رہتی کسی وقت مین اختلاف نہوتا وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ اور لیکن تمکو آزمایا چاہتا ہے اپنے دئے حکم مین یعنی اللہ تعالیٰ سب کا دین ایک ہی نہین کیا سو تم سے آزمایش کرنے کے لئے اس بات پر کہ مختلف شریعتین جو تمکو دی ہین اس پر تم عمل کرتے ہو یا نہین سو اللہ کا مطیع کون ہے اور عاصی کون موافق کون ہے مخالف کون اس سے معلوم

ہو جاتا ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ سو تم بڑھکر لو خوبیاں یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہے یعنی اے امت محمد تم نیک اعمال کرنے مین شتابی کرو اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا اللہ کی طرف پہنچنا ہے تم سبکو یہہ جملہ مستانفہ ہے اس کو فاستبقوا الخیرات کی یعنی خوبیان حاصل کرنے مین سبقت کرنیکی علت کے سیاق مین لایا کیونکہ مطیع اور عاصی موافق اور مخالف سبکو اللہ کے پاس پہنچنا ہے فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ سو جتا دیگا تمکو جس بات مین تم اختلاف کرتے ہو یعنی تم اس سنسار مین دین و دنیا کے امور مین آپس مین جو اختلاف کرتے ہو آخرت مین اللہ تعالے (یعنی دنیا ۱۲) اوسکی جزا تمکو دیگا پھر اس مین تمکو کچھ شک باقی نہ رہیگا محق اور مبطل مین مطیع اور عاصی مین ثواب و عقاب سے فرق کریگا وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ اور یہہ کہ حکم کر انمین اس سے جو اللہ نے اُتارا اس آیت کی شان نزول کو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی دلایل النبوہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ کعب بن اسد اور عبد اللہ بن صوریا اور شاس بن قیس جو یہود کے احبار تھے کہے محمد کے پاس چلو ہم جاکے انکو انکے دین سے پھیر دیتے ہین (یعنی پھیر دینے ۱۲) پھر آکے کہے یا محمد ہم یہود کے احبار یعنی بدیانت و عالم اور انکے اشراف و چودھری ہین سو آپ کو معلوم ہے اور جب ہم آپ کی متابعت کرینگے تو جتنے یہود ہین اتنے سب متابعت کرینگے اور ہماری مخالفت نہ کرینگے غرض یہہ ہے کہ ہمارے اور ہماری قوم مین ایک قضیہ ہے اس مقدمہ کا مرافعہ ہم آپکے پاس کرتے ہین آپ ہماری طرف فیصلہ دیوین تو ہم آپ کی تصدیق کرتے ہین اور آپ پر ایمان لاتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول نہ کئے تب اللہ تعالی نے اس آیت وان احکم بینہم بما انزل اللہ کو لقوم یوقنون تک نازل کی یعنی اے محمد حکم کر یہود مین وہ حکم جو اللہ تعالی نے اس کو اپنی کتاب مین یعنی قرآن مین نازل کیا ہے معلوم کیجئے وان احکم کا عطف الکتاب پر ہے جو انا انزلنا الیک الکتاب بالحق مین ہے تقدیر یون ہے وانزلنا الیک الکتاب وان احکم بینہم اوپر کی آیت مین جو گذرا اسکی یہہ تکرار نہین کہ سوا اسکے کہ یہ دونون آیت دو مختلف بابت مین نازل ہوئے ہین زانی محصن کو رجم نکرکے تازیانہ مارینگے یہود طلب کئے تھے اس مقدمہ مین پہلی آیت نازل ہوئی خون اور دیت کے

مقدمہ مین جو فیصلہ چاہتے تھے اس مین یہہ آیت نازل ہوئی پھر تکرار نہ ہوئی بعضے کہتے ہین حکم مین
تاکید کرنے کے واسطے اسکو مکرر لایا مجاہد اور قتادہ کہتے ہین فاحکم بینہم او اعرض عنہم مین جو تخییر
تھی اسکو اس آیت نے منسوخ کی ابو الشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مانند روایت
کی ہے وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ اور یہودی مت کر انکے خواہشون کی یعنی یہود تجکو جو کہے تو انکی خوشی
پر مت چل وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ اور ڈر تا رہ اُن
کر تجکو بہکا نہ دین کسی حکم سے جو اللہ نے اتارا تجھ پر یعنی اے محمد یہہ یہود جو تجھ پاس آکے مکر اور دغا
سے چاہتے ہین کہ تجکو بعضے احکام سے کہ جسکو اللہ تعالی نے تجھ پر نازل کیا ہے پھیرین سو تو انکے
مکر سے بچتا رہ جملہ ان یفتنوک مصدر کی تاویل مین ہو کے مفعول لہ ہے واحذرہم کا اور لام تعلیلیہ
اور لا نافیہ وہان مقدر ہے گویا تقدیر یون ہے لان لا یفتنوک یعنی کیا واسطے تجکو نہ بہکا دین یا
ان یفتنوک بدل اشتمال ہے ہُم کا جو مفعول ہے احذر کا گویا تقدیر یون ہے واحذرا فتنتہم
یعنے ڈرا دنکے بہکانے سے فتنہ کی معنی یہان حق سے باطل کی طرف پھیرنا ہے یہہ فتنہ ان یہود کا
سخن ہے جو حق سے پھیرنے اور باطل مین ڈالنے کا تھے امام رازی نے کہا علما کہتے ہین کہ
انبیا و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر خطا و نسیان جایز ہونے پر اس آیت مین دلیل ہے کیونکہ اللہ
تعالی نے فرمایا واحذرہم ان یفتنوک الایہ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمداً پھرنا جایز نہین
تو ثابت ہوا خطا یا نسیان سے پھرنا ممکن ہے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ
بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ پھر اگر منہہ پھیرین تو جان لے کہ اللہ نہین چاہتا ہے مگر یہہ کہ پہنچاوے
انکو سزا انکے کچھ گناہون کی منہہ پھیرنے سے اعراض کرنا اور حکم نہ ماننا مراد ہے یعنی اے محمد
یہود اگر تیرے پر ایمان نہ لاوین اور تیرے حکم کو نہ مانین تو تو سمجھ جا کہ اللہ جلد دنیا مین انکی کچھ
گناہون کی سزا دینا چاہتا ہے یعنی انکے سب گناہون کی سزا دنیا مین نہین دیتا بلکہ بعضے گناہون
کی سزا دیتا ہے وہ سزا انکی قتل اور انکی سبی اور جلاوطن ہے بعض ذنوب سے تعبیر جو کیا اس سے
اشعار کیا کہ انکے بہت سے گناہ ہین ان سب گناہون کی سزا قیامت کے دن ملے گی وَاِنَّ

نسیان

لکثیرا من الناس لفسقون ۵ اور مقرر بہت لوگ البتہ بدکار ہین الناس سے یہان یہود مراد ہین کیونکہ وہ اللہ تعالی کے حکم کو رد کئے افحکم الجاھلیۃ یبغون اب کیا پھر حکم جاہلیت کا چاہتے ہو افحکم مین فا جو ہے عطف کیا اسپر ایک مقدر پر کہ جس پر ہمزہ داخل ہے اور کلام اس مقدر کو مقتضی ہے گویا تقدیر یون ہے ایتولون عن حکمک فیبغون حکم الجاہلیۃ یعنی اے محمد تیرے حکم سے وہ یہود روگردان ہوکے پھر کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل کے زمانہ کو جاہلیت کہتے ہین یہان جاہلیت سے یا امت جاہلیہ مراد ہے کہ جس مین اپنی خواہش نفسانی کی طرف میل کرتے تھے اور احکام مین مداہنت یعنی فریب اور دغا اور مکر کو کام مین لاتے تھے یا اہل جاہلیہ مراد ہے کہ جنکو دین شریعت کی اطلاع نہین تھی اپنی راے سے فیصلہ کرتے تھے مقاتل نے کہا بنی النضیر اور بنی قریظہ یہود کے دو قبیلہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونیکے قبل انکے درمیان خون کے دعوے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور مدینہ کو ہجرت کئے بعد بنی قریظہ اپنے مقدمہ کا مرافعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئے اور کہے بنی النضیر ہمارے بھائی ہین ہمارا اور انکا جد ایک ہی ہے ہمارا اور انکا دین بھی ایک ہی ہے ہماری اور انکی کتاب بھی ایک ہی ہے پھر بنی النضیر والا ہمارے قبیلہ سے کسی کو قتل کیا تو ہمکو خون بہا خرمے کے ستر وسق دیتے ہین ہمارا کوئی شخص انمین کے کسی کو قتل کیا تو ہمارے سے ایک سو چالیس وسق لیتے ہین ہمارے جراحتون کا ارش بھی ایسا ہی نصفی ہے سو آپ اس کا فیصلہ کرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین حکم کرتا ہون قرظی کا خون نضیری کے خون کے برابر ہے اور نضیری کا خون قرظی کے خون کے برابر ہے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہین نہ خون مین نہ دیت مین اور نہ جراحت مین بنی النضیر خفا ہوکے کہے تم ہمارے دشمن ہو اور ہماری تحقیر اور ذلت مین کوشش کرتے ہو ہم تمہارے حکم پر راضی نہین اس پر اللہ تعالی نے یہہ نازل کی افحکم الجاہلیۃ الآیہ یبغون کو سب قرا یا رمثناۃ تحتانیہ سے غائب کے صیغہ پر قرات کئے ہین مذکور ترجمہ ہمارا اسی قرات پر ہے ابن عامر اسکو تبغون تا رمثناۃ فوقانیہ سے مخاطب حاضر کے صیغہ پر پڑہتا ہے اس کی

قرأت پر تقدیر یون ہوگی قل لہم یا محمد افحکم الجاہلیۃ یبغون یعنی ای محمد تو انکو کہہ کیا جاہلیت
کا حکم تم چاہتے ہو بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماے ابغض الناس الی اللہ مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ الحدیث یعنی دشمن تر
لوگون کا اللہ کے پاس وہ ہے جو اسلام مین جاہلیۃ کا طریقہ چاہتا ہے الناس سے عصاۃ مومنین
مراد ہین جاہلیت کا طریقہ چاہنا یعنی جاہلیت کے طریقہ کو زندہ کرنا اور اوسکو رواج دینا
ثلاثۃ ارباع ورد ۱۹ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ کون بہتر ہے اللہ سے حکم کرنے مین یقین رکھتے
سو لوگون کو یہ استفہام انکاری ہے یعنی اللہ کے حکم سے کسی کا حکم احسن نہین حکما منصوب ہے
تمیز کی جہت سے لقوم مین لام بیان کیواسطے ہے بعضے کہتے ہین لام عند کی معنی سے ہے اس کا
تعلق احسن سے ہے یوقنون کا مفعول محذوف ہے اس کی تقدیر یوقنون بہ ہے اس ضمیر کی مرجع
اللہ تعالی کی طرف بطریق التفات ہے یہہ استفہام یقین رکھتے سو لوگون کو ہوا کیونکہ اللہ کے حکم سے کسیکا
حکم احسن نہین کر کر وہی لوگ سمجھتے ہین دوسرے لوگ بسبب غلبہ شہوات نفسانیہ کے اس سے
انکار رکھتے ہین بعضی مفسرین کہے ہین اس مین انکار ہے اس پر جو اللہ تعالی کے حکم سے کسی کے
حکم کو احسن یا مساوی سمجھتا ہے عبارتین اگرچہ مساوات کو اور اوس کے انکار کو تعرض
نہین کیا لیکن وہ مقدر ہے بندہ عاصی کہتا ہے مساوات کو تعرض نہین کرنے کی وجہ شاید
یہہ ہو کلام مقدمات کی مرافعت مین اور قضیہ فیصل کرنیکے بیان مین تھا قضیہ فیصل کرنے
دو ہی امر ہین حق یا باطل دونون کے درمیان واسطہ نہین اللہ تعالی جس طور سے فیصلہ کرنے
کا حکم کیا ہے ویسا فیصلہ کیے تو وہ فیصلہ حق اور احسن ہوا ویسا فیصلہ نہین کیا تو باطل اور قبیح
ہوا دونون کے درمیان واسطہ نہین جو مساوات کو ذکر کرے واللہ اعلم ع ۱۲ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ اے ایمان والو مت
پکڑو یہود و نصاری کو رفیق اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہے ابن اسحق اور ابن
جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی دلایل النبوۃ مین

عبادہ بن الولید بن عبادہ بن الصامت سے روایت کئے ہین اس نے کہا بنی قینقاع جب
بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کئے عبداللہ بن ابی ابن سلول نے انکی کمک کیا عبادہ بن الصامت
رضی اللہ عنہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے اللہ کے اور اسکے رسول کے پاس یہود کی
دوستی سے اپنے کو بری کئے انہون یعنی عبادہ بنی عوف بن الخزرج والون مین تھے عبداللہ
بن ابی کو جیسا یہود سے حلف اور دوستی تھی ویسا ہی بنی عوف کو یہود کے ساتھ حلف تھا
عبادہ انکے حلف کو توڑ دئے اور کہے مین اللہ کی اور اسکے رسول کی اور مومنون کی دوستی
مین رہونگا ان کفار کی دوستی سے مین اپنے کو اللہ کے اور اوسکے رسول کے پاس بری
کرتا ہون پھر انکی شان مین یہہ آیتین فان حزب اللہ ہم الغالبون تک نازل ہوئین
ابن ابی شیبہ اور ابن جریر عطیہ بن سعد سے روایت کئے ہین کہا عبادہ بن الصامت رضی اللہ
عنہ جو بنی الحارث عوف بن الخزرج سے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہے یارسول اللہ
یہود سے مجھکو بہت سے دوستان ہین کہ جنکا شمار کثرت سے ہے اب مین یہود کی دوستی سے
اللہ کے اور اسکے رسول کے پاس اپنے کو بری کرتا ہون اور اللہ کی اور اس کے رسول کی
دوستی اختیار کیا ہون عبداللہ بن ابی ابن سلول بولا مجکو زمانہ کی گردشون کا اندیشہ ہے
یہود جو میرے دوست ہین اُن کی دوستی کو مین نہ چھوڑونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عبداللہ بن ابی کو کہے اے ابا الحباب تو یہود کی دوستی کی جو رغبت کیا وہ تجھی کو ہے عبادہ
بن الصامت کو نہین عبداللہ بن ابی نے کہا مین نے اسکو قبول کیا پھر اسی پر یہہ آیت نازل
ہوئی ابن جریر نے زہری سے روایت کی ہے کہا بدر مین کفار کو جب ہزیمت ہوئی
مسلمانون نے یہود کو جو انکے موالی تھے کہا تم اسلام لاؤ نہین تو اللہ تعالی تمپر بھی بدر کے
دن کے سا دن لائیگا مالک بن جیبر یعنی یہودی بولا قریش کی ایک جماعت جنکو جنگ کے
امور کا علم نہین انپر غالب ہونے سے تم مغرور مت ہو اگر ہم سے تمکو مقابلہ ہوگا تو ہم سے
جنگ کرنیکی تمکو طاقت نہوگی عبادہ رضی اللہ عنہ کہے یارسول اللہ یہود جو میرے موالی ہین

دل کے بہت جھوٹے ہین انکے پاس جنگ کے سامان و آلات بہت ہین اور انکو بڑی شوکت
ہے انکی دوستی سے اللہ کے اور اوسکے رسول کے پاس مین اپنے کو بری کرتا ہون اللہ کی
اور اوسکے رسول کی دوستی اختیار کرتا ہون عبد اللہ بن ابی نے کہا یہود کی دوستی سے مین اپنے
کو بری نہ کرونگا مجکو انکے ساتھ دوستی رکھنا ضرور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
ابا حباب خیر وے یہود کی دوستی جسکو تو نے عبادہ کی دوستی سے پسند کیا وہ تجھی کو ہے عبادہ
کو نہین عبد اللہ بن ابی نے کہا مین نے اسکو قبول کیا پھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی ابن
جریر اور ابن ابی حاتم سدی سے روایت کی ہے کہا احد کا جنگ ہوا سو بعضے لوگون کو نہایت
خوف ہو گیا اندیشہ ہوا کہ اُنپر کفار پھر یورش کرینگے ایک شخص نے اپنے دوست کو کہا تو فلانے
یہودی کے پاس جاکے ہمارے واسطے اس سے امان لے مین بھی اُسکے ساتھ یہودی ہوتا ہون
مجکو اندیشہ ہے کہ یہود ہم پر یورش نکرے دوسرا ایک شخص بولا شام کی زمین مین فلانا نصرانی
جو ہے اس کے پاس مین چلا جاتا ہون اور اس سے آمان لیتا ہون اور نصرانی ہوتا ہون اس پر
اللہ تعالی نے یہ آیت کو نازل کی اور وہ دونون عکرمہ سے روایت کئے ہین کہا بنی قریظہ نے وغا
کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے درمیان جو عہد و پیمان تھا اس کو توڑے اور ابو
سفیان بن حرب کو لکھے قریش کو لیکر تم آؤ تو ہم اپنے قلعون مین تمکو جگہ دینگے پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ابا لبابہ بن عبد المنذر کو انکے پاس بھیجے اور قلعہ سے نکل آنے کا سوال اُن سے کئے
یہود ابو لبابہ سے پوچھے ہم قلعہ چھوڑین تو تمکو کیا کروگے ابو لبابہ اپنے حلق کی طرف اشارہ
کئے یعنی تمکو ذبح کرینگے طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما شام کے نصاری کو خطوط لکھا کرتے اور بعضے
لوگ اصحاب سے فقر و فاقہ کے ڈر سے قریظہ اور نضیر کے یہود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اخبار
لکھا کرتے اور اُن سے قرض اور منافع حاصل کرتے سو اسکی نہی مین اللہ تعالی نے یہ آیتین
نازل کین بندۂ عاصی کہتا ہے اگرچہ اس آیت کے نزول کے سبب مین اختلاف رہے لیکن
اس کا حکم علی العموم مومنون کو ہے کیونکہ عموم حکم کو اعتبار ہے خصوص سبب کو اعتبار نہین

سو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو علی العموم حکم کیا کہ تم یہود و نصارا پر اعتماد مت کرو اور اون سے دوستی
کا معاملہ ہرگز مت رکھو ان سے کمک ملنے کی توقع دل سے اٹھا دو واللہ اعلم بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ
انکے بعض رفیق ہین بعض کے یعنی وہ آپس مین ایک دوسرے کے رفیق ہین معلوم کیجئے پہلا کلام اولیا
کے پاس تمام ہوا (بعضہم اولیا بعض) دوسرے کلام کی ابتدا اسی نہی کی علت کی طرف اس مین
اشارہ ہے یعنی وہ سب تمہارے خلاف پر متفق ہین انکا دین متحد رہنے سے وہ آپس مین ایک
دوسرے کے رفیق ہین اور تکو ضرر پہنچانے مین سب اکیٹے ہین ایسون سے دوستی رکھنا عقل کا شیوہ
نہین بعضے مفسرین کہے یہود و نصارا کے دونون فریق مین ہر فریق اپنے فریق کا دوست ہے
دوسرے فریق کا دوست نہین یعنی یہود اپنے یہودیون کے دوست ہین اور نصارا اپنے نصارا
کے دوست ہین ایسی تاویل کے کیونکہ وہ دونون فریق آپس مین نہایت عداوت رکھتے ہین
دونون فریق مین دوستی نہ رہنا ظاہر ہے اسی سبب سے آیت مین مجمل ذکر کیا انتہی بندۂ عاصی
کہتا ہے یون کہنا ممکن ہے کہ وہ یہود اور نصاری اگرچہ ایک دوسرے کے دشمن ہین لیکن مسلمانونکو
ضرر پہنچانے مین سب اکیٹے ہین اس جہت سے وہ دونون فریق آپس مین رفیق ہوے وَمَنْ
يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اور جو کوئی تم مین اُن سے رفاقت کرے سو مقررہ انہین مین ہے
یعنی جو شخص مومنون کی دوستی ترک کرکے یہود اور نصاری کی دوستی اور رفاقت اختیار کیا اور
اور انکا معین و مددگار ہوا تو انکے دین و ملت والون مین ہوا کیونکہ ایک دوسرے سے جب تک
راضی نہوگا اور اوسکے طریقہ اور دین کو پسند نکریگا اوسکی دوستی اور رفاقت اختیار نکرے گا
جب اس سے اور اسکے دین سے راضی ہوا تو وہ اُنہین مین کا ہوا اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے
یہود و نصاری سے اور جو کوئی دین اسلام کا مخالف ہے اس کی دوستی اور رفاقت نہ کرنیکی
تعلیم کی اور اون سے احتراز کرنا واجب ہونے کو تغلیظ و تشدید کے ساتھ ذکر کیا اور بولا کہ
دوستی کرنے والا اُنہین مین ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ مقرر اللہ راہ نہین
بتاتا بے انصاف لوگون کو یہہ جملہ کفار سے موالات کرنے والے انہین کے زمرہ مین ہونے کی

علت ہے یعنی کفار کی رفاقت دینے والون کو اللہ تعالیٰ ایمان کی راہ نہین بتاتا انکے دلون سے
ایمان کی رغبت گھٹائی جاتی ہے الظالمین مین الف ولام موصولہ ہے یعنی وہ لوگ جو ظلم کئے ہین
اپنے نفسون پر کفار کی رفاقت کے سبب سے یا ظلم کئے ہین مومنون پر انکے دشمنون کی رفاقت اختیار
کرنے سے ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان مین عیاض الاشعری سے روایت کئے ہین کہ عمر
رضی اللہ عنہ ابو موسی الاشعری کو حکم کئے کہ آمد و خرچ کا حساب ایک ہی تاؤ پر لکھہ کر گذارین
ابو موسی کے پاس ایک نصرانی کاتب تھا اسکے ہاتھ سے لکھوا کر گذرانے عمر رضی اللہ عنہ اوسکو دیکھہ کے
خوش ہوے اور کہے یہہ شخص حفیظ ہے یعنی نگاہبان ہے پھر اسکو کہے ہمکو شام سے خط آیا ہے اسکو
مسجد مین تو پڑھہ سکیگا ابو موسی کہے وہ مسجد مین جانیکی طاقت نہین رکھتا عمر رضی اللہ عنہ کہے کیا
وہ جنب ہے ابو موسی کہے نہین وہ نصرانی ہے پھر عمر رضی اللہ عنہ ابو موسی کو جھڑکے اور اون کے
ران پر مار کر کہے اسکو نکال دے اور یہہ آیت پڑہی یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا الیہود و النصاری
اولیاء الآیہ بیہقی نے اسکو شعب کے چھاسٹوین باب مین ذکر کیا ہے سو اسکی روایت مین ہے
عیاض الاشعری نے ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا میرے یہان ایک
نصرانی کاتب تھا عمر رضی اللہ عنہ اسکے لکھے کو پسند کئے ابو موسی نے کہا وہ نصرانی ہے پھر عمر رضی اللہ
عنہ مجھکو جھڑکے اور میری ران پر مار کے کہے اسکو نکال دے اور یہہ آیت پڑہی یا ایہا الذین
امنوا لاتتخذوا الیہود و النصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا
یہدی القوم الظالمین ابو موسی نے کہا واللہ مین اسکو اپنا رفیق نہین ٹھہرا یا فقط میرے پاس لکھا
کرتا تھا عمر رضی اللہ عنہ کہے کیا مسلمانون مین کوئی لکھنے والا نہین ملا ان سے نزدیکی مت کر
جب کہ اللہ تعالیٰ نے انکو دور کیا ہے اونکو امین مت ٹھہرا و جبکہ اللہ نے اونکو خاین ٹھہرایا ہے
اونکو عزت مت دے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو ذلیل کیا ہے پھر ابو موسی اسکو نکال دئے
بیہقی نے کہا ہم اس حدیث کو سنن کی کتاب اداب القضا مین مطول روایت کئے ہین
ابن القیم نے کتاب احکام اہل الذمہ مین اس حدیث کو امام احمد سے بھی نقل کی ہے اور اسکی

مسند ابو موسیٰ تک ذکر کی ہے بندۂ عاصی نے اس کو مسند احمد مین نہین پایا شاید احمد کی دوسری
کتاب مین ہوگی بعضے تفسیرون مین اس قصہ مین یہہ بھی زیادہ کی ہے کہ ابو موسی کہے بصرہ مین یہہ
شخص نہ ہو تو وہان کام چل نہ سکیگا عمر کہے نصرانی مرگیا والسلام یعنی وہ نصرانی مرجاوے تو تو
کیا کرے گا سو ابھی کر اسکو نکال کے مسلمان کو مقرر کر حافظ عسقلانی نے تخریج کشاف مین کہا بیہقی
نے اس حدیث کو سنن مین بطولہ روایت کی ہے لیکن یہہ اخیر کا جملہ اس مین نہین ابن القیم نے
مذکور کتاب مین نقل کی ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ کو لکھے یا امیر المومنین
ہمارے یہان ایک کاتب ہے نصرانی خراج کے کام کا بند و بست نہین ہو سکتا مگر اسی سے
آپ کی بے اجازت اسکو کام دینا مین نے مکروہ جانا ہے عمر رضی اللہ عنہ اسکے جواب مین لکھے
نصرانی کی بابت مین نے تیرا خط پڑھا نصرانی مرگیا والسلام اس اثر کو کسی نے روایت کی اسکا
ذکر نہین کیا فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ تو نے دیکھا جنکے دلون مین
آزار ہے دوڑ کر جاتے ہین انمین ترٰی کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اب تو دیکھیگا ان لوگون کو کہ جنکے دلون مین آزار ہے یعنی ایمان مین شک ہے اور دل
مین نفاق ہے یہود کی اور نجران کے نصاریٰ کی دوستی مین جلدی کرتے ہین کیونکہ وہ یہود و
نصاریٰ مال کے دھنی تھے اور اُن لوگون کو کچھ ضرورت درپیش ہوتی تو ان سے قرض لیتے
اور اپنی حاجتین ان سے برلاتے تھے اس الذین سے عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اسکے تابعدار
مراد ہین يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ کہتے ہین ہم ڈرتے ہین کہ پہنچے ہمکو گردش
یعنی منافق کہتے ہین ہم یہود و نصاریٰ کی دوستی جو کرتے ہین زمانہ کی گردش کے اندیشہ سے
کرتے ہین دائرہ اصل مین خط کو کہتے ہین جو ایک مسافت کو محیط رہتا ہے بعدہ اس کو حادثہ
مین تعبیر کیے راغب نے کہا مکروہات جو درپیش ہوتے ہین انکو دائرہ کہتے ہین خوشیان
جو درپیش ہوتی ہین انکو دولت کہتے ہین دائرہ سے یہان جنگ مین ہزیمت ہونا یا قحط
سالی کا آنا یا کوئی بڑا مہم درپیش ہونا مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

کہے اُن کا مقصود یہہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امر تمام نہونا اور پھر اُنکے آگے ہمارا جو حال تھا وہی ہو جانے کا اندیشہ ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت مین تغیر آجاوے تو وہ یہود و نصاریٰ ہماری ہلاکی کے درپے ہونگے سو اس اندیشہ سے ہم یہود و نصاریٰ کی دوستی سے باز نہین آتے فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ سو شاید اللہ جلد لاوے فتح اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ یا کچھ امر اپنے پاس سے فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ تو فجر کو لگین اپنی جی کی چھپی بات پر پچھتانے معلوم کیجئے کلمہ عسیٰ کا اصل مین ترجی اور طمع کیواسطے ہے اللہ تعالیٰ جب عسی کے لفظ کا استعمال کرتا ہے تو اوسکا ہونا واجب ہے کیونکہ کریم جب خیر کی طمع بتلاتا ہے تو اسکو کرتا ہے اور یہہ کہنا اللہ تعالیٰ سے بمنزلہ وعدہ کے ہے اس کے ساتھ یقین نے تعلق پکڑا ہے حاصل معنی یہہ ہے منافق زمانہ کی گردش کے اندیشہ سے یہود و نصاریٰ کی دوستی جو اختیار کئے ہین انکو کچھ فایدہ نہ دیگی کیواسطے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے دشمنون پر فتحیاب کریگا اور مومنون کو کافرون پر غلبہ دیگا یا اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے کچھ حکم کریگا کہ جس سے یہود کی جڑ کچھاوے اور دیس سے نکالی جاوین تب یہہ منافق جو یہود و نصاریٰ کی دوستی رکھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانون کا نبھاؤ نہ ہوگا کر کے گھمنڈ کرتے تھے سو اس سے پشیمان ہونگے معلوم کیجئے اللہ تعالےٰ نے یہہ امید جو بتلایا تھا اسکو پوری کیا اپنے دین کو غلبہ دیا مسلمانون کو مظفر و منصور کیا دشمنون کو خوار و ذلیل کیا بعضے کہے فتح سے فتح مکہ مراد ہے بعضے کہے یہود کے قریے جیسے خیبر اور فدک وغیرہ کا فتح ہونا اس آیت پر ایک اشکال کئے ہین اس کا حاصل یہہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو امر کو ذکر کیا ایک فتح دوسرا امر من عندہ سو یہہ تقسیم صحیح نہین ہوتی کیواسطے کہ تقسیم دو منافی امر مین ہوتی ہے یہان دونون امر منافی نہین کیونکہ امر من عندہ مین فتح داخل ہے اس اشکال کا جواب یہہ ہے فتح کے واسطے لشکر کشی چاہئے امر من عندہ مین آدمیون کا اس مین کچھ فعل نہونا جیسے بنی نضیر کے دلون مین اللہ تعالیٰ رعب ڈالا کہ بن مار دھاڑ ہوئے اپنے کو مسلمانون کے بندین دئے یہہ دونون امر یعنی لشکر کشی کرنا اور بن لشکر کشی کے دشمن کا اسیر ہونا البتہ منافات رکھتے ہین

اور تقسیم صحیح ہوئی بعضے کہے ہیں امر من عندہ سے منافقوں کے اسرار ظاہر کرنیکا امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرنا وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا اور کہتے ہیں مومنان معلوم کیجئے ویقول کے شروع میں واو عاطفہ ہے یا نہیں سو اس میں قرا کو اختلاف ہے نافع اور ابو جعفر اور ابن کثیر اور ابن عامر اسکو یقول الذین بے واو کے پڑھتے ہیں مکہ اور مدینہ اور شام کے مصحفوں میں بھی ایسا ہی بے واو کے ہے اس قرأۃ پر یقول کے لام کو رفع ہوگا اور یہہ جملہ جواب ہوگا ایک مقدر جملہ کا اسکی تقدیر گویا یوں ہی ماذا یقول المومنون حینئذ یعنے سائل کہتا ہے اس وقت مومنان کیا کہینگے سو اسکے جواب میں بولا یقول الذین آمنوا الایہ دوسرے قرا اسکو ویقول واو کیساتھ پڑھتے ہیں عراق کے مصحفوں میں بھی ایسا ہی ہے ویقول واو کے ساتھ ہے اس قراءت پر یقول کے اعراب میں ان قرا کو اختلاف ہے ابو عمرو اور یعقوب لام کے نصب سے پڑھتے ہیں اسصورت میں اس کا عطف یاتی پر ہے معنی یوں ہے عسی ان یاتی بالفتح او امر من عندہ و ان یقول الذین امنوا یا فیصبحوا پر عطف ہے عاصم اور حمزہ اور کسائی اور خلف ویقول واو کے رفع سے پڑھتے ہیں انکی قرأت پر یہہ جملہ مستانفہ ہے اور عطف جملہ کا جملہ پر ہے أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ کیا یہ وہی لوگ ہیں قسمیں کہائے تھیں اللہ کی تاکید کے قسمیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اہٰؤلاء میں ہمزہ استفہام تعجبی کا ہے یعنے جس وقت اللہ تعالیٰ منافقوں کے نفاق کو ظاہر کریگا تو مومنان آپس میں منافقوں کی طرف اشارہ کرکے اچنبے سے کہینگے اہٰؤلاء آہ مومنان ایسا کہینگے کسواسطے کہ منافق جب کفار کی دوستی ظاہر کئے اور انہیں کا گانے لگے تو مومنان انکے حال سے تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ منافق تو ہمارے ساتھ ہیں اور ہمارے مددگار رہیں کرکے اقسام کے سوگند کھاتے تھے سو کیا ہوا یہود و نصاری سے دوستی باٹے اور انہیں کا جھوٹا پاٹے اب انکا جھوٹ ظاہر ہوا اور قلعی کھل گئی قسمیں کھاتے تھے سو جھوٹ کھاتے تھے جہد کی معنی توانائی اور کوشش اور کسی امر کے تئیں لیکے نہایت کو پہونچانا ایمان جمع یمین کی ہے قسم کے معنی سے جہد میں یعنی نہایت موکد اور مغلظ اور سخت ترین قسم

جہد کو نصب جو ہے یا حال کی جہت سے ہے اس تقدیر پر جہد کو مجتہدین کی معنی سے لیگے یا مفعول مطلق ہے
اسکی تقدیر یوں ہی اقسموا اقسام اجتہادالیمین حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ خراب گئے انکے عمل یعنے وے لوگ
نفاق ظاہر کرنے سے اور یہود و نصاری کی دوستی کرنے سے انکے نیک کام جتنے تھے وہ سب باطل ہوئے
فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ پھر ہوے نقصان والوں میں دنیا میں رسوا ہونیسے آخرت میں عمل باطل ہونیسے
اور عذاب میں سدا گرفتار رہنے سے معلوم کیجئے جملہ حبطت اعمالہم کا احتمال رکھتا ہے کہ مومنوں کے کلام کا
تتمہ ہے یعنے اعمال جو منافق اُنسے مکلف تھے سو وے خراب گئے اس میں تعجب کی معنی پایا جاتی
ہے گویا یوں کہے ما احبط اعمالہم یعنے کونسی چیز انکے اعمال کو باطل کی اور احتمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالی
کا کلام ہے معنی یوں ہے وے لوگ ایمان جو ظاہر کئے تھے منہ سے اپنے کو مسلمان کہلاتے تھے
سو بات جاتی رہی نیک اعمال جو کئے تھے سب برباد گئے کو اسطے کہ وے یہود و نصارے کی دوستی
ظاہر کئے دنیا اور آخرت کا توڑا ہوا آخرت میں اعمال کا ثواب جب نہ ملا تو اعمال جو کئے فقط انکے کرنیکی
مشقت حاصل ہوئی ان اعمال کے کرنے سے کچھ پھل نہ پائے اور کچھ نفع نہ ہوا بلکہ دنیا میں لعنت اور
آخرت میں عذاب کے مستحق ہوے اکثر مفسرین اسی ثانی احتمال کو اختیار کئے ہیں اس میں انکے
اعمال باطل ہونیکی شہادت اللہ تعالی کی طرف سے ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ
عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اے ایمان والو جو کوئی تم میں
پھر یگا اپنے دین سے تو آگے لاویگا اللہ ایک قوم کو کہ انکو دوست رکھتا ہے اور وے دوست رکھتے ہیں
اس کو یعنے وے لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہیں اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ نرم دل ہیں مومنون پر
اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ زبردست ہیں کافروں پر يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ اور ڈرتے نہیں ملامت سے کسی ملامت
کرنے والیکے معلوم کیجئے اللہ تعالی نے اس آیت میں بعضے مسلمان مرتد ہونیکی خبر دی ہے اور فرمایا
دین اسلام سے جو حق دین ہے جو شخص نکل جاوے اور کفر کو اختیار کرے تو اللہ تعالی کا کچھ
نقصان نہ ہوا بلکہ جو کوئی دین اسلام سے پھر جاوے تو اپنی خرابی کیا پھر مومنان کی تسلی کے

واسطے فرمایا انکے مرتد ہونے سے تم اندیشہ مت کیجیو اللہ تعالے اپنے دوستوں کو تمہاری کمک کے واسطے بھیجیگا معلوم کیجئے اللہ تعالی ایک قوم کو جو اُن صفات سے متصف ہو بھیجنے کا وعدہ کیا اس سے کون قوم مراد ہیں سو اختلاف ہے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حسن اور قتادہ کہے کہ وہ قوم ابو بکر رضی اللہ عنہ اور انکے تابعین ہیں جو مرتدوں سے اور زکاۃ کے اڑیلوں سے جنگ کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اکثر عرب مرتد ہوئے اور بعضے زکاۃ دینے پر اڑے ابو بکر رضی اللہ عنہ انسے جنگ کرنے پر مستعد ہوئے دوسرے صحابہ بالفعل انسے جنگ نہ کرنیکی رائے دئے عمر رضی اللہ عنہ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں مجکو لوگون سے جنگ کرنیکا امر ہے یہانتک کہ لا الٰہ الا اللہ کہے جب اسکو کہے اپنے جان و مال کو میرے سے نگاہ میں رکھے مگر اسیکے حق سے اور انکا محاسبہ اللہ پر ہی سو حضرت ایسا کہتے پر انسے کیسا جنگ کرتے ہو صدیق رضی اللہ عنہ کہے جو کوئی زکاۃ میں اور نماز میں تفرقہ کرے میں اس سے جنگ کرونگا کس واسطے کہ زکاۃ مال کا حق ہے جانیو لوگ جو مرتد ہوئے سو بعضے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مرتد ہوئے اور بعضے حضرت کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بغوی نے معالم میں کہا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تین فرقہ مرتد ہوئے ایک بنی مذحج کا قبیلہ انکا ئیس اسود عنسی تھا اسکا نام عبہلہ بن کعب تھا اسود اسکا لقب ہے اس کو ذو الخمار بھی کہتے ہیں ذو الخمار کو بعضون نے خاء معجمہ سے ضبط کیا ہے اسکی معنی دامنی والا اُس کا یہہ لقب ہوا کہ اسطے کہ اس نے اپنے منہ پر دامنی ڈال کے ہمہمہ کرتا تھا یعنے گلا دبا کے آواز نکالتا تھا بعضون نے اسکو ذو الحمار حاء مہملہ سے کہتے ہیں یعنے گدھے والا کہتے ہیں اسکو گدھا تھا بات بولے تو سمجھتا تھا اسکے قبیلہ کے عورتیں اس گدھے کے گوبر کو تبرک جان کے اپنے بدن کو ملتیں تھیں وہ کاہن تھا اور شیطان اسکے تابع تھے شعبدہ بھی جانتا تھا سو دعوی نبوت کا کیا بنی مذحج کا قبیلہ نجران میں اسکا تابع ہوا وہانسے صنعا یمن کو آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل شہر بن باذان جو وہان تھا اس سے مقابلہ کیا باذان شہید ہوا اسود صنعا پر مستولی ہوا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ صنعا سے نکل کے مارب میں ابو موسی الاشعری پر گذرے پھر وہاں ٹھہرنا مناسب جان کے حضرموت کو چلا گئے یمن کے اکثر شہروں پر اسود متغلب ہوا امیر شہر کی عورت کو اپنے تصرف میں لایا یمن کے اکثر لوگ مرتد

ہو کے اسکے تابع ہوئے اسلام پر جو قائم تھے وے بھی ظاہر میں اسکی متابعت کئے اس عرصہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط معاذ اور سادات یمن کے نام سے آئے کہ اس کو قتل کرو اور فوجیں مقابلہ کو روانہ کر دیں پھر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اسکے قتل پر مستعد ہوئے قیس بن عبد یغوث اور فیروز دیلمی اور داذویہ وغیرہ جو فوج کے امرا تھے اور ظاہر میں اسکی متابعت کئے تھے اسکو مارنے پر مستعد ہوئے یہ لوگ اسکو قتل کرنیکا منصوبہ جب کرتے اسود کو اسکا شیطان جا کے اطلاع کرتا پھر یہ لوگ امیر شہر کی عورت سے جو فیروز کی چچیری بہن تھی اور اسود سے ناراض تھی مشورت کئے وہ بی بی بھی انسے موافقت کئی فیروز وغیرہ کو گھر میں آنیکی مخفی راہ بتائی اسود کو شراب خوب سی پلائی فیروز وغیرہ آکے اس کا سر کاٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی صبح کو مدینہ میں لوگوں کو خبر دیئے اور فرمائے گئی شب کو ایک مبارک شخص نے اسود کو قتل کیا اسکا نام فیروز ہے اسکے دوسرے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسکے قتل کی خوشخبری ربیع الاول کے اخیر کو صدیق رضی اللہ عنہ کو آئی معلوم کیجئے نبی مدحج ذال معجمہ اور حا مہملہ سے اخیر میں جیم ہے قبیلہ ہے یمن میں زمخشری نے اسکو نبی مدلج لام سے جو ذکر کیا سو سہو قلم ہے دوسرا فرقہ بنی حنیفہ ہے یمامہ میں انکا رئیس مسیلمہ بن حبیب الکذاب تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات میں یہ کذاب بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھ مدینہ کو آیا اور بولا محمد اپنے بعد مجکو ولیعہد کرتے تو میں تابع ہوتا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جھڑک کے آگے بعضی کہتے ہیں بنی حنیفہ کو وفد کیساتھ وہ بھی ایمان لایا بعد یمامہ کو جا کے مرتد ہوا اور دعوی نبوت کا کرنے لگا غرض نجد کے اکثر لوگ اسکے تابع ہوئے اور انہیں ظاہر کیا کہ محمد کے ساتھ نبوت میں آپ بھی شریک ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خط اس مضمون سے لکھا مسیلمہ رسول اللہ محمد رسول اللہ کو لکھتا ہے کہ زمین آدھی میری اور آدھی تمہاری ہے اور اپنے قوم کے دو شخص کے پاس اس خط کو دیکے روانہ کیا دے خط لا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ایلچی کو نہیں مارتا ہے نہیں تو میں تمہاری گردن مارتا اور اس کے جواب میں لکھے محمد رسول اللہ مسیلمہ کذاب کو لکھتا ہے زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں سے جسکو چاہے اس کو وارث کرتا ہے اور عاقبت متقیوں کو ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کے وفات پائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے سو اس سے مقابلہ کرنے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ فوج روانہ کئے بڑی جنگ ہوئی آخر مسیلمہ مارے پڑا مسلمان فتحیاب ہوئے

تیسرا فرقہ بنی اسد کا تھا رئیس طلیحہ بن خویلد الاسدی تھا واقدی نے کہا اسد بن خزیمہ کی وفد سنہ نو ہجری مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے ایمان لائے طلیحہ بھی ان مین تھا جب اپنے دیس کو گئے طلیحہ نبوت کا دعوی کرنے لگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرار بن الازور الاسدی کو اس کے قتل کے واسطے روانہ کئے اس عرصہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسد اور غطفان کے دونو قبیلہ اس کے تابع ہوے طلیحہ کی شوکت و قوت بڑھ گئی صدیق رضی اللہ عنہ اسکی تنبیہ کے واسطے سیف اللہ خالد بن الولید کو روانہ کئے طلیحہ ہزیمت پاکے بھاگا اور شام کیطرف نکل گیا طلیحہ پھر بعد اسلام لایا اور قادسیہ کے جنگ مین شایستہ کام کیا بغوی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت لوگ مرتد ہوے سو اللہ تعالی نے مسلمانون کو نصرت دی اور اپنے دین کی تائید صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کی زمخشری نے کشاف مین نقل کی ہے کہ اہل ردت کے گیارہ فرقہ ہین تین فرقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین نکلے پھر مذکور فرقونکو ذکر کیا اور بولا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین سات فرقہ مرتد ہوے ایک فرقہ فزارہ عیینہ بن حصن کی قوم دوسرا غطفان قرہ بن سلمۃ القشیری کی قوم تیسرا بنو سلیم فجاۃ بن عبد یالیل کی قوم چوتھا بنو یربوع مالک بن نویرہ کی قوم پانچوان بعضی بنی تمیم سجاح بنت المنذر کی قوم وہ ایک رنڈی تھی نبوت کا دعوی کی پھر مسیلمہ کذاب سے موافقت و مصالحت کی اور اس کے پاس خراب ہوی چھٹوان کندہ اشعث بن قیس کی قوم ساتوان بنو بکر بن وایل بحرین مین حطم بن زید کی قوم اور بولا ایک فرقہ عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین وہ عنسان ہے جبلہ بن الایہم کی قوم انتہی بندہ عاصی کہتا ہے یہ جبلہ وہ ابو المنذر جبلہ بن الایہم بن جبلہ بن الحارث بن ابی شمر الغسانی ہے نصارے عرب کا ملک تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت کا خط لکھہ کے شجاع بن وہب کے ہاتھہ سے اسکو بھیجے بعضے کہتے ہین وہ اسلام لایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کا جواب لکھا اور ایما اسلام لانا ظاہر کیا اور ہدیہ بھیجا بعضے کہتے ہین اسلام نہین لایا واقدی اور سعید بن عبد العزیز کا قول بھی یہی ہے واقدی نے کہا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایمان نہین لایا اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ یرموک کے جنگ مین ہرقل کے ساتھہ تھا بعد عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین ایمان لایا سو ایکو نکا اتفاق ہے کہ یزید نہ کا ایک شخص دمشق کے

بازار مین جاتا تھا سو جبلہ نے اسکی چادر کھینچلی مزنی نے جبلہ کو طمانچہ مارا جبلہ کے لوگ اس مقدمہ کا
مرافعہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس لئے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہے جبلہ بھی اسکو طمانچہ مارے
یہہ لوگ اسکے قتل کی درخواست کئے اگر قتل نہین کرتے ہین تو اس کا ہاتھ قطع کرنا ابوعبیدہ کہے طمانچہ
کا بدل طمانچہ ہے جبلہ نے کہا میرا منہہ ایک چھیلے کے منہہ کے جو عرق سے یعنی مزینہ کے شہر سے آیا ہے
برابر ہوا ایسا دین میرے پسند نہین اور نصرانی ہوکر اپنے لوگون کو لیکر روم کے شہر دمین نکل گیا
حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین اسی قول کو مشہور قول کہا ہے ابن الکلبی اور چند شخص کہتے ہین کہ عمر رضی اللہ
عنہ اس کے اسلام لانے کی خبر سنکے بہت خوش ہوے جبلہ مدینہ کو آیا اسکے ساتھ ڈیڑھ سو سوار تھے
بعضے کہتے ہین پانسو آدمی تھے مدینہ مین داخل ہوا سو اپنے گھوڑون پر سونے روپے کا ساز ڈالکے
جواہر کا مرصع تاج سر پر رکھ کر بہت ہی شان و شوکت سے داخل ہوا مدینہ کے سب لوگ مرد عورت
اسکے تماشہ کو نکلے غرض عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا ایک دن کعبہ کا طواف کرتا تھا سو بنی فزارہ
کا ایک شخص اسکی تہ کمند لالنگ کھل گئی جبلہ نے اسکی ناک پر مارا ناک ٹوٹ گئی بنی فزارہ کی قوم
کے بہت سے لوگ جمع ہوکر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مستغاثی ہوئے عمر رضی اللہ عنہ جبلہ سے پوچھے اس نے
اقرار کیا عمر رضی اللہ عنہ کہے اس شخص کو راضی کر نہین تو ہم تیرے سے بدلہ لینگے جبلہ نے کہا یا امیر المومنین
مین ملک ہون وہ رعایا ہے میرے سے بدلہ کیسا لیتے عمر فرماے اسلام نے تجکو اور اسکو جمع کیا
تجکو اس پر کچھ فضیلت نہین مگر تقوی سے جبلہ نے کہا مین سمجھا تھا مجکو اسلام مین جاہلیت سے عزت بڑہ کے
ہوگی دیکھا تو اسکے برعکس ہوا عمر فرماے یہہ باتین چھوڑ تو اسکو راضی نہ کریگا تو مین تجھسے بدلہ لونگا
جبلہ نے کہا ایسا ہو تو مین نصرانی ہونگا عمر فرماے تو نصرانی ہوا تو مین تجکو قتل کرونگا جبلہ نے کہا تجکو ایک شب
کی مہلت دیون تو مین تجویز کرونگا پھر جو لوگ اسکے مطیع تھے انکو لیکر شبانہ شب بھاگا اور شام کے ملک مین
جاکے وہان سے روم کے شہر دن کی طرف نکل گیا اور قسطنطنیہ کو جاکے ہرقل سے ملاقات کی ہرقل نے
اسکو بہت سے انعامات دیا اور بڑی جاگیر عنایت کی دنیا کی نہایت ثروت اسکو ملی بعدہ عمر رضی اللہ
عنہ حجاجہ بن مسافق الکنانی کو ہرقل کے پاس خط دیکے روانہ کئے تھے سو انکی ملاقات جبلہ سے ہوئی

اسکو توبہ کرنیکی ترغیب دی پر راضی نہوا اور گانیوں کو گانیکا امر کیا حسان بن ثابت کے ابیات جو جبلہ
کی مدح مین کہے تھے گائین اور شراب پینے لگا جثامہ کو بھی دینا چاہا وہ نہین لئے بعد گانیون نے چند
ابیات پڑھین کہ جس مین اسکے نصرانی ہونیکی ندامت تھی وہ سنکر بہت رویا کہ اشک سے
ڈاڑھی تر ہوگئی جثامہ رخصت ہونیکے وقت پانسو ہرقلی دینار منگوا کے حسان کو دینے لگے حالہ
کیا پھر پانسو ہرقلی دینار منگوا کر انکو دینا چاہا جثامہ کہے تو اسلام سے مرتد ہوگیا ہے تیری بخشش مین
نہ لونگا پھر وہ بھی ملا کے ہزار ہرقلی دینار حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھیجا عمر کو اور مسلمانون کو اپنا
سلام کہا عمر رضی اللہ عنہ وہ پیسے حسان کو دئے بعد سنہ ترپن ہجری مین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ
عنہ جو خلیفہ تھے عبداللہ بن سعدۃ الفزاری کو روم کے بادشاہ کے پاس ایلچی کرکے روانہ کئے عبداللہ
کی ملاقات جبلہ سے ہوئی انہون نے اسکو اسلام کی ترغیب دی تو کہا مجھکو معاویہ فلانا ملک جاگیر دیون
اور میرے ساتھ والون کو روزینہ مقرر کرین اور ہماری انعام دیون تو مین آتا ہون ایلچی نے
آکے اسکی کیفیت معاویہ سے ظاہر کی معاویہ اس کو قبول کئے اور اس مضمون کا خط ہرکارہ کے ہاتھ
سے روانہ کئے بریدہ پہنچنے کے قبل وہ مرگیا عماد بن کثیر نے اپنی تاریخ مین اسکا یہہ احوال ذکر کیا ہے
اور بولا ابوالفرج ابن الجوزی نے کتاب المنتظم مین اس کا احوال لکھا ہے اور مذکور سنہ مین اسکی موت
کی تاریخ ضبط کی ہے اور بولا ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین اس کا احوال بہت بسط سے ذکر کیا اور بولا
جبلہ سنہ اربعین کے بعد معاویہ کی خلافت مین روم مین مرگیا۔ معلوم کیجئے ان آیتون کے سیاق
سے مفہوم ہوتا ہے مرتد ہونگے سو لوگ ایسے ہونگے جنکی ردت سے مسلمانون کی شوکت و قوت مین
خلل نمود ہو اور ظاہر کے دیکھتے انکی دفع دشوار ہو تو انکے واسطے اللہ تعالیٰ ایک قوم کو جو محبت وغیرہ
صفات سے مذکور ہین لے آئیگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اور صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ
مین جو لوگ مرتد ہوے ایسی شوکت و قوت رکھتے تھے جبلہ جو مرتد ہوا اسکو کچھ ایسی شوکت و قوت
نہین تھی کہ جس سے مسلمانون کو ضرر عظیم ہو پھر مرتد ہوکے نہین ٹھہرا خیبر بھاگا اسکو ان فرقون مین
داخل کرنا مناسب نہین دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بھی بعضے مرتد ہوکے بھاگے ہین

جبیا ابن الابیرق اور عبد اللہ بن خطل وغیرہ سو جبلہ بھی اونہین مین ہی واللہ اعلم معلوم کیجیے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد قبایل دین سے پہر گئے سو اونہین تین فرقہ ہوے
ایک فرقہ تو بالکل مرتد ہوا اور ایک فرقہ فقط زکاۃ دینے پر اڑا اور ایک فرقہ منتظر رہا
کہ اگر مسلمانون کو فتح ہو تو انکے تابع ہونگے اگر مرتدون کو فتح ہو تو انکے شریک ہونگے
اسد اور غطفان اور بعضی اشجع اور اکثر بنی تمیم اور بنی سلیم کے چند قبیلہ عصیہ
اور عمیرہ اور ثقاف اور بنو عوف بن امرائ القیس اور ذکوان اور بنو حارثۃ اور یمامہ
کے سب لوگ اور بحرین کے لوگ اور بکر بن وائل عمان کے قصبون مین دبا کے لوگ اور
نمر بن قاسط اور کلب اور فضاعہ اور اکثر بنی عامر بن صعصعہ اور بنی فزارۃ اور کندہ اور
حضرموت اور عنس اور بنی مذحج یہہ سب مرتد ہوے اسلام پر ثابت رہے سوا اہل مدینہ اور اہل مکہ
اور اہل طائف یعنی ثقیف اور اہل جواثی یعنی عبد القیس اور عرب کے قبایل سے اسلم اور غفار
اور جہینہ اور مزینہ اور کعب اور علی اور بذیل اور اہل سراۃ اور بجیلہ اور خثعم اور ہوازن کے قبیلون
سے نضر اور جشم اور سعد بن بکر اور دوس اور نجیب غرض ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوجین روانہ
کیے بہت لوگ مرتدون کے مارے پڑے اور بقیۃ السیف اسلام قبول کیے ان جگونکا احوال
ہم مبسوط گلزار مین بتفصیل ذکر کیے ہین معلوم کیجیے اللہ تعالیٰ ایک قوم کو لاویگا جو فرمایا سد بعضی کہے اس سے
ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی قوم مراد ہے ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اپنی مسند مین اور عبد بن
حمید اور حکیم الترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور طبرانی اور ابن مردویہ
اور حاکم اور بیہقی دلایل مین عیاض الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ابو موسی الاشعری کے طرف اشارہ کرکے فرمائے وہ اس کی قوم ہین حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے
ابو الشیخ اور ابن مردویہ ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہین کہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس اس آیت کو پڑہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ای ابا موسی وہ تیری قوم ہے یمن والے
بخاری نے اپنی تاریخ مین قاسم بن مخیمرہ سے روایت کی ہے کہا مین نے عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا مجکو مرحبا کہے بعد یہہ آیت پڑہے اور میرے
کاندہے پر مارے کہے مین اللہ کی [illegible] تاہون وہ قوم تم سے ہوا اے اہل یمن

۲ سورۃ ۵ آیت ۵۴ فسوف یاتی اللہ بقوم

اور اسکو تین بار کہے ابن ابی حاتم اور حاکم کنی مین اور ابو الشیخ اور طبرانی اوسط مین اور ابن مردویہ
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہین کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت
کا سوال کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وہ ایک قوم ہے یمن والون سے پھر کندہ سے
پھر سکون سے پھر نجیب سے حافظ السیوطی نے کہا اس کی سند حسن ہے مجاہد سے مروی ہی کہا وہ سبا
کی قوم ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا وہ اہل قادسیہ ہین بعضون نے کہا وہ
قوم اہل یمن کے چند قبیلون سے ہین دو ہزار آدمی نخع کے پانچ ہزار شخص کندہ اور بجیلہ کے تین ہزار آدمی
مختلف قبیلون کے عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین قادسیہ کے جنگ کے روز اللہ تعالی کی راہ مین
جہاد کئے سدی نے کہا اس قوم سے انصار مراد ہین بعضے کہتے ہین فارس مراد ہین شیعہ کہتے ہین
اس سے علی رضی اللہ عنہ مراد ہین معلوم کیجئے محبت کی معنی اصل مین جس چیز کو خوب سمجھتا ہے
اوسکی طرف دل کا میلان کرنا یہ معنی اللہ تعالی پر صادق نہین آتے کیونکہ اللہ تعالی حبیت سے
منزہ ہے سو اللہ تعالی کی محبت سے اللہ تعالی کا بندہ کو اپنے انعامون سے سرفراز کرنا
اور اپنی طاعت و عبادت کی اور اعمال کی کہ جس کو دوست رکھتا ہے اور خوشنود ہوتا ہے
توفیق و ہدایت دینا اور اوسکے طاعتون پر اچھا بھاری ثواب دینا بندہ اللہ کو دوست رکھنے
سے مراد اسکی طاعت کرنے مین جلدی کرنا اور اسکی خوشنودی کا کام عمل مین لانا اور
جو کام اسکی ناخوشی اور عقوبت کا ہے اس سے اجتناب کرنا اذلہ جمع ذلیل کی ہے اس کا تعدیہ
اصل مین لام سے ہوتا ہی بیان علی کے لفظ سے تعدیہ کیا کیونکہ اذلہ عاطفین کی معنی کو متضمن
ہے سو اذلہ علی المومنین کی معنی گویا یون ہین عاطفین علی المومنین علی وجہ التذلل و التواضع
یعنی مہربانی کرتے ہین مومنون پر اپنی فروتنی اور عاجزی کی راہ سے یعنی وہ لوگ مومنون سے
نہایت رفق اور نرمی کرتے ہین اپنی کچھ رفعت اور مرتبہ انکے پاس ظاہر نہین کرتے اپنے کو حقیر
سمجھتے ہین یہہ صفت ذکر کرنے سے ایسا خیال مین آتا تھا کہ وہ لوگ نہایت محقر و ذلیل ہین
سو اس توہم کو دور کرنے انکی دوسری صفت ذکر کیا کہ وہ اعزہ ہین کافرون پر یعنی

کافرون پر قوی اور زبردست ہین اور اُن پر سختی کرتے ہین پھر انکی قوت اور سختی کو بتلانیکے لئے یجاہدون فی سبیل اللہ کے جملہ کو ذکر کیا یعنی وہ قوم اللہ کے دین کو نصرت دیتے ہین اور کافرون سے مقابلہ کرتے ہین پھر اسی یجاہدون پر عطف کرکے جملہ لایخافون لومۃ لائم کو ذکر کیا اس سے اشارہ کیا کہ اُس قوم مین یہہ دونون صفت جمع ہین ایک تو کفار سے جنگ کرتے ہین دوسرا دین کے امور مین اسقدر صلابت رکھتے ہین کہ کسی کی ملامت اور سرزنش سے نہین ڈرتے کیونکہ جو کوئی دین پر قوی ہوتا ہے دین کی تائید اپنے ہاتھ سے اور زبان سے کرتا ہین کسی کا اندیشہ نہین کرتا اس مین منافقون پر تعریض ہے کیونکہ وہ جب مسلمانون کی ساتھ کہین نکلتے ہین تو یہود کی ملامت کے اندیشہ سے دین کی تائید کا کچھ کام نہین کرتے معلوم کیجئے دین کے امور مین کسی کے الزامون سے نہ ڈرنا مخلص مومنون کی صفت ہے ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کئے سمع اور طاعت پر سختی مین اور آسانی مین اور خوشی مین اور ناخوشی مین اور ہمارے پر کسیکو ترجیح کرنے مین اور امر مین اسکے لوگون سے ہم نزاع نہ کرین یعنی حکام سے انکی حکومت کے امور مین نزاع نکرین اور ہم جہان ہون حق بات کرنا اللہ تعالیٰ کے امر مین کسی کے الزام سے نہ ڈرنا ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات چیز کا امر کئے مسکینون کو دوست رکھنا اور اون سے نزدیک ہونا اور میرے سے جو اسفل ہے اسکی طرف دیکھنا اور میرے سے جو فوق ہے اسکی طرف نہ دیکھنا اور میرے رحم والے سے وصل کرنا اگرچہ وہ مجھ پر جفا کرے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو بہت کہا کرنا کیونکہ وہ ایک خزانہ سے ہے جو عرش کے نیچے ہے اور حق بات بولنا اگرچہ کڑوی ہو اور اللہ کے امر مین کسی لایم کی ملامت کو نہ ڈرنا اور لوگون سے کچھ نہ مانگنا امام احمد نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ نے خبردار رکھو لوگون کا خوف حق بولنے سے جب کہ اسکو دیکھا یا حاضر ہوا منع نہ کرے کسیطرح

حق بولنا یا بڑی چیز کو ذکر کرنا انکو موت سے کچھ نزدیک نہیں کرتا اور رزق سے دور نہیں کرتا امام احمد اور ابن ماجہ نے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے مین کوئی ایک اپنے نفس کو حقیر نکرے اس سے کہ اللہ کے امر مین سخن کو دیکھے دور اسکو نہ کہے سو قیامت کے دن اس کو کہا جائیگا میرے فلانے امر مین کہنے سے تجھکو کس چیز نے منع کی کہیگا لوگون کا ڈر اللہ تعالی فرمائیگا تو مجھ سے ڈرنے کا احق تھا ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا مین اور ابو ذر اور عبادہ بن الصامت اور ابو سعید الخدری اور محمد بن مسلمہ اور ایک چھٹا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس پر کہ اللہ کی بات مین کسی لائم کی ملامت تجھکو نہ پکڑے پھر وہ چھٹا شخص اپنی بیعت کو پھیرنا چاہا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو پھیر دئے ذٰلِكَ یہ یعنی مذکور اوصاف فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ فضل ہے اللہ کا دیگا اسکو جسکو چاہے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ کشائش والا ہے خبردار یعنی اللہ تعالی کے فضل مین بہت کشایش ہے اس فضل کا کون مستحق ہے سو اللہ خوب جانتا ہے معلوم کیجئے اس آیت مین روافض کا مذہب باطل ہونے پر بڑی دلیل ہے انکا مذہب یہ ہے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص جلی موجود تھا جو لوگ ابو بکر کی خلافت پر بیعت کرکے اسکو ثابت بالنص جلی کا خلاف کئے جو شخص نص جلی کا خلاف کیا سو وہ کافر ہے اس سے صحابہ سب مرتد ہوئے انکے مذہب کے بطلان کی دلیل اس آیت سے یہ ہے کہ وہ سب اگر مرتد ہوتے تو اس آیت کے موجب اللہ تعالی ایک قوم لے آتا ان سے جہاد کرکے انکو راہ راست پر لاوے کیونکہ من یرتد منکم الآیہ مین کلمہ من کا معرض شرط مین واقع ہوا ہے سو عموم پر دلالت کرتا ہے اس کے عموم سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دین اسلام سے مرتد ہوے تو اللہ تعالی انکو مارنے اور انکے مذہب باطل کرنے اور انکو راہ راست پر لانے ایک قوم کو لاتا اللہ تعالی کسی کو نہین لایا بلکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دین کو نصرت ہوئی روافض ہی مطرود ہین اور اپنے باطل مذہب کو ظاہر کرنے سے اندیشہ کرتے ہین معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ باطل ہے معلوم کیجئے یہ آیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

روافض

شان مین ہی نازل ہونا متعین ہے اسکی دلیل یہہ ہے کہ یہہ آیت مرتدین سے محاربہ کرنے مین مختص ہے مرتدون سے محاربہ نہین کئے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہونا ممکن نہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتدین سے محاربہ کرنیکا اتفاق نہوا کیونکہ اس وقت کوئی قوم ذی شوکت مرتد نہین ہوئی تھی مگر فقط اسود عنسی اور اسکی قوم وغیرہ اسود تو اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین مارا گیا لیکن اسکے تابعداروں کی تنبیہ اور اونکی شوکت کا ستاصل ہونا ابی بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ہوا اور بھی سوف یاتی اللہ کرکے استقبال کے حرف سے ذکر کرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ قوم اس خطاب کے نزول کیوقت موجود نہ رہنا اگر کہے ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اس خطاب کے نزول کیوقت موجود تھے چاہیے کہ مراد نہو دین اس کا جواب دو وجہ پر ہے پہلی وجہ یہہ ہے وہ قوم کہ جن کی مدد سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدون سے محاربہ کیا وہ لوگ خطاب کے وقت موجود نہین تھے دوسری وجہ آیت مین قوم سے مراد وہ قوم ہین جنکو مرتدون کا جواب دینے کی بالذات قدرت رہنا انکے دفع پر متمکن ہونا ابوبکر رضی اللہ عنہ اگرچہ خطاب کے نزول کے وقت موجود تھے لیکن انکا جواب دینے مین اور احکام جاری کرنے مین مستقل نہین تھے اس سے صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہونے کو مانع نہین اس سے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مراد نہین ہوسکتے جیسا شیعہ کہتے ہین کیونکہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے ساتھ محاربہ واقع نہین ہوا اگر شیعہ کہین کہ علی رضی اللہ عنہ جنھون کے ساتھ جنگ کئے وہ مرتد ہین کیونکہ امامت مین جو نزاع کرتا ہے وہ مرتد ہے اس کا جواب یہہ ہے مرتد نہین کہینگے مگر اسیکو جو شرائع اسلام کو ترک کرے علی رضی اللہ عنہ سے جو لوگ جنگ کئے ظاہر مین شرایع اسلام سے کسی چیز کو ترک نہین کئے تھے اور وہ لوگ اسلام سے خارج ہوکر کے انکو کوئی نہین کہتا تھا اور علی رضی اللہ عنہ بھی اونکو مرتد کرکے نام نہین رکھے بلکہ علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فرمایا ہمارے بھائی ہم سے باغی ہوئے اور خارج کیا کافر ہین پوچھے تو فرمائے کفر سے بھاگے لیکن کفار کے حق مین آیتین جو نازل ہوئی ہین مسلمانون مین حل کئے اگر شیعہ انکو مرتد نام رکھین تو اپنے امامون کا خلاف کرے اور بھی جس نے علی رضی اللہ عنہ سے امامت مین

نزاع کیا سو مرتد ہوتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھ والے سب مرتد ہوتے تو اس آیت کے وعدہ پر اللہ تعالیٰ ایک قوم کو لے آتا جو انکو مقہور و مغلوب کرے اور صحیح دین کی طرف لاوے ایسا تو نہین ہوا بلکہ علی رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حیات تک انکی اطاعت اور فرمانبرداری مین کچھ قصور نہین کئے تو معلوم ہوا منازعت علی رضی اللہ عنہ کی امامت مین روت نہین جب روت نہین ہوی تو آیت کو علی رضی اللہ عنہ مین حمل کرنا ممکن نہ ہوا کیونکہ آیت مرتدین کے محاربہ مین نص ہے معلوم کیجئے احادیث مین جو مذکور ہوا آیت اہل یمن کے حق مین ہے یا مخصوص کسی قوم کے حق مین ہے سو یہہ منافی نہین اسکو جو ابوبکر رضی اللہ کے حق مین ہے کر کر ہم کہے کیونکہ وہ لوگ صدیق رضی اللہ عنہ کے تابعین مین تھے مرتدین کے جماعتون سے محاربہ کرنے مین امام اور سب کے رئیس ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے انہین کے سبب سے اسلام قرار پایا مسلمانون کی شوکت و عظمت اس مرتبہ مین بڑہی کہ کسی دشمن سے مقابلہ کئے اور ان پر فتحیاب ہوے آیت کو قوم کے امام کے حق مین حمل کرنا اولیٰ ہوا اس کے قرائن کے حق مین حمل کرنے سے اس دلیل سے ظاہر ہوا کہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مختص ہے معلوم کیجئے جب صدیق رضی اللہ عنہ کے شان مین آیت کا ہونا مختص ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت کا بھی حق ہونا ثابت ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے جنکا ارادہ کیا انکی وصف مین بیچون و بیچند فرمایا مراد اس سے جب صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے تو مذکور وصف صدیق کا وصف ہوا اور وہ آیت جسکی صفت ہوئی اسکو ظلم سے صفت کرنا صحیح نہوا تو ثابت ہوا کہ خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کی حق ہے اس وصف کے بعد دوسرے اوصاف جو ہین وہ بھی بہ نسبت دوسرون کے صدیق رضی اللہ عنہ مین اتم ہین اذلۃ علی المومنین اور اعزۃ علی الکافرین انکی صفت ہونیکی دلیل یہہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مومنون پر رحمت و شفقت کرنیکی صفت سے ابتدا اسلام سے متصف تھے ضعفاء اسلام لائین تو انپر کفار ظلم کرتے تھے سو ان سے کئی لوگون کو اپنے مال سے خرید کر کے آزاد کئے اور کئی لوگون کو پند و نصیحت کر کے اسلام مین داخل کئے اسی کے نظر کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے حق مین فرمائے ارحم امتی بامتی ابوبکر یعنے میری امت مین انپر بہت رحم کرنے والا ابوبکر ہے اور کافرون پر نہایت سخت تھے ابتدا اسلام مین باوجود مسلمانون کی ضعف اور کافرون کی شوکت و قوت کے انکو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع کرتے تھے اور حضرت کی خدمت مین ملازم تھے سختی کے وقت حضرت سے جدا نہین ہوتے تھے جب خلیفہ ہوے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کیے حالانکہ اکثر صحابہ کی رائے اس پر تھی کہ اعراب مرتد ہوگئے ہین بالفعل اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنیمین توقف کرنا چاہئے لیکن صدیق رضی اللہ عنہ کسی کا قول نہ مانے مگر بموجب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے لشکر کو بلا تامل روانہ کیے اعراب مرتد ہوکے مدینہ کو غارت کرنیکا جب ارادہ کیے مہاجر و انصار کو لیکے انکی تنبیہ کے واسطے آپ نکلے پھر علی مرتضی رضی اللہ عنہ خلیفہ کا خود آپ جانا مناسب نہ جانکے مانع آئے پھر صدیق خالد بن الولید کو اس مہم کی سرانجام کے واسطے مقرر کیے مرتد لوگ ہزیمت پائے اسلام کا ستارہ چمکا اس صورت مین اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین کی وصف علی وجہ الاتم پائی جاتی مگر صدیق مین اور اللہ کی راہ مین جہاد کرنا اور کسی کی الزام سے اندیشہ نہ کرنا یہہ صفت صدیق اور مرتضی رضی اللہ عنہما دونون مین مشترک ہے لیکن تامل سے ظاہر ہوا کہ وہ وصف بھی صدیق مین اتم و اکمل تھا کیونکہ صدیق رضی اللہ عنہ کا جہاد اول اسلام مین تھا جہان مسلمانون کو بالفعل قوت نہین تھی اور کافرون کو کمال غلبہ تھا علی رضی اللہ عنہ کی ابتدا جہاد بدر مین تھی اس وقت مسلمانون کو قوت تھی کفار کے مقابلہ کیواسطے آئے تھے ضعف کیوقت کا جہاد اتم و اکمل ہوا اسکے بعد کے جہاد سے یہ صفات جب ابی بکر مین متحقق ہوے انکی امامت کی حقیت یقینی ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین یہہ صفات صدیق رضی اللہ عنہ مین رہنا اور بعد زایل ہونا جیسا شیعہ کہتے ہین قطعا باطل ہوا کیونکہ اللہ تعالی نے اس آیت مین استقبال کا کلمہ جو سوف ہے ذکر کیا وہ دلالت کرتا ہے کہ مرتدین کے محاربہ کے وقت اُن صفات سے متصف رہنا وہ حال صدیق رضی اللہ عنہ کے امامت کا حال تھا تو امامت صحیح ہوئی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس کے سوا نہین کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور اوس کا رسول اور ایمان والے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہے کہ یہہ آیت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی جب کہ انہون نے یہود کی موالاۃ سے تبری کی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہے کہ یہہ آیت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی

انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کیا یارسول اللہ ہماری قوم قریظہ اور نضیر نے ہم سے جدائی کی اور قسم کھائی ہے کہ ہماری صحبت سے باز رہین تب یہہ آیت نازل ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سلام کو پڑھکے سنائی عبداللہ بن سلام کہے رضینا باللہ ربا وبرسولہ وبالمومنین ولیا بعضون نے کہا یہہ آیت سب مومنون کے حق مین عام ہے کیونکہ مومنین آپس مین ایک دوسرے کی دوست ہین اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وہ جو قایم کرتے ہین نماز کو وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۝ اور دیتے ہین زکوٰۃ اور وہ نوے ہوئے ہین معلوم کیجئے والذین آمنوا سے جب جمیع مومنین مراد ہون تو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ سب مومنون کی صفات ہین ان صفات کو ذکر کرنے سے مومنون کے اور منافقون کے درمیان تمیز کرنا ہے کیونکہ منافق بھی اپنے کو مومن کہلاتے تھے لیکن دین کی مخنون کے وقت شامل نہ ہوتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے مومنون کا وصف بیان کیا کہ وہ نماز کو قایم کرتے ہین یعنی رکوع سجود وغیرہ اس کے ارکان سب پورے کرتے ہین اور نماز کو اسکی فضیلت کیوقت مین ادا کرتے ہین اور زکاۃ دیتے ہین یعنی انکے مال مین جب زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اسکو ادا کرتے ہین اس تفسیر پر راکعون کے جملہ مین دو وجہ ہین پہلی وجہ رکوع سے یہان خضوع یعنی فروتنی کرنا مراد ہے یعنی مومنین جو نماز پڑھتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین سو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطیع ومنقاد ہوکے اور اسکے اوامر اور نواہی کو فروتنی کی راہ سے ادا کرتے ہین دوسری وجہ مومنون کی شان بھی ہے کہ نماز پر قایم رہنا اور زکوٰۃ دینا پھر رکوع کو ذکر کرنا اسکی تشریف کیواسطے ہے معلوم کیجئے جملہ الذین یقیمون الصلوٰۃ کا الذین آمنوا سے بدل ہے یا خبر ہے محذوف مبتدا کی اسکی تقدیر ہم الذین ہے یا منصوب ہے امدح کی تقدیر پر اس جملہ کو صفت الذین آمنوا کی ٹھہرانا تو بھی صحیح ہے لیکن الذین یقیمون تاویل مین المقیمین کے ہوگا کیونکہ جو صفت اسمائے موصولہ سے آوے تاویل مین مشتق کی ہوتی ہے اور بھی اس وقت الذین آمنوا کے جملہ کو جاری مجری اسم کی کرنا ضرور ہے کیونکہ معارف کو جملون کے ساتھ وصف کرنیکا وصلہ یعنی واسطہ اسم موصول ہے اس سے معلوم ہوا کہ الذین آمنوا وصف ہے وصف کو پھر وصف کرنا صحیح نہین مگر جاری مجری اسم کے کرکے اسی واسطے بعضون نے کہا ہے اس جملہ کو صفت ٹھہرانا صحیح نہین جملہ وہم راکعون کا حال واقع ہوا ہے

یقیمون اور یوتون کے فاعل کا بعضے اس جملہ کو ماقبل کے جملہ پر عطف ڈالتے ہین پھر یہہ جملہ بھی موصول کا صلہ ہوگا سابق کے جملہ فعلیہ تھے انکے مثل اسکو فعلیہ نہین لاکے اسمیہ لایا سو اس وصف کی شان کی اہتمام کے واسطے ہے کیونکہ وہ نماز کے ارکان مین اظہر رکن ہے معلوم کیجئے راکعون کو خاضعون کے معنی سے لیوین تو اعراب کے یہہ دونون وجہ جاری ہوتے ہین بعضون نے کہا آیت شخص معین کی شان مین نازل ہوی عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوی سدی نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوی ہے جو نماز کی رکوع مین انگوٹھی دیدی سائل کو دیئے اس قول پر وہم راکعون کا جملہ یوتون کی ضمیر کا حال ہوگا اور رکوع سے نماز کا رکوع مراد ہوگا اور اس سے انکی کمال رغبت اور سرعت احسان مین پہنچکر نا غرض ہے اسکو تائید کرتی ہے وہ جو ابن ابی حاتم نے موسیٰ بن قیس کی طریق سے وہ سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے رکوع مین اپنی انگوٹھی فقیر کو صدقہ دی سو اس پر یہہ آیت نازل ہوئی معلوم کیجئے سلمہ بن کہیل صغار تابعین مین ہے اسکی یہہ روایت مرسل ہے اور اس کی سند مین موسیٰ بن قیس الحضرمی ہے ثقہ ہے لیکن رفض سے منسوب ہے ابوجعفر العقیلی نے کہا رفض کے غلاۃ مین تھا اس کو ابن مردویہ نے طریق سے ضحاک کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نماز مین کھڑے تھے ایک شخص بھیک مانگتا ہوا اُن پر سے گذرا علی رضی اللہ عنہ نے جو رکوع مین تھے سو اپنی انگوٹھی اسکو دی سو اس پر یہہ آیت نازل ہوئی اس سند مین انقطاع ہے کیونکہ ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات نہین کیا اس کو ابن مردویہ نے کلبی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس سے یون روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اُنکے ساتھ یہود کے ایک رہط یعنی چند شخص ظہر کی نماز کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہے یارسول اللہ ہمارے گھر بہت دور ہین اور ہمارے ساتھ بیٹھنے والا اور آمیزش کرنے والا اس مسجد کے سوا کہین نہین ملتا اور ہم اللہ کی اور اسکے رسول کی تصدیق کئے اور اپنا دین چھوڑ دئے سو دیکھ کر ہماری قوم نے ہم سے دشمنی ظاہر کی اور ہم سے آمیزش نہ کرنے اور ہمارے ساتھ کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی ہے یہہ امر ہم پر نہایت شاق ہوگیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی شکایت کرتے تھے کہ اس مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہہ آیت نازل ہوئی انما ولیکم اللہ ورسولہ

الآیہ اور ظہر کی نماز کے واسطے ندا کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف نکلے لوگ نماز پڑھتے تھے کوئی رکوع میں تھا کوئی سجود میں کوئی قیام میں تھا کوئی قعود میں اور ایک سکین مانگ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور اس سے پوچھنے کوئی تجھکو کچھ دیا کہا ہاں یہہ راکع اور وہ علی رضی اللہ عنہ تھے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہے اور فرمائے ومن یتول اللہ ورسولہ فان حزب اللہ ہم الغالبون کلبی یعنی محمد بن السایب بن بشر الکلبی متہم مکذب ہے اسکو رفض سے رمی کرتے ہیں زائدہ اور لیث اور سلیمان تیمی بولے وہ کذاب ہے سعدی بولا کذاب ساقط ہے یحیی بولا کچھ شی نہیں کذاب ساقط ہے نسائی اور علی بن الجعد اور دارقطنی بولے متروک الحدیث ہے اور ابو صالح مولی ام ہانی کا ہے نام اس کا باذان وہ وہی ہے ابن عباس سے روایت کرتا ہے برا اسنے سنا نہیں ابن مہدی نے اسکے حدیث کو متروک کہا ہے نسائی بولا وہ ضعیف ہے ابن عدی بولا کسی متقدمین کو اس سے راضی ہو سو میں نہیں جانتا ابو الفتح ازدی بولا وہ کذاب ہے اس کو حاکم ابو عبد اللہ نے اپنی علوم الحدیث کی کتاب کے پچسوین نوع میں طریق سے عیسی بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب کے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ پر یہہ آیت نازل ہوی انما ولیکم اللہ ورسولہ الآیہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکل کے مسجد میں داخل ہوئے لوگ نماز پڑھتے تھے کوئی رکوع میں تھا کوئی سجدہ میں کوئی قیام میں سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھے بعد ایک سایل کو یعنی بھیک مانگنے والے کو دیکھ کے پوچھے اے سایل تجھکو کوئی شخص نے کچھ دیا ہے اس نے کہا کوئی کچھ نہ دیا اور علی رضی اللہ عنہ کے طرف اشارہ کر کے کہا مگر اس راکع نے مجھکو انگوٹھی دی - بندۂ عاصی کہتا ہے حاکم نے عیسی بن عبد اللہ کا نسب ایسا ہی ذکر کیا ہے لیکن ابن ابی حاتم اپنی کتاب العلل میں اس کا نسب یوں کہا کہ عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب اور اپنے والد سے نقل کی ہے کہا وہ قوی الحدیث نہیں تھا ابن الجوزی اپنی کتاب الضعفا میں بھی اس کا نسب ایسا ہی کہا اور بولا ابن حبان کہا وہ اپنے باپ سے وہ اپنے آبا سے موضوع چیزیں روایت کرتا ہے اور وہم اور خطا کرتا تھا اسلئے اس سے حجت پکڑنا باطل ہوا دارقطنی کہا اس عیسی کو مبارک کہتے تھے اور وہ متروک الحدیث ہے

ہے اس حدیث کو طبرانی اوسط مین ترجمہ مین محمد بن علی الصائغ کے اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر مین طبرانی
کی حدیث سے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی
سائل کھڑا ہوا اور علی نماز تطوع کے رکوع مین تھے سو اپنی انگوٹھی نکال کے اس سائل کو دی پھر اوسنے
آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع کی تب یہہ آیت نازل ہوئی انما ولیکم اللہ آلایہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہہ آیت پڑھکر اپنے اصحاب کو سنائی اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد
من عاداہ یعنی مین جس کا ولی ناصر ہون تو علی اس کا ولی ناصر ہے اے بار خدا وجسکو دوست رکھتا ہے
تو اسکو دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھتا ہے تو اس کو دشمن رکھ اسکی سند مین خالد بن یزید ابو
الہیثم العمری ہے یحیی اور ابو حاتم الرازی نے کہا وہ کذاب ہے اور ابن حبان نے کہا اثبات سے موضوعات
کو روایت کرتا ہے ازدی بولا وہ متروک الحدیث ہے اور اسکو ثعلبی نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایکدن مین نے ظہری نماز پڑھی ایک سائل
مسجد مین مانگا سو اسکو کسی نے کچھ نہ دیا پھر وہ سائل اپنا ہاتھ اٹھا کے کہا یا اللہ تو شاہد رہ مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مین مانگا سو مجکو کسی نے کچھ نہ دیا علی رضی اللہ عنہ رکوع مین تھے سو اپنے داہنے
ہاتھ کی کر انگلی سے اشارہ کئے انگوٹھی اسی انگلی مین پہنا کرتے تھے سو سایل نے آکر انگلی مین سے انگوٹھی
نکال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھتے تھے سو فرمائے یا اللہ میرے بھائی موسی علیہ السلام
نے تیرے سے مانگا رب اشرح لی صدری اس کو اشر کفی امری تک پڑھکے فرمائے تونے قرآن ناطق
نازل کی سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا یا اللہ مین محمد ہون تیرا نبی اور صفی ہون فاشرح لی
صدری ویسرلی امری واجعل لی وزیرا من اہلی علیا اشدد بہ ظہری ابو ذر رضی اللہ عنہ کہے واللہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس کلمہ کو پورا نہین کئے تھے کہ جبرئیل نازل ہوے اور کہے یا محمد پڑھ انما ولیکم اللہ
ورسولہ آلایہ حافظ العقلانی نے تخریج کشاف مین کہا اسکی اسناد ساقط ہین طبرانی اور ابن مردویہ
اور ابو نعیم معرفہ مین ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے
بیدار ہوکے کہنے لگے انما ولیکم اللہ ورسولہ آلایہ اور کہے الحمد للہ کہ جس نے علی پر اپنے نعمتین پوری کین

اور اللہ تعالیٰ ان پر جو اپنا فضل کیا ہم انکو اسکی تہنیت ادا کئے اسکی سند کا حال دریافت طلب ہے معلوم کیجئے علی رضی اللہ عنہ کی شان مین یہہ آیت نازل ہوی کر کر آثار جو مذکور ہوے سب کے سند مین مقال ہے لیکن ان احادیث کے مخارج مختلف رہنے سے علی رضی اللہ عنہ عین رکوع مین تصدق کرنا ثابت ہوتا ہے اور اسکے نزول کے وقت علی رضی اللہ عنہ کو صدقہ دینے کا اتفاق رکوع مین ہونا آیت عموم مومنون کے حق مین نازل ہونیکو منافی نہین اور عموم ہی اولی ہے اسی کو تائید کرتی ہے وہ جو عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہے ابو جعفر سے یعنی محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے پوچھے والذین آمنوا سے کون مراد ہے کہے مومنین مراد ہین کسی نے کہا ہمکو پہنچا کہ وہ علی بن ابیطالب رضی اللہ کے حق مین نازل ہوی باقر رضی اللہ عنہ کہے علی بھی الذین آمنوا مین داخل ہین ابو نعیم حلیہ مین عبد الملک بن ابی سلیمان سے روایت کی ہے کہا مین نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا انما ولیکم اللہ ورسولہ والمومنین الآیہ سے کون مراد ہے کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین بولا لوگ کہتے ہین علی رضی اللہ عنہ مراد ہین حضرت فرمائے علی رضی اللہ عنہ بھی انہین مین ہین ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا یہہ آیت مومنون کے حق مین نازل ہوی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان سب مین اول ہین یعنی رکوع کی حالت مین تصدق کرنا بعضون نے کہا علی رضی اللہ عنہ کے قصہ مین عمل قلیل سے نماز باطل نہ ہونیکی دلیل ہے اور بولا شاید کہ انگوٹھی وصیلی تھی جس کے نکالنے سے عمل کثیر جو مفسد صلوٰۃ ہے واقع نہین ہوا بندہ عاصی کہتا ہے یہہ ایک معین واقعہ ہے استدلال لینے کے قابل نہین احتمال ہے کہ عمل کثیر سے نماز باطل ہونیکی قبل یہہ واقعہ ہوا ہو شیعہ اس آیت سے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلیل لیتے ہین کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حق ہونے پر اس آیت مین نص جلی ہے انکی دلیل کی تقریر یون ہے ولی کا لفظ اس آیت مین جو مذکور ہوا معنی سے نصرت کے ہے یا متصرف فی الامور کے یعنی انکے کامون مین تصرف کرنے والا نصرت کی معنی سے لینا صحیح نہین کیونکہ ولایت اس آیت مین مذکور جو ہوی مومنین کے حق مین عام نہین انما جو حرف حصر ہے اس کے عام نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے طالانکہ جو نصرت کی معنی سے ہے

سب مومنین کے حق میں عام ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والمومنون والمومنات بعضہم اولیآء بعض
اس سے قطعاً ثابت ہوا کہ ولایت اس آیت میں نصرت کی معنی سے نہیں اس معنی سے نہ ہو تو
معنی سے متصرف فی الامور کے ہونا کیا واسطے کہ ان دو معنی کے سوائے اور کچھ معنی نہیں اس سے ثابت ہوا
کہ متصرف فی الامور کی معنی سے ہی ہونا اس معنی سے جب ہوا تو آیت کی تقدیر یوں ہے انما المتصرف فی الامور
منکم ایہا المومنون ہو اللہ ورسولہ والمومنون الموصوفون بالصفات المذکورۃ فی ہذہ الآیۃ المتصرفون فی جمیع الامور
یعنے اے مومنو تمہارے سب امور میں تصرف کرنیوالا کوئی نہیں مگر وہی اللہ ہے اور اس کا رسول اور
مومن جو اس آیت کی صفات سے متصف ہیں سو وہ سب امت میں تصرف کرنیوالے ہیں لیکن ہر ہر فرقہ
مومنوں کا متصرف فی الامور ہونا ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ اس سے مراد شخص معین ہو نا ولیسا شخص
کوئی نہیں مگر علی رضی اللہ عنہ ہیں کیا واسطے آیت میں صفات جو مذکور ہیں انہیں میں متحقق ہیں انکے غیر میں
نہیں اور یہہ آیت انہیں کے شان میں نازل ہوئے پر سب کا اجماع ہے اگر ابی بکر صدیق کے شان میں نازل ہوتی تو ابی بکر کی
امامت پر دلالت کرتی سب کا اتفاق ہے کہ یہہ آیت صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلالت نہیں کرتی معلوم ہوا کہ
شیعہ کا یہہ استدلال چند وجوہ سے باطل ہے یہی وجہ دلیل کے مقدمات جو تقریر کرتے ہیں شعریات سے شبیہ ہیں
آیت میں علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے طرف کچھ بھی اشارہ رہتا تو اسکو علی رضی اللہ عنہ اور اولاد کے بعد جو جانشین ہوئے
البتہ اسکو بیان کرتے یہہ بیان تو کسی سے منقول نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اسمیں کچھ دلالت نہیں ولی کا لفظ لغت میں
محب اور صدیق یعنی یار اور نصیر یعنی مددگار کے معنی سے بھی آیا ہے اس آیت کی ماقبل اور مابعد دلالت کرتی ہے کہ ولی
نصیر و محب کی معنی سے ہونا کیا واسطے لاتتخذوا الیہود والنصاری اولیآء میں ولی متصرف فی الامور لینا صحیح نہیں کیونکہ
یہود و نصاری کو اپنے امور میں متصرف گردانا بدیہی البطلان ہے بلکہ غرض اس سے یہہ ہی یہود و نصاری کو
اپنے احباب و مددگار نہ ٹھہرانا جب اسکی نہی مبالغہ سے کیا بعد فرمایا انما ولیکم اللہ ورسولہ والمومنون یعنی
الموصوفون بالصفات المذکورۃ سو اس آیت میں ولایت جو مامور بہا ہے وہی ہوگی جو اوپر کی آیت
میں منہی عنہا تھی اور ولایت جو منہی عنہا ہے نصرت کی معنی سے تھی مامور بہا بھی وہی ولایت نصرت کی
معنی کی ہے پھر اس آیت کی بعد کی آیت میں بھی فرمایا اہل کتاب کو اور کفار کو اولیا مت ٹھہراؤ سو پھر

اوپر کے نبی کا اعادہ کیا سو یہان بھی ولی نصیر کی معنی سے ہے متصرف فی الامور کی معنی سے
لینا صحیح نہین کیونکہ دونون آیتین جو ایک ہی غرض کے واسطے مسوق ہین ولی نصیر کی معنی سے
ہونا اور ان کے درمیان امام کی معنی سے جو اجنبی ہے لینا نہایت رکیک ہے بلغا کے
کلام مین نہین آتا ہے اس سے کلام الہی منزہ ہونا ضرور ہے دوسری وجہ یہہ ہے کہ ولایۃ کو تصرف
امامت پر حمل کرے تو چاہیئے مومن جو اس آیت مین مذکور ہین آیت کی نزول کے وقت
متصف بولایت رہنا علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک متصرف فی الامور
نہین تھے تو آیت کو متصرف فی الامور نہین تھے تو آیت کو متصرف فی الامور کی سے لینا
صحیح نہ ہونا اور یہی اللہ تعالی نے مومنون کو یہود و نصاری کی موالات سے منع کرکے
مومن جو صفات مذکورہ سے متصف ہین انکی موالاۃ کا امر کیا تو ان مومنون کی موالات
فی الحال حاصل ہونا ضرور ہوا تا نفی اور اثبات دونو لکا ورود ایک ہی شی پر ہو تصرف
فی الامور کی ولایت علی رضی اللہ عنہ کو فی الحال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین حاصل نہین
تھی بلکہ بعد ہوی تو آیت کو اس پر حمل کرنا صحیح نہ ہوا شیعہ اگر کہین علی رضی اللہ عنہ
کو ولایت تصرف فی الامور کی حاصل نبی تو ہم کہینگے یہہ دعوی باطل ہے کسواسطے کہ کسی حدیث مین انکو تصرف تعالی کے
وارد نہین ہوا اور اسکو کوئی اہل سیر و تاریخ دان بھی نہین کہا تصرف تو ایک طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سے
حداثت سن کے سبب سے امور کی مہمات مین مشورت بھی نہین کرتے تھے مشورت کرتے تھے تو اکثر شیخین رضی اللہ عنہما سے کرتے تھے
تیسری وجہ حصر مین نفی نہین ہوتی مگر اسمین کہ جسمین تردد او نزاع ہو آیتکی نزول کیوقت امامتمیر اللہ کے اور اسکے رسولکے اور علی
کے نزاع نہین تھا اسصورت تمیز ولی کی معنی متصرف فی الامور لینے سے حصر صحیح نہین ہوتا چہ جائیکہ وجہ اللہ تعالی نے مومنونکو جو اوصاف سے مذکور ہین ہم کے لفظ سات جگہ
ذکر کرکے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس صفت سے ایک جماعت مومنونکی متصف تھی ہے واگر ارادہ کرنا مجاز کا جایز ہے مجاز کو اختیار کرنیکے لئی دلیل ہونا ضرور ہے یہان کوئی
دلیل نہین پھر اسکو شخص واحد پر کیسا حمل کرے تیسرا نچوین وجہ ہم مسلم رکھینگے کہ یہہ آیت علی رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلالت کرتی ہے لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی
حیاتمیر انکو متصرف فی الامور کرنیکی اختیار نہین ہوتی ضرور ہوا کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امامت پر حمل کرنا اس احتمال پر جب حمل کرے تو ہم اس کے
موافق کہتے ہیں ابوبکر اور انکی امامتکو اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد ہونے پر حمل کرتے ہین آیت مین کچھ وقت کی

تعیین تو نہین ہے سو ہم اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلافصل ہونے پر حمل کرے اگر کہے کلمہ انما کا حصر کے واسطے ہے حصر امامت کا جو علی رضی اللہ عنہ مین ہوا انکے پیش از تین خلیفہ جو ہوئے انکی امامت منتفی ہوئی ہم کہینگے تمہاری یہ تقریر متقدم ائمہ کی امامت کو جیسی نفی کرتی ہے بعد کے ائمہ کی امامت کی نفی پر بھی دلالت کرتی ہے چاہیے سبطین اور دوسرے جو انکے بعد ہوے کہ جنکی امامت کے شیعہ متقدمین الامامیہ ہین وہ جو شیعہ کہتے ہین آیت علی رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہونے پر مفسرین کا اجماع ہے سو باطل ہے آیت کس کی شان مین نازل ہوئی سو اختلاف کو ہمنے اوپر ذکر کیا آیت علی رضی اللہ عنہ کے شان مین نازل ہونا کسی صحیح طریق سے وارد نہین ہوا اسکے جتنے طرق ہین سب معلل ہین جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہم قبول کرے کہ آیت انہین کی شان مین نازل ہوئی لیکن اعتبار عموم لفظ کو ہے خصوص سبب کو اعتبار نہین شیعہ وہم راکعون کے جملہ کو یوتون الزکوٰۃ کے فاعل کا حال ڈالتے ہین رکوع سے نماز کا رکوع مراد لیتے ہین ہم اوپر ذکر کیے وہم راکعون اوپر کے دونون جملون کا حال ہے اور راکعون خاضعون کی معنی سے ہے راکعون سے نماز کی رکوع مراد لیوین اور اسکو یقیمون الصلوٰۃ کا حال ڈالین تو بھی صحیح ہے کیونکہ نماز کو قایم کرنا بن رکوع کے بن نہین سکتا ہے لیکن اس حال کو ذکر کرنے سے فایدہ یہ تھا کہ یہود کی نماز سے احتراز ہو انکی نماز مین رکوع نہین ہے شیعہ کے اس استدلال کے رد مین اور بھی کلام ہے لیکن ہم چند ضروری مقدمون پر اختصار کے واسطے اکتفا کیے وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ اور جو دوست پکڑے اللہ کو اور اسکے رسول کو اور مومنون کو تو مقرر اللہ کی جماعت وہی ہوگی غالب لفظ من کا شرط کا کلمہ ہے مبتدا پر اسے جملہ فان حزب اللہ کا احتمال رکھتا ہے کہ اس شرط کا جواب ہے خبر کے موقع مین واقع ہوا ہے خبر کے جملہ مین عاید مذکور نہین کیونکہ کلمہ شرط جب مبتدا ہوتا ہے تو وہان عاید کی احتیاج نہین یون بھی کہہ سکتے ہین حزب اللہ سے نفس مبتدا مراد ہے تو مبتدا معنی کی لحاظ کرتے گویا مکرر ہوا سو عاید کی احتیاج نہ رہی یا یہ کہ عاید محذوف ہے معلوم رہنے سے اسکو حذف کیے تقدیر اسکی گویا یون ہے فہو غالب لکونہ من حزب اللہ والفارہ آیت کی حاصل معنی یون ہوئی جو کوئی دوست پکڑے اللہ کو اور اس کے رسول کو اور مومنون کو تو وہ شخص غالب ہے

کیونکہ وہ شخص اللہ کی جماعت مین امد اُسکے انصار مین ہوا اور احتمال رکھتا ہے کہ شرط کا جواب محذوف ہے اور جملہ فان حزب اللہ کا محذوف جواب کی دلیل ہے اسکی تقدیر گویا یون ہے ومن یتول اللہ ورسولہ والمومنین یکن من حزب اللہ الغالب اس احتمال پر حاصل معنی یون ہونگے جو کوئی دوست پکڑے اللہ کو اور اسکے رسول کو اور مومنون کو تو وہ اللہ کے حزب غالب مین ہوگا کیونکہ اللہ کی جماعت وہی غالب ہے حزب لغت مین ایک جماعت کو کہتے ہین جو کسی شخص کے ساتھ رای مین اور تجویز مین متفق رہتے ہین اور اسی کا گاتے ہین حزب اللہ سے اللہ تعالی کو ماننے والے اور اسکے دین پر چلنے والے اور اوسکے حکم پر اپنی جان نثار کرنے والے مراد ہین حسن بصری نے کہا حزب اللہ کی معنی جند اللہ یعنی اللہ کا لشکر ابو روق نے کہا اولیاء اللہ ابو العالیہ نے کہا شیعۃ اللہ بعضے کہے انصار اللہ ان سب کے معنی قریب قریب ہین اللہ تعالی نے جو فرمایا اللہ کی جماعت وہی غالب ہے سو حجت اور دلیل کے دیکھتے ان کا غلبہ اوسی یا عاقبت انہین کو غلبہ ہے اگرچہ لڑائی وغیرہ مین کبھی مغلوب ہو جاوین سدی نے کہا غالب کون ہے سو اللہ نے خبر دی اور بولا تم دولت و دائرہ سے مت ڈرو یعنی زمانہ کی گردش نیکی یا بدی سے جو ہوتی ہے اس سے مت ڈرو

۱۲ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ اے ایمان دار تم مت پکڑو ایسون کو جو ٹھہرائے ہین تمہارا دین ہنسی اور کھیل وہ جو کتاب دی گئی ہے تم سے پہلے اور جو کافر ہین دوست یعنی جنکو تم سے پہلے کتاب ملی ہے یعنی یہود و نصارا جو تمہارے دین کو ہنسی اور کھلونا بناتے ہین اور دوسرے کفار ان سبھون کو اپنا دوست مت ٹھہراؤ اللہ تعالی نے اوپر کی آیت مین یہود و نصاری کو اپنا دوست پکڑنے سے منع کیا اب اس آیت مین سب کفار کی دوستی سے خواہ اہل کتاب ہون یا نہ ہون علی العموم منع کیا اہل کتاب کی دوستی سے مکرر منع کرنے کا سبب یہ ہے انصار کو سابق مین یہود کے ساتھ نہایت دوستی تھی بھائی چارا تھا نسبت اور رضاعت کا رشتہ بھی تھا اس لئے اُن سے دوستی بہت ہو گئی تھی آدمی جس سے بہت مالوف ہو اس سے کندہ کشی کرنا نفس پر بہت شاق ہوتا ہے اس لئے تاکید کے واسطے انکی دوستی کرنیکی نہی کو مکرر بولا اور دوسری بات یہ ہے

اہل کتاب نادان شخص کو بہت جلد فریب دیتے ہین اور اپنے دین مین ملانے کیلئے کمال سعی و کوشش کرتے ہین اسلئے اونکی دوستی سے مکر رنہی کیا اس آیت کی شان نزول کو ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ رفاعہ بن زید بن التابوت اور سوید بن الحارث اسلام ظاہر کئے اور باطن مین منافق تھے سو مسلمانون کے چند شخص اونسے دوستی رکھتے تھے سو اللہ تعالی نے اس آیت کو بھیجا کہ نوالکمتون تک نازل کی دین کو ہنسی اور کھیل بنانے سے مراد زبان سے اسلام ظاہر کرنا دل مین کفر پر ثابت رہنا اس کی نظیر اللہ تعالی کا قول ہے جو سورہ بقرہ مین فرمایا واذا لقوا الذین آمنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینہم قالوا انا معکم انما نحن مستہزؤن دین سے تمسخر اور کھیلنے سے اسکی حقیقی معنی مراد لیوین تو بھی صحیح ہے کیا واسطے مسلمانون کے عبادات اور احکام سے کفار راضی رہتے ہین اور انکا تمسخر کرتے ہین معلوم کیجئے اللہ تعالی نے انکی موالات کی نہی کو دین کے تمسخر پر جو مترتب کیا سو اسمین اشارہ ہے کہ جن کی عادت ایسی ہو کہ تمہارے دین کی تمسخر کرنا تو تم ویسونسے دوستی کرنا اونکو اپنے احباب و انصار ٹھرانا نہایت بعید ہے کفار سے یہان مشرک مراد ہین مشرکون کو انکا کفر اعظم اور اغلظ رہنے سے اون پر مخصوص کفار کا اطلاق کرنا ہی اگرچہ اہل کتاب پر بھی کہیں کفر کا اطلاق کرنا ہی جیسا کہ آس آیتہ لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والآیہ والکفار کے را کو ابو عمرو اور یعقوب اور کسائی جر سے قراءت کرتے ہین اسپر قراءت پر اس کا عطف الذین اوتو الکتاب پر ہوگا جو من سے مجرور ہے اس قرأت پر مشرکین بھی تمسخر کرنے والونمین داخل ہوے باقی قراء را کے نصب سے قرات کئے ہین انکی قرأت پر اس کا عطف الذین اتخذوا پر ہوگا وہ مفعول بہ ہونے سے منصوب ہے یہہ بھی مفعولیت کے جہت سے منصوب ہوا اس قرأت پر مشرک تمسخر کرنیوالون مین نہین ہوتے لیکن دوسرے آیتون سے اونکا تمسخر کرنا ثابت ہوا واتقوا اللہ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ اور ڈرو اللہ سے اگر مومن ہو یعنی کفار کی دوستی کرنے سے یا گناہ کرنیسے اللہ تعالے سے ڈرو اگر تم مومن ہو یعنی سچے مسلمان ہو یا اللہ کے وعد و وعید کو تم مانتے ہو تو اللہ سے ڈرو کیونکہ کفار اللہ کے اور اس کے دین کے دشمن ہین اللہ کو جو دوست رکھتا ہے اسکے دشمنون کی

دوستی سے احتراز کرنا چاہیے وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا اور جب تم پکارو نماز کو اسکو ٹھہراویں ہنسی اور کھیل یعنی تم لوگون کو نماز کے واسطے بلاویں تو وہ کفار نماز کے ٹھٹھے کرتے ہین اتخذوہا کی ضمیر صلاۃ کی طرف راجع ہے یا نادیتم کا مصدر جو مناداۃ ہے اسکی طرف راجع ہے حلبی نے کہا مناداۃ کی طرف ضمیر پھیرنے مین بُعد ہے کیونکہ ضمیر کا مرجع ہونیکی صلاحیت رکھتا سو لفظ موجود رہنے پر فعل کے مصدر کی طرف ضمیر پھیرنے کی احتیاج نہین بندہ عاصی کہتا ہے کفار کا استہزا لفظ نماز سے اگر تھا تو ضمیر کو مناداۃ کی طرف پھیرنا جایز نہین اگر انکی استہزا نفس اذان سے تھا تو مناداۃ کی طرف پھیرنا لازم ہوگا واللہ اعلم اس آیت کی شان نزول کو بیہقی نے دلائل مین کلبی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن جب نماز کے واسطے اذان دیتا اور مسلمان نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تو یہود کہتے قد قاموا لاقاموا یعنی کھڑے ہوئے نہین کھڑے ہوے یعنی نماز کیواسطے بحسب ظاہر کھڑے ہوے حقیقت مین نہین کھڑے ہوے رکوع وسجود کرتے سو دیکھتے تو ہنسی ٹھٹھا کرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ سدی سے روایت کئے ہین اس نے کہا مدینہ مین انصار کا ایک شخص رہتا تھا موذن اذان مین جب کہتا اشہد ان محمدا رسول اللہ تو کہتا جھوٹا جل جاوے ایک شب کو وہ اور اسکے لوگ سوتے تھے اسکی باندی آگ لیکر آئی سو چنگاری اڑکے گھر کو آگ لگی وہ اور اسکے لوگ سب جل گئے بعضے کہتے ہین کفار اور منافق اذان سنتے تو مسلمانون کا حسد کرتے سو ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہے یا محمد تم ایک نیا امر احداث کئے تمہاری پہلی امت جو ہوئی انمین کسی نے ایسا نہ کیا تم دعوی نبوت کا کرتے ہو تو سارے انبیا کا خلاف کئے اگر اس مین خوبی ہوتی تو اون کے انبیا اس کو کرنے کے احق تھے گدھا پکارے سا پکارتے سو کہان سے کرتے ہو یہہ کیا بھونڈا آواز ہے اس پر اللہ نے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ الآیہ نازل کی اور یہہ آیت واذا نادیتم الآیہ نازل کی بغوی نے اس کو بن سند کے ذکر کی ہے قاضی ناصر الدین البیضاوی نے کہا نماز کے واسطے اذان مشروع ہونے پر اس آیت مین دلیل ہے شیخ سعد الدین التفتازانی نے اسکی کلام کی

توجیہہ مین کہا منادات کی استہزا شرع کے منکرات سے جب ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ مذکور منادات شرع
کے معروفات سے ہے کشاف مین یون ہے اذان کی ثبوت نص کتاب سے ہونا فقط جواب سے ہونے پر اس
آیت مین دلیل ہے محشین اس دلیل کی وجہ کا بیان ایسا کرتے ہین کہ نماز کی اذان سے کفار کے استہزا
کرنیکی خبر دیا اور اس استہزا کی علت انکا جہل ثابت کیا تو آیت نے بر سبیل اشارۃ نص اسکے ثبوت پر
کی شیخ شرف الدین الطیبی نے اس کو رد کیا اور بولا اذا نادیتم الی الصلاۃ اتخذوہا ہزوا این ہذا
کے وقت انکی استہزا کرنیکی خبر ہے اس سے ظاہر یہہ ہوتا ہے کہ اذان اس آیت کے نزول کے قبل ہونا
نفس الامر مین ایسا ہی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو جب تشریف لائے تب ہی مشروع
ہوئی ابوحیان نے بھی ایسا ہی کہا اور بولا اس مین اذان کی مشروعیت کی دلیل نہین کیونکہ اذا
نادیتم کے لفظ سے ذکر کیا نادوا امر کے صیغہ سے نہین بولا یہہ شرطیہ جملہ ہے اس کی مشروعیت سابق
ہونے پر دلالت کرتا ہے اذان کا دینا اس شرط سے ثابت نہین ہوتا قاضی الدین العراقی اس کے
جواب مین بولا اذان جو دیتے تھے اس کے موافق آیت نازل ہوئی اسکی مشروعیت پر دلالت
کرتا ہے اگرچہ امر کے صیغہ سے دلالت نہ کرے بندہ عاصی کہتا ہے راجح قول پر اذان کی مشروعیت
ہجرت کے پہلے سال ہوئی مشہور یہی ہے کہ اذان کی مشروعیت عبد اللہ بن زید الانصاری رضی اللہ
عنہ کے خواب پر ہوئی احادیث مین وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین جب تشریف
لائے لوگ وقت کا شمار رکھ کے نماز کو آتے تھے لوگ جب بہت ہوئے نماز کا وقت پہچاننے کچھ
نکالنا چاہے بعضے کہے آتش روشن کرنا بعضے کہے ناقوس بجانا بعضے کہے بوق یعنی نرسنگھا پھونکنا لیکن
آتش مجوس کا فعل اور ناقوس نصاریٰ کا فعل اور بوق یہود کا فعل رہنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
انکو پسند نہین فرمائے عمر رضی اللہ عنہ کہے ایک آدمی کو نماز کی ندا کرنے کیون نہ بھیجا پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم بلال رضی اللہ عنہ کو نماز کی ندا کرنے کا امر کئے بعضے روایتون سے ثابت ہوا کہ الصلاۃ
جامعۃ کرکر بلال ندا کرتے تھے بعد اسکے عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الانصاری رضی اللہ عنہ خواب
دیکھے کہ ایک شخص کے ہاتھ مین ناقوس ہے عبد اللہ اسکو کہے ناقوس کو بیچتا ہے اس نے کہا اسکو

لیکے کیا گریگا عبد اللہ کہے نماز کے واسطے اسکو بلائینگے اس نے کہا اس سے بہتر چیز میں تجھکو سکھاتا ہوں
پھر اذان سکھلایا عبد اللہ آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے یہ خواب حق ہے اور عبد اللہ کو فرمائے بلال کی آواز بلند ہے ان کلمون کو اوسنے
کہو عبد اللہ بلال کو اذان کے کلمہ کہتے تھے بلال اذان دیتے تھے اذان کی آواز سنکر عمر رضی اللہ
عنہ حاضر ہوے اور کہے میں بھی خواب میں ایسا ہی دیکھا ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ کے
خواب دیکھنے کے قبل بیس روز کے عمر رضی اللہ عنہ خواب دیکھے تھے لیکن اس کو ظاہر نہ کئے پھر نبی
صلی اللہ علیہ وسلم عمر کو کہے تم کیا واسطے ہمکو خبر نہ کئے عمر رضی اللہ عنہ کہے عبد اللہ بن زید نے
سبقت کی اس لئے میں نے شرمایا اذان کا حکم عبد اللہ بن زید کے خواب سے جو ثابت کئے اس پر بعضوں
نے اعتراض کیا اور بولا انبیا علیہم السلام کے غیر کے خواب پر شرعی احکام مبنی نہیں ہوتے انکے خواب
پر کیونکر حکم کئے بندۂ عاصی اس کے جواب میں کہتا ہے مومن کا خواب نبوت کے اجزا میں کا ایک
جزء ہے رویا صادق بمنزلۂ وحی کے ہوا لیکن وہ رویا حق ہے یا اضغاث احلام میں ہے جب حق ہو محتاج
تعبیر کا ہے یا نہیں سو ہمکو معلوم نہیں ہوتا اس لئے اس پر احکام شرعی مبنی نہ کرینگا حکم ہے بخلاف نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہ حضرت کو اس خواب کی حقیقت کا علم حاصل ہوا اس لئے اس پر حکم کئے بعضی روایتوں
میں جو آیا ہے کہ اسرا کی شب کو فرشتے نے اذان کی تعلیم کی یا جبرئیل علیہ السلام نے نماز فرض
ہوئے بعد اسکی تعلیم کی اسانید ان احادیثوں کے نہایت ضعیف ہیں قابل حجت نہیں عبد الرزاق
نے مصنف میں عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ نماز کے واسطے لوگ جمع ہونے کے لئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم مشورت کئے لوگ ناقوس بجانا کرکے کہے بعدہ عمر رضی اللہ عنہ اذان دینے کا خواب دیکھے
اور اس خواب کی اطلاع کرنیکے قبل بلال اذان کہے سو سنکے آکر خواب کی خبر دئے تو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم فرمائے قد سبقک بذلک الوحی یعنی تم خبر دینیکے قبل وحی ہو چکی سو یہہ حدیث
مرسل ہے درصورت ثبوت کے وحی سے عبد اللہ بن زید کا رویا مراد لینا یا انکا رویا حق ہونیکی
وحی مراد لینا تا احادیث جمع ہوں واللہ اعلم ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ یہہ یعنی انکی

تمسخر اسواسطے ہے کہ وہ لوگ ہین بے عقل یعنی انکو عقل کامل ہوتی تو پہچانتے کہ خالق منعم کی تعظیم اور اوسکی خدمت جو نہایت تعظیم کے ساتھ ہو ہنسی کھیل نہین ہوتی بلکہ وہ بندون کے اعمال مین احسن عمل ہے اور اونکے افعال مین اشرف فعل ہے اس سے تمسخر کرنا احمقون اور بے عقل جاہلون کا کام ہے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ تو کہہ اے محمد اے کتاب والو کیا ناپسند نہین کرتے ہو ہمسے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اس آیت کی شان نزول کو ابن اسحٰق اور ابن جریر طبری اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کئے ہین کہ یہود کے چند لوگ از انجملہ ابو یاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور عازر بن عمرو اور زید اور خالد اور ازار اور اشیع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت سے پوچھے تم کن رسولون پر ایمان لاتے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین ایمان لاتا ہون اللہ پر اور اس چیز پر جو اترا ابراہیم پر اور اسمعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور اسباط پر اور اس پر جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا پیغمبرون کو انکی رب کی طرف سے ہم فرق نہین کرتے ان سے کسی ایک مین اور ہم اسیکے حکم پر ہین جب نبی صلی اللہ وسلم عیسیٰ کو ذکر کئے وہ یہود انکی نبوت کی انکار کئے اور کہے ہم عیسیٰ پر ایمان نہین لاتے اور جو کوئی عیسیٰ پر ایمان لاوے اس پر بھی ہم ایمان نہین لاتے پھر اُن یہود کے حق مین اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو فَاسِقُوْنَ تک نازل کی ہل استفہام کا کلمہ ہے نفی کی معنی کا فایدہ دیتا ہے یہود کے کامون سے تعجب کرتا ہے تنقمون مضارع کا صیغہ ہے نقمت سے نقمت کی معنی کینہ کپٹ بیر عتاب کرنا اور کام کو ناپسند کرنا اس کا تعدیہ علی سے ہوا کرتا ہے یہان من سے متعدی کیا سو تکرہون یا تنکرون کی معنی کو تضمین کیا اسی واسطے مفسرین اس کا ترجمہ تکرہون یا تنکرون سے کرتے ہین ہم بھی انکی متابعت سے ناپسند جو ترجمہ تنکرون کا اور تکرہون کا ہے کئے ہندی کے مترجم نے اصل معنی کے لحاظ سے ہل تنقمون منا کا ترجمہ یون کیا ہے کہ کیا بیر ہے تمکو ہم سے منا کا تعلق تنقمون سے ہے ہمسے یعنی ہمارے اوصاف اور احوال سے اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ استثنا مفرغ ہے وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا اور جو اترا ہمپر وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ

اور جو اُترا پہلے یعنی سابق کے انبیا پر حاصل معنی اس کے یہ ہین کہ اس دین مین یعنی دین محمدی مین تم نہ پاؤگے مگر یہی کہ اللہ پر یقین لانا اور جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اور جو انکے آگے کے انبیا پر اترا ان سب پر یقین لانا یہہ امور ایسے نہین جنکو تم ناپسند ٹھہراؤ اور اونکے سبب سے ہمارے کیٹ رکھو کیونکہ اللہ پر ایمان لانا سب طاعتون کا سر اور اصل ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دوسرے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا حق و صدق ہے کیونکہ نبی دعوئی نبوت و رسالت کا جو کرتا ہے اوسکی تصدیق کی دلیل معجزہ ہے نبی نے جب دعوئی نبوت کا کیا اور معجزہ بتلایا تو اوسکی نبوت ثابت ہوئی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کا دعوئی کئے اور حضرت کی تصدیق معجزہ سے ثابت ہوئی تو حضرت اللہ کے نبی اور رسول ہین کرکے اقرار کرنا واجب ہوا بعضے نبیون کا اقرار کرنا اور بعضون سے انکار کرنا متناقض کلام اور باطل مذہب ہے اس سے ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس طریقہ پر ہین وہی حق دین ہے اور صراط مستقیم ہے ایسی راست راہ پر قایم رہنے والے سے بیر کرنا گمراہی کی دلیل ہے وَاَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اور مقرر یہہ کہ اکثر تم مین بدکار ہین یہہ خطاب یہود کو ہے یعنی اے یہود ہمارے حق پر ہونیکا علم تمکو باوجود رہتے ہوئے تم ہمارے ایمان کو بُرا ٹھہرائے اور اس پر عیب رکھے سو اس کا سبب تمہارا فسق ہے معلوم کیجئے یہود جتنے ہین سب فاسق ہین یہان اکثر فاسق ہین کرکے جو فرمایا سو یہود جو ایمان لائے ہین اُنکو نکالنے کے واسطے کہا یا اس واسطے کہا کہ یہود کے اکثر ملا جو تھے رشوت کھایا کرتے تھے اور ریاست وجاہ کے واسطے سلاطین کا تقرب حاصل کرتے تھے فتوی انکے خاطر خواہ بناکر کہتے تھے اس سے اپنے دین مین فاسق ہوئے بعضے کافر اپنے دین مین عدل رہتے ہین اور بعضے فاسق سو یہود کے اکثر لوگ اپنے دین مین فاسق تھے تھوڑے انکے ایسے نہین تھے معلوم کیجے جمہور قرآن کے ہمزہ کو فتح سے پڑھتے ہین مفسرین اسکے اعراب مین آٹھ وجہ بیان کئے ہین۔ قُلْ تو کہہ اے محمد یہود کو ان کے سوال کے جواب مین ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ کیا مین خبر دون تمکو اُنمین کس کی بُری جزا ہے اللہ کے یہان ذلک کا اشارہ منعوم کی طرف ہے یعنی وہ چیز کہ جس کے سبب سے ہم پر یہود عیب رکھے معلوم کیجئے من ذلک مین مضاف محذوف ہے اس کی تقدیر من اہل ذلک ہے اس کے حذف کی

دلیل اسکے بعد کا کلمہ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ہے کیونکہ ملعون اس دین سے شر ہے نہ کہینگے بلکہ اس دین کے اہل سے شر ہے کہینگے مثوبہ تمیز ہے اور اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر کی معنی سے یعنی ثواب نیکی کی جزا کو مثوبہ کہتے ہین لیکن یہان عقوبت کی معنی مین مستعمل ہے ایسے استعمال کو اہل بلاغت تہکم کہتے ہین جیسا اللہ تعالے نے اس آیت مین فرمایا فبشرہم بعذاب الیم یعنی انکو عذاب الیم کی خوش خبری سنا اور کہتے ہین چور کو اسکی چوری کا انعام دیتا ہون اس سے سزا دینا غرض ہوتی ہے یہان ایک اشکال وارد ہوتا ہے اشکال کی تقریر یہہ ہے بشر من ذلک جو کہا اسکا مقتضی یہہ ہے اس دین سے یعنی دین اسلام سے جو لوگ موصوف ہین اُنپر شر کا حکم صادق آتا حالانکہ ایسا نہین اس اشکال کا جواب یہہ ہے اس کلام کو یہود کے اعتقاد پر ذکر کیا کیونکہ یہود اس دین کے چلنے والے کو شر سے منسوب کئے سو انکے جواب مین کہا اس دین پر چلنے والون کو تم شر سے جو منسوب کئے اسکو ہم تسلیم کئے لیکن اللہ کی لعنت اور اس کا غضب جن پر ہوا اور انکو مسخ کرے وہ ان دین والون سے بُرائی مین بڑھکے ہین مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ جس کو اللہ نے لعنت کی معلوم کیجئے یہ جملہ محل رفع مین ہے خبر ہے محذوف مبتدا کی اس کی تقدیر ہو من لعنہ اللہ ہے اوپر کے جملہ مین جب کہا کسکی بُری جزا ہے سو مین تمکو بتاون تو سائل بولا بتلائے تو کہا وہ وہی ہے جسکو اللہ نے لعنت کی یا جملہ محل جر مین ہے بشر کا بدل پڑا ہے گویا معنی یون ہین جس پر اللہ نے لعنت کی ہے انکو تمہین بتلاون لعنہ اللہ کی معنی اللہ نے اپنی رحمت سے انکو دور کیا اور اپنی درگاہ کی قربت سے انکو ہانکا وَغَضِبَ عَلَيْهِ اور طیش مین آیا اس پر یعنی اس سے انتقام لیا اللہ تعالی کا بندہ پر غضب مین آنے سے اسکی گناہ کی سزا دینی مراد ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ اور کیا انمین کسی کو بندر اور سور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بندر اور سور ہوے سو اصحاب السبت ہین یعنی یہود جو شنبہ کی حرمت کو توڑے جو ان انمین کے بندر ہوے بوڈھے انمین کے سور بنے بچے کہتے ہین بندر بنے سو سبت کے یہود سور بنے سو عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین اللہ کے یہان سے مائدہ اترے بعد جو کافر ہوے عمرو بن کثیر بن افلح سے مروی ہے کہا بنی اسرائیل کے کسی دیس مین انکا بادشاہ تھا اسکے ساتھ ملکر سارے بنی اسرائیل گناہون مین پھنسے

مگر اس شہر مین ایک بی بی تھی دین پر قایم تھی لوگون کو اللہ کے دین کی دعوت کرنے لگی جب اُسکے پاس لوگ جمع ہوے ان کو کہنے لگی اللہ کے دین کے واسطے تم جہاد کرنا اور تمہارسی قوم کے لوگ جو گمراہ ہین انکو ہلاک کرنا تمکو ضرور ہے پھر وہ بی بی اپنے تابعدارون کو لیکر جنگ کو نکلی بادشاہ کو خبر ہوئی سو اپنی فوج کو لیکر نکلا اور اُن تمام لوگون کو قتل کیا وہ بی بی بچکر بھاگ نکلی پھر لوگون کو دعوت کرنے لگی لوگ جب جمع ہوئے انکو لیکر جہاد کو نکلی بادشاہ سنکر مقابلہ کو نکلا اور اُن سب کو قتل کیا اور بی بی بچکر بھاگ نکلی پھر تیسری بار یہی دعوت کرکے جہاد کو گئی اُسکے ساتھ والے مارے گئے بی بی بچکر نکل گئی اور اُن لوگون کی ہدایت سے نا امید ہو کر کہنے لگی سبحان اللہ اس دین کا کوئی والی اور مددگار رہتا تو اسکو غالب کرتا اسی غم مین شب کاٹی صبح کو انمی دیکھتی کیا ہے دیس کے سب لوگ سور ہوکے پھر رہے ہین اُن سب کے صورتون کو اللہ تعالی نے سور کی صورتون مین مسخ کیا ہے وہ بی بی جب انکی یہ حالت دیکھی تو کہی کہ اب مجھکو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے دین کو غالب کیا سو بنی اسرائیل کا مسخ ہونا اُس بی بی کے ہاتھ پر ہوا اسلم اور ابن مردویہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بندر اور سور جو ہین کیا وہی ہین جنکو اللہ تعالے نے مسخ کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے کسی قوم کو ہلاک کرتا ہے مسخ کرتا ہے تو اسکی نسل جاری نہین کرتا بندر اور سور اسکے آگے تھے اس حدیث کو ابوداؤد طیالسی اور امام احمد اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یون روایت کئے ہین کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بندر اور سور جو ہین کیا یہود کی نسل ہین یعنی یہود جو مسخ ہوے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے نہین اور کہے اللہ تعالی کسی قوم کو لعنت کرے اور انکو مسخ کرے تو انکی نسل نہین ہوتی اور یہ یعنی بندر اور سور ایک خلقت ہے سابق سے ہین لیکن اللہ تعالی یہود پر جب غضب مین آیا اور انکو مسخ کیا سو اُن جانورون کے مثل کیا معلوم کیجئے جمہور علما کا قول یہی ہے اللہ تعالی نے جسکو مسخ کیا ہے اُن سے نسل نہین ہوتی بعضے کہتے ہین انکو بھی نسل ہوتی ہے بندر سور جو موجود ہین انہین کی نسل ہین انکی دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کو بخاری اور مسلم روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماے

وہ عبد با کی سکون سے جو اسمین با کی ضم سے پڑہنا بھی ایک لغت ہے تیسرا وجہ اصل مین
یہہ عبد تھا عین کے اور با کے ضم سے جمع ہے عباد کا وہ جمع ہے عبد کا عین کی فتح اور با
کی سکون سے دو ضم جمع ہونا ثقیل جان کے با کو فتح دئے چوتھا وجہ اصل مین عبدہ تھا ہا کو
حذف کئے اور با کو ضم دئے تا ماضی سے مشتبہ نہو اس قرات مین اس کا عطف قردۃ پر ہوگا
لفظ عبد کا پھر مفرد ہو یا جمع مضاف ہوا ہے الطاغوت کی طرف سو اس کے تا کو اضافت کی جہت
سے جر ہوا اس قرات پر اس کی معنی یون ہوگی کیا انمین کسی کو شیطان کی عبادت کرنیوالا طاغوت
شیطان کو کہتے ہین بعضے کہتے ہین وہ بچھڑا کہ یہود جس کی پرستش کرتے تہے۔ بعضے کہتے ہین وہ کہان اور بعضے کہتے
وہ احبار یعنی ان کے علما ان سب معنیونکا حاصل یہہ ہے اللہ کی معصیت مین جس کیسی اطاعت کیا تو وہ شخص اسکا
بندہ اور فرمانبردار ہوا اس کا معبود طاغوت ہے اُولٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وہی بدتر ہین جگہہ مین وَاَضَلُّ
عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ اور گمراہ تر ہین سیدہی راہ سے یعنی جن پر اللہ تعالی لعنت کی اور غصہ ہوا اور انمین قردے
اور خنازیر اور شیاطین کو پوجنے والے کیا انکی جگہہ دوسرون کی بہ نسبت بہت بُری ہے شر کی نسبت
مکان کی طرف کیا حالانکہ اس سے غرض اہل مکان ہے یہ مبالغہ کے واسطے ہے یعنی وہ لوگ شر کی نہایت کو
پہونچے یا یہہ کہ انکی جگہہ قیامت مین دوزخ کی پتال ہے وہ جگہہ نہایت بری ہے اور سواء السبیل سے طریق حق مراد ہے یعنے
وہ لوگ راہ حق سے نہایت بہکے ہین معلوم کیجئے شر اور اضل افعل التفضیل کے صیغہ ہین اور اپنی معنی پر باقی
ہین جب افعل التفضیل کے صیغہ ہو کر تو ان کے لئے مفضل علیہ ہونا ضرور ہے وہ مفضل علیہ کون ہین سو
اسمین دو احتمال ہین پہلی احتمال وہ دوسرے کفار ہین جو لعنت وغیرہ کی صفات سے متصف
نہین یعنی جو کفار صفات مذکورہ سے متصف نہین ان سے تم بدتر ہو اور زیادہ بہکے ہین دوسری احتمال مفضل علیہ مومنین ہین یہ
اشکال وارد ہوتا ہے اشکال یہہ ہے مفضل علیہ جب مومن ہوئے تو اسلام بغض مسلمانون کی پاس تو شر نہین پھر انکی طرف
شر کی نسبت کیسا کیا اس کے دو جواب ہین پہلا جواب یہہ ہے مومنین کی جگہہ دنیا مین جو ہموم وغموم اور دینوی
حاجات اور عیش کی تنگی اور تمہاری بولی ٹھولی لاحق ہونیسے بدہے تمہاری جگہہ آخرت مین اس سے بدتر ہے دوسرا
جواب یہہ کہ تم ہمکو بدجو کہو ہم اُسکو قبول کرے اور مسلم رکہے لیکن تم مذکور صفات سے متصف ہونیسے

نہایت شر کو گئے اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ۔
اور جب آوین تمھارے پاس کہین ہم ایمان لائے مقرر منکر ہی آئے تھے اور تحقیق اوسیطرح
نکلے قتادہؓ نے کہا یہ آیت چند یہود کے شان مین نازل ہوی وے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آتے اور کہتے ہم مومن ہین اور جو آپ لائے ہم اوس سے راضی ہین اور حقیقت مین اپنے کفر ضلالت
پر قایم تھے سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفر سے آتے اور کفر پر نکلتے اوس پر اللہ تعالی نے اوس
آیت کو نازل کی یعنے وہ یہود جب تمہارے پاس یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنون کے پاس آتی
ہین تو کہتے ہین ہم ایمان لائے وہ منافق ہین دل سے ایمان نہین لائے کفر کی حالت سے تمھارے پاس آئے
تھے اور تمھارے پاس سے کفر کی حالت سے گئے ایمان اونھون کے دلونمین نہین بیٹھا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا
يَكْتُمُوْنَ ۝ اور اللہ خوب جانتا ہی جو چھپا رہے تھے یعنی دلونمین ان کے جو نفاق پوشیدہ ہی اوس کو
اللہ جانتا ہی وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ
اور تو دیکھتا ہی بہت ان مین دوڑتے ہین گناہ پر اور ظلم پر اور حرام کہانے پر یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو ہی یعنے اے محمد تو بہت یہود کو دیکھتا ہی تری کر کے جو فرمایا سو اوس سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہی یعنے اسکے
بدچلن ایسے ظاہر ہین کہ آنکھون کے سامنے دیکھتے ہین تری سے رویت قلبی یعنی مراد ہونا بھی احتمال ہی اسوقت
ترجمہ یون کرینگے تو جانتا ہے کثیرا جو فرمایا اوس سے معلوم ہوا کہ مذکور افعال سب یہود نہین کرتے تھے
بلکہ انمین کے اکثر لوگ کا یہہ فعل تھا یسارعون مضارع کا صیغہ ہی مسارعت سے مسارعت کی معنی کسی کام
مین جلدی کرنا اوس کا استعمال خیر مین ہی ہوتا ہی بدی مین عجلت کے لفظ کو استعمال کرتے ہین یہان مسارعت
کو خیر مین استعمال جو کیا اسمین اشارہ ہی کہ وہ یہود ان بدکامون پر اقدام جو کرتے تھے اسکو بہتر سمجھتے تھے
اور اسکو حق ٹھہراتے تھے بدکام کو نیک سمجھنا انکی کمال ضلالت پر دلالت کرتا ہی الاثم کا لفظ سب معاصی
اور رہنیات کو شامل ہے العدوان کو اوس پر عطف جو کیا سو عطف خاص کا عام پر ہی بعضے کہتے
ہین اثم سے حرام مراد ہی بعضے کہتے ہین کذب مراد ہی عدوان کی معنی ظلم اور گناہ حد سے گذر جانا بعضے کہتے اثم وہ گناہ
جو اوس کی ذات سے مخصوص ہی عدوان وہ جو اوس کے غیر پر پہنچتا ہی بعضے کہتے اثم وہ جو تورات کے احکام کو پوشیدہ کرتے تھے عدوان

وہ جو تورات مین اپنی طرف سے زیادہ کرتے تھے سحت حرام کو کہتے ہین اس سے رشوت اور لوگون کا مال ناحق جو چٹ کرتے ہین مراد ہے حرام کہانا اگرچہ اثم مین داخل تھا بالاین اسکو ذکر کیا سواس کی حرمت کے مبالغہ کے واسطے ذکر کیا لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ البتہ بدچیز ہے جو عمل کرتے ہین یعنے کیا بُرے کام ہین جو وہ یہود کر رہے ہین گناہ مین دھسنا نیکی سے ہٹنا لوگون پر ظلم زبردستی کرنا حرام کہانا لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ کیون نہین منع کرتے انکو انکے پیران اور ملا گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کہانے سے لولا تخضیض اور توبیخ کا کلمہ ہے جو ان کے پیرون کو اور ملاؤنکو منکر امور کی نہی نہ کرنے پر کرتا ہے ربانی خدا پرست کو کہتے ہین جو لوگون کو اللہ تعالی کی راہ کی تعلیم کرتا ہے یعنی مشایخ اور پیران طریقت احبار انکے علما کو کہتے ہین جو شریعت کی تعلیم کرتا ہے ربانی اور احبار سے یہود کے ہی بیدانتی اور پنڈت مراد ہین کسواسطے کہ یہہ آیتین انہین کے شان مین ہین حسن سے مروی ہی کہا ربانی سے نصاری کے ملا اور احبار سے یہود کے ملا مراد ہین لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ البتہ بدچیز ہے جو کرتے ہین یعنی یہود کے ربانی اور احبار ان یہود کو جھوٹ بات سے اور حرام کہانے سے جو منع نہین کرتے سو ان کے کیا بُرے عمل ہین جو کر رہے ہین معلوم کیجئے اللہ تعالی نے یہود کے عامی لوگون کے حق مین یعملون کا لفظ ذکر کیا اور انکی ملاؤنکے حق مین یصنعون کے لفظ کو استعمال کی سو انکی توبیخ مین مبالغہ ہونے فرمایا کسواسطے کہ عمل مین صنع کو استعمال نکرینگے جب تک کہ وہ عمل کرنا اوسکی عادت نہ ہو اس سے ملاؤنکی مذمت عوام کی مذمت سے بڑھ کے ہوئی اور منکر سے نہی نہ کرنا بمنزلہ اس منکر کے مرتکب ہونیکے ہی مسلمانون کے علما عوام کو منکر سے نہی کرنے مین جو سستی کرتے ہین انکی مذمت کی طرف ہی آیتین اشارہ ہی ابن ابی حاتم نے روایت کی ہی کہ علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ مین فرمائے لوگو پہلے کے لوگ ہلاک جو ہوے سو گناہون کے مرتکب ہونیسے اور انکے خدا پرستان اور ملا انکو منع نکرنیسے جب وہ گناہ کرنین نہایت کو پہونچے ربانی اور احبار انکو منع نہین کی تو وہ سزاؤنمین گرفتار ہوئے سو اسمین جو نازل ہوا تم پر نازل ہونیکے قبل تم معروف کا امر اور منکر کی نہی کیا کرو اور جانیوالا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر رزق کو قطع نہین کرتی اور موت کو نزدیک نہین لاتی ابن جریر اور ابو الشیخ نے ابن عباس رض

رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نہیں کہہ قرآن کی کسی آیت سے بڑھ کے توبیخ نہیں ابن المبارک کتاب الزہد میں اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر ضحاک بن مزاحم سے نقل کئے ہیں اس نے کہا میرے پاس قرآن میں کوئی آیت اس آیت سے زیادہ خوف والی نہیں امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح میں جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمائے کوئی قوم نہیں کہ جن کے روبرو لوگ وہ کے گناہ کرتے ہیں اور وہ قوم ان لوگوں سے قوی اور اون پر قادر ہوتے ہیں اور ان لوگ کو گناہوں سے تغیر نہیں دیتے یعنے منع نہیں کرتے مگر اللہ تعالی اس قوم کو اپنے طرف سے عذاب پہونچاتا ہے بیہقی شعب میں اس حدیث کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اور کہے یہود اللہ کے ہاتھ باندھا گیا ہے ابن اسحٰق اور طبرانی کبیر میں اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا میں نے کہ یہود سے ایک شخص تھا اس کا نام النباش بن قیس بولا تیرا رب بخیل ہے خرچ کو نہیں دیتا اس پر اللہ تعالی اس آیت کو نازل کیا ابو الشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت فخاص یہود کی حق میں جو بنی قینقاع کا رئیس تھا نازل ہوئی ابن جریر نے عکرمہ سے بھی ایسا ہی روایت کی ہے امام فی السنہ البغوی نے اس قصہ کو ابن عباس اور عکرمہ اور ضحاک اور قتادہ سے یوں روایت کی ہے کہ اللہ تعالے یہود کے زر قیس کتنا تھا سب سے زیادہ مالدار تھے اور انکے زمینات نہایت سرسبز تھے جب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے حضرت کی تکذیب کئے اور اللہ تعالی کے نافرمان بنے اللہ تعالے انکی کشایش چین لیا انکی فراغتی میں تو ٹا پڑا سو اسکو دیکھ کے فخاص بن عازوراء نے کہا اللہ کا ہاتھ بندھا گیا ہے فخاص یہہ کہا سو اسکی انتہی بات سنکے دوسرے یہود راضی ہوئے اسکو سرزنش نہیں کئی اسلئے اللہ تعالی اس مقولہ کی نسبت یہود کی طرف کی انتہی معلوم کیجئے ہاتھ بندھا جانا کنایہ ہے بخیل سے جیسا ہاتھ کھلنا کنایہ ہے جود و بخشش سے اکثر اعمال علی الخصوص مال خرچ کرنیکا اور خرچ نکرنیکا آلہ ہاتھ تھا اسلئے سب کا جو نام تھا اسکو اس کے مسبب پر جاری کئے جود و بخل کی نسبت ہاتھ کی طرف مجازا کئی سخی کو کہتے ہاتھ کا کھلا اور بخیل کو بندھا ہاتھ کا کہتے ہاتھ بندھا جانے سے یہاں مراد وہی بخل ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے ہاتھ

مغلولہ ہین یعنی بخیل ہے ایک روایت مین ہے کہ ید اللہ مغلولہ کہنے سے انکی مراد ہاتھ باندھا جانا نہین بلکہ مراد بخیل ہے اپنے پاس جو ہے اسکو ہمین نہین دیتا ضحاک سے مروی ہے کہا ہاتھ مغلولہ ہین یعنی بخیل ہے بخشش نہین کرتا حسن بصری سے منقول ہے کہا ید اللہ مغلولۃ کے معنی ید اللہ مکفوفۃ عن عذابنا یعنی اللہ کا ہاتھ ہمارے عذاب سے بند ھا گیا ہے ہمکو عذاب نہ دیگا مگر اتنا ہی جو اسکے قسم کو سچ کرے یعنی اللہ تعالی جو فرمایا ہے (وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا) اس قسم کو سچ کرے سو ہمارے اجداد بچھڑے کی پرستش جتنے روز کئے ہین اتنے دن عذاب دیگا پہلا قول ہی اصح ہے آیت کی سیاق اسی پر دلالت کرتی ہے قولہ فنحاص فا کی کسر اور نون کی سکون سے اسکے بعد حا مہملہ ہے اخیر مین صاد مہملہ غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ انہین کے ہاتھ باندھے گئے ہین یعنی یہود کے ہاتھ ہی مکبون سے باندھے گئے ہین اُن سے کوئی نیکی نہین ہوتی یہ جملہ یہود کے قول کا رد ہے اللہ تعالی فرماتا ہے میرے جواد کریم ہون بخیل ہین سو یہود ہین انہین کے ہاتھ مغلولہ ہین اس تاویل پر یہہ جملہ اخبار ہے انکے حال سے لیکن کہے اس جملہ مین یہود پر بد دعا ہے اس قول پر اس جملہ کے معنی یون ہونگے انہین کے ہاتھ باندھے جاوین انکو بخل سے اور عیش تنگ ہو جانے سے بد دعا کیا یا انکو فقیری اور مسکینی ہونیکی بد دعا کیا یا انکے ہاتھ حقیقۃً انکے گلون ہمین باندھے جاکر اسیر ہوکے مسلمانون کے پاس آوے اور آخرت مین انکو طوق زنجیر کرکے کھینچ کر دوزخ مین ڈالے اس مقام مین بعضون نے یون اشکال کیا ہے کہ ید اللہ مغلولۃ سے بخل مراد لئے ہین یہہ جملہ جو اسکے مقابلہ مین آیا ہے یہان بھی بخل کا ارادہ کرنا لیکن بخل بد صفات سے ہے کہ جس سے اللہ تعالی نے نہی کیا ہے منہی چیز سے انکو بد دعا کرنا کیسا جایز ہوگا امام رازی نے اسکے جواب مین کہا ید اللہ مغلولۃ سے بذل وعطا پر یعنی داد و دہش پر کنایت یعنی قدرت ہونے کی تعبیر و بیان ہے بخشش پر کنایت ہونا کبھی بخل کے سبب سے ہوتا ہے کبھی فقر سے اور کبھی عاجزی سے جملہ غلت ایدیہم کا اسکے مقابلہ مین جو آیا ہے یہہ بھی انکو عدم کنایت و قدرت سے بد دعا ہے پھر وہ عاجزی سے ہو یا فقر سے یا بخل سے اس تاویل سے اعتراض دفع ہوا بندۂ عاصی کہتا ہے اللہ تعالی مالک و مختار ہے اس نے اس لفظ سے بد دعا کرنیکو کوئی چیز مانع نہین علی الخصوص جس لفظ کو وہ اوسکی ذات پاک کے حق مین کہے اسی کو انکے

حق میں کہنے کو شرع منع نہیں کرتی واللہ اعلم وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا اور وہ لعنت کئے گئے اس کہنے سے
یعنی یہود پر اس کہنے سے لعنت ہے یہ جملہ اوپر کے جملہ کا تتمہ ہے خواہ اوپر کے جملہ کو اخبار لیں یا بددعا
بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں خرچ کرتا ہے
جس طرح چاہے بسط ید کنایہ ہے جود و بخشش سے یعنی یہود جو کہتے سو وہ جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ بخیل نہیں
بلکہ جواد ہے کریم ہے معلوم کیجئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر ید یا یدین کا اطلاق
وارد ہوا ہے اس ید سے کیا مراد ہے سو مسلمانوں میں اختلاف ہے اہل بدعت کی ایک فریق جسکو
مجسمہ کہتے ہیں ید یعنی ہاتھ سے عضو جسمانی مراد لیتے ہیں یعنی وہ ایک عضو ہے مرکب گوشت اور چند مادہ
اور رگ اور عصب وغیرہ سے جیسے ہمکو ہاتھ ہیں اور کہتے ہیں ید کا لفظ لغت میں اسی مخصوص عضو کے واسطے
ہے اس کو اسکی معنی حقیقی پر حمل نہ کرنا لغت کو ترک کرنا ہے وہ جائز نہیں پھر قرآن شریف میں آیتیں
جو اثبات ید میں ہیں اس سے استدلال لیتے ہیں فی الحقیقت وہ مجسمہ اپنے اس عقیدہ باطلہ میں یہود کے
تابع ہیں یہود جیسا کہتے ہیں ہمکو جسم اور ہاتھ اور پانوں وغیرہ اعضا ہیں اللہ تعالیٰ کو بھی ویسے ہی ہیں
دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ انکے مذہب کے بطلان پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ جو جسم ہو اسکو حرکت و سکون
لازم ہے حرکت و سکون دونوں حادث ہیں سو جسم بھی حادث ہوا لیکن اللہ تعالیٰ قدیم ہے سو وہ
جسم نہیں اور بھی جو جسم ہو اسکو حیز یعنی مکان ضرور ہے اللہ تعالیٰ تو قدیم ہے چاہیئے کہ اسکا حیز بھی
قدیم ہو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا دوسری کوئی چیز قدیم نہ ہونے پر ہمکو اور مخالف کو اتفاق ہے جب
حیز حادث ہوا تو وہ واجب کا قیام حوادث کے ساتھ محال ہوا اس سے ثابت ہوا
کہ اللہ تعالیٰ کو جسم نہیں اور جو جسم ہے
اسکی ترکیب اجزا سے ہونا لازم ہے جب اجزا سے مرکب ہوا تو اجزا کا محتاج ہوا جو غیر
کا محتاج ہے وہ واجب الوجود نہیں اس سے اللہ تعالیٰ کا جسم نہ ہونا ثابت ہوا اور بھی جو
جسم ہے اسکو مقدار میں تناہی ہونا لازم ہے جو مقدار میں متناہی ہو تو ترکیب و انحلال کا قابل ہوگا
جو ترکیب و انحلال کا قابل ہے تو اجزا کا کہ جس سے اسکی ترکیب حاصل ہوتی ہے قبل ہونا ضروری ہے جو اجزا کا محتاج ہے

عارضہ قدیم نہیں جبانی دلایل سے اللہ تعالیٰ کا جسم ہونا ثابت ہوا تو اسکے ہاتھ کا بھی عضو جسمانی ہونا ثابت ہوا انکے ادلہ کی تفصیل آگے آئیگی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہم اس بحث میں غلط

علم کلام کے کتابوں میں ہے ید کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر قرآن میں جو وارد ہوا ہے اس میں جمہور مسلمانوں کو دو طریق ہیں ایک تفویض ہے یہہ طریق سلف ہے وہ کہتے ہیں قرآن سے اللہ تعالیٰ کو ید رہنا ثابت ہوا ہم اس پر ایمان لائے لیکن براہین قاطعہ سے ثابت ہوا کہ ید جو عبارت ہے ایک خاص عضا سے جو مرکب اجزا سے ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ممتنع ہے اس لئے ہم قرآن کے ظاہر پر ایمان لائے اور اوسکی حقیقت کیا ہے سو اسکو اللہ تعالیٰ پر تفویض کئے دوسری تاویل ہے یہہ طریق جمہور متکلمین کا ہے وہ کہتے ہیں ید کے لفظ کا اطلاق لغت میں چند معنی پر ہے ایک جارحہ یعنی مخصوص عضو جسکو فارسی میں دست اور ہندی میں ہاتھ کہتے ہیں دوسرا نعمت کہتے ہیں فلانے کا ید پر ید ہے یعنی نعمت و منت ہے تیسرا قدرت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ادلی الایدی یعنی قوت والے چوتھا ملک کہتے ہیں یہہ چیز فلانے کے ید میں ہے یعنی اسکی ملک میں ہے ید جو جارحہ کی معنی سے ہے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر براہین سے کہ جسکو ہم ذکر کئے ممتنع ہے باقی کے معنی یعنی نعمت اور قدرت اور ملک ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر صحیح ہے اکثر متکلمین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ید سے قدرت یا ملک یا نعمت مراد ہے بندہ عاصی کہتا ہے جس مقام میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر ید کا اطلاق کرتا ہے اس مقام میں ان تینوں معنوں سے جو معنی مناسب ید کو اس معنی سے تاویل کرنا چاہیئے واللہ اعلم اس تاویل پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے تقریر اشکال کی یہہ ہے ید کو قدرت سے تاویل کرنا مشکل ہے کیونکہ قدرت اللہ تعالیٰ کی ایک ہی ہے قرآن میں تاویل کرتے ہیں تو قرآن میں دو ید پر نص کیا ہے اللہ تعالیٰ کی تمہیں توحید سے افزود ہیں ید کی تاویل قدرت سے کریں تو اس اشکال کا جواب یوں ہے ید کا اطلاق ہر ایک معنی پر بحسب مناسب مقام ہے سب جگہوں میں ہر ایک معنی پر اس کا اطلاق ہونا ہمارا دعوی نہیں یہود ید اللہ مغلولۃ سے بخل کنایہ کئے سو آیت میں اونکے کلام کے مثل جواب دیا اور بل یداہ مبسوطتان یعنی تم اسکی ذات پاک پر بخل سے جو وصف کئے سو وہ نہیں بلکہ اسکا جود بر سبیل کمال ہے کیونکہ جس نے دو ہاتھ سے دیا اسکی عطا اکمل وجوہ پر ہوئی ید کی تاویل نعمت سے کریں تو اس اشکال کا جواب یوں ہے

یدکو تثنیہ کے لفظ سے جو ذکر کیا سو بسبب اثنیت جنس کے ہے یعنی نعمت کی دو دو جنس ہین مثلاً
نعمت دین کی اور نعمت دنیا کی نعمت ظاہر کی نعمت باطن کی نعمت نفع کی نعمت دفع کی پھر ہر دو جنس
کے تحت مین بہت سے انواع و اقسام داخل ہوتی ہین ہر نوع کے تحت مین بہت سے افراد داخل
ہوتے ہین اور بھی نعمت کی وصف مین مبالغہ کرنے تثنیہ کے لفظ کو ذکر کیا اس کے مثال لبیک کا لفظ
ہے اسکی معنی مین تیری فرمانبرداری مین کھڑا ہون کھڑا ہونا بعد کھڑا ہونیکے سو اس فرمانبرداری
مین پورے قایم ہونا مراد ہے دو بار فرمان برداری کرنا مراد نہین ایسا ہی اس آیت مین ید کو
تثنیہ لانے سے مراد مبالغہ اور نعمتین پے در پے دینا مراد ہے یہود جو دعوی کرتے ہین اس کی نعمت
کوتاہ ہے سو غلط ہے امام ابوالحسن الاشعری نے کہا ہے جیسے اللہ تعالی کے صفات سبعہ یعنی حیاۃ اور علم اور
قدرت اور ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام سے ویسا ہی ید بھی اللہ تعالی کی ایک صفت ہے اس کی
ذات سے قایم ہے یہ صفت قدرت کی غیر ہے اس کی شان تکوین علی سبیل الاصطفا ہے اس پر اللہ تعالی
کا قول جو آدم علیہ السلام کے حق مین خلقت بیدی فرمایا ہے دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آدم کی خلقت
اپنے ہاتھون سے ہونا انکے اکرام و اصطفا کی دلیل گردانا ید سے قدرت مراد ہوتی تو اصطفا کی علت ہونا
ممتنع ہوتا کیونکہ یہہ بات سارے مخلوقات مین پائی جاتی ہے سو ید سے دوسری ایک صفت لینا ضرور
ہوا کہ جس سے خلق و تکوین بر سبیل اصطفا واقع ہوتی ہے فی الحقیقت سلف سے قول جو منقول ہوا ہے
اسی کی طرف شیخ کے کلام کا مرجع ہے واللہ اعلم وہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ینفق کیف یشاء اس سے مراد یہ ہے
کہ اللہ تعالی اپنے ارادہ اور اختیار کے موافق ہر ایک کو اسکی روزی پہنچاتا ہے کسی کے رزق مین
گشایش کرتا ہے اور کسی کے رزق مین تنگی کرتا ہے وہ سب کا مالک ہے اپنے ملک مین جو چاہا سو کرتا ہے
کسی اس پر اعتراض نہین امام احمد اور بخاری اور مسلم اور عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی
کتاب الاسماء والصفات مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایے یمین اللہ ملائی لا یغیضہا نفقۃ سحاء اللیل والنہار ارایتم ما انفق منذ خلق السموات والارض فانہ لم
یغض ما فی یمینہ قال وعرشہ علی الماء وفی یدہ الاخری القبض یرفع ویقبض یعنی داہنا ہاتھ اللہ تعالی کا

بھرا ہوا ہے کم نہیں کرتا اسکو خرچ جو رات دن جاری ہے مجھکو خبر دو اوس نے جب سے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے کسقدر خرچا ہوگا سو وہ اس کے یمین سے کچھ کم نہ کیا اور بولے اس کا عرش پانی پر تھا اسکے دوسرے ہاتھ میں قبض ہے بلند کرتا ہے اور قبض کرتا ہے قولہ کان عرشہ علی الماء یعنی عرش اس کا پانی پر تھا معلوم کیجئے پانی سے دریا کا پانی مراد نہیں بلکہ عرش کے نیچے چوتھا وہ مراد ہے اسکی حقیقت کا عالم وہی اللہ سبحانہ ہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ عرش کے حاملون کے پیر پانی پر ہیں قولہ فی یدہ الاخر القبض معلوم کیجیے اس لفظ میں راویون کو اختلاف ہے بخاری کی روایت میں جسکو ابی الزناد سے وہ الاعرج سے روایت کی ہے یون ہے وہ بیدہ الاخری المیزان تخفض ویرفع یعنی اسکے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے اسکو جھکاتا ہے اور اٹھاتا ہے ترازو کنایہ ہے لوگون میں عدل کرنے سے اسکو جھکانے اور اٹھانے سے جسکو چاہے بلند کرنا اور جسکو چاہے پست کرنا ایک کے رزق میں کشایش کرنا ایک کے رزق میں تنگی کرنا بخاری معمر سے اس نے ہمام بن منبہ سے روایت کی ہے اور اسکی روایت میں یون ہے وہ بیدہ الاخری الفیض او القبض یرفع ویخفض یعنی اسکے دوسرے ہاتھ میں فیض ہے یا قبض ہے بلند کرتا ہے اور پست کرتا ہے یطا الفیض فارسی اسکے بعد یا رمثناۃ تحتیہ ہے اسکی معنی احسان و بخشش بہت کرنا دوسرا قاف سے اسکے بعد یا موحدہ ہے اسکی معنی پنجہ سے کسی چیز کو پکڑنا اس سے یا ارواح کو قبض کرنا مراد ہے یا رزق میں تنگی کرنا فیض جو فا سے آیا ہے اسکی معنی بھی موت آئی ہے او کا لفظ جو ذکر کیا احتمال ہے کہ تردید کے واسطے ہو اور احتمال ہے کہ راوی کا شک ہو یہی احتمال قوی ہے کیونکہ اس حدیث کو مسلم نے ہمام سے جو روایت کی ہے اُسمیں القبض بن شک کے وارد کیا ہے مسلم کے اکثر روات اسکو قاف سے اور یا موحدہ سے روایت کرتے ہین یہی روایت مشہور ہے مسلم کے بعض روات اسکو فا سے اور یا تحتانیہ سے بھی روایت کرتے ہین لیکن یہہ روایت مشہور نہین حافظ عسقلانی نے کہا اس روایت مین فیض یا قبض جو آیا ہے اس سے میزان مراد لینا اولیٰ ہے تا اعرج کی روایت کے مطابق ہووے معلوم کیجئے یہہ حدیث بھی از جملہ احادیث صفات کے ہے آیت مین علما کو جیسے دو قول ہین تفویض اور تاویل

یہان بھی وہی دو قول جاری ہین وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا اور وہ جو تیری طرف تیرے رب سے اُتارا جاتا ہے کُنکے بہت لوگون کی شرارت اور کفر کو البتہ بڑہاتا ہے یعنی ای محمد تجہہ پر جو حکم اللہ تعالی اتارتا ہے اوسکے اوترنے سے ان یہود کے اکثر لوگونکی شرارت اور کفر بڑھ جاتا ہے کیونکہ جو حکم اترتا ہے وہ اس سے منکر ہوتے ہین تو اوس کے انکار سے اول کا جو انکار تھا اس پر اس کا انکار بڑھ گیا اول جو شرارت تھی اس پر اسکے انکار کی شرارت بڑھ گئی لیزیدن مین لام قسم کا ہے کثیرا مفعول اول ہے طغیانا مفعول ثانی ہے اس ترکیب پر کثیر سے یہود کے احبار اور روسا مراد ہین بعضے کثیرا کو یزیدن کا مفعول مطلق ڈالتے ہین کہتے ہین وہ اپنے کفر پر باقی رہنا انکے کفر مین زیادتی ہے یعنی وہ طاغی اور کافر ہین قرآن اگرچہ طغیان اور کفر زایل ہونیکا سبب ہے لیکن اوسکے سننے سے انکا طغیان اور کفر بڑھ جاتا ہے جیسا مریض تندرست کھانیکی غذا کھایا تو اسکی بیماری بڑھ جاتی ہے وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اور رہنے ڈال رکھی ہے اُن مین دشمنی اور بیر قیامت کے دن تک بینہم کی ضمیر کی مرجع مین اختلاف ہے حسن اور مجاہد کہتے ہین ضمیر کی مرجع یہود و نصاری ہین یعنی ہم یہود و نصاری کے درمیان دشمنی ڈالے بعضے کہتے ہین ضمیر یہود کی طرف پھرتی ہے یعنی یہود کے فرقون مین عداوت ڈالے بعضے یہود موحد ہین اور بعضے جبری اور بعضے قدری بعضے شبہہ ایسا ہی نصاری کے بھی فرقہ ہین بلکہ نسطوریہ یعقوبیہ ملکانیہ ان فرقون کو آپس مین نزاع ہے ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہین اور جنگ کرتے ہین یہان ایک اشکال ہے تقریر اشکال کی یہ ہے یہود کو اور ایسا ہی نصاری کو آپس مین اختلاف جو ہے اس کو عیب ٹھہرا کے انکی مذمت کیسا کرتے حالانکہ یہہ بات مسلمانون مین بھی ہے اہل اسلام مین بہتر فرقہ ہوے ہین امام رازی نے اسکے جواب مین یون کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خلفاء راشدین کے وقت مین یہہ بدعتی مذہب والے نہین تھے بعد پیدا ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جبکہ قرآن شریف نازل ہوتا تھا اس زمانہ مین اس اختلاف سے انکو مذمت کرنا مستحسن ہوا بندۂ عاصی کہتا ہے یہود و نصاری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل باوجود معلوم رہتے اور حضرت کی لعت و

وصفت انکے کتب مین موجود ہونے کے حسد سے اور حب جاہ اور اپنی بزرگی اور ریاست مین زوال
ہونے کے اندیشہ سے منکر ہوے سعادت اخروی سے محروم رہے تو اللہ تعالی دنیا کی سعادت سے
بھی انکو محروم کیا ہر فرقہ اپنے عقیدہ کے اور اپنے مقابلہ کے ترویج و نصرت کے واسطے دوسرے
مین طعن و تشنیع کرنے لگا سو بعد انکے درمیان خصومت و عداوت ہونیکا سبب پڑا ایک دوسرے
کی تکفیر کرنے لگے اور آپس مین جنگ کرنے لگے کہ جس کے سبب سے سعادت دینوی سے محروم ہوے
سو اس سے مسلمانون کو آگاہ کیا کہ تم بھی یہود کے مانند دنیا کو آخرت پر اختیار مت کرو تا تم بھی سعادت
دینوی سے محروم ہونگے اور تم مین بھی خصومت و عداوت نہ ہو اسی کو تائید کرتی ہے وہ جسکو ابو الشیخ
نے الربیع سے روایت کی ہے کہا علما سیکھو کے اور یاد رکھو کے جو کہے یہہ ہے زمین پر کوئی قوم اللہ
کے حکم کا جنسکو نازل کی ہے برخلاف حکم کئے تو اللہ تعالی انکے درمیان دشمنی اور بیر
ڈالتا ہے یہود اللہ تعالی نے نازل کیا سو حکم کے خلاف پر جب حکم کئے تو اللہ تعالی انکے حق مین فرمایا
وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ واللہ علم كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ جب ایک آگ
سلگاتے ہین لڑائی کے واسطے تو اللہ اسکو بجھا دیتا ہے مجاہد نے اس کی معنی مین یون کہا یہود
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کرنے کا ارادہ کرتے ہین تو اللہ تعالی انکی آگ بجھا دیتا ہے
سدی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امور سے کسی امر مین بگاڑ ڈالنے کے واسطے وہ یہود جب جمع
ہوتے ہین تو اللہ تعالی اُنمین تفرقہ ڈالتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کرنیکے واسطے جب
آگ سلگاتے ہین تو اللہ تعالی انکی آگ بجھا دیتا ہے اور اُنکے حسد کا نشان مٹا دیتا ہے انکے دلون
مین رعب ڈالتا ہے اور انکو مقہور و مخذول کرتا ہے اور اپنے دین کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
نصرت دیتا ہے بغوی نے کہا یہود جب کچھ فساد کرتے ہین اور اللہ کے حکم کا خلاف کرتے ہین تو
اللہ تعالی انکو ہلاک کرنے کسی کو اُن پر مسلط کرتا ہے پہلے فساد کئے تو اُنپر اللہ تعالی نے بخت نصر البابلی
کو مسلط کیا بعد بھی فساد کئے تو اُن پر فطرس رومی کو مسلط کیا بعدہ فساد کئے تو اُن پر مجوس کو یعنی
اہل فارس کو مسلط کیا بعد فساد کئے اور کہے ید اللہ مغلولۃ تو اللہ تعالی نے مسلمانون کو بھیجا قتادہ نے

کہا یہود کو جس شہر مین دیکھو گے تو وہان کے سب لوگون مین بہت ذلیل یہود کو پاؤگے اسلام
جب آیا تو وہ مجوس کے ہاتھ کے پنجے تھے وہ بداعمال کرنیکے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اُن سے ناخوش
ہوا اور انکو خوار و ذلیل کیا وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا اور دوڑتے ہین زمین مین فساد کرنے
یعنی مسلمانون کو اسلام کو منع کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے کتابون سے محو کرنے کی کوشش
کرتے ہین بعضے کہتے ہین مکر اور دغا اور حیلہ کرتے پھرتے ہین اس کے سوائے اور کچھ کرنیکی انکو قدرت
نہین وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ اور اللہ دوست نہین رکھتا فساد والون کو وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ
الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ اور اگر
اگر کتاب والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو البتہ ہم اُتار دیتے اُنسے اُنکی برائیان اور البتہ انکو داخل
کرتے نعمت کے باغون مین اہل کتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہین یعنی یہود و نصاریٰ اگر ایمان لاتے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت کی تصدیق کرتے اور ڈرتے یعنی کفر سے یا یہودیت اور نصرانیت
سے تو ہم انکے گناہون کو محو کرتے وہ گناہ جو اسلام کے قبل کئے ہین اس مین تنبیہ ہے اس پر کہ اہل کتاب
جو کئے ہین بہت بھاری ہین انکی کتاب کی رو سے مستحق عذاب اُخروی کے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے
اپنے فضل سے اُنکے سابق کے گناہ معاف ہونیکی بشارت دی کیونکہ اسلام اپنے اگلون کے سب
گناہونکو محو کرتا ہے معلوم کیجئے آخرت کی سعادت دو چیز مین منحصر ہے عذاب کا نہ ہونا ثواب ملنا سو
کفر نا سے پہلے کی طرف اشارہ کیا لا دخلناہم سے دوسرے کی طرف اشارہ کیا یہان ایک اشکال ہے
تقریر اشکال کی یہ ہے ایمان فقط گناہون کی تکفیر کے اور حسنات دینے کے واسطے کافی تھا اسکے
ساتھ تقویٰ کو کس لئے ضم کیا اس اشکال کا جواب امام رازی نے یون کہا وہ ایمان لانے سے
انکا غرض تقویٰ ہی ہونا دنیوی کوئی غرض اسکے ساتھ لگی ہوئی نہ ہو جیسے منافق کرتے ہین بندۂ
عاصی کہتا ہے فقہا کہتے ہین یہود و نصاریٰ کے ایمان مین فقط توحید اور رسالت کا اقرار کافی نہین بلکہ
وہ اپنی یہودیت یا نصرانیت کو بری کرنا ضرور ہے سو اس لئے انکے ایمان لانے مین اتقوا کو
ذکر کیا اسی کی طرف ابن الخازن نے اپنی تفسیر مین اشارہ کیا اور اوسکی تفسیر یون کی واتقوا

یعنے الیہودیۃ والنصرانیۃ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ
مِنْ رَّبِّهِمْ اور اگر مقرر وہ یعنے یہود و نصاری قائم رکھین تورات اور انجیل کو اور
جو اترا ان کو ان کے رب کی طرف سے تو كَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ
البتہ کہا دین اپنے اوپر سے اور اپنے پاون کے نیچے سے۔ تورات انجیل کو قائم کرنی
یعنے ان کے احکام کو بجا لاتے اور ان کے حدود کو قائم کرتے اور ان مین عہود و مواثیق
جو ہین اون پر عمل کرتے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے کسواسطے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی نعت وصفت اُن مین مذکور ہے وما انزل الیہم من ربہم مین جمیع کی ضمیر کا
مرجع یہود و نصاری ہے ان چیز جو نازل ہوا سو اس سے یا سابق کے انبیا کے کتب
مراد ہین جیسے کتاب اشعیا کی اور دانیال کی اور حبقوق کی اور ارمیا کی اور زبور داؤد
کی کہ وہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت سے بھرے ہوے ہین۔ اور
ان کتب کو قائم کرنے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مراد ہی یا قرآن مراد ہے
کسواسطے وے قرآن پر ایمان لانے پر مامور ہین جب اس پر ایمان لانے کے لیے
مامور ہوے تو گویا قرآن اُن کے واسطے نازل ہوا یہان ایک اشکال ہے اسکی تقریر
یون ہے اہل کتاب کو تورات و انجیل قائم کرنے کا امر کیسا کیا حالانکہ وے منسوخ ہوے ہین
اور ان کو ان کے ملاؤن نے تبدیل کیا۔ اسکا جواب یہہ ہی اللہ تعالی نے ان کو ان
کتابون کو قائم کرنیکا امر جو کیا اس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور حضرت کی
شریعت کے تابع ہونا مراد ہی یہہ امر ان کی کتابون سے منسوخ نہین کسواسطے
قرآن کے موافق ہے وہ جو اللہ تعالی نے فرمایا کہا دین اپنے اوپر سے اور اپنے
پاؤن کے نیچے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اوپر سے کہاتے یعنی مینہہ برسنا
پاؤن کے نیچے سے کہاتے یعنی زمین اپنے برکات نکالتی بیضے کہے اوپر سے کہاتی
یعنے ان کے درختون مین پھل کثرت سے ہوتے پاؤن کے نیچے سے کہاتے یعنے

زراعت و کثرت سے ہوتی حاصل اس سے ان کے رزق مین کشایش ہوتی یعنے
یہود جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے اڑے اور اپنے کفر و یہودیت پر
قدم گاڑے اللہ تعالی نے اُن پر اون کی روزی تنگ کی سختی اون پر گزرنے لگی اللہ
تعالے پر خفا ہوکے اسکا ہاتھہ بند ہا گیا کرکے کہی سو اللہ تعالی نے ان کو خبر دیا کہ یہہ
تمہارے کفر اور گناہون کی شامت سے ہے اللہ تعالی کے فیضان کا قصور نہین ہی
اگر تم کفر کو اور یہودیت کو ترک کرگے تو وہ سختی تم سے دور ہوگی اور فراغت اور سکال
حاصل ہوگا۔ ابن ابی حاتم نے جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب علم اٹہایا جائیگا زیاد بن لبید نے کہا یا رسول اللہ علم کیسا
اٹہایا جائیگا ہم تو قرآن پڑہے ہین اور ہمارے بچون کو سکہاے ہین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثکلتک امک یا ابن لبید مین تجہکو مدینہ کے بڑے فقہ لوگون مین
سمجہتا تہا کیا تورات اور انجیل یہود و نصارے کے ہاتہہ مین نہین ہین جب سے کہ اہل نہون نے
اللہ کے امر کو ترک کیا کتاب ان کو کچہہ فایدہ نہین دی پہر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
یہہ آیت پڑہی ولو انہم اقاموا التوراۃ والانجیل الآیہ امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم نے
اس حدیث کو سالم بن ابی الجعد کی طریق سے وہ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے یون
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کچہہ ذکر کرکے فرماے علم جب جاتا رہے گا
تب ایسا ہوگا ہم کہے یا رسول اللہ علم کیسا جاتا رہیگا ہم تو قرآن پڑہتے ہین اور اپنے
بچون کو پڑہاتے ہین ہمارے بچے اپنے بچون کو پڑہائین گے تا قیامت یون ہی پڑہاتے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثکلتک امک یا ابن لبید مین تجہکو مدینہ مین کا افقہ شخص
سمجہتا تہا کیا یہہ یہود و نصارے تورات و انجیل نہین پڑہتے ہین اور اس مین کسی
چیز سے نفع نہین پاتے معلوم کیجیے جبیر بن نفیر کی حدیث جس کو ابن ابی حاتم نے روایت
کیا مرسل ہی کسواسطے جبیر تابعین مین ہے لیکن اسکو ترمذی اور دارمی نے معاویہ بن

صالح کی طریق سے وہ عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر سے وہ اپنے باپ سے یعنی جبیر سے وہ
ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے اسیکے مانند روایت کیا ہی اس مین یہہ بہی زیادہ کیا ہی
جبیر نے کہا پہر مین عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے ملکر پوچہا انہون نے بہی اسکی
تصدیق کی ترمذی نے اس کی تحسین کی ہی نسائی اور ابن حبان اور حاکم اس حدیث کو
ولید بن عبد الرحمن کی طریق سے وہ جبیر بن نفیر سے روایت کی ہی سو کہا مجلوعوف بن
مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اور مذکور حدیث کے مانند روایت کیا اور اس مین کہا پہر
مین شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ملکر پوچہا انہون نے بہی اسکی تصدیق کی اس
حدیث کے صحابی کے نام مین راوی کا اضطراب کرنا حدیث کے ضعف کا سبب نہین ہوتا
شاید جبیر نے ابو الدرداء سے سنکے عبادہ بن الصامت سے اسکی تحقیق کی پہر عوف
بن مالک سے سنکے شداد سے تحقیق کی آمام کی حدیث جو مذکور ہوی اسکی سند کے
رجال ثقات ہین لیکن اسکی سند مین انقطاع ہے کیونکہ اسطے سالم بن ابی الجعد کو زیاد
بن لبید سے ملاقات نہین اسکو ایک شاہد بہی ہے جسکو طبرانی نے ابی طوالہ کی طریق سے
وہ زیاد بن لبید سے روایت کی ہی یہہ بہی منقطع ہی کیونکہ اسطے ابو طوالہ کو زیاد بن لبید سے
ملاقات نہین قولہ حتیٰ تک ایک یعنی تیری مان تجہکو کہو دے یعنے تو مرجاوے یہہ لفظ
عربون کی زبان پر جاری ہوتا ہی اس سے بد دعا کرنا مقصود نہین رہتا نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے جواب کا حاصل یہہ ہی علم جاتا رہنے سے اسپر عمل نہ کرنا مراد ہی اگرچہ علم
سیکہے اس آیت مین مسلمانون کو اپنی کتاب پر عمل نہ کرنے کی تحذیر ہی مِنْهُمْ اُمَّةٌ
مُقْتَصِدَةٌ ان مین کچہہ لوگ ہین اعتدال پر یعنے سیدہی راہ پر منہم کی ضمیر کا مرجع
اہل کتاب ہین امۃ کے معنی جماعۃ اس مین تنوین تقلیل کے واسطے ہی یعنے چند لوگ
ہین مقتصدۃ اسم فاعل ہی اقتصاد سے اسکے معنے میانہ جانا یعنے عمل مین میانہ روی
کرنا نہ اس مین غلو کرنا اور نہ قصور کرنا اسکا اشتقاق قصد سے ہی کیونکہ اسطے جو شخص

اپنے مطلوب کو جانا تو اسکے قصد کرنے مین سیدہی راہ جاتا ہی اس مین انحراف
اور اضطراب نہین کرتا جبکو اپنے مطلوب کی جگہ معلوم نہین تو وہ شخص اس جگہ کو
جانے مین متحیر ہوتا ہی کبھی ادہر جاتا ہی کبھی ادہر جاتا ہی آیۃ مقتصدۃ سے اہل کتاب کے
مومن لوگ مراد ہین جیسے عبداللہ بن سلام اور نجاشی اور ان کے تابعدار بعضے کہتے ہین
اس سے اہل کتاب کے وہ لوگ ہین جو اپنے دین مین عدول ہین ان کی مزاج مین
عناد و تشدد اور کمال نہین ہین وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۝ اور بہت ان کے
برے کام کر رہے ہین یعنے اپنے کفر پر باقی ہین بزعم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین
لاتے یا اپنے دین مین فاسق ہین رشوت کہاتے ہین تحریف مین کرتے ہین جیسے کعب
بن الاشرف یہودی وغیرہ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ
اے رسول پہنچا جو اترا تجہہ پر تیری رب کی طرف سے ابو الشیخ نے حسن بصری رحمہ اللہ سے
روایت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی مجھکو اپنی رسالت
دیکے جب بھیجا مین دل مین رکا اور سمجھا لوگ مجھکو جھٹلائینگے پھر اللہ تعالی نے مجھکو ڈرایا
اور فرمایا البتہ تو رسالت کو پہنچا چاہیے وگرنہ تجھکو عذاب دونگا۔ اور اس آیت کو
نازل کیا عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ مجاہد سے بھی اسکی مانند
روایت کئے ہین اور اس کو اسحق بن راہویہ اپنی مسند مین کلثوم بن محمد بن ابی سدرہ سے
وہ عطا بن ابی مسلم الخراسانی سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہی
بندہ عاصی کہتا ہے کلثوم بن محمد جو اس حدیث کا راوی ہے اوسکے نسبت ابن ابی حاتم نے
اپنی کتاب العلل مین اپنے باپ سے نقل کیا ہی کہا کہ وہ لشکری تہا اسکی حدیث صحیح نہین
ابن الجوزی نے ابو حاتم سے نقل کی ہے کہا کہ لوگ اس مین کلام کرتے ہین عطا
بن ابی مسلم الخراسانی مین اختلاف ہی بعض نے اسکی توثیق کی ہی اور بعض نے تضعیف
لیکن مسلم اس سے روایت کرتا ہی حافظ العسقلانی نے تقریب مین کہا وہ صدوق ہے

ثمن
ع ۱۴
تبلیغ رسالت کا حکم

اکثر وہم کرتا ہی اور ارسال کرتا ہی اور تدلیس کرتا ہی انتہے۔ یہان اس نے ابو ہریرہ سے جو روایت کی ہے عنعنہ سے روایت ہی۔ بعضے کہتے ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت کی تو وہ کہنے ہم آپ کے قبل اسلام لا چکے ہین۔ اور حضرت سے تمسخر کرنے لگے اور کہنے آپ چاہتے ہین کہ ہم آپ کو حنان ٹہرائین جیسا نصاری نے عیسی کو حنان ٹہرایا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہہ دیکہہ کے سکوت کیا پہر اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا اور فرمایا یہود کو کہہ یا اہل الکتاب۔ فہم ملی شئی بعضے کہتے ہین منافقون نے جہاد کو مکروہ جانا سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی کراہت دیکہہ کے بعضے اوقات جہاد کی ترغیب ان کو نہین کرتے تھے سو اس پر یہہ آیت نازل ہوی۔ بندہ عاصی کہتا ہے کہ یہہ قول بہت ضعیف ہی واللہ اعلم بعضے کہتے ہین یہہ آیت رجم ہین اور قصاص ہین اور یہود چند باتون کا جو سوال کیے تھے اس مین نازل ہوی بعضے کہتے ہین علی رضی اللہ عنہ مومنون کے مولی ہین سو خبر دینے غدیر خم کے دن یہہ آیت نازل ہوی ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی مروی ہے لیکن اس حدیث کے رجال مین کلام ہی آیت کی معنے یہہ ہی اے محمد تیرے رب کی طرف سے جو کچہہ اترا ہی وہ سب لوگون کو پہنچا اور اسکو لوگون سے آشکارا کر اور کسی سے مت ڈر اور تجہہ پر جو اترا ہے اس سے کچہہ چیز پوشیدہ مت رکہہ۔ معلوم کیجئے ما انزل سے مراد قرآن کی آیتین اور احکام اور جو اس سے متعلق ہو مراد ہین اسرار الہی کہ جن سے اللہ تعالے نے اپنی صلے اللہ علیہ وسلم کو مختص کیا ہے وہ اس مین داخل نہین وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔ اور اگر تو نے یہہ نہ کیا تو کچہہ نہ پہنچایا اسکا پیغام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہین کہے یعنے تجہہ پر جو اترا اس سے ایک آیت کو بہی نہ پہونچایا تو اسکے پیغام کو تو نے نہین پہنچایا اسکا حاصل یہہ ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغام سے کچہہ بہی

قولہ جناب آسمان والہی سے یعنی اوسکی عنایت جو مہربانی۔ ۱۲ سعید بلخی

اپنا [illegible] سے تو گویا کچھ نہ پہنچایا معلوم کیجیے اس جملہ کی ترکیب مین ظاہر کے نظر کرتے
جملہ شرط کا اور جزا کا دونون متحد ہین کسواسطے اس جملہ کی تاویل ظاہر کے دیکھتے ہین
وان لم تفعل فما فعلت حالانکہ جواب کا جملہ شرط کے جملہ سے مخالف رہنا ضرور ہی تا فایدہ
حاصل ہو جب دونون متحد رہے تو کلام مین تخلل ہو گیا ابن عطیہ نے اسکے جواب مین
کہا اس سے مراد یہہ ہی تو اگر کسی چیز کو بھی ترک کریگا گویا سب کو ترک کیا ہی اور جو پہنچایا ہے
اسکو کچھ اعتبار نہ ہوگا معنے آیت کے یون ہون گے تو جن چیزون کے پہنچانے پر
مامور ہے ان مین سے کچھ بات بھی پوری نہ پہنچائیگا تو تیرا حکم عصیان مین اور امتثال
امر نہ کرنے مین اُسکا حکم ہے جس نے بالکل کچھ نہ پہنچایا یہ قاضی ناصر الدین البیضاوی کے
اس اعتراض کے جواب کی تقریر دو طور سے کی ہے پہلی تقریر کا حاصل یہہ ہی تھوڑی
چیز کی تبلیغ کو ترک کرنا کل کی تبلیغ کو ترک کرنے سے عذاب کو مستوجب ہی اس حیثیت سے
کہ بعض کو مخفی کرنا جو پہنچایا ہے اُسکو ضایع کر دیتا ہی کسواسطے دعوت سے جو غرض
ہے اسکے بعض کو چھپانے سے وہ غرض حاصل نہین ہوتی جیسا کسی نے نماز کے
بعضے ارکان کو ترک کیا تو اُسکو نماز حاصل نہین ہوی دوسری تقریر کا حاصل یہہ ہے
تبلیغ کی ذری چیز کو ترک کرنا ایسی ہے جیسی پوری تبلیغ کو ترک کرنا ہی جزا ایسی ذکر
کرنے سے غرض مبالغہ ہے گویا یون کہا اگر تو نہ پہنچاوے تو امر عظیم کا مرتکب ہوا۔
امام رازی نے کہا اس ڈھب کا کلام جو ذکر کرتے ہین فصحا کی غرض اس سے مبالغہ
تامہ ہوتی ہے جو غایت کو پہنچے اور مافوق اسکے کوی درجہ ممکن نہو معنی اسکی یون ہے
اگر تو رسالت کو نہ پہنچائیگا تو رسالت کو پہنچایا ہی نہین یعنے تبلیغ کو ترک کرنے کی
تہدید کو وصف کرنا جو ترک تبلیغ سے اعظم ہو ممکن نہین اور یہہ ترک غایت تہدید
اور وعید کو پہنچا رسالتہ تا کے نصب سے مفرد کے صیغہ سے قرارت ابن کثیر اور
ابو عمرو اور حمزہ اور کسائی اور عاصم حفص کی روایت سے اور خلف کی ہے اسکو

نافع اور ابوجعفر اور ابن عامر اور یعقوب اور عاصم ابوبکر بن عیاش کی روایت سے رسالاتہ تاکی کسر سے جمع کے صیغہ سے قرارت کئے ہین - ان کی قرارت پر اس کے معنے یون ہون گے تو کچھ نہ پہنچایا اپنے پیغامون کو جمع کے صیغہ سے جو قرارت کرتے ہین اسکی وجہ یہہ ہے کہ قرآن کی ہر ہر آیت اور احکام ایک ایک رسالت ہے اسلئے جمع کے صیغہ سے پڑہی اور جس نے اسکو مفرد کے صیغہ سے پڑہا سو سب قرآن کو بمنزلہ ایک ہی رسالت کے لیا - بخاری اور مسلم نے مسروق سے روایت کی کہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تجھکو کسی نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے جو اون پر نازل ہوا کچھ چھپاتے تو وہ مقرر جھوٹا ہی پھر یہہ آیت پڑہی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ واللہ یعصمک من الناس اور اللہ تجکو بچا لیگا لوگون سے اس آیت مین اللہ تعالی نے اپنے رسول کو وعدہ دیا اور ضامن ہوا کہ دشمنون سے تیری جان بچا لون گا - معلوم کیجئے ہم یہہ تقریر جو کئے اس سے ایک اعتراض یہان وارد ہوتا تہا سو دفع ہوا اعتراض یہہ تہا احد کے جنگ مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سر پر زخم لگا اور حضرت کا دندان مبارک ٹوٹا اور کفار اقسام کی اذیت سے درپیش ہوے علی الخصوص مکہ مین جو کفار ایذا دیئے سب کو عیان ہے پھر یہہ وعدہ کہان ٹہرا سو اسکے دفع کی وجہ یہہ ہے اللہ تعالی نے جان کی محافظت کا وعدہ دیا ہے حضرت کو جان سے مارنے کا جو ارادہ کرے اس سے بچا لیگا وعدہ دیا ہے دوسری مصیبتین پہنچنے کو وہ محافظت مانع نہین ہے کسواسطے ان مصیبتون کے پہنچنے سے اللہ تعالے کے پاس درجے بلند ہوتے ہین بعضون نے اس اشکال کا جواب یون کہا کہ یہہ آیت احد کے جنگ کے بعد نازل ہوئی لیکن یہہ جواب ضعیف ہے کسواسطے حنین کے جنگ مین ہی حضرت کی انگلی کو زخم لگا ہے الناس سے کفار مراد ہین ان اللہ لا یہدی القوم الکفرین

نقدر اللہ راہ نہین دیتا سنکر قوم کریہہ جملہ علت ہی اوپر کے جملہ کا یعنے کا فر تجھکو ضرر پہنچا سکتا
ارادہ کرتے ہین اللہ تعالی اس ارادہ کی قدرت ان کو نہین دیتا ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہے اس کے معنی یون ہے جو کوی تیری تکذیب کرتا ہی اور تیرے
موہنہ موڑتا ہے اللہ اسکو حق کی راہ نہین دیتا ابن جریر الطبری نے کہا اسکے معنے
یون ہے کہ جو راہ حق سے میل کرے اور راہ راست سے تجاوز کرے اور اللہ کے
پاس سے آئے جو تو لایا ہے اسکو انکار کرے اور اللہ جو اس پر فرض کیا ہی اس مین اللہ کے
امر و طاعت کو قبول نہ کرے تو اللہ تعالی اسکو راہ حق پر چلنے کی توفیق نہین دیتا۔
ابن مردویہ اور ضیاء المقدسی نے کتاب المختارہ مین ابن ابزی سے عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کونسی آیت
آسمان سے آپ پر اتری جو بہت سخت تھی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مین حج کے موسم مین منا مین تھا عرب کے مشرک اور اقسام کے لوگ موسم مین
جمع تھے جبرئیل مجھ پر اترے اور کہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان
لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس پھر مین نے عقبہ کے پاس
کھڑے ہوکے پکارا اور بولا اے لوگو میرے رب کی رسالت پہنچانے کون میری
مدد کرتا ہے سو اسکو بہشت ہی اے لوگو مین اللہ تعالی کا رسول ہون تمہاری طرف
لا الہ الا اللہ کہو تمہاری بھلائی بہتری ہوگی اور تم کو بہشت ملیگی فرماے پھر ان کا
کوئی مرد اور کوئی عورت اور کوی باندی اور کوی بچہ نہ تھا مگر مجھکو پتھرون سے مارتا تھا
اور مجھ پر مٹی اڑاتا تھا اور میرے موہنہ پر تھوکتا تھا اور کہتا تھا جھوٹا ہے صابی ہے یعنی بے دین ہے
پھر ایک عارض مجھکو عارض ہوا یعنے شیطان نمودار ہوا اور بولا یا محمد اگر تو اللہ کا
رسول ہے تو ان کو بد دعا کرنیکا وقت یہی ہے جیسا نوح نے اپنی قوم کو ہلاک ہونے
بد دعا کی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوندا میری قوم کو تو ہدایت دے

وہ نادان ہیں اور مجھ کو مدد کر اُن پر کہ تیری طاعت کی طرف انکو میں بلاتا ہوں سو میری بات مانیں پھر حضرت کے چچا عباس آئے اور حضرت کو اُنسے بچائے اور انکو حضرت سے دفع کئے اعمش نے کہا بنی العباس اسی سے فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہیں یہہ آیت اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ہمارے میں اُتری سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کی ہدایت چاہی اور اللہ تعالیٰ نے عباس کو ہدایت دیا عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور حاکم اور ابو نعیم اور بیہقی دونوں اپنے دلایل النبوہ میں اور ابن مردویہ نے طریق سے جریری کے وہ عبد اللہ بن شقیق سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہیں کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہبانی کرواتے تھے یہاں تک کہ یہہ آیت نازل ہوی واللہ یعصمک من الناس پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبہ سے اپنا سر باہر نکالا اور فرمایا اے لوگو اب تم چلے جاؤ اللہ مجکو بچالیا قولہ قبہ قاف کی ضم سے چھوٹا گرو گنبدی ڈیرے کو کہتے ہیں ترمذی نے کہا یہہ حدیث غریب ہے اور بولا اس حدیث کو بعضوں نے جریری سے وہ عبد اللہ بن شقیق سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاسبانی کرواتے تھے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام ذکر نہیں کیا انتہی حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں کہا یہہ حدیث حسن ہے لیکن اسکے وصل و ارسال میں اختلاف ہے انتہی عبد اللہ بن شقیق کی مرسل حدیث کو طبرانی اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے زمخشری نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد کیا ہے حافظ عسقلانی نے کہا انس کی روایت پر میں واقف نہیں ہوا طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہے عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی والوں میں سے تھے جب واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پاسبانی کروانا چھوڑ دی ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر جاتے تو ابو طالب حضرت کی نگاہبانی کے واسطے کسی کو ساتھ بھیجتے یہاں تک کہ یہہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمک من الناس پھر ابو طالب حضرت کے ساتھ کسی کو

بھیجنا چاہئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عم یعنے اے میرے چچا اللہ تعالیٰ نے مجکو بچالیا اب میرے ساتھ کسی کو بھیجنے کی حاجت نہیں طبرانی اور ابو الشیخ اور ابو نعیم دلایل النبوہ میں اور ابن مردویہ اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کئے ہیں کہے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کیا کرتے تھے حضرت کے چچا ابو طالب حضرت کی محافظت کرنے ہر روز حضرت کے ہمراہ بنی ہاشم کے چند شخص کو بھیجا کرتے تھے یہاں تک کہ مذکور آیت نازل ہوئی حضرت کے چچا چاہے محافظت کے واسطے لوگوں کو ہمراہ کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عم اللہ مجکو جن و انس سے بچالیا ابو نعیم دلایل النبوہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی بدی کے اندیشہ سے نہیں سوتے تھے مگر ہم حضرت کے گرد پاسبانی کرتے یہاں تک عصمت کی آیت واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی طبرانی اور ابن مردویہ عصمہ بن مالک الخطمی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہے شب کو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہبانی کرتے تھے یہاں تک کہ یہہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمک من الناس پھر نگاہبانی چھوڑدی حافظ عسقلانی نے اصابہ میں کہا عصمہ بن مالک الخطمی سے چند حدیث مروی ہیں دارقطنی اور طبرانی وغیرہ اُن کو روایت کئے ہیں ان حدیثوں کا مدار فضل بن مختار پر ہے جو منکر الروی ہے لیکن وہ شخص جداً ضعیف ہے انتہی ابن ابی حاتم نجابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی انمار کا غزوہ جو کئے خرما بند کے پرانے ذات الرقیع میں اُترے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کنوین پر بیٹھے کے پیر کنوین میں چھوڑے تھے کہ ایک شخص الوارث نام بنی النجار سے بولا میں محمد کو قتل کرتا ہوں اسکے لوگ کہے کیسا قتل کریگا بولا انکی تلوار انسے مانگونگا مجکو دے بعد اسی تلوار سے انکو قتل کرونگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہا یا محمد مجکو آپکی تلوار دو اسکو کھینچکے دیکھونگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم شمشیر اُسکے حوالہ کئے اسکے ہاتھ کانپنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تو جو ارادہ کیا تھا اس میں اور تیرے میں اللہ تعالیٰ آڑ آیا پھر اللہ تعالیٰ نے یا ایہا الرسول بلغ انزل الیک آلایہ نازل کی ابن حبان اور ابن مردویہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر جاتے تو درخت جو بڑا اور بہت سایہ دار رہتا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے چھوڑدیتے حضرت اسکے سایہ میں اترتے سو ایک دن نبی صلی اللہ

علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے اُترے کے اپنی شمشیر اس سے لٹکادے ایک شخص آکے تلوار کھینچ لیا اور بولا یا محمد کون تمکو میرے بچائیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ مجکو تیرے بچائیگا اور فرمایا تلوار رکھدے اس نے تلوار رکھ دی پھر واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی ابن جریر نے محمد بن کعب القرظی رحمتہ اللہ سے روایت کی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منزل میں اترتے تو حضرت کے اصحاب بہت سایہ دار درخت کو حضرت کیلئے پسند کرتے حضرت اسکے سایہ میں قیلولہ کرتے سو ایک اعرابی نے آکے حضرت کی شمشیر کھینچ لی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تمکو میرے سے کون بچائیگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالے بچائیگا پھر اعرابی کے ہاتھوں میں لرزہ ہوا اسکے ہاتھ سے تلوار گر پڑی چکر کھاکے درخت سے ٹکر کھی یہاں تک کہ ناک سے مغز جھڑا اور اللہ تعالے نے اس آیت کو نازل کیا واللہ یعصمک من الناس (یعنی تکمل پڑا) محمد بن کعب القرظی کی یہ روایت مرسل ہے شاید وہی ابو ہریرہ کی حدیث ہے اسکو اسنے مرسل روایت کی اس قصہ کا اصل صحیحین میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے آیا ہے لیکن اس میں آیت اسی قصہ میں نازل ہونا مذکور نہیں معلوم کیجئے مذکور روایتوں سے آیت کی نزول میں اختلاف ظاہر ہوا بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عصمت کی آیت پیش از ہجرت کے نازل ہوئی اور بعضوں سے معلوم ہوتا ہے ہجرت کے بعد نازل ہوئی ان روایتوں کو حافظ السیوطی اپنی تفسیر درمنثور میں وارد کیا ہے لیکن ان احادیث کی صحت وسقم کو بیان نہیں کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جسکو ترمذی نے روایت کی اور عصمۃ بن مالک کی حدیث کے سوائے دوسرے حدیثوں کے سند کا حال معلوم نہ ہوا اس لئے بندہ عاصی ان حدیثوں میں کونسی حدیث معتمد ہے بیان نہیں کرسکتا ہے لیکن الحافظ العسقلانی فتح الباری میں جو کہا اسکے کلام کا ترجمہ نقل کرتا ہوں امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شب نیند نہ لگی سو فرمائے کاش میرے اصحاب سے کوئی مرد صالح آجکی شب میری پاسبانی کرے پھر ہم یکایک ہتیار کا آواز سنکے پوچھے کون ہے کہا سعد ہوں یعنے ابن ابی وقاص یارسول اللہ آپکی پاسبانی کرنے آیا ہوں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام کئے یہاں تک کہ ہم آواز حضرت کے غطیط کا سنے یہہ ترجمہ بخاری کے لفظ کا ہے جسکو کتاب التمنی میں روایت کی ہے بخاری کی ایک روایت میں جس کو

کتاب الجہاد میں روایت کی ہے یوں ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سہر فلما قدم المدینۃ قال لیت رجلا صالحا الحدیث یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار رہے پھر جب مدینہ کو آئے فرمایا کاش مرد صالح پھر مذکور حدیث کو ذکر کیا اس حدیث کے ظاہر سے یہ مفہوم ہوتا ہے بیدار رہنا مدینہ کو آنیکے قبل تہا اور حضرت کا قول وہاں آئے بعد ہے لیکن قیاس سے یہ معلوم ہوا کہ اس حدیث میں تقدیم و تاخیر ہے آی لما قدم سہر وقال لیت الحدیث کسواسطے مسلم نے اس حدیث کو جو روایت کی ہے اسکی روایت میں یوں ہے سہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقدمہ المدینۃ لیلۃ فقال یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو آئے وقت ایک شب بیدار رہے اور فرمایا پھر مذکور حدیث ذکر کیا نسائی کی روایت میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما قدم المدینۃ سہر من اللیل الحدیث یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو اوّل آئے تب شب سے بیدار رہتے تھے ان روایتوں سے ظاہر ہوا کہ بیدار رہنا اور حضرت کا یہ قول مدینے کو آئے بعد ہی تو تقدیم و تاخیر پر اسکو محمول کرنا اقیس ہے لیکن ان روایتوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سعد کا یہ مقدمہ نئے آئے دنوں میں ہوا حالانکہ ایسا نہیں کیا واسطے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس وقت مدینے میں نہیں تھے اور عایشہ رضی اللہ عنہا بھی ان دنوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں رہتے تھے یہ مقدمہ جو گذرا اس وقت بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے امام احمد کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب بیدار رہے اور عایشہ رضی اللہ عنہا حضرت کے پہلو سے تھے کہے یا رسول اللہ مالک یعنے آپکا کیا حال ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ مدینے کو آئے بعد ایک مدت تک ہوا حافظ عسقلانی کہا ترمذی کی روایت یعنے اوپر جو مذکور ہوئی اسکی مقتضی یہ ہے آیت عصمت نازل ہوئی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاسبانی کرانا ترک کئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کی نزول سابق ہے لیکن بہت سے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر اور احد اور خندق اور خیبر سے پلٹ آتے وقت اور وادی القری اور عمرۃ القضیہ اور حنین میں اپنی پاسبانی کروائے ہیں شاید یہ آیت حنین کے جنگ کے بعد نازل ہوئی ہو اسکو تائید کرتی ہے حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی جس کو طبرانی نے صغیر میں روایت کیا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرنے والوں میں تھے

جب یہہ آیت نازل ہوئی پاسبانی ترک کی عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت میں نہیں تھے مگر فتح مکہ کے بعد سو آیت کو حنین کے بعد نازل ہونے پر محمول کرنا چاہیئے انتہیٰ۔ بندۂ عاصی کہتا ہے عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لینے میں نظر ہے کیا واسطے احتمال ہے کہ عباس کی پاسبانی پیش از ہجرت ہو عباس رضی اللہ عنہ اگرچہ اُس وقت ایمان نہیں لائے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں رہا کرتے تھے واللہ اعلم قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ تو کہہ اے کتاب والو تم کسی چیز پر نہیں یہہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے اے محمد تو ان یہود و نصارے کو کہہ کہ دین حق جو اللہ تعالیٰ کے پاس پسند ہے اس دین کے کسی چیز پر تم نہیں موسیٰ علیہ السلام جو دین لائے اس دین پر قایم رہینگا تم یہود جو دعوے کرتے ہو اور عیسیٰ علیہ السلام جو دین لائے اس دین پر قایم رہنے کا تم نصاریٰ جو دعویٰ کرتے ہو اس سے کسی چیز پر نہیں ابن اسحٰق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہیں کہے رافع بن حارثہ اور سلام بن مشکم اور مالک بن الصیف اور رافع بن حرملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے کہے یا محمد کیا تم ابراہیم کی ملت اور اُن کے دین پر رہنے کا اور ہمارے پاس جو تورات ہی اُس پر ایمان لانیکا اور وہ اللہ کے پاس کی سچ کتاب ہونیکا دعوے نہیں کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درست ہے لیکن تم نے نئے چیزیں پیدا کی ہیں اور اس میں جو ہے کہ جسکا میثاق تم سے لئے نہیں اس سے منکر ہوگئے اور لوگوں کو تبانیکا امر جن چیزوں پر تمہارا سکو پوشیدہ کیا میں تم سے جو نئے چیزیں پیدا کئے ہیں بری ہوں وے کہے ہمارے پاس جو تورات ہی ہم اُسی پر عمل کرینگے کیا واسطے ہم ہدایت و حق پر ہیں اور تم پر ایمان نہ لائینگے اور تمہاری پیروی نہ کرینگے پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت قل یا اہل الکتاب لستم علی شیئ کو القوم الکافرین تک نازل کی حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ یہاں تک قایم کرو تورات اور انجیل کو اور جو تمکو اترا یعنے قرآن مجید تمہارے رب سے یعنے جبتک تم تورات وغیرہ کو قایم نہ کروگے اوس وقت تک تم راہ حق پر نہیں معلوم کیجئے تورات وغیرہ کو قایم کرنیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مراد ہے کیا واسطے وہ بھی منجملہ اُن چیزوں کے ہے جو تورات وغیرہ میں موجود ہے تورات پر عمل کرنا اُن پر جب لازم ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی

ایمان لانا اُن پر لازم ہوا وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا اور البتہ اُن میں بہتوں کو بڑھینگی اس سے جو تجھکو اُترا تیرے رب سے شرارت اور انکار یعنے قرآن جو تجھ پر نازل ہوا ہے اس سے بہت سے یہود کی شرارت اور کفر بڑھ جاتی ہے یہہ جملہ مستانفہ ہے یہود کی مُنہ زوری اور ان کے غلو اور عناد کو اور تبلیغ انکو نفع نہ دینا بیان کرنے کا ذکر کیا اور اس جملہ کے مضمون کی تاکید واسطے اُسکو قسم اور لام تاکید اور نونِ ثقیلہ سے لے آیا کثیرا جو فرمایا اُس سے انکے احبار اور روسا مراد ہیں انزال کی نسبت اوپر مذکور ہوئی سو آیت میں یہود کی طرف کی تھی یہاں اسکی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی اُس آگہی کے واسطے کہ یہود میں اب وہ نسبت باقی نہ رہی فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ سو تو اُداسی مت کر کافر لوگوں پر یعنے اے محمد یہہ یہود جو تیری نبوت کا انکار کئے اور تجھ پر ایمان نہیں لائے سو اُس سے تو اداس مت ہو گیا واسطے اِس کفر کا ضرر اُنہیں کی طرف رجوع کرتا ہے تیری طرف اور مومنوں کیطرف رجوع نہیں کرتا یا اُس سے مراد یہہ ہے اُن پر لعن اور عذاب لاحق ہونے سے تو اُداس مت ہو کیا واسطے وہ کافر ہیں عذاب کے مستحق ہیں إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ مقرر جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو یہود ہیں اور صابئین اور نصارے جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک پھر نہ اُن پر پڑے ہے اور نہ وہ غم کھاویں صابئون بعضے کہتے ہیں وہ فرقہ ہے یہود سے بعضے کہتے ہیں فرقہ ہے نصاریٰ سے بعضے کہتے ہیں وہ ایک فرقہ تھا نصاریٰ کے قبل ستاروں یا ملائکہ کی پرستش کرتے تھے معلوم کیجئے اس آیت کی ترکیب میں نحویوں نے چند وجہ ذکر کی ہیں اظہر وجہ جس کو جلال السیوطی نے اختیار کی ہے یہہ ہے الذین آمنوا اِنّ کا اسم ہے اِنّ کی خبر محذوف ہے اس کی تقدیر فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ہے مذکور خبر اس محذوف پر دلالت کرتی ہے والذین ہادوا مبتدا ہے واؤ اُس پر جو ہے جملہ کا عطف جملے پر کرتی ہے یا استینافیہ ہے والصابئون اور والنصاریٰ دونوں کا عطف اُسی الذین پر ہے جو مبتدا ہے الصابئون مبتدا

ہونے سے اسکا اعراب مشہور قراءت میں واؤ سے ہوا فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ان تینوں مبتدا کی خبر ہے من آمن باللہ آہ ان تینوں کا بدل بعض واقع ہوا ہے اس آیت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ان الذین آمنوا کو ذکر کیا پھر آیت کے اخیر میں من آمن باللہ کو بھی تکرار کیا سو اس میں دو فایدہ ہیں ایک فایدہ یہہ ہے منافق ایمان کا دعویٰ کرتے تھے اور اپنے کو مومن کہلاتے تھے سو اُن کو عدم خوف وعدم حزن کے وعدہ سے اخراج کرنے مکرر بولا دوسرا فایدہ یہہ ہے آیت کی ابتدا میں مطلق ایمان کو ذکر کیا ایمان کے تحت میں کئی اقسام داخل ہیں لیکن ان سب اقسام میں ایمان باللہ و بالیوم الاخر اشرف تھے سو انکی شرف پر آگاہ کرنے ان کا اعادہ کیا ایمان کے ان دو قسم کہ ہم اشرف کہنے کسواسطے انسان میں دو قوت ہیں ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت نظریہ کا کمال حاصل نہ ہوگا مگر معرفت حاصل ہونیسے قوت عملیہ کا کمال حاصل نہوگا مگر اعمال نیک کرنے سے اعظم معارف شرف بین اشرف موجودات کی معرفت ہے وہ اللہ سبحانہ ہے اسکی کمال معرفت حاصل نہ ہوگی مگر وہ حشر ونشر پر قادر ہے کر کر جاننے سے اس سے معلوم ہوا کہ افضل معارف ایمان ہے اللہ پر اور روز قیامت پر اعمال میں افضل خیرات کے دوام ہیں ایک اعمال جو معبود کی تعظیم پر مشعر ہیں اُن پر مواظبت کرنا دوسرا خلق اللہ کو نفع پہنچانیکی سعی کرنا حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف اشارہ کرکے فرمایا التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم کرنا اور خلق اللہ پر شفقت کرنا سو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ جو شخص ایسا ایمان لاوے اور ایسا عمل کرے گا تو قیامت میں اسپر نہ خوف ہے اور نہ غم خوف اور غم دونوں کو ذکر کرنیمیں فایدہ یہہ ہے خوف زمان مستقبل سے تعلق رکھتا ہے اور غم زمان گذشتہ سے تعلق رکھتا ہے سو فرمایا قیامت کے ہولوں کو شاہدہ کرنے سے اُن پر خوف نہیں اور دنیا کے طیبات فوت ہونے سے انکو کچھ غم نہیں کہا کسواسطے دنیا میں اُن کو جو حاصل تھا اس سے اعظم اور اشرف اور اطیب انکو حاصل ہوا جسکو ایسے لذتیں حاصل ہوں اسکو دنیا کے لذتیں فوت ہونے کا غم نہیں لَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ تحقیق ہمنے لیا تھا عہد بنی اسرائیل سے معلوم کیجئے اس آیت سے بنی اسرائیل کی سرکشی اور تمردی اور عہدو قول جو کئے تھے اس سے ٹلنا بیان کرنا مقصود ہے سو فرمایا تورات میں ہم نے بنی اسرائیل سے عہدو

پھر جانا ۱۲

قول لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے مقر رہنا اور اسکے اوامر کو بجالانا نواہی سے باز رہنا۔
وَاَرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ رُسُلًا اور بھیجے ہم نے اُنکی طرف پیغمبر ان یعنے شرایع واحکام کو بیان کرنے اور تورات کے عہدوں کو یاد دلانے کیلئے بہت سے پیغمبروں کو اونکی طرف بھیجے كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ - جب لاتا اُن کے پاس رسول وہ جو اُن کے جی کو خوش نہ آتا کتنوں کو جھٹلایا اور کتنوں کا خون کیا یعنے بنی اسرائیل کی طرف اللہ تعالےٰ رسول کو بھیجتا اور وہ رسول اُنکے شہوات نفسانی کے برخلاف بیان کرتا اور شریعت پر عمل کرنیکا حکم کرتا اور عہود مواثیق کو یاد دلاتا تو اُس نبی کے دشمن بن جاتے اور اسکو جھٹلاتے قابو پڑا تو اُسکو قتل کرتے موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کئی بار کئے ہیں اور ذکریا اور یحییٰ وغیرہ کو قتل کئے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قتل کرنیکے قایل ہوئے اگرچہ اللہ تعالیٰ اُنکے ہاتھ سے عیسیٰ کو بچایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قتل کرنیکی تدبیر گانٹھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکے مکر سے حضرت کو محفوظ رکھا یہود نے یہ بھی کام جو کیا سو عہود کو توڑا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا خلاف کیا معلوم کیجئے كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ آہ کا جملہ شرطیہ ہے فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ کا جملہ اس شرط کا جواب ہو نہیں سکتا کیا واسطے ایک رسول دو فریق نہیں ہوتا سو شرط کا جواب محذوف ہے گویا تقدیر کلام کی یوں ہے كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ ناصبوہ وعادوہ یعنے جب آتا اُن کے پاس رسول تو اُس سے دشمنی نمود کرتے اور اُس سے عداوت کرتے فَرِيْقًا كَذَّبُوْا آہ جملہ مستانفہ ہے سوال مقدر کا جواب ہے گویا سایل نے کہا کس طور کی دشمنی نمود کرتے تھے تو جواب میں کہا فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ اور اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ سو یہہ رسل کی کثرت پر دلالت کرتا ہے كَذَّبُوْا کو ماضی کے صیغے سے ذکر کیا اُسکے مقابلے میں فَرِيْقًا قَتَلُوْا کو ماضی کے صیغے سے ذکر کرنا تھا لیکن يَقْتُلُوْنَ مضارع کے صیغے سے ذکر کیا سو حکایت حال کے واسطے ہے یعنے زمان گذشتہ میں جو چیز واقع ہوئی ہے اُسکو زمان تکلم میں واقع ہوئی کرکے ٹھہرانا اور اسکو مضارع کے صیغے سے جو حال پر دلالت کرتا ہے تعبیر کرنا اُسکو مضارع کے صیغے سے تعبیر کرنے سے قتل کا امر

ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء

از تالیفات جناب عالم علامہ فاضل یگانہ جامع معقول و منقول احادی فروع و اصول
عمدۃ العاملین زبدۃ السالکین مولانا مولوی محمد سعید خان صاحب مدظلہ العالی مفتی محکمۂ عالیہ حیدرآباد دکن

تکملۂ فیض الکریم
تفسیرِ قرآن عظیم

باہتمام جناب محمد عبدالوہاب صاحب فرزند جناب حاجی غلام محمد صاحب
ادام اللہ افضالہما در سنہ ۱۳۱۱ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

در مطبع عزیزی مدراس طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اسی کو سزاوار ہے جسنے اپنے کلام کو نظم بدیع سے تالیف کی اور جواہر بیان سے اسکو ترکیب دی۔ بلغاء قحطان اقصر سورہ کے مقابلہ سے عاجز آئے اور فصحاء عدنان نے اسکے معارضہ سے سر گویائی کی ذلالت دی۔ وہی اپنے بندون پر قاہر ہے اور ہر چیز پر قادر وہی حی لایموت ہے سب کے سب فانی اور زائل ہین۔ اور درود و سلام روح پاک پر شفیع مذنبین خیتم مرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جسکے قلم اعجاز نے شرایع سابقہ پر خط نسخ کھینچا اور انکے آل اصحاب پر جو پیشوایان دین اور ہادیان امم ہین اما بعد عاصی پر معاصی محمد سعید الشافعی المدراسی کان اللہ لہ کہتا ہے کہ راقم الحروف کے والد بزرگوار عالم عامل فاضل کامل وحید الدہر فرید العصر جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول امام العلماء العاملین مرجع الجہابذۃ الفاضلین امام العلما قاضی الاسلام صبغۃ اللہ بن محمد غوث سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہا وجمعنا وایاہم فی مستقر رحمتہ واسکنا وایاہم بحبوحۃ جنتہ نے اردو زبان مین بنابر نفع عام اہل اسلام فیض الکریم فی تفسیر القرآن العظیم لکھنا شروع کی تھی چنانچہ چھے پارہ کی تفسیر کامل ہو چکی تھی ساتوین پارہ کی ساتوین رکوع مین آیہ وکان اللہ بکل شیء وکیلا پر پہنچے کہ کاتب تقدیر ازلی نے بمقتضای جف القلم بما ہو کائن آگے لکھنے سے روکا اور حس خبیر نے اس دار الشرور کے اقامت سے تو کا یعنے مشتاق مشاہدۂ رحمت حق کے ہوے۔ پچیسوین ماہ محرم الحرام پیر کا دن سنہ بارہ سو اسی ہجریہ مین اس دار فانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی اور وجود بافیض کو اپنے خاک عدم مین سونپا انا للہ وانا الیہ راجعون پھر یہہ تفسیر ناقص رہگئی بارہ لوگ اپکے

فوائد سے محروم ہوگئے۔ اسلئے عاصی ہیسچدان نے اس تفسیر ... ین ہن ایہ وہا لقاہر گوق عبادہ سے
تفسیر شروع کی اور کچھ تفسیر اُسکے آگے کی آیت سے باقی رہگئی تھی وہ اُسی آیت کے ذیل مین شامل کی گئی
خیر اسکو کہتے ہین جو انسان کو لذت یا خوشی یا صحت یا تونگری پہنچتی ہی سو یہہ لفظ اُن سب لایئو کو شامل ہی
معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ آیت اس امر کی دلیل ہی کہ اللہ کے سوا اور کسی کو اپنا ولی دوست و مددگار نہ بنایا جاوے
معنے اسکے یون ہین کہ اللہ کے سوائے اپنا مددگار اور کسی کو مت پکڑ کیونکہ ضرر اور نفع پہنچانے پر وہی قادر ہی
اُسکے سوائے اور کوئی قدرت نہین رکھتا جب ایسا ہو تو اپنا معین و مددگار اسیکو گردان اس آیت مین اگرچہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی خاص خطاب ہین لیکن یہہ خطاب عام ہی گویا معنے اسکے یون ہین کہ ای انسان
اگر اللہ تعالی تجکو کچھ سختی پہنچاوے تو اسکے سوائے کوئی سختی کو دور کرنیوالا نہین اور اگر تجکو راحت
پہنچاوے تو وہ ہر چیز پر قادر ہی کوئی اسکو پھیرنیوالا نہین ترمذی اور امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کی ہی کہ مین ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تہا حضرت نے فرمایا ای لڑکے اللہ تعالی
کے حق کو نگاہ رکھہ وہ تجکو نگاہ رکھے یعنے دنیا و آخرت مین سب آفتون سے نگاہ رکھے خدا تعالی کو نگاہ رکھہ
کر تو اسکو اپنے روبرو پاوے جب کچھ مانگے تو اللہ تعالی سے مانگ اور مدد چاہے تو اللہ تعالی سے چاہ اور یہہ
یقین سمجھ لے کہ سب لوگ اگر تجھکو کچھ فایدہ پہنچانے پر اکٹھے ہو جاوین تو فایدہ نہ پہنچا سکین مگر جو اللہ تعالی
تیرے حق مین جتنا لکھدیا ہی اور اگر تجکو نقصان پہنچانے اکٹھے ہو جاوین تو نقصان نہ پہنچا سکینگے مگر اتنا ہی
کہ اللہ نے تجھ پر لکھدیا ہی قلم اٹہا لئے اور کاغذ سوکھہ گئے یعنے تقدیر تمام ہوئی اور لکھنے سے اسکو
فراغت لی وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ اور اسیکا زور پہنچتا ہی اپنے بندون پر یعنے اللہ ہی غالب ہی
اپنے بندون پر اور زوردار سب کے سب اسکے تحت قدرت مقہور و مجبور ہین قہر کے معنے غلبہ قاہر معنے غلبہ کنندہ
اور قادر کہ کوئی شی اسکو عاجز اور زبردست نہین کرتی امام محی السنہ نے کہا قہر مین معنے کی زیادتی ہی
قدرت پر وہ غیر کو اپنے مراد کو نہ پہنچنے دیوے قہر و قہار کے معنے خلق کے امورات مین جو چاہے سو تدبیر
کرے کہ جس سے انپر گران و شاق گذرے یا غمگین کرے یا فقیر و ذلیل کرے یا مارے مخلوق سے کوئی
اسکی تدبیر کو پھیر نہ سکے اور اُسکے قہر و تدبیر کے تحت سے نکلنے والا نہین اور یہی معنے قاہر کے ہین اللہ تعالی کے صفات مین

کیونکہ سب پر قادر اور غالب وہی ہے اسکے ارادہ کو عاجز نہین کرتی فوق عبادہ کہا کیونکہ جو کوئی کسی
قہر کرتا ہے تو وہ باعتبار مرتبت و منزلت کے بلند رہتا ہے معنے یہہ ہین اللہ کا قہر و غلبہ اپنے بندون پر بلند ہے
یعنے سب آدمی اسکی تسخیر و تقدیر کے نیچے ہین کوئی اسکی بلند اقتداری سے نکل نہین سکتا۔ پس فوقیت سے
یہان قہر و غلبہ کی فوقیت مراد ہے فوقیت یہان باعتبار مکان کے نہین کیونکہ خدا تعالی مکان سے منزہ ہے
فوق عبادہ منصوب ہے القاہر سے معنے اسکے المستعلی بقھرہ فوق عبادہ یعنے وہ اپنے قہر سے اپنے
بندون پر بلند ہے اگر اسکو ھو کی خبر مانین بھی ہو سکتا ہے اسصورت مین ھو کی دو خبر ہوئین ایک القاھر دوسری
فوق عبادہ یعنے وہ بلند ہے اپنے بندون پر قہر و غلبہ سے اور اگر فوق عبادہ کو قاہر کی ضمیر سے حال
مانین تو بھی جایز ہے گو یا تقدیر یون ہوگی وھو القاھر مستعلیا فوق عبادہ یعنے وہی غالب ہے حالانکہ
وہ بلند ہے اپنے بندون پر مخفی نرہے کہ یہہ بلندی مرتبت و منزلت کی ہے نہ بلندی مکان کی پس مجسمہ کا مذہب
اس سے باطل ہوا وَھُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ اور وہی ہے حکمت والا خبردار یعنے اللہ ہی اپنے امر کا
جاننے والا اور بندون کے مخفی کامون اور اُنکے مصالح سے آگاہ ہے قُلْ تو کہہ یعنے ای محمد اُن کفار کو
جو تیری تکذیب کرتے ہین اور تیری نبوت کا انکار کرتے ہین کہہ اس آیت کی شان نزول مین مفسرون نے
لکھا ہے کہ کفار قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ای محمد ہمنے یہود و نصاری سے تمہارا حال پوچھا وہ بولے
ہین کہ تمہارا کچھہ حال ہماری کتابون مین نہین تو ایسے شخص کو بتلاؤ کہ تمہاری رسالت پر گواہی دیوے
اہل کتاب تو صاف انکار کرتے ہین اسپر یہہ آیت نازل ہوی کہ ای محمد اُنسے یون کہہ اَيُّ شَيْءٍ
أَكْبَرُ شَهَادَةً کونسی چیز بڑی شہادت والی ہے یعنے گواہی بڑی کس چیز کی ہے پھر وہ اگر اسکا
جواب باصواب دین تو بہتر ورنہ تیری حسد و عناد سے جواب نہ دیکر سکوت کرین تو قُلِ کہہ تو اللَّهُ
شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے بیچ یعنے میرے سچا ہونے اور تمہاری
گمراہی اور جھوٹھہ پر اللہ گواہ ہے اللہ کے گواہ ہونے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دست شریف پر معجزہ
ظاہر کرنا مراد ہے کیونکہ حقیقت مین مدعی کے مینہ کو شہادت کہتے ہین پھر وہ قولی ہو یا فعلی اور فعلی دلالت
قولی سے بیشک اقوی ہے کیواسطے کہ الفاظ مین احتمالات عارض ہوتے ہین بخلاف افعال کے کہ کسی نہج کا

وَحْيٌ

احتمال اسمین عارض نہین ہوتا اور تحقیق معجزہ اللہ تعالی بہ سبب مقام مین قول نبی کی تصدیق ہے مازنی کہتا ہی گویا یون کہا صدق عبدی فی کل ما یبلغ عنی یعنے راست کہا میرے بندہ نے جو کچھ میرے جانب سے پہنچایا شہادت محمول مبتدا ہے ہو کو تمیز ہی اصل اسکا شہادہ ای شئی اکبر بلحاظ معنے قل اللہ ای شئی کا جواب ہی یعنے جواب پر دلالت کرتا ہی جواب نہین ہی اور لفظ اللہ مبتدا ہی خبر اُسکی محذوف ہی تقدیر اُسکی اللہ اکبر شہادۃ ہی شہید خبر ہی مبتدا محذوف کی اس تقدیر پر کلام دو جملے سے مرکب ہوا بین کو مبالغہ کیواسطے مکرر لایا معلوم کرنا چاہیے کہ اس آیت سے جمہور حجت لیتے ہین کہ اللہ کا نام شئی رکھنا جایز ہی کیونکہ خدایتعالی ای شئی اکبر شہادۃ کے جواب مین قل اللہ شہید بولا اس سے واجب ہوا کہ اللہ تعالی کو شئی بولین جیسا کوی سوال کرے کہ ای الناس اصدق تو اُسکے جواب مین جبرئیل کہنا خطا ہی کیونکہ جبرئیل ناس سے نہین ایسا ہی اسجاے پر دوسرا نام نہ کہینگے اور بھی خدایتعالی نے دوسری جگہہ مین فرمایا کل شئ ھالك الا وجھہ سو وجہہ سے اُسکی نفس ذات مراد ہی اور شئی مستثنی منہ سے استثنا ہی پھر مستثنی سخت مین مستثنی منہ کے داخل ہونا واجب ہی تو معلوم ہوا اللہ تعالی کا شئی نام رکھنے پر یہہ آیت دلالت کرتی ہی اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کان اللہ ولم یکن شیئا غیرہ یعنے خدایتعالی موجود تہا اور اُسکے سوا کوی شی نتھی یہہ حدیث بھی شی کا اطلاق اللہ پر ہونے پر دلالت کرتی ہی جہم اسنام کے رکہنے کے فساد مین چند وجوہ بیان کرتا ہر پہلی وجہ خدایتعالی نے فرمایا خالق کل شئ یعنے پیدا کرنیوالا ہر شئی کا ہی پھر اگر اسکو شئی بولین تو اپنی نفس کو بھی پیدا کرنیوالا ہونا لازم آئیگا اور یہہ محال ہر دوسری وجہ خدایتعالی نے فرمایا وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا یعنے اللہ کے سب نام نیک ہین او نہین نا مونسے اسکو پکارو اس سے امر کرتا ہر کہ اسکو نیک نامونسے پکارو پھر اسم اپنے مسمی کو زیبا ہوگا جبتک کہ اُسکی صفات کمال پر دلالت کرے اور شی کا اطلاق اچھے اور خراب دونون پر عام ہی جب ایسا ہو تو مسمی اس لفظ کا صفات کمال سے نہوا اور نہ نعت نعوت جلال سے۔ اس صورت مین واجب ہوا کہ خدایتعالی کو اس نام سے پکارنا جایز نہین کیونکہ یہہ نام اسکے بہترنا مونسے نہین اور اللہ تو اپنے کو اچھی نام سے پکارنے کو فرماتا ہی۔ تیسری وجہ اطلاق شی کا معدوم پر بھی ہوتا ہی جیسا خدایتعالی فرماتا

ولا تقو[illegible] ان یشاء اللہ یہان کل کے دن جو فعل کیا جائیگا اسپر
رمان حال مین شی کا اطلاق کیا اور کل جو کیا جائیگا آج وہ معدوم ہی تو معلوم ہوا شئی کا اطلاق
معدوم پر بہی ہوتا ہی اس سے ثابت ہوا اللہ پر شی کا اطلاق کرنا جایز نہین چوتھی وجہ خدا یتعالی فرماتا ہی
لیس کمثلہ شیٔ ای لیس مثل مثلہ شیٔ یعنے مثل اسکے مثل کے شئی نہین اور جو شئی ہی اسکی ذات اپنے مثل
نفس کی سی ہی جب شی اللہ کے مثل کی سی نہوی تو گویا شی اسکی ذات کی سی نہوی تو معلوم ہوا اسکی ذات
شی نہین اور وہ شی سے مسمی نہین ہوتا یہان کاف کو زاید نہ لے سکینگے کسواسطیکہ قرآن کے کلمات کو
بیفایدہ لینا باطل ہے دیندارون کے لایق نہین مگر جہان کہ اللہ ضرورت ہو جواب ان وجوہات کی
یہہ ہی کہ بحث اسمین کرنا اسکے معنے مین کلام کرنا ہی اور یہہ نہایت بعید ہی کیونکہ شی کا اطلاق ذات
اور موجود اور حقیقت پر ہوتا ہی اور حق تسبحانہ تعالے کے موجود ہونے اور ذات وحقیقت ہونے مین
کسی کو نزاع نہین بلکہ نزاع اسمین ہی کہ اطلاق اس لفظ کا اسپر جایز ہی یا نہین اور یہہ نزاع لفظی ہی
نہ معنوی۔ اس اطلاق سے یعنے خدا پر شئی کے اطلاق سے اسکے قائل پر کفر وفسق کا الزام نہین آسکتا
تو ممانعت بھی مرتفع ہوی وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ اور وحی کیا گیا مجھپر یہہ قرآن یہہ جملہ گویا
اپنے ماقبل کی علت پڑہی معنے یہہ ہین کہ خدا یتعالی میری نبوت پر گواہ ہی کسواسطیکہ یہہ قرآن مجھپر نازل
فرمایا اور وہ معجزہ ہی اسکے معجزہ ہونے پر یہہ دلیل ہی کہ تم باوجود ایسے فصیح اور بلیغ ہونیکے اسکے
معارضہ سے عاجز آئے جب معجزہ ہوا تو اسکا اترنا میری رسالت پر اللہ کی گواہی ہی لِاُنْذِرَکُمْ
بِہٖ وَمَنْ بَلَغَ اور ڈراؤن اُس سے تمکو اور جسکو یہہ پہنچے لانذرکم مین خطاب اہل مکہ کو ہی یعنے ای اہل مکہ
تمکو اور سایر عرب وعجم کو یا جن وبشر کو جنھین یہہ قرآن پہنچا ہو انکو ڈراؤن یا معنے یہہ ہین ای حاضرین
تمکو اور قیامت تک جنکو یہہ قرآن پہنچا ہو ڈراؤن معلوم کرنا چاہیے کہ ومن بلغ دلیل ہی اسبات کی کہ قرآن
نازل ہوتے وقت جو لوگ حاضر تھے اور جو بعد اُنکے ہوئے اُن سب کو قرآن کے احکام عام ہین اور جنکو نہین
پہنچا وہ ماخوذ ہونگے ابن مردویہ اور ابونعیم اور خطیب اور ابن النجار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن جسکو پہنچے تو گویا مین نے اسکو دیکھا

ابن ابی شیبہ اور ابن الضریس اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ قرآن جسکو پہنچا گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسنے دیکھا ایک روایت یون بھی ہے کہ قرآن جسکو پہنچا اور اُسنے قرآن کو سمجھا اور معلوم کیا تو گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسنے دیکھا اور بات کی سو وہ آدمی کے مانند ہے یہہ حدیث مرسل ہے اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب وحی الی ہذا القران لانذرکم بہ کی آیت اُتری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسری و قیصر کو نامے بھیجے اور اسوقت کے جبارون کو اللہ کیطرف دعوت کی ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسماء و الصفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قرآن ان لوگون کا نذیر ہے کہ جنکو پہنچا بخاری نے صحیح مین اور ابن مردویہ نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلغوا عنی ولو آیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ومن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے پہنچا دو میرے طرف سے اگرچہ ایک آیت ہو اور بنی اسرائیل سے روایت کرو اسمین کچھہ حرج نہین اور جسنے جھوٹ بولا میرے اوپر تو تھہرالے اپنی نشستگاہ دوزخ مین قولہ بلغوا عنی اسمین سبکا امر ہے کہ جو کچھہ قرآن اور سنت سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے مین آپکے بعد کے لوگ کو پہنچاؤ قولہ ولا حرج کے معنے ننگی اور گناہ یعنی اُسنے روایت کرنے مین تم پر کچھہ گناہ اور ننگی نہین کیونکہ اسلیئے احکام ہلاکیہ قرار پکڑینگے اگر حضرت نے فتنہ کے اندیشہ سے روایت بنی اسرائیل سے نہی فرمای تھی بعد کو جب یہہ اندیشہ جاتا رہا تو اُسکا اذن دیا احمد اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نضر اللہ امرأ سمع منا شیئا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی من سامع یعنے رونق دیوے اللہ تعالی منہہ کو اُس آدمی کے جو ہمسے کچھہ سنا اور جیسا سنا پہنچا دیا سننے والے سے وہ شخص کہ اُسکو ہمارا فرمان پہنچا ہی خوب یاد رکھنے والا ہی ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے ترمذی نے اور ضیاء مختارہ مین زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ غیرہ فرب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ ورب حامل فقہ لیس بفقیہ یعنے رونق دیوے اللہ تعالی منہہ کو اُس آدمی کے جو ہم سے ایک بات سنکے اسکو یاد رکھی یہانتک کہ دوسرے کو پہنچا ہی اور بہت حامل فقہ لیجاتا ہی اسکو اپنے سے افقہ کیطرف اور بہت حامل فقہ فقیہ نہین ہی

قولہ نصر من ضاد کی تخفیف و تشدید دونون روایت آئی ہین نضارۃ سے مشتق ہی حسن و رونق کو کہتے ہین انذار کے معنے ڈرانا اور ڈر بتلانا انذار پر اکتفا کرکے بشارت کو چھوڑ دیا اگرچہ قرآن انذار و انباء دونون پر مشتمل تھا جو مناسبت مقام کیواسطے ہی کسواسطیکہ یہہ مقام تخویف کا ہی اُن لوگون کو کہ اُنہون نے رسالت کی تکذیب کی اور اللہ کے ساتھہ اور معبود ٹھہرایا یا جملہ و لا تشرکم محذوف ہی معطوف کو بدلالت قرینہ حذف کیا و من بلغ سے مشتق ہی معنے اسکے پہنچا محل اسکا یا منصوب ہی معطوف ہی لانذرکم کی ضمیر منصوب پر اور من موصولہ ہی عاید اسکا محذوف ہر گویا تقدیر یہہ ہی و لانذر الذی بلغہ القراٰن یعنے تاکہ ڈراؤن مین اسکو کہ پہنچا قراٰن اگر بلغ کی ضمیر مستتر کو مَن کیطرف پھیرین اور مفعول کو محذوف کرین تو بھی جایز ہی گویا تقدیر یہہ ہی و لانذر الذی بلغ الحکم یعنے تاکہ ڈراؤن اسکو کہ پہنچا وہ حکم کو یا محل رفع مین ہر لانذرکم ضمیر مستتر معطوف ہو گی اگرچہ ضمیر مستتر پر بدون تاکید لائیکے عطف کرنا جایز نہین مگر مفعول اور جار و مجرور کا فاصلہ ہونیسے جایز ہوا تقدیر اسکی و لینذر بہ من بلغہ القراٰن یعنے تاکہ ڈراوے اُس سے یعنے قراٰن سے اسکو جو پہنچا قراٰن بعضون نے بلغ کے معنے احتلم کی لیتے ہین یعنے محتلم ہوے اور مدتکلیف کو پہنچے اسوقت عاید کی احتیاج نہین لیکن جمہور مفسرین کا مذہب قول اول ہی اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى کیا تم گواہی دیتے ہو کہ مقرر اللہ کے ساتھہ دوسرے معبود ہین یعنے ان مشرکون کو جنھون نے تیری نبوت کا انکار کیا اور اللہ کے ساتھہ اور معبود ٹھہرائے ہین انکو کہہ کیا تم اللہ کے ساتھہ اور بھی معبود ہونیکی گواہی دیتے ہو یہہ جملہ استفہام انکاری ہی معنے یہہ ہین یہہ گواہی تمکو لایق نہین کیا واسطے معبود ہونیکی ہی اسکا شریک نہین معلوم کیا چاہیے کہ یہہ جملہ استفہامیہ محتمل ہی کہ محل مین نصب کے ہو کیونکہ قول کے تحت مین واقع ہی گویا خدا یتعالی نے یون امر کیا کہ کہیے ای شئی اکبر شہادۃ اور کہیے اینکم لتشہدون یہہ احتمال ظاہر ہی اور محتمل ہی کہ قول کے تحت مین داخل نہو اسوقت یہہ جملہ محل اعراب مین نہوگا اُخرٰی صفت ہی اٰلہۃ کی جمع کی صفت مفرد مونث لائے کیونکہ جمع جب غیر ذوی العقول سے ہو تو اسکی صفت کو تحقیر کیواسطے مفرد مونث لاتی ہین قُلْ تو کہہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لَّآ اَشْهَدُ مین گواہی نہ دونگا یعنے ان مشرکونسے کہو تم جو گواہی دیتے ہو خدا یتعالی کے ساتھہ اور معبود ہین سو مین گواہی نہ دونگا بلکہ اسبات کا انکار کرونگا قُلْ تو کہہ یعنے اُن مشرکون کو بول

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اسکے سوای کچھ نہین کہ وہی ہی معبود ایک یعنے مین ہی گواہی دونگا کہ معبود
ایک ہی اسکا کوی شریک نہین وَاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝ اور مقرر مین بیزار ہون اس سے جو تم
شریک کرتے ہو یعنے تم اللہ کے سوا جسکو کہ اپنا معبود ٹھہراتے ہو اور پرستش کرتے ہو مین قبول نہین رکھتا
بری کے معنے بیزار ہونا اور پاک ہونا اور الگ ہونا معلوم کرنا چاہیے اللہ جلشانہ کی توحید کے ایجاب اور
اسکے غیر کی معبودیت کے بطلان پر اس آیت نے دلالت کی کیونکہ کلمہ انما حصر کا فایدہ بخشتا ہی اور لفظ
واحد اسکی توحید اور نفی شرکا پر صریح ہی علماء نے کہا جو ابتداءً اسلام لاوے اسکو شہادتین پڑھنا اور
دین اسلام کے سوای جو دین ہو اس سے تبری یعنے بیزاری ظاہر کرنا مستحب ہی امام شافعی رحمہ اللہ نے
شہادت کے ساتھہ تبری ضم کرنیکو نص کیا ہی کیونکہ خدا تعالی نے توحید کی تصریح کے بعد فرمایا واِنَّنِیْ
بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جنکو ہمنے دی ہی
کتاب پہچانتے ہین اسکو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے اپنے بیٹون کو پہچانتے ہین یعنے تو اللہ کا رسول
ہہ انکو خوب معلوم ہی اسمین کچھہ شک و شبہ انکو نہین الذین مبتدا ہی یعرفونہ اسکی خبر ہی وہ لوگ کتاب کے
دی گئی اُنسے یہود و نصاری کے علما جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھے مراد ہین معلوم کرنا چاہیے
جب یہود و نصاری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خبر اپنی کتب مین ہونے پر زعم کیا اور حضرت کی
پہچان سے انکار کیا تو اللہ تعالی نے حضرت کی صحت نبوت پر اپنی گواہی کافی ہونا ذکر کی اب اس آیت مین
فرمایا کہ یہود و نصاری مجھکو ایسا پہچانتے ہین جیسا اپنے بچون کو اور اس کہنے مین کہ ہم نہین پہچانتے جھوٹی ہین
فقط حسد و عناد کی راہ سے کرتے ہین مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لانیکے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے
عبد اللہ بن سلام سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے الذین اٰتینٰھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم جو نازل کیا تمہین کیسی
پہچانت ہی عبد اللہ بن سلام نے کہا ای عمر جیسا مین اپنے بچہ کو پہچانتا ہون ویسا ہی حضرت کو دیکھتے ہی
پہچان لیا لیکن اپنے بچہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت مجھی زیادہ ہی عمر نے کہا وہ کیسی عبد اللہ بن سلام نے
کہا مین گواہی دیتا ہون کہ محمد اللہ کے برحق رسول ہین اور عورتون نے کیا کیا اسے مین نہین جانتا
معلوم کرنا چاہیئے یعرفونہ کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اکثر مفسرین کا مختار یہی ہے

بعضون نے کہا ضمیر کو قرآن کیطرف یا توحید کیطرف جو قل انما ہو الہ واحد سے معلوم ہوا یا کتاب کیطرف یا ان سب کے طرف پھیرین تو بھی جایز ہی لیکن اخیر صورت مین ضمیر کو مفرد لانا معنے کی اعتبار کرتے ہی گویا یون کہا یعرفون ماذکرنا وقصصنا یعنے جو ہم نے بیان کیا اسکو پہچانتے ہین الذین خسروا انفسھم فھم لا یؤمنون ○ جنہون نے ہاری اپنی جان سو وہی نہین مانتے یعنے جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انکار نبوت سے اپنی جان ہلاک کیا اور نقصان مین ڈالا وہی ایمان نہین لاتے الذین خسروا انفسھم دو قول ہین پہلا قول یہہ کہ یہہ جملہ صفت ہی الذین اتینا ہم کی اور یہہ جملہ مبتدا ہی اور فہم لا یومنون کا جملہ اسکی خبر ہی جو کہ مبتدا شرط کے معنے کو متضمن ہی اسلیے خبر مین فا لانا الذین کو محذوف مبتدا کی خبر ڈالنا بھی صحیح ہی اسکی تقدیر ہم الذین ہوگی منصوب علی الذم بھی صحیح ہی معنے یون ہونگے مذمت کرتا ہون ایسے لوگ کی جنہون نے آپ اون کو اس صورت مین جملہ فہم لا یومنون کا الذین خسروا پر معطوف ہوگا ان سب وجوہ مین دوسرے الذین سے یہود و نصاری مراد ہین کیونکہ اول کے الذین سے بھی وہی مراد تھی بعضے مفسرین کہتے ہین کہ اس جملہ کو صفت گردانا نادرست ہی کیونکہ الذین اتیناہم الکتاب مین اہل کتاب سے استشہاد لانا دوسرے کفار پر حجت قایم کرنے کے لئے ہے پھر صفت اسکی کیونکر ہو سکے بندہ عاصی کہتا ہی پہلے الذین سے مومن اہل کتاب مراد نہین جو باعث فساد ہو بلکہ وہ اہل کتاب ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہین اور آپکی نبوت کا انکار کرتے ہین اسصورت مین وے باوجود پہچان کے منکر نبوت بنے جسمین یقیناً انکا خسران ہی واللہ اعلم دوسرا قول یہہ کہ یہہ جملہ مستانفہ ہی پہلے جملہ سے اسکو تعلق نہین اسصورت مین الذین خسروا منکرین اہل کتاب اور مشرکین کو عام ہی اگر اس سے مشرکین کو خاص کرین تو جایز ہی خسران کے معنے مین دو وجہ ہین پہلی وجہ خسران کے معنے ہلاک ابدی جو باعث کفر اور انکار نبوت کے انکو حاصل ہی دوسری وجہ جسکو اکثر مفسرین نے اختیار کیا یہہ کہ کفار کے لئے بہشت مین جو منازل تھی اس سے محروم ہونا اور بعوض اسکے مومنین کے لئے دوزخ مین جو منازل تھے انکو لینا یعنے کفار کیلئے دوزخ مین منازل افزون ہونگی تا کہ عذاب انکا دوچندان ہو کسواسطے کہ خدا تعالی نے ہر ایک انسان کیلئے دو منزل بنایا ایک بہشت مین ایک دوزخ مین جب تیامت ہوگی کفار کیلئے بہشت مین جو منازل تھی مومنین کے منازل پر افزود ہو کے مومنین کو دیئے جاینگے

ایک خدا تعالی کی عطا و بخشش سے دوسری مومن ہونیکی جزا مین - پھر ہر ایک مومن کے لئے دو جنتین ہین
اسپر خدا تعالی نے جو فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ صریح دلیل ہے اور مومنین کیلئے دو دوزخ
مین جو منازل تھے کفار کے منازل پر افزود ہونگے تاکہ انکے عذاب کو زیادہ کرے اسصورت مین بیشک
انہون نے اپنی جان کو نقصان مین ڈالا کہ اپنے رہنے کی جگہہ دوسرے کے حوالہ کی وَمَنْ اَظْلَمُ ع ۹
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اور کون ہے ظالم اس شخص سے جو جھوٹھہ باندھے اللہ پر
یا جھٹلاوے اسکی آیتون کو یعنے جسنے اللہ پر بہتان باندھا یا اسکے معجزات کو جو رسولون کو دئے جھٹلایا
تو اس سے عناد و کفر مین کون بڑھکر ہے معلوم کرنا چاہیے کہ خدا تعالی نے پہلی آیت مین منکرین کا خسارہ
بیان کیا اس آیت مین انکے خسارہ کا سبب و وجہ سے بیان فرماتا ہے ایک تو یہہ کہ انہون نے اللہ پر
بہتان کی - یہہ افترا کرنیوالے عرب کے مشرکین ہین جو اللہ کا ساجھی ٹھہرایا اور بتون کی پرستش کی یا مراد
انسے یہود و نصاری ہین جنہون نے اللہ کیلئے زن و فرزند ٹھہرائے تھے اور توریت و انجیل کے منسوخ
ہونیکا اور کوئی چیز بعد اسکے نہ آنیکا زعم کیا ہے دوسری وجہ انکے خسارت کی اللہ کے آیات کی تکذیب
کرنا ہے اس آیت کی شان نزول مین ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ نضر بن عبد الدار سے
بولا جب قیامت ہوگی تو لات و عزی ہماری شفاعت کرینگے اسپر خدا تعالی نے یہہ آیت انہ لا یفلح
الظالمون تک نازل کی معلوم کرنا چاہیے کہ اوّل تردید کا یہان لایا اگرچہ کفار نے دونون امر کو جمع کیا
اللہ پر بہتان کیا اور اسکے آیات کو جھٹلایا وجہ اسکی یہہ ہے کہ ہر واحد افتراء اور کذب سے بالا نفراد
ظلم کی غایت زیادتی کو پہنچا پھر جسنے کہ ان دونون کو جمع کیا ہو تو اسکا کیا حال ہوگا - آیات سے معجزات
مراد ہین سو انہون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزون پر طعن کئے اور انکو سحر ٹھہرایا اور حضرت کی پیچان
کے منکر ہوے بعضے بولتے ہین آیات سے قرآن کی آیات مراد ہین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا سو
اُنہونے اُسکو جھٹلایا اور شعر سے نامزد کیا اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ مقرر بھلا نہین پاتے
بے انصاف یعنے اللہ پر بہتان کرنیوالے اور اُسکو جھٹلانے والے ہرگز چھٹکارا نہین پاتے اور دنیا و
آخرت مین ہرگز اپنے مطلوب کو نہین پہنچتے آیہ مین ضمیر شان ہے یعنے مقرر شان یہہ ہے

یوم نحشرھم جمیعا اور جسدن ہم جمع کرینگے اُن سب کو یعنے قیامت کے دن میدانِ حشر مین اُن سب کو ایک جگہہ جمع کرینگے یوم کے نصب مین چند وجوہ ہین پہلی وجہ یوم اپنی ظرفیت پر باقی ہی اور فعل مقدر سے منصوب ہے۔ تخویف مین مبالغہ زاید ہونیکے واسطے فعل کو حذف کیا گو بالتقدیر یون ہی دیوم نحشرھم کان کیت وکیت یعنے جسدن ہم اُن سب کا حشر کرینگے ایسا اور ایسا ہوگا دوسری وجہ ایک ظرف محذوف پر معطوف ہو کے لایفلح الظالمون سے معمول پڑا ہی تقدیر اُسکی یون ہی انہ لایفلح الظالمون الیوم فی الدنیا یوم نحشرھم یعنے مقرر شان یہہ ہے بھلا نہین پاتے گنہگار آج کے دن دنیا مین اور اسدن جو ہم حشر کرینگے انکا تیسری وجہ جملۂ انظر کیف کذبوا سے جو بعد اس جملہ کے مذکور ہی منصوب ہے لیکن عامل ومعمول کے درمیان فاصلہ دراز ہونے سے یہہ وجہ بعید ہی چوتھی وجہ فعل مقدر کا مفعول پڑا ہی تقدیر اُسکی اُذکر یوم نحشرھم یعنے یاد کر اُس دن کو یا فعل مقدر احذروا واتقوا ہی یعنے ڈرو اس دن کو نحشرھم ایسا ہی نقول کو یعقوب نے یا غایب سے پڑھا ہی باقی کے قرا نحشرھم ثم نقول متکلم کے صیغہ سے پڑھتے ہین معلوم کرنا چاہیئے کہ مرجع نحشرھم کا مفسرین مین بعضے کہتے ہین مرجع اسکا علی العموم سب خلق ہین اور مفسرین بھی اس مین داخل ہین پر زجر وتوبیخ مختص انہین مفسرین سے ہی بعضے کہے مرجع اسکا مشرکین اور انکے بت ہین دلیل اسپر خدا تعالی کا وہ قول ہی جو دوسری جگہہ فرمایا احشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون من دون اللہ یعنے جمع کرو گنہگاروں کو اور انکے جوڑوں کو اور جو کچھہ پوجتے تھے اللہ کے سوای جمیعا حال پڑا نحشرھم کی ضمیر مفعول سے اگر اسکو ماکیدُ الین تو بھی جایز ہی ثم نقول للذین اشرکوا اَیْنَ شُرَکَآؤُکُمُ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ پھر کہینگے شرک والون کو کہان ہین تمہارے شریک جن پر گھمنڈ کرتے تھے یعنے جنکو تم اپنے شفیع ہونیکا دعوی کرتے تھے سو وے کہان ہین تم سے جو تراخی کے واسطے موضوع تہا عطف کیا کیونکہ حشر سے یہہ سوال تراخی ہی این شرکاؤکم مین اضافت شرکا کی مخاطبین کیطرف کی حالانکہ دونون مین کچھہ شرکت نتھی چونکہ مخاطبین جنکو خدا کا شریک کہتے تھے اسلئے انکے شرکا کی اضافت انہین کیطرف کردی یہان ایک اشکال ہی تقریر اسکی یہہ ہی کہ احشروا الذین ظلموا وازواجھم وما کانوا یعبدون وغیرہ آیتین دلالت کرتے ہین کہ شرکا بھی اپنی پرستش کرنیوالون کے ساتھہ حاضر ہونگے

اور لفظ این شرکا کے غایب رہنے پر مشعر ہی کیونکہ این غایب کے سوال کیواسطے موضوع ہی جواب اسکا یہہ ہی شرکا خواہ اصنام ہون یا انکے سوا ہی عموم حشر مین اگرچہ داخل ہین مگر اپنے پرستش کرنیوالون کے ساتھہ وہان حاضر ہونگے اسصورت مین کہہ سکتے ہین یا حقیقۃً شرکا وہان حاضر ہی نہونگے یا یہہ کہ حاضر ہونگے مگر وصف شرکت و شفاعت اُنسے اٹھا ہوا ہوگا پس اُنکی حضوری بمنزلہ عدم حضوری کے کی گئی کسواسطیکہ یہہ سوال باعتبار انکے ذات کے نہین بلکہ بلحاظ انکی شرکت کے ہی اور جب یہہ شرکت کا وصف اُنسے مسلوب ہی اور عدم وصف کا بحیثیت موصوفیت موصوف کے موجب عدم موصوف ہی تو ثابت ہوا کہ حیثیت شرکت پر نظر کرکے شرکا غایب ہین اگرچہ ذات پر نظر کرتے حاضر ہین ترعمون دو مفعول کیطرف متعدی ہی قرینہ سوال دلالت کرنیسے انکو حذف کیا گو یا تقدیر یہہ ہی ترعمونہم شرکا یعنے تم انکے شریک ہونے پر گھمنڈ کرتے تھے یا تقدیر یہہ ہی ترعمون انہم شفعا یعنے تم زعم کرتے تھے مقرر وے سفارشی ہین ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝ پھر نہ رہیگی انکے فساد گریہی کہ کہینگے قسم اللہ اپنے رب کی ہم نہ شریک کرتے تھے۔ فتنہ کے اصل معنے سونے کو خالص کرنا بعد اسکو چند معنے مین استعمال کیا جیسے آزمایش اور حیرت اور گمراہی اور کفر اور رسوای اور عذاب اور معذرت اور جواب پھر ان معنون سے بعضون نے کفر کے معنے اختیار کئے اور کہا کفر سے عاقبت کفر یعنے نتیجہ کفر مراد ہی سو نتیجہ انکے کفر کا نہ رہیگا سوای اپنے کو برأت کرنے کے بعضون نے فتنہ کے معنے معذرت کے لئے ہین یعنے معذرت کفار کی کہ جس سے اپنی خلاصی کا وہم کیا ابن عباس سے یہی معنے مروی ہین بعضون نے جواب کفار لیا ہی جواب کو فتنہ اسلئے فرمایا کہ وہ جواب جھوٹا ہی اور جھوٹھ فتنے کا سبب ہے تو مجازاً مسبب کو سبب کی جگہہ اطلاق کیا بعضون نے اُسکے معنے جانچنا مراد لیا کیونکہ اس سوال سے جو کچھہ انکے دلون مین ہی اسکا اظہار کرکے آزمایش منظور ہی زجاج نے کہا اسمین ایک معنے لطیف ہین کوئی اسکو نہین سمجھتا مگر جو تصرفات عرب کو جانیگا وہ یہہ ہی کہ خدا تعالی نے بتون پر مشرکین کا مفتون ہونا بیان کیا اور اس آیت مین فرمایا محبت انکی یہی رہیگی کہ اُنسے الگ ہو جائینگے اور آپ اپنی مشرک ہونے پر حلف کرینگے جیسا کوئی شخص ایک محبوب پر فریفتہ ہو جب محنت و مشقت اُن پر ے تو اُس محبوب سے الگ ہو جاوے سو فتنہ سے یہان بتون پر انکا فریفتہ ہونا مراد ہی

حاصل معنے آیت کے یہہ ہین کہ کفار کا جواب پرسش کے بعد یہی رہیگا کہ ہم مشرک تھے اور یہہ جو انہون نے کہا سو جھوٹھ کہا کیونکہ دنیا مین شرک کو دوست رکھتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے اور بتون کو بھاتے تھے جب آخرت کا عذاب یا اہل توحید کی مغفرت دیکھینگے تو تو سے بیزار ہونگے اور شرک سے انکار کرینگے اور اللہ پر جھوٹھ قسم کھا کے کہینگے کہ ہم مشرک نہین تھے یہہ انکی غایت بیحیائی کا سبب ہی دنیا مین جیسا جھوٹھ بولے آخرت مین بھی جھوٹھ بولنے سے نہ چوکے اسپر قسم بھی جھوٹھی کہائے اسوقت خدا تعالی انکے منہہ پر مہر لگا دیگا تب انکے اعضا شرک پر گواہی دینگے معلوم کرنا چاہیے کہ مشرکین اپنے شرک کو اللہ تعالی سے چھپانے پر اس آیت نے دلالت کی۔ دوسری آیت مین اللہ تعالی نے کہا وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا یعنے نہ چھپا سکینگے اللہ سے کوئی بات پس ہر دو مین کیونکر تطابق ہو جواب یہہ ہر کہ قیامت کے دن بہت سے مقام ہین ایک مقام مین بات نہ چھپا سکینگے ایک مقام مین بات چھپا لینگے اور بنا کے جھوٹھ بولینگے بیان اسکا انچاسوین ورد مین گذرا یہان اور ایک اعتراض ہوتا ہی تقریر اسکی یہہ ہی کہ قیامت کے دن لوگون پر ہر شئی کی حقیقت کھلجائیگی کفار معلوم کرینگے کہ خدا تعالی سب بات سے آگاہ ہی جھوٹھ بولنا یہان نفع نہین بخشتا پھر یہہ بات جانتے پر جھوٹھ بولنا محال ہی اور ماکنا مشرکین کہنے سے یہہ مراد ہی کہ ہم اپنے عقیدہ اور گمان مین مشرک نہین تھے اور وہ خدا تعالی نے بعد اسکے فرمایا انظر کیف کذبوا وہ اسکے منافی نہین کیونکہ اس سے وارد دنیا مراد ہی یعنے کسطرح جھوٹھ بولے اپنی پر دنیا مین جواب اسکا یہہ ہی کہ جب کفار قیامت کے ہول نظر کرینگے تو مارے دہشت کے کچھہ نہ سوجھیگا جھوٹھ بنا کے بولینگے اگرچہ انکو اس بات کے نفع نہ دینے پر علم رہیگا جیسا کہینگے ربنا اخرجنا منہا یعنے ای پروردگار ہمین دوزخ سے نکال اگرچہ جہنم مین ہمیشہ رہنا انکو معلوم تھا پر یہہ کہنا کمال حیرت کا باعث ہی اور ماکنا مشرکین کو انکے اعتقاد سے مقید کرنا ظاہر کے مخالف ہی اور انظر کیف کذبوا علی انفسہم سے دنیا کا جھوٹھ مراد لینا نظم آیت کو مخل ہوتا ہی کیونکہ قیامت کے احوال کیطرف آیت کے ابتدا کو پھیرنا دنیا کے احوال کیطرف آیت کے اخیر کو پھیرنا نہایت بعید ہی لم تکن تا فوقانیہ سے ابن کثیر اور ابن عامر اور عاصم نے حفص کی روایت مین پڑھا ہی اس قرات پر فتنتہم مین دو وجہ ہین پہلی وجہ یہہ ہی کہ لم تکن کا اسم اسکو ڈالکے رفع سے پڑھنا اس وجہ پر الا ان قالوا خبر لم تکن سے واقع ہوگی دوسری وجہ اسکو خبر دالکے نصب سے پڑھین نافع اور ابوبکر

اور عمر والیسا ہی پڑھتے ہین حمزہ اور کسائی لم یکن یا تحتانیہ سے پڑھتے ہین اس قراءت پر تعلتہم مین حرکی
جہت سے نصب ہی متعین ہوگا رہنا کے با مین حمزہ اور کسائی حرف محذوف الکے نصب سے پڑھے ہین باقی قرا
اللہ کی صفت الکے کسرہ سے پڑھے ہین انظر تو دیکھہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیف کذبوا علی انفسہم
کیسا جھوٹھہ بولے اپنے اوپر یعنے اپنی نفسون پر مشرک کیسا جھوٹھہ بولے سو تو چشم بصیرت اور تامل سے دیکھہ
اس جملہ سے غایت تعجب کرنا ہی انکی کذب صریح پر کیونکہ دنیا مین انہون نے اپنے سے شرک کا نہونیکا صاف انکار کیا
اور قسم کھائی حالانکہ دنیا مین اسپر مصر تھے سو وے دونو جہان مین دروغگو اور دروغ کردار ہین دنیا مین
انکا کفر و شرک دروغ ہی آخرت مین اسکا انکار وضل عنہم ما کانوا یفترون ٥ اور کھوئی گئین
انسے جو باتین بناتے تھے ضل کے معنے گم ہونا اور جاتے رہنا اور دور ہونا یعنے اللہ پر مشرکین بہتان
اور افترا جو کرتے تھے سو دور ہوا اور جا چکا یعنے بت ہمکو شفاعت کرینگے اور معاون ہونیکی جو امید رکھتے تھے
وہ جاتی رہی وضل کا عطف کذبوا پر ہی اسصورت مین یہہ جملہ بھی انظر کی تحت مین واقع ہوگا تقدیر اسکی
یہہ ہی انظر کیف ضل عنہم یعنے دیکھہ تو کیسا گم گئین انسے اگر اس جملہ کو مستانفہ کہا جاوے تو بھی جایز ہی اس تقدیر پر
یہہ جملہ منظور الیہ کے تحت مین واقع ہوگا ما کانوا مین کلمہ ما کا مصدریہ ہی تقدیر اسکی وضل عنہم افتراءہم یعنے
بہتان کرنا انہو نکا انسے جا چکا اگر ما کو موصولہ لین تو بھی جایز ہی گویا تقدیر یون ہی وضل عنہم الذی کانوا
یفترونہ یعنے کھوئی گئین انسے جو باتین کہ افترا کرتے تھے اس تقدیر پر عاید محذوف ہوگی ومنہم
من یستمع الیک اور بعضے انمین کان رکھتے ہین تیری طرف یعنے جب تو تلاوت قرآن کرتا ہی اسکو سنتے ہین
کلبی نے اس آیت کی شان نزول کی وجہ یون کہی کہ ابو سفیان بن حرب و ابو جہل بن ہشام اور ولید بن المغیرہ
اور نضر بن الحارث اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف اور حارث بن عامر سب جمع ہوکے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن جو پڑھتے تھے سو سنتے تھے نضر بن الحارث کو ان سب لوگون مین گذشتہ لوگ کے
قصے اور حکایتین بہت سی یاد تھین سو اسکو پوچھا ای اباقتیبہ محمد کیا کہتا ہی وہ بولا کیا بولتا ہی سو مین کچھہ نہین جانتا
مگر یہہ کہ اپنی زبان ہلاتا ہی اور اگلے لوگون جیسا مین بیان کرتا ہون بولتا ہی ابو سفیان نے کہا چند بات اسمین
محمد حق بولتا ہی ابو جہل نے کہا ایسا نہین ان باتون سے کسو بات کی اقرار مت کر۔ ایک روایت مین آیا ہی

ابوجہل بولا ایسے اقرار سے ہمین مرنا سہل ہی تب خدا تعالی نے اس آیت کو نازل کیا یستمع کو مفرد کے صیغہ سے لانا مَن کے لفظ کے اعتبار سے ہی وان پر واو کو جو آگے کہتا ہی جمع کے صیغہ سے لانا معنے کے اعتبار کرتے ہی وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا اور رکھا ہمنے انکی دلون پر غلاف کہ اسکو یعنے قرآن کو نہ سمجھین اور انکے کانون مین بوجھ جعل یہان تصیر کے معنے مین ہی اسکو دو مفعول ضرور ہین پہلا مفعول اکنۃ ہی دوسرا مفعول علی قلوبہم ہی مستقرۃ محذوف سے متعلق ہو کے معنے اسکے یون ہین رکھے ہمنے غلاف قرار پکڑنیوالے انکے دلون پر یا جعل خلق کے معنے سے ہی اسوقت ایک ہی مفعول کیطرف متعدی ہوگا پس جار مجرور محذوف سے متعلق ہو کے حال واقع ہوگا معنے یہہ ہونگے پیدا کیا ہمنے غلاف کو جس حال مین کہ انکی دل پر ثابت ہی یا جعل معنے سے القی کے ہی اس تاویل پر جار مجرور جعلنا سے متعلق ہوگا گویا معنے اسکے یون ہونگے اور ڈالے ہمنے انکے دل پر پردے معلوم کرنا چاہئے یہہ جملہ مستانفہ ہی انکے دلون اور کانون پر مہر کیے جانیکی خبر دینے کیواسطے لایا گیا اگر یستمع کے فاعل سے اسکو حال قرار دین تو بھی جایز ہی گویا تقدیر یہہ ہی ومنہم مَن یستمع الیک فی حال کونہ مجعولا علی قلبہ اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہ وقرا یعنے بعضے انمین کان رکھتے تھے تیری طرف جس حال مین کہ رکھے گئے تھے انکے دلپر غلاف اور انکے کانون مین گرانی ان یفقہوہ مفعول لاجلہ ہی گویا تقدیر اسکی یون ہی وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ لکراہۃ ان یفقہوہ یعنے رکھے ہین ہمنے انکے دلون پر پردے اسلئے کہ پسند نہین ہمکو یہہ دے قرآن سمجھین یا تقدیر اسکی ان لا یفقہوہ ہی یعنے نہ سمجھین اسکو اکنۃ جمع کنان کی ہی کنان کے معنے پردہ اور ڈھکنا وقرا کے معنے بہرا پن اور کان کی گرانی جو سماعت کو مانع ہی معلوم کرنا چاہئے کہ دلپر غلاف اور کانون مین بھاری پن رکھنا حقیقۃً نہین بلکہ انکے نفوس مین کفر و معاصی کو دوست رکھنی اور ایمان و طاعت کو قبیح جاننے کی ہیئت جو پیدا ہوی وہ مراد ہی سو انکے دل ایسے بنائے کہ قرآن کے معانی اسمین نفوذ نہ کرسکین اور انکے کانون کو ایسا بنایا کہ قرآن کے سننے کو مکروہ رکھین گویا پردہ انکے دلپر ہی اور گرانی انکی کانون مین لیکن غلاف اور بہرا پن حقیقۃً ہی بولنا معنے مجازی سے اقوی ہی اور احادیث صحیحہ معنے حقیقی پر دلالت کرتے ہین اسی سے ہی نزار کی حدیث جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہی کہ طابع لیتے مہر عرش کے ستون سے معلق ہی جب کوئی بندہ ہتک حرمت کرے یعنے حرام کو حلال کہے اور گناہ کے کام کرے اور اللہ پر

جرأت کرے تو خدا یتعالی طابع یعنے مہر کو بھیجتا ہی سو اسکے دل پر ثبت ہوتی ہی پھر بعد اسکے کوئی چیز وہ شخص نہین سمجھتا حافظ جلال الدین سیوطی نے نوادر الابکار مین کہا ہی احادیث کے معنون پر واقفیت رکھنے والا ایسے بہت سے احادیث مین مجاز و استعارہ لیتا ہی حقیقت پر اسکو محمول کرنا اقوی ہی جیسا امام محی السنۃ البغوی نے شرح السنۃ مین اور دوسرے علمانے کہا ہی کیونکہ اسطیکہ معنے حقیقی کو کوئی چیز مانع نہین معنے حقیقی ممکن ہوتے ہوے معنی مجازی لینا خلاف اصل ہے مجاز کو نہ لینگے جبتک کوئی مانع نہو یہان تو معنے حقیقی کا مانع معقود ہی پھر معنے مجازی لینی ضرور نہین معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ آیت دلیل ہی اسبات پر کہ خدا یتعالی دل اور حواس بشر کا مالک ہی جسطرف چاہتا ہی اسطرف پھیرتا ہی بعضون کے دل ہدایت کیطرف پھیرتا ہی سو ایمان قبول کرتے ہین بعضون کے دل پر مُہر شادہ ڈالتا ہی وہ اسکے کلام کو نہین سمجھتے اور اسپر ایمان نہین لاتے یہان ایک اشکال ہر تقریر اُسکی یہہ ہی کہ جب خدا یتعالی نے کفار کے دلون پر ایمان نہ لانیکے لئے غلاف ڈالا اور انکے کانون مین گرانی رکھی تو حقیقت مین جہل کی نسبت خدا یتعالی کیطرف ہوی پھر کافرونکی کفر کی مذمت کرنی اور انکی وعید سنانا بیجا ہی کیونکہ مجبور کی جبر اور عاجز کی تکلیف دینا لازم آتی ہی یہہ تو خلاف عقل ہی خدا یتعالے فرماتا ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اسکے جواب مین معتزلہ کے پیر اکھڑ گئے کیونکہ عقلاً جو چیز قبیح ہی اسکے اسناد خدا یتعالی کیطرف کرنا انکے مذہب مین قبیح ہی پھر اسکی تاویل مین چند وجوہ بیان کی ہین پہلی وجہ حق بات سے جب قوم نے اعراض کیا اور انکے دل مین حق کا نہ ماننا متمکن ہو گیا گویا انکی خلقت ہی ایسی پیدا ہوی تو اس وصف عارضی کو وصف خلقی کی مشابہت کے نظر سے جہل کی اسناد خدا یتعالی کیطرف ہوی دوسری وجہ انکے دلون کے حال کو بہایم کے دلون کے ساتھہ تمثیل دینی ہی کہ خدا یتعالی نے ان بہایم کے دلون کو فطانت سے خالی پیدا کیا تیسری وجہ یہہ انکے قول کی حکایت ہی جو کہتے تھے وفی آذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب چوتھی وجہ یہہ حالت انکی آخرت مین ہوگی جیسا خدا یتعالی فرماتا ہی ونحشرہم یوم القیمۃ علی وجوہہم عمیا وبکما وصمّا مگر اسکا وقوع محقق اور متیقن ہونیسے ماضی کے صیغہ سے خبر دی پانچوین وجہ خدا یتعالی نے جس انکو جانا کہ وہ ایمان نہ لائیگا اور کفر پر مریگا سو اُسپر ایک علامت مخصوصہ سے نشان کیا فرشتے اسکے دیکھنے سے معلوم کرتے ہین کہ وہ ایمان نہ لائیگا پھر اس علامت کا نام کمان دو قرمنیکو اور اسکی اسناد خدا یتعالی کیطرف ہونیکو

ابوجہل بولا ایسے اقرار سے ہمین مرنا سہل ہی تب خدا یتعالی نے اس آیت کو نازل کیا یستمع کو مفرد کے صیغہ سے لانا سَمْع کے لفظ کے اعتبار سے ہی وان پر واکو جو اگو کہتا ہی جمع کے صیغہ سے لانا معنے کے اعتبار کرتے ہی وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور رکھا ہمنے انکے دلون پر غلاف کہ اسکو یعنے قرآن کو نہ سمجھین اور انکے کانون مین بوجھ جعل یہان تصیر کے معنے مین ہی اسکو دو مفعول مطلوب ہین پہلا مفعول اکنّۃً ہی دوسرا مفعول علی قلوبہم ہی مستقرۃ محذوف سے متعلق ہوکے معنے اسکے یون ہین رکھے ہمنے غلاف قرار پکڑنیوالے انکے دلون پر یا جعل خلق کے معنے سے ہی اسوقت ایک ہی مفعول کیطرف متعدی ہوگا پس جار مجرور محذوف سے متعلق ہوکے حال واقع ہوگا معنے پیدا کیا ہمنے غلاف کو جس حال مین کہ انکے دل پر ثابت ہی یا جعل معنے سے القی کے ہی اس تاویل پر جار مجرور جعلنا سے متعلق ہوگا گویا معنے اسکے یون ہونگے اور ڈالے ہمنے انکے دل پر پردے معلوم کرنا چاہئے یہہ جملہ مستانفہ ہی انکے دلون اور کانون پر مہر کئے جانیکی خبر دینے کیواسطے لایا گیا اگر یستمع کے فاعل سے اسکو حال قرار دین تو بھی جایز ہی گویا تقدیر یہہ ہی ومنہم من یستمع الیک فی حال کونہ مجعولا علی قلبہ اکنانا وفی اذانہ وقرا یعنے بعضے انمین کان رکھتے تھے تیری طرف جس حال مین کہ رکھے گئے تھے انکے دلپر غلاف اور انکے کانون مین گرانی ان یفقہوہ مفعول لاجلہ ہی گویا تقدیر اسکی یون ہی وجعلنا علی قلوبہم اکنّۃً لکراہۃ ان یفقہوہ یعنے رکھے ہین ہمنے انکے دلون پر پردے اسلئے کہ پسند نہین ہمکو یہ دے قرآن سمجھین یا تقدیر اسکی ان لا یفقہوہ ہی یعنے نہ سمجھین اسکو اکنّۃ جمع کنان کی ہی کنان کے معنے پردہ اور ڈھکنا وقرا کے معنے بہرا پن اور کان کی گرانی جو سماعت کو مانع ہی معلوم کرنا چاہیے کہ دلپر غلاف اور کانون مین بھاری پن رکھنا حقیقۃً نہین بلکہ انکے نفوس مین کفر و معاصی کو دوست رکھنی اور ایمان و طاعت کو قبیح جاننے کی ہیئت جو پیدا ہوی وہ مراد ہی سو انکے دل ایسے بنائے کہ قرآن کے معانی اسمین نفوذ نہ کرسکین اور انکے کانون کو ایسا بنایا کہ قرآن کے سننے کو مکروہ رکھین گویا پردہ انکے دلپر ہی اور گرانی انکے کانون مین لیکن غلاف اور بہرا پن حقیقۃً ہی پر لینا معنے مجازی سے اقوی ہی اور احادیث صحیحہ معنے حقیقی پر دلالت کرتے ہین اسی سے ہی بزار کی حدیث جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہی کہ طابع یعنے مہر عرش کے ستونون سے معلق ہی جب کوئی بندہ ہتک حرمت کرے یعنے حرام کو حلال کہے اور گناہ کے کام کرے اور اللہ پر

جرات کرے تو خدا یتعالی طابع ہیئے مہر کو بھیجتا ہی سو اسکے دل پر ثبت ہوتی ہی پھر بعد اسکے کوئی چیز وہ شخص نہین سمجھتا حافظ جلال الدین سیوطی نے نواہد الابکار مین کہا ہی احادیث کے معنون پر واقفیت نرکھنوالا ایسے بہت سے احادیث مین مجاز و استعارہ لیتا ہی حقیقت پر اسکو محمول کرنا اقوی ہی جیسا امام محی السنۃ البغوی نے شرح السنۃ مین اور دوسرے علمانے کہا ہی کہ سوا اسطیکہ معنے حقیقی کو کوئی چیز مانع نہین معنے حقیقی ممکن ہوتے ہوے معنی مجازی لینا خلاف اصل ہے مجاز کو نہ لینگے جبتک کوئی مانع نہو یہان تو معنے حقیقی کا مانع معقود ہی پھر معنے مجازی لینی ضرور نہین معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ آیت دلیل ہی اسبات پر کہ خدا یتعالی دل اور حواس بشر کا مالک ہی جسطرف چاہتا ہی اسطرف پھیرتا ہی بعضون کے دل ہدایت کیطرف پھیرتا ہی سو ایمان قبول کرتے ہین بعضون کے دل برعکس وہ ڈالتا ہی وہ اسکے کلام کو نہین سمجھتے اور اسپر ایمان نہین لاتے یہان ایک اشکال ہر تقریر اسکی یہہ ہی کہ جب خدا یتعالی نے کفار کے دلون پر ایمان نہ لانیکے لئے غلاف ڈالا اور انکے کانون مین گرانی رکھی تو حقیقت مین جعل کی نسبت خدا یتعالی کیطرف ہوی پھر کافرونکی کفر کی مذمت کرنی اور انکی وعید سنانا بیجا ہی کیونکہ مجبور کی جبر اور عاجز کی تکلیف دینا لازم آتی ہی یہہ تو خلاف عقل ہی خدا یتعالی فرماتا ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اسکے جواب مین معتزلہ کے پیر اکھڑ گئے کیونکہ عقلاً جو چیز قبیح ہی اسکے اسناد خدا یتعالی کیطرف کرنا انکے مذہب مین قبیح ہی پھر اسکی تاویل مین چند وجوہ بیان کی ہین پہلی وجہ حق بات سے جب قوم نے اعراض کیا اور انکے دل مین حق کا ماننا ممکن ہو گیا گویا انکی خلقت ہی ایسی پیدا ہوی تو اس وصف عارضی کو وصف خلقی کی مشابہت کے نظر سے جعل کی اسناد خدا یتعالی کیطرف ہوی دوسری وجہ انکے دلون کے حال کو بہایم کے دلون کے ساتھ تمثیل دینی مراد ہی کہ خدا یتعالی نے ان بہایم کے دلون کو فطانت سے خالی پیدا کیا تیسری وجہ یہہ انکے قول کی حکایت ہی جو کہتے تھے وفی آذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب چوتھی وجہ یہہ حالت انکی آخرت مین ہوگی جیسا خدا یتعالی فرماتا ہی ونحشرہم یوم القیمۃ علی وجوہہم عمیا وبکما وصما مگر اسکا وقوع محقق اور متیقن ہونیسے ماضی کے صیغہ سے خبر دی پانچوین وجہ خدا یتعالی نے جس انکو جانا کہ وہ ایمان نہ لائیگا اور کفر پر مریگا سو اسپر ایک علامت مخصوصہ سے نشان کیا فرشتے اسکے دیکھنے سے معلوم کرتے ہین کہ وہ ایمان نہ لائیگا پھر اس علامت کا نام کتان و قرمز کیا اور اسکی اسناد خدا یتعالی کیطرف ہونیکر

کوئی مانع نہین یہہ سب جملے باعتبار اسکے خالی نہین اسواسطے اہل سنت اصل غرض کا یون جواب دیتے ہین کہ اسناد سب ممکنات کی خدا یتعالی کیطرف ہی اور وجود انکا اسکی قدرت سے ہی وہی انکا خالق اور موجد ہی سو اس اعتبار سے دیکھئے اسناد جعل خدا یتعالی کیطرف ہوی اور چونکہ بندہ اسکا کاسب ہی اس اعتبار سے تکلیف اس سے متعلق ہوی اور وعید کا مستحق ٹھہرا وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا اور اگر دیکھین ساری نشانیان ایمان نہ لاوین اُن پر یعنے اگر سارے معجزے جو تیری سچ ہونے پر دال ہین دیکھین تو بھی یہہ لوگ یقین نہ لاوین اور اقرار نکرین کیونکہ اللہ تعالی نے انکے دل پر غلاف کھا ہی معلوم کرنا چاہیے کہ جب اوپر کے جملے مین کفار اپنے عقول سے نفع حاصل نہ کرنیکو بیان کیا تو اب حاسۂ سماع سے جو چیز ابلغ ہی یعنے آنکھ سے دیکھنا اسکو ذکر کیا اور ایمان جو اس اور اک پر مترتب ہی اُسکی نفی کی مقصود اس سے انکا ایمان لانے پر کمال مبالغہ اور نہایت عناد بیان کرنا ہی حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ یہانتک جب آوین تیرے پاس جھگڑا کرتے ہوے تجھ سے يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ کہتے ہین جو منکر نہین ہی یہہ یعنے قرآن مگر نقلین ہین اگلو نکی یعنے اگلے لوگون کے قصے اور باتین ہین حتی اذا جاؤک یک دوسرا جملہ ہی اپنے ماقبل پر مترتب ہوا اور حتی حرف غایت ہی کبھی فا کے معنے سے آتا ہی اسصورت مین تقدیر اسکی فاذا جاؤک ہوگی یعنے اور جب آوین تیرے پاس اگر غایت کیواسطے لیوین تو حتی یا تو ابتدا ئیہ ہی یعنے اس قسم سے ہی کہ جسکے بعد جملہ مذکور ہوتا ہی اور عمل اسکا اپنے مابعد مین نہین ہوتا اور اذا شرطیہ ہی یقول کا جملہ جواب شرط ہی یا حتی جارہ ہی اور اذا ظرفیہ ہی محل جر مین واقع ہی معنے اسکے وقت مجیئہم اور جملہ یقول الذین کا یجادلونک کی تفسیر پڑا ہی اور یجادلونک دونون ترکیب پر جاؤک سے حال ہی حاصل معنے آیت کے یہہ ہین کفار کی تکذیب آیات الٰہی مین یہانتک پہنچی کہ جب سے آیات دیکھین اور قرآن سے تو مکابرہ اور جھگڑے کو آتے ہین ایمان لانے واسطے نہین آتے کہتے ہین کہ یہہ قرآن نہین مگر اگلو نکی نقلین اور کہانیان ہین یہہ انکی کمال تکذیب کی علامت ہی جو ایسے راست کلام کو کہ جسکے آگے پیچھے باطل کو دخل نہو یہہ وہ باتین اور خرافات اولین سمجھنا اَسَاطِيْر جمع اسطورہ بالضم اور سطارہ اور اسطیرہ بالکسر کی ہی معنے اسکے پریشان اور بیہودہ باتین اور بعضے کہتے ہین جمع ہی اسطار کی وہ جمع ہی سطر کی بفتح سے لکھنے کے معنے سے ہی اس قول پر اساطیر جمع الجمع ہی اساطیر الاولین کے معنے جمہور مفسرین

کے نزدیک اساطیر الاولین یعنے جسکو اگلون نے کہا ہی بعضون نے کہا معنے اسکے احادیث الاولین یعنے اگلون کی باتین اور قصے - یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہی ایک روایت مین بعضون نے اسکو ترّہات یعنی باطل اور بیفائدہ باتون کے معنے مین لیا ہی ترّات کے معنے مشکل راہین کہتے ہین اقذ نا فی الترّات یعنی عدول کیا ہم نے طریق واضح سے طریق مشکل کے طرف جو پہچانے نہین جاتی بعد اسکے بی اصل اور مشکلہ غامضہ امور مین جو واضح اور معلوم نہین ہوتے مشغول ہو گیا یہان ایک اشکال ہی تقریر اسکی یہہ ہی کہ اگلون کے کتب مین بہت سی علوم اور حکمتین مذکور تھین پھر کیسلئے قرآن پر عیب رکھا اور اساطیر الاولین کہا جواب اسکا یہہ ہی کہ عرب کے مشرکین علوم سے بالکل عاری تھے فقط قصے کہانیان جو اسمین مذکور تھین وہی سنتے تھے اسلئے انکار کی راہ سے اخبار مجردہ کیطرف اسکو منسوب کیا یا اپنے خواہشات نفسانی کے مخالف رہنے سے اسکو بیہودہ جانا الغرض اساطیر الاولین کہنے سے مقصود انکی قرآن کے معجز ہونے مین قدح کرنا ہی گویا اُنھون نے یون کہا کہ یہہ کلام اگلون کے قصے اور حکایتون کی جنس سے ہی جب ایسا ہوا تو معجزہ نہ ٹھہرا جو خارق عادت ہی وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْوَوْنَ عَنْهُ اور وے منع کرتے ہین اس سے اور دور ہوتے ہین اس سے ینؤن مضارع ہی نائی ینائی باب منع سے بمعنے بُعد کے یعنے دور ہوا اکثر تعدیہ اسکا حروف سے ہوتا ہی کبھی بنفسہ بھی ہوتا ہی کہتے ہین نأیتہ و نأیت عنہ معلوم کرنا چاہیے یہہ آیت کسکے شان مین نازل ہوی اسمین مفسرون کا اختلاف ہی ایک جماعت کہتی ہی کہ کفار مکہ حق مین نازل ہوی محمد بن الحنیفہ اور سدی اور ضحاک اور کلبی اور حسن بصری کا یہی قول ہی اس قول پر ہم کی ضمیر کفار کیطرف راجع ہی اور عنہ کا مرجع یا قرآن ہی معنے یہہ ہین قرآن کی تکذیب کرکے اور اسکو اساطیر الاولین کہکے چپ نہین رہتے بلکہ لوگون کو قرآن سننے سے اور اسمین فکر کرنے سے منع کرتے ہین کہ کہین اسکی حقیقت پر واقف نہو جاوین اور اسکو یقین کر لیوین اور آپ اس سے نہایت نفرت جتلانے کیواسطے بھاگتے ہین یا مرجع ضمیر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین مضاف کی تقدیر سے یعنے عن الاتباع و الایمان بہ و التصدیق بنبوتہ و الاقرار برسالتہ حاصل معنے یہہ ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے خلایق کو منع کرتے ہین اور آپ بھاگتے ہین ایمان نہین لاتے اسوجہ پر اسلوب کلام خطاب سے غیبت کیطرف بدلا یا کیونکہ خطاب اذا جاؤک یجادلونک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا یہان غایب کا صیغہ لایا سو بلاغت سے ہی اہل بلاغت اسکو التفات کہتے ہین

دوسرون کو کچھ نہین وَمَا يَشْعُرُونَ ○ اور نہین سمجھتے یعنے اپنے نفسونکی ہلاکی کو نہین جانتے یہہ جملہ پہلکون کی ضمیر سے حال پڑا ہی یعنے جس حال مین کہ نہین جانتے وَلَوْ تَرَىٰ اِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ اور اگر تو دیکھے انکو جسوقت ٹھہرایا جاوین آگ کے پاس یہہ شروع ہی حکایت مین کافرونکے اقوال کی جو قیامت کے دن دنیا کی باتونکے خلاف اپنے صادر ہونگے اور شرح ہی اسمین انکے نفوس کی ہلاکی کی وَلَوْ تَرَىٰ خطاب ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا ہر ایک شخص کو جو اسکا مشاہدہ کریگا تَرَىٰ رویت بصر سے ہی مفعول اُسکا محذوف ہی تقدیر اسکی دلو ترہم ہی یعنے اگر دیکھو تو انکو اور لو کا جواب تعظیم امر کیواسطے محذوف ہی گویا تقدیر اسکی یون ہی لرایت شیئا عظیما یعنے تو دیکھے ایک بڑی چیز یا تقدیر اسکی لرایت سوء حالہم ہی یعنے تو انکو بدحال کو دیکھے سو ایسے خوف کے جگہہ مین جواب کو حذف کرنا اسکے ظاہر کرنے سے بہت تاثیر بخشتی ہی جیسا کسوننے اپنے غلام کو بولا واللہ لئن قمتُ الیک یعنے اللہ کی قسم اگر تیری طرف مین کھڑا رہون اور اسکے جواب سے ساکت رہا تو غلام کو دلمین انواع کے اندیشے ضرب اور قتل وغیرہ سے پیدا ہوتے ہین وگرنہ جواب کو ظاہر کرکے لا ضربنک بولا تو مارکے سوائے دوسرا کچھہ اندیشہ پیدا نہوگا وقوف کے معنے کھڑا کرنا ٹھہرانا حبس کرنا آگاہ کرانا پڑھانا اظہار کرنا داخل کرنا یہ سب معانی یہان مناسب ہین زجاج نے کہا وقفوا علی النار کے معنے مین تین وجہ ہین پہلی وجہ ٹھہرائے جاوینگے آگ کے پاس اور اسکو معاینہ کرین سو آگ مین ڈالنے واسطے ٹھہرائے گئے ہین دوسری وجہ کھڑا کیا جاوین اور چڑہایا جاوین آگ پر اور آگ انکے نیچے ہو یعنے صراط جو جہنم پر پل ہی اُسپر کھڑا کیا جاوین تیسری وجہ معنے اسکے عرفوا حقیقتہا یعنے آگاہ کرایا جاوین آگ کی حقیقت کہتے ہین وقفت فلانا علی کلام فلان ای علمتہ معناہ وعرفتہ یعنے آگاہ کرایا مین اسکو معنے اسکے امام رازی نے کہا یہان اور ایک وجہ ہی وہ یہہ کہ وے آگ کے بیچ رہینگے اور آگ انکو محیط رہیگی اس تقدیر مین علی فی کے موضع مین واقع ہی فَقَالُوا پس کہتے ہین یعنے کفار يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ ای کاش کہ ہم پھر بھیجے جاوین یعنے دنیا کی طرف پھر ہمکو بھیجدین وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اور ہم نہ جھٹلاوین آیتین اپنے رب کی اور ہوجاوینگے ایمان والے لا نکذب ونکون کے اعراب مین قراء کو اختلاف ہی حمزہ اور یعقوب اور حفص ان مصدریہ جو فعل کو تاویل مصدر مین کرتا ہی مقدر کرکے دونون فعل کو نصب سے پڑھتے ہین واو واو حرف عطف ہی معیت کے

معنے سے معطوف علیہ کو چاہتا ہی واو کے آگے اسم نہین تا عطف اس پر صحیح ہو اسلئے ایک مقدر مصدر کا
وہم کرکے اسپر اس مصدر کو معطوف کئے تقدیر اسکی یون ہی یا لیتنا لنا ردٌّ وانتفاءُ تکذیب باٰیات ربنا و کونُ
من المومنین ای یا لیتنا یکون لنا رد وعدم ہذین الشیئین یعنے ای کاش کہ ہمکو ہووے پھر بھیجا جانا ان دو کے ساتھ
یعنے آیتون کی تکذیب ہم سے جاتی رہنا اور ایمان والون سے رہنا اسوجہ پر یہہ تینون ملکے یعنے رد اور عدم
تکذیب اور مومنین سے رہنا متمنی واقع ہین ہر واحد بالانفراد متمنی نہین اگر دونون فعل کو تمنی کے جواب مین
واقع کو واو کو قایم مقام فا کے کرین اور ان مصدریہ بعد اسکے مقدر کرین تو بھی جایز ہی اسوجہ کو ابن مسعود
کی قراءت جو فلا نکذب فا سے پڑھنا تاید کرتی ہی گویا معنے اسکے یون ہین یا لیتنا اجمع لنا امران الرد وترک
التکذیب مع الایمان یعنی کاش کہ ہمکو دونون امر جمع ہووین پھر بھیجا جانا اور نہ جھٹلانا اپنے رب کی آیتین
ایمان کے ساتھہ نافع اور ابی عمرو اور ابن کثیر اور کسائی نے ہر دو فعل کو رفع سے پڑھا ہی اس قراءت پر اسکی
ترکیب مین تین وجہ ہین پہلی وجہ دونون فعل کو نرد پر عطف کرکے رفع سے پڑھتے ہین اسوجہ پر تینون شی
تمنی مین داخل ہونگی دوسری وجہ واو حالیہ ہی اور مضارع خبر ہی مبتدا مقدر سے پھر مبتدا خبر ملکے نرد ک
فاعل سے حال پڑی ہین گویا تقدیر یون ہی یا لیتنا نرد غیر مکذبین وکائنین من المومنین یعنی کاش کہ ہم پھر
بھیجے جاوین جس حالمین کہ جھٹلانے والے نہون اور جس حال مین کہ رہین ہم ایمان والونسے اسوجہ پر پھر
بھیجنے کی تمنی ان دونون حالتون سے مقید ہوگی تیسری وجہ ولا نکذب مبتدا محذوف کی خبر ہوکر جملہ
مستانفہ پڑا ہو ماقبل سے اسکو کچھہ تعلق نہین پھر یہہ دونون جملے ولا نکذب ونکون کے معطوف ہین اس
جملہ پر جو اداۃ تمنی دمافی حیزہا پر مشتمل ہی اور دونون جملے معطوف ومعطوف علیہ قول سے محل نصب مین ہین
گویا تقدیر یون ہی فقالوا یا لیتنا نرد وقالوا لا نکذب ونکون من المومنین یعنے پس کہتے ہین کاش کہ
ہم پھر بھیجے جاوین اور کہتے ہین ہم نہ جھٹلاوین اور ہم رہین ایمان والونسے اس تقدیر پر جملہ معطوف کا
ہرگز تمنی مین داخل نہین بلکہ اللہ تعالی کافرون کے حال سے خبر دیتا ہی کہ وے اپنے نفسون کی خبر دیتے
ہین کہ آپ اپنے رب کی آیتین نہ جھٹلاوین اور آپ مومنین سے رہین سب حال مین خواہ رد کرین یا نکرین
ابن عامر نکذب کو رفع سے اور نکون کو نصب سے پڑھتا ہی اس قراءت پر اعراب کے وہی وجہین جو اوپر گذرین

جاری ہوگئی بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ بلکہ کھلگیا انکو جو چھپاتے تھے پہلے اس سے کلمہ بل کا اضراب لیعنی ابطال کیواسطے ہی ارادۂ ایمان سے جو تمنی سے مفہوم ہوی یعنے کافر جو کہتے تھے اگر ہم دنیا مین بھیجے جاوین تو ایمان لاوین سو یہہ بات ایمان کی رغبت سے نہین بلکہ دنیا مین جو بات چھپا رہے تھے سو اُن پر آشکار ہوگئی اسلئے ایمان کی آرزو بتلاتے ہین معلوم کرنا چاہیے کہ کفار دنیا مین کونسی بات چھپاتے تھے جو آخرت مین اُنپر ظاہر ہوگا اسمین مفسرین کو اختلاف ہی ابو روق نے کہا قیامت کے بعضے موقفون مین کفار اپنے شرک سے انکار کرینگے اور کہینگے واللہ ربنا ما کنا مشرکین پھر اللہ تعالی انکے اعضا کو گویا کریگا وہ انپر گواہی دینگے دنیا مین جو چھپاتے تھے اور وہ اُن پر آشکار ہوگئی بدا لہم ما کانوا یخفون سے مراد یہی بات ہی واحدی نے کہا اسی قول پر مفسرون کا مذہب ہی مبرد بولا وبال انکے اعمال اور عقیدون کی ان پر کھلگئی اسلئے کہ انکا کفر انپر ظاہر تھا کیونکہ مفسرین انکے کفر کے چھپے ہوی تھین قیامت کے دن یہہ مفسرین ظاہر ہوگئین اسی واسطے خدا تعالی نے فرمایا بدا لہم ما کانوا یخفون من قبل زجاج نے کہا تا بعد ارون پر امر بعث و نشر ظاہر ہوا جو پیشوا چھپاتے تھے اور بولا اس قول کی صحت پر دلیل یہہ ہی کہ خدا تعالی نے بعد اسکے فرمایا وقالوا ان ہی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین حسن بصری کا بھی یہی قول ہی نقاش نے کہا یہہ آیت منافقون کی شان مین ہی منافقون نے کفر کو چھپایا اور اسلام کو ظاہر کیا سو قیامت کے دن ان پر کھلگیا کہ پہلے آپ جو منافق تھے سو دوسرون کو معلوم ہوگیا ہی بعضے کہتے ہین انکے علما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور نعت و صفت کو تورات مین چھپاتے تھے اور تحریف کرتے تھے وہ انپر یعنے عوام پر کھلگئی ابو سعود رومی نے کہا یہہ سب وجوہ خالی اختلال سے نہین کیونکہ سیاق آیت کا آگ سے اور آگ والون کے حالات سے ڈراتا ہی پس معنے آیت کے یہہ ہین اس موقف مین ان پر کھلگیا جو دنیا مین چھپاتے تھے آگ سے کہ جسپر ٹھہرایا ہی اور معلوم کرلیا کہ آپ اسمین داخل ہونیوالے ہین اسلئے کمال گھبراہٹ اور دہشت سے انھون نے کہا جو کہا بہرحال یہہ لفظ محتمل کئی وجوہ کا ہی غرض اس سے یہہ ہی کہ آخرت مین انکی رسوائی اور بے آبروئی آشکار ہوگئی وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ اور اگر بھیجے جاوین تو البتہ پھر کرین وہی جس سے منع کئے گئے تھے یعنے اگر کافرون کو وہان کھڑا کرنیکے بعد پھر دنیا طرف بھیجا جاوے تو

وہی جس سے انکو منع ہوا تھا پھر کریں یعنی کفر و معاصی کیطرف جو انکا رویۂ قدیم ہی مستمر رہینگے جھوٹھ بولینگے
ایمان نہ لائینگے وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ اور مقرر وے جھوٹھ بولنے والے ہین یعنے ایمان لانیکا جو وعدہ
کرتی ہین اسمین جھوٹھے ہین وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ اور کہتے ہین
نہین زندگی مگر یہی زندگی ہمکو دنیا مین اور ہم نہین جی اُٹھنے والے یعنے ہمکو اس جہان کے سوا زندگی نہین اور
مرنیکے بعد پھر ہمکو اُٹھنا نہین معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ جملہ یا مستانفہ ہی منکر بعث کے حال سے اخبار ہی جبکہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو قیامت کے ہول ہراس سے خبردی اور مومنین کے لئے آخرت مین جو ثواب طیار
کیا گیا ہی اُسے معلوم کروایا تو اُنھون نے کہا ہمکو زندگی نہین مگر یہی دنیا مین اور ہمکو پھر نہین اُٹھنا یا معطوف ہے
لعاد وا پر اس تقدیر پر یہہ جملہ لو کے جواب مین واقع ہوگا اور جملہ وانہم لکاذبون کا معترضہ ہی گو یا تقدیر
اُسکی یون ہی ولو ردوا العاد والما نہوا عنہ ولقالوا ان ہی الخ یعنے اگر دنیا مین پھر بھیجئے تو ہرآئینہ پھر کرین
وہی جو منع ہوا تھا اور کہین کہ ہمکو زندگی نہین مگر یہی دنیا مین جیسا اس حال کے دیکھنے سے پہلے کہتے تھے
یا معطوف ہی وانہم لکاذبون پر بطور عطف الخاص علی العام کے اس معنے سے کہ وے قوم مین ہر چیز مین
جھوٹھ بولتے ہین اور کہتے ہین ہمکو زندگی نہین الخ ان نافیہ ہی ضمیر مبہم ھی مبتدا واقع ہی حیاتنا خبر ہی
مفسر مبتدا کی گو یا معنے یون ہین لیس لنا حیوۃ غیر ہذہ الحیوۃ التی نحن فیہا فی الدنیا یعنے ہمکو نہین زندگی اس جہانکی
زندگی کے سوائے کہ جس جہانمین ہم ہین وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اور اگر تو دیکھے جسوقت کھڑے کئے جائینگے
اپنے رب کے سامھنے تو کا جواب محذوف ہی تقدیر اسکی لرایت امرا عظیما یعنے تو دنگ ہوگا معلوم کرنا چاہیے
کہ مشبہہ کی جماعت کہتی ہی ظاہر آیت دلالت کرتی ہی کہ سب لوگ قیامت کے دن اللہ پاس کھڑے ہونگے اس سے
ثابت ہوا کہ خدا تعالی کہیں ایک مکان مین حاضر ہوتا ہی کہیں نہین سو یہہ تمسک انکا خطا ہی کیونکہ ظاہر آیت
یون دلالت کرتی ہی کہ وے اللہ تعالی پر کھڑے ہونا جیسا زمین پر ہم کھڑے رہتے ہین استعلاء کے معنے
بالاتفاق باطل ہین اسلئے آیت مین تاویل کرنی واجب ہی تاویل یہہ ہی وقفوا یہان یا وقوف سے ہی آگاہ کرانے
کے معنے سے اور مضاف مقدر ہی تقدیر اسکی علی قضاء ربہم یعنے آگاہ کرائے جاوین اپنے پروردگار کے
فیصلے پر اور جزاء ربہم کی تقدیر سے یعنے جزا و عمل پر انکے رب کے یا وقفوا کے معنے عرفوا ہی یعنے اپنے رب کی پہچان

یا وقفوا علی ربہم مجازی سوال ٹھہرائے جانے سے جیسا غلام کو صاحب کے روبرو کھڑا کرنیکی عادت جاری ہے غرض اس سے الفاظ فصیحہ بلیغہ کے ساتھ مقصود تعبیر کرنا ہی قال فرمایا یعنے اللہ تعالی قیامت کے دن کافرونکو کہیگا یا دوزخ کا خازن اللہ تعالی کے حکم سے انکو کہیگا اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ کیا یہہ سچ نہین یعنے مرے بعد جی اُٹھنا سچ نہین حالانکہ تم دنیا مین اسکے منکر تھے اور بولتے تھے نہ بعث ہی نہ نشر معلوم کرنا چاہیئے کہ اگر خدا یتعالی کفار سے یہہ کلام کریگا تو ولا یکلمہم اللہ سے یعنے اللہ تعالی کفار سے قیامت مین بات نکریگا پر اشکال وارد ہوتا ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ بات نکریگا سو رحمت اور بشارت دینے کی بات نکریگا قال الیس ہذا بالحق یہہ جملہ یا مستانفہ ہی سوال مقدر کے جواب مین گویا سائل نے کہا ماذا قال ربہم اذ وقفوا علیہ یعنے جسوقت کفار کو رب کے سامھنے کھڑا کیا تو انکے رب نے کیا کہا تو جواب مین کہا قال لہم الیس ہذا بالحق یعنے انکو فرمایا کیا یہہ سچ نہین یا حالیکہ ربہم اسکا ذوالحال ہی گویا کہا گیا وقفوا علیہ قائلا لہم الیس ہذا بالحق یعنے کھڑے کئے گئے اپنے رب کے سامھنے حالانکہ وہ پروردگار نے انکو کہا کیا یہہ سچ نہین قالوا بلی وربنا بولے کیون نہین قسم ہمارے رب کی یعنے جس چیز سے انکار کرتے تھے اسکا اقرار کیا اور جواب بلی واللہ وہ حق ہی ابن عباس سے مروی ہی کہ قیامت مین مختلف جگہے ہین بعضے شرک سے انکار کرینگے بعضے دنیا مین جس بات کا انکار کرتے تھے اس سے اقرار کرینگے معلوم کرنا چاہیئے کہ کفار نے اقرار کو اپنے قسم سے تاکید کیا ہی کیونکہ اس امر کی حقیقت انکو خوب آشکار ہو چکی اسلئے کمال یقین اپنا بتلاتے ہین اور رغبت و خوشی اپنی اس کلمہ کے صادر کرنے مین دکھلاتے ہین قال کہا یعنے خدا یتعالی نے فرمایا یا خازن جہنم نے خدا یتعالی کے امر سے انکو کہا فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ○ سو چکھو عذاب بدلا اپنے کفر کرنیکا یعنے تم دنیا مین کافر تھے اور انکار رغبت کا کرتے تھے سو اب اسکے بدلے مین عذاب چکھو فاء فذوقوا کا ترتیب کے لئے ہی یعنے عذاب انکو بعد اس اقرار کے ہوگا لیکن عذاب اس اقرار کے سبب انکو نہین بلکہ کفر سابق کے سبب سے ہی اسی طرف اطلق ہی جملہ بما کنتم تکفرون کا یعنے بسبب تمھارے کفر کے دنیا مین قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ مقرر توتا پاے جنہون نے جھوٹھہ جانا ملنا اللہ کا یعنے احوال قیامت کو جھوٹھہ جاننے کے سبب سے کفار نے اپنے نفسون کو خسارت مین ڈالا الذین سے منکر بعث اور قیامت مراد ہین کہ جنکا احوال حکایت پایا تھا اللہ بعث اور اسکے توابع حشر نشر حساب کتاب ثواب عقاب مراد ہین خسران سے ثواب عظیم آخر تک کھونا عذاب الیم جہنم کا

ع ۱۰

حاصل کرنا مراد ہی بیان اسکا یہہ ہی کہ خدا یتعالی نے اس عالم مین نفس ناطقہ قدسیہ کے جوہر کو بھیجا اور اسکو آلات جسمانیہ یعنے ناک کان انکھ ہاتھ پاؤن عطا فرماے اور اس آلات کے وساطت سے معارف حقیقیہ اور اخلاق فاضلہ کہ جن کے منافع بعد موت کے مترتب ہوتے ہین حاصل کرنیکے واسطے عقل و فکر بخشا پھر انسان نے ان لذات و سعادات کو جو مفقود و منقطع ہونیوالے ہین حاصل کرنیکے واسطے اپنے آلات و ادوات اور قوت عقلیہ و فکر کو صرف کیا پھر عمر اسکی آخر ہوی تو بڑا خسارہ اٹھایا کیونکہ راس المال جاتا رہا اور پونجی کہ جسپر گھمنڈ کیا تھا وہ بھی فانی ہوگیا کچھ شئی ان دونون سے اسکے ہاتھ باقی نرہی اور یہہ خسران اسیکو حاصل ہی جو بعث اور قیامت کا منکر اور اس سعادات عاجلۂ فانیہ کو منتہاے سعادات اور نہایت کمالات سمجھا ہی لیکن جو بعث اور قیامت کو یقین کرے تو اس سعادات جسمانیہ پر مغرور نہین ہوتا بلکہ آخرت کی راہ خرچ کیواسطے سعی کرتا ہی کبھی اسکو خسارہ نہین ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ جنہون نے خدا یتعالی کی ملاقات کو جھوٹھا جانا اور انکار بعث کا کیا بڑا تو تا پایا حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اسوقت تک کہ آپہنچی انپر قیامت یکایک معلوم کرنا چاہیئے کہ حتی غایت تکذیب کی ہی خسران کی غایت نہین کیونکہ انکی خسارۃ بی نہایت ہی یعنے یون ہونگے کہ جھوٹھا جانا جبتک کہ قیامت پہنچی بیخبر یعنے انکی تکذیب کی نہایت روز قیامت ہی ساعت سے قیامت مراد ہی قیامت کو ساعت نام رکھا کیونکہ قیامت اچانک ایک ساعت مین لوگون پر آئیگی خدا یتعالی کے سواے کسیکو خبر نہوگی بعضے بولے ساعت کا لفظ کہا سرعت حساب کے سبب کیونکہ قیامت کے دن خلایق کا حساب ایک ساعت مین یا اس سے کم مدت مین ہوگا جیسا کہتے ہین قیامت نہین مگر حساب کی ساعت ہی بغتۃً مصدر ہی یکایک اور اچانک اور بیخبر کے معنے سے منصوب ہی حال ہونیکی وجہ سے یعنے حالانکہ ساعت یکایک آنیوالی ہی یا مصدریت کی جہت سے گویا یون کہا بغتتہم الساعۃ بغتۃ یعنے بیخبر آئی اُن پر ساعت بیخبر آنا قالوا کہنے لگے یعنے بعث کے منکر بولنے لگے یہہ جواب ہی اذا کا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ای افسوس ہمنے اسمین قصور کیا یعنے اپنے نفسون کیواسطے نیک کام نہ کیا حسرت کے معنے شئی محبوب اور عزیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرنا اور پشیمان ہونا ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور خطیب نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ یا حسرتنا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ والے

اپنے جنت کے گھروں کو جنت میں دیکھنا حسرت ہے حافظ سیوطی نے کہا سند اسکی صحیح ہے یا حشر کی ندا یا نفس حسرت کو ہے یا ندا ہے حسرت کو اور مخاطبین کی تنبیہ اس سے مراد ہے پہلا قول سیبویہ کا ہے اسنے کہا یا حسرتنا کوئی کہا تو گویا یوں بولا اینہا الحسرۃ ہذا آوانک فاحضری یعنے ای حسرت یہہ تیرا وقت ہے حاضر ہو جا یہہ ندا حسرت کو مجازاً ہے کیونکہ حسرت کا حاضر ہونا محال ہے مقصود اس سے یہی ہے کہ شدت حسرت میں مبالغہ ہووے گویا وے فراموشی سے حسرت ہی کو ندا کر رہے ہیں دوسرا قول زجاج کا ہے اسنے کہا حسرت کے بلانے سے لوگوں کو اسبات پر آگاہ کرنا ہے کہ عنقریب انکو حسرت ہوگی پس اسطور کے الفاظ لانے سے عرب کو ان امور کے امثال کی تعظیم منظور رہتی ہے جیسا خدا یتعالی نے فرمایا یا حسرۃ علی العباد یا حسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ یا ویلتی والد پس الحسرۃ علینا کہنا فی تفریطنا کہنے سے مبالغہ زیادہ ہے معنے یہہ ہیں لوگو مجھکو تاسف واقع ہونیسے تم آگاہ ہو۔ اسصورت میں حقیقۃً یہاں ندا منادی کے غیر کو ہے اگر کوئی سوال کرے کہ کافروں کو انکے موت کیوقت حسرت ہوتی ہے پھر انکی حسرت کو قیامت کے دن پر معلق کرنا کیسا صحیح ہو۔ جواب اسکا یہہ ہے کہ ساعت سے موت مراد ہے کیونکہ جب موت از جملۂ مقدمات ساعت تھی تو اسکو ساعت کے جنس سے لیا اور ساعت بولا اسی واسطے حدیث میں آیا ہے من مات فقد قامت قیامتہ قولہ من مات الخ اس حدیث کو دیلمی نے مسند فردوس میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لفظ اسکا یہہ ہے اذا مات احدکم فقد قامت قیامتہ یعنے جب کوئی تم میں مرگیا تو مقرر قیامت اسکی برپا ہوئی یا جواب یہہ ہے کہ قیامت کی سرعت کے سبب سے موت آنیکے وقت کو حکماً قیامت آنیکا وقت ٹھہرایا گویا دونوں ایک وقت میں ہوئے یوں بھی جواب دیسکتے ہیں کہ انکو موت کیوقت اگرچہ حسرت ہے پر اشد حسرت قیامت کے دن ہوگی مخفی نہو کہ یہہ اشکال یہاں بالکل وارد نہیں ہوتا ہے کسواسطیکہ غایت یہاں نفس حسرت نہیں بلکہ حسرت کا ذکر کرنا غایت پڑا ہے سو حسرت کو قیامت کے دن پکارنا قبر میں حسرت ہونیکا مانع نہیں واللہ اعلم علی ما فرطنا مصدر یہ ہے تفریط کے معنے قصور کرنا اور ضایع کرنا اور عاجزی کرنا مقدم کرنا فیہا کی ضمیر دنیا کی طرف پھرتی ہے اگرچہ دنیا کا لفظ مذکور نہیں لیکن تقصیر کی جگہہ دنیا ہونا عقلاً معلوم تھا اسلئے اسطرف ضمیر پھیرنا مستحسن ہوا معنے یہہ ہیں ای افسوس ہماری تقصیر دنیا میں نیک عمل سے بعضوں نے الساعۃ کو مرجع لیا ہے معنے اسکے قصور کرنا ہمارا اعتقاد

یعنے قیامت پر ایمان لانے مین قصور کیا یا قیامت کیواسطے توشہ مہیا کرنے مین قصور کیا یہ قول حسن بصری کا ہی
بعضون نے ما فرطنا کے معنے کو مرجع لیا ہی گویا معنے اسکے یون ہین ای حسرتنا علی الاعمال و الطاعات التی فرطنا
فیہا یعنی ای افسوس ہمارے اعمال و طاعت پر جسمین ہمنے قصور کیا بعضون نے کہا صفقہ کیطرف ضمیر راجع ہی صفقہ
کے معنے لغۃً بیع مین ایک دوسرے کا ہاتھ پر ہاتھ مارنا فقہا کی نزدیک نفس عقد صفقہ ہی لیکن قد خسر اس صفقہ پر دلالت
کرنیسے مرجع کو حذف کیا کیونکہ خسران سوائے صفقۂ بیع کے نہین ہوتا ہی یہ قول محمد بن جریر طبری کا ہی اس قول پر
معنے یہہ ہین مقرر تو ٹہرایا وہ جنھون نے جھوٹھ جانا اللہ کا ملنا ایمان کے بیچنے سے جو موجب اللہ کی خوشنودی
اور نعیم جنت کا تھا کفر کے ساتھ جو موجب ناخوشی اور اللہ کے عقاب کا ہی اور وے قیامت کے قایم ہونے تک
اس خسارہ کا شعور نہین رکھتے تھے جب اچانک قیامت آئی تو اپنے بیع مین خسارہ دیکھا اور کہنے لگے یا حسرتنا
علی ما فرطنا فیہا یعنے ای افسوس کہ ہمنے اس صفقہ مین یعنے عقد مین قصور کیا وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ
عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ اور وے اٹھاتے ہین اپنے بوجھ یعنے گناہ ان اپنی پیٹھ پر اوزار وزر کی جمع ہی اصل معنے اسکے
بوجھ اور بوجھ اٹھانا کہتے ہین وزرت الشئی جبکہ بوجھ اٹھاوے پھر گناہ اور خطیات مین اسکو استعمال کیا
کیونکہ جو کوئی اسکو اٹھاوے تو اسکی پیٹھ گران رہیگی ہم کا جملہ حالیہ ہی قالوا کے فاعل سے معنے یہہ ہین کہنے لگے
یا حسرتنا اپنے گناہ اٹھانیکی حالت مین معلوم کرنا چاہیے کہ گناہ کسطور سے اٹھائینگے مفسرین کو اسمین اختلاف ہی
قتادہ اور سدی نے کہا جب مومن اپنی قبر سے اٹھیگا تو ایک خوبصورت اور خوشبودار چیز اسکے پاس آئیگی وہ
کہیگی کیا تو مجھکو پہچانتا ہی وہ کہیگا نہین تب وہ بولیگی مین تیرا عمل صالح ہون دنیا مین تیرے اوپر بہت سوار تھی آج
میرے اوپر سوار ہو جا یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا اسی طرف اشارہ ہی یعنے جسدن ہم پرہیزگارون کو
مہمان کرکے اٹھاکر لائینگے اور جب کافر قبر سے نکلے تو بہت بری باس اور بری صورت کی چیز اسکے پاس آئیگی اور
کہیگی کیا مجھکو پہچانتا ہی وہ کہیگا نہین بولیگی مین تیرا بد عمل ہون دنیا مین تو میرے اوپر بہت سوار تھا آج تیرے اوپر
سوار ہوتی ہون وہم یحملون اوزارہم علی ظہورہم مین اسیطرف اشارہ ہی عمر بن ابی بولا کافر کے ساتھ اسکا
عمل بڑے آدمی کی صورت سی حشر کیا جاویگا جب کافر اسکو بری صورت سے دیکھیگا تو خوف اسکو زیادہ ہوگا کہیگا
کیا برا ہمنشین ہے وہ کہیگا مین تیرا برا عمل ہون بہت مدت سے تو میرے اوپر سوار تھا آج کے دن مین تیرے اوپر

سوار ہوتا ہون اور مجھکو خلایق کے روبرو رسوا کرتا ہون پھر اسپر سوار ہوگا اور لوگونمین اسکو کھینچتا ہوا رب العزت کے روبرو کھڑا کریگا وہم بکلون اوزارہم علی ظہورہم کے یہی معنے ہین ان اثقال پر گناہ اٹھانے سے حقیقۃ اٹھانا مراد ہے زجاج نے کہا گناہ اٹھانے سے مجازاً عذاب کی شدت کھینچنا مراد ہے کیونکہ جیسا قول مین کبھی بوجھ کو ذکر کرتے ہین ویسا ہی حال اور صفت مین اسکو بیان کرتے ہین کہتے ہین ثُقُلَ عَلَیَّ کَلَامُ فُلَانٍ ای کرھتہ یعنے گران ہوی مجھپر فلان کی بات یعنے مین نے اسکو ناپسند رکھا گویا معنے اس جملے کے یون ہین انہم یقاسون عذاب ذنوبہم مقاساۃ یثقل ذلک علیہم یعنے کھینچتے ہین وے اپنے گناہونکا عذاب کھینچنا ایسا جو اُن پر بھاری ہی بعضون نے کہا وہم بکلون اوزارہم کے معنے لاتزالہم اوزارہم ہین یعنے گناہ انکے انسے جدا نہین ہوتے جیسا کہتے ہین شخصہ نصب عینی ای ذکرہ ملازم لے یعنے فلان میرے روبرو ہی یعنے اسکی یاد مجھکو لازم پڑی ہی اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۝ آگاہ رہو بری چیز ہی جو اٹھاتے ہین اسکو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکے معنے یہہ کہا برا بوجھ ہی جو اٹھاتے ہین یعنے اپنی گناہ جو اٹھاتے ہین سو برا بوجھ ہی وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ اور نہین دنیا کا جینا مگر کھیل اور بازی یعنے دنیا کی زندگانی کو کچھ بقا نہین جلد فنا ہو جاتی ہی اس آیت مین اللہ تعالی منکرین بعث کے اس قول کو ان ہی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین رد اور تکذیب کرتا ہی کہ دنیا کا جینا کھیل کی طرح ہی اسکو کچھ ثبات و قیام نہین حیات دنیا کو لعب و لہو سے تشبیہ دینا بسبب جلد فنا پذیر ہو جانے اور کوتاہی عمر کی ہی گویا کسی چیز سے کھیلتے ہین بعضے کہتے ہین معنی یہہ ہین دنیا کے دھندے اور مشغلے کھیل بازی ہین خدا کی بندگی اور جو نیک کام ہین زاد آخرت مین داخل مین لہو لعب نہین بعضون نے اسکے معنے بون کئے وما الحیاۃ الدنیا الا اہل لعب و لھو یعنے نہین دنیا کی زندگانی کے لوگ مگر کھیل اور جی بہلانیکے لوگ ہین دنیا کے لوگ کھیل بازی کیطرف منسوب ہوے کیونکہ انھون نے اوامر و نواہی سے اعراض کیا ہی تعلوم کرنا چاہئے کہ نفس حیات دنیا مذموم نہین ہو سکتی کیونکہ سعادت اخرویہ کا حاصل کرنا اسی حیات عاجلہ مین ہوتا ہی اسلئے یہان حیات کی تفسیر مین مفسرون کے دو قول ہین پہلا قول حیات سے کافر کی حیات مراد ہی ابن عباس سے مروی ہی کہ اس حیات سے مشرکین اور منافقین کی حیات مراد ہی کیونکہ مومن اپنی زندگانی کے دنون کو طاعات اور اعمال صالحہ مین جو سعادت اخروی حاصل ہونیکے سبب ہین کاٹتا ہی اسلئے دنیا کی زندگانی مین سوائے خیر کے زیادہ نہین کرتا بخلاف کافر کے دنیا کی زندگانی سب اس پر وبال ہے

دوسرا قول حیات سے عام ہی خواہ مومن کی حیات ہو یا کافر کی کیونکہ آدمی کھیل بازی کے مرنے پاتا ہی پھر جب تمام ہو جاتے ہین تو حسرت و پشیمانی کھاتا ہی کہ اسطیکہ دنیا مین جو کھیل بازی ہی جلد فنا پذیر ہی اسکو ثبات نہین لیکے معنے منفعت کی چیز سے نفس کو پھیرنا لہو ہیچ سے ٹھٹھول کیطرف نفس کو پھیرنا وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اور ہر آینہ گھر جو پچھلا ہی بہتر ہی انکو جو ڈرتے ہین یعنے شرک اور کفر سے ڈرتے ہین یا لہو و لعب سے ڈرتے ہین حاصل معنے آیت کے یہہ ہین ڈر والونکو دنیا سے جنت بہتر ہی کیونکہ دنیا جلد زوال پذیر ہی اور اسکے منافع جلد منقطع ہو جاتے ہین بخلاف آخرت کے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی ہی اور اسکے منافع ہمیشہ باقی ہین اور بھی دنیا ہموم و غموم سے ملی ہی بخلاف آخرت کے کہ وہ مسرت سے خالص ہی وللدار مین لام تاکید کیواسطے ہی بعضے کہتے ہین قسم کیواسطے ہی تقدیر اسکی واللہ للدار الآخرة خیر یعنے خدا کی قسم پچھلا گھر جو ہی بہتر ہی جمہور قراء للدار دو لام سے پڑھتے ہین اس قرات پر الآخرة نعت ہی للدار کی ابن عامر للدار الاخرة ایک لام سے پڑھتا ہی اس قرات پر اضافت موصوف کی صفت کیطرف ہی موصوف حقیقت مین صفت کے مغایر رہنے سے اسکی طرف اضافت صحیح ہوئی جیسا کہتے ہین یوم الخمیس حق الیقین بارحة الاولی بصر مین کہتے ہین یہہ اضافت صحیح نہین کیونکہ صفت نفس موصوف ہی پھر شئی کی اضافت اپنی نفس کی طرف ممتنع ہی جایز نہین اسلئے یہان محذوف موصوف کی تقدیر ضرور ہی سو تقدیر یہہ ہی ولدار الساعة الآخرة یعنے البتہ ساعت آخرت کا گھر یا لدار الحیاة الآخرة یعنے حیات آخرة کا گھر اس تاویل پر الآخرة موصوف محذوف یعنے الساعة کی صفت ہی دار کی صفت نہین لیکن بصرین پر ایک اشکال آتا ہی کہ موصوف کو یہان بدون صفت کے تصور کرنا ممکن ہی اگر موصوف مین صفت ہوتا تو بدون اسکے تصور کرنا محال ہوتا فرائے کہا اسی صورت مین اضافت شئی کی یہان اپنے ظرف ہوئی لیکن موصوف صفت کے الفاظ مختلف رہنے سے یہہ اضافت جایز ہوئی اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ کیا تم سمجھتے نہین یعنے آخرت دنیا سے بہتر ہی پس تمکو سمجھ نہین نافع اور ابو جعفر اور یعقوب اور ابن عامر اور حفص تعقلون تا فوقانیہ سے مخاطب کے صیغہ پر پڑھتے ہین باقی قرا افلا یعقلون یا تحتانیہ سے غایب کے صیغہ پر پڑھتے ہین اس قرات پر یہہ معنی ہونگے کیا نہین سمجھتے ڈر والے کہ آخرت کو لیے دنیا سے بہتر ہی فا افلا کا فعل مقدر پر عاطفہ ہی تقدیر اسکی اتغفلون فلا تعقلون یعنے کیا تم غافل ہو پھر سمجھتے نہین یا تقدیر اسکی الا تفکرون فلا تعقلون یعنے کیا تم فکر نہین کرتے پھر سمجھتے نہین

قد نعلم انه ليحزنك الذى يقولون مقرر ہم جانتے ہین کہ تمگین کرتی ہی تجھکو جو وے کہتے ہین
یعنے مشرکین کے باتین تجھکو غم مین ڈالتے ہین سو ہم جانتے ہین اس آیت کی شان نزول کو ترمذی اور ابن جریر اور
ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور حاکم نے اور ضیا مختارہ مین ناجیہ بن کعب سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہی کہ ابو جہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم تمہاری تکذیب نہین کرتے ہین جو تم لائے اسکی تکذیب
کرتے ہین اسی پر خدا تعالی نے یہہ آیت نازل کی حاکم نے کہا یہہ حدیث صحیح ہی شیخین کی شرط پر ترمذی نے
اس حدیث کو دو طریق سے نکالا ایک طریق کو ابو ناجیہ سے موقوف روایت کی ہی اور کہا یہہ اصح ہی عبد بن حمید
اور ابن المنذر اور ابن مردویہ نے ابی میسرہ سے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو جہل
گذر ہوا وہ بولا واللہ ای محمد ہم تجھکو نہین جھٹلاتے مقرر تو ہمارے نزدیک سچا ہی لیکن جو تو لایا ہی ہم اسکو
جھٹلاتے ہین پھر خدا تعالی نے اس آیت کو نازل کیا ابو الشیخ نے ابی صالح سے روایت کی ہی کہا کہ مشرکین
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مین دیکھتے تو آپسمین ایک دوسرے کو کہتے مقرر یہہ نبی ہی پھر خدا تعالی نے
آیت قد نعلم انہ لیحزنک اتاری سدی بولا اخنس بن شریق اور ابو جہل بن ہشام باہم ملے سو اخنس نے کہا
ای ابا الحکم یہان میرے سوا کوئی تیری بات سننے والا نہین مجھ خبر دے کہ محمد جھوٹا ہی یا سچا ہی ابو جہل بولا
واللہ محمد سچا ہی کبھی جھوٹھ نہین بولا لیکن جب قصی کی اولاد مین جھنڈا اور آبدارخانہ اور کعبہ کی دربانی اور مشورت
کا گھر اور نبوت لیلیا تو باقی قریش کیواسطے کیا چیز رہی اسپر خدا تعالی نے یہہ آیت نازل کی اس آیت مین تسلی
ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کو جو قوم کی تکذیب سے حزن و ملال ہوا اور بیان ہی اسمین حضرت کی کمال قربت
اور جلالت قدر اور رفعت در منزلت خدا تعالی کے پاس ہونا اور حضرت کے حق مین کفار جو کام کرتے تھے
سو حقیقت مین خدا تعالی کیطرف رجوع کرنا اور حق تعالی کا انسے بالضرور سخت انتقام لینا لفظ قد یہان فعل کی
زیادت اور کثرت کے معنے کیلئے ہی پھر خدا تعالی کی علم کی کثرت سے اُسکے متعلقات کی کثرت مراد ہی مقصود
اس سے وعید کی تاکید ہی نعلم متعدی دو مفعول کیطرف ہی مابعد اُسکا قایم مقام دونون مفعول کے ہوا کسواسطیکہ
لام ابتدا مین آنیسے نعلم متعلق عمل سے ہی ان کا اسم ضمیر شان ہی خبر اسکی جملہ لیحزنک ہی جو مفسر اسکا پڑا ہی
اور موصول فاعل ہی لیحزنک کا عاید اسکی محذوف ہی گویا تقدیر یہہ ہی الذی یقولونہ لیحزنک کو نافع یا کے ضم

اور زا کے کسرے باب افعال کے پڑھا ہی معنے اسکے یہہ ہین البتہ غم ولاتے ہین مجھکو باقی کے قرا لیحزنک یا کی فتح اور زا کی ضم سے پڑھی ہین حزن یحزن سے ہمارا ترجمہ اسی قرات پر ہی فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ سو وے مقرر تجھکو نہین جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کی آیات کو انکار کرتے ہین معلوم کرنا چاہیئے کہ کفار کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جھٹلانا اور آیات کا انکار کرنا ظاہر نظم کے دیکھنے متناقض معلوم ہوتا ہی کسواسطیکہ حضرت کی راستی پر خدا یتعالی کے یہانسے جو آیات اترین انکا انکار کرنا گویا احکام شرایع کے پہنچانے مین حضرت کی تکذیب ہی اسلیئے مفسرون نے اسکی تاویل مین چند وجوہ بیان کی ہین پہلی وجہ یہہ ہی قوم حضرت کی تکذیب نہین کرتے سو خلوت مین نہین کرتے علانیہ مین حضرت کی تکذیب کرتے اور قران کا اور نبوت کا انکار کرتے ہین گویا معنے آیت کے یہہ ہین کہ مشرک خلوت مین تجھکو نہین جھٹلاتے کیونکہ وہ جانتے ہین کہ تو سچا ہی پر وہ خدا یتعالی کے آیات کو جو انکار کرتے ہین سو ظاہر مین ہی سواسطیکہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا سو سچ جاننے کے بعد اسکا انکار کیا اور یہہ باعث کفر وعناد کا ہی اور اسوجہ کی صحت پر چند روایات سے تائید لاتے ہین پہلی روایت حارث بن عامر قرشی حضرت کو بولا ای محمد واللہ تو نے کبھی جھوٹھ نہین بولا پر ہم اگر تیرے تابع ہووین تو مجھکو اپنی زمین سے نکالدیگا اس سبب سے ہم ایمان نہین لاتے دوسری روایت اخنس بن شریق نے ابوجہل سے کہا ابا الحکم الحدیث اس روایت کو سدی کی طریق سے ہم اوپر بیان کرآئے دوسری وجہ قوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب نہین کرتی کیونکہ بہت مدت تک حضرت کی ازمایش کی اور حضرت سے کبھی جھوٹھ نہین دیکھا اور حضرت کا نام امین رکھا پر انکار کرتے ہین تو خدا یتعالی کے آیات کا انکار کرتے ہین یعنے قرآن جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے پر دلالت کرتا ہی اسکا انکار کرتے ہین اسوجہ کو روایت علی رضی اللہ عنہ اور ابو میسرہ کی مؤید ہی اور ابن عباس سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم امین بولتی تھی اور معلوم کیا تھا کہ کسی امر مین حضرت جھوٹھ نہین بولتے لیکن وہ اللہ کے آیتونکا انکار کرتے ہین حافظ ابن حجر نے تخریج احادیث کشاف مین کہا اس حدیث کو ابن عباس کی روایت سے مین نے نہین پایا ابن سعد کی طبقات مین یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہا کہ عمر شریف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پندرہ سال کو پہنچی اور اپکا نام مکہ مین امین کے سوا دوسرا نہین تھا یہہ حدیث ابن سعد نے علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی گویا معنے یہہ ہین کہ قوم تجھے

نہیں جھٹلاتی کیونکہ تیری راست گوئی وہ معلوم کر چکے ہیں لیکن تیری نبوت اور رسالت کی صحت کا انکار کرتے ہیں کیونکہ یا اعتقاد رکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل میں کچھ نقصان آیا اسواسطے اپنے جی میں تخیل کیا ہے کہ آپ اللہ کی جانب سے رسول ہیں اس تقدیر میں حضرت کی طرف جھوٹھ کی نسبت نہیں لگائی یا یہ کہ سب امور میں وہ جھوٹھ نہیں کہتا بلکہ امین ہے مگر اسی ایک بات میں تیری وجہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے موافق دعوے معجزے ظاہر ہوے تو قوم اسکی تکذیب پر اصرار کرنے لگے پھر خدا یتعالی فرمایا قوم تجھکو نہیں جھٹلاتی ہے کی تکذیب میری کی پھر تو ملول مت ہو اور غم مت کھا جیسا کسی نے ایک کے غلام کو اہانت کیا تو اسکا صاحب بولتا ہے اسنے تیری اہانت نہیں کی ہے کہ میری اہانت کی غرض اس سے تعظیم امر اور تفخیم شان معقود ہے اہانت کی نفی کرنا منظور نہیں چوتھی آس وجہ کی فخرالدین رازی نے اپنے جانب سے تاویل بیان کی ہے کہ فانہم لایکذبونک سے مراد یہ ہے کہ کفار اس تکذیب کو تیرے ساتھ مخصوص نہیں کرتے بلکہ معجزہ کی دلالت جو مطلق صدق ہے اس سے انکار کرتے ہیں ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون سے یہی مراد ہے یعنے ہر ایک معجزہ کو سحر ہی کہتے ہیں اور اسکی مطلق سچی نبوتکی دلالت کا انکار کرتے ہیں گو یا تقدیر یوں ہے کہ انہم لایکذبونک علی التعیین بل القوم یکذبون جمیع الانبیاء والرسل یعنے قوم جھٹلاتے نہیں خاص تجھی کو بلکہ سب انبیا اور رسولوں کو جھٹلاتے ہیں الظالمین کو ضمیر کے بدلے لایا یعنے ولکنہم کہنے کی جگہے میں اسکو لایا سو قوم نے اس انکار سے ظلم کیا اسپر دلالت کرنیکے لئے کہا جحود کے معنے ایک چیز کا جانکے انکار کرنا اور جحد متعدی بنفسہ ہوتا ہے یہاں اسکو تکذیب کے معنے سے تضمین کرنیسے تعدیہ اسکا باء سے ہوا وجہ تضمین کی یہ ہے کہ خدا یتعالی کی آیات کمال وضوح رکھتے ہیں ہر شخص اسکی راستی مشاہدہ کرتا ہے پھر جس نے اسکا انکار کیا تو جان بوجھ کے انکار کیا لایکذبونک فعل اور کسائی کاف کے سکون اور ذال کے کسرے باب افعال سے پڑھتے ہیں معنے یہ ہیں کہ جھوٹ کی طرف تیری نسبت نہیں کیا یا تجھکو جھوٹا نہیں سمجھا یا جھوٹا نہیں بولا باقی کے قراء لایکذبونک کاف کی فتح اور ذال کی تشدید سے باب تفعیل سے پڑھتے ہیں ہمارا ترجمہ اسی قرات کے مطابق ہے ولقد کذبت رسل من قبلک اور البتہ تحقیق جھٹلائے گئے رسول تجھسے پہلے یعنے سابق کے امتوں نے بہت رسولوں کو اپنے جھٹلانا جیسے تیری قوم نے تجھکو جھٹلایا معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا یتعالی پہلی آیت میں اپنے رسول کے حزن و ملال کو دفع کیا اسطور سے کہ رسول کی تکذیب

قایم مقام اپنی تکذیب کے گردانی اس آیت مین دوسری طور سے حضرت کے حال کو دور کرتا ہی پھر کلام کی ابتدا قسم سے تسلی کی تاکید کیواسطے ہی رسل کی تنوین تعظیم اور تنکیر کے واسطے ہی اور من قبلک متعلق کذبت سے ہی گو یا تقدیر یہہ ہی وباللہ لقد کذبت من قبل تکذیبک رسل اولوشان خطیر وذو عدد کثیر یعنے اللہ کی قسم البتہ جھٹلایا ہی تیرے جھٹلانے سے پہلے رسولون کو جو بڑی شان والے اور بیشمار تھے اگر جار مجرور کو صفت محذوف سے متعلق ڈالین تو بھی جایز ہی گو یا تقدیر یہہ ہی ولقد کذبت رسلا کانوا من زمان قبل زمانک یعنے جھٹلائے گئے بہت رسول جو اگلے زمانے مین تھے فَصَبَرُوا عَلٰی مَا کُذِّبُوا وَاُوْذُوا پھر وے صبر کرتے رہے جھٹلائے جانے پر اور ستائے جانے پر یعنے قوم کے جھٹلانے اور ایذا پر اگلے رسولون نے علیہم السلام صبر کیا تو بھی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی جھٹلانے پر اور اُنکے ستانے پر صبر کر جیسے وے صبر کرتے تھے علی ماکذبوا مین ما مصدریہ ہی واوذوا یا معطوف کذبوا پر ہو کے حرف مصدری کے صلہ مین داخل ہوا تقدیر یہہ ہی فصبروا علی تکذیبہم وایذائہم یعنے جھٹلائے جانے پر اور ایذا دئے جانے پر صبر کرتے رہے یا معطوف ہی کذبت پر گو یا تقدیر یہہ ہی کذبت الرسل واوذوا فصبروا علی کل ذلک یعنے جھٹلائے گئے بہت رسول اور ستائے گئے پھر صبر کرتے رہے اُن سب پر متعین نے کہا کذبوا پر معطوف ہونا بعید ہی کذبت پر معطوف ہونا اظہر ہی یا صبروا پر معطوف ہی یعنے صبر کرتے رہے اور ستائے گئے اگر اوذوا کے جملہ کو مستانفہ لیوین تو بھی جایز ہی حَتّٰۤی اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا یہان تک پہنچی انکو ہماری مدد یعنے ہمنے انبیا کی قوم کو ہلاک کرکے انبیا کی مدد کردی تو بھی صبر کر جبتک تیری قوم کو نابود کرکے اللہ کی مدد تجھکو پہنچے حتی اتاہم غایت واقع ہی فصبروا سے یعنے اُنکے صبر کی نہایت خدایتعالی کی مدد کرنی تھی آوذوا کو جملہ مستانفہ لیوین تو بھی فصبروا سے غایت ہوگی اگر اوذوا کا عطف فصبروا پر کرین تو غایت فصبروا اور اوذوا دونون سے پڑیگی اگر اوذوا کو کذبت پر معطوف کرین تو غایت ان تینون سے یعنے کذبت اور فصبروا اور اوذوا سے واقع ہوگی نصرنا مضاف ہی فاعل کی طرف مفعول اسکا محذوف ہی تقدیر یہہ ہی نصرنا ایاہم یعنے ہمان تک پہنچی مدد ہماری اونکو وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اور کوئی بدلنے والا نہین اللہ کی باتین یعنے جھٹلانے والون کی ہلاکی کا اور رسولون کی نصرت کا حکم جو خدایتعالی کرچکا ہی کوئی اسکو تغییر وتبدیل دینے والا نہین یہہ جملہ معترضہ ہی اور مضمون ماقبل کو جو خدایتعالی کی مدد رسولونکو پہنچی ہی مقرر اور موکد پڑھا کلمات اللہ سے خدایتعالی کے وعدے

مراد ہین جو اگلے رسولون کے حق مین ہوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت پر بھی وہ دلالت کرتے ہین
چنانچہ فرمایا ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون
کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کلمات اللہ سے نفس آیات مذکورہ اور انکے نظایر مراد نہو سکینگے کیونکہ اسوقت
دلا مبدل کی اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مواعید سے ہی خاص ہوگی اگلے رسولون کے حق مین مواعید
ہوے اُنسے متعلق نہوگی کیونکہ یہہ آیات اور انکے نظایر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی خاص نازل ہین اگر کلمات سے
سارے کلے از انجملہ انبیا کے مواعید ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مواعید بھی انمین داخل ہین مراد لیوین تو بھی
جایز ہے ولقد جاءک من نبای المرسلین اور البتہ تجھکو آچکا ہے کچھہ احوال رسولون کا یعنے پیغمبرونکے
قصے اور انکی مصیبتین جس سے تیری خاطر تسلی اور دل چین ہو ہم قرآن مین نازل کر چکے یہہ جملہ قسمیہ ہے یا انبیا
علیہم الصلوۃ والسلام کو جو مدد دیگئی تھی سو اسکے تحقیق کے واسطے لایا اور اسکے ضمن مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی نصرت کے وعدے کی بھی تاکید ہے یا جو مذکور ہوا امتونکا انبیا علیہم السلام کا جھٹلانا اور انکی مصیبتین جو اپنی
قوم سے سہین سو اسکی تقریر کیواسطے ہے پہلی صورت مین نبا المرسلین سے خدا یتعالی کی مدد مراد ہے جو بعد
مصایب کھینچنے کے انبیا علیہم السلام کو ہوئی دوسری صورت مین اس سے پیغمبرون اور امتون کے مابین جو کچھہ
حالات گذرے ہین وہ سب مراد ہین من تبعیضیہ ہے فاعل ہے جاء کا باعتبار اپنے مضمون کے معنے یہہ ہین بعض
نبا المرسلین یعنے کچھہ احوال رسولونکا من کو تبعیضیہ لیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیا کے بعضے قصے
نازل ہوے تمام قصے نازل نہین ہوے چنانچہ خدا یتعالی فرماتا ہے منہم من قصصنا علیک من قبل ومنہم
من لم نقصص علیک اخفش نے کہا من زایدہ ہے صحیح کہتے ہین اصابنا من مطر یعنے ہمکو پہنچا مینہہ وان کان
کبر علیک اعراضہم اور اگرچہ بھاری ہو ہے تجھہ پر اُنکا منہہ موڑنا معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ کلام مستانف ہے قبل
سے تعلق نہین رکھتا اسمین تاکید ہے صبر کے لازم کرنے مین اور بیان ہے امر واجبی ہونے مین صبر کا اس آیت کی شان
نزول کو ابو صالح نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی ہے کہ حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف
قریش کے چند لوگون کے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آکر بولا کہ یا محمد تم اپنے پروردگار کے نزدیک سے کچھہ ایک
نشانی لاؤ جیسے اگلے انبیانے اپنی امت کو دکھلایا تاہم تمہاری تصدیق کرین پھر خدا یتعالی نے انکی اس درخواست کی

قبول نہ فرمایا مشرکون سے حضرت سے تغافل کیا پھر حضرت پر یہہ بات شاق گذری کیونکہ حضرت کو قوم کے ایمان لانے پر کمال حرص رہتی تھی جب کوئی معجزہ چاہتا تو اسکے ایمان لانیکی طمع سے خدا تعالی سے معجزہ اتارنے کی آرزو رکھتے تھے پھر یہہ آیت نازل ہوئی اعراضہم فاعل کبر کا ہی اور جملہ کبر علیک اعراضہم خبر کان کی ہو کے اسکے اسم سے جو ضمیر شان مضمر واقع ہی یعنے کہتے ہین اعراضہم کان کا اسم موخر ہی اور کبر کا جملہ کان کی خبر مقدم ہی یعنے اگر ان کی تغافل تجھہ پر شاق ہی جاننا چاہئے کہ بغیر لفظ کان کے یہان معنے تمام ہوتے تھے پس کان کو ذکر فرمایا سو شرط کو زمانۂ ماضی پر باقی رکھنے اور اسکے معنے کو استقبال کیطرف نہ پھیرنیکے واسطے ہی اسلئے کہ کان زمانہ ماضی پر دلالت قوی رکھتا ہی تو ان شرطیہ اسکو مستقبل نہین کرسکتا ہی کبر کے معنے گران ہونا شاق گذرنا فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ تو اگر کرسکے کہ ڈھونڈھ نکالے کوئی بل زمین مین یا کوئی سیڑھی آسمان مین پھر انکو لاوے ایک نشانی فان استطعت دوسرا جملہ شرطیہ ہی اور جزا ہی پہلے جملہ شرطیہ کی اور اس شرطیہ کا جواب محذوف ہی یعنے اگر تو قدرت رکھتا ہی تو کر حاصل معنی آیت کی یہہ ہی اے محمد اگر ان مشرکون کا تغافل تجھہ پر بھاری ہی اور وہ چاہتے ہین سو اسکو ٹلانا تو دوست رکھتا ہی تو کوئی راہ زمین مین یا کوئی سیڑھی آسمان بنانا اور اُن پاس معجزہ لاوینا اگر کرسکتا ہی تو کر حاصل یہہ کہ تجھسے یہہ کام نہو سکیگا اسصورت مین مناسب یہہ ہی کہ صبر جبتک کہ خدا تعالی کا حکم آوے مقصود اس سے یہہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے اسلام لانے پر جو طمع رکھتے تھے وہ قطع کرین اور انکے تغافل اور ایمان نہ لانیسے رنجیدہ خاطر نہ ہون نفق بار یک راہ اور سراخ کو کہتے ہین جو زمین کے اندر نافذ ہو اصل معنے نفق کے مربوع کی بل ہی سلم ضم سین اور فتحہ سین بدلا ہے مذکر کا مؤنث اور سبب اور کسی چیز کے وسیلے کو کہتے ہین مشتق ہے سلامت سے کیونکہ اُس سے سلامتی ہوتی ہی چڑھنے کی جگہہ پر ان تبتغی کے معنے جستجو کرنا یہان تبتغی سے مراد تتخذ ہی یعنے بناوے اتخاذ کو ابتغاء سے تعبیر کیا اسمین اشعار ہی اس بات کی طرف کہ بل اور سیڑھی کا ڈھونڈھنا جو ہمنے بیان کیا مقدور سے باہر ہی چہ جائیکہ کوئی اسکو بنا سکے فی الارض ان تبتغی کا متعلق ہی یعنے تو بناوے زمین مین کوئی راہ یا محذوف سے متعلق ہوکے صفت نفقا کی واقع ہو یعنے بناوے کوئی راہ ایسی زمین مین رہے فی الارض کی صفت لانا مجرد تاکید کیواسطے کیونکہ نفق اُسی سوراخ کو کہتے ہین جو زمین مین ہو بعضون نے جار مجرور کو تبتغی کے فاعل سے حال واقع ہونا بھی جایز رکھا ہی گویا تقدیر یہہ ہی وانت فی الارض یعنے ڈھونڈھے کوئی راہ حالانکہ تو زمین مین ہے

شیخ سلیمان جمل نے حاشیۂ جلالین میں کہا حال واقع ہونا جایز نہیں کیونکہ اسمیں کچھ فایدہ نہیں فی السماء میں بھی یہی تینوں وجہ جایز نہیں صفت سلما کی ہونا اور تبتغی سے متعلق ہونا اور اسکے فاعل سے حال واقع ہونا فاتیہم بآیۃ پھر تو لاؤ ایک آیت یعنے وہ جو چاہتے ہیں تم اُنکے لئے زمین کے اندر سے یا آسمان کے اوپر سے ایک معجزہ لاؤ بعضے کہتے ہیں کہ فی نفقہ زمین میں نافذ ہونا اور آسمان پر چڑھ جانا معجزہ ہے لیکن ظاہر لفظ اسکو ابا کرتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ترکیب یوں ہوتی فاتیہم بذلک آیۃ یعنے پھر تو انکے پاس اس سے معجزہ لاتا یعنے گھسنے اور چڑھنے کا معجزہ لا دیتا اسپر بھی زمین میں سوراخ کرنا کچھ معجزہ نہیں ہاں آسمان پر صعود کرنا البتہ معجزہ ہے آیت سے معجزہ مراد ہے یا دلیل عقلی جو خدا یتعالی کی عظمت و قدرت پر دلالت کرتی ہو ولو شاء اللہ لجمعہم علی الھدی اور اگر چاہتا اللہ جمع کرتا انکو ہدایت پر یعنے اگر خدا یتعالی کفار کی ہدایت چاہتا تو سبکو ہدایت دیتا اور ایمانی توفیق کرتا لیکن یہہ بات بچاہی اسواسطے وے ایمان سے بے بہرہ رہے زمخشری نے تفسیر اس کلام کی یوں کی ہے کہ اگر خدا یتعالی انکو راہ دکھانا چاہتا تو البتہ کوئی آیت لاتا جو انکو ایمان کیطرف مضطر کرتی یہہ نہ کیا کیونکہ یہہ بات اُسکے حکمت عملی کے خلاف تھی یہہ تاویل معتزلہ کے مذہب پر ہے جو فعل اختیاری کی اسناد بندوں کیطرف کرتے ہیں خدا یتعالی کو انمیں کچھ تاثیر اور اختیار نہیں سمجھتے اہل سنت کے نزدیک بندوں کے افعال نیکی بدی کفر ایمان طاعت گناہ سب حق سبحانہ تعالی کے مخلوق ہیں خدا یتعالی انکا خالق اور موجد ہے بندکو طاقت انکی ایجاد کی نہیں بندہ اُنکا کاسب کرتا ہے اسواسطے اُنہیں ثواب عقاب کی تکلیف کا مدار ٹھہرا اس آیت میں خدا یتعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ کفار ایمان سے اعراض کرکے کفر کیطرف جو متوجہ ہوئے ہیں اللہ تعالی کی مشیت اور اُسکی قضا سے ہے اگر اللہ تعالی چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر لاتا فلا تکونن من الجاھلین سو تو مت ہو انمیں سے یعنے اگر خدا یتعالی چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع لاتا پس تو نہ جاننے والوں میں داخل مت ہو یا معنے یہہ ہیں قوم کی تکذیب سے تو اپنی حسرت مت بڑھا اور انکے تغافل سے صبر کے مقام میں بے صبر مت کر تا یہ حال جہال کے حال سے متقارب نہ ہو دے جاتا چاہئے کہ خدا یتعالی اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو جہال کے حال سے متقارب ہونے سے منع کیا اور خطاب درشت فرمایا غرض اس سے یہہ ہے کہ انکو ایسی حالت میں نہ دیکھے انما یستجیب الذین یسمعون وہ مانتے ہیں جو سنتے ہیں یعنے حق بات کو وہی سنتے اور مانتے ہیں اور مُردکی تابع ہوتے ہیں کہ جنکے دلوں کے کان خدا یتعالی نے کھولدئے یعنے مؤمنین بخلاف ان لوگوں کے کہ جنکے دل کے کان پر

اللہ تعالیٰ نے ٹھہرکردی ہی وہ نہین سنتے اور ایمان نہین لاتے معلوم کرنا چاہیے کہ اس آیت مین خدا یتعالی نے
کفار کے ایمان قبول نہ کرنے اور کفر کو نہ چھوڑنے کا سبب بیان کیا ہی اور تقریر ہی اسکی جو اوپر کذالک یطبع
وفی اذانہم وقرا استجابت کے معنے اجابت جو قبولیت کیساتھ مقرون ہو اسیواسطے یستجیب فرمایا کیونکہ اجابت کا لفظ
عام ہی اسکو قبول کیساتھ مقرون ہونا لازم نہین وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ
اور مردے اٹھاویگا انکو اللہ پھر اسی کیطرف پھیرے جائینگے یہہ تمثیل ہے خدا یتعالی کے قدرت کی کفار کو توفیق
ایمان کی دینے مین معنے یہہ ہین کہ قیامت کے دن مردونکو قبرون سے اٹھانے پر اللہ ہی قادر ہی پھر سب انکی طرف
جزا کیواسطے جاوینگے اسیطرح یہان بھی کفار کے دلون کو ایمانی زندگی سے زندہ کرنے پر اللہ ہی قادر ہی تو اسپر
قدرت نہین رکھتا بعضون نے کہا یہہ بیان ہی کفار کے استمرار کفر کا اور موتی سے کفار کا استعارہ ہر معنے
یہہ ہین یہہ مردے یعنے کفار اٹھاویگا انکو اللہ قبرون سے پھر جاوینگے اسکی طرف تب اسکو سنینگے اوس سے پہلے
انکو سننے کی کچھ راہ نہین بعضون نے کہا یہہ جملہ مقابل واقع ہی جملہ انما یستجیب الخ کو گویا یون کہا والذین لا یستجیبون
ولا یسمعون یبعثہم اللہ یعنے کفار جو مانتے نہین اور سنتے نہین خدا یتعالی انکو قیامت کے دن اٹھاویگا یہان ایک اشکال ہے
تقریر اسکی یہہ ہر کہ والموتی یبعثہم اللہ سے یہہ مفہوم ہوا کہ جب مردے قبرون سے اٹھینگے تو بعد موت کے خدا یتعالی کیطرف
رجوع کیا پھر ثم الیہ یرجعون مین کیا فایدہ ہی جواب یہہ ہر کہ اس جملے سے یہہ بات مفہوم نہین ہوتی کیونکہ ثم الیہ یرجعون
سے خدا یتعالی کے پاس حساب اور جزا کیواسطے کھڑا ہونا مراد ہی اور بعث سے مرنیکے بعد زندہ ہونا مراد ہی سو
دونون مین مغایرت ہوی معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ والموتی یبعثہم اللہ کا یا مبتدا و خبر واقع ہی یا والموتی منصوب ہے
فعل مضمر سے اور فعل جو بعد اسکے ہی اسکا مفسر واقع ہی یا والموتی مرفوع ہی اور معطوف ہی الذین پر اور موتی سے کفار
مراد ہین معنے یہہ ہین انما یستجیب الذین یسمعون من اول مرۃ والکافرون الذین یحییہم اللہ بالایمان ویوفقہم لہ
یعنے وہی مومنین مانتے ہین جو اول مرتبہ مین سننے والی ہین اور وہ کافر جنکو خدا یتعالی ایمان کی زندگی بخشے اور توفیق
ایمانی دیوے اسصورت مین جملہ یبعثہم اللہ کا محل نصب مین ہوکر حال واقع ہوگا یعنے حالانکہ اللہ انکو زندگی ایمان کی بخشے
اور توفیق ایمانی دیوے لیکن یہہ وجہ بنظر ثم الیہ یرجعون کے بعید ہر گز اسکو ترجیح المجاز سے لین وَقَالُوْا
اور کہتے ہین یعنے کفار قریش کے رئیس کہتے ہین لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیون نہین اتاری گئی پیغمبر پر کوئی نشانی اسکے رب سے

یہہ شبہہ منکرین نبوت کا ہر کہ بولے اگر یہہ رسول اللہ کے پاس سے مامور تھا تو آیت قاہرہ اور معجزۂ باہرہ اسپر کیوں نہیں اتری
اور حکایت کرتا ہی انکی اباطیل سے کہ ضلالت اور سرکشی انکی کہان تک پہنچی کہ باوجود اتنے معجزے دیکھنے کے قانع نہوے
اور یہہ دعوی کیا کہ یہہ آیت نہین ہی ابن عباس رضے اللہ عنہما سے اس آیت کی شان نزول مین مروی ہی کہ یہہ آیت
شامین روسا قریش کے نازل ہوی بس انہون نے بطور سرکشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت چاہی دگرنہ بہت آیات
انکے پاس آئین کہ جنسے انکو قناعت حاصل ہو آیت سے ظاہرہ مین معجزے مراد ہین جیسے دوسرے انبیا علیہم السلام کے معجزے
جیسے اونٹنی کا پتھر سے نکلنا اور عصا کا اژدہا ہونا اور من وسلوی اترنا اور مایدہ آنا اور ابر کا سایہ کرنا اور سمندر کا
شگاف ہونا اور مردے زندہ کرنا یا آیت سے فرشتہ مراد ہی یعنے کیون نہین اترا اسپر فرشتہ تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
نبوت پر گواہی دے بعضے ملحدین یہان طعن کرتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی معجزہ لاتے ہوتے تو کفار ایسی آیات
نہ کہتے یہہ قول مردود ہی کیونکہ قرآن شریف معجزۂ قاہرہ اور بینۂ باہرہ تھا بدلیل اس بات کے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
قرآن سے تحدی یعنے معارضہ کی تو کفار اسکے معارضہ سے عاجز آئے پس اسصورت مین لولا انزل علیہ کا کہنا محض عناد کی
راہ سے قرآن کے معجزہ ہونے مین طعن کیا تھا کہ قرآن کتابون کے جنس سے ہی کتاب معجزے کے جنس سے نہین ہوتی
جیسے تورات زبور مین بصراحت آیا ہی کہ واسطے معجزہ کے چاہیا یہہ کہ معجزات قاہرہ دوسرے انبیا کے معجزون کے مانند
چاہے یا برسبیل تعنت ولڑائی کے آیات ومعجزات بہت چاہے جیسے فرشتے اترنا اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے
ہوکے گرنا وغیرہ امور جنکی کفار نے حکایت کیا یا خدا یتعالی جو بعضے کفار سے حکایت فرمایا کہ اللھم ان کان
ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم اس سے مطالبہ ہوے مخفی نہو کہ ان سب وجوہ کو
آیۃ کا لفظ محتمل ہے قل تو کہہ اب خدا یتعالی اُن کفار کے سوال سے جواب دیتا ہی کہ ای محمد تو بول کہ اِنَّ اللّٰهَ
قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً بیشک اللہ قدرت والا ہی اسپر کہ اتارے کچھ نشانی یعنے کفار جو مانگتے ہین اُنکو
پیدا کرنا اور آیات اور معجزات باہرات اتارنے پر اللہ کو قدرت ہی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
ولیکن بہتیرے انکی جانتے نہین یعنے اُن آیات کے اتارنے مین انکی لئی کیا عذاب ہر اسکی بہتون کو سمجھ نہین کیونکہ ان
آیات کے دیکھنے کے بعد اگر انکار کرین تو ستیاناس ہوتے ہین جیسا عادت اللہ جاری ہر بعضے کہتے ہین میرے یہہ ہین آیت کے
اتارنے مین اللہ کو جو قدرت ہی اسکو بہت انکے جانتے نہین بعضے بولے آیات کو اتارنے مین جو مصلحت ہی

انکو اسکی سمجھ نہیں نیز ل کو ابن کثیر نے فواو مجھ کی تخفیف سے باب افعال سے پڑھا باقی قرا نیز ل فا مجھ کی تشدید سے
باب تفعیل سے پڑھتے ہیں وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ
اور نہیں کوئی جانور یعنے چلتا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہی اپنی دو پکھوں سے مگر امتیں ہیں تمہاری طرح
معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ کلام مستانف ہی اپنے ماقبل سے متعلق نہیں جسمیں خدا تعالی کی کمال قدرت اور اسکے شمول علم
اور وسعت تدبیر کیواسطے لایا گیا تا کہ آیت کے اتارنے پر جو خدا تعالی قدرت رکھتا ہی اور نہیں اتارنا ایک حکمت
بالغہ کیواسطے ہی سو اس بات پر دلیل ہو من زایدہ ہی فایدہ تاکید استغراق کا بخشتا ہی فی الارض متعلق تمشی
محذوف سے ہی متعلق کو خاص کیا کیونکہ بجناحیہ کا تعلق یطیر سے ہونا دابۃ کا وصف مقدر ہونے پر قرینہ ہے
دابۃ سے مطلق حیوان مراد ہی جو زمین پر چلے اور حرکت کرے ابو حیان نے اپنی تفسیر میں لکھا ہی کہ کلمہ دابۃ تحت میں
نفی اور من استغراقیہ کے واقع ہونیسے فایدہ عموم کا بخشتا ہی سو دابۃ کا لفظ عام ہی جو حیوان چلتا ہی اسکو شامل
ہوتا ہی پھر طایر بھی اسمیں داخل ہوا اسصورت میں طایر کو بعد دابۃ کے ذکر کرنا تخصیص بعد تعمیم اور کل سے بعض کو ذکر کرنا
اور یہہ تجرید کے باب سے ہی جیسا خدا تعالی نے ملائکہ کے بعد جبرئیل و میکائیل بیان فرمایا وجہ تجرید کی یہہ ہی کہ
پرندوں کا تصرف جو ہوا میں خدا تعالی کی نہایت قدرت و عظمت شان پر دلالت کرتا ہی تصرف سو اور حیوانات کے
زمین پر کیونکہ زمین جسم کثیف ہی اجرام کا تصرف اسمیں ممکن ہی بخلاف ہوا کے کہ وہ جسم لطیف ہی اجرام کثیفہ کا تصرف
اسمیں ممکن نہیں مگر اسکی قدرت باہرہ سے اردو کے مترجم نے آیت کا جو ترجمہ کیا ہی اور کوئی ملتا نہیں زمین میں جانور ہے
کہ اڑتا ہی دو پر سے مگر ایک ایک امت ہی تمہاری طرح سو اس قول کے مناسب ہی معلوم کرنا چاہیئے کہ علما کہتے ہیں
خدا تعالی نے جتنے حیوانات پیدا کیے وہ ان دو وصف سے خارج نہیں یا زمین پر چلتے ہیں یا ہوا میں اڑتے ہیں یہانتک
کہ پانی کے اندر کے حیوانات کو بھی پرند کے ساتھہ ملحق کیا ہی کیونکہ مچھلیاں پانی میں پیرتے ہیں جیسے پرندے ہوا میں
پیرتے ہیں زمین کی خلقت کو یہاں مخصوص بیان کیا آسمان کی خلقت کو ذکر نہ کیا اگرچہ آسمان میں جو کچھہ خلقت ہی
وہ بھی اسیکی مخلوق تھی سو یہہ باعتبار مشاہدہ کے ہی کیونکہ جو چیز نظر آتی ہی اس سے حجت پکڑنا اولی و اظہر ہی بہ نسبت
اُن چیزوں کی حجت پکڑنیسے جو نظر نہیں آتیں طیران کی وصف بجناحیہ سے لانا اگرچہ سب پرند بازو ہی سے اڑتے ہیں
تاکید کیواسطے ہی جیسا کہتے ہیں کتبت بیدی و نظرت بعینی یعنے اپنے ہاتھہ سے لکھا اور اپنی آنکھہ سے دیکھا

یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ لفظ طیران کا کبھی جلدی کرنیکی معنی میں مجازاً استعمال ہوتا ہے حماسی نے کہا ؎ طار وا الیہ زرافات ووحدانا
یعنے جلدی کی اسکی طرف زرافات نے اسلئے بناحیہ سے موصوف کیا اور جایز ہے کہ ملایکہ کو اس قید سے خارج کرنیکے واسطے کہا ہو کیونکہ خدا یتعالی ملایکہ کی صفت میں فرماتا ہے رسلاً اولی اجنحۃ مثنی وثلاث ورباع یزید فی الخلق یعنے پیغام لانیوالی جنکے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار بڑھاتا ہے پیدایش میں آیم جمع امت کی ہے جماعت اور گروہ کے معنے میں دابۃ اور طایر کو مفرد لاتے پر اسم کو جمع لایا کیونکہ دامن دابۃ ولا طایر استغراق پر دلالت کرنے سے جمع کے معنے کو مفید ہوئی ہیں اسلئے جمع کے لفظ سے لانیکی حاجت نہ رہی اور امثالکم کو اپنی معنی پر محمول کرنا صحیح ہوا گویا یوں کہا دامن دواب والطیور الا امم امثالکم یعنے نہیں کوئی حیوانات اور پرندے مگر تمہاری طرح گروہ ہیں معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا یتعالی نے جو فرمایا ہے حیوانات تمہاری طرح امت ہیں یہہ مماثلت حیوانات کی بشر کے ساتھہ کس چیز میں واقع ہے مفسرین کو اسمیں چند قول ہیں پہلا قول واحدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ امم امثالکم کے معنے پہچانتے ہیں مجھکو اور میری توحید کرتے ہیں وتسبیح کرتے ہیں اور تحمید کرتے ہیں یعنے یہ حیوانات اپنے رب کو پہچانتے ہیں اور اسکی توحید اور تسبیح اور عبادت کرتے ہیں جیسے تم اپنے رب کو پہچانتے ہو اور اسکی توحید اور تسبیح اور عبادت کرتے ہو اس قول کو مفسرین کی بڑی جماعت نے اختیار کیا ہے اور اسپر حجت پکڑتے ہیں خدا یتعالی کے اس قول سے جو فرمایا وان من شیئ الا یسبح بحمدہ یعنی کوئی چیز نہیں مگر پاکی بیان کرتی ہے اسکی خوبی کے ساتھہ اور فرمایا کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ یعنی ہر ایک جان کھی ہے اسکی بندگی اور اسکی تسبیح اور اس سے کہ خدا یتعالی نے چونٹی سے اور ہدہد سے خطاب کیا اور اس حدیث سے کہ جسکو امام احمد اور نسائی اور بغوی اور ابن قانع اور ابن حبان اور طبرانی نے شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جسنے بیغایدہ ایک چڑیا کو قتل کیا تو قیامت کے دن خدا یتعالی کے پاس فریاد کریگی اور کہیگی فلان نے مجھے بیغایدہ قتل کیا نہ اپنے نفع اٹھانیکو دوسرا قول مجاہد نے کہا امم امثالکم یعنی جنسیں ہیں قسم قسم کی بنی آدم کی طرح اپنے ناموں سے پہچانے جاتے ہیں یعنی حیوان سے ہر ایک صنف ایک امت ہے مچھلیاں ایک امت ہیں پرندے ایک امت ہیں دواب ایک امت ہیں درندے ایک امت ہیں مثل بنی آدم کے اور ہر ایک صنف دابہ کی ایک امت ہونے پر حدیث دال ہے کہ جسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلھا کلھا

فاقتلوا منها الاسود البهیم یعنے مقرر اگر کتے امتوں سے ایک امت نہوتی تو ان سب کے مار ڈالنے کا میں حکم کرتا پس اسود بہیم کو قتل کرو ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہی اس حدیث کو طبرانی اور ابو یعلی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کرتے ہین حافظ حسن الہیثمی نے کہا سند اسکی حسن ہر قولہ لولا ان الکلاب الخ غرض کلام سے یہہ ہی کہ ایک امت کو امتوں سے فنا کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکروہ جانا کیونکہ اللہ کی کوئی خلق نہین مگر انمین ایک نوع کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتے ہین اور اسکی تسبیح کرتے ہین فرمائے جب ہم ایسا ہی تو انکے مار ڈالنے کا میں حکم نہ کرونگا اور اسپر میری خوشنودی نہین قولہ فاقتلوا شرط محذوف کا جواب ہی گویا تقدیر یون ہی فان ظالم لکن بسبیل الی قتل الکل لہذا المعنی فاقتلوا الخ یعنی جب نہوی راہ سب کے قتل پر اس معنی کے دیکھتے تو قتل کرو الخ وقولہ الاسود البہیم ترمذی کی روایت مین کل اسود بہیم ہی یعنے ہر اسود بہیم کو بہیم اسکو کہتے ہین جسکے ایک رنگ مین دوسرا رنگ مخلوط نہو اسود بہیم سے سیاہ خالص ہے کہ جسمین اور رنگ نہو کالے کتے کو مار ڈالنے کا جواز مضرت دفع کرنیکے واسطے ہر کیونکہ اس رنگ کا کتا کاٹتا اور ضرر پہنچاتا ہی بخلاف دوسرے رنگ کے کتون کے کہ انسے زراعت وغیرہ کی نگہبانی ہوا کرتی ہی یاد رکھنا چاہیے کہ جو کتا ضرر رسان نہین اسکے مار ڈالنے مین ائمہ کا خلاف ہی ہمارے فقہا کہتے ہین اگر کتا مباح منفعت کیواسطے ہی تو اسکو قتل کرنا جایز نہین خواہ کالا ہو یا دوسرے رنگ کا دونون اس حکم مین برابر ہین کیونکہ قتل کرنیکا حکم جو وارد ہوا ہی منسوخ ہی اگر کہتے ہین منفعت مباح نہین ہے تو اسکے قتل کرنے مین امام نووی کا کلام مضطرب ہر جہات مین کہا اسکا قتل مذہب شافعی مین جایز ہی شرح مسلم اور شرح مہذب مین کہا اسکا قتل جایز نہین روضہ مین کہا اسکا قتل مکروہ تنزیہی ہے امام رافعی عزیز مین اور شیخ الاسلام زکریا الانصاری اور خطیب شربینی اور اسمعیل مقری کراہت کیطرف گئے ہین علامہ ابن حجر ہیثمی اور رملی کہتے ہین وجہ قول پر انکا قتل حرام ہی امام مالک اور انکے اصحاب کے نزدیک جس کتے مین منفعت نہین اسکو قتل کرنا جایز ہی حنفیہ کے نزدیک کتون کو مار ڈالنے کا حکم منسوخ ہی جس کتے سے ضرر نہین اسکا قتل حلال نہین تیسرا قول امام مالک سے بعض سے بعض مشتبہ ہونے مین اور بعض سے بعض مانوس کہنے مین اور ایک دوسرے کو جننے مین اور ایک دوسرے کی بات سمجھنے مین تمھاری طرح ہونا مراد ہی لیکن اس قول مین کوئی فایدہ مرتب نہین کیونکہ حیوانات کے صورتین ایسے ہونا بدیہی ہین ہر ایک اسکو جانتا ہی وہ اسکو خبر دینی کیسی کہ فایدہ نہین

چوتھا قول مراد اُس سے یہہ ہر کہ جیسا اللہ تعالی نے لوح محفوظ مین انسان سے جو امور تعلق رکھتے ہین عمر موت اجل سعادت شقاوت سبکو بیان کیا ہی ویسا ہی ان سب امور کو حیوانات کے حق مین تمام کیا اسپر فرطنا فی الکتاب سے جو اس آیت کو بعد بیان کیا ہی دلیل ہی اسکے بیان سے کچھ فائدہ نہ تھا پانچوان قول قیامت کے دن محشور ہونے مین اور کوئی کسی پر ظلم کیا تو اس سے قصاص لینے مین تمھاری طرح ہین مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حق والون کو انکے حقوق ملینگے یہانتک کہ سینگھ والی بکری سے بی سینگھ والی بکری کا قصاص لیا جاویگا مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ہمنے نہین چھوڑی کتاب مین کوئی چیز یہہ جملہ معترضہ ہی ماقبل کے مضمون کی تقریر اور ثابت کرتا ہی تفریط کے معنے قصور کرنا اسکا تعدیہ اصل مین لفظ فی سے ہی یہان اغفلنا اور ترکنا کی معنی سے تضمین پایا ہی من شئی مفعول بہ ہی من زایدہ ہی جو استغراق کا فایدہ دیتی ہی اور فی الکتاب فرطنا کا متعلق ہی معنے آیت کے یہہ ہین کوئی چیز ہمنے کتاب مین نہین چھوڑی بیضاوی نے کہا من زایدہ ہی اور شئی محل مصدر مین واقع ہی مفعول نہین کیونکہ فرط کا تعدیہ بنفسہ نہین ہوتا اور یہان بواسطہ فی کتاب کی طرف متعدی ہوا اس ترکیب پر گویا معنے آیت کے یون ہین ما جعلنا الکتاب معرطا فیہ شیأ من التفریط یعنے نہین بنائی ہمنے کتاب کسی چیز کی کمی کرنے والی امام رازی نے کہا من تبعیض کیواسطے ہی معنے یہہ ہین نہین چھوڑی ہمنے کتاب مین بعض چیز کہ جس کیطرف مکلف محتاج ہو اور یہہ کسی چیز کے اس کتاب سے نہ چھوٹنے پر نہایت مبالغہ ہے کتاب سے لوح محفوظ مراد ہی کیونکہ لوح محفوظ پر تمام عالم کا احوال ثبت ہی تھوڑا ہو یا بہت بڑا ہو یا چھوٹا کوئی چیز حیوان وجماد کے احوال سے اسمین نہین چھوٹی یا کتاب سے قرآن شریف مراد ہی مگر لوح محفوظ مراد لینے مین کتاب کا عموم ظاہر ہی کیونکہ جو کچھ ہوا اور ہونیوالا ہی سب کو اسمین خدا تعالی لکھ چکا کوئی چیز نہین چھوڑی اگر قرآن شریف مراد لین تو جس نے خصوص کا ارادہ کیا ہی یا فرطنا کے معنے مین کہتا ہی مکلف جس چیز کا محتاج ہوتا ہی اس سے کوئی چیز کتاب مین نہین چھوڑی جس نے عموم کا ارادہ کیا ہی تو معنے یون کرتا ہی کہ سب چیزین اسمین ثابت ہین بصراحت ہون یا باشارہ کوئی چیز اسمین نہین چھوڑی خدا تعالی فرماتا ہی ونزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شئی ہمنے اوتاری تجھ پر کتاب جس مین ہر چیز کا بیان ہی علما کہتے ہین قرآن ہر چیز پر مشتمل ہی اور بے نہایت علوم اس سے مستنبط ہوتے ہین چنانچہ ترمذی اور دارمی حارث اعور سے روایت کرتے ہین

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن رکھو قریب ہو کہ لوگون کے اختلاف اور خواہشات نفسانی سے فتنہ ہوگا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اس فتنہ سے نکلنے کی کیا راہ فرمایا کتاب اللہ فیہ نبا ما قبلکم وخبر ما بعد کم وحکم ما بینکم یعنی اللہ کی کتاب ہو اسمین خبر ہو تمھارے اگلون کی و پچھلونکی اور حکم ہو تمھارے آپسکا ترمذی کہتا ہو سند اس حدیث کی مجہول ہو اور حارث راوی مین مقال ہو بندہ عاصی کہتا ہو حارث کبار تابعین سے ہو لیکن اسمین ضعف ہو ابو اسحق اور شعبی اور ابن المدینی کہتے ہین کہ وہ کذاب ہو نسائی نے کہا قوی نہین ہو دارقطنی اور ابن معین نے کہا کہ ضعیف ہو نسائی اور ابن معین کے نزدیک ایک روایت مین لاباس بہ ہو ذہبی کہتے ہین حارث کی حدیث کو چارون سنن والون نے روایت کیا ہو نسائی نے باوجود رجال مین شدت کرنے اوس سے حجت پکڑی اور اسکے آثار کو قوی رکھا ہو جمہور نے باوجود اسکی توہین کے اسکی حدیث روایت کی ہو اور شعبی اسکی تکذیب کرتا ہو پھر اسکی حدیث کو روایت کرتا ہو ظاہر یہہ ہو کہ حکایات و اقوال مین وہ کذب کرتا ہو حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین جھوٹ نہین بولتا ہو حافظ ابن حجر عسقلانی نے تقریب التہذیب مین کہا ہو شعبی نے اسکی رائے مین تکذیب کی ہو اور وہ رفض سے پھیکا گیا اسکی حدیث مین ضعف ہو نسائی و حدیث سے زیادہ اوس سے روایت نہین کرتا ہو واللہ اعلم سعید بن منصور نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جو علم حاصل کرنا چاہے تو قرآن کو لازم پکڑے کیونکہ وہ اگلون اور پچھلونکی خبر ہی بیہقی نے کہا علم سے مراد اصول علم ہو ذمی سند مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہو کہ جو اگلون اور پچھلونکا علم چاہے تو وہ قرآن کے معانی و تفاسیر مین تفکر کرے بیہقی نے حسن بصری سے روایت کی ہو کہ اللہ تعالی نے ایک سو چار کتاب اتارین اُن سب کے علوم ان چار کتابون مین ہین توراۃ انجیل زبور فرقان بعدہ ان تینونکا علم فرقان مین رکھا ہو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا است جو کچھ کہی سو سب سنت کی شرح ہو سنت ساری قرآن کی شرح ہو اور بھی امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ان سب کو قرآن سے سمجھے ہین ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہو کہ کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے نہین پہنچی مگر اسکا مصداق کتاب اللہ مین پاتا ہون ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ اگر کوئی حدیث تمکو مین بتلاون تو کتاب اللہ سے اسکی تصدیق بتلاؤنگا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے جو پوچھتے ہو سو مجھسے پوچھو کتاب اللہ سے مین تمکو بتلاؤنگا پھر لوگون نے

ہیں دقایق میں آپ سے امتحان کیا سو ان سب کو آپنے قرآن سے استنباط کر دکھایا از انجملہ ایک شخص نے پوچھا
محرم نے اگر دکوری کو مارا تو اُسپر کیا جزا ہی کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے محرم پر دکوری کے مارنے کا حکم فرمایا ہی
اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر یعنی تم اقتدا کرو انکی جو میرے
بعد ہیں ابی بکر اور عمر اور خدا یتعالی فرماتا ہی وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنی جو دے
تمکو رسول سو لیلو اور جس سے تمکو منع کرے سو اسے چھوڑ دو ابن سراقہ کتاب الاعجاز میں ابو بکر بن مجاہد سے حکایت
کرتا ہی کہ اوسنے ایکدن یہہ کہا کہ نہی چیز عالم میں نہیں مگر وہ کتاب اللہ میں موجود ہی کسی نے کہا مسافر خانوں کا
بیان اسمیں کہاں ہر تو بولا اس قول میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیہا متاع لکم
یعنی نہیں گناہ تمپر اسمیں کہ جاؤ اُن گھروں میں جہاں کوئی بستا نہیں اسمیں کچھ چیز ہو تمھاری پھر غیر مسکونہ سے مراد مسافر خانے
ہی علما کہتے ہیں کہ خدا یتعالی نے جسکو سمجھ دی وہ قرآن سے ہر چیز استخراج کرتا ہی یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
عمر شریف ترسٹھ سال اس آیت سے ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا جو سورۃ المنافقین کے آخر میں ہی
استنباط کی ہی کیونکہ یہہ ترسٹھواں سورہ ہی اسکے بعد سورۃ التغابن ہی تو ظاہر ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
وفات شریف سے تغابن یعنے نقصان ہوا ابن ابی الفضل مرسی کہتے ہیں قرآن نے اگلوں اور پچھلوں کے علوم کو
جمع کیا ہی اسکی حقیقت علم کو سوائے اُسکے متکلم کے کوئی احاطہ نہیں کرسکتا ہی اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکے سارے علوم کو احاطہ کیا ہی سوائے اوسکے جسکو اللہ سبحانہ نے اپنے علم میں رکھا ہی آپکے بعد صحابہ عظام جیسے
خلفاء راشدین اور ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اسکے معظم علوم کو جانا یہانتک کہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میرے اونٹ کی رسی ضایع ہوگی تو میں اسکو کتاب اللہ میں پاؤنگا اُسکے بعد تابعین
قرآن کے معظم علوم کے وارث ہوے زمان بعد لوگوں کے ہمتیں قاصر ہونے لگیں سو صحابہ و تابعین نے جسقدر اسکے
علوم و فنون اٹھائے تھے اسقدر اٹھا نہ سکے پھر اُسکے علوم کی چند قسمیں کیں ہر ایک جماعت ایک فن اور علم کیطرف
اہتمام کرنے لگی اور جسقدر اپنے اسمیں کوشش کی اور کئے علوم و فنون اُس سے علاحدہ کئے تفصیل اسکی حافظ
جلال الدین سیوطی نے کتاب الاتقان میں خوب بسط سے لکھی ہی اسکے مطالعہ سے معلوم ہوگا واللہ اعلم
ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ ۝ پھر اپنے رب کیطرف جمع کئے جائینگے یعنے دواب و پرندے اپنے رب کی طرف اکٹھے ہونگے

معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا یتعالی نے امم مذکورہ کا دنیوی احوال بیان کئے اور اسکے بعد اُنکے آخرت کے احوال اس آیت
مین بیان فرماتا ہی اور یحشرون کی ضمیر سارے امم کیطرف خواہ دابہ ہو یا پرندہ راجع ہی پھر اسکو وادنون سے
بسبب مشابہت ذوی العقول کی جمع کا صیغہ لایا حشر کے معنے ایکھتے ہونا اور قبر سے اٹھنا ہی سو سارے حیوان پرندے
قیامت کے دن محشور ہونگے خدا یتعالی انکے درمیان فیصلہ کریگا عبدالرزاق اور ابو عبید اور ابن جریر اور ابن المنذر
اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ دامن دابۃ الایہ مین کہا قیامت کے دن
تمام خلق بہایم و دواب پرندہ جو کچھ مین حشر کئے جائینگے خدا یتعالی بعض کا بدلہ بعض سے لیوے گا یہان تک کہ سینگ والے
بے سینگ والیکا بدلہ لیگا پھر انکو کہیگا مٹی ہوجاؤ تب کافر کہینگے یالیتنی کنت ترابا یعنے کاشکے مین مٹی ہوجاتا حاکم نے
اس حدیث کی تصحیح کی ہی دینوری نے مجالسہ مین یحیی بن جعدہ سے روایت کی ہی کہ قیامت کے دن اول خلق کہ
جن سے خدا یتعالی حساب لیگا سو دواب اور ہوام یعنے کیڑے کوڑے ہین انکے درمیان جکوتی کریگا کوئی چیز اپنے
داد خواہی سے کچھ لیگی پھر انکو مٹی بنا دیگا پھر انس و جن مبعوث ہونگے اُنسے حساب لیگا اُسوقت کافر آرزو
کریگا یالیتنی کنت ترابا امام احمد نے زہد مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابی عمران جونی سے روایت کی ہی کہ مجکو خبر
دیگئی جب بہایم انسانکو پروردگار کے پاس سے پراگندہ دیکھینگے ایک فرقہ جنت کیطرف اور ایک فرقہ جہنم کیطرف
تو انکو پکاریگے ای بنی آدم اللہ ہی کو حمد سزاوار ہی جو تمھاری طرح آجکے دن ہمین نہ بنایا ہمنے نہ جنت کی امید کی
نہ عذاب کا ڈر امام احمد اور بزار اور طبرانی اوسط مین اور بیہقی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ دو
بکریونکو آپسمین ٹکر مارتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہی یہ کیلئے ٹکر مارتے ہین
مین نے کہا نہین حضرت نے فرمایا لیکن تیرا رب جانتا ہی اور عنقریب قیامت کے دن انمین جکوتی کریگا ابوذر کہتے ہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے اس حال و وصف مین مفارقت فرمای کہ اگر کوئی پرندہ آسمان مین اپنا پر ہلائے
تو اسکا علم بھی ہمکو تعلیم فرماتے تھے مسلم اور امام احمد اور ترمذی اور بخاری نے ادب المفرد مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی قیامت کے دن اہل حقوق کو انکے حقوق ملینگے یہانتک
کہ سینگ والے بکری سے بے سینگ والے بکری کا بدلہ لیا جاویگا ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہی اگر کوئی
سوال کرے جانورون پر تو تکلیف نہین تھی پھر انسے قصاص لینا کیسے صحیح ہوگا تو جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ قصاص

انسے تکلیفی قصاص نہین بلکہ قصاص مقابلہ ہی معلوم کرنا چاہئے کہ جانورونکا حشر کیا جانا جیسے نصانات مشہور ہوتے ہین جمہور مفسرین کا قول ہی اور ظاہر قول خدا یتعالی کا واذا الوحوش حشرت یعنی جب جنگلی جانور حشر کئے جائینگے اور احادیث بھی جو اوپر مذکور ہوئین اسیکی تائید کرتی ہین حشر کو ظاہر پر محمول کیا کیونکہ جب شرع مین ایک لفظ وارد ہو اور عقل و شرع اسکو ظاہر پر جاری کرنیسے منع نکرے تو ظاہر پر اسکو جاری کرنا واجب ہی بعضے کہتے ہین حشر سے بہایم کی موت مراد ہی یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہی کہتے ہین اس قول پر حیوانات کا اعادہ اور انکا بدلدیا جانا جو احادیث مین آیا ہی سو اس سے تمثیل اسکے عدل کی مراد ہی عدل و حساب حقیقت مین انسے لینا مراد نہین ابو سعود بھی کہتا ہی حشر سے موت کا ارادہ کرنا مقام ابا کرتا ہی کیونکہ یہہ مقام ڈرانے اور رسوا کرنیکا ہی وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ اور وے جو جھٹلاتے ہین آیتین ہماری بہرے ہین اور گونگے اندھیرون مین آیات سے قرآن شریف یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین بعضے کہتے ہین آیات سے خدا یتعالی کی توحید کے دلایل اور حجتین مراد ہین یعنے یہہ ہین جو لوگ ہماری توحید کے دلایل جھٹلاتے ہین بہرے ہین حق بات سننے سے اور گونگے ہین حق بات کہنے سے اور ٹٹول رہے ہین کفر و جہل کے اندھیرون مین کوئی راہ سیدھی نہین پاتے والذین مبتدا ہی صم و بکم فی الظلمات تینون اوس سے خبر ہین اور فی الظلمات عمی کیطرف اشارہ ہی نظیر اسکی صم بکم عمی ہی جو سورۃ البقرہ مین کہا غرض اس سے انکا انجام بد بیان کرنا ہی جو جہل سے ہوگا کیونکہ بہرا گونگا جب بینا رہتا ہی تو بسا اوقات اشارے سے معلوم کرسکتا ہی بخلاف اسکے جب وہ اندھا رہے یا اندھیرے مین ہووے تو بالکل سمجھنے اور سمجھانیکا باب مسدود ہوجاتا ہی فی الظلمات متعلق ہر مقدر کا گویا تقدیر یہہ ہی خابطون فی ظلمات الکفر یعنے بی راہ جانیوالے ہین کفر کے اندھیرون مین یا تقدیر یہہ ہی حایرون متردون یعنے حیران متردد ہین کفر کے اندھیرون مین اگر فی الظلمات کو خبر مقدر کی ضمیر مستتر سے حال والین تو بھی جایز ہی گویا معنے یون ہونگے ٹٹول رہے ہین جس حال مین کہ وے اندھیرون مین ہین الظلمات کی تفسیر جلالین مین کفر کی ہی سو یہہ مسامحۃ ہی جو جمع مفرد ہی تغیر کے دوسرے مفسرین مضاف الیہ کی تقدیر کرکے ظلمات الکفر یا ظلمات الجہل کہتے ہین مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ جسکو چاہے اللہ گمراہ کرے من یشا اللہ مبتدا ہر یضللہ اسکی خبر ہر مفعول مشیۃ کا محذوف ہی تقدیر اسکی اضلالہ جو مفعول کو حذف کیا کیونکہ جب شرط مشیت ہو اور مفعول اسکا مضمون جزا رہے تو مفعول کو حذف کرتے ہین بعضے یہہ ہین جسکو

خدا یتعالی حق راہ سے گمراہ کرنا چاہے تو اسکو گمراہ کرتھہرہ وہ ہرگز ہدایت نہ پاویگا اور ایمان کی راہ نہ دیکھیگا کیونکہ وہ خدا یتعالی کی عنایت ازلی سے محذول ہی اور اسکی لطف وہربانی سے محروم ہی وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اور جسکو چاہے پھر اوسے سیدھی راہ پر یعنے خدا یتعالی جسکو ہدایت دینا چاہے تو دین اسلام پر لاوے معلوم کرنا چاہیے کہ اہل سنت والجماعت اس آیت سے معتزلہ پر حجت پکڑتے ہین کہ ہدایت دینے والا اور گمراہ کرنیوالا وہی خدای جل شانہ ہی بندہ کو اسمین کچھہ قدرت نہین جسکو ہدایت دینا چاہے تو اپنے فضل اور احسان سے اسکو ایمان کی توفیق دیوے اور جسکو گمراہ کرنا چاہے تو اسکو اُسکے کفر پر چھوڑ دیوے پر یہہ بطریق جبر نہین بلکہ بندہ کے کسب کو اسمین دخل ہی اور یہہ اس سے عدل ہے کیونکہ وہی فاعل مختار ہی کوئی اُسکو پوچھنے والا نہین جسکو وہ پوچھیگا ابو الشیخ نے ابو یوسف مدنی سے روایت کی ہی کہ قرآن شریف مین جو مشیت ابن آدم کی طرف منسوب ہوئی ہے سو وہ منسوخ ہی اسکو آیہ من یشا اللہ یضللہ ومن یشا یجعلہ علے صراط مستقیم نسخ کرتی ہی قُلْ تو کہہ یعنے اے محمد ان کفار کو جو خدای عزوجل کی عبادت چھوڑکے بتون کی پرستش کرتے ہین تو بول اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ کیا دیکھو تو اگر آوے تمپر اللہ کا عذاب یا آوے تمپر قیامت کیا اللہ کے سوا کسیکو اور کو پکاروگے یعنے جیسا اگلے کفار پر اللہ کا عذاب اترا مسخ ہوے اور ڈوبے اور بجلیونکی کڑکڑاٹ سے مرے سو اگر ویسا عذاب تمپر اُترے یا یکایک قیامت آجاوے تو آیا اس عذاب کے دور کرنیکے واسطے سوائے اللہ کے پکاروگے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اگر تم سچے ہو سچے یہہ جملہ شرطی ہی اور جواب اسکا محذوف ہی تقدیر اسکی فادعوہ یعنے اگر تم اس دعوے مین سچے ہو کہ بت تمھارے مددگار ہین تو انکو پکارو معلوم کرنا چاہیے کہ کفار کی یہہ عادت جاری تھی کہ جب کچھہ بلا اور سختی اُنپر اُترے تو اللہ سے دعا اور زاری کرتے بتون کو چھوڑ دیتے تھے سو خدا یتعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امر فرماتا ہی کہ کفار کو الزام دے اور کہدے کہ تم شدت وسختی کے وقت اللہ تعالی کی طرف رجوع لاتے ہو حالت فراخی اور کشایش مین اوسکو نہین پوجتے اور اسکا حکم نہین مانتے اَرَءَيْتَكُمْ بمعنی اخبرونی کے ہی یعنے خبر دے تو پھر رایت جو معنی سے ابصرت اور عرفت کے تھا اسکو اخبار کے معنے مین استعمال کیے ہین سو مجاز اُسکی وجہ مجاز کی یہہ ہی کہ ایک چیز کا علم اور ایسا ہی اسکا دیکھنا اُسکے اخبار کا سبب پڑتا ہی سو بواسطہ طلب علم یا طلب ابصار کیواسطے جو صیغہ موضوع تھا اسکو طلب خبر مین استعمال کیا کیونکہ طلب مین دونون مشترک ہین

یہان دو مجاز ہوے ایک رویت آی جو علم یا ابصر کے معنے سے تھا اسکو اخبار یعنے خبر دینے کے معنے مین استعمال کیا
دوسرا ہمزہ جو طلب رویت کیواسطے تھا اسکو طلب اخبار مین مستعمل کیا فراء نے کہا عرب کے محاورہ مین ارایت کے دو معنی
ہین ایک رویت عین دوسرا اخبار پہلے معنے کا جب ارادہ کرتے ہین تو رایت کو تا ضمیر کے ساتھ مخاطب کیطرف
متعدی کرتے ہین اور ہر دو ضمایر مین افعال کے مانند تصریف جاری کرتے ہین پھر خطاب واحد مین کہینگے ارایتک
بمعنی ہل رایت نفسک یعنے کیا دیکھا تو نے اپنے نفس کو تثنیہ اور جمع مین کہینگے ارایتما کا ارایتموکم دوسرے معنے کا جب
ارادہ کرتے ہین تو تا کو سب احوال مین حالت وحدت پر چھوڑ دینگے اور کہینگے ارأیتکما ارأیتکن کیونکہ اس معنے پر مخالطکا
فعل اپنے نفس پر واقع ہونیکا ارادہ نہین کرتے ہین اسیواسطے تا کو اپنی حالت پر باقی رکھا اور کاف مین تصریف جاری
کی اور رایتک مین تا فاعل ہے اور کاف توکید کیواسطے ہی دلالت کرتا ہی اختلاف مخاطب پر یہہ مذہب بصریون کا ہے
فراء نے کہا تا حرف خطاب کا ہی اور کاف فاعل کے مقام مین ہی اور ضمیر منصوب کو مرفوع کیواسطے استعارۃ لائے
اس سے معلوم ہوا کاف توکید کیلئے نہین اسلئے کہ اگر توکید کیواسطے ہوتا تو تا کو تثنیہ وجمع کرنا پڑتا جیسا کاف ہونے پر
اسکو تثنیہ جمع کرتے ہین اور جسوقت جمع کے خطاب کیواسطے تا دلائے اور علامت جمع کی کاف کو ڈالے تو ظاہر ہوا
کہ کاف توکید کیواسطے نہین کسائی کا مذہب یہہ ہر کہ تا فاعل ہے اور کاف خطاب کا مفعول اول کی جگہہ واقع ہوا ہی
معلوم کرنا چاہیے کہ ارایت اور ارایتک اخبرنی کے معنے سے ہونے پر ائمہ عربیہ نے نص کی ہی اور یہہ تفسیر اسکے
معنے کی ہی لفظ کے لحاظ سے یہہ تفسیر نہین کیونکہ اسطرح کہ اخبرنی کا تعدیہ عن سے ہوتا ہی بخلاف رایت کہ اسکا تعدیہ
دو مفعول کیطرف ہوتا ہی پہلا مفعول بہ صریح اور دوسرا جملہ استفہامیہ اسصورت مین مفعول اول آیت مین محذوف ہی
تقدیر اسکی ارایتکم ایاہ یعنی العذاب یعنے خبر دو عذاب کیتین مفعول اول کو حذف کیا کیونکہ وہ عامل یعنے ارایتکم اور ان اتاکم
کا تنازع عذاب اللہ پر یہان واقع ہوا سو فعل ثانی کو جو شرطیہ ہی اس معمول مین عمل دلا کے فعل اول کا عمل اسکے ضمیر مین
دلایا جیسا مذہب بصریون کا ہی اور مفعول ثانی جملہ اغیر اللہ تدعون کا ہی اور رابط اس جملہ کا محذوف ہی تقدیر اسکی
لکشفہ ہی یعنے تو کہہ خبر دو عذاب سے اگر تمپر آوے اللہ کا عذاب یا قیامت کیا اسکے کھولنے کے واسطے اللہ تعالی
کے سوا کسیکو پکاروگے ان اتاکم عذاب اللہ جملہ شرطیہ ہی جواب اسکا بعضون کے نزدیک ارایتکم ہی اور ہمزہ استفہام
اسپر داخل ہونیسے اسکو متقدم کیا ہی لیکن اس قول کو رد کرتے ہین کیونکہ جواب شرط کا استقدم ہونا بصریون کے نزدیک ممنوع ہی

زمخشری نے جواب کو محذوف مانا ہی تقدیر اسکی فمن تدعون ہی یعنے اگر تم پر اللہ کا عذاب آوے تو کسکو پکارو گے دوسرے مفسرون نے دو تم اللہ مقدر مانا ہی اور جملہ اغیر اللہ تدعون کا بھی جواب ہونا زمخشری نے جایز رکھا ابوحیان اسکو رد کرتا ہی اور کہتا ہی کہ جو جملہ کہ اسکے شروع مین ہمزہ ہو تو جواب شرط کا اسکو لینا جایز نہین اور بولا میرے نزدیک انسب یہہ ہر کہ جواب اسکا محذوف ہی گویا تقدیر اسکی یہہ ہی ان اتاکم عذاب اللہ او اتتکم الساعۃ فاغیر عنہ تدعون غیر اللہ لکشفہ یعنے اگر تم پر اللہ کا عذاب یا قیامت آوے تو اُسکے کھولنے کیواسطے کیا اللہ کے سوا پکارو گے سو مجھکو خبر دو جواب کو حذف کیا سو ماقبل شرطیہ کا اسپر دلالت کرنیسے ہی اغیر اللہ تدعون کا جملہ استفہامیہ ہی زجر و توبیخ کیواسطے بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ بلکہ اسیکو پکارتے ہو عطف کیا کلمۂ بل سے ایک جملۂ منفیہ پر جو کہ استفہام سے معلوم ہوا گویا تقدیر یہہ ہر لاغیرہ تعالی تدعون بل ایاہ تدعون یعنے محنت و مصیبت کے حالتونمین تم اللہ کے سوا نہین پکارتے بلکہ اسی کو پکارتے ہو ایاہ مفعول ہی تدعون کا تقدیم اسکی فعل پر تخصیص کے لئے ہے فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ پھر کھولدیتا ہی جسواسطے پکارتے تھے یعنے جس مصیبت و بلا کے ٹالنے واسطے تم حقتعالی کو پکارتے تھے سو وہ تم پر سے اسکو ٹالدیتا ہی فیکشف کا فا ترتیب کیواسطے ہی اور معطوف ہی تدعون پر یعنے تمھاری دعا کے بعد بلا کو ٹالدیتا ہی الیہ کا مرجع ما موصولہ کیطرف ہی معنے یہہ ہین الذی تدعونہ الیہ ای الکاشفہ یعنے جو چیز کہ پکارتے تھے تم اُسکے کھولنے کیطرف اِنْ شَآءَ اگر چاہے جواب اس شرط کا محذوف ہی گویا تقدیر یہہ ہے ان شاء ان یکشف کشف یعنے اگر بلا کا ٹالدینا چاہے تو ٹالدیتا ہی جواب کو حذف کیا کہ ماقبل اسپر دلالت کرتا ہی معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا تعالی نے دعا کی اجابت اپنی مشیت پر موقوف رکھی کیونکہ بعض عذاب کو البتہ ٹالدیتا ہی جیسے بعضے دنیوی مضرتین اور بعض کو نہین ٹالتا جیسے آخرت کے تمام مضرتین اور دنیا کے بعضے مضرتین وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ ○ اور بھولجاتے ہو جنکو شریک کرتے تھے یعنے اللہ کے ساتھ جو بتون کو ساجھی کرتے تھے سو حالت مصیبت مین انکو نہین پکارتے ہو کیونکہ انکے عقول مین خوب گڑھ گئی ہی کہ بلا کا دفع کرنیوالا وہی قادر مطلق ہی اُسی سے نفع و ضرر پہنچتا ہی اُسکے سوا کسی سے نفع ضرر نہین پہنچتا تنسون کے معنے ترکون یعنے انکی پکار کو چھوڑ دیتے ہو بعضونے کہا معنے یہہ ہین کہ بتون کے پکارنیکو تمھارا چھوڑ دینا بمنزلہ اُس شخص کے ہی جو انکو بھولگیا یہہ قول حسن بصری کا ہی بعضے معنے یون کرتے ہین کہ بلا کی سختی اور خوف سے بتون کو بھولجاتے ہین وتنسون معطوف ہی تدعون پر

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ اور البتہ تحقیق بھیجے تھے ہمنے بہت امتون پر تجھ سے پہلے پس اسی طرح بھیجے ہم تجھ کو آگے بہت امتون پر رسولون کو ہمنے بھیجا پر وے انکی تکذیب کے سو مفعول ارسلنا کا محذوف ہی اور من قبلک مین من زائدہ ہی اور یہہ جملہ مستانفہ ہی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہی کہ کفار کے جھٹلانے اور مخالفت سے ملول نہون کیونکہ اگلے امتونکی عادت بھی اپنے انبیاء کے ساتھہ اسی دستور سے تھی فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ پھر پکڑا ہمنے انکو سختی مین اور تکلیف مین شاید وے گھگھاوین یعنے بلا کے آنے کے واسطے اللہ سے زاری و الحاح کرین اور اپنے شرک کفر سے توبہ کرین اور ایمان لاوین حاصل معنے آیت کے یہہ ہین بھیجے بہت امتون پر جنکے دل نے فساوت اختیار کی تھی رسولون کو بھیجا یہانتک کہ انکو جان و مال کی سختی دی کہ انہون نے الحاح و زاری نہین کی البأساء کے معنے افلاس و محتاجی اور سختی فاقہ کشی قحط ہین والضراء ضر کے معنے بیماری درد آفت تکلیف در جان و مال کا نقصان تضرع کے معنے گھگھانا گڑگڑانا رونا فرمانبرداری کرنا سرکشی چھوڑنا فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا پھر کیون نہ گھگھائے ہوتے جب پہنچا اُن پر عذاب ہمارا لولا حرف تحضیض ہے بمعنی لم کے یعنے باوجودیکہ اُن پر سختی اور تکلیف پہنچے تضرع نہین کی وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ لیکن سخت ہوگئے دل انکے یعنے انہون نے بوجہ دل سخت ہوجانیکے تضرع نہین کی رسولون کو جھٹلایا اور مثل سابق کفر پر قایم رہے معلوم کرنا چاہئے کہ لفظ لولا تضرعوا کا کلام یتضرعوا کے جگہہ پر لایا اس فایدہ کے لئے کہ معلوم ہوجائے کہ انکی تضرع نکرنیکا سبب سوے عناد و قساوت قلب کے نہین تھا اگر لولا نہ لاتے اور صریحا لعظام کو لے آتے تضرع کی نفی کرتے تو کوئی لفظ اسطرح کلام تضرع کے عذر پر دلالت کرتا اسلئے کہ لولا جب ماضی پر آتا ہی تو ملامت اور توبیخ اور ندامت کا فایدہ بخشتا ہی یہہ زجر و ملامت جب ہی متحسن ہوگی کہ اس کام کے نکرنے پر کوئی مانع نہ رہے لکن السعد را کیہ ہی پس ماقبل مین جو وہم پایا جاتا تھا کہ شاید زاری نکرنیکا اللہ تعالی سے سبب قلت قلبی کے ہو سو اس وہم کے دور کرنیکے واسطے کہتا ہی کہ سبب تضرع نہ کرنیکا سنگدلی تھا قساوت کے معنے سختی اور درشتی اور سنگدلی ہی یہان ایک اشکال ہوتا ہی کہ اوپر کی آیت مین یا یہ مذکور دلالت کرتی ہی کہ کفار مصیبت کے وقت اللہ ہی سے تضرع کرتے ہین اور اس آیت مین خدا یتعالی فرماتا ہی کہ انہون نے دل سخت ہوجانیکے سبب سے تضرع نہ کی سو یہہ دونون قول باہم منافات رکھتے ہین جواب اس اشکال کا یہہ ہی کہ اوپر کی آیت مین انکی عام

آگے کہ دوسرے مضمون سے ایک جملہ معترضہ ہی اور اس جملہ معترضہ مین اس مضمون کی تاکید ہی کہ اللہ ہی کے ہاتھہ مین ہر چیز کا نفع و نقصان ہی اور اس

حال بیان کیا تھا یہاں اور قوم کا حال بیان کیا ہی یا یہ ایک بلا دور ہونیکے لئے تضرع کی نہ خلوص دل سے سو دونون آیت مین منافات نہین وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور بھلا دکھائی انکو شیطان نے جو کام کیا سو یہ تھا یعنے انکے کفر اور جھٹلانے کو شیطان نے اچھا اور بھلا دکھایا شیطان کا زینت دینا معصیت کی نسبت پر اچھا دینا اور روغلانا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین مراد یہ ہی کہ بھلے دکھائے شیطان نے انکی گمراہی کو جو کر رہے تھے پھر وے معاصی پر اصرار کرنے لگے جانا چاہیے اس جگہ مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ مستانفہ ہی خدا یتعالی خبر دیتا ہی کہ شیطان انکے کامون کو اچھا بتلاتا ہی دوسرا یہ کہ تست قلوبہم پر معطوف ہی اور استدراک کے تحت مین داخل ہے یہ احتمال ظاہر ہی زمخشری وغیرہ معتزلین کی رائے بھی اسی پر ہے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ پھر جب بھولگئے جو نصیحت دی گئی تھی انکو یعنے پند اور تخویف جو سختی اور تکلیف سے ہوتی تھی چھوڑ دیے اور پند پذیر نہین ہوے بعضون نے معنے یہ کہے ہین کہ جو حکم رسولون نے کیے تھے وہ کل چھوڑ دیے نسیان کے معنے بھولنا فراموش کرنا یہان اس سے چھوڑنا مراد لیے کیونکہ ایک چیز کو چھوڑنا اسے اعراض کرنا ہی گویا اسکو بمنزلہ فراموش کی ہوی چیز کے گردانا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ کھولدیے ہمنے اُنپر ہر چیز کے دروازے یعنے بدلے ہمنے سختی کو فراغت اور تونگری سے بیمار کو صحت بدن اور تندرستی سے یا معنے یون ہین ہر بھلائی کے دروازے جو اُنپر بند تھے ہمنے کھولدیے نعمتین جو انکو دی گئین یا اذ مائش کے خاطر تھین تاکہ انپر حجت قایم کرے پھر عذر خواہی کی جگہ انکو نہووے یا استدراج و مکر کے خاطر تھین امام احمد اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر اور طبرانی کبیر مین اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب تو دیکھے کہ خدا یتعالی کسی ایک اپنے بندے کو دیوے اسکے گناہ پر دنیا مین جو دوست رکھتا ہی تو وہ نہین مگر صرف استدراج ہی اسکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیء الآیۃ استدراج وہ ہی کہ خدا یتعالی بندے کی معصیت پر نعمت تازہ دیوے اور مہلت دیوے تاکہ وہ اُسکے لطف و کرم پر گمان کرکے مغرور ہو جاوے اور اپنے گناہون سے توبہ استغفار نہ کرے پھر یکایک اُسکو پکڑے ابن المنذر نے جعفر سے روایت کی ہی کہ خدا یتعالی نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ سب حال مین مجھ سے ڈرتا رہ میری نعمتین تجھکو

مہلت دیتے کیونکہ ممکن ہے کہ اسوقت میں تجھ پر نظر کرونگا اسکے بعد تجھ پر نظر نہ کرونگا یعنے اپنی رحمت و بخشش کی نظر نہ کرونگا بیہقی نے شعب الایمان میں ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب تو نے خدا تعالیٰ کو اپنی نعمتیں پے در پے اتارتا دیکھا اور تو اسکی نافرمانی میں ہے تو پر حذر رہ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً یہانتک جب خوش ہوے بسبب اس چیز کے کہ انکو دی گئی تو لیا ہم نے انکو پکڑا یعنے فراغت اور تندرستی جو دی گئی تھی وہ اس سے خوش ہوے اور سبب اپنے استحقاق کا جانا تو یک بیک ہمارا عذاب اُن پر آن پہنچا اور یہہ خوشی بسبب انکو تکبر اور نافرمانی کے تھی جیسا قارون دنیا کی نعمتوں پر شاداں ہوا تھا حالت فراغت و صحت میں پکڑ گیا کیونکہ اس حالت میں پکڑا جانا نعمتوں کے فوت ہونے پر نہایت حسرت ہوتی ہے ربیع بن انس کہتے ہیں کہ مچھر جبتک بھوکھا ہو زندہ رہتا ہے پیٹ بھر جاوے تو مرجاتا ہے ابن آدم کی مثال بھی ایسی ہی ہے جب وہ دنیا سے بھر جاوے تو خدا تعالیٰ اسکو پکڑتا ہے فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ پھر تبھی وے ناامید رہگئے یعنے ہر خوبی سے ناامید رہگئے مبلس کے معنے ناامید اور حسرت زدہ اور مایوس سدی نے کہا مبلسون کے معنے ہلکون متغیر حالہم یعنے ہلاک کئے گئے حال انکا تغیر پایا کیونکہ ابلاس منہ متغیر ہونیکو کہتے ہیں اذا فجائیہ ہے اور وہ بصریین کے مذہب پر حرف ہے اور ایک جماعت کے پاس ظرف زمان ہے سیبویہ کہتا ہے وہ ظرف مکان ہے جب ظرف ہو تو ناصب اسکا مبلسون ہوگا جو خبر مبتدا ہے ہے گویا معنے یوں ہونگے المبسوا فی مکان اقامتہم او فی زمانہا یعنے اپنی بسنے کی جگہہ میں یا وقت میں اسکے ناامید ہوے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پھر کٹ گئی جڑ اوس گروہ کی جنہوں نے ظلم کیا یعنے سب وے جڑ پیڑ سے اکھڑ گئی کوئی انمیں سے باقی نہ رہا دابر کے معنے پیٹھ کے پیچھے چلنے والا بعضے کہتے ہیں دابر بمعنی آخر ہے یعنے انکا آخر کٹ گیا بعضے کہتے ہیں دابر بمعنی جڑ ہے یہہ قول سدی کا ہے اور ابن عباس سے بھی اسیطرح مروی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور سراہنے کام اللہ کے جو رب ہے ساری جہانکا اس جملے میں حق تعالیٰ اپنی انکو سراہتا ہے اس سے کہ ظالموں کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیا معنے یہہ ہیں مرسلون کو جھٹلانے والے جڑ پیڑ سے اکھڑ جانا اللہ کی نعمت ہے جو اپنے رسولوں کو انعام دیا اسصورت میں یہاں حمد کا بیان تعلیم ہے رسولوں کو اور جو انپر ایمان لائے تاکہ اللہ تعالیٰ کو سراہیں اس سے کہ ستمگاروں کی بدی سے آپ کافی ہوا اور بھی تعلیم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انکے اصحاب کو کہ خدا تعالیٰ جب مشرکین کو ہلاک کریگا تو اپنے پروردگار کی ستایش کریں بعضوں نے کہا

ہے یہہ ہین تمنای کامل اور شکر دایم اللہ ہی کو ہی صاحب ساری جہانکا ایسا جسنے نعمت دی رسولون اور طاعت انکو
مومنین پر انکی حجت غالب کرنیسے اور دشمنون کو عذاب بھیجکے مستاصل کر دینے سے قُلْ تو کہہ یعنی اے محمد مکہ کے
مشرکون کو تو کہہ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ دیکھو اگر
چھین لے اللہ تمھارے کان اور انکھین اور مہر کر دی تمہارے دلون پر یعنے تمکو بہرا اور اندھا کر دیوے اور
کسی چیز کی سمجھ دنیا کے امور سے تمکو نہ دیوے مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ کون وہ رب ہی اللہ کے سوائے
جو تمکو یہہ لا دیوے یعنے خدا یتعالی جو چیز چھین لے کون دوسرا تمکو لا دیگا کان آنکھ دل تینون اعضا کو ذکر کیا یہہ تینون
انسان کے اشراف اعضا سے ہین جب بیکار ہون تو انسان کے جسدی انتظام مین خلل آجاتا ہی اور کام اسکا
بگڑ جاتا ہی اور دین و دنیا کے خوبیان باطل ہو جاتی ہین معلوم کرنا چاہیے کہ اس کلام کے لے آنیسے صانع حکیم کے
وجود پر دلالت کرنیوالی چیزین بیان کرنی غرض ہین گو یا تقدیر کلام کی یون ہوی ان اعضاے پیدا کرنے اور چھین لینے
قادر وہی حق سبحانہ وتعالی ہے جو سزاوار عبادت کا ہی اور مستحق تعظیم کا وہ جو تم بتون کی پرستش کرتے ہو اور انکو
ساجی انکو تمہارے موسوے کا یق بندگی کے نہین اَرَاَيْتُمْ کا مفعول اول محذوف ہی گو یا تقدیر یون ہی اَرَاَيْتُمْ سَمْعَكُمْ
وَاَبْصَارَكُمْ اِنْ اَخَذَهَا اللّٰهُ یعنے خبر دو اپنے کان اور انکھون سے کہ اگر انکو اللہ چھین لے مَنْ اِلٰهٌ کا جملہ استفہامیہ ہے
موقع ہین مفعول ثانی کے واقع ہوا ہی اور جواب شرط کا محذوف ہی جیسا اوپر گذرا اَرَاَيْتُمْ کو یہان کاف خطاب سے
متصل نہین کیا اوپر کی آیت مین کاف خطاب سے متصل کیا تھا سو تہدید وہان بڑی ہونیسے تاکید لے آنا مناسب ہوا
مَنْ مبتدا ہی آلہ اسکی خبر ہی غیر اللہ اور یاتیکم دونون صفت آلہ کے ہین یہ کی ضمیر فعل کے معنے ظرف راجع ہی گو یا تقدیر
یہہ ہی من آلہ غیر اللہ یاتیکم یا اخذ منکم یعنے جس چیز کو اللہ نے تم سے چھین لیا کون معبود ہی ایسا جو اسکو لا دے اگر ضمیر کو
سمع اور ابصار اور قلوب کی طرف پھیرین احد ہذہ المذکورات کی تاویل سے تو بھی جایز ہی سمع کے معنے سننا اور کبھی
قوت سامعہ اور عضو جو حامل قوت سامعہ کا ہی بھی اُسپر مجازاً سمع کی اطلاق کرتے ہین اور یہان یہی معنے مجازی مراد ہین
سمع کو مفرد اور ابصار و قلوب کو جمع لانا باعتبار اصل کے ہر اسلئے کہ سمع مصدر ہی اور مصدر کی جمع نہین آتی یا مضاف
محذوف ہی تقدیر اسکی حواس سمعکم ہی اگر سمع کو اصلی معنے پر باقی رکھکے مضاف کی تقدیر کرین تو بھی جایز ہی گو یا تقدیر
عبارت یہہ ہی یعنے تمہارے سننے کے جگہون مین ختم علی قلوبکم کے معنے مہر کر دی یعنے انکے دلون پر مہر کر دی اسلئے

وے ہدایت نہیں پاتے یا معنے اسکے زایل کردی انکی عقل ہلاکت دیوانوں کی طرح بیشکے یا ختم ہے مادۃ الضلالۃ ہر دو معنے
مردہ کردیا تمہارے دلوں کو اَنظُرْ دیکھ یعنے ای محمد تو دیکھ اس خطاب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عجب ہیں قبائح کفار
باوجود ایسے آیات روشن معاینہ کرنیکے اثر پذیر ہوے کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ
کیسی ہم پھیرتے ہیں نشانیاں پھر وہ منہہ موڑتے ہیں یعنے کیسی باتیں مختلف وجوہ سے ہم بیان کرتے ہیں کبھی ترغیب
اور کبھی ترہیب اور کبھی اگلے لوگونکے احوال سے تنبیہ اور تذکیر پھر بھی ان باتون سے وہ کافر کنارہ کرتے ہیں اور ایمان
نہیں لاتے آیات سے مطلق دلایل مراد ہیں یا قرآن کے دلایل مطلقا مراد ہیں یا اول سورہ سے یہان تک جو دلایل مذکور ہوے
یا ماقبل اس آیت کے جو دلایل گذرے مراد ہیں ثم معطوف ہے تصرف پر اور فایدہ ثم کا یہہ ہے کہ ظہور دلایل کے بعد
ایمان سے روگردان ہونا مستبعد ہے بعید ہے قُلْ کہہ تو یعنے ای محمد تو بول اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ
بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً خبر دو تو اگر آوے تم پر اللہ کا عذاب بیخبر یا باخبر معلوم کرنا چاہیے کہ اوپر کی دلیل کان انکھ
دل چھین لینے ہیں مخصوص تھی یہہ دلیل سب انواع عذابون کو عام ہے گویا معنے یون ہیں کہ انواع عذاب سے کسیطرح کے
عذاب کو دفع کرنیوالا اور کسی بھلائی کو بھلائیون سے حاصل کرنیوالا بجز ذات پاک حق سبحانہ وتعالی کے کوئی نہیں پس
لایق انواع بندگی کے وہی معبود برحق ہے بغتۃ سے مراد بی علامت سابقہ عذاب آنا جہرۃ سے مراد علامت کے ساتھ
عذاب آنا بعضے کہتے ہیں بغتۃ سے رات جہرۃ سے دن مراد ہے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے حسن بصری کی روایت
میں بعضے مفسرین اس تفسیر پر اشکال کرتے ہیں کہ بغتۃ سے مراد بی علامت سابقہ عذاب آنا اولی ہے کیونکہ اگر عذاب
شب کو آوے اور وے اسکے آنیکو معاینہ کریں تو وہ بغتۃ نہیں ہوا اگر دن کو آوے اور وے اس سے بی خبر رہیں تو
جہرۃ نہیں ہوا تبدہ عاصی کہتا ہے بغتۃ جہرۃ سے رات دن مراد ہوے تو اصلی معنے کو معتبر رکھنا بعید بات ہے
کیونکہ اس مراد پر بغتۃ رات کے عذاب کو کہینگے خواہ اسکے آنیکو معاینہ کرے یا نہ کرے ایسا ہی جہرۃ دن کے عذاب کو
بولینگے خواہ اسکو دیکھے یا نہ دیکھے واللہ اعلم هَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ نہیں ہلاک کیے جاوینگے مگر ظالم
لوگ یعنی اگر اللہ کا عذاب آوے تو کوی ہلاک نہوگا بجز کفار کے اسلیے کہ انہون نے بیشک اپنی جان پر ستم کیا
ہل استفہامیہ ہے بمعنی نفی کے اور استثنا مفرغ ہے یعنے مستثنی منہ اسکا مذکور نہیں ہوا جاکی سے ناخوشی اور
غضب کی ہلاکی مراد ہے اسلیے کہ جب عذاب اترتا ہے تو نیک و بد دونون ہلاک ہوتے ہیں پر نیکون کی ہلاکی بعضے بلا

نہین ہوتی بلکہ ثواب اور درجات اُنکے اس سے اللہ تعالیٰ کے پاس بلند ہوتے ہین بخلاف بدکارون کے دنیا و آخرت دونو نکا خسارہ انکے حق مین متصور ہے پس حقیقت مین ملاکی بدکارون کے لئے ہوی اسیواسطے خدا تعالیٰ نے اونکا وصف ہلاک ہونیکا فرمایا وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ اور ہم نہین بھیجتے ہین پیغامبرون کو مگر خوشی اور ڈر سنانے والے یعنے رسولون کو اسی واسطے ہم بھیجتے ہین کہ مومنون کو جنت کی بشارت دیوین اور کافرونکو دوزخ کا ڈر سنادین آیات و معجزات بتلانا کچھ انکو قدرت نہین بلکہ یہہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ کلام مستانف ہے ماقبل سے متعلق نہین منصب رسالت کو جو عہدہ لازم تھا اُسکے بیان اور تحقیق کیواسطے لایا اور بھی اسمین اظہار ہے بیباکی کفار جو آیات طلب کرتے ہین سو منصب رسالت کو اس سے کوئی علاقہ نہین الا مبشرین و منذرین حال واقع ہے مرسلین سے اور اس حال مین علیت کے معنے مقدر ہین یعنے ہمنے رسولون کو اسلئے نہین بھیجا کہ معجزے درخواست کیے جاوین بلکہ اسلئے کہ بشارت دیوین اور ڈر سنادین فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ پھر جو کوئی یقین لایا اور صلاحیت پکڑے تو نہ ڈر ہی اُن پر اور نہ وے غم کھاوین یعنے جو لوگ رسولون پر ایمان لائے اور عمل ٹھیک اللہ کیواسطے کیے تو آخرت مین انکو عذاب کا خوف اور محرومی ثواب کا غم نہین مَنْ یا موصولہ ہی محل مین مرفوع کے ہے ابتدائیت سے اور فلا خوف اُسکی خبر ہی فا اسمین زاید ہی یا شرطیہ ہے اور فلا خوف جزا ہے آمن و اصلح کو مفرد لانا بلحاظ لفظ من کے ہے اور فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون باعتبار معنے من کے جمع کے صیغہ سے لائے گئے وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ اور جنھون نے جھٹلائین ہماری آیتین اُنکو پہنچیگا عذاب اسپر کہ بے حکمی کرتے تھے یعنے اس سبب سے کہ طاعت الٰہی سے منکر ہوتے تھے بِمَا کانوا مین با سببیہ ہے اور ما مصدریہ ہے یعنے بسبب انکے فسق کے معنے لغت مین نکلنا سو جسنے خدا تعالیٰ کے حکم سے نکلا تو فسق کہتے ہین خواہ سارے احکام سے نکلے یا بعضے احکام سے پر یہان سارے احکام سے نکلنا مراد ہے یعنے اسپر ایمان لانیسے اور اسکی بندگی کرنیسے نکلے ہین قُلْ تو کہہ یہہ خطاب ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے ای محمد صلعم تو مشرکین سے کہہ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ مین نہین کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہین اس آیت کی شان نزول مین مفسرین کہتے ہین مشرکین آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند معجزے طلب کیے تب خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ کفار کو کہیے مین اسیواسطے بھیجا گیا کہ بشارت دوون

اور دوسروں میں نہیں کہتا کہ اللہ کے روزی کے خزانے میرے ہاتھ میں ہیں تم جو مانگو وہ دوں بلکہ اسکے دست قدرت میں ہیں یہہ فرمایا کسواسطیکہ مشرکون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تم اللہ کے سچے رسول ہو تو ہم پر فراخی ہونے اور محتاجی دفع ہونے کیواسطے اللہ تعالی سے دعا کرو سو حضرت نے خبر دی کہ اللہ کے خزانے اُسی کی دست قدرت میں ہیں خزائن جمع خزینہ کی ہے مال محفوظ رکھنے کی جگہہ کو کہتے ہیں یہاں ایک مضاف مقدر ہے گویا تقدیر اسکی خزائن رزق اللہ ہے یعنے اللہ کی روزی کے خزانے یا تقدیر اُسکی خزائن مقدورات اللہ ہے یعنے اللہ کے مقدورات کے خزانے یا خزائن سے مجازا مقدورات مراد ہیں یعنے میں دعوا نہیں کرتا ہوں کہ خدا تعالی کے مقدورات مجھے تفویض ہیں جیسا چاہوں ویسا تصرف کروں **تنبیہ** مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ خصائص سے یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت کو اپنے خزائن کے کنجیان عطا کیں یعنے علما کہتے ہیں خزائن سے اجناس عالم کے خزائن مراد ہیں یعنے عالم سفلی کے خزینے جملہ تا عالم جسکو اپنے ذاتوں کے واسطے طلب کرتے ہیں (جمع جنس کی مفرد عوام ہے) اور بقدر رائکے واسطے نکالیں اور عالم میں جو ارزاق ظاہر ہوتے ہیں اسم الہی الکو عطا نہیں کرتا بجز واسطہ ذات پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپکے ہاتھہ اُسکے کنجیان ہیں اور مفاتیح الغیب یعنے غیب کل کا علم جیسا اللہ تعالی سے مخصوص ہے اللہ تعالی کے سوا کسی کو نہیں جانتا ویسا ہی اللہ تعالی اُس سید کریم کو اپنے خزانوں کے کنجیان کی خصوصیت کا مرتبہ عطا کیا انتہی ابن حجر ہیثمی شرح ہمزیہ میں لکھتا ہے کہ کنیت ابوالقاسم نے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ خصوص پائی ہے تو وجہ مناسبت اس امر کے لئے اعلام ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے تمامی شیون میں خلیفہ اعظم ہیں علی الخصوص مقام قسمت ارزاق اور علوم اور معارف اور طاعات کے پھر صحیح حدیث میں جو آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما انا قاسم واللہ المعطی یعنے میں نہیں ہوں مگر تقسیم کرنیوالا اور اللہ تعالی عطا کرنیوالا ہے اسیوجہ سے اور یہاں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں کہتے ہیں اللہ تعالی نے آپ کو مفاتیح الخزائن یعنے اپنے خزائن کی کنجیان عطا کی ہیں اور بھی ابن حجر ہیثمی نے جوہر المنظم میں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنیوالے کو سزاوار ہے ان امور کو مستحضر کرنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر کرم میں زندہ ہیں اور زایرون کے اختلاف وجرا و احوال اور دل اور اعمال کو جانتے ہیں اور ہر ایک کی اُسکے حال کے مناسب مدد کرتے ہیں اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے خلیفہ اعظم ہیں اللہ تعالی نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے مائدے آپکی اطاعت و ارادے میں

ہم فقیر نے اس مضمون کو اپنے رسالے "تنبیہ المستفتاں بانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے خلیفہ اعظم ہیں" میں بہت سی روایات سے ثابت کیا ہے

ہے جس کو چاہے اسکو عطا کرے جسکو چاہے اس سے منع کرے امام احمد اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور ابو نعیم جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر مجھکو ملی گئیں حریر کے کپڑے میں جبرئیل علیہ السلام نے اسکو لاکر دیا مخفی نرہے کہ یہ خصوصیت آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ کو منافی نہیں کیونکہ رزق کے خزانے اور مقدورات سب اُسی حی سبحانہ کے ہاتھوں میں ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ اور شفیع اسکے فیضان کا ٹھہرے ہیں پس خدا تعالیٰ اپنی نعمتوں کا فیضان حضرت کی وساطت سے کرتا ہے جیسا بچہ کی خلقت اور قبض ارواح اور نزول باران وغیرہ فرشتگون کی وساطت سے کرتا ہے اور فرشتون کو ان چیزون کا فاعل حقیقی ہونا لازم نہیں آتا بلکہ یہ سب چیزیں حقیقۃً حی سبحانہ کی قدرت وحکم سے ہیں ملایکہ کیطرف ان چیزوں کی نسبت مجازًا فی الاسناد ہے اسیطرح جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے فیضان نعمت کرتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عطا کی اسناد مجازا فی الاسناد ہے حقیقت میں رزاق وہاب نعم وہی حی سبحانہ وتعالیٰ ہے وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ اور نہ میں غیب جانتا ہون یعنے گذشتہ چیزیں اور آیندہ کے خبریں نہیں جانتا یہہ جملہ معطوف ہے ولا اعلم پر یعنے میں نہیں کہتا کہ میں جانتا ہون چھپی ہوی بات کہ جسکی وحی مجھ پر نہیں اتری بلکہ اسیقدر جانتا ہون جو خدا تعالیٰ وحی سے یا کوئی دلیل سے نصب کرنے سے مجھکو معلوم کراتا ہے یہہ اسلئے فرمایا کہ کفار نے حضرت سے کہا زمانہ آیندہ میں ہمارے لئے کونسے امور میں بھلائی اور برائی ہے اسکی خبر دو تاہم اپنی بھلائی کے حاصل کرنے اور برائی کے دفع کرنے کیواسطے متوجہ ہوویں حضرت نے انکے جواب میں فرمایا میں غیب بالذات نہیں جانتا تو تم سوال کرتے ہو اسکی خبر دون وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اور نہ میں تم سے کہتا ہون کہ فرشتہ ہون یعنے فرشتے کی جنس سے ہونا دعوی نہیں کرتا ہون کیسلئے کہ فرشتہ اوسپر قادر ہے کہ آدمی جیسا قادر نہیں اور مشاہدہ کرتا ہے وہ جو آدمی اسکو مشاہدہ نہیں کرتا ہے یہہ فرمایا کہ سوا اسکیکہ کفار بولے یہہ کیسا رسول ہے کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے اور عورتیں کرتا ہے سو حضرت نے جواب میں فرمایا ہے کہ میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہون اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ میں پیروی اسیکی کرتا ہون جو مجھ پر وحی ہوتی ہے یعنے میں نکو وہی خبر دیتا ہون جو خدا تعالیٰ مجھ پر حکم اتارتا ہے حاصل معنے آیت کے یہہ ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو جتلا دیا کہ آپ اللہ کے خزانے کے مالک نہیں جو لوگون کو اس سے روزی پہنچاوین اور نہ آپ غیب جانتے ہین جو گذشتہ باتین اور آیندہ کی خبر دیوین نہ آپ فرشتہ ہین جو

اس چیز کو جسے بشر نہیں دیکھتا بلکہ اسی پر آپ چلتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے حکم آتا ہے معلوم کرنا چاہیے کہ ان امور کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات شریف سے نفی فرمائی اس میں کیا فائدہ ہے اس میں مفسرین کے تین قول ہیں پہلا قول اللہ کے ساتھ تواضع اور عجز ظاہر کرنے اور اسکی عبودیت کے اقرار کرنے کے واسطے ہے تاکہ نصاریٰ کے قائل جو عیسیٰ علیہ السلام سے اعتقاد رکھتے ہیں آپ سے اعتقاد نہ رکھیں دوسرا قول کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب اور قوی معجزے چاہے چنانچہ کہا ہم جب تک ایمان نہ لائینگے کہ پانی کا چشمہ زمین سے نہ ابلے سو خدا تعالیٰ نے انکے جواب میں امر فرمایا کہ یہہ کہدو کہ میں دعوی نہیں کرتا مگر نبوت اور رسالت کا وہ جو امور تم مانگتے ہیں سو خدا تعالیٰ کی قدرت کے ہیں انکا حاصل ہونا ممکن نہیں گویا اس کلام سے اپنی عاجزی اور ناتوانی ظاہر کرنا اور معجزے جو وے مانگتے ہیں اسمیں اپنی عدم استقلالی بیان کرنا مقصود ہے تیسرا قول لا اقول لکم عندی خزائن اللہ کے معنے قدرت جو لایق شان کبریائی ہے اس سے میں موصوف ہونیکا دعوی نہیں کرتا ولا اعلم الغیب کے معنے اللہ تعالیٰ کے علم سے موصوف ہونیکا میں دعوی نہیں کرتا پس ان دونوں جملوں سے یہہ معنی حاصل ہوئی کہ میں دعوے الوہیت کا نہیں کرتا اسکے بعد ولا اقول لکم انی ملک کا جملہ لایا کہ اسطیکہ مرتبہ الوہیت کے بعد کوئی درجہ فرشتوں سے بلند تر نہیں ہے مگر یا حاصل مطلب آیت کا یہہ ہے کہ میں دعوی الوہیت اور ملکیت کا نہیں کرتا لیکن رسالت کا دعوی کرتا ہوں اور یہہ منصب البتہ منجانب کمالات بشری ہے پھر تم کیوں میرے کلام اور دعوی رسالت کا انکار کرتے ہو معلوم کرنا چاہیے کہ بشر افضل ہیں یا ملایکہ سو اسمیں اختلاف ہے اکثر اہل سنت کہتے ہیں کہ انبیا ملایکہ سے افضل ہیں معتزلہ کہتے ہیں ملایکہ انبیا سے افضل ہیں اسی قول کو قاضی ابوبکر باقلانی اور عبداللہ حلیمی نے ہمارے اصحاب سے اختیار کیا ہے چنانچہ بیان اسکا باستوین وردمین گذرا حجائی معتزلہ اسے اپنے مذہب پر اس آیت سے دلیل لیتا ہے کہ انبیا علیہم السلام سے ملایکہ کے افضل ہونے پر یہہ آیت دلالت کرتی ہے کیونکہ معنے ولا اقول لکم انی ملک کے یہہ ہیں کہ میں دعوی نہیں کرتا اس مرتبے کا جو اوپر میرے مرتبہ کے ہے نہیں تو ملکیت کی نفی کرنا صحیح نہ ہوتی قاضی عبدالجبار معتزلی نے اسمیں تفصیل کی ہے کہ غرض نفی سے اگر تواضع ہے تو ملک افضل ہونے پر آیت کا دلالت کرنا اقرب ہے اگر نفی قدرت کی ایسے افعال سے کہ جن پر سوائے فرشتوں کے کوئی قدرت نہیں رکھتا عرض ہو تو ملایکہ کے افضل ہونے پر آیت دلالت نہیں کرتی محقق تفتازانی کہتا ہے ثانی غرض مقام کے مناسب ہے بر تقدیر تسلیم کے ملایکہ کی فضیلت

مخالفین کے زعم مین جو ہی بموجب انکے زعم کے افضل ہونا کافی ہی نفس الامر مین افضل ہونا ضرور نہین بندۂ عاصی کہتا ہی
انکار کا انکار بسبب قبیل سے تھا کہ رسول البشر کی جنس سے نہو اسی واسطے کہا کہ یہ رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہی اور پانی
پیتا ہی اور جماع کرتا ہی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے جواب مین اپنا جنس ملک سے ہونا نفی فرمایا اس سے
تفضیل ملایکہ کی لازم نہین آتی اسپر بھی غرض کے لحاظ سے ملایکہ کے افضل ہونے پر آیت دلالت نہین کرتی کیونکہ
خدا تعالی کے حضور مین اپنی تواضع اور انکسار بیان کرنیسے ملایکہ کا افضل ہونا لازم نہین آتا دیکھو بخاری وغیرہ کے
روایات مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تفضلونی علی یونس بن متی یعنے فضیلت مت دو مجھکو یونس
متی کے بیٹے پر حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل البشر ہونے اور سب انبیاء پر فضیلت رکھنے مین کسیکو خلاف نہین
پھر اپنی فضیلت سے امتناع ازراہ تواضع تھا حافظ عسقلانی نے فتح الباری مین کہا بڑے کے مرتبے کو تواضع سے
انحطاط نہین ہوتا ہی بلکہ تواضع اسکی جلالت و رفعت زیادہ کرتی ہی واللہ اعلم معلوم کرنا چاہیے کہ مفسرین کہتے ہین
ان اتبع الا ما یوحی کی ظاہر آیت اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حکم مین اجتہاد نہ فرماتے
تھے بلکہ سب اوامر و نواہی مین خاص اللہ تعالی کی وحی سے کام فرماتے تھے لیکن اصح اور مرجح قول پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو اجتہاد کرنا بعضے احکام مین جایز ہی امام شافعی کا ظاہر مذہب اور امام احمد اور اکثر مالکیہ اور قاضی ابو یوسف
اور بعضے معتزلہ کا مذہب بھی یہی ہی اسصورت مین خاص کرنا آنحضرت کا اپنے کو اتباع وحی سے باعتبار تبلیغ
رسالت کے ہی پس تخصیص اتباع کی اصول احکام اور فروع منصوصہ پر مقصور ہوگی قُلْ تو کہہ یعنی تو مشرکونکو بول
هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ کیا اندھا و بینا برابر ہین اعمی سے کافر مراد ہی اور بصیر سے مومن مراد ہے
یہہ قول قتادہ کا ہی کہ اعمی کافر ہی جو اپنے اللہ کے حق سے اور اسکے امر سے اور نعمتون سے اندھا ہی اور بصیر
مومن ہی کہ چشم نافع پایا پھر حقتعالی کو ایک سمجھا اور اسکی بندگی کیا اور نفع پایا جو اللہ تعالی اسکو بخشا بعضے بولے
اعمی سے گمراہ اور بصیر سے مہتدی مراد ہی یہہ قول مجاہد کا ہی بعضے کہتے ہین اعمی اور بصیر سے نادان اور دانا
مراد ہی اور استفہام بیان انکاری ہی مراد اس سے انکار ہی حقایق امور کو جاننے والا اور نہ جاننے والا برابر ہونے
امر محسوس مین ہی اشعار کمال ظہور برہان حقایق کے اور اسمین ہی گمراہی سے بچنا اور ہدایت الہی خواہش
کرنے کی تعلیم کرنا چاہیے یہہ آیت [illegible]

اور وے اسکو قبول کرنے پر شروع سورہ سے گذرا ہی یا مانند تذییل ہے ان اتبع الا ما یوحی سے یا قل لا اقول لکم عندی خزاین اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک سے پہلی وجہ مین یہہ تمثیل ہی گمراہ اور ہدایت کی دوسری وجہ مین تمثیل جاہل اور عالم کے ہی تیسری وجہ مین تمثیل ہی امر محال طلب کی جیسے الوہیت حکمیت اور امر محکن کے دعوی کرنے والے کی جیسی نبوت اَفَلَا تَتَفَکَّرُوْنَ ۝ کیا تم سوچتے نہین یعنے یہہ دونون برابر نہین سوتم غور و تامل نہین کرتے معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ جملہ امر کے تحت مین واقع ہی مقصود اس سے زجر و توبیخ ہی اور عطف اسکا ایک مقدر پر ہی جو مقام اسکو مقتضی ہی گویا تقدیر یہہ ہی الا تسمعون ھذا الکلام الحق فلا تتفکرون فیہ یعنے کیا تم نہین سنتے اس راست بات کو اور اسمین دھیان نہین کرتے یا تقدیر اسکی تسمعونہ فلا تتفکرون فیہ یعنے اس بات کو سنتے ہو اور اسمین دھیان نہین کرتے پہلی تقدیر پر وجہ توبیخ کی سمع اور فکر دونون کا چھوڑنا ہے دوسری تقدیر پر فقط فکر کو چھوڑ دینا ہی فکر کے سامان ہوتے پر وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ اور ڈرا دے اس سے ان لوگون کو جو ڈرتے ہین کہ جمع کئے جاوینگے اپنے رب کے پاس انذار کے معنے ڈر کی جگہے سے خبردار کرنا ہے کا مرجع یا قرآن ہی یہہ قول ابن عباس اور زجاج کا ہی دلیل اُسپر ان اتبع الا ما یوحی الیّ کا جملہ ہی جو ماقبل آیت مین واقع ہوا یا مرجع اللہ تعالی ہی یہہ قول ضحاک کا ہی معنے یہہ ہین خبردار کردے اس قرآن سے یا اللہ سے جنکو ڈر ہی کہ اپنے رب کے نزدیک جمع ہونگے لیکن ضمیر کا مرجع قرآن لینا اولی ہی کیونکہ انذار اور تخویف قول گفتار سے ہوتی ہی نہ اللہ تعالی کی ذات سے معلوم کرنا چاہیے کہ خدا تعالی بعد حکایت احوال کفار کے جو باوجود ایسی روشن آیتین اور معجزے دیکھنے کے پند پذیر نہ ہوے سو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو امر فرمایا کہ جنکو فی الجملہ وعظ قبول کرنے اور مرید ہونیکی توقع ہی انہین اس سے ڈرا دو اور خبردار کردو اور الذین یخافون سے کفار مراد ہین کہ جنکا ذکر اوپر گذرا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کے عذاب سے ڈر بلاتے تھے سو اکثر وقت اُنسے بعضے متاثر ہوکے اُنکی خاطر پر گذرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہتے ہین وہ راست ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس سے مراد مومنین ہین کیونکہ وے روز قیامت اور اُس کے شدت ہول سے ڈرتے ہین اُس قول پر مومنین سے گنہگار مومنین مراد ہین بعضون نے کہا یخافون بمعنے یعلمون کے معنے سے ہی یعنے جو جانتے ہین اور مراد اس سے مسلمان اور کتابی ہین جو بعث کا اقرار کرتے ہین پھر انذار کو حشر کے ڈر دینے سے

ع ۱۲

مخلوق کیا گو کہ انذار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام خلایق سے تھی کیسلئے کہ وے حشر و بعث کے صحت کا اعتراف کرنیسے
انکار سے اپر حجت ہو کہ تو وے تبعضے کہتے ہین مراد اس سے تمام خلایق ہین مومن ہون یا کافر حشر کا اقرار
کرین یا انکار کرین کسواسیلیکہ کوئی آدمی نہین جو حشر سے اندیشہ نہین کرتا خواہ یقین لاوے یا شک کرے اور
ہمین اسمین لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلایق کیطرف مبعوث ہین اور آپکی دعوت تمام امتون کو عام ہے لَيْسَ لَهُمْ
مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ نہین کوی انکا اسکے سوا دوست اور نہ سفارشی والا یعنے اللہ کے سوا
کوئی حمایتی قرابتدار اور سفارشی انکا نہین جو انکی مدد اور سفارش کرے یہہ جملہ حال ہے حشرون کی ضمیر سے معنے
یون ہین الذین یخافون ان یحشروا غیر منصورین ولا مشفوعا لھم یعنے جنکو ڈر ہے کہ جمع ہونگے حالانکہ
کوی انکا نہین مددگار اور نہ سفارشی ڈرادے اس قرآن سے اگر اسکو انذر کی ضمیر مستتر سے حال الذین تو بھی
جایز ہے گو یا معنے یون ہونگے ڈرادے تو انکو حالانکہ تو انکے ڈرنے کی امید رکھتا ہے نہین کوی انکا اسکے سوا سے الخ
اس جملہ کو تعلیلیہ لینا انذر سے بھی جایز ہے گو یا معنے یون ہونگے ڈرادے تو انکو کیواسطے کہ انکا کوی نہین اسکے
سوا حمایتی اور سفارشی والا معلوم کرنا چاہیے کہ الذین موصول سے اگر کفار مراد لیوین تو یہان کچھ اشکال نہین
کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع یعنے نہین ہے ستمگارون کے لئے کوئی دوست
اور نہ سفارشی جسکی اطاعت کیجاے اگر مسلمین مراد لیوین تو اسمین اشکال ہے کسواسیلیکہ امت کے گناہگارون
کیلئے ہمارے شفیع المذنبین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت کرنا ایسا ہی اور انبیاء و ملایکہ اور مومنین کا شفاعت
کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ رسول اور ملایکہ وغیرہما کی شفاعت اللہ تعالی کے اذن سے
ہے خدا تعالی فرماتا ہے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعنے کون ہے ایسا کہ سفارش کرے اسکے پاس مگر
اسکے حکم سے یعنے کوئی اسکے پاس سفارش نہ کریگا مگر اسکے حکم وارادے سے پھر جب اسکے حکم وارادے سے سفارش کرین
تو معنے آیت کے صحیح ہوے کیونکہ معنے یہہ ہین اللہ کے سوا کوئی انکا حمایتی اور سفارشی نہین یہانتک کہ اللہ تعالی انکے
سفارش کا حکم دیوے جب حکم دیا تو خدا تعالی کے جانب سے مومنین کیلئے انبیا وغیرہ حمایتی و سفارشی ٹھہرین جناب
مولوی اسمعیل علیہ الرحمہ اس اشکال کے جواب مین اپنی تفسیر مواہب الرحمن مین لکھتے ہین و شفاعت کردن پیغمبران
و ملایکہ عظام و صلحای ذوی الاحترام عصات مومنین را در روز قیامت ہر گاہ کہ ثابت و محقق ست بنصوص

وہ دون بزرگان مذکورین ماذون ومجاز درین باب از پروردگار رحیم وکریم نیز معلوم ست ثبوت می یابد وحق
مومنین ولی وشفیع دران روز از جانب خدا تعالی حتما انتہی بیان سے معلوم ہوگیا ہے کہ ہمارے سرور کائنات
شفیع المذنبین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالی مومنین کے واسطے شفاعت کرنے اور بخشش مانگنے کا حکم کر چکا ہے
پس بارگاہ کبریائی سے مومنین کے لئے آپ شفیع ٹھہر چکے ہیں خدا تعالی فرماتا ہے فاستغفر لذنبك وللمومنین
والمومنات ابن ماجہ ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیرت
بین ان یدخل نصف امتی الجنة وبین الشفاعة فاخترت الشفاعة لانها اعم اترونها للمتقین
ولکنها للمذنبین الخطائین یعنے اختیار دیا گیا میں خدا تعالی کیطرف سے درمیان اسکے کہ داخل ہووے میری آدھی امت
جنت میں اور درمیان شفاعت کے پس میں نے شفاعت اختیار کی کیونکہ شفاعت اشمل ہے کیا تم گمان کرتے ہو شفاعت
پرہیزگاروں کے لئے خاص ہے لیکن وہ گنہگاران خطاکار کے لئے ہے حاکم اور بیہقی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دکھائی گئی مجھے وہ چیز جس سے میری امت میرے بعد جاملیگی اور
اوسمیں ایک دوسرے کی خونریزی کرنا اور خدای عزوجل کی جانب سے انکے حق میں ہوچکا وہی جو اگلے امتوں پر گذرا
یعنے میری امت کیلئے خدا تعالی نے جو مقدر کیا اور ارادہ کیا ہے بموجب اسکے واقع ہونا مجھے معلوم ہوگیا فسالت الله
ان یوتینی شفاعة یوم القیمة فیهم ففعل یعنے پھر میں نے سوال کیا خدای عزوجل سے اس بات کا کہ دے مجھکو
شفاعت انکی قیامت کے دن سو خدا تعالی نے عطا کیا یعنے جو میں نے مانگا سو اسکو خدا تعالی نے عطا کیا اور گنہگاروں
کی شفاعت قبول کی بخاری اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
پانچ خصلت مجھکو دی گئیں کسی کو میرے آگے نہیں دی گئیں الحدیث اسمیں ہے واعطیت الشفاعة یعنے اور
دیا گیا میں شفاعت یعنے شفاعت کبری مجھکو پس بموجب ان نصوص کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں حکم
شفاعت کا اور اختیار شفاعت کامل چکا اور حضرت خدا تعالی کی جانب سے مومنین کے لئے ولی اور شفیع ٹھہر چکے

۷۹ ع ۱۱ پھر آیت میں کہہ تسکا انہیں اللہم شفعہ فینا بجاہ نبیک خیر خلقک اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝
نماید وے بچتے رہیں یہ جملہ یا علت واقع ہوا ہے انذر سے یعنے خبردار کر اس سے ڈر والوں کو تاکہ وے کفر اور
گناہ سے ڈرتے رہیں یا انذر کی ضمیر سے حال پڑا ہے یعنے خبردار کر دے انکو حالانکہ تو انکے ڈرنیکا امیدوار ہے

بالقول الواقع علی الذین سنے گویا تقدیر پر کسی یون ہی انذرہم مرجوا منہم التقوی یعنے خبردار کردے انکو حالانکہ امید رکھی گئی ہی انسے ڈرنا ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغدوۃ والعشی یریدون وجہہ اور نہ مانگ جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہین منہ اوسکا یعنی ان ضعیفون کو جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہین اوسکو چاہتے ہین اور اموال دنیاوی سے کچھ انکو غرض نہین انکی ضعیفی اور فقیری کے سبب سے تو اپنے پاس سے مت چلا دے اس آیت کی شان نزول مین مفسرین لکھتے ہین کہ سلمان اور خباب بن الارت کہتے ہین کہ یہ آیت ہمارے حق مین اتری ہی سو اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن الفزاری مولفۃ القلوب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ صہیب و بلال اور عمار اور خباب ضعفاء مومنین کے ساتھ بیٹھے ہین پھر حقارت کی راہ سے بولے یا رسول اللہ اگر آپ صدر مسجد مین بیٹھین اور انکو اور انکے بدبوئون کو ہمسے دور کرین تو ہم آپکے ساتھ بیٹھین اور آپ سے استفادہ حاصل کرین ان غربا پر صوف کے جبے تھے ایک سے دوسرا جبہ بدلنے کے واسطے نہین تھا ہمیشہ پہنے سے اسمین بدبو کی مارتی تھی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین مومنون کو اپنے پاس سے ہانکنے والا نہین ہون مولفۃ القلوب کہنے لگے کہ عرب کو ہماری فضیلت معلوم ہونے کے واسطے ہم چاہتے ہین کہ ایک مقام ہمارے لئے مقرر ہو کہ عرب کی وفد آپ پاس آیگی ان غلامون کے ساتھ عرب کا ہمین دیکھنا شرم آتی ہی جب ہم آپ پاس آوین تو انکو اٹھا دو جب ہم فارغ ہووین تو آپکو انکے ساتھ بیٹھنے کا اختیار ہے حضرت نے فرمایا بہتر اسپر انہون نے نوشتہ مانگا پھر حضرت نے کاغذ منگوا علی رضی اللہ عنہ کو لکھنے کے واسطے بلوایا اور ہم ایکطرف بیٹھے تھے اس عرصہ مین جبرئیل علیہ السلام نے ولا تطرد الذین کی آیت الیس اللہ باعلم بالشاکرین تک لیکے اترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کاغذ اٹھکے ہمکو بلوایا جب ہم حضرت کے پاس آئے تو یہ کہتے تھے سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ پھر ہم حضرت کے ساتھ بیٹھے جب حضرت نے اٹھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ اٹھکے ہمکو چھوڑ دیتے پھر خدا تعالی نے یہہ آیت نازل فرمائی واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی الایہ بعد اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ بیٹھتے اور ہم حضرت سے اتنا قریب ہوتے کہ زانوئے انو لگتا جب اٹھنے کا وقت ہوتا تو ہم اٹھتے اور حضرت کو چھوڑ دیتے یہانتک حضرت آپ ہی اٹھتے یاد رکھنا چاہیے کہ یہی قول کہ بیہقی نے شعب الایمان مین اور واحدی نے اسباب نزول مین ابی مشجعہ بن ربعی کی طریق سے

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی لیکن واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی کی وجہ نزول میں لکھتے ہین اور روایت کو اس لفظ تک کہ اسمین بدبوئی مارتی تھی تمام کئے ہین طبرانی اور ابونعیم اور بیہقی اور ابو یعلی اور واحدی نے ابو الکنود کے طریق سے خباب رضی اللہ عنہ سے ولا تطرد الذین یدعون ربہم کی آیت مین اسطور سے روایت کی ہی کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری نے آکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ صہیب اور بلال اور عمار اور خباب ضعفا مومنین کے ساتھ بیٹھے ہین یہہ دیکھکے حقارت کی راہ سے حضرت سے خلوت مین کہا کہ عرب ہماری فضیلت معلوم کرنیواسطے ہم چاہتے ہین کہ ایک جگہہ ہمارے لئے مقرر ہو کیونکہ تمہارے پاس وفد آیا کی ان غلامون کے ساتھہ عرب ہمکو دیکھنا شرم آتی ہی جب ہم آوین تو تم پاس سے ان لوگ کو اٹھا دو جب ہم چلے جاوین تو تم بیٹھا رہو کہ چاہو انکے ساتھہ بیٹھے ہو حضرت نے انکی اس بات کو قبول فرمائے پھر وے اسپر نوشتہ مانگے الحدیث اخیر تک یہہ روایت اوپر کے مذکور قول کے مانند ہی زبیر بن بکار اخبار مدینہ مین عمر بن عبد اللہ بن المہاجر مولی غزہ سے روایت کرتا ہی کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نفل نماز اسطوانہ توبہ کی طرف پڑھا کرتے اور بعد نماز صبح کے بھی وہان آتے تو حضرت کے تشریف لانیسے پہلے ضعفا اور مساکین اور مولفۃ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان اور جن کو سوائے مسجد کے سونیکی جگہہ نہین رہتی سب کے سب اس اسطوانہ کے آسپاس آکے حلقہ مارکے بیٹھتے بعدہ حضرت مصلے سے اٹھکے انکے پاس آتے اور جو کچھہ خدا تعالی اس شب کو نازل فرماتا اُن پر تلاوت فرماتے اور سورج نکلنے تک انسے باتین کرتے پھر جب ثروت والے اور اغنیا اور اشراف آتے تو انکو بیٹھنے کے واسطے وہان جگہہ ملتی سوانکے دل حضرت کی طرف مایل رہتے اور حضرت کا دل بھی انکی تالیف قلب کے واسطے مایل رہتا اس مین خدا تعالی واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ کو دونون آیت تک نازل کیں جب یہ آیتین اترین تب وے لوگ یعنے ثروت والے بولے اگر انکو نکالدے تو ہم آپکے ہمنشین اور بھای ہونگے اور آپ سے مفارقت نکرینگے سو خدا تعالی ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی کو دونون آیت تک نازل فرمایا یاد رکھنا چاہئے کہ عمر بن عبد اللہ ضعیف ہی ابن معین اور نسائی اسکی تضعیف کرتے ہین ابن حبان نے کہا اس سے حجت نہ پکڑی جاوے احادیث کو قلب کر دیتا ہے امام احمد نے کہا لا باس بہ ہی لیکن اکثر احادیث اُسکے مرسل ہین حافظ عسقلانی تقریب مین کہتا ہی ضعیف ہی بہت ارسال کرتا ہی واللہ اعلم عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ربیع بن انس سے روایت کی ہی

کہ جب کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین کوئی بلال اور صہیب اور سلمان تھے آگے بیٹھتے جب قریش کے اشراف اور عمدہ لوگ آتے تو جگہہ اُنسے بھر جاتی سو کنارے ایکطرف جا بیٹھتے کہ بولتے صہیب رومی ہی اور سلمان فارسی ہی اور بلال حبشی ہی اسکے پاس بیٹھے ہین اور ہم کنارے ہین یہانتک کہ یہہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی کہ ہم قوم کے اشراف اور سادات ہین جب ہم آوین تو اپنے پاس ہمین بٹھلا اور حضرت نے انکی التماس کو قبول کرنا چاہا تو خدا یتعالی نے ولا تطرد الذین یدعون ربہم الآیہ نازل فرمایا فرہابی اور عبد بن حمید اور مسلم اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور حاکم اور ابو نعیم حلیہ مین اور بیہقی دلایل مین سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ یہہ آیت ہم چھے شخص مین اتری مین اور عبد اللہ بن مسعود اور صہیب اور عمار اور مقداد اور بلال جبکہ مشرکین قریش حضرت سے بولے کہ ان لوگون کو تم اپنے پاس سے چلا دو ہم انکی متابعت نکرینگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلمین خدا نے جو چاہا سو گذرا تب خدا یتعالی نے آیہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم کی ایس اللہ باعلم بالشاکرین تک نازل کی امام احمد اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور ابو نعیم حلیہ مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ قریش کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گذری اور حضرت پاس صہیب اور عمار اور بلال اور خباب اور انکے مانند ضعفا مسلمین سے بیٹھے تھے وہ کہنے لگے ای محمد تو اپنی قوم کو چھوڑ کر کیا انہون سے راضی ہوا کیا اللہ تعالی نے ہم سب مین اُن پر فضل کیا کیا ہم انکی پیروی کرین اگر تو انکو چلا دے تو ہم تیری متابعت کرین پھر خدا یتعالی نے واندر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم کی آیت واللہ اعلم بالظالمین تک نازل کی طبی نے کہا ہی کہ اشراف قریش نے حضرت سے کہا ہمارے واسطے ایکدن اور مومنون کیواسطے ایکدن مقرر کر و حضرت نے قبول نہ فرمایا تب وے کہنے لگے مجلس ایک مقرر باوے پر منہہ ہمارے طرف ہو اور پیٹھہ انکے طرف پھر خدا یتعالی نے اس آیت کو نازل کیا عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن المنذر مجاہد سے روایت کی ہی کہ قریش بولے اگر بلال اور ابن ام عبد یعنی ابن مسعود نہین ہوتا تو ہم تیری بیعت کرتے اسپر خدا یتعالی نے اس آیت کو نازل فرمایا ابن جریر اور ابن المنذر عکرمہ سے روایت کرتے ہین کہ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل اور حارث بن عامر بن نوفل اور مطعم بن عدی بن الخیار بن نوفل ابو طالب کے پاس بنی عبد مناف کے اشراف کفار مکہ کے جا آکے بولے اے چچا تیرے بھتیجے نے ہمارے معبودون کو برا کہا ہمارے دینکو عیب کیا ہمکو بیوقوف ٹھہرایا ہمارے باپ دادون کو گمراہ بتایا اب یا تو تو اسکو ہمارے حوالہ کر یا آپ اسکی حمایت سے دست بردار ہو تب ابو طالب نے زید بن حارثہ اور ابو رافع قبطی اور عمار بن یاسر اور سالم مولی حذیفہ اور صہیب مولی اسید اور ابن مسعود

اور مقداد بن عمرو اور واقد بن عبداللہ الحنظلی اور عمرو بن عبد عمرو ذوالشمالین اور مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہم وغیرہ
انکے مانند حلیفوں سے تھے ہمارے غلام اور مزدور ہیں اگر ان غلاموں کو تیرا بھتیجا نکالدیوے تو اسکی تکبہ ہمارے دل میں
بہت ہوگی اور ہم اسکی متابعت کرینگے اور اسکی تصدیق کرینگے ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ بات بیان کی
عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر ایسا کرین تو مناسب ہی تاہم انکا کیا ارادہ ہی دیکھین تو آیندہ چلکے کیا ہوگا تب خدا تعالی نے
وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم کی آیت لیس اللہ باعلم بالشاکرین تک نازل کی جب آیت اتری تو عمر رضی اللہ عنہ
اپنی بات سے جو صلاح دی تھی عذرخواہی کرنے لگے پھر خدا تعالی واذا جاءک الذین یومنون بایاتنا الآیہ نازل کیا
معلوم کرنا چاہیے کہ ان روایات مین اور اوپر کے روایتون مین بہت فرق اور بڑا بعد ہی کیونکہ انیر کے روایات سے
ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ آیت مکہ مین اتری اوپر کے روایات آیت کے مدینے مین نازل ہونے پر دلالت کرتے ہین
کسلیے کہ سلمان رضی اللہ عنہ کا اسلام مدینہ منورہ مین تھا اور مولفۃ القلوب بھی بعد فتح مکہ کے اسلام لائے ہین حالانکہ
سورت مکیہ ہی پس مدینے مین آیت کا نازل ہونا ہم کسطرح کہہ سکین ابن الخازن کہتا ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ
اور کلبی اور عکرمہ سے جو روایات آئی ہین وہ صحیح ہین اسیکو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت جسکو مسلم نے
اپنی صحیح مین نکالا ہی تائید دیتی ہی انتہی بندۂ عاصی کہتا ہی تعارض روایات کا آیت کے متعدد نازل ہونے پر محمول کرنا
ممکن ہی واللہ اعلم یدعون کے معنے مین اختلاف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یدعون سے یعبدون مراد ہی بالغداۃ
والعشی سے صبح اور عصر کی فرض نماز مراد ہی یعنے بندگی کرتے ہین یعنے صبح اور عصر کی نماز پڑھتے ہین مجاہد اور حسن بصری کا بھی
یہی قول ہی اور ابن عباس سے بالغداۃ والعشی کے معنے مین ایک روایت آئی ہی کہ فرض پنجوقتہ نماز مراد ہین یہہ کسلیے
کہ فقرا لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑھتے تھے سو اشراف لوگ بولے ہم جب نماز پڑھین تو انکو جاے پیچھے
کرین اسپر یہہ آیت اتری پہلی روایت پر ہر وہ وقت مخصوص کی ذکر کیا باقی اوقات کو چھوڑ دیا سو اسواسطے کہ شرف
ان دو وقت سے ہی بعضے بولے یدعون کے معنے یذکرون ہی یعنے یاد کرتے ہین اپنے رب کو یہہ قول ابراہیم نخعی کا
بعضے بولے یدعون پکارنے کے معنے سے جو معنے حقیقی اسکے ہین مراد ہین یعنے پکارتے ہین اپنے رب کو ان دونون
قول پر بالغداۃ والعشی سے یا علی الدوام مراد ہی مخصوص وقت مراد نہین بالغداۃ سے کنایہ دن ہی اور بالعشی سے
کنایہ شب ہے یعنے رجال من پکارتے ہین یا انکا وقت مخصوص یعنے صبح اور شام مراد ہی پھر وقت مخصوص ذکر کیا

کسواسطیکہ لوگ ان دونون وقت مین اپنے حوایج سے فارغ رہتے ہین اور غالب ایسے وقت مین اللہ کی یاد کیا کرتے ہین
اور اس سے مناجات مانگتے ہین بالغداۃ کو ابن عامر نے یہان اور سورہ کہف مین بالغدوۃ پڑھا ہی فین کے ضمہ سے
واو کے ساتھہ باقی قراء الف سے اور غین کے فتح سے پڑھتے ہین یریدون وجہہ کا جملہ حالیہ ہی یدعون کی ضمیر سے
گویا معنے یہ ہین یدعون رہم مخصصین لہ فیہ یعنے پکارتے ہین اپنے رب کو حالانکہ مخلص ہین اپنی عبادت مین اللہ کیواسطے
دعا کو اس جملہ سے مقید کرنا تنبیہ ہی اس بات پر کہ اخلاص عمل مین قبولیت کا مدار اور حصول ثواب کا منشا ہے
معلوم کرنا چاہیے کہ فرقہ مجسمہ نے یریدون وجہہ اور دوسرے اُسکے مناسب آیات سے ذات پاک خدای جلشانہ
پر اعضا ثابت کرنے کے واسطے حجت پکڑی ہی سو یہہ استدلال انکا فاسد ہی کیلئے کہ قل ہو اللہ احد مقتضی ہے
اللہ جلشانہ کی واحد انیت تامہ کا اور منافی ہی اسکو اعضا اور اجزا ہونا پس آیت مین ضرور ہوا کہ تاویل کرین
پس وجہہ سے خوشنودی یا قصد یا محبت ذات مراد ہی یا وجہہ سے ثواب اللہ مراد ہی یہہ قول ابن عباس کا ہی یا وجہہ
زاید ہی صرف تعظیم کیواسطے اسکو ذکر کیا مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ
مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ نہین تجھہ پر انکے حساب سے کچھہ اور نہ حساب سے تیرے اُن پر کچھہ ہی کہ انکدے تو انکو
یہہ آیت بمنزلہ تعلیل واقع ہی اور مرجع حسابہم اور علیہم کا الذین یدعون ہی یعنے ان فقرا کو مت چلاؤ کیواسطیکہ
تجھہ پر انکے کوئی کام کی تکلیف نہین اور نہ تیرے کام کی تکلیف اُن پر ہی یہہ اسلئے کہ ان فقرا کے ایمان مین کفار نے
طعن کیا اور کہا تھا ای محمد یے لوگ کیواسطے تیرے پاس جمع ہین اور تیرا دین قبول کیا ہی کہ اپنا کھانا کپڑا
اس ذریعہ مین پیدا کرین وگرنہ تیرے دین سے وے فارغ ہین پس اللہ تعالی نے فرمایا جسطرح کفار بولے ہین
اگر اسیطرح فقرا کا حال ہے تو تجھکو یہی لازم ہی کہ انکے ظاہر حال اعتبار کر انکے باطنی احوال کو اعتبار کرنا تجھکو
لازم نہین اگر باطن انکا اللہ کو ناپسند ہی تو اللہ پر انکا حساب ہی نہ تجھہ پر جیسا تیرا حساب تجھہ پر ہی انکی طرف تجاوز
نہین کرتا بعضے کہتے ہین معنے یون ہین نہین تجھہ پر حساب انکے رزق کا یعنے ان غربا کی فقیری کا کہ تو انکو اپنے سے
انکدیوے اور نہ تیرا رزق اُنپر ہی بلکہ سب کا رزاق وہی خدای جلشانہ ہی پس تو انکو مت چلا اگر مرجع حسابہم اور
علیہم کا مشرکین ہین تو بعضون کے نزدیک جایز ہی لیکن فقرا کو مرجع ٹھہرانا ظاہر ہی کیسلئے کہ مرجع فتطردہم اور
فتکون من الظالمین کا بالضرور فقرا ہین پس مرجع حسابہم علیہم کا بھی انہین فقرا کو ٹھہرانا واجب ہوا تا کہ ضمایر کا

انتشار لازم نہ آوے جب مرجع مشرکین کو لیں تو معنے آیت کے یوں ہونگے مشرکین کے حساب سے تجھ پر کچھ مواخذہ نہیں اور نہ تیرے حساب سے ان پر کچھ مواخذہ ہے یہاں تک کہ مشرکین کا ایمان لانا تجھ کو کھینچ لاوے اور مومنین کے مانکدینے پر حریص کرے ماعلیک میں ما نافیہ ہے اور علیک خبر مقدم ہے اور من شئی اسم مؤخر ہے اور من زائدہ ہے اور من حسابہم محذوف سے متعلق ہو کر من شئی کا حال پڑا ہے اور من اسمیں تبعیضیہ ہے گویا تقدیر یوں ہے ما شئی من حسابہم کائنا علیک یعنی نہیں ہے کچھ جس حال میں کہ بعض انکے حساب سے رہنے والا تیرے پر اور جملہ وما من حسابک کی ترکیب بھی پہلے جملے کی سی ترکیب ہے مگر یہ کہ من حسابک بیان شئی سے پڑا ہے اسکا حال واقع صحیح نہیں اور دونوں جملوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کو مقدم کرنا حضرت کی تشریف کیواسطے ہے ورنہ دوسرے جملے کے طور پر یوں کہتا وما علیہم من حسابک من شئی یہاں ایک اشکال ہے تقریر اسکی یہ ہے کہ جملہ ما علیک من حسابہم من شئی یہاں کافی تھا کسلئے کہ وہ جملہ دوسرے جملے کے معنے کو بھی مستلزم ہے پھر دوسرے جملے کے انضمام کی کیا حاجت جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دونوں جملوں کو بمنزلہ ایک جملہ کے گردانتے واسطے کیا تاکہ دونوں سے ایک معنے بطریق دلالتزرواز رۃ وزر اخریٰ کے حاصل ہوں یعنے بوجھ نہ اٹھاویگا ایک شخص دوسرے کا اور اس معنے کے واسطے ضرور ہیں کہ دو جملے ہوں گویا یوں کہا لا تواخذ انت ولا ہم بحساب صاحبہ یعنے نہ پکڑا جاویگا تو اور نہ وے اپنے صاحب کے حساب سے یعنے نہ تو انکے حساب سے ماخوذ ہوگا نہ وے تیرے حساب سے ماخوذ ہونگے یہ جواب زمخشری نے دیا ہے ابو سعود رومی اس جواب کو پسند نہیں کرتا اور کہتا ہے ایک جملے کے معنے کو دو جملوں میں لانا تنزیل کی جلالت شان کو لایق نہیں بلکہ پہلے جملے میں معنے تام ہوتے پر دوسرے جملے کو لانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا حساب نہ ہونے میں مبالغہ ہے جیسا لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کی آیت میں باوجود جملہ لا یستاخرون میں معنے تام ہوتے پر دوسرے جملے کو مبالغۃً لایا فتطردہم منصوب ہے جواب میں نفی کے معنے یوں ہیں نہیں ہے تجھ پر انکے حساب سے یہانتک اس حساب کے بسبب تو انکو چلا دیوے طرد کے معنے انکو چلا دینا دور کرنا فتکون من الظلمین پھر تو ہووے بے انصافوں سے یعنے ان فقراء کو انکد یا تو تو بے انصافوں میں سے ہو جائیگا یہ جملہ جواب میں ولا تطرد الذین یدعون ربہم کے واقع ہے اسصورت میں ما علیک من حسابہم الخ کے جملے کو بھی اور اسکے جواب کے درمیان معترضہ لا ماننے والے مشرکین کے دفع طعن کیواسطے ہے اگر فتکون کو بسببیت کے جہت سے فتطردہم پر معطوف کریں تو بھی جایز ہے کسواسطے کہ انضمام

سبب پڑا ہی انکے انکدینے سے معلوم کرنا چاہیے کہ مبتدء اس آیت سے انبیا کی عصمت پر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراف قریش کے واسطے فقرا کو چلا دینا چاہا اللہ تعالیٰ نے حضرت کو انکے چلا دینے سے نہی فرمائی اور یہہ انبیا کی عصمت میں موجب قدح ہی اور بھی جب انکا چلا دینا ثابت ہوا تو فتکون من الظالمین کے قول سے نبی کا ظالم ہونا لازم آیا یہہ طعن انکا مردود ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز انکو نہ چلایا نہ انکو خفیف جانکر یا انکے فقر سے انکار کرکے اٹھانیکا قصد کیا بلکہ یہہ ارادہ انکے چلا دینے کا ایک مصلحت کے واسطے تھا کہ جس سے تلطف کفار منظور تھا تا وے اس سے اسلام میں داخل ہوں اور دین اسلام اُنسے قوت پکڑے اسلئے اس جانب کو ترجیح دینا آپکو اولی ہوا غایت الامر اس اجتہاد میں خطا لازم آئیگی اور یہہ خطا معفو رہی پھر حضرت ضد اسلئے نے چلا دیا کہ فقرا کی قربت مشرکوں کی قربت سے بہتر ہی تو حضرت نے انکو معرب فرمایا اور وہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا فتطردہم فتکون من الظالمین پس ظلم لغت میں ایک چیز کو غیر موضع میں رکھنے کو کہتے ہیں اور معنے یہہ ہیں کہ وہ فقرا مستحق تعظیم اور نزدیکی کے ہیں اپنے پاس سے انکو اٹھانیکا قصد مت کر کہ ایک چیز کو غیر مقام میں رکھنا ہوگا اسصورت میں ظلم کے معنے افضل اور اولی کو چھوڑنیکی باب سے ہیں واجبات کو چھوڑنے کے باب سے نہیں وکذلک فتنا بعضہم ببعض اور اسیطرح آزمایا ہم نے ایک کو ایک سے یعنے دنیا کے کاموں میں جیسا ہم کفار کو غنا سے آزمایا اور مومنوں کو فقر سے یہانتک کفار اپنے دنیوی اسباب کے نظر کرتے مسلمانوں پر اہانت کرنے لگے اسیطرح سبقت ایمان میں غربا کو اغنیا پر مقدم کیا فتنہ فتنا و فتونا معنے اسکے آزمانا اور جانچنا اور گن کر معلوم کرنا معلوم کرنا چاہیے کہ آیت وکذلک فتنا کی مستانفہ ہی اور اپنے ماسبق کی مبین ہی اور ذلک کا اشارہ مابعد جو فعل ہی اُسکے مصدر کی طرف ہی اور وہ مقدم کرنا ہی خدا تعالیٰ کا فقرا مومنین کو دین کے کام میں ایمان کی توفیق بخشنے سے باوجود انکو دنیا کے امر میں کمال زبون رہنے کے اور کاف نصب کے محل میں ہی مصدر محذوف کی صفت میں واقع ہوگے گویا تقدیر یوں ہی فتنا بعضہم ببعض فتونا کائنا مثل ذلک الفتون یعنے آزمایا ہم نے ایک کو ایک سے آزمانا ایسا جو مثل اس آزمانیکے یعنے غربا کو سبقت ایمان میں اغنیا پر مقدم کرنیکے اور اشارہ ذلک کا فتون سابق کی طرف لینا یعنے طرد ضعفاء مسلمانوں کیطرف جو کفار مشورت دیتے تھے اشارہ کرنا بھی ظاہر ہی اور فتون جو سیاق اخبار سے اگلے امتون کے مفہوم ہوا اسکے طرف بھی اشارہ لینا ممکن ہی یعنے

مثل اس آزمانیکے یعنے جیسا ہمنے اگلے امتون کو جانچا ویسا ہی اس امت کے ایک ایک کو جانچا اگر اشارہ اسی طرف کی طرف لین فتن کی تعظیم کے واسطے تو بھی جایز ہی گویا معنے یہہ ہین تیرے اس آزمانیکے مثل ہمنے آزمایا اس تقدیر پر تشبیہ شی کی نفس شئی سے نہین کسواسطیکہ کاف کو یہان مبالغے کے واسطے لایا نفس مثل اس سے مراد نہین جیسا کہتے ہین ذلک کذلک یعنے یہہ ایسا ہی ہی دوسرا نہین امام فخرالدین رازی آیت کی تفسیر مین یون کہتے ہین کہ خدا یتعالی نے اس آیت مین بیان فرمایا کہ ہر یک شخص اپنی ضد سے آزمایش کیا جاتا ہی تونگر فقیر سے اور فقیر تونگر سے شریف کمینے سے اور کمینہ شریف سے پس فقرا صحابہ کے اسلام قبول کرنے اور سبقت ایمان مین سرعت کرنے سے رؤسا کفار حسد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر ہم اسلام مین داخل ہون تو ان فقرا مساکین کے تابع ہونا پڑیگا اسلئے اُن پر ایمان لانا شاق گذرا اور فقرا صحابہ کفار کو عیش و عشرت مین دیکھکر کہنے لگے کہ ان کفار کو کسطرح ایسی خوشحالی حاصل ہوی ہم تو اس سختی اور تنگی مین پڑے ہین سو خدا یتعالی نے فرمایا وکذلک فتنا بعضہم ببعض یعنے اسیطرح ہم نے جانچا ایک کو ایک سے اور ایک فریق دوسری فریق کو دنیوی منصب مین مقدم پایا اور دوسری فریق نے پہلی فریق کو دینی منصب مین پیشقدمی پایا پھر کہنے لگے کیا یہ وہی لوگ ہین جنکو اللہ تعالی نے ہمپر فضیلت دی ہر محققین جنہون نے جانا کہ خدا یتعالی جو کرتا ہی حق اور راست کرتا ہی اور حکمت و صواب اُسپر کسی طور کا اعتراض نہین سو بلا کے وقت صبر کرتے ہین اور نعمتون کے وقت شکر کرتے ہین اور یہہ وہی لوگ ہین جنکے حق مین خدا یتعالی فرماتا ہی الیس اللہ باعلم بالشاکرین لیقولوا اَھٰؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنْ بَیْنِنَا کہ کہین کیا یہی لوگ ہین جن پر احسان کیا اللہ نے ہم مین یعنے اسطرح ہمنے آزمایا تا کہ اشراف دولتمند بولین اللہ نے جنکو ہم سب مین ہدایت دی اور نعمت اسلام بخشی وہ یہی فقرا مساکین ہین لیقولوا مین لام کی ہے یعنے مثل اس آزمانیکے ہمنے آزمایا تا کہ یہہ بات کہین اگر لام عاقبت لیوین تو بھی جایز ہی اھٰؤلاء کا ہمزہ استفہام انکاری ہی قریش کے رئیسون اور دولتمندون سے کہ خدا یتعالی ان غربا کو ہدایت اسلام اور توفیق ایمان سے خاص کیا یعنے ہم قریش کے بڑے اور رئیس تھے اگر یہہ کام بہتر ہوتا تو ہم پر دے غربا پر ہرگز پیش قدمی نہ کرتے پھر حق تعالی اس اعتراض کے جواب مین فرماتا ہی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰکِرِیْنَ ۝ کیا نہین ہی اللہ جانتا شکر کرنیوالون کو یعنے اللہ تعالی ہدایت اور توفیق کی نعمت کے شکر کرنیوالون کو کیا جانتا نہین الیس اللہ مین ہمزہ استفہام تقریری ہے

سے اللہ کے پاس نہایت علم اس امر کا جو ثابت ہی اُسکے مقرر کرنے واسطے ہی یعنے اللہ اپنے مخلوقات کو اور انکے احوال کو کہ کون اسکا حق مانتے ہین اور کون انکار کرتے ہین خوب جانتا ہی غرض جس سے امید ایمان اور شکر کی ہی اسکو توفیق دیتا ہی اور جس سے امید نہین اسکو رسوا اور ذلیل کرتا ہی معلوم کرنا چاہیے کہ اس جملے مین اشارہ ہی احسن ذات کی طرف کہ حقتعالی کے انعام کے استحقاق کا مدار اسکی نعمت کی قدر پہچاننے اور اعتراف حق منعم کرنے پر ہی نہ کہ صحابہ قرآن کے اتارے جانے اور ایمان کی توفیق دیئے جانے مین جو حق نعمت خدا یتعالی کا ہی اُسے پہچانتے ہین اور اسکا شکر بجالاتے ہین بخلاف کفار کہ باوجود اسقدر ریاست اور ثروت ملنے کے اور مال و متاع دیئے جانے کے اپنے منعم کی ناشکری اور اسکی نعمت کا کفران کرتے ہین اسمین کافرون پر تعریض ہے بالعلم مین باء زایدہ ہی اسی واسطے متعلق کسی شے کی نہین ہوئی اور بالشاکرین بالعلم کی متعلق ہے تعدیہ علم کا بأ سے کیا گیا کیونکہ علم یہان احاطہ کے معنے کو متضمن ہے یعنے اسکا علم حق ماننے والون کو محیط ہی وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا اور جب آوین تیرے پاس وے جو یقین کرتے ہین ہماری آیتین یعنے قرآن کی آیتین یا دلایل ماننے والے فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ تو کہہ سلام ہے تم پر لکھی ہے تمھارے رب نے اپنی اوپر مہربانی اس آیت کی شان نزول مین مفسرونکا اختلاف ہی مگر مراد اکثر مفسرین کہتے ہین کہ خدا یتعالی نے جن لوگ کے چلا دینے سے نہی کی تھی انہین کے حق مین یہہ آیت اتری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو دیکھتے پہلے آپ اُن پر سلام کہتے اس قول پر الذین یومنون سے وہی فقرا مسلمین مراد ہین کہ جنکے چلا دینے کو اسطے مشرکون نے کہا تھا بعضون نے کہا یہہ آیت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور بلال اور سالم اور ابی عبیدہ اور مصعب بن عمیر اور حمزہ اور جعفر اور عثمان بن مظعون اور عمار بن یاسر اور ارقم بن ابی ارقم اور ابوسلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہم کی شان مین نازل ہوی یہہ قول عطا کا ہی بعضون نے کہا جب عمر رضی اللہ عنہ آپکے کہنے سے عفو کرنے لگے جیسا مکہ سے مروی ہوا تب اللہ تعالی نے اس آیت کو نازل کیا بعضون نے کہا ایک جماعت نے گناہ پر پیشقدمی کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے گناہ پر نادم ہوکے آئی انکے حق مین یہہ آیت اتری اس قول کو فریابی اور عبد بن حمید اور مسدد اپنی مسند مین اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابان سے روایت کرتے ہین اسنے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جماعت آکے بولی ہم

بڑے گناہ کئے ہین حضرت نے اسکا کچھ جواب دیا اور وے چلے گئے پھر خدا یتعالی نے واذا جاءک الذین یومنون
بآیاتنا الآیہ کو نازل فرمایا حضرت نے انکو بلاکر یہہ آیت سنائی بندہ عاصی کہتا ہے واذا ان تابعی ہے حافظ ابن حجر نے
اسکو ثقہ کہا پس حدیث مرسل ہوئی واللہ اعلم بعضون نے کہا آیت اپنے عموم پر باقی ہے جو کوئی اللہ پر ایمان لاوے
تو وہ اس شریف مین داخل ہوتا ہے امام فخر الدین رازی نے کہا ان اقوال مین مجھ اشکال ہے کیونکہ اس سورت کا مکی
نازل ہونا سب علما کا اتفاق ہے پھر اس پر آیت کے نزول کا سبب یہہ ہے یا وہ ہے کر کے کیونکر کہہ سکوگے اقرب یہہ ہے
کہ یہہ آیت اپنے عموم پر باقی رکھی جاوے بندہ عاصی کہتا ہے اس سورے کا اکھٹا نازل ہونے مین چند احادیث مروی
ہین حافظ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کتاب الاتقان مین ان روایات کو بیان کر کے کہا یہہ شواہد ہین جسکے
بعض سے بعض کو قوت ہوتی ہے اور کہا کہ ابن الصلاح اپنے فتاوی مین کہتا ہے کہ اس سورے کا اکھٹا نازل ہونے مین
کوئی حدیث صحیح والی نہین اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے اسکی اسناد ضعیف ہے بلکہ خلاف اس
اسکے مروی ہے کہ یہہ سورت اکھٹی نازل نہ ہوئی بلکہ چند آیات کہ جسکے عدد مین اختلاف ہے نازل ہوئین بعضے کہتے ہین
تین آیتین بعضے کہتے ہین چھ آیتین بعضے انکے سوا کہتے ہین جو مدینے مین نازل ہوئین انتہی بندہ عاصی کہتا ہے اسمعود کے
دعوی اتفاق کا اس سورے کے اکھٹا نازل ہونے مین کیونکر کہہ سکتے ہین علی الخصوص اسکے اگلے آیت کا خاص سبب مین
نازل ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہوا وہ جو امام نے کہا عموم پر آیت کو حمل کرنا اقرب ہے کہتا ہون اس آیت کا انہین
فقرای مسلمین کے جلا دینے کی نہی مین اترنا جیسا جمہور مفسرین کا قول ہے اس عموم کو مانع نہین الذین یومنون
فقرا مذکور ہے اور جو کوئی آیندہ ایمان لاویگا دونون کو عام ہے پھر خدا یتعالی نے اُن پر سلام کہنے کا امر کیا خالد بن
دینار کہتے ہین جب ہم ابو العالیہ پاس جاتے تو کہتے واذا جاءک الذین یومنون بآیاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم
علی نفسہ الرحمۃ الایہ واللہ اعلم سلام مشتق ہے سلامت سے معنے اسکے سلامت رہنا آفتون سے یا سلام کے معنے
دعا سلامتی کی دینا اور بھی سلام خدا یتعالی کے مبارک ناموں سے ایک نام ہے لیکن یہہ معنے یہان بعید ہین کیونکہ
لام تعریف کا اسپر داخل نہین اگر داخل ہتا تو البتہ یہہ وجہ صحیح ہوتی پھر خدا یتعالی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فقرا پر
سلام کہنے کا امر آفات سے انکو سلامت رہنے کی بشارت دینے کے واسطے کہا یا یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم
کیا ہے کہ سلام تحیت آپ اُنپر پہلے کرے یہہ تقدیم سلام کی انکی خصوصیت واسطے ہے جو شخص آپ سے پہلے اسکی سلام کرنا

یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکے اکرام واسطے اپنا سلام انکو پہنچانیکا امر فرمایا سلام علیکم ترکیب مین مبتدا خبر ہی سلام باوجود نکرہ ہونیکے مبتدا ہوا کیونکہ سلام دعا ہی نکرہ جب دعا ہو تو مبتدا ہونا جایز ہوتا ہی کتب کے معنے فضی واجب ہی یعنے جاری کیا اور لازم کر لیا یعنے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس پر رحمت کو لازم کر لیا یا در کھنا چاہیئے کہ یہہ صیغہ فایدہ ایجاب کا بخشتا ہی لہذا مقتضی اس بات کو ہوا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندون پر راحم اور رحیم ہو پر سبیل وجوب اور سبب وجوب کے ہمارے اصحاب یون بیان کرتے ہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بندون پر جسطرح چاہتا ہی اسطرح تصرف کر سکتا ہی پر اپنے فضل وکرم سے اپنے ذمہ پر رحمت لازم کر لی اسواسطے کہ وہ اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہی نفسہ سے حقیقت وذات اللہ تعالیٰ کی مراد ہی یہان سے ظاہر ہوا کہ اللہ کی ذات کا نام نفس رکھنا ممنوع نہین یعنے سے جسم مراد لینا جایز نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم سے مقدس اور منزہ ہی کیونکہ اگر جسم ہو تو مرکب ہوگا اور مرکب ممکن ہی اور بھی خدا تعالیٰ احد ہی اور احد مرکب نہین ہوتا پھر جب مرکب ہوا تو جسم بھی نہوگا اور بھی اجسام باہم مابہ مین مماثلت رکھتے ہین اگر اللہ تعالیٰ جسم ہوتا اسکا مثل ہونا لازم آتا اور یہہ باطل ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہی لیس کمثلہ شئی یعنے نہین اسکی طرح کوئی اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ مقرر جو کوئی کرے تم سے برا کام نادانی سے ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ پھر اسکے بعد توبہ کرے اور سنوار کر لے یعنے بُرے کام کو مرتکب ہو کے بعد توبہ کرے اور آیندہ زمانے مین خوب عمل کرے تو فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ مقرر وہ بخشنے والا ہی مہربان یعنے جو کوئی اپنے گناہون سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکو بخشتا ہی توبہ سے مسلمان کا گناہ سے توبہ کرنا مراد ہی کافر کے توبہ کو آیت شامل نہین کیونکہ اس کلام مین خطاب اُن لوگون کی طرف ہی کہ جنکی وصف مین خدا تعالیٰ نے فرمایا واذا جاءک الذین یومنون آیا تا مراد جہالت سے گناہ پر اقدام کرنا ہی شہوت سے خطا اور غلطی سے اقدام کرنا مراد نہین کیونکہ خطا اور غلطی مین توبہ کی حاجت نہین گویا مراد آیت سے اس بات کا بیان ہی کہ جب مسلمان جانکے گناہ پر اقدام کیا پھر توبہ حقیقی کی تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرتا ہی جہالت کے معنے مین حسن بصری کہتے ہین جس شخص نے گناہ کا کام کیا وہ جاہل ہے پھر عاصی کو جاہل کہنے کی وجہ مین اختلاف ہی تفصیل اسکی چوتھے سیپارے کے چودھوین رکوع مین گذری انہ کی ضمیر شان یہہ ہی یعنے مقرر شان یہہ ہی انہ کے ہمزہ کو نافع اور ابن عامر اور عاصم اور یعقوب نے فتحہ سے پڑھا ہین باقی قرا نے کسرہ سے پڑھا فتح سے پڑھے تو انہ یا بدل ہی الرحمۃ سے بدل شئی سے کونکہ

یہہ نفس جملہ جو متضمن اس اخبار سے ہی رحمت ہی تقدیر اسکی یہہ ہی کتب علی نفسہ انہ من عمل منکم یعنے فرض کیا اپنی ذات مقدس پر کہ جو کوئی کرے برائی نادانی سے یا حرف جر یہان مقدر ہی تقدیر اسکی لانہ من عمل منکم اسلیکہ جو کوئی کرے یا مفعول ہے کتب کا اور الرحمۃ مفعول لہ گویا معنے یہہ ہین کتب انہ من عمل لاجل رحمۃ ایاکم یعنی فرض کیا اسکو جو کوئی کرے تم سے برا کام الخ تم پر اسکی رحمت کے سبب یا مبتدا ہی خبر اسکی محذوف ہر گو یا تقدیر یون ہی علیہ انہ من عمل الخ کسرہ پڑھین تو استانفہ کا جملہ یا مستانفہ ہی اور کلام ماقبل پر تمام ہوگیا اور اس جملہ کا لانا بطور تفسیر ہے کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ سے یا مقولہ قول مقدر کا ہی گو یا تقدیر یون ہر قال اللہ تعالی ذلک یعنے کہا اللہ تعالی نے یہہ بجہالۃ حال ہی عمل کے فاعل سے گو یا معنے یہہ ہین عملہ وہو جاہل یعنے کرے برائی کو جس حال مین کہ وہ نادان ہی یا معنے یہہ ہین عملہ متلبسا بجہالۃ یعنے کرے اسکو حالانکہ نادانی کو شامل ہی فانہ غفور رحیم فانہ کے ہمزہ کو عاصم اور ابن عامر اور یعقوب فتح سے پڑھتے ہین اس قرات پر یہہ جملہ مبتدا ہی اسکی خبر محذوف گو یا تقدیر اسکی فغفرانہ ورحمتہ حاصلان یعنے اللہ کی بخشش اور رحمت حاصل ہی یا محذوف مبتدا کی خبر ہی تقدیر اسکی فشانہ انہ غفور رحیم یعنے شان اسکی یہہ ہر کہ وہ بخشنے والا ہی مہربان باقی قراء انہ کے ہمزہ کو کسرہ سے پڑھے ہین اس قرات پر یہہ جملہ مستانفہ ہی اور خبر ہے من عمل سے اگر من کو موصولہ لین اگر من شرطیہ لین تو اسکا جواب واقع ہوگا وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ اور اسیطرح ہم بیان کرتے ہین آیتین یعنے اے محمد جسطرح اس سورے مین صحت توحید اور نبوت کے دلایل بیان ہوے ویسا ہی ہم بیان کرتے ہین اپنی دلایل اور حجتین ہر ایک حق کے ثابت کرنے مین کہ جسکے اہل باطل منکر ہوتے ہین وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ اور تو کھلجاوے راہ گنہگارون کی یہہ جملہ معطوف ہی محذوف علت پر تقدیر اسکی لنظہر الحق ہر یعنے اسیطرح ہم بیان کرتے ہین آیتین تا حق ظاہر ہوجاوے اور کھلجاوے طریق تقصیرواردون کا ولتستبین کو نافع اور ابو جعفر تا و نا سے خطاب کے صیغہ پر اور سبیل نصب سے پڑھے ہین اس قرات پر لتستبین کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یعنے یون ہونگے تا کہ بیان کرے تو ای محمد گنہگارون کی راہ اور معاملہ کرے اسنے جو انکے لایق ہی ابن کثیر اور ابن عامر اور ابوبکر اور یعقوب اور عاصم حفص کی روایت مین سبیل کو رفع سے پڑھے ہین اس قرات پر تا و لتستبین تانیث کیواسطے ہی کیونکہ سبیل کا استعمال عرب کے محاورے مین تذکیر اور تانیث دونون پر آیا ہی ہمارا ترجمہ اسی قرات پر ہی باقی کے قراء لتستبین تا و نا سے خایب کے صیغے پر اور سبیل کے رفع سے پڑھتے ہین معنے یہہ ہین تا کہ ظاہر اور واضح ہو گنہگارون کی راہ قیامت کے دن

بیان کرین جاوین قُلْ تو کہہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کو تو کہہ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تحقیق مین منع کیا گیا ہون کہ بندگی کرون جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے یعنے
بتون کی عبادت سے مجھکو ممانعت کی گئی ہی معلوم کرنا چاہیے کہ خدا یتعالی اوپر کی آیت مین بشارت سنانے اور ڈرانیکا
امر فرمایا تھا اب اس آیت مین مشرکین کی چال اختیار کرنے سے نہی فرماتا ہی الَّذِیْنَ سے بت مراد ہین جنکو ذوی العقول
کے صیغے سے تعبیر کیا یہہ بحسب زعم مشرکین کے ہی تدعون کے معنے یا تعبدون ہی اسوقت ترجمہ آیت کا یون ہوگا کہ منع
کیا گیا ہون کہ بندگی کرون جنکی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوائے یا تسمون ہی یعنے تم جو الٰہ کرکے نام رکھتے ہو بعضے
کہتے ہین تدعون اپنے اصل معنے پر باقی ہی معنے یون ہونگے اپنے سمجھتون کیوقت اللہ کے سوائے جنکو تم پکارتے ہو
انکی پرستش سے مجھکو ممانعت کی گئی ہی جو تمکی پرستش سے منع فرمایا کسواسطیکہ بت پتھر جمادات ہین اور جمادات
مرتبہ انسان کے دیکھنے بہت اخس ہین پھر اشراف کا اخس کی عبادت کرنا اور انکو پکارنا عقل سے بعید ہی اور وہ جو مشرک
بتون کی پرستش کرتے ہین محض خواہش نفسانی ہی اسی پر خدا یتعالی فرماتا ہی قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ تو کہہ مین نہین چلتا
تمھاری چاہون پر یعنے مین بتون کی عبادت اور نفرا کے چلانے مین تمہاری خواہشون کی پیروی نہین کرتا امور دین
کی شان کے اہتمام واسطے امر کو مکرر لایا ہی اور بھی اس تکرار مین دونون مقولون کے اختلاف معلوم کرانیکے واسطے
اشعار ہی کہ پہلا مقولہ حکایت ہی اللہ تعالی کی جہت سے جو چیز ہی یعنے نہی اور دوسرا مقولہ حکایت ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے جو امر ہی یعنے باز رہنا بتون کی پرستش سے قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ
تحقیق مین بہک چکا اسوقت اور نہوا مین راہ پانے والون سے یعنی اگر تمہاری خواہش پر چلون تو مین گمراہون
ہدایت پانیوالون سے نہون یہہ جملہ ستانفہ ہی منہی عنہ سے باز رہنے کی تاکید کے واسطے ہی اور مقرر ہی
مشرکون کی خواہش پر چلنے مین نہایت گمراہی اور ضلالت ہونے کو وَمَآ اَنَا کا جملہ معطوف ہی ضلالت پر اور جملہ فعلیہ
سے جملہ اسمیہ طرف دوام اور استمرار نفی کیواسطے عدول کیا قُلْ تو کہہ یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکون سے
تو کہہ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ مقرر مین حجت پر اپنے پروردگار سے معلوم کرنا چاہیے کہ مذہب باطل
کافرون کو باطل کرنیکے بعد اس جملہ کو لانا تحقیق دین حق کیواسطے ہی کہ جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین بہت
سی علامت کو کہتے ہین جو حق کو باطل سے جدا کردے معنے یہہ ہین مین ہون بیان اور بصیرت پر اپنے پروردگار کی عبادت سے

بعضے کہتے ہین کہ بینہ سے مراد قرآن اور وحی ہی یا دلایل عقلیہ یا عام ان دونون سے یعنے ہین ہمکو قرآن پر جو
اترا ہی میرے رب کے پاس سے بعضے کہتے ہین بینہ یقین کے معنے مین ہی یعنے مین یقین پر ہون اپنے رب کیطرف سے یہ قول
ابن عباس کا ہی بینہ مین تنوین تفخیم کے واسطے ہی اور من ربی متعلق کائنہ محذوف سے ہوکے صفت بینہ سے
واقع ہی گویا معنے یہہ ہین انی علی بینۃ عظیمۃ کائنۃ من ربی یعنے مین ہون بڑی حجت پر جو اپنے رب سے پہنچی وکذبتم بہ
اور تم نے اسکو جھٹلایا بہ کا مرجع ربی ہی یعنے تم نے تو اپنے رب کو جھٹلایا یعنے اس کا شریک ٹھہرایا بعضے کہتے ہین
کہ مرجع اسکا قرآن ہی اگرچہ لفظ قرآن مذکور نہوا پر حکم مین مذکور کے ہی بعضے بولے ضمیر بینۃ ہی اس قول پر ضمیر مذکر
لانا باعتبار معنے کے ہی کیونکہ بینہ بیان یعنی دلیل و برہان کی معنے پر ہی معنے آیت کے یہہ ہین تم نے جھٹلایا بیان کو
جو مین اپنے پروردگار کے پاس سے لایا تھا اور مراد اس سے قرآن اور معجزات باہرات اور براہین واضحات ہین
جو توحید کی صحت اور شرک کے فساد پر دلالت کرتے ہین یہہ جملہ مستانفہ ہی کفار کے کذب سے خبر دینے کے واسطے
لایا گیا یا حالیہ ہی لفظ قد کی تقدیر سے اگر قد کو مقدر نہ کرین تو بھی جایز ہی یعنے حالانکہ تم نے اسکو جھٹلایا
مَا عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ نہین میرے پاس جسکی تم جلدی کرتے ہو یعنے عذاب جو تم اسکی شتابی کرتے ہو
میرے پاس نہین مفسرین کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار کو عذاب اترنیکا ڈر بتلاتے تھے اور کفار تمسخر اور
مسخرے پن سے عذاب کی جلدی کرتے تھے اور کہتے اگر محمد عذاب اترنیکا تو جو وعدہ کرتا ہی لے آ اسی پر خدا تعالی نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امر فرمایا کہ انکے جواب مین کہے تم جو عذاب کی جلدی کرتے ہو سو وہ میرے پاس نہین جسوقت
خدا تعالی نے اتارنیکا ارادہ رکھا ہی تبہی اتاریگا سوای اللہ تعالی کے کوئی اسکو اتارنے پر قادر نہین اور کوئی اسکو
آگے پیچھے کرنیکی قدرت نہین رکھتا پھر تم اسکو میری تکذیب کا ذریعہ کیون کرتے ہو بعضے کہتے ہین کفار معجزے جو
مانگتے تھے اسکی جلدی کرتے تھے خدا تعالی معلوم کروایا کہ معجزے اپنے پاس مین کسی پاس اسکے مخلوقات سے نہین
بعضے کہتے ہین قیامت قایم ہونیکی جلدی کرتے تھے ما عندی الخ مین پہلا ما نافیہ ہی دوسرا ما موصولہ ہے
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ نہین حکم کسیکا سوای اللہ کے یعنے عذاب کی تقدیم اور تاخیر یا ہر مقدمات مین کسیکا حکم نہین
سوای اسکے وحدہ لاشریک کے وہی حاکم علی الاطلاق ہی حق اور باطل سے جدا کرنے مین اور مطیع کو ثواب عاصی کو
عقاب دینے مین اسیکا حکم ہی اور کسیکو اسمین شرکت نہین یَقُصُّ الْحَقَّ کہتا ہی حق بات یقص کہ قاف کی ضمہ

اور قضاء مجہول کی تشدید اور نافع اور ابو جعفر اور ابن کثیر اور عاصم پڑھتے ہیں مشتق ہے قص سے معنے اسکے بات کرنا بیان کرنا یعنے اللہ تعالی حق بات کہتا ہے کسواسطیکہ جو چیز کہ اللہ تعالی اس سے خبر دیتا ہے وہ حق ہے یا سچے پنہ ہیں بیان کرتا ہے دین حق اور درست اس قرات پر الحق مفعول بہ واقع ہے باقی کے قرا یقص قاف کے مکسور اور ضاد ہجو کے کسرہ اور تخفیف سے پڑھتے ہیں اور رسم الخط میں اسکو بدون یا کے ضاد کے کسرہ سے لکھتے ہیں مشتق ہے قضاء سے معنے اسکے حکم کرنا اس قرات پر حق کے نصب میں چار وجہ ہیں پہلی وجہ محذوف مصدر کی صفت ہے گویا تقدیر اسکی یقضی القضاء الحق یعنے حکم کرتا ہے ایسا حکم جو حق ہے دوسری وجہ یقضی متضمن ہے بنفذ کے معنے کو اور الحق مفعول بہ ہے یعنے نافذ و روان کرتا ہے تیسری وجہ یقضی معنی سے یصنع یدبر کے ہے یعنے کرتا ہے اور تدبیر فرماتا ہے حق کو ہر امر میں جلدی اور تاخیر سے چوتھی وجہ الحق منصوب بنزع خافض ہے تقدیر اسکی یقضی بالحق وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ اور وہ ہے بہتر نکالنے والوں کا یعنے اللہ تعالی بہتر ان لوگوں کا ہے جو نکالتے ہیں اور حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں کیونکہ اسکے حکم میں کسی مخلوقات پر ظلم اور جور نہیں قُلْ تو کہہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان منکرین کو جو ازالہ عذاب کی شتابی کرتے ہیں تو کہہ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ اگر میرے پاس ہوتا جسکی تم جلدی کرتے ہو تو فیصل ہو چکتا کام میرے اور تمہارے بیچ یعنے تم عذاب اتارنیکی جو شتابی کرتے ہو سو اگر میری قدرت میں ہوتا تو تم سب کو میں ہلاک کر دیتا ایک لحظہ کی بھی مہلت نہ دیتا استعجال کے معنے پیش از وقت ایک چیز کا مطالبہ کرنا اسراع کے معنے ایک چیز کی تقدیم بر وقت کرنا اسیواسطے عجلت مذموم ہوئی اور سرعت محمود ہوئی وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں بے انصاف لوگ اس جملہ میں دو مضاف محذوف ہیں گویا تقدیر یہ ہے بوقت عقوبتہم یعنے ستمگاروں کے عذاب کے وقت کو اللہ تعالی خوب جانتا ہے بعضے مفسرین کہتے ہیں معنے آیت کے یہ ہیں کہ خدا تعالی عذاب کی جلدی کرنے والے کی خصلت خوب جانتا ہے اسیواسطے عذاب کی اسنے تاخیر کی معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ جملہ معنے استدراک کو متضمن ہے گویا یوں کہا لکن الامر الی اللہ وہو اعلم یعنے لیکن حکم اللہ کے اختیار ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کس پر عذاب اتارے اور کسکو مہلت دے وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ اور اسکے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انکو مگر وہی معلوم کرنا چاہیئے کہ مفاتح ذات علیحدہ جو حق سبحانہ تعالی کے ساتھ باعتبار اسکی قدرت کاملہ کے مختص تھے بیان گئے کے بعد ان مقدورات کو

بیان کیا جو باعتبار علم کے اس سے مخصص ہیں معنے یہ ہیں کہ جس عذاب کی تم شتابی کرتے ہو وہ میرے قبضہ قدرت میں نہیں کہ تم پر اتار دوں اور نہ اسکا مجھے علم ہے جو تمکو اسکے نزول کی خبر دوں بلکہ یہ منجملہ اُن چیزوں کے ہے جو مختص اللہ کے ساتھ ہیں اسکی قدرت اور علم کے دیکھتے پھر وہ بمقتضی اپنی مشیت کے جو حکمت و مصالح پر مبنی ہے اسکو اتارتا ہے مفاتیح جمع مفتح کی ہے میم کی کسر اور تا کے فتح سے کبھی کہتے ہیں لیکن استعمال مفتح کا بغیر الف کے آلے کے معنے سے لغت قلیل ہے مشہور مفتاح ہے الف سے جمع اسکی مفاتیح اور بعضوں نے مفاتح جمع مفتاح کی ہونا جائز رکھا ہے بہرحال اس معنے کو موید ہے قرأت بعضوں کی مفاتیح یا سے یا مفاتح جمع مفتح کی ہے میم کی فتح اور تا کے کسر سے خزانہ کو کہتے ہیں اس معنے کو سدی کی تفسیر تائید دیتی ہے پہلی تفسیر پر استعارہ کیا ہے علم کو مفاتیح سے یعنے اسکے پاس غیب کے علوم ہیں کیونکہ خزانہ جو دروازہ اسکے باندھے گئے ہیں اس پاس وہی شخص پہنچیگا کہ جسکے پاس کنجیاں ہیں پھر جسنے جانا کہ کیونکر کبھی سے کھولے اور کسطرح خزانے کے پاس پہنچے تو وہ اسکا عالم ہے اسی طرح جب یہاں اللہ تعالی سب معلومات کا عالم ہے خواہ ظاہر ہو یا چھپا ہو تو اس معنے کو تعبیر کیا اس عبارت سے دوسری تفسیر پر معنے آیت کے یہ ہیں اسکے پاس خزانے غیب کے پھر خزانوں سے قدرت کاملہ تامہ ممکنات پر ہونا مراد ہے واحدی کہتا ہے جایز ہے کہ مفاتیح جمع مفتح کی ہو میم اور تا کے فتح سے جو مصدر ہے کھولنے کے معنے سے گویا معنے یوں ہونگے وعندہ فتوح الغیب یعنے وہ کھولتا ہے غیب کو جسپر چاہے اپنے بندوں سے معلوم کرنا چاہیئے کہ مفاتیح الغیب میں مفسرین کو اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں مفاتیح الغیب پانچ چیزیں ہیں جنکا بیان آیۂ ان اللہ عندہ علم الساعۃ میں آیا ہے یعنے قیامت کی خبر منجملہ برسانا مان کے پیٹ میں ہے کل کیا کریگا کس زمین پر مریگا امام احمد اور بخاری اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کے کنجیاں پانچ ہیں اللہ کے سوای کوی انکو نہیں جانتا کل کیا ہوگا نہیں جانتا اللہ کے سوائے رحم کب کم کرتے ہیں نہیں جانتا اللہ کے سوائے کونسے وقت مینہہ برستا ہے نہیں جانتا اللہ کے سوائے اور کس زمین پر مریگا نہیں جانتا اللہ کے سوائے اور قیامت کب قایم ہوگی نہیں جانتا اللہ تعالی و تبارک کے سوائے بخاری کی ایک روایت میں آیا ہے کہ غیب کی پانچ ہے نہیں جانتا ہے انکو کوی اللہ کے سوائے کل کیا ہوگا کوی نہیں جانتا بیت میں کیا ہوگا کوی نہیں جانتا اور کل کیا کریگا کوی جی نہیں جانتا اور کس زمین میں مریگا کوئی نہیں جانتا اور کب مینہہ برسیگا کوی نہیں جانتا حاصل معنے یہ ہیں یہ چیزیں امور غیبیہ ہیں

بدون تعلیم الٰہی کے کوئی انکو معلوم نہیں کرسکتا اللہ ہی کو ان چیزونکا علم ہے مگر جسکو رسولون سے وہ معلوم کرادے
امام احمد اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کے کنجیان
مجھکو دی گئین مگر ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیہ یعنے آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ مین پانچ چیزین جو مذکور ہین حافظ
جلال الدین سیوطی نے کہا سند اس حدیث کی صحیح ہے امام احمد اور ابو یعلی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہا کہ ہر چیز کے کنجیان تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے گئے سوائے ان پانچ چیز کے وہ یہہ چیزین ہین ان اللہ عندہ علم الساعۃ
الآیہ محقق ہو کہ نفی علم غیب سے ان پانچ چیز کے غیب کی مراد ہے سو غیب کلی ان پانچ چیز کا کوئی نہین جانتا نہ نبی مرسل اور نہ
فرشتہ مقرب ہماری اس تقریر سے اعتراض یہان جو آتا تھا مندفع ہوا حاصل اعتراض کا یہہ تھا ان چیزون کے
علم کو اللہ کی ذات پاک مین کیسا حصر کرسکینگے حالانکہ بعض خواص انبیا اور رسولون سے کئی ایک نے امور غیبی کی ان چیزون سے
خبر دی ہے علی الخصوص ہمارے شفیع سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حاصل دفعہ کا یہہ ہے حصر ان چیزون کا باعتبار کلیات
کے ہے جزئیات کے دیکھتے نہین علم جزئی کو معلوم کرانا مانع حصر نہین حدیث مین مفاتح الغیب پانچ ہین جنکو مذکور ہوے
اگرچہ امور غیبی بے نہایت تھے اسلئے خاصہ عدد کا ہے عدد زاید کی نفی نہین کرتا یا اسلئے ہے کہ عرب کے کاہنون اور منجمون کو
ان پانچ چیز کی معرفت کا ادعا تھا انکے رد کے واسطے بالتخصیص ان پانچ چیز کو بیان کیا شیخ ابو محمد ابن ابی حمزہ رحمہ اللہ نے
کہا مفاتح الغیب پانچ چیز کو گردانا حصر عالم کا ان پانچ چیزون مین ہونیکے طرف اشارہ ہے اسلئے کہ رحم کا کمی کرنا کمی
نہین جانتا جو فرمایا وہ نفس مین کمی زیادتی ہونے کی طرف اشارہ ہے سو نہہ کب برستا ہے کوئی نہین جانتا یہہ جو فرمایا
یہہ عالم علوی کے امور کے طرف اشارہ ہے کہ کونسی زمین مین مرتا ہے کوئی جی نہین جانتا جو کہا یہہ عالم سفلی کے امور کیطرف
اشارہ ہے کل کیا ہے کوئی نہین جانتا جو کہا یہہ انواع زمان اور جو حادثہ اسمین ہین انکی طرف اشارہ ہے قیامت
کب قایم ہوگی اللہ کے سوا اسے کوئی نہین جانتا جو کہا یہہ علوم آخرت کی طرف اشارہ ہے پس آیت انواع
غیوب کو جامع ہوی اور بحث عاوے فاسدہ کو دور کردیا اور دوسری آیت مین یعنے فلا یظہر علی غیبہ الا من ارتضی
من رسول مین اللہ تعالی بیان فرمایا ان امور سے کسی چیز پر اطلاع پانا بدون اللہ تعالی کے اطلاع دئے کے نہین
معلوم کرنا چاہیے کہ علم غیب ان پانچ چیز کا ایسا ہی ہر چیز کا علم غیب اللہ تعالی سے مختص ہے مگر جو کسی کو اپنے
خواص سے اسپر واقف کردے تو وہ غیب سے خبر دیتا ہے ابن حجر ہیتمی نے شرح ہمزیہ مین کہا کہ اللہ تعالی علم غیب سے مختص ہے

لیکن یہہ خصاص باعتبار احاطہ اور شمول علم اوسکے ہی کلیات اور جزئیات کو اور یہہ شانی اسکو نہین ہو بہت ایک چیزون پر اللہ تعالی اپنے بعض خواص کو اطلاع دیتا ہی یہان تک ان پانچ پر کہ جسکے شان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یعلمهن الا الله یعنے نہین جانتا انکو سوای اللہ تعالی کے کوسطیکہ یے مغیبات جزئیات ہین معدود ہ اور معتزلہ جو اسکو انکار کرتے ہین سو وہ مکابرہ ہی کیونکہ بہت ایک امور غیبی کہ جسکا شمار ممکن نہین سو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیا خبر دیتے ہین ضحاک اور مقاتل نے کہا مفاتح الغیب سے زمین کے خزانے اور عذاب نازل ہونیکا علم مراد ہی عطا نے کہا جو چیز ثواب و عقاب سے تم پر مخفی ہی وہ مفاتح الغیب ہین بعضون نے کہا اجل قائم ہونا بعضون نے کہا بندون کے احوال سعادت و شقاوت اور انکے اعمال کے انجام مفاتح الغیب ہین بعضون نے کہا مفاتح الغیب وہ ہی کہ جس چیز کا وجود ہنوز نہین ہوا سو وہ موجود ہوگا یا نہین اور جب موجود ہو تو کیسا ہوگا اور جب موجود نہو تو وہ صورت وجود کسطرح ہوگا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی مفاتح الغیب زمین و آسمان کے پوشیدہ خزانے ہین اقدار اور ارزاق لا یعلمها الا ہو کا جملہ حال مفاتح سے یا تاکید واقع ہی ماقبل کے مضمون سے یعنے غیب کے خزانہ یا کنجیان اوقات کو اور انکی عجلت اور تاخیر مین جو حکمت ہی وہی جانتا ہی دوسرا کوئی نہین جانتا پھر وہ بمقتضی اپنی حکمت اور تعلق مشیت کے انکو ظاہر کرتا ہی یہہ اس بات پر دلیل ہی کہ خدا یتعالی کو علم اشیا کا انکے وجود کے آگے ہی کیونکہ جو شی کا بدون علم اسکے محال ہے معلوم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی اپنے ضد و ند یعنے ہمتا سے منزہ ہی اسپر یہہ آیت دلالت کرتی ہی کیونکہ جملہ وعندہ الغیب حصر کا فایدہ بخشتا ہی یعنے اسکے پاس کنجیان ہین نہ دوسرے کے پاس اور کوئی موجود واجب الوجود رہتا تو اسکے پاس بھی مفاتح الغیب رہنا لازم آتا اسوقت حصر صحیح نہین ہوتا بھی آیت مین رد ہی منجمون کاہنون وغیرہ پر جو موت و حیات وغیرہ غیب کے چیزون پر آپ اطلاع پانیکا دعوی کرتے ہین کیونکہ وے اس دعوے مین قرآن کو جھٹلاتے ہین قطع نظر صفت رسالت سے متصف ہونیکے اللہ کی خوشنودی سے بھی دور ہین یاد رکھنا چاہیے آیت مین علم غیب کی نفی جو کیا سو مراد اس سے علم غیب حقیقی ہی کیونکہ بعضے غیبی امور کیواسطے اسباب ہین کہ جن سے دلیل ان امور پر پکڑتے ہین سو علم انکا حقیقی نہین وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور جانتا ہی جو جنگل اور دریا مین ہی یعنے جو کچھ موجودات بر و بحر مین ہین اللہ تعالی انکو جانتا ہی یہہ جملہ معطوف ہی عندہ مفاتح الغیب پر اور بیان ہی اسمین خدا یتعالی کے علم سے جو محسوسات اور مشاہدات کے ساتھ تعلق رکھتا ہی

اور دریا کی اسکے بعد تعلق علم کے جو متعلقات سے تھا تاکہ ظاہر ہو کہ سب معلومات کو محیط ہی اور بھی اہمین جزیہ ہے کہ اللہ تعالی کے علم محیط کے دیکھتے سب معلومات اسکے پاس ظہور مین یکسان ہین یعنے سب موجودات کو وہ بالتفصیل جانتا ہی سب اسکے پاس ازلاً وابداً حاضر ہین بر و بحر سے معنے مشہور مراد ہین یعنے خشکی تری جمہور مفسرین کا یہی قول ہے کیونکہ زمین سب یا خشکی ہے یا تری اور ہر ایک مین اخلون سے عجایب اور غرایب مصنوعات ہین جو اسکی علت قدرت اور وسعت علم پر دلالت کرتے ہین مجاہد نے کہا بر سے مراد جنگل ہی جہان گھانس اور پانی نہو بحر سے مراد بستی اور کھیڑے ہین یعنے یہ ہین جو چیزین جنگلون اور بستیون مین پیدا ہوتے ہین وہ اسکو جانتا ہے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا اور نہین گرتا کوی ایک پتا مگر وہ اسکو جانتا ہی تن ورقۃ مین من زایدہ ہی اور الا یعلمہا واقعہ کا حال ہر گویا بتقدیر یون ہی و ما تسقط من ورقۃ الا عالماً ہو یہا یعنے نہین جھڑتا کوئی پات مگر وہ اسکو جانتے والا ہے کیونکہ بغیر ارادے اسکے کوی بات نہین جھڑتا تسقط کے معنے جھڑنا اور باقی رہنا یعنے پات جو جھڑتا ہی اور جھاڑ پر باقی رہتا ہی اللہ تعالی اسکو جانتا ہی اور بھی جانتا ہی کہ جھاڑ سے پات گرا سو کتنے مرتبہ التاسید ھاپڑا فسدد اپنی مسند مین اور سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ و ما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا کی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہے کہ کوئی جھاڑ جنگل اور دریا مین نہین مگر اسکے اوپر موکل ہے لکھتا ہی جو بات اس سے جھرتا ہی مجاہد نے کہا کہ نہین کوئی جھاڑ اپنے پیڑ پر مگر ایک فرشتہ اسپر موکل ہی جو پتا اس سے جھڑے اسکو جانتا ہی اور شمار کرتا ہی پھر علم اسکا اس سے اٹھایا جاتا ہی اور اللہ تعالی اس سے داتا ہی محمد بن حجادہ کہتے ہین کہ اللہ تبارک و تعالی عرش کے نیچے ایک جھاڑ رکھا ہی کوی مخلوق ایسی نہین کہ جسکے لئے اس جھاڑ پر بنا نہو جب پتا اس مخلوق کا گرتا ہی تو روح اسکے جسد سے نکلتا ہی اور و ما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا سے یہی مراد ہی محمد بن حجادہ جیم کی ضم اور حا مہملہ کی تخفیف سے تابعی ثقہ ہی خطیب اپنی تاریخ مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہی کہا نہین کوئی کھیت زمین پر اور نہ پھل جھاڑ پر مگر اسپر لکھا ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا رزق فلان بن فلان یعنے یہہ رزق فلانیکا ہی بیٹا فلانیکا خدا یتعالی جو فرمایا و ما تسقط من ورقۃ الا یہ اس سے یہی مراد ہی حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہی معلوم کرنا چاہیئے کہ اس حکم مین بیان ہی اللہ تعالی کے علم سے جو موجودات کے تغیر احوال سے متعلق ہوتا ہی اور مبالغہ ہی اللہ تعالی کا علم سارے جزئیات پر محیط ہونے سے مخصوص پتے کے جھڑنے کا حال بیان کیا

کسلئے کہ باقی حالات سے اسکے یہہ بیان بس کرتا ہی اور نمونہ ہوتا ہی جیسا باقی موجودات کے احوال سے نمونہ ہی
وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اور نہ کوئی دانہ اندھیرون
مین زمین کے اور نہ کوئی بھیگا نہ سوکھا مگر روشن کتاب مین ہی یعنے یہہ سب چیزین کھلی کتاب مین لکھی گئی ہین
ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے عبد اللہ بن الحارث سے روایت کرتے ہین کہا کہ نہین
کوئی جھاڑ زمین پر نہ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ سوئی چبھونے کی جگہہ برابر اور نہ ہرا اور نہ سوکھا مگر اُن پر ایک فرشتہ
موکل ہے ہر روز علم انکا اللہ تعالی کے پاس لیجاتا ہی تری سے جبکہ بھیگا ہو خشکی سے جبکہ سوکھا ہو اعمش نے کہا
یہہ قرآن مین ہی ورطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ابو الشیخ نے کلبی سے روایت کی ہی کہ کہا نہین کوئی جھاڑ اور نہین کوئی
سوئی کی جگہہ مگر ایک فرشتہ اس پر موکل ہے اللہ تعالی کے پاس اسکا علم لیجاتا ہی کیونکہ آسمان کے فرشتے زمی کے
شمار سے بھی بہت ہین جبہ سارے سبزیون کے بیج کو کہتے ہین یہان حبہ سے کیا مراد ہی اسمین مفسرین کو اختلاف ہی
بعضون نے کہا جسسے یہی مشہور دانہ مراد ہی جو اگنے کے آگے زمین مین رہتا ہی بعضون نے کہا وہ دانہ ہی جو سات
زمین کے پاتال صخرہ مین ہی ورطب کے معنے بھیگا یابس کے معنے سوکھا بعضون نے کہا رطب وہ ہی جو اگتی ہی یابس وہ ہے
جو نہین اگتی یہہ قول عطا کا ہی ابن عباس نے کہا رطب سے پانی یابس سے جنگل بعضون نے کہا رطب سے زندہ یابس سے
میت مراد ہی بعضون نے کہا رطب یابس کے معنے کل شئی ہی یعنے ہر چیز کیونکہ سب چیزین یا بھیگے ہین یا سوکھے
بعضون نے کہا رطب سے عالم روحانی یابس سے عالم جسمانی کی طرف اشارہ ہی ولا حبۃ ولا رطب ولا یابس تینون
مجرور ہین عطف انکا ورقۃ کے لفظ پر ہی بعضی قرآتون مین ان تینون کو رفع سے پڑھا گیا ہی محل ورقۃ پر عطف کرکے
یا یہہ کہ مبتدا ہین اور انکی خبر الا فی کتاب مبین ہی شیخ سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین مین کہا ہے تینون ورقۃ پر
معطوف ہین لیکن سقوط کو ان پر مسلط کرنا مناسب نہین کیونکہ کسی رطب یابس کو یہہ کہنا کہ گرتا نہین مناسب نہین
بندہ عاجز کہتا ہی سقوط کے معنے ہمنے اوپر بیان کئے کہ عام ہی جھڑنے اور باقی رہنے سے تو معنے سقوط کو اس
عموم کے نظر کرتے انپر مسلط کرنا بعید نہین بلکہ مناسب ہی کیونکہ معنے اسکے یون کر سکتے ہین کہ کوئی رطب یابس
نہین رہتا جو کتاب مبین مین نہین یون بھی کہہ سکتے ہین کہ ورقۃ معنے کے نظر کرتے رطب یابس سے مغایر نہین
اسمین داخل ہے تو سقوط کی تسلیط دونون معنے سے مناسب ہوئی واللہ اعلم فی ظلمت الارض صفت ہی حبہ کی

یا معنے یہہ ہین و لا حبۃ کائنۃ فی بطون الارض الا یعلمہا یعنے زمین کے پیٹ مین کوئی دانہ نہین جو وہ نہین جانتا
اس وصف سے فایدہ یہہ ہر کہ علم خدا یتعالی کا معلومات مین کمال نفوذ کیا ہی کیونکہ ایسی چھوٹی چیز و ست زمین مین
جو بڑے جسم اسمین چھپ جاتے ہین جب جانا تو کونسی چیز اسکے علم سے باہر ہوگی کتاب اللہ تعالی کا علم مراد ہی جو تغیر سے
نہین پاتا یا کتاب سے لوح محفوظ مراد ہی کیونکہ خدا یتعالی آسمان اور زمین پیدا کرنیکے آگے علم ان چیزونکا جو ہوچکے
اور ہونے والے ہین سب اسمین لکھہ چکا عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہا کہ خدا یتعالی نے نون پیدا کیا دوات کو پیدا کیا پھر الواح یعنی تختیان پیدا کین اور اسمین دنیا تا قیام ہوی تک جو امور
ہونیوالے ہین خلق کے پیدا کرنے یا حلال رزق یا حرام یا عمل نیک یا بد سب اسمین لکھدیا بعد کو یہہ آیت پڑہی والطور
وما یسطرون الی کتاب مسطور الحدیث لوح محفوظ مین تمام احوال لکھنے کے چند فایدے ہین پہلا یہہ کہ ملایکہ واقف ہون
کہ اللہ تعالی کے علم نے تمام معلومات مین نفوذ کیا ہی اور آسمان و زمین مین جو کچھہ ہی اس سے مخفی نہین لوح محفوظ کے
ملایکہ کو اسمین پوری پوری عبرت ہوگی کیونکہ اس علم کے سمجھنے مین جو چیزین حادث ہوتے ہین جب اس سے مقابلہ کرینگے
تو اس سے موافق پاینگے دوسرا یون بھی کہہ سکتے ہین کہ خدا یتعالی نے اور دانہ کے حال پر جو کچھہ لکھا مکلفین کو
حساب سے تنبیہ کرنیکے واسطے اور بھی جو کچھہ کام کرتے ہین اس سے نہین چھوٹتے پر اعلام ہو کیونکہ جن چیزونمین
ثواب و عقاب نہین ویسے امور کو نہین چھوڑا تو ثواب و عقاب کے احوال کو بطریق اولی نہین چھوڑیگا تیسرا موجودات کو
لوح مین سابق جو ترتیب دیچکا اس سے تغیر نہ پاوین جان لو کہ کتاب کے معنے اول مراد لین تو یہہ استثنا بدل کل سے
الا یعلمہا کا اسمین معنے کے کتاب مبین علم الٰہی ہی گویا یعنے یہہ ہین لا یعلم و لا یحیط بہا الا علم اللہ تعالی یعنے اُن چیزونکو
نہین جانتا اور احاطہ نہین کرتا مگر اللہ ہی کا علم بعضون نے کتاب کو اس معنے پر پہلے استثنا سے تاکید والی ہی اگر
معنی ثانی مراد لین تو بدل اشتمال ہوگا پہلے استثنا سے اس آیت مین ایک اشکال ہر تقریر اشکال کی یہہ ہی کہ مذکور
چیزین وعندہ مفاتح الغیب کے تحت مین داخل ہین پھر اُن چیزونکو علاحدہ کس لئے ذکر کیا جواب اسکا یہہ ہے
اُن چیزونکا ذکر کرنا من قبیل اجمال بعد التفصیل ہی سو خدا یتعالی نے اول ان چیزونکو مجمل بیان کیا بعد اسکے حوالہ
بعضونکی تفصیل کی تاکہ انکے ماسوا سے چیزون پر دلالت کرین یون بھی جواب لیسکتے ہین قرآن کا نزول سب خلق کے
نفع کیواسطے ہی اور وعندہ مفاتح الغیب محض عقلی قضیہ ہی سوای عقلاء کا علمین کے ہر شخص کے سمجھ پر محیط ہونیسے

متعذر ہی اسلئے امور محسوسہ کو جو اس قضیہ کلیہ کے تحت مین داخل ہین ذکر کیا تا کہ ہر یک شخص ان محسوسات سے
اُس معقول کلی کو معلوم کرین بر و بحر کا بیان مقدم کیا کیونکہ انمین بہت سے عجیب غریب چیزین ہین کھیڑے
جنگل پہاڑ اور بہت سے معادن اور حیوانات اور اقسام کے مخلوقات ہین کہ جنکے ادراک سے عقل عاجز ہی اسکے بعد
اس سے کمتر چیز کو بیان کیا کہ جسکو ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہی کسلئے کہ پتا جھڑنا اور رہنا ہر کوئی دیکھتا ہی پر انکی
شمار اور کیفیت پیدائش کی اللہ کے سوا کوی نہین جانتا اسکے بعد دانہ کو بیان کیا جو پتی سے بھی بہت چھوٹی
چیز ہے اُسکے بعد تمام چیزون کو جامع ہی فسبحان العلیم الخبیر وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِاللَّيْلِ اور وہی ہے
کہ تمکو سلاتا ہی رات کو معلوم کرنا چاہیے کہ خدا تعالی نے اوپر کی تین آیت مین کمال علم اپنا بیان کیا ان آیتون
اپنے کمال قدرت کو دکھلاتا ہی توفی مرنے کے معنے سے مشہور ہی یہان اس سے نیند سے استعارہ کیا کسلئے کہ تمیز
اور حواس کے دور کرنے مین دونون شریک ہین اصل معنے اسکے ایک چیز کو پورا قبض کرنا اسواسطے اردو کے مترجم
اصل معنے کے لحاظ سے یتوفاکم کا ترجمہ یون کیا کہ تمکو بھر لیتا ہی اکثر مفسرین یتوفاکم باللیل کے معنے یون کرتے ہین
کہ قبض کرتا ہی تمہارے ارواح سوتے وقت ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی
کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہر آدمی کے ساتھ ایک فرشتہ ہی جب وہ سوے تو اسکی روح پکڑتا ہی
پھر اگر خدا تعالی اسکی روح قبض کرنے واسطے اذن دیوے تو قبض کرتا ہی نہین تو اُسی کے طرف رد کرتا ہی اسی پر
خدا تعالی فرمایا یتوفاکم باللیل یاد رکھا چاہیے یتوفاکم قبض روح کے معنے سے مبنی اس بات پر ہی کہ کہتے ہین کہ ہر یک
جسد مین دو روح ہین ایک روح حیات کے سوا مرنے کی وہ روح نہین نکلتی دوسری روح تمیز کی جب سو یا تو
وہ بدن سے نکلجاتی ہی اور عالم کا سیر کرتی ہی اور جب بیدار ہوا تو پھر جسد مین عود کرتی ہی بعضون نے کہا ابن آدم مین
ایک ہی روح ہی اُسکے تین احوال ہین بیداری کی حالت نیند کی حالت موت کی حالت پس باعتبار اس بات کے
کہ روح کی تعلق انسان کے ظاہر و باطن سے پکڑی بیدار کی حالت ثابت ہوی اور باعتبار سبب کے کہ فقط
ظاہر سے تعلق پکڑی نیند کی حالت پیدا ہوی اور باعتبار قطع تعلق کے ظاہر و باطن سے موت کی حالت پیدا ہوی
اس قول پر یتوفاکم باللیل کے معنے یون ہونگے یقطع اور احکم عن التعلق ہو الظہر یعنے جدا کرتا ہی تمہارے ارواح تعلق
باطن سے اور معنے یحتکم فیہ کے یرد تعلقہا بالباطن یعنے اُسکے باطن کے تعلق کو رد کرتا ہی وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ

اور جانتا ہے جو تم کمائی ہو دن کو یعنے دن کو جو تم اعمال کرتے ہو اللہ تعالی انکو جانتا ہے یا جرحتم میں ما مصدریہ ہے یعنے کمانا تمہارا وہ جانتا ہے یا موصولہ ہے اور اگر ما کو نکرہ لیویں اور ما بعد کو اسکے صفت اسکی تو الین تو بھی جایز ہے لیکن اخیر کے دونوں تقدیر میں عاید محذوف ہے جرح منع کے باب سے معنے اسکے کسب و عمل بد و نیک یعنے کمایا اور اچھی سعی سے حاصل کیا اسی واسطے پرندے اور درندے جو تعلیم شکار کی قبول کرتے ہیں جوارح کہتے ہیں کیونکہ وے کسی چیز کو اپنی سعی سے حاصل کرتے ہیں مراد یعلم سے یہ ہے کہ اللہ تعالی کو قبل از صدور اعمال بندوں کے اسکا علم حاصل ہے چنانچہ تقدیم اسکی بعث پر اسی مراد طرف اشارہ کرتی ہے گویا معنے یہ ہیں ویعلم ما جرحتم بالنہار یعنے تم دن کو جو کماؤ گے جان چکا اور جرح کو ماضی کے صیغہ سے لانا تحقیق پر دلالت کرنے واسطے ہے رات کی تخصیص نیند سے اور دن کی تخصیص کسب سے بحسب عادت کے ہے کیونکہ شب کو سونا دن کو کام کرنا غالبًا عادت ہے

ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ پھر تمکو اٹھاتا ہے اسمیں مرجع فیہ کا نہار ہے یعنے دن کو پھر رجوع داخل کرکے تمکو جگاتا ہے اس جملہ کا عطف یتوفاکم پر ہے اسصورت میں ویعلم ما جرحتم کا جملہ درمیان لانا اشعار ہے اسبات پر کہ باوجود آدمی کے برائیاں دیکھنے کے انکو بیدار کرانا اللہ تعالی کا احسان عظیم ہے بعث کا لفظ یہاں بیداری پر اطلاق کیا مجازًا بالتشبیہ ہے توفی جو موت کے معنے سے تھا جب سکو نیند میں استعارہ کیا تو بعث جو مرنے بعد جلا اٹھانا ہے بیداری کے معنے سے لینا ترشیح ہوی کیلئے کہ ترشیح ایک امر ہے جو ملایم مستعار منہ کے ہو لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى تاکہ پورا کیا جاوے وعدہ جو ٹھہرایا گیا یعنے تمہاری عمر کی مدت پوری ہووے لام لیقضی کا یتوفاکم اور یبعثکم سے متعلق ہے مسمی صفت ہے اجل کی قضاء کے معنے تمام کرنا پورا کرنا اجل کے معنے عمر آخر ہونیکا وقت مسمی کے معنے معین یعنے ٹھہرایا گیا اور مقرر اللہ کے نزدیک حاصل معنے یہ ہیں لاتا ہے پھر جگاتا ہے اسلئے کہ دنیا میں مدت حیات جو معین ہر بوری ہو

ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ پھر اسی کی طرف تمکو پھرنا ہے پھر جتا دیگا تمکو جو کرتے تھے یعنے مرنے بعد حشر میں اللہ ہی کیطرف تمہارا رجوع ہے بعد اللہ تعالی تمہارے نیک بد اعمال کی جزا کہ اسلئے تمکو اس سے خبر دیگا معلوم کرنا چاہیے کہ جبکہ سونا بعد بیدار کرانا بمنزلہ مرنے بعد جلا اٹھلانیکے تھا اسواسطے اس جملہ میں بعث اور قیامت کی صحت پر استدلال کیا یاد رکھا چاہیے کہ خطاب اس آیت میں علی العموم ہے بعضوں نے کہا خطاب خاص کافروں کو ہے اور معنے یوں ہیں کہ تم مردار کے مانند شب کو پڑ جاتے ہو اور دن کو گناہ کرتے ہو

خدا یتعالی تمہارے اعمال پر مطلع ہی تمکو اسی حالت سے قبور سے اٹھا دیگا تاکہ وعدہ اسکا جو مردون کے اٹھانے
اور اعمال کی جزا دینے کا ٹھہرایا ہی پورا ہو بعد اسکی طرف حساب کے لئے تمہاری بازگشت ہی پھر تم جو عمل کرتے تھے
اسکی جزا دینے سے تمکو جتا دیگا مخفی نہ رہے صاحب کشاف نے یہی تفسیر کی ہی اسمین تکلف اور بعد کا احتمال ہے
کیونکہ اس تفسیر پر بعث معلل ہوتا ہی قضاء اجل مسمی سے اور یہہ معنے فاسد ہین وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ع ۱۴
اور وہی غالب ہی اپنے بندون پر معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ آیت اللہ تعالی کے کمال قدرت اور حکمت پر دوسرے طور سے
دلیل ہے فوق عبادہ کے معنے مین دو مذہب ہین ایک اہل تاویل کا مذہب ہی وے کہتے ہین فوق عبادہ کے معنے
بلند اُن پر اپنی قدرت سے کیونکہ جس نے ایک چیز پر قہر اور غلبہ کیا تو وہ اسپر بلند رہتا ہی جیسا کہتے ہین اُمر فلان فوق
امر فلان یعنے فلانیکا حکم فلانیکے حکم پر ہی یعنے وہ اس سے اقدر اور اغلب ہی دوسرا مذہب سلف کا ہی وے کہتے ہین
بغیر بیان کیفیت کے اور تاویل اور اطلاق جہت کے ویسا ہی اسکو چھوڑ دیوے القاہر کے معنے غالب اور قوی اور زور آور
اور بزور دست خدا یتعالی سبکا پیدا کرنیوالا ہی تو سب پر اسکا قہر اور غلبہ ہی ہر چیز کو اسکی ضد سے قہر کرتا ہی حیات کو
موت سے ایجاد یعنے پیدا کرنے کو اعدام سے یعنے نابود کرنیسے تونگری کو فقیری سے نور کو اندھیرے سے حاصل معنے
اس جملہ کے یہہ ہین کہ اللہ ہی غالب ہی بندون کے امور مین تصرف کرنیوالا جو چاہے سو کرے پیدا کرے یا نابود
کرے زندہ کرے یا مارے ثواب دے یا عذاب دے وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً اور بھیجتا ہی تمپر نگہبانون کو
یعنے منجملہ قہر حقتعالی کے یہہ ہی کہ بندون پر نگہبان بھیجتا ہی حفظہ جمع حافظ کی ہی مراد اس سے وے فرشتے ہین جو
بنی آدم کے اعمال نیکی بدی طاعت معصیت وغیرہ افعال اقوال کے نگہبان ہین اور انکو کراماً کاتبین کہتے ہین یہہ قول
اکثر مفسرین کا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہا کہ ہر آدمی کے ساتھہ دو فرشتے ہین ایک داہنے طرف
دوسرا بائین طرف جب انسان نے اچھی بات کی تو داہنے والا اسکو لکھتا ہی جب بری بات کی تو داہنے والا بائین
طرف والیکو کہتا ہی مہلت دے شاید توبہ کرے اس عرصے مین اگر اُسنے توبہ نکی تو بائین طرف والا اسکو لکھتا ہی
طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان مین ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا داہنا فرشتہ امین ہر بائین پر جب بندہ کوئی نیکی کرتا ہی تو وہ گونہ وہ لکھتا ہی جب کوئی بدی کرتا ہی تو
بائین والا اسکو لکھنا چاہے تو داہنے والا اسکو روکتا ہی چھے یا سات ساعت تک مہلت دیتا ہی اس عرصے مین

وہ استغفار کیا تو پھر بدی نہیں لکھتا اگر استغفار نہیں کیا تو ایک گناہ لکھتا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ فرشتے کا
انسان پر موکل ہونے میں فایدہ یہہ ہے کہ جب مکلف معلوم کریگا کہ اپنے اعمال کے لکھنے اور قیامت کے دن علی رؤس الاشہاد
اسپر پڑھنے کیواسطے فرشتے نگہبان ہیں تو البتہ گناہوں اور بدکاموں سے باز رہیگا بعضوں نے کہا حفظہ سے فرشتے
مراد ہیں جو بنی آدم اور اسکے جسد کے نگہبان ہیں قتادہ نے کہا جو فرشتے ابن آدم پر اُسکے رزق اور اجل اور عمل کے
نگہبان ہیں انکو حفظہ کہتے ہیں معلوم کرنا چاہئے کہ خدا یتعالی نے بندوں کے اعمال لکھنے کیواسطے جیسا فرشتے
مقرر کئے ہیں ویسا ہی انکے جسد کی محافظت کیواسطے فرشتے متعین ہیں ابو داؤد قدریں اور ابن المنذر اور
ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کہا ہر بندے کیلئے نگہبان ہیں کہ کہیں دیوار
اُسپر نہ گرے یا وہ باولی میں نہ پڑے یا کوئی جانور اسکو ضرر نہ پہنچاوے یہانتک کہ قدر جو اُسکے لئے مقدر ہے
آوے تو اُس سے سرک جاتے ہیں پھر خدا یتعالی کے ارادے میں ہے اسکو پہنچتا ہے امام فخر الدین رازی نے کہا
حفظہ سے کل نگہبان مراد لینا بعید ہے خواہ نگہبان اعمال کے ہوں یا اجساد کے اقوی ہے کیلئے کہ آیت فایدہ عموم کا
بخشتی ہے بغیر تخصیص معلوم کرنا چاہئے کہ یرسل علیکم کا عطف قاہر پر ہے جو صلہ میں ال کے واقع ہے کیونکہ قاہر
معنے میں یقہر کے ہے گویا تقدیر یوں ہے وہو الذی یقہر عبادہ ویرسل یعنے وہی ہے جو اپنے بندوں پر غالب ہوتا ہے
اور بھیجتا ہے یا جملہ فعلیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر ہے جو ہو القاہر ہے یا عطف اسکا یتوفاکم اور اُسکے معطوفات پر
ہے جو صلہ میں الذی کے واقع ہے حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا یہانتک جب پہنچے تم میں سے
کسی کو موت جان نکالے اسکی ہمارے بھیجے ہوئے لوگ حتی ابتدائیہ ہے یعنے کلام کا شروع اس سے ہوا ہے باوجود اسکے
اپنے مابعد کو جملہ شرطیہ سے قبل کا غایت گردانا ہے گویا یوں کہا اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان جو نگاہبانی کرتے ہیں
تمھارے اعمال کو حیات کے تا مدت یہانتک کہ جب تم میں کسی کی حیات کی مدت جو مقرر تھی تمام ہو چکے اور موت کے
اسباب اور اسکے مبادی پہنچے تو ہمارے بھیجے لوگ اسکی جان نکالتے ہیں رسلنا سے وہ فرشتے مراد ہیں جو انسان کی
جان نکالنے میں ملک الموت کے مددگار ہیں مجاہد نے کہا کہ زمین ملک الموت کیلئے طشت کے مانند بنائی گئی ہے
جہاں سے چاہے وہاں سے جان لیوے اور اسکے معاون ہیں وے لوگوں کی روح قبض کرتے ہیں بعد اُسکے ملک الموت
اُنسے لیتا ہے جب رہیں تو انکو بلاتا ہے وہ اسکی اجابت کرتے ہیں قتادہ نے کہا ملک الموت کے رسل ہیں روح کو

قبض کرکے ملک الموت کے سپرد کرتے ہیں تیسرے کہتے ہیں رسلنا سے ملک الموت ہی مراد ہی جمع کا صیغہ اسکی تعظیم کو ہی ہی عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر نے کلبی سے روایت کی ہی کہا کہ ملک الموت ہی روح کو قبض کرتا ہے اگر وہ مومن رہے تو رحمت کے فرشتون کو دیتا ہی اگر کافر رہے تو عذاب کے فرشتون کو سپرد کرتا ہی اس روایت کو جویبر بھی اپنی تفسیر میں کلبی کی طریق سے وہ ابی صالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصل کرتا ہی کلبی متروک اور کذب سے متہم ہی اور رفض سے وہ پھینکا گیا اور ابو صالح قابل حجت نہیں ابن عباس سے نہ سنا اور نہ دیکھا واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ جان کے نکالنے والے فرشتے وہی نگہبان ہین یا انکے سوا اسمین علما کا اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ وہی نگہبان فرشتے ہین انسان کی زندگی تک اسکی محافظت رہتے ہین جب تک وقت آن پہنچے تو اسکی جان نکالتے ہین بعضون نے کہا جان نکالنے والے فرشتے سوے نگہبانون کے ہین یہ قول اکثر علما کا ہی امام رازی نے کہا ہر چند اس فقرہ پر آیت مین کوئی لفظ دال نہین پر اکثر کا میلان اسی قول کیطرف ہی اور قیاس عقلی سے بھی یہہ ثابت ہوا کہ خیر و رحمت کے فرشتے تعم پہنچانے والون کے سوا ہون کیونکہ ایک جماعت فرشتونکی ہی انکو روحانیین کہتے ہین کیونکہ وے راحت اور ریحان یعنے خوشبوئی پہنچاتے ہین اور ایک جماعت کو کروبیین کہتے ہین کیونکہ وے مبداء کرب و غم کے ہین معلوم کرنا چاہیے کہ نسبت جان نکالنے کی اللہ یتوفی الانفس حین موتہا مین اللہ تعالی کی طرف ہوی اور (قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم) مین ملک الموت کی طرف اور اس آیت مین معاون فرشتون کی طرف ہوی اسمین کچھ اشکال نہین کیونکہ حقیقت مین روح قبض کرنیوالا اللہ تعالی ہی ہر بندے کی اجل جب پہنچتی ہی تو خدا تعالی اسکی جان نکالنے کے واسطے ملک الموت کو حکم کرتا ہی پھر ملک الموت اپنے معاون فرشتونکو اسکی جان نکالنے کیواسطے کہتا ہی جب اسکی جان گلے تک آن پہنچی تو ملک الموت آپ بنفسہ اسکی روح قبض کرتا ہی ان تینون اعتبارات کے نظر کرتے نسبت توفی کی ان تینون کی طرف ہونا مستحسن ہوا توفتہ ماضی کے صیغے سے ہی حمزہ قارئ نے توفاہ الف کے امالہ کے ساتھ پڑھا ہی اس قرات پر توفاہ ماضی کا صیغہ ہی یا مضارع ہی اصل اسکا تتوفاہ تھا ایک تا کو حذف کیا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝ اور وے قصور نہین کرتے یعنے بھیجے ہوے حکم مین قصور اور تاخیر نہین کرتے یہہ حال ہی جملہ رسلنا سے اور مستانفہ لینا بھی جایز ہی لیکن حال کی انداظہر ہی ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ پھر پھیرے جاوین اللہ کیطرف یعنے بعد مرنے کے اللہ کی طرف پہنچائے جائینگے جو انکا سچا

ثم رددوا کا عطف توفتہ پر ہی اور مرجع ردوا کا مذکورین ہین جو مدلول علیہ حد کم کا ہی پھر احد کم کو مفرد لانے کے ردوا کو جمع کے صیغے سے بیان کیا نزدیک اہل لغت کو التفات ہی اور اس التفات مین راز یہہ ہی کہ جان نکالنا علی الانفراد ہی اور رد کیا جانا بالاجتماع ہی معنے یہہ ہین کہ بعد بعث اور محشر کے سب لوگ اللہ تعالی کی طرف بھیجے جائینگے اور بعضے مرجع ردوا کے ضمیر کا ملائکہ کو لیتے ہین یعنے بنی آدم جیسے مرتے ہین ویسے ہی یہ فرشتے مرینگے اللہ کی طرف سب بندونکی پھیر لیجانے سے اللہ تعالی کے حکم طرف اور حساب کی جگہہ پھیرا جانا مراد ہی جیسے پہلے اول کی کیونکہ خدا یتعالی مکان اور جہت سے منزہ ہی مولی کے معنے مالک اور متولی خلق کے امورات کا اور جو خدا یتعالی نے دوسری آیت مین فرمایا وان الکافرین لا مولی لہم مولی وان مددگار کے معنے مین ہی یعنے خدا یتعالی کافرونکا مددگار نہین مولہم مین اضافت اپنی بندون کی طرف جو فرمائی یہہ نہایت رحمت ہی الحق کے معنے سچ اور درست اور عدل و ثابت اور سچے کے ہین مولاہم الحق فرمایا کیونکہ آدمی دنیا مین باطل موالی یعنے نفس اور غضب و شہوت کے تحت تصرف مین تھا جب مرا تو ان باطل موالی کے تصرفات سے خلاص ہوا کے موالی الحق کے تصرف کے طرف تعالی اللہ ہی

اَلَا لَہُ الْحُکْمُ سن رکھو اسیکا حکم ہی یعنے قیامت کے دن اللہ ہی کا حکم ہی اسکے سوا اور کسیکا حکم ظاہر اور باطن مین نہین ہمنے یہہ تاویل کی کیونکہ دنیا مین بھی اللہ کے سوا حقیقت مین کوئی حکم کرنیوالا نہین پر بحسب ظاہر جہان متعدد حکام ہین وَھُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ۝ اور وہ شتاب ترین حساب لینے والونکا ہی یعنے اللہ تعالی حساب بہت جلد لیتا ہی کیونکہ اسکے حساب کو فکر و تامل اور گنتی کی حاجت نہین حدیث مین آیا ہے خدا یتعالی تمام خلایق کا حساب ایک بکری کا دودھہ نچوڑنے تک کا میدان قیامت مین لے لیگا اور ایک حدیث مین ہے دوپہر کے عرصے مین سارے عالم کا حساب لیلیگا جاننا چاہئے کہ خلایق کا حساب کون لیگا اسمین مفسرین کا اختلاف ہی بعضون نے کہا خدا یتعالی آپ بنفسہ ایک ہی دفعہ مین لیلیگا اسپر وہ حدیث بیہقی کی دلالت کرتی ہی جو شعب الایمان مین سعید بن المسیب کی طریق سے وہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آکے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے دن خلایق کا حساب کون کریگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدای عزوجل کریگا اعرابی نے کہا ربہ کعبہ کی قسم ہمنے نجات پائی حضرت نے فرمایا کیسطرح اعرابی نے جواب دیا ان الکریم اذا قدر علی

ابن ابی الدنیا نے حسن الظن میں حسن بصری سے روایت کی ہے کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے پوچھا کہ قیامت کے دن حساب کون کریگا حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ اعرابی نے کہا رب کعبہ کی قسم اس وقت میں مجھ کو حق کسکا نہیں پڑا جائیگا پھر مسند فردوس میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ میری امت کا حساب میرے سپرد ہوتا دوسرے امتوں کے روبرو میری امت فضیحت نہ کی جاوے خدا تعالیٰ نے مجھکو وحی کی ای محمد بلکہ انکا حساب میں کرونگا جب کوئی لغزش اُنسے رہے تو میں تیرے پیچھا دونگا تاوہ تیرے نزدیک فضیحت نکلے جاوین بندۂ عاصی کہتا ہی اس حدیث کو حافظ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل کیا ہے اور یہہ حدیث اس کی کلیہ پر ضعیف ہے بعضوں نے کہا بلکہ خدا تعالیٰ فرشتوں کو امر کریگا ہر یک فرشتہ ایک بندہ کا حساب کریگا کیونکہ اگر خدا تعالیٰ آپ کفار سے حساب لے تو اُنسے بات کرنا پڑیگا اور کفار سے بات کرنا باطل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کفار کے باب میں فرماتا ہے ولا یکلمہم یعنے بات نہ کریگا اُنسے یعنے کفار سے قُلْ تو کہہ یعنے ای محمد ان کفار کو جو بتوں کی عبادت اللہ کے سوا کرتے ہیں تو بول یہہ آیت ایک دوسری قسم ہے دلایل سے جو کمال قدرت الہیہ اور کمال رحمت و احسان پر دلالت کرتی ہے مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کون تمکو چھڑاتا ہے اندھیروں سے جنگل کے اور دریا کے یعنے جنگل اور دریا کے اندھیروں سے جب تم راہ بھولو اور راہون پر اندھیری ہوجاوے راہ کونسی ہے معلوم نہ کرین تو کون بچالاتا ہے یا معنے یہہ ہین جنگل کے اور دریا کے سختیون اور مصیبتون سے سفر و حضر میں تمکو کون بچالاتا ہے اس معنے پر ظلمات کا لفظ سختیون اور مصیبتون کیواسطے مجاز ہے لیکن بعضے مفسرین کہتے ہین معنے حقیقی پر لفظ کو حمل کرنا اولیٰ ہے جنگل کی اندھیری سے اندھیری رات اور کالی بادل گھٹا کرنا اور دشمن کے ہجوم سے اور راہ کے معلوم نہونے سے اندیشۂ شدید پیدا ہوتا ہے دریائی اندھیری سے اندھیری رات اور دریا کی اور بادل کی تاریکی اور اندھی ہوا چلنا اور گھابل موج پڑنا کہ جس سے راہ خلاصی کی نہ پاوے اور ہلاکی کا اندیشہ پیدا ہو مقصود اس سے یہہ ہے کہ آدمی ان اسباب کے جمع ہونیسے جو موجب اندیشۂ شدید ہین ظاہر اور باطن میں اللہ کے سوا دوسرے کی طرف رجوع نہین لاتا کیونکہ اس حالت میں اللہ جل شانہ کی درگاہ میں اسکا اخلاص بڑھتا ہے اور ماسوا اللہ کے اسکی امید منقطع ہوتی ہے اسی طرف خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً جسکو پکارتے ہو گڑگڑاتے اور چپکے

یعنے جب تم پر امر سخت ہو جاوے تو علانیہ اور مخفی خالص اللہ کو پکارتے ہو تدعونہ کا جملہ بتجیکم کے مفعول سے حال واقع ہے معنے یہہ ہین بتجیکم داعین ایاہ یعنے بچالاتا ہی تمکو حالانکہ وے پکارنیوالے ہین اسکو یا اسکے فاعل سے حال واقع ہے معنے یہہ ہین تدعونہ من جہتکم یعنے بچالاتا ہی تمکو جس حال مین کہ وہ پکارا گیا ہی تمھاری جہت سے تضرعا وخفیۃ دونون تدعونہ کے فاعل سے حال پڑے ہین گویا معنے یہہ ہین تدعونہ متضرعین جہارا ومسرین یعنے پکارتے ہین اسکو گڑگڑاتے ہوے بلند آواز سے اور آہستہ یا مصدر موکد ہی تدعون کے معنے یہہ ہین تدعونہ دعاء اعلان و اخفاء یعنے پکارتے ہین اسکو پکارنا جو آشکارا اور پوشیدہ ہی بتجیکم کو جمہور قراہم کی تشدید سے بابتفعیل سے پڑھتے ہین یعقوب اسکو تخفیف سے باب افعال سے پڑھتا ہی دونون کے معنے ایک ہی ہین خفیۃ خاء معجمہ کی ضم سے جمہور قرا پڑھتے ہین ابوبکر خاء کے کسر سے پڑھتا ہی دونون دو لغت ہین لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشکرین ○ اگر ہمکو تو بچالیوے اس سے یعنے اس بلا سے تو البتہ ہم شکر کرنیوالون سے ہونگے یعنے اس نعمت سے تیرا احسان مانین لئن انجیتنا کا لام تمہید ہی محذوف قسم کے جواب کو اور لنکونن جواب قسم کا ہے پھر یہہ جملہ قسمیہ قول مقدر کی تقدیر سے تدعونہ کے فاعل سے حال پڑا ہی تقدیر یہہ ہی تدعونہ قائلین لئن انجیتنا یعنے پکارتے ہو حال وہ کہ کہنے والے ہین اگر ہمکو بچالیوے ان جملہ قسمیہ کو اگر تدعونہ سے تفسیر ڈالین تو بھی جایز ہی من ہذہ کا تعلق انجیتنا سے ہی اور من ابتداء غایت کیواسطے ہی اور ہذہ کا اشارہ ظلمات کے طرف سے معلوم کرنا چاہیے کہ لئن انجیتنا کو عاصم اور حمزہ اور کسائی تدعونہ سے مطابقت ہونیکے واسطے لئن انجانا غایب کے صیغے سے پڑھتے ہین باقی کے قرا لئن انجیتنا خطاب کے صیغے سے پڑھتے ہین قل اللہ ینجیکم منھا ومن کل کرب تو کہہ اللہ تمکو بچاتا ہی اسنے اور ہر دکھ سے یعنے اندھیرون اور آفتون سے اور ہر ایک گھبراہٹ سے اللہ ہی مخلصی دیتا ہی مرجع منھا کا ظلمات ہی بتجیکم تخفیف جیم اور تشدید سے بھی پڑھا گیا ہی جیسا اوپر مذکور ہوا ثم انتم تشرکون ○ پھر تم شریک ٹھہراتے ہو یعنے خدا تعالی ان آفتون اور مصیبتون سے بچانیکے بعد تم جنون کو جو حجر اور نفع نہین بخشتے اللہ تعالی سے ساجھہ ٹھہراتے ہو اور اپنے عہد کو وفا نہین کرتے قل تو کہہ یعنے ای محمد تیری قوم سے کہ جاننا چاہیے کہ یہہ آیت دلایل توحید سے دوسری قسم ہی جو کچھہ کہ کافر نعمت کے ساتھہ ملی ہوی ہی اس آیت کا اترنا مومنین کے حق مین ہے

یہ قول حسن اور قتادہ کا ہے یا مشرکین کے شان میں ہے یہ دوسرے مفسرین کا قول ہے

هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اسی کو قدرت ہے کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہارے تکو فرقہ اور چکھا دے ایک کو عذاب ایک کا جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اعوذ بوجہک یعنے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اور اویلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض کے پاس فرمائے ھذا اھون او ایسر یعنے یہ سہل ہے یا آسان ہے یعنے یہ مقدمہ ماقبل سہل ہے اس حدیث کو بخاری اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قولہ او ایسر راوی کا شک ہے من فوقکم یا عذابا سے متعلق ہے یا محذوف سے متعلق ہو کے عذابا سے صفت واقع ہے تقدیر اسکی عذابا کائنا من جہۃ الفوق یعنے عذاب ایسا جو ثابت ہو اوپر کی جہت سے یلبسکم معطوف ہے یبعث پر شیعا حال ہے عذاب اوپر سے بھیجنے آسمان سے پتھر برسانا مراد ہے جیسے اصحاب الفیل وغیرہ پر برسے اور بڑی آواز کرنا جیسا ثمود پر ہوا اور بارا چلانا جیسا عاد پر چلایا اور طوفان ہونا جیسا نوح علیہ السلام کی قوم پر ہوا پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجنے سے خسف یعنے زمین میں دھسانا جیسا قارون کو دھسایا اور غرق کر دینا جیسا فرعون کو دریای نیل میں ڈبایا ابن عباس سے مروی ہے کہ من فوقکم سے امراء اور اشراف من تحت ارجلکم سے سفلے اور غلام مراد ہیں ایک روایت میں انکی ہے فوقکم سے بدحکام ارجلکم سے برے خدام بعضوں نے کہا فوق سے مراد مینہہ نہ برسنا تحت سے پھل نہ لگنا لبس کے معنے ملانا اور مخلوط کرنا شیعا جمع ہے شیعہ کی گروہ اور فرقے کو کہتے ہیں اویلبسکم شیعا کے معنے مختلف چال والے فرقے بنا کر تمکو مخلوط کرایا جس سے آپس میں مارا ماری ہو ابن عباس سے مروی ہے کہ یلبسکم شیعا سے مراد اہوا مختلفہ ہیں یعنے ہر ایک فرقے کی خواہش نفسانی دوسرے کی مخالف ٹھہرانا یعنے انکے عقیدوں میں اختلاف ڈالنا مجاہد نے کہا آپس میں اختلاف اور فتنے جو ہوے مراد ہیں ابن زید نے کہا آپکے دن لوگوں میں جو اختلاف اور خونریزی ہے وہ مراد ہے باس کے معنے عذاب یعنے لڑای ایک کی ایک کو چکھاوے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ آیت کن لوگوں کے شان میں اتری اور کون لوگ اس سے مراد ہیں اسمیں مفسرین کا اختلاف ہے ایک جماعت مفسرین کی کہتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مراد ہیں اور انہیں کے شان میں یہ آیت اتری ابن ابی شیبہ اور احمد اور عبد بن حمید اور نعیم بن حماد

ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابی العالیہ کی طریق سے وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قل ہو القادر الآیہ میں کہا ہے ہن اربع وکلہن عذاب وکلہن واقع لامحالۃ لبثت اثنتان بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمس عشرین سنۃ فالبسوا شیعا وذاق بعضہم بأس بعض ولبقیت اثنتان واقعتان لامحالۃ الخسف والرجم یعنے یہ چار چیزیں ہیں اور سب عذاب اور بالضرور سب ہونے والے ہیں پھر دو چیزانسے بعد پچیس برس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے گذرے سو کئی فرقے ٹھہرائے گئے اور ایک لڑائی ایک کی چکھا دو چیز خسف اور رجم باقی ہیں یہہ بھی بالضرور واقع ہونگے ابن ابی شیبہ اور احمد اور مسلم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ سے آئے جب بنی معاویہ کی مسجد پر سے گذرے وہاں جاکے دو رکعت نماز پڑھی ہم بھی حضرت کے ساتھ نماز پڑھے پھر دیر تک اللہ تعالی سے دعا کئے بعد ہمارے پاس آکے فرمائے کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں دو چیز مجھکو عطا کیں اور ایک چیز کو قبول نہ فرمایا میں نے اپنی امت کو قحط سے ہلاک کرنیکا سوال کیا مجھکو عطا کیا اپنی امت کو غرق سے ہلاک کرنیکا سوال کیا مجھکو عطا کیا اپنی امت میں آپس میں جنگ کرنیکا سوال کیا اسکو قبول نہ کیا احمد اور عبد بن حمید اور مسلم اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بزار اور ابن حبان اور حاکم اور ابن مردویہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ خدا تعالی نے میرے لئے زمین کو جمع کیا زمین کے مشارق اور مغارب کو میں نے دیکھا اور مجھکو سرخ وسپید خزانے دئے یعنی سونا چاندی قیصر اور کسری کے خزانوں سے غنیمت دیا اور قریب میری امت اس ملک کو پہنچیگی کہ جسقدر میرے لئے زمین میں جمع کئے گئی اور میری امت کو قحط عام سے ہلاک کرنیکا سوال کیا مجھکو عطا کیا اور ان پر دشمن انکے غیر سے مسلط نہ کرنیکا سوال کیا مجھکو عطا کیا اور آپسمیں لڑائی نہ کرنیکا سوال کیا تو اسکو قبول نہیں کیا اور کہا ای محمد جب میں ایک حکم کر چکا تو وہ رد نہیں کیا جاتا یعنے جب آپسمیں لڑائی کرنا اسکے حکم قدیم میں ہو چکا تو بالضرور وہ وقوع میں آئیگا قحط عامہ سے تیری امت کو ہلاک کرونگا اور انپر دشمن انکے غیر سے جو انکی جماعت کو مباح کرے یعنے ہلاک کرے اور جڑ پیڑ سے نکالے مسلط نکرونگا اگرچہ زمین کے مطرح پر جو کوئی سب ایکدوسرے کو ہلاک کرنے اور قید کرنیکے واسطے جمع ہوں اور میں اپنی امت پر اندیشہ نہیں کرتا مگر گمراہ پیشواؤں سے

اور قیامت ہرگز قایم نہ ہوگی جبتک کہ قبیلے میری امت کے مشرکون کے ساتھ لاحق نہ ہونگے اور بتونکی پرستش نہ کرینگے
اور جب تلوار میری امت مین رکھی جاویگی تو قیامت تک اُسنے نہ اُٹھیگی اور فرمایا ستر برس مین ہے سب امور پائے جاینگے
اور قریب تیس شخص جھوٹے میری امت مین نکلینگے وے سب دعوی کرینگے کہ وہ نبی ہین حالانکہ مین خاتم الانبیا ہون
کوئی میرے بعد نبی نہین اور ایک جماعت میری امت سے غالب ہوکے حق پر ہمیشہ لڑتی رہیگی مخالف کا خلاف نہین ضرر ہوگا
یہان تک کہ اللہ تعالی کا امر آئے اور فرمایا جنت کے میوے سے آدمی کوئی چیز نہ لیگا مگر اُسکے جگہے مین خدا یتعالی
شبیہ اسکی رکھیگا اور فرمایا آدمی اپنے عیال پر جو دینار خرچ کرتا ہی کوئی دینار اس سے اجر مین بڑھکر نہین بعد اسکے
اپنے گھوڑے پر اللہ تعالی کی راہ مین خرچ کرتا ہی ثواب رکھتا ہی بعد اسکے اپنے اصحاب پر اللہ تعالی کی راہ مین جو خرچ
کرتا ہی ثواب رکھتا ہی ثوبان نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال موتکی بڑی شان بیان کی اور معرکہ جب قیامت کا دان
ہوگا جاہلیت کے لوگ اپنی پیٹھ پر بت اُٹھا لاینگے تب خدا یتعالی اُنسے پوچھیگا تم کیا عبادت کرتے تھے وے کہینگے
تو نے ہماری طرف رسول نہین بھیجا اور کوئی حکم حکو نہ آیا خدا یتعالی کہیگا دیکھو اگر تکو مین ایک حکم کرون تو تم مانوگے
وے قبول کرینگے خدا یتعالی اسپر انسے عہد لیگا اور جہنم مین جانیکا حکم کریگا پھر وے سب وان جاینگے اور جہنم کا
جھنجھلا اور آواز دیکھے کے مارے ہیبت کے پھر جاینگے اور بولین ای ہمارے پروردگار اگ سے ہمکو نکال تب خدا یتعالی
کہیگا کیا تم نے اس مین جانیکا عہد نکیا تھا اسمین داخل ہو پھر اگ کو دیکھے کے پلٹینگے خدا یتعالی کہیگا اس مین
خوار ہوکے جاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اول مرتبہ وے اسمین جاتے تو جہنم اُنپر برد و سلاما ہوجاتا قولہ
آپسکی لڑای کو قبول نہین فرمایا آغاز اُسکا حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے زمانیسے ہوا آخر اسکا قیامت تک ہی
احمد اور حاکم نے عبداللہ بن جابر بن عتیک سے انہون نے جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ عبداللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہما مسجد بنی معاویہ مین آئے اور مجھکو کہا تمھاری اس مسجد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہان نماز پڑہی
تھی تم جانتے ہو مین بولا ہان اور ایک جگہہ اُنکو بتلائی بعدہ عبداللہ نے تین چیز کی دعا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
مانگی تھی مجھسے پوچھی مین بولا امت پر دشمن اُنکی غیر سے غلبہ کرنے کی اور قحط سے ہلاک کرنیکی دعا کی سو عطا کی گئی
آپسمین جنگ کرنیکے واسطے دعا کی اوسکو قبول نکیا عبداللہ بولے صدقت لایزال الہرج الی یوم القیمۃ یعنے سچ کہا تو نے
قیامت تک ہرج رہیگا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہی قولہ نبی معاویہ وہ ایک قریہ ہی انصار کے قریبن سے

امام احمد و طبرانی اور ابن مردویہ نے ابی بصرۃ الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے چار چیزیں چاہیں تین چیزیں عطا کیں ایک چیز قبول نہ فرمائی است گمراہی جمع نہ ہونیکا سوال کیا عطا کیا دشمن انکے غیر سے انپر غلبہ نہ کرنیکا سوال کیا سو مجھکو عطا کیا قحط سے جیسے دوسری امتوں کو ہلاک کیا ویسا انکو ہلاک نہ کرنیکا سوال مجھکو عطا کیا کوئی فرقی انکو نہ ٹھہرانے اور لڑائی ایک کی ایک کو نہ چکھانیکا سوال کیا ان دونوں کو قبول نہ کیا امام احمد اور نسائی اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں دیکھا ضحی کی نفل نماز آٹھ رکعت پڑھی جب پھر چکے فرمایا رغبۃ اور رہبۃ کی نماز میں نے پڑھی تین چیزیں اپنے پروردگار سے مانگیں دو مجھکو عطا کیں ایک قبول نہ کی امت کے قحط میں مبتلا نہ کرنیکا سوال کیا قبول کیا انکا دشمن انپر غالب نہ ہونیکا سوال کیا قبول فرمایا مختلف فرقے نہ ٹھہرانیکا سوال کیا قبول نہ کیا عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن مردویہ نے خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ادیبکم شیعا میں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے خباب حضرت کی نگہبانی کرتے تھے جب حضرت ہلکے ہوئے تو خباب نے پوچھا یا نبی اللہ آج کی شب میں آپ کو نماز پڑھتے دیکھا کبھی ویسی نماز نہیں پڑھی حضرت نے فرمایا ہاں وہ رغبت اور رہبت کی نماز سی تین چیز کا سوال اپنے پروردگار سے کیا انمیں سے دو عطا کیں ایک قبول نہ کی قحط سے اگلی امتوں کو جن چیزوں سے ہلاک کیا ہمکو انسے ہلاک کرنے اسکا سوال کیا مجھکو عطا کیا دشمن ہمارے غیر سے ہم پر مسلط کرنیکا سوال کیا مجھکو عطا کیا ہمیں کئے فرقے نہ ٹھہرانیکا سوال کیا قبول نہ کیا ترمذی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے قولہ اگلی امتوں کو جن چیزوں سے ہلاک کیا آہ اس جملے سے ظاہر ہے کہ غرق اور خسف اور قحط اور رجم وغیرہ عذاب کہ جنسے اگلی امتیں علی العموم ہلاک ہوئیں وے اسمیں داخل ہیں ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن المنذر اور ابن مردویہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی قیام اور رکوع اور سجود دیر تک کیا جب پھرے بیٹھے کہا یا رسول اللہ آج کے دن آپنے نماز دیر تک پڑھی حضرت نے فرمایا یہ رغبت اور رہبت کی نماز ہے تین چیز اپنے پروردگار سے مانگی وہ مجھکو عطا کیا اور ایک قبول نہ کی میری امت پر اسکے سوا مسلط نہ کرنے کی جس سے ہلاکت عامہ ہو سوال کیا سو مجھکو عطا کیا اور قحط عامہ سے انکو ہلاک نہ کرنیکا سوال کیا مجھکو عطا کیا یہ لفظ ابن المنذر کا ہے احمد اور ابن ماجہ کا لفظ یوں ہے کہ غرق سے انکو ہلاک کرنیکا سوال کیا مجھکو عطا کیا آپسمیں جنگ نہ کرنیکا

سوال کیا مسکو قبول نہ کیا آخر مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیز اپنی امت سے دفع کرنے کے واسطے پروردگار سے مینے چاہا دو چیزون کو اونہون نے قبول کیا اور دو چیز نکو قبول نہ کیا آسمان سے انپر پتھر نہ گرنیکے واسطے اور زمین اونکو نہ نگلنے اور مختلف فرقے نہ ٹھہرانے اور آپسمین جنگ نہ کرنے کیواسطے مینے دعا کی پتھر نہ گرنے اور زمین نہ نگلنے کو قبول کیا لڑائی اور فتنہ کے دور کرنے کو قبول نہ کیا معلوم کرنا چاہیے کہ یہ حدیث آسمان سے پتھر نہ گرنے اور زمین نہ نگلنے پر اس امت کے دلالت کرتی ہو اور ابی بن کعب کی حدیث ان دونون کے واقع ہونے پر دلالت کرتی ہو لیکن ابی کی حدیث معلل ہو اس سے کہ ابی بن کعب پچیسویں سال کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات سے نہین پائے گویا ابی کی حدیث لامحالہ کے لفظ پر تمام ہوئی باقی کی حدیث بعضے راویون نے ملحق کی ہو اور بھی معلل ہو اس سے کہ مخالف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہو اور جواب اس سے یون دیا گیا کہ ان حدیثونمین یون جمع کر سکتے ہین کہ یہ حدیث صحابہ کے زمانے سے مقید ہو سو خسف اور رجم سے صحابہ کے زمانہ مین نہ ہوئی ہو بعد اسکے واقع ہونا جائز ہو امام احمد نے صحار عبدی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہو قیامت قایم نہوگی یہان تک کہ قبیلہ کو زمین نہ نگلے حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کی صحیح ہو صحار بضم مہملہ اور تخفیف حا مہملہ ہو اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کی ہو کہ خسف اور مسخ اور قذف اس امت کے اخیر مین ہوگا اور ابن ابی خیثمہ نے حسام بن غاری بن ربیعہ الجرشی کی طریق سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے مرفوع روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اس امت مین خسف و قذف اور مسخ ہوگا الحدیث قذف کے معنے پتھر برسنا مسخ کے معنے صورت بدلجانا اور امام احمد اور ترمذی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم اور من تحت ارجلکم کی آیت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما انہا کائنۃ ولم یات تاویلہا یعنی خبردار ہو کہ یہ چیزین یعنی چار چیز ہونے والی ہین اور تاویل اسکے نہین آئی ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہو قولہ تاویلہا مرجع ضمیر کا آیت ہی یا یہ چار امور مذکور یعنی تاویل اس آیت کی نہین آئی یا ان چار امور کی تاویل سے وے امور مراد ہین جو تعلق فتنون سے رکھتے ہین یون بھی جمع کرنا ممکن ہو کہ خسف اور رجم سے ہلاک نہ کرنے سے تمام امت کو نہ کرنا مراد ہو جیسا دشمن کا فراور قحط سے ہلاک کرنے مین ثوبان اور معاذ کی حدیث جسکو ہم نے اوپر لکھا مصرح آئی کافر دشمن بیضۂ مسلمین پر مسلط ہونا سے

پر علی العموم سارے مومنوں پر مسلط نہیں ہوتا اسی طرح خسف خذف اور قذف تمام مومنوں پر علی العموم واقع نہیں ہوتا
واللہ اعلم انظر دیکھو یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو دیکھ کیف نصرف الآیات کس طرح پھیرتے ہیں ہم
یعنی ان جھوٹوں پر اپنے وعدے اور وعید کی دلیلیں اور حجتیں کسطرح بیان کرتے ہیں اور ردو کے متعلق ہم نے اس جملے کے جو معنے
کیے کہ کس پھیرے سے ہم کہتے ہیں یہ حاصل معنی ہیں لعلھم یفقھون شاید یہ سمجھیں یعنی معلوم کریں کہ اپنا
عقیدہ باطل ہے پھر کفر و تکذیب سے باز رہیں وکذب بہ قومک وھو الحق اور جھٹلایا اسکو تیری قوم نے
اور یہ سچ ہے یہ گامرجع قرآن شریف ہے یعنی کفار قریش نے قرآن کو جھٹلایا اور وہ کتاب اللہ کے پاس سے منزل ہوا
سچ جو بعضوں نے کہا خدا کی طرف راجع ہے اور معنی وھو الحق کے یوں ہیں عذاب اس پر اترنیوالا ہے اگر وہ اپنی
کفر و تکذیب پر رہیں بعضوں نے کہا تصریف الآیات ہے بعضوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پر ضمیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف راجع ہونا بعید ہے کیونکہ اس کے بعد حرف کاف خطاب کیا کرنا ایسا ہوتا تو کذب بک کاف خطاب سے
کہنا اور التفات کا دعوی اسمیں کرنا بعید ہے وھو الحق جملہ مستانفہ ہے اگر اسکو یہ کی ضمیر سے حال الذین بھی جائز ہے
معنے یوں ہونگے کہ یوں حال کو نہ حق یعنی جھٹلایا اوسکو جس حال کہ وہ تحقیق ہے قل تو کہہ یعنی اے محمد ان جھوٹوں کو
لست علیکم بوکیل میں نہیں تمپر داروغہ یعنی میں تم پر نگہبان نہیں ہوں جو تمھاری تکذیب اور اعراض کی
جزا دوں فقط ڈر سنانیوالا ہوں اللہ ہی تمھارے اعمال کی جزا دینے والا ہے بعضوں نے کہا معنی یہ ہیں تمھاری
جنگ کے واسطے میں مامور نہیں فقط ایمان کی دعوت کرتا ہوں اس قول پر آیت السیف سے یہ آیت منسوخ ہے
بعضوں نے کہا معنے یہ ہیں کہ میں تمپر نگاہبان نہیں ہیں کہ اقرار اور عمل ظاہری کو تمھارے چاہتا ہوں دل میں جو چیز ہے
اوسکو نہیں چاہتا اس تفسیر پر آیت محکم ہے منسوخ نہیں وکیل کے معنی کوئی کام کسی کے تفویض کرنا یہاں
وکیل سے نگہبان کے معنے جو کئے قبیل سے لفظ کو معنے لازم میں استعمال کرنے کے ہیں کیونکہ کوئی امر کسی کے
تفویض کریں تو اوسکی نگہبانی اوپر لازم آتی ہے لکل نبأ مستقر ہر ایک خبر کا ایک وقت ٹھہرا ہوا ہے یعنی
ہر ایک خبر کو قرآن کے اخبار سے ایک حقیقت اور نہایت ہے دنیا یا آخرت میں اسکی تہ کو پہنچتا ہے بعضوں نے کہا
معنے یوں ہیں جو خبر خدا تعالی اسکا ایک وقت اور مکان ہے جسمیں اسکا وقوع اور ظہور بلا تخلف و تاخیر
ہوتا ہے دنیا میں اُن سے عذاب کا جو وعدہ کیا وہ جنگ بدر کے دن واقع ہوا نبا کے معنی میں مفسروں نے کہا ہے اور حسن نے

و رد الله

یعنی ہر خبر کا یا ہر خبر کا اور خبر سے مراد عذاب کی خبر دینی ہے یا وعدہ و وعید غلاب کا مستقر اسم مصدر ہے
استقرار کا یعنی ٹھہرنیکی معنے مین یا اسم مکان ہے یعنی ٹھہرنیکی جگہہ یا اسم زمان ہے یعنی ٹھہرنیکا وقت مستقر مبتدا ہے
اور لکل نبا اس سے خبر ہے یا فاعل ہے جار و مجرور ہے وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اور آگے جانوگے یعنی اس خبر کی صحت
دنیا مین یا آخرت مین تم سمجھوگے وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ اور جب تو
دیکھے ان لوگون کو جو بکتے ہین ہماری آیتون مین تو منہہ موڑ اُن سے یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے
اور مراد دوسرے لوگ ہین اور الذین سے مشرکین مراد ہین اور آیات سے قرآن شریف مراد ہے یعنی اے محمد جب تو
مشرکین کو قرآن کی تکذیب اور اسکا ٹھٹھا اور طعن کرتے ہوے دیکھے قرآن سے کنارہ کر اور اُنکے ساتھہ مت بیٹھہ
خوض کے معنے لغت مین پانی کے اندر جانا اور بات مین گھسنے کو استعارہ کرتے ہین تخاضوا فی الحدیث جب کہ باہم
ملاوٹ لیکن بیجا مروڑنا اور کھیل اور مسخرے پن کی باتین کہنے مین اکثر مستعمل ہوتا ہے خوض کے معنے جسمے جو کچھ اس سے
شوکیگا مذہب باطل ہوا جو آیت سے استدلال لیتے ہین کہ اللہ تعالی کی ذات و صفات مین بحث و مناظرہ کرنا ممنوع ہے
کس لیے کہ خوض سے مراد اللہ تعالی کی آیات مین ٹھٹھا مسخرے پن سے شروع کرنا اعراض سے کفار کے ساتھہ بیٹھنا
اور اُن کے پاس سے اٹھنا مراد ہے اعراض سے ہمنے یہ مراد لی کیونکہ بکنے والون کے پاس سے خواہ اٹھین یا اون سے
منہہ موڑین دونون صورت مین اعراض حاصل تھا پر خدا تعالی نے بعد اسکے جو فرمایا فلا تقعد بعد الذکری
اس سے معلوم ہوا کہ اُن پاس سے اٹھنا اُن کے ساتھہ مجالست کرنا اس سے مراد ہے بعضے کہتے ہین خطاب ہر ایک فرد انسان کو
ہے معنے یہ ہین اے انسان جب تو اونکو ہماری آیتون مین بکتے ہوے دیکھے تو اُن سے کنارہ کر اس آیت کی شان نزول مین
ابن جریج نے کہا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکین بیٹھہ کے قرآن سنتے تو اُس کے ساتھہ ٹھٹھا کرتے تھے
خدای تعالی نے آیۂ واذا رایت الذین یخوضون فی آیتنا فاعرض عنہم کو نازل کیا اور مقاتل سے مروی ہے کہ
کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکہ مین قرآن پڑہتے جب مشرکین اُسکو سنتے تو ٹوٹہ ٹاتے اور مسخرا پن کرتے مسلمانون نے
یہ دیکھکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمکو ان کے ساتھہ بیٹھنا اچھا معلوم نہین ہمین ہم اندیشہ کرتے ہین جب
ہم اگلی باتین سنین اور وہان بیٹھین اور اونپر کچھہ عیب رکھین تو ہم جرم پاوین اسپر خدای تعالی نے واذا رایت الذین
یخوضون کی آیت نازل کی تسلی ہوا کہ مشرکین مومنون پاس بیٹھنے تو نہی صلی اللہ علیہ وسلم کو گا لیان دیتے

اور قرآن سے سخراپن کرتے خدا تعالی نے امر فرمایا کہ انکے ساتھ نہ بیٹھیے یہانتک کہ وہ اور کسی بات مین لگین بعضے مفسرین کہتے ہین کہ اس آیت مین ممانعت ہوئی کے ساتھ بیٹھنے سے ہے جب وہ قرآن کے حق مین غلط بات کہین تو انکے ساتھ نہین بیٹھنا اس تفسیر پر الذین سے یہود مراد ہین حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ جب تک بکنے لگین اور کسی بات مین یعنے قرآن کے سوا اور دوسری باتونمین انکا بکوا اور بیٹھنا ہو غیرہ کا مرجع آیات ہے ضمیر کو معنی کے لحاظ سے مذکر لایا ہی کیونکہ آیات سے قرآن مراد ہی وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ اور اگر بھلاوے تجھکو شیطان یعنی مشرکین کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت کو کبھی شیطان بھلاوے پھر تو انکے ساتھ بیٹھے فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ تو نہ بیٹھ بعد یاد دلانیکے بے انصاف قوم کے ساتھ یعنی جب یاد آجاوے تو مشرکین کے پاس سے اٹھ انکے ساتھ مت بیٹھ اما اصل مین ان ما ہی ان شرطیہ ہی اور ما زائدہ ہی نون کو ما مین ادغام کیا نینسینک نون کے سکون اور سین کے تخفیف سے عام قراء پڑھتے ہین ابن عامر نے نون کے فتح اور سین کی تشدید سے پڑھا ہی ننساہ سے دونون قرات پر مفعول ثانی محذوف ہی تقدیر اسکی الذکری یعنی بھلاوے تجھکو شیطان نصیحت اگر مقدر الحق یا الہی لین تو بھی جائز ہے ذکری کے معنے یاد لانا اور پند و نصیحت مع القوم الظلمین اسم ظاہر کو ضمیر کے موقع مین کہنا معلوم ہو کہ وہ لوگ تصدیق کی جگہہ تکذیب اور تعظیم کے موقع مین توہین لائے ظلم کیے شیخ حسین نے کہا نینسینک یا خطاب ہی ہر ایک فرد انسان کو یا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اور مراد اس سے ساری امت ہی شیخ حسین نے کہا اوپر کے جملہ شرطیہ مین اذا لایا اس شرطیہ مین ان شرطیہ کہا کیونکہ کفار کو آیات مین خوض کرنا امر محقق تھا اس لیے وہان اذا لایا بخلاف اس جملہ کے کہ شیطان کا بھلانا حضرت کو امر محقق نہین بلکہ علی سبیل الفرض ہی آنحضرت شیطان سے معصوم ہین اسلیے یہان ان شرطیہ لایا امام نووی نے شرح مسلم مین قاضی عیاض سے نقل کیا ہی کہ جسم اور خاطر شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان کی اذیتون اور وسوسون سے معصوم ہونے پر اجماع امت ہی تنبیہ سہو و نسیان انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے اقوال مین ہو خواہ فعل اخبار سے ہو یا بلاغ سے باتفاق جائز نہین افعال مین ہونا جائز ہی یا نہین اختلاف ہی علما کی ایک جماعت کہتی ہی امور بلاغیہ اور احکام شرعیہ مین سہو و نسیان ہونا ممتنع ہے اسی طرف ابو اسحق اسفرائینی کا میلان ہی اگر امور بلاغ اور بیان احکام سے نہین ہین جیسے دنیوی امور اور اذکار قلبیہ

جو مختص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہین اُسمین سہو ونسیان ہونا جائز ہی ایک فرقہ کہتا ہی سہو سب امورین خواہ بلاغ سے ہو یا اخبار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ممتنع ہی یہ مذہب صوفیہ کرام اور اصحاب قلوب کا ہی اکثر فقہا اور متکلمین کہتے ہین انبیا سے سہو ونسیان ہونا بیان شریعت کیواسطے جائز ہی چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز مین سہو ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا یہی مذہب مختار ہے پر انبیا علیہم السلام اس سہو پر قایم نہین رہتے بلکہ جلد اُسپر مطلع ہوتے ہین اور اس سے اونکی ذات مین نقص لازم نہین آتا اور محل طعن نہین ہوتے اور قدح انکی نبوت مین نہین آتا پھر است کو اقتدا کرنے کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو ہونا بمجلہ تعالیٰ ہو واللہ اعلم وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِن حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ اور نہین اونپر جو بچتے ہین یعنی شرک اور سخرے پن سے کچھ ان کے حساب سے پرہیزگارون خدا ترسون سے مشرکون کا مواخذہ نہین جب وے اِن کے ساتھ مجالست کرین وَلَٰكِن ذِكْرَىٰ ولیکن نصیحت کرنی ہے یعنی کفار کو پند وموعظت دینا اور آیات مین خوض کرنے سے مانع ہونا جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے اگلی آیت مین کفار کے ساتھ بیٹھنے سے نہی فرمائی تھی اس آیت مین بشرط نصیحت اور نہی عن المنکر کی اجازت دی یہ آیت اوپر کی آیت کی مخصص ہے لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ شاید وے ڈرین یعنی اِس نصیحت سے شاید وے بچا کنے اور خوض کرنے سے حذر کرین اِس آیت کی شان نزول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ جب واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم کی آیت نازل ہوئی تب مسلمان بولے مشرک تو ہمیشہ قرآن مین خوض کرتے رہینگے ہم کسطرح مسجد حرام مین بیٹھین اور کعبے کا طواف کرین تب یہ آیت اتری اور مومنون کو کفار کے ساتھ بند نصیحت سے بیٹھنے کی رخصت ایک روایت مین ہی مسلمانون نے کہا ہم چھوڑ دین اور منع نکرین تو ہمکو اندیشہ گناہ کا ہی خدا تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری سعید بن جبیر اور ابن جریج اور مقاتل کہتے ہین وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بہا کی آیت سے جو سورۂ نسا مین واقع ہی یہ آیت منسوخ ہی امام زاہدی نے اپنی تفسیر مین کہا واذا رایت الذین یخوضون سے یہ آیت منسوخ ہی جمہور مفسرین کہتے ہین آیت منسوخ نہین محکم ہی کیونکہ آیت خبر ہی اور خبر مین نسخ وارد نہین ہوتا کس لیے کہ یہ آیت اِسی بات پر دلالت کرتی ہی کہ ہر ایک آدمی کا حساب مخصوص اپنی ہی ذات سے ہوگا دوسرے کی ذات سے نہین اور بھی خدا تعالیٰ نے اِس آیت مین بشرط نصیحت موعظت کے شرکون کے ساتھ بیٹھنے

مباح گردانا تو آیت منسوخ نہوئی و ما علی الذین جارو مجرور خبر مقدم ہو من شئ مبتدا موخر ہو اور من زایدہ ہے من حسابہم حال ہو شئ سے ولکن ذکری یا منصوب ہو فعل مقدر سے تقدیر اسکی ولکن ذکروہم ذکری یعنے تم نصیحت دو انکو نصیحت دینی بعضون نے یذکرونہم کی تقدیر کی یعنے پند دے انکو پند دینی یا ضمیر ذکری مبتدا کی خبر اسکی محذوف ہو گویا تقدیر اوس کی یون ہو ولکن علیکم ذکری یعنی پر نصیحت دینی ہی یا خبر ہو مبتدا محذوف کی تقدیر اسکی ہو ذکری یعنے ان کے ساتھہ بیٹھنے کی نہی یا ذکر فی ہی ضمیر لعلہم متقون کی مشرکین کی طرف راجع ہی اگر ان متقون کو مرجع لین تو بھی جائز ہی اُسوقت معنے یون ہون گے نصیحت کرے پر ہیزگارون مسخری کرنیوالونکو تا پرہیزگار اپنی پرہیزگاری پر رہین وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا اور چھوڑ دے جنھون نے ٹھہرایا اپنا دین کھیل اور تماشا یہ خطاب ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی اے محمد ان مشرکین کو جنھون نے اپنے دین کو کھیل بنایا چھوڑ دے یہان ایک اشکال وارد ہوتا ہی تقریر اسکی یہ ہی مشرکین کے واسطے کوئی دین مشروع نہین پھر دین کی اضافت انکی طرف کرنا اور کھیل اور بازی ٹھہرانا کیسے صحیح ہوگا اس اشکال کے دفع کے واسطے مفسرین اس جملہ کی تفسیر مین چند وجہ بیان کیے ہین پہلی وجہ معنے یہ ہین انے دین کی بنا خواہشون پر ٹھہرائی جیسے بتونکو پوجنا اور سائبہ اور بحیرہ اپنے پر حرام کرنا یعنی بتونکی پرستش وغیرہ جو کھیلبازی ہی اپنا دین بنائے دوسری وجہ دین سے دین اسلام مراد ہی معنی یہ ہین کہ ایسے دین کو جسکے اختیار کرنیکا حکم ہوا اور وہ دین اسلام ہی اوسکو تماشا بنایا اس طور سے کہ اُسکو ٹھٹھا کیا تیسری وجہ دین سے عید مراد ہی معنے یہ ہین کہ اللہ تعالی نے ہر ایک قوم کے واسطے عید مقرر کی ہی کہ اپنی عید کی تعظیم کرین اور نماز پڑہین اور اللہ تعالی کو یاد کرین مشرکین اور اہل کتاب نے اپنی عید کو کھیل اور بازی ٹھہرایا ہی اور مرتکب انواع ہزلیات کے ہوے بخلاف اہل اسلام کے کہ اُنہون نے اپنی عید دنین جیسی عید الفطر اور عید الضحی اور روز جمعہ ہی نماز اور تکبیر اور کلام نیک جسطرح خدا تعالی نے شروع کیا ہی ویسا ٹھہرایا چوتھی وجہ دین مین یہ ثابت ہی کہ جس کسی نے دین کی نصرت دی اس لئے ہے کہ دین کے حق اور درست ہونے پر اُسکے پاس دلیل قایم ہوئی اور جن لوگون نے منصب اور ریاست حاصل کرنے اور دشمن پر غالب آنے اور مال جمع کرنے کے واسطے دین کی نصرت دی انھون نے دنیا کے واسطے دین کی نصرت دی حالانکہ خدا تعالی تمام آیات مین دنیا پر کھیل بازی کا حکم کیا ہی

پس مراد و ذر الذین الخ سے اشارہ ہی اس بات کیطرف کہ جو کوئی اپنے دین کو وسیلہ دنیا کا گردانے اور جب ہم
اکثر لوگوں کی حالت کو تامل کرکے دیکھتے ہین تو اس صفت سے متصف ہین اور اس حالت مین مبتلا ہین اتخذ پکڑنے
ٹھہرانے کے معنے سے دو مفعول کی طرف متعدی ہی مفعول اول دینہم ہے مفعول ثانی لعبا ولہوا ہے
اگر اتخذ وا کو اکتسبوا کے معنے مین لین تو ایک مفعول طرف متعدی ہوگا اور لعبا ولہوا مفعول پر یگا معنے
یون ہین کر لیا دین واسطے کھیل اور تماشے کے معلوم کرنا چاہیے و ذر الذین کے معنے یہ ہین اعراض کر
انسے اور افعال و اقوال کپر و انکے یہ اعراض حکم قتال سے پہلے تھا بعد آیت سیف کے منسوخ ہوا قیل
قتادہ اور سدی کا ہی اور ہو سکتا ہی کہ غرض اس سے کفار کی تہدید ہو جیسا دوسری جگہ فرمایا ذرنی ومن خلقت
وحیدا یعنی چھوڑ دے مجھکو اور اسکو جو میں نے اکیلا بنایا یہ قول مجاہد کا ہی اس قول پر آیت محکم ہی منسوخ نہین بعضے مفسرین
کہتے ہین اس اعراض سے مراد معاشرت اور مخالطت کا چھوڑنا ہی نہ انذار اور تخویف کا چھوڑنا اس بعد کا جملہ
وذکر یہ دلالت کرتا ہی جاننا چاہیے کہ خدا تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ جسمین دو وصف
ہون اوس سے دور رہو اول یہ کہ دین کھیل مقرر کیا اور وصف دویم اس آیت مین بیان فرماتا ہے
وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور فریب دیا ہی اوکو دنیا کی زندگانی نے یعنے وے دنیا کی زندگی پر بھکے
اور دنیا کی زندگی کی محبت اِن کے دلونپر اتنی غالب ہوئی ہی کہ دین برحق کے منکر ہوگئے معلوم کرنا چاہیے کہ یہ جملہ
چوتھی وجہ کو جو اوپر کے جملے کی تفسیر مین ہم نے بیان کی تاکید کرتا ہی گویا خدا تعالے یون فرمایا دین کو کھیل اور
تماشا ٹھہرایا اس لیے کہ دنیا کی زندگی نے اوکو بہکایا اور دنیا کی دوستی اُن پر مستولی ہوئی اور حق دین سے
اعراض کرکے ظاہر کی زینت پر ٹھیکا کیا تاکہ یہ وسیلہ حطام دنیوی کا ہو وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ
بِمَا كَسَبَتْ اور نصیحت دے اُس سے کہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی بسبب اپنے کیے کے یعنی شرکین کو قران کا وعظ کر
اور شرایع اسلام اوکو سمجھا کس لیے کہ کوئی نفس بسبب گناہ کے جہنم مین گرفتار ہووے اور آخرت کے ثواب سے محروم
رہو جاوے یہ کا مرجع قرآن شریف ہے بعضون نے کہا حساب بعضون نے کہا دین کیطرف راجع ہی دین کا وعظ دے
تبسل کے اصل معنے باندھنا اور منع کرنا اور تحریم بھی کہتے ہین بنا علیہ کل یعنی یہ تجھپر حرام ممنوع ہی پس معنے تبسل نفس
بما کسبت کی دکھا جاوے اور پکڑا جاوے جہنم مین اور محروم ہو ثواب سے بسبب اپنے افعال کے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے

حسن اور مجاہد کہتے ہیں تبسل تسلم للہلکۃ یعنے ہلاکت کے سپرد ہووے قتادہ نے کہا تحبس فی جہنم یعنے جہنم میں پکڑ رکھا جاوے
جہنم میں ضحاک نے کہا تحرق بالنار یعنے جلایا جاوے آگ سے ابن زید نے کہا تبسل ای تؤخذ جاکسبت یعنے
بسبب اپنے کئے کے پکڑا نہ جاوے بعضوں نے کہا تبسل کے معنے فضیحت کیا جاوے ان تبسل مفعول لہ ہے
مضاف کی تقدیر سے گویا تقدیر اسکی کراہۃ یا مخافۃ ان تبسل ہے یعنے اس اندیشہ سے کہ پکڑا جاوے
یا لئلا تبسل لاونافیہ کی تقدیر سے اگر ان تبسل کو یہ کی ضمیر سے بدل ڈالیں تو بھی جایز ہے اسوقت ان تبسل
محل جر میں واقع ہوگا اور بہ کے مرجع سے مفسر پڑیگا گویا معنے یہ ہیں وذکر بالقرآن انفسا وجیہا
یعنی فضیحت دے پکڑ رکھے جانے اور قید ہونے نفسوں سے لیس لہا من دون اللہ ولی ولا شفیع
کہ نہیں اسکو اللہ کے سوا حمایتی اور نہ سفارش والا یعنے کوئی شفیع اور دوست مددگار اس نفس کیلئے
نہیں جو اللہ کے عذاب سے بچاوے لیس لہا کا جملہ یا مستانفہ ہے یا حال یا صفت نفس کی واقع ہے من دون اللہ
میں من زایدہ ہے یا ابتدا غایت کیواسطے ہے جب ابتدائیہ لیں تو محذوف سے جو مناسب بیان کے ہے
متعلق ہوکے ولی سے حال پڑیگا یا خبر لیس کی ہوگا من دون اللہ میں مضاف محذوف ہے گویا تقدیر اسکی
من دون عذابہ وجزایہ وان تعدل کل عدل لا یؤخذ منہا اور اگر بدلا دیوے سارے بدلے
نہ لیا جاویگا اس سے عدل کے معنے فدیہ دینا یعنے تمام اقسام کے فدیے یہ نفس وے تو وہ بھی قبول
نہ ہونگے کل عدل مصدریت کے جہت سے منصوب ہے اصل اسکا عدلا کل عدل تھا اخذ کے معنے لینا قبول ہونا پہلے معنے
لا یؤخذ کا نائب فاعل ضمیر مستتر ہی راجع ہے معدول الیہ مفدی بہ کے طرف جو سیاق آیت سے ماخوذ ہے
یعنے کوئی فدیہ جو دیا گیا ہو نہ لیا جاویگا دوسرے معنے سے ضمیر راجع ہے عدل کی طرف معنے یہ ہیں قبول نہ ہوگا
اس نفس کا فدیہ معلوم کرنا چاہیے کہ اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ خلاصی کے راستہ جو اس نفس کے لئے
بند ہونگے وہ سب بیان کئے جائیں حاصل اسکا یہ ہے کہ کوئی مددگار ہو کے اللہ کے عذاب سے بچاوے
اور کوئی سفارش والا ان سفارش کرے اور کوئی فدیہ اس کے چھڑانیکے واسطے قبول ہو یہ نہیں ہو سکتا یہانتک
کہ سفارش دنیا اللہ کے عذاب سے بچنے کیواسطے بدلا دینا تو بھی کچھ نفع نہ دیگا اور جب دنیا میں خلاصی کے
واسطے یہ تین چیزیں مفید ثابت نہ ہوئیں تو پھر آخرت میں بھی نفع نہ دینگے تو معلوم ہوا کہ اللہ

عذاب سے بیشک کافر کو چھڑانیوالا کوئی نہیں ہو اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ
وَعَذَابٌ اَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ وہی ہین جو گرفتار کئے گئے بسبب اپنے کئے کے انکو پینا ہو گرم پانی اور
مار ہو دکھ والی بدلہ کفر کرنے کا یعنے اپنے بُرے اعمال اور بد عقیدون سے جو لوگ سپرد عذاب ہوے ہین وہی لوگ ہین
یعنے دین سے منحرف ہین کہ نیوالے ہین انکو واسطے اونتا پانی ہو کہ جس سے اُنکی آنتین کٹین اور عذاب دردناک ہے
اُولٰٓئِكَ مبتدا ہو اشارہ اسکا الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا کی طرف ہو بعضون نے اشارہ اسکا ان تبسل نفس سے
جنس جو مفہوم ہوی اسکے طرف لیا ہو اور کہا جنس کی طرف جمع سے اشارہ کیا کیونکہ اس سے نفسون کا عموم مراد ہے
لیکن یہہ قول تکلف ہو الذین خبر اول ہے لہم شراب خبر ثانی ہو اگر اسکو ابسلوا کی ضمیر سے یا الذین موصول سے
حال ہو الین یا جملہ مستانفہ لین تو بھی جایز ہو جب مستانفہ لین تو کیفیت ابسال کی بیان ہوگی گویا یون کہا
ماذا لہم حین ابسلوا بینے کیا ہو انکو جب کہ گرفتار کئے جاوین الذین کو بدل یا نعت اولئک سے ڈالنا بھی صحیح ہو اسوقت
لہم شراب کا جملہ فقط خبر مبتدا سے واقع ہوگی شراب فعال کے وزن پر بمعنے مشروب کی ہو جیسا طعام بمعنے مطعوم کی حمیم
گرم پانی کو کہتے ہین بما کانوا یکفرون ابسلوا کی تاکید اور تفصیل ہو قل تو کہہ بینے ای محمد اُن مشرکین کو جو اپنی باتون کے
دین کیطرف بلاتے ہین کہہ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا کیا ہم پکارین اللہ کے سوا ع ١٥
جو نہ بھلا کرے ہمارا اور نہ بُرا یعنے بتون کی عبادت مین نہ ہمارا بھلا ہو نہ اُسکے چھوڑنے مین ہمارا برا کیا ہم اللہ کی
عبادت چھوڑ کر اُنکی عبادت کرین اس آیت کی شان نزول مین سُدی نے کہا مشرکین نے مومنون کو کہا ہماری
پیروی کرو اور محمد کے دین کو چھوڑ دو تو خدا تعالی انکا جواب ہمکو یہہ تعلیم فرمایا بعضے مفسرین کہتے ہین کہ عبد الحرث
بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما اسلام لانیسے پہلے اپنے باپ کو بتون کی عبادت کیلئے بلاتے تھے تب یہہ آیت نازل ہی
اگر کوئی کہے جب یہہ آیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان مین اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیون حکم ہوا کہ قل ازعا
جواب اسکا یون دیا گیا کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اسقدر اتحاد
اور صداقت تھی کہ گویا یہہ امر بجای ابو بکر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوا اور اس سے ابو بکر
رضی اللہ عنہ کی استحقاق و موہلت اور عظمت شان بخوبی ظاہر ہوتی ہی اندعو مین ہمزہ استفہامیہ ہی انکار اور توبیخ
کیواسطے یعنے ممکن نہین اور سزاوار نہین اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرین ما لا ینفعنا ولا یضرنا سے متعلق ہو عدولکا

لفظ ما موصولہ ہی یا نکرہ موصوفہ ہی مفعول ہی ندعوکا و نرد علی اعقابنا بعد اذ ھدانا اللہ کیا ہم پھر جاویں
اپنی ایڑیون پر بعد اسکے کہ اللہ نے ہمکو ہدایت کیا یعنے جب خدا یتعالی نے ہمکو دین اسلام کی راہ بتای اور شرک سے
بچا یا کیا ہم اب مشرک ہو جائین نرد کا عطف ندعو پر ہی اور داخل ہی انکار و نفی کے حکم مین بعد متعلق نرد کے ہی
اور اذ یا ظرفیہ ہی معنے اسکے یہہ ہین کہ جسوقت اللہ تعالی ہمکو ہدایت فرما چکا تو کیا ہم پھر سکتے ہین یا ان مصدریہ کے
معنے مین ہی اعقاب جمع عقب کی ہی اور عقب ایڑی کو کہتے ہین عرب کے محاورے مین حق سے باطل کے طرف پھرنیکو
رجع الی خلف یعنی رجع علی عقبیہ رجع القہقری کہتے ہین سبب اسکا یہہ ہی کہ اصل انسان کی جہل تھی جب ترقی
پکڑا اور کامل ہوا تو اسکو علم حاصل ہوا بعد دوسرے بار علم کے مرتبہ سے جہل کیطرف پھر جاوے تو گویا اپنی اصل کی طرف
رجوع کیا اسی واسطے کہتے ہین فلان رد علی عقبیہ شرک کیطرف پھر جانیکو الٹے پاون پھر جانیسے تعبیر کی کہ ایک چیز
کی صورت جب برائی مین مشہور ہو تو اسکی تصویر نہایت برائی بتلاتی ہی کالذی استہوتہ الشیطین فی
الارض حیران جیسے ایک شخص کو بھٹکا دیا شیطانون نے زمین پر حیران ہو یعنے حقتعالی نے ہمکو سیدھی راہ بتای
تو وہ چھوڑکر اللہ تعالی کے سوا اور کی عبادت کرنا لایق نہین کیونکہ ہم اگر یہہ کرین تو ہم ایسے ہو جائین کہ جیسے
وہ شخص کہ جسکو جنون نے جنگل پہاڑون مین بھٹکا دیا حیران پریشان ہی کہ ہر جاوے استہوتہ باب استفعال
سے ہی مشتق ہے ہوی ہوی سے لیجانے اور جانے کے معنے ہی لغت مین مشہور ہین اور معنے جملہ کے یون ہین
اسکو ارواح جن جنگل مین لیگئے بعضون نے کہا ہوی فی الارض سے مشتق ہی ہوی کہ معنی بلندی سے پستی مین
گرنا یعنے ڈالدیا ہی اسکو شیطانون نے سو خدا یتعالی نے اُس بھٹکے ہوے کو گرنیوالے سے تشبیہ دی ہی چنانچہ اس
قول مین فرمایا ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء یعنی جیسے اللہ کا شریک بنایا سو جیسے گر پڑا آسمان سے اور بیچ
پہنچے آدمی کی حالت بلندی سے پستی مین گر پڑتے وقت نہایت اضطراب اور وحشت مین رہتی ہے
بعضون نے اتباع ہوی اور خواہش نفس سے اسکو تعبیر کیا ہی کیونکہ جو خواہش نفس کا تابع ہوتا ہی تو بسا اوقات
نہایت حیرانی اور پریشانی مین رہتا ہی بعضے مفسرون نے کہا استہوتہ کے معنے اضلتہ یعنے اسکو بھلا دیا بھٹکا
دیا زجاج کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنے مروی ہین حسن نے حیرت سے اسکی تفسیر کی یعنے
حیران پریشان کر دیا کالذی مین کاف یا مصدر محذوف کی نعت ہی کما یا لقدیر یہہ مثل استہوتہ الذی

یعنے ہم ایسے حیران پھر جائین کہ جیسا وہ شخص حیران پھرتا ہی کہ جنون نے اُسکو بھٹکا دیا ہی یا محل نصب مین ہی حال پڑا ہی زرد کے فاعل سے گویا معنے یہہ ہین زرد شبیہین الذی استہوتہ یعنے ہم پھر جائین تو ہمارا وہ حال ہو جائیگا کہ جیسا اُسکا ہوا جسکو جنون نے بھٹکا دیا فی الارض یا استہوتہ سے متعلق ہی یا استہوتہ کے مفعول سے حال واقع ہی گویا معنے یہہ ہین استہوتہ کائنا فی الارض یعنے بھٹکا دیا اسکو حالانکہ وہ زمین مین استہوتہ کو حمزہ قاری نے استہواہ الف ہا لہ سے پڑھا ہی حیران حال ہی استہوتہ کے مفعول سے پہلے حال سے بدل ہی یا دوسرا حال ہی جسنے حال کا تعدد جایز رکھا یا الذی سے حال ہی یا ظرف مین جو ضمیر مستتر ہی اس سے حال پڑا ہی یعنے حالانکہ بھٹکتا ہی حیرت کے معنے ایک امر مین تردد کرنا جسمین سے نکلنے کی راہ نہ پائے معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا یتعالی نے اس انسان کے جس صفت بیان کی پہلی صفت استہوتہ الشیطین فرمایا دوسری صفت حیران تیسری صفت کے بیان مین کہتا ہی لہ اصحب یدعونہ الی الھدی ائتنا اُسکے رفیق ہین کہ بلاتے ہین اُسکو راہ کی طرف کہ ہمارے پاس آ یعنی سیدھی راہ کی طرف اُس بھٹکے کو اُسکے دوست یار بلاتے ہین اور کہتے ہین ہمارے پاس چلا آ وہ انکا کہنا نہ مانکر ہلاک ہوتا ہی یہہ ضرب المثل ہی اس شخص کے حق مین جو جنون کی عبادت کیطرف بلاتا ہی اور اس شخص کے حق مین جو اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہی سو خدا یتعالی نے بیان فرمایا ان دونون کی ایسی مثال ہی کہ ایک شخص اپنے رفیقون مین ہی اور غول شیطان نے اسکو سیدھی راہ سے بھٹکا دیا پھر اسکے رفیق اپنی طرف بلاتے ہین کہتے ہین کہ سیدھی راہ کے پاس چلا آ اور غولون اُسکو اپنی پاس بلاتے ہین پھر وہ بھٹکتا ہی کہ کدھر جاوے اگر غولون پاس جاوے تو ہلاک ہوا اگر اپنے رفیق پاس جاوے تو ہدایت پاوے اور سلامت رہے لہ اصحاب کا جملہ نصب کے محل مین ہی حیران کی صفت ہو کے یا ضمیر جو اسمین ہی اس سے حال پڑا ہی یا جملہ مستانفہ ہی بیان حال واسطے لایا گیا یدعونہ صفت اصحاب کی ہی یعنے اُس بھٹکے ہوے کے رفیق ایسے ہین کہ اسکو سیدھی راہ بتاتے ہین آئتنا قول کی تقدیر سے یدعونہ کا بدل ہی یا اسکے فاعل سے حال واقع ہی تقدیر یون ہی یقولون ائتنا یعنے کہتے ہین اسکو ہمارے پاس آ قل ان ھدی اللہ ھو الھدی تو کہہ مقرر اللہ کی راہ وہی ہی یعنے اللہ کی راہ جو اپنے بندون کے واسطے واضح کی اور اسکا دین جو انکے لئے مشروع کیا ہی وہی راہ پوری ہی نفع دینے والی اسکے سوا ہے محض گمراہی اور ضلالت ہی اس جملہ مین بتون کی عبادت سے زجر ہی گویا یون کہا لا تفعل ذلک فان ھدی اللہ ھو الھدی اللہ

یعنے مت کرا سکو یعنے بتون کی عبادت کیونکہ اللہ کی ہدایت وہی ہدایت ہے۔ دوسرے کی ہدایت اسکو مگمر
لایا سو مامورہ کی شان کی اہتمام واسطے ہے اور بھی اوپر کے امر مین شرک سے تھا اسمین اسلام کی ترغیب ہے
وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور ہمکو حکم کیا گیا یہہ کہ تابع رہین جہان کے صاحب کے یعنے اللہ رب العالمین
کے فرمانبردار رہنے کا ہمکو حکم ہوا امرنا کا عطف ان ہدی اللہ ہوا الہدی پر ہے اور قول کے تحت مین داخل ہے
اور لام لنسلم کا بار الصاق کے معنے سے ہے یعنے امرنا بان نسلم بعضون نے کہا لام زاید ہے معنے یہہ ہین امرنا
ان نسلم بعضون نے کہا لنسلم کا لام تعلیل امر کیواسطے ہے معنے یہہ ہین امرنا ای قیل لنا اسلموا لاجل ان نسلم
یعنے امر کیا گیا کہا گیا ہمکو کہ اسلام لاؤ تاکہ ہم فرمانبردار رہین وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوْہُ اور یہہ کہ
قایم رکھو نماز کو اور ڈرتے رہو اس سے یعنے ہمکو نماز پڑھنے اور اللہ سے ڈرنیکا حکم ہوا کیونکہ دونون مین
اللہ کا تقرب ہے وان اقیموا اور واتقوہ لنسلم پر معطوف ہین گویا تقدیر یون ہے وامرنا للاسلام ولاقامۃ الصلوۃ
یا موقع لنسلم پر معطوف ہین گویا یون کہا گیا وامرنا بان اقیموا یعنے ہمکو حکم ہوا کہ نماز قایم کرین اور جایز ہے کہ امرنا
کا مفعول ثانی مقدر لیکے انہون کو اسپر عطف کرین گویا تقدیر یہہ ہے امرنا بالایمان وباقامۃ الصلاۃ یعنے ہمکو
ایمان اور نماز قایم کرنیکا حکم ہوا معلوم کرنا چاہیے کہ ان مصدر یہ سیغۂ امر پر داخل ہو تو امر اپنے معنے
طلب فعل سے نکل جاتا ہے جیسا ان ماضی یا مضارع پر داخل ہو تو اپنے معنے سے نکلجاتے ہین اسی واسطے
ثلثۃ ۱۰ معنے ان اقیموا کو اقامۃ سے تاویل کی وَھُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ اور وہی ہے جسکی طرف لیکے
کیا جاؤگے یعنے تم سب اپنے اعمال کی جزا پانے کے لئے اللہ کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے
وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اور وہی ہے جس نے ٹھیک بنائے آسمان اور زمین
بالحق محذوف سے متعلق ہو کے خلق کی ضمیر فاعل سے حال پڑا ہے تقدیر اسکی قایما بالحق والحکمۃ یعنے جسمین
کہ وہ حکمت وصواب پر ہے عابث وباطل یعنے بیفائدہ کام کرنیوالا اور ہرگز کرنیوالا نہین یا حال ہے اسکے
مفعول سے تقدیر اسکی متلبسۃ بالحق یعنے حالانکہ آسمان وزمین ٹھیک درست اور تدبیر محکم سے ہین یا صفت
ہے خلق کی مصدر ہے جو اسکا حوکد ہے تقدیر اسکی خلقا متلبسا بالحق یعنے پیدا کرنا ایسا جو متلبس ہے حق وصواب سے
یا مفعول لہ ہے اسوقت باء بالحق لام تعلیل کے معنے مین ہوگی گویا تقدیر یہہ ہے اظہارا للحق یعنے پیدا کیا آسمان

وزمین کو واسطے ظاہر کرنے حق کے کیونکہ انہونکا بنانا اللہ جلشانہ کی وحدانیت پر دلیل واضح ہو یا یعنی ہاں
سببیہ اور تعلق اُسکا فعل مقدم سے ہوگا معنے یون ہونگے کہ بسبب قائم الحق بالحق کے معنے مین بعضون نے
کہا بنایا انہون کو اپنی کمال قدرت اور شمول علم سے اور استوار صنعت سے اور یہہ سب حق ہین بعضون نے
کہا پیدا کیا انہون کو اپنے کلام حق سے کن سے معلوم کرنا چاہیے کہ آسمان وزمین کی خلقت سے جو کچھ انمین
ہین انکا پیدا کرنا بھی مراد ہو اور اُن چیزون کی جو تمام علوی وسفلی اشیا کو شامل ہین تصریح نکرنا اسی وجہ سے
ہو کہ نہایت ہی ظاہر ہین وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ قَوْلُهُ الْحَقُّ اور جس دن کہیگا ہو سو ہوجاویگا
اسکی بات سچ ہو یعنے قیامت کے دن خدا تعالی خلایق کو فرماویگا اٹھو اسی دم اُٹھ جاوینگے یا سننے
یہہ ہین جسوقت معدومات ممکنہ کو کہیگا ہو تو اسی وقت ہوجائینگی قول اسکا جو کسی چیز کا ارادہ کیا ہو ہوجاوے
سچ اور درست ہو قول سے مراد کلمہ کن تحقیقاً ہو یا تمثیلاً عقول مین قریب کرنیکے واسطے یعنے ایک چیز کو عدم سے
وجود کی طرف لانیکے واسطے یہہ تمثیل ہو کیونکہ اللہ جلشانہ کی سرعت قدرت کا زمانہ اس لفظ کو کہنے سے بھی کمتر ہو
یوم یقول خبر مقدم ہو قولہ الحق مبتدا موخر ہو الحق قول کی صفت ہو اور یوم منصوب ہو استقرار کے معنے سے
تقدیر یہہ ہو قولہ الحق کائن حین یقول لشئ من الاشیاء کن فیکون ذلک الشئ یعنے قول اسکا جو حق ہے
ہونیوالا ہو جسوقت کہے کسی چیز کو ہو تو ہوجاوے معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ کلام مستانف ہو اوپر کی آیت مین
آسمان وزمین کے پیدا کرنے کا بیان تھا اس مین اللہ تعالی کا کسی چیز کو پیدا کرنا کسی مدت پر موقوف
نہین اسکا بیان ہو بعضون نے کہا یوم معطوف ہے السموات پر تقدیر اسکی یہہ ہو وخلق یوم یقول کن فیکون
یعنے اور پیدا کیا دن کو کہ کہے اللہ یعنے خدا تعالی پیدا کرنیوالا ہو دنیا کا اور جو انمین ہین اور پیدا کرنیوالا ہو
قیامت کے دن کا اور بعث کا اور اجسادمین ارواح بھرنیکا جب کہ کہے کہ ہو تو ہوجائیگا اگر یوم کو واتقوا
کے ہاء پر معطوف کرین تو بھی جایز ہو یعنے ڈرو اُس دن سے وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ
اور اُسی کی سلطنت ہو جسدن پھونکا جاویگا صور پھونکنے کے دن سے شکر کا دن مراد ہو اور اللہ تعالی کی
سلطنت کو اس دن کے ساتھ خاص کیا اگرچہ سب وقت دنیا و آخرت مین بادشاہت خالص اُسی کی ہو کیونکہ
کہ اسدن کوئی دنیا مین سلطنت کا دعوی کریگا نہ کریگا کوئی [illegible] دنیا مین دعوی سلطنت کیا کرتے تھے

سب کی سلطنت جاتی رہیگی اور اقرار کرینگے کہ اللہ واحد قہار کی سلطنت ہو کوئی اس سے جھگڑ نیوالا نہین اور دنیا مین جو دعوی سلطنت کا تھا سو جھوٹھا اور باطل تھا معلوم کرنا چاہئے کہ صور سے یہان کیا مراد ہو سو علماء کے دو قول ہین پہلا قول صور بضم اول و سکون ثانی سینگھہ ہے اسمین پھونکا جاویگا یہ لغت اہل یمن کا ہو مجاہد نے کہا صور سینگ ہو نرسینگے کی شکل سے اس قول کی صحت پر احادیث صحیحہ دلالت کرتے ہین چنانچہ ابن المبارک زہد مین اور عبد بن حمید اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی البعث مین عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی نے آکر پوچھا صور کیا چیز ہو حضرت نے فرمایا قرن ینفخ فیہ یعنی سینگ ہو اسمین پھونکا جاویگا ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہو مسدد نے اپنی مسند مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ صور سینگ کی ہیئت پر ہو اسمین پھونکا جاویگا حافظ سیوطی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہو سعید بن منصور اور احمد اور عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن المنذر اور حاکم اور بیہقی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکر من خوشی کرون مقرب صاحب صور منہہ مین سینگ لئے ہوے اور اپنی پیشانی کو جھکائے ہوے اور اپنا کان رکھا ہو منتظر ہے کہ پھونکنے کا حکم کب ہو تب صحابہ پر یہہ بات گران ہوی عرض کیا یا رسول اللہ اسوقت ہم کیا کرنا چاہیے یا کہنے لگے ہمین کیا کہنا چاہئے حضرت نے فرمایا کہو حسبنا اللہ و نعم الوکیل علی اللہ توکلنا یعنے بس ہے ہمکو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے اللہ پر ہمنے بھروسا کیا ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی یہہ حدیث زید بن ارقم اور عبداللہ بن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہو زید کی حدیث کو احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو بھی امام احمد اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہو جابر کی حدیث کو ابو نعیم نے روایت کیا ہو اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہہ روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو بیشک جب سے صور دیا گیا ہے صور والا آنکھ کھولے ہوے عرش کے پایہ کی تیار بیٹھا ہو اسمین اونگھنے سے تک رہا ہو کہ آنکھ جھپکنے تک حکم نہ ہو جاے آنکھین اسکی ایسی چکتی ہین کہ گویا ستارے ہین حاکم نے اسکی تصحیح کی حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ مین ابن عباس سے روایت کی ہو کہ خدا تعالی نے موتی سے شیشے کا

صور بنا کر عرش کو حکم دیا اسکو پکڑ عرش نے اسکو اپنے ساتھ لٹکایا پھر فرمایا کن ہو جا پس اسرافیل پیدا ہوا اور اسکا صور کے اٹھانیکا حکم کیا اسنے صور کو اٹھایا صور میں کی سوراخ ہیں ہر ایک روح مخلوق کے اور ہر ایک نفس شمار پر کہ ایک سوراخ سے دو روح نہ نکلینگے اور صور کے بیچ میں دایرۂ آسمان و زمین کیطرح سوراخ ہیں اس سوراخ پر اسرافیل اپنا منہ رکھے ہوئے ہے اور اللہ تعالی نے اسکو فرمایا میں نے تجھکو صور کا موکل کیا ہے اسکے نفخہ لینے پھونکنے اور صیحہ یعنے آواز کیواسطے ہے پھر اسرافیل عرش پر داخل ہوا اور داھنا پانوں اپنا عرش کے نیچے رکھا اور بایاں پانوں آگے بڑھایا جب سے خدا یتعالی پیدا کیا آنکھ نہ جھپکے ہوئے تکتا ہے کہ کب حکم کیا جاتا ہے دوسرا قول صور سکون واو سے صورت کی جمع ہے جیسا صوف صوفۃ کی جمع ہے اور صور نفخہ سے اجساد میں روح پھونکنے سے اجساد میں روح پھونک کر زندہ کرنا مراد ہے یہ قول ابو عبید کا ہے حسن بصری اور مقاتل کا بھی یہی قول ہے اور حسن نے فی الصور او کے فتح سے پڑھا ہے جمع صورۃ کی مفسرین کہتے ہیں اصح پہلا قول ہے کیونکہ احادیث اسی پر دلالت کرتی ہیں اور بھی خدا یتعالی دوسری آیت میں فرمایا ثم نفخ فیہ اخری سو ایک جسد میں دوبارہ روح نہ پھونکی جائیگی اہل سنت کا اسپر اجماع ہے کہ صور سے سینگ مراد ہے اسمیں اسرافیل دوبارہ پھونکیگا ایک نفخہ صعق کا یعنے مرنے کا دوسرا نفخہ بعث کا یعنے قبر سے اٹھنے کا حساب کے لئے معلوم کرنا چاہئے صور پھونکنے والا فرشتہ قول مشہور اسرافیل ہے ضحاکی اور قرظی اسپر اجماع نقل کیا ہے اسی پر تصریح واقع ہوی وہب بن منبہ کی حدیث میں جو سابق ہو کر ہوی اور ابی سعید خدری کی حدیث میں بیہقی اور ابی ہریرہ کی حدیث میں ابن مردویہ کے نزدیک اور ایسا ہی ابی ہریرہ کی حدیث طویل میں جسکو عبد بن حمید اور طبری اور ابو یعلی نے کبیر میں اور طبرانی نے طوالات میں اور علی بن معبد نے کتاب الطاعۃ والمعصیۃ میں اور بیہقی نے بعث میں اور ابو الشیخ نے عظمت میں روایت کیا ہے لیکن اس حدیث کا راوی سعید بن رافع پر قاضی اہل مدینہ کا ہے دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے حدیث وضع کرتا ہے خلیلی نے کہا شیخ ضعیف ہے اور اس حدیث کے بعض رواۃ کی نکارت ہے حافظ عماد الدین بن کثیر نے کہا کہ اس حدیث کو اسمعیل بن رافع نے متفرق طریقوں سے جمع کیا ہے اور سب کا ایک ہی سیاق گردانا حافظ ابو موسی المدینی نے کہا اگرچہ اس حدیث کے اسناد میں بعض امور ہیں لیکن کلام کیا گیا ہے اسکے متفرق روایتوں کے اسانید ثابت ہیں ابن العربی اور قرطبی اور مغلطای نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور ابن القیم نے اسکو ضعیف کہا ہے حافظ ابن حجر مستقانی نے کہا کہ صحیح قول یہ ہے کہ وہ صور ہے واللہ اعلم صحیح ابن حبان نے عظمت میں اسماعیل بن رافع سے اور صحیح ابن خزیمہ نے اسی حدیث کو ابو ہریرہ سے مرفوعا روایت کیا ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں اور حاکم نے مستدرک میں

کہا کہ اسکو چار بازو ہین ہوا مین اور ایک بازو اسپر دھپا ہوا اور ایک بازو اسکے کاندھے پر اُسکے کان پر قلم ہی جب وحی اترتی ہی تو قلم لکھتا ہی بعد فرشتے پڑھتے ہین اور صور کا فرشتہ اپنی ایک زانو پر بیٹھا ہی دوسری زانو کو کھڑا کیا ہی پھر صور منہہ مین لیکے ٹیڑھا جھکا ہوا ہی اور تحقیق مامور ہے جب اسرافیل اپنا بازو موڑے تو صور پھونکے عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین نے ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہی حافظ جلال الدین سیوطی نے بدور السافرہ مین کہا سند اس حدیث کی حسن ہی اور در منثور مین کہا سند اسکی جید ہی حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کے رجال ثقات ہین مگر علی بن جدعان ضعیف ہی اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ صور پھونکنے والا فرشتہ اسرافیل کے سوا ہی لیکن اس حدیث کا یون محمل نکال سکتے ہین کہ اسرافیل کے ساتھ دوسرا فرشتہ ملکے صور پھونکینگے اسطور سے کہ صور کا فرشتہ پہلا نفخہ پھونکیگا جب اسرافیل کو اپنا بازو موچتا دیکھے اور اسرافیل دوسرا نفخہ پھونکیگا اور یہہ نفخہ بعث کا ہی اور حدیث عبدالرحمن بن ابی عمرہ کی اسی کو تائید کرتی ہی جو ہناد بن السری نے کتاب الزہد مین روایت کی ہی کہ ہر صبح دو فرشتے صور پر مقرر ہوتے ہین حافظ عسقلانی نے کہا یہہ حدیث موقوف ہی مگر اسکی سند صحیح ہی اور عبداللہ بن ضمرہ کی طریق سے بھی ایسا ہی آیا ہی اور اسمین زیادہ کیا کہ تکتے ہین کہ کوقت پھونکنے کا حکم ہوگا اور اسکے مانند امام احمد نے ابی مریہ سے انہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے انہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا النافخان فی السماء الثانیۃ راس احدہما بالمشرق ورجلاہ بالمغرب او قال راس احدہما بالمغرب ورجلاہ بالمشرق ینتظران متی یومران ان ینفخا فی الصور فینفخان یعنے دو صور پھونکنے والے دوسرے آسمان مین ہین ان دونون سے ایک کا سر مشرق مین ہی اور پاؤن اسکے مغرب مین ہین یا کہا کہ ایک کا سر مغرب مین اور پاؤن مشرق مین ہین تکتے ہین جسوقت صور پھونکنے کا حکم ہو تو صور پھونکین حافظ عسقلانی نے کہا اس حدیث کے رجال ثقات ہین اور یہہ حدیث اسیطرح احمد کے نزدیک ارسال یا اتصال کے شک سے واقع ہوی اور حاکم نے اسکو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بغیر شک کے روایت کی ہی اور ابن ماجہ اور بزار نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر دو صور والون کے ہاتھ مین دو سینگ ہین نظر جمائے ہین کسوقت حکم کیا جائیگا واللہ اعلم عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ چھپا اور کھلا جاننے والا یعنے جو بندون سے

چھپا ہی اور جو اسکو دیکھتے ہین سب کا وہ جاننے والا ہی کوئی چیز اسکے علم سے غایب نہین غیب وہ جو چھپا ہی شہادت وہ جو آشکارا ہی حسن بصری نے کہا غیب وہ جو تم اسکو نہین دیکھتے تمھارے لیے چھپا ہے شہادت وہ جو اُسکے خلق کو تم دیکھتے ہو عالم الغیب خبر مبتدا محذوف کی ہی تقدیر اسکی ہو عالم الغیب اگر یقول کا فاعل ذالین تو بھی جایز ہی وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ○ اور وہی ہی تدبیر والا خبردار یعنے اللہ ہی اپنے سارے افعال مین اور مخلوقات مین تدبیر کرتا ہی اور ہر شئی کے باطن کو اسکے ظاہر کے مانند جانتا ہی۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيمُ لِاَبِيهِ اٰزَرَ اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو آزر زا کے اور را کے فتح سے آدم کے وزن پر بیٹا ہی ناحور کا وہ بیٹا شاروح کا وہ بیٹا راغو کا وہ بیٹا فالخ کا وہ بیٹا عیبر کا وہ بیٹا شالخ کا وہ بیٹا ارفخشد کا وہ بیٹا سام کا وہ بیٹا نوح علیہ السلام کا یاد رکھنا چاہیے کہ ظاہر آیت دلالت کرتی ہی کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہی اہل سیر و تواریخ کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح ہی حافظ ابو عمر سے بعضون نے خاء معجمہ سے اسکو ضبط کیا زجاج نے کہا ابراہیم کے باپ کا نام تارح ہونے مین نسابین مین اختلاف نہین پھر قرآن مین آزر جو کہا اسمین مفسرین کا اختلاف ہی کلبی اور ضحاک کہتے ہین کہ آزر اور تارح دونون ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے باپ کے نام ہین بخاری نے اپنی تاریخ کبیر مین کہا ہی کہ ابراہیم آذر کا بیٹا ہی توریت مین اسکا نام تارح لکھا ہی اس صورت مین ابراہیم کے باپ کے دو نام ہوے ایک آزر اور دوسرا تارح جیسے یعقوب اسرائیل ایک شخص کے دو نام ہین شاید آزر اسکا نام ہی تارح لقب یا تارح نام ہو آزر لقب سعید بن المسیب اور مجاہد کہتے ہین آزر بت کا نام ہی اور ابراہیم کا باپ اسکی پرستش کرتا تھا اس لئے خدا تعالی نے اسی نام سے اسکو کہا کیونکہ کوئی کسی چیز کی عبادت کرے یا اس سے محبت رکھے تو اسکے معبود اور محبوب کے نام سے اسکو پکارتے ہین جیسا خدا تعالی نے اس آیت مین فرمایا يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ یعنے جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقے کو انکے پیشوایون کے ساتھ یعنے نبی جو اُنپر مبعوث ہوا اُسکے نام سے انکو پکارینگے جیسا کہینگے یا امتہ موسی یا امتہ عیسی حافظ عسقلانی نے کہا یہہ قول شاذ ہی بعضون نے کہا یہان مضاف محذوف ہی یعنے اسکے یون ہین واذ قال ابراہیم لاٰبیہ آزر یعنے جب کہ کہا ابراہیم نے اپنے باپ بت کے پوجنے والے کو تو مضاف حذف ہوکر مضاف الیہ کو اُسکے قایم مقام کیا گیا سلیمان تیمی نے کہا آزر سریانی زبان مین گالی اور عیب ہے یعنے اسکے تیڑھا

بعضے کہتے ہین معنی اسکی خطا مند گویا ابراہیم علیہ السلام نے بسبب اسکے کفر کے اور دین حق سے پھر جانیکے عیب و مذمت
اسکی کی بعضونے کہا معنے اسکے فارسی زبان مین پیر رسیدہ ہے دونون قول ان لوگون کے مذہب پر ہے
جنھون نے قرآن مین الفاظ غیر عربیہ کا آنا جایز رکھا ہی مفسرین کہتے ہین ان اقوال مین پہلا قول صحیح ہی جو ابراہیم کے
باپ کا نام آزر بولتے ہین کس لئے کہ خدا یتعالی اسی نام سے بولا اور وہ جو نسّابین اور مورخین سے منقول ہے
کہ اسکا نام تارخ ہی اسمین نظر ہے کسواسطیکہ یہہ قول اہل کتاب کے مورخین اور اہل سیر سے نقل کئے ہین اور انکے
نقل کا کچھہ اعتبار نہین اور بخاری نے اپنے افراد مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا قیامت کے دن ابراہیم اپنے باپ آزر سے ملاقی ہونگے آزر کے چہرے پر گرد و غبار بھرا ہیگا الحدیث
اس سے ثابت ہوا کہ نام اصلی آزر تھا تارخ نہین تھا کسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آزر نام فرمایا نہ تارخ
شیخ سلیمان جمل جلالین کے حاشیہ مین کہتا ہی مفسرین ابراہیم کے باپ کا نام آزر بیان کرتے ہین یہہ مشکل کی بات ہے
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا نسب بتون کی پرستش سے پاک ہونے پر اہل سیر نے تصریح کی ہی دلیل اسپر
وتقلبک فی الساجدین ہی یعنے پھرنا تیرا سجدہ کرنیوالون مین یعنے پھرنا نور آنحضرت کا ایک ساجد سے
دوسری ساجد کی طرف اور کہا اسکا یون جواب دیا ہی کہ نور محمدی جبتک انکے اصلاب مین ہی تب تک
پاک رہتی ہی اس نور کے نقل ہونیکے بتون کی پرستش وغیرہ انواع کفر اُنسے صادر ہونا جایز ہی تامّل
بندۂ عاصی کہتا ہی یہہ جواب احادیث صریحہ کے خلاف ہی اسی واسطے شیخ نے اخیر جواب مین لفظ تامل سے
اشارہ کیا ابونعیم نے دلایل النبوہ مین ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاہرۃ مصفی مہذبا لا تتشعب شعبتان الا کنت فی خیرہما
یعنے خدا یتعالی ہمیشہ مجھے پاک پشتون سے پاک ارحام طرف جو صاف اور پاک کی گئی ہین نقل کرتا آیا
جب دو شاخ ہوتے تھے تو مین بہتر شاخ مین ہوتا تھا اور بخاری نے اپنی صحیح مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مین بنی آدم کے بہتر فرقون مین مبعوث ہوا قرن
کے بعد قرن یہانتک کہ مین جس قرن مین ہون مبعوث ہوا ترمذی نے عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مقرر جب اللہ تعالی نے خلق کو پیدا کیا تو مجھے بہتر فرقون مین کر دیا پھر قبایل کر جا

سو مجھے بہتر قبیلہ مین کیا بعد گھرون کو چنا سو بہتر گھرون سے مجھے پیدا کیا پس مین انکے بہتر نفس سے ہون اور بہتر گھر سے
حافظ سیوطی اور ابن حجر ہیثمی وغیرہ علما کہتے ہین ان احادیث مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا مین کوئی کافر ہونے پر
تصریح ہی کسواسطے کہ کافر کے حق مین مختار اور خیر اور طاہر کا لفظ نہ کہینگے بلکہ بمقتضای آیت انما المشرکون نجس
کے وہ نجس ہے اس سے واجب ہوا کہ حضرت کے اجداد سے کوئی مشرک نتھے اسصورت مین بعد نقل نور محمدی کے
اطلاق کفر کا کیونکر کرسکینگے اور اصل اشکال کا جواب یون دیا جاوے کہ ابراہیم کے باپ کا نام تارح ہی آزر باپ نہین
بلکہ وہ چچا ہی عرب کے محاورے مین چچا پر باپ اطلاق کرتے ہین جیسا خدا تعالی اس آیت مین یعقوب علیہ السلام
کی اولاد سے حکایت فرماتا ہی قالوا نعبد الٰھک وٰالٰہ آبائک ابراہیم واسمعیل واسحق یعنے یعقوب کی اولاد بولی
ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے رب کی پس اسمعیل علیہ السلام
یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے آبا مین جو انکو داخل کیا عرب کی عادت پر ہی اسصورت مین آزر پر باپ کا اطلاق
کرنا مجازا ہی عرب کے محاورے مین بہت شایع ہی حافظ سیوطی نے کہا یہہ قول یعنے آزر باپ ابراہیم کا نہونا
ایک جماعت سلف سے منقول ہی امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر مین کہا شیعہ بولتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
آبا و اجداد مومن تھے اور اسپر آیت وتقلبک فی الساجدین اور حدیث لم ازل انقل من الاصلاب الطاہرۃ الی الارحام
الزکیۃ سے دلیل لاتے ہین لیکن ہمارے اصحاب کہتے ہین رسول اللہ کا باپ کافر تھا اور بولتے ہین آزر ابراہیم کا باپ ہونیکو
اور اسکے کافر ہونے پر نص کتاب اس آیت مین دلالت کرتی ہی اور آیت وتقلبک دوسرے وجوہ پر بھی محتمل ہے پھر
ان سب پر اسکو محمول کرنا محال ہی کیونکہ لفظ مشترک کو ساری معانی پر محمول کرنا جایز نہین اور بھی لفظ کو حقیقت
ومجاز پر محمول کرنا غیر جایز ہی اور حدیث محمول ہی حضرت کے نسب شریف مین زنا نہونے پر اور سورۃ الشعرا مین
کہا یہہ خبر واحد ہی قرآن کے وہ معارض نہین ہوتی انتہی یاد رکھنا چاہیے امام کا یہہ طریقہ خلاف ہی اسکو
جو اپنی کتاب اسرار التنزیل مین کہا اور قول اسکا ہمارے اصحاب کہتے ہین رسول اللہ کا باپ آہ سہو ناسخ ہی اصل مین
ابراہیم رسول اللہ کا باپ تھا اسکو سہوا لکھدیا یا رسول اللہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین سمجھکے ابراہیم کا کاتب
لفظ ساقط کردیا کیونکہ آیت مین آزر کے ابراہیم باپ ہونے مین بیان تھا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد شفیق
اور وہ جو نسبت اس قول کی اپنے اصحاب کیطرف کیا اُن پر احادیث وغیرہ سے جو ہم اوپر بیان کر آئے نقض وارد ہوگا

اور یہہ جو کہا کہ آزر ابراہیم کے باپ ہوتے اور وہ کافر رہنے پر نص کتاب دلالت کرتی ہی البتہ آزر کے کفر پر
نص کتاب دلالت کرتی ہی باقی رہا باپ ہونے پر نص دلالت نہین کرتی کیونکہ چچا پر باپ کا اطلاق شایع ذایع ہی
مان ظاہر کتاب اسپر دلالت کرتی ہی جیسا امام نے خود سورۃ الشعرا مین کہا یہہ جو ذکر کرتے ہین اسمین لفظ کو
ظاہر سے پھیرا ہے اور ہم کہتے ہین قرینہ ہونے پر لفظ کو ظاہر سے پھیرنا بدعت نہین بلکہ یہہ طریقہ مسلوکہ ہے
ابن حجر نے کہا چچا کو باپ کہنا حقیقۃً ہی اس تقدیر پر ظاہر سے بھی عدول نہین ہوتا اور قول اسکا لفظ مشترک کو
ساری معانی پر الخ جواب اوسکا یہہ ہی کہ یہہ مذہب اصول مین امام کا ہی اور وہ قول مرجوح ہی محققین اور جمہور
متاخرین جیسے قاضی بیضاوی اور قاضی تاج الدین السبکی وغیرہما مشترک کو تمام معنون پر محمول کرنا اور لفظ سے
حقیقت و مجاز مراد لینا جایز رکھتے ہین اور قول اسکا حدیث محمول ہے جواب اسکا یہہ ہی کہ یہہ بات ظاہر کے
خلاف ہی اسپر بھی سوائے اسکے حدیثون مین آیا ہی انا خیارہن خیارا اور انا خیرکم اباً وخیرکم نفساً وکنت من خیر قرون بنی آدم
قرناً بعد قرن اور ما افترق الناس فرقتین الا کنت فی خیرہما وغیر ذلک احادیث کہ جن مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے آبا کی توصیف آئی ہی وہ خیریت کفر و شرک کو منافی ہی کسواسطیکہ کافر خیر نہین رکھتا اور قول اسکا خبر واحد الخ
جواب اسکا یہہ ہی کہ خبر واحد البتہ نص قطعی کو معارض نہین ہوسکیگی اور یہان لفظ قرآن اگرچہ قطعی ہی پر معنے اس کے
قطعی نہین کسواسطیکہ باپ سے چچا کا ارادہ کرنا جایز ہی خصوصًا اہل فترت کی نجات جو اصل متفق علیہ شاعرہ
اور شافعیہ کے نزدیک ہی اسکی موید ہی اسصورت مین نص قطعی کو معارض نہوا واللہ اعلم معلوم کرنا چاہیئے
کہ آزر بدل یا عطف بیان لابیہ سے واقع ہی یہہ ترکیب اس تقدیر پر ہی آزر کو لقب یا اسم گردانے اگر اسکو
صفت لین مخطی یا بوڈھے کے معنے سے لابیہ کا نعت یا حال پڑیگا اگر آزر بت کا نام بولین تو جایز ہی عطف بیان
یا بدل لابیہ سے ڈالین اور جایز ہی مضاف کی تقدیر سے لابیہ کی صفت ڈالین گویا تقدیر یہہ ہی لابیہ عابد آزر اور
آزر غیر منصرف ہی منع صرف کی علت مین زمخشری نے کہا آزر فاعل کے وزن پر غیر منصرف ہونا علمیت اور عجمہ ہونیسے ہی
ابو البقا نے کہا افعل کے وزن پر ہی علت منع صرف کی عجمہ اور تعریف ہی جبکہ اسکو مشتق نہ کرین اگر مشتق لین تو لفظ
عربی ہوگا اور غیر منصرف ہونا تعریف اور وزن فعل سے ہوا اور جنھون نے اسکو مخطی اور معوج کے معنے مین لیا انکے
قول پر منع صرف کی علت وزن فعل اور صفت ہوگی اور اذم کی تقدیر سے منصوب ہوگا آزر کو ضم را سے نداڈالکے

یعقوب نے پڑھا ہی باقی قرا نے عطف بیان یا بدل اُنکے فتح سے پڑھا ہی معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا یتعالی ابراہیم علیہ السلام کے احوال سے اکثر عرب کے مشرکون پر حجت گردانتا ہی کیونکہ اسطیکہ سارے ادیان کے لوگ ابراہیم کی فضیلت کا اقرار کرتے ہین مشرکین اپنے کو ابراہیم کی اولاد مین گنتے ہین اور انکی فضیلت کا دم بھرتے ہین یہود و نصاری اور اہل اسلام سبکے سب انکو معظم جانتے ہین اور انکی جلالت قدر کا اعتراف کرتے ہین اسی واسطے خدا یتعالی معارضہ کے مقام مین ابراہیم کے حکایت حال کو مشرکین پر حجت لڑا اور جان لو یہہ منصب عظیم کہ جسکو اکثر لوگ فضل و مرتبت کا اعتراف کرین جیسا خلیل علیہ السلام کو حاصل تھا کسی کو نہوا سبب اسکا وہ عہد ہی کہ جو بندہ اور پروردگار کے درمیان ہوا جیسا اس آیت مین بیان فرمایا اوفوا بعهدی اوف بعهدکم اور ابراہیم نے اپنے عبودیت کے عہد کو جو پورا کیا اسپر خدا یتعالی نے کبھی اجمالا کبھی تفصیلا گواہی دی چنانچہ ان دو آیت مین اجمالا گواہی دیا پہلی آیت واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن دوسری آیت اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین اور تفصیلا گواہی بہت سے مقامات مین دی ہی کہ جسمین توحید کے ثابت کرنے اور مشرکین کے اقوال کو باطل کرنے کے واسطے مناظرے ہوے ہین پہلا مقام وہ ہی جو اپنے باپ سے مناظرہ کیا ہی اسطور سے کہ فرمایا یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنك شیئا دوسرا مقام قوم کا مناظرہ اسطرف خدا یتعالی نے اشارہ فرمایا فلما جن علیہ اللیل تیسرا مقام بادشاہ وقت کا مناظرہ کہ فرمایا ربی الذی یحیی ویمیت چوتھا مقام کفار کے ساتھ ہتون کو چورا چورا کرنیسے مناظرہ ہوا جیسا اس آیت مین فجعلهم جذاذا الا کبیرا لهم ہانتک کہ قوم نے کہا کہ اسکو آگ مین ڈالو اور اپنے خدایون سے مدد چاہو اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے اپنے بچے کو راہ خدا مین دیا اور کہا انی اری فی المنام انی اذبحك یعنے مین دیکھتا ہون خواب مین کہ تجھکو ذبح کرتا ہون اس سے ثابت ہوا کہ ابراہیم جو امر وحی سے تھے کیونکہ اپنے قلب کو معرفت حق مین سونپا اور اپنی زبان کو اسکی برہان کیواسطے گردنا اور بدن کو آگ کے لئے اور بچکو قربانی کے واسطے اور اپنے مال کو مہمان نوازی کیواسطے مقرر کیا بعد پروردگار سے سوال کیا سو کہا واجعل لی لسان صدق فی الآخرین پھر خدای جلشانہ کے کرم مین انکی دعا قبول فرمانا اور انکے مطلوب کو دینا ضرور ہوا اور انکی دعا قبول کی اور قیامت تک سارے فرقون اور جماعتون مین انکو مقبول رکھا معلوم کرنا چاہیئے کہ واذ قال ابراہیم کا جملہ اذکر مقدر سے منصوب ہوا ہی اور معطوف ہی اندعو پر یعنے یاد کرا سوقت کو یعنے اسی محمد اپنی

قوم کو سنا جو ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو بولا اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً گیا تو پکڑتا ہی مورتون کو خدا یعنے
اللہ نے تجھے پیدا کیا اور رزق دیا پھر اُسکے سوا کیا بتون کو اپنا معبود ٹھہراتا ہی اَتتخذ مین ہمزہ استفہامیہ ہی
واسطے توبیخ کے اَصنام جمع صنم کی ہی بت کو کہتے ہین جسے لکڑی یا پتھر یا لوہے یا سونے یا چاندی یا تانبے سے
بناتے ہین اور انسان کی صورت پر اغلب بنایا کرتے ہین کبھی جانورون کی صورت پر بھی بناتے ہین اور اسکو
تمثال اور وثن بھی بولتے ہین معلوم کرنا چاہیئے کہ آزر کی بستی کے لوگ آسمان پر ستارون کے خدا ہونیکا اور زمین پر
بتون کے معبود ہونیکا اعتقاد رکھتے تھے اور ہر ایک ستارے کے واسطے ایک بت بناتے تھے جب کسی ستارے کی
تقرب کا ارادہ کرتے تو اس بت کی عبادت کرتے تاکہ وہ بت اس ستارے کے پاس اپنی سفارش کرے پھر ابراہیم علیہ السلام
براہ انکار ایسے بدعقیدہ سے انکو آگاہ کرتے ہین اِنِّیْ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ تحقیق مین
دیکھتا ہون تجھکو اور تیری قوم کو بیچ گمراہی ظاہر کے یعنے ابراہیم اپنے باپ آزر کو کہتے ہین مین دیکھتا ہون تو اور
تیری قوم جو تیرے ساتھ بت پرستی کرتے ہین صریح بہکے ہوے حق راہ سے مبین کے معنے بین اور صریح کے ہین
جو کوی انکو دیکھے تو ہرگز اس مین شک نہین کریگا کہ بت تو نہ ضرر دینے والے ہین اور نہ نفع بخشنے والے ہین اِنِّیْ ایک
یہہ جملہ انکار اور توبیخ کی تعلیل مین پڑا ہی اور رویت یا علمیہ ہی یعنے مین تجھے جانتا ہون اسوقت فی ضلال مفعول ثانی واقع
ہوگا یا بصریہ ہی اسوقت تنہا یا سکا ایک مفعول کی طرف ہوگا اور فی ضلال اسکے مفعول سے حال پڑیگا اِنِّیْ یا کے
فتح سے نافع اور ابن کثیر اور ابو عمرو نے پڑھا ہی باقی قرانے سکون یا سے پڑھا ہی وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ
مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسیطرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان و زمین کی کذلک مین
کاف تشبیہ کے واسطے ہی اور ذلک کا اشارہ انی اراک و قومک فی ضلل مبین کی طرف ہی معنے یہہ ہین جسطرح ہم نے
ابراہیم کو اسکے باپ اور قوم کی گمراہی بتلائی ہی اسیطرح آسمان و زمین کی سلطنت اسکو دکھلائی یہان ایک اشکال
وارد ہوتا ہی تقریر اسکی یہہ ہی کہ ابراہیم السلام کو یہہ ارادہ جو حاصل ہوی زمانہ مقدم مین ہوی ہی صورت مین وکذلک اریناہ
ابراہیم صیغہ ماضی سے بیان کرنا اولی تھا ایسا نہین کہا وکذلک نری صیغہ مستقبل سے بیان کیا مفسرین نے
اسکے چند جواب دیے ہین پہلا جواب یہہ ہی کہ نہ ہا نہ ماضی کی حکایت ہی اور تقدیر آیت کی یون ہی وکذلک کنا نری ابراہیم
ملکوت السموات والارض یعنے اسی طرح ہم تجھے تلاتے ابراہیم کو آسمان و زمین کے ملکوت حاصل معنے یہہ ہین جسوقت

خدا تعالی نے ابراہیم کی حکایت فرمائی کہ ابراہیم نے براہ تعصب دین حق کے اپنے باپ سے کلام سخت کیا تو گویا پوچھا گیا کہ ابراہیم دین کی قوت میں اس رتبہ عظیم کو کسطرح پہنچے تو جواب میں کہا ہم اسکو وقت طفولیت سے آسمان و زمین کے ملکوت بتلاتے تھے تاکہ بلوغ کے وقت یقین کرنیوالوں میں داخل ہو دوسرا جواب معنے یہہ ہین کہ جسطرح ہمنے ابراہیم کو بصیرت دئے کہ اسکے باپ کی اور قوم کی مخالفت کا حق ہونا اور بتون کی پرستش مین انکا گمراہ ہونا ابراہیم کو معلوم ہوا اسیطرح آسمانون کے اور زمین کے ملکوت دکھلائے اسی واسطے اس وقت سے وکذلک نری ابراہیم مین مستقبل کے لفظ سے تعبیر کی کیونکہ خدا تعالی انکو چشم باطن سے انکے باپ اور قوم کے حق پر نہونے کو بتلایا تھا اُنہون نے انکی مخالفت کی پھر خدا تعالی نے اسکے بدلے مین انکو آسمان و زمین کے ملکوت بعد اسکے بتلایا ملکوت کے معنے بادشاہت اور سلطنت اور قدرت اور ربوبیت الوہیت ہی وہ مصدر ہی مُلک سے مبالغہ کے اور ان پر تا کو اسمین مبالغہ کیواسطے زیادہ کیا جیسے رہبوت رغبوت رحموت مین معنے اسکے بڑی سلطنت اور بڑی شاہی یاد رکھا چاہیے کہ ملکوت کا اطلاق خاص اللہ تعالی ہی کے ملک پر ہوتا ہی یہہ قول راغب کا ہی ابوحیان کہتا ہی ملکوت عرب کے محاورے مین اللہ تعالی ہی کے ملک پر مختص نہین غیر پر بھی اسکا اطلاق آتا ہے کہتے ہین ملکوت الیمن ملکوت العراق بعضے کہتے ہین ملکوت کے معنے آسمان و زمین کے عجایب و نوادر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہا کہ معنے اسکے آسمان و زمین کے خلق قتادہ نے کہا آسمانون کے ملکوت سے سورج چاند ستارے مراد ہین زمین کے ملکوت سے پہاڑ جھاڑ دریا مراد ہین مجاہد نے کہا مراد اس سے آسمان و زمین کے آیات ہین ابراہیم کے لئے سا تون آسمان پھٹ گئے جو کچھ انمین تھا دیکھا عرش تک انکی نظر پہنچی ساتون زمین تڑخین اُنمین کی چیزین دیکھی سدی نے آیت کی تفسیر مین کہا ابراہیم ایک سل پر کھڑا ہوے اور ساتون آسمان انکے لئے پھٹ گئے عرش کو اور اپنے جنت کے گھر کو دیکھا بعد ساتون زمین تڑخین ایک چٹان کہ جسپر زمین ٹھہری ہوی ہی دیکھی ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض کی آیت مین روایت کی ہی کہ آسمان و زمین ابراہیم پر منکشف ہوے دیکھے کہ ایک چٹان پر ٹھہرائے گئے ہین چٹان ایک مچھلی پر ہی مچھلی وہ ہے جسکو لوگ کھاتے ہین اور مچھلی رنجر بندھی ہوی ہی اور رنجر خازن العزت کے دست قدرت مین ہے۔

ابن مردویہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم نے آسمان و زمین کے ملکوت کو دیکھا تو ایک شخص مرتکب گناہ کا تھا اس پر بد دعا کی وہ ہلاک ہوا پھر دوسرے شخص پر گناہ کا مرتکب دیکھ کر بد دعا کی وہ بھی ہلاک ہوا پھر تیسرے کو دیکھا اس پر بھی بد دعا کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی نازل کی اے ابراہیم تو مرد مستجاب الدعوات ہے میرے بندوں پر بد دعا مت کر کیونکہ وہ میرے نزدیک تین حال پر ہیں یا یہ کہ توبہ کریں تو میں انکی توبہ قبول کروں یا ان کی پشت سے اولاد پیدا کروں جو میرے تسبیح سے بھر دیں یا انکو اپنے پاس بلاؤں پھر چاہوں تو عفو کروں چاہوں تو عذاب دوں حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے جمع الجوامع میں کہا اس روایت میں سوار بن مصعب ہے وہ متروک ہے واللہ اعلم معلوم کرنا چاہئے کہ ابراہیم علیہ السلام کا دیکھنا آسمان و زمین کے ملکوت کو ظاہری آنکھ سے تھا یا باطنی اس میں دو قول ہیں پہلا قول یہ کہ ظاہری آنکھ سے تھا خدا تعالیٰ آسمان و زمین کو ان کے واسطے تر کایا آسمان و زمین کے عجائب و غرائب چیزیں دیکھیں دوسرا قول یہ کہ باطن کی آنکھ سے انکو رویت ہوئی کیونکہ ملکوت جو ملک سے عبارت ہے عقل کے سوا نہیں پہچانے جاتے ابو سعود رومی کہتا ہے جو اقوال عجائب و غرائب کی آنکھ سے دیکھنے پر دلالت کرتے ہیں یہ مقتضی نہیں کہ اس دیکھنے سے آنکھ سے دیکھنا مراد ہو کیونکہ امور محسوسہ دیکھنے سے مجرد دیکھنا انکا مراد نہیں بلکہ ان کے حقایق پر مطلع ہونا اور انکی معرفت حاصل کرنا مراد ہے تاکہ خدا عزوجل کی عظمت شان پر دلالت کرے اور یہ امر بیشک جس سے نہ معلوم ہوگا چنانچہ شمائل یہ کے امر بدیع ہونے پر اسم اشارہ ظاہر کرتا ہے وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ تاکہ اسکو یقین آوے یہ جملہ ایک علت پر مقدرہ پر معطوف ہے گویا تقدیر یوں ہے لیستدل ولیکون الخ یعنی اسیطرح ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کی سلطنت دکھانے لگے تاکہ دلیل لیوے اس سے اور اسکو یقین آوے یا ایک فعل مقدر سے علت پر مطابق گویا تقدیر یہ ہے وفعلنا ذلک لیکون الخ یعنی ہمنے کیا اسکو بسبب تامل کے تاکہ یقین آوے اسکو یقین وہ علم ہے جو بسبب تامل کے بعد شبہہ زائل ہونے کے حاصل ہوتا ہے کس لئے کہ انسان کی پہلی حالت تشکک اور شبہہ کی ہے جب دلایل بکثرت ملیں اور مطابق پڑیں تو یقین حاصل ہونے کے واسطے اور

دل مین تسلی ہونے کے واسطے وہ سبب پڑتے ہین پھر اسوقت وہ شبہہ دور ہوجاتا ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ولیکون من الموقنین کے جملہ مین کہا کہ ابراہیم علیہ السلام پر باطن
اور ظاہر کے سب کام منکشف ہوے پھر کوئی شئے خلایق کے اعمال سے انپر مخفی نرہے جب گہنگاروں پر
لعنت کرنے لگے تو خدا تعالی نے کہا ان چیزون کے دیکھنے کی تجکو استطاعت نہین پھر اگلی حالت
پر اسکو رد کردیا یعنی کشف ہونے کے آگے جو حالت تھی وہی ہوگئی اس قول پر آیت کے معنے
یون ہون گے اسطرح ہم آسمان و زمین کے ملکوت دیکھانے لگے تاکہ منجملہ اُن لوگون کے ہوجاے
کہ خدا اور خبراً اونکو ہر شئے کا علم یقین حاصل ہوتا ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا پھر جب آئی اسپر
رات دیکھا ایک تاریکو قَالَ بولا یعنے ابراہیم نے کہا هَٰذَا رَبِّي یہہ ہے میرا رب یہہ تارا جو ابراہیم علیہ السلام
نے دیکھا زہرہ تھا یہہ قول قتادہ کا ہے یا مشتری تھا یہہ قول سدی کا ہے جن علیہ اللیل داخل ہوے اسپر
رات آئی عرب کہتے ہین جن اللیل واجن وجنہ اللیل واجنہ وجن علیہ اللیل اذا اظلم وغطی کل
یعنے جب شب تاریک ہوئی اور ڈھانپے ہر چیز کو یعنی جب اسپر رات اندھیری ہوئی تمام لغت
والونکا یہی قول ہے بعضے نحوی کہتے ہین جن کی اسنا دجب لیل کی طرف ہوتی ہے تو اوسکو اظلم کے
معنے پر متضمن کرلیتے ہین اور اس پر اوسوقت لفظ علی داخل کیا جاتا ہے پھر جن علیہ اللیل کے معنے
یون ہوے اندھیری آئی اسپر رات بخلاف جنہ بغیر اسنا دلیل کے کہ ستر کے معنے مین ہے
یعنی ڈھانپا اسکو اکثر مفسرین اس کے معنے ستر کے بطلامہ کرتے ہین یعنے جب رات نے اپنی
اندھیری اُسپر ڈھانپ لی فلما جن یہ جملہ یا عطف نسق ہے و اذ قال ابراھیم پر دلیل کا عطف
اپنے مدلول پر اور جملہ وکذلک نری ابراھیم کا معترضہ ہے درمیان و اذ قال ابراھیم اور
فلما جن علیہ اللیل کے اگر وکذلک نری ابراھیم پر اسکو عطف کرین تو بھی جایز ہے یا اس عبارت
سے جو مذکور ہوئی تفصیل و بیان واقع ہے کیفیت استدلال سے بہر تقدیر اس آیت مین جو قصہ
غیر اوس قصہ کا ہے جو ملکوت کو دیکھا اگر اس آیت کو تفصیل ملکوت کے لین تو بھی جایز ہے ابوحیان
نے اسکو ترجیح دی ہے اس تقدیر پر یہہ جملہ تفصیل ادارت سے ہوگا اور ربط فلما کا ماقبل پر متعین

ہوگا جملہ رای کو کبا لما کے جواب مین واقع ہے اس قول پر جملہ قال ہذا ربی مستانف ہوگا بعضون نے
رای کو کبا کو حال کے محل مین لیا ہے اس وقت قال ہذا ربی لما کا جواب ہوگا مطلب یون ہوگا کہ
جب اندھیری رات اوس پر آئی تو کہا یہ ہے میرا رب حالانکہ اوس نے ایک تارا دیکھا مفسرین
اور اہل سیر و تاریخ اس کا قصہ یون بیان کرتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام نمرود کے زمانہ مین پیدا
ہوے نمرود سے زمین کا بادشاہ تھا بابل مین رہتا تھا کنعان کا بیٹا وہ کوسر کا بیٹا وہ
سام کا بیٹا وہ نوح کا بیٹا پہلے تاج کا پہنا اوسی کی ایجاد ہے اور لوگون کو اپنی عبادت کے واسطے
بلوایا اسکے پاس کاہن نجومی رہتے تھے انھون نے اسکو خبر دی اس سال تیرے دیس مین ایک
لڑکا پیدا ہوگا جو اہل زمین کو دین کو بدلیگا اس کے ہاتھ سے تو ہلاک ہوگا اور تیری سلطنت
جاتی رہیگی کہتے ہین کہ اُن لوگون نے اس حال کو انبیا کے کتابون مین پایا تھا بندی نے کہا نمرود نے
خواب دیکھا کہ ایسا ایک ستارا نکلا چاند سورج کی روشنی اس کے سامنے نابود ہوگئی پھر نمرود نے
کھبرا کے ساحرون کاہنون کو بلوایا اور اس خواب کی تعبیر پوچھی انھون نے کہا کہ اس سال تیرے
دیس مین ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکے سبب سے تیری سلطنت جاتی رہیگی تو اور تیرا لشکر اس کے ہاتھ سے ہلاک
ہوگا مفسرین کہتے ہین پھر نمرود نے حکم کیا جو لڑکا اس سال مین یہان پیدا ہو ذبح کرین اور
مردون کو عورتون سے علیحدہ کیا اور ہر دس عورت پر ایک نگہبان مقرر کیا جب عورت کو حیض آتا
تو مردون عورتون کے پاس چھوڑ دیتے تھے مخالطت سے ان کے مانع نہین ہوتے تھے کس لئے
کہ وہ لوگ حیض کی حالت مین اپنی عورت سے مجامعت نہین کرتے تھے جب عورت حیض سے پاک
ہوتی تو مردون عورتون مین نگہبان حایل ہوتے تھے پھر آزر نے اپنی عورت کو حیض سے پاک
دیکھکر اس سے وطی کی ابراہیم کا حمل قرار پا گیا محمد بن اسحٰق کہتا ہے کہ نمرود نے ہر حاملہ عورت کے
اپنی بستی مین بلاکے مقید کیا مگر ابراہیم کی ماں چھوٹی رہنے سے اس کے پیٹ مین اُنکا حمل معلوم نہوتا
تھا اس لئے اسکو چھوڑ دیا بندی نے کہا نمرود لوگ لیکر لشکر گاہ کو نکلا اور اوس بچے کے پیدا ہونے
کے اندیشے سے عورتون کو مردون سے جدا کیا اسیطرح کچھ دنون رہا کہ اس عرصہ مین نمرود کو کچھ حاجت

شہر مین آنے کی درپیش ہوی اور آزر ابراہیم کے باپ کو اپنا بڑا معتمد علیہ دیکھ کر بلوایا اور کہا تجھ کو
حاجت بستی کی درپیش ہے تجھ کو بھیجنا چاہتا ہون میرے سوا مین کسکو اپنا معتمد نہین دیکھتا اور تجھکو قسم دیتا ہون کہ اپنی عمدگی کا یہان
آزر نے جواب دیا مین ایسے دن تجھ سے پہلے بہت ہون پھر نمرود نے اسکو روانہ کیا جب بستی مین گیا تو اوسنے بادشاہ کا کام انجام دیا پھر
دل مین کہا اگر اپنے گھر والون کو دیکھ جاؤن تو اچھا ہے جب ابراہیم کی مان کو دیکھا تو اپنے نفس کو تھام
نہ سکا اس سے صحبت کی وہ حاملہ ہوگئی سدی کہتا ہے پھر ایک دوسرے کھیڑے مین اوسکو لیکر
بھاگا اور وہان ایک غار مین رکھ کے کھانے پینے کی خبر لیا کرتا تھا جب مدت گذر گئی بادشاہ نے
کہا ساحرون کی بات جھوٹ ہے اپنے شہر کو لوٹ چلو پھر سب اپنی بستی مین واپس آئے اور ابراہیم
پیدا ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ جب ابراہیم کی مان حاملہ ہوئی تو کاہنون نے
نمرود سے کہا جس لڑکے کی خبر ہم نے تجھکو دی تھی آجکی رات اُسکی مان حاملہ ہوگئی پھر نمرود نے
لڑکون کے مار ڈالنیکا حکم دیا جب ابراہیم کی مان کو وضع حمل کا وقت پہنچا اور دردزہ شروع ہوا تو
ڈری کہ اگر بیٹا ہوا اور نمرود کو خبر ہوگئی تو مار ڈالیگا شہر سے بھاگ نکلی اور ایک خشک نہر تھی وہان
جاکر ٹھہری اور حضرت ابراہیم متولد ہوے انکو کپڑے مین لپیٹ کر گھاس مین رکھکر بعد شہر مین
آئی اور اپنے مرد سے کہا کہ مجھکو لڑکا پیدا ہوا فلانے جگہ مین نے اُسکو رکھ چھوڑا ہے پھر باپ ابراہیم کو
وہان جاکر انہین اوٹھا لایا اور نہر کے پاس ایک سرنگ کھود کے چھپا دیا اور سرنگ کا منھ بند کر دیا
کہ اندیشے سے پتھر سے بند کیا ابراہیم کی مان وہان جاکر دودھ پلا آتی تھی محمد بن اسحاق کہتا ہے
جب ابراہیم کی مان کو دردزہ شروع ہوا رات کے وقت شہر کے نزدیک ایک غار تھا وہان جاکے
ابراہیم کو جنا بعد فراغت کے غار کا منھ بند کرکے اپنے گھر مین آئی پھر بچہ کو جاکر دیکھتی رہتی تو بچہ کو
انگوٹھا چوستا ہوا پاتی الورق نے کہا ابراہیم علیہ السلام کی مان نے ایک دن کہا اپنی انگلیون
سے دیکھون تو کیا کرتا ہے دیکھا تو ایک انگلی سے پانی ایک انگلی سے دودھ ایک انگلی سے شہد
ایک انگلی سے خرما نکلتا ہے اور ابراہیم اوسے چوستا ہے محمد بن اسحاق کہتا ہے آزر نے ابراہیم کی
مان سے پوچھا تیرے حمل مین کیا پیدا ہوا اس نے کہا لڑکا پیدا ہوکے مرگیا آزر نے اسکو سچ جانکر چپ رہا

اور ابراہیم بہت جلد بڑہنے لگے ایک روز ایسا بڑہے جیسے کوئی ایک مہینے مین بڑہتا ہے اور ایک مہینے مین ایسے کوئی برس بھر مین بڑہتا غار مین پندرہ مہینے رہکے مان سے کہا مجھے باہر نکال اوس نے شب مین انکو غار سے نکالا ابراہیمؑ آسمان و زمین کے مخلوق کو دیکھ کر تفکر کرکے بولے کہ وہ جسنے مجھے پیدا کیا اور رزق دیا اور کھانا کھلایا اور پانی پلایا وہ البتہ میرا ایسا رب ہے جسکے سوا کوئی معبود نہین اور آسمان کے طرف دیکھا تو تارا نکلا یا بولے یہہ میرا رب ہے اسی کے طرف آنکھ جماکے غائب ہونے تک دیکھتے رہے جب وہ غائب ہوگیا تو بولے چھپنے والے مجھکو خوش نہین آتے جب چاند جھلکتا دیکھا بولے یہہ میرا رب ہے اور غائب ہونے تک اسی کو دیکھتے رہے بعد آفتاب جھلکتا تو اسکو بھی ایسا ہی کہا الخ پھر والدہ ابراہیم نے ان کے باپ آزر کے پاس لاکر کہا یہہ تیرا بیٹا ہے اسوقت وہ مقابل جوان ہوگئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت پا چکے اور قوم کے دین سے الگ تھے یہہ سنکے بہت خوش ہوا بعضون نے کہا ابراہیمؑ غار مین سات برس رہے بعضون نے کہا تیرہ سال بعضون نے کہا سترہ برس مفسرین کہتے ہین جب ابراہیمؑ جوان ہوئے غار ہی مین تھے اپنی مان سے کہا بتا میرا رب کون ہے مان نے کہا مین ہون کہا تیرا رب کون ہے کہا تیرا باپ کہا میرے باپ کا رب کون ہے مان نے کہی چھپیدہ اپنے مرد کے پاس جاکے بولی ہم جو کہتے تھے اہل زمین کے دین کو تغیر دینے والا لڑکا پیدا ہونے والا ہے وہ تیرا بیٹا ہے اور لڑکے کی تقریر بیان کی پس انکا باپ آزر انکے پاس آیا ابراہیمؑ نے کہا اے باپ میرا رب کون ہے کہا تیری مان ہے پھر بولے میری مان کا رب کون ہے کہا مین کہا تیرا رب کون ہے کہا نمرود ہے کہے نمرود کا رب کون ہے پھر آزر انکے ایک طمانچہ مارکے بولا چپ رہ پھر جب اندھیری رات آئی ابراہیم علیہ السلام غار کے دروازہ کے نزدیک جاکے پتھر کے درمیان دیکھنے لگے تو ایک تارا دیکھا اور کہا یہہ میرا رب ہے بعضے کہتے ہین ابراہیمؑ نے اپنے مان باپ سے کہا غار سے مجھے باہر نکالو آفتاب غروب ہونے کے بعد انکو غار سے

باہر نکالا اونٹ اور گھوڑے اور بکریاں غار کے پاس جمع تھیں ابراہیمؑ نے باپ سے پوچھا یہ کیا ہیں
اس نے بتایا ابراہیمؑ نے کہا انکا ایک معبود ضرور ہوگا جس نے انہیں پیدا کیا بعدہ مشتری تارا نکلتے دیکھا بعضے کہتے ہیں
ہیں کہ وہ زہرہ تھا اور یہ شب اخیر کی تھی چاند اخیر شب میں طلوع ہوا تھا اسی واسطے تارے کو چاند سے پہلے دیکھا
اور خدا تعالیٰ نے فرمایا فلما جن علیہ اللیل یعنے جب اندھیری رات آئی اوس پر تارا دیکھا
تو کہا یہ میرا رب ہے معلوم کرنا چاہئے کہ ابراہیمؑ نے سیارون کو کس وقت دیکھا اور یہ بات
کس عمر میں کبھی آیا پیش از بلوغ کے یا بعد بلوغ کے مفسرین کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول
لڑکپن میں بالغ ہونے سے پہلے یہ امر رونما ہوا اس قول پر اس بات کا صادر ہونا اعتبار
نہیں رکھتا اور کوئی حکم کفر وغیرہ سے اس پر مترتب نہیں ہوتا کسواسطے کہ سوائے بلوغ
کے احکام ثابت نہیں ہوتے بعضون نے کہا ابراہیمؑ لڑکپن میں جب غار سے نکلا اور آسمان و
زمین کے عجائب کو دیکھا تو اپنی عقل کامل اور فطرت سلیم سے جو خدا تعالیٰ نے بخشی تھی تفکر کیا
اور کہا ایک خالق مدبر ان مخلوقات کے واسطے ضرور ہے پھر اسی تفکر میں چمکتا تارا دیکھا اور
اپنے وہم کے روسے کہا یہ میرا رب ہے ایسی حالت جو اون پر گذری حق سبحانہ و تعالیٰ کے
احکام سے معرفت حاصل کرنے سے پہلے لڑکپن میں تھی پھر قایلین اس قول کے اپنے
دعوے کی صحت پر لئین لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین سے استدلال
لاتے اور کہتے ہیں کہ یہ قول نوع تحیر پر دلالت کرتا ہے اور یہ تحیر سوائے لڑکائی اور قیام حجت
کے پہلے حاصل ہونا گا اکثر محققین کہتے ہیں یہ قول خبید دلایل سے فاسد ہے پہلی دلیل انبیا
کل حوال میں معصوم ہیں ہر ایک وقت میں اللہ کی معرفت اور اس کی وحدانیت ان کو
حاصل ہے وے اس کے قایل ہیں پھر سیارون کو رب بولنا جو بالاجماع کفر ہے کیونکر لڑکپن
میں اُن سے صادر ہوگا دوسری دلیل ابراہیمؑ نے قبل اس واقعہ کے دلیل سے رب کو پہچانا
اس پر دلالت کرتا ہے خدا تعالیٰ کا وہ قول جو اس واقعہ کے آگے ابراہیمؑ کے قول سے خبر دی
ہے لابیہ ءازر اتتخذ اصناما الھۃ انی اراک وقومک فی ضلال مبین تیسری دلیل

ہوا واقعہ جو ہوا سو اللہ تعالی کے آسمان و زمین کے ملکوت دکھانیکے بعد تھا پس جسکا منصب دین مین ایسا ہے وہ تارون کی الوہیت پر کیونکر اعتقاد رکھے چوتھی دلیل خدا تعالی نے ابراہیم کی صفت مین فرمایا اذ جاء ربہ بقلب سلیم یعنے جب آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل سلیم سو اقل مراتب سے قلب سلیم کے کفر سے پاک رہنا ہے اور بھی اس آیت مین مدح فرمائی ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین یعنے اور آگے یعنے اول زمان فکر سے دی تھی ہمنے ابراہیمؑ کو اس کی نیک راہ اور ہم رکھتے ہین اسکی خبر یعنے اسکی طہارت اور کمال کی خبر رکھتے ہین نظیر اسکی اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہٗ ہے یعنے اللہ بہتر جانتا ہے جہان بھیجے اپنے پیغام پانچوین دلیل خدا تعالی نے فرمایا وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین یعنے تاکہ اسکو یقین آوے اس ارادت کے سبب بعد اُس کے فرمایا فلما جن علیہ اللیل اور فا ترتیب کو مقتضی ہے تو ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام موقنین سے ہوے جو عارفین اپنے رب کے ہین اس کے بعد یہ واقعہ ظاہر ہوا چھٹی دلیل ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے مناظرہ کرنے کے بعد یہ واقعہ ہوا دلیل اس پر وتلک حجتنا اتیناھا ابرھیم علی قومہٖ ہے جو بعد اس قصے کے خدا تعالی نے بیان فرمایا کیونکہ ابراہیمؑ کا مباحثہ قوم کے ساتھہ ایمان اور توحید کی راہ دکھانے کے واسطے تھا نہ آپ دین طلب کرنے اور معرفت حاصل کرنے کے لئے تھا نہین تو اللہ تعالی علی قومہ کے جاے پر علی نفسہ کہتا ساتوین دلیل قوم جو کہتی ہے ابراہیم علیہ السلام نے غار مین ہی تارے چاند آفتاب دیکھے یہ باطل ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یا قوم انی بری مما تشرکون کسطرح کہا جاتا حالانکہ غار مین نہ قوم تھی نہ بت آٹھوین دلیل خدا تعالی نے بعد اس آیت کے فرمایا وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ یعنے ابراہیمؑ سے اسکی قوم نے اللہ کی بات جھگڑ کیا ابراہیمؑ بولا کیا تم جھگڑتے ہو یہ قول دلالت کرتا ہے کہ جب ابراہیم کی مخالفت قوم سے ہوئی اور دیکھا کہ یہ لوگ بت پرستی کرتے ہین اور اسکو بھی ان کی عبادت پر بولاتے ہین تو یہ کواکب و شمس و قمر کے طرف الزام کے واسطے متوجہ ہوئے اور اُن کے سرزنش اور اُنکے کام کے فاسد ہونے کے لئے

یہ فرمایا لا احب الآفلین یعنے میں ڈوبنے والے چھپ جانے والے ہیں پسند نہیں کرتا ہوں اس صورت میں غار میں یہ امر رو دنیا یا غار سے نکلنے کے بعد تفکر کرنا درست نہیں کیونکہ ہنوز نہ ابراہیمؑ نے قوم کو دیکھا تھا اور نہ انہوں نے اسکو دیکھا تھا تو یہ دلیل خدا تعالی ابراہیمؑ سے جو حکایت فرمایا وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ دلالت کرتی ہے کہ ابراہیمؑ کو انکی قوم نے بتوں کا ڈر بتلایا تھا اور غار میں یہ بات نہ ہونا معلوم ہے پس ان دلائل ظاہرہ سے ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ھذا ربی جو کہا خدا سے کہا کہنا جائز نہیں وہ جو قایلین لم یکن نبی الخ سے حجت پکڑتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام ہمیشہ تبشت کی سوال اللہ تعالی سے کرتے ہیں اسی سے ہے خدا تعالی کا قول جو تیرھویں پارہ میں ابراہیم کے قول سے حکایت فرمایا ہے واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام یعنے بچا مجھکو اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم پوجیں مورتیں دوسرا قول سیاق دیکھنا اور یہ بات کرنا بعد بالغ ہونے کے یا نبوت ملنے کے تھا جمہور مفسرین کا یہی قول ہے اس قول پر آیت کی تاویل میں محققین کے پاس چند وجوہ ہیں پہلی وجہ ابراہیم نے اس قول سے چاہے کہ قوم کے ساتھ شریک ہو کے ستارون کی تعظیم اور عبادت میں انکی جہل وخطا کو بتلا دیں کیونکہ قوم تمام امور کو ستارون کے سپرد سمجھتے تھے پھر ابراہیم نے جو اشیا کہ اُن پاس منظم تھے بتلائے تارا اور چاند اور سورج کے غائب ہونے سے جو نقص ان میں آیا بتایا تاکہ وے اون چیزون کے الوہیت کے عقیدے سے اپنی خطا ثابت کر لیں مثال اس کی ایک حواری کی ہے جو ایک قوم پر آیا وے بتون کو پوجتے تھے آپ بھی اوسے تعظیم ظاہر کی بت پرست یہ دیکھ کے اسکی بزرگی کرنے لگے یہانتک کہ اکثر امور میں اسی کی رائے سے کام کرتے جب دشمن نے آکے انکو گھیرا تب انہون نے اس دشمن کے باب میں اُس سے مشورت کی تو یہ بولا کہ میری رائے یہ ہے کہ اس بت سے دعا مانگو کہ یہ بلا جو نازل ہوئی ہے دفع ہو جاوے پھر سب بت کے اطراف جمع ہو کے گڑگڑانے لگے تو کچھ فائدہ نہ بخشا جب بتو نکا ضرر اور نفع نہ دینا اُن پر ظاہر ہوا تو حواری

نے انکو بلوا کے خدائے عزوجل سے دعا مانگنے کا حکم کیا پھر سب نے خالص اللہ سے دعا مانگی تو خدا تعالیٰ نے جس بات کا اُن پر اندیشہ تھا اُسکو دفع کر دیا پھر سب اسلام لائے دوسری وجہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول استفہام ہے انکار اور توبیخ کے واسطے گویا تقدیر یہ ہے اھذا ربی الذی تزعمون یعنے کیا یہی ہے میرا رب جو تم گھمنڈ کرتے ہو دلالت کلام سے حرف استفہام کو حذف کیا تیسری وجہ ابراہیم علیہ السلام نے ہذا ربی قوم پر حجت پکڑنے کے واسطے کہا تھا معنے یہ ہین ھذا ربی فی زعمکم و اعتقادکم یعنے یہ ہے میرا رب تمھارے زعم اور عقیدہ مین پھر جب غائب ہوا کہا اگر یہ آلہ ہوتا جسطرح تم گھمنڈ کرتے ہو تو غائب نہین ہوتا جیسا اس قول مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ذق انک انت العزیز الکریم یعنے چکھ مقرر تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار یعنے اپنے جی مین اور جیسا اس آیت مین موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی انظر الی الٰھک الذی ظلت علیہ عاکفا یعنے دیکھ اپنے معبود کیطرف کہ جسپر سارا دن لگا بیٹھا تھا یعنے اپنے آلہ کی طرف جو تیرے زعم مین ہے چوتھی وجہ اس آیت مین یقولون مضمر ہے تقدیر یہ ہے قال یقولون ھذا ربی یعنے ابراہیم نے کہا کہتے ہین یہ ہے میرا رب اور یوسف کے کلام مین قول کا اضمار بہت مستعمل ہے جیسا خدا تعالیٰ نے اس آیت مین فرمایا واذ یرفع ابرھیم القواعد من البیت واسمعیل ربنا تقبل منا یعنے جب اٹھانے لگا ابراہیم بنیادین اس گھر کے اور اسمعیل اے رب قبول کر ہم سے یعنے یقولون ربنا تقبل منا یعنے کہنے لگے اے رب ہمارے قبول کر ہم سے پانچوین وجہ ابراہیم نے مسخرے پن کے طور پر یہ کلام کیا جیسا کسی ذلیل شخص قوم کا سردار بنا تو قوم کی راہ سے بولتے ہین ھذا سیدکم یعنے یہ تمہارا سردار ہے چھٹی وجہ جب ابراہیم علیہ السلام کو اُنکی قوم نے بتون کی عبادت کے طرف بلایا تو اسی مناظرہ مین تھے کہ چمکتا ہوا تارا نکلا ابراہیم علیہ السلام نے کہا ھذا ربی ای ھذا ھو الرب الذی تدعونی الیہ یعنے یہ وہی رب ہے جسکی طرف تم مجھے بلاتے ہین پھر اس کے غروب ہونے تک خاموش رہے اس کے بعد کہا لا احب الافلین امام فخر الدین رازی نے کہا یہان اور ایک احتمال ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہہ کلام بالغ ہونے کے آگے قریب بلوغ کے کہا تقریر اسکی یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابراہیم کو عقل کامل اور طبیعت بینش دی تھی صانع سبحانہ کے اثبات کے واسطے

ان کے دل مین خطور کیا اسی فکر مین تھے کہ تارا چمکتا دیکھا کہا ھذا ربی جب اس کی حرکت مشاہدہ کی تو کہا لا احب الافلین پھر اسی اثنا سے بحث مین خدا تعالی انکو بالغ کیا بولے اپنی بڑی حماقت کون آدمی نے کہا یہ احتمال لاباس بہ ہے لیکن بلوغ کے بعد کا احتمال یعنے دعوت قوم کے وقت یہ مناظرہ ہونا اولی بالقبول ہے کیونکہ دلائل کثیرہ جو ہم بیان کر چکے اس پر دلالت کرتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کا مناظرہ قوم کی دعوت کرنے وقت واقع ہوا فلما افل پھر جب وہ غائب ہوا افل افول ضرب کے باب سے چھپنے اور غائب ہونے کے معنے مین ہے یعنے جب تارا غائب ہوا قال کہا یعنے ابراہیم علیہ السلام نے کہا لا احب الافلین مین دوست نہین رکھتا چھپ جانے والے یعنے مجھے پسند نہین کہ ایسون کو اپنا رب ٹھہرا کر بندگی کرون کیونکہ انتقال اور غائب ہو جانا امکان وحدوث کی نشانی ہے الوہیت کے لائق نہین فلما رای القمر بازغا پھر جب دیکھا چاند چمکتا بزوع کے اصل معنے بہنا بعد اسکو طلوع کرنے اور چمکنے کے معنے مین استعمال کیا بازغا حال ہے القمر سے قال ھذا ربی کہا یہ ہے میرا رب فلما افل پھر جب وہ غائب ہوا قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین بولا یعنے ابراہیم نے کہا اگر نہ راہ دکھلاے مجھکو رب میرا تو بیشک رہون مین بھٹکے لوگون مین یعنے اگر ہدایت پر مجھکو ثابت قدم نہ رکھتا تو مین گمراہون سے ہوتا اس مین تعریض ہے قوم کی گمراہی پر اور نفی ہدایت سے یہان ثابت قدم نہ رکھنے مراد لیا نفس ہدایت کو نہ کہا کیونکہ انبیا علیہم السلام ہمیشہ ابتداے خلقت سے ہدایت ہی پر رہتے ہین پھر نفی ہدایت کے یہان کچھ معنے نہین اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ ہدایت اللہ تعالی کی جانب سے ہے کسلئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہدایت کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کی معلوم کرنا چاہئے کہ فار تعقیب آیت مین دلالت کرتا ہے ابراہیم علیہ السلام کا ستارہ اور چاند اور سورج کو دیکھنا ایک ہی رات دن مین تھا نہ متعدد دنون مین پھر چاند اپنے مطلع سے بعد غروب تارے کے نکلنا اور طلوع سورج کے پہلے غروب ہونا ممکن نہین مفسر لکھتے ہین شاید ابراہیم علیہ السلام ایک موضع مین تھے اس کے غربی جانب ایک بلند پہاڑ واقع تھا تارا اور چاند جب سر پر آوے یا کچھ مغرب کی جانب ڈھلے تو پہاڑ

انکے آگے آتا تھا چاند اس کے آسرے مین آگیا سورج نکلا بندہ عاصی کہتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے مغرب کے وقت مشتری تارا افق غربی پر دیکھا بعد چاند نکلا اور یہ جو دھوین رات تھی جیسا بعضے مفسرین کہتے ہین طلوع سورج سے پہلے چاند غروب ہوا بعد کو سورج نکلا واللہ اعلم فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي پھر جب دیکھا سورج چمکتا بولا یہ ہے میرا رب هَٰذَا أَكْبَرُ یہ بڑا سب سے یعنے تارے اور چاند سے بڑا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ شمس محاورۂ عرب مین مونث مستعمل ہے لیکن یہان ہذا اسم اشارہ مذکر لانا رعایت اسبات کے کہ ہذا سے اشارہ مجرد شمس کے جرم کیطرف اس حیثیت سے جو نظر آتی ہے نہ اس روسے کہ اسکو شمس بولین یا یہہ کہ تاویل مین ہذا الطالع یا ہذا الذی اراہ کے ہے یا یہہ کہ خبر مذکر ہونے اور شبہہ تانیث سے رب سبحانہ محفوظ رہنے کے سبب سے اسم اشارہ مذکر لایا اسی واسطے علامہ کا صیغہ جو علام سے ابلغ ہے خدا سے لاشریک کی صفت مین نہین بولتے یا شمس روشنی اور نور کے معنے سے ہو لفظ ہذا کو اس معنی کیطرف اشارہ کیا یا یہہ کہ شمس کے مونث غیر حقیقی ہونے کے سبب سے مذکر لایا هَٰذَا أَكْبَرُ یعنے سورج باعتبار اپنے جرم اور روشنی کے تارے اور چاند سے بڑا ہے کہتے ہین جرم شمس وسعت مین یک سو بیس برس کی راہ ہے اکبر ہین اور ایک مخفی اشارہ قوم کے فساد دین پر ہے کہ اکبر ربوبیت کے واسطے اصغر سے احق ہے پھر ان نادانون نے دونون کو یکسان کر دیا فَلَمَّا أَفَلَتْ پھر جب وہ یعنے سورج غائب ہوا قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ بولا اے قوم مین بیزار ہون اُن سے جنکو تم شریک کرتے ہو معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین ایک بڑا اشکال ہے مقرر اس کی یہہ ہے کہ افول یعنے غائب ہونا جیسا حدوث پر دلالت کرتا ہے ویسا ہی سیارون کا طلوع کرنا بھی حدوث پر دلالت کرتا ہے پس ابراہیم علیہ السلام معرض احتجاج مین اثبات مطلوب واسطے سیارون کے غائب ہونیکو لائے طلوع کو نہ لائے حالانکہ اس مین بھی انتقال ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ حدوث پر دلالت کرنے مین طلوع اور غروب دونون مشترک ہین اسمین کچھ شک نہین پر انبیا علیہم السلام خلق کو دعوت کرتے وقت جس دلیل سے حجت پکڑتے ہین وہ ظاہر اور جلی ہونا ضرور ہے کہ ہر ذی

اور عربی کی سمجھ مین آجاوے اور طلوع سیارونکا اگرچہ یقینی حدوث پر دلالت کرتا ہے پر وہ امر دقیق ہے
سوا ے فضلاکے دوسرا اسکو سمجھ نہین سکتا بخلاف غروب کے کہ دلالت اسکی ظاہری ہے ہر ایک
شخص اسکو سمجھتا ہے کیونکہ غروب کے وقت ستارے کی سلطنت جاتی رہتی ہے غروب کی دلالت
مقصود پر تام ہوئی امام رازی نے کہا اس کے جواب مین یہان اور ایک دقیقہ ہے وہ یہ ہے کہ ابراہیم
علیہ السلام نے جس قوم سے بحث کی وہ منجمین تھے اور اہل نجوم کے نزدیک سورج جب ربع شرقی
مین اکے چڑھنا شروع کرے یہان تک آسمان کی وسط مین آوے تو تاثیر اسکی بڑی قوی ہوتی ہے
جب جانب غربی مین ڈھلے اور غروب کے قریب ہووے تو ضعیف التاثیر قلیل القوت ہوتا ہے
اس دقیقہ سے انکو اطلاع دی کہ آلہ وہی ہے جسکی قدرت کیطرف عاجزی اور کمال کیطرف نقصان
نہ بدلجاے اور تمہارے مذہب پر ستارہ جب ربع غربی مین ہووے تو قوت اسکی ضعیف اور تاثیر
اسکی تدبیر سے عاجز ہوجاتی ہے اور یہ بات ستارے کی الوہیت مین قدح کرتی ہے اس سے معلوم ہوا
کہ غروب کو نجومیون کے قول پر الوہیت مین قدح کرنے کے واسطے بڑی خاصیت ہے آنی بری ممانشرکون
ما یا مصدریہ ہے معنی اس کے بری من اشراکم ہے یعنی مین بیزار ہون تمہارے شرک کرنے سے
یا موصولہ ہے من الذی تشرکونہ کے معنی مین یعنی اس سے جسکو تم شریک کرتے ہو یعنے بتون کو اور
نو پیدا ستارون کو جو خالق کے محتاج ہین اللہ کے ساتھہ شریک کرتے ہو معلوم کرنا چاہئے کہ جب
ابراہیم نے ستارون کے الٰہ ہونے کو دلیل قطعی سے ثابت کیا اور اپنے کو اون کے شرک سے الگ کیا
تو قوم نے پوچھا پھر تو کس کی عبادت کرتا ہے تب ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا اِنِّی وَجَّهْتُ
وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ تحقیق مین نے متوجہ
کیا اپنے منھہ کو اسکیطرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایکطرف کا ہوکر اور مین نہین شریک
کرنے والا وجہی کی یا کو نافع اور ابن عامر اور عاصم حفص کی روایت مین فتح سے پڑھتے ہین
باقی قرا نے سکون سے پڑھا ہے وجہت وجہی یہ کلام مولد ہے ظاہر پر حمل کرنا اسکو ممکن نہین
تاویل یہ ہے عبادت کو بھیجا اور طاعت کا قصد کیا اللہ کیطرف منھہ کرنا طاعت سے کنایہ ہے

سوا سطے کہ کوئی شخص کسیکا مطیع رہے تو اپنا منھہ اسکی طرف کرتا ہے نظر کی اصل معنے چہرے کے ہین یہان اس کے معنی بنانا پیدا کرنا اور وجود مین لانا حنیفا حال پڑا ہے وجہت کے تار سے حنیف کے معنے دین استوار کیطرف مائل ہونا یعنے مین نے اپنا منھہ کیا درانحالیکہ مائل ہون مین سب دینون سے طرف دین استوار کے اصل معنے حنیف کے بھٹکی راہ سے سیدھی راہ کیطرف مائل ہونا بعضے کہتے ہین حنیف وہ ہے کہ جو کعبہ کیطرف منھہ کرکے نماز پڑھے وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ اور جھگڑا کیا اس سے اسکی قوم نے یعنے ابراہیم علیہ السلام نے جب ان کے معبودون کا عیب بتلایا اور خدائے عزوجل کی توحید ظاہر کی تو قوم نے اس باب مین اُن سے جھگڑا کیا قَالَ کہا یعنے ابراہیم علیہ السلام نے اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ کیا تم مجھسے جھگڑتے ہو اللہ پر یعنے وحدانیت الہی کے باب مین اور تحقیق وہ مجھکو سمجھا چکا یعنے اپنی وحدانیت اور معرفت کی راہ مجھے اُس نے بتلادی اَتُحَآ جونی اصل مین اتحاجوننی تھا ایک نون کو حذف کرکے اسکی تخفیف سے اہل مدینہ اور ابن ذکوان اور ہشام ایک طریق مین پڑھتے ہین پھر نون محذوفہ نحویون کے پاس نون اعرابی ہے قاریون کے پاس نون وقایہ ہے باقی قرا اور ہشام دوسرے طریق مین نون کی تشدید اور ادغام سے پڑھتے ہین وَقَدْ ہدانی جملہ حالیہ ہے ذوالحال مین اسکے دو وجہ ہین پہلی وجہ اتحاجونی کا یا ذوالحال ہے گویا سنے یون ہین اتحاجونني في الله حال کونی مہدیا من عندہ یعنے کیا مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ کے باب مین حالانکہ مین اس سے راہ پایا ہون دوسری وجہ اللہ سے حال ہے معنے یہ ہین اتحاجونی فیہ حال کونہ ہادیالی یعنے کیا مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ پر حالانکہ مجھے ہدایت دینے والا ہے تمھاری حجت کچھ نفع نہ دیگی ہدایت کے یا کو یعقوب نے ثابت رکھکے پڑھا ہے اور ابوجعفر اور ابوعمرو حالت وصل مین یا سے پڑھتے ہین حالت وقف مین بغیر یا کے پڑھتے ہین باقی قرا دونون حالت مین حذف یا سے پڑھتے ہین قَالَ انحاجونی جملہ مستانفہ ہے اور جواب ہے سوال کا جو یہان جھگڑے سے پیدا ہوا گویا سائل نے کہا جھگڑے کے وقت ابراہیم نے کیا کہا تو بولا آہ مفسرین کہتے ہین جب ابراہیم علیہ السلام جوان ہوئے یہان تک کہ نمرود سے اندیشہ باقی نرہا آزر نے انکو اپنے پاس رکھا اور بت بنواکے بیچنے کے واسطے انہین دیتا ابراہیم بتون کو لیجاکے پکارتے کہ برائی اور

بھلائی نہ دینے والی چیز کون مول لیتا ہے کوئی اسکو خریدنہ کرتا جب کچھ قیمت نہ آتی تو ابراہیم علیہ السلام بتوں کو نہر میں لیجا کے پانی میں انکا سر ڈباتے اور ٹھٹھول سے کہتے پانی پی جب اسبات کا چرچا شہر میں ہوا تو قوم دین ابراہیمی کے مقدمے میں ان سے جھگڑنے لگی ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا تم اللہ کے باب میں مجھسے جھگڑتے ہو وہ مجھکو اپنی وحدانیت سمجھا چکا ہے وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اور میں ڈرتا نہیں اُن سے جنکو شریک ٹھہراتے ہو اُس کا بیٹے بتوں سے میں خوف نہیں کرتا امکا بیان یہ ہے کہ قوم نے ابراہیمؑ سے کہا بتوں سے ڈر کیونکہ ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ تجھے مضرت پہنچا کے دیوانا بنا دیں ابراہیمؑ انکے جواب میں بولے وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ یعنی بتوں سے ایذا رسانی کا مجھے بالکل خوف نہیں کیونکہ وے جمادات ہیں نہ بھلائی پہنچا دیں اور نہ برائی اندیشہ اسی کا ہے جو بھلائی برائی پر قادر ہو یہ جملہ منافقہ ہے ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے اپنے نہ ڈرنیکی خبر دی اگر اسکو اتجاوز کے یا سے حال ڈالکے پہلے جملہ حالیہ پر معطوف کرلیں تو بھی جایز ہے مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ میں ما موصولہ ہے اور بہ اسکی طرف راجع ہے معنے یہ ہیں والا اخاف الذی تشرکون بہ یعنی جسکو تم شریک ٹھہراتے ہو اللہ کا میں نہیں ڈرتا یا یہ کا مرجع اللہ ہے اور عایدما کا محذوف ہے اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا مگر یہ کہ میرا رب کچھ چاہے یعنے کچھ آفت پہنچانا چاہے تو البتہ وہ واقع ہوگا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے غرض اس کلام سے یہ ہے کہ آدمی کو کسی وقت مضرت پہنچتی ہے احمق سمجھتے ہیں بتوں کے طعن کے سبب یہ مضرت پہنچی ابراہیم علیہ السلام نے اس شبہہ کو دور کرنے کے واسطے کہا اگر کچھ مضرت بھی پہنچے تو اِن کے سبب نہیں اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ استثنا منقطع ہے کیونکہ مشیت ما تشرکون بہ کی جنس سے نہیں اور ان یشاء تاویل مصدر میں ہوکر مبتدا واقع ہے خبر اسکی محذوف ہے گویا تقدیر یہ ہے لکن مشیۃ ربی اخافہا یعنے لیکن رب کی مشیت سے میں ڈرتا ہوں وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ سمائی ہے میرے رب کے علم میں سب چیز کو کیا تم دھیان نہیں کرتے یعنے اللہ کا علم ہر چیز پر وسیع اور محیط ہے کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے اور عبرت نہیں لیتے اس بات کی کہ یہ بت پتھر ہیں بھلائی اور برائی نہیں کرتے بھلائی اور برائی کرنے والا وہی ہے جو

خالق آسمان و زمین کا ہے معلوم کرنا چاہیئے کہ یہہ گویا استفتا سے تعلیل پر اسے معنے یہہ ہین خدا نے جل شانہ علام الغیوب ہے کوئی چیز غیر مصلحت و حکمت کے نہین کرتا مترجم پیچھا کہ علم مین کسی سبب سے ہوگا کہ حسین اوس نے مصلحت دیکھی ہے کیونکہ اسکے علم مین ہر چیز کی سمائی ہے بتون کی الوہیت مین طعن کرنے سے یہہ سزا نہین ملی وسع کے معنے سمایا احاطہ کیا کل شئے اس سے مفعول بہ ہے علماً فاعل سے محول ہوکے تمیز ہے تقدیر اسکی وسع علم ربی کل شئی یعنی میرے رب کے علم نے ہر چیز کو احاطہ کیا بیضے کہتے ہین علما منصوب علی التمیز ہے کسواسطے کہ وسع علم کے معنے مین ہے یعنی جانا میرے رب نے یہ معنے کہو کیونکہ جس نے ایک چیز کو سمالیا تو اسکو احاطہ کیا اور کسی چیز کا جاننے والا اسکے علم پر محیط ہوتا ہے وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ اور مین کیون ڈرون تمھارے شریکون سے اور تم نہین ڈرتے کہ مقرر شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ یہہ آیت مستانفہ ہے کلام سابق سے تتمۂ جواب واقع ہے بتون کے اندیشہ کو بسبب نفس الامر نفی کرنے کے بعد نفی بطریق الزامی بیان کرتا ہے تقدیر کلام یہہ ہے بتون سے جو نفع اور ضرر کی انکو قدرت نہین مین کیونکر ڈرون اور تم شرک سے جو بڑے گناہون سے ہی نہین ڈرتے اللہ کے ساتھ شریک گردانتے ہو ما تم مین ما موصولہ ہے یا نکرہ موصوفہ ہے اور عاید محذوف ہی گویا تقدیر یہہ ہے ما اشرکتموہ باللہ یعنے جس سے تم تم شریک لاتے ہو اللہ کے ساتھ یا ما مصدر یہہ ہے گویا معنے اسکے یہہ ہین اشراکم باللہ غیرہ یعنے شریک کرنا تمھارا ساتھ اللہ کے اس کے غیر کو یعنے بتون کو ولا تخافون کا جملہ عطف نسق ہے انکار پر تعجب اور انکار کے تحت مین داخل ہوگا یا حالیہ ہے گویا معنے یہہ ہین وکیف اخاف الذی اشرکتم حال کونکم غیر خائفین عاقبۃ اشراکم یعنے کس طرح مین ڈرون تمھارے شریکون سے حالانکہ تم نہین ڈرتے اپنے نتیجہ اشراک سے مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا جس پر نہین اتاری اس نے تمکو کچھ سند یعنی بتون کی عبادت مین اور انکو شریک کرنے مین تمکو کچھ دلیل اور برہان نہین بھیجی حالانکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے ما لم ینزل مفعول اشرکتم کا ہے اور ما موصولہ ہے بہ اور علیکم متعلق ینزل کے ہین فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اب دونو فرقون مین امن کا کون مستحق ہے بتا دو اگر سمجھ رکھتے ہو یعنے اگر تمکو سمجھ ہو تو کہو روز قیامت کے عذاب سے چھین اور آرام کے مستحق موحد ہین یا مشرک معلوم کرنا چاہیئے کہ مقام یون کہنے کا مقتضی تھا انبا احق بالامن انام

انتم یعنے کون ہم مین جین کا مصداق ہے مین ہون یا تم ہون نہ کہکر ای الفریقین کہنا اپنے تزکیۂ نفس کے واسطے ہوان کنتم تعلمون کا جملہ شرطیہ ہے جواب اسکا محذوف ہو تقدیر اسکی فاتبعوہ یا فاخبرونی ہو یعنے اگر تم جانتے ہو کون ہستحق ہے تو اُس کے تابع ہو یا مجھے خبر دو الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ جو لوگ یقین لائے اور ایمان کے ساتھ شرک نہین کیا انہین کی خاطر جمع ہے اور وہی ہین راہ پائے ہوے معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ آیت متصل ہے خدا تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کے اور ان کے قوم مین فیصلہ کیا الذین مبتدا ہے اولئک یا ھدا ثانی ہے الامن مبتداء ثالث ہے لہم خبر مبتدا ثالث سے یہہ جملہ اولئک سے خبر ہے پھر اولئک اور اسکی خبر پہلے مبتدا سے خبر ہے یا اولئک بدل معطف بیان ہے اسصورت مین لہم یا موصول سے خبر واقع ہے الامن اسکا فاعل ہے یا لہم خبر مقدم ہے اور الامن مبتدا موخر ہے پھر یہہ جملہ موصول کی خبر ہے حاصل معنی یہہ ہین قیامت کے دن خاطر جمع کے مستحق وہی ہین جو ایمان لاے اور اپنے ایمان مین شرک نہ ملایا بعضے کہتے ہین یہہ آیت ابراہیم علیہ السلام کے تتمۂ کلام سے ہے قوم کے جھگڑے مین ای الفریقین کے سوال کے جواب مین یہہ قول مجاہد کا ہے معنے یہہ ہین انہین کو خاطر جمع ہے جو اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور اپنے ایمان مین شرک مخلوط نہ کیا بعضے کہتے ہین یہہ آیت قوم کے تتمۂ کلام سے ہو گویا انہون نے جواب دیا اس سے جو حجت اپنے پر سنے اخیر کے دونون قول پر الذین مبتدا محذوف سے خبر ہے تقدیر اسکی ہم الذین ہے اولئک مبتدا ہو گا جو جملہ اس کے بعد ہے خبر واقع ہو گا یا جار مجرور فقط خبر ہے اور الامن اس سے فاعل ہے پھر یہہ جملہ الذین کا مبتدا محذوف سے اگر خبر لین تو قول مضمر سے منصوب ہو گا تقدیر اسکی درصورت منعوذا براہیم قل لہم الذین امنوا ہے یعنے کہ تو اے ابراہیم ان لوگون کو جو یقین لاے بر تقدیر مقولہ قوم تقدیر لیون ہے قالوا ہم الذین امنوا یعنے کہا اون لوگون نے جو یقین لائے الخ ظلم کے اصل معنے ایک چیز کو ایسی جگہ رکھنا جو اسکی جگہ نہو اطلاق اسکا انواع معاصی پر ہوتا ہے لیکن یہان بظلم کی تنوین کے دیکھتے جو عظمت پر دلالت کرتی ہے گناہ عظیم یعنے شرک مراد ہے چنانچہ امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور دارقطنی افراد مین اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب الذین آمنوا ولم یلبسوا

ایمانھم بظلم کی آیت اتری تو صحابہ پر شاق گذرا کہنے لگے یا رسول اللہ کون ہم میں ایسا ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرے تب حضرت نے فرمایا ایسا نہیں مراد اس سے شرک ہے کیا تم نے لقمان کا قول جو اپنے بیٹے کو کہا تھا نہیں سنا یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم یعنی اے لڑکے شرک مت کر مقرر شرک بڑا ستم ہے معلوم کرنا چاہئے کہ یہ حدیث متعدد طریقوں سے اعمش سے ایسا ہی مروی ہے لیکن شعبہ کی روایت میں بخاری کے بیان یوں ہے جب یہ آیت اتری تو صحابہ نے کہا کون ہمارے میں ہے جس نے اپنے ایمان میں ستم نہ ملایا تب لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم کی آیت اتری اس روایت سے یہ سوال دوسری آیت جو سورہ لقمان میں ہے نازل ہونیکا سبب ہوتی ہے اوپر کی روایت سے یوں ظاہر ہوتا ہے لقمان کی آیت صحابہ کو معلوم تھی اس لئے حضرت نے بطور تمثیل کے اسکو بیان فرمایا اس صورت میں دونوں حدیث کو یوں جمع کر سکتے ہیں کہ یہ آیت فی الحال اتری ان پر تلاوت کرنے کے بعد اس سے انکو تنبیہ کیا ابن راہویہ اور عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نوادر میں اور ابن جریر اور ابن المنذر اور حاکم مستدرک میں اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حلیہ میں اسود بن ہلال سے روایت کی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے کہا آیۃ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم کیا تم بھی کہتے ہو لوگوں نے کہا ظلم کے معنے خطیہ ہے ابو بکر نے کہا تم نے اسکو اسکے موقع میں محمول نہ کیا ظلم سے مراد شرک ہے ابن المنذر اور حاکم اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر میں جاتے تو قرآن کھولکے پڑھتے رہتے ایک دن سورۂ انعام پڑھتے تھے اس آیت کو پہنچے الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم الایہ تو نعلین پہن کر چادر اٹھا کے ابی بن کعب کے پاس گئے اور کہا یا ابا المنذر میں اس آیت پر آیا اور یہ مقرر ہم ظلم کرتے ہیں اور غفلت کرتے ہیں تب ابی نے کہا یا امیر المومنین ایسی بات نہیں مراد اس سے شرک ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم فرمایا ابی اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم کی آیت خاص ابراہیمؑ اور انکے اصحاب کی شان میں اتری اس امت پر نازل نہیں ہوئی یہ حدیث موقوف ہے حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں کہا سند اس حدیث کی ضعیف ہے معلوم کرنا چاہئے کہ ظلم سے مراد شرک ہونا ایک جماعت صحابہ و تابعین سے منقول ہے معتزلہ کہتے ہیں ظلم سے معصیت

مراد ہے شرک مراد نہیں کیونکہ خلط ایک چیز کا دوسری سے دونوں کے اجتماع کو چاہتا ہے ظلم کو شرک سے تفسیر کرین تو لبسوا کے دیکھتے ایمان کو شرک کے ساتھ ملانا پڑیگا اور یہ ممکن نہیں کیونکہ کفر و ایمان دونوں ضدین ہرگز جمع ہونگے اور کہتے ہین گناہ کبیرہ کا مرتکب جب بغیر توبہ کے مرا تو اسکو امن و مغفرت نہیں کیونکہ آیت مین خدا تعالی نے امن ملنے کو دو چیز سے مشروط کیا ہے ایک ایمان دوسرا عدم ظلم یعنے گناہ اور فسق نکرنا اس سے واجب ہوا کہ فاسق کو امن نہیں ہے اہل سنت و جماعت کہتے ہین ظلم سے شرک مراد ہونا حدیث صحیح سے ثابت ہے اسپر بھی ہر قصہ اول سے آخر تک متفکرین کہ رد مین شرکا کی نفی اور اللہ جلشانہ کے مثل ہونے پر دلالت ہوا طاعات اور عبادات کا اسمین کچھ مذاکرہ نہیں پس ظلم کی تفسیر شرک سے کرنی واجب ہوی اسپر بھی وعید فاسق محتمل ہے کہ اللہ تعالی اسکو عذاب دے یا عفو کرے دونون تقدیر پر امن اس سے زایل ہے اور خوف حاصل ہے پھر امن نہونے سے قطعًا عذاب حاصل ہونا لازم نہین آتا اور ظلم کی تفسیر کفر سے کرین تو لبس کا لفظ اسکا مانع نہین ہے کیونکہ ایمان سے انکی کیا مراد اگر مطلق تصدیق خواہ زبانسے ہو یا دل سے مراد لین یا نفظ و دلکی تصدیق لین تو دونون صورت پر ایمان و شرک کا جمع ہونا ظاہر ہے کیونکہ جایز ہے کہ مشرک وجود صانع کی تصدیق کرے اور اسکی وحدانیت کی تصدیق نہ کرے جیسا خدا تعالی نے اس آیت مین فرمایا وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون یعنے بہت لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہین پر وہ مشرک ہین محمد بن اسمعیل تیمی نے کہا ایمان اور شرک نہین مل سکتے تو لم یلبسوا سے مراد یہ ہے کہ صفت ایمان کے بعد صفت کفر حاصل ہو یعنے مرتد ہوے یہ تون بھی مراد لینا جایز ہے کہ ظاہرا ایمان سے اور باطن کو کفر سے جمع نکرے یا بین طور کہ ظاہرًا مسلمان ہو اور جیسا ہوا کافر حاصل یہ کہ منافق نہو ے وتلک حجتنا اتینھا ابرھیم علی قومہ ع ۱۶

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہمنے ابراہیم علیہ السلام کو اسکی قوم کے مقابل دی تلک حجتنا کا اشارہ اس دلیل کیطرف ہے کہ جس سے ابراہیم نے ستارون کے چھپنے سے اللہ کی وحدانیت پر استدلال کیا ہتا کہ اشارہ ہے فلما جن علیہ اللیل سے وھم مھتدون تک اور اگر اشارہ اتحاجونی فی اللہ سے وھم مھتدون تک یا وکذلک نری ابرھیم ملکوت السموت والارض ولیکون من الموقنین تو بھی جایز ہے بعضے کہتے ہین جب قوم نے ابراہیم کو اپنے خداؤن کے گالیان دینے پر دھمکایا

تو ابراہیمؑ نے کہا کہ اللہ سے جو خالق عالم ہے تم نہیں ڈرتے تراشے بت کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہو یہ اشارہ
اسطرف ہے بعضے کہتے ہیں سورۃ البقرہ میں ابراہیمؑ اور نمرود کے درمیان جو جھگڑے ہوے اسکی طرف اشارہ ہے
تلک سبتدا ہے اور حجتنا خبر ہے آتینا یا حجتنا سے حال اور علیٰ قومہ حجتنا سے متعلق ہے یعنی یہ دلیل ہماری
ہے اسکی قوم پر حالانکہ وہ ہمنے ابراہیمؑ کو دی اگر حجتنا کو تلک کا بدل اور آتینا یا کو خبر اول لیں تو بھی
جایز ہے اس ترکیب پر علیٰ قومہ متعلق محذوف سے ہوکے حال واقع ہوگا گویا تقدیر یہ ہے آتینا ابراہیمؑ
حجتہ علی قومہ یعنی راہ بتائی ہمنے ابراہیم کو جس حال میں کہ حجت ہو اسکی قوم کے مقابل یاد رہے کہ خدا تعالیٰ
نے یہ دلیل وحدانیت کی ابراہیمؑ کو جو بتلائی یہ الہام سے تھی یا وحی سے تھی اسمیں مفسرین کے دو قول
ہیں نرفع درجٰت من نشآء درجے بلند کرتے ہیں ہم جسکے چاہتے ہیں یعنے علم و فہم اور عقل اور
فضیلت کے درجے ہم جسکے لئے چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں جیسے کہ ابراہیمؑ کے درجے ہمنے بلند کئے
یہانتک کہ قوم سے جھگڑنے کی راہ پائی بعضے بولے درجات سے نبوت و علم کے درجے دنیا میں جنت
و ثواب کے درجے آخرت میں بلند کرنے مراد ہیں یہ جملہ مستانفہ ہے محل اعراب میں نہیں بعضوں نے کہا
آتینا ہا کے فاعل سے حال واقع ہے گویا یہ ہیں آتینا ہا فی حال کونا رافعین یعنے دی ہمنے اس کو
جس حال میں کہ ہم بلند کرنے والے ہیں درجت کو یعقوب اور عاصم اور حمزہ اور کسائی نے تنوین سے
پڑھا ہے اس قرات پر من نشآء مفعول نرفع کا ہوگا درجات کا نصب مصدریت کی جہت سے ہوگا یا ظرفیت
رفعات کے باظرفیت سے ہوگا تقدیر اسکی فی درجات یا مضوب نزع خافض ہے تقدیر اسکی الی درجات ہے اس قرات
پر معنی یوں ہونگے بلند کرتے ہیں ہم جسکو چاہیں بہت سے درجوں کیطرف باقی قراءت درجات بغیر تنوین کے اضافت
سے پڑھتے ہیں ابن مقسم نے کہا یہلی قرات پر بعضے انبیا کا مرتبہ بعض سے افضل ہونے پر بڑی دلیل ہے
ابو عمر نے کہا اضافت ایک درجہ اور درجات کثیرہ دونوں پر دلالت کرتی ہے بخلاف تنوین کے کہ سوا سے
درجات کثیرہ کے نہیں دلالت کرتی ہے ان ربک حکیم علیم مقرر تیرا رب حکمت والا ہے دانا یعنی
اللہ تعالیٰ اپنے تمام افعال میں تدبیر والا ہے تمام خلق کے افعال کا خبردار سوا سے حکمت و علم کے کوئی چیز
نہیں کرتا رب میں خطاب نبی صلی اللہ علیہ الہ و اصحابہ وسلم کو ہے ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب

اور اسکو بخشا ہمنے اسحاق اور یعقوب دو ہینا کا جملہ تک جتنا پر معطوف ہے معلوم کرنا چاہئے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے مجمع قاطعہ اور براہین قویہ اور دلایل صحیحہ سے اپنے دین کو ظاہر کیا کہ جسکی فہم اللہ نے انکو دی تھی اور اسکے طرف انکو ہدایت بخشی تھی خصم پر غالب آئے تو اللہ تعالی نے اس کے بدلے مین جو اپنی نعمت اونکو بخشی اور احسان کیا انکی نسل مین انبیا اور رسول بنائے اور قیامت تک اس بزرگی کو انکی ذریت مین باقی رکھا پھر ان نعمتونکو شمار کیا اور فرمایا ووہبنا لہ یعنے ابراہیم کو ہمنے اسحق دیا اور اسحق ابراہیم کے فرزند ہین سارہ کے شکم سے اور یعقوب فرزند ہین اسحق کے لقب انکا اسرائیل تھا پوتے ابراہیم کے ان نعمتون کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تلاوت فرمایا اس سے ایکی تشریف مقصود ہے کیونکہ باپ کی بزرگی بیٹے کیطرف سرایت کرتی ہے کلا ھدینا ونوحا ھدینا من قبل سب کو ہدایت دی اور نوح کو ہدایت دی اس سے پہلے یعنے ابراہیم کے آگے نوح کو سیدھی راہ دکھائی نوح بیٹے ہین لمک کے وہ بیٹا ستوشلخ کا وہ بیٹا خنوخ کا بعضے اسی کو ادریس بولتے ہین خنوخ خا معجمہ کی فتح اور نون مخففہ ومضمومہ سے جسکی بعد واو ساکن اور خا معجمہ ہے اکثر ایسا ہی لکھا اعراب ضبط کیا ہے بعضے اسکی ابتدا مین ہمزہ مفتوحہ زاید کرکے خا معجمہ ساکنہ سے کہتے ہین آدمؑ اور نوحؑ کے درمیان ایکہزار ایک سو برس گذرے آدمؑ کی عمر ایکہزار برس کی ہوئی پیدایش آدمؑ سے ابراہیم علیہ السلام دوہزار برس پیچھے پیدا ہوئے یہ قول واقدی کا ہے بعضے کہتے ہین نوحؑ کے طوفان کے بعد ایکہزار دوسو ستہتر برس پر ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے ابراہیم سے پہلے نوح کو ہدایت دینے سے مراد یہ ہے کہ حق سبحانہ نے ابراہیم علیہ السلام کا نسب سب نسبون پر اشرف کیا اس لئے کہ اسحقؑ اور یعقوبؑ کے مثل انکو اولاد دی اور دونونکی نسل سے بنی اسرائیل کے انبیا بنائے اور پاک پشتون سے جیسے نوحؑ اور ادریس شیثؑ ہین انہین پیدا کیا غرض اولاد و آبا پر نظر کرتے ابراہیم علیہ السلام کی بزرگی بیان کرنی ہے معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالی نے ان انبیا کو کس چیز کی ہدایت دی اسمین علما کا اختلاف ہے بعضی محققین کہتے ہین اس ہدایت سے ثواب عظیم مراد ہے یعنے راہ جنت کی ہدایت دی کسواسطے کہ خدا تعالی نے اس ہدایت کے بیان کے بعد کہا وکذلک نجزی المحسنین یہ جملہ دلالت کرتا ہے کہ یہ ہدایت جزا ہے محسنین کو اور محسنین کی جزا انکی نیکی پر سوائے ثواب کے نہین تو ثابت ہوا کہ

اس ہدایت سے راہ جنت کی ہدایت مراد ہے امام رازی نے کہا ہدایت سے دین و معرفت کی ہدایت مراد لینا بھی بعید نہیں بصورت مین یہہ ہدایت محسنین کی جزا ہوگی کسواسطیکہ انبیا علیہم السلام نے حق کی طلب مین کوشش کی خدا تعالی نے انکو اس نیک طلب کے عوض موصل الی الحق ہونے کے جزا دی جیسا فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے کہتے ہین اس ہدایت سے نبوت و رسالت کیطرف ارشاد کرنا مراد ہے کسواسطیکہ ہدایت جوانیا کے ساتھ مخصوص ہے یہی ہے وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ اور اسکی اولاد سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی اور ہارون کو یعنی انکو ہدایت دی معلوم کرنا چاہئے کہ من ذریتہ کے مرجع مین مفسرین کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ابراہیم ہے یعنے ابراہیم کے ذریت ہین کیونکہ پہلے سے کلام انہین مین چلا آتا ہے اور آیات مین انہین کی شرف و کرامت کا بیان کرنا مقصود ہے بعضے کہتے ہین یہہ ضمیر نوح کیطرف راجع ہے یہی قول جمہور مفسرین کا ہے کسواسطیکہ دو امر جو مذکور ہوئے تو اقرب کیطرف ضمیر پھیرنا واجب ہے اور یہی خدا تعالی نے لوط کو معجزہ ذریت بیان کیا وہ ابراہیم کا بھتیجا ہے انکی اولاد سے نہین بلکہ نوح علیہ السلام کی اولاد مین ہے اس سے ثابت ہوا مرجع و من ذریتہ کا نوح ہے زجاج نے کہا دونون احتمال جائز ہین کسواسطیکہ ابراہیم اور نوح دونون کا بیان ہے داؤد اور اسکے معطوفات نوحا پر معطوف ہین ناصب اسکا ہدینا ہے و من ذریتہ داود اور اسکے معطوفات سے حال ہے گویا تقدیر یہ ہے ہدینا نوحا و ہدینا داود و سلیمان الخ حال کونہم من ذریتہ یعنے ہدایت دی ہمنے نوح کو اور ہدایت دی داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسی کو اور ہارون کو حالانکہ وے اسکی یعنے نوح کی اولاد مین داود فرزند ہین ایشا کے انکی عمر ایک سو برس کی ہوئی سلیمان فرزند داود کے ہین انکے نسب کی تفصیل چھٹے پارہ مین گذری سلیمان کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش کے درمیان ایکہزار سات سو برس کا فاصلہ ہے ایوب بنیاسا کا وہ بیٹا یاسا عیصو کا وہ بیٹا اسحق کا وہ بیٹا ابراہیم کا بعضے کہتے ہین انکے باپ کا نام موص تھا بعضے کہتے ہین ایوب بن رزاح بن موص بن عیصو بعضون نے موص کے اور عیص کے درمیان - ینفرن کو زیادہ کیا ہے بعضے علما رشا حزین نے کہا روم بن عیص کے اولاد سے ہے لیکن یہہ بات ثابت نہین ابن اسحق کہتا ہے صحیح بات

یہہ ہے ایوب بنی اسرائیل کے انبیا مین ہین اور کوئی بات ان کے نسب مین
جو کہتے ہین درجہ صحت کو نہین پہنچی لیکن ان کے باپ کا نام ابیض تھا یوسف فرزند ہین یعقوب
بن اسحق بن ابراہیم کے انکی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی انکے اور موسیٰ کے درمیان چار سو برس ہین
موسیٰ کے باپ کا نام عمران تھا وہ بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب انکی عمر ایک سو بیس برس کی
تھی ہارون علیہ السلام کے حقیقی بھائی ہین وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ اور ہم یون ہی بدلہ دیتے ہین
نیک کام والونکو یعنے جیسا کہ ابراہیم کو توحید کے سبب سے اور قوم کی اذیت پر صبر کرنے سے بزرگی کے درجے
بڑھائے اور اولاد کی کثرت کی اور انکو نبوت دی ایسا ہی نیک کام والونکو انکی نیکی پر جزا دیتے ہین یعنے انواع
کرامات سے انکو شرف و تفضیل دیتے ہین وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ اور
زکریا اور یحیی اور عیسی اور الیاس کو سب ہین نیکبختون مین یعنے ہر ایک نبی جنکے ہم نے بیان کئے اور نام لئے
نیک بخت تھا زکریا اور اوسکے معطوفات داود پر جو معطوف نوحا پر ہے معطوف ہین زکریا فرزند ہین ادن کے
وہ فرزند سلم کے وہ فرزند صدوق کے وہ فرزند بحصا کے وہ فرزند داود کے وہ فرزند سلیمان کے وہ فرزند مسلم
وہ فرزند صدیقہ کے وہ فرزند باحور کے وہ فرزند سلوم کے وہ فرزند بہتاشاط کے وہ فرزند ہسکیا کے وہ فرزند
رہبعم کے وہ فرزند سلیمان کے وہ فرزند داود کے علیہم الصلوٰۃ والسلام ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین کہا زکریا
فرزند برخیا کے ہین یحیی فرزند زکریا کے ابن اسحاق کہتا ہے زکریا اور انکے بیٹے یحیی علیہما السلام نبی اسرائیل کے
اخیر انبیا سے ہین عیسی علیہ السلام کے آگے یحیی کی ماں کا نام اشاع ہے وہ بیٹی فاقود کی اور بہن حنہ کی ہے
جو مریم کی ماں تھی عیسی فرزند ہین مریم کے وہ بیٹی عمران کی وہ فرزند ہاشان کا وہ فرزند اسفار کا اولاد
ہین سلیمان علیہ السلام کے جب بنی اسرائیل نے زکریا علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو زکریا بھاگے اور
ایک درخت پر سے گذرے وہان درخت شق ہوا اسمین گھسے درخت ملتے وقت شیطان نے انکے کپڑے کا
پلو پکڑ لیا تھا قوم نے اسکو دیکھکے آرے سے درخت کے بیچ بیچ کاٹا اور آرہ انکے بیچ پر سے گذر گیا اور
مقتول ہوے یحیی علیہ السلام بھی مقتول ہوئے ہین انکا قتل یک عورت کے سبب سے ہوا بنی اسرائیل کے بادشاہ
نے جسکو آپ نکاح کرنا چاہا تھا یحیی نے کہا تجھکو وہ حلال نہین کیونکہ وہ اسکی عورت کی لڑکی تھی پھر اوس عورت نے

اپنی لڑکی کو بادشاہ سے صحبت کرانی یہانتک بادشاہ نے یحییٰ کو قتل کیا مالک بن انس سے مروی ہے کہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کا ایک ہی وقت حمل قرار پایا تھا ثعلبی نے کہا یحییٰ علیہ السلام چھے مہینے عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہوئے الیاس ہمزہ وصلی سے عبرانی نام ہے کبھی یا اور نون اسکے اخیر میں زیادہ کرکے الیاسین کہتے ہیں بیٹا ہے یاسین کا بیٹا فنحاص کا بیٹا عیزار کا بیٹا ہارون کا علیہ السلام یہ قول ابن اسحٰق کا ہے اسکو جمہور مفسرین نے اختیار کیا ہے بعضے کہتے ہیں یوشع کے پوتوں میں سے ہے بعضے کہتے ہیں وہ خضر ہے یہ قول بہت غریب ہے ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ الیاس ادریس ہے انکے دو نام ہیں جیسے یعقوب اور اسرائیل اس قول کو بخاری نے اپنی صحیح میں ابن مسعود اور ابن عباس سے تعلیقاً روایت کیا ہے حافظ عقلانی نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کو عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے سند اسکی حسن ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو جو میرا اپنی تفسیر میں ضحاک سے اور وہ ابن عباس سے وصل کرتے ہیں یہ سند اس کی ضعیف ہے ابوبکر بن العربی اس روایت سے اخذ کرتا ہے کہ ادریس علیہ السلام نبی اسرائیل سے تھے نوح کے اجداد سے تھے کیونکہ الیاس کا نبی اسرائیل سے ہونا حدیث میں آیا ہے اور بھی معراج کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ادریس پر گذرے تو انھوں نے کہا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح اگر حضرت کے اجداد میں ہوتے تو جیسا آدم اور ابراہیم علیہما السلام نے کہا والا بن الصالح ویسا ہی کہتے بعضوں نے اسکا یوں جواب دیا ہے کہ آدم اور ابراہیم نے جو کہا تواضع اور تلطف کی راہ سے کہا تھا اور ابن العربی کے قول کو اس میں کوئی نص نہیں سہیلی کہتا ہے صحیح قول یہ ہے کہ الیاس ادریس نہیں کیونکہ الیاس تخت میں ومن ذریتہ کے واقع ہے اور اور یہ دلالت کرتا ہے کہ الیاس نوح کی ذریت میں ہے پھر اگر الیاس کو ادریس کہیں تو ادریس کا نوح کی ذریت میں ہونا اور جد کو اولاد سے فرع کہنا لازم پڑیگا کیونکہ اہل انساب نے ادریس کو نوح کے اجداد میں شمار کیا ہے قتیبہ اور مفسرین کہتے ہیں کہ آیت سابقہ پر دلالت کرتی ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں ہونے پر کیونکہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کی

اولاد میں شمار کیا اگرچہ نسب انکا مان کیطرف سے ملتا تھا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ذریت کا لفظ لڑکیوں کے اولاد پر بھی متناول ہوتا ہے کہتے ہیں کہ حجاج بن یوسف جب بنو فاطمہ کی اولاد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد میں ہونیسے انکار کیا تو ابو جعفر باقر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے استدلال لائے وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور سبکو ہمنے بزرگی دی ہے یہاں پر اسمٰعیل فرزند ہیں ابراہیم کے بطن ہاجرہ قبطیہ سے پیدا ہوے انکو اخیر میں بیان کیا کسواسطیکہ اسحاق کو بیان کیا بعد انکے اولاد کو ایک ہی نسق پر ذکر کیا اس لئے اسماعیل کو پیچھے لایا الیسع فرزند ہیں اخطوب کے وہ فرزند عجوز کا ہے الیسع الیاس کے خلیفہ ہوئے خدا تعالی نے انکو نبی اسرائیل کا نبی بنایا الیسع کو جمہور قرا نے لام کے سکون اور یا کی فتح پڑھا ہے حمزہ اور کسائی نے اَلْیَسَعَ فعل کے وزن پر مثل ضیغم اور میر کے لام مشدد وہ سے اسکے بعد یا ساکنہ پڑھا ہے دونوں قرات پر الیسع عجمی نام ہے الف لام اس پر زاید ہے یا تعریف کا ہے بعضوں نے کہا جمہور کی قرات پر الیسع عربی ہے منقول ہے مضارع سے وسع یسع کے یونس فرزند ہیں متی کا میم کے فتح سے اور تار نوقانیہ کے تشدید سے بعضوں نے کہا کہ متی یونس کی ماں کا نام ہے حافظ عسقلانی نے کہا یہ قول مردود ہے اصح یہہ ہے متی انکے باپ ہیں چنانچہ ابن عباس کی روایت میں بخاری کے یہاں آیا ہے ویونس بن متی نسبہ الی ابیہ یعنے نسب اسکا اس کے باپ کیطرف ہے حافظ عسقلانی کہتا ہے میں نے کسی اخبار میں یونس کا نسب متصل نہیں پایا لوط ان کے باپ کا نام ہاران ہے وہ بیٹا آزر کا بھتیجا ابراہیم علیہا السلام کا معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالی یہاں انبیا علیہم السلام میں سے اٹھارا نبی کو ذکر کیا یہہ زمانہ اور فضل کے ترتیب کے لحاظ سے نہیں کسواسطیکہ واو ترتیب مطلق جمع کے واسطے ہے ترتیب کی مقتضی نہیں لیکن یہاں ایک لطیفہ ہے جو اس ترتیب کو موجب ہوا وہ یہہ ہے کہ خداے جلشانہ نے انبیا علیہ الصلوۃ والسلام کی ہر ایک جماعت کو ایک نوع کی فضیلت و بزرگی سے مخصوص کیا سو پہلے نوح اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو بیان کیا کیونکہ وے انبیا کے اصول ہیں اور سارے انبیا کے نسب انہیں کیطرف رجوع کرتے ہیں اسکے بعد نبوت کے ملک اور قدرت اور سلطنت خلق کے نزدیک معتبر تھی تو داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو بہت کچھ اس سے حصہ دیا پھر بلایوں اور محنتوں کے وقت صبر کرنا مرتبوں سے تھا یہہ ایوب کو خاص کیا

بعد جو جامع ان دونون مرتبون کو ہو اور وہ یوسف علیہ السلام تھے عطف کیا کسواسطیکہ بلا اور سختی پر انہون نے صبر کیا یہانتک اللہ جلشانہ نے مصر کا ملک اور نبوت انکو عطا کیا بعد اسکے کثرت معجزات اور کثرت براہین انبیا کی فضایل مین معتبر مرتبہ تھا سو موسی اور ہارون کو اس سے حصہ بخشا پھر زہد اور اعراض کرنا اور لوگ سے مخالطت کرنا معتبر مرتبون سے تھا سو زکریا اور یحیی اور عیسی اور الیاس سے اسکو خاص کیا اسی واسطے خدایتعالی نے انکی وصف مین فرمایا وہ صالحین سے تھے بعد انکے جنکی سرعت اور تابعین باقی نہین آوے اسماعیل اور الیسع اور لوط مین ذکر کیا سو اس لطیفے کے دیکھنے سے ترتیب مذکور مستحسن معلوم ہوتی ہی معلوم کرنا چاہیئے کہ انبیا علیہم السلام ملایکہ سے افضل ہونے پر یہہ آیت دلالت کرتی ہی سواسلیکہ اللہ کے سوا جو موجود ہی اسکو عالم کہتے ہین سو فرشتے بھی عالم مین داخل ہین سو آیت مقتضی ہوی انبیا علیہم السلام ملایکہ سے افضل ہین بعضے کہتے ہین وکلا فضلنا علی العالمین کے معنے ہمنے انکو بزرگی دی انکے زمانیکے عالم پر ومن اٰبائھم وذریاتھم واخوانھم اور بعضون کو انکے باپ دادون مین اور اولاد مین اور بھائیون مین یعنے اللہ تعالی نے مذکر انبیا کے باپ دادون مین اور اولاد مین اور بھائیون مین بعضون کو توفیق ہدایت کی دی ومن آبائہم اسکا عطف کلا پر ہے اسوقت عامل اسمین فضلنا ہوگا یا نوحا پر ہی اس تقدیر پر ہدینا اسکا عامل ہوگا اور حرف من دونون تقدیر مین تبعیض کے واسطے ہی معنے یون ہین بزرگی دی ہمنے ان سب کو یا ہدایت دی انکو کہ جنکے نام لئے اور بعضون کو انکے باپ دادون مین اور اولاد مین اور بھائیون مین من کو تبعیضیہ لیا کیونکہ بعضون کے باپ انمین مسلمان نہ تھے بعضون کے بچے کافر تھے اور بعضون کو بچے ہی نہین تھے شیخ سلیمان جمل حاشیہ جلالین مین کہتا ہی ظاہر یہہ ہی کہ تبعیض ہر ایک آبا اور ذریت اور اخوان مین معتبر ہے پر اخوان مین تبعیض کی حاجت نہین کیونکہ ان انبیا کے سب بھائیون نے ہدایت پای تھی انتہی بندہ عاصی کہتا ہی کہ آبا ہم مین تبعیض اس جہت سے لیتے ہین کہ بعضے بن باپ کے پیدا ہوے جیسا عیسی علیہ السلام اور بعضے بن ماں باپ کے پیدا ہوے جیسا آدم علیہ السلام پر بعضون کے باپ کافر مین اس بنا پر تبعیض لینا بعید ہی کیونکہ انبیا علیہم السلام کے آبا کفار نہین رہتے اور آزر ابراہیم علیہ السلام

باب نہ تھا چاہا تھا واللہ اعلم معلوم کرنا چاہیئے کہ اگر اس ہدایت سے ثواب جنت اور ایمان و معرفت کی ہدایت مراد لیں تو من تبعیضیہ یعنے بعضوں کے باپ دادوں کے موسن ہونیکا مفید ہوگا اگر نبوت مراد لیں تو من تبعیضیہ مفید اس بات کا ہوگا واجتبینہم وھدینا ھم الی صراط مستقیم اور انکو ہمنے پسند کیا اور راہ سیدھی چلایا یعنے دین حق کی طرف ارشاد کیا واجتبینا ہم کا عطف فضلنا یا ہد یا پر ہے اور ہدینا کو مکرر لانا تاکید اور تمہید ہے واسطے بیان اس چیز کے کہ جسکی ہدایت ہوئی ذلک ھدی اللہ یہہ اللہ کی ہدایت ہے ذلک کا مشار الیہ وہ دین ہے جسکی طرف انکی ہدایت ہوئی اور وہ توحید ہے دلیل اسپر و لو اشرکوا ہے ذلک کا اشارہ اجتبینا ہم یا ہدینا ہم سے جو مصادر مفہوم ہوتے ہین انکے طرف یعنے اجتبا یا ہدایت کی طرف اشارہ لین تو بھی جایز ہے یعنے یہہ پسند کرنا اللہ کی ہدایت ہے یا یہہ ہدایت سیدھی طرف کی اللہ کی ہدایت ہے ہدی اللہ سے اللہ کا دین مراد ہے جسپر انبیا علیہم السلام تھے یہہ قول ابن عباس کا ہے یعنے کہتے ہین اللہ کی معرفت اور اسکو شریک سے پاک کرنا مراد ہے یھدی بہ من یشاء من عبادہ اس پر راہ دے جسکو چاہے اپنے بندون مین سے یعنے اپنے بندون مین سے جسکو چاہے اسکو توفیق دے اور دین اور اپنی طاعت کا ارشاد کرے ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون ○ اور اگر وے لوگ شریک کرتے البتہ ضایع ہوتا جو کچھ کیا تھا یعنے یہہ پیغمبر علیہم السلام باوجود اس فضل و کمال کے فرضا اگر شریک کرتے تو البتہ جو کچھ طاعات و عبادات اوس سے پہلے کی تھی باطل و ناچیز ہو جاتی کیونکہ خدا تعالی کسی عمل کو شرک کے ساتھ قبول نہین کرتا غرض آیت سے توحید کی تقریر اور شرک کا طریقہ باطل کرنا ہے اولئک الذین اتینھم الکتب والحکم والنبوۃ وے لوگ تھے جنکو دی ہمنے کتاب اور حکم اور نبوت اولئک کا اشارہ مذکور اتھا رانبون کے طرف ہے اور کتاب دینے سے اسمین کے حقایق و دقایق جو کچھ مین سمجھانا مراد ہے خواہ انہین پر خود ابتداء کتاب اتری یا اگلے انبیا سے انکو میراث ملی یہہ مراد انبیا اسواسطے ہے کہ مذکور نبیون سے ہر ہر فرد پر کتاب نہین اتاری اور الکتاب مین الف لام جنسی ہے یعنے جنس کتاب سماوی حکم سے مراد یا حکمت ہے یعنے علم و فہم یا انصاف سے فیصلہ کرنا ہے

جاننا چاہیئے کہ کتاب وحکمت کو نبوت پر مقدم کیا حالانکہ نبوت کا منصب اشرف مراتب سے تھا ضرور تھا اسکو آگے بیان کرتے وہ ان دونوں کے پہلے بیان کرنیکی یہہ ہو کہ کتاب وحکمت نبوت پر دلالت کی چیز اور انکو بیان سے نبوت کی دلیل پائی جاتی ہو اور بھی ادنی سے اعلی کیطرف ترقی ہونیکے واسطے دونوں کو آگے بیان کیا فَاِنْ یَّکْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں یہ لوگ یعنے کفار قریش توحید اور نبوت کے دلایل کو یا آیات قرآن یا ان تینوں چیزوں کو یعنے کتاب حکم نبوت کو انکار کریں فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ○ تو بیشک ہمنے ان پر یعنے ان امور پر مقرر کئے ہیں وے گروہ کہ وے نہیں اسنے منکر یہہ جملہ جواب شرط ہو وکلنا کے معنے نگہبان اور مہیا کیا اور توفیق دی یعنے ہمنے ان چیزوں پر ایمان لانے کے واسطے ایسوں کو مقرر کیا ہو جو کسی وقت میں ان امور کے منکر نہیں معلوم کرنا چاہیئے ان قوم سے کون لوگ مراد ہیں اسمیں مفسرین کا اختلاف ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان قوم سے انصار اور اہل مدینہ مراد ہیں بعضوں نے کہا انصار اور مہاجرین مراد ہیں حسن اور قتادہ نے کہا اس قوم سے اتقیا نبی مراد ہیں جنکا بیان سابق گذرا یہہ قول زجاج کا صحیح ہو اور کہا ہو کہ دلیل اسپر بعد کی آیت ہو اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ اور جا عطار دینے کہا اس قوم سے ملایکہ مراد ہیں لیکن یہہ قول بعید ہو کسواسطیکہ قوم کا اطلاق سوائے بنی آدم کے دوسرے پر نہیں آتا بعضوں نے کہا فارس مراد ہیں ابن زید نے کہا جو شخص منکر نہیں وہ انہیں میں سے ہو خواہ فرشتہ ہو یا نبی یا صحابی یا تابعی معلوم کرنا چاہیئے کہ اس آیت کو اللہ تعالی نے صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت دینے اور دین کو قوت دینے اور حضرت کا دین تمام دینوں پر غالب کرنے پر دلیل فرماتا ہو اور بیشک خدا تعالے نے جیسا یہاں خبر دی ویسا ہی واقع ہوا یہہ منجملہ اخبار غیب سے ہو لیسوا بہا میں جار مجرور بکافرین سے متعلق ہے اور تقدیم اسکی رعایت سجع کے لئے ہے بکافرین کی باء زایدہ ہے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ وے لوگ تھے جنکو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل انکی راہ اولئک مبتدا ہے الذین خبر اور جملہ ہدی اللہ صلہ ہے ہاء یہ محذوف ہو اولئک الذین سے انبیا علیہم السلام مراد ہیں جو اوپر گذرے اور اسمیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیا کی اقتدا کا امر ہی اقتدا کے معنے لغت مین کسی کے فعل یا قول کی متابعت و پیروی کرنا پھر خدا یتعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیا علیہم السلام کے طریق پر چلنے کا جو امر کیا اس سے کیا مراد ہی مفسرین کو اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا امر دینی کہ جس پر انبیا علیہم السلام کا اجماع ہوا ہی حضرت کو اسمین اقتدا کرنیکا امر فرمایا وہ اللہ کو ایک جاننا اور تمام نقایص سے جو اوسکے ذات و صفات سے لایق نہین منزہ جاننا بعضون نے کہا اللہ تعالی نے حضرت کو فرمایا تمام خوش خلاق اور نیک صفات کامل انبیا کے مین جیسے سفہاء کی اذیت پر صبر کرنا اور اُنسے درگذر نا انہین انکی اقتدا کرین بعضون نے کہا کہ انبیا کے شرایع اور سنت پر چلنیکا حکم ہی مگر کوئی امر کسی دلیل سے خاص ہو اُس قول پر یہہ آیت اگلے انبیا کی شریعت ہماری شریعت ہونے پر دلیل ہے یاد رکھنا چاہیے کہ اگلے انبیا کی شریعت ہماری شریعت ہی یا نہین اسمین علما کا اختلاف ہی امام شافعی کا مذہب مختار یہہ ہی کہ انکی شریعت ہماری شریعت نہین۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے مذہب مین اگلے نبیون کی شریعت ہماری بھی شریعت ہی جبتک کوئی امر نامنسوخ وارد نہووے **تنبیہ** اس آیت سے علما حجت لاتے ہین کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیا علیہم السلام سے افضل ہین کیونکہ تمام خصال کمال اور صفات نیک انبیا مین متفرق تھے ہر ہر فرد نبی ان سب خصائل کو جامع نتھا کس لئے کہ نوح علیہ السلام قوم کی اذیت اٹھانے مین بردبار تھے ابراہیم علیہ السلام کرم اور بخشش مین کامل تھے اسحق اور یعقوب علیہما السلام بلا و شقت مین صبر کرنے والون سے تھے داود اور سلیمان علیہما السلام اللہ کی نعمت پر شکر کرنے والون سے تھے ایوب علیہ السلام بلا پر صابر تھے یوسف علیہ السلام صبر و شکر مین جامع تھے موسی علیہ السلام صاحب شریعت اور معجزات تھے زکریا اور یحیی اور عیسی اور الیاس دنیا کے بڑے زاہدون سے تھے اسماعیل علیہ السلام راست گو تھے یونس علیہ السلام تضرع و خشوع تھے خدا یتعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امر کیا کہ ان تمام کی اقتدا کرے اور سارے خصائل محمودہ متفرقہ جو انبیا مین تھے آپ کھلو جمع فرمائے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل انبیا ہین کیونکہ یہ خصلتین ان تمام انبیا مین متفرق تھین حضرت مین جمع ہوئین واللہ اعلم اقتدہ امر کا صیغہ ہی باب افتعال سے امر سے یا بسبب سکون کے قاعدہ صرفی سے حذف ہوئی اور ہا ساکت حالت وقف اور وصل دونون مین زیادہ ہوی

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہماری شریعت ہی

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا سے افضل ہین

حمزہ اور کسائی حالت وصل مین اس ہا کے حذف سے پڑھتے ہین اور حالت وقف مین ہا کو باقی دونون
پڑھتے ہین ابن عامر بروایت ابن ذکوان اسکو مشباع یا سے پڑھتا ہی اور بروایت ہشام کسرہ کے
بغیر اشباع کے پڑھتا ہی قل تو کہہ یعنے ای محمد اہل مکہ سے تو کہہ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا
مین نہین مانگتا تمسے اسپر کچھ مزدوری علیہ کا مرجع قرآن ہی یا تبلیغ رسالت ہی مرجع اگرچہ یہان مذکور
نہوا لیکن سیاق کلام اسپر دلالت کرتا ہی یعنے قرآن کیواسطے یا رسالت جو پہنچادی اسپر مین تم سے اجرت
نہین مانگتا جیسا میری آگی کہ انبیا نے نہین مانگا بعضون نے کہا جب خدا تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو انبیا کے اقتدا کا حکم فرمایا اور ابلاغ شریعت دین کا پہنچانا غیر اجرت کے منجملہ طریقہ انبیا تھا اسلئے
اسمین اقتدا کا حکم فرمایا تو کہا قل لا اسئلکم علیہ اجرا یعنے تو کہہ مین تم سے کچھ مزدوری اسپر نہین مانگتا
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ یہ تو محض نصیحت ہی سارے عالم کو یعنے قرآن سارے عالم کو موعظت ہے
ھو کا مرجع قرآن ہی اگر تبلیغ رسالت کو مرجع ٹھہراوین تو بھی جایز ہی یہان سے معلوم ہوگیا کہ یہہ آیت
دلیل ہی اسبات پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن و بشر تمام خلایق پر مبعوث ہوے ہین اور حضرت کی دعوت
تمام جہان کے لوگون کو عام ہی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اور جو اللہ کا حق قدر تھا اُتنی اُسکی قدر نکی
اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ کیونکہ وہ کہتے ہین کہ اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہین اتارا
وما قدروا اللہ حق قدرہ کے معنے مین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یون کہا ما عظموا اللہ حق عظمتہ انہون نے
اللہ کی تعظیم جو حق تعظیم تھا اوسکے موافق نہ کی ایک روایت مین ابن عباس سے یون معنے ہین ما آمنوا
ان اللہ علی کل شئی قدیر یعنے یقین نہین کئے کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہی ابو العالیہ نے کہا معنے یون ہین
انہون نے وصف نہین کیا اللہ کو جو اسکی صفت کا استحقاق تھا بولا انہون نے نہ پہچانا اللہ کو پورا پہچاننا قدر
نصر بنصر کے باب سے اصل معنے اسکے اندازہ کرنا قیاس کرنا کہتے ہین قدرت الشئی جب اندازہ کیا اور کسی چیز کے
مقدار معلوم کرنا یا بعد اسکو پہچاننے مین استعمال کئے پھر کسی نے کوئی چیز پہچانی تو کہتے ہین ہو یقدر قدرہ
یعنے وہ پہچانتا ہی اسکی مقدار جب بصفاتہ اسکو نہ پہچانا تو کہتے ہین لا یقدر قدرہ یعنے نہ پہچانی اسکی مقدار
اور وما قدروا اللہ حق قدرہ کو ان تمام مذکور معنون پر لینا صحیح ہوتا ہی حق قدرہ منصوب ہی مصدر ہونے

۱۶ ع

اصل قدرہ الحق تھا بعد صفت کو موصوف کی طرف اضافت کرکے موصوف کا نصب صفت کو دیدیا اذ قالوا منصوب بے قدروا سے بعضے مفسرین کہتے ہین اس قول پر اذ قالوا گویا تعلیل کے لیئے ہی اور من شئی مفعول بہ ہے حاصل معنے یہہ ہین جنہون نے کہا کسی انسان پر اللہ نے کچھ نہین اتارا اللہ کو پورا پہچاننے کا حق نہین پہچانا کسواسطیکہ اگر اسکو پورا پہچانتا تو ایسی بات کبھی نہ کہتا معلوم کرنا چاہیے کہ اس آیت کی شان نزول مین مفسرین کے دو قول ہین پہلا قول یہہ کہ آیت کفار قریش کے حق مین نازل ہوی اور یہہ قول ان لوگون کے قول پر ہے جو کہتے ہین کہ کل سورہ مکیہ ہی ایک دفعہ مین نازل ہوی یہہ قول سدی کا ہی اور مجاہد سے بھی مروی ہے طبری نے اس قول کی تصحیح کی ہی کیلئے کہ یہہ سورہ اول سے آخر تک مشرکین کے حال کی خبر دیتی ہی اور وما قدروا اللہ حق قدرہ اس سے متصل ہے جدا نہین اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شئی انہین سے خبر ہونا لازم ہوا اس قول پر ایک اشکال وارد ہوتا ہی کہ کفار قریش تو تمام انبیا کی نبوت کا انکار کرتے ہین پھر موسی کی نبوت سے انہیر کیونکر الزام دیا جاسکا اور بھی آیت کا ما بعد یہود کے حال کے مناسب ہے کفار قریش کے مناسب نہین اس صورت مین اول آیت کو کفار قریش کا خطاب ڈالنا آخر آیت کو یہود کا خطاب ڈالنا فاسد ہی کیونکہ اس سے نظم آیت مین انفکاک ہوگا اور ترکیب مین فساد آئیگا جو احسن کلام ہو اوسمین ایسا کرنا لایق نہین اس اشکال کا جواب یون دیا گیا ہی کہ کفار قریش یہود کے ساتھہ مختلط تھے موسی پر تورات کا اترنا اور بعضے انکے ہاتھہ پر ظاہر ہونا یہود سے متواتر سنا تھا اسمین انکو انکار نہ تھا یہہ انکے منجملہ مسلمات سے تھا اسی واسطے کہتے تھے لو انزل علینا الکتاب لکنا اہدی منہم انکا انکار تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نبوت مین تھا اس صورت مین قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی سے انکو الزام ہونا بعید نہین اور وہ جو معترض نے کہا کہ سیاق آیت یہود کے حال کے مناسب ہی جواب اسکا یہہ ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مین انکار کرنے مین جب کفار قریش اور یہود مشترک تھے تو بعض آیت کا کفار قریش کے حق مین خطاب ہونا اور بعض آیت کا یہود کے حق مین خطاب ہونا بعید نہین دوسرا قول یہود کے حق مین یہہ آیت اتری کل مفسرین کا یہی قول ہی اور کل قارئین کی قرات تجعلونہ کی خطاب کے صیغہ سے بھی اسی قول کی موید ہی ان قول والون کے پاس آیت مدنی کہلی سورے مین چنانچہ ابن عباس سے مروی ہوا کہ سورۃ الانعام مکہ مین نازل ہوی مگر چھے آیت مدنی ہین

اوترین اسی سے وما قدروا اللہ حق قدرہ ہی اس قول پر آیت کس شخص کے شان مین نازل ہوی اسمین مفسرین کا اختلاف ہی سعید بن جبیر کہتے ہین کہ مالک بن الصیف کہ سرغلقہ احبار یہود تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے اسنے گفتگو کی حضرت نے فرمایا تجھو قسم دیتا ہون اسکی جسنے موسی پر توریت نازل کی ہی کیا توریت مین ایسا نہین ان اللہ یبغض الحبر السمین یعنے مقرر اللہ تعالی موٹے عالم کو دشمن رکھتا ہی اور وہ موٹا عالم تھا سو غصہ ہوکے بولا واللہ کسی انسان پر اللہ نے کچھ چیز یعنے کوئی کتاب نازل نہین کی اُسکے ساتھ کے لوگ بولے افسوس ہے تجھ پر کیا موسی پر بھی کچھ نہین اتارا بولا ما انزل اللہ علی بشر من شی اس پر وما قدروا اللہ حق قدرہ الایہ نازل ہوی مفسرین کہتے ہین مالک بن الصیف کے قصہ مین ہی جب یہودی اس سے یہہ بات سنی تو اسپر خفا ہوکے بولے کیا اللہ تعالی نے موسی پر توریت نازل نہین کی پھر تو کیون بولا اللہ تعالی نے کسی آدمی پر کچھ نہین اتارا مالک بن الصیف بولا محمد نے مجھ غصہ دلایا اس لئے مین نے یہہ بات کہی یہودی نے کہا جب تو غصے مین آتا ہی تو اللہ پر جھوٹھ بولتا ہی پھر اسکو جبریت سے نکالکے کعب بن الاشرف کو اسکی جگہہ مقرر کیا سدی نے کہا یہہ مقولہ فنحاص بن عازورا کا ہی اسکی شان مین یہہ آیت اتری ابن عباس سے مروی ہی کہ یہودی نے کہا ای محمد کیا تیرے اوپر اللہ نے کتاب اتاری حضرت نے فرمایا ہان یہودی نے کہا کوی کتاب اللہ نے آسمان سے نہین اتاری خدا یعالی وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شی قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی الایہ نازل کیا محمد بن کعب القرظی نے کہا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امر فرمایا کہ یہودی سے اپنے مقدمے مین پوچھہ کہ کسطرح انکو اپنی کتابون مین پایا حضرت کا حسد یہود کو اس بات پر لایا کہ اللہ کی کتاب پر اور اسکے رسول پر انکار کرین بولے ما انزل اللہ علی بشر من شی اسپر خدا یتعالی نے وما قدروا اللہ حق قدرہ الایہ نازل فرمایا معلوم کرنا چاہیئے کہ اس قول پر ایک اشکال آتا ہی کہ یہود موسی علیہ السلام پر توریت اوترنے کا اقرار کرتے ہین پھر کسی آدمی پر کوئی کتاب نہ اترنے کا کسطرح کہینگے جواب اسکا یہہ ہی کہ یہود کی غرض اس انکار سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترنے کا انکار کرنا تھا اور حضرت کی رسالت پر طعن اسپر واسطے توریت کے نزول سے جسکا اقرار انکو ضرور تھا ملزم ہوے قل تو کہہ یعنے ای محمد ان یہود کو جو تیرے اوپر قرآن اترنے کا انکار کرتے ہین اسطور سے کہ کہتے ہین کہ اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہین اتارا پوچھہ تو

مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی کس نے اتاری وہ کتاب جو اسکو موسی لایا الکتب سے
توریت مراد ہے اور اس آیت میں یہود کو انکی جہالت پر حق بات کے انکار کرنے پر توبیخ ہے
نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ روشنی اور ہدایت لوگوں کے واسطے توریت روشنی جہالت و تاریکی ضلالت سے
اور ایسا بیان ہے جو دین حق کو باطل سے جدا کرتا ہے جانتا چاہیے کہ توریت کا روشن اور ہدایت ہونا تغیر
و تبدیل سے قبل ہے یہ کے ہاء سے نورًا و ہدًی حال واقع ہیں عامل الذین جآء ہے یا الکتاب سے حال ہیں عامل
اسمین انزل ہے گویا معنے یہ ہیں حال کون الکتاب ذو النور و ذو الہدی یعنے حالانکہ کتاب روشنی اور ہدایت والی ہے
للناس ہدی کا متعلق ہے یا محذوف سے متعلق ہوکر ہدی کی صفت واقع ہو گویا تقدیر یہ ہو ہدی کائنا للناس
یعنے ہدایت ایسی جو ثابت ہو لوگوں کے واسطے توریت کا نام نور رکھا واسطے تشبیہ روشنی کے راہ کھلانے میں
اگر کوئی کہے کہ اس تفسیر سے نور اور ہدایت میں تفرقہ نہیں رہتا حالانکہ عطف ایک دوسرے کا موجب تغایر کو ہے
جواب میں ہم کہینگے کہ نور کے دو صفت ہیں ایک فی نفسہ ظاہر اور جلی رہنا دوسری غیر کے ظہور کا سبب ہونا
اوس کتاب کا نور ہونے سے نفسہ روشن اور بیّن رہنا مراد ہے اور ہدایت ہونے سے دوسرے کا مبین اور
اسکے ظہور کا سبب ہونا مراد ہے تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ کرتے ہو تم اسکو ورق ورق یعنے توریت کو
جدے جدے کٹے ہوے ورقوں میں لکھتے ہو یہودیوں نے توریت کے اسی سے کچھ زاید ٹکڑے بنا رکھے تھے
تاکہ جو چاہیں مخفی کرسکیں اگر مصحف کے مانند ایک جلد بناتے تو دوسرا اسپر اطلاع پاتا تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ کچھ
ظاہر کرتے ہو تم اسکو یعنے موافق اپنی خواہش کے اور بہت چھپاتے ہو یعنے ان لکھے ہوے ورقوں میں تھوڑے
اوراق جنکو مناسب جانتے ہو دکھلاتے اور بہت کچھ اوراق کو چھپا رکھتے تُخْفُوْنَ کثیرًا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی نعت و صفت مراد ہے اور وہ احکام جو توریت میں مذکور تھے جیسے آیت رجم اور آیت اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخبر السین
جعل یا صیر کے معنے میں ہے یعنے گردانا تم نے یا القی کے معنے میں ہے یعنے رکھتے ہو تم اسکو کاغذ میں قراطیس
جمع قرطاس کی ہے کاغذ اور ورق کو کہتے ہیں جہتر وین ورد میں اسکے معنے گدرے قراطیس سے یا جزء
محذوف ہے تقدیر اسکی فی قراطیس ورق ہے یا مضاف محذوف کی تقدیر ہے گویا معنے یہ ہیں تجعلونه اقراطیس
یعنے گردانا معنے اسکو ورقوں والا قراطیس بطور مبالغہ کے ہے معنے یہ ہیں گردانا تم نے اسکو نفس قراطیس

اسکو جہ پر اسمین انکے برے کام پر زیادہ توبیخ ہی گویا اسکو جنس کتاب سے نکالکے قایم مقام قراطیس کے جو کتابت سے خالی ہو گردانا معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ تجعلونہ قراطیس کا حالیہ ہی بیدونہا محل نصب مین صفت ہی قراطیس کی تخفونہ بھی صفت ہے ضمیر محذوف کی تقدیر پر گویا تقدیر یہہ ہی وہ تخفون منہا کثیرا یعنے بہت ان لکھے اوراق سے تم نے چھپا رکھا ہے کہتے ہین تخفون جملہ مستانفہ ہی موضع اعراب مین نہین تجعلونہ اور تبدونہا و تخفون ان تینون صیغون کو اہل مدینہ اور یعقوب اور ابن عامر اور کوفیون نے تا فوقانیہ سے بصیغہ خطاب پڑھا ہے ابن کثیر اور ابو عمرو نے یا تحتانیہ سے پڑھا ہے وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَآؤُكُمْ اور سکھائے گئے ہو تم جو کچھ کہ نہ جانتے تھے تم اور نہ تمہارے باپ دادے اکثر مفسرین کہتے ہین اسمین خطاب یہود کو ہی اس صورت مین معنے یہہ ہین ای یہود کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سکھایا وہ جو تم اور تمہارے باپ دادے اس سے پہلے نہین جانتے تھے یعنے توریت سے زیادہ مسایل بعضے مسایل کا بیان جو تم پر مخفی رہگیا تھا اور تم باہم جھگڑا کرتے تھے حسن بصری نے کہا معنے یون ہین جو کچھ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اسکا علم انکو دیا تھا پھر انہون نے اسکو ضایع کر دیا اور اس سے نفع نہ پایا مجاہد نے کہا یہہ خطاب مسلمانون کو ہی اور اس نعمت کا بیان ہی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے انکو تعلیم دی اگر تجعلونہ کو تا مخاطب سے پڑھین تو علتم حال واقع ہوگا اگر غایب کے صیغہ سے پڑھین تو مستانفہ ہونا اور حال ہونا دونو امر جایز ہین قُلِ اللّٰهُ تو کہہ اللہ نے اتاری لفظ اللہ محذوف فعل کا فاعل ہی تقدیر یہہ ہی قل انزلہ اللہ یعنے اتارا اسکو اللہ نے اگر لفظ اللہ کو مبتدا ٹھہرا کے خبر کو محذوف لین تو بھی جایز ہی گویا تقدیر یون ہوگی اللہ انزلہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ جملہ قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی کا جواب واقع ہی حاصل معنے یہہ ہین کہ ان منکرون سے پوچھہ جنکی غرض خدا کا تجھہ پر قرآن اتارنیکا انکار ہی یا توریت موسی پر نازل ہوئی یا نہین درصورت اول پوچھہ کہ کسنے موسی اتاری اگر تسلیم کرین کہ خدا نے موسی پر اتاری تو کہہ کہ پھر کیون محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے اترنے سے انکار کرتے ہو کسلئے کہ کتاب نازل ہونا بارگاہ خداوندی سے ایک بندے پر جو نبوت اور رسالت سے اسکو خاص کرے جایز ہی ممتنع نہین اور ایک کو جایز ہونا دوسرے کو نہونا اصلا کچھہ خصوصیت نہین رکھتا اگر وہ عناد کی راہ سے یا اپنے گونگے پن سے اسکا جواب نہ دین تو کہہ اللہ ہی نے اسکو اتارا اور اسمین یہہ خبر دی

کہ اسکا یہی جواب ہی دوسرا جواب نہین کسواسطیکہ جو کوئی عقل سلیم اور طبیعت مستقیم رکھتا ہو بیشک وہ گواہی دیگا کہ جو کتاب ان صفات سے متصف ہو تو وہ بیشک اللہ ہی کے جانب سے ہی اور بھی اسمین تنبیہ اسبات کے طرف ہی کہ یہود اسکے جواب مین رہگئے اور کچھ بن نہ پڑا ثُمَّ ذَرْهُمْ پھر چھوڑ دے انکو یعنے ای محمد انکو چھوڑ دے فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۝ اپنے بک بک مین کھیلا کرین یعنے باطل اور کفر کے باتین بنانے مین انکو چھوڑ دے خوض کے معنے پانی مین گھسنا اور بیہودہ باتین کرنا یہان خوض سے مجازاً خیر مراد ہین لعب کے معنے کھیل ہنسی ٹھٹھا بعضون نے کہا اس جملہ کے معنے یہ ہین ای محمد جب تونے انپر حجت قایم کی اور عذر جاتا رہا اور ڈرانے کو انتہا کو پہنچایا اب انکے بارہ مین کوئی بات تجھ پر باقی نرہی اب تو انکو انکے بیہودہ باتون مین چھوڑ دے ہنسی کرتے رہین مفسرین کہتے ہین اس آیت مین منکرین کو بڑی وعید اور تہدید ہی بعضون نے کہا آیت السیف سے یہ آیت منسوخ ہی لیکن یہہ قول بعید ہی کسواسطیکہ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ کا تہدید اور وعید کے واسطے ہونا قتال کے منافی نہین فِي خَوْضِهِمْ کا تعلق ذَرْهُمْ سے ہی یا یلعبون سے اگر اسکو یلعبون کے فاعل سے حال ڈالین تو بھی جایز ہی یلعبون حال ہی ذرہم کی ضمیر منصوب سے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ اور یہہ قران ایک کتاب ہی کہ ہمنے اتارا اسکو برکت کی سچ بتاتی اپنی اگلی والی کو معلوم کرنا چاہیئے کہ بعد بیان بشارت توریت کے نازل کرنے اور کفار کو انکے بری باتون سے تکذیب کرنیکے اس آیت مین قرآن کریم نازل ہونیکی تحقیق ہی ہذا مبتدا ہی اشارہ اسکا قران کی طرف ہی کتاب خبر ہی انزلناہ اور مبارک اور مصدق صفات کتاب ہین یعنے ای محمد قران کتاب ہی ایسی جو ہمنے تجھ پر اتاری بابرکت یعنے خیر و برکت اسکی بہت ہی اور منفعت اسکی ہمیشہ اور ثواب مغفرت کی بشارت دیتی ہی قبیح و معصیت سے باز رکھتی ہی برکت کے اصل معنے بالیدگی زیادتی ثبوت خیر ہی مصدق یعنے سچی کرنیوالی اپنے آگے کے کتب سماوی کو وہ توریت اور انجیل اور سایر کتب الٰہیہ مین جو کچھ ہے اُسکے موافق ہی کسواسطیکہ جمیع کتب سماوی اللہ تعالی کی وحدانیت اور اسکے ہر عیب و نقص سے پاک ہونے پر مشتمل تھین اور بشارت و ندارت پر دلالت کرتی تھین پھر قرآن ان تمام امور مین ان کتب کے موافق ہی لہذا اگلی کتبکا مصدق ہوا وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا اور تا تو ڈراوے ام القری کو یعنے مکہ کے لوگون کو اور آسپاس والون کو یعنے تمام بنی آدم کو وَلِتُنْذِرَ انزلنا سے

متعلق ہی اور معطوف جملہ مقدر پر گویا تقدیر یہہ ہی لیومنوا ولتنذر یعنے تاکہ وہ ایمان لائین اور تا تو ڈراوے
اور صفت کتاب کی جسپر دلالت کرتی ہی اوسپر معطوف کرین تو بھی جایز ہی گویا تقدیر یہہ ہی انزلناہ للبرکۃ والتصدیق
وللانذار یعنے اتارا ہمنے اسکو واسطے برکت اور تصدیق اور ڈر بتلانے کے ام القری مین مضاف محذوف
ہی تقدیر اسکی ولتنذر اہل ام القری ہی یعنے تاکہ ام القری کے لوگون کو ڈراوے ام القری مکہ کا نام ہے
اسکے معنے بستیون کی جڑ یہہ نام کسواسطے ہوا اسمین اختلاف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وجہ اسکی
یہہ ہی کہ زمین یہین سے پھیلائی گئی ہی ابوبکر الاصم نے کہا دنیا کے لوگون کا قبلہ ہونے سے یہہ نام ہوا گویا
وہ اصل ہے باقی بستیان اسکے تابع اور بھی حج اصول عبادات سے ہی اور وہ سوا اس بستی کے حاصل نہین
جسکے واسطے لوگ وہان جمع ہوتے ہین جیسا بچہ ماں کے پاس آتا ہی اور بھی حج وہان مقرر ہونیسے دنیا کے
لوگ وہان جمع آتے ہین پھر انواع تجارات اور منافع جو دوسرے جگہے میسر نہین وہان حاصل ہوتے ہین
اسلیے مکہ کا نام ام القری ہوا کیونکہ کسب و تجارت اصول معیشت سے تھی بعضون نے کہا پہلا گھر جو آدمیون
کے لیے بنا کعبہ ہی اسی واسطے ام القری اسکا نام ہوا بعضون نے کہا پہلا قریہ ہی جو زمین پر آباد ہوا بعضون نے کہا
بہ نسبت اور بستیون کے وہان برکت زیادہ ہونے اور اسکی شان بڑی ہونے سے یہہ نام ہوا ومن حولہا سے
تمام دنیا کے گانون اور کھیڑے شرق و غرب تک اسکے آسپاس کے مراد ہین معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ کا ایک
فریق اس آیت سے حجت پکڑتا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقط عرب کے رسول تھے کیونکہ خدا تعالی نے اس آیت مین
بیان کیا کہ قرآن نازل نہوا مگر کہ اور اسکے آسپاس کے بستی والون کو پہنچانے کے واسطے اس سے مراد
جزیرہ عرب ہی اگر تمام عالم کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے جاتے تو اللہ تعالی اونکے انذار کو
ام القری ومن حولہا سے کیون مقید کرتا جواب اسکا یہہ ہی کہ ان مواضع کا بخصوص بیان کرنا دو طرح پر ہے
حکم انذار کے انتفا پر دلالت نہین کرتا مگر دلالت مفہوم اور دلالت مفہوم ضعیف ہی خصوصاً تو اتر ظاہر ہے
جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین قطعی ہی ثابت ہوا کہ حضرت نے تمام عالم کی طرف رسول ہونیکا دعوی کیا ہی اسپر
ومن حولہا لفظ عام ہی شامل ہوتا ہی تمام دنیا کے بستیون اور کھیڑون کو کیونکہ جو کوئی بستی کھیڑے مین ہے کوئی نہین
اس تقدیر پر تمام عالم کے بلاد اس مین داخل ہونگے ولتنذر کو جمہور قراتا خطاب سے پڑھتے ہین خالب اسکے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین عاصم نے ابوبکر کی روایت مین یا غایب سے پڑھا اس صورت مین فاعل اسکا
قرآن ہوگا یعنے ڈراوے قرآن اپنے مواعظ وزجر سے وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اور جنکو یقین ہی آخرت کا وے اسکو مانتے ہین اور وے ہین
نماز کی نگہبانی کرتے ہین یہ کا مرجع کتاب ہی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین یعنے جنکو قیامت اور معاد اور
بعث بعد الموت کا یقین ہی تو اس کتاب یعنے قرآن کی تصدیق کرتے ہین کہ مقرر اللہ کے پاس سے اترا ہی
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہین کہ بیشک اللہ کے بھیجے ہوے رسول ہین معلوم کرنا چاہیے کہ آخرت پر
ایمان لانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن پر ایمان لانے کا سبب ہوا اسواسطیکہ جو لوگ آخرت پر ایمان لاتے ہین
اسکے وعدہ اور وعید اور ثواب اور عقاب کو مانتے ہین پھر ثواب کے حاصل کرنے مین اور عذاب کے دور
کرنے مین رغبت کرتے ہین اور یہہ سوائے نظر وفکر تام کے حاصل نہوگا جب نظر اور فکر کی تو معلوم ہوگا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور دینون سے اشرف ہی اور حضرت کی شریعت اور شریعتون سے اعظم ہے
پھر مذکور وجہ سے آخرت پر ایمان لانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن پر ایمان لانیکا سبب ہوا الذین
مرفوع ہوا ابتدائیت پر یومنون ہ اسکی خبر ہی اور مبتدا وخبر کا یہان اتحاد نہین کیونکہ متعلق دونون کے
متغایر ہین اسی واسطے یہان مبتدا کے لفظ سے خبر واقع ہونا صحیح ہوا اگر الذین کو ام القری پر معطون کرکے
محل نصب مین ڈالین تو بھی جایز ہی اسوقت یومنون ہ موصول سے حال واقع ہوگا گویا یعنے یون ہونگے
ولتنذر الذین آمنوا الخ یعنے تا تو ڈراوے جنکو یقین ہی آخرت کا حالانکہ وہ اسکو مانتے ہین وہم علی
صلاتہم یحافظون یہہ جملہ حالیہ ہی یعنے حالانکہ وہ اپنی نماز پر محافظت کرتے ہین یعنے عذاب آخرت کے اندیشہ
سے ہمیشہ نماز کو اسکے اوقات پر ادا کیا کرتے ہین حاصل معنے یہہ ہین آخرت پر ایمان لانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لانے کو اور نمازون کی محافظت کرنے کو برانگیختہ کرتا ہی نماز کو یہان بالتخصیص ذکر کیا اسواسطیکہ
نماز اشرف عبادات ہی وگرنہ ایمان اسکو تمام طاعتون کی محافظت پر برانگیختہ کرتا ہی وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
اور اس سے ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹھ یا کہے مجکو وحی آئی اور اسکو وحی کچھ نہین آئی اور جو کہے

ہیں یا نہ اتارا ہوں پر ابن جریر نے بطریق اسدی پر جو شعبہ یا اسکے غیر نے آیا راتی آیت کی شان نزول میں
مفسرین کو اختلاف ہوتا وہ نے کہا یہ آیت بسبب اسکے کہ عبد اللہ کی شان میں نازل ہوئی شرحبیل بن سعد نے
کہا کہ عبد اللہ بن ابی سرح کی شان میں اسی امام طبری نے بسلسلہ سے اوسنے مہدی سے روایت کی ہو
کہ یہہ آیت عبد اللہ بن ابی سرح کے شان میں اتری عبد اللہ اسلام لایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھا کرتا تھا
سمیعا علیما لکھنے کو کہتے تو علیما حکیما لکھتا اور علیما حکیما لکھنے کو کہتے تو سمیعا علیما لکھتا پھر شک میں پڑکے
کافر ہو گیا اور کہا اگر محمد کو وحی آتی ہے تو مجھکو بھی وحی آئی اگر خدا تعالیٰ اس کو اتارتا ہے میں بھی خدا تعالیٰ کے
اتارنیکی طرح اتارتا ہوں بعد ہ مکہ کو بھاگ گیا اس قصہ کو بعضی روایتوں میں ابن خطل کی طرف
منسوب کرتے ہیں ابن ابی حاتم کا سلسلہ بن اسرم بن حوشب کے ترجمہ میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
ابن خطل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا جب غفور رحیم نازل ہوتا تو رحیم غفور لکھتا سمیع علیم نازل ہوتا تو
علیم سمیع لکھتا ایکدن حضرت نے اسکو فرمایا تو نے جو لکھا ہے اسکو پڑھ اسنے پڑھا حضرت نے فرمایا میں نے
ایسا نہیں کہا تھا ابن خطل نے کہا اگر تو نبی ہوتا میں نے جو لکھا لکھ لیا ایسا ہوتا بعد کا فر ہو کے مکہ بھاگ گیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن خطل کو جہاں پاؤ گے اسکے لئے بہشت سے فتح مکہ کے دن کعبہ کے پردہ میں
چھپا تھا وہیں قتل کیا گیا ابن جوزی نے اس روایت کو اپنے موضوعات میں نقل کیا ہے کہا کہ راوی اسکا
ابراہیم کذاب ہے بخاری اور مسلم اور نسائی کہتے ہیں وہ متروک ہے ابن حبان نے کہا کہ اب ہے حدیث وضع کرتا ہے
ابن سعید العلائی اپنی کتاب کے آخر میں ابن عدی کی یہہ حدیث روایت کر کے کہتا ہے کہ یہہ راوی کا وہم ہے
اسکا قصہ ابن ابی سرح سے مشہور ہے عبد بن حمید نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ جب آیت والمرسلات عرفا
فالعاصفات عصفا نازل ہوئی تو عبد اللہ بن الزبعری نے کہا والطاحنات طحنا والعاجنات
عجنا والخابزات خبزا ثریدا لثرید ہے اللہ نے اتارا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ
شئی الیہ نازل کی ابن جریج کہتے ہیں ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شئی
عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے حق میں نازل ہوئی وہ رسول اللہ کا کاتب تھا جب آیت ولقد خلقنا الانسان
من سلالۃ من طین نازل ہوئی تو عبد اللہ سے بھی ایک جملہ بیساختہ ایسا ہی نکلا تو ابن عباس رضی اللہ

کہ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ کا قول سخرے پن اور ہنسی کرنے والوں کی شان مین اترا اور کچھ سبب نزول مین کلبی سے اور سدی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہو کہ قایل سانزل مثل ما انزل اللہ کا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی تھا سمیعا علیما کہتے تو علیما حکیما لکھتا علیما حکیما کہتے تو غفورا رحیما لکھتا جب آیت ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الآیہ نازل ہوی تو عبداللہ نے انسان کی پیدایش کی تفصیل سے تعجب کیا اور کہا تبارک اللہ احسن الخالقین حضرت نے فرمایا آیت ایسا ہی اتری تو اسکو لکھ سو عبداللہ نے شک مین پڑکر کہا اگر محمد سچا ہو تو میرے پر وحی آئی جیسا اسپر وحی آئی اگر جھوٹا ہو تو وہ جیسا بولا مین نے بھی ویسا ہی کہا پھر مرتد ہو گیا ابن ابی حاتم نے ابو خلف الاعمی سے روایت کی ہو کہ ابن ابی سرح وحی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھتا تھا جب وہ مرتد ہونے کے بعد مکہ مین گیا تو قریش سے لے ای ابن ابی سرح ابن ابی کبشہ کیواسطے تو قرآن کسطرح لکھا کرتا تھا کہا کہ جیسا مین چاہتا تھا لکھتا تھا پھر خدا یتعالی نے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا نازل فرمایا یاد رکھنا چاہیے کہ عبداللہ بن ابی سرح قرشی ہجرت کر کے مدینہ کر ہجرت کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا بعد مرتد ہو کر مسلمانونکو قتل کرکے بھاگا فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہان وہ ملے مارا جاے اور وہ عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا عثمان رضی اللہ عنہ اسکو چھپا لائے وہ اسلام لایا مسیلمہ کذاب بن کبیر بن ثمامہ بن حبیب بن حارث بن حنیفہ کہ وہ کاہن اور شعبدہ باز تھا سنہ دس ہجری مین اوسنے یمامہ مین نبوت کا دعوی کیا اور خدا یتعالی کی طرف سے اپنے پر وحی اترنے کا دعوی کیا اپنے لوگون سے کہتا تھا پھر اقسام کے مہمل اور بیہنے باتین سجع بولتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص کو اپنا ایلچی بنا کے بھیجا حضرت نے فرمایا اگر ایلچیون کو مارنیکا قاعدہ ہوتا تو مین تم دونون کی گردن مارتا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مسلمانون کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ امیر بنا کے بنی حنیفہ کے جنگ کیواسطے روانہ کیا مسیلمہ کے ساتھ بنی حنیفہ کے چالیس ہزار آدمی کا لشکر تھا اور یمامہ کے بہت لوگ مرتد ہو کے اسکے ساتھ ملے تھے مسلمانون مین اور کافرون مین جنگ شروع ہوی کفار کو ہزیمت ہوی جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نے مسیلمہ کو قتل کیا بخاری اور مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مسیلمہ کذاب اپنی قوم سے بہت لوگون کے ساتھہ آیا اور کہنے لگا اگر محمد اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد بناوے تو مین تابع ہوتا حضرت اسکے پاس شریف لیگئے اور حضرت کے ساتھہ ثابت بن قیس بن شماس تھے اور حضرت کے ہاتھہ مین خرمے کی چھڑی تھی فرمایا اگر تو یہہ چھڑی مانگیگا تو مین تجھکو یہہ بھی نہ دونگا اور اللہ کا حکم جو تجھہ پر ہے وہ ہرگز نہ ٹلیگا اور تو اوسکے حکم سے روگردانی کریگا تو اللہ تعالی تیرے کو پیٹھے کاٹیگا اور مقرر مین نے جو خواب دیکھا ہے تو یہی ہے اور یہہ ثابت بن قیس میرے جانب سے تجھکو جواب دیگا بعدہ آپ واپس چلے آئے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مین نے جو خواب دیکھا وہ تو ہی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہون نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین سوتا تھا خواب مین دیکھا سونے کے دو کڑے میرے ہاتھہ مین ہین اس سے مجھہ بہت فکر ہوی پھر خواب مین مجھے وحی ہوی کہ انکو پھونکدے پھر مین نے انکو پھونکا وہ دونون اڑ گئے اسکی تعبیر مین نے کی کہ میرے بعد دو جھوٹے نکلینگے ایک منبی ہے دوسرا مسیلمہ قولہ کوکبہ پیٹھے کاٹیگا یعنے قتل کریگا قولہ انھون ثابت بن قیس الخ کیونکہ ثابت انصار کے خطیب تھے اور انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب کہتے تھے وفود آئے تو انکے خطیبون کا جواب دیتے اور کلام مین انپر سبقت لیجاتے قولہ میرے بعد دو جھوٹے نکلینگے آہ امام نووی علیہ الرحمہ نے کہا میرے بعد نکلینگے یہہ جو فرمایا اس سے ظہور شوکت اور اسنے جنگ کرنا مراد ہے ورنہ نبوت کا دعوی دونون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی زمانے مین کیا تھا حافظ عسقلانی نے کہا اسمین نظر ہے کیونکہ اسود عنسی کا ظہور اور اسکی شوکت اور دعوی نبوت صنعاء مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تھا پھر حضرت کے وفات کے قبل مقتول ہوا اور مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی حضرت کی حیات مین کیا لیکن اسکی شوکت اور جنگ ابی بکر کے خلافت مین ہوی اسعود تین اطلاق بعد کا دونون پر بسبیل تغلیب محمول ہے یا بعد سے نبوت کے مراد ہے تو اسود ایک منبی ہے جاننا چاہیے عنسی نون کے سکون سے منسوب عنس کی طرف ہے جو قبیلہ تھا یمن مین اسود اسکا لقب ہے جمہلہ اسکا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر دنون مین نبوت کا دعوی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو دن اگے اسود مقتول ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اسکے قتل کی خبر دی تھی فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے

اسکو قتل کیا معلوم کرنا چاہیے کہ جسنے کہا آیت ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیہ شئی کی مسیلمہ کذاب اسود عنسی کی شان مین اتری وہ کہتا ہی یہہ آیت مدنی ہی مدینہ مین نازل ہوئی یہہ قول بعضے مفسرین کا ہی اور جسنے کہا کہ یہہ آیت مکیہ ہی وہ کہتا ہی یہہ آیت انہین کی شان مین اتری اور یہہ خبر غیبی ہی بعد نزول کے ظہور پائی معلوم کرنا چاہیے کہ علما کہتے ہین جو شخص اللہ پر جھوٹھ باندھتا ہی خواہ اس زمانے مین ہو یا اسکے بعد اس آیت کے حکم مین داخل ہوتا ہی سوا اسکے جسکو خصوص سبب عموم حکم کو مانع نہین اوقال معطوف ہی افتری پر خاص کا عطف عام پر افترا اور کذاب کو عام دعوی نبوت وغیرہ سے لین اگر اسکو دعوی نبوت سے تفسیر کرین تو عطف تفسیری ہوگا شیخ سلیمان جمل نے کہا کہ میرا استاد کہتا ہی اسمین نظر ہی کیونکہ عطف خاص کا ہو یا عطف تفسیری کلمہ او سے معطوف نہوگا احسن یہہ ہی کہ عنوان کے اعتبار سے عطف مغایرت سے ہو اور اوّ مسیلمہ کے جھوٹھ کی تزویج کے واسطے ہوگا یعنے کبھی اوس نے دعوی نبوت کا کیا تو کہا مین نبی ہون اور کبھی دعوی وحی کا کیا تو کہا اللہ نے مجھے وحی بھیجی اگرچہ وحی نا نفس الامر مین نبوت کو چاہیے مفہوم نبوت کو لازم ہوتا ہی اور نبوت وحی آنیکو لازم ہی مثل ما انزل اللہ مفعول ہی اور ما موصولہ ہی گویا تقدیر یہہ ہی سانزل قرانا مثل الذی انزلہ یعنے مین اتارونگا قرآن مانند اسکے جو اللہ نے اتارا یا ما نکرہ موصوفہ ہی یعنے اسکے مثل شئی انزلہ یعنے مانند اس چیز کے جسکو اللہ نے اتارا اگر مثل کو مصدر محذوف کی صفت کہین تو بھی جایز ہی گویا تقدیر یہہ ہی سانزل انزالا مثل ما انزل اللہ اتر کیب ما مصدریہ ہوگا یعنے اتارونگا اتارنا برابر اتارنے اللہ کے وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ اور اگر تو دیکھے اسوقت کہ ظالم موت کی بیہوشی مین ہین یعنے ای محمد ﷺ اگر تو ظالمون کا حال اسوقت انپر موت آتی ہی اگر تو دیکھے تو تعجب کرے معلوم کرنا چاہیے کہ پہلی آیت ومن اظلم ممن افتری پر بسبیل اجمال فایدہ تخویف عظیم کا دیتی تھی اور یہہ آیت اس اجمال کی گویا تفصیل ہے اور ظالمون سے وہ لوگ مراد ہین جو آیتہا سابقہ مین مذکور ہوے غمرات جمع غمرہ کی ہی اصل اسکی غمر الماء سے ہی یعنے پانی اوپر بہا اور اطلاق کیا اسکو شدت پر سختی کے لیئے وضع کیا موت کے غمرات سے موت کی سختی اور اسکی تکلیف مراد ہی لوکا جواب محذوف ہی گویا تقدیر یہہ ہی لرایت شیئا عظیما وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ

اور فرشتے پھیلائے ہوے ہین اپنے ہاتھ یعنے اُن کافرون کے عذاب کرنے کو سزا دینیکو فرشتے ہاتھ دراز کر رکھے ہین یا معنے یہہ ہین اُنکے روح قبض کرنے کو ہاتھ دراز کر رکھے ہین اور جملہ الملئکہ کا فی غمرات کی ضمیر مستتر سے حال واقع ہو یعنے موت کی بیہوشی مین ہین جس حالمین کہ کہولین فرشتے اپنے ہاتھ اَخْرِجُوا اَنْفُسَكُمْ کہ نکالو اپنی جان یہہ جملہ مجاز یقولون سے منصوب ہو اور وہ باسطوا کی ضمیر سے حال واقع ہو یعنے فرشتے ہاتھ کھول رہے ہین یہہ کہتے ہوے کہ اپنی جان نکالو معلوم کرنا چاہیے کہ کسی کو اپنے جسد سے جان نکالنے کی قدرت نہین پھر اس کہنے سے کہ اپنی جان نکالو کیا مراد ہے مفسرین نے اسکے چند وجہ بیان کی ہین پہلی وجہ غمرات موت سے آخرت کی سختی اور عذاب مراد ہے جو کفار کو وہان پہنچیگا معنے یہہ ہین کبھی تو دیکھے ظالمون کو جسوقت آخرت کی سختیون مین ہین اور جہنم مین داخل ہوین اور ملائکہ اُنپر عذاب دینے کے لئے ہاتھ دراز کرین اور کہین کہ اس عذاب سے تم اپنی جان نکالو اگر قدرت رکھتے ہو دوسری وجہ معنے یہہ ہین کہ ملائکہ دنیا مین انکی جان نکالنے کیلئے ہاتھ دراز کر رہے کہتے ہین کہ ان سختیون سے اور آفات سے اپنی جان کو نکالو اور اس سے چھڑاؤ تیسری وجہ یہہ کہنا کہ اپنی جان بدن سے نکالو اس سے مراد یہہ ہے کہ بغیر مہلت دیئے کے جان نکالنے مین درشتی اور سختی کرو چوتھی وجہ یہہ لفظ کنایہ ہے انکی شدت حال سے کہ بلا اور سختی مین یہان تک پہنچے ہین کہ اپنی جان نکالنے کیلئے آپ ہی والی ہوے پانچوین وجہ یہہ کہ یہہ قول امر نہین بلکہ وعید و تقریع ہے جیسا کسیسے کہا اب جا جو ہوتا ہے وہ دیکھیگا مفسرین کہتے ہین مومن کی جان اپنے پروردگار کے ملاقات کیلئے نکلنے کو خوشی کرتی ہے اور کافر کو اسکی روح نکلنا ناخوش اور دشوار ہوتا ہے کیونکہ وہ سخت عذاب مین رہتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی ملاقات کو دوست رکھیگا خدا تعالی اسکی ملاقات کو دوست رکھیگا اور جو شخص اللہ کی ملاقات کو ناپسند رکھے خدا تعالی اسکی ملاقات کو ناپسند رکھیگا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہہ خوشی اور ناخوشی جان نکلتے وقت ہوتی ہے اور کافرونکو جان نکلنے کیوقت فرشتے جبر کرتے ہین اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ

آج تم جزا ہوگے جاؤگے ذلت کے عذاب اسپر کہ کہتے تھے اللہ پر جھوٹھ باتین اور اسکی آیتون سے
تکبر کرتے تھے الیوم سے مراد موت کا وقت ہی یا قیامت کا دن حاصل معنے یہہ ہین کہ یہہ رسوائی کا عذاب
مرتے وقت دوسبب سے ہوگا ایک یہہ کہ اللہ پر جھوٹی باتین کہتے تھے جیسے اللہ کا شریک ٹھہرایا اور
نبوت و وحی کا دعوی اور دوسرا یہہ کہ اللہ تعالی کی آیاتسے تکبر کرتے تھے اسکو غور و تامل سے
نہین دیکھتے اور ایمان نہ لاتے تھے الیوم منصوب ہونا صلہ کا اخرجوا ہے معنے یہہ ہین آج تم نکالو اپنی جان
اسوجہ پر الیوم کو وقف سے پڑھے ہین اور تجزون عذاب الہون سے ابتدا کرین یا الیوم کو تجزون سے
منصوب کہین اسصورت مین علیکم پر وقف ہی اور الیوم سے ابتدا کرتے ہین الہون کے معنے ذلت
اور خواری عذاب کو الہون کی طرف اضافت کرنے مین اشعار اس بات کی طرف ہی کہ عذاب نہایت
خواری کے ساتھہ ہی یہہ اس لئے کہ ہر ایک عذاب مین ذلت نہین کیونکہ کبھی عذاب جزا اور تادیب کے واسطے
ہوتا ہی جیسا باپ بچہ کو مارتا ہی اگر اس اضافت کو مثل اضافت موصوف کے صفت کی طرف لین تو بھی
جایز ہی اس صورت مین اصل اسکا العذاب الہون تھا مبالغہ کیلئے الہون سے موصوف کیا بعد عذاب کو
اسکی طرف مضاف کیا جیسی اضافت بقلۃ الحقا کی ہا کنتم مین ما مصدریہ ہی اور یا متعلق تجزون ہی و کنتم
عن آیاتہ کا عطف اسی کنتم پر ہی کو یا معنے یہہ ہین بسبب کونکم قایلین غیر الحق و کونکم متکبرین یعنے
بسبب تمہارے ناحق کہنے کے اللہ پر اور بسبب تکبر کرنے کے یہہ جزا ملیگی غیر الحق مفعول بہ ہی گویا معنی
یہہ ہین تذکرون غیر الحق یعنے بیان کرتے تھے ناحق باتین یا مصدر محذوف کی صفت ہی گویا التقدیر یون
ہی تقولون القول غیر الحق یعنے کہتے تھے بات جو ناحق ہی یعنے جھوٹھ باتین کہتے تھے تستکبرون کے
معنے بعضے مفسرین یون کرتے ہین لا تصلون نماز نہ پڑھتے تھے اسکے لئے حدیث مین آیا ہے
من سجد عند سجدۃ بنیۃ صادقۃ فقد بری من الکبر یعنے جسنے سجدہ کیا اللہ کے واسطے ایک سجدہ
سچے ارادہ سے تو بیشک تکبر سے پاک ہوگیا اس حدیث کو دیلمی نے اپنی مسند مین ابن عمار رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہی لیکن اسمین بنیۃ صادقۃ مذکور نہین حافظ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع مین
دیلمی سے اس روایت کو استخراج کیا ہی حافظ کی راے پر یہہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ شروع کتاب مین

اور کپڑا کا دیس حدیث کو میں نے دلیل کیطرف منسوب کیا وہ حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ اور مقرر تم آئے ہمارے پاس اکیلے یعنے بے اہل و مال آئے ہو جو مال بچے مال متاع تو کر جا کر سب کو چھوڑ کر تنہا آئے یہہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہو ان کیسان کہتا ہو مراد یہہ ہو جنکی تم پرستش کرتے تھے اور اپنا پشت پناہ سمجھتے تھے انکو چھوڑ کر اکیلے آئے عکرمہ اس آیت کی شان نزول میں کہتا ہو نضر بن الحارث نے کہا لات و عزی ہمکو شفاعت کرینگے اس پر خدا یتعالی نے ولقد جئتمونا فرادی کی تمام آیت نازل کی مفسرین کہتے ہین خدا یتعالی اس آیت مین کفار کے احوال سے قیامت کے دن خبر دیتا ہو کہ کفار حساب اور جزا کے واسطے قبور سے کسطرح اٹھینگے اور انکو کیا کہا جائیگا اور یہہ کہینگے یا ملائکہ ہین بطور حکایت کے خدا یتعالی کہ جانب سے کفار کو کہینگے یا خدا یتعالی انکو کہیگا پہلے قول پر یہہ جملہ معطوف ہو اخرجوا انفسکم پر دوسرے قول پر جملہ مستانفہ ہو منشا اس خلاف کا خدا یتعالی قیامت کے دن کفار سے بات کریگا یا نہین اسمین اختلاف ہونے سے ہی چنانچہ بیان اسکا آیہ ولا یکلمہم اللہ مین گذرا امام رازی نے کہا کہ یہہ قول ملائکہ کا لینا اقوی ہو کیونکہ یہہ آیت ماقبل پر یعنے اخرجوا انفسکم پر معطوف ہو اور عطف تشریک کو موجب ہو ندہ قاضی کہتا ہو اقوی اُس تقدیر پر ہوگا کہ دونون قول پر اسکو اخرجوا انفسکم پر عطف کرین ورنہ مستانفہ لینے مین اَوْلَوِیت کی کچھ وجہ نہین پائی جاتی واللہ اعلم جاننا چاہیے کہ اس آیت مین کفار کو نہایت سرزنش اور توبیخ ہو کیونکہ کفار نے دنیا مین مال مرتبہ پیدا کرنے مین اپنے ہمتون کو صرف کیا ہو اور بتون کی پرستش اور کھیل اور بازی مین اپنی عمر کھوئے قیامت کے دن کسی چیز نے انکو نفع نہین دیا پہلا و متاع جو کچھ دنیا مین پیدا کئے تھے اُس سے اکیلے رہگئے جئتمونا ماضی کا صیغہ ہو اسکے معنے مین دو وجہ ہین پہلی وجہ معنے اسکے مستقبل کئے ہین یعنے تم آؤگے ہمارے پاس قیامت کو ماضی کے صیغے سے لانا تحقق کیواسطے ہو جیسا خدا یتعالی نے اس قول مین فرمایا اتی امر اللہ دوسری وجہ وہ اپنے اصلی معنے پر ہو اور مراد اس سے حکایت حال ہو اس دن کی جبکہ خدا یتعالی کے روبرو انکو یہہ کہا جائیگا اس دن انکا آنا ماضی ہو بہ نسبت اس بات کے کہے جانے کے اس دن فرمایا گیا

اختلاف ہو یا جمع ہو یا نہیں پھر جمع کے قائلین کے نزدیک اسکے مفرد ہونے میں اختلاف ہو ابن عقیدہ کہتے ہیں وہ فردان کی جمع ہو جیسا سکاری اور سکران دوسرے کہتے ہیں فرید کی جمع ہو جیسا کہ رکب اور رکبان فراء نے کہا فرد اور فرید اور فردان کی جمع ہو بعضوں نے کہا وہ اسم جمع ہو کسر سے لیکہ فرد کی جمع فرادی نہیں آئی جنہوں نے اسکو فرد کی جمع کہا اسکے معنے ہیں جمع کا ارادہ کئے اور معنے فرادی کی فرد افرد اہو یعنے ایک ایک یعنے اکیلے آئے فرادی حال واقع ہو جسکو ما کے عامل سے بتاویل متفردین یا وحدانا یعنے تم ہمارے پاس آئے جس حالمیں کہ تنہا ہو کما خلقناکم اول مرۃ جیسا ہمنے پیدا کیا تھا تمکو پہلے بار یعنے برہنہ پا ننگے بدن بے ختنہ تم ہم پاس آئے یعنے دنیا میں پہلے جیسا انکے ماؤں نے جنا تھا سر و پا برہنہ کچھ چیز انکے ہمراہ نتھی ویسا ہمارے پاس آئے ابن ابی حاتم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہو کہ کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جب قیامت ہوگی لوگ پیادہ پا ننگے بدن بے ختنہ حشر کرینگے ابن ابی حاتم اور حاکم عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالی کا یہہ قول پڑھا ولقد جئتمونا فرادی کما خلقناکم اول مرۃ یعنے جیسا ہمنے اول تمکو پیدا کیا ہو ویسا ہی تم ہمارے یہاں حاضر ہونگے تو کہنے لگیں کہ ہائے خرابی مرد اور عورت اسطرح حشر ہونگے کہ سب ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھینگے اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن ہر شخص اپنے اپنے دھیان میں ایسا لگا رہیگا کہ اوسکو اوس سے فرصت نہوگی اور ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھ سکیگا کسی کو کسی سے رغبت نہوگی سعید بن جبیر نے کہا کما خلقناکم اول مرۃ یعنے جیسا پیدا ہوے تھے ویسے ہی حشر ہونگے اسکے معنے یہہ ہیں کہ جیسے سالم اعضا پیدا ہوئے تھے اور پھر کچھ کم ہونگے تو اونکی تکمیل ہوکے حشر ہوگا جو کم ہو گئی ہیں وہ بدن میں بھرتی ہو جائینگے معلوم کرنا چاہیے کہ ننگے بدن حشر کیا جانا معارض ہو ان احادیث کے جنمیں آیا ہو کہ مردے اپنے کفنوں میں اٹھینگے چنانچہ ابو داؤد اور حاکم اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور بیہقی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آن پہنچا نئے کپڑے منگوا کے پہنے پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو فرماتے تھے کہ میت جس کپڑوں میں مرتا ہو اسی میں اٹھیگا

اور ابن ابی الدنیا نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو انہون نے اپنی ماں کے دفن کرنیوالونکو
نئے کپڑون مین کفن دینے کا حکم کیا اور کہا اپنے مردون کو بہتر کفن دو کیونکہ مردے اسمین مبعوث ہونگے
سعید بن منصور نے اپنی سنن مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اپنے مردون کے کفن
بہتر دو کسواسطیکہ وے قیامت کے دن اسمین اٹھینگے پس اس تعارض کو کیونکر دفع کیا جاوے
بیہقی نے کہا دونون قول مین حدیث کے جمع یون کیا جاوے کہ بعضے ننگے حشر کئے جائینگے اور بعضے کپڑے
پہنے ہوے یا سب ننگے حشر کئے جائینگے بعدہ انبیا علیہم السلام کپڑے پہننگے یا جس کپڑے مین وفات
پائی اسی کپڑون مین قبر سے اوٹھینکے بعد حشر کے سرے اُنسے کپڑے جھڑجائینگے ننگے حشر کرینگے اور کہا
کہ بعضے علما نے کہا کہ میت کا اپنے کپڑون مین اٹھنے سے اعمال مین اٹھنا مراد ہی جیسا خدا یتعالی کے
اس قول مین ولباس التقوی ذلک خیر یعنے پرہیزگاری کے کپڑے وہ بہتر ہین کپڑون سے عمل صالح
مراد ہی قرطبی نے کہا وجہ توفیق یون بیان کی کہ بعضے علما نے اس حدیث کو ظاہر پر محمول کیا ہی اکثر علما کے
نزدیک یہہ احادیث شہدا پر محمول ہین کسواسطیکہ شہید کو جس کپڑے مین قتل کئے گئے اسی مین دفن کرینگے
امر ہی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے شہید کے حق مین حدیث سنکے اسکے عموم پر محمول کیا حافظ عسقلانی
فتح الباری مین لکھتا ہی کہ امام غزالی رحمۃ اللہ ابی سعید رضی اللہ عنہ کی ظاہر حدیث کی طرف گئے ہین اور
اسمین زیادہ کیا وان امتی تحشر فی اکفانها وسایر الامم عراة یعنے میری امت حشر کیجاویگی اپنے
کفنون مین باقی امتین ننگے بدن حشر کرینگی حافظ عسقلانی کہتا ہی اس زیادتی کی اصل مین نے کہین
نہ پائی قرطبی نے کہا اگر یہہ زیادتی ثابت ہو تو اسکے شہدا پر محمول کرنا چاہیے تاکہ اخبار باہم متناقض
نہون بندہ عاصی کہتا ہی یون بھی احادیث کو جمع کرسکتے ہین کہ کفار اور گناہگار ننگے بدن حشر کرینگے
صلحا اور اتقیا اپنے کپڑون مین حشر کرینگے اس کو تائید دیتی ہی حدیث صفوان بن امیہ کی جسکو ابن ابی شیبہ
روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخنث نے آکر آگ کا اذن مانگا حضرت نے اسکو
اذن نہ دیا جب وہ بیٹھہ بھرا کر چلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان گناہگار ونسے جو شخص بغیر توبہ کے
مریگا تو عذاب یتعالی قیامت کے دن جیسا دنیا مین تھا مخنث ننگا حشر کریگا لوگون سے ستر نہین کیا جاویگا

جسوقت کہ اٹھے تو گر پڑیگا دیوری نے رسالہ مین حسن بصری سے روایت کی ہو کہ سب لوگ ننگے حشر کرینگے سوائے زاہدون کے واللہ اعلم کما خلقناکم کا جملہ فرادی سے بدل ہو کسواسطیکہ غرض اس سے مذکور افراد مین مشابہت ہونی ہو اور کاف مثل کی معنی مین ہو یا جئتمونا کے فاعل سے حال ہو یہہ وہ شخص کی صفت ہے پر ہو کہ جسنے حال کا تعدد جایز رکھا ہو یا حال ہو فرادی کی ضمیر سے گویا مسنے یہہ مین کہا ابتداء خلقکم یعنے جس حال مین کہ شبیہ ہوا پنی شروع پیدایش کو ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کئے یا نعت ہو مصدر محذوف سے گویا تقدیر یہہ ہو مجیئا مثل مجیئکم یوم خلقناکم اول مرۃ یعنے آنا مانند اس آنے کے جو ہمنے پیدا کیا تھا پہلے بار اول مرۃ اسواسطے کہا کہ انسان دوبار پیدا ہوا پہلے اپنی ماں کے شکم سے دوسرے بعث کیوقت زندہ ہونا اول مرۃ ظرف زمان ہونے سے منسوب ہو اور خلقناکم اسکا عامل ہو وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ اور چھوڑ دیا جو ہمنے اسباب دیا تھا تمکو اپنی پیٹھ کے پیچھے یعنے مال بچے خادم سبا جو ہمنے تمکو دیا تھا اسکو تمنے دنیا مین چھوڑ دیا خولنا صیغہ ماضی ہو باب تفعیل سے تخویل کے معنے دینا عطا کرنا اور ملک گردانا خول خاء معجمہ اور فتح واو سے خدا تعالی جو نعمت دیتا ہو اسکو کہتے ہین خولہ کے معنے نعمت دی مین نے اسکو ترکتم لفظ قد کی تقدیر سے جئتمونا کے فاعل سے حال واقع ہے گویا تقدیر یہہ ہو وقد ترکتم یعنے جس حال مین کہ مقرر تمکو چھوڑ دیا اگر اسکو جملہ مستانفہ مین تو بھی جایز ہو ما خولناکم مین ما موصولہ ہی مفعول ترکتم کا اسکی طرف ضمیر عاید محذوف ہو گویا تقدیر اسکی اخولناکموہ ہے وراء ظہورکم متعلق ہے ترکتم سے مراد اس سے دنیا ہے یعنے دنیا مین چھوڑ دئے ہو وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ اور ہم دیکھتے نہین تمھارے ساتھ سفارش والے جنکو تم بناتے تھے کہ انکا تم مین ساجھا ہی فیکم متعلق ہی شرکاء سے مضاف کی تقدیر سے یعنے فی استحقاق العبادۃ یعنے تمھارے عبادت کے مستحق ہونے مین خدا کا ساجھا ہی یعنے مشرکین گمان کرتے تھے کہ ان بتون کی ہم عبادت نہین کرتے مگر اسلیے کہ قیامت کے دن خدا تعالی کے پاس ہمنے لئے سفارش کرین کسواسطیکہ خدا تعالی کے ساتھ ربوبیت اور استحقاق عبادت مین وہ شریک ہین سبحانہ وتعالی عما یشرکون پھر جب قیامت آئیگی تو خدا تعالی اس نے مشرکین کو توبیخ و توبیخ کریگا لقد تقطع

بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ البتہ توٹ گئے تم آپسمین اور جاتے رہے تم سے جو دعوی تم کرتے تھے یعنے دنیا مین باہم جو ربط و علاقہ تھا وہ توٹ گیا اور تکذیب جو کرتے تھے وہ باطل اور ضایع ہوگئی بینکم کو نافع اور کسائی اور عاصم حفص کی روایت مین نصب سے پڑھے ہین باقی قراء نے رفع سے پڑھا پہلی قرارت پر بینکم ظرف ہو تعلق سکا تقطع سے ہی اور فاعل تقطع کا مضمر ہی جو راجع ہے اتصال کی طرف اگرچہ اتصال کا لفظ اوپر مذکور نہوا اگر شرکا، کا لفظ اسپر دلالت کرتا ہی کسواسطیکہ شرکت سے وصل یعنے تعلق و ارتباط مفہوم ہوتا ہی معنے یہہ ہین ہرا ینہ تحقیق توٹ گیا اتصال یعنے علاقہ اور ربط تمھارے درمیان اگر ظرف کو قایم مقام موصوف کے کرین جو مسند الیہ ہی تو بھی جایز ہی گویا معنے یون ہونگے تقطع امرکم بینکم یعنے توٹ گیا تمھارا کام جو آپسمین تھا بعضون کی قرات لقد تقطع ما بینکم اسی پر محمول ہی یعنے توٹ گئی جو چیز تمھارے آپسمین تھی بعضون نے کہا بینکم فاعل ہی پھر ظرف کو بربنا غالب احوال اپنے نصب پر باقی رکھا یہہ مذہب اخفش کا ہی اس قرات پر بین کا لفظ مصدر ہی ظرف نہین بان بین بینا سے وصل اور فراق دونون معنے مین مستعمل ہوتا ہی جیسا جون کا لفظ سیاہ اور سپید مین مستعمل ہی اور یہان وصل کے معنے مین آیا ہی یعنے تمھارے پیوند اور جمعیت پراگندہ ہوگئی عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے عکرمہ سے روایت کی ہی کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا لوگون نے جمع ہوکر مبارکی دی عمر نے کہا مجھکو عورتون کی حاجت نہین تھی اور مین نے نکاح محض اسلئے کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا فرماتے تھے مقرر جو نسب اور سبب ہی قیامت کے دن توٹ جائیگا مگر میرا سبب اور نسب تو مین اپنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نسب ہونے کو دوست رکھتا ہون

ع ١٢

إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى مقرر اللہ ہی کہ پھوڑ کر نکالتا ہی دانہ اور گٹھلی سدی نے کہا فالق الحبۃ عن السنبلۃ و فالق النواۃ عن النخلۃ یعنے دانہ خوشہ سے اور گٹھلی چرے سے شق کرتا ہی یعنے اس سے نکالتا ہی مجاہد کہتا ہی یفلق الحب النوی من النبات یعنے پھوڑ کر نکالتا ہی دانہ اور تخم نبات سے زجاج کہتا ہی پھاڑتا ہی دانہ خشک اور تخم خشک کو پھر اس سے ہرا پتا نکالتا ہی مجاہد بولا وہ شق ہی جو گیہون اور تخم چرے مین ہی یعنے دانہ کو نبات سے شق کرتا ہی اور اس سے نکالتا ہی اور گٹھلی کو چرے سے شق کرتا ہی

بناہی جیسا انجیر اور بھی ان جنوب کو دیکھو انکے صورت و شکل مختلف ہوتی ہین کیہون کی شکل گویا نصف دایرہ ہی اور جوگی کی شکل گویا دو مخروطی شکلین کھڑی ہوئی ملی ہین مسور کی شکل گویا نصف دایرہ ہے ان مختلف اشکال مین اسرار اور حکمتین ہین جسکو خالق ہی نے جانا کہ انکی ترکیب بجز اس شکل کے جو گئی کامل نہوگی اور بھی خالق نے ہر ایک نوع مین ایک خاصیت اور منفعت رکھی ہی جو دوسرے کے مخالف ہی ایک پھل مین ایک حیوان کی غذا رکھی ہی دوسرے کو زہر پھر باوجود متحد ہونے طبایع اور تاثیر کو اکب کے انکی صفات اور اشکال اور احوال مختلف ہونا دلالت کرتا ہی کہ سوائے پیدا کرنے فاعل مختار حکیم کے یہہ کلام دوسرے کا نہین چھپا یہہ کہ درخت سے ایک پتے کو لیکے دیکھو اسکے بیچ ایک خط مستقیم ہوتا ہی جیسا انسان کے بدن مین نخاع یعنے حرام مغز اسکے داہنے اور بائین طرف بہت سے اعصاب منفصل مین پھر ہر ایک شعبہ سے کئی شعبہ جدا ہین اور اس سے باریک شعبے نکلتے جاتے ہین جو نہایت باریک ہونیکے سبب سے دکھتے نہین ایسا ہی اس پتے سے ایک بڑا خط بیچ مین نکلا ہی اس سے جدے جدے خطوط نکلتے ہین پھر ہر ایک سے کئی خطوط مختلف پہلے خطوط سے زیادہ باریک نکلتے ہین اسی نہج سے خطوط نکلتے جاتے ہین یہانتک کہ دکھتے نہین جب خالق کی عنایت ایک پتے کے پیدا کرنے مین اسطرح ہو تو تمام درختکے پیدا کرنے مین اسکی عنایت اس سے بڑھکے ہی پھر جب اللہ تعالی نے حیوان کی مصلحت کے واسطے ساری سبزیان پیدا کین تو حیوان کی پیدایش مین اسکی عنایت اس سے اکمل ہی پھر تمام حیوانات کے پیدا کرنے سے مقصود انسان ہی تو انسان کے پیدا کرنے مین اسکی عنایت اکمل ہوی تو آدمی کو چاہیے اللہ کی عبادت کرے اور اسکی معرفت اور محبت حاصل کرے انسان کی پیدایش سے مقصود اصلی یہی ہی

سبحان من اوجد الاشیاء بقدرته وابدا عه وخلقه یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ نکالتا ہی مردہ سے زندہ اور نکالنے والا زندہ سے مردہ الحی اور المیت سے یا معنے حقیقی مراد ہین حی وہ شخص ہے جو حیات سے موصوف ہو میت وہ ہی جو صفت حیات سے خالی ہو یا معنے حقیقی اور مجازی دونون مراد ہین حی سے نوکر نیوالی چیز مراد ہی اگرچہ جاندار نہو اور میت سے نہو نکر نیوالی چیز مراد ہی پہلے معنے پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت مین آیا ہی کہ نکالتا ہی

نطفے سے زندہ آدمی اور نکالتا ہی جیتے آدمی سے مردے نطفے کو کلبی اور مقاتل کا یہی قول ہے
کلبی نے کہا نکالتا ہی زندہ آدمی کو مردے نطفے سے اور چوزہ کو انڈے سے اور نکالتا ہی مردے نطفے کو
اور مردے انڈے کو زندہ سے دوسرے معنے پر ابن عباس سے ایک روایت یون ہی کہ کہا مومن کو
کافر سے نکالتا ہی اور کافر کو مومن سے نکالتا ہی تو ایمان کو بمنزلہ زندہ کے اور کفر کو بمنزلہ مردے کے گردانا
حسن بصری کا قول بھی یہی ہی بعضون نے اسکے معنے مین کہا مطیع کو عاصی سے اور عاصی کو مطیع سے
نکالتا ہی سدی نے کہا سبزہ کو دانہ سے نکالتا ہی اور دانہ کو سبزہ سے نکالتا ہی امام رازی نے اسکی
تفسیر مین یہہ بھی وجہ لکھی ہی کہ بعضی چیزین جنکا ضرر یقینی ہی نفع کے سبب ہوتے ہین ایسا ہی جنکا نفع
یقینی ہی مضرت کے سبب بنتے ہین دیکھو اطبا نے ذکر کیا ہی انسان کے مرجانیکے واسطے پانی مین بہت سی
افیون ڈالکر پلاوین پھر وہ موت کے قریب پہنچیگا اسوقت اسکو اندھیری جگہہ مین لیجاکے چھلاوین
اسکو، ہان ایک بڑا سانپ کاٹے تو یہہ کاٹنا افیون کے دفع ضرر کا سبب ہوتا ہی کیونکہ افیون اپنی
قوت برودت سے قتل کرتی ہی اور سانپ کا زہر اپنی قوت حرارت سے تو یہہ کاٹنا ضرر افیون کے دفع کا سبب ہوا
اسی طرح بعضے نفع دار چیزین ضرر کا سبب ہوجاتے ہین یخرج الحی جملہ مستانفہ ہی گویا بیان اور تفسیر ہی جملہ
فالق الحب کی و مخرج المیت فالق پر معطوف ہی بعضے مفسرین کہتے ہین مخرج المیت معطوف ہی یخرج
الحی پر اسصورت مین اسم کا عطف فعل پر صحیح ہی کسواسطیکہ اسم فاعل شبیہ فعل ہونے سے فعل کی تاویل
مین ہوجاتا ہی معلوم کرنا چاہیے کہ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی دوسرے مواقع مین یخرج کا
یخرج پر عطف ہی ان نظایر پر نظر کرتے صنعت بدیعیہ کے جو باب عکس و تبدیل کو مقتضی ہی بیان بھی
مخرج کا عطف یخرج پر ہونا مستحسن تھا پر یخرج الحی من المیت گویا بیان ہی فالق الحب والنوی کا کسواسطیکہ
سوکھے دانہ اور گٹھلی سے ہرا درخت نکلنا زندہ کو مردہ سے نکالنے کے مانند ہی اسی واسطے اس جملہ کو واو
عاطفہ سے نہ لایا بخلاف جملہ مخرج المیت کے صلاحیت بیان ہونیکی نہین رکھتا تھا اسلئے اسکو فالق الحب والنوی
پر عطف کیا جاننا چاہیے کہ سیاق آیت یخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی اسبات کو چاہتا تھا
کہ یخرج الحی مین بھی مثل مخرج المیت بصیغہ اسم فاعل مخرج الحی لایا جاتا مگر حالانکہ ایسا نہ کیا بلکہ حی مین

صیغۂ مضارع یخرج لایا گیا اور میت مین صیغۂ اسم فاعل مخرج لایا گیا اسکی وجہ یہہ ہی کہ اسم ایک حالت باقی رہنے پر دلالت کیا کرتا ہی بخلاف فعل کہ وہ تجدد اور اہتمام شان پر دال ہوا کرتا ہی ہرگاہ کہ مردہ کی نسبت کر زندہ اشراف ہوتا ہی تو زندہ کا مردہ سے پیدا کرنا اور نکالنا بھی اکمل و اولی ٹھہرا لہذا پہلے جملہ یخرج الحی من المیت مین فعل اور دوسرے جملہ مخرج المیت من الحی مین اسم فاعل لایا گیا المیت کو نافع اور حمزہ اور کسای اور عاصم حفص کی روایت مین یا کی تشدید سے پڑھتے ہین باقی قرا تخفیف سے پڑھتے ہین ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ یہہ ہی اللہ پھر کہان پھیرے جاتے ہو یعنے پھاڑ کر نکالنے والا اور زندہ کرنیوالا اور مارنیوالا ان چیزون کا اللہ تعالی ہی پھر تم حق سے کیون پھیرے جاتے ہو اور اللہ سبحانہ کے سوا جو تمام چیزون کا خالق ہے دوسرون کو کیون پوجتے ہو معلوم کرنا چاہیے کہ اس آیت مین مرنے کے بعد اوٹھنے پر دلیل ہے کسواسطیکہ جو نطفے جسد کے نکالنے پر قادر ہو تو البتہ حساب کے واسطے مٹی سے نکالنے پر قدرت رکھتا ہی فَالِقُ الْاِصْبَاحِ پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی کا صباح اصل مین مصدر ہے صبح یصبح اصباحا سے صبح مین داخل ہونیکے معنے سے یہان اصباح نام ہے صبح کا صباح اور صبح بھورا اور اجالا اور پو پھٹنا اخیرات مین جو اجالا ظاہر ہوتا ہی اسکو کہتے ہین لیث اور زجاج نے کہا صبح اور صباح اور اصباح تینون ایک ہی معنے سے ہین وہ اول دن ہی بعضون نے کہا اصباح سورج کی روشنی ہی دن مین اور چاند کی روشنی ہی رات مین یہہ قول ابن عباس سے مروی ہی بعضون نے کہا اصباح فجر کی روشنی کو کہتے ہین یہہ قول مجاہد کا ہی اصباح فتح ہمزہ سے قرات شاذہ ہی اسصورت مین اصباح جمع صبح کی ہوگی معلوم کرنا چاہیے کہ ظاہر آیت دلالت کرتی ہی کہ خدا یتعالی نے صبح کو پھاڑا حالانکہ ایسا نہین کیونکہ اندھیرے کو پھاڑ کے اس سے صبح نکالا اس اشکال کے جواب مین مفسرین چند وجوہ بیان کئے ہین پہلی وجہ یہان ایک مضاف محذوف ہی تقدیر یہہ ہے فالق ظلمۃ الاصباح یعنے چیرنے والا صبح کی تاریکی کا اور صبح کی تاریکی سے صبح کاذب کے بعد جو تاریکی ہوتی ہی وہ مراد ہی جسکے بعد صبح صادق طلوع ہوتی ہی کیونکہ صبح دو ہین ایک وہ ہی جو مستطیل سفیدی بھیڑیے کی دم کے مانند افق غربی مین نکلتی ہی اسکو صبح اول اور صبح کاذب بولتے ہین کسواسطیکہ یہہ سفیدی

رفتہ رفتہ کم ہوتی ہر پھر تاریکی نمود ہوتی ہے بعد اسکے صبح صادق نکلتی ہے دوسری صبح وہ ہے جو عرض روشنی افق شرقی مین نکلتی ہے اسکو صبح ثانی اور صبح صادق کہتے ہین کسواسطیکہ اسکے بعد تاریکی نہین ہے حاصل معنے یہہ ہین چیرنے والا صبح اول کی تاریکی کا صبح ثانی کا نور نکالنے سے جیسا خدا یتعالی تاریکی کو چیز کے اس سے صبح کی روشنی ظاہر کرتا ہے ایسا ہی صبح کی روشنی سے دن کی سفیدی نکالتا ہے تو فالق الاصباح کے معنے فالق الاصباح بیاض النہار مین چیرنے والا صبح کا دن کی روشنی سے تیسری وجہ معنے فالق الاصباح کے چیرنے والا صبح کے عمود کا رات کے اندھیرے یعنے صبح اول کو چیرکے اس اندھیرے کو نکالنے والا چوتھی وجہ جب صبح کی روشنی کا ظہور اس تاریکی کے چیرنے کا سبب تھا اسلئے فلق کو یعنے چیرنے کو جو سبب اس اظہار کا تھا بیان کرکے اس سے مسبب کا ارادہ کیا فالق الاصباح کے معنے یہہ ہین ظاہر کرنیوالا صبح کا پانچوین وجہ فلق کے معنے پیدا کرنے کے ہین یعنے پیدا کرنے والا صبح کا اس قول پر اشکال وارد نہین ہوتا انام رازی لکھتا ہے صانع کے وجود اور علم و قدرت پر یہہ آیت دوسری دلیل ہے اوپر کی آیت مین سبزی اور حیوان سے دلیل لی تھی اس آیت مین احوال فلکیہ سے دلیل لی ہے کسواسطیکہ دانہ اور گٹھلی کو چیرکے سبزہ اور درخت نکالنے سے رات کے اندھیرے سے صبح کی روشنی نکالنا کمال قدرت پر دلیل ہے پھر بھی احوال ارضیہ کے بنسبت احوال فلکیہ پر بڑی دقت کھتا ہے اور امام نے اس حجت کی تقریر مین چند وجہ بیان کی ہین پہلی وجہ صبح دو ہین ایک صبح مستطیل جسکے بعد خالص تاریکی ہوتی ہے دوسری صبح مستطیر یعنے منتشر جو تمام افق مین پھیلتی ہے پھر صبح اول کہ جسکے بعد خالص اندھیری ہوتی ہے اللہ جلشانہ کی قدرت اور حکمت پر اقوی دلایل ہے کسواسطیکہ دو حال سے خالی نہین یہہ نور قرص آفتاب کی تاثیر سے پیدا ہوا ہے یا نہین پہلا امر باطل ہے کسواسطیکہ آفتاب کا مرکز جب ہمارے بلد کے دایرۂ نصف اللیل کو پہنچتا ہے تو جس بلد مین یہہ دایرۂ افق شرقی ہوا ہے وہ رخ دنیا کے مشرق سے طلوع کریگا اور کرۂ زمین کا آدھا حصہ اس جانب پر بھی ہوگا اس صورت مین یہہ روشنی ہمارے بلد کے جانا ربع شرقی مین پیدا ہوکے تمام اجزاے آسمان مین منتشر ہوجانا اور ہر ایک لحظہ اس روشنای کا قوت پکڑتی لازم ہوگا صبح اول کی روشنی سورج کی تاثیر سے ہوتی تو مستطیل خط نہ نکلتا بلکہ تمام افق مین یہہ روشنی

منتشر ہو جاتی معلوم ہوا کہ صبح اول سورج کی تاثیر سے اور اسکے نور کے جنس سے نہین بلکہ ابتدا مین
اللہ تعالی کے پیدا کرنے سے ہی کسواسطیکہ انوار کا وجود ہوا اسکے پیدا کرنیکے نہین اور اندھیریکو اسکی
تقدیر کے سوائے ثبات نہین جیسا ہم اول سورہ مین بیان کر آئے دوسری وجہ یہ ہے سورج اور چاند
اور دوسرے کواکب کو غور سے دیکھا تو یہہ پایا انکی روشنائی کہ انکے مقابل کے جرم پر ہے غیر مقابل جرم پر
انکی روشنائی نہین پڑتی اسپر فلاسفہ اور ریاضین کا اتفاق ہے جب یہہ بات ثابت ہوی تو ہم کہتے ہین
صبح کے طلوع کیوقت آفتاب افق سے مرتفع نہین پھر زمین کے اجزا سے کسی جزو پر آفتاب کا جرم مقابل
نہوگا اسصورت مین فرض آفتاب کی تاثیر سے صبح کی روشنی ممتنع ہوی اور خالق مختار کے پیدا کرنے سے
موجود ہونا واجب ہوا اگر معترض کہے جایز ہے کہ جب سورج زمین کے نیچے ہو تو اسکے مقابل کی ہوا
روشن ہو پھر یہہ ہوا زمین کے اوپر کی ہوا سے مقابل ہو کے اسکو روشن کرے بعدہ یہہ روشنی ایک ہوا سے
دوسری ہوا کے ساتھ ملتی ہوی ہمارے محیط ہوا کو روشن کردے اس وجہ کی ابو علی بن الہیثم نے اپنی کتاب
مین جسکا نام المناظر الکبیر ہے تقریر کی ہے اسکے جواب مین ہم دو طریق سے تقریر کرتے ہین پہلی طریق یہہ ہے
کہ ہوا کا جرم شفاف بے لون ہے جو چیز ایسی ہو تو فی ذاتہ نور اور رنگ قبول نہین کرتی یہہ بات فلاسفہ کی
متفق علیہ ہے اسپر حجت لاتے ہین کہ اگر ہوا کی سطح پر نور ٹھہر جاوے تو بصارت وہین ٹھہر جائیگی اسکے اندر
نفوذ نکریگی جب ایسا ہو تو معلوم ہوا کہ ہوا فی ذاتہ نور اور رنگ قبول نہین کرتی جو چیز ایسی ہو تو نور اس سے
اسکے غیر کیطرف منعکس ہونا ممتنع ہے پھر آفتاب کے مقابل کی ہوا اپنے مقابل کی ہوا کی روشنائی کا سبب ہونا
ممتنع ہوا اگر کہے کہ بخارات اور دخانات کے اجزا کثیفہ ہوا کے ساتھ افق پر ملنے سے صبح کی روشنی
پیدا ہوی تو ہم کہینگے اگر یہی سبب ہو تو جسقدر افق مین بخارات زاید ہون صبح کی روشنی کا قوی ہونا
واجب ہوگا حالانکہ ایسا نہین بلکہ اسکا عکس ہے یعنے انجرہ زاید ہونیسے روشنی کمتر دکھتی ہے پھر یہہ عذر
لانا باطل ہے دوسرا طریق دایرۂ افق ہمارے بلد کا کسی دوسرے بلد کے دایرہ کے نصف النہار ہو صورت
مین واجب ہے کہ ہمارے بلد کا دایرۂ نصف النہار اس بلد کا دایرۂ افق ہوگا جب یہہ ثابت ہوا تو ہم
کہتے ہین آفتاب کا مرکز جسوقت ہمارے دایرہ نصف اللیل مین پہنچکے تجاوز کرے تو آفتاب اس بلد کے لوگون

طلوع کریگا اور وہانکا نصف عالم روشن ہوگا پھر ہمارے بلد کا ربع شرقی اس بلد کے نسبت کر ربع غربی ہی ہمارے بلد کی ربع شرقی کی ہوا جرم آفتاب کے مقابل ہونے سے دوپہر رات کے بعد نہایت روشن ہوا واجب ہوگا جب ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ ہوا فی نفسہ کیفیت نور کو قبول نہیں کرتی تیسری وجہ ان عالم میں نور کا بڑھنا آفتاب کی تاثیر سے ہو کر ہم کہتے ہیں جب اجسام باہم متماثل تھے اور آفتاب کا انسے ایسی خاصیت پیدا کرنا فاعل مختار کے تخلیق کے سوائے نہیں تمام ہوا کلام امام کا وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا اور رات بنائی آرام لینے رات کو آرام گاہ بنایا تا خلایق دنیکی ماندگی سے اسمین آرام پاوین اور قرار پکڑین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمام ذی روح اسمین قرار پکڑتے ہین کسواسطیکہ انسان اپنی جان تعب مین ڈالیگا تو راحت پانے کسی وقت محتاج ہوگا تا حرکت سے سکون لے اور یہہ وقت شب کا ہی قتادہ نے کہا تمام پرندے اور جانور شب مین سکون پکڑتے ہین یہان ایک اشکال ہوتا ہی تقریر اسکی یہہ ہی کہ لوگ جنت مین مزے دار عیش اور خوش زمانہ رہینگے باین ہمہ وہان شب نہوگی اس سے معلوم ہوا کہ مابہ الحیات دن کا وجود زندگی مین ضروریات لذت سے نہین جواب اسکا یہہ ہی کہ ہمارا کلام اس عالم کے ضروریات مصالح سے ہی آخرت کے مصالح سے نہین کیونکہ یہہ عادات وہان باقی نہ رہینگے جسکو اہل کوفہ ماضی محذوف کے صیغہ سے اور اللیل کو نصب سے پڑھتے ہین اس قرات پر سکنا مفعول ثانی ہوگا باقی قرا جاعل اسم فاعل کے صیغہ سے اور اللیل کو کسرہ دیکر اضافت سے پڑھتے ہین وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا اور سورج اور چاند حساب یعنے خدا تعالی نے سورج اور چاند کی حرکت حساب معین سے مقرر کیا کہ جس سے اوقات عبادات اور معاملات کے معلوم ہوتے ہین اور مقدار شب و روز اور ماہ و سال کی پہچانی جاتی ہی پھر سورج کی حرکت ایسے طور پر ہی کہ ہر ایک دورہ سالانہ مین عالم کے مصالح متعلق چار فصول سے پھلون کے پکنے سے اور زراعت کے بونے سے انتظام پاتے ہین اور قمر کے منازل اختلاف پانے اور ہر مہینے مین ہلال کا متجدد ہونے سے قرضون کی مدت اور بیعنا کے سب وقت معلوم ہوتے ہین حسبانا ناصم حاء اور حسبانا کسر حا سے مصدر ہین حسب یفتح حسین گنتی کرنے کے معنے مین ہی بعضے کہتے ہین حسبان جمع حساب کی ہی گنتی اور شمار اور تعداد کے معنے مین قتادہ نے کہا حسبانا روشنی کے معنے مین ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حسبانا سے دن اور مہینے

اور برسون کی شمار مراد ہی کلبی نے کہا شمس و قمر کے حساب مین سے جس سے وہ تجاوز نہین کرتے یہان تک کہ اپنے نہایت منازل کو پہنچین ابو الشیخ نے ربیع سے روایت کی ہی کہ سورج اور چاند حساب مین ہین جب انکے دن گذر چکینگے تو وہ زمانہ کا آخر ہی اور فزع اکبر یعنے قیامت کا اول ہی حسبانا تمیز کیلئے یا مضاف محذوف مقدر ہی گویا تقدیر یہہ ہی جعلہما ذوی حسبان یعنے اللہ نے سورج و چاند کو حساب کی علامت کیا کیونکہ انکے دونون کے دور کرنے اور پھرنے سے دور و سیر سے اوقات کا حساب معلوم ہوتا ہی یا باء محذوف فعل مقدر سے متعلق ہو کر حال واقع ہی گویا تقدیر یہہ ہی یجریان بحسبان یعنے بنا یا سورج و چاند کو دو انخانے پھرنے مین حساب سے معلوم کرنا چاہیے کہ والشمس والقمر کو جمہور قرا نصب سے پڑھتے ہین اس قرات پر اگر جعل کو ماضی کے صیغہ سے پڑھین تو عطف انکا الیل کے لفظ پر ہوگا اگر جاعل اسم فاعل کے صیغہ سے پڑھین تو محلا الیل پر عطف ہوگا یا جعل مقدر سے منصوب ہوگا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ یہہ اندازہ رکھا ہی زور آور خبردار نے ذلک ان چیزون کیطرف اشارہ ہی جو اس آیت مین گذرین کہ جنکو خدا تعالی نے اپنی قدرت اور کمال علم سے پیدا کیا یہی مراد العزیز العلیم سے ہی العزیز اسکی کمال قدرت کیطرف اشارہ ہی اور العلیم کمال علم کیطرف یا ذلک اشارہ ہی سورج اور چاند کو حساب گردہنے کی طرف یعنے حساب مقرری سے انکو پھرانیکا اندازہ زور آور غالب حکم کا ہی جسنے انکو مقہور کیا اور بطور مخصوص پھرایا اور انکی تدبیر مین دانا ہی حاصل یعنے یہہ ہین کہ ان اجرام کو ایسے مخصوص صفات و اشکال سے اندازہ رکھنا اور انکے حرکات کو سرعت و رنگی مین ایک اندازہ پر کرنا بجز ایسی قدرت کاملہ کے جو تمام ممکنات سے متعلق ہو اور ایسے علم کامل کے جو تمام معلومات کلیات و جزئیات مین نافذ ہو ممکن نہین اس سے ظاہر ہوا کہ ان احوال و صفات کا حاصل ہونا طبیعت کا مقتضی اور خصوصیت نہین بلکہ فاعل مختار کے فضل سے ہی وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور اُسی نے بنا دئے تمھارے لئے تارے کہ اُنسے اندھیرون مین جنگل اور دریا کے رستہ پاؤ یعنے ان تارون کو خدا تعالی نے ہی تمھارے واسطے پیدا کیا جب تم راہ بھولو اور حیران ہو تو انسے راہ پاؤ معلوم کرنا چاہیے کہ آیت سابقہ مین سورج اور چاند مین جو نعمت تھی اسکا بیان تھا اس آیت مین کواکب کی نعمت کا بیان ہی پھر اللہ تعالی اس نعمت سے

اپنے بندون پر اس طور سے احسان فرمایا کہ انکے لئے ستارے پیدا کئے تاکہ خشکی اور دریا کے راہون مین جس جگہ سورج اور چاند نہ دیکھے تو انسے اپنے جانے کی راہ پاوین و نیز دن کے وقت آفتاب کی حرکت سے قبلہ پہچان لیتے تھے اور نماز کے اوقات جان لیتے تھے رات کے وقت ستارون سے قبلہ کو پہچان جاتے ہین کہ معلوم کرتے ہین وقت کتنا گذرا ہے و نیز منجملہ منافع کے یہ بھی ہے کہ انسے آسمان کو رونق دی اور شیاطین کی مار اسپر رکھی جیسا فرماتا ہی ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناها رجوما للشیاطین یعنے البتہ ہم نے پہلے آسمان کو چراغون سے یعنے ستارون سے رونق دی اور شیطانون کی پھینک مار انسے رکھی معلوم کرنا چاہئے کہ علم نجوم بقدر ضروری مثلاً نماز کے اوقات اور قبلہ کی جہت پہچاننے اور خشکی اور دریا مین بھولا راستہ معلوم کرنے کے لئے سیکھنا جایز ہونے پر علما اس آیت سے دلیل پکڑتے ہین ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور خطیب نے کتاب النجوم مین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سیکھو ستارون سے جسقدر تم راہ پاؤ جنگل اور دریا مین بعد تم باز رہو اللہ کی قسم بیشک یہہ تارے پیدا نہین ہوے مگر آسمان کی رونق اور شیطان کی پھینک مار کے لئے اور پتے ہین یعنے راہ نہ بھولنے کے پتے ہین اس سے راہ پاتے ہین اور سیکھو نسب سے اسقدر جو اپنے قرابت دار کو وصلہ کرین اور سیکھو اسقدر جو رتین تمہارے لئے حلال ہون اور حرام ہون پھر چپ رہو بخاری نے اپنی صحیح مین قتادہ سے تعلیقا روایت کی ہی کہ ان تارون کو اللہ تعالی نے تین یعنے تین فائدون کے واسطے پیدا کیا آسمان کی زینت اور شیطانون کی پھینک مار اور راہ پانے کی علامت پھر جس نے اس کے سوائے تاویل کی خطا کی اور اپنا حصہ ضایع کیا جسکو نہین جانتا ہے اوس کے لئے رنج اوٹھایا مجاہد کہتے ہین علم نجوم سے اسقدر جو خشکی اور دریا مین راہ پاون سیکھنا اور چاند کے منازل کی تعلیم مضایقہ نہین ابن مردویہ اور خطیب نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیکھو تارون سے جسقدر تم اندھیرون مین دریا اور جنگل کی راہ پاتے ہو کہ پھر تم باز رہو سناوی نے شرح جامع الصغیر مین لکھا ہی کہ عبد الحق نے کہا اس حدیث کی اسناد قابل حجت نہین اور ابن القطان نے کہا اس مین وہ راوی ہے جو مین نہین جانتا لیکن ابن زنجویہ نے اسکو دوسری طریق سے روایت کیا ہے قولہ پھر تم باز آؤ یعنے اس سے زاید سیکھنے سے باز رہو کہ سوا اسکے کہ نجاست کہانت کے طرف لیجاتی ہے کاہن سا ہوجاوے اور ساحر کا فرہے اور کافر آگ مین ہی مناوی نے کہا علی رضی اللہ عنہ نے اسکی ایسی ہی تعلیل

کی ہے ابن مردویہ اور مرہبی اور خطیب نے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تارون مین نظر کرنے سے منع فرمایا علی اور عایشہ اور حسن بن علی رضی اللہ عنہم سے بھی اسیطرح
مرفوع روایت ہے امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے کچھ تھوڑا علم نجوم سیکھا تو کچھ تھوڑا سحر
سیکھا زیادہ کیا جسقدر زیادہ کیا امام نووی نے ریاض الصالحین مین کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے اور
ذہبی نے مہذب مین کہا کہ یہہ حدیث صحیح ہے قولہ زیادہ کیا یعنے جسقدر علم نجوم سے زیادہ کیا تو گناہ زیادہ کیا
جیسا ساحر کا گناہ ہے یا معنے یہہ ہین زیادہ کیا سحر کے سیکھنے کو جسقدر زیادہ کیا نجوم کے سیکھنے کو طبرانی نے کبیر مین اور
ابونعیم حلیہ مین اور ابن صصری نے اپنی امالی مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب میرے اصحاب کا ذکر آوے تو چپ رہو اور جب تارون کا بیان آوے تو چپ رہو
اور جب قدر کا بیان آوے تو چپ رہو مناوی نے شرح جامع الصغیر مین کہا کہ حافظ عراقی نے کہا سند
اسکی ضعیف ہے بیہقی نے کہا اس مین یزید بن ربیعہ ہے وہ ضعیف ہے ابن رجب نے کہا یہہ حدیث متعدد طرق
سے وارد ہے ان سب مین گفتگو ہے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے وہ جو مناوی نے حافظ عراقی سے اس
حدیث کی تضعیف نقل کی اسمین نظر ہے کیونکہ حافظ مذکور نے تخریج احیاء العلوم مین کہا اس حدیث کی سند
حسن ہے اور ابن صصری نے اپنی امالی مین اس حدیث کی تحسین کی ہے اور حافظ سیوطی نے اسکو مسلم رکھا اور یزید
بن ربیعہ کو اکثر ضعیف بولتے ہین ابن عدی کہا لا باس بہ ہے ابوسہر نے کہا وہ فقیہ تھا متہم نہ تھا پر سوء
حفظ اور وہم کا اندیشہ تھا ایک جگہہ مین کہا وہ متروک ہے بخاری نے کہا اسکے حدیثین منکر ہین اس حدیث کو
طبرانی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے اور ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے واللہ اعلم
قولہ جب میرے اصحاب کا ذکر یعنے باہم جنگ اور منازعت جو صحابہ مین واقع ہوئی اوس کا بیان آوے تو اسمین
خوض کرنے اور طعن کرنے سے باز رہو قولہ جب قدر یعنی اللہ کی قضا جو مقدر ہے اس کا بیان آوے ابویعلی
اور ابن مردویہ اور خطیب نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین اپنے
بعد امت پر دو خصلت سے ڈرتا ہون قدر کی تکذیب کرنے سے اور تارون پر یقین لانے سے حافظ سیوطی نے

جامع الصغیر مین اس حدیث پر علامت ضعف لکھی مناوی نے کہا یہہ حدیث حسن لغیرہ ہے یعنے متعدد طرق سے وارد ہی ان سب کے دیکھنے سے حدیث درجہ حسن کو پہنچتی ہے ابن مردویہ نے حسن بصری کی طریق سے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر اللہ تعالی نے اس جزیرہ کو شرک سے پاک کیا جب تک انکو ستارے گمراہ نکرین حافظ سیوطی نے اس حدیث کو تفسیر درمنثور مین اسیطرح ابن مردویہ سے عباس سے روایت کی ہی اور جمع الجوامع مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی اور نسبت تخریج کی ابن خزیمہ اور طبرانی کی طرف کی ہی اور حافظ کے ظاہر صنع اس حدیث کے صالح ہونے پر دلالت کرتی ہے واللہ اعلم معلوم کرنا چاہئے کہ ان احادیث مین علم نجوم سے جو نہی وارد ہی مراد اس سے علم تاثیر ہے یعنے حوادث واقع ہونے مین کواکب کو موثر جاننا جیسے مینہہ برسنا اور برف گرنا اور ہوا کا چلنا اور زمانہ کا تغیر اور اس کے مانند کواکب کے اقتران اور افتراق اور ظہور پھر علم تاثیر مین تعمق کرنا اور اسپر یقین لانا اور اسکی تعلیم ممنوع ہی اور یہہ خاص علم اللہ کا ہے اس کے سوا کوی نہین جانتا جس نے اس کا دعوی کیا وہ فاسق ہو بلکہ اکثر اوقات مین موجب کفر ہوتا ہی یعنے اگر کسی نے کہا کواکب کے جدا ہونے اور ملنے سے اللہ تعالی نے علامت رکھی ہی عادت الٰہی ایسی جاری ہی کہ یہہ کام واقع ہو کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا ہی اس سے گنہگار نہین ہوتا ایسا ہی علم نجوم سے جو زوال آفتاب اور قبلہ کی جہت اور اوقات نماز معلوم ہوتے ہین اگر انکی خبر دی تو گنہگار نہوگا بلکہ یہہ فرض کفایہ ہی باقی رہا ستارون کی چال اور اسکے زمانہ کا حساب جاننے کی ممانعت نہین قرآن شریف اس پر ناطق ہے اور ابن عمر کی روایت اور دوسرے روایات اس کے جواز پر دلالت کرتی ہین حافظ ابن رجب حنبلی نے کہا علم نجوم سے ستارون کی چال کا علم سیکھنے کی اجازت دیگئی انکی تاثیرات کا علم خواہ تھوڑا ہو یا بہت جائز نہین باطل و حرام ہی پھر ستارون کی چال بقدر قبلہ کی جہت اور رستون کا پہچان لینے کے سیکھنا جمہور علما کے نزدیک جایز ہی اس سے زیادہ سیکھنے کی حاجت نہین کیونکہ اس کے سیکھنے مین اہم امور کے سیکھنے سے باز رہنا پڑیگا بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ اس فن کے کتب مین زیادہ تدقیق کرنے سے مسلمانون کے مساجد کے محرابون سے بدظن ہو جاتا ہی جیسا علماء متقدمین اور متاخرین سے اس فن کے واقع ہوا اور اس سے سلف کی نمازین خطا کا اعتقاد کرنیکا سبب ہوتا ہی وہ باطل ہی انتہی ابن حجر ہیثمی نے اپنے فتاوی مین کہا نجوم سے علوم جو تعلق رکھتے ہین یا واجب ہے جیسے قبلہ اور اوقات نماز اور اختلاف اور اتحاد مطالع کا استدلال اسسے کرنا جایز ہے

جیسے چاند کے منازل اور نجمیون کے عرض کا انسے استدلال کرنا حرام ہے جیسے غیب کی چیزین واقع ہونے پر
استدلال پکڑنا انتہی یاد رکھنا چاہیے کہ نجوم کا اصل علم کس سے نکلا اس مین اختلاف ہی امام غزالی نے احیاء العلوم مین
کہا نجوم کا علم اللہ تعالی نے ادریس علیہ السلام کو عطا کیا تھا اب وہ مندرس ہوگیا ابن ابی حاتم اور مرہبی نے فضل علم
مین حمید شامی سے نقل کیا ہی نجوم کا علم آدم علیہ السلام کا ہی خطیب نے کتاب النجوم مین عطا سے روایت کی ہی کہ علی رضی اللہ
عنہ سے کسی نے پوچھا نجوم کی کچھ اصل ہی کہا ہان ایک نبی تھے اونکو یوشع بن نون کہتے ہین انکی قوم نے کہا ہم تم پر
ایمان نہ لائینگے جب تک خلق کی پیدائش اور دنون کے آجال ہمکو نہ بتا دو پھر خدا تعالی نے ابر کو حکم فرمایا اوپر رہا
اور پہاڑ کے پاس شفاف پانی ٹھہرا اور اللہ تعالی نے سورج اور چاند اور تارون کو اس پانی مین چلنے کا حکم فرمایا
اور یوشع بن نون کو وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو لیکر اس پہاڑ پر چڑھے لوگ پہاڑ پر چڑھکے پانی پر کھڑے ہوے پھر سورج
اور چاند اور ستارے اور رات دن کے ساعتون کے چال سے خلق کی پیدائش اور اون کے آجال معلوم کئے ہر ایک
شخص کب مریگا اور کب بیمار ہوگا اور کسکو بچہ ہوگا اور کسکو نہ ہوگا ان باتون کو جاننے لگا اسطور پر کتنی مدت گذری
بعدہ داؤد علیہ السلام نے انسے جنگ کی انہون نے جس شخص کی اجل نہین ہی ایسون کو دیکھ کے جنگ کے واسطے
لائے جنکی اجل ہوی تھی انکو گھر مین چھوڑا پھر داؤد کے لوگ مارے جانے لگے اور اون لوگون مین سے کوی مقتول
نہوتا تہا داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالی سے التجا کی یارب تیری طاعت پر مین جنگ کرتا ہون وے لوگ تیری
نافرمانی پر لڑائی کرتے ہین تو میرے لوگ مقتول ہوتے ہین وے لوگ مقتول نہین ہوتے پھر اللہ تعالی نے انپر وحی
بھیجی خلق کی پیدائش اور اونکے آجال مینے اونکو بتا دئے ہین جنکی اجل نہین ایسون کو وے لائے ہین جنکی
اجل آئی ہی انکو گھر مین چھوڑا ہی اس لئے تیرے لوگ مرتے ہین اور انکا کوئی آدمی نہین مرتا داؤد علیہ السلام نے
کہا یارب کس چیز پر انکو تعلیم دی اللہ تعالی نے فرمایا سورج اور چاند اور ستارے اور رات دن کے ساعتون
کے مجاری اللہ سے دعا مانگی سورج اوپر ٹھہرا اور دن بڑھ گیا اور اس مین رات دن مختلط ہوگئے پہر اس بڑہوتی
کو سمجہہ نسکے انکا حساب غلط ہوگیا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسیواسطے نجوم مین نظر کرنا مکروہ ہوا حافظ سیوطی
نے کہا ہی سند اس روایت کی ضعیف ہی واللہ اعلم جعل لکم جعل خلق کے معنی مین ہے لکم متعلق جعل کا ہی اور لتہتدوا
اس سے بدل اشتمال ہی منصوب ان مضمر کی تقدیر سے ہوگیا معنی یہہ ہین خلق لکم النجوم لاجل ان تہتدوا لکم یعنے پیدا کی تمہارے را

پانے کے لئے تارے اگر جعل کو تصیر کی معنے سے لیکر لتہتدوا کو مفعول ثانی ڈالین تو بھی جائز ہے گویا معنے یون ہین صیر کائنہ لاجلکم یعنے گردانا تارون کو تمہاری راہ پانے کے واسطے جو تمہارے سفرون مین ہونے والے ہین جسوقت کہ تم خشکی اور دریا مین جاؤ فی ظلمات البر والبحر ظلمات کی اضافت البر والبحر کے طرف کرنا ملابست کے واسطے ہی کیونکہ اسلیئے کہ تارون سے راہ پانیکی احتیاج ہوگی سواسے اندھیرا ہونے کے خشکی اور دریا مین یا ظلمات سے شک والے راستے مراد ہین پھر ظلمات انکا نام رکھنا بر سبیل استعارہ ہی قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ تحقیق ہمنے کھول سنائے پتے ان لوگون کو جو جانتے ہین یعنے ہماری توحید اور کمال قدرت کے دلیلین سوچنے اور تامل کرنے والون کو بیان کردین آیات سے یا قرآن کے آیتین مراد ہین جو اللہ کے نعمتون کو یاد دلاتے ہین منجملہ اوس کے یہ نعمت بھی ہی یا آیات کونیہ مراد ہین جو اللہ تعالی کی شئون پر دلالت کرتی ہین آیات کا مفصل بیان علی العموم سب لوگون کے واسطے تھا پر انہین جاننے والون کے ساتھہ اسواسطے تخصیص کی کہ وہی لوگ اس سے نفع پاتے ہین وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ اور اوسی نے تمکو پیدا کیا ایک جان سے یعنے آدم علیہ السلام سے تم سبکو پیدا کیا پھر آدم علیہ السلام ابو البشر ہین تمام لوگون کا مرجع اُن ہی کے طرف ہے یہانتک کہ حوا انکی بائین پسلی سے پیدا ہوی اور عیسی بھی اُن ہی سے پیدا ہین کیونکہ انکی ابتدا خلقت مریم سے ہی اور وہ آدم کی اولاد مین ہے اس سے ثابت ہوا کہ تمام مخلوق آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئی ابن مردویہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدم کو اللہ تعالی کے روبرو کھڑا کیا پھر انکے بائین کندے پر مارا گیا تو انکے صلب سے انکی اولاد نکلی یہانتک کہ زمین کو بھر دیا انشاء کے معنی پیدا کرنا فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ پھر کہین تمکو ٹھہراو ہی اور کہین سپرد رہنا تمستقر کو ابن کثیر اور ابو عمرو قاف کے کسرے سے پڑھتے ہین باقی قراء فتح سے اور مستودع دال کے فتح سے ہی پہلی قرات پر مستقر کی سبکے نزدیک جو اسم فاعل کا صیغہ ہی منکم اسکی خبر مقدر ہوگی اور وہ قار کے معنے مین ہی یعنے ٹھہرنے اور رہنے والا سو قت مستودع اسم مفعول کا صیغہ متعین ہوگا بمعنی سپرد اور امانت رکھا گیا یعنے پہر تمسے ٹھہرنے والا ہی ماں کے رحم مین اور امانت رکھا گیا دوسری قرات پر لکم کو مقدر کرینگے پھر مستقر اور مستودع دونون یا ظرف مکان کے صیغے ہین اسکے معنے فلکم مکان استقرار او مکان استیداع یعنے پھر تمکو ٹھہرنے کی جگہ ہے

اور امانت کی جگہ یا مصدر میمی ہین استقرار اور استیداع کے معنے مین یعنے تمکو ٹھہرنا اور سپرد رہنا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ مستقر اور مستودع کے معنی مین فرق یہہ ہی کہ مستقر ثبات اور ٹھہراو کی طرف اقرب ہی بخلاف مستودع کے کیونکہ اسطلیکہ مستقر مشتق ہی قرار سے ایک چیز ایک جگہ مین رہے اور معرض زوال مین نہو تو اسکو مستقر بولتے ہین اگرچہ آن بہ آن ہر لحظہ معرض استرداد مین رہے تو مستودع ہے اسیواسطے مستقر اور مستودع کی تفسیر مین مفسرین کا اختلاف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو رحم مین ہی وہ مستقر ہے جو مردون اور جانورون کے صلبون مین رکھا گیا ہی وہ مستودع ہی ایک روایت کا لفظ یہہ ہی رحم مین اوندزمین کے اوپر اور اندر جو زندہ ہے اور مردہ ہے وہ مستقر ہے ایک روایت مین یہہ لفظ ہی جو زمین پر ہے وہ مستقر ہے صلب مین جو ہے وہ مستودع ہی اس روایت کو سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور حاکم نے متعدد طرق سے نکالا ہے حاکم نے کہا یہہ حدیث صحیح ہی شیخین کے شرط پر کریب سے مروی ہے کہ جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کو پوچھا تو ابن عباس نے جواب لکھا مستودع صلب ہے اور مستقر رحم ہی بعدہ پڑھا و لکم فی الارحام مانشاء امام رازی نے کہا اس قول کے قوت پر یہہ بھی دلیل ہی کہ نطفہ باپ کے صلب مین تھوڑا رہتا ہے بخلاف جنین کے ماں کے پیٹ مین بہت رہتا ہے پھر جب نطفہ باپ کے صلب سے ماں کے رحم مین زیادہ رہے تو استقرار کو رحم مین رہنے پر حمل کرنا اولی ہوا ابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مستقر باپ کے صلب مین ہے مستودع ماں کی رحم مین ہے کیونکہ اسطلیکہ نطفہ باپ کے صلب مین غیر کے جہت سے نہین بخلاف ماں کے رحم کے غیر کے فعل سے واقع ہوا رحم مین مرد کی جہت سے نطفہ ہونا ودیعت سے مشابہ ہوا کیونکہ اسطلیکہ مستقر و مستودع مقتضی ہے استیداع پر استقرار مقدم ہونیکو پھر جب باپ کے صلب مین نطفہ کا حاصل ہونا ماں کے رحم مین حاصل ہونے سے مقدم ہی تو واجب ہوا کہ مستقر وہ ہو باپ کے صلب مین ہی مستودع وہ ہے جو ماں کے رحم مین ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مستقر رحم مین ہی پیدا ہونے تک اور مستودع قبر مین ہے بعث تک ابن مسعود کی اس روایت کو امام محی السنہ اپنی تفسیر مین لکھا ہی اور اسکو کون استخراج کیا ہے یہہ نہین لکھا فریابی اور سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور طبرانی ابن مسعود سے یون روایت کی ہین کہ مستقر رحم ہی اور مستودع مکان ہی کہ جس مین آدمی مرتا ہے مجاہد نے کہا مستقر زمین پر ہے و دنیا

مین مستودع اللہ کے پاس ہے آخرت مین ابن مسعود سے بھی ایسی ایک روایت آئی ہے حسن بصری اور قتادہ سے منقول ہے کہ مستقر قبر مین ہے مستودع دنیا مین کیونکہ آدمی کی حالت مرنے کے بعد تبدیل نہین پاتی اگر سعید ہے تو سعادت ٹھہرتی ہے اگر شقی ہے تو شقاوت ٹھہرتی ہے بخلاف پہلے موت کے اسکے احوال متبدل ہوتے ہین پھر کافر کبھی مومن ہوتا ہے اور زندیق کبھی صدیق ہوتا ہے یہ احوال زوال اور فنا کو مشرف ہونے سے ودیعت سے مشابہ ہوے بعضون نے کہا قبر مین جو ہے وہ مستودع ہے جنت مین یا آگ مین جو ہے وہ مستقر ہے کسواسطیکہ ان دونون کا مقام خلود اور تابید کو چاہتا ہے اصم نے کہا مستقر وہ ہی جو پیدا ہوا اور دنیا مین داخل ہوا اور قرار پکڑا مستودع وہ ہی جو ہنوز پیدا نہین ہوا قریب پیدا ہونے کے ہے ابی مسلم اصفہانی نے کہا تقدیر کلام کی یون ہے فمنکم مستقر ذکر ومنکم مستودع انثی یعنے پھر تمسے مرد مستقر ہے اور عورت مستودع ہے مستقر کو ذکر سے تعبیر کیا اور مستودع کو انثی سے تعبیر کیا کسواسطیکہ نطفہ مرد کے صلب مین پیدا ہوتا ہی اور دہان ٹھہرتا ہے اور رحم اس نطفہ کے رکھنے مین گویا مستودع سے شبیہ ہوا معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ آیت اللہ تعالی کے وجود پر اور اسکے کمال قدرت اور صنعت پر دلیل ہے اور یاد دلاتی ہے دوسری ایک نعمت پر اللہ کے نعمتون سے یعنے باوجود اس کثرت کے تمکو ایک نفس سے جو آدم علیہ السلام ہین پیدا کیا پھر کہین تمکو ٹھہرانا ہے اور کہین سپرد رہنا ابو الشیخ نے عوف سے روایت کی ہے کہ پہنچا مجکو مقرر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت تک اس امت کے ہر ایک مستقر اور مستودع کی اطلاع مجکو ہوی جیسا آدم کو تمام نام سکھاے

قَدْ فَصَّلْنَا الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ تحقیق ہمنے کھول سنائے پتے اُن قوم کو جو سمجھتے ہین یعنے ہماری توحید کی دلایل اور براہین انکے سمجھ والون کو بیان کین معلوم کرنا چاہیے فقہ سمجھ اور دریافت اور تدقیق نظر اور چالاکی کو کہتے ہین اس آیت مین یفقہون پر ختم کیا کیونکہ ایک جان سے انسان کا پیدا کرنا اور اُن کے احوال مختلف بنانا بڑی لطیف تدبیر اور دقیق صنعت ہے اسکے واسطے تیزی خاطر اور تدقیق نظر کی حاجت ہوتی ہے بخلاف اوپر کی آیت کے کہ جسمین تاروں کے احوال سے استدلال تھا جلا اور ظہور سے حاجت تدقیق نظر کی نہین اس لیے وہان آیت کا ختم یعلمون پر کیا وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً اور اُسی نے اُتارا آسمان سے پانی یعنے اللہ تعالی نے ہی آسمان سے مینہ برسایا

فاخرجنا به نبات کل شیء پھر ہمنے نکالی اس سے یعنے پانی سے اُگنے والی ہر چیز یعنے ہر ایک چیز جو اُگے اور نوکرے اور قسم قسم کی اُگنی والی چیزین اس پانی سے ہم نے اُگائین بعضون نے کہا معنی یہہ ہین ہر ایک چیز انعام اور بہایم اور پرندہ اور وحش اور بنی آدم کی غذا اس مینہہ کے پانی سے نکالی معلوم کرنا چاہیے کہ اس آیت مین بھی اللہ تعالی کے نعمتون سے اور ایک نعمت کی تذکیر اور اُسکی کمال قدرت اور رحمت کی خلق کے اوپر دلیل ہے اور ماقبل کو مناسب ہی کیونکہ خدا یتعالی نے اوپر کی آیت مین مخلوقات پر اُنکی پیدایش سے منت فرمائی تو اس آیت مین اُنکی معاش اور بقا کا سامان جسکی طرف وہ محتاج ہین اوسکو بیان کیا سماء سے بعضے کہتے ہین حقیقۃً آسمان مراد ہے کسواسطیکہ ظاہر یہہ ہے آسمان سے مینہہ برستا ہے بعضے کہتے ہین السماء سے بادل مراد ہے یعنے بادل سے مینہہ اتارا کیونکہ جو چیز بلندی مین ہو عرب کے محاورے مین اسکو سماء کہتے ہین بعضے کہتے ہین بیان مضاف مقدر ہے گویا تقدیر یہہ ہے من جانب السماء یعنے آسمان کی طرف سے معلوم کرنا چاہیے کہ ظاہر آیات اور آثار دلالت کرتے ہین کہ مینہہ آسمان سے ابر مین گرتا ہے اور وہان سے زمین پر پڑتا ہے خدا یتعالی نے فرمایا اور کصیب من السماء اور فرمایا وانزلنا من السماء ماء اور فرمایا وانزل من السماء فسلکہ ینابیع فی الارض اور فرمایا وینزل من السماء من جبال فیھا من برد اور فرمایا وفی السماء رزقکم ابوالشیخ بن حیان نے کتاب العظمت مین روایت کی ہے کہ حسن بصری سے کسی نے پوچھا کہ مینہہ آسمان سے برستا ہے یا ابر سے تو کہا آسمان سے برستا ہی ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے کعب سے روایت کی ہی کہ مینہہ کی چھلنی ابر ہے اگر آسمان سے پانی اترتے وقت ابر نہوتا تو جس چیز پر پڑتا تو اُسکو خراب ہی کر دیتا ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور خرائطی نے مکارم الاخلاق مین خالد بن معدان سے روایت کی ہے کہ مینہہ وہ پانی ہے جو عرش کے نیچے سے نکلتا ہے پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان مین اترتا ہوا دنیا کے آسمان مین ایک جگہ ہے جسکا نام ایرم ہے وہان جمع ہوتا ہے اور سیاہ بادل اگر اوس مین گھس کے پیتے ہین جیسا اسفنج پیتا ہے پھر جس جگہ اللہ تعالی چاہتا ہے اوسکو لیجاتا ہے ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ عکرمہ سے روایت کرتے ہین کہ مینہہ ساتوین آسمان سے اترتا ہے ایک قطرہ اس کا بادل پر اونٹ کے برابر گرتا ہے حکما کہتے ہین کہ بخارات جب زمین کے اندر جمع ہو تو اور چار طرف چڑھنے لگین تو برودت کے سبب سے وہان تکاثف ہوتا ہے

پھر ابر سے پانی کے بوندین گرتی ہین۔ ابو علی جبائی نے کہا ظاہر نص آسمان سے مینہہ اترنے کی مقتضی ہے ظاہر سے تاویل کی طرف عدول کرنے کے لئے دلیل چاہئے یہان آسمان سے مینہہ برسنے کے ممتنع ہونے پر کوئی دلیل قایم نہوئی بلکہ قرآن کے تمام آیات بھی آسمان سے مینہہ اترنے پر ناطق ہین اس صورت مین لفظ کو ظاہر پر محمول کرنا واجب ہے حکما جو کہتے ہین بخارات کا چڑہنا مینہ کا سبب ہے ہم اس کے جواب مین کہینگے عین موسم گرما مین کبھی اولے پڑتے ہین اور نہایت سردی کے وقت بغیر بخارات جمع ہونیکے کبھی مینہہ برستا ہے اور بھی بخارات کے چڑہنے سے اگر مینہہ پیدا ہوتا تو دریا سے ہمیشہ بخارات اوٹھتے رہتے ہین وہان بھی ہمیشہ مینہہ پڑتا رہتا حالانکہ ایسا نہین اس سے معلوم ہوا کہ مینہہ زمین کے بخار سے نہین پڑتا حق بات یہہ ہے کہ اللہ تعالی آسمان سے مینہہ اُتارتا ہے اس معنی سے کہ اللہ جلشانہ آسمان مین ان اجسام کو پیدا کرتا ہے بعدہ ابر مین اتارتا ہے پھر ابر سے زمین پر برستا ہی واللہ اعلم من السماء مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ماء سے یہان مینہہ مراد ہے اور ہر قطرۂ مینہہ کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہی یہہ روایت واحدی نے اپنی تفسیر بسیط مین لکھی ہے ابو الشیخ نے حسن بصری سے یہ بات کی ہے کہ کوئی ایک سال کی بارش دوسرے سال سے زیادہ نہین لیکن خدا تعالی جس جگہہ چاہتا ہی اسکو برساتا ہے اور بارش کے ساتھہ بہت فرشتے اترتے ہین کس جگہہ یہہ مینہہ برسیگا اور کسکو رزق دیا جائیگا اور کسقدر اناج حاصل ہوگا یہہ ہر ایک قطرے کے ساتھہ لکھتے ہین فاخرجنا مین غیبت سے تکلم کی طرف التفات ہی اور اہل بلاغت کے نزدیک یہہ بات فصاحت مین داخل ہی وجہ اسکی کمال عنایت ہی اس نکالنے مین لیعنے ہمنے جو یہہ چیزین نکالین اپنی شان عظمت و قدرت سے نکالی ہین بات سے بہ سببیہ ہی یعنے اس پانی کے سبب سے ہمنے نکالی پھر سبب ایک ہی اور مسببات بہت ہین نبات بمعنی نابت ہی یعنے اُگنے والی اور شئی سے عام معنی مراد ہین اُگنے والی قسم مراد ہے کیونکہ نبات کی اضافت شئی عام کی طرف کچھہ معنی نہین رکھتی معلوم کرنا چاہئے اس جملہ مین ہر ایک اگنے والی چیز کا مجمل بیان تھا اب اسکی تفصیل مین فرماتا ہے فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا پھر ہم نے اوس مین سے نکالا سبزہ منہ کا مرجع نبات ہی بعضے کہتے ہین ماء ہے خضرا اخضر کے معنی مین ہے یعنے سبز اس سے ہر قسم کے کھیت اور ترکاریان مراد ہین۔ امام

لیث نے کہا اللہ تعالیٰ کی کتاب مین خضر سے کھیت مراد ہے کلام عرب مین ہری اُگنے والی چیز کو خضر کہتے ہین۔ امام رازی نے کہا خدا تعالیٰ نے اوپر کی آیت فالق الحب والنوی مین نبات کو دو قسم یعنے دانہ اور گٹھلی مین منحصر کیا دانہ سے جو اُگتا ہے وہ کھیت ہے اور گٹھلی سے جو اُگتا ہے وہ درخت ہے پھر اس آیت مین بھی اس تقسیم کو اعتبار کرکے گٹھلی سے جو اُگتا ہے اسکے بیان مین وسن النخل الخ فرمایا اور دانہ سے جو اُگتا ہے اسکے بیان مین فرمایا فاخرجنا منہ خضرا خضرا سے بھی کھیت مراد ہے جیسا امام لیث سے منقول ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ کی مراد جب سے گیہون اور جَو اور سُلت اور جوار اور چاول ہے اور خضر سے ہری شاخ جو پہلے نکلتی ہے اور اوپر بالی لگتی ہے وہ مراد ہے نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا جس سے ہم نکالتے ہین دانے جڑے ہوے یعنے بالی جس مین ایک دوسرے سے دانے ملے ہوتے ہین اس سبزہ سے نکالتے ہین جیسے گیہون اور جَو اور چاول اور جوار وغیرہ کی بالیان ہوا کرتی ہین معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ مقام ماضی کا صیغہ بیان کرنیکا مقتضی تھا مضارع کے صیغے سے تعبیر کرنا جو صورت قریب ہے اُسکے حاضر کرنے کے واسطے ہے

سلت نوع از جو یا جو ترش"

نُخرِج منہ کا جملہ خضرا کی صفت ہے اسکو مستانفہ لینا بھی جایز ہے منہ کا مرجع خضرا ہی وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ اور کھجور کے گابھے مین سے خوشے جھکے ہوے وسن النخل خبر مقدم ہے من طلعہا اُس سے بدل ہے قنوان مبتدا موخر ہے گویا معنے یہہ ہین حاصلہ من طلع النخل قنوان یعنے خرمے کے گابھون مین سے خوشے جھکے ہوے ہوتے ہین یعنے گران باری سے جھکے ہوے اور قریب زمین کے پہنچے ہوے النخل اسم جنس جمعی ہے خرمے کے درخت کو کہتے ہین استعمال اسکا تذکیر اور تانیث دونون مین ہوتا ہے طلع وشگوفہ ہے درخت خرما کا کہ پہلے ہی نکلتا ہے اور جب اوس کے اوپر کا چھلکا پھٹ جاتا ہے اوسکو عذق یعنے خوشۂ خرما کہتے ہین اور وہی قنوان یعنے خوشہ قنوان جمع قنو کی ہے دانیہ دنو سے ہے یعنے نزدیک ایک دوسرے سے لگے ہوے یا قریبۃ یعنے لینا اول کا سہل ہے کھڑا ہوا اور بیٹھا ہوا شخص اسکو لیتا ہے مجاہد اور قتادہ نے کہا دانیہ کے معنے متدلیۃ یعنے جھکے ہوے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے الدانیۃ المنصوبۃ یعنے اوپر سے

آنے والے ایک روایت مین ہے قنوان دانیہ تتدلل العذوق من الطلع یعنے شگوفہ سے خوشہ لٹکتا
ابن عباس سے اور ایک روایت ہے کہ قنوان دانیہ چھوٹے درخت ہین جسکے خوشے زمین کو لگے ہوئے
زجاج نے کہا اس کلام مین اختصار ہے تقدیر اسکی یہہ ہے ومن النخل ما قنوانہا دانیۃ ومنہا ما ہی بعیدۃ
بعضے درخت کھجور کے ایسے ہوتے ہین جسکے خوشے نزدیک ہوتے ہین بعضے ایسے جسکے خوشے دور ہوتے
ہین یعنے اونچے ایک قسم کے دوسری پر دلالت کرنے کی وجہ سے دونون مین ایک قسم کو بیان کرکے
دوسرے کو حذف کیا جیسا اس قول مین سرابیل تقیکم الحر حرارت سے نگاہ رکھنے کے لباس کو بیان
کیا برودت کے لباس کو چھوڑ دیا بعضون نے وجہ اختصار کی یہہ کہی ہے کہ نزدیک ہونیوالے کو
بیان کیا دور ہونے والے کو حذف کیا کیونکہ قریب مین نعمت اکمل اور بہت ہے اور بھی بعید کی نسبت
قریب کا لینا آسان ہے کیونکہ بعید مین مشقت اور محنت پڑتی ہے وَجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ اور باغ انگور
کے جنات جمہور قرا کے نزدیک مضوب ہے کسرہ تا سے اور نباتا پر معطوف ہے معنے یہہ ہین اور پانی سے
ہمنے نکالی اوگنے والی ہر چیز اور باغ انگور کے اس تقدیر پر ومن النخل من طلعہا قنوان جملہ معترضہ ہے خدا کا
احسان جو بندون پر ہے اسکی تعظیم کے لئے لایا گیا اور مبتدا خبر کی صورت مین بیان کیا کیونکہ
خزاعرب کی بڑی غذا اور تفکہ اور غذائیت دونون اس سے حاصل ہین اگر جنات کا عطف خضر پر کرین تو
بھی جایز ہے وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ اور زیتون اور انار یعنے نکالے ہمنے اس پانی سے زیتون کے اور
انار کے درخت یہہ دونون بھی نباتا پر معطوف ہین مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ آپس مین ملتے اور جدے
یعنے پتے زیتون و انار کے ایک دوسرے سے شبیہ اور پھل جدا جدا قتادہ نے کہا مشتبہ ہین انکے پتے
مختلف ہین انکے پھل کیونکہ زیتون کا پتا انار کے پتے سے شبیہ ہی یہہ حال ہے الزیتون والرمان دونون
سے ملکے بتاویل کل واحد کے یعنے ہر ایک زیتون اور انار سے آپس مین ملتے ہین اور جدے اور جایز ہے
کہ حال فقط الرمان سے ہو بسبب قربت کے اور الزیتون کا حال محذوف لیا جاوے اسوقت تقدیر
یون ہوگی بعضہ متشابہ وبعضہ غیر متشابہ یعنے بعضے انار بعضون سے شکل اور مقدار اور رنگ و ذایقہ
مین ملتے ہین اور جدا ہین ایسا ہی زیتون - یا حال فقط الزیتون سے دلالت جاوے بسبب سابق ہونے کے

اور الرمان کا حال محذوف لیا جاوے گویا تقدیر یوں ہے والزیتون مشتبہا وغیر متشابہ والرمان کذلک یعنے زیتون مقدار اور رنگ اور مزے مین ملتا ہے اور جدا ایسا ہی انار اگر مشتبہا وغیر متشابہ کو اعناب والزیتون والرمان سے حال لین تو بھی جایز ہے تاویل کل نوع کے یعنے ہر ایک نوع میوے سے کبھی رنگ اور شکل مین یکسان ہوتے ہین باوجود مزے اور لذت مین جدا ہونے کے کبھی رنگ اور شکل مین جدا ہوتے ہین مزے اور لذت مین متشابہ رہنے پر کسواسطیکہ نوع انگور مثلا کبھی صورت اور رنگ اور شکل مین متشابہ ہوتے ہین پھر مٹھاس اور کھٹائی مین جدا رہتے ہین کبھی مٹھاس اور کھٹائی مین متشابہ ہوتے ہین رنگ و شکل مین جدا ہوتے ہین متشابہ اور متشابہ دونون کے معنے ایک ہین مانند اور ایک سا اور شبیہ ہونا معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا تعالی نے زراعت کے بیان کے بعد اس آیت مین چار قسم کے درخت بیان کئے کھجور انگور زیتون انار پھر زراعت کو انپر مقدم کیا کسواسطیکہ اناج غذا اور قوت بدن کی تقویت اور بقا کا سبب ہے بخلاف درختون کے پھلون کے کہ وہ میوے ہین غذا میوے پر مقدم ہے اور کھجور کے درخت کو دوسرے میوون پر اس لئے مقدم کیا کہ عرب کے نزدیک کھجور غذا کے قایم مقام ہے اور منافع اور خواص جو اس مین ہین دوسرے درختون مین نہین اور انگور کو کھجور کے بعد بیان کیا اس لئے کہ میوون کے اشرف انواع سے تھا اور فی الجملہ جب منقہ ہو تو اس مین غذائیت ہو اسواسطے ان دونون میوون مین زکاۃ واجب ہوتی ہو اسکے بعد زیتون کو بیان کیا اس لئے کہ اسکے کھانے مین اور استعمال مین برکات اور بہت سے منافع ہین سب کے بعد انار کو بیان کیا کیونکہ وہ میوہ اور دوا ہے جاننا چاہیئے کہ نبات کے کئی قسمین ہین ان سب کے شرح کیجاوے تو کئی دفتر لکھنا پڑینگے اس لئے خدا تعالی نے ان چار اقسام کو جو اشرف انواع نبات سے تھے ذکر کیا اور باقی کے نباتات پر تنبیہ کی انظروا الی ثمرہ اذا اثمر وینعہ دیکھو اسکا پھل جب پھل لاتا ہے اور اوسکا پکنا یعنے جب درخت کا بار ور ہونا شروع ہوتا ہے تو اسکے پھولون کے طرف دیکھو کسطرح ضعیف کسیلا بے نفع پھل نکلا اور اسکے پکنے کے طرف نظر کرو کہ وہی خام نادرست جب پختہ اور رسیدہ ہوا تو کسطرح لذیذ اور نفع دینے والا ہوا حاصل معنے یہ ہین اے لوگو اس خشک کثیف درخت سے ایسے تر و تازہ پھل

کہ کیونکر اس خدا یتعالی نے نکالا اسے استدلال اور عبرت کی نگاہ سے دیکھنا معلوم کرنا چاہئے کہ مقام استدلال وعبرت کا جو تمام آیت سے مقصود ہے یہی جملہ ہے کیونکہ اسطبکہ پھل اور کل جب پہلے لگنا شروع ہوتے ہیں ایک طور پر رہتے ہیں پھر جسوقت تمام اوکمال کو پہنچے تو اول کی حالت پر نہیں رہتے دوسری حالت بدل دیتے ہیں جیسا ہرا رنگ سیاہ یا سرخ ہو جاتا ہے ترش شیریں ہو جاتا ہے بسا وقت اوایل میں طبیعت اوس پھل کی سرد ہوتی ہے پکنے کے بعد گرم طبیعت ہو جاتی ہے ان تبدلات اور تغیرات کا ایک سبب ہونا چاہئے وہ طبایع اور فصول اور ستارے اور افلاک کی تاثیر نہیں ہوتی کیونکہ اسطبکہ سارے احوالات کی نسبت ان تمام اجسام متباینہ کے طرف متساوی اور یکسان ہے مختلف حوادث کے پیدا کرنے سے اسباب نہو سکیں گے اس صورت میں ان حوادث کی اسناد سبب طبایع وغیرہ کی طرف ہونا باطل ہوئی تو قادر مختار کی طرف جو سب مصلحت اور حکمت اور رحمت اس عالم کا مدبر ہے انکی اسناد ہونا واجب ہوئی اِلٰی ثمرہ کو حمزہ اور کسائی اور خلف شاذ مشتقہ اور ضم سیم سے پڑھتے ہیں یعنی قراءتا اور سیم کے فتح سے پڑھتے ہیں دونوں قراءت پر ثمرہ جمع ثمرۃ کی ہے اور مرجع ثمرہ کا نخل ہے جو سابقا مذکور ہوا اور کل واحد کے ساتھ تاویل کرتے ہیں یعنے ہر ایک درخت کے پھلوں کی طرف دیکھو وقت ینع یا کی فتح اور نون کے سکون سے مصدر ہے ینع ینیع اسکے معنے پکنے کا پکنا

اِنَّ فِیْ ذٰلِکُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ مقرر ان چیزوں میں البتہ نشانیاں ہیں ایک جماعت کو جو یقین لاتی ہے یعنے ایمان والوں کو بیشک ان مذکورہ اشیا میں صانع حکیم کی قدرت پر مردے کے زندہ کرنے اور اٹھانے میں واضح دلیلیں ہیں کیونکہ ایک اصل سے مختلف اجناس اور متفاوت انواع کا ایجاد کرنا اور ایک حالت سے دوسری حالت بدلنا سوائے قادر علیم کے جو اسکے تفاصیل جانتا ہے بحسب مصلحت اور مقتضائے حکمت کے انکو وجود میں لاتا ہے کوئی قدرت نہیں رکھتا ذٰلِکُمْ کا اشارہ اللہ فالق الحب کے قول سے یہانتک جو کچھ اشیاء مذکور ہوئیں انکی طرف ہے اگر انظروا الی ثمرہ کی طرف اشارہ لیں تو بھی جایز ہے پر اس تقدیر میں اسم اشارہ میں بجز پائے گئے وہ عناد ایہ کے علو رتبت اور بعد منزلت پر آگاہی کرنے کے واسطے ہیں معلوم کرنا چاہئے کہ مومن کو یہاں بتخصیص بیان کیا

کیونکہ ان دلیلون سے وہی کامیاب ہوسکتے ہین بخلاف کافرون کے کہ وہ ان ادلہ سے نفع نہین پاسکتے بعضون نے کہا القوم یومنون سے اللہ پر ایمان لانا جسنے مطلوب ہے وہ لوگ مراد ہین کسواسطیکہ یہہ امر مومن اور غیر مومن دونون کے واسطے آیات ہین وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ اور ٹھہراتے ہین شریک اللہ کے جن یعنے جن کو اللہ کا شریک کرتے ہین الجن مفعول اول جعلوا کا ہے شرکاء مفعول ثانی ہے اللہ شرکاء سے متعلق ہے اگر شرکاء کو مفعول اول لیکر الجن کو اسکا بدل ڈالین اور اللہ کو مفعول ثانی لین تو بھی جایز ہے یعنے قسم جن کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا جن کو اللہ کا شریک ٹھہرانے سے کیا مراد ہے اس مین مفسرین کا اختلاف ہے حسن بصری کہتے ہین یعنے اسکے یہہ ہین بت پرستی مین جنون کی اطاعت کی یہہ قول بہت سے مفسرین کا ہے زجاج نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اس قول پر آیت کا نزول کفار عرب کی شان مین ہے کبھی کہتے ہین یہہ آیت زنادقہ کی شان مین اتری وہ تمام خلق مین دو معبود کو شریک ٹھہراتے ہین اور کہتے ہین اللہ تعالی نور کا اور آدمیون کا اور جانورون کا اور درندون کا اور ساپنون اور بچھو کا خالق ہے ابلیس تاریکی اور درندے اور سانپون اور بچھو کا خالق ہے اس قول کو ابن الجزری نے ابن السائب سے نقل کیا ہے اور ابن السائب اور امام مازری اسکو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہین امام مازری نے کہا یہہ مذہب مجوس کا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول مین زنادقہ کا لفظ جو آیا اس لئے کہ مجوس کو زنادقہ کا لقب کیا گیا ہے کیسواسطیکہ زرادشت کی کتاب کہ جسکو اس نے اللہ تعالی کے یہان سے اپنے اوپر نازل ہونا بیان کیا زند اسکا نام تھا اور جو اس کے طرف منسوب ہوا تو اسکو زندی بولتے تھے بعد اسکو معرب کرکے زندیق بولنے لگے اور اسکی جمع زنادقہ ہے جاننا چاہئے کہ مجوس کہتے ہین اس عالم مین جو کچھ خیر ہے وہ یزدان سے ہے اور جو کچھ شر ہے وہ اہرمن سے یعنے ابلیس سے ہے پھر ابلیس کے محدث اور قدیم ہونے مین اختلاف کرتے ہین اکثر مجوسی کہتے ہین وہ محدث ہے پھر اوس کے پیدا ہونے کی کیفیت مین عجیب اقوال نقل کرتے ہین بعضے مجوس کہتے ہین وہ قدیم ازلی ہے دونون قول پر سب متفق ہین کہ عالم تدبیر مین اللہ کے ساتھ وہ شریک ہے جو خیر ہے وہ اللہ تعالی سے ہے اور جو شر ہے وہ ابلیس سے ہے یہان ایک اشکال ہوسکتا ہے کہ مجوس ایک شریک ٹھہراتے ہین

وہ ابلیس ہے پھر خدا تعالیٰ نے اسے شریک ٹھہرانے کی حکایت کیونکر فرمائی تو جواب اسکا یوں ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شیاطین جو ابلیس کی جنس سے ہیں اس کے مددگار اور لشکر ہیں ارواح بشریہ میں خبیث وسوسے جو ڈالتے ہیں یہ وہی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے لشکر کے ساتھ جو ملائکہ ہیں وہ ابلیس اور اسکے لشکر کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے اسے جعلوا لہ شرکاء الجن کی حکایت فرمائی تعالی اللہ عن قولہم علوا کبیرا معلوم کرنا چاہئے کہ شرکاء الجن کی تفسیر میں ہمنے دو قول جو بیان کئے امام رازی نے یہ کہا کہ عالم میں دو معبود ٹھہرانے والوں کے قول کی حکایت اس سے مراد لینا حق بات ہے اور پہلا قول بہت ضعیف ہے کیونکہ اسطرح شرک کی طرف بلانے والے کو اللہ کا شریک بولنا نہ حقیقۃً جایز ہے اور نہ مجازاً پھر بھی اگر اس معنی پر آیت کو حمل کریں تو بے فائدہ تکرار لازم ہوگی کیونکہ اسطرح کہ بت پرستوں کا ذکر اس سے پہلے کامل طور پر مذکور ہوا انتہی جندہ عاصی کہتا ہے شرک کی طرف بلانے والے کو شریک بولنا حقیقۃً البتہ جایز نہیں پر جن کا فریب اور دروغ لفاظ بتوں کی پرستش کا سبب ٹھہرا اس لئے مجازاً شریک بولنا ممنوع نہیں اور یہ مجاز عقلی کی قسم سے ہوتا ہے مجاز عقلی وہ ہے کہ فعل یا شبہ فعل کی اسناد اصل میں جسکے طرف تھی اسکی طرف نہ کرکے ایک ملابست کے سبب سے اس کے غیر کی طرف کریں یہاں بھی جعل کی اسناد بتوں کی طرف نہ کی جن کی طرف کی جو سبب اس شرک کا پڑا ہیں جیسا خدا تعالیٰ نے اس قول میں واحلوا قومھم دار البوار قوم کی کفر کا سبب کفار کے ہونے سے احلال کی نسبت کفار کی طرف کی وہ جو کہا کہ اس مراد پر تکرار لازم آتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ آیات سابقہ میں بت پرستوں کا ذکر ہونے سے تکریر کا بیفائدہ ہونا لازم نہیں آتا خدا تعالیٰ کئی جگہوں میں بت پرستوں کی رد بیان کرکے پھر اس کی تکریر کرتا ہے کیا ان سب مواقع میں تکریر بیفائدہ لازم ہو جاویگی اس آیت کو مشرکین کے رد میں ہونا سیاق نظم پر نظر کرنے سے واضح ہوتا ہے کیونکہ آیات سابقہ میں قادر حکیم کے وجود اور اسکی وحدت پر دلالت کرتی تھیں کیونکہ ایک اصل سے مختلف جناس اور متفاوت انواع کا پیدا ہونا اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف نادر طرز پر بدل جانا جس کے فہم میں عقلمند لوگ حیران ہوتے ہیں کوئی سوائے صانع حکیم قادر مختار کے پیدا کرنے کے جو اُنکے تفاصیل جانتا ہے اور ہر چیز پر بہ حسب حکمت اپنے قادر ہے ممکن نہیں پھر کفار کا

اس آیت کو دیکھ کے نفع نہ اوٹھانا اور عقل سلیم جس بات کا تقاضا کرتی ہے اسکے خلاف کرنا اور اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا سمجھ کیں سکے، اور انکی توبیخ کو بعد ان دلایل بیان کرنے کے مناسب ہوا واللہ اعلم بعضے مفسرین کہتے ہین الجن سے ملایکہ مراد ہین کفار عرب نے جنکو شریک ٹھہرایا یعنے ملایکہ کی عبادت کی اور کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیان ہین اس قول پر ملایکہ کو جن نام رکھا کیونکہ جن کی اصل مخفی رہنا ہے اور ملایکہ انکی نگاہ سے پوشیدہ ہین اس لئے انکو جن سے تعبیر کیا وَخَلَقَهُمْ اور بنایا انکو یعنے اللہ نے انکو پیدا کیا خلقھم کے مرجع مین دو قول ہین پہلا قول یہہ کہ الجن ہی ہے یعنے یہہ ہین اللہ نے جن کو پیدا کیا پھر محدث مخلوق اللہ کی شریک کیونکر ہوگی دوسرا قول یہہ کہ مرجع اس کا اللہ کے شریک ٹھہرانے والے ہین یعنے یون ہین اور ٹھہرانے ہین شریک اللہ کے جس نے پیدا کیا انکو یعنے ٹھہرانے والون کو بات نہ تو کوئی چیز پیدا نہین کی وخلقھم محل حال مین واقع ہے یعنے جس حال مین کہ اللہ نے انکو پیدا کیا معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ جملہ گویا دلیل قاطع ہے اس بات پر کہ کوئی مخلوق اللہ کی شریک نہین ہے اور جو کوئی موجودات مین ہے وہ محدث مخلوق ہے اور خدا تعالیٰ تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہی پھر اللہ کا شریک ہونا قطعی ممتنع ہوا وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ اور تراشے ہین اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیان بن سمجھے جنھون نے بیٹے تراشے وہ نصاریٰ اور یہود کی ایک جماعت ہے جس نے بیٹیان تراشین وہ عرب کے مشرک ہین سدی نے کہا عرب نے کہا فرشتے اللہ کے بیٹیان ہین یہود اور نصاریٰ نے کہا مسیح اور عزیر اللہ کے بیٹے ہین اس روایت پر اللہ تعالیٰ نے بنین کو جمع کے صیغہ سے فرمایا اس سے مافوق الواحد مراد ہے کیواسطے اللہ کے دو بیٹے ٹھہرائے یہود نے عزیر اور نصاریٰ نے مسیح کو قتادہ نے اسکے معنے مین کہا جس نے جھوٹھ کہا اللہ پر وہ یہود اور نصاریٰ نے کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اوس کے دوست ہین عرب کے مشرک لات اور عزیٰ کو پوجتے تھے اور انکو اللہ کے بیٹیان کہتے تھے خرقوا مین را کو تخفیف کرکے باب ضرب سے جمہور قرا پڑھتے ہین اہل مدینہ را کی تشدید سے باب تفعیل سے پڑھتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خرقوا کی قرارت حا

جعل اور فا اور تخفیف راسے آئی ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی پڑھا مگر را کی تشدید کے ساتھ تزویر کے معنے مین ہی یعنے جھوٹھ ظاہر کیا ہے اسی واسطے خرق کے معنے جھوٹھ بولنا اور افترا کرنا ہین۔ فراء نے کہا خلق الافک وخرق واختلقہ وافتراہ وافتعلہ وضعہ ایک معنے مین ہین کذب فیہ کے یعنے جھوٹھ بولا زمخشری نے حسن بصری سے نقل کیا کہ قوم کی مجلس مین کسی نے ایک بات جھوٹھ کہی تو اسکو قد خرقہا بولتے ہین یعنے اسبات کو جھوٹھ کہا اور کہا اس لفظ کو خرق الثوب سے مشتق کرنا بھی جایز ہے یعنے قراشا اس کے لئے بیٹھے اور بیٹیان ابن عباس سے خرقوا جعلوا کے معنے سے بھی مروی ہے یعنے ٹھہرایا خرق تشدید را سے جھوٹھ بولنے کے معنے مین مبالغہ اور تکثیر کے واسطے ہے بغیر علم یعنے بن سمجھے جو بولے اسکی حقیقت بے معلوم کئے اور بے دلیل دیکھے افترا کیا کیونکہ جو آلہ کی حقیقت کو معلوم کریگا تو اوس کے واسطے اولاد کا ٹھہرانا محال کہیگا کیونکہ الہ کو واجب الوجود لذاتہ مستقل بنفسہ اور قایم بذاتہ غیر محتاج ہونا چاہئے پھر اُس کے واسطے بچہ ثابت کرنا امکان اور حدوث کا مشعر ہے اور یہہ اسکے حق مین ہوگا جو فنا ہوتا ہے اور اللہ فنا سے منزہ ہی اور بھی ولدیت چاہتی ہی کہ باپ کے اجزاء سے بچہ ایک جزو ہو اور یہہ اوسکے حق مین ہوگا جو مرکب ہو اجزاء اوس سے اجزا کا نکلنا ممکن ہو اور اللہ سبحانہ وتعالی جو واحد اور اپنی ذات مین فرد ہے اوس کے حق مین یہہ بات محال ہی بغیر علم خرقوا کے فاعل سے حال ہے معنے یہہ ہین خرقوا متلبسین بغیر علم یعنے افترا کیا جس حال مین کہ متلبس ہین بے سمجھے اگر اسکو مصدر محذوف کا حال ڈالین تو بھی جایز ہے گویا تقدیر یون ہوگی خرقوا خرقا کائنا بغیر علم یعنے افترا کرتے ہین افترا کرنا ایسا جسکو سمجھے نہین معلوم کرنا چاہئے کہ اللہ تعالی اب اپنی ذات مقدس کو اولاد سے منزہ ہونے کی نسبت فرماتا ہی کہ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ پاک ہے اور بلند ہی اُس سے جو بیان کرتے ہین یعنے ان باتون سے کہ اوسکا کوئی شریک ہو یا فرزند ہو پاک ہی سبحانہ مین اللہ تعالی کی ذات پاک کی تنزیہہ ہے تمام اون باتون سے جو اوس کے لایق نہین تعالی سے مراد بلند اور دور ہے تمام باطل عقیدے اور گندی باتون سے یہہ مراد ہے اس لئے کہ اللہ تعالی کی تنزیہہ ان فاسد باتون سے یہان

مقصود ہے مکان کی بلندی لین تو اس سے کو مفید نہو گی ۔ اگر کوئی کہے سبحانہ اور تعالی مین اس تقدیر پر کچھ فرق باقی نرہیگا تو اسکے جواب مین ہم کہین گے کہ دونون مین فرق ظاہر ہے کیونکہ سبحان سے مراد تنزیہہ کرنا ہے اسی سے اوس چیز کی جو ذات حق کے لایق نہین تعالی سے مراد ان باتون سے بلند متقدس فی ذاتہ ہونا ہے خواہ منزہ کرنے والا اسکو منزہ کرے یا نہ کرے تسبیح مسبحین کے اقوال کے طرف رجوع کرتی ہے اور تعالی صفت ذاتیہ کی طرف اسکے جو لذاتہ اسکو حاصل ہے غیر کے سبب سے رجوع نہین کرتی بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نئی طرح بنانے والا آسمانون اور زمینون کا ۶۹
بدیع خبر ہے مبتدا محذوف کی تقدیر اسکی ہو بدیع یعنے وہ نیا پیدا کرنے والا ابداع کے معنے ایجاد کرنا ایک چیز کا غیر ایک نمونیکے جو اول بنا ہو اور اللہ تعالی نے آسمان و زمین کو نیا ایجاد کیا سابق مین انکے مثل نتھا بدیع یا مبدع کے معنے مین اسم فاعل کے صیغے پر ہے یعنے نیا پیدا کرنے والا یا صفت مشبہ کا صیغہ ہے مضاف اپنے فاعل کی طرف ہوا اصل اسکی بدیع سواتہ تھی یہہ مشتق ہے بدع سے کرم کے باب سے کہتے ہین بدع بداعۃ و بدوعا عجب کوئی چیز نئی طرح اور عجیب شکل پر پیدا ہو یعنے نئی طرح پیدا ہین آسمان و زمین اُسکے اَنّٰى یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ نصاری کے قول کے فساد پر جو مسیح کو اللہ کا بیٹا ٹھہرائے ہین دلیل قاطع ہے تقریر اسکی یون ہے عیسی اللہ تعالی کا لڑکا ہے تمھارا جو یہہ دعوی ہے اس سے کیا مراد لیتے ہو یا تو یہہ کہ اللہ تعالی نے اسکو بن باپ اور بغیر نطفہ کے بر سبیل ابداع کیا یا جیسی عادت مالوف ہے انسان اپنے باپ کا فرزند ہوتا ہے اوسطرح پیدا کیا یا ان دو مفہوم کے سوا تیسرا مفہوم نکالتے ہو یہہ احتمال اخیر تو باطل اور غیر متصور اور عقل کے نزدیک کچھ سمجھا نہین جاتا باقی کے دو احتمال سے پہلے احتمال پر اس کا فرزند ہونا باطل ہے کیواسطیکہ اللہ تعالی نے آسمان و زمین کو نیا بنایا اور یہہ امر نصاری کے نزدیک بھی مسلم ہے چنانچہ عہد عتیق کے کتب مین اس بات کی تصریح کی ہے با این اطلاق ولدیت سے ابراہیم اگر بھر پیدا کرنے سے عیسی کے والدیت ہونا ثابت ہوتا ہے تو آسمان و زمین کو ابداع سے بھی والد ہونا لازم ہوگا اور یہہ بالاتفاق باطل ہے اس سے ثابت ہوا کہ عیسی کی بھر ابداع اسکا والد ہونے کی مقتضی نہین پس بدیع السموات والارض سے یہی مراد ہے دوسرا احتمال باطل ہے اسکے بطلان پر

خدا تعالی نے تین وجہین بیان کین چنانچہ اب پہلی وجہ کی طرف اشارہ فرمایا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ کہان سے ہوا اسکو بیٹا اور نہین اسکی کوئی عورت حاصل اُسکا یہہ ہے فرزند اُسی کو ہوگا جسکو عورت اور شہوت ہو اور جز اس سے جدا ہو اور وہ اس عورت کے شکم مین ٹھہرے اور یہہ حال جسم کا ہی ہوتا ہے جس کے لئے اجتماع اور افتراق اور حرکت اور سکون اور حد اور نہایت اور شہوت اور لذت بلازم ولاحق ہین خالق عالم سے یہہ سب باتین محال ہین آنی تکییف کے معنے مین ہے یعنے کسطرح ہوا یا من این کے معنی مین ہے یعنے کہان سے ہوا یہہ جملہ مستانفہ ہے ماقبل سے متعلق نہین بیان استحالہ ولدیت کے لئے یہہ کلام لایا گیا ہے اگر بدیع السمرات کو مبتدا لین تو اُسوقت یہہ جملہ اس کی خبر واقع ہوگا و لم تکن لہ صاحبۃ جملہ حالیہ ہے ولدیت کی نسبت اللہ کی طرف جو کی ہے اسکے استحالہ کو موکد کرتا ہے کیونکہ اسکی عورت نہونا فرزند نہونے کو مستلزم ہے کیونکہ بغیر ان کے فرزند ہونا بالبداہت مستحیل ہے اگرچہ بے باپ کے فرزند ہونا ممکن ہو دوسری وجہ کے طرف اشارہ فرمایا وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ اور پیدا کی ہر چیز یعنے عورت اور فرزند اسکے مخلوقات ہین کیونکہ جسکو پیدا کرنے والا ہے کوئی اسکا ہمسر نہین پھر اسکا کوئی فرزند ہونا محال ہے حاصل اس وجہ کا یہہ ہے یہہ فرزند یا قدیم ہے یا حادث قدیم ہونا جایز نہین اسواسطیکہ قدیم کو لذاتہ واجب الوجود ہونا واجب ہے اور جو ایسا ہو تو دوسرے سے غنی ہوگا فرزند ہونے مین دوسرے کی حاجت ہوتی ہے تو غیر کا فرزند ہونا ممتنع ہوا پھر اگر وہ فرزند حادث ہے تو مخلوق ہونا واجب ہے اور مخلوق خالق کا ہمسر نہوگا یہانتک کہ اس کا فرزند ہو یہہ جملہ مستانفہ ہے استحالۂ مذکور کے بیان کے واسطے لایا گیا اگر اسکو حال ڈالین استحالۂ مذکور کی تقریر کے واسطے تو بھی جائز ہے ہی معنے یون ہونگے اوسکا لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ اللہ تعالی نے تمام اشیا کو بنایا اور تم جسکو اسکا فرزند نام رکھتے ہو وہ منجملہ ان اشیا کے ہی پھر مخلوق کو خالق کا فرزند ہونا کسطرح متصور ہوگا تیسری وجہ کے طرف اشارہ فرمایا وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے یعنے اللہ تعالی تمام مخلوقات سے واقف ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے پوشیدہ نہین سب پر اسکا علم از لی محیط ہے دوسرا کوئی ایسا نہین اس صورت مین کوئی اوس کا ہمسر و مجانس نہین تو والد اور ولد

ہونا ممتنع ہوا امام رازی نے اس وجہ کی تقریر یون بیان کی کہ جب خدا تعالی تمام معلومات سے واقف ہے تو وہ یا یہہ جانتا ہے کہ ولد بنانے مین اسکا بہت نفع اور کمال ہے یا یہہ جانتا ہے کہ ولد بنانے مین کوئی کمال نہین پہلی صورت مین کوئی وقت ایسا فرض نہین ہو سکتا کہ جس مین اللہ تعالی اس فرزند کو پیدا کرے مگر یہہ کہ اس فرزند کے ایجاد کا سبب قبل ازین حاصل ہونا ضرور ہے جب ایسا ہوا تو اسوقت سے پہلے فرزند کا ہونا واجب ہوا اسوقت مین اس فرزند کا ازلی ہونا واجب ٹھہرے گا اور یہہ محال ہے۔ دوسری صورت مین بیشک ثابت ہوا کہ اللہ اس بات پر واقف ہے کہ فرزند کے کرنے مین اسکے حال کو کمال اور مرتبہ الوہیت مین زیادتی ہوگی جب یہہ بات ہے تو البتہ کسی وقت مین اوسکا حادث کرنا واجب ہوا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ یہہ اللہ ہے رب تمہارا نہین کوئی معبود اسکے سوا پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو بندگی کرو اسکی اور وہی ہر چیز پر کارساز ہے معلوم کرنا چاہیے کہ جب معبود برحق قادر مختار اپنے وجود پر حجت قایم کی اور اپنے ساتھہ شریک ٹھہرانے والون کے قول کا فساد بیان کیا اور انکے مذہبون کی بہت اچھے طور سے تفصیل کی اور دلایل دلیلون سے ہر ایک کا فساد بیان کیا اسکے بعد جنہون نے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیان ثابت کی تھین انکا مذہب بیان کیا اور دلایل قاطعہ سے اسکے قول کا فساد بتلایا تو اس سے ثابت ہوا کہ معبود عالم بیشک فرد واحد بے نیاز ہے شریک اور نظیر سے پاک ہے اور بیٹے اور بیٹیون سے منزہ ہے اب اُس کے نتیجے کو تفریع کرکے فرمایا ذلکم اللہ ربکم ذلکم کا اشارہ موصوف اور اس کے اوصاف مذکورہ کے طرف ہے یعنے جس نے آسمان وزمین کو نئی طرح بغیر نمونے کے بنایا اور ہر چیز پر واقف ہے اور ہر چیز کو پیدا کیا وہی اللہ تمہارا پروردگار ہے یہان ایک اشکال ہے تقریر اسکی یہہ ہے کہ اگر اسم اشارہ مین ان سب صفات کا لحاظ کرین تو خالق کل شیء سے تکرار لازم آیگی کیونکہ مشار الیہ صفات مین خالق کل شیء کہا ہے معنے یون ہونگے الذی خلق کل شیء خالق کل شیء یعنے جس نے پیدا کیا ہر چیز کو وہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا ہے جواب اسکا یہہ ہے اس سے پہلے اللہ تعالی فرزند کی نفی پر استدلال

لایا تھا یہان اللہ کے سوا اور کوئی مستحق عبادت کے نہین اسکو ثابت کرنے کے واسطے بیان کیا
تکرار نہ ہوی یون بھی جواب دیسکتے ہین اوپر کا خلق ماضی کا صیغہ ہے معنے اسکے یہہ ہین پیدا کیا
یعنے زمانہ گذشتہ مین یہان خالق اسم فاعل کے صیغہ سے کہا اسکے معنے یہہ ہین پیدا کرنے والا
اوس چیز کا جو آیندہ ہوگی ذلکم مبتدا ہے اللہ اور ربکم اور لا الٰہ الا ہو اور خالق کل شئ مترادف خبر ین
ہین یعنے اُن صفات سے جو موصوف ہی اللہ ہے پروردگار تمہارا اسکے سوا کسی کی بندگی نہین
ہر چیز کا بنانے والا جو اسکے سوا ہو اگر اللہ کو اسم اشارہ سے بدل دا کر ربکم اسکی صفت لین اور
لا الٰہ الا کو خبر ڈالین اور خالق کل شئ کو ضمیر سے بدل لین تو بھی جایز ہے فاعبدوہ مین فا تعقیب کے
واسطے ہے ماقبل کے مضمون پر ترتب ہے کسواسطیکہ جو ذات ان صفات کاملہ کو جامع ہے یعنے جسمین
یہہ صفات پائے جائین وہی عبادت کے لایق ہے اسکی بندگی کرو اسکے سوا اور کسی کی بندگی نکرو کیونکہ
وہ تمام بندون کے کامون کا صلاح دینے والا ہے وہی انکی دعا سنتا ہی اور انکی زاری اور عاجزی
دیکھتا ہے اور انکی حاجت جانتا ہے وہو علی کل شئ جملہ معطوف ہی جملہ ذلکم الخ پر وکیل یعنے متولی ہے تمام خلق
کے امور کا اس کے طرف تم اپنے امور کو تفویض کرو اسکی بندگی سے مطالب کے نخلنے مین وسیلہ کرو وہی حقیقت
مین ہر چیز کا مالک ہے اور تمہارے اعمال کا پاسبان ہے جو اسپر تمکو جزا دیگا لا تدرکہ الابصار وھو
یدرک الابصار نہین پاسکتین اسکو آنکھین اور وہ پاسکتا ہے آنکھون کو ادراک کے معنے مین جمہور مفسرین
کہتے ہین ایک چیز کی کنہ اور حقیقت کو احاطہ کرنا ابصار جمع بصر کی ہے قوت باصرہ یعنے بینائی کی قوت
کو کہتے ہین کبھی آنکھ پر بھی اس قوت کی جگہہ ہونے سے بصر کا اطلاق آتا ہے آنکھین اللہ جل جلالہ کو
دیکھ سکتی ہین احاطہ نہین کرسکتین جیسے دل اسکی معرفت حاصل کرنے مین احاطہ نہین کرسکتے سعید
بن المسیب نے لا تدرکہ الابصار کی تفسیر مین کہا اسکو احاطہ نہین کرسکتی آنکھین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہا کہ اللہ تعالی کو احاطہ کرنے سے مخلوقات کی آنکھین خیرہ ہین - ابن ابی حاتم اور عقیلی اور
ابن عدی اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تدرکہ الابصار مین فرمایا اگر انسان اور جن اور شیاطین اور فرشتے ابتدا سے

پیدایش سے فنا ہونے تک ایک صف باندھیں تو اللہ تعالی کو احاطہ کر سکیں اس حدیث کو ذہبی نے کہا کہ منکر ہے اور حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا ضعیف ہے سمجھنا چاہئے کہ اس تقدیر پر لا تدرکہ کے معنے دنیا اور آخرت دونوں سے عام ہیں کسی مخلوق کی آنکھ دنیا و آخرت میں اللہ تعالی کو احاطہ نہیں کر سکتی اور آیت میں دلیل ہے کہ اللہ تعالی کی رویت بغیر احاطہ کے جائز ہے معلوم کرنا چاہئے کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے مومنین حقتعالی کو بہشت میں بچشم سر دیکھیں گے اور خدا تعالی کو دیکھنا عقلا محال نہیں تمام بدعتی فرقوں کو اس میں خلاف ہے بے شبہ اور کرامیہ اگرچہ رویت میں ہمارے موافق ہیں مگر جسمیت میں ہمارے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھنے والے خدا تعالی کو جہت و مکان میں دیکھیں گے کیونکہ اللہ تعالی جسم رکھتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا اہل سنت کے نزدیک خدا تعالی رویت جہت و مکان سے منزہ ہے خوارج اور معتزلہ اور بعض مرجیہ مطلقا رویت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں خدا تعالی کی رویت محال ہے کوئی مخلوق اسکو دیکھ نہیں سکتی اہل سنت کی دلیل کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ و سلف صالحین امت ہے خدا تعالی فرماتا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ یعنے کتنے منہ اس دن تازے ہیں اپنے رب کی طرف دیکھتے ہیں وجوہ مبتدا ہے ناضرۃ صفت مجموعہ سے اسکی صفت ہے ناظرۃ ظاہر مجموعہ سے وجوہ کی خبر ہے الی ربہا ناظرۃ سے متعلق ہے اور ناظرۃ مشتق ہے نظر سے دیکھنے کے معنے میں کیونکہ نظر کا تعدیہ جب الی سے ہوتا ہے تو آنکھ سے دیکھنے کے معنے لیتے ہیں اور یومئذ سے قیامت کا دن مراد ہے پس یہ آیت دلیل ہے کہ مومن قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے اور فرمایا کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون یعنے کافر نہیں دیکھیں گے اپنے رب سے اس دن روکے جاویں گے اہم کا مرجع کفار ہیں انکے ساتھ حجاب کی تخصیص کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مومن اللہ عزوجل کی رویت سے محجوب نہ ہوں گے اور روکے نہ جائیں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا محجوبون سے جو کفار کے شان میں وارد ہے ثابت ہوا کہ مومن دولت دیدار سے محجوب نہ ہونگے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا مومنوں کو اگر خدا تعالی کی رویت قیامت کے دن میسر نہ ہوتی تو ہرگز خدا تعالی کفار کے محجوب ہونے پر عیب نہ رکھتا اور خدا تعالی فرماتا ہے للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ یعنے جنہوں نے بھلائی کی انکو ہے بھلائی اور بڑھتی الحسنی سے جمہور ائمہ تفسیر جنت اور زیادۃ سے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار مراد لیتے ہین بزار اور طبرانی نے اوسط مین اور ابو یعلی اور آجری اور بیہقی نے کتاب الرویہ مین اور ابن ابی الدنیا نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس ایک سفید آئینہ ہاتھ مین لیکر آیا اسمین ایک سیاہ نکتہ تھا مین نے اس سے کہا اے جبرئیل یہہ کیا چیز ہے جبرئیل نے جواب دیا یہہ جمعہ ہے پروردگار آپکو بتلاتا ہے کہ تا آپکو آپکی امت پر عید ہو مین نے کہا ہمارے لئے اس دن مین کیا ہے جبرئیل نے کہا تمکو اس مین بھلائی ہے اس مین ایک ساعت ہے جو کوئی اپنے پروردگار سے اس ساعت مین بھلائی چاہیگا اور اسکی قسمت مین ہوتی ہے تو اسکو عطا کرتا ہے اگر قسمت مین نہین ہوتی تو اس سے بہتر مانگنے والے کے واسطے جمع کر رکھتا ہے مین نے کہا یہہ سیاہ نکتہ اسمین کیا ہے بولا یہہ قیامت کا دن ہے جمعہ کے دن قایم ہوگا یہی جمعہ کا دن ہمارے پاس سید الایام ہے ہم اسکو آخرت مین یوم المزید بولینگے مین نے کہا یوم المزید کس لئے بولینگے کہا مقرر جنت مین رب العزت نے ایک بہت وسیع وادی کو مشک سفید سے تیار فرمایا ہے جمعہ کا دن جب ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسمین اپنی کرسی پر علیین سے اتریگا اور نور کے منبرون سے کرسی کو گھیر لینگے انبیا آکر اسپر بیٹھینگے پھر سونے کے کرسیان منبرون کے اطراف لگائینگے اسپر صدیقین اور شہدا آکر بیٹھینگے بعدہ جنت کے لوگ آکر ایک ٹیلے پر بیٹھینگے پھر پروردگار تبارک وتعالیٰ تجلی کریگا لوگ ذات الٰہی کی طرف دیکھینگے اور اللہ تعالیٰ کہیگا مین وہی ہون جسکا مین نے وعدہ کیا اور مین اپنی نعمت پوری کی یہہ میری بزرگی کی جگہہ ہے مجھسے مانگو پس اسکی رضا چاہینگے فرماویگا میری رضا نے تمکو میرے گھر اتارا اور بزرگی دی مجھسے مانگو پھر سوال کرینگے یہان تک کہ انکی آرزو نہایت کو پہنچے پھر اسوقت انکے لئے جمعہ کے دن یعنے جمعہ کی نماز سے فارغ ہونے کی مقدار مین وہ وہ چیزین منکشف ہونگے کہ نہ کسی آنکھ نے اوسکو دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر اوسکا خطرہ گذرا بعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کرسی پر چڑھیگا اسکے ساتھ شہدا اور صدیقین چڑھینگے اور بالاخانیکے لوگ اپنے بالاخانون کے طرف پلٹینگے جو ایک سفید موتی کا ہوگا جسمین نقصان اور عیب نہین یا ایک سرخ یاقوت یا ایک سبز زمرد کا ہوگا جسمین دروازے انکے اوسی سے

ہونگے نہرین انمین بہتے رہینگے میوے لٹکے ہوے انکے عورتین اور خادم اسی مین ہونگے پھر جمعہ کے دن سے زیادہ احتیاج انکو کسی چیز کے طرف نہین اسی بات کے لئے کہ انکی بزرگی اسمین بڑھای جاوے اللہ تبارک وتعالی کا دیدار اسمین زیادہ ہو اسی واسطے جمعہ کے دن کو قیامت مین یوم المزید پولینگے جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے کہا کہ طرق اس حدیث کی روایت کا جید ہے حافظ المنذری نے ترغیب مین کہا طبرانی نے اس حدیث کو دو سندون سے روایت کیا ایک کی سند جید قوی ہے ابو یعلی نے اسکو مختصر روایت کیا اس کے راوی صحیح کے راوی ہین قولہ علیین ایک مکان کا نام ہے ساتوین آسمان پر عرش کے نیچے ہے مقربون کی روح وہان پہنچتی ہے بعضے کہتے ہین وہ جنت کا نام ہے بعضے کہتے ہین وہ مراتب عالی ہین جو جلالت کبریائی سے گھیرے گئے ہین خدائتعالی نے اسکو بلند اور بزرگ گردانا قولہ اللہ تعالی کا کرسی پر اترنا اور چڑھنا متشابہات سے ہے علما سلف اسمین کچھ تاویل نہین کرتے متکلمین مقام کے مناسب اسمین تاویل کرتے ہین اُترنے اور چڑھنے سے اللہ تعالی کی رحمت یا اسکا حکم یا ملایکہ کا مجازاً آنا مراد لیتے ہین قولہ تجلی کریگا تجلی کے معنے ظاہر ہونا اور مانع رویت کو دور کرنا اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ ہر جمعہ کے دن جنتیون کو خدائتعالی کی رویت ہوگی حافظ ابن رجب حنبلی نے کہا دنیا مین جس دن مسلمانون کے واسطے عید ہے اس دن جتنے لوگ خدائتعالی کی زیارت کے واسطے جمع ہونگے اور خدائتعالی اُنپر ظاہر ہوگا اور جمعہ کا دن یوم المزید ہے یہہ حال عوام کا ہے خواص کو انبیا اور رسولون سے ہر روز رویت ہے خدا تعالی کو صبح وشام دیکھتے رہین گے بندۂ عاصی کہتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اوسکی تائید کرتی ہے کہ جسکو ترمذی نے روایت کیا ہے کہ گرامی ترجنتیون کا اللہ کے پاس وہ شخص ہوگا جو خدائتعالی کی ذات مقدس کی طرف صبح وشام دیکھیگا واللہ اعلم بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چودھوین رات مین ہم بیٹھے تھے حضرت نے چاند کو دیکھ کر فرمایا قریب ہے کہ البتہ تم اپنے پروردگار کو ایسا دیکھوگے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اسکے دیکھنے مین اپنا نہ دُکھے جاؤ گے پھر اگر تم طاقت رکھو سبات کی کہ غلبہ سے نکلے جاؤ اور زبون ہو تم اس نماز پر سورج نکلنے اور غروب

ہونے سے پہلے کہتے رہو قولہ جیسا اس چاند کو آہ یہ تشبیہ ہے رویت کی رویت سے یعنے عنقریب
کو تم اسطرح سے بالتحقیق دیکھوگے جیسا بدر کو دیکھتے ہو کہ اس مین شک و شبہہ نہین رہتا مرئی
کی تشبیہ مرئی سے نہین یعنے جیسا یہہ چاند تمھارے مقابل مین ہے جہت و محدود رکھتا ہے
ایسا ہی حق سبحانہ و تعالی کی ذات کو دیکھوگے اسی واسطے بعد اسکے فرمایا اسکے دیکھنے مین
ایذا نہ دیئے جاوگے اور لفظ حدیث کا یہان لاتضامون فی رویتہ ہے تا کے ضم اور میم مضعف
کی تخفیف سے بمعنی ضرر اور ظلم کے ہے یعنے ذات پاک کے دیکھنے مین تمکو ضرر نہ ہوگا اسطرح کہ
بعضے دیکھین اور بعضے نہین یا ظلم نہ کئے جاؤگے یعنے ایک دوسرے کو نہ جھٹلائیگا اور نہ اسکا انکار
کریگا تضامون تا کی فتح اور میم کی تشدید سے بھی جایز ہے بمعنی آپس مین ملنے اور ازدحام کرنے
کے یعنے اللہ تعالی کی رویت مین اس کے کمال ظہور کے سبب سے بھیڑ نہ کرینگے جیسا چودھوین
رات کے چاند دیکھنے مین لوگ ایک پر ایک نہین گرتے قولہ اس نماز پر جو سورج الخ اس نماز سے
فجر اور عصر کی نماز مراد ہے یعنے جب تک نماز فجر اور عصر پر مداومت کر سکتے ہو کیا کرو کیونکہ ان نمازون
پر مواظبت کرنے والا رب العزت کے واسطے زیادہ مستحق اور لایق ہے بخاری نے جریر رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ہی کہ تم اپنے رب
کو آشکارا دیکھوگے۔ امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ کیا قیامت کے دن ہر ایک ہم سے اکیلا اپنے
رب کو دیکھیگا بے زحمت غیر کے فرمایا کہ ہان تنہا دیکھیگا مین نے عرض کیا اس کے مخلوقات
مین اسکی نشانی کیا ہے حضرت نے فرمایا کیا ہر ایک تم مین سے چودھوین رات مین چاند کو تنہا بے مزاحمت
کسی کے نہین دیکھتا مین نے عرض کیا کیون نہین حضرت نے فرمایا پس چاند نہین مگر ایک مخلوق
ہے اللہ کے مخلوقات سے اور اللہ تو بہت بزرگ اور بڑی عظمت والا ہے یعنے وہ بطریق
اولی دیکھا جاویگا بے مزاحمت کے دیکھے گا حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے بخاری اور مسلم اور دارقطنی
رویت مین اور حاکم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ لوگون نے کہا

یہ سوال کیا کہ یا نبی اللہ کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہاں دیکھو گے سورج کے دیکھنے میں کوئی حائل ہے اور ابر ہوں میں ہو تو کیا تم کو سورج کے دیکھنے میں تردد ہوگا
صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا قیامت کے دن اللہ عزوجل کو دیکھنے
میں تم کو تردد نہ ہوگا کہ جب منادی ایک کہنے والا یہ کہے کہ جس نے جس کی عبادت کی ہو وہ اس کے
پیچھے جائے تو کوئی سورج کے پیچھے جائے گا کوئی چاند کے پیچھے جائے گا کوئی طاغوت کے پیچھے جائے گا
باقی رہے گی یہ امت اس میں منافق بھی ہوں گے حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس
آئے گا اور ایسی صورت میں جو اللہ کو پہچانتا ہوگا اللہ اس کو پہچان لے گا پھر اللہ تعالیٰ ان کے
سامنے ظاہر ہوگا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں تم میرے بندے ہو تم میرے ساتھ چلو
اور اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے پل صراط پر لے جائے گا اور اس پل پر سے گزرنے والے بجلی کی طرح
اور ہوا کی طرح اور گھوڑے کی طرح اور اونٹ کی طرح گزریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو دیکھتا ہوگا
اور ان کے اعمال کے موافق ان کو نور ملے گا کسی کا نور پہاڑ کے برابر ہوگا کسی کا نور کھجور کے
درخت کے برابر ہوگا کسی کا نور اس سے کم ہوگا یہاں تک کہ ایک شخص کا نور اس کے انگوٹھے پر
ہوگا کبھی روشن ہوگا کبھی بجھ جائے گا جب روشن ہوگا تو آگے بڑھے گا اور جب بجھ جائے گا تو
کھڑا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا اے میرے رب میرا نور بجھ گیا اللہ تعالیٰ اس کے
لئے دعا قبول فرمائے گا اور اس کا نور روشن کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو پل صراط پر سے
گزار دے گا اور جنت کے دروازے پر پہنچا دے گا اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی اللہ تعالیٰ
ان کو دیکھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے کلام فرمائے گا اور وہ
اللہ تعالیٰ سے کلام کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل فرمائے گا اور جنت میں ان کو
جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا اور جنت میں ان کو جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ ان کو
عطا فرمائے گا اور جنت میں ان کو جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا اور جنت میں
ان کو جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا اور جنت میں ان کو جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ
ان کو عطا فرمائے گا اور جنت میں ان کو جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا
اور جنت میں ان کو جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا اور جنت میں ان کو جو کچھ
ملے گا اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمائے گا اور جنت میں ان کو جو کچھ ملے گا اللہ تعالیٰ ان کو

جب وہ اپنی بگڑ ٹھہرا تو آگے جلکر دیکھا موسیٰ علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کی رویت طلب کرنا جواز رویت
پر دلیل صریح ہے کیونکہ یہ رویت اگر ممتنع ہوتی تو موسیٰ جیسا نبی درخواست نہ کرتا اور خدا تعالیٰ سے
ناممکن آیت میں اپنی رویت کو پہاڑ کے ٹھہرنے پر معلق کیا اور پہاڑ کا ٹھہرنا جائز ہے اور معلق جائز کا جائز
معلوم کرنا چاہیے کہ منکرین رویت کو شبہے اور تاویلات ہیں انوی شبہ عقلیات سے یہ ہے کہ رویت مشروط
ہے اس بات کے مرئی مکان اور جہت میں ہو اور مقابل رائی کے ہو اور دونوں کے درمیان ایک مسافت
ہو جو غایت قرب اور بعد میں نہ ہو اور آنکھ کی شعاع مرئی سے متصل ہو یعنے مرئی اور باصرہ کے درمیان
کوئی حائل نہ ہو تاکہ خلط شعاع باصرہ کے مرئی سے متصل ہو کر باصرہ کے طرف عود کریں یہ سب چیزیں
باری تعالیٰ کے حق میں محال ہیں تو معلوم ہوا کہ رویت محال ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ سب امور امور
ہیں رویت کے واسطے شرط ہونے سے اللہ سبحانہ کی رویت کے واسطے شرط ہونا لازم نہیں کما ہو مقرر
یہ شرطیں عادت کے باس عادی اسباب ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے آنکھ میں ایک قوت پیدا ہو جاوے
جس سے غیر مرئی کے اسکی ذات کو دیکھے بھی نہیں پھر بھی قیام غائب کا شاہد پر لازم ہے کسی آیت
آیت غائب کی رویت اور سماع شاہد کی اور ان دونوں کے لوازم اور شروط مختلف ہونے سے غائب کی
رویت بالجملہ ان سب امور کے ہوتا غائب کے بدون اسکے ہوا جانا نہ ہوئی شبہات نقلی اسکے تین ہیں
پہلا شبہہ اللہ تعالیٰ کے لا یدرکہ الابصار سے اور استدلال اس سے دو وجہ سے کرتے ہیں پہلی وجہ ادراک بصر بمعنی
رویت ہے کیونکہ ادراک بصر بمعنی رویت پایا اسکو حس سے اپنی آنکھ سے اور رویت بصری کے معنی ہیں
اسکو اپنی آنکھ سے دیکھا اس میں کچھ فرق نہیں اور جس صیغہ جمع پر الف لام ہو اور وہاں عہد ذہنی و
خارجی اور جنسیت کا قرینہ نہ ہو تو وہ جمع بالاتفاق عموم و استغراق کے واسطے ہوتی ہے معنی آیہ میں
ہیں جو کہ ہر کسی ادراک کرے کوئی آنکھ پس اگر جنت میں مومنین کے دیکھنے کا قبول کریں تو کذب اسکے کلام میں
لازم آئیگا اور یہ محال ہے دوسری وجہ آنکھ سے اللہ تعالیٰ کا ادراک نکالنا جانا قدح کے مقام میں داخل ہے
پھر اس کی تفصیل جو آگے سے ادراک کیا جاتا ہے نقصان ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں محال ہے اس سے
ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کو دیکھنا محال ہے۔ جواب اس پہلی وجہ کا چند طور سے دیا جاتا ہے پہلا جواب ادراک

بصر اور رویت دونوں کا ایک معنے مین ہونا ہم تسلیم نہین کرتے بلکہ ادراک بالبصر جزئی کی رویت ہے جو تمام جوانب و حدود کو بطور احاطہ دیکھنے کے خلاف رویت کے کہ وہ اعم ہے خواہ بطور احاطہ دیکھے یا بغیر احاطہ کے دیکھے کسواسطیکہ ادراک کی اصل معنے پانا اور پہنچنا ہین بکتے ہین ادرکت فلانا جب اسکو پایا اور لاحق ہوا اسی واسطے رایت القمر و ما ادرکہ بصری لاحاطۃ العین پر لفاصح ہے یعنے مین نے دیکھا چاند کو اور میری آنکھ نے اسکو بادل کے گھیر لینے سے نہ پایا پھر ادراک کی نفی سے رویت کی نفی لازم نہین آتی اس صورت مین یہہ کہنا حقتعالی دیکھے جائیگا ادراک نہ کیا جائیگا صحیح ہوا دوسرا جواب الف لام الابصار مین عموم استغراق کے واسطے ہر ہم تسلم نہین رکھتے عہد خارجی کے واسطے ہونا کیون نہ جائیگا اور مقصود اس سے ابصار کفار کی نفی رویت ہو اگر لام استغراق کے واسطے ہونیکو ہم تسلیم کرین تو کہین گے نفی اسپر داخل ہونے سے عموم کے سلب کو مفید ہوگا کیونکہ تدرکہ الابصار ایجاب کلی تھا رفع اسکا سلب جزئی ہے پھر اسکو ایجاب جزئی یعنے بعضی آنکھون کا دیکھنا لازم آئیگا تسہیر عموم نفی کو اشخاص کے تنظر کرتے مسلم رکھین تو تمام احوال اور اوقات کے دیکھتے عموم ہونیکو ہم مسلم نہین رکھتے کسواسطیکہ یہہ سبب بعضے اوقات سے مخصوص ہونا جایز ہے وہ نفی رویت ہے دنیا مین سو خدا تعالی کو کوئی دنیا مین نہین دیکھ سکتا تیسرا جواب جمع معرف باللام جیسا استغراق واسطے ہوتا ہے ویسا عہود سابق واسطے بھی ہوتا ہے جب ایسا ہو تو لاتدرکہ الابصار مفید اس بات کو ہوتا ہے آنکھین جو دنیا مین معہود ہین حقتعالی کو نہین دیکھتے ہم بھی اسی موجب کہتے ہین کسواسطیکہ یے آنکھین اور حد تک جب تک اس صفات پر جو دنیا مین ہین باقی رہین تو اللہ تعالی کو نہ دیکھینگے اور جسوقت اسکے صفات اور احوال تغیر اور تبدیل پاوین تو اسوقت اللہ تعالی کو دیکھینگے چوتھا جواب امام رازی نے کہا اللہ تعالی کو آنکھ سے نہ دیکھنا اگر تسلم رکھا جاوے مگر چھپا جاسکے ان حواس خمسہ کے معاف ہے اس سے دیکھنا کیونکر جایز ہوگا جیسا ضرار بن عمرو کوئی کہتا ہے ان تقدیر پر آیت سے تم حجت گرد انا کچھ فائدہ نہین دیتا جواب دوسری وجہ کا یہہ ہے کہ آیت کا مقام تدح مین واقع ہوا تمھارے مطلوب پر دلیل نہین بلکہ وہ ہمارے مطلوب پر دلیل ہے جو کہ ہمنے اوپر لکھا ہے اگر رویت ممتنع ہوتی تو مدح اس مین حاصل نہوتا اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالی کی رویت جایز ہے اور مومنین کو قیامت

کے دن جناب کبریا کا مشاہدہ کرنا بالیقین واجب ہے دوسرا شبہہ موسی علیہ السلام نے رویت کا جب سوال کیا تو خدا تعالی نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا لن ترانی یعنے تو مجھکو ہرگز ہرگز نہین دیکھیگا اور کلمہ لن نفی تابید مستقبل کے واسطے ہے یہہ قول منصوص ثبات کی طرف ہوا کہ موسی علیہ السلام جنت مین خدا تعالی کو نہ دیکھینگے جب موسی نہ دیکھینگے تو بالاجماع کوئی نہ دیکھیگا جواب اسکا یہہ ہے کہ لن کا تابید کے واسطے ہونا ائمہ لغت سے ثابت نہین ہوا اگر ہم اسکو مان لین تو کہتے ہین کہ رویت کی نفی دنیا مین ہی ہے جیسا اس قول مین خدا تعالی فرماتا ہے ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم اور یہہ آرزو کبھی نہ کرینگے جسواسطے آگے بھیج چکے ہین ہاتھ اونکے حالانکہ عذاب سے خلاصی پانے کے واسطے آخرت مین موت کی آرزو کرنا ثابت ہی تیسرا شبہہ خدا تعالی نے فرمایا وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشآء یعنے کسی آدمی کی حد نہین کہ اللہ اس سے باتین کرے کہ وحی سے یا پردے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچاوے اسکو حکم جو چاہے پس خدا تعالی نے اپنے تکلم کرنیکو ان تین وجہ مین حصر فرمایا یہہ مستلزم اس بات کو ہوا کہ بات کرتے وقت رویت منتفی ہوگی پھر جب بات کرینگے وقت کوئی اسکو نہ دیکھے تو بات نہ کرتے وقت کیونکر دیکھیگا جواب اسکا یہہ ہے ان تینون چیزون مین حصر فرمانا بات کرنے کے وقت نفی رویت کو مستلزم نہین اسلیئے کہ وحی سے بات کرنا عام ہے خواہ رویت کے ساتھ ہو یا بغیر رویت کے ہو بلکہ او من وراء حجاب کا عطف اس پر صحیح ہوسکے اور اس کے مقابل پڑنے کے واسطے حالت رویت پر اسکو محمول کرنا سزاوار ہے کیونکہ حالت رویت کے سوا اسکو محمول کرنا کچھ معنی نہین پھر بھی رویت سے لازم نہین آتا کہ رویت کے وقت وجود کلام کا ہو حاصل یہہ کہ رویت اسوقت چہ جسوقت باتین نہ کرتا رہے سلمنا نفی رویت پر اس مین دلیل ہے پر ہم کہتے ہین کہ وہ دنیا مین رویت کی نفی ہونے پر محمول ہے تاکہ قیامت مین رویت ہونے کے دلایل سے باہم جمع ہوکر معلوم کرنا چاہئے کہ مفسرین کی ایک جماعت ادراک کو رویت کے معنی سے لیتی ہے اور نفی رویت کو دنیا ہی سے مخصوص کرتی ہے یعنے نہین دیکھ سکتین اسکو آنکھین دنیا مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس آیت کے معنے مین کہا ادراک نہین کرسکتین اسکو

آنکھین دنیا مین اور آخرت مین دیکھا جائیگا پھر اس قول کو وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ سے تائید لاتے ہین کیونکہ یہہ آیت مقید ہے قیامت کے دن دیکھنے کو اس سے پر دو نون آیتون مین جمع کرنا ممکن ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالی کو دنیا مین دیکھنا جایز ہے یا نہین اس مین اختلاف ہے مذہب مختار یہہ ہے کہ رویت دنیا مین جایز ہے پر سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسیکو واقع نہین ہوئی حضرت نے معراج کی شب خدا تعالی کو مشاہدہ فرمایا بعضے سلف کا اس مین بھی خلاف ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انکار مروی ہوا ابو ہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی انکار مشہور ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت مین اختلاف آیا ہے ابن عباس اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے ایک روایت مین اور کعب الاحبار اور عروہ اور حسن بصری اور زہری اور معمر رحمہم اللہ سے اثبات رویت منقول ہے امام اشعری رحمہ اللہ اور اونکے غالب اتباع کا بھی یہی قول ہے امام نووی نے کہا اکثر علما کے نزدیک راجح یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین خدا تعالی کو سر آنکھون سے دیکھا دلیل اسپر ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی حدیث ہے اور اثبات اسکا نہین ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سننے سے کسیکو اس بات مین شک کرنا سزاوار نہین اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے رویت کی انکار مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت نہین کی اگر حضرت سے حدیث سنی ہوتی تو البتہ بیان کرتین بلکہ آیات سے استنباط کرکے اعتماد کیا ہے انتہی امام نووی نے جو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار کو چشم سر سے دیکھا انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع بن سلیمان اور ایک جماعت مفسرین کا یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے آیا ہے کہ دیدۂ دل سے دیکھا معلوم کرنا چاہیئے کہ خواب مین خدا تعالی کو دیکھنے مین کسیکو نزاع نہین بہت سے سلف صالحین نے خدا تعالی کو خواب مین دیکھا ہے شیطان کو اسمین کچھ دخل نہین خدا تعالی سے شیطان متمثل نہین ہوتا جیسا انبیا علیہم السلام کی صورت سے شیطان متمثل نہین ہوتا واللہ اعلم لاتدرکہ الابصار کے معنی مین سدی نے کہا بصر دو ہین بصر معاینہ اور بصر علم معنی لاتدرکہ الابصار کے یہہ کہ علم العلماء لیتے پا نہین سکتا اسکو علما کا علم اسکی نظیر ولا یحیطون بہ علما

نفی رویت مین آنحضرت کا خدا تعالی کو بچشم سر دیکھنا

شیطان خدا تعالی کی صورت سے متمثل نہین ہوتا

ہے ابن الخازن نے کہا تو بہ بھی مستحسن ہے وھو یدرک الابصار یعنے خدا تعالی تمام مرئیات اور مبصرات کو دیکھتا ہے اور انکی حقیقت جانتا ہے اور انکی ماہیت پر مطلع ہے کوئی چیز انکی خدا پر مخفی نہین وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ اور وہ بھید جانتا ہے خبردار لطیف مشتق ہے لطف سے قاموس مین کہا لَطُفَ لطفا ضم لام سے نصر کے باب سے معنے اسکے نرمی کی اور نزدیک ہوا اور لطف لطفا بفتح لام و لطافۃ فہو لطیف باب کرم سے معنے اسکے چھوٹا ہوا اور باریک ہوا اور لطیف کے معنے نیکی کرنیوالا بندون پر نرمی سے منافع پہنچانے کے انکے مخفی امور اور باریک کامون پر دانا۔ امام رازی نے کہا لطافۃ کثافۃ کی ضد ہے اس سے رقت مراد ہے یعنے پتلا اور نہایت نازک اور یہہ اللہ تعالی کے حق مین ممتنع ہے اس مین تاویل کرنا واجب ہوا تاویل اس مین چند وجوہ سے ہے پہلی وجہ مراد اس سے باریک ہے اللہ تعالی کی صنعت حیوانات کے ابدان کو باریک اجزا اور پتلے پردے اور تنگ منافذ سے مرکب کرنے مین سوائے خدا کے کوئی اسکو نہین جانتا دوسری وجہ حق سبحانہ نعمت دینے اور رحمت کرنے مین لطیف ہے تیسری وجہ لطیف ہے اپنے بندون پر جو طاعت سے اسکی ثنا کرتا ہے اور معصیت سے انکو توبہ کا حکم کرتا ہے اور اپنی رحمت انسے منقطع نہین کرتا خواہ اسکی طاعت کرین یا نافرمانی چوتھی وجہ لطیف ہے اپنے بندون پر کہ انکی طاقت سے بڑہ کر امر نہین کرتا اور انکے استحقاق سے بڑہ کر انکو نعمت دیتا ہے ازہری نے کہا ہے لطیف کے معنے اسماء اللہ مین رفیق اپنے بندون کا قبضون نے کہا نرمی اور لینت سے کچھ چیز پہنچانے والا بعضون نے کہا لطیف وہ ہے جو اپنے بندون کے گناہ چھوڑ دے تا دے شرمندہ نہون ابو سلیمان الخطابی نے کہا نرمی کرنے والا اپنے بندون پر نرمی اسطور سے کرے جو دے سجانے اور انکے مصالح اسطور سے پہنچا دے جو دے امید نہ کہین خبیر مشتق خبر سے ہے جاننے کو کہتے ہین معنی اس جملہ کے یہہ ہین خدا تعالی اپنے بندون کو نیکی پہنچانے والا ہے با این ہمہ گناہون کے مرتکب ہونے کو اور برائین پر اقدام کرنے کو جانتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لطیف ہے اپنے دوستون پر اور خبیر ہے انسے یعنے اپنے دوستون پر مہربان ہے اور انکے حال کا دانا ہے قاضی بیضاوی

اور ابو سعود رومی اس جملہ کو دھو یدرک الابصار سے علت ڈالتے ہین اس صورت مین معنی یہ ہونگے
اور اللہ تعالی باریک بین ہے واز دان احاطہ کرتی ہے اوسکو وہ چیز آنکھین اوسکو احاطہ نہین کرتین
اور کہا اگر اس جملہ کو لف ونشر مرتب لین تو بھی جایز ہے یعنے اللہ تعالی کو آنکھین احاطہ نہین کرسکتین
کیونکہ وہ لطیف ہے اور آنکھون کو احاطہ کرسکتا ہے کیونکہ وہ دانا ہے اس وجہ پر لطیف کثیف کی ضد سے
مستعار ہوگا اس چیز کے واسطے جسکو آنکھ احاطہ نہین کرسکتی اور حاسہ مین وہ منطبع نہین ہوتا قَدْ جَاءَكُمْ
كُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ بیشک تمکو آچکین دلیلین تمہارے رب سے معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ جملہ مستانفہ
امر رسالت کی تقریر کے واسطے ہو نبی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہے اور مقصود آیت مین رسول سے
جو چیز متعلق ہوتی ہے لغہ متعلق نہین ہوتی اسکو بیان کرنا ہے پہلی قسم جو رسول سے متعلق ہے وہ رسالت
اور دین حق کی دعوت کرنا قد جاءکم بصائر کے قول سے اسکا اشارہ فرمایا دوسری قسم جو رسول سے متعلق
نہین وہ ایمان لانا اور کفر کو چھوڑ دینا ہے اور یہہ کفار کے اختیار مین ہے اسکا نفع اور ضرر اُن پر
عاید ہے اسکی طرف اشارہ فرمایا فمن ابصر آہ کے قول مین بصایر جمع بصیرۃ کی ہے دل کی بینای کو
کہتے ہین جیسا بصر آنکھ کی بینائی کو بولتے ہین اور یہان بصایر سے آیات اور براہین مراد ہین جو نفوس
کو بینائی بخشتی ہین معنے یہہ ہین پہنچ چکا تمکو قرآن کہ جس مین ایسے بیان اور دلائل ہین جو ہدایت کو ضلالت
اور حق کو باطل سے تمیز دیتی ہین بعضے کہتے ہین آیات اور براہین فی نفسہا بصایر نہین لیکن یہہ اپنے
قوت اور جلالت کے سبب سے جس نے انکو پہچانا اور انکے حقایق پر واقف ہوا تو وہ موجب بصائر
ہوتے ہین جب بصیرۃ حاصل ہونے کے واسطے یہہ ایات اور براہین اسباب ٹھہرے تو مجازا انکو
بصایر کہا فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ پھر جس نے دیکھ لیا سو اپنے نفس کے واسطے یعنے جس نے
ان آیات کو پہچانا اور ان سے راہ حق پائی تو اپنے نفس کے واسطے نظر کی اور عمل کیا کیونکہ نفع
اور فائدہ اسکا اسکے ہی وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا اور جو اندھا رہا سو اپنے نفس پر یعنے جو ان آیات سے
نادان رہا اور انکو نہ پہچانا اور راہ سے بھٹکا تو اپنے نفس کے واسطے اندھا رہا اور اسکو ضرر و وبال گمراہی
کا وبال اسکے جاتا ہے ہوا کسواسطے کہ خدا تعالی اپنے ملک سے بے نیاز ہے نحن البصرین کلبی یا

شرطیہ ہے یا موصولہ ہے اور فاء فلنفسہ کا اگر من کو شرطیہ لین تو جواب شرط ہوگا موصولہ لین تو زاید ہوگا موصول اسم شرط سے شبیہ ہونے کے سبب سے فا کو زیادہ کیا پھر دونون تقدیر پر کلام کی صحت کے واسطے ایک محذوف کی تقدیر کرنا ضرور ہے گویا تقدیر یون ہوگی فالابصار لنفسہ ومن عمی فالعمی علیہا ابصار اور عمی مبتدا ہین اور جار مجرور خبر اگر تقدیر یون لین فلنفسہ نفع ذلک ومن عمی فعلیہا ضرر عاما تو بھی جایز ہے یعنے جو بینا ہوا تو نفع اسکا اسیکے نفس کے واسطے ہے جو اندھا ہوا تو مضرت اس اندھے پن کی اسی کی جان پر ہے وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ اور مین نہین تمپر نگاہبان یعنے مین رسول تمہارے رب کا ہون جو بھیجا گیا ہون مکو پہنچا دیتا ہون تمھارے اعمال و افعال کا پاسبان نہین ہون جو انکو شمار کرون اور اللہ تم پر نگاہبان ہے کوی چیز تمھارے اعمال و احوال سے اس پر مخفی نہین بعضون نے کہا ہے اس کے یون ہین اللہ نے تم سے جو ارادہ کیا اسکو دفع کرنے پر مین قدرت نہین رکھتا بعضون نے کہا ہے یون ہین ایمان کے واسطے مین تمکو پکڑنے والا نہین ہون جیسا وکیل نگاہبان پکڑتا ہے اس قول پر یہہ حکم کفار سے جنگ کرنے کے اذن دیے جانے سے پہلے کا ہے بعدہ آیت السیف سے منسوخ ہوا پہلے قول پہ آیت محکم ہے منسوخ نہین واللہ اعلم وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ الآیت اور یون ہم پھیر پھیر سمجھاتے ہین آیتین اوپر کے مذکور آیتون کے مانند ہم طرح طرح کی معانی مین آیتین بیان کرتے ہین اور انکی تفصیل کرتے ہین وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اور تا بولین کہ تو نے پڑھا ہے اور تا واضح کرین ہم اسکو یعنے قرآن کو واسطے سمجھ والون کے ولیقولوا ایک جملہ مقدر پر معطوف ہے گویا تقدیر یہہ ہے لیعتبروا ولیقولوا یعنے ہم یون بار بار آیتین پھیرتے ہین تاکہ عبرت حاصل کرین اور تاکہ مشرکین کہین کہ تو نے قرآن پڑھا ہے یعنے یون کہین کہ اپنی عجز ظاہر ہونے سے عذر خواہی کی راہ سے تو نے قرآن پڑھا ہے یا تقدیر یہہ ہے لئلا یہم الحجۃ ولیقولوا یعنے یون پھیر پھیر سمجھاتے ہین دلایل تا اون پر حجت لازم ہو اور تا بولین کہ تو نے پڑھا ہے معلوم کرنا چاہیے کہ خدا تعالے نے یہان تک آیات مین کلام کو تمام کیا اب یہان سے نبوت کے اثبات مین بحث شروع کی اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکرین کے شبہات بیان کرنے لگا چاہتا ہے کہ دونون

جملے دلیقولوا اور لنبینہ کے تصریف کی علت پڑے ہین دوسری علت مین تو کچھ اشکال نہین اسواسطے کہ
اس تصریف کی علت پڑے ہین دوسری علت مین تو کچھ اشکال نہین اسواسطیکہ اس تصریف سے
تبیین مقصود ہے کلام ہے تو پہلی علت مین ہے اسواسطیکہ کفار کا قول رسول کو تو پڑھا ہے کفر
ہے قرآن اور رسول سے پھر اسوقت جبر و قدر کے مسئلہ مین بحث عود کر جائیگی ہمارے اصحاب
ظاہر معنے پر کلام کو محمول کرتے ہین اور کہتے ہین معنے یہہ ہین ہمنے یہہ دلایل ایک حال سے دوسری
حال کی طرف بیان کئے ہین تا بعضون نے جو کہا کہ تو نے پڑھا ہے انہون نے کفر پر کفر زیادہ
کرین اور جو ایمان پر قایم رہے وہ ایمان زیادہ کرین جیسا خدا تعالی نے اس قول مین فرمایا
یضل به کثیرا ویهدي به کثیرا معتزلہ کو تحیر ہے جبائی اور قاضی کہتے ہین اس کلام مین
یا نفی مقدر ہے تقدیر یہہ ہے لئلا یقولوا درست یعنے تا نہ بولین کہ تو نے پڑھا ہے یا لام عاقبت
کے واسطے ہے معنے یہہ ہین آخر الامر کہین کہ تو نے پڑھا ہے اسوقت لام مجازاً علت کا ہوگا
درست کو سکون سین اور فتح تا سے واحد مخاطب کے صیغہ پر نافع اور عاصم اور حمزہ اور کسائی
اور ابو جعفر اور خلف نے پڑھا ہے مشتق درس سے ہے درس اور دراسۃ کے معنے علم پڑھنا سبق
کہنا عرب کہتے ہین درس الکتاب یدرسہ دراسۃ جب کتاب کا پڑھنا بہت ہو معنے یہہ ہین قرآن تو نے
دوسرے سے پڑھا ہے یا معنے یہہ ہین کہ اگلے کتابون کو تو نے پڑھا ہے اور یہہ باتین امین سے
نکالی ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور تا بولین یعنے مکہ والے جسوقت تو اونپر قرآن پڑھے
درست یعنے تو نے سیکھا یسار اور جبر سے اور وہ دونون رومی غلام تھے بعد تو ہمپر پڑھتا ہے اور
کہتا ہے کہ یہہ کلام اللہ کی طرف سے آیا ہے فراء نے کہا معنے یہہ ہین اس قرآن کو تو نے یہود سے
سیکھا ابن کثیر اور ابو عمرو دارست پڑھتے ہین قالت کے وزن پر مدارسۃ سے باہم مذاکرہ کرنے
اور پڑھنے کو کہتے ہین یعنے تا کفار کہین کہ تو نے اہل کتاب پر پڑھ کر سنایا اور انہون نے تجکو پڑھکر
سنایا اس قرآن کو اون سے سیکھا اس صورت مین وہ اگلی کتابون سے ہے اللہ تعالی کے پاس سے
نئی نہین اتری ابن عامر اور یعقوب درست سین مہملہ کی فتح اور تاء فوقانیہ کی سکون سے پڑھتے ہین

مشتق ہے درس الاثر سے جب ایک چیز محو ہو اور پتا اسکا جاتا رہے معنی یہہ ہین یہہ اخبار جو تو نے ہمپر تلاوت کئے پرانے اور بیشک مندرس اور محو ہو گئے ہین ولنبینہ کی ضمیر بالایات کے طرف پھرتی ہے یعنے تا واضح کرین ہم آیات کو ضمیر مذکر لایا سو آیات کو کتاب کی تاویل کرنے سے ہین یا مرجع اُسکا قرآن کے طرف پھرتا ہے مرجع اگرچہ اوپر مذکور نہین ہوا پر سیاق سے مفہوم ہوتا ہے لقوم یعلمون بیان کو سمجھنے والون سے تخصیص کیا کیونکہ وہی نفع پاتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے خدا تعالی کے دوست مراد ہین جنکو راہ صواب کی ہدایت دی اتبع ما اوحی الیک من ربک تو چل اسپر جو وحی بھیجے گئی تجھکو تیرے رب سے یہہ خطاب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے اے محمد تیرا رب جو اپنی وحی مین حکم فرمایا یعنے قرآن مجید اسکی تابعداری کو اور اسپر عمل کر اور میرے بندون کو پہنچا اور جو اسکے منکر ہین اور کہتے ہین درست انکی بات کے طرف دھیان مت کر معلوم کرنا چاہئے کہ اس قول مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی تقویت ہے اور حضرت کو کفار کے درست بولنے سے جو غم حاصل ہوا تھا اوسکو دور کرتا ہے لا الہ الا ھو کسکی بندگی نہین سوائے اسکے یہہ جملہ معترضہ دو متعاطف کے درمیان تاکید پڑا ہے اللہ تعالی کی فرمانبرداری کے واسطے یعنے اللہ سبحانہ ایک فرد بے نیاز ہے کوئی اوسکا شریک نہین جب ایسا ہوا تو اسکی اطاعت واجب ہے جاہلون کے جہل سے اور کجرو کی کجی سے اسکی طاعت چھوڑ دینا جایز نہین واعرض عن المشرکین اور درگذر شرک والون سے یعنے انکے باتون کی پرواہ مت کر اور انکی عقل کے طرف دھیان مت کر یعنے مفسرین کہتے ہین اعراض سے کفار کے ساتھ جنگ نہ کرنا مراد ہے اس معنے پر اعراض کا حکم آیت السیف سے منسوخ ہے ولو شاء اللہ ما اشرکوا اور اگر اللہ چاہتا تو وے شرک نہ کرتے یعنے اگر اللہ انکے ایمان لانے اور شریک نہ کرنے کو چاہتا تو وے شرک نہ کرتے اور مشرک نہین ہوتے بلکہ خالص مومن بنتے زجاج نے اس جملہ کے معنے مین کہا اگر خدا تعالی چاہتا تو انکو مومن بناتا یہہ آیت نص صریح ہے اسبات پر کہ مشرکین کا شرک خدا تعالی کی مشیت سے ہے یہہ آیت معتزلہ کے قول کو رد کرتی ہے جو کہتے ہین کہ خدا تعالی نے تمام خلایق سے ایمان کا ارادہ کیا شرک و کفر کا ارادہ نہ کیا معلوم کرنا چاہئے کہ

یہہ کلام بھی کفار کے قول سے متعلق ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین کہا کہ یہہ قرآن باہم پڑھنے اور مذاکرہ کرنے سے حاصل ہوا گویا خدا یتعالی نے حضرت کو یون فرمایا کہ ان کفار کی حماقت پر التفات مت کر اور انکا کفر اپنے پر گران نہ جان اسواسطیکہ اگر ہم کفر ان سے دور کرنا چاہین تو قادر ہین پر ہم نے انکو اسکے کفر پر چھوڑ دیا انکی باتون کی طرف اپنے دل کو لگانا تجھکو سزاوار نہین وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اور نہین کیا ہم نے تجھکو اُن پر نگاہبان یعنے اے محمد ان مشرکین کا نگاہبان تجھکو ہمنے نہین بنایا جو ان کے اعمال کی نگاہبانی کرے عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی تجھکو ہم نے نہین کیا انکا نگاہبان جو ہمارے سے منع کرے یعنے مشرکین کو عذاب سے نگاہبانی کرنے کے واسطے تو مبعوث نہین ہوا ہمی کہ رسالت کو پہنچانے کے واسطے بھیجا گیا پھر تو ان کے شرک پر غم مت کھا کہ اسواسطیکہ یہہ خدا یتعالی کی مشیت سے ہے وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اور تو نہین اُنپر گماشتہ یعنے داروغہ انکا نہین جو انکو رزق پہنچاوے اور انکے امور کو قایم کرے اور ان کے مصالح کی تدبیر کرے یا معنے یہہ ہین تو انکا گماشتہ نہین کہ ایمان لانے پر انکو جبر کرے اس معنے پر آیت السیف سے یہہ آیت منسوخ ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ اور تم لوگ برا نہ کہو تجھکو وے پکارتے ہین اللہ کے سوا سے کہ وے برا کہہ بیٹھین اللہ کو بے ادبی سے نہ سمجھ کر یعنے اے مومنو تون کو تم گالیان مت دو کیونکہ وے جاہل ہین بے سمجھے سرکشی سے اللہ کو گالیان دے بیٹھینگے اس آیت کی شان نزول مین مفسرین کا اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم اترا تو مشرکین نے کہا اے محمد ہمارے خداؤن کو گالی دینے سے باز رہ ورنہ ہم تیرے رب کی ہجو کرینگے پھر خدا یتعالی نے بتون کو گالیان دینے سے یہی فرمائی قتادہ نے کہا مومنین بتون کو گالیان دیتے تھے اور وے خدا کے حق مین گالیان دیتے پھر خدا یتعالی نے ولا تسبوا الذین کی آیت نازل فرمائی سدی نے کہا جب ابی طالب کی موت کا وقت آن پہنچا تو قریش نے کہا چلو ہم

ابی طالب کے پاس جاکے اس کے بھتیجے کو اپنے سے روک رکھنے کے واسطے حکم مانگیں
کیونکہ ابی طالب کے موت کے بعد اسکے بھتیجے کو مارنے سے ہمکو شرم آتی ہے عرب بولینگے اسکا
چچا تہا تک منع کرتا تہا جب وہ مرگیا تو اوسکے بھتیجے کو مارڈالا پھر ابوسفیان اور ابوجہل اور نضر بن
الحارث اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمرو بن العاص اور اسود بن ابی البختری سب نے
ملکر مطلب نامی شخص کو ابی طالب کے پاس بھیجا اور آنے کی اجازت مانگی ابوطالب نے اجازت دی
پھر یہ سب اگر بولے اے اباطالب تو ہمارا بزرگ اور سردار ہے اور مقرر محمد ہمکو اور ہمارے
خداؤں کو ستاتا ہے ہم چاہتے ہین اسکو بلواکر ہمارے خداؤں کے ذکر سے ممانعت کردے
تاہم اوسکے خدا کو چھوڑدین پھر ابوطالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاکر کہا یہ لوگ تیری قوم
اور نبوعم ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا چاہتے ہین وہ بولے ہم چاہتے ہین ہمارے
خداؤں کو چھوڑدے ہم بھی اسکے خدا کو چھوڑدینگے ابوطالب نے کہا تیری قوم نے انصاف کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا اگر مین یہہ بات مانون تو کیا تم ایک کلمہ
کہوگے کہ جسکے کہنے سے عرب کے مالک ہوگے اور عجم تمکو خراج دینگے ابوجہل نے کہا ہان تیرے
باپ کی قسم وہ کلمہ اور اوس کے دس گونہ قبول لینگے وہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہو لا الہ الا اللہ
پھر اون لوگون نے منہ موڑا اور نفرت کی ابوطالب نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند اس کلمہ
کے سوائے کہہ حضرت نے فرمایا چچا اس کلمہ کے سوا مین کچھ نہ کہونگا یہان تک کہ میرے ہاتھ سورج
کو لا رکھین قریش نے غصہ مین آکر کہا ہمارے خداؤن کو گالیان دینا چھوڑدے وگرنہ تجھکو اور
جس نے تجھکو امر کیا ہم گالیان دینگے پھر خدا تعالی نے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ
نازل کیا زجاج نے کہا بتون کو جو مشرکین پوجتے تھے لعنت کرنا جہاد کے حکم ہونے سے پہلے
ممنوع ہوا ہے ابن الانباری سے کہا یہہ آیت منسوخ ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین
رہتے تھے تب اسکو خدا تعالی نے نازل کیا اور جب اسلام کی قوت ہوی تو اس آیت اور اسکے
نظایر آیہ اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم سے منسوخ ہوے بعضے کہتے ہین بتون کو گالیان

دینا اگرچہ طاعت اور مباح ہے پر اسمین مفسدے جو مترتب ہوتے ہین اس طاعت سے بڑھکر ہین یعنے خدا تعالی کو اور اسکے رسول کو گالیان دینا اس لئے بتون کے گالیان دینے سے نہی فرمائی بعضے مفسرین کہتے ہین جب یہہ آیت اتری تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکے خداؤن کو گالی نہ دو کہ وہ تمھارے رب کو گالی دینگے پھر مسلمان انکے خداؤن کو گالی دینے سے باز رہے پس ظاہر آیت مین بتون کو گالی دینے سے اگرچہ نہی تھی حقیقت مین خدا تعالی کو گالی دینے سے نہی ہے کسواسطیکہ یہہ سبب اسکا ہے عدوا کو یعقوب نے عین و دال اور واو کی تشدید سے پڑھا ہے باقی قرا فتح عین اور سکون دال اور تخفیف واو سے پڑھتے ہین عدا عدوا او عدوا عدوانا ستم کرنا اور حد سے گذرنا عدوا منصوب ہے مصدریت پر کسواسطیکہ اپنے عامل کو نوع پڑا ہے اس لئے کہ عدوا جنس سے سب کے ہے معنی یہہ ہین فیعدوا عدوا یعنے حد سے گذرین بے ادبی سے اگر اسکو مفعول لہ ڈالین تو بھی جایز ہے معنے یہہ ہین فیسبوا اللہ للظلم یعنے گالی دے بیٹھینگے اللہ کو ظلم سے كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ اسی طرح ہمنے سنوارے ہر فرقہ کو انکے کام یعنے بتون کی پرستش اور شیطان کی بندگی جیسا ان مشرکین کو ہم نے بھلی دکھلائی ویسا ہر ایک امت کو اُن کے عمل نیکی بدی طاعت معصیت سے بھلی دکھلائے ہین معلوم کرنا چاہیے کہ اس آیت مین قدریہ اور معتزلہ کی تکذیب پر دلیل ہے جو کہتے ہین خدا تعالی کا کفر پیدا کرنا اور اسکا زینت دینا مستحسن نہین ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ پھر ان کو اپنے رب کے پاس بازگشت ہے۔ یعنے مومن اور کافر اور طایع اور عاصی کو اللہ کے پاس آخرت مین پہنچنا ہی فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ تب وہ جتا دیگا جو کچھ کرتے تھے یعنے دنیا مین جو نیک بد کرتے تھے آخرت مین انکو خبر کریگا پھر اسپر انکو جزا دیگا وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی تاکید کی قسمین محمد بن کعب قرظی اور کلبی نے کہا اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہہ تھا کہ قریش نے کہا یا محمد موسی کے ساتھ عصا تھا پتھر کو اس سے مارتے تو بارہ چشمہ اس سے بہہ نکلتے تھے اور عیسی مردون کو زندہ کرتے تھے اور

ثمود کی اونٹنی معجزہ تھی تم بھی کوئی آیت لاؤ جس سے ہم تمہاری تصدیق کریں اور تمہارے اوپر ایمان لاویں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کونسی آیت پسند کرتے ہو قریش نے کہا ہمارے لئے صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دو اور ہمارے مردوں کو قبروں سے اٹھا لاؤ کہ ہم اُنسے پوچھیں کہ آپ جو کہتے ہیں وہ سچ ہے یا جھوٹ ہے اور فرشتے ہمیں دکھاؤ جو تمہارے رسالت کی گواہی دیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم جو کہتے ہو ادے مین کردون تو کیا تم میری تصدیق کروگے قریش نے کہا ہان اللہ کی قسم اگر تم ایسا کر دکھاؤگے تو ہم سب تمہارے تابع ہونگے اور مسلمان بھی کفار پر ایات اتارنے کی درخواست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کرنے لگے تاکہ وہ ایمان لاویں پھر حضرت کھڑے ہوے اور اللہ سے دعا مانگنے لگے تب جبرئیل نے آکر کہا آپ کیا طلب کرتے ہیں اگر صفا پہاڑ سونے کا بنا چاہتے ہیں تو سونے کا بن جاے گا پھر بھی کافر آپ کی تصدیق نہ کرینگے اُسوقت پر ہم انکو عذاب کرینگے اور اگر چاہیں تو انکو چھوڑ دیں پھر توبہ کرنے والا خود توبہ کریگا۔ حضرت نے فرمایا بلکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے اسپر یہہ آیت بجہلون تک نازل ہوی ابن جریج نے کہا ایت مسخراپن کرنے والون کی شان مین ہے انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آیت چاہی تو واقسموا باللہ کی آیت ولکن اکثرہم بجہلون تک نازل ہوی بعضے مفسرین کہتے ہیں جب آیت ان نشا ننزل علیہم من السماء ایۃ فظلت اعناقہم لہا خاضعین اتری تو مشرکین نے قسم کھائی کہ اگر ان پر نشانی اترے تو ایمان لاینگے اوسپر یہہ آیت اتری جہد کے معنے کوشش اور کسی امر کو نہایت کو پہنچانا جہد مین سے موکد ترین اور سخت ترین قسم مراد ہے کلبی اور مقاتل نے کہا کسی نے اللہ کی قسم کھائی تو وہ جہد مین ہے زجاج نے کہا قسم مین مبالغہ کرنے کو جہد مین کہتے ہیں لَئِنْ جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَيُؤْمِنُنَّ بِهَا کہ اگر آوے انکو ایک نشانی البتہ اسکو مانینگے یعنے اگلے امتون کو جیسے معجزے پہنچے اگر وہی انکو پہنچے تو البتہ اسکو یقین

لاوین امام رازی نے کہا آیت سے کیا مراد ہے اسمین مفسرین کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ہم نے جو روایت کی اوس مین جبل صفا کے سونے کا ہوجانا تھا بعضے کہتے ہین وقالوان نومن لک حتے تفجرلنا من الارض ینبوعا کی آیت مین جو چیزین مذکور ہوئین وہی یہان مراد ہین بعضون نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کفار کو بیان فرماتے تھے کہ اگلے امتون نے جو اپنے انبیا کی تکذیب کی انپر جڑ پیڑ سے اکھاڑنے کا عذاب اترتا تھا مشرکین نے یہہ سنکر آپ سے بھی اسیطرح طلب کیا قل لوکہہ اے محمد انما الآیٰت عند اللہ ہنین نشانیان یعنے معجزے مگر اللہ کے پاس معجزے اللہ تعالی کے پاس ہونے سے اللہ کا ہی انکے اتارنے پر قادر ہونا اسکے غیر کا قادر نہونا مراد ہے یعنے ان معجزات کے اتارنے پر اللہ تعالی ہی قادر ہے مین فقط ڈر بتانے والا ہون اور احتمال ہے کہ مراد اس سے یہہ ہو کہ ان معجزات کے پیدا کرنے سے کفار ایمان لاتے ہین یا نہین اسکا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہین یا مراد یہہ ہے کہ یہہ معجزے اگرچہ اب معدوم ہین پر خدا تعالے جب چاہے تو پیدا کرے پھر معجزے بمنزلہ ان چیزون کے ہوے جو اللہ تعالی کے پاس رکھے گئے ہین جب چاہے ظاہر کردے اس کے طلب مین تمکو تحکم نہین پہنچتا وما یشعرکم انہا اذا جاءت لا یؤمنون ٥ اور کس چیز نے تمکو خبردار کیا کہ جب وہ آوینگی تو یے نہ مانینگے یعنے جب آیت آئے تو مشرک ایمان نہ لائینگے تم کیا خبر رکھتے ہو یعنے تمکو اسبات کی خبر نہین معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ کلام مستانف ہی تحت امر مین داخل نہین آیات کا نہ آنا پہلے جواب سے معلوم ہوا اسمین جو حکمت داعی ہے اللہ تعالی اپنے جانب سے اوسکو بیان کرتا ہے اور خطاب اسمین مسلمانون کو ہے جو مشرکین کے ایمان کی طمع سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرنے لگے تھے کہ آپ اللہ جلشانہ کے درگاہ مین انکے لئے دعا مانگین انہا کے ہمزہ کو عام قرانے فتح سے پڑھا ہے ابن کثیر اور ابو عمرو اور عاصم ابوبکر کی روایت مین کسر سے پڑھا ہے پہلی قرات پر انہا کا جملہ مفعول ثانی اشعر کا ہوگا اور بمعنے استفہام انکار کے معنی مین ہے معنے یہہ ہین ای مرمنوکس چیز نے تمکو خبر دی کہ جس آیت کو تم چاہتے ہو جب وہ آئی تو وے ایمان نہ لاوینگے بلکہ اپنے کفر وعناد پر باقی رہینگے یعنے یہہ امر تم نہین جانتے

اور لسکے ایمان کی طمع سے معجزے آنیکو آرزو کرتے ہو بعضون نے لایومنون کے لا کو زایدہ کہا ہے
معنے یہہ ہین وما یشعرکم ایمانہم ای لاتعلمون ایمانہم یعنے کفار کے ایمان کی تمکو کیا خبر یعنے تم انکے ایمانکی خبر نہین رکھتے
بعضون نے کہا لا زاید نہین اسمین ایک جملہ محذوف ہی معنے یہہ ہین وما یشعرکم انہا اذا جاءت یومنون او لایومنون
یعنی جب آوے تو وے ایمان لاتے ہین یا نہین لاتے ہین اسکی تمکو کیا خبر بعضونے کہا ان بمعنے لعل کے معنے مین ہے
اسکو اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت لعلہا اذا جاءت تائید کرتی ہے اور کلام عرب مین ان کا لعل کے معنے مین ہونا ثابت ہے
ذابیہ ہے اس معنے پر یشعر کا مفعول ثانی محذوف ہے اور انہا کا جملہ مستانفہ انکار کی تعلیل مین ہے معنے یون ہین وای شئی یعلمکم حالہم
ما یکون عند مجی الآیات لعلہا اذا جاءت لایومنون یہا فالکم تمنون ہیہا یعنے کس چیز نے تمکو خبر کی کفار کے حال سے اور اس
جو مقرر آیات کے آنیکے وقت ہوگا شاید جب آیات آوین تو وے ان آیات پر ایمان نہ لاوین پھر تمکو کیا ہوا جو آیات آنیکی آرزو کرتے ہو کیونکر
آیات آنیکی آرزو کرنا انہین کے لایق ہے کہ جنکو ایمان آیات آنیکے وقت متحقق الوجود ہو مرجوح العدم ہو دوسری قرأت پر
مفعول ثانی یشعرکم کا محذوف ہوگا گویا تقدیر یہہ ہے وای شئی یعلمکم ایاہم اذا جاءت الآیات یعنے انکے ایمان کو کونسی چیز
نے تمہین خبر دی جب وے آیتین آوین یعنے تمکو خبر نہین اور انہا کا جملہ اس قرأت پر مستانفہ ہی کلام جملہ سابقہ مین تمام ہوا
تھا پھر اس جملہ سے ابتدا کی گویا یہہ جواب ہے سایل کے سوال کا کہ کہا ایت ائی تو اسوقت انکا کیا حال ہوگا اوسکے جواب مین
کہا گیا انہا اذا جاءت لایومنون یعنے مقرر جب وے آیت آوینگی تو یہے ایمان نہ لاوینگے لایومنون کو تمام قرا غائب کے صیغے سے
پڑھتے ہین مگر حمزہ اور ابن عامر لاتومنون خطاب کے صیغے سے پڑھتے ہین اس قرأت پر الایشعرکم مین خطاب مشرکین کو ہوگا اور امر کے
تحت مین داخل ہوگا ای مشرکین تمکو کیا خبر ہے وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ اور ہم الٹ دینگے ان کے دل اور انکی
انکھین اس جملہ کا عطف لایومنون پر ہے یعنی تم کیا خبر رکھتے ہو ہم انکے دل اور انکھین حقکی طرف سے پھیر دینگے کہ اسکو
نہ سمجھینگے نہ دیکھینگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنے درمیان انکے اور ایمان کے ہم حایل ہونگے پھر آیات کو
جنکا وے سوال کرتے ہین ہم لے آوین تو وے ایمان نہ لاوینگے کما یعلیکہ جیسے ابتدا مین انکے دل اور انکی انکھین ایمان
سے پھیر دیگا تو وے اپنے کفر پر باقی رہینگے بعضے کہتے ہین اگر اس جملہ کو اعتبار کے واسطے مستانف لین تو بھی جایز
ہے شیخ سہیل نے کہا معطوف لیناظاہر ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بھی اسکی تائید کرتی ہے كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا
بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسے ایمان نہین لائے اس سے پہلی بار اول مرۃ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مراد ہین

جیسے شق القمر وغیرہ یعنے اب معجزے مانگتے ہین اگر وہ اترے تو ایمان نہ لاوینگے جیسے پہلے معجزون پر کہ جبکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لے آئے تھے ایمان نہ لائے بعضے کہتے ہین اول مرۃ سے موسی وغیرہ انبیاء علیہم السلام کے معجزے مراد ہین ابن عباس رضی اللہ عنہمانے کہا پہلی بار سے دنیا مراد ہے یعنے اگر آخرت سے دنیا کی طرف پھیرے جاوینگے تو ہم انکے دل اور انکی آنکھین ایمان سے پھیر دینگے پھر وے ایمان نہ لاوینگے جیسے مرنے سے پہلے دنیا مین ایمان نہ لائے تھے یہ کلام رجع آیات ہے بما انزل کی تاویل سے بعضے کہتے ہین قرآن ہے یا اللہ تعالے ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین کما لم یومنوا متعلق ہے لا یومنون مقدر سے یعنے منکر ہوونگے جیسے منکر ہوے ہین پہلی بار ان آیات سے بعضون نے کہا کاف بمعنی جزا کے ہے گویا معنے یہ ہین ونقلب افئدتہم وابصارہم عقوبۃ لہم علی ترکہم الایمان فی المرۃ الاولی یعنے کما لم یومنوا بہ اول مرۃ فکذلک نقلب افئدتہم وابصارہم فی المرۃ الثانیۃ یعنے ہم الٹ دینگے انکے دل اور آنکھین سزا مین پہلی بار ایمان نہ لانیکے یعنے جیسے پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے ایسا ہی دوسرے بار انکے دل اور انکی آنکھین پھیر دینگے اس وجہ سے آیت مین حذف اور اضمار کی حاجت نہین ہے معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر ہے کہ خدا تعالی جسکو چاہے ہدایت دے جسکو چاہے گمراہ کرے اور دل اور آنکھین اسکی قدرت اور تصرف مین ہین چاہے ادہین پھیر دیا کرے چاہے ٹیڑھا کرے اسی سے وہ بات معلوم ہوگئی جس کے سبب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا مین فرمایا یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک یعنی اے دلون کے پھیرنے والے اپنے دین پر میرے دل کو برقرار رکھ دلون کی تقلیب کو ابصار پر مقدم کیا کیونکہ دواعی اور صوارف کی جگہہ دل ہے دل مین جب داعیہ حاصل ہوگا تو آنکھ بھی اسکی طرف پھرے گی اور جب صوارف حاصل ہوونگے تو آنکھ اس سے پھر جائیگی اگرچہ ظاہر مین آنکھ اسکو دیکھتی رہے

٨٤ ونذرہم فی طغیانہم یعمہون ۝ اور ہم چھوڑ دینگے انکو اپنی سرکشی مین بہکتے یعنے وے مشرکین کہ جنکا منکر ہونا اللہ کے علم مین گذر چکا ہے ادہین انکی سرکشی اور گمراہی مین چھوڑ دینگے تا میرا ن سے کہے بکے پھر اکرین معلوم کرنا چاہئے کہ یہ جملہ بھی لا یومنون پر معطوف ہے اور سیاق انکار مین داخل ہے یعمہون نہیں معطوف ہے حالی ہے نذر کو بمعنی نصیر کے لیکر یعمہون کو مفعول ثانی ڈالا ہے یعنی ہم انکو ایسا کر ڈالینگے کہ اپنی سرکشی مین پڑ بہکتے رہیں

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ اور اگر ہم اُنپر فرشتے نازل کرتے ہے کہ مایتکر انما اذا جاءت لا یومنون کی آیت مین جو اجمال تھا اُس سے یہہ آیت تفصیل واقع ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شان نزول کی وجہ یون مروی ہے کہ پانچ شخص آیات قرآن سے ٹھٹھول کرتے تھے ولید بن المغیرۃ المخزومی اور عاص بن وائل السہمی اور اسود بن عبد یغوث زہری اور اسود بن المطلب اور حارث بن حنظلہ اور یہہ لوگ مکہ کے چند آدمیون کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آئے اور کہا اے محمد فرشتے ہمین دکہلا تاکہ ہم گواہی دین کہ مقرر تو اللہ کا رسول ہے یا ہمارے بھتیجے مردون کو قبرون سے اٹھا تاکہ ہم اُنسے پوچھین کہ تیرا قول سچ ہے یا جھوٹھ یا اپنے دعوی پر اللہ کو اور فرشتون کو ضامن لا اسپر یہہ آیت اتری امام رازی نے کہا ہم بار بار کہہ گئے کہ یہہ سورت بالاتفاق مکہ مین نازل ہوی پس اس آیت کا یہہ کہنا کہ فلان واقعہ مین نازل ہوی سخت مشکل کی بات ہے اظہر یہہ ہے کہ بعض کفار نے تاکید کی قسمین کہا ہین کہ اگر آیت یعنے معجزہ آوے تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائینگے پس خدا تعالی انکے بیان کذب کے واسطے اسکو ذکر فرماتا ہے حاصل یہہ کہ معجزہ کے بعد معجزہ اتارنا کچھ فائدہ نہین سچے کو جھوٹھے سے تمیز کرنے کے واسطے ایک ہی معجزہ کافی ہے اس سے زیادہ لانا حاجت نہین ورنہ ایک معجزے کے بعد دوسرا چاہینگے دوسرے کے بعد تیسرا ایسا ہی بے نہایت پھر حجت قایم نہوگی اور امر فیصل کسی بات کیطرف منتہی نہوگا اور یہہ سبب باب نبوت کا موجب ہے بندہ عاصی کہتا ہے اگرچہ یہہ صورت اکہٹی مکہ مین نازل ہوی مگر چند آیتین اُسمین کی مدینہ مین نازل ہونا ثابت ہین بنحو اسکے یہہ آیت ہے ابن المنذر نے ابی حصینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تمام سورۃ الانعام مکہ مین نازل ہوئی پر یہہ آیت ولو اننا نزلنا الیہم الملائکۃ مدینہ مین نازل ہوی واللہ اعلم وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى اور اُن سے بولین مردے یعنے ہم قبر سے مردون کو اٹھاوین اور وہ تیری نبوت پر گواہی دین جیسے کفار سوال کرتے ہین وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا اور ہم جمع کرین اونپر ہر چیز کو گروہ گروہ یعنے کفار جو مانگتے ہین اوسپر زیادہ کرکے ہر چیز کو جیسے طرح طرح کے مخلوقات کو جیسے درندے اور پرندے ہین گروہ گروہ جمع کردین قبلا کسر قاف اور فتح باسے

نافع ابن عامر پڑھتے ہین بمعنی بالمشافہہ اور سامنے دوسرے قرا قاف اور با کے ضم سے پڑھتے ہین
اس قرأت پر اوس کے معنے مین تین وجہ ہین پہلی وجہ قبلا جمع قبیل کی ہے یعنے کفیل اور ضامن سے
معنے یہہ ہین کہ اگر ہم ہر چیز کو اور ہر چیز جمع کرین اور وہ سب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صحت قول پر ضامن ہون
تب بھی یہہ کفار ہرگز نہ مانین گے اسمین اعجاز کی جگہہ یہہ ہے کہ تمام اشیا جو جمع کی جاوین خواہ وہ ناطق
ہون یا ناطق نہون جب اللہ تعالی اون سب کو گویا کرے اور سب اس کفالت کی قبولیت پر اتفاق کرین
تو یہہ بڑا معجزہ ہوا دوسری وجہ قبلا جمع قبیل کی ہے بمعنی گروہ اور صنف کے اور معنے یہہ ہین کہ ہم ہر چیز کو
اور ہر جمع کرین طرح طرح کے یہان محل اعجاز مرنیکے بعد حشر ہونا ہے پھر باوجود طبایع مختلف کے وہ
ایک موقف مین مجتمع ہون تیسری وجہ قبلا مصدر ہے بمعنی مواجہہ اور معاینہ کے یعنے تمام مردون کو ہم
اسکے روبرو جلا دین مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ہرگز ایمان نہ لائینگے ما کانوا جواب مین لو کے واقع ہے
یعنے اگر خدا تعالی یہہ تمام عجیب غریب چیزین کفار کے لئے ظاہر کرے تو بھی وے ایمان نہ لاوین کیونکہ
انکا ایمان نہ لانا اگے ہی اللہ تعالی کے علم مین گزر چکا ہے إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ مگر جب کہ چاہتا اللہ
یعنے اگر خدا تعالی ان کا ایمان چاہے تو البتہ وہ ایمان لاوینگے اس آیت مین دلیل اسبات پر ہے
کہ تمام اشیاء اللہ تعالی کی مشیت مین ہین یہانتک کہ ایمان اور کفر اور بھی خدا تعالی نے اسمین خبر دی
کہ ایمان اوسی کی مشیت سے ہے ایسا نہین کہ جیسا کفار گمان کرتے ہین کہ جب وہ چاہین ایمان لاوین اور
جب چاہین ایمان نہ لاوین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ ما کانوا لیومنوا سے بدبخت لوگ مراد
ہین الا ان یشاء اللہ سے نیک بخت لوگ مراد ہین کہ جن کے لئے اللہ تعالی کے علم مین گذرا کہ وہ
ایمان لاوینگے طبری نے اس قول کی تصحیح کی ہے اور کہا اس لئے کہ خدا تعالی نے بطریق عموم کے کہا ما کانوا
لیومنوا اور مراد اس سے وہ لوگ ہین جنہون نے بڑی کوشش سے قسمین کہائین کہ اگر آیت پہنچے تو اس
پر ایمان لاوین یعنے جن کا بیان واقسموا باللہ کی آیت مین اوپر گذرا پھر خدا تعالی نے انھون سے
نیک بخت لوگون کو استثنا فرمایا اور یہہ وہ لوگ ہین کہ جنکی شان ایمان ہے الا ان یشاء اللہ مین
استثنا منقطع ہے الا معنے مین لیکن کے ہے وجہ اس کی یہہ ہے جو ایمان لاوین وہ غیر مین اوپر

لوگون کے کہ جن کے عدم ایمانی پر خدا تعالیٰ نے خبر دی اگر استثنا مستصل لین تو بھی جایز ہے گویا سعنے یون ہین کسی ایک حال مین ایمان نہ لاوین مگر اوس حال مین کہ چاہے اللہ تعالیٰ یا سعنے یہہ ہین تمام اوقات مین ایمان نہ لاوین مگر جسوقت کہ اللہ تعالیٰ چاہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ پر اکثر نادان ہین مرجع ہم کا مشرکین ہے یعنے اکثر مشرک نہین جانتے اس بات کو کہ ہر ایک آیت اونکو دکھلادین تو ہرگز ایمان نہ لاوین گے پھر قسمین کھاتے ہین اللہ کی تاکید سے جس کا اونکو شعور نہین یا سعنے یہہ ہین کہ اکثر نادان ہین اس سے کہ ایمان لانا بحسب مشیت الٰہی ہے اور سمجھتے ہین کہ ایمان لانا اپنے اختیار مین ہے جب چاہین ایمان لے آوین اور جب چاہین کافر ہو جائین حالانکہ ایسی بات نہین بلکہ ایمان اور کفر سب اللہ تعالیٰ کی مشیت مین ہے جنکے ایمان کا اللہ ارادہ کرے البتہ وہ ایمان لاوینگے اور جن کے کفر کا ارادہ کرے تو وہ البتہ کفر پر رہینگے یہہ دلیل ہے اہل سنت والجماعت کے مذہب پر کہ سب چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے اور رد ہے قدریہ اور معتزلہ پر جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کفار سے ایمان کا ارادہ کیا ہے ضمیر ہم کی مسلمین کی طرف پھیرین تو بھی جایز ہے اسوقت معنے یون ہونگے کہ اکثر مسلمان بیخبر ہین اس سے کہ کفار کبھی ایمان لانے والے نہین اسی واسطے انکے ایمان کی ہوس مین نزول آیت کی آرزو رکھتے ہین بیضاوی نے کہا جہل کی اسناد یہان اکثر کی طرف کی کس لئے کہ جہل یہان مخصوص ان لوگون سے ہے جو قسمون مین بڑی کوشش کرتے ہین دگرنہ مطلق جہل تمام کفار کو شامل تھا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اور اسی طرح رکھے ہین ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن کذلک اشارہ ہے اس معنے کے طرف جو ماقبل سے مفہوم ہوتا ہے یعنے جیسا مکہ کے کفار تیرے دشمن بنائے اسیطرح ہر نبی کے واسطے دشمن پیدا کئے شیطان آدمی اور جن بعضے کہتے ہین عطف اس کا کذلک زینا کل امۃ علیہم پر ہے یعنے جیسا ہم نے ہر فرقے کو ان کے کام بھلے دکھلائے ہین اسی طرح ہر نبی کے دشمن پیدا کئے ہین اور یہہ جملہ مستانفہ ہے قریش کی عداوت اور انکے باطل اقوال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے اس بیان سے

کو یہہ عداوت کفار کی تجھی سے خاص نہین بلکہ تجھ سے پہلے جو انبیا گذر گئے وہ بھی اس بلا مین گرفتار ہوے تاکہ ان دشمنون کے اذیتون سے ثواب عظیم حاصل ہو عدوا واحد ہے اس سے جمع کا ارادہ کیا گیا ہے یعنے ہر نبی کے دشمن ہم نے رکھے ہین جعل یہان خلق اور صیر دونون معنے مین آیا ہے یعنے پیدا کئے ہین اور گردانے ہین ہم نے شیاطین الانس بدل عدوا کا ہے جبکہ جعل کو معنی مین خلق کے لین اگر جعل کو صیر کے معنی سے لین تو اسوقت مفعدی دو مفعول کیطرف ہوگا پہلا مفعول شیاطین الانس دوسرا مفعول عدوًا اور لکل متعلق ہے عدوا کا یا حال ہے عدوا سے اگر لکل کو مفعول ثانی ڈالین اور عدوا کو مفعول اول اور شیاطین کو مفعول اول سے بدل ڈالین تو بھی جایز ہے شیاطین الانس والجن کے معنے مین مفسرین کے دو قول ہین پہلا قول اس سے سرکش آدمی اور سرکش جن مراد ہین اور آدمی و جن مین سے متمرد و سرکش ہو اسکو شیطان بولتے ہین یہہ قول عباس اور مجاہد اور قتادہ کا ہے اور وہ کہتے ہین کہ شیطان جن سے شیطان آدمی زیادہ متمرد ہے اس لئے کہ شیطان جن جب مومن صالح کے اغوا سے عاجز ہوتا ہے تو سرکش آدمی سے تائید مانگتا ہے کہ اسکو فتنہ مین ڈالین اسپر ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث دلیل ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کیا تو شیطان جن اور شیطان آدمی کی بدی سے اللہ تعالی سے پناہ مانگتا ہے مین نے عرض کیا آدمی بھی شیاطین ہوتے ہین حضرت نے فرمایا ہان وہ شیطان جن سے بھی بُرے ہین اس روایت کو امام احمد اور ابن مردویہ اور بیہقی شعب الایمان مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین اس قول پر شیاطین کی اضافت جن و انس کیطرف بیانی ہے یعنے شیاطین جن اور آدمی مین سے بعضے کہتے ہین یہان صفت کی اضافت موصوف کیطرف ہے اصل اسکی الانس والجن الشیاطین تھی یعنے ایسے آدمی اور جن جو شیطان ہین دوسرا قول دونون فریق کے شیاطین سے ابلیس کی اولاد مراد ہے اس قول پر شیاطین کی اضافت انس و جن کے طرف اس معنے سے ہے کہ دونون فریق کے شیطان انکو اغوا کرتے ہین یہہ قول عکرمہ اور ضحاک اور کلبی اور سدی کا ہے اسیطرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

بھی ایک روایت آئی ہے اس قول پر شیاطین انس وجن سے وہ شیطان مراد ہوے جو انسان اور جن کے پاس رہتے ہین بیان اسکا یہہ ہے کہ ابلیس نے اپنے لشکر کی دو ٹکڑیان بنائی ہین اون مین سے ایک ٹکڑی کو جن کیطرف بھیجتا ہے ایک ٹکڑی کو آدمی کیطرف بھیجتا ہے اور دونون ٹکڑی آدمی اور جن کے شیطان ہین اس معنے سے کہ انکو اغوا اور گمراہ کرتے ہین اور دونون ٹکڑیان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دشمن ہین اور آپ کے محبین جو مومنین صالحین ہین اونکے دشمن ہین اس قول پر اضافت بمعنی لام ہے یعنے شیاطین جو آدمی اور جن کے ساتھ مخصوص ہین ان دونون قول مین کونسا قول اولےٰ ہے ہر فائل نے اپنے قول کو ترجیح دی ہے قول اول والے وجہ اولویت اپنے قول کی بیان کرتے ہین کہ اس آیت سے سفاہت کفار کی شکایت مقصود ہے جو وہ دشمن ہین ان شیاطین سے وہی سرکش کفار مراد ہین قول ثانی کے لوگ کہتے ہین کہ لفظ آیت شیاطین کی اضافت انس وجن کیطرف ہونے کو مقتضی ہے اور اضافت مغایرت کو چاہتی ہے ورنہ اضافت الشیٔ الی نفسہ لازم آئیگی پس قول ثانی اولی ہے اس تقدیر پر شیاطین ایک نوع ہے جو مغایر جن ہے پس شیاطین سے اولاد ابلیس مراد ہوی اور وہ مرتی نہین مگر ابلیس کے ساتھ مریگی بخلاف جن کے کہ وہ مرتے ہین یعنے انسے کافر ہین اور بعضے مسلمان ہین یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا سکھاتے ہین ایکدوسرے کو طمع باطین فریب کی یوحی کے معنے القا کرتے ہین اور آہستہ کہتے ہین اور مشورہ کرتے ہین ایک دوسرے کو یعنے جسکی گمراہی کا ارادہ کرتے ہین اوسکو وسوسہ ڈالتے ہین پہلی قول پر شیاطین سے سرکش آدمی وجن مراد لین تو آیت کے معنے یہہ ہین کہ سرکش آدمی اور سرکش شیطان ایک دوسرے کو جھوٹی باتون کا مشورہ دیتے ہین جس کے سبب سے مومنین صالحین فتنے مین پڑتے ہین دوسرے قول پر معنے یون ہونگے کہ آدمی وجن کے شیطان یعنے اولاد ابلیس ہر لحظہ ایکدوسرے کو سکھاتے ہین کہ مین نے اپنے رفیق کو ایسا ایسا گمراہ کیا تو بھی اسیطرح اپنے رفیق کو گمراہ کر پھر ایک دوسرا اسی بات کا القا کرتا ہے زخرف کے معنے

آراستہ سنواری ہوی اور یہان اس سے قول باطل مراد ہے یعنی جھوٹی باتین جو ظاہر نظر مین سنواری ہوی ہین غرور اکے معنے فریب دینا دھوکا دینا مفعول لہ ہے یعنے وسوسہ ڈالتے ہین ایک دوسرے کو ان ملمع باتون سے فریب کی خاطر اور یہہ اس لئے کہ شیطان بنی آدم کو انکے بُرے اعمال آراستہ کرکے بتلاتا ہے اور فریب دیتا ہے یا مصدر ہے حال کے مقام مین گویا معنے اسکے فاعلین ہین یعنے جس حال مین کہ فریب دینے والے ہین یا مصدر ہے محذوف کا جو یوحی کے فاعل سے حال ہے گویا معنے یہہ ہین یوحون غرورا یعنے حالانکہ فریب دیتے ہین فریب دینا کر وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ اور اگر چاہتا تیرا رب تو یہہ کام نکرتے یعنے شیاطین بنی آدم کے دلون مین وسوسے نہ ڈالتے حاصل معنے یہہ ہین کہ اگر اللہ تعالی چاہتا تو شیاطین کو انسان و جن کی طرف وسوسہ ڈالنے سے منع کرتا لیکن اللہ تعالے نے جس بندہ کو صبر پر اجر دینے کا ارادہ کیا ہے تو اوس سے امتحان کرنا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ ولو شاء کا مفعول مقدر ہے گویا تقدیر یہہ ہے ولو شاء ربک ان لا یفعلوا معاداۃ الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام وایحاء الزخارف یعنے اگر اللہ چاہتا کہ شیاطین دشمنی انبیاء علیہم السلام کی نہ کرین اور ملمع باتین نہ سکھاوین تو یہہ کام نکرتے اس تقدیر پر مرجع ما فعلوہ کی ضمیر کا مذکور اشیاء ہونگے یعنے مفعول کی تقدیر ایسی اس لئے کی کہ کتب معانی مین قاعدہ مستمرہ ہے کہ جب مشیت شرط واقع ہوتی ہے تو بعینہ اسپنے جزا کا مضمون پڑتی ہے اگر مشیت کو یہان ایمان سے متعلق گردانین جیسا الا ان یشاء اللہ مین متعلق گردانا تو بھی جائز ہے گویا تقدیر یون ہوگی ولو شاء ایمانہم یعنے اگر کفار کے ایمان کو چاہتا تو مذکور امور نہ کرتے یاد رکھنا چاہئے کہ ما فعلوہ کی ضمیر یا مذکور اشیاء کیطرف راجع ہے یعنے عداوت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ایحاء زخارف یعنی یا ایحا کیطرف یا زخرف کیطرف یا غرور اکیطرف راجع ہے فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ سو تو چھوڑ دے وہ جانین اور انکا جھوٹ یعنے اے محمد کفار کو ان کے کفر اور گناہون کے ساتھ جو ابلیس نے انکے لئے سنوارا اور فریب دیا ہے چھوڑ دے معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ حکم منسوخ ہے قتال کے حکم سے پہلے تھا وما یفترون مین ما یا موصولہ ہے اوسکا عائد محذوف ہے تقدیر اوسکی وما یفترونہ یا مصدریہ ہے

دونوں قول پر محل نصب میں ہے مفعولیت کے جہت سے بطریق عطف نسق کے فذرہم سے گویا منے
یہہ ہیں اترکہم واترک افترائہم یعنی چھوڑ دے انکو اور چھوڑ دے انکے افترا کو وَلِتَصْغَىٰ إِلَيْهِ
أَفْئِدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ اور تا جھکیں اُسطرف دل اُنکے جو یقین نہیں رکھتے
آخرت کا صغو کے معنے میل کرنا جھکنا جب کوئی سننے والا اپنے کان سے آواز کے طرف جھکا تو
عرب کہتے ہیں انہ یصغی ادرجب برتن کو جھکایا تو کہتے ہیں اصغی الاناء اور جب چاند نے غروب ہونے کیطرف میل
کیا تو کہتے ہیں صغاد اصغی ولتصغی معطوف ہے غروراً پر اگر غرورا کو مفعول لہ لیں تو یہہ جملہ بوجہی کی دوسری
علت ہوگا اور غرورا ولتصغی کے درمیان کے جملے معترضہ واقع ہوگئے اس تقدیر پر اس علت کو اس لئے مصالح
واظہار لام سے بیان کیا کہ غرورا وسوسہ ڈالنے کا فعل تھا بخلاف اصغاء کے کہ وہ وسوسہ ڈالے گئے شخص کا فعل تھا
حاصل معنے یہہ ہیں کہ ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی باتیں وسوسہ ڈالتے ہیں تاکہ کفار کو اس سے فریب دیں اور اس لئے
کہ کفار کے دل ملمع کی باتوں کی طرف جھکیں الیہ کا مرجع زخرف القول ہے اگر غرورا کو حال ڈالیں یا مصدر موکد
فعل مقدر کا لیں ولتصغی کا لام فعل محذوف کی علت واقع ہوگا جسپر یہہ مقام دلالت کرتا ہے گویا تقدیر یہہ ہے ولیکون ذلک
جعلنا لکل نبی عدوا یعنے ہم نے ہر نبی کے دشمن شیاطین بنائے تاکہ ہو جاوے یہہ اور تاکہ کفار کے دل ان شیاطین کی ملمع کی باتوں
کی طرف جھکیں یوں بھی تقدیر ہو سکتے ہیں فعلنا بہم ذلک لکی تصغی الی الباطل افئدۃ الذین لا یؤمنون
بالآخرۃ یعنی ہمنے انکے ساتھ ایسا کیا تاکہ ان لوگوں کے دل باطل ملمع کار باتوں کی طرف جھکیں
جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وَلِيَرْضَوْهُ اور تا وہ اسکو پسند کریں یعنی یہہ وہ ملمع باتیں اپنے
واسطے پسند کریں عطف اسکا بھی غرورا پر ہے حاصل معنے یہہ ہیں دل کفار کے جھکتے ہیں ملمع کی جھوٹی
باتوں کی طرف اور انکو دوست رکھتے اور پسند کرتے ہیں وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ۝ اور تا کہ وہ
جو وہ کمانے والے ہیں یعنی جو غلط کام انواع گناہ اور برے اعمال سے بموجب اپنی پسندیدگی کے کر رہے
ہیں کریں قیامت کے دن اپنے اعمال کی جزا پاوینگے ولیقترفوا بھی معطوف ہے غرورا پر یعنی
لام مکسورہ اسمیں علت کے واسطے ہی اقتراف کے معنے اکتساب یعنی کمانا أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا
کیا اب سوائے اللہ کے چاہوں منصف یعنی اے محمد ان مشرکین کو کہ کیا اللہ کے سوائے کسی اور

کو قاضی منصف کروں جو میرے اور تمھارے درمیان انصاف کرے مفسرین اس آیت کی شان
نزول مین بیان کرتے ہین کہ جب کفار نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ درمیان
آپ کے اور اون کے ایک حکم احبار یہود سے یا اسقف نصاری سے مقرر کرے تا وہ اپنی کتاب سے
خبر دین جسمین حضرت کا حال لکھا ہے تب یہہ آیت اتری ابتغاء کے معنے چاہنا طلب کرنا حکم اور حاکم کے
معنے اہل لغت کے نزدیک ایک ہی ہین اہل معانی کہتے ہین کہ حکم کے معنے اکمل ہین کسواسطیکہ حکم صفت مشبہ
ہے معنے ثبوت کا فائدہ دیتی ہے اسی واسطے اوس متصف نہین ہوتا سوا سے حاکم عادل کے غیر مفعول
ابتغی کا ہے اور حکما حال ہے اس ترکیب کا عکس بھی احتمال رکھتا ہے وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ
الْكِتَابَ مُفَصَّلًا اور وہی ہے جس نے اتاری تمھاری طرف کتاب واضح یعنی قرآن تمیز اللہی
نے اتارا جس مین امر و نہی اور وعدے وعید بیان کئے گئے ہین اور اسمین میرے اور تمھارے درمیان
کا حکم ہے اور اس مین حق و باطل کا اور حلال و حرام کا بیان ہے اسطرح سے کہ دین کے کامون مین
کسیطرح کا خلط اور ابہام باقی نہین اسمین اسبات کا اشارہ ہے کہ قران کا معجزہ ایمان لانے کے واسطے
بس کرتا ہے پھر دوسرے معجزہ کی حاجت نہین معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ جملہ حالیہ ہے اللہ کے غیر کو حکم
بنانے کے انکار کا موکد ہے وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ
بِالْحَقِّ اور جنکو ہمنے دی کتاب وے جانتے ہین کہ یہہ نازل ہوی تیرے رب کے پاس سے تحقیق
یعنی گواہی دیتے ہین کہ مقرر یہہ قرآن اللہ کے پاس سے اترا ہے یہہ اس لئے کہ ان کے نزدیک
جو دلایل اسپر دلالت کرتے ہین اون سے ثابت ہوا کسواسطیکہ قرآن مجید انہون کی کتاب کے موافق ہے
اور ایسے امور کو متضمن ہے کہ جنکی معرفت وحی کے سوا ممکن نہین باوجود اس بات کے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے انہون کی کتب سے ممارست نہین فرمائی اور نہ انکے علماء کے ساتھ اختلاط کیا والذین
سے یہود و نصاری کے علماء مراد ہین یا اس سے تمام اہل کتاب مراد ہین کس لئے کہ عوام اہل کتاب
قرآن کو اپنے علما سے سنکر اسکی حقیقت کو جان سکتے ہین یا بقرائن حالیہ تھوڑے تامل سے معلوم
کر سکتے ہین بعضے کہتے ہین الذین سے صحابہ کے علما اور رؤسا مراد ہین جیسے ابو بکر اور عمر اور

عثمان اور علی رضی اللہ تعالی عنہم اور انکے مانند یہہ لوگ جانتے ہین کہ یہہ قرآن تحقیق تیرے رب کے پاس سے اترا ہے اور وہی اوسپر ایمان لائے ہین اور اوسکی تصدیق کی ہے بعضون نے کہا اس سے مراد مومنین اہل کتاب ہین جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ الکتاب سے توریت و انجیل و زبور مراد ہے اور انہ کا مرجع قرآن شریف ہے معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ جملہ مستانفہ ہے قول مقدر کے تحت مین داخل ہین اللہ تعالی کی طرف سے لایا گیا حقیت کتاب کی تحقیق اور اوسکے اللہ کے پاس سے اترنے کی تقریر کے واسطے ہے اس بیان سے کہ یہود و نصاری سے جنھون نے اوسکے حکم کی توثیق کی وہ اوسکی حقیت اور اللہ کے پاس سے اترنے کے عالم ہین بالحق محذوف کے متعلق ہے جو حال واقع ہوا منزلا کی ضمیر مستتر سے گویا معنے یہہ ہین متلبسا بالحق یعنی جس حال مین کہ حق کے ساتھ مشتمل ہے منزلا کو ابن عامر اور حفص نون کی فتح اور زاو کی تشدید سے اسم مفعول کے وزن پر باب تفعیل سے پڑھتے ہین باقی قراء نون کے سکون اور زاء کی تخفیف سے اسم مفعول کے صیغہ پر باب افعال سے پڑھتے ہین فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ سو تو مت ہو شک کرنے والون سے یعنی اے محمد علماے اہل کتاب جانتے ہین کہ یہہ قرآن بیشک حق ہے اور وہ اللہ کے پاس سے اترا ہے پس تو شک مت کر بعضون نے کہا معنے یہہ ہین کہ ہمنے جو قصے بیان کئے سو تو اس سے شک مین مت آ مقرر وہ حق اور سچ ہے جاننا چاہئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا مخاطب ٹھہرانا بحسب ظاہر نا ملایم ہے کس لئے کہ شک کی نہی حضرت کے حق مین محال ہے اسکے جواب مین مفسرین چند وجہ بیان کرتے ہین پہلی وجہ یہہ خطاب حضرت کو بطریق تحریض اور انگیزش ہے جیسا اس قول مین خدا تعالی فرماتا ہے ولا تکونن من المشرکین دوسری وجہ حضرت کو اہل کتاب کے یقین کرنے مین شک تھا گویا معنے یہہ ہین تو اہل کتاب کے قایل ہونے مین شک نکر اور یہہ شک اللہ تعالی کے معلوم کرانے سے پہلے تھا اسکے بعد جاتا رہا تیسری وجہ یہہ خطاب تو حضرت کو ہے اور مراد اس سے امت ہے گویا بظاہر مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوے اور حقیقت مین مخاطب اوسکی امت ٹھہری اسواسطیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور مین کبھی شک نفرمایا گویا معنے یہہ ہین اے سننے والے آدمیو

اس قرآن مین شک نکرو مقرر وہ اللہ کے پاس سے اترا ہے اس لئے کہ اس مین ایسا اعجاز ہے کہ جس کے مثل کہہ لانے پر بجز اللہ تبارک وتعالی کے بشر کی قدرت نہین چوتھی وجہ یہہ خطاب ہر ایک کو ہے اور اس سے ہر شک کرنے والا مراد ہے یون بھی مراد لے سکتے ہین کہ جب ادلہ ایک دوسرے کی تقویت پر قایم ہین اور صحت وراستی پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہین تو کسی کو اس قرآن مین شک کرنا سزاوار نہین وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا اور پوری ہوی بات تیرے پروردگار کی راستی مین اور انصاف مین تمت کے معنے تام ہوی اور غایت کو پہنچی سو تمام سے یہان نقصان کے بعد پوری ہونا مراد نہین بلکہ ہمیشہ پوری رہنا مراد ہے یعنی اس کے احکام اور وعدے اور وعید پورے ہو چکے اور نہایت کو پہنچے کلمت کو عاصم اور حمزہ اور کسائی بصیغہ واحد پڑھتے ہین باقی قرا کلمات جمع کے صیغے سے پڑھتے ہین اہل معانی کہتے ہین کلمہ اور کلمات سے وعدہ اور وعید اور ثواب وعقاب مراد ہے پھر اوس مین نہ تبدیل ہے اور نہ تغییر جیسا دوسرے مقام مین فرمایا ما یبدل القول لدی پھر جسنے کلمات کو جمع کے صیغے سے پڑھا وہ کہتا ہے اسکے معنے جمع کے ہین لفظ مین جمع ہونا واجب ہوا اور بھی آیت کے سیاق مین ولا مبدل لکلماتہ کہا تو پہلے لفظ مین جمع ہونا مناسبت کے واسطے واجب ہوا اور جنھون نے واحد کے صیغہ سے پڑھا وہ کہتے ہین کہ کلمت بمعنی ما تکلم بہ ربک ہے یعنے تیرے رب نے جو بات کی ہے پس کبھی کلمہ کہتے ہین اور اوس سے بہت کلمے مراد لیتے ہین جب ایک ضابطہ سے منضبط ہو جیسا عرب کہتے ہین قال زہیر فی کلمتہ ای فی قصیدتہ یعنی زہیر شاعر نے اپنے کلمے مین یعنی قصیدے مین کہا اسطرح کہتے ہین کلمات اللہ تعالی کلمتہ واحدۃ یعنے اللہ کے کلمے ایک کلمہ ہے اس وجہ سے کہ وہ اللہ کا کلام ہے خلق کی ہدایت کے واسطے نازل ہوا ایسا ہی کہتے ہین مجموع القرآن کلمۃ واحدۃ یعنی تمام قرآن ایک کلمہ ہے اگر کلمت سے جنس کلمہ مراد لین تو بھی ہو سکتا ہے بعضے مفسرین کہتے ہین کلمت سے قرآن شریف مراد ہے پہلے معنے پر کلمت کا اطلاق عموماً تمامی کتب الٰہی اور حدیث قدسی پر ہوگا دوسرے معنے پر خاص ہے۔ اور جب کلمت سے قرآن شریف مراد لین تو اس آیت کا تعلق ماقبل سے اسطرح سے ہے کہ خدا تعالی نے پہلی آیت مین بیان کیا کہ قرآن معجزہ ہے اس آیت مین کہا تمت

کلمت ربک یعنی پورا ہوا قرآن کے معجزہ ہونے مین جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر دلالت کرتا ہے بندہ عاصی کہتا ہے کلمت سے کلمۂ توحید یعنی لا الہ الا اللہ مراد ہونا بھی جایز ہے چنانچہ ابن مردویہ اور ابن النجار انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا مین فرمایا مراد اس سے لا الہ الا اللہ ہے۔ صدقاً وعدلاً یعنی راست ہی جو وعدہ کیا اور انصاف ہی جو حکم کیا بعضے مفسرین کہتے ہین کہ قرآن اخبار اور احکام پر مشتمل ہے اس مین جو قرون ماضیہ اور گذشتہ امتون کے اور جو قیامت تک ہونیوالا ہے اوسکی خبر دی وہ سچ ہے اور مطیع کو جنت مین ثواب اور گنہگار کو دوزخ مین عذاب ہونے کی خبر دی جو حکم امر و نہی و حلال و حرام اور سائر احکام کا دیا وہ عین عدل و انصاف ہی صدقاً وعدلاً یا حال ہے کلمت سے معنے یہہ ہین جس حال مین کہ وہ بات صادق یعنی سچ ہی اخبار و مواعید مین اور عادل یعنی شایستہ اور درست ہی احکام اور فیصلے مین اگر صدقاً وعدلا کو حال ربک سے لین تو بھی جائز ہے گویا معنے یہہ ہین درانحالیکہ تیرا پروردگار سچا اور انصاف والا ہی یا صدقاً عدلاً کلمت سے تمیز ہے گویا معنے یہہ ہین اسکے احکام اور وعدے وعید از روی صدق اور عدل کے پورے ہو چکے یا مفعول لہ ہے یعنی تیرے رب کی بات پوری ہوی بجہت راستی اور عدل کے لا مبدل لکلماتہ کوئی بدلنے والا نہین اس کی باتون کا یعنی اسکی قضا کا تغیر دینے والا کوئی نہین ہے اور نہ اسکے حکم کا کوئی رد کرنے والا اور اُسکے مواعید مین خلاف کی گنجایش نہین یا معنے یہہ ہین کہ کوی شخص اوسکی باتین بدل نہین سکتا بات کو ان باتون سے جو زیادہ سچی اور زیادہ انصاف والی ہو اسکی بات سے۔ یا کلمات سے قرآن مجید مراد ہی معنے یہہ ہین کہ مفتری لوگ قرآن مین زیادتی اور کمی نہین کر سکتے اور اس کلام مین قرآن کی محافظت کے واسطے حق سبحانہ وتعالی کی انسے ضمان ہے جیسا اس قول مین ہے وانا لہ لحافظون یا معنے یہہ ہین کہ کوئی پیغامبر اور کوئی کتاب قرآن مجید کے بعد آنیوالی نہین جو اسکو منسوخ کرے یا اوسکے حکمون کو بدل دے معلوم کرنا چاہئے کہ جملہ لا مبدل لکلماتہ مین اسبات پر دلیل ہے کہ سعید شقی نہین ہوتا اور نہ شقی سعید ہوتا پس سعید وہ

شمہ ہے جو ازل مین نیکبخت ہوا اور شقی رہ گیا ہے جو ازل مین بدبخت ہوا اسپر ایک اعتراض وارد ہوتا ہی کہ کافر اپنے کفر کے سبب سے شقی رہتا ہے جب اسلام لایا تو سعید ہو جاتا ہے۔ جواب اسکا یون دیا جائیگا کہ خاتمے پر اعتبار ہے جسکا خاتمہ نیک ہوگا تو وہ ازل مین سعید لکھا گیا ہے اور جسکا خاتمہ بُرا ہوگا تو وہ ازل مین شقی لکھا گیا ہے۔ بخاری اور مسلم سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر بندہ دوزخیون کا کام کرتا ہے اور وہ بہشتیون مین سے ہو جاتا ہے اور بہشتیون کا کام کرتا ہے اور وہ دوزخیون مین سے ہو جاتا ہے اور اعمال کا اعتبار نہین مگر خاتمے کے ساتھ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور وہی ہی سنتا جانتا یعنی جو بات کرتے ہین اوسے سنتا ہی اور جو دلون مین ہر اوسے جانتا ہی وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اور اگر تو پیروکار ہوگا اکثر لوگون کا جو زمین مین ہین بہکا دین گے تجھکو اللہ کی راہ سے یعنی اگر تو غیر اللہ کی عبادت مین کفار کا اور جو کچھ انہون نے بغیر اذن الٰہی مشروع کرلیا ہی اوسکا موافق ہو جائیگا تو گمراہ کر دینگے سبیل اللہ دین الٰہی سے اللہ کا دین مراد ہی یا دلایل حق و صواب کے مراد ہین اور اکثر لوگ سے کفار مراد ہین اور الارض سے دنیا مراد ہی کیونکہ روئے زمین پر اُن دونون مین کفار اکثر تھے اگر لوگون سے جہال یا خواہش نفسانی کے پیروکار مراد لین تو بھی ہو سکتا ہے بعضے کہتے ہین الارض سے مکے کی زمین مراد ہے اور کفار سے کفار قریش مراد ہین کیونکہ اُن دنون مکہ مین اکثر کفار لوگ تھے مفسرین کہتے ہین کہ نزول آیت کا مشرکین کے حق مین ہے جو مردار کھانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مسلمانون سے جھگڑتے تھے کہ کیا ہوا اپنا مارا کھاتے ہین اللہ کا مارا نہین کھاتے پس خدا تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو مردار کھانے مین کفار کا اتباع نکر کیونکہ اللہ کے دین سے جو تجھ پر مشروع کیا اور تجھکو اسکے ساتھ بھیجا ہے وہ بہکا دین اور گمراہ کر دین بعضے مفسرین آیت کے معنے مین کہتے ہین کفار کے باطل معتقدات مین اُنکی اطاعت مت کیا کر تو نے انکی اطاعت کی تو اللہ کی راہ سے تجھکو بھگا دین گے یعنی حق اور سچے راستہ سے تجھکو بہکا دین گے

جاننا چاہیئے کہ اب خدا تعالیٰ کفار کے احوال اور انکے دین کی خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے
اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ نہین پیروی کرتے وہ گروہ مگر گمان کی یعنی کفار مشرکین اپنے دین
مین خیال پر چلتے ہین۔ گمان پر چلنے سے مردار جانور کے مقدمے مین جھگڑنا مراد ہے یا گمان یہہ
تھا کہ انکے باپ دادے حق پر تھے یا ظن سے جہلات اور فاسد عقلین اور خواہشات نفسانی
مراد ہین یعنے وہ سب نادانی پر چلتے ہین اپنے خواہش نفسانی کے پیروکار ہین ظن مقابل ہے علم کا
اور علم اعتقاد جازم کو کہتے ہین جو مطابق واقع کے ہو اگر مطابق واقع کے نہ ہو تو وہ تصدیق جہلی
ہے اس پر ظن کا بھی اطلاق آتا ہے وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۝ اور نہین وہ مگر جھوٹ کہتے ہین
یعنی اللہ پر جھوٹھ بولتے ہین اور اٹکل دوڑاتے ہین جو اسکا فرزند بتاتے ہین اور بتون کی عبادت
سے اس کے پاس وسیلہ ڈھونڈھتے ہین اور مردار جانور کو حلال جانتے ہین اور بحیرہ وغیرہ
کو حرام بتاتے ہین۔ خرص کے اصل معنے تخمین اور اندازہ کرنا اسی سے ہے خرص خرمے کا جھاڑ
پر اور کھیت کا زمین پر اس لئے کہ پھلوں کا اندازہ گمانی تھا یقینی نہ تھا ایسا ہی جھوٹ کو بھی خرص
کہتے ہین کیونکہ جھوٹے گمان اس مین داخل ہین بعضے کہتے ہین کہ جو بات گمان اور تخمین سے
کی جاے تو اسکو خرص کہتے ہین کس لئے کہ قائل نے اسکو علم اور یقین سے نہ کہا اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ اَعْلَمُ مَنْ یَّضِلُّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝ تحقیق تیرا رب ہے خوب جانتا
جو بھٹکتا ہے اسکی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہین جب خدا تعالیٰ نے اوپر کی
آیت مین بیان فرمایا کفار تجھکو بھٹکا دین اللہ کی راہ سے تو اس مین خبر دیتا ہے کہ وہ خوب
جانتا ہے گمراہ اور راہ پانے والیکو معنے یہہ ہین کہ وہ خوب جانتا ہے انکو اور تجھکو کس لئے
کہ وہ گمراہ ہونے والے ہین اور تو راہ راست پانے والا ہے۔ مَنْ موصولہ ہے یا موصوفہ محل
نصب مین اس فعل سے جسپر اعلم دال ہے یعنے یعلم مقدر کا مفعول ہے کیونکہ افعل التفضیل اسم ظاہر
مین عمل نہین کرتا گویا معنے یون ہونگے تیرا رب ہے خوب جاننے والا ہے جو اسکی راہ سے بھٹکتا ہے
اوسے جانتا ہے یا مَنْ محل نصب مین ہے باسقاط خافض تقدیر یون ہوگی ہوا علم بمن یضل یعنے

وہ جاننے والا ہی گمراہ کو ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دیگا۔ حاصل معنے آیت کے یون ہین ای محمد جس چیز کا مین نے امر کیا ہے اسکی پیروی کر اور جس چیز کی پیروی سے نہی کی ہے اوس سے باز رہ ہادی و گمراہ کو مین خوب جاننے والا ہون یا من استفہامیہ ہے مرفوع ابتدائیت سے اور یضل اسکی خبر ہی اور جملہ فعل مقدر سے معلق ہے یعنی علم اسکا لفظاً باطل ہوا محلاً باقی ہی معنے یون ہین ان ربک ہو اعلم ای الناس یضل عن سبیلہ یعنی ای محمد تیرا رب خوب جانتا ہے کون لوگ اسکی راہ بھٹکتے ہین پس خدا تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ اللہ تعالی خوب جانتا ہی دونون فریق کو جو اوسکی راہ سے گمراہ ہی اور جو ہدایت اور راہ راست پر ہے دونون کو جزا دیگا جسکے وہ مستحق ہین بعضے مفسرین اعلم کو بمعنے مضاع کی معنی سے لیتے ہین لیکن اعلم طرف کو جو باء بالمبتدین کے ساتھ ہے مناسب نہین ہوتا کیونکہ یعلم کا صلہ باء سے نہین ہوتا۔ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ سو تم کھاو اس مین سے جسپر نام لیا گیا اللہ کا یعنے دم ذبح جس ماکول جانور پر اللہ کا نام لیکر ذبح کرین اسکو کہا وہ تمپر حلال ہے یہہ جواب ہی مشرکین کے قول کا جو مسلمانون کو کہا کیا ہوا کہ اپنا مارا کھاتے ہین اور اللہ کا مارا نہین کھاتے پس خدا تعالی نے مسلمانون کو کہا جس ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا اوسے کھاو اگر اسپر اللہ کا نام نہ لیا ہو یا بہ دوران ذبح کے آپ مر جاوے تو اسکو مت کھاو حاصل معنے یہہ ہین کہ خدا تعالی اپنے نبی اور اپنے بندون کو جو اوسپر اور اوسکی آیات پر یقین کرتے ہین فرماتا ہے کہ ای مومنین وہ ذبیحہ جسکو تم ذبح کرتے ہو کھاو اور جو بیان کیا گیا کہ ذبیحہ حلال ہے یہہ وہ ذبیحہ ہی جسکو تمہارے لوگون مین سے مجھ پر ایمان لانے والون نے ذبح کیا ہے یا اون لوگون نے ذبح کیا ہو جو میری توحید سے قریب ہین وہ اہل کتاب ہین انکا ذبیحہ بھی کھاو اور جس ذبیحہ کو بت پرست لوگون نے اور اون لوگون نے جو کتاب والے نہین جیسے مجوس انہون نے ذبح کیا ہو اوسکو نہ کھاو اس آیت مین مومنین کو خطاب ہے اور فاکلوا مین یا شرط مقدر کا جواب ہی گویا تقدیر یون ہی ان کنتم محققین فی الایمان فکلوا یعنے اگر یقین کرنے والے ہو ایمان مین تو کھاو یا معطوف ہے محذوف پر جسپر ابتدا کلام دلالت کرتا ہے گویا یون کہا کونوا علی الھدی فکلوا یعنی تم راہ راست پر ہو جاو اور کھاو یا مضمون جملہ مقدمہ پر معطوف ہے گویا یون کہا اتبعوا ما امرکم اللہ من اکل المذکی دون المیتۃ فکلوا الخ

یعنی پیروی کرو اس حکم کی کہ جس ذبیحہ کے کھانیکو خدا تعالی نے حکم فرمایا سوائے مردار کے اور کھاؤ جسپر نام لیا گیا اللہ کا ابن جریر طبری نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہا کہ مین نے عطا کے پاس آیہ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ پڑھی اُس نے کہا خدا تعالی اس مین امر فرماتا ہے کہ پانی اور کھانے اور ذبیح پر اوس کا نام لیا جاے اور جو چیز اُسکے یاد پر دلالت کرے اسکا امر کرتا ہے اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ اگر تم ہو اوس کے آیات پر یقین کرنے والے آیات سے قرآن شریف مراد ہے یا احکام مراد ہین یعنے اگر تم اُسکے حکم پر یقین کرتے ہو کیونکہ اُسکی آیات پر ایمان کا مقتضی یہہ ہے کہ اُسکے حلال کئے ہوے کو مباح جانین اور اُسکے حرام کئے ہوے سے حذر کرین جواب شرط کا محذوف ہے بدلالت ماقبل وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ اوس مین سے جسپر نام لیا گیا اللہ کا یعنے اللہ کے نام کا ذبیحہ کھانے سے کیا چیز تمکو منع کرتی ہے یہہ استفہام معنی انکار کو متضمن ہے (وما لکم) اللہ کے نام کا ذبیحہ مباح ہونے کی تاکید ہے حاصل یہہ کہ کیا مطلب ہے تمھارا جو مذبوح باسم اللہ کو نہین کھاتے ہو اور مذبوح باسم غیر اللہ کو کھاتے ہو وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اور تحقیق کھول چکا جو کچھ تپر حرام کیا ہے یعنی کھانے کے چیزون مین حلال حرام کو بہ تفصیل بیان کر دیا فصل بمعنی بین اور متیز ہے یعنی بیان کیا اور جدا کیا کھول چکا واو اس مین حالیہ ہے یعنی جس حال مین کہ بیان کر دیا فصل اور حرم کو نافع وحفص معروف کے صیغے سے پڑھتے ہین ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابن عامر وہ نون کو بصیغہ مجہول پڑھتے ہین حمزہ اور کسائی بروایت عاصم فصل بصیغہ معروف اور حرم بصیغہ مجہول پڑھتے ہین معلوم کرنا چاہیے کہ محرمات کا ذکر خدا تعالی نے کہان بیان فرمایا سو جمہور مفسرین کہتے ہین اس کا ذکر آیہ حرمت علیکم المیتۃ والدم والخنزیر وما اہل لغیر اللہ مین مفصل بیان فرمایا اور یہہ آیت سورہ مائدہ مین واقع ہے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اسپر اشکال کیا ہے کہ سورۃ الانعام مکی ہے اور سورہ مائدہ مدنی ہے اور یہہ اخیر سورہ ہے جو مدینے مین نازل ہوا اور قد فصل اسبات کا مقتضی ہے کہ مفصل اس مجمل پر مقدم ہو حالانکہ مدنی متاخر

کی ہے ہی تو اسپر مقدم ہونا ممتنع ہوا اور کہا یون کہنا اولی ہے کہ مراد فصل سے آیت قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ ہے اگرچہ اس آیت کو آیندہ تھوڑے فاصلے سے بیان کیا مگر اسقدر پیچھے آنے سے آیت مذکور مراد ہونے کو مانع نہین ابن الخازن نے اس اشکال کے جواب مین کہا مفسرین نے جس مراد کو اختیار کیا ہے تو اسکی توجیہ یون کرنا چاہئے کہ جب خدا تعالی نے جانا کہ سورۃ المائدہ باعتبار ترتیب کے سورۃ الانعام پر متقدم ہے نہ باعتبار نزول کے تو جو باعتبار ترتیب مقدم تھا اوسکی طرف وقد فصل لکم ما حرم علیکم کی ضمیر کا پھیرنا مستحسن ٹھہرا تاکہ جمہور کا قول بیکار نہو باوجود اس بات کے کہ معرفت جمہور کی وجوہ قرآن پر اتم واکمل تھی بندہ عاصی کہتا ہے جواب ابن الخازن کا مفسرین کے قول کی توجیہ مین مستحسن ہی کیونکہ آیت قل لا اجد فیما اوحی الی محرما مین جملہ محرمات شرعیہ کا بیان مفصل مذکور نہین پس امام رازی کے جواب سے اصل اشکال دفع نہین ہوسکتا بجز اس کے کہ توجیہ ابن الخازن کی کیجاوے واللہ اعلم الا ما اضطررتم الیہ اگر جو تم لاچار ہو اسکی طرف یعنی جب تم ان محرمات کے کھانے کو مضطر ہوگے اور بدون انکے کھانے کے زندگی نہ پاؤگے تو ضرورت کیوقت یہہ بھی تمپر حلال ہین یہہ ما حرم علیکم سے استثنا ہے وان کثیرا لیضلون باھوائھم بغیر علم اور مقرر بہت لوگ گمراہ کرتے ہین اپنے خواہشون پر بغیر تحقیق کے یعنی خلایق کو اپنے مجرد خواہشات نفسانی پر گمراہ کرتے ہین دلیل شرعی پر جو یقین کامل کو مفید ہے تمسک اور اعتماد نہین کرتے بہت لوگون سے وہ لوگ مراد ہین جو مردار کی حلیت کے باب مین جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کیا ہوا اپنا ذبیحہ کھاتے ہو اللہ کا مارا نہین کھاتے ہو بعضی مفسرین کہتے ہین اس سے مراد عمرو بن لحی ہے اور جو اسکے سوا سے مشرکین تھے کیونکہ جس نے پہلے بحائر کو بحیرہ اور سوائب کو سیب اور مردار کا کھانا مباح کیا اور دین ابراہیم علیہ السلام کو تغیر دیا وہی عمرو بن لحی تھا لیضلون بضم یاء باب افعال سے کو فیین پڑھتے ہین باقی قراء بفتح یاء ثلاثی مجرد کے باب سے پڑھتے ہین پہلی قرأت پر لیضلون کا مفعول محذوف ہے یعنی مردار کی حلیت وغیرہ کے باب مین اپنے دلی خواہش کے موافق

خلایق کو البتہ بہکاتے اور گمراہ کرتے ہین دوسری قرأت پر مفعول کی ضرورت نہین گویا معنی یہہ ہین کہ وہ حق سے آپ گمراہ ہوتے ہین باہوائہم متعلق یضلون سے ہی اور باء اسببیہ ہی یعنے بسبب پیروی کرنے انکے اپنے خواہشات اور شہوات کے بغیر علم حال پڑا ہے اور محذوف کا متعلق ہے گویا معنی یون ہین یضلون مصاحبین للجہل ای متلبسین بغیر علم یعنی بہکاتے ہین اس حال مین کہ جہل کے ساتھہ ملے ہوے ہین بغیر علم و دلیل کے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ تحقیق تیرا پروردگار وہی خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والون کو یعنی جو لوگ حلال کو چھوڑ کر حرام کی طرف اور حق کو چھوڑ کر باطل کی طرف جاتے ہین خدا تعالی انکو خوب جانتا ہے انکے بُرے اعمال کی جزا دیگا یہہ خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنے ای محمد تیرا رب دانا تر ہے وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اور چھوڑ دو ظاہر گناہ کو اور باطن گناہ کو ظاہر سے علانیہ باطن سے مخفی پھر بہت گناہ ہون یا تھوڑے یہہ قول قتادہ کا ہے مجاہد نے کہا جو گناہ جوارح سے کئے وہ ظاہر ہے دل مین جو نیت اور قصد کرتا ہے جیسا گناہ پر اصرار کرنی باطن ہی ہین حسد اور کبر اور عُجب اور مسلمانون کی بدخواہی اور انکے مانند داخل ہونگے کلبی نے کہا گناہ ظاہر زنا ہے اور گناہ باطن فساد زمین ہے ربیع بن انس نے کہا خدا تعالی نے ظاہر گناہ اور باطن گناہ مخفی علانیہ گناہ کرنے سے نہی کی ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ ظاہر گناہ سے اپنی مائون اور بیٹیون سے نکاح اور باطن سے زنا مراد ہی سعید بن جبیر نے کہا گناہ ظاہر سے لاتنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء اور حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم الآیہ ہے یعنی باپ کی عورتون اور مائون اور بیٹیون کا نکاح گناہ باطن سے زنا مراد ہے سدی کہتا ہے ظاہر سے بازاری زنا کرنے والی رنڈیان جنکو ذوات الرایات کہتے ہین مراد ہین اور باطن سے عورت کا یار جو اسکے پاس مخفی آتا رہے بغوی نے کہا یہہ قول اکثر مفسرین کا ہے کیونکہ عرب زنا کو دوست رکھتے تھے شریف لوگ بوجہ شرافت خفیہ زنا کرتے اور غیر شریف زنا سے کچھ پروا نکرتا علانیہ زنا کرتا اللہ تعالی نے دونون کو

حرام کیا بغوی نے کہا ابن زید کہتا ہے گناہ ظاہر برہنہ تن کعبے کا طواف کرنا اور گناہ باطن زنا ہے ابو حیان کلبی سے نقل کرتا ہے کہ گناہ ظاہر مردون کا طواف کعبہ دن کے وقت برہنہ کرنا ہے گناہ باطن رات کے وقت عورتون کا برہنہ طواف کعبہ کرنا اہل جاہلیت کی عادت تھی کعبے کا طواف ایسا ہی برہنہ کرتے تھے یہان تک کہ اسلام کا دور آیا خدا تعالی نے ان سب گناہ کے کام سے نہی فرمائی قول صحیح یہہ ہے کہ آیت ان سب گناہون مین عام ہے کس لئے کہ تخصیص عام کی صورت معین پر بغیر دلیل کے جایز نہین اس قول پر معنی آیت کے یون ہوے چھوڑ دو تمام گناہون کو جو علانیہ اور مخفی کرتے ہو ابن الانباری نے کہا ترک کرو گناہ کو تمام جہات سے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ مقرر جو لوگ گناہ کماتے ہین یعنی خدا تعالی نے جس چیز کی ممانعت فرمائی اور حرام کیا اوس کے مرتکب ہوتے ہین اثم کے معنی گناہ اور معصیت یعنی مرتکب گناہ ظاہر و باطن کے ہوتے ہین ابن ابی حاتم نے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے اثم کے معنے پوچھے حضرت نے فرمایا اثم وہ چیز ہے جو تیرے دل مین آوے اور اوس پر لوگون کے اطلاع پانے کو تو ناپسند رکھے سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ جزا دئے جاوینگے اپنے کئے کی یعنے دنیا مین جو گناہ کرتے تھے آخرت مین اوسکی سزا پاوینگے معلوم کرنا چاہئے کہ ظاہر نص اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عقاب اُس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو بلا توبہ کے مرجاے کس لئے کہ تمام مسلمانون نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ جب بندہ گناہ سے صحیح توبہ کرے تو اپنے گناہ پر عذاب نہ دیا جاویگا اسپر آیت ثم ان ربک للذین عملوا السوء اور حدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ دلالت کرتی ہین اہل سنت اس بات پر یہہ بات زیادہ کرتے ہین جب گناہ گار بغیر توبہ کے مرے تو اس کا حال اللہ کی مشیت پر موقوف ہے چاہے اسکو عذاب دے چاہے اپنے فضل و کرم سے عفو کرے وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ اور نہ کھاو اُس مین سے کہ جسپر نام نہ لیا گیا اللہ کا اور تحقیق وہ گناہ ہے اس آیت کے شان نزول مین ابن ابی حاتم سعید بن

جبیر سے مرسلاً اور بزار اور ابو داؤد اور ابن جریر متصلاً عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کرتے ہین یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا کیا ہم اپنے مارے ہوے
جانور کو کھائین اور اللہ کے مارے کو نہ کھائین اسپر خدا تعالی نے آیۂ ولا تاکلوا مما لم یذکر
اسم اللہ علیہ وانہ لفسق نازل فرمائی حافظ ابن کثیر نے کہا اس روایت مین تین وجہ سے
نظر ہے پہلی یہہ کہ یہود نے میتہ کو مباح نہین جانتے تھے پھر کیون جھگڑا کیا دوسری وجہ
یہہ کہ یہہ آیت سورۂ انعام کی ہے اور سورۂ انعام مکی ہے تیسری وجہ ترمذی نے اس حدیث
کو روایت کیا ہے اور اس مین ہے انی ناس الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہا یہہ حدیث
حسن غریب ہے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آیت ولا تاکلوا مما
لم یذکر اسم اللہ علیہ نازل ہوی اہل فارس نے قریش کو کہلا بھیجا کہ محمد سے جھگڑا کرین اور کہین
کیا تو اپنی ماتھ سے چاقو سے جو ذبح کرین وہ تو حلال ہے اور اللہ سونے کی شمشیر سے
ذبح کرے یعنے مردار تو وہ حرام ہے پس آیۂ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم
وان اطعتموہم انکم لمشرکون نازل ہوی یعنے یہہ ہین تحقیق شیاطین فارس کے اپنے دوست
قریش کو وحی بھیجتے ہین اسکو ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم بھی روایت کرتے ہین حافظ ابن کثیر
نے کہا اسکی اسناد صحیح ہے اور ابن جریر نے متعدد طریقون سے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کی ہے اُس مین یہود کا ذکر نہین بلکہ مشرکین کا جھگڑنا لکھا ہی حافظ ابن کثیر نے
کہا یہی محفوظ ہے کیونکہ یہہ آیت مکی ہے اور یہود مدینہ کا کہانا دوست نہین رکھتے تھے ابن جریر
نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکین کی جماعت آکر یہہ
کہنے لگی بکو خبر دو بکری جب مرجاوے تو اسکو کس نے مارا حضرت نے فرمایا خدا تعالی نے
مارا مشرکون نے کہا تو کہتا ہے جو تو آپ اور اپنے اصحاب مارین وہ حلال ہے اور جو
خدا تعالی مارے وہ حرام ہے اسپر خدا تعالی نے آیۂ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کو
نازل فرمایا حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور مین ابو داؤد کے کتاب الناسخ

کے حوالہ سے اسکو لکھا ہے عبد بن حمید اور ابو الشیخ ضحاک سے روایت کرتے ہین کہ مشرکون نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے کہا یہ تم اپنے ذبیحہ کو کھاتے ہو اور وہ جو آپ مرتا ہے اسکو کس نے مارا صحابہ نے کہا اسکو اللہ نے مارا تب مشرکون نے کہا جو اللہ تعالی مارتا ہے اسکو تم حرام کرتے ہو اور جو آپ مارتے ہو اسکو حلال جانتے ہو پھر خدا تعالی نے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق الایہ نازل فرمائی ابن جریر بھی اسکو ضحاک سے روایت کرتا ہے اور ابن جریر نے سدی سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ مشرکون نے مسلمانون سے کہا تم کیون زعم کرتے ہو کہ ہم اللہ کی خوشنودی دھونڈتے ہین تم تو اللہ کے مارے ہوے کو نہین کھاتے اور جو آپ ذبح کرتے ہو اوسکو کھا لیتے ہو خدا تعالی نے فرمایا لئن اطعتموہم انکم لمشرکون پس ان روایات سے ظاہر ہوا کہ یہہ آیت مشرکون کے جھگڑے کے باب مین نازل ہوی معلوم کرنا چاہئے کہ ظاہر آیت دلالت کرتی ہے کہ اگر جانور کو غیر اللہ کے نام سے ذبح کرین تو حلال نہین اگرچہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو آیہ رحمہم اللہ کو اسمین اختلاف ہے پہلا قول ذبیحہ متروک التسمیہ کا کھانا حلال نہین خواہ بسم اللہ عمدا چھوڑی یا سہوا ابن عمر اور نافع مولی ابن عمر اور عامر شعبی اور محمد بن سیرین سے بھی ایسا ہی مروی ہے ایک روایت امام مالک سے اور احمد بن حنبل سے ایسی ہی آئی ہے اصحاب احمد سے متقدمین اور متاخرین کی ایک جماعت نے اسی کی تائید کی ہے قول مختار ابو ثور اور داؤد ظاہری کا بھی یہی ہے اور متاخرین شافعیہ سے ابو الفتوح محمد بن محمد بن علی الطائی کا مختار بھی یہی ہے اور یہہ لوگ اپنے مذہب پر اس آیت سے اور آیت صید فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ سے دلیل لاتے ہین اور بھی جو احادیث ذبیحہ اور صید کے وقت تسمیہ کے باب مین وارد ہین اوسے حجت لاتے ہین جیسے حدیث عدی بن حاتم اور ابو ثعلبہ کی اذا ارسلت کلبک المعلم وذکرت اسم اللہ فکل مما امسک علیک اور حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی ما انہر الدم وذکر اسم اللہ علیہ فکلوہ ان احادیث کو بخاری ومسلم روایت کرتے ہین اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لیجن لکم کل مغلم ذکر اسم اللہ علیہ مسلم نے اسکو روایت کی ہے اور حدیث جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ کی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل ان یصلی فلیذبح مکانہا اخری ومن لم یکن ذبح حتی صلینا فلیذبح باسم اللہ بخاری مسلم اسکو روایت کرتے ہین اور حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا ان ناسا قالوا یا رسول ان قوما یاتونا باللحم لاندری اذکر اسم اللہ علیہ ام لا قال سموا علیہ اسم اللہ وکلوا عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وکانوا حدیثی عہد بکفر اسکو بخاری نے روایت کیا ہے وجہ دلالت اس حدیث مین یہ ہے کہ صحابہ نے سمجھا کہ تسمیہ ضرور ہے اور اندیشہ کیا ان لوگون نے بوجہ نومسلم ہونے کے بسم اللہ کہکر ذبح نکیا ہوگا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے وقت بسم اللہ بولنے کا حکم کیا تاکہ ذبح کیوقت اس کے چھوڑ دینے کے مثل عوض ہو اگر انہون نے بسم اللہ نکہی ہو دوسرا قول ذبح کیوقت تسمیہ شرط نہین بلکہ مستحب ہے اگر عمدًا یا فراموشی سے چھوڑ دیا تو کچھ مضرت نہین یہہ مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اور اونکے تمام اصحاب کا ہے امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت ایسی آئی ہے اور امام مالک سے بھی روایت ہے اصحاب امام مالک سے اشہب بن عبدالعزیز نے بھی اسپر نص کیا ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اور عطاء بن ابی رباح سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے آیت ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ وانہ لفسق کو مذبوح لغیر اللہ پر محمول کیا بدلیل قول اللہ تعالی کے او فسقا اہل لغیر اللہ بہ ابن جریر نے عطا سے روایت کی ہے کہ قول ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ مین کہا قریش بتون کے واسطے جو ذبح کرتے تھے اللہ تعالی ان ذبیحون سے اور مجوس کے ذبیحون سے نہی کرتا ہے ابن جریر طبری نے کہا مراد اس آیت مین وہ ذبیحہ ہے جو کفار بتون اور اپنے معبودون کے واسطے ذبح کرتے تھے یہہ قول صواب ہے اور جو شخص کہتا ہے کہ اس سے مراد مسلمان کا وہ ذبیحہ ہے جسمین تسمیہ فراموش ہو یہہ قول بعید ہے کیونکہ اسمین حجت مجمع علیہ سے خروج لازم آتا ہے حافظ ابن کثیر نے کہا شافعی کا مسلک قوی ہے ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت کی ہے کہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ سے میتہ مراد ہے اور سعید بن جبیر سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اس مذہب پر ابو داؤد کی حدیث سے دلیل لاتے ہین جس کو اوس نے مراسیل مین ثور بن یزید سے اوس نے صلت سدوسی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے خواہ اللہ کا نام اسپر لیا جاوے یا نہ لیا جاوے اگر وہ لیگا تو اللہ ہی کا نام لیگا صلت سدوسی تابعین سے ہی ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا ہے اور یہہ حدیث مرسل ہی اسکو دار قطنی نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ اسکو قوت دیتی ہے کہ انہ قال اذا ذبح المسلم ولم یذکر اسم اللہ فلیاکل فان المسلم فیہ اسم من اسماء اللہ بیہقی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل لاتا ہے جو اس سے پہلے گذری اگر تسمیہ شرط ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کو بدون تسمیہ متحقق ہونے کے کھانے کی رخصت نہ دیتے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا اگرچہ شروع آیت کا بصیغہ عموم تھا لیکن آخر آیت مین تین قیدین ذکر کین ایک وانہ لفسق دوسری وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم اور یہہ جھگڑا مشرکین کا مردار کے کھانے مین تھا تیسری وان اطعتموہم انکم لمشرکون پس ان قیود سے معلوم ہوا کہ عموم یہان مخصوص ہے۔ تیسرا قول اگر بسم اللہ بولنا ذبیحہ پر فراموش کیا تو کچھ ضرر نہین دیتا اگر عمداً نہ کہا تو ذبیحہ حلال نہین امام مالک اور امام احمد کے مذہب مین یہی قول مشہور ہے امام ابو حنیفہ اور اون کے اصحاب اور اسحق بن راہویہ یہی کہتے ہین علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی مروی ہے سعید بن المسیب اور عطاء اور طاؤس اور حسن بصری اور ابی مالک اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اور جعفر بن محمد اور ربیعہ بن عبد الرحمن کا یہی قول ہے امام ابو الحسن مرغینانی ہدایہ مین تسمیہ عمداً چھوڑنے کی تحریم کو امام شافعی سے آگے کا اجماع نقل کرتا ہے اسپر ابو یوسف اور مشایخ کہتے ہین اگر حاکم نے اوس کے جواز بیع کا حکم کیا تو نافذ ہوگا کیونکہ اجماع کی مخالفت ہے حافظ ابن کثیر نے کہا یہہ قول جداً غریب ہے کیونکہ ہم نے مخالفت انکو گون

کی جو شافعی سے پہلے گذرے ہین نقل کی ہے جاننا چاہئے کہ ابن جریر طبری نے کہا علما کو اس آیت کے نسخ مین اختلاف ہی ایا اوس کے حکم مین کچھ منسوخ ہوا ہے یا نہین بعضے کہتے ہین کچھ منسوخ نہین آیت محکم ہے یہہ قول مجاہد اور عامہ علما کا ہے عکرمہ اور حسن بصری کہتے ہین آیہ فکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مومنین اور وما لکم الا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق منسوخ ہین۔ اور اللہ تعالی نے اس سے استثنا کیا اور کہا وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم اسکو ابو داؤد عکرمہ سے وہ ابن عباس سے بھی روایت کرتے ہین ابن ابی حاتم نے مکحول سے روایت کی ہے کہ خدا تعالی نے قرآن نازل کیا کہ لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ پھر پروردگار نے اسکو نسخ کیا اور مسلمانون پر رحم کیا اور کہا الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور اس سے اوسکو نسخ کیا اور طعام اہل کتاب کا حلال کیا ابن جریر نے کہا صواب یہہ ہے کہ آیت محکم ہے کوئی شی اس سے منسوخ نہین اہل کتاب کے کھانے یعنے ذبایح پاک ہین مومنین پر اسکا کھانا حرام نہ کیا ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اس سے علحدہ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس آیت سے مردار کا کھانا اور جو بتون کے واسطے ذبح کرتے ہین اوسکو حرام کیا ہے اہل کتاب کے ذبیحہ خواہ اوسپر وقت ذبح باسم اللہ کہین یا نہ کہین حلال ہین کیونکہ وہ اہل توحید اور کتاب اللہ کے اصحاب ہین کتاب کے احکام کو اختیار کرتے ہین ذبیحون کو اپنے دین پر ذبح کرتے ہین جیسا مسلمان اپنے دین پر ذبح کرتا ہے خواہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہین یا نکہین مگر یہہ کہ جس شخص نے ذبیحہ پر تسمیہ براہ تعطیل چھوڑا یا ماسوی اللہ کی عبادت کے لئے تو اسوقت اُسکا ذبیحہ حرام ہے خواہ اللہ کا نام وقت ذبح لے یا نہ لے واللہ اعلم وانہ لفسق ضمیر انہ یا تو اجیج ہی اکل کی طرف جو مصدر ولا تاکلوا کا ہے یعنے کھانا اللہ کے غیر کے نام سے ذبح کئے ہوئے کا گناہ ہی یا راجع ہے موصول کی طرف یعنے تحقیق وہ مذبوح یعنے ذبح اسکا اللہ کے غیر کے نام سے ہو فسق ہے بعضے مفسرین کہتے ہین ضمیر راجع ہے لم یذکر اسم اللہ کی طرف کیونکہ وہ دونون سے قریب تر ہے اسیواسطے اس سے استدلال پکڑتے ہین کہ تسمیہ کو نسیان سے ترک کرنا فسق نہین ہے کیونکہ اس مین تکلیف اور مواخذہ نہین ہے بخلاف عمدا چھوڑنے کے اور یہہ جملہ مستانفہ ہے بعضے کہتے ہین حالیہ ہے

فسق کے معنی نکل جانا یعنی اللہ تعالی کی طاعت سے نکل جانا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فسق بمعنی معصیت ہے اس صورت میں معنی یوں ہونگے جو ذبوح کہ اسپر اللہ کا نام نہ لیا جاوے تو گناہ ہے۔ دوسرے مفسرین کہتے ہین فسق بمعنی کفر ہے وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ اور تحقیق شیطان دل مین ڈالتے ہین اپنے رفیقون کے کہ تم سے جھگڑا کرین شیاطین سے ابلیس اور اسکے لشکر مراد ہین جو بنی آدم کو اغوا دیتے ہین وحی کے معنی وسوسہ کرنا یعنے دل مین ڈالنا یعنی ابلیس اور اوس کے لشکر مشرکون کے دل مین ڈالتے ہین کہ تم سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مردار کے باب مین جھگڑا کرین۔ بیان اس کا یہ ہے کہ مشرکون نے کہا اے محمد بکری کی ہین خبر دے جب مرجاوے تو اوسے کس نے مارا حضرت نے فرمایا اللہ نے مارا مشرکون نے کہا تو زعم کرتا ہے آپ اور اپنے اصحاب جو قتل کرتے ہین وہ حلال ہے جو کتا اور شکاری جانور قتل کرتے ہین وہ حلال ہے اور جو اللہ قتل کرتا ہے وہ حرام ہے پس یہہ آیت اتری ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم من المشرکین لیجادلوکم سے۔ یعنی شیاطین اپنے دوستان مشرکین کے دل مین ڈالتے ہین کہ تم سے جھگڑا کرین ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وحی دو قسم کی ہے ایک وحی اللہ کی دوسری وحی شیطان کی اللہ کی وحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور شیطان کی وحی اپنے دوستون کی طرف ہے پھر یہہ آیت پڑھی وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ عباس رضی اللہ عنہما نے قول فان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم مین کہا کہ ابلیس مشرکین قریش کو وحی کرتا ہے اور ابن جریر نے ابن جریج سے انہون نے عبداللہ بن کثیر سے روایت کی ہے کہ شیاطین مشرکین کو وحی کرتے ہین انکو حکم کرتے ہین وہ جو آپ اپنی موت مرتا ہے اور جو ذبح کرتے ہین دونون برابر ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر جھگڑین۔ بعضے کہتے ہین شیاطین سے فارس کے مجوس مراد ہین اپنے دوستان

مشرکین قریش کو وحی کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے جھگڑا
کرین ابن جریر طبری نے عکرمہ سے روایت کی ہے جب یہہ آیت تحریم میتہ مین نازل ہوی
تو فارسیون یعنی مجوس نے اپنے قریش کے دوستون کو وحی بھیجی کہ محمد سے جھگڑین اور کہین
کہ جو تو نے ذبح کیا وہ حلال ہے اور خدا تعالی نے جسکو ذبح کیا وہ حرام ہے پس خدا تعالی
نے آیہ وان الشیاطین نازل فرمائی ابن جریر طبری اور ابو الشیخ اور طبرانی اور ابن مردویہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین جب آیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ نازل
ہوی تو فارس کے لوگون نے قریش کو لکھ بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کرین اور کہین
وہ جو تو اپنے ہاتھ سے چاقو سے ذبح کرتا ہے وہ حلال ہے اور جو اللہ تعالی سونے کے اترے
سے ذبح کرتا ہے یعنی میتہ وہ حرام ہے اُس پر وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم لیجادلوکم
نازل ہوی اور کہا کہ شیاطین سے انسان کے متمردین یعنے مجوس مراد ہین اور انکے اولیا
سے قریش مراد ہین اس تاویل پر وحی سے خفیہ خط کتابت مراد ہی اس لئے کہ عرب اور مجوس
کے درمیان دوستی اور خط و کتابت تھی وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اور اگر تم نے انکا کہا مانا یعنے
اے مسلمانو مردار جانور کے باب مین اور جو چیز خدا تعالی نے تمپر حرام کی اوس مین انکی
اطاعت کروگے تو اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝ تو تحقیق تم بھی مشرک ہو یعنی اسوقت تم مثل کفار ۸۵
مشرکین کے ہو سدی نے کہا مشرکون نے مسلمانون سے کہا تم کیون کہتے ہو کہ آپ اللہ کی
خوشنودی کی پیروی کرتے ہین تم اللہ کے ذبح کئے ہوے کو نہین کھاتے اور اپنے ذبح کئے
کو کھاتے ہو خدا تعالی نے فرمایا اگر تم اونکی اطاعت کروگے اور میتہ کھاؤگے تو مشرک ہو
زجاج نے کہا اس مین دلیل ہے اسبات پر کہ جس کسی نے اللہ کے حرام کئے ہوے کو حلال جانا
یا اللہ کے حلال کئے ہوے کو حرام تو وہ مشرک ہی مشرک اس لئے نام رکھا کہ اللہ کے غیر کو
حاکم مقرر کیا جو شخص ایسا ہو وہ مشرک ہی ع ۲
اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا
پھر ہمنے اسکو جلایا یعنی مردہ تھا سبب کفر کے پس ہم نے اسکو زندہ کیا ایمان سے ہدیہ سمین

استفہام انکاری ہے اور واو عاطفہ ہی جملۂ اسمیہ کا عطف جملۂ اسمیہ پر جو ماخوذ ہے کلام سابق سے یعنی وان اطعتموہم سے گویا تقدیر یون ہے ، انتم مشلہم ومن کان میتا فاعطیناہ الحیوۃ یعنے کیا تم مشرکون کے مانند ہو یعنی نہین انکے مانند اور جو شخص تھا مردہ پس ہم نے اوسکو زندگانی دی ۔ میت سے کفر اور حیات سے ایمان ارادہ کیا مجازاً بطور استعارہ کے کیونکہ کفر کو موت سے اور ایمان کو حیات سے مناسبت ہے کس لئے کہ زندہ صاحب حواس و اختیار ہی راہ راست پاتا ہے بخلاف مردہ کے کہ وہ کوئی اختیار اور ادراک نہین رکھتا جیساکہ ایمان مطلب عظیم کو پونچاتا ہے اور حیات ابدی کی راہ بتلاتا ہے اسی طرح کفر و شرک موجب ہلاک دایمی اور خسران ابدی ہوتا ہے اسواسطے کفر و ایمان کو بمناسبت اس کے تشبیہ دیا ابن عباس نے کہا معنی یہہ ہین جو کافر گمراہ تھا ہم نے اسکو ہدایت دی پس میتا سے کافر مراد لیا اور احییناہ سے ہدایت مراد لی بعضے کہتے ہین میتا کے معنی مردہ تھا جب کہ نطفہ تھا پھر ہم نے اوسکو زندہ کیا روح کو اسمین پھونکنے سے بعضے کہتے ہین مردہ تھا بسبب جہل کے پھر ہم نے اسکو زندہ کیا علم سے نافع اور یعقوب میتا یا تحتانیہ کی تشدید سے پڑھتے ہین باقی قاری سکون یا دسے پڑھتے ہین وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس اور دی اوسکو روشنی کہ لئے پھرتا ہے لوگون مین یعنی اس روشنی کے بدولت راہ راست پاتا ہے اور حق و باطل مین تمیز کرتا ہے بہ کا مرجع نورا ہے نور سے اسلام مراد ہے یہہ قول سدی کا ہے کیونکہ نور اسلام کفر و شرک کے اندھیرون سے چھڑاتا ہے بدلیل قول اللہ سبحانہ و تعالی کے یخرجہم من الظلمات الی النور قتادہ کہتا ہے نور سے قرآن مجید مراد ہے کس لئے کہ قرآن روشن بینہ ہے اللہ تعالی کے پاس سے مومنین کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے بعضے کہتے ہین نور سے حکمت مراد ہے بعضے کہتے ہین نور سے وہ مراد ہے جو خدا تعالے نے اس آیت مین فرمایا یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم انکا نور ان کے سامنے اور داہنے جانب دوڑیگا اور اس آیت مین فرمایا انظرونا نقتبس من نورکم اگر نور سے دلایل اور حجتین مراد لین جن سے اشیا مین تامل کرتا ہے اور حق و باطل مین تمیز کرتا ہے تو بھی ہو سکتا ہے یمشی بہ فی الناس

کا جملہ نور کی صفت ہے یا جملہ مستانفہ ہے سوال مقدر کے جواب مین جو اس کلام سے پیدا ہوا گویا یون کہا فاذا یصنع بذلک النور یعنے اس روشنی سے کیا کرتا ہے تو جواب مین کہا یمشی بہ فی الناس یعنی چلتا ہے بسبب اس روشنی کے درمیان لوگون کے امن وسلامتی سے کمن مثلہ فی الظلمات برابر اوس کے کہ جسکا حال یہہ ہے اندھیرون مین پڑا یعنی اندھیرون مین کفر اور ضلالت کے پڑا مثلہ یعنی صفتہ ہے یعنی مانند اُس شخص کے کہ جسکی صفت یہہ ہے اور جائز ہے کہ مثلہ یہان زاید ہو یعنی کمن ہو مانند اس شخص کے کہ وہ ہوا اسکی بیچ اندھیرون کے ہے کمن مین کاف تشبیہ کے واسطے ہے اور من موصولہ اور مثل مبتدا اور فی الظلمات خبر ہے صلہ مین موصول کے واقع ہے اور موصول مجرور ہے کاف سے کاف اور اسکا مجرور محل رفع مین خبر ہے پہلے موصول یعنی اور من کان کی لیس بخارج منہا وہان سے نکل نہین سکتا یعنے ان اندھیرون سے نہین نکلسکتا یہہ جملہ حال واقع ہے موصول سے گویا معنی یون ہین مثل الذی مستقر فی الظلمات حال کونہ مقیما فیہا الخ یعنی مانند اس شخص کے کہ اندھیرون مین ٹھہرا وہان سے نکلنے والا نہین اگر اس جملہ کو ضمیر ظرف سے حال ڈالین تو بھی ہوسکتا ہے اس آیت کو خدا تعالی نے مومن اور کافر کے حال مین مثال دیا اور بیان کیا کہ مومن جو ہدایت پایا ہے بمنزلہ اُس شخص کے ہے جو مردہ تھا پھر اس کو زندہ کیا اور اسکو روشنی دی بدولت اس روشنی کے اپنے مصالح مین راہ پاتا ہے اور کافر بمنزلہ اوس شخص کے ہے جو اندھیرون مین پڑا ہے اور شب کی نہایت تاریکی اور راہ کے بھٹکنے سے وہان سے نکل نہین سکتا ہمیشہ متحیر پڑا ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ مفسرین کو ان دونون مثالون مین اختلاف ہے ایا خاص دو معین شخص کے حق مین وارد ہے یا ہر ایک مومن اور کافر مین عام ہے مفسرین کے اسمین دو قول ہین پہلا قول آیت دو معین کے حق مین نازل ہوی ان دو معین مین بھی اختلاف ہے ضحاک نے کہا کہ اومن کان میتا فاحییناہ سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مراد ہین کمن مثلہ فی الظلمات سے ابوجہل بن ہشام مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے اور زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے کہا کہ یہہ آیت عمر بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام کے حق مین نازل

ہوی دونون مردہ تھے ضلالت مین پڑے تھے خدائتعالی نے عمر رضی اللہ عنہ کو اسلام سے زندہ کیا اور عزت دی ابوجہل کو ضلالت مین باقی رکھا اور وہ اسی مین مرگیا سبب اسکا یہہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی یا اللہ اسلام کو ابی جہل بن ہشام سے یا عمر بن الخطاب سے قوت دے عکرمہ نے کہا اوسی میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوی امام محی السنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جعلنا لہ نورا سے حمزہ بن عبدالمطلب مراد ہین کمن مثلہ سے ابوجہل بن ہشام مراد ہے بیان اسکا یہہ ہے کہ ابوجہل نے حضرت پر پتھا پھینکا حمزہ شکار کو گئے تھے وہان سے آکر جب یہہ بات سنی ہنوز ایمان سے مشرف نہ ہوے تھے نہایت غضب سے ابوجہل کے پاس گئے اور ہاتھ مین کمان تھی اس کے سر پر ماری وہ ناپاک زاری و عاجزی کرتا ہوا کہنے لگا اے ابا یعلی کیا تو نے وہ نہین دیکھا جو محمد لیکر آیا ہے ہمکو احمق بنایا ہے اور ہمارے خدایون کو گالیان دیتا ہے اور ہمارے باپ دادے کی مخالفت کرتا ہے حمزہ نے کہا کون شخص تم سے زیادہ احمق ہوگا کہ تم اللہ کے سوا پتھرون کی پرستش کرتے ہو اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد عبدہ ورسولہ اور اسی دن حمزہ اسلام لائے خدائتعالی نے اس آیت کو نازل فرمایا دوسرا قول یہہ کہ آیت عام ہے ہر مومن و کافر اسمین داخل ہین یہہ قول حسن بصری اور دوسرون کا ہے قول صحیح یہی ہے کیونکہ جب کل مین یہہ معنی حاصل ہون تو ہر ایک اسمین داخل ہوگا۔ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اسی طرح زینت دی گئی واسطے کافرون کے جو کام کر رہے ہین۔ یعنے جسطرح مومنین کو ایمان بھلا دکھلایا اسیطرح کفار کو کفر و گناہ بھلا دکھلائی دیا کذلک کا اشارہ بقریہ سبب نزول مومنین کے ایمان بھلے دکھانے کی طرف لیا اگر وحی شیاطین کو اسکا شائع الیہ لین تو بھی ہوسکتا ہے امام رازی کہتے ہین ہمارے اصحاب کے پاس بھلا آراستہ دکھانے والا خدائتعالی ہے بدلیل آیۂ زینا لہم اعمالہم کے ہم نے کافرون کو انکے اعمال بھلا دکھایا اور بھی ایک فعل کا حاصل ہونا اس کے مبادی حاصل

ہونے پر متوقف ہے اور ریاضہ کا حاصل ہونا بجز پیدا کرنے خدا تعالی کے بالاتفاق نہین ہے اس دلیل سے ثابت ہوا فی الحقیقت اللہ تعالی زینت دینے والا ہے معتزلہ کہتے ہین شیطان زینت دینے والا ہے ابن الخازن اور الخطیب شربینی وغیرہ مفسرین اسکو لکھتے ہین واحدی اپنی تفسیر مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے کہ شیطان نے انکے واسطے بتون کی عبادت کو زینت دیا امام قرطبی مالک رحمہ اللہ بھی اسیطرح کہتا ہے کہ شیطان نے کافرون کے واسطے بتون کی پرستش کی زینت دی اور اونکو وہم مین ڈالا کہ مقرر مسلمانون سے آپ افضل ہین ابو سعود رومی وغیرہ بعضی مفسرین کہتے ہین کہ اصل فاعل خدا تعالی کا ہونا یا شیطان کا ہونا دونون محتمل ہین وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيهَا اور یون ہی بنا ئے ہم نے ہر بستی مین گنہ گارون کے سردار یعنے جسطرح کفار مکہ کے سردار فساق بنائے ہر ایک بستی مین اسی طرح وہان کے گنہ گارون کو سردار بنایا یا معنی یہہ ہین جسطرح رؤسائے کفار کفر کی نصرت مین سعی کرتے ہین اسیطرح ہر بستی مین وہان کے فساق رؤسا بنائے بعضی مفسرین کہتے ہین یہہ جملہ معطوف ہے جملہ سابقہ پر معنی یون ہین جسطرح ہم نے بھلا دکھلایا کافرون کو جو کام کر رہے ہین اسیطرح ہر بستی مین اکابر بنائے اس آیت کی شان نزول مین عکرمہ نے کہا یہہ ٹھٹھا کرنے والون کی شان مین اتری جعلنا یہان بمعنی صیرنا ہے اور لقدیہ اسکا دو مفعول کی طرف ہے مفعول اول اکابر ہے اور مفعول ثانی مجرمیہا ہے اور فی کل قریۃ متعلق جعلنا سے ہے گویا معنی یون ہین ایسا ہی گروہ ہم نے ہر بستی مین فساق کو سردار بعضی کہتے ہین فی کل قریہ مفعول ثانی مقدم ہے اکابر مفعول اول پر مجرمیہا یا مضاف الیہ اکابر کا ہے یا اس سے بدل واقع ہے مفعول ثانی کو مقدم کیا تاکہ مرجع مجرمیہا کا اس کے طرف صحیح ہو اگر جعلنا کو تمکین کے معنی سے لین یعنے استقرار فی المکان کے یہہ بھی جائز ہے یعنے یون ہی ہم نے ہر بستی مین گناہ گارون کے سردار اس صورت مین جعلنا متعدی ایک مفعول کی طرف ہوگا تو اکابر مجرمیہا اس کا مفعول ہے اور فی کل قریۃ متعلق جعلنا سے ہی بعضی مفسرین جعلنا کو

بمعنی خلقتا لیتے ہین یعنے پیدا کئے ہم نے اسوقت بھی تقدیر اس کا ایک ہی مفعول کی طرف ہوگا
اکابر جمع اکبر کی ہے مراد اس سے بڑے لوگ اور رئیس وسردار بستی کے فساق کو رئیس
اور سردار بستی کے بنانے کی وجہ یہہ ہے کہ رئیس لوگ بوجہ جاہ وریاست کے مکر وحیلہ کرنے
اور باطل کو لوگون مین ترویج دینے مین غربا کی نسبت زیادہ قدر رکھتے ہین پس عادت اللہ
ایسی ہی جاری ہے کہ پیغمبرون کے تابعدار ضعیفون اور فقیرون کو بناتا ہے اور فساق کو اکابر
لِيَمْكُرُوا فِيهَا کہ مکر کرین اسمین یعنے وہان کی بستی مین حیلہ لایا کرین اور آدمیون کو ایمان سے
پھیرین مکر کی معنی خدیعت اور حیلہ اور غدر اور فجور ہے بعضے مفسرین اس کے معنی مین غیبت
اور چغلی اور ایمان دروغ اور باطل کی ترویج دینا زیادہ کرتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما اسکے
معنی مین کہا تا کہ جھوٹ کہین وہان مجاہد نے کہا مکہ کے راہون مین چار شخص بیٹھتے تا کہ لوگون کو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے پھیرین اور کہتے یعنے جو کوئی آنے والا حضرت کا احوال
پوچھتا کہتے وہ جھوٹا ساحر اور کاہن ہے انکا یہی مکر تھا وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنفُسِهِمْ
اور مکر نہین کرتے کافر مگر اپنے جانون کے ساتھ کیونکہ اس مکر وفریب کا وبال انہین پر ہے
وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ اور نہین سمجھتے یعنی برای اس مکر کی صاحب مکر کو پہنچتی ہے اور اسکو
بدلا دیتی ہے انکو اسکی خبر نہین یہہ جملہ حال ہے یمکرون کی ضمیر سے وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ
اور جب آتی ہے انکو آیت یعنے جب کفار قریش کے پاس ایک نشانی پہنچے آیت بمعنی حجت
وبینہ ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق بیان پر قَالُوا لَن نُّؤْمِنَ حَتَّىٰ نُؤْتَىٰ مِثْلَ
مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ کہتے ہین ہم ہرگز ایمان نہین لاوینگے یہان تک ہم دئے جاوین مانند
اسکے جو دئے گئے ہین اللہ کے رسول یعنے ہم محمد کی رسالت کو نمانینگے جب تک ہم کو نہ ملے
جیسا کچھ اللہ کے رسول پاتے ہین اس آیت کے شان نزول مین مفسرین کہتے ہین ولید بن
المغیرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر نبوت حق ہے تو مین تیرے سے اسکا زیادہ
سزاوار ہون کیونکہ تجھ سے عمر مین بڑا ہون اور مال زیادہ رکھتا ہون اسپر خدا تعالی نے یہہ

یہہ آیت نازل فرمائی مقاتل نے کہا یہہ آیت ابوجہل کے باب مین اُتری ابوجہل نے کہا بنی عبد مناف کو جو شرافت ہے ہمکو بھی وہی شرافت ہے عبد مناف کہتے ہین ہم مین نبی ہے اسپر اللہ کی وحی اترتی ہے ہرگز ہم اسپر ایمان نہین لاوینگے اور نہ اس کے تابع ہونگے جب تک ہمپر وحی نہ اترے جیسا اسپر اترتی ہے اسپر خدا تعالی نے یہہ آیت اتاری قالوا کو جمع کے صیغہ سے لانا باعتبار ان دو لوگون قائل کے ہے یعنی ولید بن المغیرہ اور ابوجہل بن ہشام یا کفار قریش نے کہا بدلیل آیت مقدم کے یعنی آیۃ وکذلک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیہا لیمکروا فیہا اور مکر قریش کا یہہ تھا کہ انہون نے کہا ہرگز ہم ایمان نہ لاوینگے جب تک ہمکو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہین اللہ کے رسول پس انکا یہہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشک وحسد سے تھا مثل ما اوتی رسل اللہ کے معنی ہین مفسرین کے دو قول ہین پہلا قول مراد اس سے نبوت و رسالت ہے پس کفار نے اپنے واسطے نبوت اور رسالت کو چاہا جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی اس بنا پر کہ آپ متبوع ہون نہ تابع معنی یون ہونگے یہان تک کہ ہم دئے جاوین مانند اسکے جو دئے گئے ہین پیغمبر خدا کے یعنی نبوت و رسالت یہہ قول مفسرین کے نزدیک مشہور ہے دوسرا قول معنی یہہ ہین جب کہ آوے کوئی آیت قرآن کی جسمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا امر ہو کہتے ہین کہ ہرگز ہم تجھپر ایمان نہ لاوینگے یعنی تیری تصدیق نہ کرینگے اور نہ مانینگے جب تک کہ ہمکو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہین اللہ کے رسول یعنی ہمپر وحی اترے اور جبرئیل آکر تیری تصدیق کرے کہ مقرر تو اللہ کا رسول ہی یہہ قول حسن بصری کا ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی اس قول پر کہ قریش نے اپنے واسطے نبوت کو نہین چاہا بلکہ یہہ چاہا کہ فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور اللہ کے رسول ہونیکی خبر دین پہلے قول پر اپنا نبی ہونا چاہا ہی اس قول کی صحت پر سیاق آیت اللہ اعلم جسشے محل رسالۃ دلالت کرتا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ اللہ خوب جانتا ہے کہ کس جگہ رکھے اپنی پیغامبری کو یعنی رسالت کی صلاحیت کون رکھتا ہے اور کون نہین رکھتا اسکو حقتعالی خوب جانتا ہے جسمین صلاحیت پاتا ہے اسکو پیغامبر بناتا ہے اور جس مین صلاحیت نہین پاتا اسکو پیغامبر نہین بناتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس منصب رسالت کے لایق ہین اور تم کفار بالکل اس سے

منصب کی لیاقت نہین رکھتے اور بھی اس لئے کہ جس نے نبوت مانگی اسکو نہین ملتی ہی علی الخصوص جسین حسد اور مکر اور عہد وہ نبوت کا کب مستحق ہو سکتا ہے دوسرے قول پر رسالت کے معنی جبرئیل علیہ السلام کو بھیجنا ہی اور جعل سے تبلیغ رسالت مراد ہی مرسل الیہ کی حاصل معنی یون ہین کہ خدا تعالی خوب جانتا ہی کہ جبرئیل کو بھیجنے کا کون لایق اور سزاوار ہی دین کے کامون کے واسطے کفار اور فساق استحقاق اسبات کی نہین رکھتے رسالتہ کو ابن کثیر اور حفص بصیغہ مفرد تا کے نصب سے اور باقی قرار رسالاتہ بصیغہ جمع مؤنث پڑھتے ہین سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ اب پہنچے گی ان لوگون کو جو گنہ گار ہوے ذلت اللہ کے یہان یعنی کفار کو عنقریب ذلت و رسوائی پہنچے گی صغار کے معنی ذلت و خواری و رسوائی عند اللہ مجاز ہے قیامت کے دن انکا حشر ہونے سے یا مجاز ہے اللہ کے حکم اور قضا سے دنیا مین یعنی دنیا مین بزرگی کے بعد خواری دیکھینگے اسیر ہونے اور مارے جانے سے اسواسطے صغار کو عذاب سے مقدم لایا وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ٥ اور عذاب سخت بدلہ حیلہ بتانے کا بما کانوا مین با سببیہ ہی اور ما مصدریہ ہی یعنی اپنی مکر کرنے کے سبب سے اگر ما کو موصولہ لین بمعنی الذی تو بھی جائز ہے یعنی بسبب اس کے کہ تھے مکر کرتے یا با مقابلہ کے واسطے ہی یعنی جزا اور بدلہ حیلہ بتانے کا یعنی کفار قیامت مین بدلہ اس حیلہ کا یعنی لوگون کو ایمان سے پھیرنے کا اور حسد کرنا اور طلب کرنا ویسی چیز کا جو مستحق اسکے نہ تھے آتش دوزخ پاوینگے فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ سو جسکو اللہ چاہے کہ راہ دے کھول دیوے اسکا سینہ حکم برداری کو معلوم کرنا چاہیے کہ اس آیت سے اہل سنت و جماعت دلیل لاتے ہین کہ ضلالت اور ہدایت اللہ تعالی کے جانب سے ہی تقریر اسکی یون ہی کہ بندہ ایمان اور کفر دونون پر قادر ہے نسبت قدرت کی ان دونون کی طرف برابر ہے پھر بندہ سے کفر کے بدلے مین ایمان صادر ہونا یا ایمان کے بدلے مین کفر صادر ہونا ممتنع ہے۔ جب تک اُسکے دل مین اس بات کی چاہ نہو اور معنی اس چاہ کے یہی ہین کہ علم و اعتقاد اس فعل کے مصلحت و منفعت کا یا اعتقاد ضرر

ومفسدہ کا قلب مین بندہ کے پیدا ہووے پھر جب منفعت ومصلحت کا اعتقاد اسکے قلب مین پیدا ہوتا ہے تو اس کام کے کرنے پر چاہ ہوتی ہے اور جب مضرت کا اعتقاد اسکے دل مین پیدا ہوتا ہے تو اس کام کے چھوڑنے پر چاہ ہوتی ہے سو بندہ کے قلب مین ان خواہشات کے پیدا ہونے کے واسطے ضرور ہے کہ اللہ تعالی کے جانب سے ہو پھر مجوت اس کے اب ہم کہتے ہین کہ بندہ سے ایمان کا صادر ہونا مستحیل ہے جب تک کہ خدا تعالی ایمان کی منفعت راجح ہونے اور اسکی مصلحت زاید ہونے کے واسطے اسکے دل مین پیدا نہ کرے اور جب یہہ اعتقاد دل مین پیدا ہوتا ہے تو قلب اسکے طرف مائل ہوگا اور نفس مین اسکی رغبت شدید ہوگی یہی ہے معنی یشرح صدرہ کے ایسا نہ ہووہ واسطے ایمان کے اور اگر للاسلام کے یعنی سینہ اسکا کھول دیوے کہ اپنے دل مین سمجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا مثلاً دین ودنیا مین بسبب مفسدہ عظیمہ اور موجب مضرت کثیرہ ہے تو اسوقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے اسکو سخت نفرت پیدا ہوگی۔ یہی مراد ہے بجعل صدرہ ضیقا سے یعنی سینہ اسکا نہایت تنگ ہوگا حاصل معنی آیت کے یہہ ہین کہ خدا تعالی جس سے ایمان چاہتا ہے دواعی یعنی اوسکی چاہین قوی کر دیتا ہے اور جس سے کفر چاہتا ہے تو موانع ایمان کے اور دواعی کفر کے قوی کر دیتا ہے شرح کی معنی وسیع کرنا عرب کہتے ہین شرح اللہ صدرہ فانشرح یعنی وسیع کیا اللہ تعالی اسکے سینہ کو ایمان اور خیر کے قبول کرنے کے واسطے سو وسیع ہوا اصل معنی شرح کے چیرنا اور کھولنا اور یہہ معنی مقتضی وسعت اور کشادگی کے ہین کس لئے کہ جب کوئی جسم کھلجاوے تو چوڑا ہو جاتا ہے اور جو اسکے اندر ہے وہ ظاہر ہوتا ہے اسیواسطے مقابلہ مین شرح کے دوسرے جملہ مین ضیقا کہا بعضی کہتے ہین اس اصل معنی پر نظر کرتے شرح بمعنی کھولدینے کے ہے کہ سینہ وسیع کرنا کنایہ ہے نفس کو قابل اور تیار بنانے اور اسکے موانع کو دور کرنے سے مفسرین کہتے ہین شرح کی دو معنی ہین پہلا بمعنی کھولدینے کے ہے دوسرا بمعنی نور ہین خدا تعالی بندہ کے دل مین نور ڈالتا ہے اس نور سے حق کو پہچانتا ہے پھر اوس کو قبول کرتا ہے اور سینہ اسکا واسطے

اسلام کے کہلتا ہے گویا معنی آیت کے یون ہین جسکو اللہ ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اللہ اور رسول پر اور وہ جو اللہ کے پاس سے آیا ہے اوسپر ایمان لانے کی توفیق دیتا ہے اور اسلام قبول کرنے کے واسطے اسکا سینہ کھولدیتا ہے اپنے فضل و کرم اور لطف و احسان سے اوسپر آسان کردیتا ہے اسوقت فور اسلام اسکے قلب مین چمکنے لگتا ہے اور سینہ اسکا وسیع ہوجاتا ہے جب یہہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرح صدر کے معنی کو پوچھا آپ نے فرمایا وہ نور ہے اللہ سبحانہ تعالی مومن کے دل مین ڈالتا ہے تو قلب اسکا کشادہ اور وسیع ہوجاتا ہے صحابہ نے کہا اس کی کچھ علامت بھی ہے آپ نے جواب دیا آخرت کے طرف آدمی متوجہ ہوتا ہے اور دنیا سے پہلوتہی کرتا ہے اور موت کے آگے اسکی تیاری کرتا ہے اس حدیث کو فریابی اور ابن جریر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین اور جعفر مدینی سے بھی یہہ روایت مرسل آئی ہے مقاتل نے کہا یہہ آیت شان مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو جہل کے نازل ہوی یعنی من یرد اللہ ان یہدیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شان مین و من یرد ان یضلہ ابو جہل کے حق مین اتری وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا اور جسکو چاہے کہ راہ سے بھکا دے اس کا سینہ کردے تنگ خفہ حرج کے معنی نہایت تنگ وہ احض ہے ضیق سے یعنی سینہ اسکا ایسا تنگ کردیتا ہے کہ ایمان اسمین گھس نہین سکتا کلبی نے کہا کوئی راہ خیر کی اس دل مین نہو دے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب اللہ تعالی کا ذکر سنے تو قلب اوسکا متنفر اور منقبض ہوتا ہے جب بتون کا ذکر آوے تو خوش ہوجاتا ہے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو پڑھا وہان ایک اعرابی کنانہ کا تھا اسکو فرمایا حرجہ تمھارے پاس کسکو کہتے ہین اس نے کہا حرجہ وہ درخت ہے درختون مین ملا ہوا جسکو کوئی جانور چرنے والا اور وحشی اور کوی شی نہین پہنچ سکتی عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا منافق کا دل ایسا ہی ہے کوئی چیز خیر کی اسکو نہین پہنچ سکتی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کو پڑھکے پوچھا

بنی بکر کا کوئی شخص یہان ہے ایک شخص نے جوابدیا ہان اوس سے فرمایا جو جہ تمھارے نزدیک کسکو کہتے ہین اس نے کہا جس وادی مین بہت درخت ملے ہوے ہون جنمین راستہ نہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کافر کا قلب ایسا ہی ہے حاصل معنی یہہ ہین کہ خدا تعالی جسکو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو گمراہی کے اسباب اور موانع خیر اسمین پیدا کرتا ہے تاکہ اپنے اختیار کو اسمین صرف کرے اور حق کے قبول کرنے سے ابا کرے ضَيِّقًا فتح ضاد اور سکون یا سے ابن کثیر نے پڑھا ہے باقی قرا کسر یا اور تشدید سے پڑھتے حَرِجًا کو نافع اور ابو جعفر اور ابو بکر کسر را سے پڑھتے اس قرارت پر حرج اسم صفت ہوگا بمعنی شدید الضیق باقی قاری فتح را سے پڑھے یہہ مصدر ہے جسکو مبالغہ وصف ڈالا یا حرج ہے حرجہ کی جعل بمعنی صرہے اسوقت ضیقا مفعول ثانی واقع ہوگا یا بمعنی خلق ہے پیدا کیا اسوقت حال واقع ہوگا اہل معانی کہتے ہین جب کہ آدمی کا دل علوم اور اعتقادات کا محل تھا اسواسطے خدا تعالی نے اس قلب کے وصف مین جسکی ہدایت کا ارادہ کیا انشراح اور انفساح فرمایا یعنی وسیع اور کشادہ ہوا پھر وہ قلب قبول کرتا ہے جو اوس مین ودیعت رکھا ہے یعنی ایمان ویقین کو ساتھ اللہ اور اوس کے رسول کے اور وصف مین اس قلب کے جسکی گمراہی کا ارادہ کیا ضیقا فرمایا اور ضیق ضد شرح ہے یہہ دلالت اسبات پر کرتا ہے کہ خدا تعالی نے کافر کے قلب کو ایسا بنایا کہ اللہ پر یقین نہین لاتا اور اسکی توحید پر استدلال نہین کرتا معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین دلیل ہے اسبات پر کہ تمام اشیاء اللہ تعالی کی مشیت وارادہ سے ہین حتی کہ ایمان مومن کا اور کفر کافر کا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ گویا زور سے چڑھتا ہے آسمان پر یہہ جملہ تشبیہی ہے تنگی سینہ کے مبالغہ مین پس تنگی سینہ کافر کو قبول ایمان سے ایسے شخص کے حال سے تشبیہ دیتا ہے جو قدرت باہر کے کام مین زور اور مشقت کرتا ہے کیونکہ آسمان پر چڑھنا ایسے کام مین بولتے ہین جو قدرت سے باہر ہو غرض اس کلام سے خدا تعالی تنبیہ کرتا ہے کہ کافر ایمان قبول کرنے سے ممتنع ہے جیسا آسمان پر چڑھنا ممتنع ہی ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے معنی مین روایت کی ہے کہا جیسا آسمان کو پہونچنے

کی ابن آدم استطاعت نہین رکھتا ایسا ہی توحید اور ایمان اپنے قلب مین داخل کرنے کی طاقت نہین رکھتا یہانتک کہ خدا تعالی اس کے قلب مین داخل کرے یصعد آیت کے معنے مین کہتے ہین گویا زور سے چڑہتا ہے بیچ آسمان کے یعنے بھاگتا ہے قبول حق سے اور چاہتا ہے کہ آسمان پر چلا جاؤن یصعد سکون صاد سے تخفیف کے ساتھ پڑہا ہے باقی قرا یصعد تشدید صاد سے پڑہتے ہین اصل اسکا یتصعد تعاب تفعل سے جو تکلف کے واسطے آتا ہے تا کو صاد سے بدل کر ادغام کیا یہ جملہ یا ستانفہ ہی تشبیہ دی اس شخص کے حال کی خدا تعالی جسکے سینہ کو اسکے نہایت تنگ کر دیا یا جملہ حالیہ ہے كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اسیطرح ڈالیگا اللہ عذاب یقین نہ لانے والون پر کذلک مین کاف فائدہ تشبیہ کا دیتا ہے معنی اسکے یہ ہین جسطرح دل کو تنگ کر دیا اسیطرح انپر عذاب ڈالیگا زجاج نے کہا یہان تقدیر مثل ما قصصنا علیک ہے یعنی جسطرح ہم نے تجھ سے بیان کیا اسیطرح ہم اونپر عذاب ڈالینگے رجس سے شیطان مراد ہے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یعنی جو ایمان لانے سے اللہ اور اسکے رسول پر انکار کریگا اسپر اللہ تعالی شیطان مسلط کریگا وہ اسکو گمراہ کریگا اور راہ حق سے پھیر یگا۔ ایک روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ رجس عذاب ہے زجاج نے کہا رجس دنیا مین لعنت ہی اور آخرت مین عذاب ہے وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا اور یہ ہے راہ تیرے رب کی سیدہی ہنا کا اشارہ اُس بیان کی طرف ہے جو اس سورت اور دوسرے سورتون مین قرآن کے گذرا یعنی اے محمد جو کچھ ہمنے اس سورت مین اور دوسرے سورتون مین قرآن کے تجھکو بیان کئے ہین وہ اللہ کی راہ یعنے اوس کا دین ہے جو اپنے بندون کے لئے مشروع کیا اور آپ اوس سے راضی ہوا اور اوسکو سیدہی راہ بنایا جسمین کچھ کجی اور ٹیڑہا پن نہین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے اسلام مراد ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قرآن مراد ہے کس لئے کہ قرآن کا جو تابع ہوا اور اوسپر عمل کرے تو ایسے شخص کو قرآن سیدہی راہ اور درست کے طرف پہونچاتا ہے عطا نے کہا اے محمد جسطریق پر تو ہے تیرے رب کا دین ہے سیدھا اسمین کچھ کجی نہین یعنے

اسکے طرف چلنے والے کو بہشت مین پہنچاتا ہے۔ ہذا کا اشارہ جایز ہے توفیق اور خرابی کے
طرف ہو جو آگے گذرے مستقیما حال واقع ہے واسطے تاکید جملے کے جیسا فرمایا ہے وھو الحق
مصدقا اور عامل اسمین اسم اشارہ ہے قد فصلنا الآیات تحقیق ہمنے کھولدئے آیتین یعنی قرآن
کے آیتین وعدہ وعید ثواب عذاب حلال حرام امر نہی وغیرذلک احکام مفصل بیان کئے لقوم
یذکرون ۔ واسطے اس قوم کے کہ نصیحت پکڑتے ہین یذکرون کا اصل یتذکرون تھا تاء
فوقانیہ کو دال مہجمہ مین ادغام کیا یعنی نصیحت پکڑتے ہین پند اور فکر و تامل کرتے ہین یعنی جو
گروہ آیات مین دھیان کرتے ہین اور جو اسمین مواعظ اور عبرتین ہین اس سے پند لیتے
ہین اور آیات جو اللہ کی توحید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دلالت کرتی ہین اسکو یقین اور
تصدیق کرتے ہین مقاتل نے کہا مراد اس سے صحابہ جو اسکے تابع باحسان ہین۔ پند لینے والون
کو تخصیص کیا اس لئے کہ وہی لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہین لھم دار السلام عند ربھم
انکو ہے سلامتی کا گھر کہ بہشت ہے اپنے رب کے یہان یعنے نصیحت ماننے والون کے واسطے
جنت ہے انکے پروردگار کے نزدیک یہان تک کہ انکو وہان پہنچائیگا۔ معلوم کرنا چاہیے
کہ یہہ قول حصر کا موجب ہے نصیحت ماننے والون کو معنی یہہ ہین کہ دار السلام انہین کے لئے
ہے نہ دوسرون کے لئے دار السلام کے معنی مین مفسرین کے دو قول ہین پہلا قول حسن اور سدی
کہتے ہین سلام اللہ ہے اور اس کا دار جنت ہی یعنے اللہ کی بہشت اس قول پر دار کی اضافت
سلام کے طرف جو اسماء الٰہی سے ہی اضافت تشریف اور تعظیم کیلئے ہی جیسا کعبہ کو بیت اللہ کہا
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ کہا آیہ وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ مین یعنی جب کہ کھڑا ہوا
اللہ کا بندہ اسکو پکارتا تھا اور السلام اسماء الٰہی مین سے ذو السلام ہے اور سلام جمع سلامت کا
ہی یعنی صاحب سلامتیون کا کیونکہ خدا تعالی ذو السلامت ہی یعنی صاحب سلامتی ہی تمام آفات و نقائص سے دوسرا قول
السلام صفت دار کی ہی یعنی سلامتی کا گھر کہ اسواسطے کہ بہشت سلامتی دایمی کا گھر ہے اسوقت سلام بمعنی سلامت کے ہوگا
گویا کہا ان کے واسطے ہی سلامتی کا گھر جو نہ پائینگے وہان کسی مکروہ چیز بہشت کے دار السلام کہا کسواسطے کہ جو کوئی اسمین داخل ہوا وہ

سلامت رہا بعضے کہتے ہین وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تمام حالات وہان کے سلام سے ملے ہوے ہین
جیسا کہ خدا تعالی نے بہشت کے وصف مین فرمایا ادخلوها بسلام امنین والملائکة یدخلون علیهم من
کل باب سلام علیکم اور فرمایا لایسمعون فیها لغوا الا سلاما اور فرمایا تحیتهم فیها سلام سلام قولا من رب رحیم
(عندہم) کی معنی مین ابہام جہت ومکان کا اللہ تعالی کو تھا اسواسطے مفسرین نے اسکی تفسیر مین
چند وجوہ بیان کئے ہین پہلی وجہ عندربہم سے انہ معد عندہ تعالی مراد ہے یعنے وہ دارالسلام
تیار ہے انواع نعمتون سے اللہ تعالی کے نزدیک جیسے حقوق تیار حاضر رکھتے ہین چنانچہ
اس قول مین فرمایا جزاہم عندربہم یا معنی یہہ ہین مضمونة لهم عنده یعنے ضمان اسکا خدا تعالی پر ہے
بموجب اس کے وعدہ کے اپنے فضل سے اونکو وہان پہنچائیگا یا معنی یہہ ہین باہم فی منزلہ و
ضیافة وکرامة یعنے نصیحت ماننے والے اللہ کے منزل اور اسکی ضیافت اور بزرگی مین
ہین دوسری وجہ عندربہم مشعر ہے اسبات پر کہ یہہ امر یعنے دارالسلام جو رکھا گیا ہے موصوف ہے
اللہ تعالی کے قرب سے اور یہہ قرب باعتبار مکان اور جہت کے نہین کیونکہ خدا تعالی جہت
ومکان سے منزہ ہے پس معلوم ہوا کہ قرب باعتبار شرف ورتبہ کے ہے اور یہہ دلالت
کرتا ہے کہ وہ شئی درجہ کمال اور بلندی مین اس حد کو پہنچی ہے کہ سواے خدا تعالی کے اسکی
کنہ کوئی نہین جانتا نظیر اسکی خدا تعالی کا قول ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین تیسری
وجہ یہہ قول مثل اس قول کے ہی جو خدا تعالی نے ملائکہ کی صفت مین بیان کیا ومن عنده
لایستکبرون عن عبادته اور مومنون کی صفت دنیا مین فرمایا انا عند المنکسرة قلوبهم یعنے مین ٹوٹے
دلون کے نزدیک ہون اور کہا انا عند ظن عبدی بی یعنے مین اپنے بندے کے گمان
کے پاس ہون اور کہا مومنون کی صفت مین قیامت کے دن فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
پہلی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ صفت عبودیت کا کمال حاصل ہونا بواسطہ صفت
عندیہ ہے لہم دارالسلام کا جملہ یا مستانفہ ہے کوئی محل اعراب کا اسکو نہین گویا سایل نے کہا
کیا چیز خدا تعالی نے انکے واسطے مہیا رکھی ہے تو جواب مین کہا انکے واسطے بہشت ہی

یا حال سے یذکرون کے فاعل سے یا صفت لقوم کی واقع ہو عند ربہم حال ہو دار سے وھو ولیھم بما کانوا یعملون ۝ اور وہ انکا مددگار ہے بدلہ انکے کئے کا یعنی خدا یتعالی انکے امور کا متولی ہو منافع پہنچانے اور مضرت انسے دور کرنے مین ذمہ دار اور کارساز ہو بعضے کہتے ہین معنے یہہ ہین دوست رکھتا ہو انکو دنیا مین توفیق و ہدایت سے اور آخرت مین جزا اور جنت دینے مین بعضے کہتے ہین وہ مددگار اور قریب ہے یعنے مدد کرتا ہو دنیا مین اور نزدیک ہوتا ہو آخرت مین بسبب انکے نیک اعمال کے جو دنیا مین انسے تقرب اللہ کا چاہتے تھے ولی بمعنی محب یعنے دوست رکھنے والا یا ناصر کے ہے یعنے مددگار اسوقت ہا سببیہ ہوگی معنے یہہ ہین بجہنم و بسبب اعمالہم یعنی اللہ انکو دوست رکھتا ہو اور انکی مدد کرتا ہو بسبب انکے اعمال کے یا بمعنی متولی و متصرف امور ہے اسوقت با ملابسہ کے واسطے ہوگی گویا یون ہے متولی امور ہم متلبسا بجزاء اعمالہم یعنے متولی انکی کامون کا ہو بسبب انکے اجر اساسی کے جملہ وہو لہم یا ستانفہ ہے یا حالیہ گویا معنی یہہ ہین کہ انکے واسطے بہشت ہے اس حال مین کہ اللہ انکا دوست اور مددگار ہے بما کانوا این ما موصولہ بمعنی الذی یا نکرہ ہے یا مصدریہ ہے ویوم یحشرھم جمیعا اور جسدن جمع کریگا ان سب کو یوم اذکر مقدر سے منصوب ہے اور یحشرہم کی ضمیر جمع کا مرجع شیاطین ہے جو ذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن مین مذکور ہوا یعنے ای محمد یاد کر اس دن کو کہ اکٹھا کریگا اللہ اپنے ساتھ ساجھی ٹھہرانے والون کو انکے دوست شیاطین کے ساتھ یعنی تمام مشرکین اور شیاطین کو قیامت کے دن جمع کریگا اور جایز ہے کہ مرجع یحشرہم کا معلوم کے طرف ہو جو ثقلین ہین یعنی جسدن اللہ تعالی جن و انس تمام خلایق کو موقف قیامت مین جمع کریگا یحشرہم کو حفص نے یا سے بصیغہ غایب پڑھا ہے باقی قاری نحشرہم نون سے بصیغہ جمع متکلم پڑھتے ہین یعنے جسدن ہم جمع کرینگے یمعشر الجن ای جماعت جنون کی یہان ایک فعل محذوف ہو تقدیر اسکی یہہ ہے یقول لہم یا معشر الجن یعنے کہیگا انکو ای گروہ جنون کی یہہ کہنے والا خدا یتعالی ہے جیسا اون سے سب کو جمع کیا پھر کہیگا یہہ کہنا بعد حشر کے ہے انکے اسکات کے واسطے اور بیان کرنے اس بات کے کہ اگرچہ انہون نے دنیا مین سرکشی کی پر آخرت مین معتقد ہو کے اپنے جرم کے معترف ہوگئے زجاج نے کہا یہان تقدیر فیقال لہم ہے یعنی انکو کہا جاویگا کیونکہ خدا یتعالی کافرسے بات کرنا بعید ہے خدا یتعالی فرماتا ہو ولا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ اگر معشر کو قول محذوف سے

حال و قالین تو بھی جایز ہے گویا تقدیر یہہ ہے قائلین یعنے جس حالمین کہ انکو بر سبیل توبیخ کہے گا واضح ہو کہ اگر یوم نحشرہم کا نصب بقول مقدر سے لیا جاوے تو اسوقت یہان تقدیر کی ضرورت نہین معشر کے معنی جماعت گروہ جن سے شیاطین مراد ہین قد استکثرتم من الانس تحقیق تمنے بہت بنالیا انسون سے یعنی بہت آدمیون کو و رغلا کر گمراہ بنا دیا یا بہت آدمی اپنے تابع کئے وہ بھی آج تمھارے ساتھ محشور ہوے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکے معنے مین فرمایا اضللتم کثیرا من الانس یعنے تمنے بہت آدمی گمراہ کئے معلوم کرنا چاہئے کہ گمراہ کرنے کی نسبت شیاطین کی طرف مجازی ہے کیونکہ وے ورغلانے اور گمراہی کے طرف بلانے کے سبب ہین اور گمراہون کا انکی دعوت کو قبول کرنا اوسکے سبب سے ہے اور حقیقت مین گمراہ کرنا اللہ تعالی کی طرف منسوب ہے بدلیل آیہ یضل من یشاء ویہدی من یشاء کس لئے کہ متصرف مخلوقات مین وہی سبحانہ تعالی ہے جسوجہ سے چاہے و قال اولیٰئہم من الانس اور بولینگے انکے دوست دار انسان یعنی وہ آدمی جنہون نے جن کی اطاعت کی تھی ربنا استمتع بعضنا ببعض ای رب ہمارے فایدہ اٹھایا ہم مین ایک نے دوسرے سے یعنی جنون نے آدمیون سے اور آدمیون نے جنون سے فایدہ اٹھانا فایدہ اوٹھانا آدمیون کا جنون سے یہہ تھا کہ جنات نے انکے نفس کی قسم قسم کے خواہشون اور لذت پر رہنمائی کی اور جنون کا فایدہ اٹھانا آدمیون سے یہہ تھا کہ انکی اطاعت کی اور انکا حکم مانا پس جنات مثل رئیس کے ہوئے آدمی مثل تابعدار کے بنے اور خدمتگار بنے جو اپنے آقا کے حکم مین رہتا ہے مخالفت اسکی خواہ تھوڑی ہو یا بہت بالکل نہین کرتا اور مثلک یہہ سردار اپنے خدمتگار سے بہرہ ور ہوتا ہے یہہ قول مختار زجاج کا ہے بعضون نے کہا فایدہ آدمیون کا جنون سے یہہ تھا کہ جب جاہلیت مین کوئی شخص سفر کو نکلتا اور بیابان مین اترتا اور اپنے جی پر اندیشہ کرتا تو کہتا اعوذ بسید ہذا الوادی من شر سفہاء قومہ یعنے کمینے قوم کی بدی سے اس جنگل کے سردار سے پناہ چاہتا ہون اسکی پناہ مین شب باشی کرتا اور فایدہ جنون کا آدمیون سے یہہ تھا کہ جب آدمیون نے جنون سے پناہ لی تو یہہ جنون کی تعظیم ہوئی اور جنات کہنے لگے کہ آدمیون نے ہمکو اپنا سردار بنایا اور ہم سے پناہ چاہی کیونکہ آدمیون نے اعتراف کیا کہ جنات بلا کو دفع کرتے ہین یہہ قول حسن اور عکرمہ اور کلبی

اور ابن جریج کا ہے اسکی صحت پر خدا یتعالی کے اسی قول کو دلیل لاتے ہین وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن زجاج نے کہا پہلا قول اولی ہے دلیل اسپر قد استکثرتم من الانس ہے اور جو لوگ جنات کی پناہ مین ہوتے ہین وہ کمتر لوگ ہین بعضے کہتے ہین آدمیون کا فایدہ یہہ تھا کہ جنون نے آدمیون کے دلون مین جھوٹھ باتین اور سحر اور کہانت کو ڈالا اور انکی خواہش کی چیزین سنوارین اور اسکی راہ پر آسان کر دی اور جنون کا فایدہ یہہ تھا کہ جنون نے جو ضلالت اور معاصی کو زینت دی تھی آدمیون نے اوسکی فرمانبرداری کی بعضون نے کہا یہہ کلام یعنے ربنا استمع خاص انسانون کا ہے کیونکہ اسطیکہ بہرہ ور ہونا جنات کا آدمیون سے اور بالعکس بہت نادر ہے ظاہر نہین ہوتا البتہ بعض آدمی کا بعض آدمی سے بہرہ ور ہونا امر ظاہر ہے پس کلام اسی پر محمول کرنا چاہئے اور بھی ربنا استمع کلام ان آدمیون کا ہے جو دوست جنون کے ہین پس بہرہ مند ہونا انہین آدمیون کا آدمیون سے واجب ہوا وَبَلَغْنَا اَجَلَنَا الَّذِیْ اَجَّلْتَ لَنَا اور ہم پہنچے اپنے وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے ٹھہرایا تھا یعنے یہہ فایدہ اٹھانا ایک زمانہ معین اور وقت محدود تک تھا پھر وہ جاتا رہا حسرت اور پشیمانی رہگئی اجل سے کونسا وقت ہے مفسرین کو اسمین اختلاف ہے حسن بصری اور سدی کہتے ہین موت کا وقت مراد ہے یعنی ہماری موت کا وقت جو مقرر تھا اسکو پہنچے حاصل یہہ کہ ہمارا بہرہ مند ہونا ایک دوسرے سے چند ایام تھا اپنی زندگانی سے موت کیوقت تک بعضے کہتے ہین قیامت کے دن قبرون سے اٹھنے کا وقت مراد ہے قَالَ فرماویگا یعنے خدا یتعالی ان جنات اور انسانون کو جنہون نے ایک دوسرے سے فایدہ اٹھایا فرشتون کی زبانی فرماویگا اَلنَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا آگ ہے گھر تمھارا رہا کرو اس مین یعنے تمھارا مقام اور ٹھکانا جہنم کی آگ ہے اور اسی کی طرف تمھارا مرجع ہے اسمین ہمیشہ رہوگے مثوی بمعنی جاے آرام و قرار ہے یہہ اسم مکان ہے اور مصدر بھی ہوسکتا ہے اسوقت صحت خبر کیلئے مضاف محذوف کی تقدیر چاہئے بمعنی ذات اقامتکم یعنی ٹھہرانا تمھارا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ مگر جو چاہے اللہ معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین خطاب کفار کو تھا اور وے ہمیشہ جہنم مین رہینگے اسواسطے

مفسرین کو اس استثناء کے توجیہ مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین اس استثنا سے وہ مدت مراد ہے
جو قبرون سے اٹھنے اور جہنم مین داخل ہونیکے درمیان ہے یعنے وہ آگ مین ہمیشہ رہینگے مگر وہ
مدت جو قبرون سے اٹھنے اور حسابات کے واسطے کھڑے ہونے کے اور آگ مین داخل ہونے تک کیونکہ اس وقت
آگ مین نہ رہینگے بعضے کہتے ہین وہ اوقات ہین جس مین ایک عذاب سے دوسرے عذاب کی طرف
نقل کئے جائینگے کیونکہ جب کفار آگ سے فریاد کرینگے تو زمہریر مین ڈالے جاوینگے وہ آگ
کا ایک وادی ہے جس مین اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے پھر اس سے بھی فریاد
کرینگے تو آگ مین ڈالے جاوینگے پس اس استثنا سے مدت بھی نقل مراد ہے اس توجیہ پر مرجع
اس استثناء کا النار ہے گویا معنے یہہ ہین الا ماشاء اللہ من تعذیبکم بغیر النار فی بعض الاوقات
بعضے کہتے ہین یہہ استثنا خلود سے ہی یعنے بعضے اوقات جسمین دوزخ سے باہر نکلوگے ماء حمیم
یعنے آب گرم پینے کے لئے کیونکہ وہ جہنم کے باہر رہیگا جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے ثم ان مرجعہم
لالی الجحیم جمہور مفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ یہہ استثنا
ان کے شان مین ہے جنکو خدا تعالی جانتا ہے کہ اسلام لاوینگے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
تصدیق کرینگے یعنے بسبب ارتکاب گناہون کے دوزخ مین تھے وہ لوگ دوزخ سے باہر نکلینگے
انکا دوزخ مین رہنا علی الدوام نہین اس تاویل پر مَا بمعنی مَنْ ہوگا یعنے الا من شاء اللہ
یعنے مگر وہ شخص کہ اسکو اللہ چاہے حاصل یہہ کہ استثنا اہل ایمان کیواسطے ہے اور ابن جریر
طبری نے ابن عباس سے نقل کیا ہے اس استثنا کی تاویل مین کہتے تھے کہ خدا تعالی نے ان قوم کے
عذاب کی مدت اپنی مشیت پر رکھی ہے اور کہا یعنے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس آیت کے
معنی مین کسی کو لاتی نہین کہ اللہ کی خلق کے باب مین اس پر ایسا حکم کرے کہ کسیکو جنت
مین داخل کریگا اور نہ جہنم مین داخل کریگا حاصل یہہ کہ تمام کفار کے حق مین توقف کرنا چاہئے
جو کفار مرتے نہین انپر حکم جہنم کا نہین کرنا چاہئے کیونکہ ممکن ہے خاتمہ اسلام پر ہو اس
تاویل پر بھی ما بمعنی من کے ہوگا جو عقلا کے واسطے ہے اور مستثنی وہ کافر ہین جو اللہ کے علم

اس دن مومن ہین یعنی وے لوگ جو دنیا مین ایمان لائے تھے زجاج نے کہا پہلا قول اولی ہے کیونکہ معنی استثنا کے یہی ہین کہ قیامت کے دن ہو یعنی مرجع اس استثنا کا یوم القیمۃ ہے کیونکہ خدا یتعالی کا قول ویوم نحشرہم جمیعًا قیامت کا دن ہے اسکے بعد فرمایا خالدین فیہا یعنی اسمین ہمیشہ رہینگے ابتدای قبرون سے اُٹھینگے الا ماشاء اللہ یعنی مگر جو چاہے اللہ مقدار انکی حشر کے قبور سے اور مقدار مدت انکی محاسبے کے اس تاویل پر استثنا منقطع ہے واضح ہو کہ یہان استثنا جنس سے باعتبار زمان و مکان کے ہونا یا باعتبار عذاب کے ہونا بھی صحیح ہے اس پر خالدین دلالت کرتا ہے گویا معنی یہہ ہین خالدین فی کل زمان الازمن مشیتہ اللہ یعنی ہر ایک زمانہ مین رہینگے سوے زمانہ اللہ کی مشیت کے یا معنی یہہ ہین خالدین فی مکان و عذاب مخصوصین الا ان یشاء اللہ لنقلہم الی غیرہا یعنی ایک مکان مخصوص اور عذاب مخصوص مین رہینگے مگر یہہ کہ خدا یتعالی نقل انکی چاہے دوسرے مکان اور دوسرے عذاب طرف اردو کے مترجم نے اس آیت کی تاویل یون کی ہے اور یہہ جو فرمایا کہ آگ مین رہا کرین مگر جو چاہے اللہ اسواسطیکہ اگر عذاب دوزخ دایم ہے تو اسکے چاہنے سے ہے وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن ایک چیز چاہ چکا اِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ مقرر تیرا رب حکمت والا خبردار حکیم ہے یعنے امور خلق کی تدبیر مین اور بندون کو ایک حال سے دوسرے حال کیطرف پھیرنے مین حکیم ہے بعضے کہتے ہین مطیع کو ثواب اور گناہ گار کو عذاب دینے مین اور باقی وجوہ یا فواعل مین حکیم ہے علیم یعنی دانا ہے اپنے خلق کے عواقب امورین اور وہ جسکے طرف پھیرے جاوینگے گویا یون کہا کہ اسیواسطے ان کفار کو دایم آگ مین رہنے کا حکم کیا کہ میرے علم مین وے مستحق اس بات کے ہین وَكَذٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا اور اسیطرح دوست کرتے ہین ظالمون کو ایک دوسرے کا کذلک مین کاف تشبیہ کیواسطے ہے اور یہہ تشبیہ کے مذاکرہ آگے ہونے کا مقتضی ہے یعنی جسطرح عاصی جن و انس کو ایک دوسرے سے بہرہ ور کیا بعضے گنہگارونکو بعضون کا دوست کرتے ہین پھر آخرت مین ایک دوسرے سے الگ ہونگے قتادہ نے کہا کہ خدا یتعالی درمیان لوگون کے دوستی نکرتا مگر بسبب انکے اعمال کے

پھر مومن دوست مومن کا ہے ہر وقت اور ہر جگہہ کافر دوست کافر کا ہے ہر وقت ہر جگہہ یعنے کفر اور گناہ مین قتادہ سے ایک روایت مین یون منقول ہے آئے ہین نتبع بعضہم بعضا فی النار یعنے ہم دوزخ مین ایک دوسرے کے تابع کرتے ہین اس معنی پر تولی ماخوذ ہے موالاۃ سے بمعنی متابعت اگر تولی کو بمعنے تسلط لین تو بھی جایز ہے اسوقت بعضا بمعنی علی بعض ہوگا یعنی بعضے ظالمون کو بعض پر مسلط کرتے ہین یعنے خواہشون پر بعضون کے بعضون کو چھوڑ دیتے ہین ابن زید کہتا ہے نسلط ظلمۃ الجن علی ظلمۃ الانس یعنے گنہگار جنون کو گنہگار انسانون پر مسلط کر دیتے ہین اور بھی ابن زید سے منقول ہے نسلط بعض ظلمۃ علی بعض یعنے مسلط کرتے ہین ہم بعضے ظالمون کو اوپر بعضون کے پھر ہم انکو ہلاک کرتے ہین اور رسوا کرتے ہین اسمین تہدید ہے ظالمون کو جبکہ اپنے ظلم سے باز نہ آوین تو خدا یتعالی انپر دوسرا ظالم مسلط کرتا ہے پس آیت مین تمام ظالم لوگ داخل ہوے جو حاکم رعیت پر ظلم کرتا ہے اور تاجر تجارت مین مشتریون پر ستم کرتا ہے اور چور لوگون کے مال چراتا ہے حدیث مین آیا ہے من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ یعنے جسنے کسی ظالم کی مدد کی تو خدا یتعالی اسی ظالم کو اسپر مسلط کرتا ہے ابو الشیخ نے منصور بن ابی الاسود سے روایت کی کہا کہ مین نے اعمش سے وکذلک نولی بعض الظالمین بعضا کو پوچھا کہ اس آیت مین تمنے کیا سنا ہے کہا مین نے سنا انسے یعنی سلف سے کہ کہتے تھے جب لوگ فاسد ہو جاوین تو انکے شریر امیر کئے جاتے ہین ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ مالک بن دینار سے روایت کرتے ہین کہا کہ مین نے زبور مین پڑھا ہے منافق کا انتقام منافق سے لونگا پھر تمام منافقین کا انتقام لونگا اور نظیر اسکی کتاب اللہ مین یہہ آیت ہے وکذلک نولی بعض الظالمین بعضا بما کانوا یکسبون حاکم تاریخ مین اور بیہقی شعب الایمان مین یحیی بن ہاشم کی طریق سے وہ یونس بن ابی اسحق سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے تم ہوگے ویسا ہی تمپر مقرر کیا جاویگا بیہقی نے کہا یہہ حدیث منقطع ہے اور یحیی ضعیف ہے بعضے مفسرین کہتے ہین معنے یہہ ہین نکل بعضہم الی بعض یعنے بعضے ستمگارون کو بعضون کے حوالہ کرتے ہین یعنے اسیطرح دنیا مین اسکا والی اور متولی انکے امور کا کرتے ہین

تاکہ کفر و معاصی مین انکو ورغلاین جیسا ہم آخرت مین انکے رئیسون کے حوالہ کرینگے جو اون کو عذاب سے چھوڑانے کی قدرت نہین رکھتے حاصل یہہ کہ جیسا آخرت مین ہم انکے ساتھ معاملہ حاصل کرینگے ویسا ہی دنیا مین کرتے ہین امام محی السنہ بغوی نے کلبی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین کہا جب خدا تعالی کسی قوم کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو انکے کام کا متولی انکے بہتر شخص کو کرتا ہے اور جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو انکے کام کا متولی انمین کے بُرے شخص کو کرتا ہے کلبی محمد بن السائب ہے وہ متہم بکذب اور شیع ہے بیہقی نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہا کہ ہر زمانہ کیواسطے ایک بادشاہ ہوتا ہے خدا تعالی اس زمانہ کے لوگون کے دلون کے مانند اسکو بھیجتا ہے جب انکی خوبی کا ارادہ کرتا ہے تو خوب شخص کو بھیجتا ہے اور جب انکی ہلاکی کا ارادہ کرتا ہے تو آسودہ کو بھیجتا ہے بیہقی نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل نے موسی سے کہا کہ اپنے رب سے پوچھہ کہ اسکی رضامندی کا علم اور ناخوشی کا علم ہمین بتادے پھر موسی نے خدا تعالی سے پوچھا اللہ تعالی نے فرمایا انکو کہہ دے میری رضامندی یہہ ہے کہ انمین کے بہتر شخص کو انپر مقرر کرون اور میری ناخوشی یہہ ہے کہ انمین کے بُرے شخص کو انپر مقرر کرون بیہقی عبد الملک بن قریب اصمعی سے وہ مالک سے وہ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ مین خبر دیا گیا کہ موسی علیہ السلام یا عیسی علیہ السلام نے کہا کہ یارب تیری رضا کی علامت اپنے خلق سے کیا ہے خدا تعالی نے فرمایا ہنگام زراعت مین انپر مینہہ برساؤن اور کھیتی کٹنے کے وقت مینہہ موقوف کردون اور انکے امور حاقلون کے سپرد کردون اور اونکا فی یعنی مال غنیمت سخی کے ساتھ دون موسی نے کہا یارب ناخوشی کی علامت کیا ہے خدا تعالی نے فرمایا مینہہ کٹاؤ کے وقت انپر بھیجون اور وقت زراعت کے موقوف کردون اور انکے امور سفہاء کے حوالے کردون اور انکا فی بخیلون کے حوالہ کردون ابو داود کے مترجم نے ترجمہ اسکا یون کیا ہے ہم ساتھ ملا دینگے گنہگارون کو ایک دوسرے کا یہہ ترجمہ ناصر الدین بیضاوی کی تفسیر کے مطابق ہے جس سے اسکے معنون مین سے ایک معنی ایسی بھی لکھے ہین اولیاء بعض و قرناء ہم فی العذاب

کانوا فی الدنیا یعنی آخرت مین قرین و قریب عذاب مین ایک دوسرے کا کر دینگے جیسا دنیا مین تھے حاصل یہہ کہ سبب انضمام کی دنیا و آخرت مین جنسیت ہر کسیکے کہ ارواح خبیثہ اپنے مانند خبیثہ کے ساتھ ملتے ہین اور جیسا انکے ساتھ ملے ہین محشور ہوتے ہین کیونکہ ہر ایک انسے نفرت اور مودت اور تقویت مین ویسے شخص کے شان مین اہتمام کرتا ہے جو اپنے مانند ہو بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ بدلہ انکے کمائی کا باء سببیہ ہے اور ما موصولہ اور ضمیر راجع ہے بعضا کے طرف یعنی بعضون کو بعضون کا دلی گرویدا بسبب اسکے کہ یہہ بعض گناہ کو کسب کرتے تھے يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ای جماعت جن اور انسان کی معشر لغت مین اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک کام پر متحد ہون اور انمین اتحاد اور آپس مین میل جول پایا جاوے جمع اسکی معاشر ہے اور یہہ ندا بھی قیامت کے دن ہوگی تقدیر اسکی یہہ ہے یوم یحشرہم یقول یعنی جسدن جمع کریگا ان سبکو کہیگا ای جماعت جن انسان کی معلوم کرنا چاہئے کہ خدا یتعالی نے اولا جماعت جن کی توبیخ جو انسان کو اغوا کرتے تھے اور گمراہ کیا تھا اوسکی حکایت فرمائی اب اس آیت مین کفار جن اور کفار انسان کی توبیخ جو خاص انکے نفسون سے قیامت کے دن فرماویگا شروع کی اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ کیا نہ آئے تھے تمھارے پاس پیغمبر تم مین سے یہہ استفہام انکاری ہے واسطے زجر و توبیخ کے ان کفار کو جنکے گناہ اور فسق دنیا مین گذرے ہین یعنے آتے تھے رسول - معلوم کرنا چاہئے کہ رسل منکم کے معنے مین علما کا اختلاف ہے آیا زمرہ جنات سے بھی پیغمبر ہوئے ہین یا نہین جمہور علما کہتے ہین کہ جنات مین نہ رسول ہوئے نہ نبی سوائے آدمیون کے پیغمبر ہوے اور ابن عساکر اور مجاہد اور ابو عبیدہ اور فرا اور زجاج کا بھی یہی قول ہے ائمہ سلف و خلف بھی اسی پر ہین اور رسل منکم مین مضاف محذوف ہے گویا تقدیر یہہ ہے رسل من احدکم تم مین سے پیغمبر یعنے انسان کی جنس سے جیسا خدا یتعالی نے اس قول مین فرمایا یخرج منہما اللؤلو والمرجان نکلتے ہین موتی اور مرجان دونون سے یعنے آب شور اور شیرین سے حالانکہ موتی اور مرجان دریاے شور سے نکلتے ہین نہ شیرین سے پس ان دونون مین سے ایک سے نکلنا مراد ہے وجہ اس جواز کی یہہ ہے کہ خدا یتعالی نے مرج البحرین مین دونون کو ملا کے بیان کیا اور عرب کے محاورہ مین جب کوئی چیز

باہم برابر ذکر کیجاوے تو دونون مین سے ایک کا مراد لینا جایز ہوتا ہے اسواسطے جب انسان
کے ساتھ جن کو بیان فرمایا تو دونون کو خطاب کرنا اور مراد اس سے احدہما یعنے انسان لینا
صحیح ہوا بعضے علما کہتے ہین جنون مین بھی رسول ہوے ہین جیسے آدمیون مین یہہ قول
مقاتل اور ضحاک کا ہے ظاہر آیت بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا یتعالی نے رسل منکم سے
دونون کو خطاب فرمایا اور اسپر حجت یہہ لاتے ہین کہ خدا یتعالی نے فرمایا جن اور انس مین رسول
ہین جو انکی طرف بھیجے جاتے ہین پس اگر رسول جن سے انسان کے رسول ہونا مراد ہون
تو اسکا عکس بھی جایز ہوگا اور یہہ فاسد ہے ابن حزم کہتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کان النبی یبعث الی قومہ یعنے ہر نبی بھیجے جاتے تھے اپنی قوم کی طرف اور جن انسان کے جنس سے
نہین تو ثابت ہوا کہ جنون مین بھی انبیا ہوے ہین اور کہا جن کے طرف کوئی نبی جنس انسان سے
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہین بھیجا گیا کیونکہ بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بعثت جن و انس دونون کی طرف عام ہے ابن عبد البر کہتا ہے حضرت سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کے جن اور انسان کی طرف مبعوث ہونے مین کسیکو اختلاف نہین اور یہہ مجملہ فضیلت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیا پر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت ولقد جاءکم
یوسف بالبینات مین نقل کرتا ہے کہ انہون نے کہا وہ یعنی یوسف جنون کے رسول تھے کلبی نے کہا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث کے قبل فقط انسان پر نبی بھیجے جاتے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن و
انس دونون کی طرف بھیجے گئے مسلم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعطیت خمسا لم یعطہن نبی قبلی کل نبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت
الی کل احمر و اسود الحدیث یعنی پانچ چیز مجھکو ملے جو کسی اگلے نبی کو نہین ملین ہر نبی خاص اپنی قوم
پر بھیجا جاتا تھا مین ہر ایک احمر اور اسود کی طرف مبعوث ہوا ہون یعنی جن اور انسان کی طرف
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول انسان کی طرف بھیجے جاتے تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن
احمد انس کی طرف مبعوث ہوے اس روایت کو ابو اللیث سمرقندی نے ذکر کیا ہے اس سے

ثابت ہوا کہ انسان کی پیغمبر قبل آنحضرت جن کی طرف مبعوث ہوتے تھے جمہور آیت کی تاویل میں کہتے ہیں انسان کے رسول انکی طرف اللہ تعالیٰ کے طرف سے رسول ہوتے ہیں اور جن کے رسول انکی قوم سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول نہیں ہوتے پر خدا تعالیٰ نے اپنی خواہش انکے دلون میں ڈالکے زبین میں منتشر کیا پس آدمی کے رسول کا کلام سنکر اپنی قوم کو پیغام پہنچا دیا اور انکو ڈرایا اسواسطے جنون سے کسی کہنے والے نے کہا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی الآیہ مجاہد نے کہا جنون میں رسول نہیں ہوتے یہی کہ انسان میں رسول ہوئے اور جن میں ڈرانے والے ابن جریج نے کہا رسولون کی طرف سے رسول ہوا کرتے ہیں اور پڑھا ولوا الی قومہم منذرین یعنے پھرے اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے یہہ سات نفر جنون سے ہیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اپنی قوم کی طرف لے گئے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بنی آدم سے رسول ہوئے ہیں جن سے ڈرانے والے ہوئے ہیں اور بھی اللہ تعالیٰ سے رسول ہونے کی دلیل آیات ذیل ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ اس قول تک رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل یعنی ہم نے تیرے طرف وحی بھیجی جیسا وحی بھیجی نوح کی طرف اور اونکے بعد کے نبیون کی طرف اور فرماتا ہے یعنے ابراہیم کے حق میں وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب یعنے کی ہمنے ابراہیم کی ذریت میں نبوت اور کتاب پس ابراہیم کے بعد نبوت اور کتاب کو انکی ذریت میں فرمایا یہ نہ کہا کہ ابراہیم خلیل اللہ سے پہلے نبوت جن میں تھی پھر انکی بعثت سے جن میں نبوت منقطع ہوگئی اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنے ہمنے نہیں بھیجا تجھ سے پہلے پیغمبر مگر یہہ کہ وہ کھانا کھاتے تھے اور بازارون میں چلتے تھے اور فرمایا وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم من اہل القری یعنے تجھسے پہلے ہمنے نہیں بھیجا مگر مرد بستی کے لوگون سے اونکی طرف ہم وحی بھیجتے تھے یقصون علیکم ایاتی بیان کرتے تھے تمھارے اوپر میری آیتیں یعنے اور تمپر میری آیات وحی ہوتی تھی تاکہ میری توحید اور میرے رسولون کی تصدیق پر دلالت کرتے تھے اور اسکی تمھیں خبر دیتے تھے وینذرونکم لقاء یومکم ھذا اور ڈراتے

تمکو اس دن کے سامنے آنے سے اس دن سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی روز قیامت مین یہہ میرے عذاب سو تمکو ڈراتے تھے جاننا چاہیئے کہ یہہ قول کفار کو بسبیل زجر و سرزنش ہی قَالُوْا کہینگے یعنی کفار جن اور انسان اس کے جواب مین کہینگے شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا ہم گواہی دیتے ہین اوپر اپنی جانون کے یعنی اپنے کفر پر اور عذاب کے لایق ہونے پر قایل ہین اس مین کفار کا اقرار اور اعتراف اس بات پر ہی کہ رسول انکے پاس آئے اور خدا تعالی کے احکام سنائے اور اوسکی رسالت پہونچائی اور روز قیامت سے انکو ڈرایا اور انھون نے رسولون کی تکذیب کی اور انپر ایمان نہ لائے اور انکا یہہ اعتراف تب ہوگا جب انکے اعضا انکی کفر اور شرک پر گواہی دینگے وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور انکو بھگا دیا دنیا کی زندگی نے یعنی ایمان نہ لانے کا سبب یہہ تھا کہ دنیا کی زندگانی نے انکو فریب دیا تھا اسکے طرف مائل ہوئے بعث اور نشر بھول گئے جب محشر مین آئے تو اپنی گناہ پر معترف ہوے وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ٥ اور گواہی دی انھون ٨٦ ورد نے اپنی جانون کے اوپر یہہ کہ تھے وہ کافر یعنے دنیا مین منکر تھے یہان ایک سوال ہے تقریر اسکی یہہ ہے کہ کفار نے اس آیت مین اپنے نفسون پر کسطرح کفر کا اقرار کیا حالانکہ اس قول مین واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی قسم ہو اللہ کی جو رب ہمارا ہے ہم مشرک نہین تھے شرک اور کفر سے انکار کیا جواب اس کا یہہ ہے کہ قیامت کا دن دراز ہوگا اسمین احوال مختلف ہونگے کبھی اقرار کرینگے کبھی انکار کرینگے جب کفار مومنون کے حق مین بھلائی اور فضل و بزرگی دیکھینگے تو شرک سے انکار کرینگے اس سبب سے کہ شاید انکا انکار انکو نفع دے سو کہینگے واللہ ربنا ما کنا مشرکین اسوقت انکے منہہ پر مہر ہوگی اونکے اعضا شرک اور کفر پر گواہی دینگے اسی کی طرف خدا تعالی اشارہ فرماتا ہی وشہدوا علی انفسہم انہم کانوا کافرین اگر کوئی اعتراض کرے کسلئے انکی شہادت کو انکے نفسون پر مکرر لایا جواب اس کا یہہ ہے کہ پہلی شہادت دنیا مین شرک کفر اور جھٹلانے کا اعتراف ہے دوسری شہادت ندمت انکے حق مین ہے اور انکی رای خطا مند ہونے اور کوتاہ نظری اپنے نفسون پر اور یہہ وہ جماعت ہی جسنے دنیا کی زندگی اور اسکے لذت سے فریب کھایا

جسکا انجام کار یہہ ہوا کہ اپنی نفسی پر گواہی دینے مین مضطر ہوے جاننا چاہئے کہ کفار کا شرح حال کفر و گناہون سے قیامت کے دن سننے والونکو ڈرانا اور زجر کرنا مقصود ہے ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ یہہ اسواسطیکہ تیرا رب ہلاک کرنے والا نہین بستیون کو ظلم سے جب وہان کے لوگ بے خبر ہون ذلک اشارہ ہے اوسکی طرف جو اوپر گذرا رسولون کے بھیجنے اور انکو عذاب سے ڈرانے اور قیامت سے ڈرانے زجاج نے کہا معنی یہہ ہین یہہ جو ہمنے تمہیں رسولون کا امر بیان کیا امر ذلک مبتدا ہے ان لم یکن خبر ہے اور اَنْ مخففہ ہے مثقلہ سے لام کو کے تقدیر کے ساتھ اسم اس کا ضمیر شانیہ ہے گویا معنی یہہ ہین ذلک ثابت لانہ ای الشان لم یکن ربک یعنے یہہ ثابت ہے کیواسطیکہ شان یہہ ہے رب تیرا ہلاک کرنے والا نہین اُس آیت کے معنی مین مفسرون کو اختلاف ہے کلبی نے کہا معنی یہہ ہین کہ خدا یتعالی بسبب انکے گناہون کے رسولون کے منع کرنے سے پہلے انکو ہلاک نہین کرتا پھر اگر وہ رجوع کرین تو بہتر ہے ورنہ اپنے عذاب بھیجتا ہے یہہ قول جمہور مفسرین کا ہے فراء نے کہا جایز ہے کہ معنے یہہ ہو کہ خدا یتعالی ظلم سے ہلاک نہین کرتا اور حال یہہ ہے کہ وہ لوگ غافل ہون پہلے قول پر ظلم کفار کا فعل ہوگا جو شرک اور گناہ ہے فراء کے قول پر اگر خدا یتعالی بعثت رسولون کے آگے انکو ہلاک کرے تو ظالم ہوگا اور نسبت ظلم سے خدا یتعالی مبرا اور منزہ ہے سو پہلا قول اصح ہے کیونکہ خدا یتعالی جو چاہے کرے اور جو ارادہ کرے وہ حکم کرے اسکے کوئی ایک کام پر کسیکو مجال چون و چرا نہین بجز اسکے کہ خدا یتعالی رسولون کو بھیجنے سے پہلے عذاب نہین دیتا اگر پہلے اس سے عذاب کرے تو اس سے ظلم ہوگا۔ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا اور ہر کسیکو درجے ہین اپنے عمل کے سمجھ لیجئے کہ جب خدا یتعالی نے ثواب والونکے احوال اور انکے درجے اور عذاب والون کے احوال اور انکے درجے مقرر کیے تو ایک کلام کلی بیان کرتا ہے کہ ہر ایک کے واسطے ثواب و عقاب مین درجے ہین مفسرین کہ اس آیت کے معنے مین دو قول ہین پہلا قول ہر مطیع اور عاصی کے حق مین عام ہے

گویا تقدیر یہہ ہے کہ کل عامل بطاعۃ اللہ و بمعصیۃ درجات یعنے ہر ایک طاعت کرنے والے اور معصیت کرنے والے کیواسطے درجے ہین یعنی مرتبے ہین پست و بلند کبھی ناقص درجہ مین رہتا ہی کبھی کامل درجہ کیطرف ترقی کرتا ہی اور خدا یتعالیٰ انکی تمام تفصیل سے دانا ہی ہر ایک درجہ پر اون درجون سے جزا جو اُنکے لایق ہے مرتب کرتا ہی ان خیرا فخیر و ان شرا فشر یعنی اگر بھلائی ہی تو جزا اسکی بھلائی ہے اگر بُرائی ہے اُسکی جزا برائی ہے یا معنی یہہ ہین ہر مکلف کیواسطے جن و انسان سے منازل ہین یا معنے یہہ ہین ہر ایک فرد عالم کے لئے جزا ہے دوسرا قول کل طاعت و الون سے مختص ہے کیونکہ درجات کا لفظ اُنہین کے لایق ہے اور وما ربک بغافل عما تعملون کفر اور معصیت والون کے ساتھ مختص ہے پہلا قول صواب اصح جمہور مفسرین کا ہے کیونکہ خدا یتعالیٰ کا علم تمام معلومات کو شامل ہے مومن اور کافر اور طایع اور عاصی سب اسمین داخل ہین اور خدا یتعالیٰ بتفصیل اُنکے تمام اعمال سے دانا ہے ہر ایک عامل کو بمقدار اسکے عمل کے ثواب عقاب سے جزا دیگا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝ اور تیرا رب بیخبر نہین اُنکے کام سے یعملون کو ابن عامر نے تا خطاب سے پڑھا ہے باقی قاریون نے یا غیبت سے پڑھا ہے وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ اور تیرا رب بے پروا ہے یعنی اپنے مخلوقات سے اور انکی عبادت سے بے نیاز ہے سمجھ لیجئے کہ جب خدا یتعالیٰ نے بیان کیا کہ طاعت و معصیت کرنے والے کو باندازہ اسکے عمل کے درجے ہین ثواب بیان کرتا ہی کہ تخصیص مطیعین کی ثواب عاصیون کی عقاب سے اسلئے نہین کہ خدا یتعالیٰ مطیعین کی طاعت کا محتاج ہے یا عاصی کی معصیت سے نقصان پانے والا ہے بلکہ وہ اپنی ذات و صفات و افعال و احکام مین ماسوا سے علی الاطلاق بے پروا ہے اور تمام خلق اُسکی محتاج ہے ذُو الرَّحْمَةِ رحم والا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رحم والا اپنے دوستون اور طاعت والون پر کلبی نے کہا رحم والا اپنے مخلوق پر اور درگذرنے والا انسے پھر گنہگارون سے عذاب کی تاخیر کرنا اللہ کی رحمت ہے شاید وہ توبہ کرین اور اسکے طرف رجوع لاوین وربک الغنی مبتدا خبر ہے اگر الغنی اور ذو الرحمۃ کو اسکی صفت ڈالین اور جملہ وان یشا اور اسکے مابعد کو خبر ربک کی لین تو بھی جایز ہے اس مین تنبیہ ہے اس بات پر کہ پیغمبر و لکا بھیجنا اسکی نفع کے لئے نہین بلکہ بندون کے

رحم کے واسطے ہے اور بھی اسمین ما بعد کے قول کی تمہید ہے اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اگر چاہے تمکو لیجاوے لیجانے سے ہلاک کرنا مراد ہے یعنی تم سب کو ایک وقت مین ہلاک کر دے اسکو کوئی حاجت تمھاری نہین یہہ معنی اقرب ہین اور محتمل ہے کہ لیجانے سے مار ڈالنا مراد ہو یا انکو تکلیف نہ دینا یہہ خطاب اہل مکہ کو ہے اور اسمین انکو وعید و تہدید ہے امام فخر الدین رازی نے کہا جب خدا تعالی نے اپنے وصف مین فرمایا ذو الرحمۃ تو جایز ہے کہ کوئی گمان کرے اگرچہ خدا تعالی رحم والا ہے مگر اسکی رحمت کا کوئی مقام اور کوئی جگہ معین ہو اسلئے خدا تعالی نے بیان فرمایا کہ اس خلق پر وہ رحم کرنے کو قادر ہے اور دوسری قوم کو پیدا کرنے اور اپنر رحم کرنے پر قادر ہے اسوجہ پر عالم سے اسکو بے پروائی بسبیل اکمل دائم ہوئی اور مقصود اس سے اس بات پر آگہی ہے کہ رحم خاص ان قوم پر کرنا اس وجہ سے نہین کہ انہین کے پیدا کرنیکے سوا رحمت ظاہر نہ کر سکے وَيَسْتَخْلِفْ اور جانشین کرے یعنی پیدا کرے مِنْۢ بَعْدِكُمْ پیچھے تمھارے یعنی تمھارے لیجانے کے پیچھے ہلاکی کے بعد مَا يَشَآءُ جسکو چاہے یعنے دوسرے مخلوق کو جو تمسے زیادہ مطیع اور فرمان بردار اور اطاعت گذار ہون كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ جیسا تمکو پیدا کیا اولاد اور قوم سے یعنے تمھارے باپ دادے جو گذرے تھے قرن بعد قرن کے یہہ معنی امام محی السنہ البغوی لکھتے ہین حاصل معنے یہہ ہین کہ خدا تعالی دوسری قوم کو پیدا کرنے پر قادر ہے جیسا تمکو تمھارے باپ کے نسل سے پیدا کیا لیکن تمکو باقی رکھنا اللہ کا رحم ہے واحدی اور صاحب کشاف اسکے معنے یون کرتے ہین جیسا تمکو اور قوم کی اولاد پہلے کیا جو تمھارے مانند سرکش اور نافرمان نہ تھے وہ لوگ نوح علیہ السلام کے کشتی والے ہین امام فخر الدین رازی نے کہا یستخلف من بعدکم یعنی تمھارے لیجانے کے پیچھے قایم کرے کیونکہ استخلاف یعنی جانشین بعد فوت اول کے بطریق بدل ہوتا ہے اور مایشاء سے غیری خلق اور چوتھی خلق مراد ہے اور اس خلق مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین دوسری خلق امثال جن اور انسان کی جو زیادہ فرمانبردار ہون ابو مسلم نے کہا بلکہ مراد اس سے یہہ کہ اللہ تعالی قادر ہے جن اور انسان کے مخالف تیسرے خلق کو پیدا کرے قاضی نے کہا یہہ وجہ قریب ہے کیونکہ عادت یہہ ہے

لوگ جانتے ہین کہ خدا تعالیٰ اس خلق کے امثال پیدا کرنے پر قادر ہے جب تیسرے اور چوتھے
خلق پر محمول کیا جاوے تو قدرت کی دلالت اسپر اقوی ہوگی گویا خدا تعالیٰ نے تنبیہ کی کہ اسکی قدرت
ایسی نہین کہ ایک ہی جنس پر قصر کیجاوے دوسری جنس خلق پر جو صالح اسکی رحمت عظیم کے ہین کہ
ثواب ہے قصر نکیا جاوے پھر خدا تعالیٰ نے اس طریق سے بیان فرمایا کہ ان قوم حاضرین کا باقی
رکھنا اور مہلت دینا اپنی رحم کے سبب ہے اگر چاہتا ہے تو انکو مار ڈالتا اور فنا کر دیتا اور دوسرون
سے بدل کر دیتا اسکے بعد خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کی علت بیان کی پس فرمایا کما انشاکم من
ذریۃ قوم آخرین یعنے جیسا تمکو اوردون کی اولاد سے پیدا کیا کسلئے کہ عاقل آدمی جب فکر کریگا
تو معلوم کریگا کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا جسمین انسان کی صورت نہین تھی
نہ تھوڑی نہ بہت اس سے واجب ہوا کہ انسان کی خلقت محض اسکی قدرت و حکمت سے ہے جسنے
ایسا ہوا تو جیسا خدا تعالیٰ ان اجسام کو اس صورت خاص سے بنانے پر قادر ہے ویسا ہی اسکے
مخالف صورت بنانے پر قادر ہے امام جریر طبری نے کہا کما انشاکم کما احدثکم وابتدعکم یعنے
جیسا تمکو حادث کیا اور پیدا کیا من ذریۃ قوم آخرین من بعد خلق آخرین کانوا قبلکم ذریت سے
دوسری قوم کے جو پیچھے اور خلق کے تھے جو تمسے آگے تھے اور کہا یہان من بمعنی تعقیب کے ہے
جیسا کلام مین کہا جاتا ہے اعطیتک من دینار ک ثوبا ای مکان الدینار ثوبا یعنی دینار کی
کپڑا دیا نہ یہکہ کپڑا دینار کا بعض ہے اسیطرح جو لوگ کما انشاکم سے مخاطب ہوے ہین اسکی خبر انکو دینے
یہ ارادہ نہین کیا کہ وہ قوم اور کی صلب سے پیدا ہوئی ہے بلکہ اسکے معنے یہہ ہین جو ہمنے بیان کیا
کہ وہ پیدا ہوے دوسری قوم کی جگہ جو انکے آگے ہلاک ہوگئی اِنَّ مَا تُوعَدُونَ
جسکو وعدہ دیا یعنے قیامت کا آنا اور بعث یعنے مرکے بعد قبرون سے اٹھنا اور حساب و جزا
کے واسطے قیامت کے روز حشر ہونا لَآتٍ البتہ آنے والا ہے یعنے بالضرور قریب ہونے والا ہے
(ما توعدون) اسم ان کا ہے اور لآتٍ اسکی خبر ہے وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اور نہین
تم عاجز کرنے والے یعنے اللہ کو تم عاجز نکروگے مذکور امورمین بلکہ وہ تمھارے اعادہ پر قادر ہے

گو کہ تم مٹی ہو جاؤ یا چورا یا ہڈی قُلْ تو کہہ یہہ خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یعنے اے محمد اپنی قوم کو جو کفار قریش ہین تو کہہ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ لوگو تم کام کرتے رہو اپنی جگہ مکانۃ مین مکانۃ یا مصدر ہے مکن بمعنی غایت تمکن اور قرار پانے کے ہین یا مشتق کون سے ہو بمعنی مکان کے پہلے معنی پر آیت کے معنے یون ہونگے اے قوم تم کفر و عداوت کرتے رہو جسقدر ہو سکے دوسرے معنے پر یون معنے ہونگے کام کرتے رہو اپنی جگہ مین یعنے جو اپنی حالت کفر و عداوت پر ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مکانتکم بمعنی حالتکم ہی سمجھ لیجئے کہ اس سے وعید اور تہدید مقصود ہے اور زجر مین مبالغہ ہے جیسا کسیکو زجر سے کہتے ہین تم جو چاہو کرتے رہو مکانتکم کو ابو بکر نے یہان اور تمام قرآن مین بصیغہ جمع مکاناتکم پڑھا ہے باقی قراء اور حفص بصیغہ مفرد پڑھتے ہین اِنِّیْ عَامِلٌ مین کام کرتا ہون یعنے مین اپنی حالت پر کام کرتا ہون اور میرا رب جسکا امر اسکا فرمایا ہے حاصل معنی یہہ ہین تم کفر اور عداوت پر ثابت رہو اور مین اسلام اور صبر پر ثابت رہون فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اب آگے جان لوگے یعنے عاقبت محمود مجھکو ہے یا تمکو آئندہ جان لوگے بعضے کہتے ہین معنے یہہ ہین عنقریب عذاب نازل ہوتے وقت یہہ بات جان لوگے کہ اپنے کام مین کون حق پر ہے ہم یا تم مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ کر کسکو ملتا ہے آخرت کا گھر یعنے آگے قیامت مین جان لوگے دار عاقبت یعنی بہشت کسکو ملتی ہے مَنْ موصولہ ہے محل نصب مین مفعول ہے تعلمون کا اور علم یہان بمعنی عرفان ہے یعنے پہچاننا اسلئے ایک مفعول کی طرف متعدی ہوا گویا معنی یہہ ہین فسوف تعلمون الذی لہ عاقبۃ الدار آگے پہچانوگے کہ کسکو پچھلا گھر ہے اگر من کو استفہامیہ لین تو بھی جایز ہے اسوقت لفظ من محل رفع مین مبتدا ہے تکون اسکی خبر ہے اور یہہ جملہ محل نصب مین قایم مقام مفعول کے گویا معنے یہہ ہین فسوف تعلمون ایتنا تکون لہ العاقبۃ الحسنی یعنی آگے جان لوگے کہ کسکو نیک عاقبت ہوگی تکون کو حمزہ اور کسائی اور خلف یہان اور سورہ قصص مین غیبت کے صیغہ سے پڑھتے ہین باقی قراء تانیث سے پڑھتے ہین اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ مقرر بھلا نہو گا بے انصافون کا یعنی ظلم کرنے والے فلاح نہ پاوینگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نیک بخت نہو وینگے جنھون نے کفر اور شرک کیا ظالمون سے کفار اور مشرکین مراد ہین پھر کافرون کے مقام مین

ظالمون کہا اسواسطیکہ اسمین بسبب تعمیم کے فایدہ زیادہ ہے کیونکہ جب ظالم فلاح نہ پاوینگے تو کافر بطریق اولی فلاح نہ پاوینگے وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا اور ٹھہراتے ہین اللہ کا اسکی پیدا کی کھیتی اور مواشی مین ایک حصہ معلوم کرنا چاہئے کہ جب اللہ تعالے نے کفار کی طریقہ کی قباحت اور انکا منکر بعث وغیرہ ہونا بیان فرمایا تو اب انکے انواع جہالات اور فاسد احکام کو ذکر کرتا ہے اسمین انکی کم عقلی اور جاہلیت کے کام کا فاسد ہونے اور انکے مخترعات سے ہونے پر تنبیہ ہے ذرا یعنی جو پیدا کیا اسمین کفار کی نہایت جہالت پر تنبیہ ہے اسلئے کہ خالق کے ساتھ اُسکی مخلوق جاندار کو شریک کیا جو کسی پر قادر نہین من الحرث یعنی کھیتی اور پھل من الانعام یعنی مواشی سے وہ اونٹ اور گائی اور بکری ہے مفسرین کہتے ہین کہ عرب کے مشرکین جاہلیت مین اپنے کھیتون اور پھلون اور مواشی اور سارے اموال مین اللہ کے واسطے ایک حصہ اور بتون کے واسطے ایک حصہ ٹھہراتے تھے پھر جو حصہ خدا کے نام کا ہوتا اسمین سے مہمانون اور مساکین کو دیتے تھے اور جو حصہ بتون کے نام سے ہوتا اسکو بتخانے مین اور اسکے خادمون مین بانٹتے تھے اگر کوئی چیز اللہ کے نام کی بتون کے حصہ مین گر پڑتی تو اسکو نہین نکالتے اور بولتے خدا اسکا محتاج نہین اگر کوئی چیز بتون کے نام کی اللہ کے حصہ مین گر پڑتی تو اسکو کالکر بتون کو دیتے اور کہتے یہ محتاج فقیر ہے اور کوئی چیز اللہ کے حصہ سے ہلاک ہوجاوے تو اسکی پروا نہین کرتے اگر بتون کے حصہ مین نقصان ہوجاوے تو اللہ کے حصہ سے اسکو پورا کرتے یہان کلام مین اختصار ہے گویا تقدیر یہہ ہے وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا وللاصنام نصیبا یعنے اللہ کا ایک حصہ اور بتون کا ایک حصہ ٹھہراتے ہین جعل یہان متعدی دو مفعول کی طرف ہے نصیبا پہلا مفعول ہے للہ دوسرا مفعول ہے من الحرث یا نصیبا سے حال ہے یا متعلق جعلوا سے ہے اگر جعلوا کو یمنون اور یمزون کے معنے سے لین یعنے معین کرتے ہین اور جدا کرتے ہین تو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوگا پس نصیبا مفعول ہوگا اور ظرف متعلق جعلوا سے ہوگا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ پھر کہتے ہین یہہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال پر یعنی اپنے ناحق اور نارو بات پر زعم اس بات کو کہتے ہین جسمین جھوٹ کا مظنہ ہو سو اسلئے اس لفظ کو اس جگہ لے آتے ہین جہان قائل کی غرمت کا ارادہ ہوتا ہے اسمین اشارہ ہے کہ یہہ حکم انکا اختراع ہے خدا کا حکم

ایسا تھا وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا اور یہہ ہمارے شریکون کا یعنی بتون کے لئے حصہ ہر بتون کو شرکا نام رکھا کسلئے کہ اپنے اموال مین بتون کا حصہ ٹھہرا کے اپنہ صرف کرتے تھے فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ سو جو ان کے شریکون کا ہے یعنے کھیتی اور مواشی جو بتون کیواسطے ٹھہراتے فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ سو نہ پہنچے اللہ کی طرف یعنے وہ اللہ کی طرف نہین پہنچتی پھر اللہ کی راہ مین صرف نہین کرتے یعنے اسکو ساکین کو نہین دیتے اور مہمانون مین خرچ نہین کرتے وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ اور جو اللہ کا ہے سو پہنچے اُن کے شریکون کی طرف یعنی اللہ کے حصہ کو بتون کو دیتے اور انکی راہ مین صرف کرتے قتادہ نے کہا جاہلیت کے لوگ جب قحط و بھوک اور شدت حال مین مبتلا ہوتے تو اللہ کے حصہ سے مدد دھونڈتے اور اس سے کہاتے اور بتونکے حصہ کو پورا کرتے اس سے کچھ نہین کھاتے حسن اور سدی کہتے ہین جو بتون کا حصہ ٹھہرایا جب ہلاک ہو جاوے تو اللہ کے حصہ سے اسکا بدل لیتے ہین بخلاف بتون کے حصہ کے کہ اسمین ایسا نہین کرتے اسیواسطے خدا تعالی انکی مذمت مین کہتا ہے سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ بُرا ہے جو کچھ کہ یہہ حکم کرتے ہین یعنے انکا حکم بہت بُرا ہے بتون کی جانب کو رعایت و حفظ مین اللہ کی جانب پر ترجیح دیتے ہین یہہ انکی سفاہت کا باعث ہے بعضے کہتے ہین تمام اشیاء اللہ کے ملک ہین اللہ نے انکو پیدا کیا مال کے ایک حصہ کو بتون کیواسطے ٹھہرایا حالانکہ بت کوئی لیاقت ملکیت اور پیدا کرنے کی نہین رکھتے اور نہ اُنسے نفع متصور ہے نہ ضرر اسلئے بُرے حکم کی طرف انکو نسبت کیا غرض اس سے جاہلیت کے لوگونکے بُرے کام اور فاسد احکام بیان کرنا مقصود ہے جسکو عقل سلیم ہو وہ اسکو مستحسن نہین سمجھتا چہ جائے کہ شرع مین وارد ہو یا کوئی نص اسکے باب مین واقع ہو وَكَذٰلِكَ اور اسیطرح عطف اسکا وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا پر ہے یعنے جسطرح جہالت سے اپنی کھیتی اور چوپایون کے دو حصہ بانٹے اسیطرح انکے شرکا نے انکی اولاد کو مار ڈالنے مین آرائش دی معنے یہہ ہین اہل جاہلیت نے جو اپنے اموال مین اللہ کا ایک حصہ اور بتون کا ایک حصہ ٹھہرایا خالق نسم کی معرفت سے نہایت جہالت کا باعث ہے اسیطرح اپنی اولاد کے قتل کرنے مین پیش قدمی کرنا

نہایت جہالت کا باعث ہی گردانا یوں فرمایا جسطرح انکے تقسیم جہالت و ضلالت سے کی اوسیطرح زین بھی شیطان
ہے لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ بہت مشرکون کو اولاد مارتی یعنے جیتے جی زمین کو
کو گاڑ دیتی فقر اور افلاس کے اندیشے سے شُرَكَاؤُهُمْ اُنکے شریکون نے یعنے شیطانون نے بھلے دکھائے
قتل اولاد کو یعنے حکم کیا کہ اولاد کو فقیری کے اندیشہ سے قتل کرین معلوم کرنا چاہئے کہ اہل جاہلیت
کے یہان اگر لڑکی پیدا ہوتی تو باندیشہ فقر اور نکاح کر دینے کے انکو قبر مین دفن کرتے یہان قتل
سے یہی مراد ہے شرکا سے کیا مراد ہے اسمین اختلاف ہی مجاہد نے کہا شرکا سے شیاطین مراد ہین
شیاطین نے انکو فقر کے اندیشہ سے لڑکیون کو زندہ گاڑ دینا بھلا دکھلایا شیاطین کو شرکا اسلئے نام رکھا
کہ انھون نے اللہ کی معصیت اور اولاد کے قتل کرنے مین شیطان کی اطاعت کی مشرکین کی طرف
اضافت شرکا کی اسلئے کی کہ کفار شیطان کا حکم بجالائے اور انکو اپنا رب بنایا کلبی نے کہا شرکا سے
بتخانہ کے خدام مراد ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنہون نے مشرکون کو اولاد کا مار ڈالنا بھلا دکھایا
چنانچہ جاہلیت مین خدا مون سے ایک شخص کھڑا ہوتا اور حلف کرتا اگر اسکے اسقدر لڑکے پیدا ہون تو
ایک لڑکا نحر کرے جیسا عبد المطلب نے اپنے فرزند عبد اللہ کے ذبح کرنے پر حلف کیا تھا اس قوم پر شرکا
سے بتون کے خدام مراد ہین انکو شرکا دیا لکیونکہ طاعت مین انکو شریک کیا زین کو جمہور قرا سوا
ابن عامر کے بفتح زا اور یا اور رفع لام قَتْلُ اور خفض اولادِهِم اور رفع شرکا کو پڑھتے ہین
یہ فاعل ہے زین کا اور لام لکثیر کا زین سے متعلق ہے معنی اسکے واضح ہین ابن عامر کی قرات
مین زین ضم زا اور کسر یا سے قتل لام کے ضم سے اور اولادہم دال کے نصب سے مفعول ہے
مصدر کا شرکا ہم خفض سے مضاف الیہ مصدر کا اور اسکا فاعل اور فصل مضاف و مضاف الیہ
کے درمیان مفعول سے ہوا ہے اور معنے یون ہونگے واسطے بہتون کے مشرکین نے آرایش دیگئی
مار ڈالنا انکے شریکون کا انکے اولاد کو معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ قرات متواترہ سبعہ سے ہے
بالاتفاق اور ساتون قرات متواتر ہونے مین سب کو اتفاق ہے اور مضاف مضاف الیہ کے
درمیان مفعول سے فاصلہ ہو کے جواز پر استشہاد سے زمخشری وغیرہ اس قرات کے غلط کہنے

جو زعم کرتے ہین یہہ انکی غلطی فاحش ہے لِيُرْدُوهُمْ کہ انکو ہلاک کرین یعنے اس کام کا حکم کیا تاکہ انکو ہلاک کرین اردا کے معنی لغت مین ہلاک و تباہ کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انکو ہلاک کرین آگ مین کیردوہم کا لام زین سے متعلق ہے وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ اور انکا دین خلط کرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شیطان نے ایسے برے کام آراستہ کر دکھائے تاکہ انکے دین مین شک ڈالین چونکہ عرب اسمعیل علیہ السلام کے دین پر تھے شیاطین کی غلط کرنے سے اپنے دین سے یعنے جسپر ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام تھے برگشتہ ہو گئے وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ اور اگر اللہ چاہتا تو یہہ کام نکرتے یعنے اگر اللہ تعالی چاہتا تو اس برے کام سے یعنے کھیتی اور مواشی کے حرام کرنے اور اولاد کو قتل کرنے سے جسکو شیطان نے زینت دی ہے انکو نگاہ رکھنا معلوم کرنا چاہئے کہ اس قول مین خدا تعالی خبر دیتا ہے کہ تمام اشیا اللہ تعالی کی مشیت و ارادہ سے ہین اگر مشیت اسکی نہین ہوتی تو اسکو نہین کرتے فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ سو چھوڑ دے وہ جانین اور انکا جھوٹھ یعنے ای محمد انکے افترا کے ساتھ انکو چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالی انکے واسطے کمین گاہ مین ہے ما یفترون مین ما مصدریہ ہے بمعنی افترا ہم یعنے افترا ان کو یا موصولہ ہے معنے اسکے یا یفترونہ یعنے جو جھوٹھ باندھتے ہین وَقَالُوا اور کہتے ہین یعنے مشرکین هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ یہہ مواشی اور کھیتی حرام ہے ہذہ کا اشارہ اس حصہ کی طرف ہے جو بتون کے واسطے ٹھہرایا ہے حجر بمعنی حرام و ممنوع کے جیسا فج بمعنی مذبوح کے ہے حجر کی اصلی معنی منع کے ہین کیونکہ ان کے تحریم کی سبب انتفاع اس سے منع ہے بعضے کہتے ہین حجر بمعنی حبس اور تضییق کے ہے یعنے تنگ کرنا کسلئے کہ جاہلیت کے لوگ مواشی اور کھیتی کو جو بتون کیواسطے چھوڑتے انکو باندھ کے رکھتے مجاہد نے کہا انعام سے بحیرہ اور سایبہ اور وصیلہ اور حامی مراد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حجر وہ حرام ہے جو وصیلہ کو حرام کیا اور جنکو حرام کیا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ آیۂ ہذہ انعام و حرث حجر مین کہا وہ جو اللہ اور اپنے شریکون کے

واسطے ٹھہرایا یعنی بذہ کا اشارہ ان دو حصوں کیطرف ہے جو اللہ اور اپنے شریکوں کے واسطے ٹھہراتے تھے ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کی ہے کہ وقالوا ہذہ انعام وحرث حجر ہین کہا جو کھیتی کو بتون کے واسطے رکھے تھے اوس سے منع کیا اس قول پر ہذہ کا اشارہ بتون کے حصہ کیطرف ہوگا لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ اسکو نہ کھاوے مگر وہ جو ہم چاہین اپنے خیال پر یعنی بتون کے خادم اور مرد کھاوین عورتین نہ کھاوین یہ انکا مجرد خیال تھا اسپر کوئی دلیل انکی نہین وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا اور بعضے مواشی ہین کہ پیٹھ انکی حرام کی گئی ہے یعنے لادنے اور سواری سے حرام ہے یہ حوامی تھے یعنے وہ مواشی کہ انکی پیٹھ کو سواری سے حمایت کرتے اسپر نہین چڑھتے وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا اور بعضے مواشی نام نہین لیتے اللہ کا اس پر یعنی فوج کے وقت اللہ کا نام نہین لیتے بلکہ بتون کا نام بول کر فوج کرتے بعضے مفسرین کہتے ہین معنی یہ ہین کہ کفار ان مواشی پر حج کو نہین جاتے اور نیک کام کے واسطے اسپر سوار نہین ہوتے جبکہ یہ عادت جاری تھی نیک کام پر اللہ کا نام لین اور حج مین بھی اللہ کی بہت یاد کی جاتی ہے اسلئے خدا تعالے نے نیک کام کے چھوڑنے سے کفار کی مذمت کی افْتِرَاءً عَلَيْهِ جھوٹ باندھکر اسپر یعنے ان کاموں کو کرتے ہین اور کہتے ہین اللہ نے اس کا حکم فرمایا یہہ اللہ پر جھوٹ باندھا اور افترا کیا ہے سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ وہ سزا دیگا انکو اس جھوٹ کی جو اللہ پر باندھتے ہین اسمین وعید و تہدید ہے جو اللہ پر جھوٹ اور افترا کرے وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا اور کہتے ہین جو ان مواشی کے پیٹ مین ہو سو حلال ہے ہمارے مردون پر اور حرام ہے ہماری عورتون پر جاننا چاہیئے کہ یہہ مسئلہ بھی بنایا تھا جو جانور کے پیٹ مین بچہ ہو اسکو مرد کھاوین اور عورتین نہ کھاوین مالی المبطان سے مواشی کا مضمون مراد ہے یا کہا ہر دو صورت کا دودھ مراد ہو یا مواشی کا حیض یا کہا ہر دو صورت کا حیض مراد ہو یہ سب اقوال سلف سے منقول ہین چنانچہ فرمایا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابن حبان نے ضحاک سے روایت کرتے ہین فی بطون سے مراد ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس

سے آیہ مافی بطون ہذہ الانعام الایہ مین روایت کی ہے کہ دودہ عورتون پر حرام کرتے اور مرد اسکو پیتے جب بکری نر بچہ جنی تو اسکو ذبح کرتے مردون پر حلال ہوتا اور عورتون پر حرام اگر مادہ جنی تو چھوڑ دیتے اگر مینتہ پیدا ہوتا تو عورت مرد اسمین شریک ہوتے پس خدا تعالی نے اس سے نہی فرمائی سدی نے بھی ایسا ہی کہا ہے شعبی نے کہا بحیرہ کا دودہ مرد ہی پیتے اگر کوئی اس سے مرجاے تو مرد عورت کھاتے یہی قول عکرمہ اور قتادہ اور زید بن اسلم کا ہے ابو الشیخ اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مافی بطون ہذہ الانعام مین روایت کرتے ہین جب بکری نر بچہ جنی تو اسکو ذبح کر کر مردون کھاوین عورتین نہ کھاوین اگر مادہ جنی تو اسکو چھوڑ دیتے ذبح نہین کرتے مردہ پیدا ہو تو مرد عورت اسمین شریک ہوتے مجاہد نے کہا مافی بطون سے سائبہ بحیرہ مراد ہے بغوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ اس سے بحائر و سوائب مراد ہین جو زندہ پیدا ہون وہ مرد ہی کھائین نہ عورتین اور جو مردہ پیدا ہون تو مرد و عورت سب اسکو کھاوین خالصۃ کے معنی نرا اس سے حلال مراد ہے یہہ خبر تاء تانیث اور مبالغہ کیواسطے ہے جیسا کہتے ہین علامۃ نسابۃ تبصفے کہتے ہین تا اس مین تانیث کیواسطے ہی خبر کو مونث لانا باعتبار معنی ما کے ہے کہ اجنہ مراد ہین اور باعتبار لفظ کے مذکر ہے تو محرم کو مذکر لانا باعتبار لفظ ما کے ہے لیکن خالصۃ بمعنی حلال کے لین تو تاء تانیث لینا بعید ہوگا ازواج سے مراد مطلق اناث ہین وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ اور اگر مردہ ہو تو اس مین سب شریک ہون یعنی اگر وہ بچہ مردہ پیدا ہو تو ذکر و مرد اسکے کھانے مین شریک ہون ضمیر جمع فیہ کا مینتہ ہر ضمیر مذکر لانا باعتبار موصوف کے ہے یا مینتہ سے میت مراد ہے نر و مادہ پر باعتبار تغلیب کے اسکا اطلاق ہوتا ہے ان یکن ابن کثیر نے یا غلبت سے اور مینتہ رفع سے پڑھا ہے ابن عامر نے یکن تا تانیث سے مینتہ کو رفع سے پڑھا ہے عاصم نے ابی بکر کی روایت مین یکن تا تانیث سے مینتہ نصب سے پڑھا ہے باقی قراء نے یکن کو ابن کثیر کے مانند قرأت کی ہے اور مینتہ ابی بکر کے مانند تذکیر و تانیث یہان واضح ہین کیونکہ مینتہ کی تانیث مجازی ہے مذکر و مونث دونون پر واقع ہوتی ہے تانیث ہو تو باعتبار لفظ کے ہے اور مذکر کہنا باعتبار معنی کے ہے یہہ اس قرأت پر ہے

جب میتة کو رفع سے پڑھا ہے نصب سے پڑھین تو تذکیر باعتبار لفظ ما کے ہے اور تانیث باعتبار معنی کے ہے صیغ یاھم وصفھم وہ سزا دیگا انکو ان تقریرون کی یعنی اس بیان پر جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہین حلال حرام مین انکو جزا دیگا انہ حکیم علیم وہ حکمت والا ہے خبردار اس مین وعید و تہدید ہے اللہ تعالی حکیم ہے یعنے جو کام کرتا ہے مقتضاے حکمت کے ہے اسکے بدلے سے درگذر نکریگا اور علیم ہے یعنے جو افعال اُسسے سرزد ہوتے ہین اور جسکے وہ مستحق ہین اسکو جانتا ہے قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھا بغیر علم بے شک نقصان مین ہوے جنھون نے مار ڈالی اپنی اولاد بیوقوفی سے بن سمجھے عکرمہ نے کہا یہہ آیت ربیعہ اور مضر کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے بیٹون کو زندہ گاڑ دیتے تھے مرد اپنی عورت سے شرط لیتا ایک لڑکی کو زندہ گاڑ دیوے ایک لڑکی کو زندہ رکھے جب وہ لڑکی جسکو قبر مین زندہ گاڑتا ہے پیدا ہوتی تو آپ ہاں سے نکل جاتا اور عورت کو کہتا تو میری ماں کے مانند ہے اگر مین پلٹ کے آؤن اور تو اوسکو زندہ درگور نکرے پھر عورت گرمھا کھودواکے عورتون کو بلوا بھیجتی سب جمع ہوتین اس لڑکی کو دست بدست لیتین جب مرد کو آتا دیکھتین تو اُس گڑھے مین اسکو چھپاتین اور مٹی سے اسکو بھر دیتین قتادہ نے کہا یہہ اہل جاہلیت کا کام تھا اپنے لڑکے کو باندیشہ غلام ہو جانے اور فاقہ کے قتل کرتے تھے معلوم کرنا چاہئے کہ خسران کا سبب یہہ ہے کہ بچہ خدا تعالی کی بڑی نعمت ہے جو والد کو اس سے انعام بخشا جب وہ نعمت کے زایل اور دور کرنے کا سبب ہوا تو موجب مذمت ہوا اور دنیا و آخرت مین خراب ہوا دنیا کے خسارہ کی وجہ یہہ ہے کہ اپنے عدد کے نقصان مین اور نعمت خدا تعالی کے زایل کرنے مین کوشش کی آخرت کے خسارہ کی وجہ یہہ ہے کہ اس سے وہ عذاب عظیم کا مستحق ہوا سفہا کے معنے بیوقوفی اور جہالت مذمومہ سبب اس سفاہت کا انکی لاعلمی تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے عرب مین جہالت غالب تھی اسیواسطے اس زمانہ کو زمانہ جاہلیت کہتے ہین حق تعالی نے فرمایا کہ یہہ اولاد کو جہل سے مارتے ہین وحرموا ما رزقھم اللہ اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے انکو رزق دیا یعنی بحیرہ سایبہ حامی اور بعض کھیتی

اور بعضی جو مواشی کے پیٹ مین ہو یہہ بھی عرب کی بڑی جہالت تھے ہر افتراء علی اللہ جھوٹھ باندھکر اللہ پر یعنے کفار عرب اِن بُرے کامون کو کرتے اور جو کہتے کہ اللہ نے اسکا امر کیا یہہ اللہ پر افتراء اور جھوٹھ ہے یہہ بھی انکی بڑی جہالت ہے کیونکہ اللہ پر جرأت کرنا اور جھوٹھ بولنا بڑا گناہ ہے اور گناہان کبائر سے ہی اسیواسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہی قَدْ ضَلُّوْا بیشک بہکے یعنے اس کام مین راہ حق اور استقامت سے بہکے اور گمراہ ہوے وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ اور نہین ہین راہ پانے والے یعنے راہ حق اور صواب کو پایا بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ اگر تجھکو عرب کی جہالت معلوم کرنا خوش آوے تو سورۃ الانعام کی اکیسو تیسوین آیت کے اوپر سے آیہ قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفہا بغیر علم قد ضلوا وما کانوا مہتدین تک پڑھ وَهُوَ الَّذِيْ ع ۳ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ اور اسی نے یعنے اللہ ہی نے پیدا کی باغ چھتریون اور بغیر چھتریون کی معروشات کے معنی مین مفسرین کو اختلاف ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا معروشات زمین پر بچھی ہوی بیلین جیسا انگور اور کدو اور خربوزہ وغیرہ وغیر معروشات پیڑ پر کھڑے ہوئے جیسا کھجور کا درخت اور زراعت اور تمام درخت ضحاک نے کہا دونون انگور کے جھاڑ مین مخصوص ہین کیونکہ بعضے چھتری پر ہوتے ہین بعضے چھتری پر نہین ہوتے زمین پر بچھی ہوئی ہوتے ہین بعضے کہتے ہین معروشات وہ جنکو لوگ باغ مین پیرتے ہین اور اسکا اہتمام کرتے ہین انگور وغیرہ کی چھتری بناتے ہین غیر معروشات وہ ہے جسکو خدا تعالیٰ جنگل پہاڑ مین اُگاتا ہے انگور یا دوسرے قسم کے درخت عرش لغت مین وہ چھتری ہے جسکو لکڑیون سے باندھکے اس پر انگور وغیرہ کی بیل چڑھاتے ہین عرب کہتے ہین عرشت الکرم وعرشتہ تعریشا جیسکہ سقف کے مانند بناوین واعترش العنب العریش یعنے انگور کی بیل چھتری پر چڑھی اور بلند ہوئی وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ اور کھجور اور کھیتی یعنے پیدا کیا درخت خرما اور کھیتیان زرع تمام مطعوب جسکو قوت کرتے ہین اور جمع کرتے ہین مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ کئی طرح کا ہے اس کا پھل یعنے ہر ایک کا مزہ مختلف ہے اکلہ کی ضمیر راجع ہے زرع کے طرف باقی چیزون کا مزہ اس پر قیاس کیا جاویگا یا ضمیر نخل کی طرف پھیری ہے اور زرع

نصف الحزب ۲۰ ۲۱

معطوف علیہ ہونے سے اس کے حکم مین داخل ہے یا مرجع اسکا جمیع ہے یا ضمیر بمعنی اسم اشارہ ہے
تقدیر اسکی اکل ذلک ہے اس مین اشارہ نخل وزرع وغیرہ کی طرف ہے تقدیر کل واحد کے اکل سے مراد
ماکول یعنی ثمرہ درخت ہے یعنے ہر پھل قسم کے اور مزے مین مختلف ہے میٹھا کھٹا جیدردی اور مانند اسکے
وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا اور زیتون اور انار پس مین ملتا یعنی دیکھنے مین وَغَيْرَ
مُتَشَابِهٍ اور جدا یعنی مزے مین جدا جیسا دو انار جنکا رنگ ایک ہے اور مزہ مختلف بعضے
کہتے ہین زیتون کے پتے انار کے پتون سے شبیہ ہین پھل انکے جنس اور مزے مین مختلف كُلُوا مِنْ
ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ کھاؤ اسکے پھل مین سے جسوقت پھل لاوے من ثمرہ کا مرجع انہین کے طرف راجع ہے
جسکے طرف اکلہ کا مرجع ہے محمد بن کعب نے کہا من ثمرہ من رطبہ وعنبہ یعنے کھاؤ اسکے پھل سے یعنی اُسکے
رطب اور انگور سے جاننا چاہئے کہ جب حق تعالیٰ نے ان باغون کے پیدا کرنے سے جو طرح طرح کے پھلون
پر مشتمل تھے بندون پر احسان رکھا اب مقصود اصلی جو اس سے ہے وہ فعل حاصل کرنا ہے سو کہتا ہے کلوا
امر اباحت کا ہے بعضے علما اس سے حجت پکڑتے ہین کہ امر کبھی غیر وجوب کیواسطے ہے کیواسطے کہ یہہ
صیغہ دفع حرج کو مفید ہوتا ہے بعضے علما کہتے ہین زکاۃ نکالنے کے پہلے اس سے کھانا مباح ہونا مقصود ہے
کیواسطے کہ خدا تعالیٰ نے جب حبوب اور پھلون مین زکاۃ واجب تو احتمال تھا کہ مالک پر قبل زکوٰۃ
واجب نکالنے کے اس سے کھانا حرام ہو اسلئے کہ فقراء اور مساکین کی شرکت امین تھی پھر خدا تعالیٰ نے
واجب نکالنے کے آگے اس سے مالک کو کھانا مباح کیا کیونکہ حق نفس کی رعایت حق غیر کی رعایت
پر مقدم ہے بعضے مفسرین کہتے ہین خدا تعالیٰ نے کلوا من ثمرہ صیغہ امر سے اسلئے کہا کہ معلوم ہو کہ
ان اشیاء کے پیدا کرنے سے جو بندون کو انعام دیا ہے انکا کھانا مقصود ہے وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ
حَصَادِهِ اور دو اسکا حق جس دن کٹے حق سے کیا مراد ہے اسمین مفسرین کے تین قول ہین پہلا
حق سے زکوۃ مفروضہ مراد ہے اور یہہ عشر اور نصف عشر ہے عشر جب دینگے کہ پھل اور اناج
بارش کے پانی سے ہو اگر پانی دینے سے ہو تو نصف عشر دینگے یہہ قول ابن عباس کا ہے بروایت عطا
اور انس رضی اللہ عنہ کا اور طاؤس اور حسن بصری اور جابر بن زید اور سعید بن المسیب اور محمد

بن الحنیفہ اور قتادہ کا ہے اور امام رازی نے کہا یہہ قول صحیح ہے لیکن اس قول پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہہ سورہ مکہ مین نازل ہوئی اور زکوٰۃ مدینہ مین فرض ہوی پھر زکوٰۃ کیونکر اس سے مراد لین گے بعضے کہتے ہین اگرچہ یہہ سورہ مکی ہے پر آیت مدینہ مین نازل ہوئی ابن الجوزی اسکو اپنی تفسیر مین ابن عباس اور قتادہ سے نقل کرتا ہے اور بھی اسمین کٹاؤ کے دن اس کا حق ادا کرنے کو کہا حالانکہ زراعت مین کٹاؤ کے دن دانہ بالی مین رہتا ہے تصفیہ اور خشک ہونے کے بعد زکوٰۃ دینی ہے امام نے اس کا جواب یون دیا کہ کٹاؤ کے دن حق زکاۃ کا متعلق ہونا مراد ہے ندہ عاصی کہتا ہے یہہ تاویل خلاف ظاہر ہے کیونکہ کٹاؤ کے دن حق دینے کا حکم کیا حق متعلق ہونے سے تادیہ حق نہین ہوا اور قول ابن عباس کو بیہقی حکم سے وہ مقیم سے وہ ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ واتوا حقہ سے عشر اور نصف عشر مراد ہے بیہقی نے کہا یہہ روایت موقوف ہے قوی نہین ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ سے اوسنے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ واتوا حقہ یوم حصادہ سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے جس دن ملنے اسکے ماپ معلوم ہو اس روایت پر یوم حصادہ سے ماپ کا دن مراد ہوا اور یہہ روایت بھی موقوف مرسل ہے کیونکہ علی نے ابن عباس کو نہین دیکھا اور قول انس رضی اللہ عنہ کو بیہقی وغیرہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ واتوا حقہ سے زکوٰۃ مراد ہے بیہقی نے کہا یہہ روایت بھی موقوف ہے قوی نہین واللہ اعلم حقہ کی ضمیر راجع ہے جدہر ثمرہ کی ضمیر راجع ہے پھر اگرچہ ما تقدم ذکرہ کی طرف ضمیر پھیرین تو اوسمین انگور اور خرما اور زراعت اور زیتون اور انار داخل ہونگے اور زکوٰۃ ان سب کی دینا واجب ہوگی اور یہہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق ہوگا جو زراعت کے سب قسم پھلون مین زکوٰۃ واجب کرتے ہین امام شافعی کے نزدیک زراعت اور خرما اور انگور مین زکوٰۃ واجب ہے دوسرے پھلون مین زکوٰۃ واجب نہین اگر ضمیر کو رطب و عنب کیطرف پھیرین جیسا محمد بن کعب کا قول ثمرہ مین ہے امام شافعی کے مذہب پر آیت منطبق ہوگی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر قلیل اور کثیر سب مین عشر واجب ہوگا اکثر فقہا کے نزدیک جب تک اناج پانچ وسق نہو زکوٰۃ واجب نہین شافعی کا بھی یہی مذہب ہے وسق کے تین سو صاع ہوتے ہین

ایک صاع کے چہار مد ایک مد کے ہمارے بلدہ کے حساب سے آدھی سیر پڑی ہوتی ہے دوسرا قول یہہ حق زکوٰۃ کے سوا ہے کٹاؤ کے دن جو فقرا مساکین سے حاضر ہون انکو دینا چاہئے بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے واٰتوا حقہ یوم حصادہ مین کہا صحابہ زکوٰۃ کے سوا جو کوئی آتا اسکو بھی کچھ دیتے تھے علی بن الحسین اور عطا اور مجاہد اور حماد کا یہی قول ہے بیہقی نے کہا ایک جماعت تابعین کی اسی قول کی طرف گئی ہے اور بیضاوی صاحب کشاف نے اس قول کو مقدم کیا ہے پھر اسمین کیا حرج دینا ہے اسمین اختلاف ہی ابن المنذر اور نحاس اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واٰتوا حقہ یوم حصادہ کی تفسیر مین فرمایا ماسقط من السنبل یعنی خوشہ سے جو دانہ گرے ابراہیم نے کہا گھاگھاس ایک مشت دینا ہے ربیع نے کہا وہ لقاط السنبل ہی یعنے جمع اہوا خوشہ مجاہد نے کہا خوشہ خرما کٹاؤ کے دن لٹکائے جو شخص اسپر گذرتا اس سے کھاتا یزید بن الاصم نے کہا جس دن خرما کاٹنے اس کا خوشہ لاکر مسجد مین ایک طرف لٹکاتے مسکین آکے لکڑی سے اسکو مارتا جو اس سے گرتا اسکو کھاتا اس قول پر امر مذب و استحباب کے واسطے ہی آیت اس قول پر اور پہلی قول پر محکم ہے تیسرا قول یہان امر وجوب کے واسطے ہے ابتدا اسلام مین فرض تھا آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہوا ابن جریر اسکو ابن عباس اور ابن الحنفیہ اور ابراہیم نخعی اور حسن اور سدی اور عطیہ العوفی وغیرہم سے نقل کرتا ہے اور یہہ قول ابن جریر کا مختار ہے حافظ ابن کثیر کہتا ہے انکا نام نسخ رکھنے مین نظر ہے کسلئے کہ اصل مین ایک حکم واجب رہتا ہے پھر تفسیر اُسکے بیان سے کیجاتی ہے مقدار لگانے کا بیان کیا جاتا ہے سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور نحاس اور بیہقی نے سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے واٰتوا حقہ یوم حصادہ کو عشر اور نصف عشر نے منسوخ کیا ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم عوفی سے واٰتوا حقہ یوم حصادہ مین روایت کرتے ہین کہا کہ جب زراعت کٹے اور کھندلی جائے اور جھلنی کرین تو اس سے کچھ فقرا مساکین کو دیتے تھے اسکو عشر اور نصف عشر نے منسوخ کیا ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابو داود ناسخ مین اور ابن المنذر سفیان سے روایت کرتے ہین کہا کہ مین نے آیہ واٰتوا حقہ یوم

حصاد ہے سدی کو پوچھا تو کہا وہ مکی ہے اسکو عشر اور نصف عشر منسوخ کیا ہے مین نے کہا یہہ کس سے
مروی ہے اُسنے کہا علمار سے نحاس اور ابو شیخ سعید بن جبیر سے واتوحقہ مین روایت کرتے ہین کہا
کہ یہہ حق زکاۃ نازل ہونیکے آگے تھا لوگ اُسکو اپنی زراعت سے دیا کرتے تھے اور جانور کو چارہ ڈالتے
اور یتامی و مساکین کو دیتے اور خشک گھانس دیتے تھے بیہقی اپنی سنن مین مجاہد سے روایت کرتا
آیہ حصادہ و اتوحقہ یوم حصادہ مین کہا زراعت کیوقت ایک مٹھی مساکین کو دیتے جب کاٹتے
ایک مٹھی دیتے ایک جماعت کہتی ہے زکاۃ مفروضہ سے یہہ حکم منسوخ ہے حصاد فتح حا مہملہ سے
ابن عامر اور ابو عمرو اور عاصم اور یعقوب پڑھتے ہین باقی قرار نے کسر حا سے پڑھا ہے دونون کے
معنے ایک ہی ہین کٹاو کرنی وَلَا تُسْرِفُوا اور یجانہ اور ڈاؤ اسراف کے معنے جو کام انسان کرتا ہے
اُسمین حد سے تجاوز کرنا اگرچہ اسراف خرچ کرنے مین مشہور ہے اور یہان اسراف سے کیا مراد ہے
اس مین اختلاف ہے بعضے مفسرین کہتے ہین اپنا تمام مال بخشش کر دینا کلبی نے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کی ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ ایک دن مین پانسو درخت سے
خرما کاٹکے فقرا مساکین کو تقسیم کر دیا اور اپنے اہل و عیال کے واسطے کچھ نہین چھوڑا خدا تعالے نے
آیت ولا تسرفوا نازل فرمائی عطا نے کہا اسمین ہر چیز مین سرف یعنی بیجا اُڑانے سے
نہی ہے سدی کہتے ہین معنے اسکے یہہ ہین اپنا سب مال مت دو کہ فقیر ہو کر بیٹھ رہو زجاج نے کہا
اس قول پر اگر انسان نے اپنے تمام مال کو بخشش کر دیا اور اپنے عیال کو کچھ نہ دیا تو اسراف کیا
کیونکہ حدیث صحیح مین آیا ہے ابدا بمن تقول یعنے شروع کر صدقہ کو ان لوگون سے کہ عیال داری
کرتا ہے اور اونکا قوت اور نفقہ دیتا ہے سعید بن المسیب نے کہا ولا تسرفوا کے معنے یہہ ہین کہ صدقہ
دینے کو مت منع کرو اس قول پر آیت کی تاویل یون ہوگی بخل اور امساک مین حد سے مت گذرو
یہان تک کہ صدقہ واجب سے باز رہین اور اسکو نہ دین ان دونون قولون مین اسراف کے معنے
مشترک حد سے تجاوز کرنے کے ہین مگر یہہ کہ پہلے معنے بخشش اور دینے مین حد سے گذرنا ہے دوسرے
معنے بخل اور امساک مین حد سے گذرنا ہے مقاتل نے کہا معنی اسکی یہہ کہ زراعت اور مواشی مین

بتون کو شریک مت ٹھہراؤ اس قول پر بھی مرجع اسراف کا حد سے تجاوز کرنا ہے کسلئے کہ جس زراعت اور مواشی مین بتون کو شریک کیا تو وہ حد سے گذر گیا زہری نے کہا معنی اسکے مت خرچ کرو اللہ عزوجل کی معصیت مین سفیان نے کہا جو مال اللہ کی طاعت مین خرچ کیا جاوے وہ سرف ہی اگرچہ تھوڑا ہو مجاہد نے کہا جو مال اللہ تعالیٰ کے حق سے کوتاہی کیا جاوے وہ اسراف ہے اور کہا اگر ابوقبیس پہاڑ کے برابر سونا اللہ تعالیٰ کی طاعت مین خرچ کیا تو وہ سرف نہین اگر ایک درہم یا ایک مد اللہ تعالیٰ کی معصیت مین خرچ کیا تو وہ سرف ہو ابن زید نے کہا سلطان کو اس مین مخالفت ہو اور وہی مخاطب ہے کہ صاحب مال سے خدا تعالیٰ کے فرض سے زیادہ نہ لے خدا تعالیٰ سلاطین کو فرماتا ہے لا تسرفوا یعنی مت لو بغیر حق کے بس یہہ آیت سلاطین اور لوگون کے درمیان نازل ہے ابن جریر طبری کے نزدیک ان اقوال مین قول عطا مختار ہے جسمین ہر چیز کے اسراف سے نہی ہے حافظ ابن کثیر نے کہا یہہ قول بیشک صحیح ہے لیکن سیاق آیت (کلوا من ثمرہ اذا اثمر واٰتوا حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا) سے ظاہر یہہ ہے کہ ولا تسرفوا اکل کے طرف راجع ہے یعنے کھانے مین اسراف مت کرو کیونکہ زیادہ کھانے مین عقل و بدن کی مضرت متصور ہے جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنے کھاؤ اور پیو اور بیجا مت اڑاؤ اور بخاری نے اپنی صحیح مین تعلیقاً روایت کی ہے کھاؤ اور پیو اور پہنو بغیر اسراف و بغیر تکبری کے بندہ عاصی کہتا ہے واٰتوا حقہ یوم حصادہ اس سے اقرب ہے مرجع ولا تسرفوا کا اقرب ہونا اقوی و اظہر ہے اسلئے کہ ابن جریر نے کلوا کے طرف نہین پھیرا واللہ اعلم اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ تحقیق اللہ دوست نہین رکھتا ہے بیجا خرچ کرنے والون کو اس مین ہر چیز کے اندر حد سے گذرنے والون کو زجر و وعید ہے کیونکہ جسکو اللہ تعالیٰ دوست نہ رکھے وہ دوزخ والون سے ہے وَمِنَ الْاَنْعَامِ اور مواشی سے یعنے پیدا کئے مواشی انعام مین مفسر کے تین قول ہین پہلا قول اس سے مخصوص اونٹ مراد ہو دوسرا قول مراد اس سے اونٹ ہو اور جب اسکے ساتھ گائے اور بکری ہون وہ بھی انعام ہین تیسرا قول جس حیوان کو خدا تعالیٰ نے حلال کیا ہے قرطبی نے کہا یہہ قول اصح ہے اسکے صحت پر احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلیٰ علیکم دلیل ہے حَمُوْلَةً لدنے والے

یعنی بوجھ لادنے والے اونٹ وَّفَرْشًا اور وہ یعنی زمین سے لگے ہوے یعنی چھوٹے اونٹ
جو بار داری کے لایق نہیں حمولہ کو فرش کے معنے ہمنے لکھا یہی معنے اہل لغت کے نزدیک مشہور ہیں
ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم وغیرہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ
جس اونٹ پر بوجھ لادتے ہیں وہ حمولہ ہے چھوٹے اونٹ جو بار برداری کی لیاقت نہیں رکھتے
وہ فرش ہیں حاکم نے کہا اسکی اسناد صحیح ہے عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حمولہ بڑے اونٹ ہیں فرش چھوٹے اونٹ
ہیں مجاہد کا قول بھی ایسا ہی ہے زجاج نے کہا باجماع اہل لغت چھوٹے اونٹ فرش ہیں ابن جریر اور
ابن ابی حاتم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہا کہ اونٹ گھوڑا خچر گدھا اور جو جانور بوجھ لادتا
ہے وہ حمولہ ہے بکری فرش ہے یہہ قول ابن جریر کا مختار ہے ربیع ابن انس اور حسن اور ضحاک
اور قتادہ وغیرہ کہتے ہیں اونٹ گائے حمولہ ہیں بکرے فرش ہیں سدی نے کہا اونٹ اور جو بوجھ
اٹھانیوالے ہیں وہ حمولہ ہیں اونٹ کا بچہ اور گوسالہ اور بکری فرش ہیں ابو العالیہ نے کہا اونٹ
اور گائے حمولہ ہے بھیڑ اور بکڑی فرش ہے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا حمولہ وہ ہے جسپر سوار
ہوتے ہیں فرش وہ ہے جسکا گوشت کھاتے ہیں اور دودھ دوھتے ہیں اسپر بوجھ نہیں لادتے
اور اسکے صوف کا لحاف اور بچھونا بناتے ہیں حافظ ابن کثیر اس قول کو حسن کہتا ہے یعنے
مفسرین کہتے ہیں حمولہ بڑے مواشی ہیں یعنی اونٹ گائے بکرے اور فرش ان مواشی کے بچے
ہیں اور کہا بعد اسکے خدا تعالی نے جو فرمایا ثمانیۃ ازواج من الضان اثنین یہہ اسکی دلیل ہے
حیوانات صغار کا نام فرش رکھا اسواسطیکہ یہہ زمین سے قریب ہونیکے سبب بچھونے کے مانند
ہیں یا یہہ کہ فرج کیواسطے مفروش ہوتے ہیں یا اونکے بالوں سے بچھونا بناتے ہیں حمولۃ فرشا منصوب
ہیں اور معطوف جنات پر تقدیر یہہ ہے وانشا من الانعام یعنے ہمنے مواشی سے پیدا کیا مواشی کا
حال رد اور بطلان قول کفار کے واسطے بیان کیا جو حلیت و حرمت جانور کی خود ٹھہرا لیا کرتے تھے
كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کھاؤ اللہ کی رزق میں سے یعنی ان مواشی اور زراعت اور پھل سے

جو خدا تعالیٰ نے تمہارے واسطے حلال کیا ہے کھاؤ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اور مت چلو شیطان کے قدموں پر یعنے زراعت اور مواشی کے تحریم میں شیطان کے راہوں پر مت چلو جیسا جاہلیت چلتے تھے اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یعنے شیطان تمہارا دشمن صریح ہے یعنی اسکی عداوت ظاہر ہے اب خدا تعالیٰ اقسام حمولہ اور فرش کا بیان کرتا ہے اور کہتا ہے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ آٹھ نر و مادہ یعنے آٹھ اقسام پیدا کئے یہاں فرد کو زوج فرمایا ہے کیونکہ لغت میں زوج اُسے کہتے ہیں جو اپنی جنس سے مزاوجہ کرے یعنے ملے پس ذکر زوج انثی کا ہے اور انثی زوج ذکر کی پس آٹھ زوج آٹھ فرد ہیں ثمانیۃ بدل ہے حمولۃ فرشا سے یا مفعول ہے کلوا کا یا ثمانیۃ کے ماموصولہ سے حال واقع ہے مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ بھیڑ میں سے دو یعنی نر اور مادہ ضان صوف والے بکرے جنکو یہاں کی زبان میں پوٹھا کہتے ہیں ضان جمع ضائن کی ہے مونث ضائنہ جمع اسکی ضوائن یا اسم جنس ہے نر کو کبش کہتے ہیں مادہ کو نعجہ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ اور بکرے میں سے دو یعنے نر اور مادہ معز جمع ماعز کی ہے ذوات شعر کو کہتے ہیں یا اسم جنس ہے نر کو تیس مادہ کو عنز کہتے ہیں المعز نافع اور ابو جعفر اور عاصم اور حمزہ اور کسائی بسکون عین پڑھتے ہیں باقی قراء نے فتح عین سے پڑھا ہے قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ تو کہہ کیا دو نروں کو اللہ نے حرام کیا ہے یا دو مادوں کو ذکرین سے بھیڑ اور بکری کا نر مراد ہے انثین سے بھیڑ اور بکری کی مادہ مراد ہیں یعنے ای محمد تو ان جہلاء کو پوچھ کیا بھیڑ اور بکری کے نر کو اللہ تعالےٰ نے تم پر حرام کیا ہے یا دو مادہ انمیں سے حرام کئے ہیں اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ یا اسکو جو مشتمل ہیں اوپر اُسکے بچہ دان ان دو مادوں کے یعنے دونوں جنس کے مادے کے پیٹ میں جو بچہ ہو نر یا مادہ کیا اللہ تعالیٰ نے وہ حرام کیا ہے نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ خبر دو مجھکو ساتھ امر معلوم کے یعنی جو تم حرام کئے ہو اسکی سند بتاؤ کہ خدا تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو یعنی اُس کہنے میں کہ تحریم اللہ کی طرف سے ہے مطلب یہ کہ تحریم کہاں سے آئی اگر نر ہونا باعث تحریم ہے تو تمام نر حرام ہونا چاہئیں اگر مادہ ہونا ہے تو تمام مادے حرام ہونا چاہئیں اگر اشتمال رحم

اسکا موجب ہے تو دونون زوج حرام ہونا تھا پھر یہہ تخصیص کہان سے آئی اور استفہام یہان انکاری ہے
یعنی یہہ اللہ نے تمپر حرام نہین کیا وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ اور بیدا اونٹ مین سے دو اور گاے
مین سے دو یہہ چار زوج بقیہ آٹ زوج کا ہی قُلْ ءَالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ
الْاُنْثَيَيْنِ کہہ کیا دونرونکو حرام کیا ہے یعنے اونٹ اور گاے کو یا دو مادونکو یا جسکو کہ گھیر لیا ہے پیٹ انکے ان دونون کے
معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالے ان دونون آیتون مین اہل جاہلیت کی زجر اور توبیخ کرتا ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالے حرام نہین کیا وہ انہون
خود اپنے پر حرام کرلی کہا کرتے یہہ اشی حصہ بدن کا ہے کھینی منع ہے اور کہا کرتے ان مواشی کے پیٹ مین
جو زندہ ہے اسکو ہمارے مرد کھاوین اور ہمارے عورتون پر حرام ہے اور بھی بحیرہ اور سایبہ اور وصیلہ
اور حام حرام کیا تھا اور بعض انسے مرد اور عورتون پر حرام کیا اور بعض صرف عورتون پر
حرام اور مردون پر حرام نہین کیا چنانچہ خدا تعالی نے ان سب امور کو بیان فرمایا اور جب اسلام کا
دور آیا اور احکام ثابت ہوے تو کفار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنے لگے مالک بن عوف حبشی نے
جو ان کا خطیب تھا حضرت سے کہا ای محمد ہمکو پہنچا کہ تونے اُن چیزون کو حرام کیا جو ہمارے باپ دادا نے
حلال کی تھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمنے مواشی کے اصناف کو بے اصل حرام
کیا خدا نے اٹھ نر و ماده کھانے اور نفع لینے کیواسطے پیدا کئے ہین تمکو اس کی حرمت کہان سے
آئی یہہ تحریم نر کی طرف سے ہے یا مادہ کی طرف سے مالک بن عوف خاموش اور متحیر ہوا کچھ بات نہین کی حضرت نے
مالک کو فرمایا کیون جواب نہین دیتا اسنے کہا کہ تمھین کچھ بات کہو کہ مین سنو گا مفسرین کہتے ہین
اگر کہتا کہ تحریم سبب نر کے ہے تو سب نر حرام ہوتے اور اگر باعتبار مادہ کے کہتا تو سب مادہ
مین حرمت داخل ہوتی اور اگر اشتمال رحم کیواسطے سے کہتا تو سب نر اور مادہ حرام ہوتے کیونکہ رحم مین
یا نر ہوتا ہے یا مادہ یہہ تحریم کہان سے آئی پھر خدا تعالی نے ان دونون آیتون سے انکے دعوے کے بطلان پر
حجت قایم کی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ جو کچھ ان بیوقوفون نے کہا اور اللہ کی طرف
نسبت کی وہ سب اللہ پر جھوٹھ ہے اللہ نے کوئی چیز ان چیزون سے حرام نہین کی وہ لوگ اپنی
خواہش نفسانی کے پیروکار ہین اور مخالف حکم پروردگار ہین اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ

وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا آیا تم حاضر تھے جسوقت اللہ نے تمکو یہہ کہدیا حاصل یہہ کہ خدا تعالیٰ اپنے
نبی کو صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے کہ تو ان جاہل و مشرکون سے جو زعم کرتے ہین کہ اللہ نے اِن پر
حرام کیا وہ جو اپنے نفسون پر مواشی اور زراعت سے حرام کئے تھے یون کہہ کیا تم حاضر تھے اور
مشاہدہ کیا تھا جبکہ اللہ نے تمپر اس کی حرمت کا حکم کیا اور وصیت کی کسکو حکم کیا تم تو کسی نبی کی
نبوت کا اقرار نہین کرتے پھر ان احکام کو کیسے ثابت کروگے سمجھ لیجئے کہ جب خدا تعالیٰ نے
اس دلیل سے اپنی حجت کی اور بیان کیا کہ اس باب مین انکپر کوئی سند نہین تو اب فرماتا ہے

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ پھر اس سے زیادہ ظالم کون
جو جھوٹھ باندھے اللہ پر تا لوگون کو بہکاوے بغیر تحقیق کے یعنی جو کوئی اللہ پر جھوٹھ باندھ لے اور اُسکی
طرف اون چیزون کی تحریم کی نسبت لگاوے جو حرام نہین کین تاکہ لوگون کو بے تحقیق بہکاوے اور اللہ
کی راہ سے پھیر دے تو اوس سے زیادہ ظالم کون ہو لیضل افترا سے متعلق ہے بغیر علم متعلق لیضل سے
ہے یعنی تاکہ گمراہ کرے لوگون کو بسبب اپنے جہل کے یا معنی یہہ ہین ایک حال مین وہ کہ
اپنے اس بُرے کام کی قباحت سے نادان ہے کہ انکو کس قباحت کو پہنچاتا ہے اسوقت حال ہوگا فاعل یضل سے
اور جایز ہے کہ محذوف سے متعلق ہو کے افترى کے فاعل سے حال ہو یعنی اللہ پر افترا کیا حالانکہ
حقیقتاً تحریم کے صادر ہونے سے جاہل تھا یہان بغیر علم سے وصف لایا اگرچہ اللہ تعالیٰ سے تحریم
صادر ہونیکو جانتے تھے تاکہ ظلم مین حد و نہایات سے انکا نکلجانا بتاوے کیونکہ جو کوئی اللہ
پر بغیر علم صدور کے اوس سے افترا کرے گو کہ اس سے صدور کا احتمال بھی ہو وہ ہر ظالم سے ظالم تر ہوگا
پس جو کوئی اوس پر افترا کرے اور وہ جانتا ہو کہ اوس سے صادر نہین ہوا تو اوس کا کیا حال ہوگا
اگر بغیر علم کو لیضل کے مفعول سے حال ڈالین تو بھی صحیح ہو معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ وعید عام ہے جملہ موضع
گو لوگون کے حق مین جو خدا تعالیٰ کے دین مین ویسی چیز زیادہ کرین جو وارد نہین ہوئی کسواسطیکہ
لفظ عام ہے اور بلا وجہ تخصیص جایز نہین اگرچہ یہہ قرار دادہ مشرکین کے سردار ونکا ہو جو ان امور کو دین مین
قرار دادے کئے یا عمرو بن لحی مراد ہو کیونکہ وہی ہے جس نے انبیا کے دین کو تغیر دیا اور سوایب کو سایبہ کیا

اور وصیلہ کو وصل کیا اور حرام کو حمی کیا پھر جو کوئی اسکے طریقہ پر ہو یا ویسی چیز بدبخت نکالے جو خدا تعالی اور اسکے رسول نے حکم نہین کیا اور اسکی نسبت اللہ تعالی کی طرف لگاوے وہ اس وعید مین داخل ہین یا تمام مشرکین مراد ہین اسلیئے کہ اللہ سبحانہ پر افترا کرنے مین سب شریک ہین معنی یہہ ہین کونسی گروہ اس گروہ مفترین سے ظالم تر ہین اس تقدیر مین بعضے اختراع کرنے والے ہون اور بعضے اقتدا کرنے والے ہون تمام کے ظالم تر ہونیکو قدح نہین کرتا کیونکہ مجموع ان دونون فرقون کا اس افترا مین مشترک ہی سب پر اظلمیت کا اطلاق راست آتا ہی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ بیشک اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگونکو یعنی جس کسینے اللہ پر جھوٹھ باندھا اور اسکے طرف وہ چیز کی نسبت کی جو اپنے بندون پر شروع نہین کی بیشک اللہ اسکو راہ نیک نہین دکھاتا اور توفیق نہین دیتا قُلْ تو کہہ یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاہل مشرک جو اپنے خواہش نفسانی سے حلال اور حرام کرتے ہین اُنسے کہہ لَآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ مین نہین پاتا جس حکم مین کہ مجھکو پہنچا کوئی چیز حرام کھانے والون کو جو اُسکو کھاوے یعنے تم نے کھانے پینے کے چیزون مین جو حرام کیا ہے اُنسے کوئی چیز اسوقت جو وحی کی گئی یا قرآن مجید مین کسی کھانے پینے والے مرد عورت پر جو اسکو کھاوے اور پیوے محرم نہین پاتا ہون مفسرین اس آیت کی شان نزول مین کہتے ہین کہ مشرکون نے کہا جب یہہ چیزین حرام نہین تو پھر کیا چیز حرام ہے تو خدا تعالی نے قل لا اجد فیما اوحی الی محرما نازل فرمائی عبد بن حمید نے طاوس سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت نے چند چیزین حرام ٹھہرائی تھین اور چند چیزین حلال پھر خدا تعالی نے آیت قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیہ نازل کی معلوم کرنا چاہیئے کہ جب خدا تعالی نے جاہلیت کے لوگون کا طریقہ فساد اور حلال و حرام کے ٹھہرانے مین خواہشات نفسانی کی پیروی کرنا بیان کیا تو اب اس باب مین حکم صحیح شروع کیا کہ سوا وحی سماوی اور شرع نبوی کے تحلیل و تحریم متحقق نہین ہوتی پس فرمایا قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا مگر یہہ کہ مردہ ہو یا خون بہتا یعنی وہ کھانا میتہ یا خون روان ہو مسفوح کے معنے خون رگون مین ڈالا ہوا اور بہتا ہو جیسے

خواہ حالت حیاۃ مین ہو یا وقت ذبح کیونکہ یہہ خون حرام نجس ہے اسکے قید سے جگر اور تلی نکل گئی کیونکہ یہہ خون منجمد ہین یعنی جما ہوا خون ہے نہ دم مسفوح ہے اسیواسطے انکا کھانا حلال ہوا اور حدیث مین اوسکی اباحت وارد ہوئی ہے اسیطرح گوشت مین جو خون لگا ہوا رہتا ہو وہ بھی حلال ہے کیونکہ خون بہتا نہین عمران بن جدیر نے کہا ابو مجلز رضی اللہ عنہ سے مین نے پوچھا خون گوشت سے مختلط رہتا ہے اور دیگ مین خون کی سرخی نظر آتی ہے تو انھون نے کہا اسکا مضایقہ نہین ہے مسفوح خون بہتا ہوا ہے ابراہیم نخعی نے کہا خون رگ مین ہو یا ہنڈیا مین کچھ مضایقہ نہین مگر خون مسفوح نہ کھاوے یعنے بہتا ان کنون کو ابن کثیر اور ابن عامر اور حمزہ تاے تانیث سے پڑھتے ہین واسطے تانیث خبر کے باقی قرا یکون یا رغبت سے پڑھتے ہین میتۃ کو ابن عامر اور ابو جعفر کان تامہ لیکر رفع سے پڑھتے ہین باقی قرا نے نصب سے پڑھا ہے الا ان یکون استثنا ہے محرما سے یا یہہ کہ استثنای متصل ہے جنس سے استثنا پایا ہے گویا معنی یہہ ہین لا اجد محرما الا المیتۃ یعنے مین نہین پاتا حرام کیا گیا مگر مردار یا استثنا منقطع ہے کیلئے کہ ان یکون میتۃ الخ اشیاء محرمہ کے جنس سے نہین جو ذوات ہین ظاہر کلام زمخشری سے استثنای متصل پایا جاتا ہے کیونکہ اوسنے کہا محرما ای طعاما محرما من المطاعم التی حرمتموہا یعنے کھانا جو حرام ہے ان کھانون سے جنکو تم نے حرام کیا ہے الا ان یکون میتۃ ای الا ان یکون الشیء المحرم میتۃ یعنے مگر یہہ کہ محرم چیز مردار ہووے واضح ہووے اس تقدیر پر محرما صفت موصوف محذوف کی ہوگی اور دما الخ معطوف ہے مستثنی پر یعنے ان یکون پر ابن عامر اور ابی جعفر کی قرات پر بخلاف قرات عامہ کے یکون کی خبر پر معطوف ہوگا جو میتۃ ہے اَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ یا گوشت سور کا مقرر وہ نجس ہے سور کے گوشت کو بیان کیا کیونکہ مقصود حیوان کے کھانے سے اسکا گوشت ہے اس سے معلوم ہوا باقی اجزا اسکے بطریق اولی نجس ہونگے اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یا گناہ کی چیز غیر اللہ کے نام سے مذبوح ہو فسقا یا بمعنی ذا فسق ہے بتقدیر مضاف یعنی معصیت کی چیز یا مبالغہ کے قبیل سے ہے جیسا کہتے ہین زید عدل کیلئے کہ فسق کی معنی طاعت سے نکلنا اور عین محرمہ کو عین فسق کہنا اسکے کھانے کے فسق ہونے مین مبالغہ ہے اوفسقا معطوف ہے

یعنی ہمارے محاورہ مین گوشت بغیر ہڈی کا خون منجمد کا

لحم خنزیر پر فانہ رجس جملہ معترضہ مابین دو جملوں کے تعلیل کیواسطے اور اُہِلَّ محل نصب مین صفت موضحہ فسقا کی ہے گویا یون کہا اوفسقا مہلا بہ لغیر اللہ یعنے گناہ کی چیز جسپر پکارا جاوے اللہ کے سوا کسی کا نام ذبح کیوقت پھر عین محرمہ کو مبالغہ کیواسطے نفس فسق گردانا اگر فسقا کو اہل کا مفعول لہ ڈالین اور معطوف یکون پر کرین تو بھی جایز ہے اسوقت ضمیر اہل کی طعام کی طرف راجع ہوگی یکون کی ضمیر کا بھی یہی مرجع ہے معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالی نے اس آیت مین بیان فرمایا کہ تحریم وتحلیل کا پہچانا بجز وحی کے نہین اور محرمات شرعیہ منحصر انہین چار چیزون مین ہین اسواسطے طریق آیت کے حکم مین علما کا اختلاف ہے بعضے ظاہر آیت کی طرف گئے ہین کہتے ہین سائر مطعومات اور حیوانات مین ان چار چیزون کے سوا کچھ حرام نہین یہہ قول ابن عباس اور عایشہ رضی اللہ عنہم اور سعید بن جبیر کا ہے اور یہی ظاہر مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے حجت انکی یہہ ہے کہ آیت محکم ہے کیونکہ اخبار سے ہے اور خبر مین نسخ نہین ہوتا اور آیت اگرچہ مکی ہے پر آیت مدنی انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ سے جو سورہ بقرہ مین ہے تقویت پاتی ہے اور کلمہ انما حصر کا فایدہ دیتا ہے تو مطابق وہونون آیت کے ان چار چیزون کے سوا باقی مطعومات حلال ہونے پر دلیل ہے جمہور علما کہتے ہین کہ تحریم اشیاء منصوص علیہا آیت مین کوئی خصوصیت نہین رکھتی بلکہ محروم وہی ہے جو نص کتاب یا سنت سے ثابت ہو اور جن اشیاء کی حرمت سنت سے متحقق ہوتی ہے وہ بھی منجملہ ادلہ کے ہے اور اپنر حکم کرنا واجب ہے جیسا گدھا شہری اور ہر دانت والے درندے اور جنگل والے پرندے چنانچہ ابو داؤد کی حدیث صحیح مین مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے الا لایحل لکم الحمار الاہلی ولا کل ذی ناب من السباع مسلم اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت والے درندے اور ہر چنگل والے پرندہ سے نہی فرمائی یعنے انکے کھانے سے اور ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور نسائی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن شہری گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ابن ابی شیبہ اور بخاری اور مسلم اور

ابو داؤد اور ترمذی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے
دن شہری گدھے کے گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑیکے کھانے مین رخصت فرمائی ابو داؤد
اور ترمذی اور ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے
کھانے اور اُسکے ثمن سے نہی فرمائی معلوم کرنا چاہیے کہ شارع نے میتہ سے مچھلی اور جراد کو استثنا
کیا ہے اور خون سے جگر اور تلی کو استثنا کیا ہے اور انکا کھانا مباح کیا امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک
اس باب مین ایک اصل کلی ہے وہ یہہ کہ جس چیز کے کھانے مین نص تحریم یا تحلیل وارد نہین ہوئی اور
شارع نے اسکے قتل کا حکم فرمایا ہے جیسا حدیث صحیح مین آیا ہے پانچ فواسق ہین حل وحرام مین انکو
قتل کرنا چاہیئے وہ سانپ اور بچھو اور چوہا اور چیل اور کاٹنے والا کتا بخاری اور مسلم سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سِیاہ کتے کے مارنے کا حکم
فرمایا ہے ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دواب کے مارنے سے نہی فرمایا ہے چونٹی اور شہد کی مکھی اور ہدہد اور چند
یہہ سب جانور حرام ہین انکا کھانا حلال نہین اُنکے سوا جو جانور ہین اونکا مرجع عرب کی اغلب عادت
پر ہے جنکو اغلب عرب طیب سمجھتے ہین وہ حلال ہین جنکو اغلب عرب خبیث سمجھتے ہین اور نہین کھاتے
ہین وہ حرام ہین کیونکہ خدا تعالیٰ اُنسے مخاطب ہوکے فرماتا ہے احل لکم الطیبات یعنی جنکو عرب طیب
سمجھتے ہین وہ حلال ہین معلوم کرنا چاہیئے کہ حلال حرام کے کھانے مین جو ہمنے تقریر کی اس سے
ثابت ہوا کہ آیت مین چار چیز کی حرمت جو مبین ہوئی محصور اُنہین مین نہین انکے سوا اور
بھی محرمات ہین پھر وجہ حصر کی آیت مین ان چار چیز مین کیا ہے اسکے جواب مین چند وجوہ ہین
پہلے یہہ کہ معنے یہہ ہین لا اجد محرما مما کان اھل الجاھلیۃ یحرمونہ من البحایر والسوائب وغیرہا الا ما
اوحی الی فی ھذہ الآیۃ یعنی مین نہین پاتا محرم جنکو اہل جاہلیت نے محرم ٹھہرایا تھا بحایر اور سوائب
وغیرہ کو مگر جو اس آیت مین مجھ پر وحی ہوی دوسری وجہ مراد اس سے یہہ ہے کہ آیت نازل
ہوتے وقت یہہ چار چیزین جو مذکور ہوئے ہین اور اس آیت مین منصوص ہوے انکے سوا کے محرم نہین تھے

جنگلی بلی کا بھی کہتے ہین ۱۲

اسکے بعد اس آیت کے نازل ہونے کے پیچھے چند چیزین دوسرے حرام ہوئے ہین تیسری وجہ محتمل ہی کہ یہہ لفظ عام دوسری دلیل سے کہ سنت ہی خاص ہوگیا ہو چوتھی وجہ جیسا اس آیت کے محرمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر ظاہر ہوے ویسا ہی دوسرے محرمات کا بیان جو سنت مین آیا ہی بھی حضرت کے زبان شریف پر ظاہر ہوا پانچوین وجہ جو یہان بالنسبت ان محرمات کے ہے جو قرآن مین واقع ہین اسپر اللہ تعالی کا قول فیما اوحی الی دلیل ہے پس بالنسبتہ سنت کے بیان دوسرے محرمات کا ہونا منافی اسکے نہین جاننا چاہئے کہ جب خدا یتعالی نے ان چیزون کو حرام کیا تو حالت اضطرار مین انکا کہانا جایز رکھا اور فرمایا کہ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ جو کوئی لاچار ہو نہ زور کرتا نہ زیادتی یعنی کسیکو مردار کھانے کی ضرورت داعی ہوئی بن کھائے اسکو گزیر نہین پھر اسکو کھا گیا بدون زور کے دوسرے مضطر سے اور نہ تجاوز کرنے والا یعنی مقدار ضرورت سے زیادہ کھایا تو اسپر مواخذہ نہین غیر باغ ولا عاد دونون حال واقع ہین پہلے حال کی تقید اسلئے نہین کہ اگر تقید نہ پائی جاے تو حرمت مبحوث عنہا متحقق ہو جاے بلکہ دوسرے حرام سے حذر کرنے کے واسطے ہے وہ یہہ کہ دوسرے مضطر کے حق کو لے کیونکہ جو کوئی میتہ کا گوشت دوسرے مضطر کے ہاتھ سے لیوے اور کھاوے تو اوسکی حرمت میتہ کے گوشت ہونے کے اعتبار کرتے نہین بلکہ دوسرے مضطر کا حق ہونے کے اعتبار سے ہے اور دوسرا حال قطعا حرمت مبحوث عنہا کا زوال کے تحقق کیواسطے ہے کیونکہ مقدار سد رمق سے تجاوز کرنا گوشت میتہ کے حرام ہے معلوم کرنا چاہئے کہ جب خدا یتعالی نے اس آیت مین محرمات کو بیان فرمایا تو اسکا کھانا حالت مخمصہ مین مباح کیا بشرطیکہ وہ شخص باغی اور عادی نہ ہو فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ مقرر تیرا رب معاف کرنے والا ہے مہربان یہہ اضطرار کے وقت رخصت و اباحت کی دلیل ہے جواب شرط یہان محذوف ہے فان ربک اس سے تعلیل واقع ہوا گویا تقدیر یہہ ہے فلا مواخذۃ علیہ یعنی جو کوئی لاچار ہو اسپر کوئی مواخذہ نہین وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا اور یہود پر حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ حرام کیا ہمنے ہر ناخن والا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ذی ظفر اونٹ اور شترمرغ ہے ابن جریر

اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اپنی سنن مین اسکو روایت کرتے ہین مجاہد اور سدی کا بھی ایک روایت مین یہی قول ہے ابن ابی حاتم کی روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ ذی ظفر وہ ہے جسکے انگلیون مین شگاف نہو انہین مین سے اونٹ اور شتر مرغ ہے حافظ ابن حجر نے کہا اسکی اسناد حسن ہے ابن جریر نے کہا ذی ظفر بہائم اور پرندہ ہین جسکے انگلیون مین شگاف نہو جیسے اونٹ اور شتر مرغ اور قاز اور بط ان سب روایتون کا حال ایک ہی ہے سعید بن جبیر نے کہا ناخن والا وہ ہے جسکے انگلیان جیری ہوئی نہون سعید بن جبیر سے ایک روایت مین یون آیا ہے جسکے انگلیان متفرق ہون اسی سے مرغ مراد ہے قتبی نے کہا ذی ظفر چنگل اور سم والا جانور ہے اس صورت مین سم کو ناخن بولنا مجاز اہے ظفر ضم ظاء اور فا سے قرأت عامہ ہے وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا اور گاے اور بکری مین سے حرام کی انپر انکی چربی شحوم سے شروب اور گردے کی چربی مراد ہے شروب کے معنی مین شیخ سلیمان جمل نے حاشیہ جلالین مین لکھا ہے شروب جمع شرب کی ہے وہ چربی کی چادر ہے جو پوٹھے اور آنتون کو لپیٹی ہوئی ہے اور کہا کہ یہہ معنی بحسب لغت ہین قاموس مین یہہ معنی لکھے ہین شرب سے فقط پوٹھے کے اوپر کی چربی مراد ہے جیسا قرطبی نے تفسیر کی ہے آنت کے اوپر کی چربی بھی مراد لین تو الحایا کے استثنا کو متناقص ہوگا کیونکہ جو ایا آنتون کو بولتے ہین اور آنتون کے اوپر کی چربی بمقتضی استثنا کے حلال ہے محض کلام کا یہہ ہے کہ یہود پر پوٹھے اور گردے کی چربی حرام تھی اسکے ماسوا انپر حلال تھا انتہی امام بغوی وغیرہ مفسرین کہتے ہین گاے بکری کی چربی جسنے انپر حرام کی یعنی انکے پیٹ کی چربی وہ شروب ہے اور گردون کی چربی سدی نے کہا انپر شروب اور گردون کی چربی حرام کی ابن جریج نے کہا شروب اور گردے کی چربی اور جو چربی ہڈی پر نہو وہ انپر حرام کی شحوم کی نسبت گای اور بکری کی طرف واسطے زیادتی ربط کے کی بخاری نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے یہود کو قتل کرے جب اللہ نے انپر گاے کی چربی کیا تو اسکے چربی گلایا پھر اسکو بیچا اور اس کا ثمن کھایا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا مگر جو لگی ہو پیٹھ پر یعنی

جو چوبی پشت سے اور پہلو سے ان جانورون کے پیٹ کے اندر لگی ہو وہ انپر محرم نہین تھی
سدی اور ابو صالح کہتے ہین پٹھے جسکو اٹھائی ہوتی ہے وہ سرین کی چربی ہے مخفی نرہے کہ
یہہ قول بکری کی ساتھ خاص ہے کیونکہ گاے کی سرین پر چربی نہین ہوتی اور یہہ تحریم چربی کی
حکم سے استثنا ہے اور ما موصولہ محل نصب مین واقع ہے اور شحوم سے استثنا یا ہے استثنا متصل ہے
یا نکرہ موصوفہ ہے دونون صورت مین عاید محذوف ہے بتقدیر منہ یعنی مگر وہ چربی جسکو ان جانورون
کی پیٹھون نے اٹھا رکھا ہو اَوِ الْحَوَايَا یا آنت مین یعنی جو انکی آنتون مین لگی ہو وہ بھی انپر حرام نہین تھی
حوایا معطوف ہو ظہور ہما پر حوایا چرب آنتون اور چربی لگے ہوے آنتون اور آنتون کو کہتے ہین یہہ
سب معنی مفسرین لکھتے ہین حاصل معنی یہہ ہین چربی جو آنتون اور چرب آنتون سے لگی ہو یہود پر
حرام نہین تھی حوایا جمع حاویہ کی یا حاویا یا حویہ کی ہے اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ یا ملی ہو ہڈی کے
ساتھ یعنی سرین کی چربی کیونکہ وہ ہڈی کے ساتھ لپٹی ہوئی ہے ایسا ہی جو چربی پہلو اور سہر اور
انکھ کے ساتھ ملی ہو کہ یہود پر حلال تھی حاصل معنی یہہ ہین کہ یہود پر ثرب کی چربی اور گردے کی
چربی حرام تھی ماسوے انکے انپر حلال تھی ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ یہہ ہمنے بدلا دیا انکو یعنی ان چیزونکی
تحریم ہمنے انکے عقوبت کے بدلہ دی بِبَغْيِهِمْ بسبب انکی سرکشی کے یعنی انکی شرارت اور نافرمانی
کے سبب سے جو انبیا کو قتل کیا اور سود کھانا اور لوگونکا مال ناجایز طور سے کھانا حلال سمجھا۔
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ اور تحقیق ہم البتہ سچے ہین یعنی انکی شرارت کی خبر دینے مین اور اس
تحریم کی تخصیص کی خبر دینے مین ہم سچے ہین فَاِنْ كَذَّبُوْكَ پھر اگر تجھکو جھٹلاوین فَقُلْ رَّبُّكُمْ
ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ تو کہہ تمھارے رب کی مہر مین بڑی سمائی ہے یعنی عقوبت کی تاخیر
مین صاحب رحمت کشادہ ہے کیونکہ رحمت اسکی نیک و بد کو وسیع ہے کافر اور عاصی کی عقوبت
مین جلدی نہین کرتا اس مین کفار کو ایمان کی طرف بلانے مین تلطف ہے وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ
اور نہین پھیرا جاتا ہے اسکا عذاب یعنی جب اسکے عذاب اور قہر کا وقت آجاوے تو پھر تا نہین
عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ گنہگار لوگون سے یعنی انبیا کے جھٹلانے والون سے جو کفار اور یہود ہین ۱۴۸

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا اب کہینگے مشرک یعنی مشرکین قریش اور عرب اس آیت مین اخبار آیندہ ہے اور خبر کا واقع ہونا منجملہ دلائل اعجاز اور نبوت ہے معلوم کرنا چاہئے کہ جب کفار پر خدا اور اسکے رسول کی جانب سے حجت لازم ہوئی اور شرک کی بطلان اور حلیت اور حرمت اشیا کی بخواہشات نفسانی اور اغوای شیطانی ہونا بہ یقین معلوم ہوا تو اب حقتعالی نے مشرکین کا قول جو بطریق عناد و مکابرہ تھا اوسکی خبر دی اور فرمایا اب مشرکین کہینگے لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا اگر اللہ تعالی چاہتا تو ہم شریک نہ ٹھہراتے اور نہ ہمارے باپ مفسرین کہتے ہین کہ کفار قریش اپنے کفر و شرک کو قایم کرنے کے واسطے لو شاء اللہ ما اشرکنا کے قول سے حجت لائے اور کہا کہ خدا تعالی ہمارے اور ہمارے شرک کے درمیان حایل ہونے پر قادر ہے اگر ارادہ الہی اور اسکا حکم اور اسکی رضامندی ہمارے شرک کی نہوتی تو البتہ وہ ہمارے اور شرک کے درمیان حایل ہوتا ہمین اسکا مرتکب ہونے نہین دیتا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ اور نہ حرام کرلیتے کوئی چیز یعنے محایر اور سوایب وغیر ذلک کو جو ہم نے حرام کیا اگر اللہ چاہتا تو ہم حرام نہ کرتے پس خدا تعالی انکے رد اور تکذیب مین فرماتا ہے كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسیطرح جھٹلایا ان لوگون نے کہ پہلے اُنسے تھے یعنی گذشتہ امتون کے کفار جو پہلے اس قوم سے تھے اور جو اپنے انبیا کو جھٹلاتے تھے اسیطرح یہہ کفار تجھے جھٹلاتے ہین اس بات پر کہ اللہ نے شرک سے منع کیا اور وہ جو تم نے حرام کیا ہے اسکو حرام نہ کیا حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا یہان تک کہ چکھین ہمارا عذاب معلوم کرنا چاہئے کہ قدریہ اور معتزلہ اس آیت سے استدلال کرتے ہین کہ جب قوم نے کہا اگر خدا چاہتا تو ہم شرکت کرتے تو حقتعالی نے کذلک کذب الذین من قبلہم سے انکی تکذیب کی اور اپیرد فرمایا اور بھی خدا تعالی نے ان کفار سے حکایت فرمائی کہ اگر اللہ چاہتا تو ہمکو کفر سے منع کرتا ہم شرک نکرتے جب منع نکیا تو ثابت ہوا کہ ان مشرکین کے شرک کرنے پر اللہ تعالی کا ارادہ ہے اور جب ارادہ الہی ہوا تو اس کا ترک ہمسے ممتنع ہوا یہہ مذہب جبریہ صریحا ہے جواب انکا یون دیا گیا کہ پہلے اللہ تعالی نے آن سے حکایت فرمائی لو شاء اللہ ما اشرکنا یعنی اگر اللہ چاہتا تو

ہم شریک نہ ٹھہراتے پھر فرمایا کذلک کذب الذین من قبلہم اور یہہ کلام انکے قول لوشاء اللہ ما اشرکنا
کی تکذیب مین نہین کیونکہ مشیت حقتعالی کا قول راست اور سچ ہے بلکہ جھوٹھ انکے قول مین ہے کہ
اللہ نے ہمکو اسکا امر کیا اور ہم جس طریقہ پر ہین خدا یتعالی اس سے راضی ہوا جیسا خدا یتعالی اعراف
انکے قول سے خبر دیتا ہے واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا یعنی جب
کرین بُرے کام کہین اسپر کہتے اپنے باپ دادون کو پایا اور اللہ اس سے ہمکو حکم کیا اور انکا
رد اس قول مین فرمایا کہ قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء یعنی کہہ تو مقرر اللہ بُرے کام کا حکم نہین کرتا
اور خدا یتعالی کا جھٹلانا انکے اسکہنے پر اللہ نے ہمکو حکم فرمایا اور راضی ہوا قول کذلک کذب الذین
من قبلہم بتشدید ذال دلیل ہے کیونکہ اگر خدا یتعالی کی خبر انکے قول لوشاء اللہ ما اشرکنا کے
کذب کی ہوتی تو تخفیف ذال سے کہتا اور انکو کذب یعنی جھوٹھ کہنے کی طرف منسوب کرتا تکذیب
یعنی انبیا کے جھٹلانے کی طرف ہرگز انکو منسوب نکرتا حاصل یہہ کہ یہہ قول یعنی کذلک کذب الذین
بصراحت دلالت کرتا ہے کہ کفار کا قول لوشاء اللہ ما اشرکنا انبیا علیہم السلام کی تکذیب
اور رد کیواسطے ہے نہ براہ اعتذار ہے ان قبایح کا صدور اسکی مشیت سے ہونے مین کذب بتشدید
ذال معجمہ قرأت متواترہ مشہورہ متفق علیہا ہے تخفیف کی روایت نہین آئی ہے بر تقدیر
تسلیم ازجملہ شواذ غیر معتبرہ ہے کوئی وجہ روایۃً و درایۃً اسکی صحت کی نہین پس ہرگز معارض
نہین ہوسکتی بلکہ حق سبحانہ تعالی کے کلام مین باعتبار دوسری آیت کے جو اسکے سیاق مین واقع
ہے یعنی ولوشاء لہداکم اجمعین یعنی اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیتا تناقض ہوتی کیونکہ
شرک و کفر کی نسبت بمشیت ایزدی دروغ ہوتی تو قول مشیت ہدایت صحیح نہین ہوتا حسن
بن الفضل نے کہا اگر کفار اس مقولہ کو اللہ کی تعظیم اور اسکی بزرگی اور اسکے حق کو اور وہ
جو کہتے تھے اسکو پہچانکے کہتے تو اللہ تعالی اس سے انپر عیب نرکھتا لیکن اونہون نے تکذیب
اور جھگڑے کے لئے اس مقولہ کو کہا نہ خدا کو اور اپنے کہے کو پہچانکے کہا بعضے مفسرین آیت کے
معنی مین کہتے ہین کہ کفار یہہ کلمہ جو کہتے ہین یعنی لوشاء اللہ ما اشرکنا حق و راست کہتے ہین مگر

یہہ کہ اسکو عذر مین اپنے نفس کے شمار کرتے تھے اور ترک ایمان مین اسکو اپنی حجت گردانتے
تھے اور جواب اسکا انکو یون دیا جاویگا کہ اللہ تعالی کا امر اسکی مشیت و ارادہ سے جدا ہے کیونکہ
کہ خدا تعالی تمام کائنات کیواسطے ارادہ کرنے والا ہے تمام ارادونکا امر کرنے والا نہین
پس بندہ پر لازم ہے کہ اسکے امر کا تابع ہو نہ اسکے مشیت سے متعلق ہو کیونکہ کہ کسی کے
مشیت پر کام کرنا عذر نہین ہوتا چنانچہ خدا تعالی نے کافرسے کفر چاہا اور اوس سے راضی نہوا
اور نہ اسکا امر کیا باوجود اسکے بندہ کے طرف رسولون کو بھیجتا ہے اور اسکو ایمان
کا حکم کرتا ہے پس خلاف ارادہ کے امر کرنا ممتنع نہین حاصل یہہ کہ اللہ تعالی نے کفار سے
حکایت فرمائی کہ وہ اپنے شرک و کفر پر اللہ کی مشیت سے دلیل لاتے ہین اور خدا تعالی نے
جزدی کہ انکی یہہ دلیل فاسد و باطل ہے کیونکہ اللہ کی مشیت تمام امور مین ثابت ہونے سے
لازم نہین آتا کہ انبیا علیہم السلام کی دعوت جاتی رہے و اللہ اعلم قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ
عِلْمٍ تو کہہ کچھ علم بھی ہے تم پاس یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان مشرکون کو کہہ تم جو کہتے ہو
اگر اللہ چاہتا تو ہم شریک نہ ٹھہراتے وہ ہماری شرک سے راضی ہے کیا تمہارے پاس اس دعوی
اس بات کی کچھ حجت اور کتاب ہے جو موجب علم یقینی ہو تو فَتُخْرِجُوهُ لَنَا نکالو اسکو ہمارے
لئے یعنی اس علم کو ہمارے آگے ظاہر کرو اور جیسا ہمنے تمھارے قول و فعل کی خطا اور تناقض بیانی
اور استحالہ اسکا عقول مین بیان کر دیا تم بھی اسکو بیان کرو اِنْ تَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ
تم نہین پیروی کرتے مگر گمان کی یعنی تم اپنی بات مین شرک کے اور تحریم غیر محرم کے اٹکل پر
چلتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اب ہم حق پر ہین حالانکہ وہ باطل ہے وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُونَ
اور نہین تم مگر جھوٹھ بولتے یعنی ان تمام باتون مین تم جھوٹھ بولتے اور اللہ پر باطل کہتے ہو قاضی
ناصر الدین بیضاوی نے کہا اس آیت مین دلیل ہے اس بات کی کہ گمان اور ظن پر عمل کرنا خصوصا
اصول مین ممنوع ہے مخفی نرہے کہ ظن پر عمل ممنوع اسوقت ہوگا جبکہ مجرد خواہش نفسانی کے
واسطے ہو اور دلیل قاطع اسکو معارض ہو و اللہ اعلم قُلْ تو کہہ یعنی اے محمد ان مشرکین کو

جبکہ اللہ کے علم اظہار سے عاجز ہون اور کوئی حجت اُن کے پاس نہو تو ایسا کہہ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ پس اللہ کا الزام پورا ہے یعنی اللہ کی حجت خلق پر تمام اور پوری ہے حجت بالغہ سے کتاب کا اتارنا اور رسول کا بھیجنا مراد ہے حجت بمعنی بینہ و دلیل برہان ہے البالغہ بمعنی بالغ تامہ یعنی تمام و کامل جسمین نقصان نہین یا بمعنی غایت متانت اور وضوح ہے جس سے عذر خصم کا قطع ہو اور نظر کرنے والے کا شک زایل ہو حاصل معنے یہہ ہین خدا تعالی کو اپنے بندگون پر پیغمبر بھیجنے اور کتاب کے اُتارنے سے حجت قوی ہے کوئی عذر انکو اُسکے پیچھے نہین رہتا ربیع بن انس نے کہا کسی شخص کو اللہ پر خواہ اونکا گناہ کرے یا شرک حجت نہین ولیکن اللہ کو اپنے بندگون پر حجت بالغہ ہے فللہ الحجۃ جواب شرط مقدر ہے گویا تقدیر یہہ ہے ان لم یکن لکم حجۃ یعنی اگر تمکو اس پر حجت نہو تو فللہ آہ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ سو اگر وہ چاہتا تو راہ بتلاتا تم سب کو یعنی اگر خدا تعالی چاہتا تم سب کو ہدایت کی توفیق دیتا لیکن اللہ نے اُسکو نہین چاہا بلکہ ہدایت ایک قوم کی ضلالت دوسرے قوم کی چاہی اس آیت مین دلیل ہے کہ خدا تعالی نے کافر کا ایمان نہ چاہا اگر چاہتا تو البتہ ہدایت کرتا لایسئل عما یفعل وہم یسئلون اللہ کی شان ہے یعنی جو کام کرے وہ نہ پوچھا جاے گا اور مخلوق سے پرسش ہوگی قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ تو کہہ لاؤ اپنے گواہ ہلم اسم فعل ہے اسکے معنی احضروا یعنی حاضر کرو لے آؤ شہداء کم مفعول بہ ہے اور اس کلمہ مین مذکر مونث واحد جمع یکسان ہین یہہ لغت افصح اہل حجاز کی ہے اہل نجد کی لغت مین اسکی تعریف آئی ہے اور یہہ کلمہ لازم و متعدی دونون مین مستعمل ہے یعنی آؤ لے آؤ اور یہان متعدی ہے الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا جو گواہی دیتے ہین کہ اللہ نے حرام کی ہے یہہ چیزین یعنی ان محرمات کو تمہارے کہ جانور اور کھیتی وغیرہ ہین اللہ نے حرام کیا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ کفار نے اپنے نفسون پر جو حرام کیا اور کہا کہ اللہ نے نہین ایسا امر کیا ہے اس پر خدا تعالی نے جنس کفار سے شاہد طلب کی پس اللہ کی جانب سے آگاہی اُنکے نزدیک اس بات کا کوئی گواہ نہین بجز اسکے کہ اپنے طرف سے جھوٹ جمایا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ

شہدا کفار سے انکے پیشوا مراد ہین جو اس ضلالت مین انکے معاون ہین اور انکے حاضر کرنیکو امر کیا تاکہ
انپر حجت لازم ہو اور انکے منقطع ہونے سے انکی ضلالت ظاہر ہو اور معلوم ہو کہ سوائے تقلید پیشوا لوگ
کوئی ان کو حجت نہین غرض اس سے انکی فضیحت و الزام ہے شہدا کو مقید اضافت سے کیا یعنی
مخاطب کفار کے ضمیر کی طرف مضاف کیا کسلئے کہ گو اہون سے جھوٹے گو اہ معروف و مشہور مراد ہین۔
اسیواسطے اس پر دلالت کرنے کے واسطے مضاف کیا اور موصول و صلہ سے تعبیر کی کیونکہ
صلہ معلوم ہونا واجب ہے فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ پھر اگر وہ گواہی دیوین تو انکے
ساتھ مت گواہی دے اس مین بھی کفار کے اپنی شہادت مین جھوٹے ہونے پر تنبیہ ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تو انکے ساتھ مت گواہی دے کیونکہ وہ جھوٹے ہین اپنی گواہی مین فلا تشہد معہم کے معنی قاضی
ناصر الدین بیضاوی وغیرہ یون کہتے ہین انکی تصدیق تو اسمین مت کر اور انکے قول کا فساد
ظاہر کر دے کیونکہ انکی تسلیم انکی شہادت باطلہ مین موافقت کرنا ہے انکے پاس کوئی حجت اس سے
نہین ہے اس معنی مین استعارۂ تبعیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو تصدیق کو بمنزلہ شہادت کے گردانکے
طلاق شہادت کا کیا پھر اس سے فلا تشہد کو مشتق کیا بعضے کہتے ہین وہ مجاز مرسل ہے لازم کے ذکر سے
ملزوم کا ارادہ کیا کیونکہ شہادت لوازم تسلیم سے ہے وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
اور نہ چل انکے خواہشون پر جنھون نے جھٹلائین ہماری آیتین یعنی حلال و حرام کی آیتون کو جھٹلایا
یعنی اگر ان سے شہادت واقع ہو تو بھی کہ انکی خواہش نفس سے ہے پس ای محمد تو انکے خواہشون کی
پیروی مت کر میری کتاب جو وحی کی گئی جسکے پیچھے جھوٹھ اور باطل کو دخل نہین اسپر چل۔
وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور جو یقین نہین رکھتے آخرت کا یعنی جو آخرت پر ایمان نہین
لاتے اور اسکا یقین نہین رکھتے انکے خواہشون پر نہ چل والذین معطوف ہے پہلے الذین پر وَهُمْ يَعْدِلُوْنَ اور وہ اپنے رب کے برابر اور کو کرتے ہین یعنی شرکت کرتے ہین یہہ جملہ لا یومنون پر معطوف ربع الحزب
ہے موصوفین یہان واحد تھے یعنی مشرکین عرب باوجود اسکے صفات کو متعدد لانا انکے قبیح صفات
شمار کرنے کے واسطے ہے حاصل معنی یہہ ہین پیروی مت کر ان لوگون کی جو ان تمام اوصاف کے جامع ہین

تکذیب آیات اور انکار آخرت اور شرک یا ان تمام اوصاف سے کسی ایک کے ساتھ متصف ہین الیسی
صورت مین نہی کا مدار فقط ان تمام اوصاف سے متصف ہونے والون پر نہین بلکہ جامعین پر ہے
ع ٥ خواہ وہ تمام اوصاف سے موصوف ہون یا کسی ایک سے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ
تو کہہ آؤ مین سنا دون جو حرام کیا ہے تمپر تمھارے رب نے معلوم کرنا چاہئے کہ جب خدا تعالے نے کفار کی
فاسد گفتگو بیان فرمائی کہ انکا زعم تحریم اشیاء مین اللہ عزوجل کے جانب سے ہونے پر ہے تو انکی
گویا انھون نے پوچھا اور کہا پھر اللہ نے کیا چیز حرام کی ہے پس خدا تعالی نے جن چیزون کو حرام کیا اپنے
نبی کو اوسکے پڑھ کر سنا دینے کا حکم فرمایا تعالوا امر ہے تعالی سے اسکے معنی خاص ہین کثرت استعمال سے
عام ہوا کیونکہ عالی کے اصل معنی بلند مکان والے کا اسفل مکان والے کو بلانا پھر کثرت استعمال سے
اسمین وسعت ہو گئی تو عام ہوا یعنی مجرد بلانے مین اسکا استعمال ہوا خواہ بلندی سے ہو یا پستی
سے یا اسکے سوا بعضے کہتے ہین اسکے اصل معنی انسان کو بلند مکان مین بلانا وہ علو سے مشتق ہے
اسکے معنی بلند مرتبہ ہونا گویا اسکو وہان بلایا جہان مرتبہ بلند اور بزرگ ہے پھر اسکا استعمال بکثرت
ہوا ما یا موصولہ ہے بمعنی الذی اور مفعول ہے اتل کا اور عایدہ محذوف ہے معنی یہہ ہین الذی حرمہ
یعنی جسکو حرام کیا ہے یہہ وجہ اظہر ہے یا مصدریہ ہے معنی یہہ ہین اتل تحریم ربکم یعنی پڑھون تحریم
تمھارے رب کی لیکن نفس تحریم کی تلاوت نہین ہوتی اسواسطیکہ موصول کے ساتھ مصدر کی تاویل
مین ہوگا ای اتل محرم ربکم الذی حرمہ صو یعنی پڑھون تمھارے رب کے حرام کئے کو جسکو اوس نے
حرام کیا ہے اگر ما کو استفہامیہ لین تبھی جایز ہے اسوقت حرم سے ما محل نصب مین ہوگا اور یہہ
جملہ اتل کا مفعول ہوگا کیونکہ تلاوت قول کے باب سے ہوگی یا معنی یہہ ہین تعالوا ای شئی حرم ربکم یعنی
کہون مین کونسی چیز تمھارے رب نے حرام کی علیکم متعلق حرم سے ہے یا اتل سے ہے آیت کے معنی یہہ
ہین ای محمد تو کہہ اے قوم آؤ پڑھکر سناؤن جو تمپر تمھارے رب نے حرام کیا ہے یعنی قرآن کو بجائے
حضور مین طلب کرنے کے کہہ تمپر جو تمھارے رب نے حرام کیا وہ حق ہے اسمین کچھ شک نہین جھوٹ
اور گمان سے نہین کہتا جیسا تم زعم کرتے ہو بلکہ براہ وحی خدا تعالی سے اور جو مجھ پر بھیجا کہ الا

تشرکوا بہ شیئا کہ شریک نکرو اسکے ساتھ کسی چیز کو معلوم کرنا چاہئے کہ اس کلام مین نوع خفا ہے کیونکہ شرک بظاہر امر محرم تھا نہ نفی شرک اور بھی اوامر جو بعد اسکے واقع ہین لاتشرکوا پر معطوف ہین اور جملہ انشائیہ کا عطف جملہ خبریہ پر صحیح نہین اسلئے مفسرین نے اس کی توجیہ مین چند وجوہ بیان کی ہین پہلی وجہ اَنْ یہان تفسیریہ ہے بمعنی اَیْ اور اَتْل سے تفسیر پڑھا ہے اور لاتا ہے یہہ وجہ ظاہر ہے اور یہی قرار کا مختار ہے زمخشری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اسی صورت مین فعل مفسر یعنی اَتْل کا عمل ما حرم مین ہونا اوامر کا عطف جملہ نہی پر ہونیکو مانع نہین اور نہ سب معطوفات فعل مذکور کی تفسیر واقع ہونیکو کیونکہ اوامر نواہی کے ساتھ واقع ہونا اور ان سب پر فعل تحریم مقدم ہونا اور اسکے تحت حکم داخل ہونے مین ان سب کا مشترک ہونا مستلزم ہے تحریم اوامر کے اضداد کی طرف راجع ہونیکو کسلئے کہ امر ایک چیز سے نہی اسکے ضد سے ہے اور اضداد یہان اسارت یعنی بدی ہے مانپ سے اور مانپ اور قتل مین نقصان ہے اور ترک عدل قتل مین ہے یعنی انصاف نہ کرنا اور عہد توڑنا لیکن اس تفسیر پہ لین تو ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ کا عطف ان لاتشرکوا پر ہونے سے اشکال ہوتا ہے کیونکہ کوئی معنی عطف کے نہین ہوتے جواب اس کا یہہ ہے کہ ان ہذا صراطی مستقیما علت ہے فاتبعوا کی بتقدیر لام کے جیسا وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا گویا بتقدیر یہہ ہے ولان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ شیخ ابوحیان اوامر کا اضداد کیطرف راجع ہونیکو بعید جانتا ہے اور اسکی ضرورت نہین سمجھتا اسلئے کہتا ہے اوامر کا عطف دو باتون کا احتمال رکھتا ہی ایک یہہ کہ اوامر کا عطف نواہی پر نہین جو تحریم کو کھینچ لاوے بلکہ اتل ما حرم پر معطوف ہو اولاً انکو امر سے حکم کیا پھر زجر نواہی کا ترتیب ہے بعد اوامر سے انکو حکم کیا اور شیخ نے کہا یہہ معنی واضح ہین دوسرے یہہ کہ نواہی پر اوامر معطوف اور ان تفسیریہ کے تحت مین داخل ہین بتقدیر محذوف کے تفسیر کہ اَنْ اوسکی تفسیر واقع ہوا اوپر منطوق سابق اسکے حذف پر دلالت کرتا ہے گویا تقدیر یہہ ہے وما امرکم بہ یعنی جسکا تمکو پروردگار نے امر کیا پس ما حرم کے دلالت کرنیکے واسطے وما امرکم بہ کو حذف کیا کسلئے کہ ما حرم ربکم علیکم کے معنی مانہاکم ربکم عنہ وما امرکم بہ ہین یعنی جو تمہارے رب نے تم سے

نہی کی اور جبکا امر کیا جب یہہ تقدیر ہوئی تو اَنْ کا تفسیریہ واقع ہونا جسپر فعل نہی کی تحریم دلالت کرتی ہے اور فعل امر محذوف ہونا صحیح ہے اور کہا کہ ہم اس مین خلاف نہین جانتے دوسری وجہ اَنْ مصدریہ ہے اور لا نافیہ محل نصب مین ہے یا ما حرم سے یا عاید محذوف سے بدل ہو گویا تقدیر اسکی ما حرمہ ہے اس وجہ پر لا تشرکوا مین لا زاید ہے جیسا ما منعک ان لا تسجد مین ورنہ معنی اسکی فاسد ہونگے اور امر کا عطف صحیح ہونیکے واسطے ہم نے پہلے وجہ مین جو کہا تحریم اوامر کے اضداد کی طرف راجع ہے یہان بھی وہی اعتبار کرنا چاہئے تیسری وجہ اَنْ ناصبہ اور جو اسکے حیز ہین ہے علیکم سے منصوب ہے معنی اسکی الزموا ہین اور کلام ما حرم پر تمام ہوا اور علیکم سے شروع کیا یعنی لازم کرو شرک نہ کرنے کو اسوجہ کو ابن الانباری نے ایک جماعت سے نقل کیا ہے چوتھی وجہ اَنْ اور جو اسکے حیز ہین ہے محل نصب یا محل جر مین ہے بحذف لام علت تقدیر یہہ ہے اتل ما حرم ربکم علیکم لان لا تشرکوا یہہ وجہ ابو اسحق سے منقول ہے پانچوین وجہ ان اور اس کا ما بعد فعل مضمر سے منصوب ہے گویا تقدیر یون ہے اوصیکم ان لا تشرکوا یعنی شرک نکرنے پر تمکو وصیت کرتا ہون ایسی ہی تقدیر اوصیکم کی وبالوالدین احسانا مین ہوگی یہہ بھی ابو اسحٰق کا مذہب ہے چھٹی وجہ اَنْ اور جو اسکے حیز مین ہے محل رفع مین ہے مبتدا محذوف کی خبر ہے گویا تقدیر یہہ ہے المحرم ان لا تشرکوا یعنی شریک کرنا محرم ہے اسوقت لا زاید ہوگا ورنہ اسکی معنی فاسد ہونگے ساتوین وجہ ان لا تشرکوا مبتدا مؤخر ہے جار مجرور خبر مقدم گو یا تقدیر یہہ ہے علیکم عدم الاشراک یہہ مذہب ابن الانباری کا ہے اور جایز ہے کہ جار مقدم سے فاعل ہو گو یا تقدیر یہہ ہے استقر علیکم عدم الاشراک اسوجہ پر ربکم پر وقف ہوگا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور ماں باپ سے نیکی یہان فرض علیکم اور وصاکم یا احسنوا مقدر ہے یعنی ماں باپ سے نیکی کرنا تمپر فرض کیا یا ماں باپ سے نیکی کرنے کی تمکو وصیت کی یا معنی یہہ ہین والدین سے نیکی کرو معلوم کرنا چاہئے کہ موضع نہی مین احسان کا امر کیا یعنی بدی نکرو کہنے کی جگہہ مین احسان کرنے کا فرمان مبالغہ اور اسبات پر دلالت کرنے کو کہ بدی نکرنا ان سے کفایت نہین کرتا اسکے ساتھہ بھلائی بھی واجب ہے معلوم کرنا چاہئے

کو والدین سے نیکی کرنے کو نہی شرک سے مقرون کیا اور اُسکے بعد اسکو ذکر کیا اسلئے کہ خدا تعالے
کے حقوق انسان پر بیشمار ہین اوسی نے انسان کو پیدا کیا اسکے بعد کہ انسان کو کوئی چیز نہین تھا اوسی نے
ہستی کا لباس پہنایا اور عدم سے وجود مین لایا اور قسم قسم کی نعمتون اور بزرگیون سے سرفراز
فرمایا پس خداوند تعالی کی نعمت انسان پر زیادہ تر ہے اسکے بعد ماں باپ کی نعمت ہے کیونکہ وہ
وجود فرزند کا سبب پڑے ہین اور بھی حق تربیت اور شفقت انکے ذمہ ہے بچپنے کے زمانہ مین
ہلاک کرنے والی اور ضرر پہنچانے والی چیزون سے اس کی نگاہداشت کرتے ہین اس واسطے
آیۂ ان اشکرلی ولوالدیک مین ماں باپ کے شکر کو اپنے شکر کے ساتھ بیان فرمایا وَلَا تَقْتُلُوا
أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد فقیری سے نحن نرزقکم وایاھم
ہم رزق دیتے ہین تمکو اور انکو یعنی اپنی لڑکیون کو افلاس کے اندیشہ سے نہ مار ڈالو اسلئے کہ
تمکو ہم رزق دیتے ہین پھر جب خدا تعالی باپ اور بچے کی روزی کا کفیل ہوا تو باپ پر واجب ہے
کہ بچے کے حقوق بجالاوے اسکی تربیت امور شرعیہ اور عرفیہ مین کرے اور اسکو ادب سکھاوے
اور درباب رزق اللہ تعالی پر بھروسا کرے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ املاق کے معنی فقر یعنی مفلسی کفار درویشی کے ڈر سے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور یہی
ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ فاقہ کے ڈر سے اپنی اولاد کو مت مار ڈالو
عادت اہل جاہلیت کی یہ تھی کہ اپنی لڑکی کو فاقہ کشی اور قید مین آجانے کے ڈر سے مار ڈالتے
تھے ابن ابی حاتم نے کہا ضحاک اور سدی سے بھی ایسا ہی مروی ہے واضح ہو کہ نحن نرزقکم کا جملہ
نہی کی تعلیل مین واقع ہوا ہے اور ظاہر سیاق آیت چاہتا تھا کہ اولاد کا خطاب مقدم کرکے نحن
نرزقھم وایاکم بولا جاتا جیسا کہ سبعہ اسرا مین کہا کیونکہ کلام اولاد مین تھا پر یہان آباء کا
خطاب مقدم کرنا اسلئے ہے کہ مثل دلیل کے ہو جاوے یعنی یہہ خطاب نہی پر تاکید دلیل کے ہو یہہ
قول شیخ سلیمان جمل کا ہے جسکو اپنے استاد سے نقل کیا ہے بعضے کہتے ہین علم بلاغت مین تین طریق
تعلیل عبارت مین سے ہے علامہ یمنی نے کہا احسن اور ظاہر یہہ ہے کہ من املاق مین خطاب ان کا

جو فی الحال مفلس ہین نہ توقع اور اندیشہ مفلسی کا رکھتے ہون اسی واسطے اول آپ اسکے رزق کا وعدہ کیا تاکہ اس افلاس کے دور ہونے کی انکو بشارت ہو بخلاف آیت اہری کے ظاہر اس سے یہہ ہے کہ مان باپ غنی اور صاحب تیسیر ہین مفلسی سے ڈرتے ہین اسیواسطے وہان خشیہ املاق کہا کیونکہ امور سے اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے اولاد کی رزق کی ضمانت کو وہان مقدم کیا پس اس آیت مین پدر مفلس کو قتل اولاد سے نہی کی ہے اور وہان کی آیت مین قتل اولاد سے پدر غنی کو نہی کی ہے جو افلاس آنے سے ڈرتا ہے اس صورت مین معنی جدید کا افادہ دونون آیت مین ایک معنی لیتے اولی ہے روحی خفاجی حاشیہ بیضاوی مین اس وجہ کو مستحسن کہا ہے اور حافظ ابن کثیر قول ابن عباس و قتادہ و سدی کو اسی پر محمول کرتا ہے علامہ زمخشری اور بیضاوی اور نسفی اور ابوسعود رومی آیت کے معنی مین افلاس سے اور اسکے خوف سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالنے کو لکھا ہے اور اس مین اشارہ ہے کہ آیت فی الحال کے افلاس یا فقر آیندہ کے اندیشہ سے اولاد نہ قتل کرنے کو شامل ہے قتل سے لڑکیون کو زندہ قبر مین دفن کرنا مراد ہے چنانچہ عرب جاہلیت مین یہہ کام کیا کرتے تھے پھر خدا تعالی انکو اس سے منع فرمایا اور حرام کیا املاق کے معنی مفلسی محتاجی فاقہ کے بعضے کہتے ہین یعنی اسرات سے کیونکہ عرب مین املق ای اسرف فی نفقہ یعنی اپنے خرچ مین بیجا اسراف کیا بعضے کہتے ہین

املق مالہ ای انفق یعنی اپنا مال خرچ کیا وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ اور نزدیک نہو بے حیائی کے کام کے جو کھلا ہو انمین اور جو چھپا فواحش سے زنا مراد ہے یہہ قول سعید بن جبیر کا ہے ظہر سے علانیہ بطن سے مخفی یعنی زنا علانیہ اور مخفی مت کر و ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آیہ ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن مین کہا اہل جاہلیت پنہان زنا کرنے سے کچھ پروا نہین رکھتے تھے اور علانیہ اسکو قبیح جانتے تھے پس خدا تعالی نے مخفی اور علانیہ دونون طرح زنا حرام کیا فواحش سے گناہان کبائر مثل زنا چوری شراب خواری بھی مراد ہو سکتی ہے ابن ابی حاتم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا انی اوبارق

اور شارب الخمر کے باب مین تم کیا کہتے ہو صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول دانا تر ہے حضرت نے فرمایا وہ فواحش ہین اسمین عقوبت ہے ابن ابی حاتم نے ابو حازم رہا وی سے روایت کی ہے کہ اُسنے اپنے مولی سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لوگون سے مانگنا منجملہ فواحش ہے اس روایت پر فواحش کے دوسرے مصون کی نفی نہین ہوتی حاصل یہہ ہے کہ بھیک مانگنا بھی منجملہ فواحش ہے ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ کی روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون آیا ہے کہ ماظہر منہا سے ماؤن اور بیٹون سے نکاح کرنا مراد ہے و مابطن سے زنا ہی مجاہد نے کہا ماظہر منہا سے قول ولاتنکحوا ما نکح اباؤکم اور قول وان تجمعو بین الاختین مراد ہے یعنی باپ کی عورت سے نکاح نکرے اور دو بہنون کو نکاح مین جمع نکرے علی بن حسین کہتا ہی مابطن سے باپ کی عورت کو نکاح کرنا عکرمہ نے ماظہر منہا سے ظلم و مابطن سے زنا اور چوری مراد لی ہے یحیی بن جابر نے کہا مجھکو روایت پہنچی کہ جن فواحش سے خدا تعالی نے اپنی کتاب مین نہی کی کوئی ایک مرد ایک عورت سے نکاح کرتا ہی جب اس کے لڑکے نے حرکت کی تو اسکو بلا اندیشہ طلاق دیتا ہے زہری نے کہا ظہر سے برہنہ پن مراد ہے اسلئے کہ کفار کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے ماظہر منہا و مابطن ترکیب مین فواحش کا بدل اشتمال پڑا ہے اور تعلیق قربان سے نہی کی یعنی فواحش کے نزدیک ہونے سے منع کیا یہہ مبالغہ اس سے باز رہنے مین ہے کیونکہ قرب سے خواہشات ترقی کرتے اور قوت پکڑتے ہین یا اسلئے کہ فواحش سے نزدیک ہونا اوسکی مباشرت کے طرف داعی ہوا کرتا ہی۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ اور مار ڈالو جان کو جو حرام کیا ہو اللہ نے مگر ساتھ حق کے یعنی نفس بشر کے قتل کو اللہ نے حرام کیا تم اسکو مارنہ ڈالو مگر حق پر کہ شرعًا اسکے قتل کا موجب ہو جیسا قصاص قتل مرتد اور زانی محض کو سنگسار کرنا بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد مسلمان جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دے اس کا خون حلال نہین مگر ان تین چیز مین ایک کے سبب سے زانی ثیب ہو اور نفس کا نفس سے یعنی اور دین کو جماعت سے مفارقت کر کر چھوڑ دے

نفس محرمہ سے نفس مومن مراد ہے یہہ قول سعید بن جبیر کا ہے نفس مومن اور معاہد بھی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ حدیث مین معاہد کے قتل سے زجر وعید آئی ہے معاہد وہ کافر حربی ہے جسکو امن دین بخاری نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاہد کو جسنے قتل کیا وہ خوشبوی بہشت کی نہ سونگھیگا مقرر جنت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے آتی ہے ابن ماجہ اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس کسینے معاہد کو قتل کیا جسکا ذمہ اللہ اور اسکے رسول پر ہے تو اوسنے اللہ کے ذمہ کو توڑ ڈالا پھر وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیگا جنت کی خوشبو پچاس برس کے راستہ سے آتی ہے ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے معلوم کرنا چاہیے کہ قتل نفس منجملہ فواحش کے تھا چنانچہ ولا تقربوا الفواحش مین گذرا باوجود اسکے قتل نفس کو منفرد ذکر کرنا اسلیے ہے کہ قتل کا کام بڑا اور ہولناک تھا کیونکہ قتل بڑے فواحش اور کبایر سے ہے بعضے کہتے ہین اسکو علاحدہ اسلیے بیان کیا کہ اس سے استثنا ہوسکے الا بالحق محل نصب مین حال ہے لا تقتلوا کے فاعل سے معنی یہہ ہین لا تقتلوہا الا ملتبسا بالحق یعنی مت مارڈالو جان کو مگر اس حال مین کہ حق کے ساتھ ہو اگر مصدر محذوف کی صفت ڈالین تو بھی جائز ہے گویا تقدیر یہہ ہے الا قتلا ملتبسا بالحق یعنی مکروہ قتل جو حق کے ساتھ ہو جیسا قصاص کے واسطے قتل کرنا یا مرتد کے لئے یا زنا بشرطیکہ اسطے الا بالحق اعم احوال سے استثنا مفرغ ہے گویا معنی یہہ ہین لا تقتلوہا فی حال من الاحوال الا حال ملتبسا بالحق یعنی نفس محرمہ کو کسی احوال مین سے کسی حالمین مارنہ ڈالو مگر اس حال مین کہ حق کے ساتھ ملا ہو۔ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ یہہ مکرر کہہ دیا ہے یعنی مذکور اوامر ونواہی محرمات کا تمکو حکم کیا اور تمپر واجب کر دیا ذلکم مبتدا ہے وصاکم بہ خبر ہے اور یہہ جملہ ان امور منہی عنہا کی محافظت کے واجب کرنیمین تاکید ہے اور لفظ وصاکم مین اللہ تعالی کی لطف ومہربانی ہے جو امت کو اپنا وصی بنایا چونکہ عقل منمغار تکلیف تھی لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ شاید تم سمجھو یعنی دین ودنیا کے منافع اور فوایدجو تمکو تکلیف مین ہین تم اسکو سمجھو اور غور کرو پھر اسپر عمل کرو وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور پاس نہ جاؤ مال یتیم کے مگو جسطرح بہتر ہو یعنی مال یتیم مین تصرف مت کرو مگر جسمین

مصلح اور بغیر یتیم کا مال اور زیادتی مال کی ہو پھر اگر یتیم یتیم کا فقیر محتاج ہو تو دستور کے موافق اسکو لینا جائز ہے اگر غنی ہو تو احتراز کرے عفیف کا مگر جسطرح بہتر ہو یعنی تجارت کریں اور تمامین نفع حاصل ہو ضحاک نے کہا یتیم کے واسطے اسکے مال مین کوشش کریں مجاہد بن مسلم نے کہا جو دستور کے موافق بہتر ہو اس سے کھاوے بشرطیکہ محتاج ہو اگر غنی ہو تو یتیم کا مال نہ کھاوے کیونکہ خدا تعالی نے فرمایا ہے ومن کان غنیاً فلیستعفف ومن کان فقیراً فلیاکل بالمعروف کسی نے زید سے لباس کے باب مین پوچھا یعنی یتیم کے کپڑے پہننے مین تو انہون نے کہا خدا تعالی نے لباس کا حکم بیان نہین کیا پس کھانے کو بیان کیا ہے عکرمہ نے کہا یتیم کے مال سے ٹوپی اور عمامہ بنا کر نہ پہنے لیکن وصی کا ہاتھ یتیم کے ہاتھ کے ساتھ ہو الا بالتی استثنا مفرغ ہے اور مصدر محذوف کا صفت گو یا تقدیر یہ ہے الا بالخصلۃ التی ہی احسن یعنی مگر جو اچھی خصلت ہو یہان احسن بصیغہ تفضیل کہا اسمین تنبیہ ہے اس بات پر کہ یتیم کے مال مین کوشش کریں جو زیادہ بہتر ہو اسکو بجالاوین مجرد حسن پر اکتفا کریں یتیم کا تخصیص حالانکہ بالغ کا حکم بھی ایسا ہی تھا کیونکہ یتیم کی ضعیف ہونے سے طامعین کی طمع اسکے مال مین زیادہ ہو جاتی ہے اور اسمین بڑا گناہ ہے ولا تقربوا مین خطاب اولیا اور اوصیا کو ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیہ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن نازل ہوئی تو لوگون نے یتیمون کے مال اپنے پاس سے جدا کر دئے یہان تک کہ یتیمون کا کھانا خراب ہونے لگا اور گوشت مین بدبو پڑنے لگی پھر صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اسپر آیت وان تخالطوھم فاخوانکم واللہ یعلم المفسد من المصلح نازل ہوی حتی یبلغ اشدہ جب وہ پہنچے قوت کو یعنی یتیم کی قوت کو پہنچنے تک اسکا مال حفاظت سے رکھو اور جب وہ قوت کو پہنچا تو اسکا مال اسکو دیدو اشد بعضون کے نزدیک اسم مفرد ہے لفظاً و معنیً بعضے کہتے ہین اسم جمع ہے لفظ اسکا واحد نہین آتا بعضے کہتے ہین جمع ہے اس کا مفرد شدۃ یا شد یا شد ہے شیخ سلیمان جمل نے کہا اشد کے معنی انسان کی قوت اور شدت اور اشتعال حرارت ہین اس کی ابتدا زمانہ بلوغ سے ہے اسکی انتہا تینتیس سال ہے ابن الخازن نے کہا اشد کے معنی سن و شباب کی قوت مستحکم ہونا ہے

جوانی مین مردون کے حد کو پہنچے شعبی اور ربیعہ اور زید بن اسلم اور امام مالک کہتے ہین اشد کے معنی بالغ ہونا جسوقت اوسکے حسنات اور سیئات لکھے جانے لگین ابو العالیہ نے کہا یہان تک کہ عاقل ہو اور اسکی قوت مجتمع ہو مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اشد تینتیس برس کا ہونا مجاہد اور قتادہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے حسن بصری کہتے ہین اشد چالیس برس مین سعید بن جبیر کہتے ہین اٹھارہ سال کا ہو سدی نے کہا تیس برس ہین عکرمہ نے کہا پچیس برس کا ہو محمد بن قیس نے کہا سال قوت پندرہ برس ہین ابن الخازن نے کہا یہہ سب اقوال جو مفسرین سے منقول ہوے اسمین نہایت قوت کا زمانہ ہے نہ ابتدا ارزمانہ اور یہان آیت مین اشد سے ابتدا ارلوغ رشد کے ساتھ ہونا مراد ہے یہی قول کی تفسیر آیت مین مختار ہے جاننا چاہئے کہ حتی نہی کی غایت نہین کیونکہ اسکے یہہ معنی نہین کہ جب قوت کو پہنچے تو اسکے مال سے قریب ہون تاکہ بعد بلوغ یتیم کے اسکا مال دلی کو کھانا مباح ہو بلکہ حتی مفہوم نہی کی غایت واقع ہے گویا یون کہا یتیم کے مال کی حفاظت کرو جب تک بالغ رشید ہو پھر اوسکا مال اوسکے سپرد کرو وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ اور پوری کرو ماپ اور تول انصاف سے یعنی کوئی چیز کسی کو فروخت کرین تو ماپ تول پوری کرو کم و زیادتی اسمین نہ کرو راستی اور درستی سے بیچین اگرچہ زیادہ دینے مین کوئی ضرر نہین لیکن بایع کا اسمین نقصان ہوتا ہے کیل ماپنے کے آلہ کو کہتے ہین اور میزان تولنے کے آلہ کو کہتے ہین بالقسط حال ہے لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ہم تکلیف نہین دیتے کسی جی کو مگر موافق اسکی طاقت کے یعنی جو کوئی حق کے دینے مین اور لینے مین کوشش کرے پھر بعد اسکے طاقت سے باہر ہوا اور کوشش پوری کی خطا کار ہوا تو اس پر کوئی حرج نہین ابن مردویہ نے سعید بن المسیب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ اوفوا الکیل والمیزان بالقسط لانکلف نفسا الا وسعہا تلاوت فرمائی اور کہا جسنے اپنے ہاتھ پر ماپ تول پوری کی اور اللہ تعالی کو اسکی نیت کی صحت معلوم ہوئی تو اوسپر گرفت نہین اور یہہ وسعہا کی تاویل ہے حافظ ابن کثیر نے کہا یہہ حدیث مرسل غریب ہے بندہ عاصی کہتا ہے اسمین بشر بن عبید ہے حافظ ابن حجر نے کہا وہ متروک ہے امام احمد نے

اسکی طرف وضع حد کی نسبت کی ہے واللہ اعلم معلوم کرنا چاہئے کہ اس جملہ کو حکم الہٰی کی تکمیل و بیان کے بعد بیان کیا حاصل معنی اسکے یہہ ہین کہ حق کا پورا کرنا دشوار ہے کیونکہ ماپ تول کا معاملہ بکثرت واقع ہونے سے حرج ہوتا ہے پس اپنی طاقت کے موافق تم حق کو ادا کرو اور جو طاقت بشری سے باہر ہے وہ معاف ہے یون بھی معنی ہو سکتے ہین ماپ تول کا پورا کرنا بقدر طاقت اور مقدور ہے اللہ تعالی تکلیف نہین دیتا نہ دینے والے کو زیادہ واجب سے دیوے اور نہ صاحب حق کو اپنے حق سے کمتر پر راضی ہو کہ اذکی دل تنگی کا سبب ہو جاوے بلکہ بقدر طاقت بلا حرج حکم فرماتا ہے وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا اور جب بات کہو تو حق کی کہو یعنی اگر کسی پر حکم کرو یا گواہی دو تو انصاف و راستی سے کہو وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى اگرچہ وہ ہوا اپنا ناتے والا یعنی جس پر حکم کرتے ہو یا گواہی دیتے ہو اگرچہ وہ تمھارے قرابت والون سے ہو بعضے مفسرین کہتے ہین یہان حق بات کہنے کا امر کیا یہہ عام ہے خواہ حکم مین ہو خواہ گواہی مین بلکہ اس مین ہر بات داخل ہے یہانتک کہ امر بالمعروف اور نہی منکر جو بلا زیادت و نقصان کے ہو اور امانت کا ادا کرنا اور اسکے سوا ہر کام جس مین عدل اور راستی کا اعتماد ہوتا ہے وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا اور اللہ کا عہد پورا کرو یعنی بندونکو جو عہد کیا اور وصیت کی اسکو پورا کرو پھر یہہ عہد خواہ خدا تعالی نے انپر واجب کیا ہو یا آدمی نے خود اپنے نفس پر واجب کر لیا ہو جیسی خدا کے لئے نذر ماننا اور اسکے مانند پس عہد اللہ یا فاعل کی طرف مضاف ہوگا یا مفعول کی طرف ذٰلِكُمْ یہہ یعنی چاردن امور مذکورہ وَصّٰىكُمْ بِهٖ تمکو کہہ دیا ہے یعنی اللہ نے تمکو انپر عمل کرنے کا حکم کیا ہے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ شاید تم دھیان رکھو یعنی آیات سے تم نصیحت پکڑو اور بمقتضی اسکے عمل کرو اور آگے جو کام کرتے تھے اس سے باز رہو تذکرون کو حمزہ اور کسائی اور خلف اور حفص تمام قرآن مین تخفیف ذال سے پڑھتے ہین اصل مین تتذکرون تھا ایک تا کو حذف کیا باقی قراء اور ابوبکر تشدید ذال سے پڑھتے ہین وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ اور مقرر یہہ راہ ہے میری یعنی ان دونون آیت مین جو تمکو وصیت کی اور امر کیا وہ میری راہ اور مراد دین ہے جسکو

اپنے بندون کیواسطے پسند کیا ہے یہ اسکا اشارہ اور امر و نواہی کیطرف ہے جو دونون آیت
مین مذکور ہوے بعضے کہتے ہین جو کچھ باین تمام سورہ مین مذکور ہوا مین اسکی طرف اشارہ ہے
کیونکہ یہہ سورہ تمام توحید اور نبوت کے اثبات مین اور شریعت کے بیان مین ہے مُسْتَقِيمًا
سیدھی یعنی راست ہے اسمین کجی نہین فَاتَّبِعُوهُ اسپر چلو یعنی اس سیدھی راہ پر عمل کرو بعضے
کہتے ہین جب اللہ تعالی نے دونون اگلی آیت مین مفصل وصیت بیان کی تو اس آیت مین اجمالاً
کہا و ان ہذا صراطی مستقیما تاکہ جو کچھ اوپر مذکور ہوا وہ سب اس مین داخل ہو جاے و نیز تمام
شریعت کے احکام اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام بیان فرمایا وہ اسمین
داخل رہے اور مستقیما حال ہو کہ وہ ہے صراطی سے وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ اور مت چلو کئی راہین
یعنی مختلف راہین اور گمراہ خواہشون اور بدعات ردیہ کی پیروی مت کرو ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا سبل سے گمراہیان مراد ہین مجاہد نے کہا بدعات اور شبہات مراد ہین بعضے کہتے ہین
مختلف راہین جیسے یہودیت اور نصرانیت اور تمام مذاہب اور ادیان جو دین اسلام کے مخالف
ہین فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ پھر تمکو پھیر دینگے اسکی راہ سے یعنی یہہ گمراہ مختلف راہین تمکو
اسکے دین سے اور اسکے راہ سے جو اپنے بندون کیواسطے پسند کیا ہے پھیر دینگے امام احمد اور
نسائی اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے ہاتھ سے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہہ اللہ کی سیدھی راہ ہے پھر اسکے چپ و راست خط
کھینچے اور فرمایا یہہ مختلف راہین ہین ان مین ہر راہون پر شیطان بیٹھا ہے لوگون کو انہین راہون کی
طرف بلاتا ہے پھر یہہ آیت پڑھی ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ
واضح ہو کہ سیدھی راہ شریعت ہے اسپر چلنا چاہیے اور چپ و راست کی راہین شیطان کی
ہین ان سے بچے رہو ہر ایک راہ پر شیطان کھڑا ہے تمکو بلاتا ہے کہ ادھر آو یہہ راہ سیدھی
ہے دیکھو اسکا کہنا نہ مانیو ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ یہہ تمکو کہدیا یعنے اپنے دین اور اپنے راہ کی پیروی
کرنے کو جسمین کبھی نہین تمکو کہدیا ذالکم اوسکے دین کی اتباع اور غیر دینون کے ترک کرنے کی طرف

ارشاد ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ شاید تم بچتے رہو یعنی مختلف راہون سے اور گمراہ دینون سے وصیت کو بسبیل تو کید مکرر کہا کیونکہ جب صراط المستقیم جملہ تکالیف کو جامع تھا خدا تعالی نے اسکی اتباع کا حکم فرمایا اور بُرے راہون سے نہی کی پھر اسکے اتقا پر ختم کیا کہ آگ سے بچو کیلئے کہ جو کوئی اسکی راہ کی پیروی کریگا تو نجات ابدی اور سعادت سرمدی پاویگا - ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہہ آیات تمام کتابون مین محکم ہین کوئی انمین سے منسوخ نہوئی جملہ بنی آدم پر وہ محرم ہین اور ام الکتاب ہین جو کوئی اسپر عمل کریگا بہشت مین جائیگا اور جو کوئی انکو ترک کریگا دوزخ مین جاویگا ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جسکو وہ صحیفہ کا دیکھنا پسند ہو جسپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر ہے تو ان آیات کو پڑھے قل تعالوا اتل ما حرم ربکم الآیات لعلکم تتقون تک ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن غریب ہے ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ پھر دی ہمنے موسی کو کتاب یعنی توریت یہان ایک اشکال ہے وہ یہہ کہ قرآن نازل ہونے سے پہلے تورات موسی علیہ السلام پر نازل ہوگئی تھی پھر لفظ ثم جو تعقیب کے واسطے آتا ہے اسکے یہان کیا معنی ہین جواب اسکا یہہ ہے کہ اخبر کی تاخیر کیواسطے ہے نہ نزول کی تاخیر کیواسطے معنی یہہ ہین تو کہہ آؤ جو تمہارے رب نے حرام کیا اسے پڑھو ایسا ایسا حکم ہے لعلکم تتقون تک پھر تمکو خبر دیتا ہون کہ ہمنے موسی کو کتاب دی بعضون نے کہا قل تعالوا اتل ما حرم ربکم مین جو محرمات مذکور ہین تمام شرائع مین تمام امتون پر محرم ہین گویا تقدیر کلام یہہ ہے ذلکم وصاکم بہ یا بنی آدم ثم بعد ذلک اتینا موسی الکتاب یعنی بعد ایجاب ہذہ المحرمات یعنی تمکو وصیت کی ہے ای بنی آدم پھر بعد اسکے یعنی ان محرمات کو واجب کرنیکے بعد ہمنے موسی کو کتاب دی بعضے مفسرین کہتے ہین معنی یہہ ہین قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ثم قل بعد ذلک یا محمد انا اتینا موسی الکتاب یعنی پھر بعد اسکے ای محمد تو کہہ ہمنے موسی کو کتاب دی پس لفظ قل یہان محذوف ہو اجسپر کلام دلالت کرتا ہو شیخ ابو حیان نے کہا سزاوار یہہ ہو کہ ثم بغیر اعتبار مہلت کے عطف کیواسطے مثل واو کے مستعمل ہو جیسا بعضی نحویون کا قول ہو اس صورت مین کوئی اعتراض نہین ہوتا تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ پر افضل نیکی والے پر تماما یا مفعول لہ ہے یعنی ہماری نعمت تمام کرنیکے لئے یا حال ہو کتاب سے یعنی حالانکہ کتاب پوری اور کامل ہے شریعت مین

جسکی احتیاج ہو اسکو جامع ہے یا بوجہ مصدریت منصوب ہے گویا معنی یہہ ہین دی ہمنے کتاب موسیٰ کو پوری
دنیا جسمین کچھ نقصان نہین فعل مقدر سے نصب دینا بھی جائز ہے گو یا تقدیر یہہ ہے اتممناہ اتماماً یعنی ہمنے
اسپر تمام کیا تمام کرنا متعلق نعمت و بزرگی کا علی الذی یا تماماً سے متعلق ہوگا یا ممدوح سے متعلق ہوگا یا کل صفت بڑھا
اس جملہ کی تفسیر مین مفسرین کا اختلاف ہو مجاہد نے کہا علی الذی احسن کے معنی علی المومنین المحسنین یعنی تمام
ہے مومنین محسنین پر ابو عبیدہ نے کہا معنی یہہ ہین تماماً کل من احسن یعنی پوری ہے اسپر جو نیکی کرنیوالا ہے
موسیٰ کی فضیلت کتاب سے محسنین پر تمام کی یعنی موسیٰ کو اسپر فضل و بزرگی دی محسنین سے پیغمبر اور
مومنین مراد ہین حاصل معنی یہہ ہوئی کہ کتاب سے پیغمبرون پر موسیٰ کو بزرگی دی ہمارا ترجمہ یہان
اردو کے مترجم کے مطابق ہے اس قول سے وہ زیادہ موافق ہے حافظ ابن کثیر نے کہا یہہ
قول بمنزلہ آیت یا موسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی کے ہے اس سے اصطفا
موسیٰ کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم الانبیا ہین اور خلیل علیہ السلام پر لازم نہین آتا کسلئے
کہ دوسرے ادلہ سے انکی فضیلت ثابت ہوتی ہے قتادہ نے کہا جو کوئی دنیا مین نیکی کرے تو آخرت
مین بدلہ پورا ملیگا ایک لفظ مین قتادہ سے یون آیا ہے اُسکے لئے اللہ کی بزرگی قیامت کے
دن پوری ہوئی ابو ضحیٰ نے کہا معنی یہہ ہین تماما لما قد کان من احسانہ الیہ پورا اس واسطیکہ
تحقیق احسان اوسکا موسیٰ کیطرف تھا ابن زید نے کہا معنی یہہ ہین تماما لنعمہ علیہم واحسانہ الیہم
یعنی اوسکی نعمتین اور احسان اوپر پورا کرنیکے واسطے بعضون نے کہا الذی احسن سے موسیٰ علیہ السلام
مراد ہین اور الذی بمعنی ما ہے یعنی جسنے نیکی کی تقدیر کلام کی یہہ ہے موسیٰ کو ہمنے اسپر اپنی نعمت اور
کرامت تمام کرنیکے واسطے کتاب دی اسلئے کہ وہ تبلیغ احکام مین ہماری طاعت اچھی بجا لایا بعضون
نے کہا یہان احسان بمعنی علم ہے تقدیر کلام کی یہہ ہے کہ ہمنے موسیٰ کو کتاب دی اور اس سے علم و حکمت
کی نعمت و کرامت پوری کر دی یعنی اسکی علم و حکمت پر اسکو زیادہ کیا بعضون نے کہا معنی یہہ ہین تماماً
علی احسان اللہ الیہ یعنی احسان پورا کرنا اللہ کا موسیٰ کی طرف یہہ قول ابن جریر طبری کا مختار ہے
اس قول پر گویا الذی کو مصدریہ گردانا بعضے کہتے ہین معنی یہہ ہین تماماً علی المحسنین من قومہ اس تقدیر

الذی بمعنی من ہوگا یعنی پورا کرنا اوس شخص پر جو موسی کی قوم مین سے نیکی کرے بعضے نیک مرد تھے بعضے بد کار تھے یا معنی یہہ ہونگے علی من احسن القیام یہ یعنی پورا کرنا ایسے پر جسنے قیام کی درستی کی یا معنی یہہ ہونگے علی من کان محسناً صالحاً یعنی ایسے پر کہ محسن اور صالح تھا یعنی جنس مومنین ان معنون پر ابن مسعود کی قرارت تماماً علی الذین احسنوا دلیل ہے حاصل ان معنون کا یہہ ہے موسی پر تورات کا اتارنا اللہ کی پوری نعمت اور پورا احسان موسیٰ یا قوم موسیٰ یا نیکی والون پر ہے وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور بیان ہر چیز کا یعنی تورات مین ہر چیز کا بیان ہے جسکے احکام دین اور شرایع مقدمین حاجت پڑے وَهُدًى اور ہدایت یعنی اسمین ضلالت سے ہدایت ہو وَرَحْمَةً اور رحمت یعنی تورات کا اوتارنا اُنپر میری رحمت ہو تفصیلا اور ہدی اور رحمتہ سب تماماً پر معطوف ہین وہان جو وجوہ ترکیب ہین یہان بھی وہی ہونگے لَعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝ شاید وے اپنے رب کا ملنا یقین کرین یعنی بنی اسرائیل روز قیامت مین دیدار الٰہی کا یقین کرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکے معنی مین کہا تاکہ یہہ بعث پر ایمان لاوین اور ثواب وعقاب کی تصدیق کرین ٦ ع وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ اور یہہ ایک کتاب ہو کہ ہمنے اتاری برکت کی قتادہ نے کہا ہذا کتاب سے قرآن مراد ہے جسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا اس مین دعوت قرآن کے طرف ہو حاصل معنی یہہ ہین کہ قرآن مجید تمام کتب الٰہی مین بزرگ و اعظم ہے تمام امور شرعی اسمین ہین اے گروہ امین کی تمہیں اسکو عربی زبان مین بواسطے ہمارے بندہ بزرگ کے تمہاری حجت کیواسطے نازل کئے یہہ کتاب برکت والی ہے اسمین بہت منافع اور بہت بھلائی ہے یعنی وہ انواع فواید دینی اور دنیاوی پر مشتمل ہے مبارک خبر ہے ہذا کی خبر ہے انزلناہ اور کتاب کو صفت کتاب کی ڈالنا بھی جائز ہے لیکن مبارک وصف ہونا اسکے قول پر جائز ہوگا جس نے وصف صریح کے آگے غیر صریح کو مقدم ہونا جائز رکھا ہے فَاتَّبِعُوهُ سو اسپر چلو یعنی اسمین جو اوامر و نواہی ہے اور احکام ہین اُسپر عمل کرو وَاتَّقُوا اور بچتے رہو یعنی قرآن کی مخالفت سے بچو قتادہ نے کہا جو قرآن مین حلال کیا اسپر چلو اور جو حرام کیا اس سے بچتے رہو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ شاید تمپر رحم ہو یعنی اس کتاب پر چلنے سے اور اسپر عمل کرنے ٩٩ د

تمپر رحم ہو یا معنی یہہ ہین تاکہ غرض تقوی سے اللہ کی رحمت ہو بعضون نے کہا معنی یہہ ہین تا رحم پاوین
تقوی کی جزا پر اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ
دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اسواسطیکہ کبھی کہو کتاب جو اتری تھی سو دو ہی فرقون پر ہمسے پہلے اور تحقیق
ہم تھے انکے پڑھنے پڑھانے سے بیخبر یعنی قرآن کے اوتارنے کا سبب یہہ ہو کہ اہل مکہ قیامت کے دن
ایسا نہ بولین کتاب فقط یہود و نصاریٰ پر اتری یہود و نصاریٰ جو اپنی کتاب پڑھتے تھے تو ہم اُسکو
نہین سمجھتے تھے کیونکہ ہماری زبان مین نہ تھی پس خدا تعالیٰ نے قرآن کو عربی زبان مین اوتار کر انکا عذر
دور کر دیا اَنْ تقولوا مفعول لہ ہے انزلنا مقدر اسکا عامل ہے جسپر مذکور انزلنا دلالت کرتا ہے
یہہ فعل مذکور عمل نہین کرسکتا کیونکہ عامل معمول کے درمیان اجنبی سے فاصلہ جائز نہین اس صورت مین
کوفیین کے مذہب پر تقدیر اسکی لان لاتقولوا ہے یعنی ایسا نہ بولین اور بصریین کے نزدیک مضاف
محذوف ہوگا تقدیر اوسکی کراہیۃ ان تقولوا ہے یعنی کتاب کے تمپر اس اندیشہ سے نازل کیا کہ تم کہوگے اگر
ان تقولوا کو مفعول بہ واتقوا سے ڈالین تو بھی جائز ہے معنی یہہ ہونگے اور ڈرتے رہو اس سے کہ بولین
اسوقت لعلکم ترحمون جملہ معترضہ ہوگا اور قایم مقام تعلیل کے رہیگا اور اس مین خطاب اہل مکہ کو
ہے الکتاب اسم جنس ہے اس سے تورات اور انجیل مراد ہے انزال کی تخصیص اون دو کتاب
سے کی اسلئے کہ کتب سماوی مین یہی دو کتاب احکام شریعت کی مشہور تھین اور زمانہ بعثت تک
باقی رہین دوسری کتب باقی نہ تھین زبور اگرچہ باقی تھی لیکن اُسمین احکام مذکور نہ تھے وَاِنْ كُنَّا مین
ان مخففہ ہے مشقلہ سے ہُکا عمل مابعد مین فعل کے آجانے سے نہوا اِن بمعنی قد ہوگا بعضے کہتے ہین بمعنی
اِنہ کنا ہے یعنی تحقیق شان یہہ ہے ضمیر شان کی تقدیر سے یا بمعنی انا کنا ہے اسم محذوف لیکے یعنی
تحقیق ہم تھے اِن کو نافیہ لینا بھی جایز ہے اسوقت لغافلین کا لام بمعنی الا ہوگا درست کے معنی قرأت
وتلاوت اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ یا کہو کہ ہم پر اُترتی
کتاب تو ہم راہ چلتے اُنسے بہتر اَوْ تقولوا عطف ہے اَنْ تقولوا پر معطوف ہے یعنی ایسا عذر تمھارا منقطع ہوا
قیامت کے دن تمکو کوئی عذر نہین کہ یون بولو اگر ہمپر کتاب اترتی تو ہم ان دونون فریق سے زیادہ

ہدایت پاتے ہین کسلئے کہ اب دنیا کی زندگی مین تمہر کتاب اترچکی قتادہ کہتے ہین یہہ قول کفار عرب کا ہے
امام محی السنہ نے کہا یہہ قول ایک جماعت کفار قریش کا ہے کہتے تھے یہود و نصاریٰ پر جو کتاب نازل
ہوئی اگر ہمپر نازل ہوتی تو ہم انسے بہتر ہوتے یعنی حق کے طرف جو منتہا مقصد ہے یا اسمین جو احکام
شرایع اور دقایق ہین زیادہ رہ یاب اور ہدایت پانے والے ہوتے انکا یون کہنا اپنی عقل کی
صحت ہو اور تیزی ذہن اور فطانت پر اعتماد سے تھا کیونکہ فنون مثل قصہ خوانی اور شعر گوئی اور خطبہ
نویسی وغیرہ مین انکو کمال حاصل تھا فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ سو مقرر آچکی تمکو تمہارے
رب سے شاہدی یعنی قرآن کہ اسمین بیان اور حجت واضحہ ہے جو تمہارے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
پر آچکا عربی ہے تم اسکو سمجھتے ہو فقد جار کم محذوف سے متعلق ہے جس پر فا فصیحہ مشعر ہے اور یہہ فا
یا تعلیل مین محذوف کے واقع ہے یعنی اس قول سے عذر نکرو کیونکہ تمکو کتاب بزرگ تمہارے پروردگار
سے آچکی یا شرط محذوف کا جواب ہے یعنی اگر تم اپنے قول کے سچے ہو کہ درصورت نزول کتاب یہود و نصاریٰ
سے زیادہ ہدایت یاب ہوتے تو تحقیق تمکو کتاب جلیل و بزرگ اُس کے پاس سے آچکی وَهُدًى وَرَحْمَةٌ
اور ہدایت اور رحمت یعنی ہدایت ہے ضلالت سے اور رحمت و نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمپر اوس سے
انعام فرمایا وہدًی ورحمۃ کا عطف بینہ پر ہے تنوین اسمین تفخیم کے واسطے ہے فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن
كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ اب اس سے بے انصاف کون ہے جو جھٹلاوے اللہ کی آیتین یعنی اوس شخص
سے زیادہ ظالم اور کافر کوئی نہین فا من واسطے ترتیب ما بعد کے ماقبل پر ہے کیونکہ ایسا قرآن
جو ہدایت و رحمت پر مشتمل ہے اسکا آنا اور پھر اوسکا جھٹلایا جانا جھٹلانے والے کے نہایت زیادہ ظالم
ہونے کا سبب ہے یعنی جب امر ایسا ہو تو اس شخص سے بڑھکر کون ظالم ہوگا وَصَدَفَ عَنْهَا
اور اون سے کترا وے یعنی آیات سے روگردان ہو یا لوگون کو پھیر دے صدف کے معنی اعراض
کرنا روگردان ہونا یہہ لازمی ہے اس کا استعمال متعدی بھی آیا ہے سَنَجْزِي الَّذِينَ
يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ ہم سزا دینگے کترانے والون کو اپنی آیتون سے
بری طرح کا عذاب سوء العذاب اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے یعنی شدت کا اور بُرا عذاب

بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ بدلہ اس کرانے کا یعنی یہہ عذاب اُنکے منہہ پھیرنے اور ہماری آیتین جھٹلانے یا خلایق کو روکنے اور بھگانے کا بدلہ ہے بما مین با سببیہ ہے اور ما مصدریہ یعنی انکے اعراض کے سبب هَلْ يَنْظُرُونَ کاہی کی راہ دیکھتے ہین یہ لوگ یعنی مکہ والے بعد انکار قرآن اور تکذیب پیغمبر کے یا خلایق کو اللہ کی آیات سے پھیرنیکے بعد کس چیز کی انتظار مین ہین ایسین کفار کو رد فرمایا کہ اللہ کیطرف سے ہدایت کی تھی آچکی نبی اور شرع اور کتاب کو نہین مانتے تو اب کس چیز کے منتظر ہین ینظرون بمعنی ینتظرون ہے اور استفہام نفی کی معنی ہے یعنی انتظار نہین کرتے تقدیر آیت کی یہہ ہے کفار تجھ پر ایمان نہین لاتے مگر جبکہ ایک امر ان تین امورمین سے آوے گا جب ایمان لاوینگے اور اوسوقت انکو ایمان نفع نہ دیگا إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ مگر یہی کہ اپہنچ آوین فرشتے یعنی اُنکے ارواح قبض کرنے کو بعضے کہتے ہین معنی یہہ ہین انکی عذاب دینے کو فرشتے آوین تاتیہم کو حمزہ اور کسائی اور خلف بصیغہ تذکیر پڑھتے ہین باقی قرا تانیث سے پڑھتے ہین أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ یا آوے تیرا رب یعنی قیامت کے دن حکم اور فیصلہ کیواسطے آوے آیت کی تاویل سورہ بقرہ کی آیہ هل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام مین گذری خدا تعالی کے حق مین اتیان اور مجی جو بمعنی آنے جانیکے ہے محال ہے سلف اسکی حقیقت معنی کو اللہ پر تفویض کرتے ہین خلف اسکی تاویل کرتے ہین کہ اللہ کا عذاب آوے یا اوسکا امر یا یہہ مذہب کفار کی حکایت ہو أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا لا بعض آیات سے جمہور مفسرین کے نزدیک سورج کا مغرب جانب سے خلاف عادت طلوع کرنا مراد ہے احمد اور عبد بن حمید اپنی مسند مین اور ترمذی اور ابو یعلی اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ یوم یاتی بعض آیات ربک مین فرمایا کہ وہ آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے طبرانی اور ابن عدی اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خدای عزوجل کے اس قول یوم یاتی بعض آیات ربک مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آفتاب کا اپنے مغرب سے طلوع کرنا ہے سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ

(یوم یاتی بعض آیات ربک) سے مراد سورج کا اپنے مغرب سے طلوع ہونا ہے حافظ ابوالحسن ہیثمی نے کہا رجال اسکے ثقات ہین سعید بن منصور اور فریابی اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابن طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ یوم یاتی بعض ایات ربک سے سورج اور چاند کالے ہوے دو اونٹ کی طرح اپنے مغرب سے طلوع کرنا مراد ہے حافظ ابوالحسن ہیثمی نے کہا اس مین عبد اللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم ہے اور وہ ضعیف ہے عبد الرزاق اور احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن المنذر اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی بسند ہین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قایم نہوگی جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہو جب طلوع ہوگا اور لوگ اسکو دیکھینگے تو سب ایمان لاوینگے اسوقت انکا ایمان کام نہ آئیگا پھر آنحضرت نے اس آیت کو پڑھا طیالسی اور سعید بن منصور اور احمد اور عبد بن حمید اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن المنذر اور طبرانی اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالی نے مغرب کی جانب ایک دروازہ بنایا جسکا عرض ستر برس کا ہے توبہ کیواسطے کھلا ہے جب تک سورج مغرب کی جانب سے طلوع نہو وہ بند نہوگا یہی مراد ہے خدا تعالی کے اس قول مین یوم یاتی بعض آیات ربک لاینفع نفسا ایمانہا الآیہ ابن ماجہ کا لفظ یہ ہے جب مغرب کی جانب سے سورج طلوع ہوگا تو کسی کا ایمان لانا نفع نہ دیگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنی ایمان مین بھلائی نہ کمائی ترمذی نے اسکی تصحیح کی ہے طبرانی نے صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آکر فرمانے لگے کہ ایک دروازہ توبہ کیواسطے ہے اسکے دونون پھاٹک کے درمیان مشرق و مغرب کا عرض ہے مغرب کیجانب سے آفتاب طلوع ہونے تک وہ دروازہ بند نہوگا اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا یوم یاتی بعض آیات ربک الآیہ مجاہد نے کہا بعض آیات ربک سے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے عبید بن عمیر نے کہا یوم یاتی بعض آیات ربک سے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا

مراد ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ جسدن آویگا ایک نشان تیرے ربکا تم آویگا کسی کو ایمان لانا جو پہلے ایمان نہ لایا تھا یعنی کافر کا ایمان اس آیت کے ظہور کے وقت کام نہ آویگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا اور ہر آیت اسکو ایمان کیطرف مضطر کردیا اور ایمان لانا دشوار دیگا اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نہ کی تھی یعنی مومن گنہگار اس آیت کے ظاہر ہونے سے پہلے کے عمل صالح نہ کیا تھا تو اب عمل صالح اور توبہ مقبول نہوگی یہہ جملہ معطوف ہے اٰمنت پر اس کلام مین محذوف مقدر ہے تقدیر یہہ ہے لا ینفع نفسًا ایمانہا ولا توبتہا من العاصی خیر سے عمل صالح اور طاعت مراد ہے حاصل یہہ ہے کہ کافر کا ایمان اور فاسق کی توبہ اسوقت قبول نہین ہوتی کیونکہ اسوقت کا ایمان اور عمل صالح حکم غرغرہ کا رکھتا ہے کوئی نفع نہین بخشتا خدا تعالیٰ فرماتا ہے فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راوا بأسنا حدیث صحیح مین آیا ہے تقبل توبۃ العبد مالم یغرغر جملہ لم تکن امنت نفسا کی صفت ہے یہہ صفت اسپر دلالت کرتی ہے کہ اس دن سے پہلے فقط ایمان لایا ہے تو وہ بھی نفع دیگا من قبل یعنی اس آیت سے پہلے ضحاک نے کہا جس کسینے بعضی آیات کو پایا اور اسوقت ایمان کے ساتھ عمل صالح پر تھا تو آیت کے نازل ہونے کے بعد خدا تعالیٰ اسکا عمل صالح قبول فرماتا ہے جیسا ظہور آیتہ سے پہلے قبول فرماتا تھا ابن جریج نے آیۃ لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا مین کہا اسوقت اگر ایمان لاوے تو نفع نہ دیگا اور اگر عمل نہ کیا ہو تو عمل مین زیادت نہوگی سدی نے کہا او کسبت فی ایمانہا خیرا کے معنی اہل قبلہ کا نفس نے تصدیق کے ساتھ عمل صالح کو کسب کیا اور اگر وہ تصدیق کرتا تھا اور پہلے سے خیر یعنی عمل صالح نہین کرتا تھا اور آیت کے دیکھنے کے بعد عمل کیا تو مقبول نہوگا اگر آیت سے پہلے عمل خیر کرتا تھا اور آیت کے بعد عمل خیر کیا تو مقبول ہوگا مقاتل نے کہا او کسبت فی ایمانہا خیرا یعنی مسلمان نے اپنے ایمان کی حالت مین نیکی نہ کی اور آیت جو پہلے کیا اوسپر جما ہوا تھا ابو الشیخ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لوگ آیت ظاہر ہونے کے بعد نماز پڑھینگے اور روزہ رکھینگے اور حج کرینگے خدا تعالیٰ اسکو مقبول کریگا جسکو آیت سے قبل آیت کے مقبول کرتا تھا اور آیت سے پہلے جسکو قبول نہ کرتا تھا بعد آیت کے اوسے قبول نکریگا

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی بعض آیات یک لا ینفع نفسا ایمانہا لم
تکن آمنت من قبل میں روایت کرتے ہیں یہ وہ آیت ہے کہ مشرک کو اسوقت میں ایمان لانا نفع دیگا
اور اہل ایمان نے اگر پہلے سے کسب خیر کیا ہو تو انکو نفع دیگا عبد بن حمید اور مسلم اور ابو داود و ابو داود و ترمذی
اور نسائی اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی ابو ذر رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا اور
اس پر جھول تھی اُس وقت آفتاب قریب غروب کے تھا حضرت نے فرمایا کیا تجھکو معلوم ہے یہ کہاں غروب
ہوتا ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول دانا تر ہے حضرت نے فرمایا کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہوتا ہے
پھر چلتا ہے یہاں تک عرش کے نیچے رب عزوجل کو سجدہ کرتا ہے جب نکلنے کے قریب ہوتا ہے تو ہر حکم
ہو جاتا ہے تب نکلتا ہے جب خدا تعالی اسکو جہاں غروب ہوا ہے وہاں سے طلوع کرنا چاہیگا
تو اسکو روک دیگا سورج کہیگا یا رب میرا سیر دورہ ہے خدا تعالی اس سے کہیگا جہاں سے غروب ہوئے
وہیں سے طلوع کر پھر اسوقت میں جو کوئی پہلے سے ایمان نہ لے آیا تھا اوسے ایمان لانا نفع دیگا
عبد الرزاق اور احمد اور عبد بن حمید اور مسلم اور بیہقی شعب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جانب مغرب سے آفتاب طلوع ہونے کے پہلے
توبہ کریگا تو خدا تعالی اوسکی توبہ قبول کریگا احمد اور عبد بن حمید اور ابو داود اور نسائی معاویہ بن ابی سفیان
رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت منقطع ہوگی جب تک تو بہ
منقطع نہ ہو اور توبہ منقطع ہوگی جبتک سورج جانب مغرب سے طلوع نہ ہو احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں
اور ابن مردویہ نے ضحاک بن مخلد کی طریق سے عبد الرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان
اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہجرت دو قسمیں ہیں ایک ہجرت گناہوں کا چھوڑنا دوسری ہجرت اللہ اور اسکے رسول کیطرف
ہجرت کرنا اور ہجرت منقطع نہ ہوگی جب تک توبہ قبول ہوتی ہے اور توبہ ہمیشہ قبول ہوگی جب تک
آفتاب مغرب سے طلوع نہ ہو جب طلوع ہوگا تو ہر قلب میں جو کچھ ہے اسپر مہر کر دی جائیگی اور لوگ

عمل کافی ہو گا یعنی تکلیف اس سے ساقط نہو گی قولہ دو خصلتین ہین یعنی دو ہجرت ہین پہلی ہجرت گناہون سے ہے دوسری ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانا کہ جہاد پر اعانت کرے دوسری ہجرت منقطع ہے پہلی ہجرت باقی ہے جب تک توبہ باقی ہے کیونکہ اس سے مراد گناہون سے توبہ کرنا ہے حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد مین کہا رجال اس حدیث کے ثقات ہین ابن ابی شیبہ اور مسلم اور نسائی اور ابو الشیخ عظمت مین اور بیہقی اسماء وصفات مین ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ خدا تعالی شب کو ہاتھ کشادہ کرتا ہے کہ دن کے گنہگار توبہ کرین اور دن کو اپنا بسط ید کرتا ہے کہ شب کے گناہ گار توبہ کرین آفتاب کی جانب مغرب سے طلوع ہونے تک قولہ بسط ید اس کے معنی ہاتھ دراز کرنا چونکہ خدا تعالی جوارح سے منزہ ہے سلف اسکے معنی مین توقف کرتے ہین اسکی تفسیر اور تاویل جائز نہین رکھتے خلف اسمین تاویل کرتے ہین پس ہاتھ بسط کرنا قبول توبہ سے استعارہ ہے ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا تو ایک مرد اپنا گرھا ہوا مال نکالیگا اور اسکو اپنے پیٹ پر لادھ لاکر کہیگا یہہ مال کسکو چاہئے ہر لوگ کہینگے کل کے دن کیون نہ لایا کوئی اسکو نہ لیگا پس جہان سے کھود اتھا وہین آکر اسکو زمین پر دے ماریگا اور کہیگا کاش مین تجھکو نہ دیکھتا تو اچھا تھا بیہقی نے کتاب البعث مین عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ آیت جسکے ظاہر ہونے پر کسی کو ایمان لانا نفع دیگا آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے آفتاب کو مغرب سے طلوع ہوتے دیکھا اسی روز ایمان لایا اور سعید ہونگے اور دفتر لپیٹ لئے جائینگے اور قلم خشک ہو جائینگے نیکی یا بدی کی زیادتی نہ ہو گی کسیکا ایمان لانا نفع نہ دیگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا یا اپنے ایمان مین بھلائی نہ کمائی عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے جبکہ پہلی آیت ظاہر ہو گی قلم ڈالدئے جاوینگے اور صحیفے لپیٹ لئے جاوینگے اور حفظہ یعنی نگہبان فرشتے بار رکھے جاوینگے اور اعمال پر اجسام گواہ ہونگے حافظ ابن حجر نے کہا اسکی سند صحیح ہے یہہ حدیث اگرچہ موقوف ہے مگر مرفوع کے حکم مین ہے نعیم بن حماد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

کہ یاجوج وماجوج بعد لوگ تھوڑی مدت رہینگے یہانتک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو پھر منادی پکاریگا کہ اے ایمان والو تمہارا ایمان قبول ہوا اے کافر توبہ کا دروازہ تمپر بند ہو گیا قلم سوکھ گئے اور صحیفے لپیٹے گئے ابن ابی حاتم اور مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عشا کو مکان سے برآمد ہو کر فرمائے اے اللہ کے بندو اللہ کی طرف توبہ کرو قریب ہے کہ سورج مغرب کی طرف دیکھو جب ایسا ہوگا تو توبہ بند ہوگا اور عمل لپیٹے جائنگے اور ایمان ختم ہوگا لوگون نے کہا یارسول اللہ اسکی کوئی علامت ہو تب حضرت نے فرمایا اسکی علامت یہہ ہو کہ وہ شب تین رات کی مقدار رہیگی ہوگی جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہین ہوشیار ہو کر نماز پڑھینگے نماز ادا کئے بعد دیکھینگے تو شب ویسی ہی ہوگی پھر سو جائینگے جب نیند سے اٹھینگے تو رات کو ویسی ہی باقی پائینگے لوگ اسکو دیکھ کر اندیشہ کرینگے کہ کوئی بڑا حادثہ ہے جب صبح ہوگی تو آفتاب نکلنے مین دیر ہوگی لوگ سب انتظاری مین رہینگے یکایک آفتاب مغرب کے طرف سے طلوع ہوگا جب ایسا ہوگا تو ایمان کسی کو کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مینے سنا فرماتے تھے کہ ایک ایسی رات لوگون پر آئیگی جو تین راتون کے برابر ہوگی جب ایسا ہوگا تو نمازی لوگ اسکو پہچان جائینگے انھون مین سے ایک اٹھکر اپنا وظیفہ پڑھکر سو ئیگا پھر اٹھیگا اور اپنا حزب پڑھکر سو رہے گا پھر اٹھیگا اوسی حال مین وہ رہینگے کہ لوگون مین اضطراب ہوگا باہم ایک دوسرے سے کہینگے یہ کیا ماجرا ہی پھر لوگ گھبرا کر مسجد کیطرف جاوینگے یکایک آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا بس لوگ نالہ و زاری کرینگے پھر آفتاب بیچ آسمان مین اگر جدہر سے نکلا تھا اودہر ہی کو یعنے جانب مغرب پھر جائیگا اسوقت کسی کو ایمان لانا کام نہ آویگا ابن مردویہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آفتاب کے مغرب جانب سے طلوع ہونیکی نشانی کیا ہے حضرت نے فرمایا وہ شب درازی مین دو راتون کی مقدار ہو جائیگی جس حال مین کہ نمازی لوگ اپنی عادت کے موافق اعمال بجا لاوینگے رات ویسی رہیگی اور ستارے اپنی جگہ نہ رہینگے پھر لوگ سو جائنگے پھر بیدار ہو کر اعمالی ادا کرینگے پھر سو کر بیدار ہونگے پہلو بستر پر رہیگا رات دراز ہوگی تو لوگ گھبرائینگے صبح نہوگی

اور لوگ آفتاب مشرق سے طلوع ہونیکے انتظار مین رہینگے یکایک آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا جب لوگ اسکو دیکھینگے تو ایمان لاوینگے ایمان انکو نہ نفع دیگا ابو الشیخ نے عظمت مین اور بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپنے ایک دن اپنے ہمنشینون سے کہا کہ خدای عزوجل نے جو فرمایا تغرب فی عین حامیۃ یہہ قرأت ابن مسعود کی ہے اس سے کیا مراد ہے ہمنشینون نے کہا اللہ اعلم ابن مسعود نے کہا جب آفتاب غروب ہوتا ہے اللہ تعالی کو سجدہ کرتا ہے اور اوسکی تسبیح اور تعظیم کرتا ہے اور عرش کے نیچے رہتا ہے جب اسکے طلوع کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالی کو سجدہ کرتا ہے اور اوسکی تسبیح اور تعظیم کرتا ہے اور اوس سے اپنے طلوع کی اجازت چاہتا ہے پھر اسکو طلوع کا حکم ہوتا ہے جب اسکے محبوس ہونے کا دن آئیگا تو اللہ کو سجدہ کریگا اور اوسکی تسبیح اور تعظیم کریگا اور اذن مانگیگا تو اوسکو ٹھہرنے کا حکم ہوگا پھر جب اسکے طلوع کا وقت قریب ہوگا اللہ کو سجدہ اور تسبیح اور تعظیم کریگا پھر اذن مانگیگا تو اسکو ٹھہرنیکا حکم ہوگا سو دو شب کی مقدار محبوس ہوگا تہجد پڑھنے والے اس بات سے گھبرا اٹھینگے اور مرد اپنے ہمسایہ کو پکاریگا اے فلانے آجکی شب ہماری کیا حالت ہے تین خوب سوئے یا اور نماز پڑھی اب تک گیا پھر آفتاب سے کہا جاویگا جہان تو غروب ہوا تھا وہین سے نکل یہہ وہ دن ہے کہ لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل الآیہ یعنی کسی کو ایمان نہ نفع دیگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا معلوم کرنا چاہئے کہ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بعض آیات سے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے اس مین اہل ہیئت جنھون نے اس سے اتفاق کیا ہے انکار کرتے ہین کہ آفتاب اور آسمان بسیط ہین انکے مقتضیات مین اختلاف نہین ہوتا اور قبول انہین دخل نہین ابن الجوزی کہتے ہین بعضون نے کہا سورج کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے مین حکمت یہہ ہے کہ ملحدین اور منجمین جو ایسا ہونے کا زعم کرتے ہین سو خدا تعالی اپنی قدرت انہون کو بتلاتا ہے جیسا سورج کو مشرق کی طرف سے طلوع کرتا ہے ویسا ہی مغرب کیطرف سے اسکو طلوع کریگا اس سے انہون کا عجز متحقق ہو بعضے مفسرین بعض آیات کی مراد مین کہتے ہین تین آیات خروج دابہ ہے یا یاجوج ماجوج یا طلوع آفتاب ہے اور آپکے ابن مسعود کی حدیث سے استدلال کیا ہے جسکو عبد بن حمید اور طبرانی روایت کرتے ہین کہ ابن آدم سے توبہ طلب کیجاے گی جب تک ان تین چیزون مین سے ایک نہ نکلے جب تک

آفتاب مغرب سے نہ طلوع ہو یا دابۃ نہ نکلے یا یاجوج وماجوج نہ نکلے اور بھی مسلم کی حدیث سے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین ہین جب وہ نکلین گے تو کسیکو ایمان نہ نفع دیگا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نہ کمائی طلوع آفتاب مغرب سے اور دجال اور دابۃ الارض ہے اسکو امام احمد اور ترمذی بھی روایت کرتے ہین ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور امام احمد کی روایت مین دجال کے عوض مین دخان آیا ہے مخفی نرہے کہ مسلم کی حدیث صحیح سے دروازۂ توبہ بند ہونیکے واسطے ان تینون امور کا پایا جانا ضروری معلوم ہوتا ہے حالانکہ دجال کے بعد بھی ایمان قبول ہوگا اسی واسطے ابن جریر ابن مسعود کی روایت نقل کرکے کہتا ہے اس مین نظر ہے کیونکہ عیسی علیہ السلام دجال کے بعد آئینگے اور ایمان قبول کرینگے اس دجال کے نکلنے سے ایمان اور توبہ مقبول نہونے کی بات جاتی رہی انتہی ونیز یہہ حدیث ان حدیثون کے معارض ومنافی ہے جن مین طلوع شمس کی تعیین ہوچکی اور یہہ تعیین احادیث کثیرۂ صحیحہ سے ثابت ہو اور بخاری ومسلم بھی اسکو بالاتفاق روایت کرتے ہین اور جمہور علماء کا بھی یہی مذہب ہے اس صورت مین دفع تعارض یون ہوسکتا ہو کہ جس حدیث مین مجموع تین آیتین ہون مذکور ہین اسمین سے طلوع شمس اخیر آیت ہو اور اس کے ظہور سے توبہ کا دروازہ بند ہوجائیگا اور طلوع کو بیان مین مقدم کیا اگرچہ وہ پیچھے واقع ہوگا یہہ اسلئے کہ توبہ قبول نہونے کا مدار اسی پر ہے اگرچہ دوسرے کا نکلنا اسکے ساتھ ضم کیا گیا ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید اور ابن مردویہ اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے آیات ہوچکین بجز چہار آیات دجال اور دابہ اور یاجوج وماجوج اور طلوع آفتاب مغرب کے اور آیت جسپر خدا تعالی اعمال ختم فرماویگا وہ مغرب سے آفتاب کا نکلنا ہر آئے یوم یاتی بعض آیات ربک پڑھی اور کہا کہ وہ سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہے حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے باقی رہا دابۃ الارض کا نکلنا مسلم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تحقیق قیامت کی پہلی نشانی جو ظاہر ہوگی آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا اور لوگون پر دابۃ الارض کا وقت چاشت نکلنا ہر جو ان دونون علامتون سے پہلے ہوگی دوسری اسکے پیچھے واقع ہوگی قولہ قیامت کی پہلی نشانی طیبی نے کہا اگر کہا جاوے مغرب سے آفتاب کا طلوع ہونا اول نشانی

نہین اسلئے کہ دھوان اور دجال کا نکلنا اس سے پہلے ہوگا اسکے جواب مین ہم یون کہینگے نشانیان یا تو قریب قیامت کے قایم ہونیکے نشانیان ہین یا وجود قیامت قایم ہونیکے نشانیان ہین پس دھوان اور دجال اور اونکے مانند قسم اول مین ہین اور طلوع آفتاب مغرب سے اور زلزلہ اور آگ کا نکلکر لوگونکو محشر کی طرف ہانکنے والا اور دجساسہ قسم دوسری مین ہین اور یکو اول اسلئے کہا کہ وہ دوسری قسم کا اول ہے اور محتمل ہو کہ اولیت باعتبار حادثہ سخت اور دشوار کی کہ عالم علوی کا تغیر ظاہر کرنا ہو جس سے دروازۂ توبہ بند ہو جاتا ہو اور انتہا قیامت قایم ہونی ہو قولہ جو ان دونون علامتون سے یعنی ان دونون مین فاصلہ کمتر ہوگا نسبت فاصلہ دوسری آیات کے پھر اگر آفتاب کا نکلنا پہلے ہوگا تو دابہ کا نکلنا اسکے پیچھے ہی ہوگا اور اگر دابہ کا نکلنا پہلے ہوگا تو آفتاب کا مغرب سے نکلنا اسکے متصل ہوگا شاید اس باب مین ترتیب اور تقدیم و تاخیر ان دو علامتون کے بتعین وحی وارد نہوی اسلئے مبہم چھوڑا لیکن اسقدر معلوم ہوا کہ دوسری علامتون مین سے یہ دونون کہ انکے جنس سے ہون پہلے واقع ہونگے حاکم ابو عبد اللہ نے کہا اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ آفتاب کے جانب مغرب سے طلوع ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا پھر دابۃ الارض نکلکر مومن کو کافرین سے جدا کریگا تو بہ کا دروازہ بند ہو جانے سے جو مقصود تھا مومن کا فرجد اہونے سے اُسکی تکمیل ہو جائیگی واللہ اعلم جاننا چاہیئے کہ بعض نشانیان کہا کیونکہ قیامت قایم ہونیکے نشانیان جو قیامت سے پہلے ظاہر ہونگے دس ہین چنانچہ مسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ ہم آپسمین قیامت کا ذکر کر رہے تھے اس اثنا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ قیامت قایم نہ ہوگی جبتک تم پہلے اسکے دس نشانیان نہ دیکھ لو پھر دھوین کا اور دجال کا آنا اور عیسیٰ بن مریم کا اور تر ما اور یاجوج ماجوج کا اور دابہ کا اور آفتاب کے جانب مغرب سے نکلنا اور تین خسوف کا بیان کیا کہ ایک خسف زمین مشرق مین ایک خسف زمین مغرب مین ایک خسف زمین عرب مین ہوگا سب سے پچھلی نشانی یہ ہے کہ ایک آگ جانب یمن سے نکلیگی ایک روایت مین آیا ہو عدن کے گڑھے سے نکلیگی وہ لوگونکو زمین حشر طرف ہانکے گی اس حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین اور دخان دھوان وہ ہے جو مشرق سے مغرب تک بھر جائیگا چالیس دن تک رہیگا مسلمان

امارات قیامت

دخان کا بیان

مانند زکام والوں کے ہونگے اور کافر مست کے طرح ہونگے جیسا دوسری حدیثوں مین آیا ہے دابۃ الارض
ایک جانور ہے جو مسجد حرام سے صفا مروہ کے درمیان سے نمودار ہوگا کہتے ہین کہ وہ چار پایہ ہوگا جسکی درازی
ساٹھ گز ہوگی بعضون نے کہا کہ وہ مختلف الخلقت ہوگا بہت سے حیوانون سے مشابہت رکھتا ہے جبل صفا کو شق
کرکے نکلیگا لوگون سے بات کریگا موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور سلیمان علیہ السلام کی مہر اسکے پاس ہوگی کوئی
تیز روی مین اُسکے برابری نکر سکیگا اور اس سے بھاگ بھی نہ سکیگا مومن کو عصا سے ماریگا اور اسکے منہ
پر مومن لکھیگا اور کافر پر مہر کریگا اور اُسکے منہ پر کافر لکھیگا زمین حشر سے شام کی زمین مراد ہے جہان
حشر ہوگا واللہ اعلم قُلِ انْتَظِرُوْا تو کہہ راہ دیکھو یعنی نشانیون کے آنے پر جو تم سے وعدہ ہوا
اسکے منتظر رہو اس مین وعید اور تہدید ہے اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ہم بھی راہ دیکھتے ہین یعنی وعدہ
عذاب کا قیامت کے دن یا اس سے پہلے دنیا مین جو تمہارے پروردگار نے فرمایا ہم بھی اسکی انتظار کرتے
ہین بعضے مفسرین نے کہا ہے یہ انتظار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے والے اور شرک لوگ کرینگے اس وقت
سے بعد آئے اور مراد اس سے یہ ہے کہ مشرکین کو اسی قدر مہلت دیئے جاوینگی جو دنیا کی مدت ہے
جب مرجاوینگے یا قیامت کی نشانیان ظاہر ہونگی تو انکو ایمان نفع نہ دیگا اور جو عقوبت اُنکے لئے لازم ہے
وہ ہمیشہ ہوگی بعضون نے کہا قل انتظروا اسے مشرکین کے ساتھ لڑائی سے باز رہنا مراد ہے اس صورت
مین یہ آیت قتال کی آیت سے منسوخ ہوگی اور پہلے قول پر یہ آیت محکم رہے گی اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا تحقیق جن لوگون نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین کو اور ہوگئے گروہ گروہ
یعنی گمراہی مین الگ الگ جدا جدا فرقے ہوگئے فرقوا دینہم کے معنی ایک دین پر سب ایکمٹے نہین ہوئے بلکہ
اوسمین اختلاف کیا ۔ فرقوا کو حمزہ اور کسائی نے فارقوا الف سے اور تخفیف راء سے پڑھا ہے
اسکی معنی کہ اپنا دین چھوڑ دیا اور اوس سے جدا ہوگئے مشتق مفارقت سے ہے باقی قاری بغیر الف
کے تشدید راء سے پڑھتے ہین دین سے دین ابراہیم علیہ السلام مراد ہے فرقوا کے معنی جنھون نے
دین ابراہیم کو مختلف دین کردیا جیسے یہودیت اور نصرانیت اور بت پرستی اور انکے مانند مختلف دین
بعضون نے کہا مرجع دونون قرارت کا حقیقت مین ایک ہے کہ جس کسی نے اپنا دین پراگندہ کیا

بعض کا اقرار کیا اور بعض کا انکار کیا تو حقیقت میں اپنا دین چھوڑ دیا معلوم کرنا چاہئے کہ ان فرقوں سے کون سا
ہے مفسرین کا اسمیں اختلاف ہے حسن بصری نے کہا یہ لوگ سب مشرکین ہیں کیونکہ انہوں میں سے بعض نے
بت پرستی کی اور کہا کہ بت ہمارے سفارشی ہیں اور بعضوں نے فرشتوں کی پرستش کی اور کہا کہ وہ اللہ کے
بیٹیاں ہیں اور بعضوں نے ستاروں کی پرستش کی اور دین کی تفریق اسی سے عبارت ہے مجاہد نے کہا
جنھوں نے دین کی تفریق کی وہ یہود ہیں قتادہ سے بھی ایک روایت میں ایسا ہی آیا ہے قتادہ اور
ضحاک اور سدی کہتے ہیں کہ یہہ آیت یہود و نصاریٰ کے شان میں نازل ہوئی ابن ابی حاتم نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے یہود و نصاریٰ
نے اختلاف کیا اور کئی فرقے ہوگئے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو خدا تعالیٰ نے ان الذین
فرقوا دینہم الآیہ نازل کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہہ آیت اس امت کے حق میں نازل ہوئی اسکو
فریابی اور عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن
مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور جس قول پر اس سے مراد امت ہے تو اس بات پر
ترغیب ہے کہ مسلمانوں کا کلمہ ایک ہو اور دین میں متفرق نہوں اور بدعتیں گمراہ لوگ جو دین میں
کیا کرتے ہیں وہ شروع نکرے دین حکیم ترمذی اور ابن جریر اور طبرانی اور شیرازی القاب میں اور ابن
مردویہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ان الذین فرقوا
دینہم و کانوا شیعا میں فرمایا لوگ اس امت کے وہ اہل بدعت اور اہل شبہات اور اہل ضلالت ہیں
ابن کثیر نے کہا اسناد اس حدیث کی صحیح نہیں اسمیں عباد بن کثیر ہے وہ متروک الحدیث ہے
اور اسکی رفع میں وہم کیا ہے عبد بن حمید اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کی اور کہا وہ حروریہ ہیں ابن ابی حاتم اور نحاس اور ابن مردویہ ابو غالب سے روایت کرتے ہیں ان الذین
فارقوا دینہم و کانوا شیعا کی آیت میں کہا میں نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد خوارج ہیں ابن کثیر نے کہا رفع اس حدیث کا
صحیح نہیں طبرانی صغیر میں اور ابو نعیم حلیہ میں اور ابن مردویہ وغیرہم عمر بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے آیۂ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا پڑھکر
کہا اے عایشہ جنھون نے اپنا دین چھوڑا اور کئی فرقے ہوگئے وہ بدعت والے اور خواہشات نفسانی کے
پیرو ہین انکے لئے توبہ نہین ہین انسے الگ ہون وہ مجھسے الگ ہین ابن کثیر نے کہا یہہ حدیث غریب ہے
اس کا رفع صحیح نہین حافظ ابوالحسن ہیثمی نے بروایت طبرانی اسکو مرفوع روایت کیا ہے اور کہا کہ
اسناد اسکی جید ہے ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل جدا جدا بہتر ملت پر ہو گئے اور میری امت تہتر ملت پر
پر ہوگی یہہ سب دوزخ مین ہین مگر ایک ملت صحابہ نے عرض کیا وہ کون ہے حضرت نے فرمایا وہ
لوگ ہین جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہین ابوداؤد اور امام احمد نے معاویہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھارے لگے اہل کتاب بہتر ملت ہوے اور
عنقریب یہہ امت تہتر فرقے ہونگے بہتر فرقے دوزخ مین ہین ایک فرقہ جنت مین ہے اور وہ جماعت
ہے اور میری امت مین کچھ قومین نکلینگے انمین یعنی انکے رگ وپے مین اہوا یعنی خواہشات ایسے سرایت
کرینگے جیسا دیوانہ کتے کا زہر سرایت کرتا ہے کوئی رگ وپٹھا ایسا نہین جسمین اسکا اثر نہو امام احمد
اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین ایک دن نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھکر ہماری طرف متوجہ ہوے اور ہمکو خوب نصیحت کی کہ اس سے لوگ آبدیدہ
ہوے اور دل ڈرے پس ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ گویا یہہ رخصت کرنے والی کی نصیحت ہے
ہمین وصیت فرمائیے حضرت نے فرمایا مین تمکو اللہ کے تقوی اور اطاعت اور حکم بجا لانے یعنے مسلمانون
کے مراد ہے اگرچہ حبشی غلام ہو وصیت کرتا ہون مقرر تم مین سے جو شخص میرے بعد زندہ رہیگا وہ بہت کچھ
اختلاف دیکھیگا اسوقت تم میری سنت اور میری خلفاء راشدین جو ہدایت کئے گئے ہین انکی سنت
کو اپنے اوپر لازم کرو اسی سے استدلال کرو اور اوسے مضبوط پکڑے رہو اور نئی نئی باتون
سے بچتے رہو کیونکہ جو نئی بات ہے وہ بدعت ہے اور جو بدعت ہے ضلالت ہے بعضے مفسرین
کہتے ہین کہ یہہ آیت تمام کفار کے حق مین اور اون اہل بدعات کی شان مین عام ہے جنسے

اللہ تعالیٰ کے امر میں خلاف کیا تو اوسنے دین میں راہیں نکالیں ابن کثیر نے کہا سیاق آیت سے یہی ظاہر ہے لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ تجھکو اُن سے کام نہیں یعنی کفار کے قتال پر تو مامور نہیں اس صورت میں یہہ آیت آیۂ سیف سے منسوخ ہے یہہ حکم اوس شخص کے قول پر ہے جو آیت سے یہود و نصاریٰ اور کفار مراد لیتا ہے اور جس نے کہا آیت سے اس امت کے اہل ہوا اور اہل بدعت مراد ہیں وہ کہتا ہے معنی اسکی یہہ ہیں کہ تو انمیں سے کسی چیز میں نہیں یعنی تو اُن سے بری ہے اور وہ تجھ سے بری ہیں اس صورت میں یہہ آیت محکم ہوگی یوں بھی معنی ہوسکتی ہیں کہ انمیں سے تو کچھ حساب میں نہیں یعنی تجھ سے انکے باب میں کوئی مواخذہ نہوگا علامہ سمین نے کہا فی شیٔ محل رفع میں انّ کی خبر ہے جو ان الذین فرقوا میں واقع ہے اور منہم لیس کی خبر ہے کیونکہ اس سے فایدہ تمام ہوتا ہے اس ترکیب پر فی شیٔ استقرار سے متعلق ہے جس سے منہم متعلق ہوا گو یا تقدیر یہہ ہے لست مستقرا منہم فی شیٔ اے من تفرقہم یعنی نہیں ہے تجھ کو ان لوگوں میں سے مستقر کسی چیز میں انکی تفریق سے اگر فی شیٔ کو لیس کی خبر اور منہم کو اس سے بحذف مضاف حال ڈالیں تو بھی جائز ہے گویا تقدیر یہہ ہے لست من البحث عن تفرقہم والتعرض لمن یعاصرک منہم بالمناقشہ و المواخذہ یعنی انکے متفرق ہونیکے تجھ سے بحث نہیں اور جو کفار تیرے معاصر ہیں انسے مناقشہ اور مواخذہ کے ساتھ متعرض ہونا تیرا کام نہیں اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ انکا کام حوالے اللہ کے ہے یعنی انکے جزاء اور مکافات کا مالک وہی ہے سدی نے کہا امرانکا یعنی یہود و نصاریٰ کا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ پھر وہی جتا دیگا انکو جیسا کچھ کرتے تھے یعنی جب وہ قیامت کے دن آوینگے تو جو کچھ دنیا میں اونہوں نے کیا تھا اللہ تعالیٰ اوسکی جزا دیگا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جو کوئی لایا نیکی اُسکو ہے اسکے دس برابر یعنی دس حسنات کا اجر اوسکو ملیگا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا اور جو لایا برائی سو جزا پاویگا اتنا ہی یعنی فقط ایک برائی کی جزا پائیگا حسنہ اور سیئہ سے کیا مراد ہے انمیں مفسرین کے دو قولوں میں پہلا قول حسنہ سے لا الہ الا اللہ مراد ہے اور سیئہ سے اللہ کے ساتھ شریک

گردانا مراد ہے اس قول پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کلمہ توحید کا مثل نہیں پھر اسکی جزا دس گنی کیونکر قرار دیجائیگی اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے یہاں حسنہ کی جزا کی مقدار معلوم ہے پس ایمان مومن کے مقدار کے موافق جسکو چاہے گا جزا دیگا اور دس گنی ثواب کا جانا اسواسطے ہے کہ ایمان مین ترغیب ہو نہ یہ کہ محدود کرنیکے واسطے کہا ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ من جاء بالحسنۃ سے لا الہ الا اللہ کہنا مراد ہے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور علی بن حسین اور سعید بن جبیر اور حسن اور عطا اور مجاہد اور ابو صالح ذکوان اور محمد بن کعب قرظی اور نخعی اور ضحاک اور زہری اور عکرمہ اور زید بن اسلم اور قتادہ رحمہم اللہ سے بھی اسیکے مانند مروی ہے ابن ابی حاتم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ میرے رفیقون نے ملاقات کی اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیئہ سے کلمہ اشراک مراد ہے دوسرا قول حسنہ لفظ عام ہے بندہ جو نیکی کریگا وہ حسنہ ہے اور جو بدی کریگا وہ سیئہ ہے یہ اولی ہے کیونکہ لفظ کو عموم پر محمول کرنا اولی ہے اس عموم پر احادیث ذیل دلالت کرتی ہین عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب آیہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا نازل ہوئی تو مسلمانون سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ لا الہ الا اللہ حسنہ ہے حضرت نے فرمایا ہان افضل حسنات ہے یہ حدیث مرسل ہے احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے ہر مہینے مین تین روزے رکھے اسکے لئے یہی صوم دہر ہے اور خدا تعالی نے اس کی تصدیق کے لئے اپنی کتاب مین نازل فرمایا من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا سو ایک کو دس کے مقابلہ مین دیا ہے ترمذی نے اسکی تحسین کی ہے طبرانی نے ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک جمعہ یعنی نماز جمعہ سے جمعہ تک کے درمیان کا کفارہ ہے اور تین دن اسپر زیادہ ہین یہ اسلئے کہ خدا تعالی نے فرمایا من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عمرو بن شعیب سے

اسنے اپنے باپ سے اور اوسنے اپنے دادا سے روایت کی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے
تین شخص آتے ہین ایک وہ مرد ہے جو جمعہ کے لئے حاضر ہوا اور لغو کرتا ہے اس جمعہ سے وہی اوسکا حصہ
ہے اور ایک وہ مرد ہے جو جمعہ کے لئے آیا دعا کرتا ہو اگر خدا چاہے تو جو مانگتا ہے وہ اُسکو دے
چاہے نہ دے اور ایک وہ مرد ہے جو جمعہ کے لئے آتا ہو خاموش اور ساکت رہتا ہے اور کسی مسلمان
کی گردن نہین کھوندے نہ کسی کو ایذا دے تو وہ اُسکے لئے بعد کی جمعہ تک کفارہ ہے اور تین دن
اسپر زیادہ یہہ اس لئے کہ خدا تعالی فرماتا ہو من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ابن مردویہ نے ابو الدرداء
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نے جمعہ کے دن غسل کیا
اور میسّر ہوئی تو خوشبو لگائی پھر مسجد کو آیا کسی کو اذیت نہ دی نہ کسی کو کھوندا تو وہ نماز
اس جمعہ سے اور دوسرے جمعہ تک کے درمیان کا کفارہ ہے یعنی گناہون کا کفارہ ہے اور تین
دن اسپر زیادہ کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے الحسنۃ بعشر امثالہا طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ قرآن کو سیکھو اور تلاوت کرو مقرر تم ہر ایک حرف سے اوسکا اجر
دس نیکی پاؤگے آگاہ رہو مین یہ نہین کہتا کہ الم دس نیکیان ہین بلکہ الف اور لام اور میم تیس
نیکیان ہین یہہ اسلئے کہ خدا تعالی عزوجل فرماتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ابن جریر نے ربیع سے
روایت کی ہے کہ آیہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا نازل ہوئی اور صحابہ ہر مہینے مین تین روزہ رکھتے تھے
اور اپنے اموال سے دسوان حصہ نکالتے تھے اور اسکے بعد فرایض اترے رمضان کا روزہ اور زکوٰۃ
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ مجھکو کوئی عمل سیکھلاؤ جو جنت سے نزدیک اور جہنم سے
دور کرے حضرت نے فرمایا تو نے بدی کی تو نیکی کر کیونکہ ایک نیکی مین دس گونہ ثواب ہے مین نے کہا یا رسول اللہ
لا الہ الا اللہ حسنات سے ہے حضرت نے فرمایا وہ بہتر حسنات سے ہے بندہ عاصی کہتا ہے وہ جو احادیث مین
حسنہ سے لا الہ الا اللہ مراد آئی سو احسن حسنات یا افضل حسنات پر

حل کیا جاے تو احادیث سب متفق ہوتے ہین اور تعارض دفع ہوتا ہے واللہ اعلم بعضے مفسرین
کہتے ہین دس ثواب کی تقدیر محدود کرنیکے واسطے نہین یعنی اس خاص عدد مین حصر نہین کسواسطے
کہ خدا تعالی جسکو چاہے اسکی نیکیان سات سو تک بڑہاتا ہے اور اس سے بھی زیادہ جسکو چاہے
بے حساب دے اسکو احادیث ذیل تقویت دیتے ہین بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم مین سے جس کسینے اپنے اسلام کو اچھا کیا تو جو
نیکی کریگا اسکے لئے دس برابر اسکے سات سو برابر تک ہے احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر خدا تعالی نے ابن آدم کی ایک نیکی کو
دس برابر گردانا اسکے سات سو برابر تک مگر روزہ میرے واسطے ہے مین اسکی جزا دونگا احمد بخاری
اور مسلم اور نسائی اور ابن مردویہ اور بیہقی اسماء والصفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ اپنے پروردگار عزوجل سے روایت کرتے ہین جس کسینے ایک نیکی کا قصد کیا
اور نکیا تو اوسکے واسطے ایک نیکی لکھی جائیگی اگر ایک نیکی کی تو دس سے سات سو تک برابر اور بہت
اوس سے دوچند لکھی جائینگی اور جس کسینے بدی کا قصد کیا اور اوسکو عمل مین نہ لایا تو خدا تعالی
اسکے واسطے پوری نیکی لکھیگا اگر بدی کا قصد کیا اور اوسکو عمل کیا تو اس کے واسطے ایک بدی لکھیگا
قولہ اور بہت اس سے دوچند لکھی جائینگی حاصل یہہ کہ ایک نیکی کی دس نیکیان لکھے جاتے ہین اور زیادہ ہوتے
جاتے ہین بقدر صدق و اخلاص کے بہاتھ سو تک بلکہ بعضے جگہہ زیادہ بھی چنانچہ حرم مین ایک کے لاکھ
لکھی جاتی ہین اور برائی جتنی کرتا ہے اتنی ہی لکھی جاتی ہین امام احمد و مسلم و ابن ماجہ و ابن مردویہ و بیہقی ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عزوجل فرماتا ہے جو کوئی ایک نیکی بجالاے تو
اوسکے دس گنہ ثواب ہوتا ہے اور زیادہ بھی دیتا ہون اور جو کوئی ایک بدی کرے تو بدی کی سزا
برابر دیتا ہون یا بخش دیتا ہون اور مجھ سے جسنے ایک بالشت نزدیکی دھونڈی مجھ بعنے تھوڑی سی مقدار
طاعت کے ساتھ تو ایک ہاتھ اوس سے نزدیک ہوتا ہون یعنی اوسکو اپنی رحمت سے زیادہ
پہنچاتا ہون اور جسنے ایک ہاتھ مجھ سے نزدیکی دھونڈے تو دونون ہاتھ کے مقدار اس سے نزدیک

ہو جاتا ہون اور جو شخص میرے پاس چلکر آتا ہے تو مین اسکے پاس دوڑکر آتا ہون اور جو شخص زمین کے برابر گناہ لیکر مجھسے ملے اور کسیکو میرے ساتھ شریک کرتا ہو تو اوس سے مین اوس زمین کے برابر بخشش کے ساتھ ملونگا حاصل یہہ کہ بندہ تھوڑا سا رجوع کرتا ہے تو منجانب حضرت حق توجہ اور التفات و رحمت اس سے بڑھکر ہوتی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدای عزوجل فرماتا ہے جب کوئی میرا بندہ ایک نیکی کرنے کو کہتا ہو تو مین اسکے واسطے ایک نیکی لکھتا ہون یعنی کراماً کاتبین کو اس نیکی کو لکھنے کیواسطے کہتا ہون جب تک اس نیکی کو عمل مین نہ لایا جب عمل مین لایا تو اس نیکی کو اسکے لئے دس نیکی کے برابر لکھتا ہون اور جب کہ ایک بدی کرنے کو کہا اسکو مغفرت کرتا ہون جب تک عمل مین نہ لایا جب اسکو عمل مین لایا تو برابر کی برائی لکھتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہین اے رب تیرا وہ بندہ بدی کا ارادہ کرتا ہو اور خدا تعالی اسکو بینا ہے فرماتا ہو اسکو نگاہ رکھو اگر کرے تو برابر کی لکھو اگر چھوڑ دے تو ایک نیکی اُسکے واسطے لکھو کیونکہ اس بندہ نے میرے ہی واسطے یعنی میرے خوف سے بدی چھوڑدی وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور اپر ظلم نہوگا یعنی نیکی بدی کرنے والے ظلم نہ کئے جاوینگے مراد یہ ہے کہ نیکی کرنے والے کا ثواب نہ گھٹیگا اور نہ بدی کرنے والے کا عذاب بڑھے قُلْ تو کہہ یعنی اے محمد اپنی قوم کے مشرکین سے کہہ اِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ مجھکو ہدایت کی میرے رب نے سیدھی راہ کی طرف یعنی دی اور دلیلون کے دکھانے سے سیدھی راہ ارشاد کی اور وہ دین اسلام ہے جسکو مومن بندون کے واسطے پسند کیا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ جب خدا تعالی نے اختلاف کفار کا بیان فرمایا تو اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا اور امر کرتا ہو کہ تجھ پر جو ہدایت کی نعمت کی جو راہ مستقیم ہو کفار کو اس نعمت کی خبر دے دِينًا قِيَمًا دین صحیح و دنیا محلا الی صراط سے بدل ہو کیونکہ وہ ہدانی کا مفعول ثانی ہو نیکے سبب سے منصوب ہے اور ہدی کا تعدیہ کبھی الی سے ہوتا ہے جیسا یہان اور کبھی بنفسہ متعدی ہوتا ہے جیسا خدا تعالی دوسری آیت مین فرماتا ہے وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا حاصل معنی یہہ ہین سیدھی راہ ہدایت کی دین مستقیم یعنی مستوار ہو اگر اسکو فعل مضمر کا مفعول ڈالین جسپر لفظ ہدانی دلالت کرتا ہے تو بھی جائز ہے اور فعل مضمر یہان ہدانی اور اوسکے مانند جیسے اعطانی اور عرفنی ہوگا کیونکہ

ہدایت معرفت کو مستلزم ہو گو یا معنی یوں ہونگے دین استوار کو سمجھا دے جسمین کجی نہیں قیما کو ابن عامر اور عاصم اور حمزہ کسر قاف و فتح یا مخففہ سے پڑھتے ہین بصیغۂ مصدر صفت واقع ہے بر اہ مبالغہ دو ہم قرار فتح قاف و کسر یاے تشدید کے ساتھ پڑھتے ہین دونون کے معنی ایک ہین قیم یعنی ثابت برپا دائم اور امر معاش و معاد پر استوار مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ ملت ابراہیم کی ملت یعنی دین و شریعت کے ہے یعنی مجھکو ہدایت کی اور ابراہیم کے دین و شریعت کو سمجھا دیا یہ عطف بیان داخل ہے دنیا سے حَنِيْفًا جو ایک طرف کا ہے حنیف کے اصل معنی ضلالت سے استقامۃ کی طرف مائل اور جس کو نے ختنہ کیا یا حج کیا تو عرب اوسکو حنیف بولتے تھے یہ اس بات کی آگاہی کیواسطے تھا کہ وہ دین ابراہیم پر ہے حنیفا حال ہے یعنی درحالیکہ ابراہیم دین توحید کیطرف مائل تھے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور تھا شرک کرنیوالون سے یعنی ابراہیم شرک کرنیوالون سے نہ تھا اسمین کفار قریش کا رد ہے کہ وہ خود کو ابراہیم کے دین پر بتلاتے تھے پس خدا تعالے نے خبر دی کہ ابراہیم شرک کرنیوالون سے نہ تھا قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ تو کہہ یعنی اے محمد کہہ تحقیق میری نماز اور قربانی مقاتل نے کہا صلاۃ سے فرض نماز اور نسک سے حج مراد ہے سعید بن جبیر کہتے ہین نسک سے ذبیحہ مراد ہے مجاہد کہتے ہین نسک سے حج و عمرہ مین ذبح کرنا مراد ہے قتادہ نے کہا نسک سے اضحیہ یعنی قربانی مراد ہے قتادہ سے ایک قول یون آیا ہے صلاتی و نسکی حجی و مذبحی یعنی میرا حج اور میرا ذبیحہ زجاج نے کہا نسکی کے معنی میری عبادت ناسک اسی سے ہے جو کوئی اللہ کا تقرب عبادت سے کرے تو اسے ناسک کہتے ہین بعضے کہتے ہین نسک سے اس آیت مین تمام طاعات کے اعمال مراد ہین اِنَّ صلاتی و نسکی مین اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ کی تمام عبادتین اللہ ہی کیواسطے ہون اسی واسطے آخر مین للہ رب العالمین لاشریک لہ سے تاکید کی ہے اور نیز اسمین دلیل ہے کہ کل عبادات تمام و کمال ادا ہون کیونکہ جو چیز اللہ کیواسطے ہو چاہئے کہ وہ عبادت خالص کے ساتھ کامل تمام ہون پھر جو عبادت ایسی ہوگی وہی مقبول ہے وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کی طرف ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے یعنی میرا جینا اور مرنا اللہ کے پیدا کرنے اور اسی کے قضا و قدر سے ہے یعنی وہ مجھکو زندہ کرے اور مارے بعضے کہتے ہین معنی یہ ہین میری زندگی عمل صالح سے اور میری موت جسکو مرون ایمان پر اللہ کیواسطے ہے بعضے کہتے ہین معنی یہ ہین میری طاعت بندگی

اللہ کیواسطے ہے اور میری جزا بعد موت کے اللہ کی طرف سے ہے شیخ سلیمان جمل نے کہا یہ معنون نے بعضون نے خلاصہ یہ کی تقدیر کی ہے یعنی خالص اللہ کیواسطے بعضون نے کہا مخلوقہ للہ کی تقدیر ہے تو زیع یہان اولی ہے یعنی دونون کی تقدیم ہو عبادت پر نظر کرتے اخلاص حیات و ممات پر نظر کرتے خلق مقدر ہو لَا شَرِيكَ لَهُ کوئی نہین اسکا شریک یعنی ان عبادتون مین اور پیدا کرنے مین اور قضا و قدر اور سا افعال مین مخلوق مین سے کوئی اسکا شریک نہین ہوتا وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ اور یہی مجھے حکم ہوا یعنی اسے محمد تو کہہ اس توحید و اخلاص کا مجھے حکم ہوا ہے اور مین اسکے ساتھ مامور ہون وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اور مین اول مسلمانون کا ہون یعنی اس اُمت مین پہلا مسلم ہون یہ قول قتادہ کا ہے بعضے کہتے ہین معنی ہین اور مین سب سے پہلے اوکے قضا و قدر کا حکم بردار ہون اوّل المسلمین سے آنحضرت کی تخصیص نہین کہ امتثال امر مین جلدی فرمانی ہو اور مامور ہونا حضرت کے خصایص سے ہو بلکہ سب امت اس امر مین داخل ہے جو اسلام لایا اوسنے آنحضرت کی اقتدا کی یہان ایک اشکال ہے کہ اول اسلام لانے مین ابراہیم اور اُن سے پہلے انبیا اور اُنکی امت داخل ہین پھر اوّلیت کی وجہ کیا ہو اوسکے دو جواب ہین پہلا جواب یہ کہ اوّلیت اُنکی باعتبار پہلے پیدا ہونیکے اور الست بربکم کے جواب دینے مین ہے دوسرا جواب یہ کہ حضرت اپنی ملت والون مین پہلے ہین قُلْ تو کہہ یعنی اے محمد اپنی قوم کے کفار سے کہ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا اب مین سوائے اللہ کے تلاش کرون کوئی رب یعنی کوئی معبود اللہ کے سوا ڈھونڈون یہ استفہام نفی کے معنی مین ہے یعنی مین اوسکے سوائے کوئی معبود نہین ڈھونڈتا غَيْرَ اللَّهِ ابْغِي کا مفعول ہے اور رَبًّا تمیز ہوگا اوسکا حال ڈالنا بھی جائز ہے وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ اور وہی ہے مالک ہر چیز کا یعنی ہر چیز کا صاحب اور مالک وہی ہے کوئی اسکا شریک نہین مملوک شریک مالک کا کیونکر ہو سکتا ہے یہ جواب ہے اون کفار کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کی طرف پھیرنا چاہتے اور بلاتے تھے وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا اور جو نفس کماویگا سو اسی کے ذمہ ہے یعنی گناہ کی سزا اسی کی جان پر ہے دوسرے پر کچھ اسکا وبال نہین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ولید بن المغیرہ کہتا تھا میری متابعت کرو تمھارا عذر میری گردن پر ہے سو خدا تعالی نے اُسکی رد فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ اور بوجھ نہ اٹھاویگا ایک شخص دوسرے کا یعنی

ایک کا گناہ دوسرے پر نہین لیا جاتا

کسی ایک گنہگار کا دوسرے سے مواخذہ کیا جاویگا اور نہ کوئی ایک دوسرے کا گناہ اٹھاوے گا
ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ پھر تمہارے رب پاس ہے تمہارا رجوع یعنی قیامت کے دن فَیُنَبِّئُکُمْ
بِمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ سو وہ جتا دیگا جس بات میں تم جھگڑتے تھے یعنی دنیا کے دین و ملت
کے لوگوں میں جو اختلاف کرتے تھے تمکو اسکی خبر دیگا بات سچ اور جھوٹ ظاہر ہو جاویگا وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ
خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ اور اسی نے تمکو کیا ہے نائب زمین کے طائف جمع خلیفہ کی ہے یعنی یہ کہ ایک کو دوسرے کا
خلیفہ کیا یا معنی یہ ہیں اللہ نے زمین میں آگے خلیفہ اور نائب بنائے کہ جو کچھ زمین میں ہے اسکا مالک ہوں اور
اسمیں تصرف کریں اسصورت میں خطاب عام ہوگا یا معنی یہ ہیں اے امت محمد تمکو گذری ہوئی امتوں کا خلیفہ کیا
اور انکو ہلاک کرکے تمکو انکا جانشین کیا یہ قول سدی کا ہے اسلئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء
اور آخر پیغمبران ہیں اور آپ کی امت آخر امت ہے اس صورت میں یہ خطاب خاص موجودوں کو ہوگا۔
وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ اور بلند کئے تم میں درجے ایک کے ایک پر یعنی بندوں کے
احوال پیدائش اور رزق اور شرف اور شکل اور قوت اور فضل میں مختلف کئے پس انمیں کوئی اچھا
کوئی برا کوئی غنی کوئی فقیر کوئی شریف کوئی کمینہ کوئی عالم کوئی جاہل کوئی قوی کوئی ضعیف ہے اور یہ تفاوت درجوں کا حسب
کے عجز یا جہل یا بخل کیوجہ سے نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ صفات نقص سے منزہ ہے بلکہ امتحان و آزمائش کیواسطے
ہے اسی کے طرف خدا تعالیٰ اشارہ فرمایا لِیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىکُمْ کہ آزماوے تمکو اپنے دئے ہوئے چیز
میں یعنی تم سے ایسا معاملہ کرتا ہے جیسے امتحان اور آزمائش کرنے والا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے
احوال خوب جانتا ہے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ غنی کو مال و جاہ سے فقیر کو فقر و فاقہ سے آزمائش کرتا ہے کہ کس
شکر اور کس سے کفر ظاہر ہوتا ہے تاکہ ثواب اور کافر کو عقاب سے اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ
بتحقیق تیرا رب شتاب کرتا ہے عذاب یعنی جسنے اسکی نافرمانی کی اوسکو جلد عذاب کرتا ہے اسکے عذاب کیلئے
کوئی آلات ضروری نہیں بلکہ محض تعلق اسکی قدرت کا ہے ایک آن میں بمصداق کن فیکون وَاِنَّهٗ
لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے یعنی اپنے دوستوں اور اہل طاعت
کے گناہوں کو بخشتا ہے تمام خلق پر رحم کرنے والا ہے واللہ اعلم بمرادہ واسرار کتابہ

ع ورد المزب ۹۰
(ختمہ وارد بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی)

سورۃ الاعراف مکیۃ وھی ستۃ ومائتان ایۃ

سورۂ اعراف مکہ مین نازل ہوئی دوسو چھ ایت کی ہی ابن الضریس اور نحاس اپنی ناسخ مین اور ابن مردویہ اور بیہقی دلایل مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ سورۂ اعراف مکہ مین نازل ہوئی ابن مردویہ نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اعراف مکہ مین نازل ہوی قتادہ نے کہا سورہ اعراف مین واسألہم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر آخر ایت تک آیت مدنی ہی ابن الخازن نے کہا اس سورہ کے کلمے تین ہزار تین سو پچیس ہین اور حروف چودہ ہزار دس ہین —

بسم اللہ الرحمن الرحیم المص یہ حروف مقطعات ہین انکی تفصیل سورۂ آل عمران مین گذری ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی اسماء والصفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ معنی المص کے انا اللہ افصل یعنی مین اللہ ہون بیان کرتا ہون یا حق کو باطل سے جدا کرتا ہون ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی اسماء والصفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ المص اور اوسکے مانند اسماء الٰہی سے ہین اللہ تعالی اُن سے قسم کہاتا ہی سدی کہتا ہی المص الصبور کے طرف اشارہ ہے محمد بن کعب قرظی نے کہا المص مین الف اللہ کا ہے اور میم رحمن اور صاد صمد کا ہے ضحاک نے کہا اس سے انا اللہ الصادق مراد ہے کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ یہہ کتاب اتری ہے تجھکو یعنی اے محمد یہہ قرآن ہے تجھ پر خدا تعالی نے نازل کیا کتاب سے قرآن مراد ہے یا خاص یہی سورت انزل صفت کتاب کی ہے فَلَا یَکُنْ فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ سو اس سے تیرا جی نہ رُکے یعنی خدا تعالی جو احکام و پیام نازل کئے اوس سے دل تنگ مت ہو یہہ خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد اس سے اُمت ہے حرج کے معنی مین ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ شک کی معنی مین ہے یعنی تیرے سینہ مین شک نہو اس قول پر تعبیر شک کی حرج سے کی کیونکہ شک کرنے والے کو دل تنگی ہوا کرتی ہے ابو العالیہ کہتا ہے حرج ضیق ہے یعنی اپنی تکذیب کے خوف سے

حکم پہنچانے مین دل تنگ ہو کیونکہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم کفار کی تکذیب سے اور انکے اذیت پہنچانے اور اعراض کرنے سے بہت تنگ دل ہوتے تھے اور امور نازل شدہ کے پہنچانے مین بسط و کشادگی نہ رکھتے تھے اسواسطے خدا یتعالی نے آنحضرت کو بے خوف کرایا اور دل تنگی سے نہی فرمائی لِتُنْذِرَ بِهٖ کہ تو ڈراوے اوس سے اس جار مجرور کا تعلق انزل سے ہے یعنی اے محمد ہمنے یہہ کتاب تجھ پر اوتاری ڈرانے کے خاطر نازل کی وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور نصیحت ہو ایمان والون کو اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ چلو اسی پر جو اترا تمکو تمھارے رب سے یعنی اے محمد اپنی قوم سے کہہ قرآن مجید کی متابعت کرو جسمین ہدایت اور نور اور بیان ہے حسن بصری نے کہا اے ابن آدم تو مامور ہوا ہے اللہ کی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی متابعت کیواسطے واللہ کوئی آیت نہین اتری مگر جس بات مین اتری ہے اور اسکے معنی کیا ہین جاننا چاہئے زجاج کا بھی یہی قول ہے گویا معنی یہہ ہین متابعت قرآن کی اور سنت کی کرو کیونکہ سنت بھی منجملہ اس چیز کے ہے جو خدا یتعالی کے پاس سے نازل ہوئی خدا یتعالی فرماتا ہے وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنی جو دے تمکو رسول سو لیلو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اس تقدیر پر جب لتنذر مین ڈرانے کا حکم فرمایا تو معنی اس کلام کے یون ہوے قوم کو ڈرا اور انسے کہہ جو چیز تمھارے پروردگار سے تمھاری طرف اتری ہے اوسکی پیروی کرو اور کفر و شرک چھوڑ دو بعضے کہتے ہین یہہ خطاب کفار کو ہے یعنی اے مشرکین متابعت کرو اس چیز کی جو تمھاری طرف تمھارے رب سے نازل ہوئی اور جس کفر و شرک پر تم ہو اوسکو چھوڑ دو اس پر بعد کا قول دلالت کرتا ہے وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اور نہ چلو اسکے سوای اور رفیقون کے پیچھے یعنی جو کوئی تمکو کفر و شرک کی طرف بلاتا ہے اوسکو اپنا دوست نہ ٹھہراؤ یعنی اللہ کی سوا شیاطین انس و جن کی دوستی نہ کرو وہ تمکو جنون کی عبادت اور خواہشات نفسانی اور بدعات کیطرف بلاوینگے یا معنی یہہ ہین اللہ کے ساتھ غیر کے عبادت نہ کرو اور جو کوئی اللہ کے دین سے عدول کرے اور اپنا ایک مذہب ٹھہراوے اوسکو دوست نہ بناؤ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ تم کم دھیان کرتے ہو یعنی پند پذیر کم ہوتے ہو یا

فی ان اتباع الکتاب والسنۃ واجب

یہہ معنی ہین کہ تم بہت ہی تھوڑی مدت نصیحت پذیر ہوتے ہو کہ اللہ کے دین کو ترک کرتے اور غیر اللہ کی پیروی کرتے ہو کلۃ ما قلت کی تاکید کے لئے زیادہ کیا گیا ہے اور اگر ما مصدریہ لیا جاے تو قلیلا ما تذکرون منصوب نہو گا بلکہ مصدر مبتدا ہو گا اور زمان قلیل خبر یا یہہ کہ قلیلا فاعل بالمتبوا سے حال ہو گا اور ما مصدریہ کا مجموع اس کا مرفوع ہو گا یعنی جس حال مین کہ تذکر تمھاری تھوڑی ہے اور قلیلاً صفت مصدر محذوف کی ہے جو تذکرًا ہے یا قلیلاً صفت زمانہ محذوف کی ہو گی تذکرون کو حمزہ اور کسائی و خلف وحفص ایک تے کے حذف اور ذال کی تخفیف سے پڑھتے ہین ابن عامر اس صیغہ کو یاے غائب سے پڑھتا ہے اس قرأت پر خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے اسلئے کہ ان مخاطبین کی بدحالی اور امر و نواہی کے نہ بجالانے مین اس حد تک پہنچی کہ لایق خطاب کے نہین باقی قراء تشدید ذال معجمہ سے با و غائم تا پڑھتے ہین۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اور کتنی بستیان ہمنے کھپا دین معلوم کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم کے ڈرانے اور احکام پہنچانے کا حکم فرمایا اور آپ پر جو کچھ نازل ہوا اسکی متابعت کرنیکے واسطے امر کیا تو اب انکو بطریق وعید عذاب اترنے کا ڈر بتلاتا ہے اگر اسکی متابعت سے سر پھیرین کم خبریہ ہے تکثیر کے واسطے موضع ہے مفعول اہلکنا کا ہے یا مبتدا ہے یا بعد اسکی خبر ہے قریہ کے ہلاک کرنے سے اہل قریہ کی ہلاکی اور قریہ کی ویرانی بقضاے اہل قریہ مراد ہے اور یہہ ہلاکی یا حقیقۃً ہے یعنی بہت بستی کے لوگون کو کفار و فجار سے ہمنے ہلاک کر دیا یا ہلاکی با عتبار خذلان کے ہے یعنی انکو رسوا کر دیا اپنے مہربانی سے پہلے معنی پر ہلاک سے ارادۂ ہلاک مراد ہے یعنی ہمنے اہل قریہ کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ کہ پہنچا انپر ہمارا عذاب راتون رات یا دوپہر کو سوتے قیلولہ دوپہر کے وقت آرام پانے کو کہتے ہین اگرچہ نیند نہ آوے تخصیص ان دو وقت کی اسواسطے ہے کہ یہہ وقت آرام و غفلت کے ہین توقع عذاب کی امن نہین نزول عذاب اسوقت مین گران اور موجب گھبراہٹ کا ہوتا ہے یعنی انپر ہمارا عذاب آیا غفلت مین تھے توقع عذاب کی نہین تھی یا رات کو سوتے یا دن کو قیلولہ کی وقت یہہ اوقات غفلت کے ہین اور لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکی رات کو سحر کیوقت ہوئی اور شعیب علیہ السلام کی قوم کی

ہلاکی دوپہر کو سونے میں ہوئی آیت سے مقصود یہ ہے کہ عذاب اترتے وقت بغیر کسی علامت کے دیکھنے والے
بیخبر تھے کہ اچانک عذاب آگیا آسمین اہل کتاب کو نہایت وعید اور تخویف ہو گویا انکو کہا گیا دنیا کے امن و رات کے
ہمسایہ پر تم مغرور مت ہو سکیئے کہ اللہ تعالی کا عذاب جب اترتا ہو اچانک آتا ہو اور یہان تبیع کیوں اسطے
ہے یعنی ایک بار وہ عذاب رات کو اور ایک بار دن کو آیا قائلون قیلولہ سے مشتق ہو یعنی سونے یا
آرام پانے کے بدون خواب کے دوپہر کو وقت اگر کوئی کہے فاجاءہا بیاتا ہم تعقیب کیلئے واسطے ہے اور ظاہر
یہہ ہے کہ عذاب کے پیچھے ہلاک ہوتا ہو پھر کیسا فرمایا اہلکناہا فجاءہا بأسنا جواب اسکا یہہ ہو کہ معنی آیت کے
یہہ ہین بہت بستیون کو ہمنے حکم ہلاک کا کیا پس اچانک ہمارا عذاب آیا یا اہلکنا بمعنی ارادنا اہلاکہا ہو یعنی
ہمنے اہل قریہ کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا یا فاجاءہا بأسنا مین اہلکناہا کے بیان کیطرف اسطے ہے جیسا کہتے ہین
اعطیتنی فاحسنت الی یعنی تونے بخشش کی مجھکو پس تونے مجھپر احسان کیا اس قول پر خواہ اعطاء کو
مقدم کرین یا احسان کو کچھ فرق نہین ایک دوسرے سے بدل ہو سکتا ہے ایسا ہی ہلاک عذاب
کا حال ہے فراء نے کہا ہلاک اور عذاب کبھی ملکر واقع ہوتے ہین جیسا اس قول یعنی اعطیتنی فاحسنت
الی مین احسان اور بخشش دونون ملکر متحقق ہوے نہ آگے پیچھے ایسا ہی اس جگہہ ہلاک و عذاب ملکر
ہوے فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ پھر رہی تھی انکی پکار جب پہنچا انپر ہمارا عذاب یعنی
جن پر ہمارا عذاب آیا یہی تھی دعوا یعنی ادعا یعنی دعوی کرنے اور استغاثہ کے اور یعنی دعا کے ہے
بستیون والون کی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ کہنے لگے ہم تھے گنہگار یعنی جب عذاب انکے
سر پر آیا انکی دعا براہ تضرع و استعانت کے بارگاہ الہی مین نتھی یا انکی دعا حقیقت ادیان باطلہ کا نتھا
بجز اس کہنے کے کہ ہم ستمگار تھے کہ حقیقت حال انپر ظاہر ہو گئی اپنے اوپر سے عذاب کو دور کرنے کی انکو
قدرت حاصل نہوئی حسرت اور ندامت سے اپنی تقصیر کا اعتراف کر گئے حالانکہ نزول عذاب کے وقت اعتراف
تقصیر کوئی فایدہ نہین دیتا فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ سو البتہ ہم پوچھینگے اُن سے جن کے
پاس رسول بھیجے تھے یعنی اگلی امتون سے کہ جن پاس پیغمبر بھیجے تھے ہم سوال کرینگے پیغمبر جو کچھ لیکر آئے تھے
اس سے تم نے کیا عمل کیا وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اور البتہ ہم پوچھینگے رسولون سے یعنی اس بات کا اون سے

سوال کیا جائیگا آیا انہون نے ہمارا پیغام پہنچایا اور جو کچھ امتون کو پہنچانے کا اونہین حکم ہوا تھا اسکو ادا کیا یا
نہین قصور کیا پہنچایا نہین ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی بعث مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت
کے معنی مین روایت کرتے ہین کہ خدا تعالی لوگون سے وہ بات پوچھیگا جو پیغمبرون کو انہون نے جواب دیا تھا اور پیغمبرون سے
سے وہ پوچھیگا جو اونہون نے لوگون کو پہنچایا سدی نے فلنسألن الذین ارسل الیہم کے معنی مین کہا خدا تعالی
فرماتا ہے اون سے ہم لا الہ الا اللہ کو پوچھینگے اور مرسلین سے جبریل مراد ہے سفیان ثوری اسکے معنی مین کہتے
ہین ہم لوگون سے یہ پوچھینگے آیا رسولون نے تمکو پہونچایا اور پیغمبرون سے پوچھینگے لوگون نے تمکو تمہارے پیغام پہونچائے
وقت کیا جواب دیا عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے وہب بن الورد سے روایت کی ہے کہا مجھکو خبر پہونچی کہ اسرافیل
اللہ تعالی کے نزدیک اقرب خلق ہے اور عرش اسکے کاندھے پر ہے جب وحی نازل ہوتی ہے تو عرش سے ایک
تختی ڈالی جاتی ہے اور اسرافیل کی پیشانی پر گرتی ہے وہ اسکو دیکھکے جبرئیل کے نزدیک بھیجتا ہے اور
وہ رسول کو پہنچاتا ہے جب قیامت کا دن آئیگا خدا تعالی اسرافیل کو بلوائیگا پھر اسکو لیکر آوینگے مارے خوف
کے اسکے رگین کانپینگے اللہ کہیگا تختی جو پیغام پہنچای تھی تو نے کیسا کام کیا اسرافیل کہینگے جبرئیل کو پہنچا دیا پھر
جبرئیل کو بلوائیگا اسکو لیکر آوینگے رگین اسکی کانپتی ہونگی اس سے کہیگا اسرافیل نے جو پیغام پہنچایا تو نے کیا کام
کیا جبرئیل کہیگا ای رب میںنے رسولونکو پہنچا دیا پھر رسول بلائے جائینگے انکو لے آوینگے انکے رگین کانپتی ہونگی
خدا تعالی انکو کہیگا جبرئیل نے جو پیغام پہنچایا تھا تم نے کیسا کام کیا رسول کہینگے اے رب ہمنے لوگونکو پہنچا دیا وہب نے
کہا یہی معنی ہین فلنسألن الذین ارسل الیہم ولنسالن المرسلین کے وہیب بن الورد ثقہ عابد کبار اتباع تابعین سے
ہے اور یہہ اثر اسکے بلاغات سے ہے واللہ اعلم یہان ایک اشکال ہے تقریر اسکی یہہ ہے کہ پہلی آیت مین فرمایا
یعنی انا کنا ظالمین ہین انہونے اپنی جانون پر قصور کا اعتراف کیا پھر باوجود اعتراف قصور کے اس سوال
کا فایدہ کیا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ جب اونہون نے اعتراف کیا کہ ہم عالم قصور مند تھے تو بعد اسکے اس
ظلم اور تقصیر کا سبب دریافت کریگا اس سے کفار کی سرزنش اور توبیخ مقصود ہے اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالی
باوجود علم اس بات کے کہ رسولون نے امت کو پیغام پہنچایا اس سوال کرنے کا کیا فایدہ ہے تو جواب یہ ہے کہ
جب قیامت ہوگی رسولون کی رسالت پہنچانے سے کفار انکار کرینگے کہ کوئی بشیر و نذیر ہم پاس نہین آیا اس

رسولون کا مسئلہ امت پر بطریق اشہاد کے واقع ہے رسالت پہنچانے پر پس یہہ مسئلہ بھی کفار کو گویا سرتقریع و توبیخ ہے کسلئے کہ وہ رسولون کے پہنچانے پر انکار کرکے سوا انکی رسوائی اور خواری اور عذاب اس سے زیادہ ہوگا فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ پھر ہم بیان کرد ینگے انکو اپنے علم سے یعنی پیغمبرون اور انکی امتون کو دنیا مین جو اعمال کئے تھے اپنے علم و یقین سے اس سے خبر دینگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قیامت کے دن کتاب رکھی جائیگی جو اعمال وہ کئے تھے اس سے وہ کتاب بات کریگی ابن جریر وغیرہ اسکو روایت کرتے ہین وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ۔ اور ہم تھے غائب یعنی امتون کے اعمال سے اور رسولون کے پہنچانے سے غائب و دور تھے جس سے کوئی انکا احوال ہمپر مخفی رہے وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ اور تول اس دن ٹھیک ہے یومئذ سے مراد سوال اور پرسش کا دن وہ قیامت کا روز یعنی ہر شخص کے اعمال قیامت کے دن تولنا ٹھیک اور انصاف سے ہر بغوی نے مجاہد سے نقل کیا ہے وزن سے یہان قضا یعنی چکوتی مراد ہے اور الحق کی معنی عدل یعنی انصاف ہی جمہور کے پاس وزن سے ترازو مین اعمال تولنا مراد ہے خدا تعالیٰ قیامت کے دن بندون کے اعمال تولنے کیواسطے ایک ترازو نصب کریگا جسے ایک ڈنڈی اور دو پلے ہونگے ہر ایک پلہ مقدار مین مابین مشرق و مغرب کے ہوگا حاکم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ترازو رکھا جائیگا اگر اس مین آسمان و زمین تولین تو سماوین ملائکہ کہینگے اے رب یہہ کسکے تولنے کیواسطے ہے خدا تعالیٰ فرماویگا میری مخلوق سے جسکو چاہون فرشتے کہینگے سبحانک ما عبدناک حق عبادتک حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن المبارک زہد مین اور آجری شریعت مین اور لالکائی سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین ترازو رکھا جاویگا اسکے دو پلے ہونگے اگر ایک پلہ مین آسمانون و زمین اور جو انمین ہین رکھا جاوین تو انکو سماوے ملائکہ کہینگے یہہ کسکو تولیگا خدا تعالیٰ فرماویگا میرے مخلوق سے جسکو چاہون ملائکہ کہینگے ما عبدناک حق عبادتک یعنی ہم عبادت نکرے حق تیری عبادت کا ابن مردویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خدا تعالیٰ ترازو کے دو پلہ آسمان و زمین کے مانند پیدا کیا یعنی اسکی وسعت مین آسمان و زمین سماوے ملائکہ نے کہا اے رب اس سے کسکو تولیگا خدا تعالیٰ فرمایا جسکو چاہون اس سے تولون اور

خدا تعالیٰ صراط پیدا کیا جیسا تلوار کی دھار ہے فرشتوں نے کہا اے رب اس پر کون گذریگا خدا تعالیٰ
بولا جسکو چاہون گذارونگا معلوم کرنا چاہئے نامۂ اعمال تولے جائینگے یا اعمال بصورت جسم ہو کر تولے
جائینگے یا نفس اشخاص تولے جائینگے مفسرین کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین نامۂ اعمال تولے جائینگے کرمانی
نیکیان اور بدیان لکھی گئین اس قول کو قرطبی نے اپنے تذکرہ مین ترجیح دی ہے اور ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے نقل کیا ہے کہ اعمال نامے تولے جاوینگے اسی کو بطاقہ کی حدیث تقویت دیتی ہے چنانچہ احمد اور ترمذی
اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن مردویہ اور لالکائی اور بیہقی بعث مین بعد اللہ بن عمرو رضی اللہ
عنہما سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خلایق کے روبرو ایک
شخص میری امت کا بلایا جاویگا اور اسکے واسطے ننانوین نامے کھولے جاوینگے ہر ایک نامہ جہان تک
آدمی کی نظر دوڑتی ہے اتنا دراز ہوگا خدا تعالیٰ اس شخص کو کہیگا کیا کوئی چیز کو اس نامے سے تو انکار
کرتا ہے آیا میرے نگہبان لکھنے والون نے تجھ پر ظلم کئے وہ کہیگا اے رب کیسے ظلم نہین کیا پھر خدا تعالیٰ کہیگا
کیا تجھے اسمین کوئی عذر ہے یا کوئی نیکی ہے وہ شخص ڈر کر بولیگا یا رب ظلم نہین کیا تب خدا تعالیٰ کہیگا ہان
ایک نیکی تیرے لئے ہمارے پاس ہے مقرر آجکے دن تجھ پر کوئی ظلم نہوگا پھر ایک بطاقہ یعنی چھوٹا رقعہ نکالیگا
اوس مین اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ہوگا وہ کہیگا اے رب ان ناموں کے
ساتھ یہہ بطاقہ کیا قدر رکھتا ہے اوس سے کہا جائیگا آج تجھ پر ظلم نہوگا پھر ایک پلہ مین نامے رکھے جائینگے
اور ایک پلہ مین بطاقہ پس نامے ہلکے ہونگے اور بطاقہ بھاری ہوگا اور کوئی شئی اللہ کے نام کے ساتھ
گران قدر نہوگا ترمذی نے اس حدیث کی تحسین کی ہے اور حاکم نے تصحیح کی ہے بعضے کہتے ہین اعمال
تولینگے اور اعمال بصورت جسد متشکل ہونگے نیکون کے اعمال نیک صورت مین اور بدون کے اعمال بری صورت
مین تولے جاوینگے حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین اعمال تولے جانے کا قول صحیح ہے بیہقی نے شعب الایمان
مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میزان ایک ڈنڈی اور دو پلہ ہین اوس مین نیکیان
اور بدیان تولینگے نیکیون کو نیک صورت مین لاوینگے اور ترازو کے پلہ مین رکھینگے تو وہ گران ہونگے
پھر نیکیون کو لینگے اور جنت مین اوس نیکی والے کی جھولی مین رکھینگے پس ٹھیک مومن کو کہا جائیگا تو نے

اپنے عمل سے نجات پائی پھر وہ جنت کی طرف جائیگا اور اپنے عمل سے اپنے منازل کو پہچانیگا اور بدیون کو بری صورت مین لے آوینگے اور ترازو کے پلہ مین رکھینگے وہ ہلکی ہوگی اور باطل ہلکا ہے جہنم مین اسکے لئے جو منازل ہین اسمین ڈالا جائیگا اور اسکو کہا جائیگا ٹھیک تیرے عمل کیوا سطے آگ ہو پس وہ آگ مین آئیگا اور اپنے عمل سے اپنے راہی کی پہچان کریگا اور جو خدا تعالی نے اسکے واسطے وہان قسم قسم کے عذاب رکھا ہے اوسے پہچانیگا اس روایت سے ثابت ہوا کہ اعمال متشکل ہوکے ترازو مین رکھے جاتے ہین اور اللہ تعالی ان شکلون مین گرانی اور سبکی پیدا کرتا ہی ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کوئی چیز ترازو مین نیک خلق سے گرانتر نہین رکھی جائیگی ابن حبان نے اسکی تصحیح کی ہے ابن ابی الدنیا اور بزار اور ابو یعلی اور طبرانی اور بیہقی انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہا کہ ابو ذر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی حضرت نے فرمایا کیا مین دو خصلت تجھکو نہ بتلاؤن جو پلہ پر سبک اور میزان مین انکے غیر سے گران تر اسنے کہا درست یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا حسن خلق اور خاموشی در از لازم کر قسم اسکی جسکے دست قدرت مین میری جان ہی خلایق کا کوئی عمل ان دونون کے مثل نہین حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا اسکی سند جیّد ہے اور ابو خیثمہ نے اپنے فواید مین جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ قیامت کے دن ترازو رکھی جائیگی نیکیان اور بدیان تولی جاوینگی جسکی نیکیان بدیون پر مثقال بھر بھاری ہون گی تو جنت مین جائیگا اور جسکے بدیان نیکیون پر مثقال بھر بھاری ہونگی تو آگ مین داخل ہوگا کسی نے کہا جس کسی کی نیکیان اور بدیان دونون برابر ہون تو کیا ہوگا کہا وہ اصحاب الاعراف ہین اور ابن المبارک نے زہد مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند موقوف روایت کی ہے ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے وضو کیا اور پاک کپڑے سے پونچھا تو کچھ مضایقہ نہین ہے جسنے ایسا نہ کیا یعنی نہ پونچھا تو یہ افضل ہے کسلئے کہ قیامت کے دن وضو باقی اعمال کے ساتھ تولا جائیگا حافظ سیوطی نے کہا اسکی سند ضعیف ہی سعید بن المسیب نے وضو کے بعد رومال سے پونچھا کروہ جانا اور کہا وہ وزن کیا جاتا ہی ترمذی نے زہری سے نقل کیا ہے وضو کے بعد رومال سے اعضا کا پونچھنا اسی واسطے مکروہ رکھا گیا

کہ ہر ایک قطرہ وضو کا تولا جائیگا ابن عبد البر نے کتاب فضل العلم مین ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن عمل آدمی کا لایا جاے گا اور ترازو کے پلہ مین رکھا جائیگا تو خفیف ہوگا پھر ایک شئی ابر کی طرح لائی جائیگی اور ترازو کے پلہ مین رکھی جائیگی تو وہ بھاری ہوگی کہا جائیگا تو اسکو جانتا ہی یہہ کیا چیز ہے وہ کہیگا مین اسے نہین جانتا اسکو کہا جائیگا یہہ فضل علم ہے جو تونے لوگون کو سکھایا تھا بعضے کہتے ہین خود اشخاص تولے جاوینگے اس قول کو بغوی نے ذکر کیا اور اسپر حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دلیل لایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہ لیاتی الرجل العظیم السمین یوم القیمۃ لایزن عند اللہ جناح بعوضۃ یعنی قیامت کے دن ایک مرد بزرگ موٹا آویگا اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پر برابر نہ تولا جاویگا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے ابن الخازن نے کہا اس حدیث سے ترازو مین اشخاص کے تولے جانے پر دلیل نہین ہوتی کیلئے کہ لایزن عند اللہ جناح بعوضۃ سے مچھر کے پر کی مقدار اسکی حرمت نہونی مراد ہے نہ اسکا وزن مچھر کی مقدار پر مراد ہے اور کہا ان اقوال مین وہی قول صحیح ہے جسنے کہا نامۂ اعمال تولے جائینگے یا نفس اعمال متجسد ہو کر تولے جاوینگے انتہی بندۂ عاصی کہتا ہی بزار اور ابن مردویہ اور لالکائی اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہی کہ ایک فرشتہ کو ترازو سپرد کی گئی ہے بندہ کو یہہ ترازو کے درمیان کھڑا کرینگے اگر اسکا وزن گران ہوا تو فرشتہ بلند آواز سے پکاریگا جسکو خلایق سنین گے فلان بن فلان نیکبخت ہوا ایسی سعادت کہ جسکے پیچھے شقی نہوگا اور اگر اس کا میزان کبھی ہلکا ہو تو پکاریگا فلان بن فلان شقی ہوا ایسی شقاوت کہ پھر کبھی اسکے پیچھے نیکبخت نہوگا یہہ حدیث شخص کے تولے جانے پر دلالت کرتی ہے لیکن اسکی سند مین صالح المری اور داؤد بن المحبر ہے بزار نے کہا دونون ضعیف ہین امام احمد عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترازو قیامت کے دن رکھی جاے گی اور ایک مرد کو لاکر ایک پلہ مین اسکے رکھینگے اور ایک پلہ مین جو کچھ اسپر شمار کیا گیا ہے یعنی اسکے اعمال رکھکر تو لینگے تو ترازو اسکی جھکیگی پھر اسکو آگ کی طرف روانہ کرینگے جب وہ پھر گیا پکارنے والا رحمن عزوجل کے پاس سے اسکو پکاریگا جلدی مت کرو جلدی مت کرو ابھی اسکے ذمہ باقی ہے پھر ایک بطاقہ

یعنی رقعہ لاوینگے جسمین لا الہ الا اللہ ہوگا اس بطاقہ کو اس شخص کے ساتھ رکھکر تولینگے تو بطاقہ ترازو اس شخص کا جھکیگا حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا سند اس حدیث کی حسن ہے پس اس روایت سے اعمال اور اشخاص دونون کا تولا جانا ثابت ہوتا ہی واللہ اعلم کعب الاحبار نے کہا ترازو دو درخت کے درمیان بیت المقدس کے نزدیک رکھی جائیگی ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور لالکائی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ قیامت کے دن تولنے والا جبرئیل ہے ایک کا دوسرے کو لادیگا پس ظالم کے حسنات لیکر مظلوم پر رد کریگا اوسکے حسنات نہونگے تو مظلوم کے سیئات لیکر ظالم پر رد کریگا یہان ایک اشکال ہے تقریر اوسکی یہہ ہے کہ اللہ تعالی تو بندون کے اعمال کی مقدار جانتا ہے پھر اسکے تولنے مین کیا حکمت ہے جواب مین اسکے کہتے ہین کہ اسمین کئی حکمتین ہین از انجملہ یہہ کہ اپنا عدل ظاہر کرنا منظور ہے اور مقرر خدا تعالی اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا از انجملہ یہ کہ بندون کا امتحان کرنا ہی جو دنیا مین اسپر ایمان لائے عاقبت مین انپر حجت قایم کریگا تیسرے یہ کہ بندونکو انکا احوال خیر و شر اور حسنہ و سیئہ سے بتانا ہے چوتھا سعادت و شقاوت کی علامت ظاہر کرنی ہے فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ سو جنکی تولین بھاری پڑین موازین یا جمع موزون کی ہے جو وہ اعمال یا نامۂ اعمال ہین تفصیل اسکی اوپر گزری اسوقت معنی یہہ ہونگے اسکے عمل تلے ہوئے بھاری ہوئے یا جمع میزان کی ہے اسوقت اعتراض ہوتا ہے کہ ایک ترازو ہے تو جمع کی کیا وجہ ہے جواب اسکا یون دیا گیا کہ عرب لفظ جمع کبھی واحد پر اطلاق کرتے ہین بعضے کہتے ہین ہر ایک بندہ کے واسطے ایک ترازو ہے بعضے کہتے ہین ترازو شامل ہے پلہ اور ڈنڈی اور لسان پر اور وزن بدون ان سب چیزین جمع ہونے کے تمام نہین ہوتا اسلئے جمع کا لفظ کہا اور ہر طرح گرانی ترازو کی طاعت کے ساتھ اور سبکی معصیت کے ساتھ ہے فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ سو وہی ہین جنکا بھلا ہو یعنی قیامت کے دن نجات پانے والے اور اللہ کے ثواب و جزا کو پہنچنے والے وہی ہینگے بہت ہین وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ اور جنکی تولین ہلکی پڑین یعنی جنکے اعمال کے تول ہلکے ہوئے مراد انسے کفار ہین بدلیل اس قول کے کہ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ سو وہی ہین جو ہارے اپنی جان یعنی انکے حظوظ نفسانی اللہ تعالی کے نہایت ثواب سے خسارہ مین پڑے اور مستحق عذاب دوزخ کے ہوئے

بِمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝ اس پر کہ ہماری آیتون سے زبردستی کرتے تھے یعنی سبب اس خسارہ کا
یہہ ہے کہ اللہ تعالی کے حجتین اور توحید کے دلائل کو انکار کرتے تھے اقرار نہین کرتے تھے وَلَقَدْ
مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ اور تحقیق ہم نے تمکو جگہہ دی زمین مین یعنی لوگو ہمنے تمھاری واسطے زمین مین
مکان بنادئے تمکین کے معنی ٹھہرانا اور قرار گاہ کرنا اور یون بھی معنے جائز ہین کہ قدرت دی تمکو زمین
مین تصرف کرنے کی کہ رہین اور ملک بناوین اور کھیتی کرین اور گزران کے سامان کرین معلوم کرنا چاہئے
کہ خدا تعالی نے جو نازل فرمایا اوسکی متابعت کیواسطے اہل مکہ کو امر کیا اور متابعت غیر سے نہی کی اور
دنیا مین عقاب آتار کے ہلاک کرنے اور آخرت مین عذاب مخلد دینے کو یاد دلایا تو اب اپنے فضل و انعام
بیان کرتا ہے جو موجب اسکے شکر کا ہے تاکہ امتثال امر و نہی مین ترغیب ہو وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا
مَعَايِشَ اور بناوین اُس مین تمکو روزیان یعنی ایسا سامان جس سے تم گذران کرو معایش جمع معیشۃ
کی ہے بعضے مفسرین کہتے ہین یا ر کو ہمزہ سے بدل کرنا یہان جائز نہین کیونکہ یا ر اصلی ہے ابن عامر جو
اسکو ہمزہ سے پڑھتا ہے وہ غیر موجہ اور مستبعد ہے واضح ہو کہ یہہ قرارت متواتر ہے پس استبعاد
اس قرارت کا نادرست ہی مراد اس سے سارے منفعتون کے اسباب ہین جس سے روزی حاصل کرتے
ہین اور مدت حیات اس سے بسر کرتے ہین اور معیشت دو قسم پر ہے پہلا یہہ کہ اللہ تعالی نے اپنے بندون پر
زراعت اور پھل اور قسم قسم کے کھانے پینے کی چیزون سے انعام کیا ہے دوسرا وہ کہ جو بندے کسب اور
فایدہ سے انواع تجارات اور صنائع مین حاصل کرتے ہین اور فی الحقیقت یہہ دونون قسم اللہ تعالی کے فضل
و بخشش سے اور اسکے قادر کر دینے سے ہین اس سے ثابت ہوا کہ عالم کی تمام روزیان اللہ تعالی
کی جانب سے اپنے بندون پر انعام و بخشش ہین اور انعام کی کثرت منعم کی طاعت اور اسکا شکر بجا لانے کا موجب ہے
پھر اب بیان فرماتا ہے کہ بندے باوجود ایسے انعام اور بخشش دینے کے اسکا شکر بجا لانے مین کوتاہی کرتے
ہین سو فرمایا قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ تم تھوڑا شکر کرتے ہو یعنی باوجود اس احسان اور نعمتون کے تھوڑا شکر
کرتے ہو یا معنی یہہ ہین تم مین تھوڑے ہین کہ شکر کرین وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ اور
تحقیق تمنے تمکو پیدا کیا پھر صورت دی یعنی تمھارے باپ آدم کو پہلے پیدا کیا بن صورت کے بنایا پھر صورت

انسان کی روزی مین بھی اللہ کا فضل ہے

انسان کو کوشش کرنی

بنائی اچھی صورت اور آدم کا پیدا کرنا اور صورت بنانا بمنزلہ پیدا کرنے اور صورت بنانے انکے تمام ذریات کے ہو اسلئے کہ آدم واسطہ ہے باوجود آدم مراد ہونیکے اور اسمین مخاطبین کی پیدائش اور تصویر کی طرف نسبت کرنا واسطے بیان تاکید وجوب شکر کے ہو امام رازی نے کہا یہہ قول حسن بصری اور یوسف نحوی کا ہے اور یہی قول مختار ہے اسکے معنی مین فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہی کہ ذریات آدم کے پشت مین پیدا کئے گئے پھر رحم مین صورتین بنائی گئین ابن جریر اور حاکم اور بیہقی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون معنی روایت کرتے ہین مرد کے پشت مین اور عورتون کی رحم مین صورت بنائی گئی کلبی نے کہا انسان کو رحم مین پیدا کیا پھر اسکو صورت دی کان آنکھ انگلیان لگائی اس تقدیر بعد اسکے جو کہا ثم قلنا للملائکۃ اسجدو اقتضی اس بات کو ہو کہ مخاطبین کے پیدا کرنے کے بعد آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنیکا حکم کیا کسلئے کہ ثم تراخی کیواسطے ہے حالانکہ ایسی بات نہین بلکہ ملائکہ کو حکم سجدہ کیا جانیکے پیچھے اولاد آدم پیدا ہوئی ہے جواب اسکا یون دیا گیا کہ ثم یہان بمنزلہ واو ہے تراخی کے لئے نہین یا یہہ کہ ثم کی ترتیب اخبار مین ہے نہ زمانہ مین یا معنی یہہ ہین اے مخاطبین ہمنے تمکو پیدا کیا پھر صورتین بنائین پھر تمکو خبر دیتے ہین کہ ہمنے ملائکہ سے کہا آدم کو سجدہ کرو ابن جریر اور ابن ابی حاتم کی روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی معنی یون آئے ہین خلقناکم سے آدم مراد ہین صورناکم سے ذریت مراد ہین یعنی آدم کو پیدا کیا پھر ذریت کی صورت بنائی یعنی آدم کی پشت مین اوسکی ذریت کی صورت بنائی مجاہد کا یہی قول ہے کیونکہ مجاہد نے بیان کیا کہ خدا تعالی نے پہلے آدم کو پیدا کیا پھر اسکی اولاد کو اسکی پشت سے ذرہ کی مانند نکالا اسکے بعد ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کے لئے حکم کیا قتادہ نے کہا پیدا ہمنے تمکو یعنی اللہ تعالی نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسکے پیٹ مین تمہاری صورت بنا دی ایک کے بعد ایک علقہ پھر مضغہ پھر ہڈیان پھر اوس پر گوشت پہنایا اس قول پر آدم کو جمع کے لفظ سے بیان کرنا تعظیم کیواسطے ہے یا اسلئے کہ وہ ابو البشر تھے انکے پیدا کرنے مین سب کا پیدا کرنا ہے جو کوئی انکے صلب سے نکلا آیت کی تاویل یون بھی ہوسکتی ہے کہ خلق سے اللہ کی تقدیر مراد ہے پس خلقناکم اشارہ ہے اس عالم مین بشر کے حادث کرنے پر اللہ کے حکم و تقدیر کی طرف اور صورناکم اشارہ ہے ہر شے کی صورت جو ہونے والی ہے قیامت کے

قائم رہے تک اسکو حقتعالی نے لوح محفوظ پر ثابت کیا جس خلق سے مراد اللہ کا حکم امر تشبیہ ہوئی اسی تصویر سے اشیاء کی صورتین لوح محفوظ مین ثابت کرنی اسکے بعد اللہ تعالی نے آدم کو حادث کیا اور فرشتون کو اُنکے سجدہ کے لئے حکم کیا امام رازی نے کہا یہہ تاویل دوسری تاویلون سے اقرب ہے ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ پھر کہا ہمنے فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو یہہ خطاب تمام فرشتون کو آدم پیدا ہونے کے بعد ہوا تھا معلوم کرنا چاہیے کہ قتادہ نے کہا یہہ سجدہ آدم کو تھا انکے اکرام کے لئے اللہ تعالی نے فرشتون سے سجدہ کروایا اور طاعت اللہ کی تھی یعنی اسکا حکم بجالانا اس سجدہ مین دو قول ہین پہلا قول یہہ سجدہ حقیقت مین آدم علیہ السلام کو تھا سجدہ تحیت و تعظیم کا یہہ سجدہ اگلی امت کے حق مین مشروع تھا جب اسلام کا دور آیا تو باطل ہوا اور اسکے بدل مین سلام ٹھہرایہہ قول اظہر اور اصح ہے دوسرا قول آدم علیہ السلام قبلہ کے مانند تھے جیسا کعبہ قبلہ نماز کا ہے حقیقت مین سجدہ خدا تعالی کو تھا لیکن کہتے ہین سجدہ سے مراد خضوع ہے یعنی عاجزی سے سر جھکانا پیشانی زمین پر رکھنا مراد ہے امام رازی نے کہا یہہ قول ضعیف ہے فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ تو سجدہ کیا مگر ابلیس یعنی سب فرشتون نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ نہ تھا سجدے والون مین یعنی ابلیس اس جماعت مین جسنے آدم کو سجدہ کیا معلوم ہوا کہ ظاہر حال لوگون کی طرح کی ہے کہ جس گروہ کے فرشتون سے استثنا کی حسن بصری کہتے تھے ابلیس ملائکہ کے جنس سے نہین تھا کیونکہ ابلیس آگ سے پیدا ہوا فرشتے نور سے پیدا ہوے پھر ملائکہ سے استثنا کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنیکے واسطے فرشتون کے ساتھ ابلیس بھی مامور تھا جب سجدہ نہین کیا تو خدا تعالی نے اسکی خبر دی کہ وہ آدم کو سجدہ کرنے والون مین نہ تھا قَالَ کہا یعنی حقتعالی نے ابلیس سے کہا مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ تجھکو کیا مانع تھا کہ سجدہ کیا جب مین نے فرمایا اکثر مفسرین اسکے معنی یون کہتے ہین کس چیز نے تجھکو سجدہ کرنے سے منع کیا اس تاویل پر اَلَّا تَسْجُدَ مین کلمہ لا صلہ واقع ہے یعنی زاید ہے تاکید کے واسطے تقدیر یون ہے مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ یہہ قول کسائی اور فراء اور زجاج کا ہے بعضے کہتے ہین لا زاید نہین بلکہ یہان بمعنی قول ہے تقدیر یہہ ہے مَا قَالَكَ سجدہ کرنے کو کسنے کہا جبری نے کہا جواب یہہ ہے یہان کلام مین محذوف ہے گویا تقدیر یون ہے مَا مَنَعَكَ مِنَ السُّجُوْدِ

فما کان لک ان تتکبر فیها فاخرج انک من الصاغرین اسکو تجھکو لائق نہیں کہ تکبر کرے بہان یعنی جنت مین میرے حکم و طاعت سے تکبر کرنا تجھکو لائق نہیں کہ اسلئے
فاخرج انک من الصاغرین تو نکل جا بیشک تو ذلیل ہے اور بیشک ذلت ہے ہمیشہ کے لئے کافرون پر قال انظرنی الی یوم یبعثون
اسنے کہا مجھکو مہلت دیدے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائینگے یعنی قیامت تک قال انک من المنظرین اللہ تعالی نے کہا تجھکو مہلت دیگئی
قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطک المستقیم اسنے کہا پس بسبب اسکے کہ تو نے مجھکو گمراہ کیا البتہ بیٹھونگا مین واسطے انکے تیری سیدھی راہ پر
ثم لآتینهم من بین ایدیهم و من خلفهم و عن ایمانهم و عن شمائلهم پھر البتہ آؤنگا مین انکے پاس انکے آگے سے اور انکے پیچھے سے اور انکے دہنے سے اور انکے بائین سے
و لا تجد اکثرهم شاکرین اور نہ پائیگا تو اکثر انکے شکر کرنیوالے قال اخرج منها مذءوما مدحورا اللہ تعالی نے کہا نکل جا یہان سے ملامت کیا ہوا دھتکارا ہوا
لمن تبعک منهم لاملئن جهنم منکم اجمعین جو کوئی انمین سے تیری پیروی کریگا البتہ بھرونگا مین جہنم کو تم سب سے
و یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة فکلا من حیث شئتما و لا تقربا هذه الشجرة اور اے آدم رہ تو اور تیری بی بی جنت مین پس کھاؤ تم دونون جہان سے چاہو تم دونون
فتکونا من الظلمین پس ہوجاؤ تم دونون ظالمون مین فوسوس لهما الشیطن لیبدی لهما ما وری عنهما من سوءاتهما پس وسوسہ ڈالا انکو شیطان نے تاکہ ظاہر کردے انکے لئے جو چھپایا گیا تھا انسے انکی شرمگاہون مین سے
و قاسمهما انی لکما لمن الناصحین اور قسم کھائی انکے لئے بیشک مین تمہارے لئے البتہ خیر خواہون مین سے
فدلهما بغرور پس اتارا انکو دھوکہ سے فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوءاتهما پس جب چکھا دونون نے درخت کو ظاہر ہوگئی انکے لئے شرمگاہین انکی
و طفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة اور لگے دونون چپکانے اوپر اپنے جنت کے پتون سے
و ناداهما ربهما الم انهکما عن تلکما الشجرة اور پکارا انکو رب انکے کیا نہین منع کیا مین نے تمکو اس درخت سے
و اقل لکما ان الشیطن لکما عدو مبین اور کہا نہین تمکو کہ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے ظاہر
قالا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین دونون نے کہا اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے اپنے اوپر اور اگر نہ بخشے تو ہمکو اور رحم نہ کرے ہمپر تو البتہ ہونگے ہم نقصان پانیوالون مین
قال اهبطوا بعضکم لبعض عدو و لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اللہ تعالی نے کہا اترو تم بعضے بعضے کے دشمن اور تمکو زمین مین ٹھکانا ہے اور فائدہ اٹھانا ایک وقت تک
قال فیها تحیون و فیها تموتون و منها تخرجون اللہ تعالی نے کہا اسمین جیتے رہوگے اور اسمین مرو گے اور اسمین سے نکالے جاؤ گے
یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوءاتکم و ریشا و لباس التقوی ذلک خیر اے اولاد آدم کے البتہ اتارا ہے ہم نے تمپر کپڑا کہ چھپاتا ہے شرمگاہین تمہاری اور پوشاک اور لباس پرہیزگاری کا یہ بہتر ہے
ذلک من ایت اللہ لعلهم یذکرون یہ ایک نشانی ہے اللہ کی شاید کہ وہ نصیحت پکڑین
یبنی آدم لا یفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنهما لباسهما اے اولاد آدم کے نہ فریب دے تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماں باپ کو جنت سے اتارتا تھا انکے کپڑے انکے
لیریهما سوءاتهما انه یریکم هو و قبیله من حیث لا ترونهم انا جعلنا الشیطن اولیاء تاکہ دکھادے انکو شرمگاہین انکی بیشک وہ دیکھتا ہے تمکو وہ اور اسکا لشکر جہان سے کہ تم نہین دیکھتے انکو بیشک ہم نے کیا شیطانون کو
للذین لا یؤمنون و اذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها ابآءنا و اللہ امرنا بها قل ان اللہ لا یامر واسطے انکے جو ایمان نہین لاتے اور جب کرتے ہین کام بیحیائی کا کہتے ہین پایا ہم نے اوپر اسکے باپ دادون اپنے کو اور اللہ نے حکم کیا ہے ہمکو اسکا کہدے بیشک اللہ نہین
بالفحشآء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون قل امر ربی بالقسط و اقیموا وجوهکم عند کل حکم کرتا بیحیائی کا کیا کہتے ہو اللہ پر جو نہین جانتے کہدے حکم کیا ہے رب میرے نے انصاف کا اور سیدھا کرو منہ اپنے ہر
مسجد و ادعوه مخلصین له الدین کما بدأکم تعودون فریقا هدی و فریقا حق ثابت ہوا انپر گمراہی اور فریق ثابت ہوا انپر گمراہی

کہ جو شکر اللہ تعالیٰ جو رسول کے حکم کے مخالف ہے اسکو جنت مین رہنا سزاوار نہین البتہ طاعت خدا سے تکبر کرنیوالے
کے حق مین جو کفار ہین جنت و آسمان کے سوائے اوس جگہ مین رہنا کہ زمین ہے مناسب ہے فَاخْرُجْ اِنَّكَ
مِنَ الصّٰغِرِيْنَ سو نکل تو ذلیل ہے صغار کی معنی ذلیل و خوار اُس جماعت مین ہے جسکو خدا نے تکبر کے
باعث ذلیل و خوار کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ کیواسطے تواضع کرے اللہ اسکو بلند
درجہ کرتا ہے اور جو کوئی تکبر کرے اللہ اسکو خوار کرتا ہے اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان مین عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے زجاج نے کہا ابلیس عدو اللہ نے تکبر کیا پس اللہ تعالیٰ نے اوسکو خواری
اور ذلت مین مبتلا کیا بعضے کہتے ہین زمین ابلیس کا ملک تھا اللہ تعالیٰ نے اوسکو وہان سے بحر اخضر کے جزیرون
کی طرف نکالدیا اور دریا پر اسکا تخت ہے زمین پر نہین آتا مگر بالکل چور جیسا ایک بوڑھا پرانے کپڑے
پہنے ہوئے دوڑتا ہے یہان تک کہ زمین سے نکلتا ہے قَالَ بولا یعنی اسوقت ابلیس نے کہا اَنْظِرْنِيْ
مجھے فرصت دے یعنی مہلت اور رسائی دے اور مجھے نہ مار اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ جس دن تک جی اٹھین
یعنے لوگ قبرون سے اٹھین یوم بعث سے قبرون سے اٹھنے کا دن ہے یہہ نفخۂ آخرت ہے قیامت کے وقت ہوگا
ابلیس خبیث نے موت کی حرارت چکھنا پسند جانا اور سمجھا کہ دنیا مین کسی کو بقا نہین ہے پس حالت سے
قیامت تک زندہ رہنا چاہا کیونکہ آخر صور پھونکے جانے کے بعد مرنا نہین موت کا وقت تمام ہو چکا پس حقتعالیٰ نے
نفخۂ اخیر کی درخواست منظور کر کے وقت معلوم تک مہلت دی چنانچہ سورۂ حجر اور صاد مین فرمایا فَاِنَّكَ
مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ اور یہان باختصار فرماتا ہے قَالَ کہا یعنی اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے
کہا اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ تجھکو مہلت ہے یعنی جب تک خدا تعالیٰ تیری نہایت اجل کا وقت جانتا ہے
اوسوقت تک مہلت دی گئی یہہ مہلت پہلے نفخہ تک ہے جس مین تمام خلق مر جائیگی قَالَ کہا یعنی ابلیس نے
فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے بار قسمیہ ہے اور ما مصدریہ یعنی تیرے اغوا کی قسم ہے
یا ما سببیہ ہو اور متعلق فعل قسم محذوف سے ہے یعنی بسبب تیرے اغوا کے دونون صورت مین لا قسم کا
اسکا جواب ہے اور بعضے کہتے ہین یا استفہامیہ ہے یعنی کس چیز سے مجھکو گمراہ کیا اس ترکیب پر اغویتنی
پر کلام تمام ہوا پھر یہہ کلام شروع کیا اور کہا لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ مین بیٹھونگا

انسان کا عمل اللہ تعالیٰ کے علم کے موافق ہوتا ہے

تک ہیں تیری سیدھی راہ پر لہم کا مرجع بنی آدم ہے صراطک المستقیم کے معنی استوار راہ مراد اس سے اسلام ہے یعنی بنی آدم کے واسطے تیرے مضبوط راہ پر یعنی اسلام کی راہ پر بیٹھونگا اور انکو اس راہ سے پھیر اوونگا مجاہد نے کہا حق راہ پر بعضے کہتے ہیں صراط المستقیم سے یہاں مکہ کی راہ مراد ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے مجاہد نے کہا جب چند ساتھی مکہ کی طرف نکلتے ہیں یہی کہ ابلیس اونکے ساتھ اپنا سامان تیار کرتا ہے جیسے وہ تیاری کرتے ہیں ابن الخازن نے کہا پہلا قول اولی ہے کیونکہ سب کے عام ہے احمد اور نسائی اور ابن حبان اور طبرانی اور بیہقی شعب الایمان میں سبرۃ بن الفاکہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شیطان ابن آدم کے راہوں پر تاکتا بیٹھتا ہے پھر اسلام کی راہ میں بیٹھتا ہے اسکو کہتا ہے اپنا دین اور اپنے باپ دادے کا دین چھوڑ کر اسلام لاتا ہے پس ابن آدم اس سے نافرمانی کرکے اسلام لایا تو ہجرت کی راہ میں بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کیا تو ہجرت کرتا ہے اپنے آسمان و زمین کو چھوڑتا ہے اور مہاجر کی مثال ایک گھوڑے کی ہے کہ رسی میں باندھا ہوا ہو وہ اس سے نافرمانی کرکے ہجرت کیا پھر جہاد کی راہ میں بیٹھتا ہے اور کہتا ہے یہ نفس و مال کی مشقت ہے لڑائی کریگا تو مقتول ہوگا تیری عورت دوسرا آدمی سے نکاح کریگا اور تیرا مال تقسیم کرلینگے پس وہ اسکی نافرمانی کی اور جہاد کیا جو ابن آدم یہہ کام یعنی نافرمانی ابلیس کی کرکر مرے یا جانور اسکی گردن توڑ کر مرے تو اللہ پر حق ہے کہ اسکو بہشت میں داخل کرے اب خدا تعالی ابلیس کے قول کی خبر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ابلیس نے کہا ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ پھر اونپر آؤنگا آگے سے اور پیچھے سے اور دہنے سے اور بائیں سے یعنی ہر طرف سے اونپر حملہ کرکے سیدھی راہ پر چلنے سے انکو منع کرونگا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہیں ایدیہم سے جانب آخرت مراد ہے کہ بنی آدم کو شک و شبہہ میں ڈالے اور خلفہم سے دنیا کی جہت مراد ہے کہ انکو دنیا کی رغبت دلاوے اور ایمانہم سے مراد یہ ہے کہ دین کے کام کو انپر مشتبہ کرادے اور شمائلہم سے مراد یہ ہے کہ آدم کو گناہوں کی خواہش دلاوے اس روایت کو ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اس قول میں آخرت کو کیسے کہا کس لئے

کرو وہ لوگون کا مرجع ہے اور لوگ اسکی طرف نقل کرینگے اور اس اعتبار سے دنیا انکے پیچھے ہوئی کیونکہ دنیا کو پیٹھ کے پیچھے چھوڑ دیتے ہین ایک روایت مین ابن ابی حاتم کے ابن عباس سے یون آیا ہے آوونگا سامنے سے یعنی دنیا کی طرف سے یعنی کار دنیا کو انکے دلون مین زینت دونگا اور خلفہم سے جانب آخرت ہے یعنی کہونگا بعث اور نشر اور بہشت اور دوزخ نہین اور ایمانہم سے جانب حسنات ہے اور شمائلہم سے جانب سیئات مراد ہے اس قول مین دنیا کو سامنے کیا کیونکہ انسان دنیا مین سعی کرتا ہے اور مشاہدہ کرتا ہے اس اعتبار سے دنیا انکے روبرو ہے اور آخرت غایب ہے پس پشت ہے شقیق بلخی نے کہا کوئی صبح نہین مگر یہہ کہ شیطان میرے پاس چار دن جہات سے آتا ہے روبرو سے آتا ہے اور کہتا ہے مت ڈر خدا تعالی غفور رحیم ہے میں اسدم یہہ آیت پڑھتا ہون وانی لغفار لمن تاب آمن وعمل صالحا ثم اہتدی اور میرے پیچھے سے آتا ہے اور میری اولاد کے فقر و فاقہ مین پڑنے سے ڈراتا ہے اوسدم مین یہہ آیت پڑھتا ہون وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا اور میرے داہنی طرف سے آتا ہے اور میری ثنا کرتا ہے تو ایسا ایسا ہے اور اسدم مین والعاقبۃ للمتقین پڑھتا ہون اور بائین طرف سے شہوات کو زینت دیتا ہوا آتا ہے اسدم مین پڑھتا ہون وحیل بینہم وبین ما یشتہون کما فعل بأشیاعہم من قبل جاننا چاہئے کہ ابلیس نے مذکور راہون سے آنے کو کہا کیونکہ دشمن کا ہجوم انہین راہون سے معتاد ہے اسیواسطے جہت فوق و تحت کو نہ کہا اور بھی اللہ کی رحمت اوپر سے آتی ہے وہ اسکے مانع ہے کہ شیطان بندے کے اور اللہ کی رحمت کے درمیان حایل نہین ہوسکتا اور جہت تحت غیر معتد بہا ہے اور بھی اس جہت سے آنا موجب وحشت ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور الحاکم نے سنت مین روایت کرتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت مین کہا ابلیس کو یہہ طاقت کہنے کی نہ ہوی کہ مومن کے سر پر سے آوے اسلئے کہ وہ جان چکا تھا کہ اللہ انکے فوق ہے یعنی اللہ کی رحمت انکے اوپر سے آتی ہے ایک روایت مین ابن عباس کے یون ہے لان الرحمۃ تنزل من فوقہم خدا کی رحمت انکے اوپر سے اترتی ہے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم مجاہد سے روایت کرتے ہین کہا کہ اے ابن آدم ابلیس تیرے آگے سے آویگا تیرے اوپر سے نہین آویگا اسکو طاقت نہین کہ درمیان میرے اور رحمت الٰہی

حاصل ہو ابو الشیخ نے حکم بن عیسے سے روایت کی ہے کہا کہ اسنے آدم کے بیٹے ابلیس ہر طرف سے تیرے پر آویگا مگر یہہ کہ اسکو قدرت نہیں کہ تیرے اور رحمت الٰہی کے درمیان حائل ہو اسلئے کہ رحمت میرے اوپر سے آتی ہے ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت کی کہا کہ ابلیس نے کہا البتہ آؤنگا انکے آگے سے اور پیچھے سے اور حسن سے اور بائیں سے خدا تعالیٰ نے فرمایا میں اپنی رحمت انکے اوپر کی طرف سے اتاروں گا وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ اور پاویگا تو اُن میں اکثر شکر گذار یعنی اے پروردگار اکثر بنی آدم کو تو اپنی نعمت کا شکر گذار نپاویگا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شاکرین کے معنی یہہ ہیں اکثر بنی آدم کو موحد نہ پاویگا ابلیس خبیث نے یہہ بات گمان سے کہی تھی اور البتہ یہہ بات ٹھیک ہوگئی چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ ابلیس نے اپنے گمان کو اغیر راست کیا کیونکہ وہ دیکھا کہ انسان میں شر کے مبادی قوت شہویہ اور غضبیہ اور برے ہمنشین بہت ہیں خیر کا مبدء ایک ہی ہے اور وہ فرشتہ الہام کرنے والا ہے بعضے کہتے ہیں یہہ بات فرشتوں سے سنکر کہی ہے بعضے کہتے ہیں لوح محفوظ پر دیکھکر کہی اس قول پر اسکی یہہ بات قطع اور یقین ہے قَالَ کہا یعنی جبا اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اسکی نافرمانی کی وجہ سے اپنے نزدیک سے دور کیا اور اپنے دروازہ سے اسکو نکالا اور کہا اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا نکل یہاں سے ذلیل خوار ہو کر اردو کے مترجم نے یوں ترجمہ کیا ہے نکل یہاں سے مردود و کھیڑا مذءوم ہمزہ ذام سے مشتق ہے یعنی اشد عیب ذلیم بفتح ذال عیب کرنا مزموم معیوب انواع عیوب سے برائی میں بھرا ہوا اور یعنی مذمتہ کیا گیا اور حقیر رکھا گیا مدحور کے معنی راندہ گیا اور دور کیا گیا یعنی رحمت الٰہی یا بہشت سے اور ہر خیر سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مذءوما ملوما یعنی مکروہ ملامت کیا گیا مدحورا منفیا یعنی غضب کیا گیا ایک روایت میں ابن عباس کے ہے مذءوما مدموما منفیا مجاہد نے کہا مذءوما منفیا مدحورا مطرودا یا نکالا گیا قتادہ نے کہا مذءوما معیبا مدحورا منفیا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ جو کوئی انمیں یعنی بنی آدم میں تیری راہ چلا لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اجمعین میں بھر دونگا جہنم تم سب سے یعنی اے ابلیس تجھ سے اور تیری اولاد سے اور کافر بنی آدم سے جہنم بھر دونگا تمام اسمیں قسم کھا ہے خدا تعالیٰ قسم کھاتا ہے کہ جس کسینے بنی آدم میں سے ابلیس کی

متابعت کی اور اوسکا حکم مانا وہ کافر ہوگیا تو دوزخ کو ان تمام تابعین و متبوع سے بھر دونگا مشکم
کے معنی منک و منہم براہ تغلیب خاطب کے غائب پر ہے یعنی جو کوئی بنی آدم سے کافر ہوگا تو دوزخ کو
اونھوں سے تیرے ساتھ تیری ذریت سمیت بھر دونگا وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ
اور اے آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت میں یعنی ہمنے آدم کو کہا تو اور تیری عورت بہشت میں رہو
پہلے جو خدا تعالیٰ نے آدم سے کہا سو ابلیس کو بہشت سے نکالنے کے بعد کہا تحریرات کی ضمیر مستتر سے
تاکید ہے تاکہ زوجک کا عطف اس پر ہو سکے فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا پھر کھاؤ جہاں سے چاہو یعنی
بہشت کے پھل جس جگہ سے چاہو کھاؤ وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ اور پاس نجاؤ اس درخت کے
یعنی اس درخت کے پھل کھانے کو نہ جاؤ اس میں آدم سے اللہ تعالیٰ کی آزمایش اور امتحان تھا اور
اس درخت میں اختلاف ہے سدی نے ابن عباس سے روایت کی ہے یہہ درخت انگور تھا سعید بن
جبیر اور سدی اور شعبی اور جعدہ بن ہبیرہ اور محمد بن قیس کا بھی یہی قول ہے ابن مسعود اور صحابہ سے
بھی ایسا ہی مروی ہے ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں
درخت سنبلہ ہے ابن جریر نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ ابن عباس کو ابو الجلد انکے سوال کے جواب
میں لکھا وہ درخت سنبلہ ہے حسن بصری اور وہب بن منبہ اور عطیۃ العوفی اور ابو مالک اور محارب
بن دثار اور عبد الرحمن بن ابی لیلی نے بھی ایسی ہی تفسیر کی ہے ابن اسحق ابن عباس سے روایت
کرتا ہے یہہ درخت گیہوں ہے محمد بن اسحق بعض اہل یمن سے نقل کرتا ہے کہ وہب جن منبہ کہتا تھا
وہ درخت گیہوں ہے لیکن ایک دانہ اسکا مثل گائے کے گردے کے اور مکھن سے زیادہ نرم اور
شہد سے زیادہ شیریں تھا سفیان ثوری نے ابی مالک سے نقل کیا ہے کہ وہ درخت خرما تھا ابن
جریر مجاہد سے روایت کرتا ہے وہ درخت انجیر تھا قتادہ اور ابن جریج کا بھی یہی قول ہے ابو جعفر رازی
ابو العالیہ سے روایت کی ہے یہہ وہ درخت تھا جس نے اپنے کھایا تو اوس سے حدث صادر ہوا
یعنی پاخانہ پیشاب اور جنت حدث کے لایق نہ تھا عبد الرزاق نے وہب بن منبہ سے روایت کی
ہے یہہ ایک درخت تھا اسکے شاخ باہم لپٹے ہوئے تھے انگور کے مثل اسکو پھل ہوتے تھے فرشتے

اسکو کھاتے تھے جسکے مناسب ہمیشہ ہیں یہہ وہ درخت ہے جسکے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو منع کیا تھا یہ چھ قول ہیں ابن جریر طبری نے کہا صواب یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جنت کے درختوں سے ایک درخت معین کے کھانے کو منع کیا انھوں نے اسکو کھایا وہ کونسا درخت تھا اسکا علم نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں اپنے بندوں کے لئے کوئی دلیل نہ رکھی اور نہ سنت صحیحہ سے ثابت ہوا بعضے کہتے ہیں وہ درخت گیہوں کا تھا بعضے کہتے ہیں وہ درخت انگور تھا بعضے کہتے ہیں انجیر جائز ہے کہ درختوں میں سے کوئی ایک ہو گا یہہ ایک علم ہے اگر عالم اسکو جانے تو کوئی اسکو نفع نہیں دیتا اگر جاہل اس سے جاہل رہا تو کوئی مضرت نہیں دیتا امام رازی نے بھی اس ابہام کو ترجیح دی ہے حافظ ابن کثیر نے کہا یہہ قول صواب ہے فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ پھر تم ہو گے گنہگار معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے آدم اور حوا کو جنت کے تمام میوے مباح کئے تھے سوائے ایک درخت کے بیان اسکا سورۂ بقرہ میں گذرا پھر شیطان کو حسد پیدا ہوا درپے مکر اور وسوسہ کے ہوا فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ پھر وسوسہ کیا اسکو شیطان نے وسوسہ حدیث نفس اور دل میں شیطان جو ڈالتا ہے اسکو کہتے ہیں اصل معنی وسوسہ کے نرم آواز اور آواز زیور کو کہتے ہیں یعنی شیطان نے آدم و حوا کے دل میں ڈالا الذی کا مترجم معنی یوں کرتا ہے پھر بہکایا اور شیطان نے معلوم کرنا چاہئے کہ ابلیس نے کیونکر آدم و حوا کے جی میں وسوسہ ڈالا وہ تو جنت سے نکالا گیا تھا اس کے جواب میں بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو قوت فوقیہ دی تھی زمین میں وسوسہ ڈالنا تو آسمان و جنت تک اور بعضا اپنے اس قول کو امام فخر الدین رازی حسن بصری سے نقل کرتے ہیں بعضوں نے کہا آدم و ابلیس زمین کی بعضے جنت میں تھا آسمان کی بہشت میں نہیں تھے یہہ قول ابو مسلم اصبہانی کا ہے امام رازی نے نقل کیا ہے بعضے کہتے ہیں ابلیس کو بجبر اہ کرامت ملائکہ کے ساتھ بہشت میں داخل ہونا تھا جب ہر کی آدم و حوا کا وسوسہ کرنے میں آمد و رفت سے بہشت کے ممنوع رہتا بعضے کہتے ہیں اکثر اوقات میں آدم و حوا بہشت کے دروازہ کے نزدیک آتے تھے ابلیس بہشت کے باہر دروازہ کے نزدیک ایک پتھر اٹھا کر دروازہ کے پاس لے گیا تو دہاں اسکو وسوسہ میں ڈالا بعضے کہتے ہیں کہ شیطان

سانپ کے پیٹ کے اندر گھسا سانپ بہشت مین لیگیا ابن جریر موسیٰ بن ہارون ہمدانی سے وہ عمرو بن حماد سے
وہ اسباط سے وہ سدی سے ایک خبر مین ابی مالک سے اور ابی صالح سے اور ابن عباس سے اور مرہ ہمدانی
سے وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور صحابہ اور لوگون سے روایت کرتے ہین کہ جب خدا تعالیٰ نے آدم و حوا
کو بہشت مین رہنے کا حکم فرمایا ابلیس نے بہشت مین انکے نزدیک جانا چاہا پھرے والے نے اسکو منع کیا تو وہ سانپ
کے پاس آیا وہ بہت خوبصورت جانور تھا اوسکے پاتون چار تھے اونٹ کے پانون کے مانند اس سے بات کی
کہ اپنے منہ مین لیکر آدم کے پاس لیچل سانپ نے اسکو اپنے منہ مین لیکر پھرے والون پر ہوتا ہوا بہشت
مین داخل ہوا اور اوس سانپ کے منہ کے اندر سے آدم سے بات کی آدم نے اسکی بات کی پروا نہ کی
پس آدم کے پاس نکل آیا اور کہا کہ اے آدم کیا تجھے ہمیشگی کا درخت اور دوام کی بادشاہی بتلا دون
اگر تو اسکو کھاوے گا واللہ تبارک و تعالیٰ کی مانند بادشاہ ہو جاویگا یا تم دونون ہمیشہ رہنے والون مین
سے ہوگے کبھی نہ مروگے اور اللہ کی قسم کھائی کہ مین تم دونون کا خیرخواہ ہون آدم نے اوس درخت
کے کھانے سے انکار کیا حوا نے پیش قدمی کی اور کھا لیا اسکے بعد آدم کو اسکے کھانے کے واسطے کہا کہ مین نے
بھی اسکو کھایا کچھ ضرر نہ دیا تم بھی کھاؤ آدم نے کہا یا جب اسکو کھایا دونون کے شرم گاہ ظاہر ہوئین
اور وہ اپنے بدن پر بہشت کے پتے جوڑ کر لگانے لگے ابن جریر کی روایت مین وہب بن منبہ سے آیا ہے
جب سانپ بہشت مین گیا ابلیس سانپ کے منہ مین سے نکلکر اوس درخت کو جسکے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے
آدم کو منع کیا تھا حوا کے پاس لے آیا اور کہا اس درخت کو دیکھ کیا خوش بودار اور خوش مزہ اور خوش
رنگ ہے حوا نے اوسکو کھایا اور آدم کے پاس لیچلا اوسکی خوشبوئی اور خوش مزگی اور خوش رنگی بیان
کی آدم نے اوسکو کھایا ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابلیس عدو اللہ نے
زمین کے جانورون سے کہا کہ مجھے بہشت مین لیچلو تاکہ آدم اور اسکی عورت سے بات کرون تمام جانورون نے
اسکو قبول نکیا پھر سانپ سے کہا اگر تو مجھکو بہشت مین لیچلے تو میرا ذمہ ہے کہ تجھے بنی آدم سے بچاؤن سانپ نے
اسکو اپنے دانتون مین رکھکر بہشت مین لیگیا پھر آدم و حوا سے سانپ کے منہ کے اندر رکھ بات کی
سانپ دھوکا بھولتا تھا جانورون سے جانتا تھا اللہ تعالیٰ نے اسکے منہ کیا پیٹ سے چلنے لگا۔

ابن عباس نے کہا سانپ کو جہاں پاؤ مار ڈالو اور عدو اللہ کے دشمن کو خوار کرو ابن جریر نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے کہ شیطان نے سانپ کے پیٹ میں داخل ہو کر حوا سے بات کی اور آدم کے جی میں وسوسہ ڈالا پس کہا کہ ما نہا کما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین الایہ ابن جریر نے ابن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ بعضے علماء نے کہا جس وقت آدم جنت میں داخل ہوئے اور وہاں کی نعمات کو دیکھا جسکو خدا تعالیٰ نے انکو عطا کی تھیں کہا یہ ہمیشہ کے لئے ہو ملیں جب ابلیس نے اسکو سنا تو ہیشکی کے پیرایہ میں آیا ابن جریر نے ابن زید سے وسوسہ میں روایت کی ہے شیطان نے حوا کے پاس آکر درخت میں وسوسہ ڈالا درخت کو انکے پاس لے آیا پھر حوا کو آدم کے آنگے میں حسن دار بتلایا پھر آدم نے حوا کو اپنی حاجت کے لئے بلایا حوا نے کہا نہیں آؤنگی یہاں تک کہ تو اس جگہ آوے جب آدم وہاں آیا تو کہا نہیں یہاں تک کہ اس درخت کو تو کھالے پھر دونوں نے اوسکو کھایا اور شرمگاہ انکی ظاہر ہوئیں لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُۥرِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَاتِهِمَا کہ ظاہر ہو جاوے انپر جو ڈھکے تھے اُن سے اُنکے شرمگاہ آدم وحوا کی شرمگاہ کو کبھی بہشت والے نے نہ دیکھا اور حوا آدم وحوا کو اپنی شرمگاہ نہ دیکھتی تھی اور نہ ایک دوسری کی شرمگاہ کو دیکھتا تھا وورِيَ مبنی للمفعول ہے مُوَارَاۃ سے معنی اسکے دھانپنا سوأۃ عورت مرد کے قبل دُبر شرمگاہ کو کہتے ہیں انام شرمگاہ کو سوءانام رکھا کیونکہ اوس کا ظاہر ہونا انسان کو برا معلوم ہوتا ہے اسمیں دلیل ہے اس بات پر کہ کشف عورت منکرات ومحرمات سے ہے اور خلوت میں اور اپنی عورت کے سامنے جبکہ دونوں حاجت کے طبائع سلیم کے نزدیک قبیح ہے چونکہ جنت میں آدم وحوا کے حق میں تحلیل اور کوئی حکم عبادت اس درخت کے کھانے کے سوا پس کشف عورت کی برائی اس وقت عقلی تھی نہ شرعی جب شریعت مقرر ہوگئی اب اسکی حرمت شرعی ہوگئی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم والا کی نہیں لیتی ہیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہ دیکھی اور نہ حضرت نے میری شرمگاہ کو دیکھا کلام ابلیس میں عاقبت کا ہے اسلئے کہ ابلیس کو امن وسوسے اُنکے شرمگاہ کا ظاہر ہونا مقصود نہیں تھا بلکہ قطع مصیبت کیواسطے برانگیختہ کیا جس کا انجام کار یہ ہوا کہ انکے شرمگاہ ظاہر ہوئیں اگر کلام کو علت وغرض کیواسطے لیں تو بھی صحیح ہے کیونکہ ابلیس کی غرض شرمگاہ کا ظاہر

ہیہ کے فضیحت ہوتا تھا کہ معصیت پر وہ طرہ ہو وَقَالَ اور بولا یعنی آدم وحوا کو ابلیس نے کہا
مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ تمکو نہین منع کیا تمھارے رب نے اس درخت سے یعنی اس درخت کے
کھانے سے اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ مگر یہہ کہ ہو جاؤ گے فرشتہ یا ہو جاؤ گے
ہمیشہ جینے والے یعنی اس درخت سے اسی خطرے سے منع کیا کہ کبھی تم دونون فرشتے نہ ہو جاؤ جو خیر و شر
کو جانتے ہین اور کھانے پینے سے مستغنی ہین یا اپنے یا ایسے زندے جنکو موت نہین حضرت آدم کو ابلیس نے
اس آیت سے جو طمع تبلائی یہہ اسلئے ہے کہ وہ سمجھا کہ فرشتون کو عرش سے قربت و منزلت ہے اسواسطے حضرت
آدم نے دیکھا کہ فرشتون کے ساتھ بسر کرنے مین دراز عمر ہے یا ویسے ہو کہ ہمیشہ رہے کبھی نہ مرے
وہب بن منبہ نے کہا جنت مین ایک درخت ہوا اسکی دو ڈالیان ہین ایک ڈالی کے اطراف ملایکہ گھومتے ہین
دوسری ڈالی بارہ ہے شیطان نے کہا پروردگار نے اس درخت سے منع نہین کیا مگر یہہ کہ ہو جاؤ ان
فرشتون سے جو اس ڈالی کے آسپاس پھرتے ہین یہان ایک اشکال ہوتا ہو کہ ظاہر آیت اس بات پر دلالت
کرتی ہے کہ فرشتے انبیا سے افضل ہون کیونکہ آدم نے چاہا کہ آپ منجملہ فرشتون کے ہو جائے جواب اسکا
یہہ ہے کہ ابلیس کے اعتقاد سے لازم نہین آتا واقع مین موجب اسکے اعتقاد اور وسوسے کے فرشتے افضل
ہون کیونکہ ابلیس نے اس درخت کے کھانے کی ممانعت مین تعلیل کی کہ اندیشہ سے دوام زندگانی کے
یا فرشتے ہو جانیکے حالانکہ اس قول مین وہ جھوٹا ہے خدا تعالی نے اسکا قول ثابت نہین رکھا
بلکہ اسکی کذب کیطرف اشارہ فرمایا فدلاہما بغرور پس اس بات نے دلالت کی کہ تفضیل منجملہ اس کے فریب
ہے مفسرین ایسا بھی جواب دیتے ہین کہ ظاہر آیت اسکی فضیلت پر دلالت نہین کرتی کسلئے کہ حضرت
آدم نے اس بات کو قبل نبوت کے چاہا سو یہہ واقعہ قبل آدم علیہ السلام کی نبوت کے تھا کہ فرشتون
سے ہو یا ہمیشہ رہنے والون سے ہو جاؤن بر تقدیر تسلیم اس بات کے کہ یہہ واقعہ زمانہ نبوت مین
ہوا تو جواب اسکا یہہ ہے کہ فرشتون مین سے ہونیکو اسواسطے چاہا کہ فرشتے دراز عمر ہوتے
ہین نہ یہہ کہ انکے افضل ہونے سے فضیلت مین انکے ساتھ شریک ہونا چاہا ملکین فتح لام سے جمہور کی
قرارت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور یحیی بن ابی کثیر نے ملکین کسر لام سے قرارت کی ہے

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ابلیس آدم و حوا کے پاس
آیا اور کہا کہ پروردگار نے تمکو اس درخت سے جو منع کیا اسی لئے کہ تم بھی اللہ عزوجل کی طرح بادشاہ نہو جاؤ انہون
نے اس بات کی تصدیق نکی پھر سانپ کے پیٹ مین گھسکر اسنے بات کی وَقَاسَمَهُمَا اور اونکے پاس قسم کھائی یعنی
اونکے آگے اللہ تعالی کی قسم کھا کر بولا قاسم باب مفاعلہ سے ہے خاصیت اسکی مشارکت ہے یہان صدور قسم کا
ایک جانب سے ہوا تو اس باب کا یہان لانا صرف مبالغہ کیواسطے ہے جبکہ آدم و حوا نے اسکی بات کی تصدیق
نہین کی اِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ کہ البتہ مین تمھارے خیر خواہون مین ہون یعنی اس بات مین تمھارا ۹۱ د
خیر خواہ ہون اور شفقت سے کہتا ہون کہ اسے کھا لوگے تو نہ مروگے آدم علیہ السلام نے گمان کیا کہ کوئی
اللہ کی قسم جھوٹ نہین کھاتا اس قسم کی وجہ سے اوسکے فریب مین آگئے قتادہ نے کہا ابلیس نے آدم و حوا کے
پاس اللہ کی قسم کھائی یہانتک کہ انکو فریفتہ کیا مومن کبھی فریب کھاتا ہے اور بولا تم دونون کے آگے پیدا ہوا ہون
اور تم سے زیادہ جانتا ہون میری پیروی کرو مین بہتر راہ بتلاون گا فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ پھر ڈھلا لیا
انکو فریب سے یعنی براہ فریب بلند درجے سے انکو اتار دیا تدلیہ اور اولاد کی معنی کسی چیز کو اونچے سے
نیچے کی طرف اتارنا یا معنی یہہ ہین ان دونون کو فریب دیا عرب کہتے ہین مازال فلان یدلی فلانا بغرور
یعنی فلان شخص فلان شخص کو فریب دیتا اور باطل کلام کرتا رہا غرور کے معنی ظاہر مین خیر خواہی ہوا اور
باطن مین اوسکے خلاف ہو حاصل معنی آیت کے یہہ ہین کہ ابلیس لعین نے جھوٹی قسم سے حضرت آدم کو فریب
دیا انہون نے سمجھا کہ کوئی اللہ کی قسم جھوٹ نہین کھاتا اول دروغ قسم کھانے والا ابلیس ہے جسے گنہ الٰہی کھائی
تو آدم علیہ السلام نے سمجھا وہ سچا ہے پھر فریب کھایا فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ پھر جب چکھا دونون نے درخت
یعنی اوس درخت کا پھل جسکا جس سے منع کیا گیا تھا اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ دونون نے اوس کا مزہ
چکھنے کیواسطے تھوڑا تھوڑا کھایا کیونکہ ذوق تھوڑا کھانے پر دلالت کرتا ہے بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
ظاہر ہو گئین انپر انکے شرمگاہین یعنی ہر ایک کی قبل و دبر دوسرے کو نظر آنے لگی حاصل یہہ کہ جب اُنکا
مزہ معلوم ہوا اور کھانا شروع کیا تو اوسکی شامت سے انکی شرمگاہین ظاہر ہوئین لباس تن سے گر پڑا ایک
دوسرے کو برہنہ دیکھنے لگا اس سے پہلے ایک دوسرے کو کبھی برہنہ نہ دیکھا کرتے تھے معلوم کرنا چاہیے

کہ آدم وحوا کے بدن پر لباس کسی چیز کا تھا مفسرین کو اسمیں اختلاف ہے ابن جریر نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہا آدم وحوا کا لباس انکے شرمگاہ پر نور تھا یہہ اسکی شرمگاہ وہ اسکی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے جب درخت سے کھایا تو اونکے شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں حافظ ابن کثیر نے کہا سند اسکی صحیح ہے قتادہ نے کہا آدم علیہ السلام کا لباس جنت میں ناخن تھا جب گناہ میں پڑے تو وہ نکالا گیا شرمگاہ ظاہر ہوئی فریابی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی سنن میں اور ابن عساکر تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آدم وحوا کا لباس مثل ناخن کے تھا جب درخت کھایا تو سوا مثل ناخن باقی نہ رہا ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالی نے آدم کو بہشت میں رکھا تو پیراہن ناخن سے پہنایا جب خطا کار ہوے تو وہ پیراہن اونسے نکال لیا پھر انگلیوں کے کنارہ میں ناخن باقی رہگئے عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آدم کا لباس ناخن تھے جیسے پرندے ہوتے ہیں جب گناہ کیا تو وہ لباس جھڑ گیا اور ناخن زینت و منافع کے واسطے رہگئے ابن جریر نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے کہ حوا نے درخت کو بریدہ کیا وہ خون آلود ہوگیا اور ان دونوں کے اوپر جو بال تھے وہ جھڑ گئے وہب نے کہا انکا لباس نقوی تھا ابن ابی حاتم نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آدم کا لباس جنت میں یاقوت تھا جب گناہ کیا تو وہ نکلکے ناخن ہوگیا بعضے کہتے ہیں انکا لباس بہشت کے کپڑے تھے وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ اور لگے جوڑنے اپنے اوپر پتے بہشت کے یعنی جب انکے شرمگاہ ظاہر ہوگئیں تو بہشت کے پتے ایک دوسرے پر جوڑنے لگے ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا آدم وحوا بہشت کے پتے لیکر اپنی شرمگاہ پر ڈھانپنے لگے حافظ عسقلانی نے کہا سند اسکی حسن ہے مجاہد نے کہا کپڑے کی شکل پر جوڑنے لگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہہ پتے انجیر کے تھے سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے اسنے حسن سے اسنے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا آدم علیہ السلام ایسے بلند قامت تھے گویا بلند درخت خرما ہوتا ہے انکے سر میں بہت بال تھے جب انسے خطا ہوئی تو شرمگاہ انکی ظاہر ہوگئی پہلے شرمگاہ نہیں دیکھتے تھے

پھر جنت مین بھاگتے تھے بہشت کے درختون مین سے ایک درخت نے انکے سر کو پکڑ لیا اسکو کہا چھوڑ دے
اوس نے کہا مین نہین چھوڑتا پھر خدا یتعالی نے آدم کو پکارا کہ اے آدم کیا تو مجھ سے بھاگتا ہی اُنہون نے
جواب دیا نہین بلکہ تجھ سے حیا کرتا ہون یہہ حدیث موقوف ہی اسکو ابن جریر اور ابن مردویہ حسن بصری
سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع روایت کرتے ہین حافظ ابن کثیر نے کہا موقوف
کی سند اصح ہی عبد الرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہی کہ جب آدم و حوا کے شرمگاہین
ظاہر ہوئین تو بہشت کے پتے اوسپر جوڑنے لگے وہ انجیر کے پتے تھے اور آدم بہشت مین ادھر اُدھر بھاگتے
تھے ایک درخت بہشت کے درختون سے انکے سر کو لگا پھر خدا یتعالی نے آدم کو پکارا کہ اے آدم کیا تو مجھ
بھاگتا ہی تو انھون نے کہا یارب تجھ سے شرم رکھی ہے خدا یتعالی نے فرمایا بیٹے جو کچھ بہشت مین سے تجھکو دیا
کیا وہ بس نہین تھا جو میری حرام کی ہوئی چیز کی طرف تو گیا آدم نے کہا یارب سچ ہے لیکن تیری
عزت کی قسم مینے یہہ نہین سمجھا تھا کہ کوئی تیرے نام کی دروغ حلفی کریگا خدا یتعالی نے فرمایا اپنی عزت کی
قسم زمین پر تجھے اُتارونگا اور وہان تو زندگانی نہ کریگا مگر مشقت سے پھر جنت سے انکو اتارا اور بہشت مین
فراغت سے کھاتے تھے یہان کھانے پینے کی تنگی مین اُترے پھر خدا یتعالی انکو لوہا بنانا سکھایا اور کھیتی باڑی
کا حکم کیا پس کھیتی کی اور اسکو پانی دیا جب تیار ہوئی تو اسکو کاٹا پھر اسکو اوبڑی کی بعدہ اوسکا بھوسا نکالا
پھر اسکو پیسا پھر گوندہ کر روٹی پکائی پھر کھائی وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ
اور پکارا انکو اونکے رب نے کیا مین نے منع نکیا تھا تمکو اس درخت سے یعنی خدا یتعالی نے آدم و حوا کو پکارا
اور اونسے مخاطب ہو کر کہا کیا مینے تم دونون کو اس درخت کے پھل کھانے سے نہ منع کیا تھا اسمین اللہ
تعالی کی طرف سے ان دونون کے حق مین عتاب اور خطا پر آگہی ہے وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اور کہا تھا تمکو کہ تحقیق شیطان تمہارا دشمن صاف ہے یعنی شیطان کی دشمنی سجدہ
نہ کرنے کی وقت تمپر ظاہر ہو گئی ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جب آدم نے درخت
سے کھایا خدا یتعالی نے انکو کہا جس درخت سے مین نے تجھکو منع کیا تھا اس درخت سے کیون کھایا آدم نے کہا حوا نے مجھکو امر کیا اللہ
تعالی نے فرمایا مین حوا کو نسل دونگا وہ حائض ہونگی مگر مشقت سے اور نہ جنیگی مگر مشقت سے اسوقت

حوا نے فریاد کی اور روئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہہ رونا تجھپر اور تیری دخترون پر لازم ہے ابن جریر نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حوا کو کہا تو نے میرے بندہ کو فریب دیا اور تو حاملہ نہو گی مگر مشقت سے اور نہ جنیگی مگر یہہ کہ قریب المرگ ہو گی اور سانپ سے کہا کہ تیرے پیٹ مین ملعون گھسا یہان تک کہ میرے بندہ کو فریب دیا تو ملعون ہے تیرے پاؤن تیرے پیٹ کی طرف کر دئے جائینگے اور تجھے روزی نہو گی مگر مٹی سے تو بنی آدم کا دشمن ہے اور وہ تیرے دشمن ہین جہان تو اونکو پاویگا انکی ایڑی کاٹے گا اور وہ جہان تجھکو پاوینگے تیرا سر کچلینگے ابن جریر نے ابن زید سے روایت کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم سے کہا کہان سے کھلایا گیا آدم نے جواب دیا حوا کی طرف سے خدا تعالیٰ نے فرمایا حوا سے ہر مہینے مین ایکمرتبہ خون لاونگا جیسا وہ اس درخت سے خون لائی اور اسکو سفید بناونگا مین نے اسکو حلیمہ پیدا کیا تھا اور وہ مشقت سے حاملہ ہو گی اور مشقت سے جنیگی اور مین نے اسکے حاملہ ہونے اور جننے مین آسانی رکھی تھی ابن زید نے کہا وہ بلا جو حوا کو پہنچی اگر نہ پہنچتی تو دنیا کے عورتین حائضہ نہوتین ابن جریر نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم و حوا کو ندا کی آیا مین نے اس درخت سے نہ کھانے کو اور شیطان تمہارا دشمن ہے اسکو تمسے نہ کہا تھا تم نے اسکو منع کرتے پر کیون کھایا آدم نے کہا یا رب تو نے مجھے کھلایا حوا نے کہا تو نے کیون اسکو کھلایا حوا نے کہا سانپ نے مجھے امر کیا سانپ سے کہا کیون تو نے امر کیا سانپ نے کہا ابلیس نے حکم کیا تھا اللہ نے کہا ابلیس ملعون راندہ درگاہ ہے اور اے حوا جیسا تو نے درخت کو خون آلود کیا تو بھی ہر چاند کو خون آلود ہو گی اور اے سانپ تیرے پاؤن کاٹونگا تو اپنے منہ کے بل چلے گا اور جو کوئی تجھے دیکھے گا وہ تیرا سر پتھر سے چکنا چور کریگا ابن جریر نے ربیع سے روایت کی ہے کہا ایک محدث نے مجھے خبر دی کہ شیطان جنت مین چوپائے جانور کی صورت بنکر داخل ہوا اور وہ اونٹ کی مانند نظر آتا تھا اور وہ لعنت کیا گیا اسکے پاؤن گر گئے تو سانپ ہو گیا

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اے دونون کہا اے رب ہمارے ہمنے ظلم کیا اپنی جانون پر اس مین خدا تعالیٰ نے آدم و حوا علیہما السلام سے خبر دیتا ہے کہ انہون نے اپنی نفس پر گناہ اور ندامت کا اعتراف کیا معنی یہہ ہین کہ ہمنے تیرے حکم کی مخالفت کرنے سے اور ہمارے اور اپنے دشمن کی اطاعت کرنے سے اپنی جان کو خراب کیا ہمکو نہین چاہیے تھا

کہ جس درخت سے کھانے کو منع کیا تھا اسمین شیطان کے فرمان بردار ہون ضحاک نے ربنا ظلمنا الآیہ پڑھکر کہا یہہ وہ کلمات ہین جنکو اللہ نے آدم علیہ السلام کے دل مین ڈال دیا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا اور اگر نہ بخشے تو ہمکو یعنی اے رب تو ہماری گناہ کو ہمپر نہ ڈھانپے وَتَرْحَمْنَا اور ہمپر رحم نہ کرے یعنی اپنا فضل ہمپر نہ کرے لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تو ہم ہو جاوین نامراد یعنی ہم ہلاک ہو جاوین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر خدا تعالیٰ نے آدم و حوا کے گناہ بخشدیئے قتادہ نے کہا آدم علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا اگر مین توبہ و استغفار کرون تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اوسوقت تجھے جنت مین داخل کرونگا اور ابلیس نے توبہ نہ چاہی بلکہ مہلت چاہی ہر ایک کو اسکا مطلب دیا گیا معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت سے معتزلہ دلیل لاتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ صادر ہونا جایز ہین جواب اسکا یہہ ہے انبیا علیہم السلام کا بلند درجہ اور بلند مرتبہ اور اللہ عزوجل کی معرفت اس بات پر اماده کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کرین اور جس بات سے غیر انبیا مواخذہ نہین کئے جاتے اس سے اندیشہ ناک رہین بسا وقت انسے بسبب تاویل اور سہو بعض امور صادر ہوتے ہین اس سے انپر عتاب ہو جاتا ہے اگر دوسرا ایسا کام کرے تو کبھی مواخذہ کے قابل نہو اسی واسطے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے ہین اور ہمیشہ حالت خوف مین رہتے ہین پس اسکو گناہ اور سیئات کہا جاوے تو بہ نسبت انکے علو منصب کے اور انکے کمال و طاعت کے ہے ورنہ انکی خطا مثل گناہ دوسرون کے نہین بلکہ خطا بہ نسبت دوسرون کے حسنات ہے جیسا قول مشہور ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی نیکون کی نیکی مقربان درگاہ کے نظر کرتے بدی ہے پس جو کچھ انبیا سے باوجود طہور نفوس کے صادر ہوتے ہین بہ نسبت انکے اطلاق گناہ کا نہین کیا جاتا ہے اس صورت مین آدم و حوا سے یہہ کلام جناب کبریا کی درگاہ واقع ہونا براہ عادت مقربین کی ہے اپنے صغایر کو بزرگ سمجھتے ہین اور اپنی حسنات کو حقیر جانتے ہین قَالَ اهْبِطُوْا کہا تم اترو یہہ خطاب آدم و حوا کو ہے ان دونون کی ذریت کے ساتھ یا آدم و حوا و ابلیس کو ہے یا آدم و حوا و سانپ کو ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اہبطوا سے آدم و حوا و ابلیس لعین مراد ہین مجاہد نے کہا خدا تعالیٰ نے آدم و حوا و ابلیس و سانپ کو کہا اترو سانپ سے زمین کی طرف اترو ابن جریر نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ سعید نے قسم کھاکر کہا کہ آدم

درخت کو عقل جانکر نہ کھایا حوا نے اسکو شراب پلائی جب اسکو نشہ چڑھا تو حوا نے اس درخت کی طرف کھینچا آدم نے اسکو کھایا جب آدم و حوا خطا مند ہوے تو اللہ تعالی نے انکو جنت سے نکالا اور جنت کی نعمت و بزرگی کو اُن سے سلب کیا اور اُن دونوں کو اور اونکے دشمن ابلیس اور سانپ کو زمین پر اُتارا ابن جریر نے ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے سانپ کو لعنت کی اور اسکے پانوں کو قطع کیا اور اسکو اپنے پیٹ پر چلتا چھوڑ دیا اور اوسکی روزی مٹی سے رکھی اور اور آدم و حوا و ابلیس اور سانپ کو زمین پر اُتارا آدم و حوا کہان اترے اسمین اختلاف ہے ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آدم صفا پر اُترے اور حوا مروہ مین ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالی نے آدم کو دحنا مین اُتارا یہہ زمین ہند مین ہے ایک روایت مین ابن عباس کے ہے یہہ زمین مکہ اور طایف کے درمیان ہے ابن ابی حاتم نے حسن بصری سے روایت کی کہ آدم ہند مین اُترے حوا جدہ مین ابلیس دست میسان مین قریب بصرہ کے سانپ اصفہان مین بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ایک دوسرے کے دشمن ہوئے یعنے آدم اور ابلیس اور سانپ اور انکی ذریت سب آپس مین ایک دوسرے کے دشمن ہین وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ اور تمکو زمین مین ٹھہرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمکو ٹھہرنا ہے زمین پر اور ٹھہرنا ہے رحم مین اور ٹھہرنا ہے زمین کے نیچے اور ٹھہرنا ہے جہان سے جنت یا دوزخ کیطرف جاوگے وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ اور فایدہ ہے ایک وقت تک یعنی تمتع و کامیابی دنیا کے منقطع ہونے تک یا تمھاری اجل آنی تک ہے قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ فرمایا تم اسی مین جیوگے یعنی اپنی زندگانی کے دن انہین مین بسر کروگے وَفِيهَا تَمُوتُونَ اور اس مین مروگے یعنی زمین مین ہی تمھاری وفات ہوگی اور تمھارے قبور ہونگے وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ اور اسی نکالے جاوگے یعنی قیامت کے دن تمھارا رب عزوجل تمکو زمین سے اٹھاویگا اور حساب کیواسطے محشر مین تُخْرَجُونَ کو حمزہ اور کسائی خلف یعقوب ابن ذکوان فتح تا اور ضم را سے پڑھتے ہین باب ثلاثی مجرد سے بصیغہ مضارع معروف باقی قرا اور ہشام بضم تا و فتح را باب افعال سے پڑھتے ہین بصیغہ مجہول يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ اے اولاد آدم کی ہمنے تمپر

اتارا لباس یعنی پوشاک کہ ڈھانپتا ہے تمھاری شرمگاہ معلوم کرنا چاہئے کہ جب خدا تعالی نے آدم وحوا کو زمین پر اُترنے کا حکم دیا اور اسکو انکا قرارگاہ بنایا تو دین و دنیا کی کامون کے واسطے جو کچھ ضروری تھی انکے لئے اتارا از انجملہ لباس کو اتارا جو دین و دنیا کیواسطے اسکی طرف محتاج ہوئے تھے دین مین اسکی منفعت ستر عورت ہے جو صحت نماز کیواسطے شرط ہے اور دنیا مین اسکی منفعت گرمی اور جاڑے کو دور کرتا ہے اور اس سے زینت وجمال حاصل ہوتا ہے پس خدا تعالی لباس کے اتارنے مین بندون پر منت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے بنی آدم تمھارے خاطر ہمنے کپڑے اتارے اس آیت کی شان نزول مین عبد بن حمید سعید بن جبیر سے روایت کرتا ہے کہ عرب کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے جن کپڑون مین اللہ کی گناہ کئے ہین اوسمین طواف نہ کرینگے اس پر یہ آیت اتری عکرمہ نے کہا یہہ آیت قریش جس کے حق مین اور جو کوئی قبائل عرب سے انکے طریقہ پر چلتا انصار اور خزرج اور خزاعہ اور ثقیف اور بنی عامر بن صعصعہ اور بطون کنانہ بن بکیر سے انکے حق مین نازل ہوئی یہ لوگ بجز قریش کے جب مکہ مین آتے اپنے کپڑون کو اُتار دیتے اور کہتے یہہ ہمارے کپڑے ہین جو گناہان اور خطاون سے ہمکو ہمارے رب کے پاس پاک کرتے ہین پھر قریش سے لنگ عاریت چاہتے اگر نہ پاتے تو برہنہ کعبہ کا طواف کرتے جب طواف سے فراغت پاتے اپنے کپڑے جو رکھ چھوڑتے تھے اٹھا لیتے جاننا چاہئے کہ لباس کو خدا تعالی نے آسمان سے منجملہ کے کیونکہ انزلنا کی تاویل مین چند وجہ بیان کرتے ہین پہلی وجہ انزلنا یعنی خلق ہم یعنی ہمنے تمھارے خاطر لباس پیدا کیا دوسری وجہ خدا تعالی نے آسمان سے یہہ اتارا اور وہ سبب لباس کا گائے کا یا اُنپر لباس اتارا تیسری وجہ یہ ہے کہ تمام برکات آسمان کے منسوب ہوتے ہین پس جن چیزون کی زمین مین حاصل ہونا بطریق آسمان سے ہونے کے ہے جیسا فرمایا وانزلنا الحدید وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج اور ریش یعنی پوشاک زینت کی یہہ باب عطف صفات کے ہے یعنی لباس کو دو چیز سے وصف کیا ایک شرمگاہ ڈھانپنے سے دوسری زینت سے اسکی تعبیر ریش سے کی ریش پرندون کے پرون کو کہتے ہین وہ پرندے کی زینت ہے جیسا لباس انسان کیواسطے زینت ہے اسلئے ریش بطریق استعارہ کے لایا گیا ہے ریش کے معنی مین مفسرون کو اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ریاشا سے مال مراد ہے مجاہد اور ضحاک اور سدی کا یہی قول ہے کیونکہ مال سے زینت ہوتی ہے ابن زید نے

کہا مراد اس سے جمال ہے بعضوں نے کہا کلام عرب میں گھر کا اثاثہ اور طنبوس مفروش کو ریاش کہتے ہیں اور بھی ریش متاع اور اموال کو کہتے ہیں بسا اوقات اسکو کپڑے اور لباس میں استعمال کرتے ہیں اور مال میں اسکو استعمال نہیں کرتے معلوم کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے یہاں لباس حسی کو بیان کیا اب لباس معنوی کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے وَلِبَاسُ التَّقْوٰى اور لباس پرہیزگاری کا مفسرین کو اسکی معنی میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا لباس تقوی سے مجازی معنی مراد ہیں حقیقی یعنی نفس ملبوس اور کپڑے حقیقۃً بھی مجازی ہر بعضوں نے اسکو حقیقت پر محمول کیا تو اسکے معنی میں اختلاف کیا ہے ابن الانباری نے کہا لباس تقوی سے وہی پہلا لباس ادنی مراد ہے کہ شرمگاہ ڈھانپے پھر اسکو اعادہ کیا تاکہ ستر عورت تقوی سے ہونے پر جبر دے بعضوں نے کہا لباس کے بہتر ہونے کی خبر دینے کیواسطے اعادہ کیا کسواسطے کہ جاہلیت میں عرب برہنہ عبادت کرتے اور کعبہ کے طواف کیوقت اپنے کپڑے نکالدیتے اس لئے خدا تعالیٰ نے خبر دی کہ طواف میں ستر عورت پرہیزگاری کا لباس ہے اور یہ بہتر ہے بعضوں نے کہا لباس تقوی جنگ کے کپڑے ہیں جیسے خود مکفر اور جلیقہ ہے جبیر تیغ و تبر کا اثر نہیں پہنچتا یہ قول زید بن علی کا ہے بعضوں نے کہا لباس تقوی صوف اور موٹے کپڑے ہیں جو اہل زہد و ورع پہنتے ہیں بعضوں نے کہا مراد اس سے بقدر ستر عورت سے نماز میں مجازی معنی پر بھی اختلاف ہے قتادہ اور سدی کہتے ہیں لباس تقوی سے مراد ایمان ہے کسواسطے کہ بسبب ایمان کے آتش دوزخ سے بچتا ہے زید بن علی نے کہا وہ اسلام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ ایمان اور عمل صالح ہے حسن بصری نے کہا مراد اس سے حیا ہے کسلئے کہ حیا کی سبب سے تقوی کی طرف رغبت کرتا ہے عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لباس تقوی سے مراد یعنی طریقہ نیک مراد ہے عروہ بن الزبیر کہتے ہیں کہ خدا کا ڈر لباس تقوی ہے کلبی نے کہا لباس تقوی عفت ہے ان اقوال کا لباس تقوی بہتر ہے اس لباس سے کہ دنیا کی جمل اور زینت کے لئے پہنے اسکی طرف خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے ذٰلِكَ خَيْرٌ یعنی لباس تقوی بہتر ہے لباس جمال اور زینت کیلئے کہ تمام عیوب اور گناہوں کے ستر کو شامل ہے جسکے مقصود ہونے سے شرمگاہ یعنی معنوی منکشف ہو جاتی ہے دیکھو ہر بدکار اور فاجر لباس فاخرہ سے مفتخر ہے تو اسکا حال نہایت برا اور زشت ہوتا ہے اور انواع قبایح اور ذمائم اسکو احاطہ کرتے ہیں پرہیزگار لباس ستر پہنتا ہے اگرچہ نہایت خراب ہو لیکن اسکا حال غایت جمال میں رہتا ہے اور لباس فاخرہ بدون پرہیزگاری کے پہنے جائیں تو وہ ہیں برہنگی ہے حدیث میں آیا ہے رب کاس فی الدنیا عار فی الاخرۃ دنیا میں بہت لباس پہنا ہوا آخرت میں برہنہ ہے لباس التقوی رفع سے پڑھو تو مبتدا ہے یہ جملہ اسکی خبر ہے اگر لباس کو نصب سے پڑھو تو

معطوف ہی لباسًا پر یا ریشًا پر نافع اور ابو جعفر اور ابن عامر اور کسائی اسکو نصب سے پڑھتے ہین باقی قرار رفع سے پڑھتے ہین ذٰلِكَ مِنْ ءَايٰتِ اللّٰهِ یہہ نشانیون سے ہین اللہ کی یعنی یہہ لباس تمہیں بھیجنا اللہ کی دلائل ہین جو اسکی فضل و رحمت اور توحید پر دلالت کرتے ہین لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ شاید وہ لوگ دھیان کرین یعنی اسکی نعمت یاد کرکے پھر اُسکا شکر ادا کرین یا پند پذیر ہوون اور بُرائیون سے اجتناب کرین جاننا چاہئے کہ آدم و حوا کا احوال انکے برہنہ ہونے اور درختون کے پتے ستر عورت کے لئے جوڑنے کو بیان کرنیکے بعد استطراد اس آیت کو بیان کیا اور بھی اس مین بندون پر لباس کے پیدا کرنے سے اور اس سے اونکو جمال و زینت دینے سے اظہار منت ہے کیونکہ برہنگی اور شرمگاہ ظاہر ہونے سے خواری اور فضیحت ہے اور اسمین اس بات کی آگہی ہے کہ بدن ڈھانپنا ابواب نقول سے بڑا باب ہے تعلیم غائب کی ضمیر سے کہا مقام خطاب کا تھا یہہ بقاعدہ بلاغت التفات ہی خطاب سے غیبت کیطرف يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اے اولاد آدم کی نہ بہکاوے تمکو شیطان جیسا تمہارے مان باپ کو بہشت سے نکالا یعنی آدم و حوا کو بعضے مفسرین کہتے ہین یہہ خطاب ان لوگون کو ہے جو کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے معنی یہہ ہین کہ شیطان اپنے غرور سے تمہارے ساتھ مکر کرے اور طواف مین تمہاری شرمگاہ ظاہر ہونے کو اچھی دکھلانے سے گمراہ کرے پس تم اسکی پیروی کر گمراہ ہو جاؤ گے معلوم کرنا چاہئے کہ انبیا علیہم السلام کے قصہ بیان کرنے سے سننے والے کو عبرت ہونی مقصود ہے پس خدا تعالی نے جب آدم کا قصہ اور سخت دشمنی ابلیس کی آدم سے اور انکی اولاد سے بیان کی تو اب اولاد آدم کو اس کے وسوسہ قبول کرنے سے پرحذر رہنے کیواسطے فرماتا ہے اور کہتا ہے اے بنی آدم شیطان تمکو گمراہ نکرے جیسا بہشت سے تمہارے مان باپ کو نکالا یہہ اسلئے کہ جب شیطان کے مکر کا اثر اور اُسکے وسوسے اور سخت اہتمامی اس درجہ کو پہنچی کہ آدم کے لغزش ڈالنے پر قادر ہوا جو موجب اُنکے بہشت سے نکلنے کا ہوا تو اب ایسے مضرتین نبی آدم کو پہنچانے مین بطریق اولی قدرت پائیگا اس لئے اُسکے وسوسون سے تم ڈرتے رہو تمکو بھی نہ بہکاوے جس سے سبب تمہارے بہشت مین نہ جانے کا ہووے جیسا تمہارے

مان باپ کو بہکایا جو اُنکے بہشت سے نکلنے کا سبب ہوا یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا اُتارتا تھا اُن سے اونکے لباس یعنی شیطان نے جنت کے کپڑے آدم وحوا سے اوتروائے یہہ جملہ ابو یکم سے حال ہے لباس اُتارنے کی نسبت شیطان کی طرف کی اگرچہ فی الواقع وہ مباشر نہین تھا اسواسطے ہے کہ وہ سبب وسوسہ کا ہوا مجاہد نے کہا لباس سے تقوی مُراد ہے ابن منبہ نے کہا نور مراد ہے لِيُرِيَهُمَا سَوْءَاتِهِمَا کہ دکھادے اُنکے شرمگاہین یعنی سبب یہہ تھا کہ ننگے ہوکر بہشت سے گر پڑین تم بھی حذر کرو اِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مقرر وہ دیکھتا ہے تمکو اور اسکی قوم یعنی شیطان اور اُسکا لشکر تمکو دیکھتا ہے ضمیر ہو کو اعادہ کیا اسلیے کہ قبیلہ کا عطف قبل پر مستحسن ہو قبیل جمع قبیلہ کی ہے جماعت گروہ کو کہتے ہین لیث نے کہا جو جماعت جن اور انسان کی ہے وہ قبیل ہے معنی اسکی یہہ ہین جو اسکی نسل سے ہو وہ تمکو دیکھتی ہے ابو عبید نے ابی یزید سے حکایت کی ہے کہ مختلف قوم سے تین شخص اور اس سے زاید کو قبیل کہتے ہین جمع اسکی قبیل ہے اور ایک باپ کی اولاد سے جو جماعت ہوتی ہے اسکو قبیلہ کہتے ہین طبری نے کہا جس شخص سے اسکی صنف اور گروہ ہوتی ہے اسکو قبیلہ کہتے ہین اور قبیل واحد ہے جمع اوسکی قبل ہے مراد اس سے جن ہین مجاہد نے کہا قبیلہ سے جن وشیطان مراد ہین ابن یزید نے کہا قبیلہ نسلہ یعنی اسکی نسل ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قبیلہ سے مراد ہے اسکا بچہ معلوم کرنا چاہئے کہ انہ یرکم کا جملہ نہی کی تعلیل مین واقع ہے اور شیطان کے فتنہ سے حذر کرنے کے واسطے تاکید ہے گویا یون کہا کہ حذر کرو شیطان سے کسواسطے کہ وہ تمکو دیکھتا ہے مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اسطرح سے کہ نہین دیکھتے تم اُنکو یعنی غالب عادت کے دیکھتے بوجہ لطافت اُنکے اجسام کے اور بوجہ انکے بے رنگی کے تم انکو نہین دیکھتے جاننا چاہئے کہ بسبب عادت کے ہم شیطان کو نہ دیکھین یہہ بات اسکو مقتضی نہین کہ شیطان کی رویت ممتنع ہو اور شیطان کا دوسری صورت سے ہمارے پاس آنا مستحیل نہین اور ہمارا انکو نہ دیکھنا اسوقت ہے کہ جب وہ اپنی اصلی صورت پر ہون پرندہ اور حیوان اور آدمی کی صورت مین بنکر آوین تو انکا دیکھنا بیشک جائز ہے اور ابلیس بوڑھے کی صورت سے بعضے صالحین کے پاس آیا ہے چنانچہ ظاہر احادیث صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہین اور حکم آیت مخصوص صورت اصلیہ سے ہے علماء رحمہم اللہ

کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے جن کی آنکھون مین ادراک دیا ہے اسلئے وہ انسان کو دیکھتے ہین آدمیون کی آنکھون مین وہ ادراک نہین دیا اسلئے جن کو نہین دیکھتے اور یہہ بحسب عادت ہے اگرچہ خرق عادت ممتنع نہین معتزلہ کہتے ہین اُنکے دیکھنے کی وجہ یہہ ہے کہ جنات کے اجسام رقیق اور لطیف ہین اسلئے نہین نظر آتے اور انسان کے اجسام کثیف ہین اسلئے وہ انسان کو دیکھتے ہین ابو الشیخ نے کتاب عظمت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جس شخص کو تم مین سے شیطان متخیل ہو یہان تک کہ اسکو دیکھے تو اُس سے بازنہ رہے قدم آگے بڑھائے کیونکہ وہ تم سے بڑھکر خائف ہین تو اسسے باز رہا تو تیرے برسوار ہو جائیگا مجاہد نے کہا مین بھی شیطان سے مبتلا ہوا اور اُسکو دیکھا اور ابن عباس کا قول یاد کرکے آگے بڑھا تو وہ بھاگ گیا۔ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ تحقیق ہمنے رکھے ہین شیاطین رفیق یعنی مددگار اور رفیق لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ انکے لئے جو ایمان نہین لاتے یعنی خصوصیت اور مناسبت کیوا سلئے شیطانون کو کافرون کا دوست کیا ہے زجاج نے کہا کافرون پر شیاطین کو مسلط کیا جو انکی گمراہی اور زیادہ کرتے ہین وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اور جب کرین عمل بد یعنی وہ کفار ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد نے کہا فاحشہ وہ ہے کہ کفار عرب مرد اور عورت ننگے بدن کعبہ کا طواف کرتے تھے پھر اس سے نہی کی گئی سدی نے کہا عرب کا ایک قبیلہ مین والون نے کعبہ کا طواف برہنہ کرتے جب انکو کہا جاتا تو کہتے وجدنا علیہا اباءنا وامرنا اللہ بہا محمد بن کعب قرظی نے کہا مشرکین دن کو کعبہ کا طواف برہنہ کرتے اور عورتین شب کو برہنہ طواف کرتین اور کہتے انا وجدنا علیہا اباءنا واللہ امرنا بہا جب اسلام کا دور آیا تو اس سے منع کیا گیا عطاء نے کہا فاحشہ شرک ہے معلوم کرنا چاہئے کہ جو بد کام ہو اسکو فاحشہ بولتے ہین پس تمام معاصی اور گناہان کبائر اسمین داخل ہوے اسوجہ سے فحش کو مطلق بد کام پر محمول کرنا ہو سکتا ہے گو کہ آیت سبب مخصوص مین۔ وہ کعبہ کا طواف برہنہ کرنے مین نازل ہوئی واضح ہو کہ یہہ بد کام جو اہل جاہلیت کرتے تھے اور اسکو طاعت سمجھتے تھے وہ فی نفسہا بد کام تھے اسلئے خدا تعالیٰ انکی مذمت کرتا ہے اور ایسی بے حیائی سے انکو منع فرماتا ہے قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا کہین ہمنے اپنے باپ دادون کو اسی شغل پر پایا اور اللہ نے ہمکو یہہ حکم کیا یعنی جب ہم کام کرتے ہین تمکو مذمت دیتے ہو کہتے ہو یہہ کہ تمنے اپنے باپ دادے کو ایسا کرتے تھے ہم بھی

انکی تقلید و پیروی کرتے ہین دوسرا یہہ کہ اللہ نے ہمکو اسیطرح کرنے کا حکم دیا پہلے عذر کی برائی ظہر ہے رد کرنے کی حاجت نہین وہ جہان کی پیروی ہے مہذا دوسرے آیات مین انکا رد مذکور ہو چکا دوسرے عذر کے جواب مین خدا تعالی فرماتا ہے قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ تو کہہ مقرر اللہ حکم نہین کرتا بیحیائی کے کام کو یعنی یہہ کام جو جاہلیت کے لوگ کرتے ہین وہ بالذات بُرا اور منکر ہے کیونکر خدا تعالے اسطرح حکم کرے بیشک اللہ تعالی بیحیائی کو حکم نہین کرتا بلکہ نیک باتین جنہین بندون کے مصالح ہین فرماتا ہے پھر خدا تعالی انکے رد مین کہتا ہے اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کیا تم کہتے ہو اللہ پر جو تم نہین جانتے یعنی کسنے تمسے کہا اُسنے فرمایا ہے اللہ کا یہہ کلام تم نے ابتدا ًبغیر واسطہ کے نہین سنا یہہ بھی نہین کہ تم نے انبیا سے اسکا علم حاصل کیا ہو جو درمیان خدا تعالی کے اور اسکے بندون کے احکام پہنچانیوالے پڑے ہین کیونکہ تم تو انبیا کی نبوت کا انکار کرتے ہو پس کیونکر تمکو معلوم ہوا بلکہ تم اللہ پر جھوٹ بولتے ہو وشیطان کے اغوا سے افترا کرتے ہو قُلْ تو کہہ یعنی اے محمد ان کفار کو جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہین جسکا علم نہین رکھتے کہہ کر اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ میرے رب نے حکم فرمایا ہے عدل کا قسط کہتے عدل یعنی ہر کام مین توسط و افراط تفریط سے بچنا وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اور سیدھے کرو اپنے منہہ ہر نماز کے وقت یعنی ہر سجدہ کے وقت یا ہر سجدہ کی جگہہ مین اپنے منہہ کعبہ کی طرف متوجہ کرو اور سجد نماز کو کہتے مجاہد نے کہا متوجہ کرو اپنے منہہ کعبہ کی طرف جہان کہین تم نماز پڑھو خواہ کعبہ مین ہو یا اسکے غیر مین کا ضحاک نے کہا معنی یہہ ہین جب نماز کا وقت آیا اور تم جس مسجد مین ہو اسی مین پڑھ لو کوئی تم مین سے نہ کہے کہ اپنی مسجد مین یا قوم کی مسجد مین چل کر نماز پڑھین یعقوب نے کہا معنی یہہ ہین اپنے سجدے کو اسکے لئے خالص کرو یہان ایک اشکال ہے قل امر ربی بالقسط کا جملہ خبر ہے واقیموا کا جملہ امر ہے امر کا عطف خبر پر جایز نہین جواب اسکا یہہ ہے کہ اسکا عطف ما بالقسط کی معنی پر ہے گویا یون فرمایا اقسطوا واقیموا یا فعل مقدر محذوف ہے تقدیر اسکی یہہ ہے امر ربی بالقسط و قال واقیموا یعنی میرے رب نے فرمایا ہے عدل اور کہا ہے کہ سیدھا کرو منہہ وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور پکارو اسکو نرے اسکے حکم بردار ہو کر یعنی اللہ کی عبادت خالص اسکے واسطے کرو كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ

جیسا تکو پہلے پیدا کیا ویسا ہی پھر آوگے یعنی قیامت کے دن پھر زندہ کریگا یہہ جملہ یا مستانفہ ہی منکرین
بعث کے بطلان اعتقاد کے واسطے پس اسمین تشبیہ دیا اعادہ کو آغاز پیدائش پر یا تعلیل واقع ہی اوپر
کے جملے کو یا معنی یہہ ہین خالص اسکی عبادت کرو کیونکہ آخر اللہ کے طرف جاتا ہی تمھارے اعمال کی
جزا دیگا ابو العالیہ نے اسکے معنی مین کہا دین خالص اسکے لئے کرو جیسا زمانہ آدم مین اسلام پر تمھاری
پیدائش کیا پس فرماتا ہے اسی کو پکارو نہ اس کے سوا اور معبودون کو اور حکم کیا کہ دین خالص اسی کے
لئے کرو پھر اپنے منہہ بیت الحرام کیطرف کرو اس آیت کے معنی مین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حقتعالی
پہلی خلقت بنی آدم کی مومن اور کافر بنائی جیسا فرمایا ہو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن اوسی نے پیدا
تکو بعض تم سے مومن اور بعض تم سے کافر پھر قیامت کے دن انکو لاویگا جیسا پہلے مومن اور کافر
پیدا کئے رواہ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے بھی اسی کے مانند منقول ہے اس
قول کی جہت سیاق آیت ہے فریقا ہدی و فریقا حق علیہم الضلالہ گویا یہہ جملہ اس سے تفسیر واقع ہے
اسکی صحت پر جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر بندہ اٹھیگا جس پر مرا ہے یعنی جس حالت پر مرا ہے ابن ماجہ اور مسلم اسکو روایت کرتے ہین
ابن جریر نے جابر رضی اللہ عنہ سے اسکے معنی مین روایت کی ہے کہ جس چیز پر تھے اسی پر مبعوث
ہونگے مومن اپنے ایمان پر منافق اپنے نفاق پر یہہ روایت بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے
قول کو موید ہے محمد بن کعب قرظی نے اسکے معنی مین کہا خدا تعالی نے جس کی آغاز پیدائش شقاوت
پر کی اسی خلقت پر پھر آویگا اگرچہ اوسنے نیکبختون کے اعمال کئے ہون جیسا ابلیس نیکبختون کے
اعمال بجالایا آخر شقاوت پر آیا اور جسکی ابتداء خلقت نیکبختی پر کیا تو پھر نیکبختی پر آویگا اس قول کی صحت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر
ایک شخص مدت دراز دوزخیون کا عمل کرتا ہے پھر ختم اسکا جنتیون کے عمل پر ہوتا ہے مسلم نے اسکو
اپنی صحیح مین روایت کی ہے حسن بصری نے اسکے معنی یون کئے جیسا تکو پیدا کیا اور تم نیست تھے
تکو زندہ کیا ایسا ہی تکو مارے گا پھر قیامت کے دن زندہ ہوگے بعضے کہتے ہین جیسا تکو برہنہ

غیر مختون بنایا ویسا ہی اُسکے پاس جاؤگے اس قول کی صحت پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث شہادت دیتی ہے انہون نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر نصیحت فرمائی لوگو تم اللہ تعالیٰ کے پاس برہنہ پانگے ختنہ نہ کئے ہوئے محشور ہوگے کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین جیسا سرے سے بنایا پہلے بار پھر اسکو دُہرا دینگے وعدہ ضرور ہوا اسکو کرنا بخاری اور مسلم اسکو روایت کرتے ہین بعضے کہتے ہین جیسا خاک سے پیدا کیا ویسا ہی خاک ہین ملیجاویگا یہہ قول ربیع بن انس کا ہے یہان ایک اشکال ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے نطفہ بنایا پھر علقہ پھر مضغہ پھر ہڈیون پر گوشت پہنایا پھر صورت بنائی حالانکہ عود ایسا نہین ہے جو آپ اسکا ایسا ہے کہ تشبیہ یہان مجرد پیدا کرنے مین ہے کیفیت مین تشبیہ نہین واضح ہو کہ مفسرین آیت مین تاویلات مذکورۂ السبق بنظر اسی اشکال کے کرتے ہین فَرِيقًا هَدٰى ایک فرقہ کو راہ دی یعنی خدا تعالیٰ نے ایک فرقہ کو اپنے ایمان اور معرفت کی ہدایت اور اپنی طاعت وعبادت کی توفیق دی وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اور ایک فرقے پر ٹھہری گمراہی یعنی ازل مین اُنپر گمراہی ٹھہری اور ثابت ہوا کہ وہ اشقیا ہین اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ ہدایت اور ضلالت خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہے ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خلق کو تاریکی مین پیدا کیا پھر اپنا نور اُنپر ڈالا جسپر وہ نور پڑا اوس نے ہدایت پائی اور جسپر نہین پڑا وہ گمراہ ہوا اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ انہون نے پکڑا شیطانون کو دوست سوا اللہ کے یعنی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق اور مددگار کیا یہ جملہ تعلیل مین حق علیہم الضلالۃ کے اور اسکی تحقیق مین واقع ہے یعنی ایک فرقہ پر گمراہی ثابت ہوی کس لئے کہ شیطان کو اپنا دوست مددگار بنایا وَيَحْسَبُوْنَ اِنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور سمجھتے ہین کہ تھردہ راہ مین ہین یعنی باوجود گمراہی کے وہ سمجھتے ہین کہ آپ ہدایت حق پر ہین اس آیت مین دلالت ہے کہ دین کی صحت کے واسطے مجرد گمان کافی نہین بلکہ جزم ویقین ضرور ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کفار کی مذمت مین بیان فرمایا کہ وہ آپ ہدایت پر ہونیکا گمان کرتے تھے اگر یہہ گمان مذموم نہ ہوتا تو ہرگز خدا تعالیٰ انکی مذمت نکرتا اسی آیت سے دلالت کی کافر مقلدی اور معاند دونون کفر مین برابر اور لائق مذمت ہین يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ

ربع الحزب

کُلِّ مَسْجِدٍ اے اولاد آدم کی لے لو اپنی زینت نزدیک ہر مسجد کے اس آیت کی شان نزول
مین مسلم اور نسائی وغیرہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ ایک عورت
کعبہ کا طواف برہنہ کرتی تھی اور کہتی تھی جو عاریوے مجھکو طواف کے کپڑے سے تو وہ اپنے
شرمگاہ پر کپڑا دھانپے اس پر یہہ آیت نازل ہوی ابوالشیخ اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کرتے ہین کہ مشرکین کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے گھرون مین پیچھے سے داخل
ہوتے تھے یہہ قریش کا ایک قبیلہ تھا اسکو حمس کہتے تھے پس خدا تعالی نے آیہ یا بنی آدم خذوا زینتکم
نازل فرمائی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے عرب کے لوگ کعبہ کا طواف
برہنہ کرتے تھے یہان تک عورتین بھی برہنہ طواف کرتی تھین خدا تعالی یا بنی آدم خذوا زینتکم عند
کل مسجد نازل فرمایا عطاء نے کہا جاہلیت مین مشرکین کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے اسپر خدا تعالی
نے خذوا زینتکم عند کل مسجد کو نازل فرمایا طاوس نے کہا اسمین حریر اور دیباج کے پہننے کا حکم
نہین کیا گیا لیکن وہ یعنی کفار کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے جب کوئی مکہ مین آتا تو مسجد کے
باہر اپنے کپڑے رکھتا پھر مسجد مین داخل ہوتا جب کوئی آتا اور اسپر کپڑے ہوتو اسکو مارتے
اور کپڑے اتارتے اسپر یہہ آیت نازل ہوی ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے خذوا زینتکم کی آیت مین روایت کی ہے کہ کفار کعبہ کا طواف شب کو برہنہ کرتے تھے پس
خدا تعالی نے انکو حکم فرمایا کہ کپڑے پہنین برہنہ نہون جاننا چاہئے کہ یہہ آیت مشرکین کے برہنہ طواف
کرنے پر نازل ہوی ایسا ہی منقول ہے عقیلی اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور ابن
عساکر انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خذوا زینتکم مین فرمایا
تم اپنے نعال مین نماز پڑھو اس حدیث کے ضعیف ہونے پر حافظ سیوطی کا قاعدہ دلیل ہے حافظ
ابن کثیر نے کہا حافظ ابن مردویہ سعید بن بشیر سے اور او زاعی قتادہ سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے
مرفوع روایت کرتے ہین کہ یہہ آیت نعال پہنکے نماز پڑھنے کی باب مین نازل ہوئی اسکی صحت
مین نظر ہے معلوم کرنا چاہئے کہ یا بنی آدم خطاب تمام عالم کو ہے اگرچہ برہنہ کعبہ کا طواف کرنے

اس سے مقصود ہیں پر سبب خاص عموم کو مانع نہیں (خذوا زینتکم عند کل مسجد) زینت کے معنی ہیں مفسرین کہتے ہیں اس سے کپڑے مراد ہیں یہ ابن عباس کا قول ہے مجاہد نے کہا وہ کپڑا جو شرمگاہ کو ڈھانپے اگرچہ عبا ہو طاؤس نے کہا شملہ زینت ہیں سے ہے سعید بن جبیر نے کہا زینت کنگھی کرنا ہے بعض نے کہا خوشبو لگانا کلبی نے کہا زینت سے مراد ایسے کپڑے جو شرمگاہ ڈھانپے نزدیک ہر مسجد کے نماز یا طواف کیونکہ اسکے عند کل مسجد کی تفسیر میں عند الصلوٰۃ و الطواف بھی مفسرین لکھتے ہیں یعنی نماز اور طواف کے وقت شرمگاہ ڈھانپنے سنت ہے آدمی نماز کے وقت اپنی اچھی شکل لباس سے بناوے خصوص جمعہ کے دن اور عید کے دن اور خوشبو لگاوے کیونکہ وہ بھی زینت ہے اور مسواک کرے کہ تمام زینت ہے طبرانی اور بیہقی سنن میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کوئی ایک تم میں کا جب نماز پڑھے تو دو کپڑے پہنے کیونکہ خدا تعالیٰ کے لئے زینت دینا سزاوار ہے اگر دو کپڑے نہ ہوں تو لنگ باندھے یہود کے مانند نماز کیوقت چادر شملہ کرے امام شافعی اور امام احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور مسلم اور نسائی اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایک تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جو کاندھوں پر اس سے کچھ نہ ہو ابو داؤد اور بیہقی بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی لحاف سے جو بدن کو نہ ڈھانپے اور نہی فرمائی کہ ایک پائجامہ میں نماز پڑھے اور چادر نہ اوڑھے امام احمد اور مسلم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں مثقال بھر ایمان ہو دوزخ میں نہ جائیگا اور جسکے دل میں مثقال بھر تکبر ہو وہ بہشت میں نہ جائیگا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میرے کپڑے دھوئے ہوئے ہوں اور میرا سر تیل لگا ہوا ہو اور نعل کا شراک جدید ہو اور چند چیزیں بیان کیا یہاں تک اپنے کوڑے کی دوڑی بیان کی کہا کیا یہ تکبر میں سے ہے حضرت نے فرمایا یہ جمال ہے تکبر نہیں مقرر اللہ عزوجل جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے لیکن تکبر وہ ہے جس کو خفیف جانے اور لوگوں کا عیب کرے امام احمد ابو سہل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضرت نے فرمایا تم اپنے بھائیون کے پاس جاتے ہو اپنے سواری کے اونٹ درست کرو اور اپنے لباس اچھے کرو یہان تک کہ تم لوگون مین ہو تو تم گویا خال کے مانند ہون کیونکہ اللہ فحش کو اور فحش بولنے کو دوست نہین رکھتا تو زخال کے مانند ہون مراد اسمین بہتر لباس اور ہیئت مین ہون جو لوگون پر ظاہر ہون اور لوگ تمھین دیکھین جیسا خال ظاہر ہوتا ہے اور اسکے طرف دیکھتے ہین اور افضل لباس سپید کپڑے ہین چنانچہ امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے کپڑون مین سے سپید کپڑے پہنو کیونکہ وہ تمھارے بہتر کپڑون سے ہے اور اپنے مردون کو اسین کفن دو اور تمھارے سرمون سے اثمد ہے کیونکہ وہ آنکھ کو جلا دیتا ہے اور بال کو اگاتا ہے حافظ ابن کثیر نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے اور اسکے رجال مسلم کے شرط پر ہین اس حدیث کو ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی روایت کرتے ہین ترمذی نے کہا یہہ حدیث حسن صحیح ہے ابن ماجہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک تر چیز یعنی کپڑے جس سے تم اپنے قبور مین اور مساجد مین اللہ کی زیارت کرو سپید ہے خذوا صیغہ امر ہے ظاہر اسکا وجوب پر دلالت کرتا ہے اس مین دلیل ہے کہ ستر عورت نماز اور طواف اور ہر حال مین واجب ہے وکلوا واشربوا اور کھاؤ اور پیو اس آیت کی شان نزول مین کلبی نے کہا بنو عامر حج کے ایام مین تھوڑے کھانے پر قناعت کرتے چربی نہین کھاتے تھے اس مین حج کی تعظیم سمجھتے تھے اہل اسلام نے کہا یا رسول اللہ اس تعظیم کے زیادہ سزاوار ہم ہین اس پر خدا تعالی نے وکلوا واشربوا کو نازل فرمایا یعنی چربی اور گوشت کھاؤ سدی نے کہا وہ لوگ جو کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے جب تک حج کے موسم مین مکہ مین رہتے اپنے پر چربی حرام کرتے خدا تعالی نے فرمایا کلوا واشربوا ولا تسرفوا اور مت حد سے نکل جاؤ یعنی خدا تعالی نے جو حرام نہین کیا گوشت چربی کھانا مراد اسراف سے مراد تحریم حلال ہے یا افراط و حرص طعام ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا ولا تسرفوا یعنی حرام مت کھاؤ اسراف یعنی حرام ہین سعید بن جبیر نے کہا مال مین اسراف وہ ہے کہ اللہ تعالی مال حلال روزی دے اوسکو حرام مین خرچ کرے بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جو چاہے

کھاؤ اور جو چاہے پیوے اور جو چاہے پہنے یہہ دو خصلت جب حد سے تجاوز کرین تو وہ سرف اور تکبر ہے ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے خدا تعالی نے کھانا اور پینا حلال کیا جب تک سرف اور تکبر نہو یعنی حد سے نکل جاوے ابن کثیر نے کہا اسکی سند صحیح ہے امام احمد نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ دو بغیر تکبر اور بغیر سرف کے یعنی حد سے نہ نکلے کیونکہ خدا تعالی اپنی نعمت اپنے بندہ پر دیکھنا دوست رکھتا ہے ابو یعلی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرف وہ ہے جو خواہش ہو کھاوے دارقطنی نے اسکو افراد مین روایت کی ہے اور بولا یہہ حدیث غریب ہے بقیہ راوی اسمین متفرد ہوا واللہ اعلم احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان وغیرہم مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم نے پیٹ سے کوئی ظرف برا پر نکیا ابن آدم کو چند لقمے کھانا جس سے صلب سیدھا کرے بس ہے اگر بالضرور کھاوین تو ایک حصہ کھانے کے لئے ایک حصہ پانی کے لئے ایک حصہ دم لینے کے لئے چھوڑے ترمذی نے اسکی تحسین کی علی بن حسین بن واقد نے کہا خدا تعالی آدھی آیت مین تمام طب کو لایا اور فرمایا کلوا واشربوا ولا تسرفوا اس آیت مین دلیل ہے کہ تمام کھانے پینے حلال ہین مگر جسکو شارع حرام کرے اور اسکی تحریم دلیل متصل سے ثبوت پاوے کس لئے کہ تمام چیزون مین اصل اباحت ہے مگر جسکو شارع نے منع کیا اور حرمت اسکی دلیل سے عارض ہوئی اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ مقرر وہ دوست نہین رکھتا حد سے نکل جانے والون کو یعنی حلال کو حرام ٹھہرانے والے اوسکو خوش نہین آتے انکو دوست نہین رکھتا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کھانے اور پینے مین جو مسرف ہین خدا تعالی انکو دوست نہین رکھتا اس آیت مین کھانے پینے کی چیزون مین اسراف کرنے والون کے لئے وعید اور تہدید ہے ع ۱۱ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ ۝ تو کہہ کسنے حرام کی ہے زینت اللہ کی جو پیدا کی اسنے اپنے بندون کے لئے یعنی اے محمد یہہ جاہل عربون جو برہنہ کعبہ کا طواف کرتے ہین تو نے کہہ اللہ کی زینت

یعنی لباس جو اپنے بندہ کے واسطے پیدا کیا کہ اس سے زینت حاصل کرنے اور طواف وغیرہ کیوقت اسکو پہنے کرکے حرام کیا ہے زینت کے معنی یہان جمہور مفسرین کہتے ہین ایسے کپڑے جو شرمگاہ کو ڈھانپین امام فخر الدین رازی نے کہا زینت طرح طرح کے پہناوے تو شامل ہوتی ہے اسکے تحت مین ملبوس اور زیور سب داخل ہوتے ہین لیکن مردون کے حق مین استعمال حریر اور سونے کا حرام ہے عورتون کے حق مین حرام نہین اس آیت کی شان نزول مین عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ کفار قریش کعبہ کا طواف برہنہ کرتے تھے سیٹی بجاتے ہوئے اور تالیان مارتے ہوئے اسپر خدا تعالے نے قل من حرم زینۃ اللہ نازل کی ابن زید نے کہا کہ قوم قریش نے بکری کا دودھ اور گوشت اور گھی اپنے اوپر حرام کرلیا تھا سو خدا تعالی آیہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق نازل فرمائی وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ اور ستھری چیزین کھانے کے یعنی کنے حرام کین ہین پاکیزہ چیزین رزق سے طیبات کے معنی مین مفسرین کے تین قول ہین پہلا قول طیبات سے گوشت اور اوسکی چربی مراد ہے جو حج کے دنون مین کفار اپنے پر حرام کرتے تھے اور اسمین حج کی تعظیم سمجھتے تھے سو خدا تعالے نے قل من حرم زینۃ اللہ مین اسکو رد کیا ابو الشیخ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ الطیبات من الرزق سے چربی اور گوشت اور گھی مراد ہے دوسرا قول مراد اس سے بحیرہ اور سایبہ اور وصیلہ اور حامی ہے جسکو اہل جاہلیت نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا یہہ قول قتادہ کا ہے تیسرا قول یہہ آیت عام ہے تمام مزے دار رکھا اور پینے کی چیزین اس کے عموم مین داخل ہین مگر جس سے خدا تعالی نے نہی فرمائی اور اسکے تحریم مین نص واقع ہوئی اسمین دلیل اس بات پر کہ کھانے اور لباس اور ہر قسم کی تجمل کی چیزین مباح ہین سوائے محرمات کے کیونکہ استفہام یہان انکاری ہے قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تو کہہ یعنی اسی محمد وہ ہے ایمان والون کے واسطے یعنی ستھری چیزین مومنین کے واسطے ہین فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا کی زندگی مین یعنی بالاصالۃ مومنین کے لئے ہے اگرچہ بالتبع مشرک بھی انکے شریک ہون لیکن نعیم جاودانی قیامت کے دن مومنین ہی کو خاص ہوگی اسی کی طرف اشارہ فرمایا خَالِصَةً

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ نری انکی ہے قیامت کے دن یعنی خاص مومنین کا حق ہے کہ وہ دنیا مین شریک نہین کینگے
قیامت کے دن بہتری چیزین کھانے مین مشرکین کو حصہ نہین خالصةً کو ابن عامر اور نافع رفع سے پڑھتے ہین
دوسرے قرأنے نصب سے پڑھا ہے پہلی قرارت پر خالصة مبتدأ ہے اور للذین امنوا اسکی خبر اور فی الحیوٰة الدنیا
متعلق امنوا سے ہوگا یا معنی یون ہونگے ستھری چیزین قیامت کے دن خاص اون لوگون کو ہین جو دنیا مین
ایمان لائے ہین اگر خالصة کو خبر بعد خبر لین یا خبر مبتدا محذوف ہی کی لین تو بھی جایز ہے دوسری قرارت
پر خالصة حال واقع ہے ظرف سے جو خبر ہے گویا تقدیر یون ہے ہی ثابتة للذین امنوا فی الحیاة
الدنیا فی حال خلوصها یوم القیامة یعنی جس حال مین کہ خالص ہے مومنون کیواسطے قیامت کے دن
کَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ یون بتاتے ہین ہم آیتین یعنی اسیطرح حلال کو حرام سے تمیز دیکر ہم بیان
کرتے ہین لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ جن لوگون کو بوجھ ہے یعنی جنھون نے جانا کہ حرام وحلال چیز سوائے حکیم شارع
کے حکم کے نہین یا یہہ جانتا ہے اللہ ایک ہے کوئی اُسکا شریک نہین پھر حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ تو کہہ مقرر میرے رب نے حرام کئے بے حیائی کے کام فواحش جمع
فاحشہ کی ہے قبیح اور فحش قول وفعل یعنی بدکام اور بُری بات کو کہتے ہین معنی یہہ ہین اے محمد ان مشرکون کو
جو برہنہ طواف کرتے ہین اور ستھری چیزین جو خدا تعالیٰ نے حلال کی ہین اوسکو حرام کرتے ہین تو کہہ کہ جسکو
تم حرام کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے اوسکو حرام نہین کیا بلکہ اوسنے اپنے بندون کیواسطے حلال کیا اور طیب گردانا
حرام اسی کو کیا جو بدہین سعید بن جبیر نے کہا فواحش سے زنا مراد ہے مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ
جو علانیہ ہین انمین اور جو چھپے منہا کی ضمیر فواحش کی طرف پھرتی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس
رضی اللہ عنہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جاہلیت مین مخفی زنا کرنے کو ئی باک نہین جانتے تھے علانیہ زنا
کرنے کو قبیح جانتے تھے پس خدا تعالیٰ نے مخفی اور علانیہ زنا دونون کو حرام کیا بخاری مسلم نے ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص زیادہ
غیرت والا اللہ سے نہین اسیواسطے فواحش ظاہر و باطن کو حرام کیا وَالْاِثْمَ اور گناہ یعنی گناہ حرام کیا فحش اور
اثم مین کیا فرق ہے مفسرین کو اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین فواحش گناہان ہین کیونکہ بدی اسمین بڑی ہے اثم گناہ صغیرہ

اس قول پر معنی آیت کی یوں ہین کہ تو کہہ میرے رب نے گناہان کبائر و صغائر کو حرام کیا بعضے کہتے ہین کہ فاحشہ وہ گناہ ہے جسمین حد واجب ہوتی ہے اثم وہ ہے جسمین حد واجب نہین ہوتی یہہ قول پہلے قول کے قریب ہے ان دونون قول پر اعتراض ہوتا ہو کہ اصل لغت مین اثم بمعنی گناہ ہے چھوٹا ہو یا بڑا ہو دونون اسمین داخل ہوتے ہین بعضے کہتے ہین کہ فاحشہ گناہ کبیرہ کو کہتے ہین اثم مطلق گناہ کا نام ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا فایدہ اسمین یہہ ہے کہ جب خدا تعالی نے قل انما حرم ربی الفواحش مین گناہ کبیرہ کو حرام کیا تو مطلق گناہ کو اسکے پیچھے لایا تاکوئی متوہم توہم نکرے کہ تحریم فقط گناہ کبائر پر مقصود ہے بعضون نے کہا باعتبار معنی لغوی کے جو بد کام اور بد بات ہو اسکو فاحشہ کہتے ہین لیکن عرف مین فاحشہ زنا کو کہتے ہین کیونکہ جب فاحشہ مطلق بولین تو اس سے خاص زنا مفہوم ہوتا ہے اس صورت مین زنا پر لفظ فاحشہ کو محمول کرنا ضرور ہو بعضے کہتے ہین کہ اثم اسماء شراب سے ہے یہہ قول حسن اور عطا کا ہے جوہری صاحب الصحاح نے کہا شراب کو اثم بولتے ہین اس پر شاعر کے قول سے استشہاد دلایا ہے ابن سیدہ محکم کا مصنف بولا اثم شراب کو بولنا میرے نزدیک صحیح ہو کیونکہ شراب کا پینا اثم یعنی گناہ ہے ابوبکر بن الانباری نے شراب کا اثم نام ہونے کو انکار کیا اور کہا کبھی عرب جاہلیت اور اسلام مین شراب کا نام اثم نہین رکھتے تھے لیکن شراب اثم کے تحت مین داخل ہے کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے قل فیہما اثم کبیر وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ اور زیادتی ناحق کی یعنی ناحق خلایق پر زیادتی کرنا حرام کی بغی کے معنی ظلم اور تکبر اور لوگون سے حد سے بڑھ جانا ان تمام چیزون مین اور والبغی بغیر الحق کے معنی اس چیز کو طلب کرنا جو حق کے ساتھ نہین اگر حق کے ساتھ طلب کیا تو وہ بغی نہین وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ اور یہہ کہ شریک کرو اللہ کا شریک ٹھہرانا حرام کیا مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا جسکی اس نے سند نہین اتاری یعنی اللہ کے ساتھ شریک لے آنا وہ چیز کہ جسکے واسطے دلیل اور حجت نہین اتاری وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ اور یہہ کہ بولو اللہ پر جو تمکو معلوم نہین یعنی تحریم ایسی چیز کی جسکو خدا نے حرام نہین کیا اور اللہ کے صفتون مین الحاد اور اللہ پر ایسی چیزون کے ساتھ افترا کرنا جیسا اسکا حکم نکیا جیسا کفار کہتے تھے واللہ امرنا بہا وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ اور ہر فرقے کیواسطے ایک وقت ہے مقرر

اجل کی معنی مدت معین اور وقت مقرر یعنی ہر امت کیواسطے ایک وقت ہے مقرر عذاب کا یعنی ہر امت جسنے رسولون کی تکذیب کی اسکے نزول عذاب کے واسطے ایک وقت معین ہر اسوقت تک خدا یتعالی انکو مہلت دیتا ہی یہہ قول ابن عباس اور حسن بصری کا ہے اسمین کفار مکہ کو وعید ہے بعضے کہتے ہین معنی یہہ ہین ہر امت کے زندگانی کا وقت مقرر ہے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ جب انکا وقت معین عبارہ عذاب دنیا سے آخرت عمر تمام ہوی اور موت حاضر ہو چکی لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ نہ پیچھے رہ جائین ایک ساعت نہ آگے چلے جائین ایک ساعت یعنی اسوقت معین سے ایک لحظہ کی مہلت نہوگی ساعت سے مراد آن اور لحظہ ہے نہ ساعت منہین ہے اسی واسطے ساعت کو بیان کیا کیونکہ عرف مین کمترین اوقات کو ساعت کہتے ہین مفسرین کہتے ہین جب کفار نے نزول عذاب کو چاہا تو یہہ آیت نازل ہوئی پس خدا یتعالی نے فرمایا انکے واسطے ایک وقت معین ہے جب وہ وقت آجاے گا تو یک لحظہ پس وپیش نہوگی جو پیڑے اکھڑ جاوینگے یا ہر نفس کیواسطے حیات و عمر معین مقدر ہے جب وہ تمام ہو جاوے اور موت کی علامت ظاہر ہو تو ایک لحظہ روح نکلنے مین پس وپیش نہوگا یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ اے ایمان اولاد آدم کی اگر آوین تم پاس پیغمبر تم مین سے (اما) مین ان شرطیہ ہے مای زایدہ ہین اسکا ادغام ہو گیا فمن اتقی اسکی جزا ہے رسل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہین جمع کا لفظ لایا اگرچہ مراد اس سے ہر واحد ہے اس لئے کہ آنحضرت خاتم الانبیا ہین تمام خلایق پر مبعوث ہین پس جمع کا لفظ آپ کی تعظیم کیواسطے لایا اس صورت مین خطاب یا بنی آدم کا مشرکین اہل مکہ کو ہوگا اور جو اُن سے لاحق ہین بعضے کہتے ہین رسل سے تمام رسول مراد ہین اور یہہ خطاب ہر بنی آدم کو عام ہے معنی یون ہونگے اے اولاد آدم کبھی پہونچے تمھارے پاس رسول تم مین کے منکم سے مراد بنی آدم کے جنس سے اور انکے مثل سے کیونکہ جب رسول انکے جنس ہو تو اوپر قطع حجت ہوتی ہے کیونکہ وہ اس سے اور اوسکے احوال سے خوب واقف ہوتے ہین یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِیْ بیان کرین تمپر آیتین میری یعنی میری کتاب اور دلایل احکام اور شریعت جو بندون کیواسطے مشروع ہے تمکو سنا دین فَمَنِ اتَّقٰی

تو جو ڈرا یعنی شرک اور میرے رسولون کی مخالفت سے ڈرا وَ اَصْلَحَ اور سنوار یعنی عمل نیک جسکا رسول امر کیا بجالایا اور گناہون اور منہیات سے بچا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ پس نہین اُنپر یعنی قیامت کے دن انکو عذاب کا ڈر نہین وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ اور نہ وہ غمگین ہونگے یعنی جو کوچ سے دنیا فوت ہو گئی اسکا غم نہین ہے وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جنھون نے جھٹلا ہماری آیتین یعنی ہماری آیات کا انکار کیا اور ہماری رسولون کو جھٹلایا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا اور تکبری کیا انسے یعنی ان آیات پر اور اُنپر جو رسول لائے ہین تکبر کرکے ایمان نہ لائے أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وے ہین دوزخ کے لوگ وے اسمین سدا رہین یعنی کبھی اس سے نہ نکلین گے فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا پھر اس سے ظالم کون جو جھوٹھ باندھے اللہ پر یعنی اللہ نے جو بات نہین کہی اسکو کہے یا یہہ کہ اُسکے ن وفرزند کی نسبت کرے اور اُسکا شریک ٹھہرائے تو اس مفتری سے کوئی بڑا ظالم نہین ۔ أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ یا جھٹلاوے اسکے آیات یعنی قرآن کی تکذیب کرے جو اپنے بندہ اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِنَ الْكِتَابِ یہہ لوگ پہنچیگا انکو حصہ انکا کتاب سے یعنی جو انکا حصہ لوح محفوظ مین لکھا ہے اور مقدر ہو گیا اوسے پائینگے معلوم کرنا چاہئے کہ نصیب پانے سے کیا مراد ہے اسمین مفسرین کا اختلاف ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو کوئی اللہ پر جھوٹھ بولے تو منجملہ اسکا کالا ہو یہہ قول عوفی کی روایت مین آیا ہے حسن بصری اور سدی کہتے ہین جو انکے واسطے عذاب لکھا ہے اور حاکم منہہ کالے ہونے اور انکمین کبود ہونے کا کیا ہے علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یون روایت کی کہ وہ اپنے اعمال کا حصہ پاوینگے یعنی جو عمل نیک کیا اسکی جزا پائیگا اور جو عمل بد کیا تو اسکی جزا پائیگا اور بھی ابن عباس سے ایک روایت مین آیا ہے جو انکے واسطے خیر و شر مقدر کیا ہے ایک روایت مین ہے جو اُنپر شقاوت و سعادت لکھی گئی مجاہد نے کتاب مین خیر و شر کا جو وعدہ ہوا پاوینگے قتادہ اور ضحاک وغیرہ بھی ایسا ہی کہتے ہین اور یہہ قول ابن جریر کا مختار ہے محمد بن کعب قرظی نے کہا

وبرد

عل اوپر روزی اور عمر جو کتاب میں لکھا ہے پاوینگے ربیع بن انس اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے ابن کثیر نے کہا یہ قول یعنی اور سیاق یعنی اذا جاوتہم رسلنا یتوفونہم کے دیکھتے قوی ہے حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ یہان تک کہ پہنچے ان پاس ہمارے بھیجے ہوے جان لینے کو رسل سے ملک الموت اور اسکے مددگار مراد ہین یتوفون حال ہے منجی اسکے یقبضون ارواحہم یعنی ان کفار کے پاس جنھون نے اللہ پر جھوٹ باندھے جب ملک الموت اور اُسکا لشکر روح قبض کرنیکے واسطے آوے یہہ اوسوقت ہوگا کہ اُنکی عمر اور روزی جو تقدیر مین لکھی ہے پوری ہوجاوے اس معنی پر حتی ماقبل کا غایت ہے یعنی وہ اپنا حصہ پاوینگے ملائکہ قابض ارواح کے آگے تک اوپر کے وجھون پر حتی ابتدائیہ ہوگا یعنی انکا عذاب فرشتہ کے آنیکے وقت سے آغاز ہوگا قَالُوْٓا کہین یعنی قابض ارواح یا عذاب کے فرشتے کفار سے کہین اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کیا ہوے جنکو تم پکارتے تھے اللہ کے سوا یہہ سرزنش کا سوال ہے نہ آگاہی چاہنے کے لئے معنی یہہ ہین کہان ہین وہ جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے پکارو تاکہ اللہ کا عذاب وہ تم سے دفع کرین جسکے کہتے ہین کہ یہہ آجزت مین پوچھینگے معنی یہہ ہین کہ یہان تک کہ ہمارے بھیجے ہوے یعنی عذاب کے فرشتہ ان پاس پہنچے پورا کرلین انکا شمار دوزخ کے حشر کے وقت کہینگے کہان ہین جنکو تم پکارتے تھے یعنی شریک اور دوست جنکی تم عبادت کرتے تھے اللہ سوا انکو پکارو اللہ کے امر کو تسے دور کرین قَالُوْا بولین یعنی کفار ہمارے بھیجے ہوئے کو جواب دینگے ضَلُّوْا عَنَّا ہم سے گم ہوے یعنی چھپگئے اور ہم کو چھوڑ دیا ہم انکو نہین دیکھتے کہان گئے ہرگز ہمکو نفع نہ دئے جیسا ہم جانتے تھے وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ اور قائل ہوے اپنی جان پر کہ وے تھے منکر کفار کا یہہ اعتراف دیرہ گا ابھی موت کیوقت ہوگی یا عذاب دیکھنے کیوقت کہ ہم اللہ کی وحدانیت کے منکر تھے قَالَ فرمایا یعنی کسنے اللہ پر جھوٹ باندھا اور اوسکی مخلوق کو اوسکا شریک کیا قیامت کے دن حقتعالیٰ انکو بواسطہ فرشتون کے فرمائیگا یا ملائکہ عذاب سے ایک فرشتہ اون سے کہیگا ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ داخل ہو جاؤ تم اور امتون مین جو تم سے پہلے گذری ہین جن اور انسان کی فِي النَّارِ آگ مین یعنی تم سب دوزخ مین

داخل ہو کر وہی تمہارا اقرارگاہ اور مسکن ہے كُلَّمَا وَخَلَتْ اُمَّةٌ جہان داخل ہوئی ایک امت یعنی جہان ایک جماعت دوزخ میں داخل ہوگی لَعَنَتْ اُخْتَهَا لعنت کرنے لگی دوسری کو یعنی دوسری جماعت کو کہ ہم انکی ملت میں ہیں بسبب انکی اقتدا کے یعنی اتباع ہرملت کے اپنے متبوعین کو لعنت کرینگے اخت سے ہم ملت اور ہم دین مراد ہیں اخت نسبی مراد نہیں سدی نے کہا جب اہل مذہب دوزخ میں داخل ہونگے اپنے دین کے رفیقوں کو لعنت کرینگے مشرک مشرک کو اور یہود یہود کو اور نصاریٰ نصاریٰ کو اور صابی صابی کو اور مجوس مجوس کو اور پچھلے پہلوں کو حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا یہاں تک کہ جب مل جاوینگے سب یعنی جب سب دوزخ میں جمع ہونگے اور باہم ملینگے اور ایک آگ میں ٹھہرینگے ادارکوا اصل میں تدارکوا تھا یعنی تلاحقوا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ کہا پچھلوں نے پہلوں کو یعنی پچھلے جو جہنم میں داخل ہوئے اور وہ تابعدار لوگ ہیں پہلے کو جو پیشوا اور متبوع دنیا میں کہینگے کسلئے کہ پیشوا تو پہلے جہنم میں داخل ہونگے یہ قول مقاتل کا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہر امت کا پچھلا انکے پہلے کو کہیگا سدی نے کہا پچھلے زمانہ کے لوگ پہلوں کو جو اس دن کو انکے لئے مشروع کیا تھا کہینگے رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا رب ہمارے یہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمکو گمراہ کیا یعنی تابعدار لوگ بولینگے اے ہمارے پروردگار ان دو پیشوا اور رئیس نے ہمکو راہ راست سے گمراہ کیا تھا اور شیطان کی طاعت ہماری نظر دنیا میں مزین کر دکھائی فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ سو تو دے انکو دونا عذاب آگ کا فرمانبردار کافروں کو ضعف کے معنی ابو عبیدہ نے کہا مثل شی کو کہتے ہیں یعنی دوچند ازہری نے کہا ابو عبیدہ کا قول لوگوں کے کلام میں مجاز کہتے ہیں بخلاف کتاب اللہ کے وہ عربی فصیح ہے اسکی تفسیر کلام عرب کے موضوع کیطرف پھیرنا ہے کیونکہ کلام عرب میں ضعف اسکو کہتے ہیں جو افزون ہو خواہ دوچند یا سہ چند اسلئے کہ اصل لغت میں ضعف زیادت غیر محصور کو کہتے ہیں زجاج نے کہا آیت کی معنی یہ ہیں مضاعف عذاب انکو دے اور ضعف کلام عرب میں دو قسم پر آتا ہے پہلا مثل شی بر دوسرا تضعیف شی بر یعنی زیادت کے معنی سے قَالَ فرمایا یعنی خدا تعالیٰ نے فرمایا لِكُلٍّ ضِعْفٌ ہر ایک کو دونا ہے یعنی دونوں کو یعنی پیشوا اور تابعدار کو دونا عذاب ہے پیشوا اون کو کفر اور تضلیل کی سبب اور تابعدار دونوں کو کفر اور تقلید کی سبب سے وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ پر تم

نہین جانتے تھے یعنی ہر ایک فرقے کیو اسطے جو عذاب مہیا رکھا ہے اسکو تم نہین جانتے تھے تعلمون عامہ قرارین نے خطاب سے ہے یہہ خطاب یا سائلین کو ہے یا اہل دنیا کو عاصم نے بروایت ابی بکر یعلمون غیبت کی صیغہ سے پڑھا ہے اس قرارت پر ضمیر کا مرجع یا وہ فرقہ ہے جو دو چند عذاب کو چاہا یا وہ دونون جماعتین ہین یعنی پیشوا اور تابعدارون وہ نہین جانتے تھے یعنی خدا یتعالی نے انکے واسطے جو عذاب رکھا ہے وَقَالَتْ اُولٰهُمْ اور کہا پہلون نے یعنی پیشوا کفر ہین تھے لِاُخْرٰىهُمْ پچھلون کو یعنی تابعدارون کو مَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ اب کچھ نہوی تمکو ہمپر زیادتی یعنی ہم تم گمراہ ہوے جیسا ہم گمراہ ہوے اور تم کافر جیسا ہم ہوئے پھر ہم اور تم دونون کفر اور عذاب مین برابر ہین بعضون نے کہا معنی آیت کے یہہ ہین ہر امت جو دنیا مین گذری ہے اپنی پچھلی کو جو انکے بعد آئی اور اگلون کی راہ چلی کہینگی تمکو ہمپر فضیلت نہین تم اپنے کفر و معصیت کی سبب سے اللہ کا عذاب ہمپر نازل ہونا جانچکے اور تم پاس تو رسول آئے تھے تم اپنی ضلالت و کفر سے کیون نہ پھرے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ سو چکھو عذاب معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ قول محتمل ہے کہ امت اولی اور پیشواؤن نے دوسری امت اور مقتداؤن کو کہا ہو اور محتمل ہے کہ اللہ تعالی کا قول ہو کہ جملہ کفار کے حق مین فرماتا ہو تم عذاب کو چکھو بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ بدلہ اپنی کمائی کا یعنی سبب کمانے کفر اور اعمال خبیثہ کے عذاب کو چکھو اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا بیشک جنھون نے جھٹلائین ہماری آیتین یعنی ہماری دلایل توحید کو جھٹلایا اور انکی تصدیق نہ کی اور رسولون کے تابع نہوے وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اور تکبر کیا اُن سے یعنی ان آیات پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے سے تکبر کیا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ نہ کھلینگے اُنکے لئے دروازے آسمان کے یعنی ارواح کفار کیو اسطے جو وقت جدا ہونے سے انکی روح نکلجاوے دروازہ آسمان کے نہ کھلینگے یہہ قول ابن عباس اور سدی وغیرہ سلف کا ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابو الشیخ ابی حاتم اور ابو الشیخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ خدا یتعالی اس قول مین کفار کو خبر دیتا ہے کہ انکے ارواح کیو اسطے دروازہ نہ کھلینگے مومنین کی ارواح کیو اسطے دروازے کھلینگے بعضے کہتے ہین انکے اعمال اور دعا کیو اسطے آسمان کے دروازہ نہ کھلینگے یہہ قول مجاہد اور سعید بن جبیر کا ہے اور ایک قول ابن عباس سے آیا ہے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر

اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ لا تفتح لہم ابواب السماء یعنی انکے عمل اور دعا کیواسطے آسمان کے دروازہ نہ کھلینگے اور قتادہ نے کہا کفار کی کوئی عمل صالح کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاوینگے ابن جریج نے کہا لا تفتح ابواب السماء انکے ارواح اور اعمال کے لئے دروازہ نہ کھولے جائینگے اسمین دونون قول کو جمع کیا ہے پہلے قول کے مؤید احادیث صحاح ہین ابن جریر براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبض روح فاجر کے بیان مین کہا کہ فاجر کی روح آسمان کیطرف لیجاتے ہین اور فرشتونکی کوئی جماعت وہ روح نہین گذرتی ہے مگر یہ کہ وہ کہتے ہین یہہ روح خبیث کسکی ہے کہتے ہین فلانہ کی ہے اور اوسکے قبیح تر نام سے دنیا کے بیان کرتے ہین یہان تک کہ آسمان کو پہنچتی ہے اور اُسکے لئے آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہین تو دروازہ آسمان کا نہین کھولا جاتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ لا تفتح لہم ابواب السماء الآیہ پڑھی ابن جریر نے ایسا ہی آیت کی ہے اور یہہ ایک ٹکڑا ہے حدیث طویل کا جسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد بطریق براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ ہم بہرا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد انصار کے جنازہ کے ساتھ چلے اور اوسکی قبر تک پہنچے اوسکی لحد بن رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آنحضرت کے آس پاس بیٹھ گئے ہمارے سرون پر گویا پرندے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین ایک لکڑی تھی اوس سے زمین کرید رہے تھے پھر سر اوپر اوٹھا کر فرمایا اللہ سے عذاب قبر کی پناہ مانگو یہہ دو مرتبہ یا تین مرتبہ کہا پھر فرمایا بندہ مومن جب دنیا چھوڑنے اور آخرت کیطرف جانے کو ہوتا ہے تو آسمان سے اوسکی طرف فرشتے آتے ہین جنکے چہرے سفید ہوتے ہین گویا اونکے چہرے سورج ہین اون فرشتون کے پاس جنت کے کفنون مین سے ایک کفن ہوتا ہے اور حنوط جنت سے جو ظاہر ہوتا ہے یہان تک کہ اوس بندہ سے مد نظر کے فاصلہ پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آتا ہے اور اوسکے سر کے پاس بیٹھتا ہے اور کہتا ہے یا ایتہا النفس المطمئنہ اخرجی الی مغفرۃ من اللہ ورضوان اے نفس مطمئنہ اللہ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف چل مزاوی نے کہا پھر روح نکلتی ہے ایسی نیک جاتی ہے جیسے دہانہ مشک سے قطرہ ٹپک جاتا ہے جب ملک الموت اوسے لیتا ہے تو فرشتے ایک پلک مارتے دیر نہین کرتے

اوسے لیکر اس جگہ کے کفن اور اوس حنوط مین رکھتے ہین اور اوس سے ایسی خوشبو نکلتی ہے جیسے بہت اچھے مشک کی
خوشبو تمام روے زمین مین پائی جاتی ہے پھر اوسے آسمان پر لیجاتے ہین فرشتون کی جس جماعت پر گذرتے
ہین وہ جماعت کہتی ہے کہ کسکی روح طیب ہے یہہ فرشتے کہتے ہین فلان شخص فلان شخص کے بیٹے کی ہر اور دنیا
مین جو نام اس بندہ کا سنتے ہین اوسکا اچھا نام لیکر کہتے ہین یہان تک کہ اوسے آسمان دنیا پر لیکر پہنچتے ہین
پھر اوسکا دروازہ کھلواتے ہین اور اسکے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے پھر اسکو ہر آسمان کے مقرب فرشتے
اپنے اوپر کے آسمان تک اوسکے استقبال کرتے ہین یہانتک کہ ساتوین آسمان پر لیجاتے ہین تو اللہ عزوجل
فرماتا ہے میرے بندہ کو کتاب علیین مین لکھو اور اوسے زمین کی طرف واپس لیجاؤ مینے اسکو زمین ہی سے پیدا کیا اور
اور اسمین پھر کر لیجاونگا اور اوسی مین سے اپنی دوسری دفعہ نکالونگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا پھر وہ روح لائی جاتی ہے اور اسکے پاس دو فرشتے آتے ہین اور اوسے بٹھاتے ہین اور اوس سے
کہتے ہین تیرا رب کون ہے تو وہ کہتا ہے ربی اللہ پھر وہ اس سے کہتے ہین ما دینک تیرا دین کیا ہے
دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے پھر اوس سے کہتے ہین یہہ کون آدمی ہے جو تم مین بھیجا گیا تو کہتا ہے وہ
اللہ کا رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم پھر اوس سے کہتے ہین تیرا عمل کیا ہے وہ کہتا ہے مینے اللہ کی کتاب پڑھی ہے
اور اسپر ایمان لایا اوسے سچا جانا پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے میرا بندہ سچا ہے اوسکو جنت کا
فرش بچھاؤ اور جنت کا پہناؤ اگر وہ اوسکے لئے ایک دروازہ کھول دو تاکہ اوسکی خوشبو اور خوشی آئے اوسکی قبر حد نظر
کشادہ کیجاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اوسکے پاس ایک مرد خوبصورت خوش لباس
اچھی خوشبو والا آتا ہے اور کہتا ہے مژدہ ہو تجکو اوس چیز کا جو تجھے خوش کر دے یہہ وہی دن ہے
جسکا وعدہ دیا جاتا تھا یہہ شخص اس سے کہتا ہے تو کون ہے تیرا منہ تو اچھے دن بہتری کے ساتھ آیا وہ کہتا ہے
مین تیرا عمل صالح ہون پھر یہہ کہنے لگتا ہے اے پروردگار میرے قیامت قایم کر دے اے پروردگار میرے قیامت
قایم کر دے کہ مین اپنے اہل اور مال کی طرف جاؤن اور فرمایا کہ بندہ کافر جب دنیا کو چھوڑنے اور آخرت
کو جانے پہنچتا ہے اوسکی طرف آسمان سے کالے کالے فرشتے اترتے ہین اونکے پاس ٹاٹ ہوتے ہین اور اوس سے
حد نظر کے فاصلہ پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت اوسکے سر کے پاس بیٹھتا ہے اور کہتا ہے ایتہا النفس الخبیثہ

اخرجی الی کنا من اللہ وغضب فرمایا وہ پھر اوسکے جسد مین روح متفرق ہوتا ہو اور اوسکو نکالتا ہے جیسے
تر جیز مین سے گرم سیخ نکالتے ہین پھر اوسے لے لیتا ہے جب ہاتھ مین لیتا ہے اوسکے ہاتھ مین پلک مارے تک
نہین ٹھہرنے دیتے مگر فرشتے اوس ٹاٹ پارچہ مین رکھلیتے ہین اور اوس سے مردے کی سی بدبو نکلتی ہے تمام روے
زمین پر پہونچتی ہے پھر اوسے اوپر لیجاتے ہین فرشتون کی کسی جماعت پر نہین گزرتے مگر یہہ کہوہ کہتے ہین۔
ماہذا الروح الخبیثۃ یہہ کہتے ہین فلان شخص فلان شخص کے بیٹے کی ہے اوسکے برے نامون مین سے جو دنیا مین
لیا جاتا تھا بلکہ اوسکے لئے دروازہ کہلواتے ہین تو نہین کھولا جاتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ آیت
پڑھی لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط پھر اللہ عزوجل کہتا ہے اوسکی کتاب
نیچے کی زمین کی سجین مین لکھدو پھر اوسکی روح جیسی پھینکے کا حق ہے پھینکی جاتی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہہ آیت پڑھی ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق پھر اوسکی
روح بدن کی طرف پھیری جاتی ہے اور اوسکے پاس دو فرشتے آتے ہین اور اوسے بٹھاتے ہین اور اوس سے
کہتے ہین تیرا رب کہتا ہے ہاہ ہاہ لا ادری پھر وہ اوس سے کہتے ہین ما دینک وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ
لا ادری پھر اوس سے کہتے ہین یہ کونسا مرد ہے جو تم مین بھیجا گیا تھا ہاہ ہاہ لا ادری پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے
کہ جھوٹا ہے اوسکا بستر آگ سے کرو اور دوزخ کا ایک دروازہ اوسکے لئے کھول دو پھر آگ کی گرمی اور
سموم اوسے آتی ہے اور اوسکی قبر اوسپر تنگ کر دیجاتی ہے یہان تک کہ اوسکے پہلو ادہر سے ادہر ہوجاتی
ہین اور اسکے پاس ایک آدمی بد صورت برے کپڑے پہنے ہوا آتا ہے اور کہتا ہے مژدہ ہو تجھے اوس چیز کا جسنے تجھے
برائی مین ڈالا یہہ وہی دن ہے جسکا تجھے وعدہ دیا جاتا تھا یہہ کہتا ہے تو کون ہے تیرا منہ آجکے دن برائی کے
ساتھ ہے وہ کہتا ہے مین تیرا عمل ہون تو یہہ کہتا ہے اے رب قیامت نہ قایم کیجو حافظ سیوطی نے کہا طرق
اس حدیث کے سب صحیح ہین۔ بعضے کہتے ہین معنی آیت کے یہہ ہین کفار پر خیر و برکت نہین اترتی کیونکہ یہہ
آسمان ہی سے اترتے ہین جسوقت آسمان کے دروازہ انکے لئے نہ کھولے جاوین تو کوئی شی خیر و برکت و
رحمت سے اپر نہین اترتی لا تفتح کو ابو عمرو نے تا ثنیث سے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے حمزہ اور کسائی اور
خلف لا یفتح مذکر اور تخفیف سے پڑھتے ہین باقی قرا تانیث اور تشدید سے پڑھتے ہین ولا یدخلون

الجنۃ اور نہ داخل ہونگے جنت مین یعنی آیات جھٹلانے والے اور تکبر کرنے والے حتی یلج الجمل فی سم الخیاط یہان تک داخل ہوے اونٹ سوی کے ناکے مین سم الخیاط سوی کا روزن جملہ حیوانات مین سے اونٹ کو خاص کر بیان کیا کیونکہ عرب کے نزدیک اونٹ کا جسم اکبر حیوانات سے تھا اور سوئی کا روزن تنگ منافذ سے ہے یہہ مثل ہے بیان استحالہ مین ایک جسم بزرگ کے چھوٹے اور تنگ روزن مین گھسنے پر جو عادۃً محال ہے اور جسکا اسپر توقف ہو وہ بھی محال و ممتنع ہے اسمین کفار کے بہشت مین جانے کو مستبعد ہونے پر دلالت ہے جیسا مثل کہتے ہین اضیق من حرۃ الابرۃ یعنی سوئی کے روزن سے زیادہ تنگ ہے حاصل معنی آیت کے یہہ ہین کہ کفار کا بہشت مین جانا مستحیل ہے کیونکہ عرب جب امر جایز کو امر محال پر معلق کرتے ہین تو جایز کا استحالہ ادعا ہوتا ہے جیسا اس قول مین ہے لا اتیک حتی یشیب الغراب و بیض الفار چونکہ اونٹ کا باوجود بڑا جسم ہونیکے سوئی کے سوراخ مین گھسنا محال ہے ایسا ہی جنت مین کفار کا جانا محال ہے اور جب خدا تعالی نے جنت مین کفار کا داخل ہونا اس شرط کے حاصل ہونے پر موقوف رکھا اور اس شرط کا واقع ہونا محال تھا اور یہہ بات عقول مین ثابت ہے کہ موقوف محال کا محال ہے تو واجب ہوا کہ کفار کو جنت مین داخل ہونے کی قطعاً نا امیدی ہے بعضے اہل معانی کہتے ہین جب اللہ تعالی نے کفار کے جنت مین داخل ہونے کو اونٹ کی سوئی کے ناکے مین داخل ہونے پر معلق کیا تو جنت مین کفار کے جانے سے علی التابید نفی ہوئی جمل کے معنی معروف و مشہور ہین نر اونٹ کو کہتے ہین ابن عباس نے کہا جمل ذو القوائم ہے یعنی چوپایہ ابن مسعود نے کہا اونٹنی کا بچہ حسن بصری نے کہا اونٹنی کا بچہ جو مرد بن چار پاؤن پر کھڑا ہوتا ہے ایک روایت مین ہے یہان تک کہ اونٹ داخل ہو سوی کے سوراخ مین ابن عباس اسکو الجمل یعنی بضم جیم اور تشدید میم پڑھتے تھے اور کہا اسکے معنی موٹی رسی اور وہ جہازون کی رسی ہے مجاہد نے کہا الجمل یعنی بتشدید میم جہاز کی رسی اور سم الخیاط سوی کا روزن عکرمہ نے کہا الجمل وہ رسی ہے جس سے حرفا کے درخت پر چڑھتے ہین وہ میم کی تشدید سے ہے مصعب نے کہا اگر الجمل یعنی بہ تشدید پڑھین تو وہ پرندہ ہے مجاہد نے کہا ابن مسعود نے حتی یلج الجمل الاصفر فی سم الخیاط پڑھا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سم الخیاط کو پوچھا گیا تو کہا اونٹ سوئی کے روزن مین ولوج کے معنی گھسنا داخل ہونا وکذلک نجزی المجرمین

اور ہم یون بدلہ دیتے ہین گنہ گار دکو یعنی کافرد کو مجرمین سے کافرین مراد لئے کیونکہ کافرون کی صفت سابقا گذری کہ اللہ کے آیات کی تکذیب کی اور اس سے تکبر کیا تو لفظ مجرمین کو کافرون پر محمول کرنا واجب معلوم کرنا چاہئے کہ جب خدا یتعالی نے بیان فرمایا کہ کفار کبھی جنت مین داخل نہونگے وہ دوزخی ہین تو اب اونکے واسطے جو عذاب مہیا کیا ہے اسکا وصف کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ لَهُمْ مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ اونکو دوزخ کے فرش ہین یعنی اونکے واسطے دوزخ کی آگ کا بچھونا ہے وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ اور اونکے اوپر سایبان غواش جمع غاشیہ کی ہے ڈھانپنی جیسے لحاف وغیرہ یہہ قول ابن عباس اور محمد بن قرظی کا ہے مطلب یہہ ہے کہ کافرون کو اوپر نیچے آگ گھیری ہوئی ہے ابو الحسن قطان طبرانی مین اور ابن مردویہ براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر اپنی قبر مین آگ دو تختیان پہنایا جائیگا آیہ لہم من جہنم مہاد و من فوقہم غواش سے یہی مراد ہے ابن مردویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیہ لہم من جہنم مہاد و من فوقہم غواش تلاوت کی اور فرمایا وہ طبقات ہین جہنم کے اوپر اور طبقات ہین اسکے نیچے معلوم نہین جسم کے اوپر بہت طبقے ہین یا نیچے سوا اسکے کہ نیچے کے طبقے اٹھائے جاتے ہین اور اوپر کے طبقے اس پر رکھے جاتے ہین اور دونون کے درمیان کفار تنگ ہوے جاتے ہین جیسے پیکان تیر مین محمد بن کعب قرظی اور ضحاک اور سدی کہتے ہین مہاد بچھونا اور غواش لحاف ہے یعنی رضائی بالاپوش وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ اور ہم یون بدلہ دیتے ہین بے انصافون کو یعنی مشرکین کو جو بے محل عبادت رکھتے ہین وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ہم نہین تکلیف دیتے کسیکو مگر اسکے مقدور کا دے ہین بہشت کے لوگ معلوم کرنا چاہئے کہ جب خدا یتعالی نے کافرون کی وعید اور جو اونکے لئے آخرت مین مہیا رکھا ہے بیان فرمایا تو اب مومنون کا وعدہ اور جو آخرت مین اونکے لئے آمادہ ہے اوسکو ذکر فرماتا ہے کہ جنکو گواہی نما اللہ اور اسکے رسول کی تصدیق کی اور عمل صالح کو ایمان کے ساتھ ملایا خدا یتعالی کا امر بجا لائے اور اسکی نہی سے باز رہے تو وہ بہشت والے ہین والذین آمنوا کا جملہ مبتدا ہے اور اولئک اصحاب الجنۃ کا جملہ اس سے خبر ہے اور

دو جزء کلام کے درمیان جملہ (لا نکلف نفسا الا وسعہا) معترضہ لایا بہشت کے نعمات جاودانی حاصل کرنے کی ترغیب کیواسطے اور اوسکے حاصل کرنے مین جو آسانی اور سہولت ہے اُسکا بیان ہے، معنی یہہ ہین ہم کسی نفس کو عمل کی تکلیف نہین دیتے مگر جو بقدر طاقت ہو اور اوس پر سہل آسان ہو اس پر مشقت اور تکلیف نہو وسعہا کے معنی مین زجاج نے کہا ما یقدر علیہ یعنی جسقدر قدرت اور طاقت رکھتا ہو مجاہد نے کہا الا ما افترض علیہا یعنی جو بقدر طاقت اسپر فرض کیا گیا اور وہ اسکے بجالانے سے عاجز نہو اور لا نکلف کا جملہ درمیان لانا مستحسن ہوا اسلئے کہ وہ اسی کلام کے جنس سے ہے کہ عمل صالح بیان کرنیکے بعد عمل کا بقدر طاقت ہونا اور قدرت سے باہر نہونا بیان فرمایا اور اسمین کفار کو تنبیہ ہو کہ باوجود جنت کا بڑا مرتبہ اور بزرگ محل ہونے کے وہان ایسے عمل صالح سہل آسان سے جسمین کلفت و مشقت نہو پہنچتے ہین پس کفار ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہگئے بعضے مفسرین کہتے ہین لا نکلف جملہ والذین آمنوا کی خبر ہے اس صورت مین یہہ جملہ معترضہ نہوگا اور عاید اسکا محذوف ہے گویا تقدیر یہہ ہو لا نکلف نفسا منہم الا وسعہا هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وے اسمین ہمیشہ رہین یعنی کفار دوزخ مین سدا رہین یہہ جملہ حالیہ ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ اور ہمنے نکال لیا جو اُنکے سینون مین تھا کینہ یعنی دنیا مین مومنون کے سینون مین آپس کا کینہ حسد بغض عداوت جو تھا اُسکو ہمنے نکال ڈالا نزع کے معنی ایک شی کو اُسکے مکان سے نکال لینا غل کے معنی کینہ کپٹ معلوم کرنا چاہئے کہ مفسرین اس آیت مین دو تاویل کرتے ہین - پہلا قول آیت کے معنی یہہ ہین کہ دنیا مین ایک دوسرے سے جو کینے تھے اسکو ہمنے دور کر دیا اور کینہ نکال لینے سے طبیعت کا صاف کر دینا اور وسوسے خطرات دور کر دینا مراد ہے کیونکہ جب شیطان عذاب مین ہو تو دلون مین وسوسے ڈالنے کیواسطے اسکو فراغت نہ ملیگی اسی معنی کی طرف علی رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا مین امید رکھتا ہون کہ مین اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ان لوگون سے ہون جنکے شان مین ہمنے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل اس روایت کو ابن سعد او ر طبری علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین فرمایا واللہ یہہ آیت ونزعنا ما فی صدورہم من غل کی ہم ان لوگون مین نازل ہوئی دوسرا قول بہشتیون کے درجے کمال اور نقصان مین متفاوت ہین یعنی کم و زیاد ہین ایسا نہین کہ

انکے دلون سے حسد نکالدیا یہان تک کہ کم درجہ والا کامل درجہ والے پر حسد نہین کریگا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھکو پہنچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشتی لوگ صراط پر گذرنے کے بعد روکے جاوینگے یہانتک کہ ایک دوسرے کے ظلم جو دنیا مین واقع ہوئے اسکا بدلا لیا جائیگا پھر وہ جنت مین داخل ہونگے کہ انکے دلون سے ایک دوسرے کا کینہ جاتا رہیگا سدی نے کہا جب جنتی لوگ جنت مین روانہ کئے جاوینگے اور وہ وہان پہنچین گے تو بہشت کے دروازہ کے نزدیک ایک درخت پاوینگے اوسکے جڑ مین دو چشمہ ہونگے ایک سے پانی پینگے پھر اونکے سینون مین جو کینہ تھا وہ نکل جاویگا اور یہہ شراب طہور ہے اور دوسرے چشمے سے غسل کرینگے اپنر تازگی ارام کی نمود ہوگی پھر وہ گرد آلود اور دگرگون ہونگے اسلیئے کہ شان نزول مین عبدالرزاق اور ابن جریر اور احمد اور ابن ابی حاتم علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین فرمایا واللہ یہہ آیت ونزعنا مافی صدورہم من غل کی ہم اہل بدر کے حق مین نازل ہوئی تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ بہتی ہین اُنکے نیچے نہرین یعنی انکی حویلیون کے نیچے نہرین بہتی ہین انکی زیادتی لذت اور خوشی کیواسطے یہہ جملہ نزعنا کے فاعل سے حال واقع ہے بعضے کہتے ہین انکے احوال کی صفت سے خبر دینے کے واسطے جملہ مستانفہ لایا گیا وَقَالُوا اور کہینگے یعنی یہ منعمین جنت مین داخل ہوکر براہ شکر کہینگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا حمد ہے اللہ کی جس نے ہمکو راہ دکھائی طرف اسکے یعنی جسنے اپنے کمال فضل واحسان سے ایسے عمل کی ہدایت کی جسکی ایسی خاص جزا اور ثواب ہے اسی کو تعریف سزاوار ہے وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ اور ہم نتھے راہ پانے والے اگر راہ نہ دیتا اللہ یعنی اگر اسکی ہدایت اور توفیق نہ ہوتی تو ہم اس عمل کے طرف جسکا یہہ ثواب ہے راہ نہ پاتے جاننا چاہئے کہ جب بہشتی بہشت مین داخل ہونگے اور وہان کی نعمتین اور بزرگیان جنکو خدا تعالیٰ نے انکے لئے مہیا رکھا ہے دیکھینگے تو نہایت مسرت وخوشی سے یہہ شکر نعمت ادا کرینگے آیت مین دلیل ہے کہ ہدایت وہی پاتا ہے جسکو خدا تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اور جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے تو وہ ہدایت نہین پاتا لام لنہتدی نفی کی تاکید مین ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے کیونکہ ماقبل کی عبارت اس جواب پر دال ہے اور جملہ مستانفہ یا حالیہ ہے اور مفعول لنہتدی کا اور مفعول ثانی ہدانا کا بوجہ ظہور مراد محذوف ہے وماکنا کو ابن عامر بخذف واو پڑھتا ہے اس قراءت

یہہ جملہ معین اور مفسر پہلے جملہ کا ہوگا باقی قرا اسکو واو کے ساتھ پڑھتے ہین لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ بیشک لائے تھے ہمارے رب کے رسل تحقیق بات یعنی جب بہشتی بہشت مین داخل ہوکر ایسے نعمتین دیکھینگے جسکو نہ کسی آنکھ اوسکو دیکھا اور نہ کان نے سُنا اور نہ کسی کے دل مین اوسکا خطرہ گیا تو نہایت خوشی و آرزومندی سے کہینگے لقد جاءت رسل ربنا بالحق یعنی رسل نے جو وعدہ کیا تھا ہم اسکو عیانا دیکھا پس علم الیقین دنیا کا عین الیقین ہوجائیگا یہہ جملہ قسم مقدر کا جواب ہے بالحق کا بار تعدیہ کے واسطے ہے یعنی رسول حق کو لائے یا ملابسۃ کے لئے ہے یعنی قسم خدا کی البتہ تحقیق آئے رسول جس حال مین کہ راستی و درستی کے تھے وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اور پکارے جاوینگے بہشتی کہ یہہ جنت ہے یعنی منادی پکاریگا اہل جنت کو کہ یہہ جنت ہے جسکا رسول نے تمسے دنیا مین وعدہ کیا تھا منادی کون ہے اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اللہ عزوجل ہے بعضے کہتے ہین کہ فرشتے ہین جو اللہ کے حکم سے پکارینگے اور یہہ ندا جنت مین داخل ہونیکے آگے ہے جبکہ مومنین بہشت کو دیکھینگے بعضے کہتے ہین یہہ ندا بہشت مین داخل ہونے کے بعد ہے مسلم اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد وغیرہ ابی سعید اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بہشتی بہشت مین داخل ہونگے منادی پکاریگا تمکو زندہ رہنا ہے کبھی مروگے اور تمکو تندرست رہنا ہے کبھی نہ بیمار ہوگے اور تمکو جوان رہنا ہے کبھی بوڑھے ہونگے اور تمکو نعمت مین رہنا ہے کبھی سختی نہوگی اُسیکے طرف خدا تعالی فرماتا ہے ونودوا ان تلکم الجنۃ الآیہ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وارث ہوئے تم اُسکے یعنی بہشت کے بدلہ مین اپنے کامون کے اور ثمتموہا کے معنی مین دو قول ہین پہلا قول اہل معانی کہتے ہین معنی اسکے عبارت الیکم کما یصیر المیراث الی اہلہ یعنی جنت انکے طرف ہوی یعنی انکے طرف انتقال پایا جیسا میراث ورثہ کے طرف منتقل ہوتی ہے اور ارث کبھی نعمت مین مستعمل ہوتا ہے اُسکے معنی انتقال ملک میت سے نہین کرتے جیسا کہتے ہین ہذا العمل ورثنی الشرف یعنی اس عمل نے مجھکو شرف کا وارث کیا یعنی شرف گردانا اور بھی اورثتموہا بمعنی اعطوا کے اہل معانی کہتے ہین یعنی جنت کے گھر تمکو دئے گئے پس ارث یعنی دینے کے مجاز ہے دوسرا قول یہہ ہے کہ دوزخیون کے گھرون کے وارث ہونگے ابن ماجہ اور نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین

اسمین اشارہ ارث کی طرف ہے لغت مین جو ملک مردہ زندہ کو منتقل ہوئے بھی آیا ہے من ۱۲

کہ نہین ہے کوئی مگر اسکے لئے گھر بہشت مین اور دوزخ مین ہے اور کافر مومن کے گھر کا وارث ہوگا جو دوزخ مین اُسکے لئے تھا اور مومن کافر کا وارث ہوگا جو بہشت مین اسکے واسطے تھا تبعنے کہتے ہین معنی یہہ ہین تمنے میراث پائی اپنے اعمال صالحہ جسکو بجا لائے کیونکہ جنت ثواب اور جزا اعمال کے لئے ہے یہہ معارضہ نہین صحیح حدیث کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز کوئی بہشت مین نہ آئیگا اپنے اعمال سے یہی اللہ کی بخشایش اور اسکی توفیق سے اور اعمال صالحہ اللہ کی رحمت اور اسکی توفیق سے ہی پھر جو کوئی اپنے نیک اعمال سے بہشت مین آوے تو وہ اللہ کی رحمت و توفیق سے آیا ہی پس یہہ تعلیل معارض نہین اور جملہ تلکم ہا یا حال ہے الجنۃ سے عامل اسمین معنی اشارہ کے ہین کیونکہ ان تلکم الجنۃ مبتدا و خبر ہی جملہ خبر ہے تلکم اسے اور الجنۃ اسکی صفت ہو بناکتم مین بار سببیہ ہے وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اور پکارا بہشت والون نے آگ والون کو یہہ پکارنا اسوقت ہوگا جبکہ بہشتی بہشت مین ٹھہر جاوین اور دوزخی دوزخ مین تو بہشت والے آگاہ شادمانی اپنے حال کے اور کفار پر براہ شماتت اور انکو حسرت دلانے کے لئے کہینگے نہ مجرد اخبار و استخبار کے لئے اے دوزخ والو اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا کہ ہم پا چکے جو ہمکو وعدہ دیا ہمارے رب نے تحقیق یعنی دنیا مین رسولون کی زبان پر جو وعدہ ثواب کا دیا تھا اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لانے اور اسکی طاعت بجا لانے سے تحقیق ہم اسکو پا چکے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ما وعدنا ربنا یعنی نعمتین اور بزرگیون کو سدی نے کہا جو ثواب کا وعدہ کیا گیا حقا حال واقع ہے اور ان مخففہ ہی یا مفسرہ ہے یعنی ای کے فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا کیا تمنے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق یعنی کفر پر جو عذاب کا وعید تھا آیا تمنے پایا ابن عباس نے کہا جو وعدہ کیا رسوائی اور خواری اور عذاب کا سدی نے کہا جو عذاب کا وعدہ کیا گیا قَالُوْا نَعَمْ بولے ہان یعنی دوزخ والے جواب مین جنت والون کے بولینگے ہان ہمنے جو کچھ اللہ نے کہا تھا اسکو پایا تحقیق جانا چاہیے کہ جنت آسمان مین ہونا اور دوزخ زمین مین اور بعد مسافت ان دونون کے درمیان ہونا مانع سماعت ندار نہین بلکہ اللہ کی قدرت کے دیکھنے کوئی بعید نہین نعم کو کسائی تمام قرآن مین بکسر عین پڑھتا ہے باقی قرا

فتح سے پڑھتے ہین تم تشقین وسکون آخر یعنی آرے ہان یہہ تصدیق اور جواب استفہام ہے اور بکسر عین اسی نعت ہے یعنی دونون کے ایک معنی ہین جاننا چاہئے کہ یہہ ندا کل جنتیون کی کل دوزخیون کو ہے یا بعضون کی اسکا جواب یہہ ہے کہ ظاہر آیت عموم اور جمع پر دلالت کرتی ہے اور جب جمیع کے مقابل ہو تو فرد فرد کے مقابل ہوتا ہے پس ہر فریق جنتیون کا کفار سے جنکو دنیا مین پہچانتا تھا ذٰلِكَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ پھر پکارا ایک پکارنے والا انکے بیچ مین یعنی منادی نے ندا کی دونون فریق کو یعنی انکو سنا دیگا اذان کی معنی لغت مین اعلام ہے یہہ پکارنے والا فرشتون سے ایک فرشتہ ہوگا بعضے کہتے ہین وہ اسرافیل ہے اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ کہ لعنت ہو اللہ کی بے انصافون پر یعنی منادی بولیگا کہ ظالمون پر اللہ کی لعنت ہے اَنْ کو نافع ابو عمرو عاصم یعقوب قبل ایک طریق مین تخفیف اور لعنۃ کو رفع سے پڑھتے ہین باقی قرا اور بزی بہ تشدید و نصب پڑھتے ہین پھر ظالمین سے کون لوگ ہین اسکی تفسیر مین خدا تعالی نے فرمایا ۔ اَلَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جو روکتے ہین اللہ کی راہ سے یعنی خلایق کو دین اسلام مین داخل ہونے سے منع کرتے ہین وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور چاہتے ہین اسکو یعنی واسطے راہ حق کی کجی یعنی اللہ کے دین کو اور اسکی راہ کو جو بندون کے واسطے مشروع کیا ہے تغیر دینا اور بدلنا چاہتے ہین بعضے کہتے ہین معنی اوسکی یہہ ہین نماز پڑھتے ہین غیر اللہ کیواسطے اور ٹھہراتے ہین اسکی تعظیم جسکو اللہ نے بزرگ کیا ہے ہا کی ضمیر سبیل اللہ کی طرف راجع ہے وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝ اور وہ آخرت سے کافر ہین یعنی آخرت کے واقع ہونے سے منکر ہین وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ اور دونون کے بیچ ہے ایک پردہ یعنی بہشت اور دوزخ کے درمیان بعضے کہتے ہین اہل بہشت اور اہل دوزخ کے درمیان پردہ ہے معلوم کرنا چاہئے کہ جب خدا تعالی نے جنتیون کی بات چیت دوزخیون کے ساتھ بیان کی تو آگاہی کرتا ہے کہ جنت و دوزخ کے درمیان ایک حجاب ہے اور وہ ایک مانع ہے جو دوزخیون کو جنت مین داخل ہونے سے منع کریگا ابن جریر نے کہا حجاب فصیل ہے جیسی شہر پناہ چنانچہ اور جگہہ فرمایا ہے فضرب بینہم بسور لہ باب حجاہد نے کہا حجاب سور ہے یعنی فصیل اسکو اعراف بولتے ہین جسکو خدا تعالی نے اس آیت مین فرمایا وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ اور اوپر اعراف کے مرد ہین اعراف جمع ہے

عرف کی ہر چیز کو عرف اور ریگ تودہ کو کہتے ہیں یہ نام رکھا گیا کہ بلندی کے سبب یہ ظاہر اور پہچانا جاتا ہے سدی نے کہا اعراف اسلئے نام رکھا کہ وہاں کے رہنے والے اور لوگوں کو پہچانینگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اعراف وہ بلند شئی ہے ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں آیا ہے کہ اعراف فصیل ہے اور کنگرا تاج ایسا ہی جیسے مرغ کا تاج ہوتا ہے دیگر ابن عباس سے روایت ہے کہ اعراف بہشت اور دوزخ کے درمیان فصیل ہے مجاہد نے کہا اعراف بہشت اور دوزخ کے درمیان حجاب ہے وہ فصیل ہے اسکو دروازہ ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اعراف فصیل ہے جنت اور دوزخ کے درمیان اسپر گناہگار لوگ مقید ہونگے بہشت اور دوزخ کے درمیان قتادہ نے کہا اعراف ایک دیوار ہے بہشت اور دوزخ کے درمیان سعید بن جبیر نے کہا اعراف پہاڑ ہیں بہشت اور دوزخ کے درمیان ابن جریج نے کہا وہ صراط ہے معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے جن مردوں کی خبر دی ہے کہ وہ اعراف ہونگے پس انکی کیا صفت ہے اور اونکے یہاں ٹھہرنے رہنے کا کیا سبب ہے مفسرین کو اسمیں اختلاف ہے حذیفہ اور ابن عباس اور ابن مسعود اور اکثر سلف وخلف کے پاس ماحصل انکا قریب ہے مرجع انکا ایک معنی کے طرف ہے کہ اعراف پر وہ لوگ ہونگے جنکے نیکیاں بدیاں برابر ہونگی ابن جریر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کا محاسبہ ہوگا جنکے حسنات ایک حسنہ انکے سیئات پر اکثر ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا اور جنکے سیئات ہے ایک سیئہ انکے حسنات اکثر ہو وہ جہنم میں داخل ہوگا پھر انہوں نے آیۃ فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم پڑھی بعدہ کہا مقرر ترازو برابر ایک دانہ کے ہو ہلکی اور بھاری ہوگی اور جنکے نیکیاں اور بدیاں مساوی ہونگے وہ اعراف والوں میں ہیں وہ صراط پر کھڑے ہونگے پھر بہشتی اور دوزخی انکے روبرو کئے جاوینگے جب بہشتیوں کو دیکھینگے تو پکارینگے تم پر سلامتی ہے جب وہ بائیں طرف دوزخیوں کو نگاہ اٹھا کر دیکھینگے تو کہینگے ربنا لاتجعلنا مع القوم الظالمین یعنی اے پروردگار ہمکو ستمگاروں کے ساتھ حکومت کر دان پھر خدا تعالیٰ سے انکے منازل کی پناہ چاہینگے پھر صاحبان اعراف کو نور کے سامنے اور داہنے بازو سے دیا جاویگا اس نور میں چلینگے اور اسکے برابر

بندہ کو اور ہر ایک امت کو نور دیا جاویگا جب صراط پر آوینگے تو خدا تعالی ہر منافق اور منافقہ کا نور چھین لیگا جب بہشتی منافقون کا حال دیکھینگے تو کہینگے ربنا اتمم لنا نورنا یعنی اے پروردگار ہمارے لئے نور پورا کر اور اعراف والون کا نور انکے روبرو رہیگا انسے نہین چھینے گا یہان خدا تعالی انکے حال سے خبر دیتا ہے لم یدخلوہا وہم یطمعون یعنی داخل نہین ہوے جنت مین اور امیدوار ہین یعنی بہشت مین داخل ہونیکی امید مین ہین ابن جریر نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اعراف والے ایک گروہ ہونگے اپنے اعمال کے سبب خدا تعالی انکو دوزخ سے خلاصی بخشیگا وہ لوگ بہشتی اور دوزخی کو پہچانتے ہونگے وہ آخر ان لوگون کے ہین جو بہشت مین داخل ہونگے ابن جریر نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اعراف والے ایک گروہ ہین انکے اعمال برابر ہین یعنی حسنات وسیئات دونون مساوی ہین پر انکے حسنات نے بہشت مین جانے سے کوتاہی کی اور انکے سیئات نے دوزخ مین جانے سے کوتاہی کی اسلئے وہ اعراف مین ٹھہرائے گئے پس لوگ انکو انکی پیشانیون سے پہچان لینگے پھر جب خدا تعالی بندون کے درمیان فیصل کریگا تو شفاعت چاہنے کا انکو حکم ہوگا آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے الحدیث عبد الرزاق اور سعید بن منصور اور ہناد بن السری اور عبد بن حمید ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی بعث مین حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب الاعراف ایک گروہ ہین جنکی نیکی اور بدی برابر ہے حسنات دوزخ سے بچاتے ہے اور انکے سیئات نے بہشت سے کوتاہی کی تو بہشت اور دوزخ کی درمیان ایک فصیل ہے اسپر ٹھہرائے جاوینگے یہانتک کہ خدا تعالی لوگون کے درمیان فیصلہ کرے اس اثنا مین خدا تعالی اپنے ظاہر ہوکے کہیگا اٹھو بہشت مین داخل ہو تحقیق مین نے تمکو مغفرت کی ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور بیہقی بعث مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ اعراف فصیل ہے بہشت اور دوزخ کے درمیان وہان کے رہنے والے مرد ہین انکے گناہ بڑے ہین اکثر انکے کام اللہ کے واسطے تھے اعراف پر کھڑے ہونگے دوزخیون کو انکے روسیاہی سے معلوم کرینگے اور بہشتیون کو انکے چہرے کی سفیدی سے پہچانینگے جب جنت والونکو دیکھینگے تو جنت مین داخل ہونیکی طمع کرینگے جب دوزخیون کو دیکھینگے تو اللہ تعالی سے پناہ چاہینگے خدا تعالی انکو بہشت مین داخل کریگا اسی کی طرف خدا تعالی اشارہ فرماتا ہے اھؤلاء الذین اقسمتم لا ینالہم اللہ برحمۃ الایہ ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے

ترازو رکھی جاویگی نیکیان اور بدیان اسمین تولی جاوینگی جسکی نیکی بقدر اسکے صواب دیکھنے کے بڑی بھاری ہوگی تو وہ بہشت مین جاویگا اور جسکی بدی بقدر اسکے صواب دیکھنے کے نیکی پر بھاری ہو تو وہ دوزخ مین جاویگا صحابہ بولے یارسول اللہ جسکی نیکی اور بدی برابر ہو تو تب حضرت نے فرمایا وہ اصحاب الاعراف ہین لم یدخلوہا وہم یطمعون ابن کثیر نے کہا یہہ حدیث غریب ہے ابن جریر اور ابن المنذر نے ابوذرعہ بن عمرو بن جریر سے روایت کی ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کے باب مین پوچھا حضرت نے فرمایا وہ آخر بندون سے ہین جنکے درمیان خدا تعالی فیصلہ کریگا جب رب العالمین بندونکے فیصلہ سے فارغ ہوگا تو اعراف والونکو کہیگا تم دوگروہ ہو تمہارے حسنات نے تمکو دوزخ سے نکالا اور تم جنت مین داخل ہوئے پھر تم میرے آزاد ہو جہان چاہو جنت مین رہو ابن کثیر نے کہا یہہ حدیث مرسل حسن ہے بیہقی نے کتاب البعث مین حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ جمع ہونگے بہشتیون کو بہشت مین جانے کا حکم ہوگا دوزخیون کو دوزخ مین جانے کا حکم ہوگا اوسکے بعد اصحاب اعراف کہا جاویگا تم کس چیز کی انتظاری کرتے ہو وہ کہینگے ہم تیرے حکم کی انتظاری کرتے ہین انکو کہا جائیگا تمہارے حسنات دوزخ سے تجاوز کردئے گئے اور تمہارے خطائین تمہارے اور جنت کے بیچ حایل ہوئے ہین تم میری مغفرت و رحمت سے جنت مین داخل ہو عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے اعراف کے وہ لوگ ہین جنکے حسنات اور سیئات برابر ہین نہ اونکے نیکیون پر بدیون کو فضیلت ہے اور نہ انکے بدیون پر نیکیون کو فضیلت ہے وہان وہ لوگ محبوس ہونگے عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہین جنکے حسنات اور سیئات برابر ہین اور وہ لوگ وہان فصیل پر کھڑے کئے جائینگے جب بہشتیون کو دیکھینگے تو اُنکے منہ کی سفیدی سے پہچانینگے جب دوزخیونکو دیکھینگے تو انکے سیاہ روی سے پہچانینگے پھر ابن عباس نے کہا لم یدخلوہا وہم یطمعون یعنی جنت مین داخل نہین ہوئے اور اسمین داخل ہونیکے امیدوار ہین پھر خدا تعالی اصحاب اعراف کو بہشت مین داخل کریگا۔ فریابی اور ابن ابی شیبہ اور بناد اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابو الشیخ عبد اللہ بن حارث

بن نوفل سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہین جنکے حسنات اور سیئات برابر ہین انکو ایک نہر کی طرف لیجاوینگے جسکو حیات بولتے ہین اسکی مٹی ورس اور زعفران کی ہوگی اسکے دونون طرف سونے کے گھر ہونگے موتیون سے جڑے ہوئے پھر وہ اسمین غسل کرینگے تو انکے سینے پر سفید خال ظاہر ہونگے پھر غسل کرینگے اور زیادہ سفید ہونگے پھر انکو کہا جاویگا جو چاہتے ہو سو تمنا کرو وہ جو چاہینگے اوسکی تمنا کرینگے اور انکو کہا جاویگا تمھارے لئے ہے تمھاری تمنا کے ستر مثل اور وہ بہشت کے مساکین ہین ہناد بن السری اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے عبد اللہ بن الحارث کی طریق سے اُسنے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اعراف فصیل ہے بہشت اور دوزخ کے درمیان وہ حجاب ہے اس جگہ اصحاب الاعراف ہونگے جب خدا تعالی انکو عفو کرنا چاہیگا ایک نہر کے پاس لیجاویگا اسکو نہر الحیاۃ بولتے ہین اسکے دونون طرف سونے کے محل موتی جڑے ہوئے رہینگے اسکی مٹی مشک کی ہوگی پھر اس نہر مین جسقدر خدا تعالے چاہیگا رہینگے یہان تک کہ اونکے رنگ پاک ہو کر باہر نکلینگے انکے سینہ پر ایک سفید خال ہوگا جس سے وہ پہچانے جاوینگے پھر خدا تعالی انکو بہشت مین داخل کریگا اور اسکے حکم کریگا وہ اللہ تعالی سے سوال کرینگے یہان تک کہ خدا تعالی انکے آرزو بر لاویگا اور کہیگا جو تم مانگے اور اسکے مثل ستر چند لو پس وہ جنت مین داخل ہونگے انکے سینہ پر ایک سفید خال ہوگی جس سے وہ پہچانے جاوینگے انکا نام مساکین اہل بہشت ہوگا مجاہد نے کہا اعراف والے وہ لوگ ہین جنکی نیکی اور بدی برابر ہوگی سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن منیع اور حارث بن ابی اسامہ اپنے مسندون مین اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری کتاب الاضداد مین اور خرائطی مساوی الاخلاق مین اور طبرانی اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی بعث مین عبد الرحمن مزنی سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراف والون کا حال پوچھا حضرت نے فرمایا یہہ وہ گروہ ہین جو اپنے باپ دادے کی نافرمانی مین اللہ کی راہ مین قتل ہوے پس اللہ کی راہ مین قتل ہونے نے دوزخ سے منع کیا اور باپ کی معصیت نے بہشت سے منع کیا یہہ حدیث مرسل ہے عبد الرحمن تابعی ہے طبرانی اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لوگون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کا حال پوچھا

حضرت نے فرمایا یہہ وہ لوگ ہین جو اللہ کی راہ مین قتل ہوے وہ اپنی باپ دادون کی نافرمان ہین
پس شہادت نے دوزخ مین جانے سے انکو منع کیا اور معصیت نے بہشت مین جانے سے انکو روکا وہ بہشت اور
دوزخ کے درمیان فصیل پر ہین انکی گوشت اور چربی گل جاویگی یہان تک کہ خدا تعالی جب خلایق کے حساب سے
فارغ ہوگا اور انکے سوا کوئی باقی نرہیگا تب اپنی رحمت سے انکو بخشیگا اور بہشت مین داخل کریگا شیخ جلال الدین
سیوطی کہتے ہین اس حدیث کی سند ضعیف ہے ابن مردویہ اور بیہقی بعث مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب الاعراف کا حال پوچھا حضرت نے
فرمایا وہ گروہ ہین جو اللہ کی راہ مین قتل ہوے اپنے باپ کے گنہگار ہین پس بسبب باپ کی معصیت کے بہشت مین
نہین گئے اور بسبب اللہ کی راہ مین قتل ہونے کے دوزخ مین نہین گئے حارث بن ابی اسامہ اپنی مسند مین اور
ابن جریر اور ابن مردویہ نے عبد اللہ بن مالک ہلالی سے اوسنے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ کسی نے پوچھا
یارسول اللہ اصحاب الاعراف کون ہین حضرت نے فرمایا وہ گروہ ہین جو بغیر اذن اپنے باپ کے اللہ کی راہ مین
نکلکر شہید ہوے اور شہادت نے دوزخ مین جانے سے انکو منع کیا اور باپ کی معصیت نے بہشت مین جانے
سے منع کیا وہ آخر ان لوگون کے ہین جو بہشت مین داخل ہونگے ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب الاعراف ایک گروہ ہین اللہ کی راہ مین
جہاد کے واسطے نکلے انکے مان باپ ناخوش تھے کہ بغیر اذن انکے نکلے تھے بوجہ شہید ہونے کے وہ دوزخ
سے باز رہے اور بوجہ انکی معصیت کے بہشت سے باز رہے ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے محمد بن المنکدر سے اوسنے
مزینہ کے ایک مرد سے روایت کی ہے کہ لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب الاعراف کا حال
پوچھا حضرت نے فرمایا وہ گروہ ہین کہ بغیر اذن اپنے باپ کے گناہگار نکلے اور اللہ کی راہ مین قتل ہوے
ان روایتون سے یہہ ظاہر ہوا کہ اصحاب الاعراف وہ ہین جو اپنے باپون کے نافرمان بے حکم انکے جہاد کو
نکلے تھے ابن الجوزی نے ابراہیم سے نقل کیا اعراف والے وہ ہین جنکے باپ راضی ہوے انکی مائین ناراض
تھین یا انکے مان راضی باپ تھے اور ابو صالح مولی التوامہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ناراض
کہ وہ اولاد زنا ہین بعضے مفسرین کہتے ہین کہ یہہ وہ لوگ ہین جو ایام فطرت مین مرے ابن الخازن نے کہا

یہہ قول بعید ہے کیونکہ اصحاب الاعراف کا حکم آخر جنت ہے اور وہ جو فطرت مین مرے انکے حال سے اللہ
دانا تر ہے وہ انکی حکم کا متولی ہوگا بعضے کہتے ہین وہ مشرکون کے بچے ہین جو طفولیت مین مرے یہہ قول
بھی ضعیف ہے کیونکہ رجال کا اطلاق ذکور پر ہوتا ہے قتادہ نے حسن بصری سے نقل کی ہے کہ اصحاب الاعراف
وہ لوگ ہین جنہین تکبر تھا جاننا چاہئے کہ ان سب روایات سے ظاہر ہوا کہ بہشتیون سے اعراف والونکا درجہ کمتر
ہے ہرچند کہ وہ لوگ اللہ تعالی کی رحمت سے بہشت مین داخل ہونگے مجاہد نے کہا اصحاب الاعراف صالح
گروہ فقہا علماء ہین اس قول پر اونکا اعراف پر ٹھہرا رہنا یا سبیل سیر ہے یا اسلئے کہ انکی شرف و بزرگی
دوسرے لوگ دیکھین ابن کثیر نے کہا اس قول مین غرابت ہے بعضے مفسرین کہتے ہین اصحاب الاعراف انبیا
ہین اسکو ابن الانباری نے حکایت کی ہے اور خدا یتعالی کا انبیا علیہم السلام کو اس بلند مکان پر ٹھہلانا اسلئے
کہ تمام قیامت والون کو تمیز کرین اور اسلئے کہ انکی فضیلت اور بلند مرتبہ ظاہر ہو اور بہشت اور دوزخ والون
کو دیکھین اور اونکے حال اور مقدار ثواب و عقاب پر مطلع ہون بعضے کہتے ہین وہ شہدا ہین اسکو مہدوی
اور قشیری بیان کرتے ہین بعضے بولے وہ فضلاء مومنین اور شہدا اپنے نفس کے شغل سے فارغ ہوکے لوگون
کا حال دیکھنے کیواسطے متوجہ ہین جب دوزخیون کو دیکھینگے تو اللہ سے پناہ چاہینگے اس سے کہ جہنم مین
جاوین ثعلبی نے اپنی اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اعراف موضع بلند ہے
صراط سے عباس اور حمزہ اور علی بن ابیطالب اور جعفر ذوالجناحین وہان بیٹھین گے سپید روئی سے اپنے
دوستونکو اور روسیاہی سے اپنے دشمنون کو پہچانین گے زہراوی نے حکایت کی ہے کہ وہ قیامت کے عدول
ہین جو لوگون کے اعمال پر گواہی دیوینگے یہہ عدول ہر امت مین رہے گی اس قول کو نحاس نے اختیار
کیا اور کہا یہہ قول احسن اقوال ہے بندہ عاصی کہتا ہے یہہ قول مخالف احادیث اور قول جمہور ہے واللہ اعلم ابو مجلز نے
کہا اعراف بلند مکان ہے اسپر ملایکہ ہونگے جنت والے لوگون کو انکی نشانی سے پہچانینگے اور دوزخ والونکو
انکی نشانی سے پہچانینگے کسی نے ابو مجلز سے کہا کہ خدا یتعالی تو فرماتا ہے وعلی الاعراف رجال اور تو کہتا ہے فرشتے
ہین ابو مجلز بولے فرشتے مرد ہین عورت نہین اسکو سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر

ابن ابی حاتم اور ابن الانباری کتاب الاضداد میں اور ابو الشیخ اور ابو مجلز لاحق بن حمید نے روایت کیا ہے یہہ روایت کہتے ہین وہ ثقہ ہے ابن کثیر کا یہہ کہنا صحیح ہے اور

قول ابو مجلز ظاہر سیاق ہمہ کا قول اسکے قول پر مقدم ہے جریر طبری نے ابو مجلز کے قول کی تضعیف کی ہے اور کہا کہ عرب کی زبان پر رجال کا اطلاق بنی آدم کے ذکور پر ہوتا ہے نہ اناث پر اور باقی مخلوقات پر نہیں ہوتا امام احمد نے زہد میں قتادہ سے روایت کی ہے کہ سالم مولی ابی حذیفہ نے کہا میں دوست رکھتا ہوں ہمیشہ اصحاب الاعراف کے ہوں حاصل ان اقوال کا یہ ہے اصحاب الاعراف بہشتیوں سے افضل ہیں کیونکہ انکا مرتبہ بہشتیوں سے اعلیٰ و افضل ہے یُعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ پہچانتے ہیں ہر ایک کو اسکے نشان سے یعنی ہر ایک بہشتی اور دوزخی کو اسکے علامت سے پہچانتے ہیں یہہ علامت سپیدی چہرے کی اور نعمت کی تروتازگی ہے مومنین کیواسطے اور روسیاہی اور کبری آنکھوں کا ہونا کفار کے لئے کیونکہ اپنی جگہہ بلند رہنے سے جنتی اور دوزخی لوگوں کو دیکھینگے سیما کے معنی علامت جو کسی چیز پر دلالت کرے

وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اور پکارینگے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے تمپر یعنی اہل اعراف جنت والوں کو پکار کر کہینگے کہ آفات سے تم سلامت رہے اور تمکو امن و سلامتی حاصل ہوئی

۹۳ ورد نصف الحزب

لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ داخل نہیں ہوے جنت میں اور امیدوار ہیں یعنی اصحاب الاعراف ابھی جنت میں داخل نہوئے ہونگے اور اوسکی آرزو میں ہونگے جملہ دوم یطمعون حال ہے لم یدخلوہا کے واوسے جو وقت اعراف کے مردوں سے وہاں کے محبوس لوگ مراد لیں اور جملہ لم یدخلوہا مستانفہ جواب میں سوال سایل کے واقع ہوا گویا اصحاب اعراف سے پوچھا گیا انکے حق میں کیا ہوا تو جواب میں کہا گیا جنت میں داخل نہوے اللہ تعالی کی فضل و رحمت کے امیدوار ہیں کہ اس میں داخل ہوں حسن بصری نے کہا انکی امیدواری کا باعث یہہ ہے کہ حقتعالی انکو بزرگی دینا چاہتا ہے حاکم وغیرہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اصحاب الاعراف اس زرد میں پہنچینگے کہ حقتعالی انکو ترجیح دیگا کہ زرا انکو جنت میں جاوینگے تمہارے گناہ بخشدیے گئے اور انکو مردوں سے انبیا بھیجے گئے اور ملائکہ وغیرہ مراد لیں تو ہم کو جو امید ہے حال اصحاب اعراف پر ہوتی ہے زیادہ تر شامل ہوگا کہ امیدوار ہیں بعضے مفسرین کہتے ہیں یطمعون بمعنی یعلمون کے ہے یعنی وہ اپنی نسبت جانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونگے وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ اور جب پھیرے جاوینگے انکی نظریں دوزخ والوں کی طرف یعنی جب اصحاب الاعراف کی نگاہ دوزخیوں کی طرف پھرینگے اور انکی روسیاہی

اور اونکا عذاب دیکھینگے قَالُوا بولے گے یعنی اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے کہینگے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اے رب ہمارے ہمکو نہ کر قوم ستمگار کے ساتھ یعنی دوزخ مین ہمکو مت ڈال اور
ہمین انہین دوزخ مین جمع مت کر وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا اور پکارے اعراف والے
انمردون کو یعنی اصحاب النار سے بعضون کو جو دنیا مین کافرون کے سر کردہ تھے ابو مجلز نے کہا یہہ پکارنا اسوقت
ہوگا جب بہشتی بہشت مین داخل ہونگے یَعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ کہ ان کو پہچانتے ہین نشان سے یعنی دوزخیونکی
نشان سے کہ سیاہ و کبری انکمین پہچانتے ہونگے قَالُوْا بولینگے یعنی اہل اعراف ان لوگ کو جو دوزخ مین پہچانتے
ہونگے کہینگے مَآ اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ کیا کام آیا تمکو جمع کرنا یعنی دنیا مین مال فراہم کرنا یا تمھاری کثرت
نے تمکو دوزخ سے نہ بچایا یا استفہامیہ ہر توبیخ کیواسطے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اور تم جو تکبر کرتے
تھے یعنی جو تم ایمان لانے سے تکبر کرتے تھے اسنے تمکو دوزخ سے نہین بچایا حاصل یہہ تمہاری جمع و تمہارا تکبر کرنا
کچھ بھی تم آیا تمھارے مذہب کو دفع نکیا کلبی نے کہا اعراف والے نفیل پر سے ان کفار کو پکارینگے اے ولید بن المغیرہ اے ابوجہل بن ہشام
اے فلان اے فلان پھر جنت کیطرف نظر کرینگے تو اسمین فقرا ضعیف ہونگے جنھون سے کفار ٹھٹھا کرتے تھے مثل سلمان
اور صہیب اور خباب اور بلال وغیرہ اصحاب الاعراف ان غریب مسلمانون کی طرف اشارہ کرکے کفار سے
کہینگے اَهٰٓؤُلَآءِ کیا یہی ہین اسمین استفہام ہے یعنی آیا یہی ضعیف بیکس لوگ ہین اَلَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا
یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ جو تم قسم کھاتے تھے نہین پہنچاویگا ان کو اللہ کچھہ رحمت یعنی تم اللہ کی قسم کھاکے کہتے
تھے کہ وہ جنت مین نہ داخل ہونگے اب تو رحمت حق کی سبب جنت مین ہین اسمین اشارہ ان فقرا
کی طرف ہے جنکی کفار اہانت کرتے تھے اور حقیر جانتے تھے۔ جب اہل اعراف یہہ باتین کرچکینگے تو حق تعالے
انکو فرماویگا اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ چلے جاو جنت مین یعنی میرے فضل و رحمت سے جنت مین داخل ہو لَا خَوْفٌ
عَلَیْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ نہ ڈر ہے تمپر اور نہ تم غمگین ہوگے بعضے کہتے ہین یہہ مقولہ اہل اعراف کا
ہے ضعفای مومنین سے جنکو کفار دنیا مین حقیر سمجھتے تھے کہینگے بعضے کہتے ہین یہہ مقولہ فرشتون کا ہے
جب کفار اہل اعراف کو کہینگے کہ مومنین جنت مین داخل ہوگئے اور تم ہرگز داخل نہونگے اور انکا
عیب و عار کہکے اور قسم کھاکے کہ اہل اعراف بہشت مین نہ آوینگے تو فرشتے انکی رد مین کہینگے

اہو لاء الذین اقسمتم الخ پھر اہل اعراف کو فرشتے کہینگے کہ بہشت مین داخل ہون لاخوف علیکم ولا انتم تحزنون اس قول پر اہو لار کا اشارہ اہل اعراف کی طرف ہے وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اور پکارا دوزخیون نے جنت والون کو کہ بھاو ہم پر تھوڑا پانی یا جو روزی دی تمکو اللہ نے یعنی کھانے سے معلوم کرنا چاہیے کہ اب تعالی دوزخی کی ذلت اور انکی جنتیون سے کھانے پانی کی درخواست کرنے کی خبر دیتا ہے افیضوا کے معنی ہونڈالنا اسمین دلیل ہے کہ جنت دوزخ کے اوپر ہے ما موصولہ رزقکم سے باقی شربتین مراد ہین اور بیہہ افاضہ کو مناسب ہوتا ہے یا ماکولات کہانے اور میوے مراد ہین اس توجیہ پر جار مجرور کا تعلق محذوف سے ہوگا تقدیر اسکی القوا امارزقناکم سدی نے کہا مارزقکم اللہ سے طعام مراد ہے ابن زید نے کہا کھانا مانگینگے ابن عباس رضی اللہ عنہانے کہا جب اعراف والون کو جنت مین لیجاوینگے تو دوزخیون کو طلب الفرج بعد الیاس پیدا ہوگی کہینگے پروردگار ہمارے قرابتی بہشت مین ہین ہمین اجازت دے کہ ان سے بات کرین اور انکو دیکھین خدا یتعالی حکم فرماویگا پھر دوزخی اپنے قرابتیون کو اور انکا کھانا پینا جنت مین دیکھینگے اور انکو پہچانینگے اور بہشتی اپنے قرابتی دوزخیون کو دیکھکر نہ پہچانینگے کہ سیاہ روئی سے انکی خلقت متغیر ہوگی پھر دوزخی بہشتیون کے نام لے کر پکارینگے ایک شخص اپنے باپ اور بھائی کو پکاریگا اور کہیگا جلگیا ہون تھوڑا پانی ڈال پھر انکو جواب دینے کا حکم ہوگا کہینگے خدا یتعالی نے کافرون پر انکو حرام کیا ہے معنی آیت کے یہہ ہین کہ جب بہشتی جنت مین ٹھہر جاوینگے اور دوزخیون پر دنیا کی کفر و معاصی کے بدلے مین بلا نازل ہو اور تشنگی اور گرسنگی سخت کی عقوبت سے ہوگی تو دوزخی بہشتی کو کہینگے ہمپر پانی ڈالو یا جو اللہ نے تمکو روزی دی ہے ہمکو کھلاو یعنی کھانا پینا وہان کا مانگینگے تو بہشتی دوزخی کے جواب مین کہینگے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ بولے تحقیق اللہ نے یہ دونون حرام کیا کافرون کے اوپر یعنی کھانا اور پانی بہشت کا مفسرین کہتے ہین تحریم یہان بمعنی منع ہے یعنی لازم معنی حرام مین مستعمل ہوا کیونکہ وہان تکلیف منقطع ہے معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ جواب بالکل نومیدی کو مفید ہوتا ہے یعنی کافر ان کھانے پانی سے بالکل محروم ہین بعضے مفسرین کہتے ہین جب دنیا مین انکو خواہش درغبت کھانے پانی کے لذت کی تھی

تو خدا یتعالی نے شدت بھوک وعطش سخت پیاس سے انکو عذاب دیا پس دنیا مین کھانے پانی کی طلب کی جو عادت تھی اسکو مانگے تو اسکا جواب دیا کہ کافرون پر خدا یتعالی نے جنت کا کھانا پانی حرام کیا واضح ہو کہ خدا یتعالی اب کافرون کا وصف بیان کرتا ہو اور کہتا ہے اَلَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا جنھون نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل یعنی دین سے جو اُنکے لئے مشروع ہوا اسکو کھیل تماشا بنایا ابن عباس نے کہا یہہ مسخرا پن کرنے والے ہین جب انکو ایمان کی طرف بلاوین تو تمسخر ٹھٹھا اور اللہ کے ساتھ ہنسی کرتے تھے بعضے کہتے ہین وہ کام ہین جو شیطان انکو آراستہ کر بتلایا جیسے بحیرہ اور سایبہ کی تحریم اور کعبہ کے گرد سیٹی بجانا اور تالیان مارنا اور تمام بری خصلتین جو جاہلیت مین کیا کرتے تھے بعضے کہتے ہین دینہم کے معنی اپنے عید کو تماشا اور کھیل ٹھہرائے ہین اللہ کا ذکر اسمین نہین کرتے وَ غَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا اور انکو فریب دیا دنیا کی زندگانی نے یعنی دنیا کی عیش ولذت وفراغتی نے انکو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے سے فریب دیا اور اخرت کا حصہ لینے سے انکو بے پروا کر دیا یہان تک انکی موت آپہنچی کہ وہ اسی فریب مین تھے فریب کی نسبت یہان دنیا کی زندگانی کی طرف کرنا مجازًا ہے کیونکہ دنیا کی زندگی حقیقۃً فریب نہین دیتی بلکہ مراد اس سے فریب حاصل ہونا دنیا کی زندگانی کے وقت ہے کیونکہ انسان کو درازی عمر اور حسن عیش اور کثرت مال اور جاہ کی طرف طمع ہوتی ہے جب ان چیزون کی طمع اور رغبت شدید ہوتی ہے تو دین کے طلب سے اسکو حجاب ہو جاتا ہے اور دنیا کے طلب مین غرق ہو جاتا ہے جاننا چاہئے کہ جب خدا یتعالی نے ان صفت ذمیمہ سے کافرون کا وصف کیا تو اب کہتا ہے فَالْیَوْمَ سو آج یعنی قیامت کے دن نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا ہم انکو بھولینگے جیسا وے بھولے اپنے اس دن کا ملنا معلوم کرنا چاہئے کہ نسیان کی اسناد خدا یتعالی کیطرف جائز نہین اسلئے سلف اور خلف آیت ہین تاویل کرتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسمین فرمایا یقول نترکہم فی النار کما ترکوا القاء یومہم ہذا یعنی خدا یتعالی فرماتا ہے ہم انکو آگ مین چھوڑ دینگے جیسا اونھون نے اپنے اس دن کا ملنا چھوڑ دیا اسکو ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اسماء والصفات مین روایت کرتے ہین پس نسیان یہان

چھوڑ دینے کے معنی سے ہو کہ معنی نسیان کو لازم ہے اور عرب کے کلام مین نسیان بمعنی ترک بہت مستعمل ہوا ہے
استعارہ بتحقیقیہ یا مجاز مرسل کے قسم سے ہوگا مجاہد نے کہا فالیوم ننساہم نو خرہم فی النار یعنی آگ مین انکو
ڈھیل دینگے اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے سدی نے کہا ننساہم نترکہم من الرحمۃ
کما نسوا القاء یومہم ہذا قال کما ترکوا ان یعملوا للقاء یومہم ہذا یعنی اپنی رحمت اُنسے ترک کر دینگے جیسا
اونہون نے اس دن کی ملاقات کیواسطے عمل چھوڑ دیا تھا ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اسکو روایت
کرتے ہین ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس آیت مین
کہا خدا خیر کو بھولگیا شر کو نہین بھولا ابن ابی حاتم نے یزید بن ابی مالک سے روایت کی ہے کہ جہنم مین
کوین ہین جو کوئی اسمین ڈالا گیا تو وہ فراموش کیا گیا قرار گاہ کو پہنچنے کے آگے اسمین ستر برس گرتا
جائیگا اس روایت پر نسینا بمعنی ڈالنے کے ہوگا حافظ ابن کثیر نے کہا یہہ آیت باب مقابلہ سے ہے
معنی اسکے یون ہین تعاملہم معاملۃ من نسیہم یعنی ہمنے معاملہ کیا انسے بھولنے والے کا معاملہ کیونکہ خدا تعالیٰ
کے علم سے کوئی چیز متروک نہین ہوئی پس نسیان کی نسبت اسکے طرف مجازاً ہے بیضاوی نے بھی اسی
تاویل کی کہا نفعل بہم فعل الناسین فنترکہم فی النار یعنی بھولنے والون کا کام انھون سے کرینگے پس
آگ مین انکو چھوڑ دینگے حاصل اس معنی کی تمثیل ہے خدا تعالیٰ کے معاملہ کو کفار کے ساتھ تشبیہ دیا
ایسے شخص کے معاملہ کے ساتھ جو خیر سے بھولجاتا ہے اور اس کے طرف التفات نہین کرتا اور تشبیہ دی
اللہ کی ملاقات کو جسکا انکی دل مین خطور تک نہین تھا اور اسکی پروانہ کی اس شخص کے حال کے ساتھ
جو ایک چیز کو بھلا جانا اور اسکو بھولگیا ایسے استعارات قرآنین بیشمار ہین کیونکہ عالم غیب کی معانی کی
تعلیم بجز اسکے کہ عالم شہادت سے تمثیل دین ممکن نہین صاحب کشاف وغیرہ بھی تاویل کرتے ہین وَمَا
كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۝ اور جیسے تھے ہماری آیتون سے انکار کرتے یعنی ہمنے انکو آگ مین
چھوڑ دیا جیسے وہ ہماری وحدانیت کے دلائل کا انکار اور قرآن کی تکذیب کرتے اور کہتے تھے کہ
اللہ کے پاس سے نازل نہوا وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ اور تحقیق ہمنے انکو پہنچا دی ہے کتاب
یعنی اے محمد قرآن جو تیرے پر ہمنے اتارا ہے ان کفار کو پہنچایا فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ جو ہمنے مفصل

بیان کیا ہے خبرداری سے یعنی اخبار اور وعدے اور وعید کو اسمین کھولکر بیان کیا ہے نہایت خبرداری سے
ضمیر منصوب بہم مذکر جنیا ہم کی کفار قریش کی طرف راجع ہے اس تقدیر پر کتاب سے قرآن مجید مراد ہوگا اور
جائز ہے کہ ضمیر جملہ کفار کی طرف راجع ہو اس تقدیر پر کتاب سے جنس کتب الٰہیہ مراد ہوگی علی علم حال ہے فصلناہ
کے فاعل سے اس صورت مین عالم بمعنی عالمین ہوگا یعنی ہمنے اسکو مفصل بیان کیا جس حالمین کہ ہم جاننے
والے ہین اسکی وجہ تفصیل بیان تک کہ وہ کتاب حکیم پرحکمت ہے یا حال اسکے مفعول سے واقع ہوگا معنی یہہ ہین
فصلناہ مشتملا علی علم ہمنے اسکو مفصل بیان کیا حالانکہ کتاب علم پر مشتمل ہے یعنی علم عظیم پر مشتمل ہے تنوین علم مین
تعظیم کے واسطے ہے هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ راہ بتاتی اور رحمت اس قوم کے واسطے
ایمان لاتے ہین ہدی ورحمۃ یا مفعول لاجلہ ہے معنی یہہ ہین مفصل بیان کیا اس کتاب کو واسطے ہدایت
اور رحمت کے یا حال ہے ہاء فصلناہ سے یعنی حالانکہ کتاب ہادی اور رحمت والی ہے ماننے والونکو
هَلْ يَنْظُرُوْنَ نہین انتظار کرتے نظر یہان بمعنی انتظار ہے یعنی جن کفار نے ہماری آیات کی
تکذیب اور انکار کیا اور ایمان نہین لائے انتظار نہین کرتے اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ مگر یہی کہ وہ ٹھیک
پڑے وعدے وعید جو اللہ نے اس کتاب مین رسولون کی زبان پر بیان کیا وہ سچ ہوتا ہے یا نہین
اسکی مصداق اور انجام کار کے منتظر ہین مفسرین کہتے ہین تاویل سے مراد عذاب اور جنت اور دوزخ
کا وعدہ ہے جو کچھ اسمین مذکور ہوا یہہ قول مجاہد وغیرہ کا ہے مالک نے کہا ثواب مراد ہے قتادہ نے
کہا تاویل سے عاقبت مراد ہے یعنی انجام کار تاویلہ کی ضمیر کتاب کے طرف پھرتی ہے تاویل کی معنی
مایؤل الیہ الشئی یعنی ایک چیز دوسری چیز کی طرف پھرے یعنی اسکی عاقبت اور انجام کار اس عذاب
وغیرہ کے لاحق ہونے اور اس سے گزیر ہونے کو ایک چیز کی انتظاری کے ساتھ تشبیہ دی اور تعبیر
اسکی انتظار سے کیا معنی یہہ ہین قرآن مین جو انکو وعدے ہوے اس سے انکو مضر ہین يَوْمَ يَاْتِيْ
تَاْوِيْلُهٗ جسدن ٹھیک پڑیگی تاویلہ کے معنی مجاہد نے کہا جزا وہ یعنی جسدن آویگی اسکی جزا ابن
عباس نے فرمایا یہہ سے قیامت کا دن مراد ہے سدی نے کہا تاویلہ کے معنی عواقبہ یعنی انجام کار
جیسی جنگ بدر اور قیامت اور جو کچھ اس کتاب مین کیا ہے اوسکا واقع ہونا ربیع بن انس نے کہا

ہمیشہ اوسکی تاویل سے ایک امر آویگا قیامت کے دن اسکی تاویل پوری ہوگی یہان تک کہ جنتی جنت
مین داخل ہون اور دوزخی دوزخ مین پس اس دن اسکی تاویل تمام ہوگی اسی باب مین یوم یاتی تاویلہ
نازل ہوی پس خدا یتعالی جزا دیگا اپنے دوستون کو ثواب کی اور دشمنون کو آگ کی ابن زید نے کہا
یوم یاتی تاویلہ تحقیقہ یعنی جسدن آویگی اسکی تحقیق یَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ کہنے لگینگے جو اسکو
بھول رہے تھے پہلے یعنی جو لوگ قرآن پر عمل ترک کر دیئے اس پر ایمان نہین لائے جب عذاب کو
معاینہ کرینگے تو کہینگے قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ سچ بات لائے تھے ہمارے رب کے رسول یعنی
کفار نے ایسے وقت مین اپنے نفسون پر اعتراف و اقرار کیا کہ یہہ اعتراف کچھ نفع نہین بخشتا معنی یہہ ہین کہ
کفار نے اعتراف کیا کہ جو کچھ رسول ایمان و تصدیق اور حشر اور نشر اور بعث قیامت کے دن لائے تھے
سو وہ سب سچ اور راست تھا پس ان چیزون کا اقرار اسی واسطے کیا کہ انکو مشاہدہ اور معاینہ ہوا
اور اسوقت کا اقرار کوئی کام نہین آتا واضح ہو کہ جب کفار نے اپنے نفسون کو عذاب مین دیکھا تو
کہنے لگے فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ اب
کوئی ہین ہمکو سفارش والے تا ہماری سفارش کرین یا ہم پھر جائینگے تا ہم کام کرین سوائے اسکے جو
کر رہے تھے یعنی ہم اب جو عذاب مین ہین اس سے خلاصی پانے کا کوئی راستہ نہین بجز اسکے کہ
کوئی سفارشی ہمارے رب کے پاس ہووے اور اسکی شفاعت قبول ہو اور ہمکو اس عذاب سے خلاصی دیوے
یا پھر دنیا مین پھیرے جاوین تا کہ ہم عمل کرین سوا اسکے جو کرتے تھے پھر ہم کفر کو توحید و ایمان سے
اور گناہون کو طاعت اور پشیمانی سے بدل دینگے پس نہ انکی کوئی شفاعت کریگا نہ دنیا مین پھر
بھیجے جاوینگے قَدْ خَسِرُوا أَنفُسَهُم تحقیق انہون نے ہاری اپنی جان یعنی وہ جو طلب کرینگے سو
حاصل ہونگا پھر اپنے جانون کو ہلاک کیا اور نقصان مین ڈالا کیونکہ پہلے مرتبہ جب وہ دنیا مین تھے
اللہ کی طاعت نہین کی اگر دنیا مین پھیرے جاوینگے تو کفر و عصیان کی طرف عود کرینگے انکے حق مین
اللہ تعالی کا علم سبقت کر چکا وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ اور جاتا رہا جو جھوٹ
بناتے تھے پس وہ آخرت مین پہنچے تو انکا زعم اور جھوٹ بنانا کہ درگاہ خدا مین بت ہمارے شفاعت

ع ۱۴

کرینگے باطل ہوگیا اور جاتا رہا اب یقین کر لیا کہ وہ اپنے دعوی مین جھوٹے تھے اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ تحقیق تمہارا رب اللہ ہے یعنی تمہارا صاحب اور مالک اور تمہارے امور کا صلاح دینے والا اور بگڑی بھلائی پہنچانے والا اور تمہارے برائیان دفع کرنے والا وہی اللہ ہے اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جسنے بنایا آسمان و زمین خلق کے اصل معنی لغت مین تقدیر ہے استعمال اسکا کوئی چیز بغیر نمونہ کے نو پیدا کرنے اور بنانے مین ہوتا ہے یعنی بنایا اور پیدا کیا آسمان و زمین بن نمونہ کے اور بغیر کوئی مثال سابق ہونیکے اور انکے احوال کو مقدر کیا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ چھ دن مین یعنی ایام دنیا سے چھ دن کی مقدار مین یہان ایام سے مقدار ایام مراد لئے کیونکہ ایام جمع یوم کی ہے اور عرف مین طلوع شمس سے غروب تک کے زمانہ کو یوم کہتے ہین اور آسمان زمین پیدا ہونے کے آگے دن کی مدت معین نہ تھی کیونکہ اسوقت سورج اور چاند پیدا نہوئے تھے اور یہہ تقدیر مضاف کی صورت مین ہوگی کہ یوم سے دن مراد لین اگر یوم سے لغوی معنی لین کہ مطلق وقت کے معنی سے ہے تو مضاف کا ضرورت نہین اور معنی یہہ ہونگے چھ وقت مین آسمان و زمین پیدا کیا جاننا چاہئے کہ مفسرین کو ان ایام کی مقدار مین اختلاف ہے جمہور کہتے ہین کہ ہر ایک دن کی مقدار ہمارے ایام کے مانند تھی مجاہد اور ضحاک اور کعب الاحبار کہتے ہین ایک دن برابر ہزار سال دنیا کے ایام سے تھا اسکو ابن جریر اور ابن ابی حاتم روایت کرتے ہین امام احمد کا بھی قول مختار یہی ہے جہمیہ فرقہ کے رد مین اسکو ذکر کیا ہے ابن جریر اور ایک جماعت متاخرین نے اسکو اختیار کیا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالی نے مخلوقات کی پیدائش کو کسنے دن آغاز کی اسمین تین قول ہین محمد بن اسحق نے کہا توریت والے کہتے ہین یکشنبہ کے دن سے شروع کیا انجیل والے کہتے ہین پیر کے دن سے مسلمان کہتے ہین شنبہ کے دن سے حافظ ابن کثیر نے کہا مسلمانون کے قول کی طرف فقہاء شافعیہ وغیرہ کی ایک جماعت کا میلان ہے اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑکر فرمایا خدا تعالی نے سبت یعنی شنبہ کے دن زمین کو پیدا کیا اور اتوار کے دن پہاڑ کو اور پیر کے دن درخت کو اور منگل کے دن مکروہ یعنی شر کو اور چہارشنبہ کے دن نور کو پیدا کیا اور جمعرات کے دن

زمین پر جانور منتشر کئے اور جمعہ کے دن عصر کے بعد آدم علیہ السلام کو پیدا کیا مخلوقات کی آخر ساعات
جمعہ مین آخر ساعت تھی عصر سے رات تک اس حدیث کو امام احمد اپنی مسند مین اور نسائی کئی مین روایت
کرتے ہین ملا علی قاری نے شرح مشکات مین کہا زمین شنبہ کے دن پیدا کرنے سے گویا آخر روز شنبہ
مراد ہے جسکا عشیۂ احد ہوتا ہے یعنی شب یکشنبہ تو ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ
ایام وما مسنا من لغوب کے منافی نہوا حافظ ابن کثیر نے کہا سبت کے دن مین مخلوق واقع نہوے کیونکہ وہ
ساتوان دن ہے امنی سے اسکا نام سبت رکھا جو بمعنی قطع ہے اس حدیث سے سات دن مخلوق کے
پیدا ہونے مین پورے ہوتے ہین اور خدا تعالیٰ نے فرمایا آسمان وزمین چھے دن مین بنا اسیواسطے
بخاری وغیرہ حدیث کے حفاظ اس حدیث مین کلام کرتے ہین بخاری نے تاریخ مین کہا ہے کہ بعضے
محدثین اس روایت کو ابو ہریرہ عن کعب الاحبار کہتے ہین اور یہہ اصح ہے اور ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین
کہا ہے بہت غرابت ہے کیونکہ آسمان کی پیدائش بالکل مذکور نہین اور زمین وما فیہا سات دن مین
پیدا ہونا بیان کیا یہہ قرآن مجید کے مخالف ہے کیونکہ زمین کو چہار دن مین بنایا پھر آسمان
کو دو دن مین دخان سے کہ وہ پانی کا بخار تھا بنایا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے جب سبت سے عشاے
یکشنبہ مراد ہو تو نص کے مخالف نہین جیسا گذرا اور بھی آیت سے یون تطبیق ہوسکتی ہے
کہ حدیث مین آیا ہے پنجشنبہ کے دن زمین مین جانور منتشر کئے اور مراد اس سے انکے اصول
پیدا کرنے کے بعد متفرق کرنا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکے اصول کو دوسرے ایک دن مین اس سے
آگے پیدا کر دیا تھا مگر پنجشنبہ کے دن تمام وی زمین پر جانور ونکو پراگندہ کیا اور آسمان کی پیدائش
کا اس حدیث مین مذکور نہونا مستلزم اسکی نفی کو نہین کیونکہ مقصود حضرت کا فقط ان ایام مین زمین
وما فیہا کی پیدائش کا حال بتانا تھا تو آسمانون کا بھی ان ایام مین پیدا ہونا ممنوع نہین پس حدیث
آیت کے مطابق ہوگئی اور خلقت کی پیدائش چھے دن مین پوری ہوی واللہ اعلم بعضے کہتے ہین اتوار کے
دن آغاز خلقت ہوی یہہ قول عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار اور ضحاک اور مجاہد کا ہے یہی قول
مختار ابن جریر کا ہے اوس نے کہا خدا تعالیٰ نے آسمان وزمین کو چھے دن مین بنایے اور اتوار اور

پیر اور منگل اور چہار شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کا دن بیان کیا سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسماء الصفات مین مجاہد سے روایت کی ہے کہ پہلے عرش اور پانی اور ہوا کو پیدا کیا اور زمین کو پانی سے بنایا اور اتوار اور پیر اور منگل اور چہار شنبہ اور پنجشنبہ کے دن مخلوق کو پیدا کیا اور تمام مخلوق کو جمعہ کے دن جمع کیا اور یہود نے شنبہ کے دن کو ہفتہ کیا اور چھے دن مین کا ایک دن برابر ہزار سال دنیا کے ہے ابن جریر نے اپنی تاریخ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آسمان و زمین کے پیدا کیے کے باب مین پوچھا حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یکشنبہ و دوشنبہ کے دن زمین کو پیدا کیا اور منگل کے دن پہاڑ اور جو انمین منافع ہین انکو پیدا کیا اور درخت اور پانی اور بستیان اور آبادی اور ویرانی کو چہارشنبہ کے دن پیدا کیا یہ چار مین فرمایا انکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون له اندادا ذلک رب العالمین وجعل فیها رواسی من فوقها وبارک فیها وقدر فیها اقواتها فی اربعة ایام سواء للسائلین لمن سال حضرت نے فرمایا اور پنجشنبہ کے دن آسمان کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن ستارے اور سورج اور چاند اور فرشتے باقی تین ساعت مین پیدا کیے الحدیث بندہ عاصی کہتا ہے اس کا راوی سعید بن المرزبان ابوالعلاء ہے بقال ہے حافظ ابن حجر نے تقریب مین کہا وہ ضعیف مدلس ہے واللہ اعلم معلوم کرنا چاہئے اگر کوئی کہے کہ خدا تعالیٰ تمام خلق کو ایک لحظہ مین پیدا کرنے پر قادر ہے چنانچہ فرماتا ہے وما امرنا الا واحدة کلمح البصر چھے دن مین پیدا کرنے مین کیا فایدہ اور کیا حکمت ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اگرچہ ایک لحظہ مین بکلمہ کن موجود کر دیتا ہے مگر یہ کہ ہر چیز کے واسطے ایک حد محدود اور وقت معلوم مقرر کر دیا سو اسی وقت کے کوئی پیدا ہوگا مقصود اس سے بندونکی تعلیم ہے کہ امور مین صبر درکار ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ خدا تعالیٰ آسمان و زمین کو ایک لمحہ اور لحظہ مین پیدا کرنے پر قادر تھا پھر انکو چھے دن مین تعلیم خلق کے لیے پیدا کیا کہ ثبت و تانی امور مین درکار ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ آہستگی اللہ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان سے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ پھر برابر ہوا یعنی اسکا حکم عرش پر مستوی کے اصل معنی لغت مین برابر ہونا ایک جسم کا ایک جسم سے چونکہ یہ معنی خدا ہی عزوجل کے حق مین متعین ہین

اس سے اسکی ذات مین حدوث لازم آتا ہی اسواسطے علماء اہل سنت کے اسمین دو قول ہین ایک سلف کا کہ انہون نے اسکی معنی مین سکوت کیا اور اللہ پر تفویض کیا جیسا قرآنین آیا ہے ویسا ہی پڑھنا اوسکی تفسیر اور تاویل نکرنا ابن مردویہ اور لالکائی سنت مین ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے قول استوی علی العرش مین روایت کرتے ہین کہا کہ الکیف غیر معقول والاستوا غیر مجہول والاقرار بہ ایمان والجحود بہ کفر یعنی کیفیت استوا سمجھ مین نہین آتی اور استوا مجہول نہین یعنی لغت عرب مین معلوم ہے اور اسکا اقرار ایمان ہے اور اسکا انکار کفر ہے لالکائی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی ہے کہا کہ استوی علی العرش کو ربیعہ سے کسی نے پوچھا کہ کسطرح مستوی ہوا کہا استوا مجہول نہین اور کیفیت عقل مین نہین آتی اور اللہ کی جانب سے پیغامبری اور پہنچانا رسول کا کام ہے اور ہمپر تصدیق کرنا ہی بیہقی نے اسکو عبد اللہ بن صالح بن مسلم کی طریق سے روایت کیا ہے لالکائی نے جعفر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ مالک بن انس کے پاس ایک شخص آیا اور کہا یا اباعبد اللہ استوی علی العرش کسطرح مستوی ہوا جعفر نے کہا مین نے مالک کو کسی چیز مین غصہ کرتے نہ دیکھا جیسا اس بات مین پایا مالک کے بدن سے عرق جاری ہونے لگا اور لوگ سر جھکائے ہوئے تھے پھر جب مالک کا غصہ فرو ہوا تو کہا الکیف غیر معقول والاستوا منہ غیر مجہول والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعۃ وانی اخاف ان تکون ضالا وامر بہ فاخرج یعنی کیفیت استوا معقول نہین یعنی بندون کی سمجھ مین نہین آتی اور استوا اس سے مجہول نہین اور اسپر ایمان واجب ہے اور اس سے سوال بدعت ہے اور مین ڈرتا ہون کہ تو گمراہ ہو اور اسکے نکالنے کا حکم فرمایا وہ نکالا گیا بیہقی نے عبد اللہ بن وہب سے روایت کی ہے کہا کہ ہم مالک بن انس کے پاس تھے ایک شخص نے آکر کہا اے اباعبد اللہ الرحمن علی العرش استوی مین کسطرح اسکا استوا ہوا مالک نے اپنا سر جھکایا اور بدن سے پسینا نکلنے لگا پھر اپنا سر اٹھا کر کہا الرحمن علی العرش استوی جیسا اوسنے اپنا وصف کیا اسکو کیف نہین کہا جاتا کیف اس سے اٹھایا گیا ہے اور تو برا آدمی بدعت والا ہے کہا اسکو یہان سے نکالو پھر لوگون نے اسکو نکالدیا حافظ ابن حجر نے کہا اسکی سند جید ہے لالکائی نے امام محمد بن الحسن الشیبانی سے

روایت کرتا ہے کہا کہ مشرق سے مغرب تک سب فقہا اتفاق کئے ہین صفت پروردگار مین جو کچھ قرآن و احادیث صحیحہ مین آیا ہے اسپر ایمان لاوے بغیر تشبیہ اور بلا تغییر کے جو کوئی اس سے کسی چیز کی تفسیر او جہمیہ جیسا کہتے ہین ویسا کہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب جسپر ہین اس سے وہ شخص نکلا اور جماعت سے جدا ہوا کیونکہ پروردگار کی صفت لاشی سے کی بیہقی نے احمد بن الحواری سے روایت کی ہے کہا کہ مین نے سفیان بن عیینہ سے سنا کہتے تھے جس چیز سے اللہ نے اپنا وصف بیان کیا اسکا پڑھنا وہی اسکی تفسیر ہے کسیکو نہین پہنچتا کہ اسکی تفسیر کرے سوائے اللہ اور اُسکے رسولون کے حافظ ابن حجر نے کہا سند اسکی صحیح ہے اس باب مین سلف سے بہت آثار آئے ہین اور بیہقی نے کہا امام شافعی اور امام احمد حنبل اور حسن بن الفضل البجلی کا یہی طریقہ ہے اور متاخرین سے ابو سلیمان خطابی کا بھی مذہب ہے امام محی السنہ نے کہا استوی علی العرش اللہ کی صفت بلا کیف ہے آدمی پر واجب ہے کہ اسپر ایمان لاوے اور اسکا علم اللہ پر تفویض کرے اس سے ثابت ہوا کہ استوی جو لایق خدا کے ہے صفت اسکی ہے بلا کیف اور اسکے صفات حدوث و نقایص کی علامتون سے منزہ ہین اور جس معنی سے اللہ کی مراد ہو اسپر ایمان لانا واجب ہے یعنی استوی خدا کا عرش پر جس معنی سے کہ خدا کی مراد ہے وہ استقرار اور تمکن سے پاک ہے یہی مذہب سلف اہل سنت و جماعت کا ہے امام مالک وغیرہ کا قول اسی پر دلالت کرتا ہے دوسرا مذہب خلف کا ہے وہ اسمین تاویل کرتے ہین محل لفظ کا معین کرکے کہتے ہین استوی بمعنی استولی کے یعنی غلبہ و قہر کیا اور اسمین جو چاہا ارادہ کیا استوی بمعنی علا ہے یعنی بلند رتبہ ہوا یا بمعنی ملک و قدرت ہین یا ایک کام سے فارغ ہوا یعنی خلق کو تمام کیا اسکے سوا اور بھی معنی کرتے ہین ہمنے اپنے عربی رسالہ التنبیہ با لتنزیہ بھی تفصیل کی ہے بیہقی نے امام ابو الحسن اشعری سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالی نے عرش پر ایک کام کیا اسکا نام استوا رکھا ہے جیسا دو سرے چیزون مین کام کیا اس فعل کا نام رزق اور نعمت وغیرہما رکھا پھر استوا کو کیف نہین کیا مگر یہ کہ اسکو اللہ کے صفات فعلی سے گردانا اور ثم تراخی کے واسطے ہے اور تراخی کہ افعال ہی مین ہوتی ہے اور افعال اللہ تعالی کے بلا مباشرت اور بلا حرکت پائے جاتے ہین عرش لغت مین تخت کو

جسمیہ ایک بدعتی فرقہ ہے جو اللہ تعالی کے صفات کا منکر ہے

کہتے ہین بعضے کہتے ہین جو چیز بلند ہو اور سایہ کرے وہ عرش ہے اور بادشاہ کی نشستگاہ کو باعتبار اسکی بلندی کے عرش کہتے ہین اور عرش کو کنایہ عزت اور سلطان اور مملکت سے بھی کرتے ہین اور یہان مراد اس سے ایک جسم نورانی ہے جو سب اجسام کو محیط اور بلند ہے راغب نے کتاب مفردات القرآن مین کہا اللہ کے عرش کی حقیقت بجز اسکے نام کے آدمی نہین جانتا اور عوام کے وہم جیسا جاتے ہین ویسا نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کا حامل ہونا لازم آتا تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اور بھی عرش کا فلک اعلیٰ ہونا نہین جیسا فلاسفہ کہتے ہین بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین کہا اہل التفسیر اس بات پر متفق ہین کہ عرش ایک تخت ہے جسم رکھتا ہے خدا تعالیٰ نے اسکو پیدا کیا اور فرشتون کو اسکے اٹھانے اور تعظیم کرنے اور اسکے طواف کرنے کا حکم کیا جیسا زمین مین گھر بنایا اور بنی آدم کو اسکے طواف کرنے اور نماز زمین اسکے طرف منہہ کرنے کا حکم کیا اور اسپر آیات اور احادیث اور آثار دلالت کرتے ہین انتہی بخاری کی حدیث مین آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ قیامت کے دن بیہوش ہوجائینگے یکایک مین دیکھونگا کہ موسی نے عرش کے پایون سے ایک پایہ کو پکڑا ہے حافظ ابن حجر نے کہا عرش کا پایہ ہونا دلالت کرتا ہے کہ عرش ایک جسم مرکب ہے اسکے اجزا رہین اور جسم مرکب محدث مخلوق ہے امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین دلائل عقلیہ اور سمعیہ بیان کرنے کے بعد کہا ثم استوی کو بیٹھنے اور ٹھہرنے اور مکان وحیز مین مشغول ہونے کے معنی پر محمول نکرینگے علماء راسخین کے اسمین دو مذہب ہین پہلا اس بات پر قطع ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان اور جہت سے برتر ہے آیت کی تاویل مین علی التفصیل خوض نکرے بلکہ اسکا علم اللہ کے تفویض کرے اس مذہب کو ہم اختیار کرتے ہین اور اسپر اعتماد کرتے ہین اور دوسرا مذہب اسکی تاویل علی سبیل التفصیل خوض کرے ہمنے اس بات مین رسالہ مذکور کے اندر سب مذاہب کی تفصیل کی ہے اور اقوال محدثین اور مفسرین کو بہ بسط تمام لکھا ہے جسکو تفصیلی بیان مطلوب ہو اسمین ملاحظہ کرین یُغْشِی اللَّیْلَ النَّهَارَ اڑھاتا ہے رات کو دن پر یعنی خدا تعالیٰ رات کو لے آتا اور دن پر اوسے ڈھانپتا ہے یہانتک کہ اس کا نور جاتا رہتا ہے معلوم کرنا چاہئے کہ ہر ایک دن اور رات ایک دوسرے کو ڈھانک دیتا ہے یعنی جیسا رات دن پر ڈھانپتا ہے ویسا ہی دن رات پر

ڈھانپتا ہے پس محذوف یہاں مقدر ہے تقدیر یہہ ہے یغشی النہار اللیل یعنی اڑھاتا ہے دن رات کو اس جملہ کو ذکر نفرمایا کیونکہ کلام اسپر دلالت کرتا ہے یا یہہ کہ لفظ دونوں کا احتمال رکھتا ہے لیل کو مفعول اول اور نہار کو مفعول ثانی لین گے یا بالعکس لیل کو مفعول ثانی اور نہار کو مفعول اول لین گے یغشی کو حمزہ اور کسائی اور یعقوب اور عاصم بروایت ابوبکر شین کی تشدید سے پڑھتے ہین باقی قرا تخفیف سے پڑھتے ہین دونون کی معنی ایک ہین اللیل النہار کو جمہور دونون کے نصب سے پڑھتے ہین یَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا اُسکے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا یعنی جلد جلد رات دن کے پیچھے آتی ہے گویا اُسکو طالب ہے یعنی ڈھونڈھتی ہے حاصل یہہ کہ رات دن کے پیچھے آنے سے تشبیہ دی کہ گویا کوئی کسیکو دوان شتابان ڈھونڈھتا ہے یہہ جملہ حال ہے لیل سے یعنی ڈھانپتا ہے دن کو حالانکہ رات طالب دن کی ہے اگر اُسکو حال لیل و نہار سے ڈالین تو بھی جایز ہے گو یا یون کہا ہر ایک دوسرے کو ڈھونڈھتا ہے جلد جلد حث کے معنی عجلت اور جلدی کرنا حثیثا صفت مصدر محذوف کی ہو تقدیر یہہ ہے طلبا حثیثا یعنی جلدی ڈھونڈھنا یطلبہ کے فاعل سے یا مفعول سے حال ہونا بھی جایز ہے بمعنی حاثا محثوثا کے وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اور سورج اور چاند اور ستارے فرمان بردار کی گئین ساتھ حکم اسکے یہہ تینون معطوف ہین سموات پر یعنی پیدا کیا سورج و چاند و ستارون کو مسخرات ان تینون سے حال ہے ابن عامر نے ان سبکو رفع سے پڑھا ہے تسخیر بمعنی تذلیل ہے یعنی رام شدہ و فرمان بردار زجاج نے کہا ان چیزون کی پیدایش اپنی مجاری پر اسکے حکم سے ہے یعنی ذلیل و مجبور اسکے حکم کے ہین سر مو اس سے تجاوز نہین کر سکتے مفسرین کہتے ہین انکی تسخیر انکی تذلیل ہے طلوع و غروب اور سیر اور رجوع سے جسکا اُسنے ارادہ کیا کیونکہ وہ اپنے نفس پر قادر نہین یہی کہ انکا تصرف اپنے متصرفات مین بجز حکیم صانع علیم کے ارادہ کے نہین بامرہ سے نفاذ اسکے ارادہ کا مراد ہے یا امر محمول ہے صنعہ پر یعنی خدا تعالیٰ ان اجرام کو سیر دایم اور حرکت مستمرہ کا امر فرمایا تا انقضاے دنیا اور خرابی اس عالم کے کرے چونکہ نجوم مین شمس و قمر داخل ہوتے تھے باوجود اس کے انکو علیحدہ بیان کیا

واسطے کہ انکو سایر کواکب مین شرف حاصل ہے اور بھی عالم سفلی مین جو اونکے تصرف اور سیر سے حاصل ہوتے ہین اور بھی اوقات معلوم ہوتے ہین اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ سن لو اسی کا کام ہے بنانا اور حکم کرنا یعنی جو کچھ ہے اسی نے پیدا کیا اور اسیکو پہنچتا ہے تمام مخلوق مین جو چاہے موجب اپنے ارادہ کے حکم کرے آمر ابن معنی سے یہان بھی ضد نہین ہے یعنی اسی کو سزاوار ہے کہ فرماوے اور حکم کرے بعضے کہتے ہین معنی یہہ ہین جو کچھ عالم مین ہے سب ای عزوجل کے ملک اور اسی کے خلق ہے کیونکہ انکو پیدا کیا اور سب امور اسیکی قضا و قدر سے جاری ہوتے ہین وہ انکا جاری کرنے والا اور پیدا کرنے والا ہے بعد اسکے کوئی چیز کسی کی ملک نہ گی بعضے کہتے ہین امر یہان بمعنی ارادہ مشیت ہے کیونکہ اس آیت سے اسکے قدرت کی عظمت مقصود ہے سفیان بن عیینہ نے کہا جو عرش کے نیچے ہین وہ خلق ہین اور جو اسکے اوپر ہین وہ امر ہین ایک روایت مین ابن عیینہ کے آیا ہے کہ خلق سے مراد مخلوق ہین اور امر سے مراد کلام ہے ابن جریر نے عبدالعزیز شامی سے اوسنے اپنے باپ سے جو صحابی تھا روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے عمل صالح پر اللہ کی حمد کرے اور اپنے نفس کی حمد کرے تو مقرر وہ کافر ہوا اس چیز سے جو انبیا پر نازل فرمایا خدای تعالی فرماتا ہے الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین اس آیت مین دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کسی کیواسطے خلق نہین اور اس مین مشرکین پر رد ہے جو سورج اور چاند اور کواکب کو اس عالم کا موثر جانتے ہین حالانکہ سوا ارادہ خدا کے انمین تاثیرات نہین پس خدا تعالے نے خبر دی کہ اس عالم کا وہی خالق اور تدبیر کرنے والا ہے سورج و چاند و ستارے مدبر و موثر نہین اسی کا حکم ہے نہ اور کا وہی آمر و ناہی ہے جو چاہے کرے اور جو ارادہ کرے اسکا حکم کرے کسی مخلوق کو اسپر اعتراض نہین پہنچتا تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ بڑی برکت اللہ کی جو صاحب تمام جہان کا ہے تبارک کے معنی اللہ بزرگ اور بلند ہے تبارک فعل ماضی ہے اسمین تصریف نہین کی زجاج نے کہا تبارک باب تفاعل سے ہے برکت سے مشتق ہے معنی اسکی کثرت خیر ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اسکی معنی پر برکت کو لے آیا بعضی کہتے ہین تبارک بمعنی تقدس ہے یعنی پاک ہوا بعضے کہتے ہین اسکی معنی یہہ کہ اسکے نام سے ہر چیز مین برکت کرے محققین کہتے ہین اس صفت کی معنی ثبوت دوام کے ہین جیسا تھا ویسا ہی ہمیشہ رہے گا

اور برکت کے اصل معنی ثابت رہنا اطلاق اسکا خدا یتعالی پر جایز ہے بخلاف تبارک اور مبارک کے
بسبب عدم توقیف کے اور وارد ہونے کے اطلاق اسکا روا ہے جاننا چاہئے کہ خدا یتعالی نے آیت کی ابتدا
مین رب السموات والارض و ما بینہما اشیاء جو آیت مین مذکور ہین بیان کیا پھر آیت کو تبارک اللہ رب
العالمین سے ختم فرمایا اور جو اللہ کے سوا موجود ہے وہ عالم ہے اس مین بیان کیا کہ وہ ماسوا کا رب
اور الٰہ ہے اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے یا عاجزی سے
اور آہستہ مترجم فارسی اسکا ترجمہ یون کرتے ہین بہ پرستید پروردگار خود را زاری کنان و پوشیدہ
ادعوا کے معنی دعا حقیقۃً ہے بعضے اعبدوا کے معنی لیتے ہین یعنی عبادت کرو اپنے رب کی کس واسطے کہ دعا
کی معنی اللہ تعالی سے بھلائی چاہنا یہی عبادت کی صفت اور شان ہے اور بھی خدا یتعالی نے وادعوہ خوفا
وطمعا کو اسپر عطف کیا اور معطوف چاہی کہ مغایر معطوف علیہ کا ہو قول صحیح یہہ ہے کہ ادعوا (یعنی دعا)
اور دعا کے معنی چاہنا اور طلب کرنا یعنی بارگاہ الٰہی مین بخشوع و عاجزی مانگنا ہے اور یہہ عبادت کے
انواع سے ایک نوع ہے کیونکہ دعا کرنے والا دعا پر اقدام نہین کرتا مگر جب کہ نفس کی حاجت مطلوب
کیطرف معلوم کرنا اور اسکے حاصل کرنے سے عاجز رہنا اور سمجھنا کہ رب تبارک و تعالی اپنی دعا
سنتا ہے اور اسکی حاجت معلوم کرتا ہے اور وہ دعا کرنے والے کی حاجت بر لانے پر قادر ہے پس بندہ
اسوقت اپنی کو عاجز اور قاصر جانتا ہے اور اپنے رب کو قادر و توانا پہچانتا ہے اسی معنی کے طرف تضرعا
مین اشارہ ہے یعنی اپنے رب کو عاجزی و زاری سے پکارو تضرع کے معنی لغت مین زاری کرنا خفیہ
معنی پوشیدہ چھپا ضد ہے علانیہ کی بعضے کہتے ہین تضرع کے معنی تذلل و استکانت یعنی نفس کی خواری
ظاہر کرنا جو شان بندگی کی ہے اور فروتنی کرنا خفیۃ کی معنی آہستہ دل مین اور دعا کے آداب سے
ہے آہستہ مانگنا ابن عباس نے تضرعا خفیۃ مین کہا السر یعنی دعا آہستہ کرے قتادہ نے کہا تضرع علانیہ
خفیۃ سر سعید بن جبیر نے کہا تضرعا کے معنی مستکینا یعنی فروتنی کرنا خفیۃ کے معنی خفض و سکون یعنی پست
و آہستہ اپنی دنیا و آخرت کے حاجتون مین حسن بصری نے کہا مخفی مقرر مسلمان دعا مین کوشش کرتے
تھے انکی آواز نہین سنائی دیتی تھی اگر کچھ آواز انکے اور انکے رب کے درمیان تھی تو انکے باتون کی آواز تھی

یہہ اسلئے کہ خدا یتعالیٰ فرماتا ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ اور بھی خدا یتعالیٰ اپنے بندۂ صالح کو بیان کرتا ہے اور اسکے فضل سے اپنی خوشنودی ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے اذنادی ربہ نداء خفیا بخاری اور مسلم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ ایک سفر مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے حضرت نے فرمایا ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصما ولا غایبا انکم تدعون سمیعا بصیرا ہو معکم والذی تدعونہ اقرب الی احدکم من عنق راحلتہ یعنی لوگو اپنے جان کو نگاہ رکھو یعنی نعرہ مت کرو اپنے دل مین اللہ کو یاد کرو تم نہین بلاتے بہرے اور غایب کو تحقیق تم بلاتے ہو سننے والے اور دیکھنے والے کو وہ تمھارے ساتھ ہے اور جسکو تم بلاتے ہو وہ تمھاری سواری کے اونٹ کی گردن سے نزدیک تر ہے انہ لا یحب المعتدین ۰ مقرر اسکو خوش نہین آتے حد سے بڑھنے والے یعنی دعا وغیرہ مین یہہ ابن عباس کا قول ہے سعید بن جبیر نے اسکے معنی مین کہا مومن دو مومنہ پر بد دعا نکرے ایسا نکہے اللہم اخزہ والعنہ یعنی یا اللہ اسکو رسوا کر اور لعنت کر اور اسکے مانند ابو مجلز نے کہا معنی یہہ ہین انبیا علیہم السلام کے منازل مت مانگو قتادہ نے کہا بعضے دعا مین اعتدا ہے تعدی کرنے اور حد سے بڑھنے سے احتراز کرو مخالد بن معدان جو بنی ہاشم کا بھائی ہے ایک قوم سے سنا کہ دعا پکار کر مانگتے ہین اُنکے پاس جاکر کہا اے قوم کیا تمنے اگلے لوگون سے بزرگی زیادہ پائی یا کہا کہ تم ہلاک ہوے اور قتادہ نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک قوم پر ائی جو اپنے ہاتھ اُٹھائی تھی کہا کہ یہہ لوگ کیا لیتے ہین واللہ اگر بلند پہاڑ پر ہوتے تو اللہ سے زیادہ قرب نہ پیدا کرینگے قتادہ نے کہا اللہ کا تقرب طاعت سے کیا جاتا ہے اور تمھاری دعا سکینت و وقار اور خاموشی اور حسن ہیئت سے ہونا چاہئے طیالسی اور ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابو داود اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم سعد بن ابی قاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ آپنے اپنے لڑکے سے سنا دعا کرتا تھا اور کہتا تھا اللہم انی اسئلک الجنۃ ونعیمہا و استبرقہا اور اسکے مانند اور اعوذبک من النار وسلاسلہا واغلالہا تو کہا خیر کثیر اور شر کثیر کی تو نے دعا مانگی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قریب ہے کہ ایک قوم

ہوگی جو دعا مین اعتدا یعنی حد سے بڑھیگی اور اس آیت کو پڑھا ادعوا ربکم تضرعا وخفیتہ انہ لایحب المعتدین اور تجھکو اتنا کہنا کفایت کرتا ہے اللھم انی اسئلک الجنتہ وما قرب الیھا من قول او عمل واعوذ بک من النار وما قرب الیھا من قول او عمل ابن ابی شیبہ اور عبد حمید اور ابو داود اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے اپنے فرزند سے سنا دعا مانگتا ہے اللھم انی اسئلک القصر الابیض عن یمین الجنتہ اذا دخلتھا یعنی بارخدایا میں سپید جنت کے داہنے جانب سے مانگتا ہون اسکو کہا کہ اے لڑکے اللہ سے جنت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ چاہ مقرر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اس امت مین ایک گروہ ہوگا پاکی کرنے مین اور دعا مین حد سے تجاوز کریگا حافظ ابن کثیر نے کہا اسناد اسکی حسن ہے ابن جریج نے کہا اعتدا کے معنی دعا مین آواز بلند کرنا اور پکارنا اور چیخنا بعضے کہتے ہین اعتدا کے معنی ہر چیز مین حد سے بڑھنا جو کوئی اللہ کے امر و نہی کی مخالفت کرے تو وہ حد سے بڑھا اور انہ لایحب المعتدین کے تحت مین داخل ہوا زید بن اسلم نے کہا دعای جہر اعتدا ہے بعضے ارباب طریقہ ادعوا ربکم تضرعا وخفیتہ پر تعریض کرتے ہین کہ عبادات کا ظاہر کرنا آیا افضل ہے یا نہین بعضے کہتے ہین عبادات وطاعات کا اخفا اسکے اظہار سے افضل ہے بدلیل اس آیت کے اور اس دلیل سے کہ وہ ریا سے ابعد ہے بعضے کہتے ہین عبادات وطاعات کا ظاہر کرنا افضل ہے تاکہ دوسرا اوسکی اقتدا کرے اور اسکے مانند عمل کرے حکیم ترمذی نے طریق وسط اختیار کیا اور کہا اگر اپنے پر ریا کا اندیشہ کرتا ہے تو اسکے حق مین عبادت کا اخفا اولی ہے عمل کو اسکے بطلان سے نگاہ رکھنے کے واسطے اگر صفائی اور قوت یقین مین تمکین کو پہنچا اسطور سے کہ شائبہ ریا سے دور ہوا تو اسکے حق مین اظہار عبادت اولی ہے تاکہ اقتدا کا فایدہ حاصل ہو بعضے کہتے ہین عبادات مفروضہ کا ظاہر کرنا اسکے اخفا سے افضل ہے فرض نماز گھر مین پڑھنے سے مسجد مین پڑھنا افضل ہے اور نماز متطوع گھر مین پڑھنا افضل ہے مسجد مین پڑھنے سے ایسا ہی زکاۃ کا ظاہر کرنا اوسکے اخفا سے افضل ہے اور صدقہ تطوع کا اخفا اسکے اظہار سے افضل ہے اسپر باقی

عبادتون کو قیاس کیا جاوے وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا اور مت خرابی مچاؤ زمین مین اسکے سنوارے پیچھے یعنی بعثت رسول اور بیان شرایع سے زمین درست ہو جانے کے بعد کفر و گناہ سے خراب نکرو یہہ معنی حاصل قول سدی اور ضحاک اور کلبی کے ہین ابو صالح نے بعد اصلاحہا کے معنے کیے ہین کہ اپنے انکے اصنام بتون کو سر قائم کرکے برخلاف ما جاء بہ پیغمبر کے کفر و فساد مچاؤ زمین مین اور اصلاحہا کی آیت کو پڑھکے کہا کہ خدا تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس زمین مین بھیجکر دین قویم پر قائم فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر دعوت کی جسنے خدا تعالی کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے آئے ہین دعوت کی تو زمین مین فساد کرنے والون سے ہوا ابو سنان نے کہا معنی یہہ ہین میرے حلال کو حلال کیا اور میرے حرام کو حرام کیا اور میرے حدود کے حد مقرر کیا پس تم اسکو خراب نکرو ابن عطیہ نے کہا معنی یہہ ہین زمین مین گناہ نکرو خدا تعالی بسبب تمہارے گناہون کے امساک باران کریگا زراعت ہلاک ہوگی اس قول پر بعد اصلاحہا کے معنی یون ہونگے کہ اللہ تعالی کے زمین کو مینہہ سے سنوارنے کے بعد خراب نکرو معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالی نے کچھ زمین مین فساد کرنے اور اسکی درستی کے پیچھے اسمین ضرر پہنچانے سے نہی کی کسلئے کہ جب کام راہ راست پر چلین پھر اسمین فساد ہو جائے تو بندون پر زیادہ ضرر پہنچانے والے ہوتے ہین اس لئے خدا تعالی نے اس سے نہی فرمائی اور اپنی عبادت و دعا کے واسطے اور عجز و زاری کا اپنے لئے امر کیا اور کہا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اور پکارو اسکو ڈر اور توقع سے یعنی اسکے عذاب کا ڈر اور ثواب بیشمار کی توقع سے ابن جریج نے کہا معنی یہہ ہین اسکو پکارو اسکے عدل کے خوف سے اور اسکے فضل کی توقع سے بعضے کہتے ہین معنی یہہ ہین پکارو اسکو ذکر اور دعا مین ریا ہونے کے ڈر سے اور اجابت کی توقع سے علما کہتے ہین کہ بندہ کو چاہئے کہ اپنی طول زندگانی مین خوف غالب رکھے جب موت پہنچی تو امید کو غالب کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایک تم مین سے نہ مرے مگر اللہ کے ساتھ اسکا گمان نیک ہو مسلم نے اسکو روایت کیا ہے إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ بیشک اللہ کی رحمت کا نزدیک ہے نیکی والون سے رحمت کے اصل معنی رقت ہے جو مقتضی ہے مرحوم کے

احسان کا ہے پھر کیسی ہوگا استعمال رقت مین ہوتا ہے جو خالی احسان سے کبھی استعمال احسان مین ہوتا ہے جو رقت سے خالی رہے جب اس سے خدا یتعالی موصوف ہوتا ہے تو خالص احسان مراد ہوتا ہے بغیر رقت کے پھر اللہ کی رحمت سے اسکا فضل و انعام بندون پر اور انکو خیر پہنچانا مراد ہوتا ہے بعضے کہتے ہین رحمت کے معنی خیر اور نعمت کا ارادہ بندون پر کرنا پہلے قول پر رحمت اللہ کے صفات افعال سے ہوگا دوسرے قول پر اسکے صفات ذات سے ہوگا قریب خبر رحمت اللہ کی ہے اسکی تذکیر کا سبب یہہ ہے کہ رحمت بمعنی ثواب ہے یا رحمت تاویل مین رحم یا ترحم کے ہے یا یہہ کہ اللہ تعالی کے طرف اسکی اضافت ہونے سے لفظ قریب جو مذکر ہے فرمایا یا قریب صفت ہے موصوف محذوف کی تقدیر یہہ ہے شئی قریب یا مرقریب یا یہہ کہ رحمت مونث مجازی ہے تذکیر و تانیث دونون اس مین جائز ہین رحمت نیکی والون سے نزدیک ہوئی کیونکہ انسان ہر ایک ساعت مین ساعتون سے دنیا کو پیٹھ پھیرتا ہے اور متوجہ اخرت کے ہوتا ہے جب ایسا ہو تو موت اسکی حیات سے نزدیک ہے اور درمیان اسکے اور درمیان اللہ کی رحمت کے جو ثواب آخرت ہے موت ہی ہے اور وہ انسان سے قریب ہے وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا اور وہی ہے چلا آتا باوین خوشخبری لائی ہین یعنی لوگون کو خوشخبری دینے والین یہہ آیت معطوف ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض پر ریح ہوا کو بولتے ہین جو دائمے بائین طرف سے چلتی ہے ریاح چہار ہین صبا وہ شرقی ہے دبور وہ غربی ہے شمال وہ قطب شمالی کے نیچے سے چلتی ہے جنوب وہ مقابل شمال ہے بشرا کو عاصم بار کے ضم اور شین کے سکون سے قرارت کرتا ہے جمع بشیر کی ہے یعنی مینہ کی خوشخبری دینی والی حمزہ اور کسائی اور خلف نشرا نون کے فتح اور شین کے سکون سے پڑھتے ہین مصدر ہے بمعنی اسم فاعل کے یعنی ناشرات کے اور یہہ موضع حال مین ہے یا مفعول مطلق ہے باقی قرا نشرا نون اور شین کے ضم سے پڑھتے ہین جمع نشور کی ہے وہ جمع ناشر کی ہے باد خوش جو ہر طرف آتی ہے نشر زندہ کرنے کے معنی مین بھی آیا ہے فرا نے کہا نشر باد خوش نرم جو ابر کو اٹھاتی ہے ابن الانباری نے کہا نشر ہوا منتشر جو واسع چلتی ہے بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ

آگے اسکی رحمت سے یعنی مینہہ آنے سے پہلے جو اسکی رحمت ہے خوش ہوا ئین چلاتا ہے کہ کہ باد صبا ابر کو پراگندہ کرتی ہے اور شمال اسکو جمع لاتی ہے اور جنوب مینہہ برساتی ہے اور دبور تفرق کرتی ہے مینہہ کو رحمت بولا کیونکہ مینہہ زمین مردہ کی حیات کا سبب ہوتا ہے یہ معنی کا استعمال عرب کے محاورہ مین مجازًا آگے آنے کے معنی سے ہوتا ہے یہہ تمثیل وتشبیہ ہے انسان کے یہ سے جو اسکے آگے آتا ہے ایسا ہی ہوائین مینہہ کے آگے آتی ہین حَتّٰی اِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا یہان تک کہ جب اُٹھا لائین بدلیان بھاری یعنی جب وہ ہوائین بھاری بھاری بادلون کو اٹھا لاتے ہین اقلال کی معنی اٹھانا اسکا اشتقاق قلت سے ہے کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو اٹھاتا ہے تو اسکو قلیل سمجھتا ہے سحاب جمع سحابۃ کی ہے ابر کو بولتے ہین خواہ اسمین پانی ہو یا نہو معنی یہہ ہین جب یہہ ہوائین ابر گران کو جسمین پانی ہے اُٹھا لاتے ہین سدی نے کہا کہ خدا یتعالی ہوائین بھیجتا ہے مشرق ومغرب کے درمیان سے بادل آسمان زمین کی طرف لے آتا ہے جہان وہ چلتے ہین وہان سے اٹھا کر اسکو منتشر کرتا ہے آسمان مین جسطرح چاہے اسکو انبساط کرتا ہے پھر آسمان کے دروازے اسکے لئے کھولے جاتے ہین اور بادل پر پانی بھاتا ہے پس بادل سے مینہہ برستا ہے بعضے مفسرین کہتے ہین کہ خدا یتعالی نے اپنی حکمت سے یون تدبیر فرمائی کہ ہوا کو بہت سخت متحرک کیا اور اوسنے بادل کو پراگندہ کیا پھر بادل کے اجزا کو باہم ملایا پھر وہ متراکم اور جمع ہوگئے اور اوسنے پانی کو اٹھایا اور جہان اللہ تعالی نے چاہا وہان ہوا کو کھینچ لیجاتا ہے سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ تو ہانکتا ہے اس کو ایک شہر مردہ کی طرف یعنی بادلون کو کسی شہر مردہ کے لئے روان کردیتے ہین لبلد مین لام بمعنی الی ہے بعضے کہتے ہین بمعنی لاجل ہے یعنی واسطے زندہ کرنے شہر مردہ کے مرجع سقناہ کا سحاب ہے سحاب کے لفظ کو اعتبار کرکے ضمیر مذکر لایا بلد کہتے ہین آباد زمین اور دیران خالی غیر آباد زمین کو جمع اسکی بلاد ہے اور ایک قطعہ کو بلدہ کہتے ہین مردہ شہر سے وہ شہر مراد ہے جو پانی کا محتاج ہے جسمین مینہہ نہ برسا اور سبزی نہ آگی فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ پھر اسمین اتارا پانی یعنی مینہہ اس مردہ بستی مین مینہہ برسایا اس صورت مین مرجع ہ کا بلد میت ہے اور یا بمعنی فی کا

اگر اسکو سحاب کے طرف پھیرین تو بھی جایز ہے کیونکہ ابر پانی اترنی کا آلہ ہے معنی یہہ ہونگے ہم اس
اوپر سے پانی برساتے ہین فَاَخْرَجْنَا بِهٖ پھر اُس سے نکالے یعنی اس پانی سے بہ کی ضمیر ماء کے
طرف راجع ہے اور باء سببیہ ہوگا کیونکہ پانی اتارنا پھل نکالنے کا سبب ہوتا ہے بہ کی ضمیر بلدۃ میت
کی طرف بھی راجع ہوسکتی ہے کہ معنی یون ہونگے ہمنے اس مردہ زمین مین نکالا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ
سب طرح کے پھل یعنی ہر قسم کے غلہ اور میوے اس سے نکالتے ہین كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى اسیطرح
نکالینگے مردون کو یعنی جیسے شہر مردہ کو ہم زندہ کرتے ہین ایسے ہی مردہ کو بعد انکے فنا کے قبور سے
اُٹھاوینگے کذٰلک اشارہ ہے اخراج ثمرات کیطرف جیسا پہلے نکالتے ہین یا اشارہ ہے احیاً
بلد کے طرف معلوم کرنا چاہئے کہ وجہ تشبیہ اسمین کس بات کی ہے اسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین
جیسا خدا تعالی مینہ سے سبزی اُگاتا ہے ایسا ہی مینہہ برساکر مردون کو اٹھاویگا ابو ہریرہ اور
ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہین جب لوگ پہلے صور سے مرینگے تو خدا تعالی عرش کے نیچے سے چالیس
پانی برساویگا ایک روایت مین ہے چالیس دن اسکو ماء حیوان کہتے ہین یعنی حیات کا پانی پھر سب
مردے قبور مین نمو کرینگے جیسی زراعت پانی سے اُگتی ہے یہان تک کہ انکے اجساد پورے ہونگے تو
روح اسمین پھونکی جاویگی پھر نیند اپر ڈالی جائیگی اپنے قبور مین سو جاوینگے جب دوسرے بار صور
پھونکی جاویگی تب زندہ اور ہوشیار ہونگے پھر قبور سے اُٹھینگے ہنوز اُنکے سر اور آنکھ مین نیند
کی کیفیت باقی رہیگی جیسا سونے والا بیدار ہوتا ہے تو نیند کے آثار پاتا ہے اسوقت وہ بولینگے
یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا یعنی اس گور سے ہمکو کسنے اُٹھایا منادی آواز دیگا ہذا ما وعد الرحمن
وصدق المرسلون یعنی یہہ وہ وعدہ ہے جو رحمان نے کیا اور پیغمبر راست بولے مجاہد نے کہا
جب خدا تعالی مردون کو زندہ کرنا چاہیگا تو آسمان سے مینہہ برساویگا یہان تک زمین پھٹیگی
اور ارواح کو بھیجیگا پس ہر ایک روح اپنے جسد مین جائیگی پھر خدا تعالی مینہہ سے مردہ کو زندہ کریگا
ویسا ہی جیسا زمین کو پانی سے زندہ کیا بعضے مفسرین کہتے ہین اسمین نفس زندہ ہونے مین تشبیہ ہے
معنی یہہ ہین جیسا خدا تعالی اسنے اس شہر مردہ کو بعد اسکے خراب ہونے اور مرنے کے زندہ کیا

اور زراعت اور درخت اس مین اگائے اور اس مین پھل لگایا اسیطرح مردون کو زندہ کریگا اور قبر سے انکو اٹھا دیگا پیچھے اس سے کہ مردے تھے اور خاک و استخوان بوسیدہ تھے کیونکہ جو کوئی خشک لکڑی سے تر و تازہ پھل نکالنے پر قادر ہے حشر و نشر کے واسطے قبر سے مردہ کے نکالنے کے واسطے بطریق اولی قادر ہے لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ شاید تم نصیحت پکڑو۔ یہہ خطاب بعث کے منکرین کو ہی فرماتا ہے کہ تمنے درختون کو ایام ربیع اور ایام صیف مین مشاہدہ کیا ہے اور پھل پھول سے تر و تازہ ہین پھر درخت اپنے پھل پھول پتون سے خشک و برہنہ ہو جاتے ہین اور جب خدا تعالے نے انکو دوسرے مرتبہ اپنی قدرت سے زندہ کیا تو مردون کو زندہ کرنے پر بیشک قادر ہے معنی یہہ ہین مین نے اس تمثیل اور تشبیہ سے اسیواسطے وصف کیا کہ تم عبرت پذیر ہو اور نصیحت پکڑو اور معلوم کرو کہ جو ایسے کیا ہے اسی نے اسکا اعادہ اور زندہ کیا وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ اور جو ضلع ستھرا ہے یعنی پتھر اور ریت سے پاک ہے کہ لایق زراعت کے ہو يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ اُسکا سبزہ نکلتا ہے اسکے رب کے حکم سے یعنی جب اسپر مینہہ برستا ہے تو اسکی سبزی اللہ کے حکم سے اوگتی ہے وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا اور جو خراب ہے تو وہان سے نہ نکلتا ہے مگر ناقص یعنی جو زمین شور و گندی ہو اسکی سبزی مشقت و دشواری سے اگتی ہے مفسرین کہتے ہین یہہ مثال مومن و کافر کی ہے مومن کو زمین طیب سے تشبیہ دی اور کافر کو خراب زمین سے ابن عباس نے کہا مومن طیب ہے اور اسکا عمل طیب ہے جیسی طیب بستی اسکا پھل طیب ہے اور کافر خبیث ہے اور اسکا عمل خبیث ہے قتادہ نے کہا بلد طیب مثال مومن کی ہے اللہ کی کتاب سنا اور اسکو نگاہ رکھا اور اسکو لیا اور اسپر عمل کیا اور نفع پایا جیسا اس زمین پر مینہہ برسے تو سبزی اگاتی ہے اور زمین خبیث کافر کی مثال ہے جسنے قرآن کو نہ سمجھا اور اسکو نگاہ نہ رکھا اور نہ اس سے لیا اور نفع نہ پایا یہہ مثال خراب زمین کی ہے جسمین بارش سے کوئی چیز نہین اگتی اور سرسبز نہین ہوتی سدی نے کہا خدا تعالی نے یہہ مثال دلون کے واسطے دی ہے جب قرآن مومن کے دل پر اثر کرتا ہے تو اسپر ایمان لاتا ہے

اور اسکے دل مین ایمان ثابت ہوتا ہے اور کافر کے دل پر جب قرآن داخل ہوتا ہے تو کسی
چیز سے نفع نہین پاتا اور اسکے دل پر ثابت نہین ہوتا حاصل اسکا یہہ ہے مومن کے قلب پر
قرآن کا اترنا زمین طیب پر مینہہ برسنے سے تشبیہ دیا کہ جب اسپر مینہہ برستا ہے تو طرح طرح کے پھول
پھل نکلتے ہین ایسا ہی مومن ہے جب قرآن کو سنتا ہے تو اسپر ایمان لاتا اور نفع پاتا ہے اور اس سے
طاعات اور عبادات ظاہر ہوتے ہین اور انواع نیک اخلاق اس سے پیدا ہوتے ہین اور کافر کے
دل کو خراب زمین سے تشبیہ دی اگرچہ اسپر مینہہ برسے وہ نفع یاب نہین ہوتی ایسا ہی کافر کا
دل ہے جب قرآن کو سنتا ہے تو نفع نہین پاتا اور نہ اسکی تصدیق کرتا ہے اسکی سرکشی اور کفران
زیادہ ہوتی ہے اگر کافر نے دنیا مین ایک نیکی کی تو مشقت و دشواری کرتا ہے آخرت مین نفع
نہین پاتا بعضے کہتے ہین یہہ مثال بنی آدم اور اسکے ذریات کے لئے بعضے طیب ہوے جو اللہ پر اور
اسکی کتاب پر ایمان لائے اور بعضے خبیث جو اسکے منکر ہوے یہہ قول مجاہد کا ہے احمد
اور بخاری اور مسلم اور نسائی ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالی نے جو مجھے علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا اسکی مثال بہت
مینہہ کے مانند ہے جو پاکیزہ زمین پر برسے اور وہ اسکو قبول کرے اور انواع درخت اور سبزی
اوگا وے اور بعض زمین خشک و سخت پر برسے اور وہ پانی کو پکڑ رکھے اور خدا تعالی اس سے
لوگون کو نفع دے اسکو پیوین اور پلاوین اور زراعت کرین اور بعض زمین شور اور ریگستان
پر برسے جو پانی نہ پکڑے اور سبزی نہ اگا وے پس یہہ مثال اس شخص کی طرح ہے جسنے اللہ کے
دین کو سمجھا اور اس سے لوگون کو نفع پہنچایا جسکے لئے اللہ تعالی نے مجھے بھیجا پھر سیکھا اور سکھایا اور مثال
اس شخص کی ہے جس نے اپنا سر اس دن کے قبول کرنے کو نہ اٹھایا اور اللہ تعالی کی ہدایت جسکے
لئے مجھے بھیجا قبول نہین کی یعنی کافر و منافق نکدا منصوب ہے حال ہے فاعل مقدر سے گویا تقدیر یہہ ہے
والبلد الذی خبث لا یخرج نباتہ الا نکدا یعنی جو جگہہ گندی ہے اسکی سبزی نہین اگتی مگر جس حالمین
کہ قلیل اور عدیم النفع اور عسیر الحصول ہے مشقت و دشواری سے اگتے والا نکدا کو ابو جعفر

بفتح کاف پڑھا ہے باقی قرار کسرے سے پڑھتے ہین نکدا بکسر کاف بمعنی قلیل عدیم النفع میسر آوے
نکد بفتح کاف مصدر ہے بتقدیر ذا نکد دونون قرارت پر مراد اس سے وہ چیز ہے جسمین نفع
نہین كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ یون پھیر پھیر بتاتے ہین ہم آیتین ع ۹۴
شکر گذار لوگون کو یعنی جسطرح ہم یہہ مثال بتلائے ویسا ہی آیات جو توحید اور ایمان پر دلالت
کرتے ہین آیت کے بعد آیت ہم بیان کرتے ہین ان گروہ کے لئے جو اللہ تعالی کا شکر اسکی تمامت
ہدایت پر بجالاتے ہین یہان شاکرین کو خاص کیا کیونکہ قرآن کے سننے سے وہی نفع پاتے
ہین لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ البتہ تحقیق ہمنے بھیجا نوح کو اسکی قوم کیطرف معلوم کرنا ۱۵
چاہئے کہ جب خدا تعالی نے اوپر کے آیات مین اپنے قدرت کے آثار اور نوادر خلقت ع
اور صنعت کے دلایل جو اسکی توحید اور ربوبیت پر دلالت کرتے ہین بیان کئے اور صحت
بعث پر دلالت فاطرہ کو قایم کیا تو اب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے قصے اور جو انکو اپنی امت
کے ساتھ واقع ہوے آخر مین لایا اور اسمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے کہ فقط آنحضرت
کی قوم نے ہی قبول حق سے اعراض نہ کیا بلکہ تمام امتین جو گذری ہین اعراض کرتی ہین اور
اسمین اس بات کی تنبیہ ہے کہ انجام کار تکذیب انبیا کا دنیا مین خسارہ اور ہلاکی ہے اور آخرت
مین بڑا عذاب ہے پس جو قوم کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلائی ہے انکی عاقبت بھی ویسی ہی
ہے جو تکذیبن گذشتہ امتون کا انجام ہے اور بھی ان قصون کے بیان کرنے مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحت نبوت کی دلیل ہے کیونکہ آنحضرت امی تھے پڑھے لکھے نہ تھے اور علماء زمانہ مین سے
کسی سے ملاقات حاصل نہ کی تھی باین ہمہ جب ایسے قصے قرون ماضیہ کے اور گذشتہ
امتون کے لے آئے جسکے انکار کی مجال نہین تو معلوم ہوا کہ نزول اسکا اللہ ہی کے پاس سے تھا
جسنے آپ پر وحی بھیجی پس یہہ صحت نبوت پر دلیل واضح اور برہان قاطع ہے لَقَدْ جواب ہے
قسم محذوف کا تقدیر اسکی واللہ لقد ارسلنا نوحا ہے نوح لمک کا بیٹا وہ متوشلخ کا وہ خنوخ کا
بعض کہتے ہین خنوخ ادریس علیہ السلام ہین ارسلنا بمعنی بعثنا ہے یہہ اول نبی ہے جو ادریس علیہ السلام

بعد مبعوث ہوئے نوح علیہ السلام نجاری کا کام کرتے تھے اپنی ذات سے دو برس میں کشتی بنائی
ابن ابی حاتم وغیرہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوح
اول نبی ہے جو مرسل ہوا عکرمہ نے کہا تسمیہ نوح کا اسلئے ہے کہ اپنے پر نوحہ کرتا تھا ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہا چالیس برس کی عمر میں خدا تعالیٰ نے نوح کو مبعوث کیا بعضے کہتے ہیں پچاس برس
کی عمر میں بعضے کہتے ہیں اسوقت اڈھائی سو سال کی عمر تھی بعضے بولے ایک سو سال کی عمر تھی۔
ابن جریر نے کہا تین سو پچاس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے نوح اپنی قوم کو نو سو پچاس برس دعوت
کرتے رہے طوفان کے پیچھے اڈھائی سو برس زندہ رہے مرتے وقت انکی عمر اکیہزار دو سو پچاس
برس کی تھی ابن جریج نے کہا نوح آدم علیہ السلام کی وفات سے ایک سو چھبیس برس بعد کو پیدا ہوئے
ابن حبان نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ
آدم کیا نبی تھے حضرت نے فرمایا ہاں ادسنے کہا آدم و نوح کے درمیان کتنا تھا یعنی کتنا زمانہ
کتنے آباء حضرت نے فرمایا دس قرن تھے ابن حبان نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے حافظ ابن
حجر نے اسکی تصحیح کو مسلم رکھا وہب نے کہا نوح اور آدم کے درمیان دس باپ ہوگئے ابراہیم اور
نوح کے درمیان دس باپ ہوگئے ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے
آدم و نوح کے درمیان دس قرن ہوگئے سب شریعت حق پر تھے مجاہد نے کہا نوح علیہ السلام کو
انکی قوم مارتی یہاں تک کہ وہ بیہوش ہوجاتے جب ہوش میں آتے تو کہتے رب اغفر لقومی فانہم
لا یعلمون مجاہد نے عبید بن عمیر سے روایت کی ہے نوح کو انکی قوم مارتی تھی یہانتک کہ بیہوش
ہوجاتے جب ہوش میں آتے کہتے اہد قومی فانہم لا یعلمون شقیق نے کہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنے چہرہ سے خون پونچھتے تھے اور ایک
نبی کے قول کی حکایت فرماتے تھے کہ وہ کہتا تھا اللہم اہد قومی فانہم لا یعلمون بخاری و مسلم بھی ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کے مانند روایت کرتے ہیں اللہم اغفر لقومی فانہم لا یعلمون فقال تو بولا
یعنی نوح نے اپنی قوم سے کہا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے قوم بھلا کرو

اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اسکے سوا یعنی مستحق عبادت کا وہی ہے نہ دوسرا کیونکہ اسکے
سوا کوئی تمہارا معبود نہین وہی عبادت کے لایق ہے غیرہ کو جمہور قرار را کے ضم سے
پڑھتے ہین بہ بدل ہے محل سے الہ کے کسائی اور ابو جعفر تمام قرآن مین اسکو جر سے پڑھتے ہین
باعتبار لفظ کے جو صفت الہ کی ہے اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ تحقیق مین ڈرتا ہون
تمپر ایک بڑے دن کے عذاب سے یعنی جو مین تمکو حکم کرتا ہون اللہ تعالی کی عبادت اور اطاعت
اور اسکے حکم کی پیروی کا اگر تم اسکو نہ قبول کروگے تو تمپر بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے قوم
عظیم سے یا طوفان و ہلاکی کا روز یا قیامت کا روز مراد ہے اخاف بسبیل شک کہا اگرچہ ایمان لاکر
تو انپر عذاب کا اترنا یقین تھا کیونکہ عذاب اترنے کا وقت نوح کو معلوم نہ تھا آیا دنیا مین شتاب
اترتا ہے یا قیامت تک تاخیر ہوتی ہے قَالَ الْمَلَاُ بولے سردار یعنی جماعت اشراف ملاء
گروہ اشراف مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ اسکی قوم کے تحقیق ہم دیکھتے ہین تجھکو یعنی اے نوح
فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ صریح گمراہی مین قَالَ بولا یعنی قوم جواب مین نوح نے کہا یٰقَوْمِ
لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ اے قوم مین کچھ بھکا نہین یعنی جو تم میری ضلالت کا گمان کرتے ہو مین
کسیطرح گمراہ بہکا ہوا نہین جاننا چاہئے قوم کے جواب مین اسطرح کا کلمہ کہا جیسا قوم نے کہا تھا اسلئے
کہ یہہ جواب گمراہی کو اپنے نفس سے نفی کرنے مین زیادہ مبالغہ ہے معنی یہہ ہین لیس بی نوع من
انواع الضلالۃ البتہ یعنی انواع ضلالت سے کسی قسم کی یقینا مجھے ضلالت نہین پھر جب نوح
نے اپنے نفس سے وصف ضلالت کو نفی کیا تو اب اپنے کو اشرف صفات سے متصف فرمایا
اور کہا وَلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لیکن مین بھیجا ہوا ہون جہان کے صاحب
کا یعنی اوس نے مجھکو بھیجا جو تمام عالمون کا پروردگار ہے تاکہ تمکو ڈراؤن اگر تم ایمان نہ لاؤ
چونکہ رسالت سے دو امر مقصود تھے ایک تو رسالت پہنچانا دوسرا نصیحت کرنا اسکے طرف
اشارہ فرمایا اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ پہنچاتا ہون تمکو پیغام اپنے رب کے یعنی اگر تم ایمان لائے
تو تمکو تمہارے کفر پر اسکے عذاب سے ڈراتا ہون اُبَلِّغُکُمْ کو جمہور قرار فتح با اور تشدید لام سے

پڑھتے ہین فقط ابو عمرو نے اسکو یہان اور سورۂ احقاف مین سکون بار اور تخفیف لام سے پڑھا ہے اور دونون کے معنی ایک ہین وَاَنْصَحُ لَكُمْ اور تمکو نصیحت کرتا ہون نصح کے معنی دوسرے کی بھلائی ایسی چاہنا جیسے اپنے نفس کی چاہتا بعضی کہتے ہین نصیحت وہ بات یا کام ہے جسمین غیر کی خیر ہو اسکے فائدہ کا قصد کرنا ہو بعضے کہتے ہین نصیحت وہ ہے جسمین غیر کی وہ اسکے فائدہ کا قصد کرنا ہو جسکے مصالح خود نہین سمجھتا ہے اور تکلیف کے ساتھ بتانا جو شاید مکروہ ضرر سے الگ ہو اور فرق تبلیغ رسالت اور نصیحت مین یہہ ہے کہ تبلیغ کے معنی خدا کے انواع تکالیف اور اقسام اوامر و نواہی معلوم کرانا نصیحت طاعت مین رغبت دلانا اور معصیت مین اندیشہ بتانا ہے النصح کا تعدیہ لام اور بغیر لام سے آتا ہے اور لام سے اسکا استعمال اکثر ہے وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور جانتا ہون اللہ کی طرف سے جو تم نہین جانتے یعنی اللہ کی وحی سے مجھکو معلوم ہو چکا کہ اگر تم اوسکے حکم کی نافرمانی کروگے تو دنیا مین طوفان اور غرق سے عقاب کریگا اور آخرت مین بڑا عذاب دیگا یا معنی یہہ ہین اللہ کے شیونی اور اسکے صفات جلیلہ جو تمام معلومات کو محیط ہین اور اسکا ارادۂ ازلی جو جملہ مرادات کو شامل ہے کہ کوئی چیز اس سے فوت نہین ہوتی اور اسکی عظمت و کبریائی اور قدرت اور سخت گرفت کو۔ مین جانتا ہون کہ جب کفار پر اسکی عقوبت نازل ہوتی ہے ہرگز پھیری نہین جاتی تم کو اس بات کا علم نہین بعضے کہتے ہین معنی یہہ ہین کہ مین جانتا ہون اللہ کی مغفرت اوسکو جو کوئی توبہ کرے اور اوسکی عقوبت جو کوئی کفر پر مصر ہو بعضے کہتے ہین کہ خدا تعالی نے کوئی سر اپنے اسرار سے نوح کو بتا دیا جو یہہ کہتے ہین اَوَعَجِبْتُمْ کیا تم کو عجب ہوا اسمین الف استفہام کا ہے اور واو عاطفہ ہے معطوف علیہ محذوف ہے یہہ استفہام انکاری ہے معنی یہہ ہین اکذبتم وعجبتم کیا تم میری تکذیب کرتے ہو اور تعجب کرتے ہو اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ کہ آئی تمکو نصیحت تمہارے رب کی طرف سے سدی نے اسکے معنی مین کہا تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بیان پہنچا عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ ایک مرد کے ہاتھ تمہارے بیچ مین سے من یا تبعیضیہ ہے یعنی بعض تم مین کا ہے یا بیانیہ ہے یعنی تمہارے جنس سے ہے تم اسکو اور اسکے نسب کو پہچانتے ہو

کیونکہ نوح علیہ السلام کی قوم بشر کے بھیجے جانے سے تعجب کرتی تھی اور کہتی تھی اگر اللہ چاہتا تو ملائکہ بھیجتا ہمنے اپنے اگلے باپ دادون سے بشر کو نبوت دیا جانا نہین سنا بعضے کہتے ہین ذکر سے کتاب مراد ہے جو خدا یتعالی نے نوح علیہ السلام پر نازل فرمائی جیسا قرآن کا نام ذکر رکھا بعضے کہتے ہین ذکر سے معجزہ مراد ہے جسکو نوح علیہ السلام لیکر آئے اس تقدیر پر علی بمعنی مع ہوگا یعنی ساتھ ایک مرد کے جو تم مین کا ہے لِيُنْذِرَكُمْ کہ تمکو ڈر سناوے یہہ جملہ مجی کی علت واقع ہوا یعنی تم پاس آیا اسلئے کہ تمکو عذاب کا ڈر سناوے اگر ایمان نہ لاؤ وَلِتَتَّقُوا اور تم بچو یعنی اسلئے کہ تم غضب آلہی سے بچو اور اس سے ڈرو وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ اور شاید تم پر رحم ہو یعنی اس تقوی کی سبب سے تمپر رحم کریگا کیونکہ رسول کے بھیجنے سے ڈر سنانا مقصود ہے اور ڈر سنانے سے ناشایستہ امور سے بچنا ہے اور یہی رحمت اور سعادت دار آخرت کا سبب ہے فَكَذَّبُوهُ ۝ پھر اسکو جھٹلایا یعنی نوح کو جھٹلایا فَأَنْجَيْنَاهُ پھر ہمنے بچا لیا اسکو یعنی طوفان اور غرق سے نوح کو بچا لیا وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ اور جو اسکے ساتھ تھے کشتی مین یعنی جو ایمان لائے اور نوح کے ساتھ کشتی مین تھے غرق سے نجات دی گئی زید بن اسلم نے کہا قوم نوح سے زمین اور پہاڑ کے لوگ تنگ ہو گئے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا خدا یتعالی نے قوم نوح کو عذاب ندیا مگر یہہ کہ زمین انہین سے بھری ہوئی تھی اور کوئی جگہہ نہ تھی مگر وہ اسکے مالک تھے ابن وہب نے کہا مجھکو ابن عباس سے روایت پہنچی کہ نوح علیہ السلام کے ساتھ سفینہ مین اسی شخص نے نجات پائی ایک انہون سے جو تھا اسکی زبان عربی تھی وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور غرق کر دیا انکو جنھون نے ہماری آیتین جھٹلائی تھین إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ۝ مقرر وہ لوگ تھے اندھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قوما عمین کفار ہین مجاہد نے کہا حق سے اندھے ہین زجاج نے کہا حق اور ایمان سے اندھے ہین مقاتل نے کہا نزول عذاب سے کہ انکا غرق ہونا ہے وہ اندھے تھے وَإِلَىٰ عَادٍ ربع ع ۱۶ اور عاد کی طرف بھیجا یعنی نوح کے پیچھے قوم عاد کی طرف بھیجا یہہ عاد بیٹا ہے عوص کا بیٹا

ارم کا وہ بیٹا سام کا وہ بیٹا نوح کا اور یہہ پہلا عاد ہے اَخَاهُمْ هُوْدًا انکے بھائی ہود کو ابن عباس نے کہا ہود برادر دینی نہین تھا برادر نسبی تھا کیونکہ انہین سے تھا اسلئے انکا برادر کہا ہود بیٹا عبد اللہ کا وہ بیٹا ریاح کا وہ بیٹا خلود کا وہ بیٹا عاد کا بیٹا عوص کا ابن اسحٰق نے کہا ہود بیٹا شالخ کا وہ بیٹا ارفخشد کا وہ بیٹا سام کا وہ بیٹا نوح کا اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر بطریق عطا ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ پہلے جس نے عربی کلام کیا وہ ہود ہے اور اسکے چار فرزند ہوے قحطان مقحط قاحط قانع اور قحطان ابو الیمن ہے اور قانع ابو مضر باقی کی نسل ہندی جاننا چاہیے کہ اہل سیر سب متفق ہین کہ ہود انکا برادر دینی تھا پھر برادری کے سبب مین اختلاف ہے کہ کسطرح برادر ہوا بعضون نے کہا کہ وہ قبیلہ سے ایک تھا اسلئے اخاہم بولا کیونکہ ایک انہین سے تھا بعضون نے کہا کہ وہ قبیلہ سے نہین تھا پھر اس اخوت کی تفسیر مین دو وجہ بیان کرتے ہین پہلی وجہ زجاج نے کہا کہ ہود بنی آدم سے اور اونکے جنس سے تھا فرشتون کی جنس نہ تھا پس برادر کہنے کے واسطے اسقدر بس کرتا ہے معنی یہہ ہین ہمنے عاد کی طرف ایک شخص آدمی کی جنس سے بھیجا تا کہ اسکی بات سے انکو پوری الفت و انست ہو غیر جنس سے نبی نہین بھیجا جیسے فرشتے اور جن دوسری وجہ اخا یعنی صاحب ہے اور قوم کے صاحب یعنی رفیق کو عرب برادر کہتے ہین اسحٰق بشیر اور ابن عساکر بطریق مقاتل ضحاک سے وہ ابن عباس اور ابن اسحٰق کی طریق سے وہ چند لوگون سے جنکے نام لیا ہے اور کلبی کی طریق سے روایت کرتے ہین سب راویون نے کہا قوم عاد بت پرستی کرتی تھی بتون کو ود اور سواع اور یغوث اور نسر کے مثال تراشا تھا انکے نام صمود اور ضار رکھے تھے خدا تعالی نے انپر ہود علیہ السلام کو بھیجا اور ہود خلود کے قبیلہ سے تھا صحیح چہرہ اور قوم کے مانند جسم مین سفید رنگ کھنگر والے بال ڈاڑھی طویل تھی قوم کو اللہ کی طرف بلایا اور اللہ کی توحید کا امر کیا اور لوگون پر ظلم کرنیسے منع کیا اسکے سوا کوئی حکم نہین کیا شریعت اور نماز کی دعوت نہ کی قوم نے اسکو جھٹلایا اور ابا کیا اور بولی مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً یعنی ہمسے کون زیادہ قوت والا ہے اور انکے گھر احقاف مین تھے باین

اپنی قوت شدید سے جو خدا تعالیٰ نے انکو دی تھی تمام زمین میں فساد مچا رکھا تھا اور تمام بستیوں کے لوگوں کو مقہور کر دیا تھا قَالَ بولا یعنی ہود یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا صاحب اسکے سوا یعنی اللہ وحدہ کی عبادت کرو دوسرے کو اسکے ساتھ شریک نہ کرو کیونکہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اعبدوا اللہ کے معنی اللہ کی توحید کرو اور کسیکو اسکا شریک نہ کرو اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ کیا تم ڈرتے نہیں یعنی غیر کے پوجنے میں اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے چونکہ یہ قصہ نوح کے قصہ کے بعد واقع ہوا اور قوم نوح غرق ہوئی اور اسکے آگے کوئی واقعہ نہوا یعنی کیا تم نہیں ڈرتے جو انپر عذاب نازل ہوا قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ بولے سردار جو منکر تھے اسکی قوم میں مقرر ہم دیکھتے ہیں تجھے نادانی میں یعنی اے ہود تو حماقت و جہالت میں پڑا ہے اور حق و صواب سے ضلالت میں ہے یعنی اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرے دین کی دعوت کرتا ہے جانتا چاہئے کہ قوم نوح بولی انا لزاک فی ضلال مبین اور قوم ہود بولی فی سفاہتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ نوح علیہ السلام قوم کو طوفان سے ڈراتے تھے اور کشتی بنانے کو آغاز کیا اور کشتی خشکی میں بناتے تھے وہاں پانی نتھا تو انکی طرف گمراہی کی نسبت کی اسلئے کہ کشتی بنانے میں ایسی زمین پر تعب کھینچتے ہیں اور ہود علیہ السلام بتوں کی پرستش سے منع کرتے تھے اور بت پرستوں کو سفاہت کیطرف نسبت کرتے تھے اسلئے برابر مقابلہ انکے کلام کے مانند سفاہت کی نسبت کی سفیہ کم عقل بیوقوف کو کہتے ہیں وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور تحقیق ہم تجھکو جھوٹوں میں سے سمجھتے ہیں یعنی تیرا دعوے اسکا رب العالمین کے رسول ہونے کا جھوٹا ہے یہ کلام نہایت جہل اور مکابرہ کا ہے محض تقلید آباء میں نظر صحیح سے بالکلیہ محروم ہو گئے ہیں یہاں علم یقینی کے معنی سے ہے جو بمعنی جہل مرکب ہے یعنی اعتقاد جازم غیر مطابق واقع قَالَ بولا یعنی ہود نے ان جماعت کو کہا جنہوں نے سفاہت کیطرف اسکو منسوب کیا تھا یٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ اے قوم میں کچھ بے عقل نہیں یعنی جیسا تمہارا دعوا ہے میں نادان نہیں وَلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ لیکن میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے

صاحب کا اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ پہنچاتا ہون تمکو پیغام اپنے رب کے یعنی پیغام اسکے اوامر و نواہی اور شرایع اور تکالیف تمکو پہنچاتا ہون وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اور مین تمہارے واسطے خیرخواہ ہون یعنی اللہ عزوجل کی عبادت کرنے اور سوا اسکے شرک سے باز رہنے کا جو امر کرتا ہون تمہارا اسمین خیرخواہ اَمِیْنٌ ۝ امانت والا یعنی رسالت کے پہنچانے اور نصیحت کے ادا کرنے پر اسمین ہون امین وہ مرد ثقہ ہے جو معتمد علیہ ہو ناصح یہان بصیغہ اسم فاعل کہا نوح کے قصہ مین بصیغہ فعل کہا تھا اسلئے کہ صیغہ فعل آناً فاناً تجدد پر دلالت کرتا ہے اور نوح قوم کو رات دن دعوت کرتا تھا جب انکی عادت ایسی تھی تو ناصح بصیغہ فعل کہا بخلاف ہود کے کہ وہ قوم کو کبھی کبھی نصیحت کرتے تھے اسلئے یہان ناصح کہا ہود نے اپنے نفس کی توصیف امانت سے کی اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ انسان کو موضع ضرورت مین اپنی نفس کی مدح کرنا جایز ہے اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمکو نصیحت تمہارے رب کی ایک مرد کے ہاتھ تمہارے بیچ مین سے کہ تمکو ڈر سناوے یعنی کیا تمنے تعجب کیا ایک مرد پر وحی بھیجنا جسکو تم پہچانتے ہو کہ تمکو عذاب کا ڈر سناوے وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ اور وہ یاد کرو کہ تمکو جانشین کر دیا پیچھے قوم نوح کے یعنی اللہ کی نعمت یاد کرو جب قوم نوح کو ہلاک کیا تو تمکو انکے جانشین کیا اور زمین کا بادشاہ بنایا وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً اور زیادہ دیا تمکو خلقت مین پھیلاؤ یعنی قوت بدن اور درازی قامت مین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فی الطول یعنی قد تمہارے بنے کئے ایک روایت مین ابن عباس کے آیا ہے بسطۃ کی معنی شدۃ یعنی قوت وسختی مین وہب نے کہا قوم عاد کے مردون کی قدسات ہاتھ کی ہوتی تھی انکے ہاتھ سے انکا سر مثل بڑی گنبد کے تھے اور اسکی آنکھ اور ناک مین درندہ بچے دیتے قتادہ نے کہا طول قد انکا بارا ہاتھ کا تھا ابن عباس نے کہا مرد عاد خلقت مین اسّی باع کا ہوتا تھا اور گیہون کا دانہ مثل گائے کے گردہ کے اور ایک انار کے پوست مین دس آدمی بیٹھین بغوی اپنی تفسیر مین کلبی اور سدی سے نقل کرتا ہے کہ بڑا قد والا انمین سو ہاتھ کا ہوتا تھا اور پستہ قد ساٹھ ذراع کا

فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون۔ سو یاد کرو نعمتون کو اللہ کی شاید تمھارا بھلا ہو
قالوا بولے یعنی قوم ہود اسکے جواب مین بولے اجئتنا کیا تو اسواسطے آیا ہم پاس اے
ہود لنعبد اللہ وحدہ ونذر ما کان یعبد آباؤنا کہ بندگی کرین اللہ کی
فقط اور چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یعنی بتون کو اجئتنا کے معنی یا وہ مکان
سے آنا ہے جو اپنی قوم سے مہاجرت کرکے یا آسمان سے آنا ہے براہ تحکم یا مجازاً بمعنی قصد ہے جیسا
عرب کہتے ہین ذہب یبنی ذہاب کے اصل معنی یہان مراد نہین فاتنا بما تعدنا تو لے آ
جو وعدے دیتا ہے ہمکو یعنی عذاب کا جو وعدہ دیتا ہے اپنے قول افلاتعقون سے اُسے لے آ
ان کنت من الصدقین۔ اگر تو سچا ہے یعنی دعوی رسالت مین سچا ہے جواب
ان کا محذوف ہے مذکور جملہ کے اسپر دلالت کرنے سے حذف کیا تقدیر یہہ ہے فات بہ یعنی
وعدہ عذاب کو لے آ قال کہا یعنی ہود نے انکے جواب مین کہا قد وقع علیکم من
ربکم رجس وغضب تحقیق تمپر پڑ چکی ہے تمھارے رب سے عذاب اور غضب وقع کے
معنی نازل اور واجب ہو چکی رجس کے معنی عذاب وہ مشتق ہے ارجاس سے جو بمعنی اضطراب
ہے غضب سے مراد انتقام کا ارادہ کرنا ابن زید نے کہا رجس تمام قرآن مین بمعنی عذاب آیا ہے
ابن عباس نے کہا رجس بمعنی لعنت اور غضب بمعنی عذاب آیا ہے ایک روایت مین ابن عباس
سے آیا ہے رجس ناخوشی اتجادلونني في اسماء سميتموها انتم وآباؤكم
کیون لڑتے ہو مجھ سے کئی نامون پر کر رکھے ہین تمنے اور تمھارے باپ دادون نے یعنی
اپنی طرف سے بتون کے نام اِلٰہ ٹھہرالئے یہ استفہام انکاری ہے اس معنی سے کہ انکا مجادلہ
باطل محض ہے کوئی عاقل اسکو نہ پسند کریگا کیونکہ وہ مجرد نام بتون کے ٹھہرالئے کوئی اسکے
تحت مین مسمی نہین معدوم بحت ہے ما نزل اللہ بها من سلطن نہین اتاری
اللہ نے اسکی کچھ سند یعنی اس تسمیہ پر جو اللہ تعالی نے کوئی حجت و برہان نہین اتاری یا انکی
پرستش پر کوئی حجت نہین اتاری کیونکہ مستحق عبادت کا وہی ہوتا ہے جو جملہ اشیاء کا

پیدا کرنے والا ہو اور یہہ بت اس کے لایق نہین فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ سو تم راہ دیکھو مین بھی تمھارے ساتھ راہ دیکھتا ہون یعنی عذاب کے منتظر رہو مین بھی تمہیر عذاب اترنے کی انتظاری مین رہتا ہون فَاَنْجَیْنٰهُ پھر ہمنے بچا دیا اسکو یعنی قوم پر عذاب اترنے کے وقت ہمنے ہود کو بچا دیا وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا اور جو اسکے ساتھ تھے اپنی رحمت سے یعنی ہود کی تابعین جو اسپر ایمان لائے اور اسکی تصدیق کی تھی ہمنے بچا دیا کیونکہ وہ رحمت کے مستحق تھے وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور پھاڑی کاٹی انکی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتین یعنی ہود کو جو قوم جھٹلاتی تھی انکو ہلاک کر دیا آیات سے ہود کے معجزے مراد ہین جو انکی راستی پر دلالت کرتے تھے یہہ ہلاک استیصال تھا سب ہلاک ہو گئے کوئی انمنے باقی نرہا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ اور نتھے ماننے والے یعنی اسلئے کہ اللہ پر اور اسکے رسول یعنی ہود علیہ السلام پر تصدیق کرنے والے نتھے ابن اسحٰق اور اہل سیر و اخبار عاد کا قصہ یون لکھتے ہین کہ قوم عاد احقاف مین رہتی تھی یہہ زمین ریگستان کی تھی عمان و حضرموت کے درمیان خدا تعالیٰ نے انپر ہود علیہ السلام کو رسول کرکے بھیجا یہہ لوگ بت پرست تھے زمین پر فسق و فجور کرتے خدا تعالیٰ نے ان کو بڑی طاقت دی تھی۔ ضعیفون پر اپنے قوت کے بل جور و تعدی کرتے اور ملک سب اپنے قبضہ مین کر لیا تھا ہود علیہ السلام حسب و نسب مین شریف اور عالی خاندان تھے انکو اللہ تعالیٰ کی توحید کا حکم کیا اور بتون کی پرستش اور لوگون پر ظلم کرنے سے منع کیا قوم نے اسکو نہ مانا انکی تکذیب کی اور کہنے لگی کہ ہم سے کون زیادہ زور آور ہے مگر چند شخص ہود پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو مخفی رکھا اور ایک شخص مومنین سے مرثد بن سعد بن عفیر نام کا تھا اوس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا جب قوم خدا کی نافرمانی مین نہایت سرکش ہوئی اور پیغمبر کی تکذیب کی اور زمین پر فساد مچایا اور بلند پایہ عمارات مکانات بنائے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اوپر تین سال بارش کو موقوف کر دیا اس سبب سے سخت مشقت مین پڑے اوس زمانہ کا دستور تھا جب قحط پر یہ مشقت

نازل ہوتی تو مومن و مشرک سب کعبہ کے پاس جمع ہو کر اللہ تعالی سے کشایش اور دفع بلا کی دعا کرتے اور لوگون کے پاس کعبہ معروف جگہہ تھی سب اُسکی تعظیم و حرمت کرتے تو قوم عاد نے بھی قحط سالی کی تکلیف سے مکہ معظمہ کو جانے کا ارادہ کیا تاکہ وہان کے لوگ انکے لئے پانی برسنے کی دعا کرین اور اعیان بلدہ سے بطریق سفارت اپنی جانب سے قیل بن عنز اور لقیم بن ہزال اور قیل بن ضدین بن عاد الاکبر اور مرثد بن سعد بن عفیر جو مسلمان تھا اور مخفی ایمان رکھتا تھا اور جلہتہ بن الخیبری معاویہ سردار عالیق کا مامون اور لقمان بن عاد کو انتخاب کر کر روانہ کیا اور ہر شخص انمین کا چند چند آدمی ہمراہ لیکر روانہ ہوا جسکی تعداد ستر آدمی کی تھی اور اُن دنون مکہ مین عالیق رہتے تھے جو عملیق بن لاذ بن سام بن نوح کی اولاد مین تھے اور اُنکا سردار معاویہ بن بکر تھا اور معاویہ کی مان قوم عاد سے تھی کلہدہ بنت الخیبری اس رشتہ کے لحاظ سے قوم عاد معاویہ کے مامون ہوے اور معاویہ مکہ کے باہر حرم سے باہر رہتا تھا یہ لوگ وہان پہنچکر اُسکے یہان اوترے معاویہ نے اونکی مہمانداری کی اور اکرام بجا لایا یہہ لوگ اسکے مامون اور صہر ہوتے تھے ایک مہینہ اوسکے پاس رہے شراب پیتے اور جرادتین کی راگ سنتے یہہ دو لونڈیان مطربہ معاویہ کے تھین جب معاویہ نے دیکھا یہہ لوگ بہت مدت رہگئے لغویات مین پڑے ہین اور قوم نے انکو اپنی قحط سالی کے بلا دفع کرنے کیواسطے روانہ کیا تھا تو معاویہ کو بُرا کہنے لگا کہ قوم عاد میرے مامون اور اصہار ہین وہ ہلاک ہو رہے ہین اور یہہ لوگ یہان مہانی مین ٹھہرے ہین واللہ ان سے کیونکر کہا جاوے مجھے جس کام کے لئے بھیجے گئے اوسمین جاؤ مجھے شرم آتی ہے یہہ لوگ گمان کرینگے ہمارے رہنے سے یہہ تنگدل ہو گیا اور اُسپر مہانی گران ہوئی اور انکی قوم جو وطن مین پڑی ہے وہ بھوکے پیاسے ہلاک ہو رہے ہین آخر دونون مطربہ جرادتین کو اسکی شکایت کی انہون نے کہا کچھ اشعار بنا دے کہ معلوم نہو سکے بنا دئے شاید انکو اس سے کچھ تحریک ہو معاویہ نے یہہ شعر کہا ؎ الا یا قیل ویحک قم فہیتم لعل اللہ یصبنا غماما۔ آگاہ رہ اے قیل افسوس

تجھکو اٹھو دعا کرشاید کہ اللہ تعالیٰ ابر کو ہمارے ہمراہ کر دے۔ فسیقی ارض عاد ان عاد آ
قد مسوا الاَیئون الکلاَ ما؛ پھر پانی دیوے عاد کی زمین کو عاد تو ایسے ہو گئے کہ کلام ظاہر
نہین کرتے۔ من العطش الشدید فلیس یرجیٰ بہ الشیخ الکبیر و لا الغلا ما؛ سخت تشنگی سے کہ
امید نہین رکھا گیا اس سے بوڑھا اور نہ لڑکا مو قد کانت نساءہم عقیما؛ فقد امست نساءہم
ایا مٰی اور تحقیق تھین عورتین بھلای سے پھر رات انکی عورتین بیوہ ہو گئین و ان الوحش
لتاتیہم جہارا و لا تخشی لعادی سہا ما؛ اور جنگلی جانور انکے پاس علانیہ آتے ہین اور دشمن
کی تیر سے نہین ڈرتے۔ و انتم ہہنا فیما اشتہیتم؛ نہارکم و لیلکم التما ما؛ اور تم یہان اپنی خواہشون
مین ہو تمام دن اور رات فیجح وفدکم من وفد قوم؛ و لا لقو التحیۃ و السلاما؛ پس بری سمجھی گئی
تمھاری وفد قوم کی وفد سے پیش نہین آتے جاتے تحیت اور سلام سے جب معاویہ نے
یہہ شعر کہا اور جراد تان نے اسکو گایا اور قوم کی ردی حالت پر متوجہ کیا جب دونون مطرز
ان بیتون کو گا چکین اور لوگون نے اسکو سنا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ قوم نے
ہکو روانہ نہ کیا مگر اسلئے کہ اس بلا سے نجات پاسکے واسطے مینہہ چاہین پس حرم مین چلو اور
قوم کے لئے مینہہ کی دعا کرو مرثد بن سعد بن عفیر نے کہا تم جب تک ہود پر ایمان نہ لاؤ
اور خدا کی طرف توبہ نکرو ہرگز بارش نہوگی پھر اپنا اسلام ظاہر کرکے یہہ ابیات پڑہے۔
عصت عادٌ رسولہم فاسوا عطاشا تبلہم السماء؛ عاد نے اپنے رسولون کی نافرمانی
کی سو پیاسے ہو گئے کہ مینہہ نے انکو ترکیا۔ لہم منہم بقال لہ صمود؛ یقابلہ صداء و الہباء؛ انکا ایک
بت ہے جسکو صمود کہتے ہین آواز گونجدار اوسکے سامنا کرتی ہے فبصر الرسول سبیل رشد؛
فابصرنا الہدی وجلی العماء؛ پھر بتلایا ہکو رسول نے راستہ ہدایت کا پس دیکھی ہمنے ہدایت
اور دور ہوئی گمراہی۔ فان الہ ہود ہو الٰہی؛ علے اللہ التوکل و الرجاء؛ اور مقرر ہود کا
معبود میرا معبود ہے اللہ پر بھروسا اور امید ہے قولہ تعالیٰ بن الخیبری نے دیکھا کہ مرثد ہود کے
دین کا تابع ہوا مرثد کے جواب مین جب وہ اشعار سے فارغ ہوا کہا کہ الا یا سعد فانک من قبیل

ذوی کرم و انگ من شود ؛ آگاه رہ اے سعد مقرر توقیلہ سے صاحبان کرم کے ہے
اور مان تیری شود سے ہے فانا لانطیعک ما بقیتا ۔ و لسنا فاعلین اما تریدہ مقرر ہم جب
تک جیتے ہین تیری اطاعت نکرینگے اور جو تو چاہتا ہے ہم اسکو کرنے والے نہین انا
مرنا لنترک دین وفدہ و ذرل و آل صنم والعبود ۔ کیا تو ہمکو حکم کرتا ہے کہ ہم چھوڑ دین رفد
اور ذرل اور آل صنم اور معبود کو و نترک دین اباء کرام ؛ ذوی رای و متبع دین ہود
اور ہم چھوڑ دین دین کو بزرگ باپ دادے کے جو عقلمند تھے اور دین ہود کے پیچھے چلین پھر جلہتہ نے معاویہ
بن بکر اور اسکے باپ بکر سے کہا مرثد کو ہمارے ساتھ مکہ کو آنے مت دے کیونکہ وہ دین محمد
کا تابع ہوا اپنا دین چھوڑ دیا پھر یہہ لوگ قوم کے لئے مینہہ چاہنے مکہ کیطرف نکلے جب یہہ لوگ مکہ
مین پہنچے تو مرثد بن سعد بھی معاویہ کے گھر سے نکلا اور ان لوگون کے دعا مانگنے سے پیشتر ان
سے جاملا اور دعا مانگنے لگا اور عاد کی وفد بھی دعا مانگتی تھی مرثد نے کہا اللہم اعطنی سولی و حوائجی
ولا تعطہا ما یعدوک بعضہ عاد آلہی میرا سوال مجھے تنہا ادا کر اور وفد عاد کے دعا مین مجھے شریک
مت کر اور قیل بن عنز جو وفد کا سردار تھا کھڑا ہو کر دعا کرنے لگا اللہم اعط قیلا ما سالک یا الٰہی
قیل نے جو چاہا اس کو عطا کر اور وفد نے اسکے ساتھ کہا و اجعل سولنا مع سوالہ ہمارے سوال کو
اسکے سوال کے ساتھ ملا دے اور لقمان بن عاد جو عاد کا سردار تھا سب دعا کے بعد کھڑا ہو کر
سب کے مخالف دعا کرنے اور کہنے لگا اللہم انی جئتک وحدی حاجتی فاعطنی سولی خدایا مین
تنہا آیا ہون تیرے پاس اپنی حاجت کے لئے پس مراد میری بر لا اور درازی عمر کے لئے دعا
کی اور کہا ساتھ نسر کی عمر دے اور قیل بن عنز نے اپنی دعا مین یہہ کہا کہ خدایا اگر ہود سچا
ہو تو برسات برسا کیونکہ ہم ہلاک ہوے پھر خدا تعالیٰ نے تین قسم کے ابر کو نمود کیا سفید
سرخ سیاہ ۔ اور منادی نے ندا کی کہ ای قیل اپنی اور اپنی قوم کے لئے ان ابرون
ایک کو اختیار کر تو قیل نے کہا کہ سیاہ ابر کو اختیار کیا اوسمین پانی زیادہ ہوتا ہے منادی
نے ندا کی کہ تو نے عاد کی ہلاکی کو اختیار کیا ؎ اخترت فاشکت رماد ارمداء لا یبقی

ع ہود کے قبیلے بن ہم

من آل عاد احدًا - برادر مدد کنیدہ دوال مہلہ یعنی ہلاک ہے یعنی تونے اختیار کیا جو ہلاک کرنے والا ہے آل عاد سے ایک باقی نرہیگا پھر خدا تعالیٰ نے سیاہ ابر کو وادی مغیث سے بھیجا جسکو قبیل نے اختیار کیا تھا اور اسمین عذاب تھا جب لوگون نے اسکو دیکھا تو خوشی کرنے اور کہنے لگے ہذا عارض ممطرنا یہہ ابر ہے برسنے والا خدا تعالیٰ فرماتا ہے بل ہو ما استعجلتم بہ ریح فیہا عذاب الیم تدمر کل شی بامر ربہا بلکہ وہ حقیقت وہ چیز ہے جسکی تمنے جلدی کی اس مین عذاب الیم ہے جسپر خدا کے حکم سے گذرے اوسکو ہلاک کرے پھر پہلے جسنے اسے دیکھا اور ہلاک والی ہوئی وہ ایک عورت مہد و نامی تھی سمجھی اور اسکو دیکھکر چیخ ماری اور بیہوش ہوئی جب ہوش مین آئی تو اوس سے سبب پوچھا تو بولی مین نے ایک ہوا دیکھی اوسمین مثل شعلہ آتش ہین اُسکے آگے لوگ کھینچے ہین پھر اللہ تعالیٰ نے اس ہوا کو سات رات دن پے در پے اوپر مسلط کیا تو قوم عاد سے کسیکو بچھوڑا سب کو ہلاک کر دیا اور ہود علیہ السلام مومنین کے ساتھ ایک احاطہ مین ٹھہرے رہے تو اونکو ہوا کا کوئی صدمہ نہ پہنچا مگر اسیقدر جس سے جسم کو راحت و نفس کو لذت ہو اور ہوا تو اس شدت سے چلتی تھی کہ قوم عاد کو زمین و آسمان کے درمیان اوٹھا کر پھینکتی پتھرون پر پٹکتی تھی جس سے انکے سر کا بھیجا باہر نکل پڑا تھا اور عاد کی وفد مکہ سے نکلی اور معاویہ بن بکر کے یہان مہمان اوتری اس اثنا مین ایک شتر سوار چاندنی رات مین ہلاک عاد سے تیرے شب انکے پاس آیا اور انکو قصہ بیان کیا تو انہون نے پوچھا کہ ہود اور انکے اصحاب کو کہان چھوڑا تو کہا وہ یا کے کنارے ان لوگون نے اسمین شک کیا تو ہذیلہ بنت بکر نے اس مخبر کی صداقت پر قسم کھائی حافظ ابن کثیر نے کہا یہ سیاق غریب ہے اسمین فوایدہین امام احمد اور ترمذی نے حارث بکری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ مین مدینہ کو آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور وافد عاد کا ذکر کیا اور کہا معوذ یا قثم کہ وافد عاد کے مانند ہون حضرت نے فرمایا وافد عاد کیا ہے اور حضرت اس قصہ سے واقف تھے لیکن مجھ سے اسکو سننا چاہا

مین نے کہا جب قوم عاد مین قحط سالی ہوئی قیل نامی کو وفد بھیجا وہ بکر بن معاویہ پر گذرا اور ایک مہینہ اُسکے پاس رہا اُسنے اسکو شراب پلائی اور اوسکے لونڈیان جرادتان سے راگ سنائین جب ایک مہینہ گذرا قیل تہامہ کے پہاڑون کیطرف نکلا اور کہا اللہم انک تعلم انی لم اجئ الی المریض فاداویہ ولا الی سیر فافادیہ اللہم اشق عادا کما کنت مسقیہ پھر اسپر ابر کے ٹکڑیان نمودار ہوئین اور اسکو ندا ہوئی ایک کو انہون سے اختیار کرلے اُسنے سیاہ ابر کو اختیار کیا اس سے اسکو آواز آئی خذ ہادما ورمدا لا تبق من عاد احدا پھر اللہ تعالے نے اُسپر ہوا کو نہ بھیجا مگر بقدر میرے حلقہ انگوٹھی کے یہانتک کہ قوم عاد ہلاک ہوئی اہل اخبار کہتے ہین جب مرثد بن سعد اور لقمان بن عاد اور قیل بن عنز نے مکہ مین دعا مانگی تو اونکو کہا گیا کہ تمھاری آرزوئین دی گئین ہر ایک تمسے اپنے نفس کا جا ہا اختیار کرو دنیا مین کسیکو خلود نہین موت ضرور ہے مرثد نے کہا اختیار استی اور کوئی عطا کر تو اوسکو یہہ ملا اور لقمان نے کہا یارب عمر دراز کر اوسکو کہا گیا کسقدر چاہتا ہے اختیار کرلو اُسنے ساتھ نسر یعنی کرگس کی عمر چاہی پھر کرگس کا بچہ انڈہ مین سے نکلتا تو اسکو لیکر پرورش کرتا جب وہ مرجاتا دوسرے بچہ کو لیکر پرورش کرتا یہان تک کہ ساتھ نسر آئے اور ہر نسر کی عمر اسّی برس ہوتی ہے ساتوین نسر کا نام لبد تھا جب وہ مرا اوسکے ساتھ لقمان بھی مرگیا اور قیل نے کہا جو میری قوم کو پہنچے وہی چاہتا ہون اس سے کہا گیا کہ اونکو ہلاکی ہے تو کہا کچھ پروا نہین قوم کی ہلاکی کے بعد زندگی نہین چاہتا پھر عاد پر جو بلا پہنچی اوسے بھی وہی عذاب پہنچا اور ہلاک ہوا اور جو لوگ اوسکے ساتھ استسقا کے لئے آئے تھے جب حرم سے باہر نکلے تو اونکو بھی ہوا نے اُڑا کر ہلاک کر دیا۔ سدی نے کہا کہ اللہ تعالے نے قوم عاد پر تند ہوا بھیجی جب ہوا چلنے لگی اونکے اونٹ اور پیادون کو آسمان زمین کے درمیان اُڑانے لگی جب لوگ نے اسے دیکھا تو گھرون مین جاکر چھپے دروازے بند کرلیا تو ہوا نے اونکے دروازون کو اکھاڑ دیا اور اونکو اندر جاکر ہلاک کر دیا اور

گھرون سے اونکو باہر ڈالدیا جب وہ ہلاک ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انپر سیاہ پرندونکو بھیجا اونکو اٹھا کر دریا مین ڈالدیا اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا تو اونپر راکھ کو جھونکا سات رات اور آٹھ دن اوسکے نیچے رہے اونکے کراہنے کا آواز راکھ کے نیچے سے سنا جاتا تھا پھر راکھ اون سے دور ہوئی اور ہوا نے اونکو دریا مین پھینکدیا اور ہوا کبھی مانپ سے نہین نکلی مگر اوسی دن اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر عمرو بن شعیب کی طریق سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہین جب اللہ تعالےٰ نے ریح یعنی تند ہوا کو حکم کیا قوم عاد پر چلکر اُن سے انتقام لیوے تو ہوا بیل کے نکیوڑی کے مقدار بے مانپ نکلی جس سے مشرق و مغرب کے درمیان زلزلہ پڑھ گیا ہوا کا خزانہ دار کہا اے رب ہم طاقت نہین رکھتے اگر ہوا اپنے حال پر چلی تو مشرق و مغرب کے درمیان جہان کو ہلاک کریگی خدا تعالیٰ نے اسکی مراجعت کا حکم کیا تو ہوا مراجعت کر کر بقدر حلقہ انگشتری نکلی اور خدا تعالیٰ نے ہود پر وحی بھیجا مومنون کے ساتھ ایک قریہ مین رہے پھر ہود مومنون کے آس پاس ایک خط کھینچکر اوسکے اندر رہے تو ہوا اس احاطہ کے اندر نہین آتی تھی اور اس خط سے تجاوز نہین کرتی تھی مگر اسیقدر جس سے بدن کو راحت اور نفس کو لذت ہو اور قوم عاد کو زمین و آسمان کے درمیان اٹھا کر پتھرون پر پٹکتی تھی اور خدا تعالیٰ نے سانپون اور بچھون کو حکم کیا کہ راستہ بند کر دین پھر قوم عاد کو باہر نکلنے نہ دیا مورخین کہتے ہین جب عاد ہلاک ہوے تو ہود علیہ السلام اور اونکے ساتھ کے مومنین وہان سے نکلکر شحر نام ایک موضع مین جو بلاد یمن مین تھا فروکش ہوے اور اسی جگہہ انکا انتقال ہوا حضرموت مین انکو دفن کیا بخاری تاریخ مین اور ابن جریر اور ابن عساکر علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ ہود علیہ السلام کی قبر حضرموت مین سرخ پتھرون کے ٹیکری مین انکے سرہانے بیر کا درخت ہے ابن عساکر عبد الرحمن بن سابط سے روایت کرتا ہے کہ درمیان مقام اور رکن اور زمزم کے ستاوے نبی کے قبور ہین اور

اسی جگہ ہود شعیب صالح اسمعیل علیہم وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے قبور ہین ابن سعد اور ابن عساکر اسحق بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے روایت کرتے ہین کہا کہ کسی نبی کی قبر معلوم نہین مگر تین کی ایک اسمعیل انکی قبر میزاب کے نیچے رکن و بیت کے درمیان ہے دوسری ہود کی قبر وہ تحقیق ہوی کہ یمن کے پہاڑون سے کسی پہاڑ کے نیچے ہے اور اسپر درخت ہے اور وہ مقام سخت گرم زمین کا ہے تیسری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کیونکہ ان قبور کے مقام تحقیق ہین ابو الشیخ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہود کی عمر چار سو بہتر برس کی ہوئی وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اور بھیجا ثمود کی طرف انکے بھائی صالح کو۔ ع ۱۷

ثمود سے قبیلہ ثمود مراد ہے یہہ ایک قبیلہ عرب مین تھا ابراہیم علیہ السلام کے آگے انکے دادا ثمود بن عابر ارم بن سام بن نوح کیطرف منسوب کرکے انکو ثمود بولتے ہین اور یہہ قبیلہ عاد کے بعد ہو گیا ہے معنی یہہ ہین قوم ثمود کی طرف ہمنے صالح کو بھیجا عمرو بن العلا نے کہا پانی کم ہونے کے سبب انکے نام ثمود ہوے کیونکہ ثمد تھوڑے پانی کو کہتے ہین صالح پیغمبر بھی ثمود کی اولاد مین تھے اور قوم کے برادر نسبی تھے نہ دینی وہ فرزند عبید کا وہ فرزند عاد کا وہ فرزند سام کا وہ فرزند عبید کا وہ فرزند جاور کا وہ فرزند ثمود کا اور ثمود کے گھر حجر مین تھے وہ ایک زمین کا نام ہے حجاز اور شام کے درمیان انکے گھر وادی القریٰ اور اسکے اطراف مین ملے تھے آنحضرت تین سال تبوک کو جانے کے وقت انکے مقامات پر گذرے قَالَ بولا یعنی صالح علیہ السلام نے قوم کو کہا جب خدا تعالیٰ نے اسکو نبی بنا کر انکی طرف بھیجا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اسکے سوا یعنی اسکی توحید کرو اور اسکے ساتھ کوئی شریک نہ کرو کوئی معبود سوا اسکے مستحق عبادت کے نہین قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ تحقیق تمکو پہنچ چکی دلیل تمہارے رب کی طرف سے یعنے جو کہتا ہون اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہون اسکی صداقت پر اور میری صحت رسالت پر رب کی طرف سے معجزہ پہنچ چکا اب اس بینہ کی تفسیر کرتا ہے کہ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ

لکم آیۃ یہہ اونٹنی اللہ کی ہے تمکو نشانی یعنی وہ بینہ بھی اللہ کی اونٹنی ہے جسکو سخت پتھر سے نکالا تمھارے لئے نشانی علامت ظاہر ہے اور میری صداقت پر گواہ ہے عبد الرزاق اور فریابی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابو الطفیل سے روایت کرتے ہین ثمود نے صالح کو کہا اگر تو سچا ہے ایک معجزہ بتلا صالح نے کہا نکلو پس ایک ٹیلے کے طرف سے یکایک وہ ٹیلا حاملہ کی طرح ورزہ مین ہوا اور شگاف ہو کر اسمین سے اونٹنی نکلی صالح نے کہا ہذہ ناقۃ اللہ لکم الآیہ مفسرین کہتے ہین یہہ اونٹنی صالح علیہ السلام کی صداقت پر معجزہ ہوا کیونکہ قوم نے پتھر سے اونٹنی نکالنے کی درخواست کی اسپر پہاڑ کے پتھر سے نکلی اپنے جنس سے پیدا ہوی اور بلا حمل اور بلا تعویق اسکی خلقت پوری ہوی کیونکہ ایک ساعت مین پیدا ہوی اور پتھر سے نکلی ناقۃ کی اضافت ناقۃ اللہ مین اللہ کی طرف تعظیم اور تشریف کے لئے ہے جیسا کہتے ہین بیت اللہ اور بھی بلا وسایط و اسباب معہود محض قدرت الٰہی سے پیدا ہوی ازین جہت اسپر ایت کا اطلاق ہوا آیۃ حال واقع ہونے سے منصوب ہوا عامل اسمین معنی اشارہ ہین لکم ان لوگون کے لئے بیان ہے بکنے واسطے اونٹنی علامت ظاہرہ تھی ناقۃ اللہ کا اسم اشارہ کا بدل یا عطف بیان ہونا یا مبتدا ثانی ہونا اور لکم کا اسکی خبر ہونا بھی محتمل ہے اسصورت مین خبر کا متعلق آیۃ مین عامل ہوگا فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ سو اسکو چھوڑ دو کھاوے اللہ کی زمین مین یعنی اونٹنی کو چھوڑ دو اللہ کی زمین مین گھانس کھاوے کیونکہ زمین اللہ کی ملک ہے اور ناقۃ بھی اللہ کی ملک ہے اور تمکو اللہ کی زمین مین کوئی حق نہین وہی گھانس اُگاتا ہے وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور اسکو ہاتھ نہ لگاؤ بُری طرح یعنی اونٹنی کو نہ مارو اور نہ کچھ آزار دو اور نہ اوسکے کچھ بچے کا ٹو فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ پھر تمکو پکڑیگی دکھ کی مار یعنی اسکے کچھ بچے کاٹنے اور اذیت کی سبب سے عذاب الیم تمکو پکڑے گا یہہ جواب نہی ہے وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ اور وہ یاد کرو جب تمکو سردار کیا عاد کے

پیچھے یعنی اللہ تعالیٰ کے نعمتون کو یاد کرو جب عاد کو ہلاک کیا اور تمکو زمین مین انکے جانشین کیا
وَبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ اور ٹھکانا دیا زمین مین یعنی زمین مین تمکو بسایا اور رہنے
دیا تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا بناتے ہو نرم زمین مین محل مِنْ یہان یا بمعنی فی ہین یا
من ابتدائیہ یا تبعیضیہ ہے یعنی نرم زمین سے یا نرم زمین کے
خشت تیار کرکے حویلیان بناتے ہو کیونکہ خشت نرم مٹی سے بناتے ہین وَتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ
بُيُوْتًا اور تراشتے ہو پہاڑون کے گھر قوم صالح پہاڑون مین مکان بناتے تھے اور جاڑے
ایام مین امین رہتے تھے حاصل یہہ ہے کہ یہہ لوگ کمال راحت و آرام سے بسر کرتے تھے
بُيُوْتًا مفعول ہے اور الجبال بنزع خافض منصوب ہے تقدیر اسکی من الجبال ہوتا ہے یعنی
پہاڑون سے گھر تراشتے تھے یا تنحتون بمعنی تتخذون ہے اور الجبال و بیوتًا دونون اسکے
مفعول ہین اگر بیوتا کو الجبال سے حال کو الکر نصب دین تو بھی جائز ہے تحت کے معنی تراشنا کھودنا فاذکروا
آلَاءَ اللّٰهِ سو یاد کرو احسان اللہ کے یعنی اللہ کے نعمتون کو یاد کرو اور اسکا شکر کرو
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور مت مچاؤ زمین مین فساد قتادہ نے ولا تعثوا کے
معنی مین کہا ولا تسیروا یعنی مت پھرو زمین مین فساد کرتے ہوئے بعضے کہتے ہین مراد اس سے
ناقہ کے کوچے کاٹنے سے نہی ہے بعضے کہتے ہین وہ اپنے معنی ظاہری پر ہے تمام انواع
فسادات اس نہی مین داخل ہین قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ کہنے لگے
سردار جو تکبر کرتے تھے اسکی قوم مین سے یعنی قوم اشراف جو صالح پیغمبر پر ایمان لانے سے
تکبر کرتے تھے کہنے لگے لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ غریب لوگون کو جو
ان مین ایمان لائے تھے یعنی اشراف متکبر غربا مساکین کو جو صالح پر ایمان لائے تھے بولے
اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا تم جانتے ہو کہ صالح بھیجا ہوا ہے اپنے
رب کا یعنی آیا خدا تعالیٰ نے صالح کو تمہارے اور ہمارے طرف بھیجا ہمزہ انکار کا ہے
قال الملاء کو ابن عامر نے وقال بزیادت واو پڑھا ہے جمہور بدون واو کے پڑھتے ہین

قَالُوا بولے یعنی ضعفا نے کہا اِنَّا بِمَا اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ مقرر ہم جو ساتھ اسکے بھیجا گیا ہے یقین کرنے والے ہین یعنی خدا یتعالی نے صالح کے ساتھ جو دین اور ہدایت کو بھیجا ہمکو اوسکا یقین ہے قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا کہا ان لوگون نے کہ تکبر کیا تھا یعنی اللہ پر اور اوسکے رسول صالح پر ایمان لانے سے اور اسکے امر سے تکبر کیا تھا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ تحقیق ساتھ اس چیز کے جو تمنے یقین کیا اسکو ہم نہین مانتے فَعَقَرُوا النَّاقَةَ پھر کاٹ ڈالی اونٹنی یعنی ثمود نے اونٹنی کو نحر کر دیا عقر کے معنی کونچے کا ٹنا ٹانچے کترنا جسے فارسی بند بولتے ہین یہان سے نحر مراد ہے کیونکہ اونٹنی کا نحر کرنے والا پہلے اسکے پاؤن کاٹتا ہے پھر اسکو نحر کرتا ہے وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ اور پھرے اپنے رب کے حکم سے یعنی رب کے حکم سے تکبر اور نافرمانی کی عتو کے معنی باطل مین غلو کرنا اور حق سے تکبر سرکشی کرنا معنی یہہ ہین کہ ثمود نے اللہ کا عصیان کیا اور اسکا حکم ناقہ کے باب مین چھوڑ دیا اور اپنے نبی صالح علیہ الصلوۃ والسلام کو جھٹلایا وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اور بولے اے صالح لے آ ہمپر جو وعدے دیتا ہے یعنی قتل ناقہ پر عذاب کے جو وعدے کئے ہمین دکھلا یہہ کہنا انکا راہ تمسخر تھا اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اگر تو بھیجا ہوا ہے یعنی اگر تو اللہ کا پیغمبر ہے جیسا تو زعم کرتا ہے کیونکہ خدا یتعالی اپنے رسول کو اسکے دشمنون پر نصرت دیتا ہے یہہ اسلئے بولے کہ صالح پیغمبر جو عذاب کی خبر انکو دیتا وہ اسکو جھٹلاتے تھے پھر خدا یتعالی انکے عذاب مین علت کیا اور فرمایا ۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پھر پکڑا انکو زلزلے نے رجفہ کے معنی مین فراء اور زجاج کہتے ہین زلزلہ شدید مجاہد اور سدی کہتے ہین بڑا آواز پس احتمال ہے کہ انکو نیچے سے بڑے زلزلے نے پکڑا ہو اور اوپر سے بڑی آواز آئی ہو یہان تک وہ ہلاک ہو گئے اسکی طرف خدا یتعالی اشارہ فرماتا ہے فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر مین اوندھے پڑے گھر سے زمین اور شہر مراد ہے اسیواسطے دار کو واحد لایا جیسا کہتے ہین دار الحرب و بلد الحرب یعنی جنگ کی اور دار بنی فلان یعنی بنی فلان کی جگہہ جاثمین کے معنی زانو پر اوندھے پڑے ہوئے یعنی اوندھے منہہ مرے ہوئے

جثوم آدمی کا سینہ پر زمین بیٹھنا جیسا پرندہ زمین پر بیٹھتا ہے پس آدمی اور پرندے کے حق مین جثوم ایسا ہے جیسے اونٹ کے لئے برو ک کیونکہ برو ک اونٹ کے بیٹھنے کو کہتے ہین جو زانو سے سینہ لگا کے بیٹھتا ہے پرندہ بھی سوتے وقت اور رات کو آرام کرتے وقت زانو پر زمین سے لگا ہوا بیٹھتا ہے معنی آیت کے یہ ہین وقت فجر اوندھے منہ بے حس پڑے ہوے سب مر گئے ابن زید اور قتادہ نے کہا جاثمین کے معنی میتین یعنی مرے ہوے پڑے فتولی عنھم پھر الٹا پھرا انسے یعنی صالح قوم سے روگردان ہوکے معلوم کرنا چاہئے کہ صالح کا قوم سے منہ پھرا و کونسے وقت تھا اسمین دو قول ہین پہلا قول قوم جب مر گئی اور ہلاک ہوئی روگردان ہوا اسی پر فاصبحوا فی دارہم جاثمین دلالت کرتا ہے اور فتولی مین تعقیب کے واسطے ہے سو اس بات پر دلالت کیا کہ پھر قوم کے مرنیکے روگردان ہوا اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ زندہ تھے ہنوز مرے نہین تھے اسپر انکا خطاب دلالت کرتا ہے وقال یقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکن لا تحبون الناصحین اور بولا اے قوم تحقیق مین پہنچا چکا تمکو پیغام اپنے رب کا اور بھلا چاہا تمھارا لیکن تم نہین دوست رکھتے بھلا چاہنے والون کو معلوم کرنا چاہئے کہ یہہ خطاب زندہ آدمی کے لایق ہے اسصورت مین آیت مین تقدیم تاخیر کا احتمال ہے تقدیر آیت کی یون ہوگی انھے اوندھے منہ پھرایا اور بولا اے قوم تحقیق مین پہنچا چکا پیغام الخ پھر انکو زلزلے نے پکڑا پھر فجر ہوی اوندھے مرے ہوے اسکے جواب مین پہلے قول کے لوگ کہتے ہین یہہ خطاب بعد انکی ہلاکی کے کیا انکی توبیخ اور زجر کیواسطے جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کفار مقتولین سے خطاب فرمایا جسوقت انکو گڑھے مین ڈالے سو انکے نامون سے پکار الحدیث صحیح بخاری مین ہے اسی مین ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اپنے ان قوم سے کیون بات کرتے ہو وہ تو مر چکے ہین تب آپنے فرمایا مین جو انسے کہتا ہون تم انہون سے زیادہ سننے والے نہین لیکن وہ جواب نہین دیتے بعضے کہتے ہین یہہ خطاب ان لوگون کی عبرت کیواسطے ہے جو پیچھے آوینگے اور ثمود کے اس طریقہ سے انزجار پاوینگے معلوم کرنا چاہئے کہ محمد بن اسحق اور وہب بن منبہ وغیرہ اہل سیر و اخبار ثمود کا قصہ یون بیان کرتے ہین کہ

قوم عاد ہلاک ہوے بعد قوم ثمود انکی جانشین ہوئی اور زمین آباد کی انکی عمر دراز ہوتی تھی یہانتک کہ ایک شخص مٹی کے گھر بناتا ہنوز وہ زندہ رہتا اسکا مکان گر جاتا اور وہ لوگ یہہ دیکھکر پہاڑون کو کھود کر گھر بنانے لگے اور نہایت فراخی معیشت مین برفاہ انکا گذران تھا انہون نے سرکشی اختیار کی اور زمین مین فساد مچایا ماسوا کو پوجنے لگا پس اللہ تعالی نے اپنے صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور صالح علیہ السلام جوان اور انکے اشراف قوم سے تھے خدا کی دعوت انکو ہمیشہ کرتے تھے یہانتک کہ بوڑھے ہوے قوم انکے تابع نہوی سوا کے تھوڑے ضعیف لوگون کے پھر جب صالح دعوت اور رسالت پہنچانے مین جھگڑنے لگا اور انکو بہت اندیشہ اور خوف بتلانے لگا تو انھون نے معجزہ چاہا صالح نے کہا تم کیا معجزہ چاہتے ہو انہون نے کہا ہماری عید کے دن ہمراہ آوے اور تو اپنے معبود کو پکار اور ہم اپنے معبودونکو پکارتے ہین اگر تیری دعا مستجاب ہو تو ہم تیرے تابع ہوتے ہین اگر ہماری دعا قبول ہو تو تو ہمارے تابع ہوے برس مین ایک روز انکے عید آتی تھی اُسدن وہ بتون کو لیکر باہر نکلتے تھے صالح نے انکی بات قبول کی پھر کفار اپنی عید مین بتون کو لیکر نکلے صالح علیہ السلام بھی انکے ساتھ گئے پھر بتون کو پکارنے اور کہنے لگے کہ صالح کی کوئی دعا مستجاب نہو پھر جندع بن عمرو بن جواس نے جو اسوقت ثمود کا سردار تھا کہا اے صالح اس پتھر سے اونٹنی نکال جو محترجہ جوفار و براہ عشرا آہو مخترجہ اونٹنی جو شتر بختی کے مشابہ ہو جو فار بڑے پیٹ والی و براد یال بھری ہوئی عشراء دو دو دیے والے جسکے حمل سے دس مہینے گذرے ہون پس اگر ایسی اونٹنی اس پتھر سے نکالیگا اور وہ پتھر بستی کے کنارہ مین علاحدہ رکھا ہوا تھا تو ہم تیرے پر ایمان لاوینگے اور تیری تصدیق کرینگے صالح علیہ السلام نے انسے اس بات کا عہد و پیمان لیا کہ اگر مین یہہ کام کردون تو تم ایمان لاؤگے انھون نے اسکو قبول کیا پھر صالح دو رکعت نماز پڑھکر پروردگار سے دعا کرنے لگے وہین پتھر نالہ کرنے لگا جیسے اونٹنی بچے کیوقت نالہ کرتی ہے اور حرکت کرنے لگا اور پھٹ گیا اور ناقہ عشرا دجو فار و براد جیسا قوم نے وصف کیا تھا نکل آیا مگر اُسکے دو دن پہلوکے درمیان بڑا پن اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا اور قوم اسکو دیکھنے لگی پھر اوسیوقت اسکا ایک بچہ پیدا ہوا اسکے مثل سب نے دیکھا جندع بن عمرو اور ایک جماعت اسکی قوم سے ایمان لائی اور باقی اشراف قوم ثمود نے ایمان لانا چاہا مگر بتون کا پوجاری دواب

بن عمرو بن لبید اور قوم کا کاہن رباب بن صجر نے ایمان لانے سے انہون کو منع کیا صالح
علیہ السلام نے کہا یہہ اونٹنی ہے ایک دن کا پانی وہ پیوے ایک دن کا تم لوگ پیو پھر
ناقہ اپنے بچہ کے ساتھ اس سرزمین مین رہا پھرتا چرتا تھا اور کنوین کا پانی ایک دن سبکو
پیتا تھا جب اسکا دن آتا تو اپنا سر کنوین مین رکھ کر سب پانی پیجاتا ذرہ قطرہ بھی پانی کا
انہین چھوڑتا پھر سر اٹھا کر دونون پانون اپنے کھولدیتا اور لوگ جسقدر چاہتے اسکا دودھ
نچوڑ لیتے اور پیتے اور رکھ چھوڑتے اور سب برتنون مین بھر لیتے پھر ناقہ جس راہ سے
آیا تھا وہ لوگون کے تنگ ہو جانے سے دوسری راہ سے نکلجاتا جب دوسرا دن
لوگون کے پانی کا آتا تو لوگ پانی پیتے اور ناقہ کی باری کا پانی اٹھا رکھتے اور گرمی
کے ایام مین ناقہ پشت وادی مین رہتا کفار کے مواشی اونٹ گائے بکرے اسے
دیکھکر وادی کے اندر بھاگتے اور جاڑے کے ایام مین ناقہ وادی کے اندر رہتا اور
قوم کے مواشی پشت وادی مین بھاگتے لوگون کو یہہ بات ناگوار گذری اللہ کے حکم سے
سرکش ہوے ناقہ کے ٹانچے مارنے کا خیال کیا اور اس بات پر اتفاق کیا پھر قوم ثمود سے
دو عورتین تھین جنکے پاس سب سے زیادہ گائے بیل بکرے اونٹ تھے انکے جانورون
کو ضرر پہنچنے سے وہ صالح علیہ السلام کے بہت دشمن ہو گئین تھین اور ناقہ کے کونچین مارنا
چاہتی تھین ایک کا نام عنیزہ بنت غنم تھا یہہ بڑھیا عورت تھی دو اب بن عمرو کی عورت
اسکے بیٹیان جوان نہایت خوبصورت تھین قدار بن سالف سے جو کوتاہ قد سرخ گرہ
چشم ولد الزنا اور قوم مین بزرگ اور قوت دار تھا اسنے یہہ کہا اگر تو اس ناقہ کو مارڈالے
تو ان لڑکیون مین سے جو تیری پسند ہو مین تجھ دونگی اور ایک عورت صدوق بنت المحیا جمیل
صورت مالدار تھی اسکے بھی مواشی بہت تھے اسنے حباب نامی ایک شخص کو بلا کر کہا اگر تو اسناقہ کا
کام تمام کرتا ہی تو تیرے کام مین آتی ہون اسنے قبول نہ کیا پھر اپنے چچا کے بیٹے مصدع بن مہرج بن المحیا کو بلا کر
کہا اگر تو ناقہ کو مارتا ہی اپنے کو تیرے سپرد کرتی ہون یہہ عورت بہت مالدار تھی اسنے اسکو قبول کیا

پھر قدار ابن سالف اور مصدع بن مہرج نے نکلکر ثمود کے مفسدون کو پکارا یہہ نو ن گروہ تھے سات آدمی انھون سے انکے ہمراہ ہوے قدار اور مصدع اور انکے ہمراہین اونٹنی کو پانی سے مزاحمت کرتے وقت کو پہین مارنے لگے قدار پتھر کے آڑ سے اسکے راستہ مین بیٹھا اور مصدع دوسرے راہ مین بیٹھا جس ناقہ مصدع پر گذرا تو اُسنے تیر چلایا اسکے پنڈلی پر جا لگی اور ام غنم عنیزہ اپنی لڑکی کو لیکر نکلی اور وہ بہت خوبصورت تھی اُسکے منہہ کا نقاب اٹھائی تا کہ قدار اوسکو دیکھے اور ناقہ کے ٹانچے مارنے کے لئے اسکو ورغلایا اور ترغیب دی قدار نے ناقہ پر تلوار کا وار کیا اور اسکے کونچین مارین اونٹنی گر پڑی اور بچہ کو اس سے حذر کرتے ایک آواز دی قدار نے اسکو نحر کیا پس بستی کے لوگون نے نکلکر اسکے گوشت کو آپسمین تقسیم کر لیا اور پکا کھایا اسکا بچہ یہہ حال دیکھکر بھاگ گیا اور ایک استوار پہاڑ پر چلا گیا اور کسی نے صالح کے پاس جا کر ناقہ کے مارنے کو بیان کیا صالح ناقہ کے طرف چلے اور لوگ آکر صالح سے معذرت کرنے لگے کہ ہم نے اسکو نہین مارا فلان نے اسکو مارا ہے ہم بے گناہ ہین صالح علیہ السلام نے فرمایا ناقہ کے بچہ کو تلاش کرو اگر تم اسکو پاؤ تو ہمکو خبر دینا کہ ہم اسکو پکڑ لیا جائے پھر لوگ نکلکر اسکو ڈہونڈھنے لگے اور جا پر دیکھ کر اسکو پکڑنا چاہا تو اللہ تعالی نے پہاڑ کو حکم کیا پہاڑ اسقدر بلند ہو گیا کہ پرندہ وہان تک نہ پہنچ سکے اور صالح اُس بچے کے پاس آئے بچہ انکو دیکھکر رویا آنسو اسکے بہے پھر تین آواز کئے اور پتھر شق ہو گیا بچہ اوسکے اندر چلا گیا صالح علیہ السلام نے کہا ہر ایک اُسکے آواز کی تکو ایک روز کی مدت ہے تم اپنے گھرون مین تین دن رہو گے یہہ وعدہ دروغ نہین سنید اور ابن جریر اور حاکم حجاج کی طریق سے وہ ابو بکر بن عبد اللہ سے وہ شہر بن حوشب سے وہ عمر و بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم صالح ثمود کو اللہ تعالی نے دنیا مین بڑی عمر دی انکی عمر طویل کی یہان تک کہ ایک انمین کا مٹی کے گھر بناتا گھر گر جاتا وہ زندہ رہتا یہہ دیکھکر پہاڑون کو کھود کر پتھرون کو تراش کر گھر بنانے لگے معیشت کی فراخی مین تھے صالح سے کہا تو اللہ سے دعا کر ہمارے لئے ایک آیت معجزہ نکالے تا کہ ہم سمجھین کہ تو اللہ کا رسول ہے پھر

صالح نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ناقہ نکالا ایک دن اسکے پانی کا تھا ایک دن اور لوگوں کے
پینے کا جب اسکے پانی کا روز آتا تو اسکو چھوڑ دیتے اور لوگ اسکا دودھ پیتے اور ہر ایک
برتن اور مشک بھر لیتے جب لوگوں کے پانی کا دن آتا لوگ سب برتن اور ظرف اور مشک بھر لیتے
پس خدا تعالیٰ نے صالح پر وحی بھیجی کہ قریب تیری قوم ناقہ کے کونچیں مارینگی صالح نے قوم کو کہا
انہوں نے کہا ہم ہرگز ایسا کام نکرینگے صالح نے کہا اگر تم ایسا کروگے تو قریب ہے کہ تم میں ایک
لڑکا پیدا ہوگا وہ اسکے کونچیں کاٹے گا قوم نے کہا اس بچہ کی کیا علامت ہے واللہ اگر ہم اسکو
پاوین تو قتل کرین صالح نے کہا وہ لڑکا سرخ سپید گریہ چشم ہے اور شہر میں دو بوڑھے
معزز شوکت والے تھے ایک کا لڑکا تھا وہ نکاح پر راغب نہیں تھا اور دوسرے کو لڑکی
تھی اسکا کفو نہیں پایا جانے سے اسکو نکاح نہیں کرتا تھا وہ دونوں بوڑھے ایک مجلس میں
جمع ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا کیون تو اپنے لڑکے کا نکاح نہیں کر دیتا اسنے کہا اسکا کفو نہیں
پاتا دوسرے نے کہا میری لڑکی اسکی کفو ہے پھر اسکو نکاح کر دیا ان دونوں کے درمیان وہ
بچہ پیدا ہوا اور شہر میں آٹھ گروہ تھے زمین پر فساد مچاتے اور خرابی کرتے پھرتے تھے جب
صالح نے انکو کہا وہ بچہ کو نہیں مارنے والا تمہیں میں ہوگا تم لوگ قریہ کے قابل سے آٹھ عورتیں
انتخاب کرو انکے ہمراہ چاوش مقرر کرو کہ بستی میں پھریں جب کسی عورت کو درد زہ
ہو تو دیکھیں اسکو کیا پیدا ہوتا ہے اگر لڑکا پیدا ہو تو اسکو پھر کر دیکھیں اگر لڑکی پیدا
ہو تو اسکو چھوڑ دیں جب وہ بچہ جسکی خبر دیا تھا پیدا ہوا تو عورتیں پکارنے لگیں یہی لڑکا ہے
جسکو اللہ کا رسول صالح چاہتا تھا چاوش نے اسکو اٹھانا چاہا اوسکا دامن ہوکر کہنے لگا
اگر صالح اسکو چاہتا ہے تو ہم اسکو قتل کرینگے یہہ برا بچہ ہے وہ لڑکا بڑھنے لگا ایک دن
میں اوسکا بڑھنا ایسا تھا جیسا دوسرے ایک جمعہ میں بڑھتے ہیں اور ایک جمعہ میں اسکا
بڑھنا جیسا دوسرے ایک مہینہ میں بڑھتے ہیں اور ایک مہینے میں اسکا بڑھنا جیسا
دوسرے ایک سال میں بڑھتے ہیں پھر آٹھ شخص جو زمین میں فساد اور خرابی کرتے تھے جمع

اور اونمین دو بوڑھے تھے کہنے لگے اس بھوکرے کو ہمارے کام مین لے آوے اسلئے کہ اسکو مرتبہ ہے اور اسکے دادا نانا کو شرف حاصل ہے اس سے مفسدین نوشخص ہوے اور صالح علیہ السلام انکے ساتھ قریہ مین استراحت نہین فرماتے تھے مسجد مین جاکر شب کو رہتے صبکو انکے پاس اکر وعظ اور نصیحت کرتے اور جب شب آتی تو مسجد مین جاکر رہتے حجاج بن ابن جریج نے کہا جب انکو صالح نے کہا کہ قریب ایک لڑکا پیدا ہوگا اُسکے ہاتھ سے تمھاری ہلاکی ہے قوم نے پوچھا آپ ہمکو کیا حکم کرتے ہین صالح نے کہا اُنکے یعنی لڑکون کے قتل کا حکم کرتا ہون پھر انکو قتل کرنے لگے مگر ایک بچہ زندہ رہگیا جب وہ لڑکا بالغ ہوا تو لوگون نے کہا اگر ہم اپنے بچون کو قتل نکرتے تو ہمکو اس لڑکے کے برابر لڑکے رہتے یہہ کام صالح کا ہے پھر لوگون نے آپسمین صالح کے قتل کرنے کی مشورت کی اور کہا ہم علانیہ سفر کیواسطے نکلین پھر فلان رات فلان مہینے مین واپس ہوکر صالح کو مصلا پر تکتے رہکر قتل کرین اور لوگ گمان کرینگے ہم مسافر ہین پھر یہہ لوگ ایک پتھر کے نیچے جاکر تکتے بیٹھے کہ خدا تعالی نے ایک پتھر گرا کر انکو چکنا چور کر دیا جو لوگ اس بات پر واقف تھے اونہون نے جاکر دیکھا اور بستی مین اگر پکارنے لگے کہ صالح ان لوگون کے بچے قتل کرتے ہی پر راضی نہوا بلکہ انکو بھی قتل کر دیا پھر بستی کے تمام لوگ اونٹنی کے قتل کیواسطے مجتمع ہوے اور اوسپر ہجوم کیا سو اے فرزند دسوین شخص کے اب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کیطرف رجوع کرتے ہین حضرت نے فرمایا لوگون نے یعنی آٹھ مفسد صالح کے ساتھ کمر کرنے کے ارادہ سے چلے اور انکے جانیکے راستہ مین آٹھ آدمی آکر بارادہ قتل چھپے اللہ تعالی نے زمین کو حکم کیا زمین برابر ہوگئی پس یہہ لوگ جمع ہوکر ناقہ کے پاس چلے اونٹنی اپنے حوض پر کھڑی تھی انمین سے ایک شقی نے ایک شخص کو اونٹنی کے کونچین مارنے کو بھیجا ناقہ کے پاس آکر اسکے کونچین مارنا شروع کیا جانکر واپس آیا دوسرے کو بھیجا وہ بھی اسکا مارنا برا سمجھکر واپس چلا آیا پس جس جسکو بھیجا وہ مارنے کو عظیم سمجھکر واپس آتا جب ہم

دیکھا تو وہ شتی آپ ہی اُسکے طرف چلا اور ہاتھ دراز کر کر اُسکے کونچین کاٹین تو وہ گر گئی اور پانون ہلانے لگی ایک شخص انمین کا صالح سے جاکر بولا ناقہ کو دیکھ اسکے کونچین کاٹی گئین صالح نے نکلے لوگ آکر معذرت کرنے لگے الحدیث آسکے بعد کا قصہ وہی ہے جو اہل سیرت سے ہم نقل کر آئے لیکن اس روایت مین یہہ زیادہ کیا کہ صالح نے کہا عذاب کی علامت یہہ ہے کہ پہلے دن تمھارے مہنہ زرد ہوجاوینگے دوسرے روز سرخ ہوجاوینگے تیسرے دن سیاہ پھر جب صبح ہوئی انکے چھوٹے بڑے عورت مرد کے مہنہ زرد ہوگئے گویا خلوف لگائے ہین جب شام ہوئی سب لوگ پکارنے لگے کہ ایک دن اجل کا گذرا اور عذاب آیا جب دوسری صبح ہوی انکے مہنہ سرخ ہوگئے گویا خون کا خضاب کیا ہے پس وہ لوگ پکارنے رونے لگے اور عذاب کی نشانی پہچان لئے جب شام ہوی سب پکارنے لگے دو دن اجل کے گذرے اور عذاب حاضر ہوا جب تیسری صبح ہوی انکے مہنہ سیاہ ہوگئے گویا قیر لگائے ہین اور سب قوم پکارنے لگی کہ عذاب پہنچا ہے اور قوم کفن اور حنوط لگائی یعنی اور مغز حنوط تھا اور چمڑے انکے کفن تھے پھر اون لوگون نے اپنے کو زمین پر ڈالدیا آنکھین نیچے اوپر پھرانے لگے نہین جانے کہ عذاب کہان سے آویگا آیا آسمان سے یا زمین کے نیچے سے خسف یا قذف کرکے جب چوتھی صبح ہوی ایک ہیبت ناک آواز آسمان سے آئی جسمین بجلیون کی گڑگڑاٹ اور زمین مین جس چیز کو آواز ہے آنے لگی اس سے انکے دل ٹوٹ کر سینہ مین آگئے اور تمام قوم اوندھی گر پڑی سدی نے کہا اللہ تعالی نے صالح کو ثمود کیطرف مبعوث کیا ثمود نے اسکو جھٹلایا اور معجزہ طلب کیا ایک اونٹنی معجزہ دکھائی اور ایک روز اسکے پانی پینے کا تھا دوسرا دن لوگون کے پانی پینے کا اور جسدن ناقہ پانی پیتا تھا وہ ایک نہر سے تھا جو دو پہاڑ کے درمیان تھی اسپر ہجوم ہوتی وہان ابتک اسکی علامت ہے پھر ناقہ لوگون کے واسطے کھڑا ہوتا لوگ اوسکا دودھ لیتے اور سیراب ہوتے اور جس دن قوم پانی لیتے اس دن ناقہ نہین آتا اور اسکا بچہ

مان کے سر ابو دہنا صالح نے کہا تمہارے شہر مین ایک لڑکا اس مہینے مین پیدا ہوگا تمہاری ہلاکت اسکے
ہاتھون ہوگی اور قوم سے نو شخص کو اس مہینے مین بچہ پیدا ہوا سے انکو ذبح کر دیا دسویں شخص نے اپنے
بچہ کو ذبح کرنے سے انکار کیا اسکو اس سے پہلے کوئی بچہ پیدا نہوا تھا اور یہہ گربہ چشم سرخ رنگ تھا جلد بڑھنے
لگا جب لڑکا نو شخص پر گذرا تو اسکو دیکھ کر کہے اگر ہمارے بچہ بھی زندہ رہتے تو اسکے طرح ہوتے پھر وہ نو شخص
صالح پر غصہ مین آگئے بخاری نے عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا خطبہ پڑھتے تھے اور ناقہ اور اسکے کونچین کاٹنے والے کا ذکر فرماتے تھے پس فرمایا کہ ایک شخص
شقی ترین لوگون کا جلد اور تھا وہ شخص معزز شریر حیثیت اپنی قوم کی قوت مین تھا جیسا ابو زمعہ ان لوگون نے
کہا ناقہ کو منگل کے دن مارا صالح نے کہا موس کے روز یعنی پنجشنبہ کو علی الصباح تمہارے منہ زرد ہو جائینگے اور دوسرے
یعنی جمعہ کے روز علی الصباح تمہارے منہ سرخ ہو جائینگے پھر شنیچر کے دن یعنی شنبہ کی صبح کو تمہارے منہ سیاہ
ہونگے پھر اتوار کے دن عذاب آویگا جب صالح نے لوگونکو یہہ کہا تو نو شخص جو ناقہ کو کونچین کاٹ ڈالے تھے
بولے چلو صالح کو ہم قتل کرین گے اگر وہ سچا ہو تو ہم نے پیش قدمی کی اور اگر جھوٹا ہے تو ناقہ کے ساتھ
ہم نے اسکو ملا دیئے پھر رات کو صالح کے مارنیکے ارادہ سے آئے تو فرشتونے انکو پتھرون سے مار دیا جب انکے رفیق
دیر ہوئی تو انکے رفیق صالح کے گھر کے پاس آئے کیا دیکھتے ہین یہہ کہ لوگ پتھرون سے کچلے ہوئے پڑے ہین صالح کو خیال
لگے کہ تو نے انکو قتل کیا اور صالح کے مارنے کا ارادہ کیا صالح کے قبیلے والے کھڑے ہوئے اور ہتیار باندھ
مستعد ہوئے اور بولے ہرگز تم اسکو قتل کروگے اور اوسنے تم سے تین دن عذاب اترنے کا وعدہ کیا
دیکھ لو اگر وہ سچا ہے تو پروردگار کے غضب کو تمنے اور زیادہ کر دیا اگر جھوٹا ہے تم جو چاہین اسکے
کرو پھر وہ لوگ اس رات کو واپس گئے اور صبح جمعرات کا دن تھا انکے زرد منہ ہو گئے
اور عذاب آنے کا انکو یقین ہوا اور صالح کی بات سچی سمجھی اسپر بھی صالح کو قتل کرنے لئے
دھونڈنے لگے صالح بھاگ کر لطن بن غم مین گئے اور اونکے سردار نفیل ابو ہدب کے وہان
اترے اور وہ مشرک تھا صالح کو چھپا دیا قوم اسپر قادر نہوی اور صالح کے اصحاب کو
عذاب دینے لگے کہ صالح کو بتلا دین ایک شخص ثبیع بن ہرم نے صالح کے اصحاب سے

صالح کو کہا تمہارا پتہ دینے کیو اسکے قوم پہین عذاب دیتے ہین آیا ہم انکو بتلا دین صالح
نے اسکو اجازت دی تب صالح کا نشان دیا لوگون نے ابو ہبب کے پاس جاکر اس سے
بات چیت کی ابو ہبب نے کہا ہان میرے پاس صالح ہین تم کو اسکے پاس جانے کی کوئی راہ نہین
پھر اسکو چھوڑکر اپنے عذاب کے دہندے مین رہے اور اپنے منہ کے رنگ کا بیان ایک
دوسرے سے کہنے لگے اور دوسرے دن انکے سرخ منہ اور تیسرے دن سیاہ بنگئے پھر صالح اور جو لوگ
اپر اسلام لائے تھے اتوار کی شب کو ملک شام کی طرف نکلے اور پنجشنبہ کو دن چڑھے آسمان سے
ایک ہیبت ناک سخت آواز آئی ان سب لوگون کے دل ٹوٹکر مرگئے مگر ایک عورت ذریعہ
بنت سلف نامی لنجی اور سخت کافر اور صالح کی نہایت دشمن تھی اللہ تعالی نے اسکے
پاؤن کو قوم کے عذاب دیکھنے کے پیچھے تندرست کر دیا جلد وہان سے نکلکر قرح جسکو وادی
قری کہتے ہین پہنچی اور ثمود کا عذاب جو مشاہدہ کیا تھا اسکی خبر دی پھر پانی مانگا جب
پانی پی لیا تو مرگئی قتادہ نے کہا جب ثمود نے ناقہ کے کونچین کاٹ ڈالین تو ایک
دوسرے کو اشارہ کرنے لگا اور کہا ناقہ کے بچے کو لازم کر لو بچہ نے قارہ پہاڑ پر چڑھگیا
جب ایک دن ہوا قبیلہ کے طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا یا رب امی یا رب امی یا رب امی
اسوقت ایک ہولناک آواز اپر بھیجی گئی امام احمد اور بزار اور ابن جریر اور
ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اوسط مین اور ابو الشیخ اور حاکم اور
ابن مردویہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حجر مین اترے تو کھڑے ہو کر خطبہ پڑہا اور کہا ایہا الناس تم اپنے
نبی سے آیات مت چاہو کیونکہ قوم نے صالح نبی سے آیت یعنی معجزہ چاہا پھر اللہ تعالی نے
انکے لئے ناقہ بھیجا اس راہ سے اگر انکا پانی اپنی پانی کی باری مین پیتا تھا اور لوگ اسکا دودھ
نچوڑتے تھے جیسا پانی کی باری مین پانی لیتے اور اس راہ سے نکلتا تھا پس لوگون نے اللہ کے حکم سے
سرکشی کی اور اسکے کونچین ماریں اللہ تعالی نے انکے عذاب کا وعدہ کیا کہ تین دن کے بعد

نازل ہوگا اور یہہ اللہ کا وعدہ صحیح نہین کیا گیا تھا پھر ایک کہانت ثمود تک آواز آئی جس سے اللہ تعالے نے تمام قوم کو ہلاک کردیا اور جہان کہین مشارق و مغارب مین تھی کسیکو نہین چھوڑا اگر ایک شخص اللہ کے حرم مین تھا حرم نے اسکے عذاب سے بچایا لوگون نے حضرت سے پوچھا وہ کون شخص تھا حضرت نے کہا وہ ابو رغال تھا جب حرم سے نکلا تو اسکو بھی وہی عذاب پہنچا جو قوم کو پہنچا تھا حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے ابن کثیر نے کہا یہہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے واللہ اعلم ابو رغال ابو ثقیف ہی کی اولاد طائف مین رہتی تھی بخاری و مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجر پر گذرے تو فرمائے ان ظالمون کے گھرون داخل نہو مگر روتے ہوئے جو انہین پہنچا کہین تمہین بھی نہ پہنچے پھر حضرت نے منہہ پر اپنی چادر ڈالکر جلد چلے یہانتک کہ اس وادی سے تجاوز فرمایا بخاری و مسلم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثمود کی زمین حجر مین اترے وہان کے کنوین سے پانی لیا اور خمیر گوندھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کنوین کے پانی کو پھینکدین اور خمیر کو اونٹ کے چارہ مین ڈالدین اور حکم فرمایا اُس کنوین سے جسمین ناقہ پانی پیتی تھی پانی لین اور بھی بخاری کی حدیث مین ابن عمر سے آیا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک مین حجر مین اترے لوگون کو وہان کے کنوین سے پانی نہ پینے اور نہ لینے کا حکم فرمایا لوگون نے عرض کیا ہم اس پانی سے خمیر بنائے ہین حضرت نے اُسکے پھینکدینے کا اور پانی کے دالدینے کا حکم فرمایا مفسرین کہتے ہین قوم صالح سے جو من ہوئے چار ہزار آدمی تھے صالح علیہ السلام انکو لیکر حضرموت کی طرف نکلے جب وہان داخل ہوئے تو انکا انتقال ہوا اسی واسطے اس بلدہ کو حضرموت بولتے ہین ایک جماعت علما کی کہتی ہے صالح نے مکہ مین وفات پائی اور انتقال کیوقت اٹھاون برس کی عمر تھی اور قوم مین بیس برس رہے وَلُوطًا اور لوط کو بھیجا بعضے بولے معنی یہہ ہین اے محمد لوط کو یاد کر لوطبیٹا ہارون کا ہے وہ بیٹا ہے آزر کا ابراہیم علیہ السلام کا برادر زادہ تھا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جب کہا اُسنے اپنی قوم کو یعنی اہل سدوم کو اذ قال بدل ہے لوطا سے معلوم کرنا چاہئے کہ لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام پر

ایمان لائے اور اونکے ساتھ شام کی طرف ہجرت کی تو ابراہیم علیہ السلام فلسطین مین اور لوط علیہ السلام اردن مین اترے خدا یتعالیٰ اسکو سدوم اور اسکے اطراف کے شہر کے لوگون کی طرف مبعوث کیا قوم کو اللہ کی طرف دعوت کی اور انکو گناہ اور محارم اور فواحش سے جو اختراع کئے تھے منع کیا اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ لوط موتفکات کے طرف بھیجے گئے لوط کے چار شہر تھے سدوم اعمور ادما صویر ہر شہر مین لاکھ جنگی آدمی تھے سدوم سب مین بڑا شہر تھا لوط وہان رہتے تھے وہ شام کے بستیون سے ہے فلسطین سے ایک دن رات کا راستہ ابراہیم خلیل اللہ لوط کے چچا تھے لوط ہیٹا ہاران کا بیٹا تارخ کا اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو مہلت دی انہون نے پر وہ اسلام کا پہاڑا اور محارم کی ہتک کی اور بڑی فحش کے مرتکب ہوے ابراہیم علیہ السلام قوم لوط کے شہرون مین گدھے پر سوار ہو کر آتے تھے اور قوم کو نصیحت کرتے تھے وہ لوگ نہین مانتے تھے اسکے بعد ابراہیم اپنے گدھے پر سدوم کو دیکھ کر کہتے اے سدوم کونسا دن تمھارے لئے اللہ کے یہان ہے مین تمکو اللہ کی عقوبت کے متعرض ہونے سے نہی کرتا ہون سدوم دال مہملہ سے صاحب قاموس کہتا ہے دال مہملہ غلط ہے جوہری نے اسمین خطا کی صواب یہہ ہے کہ وہ ذال معجمہ سے ہے محقق تفتازانی نے بھی اسیکو ضبط کیا ہے جملہ مفسرین اور اکثر اہل معانی دال مہملہ سے بیان کرتے ہین اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ کیا کرتے ہو بے حیائی یعنی کیا تم کمینہ کام کرتے ہو جو وہ نہایت قبیح ہے انکا فحش لواطت تھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا کرتے فحش یعنی مردونکی ادبار مین یہہ استفہام انکاری توبیخی ہے مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ تم سے پہلے نہین کی یہہ کسی نے جہان کے لوگون مین پہلا من اسمین زاید ہے نفی کی تو کید کیواسطے اور استغراق کے معنی کا فایدہ بخشتا ہی دوسرا من تبعیض کیواسطے ہے معنی یہہ ہین ای قوم یہہ فحش کام کو کسی نے جنات و انسانات مین تم سے پہلے نہین کیا عمرو بن دینار نے کہا کوئی مرد کسی مرد پر قوم لوط کے پہلے نہین آرا طاؤس نے کہا قوم لوط نے پہلے لواطت

عورتون سے کی پھر مردون سے یہہ کام کیا ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اور ابن عساکر ابو صخرہ جامع بن شداد سے مرفوع روایت کرتے ہین کہ قوم لوط مردون سے لوطت کرنیکے چالیس سال پہلے عورتون سے لواطت کرتے تھے اس کلام مین قوم کو زجر و توبیخ ہے انکے فحش کام سے پہلے انکار کیا پیچھے اس سے زجر کرتا ہے کہ یہہ بُرا کام پہلے انہین لوگون نے کیا اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ تحقیق تم آتے ہو مردون کے پاس یعنی مردون کے ادبار مین آتے ہو شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ شہوت کی مارے عورتین چھوڑ کر یعنی مردون کے ادبار تمھارے نزدیک زیادہ خواہش مند ہے عورتون کے فروج سے یہہ دوسری توبیخ ہے جسمین پہلے سے زیادہ بُرائی بیان کی ان اور لام تاکید اور جملہ اسمیہ سے اسکو تاکید کیا شہوۃ مفعول لہ ہے یا مصدر ہے موقع حال مین مشتہین کی تاویل سے انکم کو نافع اور ابو جعفر اور حفص ایک ہمزہ سے بطریق جملہ خبریہ کے مستانفہ پڑھتے ہین باقی قراء دو ہمزہ سے پڑھتے ہین پہلا ہمزہ استفہامیہ ہے انکار و توبیخ کیواسطے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ بلکہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو یعنی ای قوم تم حلال کو چھوڑ کر حرام کیطرف جاتے ہو معلوم کرنا چاہئے کہ خدا تعالےٰ کی اس خبیث کام سے انکی مذمت و توبیخ کرنے اور انکے عار دینے کی وجہ یہہ ہے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اسکو خواہش وطی سے مرکب کیا اسلئے کہ انسانی نسل باقی اور دنیا آباد رہے پھر عورتون کو اس شہوت کا محل اور اس نسل کے بقا کا موضع بنایا پس جو انسان شعور و عقل رکھتا ہے اس شہوت کے منافع اور غایات سے آگاہ ہوتا ہے جب انسان نے باوجود شعور کے اسکو چھوڑ دیا اور عورتون سے درگذر کرکے اپنے مانند مردون کے طرف مشغول ہوا تو گویا اسنے کیا اور حد سے درگذرا کیونکہ ایک شئی کو اسکے غیر محل مین رکھا جو اسکے لئے پیدا نہین کیا انہین کیلئے کہ مردون کے ادبار محل ولادت نہین تھے جو مقصود اس شہوت مرکبہ انسان سے تھی اسیواسطے لوط علیہ السلام نے انسے اس طرح کی گفتگو کی اور اسراف کے طرف نسبت لگائی محمد بن اسحٰق وغیرہ اہل سیر کہتے ہین قوم لوط کے قریے زراعت و پھل سے سرسبز شاداب تھے زمین مین انکا مثل نہین تھا لوگون نے انکو رنج و اذیت دیکر اسکو نکال لینا چاہا تب ابلیس ایک بوڑھے کے شکل مین آیا اور انکو کہا تم اپنے اذیت پہنچانے والون سے ایسا ایسا کام کرو تو تم نجات پاتے ہو ان لوگون نے اس کام سے ابا کی بالآخر جب وہ انکو

ور فلانے لگا تو ان لوگون کا قصد کیا اور خوشرو صبیح لڑکون کو پاکر انسے خبیث کام کیا
اور یہہ بُرا کام انمین قایم ہوگیا کلبی نے کہا اول جسنے جو قوم لوط کا کام کیا وہ ابلیس تھا
کیونکہ انکی بستیان سرسبز تھین دوسرے بستی کے لوگ اسکو لینا چاہتے تھے ابلیس نے ایک جوان امرد
کی شکل مین آکر اپنے طرف انکو بلایا پہلے جسکی دبر مین لواطت کی گئی وہ ابلیس ہے پھر خدا تعالی نے
اُنپر آسمان سے کنکر برسائے اور زمین نے انکو نگل لیا اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کرتے ہین کہ اوسنے جو قوم لوط کو مردون کے پاس آنے عورتون کے پاس
نجانے پر برانگیختہ کردیا وجہ اسکی یہہ تھی کہ انکے گھرون اور باغون اور گھر کے باہر راستہ مین
میوے تھے انکو قحط سالی اور پہلون کی قلت لاحق ہوی تو ایک دوسرے کو کہنے لگا کہ
راستہ کے پھل مسافرون سے روکے جائینگے تو عیش کی فراغت میسر آئے گی تو اُسنے کہا کونسی
چیز سے منع کرین انہون نے کہا اس بلدہ مین جو مسافر آئے اسکو پکڑ کر وطی کرو اور اسکی
غرامت چار درم دو یہہ طریقہ تم جاری کرلو تو پھر کوئی لوگ ظاہر نہونگے یہی بات انکو اس
نئی ایجاد کی طریقہ پر لے آئی پہلے عالمین سے کسینے پہلے اس سے یہ کام نہین کیا تھا امام احمد
اور ترمذی اور ابن ماجہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امت پر قوم لوط کے کام کرنے سے بہت ڈرتا ہون
ترمذی نے اسکی تحسین کی ہے ابن عدی اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار شخص اللہ کے غضب مین صبح کرتے ہین اور
اللہ کی ناخوشی مین شام کرتے ہین صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہین حضرت نے فرمایا
مرد عورتون سے مشابہ ہونے والے اور عورتین مردون سے مشابہ ہونے والی اور
وہ شخص جو بہیمہ سے وطی کرے اور وہ جو مرد سے لواطت کرے ابن ابی الدنیا اور بیہقی
مجاہد سے روایت کرتے ہین جو شخص کہ وہ کام کرے یعنی قوم لوط کا اگر وہ آسمان کے ہر قطرہ
اور زمین کے ہر قطرہ سے غسل کرے تو بھی ہمیشہ نجس رہیگا ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا جابر

بن زید سے روایت کرتے ہین دُبر کی حرمت فرج کی حرمت سے زیادہ سخت ہے عبدالرزاق
عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے انہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین دیکھکر پوچھا
یارسول اللہ کیا آپکو کسی چیز نے غمگین کیا حضرت نے فرمایا مین ڈرتا ہون کچھ میری امت میرے بعد
قوم لوط کا کام کریگی ابن ماجہ اور حاکم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوط کا کام کرے تو فاعل اور مفعول دونون کو رجم
کرنا چاہئے - عبدالرزاق اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن
ابی الدنیا اور حاکم اور بیہقی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جسکو تم قوم لوط کا سا کام کرتا ہو پا ڈو فاعل اور مفعول دونون کو قتل کرو حاکم نے اسکی
تصحیح کی ہے معلوم کرنا چاہئے کہ لواطت کے حکم مین ایمہ کو خلاف ہے امام مالک کہتے ہین
لوطی کو رجم کرین خواہ محصن ہو یا غیر محصن ایسا ہی مفعول بہ کا حکم ہے اگر بالغ ہو تو رجم کرین اگر
غیر محصن ہو تو قید کرین اور ادب دیوین مذہب عطا اور نخعی اور ابن مسیب وغیرہ کا یہی ہے
امام ابوحنیفہ کہتے ہین محصن اور غیر محصن دونون کو تعزیر دین امام شافعی کے پاس اسکو حد
زنا مارنا ہے امام مالک سے بھی ایک روایت ایسی ہی آئی ہے وَمَا كَانَ جَوَابَ
قَوْمِهٖٓ اور کچھ جواب نہ دیا اسکی قوم نے یعنی جب لوط نے اس قبیح فعل سے اور انکے غضب
عمل کے ارتکاب سے جو خدا تعالی نے انپر حرام کیا تھا تو بیخ کی قوم لوط نے اسکو کچھ جواب نہ دیا اِلَّآ اَنْ
قَالُوْٓا مگر یہی کہا یعنی ایک دوسرے سے کہا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ نکالو انکو اپنے شہر سے
یعنی لوطؑ کو اور اسکے تابعین اور اسکے دین والون کو اپنے شہر سے نکالو اِنَّهُمْ اُنَاسٌ
يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ مقرر یہ لوگ ہین متھرائی چاہتے یعنی تمہارے کام فحش اور لواطت سے یہ لوگ پاکیزگی
چاہتے ہین ابن عباس نے کہا متھرائی چاہتے ہین مردون کے ادبار سے اور عورتون کے ادبار سے مجاہد نے کہا یہ جو
بولے بطریق استہزا بولے واضح ہو کہ عمل لواطت مین انہون سے متفق نہونے سے بطور ٹھٹھے کے ایسی
بات بولے ایسا ہی حال فساق کا صالحون کے ساتھ ہے فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ پھر ہمنے بچا دیا اسکو اور اسکے

گھر والون کو یعنی لوط کو اور جو اسپر ایمان لایا اور اسکے دین کا تابع بنا بچانے انکو بچا دیا
إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ مگر اسکی عورت رہگئی رہنے والون مین یعنے
عذاب مین رہنے والون مین رہی اور انکے ساتھ ہلاک ہوئی کیونکہ وہ کافر تھی اور کفار کو
دوست رکھتی تھی اور انکو خبر دیا کرتی تھی بعضے کہتے ہین معنی یہ ہین معمر لوگ کے ساتھ رہگئی
ایک طویل زمانہ اسپر گذرا پھر لوط کی قوم کے ساتھ ہلاک ہوی غابرین جمع مذکر کا صیغہ
لانا اور بصیغہ مؤنث غابرات نہ بولنا باعتبار فضیلت ذکور ہے وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا
اور برسایا ان پر برسا ؤ یعنی آسمان سے پتھر برسائے اور انکو ہلاک کر دیا یہ قول قتادہ
کا ہے دوسری آیت بھی مبین ہے حجارۃ من سجیل کی وہب نے کہا یہ مینہ گندک و آگ کا
تھا بعضے کہتے ہین کنکر برسے جو گندک اور آگ سے خمیر کئے گئے تھے کعب نے کہا یہ برسات
جنگل اور شہر اور مسافرین سب پر برسی کوئی اس سے نہ چھوٹا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُجْرِمِيْنَ ۝ پھر دیکھ آخر کیسا ہوا حال گنہگار ہونگا یعنی اے محمد اللہ اور اسکے رسول
کو جھٹلانے والون اور فحش کام کرنے والونکا انجام کیسا ہوا اور کسطرح ہلاک ہوے تو دیکھ
مجاہد نے کہا جبرئیل اترا اور اپنے بازو مدائن کی بستی کے نیچے ڈالکر اسکو اکھاڑا اور
آسمان کی طرف لیجا کر پلٹ دیا تلے اوپر کیا اور اسپر پتھر برسے زہری نے کہا جب
اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو عذاب کیا تو لوط ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھے اور ہمیشہ مرنے
تک انہین کے نزدیک رہے فانظر مین خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے
لیکن مراد اس سے امت ہین تاکہ اس قوم پر جو گذرا اس سے عبرت لین اور
برے کامون اور فواحش سے زجر حاصل کرین وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ع ۸
اور مدین کو بھیجا انکے بھائی شعیب کو اکثر مفسرین کہتے ہین مدین ایک مرد کا نام ہے وہ
ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا تھا اس قول پر معنی یون ہونگے ولد مدین کے طرف
بھیجا اور مدین قبیلہ کا نام ہے جیسا کہتے ہین بنو تمیم بنو عدی بنو اسد بعضے کہتے ہین مدین نام ایک

پانی کا ہے جسکے کنارہ وہ لوگ رہتے تھے بعضے کہتے ہین شہر کا نام ہے دونون قول پر معنی یون ہونگے بھیجا شعیب کو مدین کے لوگون کیطرف پہلا قول صحیح ہے کیونکہ خدا یتعالے نے فرمایا اخاہم شعیبا یعنی شعیب کو رشتہ نسب مین نہ دین مین شعیب بیٹا ہے توبہ کا وہ بیٹا ہے مدین کا وہ بیٹا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا اس نسب کے عطارد نے کہا ہے اور محمد بن اسحٰق کہتا ہے شعیب بیٹا میکیل کا وہ بیٹا یشجر کا وہ بیٹا لاوی کا وہ بیٹا یعقوب کا یہہ ثابت نہین بعضے کہتے ہین یشجر بن عنقا بن مدین بن ابراہیم اور میکیل کی مان لوط علیہ السلام کی بیٹی تھی بعضے کہتے ہین کہ شعیب یثرون کا بیٹا وہ یوب کا وہ مدین کا وہ ابراہیم علیہ السلام کا بعضے کہتے ہین شعیب بن صفور بن عنقا بن ثابت بن مدین بعضی اہل کتاب کہتے ہین شعیب بن عیفا بن یوئب بن ابراہیم انکا نام شروعبی انی زبان مین تھا اور شعیب عربی زبان مین عبداللہ بن زیاد بن سمعان بعضی قاریون نے کتب سابقہ کے نقل کرتا ہے اہل توراۃ زعم کرتے ہین شعیب کا نام توراۃ مین یکائیل اور سریانی مین جزی تھا شعیب علیہ السلام آخر عمر مین انکھ کے معذور ہوگئے تھے اور انکا لقب خطیب الانبیا تھا اسلئے کہ قوم کے ساتھ بہت خوبی سے کلام کرتے تھے انکی قوم کافر تھی اللہ کے ساتھ شرک اور ماپ تول مین کمی کرتی تھی اور انکی تکذیب کرتی تھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شعیب بنی رسول یوسف کے بعد ہوا جاننا چاہئے کہ شعیب علیہ السلام اہل مدین کی طرف مبعوث ہوے بعضے مفسرین کہتے ہین خدا یتعالی نے انکو اہل مدین اور اصحاب ایکہ کیطرف بھیجا اور یہہ دونون دو قوم تھین اور اصحاب ایکہ ہم نسب شعیب کے نہین تھے اسلئے خدا یتعالی نے سورہ شعرا مین لفظ اخ بیان نکیا جمہور کہتے ہین اصحاب ایکہ اور اہل مدین ایک ہین اور جو اخاہم کے لفظ سے مدیون دیتے ہین کہ وہان اسکو چھوڑ دیا اسلئے کہ جب لوگ ایکہ کی پرستش کرتے تھے اور شروع کلام مین اصحاب الایکہ واقع ہوا لفظ اخاہم کا ذکر کرنا مناسب نہوا دوسرا یہہ کہ عذاب مین دونون کے مغائرت واقع ہونا کوئی منافات نہین کیونکہ وہ لوگ جو رجفہ یعنی زمین کے زلزلہ سے ہلاک ہوے ان لوگون کے غیر ہین جو صیحہ سے ہلاک ہوے یعنی بعضے رجفہ بعضے صیحہ سے حق بات یہہ ہے کہ دونون عذاب سب لوگون کو واقع ہوے کیونکہ انکو سخت گرمی ہوی یہہ لوگ گھرون کے باہر نکلے ابر اپنر

سانبان کیا سب اسکے نیچے جمع ہوے پھر زمین نے انکے نیچے سے حرکت کی اور آواز تندنے
اوپر سے آکر انکو ہلاک کیا قَالَ بولا یعنی شعیب نے کہا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا صاحب اسکے سوے قَدْ جَآءَتْكُمْ
بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ مقرر پہنچ چکی تمکو دلیل تمہارے رب کی طرف سے یعنی میرے قول کی حقیت
اور میرے صدق نبوت و رسالت پر معجزہ آیا اس معجزہ کی کیفیت قرآن مین مذکور نہین اور نیز ہر نبی
کے معجزہ کا اوسمین بیان نہین بعضے کہتے ہین بینہ سے انکی طرف شعیب کا رسالت کے ساتھ آنا مراد ہے
بعضون نے کہا بینہ سے پند و نصیحت مراد ہے اسی کیطرف خدا یتعالی اشارہ فرماتا ہے کہ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ
سو پورے کرو ماپ تول اور لوگون کے حقوق ادا کرو اسی کی طرف اشارہ فرمایا وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
اور مت گھٹاؤ لوگون کو انکی چیزین یعنی لوگون کو انکے حقوق مین ظلم مت کرو اور اسمین کمی نکرو کہ ماپ تول
مین گھٹائین بخس کے معنی گھٹانا کم کرنا ابن عباس نے کہا یہ قوم بڑی سرکش تھی راستہ پر بیٹھکر لوگون کے مال مین
نقصان کرتی پھر آپ اسکو خرید کرتے اور کوئی مسافر آجاتا اسکے دراہم لیکر کہتے یہ دراہم کھوٹے ہین اور
اسکو کاٹتے پھر نقصان سے خرید کرتے اسکی طرف خدا یتعالی اشارہ فرماتا ہے وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ
بَعْدَ اِصْلَاحِهَا اور مت خرابی ڈالو زمین مین اسکے سدھارنے کے بعد یعنی خدا یتعالی نے رسول کی
بعثت اور عدالت کے قایم کرنے سے زمین کو جو درستی و اصلاح کی تم اسمین مت فساد کرو ذٰلِكُمْ
یہہ یعنی جو مین نے تمکو بیان کیا اور اللہ پر ایمان لانے اور ماپ تول پورے کرنے اور ظلم اور نقصان
چھوڑنے کا حکم کیا خَيْرٌ لَّكُمْ بھلا ہی تمہارے لئے یعنی کفر اور لوگون پر ظلم کرنے سے تمہارے حق مین بہتر ہے اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ہ اگر تم ایمان لانے والے ہو یعنی مین جو کہتا ہون اگر تمکو یقین ہے وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ
تُوْعِدُوْنَ اور مت بیٹھو ہر راہ پر دھمکے دیتے یعنی شعیب نے اپنی قوم کفار کو کہا کہ لوگون کو تم دین حق مین داخل
ہونے سے ہر راستہ مین منع کرتے اور ڈراتے ہو مت بیٹھو یہہ کہا کیونکہ قوم شعیب ہر راہ بیٹھتی تھی اور جو ایمان
اوسکے رسول شعیب پر ایمان لانے جاتا تھا اسے ڈراتی تھی اسی کی طرف اشارہ فرماتا ہے وَتَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ اور روکتے اللہ کی راہ سے جو کوئی ایمان لاوے یعنی جو کوئی

اللہ پر ایمان لانا چاہتا اسکو منع کرتے اور بولتے شعیب جھوٹا ہے اور اسکو مار ڈالنے کا ڈر بتلاتے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا راہ پر بیٹھتے جو کوئی انکے پاس آنکلتا تو اس سے کہتے تم جو شعیب کا قصد کرتے ہو سو وہ جھوٹا ہے کہیں وہ تمکو اپنے دین سے فتنہ میں ڈالے وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا اور چاہتے ہو اسکی کجی یعنی حق راہ سے کجی چاہتے ہو وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ اور یاد کرو جب تھے تم تھوڑے پھر تمکو بہت کیا یعنی شعیب علیہ السلام نے اللہ کی نعمت انکو یاد دلائی زجاج نے کہا یہ قول تین وجہ کا احتمال رکھتا ہے کثرت عدد اور کثرت غنا بعد فقیری کے اور کثرت قوت بعد ضعف کے وجہ کثرت تو نگری کی یہ ہے جب وہ فقیر اور ضعیف ہوں تو میرا قلیل کے یہ معنی ہیں قلت کے بعد کثرت اور ذلت کے بعد تمکو عزت دی پس تم شکر نعمت اللہ تعالیٰ کا بجالاؤ اور اسپر ایمان لاؤ بعضے کہتے ہیں کہ مدین بن ابراہیم نے لوط علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا حق تعالیٰ انکی اولاد میں برکت دیا بڑی جماعت ہو گئی وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ۝ اور دیکھو آخر کیسا ہوا حال بگاڑنے والوں کا یعنی اگلے امت اور گذشتہ قرنوں کی عذاب و ہلاکی کا انجام نظر عبرت سے دیکھو جو اوہوں نے رب کی حکم سے سرکشی کی اور اسکے رسولوں کی نافرمانی کی کیسی نیست و نابود ہو گئے اور قریب ترا متوں سے تمہارے لوط کی قوم ہے دیکھو خدا تعالیٰ نے اوپر آسمان سے پتھر برسایا جبکہ اوہوں نے نافرمانی کی اور اسکے رسول کی تکذیب کی وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا اور اگر تم میں ایک فرقہ مختلف ایمان لایا جو میرے ہاتھ سے بھیجا گیا اور ایک فرقہ نہیں ایمان لایا یعنی میری رسالت پر تم میں دو فرقے ہوئے ایک فرقہ ایمان لایا اور میری رسالت کی تصدیق کی دوسرا فرقہ نے میری تکذیب کی اور میری رسالت کا انکار کیا فَاصْبِرُوا تو صبر کرو اسمیں وعید اور تہدید ہے حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا جب تک اللہ فیصلہ کرے ہمارے اور تمہارے بیچ یعنی درمیان ہمارے اللہ چکوتی اور فیصلہ کردے پھر مومنوں کو عزت دے اور جھٹلانے والوں کو ہلاک کرے اور عذاب دے وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے یعنی سب حاکموں سے وہ حاکم عادل ہے اپنے حکم میں ظلم اور حیف سے منزہ ہے خیر الحاکمین اسلئے کہا کہ بعضے اشخاص کے نام سے بھی مجازاً حاکم ہوتے ہیں درحقیقت حاکم وہی ہے اسی واسطے خیر الحاکمین کہا

۹۶ رد

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ بولے سردار جو تکبر کرتے تھے اسکی
قوم کے یعنی قوم کی سرکش جماعت اشراف نے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان نہیں لائی تھی۔ کہا
لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ہم
نکال دینگے ای شعیب تجھکو اور انکو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہین اپنے شہر سے یا تم پھر آؤ ہمارے دین
مین جاننا چاہئے کہ جب شعیب علیہ السلام نے اُن کلمات مذکورۃ السبق کو قوم پر قرار داد کیا تو قوم نے
جواب دیا دو بات سے ایک بات ضروری ہو یا تو ہم تجھکو اور انکو جو تیرے دین کے تابع ہین اپنی
بستی سے نکال دینگے یا تم ہمارے دین وملت مین یعنی ہمارے باپ دادون کے دین مین جبر ہم ہین
مراجعت کرو کہ کفر ہے یہان اشکال ہے کہ شعیب علیہ السلام کبھی انکے دین پر نہین تھے یہان تک کہ
اسکے طرف رجوع کرین پھر او لتعودن فی ملتنا کے کیا معنی ہین جواب اسکا یون دیا گیا ہے کہ شعیب کے
اتباع ایمان لانے سے پہلے ان کفار کے مذہب پر تھے اسواسطے شعیب اور انکے اتباع کو خطاب کیا گیا
تو اس خطاب مین وہ داخل ہوے اگرچہ انکے ملت پر کبھی نہ ہوے دین بعضے کہتے ہین لتعودن بمعنی لتصیرن
کے ہے یعنی پھر جاوین ہماری ملت کے طرف ابتدا اور جائز ہے کہ لتعودن بمعنی لتدخلن کے ہو بقرینہ
تعدیہ فی اور تقابل لنخرجنک ہونے سے یا عود سے مراد انتقال موصوفین کا ہے ایک حال سے دوسرے
حال کی طرف مطلقاً نہ انتقال اس حال سے جو پہلے تھے یعنی کفر جانتا چاہئے کہ شعیب علیہ السلام نے قوم کا جواب
دو وجہ سے دیا پہلی وجہ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ہ بولا کیا ہم بیزار ہون تو بھی یعنی شعیب نے قوم سے
کہا تمھاری ملت مین ہم نہ آوینگے اگرچہ تم اس ملت مین داخل ہونے کے واسطے ہمپر جبر تعدی کرو
ہمزہ استفہام اور واو حال کے لئے ہے تقدیر یہہ ہے کیا تم ہمکو اپنے دین مین لے آؤگے ہماری نفرت کے
حال مین بھی دوسری وجہ شعیب نے انکو کہا کہ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ
تحقیق ہمنے جھوٹ باندھا اللہ پر اگر پھر آوین تمھارے دین مین یہہ شرط ہے جواب محذوف ہے بقرینہ ماقبل
یعنی قد افترینا نے اسکو حذف کیا یعنی اگر ہم تمھارے دین وملت مین آوین تو ہمنے اسوقت اللہ پر افترا کیا
بعضے کہتے ہین یہان جواب قسم محذوف ہے تقدیر یہہ ہے واللہ لقد افترینا بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا

بعد اسکے کہ اللہ نے ہمکو اس سے خلاص کر چکا یعنی اس ملت باطل سے جسکی خرابی ہم معلوم کر چکے ہین حاصل معنی یہہ ہین اگر ہم تمھارے دین مین آوین جب اللہ تعالی نے ہمکو اس سے بچا لیا تو ہم نے اسوقت اللہ پر بڑا ہی جھوٹ باندھا پہلا جملہ الطف رمز کے تھا کہ ہم تمھارے دین کی طرف عود نکرینگے دوسرا جواب قسم ہے کہ ہم اس کام کو نہ کرینگے مگر یہ کہ اللہ پروردگار ہمارا چاہے ہون یعنی متعلق عدم ہے اور یہہ جواب شعیب کا حکم تعلیق کا رکھتا ہے کیونکہ انبیا صغایر گناہون سے بری ہین تو کبایر سے تو بطریق اولی اور کفر سے بالضرورۃ لامحالہ بری ہین لیکن عموم نجات مین مومنین کے ساتھ اپنے کو بھی داخل فرما کر ضمیر جمع متکلم لانا بر اہ تغلب ہے یا تخییا سے مراد آگاہ کرنا ہے یعنی بعد اس سے کہ اللہ تعالی نے آگاہ کیا دین کفار کے باطل ہونے پر حاصل معنی اس قول پر یہہ ہین خلصنا اللہ تعالی من الکفر بعد اذ علمناہ بطلانہ وَمَا يَكُونُ لَنَا اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا اور ہمارا کام نہین کہ پھر آوین اس مین مگر یہہ کہ اللہ چاہے رب ہمارا یعنی تمھاری ملت مین آوین اور حق کو چھوڑ دین جسپر ہم ہین تو ہمکو لایق نہین مگر یہہ کہ ہماری رسوائی اور ارتداد خدا چاہے یعنی اسکے علم مین انکی دین مین ہمارا عود کرنا مسبوق ہو چکا ہے تو اللہ کی قضا و قدر ہمارے حق مین امضا ہوگی اور اسکی مشیت سابقہ ہمپر نافذ ہوگی جاننا چاہئے کہ شعیب کا یہہ قول براہ تسلیم ہے اللہ کی مشیت کو کیونکہ انبیا علیہم السلام اور اکابر عظام ہمیشہ خرابی عاقبت سے اور انقلاب امر سے ڈرتے ہین چنانچہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا واجنبی وبنی ان نعبد الاصنام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا فرماتے تھے یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک بعضے کہتے ہین شعیب علیہ السلام کی مراد اس کلام سے قطع طمع کفار کی ہے رجوع کرنے مین ایک ہونے والی بات پر تعلیق کرنے سے اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ کفر اللہ کی مشیت سے ہو وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ہمارے رب کی سمائی مین ہے سب چیز کی خبر یعنی اسکے علم مین ہر ایک چیز ہے وہ جانتا ہے آگے اس سے کہ ہووے اور جو ہوگا اور وہ ازل مین تمام اشیاء کا عالم تھا سعید وہ ہے جو اسکے علم مین نیک بخت ہوا اور شقی وہ ہے جو اسکے علم مین بدبخت ہوا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا اللہ پر ہمنے بھروسا کیا یعنی اللہ پر توکل کیا اور اسپر تکیہ کیا اور اپنا سب کام اسی کو سونپا کیونکہ جسنے اسپر توکل کیا تو وہ بس ہے معنی یہہ ہین اللہ ہی پر ہمنے بھروسا کیا نہ اسکے غیر پر

کفر خدا کی مشیت سے ہے

گویا اسباب کو چھوڑ دیا مسبب الاسباب کو دیکھا معلوم کرنا چاہئے کہ جب شعیب علیہ السلام قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہوئی تو جناب الٰہی میں یہہ دعا کی کہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ اے رب فیصلہ کر ہم میں اور ہماری قوم میں حق یعنی ایسا عذاب جسمیں جور و جفا اور حیف و ظلم راہ نہ پاوے افتح مشتق فتاحہ سے ہے یعنی حکم و قضا و فیصلہ کرنا اور فاتح بمعنی قاضی و حاکم ہے یا مشتق ہے فتح سے بمعنی کشایش و نصرت کے پہلے معنی قول ابن عباسؓ اور قتادہ اور ابن جریج اور جمہور مفسرین کا ہے ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق کی مراد کو میں نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ میں نے ذی یزن کی بیٹی سے سنا کہتی تھی تعال افاتحک ای اقاضیک یعنی آؤ تیرا فیصلہ کردونگی سدی نے کہا فتح بمعنی قضا میں کی لغت ہے زجاج نے دوسری معنی سے بھی جایز رکھا ہے کہا معنی اسکے یہہ ہیں اے رب ظاہر کر ہمارے امر کو یہاں تک کہ کشادہ اور آشکارا ہو وہ جو ہماری اور قوم کی بیچ ہے اس سے مراد کفار پر عذاب نازل کرنا ہے جس سے کفار کا باطل ہونا اور شعیب اور انکی تابعین کا حق پر ہونا دلالت کرے اس وجہ پر فتح کی معنی کشف و تمیز کے ہیں بالحق یعنی حق کے ساتھ جسمیں جور و ظلم و حیف نہیں وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ اور تو ہے بہتر فیصلہ کرنے والا فراء نے کہا عمان کے لوگ قاضی کو فاتح اور فتاح بولتے ہیں وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ اور بولے سردار جو منکر تھے اسکی قوم کے یعنی قوم شعیب کے اشراف سفلے اور ارذل لوگوں کو بولنے لگے۔ ابن عباس نے کہا انکے بڑے ضعیفوں کو کہنے لگے یہہ جملہ معطوف ہے اوپر کے جملہ پر جو اسکے مانند ہے شاید کہ یہہ جماعت غیر اس جماعت مستکبرین کے ہو اور ان سے بھی مرتبہ میں کمتر اور جایز ہے کہ یہہ بھی وہی ہوں خدا تعالی نے پہلے انکی بڑی گمراہی شعیب کی تکذیب سے بیان کی اور اب بیان کیا کہ انکی گمراہی اسی پر منحصر نہیں بلکہ دوسرے کو گمراہ کیا اور شعیب کی متابعت سے ملامت کی اور کہا لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اگر تم چلوگے شعیب کی راہ یعنی اپنے دین کو جو کفر و شرک اور ماپ تول کی کمی ہے چھوڑ کر شعیب کے دین کی پیروی کروگے إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ۔ تو بیشک تم اسوقت نقصان مند ہوگے یعنی دین میں یا دنیا میں تمہارے کام خراب ہونگے یہہ جملہ قایم مقام جواب شرط اور جواب قسم

دو نون کے ہے اور لام مفتوحہ لئن مین قسم کی تاکید کیو اسلئے ہے اذا حرف جواب وجزا ہے اسم ان اور خبر کے درمیان معترضہ واقع ہے جب قوم شعیب جو کفر پر مصر تھے اور شعیب اور مومنین سے انکی سختی دین و ایمان مین دیکھ کر ڈرے کہ اکثر قوم انکی پیروی کرین اسلئے لوگون کو نفرت دلانے کیواسطے اس قول کو براہ تاکید قسم کہے خاسرون کے معنی ٹوٹا پانے والے نقصان مند ہونے والے جانتا چاہئے کہ اونکے اس مقولہ سے انکا حال کامل ہوگیا پہلے اپنی گمراہی مین ثانیاً دوسرے کو گمراہ کرنے مین سو وہ مستحق ہلاکی کے ہوے اسواسطے خدا یتعالیٰ نے فرمایا فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ پھر پکڑا انکو زلزلے نے رجفۃ زلزلہ شدید فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ پھر صبح کو رہگئے اپنے گھر مین اوندھے یعنی سب کے سب مردہ ہوگئے اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ شعیب علیہ السلام نے انکی دعوت سے باز نہ آئے جب اللہ پر انھون نے سرکشی کی زلزلہ پیدا کیا جبرئیل نے اترکر اپنر کھڑا ہوا اور ایک آواز کی جس سے پہاڑ اور زمین زلزلہ کرنے لگے اور انکے ارواح انکے بدن سے نکلے اور کہا اسی کی طرف خدا یتعالیٰ نے اشارہ فرمایا فاخذتہم الرجفۃ بیان اسکا یہہ ہے جب قوم نے آواز سُنی تو اٹھ کھڑی ہوی اور گھبرا گئی پھر زمین ہلی اور انکے مردے ڈالدئے امام محی السنہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کہتے ہین کہ خدا یتعالیٰ نے قوم پر ایک دروازہ جہنم کا کھولا اور جہنم کی سخت حرارت کو اُنپر بھیجا انکے انفاس کو پکڑا کوئی سایہ اور پانی انکو کام نہ آیا غارون مین گھسے کہ ٹھنڈک پاوین ہاین اوپر سے بھی زیادہ حرارت پائی گھبرا کے جنگل کی طرف بھاگے خدا یتعالیٰ نے اُنپر ایک ابر کا ٹکڑا بھیجا اسمین ہوا اچھی ٹھنڈی تھی اوسنے اُنپر سایہ کیا اور وہی ظلہ ہے جو سورۂ شعرا مین مذکور ہے اس مین ٹھنڈک اور نسیم تھی ایک دوسرے کو پکارنے لگا جب عورت مرد بچے سب اس ابر کے نیچے جمع ہوے تو خدا یتعالیٰ نے اُنپر آگ کو روشن کیا زمین نے انکے نیچے سے زلزلہ کیا جزا دکے مانند سب جلکے خاکستر ہوے ظلہ بضم ظا لغت مین سایہ پوش اور اول ابر ہے جو سایہ ڈالے اور بعضے روایتون مین آیا ہے خدا یتعالیٰ نے سات دن اُنپر ہوا بند کردی پھر اُنپر گرمی کو مسلط کیا تو سب مرگئے یزید الجریری نے کہا اللہ تعالیٰ نے سات دن اُنپر ہوا کو مسلط کیا پستر حرارت پھر دوسرے ایک پہاڑ انکے لئے اٹھایا

ایک شخص نے آکر دیکھا تو اسکے نیچے نہرین اور چشمے ہین سب اُسکے نیچے جمع ہوگئے پہاڑ اوپر گر گیا اور یہہ عذاب یوم الظلہ ہے قتادہ نے کہا خدا یتعالی نے شعیب کو ایکہ اور مدین کے لوگون پر بھیجا ایکہ کے لوگ ظلہ سے ہلاک ہوے یعنی ابر کا سایہ جسکے اندر سموم باد گرم ہوتی ہے مدین کے لوگ زلزلہ سے ہلاک ہوے جبرئیل علیہ السلام نے ایک آواز کی اس سے سب ہلاک ہوگئے ہم نے اوپر نقل کیا کہ جمہور کے پاس اہل مدین واصحاب ایکہ ایک ہین اور ابو عبد اللہ بجلی نے کہا ابو جاد اور ہوذ اور حطی اور کلمون اور سعفص اور قرشت مدین کے بادشاہان تھے اور شعیب علیہ السلام کے زمانہ مین یوم الظلہ ایک بادشاہ تھا اسکا نام کلمون تھا اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا جنھون نے جھٹلایا شعیب کو جیسے کبھی نرہے تھے وہان یعنی گویا اس شہر مین کبھی سے نہ تھے لم یغنوا لم تقیموا اسکے معنی ہین غنی بالمکان کہتے ہین اقام بہ کے معنی سے یعنی اس جگہہ رہا مطلب یہہ کہ ایسا ہلاک کئے گئے گویا کبھی ایک دن ایام زمانہ سے اپنے گھرون مین بسے تھے بعضے کہتے ہین معنی یہہ ہین کبھی زندگی اس بستی مین نہ کی جس حالمین کہ متنعم تھے اس معنی پر ماخوذ ہے غناضد فقر سے ان دونون تفسیر پر خدا یتعالی نے ان مکذبین کے حال کو تشبیہ دی اُن لوگون کے حال سے جو کبھی اس بستی مین نرہے الذین کذبوا مبتدا ہے کان لم یغنوا خبر ہے کان مخففہ مثقلہ سے ہے اسکا اسم ضمیر محذوف ہے جو کفار کی طرف راجع ہے تقدیر کانہم ہے فیہا کی ضمیر دارہم کی طرف راجع ہے اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝ جنھون نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوے خراب یعنی اپنے نفسون کو دین و دنیا مین وہی خسارہ مین ڈالا بخلاف شعیب کے تابعین کے وہ دارین مین نفع پانے والے ہین یہہ جملہ مستانفہ ہے انکی ابتلا کے بیان کے واسطے ہے اور موصول وصلہ کو اعادہ کیا اور ضمیر فصل اور خبر مین لام تعریف لایا اسلئے کہ لگے کفار کی قول کی رد مین مبالغہ کرے فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ پھر روگردان ہوا ان سے یعنی شعیب علیہ السلام نے کفار کے قول سے اعراض کیا اور روگردان ہوا یا معنی یہہ ہین انکے درمیان سے نکلا جب انپر عذاب پہنچا وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ

اے قوم میری کہکر پیغام پہنچائے رب کے اور اچھا بتایا تمھارا لقد جواب قسم محذوف ہے یہہ بیان ہے شعیب علیہ السلام قوم کو برا عرصہ تک سمجھاتے رہے جب کچھ بس نہ چلا تو کہا

جماعت بیشمار تھی اجابت ایمان کی انسے توقع کی تھی یا وہ لوگ ہلاک ہوے بعد شدت غم سے یہہ کہا پھر اپنی نفس کی تسلی کے خاطر کہا کہ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ اب کیا غم کھاؤن نہ مانتے لوگون پر یعنی کفار پر کیا رنج کرون کیونکہ وہ لایق کسی کے غمخوارگی کے نہین انہین نے کفر پر اصرار کیا اور اپنے نفسون کو ہلاک کیا بعضے کہتے ہین شعیب نے یہہ جو کہا سو قوم کی ہلاکی پر بہت غم نہ ہونے کے واسطے براہ اعتذار کہا معنی یہہ ہین خدایتعالی کے احکام پہنچانے مین اور انکے ڈرانے مین اور نصیحت مین مبالغہ کیا پر اونھون نے میری بات نہ مانی اور اسکو باور نہ کیا پھر کیونکر انپر غم کھاؤن لایق غمخوارگی کے نہین آسی کے معنی لغت مین غم اور غمگین ہونا مفسرین کہتے ہین اشد حزن وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اور نہین بھیجا ہمنے کسی بستی مین کوئی نبی جانتا چاہیے ع
کہ جب اللہ تعالی نے ہمکو انبیا اور انکے امتون پر جو احوال گذرے ہین اونکو بتلایا تو اسمین یہہ خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ عذاب استیصال نکرین پر شاید انہین دو چار انبیا کے زمانہ مین واقع ہوا ہو کہین ایسا نہین ہوا اسلئے اس آیت مین بیان فرماتا ہے کہ ہلاک ایسے جنس کا دوسرے انبیا کے زمانہ مین بھی واقع ہوا اور علت اسکے واقع ہونے مین بیان کیا کہ ایسی کوئی بستی نہین جہان ہمنے کوئی نبی نہین بھیجا اسمین اضمار اور حذف ہے تقدیر اسکی فکذبوہ یعنی جہان انہون نے اپنی نبی کی تکذیب کی اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ کہ نہ پکڑا اوہان کے لوگون کو سختی اور تکلیف مین ابن مسعود نے کہا باساء فقر ضراء مرض ہے زجاج کے قول کے بھی یہی معنی ہین کیونکہ کہا الباساء وہ ہے جو لوگون کے مال مین سختی پہنچے الضراء وہ ہے جو کچھ بیماری انکو ہو بعضے کہتے ہین باساء سختی اور تنگ عیشی ضراء ضرر اور بدحالی لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۝ شاید وہ گڑگڑاوین یعنی ہمنے انکو فقیری اور بیماری مین اسلئے مبتلا کیا کہ وہ عاجزی کرین اور ایمان لاوین تضرع کے معنی عاجزی کرنا اور اللہ کا حکم ماننا اس آیت مین کفار قریش اور دوسرے کافرون کی تخویف وتہدید ہے تاکہ انزجار پاوین اور کفر وتکذیب چھوڑ دین جاننا چاہیے کہ خدایتعالی اب بیان کرتا ہے کہ اسکی تدبیر سب بستیون کے لوگون کے حق مین ایک طریقہ پر جاری نہین بلکہ ایک کے

حق مین دلیسی تدبیر فرماتا ہے جو ایمان کے لئے اقرب ہو اسی کیطرف اشارہ فرماتا ہے ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ پھر بدل دی ہمنے بُرائی کی جگہہ بھلائی کیونکہ سختی اور تنگی کے پیچھے راحت ہونا اور فراغ دستی حاصل ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ اللہ کی طاعت بجالاوین اور اسکی نعمت کا شکر ادا کرین کیونکہ مصیبت کے بعد راحت پانے سے انسان کا خاصہ ہے کہ اپنے منعم کی قدر دانی اور شکر گزاری کرتا ہے اہل لغت کہتے ہین سیئہ وہ شئی ہے جو اسکو بُری لگے حسنہ وہ ہے جسکو طبیعت اور عقل مستحسن سمجھے یہان سیئہ اور حسنہ سے سختی اور فراغتی مراد ہے معنی یہہ ہین کہ خدا یتعالیٰ فقیری اور بیماری کی جگہہ فراغتی اور صحت بدن کو بدل دیا حاصل یہہ ہے کہ خدا یتعالیٰ گناہگار اور کافرون پر کبھی سختی اور زحمت دیتا ہے اور کبھی غنا اور راحت برسبیل استدراج بخشتا ہے حَتّٰى عَفَوْا یہان تک کہ بڑھ گئے یعنی خدا یتعالیٰ نے انہون کو فراغتی اور صحت بخشی یہان تک کہ عدد مین اور مال مین بڑھ گئے اور زیادہ ہوگئے مجاہد نے کہا یہان تک کہ انکے اموال اور اولاد زیادہ ہوے معنی الشعر کہتے ہین جب مال زیادہ اور دراز ہو یہان سے ہے معنی حدیث واعفوا اللحی کے یعنی دراز و انبوہ کرو اپنی داڑھی وَقَالُوا اور کہنے لگے یعنی غرور اور کفران نعمت سے فراغتی اور تونگری کے بعد بھی کہنے لگے کہ قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ تحقیق پہنچی ہے ہمارے باپ دادا کو تکلیف اور خوشی یعنی زحمت و تکلیف کی جگہہ راحت و نعمت عادت دہر ہے اور طبیعت زمانہ ہے اور یہہ آج سے نہین بلکہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہے چنانچہ ہمارے باپ دادون کو بھی پہلے زمانہ مین سختی اور راحت لگی تھی کبھی قحط تھا کبھی فراخی کبھی صحت کبھی بیماری کبھی غم کبھی شادی کچھ کفر اور ایمان پر یہہ باتین نہین ہین ہم جس طریقہ پر چلے آئے ہین اسی پر رہینگے جیسے ہمارے باپ دادے رہے کیونکہ جب انکو سختی اور تکلیف پہنچی تو انہون نے اپنے دین کو نہین چھوڑا ہم بھی نچھوڑینگے پھر جب وہ ناشکری پر قایم ہوگئے ۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ پھر پکڑا ہمنے انکو ناگہان اور وہ خبر نہ رکھتے تھے یعنی ناگہان ہمارا عذاب انپر آیا پہلے سے اسکی خبر نہ رکھتے تھے اور اسطرح سے بیفکری کی حالت مین

یکایک عذاب آجانا ان اسکے مقدمات دیکھے کے بڑی حسرت کا سبب ہوتا ہے قتادہ نے کہا اللہ کا امر قوم کو یکایک آیا اور کسی قوم کو اللہ کبھی نہ پکڑا مگر انکے سکون اور غرور اور نعمت کیوقت وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا اور اگر مقرر بستیون والے ایمان لاوین اور ڈرین بعضے کہتے ہین اہل قری سے اہل مکہ اور اُسکے آسپاس کے لوگ مراد ہین معلوم کرنا چاہئے کہ جب خدا یتعالی نے پہلی آیت مین بیان فرمایا جنھون نے گناہ کئے اور تمردی کی انکو عذاب مین پکڑا تو اس آیت مین بیان کرتا ہے کہ اگر وہ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاوین اور اسکے امر کو بجا لاوین اور ڈرین یعنی اس سے کہ نہی کی اور اسپر حرام کیا لَفَتَحْنَا الآیہ قتادہ نے کہا ایمان لاوین اسپر جو اللہ نے نازل کیا اور ڈرین اس سے جسکو حرام کیا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ تو کھولین ہم اپنپر برکتین آسمان وزمین سے آسمان کے برکات مینہہ اور زمین کے برکات سے نبات اور پھل اور تمام چیزین جو زمین مین ہوتی مراد ہین خیرات اور انعام ارزاق سے اور امن وسلامتی آفات سے اور یہہ سب چیزین بندون پر اللہ تعالی کے فضل واحسان سے ہین اصل برکت ثبوت خیر آلہی کا ایک شئے مین ہے مینہہ کو آسمان کی برکت کیا کیونکہ اسمین برکت ہے ایسا ہی زمین کی سبزی مین برکت ثابت ہے کیونکہ آسمان کی برکتون سے یعنی مینہہ سے وہ پیدا ہوا بغوی نے کہا اصل برکت ایک شئے مین مواظبت ہے یعنی آسمان سے ہم نے اپنپے درپے مینہہ بھیجے اور زمین سے سبزی اور قحط کو اٹھایا قتادہ نے کہا لفتحنا علیہم برکات یعنی آسمان اپنی برکت دیتا اور زمین اپنے نبات دیتی لفتحنا کو ابن عامر نے تشدید تا سے باب تفعیل سے قرات کیا ہے بمعنی بہت کھولنے کے ہے باقی قرا تخفیف سے پڑھتے ہین وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا لیکن جھٹلانے لگے یعنی ہمنے انھون سے یہہ معاملہ کیا یعنی تونگری اور صحت دی تاکہ ایمان لاوین پر وہ ایمان نہ لائے اور ہمارے پیغمبرون کو جھٹلایا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ تو پکڑا ہمنے انکو بدلہ انکی کمائی کا یعنی بسبب اوسکے اعمال خبیث کے انکو انواع عذاب مین گرفتار کیا جانا چاہئے کہ خدا یتعالی نے اسکے بعد عذاب

استیصال کی تہدید کا اعادہ کیا اور فرمایا اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اب کیا نڈر ہین بستیون والے یہہ استفہام بمعنی انکار ہے مقصود اس سے نزول عذاب سے غایت غفلت کیوقت مین انکو ڈر بتلانا ہے انمین کفار مکذبین کو وعید اور تہدید اور زجر ہے کلام معطوف ہے فاخذناہم بغتۃ پر اور درمیان کا کلام معترضہ ہے قریٰ سے مکہ اور اسکے اطراف کے لوگ مراد ہین یعنے کہتے ہین وہ ہر بستی کے لوگون کو عام ہے جو کافر ہوے اور جھٹلائے اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ کہ آپہنچے اُنپر عذاب ہمارا راتون رات جب سوتے ہون بیات بمعنی تبیت کے ہے منصوب ہے ظرفیت پر یعنی وقت شب بحالیت تاویل اسم فاعل یعنی جس حالمین کہ شب کرنے والے ہین وہم نائمون کا جملہ حال ہے یعنی جس حال مین سوتے تھے اپنے گھرون مین۔ ابوالشیخ نے ابونضرہ سے روایت کی ہے کہا کہ مستحب ہے جب قاری آیہ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ کو پڑھے تو اپنے آواز کو بلند کرے اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى یا نڈر ہوئے بستیون والے کہ آپہنچے اُنپر عذاب ہمارا دن چڑھے ضحی کے معنی دن کے وقت کیونکہ ضحی شروع دن کو بولتے ہین وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ جب وہ کھیلتے ہون یعنی کھیلتے غافل ہون ہمارے ارادے سے اس آیت سے مقصود یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو غایت غفلت وقت سے نزول عذاب کا ڈر بتاتا ہے ایک شب کا وقت جسمین نیند کی حالت رہتی ہے دوسرا دنیا کے مشغلے کی حالت ہے جو وقت ضحی ہے کیونکہ لوگونکو دنیا کے کام مین اسوقت مشغلہ غالب رہتے ہین اور دنیا کے سب کام کھیل ہین حاصل یہہ کہ پیغمبرون کو جھٹلا کر عذاب الٰہی سے نڈر نہ ہونا دن نہ رات اور احتمال رکھتا ہے کہ کفر مین خوض کرنا اس سے مراد ہو کیونکہ یہہ بھی کھیل ہے اسلئے کہ وہ ضرر دیتا ہے نفع نہین بخشتا اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ کیا نڈر ہوے اللہ کے مکر سے مکر اللہ سے دونون وقت مذکورین عذاب کا لانا مراد ہے اور مکر مین استعارہ کیا بندہ کے استدراج سے اور بے خبر اسکو پکڑنے سے یعنی اسکے استدراج سے جو دنیا کی نعمت انکو دی یہہ مراد لیا کیونکہ مکر کو حیلہ و فریب کے معنی سے خدا تعالیٰ کے حق مین لینا جائز نہین اسکا بیان تیسرے سیپارہ اور ورد ۲۲ مین گزرا فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ

الخٰسِرُوْنَ ۝ سو نڈر نہین ہوتے اللہ کے مکر سے مگر وہی لوگ جو خسارہ پانے والے ہین یعنی وہ جو کفر اور اندھے دل کے سبب سے فکر و تامل نہین کرتے اور عبرت نہین پکڑتے آخرت مین خراب ہونے والے اور ہلاک پانے والون کے ساتھ ہلاک ہونے والے ہین کیونکہ جو کوئی نعمت مین مشغول ہووے اور اسکی قدر نجانے اور اپنے منعم کو نہ پہچانے پھر نفس امارہ کے اور شیطان کے جو آدمی کا سخت دشمن ہے پیروی کرے اور شکر گذاری سے منعم کے باز رہے اور طریقہ ناسپاسی کا اختیار کرے اور کوئی خوف و اندیشہ اس سے نہ رکھے تو یکایک گرفتار عذاب اور آخرت مین نقصان مند اور تباہ ہووے اور ہلاک ہونے والون کے ساتھ عذاب ابدی مین پکڑے جاوے پس عقلمند کو چاہئے کہ اس استدراج سے ڈرے جیسا جنگ کرنے والا اپنے دشمن سے ڈرتا ہے کہ کہین مین آبیٹھے اور یکایک اوپر گرے ہشام بن عروہ نے کہا ایک شخص اپنے رفیق کو لکھا جب تو نے اللہ کی جانب سے کوئی چیز پائی تو خوش نہو اور اللہ کے فتنہ سے اسمین بخوف نہو کیونکہ لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون زید بن اسلم نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملایکہ سے کہا یہہ خوف تمہارا کسلئے ہے جو تم سے مجھے خبر پہنچی حالانکہ مین نے تمہارا ایسا مرتبہ کیا کہ دوسرے کا ویسا مرتبہ نہ کیا فرشتون نے کہا یارب ہم تیرے مکر سے بخوف نہین تیرے مکر سے نڈر تو وہی قوم ہوتی ہے جو خرابی مین پڑنے والی ہوتی ہے عبد اللہ بن احمد نے زواید زہد مین علی بن ابی حلیمہ سے روایت کی ہے کہ ذر بن عبد اللہ الخولانی جب عشا کی نماز پڑھتا مسجد مین پھرتا جب جانا چاہتا تو آیت فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون بلند آواز سے پڑھتا

ع ۳ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ اور کیا ظاہر نہوا انکو جو وارث ہوتے ہین زمین کے جاننا چاہئے کہ اوپر کے آیات مین کفار کا حال انکی ہلاکی اور استیصال کا مجملاً و مفصلاً بیان کیا تھا اب یہان اون واقعات کا نتیجہ ظاہر کرتا ہے تاکہ ان قصون کے ذکر سے تمام مکلفین کو عبرت ہو یہد کا تعدیہ لام سے ہوا کیونکہ وہ بمعنی یتبین ہے یعنی ظاہر و واضح نہوا یرثون یعنی وارث ہوتے ہین مراد جانشینی گذشتہ لوگون کی اور وراثت انکے ملک کی ہے مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَا وہان کے لوگون کے جانے بعد یعنی گذشتہ لوگ کے ہلاک ہونے کے بعد حاصل یہہ کہ اگلے لوگون کے جو قایم مقام اور جانشین ہوے انکو یہہ معلوم نہوا

کہ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ اگر ہم چاہین تو انکو پکڑین انکے گناہ پر یعنی بسبب
انکے کفر کے انکو پکڑین اور عذاب دین جیسا گذرے ہوے لوگون کو پہنچائے اور جائز ہے کہ یہہ معنی
متبین ہو اسوقت مفعول محذوف ہوگا یعنی کیا انکو بیان نہ کیا انجام کار اگلے لوگون کا اَنْ مخففہ ہے
مشقدسے اسم اسکا ضمیر شان محذوف ہے اور یہہ جملہ شرطیہ فاعل ہے یہد کا دونون معنون پر
وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اور ہم مہر کرتے ہین انکے دل پر وہ نہین سنتے یعنی ۹۷ رکوع
موعظت نہین سنتے اور ایمان نہین قبول کرتے نَطْبَعُ کا جملہ مستانفہ ہے ماقبل سے الگ ہی خبر ہے
قبد امحذوف کی تقدیر اسکی ونحن نطبع ہے اگر نطبع کو مدلول اولم یہد پر عطف کرین تو جایز ہے
مدلول اسکا یغفلون عن الہدایۃ ہوگا یعنی بے خبر ہین ہدایت سے اور ہم مہر کرتے ہین شہاب
خفاجی نے حاشیہ بیضاوی مین کہا جملہ اولم یہد پر عطف کرنا بھی محتمل ہے کیونکہ یہہ جملہ اگرچہ انشائیہ ہے پر مقصود اس سے
انکی غفلت کا اخبار ہے نطبع یعنی طبعنا لیکر اصبنا پر عطف کرنا صحیح نہین کیونکہ سیاق لومین ہونے سے نفی طبع
کو مقتضی ہوگا جو برخلاف مقصود ہے تِلْكَ الْقُرٰى یہہ بستیان ہین یعنی اے محمد یہہ بستیان جنکے
لوگون کا حال تجھے انجام کا بیان کیا اور ان بستیون سے قوم نوح اور عاد ثمود اور قوم لوط اور قوم شعیب
کی بستیان مراد ہین نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا کر سناتے ہین تجھکو کچھ احوال انکا یعنی اے محمد تجھکو
خبر دیتے ہین ان بستیون سے اور وہان کے لوگون سے اور جو کچھ احوال درمیان انکے اور پیغمبرون کے واقع ہوے تاکہ ہماری
مدد دینا رسولون کی اور انکے ساتھ کے مومنون کو کافرون پر جو ہمارے اور ایمان والون کے دشمن ہین تجھکو
معلوم ہووے اور بھی کسطرح ہم انکے کفر اور مخالفت رسل کی سبب سے انکو ہلاک کیا معلوم ہوجائے جاننا چاہئے
کہ خدا تعالیٰ نے ان پانچ بستیون کے لوگون کا حال مخصوص بیان کیا کیونکہ طول مہلت اور کثرت نعمت سے
یہہ لوگ مغرور ہو گئے اور خیال کیا کہ آپ حق پر ہین اسمین خاطر عاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی
فرمائی اور کفار قریش کو اس سے ڈر بتلایا کہ مبادا تمپر بھی وہی آفت نہ پہنچے جو اگلے امتون کو پہنچی ہے
وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اور تحقیق ان پاس پہنچ چکے انکے رسول نشانیان لیکر یعنی
ہمارے رسول روشن معجزے اور واضح دلیلین لیکر ان بستیون کے لوگون کے پاس آچکے فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا

بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ پھر ہرگز نہوا کہ ایمان لاوین اس بات پر جو پہلے جھٹلا چکے تھے یعنی جو معجزے اور عجائب دیکھنے کے آگے ایکبار جھٹلا چکے تھے پھر بھی ایسے کب تھے کہ بعد دیکھنے کے اسپر ایمان لاوین بلکہ اسی تکذیب دائم پر اڑے رہے اس توجیہ پر من قبل سے پیش از رویت معجزات مراد ہے یہہ زجاج کا قول ہے متاخرین نے اسی کو اختیار کیا اور حافظ ابن کثیر نے اسکو مستحسن لکھا سدی نے کہا بما کذبوا من قبل سے میثاق کا دن ہے جسمین کہ تھا ایمان لائے مقاتل بن حیان نے کہا جب خدا یتعالی نے بنی آدم کو آدم کے پشت سے باہر نکالکر انکو گویائی دی اور پوچھا الست بربکم تو سب نے جواب مین بلے کہا بعضون نے اپنی زبان سے اقرار کیا اور بعضون نے اپنے دل مین کفر چھپا رکھا اسی کیطرف ولقد جاءتہم رسلہم الخ کی آیت اشارہ کرتی ہے یعنی رسول رسالت پہنچانے کے بعد معجزے لے آئے سو پھر معجزے پہنچنے کے بعد ایمان لاوین اس وجہ سے کہ میثاق کے دن تکذیب کی مجاہد نے کہا اس جملہ کے معنی یہہ ہین کہ کفار کے ہلاک ہونیکے بعد اگر ہم انکو زندہ کرین تو وہ ایمان لانے والے نہین اس بات سے کہ ہلاک سے پہلے جھٹلا چکے تھے جیسا خدا یتعالی نے فرمایا ولو ردوا لعادوا لما نہوا اگر دنیا مین پھر بھیجے تو جو نہی کیا گیا تھا وہی کرین یمان بن زیاد نے کہا یہہ آیت اس معنی سے ہے کہ ہر نبی اپنی قوم کو عذاب سے ڈر بتلایا ہے پھر وہ اسکو جھٹلائے ہین خدا یتعالی فرماتا ہے ہرگز نہوا کہ ایمان لاوین اس سبب سے کہ انکے اگلے لوگون نے گذشتہ امتون مین سے جھٹلایا تھا ایسا جھٹلایا جیسا اور اہل امت نے جھٹلایا ابی بن کعب نے کہا کذبوا من قبل سے مراد اللہ کے علم مین تھا جسدن اقرار میثاق کا کیا یعنی وہ ایمان نہ لاوین گے ربیع بن انس سے بھی اسی کے مانند منقول ہے یہہ قول مختار ابن جریر طبری کا ہے کیونکہ جنھون کا ایمان نہ لانا اللہ کے علم مین سابق ہے تو ابدًا وہ ایمان نہ لاوینگے پھر جب خدا یتعالی کے علم مین امت ہلکو جنکا مذاکرہ اس سورہ مین گذرا ہمیشہ ایمان نہ لانے پر مسبوق ہو چکا تو اپنے سے خبر دی کہ ہرگز وہ ایمان نہ لاوینگے اسلئے کہ رسول آنے سے پہلے اسکے علم سابق مین جھٹلا چکے پھر خدا یتعالی اسکے قبول نکرنے کا سبب بیان کرتا ہے کَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ یون مہر کرتا ہے اللہ کافرون کے دل پر یعنی جیسا گذشتہ امتون کے کفار کے دل پر مہر کی اور انکو ہلاک کیا اسیطرح تمام کفار کے دل پر مہر کرتا ہے جنکا ایمان نہ لانا لکھ چکا اس کلام مین

کفار قریش سامعین کو ڈراتا ہے وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ اور نہ پایا ہمنے انکے اکثر لوگون مین عہد یعنی وفاء عہد اور عہد پر قایم رہنا اور اسکو بجالانا اکثر لوگون مین مطلقا یا اکثر لوگون مین جنکی گذشتہ امتون کے حکی خبر ہمنے تجھے دی پس ضمیر اکثرہم کی یا مطلق ناس کی طرف پھرتی ہے یا اسم مذکور مین سے کسی کے طرف پھرتی ہے یہان وفاء عہد مضاف کی طرف مقدر کیا کیونکہ عہد دو طور تھے یا تو وہ عہد تھا جو خدا نے انہون سے میثاق کے دن لیا یا وہ عہد جو خوف و مضرت کے وقت اللہ سے کرتے تھے جیسا اس آیت مین فرمایا فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ اور عہد سے مراد یہان وہ عہد ہے جو مصیبت کے بعد عافیت دی یہہ قول قتادہ کا ہے بعضے کہتے ہین وہ عہد ہے جو اللہ تعالی نے بنی آدم سے میثاق کے دن لیا یہہ قول ابو العالیہ اور ابی بن کعب اور مجاہد کا ہے حاصل معنی یہہ ہین اکثر خلایق نے اللہ کے عہد و پیمان کو جبکہ آیات کے نازل کرنے اور حجت قایم کرنے سے ہمنے کیا تھا نہ پایا وہ لوگ جنھون نے اللہ سے اپنی مصیبت و بلا کے وقت عہد و پیمان کئے تھے ہمنے انکو اپنے عہد پر نہ پایا یہان تخصیص اکثر کے حال کی کی اوسکے یہہ معنی ہین بعضون نے عہد کو وفا کیا بلکہ اس معنی سے ہے کہ بعضے نہ عہد کرتے ہین اور نہ اپنے عہد کو بجالاتے ہین یا معنی یہہ ہین ہمنے عہد کو جو میثاق کے دن انسے لیا تھا وفا نہ کیا اس قول پر اکثرہم سے کل کفار مراد ہین یہہ جملہ معترضہ ہے یا تتمہ کلام سابق ہے من عہد مین من زاید ہے استغراق نفی کا فایدہ بخشتا ہے اکثرہم متعلق وجدنا ہے یا مطلق کا نا محذوف سے ہو حال من عہد سے ہوگا گویا ترکیب اسکی یون ہوگی وما وجدنا عہدا کائنا لاکثرہم وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ اور اکثر انہین پائے بدکار یعنی اپنی طاعت اور حکم سے باہر پائے اَن یہان مخففہ ہے مثقلہ سے بقرینہ لام مفتوح مابعد مین اور ضمیر شان اسم ان محذوف ہے اور وجدنا بمعنی علمنا ہے یعنی تحقیق شان یہہ ہمنے جانا ہے کہ فیون کے پاس ان نافیہ ہے اور لام مفتوحہ لفاسقین مین بمعنی الا ہے یعنی ہم نے نہین جانا انہین کے اکثر کو کہ فاسق پہلا وجدنا ماخذ وجود سے ہے جو مطلوب پانے کے معنی سے ہے دوسرا وجدنا بمعنی علم اور مرادف اسکے ہے ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى پھر ہمنے بھیجا انکے پیچھے موسی

یعنی ماسبق انبیاء جو مذکور ہین اور انکے امت ہلاک ہوی بعد موسیٰ کو بھیجا مسبوق انبیا سے نوح اور ہود
اور صالح اور لوط اور شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام مُراد ہین جاننا چاہئے کہ یہہ چھٹا قصہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ
نے اس سورہ مین بیان کیا اور اس قصہ کو بشرح وتفصیل بیان فرمایا جو تمام قصون مین ایسا نہ کہا اسلئے
کہ معجزات موسیٰ کے سایر انبیا کے معجزات سے اقوی تھے ثم باوجود تراخی پر ولالت کرنے کے بعدیت سے
تصریح کی اسلئے کہ موسیٰ کی بعثت عادت الٰہی پر یکی بعد دیگرے واقع ہوی اور ضمیر بعد ہم پیغمبرون کی
طرف راجع ہے یا اسم مذکور کی طرف راجع ہے جو اگلی آیت ولقد جاءتہم رسلہم مین مذکور ہوی
بِاٰیٰتِنَا اپنی نشانیان دیکر یعنی ہمارے حجت اور دلایل جو موسیٰ کے صدق پر دال تھے جیسے
ید بیضا اور عصا وغیرہا جن معجزون کو موسیٰ لائے تھے اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِہٖ فرعون اور اسکے
سردارون پاس فرعون موسیٰ کے زمانہ مین مصر کا بادشاہ تھا اس زمانہ مین یہہ لقب مصر کے
بادشاہ کا ہوتا تھا جیسا قیصر روم کے بادشاہ اور نجاشی حبش کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا فرعون کا
نام قابوس تھا بعضے کہتے ہین ولید بن مصعب بن ریان مجاہد نے کہا فرعون فارسی تھا اہل الصخر سے
ابن لہیعہ نے کہا فرعون ابناء مصر سے تھا علی بن ابی طلحہ نے کہا فرعون قطبی ولد زنا تھا سات بالشت
کا قد تھا حسن بصری نے کہا وہ گبر تھا ہمدان کا محمد بن المنکدر نے کہا فرعون کی تین سو برس کی عمر ہوی
دو سو بیس برس اوسکی آنکھ کے کچرے تک کو نہ دیکھا اور موسیٰ نے اسکو اسی برس دعوت کی ابراہیم
بن مقسم ہذلی نے کہا فرعون چار سو برس زندہ رہا دو سر تک نہ دیکھا ابو الاشہب نے کہا فرعون
چار سو برس جوان رہا بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یارب تو نے فرعون کو چار سو برس تک مہلت دی اور وہ کہتا ہے
انا ربکم الاعلی اور تیرے نعمتون کی تکذیب کرتا ہے اور تیرے رسولون کا انکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ
نے وحی بھیجی کہ وہ نیک خلق ہے سہل الحجاب مین دوست رکھتا ہون کہ اسکو کافی ہون ملاء کے
معنی اشراف اور سردار قوم مخصوص انکو بیان کیا کیونکہ جب سردار ایمان لاوین تو اونکے
اتباع بھی ایمان لاتے ہین فَظَلَمُوْا بِہَا پھر زبردستی کی انکے ساتھ یعنی فرعون اور اسکی قوم

ان آیات یعنی معجزون سے کافر ہوے ظلموا بجای کفروا کے لے آیا کیونکہ ظلم ایک شی کو غیر موضع مین رکھنا اور یہہ آیات واضح معجزات تھے اس سے کفر کیا اور کفر کو بجاے ایمان کے رکھا یا ظلموا بمعنی انکر دا ہے یعنی ان معجزات کو دیکھ کر باندیشہ زوال ریاست انکار کیا یا ستم کیا اپنے نفسون پر بسبب تکذیب کے فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ۔ تو دیکھ آخر کیسا ہوا حال مفسدون کا یعنی اے محمد تو دیدۂ عقل و بینائی سے دیکھ کہ انجام کار مفسدون کا کیا ہوا سبکو ہلاک کر دیا ڈبو دیا۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ۔ اور کہا موسیٰ نے اے فرعون تحقیق مین رسول ہون جہان کے صاحب کا یعنی جب موسی علیہ السلام فرعون کے پاس آئے اللہ کی طرف ایمان لانے کے واسطے اسکو دعوت کی اور بولے مین رب العالمین کا رسول ہون تیرے طرف اور تیرے قوم کی طرف بھیجا ہوا معلوم کرنا چاہیئے کہ خدا تعالی یہان موسی علیہ السلام کے مناظرہ سے خبر دیتا ہے جو فرعون کے ساتھ ہوا اور جو موسیٰ نے فرعون اور اسکی قوم پر کہ مصر کے قبطی تھے آیات بینات ظاہر کیے حَقِيقٌ عَلَىٰ أَنْ لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ قایم ہون اسپر کہ نکہون اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے یعنی مین رسول ہون اور رسول اللہ پر نہین کہتا مگر جو اسکے وصف در تنزیہ اور توحید مین راست اور سچ ہو یہہ جواب ہے اس سے جو انکا ظلم و کفر آیات سے اور موسی کے جھٹلانے سے مفہوم ہوتا ہے حقیق علی کو نافع نے تشدید یا سے پڑھا ہے بمعنی واجب و لازم علی کے یعنی مجھ پر لازم واجب ہے کہ نکہون الخ جمہور قرا علی تخفیف سے پڑھتے ہین حرف جار ہے بمعنی بار کے اور حقیق بمعنی لایق و سزاوار ہے یعنی مجھے سزاوار ہے کہ نکہون سوا راست و صواب کے یا بمعنی حریص ہے یا بمعنی ثابت و مستمر کے ہے یعنی ثابت و قایم ہون قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ تحقیق لایا ہون تم پاس نشانی تمہارے رب کی یعنی حجت قاطعہ اللہ پاس سے لایا ہون جو میرے دعوی رسالت کی سچائی پر دیا ہے بینہ سے موسی علیہ السلام کا معجزہ مراد ہے جو عصا اور ید بیضا تھا معلوم کرنا چاہیئے کہ جب موسی علیہ السلام نے رسالت پہنچانے سے فارغ ہوئے تب اسپر یہہ حکم مرتب کیا اور کہا فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ سو بھیج میرے ساتھ بنی اسرائیل کو یعنی

بنی اسرائیل کو تیرے قید سے چھوڑ اور رہا کر تا کہ مقدس زمین مین میرے ساتھ چلے جاوین کہ انکے باپ دادون کا وطن ہے معلوم کرنا چاہئے کہ بنی اسرائیل کے مصر مین رہنے کا سبب کیا تھا کہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد اپنے بھائی کے پاس آکر مصر مین رہے بود و باش انکی یہان ہوئی اور نسل بہت ہوئی جب فرعون کا غلبہ ہوا بنی اسرائیل کو اپنی غلامی مین لیا اور اون سے محنت و مشقت کے کام مثلاً مٹی اٹھانا اینٹ بنوانا ایسے کام لیا کرتا پس موسی نے بنی اسرائیل کو اس قید سے چھوڑانا چاہا اور زمین مقدس مین جو شام کی بستی ہے اور انکے آباد کا وطن ہے لیجانا چاہئے

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ بولا اگر تو آیا ہے کچھ نشان لیکر تو اسکو لا اگر تو سچا ہے یعنی فرعون نے بعد رسالت کے پہنچانے کے موسیٰ سے کہا اگر تو اسکے پاس سے جسنے تجھکو بھیجا کوئی بینہ یعنی معجزہ جو تیری راستی پر دلالت کرے لیکر آیا ہے تو لا اور میرے پاس حاضر کر تا تیرا دعوی صحیح اور تیرے قول کی راستی ظاہر ہو

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ تب ڈالا اپنا عصا تو وہ اسیوقت ہوگیا اژدہا صریح قتادہ نے کہا یہہ عصا آدم علیہ السلام کا عصا تھا مدین کی طرف جاتے وقت فرشتے نے موسیٰ کو دیا تھا رات کو روشن ہوتا دن کو زمین پر اس سے مارے تو موسیٰ کا رزق بین سے نکلتا اور اپنے بکریون کے لئے اوس سے پتے جھاڑتے ابن عباس نے کہا ثعبان نر سانپ کو کہتے ہین سدی اور ضحاک بھی ایسا ہی کہتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو وہ بڑا سانپ بنگیا منہہ کھولا ہوا تھا فرعون طرف جست کی جب فرعون نے دیکھا کہ وہ اپنا قصد کرتا ہے تو اپنے تخت سے اتر کر چھپ گیا اور موسی کو پکار کے بولا کہ سانپ کو اسکے ارادے روک دے موسیٰ اسکا حکم بجا لایا قتادہ نے کہا عصا ایک بڑا سانپ ہوگیا جیسا ایک بستی ہے سدی نے کہا ثعبان نر سانپون سے تھا منہہ کھولے ہوئے ایسا بڑا لب زیرین اوسکا زمین پر اور لب بالا فرعون کے محل کے کنگورہ پر پڑتا تھا پھر فرعون کو پکڑنے کے لئے منہہ کھولا فرعون اسکو دیکھکر گھبرایا اور تخت سے بھاگتا ہوا کود پڑا حالانکہ اس سے پیشتر ایسا نہین تھا کہ تخت پر پاخانہ کرتا ہے

اور چیخ مار کر موسی سے کہا اسکو پکڑ لے تیرے پر ایمان لاتا ہون اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیجتا ہون موسی اسکو پکڑ لئے پھر وہ عصا ہو گیا عکرمہ ابن عباس سے بھی اسی کے مانند روایت کرتا ہے وہب بن منبہ نے کہا اوسنے لوگون پر حملہ کیا سب لوگ بھاگے اژدہام یہانتک ہوا کہ پچیس ہزار آدمی ہلاک ہو گئے فرعون بھاگ کے گھر مین گھس گیا اسکو امام احمد کتاب الزہد مین اور ابن ابی حاتم روایت کرتے ہین حافظ ابن کثیر نے کہا اسکے سیاق مین غرابت ہے ابن جریر اور ابو الشیخ منہال سے روایت کرتے ہین کہا سانپ آسمان کی طرف ایک میل بلند ہوا اور فرعون کا قصد کیا اور سانپ کہتا تھا اے موسی جو حکم چاہتا ہے کر اور فرعون کہتا تھا اے موسی جسنے تجھے بھیجا ہے اوسکی قسم دیتا ہون پھر موسی نے اوسکا پیٹ پکڑ لیا ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے روایت کرتا ہے کہا درمیان دونون لب سانپ کے بارہ ذراع تھے ابن جریر اور ابن ابی حاتم فرقد سبخی سے روایت کرتے ہین کہا چالیس ذراع تھے اور فرعون کو اُن چالیس دست آئے ثعبان کی صفت مین مبین کہا یا اسلئے کہ عصا کا سانپ ہو جانا حضار مجلس پر روشن تھا اسی واسطے کہا ثعبان مبین یعنی اژدہا بین صریح یا اسلئے کہ سانپ کو تمیز دیا اور ظاہر کیا ساحرون کے ملمع اور بناوٹ کامون سے اور انبیا کے معجزے ایسے تخیلات اور ملمع سے پاک رہتے ہین یاد رکھنا چاہئے کہ فرعون نے موسی سے پھر پوچھا کہ اور بھی کچھ معجزہ رکھتا ہے تب موسی نے کہا ہان اور ہاتھ اپنا نکالا اسی کی طرف خدا تعالے اشارہ فرماتا ہے وَنَزَعَ يَدَهُ اور نکالا اپنا ہاتھ یعنی موسی نے اپنے گریبان سے یا بغل سے ہاتھ نکالا فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ۔ تو اسی وقت وہ سفید نظر آیا دیکھنون کو یعنی جگمگاتا ہوا نظر آیا بیضہ کے پرچھانے گریبان یا بغل کے ہاتھ [illegible] پھر اسکو گریبان مین لیجا کے نکالا تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا معلوم کرنا چاہئے کہ بہت سفید ہی جسکو کوڑھ کہتے جسمین عیب تھا اسی واسطے خدا تعالی نے دوسرے جگہ فرمایا بیضاء من غیر سوء یعنی سفید بغیر کوڑھ کے اور یہان دفع عیب کے واسطے للناظرین فرمایا یعنی سفید نظر آیا واسطے نظارہ کے اور سپید نظارہ کے واسطے تب ہی ہو گا جب سپیدی مجیب عادت کے باہر ہو جس سے لوگ تعجب کریں

جاننا چاہیئے کہ جب قوم کی گھبراہٹ جاتی رہی اور فرعون
تخت پر بیٹھا تو قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ بولے سردار قوم ع
فرعون کے مقرر یہہ بیشک بڑا داناجادوگر ہے یعنی سردار قوم فرعون کے کہ اہل شوریٰ تھے
جہل یا براہ مشورہ آپس مین بولے موسیٰ علم سحر مین سب سے زیادہ ماہر ہے لوگون کی آنکھین اپنی
سحر سے باندھتا ہے یہان تک لوگون کے خیال مین ایسا دکھتا ہے کہ لکڑی سانپ بنگئی اور یہہ
برخلاف اسکی حقیقت کے دکھلاتا ہے جیسا اپنے ہاتھ کو سفید نورانی بنا دیا حالانکہ وہ گندمی رنگ
کا ہے قوم نے موسیٰ کو ساحر کہا کیونکہ ان دونون مین سحر کا بڑا چرچا تھا جب موسیٰ نے ایسا
معجزہ کر بتلایا جس سے دوسرا عاجز ہو جاوے تو بولے یہہ بیشک بڑا جادوگر ہے معلوم کرنا چاہیئے کہ
سورۃ الشعرا مین یہہ قول فرعون سے نقل فرمایا یہان سرداران قوم کی طرف اشارہ کی شاید
وہ پہلے بولا کہ پیچھے اسکے قوم بولی ہو یا یہہ کہ قوم بھی اسکے ساتھ شورت کرکے یہہ بولی۔
معلوم کرنا چاہیئے کہ معجزہ خرق عادت ہے جو دعوی و تحدی کے ساتھ مقرون ہو اور سب بندون کو
اسکے معارضہ سے عاجز کردے اسطور پر کہ کوئی اسکا معارضہ نکر سکے اور براہ عادت اہل حق پاس
مدعی نبوت کے صدق پر دلالت کرے کیونکہ عادت الہی ایسی ہی جاری ہے کہ ظہور معجزہ کے بعد مدعی نبوت
کی راستی حاضرین پر حاصل کراوے اور ثبوت معجزہ کے سات شرایط ہین پہلی شرط خدا تعالی کا فعل ہونا
کیونکہ تصدیق خدا تعالی کے ہی جانب سے ہے جو اوسکے طرف سے نہو وہ معجزہ نہین دوسری عادت
کے خارق ہونا تیسری اسکا معارضہ براہ عادت محال ہو چوتھی معجزہ مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو
تاکہ اسکی تصدیق معلوم ہو پانچوین دعوی کے موافق ہو جیسا بولے کہ میرا معجزہ مردہ کو زندہ کرنا ہے
اگر دوسرا خارق ظاہر کرے تو اسکی صدق پر دلالت نکرے چھٹی جو چیز کہ نبی براہ معجزہ ظاہر کرتا ہو اسکی جھٹلانے والی نہو مثلاً
کہا کہ یہہ گھوڑا پھوٹ بات کریگا اور وہ کہا کہ یہہ جھوٹا ہے تو اس سے اسکی سچوٹی معلوم نہو وہ بلکہ اعتقاد اسکے کذب کا زیادہ کرے برخلاف اسکے
کہ کہا میرا معجزہ مردہ کو زندہ کرنا ہی پھر مردہ نے زندہ ہو کر اسکی تکذیب کی تو صحیح نہیں ہے کہ اس مردہ کا زندہ کرنا معجزہ
ہو سکتا ہے اور اسکا صدق ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اسکا زندہ کرنا خود معجزہ ہے اور مردہ اسکے زندہ کرنے

کو نہین جھٹلایا بلکہ اس شخص کو جھٹلایا اور زندہ کرنے کے بعد اپنے فعل کا مختار ہے جیسے دوسرے زندے
تصدیق کرتے ہین یا تکذیب اور اس سے دعوی متعلق نہین تھا پس اسکی تکذیب پیغمبر کی نبوت مین قدح
نہین کرتی ساتوین معجزہ دعوی پر مقدم نہو نا بلکہ اس سے ظاہر ہوا یا اس سے تھوڑا متاخر ہو جو عادۃ معتاد ہے
پھر انبیا علیہم السلام سے دعوی نبوت کے آگے جو خوارق عادات ظاہر ہوتے ہین جیسا کہ ابر نے ہمارے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا اور درخت اور پتھر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور کہا السلام علیک
یا رسول اللہ اور اسکے مانند تو یہہ کرامات ہین کیونکہ انبیا کی ولایت اولیاے امت کی ولایت سے
سو مرتبہ زیادہ ہے اور بھی یہہ امر تاسیس نبوت ہے اسکو ارہاص کہتے ہین اور معجزہ اور سحر مین
بچند وجوہ فرق ہے پہلی وجہ سحر اور اسکے مانند اشیا لا محالہ حد اعجاز کو نہین پہنچ سکتے جیسے دریا
شق ہونا اور مردہ کا زندہ کرنا اور گنگے اور کوڑی کا چنگا کرنا اور حیوان و درخت اور پتھر کا بات
کرنا وغیر ذلک یہہ مذہب تمام عقلا کا ہے کہ سحر حد کمال کو پہنچا کر کرامت ہے محال ہے چہ جائیکہ
غایت کمال خرق کو جو معجزہ ہے پہنچے اس صورت مین سحر معجزہ سے مشتبہ نہین ہو سکتا دوسری وجہ
سحر کا معارضہ اور اسکا دفع اسکے مثل سے یا دوسرے طور سے ہو سکتا ہے بخلاف معجزہ کے کہ اسکا
معارضہ اور دفع اصلا کسی وجہ سے ممکن نہین تیسری وجہ سحر نبوت کے دعوی سے مقرون نہین
ہو سکتا کیونکہ اسکے کہ ساحر کی تصدیق خرق عادت کے ظاہر کرنے سے اللہ پر محال اور ممتنع ہے ورنہ
کاذب صادق سے ممتاز نہو اور حق باطل سے تمیز نہ پاوے حالانکہ رسولون کے ارسال سے خلق کی ہدایت
اور حق کا اظہار اور باطل کا دور کرنا مدعا ہے چوتھی وجہ اعمال خبیثہ اور شعبدہ بازی سے سحر حاضرین کے
پاس ظاہر صورت مین خرق عادت متخیل ہوتا ہے بخلاف معجزہ کے کہ ان تمام امور سے خالی ہے اور حاضر
و غائب سبکے لئے ایکسان ہوتا ہے و نیز جاننا چاہئے کہ موجودات مین بالذات موثر اور متصرف
بالضرور حضرت تعالی ہے اوس کے سوا کوئی نہین اور اللہ کا فعل یا دایمی اور اکثری ہے اسکو افعال
عادیہ کہتے ہین یا جسکا وقوع کمتر ایک دو بار واقع ہو اوسے فعل نادر کہتے ہین اگرچہ بخلاف عادت
ہو اور اگر عادت خرقا ہو تو اسکو خرق عادت کہتے ہین اور اسکے چار قسم ہین معجزہ اور کرامت

اور معونت اور استدراج قسم آخیر مین بحسب صورت سحر اور شعبدہ داخل ہے کسواسطے کہ فرق عادت کے مشابہ ہے اور جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالی بندون کے دلون مین ابتدا اگر باواسطہ معرفت اور ایمان پیدا کرنے پر قادر ہے جیسا ملایکہ اور پیغمبرون کے دلون مین پیدا کیا لیکن سنت الہی ایسی جاری ہے کہ رسولون کو سب بندون کی طرف بھیجتا ہے تاکہ دین کے معالم اور احکام تکلیفات پہچانین اور یہہ رسول اللہ اور بندون کے درمیان واسطہ ہوتا ہے کہ اللہ کی شناسائی اور اسکے احکام کی معرفت دلائل اور جائز ہے کہ یہہ واسطہ غیر بشر سے ہو جیسے فرشتے انبیا کے ساتھ اور جایز ہے کہ یہہ واسطہ جنس بشر سے ہو جیسے انبیا اپنے امتون کے ساتھ اور اسمین عقلا کوئی مانع نہین بلکہ عقل سلیم اسکی تجویز کرتی ہے اور جب دلیل عقلی اسکو جائز رکھے اور انبیا معجزات کے ساتھ آئے جو اُنکے صدق پر دلالت کرتے ہین تو جو کچھ انبیا لیکر آئے ہین ان تمام کی تصدیق کرنا واجب ہے کیونکہ معجزہ مع التحدی نبی سے صادر ہونا قایم مقام اللہ کے قول کے ہے صدق عبدی فاطیعوہ واتبعوہ اور بھی بکلام مجرد کہتا ہے اسکے صدق پر اوسکا معجزہ شاہد ہے اور معجزہ کو اسلئے معجزہ کہتے ہین کہ خلق اسکے مثل لانے سے عاجز ہوتے ہین اور معجزہ کی دو نوع ہین پہلا نوع جو بشر کی قدرت مین ہے لیکن اس سے عاجز ہین اور اس سے عاجز ہونا اللہ کا فعل ہونیکی دلیل ہے اور نبی کی راستی پر دلالت کیا جیسا موت کی آرزو کرنا آیۂ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین مین جب موت کی تمنی سے باوجود قدرت کے عاجز ہوے تو معلوم ہوا کہ وہ اللہ کے پاس سے ہے اور اُسنے نبی کے صدق پر دلالت کی دوسری نوع جو بشر کی قدرت سے خارج ہو جیسا مردہ کا زندہ کرنا اور عصا سانپ ہو جانا اور ناقہ پتھر سے نکلنا درخت اور جماد اور حیوانات کا بات کرنا اور پانی انگلیون کے درمیان سے نکلنا وغیر ذلک معجزات جس سے بشر اُسکے مثل لے آنے سے عاجز ہے اور جب نبی ان معجزات خارق عادات سے کوئی ایک معجزہ لے آوے تو معلوم ہوا کہ یہہ اللہ کے پاس سے ہے اور اللہ اسکو اپنے نبی کے ہاتھ پر ظاہر کیا تاکہ اسکے صدق پر حجت ہووے پھر موسی علیہ السلام جب معجزات روشن لائے اور فرعون اور اسکے گروہ پر بارہا ظاہر ہوئے تو کہا الا بجز عناد و ہٹ دھرمی کے اور کچھ نہین

یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ نکالا چاہتا ہے تمکو تمہارے ملک سے یعنی اے قبط ملک مصر سے موسیٰ تمکو نکالنا چاہتا ہے فرعون نے یہہ بات سنکر کہا فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۔ اب کیا مشورت دیتے ہو یعنی موسیٰ کے باب مین کیا تدبیر کرون تم کیا مشورت دیتے ہو یہہ قول فرعون کا ہے اور فاشرط مقدر کے لئے ہے گویا تقدیر یہہ ہے جب ایسا حال ہے پھر تم موسیٰ کے باب مین مجھے کیا مشورہ دیتے ہو یا یہہ قول سردار قوم کا ہے جب فرعون نے کہا یرید ان یخرجکم من ارضکم تو بطریق جواب فرعون کو بولے ہمکو کیا فرماتا ہے تاہم اسکو کرین یا انکے سردار بطریق تبلیغ اپنے تابعین کو بولے بقرینۂ سیاق قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ بولے ڈھیل دے اسکو اور اسکے بھائی کو یعنی ان دونون کے کام مین ڈھیل کر شتابی مت کر شتابی مغفرت بخشیگی ارجہ رجاء سے لغت مین بمعنی تاخیر ہے ابن عباس نے کہا ارجہ اخرہ یعنی ڈھیل دے قتادہ نے کہا احبسہ یعنی اسکو قید کر ارجہ مین چھے قراءت مشہور متواتر ہین وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ۔ اور بھیج پرگنون مین نقیب بدائن جمع مدینہ کی ہے مراد اس سے مصر کے پرگنے ہین حاشرین جمع حاشر کی ہے بمعنی جامع یعنی فراہم کرنے والے اور حاشرین صفت ہے موصوف محذوف کی تقدیر اسکی رجالًا حاشرین ہے یعنی لوگ جو ساحرون کو تمام پرگنون سے مصر کے اکٹھا کرنے والے ہین حاصل معنی آیت کی یہہ ہین فرعون کے اُمرا نے اوس سے کہا ان پرگنون کی طرف تیرے پیادون کو بھیج تاکہ وہان کے جادوگرون کو فراہم کرکے لاوین وہان بڑے جادوگر استاد ہین اگر موسیٰ انپر غلبہ کرگیا تو وہ سچا ہے ہم سب اسکے تابع ہون گے اگر وہ موسیٰ پر غالب آوین تو ہم جانینگے کہ موسیٰ جادوگر ہے اسی واسطے بولے کہ یَاْتُوْكَ کہ لاوین تجھ پاس یعنی وہ پیادے نقیب تجھ پاس لاوین یہہ جواب شرط ہے بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ہر جادوگر دانا کو یعنی فن جادوگری مین ماہر استاد جو موسیٰ کے برابر یا اوس سے زیادہ ہو ساحر کو حمزہ اور کسائی اور خلف سَحَّارٍ پڑھتے ہین بصیغہ مبالغہ باقی قرّاء ساحر بصیغہ اسم فاعل پڑھتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن اسحٰق اور سدی کہتے ہین جب فرعون نے خدا تعالیٰ کی قدرت و بادشاہت عصیٰ مین دیکھا تو کہا ہم موسیٰ سے لڑائی نکر سکینگے مگر یہہ کہ موسیٰ ہی کے زمرہ کے لوگ

ربع الحزب

یعنی بنی اسرائیل ہمراہ لیکر مقابلہ کیا جاوے پھر بنی اسرائیل سے چند لڑکون کو لیکر غوطہ شہر کو بھیجا کہ انکو سحر سکھاوین سو وہان کے جادوگرون نے لڑکون کو بڑا سحر سکھایا اور موسیٰ کو فرعون نے ایک میعاد مقرر کی تھی اس دن فرعون نے سرہنگون کو بھیجکے ان لڑکون کو جو سحر سیکھے تھے انکے معلمون کے ساتھ بلوایا پھر معلمون سے پوچھ تمنے کیا سکھایا ہے انھون نے جواب دیا کہ انکو ہم نے ایک سحر سکھایا ہے کہ روے زمین کے جادوگر اس سے مقابلہ کر سکین مگر یہہ کہ امر آسمانی ہو تو اسکے ساتھ انکو مقابلہ نہین پھر فرعون نے اپنی مملکت مین سرہنگون کو بھیجا کہ کسی ساحر کو نہ چھوڑین سب کے سب حاضر کرین یہہ امر دلالت کرتا ہے کہ اس زمانہ مین جادوگری بکثرت تمام رواج و شہرت رکھتی تھی یہان سے متکلمین کہتے ہین کہ خدا یتعالی ہر نبی کا معجزہ اس جنس سے کرتا ہے کہ اسکے زمانہ مین غلبہ رکھتا ہو اور جب موسیٰ کے زمانہ مین سحر کا غلبہ تھا تو معجزہ موسیٰ کا صورت مین سحر کے مشابہ ہوا اگرچہ حقیقت مین اس سے متباین تھا اور جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ قریش پر فصاحت و بلاغت غالب تھی تو اول حال سے قیامت تک قرآن مجید معجزہ ٹھہرا جو غایت فصاحت و بلاغت مین ہے اور قرآن کا معجزہ بہت وجوہ سے ہے از انجملہ اسکے ایک اعجاز حد غایت فصاحت و بلاغت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سب طرح کے ہین قولی اور فعلی سماوی اور ارضی ناطق و صامت اور سائل و جامد بکثرت بسیار جسکا شمار نہین ہو سکتا اور اولیاے امت مرحومہ کے ہاتھ پر جو کرامات ظاہر ہوئے ہین فی الحقیقت وہ حضرت کے معجزات سے ہین جاننا چاہئے کہ فرعون نے جن جادوگرون کو جمع کیا وہ کتنے لوگ تھے اسمین مفسرین کا اختلاف ہے مقاتل نے کہا بہتر تھے دوقبط سے وہ قوم کے سردار تھے اور ستر بنی اسرائیل سے کلبی نے کہا جنھون نے تعلیم دی وہ دو مرد مجوسی تھے نینوی کی بستی کے لوگون سے وہ سردار تھے انکے سوا ستر تھے کعب الاحبار نے کہا بارہ ہزار تھے ابن اسحق نے کہا پندرہ ہزار محمد بن المنذر نے کہا اسی ہزار سدی نے کہا ستر ہزار سے کچھ زیادہ تھے قوم کا سردار شمعون تھا بعضے کہتے ہین یوحنا تھا ابو سامہ نے کہا ستر ہزار ساحر تھے ایک روایت مین اسی ہزار آیا ہے قاسم بن ابی بزہ نے کہا فرعون کے ساحر ستر ہزار تھے

جو ستر ہزار رسی اور ستر ہزار لاٹھی ڈالے محمد بن کعب نے کہا پیادہ جنکو اللہ تعالیٰ نے مارا اسی ہزار مسلمان تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جادوگر ستر آدمی تھے وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ اور آئے جادوگر فرعون پاس یعنی جب سب جمع ہوے اور فرعون کے پاس آئے قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ بولے ہماری کچھ مزدوری ہے اگر ہم غالب ہون یعنی اگر ہم موسیٰ پر غالب ہوین تو ہمکو کچھ بدل اور بخشش ملیگی یہہ کلام مستانف ہے گویا سایل کے جواب مین ہے پوچھا کہ جادوگرون نے آنے کے بعد کیا کہا ان کو اہل حجاز اور حفص ایک ہمزہ سے پڑھتے ہین بروجہ اخبار اور ایجاب مزدوری یا بطریق استفہام بحذف ہمزہ باقی کے قراء ہمزہ استفہام ثابت رکھکر پڑھتے ہین قَالَ نَعَمْ بولا ہان یعنی فرعون انکو بولا تمکو اجرت اور بخشش ملیگی وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ اور تحقیق تم البتہ مقربین سے ہو یعنی تمکو میرے پاس بلند مرتبہ ہوگا بخشش کے ساتھ حاصل معنی یہہ ہین فرعون نے جادوگرون کو کہا فقط تمکو اجرت پر نہین ٹالونگا بلکہ اسپر زیادہ کرونگا اور وہ زیادتی تمکو اپنے نزدیک رہنے سے کرونگا کلبی نے کہا معنی یہہ ہین تم میرے پاس پہلے داخل ہونے والون مین اور آخر نکلنے والون مین رہوگے یہہ جملہ معطوف ہے مقدر پر جسکا قایم مقام نعم ہے اور زیادت ہے جواب مین انکی تحریص کے واسطے جاننا چاہئے کہ ان آیات مین عقلمندونکو تنبیہ ہے دقایق پر تاکہ جھوٹے بے وقوفون کے اباطیل و اکاذیب پر فریفتہ نہون قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ بولے یعنی جادوگر اے موسیٰ یا تو ڈال یعنی اپنے عصا کو ڈال وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ یا ہم ڈالین یعنی لکڑی اور رسی جو ہمارے ساتھ ہین اسکو ڈالین اس آیت مین ایک لطیفہ دقیق ہے وہ یہہ کہ جادوگرون نے موسیٰ کا ادب کیا اپنے پر موسیٰ کو چوبکے ڈالنے مین تقدیم کی اسواسطے خدا تعالیٰ اپنے نبی کے ساتھ ادب سے پیش آنے سے انکو ایمان اور ہدایت دی اور جب وہ پہلے ادب کو کام کیا اور اپنی دل کی رغبت جو پہلے ڈالنے مین تھی ایما کیا تو قَالَ کہا یعنی موسیٰ نے ادب سے کہا اَلْقُوْا تم ڈالو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کرم سے کہ خلق انبیا ہے انکو مقدم کیا اور کہا کہ تمہین ڈالو فَلَمَّآ اَلْقَوْا پھر جب ڈالا یعنی ساحرون نے اپنی رسیان اور جب دستی ڈالدین

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ جادو کر دیا لوگون کے آنکھون پر یعنی اس خیال ملع کی حقیقت کی ادراک سے
خلق کی آنکھین پھیر دین اس سے مراد نظر بندی ہے یہان سے سحر اور معجزے مین فرق معلوم ہوا
سحر وہ ہے کہ ایک چیز کی ادراک سے لوگ کی آنکھین پھیر دین یہہ محض خیال ہے دیکھنے والے کے
آنکھ مین اور شئی مسحور علی حالہ اپنی حقیقت پر ہے بخلاف معجزہ کے وہ ایک شئی کو اسکی حقیقت
سے پھیر دیتا ہے جیسا موسی کا عصا اژدھا بنگیا وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ اور انکو ڈرایا یعنی ساحرون
نے سحر کے کام سے لوگون کو ڈرایا اور ہیبت ناک کیا اَسْتَرْهَبَ ایا بمعنی ارہبوا ہے یعنی لوگو نکو ڈرایا
یہہ سیبوید کا قول ہے یا یہہ معنی ہے لوگون کو ڈرانا چاہا یہہ زجاج کا قول ہے اس قول پر معنی یہ ہین کہ
اپنے باپ پر ہین وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ اور لائے بڑا جادو یعنی ساحرون نے بڑا جادو دکھلایا
موٹی موٹی رسیان اور لمبی لمبی لکڑیان پھینکین فی الفور وہ پہاڑون کے مانند سانپ ہو کر تمام جنگل
بھر گیا ایک سانپ دوسرے پر بل کھانے لگا کہتے ہین کہ ساحرون نے رسیون کو پارہ لگایا تھا
اور لکڑیون کے اندر بھی پارہ ڈالدیا تھا زمین پر جبکہ انکو پھینکدی اور آفتاب کی گرمی انکو پہنچی تو
سانپون کی طرح ایک پر ایک بل کھانے لگین لوگ انکو سانپ خیال کرتے تھے اور کہتے ہین وہ
میدان جو عرض وطول مین ایک ایک میل تھا سب سانپون سے بھر گیا محمد بن اسحق نے کہا پندرہ ہزار
ساحر صف باندھے تھے ہر ساحر کے پاس انکی رسی اور لکڑی تھی موسی علیہ السلام اپنے بھائی کے ساتھ
اپنا عصا ٹیکتے ہوے نکلے اور وہان آئے فرعون مع امرا اپنی مجلس مین بیٹھا تھا تب ساحرون نے
موسی سے کہا یا تو تم ڈالو یا ہم پہلے ڈالین موسی بولے تم ڈالو پھر انکی رسیان اور لکڑیان بھر
ڈالنے کے سانپ نظر آنے لگین انھون نے اپنے سحر سے موسی اور فرعون کی نظر بندی کی پھر
تمام لوگونکی وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ اور ہمنے وحی کی موسی کو کہ تو ڈالدے
اپنا عصا پس موسی علیہ السلام نے بموجب حکم حق تعالی کے اپنا عصا ڈالدیا تو وہ بڑا سانپ
بنگیا اور افق سب سانپون سے بھر گیا تھا فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ تبھی وہ لگا نگلنے مَا يَاْفِكُوْنَ
جو سانگ وے بناتے تھے یعنی جو کچھ ساحر بناتے تھے اور فریب کرتے تھے اسکو نگلنے لگا

افک کے اصل معنی ایک چیز کو اصل صورت سے پھیر دینا اسی سے افاک ہے کذاب کو کہتے ہیں تلقف کو حفص نے یہاں اور تمام قرآن میں سکون لام اور تخفیف قاف سے پڑھا ہے ثلاثی مجرد کا صیغہ اور باقی قرا فتح لام اور تشدید قاف سے پڑھے ہیں باب تفعل سے اس کا اصل تتلقف تھا دو تا سے جس سے ایک تا تخفیفاً حذف کیا گیا ابن زید نے کہا سب لوگ اسدن سکندریہ میں جمع ہوئے تھے سانپ کی دم دریا کے درے تھی اور منہ کھولا اسی ہاتھ تھا معلوم کرنا چاہئے کہ جو کچھ ساحر سحر سے باندھتے تھے اسکو اژدہا نگل جاتا تھا انکی سب رسیاں اور لکڑیاں ایک ایک کر کے نگل گیا تب نظارے والوں کی طرف منہ کیا سب گھبرائے خلق کا بڑا اژدحام ہوا پچیس ہزار آدمی اس دہشت سے مرے موسیٰ علیہ السلام نے اسکو ہاتھ میں اٹھا لیا تو وہ عصا ہو گیا جب ساحروں نے اسکو دیکھا تو پہچانا کہ یہہ امر آسمانی ہے بشر کی قدرت و طاقت سے باہر ہے سب نے موسیٰ کو سجدہ کیا اور بولے ہم رب العالمین پر ایمان لائے اسی کے ظہر اس آیت کا اشارہ ہے وَقَعَ الْحَقُّ تب ثابت ہوا یعنی موسیٰ جو حق لے آئے تھے وہ ظاہر ہوا وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ اور باطل ہوا جو وہ کرتے تھے یعنی ساحروں کا سحر و معارضہ باطل اور غلط ہوا وجہ بطلان کی یہہ ہے ساحر بولے اگر موسیٰ کا فعل وہ سحر ہوتا تو ہماری رسیاں اور لکڑیاں باقی رہتیں جب وہ سب خالی ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یہہ کام اللہ کے حکم اور قدرت سے ہے فَغُلِبُوا هُنَالِكَ تب مغلوب ہوئے اس جگہہ یعنے فرعون اور اسکی قوم مغلوب ہو گئی اور موسیٰ غالب ہوئے وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ۝ اور پھر ذلیل ہو کر یعنی ذلیل اور مقہور ہوئے یا معنی یہہ ہیں شہر کو گئے ذلیل خوار ہو کر انقلاب بمعنی رجوع حقیقت ہے اور بمعنی صیرورت مجازاً ہے صاغرین حال واقع ہوا ہے وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝ اور ڈالے گئے ساحر سجدے میں یعنی ساحروں نے خدا تعالیٰ کی قدرت عظیم دیکھی جسکے مقابلہ میں بشر کو طاقت نہیں اور جانا کہ وہ سحر نہیں تو سب اللہ کے سجدے میں گرے مقاتل نے کہا خدا تعالیٰ نے انکو سجدہ میں ڈالا بعضے مفسرین کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے انکو سجدہ کا الہام کیا سو سب سجدہ کے اختیار سے کہا ایسے سجدہ سے سجدہ کئے گویا کسی نے انکو ڈالا ہے واضح ہو کہ جب سجدہ میں گئے اسوقت خدا تعالیٰ نے انکو اپنی معرفت اور ایمان کا الہام کیا سو قَالُوا آمَنَّا

بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ بولے ہم ایمان لائے جہان کے صاحب کو اسوقت فرعون نے انکو کہا کہ مجھے
رب العالمین کہتے ہو انہون نے کہا نہین بلکہ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ جو صاحب موسیٰ اور ہارون
کا ہے یہہ جواب ہے فرعون کے سوال کا اگر اسکو دفع توہم مین فرعون اور اوسکی قوم کے لین تو
بھی جایز ہے یہہ عطف بیان ہوگا رب العالمین سے قاسم بن ابی بزہ نے کہا خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو
وحی بھیجی کہ عصا پھینک پھر وہ اژدہا ہوگیا انکے رسیان اور لکڑیان کو نگلنے لگا اسوقت ساحرین
سجدہ مین ڈالے گئے پھر وہ سجدے سے اپنے سر نہ اٹھائے کہ بہشت اور دوزخ اور ثواب اسکا دیکھنے لگے
سعید بن جبیر نے کہا ساحرین سجدے مین تھے دیکھا اپنے گھر بہشت مین تیار ہو رہے ہین اور اعمش نے
کہا جب ساحر سجدہ مین گئے جنت انکے واسطے بلند ہوی جنت دیکھنے لگے قَالَ فِرْعَوْنُ ءَامَنْتُمْ
بِهٖ فرعون بولا تم ایمان لائے اسپر یعنی موسیٰ پر امنتم لصیغہ خبر ایک ہمزہ سے حفص نے اسکو
قرات کی باقی قراء ءَ امنتم دو ہمزہ سے پڑھتے ہین ایک ہمزہ استفہام انکاری ہے توبیخ کیواسطے
قَبْلَ اَنْ ءَاذَنَ لَكُمْ پہلے اس سے کہ مین تمکو حکم کرون اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ
تحقیق یہہ عمل کچھہ مکر ہے کہ مکر کیا تمنے شہر مین یعنی وعدہ گاہ مین آنے سے پہلے شہر مین تمنے موسیٰ سے کچھ خفیہ سازش
کرلی ہے یہہ کہا کیونکہ فرعون نے موسیٰ کو اسیر ساحر سے بات کرتے ہوے دیکھا چنانچہ سدی نے اپنی تفسیر مین
ابن مسعود اور ابن عباس وغیرہ صحابہ سے روایت کی ہے کہ موسیٰ اور اسیر ساحرین نے باہم ملاقات
کی موسیٰ نے اسکو کہا اگر مین غالب ہوجاؤن تو آیا میرے پر ایمان لاویگا اور مین جو لایا ہون اسپر
شہادت دیگا اسیر نے جواب دیا مین کلکے دن ایسا سحر لاونگا کہ کسی کا سحر اسپر غلبہ نکرے واللہ
اگر تو میرے پر غالب ہو تو تجھ پر ایمان لاونگا اور گواہی دونگا کہ بیشک تو حق ہے اور فرعون
ان دونون کو دیکھتا تھا اسی واسطے کہا ان ہذا لمکر مکرتموہ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا کہ نکالین یہان
سے اسکے لوگون کو یعنی قبطیون کو شہر مصر سے نکالین اور یہہ ملک تمکو اور بنی اسرائیل کو ملجاوے
معلوم کرنا چاہیئے کہ جب یہہ معجزہ ظاہر صادر ہوا اور ساحر سب ایمان لائے تو فرعون نے
عوام قبطیون کو ایمان سے باز رکھنے کیواسطے یہہ دو شبہے کان مین ڈالے پہلے یہہ کہ انکو

معلوم کرایا کہ ساحرون کا ایمان موسی کے معجزہ کی سازش سے ہوا دوسرا غرض انکی اس حیلہ سے قبطیون کو شہر مصر سے نکالنا اور انکا ملک قبضہ کرلینا ہے اور معلوم ہے کہ مفارقت وطن کی بہت شاق ہوتی ہے پس ان دو شبہون سے اسکی غرض قبطیون کو ثابت رکھنا اور موسی کی عداوت انکے دل مین ڈالنی ہے پھر انکی وعید و تہدید کے واسطے اپنی قوت و قدرت معلوم کرنے کو کہا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ سو اب تم جانوگے یعنی مین کیا سزا دیتا ہون سو معلوم کروگے پھر فرعون نے اس وعید و تہدید کی تشریح مین کہا لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ مین کاٹونگا تمھارے ہاتھ اور پانون مخالف طرف سے یعنی ہر ایک کے داہنے ہاتھ اور بائین پانون کو کاٹونگا ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ پھر سولی چڑھاونگا تم سب کو یعنی نیل کی ندی کے کنارے تم سب کو سولی چڑھاونگا تاکہ تم فضیحت ہون سدی نے کہا فرعون نے ساحرون کو قتل کیا اور انکے ہاتھ اور پانون کاٹے جیسا کہا تھا ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ اول بار جس نے سولی چڑھائی اور ہاتھ اور دوسرے طرف کے پانون کاٹے وہ فرعون تھا سعید بن جبیر نے کہا پہلے زمین پر جس نے ہاتھ اور پانون مخالف طرف سے کاٹے اور پہلے سولی چڑھائی وہ فرعون تھا قَالُوْٓا بولے یعنی جب فرعون نے ساحرون کو قتل کا وعدہ دیا تو اسکے جواب مین بولے اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۔ بیشک ہمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے یعنی موت کے بعد کسی وجہ سے بھی ہو اپنے پروردگار کے طرف جانا ہے سو آخرت مین سب اسیکے طرف پھر جاوینگے وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا اور نہین عیب پکڑتا تو اے فرعون ہم سے مگر یہہ کہ ہمنے مانین اپنے رب کی نشانیان جب ہمکو پہنچین وَمَا تَنْقِمُ کی معنی عیب نہین کرتا انکار نہین کرتا ناپسند نہین کرتا بیر نہین رکھتا عطا نے کہا معنی یہہ ہین تیرے پاس ہمارا کوئی گناہ نہین جسپر ہمکو عذاب دے پھر ساحرون نے فرعون سے منہہ پھیرا کر اللہ کی طرف رجوع کیا اور فرعون کے عذاب سے صبر چاہا اور کہا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا اے رب ڈال ہمپر صبر تنوین مبرًا مین تنکیر کیواسطے ہے یعنی صبر کامل اور پورا

۹۸ وسرد

وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ۝ اور ہم کو مار مسلمان یعنی اپنے نبی موسیٰ کی اطاعت مین مار یا معنی یہ ہین
دین اسلام پر جو دین ابراہیم خلیل کا ہے ہماری روح قبض کر عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن
المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ ساحر ستر مرد تھے
صبح کو ساحر تھے شام کو شہید ہوئے ایک روایت مین ہے اول نہار مین ساحر تھے اخر نہار مین جب
قتل ہوئے تو شہید ہوئے قتادہ نے کہا ساحر دن کے شروع ساحر تھے دن کے ختم ہوتے ہوتے شہید تھے عبید بن عمیر اور ابن
جریج سے بھی ایسا ہی منقول ہے وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اور بولے سردار قوم فرعون کے یعنی قوم فرعون کے سردار جو اشراف ع
فرعون کو بولے اَتَذَرُ مُوسٰى وَقَوْمَهٗ کیون چھوڑتا ہے موسیٰ کو اور اسکی قوم کو یعنی بنی اسرائیل کو لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ
کہ فساد کرین زمین مین فساد مصر مین کرنے سے مراد یہ ہے کہ خلق کو فرعون کی طرف سے پھیر دین اور اسکی مخالفت کیطرف بلا دین
اسی کے طرف اشارہ فرماتا ہے وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ اور چھوڑ دیوے تجھکو اور تیرے بتونکو
یعنی تیری عبادت اور تیرے بتون کی عبادت کو موقوف کرے آلہہ جمع الہ کی ہے معبود کے معنی سے
عامہ قرا اسکو وَاٰلِهَتَكَ جمع کے صیغہ سے پڑھتے ہین بمعنی معبودانک ابن عباس نے کہا اس سے بت
مراد نہین بلکہ آلہہ بمعنی تعظیم ہے یعنی چھوڑ دین تیری تعظیم اسکو عبد بن حمید نے روایت کی ہے حسن
الہتک کو جمع کے صیغہ سے پڑھین اس سے بت مراد لین تو اسوقت اضافت اسکے فرعون کی طرف ہے اسلئے کہ فرعون
بتون کی پرستش کرتا تھا یا یہہ کہ فرعون نے قوم کے لئے بت بنا دیا اور اسکے پوجنے کا حکم کیا اسلئے
ادنی ملابست سے نسبت پرستش کی فرعون کیطرف ہوئی حسن بصری کہتے ہین کہ فرعون کو چند
معبود تھے مخفی انکی پرستش کرتا تھا ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اسکو خانہ تھا اسکے گلے مین
لٹکا ہوا اسکو سجدہ کرتا تھا بغوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ فرعون کو گائی تھی
اسکی پرستش کرتا تھا اور کوئی خوبصورت گائے دیکھتا تو لوگون کو اسکی پرستش کا حکم کرتا اسی واسطے
سامری نے انکے لئے گوسالہ بنا دیا تھا سدی نے کہا فرعون نے قوم کے واسطے بت بنائے تھے
انکو حکم کرتا تھا کہ پوجا کرین اور کہتا تھا مین تمھارا اور ان بتونکا بھی رب ہون اسی واسطے بولا
اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى یعنی مین تمھارا رب بلند ہون ابن الانباری نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما رویت عائشہ سے